بھارت 2004

حوالہ جاتی سال نامہ

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان نئی دہلی

بھارت 2004

حوالہ جاتی سال نامہ

قومی کونسل برائے فروغِ اُردو زبان
وزارت ترقی انسانی وسائل (حکومت ہند)
ویسٹ بلاک- I، آر کے پورم، نئی دہلی-110066

Bharat 2004

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

سنہ اشاعت : جولائی، ستمبر 2004، شک 1926
پہلا اڈیشن : 300
قیمت : -/250
سلسلہ مطبوعات : 1181
ٹائپ سیٹنگ : ملٹی لنگول سولیوشنز، R-201/10، رمیش پارک، لکشمی نگر، نئی دہلی۔110092

ISBN: 81-7587-074-5

ناشر : ڈائرکٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک۔1، آر کے پورم، نئی دہلی۔ 110066
طابع : لاہوتی پرنٹ ایڈس، جامع مسجد، دہلی۔110066

پیش لفظ

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے اردو ذریعۂ تعلیم کو استحکام دینے کی غرض سے مختلف قدم اُٹھائے ہیں۔ ان میں نصابی کتب کی بروقت فراہمی اور عصری علوم کی اردو میں منتقلی سب سے اہم ہیں۔ بھارت 2004 کی اشاعت اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

بھارت 2004 کی اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ اردو زبان میں بھارت کے بارے میں معتبر اور جامع معلومات اس طرح فراہم کی جائیں کہ اردو قاری مختلف علوم کے تمام اہم گوشوں تک نہ صرف رسائی پا سکے بلکہ ان کا درک بھی وہ حاصل کر سکے۔ بھارت کی تمام ریاستوں اور مرکزی علاقوں کے سیاسی، سماجی، ثقافتی، اقتصادی، تجارتی، صنعتی اور لسانی منظرنامے کو اس کتاب میں معتبر اعداد و شمار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

بھارت کے بارے میں معلومات عامّہ کا یہ خزانہ تیسری مرتبہ اردو میں پیش کیا جا رہا ہے جس کے توسط سے اردو قاری چاہے وہ بھارت میں رہتا ہو یا بھارت کے باہر، تقریباً ان تمام سوالات کے جوابات حاصل کر سکے گا جو وقتاً فوقتاً بھارت کے متعلق اس کے ذہن میں اُٹھتے رہے ہوں گے۔ مرکزی اور صوبائی ملازمتوں کے مقابلہ جاتی امتحانات میں حصہ لینے والے اردو طلبہ و طالبات کے لیے تو یہ کتاب انتہائی ممد و معاون ثابت ہوگی۔

یہ کتاب بھارت سرکار کے پبلی کیشن ڈویژن کی جانب سے شائع کی جانے والی بھارت 2004 کو پیش نظر رکھ کر بھارت 2002 جو پہلی دفعہ اُردو میں شائع کی گئی تھی، میں حک و اضافہ کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ تمام معلومات کو بلا کم و کاست تسلسل اور روانی کے ساتھ بامحاورہ اردو ترجمہ کے وسیلے سے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے اور ترجمے کی زبان آسان اور رواں دواں ہو۔ اس کوشش میں ہمیں کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ہے اس کا فیصلہ کتاب کے مطالعے کے بعد قارئین ہی کر سکتے ہیں۔ جہاں تک قومی کونسل کا تعلق ہے اس کی جانب سے سال بہ سال تازہ ترین معلومات پر مشتمل ترمیمات اور اضافوں کے ساتھ اس سلسلے کو جاری رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔

قومی اردو کونسل جناب شریف الحسن نقوی، جناب سید ظفر الاسلام، جناب اشہر ہاشمی اور محترمہ شگفتہ صدیقی کی شکرگزار ہے جنھوں نے بھارت 2004 کے مختلف ابواب کا ترجمہ کیا۔

قارئین کی جانب سے کتاب کے سلسلے میں مفید تجاویز و آرا کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

(ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ)

ڈائرکٹر

فہرست

1- ملک اور باشندگان ملک	1
2- قومی نشانات	23
3- نظام حکومت	27
4- زراعت	59
5- فن اور ثقافت	97
6- بنیادی اقتصادی اعداد و شمار	113
7- کامرس	129
8- مواصلات	150
9- دفاع	168
10- تعلیم	190
11- توانائی	218
12- ماحول	250
13- مالیات	269
14- خوراک اور سد عامہ	322
15- صحت اور خاندانی بہبود	344
16- مکانوں کی تعمیر	372
17- ہندستان اور دنیا	390
18- صنعت	416
19- انصاف اور قانون	459
20- محنت	480
21- عوامی ذرائع ابلاغ	501
22- منصوبہ بندی	531
23- دیہی ترقی	553
24- سائنس اور ٹکنالوجی میں ترقی	570
25- نقل و حمل	613
26- آبی وسائل	639
27- فلاح و بہبود	663
28- نوجوانوں کے امور اور کھیل کود	699

29- ریاستیں اور مرکزی علاقے	711
30- خاص قومی واقعات	856
31- اطلاعات عامہ	905
ضمیمہ	891
بھارت سرکار	891
ممبران پارلیمنٹ	895
لوک سبھا	908

1 - ملک اور باشندگان ملک

بھارت کا شمار دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں ہوتا ہے۔ یہ ملک رنگارنگ ثقافتی ورثے سے مالا مال ہے اور آزادی ملنے کے بعد کے 56 برسوں میں اس ملک نے ہمہ جہت سماجی و اقتصادی ترقی کی ہے۔ اناج کی پیداوار میں اب بھارت خود کفیل ہو چکا ہے اور دنیا کا دسواں صنعتی ملک بھی بن چکا ہے۔ عوام کے مفاد میں قدرتی وسائل کو استعمال کرنے کے لیے بیرونی خلا تک رسائی حاصل کرنے والے ملکوں میں بھارت کا چھٹا مقام ہے۔ اس ملک کا رقبہ[1] 32,87,263 مربع کلومیٹر ہے جو کہ ہمالیہ کی بلند و بالا برف پوش چوٹیوں سے جنوب کے منطقہ حارہ کے مانسونی جنگلات تک پھیلا ہوا ہے۔ دنیا کے ساتویں سب سے بڑے ملک کے طور پر بھارت کو ایشیا میں ایک خصوصی مرتبہ حاصل ہے۔ پہاڑوں اور سمندروں نے اسے جغرافیائی اعتبار سے ایک منفرد مقام دے دیا ہے۔ یہ ملک شمال میں عظیم سلسلہ کوہ ہمالیہ سے جنوب میں پھیلتا ہوا خط سرطان کے گرم علاقہ سے گذرتا ہے اور بحرۂ ہند تک پہنچ جاتا ہے اس کے مشرق میں خلیج بنگال اور مغرب میں بحیرہ عرب ہے۔

بھارت پوری طرح شمالی نصف الارض میں واقع ہے۔ اس کا زمینی رقبہ شمال میں 8°4´ اور 37°6´ ارض البلد، مشرق میں طول البلد 68°7´ اور 97°25´ کے درمیان واقع ہے اور شمال سے جنوب تک 3,214 کلومیٹر انتہائی ارض البلد کے درمیان اور مشرق سے مغرب تک انتہائی طول البلد کے درمیان لگ بھگ 2,933 کلومیٹر ہے۔ اس کی زمینی سرحدیں لگ بھگ 15,200 کلومیٹر ہیں۔ مجموعی زمینی رقبہ کے ساحلوں، جزائر لکش دیپ اور جزائر انڈمان و نکوبار کے ساحلوں کی مجموعی لمبائی 7516.6 کلومیٹر ہے۔

طبعی پس منظر

بھارت سے جن ملکوں کی سرحدیں ملتی ہیں وہ ہیں شمال مغرب میں افغانستان اور پاکستان، شمال میں چین، بھوٹان اور نیپال، مشرق میں میانمار اور مغربی بنگال کے مشرق میں بنگلہ دیش۔ جب کہ سری لنکا کو ایک تنگ سمندری آبنائے بھارت سے جدا کرتی ہے جو کہ پالک اسٹریٹ اور خلیج منار کے ذریعہ عالم وجود میں آئی ہے۔

طبعی پہلو

خاص زمینی رقبہ چار منطقوں پر مشتمل ہے جن کے نام یہ ہیں۔ عظیم پہاڑی منطقہ، گنگا اور سندھ کے میدان، ریگستانی علاقہ اور جنوبی جزیرہ نما۔

ہمالیائی منطقہ لگ بھگ تین متوازی سلسلوں پر مشتمل ہے جن میں بڑے بڑے مرتفع میدان اور وادیاں شامل ہیں۔ ان میں سے کشمیر اور کلّو کی طرف کی کچھ وادیاں بہت زرخیز اور قدرتی مناظر سے بھری ہوئی ہیں۔ ان پہاڑی سلسلوں میں دنیا کی کچھ بلند ترین چوٹیاں واقع ہیں۔ ان پہاڑوں کی بلند ترین سطحوں پر کچھ درّے ہیں جن میں قابل ذکر درّے جیلپ لا اور ناتھولا ہیں جو

---

[1] 31 مارچ 1982 کے عارضی اعداد و شمار کے مطابق

کہ دار جلنگ کے شمال مشرق میں وادی چمبی سے گذرنے والے خاص ہند تبت تجارتی راستہ پر واقع ہیں۔ اور کلپالاء (کنور) کے شمال میں وادی ستلج کا درہ شپکی لا ہے۔ شمال کی کوہستانی دیوار لگ بھگ 2,400 کلومیٹر تک چلی گئی ہے جس کی چوڑائی 240 سے 320 کلومیٹر تک ہے۔ مگر شمال میں بھارت اور میانمار اور بھارت اور بنگلہ دیش کے درمیان پہاڑی سلسلوں کی اونچائی بہت کم ہے۔ گارو، کھاسی، جینتیا اور ناگا پہاڑیاں مشرق مغرب سے گذرتے ہوئے شمال جنوب کی طرف جانے والے میزو اور رکھائن پہاڑیوں (Rkhine Hills) سے مل جاتی ہیں۔

گنگا اور سندھ کے میدان لمبائی میں 2,400 کلومیٹر اور چوڑائی میں 240 سے 320 کلومیٹر تک ہیں۔ ان کی تخلیق تین بڑی دریائی نظاموں کے نشیبی علاقوں سے ہوئی ہے۔ ان علاقوں کو سندھ، گنگا اور برہمپتر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان کا شمار دنیا کی عظیم ترین ہموار زمینوں میں ہوتا ہے اور یہ علاقے کرہ ارض کے انتہائی گنجان آبادی کے علاقوں میں بھی شمار ہوتے ہیں۔ دہلی میں جمنا سے خلیج بنگال تک 1,600 کلومیٹر کے فاصلہ تک بلندی میں صرف 200 میٹر کی ڈھلان ہے

ریگستانی علاقہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک بڑا ریگستان اور دوسرا چھوٹا ریگستان۔ بڑا ریگستان رن آف کچھ کے دہانے سے شروع ہو کر شمال میں لونی ندی پر آگے تک چلا جاتا ہے۔ اس میں پورا راجستھان اور سندھ کی سرحد شامل ہے۔ چھوٹا ریگستان لونی سے شروع ہوتا ہے اور جیسلمیر اور جودھپور کے درمیان سے چل کر شمالی بنجر علاقوں تک پھیلا ہوا ہے۔ بڑے اور چھوٹے ریگستانوں کے درمیان پتھریلی زمین پر مشتمل اور سریا بنجر زمین کا علاقہ پھیلا ہوا ہے جس میں چونے کی چٹانیں ہیں۔

جزیرہ نما کا نشیبی علاقہ گنگا اور سندھ کے میدانوں سے مختلف نوعیت کا ہے جس میں 460 سے 1,220 میٹر تک کی اونچائی کے پہاڑی سلسلے ہیں۔ ان میں قابل ذکر ہیں اراولی، وندھیا، ست پڑا میکالا اور اجنتا۔ اس جزیرہ نما کے ایک جانب مشرقی گھاٹ ہیں جن کی بلندی لگ بھگ 610 میٹر ہے اور دوسری جانب مغربی گھاٹ ہیں جن کی بلندی بعض جگہوں پر 2,440 میٹر تک ہے۔ مغربی گھاٹوں اور بحیرۂ عرب کے درمیان ایک تنگ ساحلی پٹی ہے جب کہ مشرقی گھاٹ اور خلیج بنگال کے درمیان ایک قدرے چوڑا ساحلی علاقہ ہے۔ نشیبی علاقہ کے جنوبی حصہ میں نیلگری کی پہاڑیاں ہیں جہاں مشرقی اور مغربی گھاٹوں کا اتصال ہوتا ہے۔ کارڈیموم پہاڑیوں کو جوان سے آگے واقع ہیں مغربی گھاٹ کی توسیع سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

ارضیاتی ڈھانچہ

ارضیاتی علاقے بڑی حد تک طبعی پہلوؤں ہی کی طرح ہیں جن کو تین علاقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ یہ ہیں ہمالیہ اور اس کے معاون پہاڑوں کا علاقہ، سندھ۔ گنگا میدان اور جزیرہ نمائی ڈھال۔

شمال میں کوہ ہمالیہ اور مشرق میں ناگا۔ لوشائی پہاڑ پر مشتمل علاقے پہاڑ سازی کی تحریک کا حصہ ہیں۔ اس پورے علاقہ میں دنیا کے حسین ترین پہاڑی علاقوں کے مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ 60 کروڑ سال قبل یہ سمندری علاقہ تھا۔ تقریباً سات کروڑ سال قبل اس علاقے میں پہاڑوں کے بننے کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ اور گدلے اور زیریں پرتوں کی چٹانیں اونچی ہوتی چلی گئی تھیں۔ تداخل فصلیں اور کٹاؤ کے عمل نے راحت کا وہ سامان پیدا کیا جو آج نظر آتا ہے۔ انڈو۔ گنگا میدانی علاقے اس سیلابی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو شمال میں ہمالیہ کو جنوب میں جزیرہ نما کے علاقہ سے الگ کرتا ہے۔

جزیرہ نما کہا جانے والا علاقہ قدرے مستحکم ہے اور جہاں زلزلہ وغیرہ شاذونادر ہی آسکتا ہے۔ قرون اولی کی انتہائی تبدیل شدہ چٹانیں جو کہ 380 کروڑ سال قبل تک کی ہیں اس علاقہ میں پائی جاتی ہین باقی ماندہ علاقہ ساحلی علاقہ کی گونڈ وانہ، چٹانوں، دکن ٹریپ سے نکلنے والے لاوے اور نوخیز گاد پر مشتمل ہے۔

ندیاں

بھارت کی ندیوں کو ان چار زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔(i) ہمالیائی ندیاں (ii) جزیرہ نمائی ندیاں (iii) ساحلی ندیاں اور (iv) اندرون ملک نالوں کے نشیبی حصہ کی ندیاں۔

ہمالیائی ندیاں ہمیشہ بھری رہنے والی ہیں کیونکہ عام طور پر انہیں برف پگھلنے سے پانی ملتا ہے اور وہ پورے سال بہتی رہتی ہیں۔ موسم باراں میں ہمالیہ میں بھاری بارش ہوتی ہے اور ندیوں سے زیادہ سے زیادہ پانی کا اخراج ہوتا ہے جس کی وجہ سے سیلاب بھی آجاتا ہے۔ جزیرہ نمائی ندیوں میں عام طور پر بارش کا پانی آتا ہے اس لیے وہ گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں۔ بہت بڑی تعداد میں نالے ایسے ہیں جو ہمیشہ پانی سے بھرے ہوئے نہیں رہتے۔ ساحلی نالے، خاص طور پر مغربی ساحل کے نالے لمبائی میں چھوٹے ہوتے ہیں اور ان کی گزرگاہیں بھی تنگ ہوتی ہیں ان میں سے زیادہ تر نالے غیر دوامی اور اتھلے ہوتے ہیں۔ اندرون ملک جو نالے ہیں ان کی تعداد راجستھان میں بہت کم ہے اور وہ ایک دوسرے سے کافی فاصلہ پر بھی ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر نالے عارضی اور مختصر وقفے کے لیے ہوتے ہیں۔ وہ انفرادی نشیبوں سانبھر جیسی یا کھاری جھیلوں کی جانب بہہ کر جاتے ہیں اور ریت میں اپنے وجود کو گم کر دیتے ہیں کیونکہ سمندر تک ان کے بہاؤ کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ اس زمرہ کی واحد ندی لونی ہے جو رن آف کچھ میں گرتی ہے۔

گنگا کا ذیلی نشیبی علاقہ، وسیع تر گنگا، برہمپتر، میگھنا کے نشیبی علاقہ کا ایک حصہ ہے۔ یہ بھارت کا سب سے بڑا نشیبی علاقہ ہے جس کو ایک ایسے علاقہ سے پانی حاصل ہوتا ہے جو ملک کے مجموعی رقبہ کے لگ بھگ ایک چوتھائی رقبہ کے مساوی ہے۔ اس کی چوحدی طے شدہ ہے۔ اس کے شمال میں کوہ ہمالیہ اور جنوب میں وندھیا کے پہاڑی سلسلے ہیں۔ گنگا بھارت میں اتر پردیش، بہار اور مغربی بنگال سے گزرتی ہوئی بنگلہ دیش میں داخل ہوتی ہے۔ ہمالیہ میں اس کے دو خاص آبی وسائل بھاگیرتھی اور الک نندا ہیں۔ بھاگیرتھی گومکھ کے مقام پر گنگوتری گلیشیر سے نکلتی ہے اور الک نندا الکاپوری سے پہلے واقع ایک گلیشیر سے نکلتی ہے۔ گنگا میں بہت سی ہمالیائی ندیاں مل جاتی ہیں جن میں جمنا، گھاگھرا، گومتی، گنڈک اور کوسی شامل ہیں۔ گنگا کے نظام کی انتہائی مغرب کی ندی جمنا ہے جو یمونوتری گلیشیر سے نکلتی ہے اور الہ آباد میں گنگا سے مل جاتی ہے۔ وسطی بھارت سے شمال کی جانب بہہ کر جمنا/گنگا میں مل جانے والی اہم ندیوں میں چمبل، بیتوا اور سون شامل ہیں۔

شمال مشرقی علاقہ میں مشرق سے مغرب کی جانب بہنے والی ندیاں برہم پتر اور بیرک بین الاقوامی درجہ رکھتی ہیں اور آبی وسائل کی بے پناہ قوت کی حامل ہیں۔

جنوبی جزیرہ نما میں، گوداوری کا نشیبی علاقہ دوسرا سب سے بڑا نشیبی علاقہ (بیسن) ہے۔ جو بھارت کے دس فیصد رقبہ کا احاطہ کرتا ہے جب کہ مہاندی کا نشیبی علاقہ تیسرا سب سے بڑا میدانی حصہ ہے۔ دکن کے بالائی حصہ میں نرمدا ندی کا نشیبی علاقہ ہے جو کہ بحیرۂ عرب کو نکلتا ہے اور جنوب میں کاویری ندی خلیج بنگال میں گرتی ہے یہ تقریباً یکساں حجم کی ہیں حالاں کہ ان کی نوعیت اور شکل میں فرق موجود ہے۔

دو دیگر ندیوں کے علاقے جو کہ چھوٹے ہیں مگر زراعت کے اعتبار سے کافی اہم ہیں شمال میں تاپتی اور جنوب میں پنار ہیں۔ مغربی ساحل کی یہ دونوں ندیاں بڑی اہمیت کی حامل ہیں کیونکہ یہ ملک کے 11 فیصد آبی وسائل رکھتی ہیں اور دس فیصد زمینی رقبہ کو سیراب کرتی ہیں۔

آب وہوا

بھارت کی آب وہوا کو موٹے طور پر گرم مانسونی قرار دیا جاسکتا ہے۔اس ملک میں یہ چار موسم ہوتے ہیں (i) سردی کا موسم (جنوری۔فروری) (ii) (گرمی کا موسم (مارچ۔مئی) (iii) بارش کا موسم (جون۔ستمبر) جوکہ جنوب مغربی مانسون کا موسم بھی کہلاتا ہے۔اور (iv) مانسون کے بعد کا موسم جس کو جنوبی جزیرہ نما میں شمال مشرقی مانسون کے نام سے بھی جانا جاتا ہے (اکتوبر۔دسمبر) بھارت کی آب وہوا کو دو موسمی ہوائیں متاثر کرتی ہیں یہ ہیں شمال مشرقی مانسون اور جنوب مغربی مانسون کی ہوائیں۔شمال مشرقی مانسون کی ہوائیں جن کو عام طور پر جاڑوں کی مانسون کہا جاتا ہے زمین سے سمندر کی جانب جاتی ہیں جب کہ جنوب مغربی مانسون کی ہوائیں جن کو گرمیوں کی مانسون کے نام سے جانا جاتا ہے سمندر سے زمین کی طرف آتی ہیں۔یہ ہوائیں بحیرۂ ہند، بحیرۂ عرب اور خلیج بنگال سے اٹھتی ہیں۔جنوب مغربی مانسونی ہوائیں ملک میں سال بھر ہونے والی بارش لاتی ہیں۔

نباتات

بھارت میں جہاں کا موسم گرم تر سے سرد تر تک ہے، طرح طرح کے پیڑ پودے اور گل بوٹے پیدا ہوتے ہیں۔جن کا مقابلہ بھارت کے حجم کے چند ممالک ہی کر سکتے ہیں۔بھارت کو آٹھ ممتاز نباتاتی منطقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔جن کے نام یہ ہیں۔مغربی ہمالیائی منطقہ، مشرقی ہمالیائی منطقہ، آسام کا منطقہ، سندھ کا میدانی منطقہ، گنگا کا میدانی منطقہ، دکن کا منطقہ، مالا بار کا منطقہ اور جزائر انڈمان کا منطقہ۔

مغربی ہمالیائی منطقہ کشمیر سے کماؤں تک پھیلا ہوا ہے۔اس کا منطقہ معتدلہ چیڑ، پائن، دیگر صف بری اور چوڑے پتوں والے معتدل درختوں کے جنگلوں سے بھرا ہوا ہے۔جب کہ بلندی پر دیودار کے جنگلات، نیلی بلیو پائن اور تناور درختوں کے جنگلات ہیں۔آلپی منطقہ 4,750 میٹر یا اس سے زیادہ بلندی پر واقع منطقہ معتدلہ کی بالائی حد سے شروع ہوتا ہے۔اس منطقہ کے مخصوص درخت اعلیٰ درجہ کے رو پہلے صنوبر، سلور برچ اور جیونیپر ہیں۔مشرقی ہمالیائی منطقہ سکم سے شروع ہو کر مشرق میں دارجلنگ، کرسیونگ اور ان سے ملحقہ علاقہ تک پھیلا ہوا ہے۔منطقہ معتدلہ میں اوک، لارل، میپل روڈوڈینڈران آلڈر اور برچ کے جنگلات ہیں اس منطقہ میں بھی بہت سے کونی فر، جیونی پر اور ڈوارف ویلوز ہیں۔آسام کا منطقہ برہمپتر اور سورما کی وادیوں پر مشتمل ہے جس میں سدابہار جنگل، کہیں کہیں بانس کی جھاڑیاں اور اونچی گھاس پائی جاتی ہے۔سندھ کا میدانی منطقہ پنجاب، مغربی راجستھان اور شمالی گجرات کے میدانوں پر مشتمل ہے۔یہ منطقہ خشک اور گرم ہے اور اس میں قدرتی گل بوٹے پیدا ہوتے ہیں۔گنگا کا میدانی منطقہ سیلابی میدانوں پر مشتمل ہے جہاں گیہوں، گنے اور چاول کی کاشت کی جاتی ہے۔صرف چھوٹے سے رقبہ میں مختلف اقسام کے جنگلات ہیں۔دکن کا منطقہ بھارتی جزیرہ نما کی پوری بالائی زمین پر مشتمل ہے جس میں مختلف قسم کے نباتات ہیں، جھاڑ جھنکاڑ والے جنگلات سے لے کر مخلوط پت جھڑ جنگلات تک شامل ہیں۔اس جزیرہ نما کے مغربی ساحل کے متوازی مالا بار کا مرطوب پہاڑی علاقہ ہے۔جنگلی پیڑ پودوں سے مالا مال ہونے کے ساتھ ہی اس منطقہ میں اہم تجارتی فصلیں بھی ہوتی ہیں۔مثلاً ناریل، سپاری، کالی مرچ، کافی اور چائے، ربڑ اور کاجو۔جزائر انڈمان کے منطقہ میں سرسبزی وشادابی اور پیڑ پودوں کی کثرت ہے جن میں طرح طرح کے سدابہار، مین گرو، ساحلی اور سیلابی جنگلات شامل ہیں۔ہمالیائی منطقہ کشمیر سے اروناچل پردیش تک پھیلا ہوا ہے۔یہ منطقہ نیپال، سکم، بھوٹان، میگھالیہ اور ناگالینڈ کا احاطہ کرتا ہے اور دکن کا جزیرہ نما درنموئی نباتات سے بھرا ہوا ہے ان میں بہت بڑی تعداد میں ایسے پیڑ پودے بھی ہیں جو کہیں اور نہیں پیدا ہوتے۔

بھارت نباتات سے مالا مال ملک ہے۔دستیاب اعداد وشمار کی بنیاد پر طرح طرح کے پیڑ پودوں میں بھارت دنیا کا دسواں اور ایشیا کا چوتھا ملک ہے۔اب تک تقریباً 70 فی صد جغرافیائی علاقہ کا سروے کیا گیا ہے جس میں بوٹینکل (Botanical)

سروے آف انڈیا، کولکاتہ نے 47,000 اقسام کے پودوں کی نشاندہی کی ہے۔ 15 ہزار اقسام کے تو عرقی نباتات ہیں ان میں سے 35 فیصد سے زیادہ ایسے درنموئی نباتات ہیں جو دنیا میں کہیں اور نہیں پائے جاتے۔

کولکاتہ کا بوٹانیکل سروے آف انڈیا، کولکاتہ (بی ایس آئی) اور پورے ملک میں واقع اس کے نو سرکل/فیلڈ آفس ملک کے نباتات کا مطالعہ کر رہے ہیں ساتھ ہی بہت سی یونیورسٹیوں اور ریسرچ اداروں کے ذریعہ بھی یہ کام چل رہا ہے۔

نباتات شناسی مطالعہ کا تعلق نسلیات کے ذریعہ پودوں اور ان کی پیداوار کے استعمال سے ہے۔ ان پودوں کا ایک سائنسی مطالعہ بی ایس آئی نے کیا ہے۔ ملک کے مختلف قبائلی علاقوں میں بہت سے تفصیلی نباتات شناسی مطالعات کئے جاچکے ہیں اور 800 سے زیادہ اقسام کے نباتات کے لحاظ سے اہم پودوں کو مختلف مرکزوں پر جمع کر کے ان کی نشاندہی کی جاچکی ہے۔

زراعت صنعت اور شہری ترقی کے لیے جنگلات کے کاٹے جانے کی وجہ سے بہت سے بھارتی پودے تباہی کے دہانے تک پہنچ چکے ہیں۔ لگ بھگ 1,336 اقسام کے پودوں کے ختم ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو چکا ہے۔ اونچے درختوں کی لگ بھگ 20 اقسام کو بھی خاتمہ کے زمرے میں شامل کیا جا رہا ہے کیونکہ گزشتہ 6-10 دہوں میں انہیں دیکھا نہیں گیا ہے۔ بی ایس آئی ان درختوں کی فہرست سازی ''ریڈ ڈاٹا بک'' نام کے کتابچہ میں تحریر کرتا ہے جن کے وجود کو خطرہ ہے۔

حیاتیات

زولاجیکل سروے آف انڈیا (زیڈ ایس آئی) پر، جس کا صدر دفتر کولکاتہ میں ہے اور 16 علاقائی دفاتر ملک کے مختلف حصوں میں واقع ہیں، حیاتیاتی وسائل کا سروے کرنے کی ذمہ داری ہے۔ طرح طرح کے موسمی اور طبعی حالات کی وجہ سے بھارت میں طرح طرح کے جاندار پائے جاتے ہیں جن کے 89,451 اقسام کی نشاندہی کی جاچکی ہے ان میں سے لگ بھگ 2,577 پروٹسٹا 5,070 اقسام کے صدفی (گھونگھا وغیرہ) 68,389 سے زیادہ اقسام کے بشریاتی 390 اقسام کے دودھ پلانے والے جانور، 1,232 اقسام کے پرندے، 456 اقسام کے رینگنے والے جانور 209 خشک اور تر دونوں میں رہنے والے جانور 119 پروٹوکارڈ ٹا، 1,232 ایوس، 2,546 اقسام کی مچھلیاں اور 8,329 غیر فقری قسمیں ہیں۔

دودھ پلانے والے جانوروں میں لحیم شحیم ہاتھی، ''گور'' یا ہندوستانی ارنا بھینسا (سب سے بڑا موجودہ مویشی) عظیم بھارتی گینڈا، ہمالیائی جنگلی بھیڑیں، سوامپ ڈیر (ہرن) چتی دار ہرن، نیل گائے، چار سینگوں والا بارہ سنگھا، بھارتی بارہ سنگھا یا بلیک بک شامل ہیں۔ درندوں میں باگھ اور شیر، سیاہ چیتے اور سفید شیر وغیرہ بھی پائے جاتے ہیں۔ دودھ پلانے والے جانوروں کی بہت سی اقسام اپنی وضع اور رنگت کے اعتبار سے بے مثال ہیں۔ اس ملک کے کثیر اور رنگ برنگی حیاتیات کے خزانے لاجواب ہیں۔ بہت سے پرندے مثلاً چکور، ہنس، طوطا، بطخ بطخیں، مینائیں، کبوتر دھنیش تیتر مرغیاں اور سنہرے پروں والے پرندے سارس، جنگلات اور مرطوب علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔

دریاؤں اور جھیلوں میں مگرمچھ اور گھڑیال پائے جاتے ہیں، گھڑیال دنیا میں مگرمچھ کی نسل کے واحد جانور ہیں، مشرقی ساحلی علاقہ میں اور جزائر انڈمان نکوبار میں بھی نمکین پانی کے مگرمچھ پائے جاتے ہیں۔ 1974ء میں مگرمچھ کی افزائش نسل کا ایک پروجیکٹ شروع کیا گیا تھا، جس کے نتیجے میں مگرمچھوں کی نسل کو ختم ہونے سے بچالیا گیا۔

عظیم ہمالیائی خطہ میں بہت دلچسپ اقسام کے جانور پائے جاتے ہیں۔ جن میں جنگلی بھیڑ اور بکریاں، مارخور، آئی بکس چھچھوندر ٹاپر شامل ہیں۔ ہمالیہ کی بلندیوں پر پانڈا اور برفانی چیتے بھی پائے جاتے ہیں۔

زراعتی اور رہائشی ضروریات پوری کرنے، ضرورت سے زیادہ جنگلاتی پیڑ پودوں کو استعمال میں لانے، ماحولیاتی کثافت اور ماحولیاتی عدم توازن پیدا ہونے کی وجہ سے اور وبائی امراض سیلاب، قحط، سمندری طوفانوں کی وجہ سے بھی نباتات اور حیاتیات کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ 39 سے زیادہ اقسام کے دودھ پلانے والے جانوروں، 72 اقسام کے پرندوں، 17 اقسام کے رینگنے والے جانوروں، 3 اقسام کے خشکی اور تری دونوں میں رہنے والے جانور دو اقسام کی مچھلیوں، بہت بڑی تعداد میں تتلیوں، دیمکوں اور پتنگوں کو غیر محفوظ سمجھا جاتا ہے اور ان کے وجود کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

آبادی کا پس منظر

مردم شماری

ہندوستان میں مردم شماری 2001 کا کام اپنے آپ میں تاریخی اور نئے دور کا آغاز ہے کیوں کہ یہ 21 ویں صدی اور تیسرے ملینیم میں ہونے والی پہلی مردم شماری ہے۔ اس سے ہمارے ملک میں دستیاب وافر انسانی وسائل، ان کی آبادی، ثقافت اور اقتصادی ساخت کے بارے میں اہم اعداد و شمار کا پتہ چل سکے گا۔

2001 کے لیے مردم شماری کی گنتی کا کام 9 سے 28 فروری 2000 کے دوران کیا گیا۔ اس کے بعد یکم مارچ سے 5 مارچ 2001 تک ترمیمی دور چلا۔ آبادی شمار کا کام جس لمحے سے شروع کیا گیا، اسے یکم مارچ 2001 کو 00.00 بجے مانا گیا ہے۔ سال 1991 تک آبادی کی شماری کی شروعات یکم مارچ کو طلوع آفتاب کے وقت سے کی جاتی تھی۔ ہمیشہ کی طرح بے گھر لوگوں کی گنتی 28 فروری 2001 کی رات سے شروع کی گئی۔

آبادی

یکم مارچ 2001 کو ہندوستان کی آبادی ایک ارب 2 کروڑ 70 لاکھ (53.13 کروڑ مرد اور 49.57 کروڑ عورتیں تھیں) ہندوستان کے پاس 1,357.90 لاکھ مربع کلومیٹر کا ارضی رقبہ ہے۔ جو دنیا کے کل ارضی رقبہ کا محض 2.4 فی صد ہے، پھر بھی دنیا کی 16.7 فی صد آبادی کا بار اسے برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔

20 ویں صدی کی شروعات میں ہندوستان کی آبادی تقریباً 23 کروڑ 84 لاکھ تھی جو بڑھ کر 21 ویں صدی میں ایک ارب 2 کروڑ 70 لاکھ تک پہنچ گئی۔ ہندوستان کی آبادی کا شمار 1901 کے بعد ہر 10 سال کے بعد ہوتا ہے۔ اس میں 21-1911 میں آبادی میں کمی چھوڑ کر ہر 10 سال میں تیزی سے اضافہ درج کیا گیا۔ سال 1901 سے آبادی میں ہوئے اضافے کے اعداد و شمار کو جدول 1.1 میں دکھایا گیا ہے۔

جدول 1.2 میں مختلف ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی آبادی کا منتخب اشاریہ دیا گیا ہے۔ سال 2001-1991 مردم شماری دہے کے دوران کیرل میں سب سے کم 9.42 فی صد آبادی میں اضافہ درج کیا گیا جب کہ ناگالینڈ میں سب سے زیادہ 64.41 فی صد اضافہ درج کیا گیا۔ دہلی میں 46.31 فی صد، چنڈی گڑھ میں 40.33 فی صد اور سکم میں 32.98 فی صد آبادی میں اضافہ ہوا۔ کیرل کے علاوہ تمل ناڈو اور آندھرا پردیش میں بھی 2001-1991 کے دوران آبادی میں اضافہ کافی کم رہا۔ ہریانہ، اتر پردیش، بہار، سکم، ناگالینڈ، منی پور، گجرات، دمن اور دیو اور نگر حویلی وغیرہ کو چھوڑ کر باقی سبھی ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں پہلے کی نسبت 2001-1991 کے مردم شماری دہے کے دوران آبادی اضافے میں کمی آئی۔ ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں آبادی کی فی صد میں جو اضافہ درج کیا گیا وہ ہندوستان کی کل آبادی کا تقریباً 32 فیصد ہے۔

آبادی کا حجم

آبادی کے ارتکاز کا ایک اہم پہلو آبادی کا گھنا پن ہے۔ اس کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے کہ فی مربع کلومیٹر علاقے میں لوگوں کی تعداد کتنی ہے۔ آبادی کا گھنا پن 2001 میں 324 تھا۔

1991-2001 کے درمیان ریاستوں اور مرکز کے زیرِ انتظام علاقوں کی آبادی کے گھنا پن میں اضافہ ہوا ہے۔ اہم ریاستوں میں مغربی بنگال ابھی بھی سب سے زیادہ آبادی والی ریاست ہے۔ یہاں 2001 میں آبادی کا گھنا پن 904 تھا۔ بہار دوسرے نمبر پر ہے، جب کہ آبادی کے گھنے پن کے حساب سے کیرل کا مقام تیسرا ہے۔ باقی ریاستوں اور مرکز کے زیرِ انتظام علاقوں میں آبادی کے گھنے پن کے درجات جدول 1.3 میں دکھائے گئے ہیں۔

صنفی تناسب

صنفی تناسب کو فی ہزار مردوں میں عورتوں کی تعداد کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ ایک مقررہ وقت پر سماج میں عورتوں اور مردوں کے درمیان عام مساوات کی حد کی پیمائش کا ایک اہم سماجی اشاریہ ہے۔ ملک میں یہ تناسب ہمیشہ عورتوں کے خلاف رہا ہے۔ مزید برآں یہ کہ کبھی کبھار کو چھوڑ کر عورتوں کی تعداد میں طویل عرصے تک کمی کا رجحان رہا ہے۔ بیسویں صدی کی ابتدا میں یہ تناسب 972 تھا، اس کے بعد 1941 تک اس میں مستقل کمی آئی۔ صنفی تناسب (1901-2001) کو جدول 1.4 میں دکھایا گیا ہے۔

خواندگی تناسب

سال 2001 کی مردم شماری میں سات سال یا اس سے زیادہ عمر کے اس شخص کو خواندہ مانا گیا ہے جو کسی زبان کو سمجھ کر اسے پڑھ اور لکھ سکتا ہے۔ ایسے شخص کو خواندہ نہیں مانا جائے گا جو صرف پڑھ سکتا ہے لیکن لکھ نہیں سکتا۔ 1991 سے قبل ہونے والی مردم شماریوں میں پانچ سال سے کم عمر کے بچوں کو لازمی طور پر ناخواندہ مانا جاتا تھا۔

2001 کی مردم شماری کے عارضی نتیجوں سے پتہ چلا ہے کہ ملک میں خواندگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ملک میں خواندگی شرح 65.38 فی صد ہے۔ (اس میں 75.85 فی صد مرد اور 54.16 فی صد عورتیں ہیں) خواندگی شرح میں ہو رہی بہتری کو جدول 1.5 میں دکھایا گیا ہے۔

خواندگی کے لحاظ سے کیرل اب بھی سب سے اوپر ہے جہاں خواندگی شرح 90.92 فی صد ہے۔ اس کے بعد میزورم 88.49 فی صد اور لکش دیپ 87.52 فی صد کے ساتھ دوسرے اور تیسرے مقام پر رہے۔ بہار میں خواندگی شرح سب سے کم 47.53 فی صد ہے۔ تھوڑی اس سے زیادہ جھارکھنڈ (54.13 فی صد) اور جموں و کشمیر (54.46 فی صد) میں ہے۔ 94.20 فی صد خواندہ مرد اور 87.86 فی صد خواندہ عورتوں کے ساتھ کیرل کا ملک میں اوّل مقام ہے۔ اس کے برخلاف بہار میں سب سے کم خواندگی شرح درج کی گئی ہے۔ جہاں 60.32 فی صد مرد اور 33.57 فی صد عورتیں خواندہ ہیں۔ ملک کی مختلف ریاستوں اور مرکز کے زیرِ انتظام علاقوں میں مردوں اور عورتوں کی خواندگی شرح جدول 1.6 میں دکھائی گئی ہے۔

جدول 1.1 آبادی 2001-1901

مردم شماری کا سال	آبادی	دس سالہ اضافہ مطلق	دس سالہ اضافہ فیصد	دس سالہ اضافے میں تغیر مطلق	دس سالہ اضافے میں تغیر فیصد	اوسط سالانہ تشریحی اضافہ شرح (فیصد میں)	1991 کے بعد ترقی پذیر اضافہ شرح (فیصد میں)
1	2	3	4	5	6	7	8
1901	23,83,96,327	-	-	-	-	-	-
1911	25,20,93,390	1,36,97,063	5.75	-	-	0.56	5.75
1921	25,13,21,213	-7,72,177	-0.31	-1,44,69,240	-6.05	-0.03	5.42
1931	27,89,77,238	2,76,56,025	11.00	2,84,28,202	11.31	1.04	17.02
1941	31,86,60,580	3,96,83,342	14.22	1,20,27,317	3.22	1.33	33.67
1951[1]	36,10,88,090	4,24,27,510	13.31	27,44,168	-0.91	1.25	51.47
1961[1]	43,92,34,771	7,81,46,681	21.64	3,57,19,171	8.33	1.96	84.25
1971	54,81,59,652	10,89,24,881	24.80	3,07,78,200	3.16	2.20	129.94
1981[2]	68,33,29,097	13,51,69,445	24.66	2,62,44,564	-0.14	2.22	186.64
1991[3]	84,33,87,888	16,30,58,791	23.86	2,78,89,346	-0.80	2.14	255.00
2001[4]	1,02,70,15,247	18,06,27,359	21.34	1,75,68,568	-2.52	1.93	330.80

بحوالہ:- عارضی کل آبادی، 2001 کا پیپر -1، سیریز-1، ہندوستان کی مردم شماری 2001

نوٹ:-

1- ہندوستان کی 51-1941 اور 61-1951 کی مردم شماری میں ''دس سالہ اضافہ'' اور ''دس سالہ اضافہ فیصد'' کے شمار کے وقت 1951 کے لیے ٹیون سانگ ضلع کی آبادی (7,025) اور 1961 کے لیے ناگالینڈ کے ٹیون سانگ ضلع (83,501) اور مون ضلع (5,774) کی آبادی کو شامل نہیں کیا گیا کیوں کہ ان علاقوں میں پہلی بار 1951 میں مردم شماری کرائی گئی تھی اور وہ تقابلی نہیں ہے۔

2- آسام میں خلل کی وجہ سے 1981 میں مردم شماری نہیں کی گئی، اس لیے 1981 کے لیے آسام کی آبادی کے اعداد وشمار کا تعین اوراجی طریقے سے کیا گیا ہے۔

3- جموں وکشمیر میں خلل کی وجہ سے 1991 میں مردم شماری نہیں ہو پائی۔ اس لیے 1991 کے لیے جموں وکشمیر کی آبادی کا تعین اوراجی طریقہ سے کیا گیا ہے۔

4- ہندوستان کی آبادی میں گجرات کے کچھ ضلع، موروی، ملیا، میانہ اور راج کوٹ ضلع کے وانکانیر تعلقہ، جام نگر ضلع کے جودیہ تعلقہ اور ہماچل پردیش کے تمام کنور ضلع کی تخمینی آبادی کو شامل کیا گیا ہے کیوں کہ ان علاقوں میں قدرتی آفات کے باعث 2001 میں مردم شماری نہیں ہو سکی۔

جدول 1.2: ریاستیں اور مرکز کے زیر انتظام علاقے (آبادی کے حجم کے اعتبار سے)

2001 میں مقام	ریاست/مرکزی علاقہ	آبادی 2001	ہندوستان کی مجموعی آبادی کا فی صد 2001	1991	1991 میں مقام
1	2	3	4	5	6
1	اتر پردیش	16,60,52,859	16.17	15.60	1
2	مہاراشٹر	9,67,52,247	9.42	9.33	2
3	بہار	8,28,78,796	8.07	7.62	5
4	مغربی بنگال	8,02,21,171	7.81	8.04	3
5	آندھرا پردیش	7,57,27,541	7.37	7.86	4
6	تمل ناڈو	6,21,10,839	6.05	6.59	6
7	مدھیہ پردیش	6,03,85,118	5.88	5.74	7
8	راجستھان	5,64,73,122	5.50	5.20	9
9	کرناٹک	5,27,33,958	5.14	5.31	8
10	گجرات[1]	5,05,96,992	4.93	4.88	10
11	اڑیسہ	3,67,06,920	3.57	3.74	11
12	کیرلا	3,18,38,619	3.10	3.44	12
13	جھارکھنڈ	2,69,09,428	2.62	2.58	14
14	آسام	2,66,38,407	2.59	2.64	13
15	پنجاب	2,42,89,296	2.37	2.40	15
16	ہریانہ	2,10,82,989	2.05	1.95	17
17	چھتیس گڑھ	2,07,95,956	2.03	2.08	16
18	دہلی*	1,37,82,976	1.34	1.11	18
19	جموں وکشمیر[2]	1,00,69,917	0.98	0.92	19
20	اترانچل	84,79,562	0.83	0.84	20
21	ہماچل پردیش	60,77,248	0.59	0.61	21
22	تری پورہ	31,91,168	0.31	0.33	22
23	منی پور	23,88,634	0.23	0.23	23
24	میگھالیہ	23,06,069	0.22	0.21	24
25	ناگالینڈ	19,88,636	0.19	0.14	25
26	گوا	13,43,998	0.13	0.14	26
27	اروناچل پردیش	10,91,117	0.11	0.10	27
28	پانڈیچری*	9,73,829	0.09	0.10	28
29	چنڈی گڑھ*	9,00,914	0.09	0.08	30
30	میزورم	8,91,058	0.09	0.08	29
31	سکم	5,40,493	0.05	0.05	31

32	انڈمان نکوبار*	3,56,265	0.03	0.03	32
33	دادر اور نگر حویلی*	2,20,451	0.02	0.02	33
34	دمن اور دیو*	1,58,059	0.02	0.01	34
35	لکش دیپ*	60,595	0.01	0.01	35

بحوالہ: عارضی کل آبادی، 2001 کا پیپر-1، سیریز-1، ہندوستان کی مردم شماری 2001۔

نوٹ:

1- ہندوستان کی کل آبادی میں گجرات کے کچھ ضلع، موروی ملیا، میانہ اور راجکوٹ ضلع کے وانکانیر تعلقہ، جام نگر ضلع کے جودیہ تعلقہ اور ہماچل پردیش کے کنور ضلع کی تخمینی آبادی کو شامل کیا گیا ہے کیوں کہ ان علاقوں میں قدرتی آفات کے باعث 2001 میں مردم شماری نہیں ہو سکی۔

2- جموں وکشمیر میں خلل کی وجہ سے 1991 میں مردم شماری نہیں ہو پائی۔ اس لیے 1991 کے لیے جموں وکشمیر کی آبادی کا تعین اوراجی بنیاد پر کیا گیا ہے۔

جدول 1.3 ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں آبادی کی کثافت

2001 میں مقام	ریاست / مرکزی علاقہ	گھناپن 2001	گھناپن 1991	1991 مقام
1	دہلی*	9294	6352	1
2	چنڈی گڑھ*	7903	5632	2
3	پانڈیچری*	2029	1683	3
4	لکش دیپ*	1894	1616	4
5	دمن اور دیو*	1411	907	5
6	مغربی بنگال	904	767	6
7	بہار	880	685	8
8	کیرلا	819	749	7
9	اتر پردیش	689	548	9
10	پنجاب	482	403	11
11	تمل ناڈو	478	429	10
12	ہریانہ	477	372	12
13	دادر اور نگر حویلی*	449	282	15
14	گوا	363	316	13
15	آسام	340	286	14
16	جھارکھنڈ	338	274	16
17	مہاراشٹر	314	257	18
18	تریپورہ	304	263	17
19	آندھرا پردیش	275	242	19

20	کرناٹک	275	235	20
21	گجرات	258	211	21
22	اڑیسہ	236	203	22
23	مدھیہ پردیش	196	158	23
24	راجستھان	165	129	26
25	اترانچل	159	133	24
26	چھتیس گڑھ	154	130	25
27	ناگالینڈ	120	73	31
28	ہماچل پردیش	109	93	27
29	منی پور	107	82	28
30	میگھالیہ	103	79	29
31	جموں وکشمیر	99	74	30
32	سکم	76	57	32
33	جزائر انڈمان و نکوبار	43	34	33
34	میزورم	42	33	34
35	اروناچل پردیش	13	10	35

بحوالہ: عارضی کل آبادی، 2001 کا پیپر-1، سیریز-1 ہندوستان کی مردم شماری 2001ء۔

نوٹ:-

1- جموں وکشمیر میں خلل کی وجہ سے 1991 میں مردم شماری نہیں ہو پائی۔ اس لیے 1991 کے لیے جموں وکشمیر کی آبادی کا تعین اوراجی بنیاد پر کیا گیا ہے۔

2- سال 2001 کے لیے ہندوستان میں صنفی تناسب کے اعداد وشمار تیار کرتے وقت گجرات کے کبھی کچھ ضلع موروی، مالیا۔رمیانا اور راجکوٹ ضلع کے بانکانیر تعلقہ، جام نگر ضلع کے جودیہ تعلقہ اور ہماچل پردیش کے کبھی کنور ضلع کی تخمینی آبادی کو شامل کیا گیا کیوں کہ ان علاقوں میں قدرتی آفات کے باعث 2001 میں مردم شماری نہیں ہو سکی۔

جدول 1.4 صنف کا تناسب 1901-2001

مردم شماری کا سال	صنف کا تناسب (عورتیں ہزار مردوں پر)
1901	972
1911	964
1921	955
1931	950
1941	945
1951	946
1961	941

1971	930
1981	934
1991	927
2001	933

بحوالہ: عارضی کل آبادی، 2001 کا پیپر-1، سیریز-1 ہندوستان کی مردم شماری 2001ء۔

نوٹ:-

-1 سال 1991 کے لیے جموں وکشمیر کے اعداد وشمار اوراجی بنیاد پر کیے گئے ہیں۔

-2 سال 2001 کے لیے ہندوستان میں صنفی تناسب کے اعداد وشمار تیار کرتے وقت گجرات کے سبھی کچھ ضلع موروی، مالیا۔رمیانا اورراجکوٹ ضلع کے بانکانیر تعلقہ، جام نگر ضلع کے جودیہ تعلقہ اور ہماچل پردیش کے سبھی کنور ضلع کی تخمینی آبادی کو شامل کیا گیا کیوں کہ ان علاقوں میں قدرتی آفات کے باعث 2001 میں مردم شماری نہیں ہو سکی۔

جدول 1.5۔خواندگی کی شرح 1951-2001

سال	افراد	مرد	عورت
1951	18.33	27.16	8.86
1961	28.30	40.40	15.35
1971	34.45	45.96	21.97
1981	43.57	56.38	29.76
1991	52.21	64.13	39.29
2001	65.38	75.85	54.16

بحوالہ: عارضی کل آبادی، 2001 کا پیپر-1، سیریز-1 ہندوستان کی مردم شماری 2001ء۔

نوٹ:-

-1 1951، 1961 اور 1971 میں خواندگی کی شرح 5 برس اور اس سے زیادہ عمر کی آبادی پر مبنی ہے جب کہ 1981، 1991 اور 2001 کی شرح سات برس اور اس سے زیادہ عمر کی آبادی پر مبنی ہے۔

-2 1981 کی شرحوں میں آسام شامل نہیں ہے جہاں 1981 کی مردم شماری نہیں ہو سکی تھی۔ 1991 کی مردم شماری کی شرحوں میں جموں وکشمیر شامل نہیں ہے جہاں 1991 کی مردم شماری نہیں ہو سکی تھی۔

-3 2001 کی مردم شماری کے لیے خواندگی کی شرح میں گجرات کے سبھی کچھ ضلع، راجکوٹ ضلع کے موروی، ملیا، میانا اور وانکانیر تعلقہ، جام نگر ضلع کے جودیہ تعلقہ کو شامل نہیں کیا گیا ہے جہاں قدرتی آفات کی وجہ سے ہندوستان کی مردم شماری میں آبادی کا شمار نہیں ہو سکا تھا۔

جدول 1.6 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں افراد، مرد اور عورتوں کی خواندگی شرح کی، 2001 کے ذریعے درجہ بندی

مقام	افراد: ریاست/ مرکز کے زیر انتظام علاقے	افراد: خواندگی شرح	مرد: ریاست/ مرکز کے زیر انتظام علاقے	مرد: خواندگی شرح	عورت: ریاست/ مرکز کے زیر انتظام علاقے	عورت: خواندگی شرح
1	2	3	4	5	6	7
-1	کیرالا	90.92	کیرلا	94.20	کیرلا	87.86
-2	میزورم	88.49	لکش دیپ*	93.15	میزورم	86.13
-3	لکش دیپ*	87.52	میزورم	90.69	لکش دیپ*	81.56
-4	گوا	82.32	پانڈیچری*	88.89	چنڈی گڑھ*	76.65
-5	دہلی*	81.82	گوا	88.88	گوا	75.51
-6	چنڈی گڑھ*	81.76	دمن اور دیو*	88.40	انڈمان ونکوبار*	75.29
-7	پانڈیچری*	81.49	دہلی*	87.37	دہلی*	75.00
-8	انڈمان ونکوبار*	81.18	مہاراشٹر	86.27	پانڈیچری*	74.13
-9	دمن اور دیو*	81.09	انڈمان ونکوبار*	86.07	دمن اور دیو*	70.37
-10	مہاراشٹر	77.27	ہماچل پردیش	86.02	ہماچل پردیش	68.08
-11	ہماچل پردیش[2]	77.13	چنڈی گڑھ*	85.65	مہاراشٹر	67.51
-12	تری پورا	73.66	اترانچل	84.01	تری پورا	65.41
-13	تمل ناڈو	73.47	تمل ناڈو	82.33	تمل ناڈو	64.55
-14	اترانچل	72.28	تری پورا	81.47	پنجاب	63.55
-15	گجرات[3]	69.97	گجرات	80.50	ناگالینڈ	61.92
-16	پنجاب	69.95	ہریانہ	79.25	سکم	61.46
-17	سکم	69.68	منی پور	77.87	میگھالیہ	60.41
-18	مغربی بنگال	69.22	چھتیس گڑھ	77.86	اترانچل	60.26
-19	منی پور	68.87	مغربی بنگال	77.58	مغربی بنگال	60.22
-20	ہریانہ	68.59	مدھیہ پردیش	76.80	منی پور	59.70
-21	ناگالینڈ	67.11	سکم	76.73	گجرات	58.60
-22	کرناٹک	67.04	راجستھان	76.46	کرناٹک	57.45

نمبر شمار	ریاست	شرح	ریاست	شرح	ریاست	شرح
	ہندوستان[1]	65.38	کرناٹک	76.29	ہریانہ	56.31
-23	چھتیس گڑھ	65.18	اڑیسہ	75.95	آسام	56.03
-24	آسام	64.28	**ہندوستان**	**75.85**	**ہندوستان**	**54.16**
-25	مدھیہ پردیش	64.11	پنجاب	75.63	چھتیس گڑھ	52.40
-26	اڑیسہ	63.61	دادرا اور نگر حویلی*	73.32	آندھرا پردیش	51.17
-27	میگھالیہ	63.31	آسام	71.93	اڑیسہ	50.97
-28	آندھرا پردیش	61.11	ناگالینڈ	71.77	مدھیہ پردیش	50.28
-29	راجستھان	61.03	آندھرا پردیش	70.85	راجستھان	44.34
-30	دادرا اور نگر حویلی*	60.03	اتر پردیش	70.23	اروناچل پردیش	44.24
-31	اتر پردیش	57.36	جھارکھنڈ	67.94	دادرا اور نگر حویلی*	42.99
-32	اروناچل پردیش	54.74	میگھالیہ	66.14	اتر پردیش	42.98
-33	جموں و کشمیر	54.46	جموں و کشمیر	65.75	جموں و کشمیر	41.82
-34	جھارکھنڈ	54.13	اروناچل پردیش	64.07	جھارکھنڈ	39.38
-35	بہار	47.53	بہار	60.32	بہار	33.57

بحوالہ:- عارضی کل آبادی 2001 کا پیپر-1 سیریز-1 ہندوستان کی آبادی 2001۔

نوٹ:-

-1 ہندوستان میں خواندگی شرح کے اعداد و شمار تیار کرتے وقت کچھ ضلع، راجکوٹ ضلع کے موروی، ملیا، میانا اور وانکانیر تعلقہ، جام نگر ضلع کے جودیہ تعلقہ کو شامل نہیں کیا گیا ہے، جہاں قدرتی آفات کے باعث 2001 میں آبادی کی شماری نہیں ہو پائی۔

-2 ہماچل پردیش کی خواندگی شرح تیار کرتے وقت ہندوستان کی آبادی 2001 میں کنور ضلع کی سبھی آبادی کو شامل نہیں کیا گیا ہے کیوں کہ قدرتی آفات کی وجہ سے یہاں مردم شماری نہیں کرائی جا سکی۔

-3 گجرات کی خواندگی شرح تیار کرتے وقت بھی کچھ ضلع، موروی، ملیا، میانا اور وانکانیر تعلقہ راجکوٹ ضلع، جام نگر کا جودیہ تعلقہ اس میں شامل نہیں ہے جہاں قدرتی آفات کی وجہ سے ہندوستان کی مردم شماری کے تحت آبادی کا شمار نہیں کرایا جا سکا۔

جدول 1.7: مجموعی آبادی اور درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کی شرح فیصد۔1991

نمبر شمار	بھارت/ریاستیں یا مرکزی علاقے	مجموعی آبادی (000)	درج فہرست ذات آبادی (000)	درج فہرست ذات مجموعی آبادی میں فیصد شرح	درج فہرست قبائل آبادی (000)	درج فہرست قبائل مجموعی آبادی میں فیصد شرح
1	2	3	4	5	6	7
	بھارت[1]	8,38,584	138,223	16.48	67,758	8.08
	ریاستیں					

1	آندھرا پردیش	66,508	10,592	15.93	4,199	6.31
2	اروناچل پردیش	865	4	0.47	550	63.66
3	آسام	22,414	1,659	7.40	4,200	12.82
4	بہار	86,374	12,572	14.56	6,617	7.16
5	گوا	1,170	24	2.08	-	0.03
6	گجرات	14,310	3,060	7.41	6,162	14.92
7	ہریانہ	16,464	3,251	19.75	-	-
8	ہماچل پردیش	5,171	1,310	25.34	218	4.22
9	کرناٹک	44,977	7,369	16.38	1,916	4.26
10	کیرلا	29,099	2,887	9.92	321	1.10
11	مدھیہ پردیش	66,181	9,627	14.54	15,399	23.27
12	مہاراشٹر	78,937	8,758	11.10	7,318	9.27
13	منی پور	1,837	37	2.02	632	34.41
14	میگھالیہ	1,775	9	0.51	1,518	85.53
15	میزورم	690	1	0.10	654	94.75
16	ناگالینڈ	1,210	-	-	1,061	87.70
17	اڑیسہ	31,660	5,129	16.20	7,032	22.21
18	پنجاب	20,282	5,743	28.31	-	-
19	راجستھان	44,006	7,608	17.29	5,475	12.44
20	سکم	406	24	5.93	91	22.36
21	تمل ناڈو	55,859	10,712	19.18	574	1.03
22	تری پورہ	2,757	451	16.36	853	30.95
23	اترپردیش	139,112	29,276	21.05	288	0.21
24	مغربی بنگال	68,078	16081	23.62	3,809	5.60
	مرکزی علاقے					
1	انڈمان اور نکوبار	281	-	-	27	9.54
2	چنڈی گڑھ	642	106	16.51	-	-
3	دادر اور نگر حویلی	138	3	1.97	109	78.99
4	دمن اور دیو	102	4	3.38	12	11.54
5	دہلی	9,421	1,795	19.05	-	-
6	لکش دیپ	52	-	-	48	93.15
7	پانڈیچری	808	131	16.25	-	-

جموں وکشمیر کے اعداد وشمار شامل نہیں ہیں جہاں 1991 کی مردم شماری نہیں ہوئی تھی۔
بحوالہ: بھارت کی مردم شماری 1991، سیریز I۔ پیپر II، آبادی کا قطعی میزان

جدول: 1.8 دیہی اور شہری آبادی: 1901-2001

مردم شماری کا سال	آبادی (ملین)		مجموعی آبادی کا فیصد	
	دیہی	شہری	دیہی	شہری
1901	213	26	89.2	10.8
1911	226	26	89.7	10.3
1921	223	28	88.8	11.2
1931	246	33	88.0	12.0
1941	275	44	86.1	13.9
1951	299	62	82.7	17.3
1961	360	79	82.0	18.0
1971	439	109	80.1	19.9
1981[1]	524	159	76.7	23.3
1991[2]	629	218	74.3	25.7
2001*	741.17	285.4	72.22	27.78

بحوالہ: بھارت کی مردم شماری سیریز 1۔ پیپر 2۔1992 آبادی کی قطعی میزان۔

1۔ آسام میں 1991 کی مردم شماری نہیں ہوسکی۔ آسام کے لیے 1981 کے اعداد و شمار کا تعین اوراجی بنیاد پر کیا گیا ہے۔

2۔ جموں و کشمیر کی مجوزہ آبادی شامل ہے۔

* بحوالہ: www.censusindia.net

جدول 1.9: شہروں کے درجات کے ذریعہ شہرکاری کا فروغ

شہر کا درجہ	000s, میں آبادی					
	1901	1951	1961	1971	1981	1991[1]
i-1,00,000 اور اوپر	5,570	23,483	34,736	52,808	82,227	1,22,291
ii-50,000-99,999	2,948	7,548	9,530	14,712	22,037	28,764
iii-20,000-49-,99	4,346	11,115	15,728	19,865	26,719	35,273
iv-10,000-19,999	5,847	9,331	11,241	13,939	17,588	21,079

v۔5,000-9,999	5,332	8,463	6,304	6,089	6,788	7,397
vi۔5000 ہزار سے کم	1,560	2,047	805	853	1,062	967
تمام درجات	25693	61,987	78,343	1,08,256	1,56,420	2,15,772
آبادی کی فیصدی شرح	10.84	17.29	17.97	19.91	23.34	25.72

بحوالہ: پارٹ II۔اے(ii) اے سیریز۔ 1991-1901 کی آبادی بہ شمول 1991 شہری وقصباتی جدول اے 4

1991 میں جموں وکشمیر کے اعداد وشمار شامل نہیں کیے گئے ہیں، کیونکہ وہاں ناسازگار حالات کی وجہ سے 1991 میں مردم شماری نہیں ہوسکی۔ تقابلی مقاصد کے لیے 1901 سے 1981 میں بھی جموں وکشمیر کے اعداد وشمار شامل نہیں کیے گئے ہیں۔ اس میں آسام کے بھی 1981 کے اعداد وشمار شامل نہیں ہیں، کیونکہ 1981 میں وہاں مردم شماری نہیں ہوسکی تھی۔

1۔ جموں وکشمیر اور آسام کے اعداد وشمار شامل ہیں۔

جدول: 1.10 گاؤں کی تقسیم آبادی کے مطابق:۔ 1991

	ریاستیں / مرکزی علاقے	1,000 سے کم	1,000 سے 1,999	2,000 سے 4,999	5,000 سے 9,999	10,000 اور اس سے زیادہ	میزان
1	2	3	4	5	6	7	8
	بھارت[1,2]	3,90,093	1,14,395	62,915	10,597	2,779	580,781[3]
1	آندھرا پردیش	11,856	6.433	6,510	1474	313	26,586
2	اروناچل پردیش	3,538	82	25	3	1	3,649
3	آسام	17,784	4,988	1,793	111	9	24,685
4	بہار	45,164	12,768	7,647	1,604	330	67,513
5	گوا	156	78	94	31	1	360
6	گجرات	8,528	5,432	3,418	575	75	18,028
7	ہریانہ	2,627	2,021	1,703	364	44	6759
8	ہماچل پردیش	16,361	495	136	5	-	16,997
9	کرناٹک	17113	5,861	3,422	570	100	27,066

10	کیرلا	7	16	102	252	1,007	1,384
11	مدھیہ پردیش	56,568	11,426	3,264	261	7	71,526
12	مہاراشٹر	24,111	10,632	4,715	762	192	40,412
13	منی پور	1,834	192	135	16	3	2,182[3]
14	میگھالیہ	5,316	129	38	1	-	5,484
15	میزورم	616	61	19	2	-	698
16	ناگالینڈ	929	170	108	8	1	1,216
17	اڑیسہ	39,309	5,761	1,812	103	4	46,989
18	پنجاب	7,447	3,130	1,628	209	14	12,428
19	راجستھان	27,123	7,060	3,255	420	31	37,889
20	سکم	336	79	29	3	-	447
21	تامل ناڈو	4,915	4,625	4,764	1,247	271	15,822
22	تری پورہ	195	203	348	94	15	855
23	اترپردیش	74,866	24,523	11,949	1,336	129	1,12,803
24	مغربی بنگال	22,701	8,065	5,819	1,117	208	37,910
25	جزائر انڈمان و نکوبار	445	44	15	-	-	504
26	چنڈی گڑھ	7	6	8	3	1	25
27	دادر اور نگر حویلی	27	17	25	1	1	71
28	دمن اور دیو	9	6	6	2	1	24
29	دہلی	29	44	86	19	21	199
30	لکش دیپ	2	-	4	1	-	7
31	پانڈیچری	174	48	38	3	-	263

1۔ جموں و کشمیر کی آبادی کو چھوڑ کر جہاں حالات کی خرابی کی وجہ سے 1991 کی مردم شماری نہ ہو سکی

2۔ آبادی کے اعداد و شمار میں پاکستان اور چین کے ناجائز قبضہ میں جو علاقہ ہے اور جہاں مردم شماری نہیں ہو سکی اس علاقہ کے اعداد و شمار کو چھوڑ کر۔

3۔ چوں کہ مندرجہ ذیل گاؤں کی آبادی کے اعداد وشمار دستیاب نہیں ہیں اس لیے ان گاؤں کو رینج کلاسفیکشن سے خارج کر دیا گیا ہے مگر رینج کلاسفیکشن میں جن گاؤں کے ساتھ ان کی گنتی کی گئی ہے ان گاؤں کو شامل کیا گیا ہے۔

گاؤں کا نام	جن گاؤں کے ساتھ گنتی کی گئی	سب ڈویژن	ضلع
1- پھاکچول	سورالینڈ	صدر ہلز ایسٹ	سیناپتی
2- کمار رنگ کھاکوکی	پھائی تول	تامنگ لانگ ویسٹ	تامنگ لانگ

جدول 1.11 میں دس لاکھ سے زیادہ آبادی والے شہر

نمبر	شہر/ضلع	آبادی			0-6 آبادی			خواندہ		
		اشخاص	مرد	عورت	اشخاص	مرد	عورت	اشخاص	مرد	عورت
-1	ممبئی	11914398	6577902	5336496	1313010	686206	626804	9228727	5412674	3816053
-2	دہلی	9817439	5378658	4438781	1279698	686170	593528	7102271	4114691	2987580
-3	کلکتہ	4580544	2506029	2074515	364355	189486	174869	3428309	1947621	1480688
-4	بنگلور	4292223	2240956	2051267	458537	235755	222782	3326983	1803476	1523507
-5	چینئی	4216268	2161605	2054663	374089	190044	184045	3079004	1670094	1408910
-6	احمد آباد	3515361	1863886	1651475	408814	228125	180689	2579417	1460175	1119242
-7	حیدرآباد	3449878	1773899	1675979	415754	213110	202644	2397267	1311562	1085705
-8	پونے	2540069	1325694	1214375	289987	152161	137826	9956956	1079575	877381
-9	کانپور	2532138	1354581	1177557	279302	152867	126435	1836688	993726	842962
-10	سورت	2433787	1372307	1061480	328426	179955	148471	1754765	1054177	700588
-11	جے پور	2324319	1239711	1084608	340298	180987	159311	1560449	920693	639756
-12	لکھنؤ	2207340	1165932	1041408	258406	135856	122550	1514827	847041	667786
-13	ناگپور	2051320	1058692	992628	241605	124626	116979	1616818	876342	740476
-14	اندور	1597441	839843	757598	203236	106808	96428	1145264	652033	493231
-15	بھوپال	1433875	755685	678190	203348	105034	98314	985956	559245	426711
-16	لدھیانہ	1395053	789868	605185	163209	89758	73451	981872	570096	411776

17- پٹنہ	1376950	749868	627082	175151	91810	83341	983884	575205	408679
18- وادودارا	1306035	684130	621905	140493	76419	64074	1023940	561739	462201
19- تھانے	1261517	674660	586857	156685	81806	74879	981065	554589	426476
20- آگرہ	1259979	674902	585077	135447	75295	60152	823449	511828	311621
21- کلیان دومبولی	1193266	633395	559871	145084	77133	67951	951022	529035	421987
22- وارانسی	1100748	584514	516234	154224	81242	72982	670950	459014	211936
23- ناسک	1076967	579638	497329	145890	76592	69298	792015	461758	330257
24- میرٹھ	1074229	571074	503155	155219	83086	72133	627699	365461	262238
25- فریدآباد	1054981	580548	474433	154603	83638	70965	723049	436064	286985
26- بیروا	1008704	547969	460735	89062	46095	42967	779234	444063	335171
27- پمپری چنچوڑ	1006417	543436	462981	138219	73004	65215	745688	431452	314236

بحوالہ: ہندوستان کی مردم شماری-2001(پروویژنل)

جدول 1.12 آبادی بہ اعتبار مذہب

مذہبی گروپ	1961[3]		1971		1981		1991	
	تعداد (ملین)	فیصد شرح مجموعی آبادی	تعداد (ملین)	فیصد شرح مجموعی آبادی	تعداد (ملین)	فیصد شرح مجموعی آبادی	تعداد (ملین)	فیصد شرح مجموعی آبادی
ہندو	366.5	83.5	453.4	82.7	549.7	82.6	672.6	82.41
مسلم	46.9	10.7	61.4	11.2	75.6	11.4	95.2	11.67
عیسائی	10.7	2.4	14.3	2.6	16.2	2.4	18.9	2.32
سکھ	7.8	1.8	10.4	1.9	13.1	2.0	16.3	1.99
بدھسٹ	3.2	0.7	3.9	0.7	4.7	0.7	6.3	0.77
جینی	2.0	0.5	2.6	0.5	3.2	0.5	3.4	0.41
دیگر	1.6	0.4	2.2	0.4	2.8	0.4	3.5	0.43
ٹوٹل	439.2	100.0	548.2	100.0	665.3	100.0	816.2	100.00

بحوالہ (i) بھارت کی مردم شماری۔ سیریز i بھارت، پارٹ ii سی،(i)،(ii) بھارت کی مردم شماری سیریز i پیپر 1984 (مذہب)

بھارت کی مردم شماری سیریز؛ پیپر 1995 (مذہب)
1- بشمول unclassified افراد
2- آسام اور جموں و کشمیر کو چھوڑ کر
3- آسام اور جموں و کشمیر کو چھوڑ
4- ضلع میزو کو چھوڑ کر جو میزورم کا مرکزی علاقہ ہے
نوٹ: 1981 کے اعداد و شمار میں آسام شامل نہیں ہے۔

جدول نمبر 1.13 مندرج زبانوں کی تقابلی قوت

زبان	ان لوگوں کی تعداد جنہوں نے اپنی مادری زبان بتائی			مجموعی آبادی میں فیصد شرح		
	1971	1981	1991	1971	1981	1991
1 ہندی	20,85,14,005	26,45,14,117	33,72,72,114	38.04	38.71	39.85
2 بنگالی	4,47,92,312	5,12,98,319	6,95,95,738	8.17	7.51	8.22
3 تیلگو	4,47,56,923	5,06,24,611	6,60,17,615	8.16	7.41	7.80
4 مراٹھی	4,17,65,190	4,94,52,922	6,24,81,681	7.62	7.24	7.38
5 تمل	3,76,90,106	N.A[2]	5,30,06,368	6.88	N.A[2]	6.26
6 اردو	2,86,20,895	3,49,41,435	4,34,06,932	5.22	5.11	5.13
7 گجراتی	2,58,65,012	3,30,63,267	4,06,73,814	4.72	4.84	4.81
8 کنڑ	2,17,10,649	2,56,97,146	3,27,53,676	3.96	3.76	3.87
9 ملیالم	2,19,38,760	2,57,00,705	3,03,77,176	4.00	3.76	3.59
10 اڑیہ	1,98,63,198	2,30,21,528	2,80,61,313	3.62	3.37	3.32
11 پنجابی	1,41,08,443	1,96,11,199	2,33,78,744	2.57	2.87	2.76
12 آسامی	89,59,558	N.A[3]	1,30,79,696	1.63	N.A3	1.55
13 سندھی	16,76,875	20,44,389	21,22,848	0.31	0.30	0.25
14 نیپالی	14,19,835	13,60,636	20,76,645	`0.26	0.02	0.25
15 کونکنی	15,08,432	15,70,108	17,60,607	0.28	0.23	0.21
16 منی پوری	7,91,714	9,01,407	12,70,216	0,14	0,13	0.15
17 کشمیری	24,95,487	31,76,975	N.A[4]	0.46	0.46	N.A[4]
18 سنسکرت	2,212	6,106	49,736	N	N	0.01

نوٹ: 1۔ بھارت کی مجموعی آبادی کی بنیاد پر بشمول آسام کی لگ بھگ آبادی، جہاں 1981 میں حالات سازگار نہ ہونے کی وجہ سے مردم شماری نہ ہو سکی۔ 1981ء میں ہر زبان کے بولنے والوں کی تعداد کا تعین کیا گیا ہے۔

2۔ 1981ء کے لیے ,, تمل اور آسامی کے مجموعی اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں کیونکہ سیلاب کی وجہ سے تمل ناڈو کا ریکارڈ ضائع ہو گیا تھا اور حالات ناسازگار ہونے کی وجہ سے آسام میں مردم شماری نہیں ہو سکی۔ اس وجہ سے مجموعی آبادی میں تمل اور آسامی زبانوں کی فیصدی شرح درج نہیں کی گئی ہے۔

3۔ ہر زبان بولنے والوں کی فیصدی شرح کا تعین 1991ء کے لیے بھارت کی مجموعی آبادی کی بنیاد پر کیا گیا ہے جس میں جموں و کشمیر کی مجوزہ آبادی شامل ہے جہاں 1991 میں حالات ناسازگار ہونے کی وجہ سے مردم شماری نہیں کرائی جا سکی تھی۔

4۔ 1991 کے لیے کشمیری زبان کے مکمل اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں۔ جموں و کشمیر میں حالات سازگار نہ ہونے کی وجہ سے 1991ء میں مردم شماری نہیں کرائی جا سکی تھی۔

این اے (NA)---- دستیاب نہیں

این (N)---- برائے نام

2۔قومی نشانات

قومی پرچم

قومی پرچم افقی طور پر تین رنگوں میں ہے۔سب سے اوپر گہرا زعفرانی (کیسری) رنگ ہے۔ بیچ میں سفید اور گہرا سبز رنگ نیچے ہے۔تینوں رنگوں کی پٹیاں متوازی اور حجم میں یکساں ہیں۔اس کا تناسب 3:2 ہے سفید پٹی کے وسط میں ایک نیوی بلیو چکر ہے جو چرخے کی نمائندگی کرتا ہے۔اسکا ڈیزائن اس چکر جیسا ہے جو اشوک کے سارناتھ کے شیر کے سرستون میں ہے۔اس کا قطر سفید پٹی کی چوڑائی کے مطابق ہوتا ہے اور اس میں 24 تیلیاں ہوتی ہیں۔ قومی پرچم کے ڈیزائن کو 22/جولائی 1947ء کو بھارت کی قانون ساز اسمبلی کے ذریعہ اپنایا گیا تھا۔

حکومت کے ذریعہ وقتاً فوقتاً جاری ہدایات (جو قانون کے تحت نہ دی گئیں ہوں) کے (غیر مناسب استعمال کی روک تھام) ایکٹ 1950 (1950 کا شمار 12) اور توہین کی روک تھام کے سلسلے میں قومی وقار ایکٹ 1971 (1971 کا شمار 69) کا بندوبست نافذ ہوتا ہے۔ہندوستان ضابطہ پرچم 2002، سبھی متعلقہ لوگوں کی رہنمائی اور مفاد کے لیے اس طرح کے سبھی قوانین، روایات، رسوم اور ہدایات کو یکجا کرنے کی ایک کوشش ہے۔

فلیگ کوڈ۔ انڈیا (ضابطہ پرچم۔ہندوستان) کی جگہ 26 جنوری 2002 سے ہندوستانی ضابطہ پرچم 2002 (Flage code of India-2002) نے لے لی ہے۔ ہندوستانی ضابطہ پرچم میں دیئے گئے اہتمام کے مطابق عام شہریوں، نجی اداروں، تعلیمی اداروں کے ذریعہ قومی پرچم کی نمائش کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے لیکن نشان اور ناموں (غیر مناسب استعمال کی روک تھام) ایکٹ 1950 اور قومی وقار کی توہین کی روک تھام ایکٹ 1971 اور اس ضمن میں دیگر متعلقہ قوانین میں دیئے گئے اہتمام کی پابندی کرنی ہوگی۔

ریاست کا نشان

ریاستی نشان اشوک کے سارناتھ لائن کیپٹل سے لیا گیا ہے۔حقیقت، میں چار شیر ایک دوسرے کی پیٹھ سے لگے ہوئے ایک چوکھٹے (باکس) پر کھڑے ہیں جس پر ایک ہاتھی، ایک چھلانگ لگاتا گھوڑا ایک بیل اور ایک شیر بھی کھڑے ہوئے ہیں جو ایک گھنٹی کی شکل کے عکس پر بنے ہوئے چکر سے ایک دوسرے کو جدا کرتے ہیں۔ یہ پالش کیے ہوئے سنگ ریگ کے ایک ٹکڑے سے تراشا ہوا ہے۔سرستون پر قانون کا پہیا (دھرم چکر) بنا ہوا ہے۔مگر ریاستی نشان میں جس کو حکومت ہند نے 26/جنوری 1950ء کو منظور کیا تھا، تین ہی شیر دکھائے گئے ہیں۔ چوتھا شیر نظروں سے اوجھل ہے۔ چکر باکس کے بیچوں بیچ ہے جس کے دائیں جانب ایک بیل اور بائیں جانب ایک گھوڑا کھڑا ہوا ہے اور دوسرے چکروں کے بیرونی خطوط انتہائی دائیں اور بائیں جانب ہیں۔ گھنٹی کی شکل کے عکس کو نکال دیا گیا ہے۔ستیہ میو جیتے کے الفاظ منڈکا اپنشد سے لے کر دیوناگری رسم خط میں اس باکس کے نیچے لکھے گئے ہیں جن کے معنی ہیں ''صرف سچ ہی کی فتح ہوتی ہے۔''

قومی ترانہ

آئین ساز اسمبلی نے 24 رجنوری 1950ء کو بنگالی میں لکھے گئے رابندر ناتھ ٹیگور کے گیت جن گن من کو ہندی میں قومی ترانہ کے طور پر تسلیم کیا تھا۔ یہ گیت پہلی بار کانگریس کے کولکاتہ اجلاس میں 27 دسمبر 1911ء کو گایا گیا تھا۔ مکمل گیت 5 بندوں پر مشتمل ہے اور پہلا (بند) پورا قومی ترانہ ہے۔

جن گن من ادھینا ئک جے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب سندھ گجرات مراٹھا
دراوڑ، اتکل، بنگا
وندھیا، ہماچل، جمنا، گنگا
اچھل۔جلدھی۔ترنگا
تو شبھ نامے جاگے
تو شبھ آشیش مانگے
گاہے تو جے گاتھا
جن گن منگل دائک جے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جے ہے جے ہے جے ہے
جے ہے جے ہے جے ہے

پورے قومی ترانے کو گانے میں لگ بھگ 52 سیکنڈ لگتے ہیں۔ بند کی پہلی اور آخری سطروں پر مشتمل مختصر قومی ترانہ بھی چند مواقع پر گایا جاتا ہے۔ (گانے کا وقت تقریبا 20 سیکنڈ) ٹیگور کے قومی ترانہ کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے۔

تو تمام لوگوں کے ذہنوں پر حکمرانی کرتا ہے
بھارت کے مستقبل کا لہرانے والا ہے

تیرا نام پنجاب، سندھ، گجرات
اور مراٹھا کے دلوں میں امنگ بھر دیتا ہے

دراوڑ، اڑیسہ اور بنگال کے دلوں میں بھی

یہ وندھیا اور ہمالیہ کے کوہستانی سلسلوں میں گونجتا ہے۔
جمنا اور گنگا کی موسیقی میں گھل مل جاتا ہے
اور بھارتی سمندروں کی لہروں کے ذریعہ گایا جاتا ہے

وہ تیری عنایت اور آشیرواد کی التجا کرتے ہیں اور تیری تعریف بیان کرتے ہیں۔

تمام لوگوں کی نجات تیرے ہاتھ میں ہے
تو بھارت کی قسمت کا مالک ہے

تیری فتح ہو، فتح ہو، فتح ہو

قومی گیت

سنسکرت میں لکھا گیا بنکم چندر چٹرجی کا گیت ''وندے ماترم'' جدوجہد آزادی میں لوگوں کو تحریک دینے کا ذریعہ تھا۔ اس کا جن گن من کے برابر ہی مرتبہ ہے۔ پہلی بار سیاسی سطح پر 1896ء میں اسے انڈین نیشنل کانگریس کے اجلاس میں گایا گیا تھا۔ اس کے پہلے بند کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

وندے ماترم!

سجلام، سپھلام، ملیج شیتلام،

شسیہ شیاملام، ماترم!

شبھر جیوتسنا، پلکت یامنیم،

پھللا کسمت درمدل شوبھنیم،

سہاسنیم سم دھر بھاشنیم،

سکھدام، وردام، ماترم!

قومی کلینڈر

قومی کلینڈر ''ساکا ایرا'' پر مبنی ہے اور ''چیت'' مہینہ سے شروع ہوتا ہے جس کا سال 365 دن کا ہوتا ہے۔ اس کو 22/مارچ 1957ء کو گریگورین کلینڈر کے ساتھ مندرجہ ذیل سرکاری مقاصد کے لیے نافذ کیا گیا تھا۔

(i) گزٹ آف انڈیا (ii) آل انڈیا ریڈیو کے ذریعہ خبروں کی نشریات (iii) حکومت ہند کے ذریعہ جاری کیے جانے والے کلینڈر اور (iv) عام لوگوں کو بھیجے جانے والے سرکاری مراسلات۔

قومی کلینڈر کی تاریخیں مستقل طور پر گریگورین کلینڈر کی تاریخوں کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں۔ ''چیت'' کی پہلی تاریخ عام طور پر 22/مارچ کو آتی ہے اور لیپ سال میں 21 مارچ کو آتی ہے۔

قومی جانور

شان وشوکت والا چیتا (باگھ) (Pant Hera Tigris) دھاریوں والا ایک پٹی دار جانور ہے۔ کالی دھاریوں کے ساتھ اس کے گنجان زرد رپال ہوتے ہیں۔ شان وشوکت اور طاقت کے پیکر چیتا (باگھ) کو بھارت کا قومی جانور بنایا گیا ہے۔ اس کی آٹھ نسلوں میں سے ہندوستانی نسل یعنی رائل بنگال ٹائیگر شمال مغربی علاقہ اور نواحی ملکوں نیپال، بھوٹان اور بنگلہ دیش سمیت پورے بھارت میں پایا جاتا ہے۔ بھارت میں ٹائیگر کی آبادی کو گھٹنے سے روکنے کے لیے اپریل 1973ء میں پروجیکٹ ٹائیگر شروع

1 شری اوروبندو کی سالگرہ کے موقع پر پاپولر لائبریری کے ذریعہ شائع شدہ 1972 کے ایڈیشن کے مطابق۔

کیا گیا تھا۔اب تک اس پروجیکٹ کے تحت ملک بھر میں 27 ٹائیگر ریزروس قائم کیے جا چکے ہیں جن کا مجموعی رقبہ 37,761 مربع کلومیٹر ہے۔

قومی پرندہ

بھارتی مور(Pavo Cristatus) بھارت کا قومی پرندہ ہے۔یہ ہنس کی جسامت کا رنگ برنگا پرندہ ہے جس کے پر پنکھوں کی شکل کے ہوتے ہیں۔اس کی آنکھ کے نیچے ایک سفید دھبہ ہوتا ہے اور اس کی گردن لمبی ہوتی ہے۔مور مورنی سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے جس کا سینہ اور گردن چمکدار اور نیلے رنگ کے ہوتے ہیں اور لگ بھگ 200 پروں کے کانسہ وہرے رنگ کے خوبصورت پنکھ ہوتے ہیں۔ مورنی بھوری رنگت لیے ہوتی ہے اور مور سے تھوڑا چھوٹی ہوتی ہے اس کے بڑے پنکھ نہیں ہوتے۔مور رجھانے کے لیے جب رقص کرتا ہے تو اپنی دم کو پھیلا دیتا ہے اور پروں کو کھول دیتا ہے۔یہ ایک بہت خوبصورت منظر ہوتا ہے۔

برصغیر ہند میں مور دور دور تک پایا جاتا ہے۔دریائے سندھ کے جنوب اور مشرق سے لے کر، جموں وکشمیر، مشرقی آسام، جنوبی میزورم اور پورے ہندوستانی جزیرہ نما میں مور ملتے ہیں۔لوگ موروں کو تحفظ دیتے ہیں کیونکہ اسے مذہبی یا جذباتی وجوہ سے کبھی نقصان نہیں پہنچایا جاتا ہے۔انڈین وائلڈ لائف (پروٹکشن) ایکٹ 1972ء کے تحت اس کو پورا تحفظ حاصل ہے۔

قومی پھول

بھارت کا قومی پھول کمل(Nelumbo Nucipera Gaertn) ہے۔یہ ایک پاکیزہ پھول ہے اور قدیم بھارتی کلا اور پرانوں میں اس کا ایک اہم مقام ہے۔زمانہ قدیم سے ہی اسے بھارتی تہذیب کا مبارک نشان مانا جاتا رہا ہے۔

3 ۔ نظام حکومت

ریاستوں کی یونین ہندوستان، ایک مقتدر سوشلسٹ ڈیموکریٹک جمہوریہ ہے جس کا نظام حکومت پارلیمانی ہے۔ اس جمہوریہ پر اس آئین کی حکمرانی ہے جسے آئین ساز اسمبلی نے 26 جنوری 1949ء کو منظور کیا تھا اور جس کا نفاذ 26 جنوری 1950 کو عمل میں آیا۔

آئین جو حکومت کی پارلیمانی شکل کا تصور کرتا ہے وہ وحدتی خصوصیات کے ساتھ ساخت میں وفاقی ہے۔ بھارت کا صدر یونین کی عاملہ کا آئینی سربراہ ہے۔ آئین کے آرٹیکل 74(ا) کی رو سے وزیروں کی ایک کونسل ہوگی، جس کا سربراہ وزیراعظم ہوگا جو صدر کو مدد اور مشورہ دے گا اور صدر اس مشورہ کے مطابق ہی اپنی ذمہ داریوں کو انجام دے گا، اس طرح عاملہ کے حقیقی اختیارات وزیروں کی کونسل کو حاصل ہیں جن کا سربراہ وزیراعظم ہے۔ وزیروں کی کونسل اجتماعی طور پر ایوان عام (لوک سبھا) کو جواب دہ ہے۔ اس طرح ریاستوں میں گورنر عاملہ کا سربراہ ہے۔ وزیروں کی کونسل کو وزیراعلیٰ کی سربراہی میں عاملہ کے حقیقی اختیارات حاصل ہیں اور کسی ریاست کی وزیروں کی کونسل اجتماعی طور پر قانون ساز اسمبلی کو جواب دہ ہے۔

آئین نے قانون سازی کے اختیارات پارلیمنٹ اور ریاستی قانون ساز اسمبلی کے مابین تقسیم کر دیے ہیں اور بقیہ اختیارات پارلیمنٹ کو حاصل ہیں۔ آئین میں ترمیم کرنے کے اختیارات بھی پارلیمنٹ کو دیے گئے ہیں۔ آئین میں عدلیہ، کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل، پبلک سروس کمیشن اور چیف الیکشن کمشنر کو پوری خود مختاری دی گئی ہے۔

یونین اور اس کے علاقے

بھارت 28 ریاستوں اور سات مرکزی علاقوں پر مشتمل ہے۔ ریاستیں یہ ہیں: آندھرا پردیش، آسام، اروناچل پردیش، بہار، چھتیس گڑھ، گوا، گجرات، ہریانہ، ہماچل پردیش، جموں وکشمیر، جھارکھنڈ، کرناٹک، کیرلا، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، منی پور، میگھالیہ، میزورم، ناگالینڈ، اڑیسہ، پنجاب، راجستھان، سکم، تمل ناڈو، تری پورہ، اترانچل، اتر پردیش اور مغربی بنگال۔ مرکزی علاقے یہ ہیں: جزائر انڈمان ونکوبار، چنڈی گڑھ، دادرا ونگر حویلی، دمن اور دیو، دہلی، لکش دیپ، اور پانڈیچری۔

شہریت

آئین پورے ملک کے لیے واحد اور یکساں شہریت فراہم کرتا ہے۔ ہر وہ شخص جو آئین کے نفاذ کے دن (26 جنوری 1950) بھارت میں مستقل طور پر رہتا تھا۔ اور (اے) جو بھارت کے علاقہ میں پیدا ہوا تھا یا (بی) جن کے والدین میں سے کوئی بھی بھارت کے علاقہ میں پیدا ہوئے تھے یا (سی) آئین کے نفاذ کی تاریخ کے ٹھیک پہلے سے بھارت کے علاقے میں کم از کم پانچ سال سے رہتا تھا۔ بھارت کا شہری مانا جائے گا۔ آئین کے نفاذ کے بعد شہریت ایکٹ 1955 کی رو سے شہریت قبول کرنے یا منقطع کرنے کا اختیار بھی دیا گیا ہے۔

بنیادی حقوق

آئین تمام شہریوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر کچھ بنیادی آزادیاں فراہم کرتا ہے۔ آئین میں بنیادی حقوق کے چھ زمروں کی شکل میں ان کی ضمانت دی گئی ہے جو کہ قابل سماعت عدالت ہیں۔ آرٹیکل 12 سے 35 تک آئین کے پارٹ III میں شامل ہیں جو بنیادی حقوق سے تعلق رکھتے ہیں جو یہ ہیں: (i) مساوات کا حق بشمول قانون کی نظر میں مساوات مذہب، نسل، ذات، صنف، پیدائش کی جگہ کی بنیاد پر امتیاز کی مخالفت اور روزگار کے معاملہ میں مساوی مواقع۔ (ii) تقریر و تحریر، اجتماع، ایسوسی ایشن یا یونین کی تشکیل، تحریک، رہائش، کسی پیشہ یا روزگار کو اختیار کرنے کے حق کی آزادی (ان میں سے کچھ حقوق ریاست کی سلامتی، غیر ممالک سے دوستانہ تعلقات، عوامی نظم و نسق، شرافت یا اخلاق کے تابع ہیں) (iii) استحصال کے خلاف حق، ہر طرح کی جبری مزدوری کی مخالفت، بچہ مزدوری اور انسانوں کی خرید و فروخت کی مخالفت (iv) ضمیر کی آزادی اور آزادانہ اظہار رائے کی آزادی۔ مذہب پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کی آزادی (v) شہریوں کے کسی بھی طبقہ کو اپنی ثقافت، زبان، رسم الخط کی حفاظت کرنے کا حق اور اقلیتوں کو اپنی پسند کے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کا انتظام کرنے کی آزادی اور (vi) بنیادی حقوق کے نفاذ کے لیے آئینی تحفظات کو استعمال کرنے کا حق۔

بنیادی فرائض

آئین میں 42ویں ترمیم کے ذریعہ جو 1976ء میں کی گئی تھی شہریوں کے بنیادی فرائض بھی گنا دیے گئے ہیں۔ آئین کے 51 کے آرٹیکل A میں بنیادی فرائض کی وضاحت کی گئی ہے جن کی رو سے ایک شہری کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ آئین کے مطابق عمل کرے، ان اعلیٰ و ارفع نظریات کی قدر کرے اور ان پر عمل کرے جس نے ہماری قومی جدوجہد آزادی کو تحریک بخشی تھی ملک کا دفاع کرے اور جب قومی خدمت کے لیے طلب کیا جائے تو پیچھے نہ ہٹے اور بھارت کے تمام لوگوں میں خیر سگالی اور عام بھائی چارہ پیدا کرے اور اس سلسلہ میں کسی مذہبی، لسانی، علاقائی یا طبقہ وارانہ اختلاف سے کام نہ لے۔

ریاستی پالیسی کے نگراں اصول

آئین نے ریاستی پالیسی کے کچھ نگراں اصول مقرر کیے ہیں جو قابل سماعت عدالت نہیں ہیں مگر ملک کی حکومت چلانے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ ریاست کا فرض ہے کہ وہ قانون سازی کے سلسلہ میں ان اصولوں پر عمل کرے۔ ان اصولوں کی رو سے ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ جس قدر موثر طور پر بھی ممکن ہو ایک ایسا سماجی نظام قائم کرے گی جس میں سماجی، اقتصادی اور سیاسی انصاف قومی زندگی کے تمام اداروں سے حاصل ہو اور اس طرح عوام کی فلاح و بہبود کو فروغ دیا جائے۔ ریاست اپنی پالیسی پر اس طرح عمل کرے گی کہ تمام مردوں اور عورتوں کے حقوق کا تحفظ ہو۔ انہیں زندگی گزارنے کے کافی مواقع حاصل ہوں۔ مساوی کام کے لیے مساوی اجرت ملے اور ریاست اپنی اقتصادی صلاحیت اور ترقی کی حدود میں رہتے ہوئے کام اور تعلیم کے حق کو استعمال کرنے کے لیے موثر کارروائی کرے گی اور بے روزگاری، ضعیفی اور دوسری حاجتوں کی تکمیل کے سلسلہ میں عوامی امداد فراہم کرے گی۔ ریاست، مزدوروں کے لیے زندگی کی ضروریات کے مطابق اجرت دلانے کا کام، انسانی ماحول پیدا کرنے، بہترین معیار زندگی قائم کرنے اور صنعتوں کے نظم و نسق میں مزدوروں کو پوری حصہ داری کا موقع فراہم کرنے کی بھی کوشش کرے گی۔

جہاں تک اقتصادی شعبہ کا تعلق ہے۔ ریاست اس طرح اپنی پالیسی بنائے گی کہ سماج کو مادی وسائل کی ملکیت اور اس پر کنٹرول حاصل ہو اور عام بھلائی کا مقصد پورا ہو۔ اس کے علاوہ اقتصادی نظام کو اس طرح سے چلایا جائے کہ عوامی مفاد کے

خلاف، دولت اور پیداواری وسائل چند ہاتھوں میں سمٹ کر نہ رہ جائیں۔

کچھ دیگر نگراں اصولوں کا تعلق بچوں کو صحت مندانہ ترقی کے مواقع فراہم کرنے، 14 برس تک کی عمر کے تمام بچوں کو مفت لازمی تعلیم فراہم کرنے، درج فہرست ذات وقبائل اور دیگر کمزور تر طبقات کے مفاد میں تعلیم اور معیشت کو فروغ دینے، گاؤں میں پنچایتیں قائم کرنے، عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنے، پورے ملک کے لیے مشترکہ عائلی قانون نافذ کرنے، قومی یادگاروں کا تحفظ کرنے، یکساں مواقع کی بنیاد پر انصاف کو فروغ دینے، مفت قانونی امداد فراہم کرنے، ماحول کی حفاظت کرنے اور اس میں سدھار لانے، ملک کے جنگلوں اور جنگلاتی زندگی کی حفاظت کرنے اور بین الاقوامی امن وانصاف کو فروغ دینے، اقوام عالم کے مابین منصفانہ اور باوقار تعلقات قائم کرنے، بین الاقوامی قانون کا احترام کرنے، معاہدوں پر عمل کرنے اور ثالثی کے ذریعہ بین الاقوامی تنازعات کو حل کرنے سے ہے۔

یونین

مرکزی انتظامیہ

مرکزی انتظامیہ صدر، نائب صدر اور وزیروں کی کونسل پر مشتمل ہے جس کا سربراہ وزیراعظم ہوتا ہے جو صدر کی مدد کرتا ہے اور اسے مشورہ بھی دیتا ہے۔

صدر (راشٹر پتی)

صدر کا انتخاب پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں، اور ریاستی اسمبلیوں کے منتخبہ ارکان، متناسب نمائندگی کے طریقہ کے مطابق واحد اور قابل منتقلی ووٹ کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ ریاستوں میں یکسانیت پیدا کرنے اور برابری لانے کی غرض سے ہر ووٹ کی مناسب ''قدر'' کا تعین کیا جاتا ہے۔ صدر کا بھارتی شہری ہونا ضروری ہے۔ اس کی عمر 35 برس سے کم نہیں ہونی چاہیے اور لوک سبھا کے ممبر کے طور پر چنے جانے کا اہل ہونا چاہئے۔ اس کے عہدہ کی میعاد 5 سال ہے لیکن اسے دوبارہ بھی چنا جاسکتا ہے۔ اسے آئین کی دفعہ 61 میں دے گئے ضابطہ کے مطابق عہدہ سے ہٹایا بھی جاسکتا ہے وہ اپنا استعفا نائب صدر (اپ راشٹر پتی) کے نام بھیج سکتا ہے۔

مرکز کے انتظامی اختیارات صدر کو تفویض ہیں جو براہ راست یا اپنے ماتحت افسروں کے ذریعہ آئین کے مطابق ان اختیارات کو استعمال کرتا ہے۔ یونین کی دفاعی افواج کا سپریم کمانڈر ہونے کے ساتھ ساتھ صدر پارلیمنٹ کو بلاتا ہے، ملتوی کرتا ہے، خطاب کرتا ہے اور پارلیمنٹ کے لیے پیغامات ارسال کرتا ہے اور لوک سبھا کو تحلیل کرتا ہے۔ کسی وقت پر بھی بشرطیکہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں اجلاس نہ چل رہا ہو آرڈی نینس جاری کرتا ہے۔ مالی اور مالیاتی بلوں کو پیش کرنے کی سفارشات کرتا ہے اور بلوں کی توثیق بھی کرتا ہے، معافیاں دیتا ہے۔ سرزنش کرتا ہے سزا کو ملتوی کرتا ہے یا اس میں تخفیف کرتا ہے یا بعض معاملات میں سزا کو معطل کرتا ہے۔ سزا میں چھوٹ دیتا ہے، یا سزا معاف کرتا ہے۔ اگر ریاست میں آئینی تعطل پیدا ہو جائے تو اس ریاست کی حکومت کے تمام یا کوئی کام بھی اپنے ہاتھ میں لے سکتا ہے۔ صدر کو اختیار ہے کہ اگر وہ ملک کے لیے یا ملک کے کسی حصہ کی سلامتی کے لیے خطرہ محسوس کرے اور یہ خطرہ چاہے جنگ، بیرونی جارحیت یا مسلح بغاوت سے پیدا ہو تو وہ ایمرجنسی (ہنگامی حالات) نافذ کردے۔

نائب صدر

نائب صدر کا انتخاب واحد قابل منتقلی ووٹ کی بنیاد پر متناسب نمائندگی کے طریقہ سے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے ارکان کرتے ہیں۔ اس کا بھارت کا شہری ہونا ضروری ہے۔ اس کی عمر 35 سال سے کم نہیں ہونی چاہئے اور وہ راجیہ سبھا کا رکن بننے کا اہل ہونا چاہئے۔ اس کے عہدہ کی میعاد 5 سال ہے لیکن اسے دوبارہ بھی چنا جاسکتا ہے۔ اسے آئین کی دفعہ 67 بی میں دیے گئے طریقہ کے مطابق عہدہ سے ہٹایا جاسکتا ہے۔ نائب صدر، بہ اعتبار عہدہ، راجیہ سبھا کا چیئر مین ہوتا ہے اور جب صدر غیر حاضر، بیمار یا کسی دوسری وجہ سے اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کر سکے مثلاً یہ کہ اسے ہٹا دیا گیا ہو یا اس نے استعفیٰ دیدیا ہو تو نئے صدر کے انتخاب تک (جو کہ چھ ماہ کے اندر ہونا چاہئے) نائب صدر، صدر کی ذمہ داری نبھائے گا۔ ایسی حالت میں وہ راجیہ سبھا کے چیئر مین کے طور پر کام کرنا بند کر دیتا ہے۔

وزیروں کی کونسل

صدر کو اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی کے سلسلہ میں مدد اور مشورہ دینے کے لیے ایک وزیروں کی کونسل ہے جس کا سربراہ وزیراعظم ہوتا ہے۔ وزیراعظم کی تقرری صدر کرتا ہے اور وزیراعظم کے مشورہ پر دوسرے وزیروں کی بھی تقرری کرتا ہے۔ کونسل لوک سبھا کو اجتماعی طور پر جواب دہ ہوتا ہے۔ وزیراعظم کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ انتظامیہ اور مرکز کے امور کے تعلق سے وزراء کی کونسل کے تمام فیصلوں، قانون سازی کی تجاویز اور ان سے متعلق معلومات کی اطلاع صدر کو دے۔

وزیروں کی کونسل ان وزیروں پر مشتمل ہوتی ہے جو کابینہ کے ارکان ہوں، وزراء مملکت (آزاد چارج) ہوں، وزراء مملکت اور نائب وزراء ہوں۔

مقننہ

مرکز کی قانون ساز مجلس کو پارلیمنٹ کہا جاتا ہے جو کہ صدر اور دو ایوانوں پر مشتمل ہوتی ہے جن کو کونسل آف اسٹیٹ (راجیہ سبھا) اور ہاؤس آف دی پیوپل (لوک سبھا) کہتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے ہر ایوان کا اجلاس پہلے اجلاس کے ختم ہونے کی تاریخ سے چھ ماہ کے اندر بلانا ضروری ہے۔ بعض معاملات میں دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس بھی ہوسکتا ہے۔

راجیہ سبھا

آئین کی رو سے راجیہ سبھا کے ممبروں کی تعداد 250 ہونی چاہئے۔ ان میں سے 12 ممبروں کو صدر نامزد کرتا ہے جو ادب، سائنس، فنون لطیفہ اور سماجی خدمت کے میدانوں میں امتیازی مرتبہ رکھتے ہیں۔ ریاستوں اور مرکزی علاقوں کے نمائندوں کی حیثیت سے 238 ممبروں سے زیادہ راجیہ سبھا کے ممبر نہیں ہوسکتے۔

راجیہ سبھا کے ممبروں کا چناؤ بالواسطہ ہوتا ہے۔ ریاستوں کی نمائندگی کرنے والے ممبروں کا انتخاب، واحد قابل منتقلی ووٹ کے ذریعہ متناسب نمائندگی کی بنیاد پر ریاستی اسمبلیوں کے ارکان کرتے ہیں اور مرکزی علاقوں کے ممبران کو پارلیمنٹ کے ذریعہ مقرر کیے گئے طریقہ کی بنیاد پر چنا جاتا ہے۔ راجیہ سبھا تحلیل نہیں کی جاتی۔ ہر دو سال بعد اس کے ایک تہائی ارکان سبکدوش ہوجاتے ہیں۔

فی الوقت راجیہ سبھا کی نشستوں کی تعداد 245 ہے۔ ان میں سے 233 ارکان ریاستوں اور مرکزی علاقوں کی نمائندگی

کرتے ہیں اور 12 ارکان صدر جمہوریہ کے ذریعہ نامزد کیے گئے ہیں۔ ضمیمہ میں راجیہ سبھا کے ممبروں کے نام اور ان کی پارٹیوں کے نام دیے گئے ہیں۔

لوک سبھا

لوک سبھا بالغ رائے دہندگی کی بنیاد پر عوام کے ذریعہ چنے گئے ارکان پر مشتمل ہوتی ہے۔ آئین کی رو سے لوک سبھا کے زیادہ سے زیادہ 552 ارکان ہو سکتے ہیں۔ (530 ارکان ریاستوں کی نمائندگی کرنے کے لیے، 20 ممبران مرکزی علاقوں کی نمائندگی کرنے کے لیے اور زیادہ سے زیادہ دو نامزد اینگلو انڈین ممبران بشرطیکہ صدر یہ محسوس کرے کہ ایوان میں ان کی نمائندگی ناکافی ہے)۔ لوک سبھا کی کل انتخابی ممبر شپ اس طرح تقسیم کی گئی ہے کہ ہر ریاست کی نشستوں کی تعداد اور اس کی آبادی کے درمیان تناسب ممکنہ حد تک یکساں رہے۔ فی الوقت لوک سبھا 545 ممبروں پر مشتمل ہے ان میں سے 530 ممبروں کا چناؤ براہ راست 25 ریاستوں اور 13 ممبروں کا چناؤ سات مرکزی علاقوں سے ہوتا ہے جب کہ دو ممبروں کو اینگلو انڈین فرقہ کی نمائندگی کے لیے صدر نامزد کرتا ہے۔ مردم شماری کی 84 ویں آئینی ترمیم ایکٹ کے مطابق لوک سبھا میں مختلف ریاستوں کو 1971 کی بنیاد پر مختص کی گئی نشستوں کی تعداد سال 2026 کے بعد کی جانے والی پہلی مردم شماری تک برقرار رہے گی۔

لوک سبھا کی میعاد اس کے پہلے اجلاس کے لیے مقررہ تاریخ سے 5 سال کی ہوتی ہے بشرطیکہ درمیان میں اسے تحلیل نہ کر دیا جائے لیکن ملک میں ایمرجنسی کا نفاذ ہو تو پارلیمانی قانون کے ذریعہ پہلی بار ایک سال تک کے لیے اس کی میعاد بڑھائی جا سکتی ہے اور جب ایمرجنسی ختم ہو جائے تو چھ مہینہ سے زیادہ مدت کے لیے کسی حالت میں بھی اس کی میعاد میں توسیع نہیں کی جا سکتی۔ اب تک 13 لوک سبھائیں بن چکی ہیں۔ ہر لوک سبھا اور اس کے اسپیکر کی میعاد جدول 3.1 میں دی گئی ہے۔

دونوں ایوانوں میں ریاست وار نشستوں کی تعداد اور لوک سبھا میں پارٹی پوزیشن جدول 3.2 میں دی گئی ہے۔ 13 ویں لوک سبھا کے ممبروں، ان کے انتخابی حلقوں اور پارٹیوں کے نام ضمیموں میں دیے گئے ہیں۔

پارلیمنٹ کی رکنیت کے لیے اہلیت

پارلیمنٹ کا ممبر چنے جانے کے لیے امیدوار کا بھارتی شہری ہونا ضروری ہے اور راجیہ سبھا کے سلسلے میں اس کی عمر 30 سال سے کم نہ ہو اور لوک سبھا کے سلسلہ میں اس کی عمر 25 سال سے کم نہیں ہونی چاہئے۔ دیگر اہلیتوں کا تعین پارلیمنٹ کے ذریعہ قانون بنا کر کیا جا سکتا ہے۔

پارلیمنٹ کے فرائض اور اختیارات

دیگر پارلیمانی جمہوریتوں کی طرح بھارت کی پارلیمنٹ کا بھی خاص کام قانون سازی، انتظامیہ کی نگرانی، بجٹ پاس کرنا عوامی شکایات دور کرنا، اور مختلف امور پر بحث کرنا ہے۔ مثلاً ترقیاتی منصوبے، بین الاقوامی تعلقات، اور قومی پالیسیاں۔ مرکز اور ریاستوں کے درمیان اختیارات کی تقسیم کی وضاحت آئین نے کر دی ہے جس میں بہت سے پہلوؤں سے اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ قانون سازی کے شعبہ میں پارلیمنٹ کو عام بالادستی حاصل ہے۔ کثیر موضوعات کے علاوہ معمول کے مطابق حالات میں بھی بعض صورتوں میں پارلیمنٹ ان موضوعات کے سلسلہ میں بھی قانون سازی کے اختیارات سنبھال سکتی ہے جو خاص طور پر ریاستوں کے لیے ہیں۔ پارلیمنٹ کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ صدر کا مواخذہ کرے اور سپریم کورٹ و ہائی کورٹ کے ججوں،

چیف الیکشن کمشنر اور کنٹرولر اور آڈیٹر جنرل کو آئین کے ذریعہ طے کردہ طریقوں سے سبکدوش کر دے۔

تمام قوانین کے لیے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی منظوری ضروری ہے مگر مالی بل کے لیے صرف لوک سبھا کی منظوری درکار ہے۔ تفویض شدہ قانون سازی بھی پارلیمنٹ کے زیرغور اور زیرکنٹرول آسکتی ہے۔ قانون سازی کا اختیار دینے کے ساتھ ہی آئین نے پارلیمنٹ کو آئین میں ترمیم کرنے کا بھی اختیار دیا ہے۔

پارلیمانی کمیٹیاں

پارلیمنٹ کی کارگزاریاں صرف مختلف النوع ہی نہیں ہیں بلکہ بہت زیادہ ہیں اس کے پاس وقت محدود ہے اور وہ قانون سازی سے تعلق رکھنے والے یا ان دوسرے امور پر تفصیل سے غور نہیں کرسکتی جو اس کے سامنے آتے ہیں اس لیے اس کی کارکردگی کا بڑا حصہ کمیٹیاں انجام دیتی ہیں۔

پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی کمیٹیوں کی بناوٹ کچھ استثنا معاملوں کے علاوہ ایک ہی جیسی ہوتی ہے ان کی تقرری، عہدہ کی میعاد کارکردگی اور کارروائی چلانے کے ضابطے بھی کم وبیش ایک جیسے ہیں اور آئین کے آرٹیکل 118 (1) کے تحت دونوں ایوانوں کے ذریعہ بنائے گئے قاعدوں کے دائرہ عمل میں ہوتے ہیں۔

موٹے طور پر پارلیمانی کمیٹیاں دو طرح کی ہوتی ہیں اسٹینڈنگ اور ایڈہاک کمیٹیاں۔ اول الذکر کا تقرر ہر سال یا وقفہ وقفہ سے ہوتا ہے اور ان کا کام کم وبیش مسلسل چلتا رہتا ہے جب کہ ثانی الذکر کو حسب ضرورت ایڈہاک بنیاد پر قائم کیا جاتا ہے اور جس کام کے لیے انہیں بنایا جاتا ہے اس کے مکمل ہوتے ہی ان کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔

اسٹینڈنگ کمیٹی (مجلس قائمہ): اسٹینڈنگ کمیٹیوں میں تین مالی کمیٹیاں، تخمینہ جات کمیٹی، پبلک اکاؤنٹس اور پبلک انڈرٹیکنگس (سرکاری کاروباری اداروں کی کمیٹیاں) سے تعلق رکھنے والی کمیٹیوں کا امتیازی مقام ہے جو حکومت کے اخراجات اور کارکردگی پر کڑی نگرانی رکھتی ہیں۔ راجیہ سبھا کے ارکان بھی، پبلک اکاؤنٹس اور پبلک انڈرٹیکنگس کی کمیٹیوں میں شامل کیے جاتے ہیں مگر تخمینہ جات کمیٹی کے تمام ارکان لوک سبھا سے لیے جاتے ہیں۔

تخمینہ جات کمیٹی: اقتصادیات، تنظیم میں سدھار، بہتر کارکردگی یا انتظامی اصلاحات کے بارے میں رپورٹ دیتی ہے کہ انھیں کون سی پالیسی متاثر کرسکتی ہے۔ اس کے ذریعہ اس بات کا بھی پتہ لگایا جاتا ہے کہ آیا تخمینہ جات کی پالیسی کے مطابق سرمایہ ہے اور اس کی جانب سے پارلیمنٹ کے سامنے تخمینے پیش کرنے کا طریقہ کا بھی تعین کیا جاتا ہے جب کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی حکومت کے اخراجات اور مالی کھاتوں کی جانچ پڑتال کرتی ہے اور اپنی رپورٹ کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل کو دیتی ہے۔ اس کی جانب سے اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ سرکاری رقم پارلیمنٹ کے فیصلہ کے مطابق خرچ کی جاسکے اور فضول خرچی، زیادہ اخراجات، نقصان یا منفی اخراجات کی جانب پارلیمنٹ کو متوجہ کیا جاتا ہے۔ پبلک انڈرٹیکنگس کی کمیٹی، کنٹرولر اور آڈیٹر جنرل کی اگر کوئی رپورٹ ہو تو اس کا جائزہ لیتی ہے۔ یہ کمیٹی اس بات پر بھی نظر رکھتی ہے کہ آیا پبلک انڈرٹیکنگس کو ٹھیک ڈھنگ سے چلایا جارہا ہے اور ٹھوس کاروباری اصولوں اور مناسب تجارتی انداز میں ان کا انتظام کیا جارہا ہے۔ ان کمیٹیوں کے ذریعہ نگرانی کا عمل مسلسل نوعیت کا ہے۔

ان تینوں مالی کمیٹیوں کے علاوہ لوک سبھا رولز کمیٹی نے محکمہ جات سے تعلق رکھنے والی 17 اسٹینڈنگ کمیٹیوں کی تشکیل کی سفارش کی تھی جس کی رو سے 8 راپریل 1993ء کو ان محکمہ جاتی اسٹینڈنگ کمیٹیوں کی تشکیل ہوئی تھی۔ ان کمیٹیوں کا کام یہ ہے: (اے) حکومت ہند کی مختلف وزارتوں رمحکموں کے مطالبات پر غور کرنا اور اس کی اطلاع ایوان کو دینا (بی) ان بلوں پر غور کریں جو

راجیہ سبھا کے چیئر مین یا لوک سبھا کے اسپیکر نے کمیٹی کے حوالے کیے ہوں۔ اور ان پر اپنی رپورٹ تیار کرنا۔ (سی) وزارتوں رمحکموں کی سالانہ رپوٹوں پر غور کرنا اور ان پر رپورٹ تیار کرنا۔ اور (ڈی) دونوں ایوانوں میں پیش کیے گئے ان پالیسی دستاویزات پر غور کرنا جن کو راجیہ سبھا کے چیئر مین یا لوک سبھا کے اسپیکر نے کسی کمیٹی کے حوالہ کیا ہو اور اس پر رپورٹ پیش کرنا۔

دونوں ایوانوں میں دیگر اسٹینڈنگ کمیٹیاں جو اپنے کام کی نوعیت کے اعتبار سے تقسیم کی گئی ہیں۔ حسب ذیل ہیں: (I) تحقیقاتی کمیٹیاں۔ (اے) عرض داشتوں کی کمیٹی بلوں پر، عرض داشتوں اور عام دلچسپی کے امور پر تحقیقات کرتی ہے۔ اور مرکزی امور کے متعلق عرضداشتوں کی بھی سماعت کرتی ہے۔ (بی) استحقاقی کمیٹی، استحقاق سے تعلق رکھنے والے کسی بھی معاملہ کی جو ایوان یا اسپیکر رچیئر مین نے اسے حوالے کیا ہو، تحقیقات کرتی ہے۔ (II) چھان بین کی کمیٹیاں (اے) حکومت کی یقین دہانیوں کی کمیٹیاں: ان تمام یقین دہانیوں اور وعدوں وغیرہ پر نظر رکھتی ہیں جو ایوان میں وزیروں نے کیے ہوں اور اس وقت تک ان پر غور کرتی رہتی ہیں جب تک کہ ان پر عمل نہ ہو جائے۔ (بی) ذیلی قانون سازی کی کمیٹی، قوانین وضوابط کے آئین کے مطابق ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں چھان بین کر کے اپنی رائے دیتی ہے اور یہ بھی معلوم کرتی ہے کہ ان پر ذمہ داروں کے ذریعہ ٹھیک طرح سے عمل ہو رہا ہے یا نہیں۔ اور (سی) ایوان میں پیش کیے جانے والے دستاویزات سے تعلق رکھنے والی کمیٹی وزراء کے ذریعہ ایوان میں پیش کیے جانے والے تمام دستاویزات کا جائزہ لیتی ہے۔ بجز ان قانون، اعلانات اور احکامات کے جو معاون قانون کی کمیٹی کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔ یہ کمیٹی اس بات پر نظر رکھتی ہے کہ آیا حکومت کی جانب سے ایوانوں میں پیش کیے جانے والے دستاویزات کے سلسلہ میں آئینی اور قانونی تقاضے پورے کیے گئے ہیں۔ (III) ایوانوں کے روزمرہ کے کاموں کے سلسلہ میں کمیٹی (اے) بزنس ایڈوائزری کمیٹی، آئین میں پیش کیے جانے والے سرکاری آئٹموں اور دوسری کارروائی کے لیے وقت کا تعین کرتی ہے۔ (بی) پرائیویٹ ممبروں کے بلوں اور قراردادوں کی کمیٹی لوک سبھا میں پرائیویٹ ممبروں کے ذریعہ پیش کیے جانے والے بلوں کے لیے وقت مقرر کرتی ہے، پرائیویٹ ممبروں کو قراردادوں کے لیے وقت دینے کی سفارش کرتی ہے اور لوک سبھا میں آئین میں ترمیم کے لیے پرائیویٹ ممبر کی جانب سے پیش کیے جانے والے بل کا پیشگی جائزہ لیتی ہے۔ راجیہ سبھا میں اس طرح کی کمیٹی نہیں ہوتی اور اس ایوان کی بزنس ایڈوائزری کمیٹی پرائیویٹ ممبروں کے بلوں یا قراردادوں پر بحث کے لیے مرحلہ یا مرحلوں کا تعین کرتی ہے (سی) رولز کمیٹی ضابطہ عمل اور ایوان میں کارروائی کے طریقہ پر غور کرتی ہے اور قواعد میں ترمیمات یا اضافوں کی سفارش کرتی ہے اور (ڈی) لوک سبھا کے اجلاس کے دوران ایوان سے ممبروں کی غیر حاضری کی کمیٹی ممبروں کی رخصت کی تمام درخواستوں پر غور کرتی ہے۔ راجیہ سبھا میں اس طرح کی کوئی کمیٹی نہیں ہے۔ ایوان سے رخصت یا غیر حاضر رہنے کے لیے ممبروں کی درخواست پر خود ایوان غور کرتا ہے۔ (iv) درج فہرست ذات/قبائل کی فلاح و بہبود کی کمیٹی، اس میں دونوں ایوانوں کے ارکان ہوتے ہیں۔ یہ کمیٹی درج فہرست ذات/قبائل سے تعلق رکھنے والے ان تمام امور پر غور کرتی ہے جو مرکزی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہوتے ہیں۔ یہ کمیٹی اس بات پر نظر رکھتی ہے کہ آیا ان طبقات کو جو آئینی تحفظات دیے گئے ہیں وہ مل رہے ہیں یا نہیں۔ (v) ممبروں کو سہولیات فراہم کرنے والی کمیٹیاں (اے) کمیٹی برائے عام مقاصد ان امور میں غور و خوض کے بعد را اسپیکر رچیئر مین کو مشورے دیتی ہے جن کا ایوان کے ان معاملات سے تعلق ہے اور جو کسی دوسری پارلیمانی کمیٹی کے دائرہ اختیارات میں نہ ہو اور (بی) ہاؤس کمیٹی جو ممبروں کے لیے رہائش اور دیگر سہولیات سے تعلق رکھتی ہے۔ (vi) ممبران پارلیمنٹ کی تنخواہوں اور بھتوں کے تعلق سے مشترکہ کمیٹی۔ یہ کمیٹی ممبران پارلیمنٹ کے بھتوں اور تنخواہ کے 1954 کے ایکٹ کی رو سے بنائی جاتی ہے جو ممبران پارلیمنٹ کی تنخواہ، بھتوں اور پنشن کو ضابطہ بند کرنے کے لیے قواعد بناتی ہے۔ میڈیکل، ہاؤسنگ، ٹیلی فون، ڈاک، حلقہ انتخاب اور دفتری سہولیات کی فراہمی کے قاعدے بھی طے کرتی ہے (vii) منافع بخش عہدوں کے سلسلہ میں مشترکہ کمیٹی، مرکزی و ریاستی سرکاروں اور مرکزی علاقوں کی انتظامیہ کے ذریعہ قائم کی جانے والی کمیٹیوں کی ہیئت ترکیبی اور ذمہ داریوں کو طے کرتی ہے اور یہ طے کرتی ہے کہ کون سا عہدہ پارلیمنٹ کے کسی بھی ایوان کی رکنیت کے لیے اہل یا نا اہل قرار دینے

والا ہے۔(viii) لائبریری کمیٹی دونوں ایوانوں کے ممبروں پر مشتمل ہوتی ہے جو کہ پارلیمنٹ کی لائبریری سے تعلق رکھنے والے امور پر غور کرتی ہے۔(ix) 29 اپریل 1997ء کو دونوں ایوانوں کے ممبران پر مشتمل خواتین کو با اختیار بنانے کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس کا مقصد دوسری باتوں کے علاوہ تمام شعبوں میں عورتوں کو عزت، وقار اور مساوی مرتبہ دلانا ہے اور (x) 4 مارچ 1997ء کو راجیہ سبھا کی اخلاقیات کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔ اسی طرح 16 مئی 2000 کو لوک سبھا کی اخلاقیات کمیٹی تشکیل دی گئی۔

ایڈ ہاک کمیٹیاں: اس طرح کی کمیٹیوں کو عام طور سے دو عنوان کے تحت درجہ بند کیا جا سکتا ہے (ا) وہ کمیٹیاں جن کی تشکیل وقتاً فوقتاً یا تو دونوں ہاؤسوں میں سے کسی زیر غور قرار داد کی منظوری کی بنیاد پر کی جا سکتی ہے یا پھر اسپیکر/چیئرمین، کسی مخصوص موضوع/معاملے کے لیے تحقیقاتی رپورٹ تیار کرنے کے لیے تشکیل دے سکتا ہے۔ (جیسے صدر کے خطاب کے دوران کچھ ممبروں کے اطوار یا طرز عمل کے لیے، کمیٹی برائے مسودہ پنج سالہ منصوبہ بندی، ریلوے کنونشن کمیٹی، ممبران پارلیمنٹ لوکل ایریا ترقیاتی کمیٹی، بوفورس ٹھیکے کے لیے جوائنٹ کمیٹی، جوائنٹ کھادوں کی قیمت کے تعین کے لیے جوائنٹ کمیٹی اور بنک کاروبار اور تحفظات کی بے ضابطگیوں کی تحقیقات کے لیے جوائنٹ کمیٹی وغیرہ اور (ب) مخصوص بلوں کے لیے منتخب یا جوائنٹ کمیٹیاں جو کہ کسی مخصوص بل پر غور کرنے اور رپورٹ بنانے کے لیے مقرر کی جاتی ہیں۔ یہ کمیٹیاں، دیگر ایڈ ہاک کمیٹیوں کے مقابلے اس معنی میں نمایاں امتیاز رکھتی ہیں کہ یہ بلوں سے متعلق ہوتی ہیں اور طریق کار ضابطوں کے تحت اسپیکر/چیئرمین کی ہدایتوں کے مطابق عمل کرتی ہیں۔

پارلیمنٹ میں حزب مخالف قائد

لوک سبھا اور راجیہ سبھا میں حزب مخالف کے قائدین کو ان کے عہدوں کی اہمیت کے پیش نظر قانونی درجہ دیا گیا ہے۔ یکم نومبر 1977ء کو نافذ کیے گئے ایک قانون کی رو سے انہیں تنخواہ اور دیگر مناسب سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

پارلیمنٹ میں سرکاری کام کاج

پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں سرکاری کام کاج میں ربط دہی، ان کا منصوبہ بنانے، اور اس کے مطابق انتظام کرنے کے لیے پارلیمانی امور کے وزیر کو ذمہ داریاں دی گئی ہیں۔ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں وہ اپنے وزراء مملکت کی مدد اور تعاون حاصل کرتا ہے۔ یہ وزارت پارلیمانی امور کی کابینہ کمیٹی کی مجموعی ہدایات کے مطابق کام کرتی ہے۔ پارلیمانی امور کا وزیر پریسائیڈنگ افسروں (صدر نشینوں) اور پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی مختلف پارٹیوں اور گروپوں کے لیڈروں اور وہپ اور چیف وہپ سے قریبی تعلق قائم کیے رہتا ہے۔

مشاورتی کمیٹیاں

وزارت پارلیمانی امور، ممبران پارلیمنٹ پر مشتمل مختلف وزارتوں کی پارلیمانی کمیٹیاں بناتی ہے اور ان کی میٹنگوں کا انتظام کرتی ہے۔ کسی بھی وزارت کی مشاورتی کمیٹی کا انچارج اس وزارت کا وزیر/انچارج وزیر مملکت ہوتا ہے جو متعلقہ وزارت کی مشاورتی کمیٹی کا چیئرمین ہوتا ہے۔ یہ کمیٹیاں حکومت کی پالیسیوں اور پروگراموں پر حکومت اور ممبران پارلیمنٹ کے درمیان مذاکرات اور ان کے نفاذ کے طریقوں پر غیر رسمی بات چیت کے لیے ہوتی ہیں۔ ان کمیٹیوں کے جلسے پارلیمنٹ کے اجلاس کے دوران اور دو اجلاسوں کے وقفہ کے دوران بھی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ، ریلوے کے منطقوں (زون) کے لیے بھی غیر رسمی مشاورتی کمیٹیوں کی تشکیل کی ہے ان کمیٹیوں کا جلسہ پارلیمنٹ کے اجلاس کے دوران ہوتا ہے۔

حکومت کی طرف سے قائم کی جانے والی کمیٹیوں اور بورڈ کے لیے ممبران پارلیمنٹ کی نامزدگی

پارلیمانی امور کا وزیر مختلف وزارتوں میں کمیٹیوں، کونسلوں، بورڈوں اور کمیشنوں وغیرہ میں ممبران پارلیمنٹ کی نامزدگی کرتا ہے۔ موضوعات کے اعتبار سے ممبران کی خاص دلچسپیوں اور رجحانات کو دھیان میں رکھ کر یہ نامزدگی کی جاتی ہے۔

دیگر پارلیمانی معاملات

حکومت ہند کی وزارت پارلیمانی امور وقفہ وقفہ سے کل ہند وہپس کانفرنس بھی کراتی رہی ہے جس کا مقصد مرکز اور ریاستوں میں مختلف پارٹیوں کے ان وہپوں کے مابین مناسب روابط قائم کرنا رہا ہے جو مجالس قانون ساز کی سرگرمیوں سے راست تعلق رکھتے ہیں۔ ان کانفرنسوں میں مشترکہ دلچسپی کے امور پر بحث و مباحثہ ہوتا رہا ہے اور پارلیمانی جمہوریت کے اعلیٰ ترین معیارات قائم کرنے پر توجہ دی جاتی رہی ہے۔

وزارت پارلیمانی امور ان معاملات پر ضروری کارروائی کرتی ہے جو لوک سبھا میں ایوان کی کارروائی کے ضوابط کا ضابطہ 377 کے تحت اور راجیہ سبھا میں خصوصی حوالوں یا تذکروں کے طور پر اٹھائے جاتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں وقفہ سوالات کے بعد ممبران کی جانب سے فوری عوامی اہمیت کے معاملات اٹھائے جاتے ہیں گرچہ یہ ضروری نہیں ہے مگر بعض اوقات وزیروں کی جانب سے اس سلسلہ میں جواب دیا جاتا ہے جب متعلق وزیر موجود نہیں ہوتے ہیں۔ وزیر پارلیمانی امور ایوان کو ممبروں کو یقین دلاتا ہے کہ وہ ایوان کے جذبات سے متعلقہ وزارت کے وزیروں کو آگاہ کرے گا۔

یقین دہانیوں پر عمل درآمد

وزارت پارلیمانی امور دونوں ایوانوں میں کرائی گئی یقین دہانیوں اور وعدوں وغیرہ کو روزمرہ کی کارروائی سے چن کر متعلقہ وزارتوں اور محکموں کو عمل درآمد کے لیے بھیجتی ہے۔ پارلیمانی امور کا وزیر وزیر مملکت دونوں ایوانوں میں کیے گئے وعدوں و یقین دہانیوں پر کی جانے والی کارروائی کی رپورٹیں جو کہ متعلقہ وزارتوں و محکموں سے وصول ہوتی ہیں مناسب چھان بین کے بعد پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش کرتا ہے۔

انتظامی ڈھانچہ

حکومت ہند کے کام کاج کا تعین رولز 1961، صدر جمہوریہ ہند نے آئین کی دفعہ 77 کے تحت بنایا ہے جن کا مقصد حکومت ہند کے کام کاج کا تعین کرنا ہے حکومت ہند کی وزارتوں و محکموں کی تخلیق ان رولز کے تحت وزیر اعظم کی صلاح پر صدر جمہوریہ کرتا ہے۔ حکومت ہند کی کارروائیاں وزارتوں و محکمہ جات کے سکریٹریٹ اور دفاتر میں (جن کو محکمہ جات کہا جاتا ہے) موضوعات کی تقسیم کے مطابق ان رولز کی روشنی میں کی جاتی ہیں۔ ہر وزارت (وزارتیں) صدر جمہوریہ کی جانب سے وزیر اعظم کی صلاح کے مطابق کسی ایک وزیر کو دی جائے گی اور ہر محکمہ عام طور پر سکریٹری کے تحت ہوگا جو پالیسی امور اور عام انتظام کے سلسلہ میں وزیر کو تعاون دے گا۔

کیبنٹ سکریٹریٹ

کیبنٹ سکریٹریٹ براہ راست وزیر اعظم کی زیر نگرانی ہوتا ہے۔ سکریٹریٹ کا انتظامی سربراہ کیبنٹ سکریٹری ہوتا ہے جو سول سروسز بورڈ کا بہ لحاظ عہدہ چیرمین بھی ہوتا ہے۔

حکومت ہند کے (کام کاج کے تعین) ضوابط 1961 کے تحت کیبنٹ سکریٹریٹ کو ضوابط کی پہلی فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔اس سکریٹریٹ کے لیے جن کاموں کا تعین کیا گیا ہے وہ ہیں:(i) کیبنٹ اور کیبنٹ کمیٹیوں کو دفتری تعاون اور (ii) کام کاج کی عملداری۔

حکومت ہند (کام کاج کی تعمیل) ضوابط 1961 کے انتظامیہ اور ان ضوابط کی تعمیل کو یقینی بنانے کے ذریعہ حکومت کی وزارتوں رمحکمہ جات کے کاموں کو ٹھیک ڈھنگ سے چلانے کی سہولت فراہم کرنے کی ذمہ داری کیبنٹ سکریٹریٹ پر عائد ہوتی ہے۔سکریٹریٹ مختلف وزارتوں کے درمیان ارتباط قائم کرنے اور وزارتوں رمحکمہ جات کے درمیان اختلافات دور کر کے اور سکریٹریوں کی مستقل اور عارضی کمیٹیوں کے ذریعہ اتفاق رائے بنا کر فیصلہ سازی میں حکومت کی مدد کرتا ہے۔اس میکانیت کے ذریعہ نئی پالیسیوں کی عمل درآمد کو فروغ دیا جاتا ہے۔

کیبنٹ سکریٹریٹ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ سبھی وزارتوں رمحکمہ جات میں ہونے والے کام کاج کی اطلاع صدر، نائب صدر اور وزراء کو ملتی رہے، ایسا وہ ان کی سرگرمیوں کی ماہانہ تلخیص کے ذریعہ کرتا ہے۔ملک میں کسی بڑی بحرانی صورتحال کو سنبھالنے اور ایسے حالات میں مختلف وزارتوں کے درمیان تال میل قائم کرنے کی ذمہ داری بھی سکریٹریٹ کی ہوتی ہے۔

چوں کہ کیبنٹ سکریٹری سول سروسز کا بھی سربراہ ہوتا ہے اس بین وزارتی ارتباط کو فروغ دینے کے لیے محکمہ جات کے ذریعہ کیبنٹ سکریٹریٹ کو مفید میکانیت کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔سکریٹریوں کے لیے یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ وہ محکموں کی پیش ورفت کے بارے میں معلومات سے کیبنٹ سکریٹری کو باخبر رکھیں۔کام کاج کے ضوابط کا بھی تقاضہ ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً ہونے والی پیش رفت سے باخبر رکھیں خاص طور پر جب ان ضوابط سے کسی طرح کا انحراف ہو رہا ہو۔

نیشنل اتھارٹی، کیمیائی ہتھیار کنونشن

نیشنل اتھارٹی کیمیکل وپنس (c w c) کا قیام 5 مئی 1997 کو کیبنٹ سیکریٹریٹ کی قرارداد کے ذریعہ ہوا تھا تاکہ ممبر ریاستوں کے ذریعہ ہر طرح کے کیمیائی ہتھیاروں کو فروغ دینے، بنانے، عمل میں لانے، منتقلی، استعمال کرنے اور جمع کرنے کو روکنے کے مقصد سے 14 جنوری 1923 کو انجام پانے والی کانفرنس میں ابتدائی طور پر 130 ممالک کے ذریعہ کیمیائی ہتھیاروں کے کنونشن میں دستخط کیے گئے اعلانیہ کے مطابق عمل کیا جا سکے۔اس کی شرائط کو پورا کرنے کے لیے سبھی ممبر ریاستوں کو ایک نیشنل اتھارٹی نامزد کرنا یا قائم کرنا ضروری تھا تا کہ وہ کیمیائی ہتھیاروں پر پابندی لگانے والی تنظیموں اور دیگر ریاستی فریقوں کے ساتھ موثر تال میل رکھ سکے۔لہٰذا NA, CWC (نیشنل اتھارٹی، کیمیائی ہتھیار کنونشن)، کیبنٹ سکریٹریٹ انتظامی نگرانی میں قائم کیا گیا ہے۔

نیشنل اتھارٹی کے کاموں کی نگرانی کیبنٹ سکریٹری کی صدارت میں ایک اعلیٰ سطحی کارساز کمیٹی کرتی ہے جس کے دیگر ممبران میں سکریٹری (کیمکل اور پیٹرو کیمکل) خارجہ سکریٹری، سکریٹری برائے دفاعی تحقیق اور ترقی، سکریٹری دفاع اور نیشنل اتھارٹی کے چیرمین شامل ہوتے ہیں۔نیشنل اتھارٹی، کیمیائی ہتھیار کنونشن پر کیمیائی ہتھیار کنونشن کے قانون کے مفاد cwc اور دیگر ممبر ممالک کے ساتھ رابطہ قائم رکھنے، کنونشن کے ذریعہ کیے گئے اعلانیہ کی شرائط کو پورا کرنے کے لیے اعداد و شمار کو اکٹھا کرنے، معاہدے کے لیے سہولیات فراہم کرنے، کیمیائی ہتھیاروں کی روک کے لیے بنی تنظیموں کے ساتھ جانچ پڑتال میں ارتباط پیدا کرنے، قومی انسپکٹروں اور صنعتی عملہ کے لیے تربیت کے سلسلے میں سہولیات مہیا کرانے، رازدارانہ عمل سے متعلق اطلاعات تحفظ فراہم اور کیمیائی ہتھیار کنونشن سے متعلق دیگر سرگرمیوں کی ذمہ داریاں شامل ہیں۔

حکومت کی وزارتیں/محکمے

حکومت مختلف وزارتوں/محکموں پر مشتمل ہے، جن کی تعداد اور کردار میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ مثال کے طور پر ان کے کام کے حجم، بعض امور کی اہمیت، تقدیم و تاخیر اور سیاسی اہمیت وغیرہ میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ 15 اگست 1947ء کو مرکز میں حکومت کی وزارتوں کی تعداد 18 تھی۔

فہرست وزارت/محکمہ جات (30-01-2003 کے مطابق)

1۔ وزارت زراعت

(i) محکمہ زراعت و امداد باہمی

(ii) محکمہ زراعت، ریسرچ اور تعلیم

(iii) محکمہ مویشی پالن اور شیر کاری (Dairying)

2۔ وزارت زراعت اور دیہی صنعتیں

3۔ وزارت کیمیکلز و فرٹیلائزر

(i) محکمہ کیمیکلز و پیٹرو کیمیکلز

(ii) محکمہ فرٹیلائزر

4۔ وزارت شہری ہوابازی

5۔ وزارت کوئلہ

(i) محکمہ کوئلہ

(ii) محکمہ کان کنی

6۔ وزارت کامرس و صنعت

(i) محکمہ کامرس

(ii) محکمہ صنعتی پالیسی و فروغ

7۔ وزارت مواصلات و انفارمیشن ٹکنالوجی

(i) محکمہ ٹیلی مواصلات

(ii) محکمہ ڈاک

(iii) محکمہ انفارمیشن ٹکنالوجی

8۔ وزارت دفاع

(i) محکمہ دفاع

(ii) محکمہ دفاعی پیداوار و سپلائیز

(iii) محکمہ دفاعی تحقیق و ترقی

9۔ وزارت عدم سرمایہ کاری

10۔ وزارت ماحولیات و جنگلات

11۔ وزارت امور خارجہ

12۔ وزارت مالیات

(i) محکمہ اقتصادی امور

(ii) محکمہ اخراجات

(iii) محکمہ ریونیو

(iv) محکمہ برائے کمپنی امور

13۔ وزارت خوراک و شہری رسد اور امور صارفین

(i) محکمہ امور صارفین

(ii) محکمہ خوراک و شہری رسد

14۔ وزارت برائے فوڈ پراسسنگ صنعت

15۔ وزارت صحت اور خاندانی بہبود

(i) محکمہ صحت

(ii) محکمہ خاندانی بہبود

(iii) محکمہ بھارتی طریقہ ہائے علاج و ہومیوپیتھی

16۔ وزارت بھاری صنعتیں و پبلک انٹر پرائزیز

(i) محکمہ بھاری صنعتیں

(ii) محکمہ پبلک انٹر پرائزیز

17۔ وزارت امور داخلہ

(i) محکمہ اندرونی سلامتی

(ii) ریاستوں کا محکمہ

(iii) محکمہ سرکاری زبان

(iv) محکمہ داخلہ

(v) محکمہ امور جموں و کشمیر

18۔ وزارت فروغ انسانی وسائل

(i) محکمہ ابتدائی تعلیم و خواندگی

(ii) محکمہ ثانوی تعلیم و اعلیٰ تعلیم

(iii) عورتوں اور بچوں کے فروغ کا محکمہ

19۔ وزارت اطلاعات و نشریات

20۔ وزارت محنت

21۔ وزارت قانون و انصاف

(i) محکمہ قانونی امور

(ii) محکمہ قانون سازی

(iii) محکمہ انصاف

22۔ وزارت معدنیات

23۔ وزارت غیر روایتی توانائی اور وسائل

24۔ وزارت پارلیمانی امور

25۔ سرکاری عملہ، عوامی شکایات اور پنشن کی وزارت

(i) محکمہ عملہ و تربیت

(ii) انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات کا محکمہ

(iii) پنشن اور پنشنروں کی بہبود کا محکمہ

26۔ وزارت پٹرولیم و قدرتی گیس

27۔ وزارت منصوبہ بندی

28۔ وزارت بجلی

29۔ وزارت ریلوے

30۔ وزارت سڑک نقل و حمل اور قومی شاہراہ

31۔ وزارت دیہی ترقی

(i) محکمہ دیہی ترقی

(ii) محکمہ زمینی وسائل

(iii) پینے کے پانی کی فراہمی کا محکمہ

32۔ وزارت سائنس و ٹکنالوجی

(i) محکمہ سائنس و ٹکنالوجی

(ii) محکمہ سائنس و صنعتی تحقیق

(iii) محکمہ بائیو ٹکنالوجی

33۔ چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی وزارت

34۔ شماریات اور پروگرام پر عمل درآمد کی وزارت

35۔ وزارت جہاز رانی

36۔ وزارت فولاد

37۔ وزارت ٹیکسٹائلز

38۔ وزارت سیاحت و ثقافت

(i) محکمہ سیاحت

(ii) محکمہ ثقافت

39۔ وزارت قبائلی امور

40۔ وزارت شہری ترقی وانسداد غربت

(i) محکمہ شہری ترقی

(ii) محکمہ شہری روزگار وانسداد غربت

41۔ وزارت آبی وسائل

42۔ سماجی انصاف اور بااختیار بنانے کی وزارت

43۔ نوجوانوں کے امور اور کھیل کود کی وزارت

44۔ محکمہ ایٹمی توانائی

45۔ محکمہ بحری ترقی

46۔ محکمہ خلاء

47۔ کیبنٹ سکریٹریٹ

48۔ صدر جمہوریہ کا سکریٹریٹ

49۔ وزیر اعظم کا دفتر

50۔ منصوبہ بندی کمیشن

51۔ محکمہ برائے شمالی-مشرقی علاقائی ترقی

عوامی خدمات

آل انڈیا سروسز

آزادی سے پہلے ہندستان میں تاج برطانیہ کی خدمات میں اعلیٰ ترین خدمت انڈین سول سروس (آئی سی ایس) تھی۔ آئی سی ایس کے ساتھ ہی انڈین پولس سروس بھی موجود تھی۔ آزادی کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ گرچہ آئی سی ایس برطانوی راج کی یاد دلاتی ہے مگر قومی اتحاد، یک جہتی اور استحکام کی برقراری کے لیے آل انڈیا سروس کی ضرورت ہے لہذا مرکز اور ریاستوں دونوں کے لیے ایک اور آل انڈیا سروس شروع کرنے کی غرض سے آئین کی دفعہ 312 میں مناسب ترمیم کی گئی۔ آل انڈیا سروسز مرکز اور ریاست دونوں کے لیے مشترک ہیں۔ آئین کے آرٹیکل 312 کے مطابق انڈین ایڈمنسٹریٹو سروس اور انڈین پولیس سروس کو پارلیمنٹ کے ذریعے تشکیل کے بارے میں غور کیا گیا۔ آئین کے نفاذ کے بعد ایک نئی آل انڈیا سروس ''انڈین فارسٹ سروس'' کے نام سے 1966ء میں بنائی گئی۔ آل انڈیا سروسز کا ایک عام مشترکہ پہلو یہ ہے کہ ان سروسز کے ارکان کی بھرتی مرکز کرتا ہے مگر

ان کی خدمات مختلف ریاستی مراکز کے تحت دیدی جاتی ہیں اور وہ مرکز کے تحت ریاستوں اور مرکز دونوں ہی کی خدمت انجام دینے کے پابند ہوتے ہیں۔ آل انڈیا سروسز کا یہ پہلو ہندوستانی وفاق کی یک جہتی کے کردار کو مزید مضبوطی فراہم کرتا ہے۔

تین کل ہند خدمات انڈین ایڈمنسٹریٹیو سروس (آئی اے ایس)، انڈین پولیس سروس (آئی پی ایس) اور انڈین فارسٹ سروس (آئی ایف ایس) میں سے آئی اے ایس کیڈر کو کنٹرول کرنے والی اتھارٹی سرکاری عملہ، عوامی شکایات اور پنشن کی وزارت ہے۔ ان تینوں سروسز کے لیے ہر سال منعقد ہونے والے سول سروسز امتحان کے ذریعہ پبلک سروس کمیشن تقرریاں کرتا ہے۔ ان افسروں کو مرکزی حکومت بھرتی کرتی ہے اور ٹریننگ دیتی ہے اور پھر مختلف ریاستوں کے کیڈروں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت 24 ریاستی کیڈر ہیں جن میں یہ تین جوائنٹ کیڈر بھی شامل ہیں (i) آسام اور میگھالیہ (ii) منی پور اور تری پورہ (iii) اروناچل پردیش، گوا، میزورم اور یونین ٹیری ٹریز (مرکزی علاقے)۔

سنٹرل سکریٹریٹ سروسز

سنٹرل سکریٹریٹ کی تین خدمات ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ (i) سنٹرل سکریٹریٹ سروس (سی سی ایس) (ii) سنٹرل سکریٹریٹ اسٹینوگرافرس سروس (سی ایس ایس ایس) اور (iii) سنٹرل سکریٹریٹ کلریکل سروس (سی ایس سی ایس) سی ایس ایس کے سیکشن آفیسرز گریڈ اور اسسٹنٹ گریڈ، سی ایس ایس ایس کے اسٹینو گریڈ 'ڈی' 'سی' اور 'اے' اور 'بی' (ختم شدہ) اور سی ایس سی ایس اور لوور ڈویزن کلرک اور اپر ڈویزن کلرک گریڈ اب لامرکزی بنا دیے گئے ہیں۔ سی ایس ایس ایس کے پرنسپل پرائیویٹ سکریٹری کا گریڈ اور سی ایس ایس کے سلیکشن گریڈ اور گریڈ مرکزی ہیں۔ مرکزی گریڈ میں تمام تقرریاں اور ترقیاں سکریٹریٹ کی بنیاد پر کی جاتی ہیں۔ لامرکزی گریڈوں کے سلسلہ میں سرکاری عملہ اور ٹریننگ کا محکمہ سنیارٹی کوٹے میں خالی جگہوں پر تقرری کے لیے مختلف کیڈروں کی مجموعی ضروریات پر نظر رکھتا ہے اور ان کی تشخیص کرتا ہے تاکہ براہ راست بھرتی اور محکمہ جاتی کوٹہ کی خالی جگہوں کو کھلے مقابلہ اور محکمہ جاتی امتحان کے ذریعہ بھرا جا سکے۔

یونین پبلک سروس کمیشن

آئین مرکزی حکومت کی گروپ اے اور بی کی شہری جگہوں کے لیے بھرتی کرنے کی خدمت کی انجام دہی کے لیے یونین پبلک سروس کمیشن (یو پی ایس سی) کے نام سے ایک آزاد ادارہ کے قیام کا انتظام کرتا ہے (جس کی تنخواہ اسکیل 10,500 روپے سے کم نہ ہو) جو دیگر سروس امور پر صلاح و مشورہ کا کام بھی کرتا ہے۔ اس کمیشن کے چیئرمین اور ارکان کی تقرری 6 سال کے لیے یا 65 سال تک کی عمر تک پہنچنے کے وقت تک کے لیے (ان میں سے جو بھی پہلے ہو) صدر جمہوریہ کرتا ہے۔ اس کمیشن کی آزادی اور خود مختاری کی برقراری کے لیے ان ممبروں کو جو تقرری کے وقت سرکاری ملازمت میں ہوتے ہیں۔ نوکری سے ریٹائر قرار دے دیا جاتا ہے اور چیئرمین و ممبران حکومت ہند کے تحت مزید ملازمت کے مجاز نہیں رہ جاتے۔ انہیں آئینی وجوہ اور طریقوں ہی سے ہٹایا جا سکتا ہے۔

اسٹاف سلیکشن کمیشن

اسٹاف سلیکشن کمیشن کو جسے پہلے سب آرڈی نیٹ سروسز کمیشن کہا جاتا تھا کیم جولائی 1976 کو قائم کیا گیا تھا۔ تقرری عمل کے لیے، اس کو ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ (i) مرکزی حکومت کی مختلف وزارت ر محکمے اور ان سے منسلک و ماتحت دفاتر (سبھی 'B' گروپ میں) جن کی تنخواہ کا اسکیل 10,500 روپے سے کم نہ ہو اور (ii) مرکزی حکومت کی مختلف وزارتوں ر محکموں اور ان سے منسلک و ماتحت دفاتر (سبھی غیر تکنیکی گروپ 'C' آسامی)، بجز ان آسامیوں کے، جو خاص طور سے اسٹاف سلیکشن کے دائرے سے

باہر رکھی گئی ہیں۔ کمیشن سے منسلک محکمہ عملہ اور تربیت کا ایک دفتر بھی ہوتا ہے۔ کمیشن میں ایک چیئرمین دو ممبران سکریٹری اور کنٹرولر امتحانات بھی ہوتے ہیں۔ امتحانات کے انعقاد کے لیے ایک سکریٹری رکنٹرولر ہوتا ہے۔ چیئرمین رممبروں کے عہدہ کی میعاد 5 سال ہے یا 62 سال کی عمر تک پہنچنے تک ہے۔ ان میں سے جو بھی پہلے ہو۔ کمیشن کا صدر دفتر اور شمالی منطقہ کے دفاتر نئی دہلی میں ہیں۔ وسطی، مغربی، مشرقی، شمال مشرقی اور جنوبی منطقوں کے دفاتر بالترتیب الہ آباد، ممبئی، چنڈی گڑھ، کلکتہ، گوہاٹی اور چنئی اور بنگلور میں ہیں۔ اس کے مدھیہ پردیش اور شمال مغربی منطقوں کے دفاتر رائے پور اور چنڈی گڑھ میں ہیں۔

سرکاری زبان

آئین کی دفعہ 343(ا) کی رو سے یونین کی سرکاری زبان ہندی ہے۔ مگر آرٹیکل 343 (2) کی رو سے آئین کے نفاذ کے دن سے 15 سال تک سرکاری کام کاج میں رانگریزی کا استعمال جاری رہ سکتا تھا۔ (یعنی 25 رجنوری 1965ء تک) آرٹیکل 343(2) پارلیمنٹ کو اختیار دیتا ہے کہ وہ 25 رجنوری 1965ء کے بعد بھی انگریزی کو سرکاری مقاصد سے استعمال کرنے کی قانونی گنجائش پیدا کرے۔ لہذا 25 رجنوری 1965ء کے بعد بھی سرکاری کام کاج میں انگریزی کے استعمال کو جاری رکھنے کے لیے سرکاری زبانوں کا ایکٹ 1963 منظور کیا گیا (جس میں 1967ء میں ترمیم کی گئی) اس ایکٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعض مقاصد کے لیے انگریزی اور ہندی دونوں کا استعمال ہوگا۔ مثلاً قراردادوں، عام آرڈروں، قواعد، نوٹی فکیشن، پریس کمیونک، ایڈمنسٹریٹیو اور دیگر رپورٹوں، لائسنسوں، پرمٹوں کنٹریکٹوں، معاہدوں وغیرہ کے لیے۔

آفیشل لینگویج ایکٹ کی دفعہ 8(1) کے تحت حکومت نے سرکاری زبانوں (مرکز میں سرکاری مقاصد کے استعمال) کے ضوابط کی تشکیل سال 1976 میں کی ہے جس کے نمایاں پہلو حسب ذیل ہیں۔ (i) ان کا اطلاق مرکزی حکومت کے تمام دفاتر پر اور اس کے زیر ملکیت کارپوریشنوں اور کمپنیوں پر ہوتا ہے جن میں مرکز کے ذریعہ مقرر کردہ کسی کمیشن، کمیٹی ٹریبونل کے دفاتر شامل ہیں (ii) منطقہ 'اے' کی ریاستوں رمرکزی علاقوں اتر پردیش، اترانچل، ہماچل پردیش، مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ، بہار، جھار کھنڈ، راجستھان، ہریانہ، انڈمان اور نکوبار جزائر اور دہلی سے تمام خط و کتابت ہندی میں ہوگی۔ (iii) منطقہ ''بی'' کی ریاستوں رمرکزی علاقوں (پنجاب، گجرات، مہاراشٹر اور چنڈی گڑھ) سے مرکزی حکومت کے دفاتر سے بالعموم ہندی میں خط و کتابت ہوگی مگر اس منطقہ ''بی'' کے کسی فرد سے خط و کتابت انگریزی یا ہندی میں ہو سکتی ہے۔ (iv) مرکزی حکومت کے دفاتر کے مابین اور مرکزی دفاتر سے ریاستی حکومتوں رمرکزی علاقوں کے دفاتر اور افراد وغیرہ سے اس تناسب سے ہندی میں خط و کتابت ہوگی جس کا تعین وقفہ وقفہ سے کیا جائے گا۔ (v) مرکزی حکومت کے دفاتر کے سلسلہ میں تمام مینول، کوڈ، (ضوابط و قواعد) اور دیگر کارروائیاں ہندی اور انگریزی دونوں میں ہوں گی۔ تمام خارجہ، رجسٹروں کے عنوانات، ناموں کی تختیاں، نوٹس بورڈ اور اسٹیشنری کی مختلف چیزیں وغیرہ بھی دونوں زبانوں میں ہونی چاہئیں۔ (vi) ایکٹ کی دفعہ 3 (3) میں مذکورہ دستاویز پر دستخط کرنے والے افسر کی ذمہ داری ہوگی کہ یہ دستاویز ہندی اور انگریزی دونوں زبانوں میں جاری کیے جائیں۔ مندرجہ بالا کے علاوہ مرکزی حکومت کے دفاتر میں ہندی میں کام کرنے کے حجم میں اضافہ کرنے کی ہدایتیں بھی دی گئی ہیں۔ ہندی رٹائپنگ، اسٹینوگرافی میں ٹریننگ، دیوناگری اور رومن رسم الخط دونوں زبانوں کی سہولت والے الکٹرانک آلات کی خریداری، محکمہ جاتی ترقیاتی امتحانوں کے لیے ہندی اختیار کرنے والوں کو ہندی میں ٹریننگ کی سہولت بھی دی گئی ہے۔

پالیسی

سرکاری زبان ریزولوشن 1968 کی رو سے ہر سال محکمہ سرکاری زبان کا ایک سالانہ پروگرام تیار کرتا ہے جس میں ہندی میں

خطوط، ٹیلی گرام اور ٹیلیکس وغیرہ بھیجنے کے لیے مرکزی حکومت کے دفاتر کے نشانے مقرر کیے جاتے ہیں۔ان نشانوں کے سلسلے میں مرکزی حکومت کے دفاتر سے سہ ماہی پیش رفت رپورٹ منگوائی جاتی ہے اور سہ ماہی پیش رفت رپورٹوں کی بنیاد پر ایک سالانہ جائزہ رپورٹ تیار کی جاتی ہے۔ یہ رپورٹ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش کی جاتی ہے اور اس کی نقول ریاستی حکومتوں اور مرکزی حکومت کی وزارتوں رمحکموں کو بھی ارسال کی جاتی ہیں۔

سرکاری زبان پالیسی کے نفاذ کی نگرانی کے لیے آٹھ علاقائی تعمیلی دفاتر قائم کیے گئے ہیں۔

کمیٹی رسمیتی

سرکاری زبان ہندی کے استعمال میں ہوئی پیش رفت کے جائزے کے لیے اور صدر کو اپنی رپورٹ پیش کرنے کے سلسلے میں 1976 میں ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی تھی۔ کمیٹی نے اس رپورٹ کو حصوں میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا اس نے ابھی تک اپنی رپورٹ کو 7 حصوں میں پیش کیا ہے۔

کیندریہ ہندی سمیتی کی تشکیل 1967 میں کی گئی تھی۔ اس کی صدارت وزیراعظم کرتے ہیں۔ یہ پالیسی سازی کا اعلیٰ ترین ادارہ ہے، جو سرکاری زبان ہندی کی اشاعت اور استعمال کے لیے رہنما خطوط متعین کرتی ہے۔

مختلف وزارتوں رمحکموں میں متعلقہ وزیروں کی صدارت میں ہندی صلاح کار سمیتیاں قائم کی گئی ہیں۔ یہ اپنی اپنی وزارت ر محکمہ جات میں ہندی کی پیش رفت کا جائزہ لیتی ہیں۔

مرکزی سرکاری زبان نفاذ کمیٹی مرکز کے کام کاج میں ہندی کے استعمال اور سرکاری ملازمین کی ہندی میں تربیت دینے کے بارے میں حالات کا جائزہ لیتی ہے۔

ایوارڈ اسکیم

اندرا گاندھی راج بھاشا شیلڈ ایوارڈ اسکیم 87-1986 سے عمل میں ہے۔ ہندی کے استعمال میں غیر معمولی ونمایاں حصولیابی کے لیے وزارت رمحکمہ جات، بینکوں، مالی اداروں، پبلک سیکٹر کے اداروں کو ایوارڈ دیئے جاتے ہیں۔ نقد ایوارڈ ہندی میں تخلیقی تصانیف کے لیے دیے جاتے ہیں۔ علاقائی راج بھاشا ایوارڈ سرکاری زبان ہندی کی پالیسی کے نفاذ میں نمایاں حصولیابی اور ہندی کے ترقی پسندانہ استعمال کی حوصلہ افزائی کے لیے دیا جاتا ہے۔

جدید علوم کی سبھی شاخوں کے بارے میں ہندی میں حوصلہ افزائی کے طور پر گیان وگیان تخلیقی تصانیف کے لیے نیشنل ایوارڈ اسکیم 2002-2001 سے شروع کی گئی ہے۔

ٹریننگ

محکمہ سرکاری زبان کے ذریعہ چلائی جانے والی ہندی تدریس اسکیم کے تحت ہندی زبان میں تربیت دینے کے لیے پورے ملک میں 162 کل وقتی اور 45 جز وقتی مراکز ہیں۔ اسی طرح 24 کل وقتی اور 39 جز وقتی مراکز کے ذریعہ ہندی اسٹینوگرافی اور ہندی ٹائپنگ کی ٹریننگ دی جارہی ہے۔ ہندی زبان اور ہندی ٹائپنگ میں تربیت کے ساتھ ساتھ مراسلت کے ذریعہ تربیت دینے کے لیے 31 اگست 1985 کو کیندریہ ہندی پرشکشن سنستھان قائم کیا گیا۔

سرکاری دفاتر میں جدید ساز و سامان کے استعمال کے لیے محکمہ چنندہ مراکز میں کمپیوٹر پر ہندی ٹائپنگ اور ورڈ پراسسنگ (لفظ کاری) کی بھی تربیت دی جاتی ہے۔

مختلف وزارتوں/محکموں سے متعلق قانون سے غیر متعلق مواد اور فارموں وغیرہ کے ترجمہ کے لیے مرکزی ترجمہ بیورو کی تشکیل کی گئی تھی بیورو نے حال میں سرکاری زبان، ترجمہ اور متعلقہ مضامین پر مونوگراف تیار کرنے کی ذمے داری لی ہے۔

تکنیکی

میکینکل اور الکٹرانک ساز و سامان خاص طور پر کمپیوٹر پر سرکاری زبان ہندی کے استعمال کی حوصلہ افزائی کے لیے اکتوبر 1983 میں محکمہ نے سرکاری زبان میں ایک تکنیکی سیل قائم کیا تھا۔

کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل

کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل کا تقرر صدر کرتے ہیں۔ ان کو عہدہ سے ہٹانے کا طریقہ وہی ہے جو سپریم کورٹ کے جج کو ہٹانے کا ہے۔ اس عہدہ پر تقرری کے بعد وہ مرکز یا ریاستی حکومت کے تحت کسی اور عہدہ پر تقرری کا مستحق نہیں رہ جاتا۔ کنٹرولر و آڈیٹر جنرل کی صلاح پر صدر اس طریقہ کار کو تجویز کرتا ہے جس کے تحت مرکز اور ریاستوں کے کھاتے رکھے جاتے ہیں۔ مرکز اور ریاستوں کے کھاتوں (حساب کتاب) پر اس کی رپورٹ صدر اور گورنروں کو ارسال کی جاتی ہے جسے پارلیمنٹ و ریاستی مجالس قانون ساز میں پیش کیا جاتا ہے۔

انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات

انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات کا محکمہ جو کہ وزارت سرکاری عملہ، عوامی شکایات اور پنشن کے تحت ہے انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات بالخصوص ان شکایات کے ازالہ کے لیے نوڈل ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے جو بالعموم ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے انتظامیہ اور بالخصوص مرکزی حکومت کی تنظیموں سے تعلق رکھتی ہے۔ محکمہ مرکزی حکومت کی وزارتوں و محکمہ جات کو انتظامی مشاورت بھی فراہم کرتا ہے۔ یہ محکمہ نظم و نسق، مطبوعات اور دستاویز سازی کے ذریعہ انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات کے ازالہ کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے۔

محکمہ مرکزی حکومت کی وزارتوں/محکموں وغیرہ اور مختلف ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں ان کے پبلک سیکٹر کے اداروں/خود اختیار/قانون کے تحت قائم اکائیوں کے ذریعے جن میں وہ خدمات فراہم کرتے ہیں، سٹیزن چارٹروں کے مرتب کرنے اور ان کے نفاذ کے لیے تال میل رکھتا ہے یہ چارٹر، تنظیم کی جذبہ سپردگی، خدمات فراہم کرانے کے متوقع معیاروں، ترتیب وقت، شکایتوں کے نمٹانے کی میکانیت، ان کی کارکردگی کو لوگوں کی جانچ پڑتال کے لیے کھلا رکھنے اور ذمہ داری طے کرنے کو یقینی بنانے کے لیے نشر و اشاعت کرتا ہے۔ مختلف مرکزی ایجنسیوں کے ذریعہ عوامی منشور کی عمل درآمد اور نفاذ کی نظر ثانی کے لیے سکریٹری (عملہ) کی صدارت میں ایک کور گروپ کی تشکیل کی گئی ہے۔ ریاستی حکومتوں کو بھی سٹیزن چارٹر پر عمل درآمد و ترتیب کے لیے اسی طرح کے کور گروپ کی تشکیل کے لیے صلاح دی گئی ہے۔

یہ محکمہ درج ذیل کی اشاعت کرتا ہے: (i) سول سروسز نیوز (ماہانہ نیوز لیٹر) (ii) مینجمنٹ ان گورنمنٹ (سہ ماہی رسالہ)۔

وزارت عملہ، عوامی شکایات اور پنشن 1977 سے کامن ویلتھ ایسوسی ایشن پبلک ایڈمنسٹریشن اور مینجمنٹ (CAPAM) کا

خطوط، ٹیلی گرام اور ٹیلیکس وغیرہ بھیجنے کے لیے مرکزی حکومت کے دفاتر کے نشانے مقرر کیے جاتے ہیں۔ان نشانوں کے سلسلے میں مرکزی حکومت کے دفاتر سے سہ ماہی پیش رفت رپورٹ منگوائی جاتی ہے اور سہ ماہی پیش رفت رپورٹوں کی بنیاد پر ایک سالانہ جائزہ رپورٹ تیار کی جاتی ہے۔ یہ رپورٹ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش کی جاتی ہے اور اس کی نقول ریاستی حکومتوں اور مرکزی حکومت کی وزارتوں رحکموں کو بھی ارسال کی جاتی ہیں۔

سرکاری زبان پالیسی کے نفاذ کی نگرانی کے لیے آٹھ علاقائی تعمیلی دفاتر قائم کیے گئے ہیں۔

کمیٹی رسمیتی

سرکاری زبان ہندی کے استعمال میں ہوئی پیش رفت کے جائزے کے لیے اور صدر کو اپنی رپورٹ پیش کرنے کے سلسلے میں 1976 میں ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی تھی۔ کمیٹی نے اس رپورٹ کو حصوں میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا اس نے ابھی تک اپنی رپورٹ کو 7 حصوں میں پیش کیا ہے۔

کیندریہ ہندی سمیتی کی تشکیل 1967 میں کی گئی تھی۔ اس کی صدارت وزیر اعظم کرتے ہیں۔ یہ پالیسی سازی کا اعلیٰ ترین ادارہ ہے، جو سرکاری زبان ہندی کی اشاعت اور استعمال کے لیے رہنما خطوط متعین کرتی ہے۔

مختلف وزارتوں رحکموں میں متعلقہ وزیروں کی صدارت میں ہندی صلاح کار سمیتیاں قائم کی گئی ہیں۔ یہ اپنی اپنی وزارت ر محکمہ جات میں ہندی کی پیش رفت کا جائزہ لیتی ہیں۔

مرکزی سرکاری زبان نفاذ کمیٹی مرکز کے کام کاج میں ہندی کے استعمال اور سرکاری ملازمین کی ہندی میں تربیت دینے کے بارے میں حالات کا جائزہ لیتی ہے۔

ایوارڈ اسکیم

اندرا گاندھی راج بھاشا شیلڈ ایوارڈ اسکیم 87-1986 سے عمل میں ہے۔ ہندی کے استعمال میں غیر معمولی و نمایاں حصولیابی کے لیے وزارت رمحکمہ جات، بینکوں، مالی اداروں، پبلک سیکٹر کے اداروں کو ایوارڈ دیئے جاتے ہیں۔ نقد ایوارڈ ہندی میں تخلیقی تصانیف کے لیے دیے جاتے ہیں۔ علاقائی راج بھاشا ایوارڈ سرکاری زبان ہندی کی پالیسی کے نفاذ میں نمایاں حصولیابی اور ہندی کے ترقی پسندانہ استعمال کی حوصلہ افزائی کے لیے دیا جاتا ہے۔

جدید علوم کی سبھی شاخوں کے بارے میں ہندی میں حوصلہ افزائی کے طور پر گیان وگیان تخلیق تصانیف کے لیے نیشنل ایوارڈ اسکیم 2002-2001 سے شروع کی گئی ہے۔

ٹریننگ

محکمہ سرکاری زبان کے ذریعہ چلائی جانے والی ہندی مدریس اسکیم کے تحت ہندی زبان میں تربیت دینے کے لیے پورے ملک میں 162 کل وقتی اور 45 جز وقتی مراکز ہیں۔ اسی طرح 24 کل وقتی اور 39 جز وقتی مراکز کے ذریعہ ہندی اسٹینو گرافی اور ہندی ٹائپنگ کی ٹریننگ دی جارہی ہے۔ ہندی زبان اور ہندی ٹائپنگ میں تربیت کے ساتھ ساتھ مراسلت کے ذریعہ تربیت دینے کے لیے 31 اگست 1985 کو کیندریہ ہندی پرشکشن سنستھان قائم کیا گیا۔

سرکاری دفاتر میں جدید ساز و سامان کے استعمال کے لیے محکمہ چنندہ مراکز میں کمپیوٹر پر ہندی ٹائپنگ اور ورڈ پراسسنگ (لفظ کاری) کی بھی تربیت دی جاتی ہے۔

مختلف وزارتوں/محکموں سے متعلق قانون سے غیر متعلق مواد اور فارموں وغیرہ کے ترجمہ کے لیے مرکزی ترجمہ بیورو کی تشکیل کی گئی تھی بیورو نے حال میں سرکاری زبان، ترجمہ اور متعلقہ مضامین پر مونوگراف تیار کرنے کی ذمے داری لی ہے۔

تکنیکی

میکینکل اور الکٹرانک ساز و سامان خاص طور پر کمپیوٹر پر سرکاری زبان ہندی کے استعمال کی حوصلہ افزائی کے لیے اکتوبر 1983 میں محکمہ نے سرکاری زبان میں ایک تکنیکی سیل قائم کیا تھا۔

کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل

کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل کا تقرر صدر کرتے ہیں۔ ان کو عہدہ سے ہٹانے کا طریقہ وہی ہے جو سپریم کورٹ کے جج کو ہٹانے کا ہے۔ اس عہدہ پر تقرری کے بعد وہ مرکز یا ریاستی حکومت کے تحت کسی اور عہدہ پر تقرری کا مستحق نہیں رہ جاتا۔ کنٹرولر و آڈیٹر جنرل کی صلاح پر صدر اس طریقہ کار کو تجویز کرتا ہے جس کے تحت مرکز اور ریاستوں کے کھاتے رکھے جاتے ہیں۔ مرکز اور ریاستوں کے کھاتوں (حساب کتاب) پر اس کی رپورٹ صدر اور گورنروں کو ارسال کی جاتی ہے جسے پارلیمنٹ و ریاستی مجالس قانون ساز میں پیش کیا جاتا ہے۔

انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات

انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات کا محکمہ جو کہ وزارت سرکاری عملہ، عوامی شکایات اور پنشن کے تحت ہے انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات بالخصوص ان شکایات کے ازالہ کے لیے نوڈل ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے جو بالعموم ریاستوں اور مرکز کے زیرانتظام علاقوں کے انتظامیہ اور بالخصوص مرکزی حکومت کی تنظیموں سے تعلق رکھتی ہے۔ محکمہ مرکزی حکومت کی وزارتوں و محکمہ جات کو انتظامی مشاورت بھی فراہم کرتا ہے۔ یہ محکمہ نظم و نسق، مطبوعات اور دستاویز سازی کے ذریعہ انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات کے ازالہ کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے۔

محکمہ مرکزی حکومت کی وزارتوں/محکموں وغیرہ اور مختلف ریاستوں/ مرکز کے زیرانتظام علاقوں میں ان کے پبلک سیکٹر کے اداروں/خود اختیار/ قانون کے تحت قائم اکائیوں کے ذریعے جن میں وہ خدمات فراہم کرتے ہیں، سٹیزن چارٹروں کے مرتب کرنے اور ان کے نفاذ کے لیے تال میل رکھتا ہے یہ چارٹر، تنظیم کی جذبہ سپردگی، خدمات فراہم کرانے کے متوقع معیاروں، ترتیب وقت، شکایتوں کے نمٹانے کی میکانیت، ان کی کارکردگی کو لوگوں کی جانچ پڑتال کے لیے کھلا رکھنے اور ذمہ داری طے کرنے کو یقینی بنانے کے لیے نشر و اشاعت کرتا ہے۔ مختلف مرکزی ایجنسیوں کے ذریعہ عوامی منشور کی عمل درآمد اور نفاذ کی نظر ثانی کے لیے سکریٹری (عملہ) کی صدارت میں ایک کورگروپ کی تشکیل کی گئی ہے۔ ریاستی حکومتوں کو بھی سٹیزن چارٹر پر عمل درآمد و ترتیب کے لیے اسی طرح کے کورگروپ کی تشکیل کے لیے صلاح دی گئی ہے۔

یہ محکمہ درج ذیل کی اشاعت کرتا ہے: (i) سول سروسز نیوز (ماہانہ نیوز لیٹر) (ii) مینجمنٹ ان گورنمنٹ (سہ ماہی رسالہ۔

وزارت عملہ، عوامی شکایات اور پنشن 1977 سے کامن ویلتھ ایسوسی ایشن پبلک ایڈمنسٹریشن اور مینجمنٹ (CAPAM) کا

ادارتی ممبر ہے۔CAPAM نے 1998 سے دوسالہ بین الاقوامی اختراع ایوارڈس پروگرام شروع کیا ہے۔
وزارت عملہ،عوامی شکایات اور پنشن انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایڈمنسٹریٹو سائنسیز، برسلس،بیلجیم کا ادارتی ممبر ہے۔

انتظامی ٹریبونل

ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل ایکٹ 1985 کے ذریعہ وضع قانون نے شکایت کنندہ سرکاری ملازمین کے لیے نظام عدلیہ کے حلقۂ اختیار میں ایک نئے باب کی شروعات کی۔ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل ایکٹ آئین کے آرٹیکل 323A کا مرہون منت ہے جس کی رو سے مرکزی حکومت کو یہ اختیار سونپا گیا تھا کہ وہ پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت انتظامی ٹریبونل قائم کرے جو مرکز اور ریاستوں سے منسلک عوامی خدمات اور اسامیوں میں مقرر شدہ لوگوں کی تقرری اور سروس کی شرائط سے متعلق شکایتوں اور تنازعات کے عدالتی فیصلے کر سکے۔ملازمین کی سروس سے متعلق بھی معاملے بنیادی طور پر، ایکٹ 1985 کے تحت قائم کیے گئے ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔سپریم کورٹ کے 18 مارچ 1997 کے فیصلے کے مطابق ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل کے فیصلوں کے خلاف متعلقہ ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ میں اپیل دائر کی جا سکتی ہے۔

یہ عام عدالتوں سے اپنے فیصلے اور طریقہ کار کے اعتبار سے الگ نوعیت کے ہوتے ہیں۔مذکورہ ایکٹ کے تحت ان کے حلقہ اختیار، مقدمے کے فریقوں کے صرف سروس معاملوں سے متعلق ہی ہوتے ہیں۔ان کا طریقہ کار بہت سادہ ہوتا ہے۔شکایت کنندہ ذاتی طور پر بھی اپنے معاملے کو ٹریبونل کے سامنے پیش کر سکتا ہے اور اپنی پیروی کر سکتا ہے۔حکومت اپنا معاملہ اپنے محکمہ جاتی افسران یا قانونی مشیروں کے ذریعہ پیش کر سکتی ہے۔اس طرح اس کا مقصد فریق کو اس ٹریبونل کے ذریعہ فوری اور کفایتی انصاف فراہم کرنا ہے۔

اس ایکٹ کے تحت مرکزی انتظامی ٹریبونل سی اے ٹی اور ریاستی انتظامی ٹریبونل کے قیام کا اہتمام کیا گیا ہے۔سی اے ٹی کا قیام یکم نومبر 1985 کو ہوا تھا۔آج کل اس کی متعدد باقاعدہ بنچیں ہیں جو ہائی کورٹ کی خاص نشستوں سے اپنا کام کرتی ہیں۔

یہ بنچیں ہائی کورٹ کی دیگر نشستوں پر گردشی نشست بھی کرتی ہیں۔مختصراً ٹریبونل ایک چیئرمین، وائس چیئرمین اور ممبروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ممبران عدالتی اور انتظامی دونوں طرح کے فیصلے کا اختیار رکھتے ہیں۔یہ قانون اور انتظامی دونوں معاملوں میں ماہر ہوتے ہیں۔

ریاستیں

ریاستوں میں نظام حکومت بالکل مرکزی نظام حکومت جیسا ہے۔

انتظامیہ

گورنر

ریاستی انتظامیہ، گورنر اور وزیروں کی کونسل پر مشتمل ہوتا ہے جس کا سربراہ وزیر اعلیٰ ہوتا ہے۔کسی ریاست کے گورنر کی تقرری صدر کے ذریعہ 5 سال کی مدت کے لیے ہوتی ہے۔اس کے عہدہ کی میعاد صدر کی مرضی کے تابع ہوتی ہے۔اس عہدہ پر صرف بھارتی شہری کو مقرر کیا جا سکتا ہے جو 35 سال سے زیادہ عمر کے ہوں۔ریاست کا انتظامی اختیار گورنر کو حاصل ہوتا ہے۔

وزیر اعلیٰ کی سربراہی میں وزیروں کی کونسل حکومت کا کام کاج چلانے میں گورنر کی مدد کرتا ہے اور اسے مشورے دیتا ہے۔بجز

ان امور کے جو اس کی آئینی ذمہ داریوں کے استعمال سے تعلق رکھتے ہیں یا وہ جو اس کے اختیار تمیزی پر مبنی ہوں۔ ناگالینڈ کے گورنر کو لاء اینڈ آرڈر کے سلسلہ میں آئین کی دفعہ 371اے کے تحت خصوصی اختیارات حاصل ہیں۔ گرچہ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ لاء اینڈ آرڈر کے امور میں وزیروں کی کونسل سے مشورہ کرے مگر وہ اپنے طور پر بھی کوئی کارروائی کرنے کا فیصلہ کر سکتا ہے۔

اس طرح لاء اینڈ آرڈر اور اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی کے سلسلہ میں اروناچل کے گورنر کو بھی آئین کی دفعہ 371ایچ کے تحت خصوصی اختیارات حاصل ہیں۔ گورنر کو حق ہے کہ وہ وزیروں کی کونسل سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد اپنی مرضی کے مطابق کوئی اقدام کرے۔ تاہم یہ عارضی دفعات ہیں اگر صدر، گورنر کی رپورٹ موصول ہونے یا کسی اور وجہ سے مطمئن ہو کہ لاء اینڈ آرڈر کے سلسلہ میں گورنر کو خصوصی اختیارات دینا ضروری نہیں ہیں تو وہ اس مفہوم کا حکم جاری کر سکتا ہے۔

اس طرح آسام، میگھالیہ، تریپورہ اور میزورم کے قبائلی علاقوں پر لاگو ہونے والے شیڈولڈ کے بیسویں پیراگراف میں کی گئی وضاحت کے مطابق ڈسٹرکٹ کونسل اور ریاستی حکومت کے درمیان رائلٹی میں حصہ داری کے سلسلہ میں گورنر کو خصوصی اختیارات حاصل ہیں۔ دسمبر 1988ء سے چھٹے شیڈول نے میزورم اور تریپورہ کے گورنروں کو اپنی تمام ذمہ داریوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں اپنی مرضی کے مطابق اقدامات کرنے کا حق دیا ہے (ضلع کونسلوں کے ذریعہ ٹیکسوں کے نفاذ اور غیر قبائلی لوگوں کے ذریعہ سودی کاروبار کے ضوابط کی منظوری کو چھوڑ کر) سکم میں گورنر کو امن اور آبادی کے مختلف طبقات کی سماجی اور اقتصادی ترقی کے لیے گورنر کو خصوصی ذمہ داری دی گئی ہے۔

ریاست کے وزیر اعلیٰ کی تقرری یا کسی ریاست میں آئینی مشینری کی ناکامی کی رپورٹ صدر کو پیش کرتے ہوئے یا مجالس قانون ساز کے ذریعہ منظور کیے گئے بل کی توثیق کرتے ہوئے تمام گورنر اپنے صوابدید پر عمل کریں گے۔

وزیروں کی کونسل

گورنر، وزیر اعلیٰ کو مقرر کرتا ہے اور وزیر اعلیٰ کی سفارش پر دوسرے وزراء کی تقرری بھی کرتا ہے۔ وزیروں کی کونسل اجتماعی طور پر ریاستی قانون ساز اسمبلی کے لیے جوابدہ ہوتی ہے۔

مقننہ (لیجسلیچر)

ہر ایک ریاست میں گورنر کے علاوہ ایک یا دو ایوان ہوتے ہیں (جو بھی صورت ہو) بہار، جموں و کشمیر، کرناٹک، مہاراشٹر اور اتر پردیش میں دو ایوان ہیں جن کی قانون ساز کونسل اور قانون ساز اسمبلی ہیں جب کہ باقیماندہ ریاستوں میں ایک ہی ایوان ہے جس کو قانون ساز اسمبلی (ودھان سبھا) کہتے ہیں۔ پارلیمنٹ کسی قانون ساز کونسل (ودھان پریشد) کو توڑنے یا جہاں وہ موجود نہ ہو وہاں بنانے کا فیصلہ کر سکتی ہے بشرطیکہ متعلقہ ریاست میں اس مفہوم کی قرارداد منظور کی جا چکی ہو۔

قانون ساز کونسل (ودھان پریشد)

کسی ریاست کی قانون ساز کونسل، ودھان پریشد میں ممبروں کی تعداد اس ریاست کی قانون ساز اسمبلی (ودھان سبھا) کے ممبروں کی ایک تہائی تعداد سے زیادہ نہیں ہو سکتی اور کسی بھی حالت میں 40 ممبروں سے کم نہیں ہو سکتی۔ (جموں و کشمیر کے آئین کی دفعہ 50 کے مطابق جموں و کشمیر کی قانون ساز کونسل کے ممبروں کی تعداد 36 ہے) کونسل کے لگ بھگ ایک تہائی ممبروں کا انتخاب ممبران اسمبلی ان لوگوں میں سے کرتے ہیں جو اسمبلی کے ممبر نہ ہوں جب کہ ایک تہائی ممبروں کا انتخاب ریاست کی

میونسپلٹیوں،ضلع بورڈوں اور دیگر لوکل اتھارٹیز کے ممبران کرتے ہیں جب کہ ممبروں کے بارہویں حصہ کا انتخاب وہ اساتذہ کرتے ہیں جو ریاست کے اسکولوں میں ہوں۔ مگر ان اساتذہ کا تعلق سکنڈری اسکول سے کم مرتبہ کی تعلیم گاہوں سے نہ ہونا چاہئے اور یہ بھی ضروری ہے کہ یہ اساتذہ کم ازکم تین سال سے پڑھارہے ہوں۔ مزید بارہویں حصہ کا انتخاب وہ رجسٹرڈ گریجویٹ کرتے ہیں جن کو گریجویشن کیے ہوئے تین سال کا عرصہ گزر چکا ہو۔ باقیماندہ ممبروں کو گورنر ان لوگوں میں سے نامزد کرتا ہے جو ادب، سائنس، آرٹ، کوآپریٹو تحریک اور سماجی خدمات میں ممتاز حیثیت رکھتے ہوں۔ قانون ساز کونسلیں تحلیل نہیں ہوتیں۔ مگر ہر دو سال پر ان کے ایک تہائی ارکان سبکدوش ہو جاتے ہیں۔

قانون ساز اسمبلی (ودھان سبھا)

کسی قانون ساز اسمبلی کے ممبروں کی تعداد 500 سے زیادہ اور 60 سے کم نہیں ہوتی۔ (آئین کی دفعہ 371 ایف کی رو سے سکم کی قانون ساز اسمبلی 32 ممبروں پر مشتمل ہے) ان ممبروں کا انتخاب ریاست کے علاقائی حلقوں سے براہ راست چناؤ کے ذریعہ ہوتا ہے۔ علاقائی حلقوں کی تشکیل اس طرح کی جاتی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو پوری ریاست میں ہر ریاست کی آبادی اور اسے دی جانے والی نشستوں کا تناسب یکساں ہو۔ اسمبلی کی میعاد 5 برس ہے بشرطیکہ اسے اس مدت کے پورا ہونے سے قبل تحلیل نہ کر دیا جائے۔

اختیارات اور فرائض

آئین کے ساتویں شیڈول کی لسٹ ii میں درج کیے گئے موضوعات پر ریاستی قانون سازیہ کو بلاشرکت غیرے تمام اختیارات حاصل ہیں۔ اور لسٹ III میں مندرجہ ذیل موضوعات پر مشترک اختیارات حاصل ہیں۔ قانون سازیہ کے مالی اختیارات میں تمام اخراجات، ٹیکسوں کے نفاذ، اور ریاستی حکومت کی جانب سے قرض حاصل کرنے کے اختیارات شامل ہیں۔ صرف ریاستی اسمبلی ہی منی بل (Money Bill) تیار کر سکتی ہے۔ قانون ساز کونسل، اسمبلی سے منی بل وصول ہونے کے 14 دن کے اندر ضروری تبدیلیوں کے سلسلہ میں صرف سفارش کر سکتی ہے اور اسمبلی ان سفارشوں کو منظور یا مسترد کر سکتی ہے۔

بلوں کو اٹھا رکھنا (ریزرویشن آف بلز)

کسی بھی ریاست کے گورنر کو اختیار ہے کہ وہ کسی بھی بل کو صدر کے غور کرنے کے لیے اٹھا رکھے۔ جائیداد کے لازمی حصول، ہائی کورٹوں کے اختیارات اور مرتبہ کو متاثر کرنے والے اقدامات، بین ریاستی دریائی وادی یا دریائی ذیلی ترقیاتی پروجیکٹوں میں پانی یا بجلی کے اسٹوریج، تقسیم اور فروخت پر ٹیکسوں کے نفاذ سے تعلق رکھنے والے بلوں کے سلسلہ میں بلوں کو لازمی طور پر اٹھا رکھنا چاہئے۔ بین الریاستی کاروبار پر پابندی لگانے والا کوئی بل صدر کی منظوری کے بغیر کسی ریاستی قانون سازیہ میں نہیں پیش کیا جا سکتا۔

انتظامیہ پر کنٹرول

ریاستی قانون ساز کونسل مالی کنٹرول کے عام اختیارات کو استعمال کرنے کے ساتھ ہی تمام عام پارلیمانی طریقے مثلاً سوالات، بحث و مباحثہ، التوا اور تحریک عدم اعتماد اور قراردادوں کے ذریعہ انتظامیہ کے روزمرہ کاموں پر نظر رکھنے کے لیے اپنا سکتی ہے۔ قانون ساز کونسل کی تخمینہ جات اور پبلک اکاؤنٹس کی کمیٹیاں بھی ہوتی ہیں تاکہ مقننہ کے ذریعہ منظور شدہ گرانٹوں کو مناسب طور پر استعمال میں لایا جا سکے۔

مرکزی علاقے

مرکزی علاقوں کا نظم ونسق ایک ایڈمنسٹریٹر مقرر کر کے صدر جیسا مناسب سمجھتا ہے، چلاتا ہے۔ جزائر انڈمان ونکوبار، دہلی اور پانڈیچری کے ایڈمنسٹریٹروں کو لفٹیننٹ گورنر اور چنڈی گڑھ کے ایڈمنسٹریٹر کو چیف کمشنر کہتے ہیں۔

قومی راجدھانی خطہ دہلی اور مرکزی علاقہ پانڈیچری دونوں کی اپنی اپنی قانون ساز اسمبلی اور وزیروں کی کونسل ہیں۔ مرکزی علاقہ پانڈیچری کی قانون ساز اسمبلی آئین کے ساتویں شیڈول کی لسٹ II اور لسٹ III میں مذکورہ امور سے تعلق رکھنے والے قوانین وضع کر سکتی ہے۔ جن کا اطلاق مرکزی علاقہ ہی پر ہوگا۔ قومی راجدھانی خطہ دہلی کی قانون ساز اسمبلی کو بھی یہی اختیارات حاصل ہیں مگر لسٹ II کے مندرجات 1، 2 اور 18 قانون ساز اسمبلی کے قانون سازی کے اختیارات اس میں شامل نہیں ہیں۔ مگر بعض زمروں کو قانون ساز اسمبلی میں پیش کرنے سے قبل مرکزی حکومت کی منظوری حاصل کرنا ضروری ہے۔ مرکزی علاقہ پانڈیچری اور قومی راجدھانی خطہ دہلی کی قانون ساز اسمبلی کے ذریعہ منظور کیے جانے والے کچھ بلوں کو صدر کے ذریعہ زیرِ غور لانا اور توثیق کرانا ضروری ہے۔

مقامی حکومت

میونسپلٹیاں

بھارت میں میونسپل اداروں کی ایک طویل تاریخ ہے۔ اس طرح کی پہلی میونسپل کارپوریشن سابقہ پریسیڈنسی شہر مدراس میں 1688 میں قائم کی گئی تھی اور اس کے بعد 1726 میں ممبئی اور کلکتہ میں اسی طرح کی کارپوریشن قائم کی گئی تھیں۔ پارلیمنٹ اور ریاستی مجالس قانون ساز میں جمہوریت کے تحفظ کے لیے آئین میں تفصیلی دفعات موجود ہیں۔ مگر آئین نے شہری علاقوں میں لوکل سیلف گورنمنٹ پر کوئی واضح آئینی پابندی نہیں نافذ کی ہے۔ ریاستی پالیسی کے نگراں اصولوں میں پنچایتوں کا ذکر تو ملتا ہے مگر میونسپلٹیوں کا کوئی ذکر بجز اس بات کے نہیں ہے کہ ریاستی لسٹ کی انٹری 5 کی رو سے لوکل سیلف گورنمنٹ کے موضوع کو ریاستوں کی ذمہ داری کے دائرہ میں رکھا گیا ہے۔

شہری لوکل باڈیز کو مشترکہ ڈھانچہ فراہم کرنے اور انہیں سیلف گورنمنٹ کی موثر جمہوری یونٹوں کے طور پر کام کرنے کے قابل بنائے رکھنے کے لیے 1992 میں میونسپلٹیوں کے سلسلہ میں پارلیمنٹ نے آئین (74ویں ترمیم) ایکٹ 1992ء منظور کیا۔ صدر جمہوریہ نے 20 اپریل 1993ء کو اس ایکٹ کی توثیق کی تھی اور حکومت کی مشتہر کی ہوئی تاریخ یکم جون 1993ء سے یہ ایکٹ نافذ ہو گیا تھا۔ آئین میں ایک نئے پارٹ IX-A کو میونسپلٹیوں کے سلسلہ میں شامل کیا گیا ہے تاکہ دوسری چیزوں کے علاوہ تین طرح کی میونسپلٹیاں یعنی ان علاقوں کے لیے جو دیہی علاقوں سے شہری علاقوں میں تبدیل ہو رہے ہیں نگر پنچایتیں قائم کرنا، چھوٹے شہری علاقوں میں میونسپل کونسلیں قائم کرنا اور بڑے شہری علاقوں میں میونسپل کارپوریشنیں قائم کرنا، میونسپلٹیوں کی میعاد مقرر کرنا، ریاستی الیکشن کمیشن مقرر کرنا، ریاستی مالیاتی کمیشن مقرر کرنا اور میٹروپولیٹن و ڈسٹرکٹ پلاننگ کمیٹیاں بنانا ممکن ہو۔ تمام ریاستوں نے اپنے مالیاتی کمیشن قائم کیے ہیں۔ شہری مقامی اداروں کے انتخابات کرانے کے لیے تمام ریاستوں/مرکزی علاقوں نے اپنے اپنے الیکشن کمیشن قائم کیے ہیں۔ بہار اور پانڈیچری کو چھوڑ کر ریاستوں/مرکزی علاقوں جہاں یہ معاملے عدالت میں زیرِ سماعت ہیں تمام علاقوں میں میونسپل اداروں کے انتخابات کرائے جا چکے ہیں۔

پنچایتیں

آئین کا آرٹیکل 40 جو ریاستی پالیسی کے ایک رہنما اصول پر مشتمل ہے ریاستوں پر یہ ذمہ داریاں نافذ کرتا ہے کہ وہ گاؤں پنچایتیں قائم کریں اور ان کو سیلف گورنمنٹ کی یونٹوں کے طور پر کام کرنے کے لیے ضروری اختیارات بھی تفویض کریں۔

مذکورہ بالا کی روشنی میں آئین میں پنچایتوں کے سلسلہ میں ایک نیا پارٹ ix شامل کیا گیا ہے تا کہ کسی گاؤں یا کئی گاؤوں کے مجموعہ میں گرام سبھا قائم کی جا سکے۔ گاؤں کی سطح پر یا دیگر سطحوں پر پنچایتوں کی تشکیل کی جا سکے۔ پنچایتوں کی تمام نشستوں کے لیے گاؤں کی سطح پر یا درمیانہ سطح پر براہ راست چناؤ کرائے جائیں اور ان سطحوں پر چیئر پرسن (صدر) کے عہدہ کے لیے بھی براہ راست چناؤ کرائے جا سکیں، پنچایت کی رکنیت اور ہر سطح پر پنچایتوں کی صدارت کے لیے شیڈولڈ کاسٹس اور شیڈولڈ ٹرائبس کے لیے ان کی آبادی کے تناسب سے نشستیں محفوظ کی جا سکیں، عورتوں کے لیے نشستوں کی تخصیص کی جا سکے جو کہ ایک تہائی سے کم نہ ہو، پنچایتوں کی 5 سال کی معیاد مقرر کی جا سکے اور کسی پنچایت کی معطلی کی صورت میں چھ ماہ کے اندر چناؤ کرائے جا سکیں۔

الیکشن کمیشن

پارلیمنٹ اور ریاستی مجالس قانون ساز اور صدر و نائب صدر کے عہدوں کے لیے الیکشن کرانے اور فہرست رائے دہندگان کی تیاری کے سلسلہ میں ہدایت دینے اور اس کام کی نگرانی کرنے کی ذمہ داری بھارت کے الیکشن کمیشن پر ہے یہ ایک آزاد و خود مختار آئینی اتھارٹی ہے۔ 1950ء میں اپنے وجود کے دن سے اکتوبر 1989 تک الیکشن کمیشن نے چیف الیکشن کمشنر پر مشتمل ایک رکنی ادارہ کے طور پر کام کیا۔ 1989 میں ہونے والے دارالعوام (لوک سبھا) کے عام چناؤ کرانے سے قبل صدر نے 16 راکتوبر 1989 میں مزید دو الیکشن کمشنروں کی تقرری کی۔ مگر جب الیکشن کمشنر کی دو جگہوں کو ختم کر دیا گیا تو یکم جنوری 1990 سے دونوں الیکشن کمشنر اپنے عہدہ پر نہیں رہ گئے۔ یکم اکتوبر 1993 کو دوبارہ صدر نے مزید دو الیکشن کمشنروں کی تقرری کی اس کے ساتھ ہی متعلقہ قانون (چیف الیکشن کمشنر اور دیگر الیکشن کمشنروں کی شرائط ملازمت کا) ایکٹ 1991 میں بھی ترمیم کردی گئی جس کی رو سے چیف الیکشن کمشنر اور دیگر الیکشن کمشنروں کو یکساں تنخواہیں، بھتے اور دیگر سہولیات سپریم کورٹ آف انڈیا کے جسٹس کے مساوی دی جانے لگیں۔ اس قانون کے تحت مزید یہ سہولیت بھی دی گئی ہے کہ چیف الیکشن کمشنر اور یا دونوں الیکشن کمشنروں کے درمیان کسی اختلاف رائے کی صورت میں کثرت رائے سے کمیشن کے ذریعہ معاملہ کو طے کیا جائے گا اس قانون کے جواز کو (الیکشن کمیشن کے طور پر 1993 میں دوبارہ نام رکھا گیا)، (الیکشن کمشنروں کی خدمت کی شرائط اور طریقہ کار ایکٹ 1991 رکھا گیا) سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا گیا مگر سپریم کورٹ کی آئینی بنچ نے جو کہ پانچ ججوں پر مشتمل تھی تمام دعووں کو خارج کر دیا اور مذکورہ بالا قانون کی تمام اصناف کو 14 رجولائی 1995 کو اتفاق رائے سے کیے گئے فیصلہ کے ذریعہ جائز قرار دیدیا۔

الیکشن کمیشن کی آزادی اور انتظامیہ کی مداخلت سے اسے محفوظ رکھنے کی گارنٹی آئین کی خصوصی دفعہ 324(5) کے ذریعہ اس طرح دی گئی ہے کہ چیف الیکشن کمشنر کو اس کے عہدہ سے اسی طریقہ اور انہیں بنیادوں پر ہٹایا جا سکے گا جو کہ سپریم کورٹ کے ججوں کو ہٹانے کا طریقہ اور بنیادیں ہیں اور اس کی تقرری کے بعد شرائط ملازمت اس کے مفاد کے خلاف نہ ہوں گی۔ دیگر الیکشن کمشنروں کو بھی صرف چیف الیکشن کمشنر کی سفارش پر ہٹایا جا سکے گا۔

انتخابی اصلاحات

سپریم کورٹ آف انڈیا نے 2001 میں داخل کی گئی دیوانی اپیل نمبر 7178 حکومت ہند بنام ایسوسی ایشن فار ڈیموکریٹک ریفارمس اور دیگر کے سلسلے میں 2 مئی 2002 کے اپنے احکامات کے ذریعہ الیکشن کمیشن کو ہدایات جاری کیں کہ وہ پارلیمنٹ یا

ریاست کے مقننہ کا انتخاب لڑنے کے خواہش مند امیدواروں کے لیے نامزدگی کاغذات کے ایک لازمی حصے کے طور پر حلف نامہ حاصل کرے۔ اس حلف نامے میں متعلقہ امیدوار کے ذریعہ اگر کوئی مجرمانہ ریکارڈ ہو تو اس کے متعلق معلومات: اس کے اپنے یا شوہر/بیوی یا دست نگر کے نام منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد: واجبات/سرکاری دین داریاں ہوں تو اس کی معلومات اور تعلیمی لیاقت کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کی جانی چاہیے۔

سپریم کورٹ کے درج بالا 2 مئی 2002 کے فیصلے اور احکامات کے ذریعے دی گئی ہدایات کے مطابق الیکشن کمیشن نے 28 جون 2002 کو یہ حکم جاری کیا کہ ہر ایک امیدوار کو اپنی نامزدگی داخل کرتے وقت تحریری طور پر یہ معلومات فراہم کرنی ہوگی کہ اسے ماضی میں کوئی سزا تو نہیں ملی ہے یا اس کے خلاف کوئی معاملہ زیر غور تو نہیں ہے اس کے علاوہ جائیداد اور واجبات، تعلیمی لیاقتوں کے بارے میں کمیشن کے مجوزہ حلف نامے کے فارم میں یہ ساری معلومات مہیا کرنی ہوں گی۔

صدر جمہوریہ ہند نے عوام کی نمائندگی ایکٹ 1951 میں ترمیم کے ذریعہ 24 اگست 2002 کو عوامی نمائندگی (ترمیم) آرڈی نینس 2002 جاری کیا۔ اس میں سیکشن 33B شامل کیے جانے کے بعد الیکشن کمیشن کے ذریعہ مورخہ 28 جون 2002 کو دیے گئے احکامات حقیقتاً غیر موثر ہوں گے۔

مذکورہ آرڈی نینس کے نفاذ کے لیے حکومت نے 3 ستمبر 2002 کو ایک اعلانیہ جاری کر کے انتخابی قواعد وضوابط 1961 میں ترمیم کی۔ عوامی نمایندگی (تیسری ترمیم) قانون 2002 جس میں 24 اگست 2002 کا آرڈی نینس شامل کیا گیا تھا اور 24 اگست 2002 کے صدر کے آرڈی نینس کے آئینی جواز کو چیلنج دیتے ہوئے ایسوسی ایشن فار ڈیموکریٹک ریفارم، پیپلس یونین فار سول لبرٹیز اور لوک ستا نے سپریم کورٹ آف انڈیا میں تین الگ الگ رٹ عرضداشت دائر کیں۔ سپریم کورٹ نے 13 مارچ 2003 کو حکم/فیصلہ جاری کر کے ترمیم کیے گیے قانون کی دفعہ 33B کو غیر قانونی اور کالعدم قرار دیا۔ سپریم کورٹ نے فیصلہ سنایا کہ کمیشن کے ذریعہ جاری کیے گئے امیدواروں کی جائیداد و دین داریوں اور تعلیمی لیاقتوں کے بارے میں اطلاع دیئے جانے کے پہلے کے احکامات برقرار رہیں گے اور کمیشن کو یہ بھی ہدایت دی گئی کہ وہ زیر سماعت معاملے جن میں عدالت کے ذریعہ سماعت کی گئی ہے، عوامی نمایندگی ایکٹ 1951 کے سیکشن 33A کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے ترمیم شدہ ہدایات جاری کرے۔

الیکشن کمیشن نے 13 مارچ 2003 کو متذکرہ بالا احکامات کی تعمیل کی غرض سے آئین کے آرٹیکل 324 کے ذریعہ حاصل اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے 27 مارچ 2003 کو درج ذیل احکامات جاری کیے: (i) ہر ایک امیدوار کو ریاست کی کونسلوں، لوک سبھا، ریاستوں کی قانون ساز اسمبلی یا ریاستی قانون ساز کونسل کے انتخابات کے لیے کاغذات نامزدگی داخل کرتے وقت مجوزہ حلف نامے کے فارم میں سپریم کورٹ کے ذریعہ صراحت کیے گئے درج ذیل امور سے متعلق مکمل معلومات فراہم کرنی ہوگی۔ (a) کیا نامزدگی فائل کرنے سے چھ مہینے قبل متعلقہ امیدوار کے خلاف کوئی ایسا خلاف ورزی قانون کا معاملہ درج ہے یا زیر سماعت ہے جس میں اسے دو سال یا اس سے زیادہ کی سزا ہو سکتی ہو اور عدالت کے ذریعہ اختیار سماعت میں لیا گیا ہو، اگر ہاں تو تفصیل لکھیں۔ (b) امیدوار اور اس کے شوہر/بیوی اور دست نگر کی جائیداد (منقولہ یا غیر منقولہ اور بنکوں میں جمع رقم) وغیرہ کی تفصیل، (c) اگر کوئی واجبات ہوں تو اس کی تفصیل خاص طور سے سرکاری مالیاتی ادارے کے واجبات ہوں یا سرکاری دین داریاں ہوں، (i) امیدوار کی تعلیمی لیاقت (ii) ہر امیدوار کو یہ حلف نامہ فرسٹ کلاس مجسٹریٹ یا نوٹری پبلک یا متعلقہ ریاست کے ہائی کورٹ کے ذریعہ مقرر کمشنر کے سامنے داخل کرنا ہو (iii) اگر کوئی امیدوار حلف نامہ داخل نہیں کرتا ہے تو اسے سپریم کورٹ کے حکم کی خلاف ورزی مانی جائے گی اور ریٹرننگ افسر نامزدگی کے کاغذات کی جانچ کرتے وقت متعلقہ امیدوار کی نامزدگی مسترد کر سکتا ہے (iv) ہر امیدوار کے ذریعہ دیے گئے مذکورہ حلف نامہ میں دی گئی معلومات کو ریٹرننگ افسر کے ذریعہ اشاعت کرنا ہوگی وہ حلف نامے کی ایک نقل اپنے دفتر کے نوٹس بورڈ پر چسپاں کرے گا اور حلف نامے کی نقول دیگر سبھی امیدواروں، اخبار والوں اور الیکٹرونک میڈیا کو آسانی سے مہیا کرانی ہوں گی (v) اگر کوئی مخالف امیدوار حلف نامہ دے کر مذکورہ معلومات کی تردید کرنے والی کوئی اطلاع دیتا ہے تو اس مخالف امیدوار کے حلف نامے کو بھی متعلقہ امیدوار کے حلف نامے کے ساتھ ساتھ عام کرنا ہوگا جیسا کہ

اوپر ہدایت دی گئی ہے۔

حلف نامے میں کوئی غلط معلومات دینا عوامی نمائندگی قانون 1951 کی دفعہ 125A کے تحت انتخابی خلاف ورزی ہوگی جس میں چھ مہینے کی سزا یا جرمانہ یا دونوں ہوسکتا ہے۔

ترمیمات

اگست 1997 میں پارلیمنٹ نے ایک قانون پاس کیا تھا جو صدارتی اور نائب صدارتی انتخاب (ترمیم) ایکٹ 1997 کہلاتا ہے۔ یہ صدارتی اور نائب صدارتی انتخاب قانون 1952 میں ترمیم کے لیے پاس کیا گیا تھا اس کے تحت تجویز کنندہ (مجوز) اور موید (تجویز کی حمایت کرنے والوں) کی تعداد 10 سے بڑھا کر ہر ایک کے لیے 50 کردی گئی ہے۔ نائب صدر کا انتخاب لڑنے کے لیے مجوز اور موید کی تعداد پانچ سے بڑھا کر 20 کردی گئی ضمانت جمع کرنے کی رقم صدر اور نائب صدر کا انتخاب لڑنے کے لیے 2,500 سے بڑھا کر 15,000 روپے کردی گئی ہے۔

اس کے علاوہ عوام کی نمائندگی (ترمیم) ایکٹ 1999، نومبر 1999 میں عوم کی نمائندگی ایکٹ 1951 کے سیکشن 60 شق (B) کے بعد نیا شق (C) شامل کرنے کے لیے یہ قانون وضع کیا۔ اس ترمیم کے نتیجے میں ہندوستان کے الیکشن کمیشن کے ذریعہ حکومت کی صلاح سے کسی بھی طبقے کے اشخاص کو نوٹیفائیڈ کیا جاسکتا ہے اور نوٹیفائیڈ طبقے کے اشخاص اپنے انتخابی حلقے میں ہونے والے انتخاب میں ڈاک کے ذریعہ اپنے حق رائے دہندگی کا استعمال کرسکتے ہیں تاکہ کسی اور طریقے سے بہ لحاظ شرط یہ کہ وہ انتخاب کے قواعد وضوابط 1961 میں مذکور شرائط کی تکمیل کرتے ہوں۔ اس دفعہ کا مقصد کشمیر کے مہاجروں کو تیرہویں لوک سبھا کے عام انتخاب میں ووٹ ڈالنے کی سہولیات مہیا کرنا تھا۔

پارلیمنٹ نے جون 1998 میں عوامی نمائندگی (ترمیم) قانون 1998 بھی پاس کیا، اسے خاص ایکٹ 1951 کے سیکشن 159 میں نیا سیکشن شامل کرنے کے لیے پاس کیا۔ یہ ایکٹ انتخابی ڈیوٹی کے لیے اسٹاف کی مانگ سے متعلق ہے۔ اس ترمیم شدہ سیکشن 159 کی بنا پر مقامی اتھارٹیوں، یونیورسٹیوں، قومیائے گئے بینکوں، لائف انشورنس کارپوریشن، سرکاری اداروں اور سرکاری امداد یافتہ دیگر اداروں وغیرہ کے ملازمین کو انتخابی ڈیوٹی پر تعیناتی کے لیے بلایا جاسکتا ہے۔

پارلیمنٹ نے اگست 200 میں بہار کی تنظیم قانون، 2000، مدھیہ پردیش کی تنظیم قانون 2000 پاس کیا یہ قوانین بہار، مدھیہ پردیش اور اتر پردیش کی ریاستوں کی تنظیم کے لیے وضع کیے گئے تاکہ نئی ریاستوں جھارکھنڈ، چھتیس گڈھ اور اترانچل کی تشکیل کی جاسکے۔ اتر پردیش (تنظیم) قانون 2000 کی تعمیل میں الیکشن کمیشن نے نومبر 2001 میں نئی ریاست اترانچل میں 70 اسمبلی انتخابی حلقوں کے حدود کا تعین کیا۔ اس کے بعد ریاست کے لیے باقاعدہ قانون ساز اسمبلی کی تشکیل کے لیے فروری مارچ 2001 میں وہاں عام انتخاب کرائے گئے۔

ہر ریاست میں پارلیمانی اور اسمبلی انتخابی حلقوں کی تقسیم 1991 کی مردم شماری کی بنیاد پر کرنے اور اس سے متعلق معاملوں کو پارلیمنٹ نے آئین (84ویں ترمیم) قانون 2001 اور حد بندی قانون 2002 نافذ کیا ہے۔

پارلیمنٹ نے عوامی نمائندگی قانون 1951 کے سیکشن کے بعض دفعات میں ترمیم کرنے کے لیے 7 جنوری 2003 کو عوامی نمائندگی (ترمیم) قانون 2002 بھی نافذ کیا اس میں سزا کی بنیاد پر انتخاب کے لیے نااہل ہونے کے اعلان کرنے کا بھی اہتمام ہے۔

تادیبی دائرہ اختیار

سپریم کورٹ میں دائر رٹ عرضداشت 1993 کی (C) نمبر 606 (الیکشن کمیشن آف انڈیا بنام حکومت ہند اور دیگر) کے ذریعہ الیکشن کمیشن کے تادیبی دائرہ اختیار کی حد اور اس کے صحیح مقصد کا سوال اٹھایا گیا تھا۔

کے درمیان ہوئے تصفیہ کی شرائط کے مطابق کیا گیا۔ سمجھوتے کی شرائط یہ ہیں: الیکشن کے دوران ڈیوٹی پر تعینات کیے گئے افسران، اسٹاف اور پولیس عملہ پر الیکشن کمیشن آف انڈیا کے ذریعہ درج ذیل تادیبی کارروائی کیے جانے کا اختیار حاصل ہے۔ (a) کسی بھی افسر/ملازم/پولیس عملہ کے ذریعہ ڈیوٹی پر لاپروائی برتنے یا احکامات کی پابندی نہ کرنے کی صورت میں اسے معطل کیا جاسکتا ہے۔ (b) کسی بھی افسر/ملازم/پولیس عملے کی جگہ پر دوسرے ملازم کو ڈیوٹی پر لگانا اور متبادل ملازم کو اس کی روش کی رپورٹ کرتے ہوئے واپس اس کے کیڈر میں بھیجنا۔ (c) الیکشن ڈیوٹی کے دوران اپنے فرائض میں کوتاہی کرنے پر یا کسی بھی طرح کی لاپروائی برتنے پر تادیبی کارروائی کرنے کے لیے مجاز افسر کو سفارش کرنا۔ اس طرح کی سفارش پر تادیبی کارروائی کرنے والی اتھارٹی کو فوری کارروائی کرنی ہوگی اور جو بھی کارروائی کی گئی ہے اس کی اطلاع الیکشن کمیشن کو دینی ہوگی۔ (d) حکومت ہند، ریاستی حکومتوں کو بھی صلاح دے گی کہ وہ درج بالا ضوابط اور فیصلوں کی پابندی کرے کیونکہ کافی بڑی تعداد میں الیکشن عملہ انھیں کی انتظامی نگرانی میں رہتے ہیں۔

الیکشن کے دوران انتخابی ڈیوٹی کے لیے تعینات پولیس عملہ اور ملازمین کی انتظام پذیری اب حکومت ہند اور الیکشن کمیشن کے درمیان ہونے والے اتفاق اور سپریم کورٹ آف انڈیا کے ذریعہ مندرج اصولوں اور فیصلوں کے مطابق کی جاتی ہے۔

رائے دہندگان کی لازمی شناخت

فروری 2002 میں ہوئے ہریانہ کی قانون ساز اسمبلی کے لیے عام انتخاب کے دوران کمیشن نے کچھ دستاویزی شہادت کے حوالے کے ساتھ ووٹروں کی لازمی شناخت کے لیے تاریخی فیصلہ لیا اور یہ ہدایت دی کہ ووٹروں کو پولنگ اسٹیشن پر اپنا انتخابی فوٹو شناختی کارڈ (EPIC) پیش کرنا ہوگا۔ یہ قدم اس لیے اٹھایا گیا تاکہ فرضی/بوگس ووٹنگ پر روک لگائی جاسکے اور یہ یقینی بنایا جاسکے کہ انتخاب میں صرف اصل ووٹر ہی ووٹ دے سکتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی یقینی بنایا گیا کہ کوئی بھی حقیقی ووٹر جس کا نام ووٹر لسٹ میں ہے اپنی حق رائے دہندگی سے محروم نہ ہو اب اس کے لیے کمیشن نے حقیقی ووٹروں کے لیے متبادل وموزوں شناختی دستاویز کی تجویز پیش کی ہے جو کسی جائز وجہ سے اپنا انتخابی فوٹو شناختی کارڈ نہیں پیش کر پائے۔ ریاست میں ساتھ ستھرے انتخاب کو یقینی بنانے کے لیے اس قدم کی کافی پذیرائی ہوئی۔

کمیشن تبھی سے ووٹروں کی شناخت لازمی کرنے کے اپنے فیصلے کو ملک بھر میں ہونے والے ضمنی انتخابات میں نافذ کرنے پر زور دیتا رہا ہے۔ جموں وکشمیر ریاست میں ہوئے انتخاب کے دوران ووٹروں کی شناخت لازمی کرنے کا عمل ستمبر/اکتوبر 2002 میں بھی لاگو کیا گیا۔

سیاسی پارٹیوں کا رجسٹریشن

عوامی نمائندگی ایکٹ 1951 کی دفعہ 29A کے تحت الیکشن کمیشن کے ذریعہ سیاسی پارٹیوں کا رجسٹریشن ہوتا ہے۔ الیکشن کمیشن سے رجسٹرڈ پارٹی کو انتخاب میں اس کے انتخابی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے بعض شرائط کی تکمیل کی بنیاد پر قومی یا ریاستی سطح کی پارٹی کے طور پر بھی تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ کسی بھی سیاسی پارٹی کو ریاستی سطح کی پارٹی کے طور پر بھی تسلیم کیا جاسکتا ہے اگر وہ یا تو لوک سبھا یا متعلقہ ریاست کی اسمبلی میں پچھلے عام انتخاب کے دوران کھڑے کیے گئے اس کے امیدواروں نے کل جائز ووٹوں میں سے کم سے کم چھ فی صد ووٹ حاصل کیے ہوں؟ اور اس کے علاوہ اسمبلی کے لیے پچھلے عام انتخاب کے دوران کم سے کم اس کے دو ممبر اسمبلی کے لیے منتخب کیے گئے ہوں، یا ریاستی اسمبلی کی کل سیٹوں کی تعداد میں کم سے کم اسے تین فی صد سیٹیں حاصل ہوں۔ (کوئی بھی کسر جو نصف سے زیادہ ہو تو ایک مانا جائے گا۔ یا اس کو عام انتخاب میں اسمبلی کی کم سے کم تین سیٹیں ملی ہوں، اس عام انتخاب میں جو بھی زیادہ ہو کسی بھی سیاسی پارٹی کو قومی سطح کی پارٹی کے طور پر تبھی تسلیم کیا جاسکتا ہے جب پچھلے عام انتخاب میں لوک سبھا یا ریاستوں کی اسمبلی کے لیے چار یا اس سے زیادہ ریاستوں میں کھڑے کیے گئے اس کے امیدواروں نے عام انتخاب کے دوران

متعلقہ ریاست میں پڑے کل جائز ووٹوں میں کم سے کم چھ فی صد ووٹ حاصل کیے ہوں اور اس کے علاوہ مذکورہ عام انتخاب میں کسی بھی ریاست یا ریاستوں سے اس کے کم سے کم چار امیدوار لوک سبھا کے لیے منتخب کیے گئے ہوں؟ یا پچھلے عام انتخاب میں لوک سبھا کے لیے منتخب اس کے امیدواروں کی تعداد ہندوستان کے کل پارلیمانی انتخابی حلقے کی کم سے کم دو فیصد ہو، کوئی کسر جو نصف سے زیادہ ہو وہ ایک مانا جائے گا اور مذکورہ امیدوار اس ہاؤس میں کم سے کم تین ریاستوں سے منتخب ہو کر آنے چاہئیں۔

قومی پارٹی کے لیے پورے ملک میں مخصوص چناؤ نشان محفوظ ہوتا ہے اور ریاستی پارٹی کے لیے ان کی ریاست یا ریاستوں میں چناؤ نشان محفوظ ہوتا ہے، جہاں اسے بطور ریاستی پارٹی تسلیم کر لیا گیا ہو۔ یہ محفوظ نشانات صرف انھیں پارٹیوں کے امیدواروں کے لیے دیئے جاتے ہیں جن کے لیے وہ محفوظ ہوتے ہیں سال 1999 میں عام انتخابات کے دوران کمیشن کے ذریعہ تسلیم شدہ چھ قومی پارٹیاں اور 48 ریاستی پارٹیاں تھیں۔

مثالی قواعد وضوابط

انتخاب کے قواعد وضوابط کے بارے میں حکومت ہند اور الیکشن کمیشن کے درمیان ایک مفاہمت ہوئی جس میں درج ذیل امور شامل کیے گئے ہیں (a) مثالی قواعد وضوابط انتخاب کے اعلان کی تاریخ سے نافذ ہو جائیں گے نہ کہ نوٹیفکیشن جاری ہونے کی تاریخ سے، (b) عام طور پر انتخاب کی تاریخ کا اعلان نوٹیفکیشن جاری ہونے کی تاریخ سے تین ہفتہ کی زیادہ مدت سے قبل نہیں کیا جائے گا۔

الکٹرانک ووٹنگ مشینیں

کمیشن نے بھارت الکٹرانکس کارپوریشن (BEL)' بنگلور اور الیکٹرانکس کارپوریشن آف انڈیا حیدرآباد سے 1,50,000 الکٹرانک ووٹنگ مشینیں (EVMs) خریدی تھیں۔ عوامی نمائندگی قانون 1951 اور انتخابی اصولوں کے ضوابط 1961 میں علی الترتیب 1989 اور 1992 میں ترمیم کر کے انتخاب میں الکٹرانک ووٹنگ مشینوں کا استعمال کرنے کے لیے وسیع پیمانے پر اہتمام کیا گیا۔

لیکن مختلف وجوہات کی بنا پر 1998 سے قبل ان مشینوں کا استعمال انتخابات میں نہیں ہو سکا۔ کمیشن نے نومبر 1998 میں چھوٹے پیمانے پر ان مشینوں کا استعمال کرنے کا فیصلہ لیا۔ جیسا کہ بتایا گیا کہ ان مشینوں کا استعمال کامیاب رہا اور اس کے بعد انتخابات میں بڑے پیمانے پر ان کا استعمال کیا گیا۔

لوک سبھا کے اگلے عام انتخاب کے لیے جو کہ بالعموم ستمبر-اکتوبر 2004 میں ہونا ہے کمیشن نے سبھی پارلیمانی انتخابی حلقوں میں الکٹرانک ووٹنگ مشینیں استعمال کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ اس کے لیے تقریباً 10 لاکھ مشینوں کی ضرورت ہوگی۔ کمیشن انھیں حاصل کرنے کے لیے ضروری اقدامات کر رہا ہے۔

عام انتخابات

گجرات اور جموں وکشمیر اسمبلیوں کے عام انتخابات علی الترتیب 12 دسمبر 2002 اور ستمبر اکتوبر 2002 کو کرائے گئے تھے۔ ہماچل پردیش، میگھالیہ، ناگالینڈ اور تری پورہ اسمبلیوں کے انتخاب 26 فروری 2003 کو کرادیے گئے تھے۔

جدول 3.1 لوک سبھا کی معیاد اور اس کے اسپیکر

لوک سبھا	اس کی تشکیل کے بعد پہلا اجلاس	تحلیل ہونے کی تاریخ	اسپیکر[1]		
			نام	سے	تک
پہلی لوک سبھا	13 مئی 1952	4 اپریل 1957[2]	گنیش واسدیو ماولنکر	15 مئی 1952	27 فروری 1956[3]
			ایم اننت شینم اینگر	8 مارچ 1956	10 مئی 1957
دوسری لوک سبھا	10 مئی 1957	31 مارچ 1962[4]	ایم اننت شینم اینگر	11 مئی 1957	16 اپریل 1962
تیسری لوک سبھا	16 اپریل 1962	3 مارچ 1967[5]	حکم سنگھ	17 اپریل 1962	16 مارچ 1967
چوتھی لوک سبھا	16 مارچ 1967	27 دسمبر 1970[6]	نیلم سنجیوا ریڈی	17 مارچ 1967	19 جولائی 1969[7]
			گورودیال سنگھ ڈھلوں	8 اگست 1969	19 مارچ 1971
پانچویں لوک سبھا	19 مارچ 1971	18 جنوری 1977[8]	گورودیال سنگھ ڈھلوں	22 مارچ 1971	1 دسمبر 1975[9]
			بالی رام بھگت	5 جنوری 1976	25 مارچ 1977
چھٹی لوک سبھا	25 مارچ 1977	22 اگست 1979[10]	نیلم سنجیوا ریڈی	26 مارچ 1977	13 جولائی 1977[11]
			کے۔ایس۔ ہیگڑے	21 جولائی 1977	21 جنوری 1980
ساتویں لوک سبھا	21 جنوری 1980	31 دسمبر 1984[12]	بل رام جاکھڑ	22 جنوری 1980	15 جنوری 1985
آٹھویں لوک سبھا	15 جنوری 1985	27 نومبر 1989[13]	بل رام جاکھڑ	16 جنوری 1985	18 دسمبر 1989
نویں لوک سبھا	18 دسمبر 1989	13 مارچ 1991[14]	ربی رائے	19 دسمبر 1989	9 جولائی 1991
دسویں لوک سبھا	9 جولائی 1991	10 مئی 1996	شیوراج وی۔ پاٹل	10 جولائی 1991	22 مئی 1996
گیارہویں لوک سبھا	22 مئی 1996	4 دسمبر 1997[15]	پی۔اے۔ سنگما	23 مئی 1996	23 مارچ 1998(FN)
بارہویں لوک سبھا	23 مارچ 1998	26 اپریل 1999[16]	جی۔ایم۔سی بالیوگی	24 مارچ 1998	20 اکتوبر 1999(FN)
تیرہویں لوک سبھا	20 اکتوبر 1999	—	جی۔ایم۔سی بالیوگی	22 اکتوبر 1999	3 مارچ 2002
			منوہر گجانن جوشی	10 مئی 2002	اب تک

1۔ آئین کی دفعہ 94 کے تحت لوک سبھا تحلیل ہو جانے پر اسپیکر اپنا عہدہ نئی لوک سبھا کے پہلے اجلاس تک قائم رکھتا ہے۔
2۔ اپنی مدت سے 38 دن پہلے ہی تحلیل ہو گئی۔
3۔ انتقال ہو گیا۔

4-اپنی مدت ختم ہونے سے 40 دن پہلے ہی تحلیل ہوگئی۔
5-اپنی مدت ختم ہونے سے 44 دن پہلے ہی تحلیل ہوگئی۔
6-اپنی مدت ختم ہونے سے ایک سال اور 79 دن پہلے ہی تحلیل ہوگئی۔
7-استعفیٰ دے دیا۔
8-لوک سبھا کی مدت جو کہ 18 مارچ 1976 کو ختم ہوئی تھی وہ ایک سال کے لیے یعنی 18 مارچ 1977 تک بڑھادی گئی (مدت کی توسیع، ترمیم ایکٹ 1976 کے تحت) لیکن پانچ سال 10 مہینے اور چھ دن تک وجود میں رہنے کے بعد لوک سبھا کو تحلیل کر دیا گیا۔
9-استعفیٰ دے دیا۔
10-دو سال، چار مہینے اور 28 دن وجود میں رہنے کے بعد لوک سبھا تحلیل کر دی گئی۔
11-استعفیٰ دے دیا۔
12-اپنی مدت ختم ہونے سے 20 دن قبل ہی تحلیل ہوگئی۔
13-اپنی مدت ختم ہونے سے 28 دن قبل ہی تحلیل ہوگئی۔
14-ایک سال، دو مہینے اور 25 دن وجود میں رہنے کے بعد ہاؤس کو تحلیل کر دیا گیا۔
15-ایک سال چھ مہینے اور 13 دن وجود میں رہنے کے بعد ہاؤس کو تحلیل کر دیا گیا۔
16-ایک سال، ایک مہینے اور چار دن وجود میں رہنے کے بعد ہاؤس کو تحلیل کر دیا گیا۔
17-انتقال ہوگیا۔

جدول 3.2

پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں ریاست وار نشستیں اور پارٹی پوزیشن (27 جون 2003 کے مطابق)

ریاستیں/ مرکزی علاقے	راجیہ سبھا میں سیٹوں کی تعداد	لوک سبھا میں سیٹوں کی تعداد	بی جے پی	آئی این سی	سی پی آئی (ایم)	ٹی ڈی پی	ایس پی	ایس ایس	بی ایس پی	ڈی ایم کے	جے ڈی (یو)	اے آئی اے ڈی ایم کے	بی جے ڈی	ایس اے ڈی	این سی پی	جے ڈی (ایس)	دیگر	آزاد	خالی
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20
ریاستیں																			
آندھرا پردیش	18	42	7	5	-	29	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1[1]	-	-
اروناچل پردیش	1	2	-	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
آسام	7	14	2	10	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1[2]	1	-
بہار	16	40	12	2	1	-	-	-	-	-	10	-	-	-	-	5	9[3]	1	-
چھتیس گڑھ	5	11	8	3	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
گوا	1	2	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
گجرات	11	26	21	5	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
ہریانہ	5	10	5	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	5[4]	-	-
ہماچل پردیش	3	4	3	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1[5]	-	-
جموں و کشمیر	4	6	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	5[6]	-	-
جھارکھنڈ	6	14	10	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	2[7]	-	-
کرناٹک	12	28	7	17	-	-	-	-	-	-	1	-	-	-	-	1	2[8]	-	1
کیرالا	9	20	-	8	8	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	4[9]	-	-
مدھیہ پردیش	11	29	21	8	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
مہاراشٹر	19	48	13	9	-	-	-	15	-	-	-	-	-	-	6	-	3[10]	1	1
منی پور	1	2	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1	-	-	-	-
میگھالیہ	1	2	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1	-	-	-	-
میزورم	1	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1	-
ناگالینڈ	1	1	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
اڑیسہ	10	21	9	2	-	-	-	-	-	-	-	-	10	-	-	-	-	-	-
پنجاب	7	13	1	8	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	4[11]	-	-
راجستھان	10	25	16	9	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
سکم	1	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1[12]	-	-
تامل ناڈو	18	39	4	2	1	-	-	-	-	12	-	11	-	-	-	-	9[13]	-	-
تری پورہ	1	2	-	-	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20
اترانچل	3	5	4	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
اتر پردیش	31	80	25	8	-	-	27*	-	14	-	-	-	-	-	-	-	5[14]	1	-
مغربی بنگال	16	42	2	3	22	-	-	-	-	-	-	-	-	8	-	-	7[15]	-	-
نامزد	12	2	1	-	-	-	-	-	-	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-
مرکزی علاقے																			
جزائر انڈمان نکوبار	-	1	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1	-	
چنڈی گڑھ	-	1	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
دادرا اور نگر حویلی	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1	-
دمن اور دیو	-	1	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
دہلی	3	7	7	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
لکش دیپ	-	1	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	
پانڈیچری	1	1	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
میزان	245	545	183	110	34	29	27	15	14	12	12	11	10	8	8	6	59	6	1

1- آل انڈیا مجلس اتحاد المسلمین-1

2- کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا (مارکسسٹ لینن)-1

3- لوک جن شکتی پارٹی-2، راشٹریہ جنتا دل-4

4- انڈین نیشنل لوک دل-5

5- ہماچل وکاس کانگریس-1

6- جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس-5

7- راشٹریہ جنتا دل (ڈیموکریٹک)-1

8- جنتا دل (JP)-1، جنتا دل (سیکولر)-1

9- مسلم لیگ-2، انڈین فیڈرل ڈیموکریٹک پارٹی-1، کیرل کانگریس-1

10- بھارپیا بہوجن مہاسنگھ-1، جنتا دل (سیکولر)-1، پیزنٹ اینڈ ورکرس پارٹی-1

11- کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا-1، شرومنی اکالی دل-2، شرومنی اکالی دل (مان)-1

12- سکم ڈیموکریٹک فرنٹ-1

13- پٹالی مکل کاچی-5، مرومالارچی دراوڑ منیتر کژگم-4

14- اکھل بھارتیہ لوک تانترک کانگریس-2، لوک (S)-1، راشٹریہ لوک دل-1، سماج وادی جنتا پارٹی (راشٹریہ)

15- ریولیوشنری سوشلسٹ پارٹی-3، کمیونسٹ آف انڈیا-2، آل انڈیا فارورڈ بلاک-2

* سماج وادی پارٹی کے تین ممبروں کو نکال دیا گیا ہے اور وہ ایوان میں الگ بیٹھ رہے ہیں۔

4۔زراعت

زراعت ہندستانی معیشت کی بنیاد ہے۔ یہ خام گھریلو پیداوار (GDP) ہے، اس پر اشتراق تقریباً 25 فی صد ہے اور تقریباً 70 فی صد آبادی اپنے ذریعہ معاش کے لیے اسی پر انحصار کرتی ہے۔ زراعتی پیداوار بہرحال مانسون پر منحصر ہے کیونکہ تقریباً 60 فی صد کاشتکاری علاقہ بارش پر ہی انحصار کرتا ہے۔ 03-2002 کے مخالف موسمی حالات کا زرعی پیداوار پر بہت برا اثر پڑا۔ 03-2002 کے لیے زرعی پیداوار کے چوتھے آل انڈیا پیشگی تخمینوں کے مطابق 18.257 ٹن اناج کے پیداوار کی امید ہے جو 02-2001 کے 21,202 کروڑٹن کی پیداوار سے 945-2 کروڑٹن 97-13 فی صد کم ہے۔ چاول کی پیداوار بھی 7,372 کروڑ تخمینہ لگایا گیا ہے جو 02-2001 کے مقابلے 1,736 کروڑٹن (187 فی صد) کم ہے۔

گیہوں کی پیداوار کے بھی 249 لاکھ ٹن (35 فی صد) کم ہونے کی امید ہے جس کا 6.932 کروڑٹن کا اندازہ لگایا گیا ہے موٹے اناج کی پیداوار کا 2.622 کروڑٹن کا اندازہ لگایا گیا ہے، جو 02-2001 کے مقابلے 772 لاکھ ٹن یعنی پچھلے سال کے مقابلے 22.8 فی صد کم ہے۔ موٹے اناج کی پیداوار میں کمی کا اہم سبب باجرہ اور مکئی کی پیداوار ہے۔ باجرے کی پیداوار 37.3 لاکھ ٹن کم یا 44.7 فی صد کم ہو کر 46.2 لاکھ ٹن اور مکئی کی پیداوار 21.9 ٹن کم ہو کر 1.111 کروڑٹن ہوگئی جو کہ 16.5 فی صد کم ہوئی۔ دالوں کی تخمینہ شدہ پیداوار 1.131 کروڑٹن تھی۔ یہ بھی 02-2001 کے مقابلے 1.319 کروڑٹن کے مقابلے 18.8 لاکھ ٹن یا 14.3 فی صد کم ہے۔

03-2002 کے دوران تلہن کی پیداوار کا اندازہ 1.575 کروڑٹن کا لگایا گیا ہے جو کہ 02-2001 کے مقابلے 50.5 لاکھ ٹن یعنی 24.3 فی صد کم ہے۔ کپاس کی پیداوار کا تخمینہ 93.1 لاکھ گانٹھوں کا لگایا گیا ہے، جو پچھلے سال کی پیداوار سے 7.8 لاکھ گانٹھ یعنی 7.7 فی صد کم ہے۔ ایک گانٹھ میں 170 کلوگرام کپاس ہوتی ہے جو پٹ سن اور جوٹ اور میٹا کی پیداوار 180.180 کلوگرام کی 10.78 کروڑ گانٹھوں کا اندازہ لگایا گیا۔ جو 02-2001 کے 1,164 کروڑٹن کی پیداوار سے 74 فی صد کم ہے۔ اندازہ ہے کہ 03-2002 میں 27,856 کروڑٹن گنے کی پیداوار ہوگی، جو پچھلے سال کے مقابلے 2,154 کروڑٹن یعنی 7.2 فی صد کم ہوگی۔

اناج، تلہن اور دیگر فصلی رقبے، ماحصل اور پیداوار میں سالانہ اضافہ یہاں دکھایا گیا:

جدول 4.1 فصلی رقبہ، پیداوار اور پیداوارپن میں سالانہ مرکب اضافہ

فی صد سالانہ

فصل	2000-01			2001-02		
	رقبہ	پیداوار	ماحاصل	رقبہ	پیداوار	ماحاصل
چاول	-1.00	-5.25	-4.29	-0.20	9.54	9.76
گیہوں	-6.39	-8.76	-2.53	0.75	3.06	2.30

موٹے اناج	3.13	2.48	-0.63	-1.80	9.46	11.47
کل اناج	-1.26	-5.57	-4.36	-0.44	7.43	7.91
کل دالیں	-3.64	-18.20	-15.12	6.42	20.19	12.94
اناج	-1.67	-7.16	-5.58	0.71	8.85	8.08
کل تلہن	-4.69	-7.97	-3.45	1.90	10.90	8.84
کپاس	-2.01	-17.40	-15.70	6.59	5.99	-0.57
گنا	2.28	-1.13	-3.32	2.03	1.40	-0.62
غیر اناج*	-2.74	-4.97	-2.29	0.54	4.88	4.32
کل اہم فصلیں*	-1.98	-6.19	-4.30	0.66	7.08	6.37

* عارضی

1993-94 میں ختم سہ سالہ کے ساتھ اشاریہ اعداد=100 پرمبنی۔

فصلوں کے موسم

ہندستان میں موٹے طور پر تین فصلیں ہوتی ہیں۔خریف، ربیع اور گرمی کی فصل (زائد) خریف کے موسم میں خاص طور سے دھان، جوار، باجرا، مکا، کپاس، گنا، تل، اور مونگ پھلی کی کھیتی کی جاتی ہے۔ ربیع کی خاص فصلوں میں۔ گیہوں، جوار، جو، چنا، توریا اور سرسوں شامل ہیں۔گرمی کے موسم میں بھی دھان، مکا، اور مونگ پھلی اگائی جاتی ہیں۔

زمین کا استعمال

ملک کا جغرافیائی رقبہ 3,287.3 لاکھ ہیکٹر ہے۔اس میں سے 93.1 فیصد زمین کے استعمال سے متعلق اعداد و شمار دستیاب ہیں۔زمین کے استعمال کے بارے میں ریاستوں سے دستیاب اعداد و شمار کے مطابق 1950-51 میں 404.8 لاکھ ہیکٹر زمین پر جنگل تھے، جب کہ 2000-1999 میں یہ بڑھ کر 690.2 لاکھ ہیکٹر ہوگیا۔اس عرصہ میں بوئی جانے والی زمین 1187.5 لاکھ ہیکٹر سے بڑھ کر 1,412.3 لاکھ ہیکٹر ہوگئی۔فصلوں کی اقسام کے لحاظ سے اگر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ کھیتی والے کل علاقوں میں غیر اناج کے مقابلے اناج کی کھیتی زیادہ ہوتی رہی ہے۔مگر اناج کی کھیتی جو 1950-51 میں 76.7 فیصد زمین پر ہورہی تھی وہ 2000-1999 کے دوران کم ہوکر 65.8 رہ گئی۔ زرعی شماری کے مطابق بڑی اراضی ملکیت کے تحت آنے والے رقبے (10 ہیکٹر اور اس سے زیادہ) 1990-91 کے 17.3 فی صد کے مقابلے 1995-96 میں گھٹ کر 14-8 فی صد رہ گیا ہے۔اس طرح حاشیائی اراضی ملکیت کے تحت آنے والے رقبے (ایک ہیکٹر سے کم کی اراضی ملکیت 1990-91 کے 15,0 فی صد سے بڑھ کر 1995-96 میں 17.2 فی صد ہوگیا ہے۔اس سے کھیتوں کی چھوٹی جوتوں میں تقسیم کا پتہ چلتا ہے۔

تلہن اور دلہن ٹکنالوجی مشن

ہندستانی زراعت میں کاشتکاری رقبے، پیداوار اور قدر کے حساب سے تلہنوں کا مقام اناج کے بعد آتا ہے۔ انسان کی غذا میں تلہن توانائی کے قومی وسیلے کے ساتھ ساتھ مختلف صنعتی پیداوار جیسے پینٹ، وارنش، لبریکنٹ، ہیر آئل، ٹیکسٹائل کے لوازمات، عطاری، کاسمٹک مصنوعات وغیرہ کے لیے اہم خام مواد بھی ہے۔ ہندستان کا شمار تلہنوں کی پیداوار والے بڑے ممالک میں ہوتا ہے کیوں کہ یہ دنیا میں تلہنوں کے ایکڑی رقبے کے تقریباً 15 فی صد حصے کا اشتراک کرتا ہے۔ مونگ پھلی، سیفلاور (کسم)، منڈی کے سب سے بڑے پیداوار اور سرسوں رائی کے ایک اہم پیدا کار کے طور پر ہندستان کا مقام بہت نمایاں ہے۔

بناسپتی تیلوں کی مانگ اور رسد کے درمیان بڑھتے فاصلے کو ختم کرنے کے لیے حکومت نے گھریلوں پیداوار بڑھانے کا فیصلہ کیا۔ مسئلے کی سنجیدگی کو دیکھتے ہوئے ایک مرکوز اور مربوط زاویہ نگاہ اپنانا ضروری تھا۔ اس لیے مئی 1986 میں وزارت میں ایک تلہن ٹکنالوجی مشن قائم کیا گیا۔ اس مشن کے طے کیے گئے مقاصد میں تلہنوں کی پیداوار بڑھانا، خوردنی تیلوں کی درآمد گھٹانا اور خوردنی تیلوں میں خود کفالت حاصل کرنا شامل ہے۔

تلہن ٹکنالوجی مشن کے قیام کے بعد جدید فصل ٹکنالوجی کو اپنانے، ماڈل کی بہتر فراہمی، مارکیٹنگ اور فصل کے بعد کی ٹکنالوجیوں کے توسیعی خدمات کی مدد سے ایک مربوط رسائی کے ذریعہ تلہنوں کی پیداوار بڑھانے میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔ مشن کی ٹھوس کوششوں کے نتیجے میں تلہنوں کی پیداوار 86-1985 کے 108.3 لاکھ ٹن سے بڑھ کر 99-1998 میں 2475 لاکھ ٹن پہنچ گئی۔ لیکن پچھلے تین سالوں میں تلہن کی پیداوار اہم ریاستوں میں قحط سالی کی وجہ سے تلہن کی پیداوار میں کمی آئی ہے۔ 97-1996 سے 02-2001 تک ملک میں تلہن کی پیداوار درج ذیل ہیں۔

سال	پیداوار (لاکھ ٹن میں)
1996-1997	243.8
1997-1998	213.2
1998-1999	247.5
1999-2000	207.1
2000-2001	184.4
2001-2002	208.0

تلہن رخوری تیلوں کی پیداوار بڑھانے اور تلہنوں رخوردنی تیلوں کی پیداوار میں خود کفالت حاصل کرنے کے لیے 28 ریاستوں کے منتخب 408 ضلعوں میں مرکز کی کفالت میں تلہن کی پیداوار کا پروگرام چلایا جارہا ہے۔ اس پروگرام کے تحت مختلف ماڈل بیجوں کی پیداوار اور تقسیم، بیج کے منی کٹ کی تقسیم، ترقی یافتہ زرعی آلات، اسپرنکلر سیٹوں ریزروبیں کلچر پی ایس پی، مائیکرو، تغذیات وغیرہ کی تقسیم کے لیے مالی امداد فراہم کی جارہی ہے دسویں پنج سالہ منصوبے کے دوران تلہنوں کی پیداوار بڑھانے کے

لیے جن میدانوں کی شناخت کی گئی ہے، وہ ہیں کمان آبپاشی نظام کے آخری سرے والے علاقوں میں خاص پیداوار پروگرام، چاول، گیہوں نظام متنوع پروگرام، فاضل آب (پن دھارا) ترقیاتی پروگرام کے ساتھ تلہن پیداوار پروگراموں کا میل کلی، دوسری فصلوں کے ساتھ ساتھ تلہن کی بوائی اور مختلف ریاستوں کے چنے ہوئے علاقوں میں ان فصلوں کو وسعت دینا وغیرہ۔ اس کے علاوہ بیج کی عوض شرح (SRR) بڑھانے این پی کے اور سلفر کے مناسب و متوازن آمیزش کو بڑھاوا دینے، ریزوبیم کلچر، وی ایس بی وغیرہ حیاتیاتی کھاد کے استعمال، آئی پی ایم کو مقبول بنانے اور اسپرنکلر سیٹوں کو بڑھاوا دینے پر زور دینا ہوگا۔ توسیع، بیج پیداوار، ماؤخل کی فراہمی اور مارکیٹنگ مدد کے لیے نجی سیکٹروں کو شامل کرنے کے لیے بھی حوصلہ افزائی کی جائیگی۔ تصدیق شدہ/ بہتر خوبیوں والے بیجوں کی پیداوار بڑھانے کے پروگرام کے ذریعہ بیجوں کی دستیابی بڑھانے کے کام میں مونگ پھلی اور سویابین کے ترقی یافتہ بیجوں کی پیداوار کا کریش پروگرام بھی اس میں شامل ہوگا۔

فصل پیداوار پروگرام

نویں پنج سالہ منصوبے کے دوران لاگو کی گئی درج ذیل اسکیموں کو اکتوبر 2001 سے ریاستی حکومتوں کو زیادہ سہولیات فراہم کرنے کے مقصد سے لیکرو منیجمنٹ میں ملا دیا گیا ہے۔ ان میں (1) گیہوں پر مبنی فصل سسٹم والے علاقوں میں مربوط اناج ترقی پروگرام (آئی۔سی۔ڈی۔پی گیہوں) (2) دھان پر مبنی فصل سسٹم میں مربوط اناج ترقی پروگرام (آئی۔سی۔ڈی۔پی چاول) اور (3) موٹے اناج کے لیے فصل سسٹم علاقے پر مبنی مربوط اناج ترقی پروگرام (آئی۔سی۔ڈی۔پی۔موٹے اناج) شامل ہیں۔

گنا پر مبنی فصل نظام قائم پذیر فروغ (SUBACS) اور (4) خاص جوٹ فروغ پروگرام (SJDP) چاول گیہوں اور موٹے اناج کے مرکزی سیکٹر کے منی کٹ پروگراموں کو 03-2002 سے بند کر دیا گیا ہے۔ مرکزی حمایت یافتہ اسکیم کپاس فروغ پروگرام (ICDP) جسے کپاس پر ٹکنالوجی میں ضم کر دیا گیا تھا سال 04-2003 کے دوران جاری ہے۔ یہ اسکیم وزارت زراعت اور وزارت ٹیکسٹائل کے درمیان اشتراک کے ذریعے چلائی جارہی ہے۔

ایک نئی پہل کے تحت مارچ 2002 میں مشرقی ہندستان میں فصل پیداوار کو بڑھاوا دینے کے لیے ''کھیت میں آبی منتظم'' پر مرکز کی حمایت یافتہ اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد زیر زمین/سطح کے پانی کا استحصال، پانی کا موثر استعمال اور مشرقی ہندستان میں فصل کی پیداوار بڑھانے کے لیے انتظام کرنا ہے۔ یہ اسکیم آسام، اروناچل پردیش، بہار، چھتیس گڑھ، جھارکھنڈ، منی پور، میزورم اور اڑیسہ کے سبھی ضلعوں، مغربی بنگال کے نو ضلعوں اور مشرقی اتر پردیش کے 35 ضلعوں میں چل رہی ہے۔

مربوط تغذیاتی انتظامیہ

چین اور امریکا کے بعد ہندستان دنیا میں فرٹیلائزروں کا سب سے بڑا پیداکار اور صارف ملک ہے۔ یہاں دنیا کے 9.5 فی صد NPK تغذیلی اجزاء کی پیداوار اور 10.6 فی صد صرف ہوتا ہے جب کہ دنیا کی آبادی کا چھوٹا حصہ یہاں رہتا ہے۔ جس کی لاگت تقریباً 35,000 کروڑ (7 us $ بلین) ہے۔ اہم فرٹیلائزر ہیں یوریا (2 کروڑ ٹن)، DAP (62 لاکھ ٹن) SSP (28 لاکھ ٹن) NPK آمیزش (50 لاکھ ٹن) اور Mop (20 لاکھ ٹن) فرٹیلائزروں کے معاملے میں ہندستان تقریباً 95 فی صد اور فاسفیٹ فرٹیلائزروں کے معاملے میں 90 فی صد خود کفیل ہے جبکہ پوٹاشیم فرٹیلائزر کو پوری طرح سے درآمد کیا جاتا ہے کیونکہ ملک میں اس کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ پورے ملک میں فرٹیلائزر کا صرف 90 کلوگرام فی ہیکٹر ہے، لیکن فرٹیلائزر کے صرف کی صورتحال ہمارے یہاں بہت ہی غیر متوازن ہے۔ پنجاب اور ہریانہ میں یہ کمیت علی الترتیب 176 کلوگرام اور 161 کلوگرام ہے جبکہ اروناچل پردیش، ناگالینڈ، سکم وغیرہ کی ریاستوں میں یہ صرف 10 کلوگرام فی ہیکٹیر ہے۔ فرٹیلائزروں کی قیمت حکومت کے

ذریعہ مقرر کی جاتی ہے اور حکومت اس پر سالانہ 13,000 کروڑ روپے کی سبسڈی دیتی ہے، تاکہ کسانوں کو مناسب قیمت پر فرٹیلائزر مل سکے۔ 2002-03 کے دوران 1.667 کروڑ ٹن NP کے تغذیاتی اجزا کے صرف کا اندازہ ہے جبکہ 2001-2002 میں ان کیمیائی فرٹیلائزر کی صرف 1.736 کروڑ ٹن تھی۔ صرف میں آئی اس کمی کی وجہ ملک کے زیادہ تر حصوں میں ہونے والی خشک سالی ہے۔ حکومت کے ذریعہ مختلف حوصلہ افزائی کی وجہ سے NPK کے 2000-01 میں 7.0:2.7:1 کا تناسب بہتر ہو کر 2002-03 میں 6.4:2.5:1 ہو گیا ہے۔

مرکزی حمایت یافتہ اسکیم "فرٹیلائزروں کا متوازن اور مربوط استعمال" کا مقصد مٹی کی جانچ کی بنیاد پر متوازن مقدار میں فرٹیلائزروں کے استعمال اور شہری کوڑا کرکٹ سے مفید نامیاتی کھاد بنانے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت خاص اور ضمنی تغذیاتی اجزاء کے استعمال کے بارے میں کسانوں کو صلاح دینے، جدید نئی جانچ تجربہ گاہیں کھولنے اور موجودہ تجربہ گاہوں کو فروغ دینے، شہری حیاتیاتی کوڑا کرکٹ سے کھاد بنانے اور تربیت و مظاہرے کے لیے تکنیکی اور مالی امداد فراہم کی گئی۔ ان سب کو ملا کر ایک علاقے میں اس اسکیم بایو فرٹیلائزر کی پیداوار اور افزائش کے تحت مختلف قسم کے بایو فرٹیلائزروں کی نئی پیداوار صلاحیت قائم کرنے، اس کی حوصلہ افزائی کرنے اور غازی آباد (اتر پردیش) میں واقع قومی بایو فرٹیلائزر افزائش مرکز اور جبلپور، ناگپور، بنگلور، بھونیشور، بہار اور امپھال میں واقع علاقائی مراکز کے ذریعہ ان فرٹیلائزروں کی کوالٹی کنٹرول کرنے کے لیے مدد فراہم کی جاتی ہے۔ ملک میں اس وقت تقریباً 123 بایو فرٹیلائزر پیداواری اکائیاں ہیں جن کی مختلف قسم کے بایو فرٹیلائزر کی پیداواری صلاحیت سالانہ 18,000 ٹن، CFQC&TI (سنٹرل فرٹیلائزر کوالٹی کنٹرول اور ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ) (ریجنل فرٹیلائزر کنٹرول لیباریٹریز) کو مضبوط بنانے کی مرکزی سیکٹر کی اسکیم ملک میں فرٹیلائزروں کی قیمت، تجارت، پالیسی اور تقسیم کو منضبط کرنے والے ضروری اشیاء ایکٹ کے تحت جاری فرٹیلائزر کنٹرول آرڈر کے ذریعہ فرٹیلائزر کی کوالٹی کو یقینی بناتی ہے۔ فرٹیلائزر کنٹرول آرڈر (FCO) کے تحت مختلف شق کا نفاذ کرنے والی ایکزیکیٹو ایجنسیاں ریاستی حکومتیں ہوتی ہیں ملک میں حکومت ہند کی 4 لیباریٹریوں کو ملا کر 66 تجربہ گاہیں ہیں، جو فرٹیلائزروں کی جانچ کرتی ہیں اور جن کی سالانہ تجزیہ کرنے کی صلاحیت 1.20 لاکھ نمونوں کی ہے۔ اس حکم کے مطابق مجوزہ معیارات کو پورا نہ کرنے والے کسی بھی فرٹیلائزر کی پیداوار، درآمد اور فروخت پر روک لگائی جاتی ہے۔ اور حکم کی خلاف ورزی کرنے والے قابل سزا ٹھہرائے جائیں گے۔ فرید آباد میں واقع سنٹرل فرٹیلائزر کوالٹی کنٹرول اور ٹریننگ انسٹیٹیوٹ اور نوی ممبئی، چنئی اور کلیانی میں واقع اس کے تین علاقائی مراکز کا قیام درآمدی اور ملک کے لیے فرٹیلائزروں کے معائنے، اور تجزیہ کے تکنیکی صلاح دینے اور ریاستی نفاذ ایجنسیوں اور تجزیہ کاروں کو کوالٹی کنٹرول پر تربیت دینے کے لیے کہا گیا تھا۔ انسٹی ٹیوٹ نے فرٹیلائزروں میں ملاوٹ میں موقع پر ہی تشخیص کے لیے تیزی سے جانچ کرنے والے کٹ کو فروغ دیا ہے۔

معقول شرح پر فرٹیلائزروں کی مناسب دستیابی کو یقینی بنانا: کسانوں کو مناسب قیمت پر فرٹیلائزر فراہم کرنے کے لیے حکومت سبسڈی دیتی ہے۔ سب سے زیادہ چلنے والی فرٹیلائزر یوریا ضمانتی قیمت و مالی اعانت (RPS) اسکیم کے تحت آتی ہے جبکہ P اور K آمیزش کے لیے رعایتی اسکیم کے تحت سبسڈی دی جاتی ہے۔

سرکار نے حال میں ایک نئی قیمت سازی کی پالیسی منظور کی ہے فیڈ اسٹاک ٹکنالوجی اور کارخانوں کی عمر کی بنیاد پر بنائی گئی یہ گروپ قیمت سازی اسکیم ضمانتی قیمت و مالی اعانت اسکیم کی جگہ لے لیگی۔ مخصوص کرایہ سبسڈی کی موجودہ پالیسی کو مشرق شمالی ریاستوں اور جموں و کشمیر کے لیے فرٹیلائزر فراہمی کے لیے جاری رکھا گیا ہے۔ سال 2002-03 (31 مارچ 2003 تک) کے دوران ہٹائے گئے کنٹرول والی فرٹیلائزر P اور K پر خصوصی اسکیم کے تحت فرٹیلائزروں کی رعایتی شرح اور پیش ترین خردہ قیمت (MRP) درج ذیل ہے۔

(روپے فی میٹرک ٹن میں)

پیداوار	رعایت	بیش ترین قیمت
DAP (ملکی)	2,694	9,350
DAP (درآمد کی گئی)	1,589	9,350
MOP	3,030	4,455
SSP	650	SSP کی قیمت ریاستی حکومت/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعے متعین کی جاے۔

سال 2002-03 کے دوران یوریا کی قیمت Rs. 4,830 فی میٹرک ٹن ہی رہی۔

باغبانی

آب وہوا اور مٹی کی وسیع تغیر پذیری کے سبب پھلوں، سبزیوں، آلو، ٹراپیکی آلو یہ (بصلہ) فصلیں، گُکرتا (سمارو رغ)، آرائشی پودے، بوٹیاں اور خوشبودار پودوں مسالوں، ناریل، کاجو، کوکو وغیرہ جیسی باغبانی کی فصلوں کے بہتر امکانات ہمارے ملک میں موجود ہیں۔ نویں دہے کے وسط سے حکومت نے کھیتی کو زیادہ فائدہ مند بنانے کے لیے باغبانی فصلوں کو زمین کے بہتر استعمال، قدرتی وسائل (مٹی، پانی اور ماحول) کے زیادہ سے زیادہ استعمال اور دیہی عوام خاص طور پر عورتوں کے لیے ہنرمندانہ روزگار پیدا کرنے کے ذریعہ کھیتی میں تنوع لانے کا ایک ذریعہ مانا ہے۔ اس سمت میں کی گئی کوشش کارگر ثابت ہوئی ہیں اور ان سے پیداوار اور پیداواریت بڑھتی ہے اور باغبانی کی پیداوار کی دستیابی میں اضافہ ہوا ہے۔ اس طرح ہندستان ناریل، کاجو، ادرک، ہلدی اور کالی مرچ کے سب سے بڑے پیداوار کی حیثیت سے پوری دنیا میں ابھرا ہے۔ اس نے پھلوں اور سبزیوں کی پیداوار کے معاملے میں دنیا میں دوسرا مقام حاصل کرلیا ہے۔ نئی فصلوں کے طور پر ملک میں کیوی، زیتون کی فصل اور پام آئل کی مشروعات کاروباری طور پر کھیتی کی شکل میں کی گئی ہے۔ پیداوار بڑھانے والی ٹکنالوجی کو اپنانے کی سمت بھی بہتری پیدا ہوئی ہے۔

بدلتے پس منظر میں سرمایہ کاری کو اعلیٰ ٹکنالوجی والی باغبانی، مائیکرو توسیع والی باغبانی، محفوظ کاشتکاری پیسٹ مینجمنٹ اور فصل کٹائی کے بعد جدید تدابیر کے استعمال خاص طور پر سڑ جانے والی اشیا کی انتظامی تدابیر کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں باغبانی فصل پیداوار ذہن حدود سے باہر آکر تجارتی کاروبار میں تبدیل ہو رہی ہے۔ ذہنی طور پر تسکین اور معاشی فوائد کو دیکھتے ہوئے اس طرف نوجوان بھی متوجہ ہو رہے ہیں۔

اہم باغبانی فصلوں کی تخمینہ شدہ پیداوار

پیداوار ملین ٹن میں

	1998-99	1999-2000	2000-01	2001-02 (عارضی)
پھل	44.04	45.50	45.37	46.60
سبزی	87.53	90.83	93.92	96.54

مسالے	2.87	2.91	3.02	3.08
ناریل	8.61	8.42	8.67	8.80
کاجو	0.46	0.52	0.45	0.46
دیگر	1.65	1.75	1.07	0.17
کل	145.16	149.93	152.5	155.65

پھل: ملک میں مختلف اقسام کے پھل اگائے جاتے ہیں۔ان میں ٹراپیکی اور نیم ٹراپیکی کے پھلوں میں آم، کیلا، لیموں کی مختلف قسمیں، اناناس، پپیتا، امرود، چیکو (سپوٹا) کٹ ہل، لیچی اور انگور، معتدل آب وہوا کے پھلوں میں سیب، آڑو، ناشپاتی، خوبانی، بادام اور اخروٹ وغیرہ اور خشک منطقوں کے پھلوں میں آنولا، بیر، انار، انونا، انجیر، خالسا وغیرہ اہم ہیں۔ ہندستان میں دنیاں کے دس فی صد پھلوں کی پیداوار ہوتی ہے۔ دنیا میں پھلوں کی کل پیداوار میں سے 10 فی صد ہندستان میں پیدا ہوتے ہیں۔ سال 01-2000 میں پھلوں کی سالانہ پیداوار 70-453 لاکھ ٹن رہی ہے۔آم، کیلا، چیکو اور ترش لیموں کی پیداوار کے معاملے میں ہندستان کو دنیا میں اوّل مقام حاصل ہے ساتھ ہی انگور میں اعلیٰ ترین پیداواریت درج کی گئی ہے۔ دنیا میں آم کی 54 فی صد پیداوار ہندستان میں ہوتی ہے اور ملک میں آم 39 فی صد رقبے کا احاطہ کرتا ہے۔اور کل پھل پیداوار میں اس کا حصہ 23 فی صد ہے۔ رقبے کے لحاظ سے لیموں کی نوع کا مقام دوسرا اور ملک کی کل پیداوار میں اس کا حصہ تقریباً 23 فی صد ہے۔ ترنجی پھلوں کے تحت سب سے زیادہ علاقے میں لیموں کی مختلف اقسام، میٹھا سنترہ اور منڈارہ اگایا جاتا ہے کل پھل رقبے کے تقریباً 13 فی صد حصے پر کیلا ہوتا ہے جس کا رقبہ کے اعتبار سے تیسرا مقام ہے۔ ویسے ملک کی کل پھل پیداوار میں اس کا حصہ ایک تہائی ہے اور دنیا میں سب سے زیادہ کیلا ہندستان میں پیدا ہوتا ہے ملک کی چوتھے بڑے پھل کی فصل سیب ہے۔ 12.30 کروڑ ٹن سیب یہاں پیدا ہوتا ہے۔ پھلوں کی پیداوار میں امرود، پپیتا وغیرہ پھلوں کا حصہ تقریباً 4 فی صد، انگور اور اناناس کا تقریباً 2 فی صد اور لیچی کا تقریباً 1 فی صد ہے۔ ملک کے خشک آب وہوائی علاقے آنولے، بیر، انار، انونا وغیرہ پھلوں کی پیداوار کے لیے کافی موزوں ہیں۔ان پھلوں میں خاص طور پر آنولا، بیر اور انار کے فصلی رقبے اور پیداوار میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس کے سبب مناسب اقسام اور پیداواری ٹکنالوجیوں کی شناخت اور فروغ ہو رہا ہے اس کے علاوہ موزوں علاقوں میں تاڑ، کھجور اور انجیر کی کھیتی بھی مقبول ہو رہی ہے۔ ملک میں سال 02-2001 میں کچھ اہم فصلوں کے رقبے اور پیداوار درج ذیل جدول میں دکھائے گئے ہیں:

02-2001 کے دوران ہندستان میں پھلوں کا رقبہ اور پیداوار

(عارضی)

فصل	رقبہ (ملین ایکٹر)	پیداوار (ملین ٹن)
سیب	0.25	1.42
کیلا	0.62	16.45
لیموں	0.56	4.58
انگور	0.06	1.10
امرود	0.19	1.68

لیچی	0.05	0.42
آم	1.56	10.64
پپیتا	0.07	1.82
اناس	0.08	1.26
چیکو	0.07	0.70
دیگر	0.44	6.53
کل	3.95	46.60

سبزیاں: ہندستان میں ٹراپیکی ونیم ٹراپیکی اور معتدلہ میں مختلف نباتاتی گروپوں کی 40 سے زیادہ اقسام کی سبزیاں پیدا کی جاتی ہیں گروپوں کے نام ہیں: آلو کی جنس، خیاری نوع (کدو وغیرہ) پھلی دار، گوبھی جنس، جڑ میں اگنے والی فصلیں اور اس کے علاوہ پتے دار سبزیاں اگائی جاتی ہیں۔ ملک میں کی جانے والی اہم فصلوں میں ٹماٹر، پیاز، بیگن، پتا گوبھی، پھول گوبھی، بھنڈی اور مٹر شامل ہیں۔ سبزیوں کے رقبے اور پیداوار کے لحاظ سے ہندستان کا مقام چین کے بعد دوسرا، دنیا میں کل سبزیوں کی پیداوار کا 13 فی صد حصہ کا اشتراک ہندستان کا ہے اور پھول گوبھی کی پیداوار میں اوّل مقام، پیاز میں دوسرا اور پتا گوبھی میں پیداوار میں تیسرا مقام حاصل ہے۔ ملک میں کچھ اہم سبزیوں کی پیداوار کے کل رقبے اور پیداوار کا عارضی تخمینہ درج ذیل ہے۔

2001-02 کے دوران ہندستان میں سبزیوں کے رقبے اور پیداوار

(عارضی)

فصل	رقبہ (ملین ایکٹر)	پیداوار
بیگن	0.50	7.80
پتا گوبھی	0.27	5.70
پھول گوبھی	0.27	4.70
بھنڈی	0.36	3.42
پیاز	0.52	4.85
مٹر	0.34	3.11
آلو	1.41	24.00
ٹماٹر	0.52	7.42
دیگر	2.70	35.54
کل	6.89	96.54

مسالے: باغبانی فصلوں میں مسالوں کا گروپ ایک اہم گروپ کے طور پر ہوتا ہے۔ ہندستان کو مسالوں کے ملک کے طور پر مانا جاتا ہے۔ یہاں کالی مرچ، الائچی (چھوٹی اور بڑی) ادرک، لہسن، ہلدی، لال مرچ اور پتی، چھال، بیج دار وغیرہ کئی قسموں کے مسالے پیدا ہوتے ہیں۔

01-2000 کے دوران مسالوں کی پیداوار 30.02 لاکھ ٹن ہوئی اور سال 02-2001 کے لیے عارضی تخمینہ 30.08 لاکھ ٹن ہے۔ ملک میں پیدا کیے جانے والے مختلف مسالوں میں لال مرچ بڑے پیمانے پر پیدا کیا جانے والا مسالہ اور مسالوں کی کل پیداوار میں اس کی مقدار 33.7 فی صد ہے۔ مرچ کی مانگ مسالے اور قدرتی رنگ چڑھانے کے سلسلے میں اس کی روغنی رال کے لیے گھریلو اور عالمی منڈیوں میں بڑھ رہی ہے۔ مسالوں کی کل پیداوار میں ہلدی کا حصہ 21.6 فی صد ہے۔

02-2001 کے دوران ہندستان میں اہم مسالوں کے رقبے اور پیداوار

(عارضی)

فصل	2001-02 رقبہ (000، ایکٹر)	پیداوار (000، ایکٹر میں)
کالی مرچ	193.00	59.00
ادرک	95.00	274.00
مرچ	940.00	1030.00
ہلدی	175.00	664.00
دھنیا	555.00	295.00
لہسن	123.00	497.00
زیرہ	272.00	111.00
الائچی	82.00	11.00
سونف	16.00	20.00
فینوگریک	84.00	84.00
دیگر	65.00	35.00
کل	2600.00	3080.00

باغبانی فصلیں: ملک میں تجارتی استعمال کے لیے اگائی جانے والی فصلوں میں چائے، کافی اور ربر کے علاوہ ناریل، چھالیا (سپاری) کاجو، کوکو وغیرہ کو بھی باغبانی فصلوں کے طور پر مانا جاتا ہے۔

ناریل ایک اہم فصل ہے اور تقریباً ایک کروڑ لوگ اس کی کھیتی، عمل کاری اور دیگر سرگرمیوں پر منحصر ہوتے ہیں۔ ہندستان میں

خاص طور پر ساحلی ریاستوں میں اور شمال مشرقی علاقوں میں اس کی کاشت کی جاتی ہے۔ ملک میں ناریل کی پیداوار سال 98-1997 میں 1272 کروڑ ناریل کے مقابلے سال 01-2000 میں گر کر 1260 کروڑ ناریل ہوگئی ہے۔ یہ کمی جنوبی ریاستوں میں ناریل کے جھرمٹوں میں خاص طور پر ایروفائیڈ نام کے کیڑوں کے حملوں سے پیدا ہوئی۔ ناریل کے چھلکوں کی عمل کاری کر کے اعلیٰ قسم کا ریشہ نکالا جاتا ہے۔ ریشے کے علاوہ ناریل کے خول کی بنی چیزیں بھی قومی اور بین الاقوامی بازار میں آگئی ہیں ریشے کی لگدی کا استعمال چوکور ٹکڑوں میں جما کر باغبانی کے پودے اگانے کے لیے کیا جارہا ہے، خاص طور پر گرین ہاؤسوں میں ہندستانی معیشت میں کی جو کا اہم مقام ہے۔

دنیا میں کاجو کی کل پیداوار میں سے 45 فی صد یہاں ہوتا ہے۔اس کے علاوہ دنیا میں کاجو کی سب سے زیادہ پیداوار، اس کی عمل کاری (پراسسنگ)، صرف اور برآمد ہندستان سے ہی ہوتی ہے۔ کاجو کی پیداوار سال 98-1997 میں 3.60 لاکھ ٹن کے مقابلے سال 02-2001 بڑھ کر 4.70 لاکھ ٹن ہوگئی ہے۔

پھول: حالاں کہ ہندستان میں قدیم زمانے سے پھولوں کی کھیتی کی روایت رہی ہے۔لیکن اس کے کاروباری پیداوار پر براہ راست توجہ حال کے سالوں میں ہی دی گئی' پیداوار کے امکانات کو دیکھتے ہوئے یہ سیکٹر آمدنی اور روزگار کے مواقع پیدا کرتا ہے۔ عورتوں کی بھاری شمولیت اور درآمدات کو فروغ بھی حاصل ہورہا ہے۔ مرکزی حکومت نے اس سیکٹر کو درآمدات کے لیے نہایت اہم سیکٹر تسلیم کیا ہے۔ ہندستان میں روایتی پھول جیسے جوہی، گیندا، کرسنتھمم (گل داودہ) ٹیوب روز، کراسنڈرا، ایسٹر وغیرہ بڑے پیمانے پر اگائے جاتے ہیں۔ لمبے تنے والے پھولوں کا گلاب، آرکیڈس، گلیڈیولائی، کارنیشن، اینتھوریم، جربرا اور للی (سوسن) کی تجارتی کھیتی کا پھیلاؤ حال کے سالوں میں ہوا ہے۔سال 01-2000 میں پھولوں کی کل پیداوار میں چھوٹے پھولوں کی پیداوار 5.60 لاکھ ٹن اور لمبے تنے والے وحدانوی پھولوں کی پیداوار 80 کروڑ 40 لاکھ ٹن رہی ہے۔

ادویاتی اور خوشبودار پودے: جڑی بوٹیوں پر مبنی مصنوعات کی مانگ میں ہوئے اضافے کے پیش نظر انتظامیہ صحت کے سیکٹر میں اس ذیلی سیکٹر کی وسعت کی بہت زیادہ گنجائش پائی جاتی ہے۔ جڑی بوٹی یا ادویاتی قدرتی اثاثے کے نامیاتی تنوع کے تحفظ کے لیے ٹھوس کوششیں کی گئی ہیں۔ ان کی اچھی قسم کے پودوں کی نمو اور دستیابی کے لیے 16 نرسریوں کے ساتھ 226 ہیکٹر زمیں جڑی بوٹیوں کے باغ بنائے گئے ہیں۔ان کے علاوہ خوشبودار پودوں کی اچھی قسم کے پودوں کو فروغ دینے کے لیے بھی 335 ہیکٹر رقبے میں باغ لگائے گئے ہیں کسانوں کے کھیتوں میں بھی 6,000 سے زیادہ نمونے اور بیج پیدا کرنے کی کیاریاں لگائی گئی ہیں۔

شہد کی مکھیوں کی پرورش: باغبانی پیداوار کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کے لیے شہد کی مکھیوں کا استعمال ایک اہم وسیلے کے طور پر کیا جاسکتا ہے اور پارزیرگی کے ذریعے باغبانی فصلوں کی پیداوار بڑھائی جاسکتی ہے۔تقریباً 85 فیصد فصلی پودوں کی پارزیرگی کی جاتی ہے کیوں کہ انھیں بیرونی ایجنسیوں کی مدد سے یکساں نوع کے دوسرے پودوں سے زیرگی حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔شہد کی مکھیوں سے شہد، موم اور رائل جیلی بھی بنائی جاتی ہے جس سے کسانوں کو اضافی آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ سال 02-2001 کے دوران شہد کی پیداوار کا تخمینہ (عارضی) 200 ,10 ٹن کا لگایا گیا تھا۔

قدرتی وسائل منتظمہ

ملک میں زرعی پیداوار بڑھانے کے لیے مٹی اور پانی کے تحفظ کی تدابیر کرنا بھی ضروری ہے۔ یہ پروگرام پہلے پنج سالہ منصوبے میں شروع سے ہی مسائل کی شناخت کے لیے ٹکنالوجی کو فروغ دینے، مناسب قانون بنانے اور پالیسی ارتباط اداروں کی تشکیل پر زور دیا گیا ہے۔ جبکہ مٹی اور پانی کے تحفظ کا تصوراتی ڈھانچہ بدل گیا ہے، پنج سالہ منصوبوں کے دوران پروگراموں کے

تصور میں نمایاں طور پر بتدریج ترمیم کی گئی ہے۔ دریائی وادی پروجکٹ (RVP) کے آبگیرہ میں مٹی کے تحفظ کی مرکزی حمایت یافتہ اسکیم تیسرے پنج سالہ منصوبوں میں شروع کی گئی تھی۔ اس کے بعد سیلاب لانے والی ندیوں (FPR) کے سلسلے میں ایک اور اسکیم چھٹے پنج سالہ منصوبے میں سال 1978 میں آئے سیلاب کی وسعت کو ذہن میں رکھتے ہوئے شروع کی گئی تھی۔ اب اخراجات کی مالیاتی کمیٹی کی سفارش کو دونوں اسکیموں کو نویں پنج سالہ منصوبے میں ملا کر ایک کر دیا گیا ہے اس کے بعد نومبر 2000 سے ان اسکیموں کو میکرو مینجمنٹ سسٹم کے تحت کر دیا گیا ہے۔ دریائی وادی پروجیکٹوں اور سیلاب مائل ندیوں کے آبگیر مینجمنٹ کے لیے 27 ریاستوں میں پھیلے ہوئے 53 آبگیرہ علاقوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ کل آبگیرہ علاقہ 961.40 لاکھ ہیکٹر ہے۔ اس میں سے 260 لاکھ ہیکٹر علاقوں کے لیے فوری تدابیر کی ضرورت کے تحت ترجیح دی گئی ہے اس میں سے 03-2002 تک 53.10 لاکھ ہیکٹر علاقے کی اصلاح ہو پائی ہے جس پر 1635.80 کروڑ روپے کا خرچ ہوا ہے۔

قلوی مٹی کی اصلاح کے سلسلے میں مرکزی حمایت یافتہ اسکیم پنجاب، ہریانہ اور اتر پردیش میں ساتویں پنج سالہ منصوبے کے دوران شروع کی گئی تھی۔ آٹھویں پنج سالہ منصوبے کے دوران اس اسکیم کو گجرات، مدھیہ پردیش اور راجستھان میں بھی نافذ کیا گیا۔ نویں منصوبے کے دوران اس اسکیم کو ہندستان کی ان سبھی ریاستوں میں لاگو کرنے کی منظوری دی گئی جن میں سائنٹفک پیرامیٹر کے مطابق قلوی مٹی کا سلسلہ موجود ہے۔ اسکیم کا مقصد زیادہ سے زیادہ فصل کی پیداوار کو بحال کرنے کے لیے قلوی مٹی کے طبعی حالات اور پیداواریت کے درجے بہتر بنانا ہے۔ مذکورہ اسکیم کے اہم اجزاء میں زمین کو ہموار کرنے، کیاری بنانے، ہل چلانے اور کمیونٹی پن نکاسی نظام اور مٹی کو زرخیز بنانے کے لیے نامیاتی کھادوں وغیرہ جیسے کھیتی کو فروغ قلوی زمین کی بازیابی اور زرخیزی بڑھانے کے سلسلے میں اتر پردیش اور بہار میں ایک اور پروجیکٹ چلایا جا رہا ہے یوروپی اقتصادی کمیونٹی (EEC) کی مدد سے چل رہے 80-85 کروڑ کی لاگت والے اس پروجیکٹ میں مرکزی حکومت نے 6.88 روپے کا اشتراک کیا ہے۔ پروجیکٹ سات سالہ مدت میں 15,000 ہیکٹر قلوی زمین کو قابل کاشت بنانے کا ہدف ہے۔ سال 01-2000 تک (اختتامی سال) 30.825 ہیکٹر زمین کی بازیابی ہو چکی ہے۔

سات مشرقی شمالی ریاستوں کے انتقالی زراعت کے علاقوں میں فاضل آب ترقیاتی پروجیکٹ (WDPSCA) کی شروعات آٹھویں منصوبے کے دوران 95-1994 میں شروع کی گئی تھی اس ریاستی منصوبے کے لیے 100 فی صد مرکزی امداد دی گئی اس اسکیم کا مقصد فاضل آب (پن دھارا) بنیاد پر جھوم علاقے کی مجموعی ترقی ہے۔ آٹھویں منصوبے کے دوران مشرقی شمالی علاقے کی ریاستوں کو 71 ہزار ہیکٹر زمین اصلاح پیکج کے تحت اصلاح کے لیے 40.826 کروڑ روپے جاری کیے گئے نویں منصوبے کے دوران مارچ 2002 تک 82 کروڑ روپے کی لاگت سے 1.50 لاکھ ہیکٹر زمین کی اصلاح کی جا چکی ہے (یہ رقم آٹھویں منصوبے کے منظور شدہ پروگرام اور بقا کے بدلے دی گئی) مشترکہ رسائی کے نئے فاضل آب پر مبنی اسکیم لیے رہنما خطوط نومبر 2000 سے جاری ہو گئے ہیں اس میں لاگت معیار میں ترمیم کر کے 10,000 روپے فی ہیکٹیر کر دی گئی ہے جس کے لیے مزید سرگرمیوں اور بہتر اداری میکانیت کے ساتھ خالص قابل اصلاح علاقے کو بنیاد بنایا گیا ہے 10 ویں منصوبے کے دوران 03-2002 تک 20 کروڑ روپے کے اخراجات سے 20 ہزار ہیکٹر زمین کی اصلاح کی جا چکی ہے۔

بارش کے ذریعہ آبپاشی سے ہونے والی کھیتی

بارانی آبپاشی سے ہونے والی کھیتی پیچیدہ، تنوع اور جوکھم بھری ہوتی ہے۔ اس کی خصوصیت پیداواریت کی کم تر سطح اور ماذخل کا استعمال کم ہوتا ہے۔ مرکزی حکومت نے مربوط فاصل آب ترقی کے ذریعہ بارانی آبپاشی والے علاقوں کے جامع اور مسلسل جاری رہنے والے فروغ کو زیادہ ترجیح دی ہے۔ فاصل آب ترقی میں بارش کے پانی کا ذخیرہ اور مٹی اور آبی وسائل کو مستقل اور

کفایتی ڈھنگ سے بڑھائے جانے پر زور دیا جاتا ہے۔ رطوبت کے بہتر مینجمنٹ سے اصلاح یافتہ بیجوں اور فرٹیلائزر کی پیداواریت بڑھتی ہے جس سے تحفظ اور پیداواریت بڑھانے کی تدابیر ایک دوسرے کی تکملہ ہو جاتی ہیں۔

91-1990 میں 25 ریاستوں اور 2 مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں بارانی آبپاشی والے علاقوں کے لیے ایک قومی فاصل آب ترقیاتی پروجیکٹ شروع کیا گیا تھا 9 ویں پنج سالہ منصوبے میں شامل 3 نئی ریاستوں اور 2 مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں پروجیکٹ کو جاری رکھا گیا۔ اس کا مقصد بارانی آبپاشی والے علاقوں میں پیداواریت اور پیداوار کو بڑھانا تھا۔ پروجیکٹ (NWDPRA) کے رہنما خطوط کا تعین اساسی طور پر از سر نو کیا گیا ہے، اس کے لیے اس کی تکنیکی قوت کو برقرار رکھتے ہوئے کمیونٹی شراکت کو شامل کیا گیا ہے۔ اب فاصل آب ترقیاتی پروگرام کی منصوبہ بندی، نفاذ، نگرانی اور رکھ رکھاؤ، فاصل آب کمیونٹیوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ 9 ویں منصوبے کے دوران 2766 لاکھ ہیکٹر زمین کی اصلاح کی جا چکی ہے۔ NWDPRA کی اسکیم کو زراعت کے میکرو مینجمنٹ میں ضم کر دیا گیا ہے۔ 9 ویں منصوبے کا نفاذ ترمیم شدہ رہنما خطوط اور عوامی شراکت کے ساتھ جاری رکھا گیا ہے۔ اس دوران 6000 سے زیادہ چھوٹے فاصل آب کا احاطہ کیا جا رہا ہے۔ 10 ویں منصوبے میں تقریباً 30 لاکھ ہیکٹر کو فروغ دینے کا بھی اندازہ لگایا گیا ہے۔

قومی زراعتی اور دیہی بینک (NABARD) کے تحت 1999 سے ایک فاصل آب ترقیاتی فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد ترجیح کی بنیاد پر منتخب 100 اضلاع میں کمیونٹی شراکت کی بنیاد پر مربوط فاصل آب ترقیاتی پروگرام چلانا ہے۔ اس فنڈ میں 200 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس ترقیاتی فنڈ کے تحت ریاستوں کو دو تہائی رقم قرض پر مبنی پروجیکٹ کے لیے اور ایک تہائی رقم اعانت پر مبنی پروجیکٹ کے لیے دی جاتی ہے۔ فاصل آب سے متعلق کئی بیرونی امداد یافتہ پروجیکٹ بھی چلائے جا رہے ہیں، جن کے تحت 12.50 لاکھ ہیکٹر علاقے کا احاطہ کیا جا رہا ہے۔

زراعت میکرو مینجمنٹ

زراعت ریاست کا موضوع ہے اس لیے زرعی پیداوار بڑھانے، پیداواریت میں اضافہ کرنے اور اس سیکٹر کی وسیع اچھوتی صلاحیت وامکانات کو دریافت کرنے کی ذمہ داری ریاستوں کی ہوتی ہے۔ مرکز کا کردار ایک معاون کے طور پر ان کوششوں کے لیے تائید اور تکمیلی ہوتا ہے، تاکہ زراعت کی ترقی میں ریاستوں کی کوششیں تیزی کے ساتھ نتیجہ فراہم کر سکیں اور ان کوششوں کے فائدے انتہائی غریب کسانوں تک پہونچ سکیں۔ ہندستان کی زراعت میں آنے والی مشکلات کو دور کرنے کے سلسلے میں محکمہ زراعت نے نشان دہی کر کے اور اسکیموں کو یکجا کر کے زراعت کے میکرو مینجمنٹ کو فروغ دیا ہے۔

اس اسکیم کے تحت ریاستوں کو ان کی علاقائی ترجیح کی بنیاد پر اپنے پروگرام کو فروغ دینے اور ان پر عمل کرنے کی آزادی دی گئی ہے۔ ریاستوں کے مقررہ پیرامیٹر 27 میں سے کسی بھی یا سبھی اسکیموں اور ان کے اجزاء کو آزادی ہے۔ اس اسکیم میں نئی مداخلت نافذ کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے لیکن اس کے لیے انھیں یہ خیال رکھنا ہوگا کہ یہ ان کے عملی منصوبے کے حجم سے 10 فی صد سے زیادہ نہ ہو۔ اس طرح زراعتی ترقی کی منصوبہ بندی میں ریاستوں کی فوقیت کو بحال کرنے کی سمت لامرکزیت کے طور پر یہ ایک بہت بڑا قدم ہے۔ اسکیم کا مقصد ریاستوں کو اپنے عملی منصوبوں کے ذریعہ زراعت کو فروغ دینا ہے۔ سال 01-2000 میں شروع کی گئی یہ میکرو مینجمنٹ اسکیم سبھی ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں نافذ کی جا رہی ہے۔

2001-2000 سے 04-2003 تک کے سالوں میں اس اسکیم کے بجٹ تخمینوں ترمیم شدہ تخمینوں اور خرچ کی گئی رقم کی حالت درج ذیل ہے:

زراعتی پیداوار

(لاکھ ٹن میں)

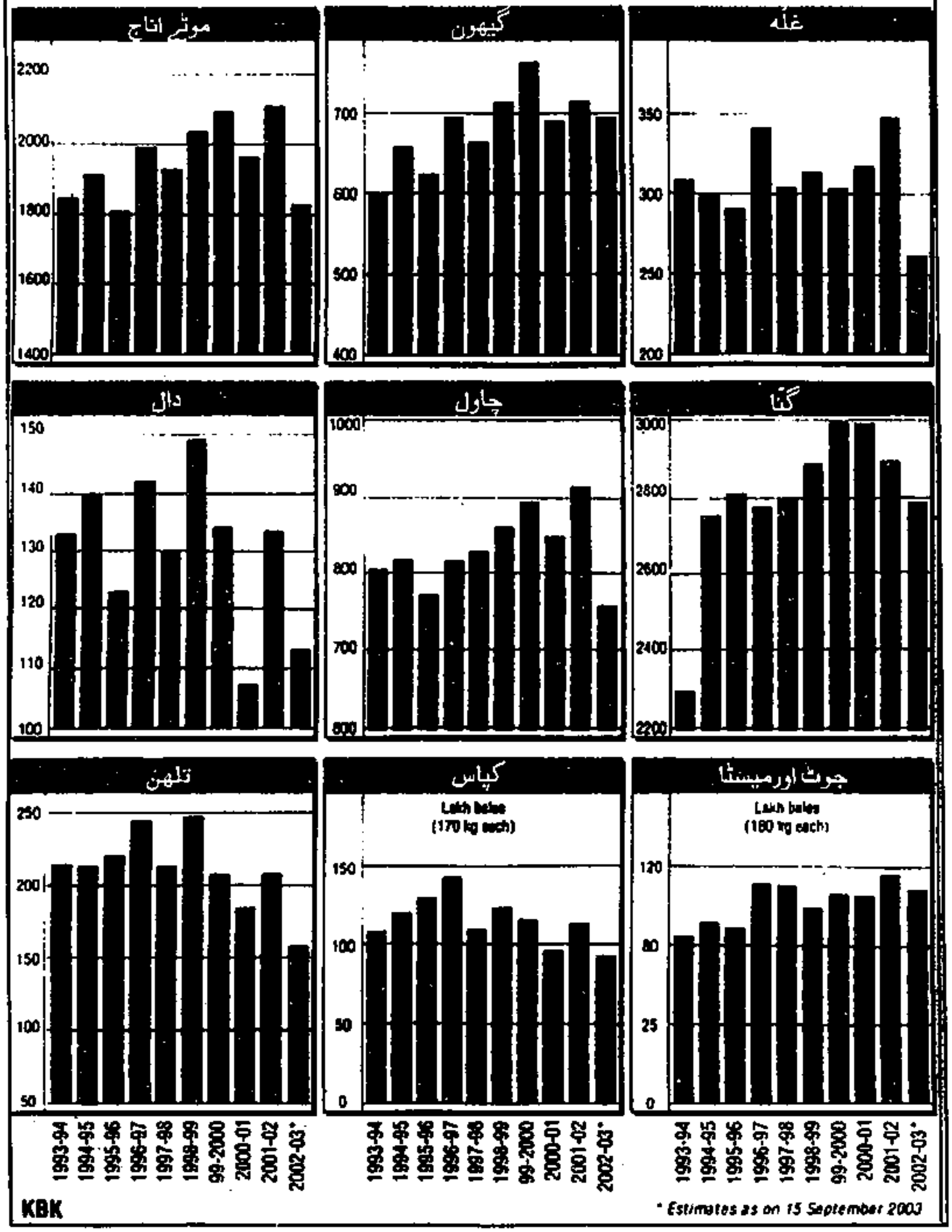

(کروڑ روپے)

سال	بجٹ تخمینہ	ترمیم شدہ تخمینہ	اخراجات
2000-01	490.00	381.88	381.88
2001-02	850.00	680.49	678.62
2002-03	736.86	597.00	597.59
2003-04	700.00	-----	305.00

چھوٹے کسانوں کا زرعی کاروباری کنسورٹیم : چھوٹے کسانوں کے زرعی کاروباری کنسورٹیم (SFAC) کو وزارت زراعت کے شعبہ زراعت اور امداد باہمی کے انتظامی نگرانی میں 18 جنوری 1998 کو رجسٹریشن سوسایٹی کے طور پر کرایا گیا تھا۔ اس کنسورٹیم کی اہم سرگرمیوں میں 17 ریاستوں میں ریاستی سطح کے چھوٹے کسانوں کے زرعی کاروباری کنسورٹیم کو فروغ دینا ہے، یہ معاون ریاستی سطح کی اکائیاں کسانوں کو زرعی کاروبار کے لیے منظم کر رہی ہیں۔ اس میں متنوع ممبر شپ ہے۔ زراعت اور امداد باہمی کے محکمے کے ساتھ ہندستان ریزرو بینک آف کامرس اس کے فروغ کار ممبران ہیں ان کے ساتھ کینرا بینک NAFED اور یونائیٹڈ فاسفورس لمیٹیڈ (نجی کمپنی) کنسورٹیم کے ابتدائی ارکان ہیں۔ یہ پروگرام ہیں: بشمول سکم مشرقی شمالی ریاستوں میں باغبانی کے مربوط فروغ کا ٹکنالوجی مشن اور زرعی تکنیک رزرعی کاروباری اسکیم۔ اس سوسایٹی کا اہم مقصد زرعی وصنعتی پیداوار کی حوصلہ افزائی کرنا اور روزگار تخلیق پروگرام شروع کرنا یا انھیں شروع کرنے میں مدد کرنا اور زراعت پر مبنی صنعتوں کو فروغ دینا اور ان میں تنوع پیدا کرنا ہے۔

مربوط پیسٹ منتظمہ

ساتویں پنج سالہ منصوبے سے پودوں کے تحفظ پالیسی کو نئی شکل دی گئی ہے۔ اور مربوط پیسٹ منتظمہ کو پودے کے تحفظ کا بنیادی اصول اور اہم بنیاد کے طور پر اپنایا گیا ہے۔ مربوط پیسٹ منتظمہ (IPM) ایک ماحول دوست زاویہ نگاہ ہے جس کا مقصد پیسٹ کنٹرول جیسے کلچر، میکانکی، حیاتی اور حیاتیاتی وبائش کے استعمال کے لیے دستیاب متبادل طریقوں کے استعمال کرنے کے ذریعہ کیمیائی وبائش کے استعمال کو کم سے کم کرنا ہے۔ اس پروگرام کی ایک اہم خصوصیت IPM میں فروغ انسانی وسائل پر زیادہ زور دینا ہے۔ اس مقصد کو حل کرنے کی غرض سے مرکزی حکومت نے 7,761 کسان فیلڈ اسکولوں کے قیام کے ذریعہ چاول، کپاس، سبزیوں، تلہنوں اور دلہنوں میں مربوط پیسٹ منتظمہ کے مظاہرے کا انعقاد کیا۔ اس اسکیم میں 1994 سے اب تک 32,188 توسیعی افسران اور 2,34,264 کسانوں کو مربوط پیسٹ منتظمہ کی مختلف تکنیکوں کی تربیت دی جا چکی ہے۔

ٹڈی کنٹرول اور تحقیق

ٹڈی کے خطرے سے آگاہ کرنے والی تنظیم (LWO)، جودھپور، اپنے پانچ ٹڈی سرکل دفاتر اور 32 ٹڈی نگرانی چوکیوں کے ساتھ راجستھان، گجرات اور ہریانہ کے درج فہرست ریگستانی علاقوں کے دولاکھ مربع کلومیٹر علاقے پر ٹڈیوں کی نگرانی اور کنٹرول کے لیے نظر رکھتی ہے۔ سال 03-2002 کے دوران 232 لاکھ ہیکٹر علاقے کا سروے کیا گیا، ٹڈیوں کی صورتحال پر 24 بلیٹن جاری کیے گئے۔ ٹڈیوں کے ممکنہ حملے پر نگرانی رکھنے کے لیے ٹڈیوں کے خطرے والے ممالک اور غذا اور زراعتی تنظیم (FA) کے ساتھ لگاتار ربط بنائے رکھا جاتا ہے۔ ٹڈیوں کے کسی بھی ممکنہ خطرے سے نمٹنے کے لیے کیڑے مار ادویات، پودحفاظتی ساز د

سامان، گاڑیوں، مواصلاتی نٹ ورک (وائرلیس/انٹرنیٹ) ریموٹ سنسنگ لیباریٹری (فضائی اور اک تجربہ گاہیں) اور تربیت یافتہ تکنیکی انسانی وسائل وغیرہ ٹڈی کنٹرول کے لیے کافی پروگرام چلائے جارہے ہیں۔

پودے کے تحفظ کے لیے تربیت

ریاستی محکمہ جات زراعت توسیع کارکنان کو کسانوں کو بہتر علم ومہارت کے لیے جدید انفارمیشن ٹکنالوجی کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہونی چاہیے۔ 1966 تک ہندستان میں ریاستوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کوئی تربیتی سہولت نہیں تھی۔ اس فرق کو مٹانے کے لیے حیدرآباد میں 1966 میں قومی پودحفاظتی تربیتی انسٹی ٹیوٹ قائم کیا گیا تھا اس انسٹی ٹیوٹ کو اقوام متحدہ کے غذائی اور زراعتی تنظیم کے ذریعہ پودحفاظتی کے علاقائی تربیت مراکز کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ اسے عالمی بنک نے بھی پودحفاظتی ٹکنالوجی میں اعلیٰ تربیتی مراکز کے طور پر تسلیم کیا ہے۔

کیڑے مارادویات کے ایکٹ کا نفاذ

غذائی پیداوار بنائے رکھنے کے لیے فصل کی حفاظتی تدابیر میں اکثر کیڑے مارادویات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا استعمال حامل جراثیم بیماریوں کے کنٹرول کے لیے بھی کیا جاتا ہے۔ زہرآلود فطرت کے سبب کرم ادویات انسانوں اور ماحولیاتی نظام کے لیے خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ اس کے بقیہ مادے غذائی سلسلے میں داخل کرجاتے ہیں اور انسانوں اور مویشیوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس کا خیال رکھتے ہوئے کرم کش ایکٹ 1968 اور اس کے تحت بنائے گئے ضوابط کے مطابق کیڑے مارادویات کی درآمد، تیار کرنے، فروخت اور استعمال کو منضبط کیا جاتا ہے۔ اور اس کی زہرآلودگی، حیاتیاتی اثرپذیری اور انسان، مویشی اور ماحول کے تحفظ کی جانچ کرنے کے بعد ان کی درآمد، تیار کرنے، فروخت، نقل وحمل، تقسیم اور استعمال کو کنٹرول کرنے کے لیے کیڑے مارادویات سے کار جسٹریشن کیا جاتا ہے۔

پودقرنطینہ سہولیات

باہری کیڑوں اور بیماریوں کو ملک میں آنے سے روکنے کے لیے، پودحفاظتی قرنطینہ کا کام شروع کیا گیا ہے۔ اس کے تحت گھریلو پودقرنطینہ تدابیر کے ذریعہ ملک میں پہلے سے موجود غیرملکی کیڑوں اور بیماریوں پر قابو پانے اور ان کا صفایا کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ اس ہدف کو پانے کے لیے تباہ کن کیڑوں اور وبا قانون۔ 1914 (ڈی۔آئی۔پی۔ایکٹ) اور اس کے تحت جاری پود، پھل اور بیج (ہندستان درآمد ریگولیشن) آرڈر 1989 کی شرائط لاگو کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ بیج فروغ کی نئی پالیسی کے ضمن میں نشاندہی کیے ہوئے پودوں اور روپائی سامانوں کے معاملے میں داخلے کے بعد قرنطینہ سے متعلق نگرانی اور جانچ کا کام خصوصی جانچ اتھارٹیوں (DIAs) کو سونپا گیا ہے جن میں ریاستی زرعی یونیورسٹیوں کے سائنس داں ہوتے ہیں۔ درآمد کے لیے فوٹوسینٹری سند پودوں کے قرنطینہ مرکز سے جاری کیے جاتے ہیں۔ عالمی تجارتی تنظیم کے انتظام کے تحت زرعی جنسوں کی برآمد درآمد میں اضافہ کو دیکھتے ہوئے UNDP پروجیکٹ کے تحت ممبئی، کولکاتہ، چنئی، امرتسر کے 5 علاقائی پلانٹ قرنطینہ مراکز کو اور دہلی میں واقع قومی پودقرنطینہ مرکز کو مضبوط بنایا جارہا ہے۔ 33 پودقرنطینہ مراکز میں سے 10 مراکز ہوائی اڈوں پر 10 بندرگاہوں پر اور 13 زمینی سرحدوں پر ہندستان کے بین الاقوامی داخلہ کے مختلف مقامات پر واقع ہیں۔

بیج

مختلف زرعی آب وہوائی علاقوں میں زرعی پیداوار اور پیداواری میں مستقل افزائش کے لیے بیج اہم اور بنیادی عنصر ہے۔

ہندستانی بیج پروگرام بڑے پیمانے پر بیج کی افزائش کے لیے محدود پیڑھی سسٹم سے وابستہ رہا ہے۔اس میں بیج کی تین پیڑھیاں تسلیم کی گئی ہیں۔نسل کشی، بنیادی اور تصدیق شدہ بیج ۔اس کے تحت بیج کی افزائش کی کڑی میں نسل کشی سے لے کر کسانوں تک بیج کی پہنچ کے دوران کوالٹی کو یقینی بنانے کے لیے خاطر خواہ تدابیر کی گئی ہیں۔ 1998-1997 سے 2002-2001 کے دوران کسانوں کو تقسیم کی گئی تصدیق شدہ کوالٹی بیج کی مقدار اور 2003-2002 کے لیے نشانے نیچے ظاہر کیے گئے ہیں۔

سال	تصدیق شدہ بیج ر بہتر قسم کے تقسیم (لاکھ کوینٹل میں)
1997-1998	78.29
1998-1999	84.97
1999-2000	87.98
2000-2001	85.44
2001-2002	91.00
2002-2003	112.00(متوقع)

بھارتی بیج پروگرام میں مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو ہندستانی کونسل برائے زرعی تحقیق، ایس۔اے۔یو سسٹم اور عوامی سیکٹر ،کوآپریٹو سیکٹر اور نجی اداروں کا تعاون شامل ہے۔اس سیکٹر میں دو قومی سطح کے کارپوریشن جیسے ہندستانی ریاستی فارم کارپوریشن اور قومی بیج کارپوریشن (NSC) 13 ریاستی بیج کارپوریشنس اور نجی سیکٹر کی تقریباً 100 اہم بیج کمپنیاں کام کررہی ہیں۔کوالٹی کو کنٹرول کرنے اور تصدیق کے لیے 21 ریاستی بیج سرٹی فکیشن ایجنسیاں (SSCAs) اور 101 ریاستی بیج جانچ کرنے والی تجربہ گاہیں (SSTLs) ہیں۔ بیجوں کی پیداوار اور تقسیم میں نجی سیکٹر نے اہم کردار ادا کرنا شروع کردیا ہے مگر منظم بیج سیکٹر کی شکل میں، خاص کر اناج کی فصلوں اور اناج کے بیجوں کے سیکٹر میں عوامی سیکٹر کا تسلط برقرار ہے۔

قانونی انتظام اور پالیسی

ملک میں فروخت کیے جانے والے بیجوں کی کوالٹی کو کنٹرول کرنے کے لیے 1966 کا بیج ایکٹ قانونی بندوبست کرتا ہے۔مرکزی بیج کمیٹی اور اس کی مختلف ذیلی کمیٹیاں و مرکزی بیج سرٹیفکیشن بورڈ، ایکٹ کے تحت قائم اہم ایجنسیاں ہیں جو اس کے انتظام سے متعلق سبھی معاملوں اور بیجوں کی کوالٹی پر کنٹرول کے لیے ذمہ دار ہیں۔

کسانوں کے حق میں بیجوں کی برآمد کو بڑھاوا دینے کے لیے بیج برآمد کرنے کے عمل کو آسان بنایا گیا ہے۔سوائے جنگلاتی انواع کے بیج، نابتہ پلازمہ، افزائش نسل والے بیج، جوٹ اور پیاز جن کو حکومت کے 07-2002 کے لیے برآمد درآمد کی نئی پالیسی کے تحت بندشی فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔باقی مختلف فصلوں کے بیجوں کو کھلے لائسنس (OGL) کے تحت رکھا گیا ہے۔

قومی بیج پراجیکٹ-III (این ایس پی-III) کے تحت ایس ایس سی، ایس ایس سی اے اور ایس اے یو ہندستانی زرعی کونسل کو بنیادی ڈھانچے کے فروغ کے لیے امداد دی جاتی ہے تاکہ کسانوں کو کوالٹی بیج فراہم کرنے کے عمل کو یقینی بنایا جاسکے اور بیج کوالٹی کنٹرول پروگرام میں پوری طرح سے بہتری لائی جاسکے۔

بیج بنک اسکیم

محکمہ زراعت اور امداد باہمی (DAC) نے نویں منصوبے کے دوران مرکزی سیکٹر میں ایک اسکیم شروع کی ہے۔ اس اسکیم کا اہم مقصد قدرتی آفات وغیرہ سے پیدا ناگہانی صورتحال میں بیج دستیاب کرانا اور ساتھ ہی، بیجوں کے ذخیرہ کے لیے بنیادی ڈھانچے کو فروغ دینا ہے۔ اس اسکیم کو قومی بیج کارپوریشن، ہندستانی ریاستی فارم کارپوریشن اور 12 ریاستی بیج کارپوریشنوں کے ذریعے نافذ کیا جارہا ہے۔ دسویں منصوبے کے دوران یہ اسکیم جاری رہے گی اور جہاں بیج کارپوریشن کا قیام نہیں ہے، وہاں بھی شرکت پر زور دیا جائے گا۔

پودوں کے اقسام اور کسانوں کے حقوق کے تحفظ کا قانون

عالمی تجارتی تنظیم کے معاہدے جس کی ہندستان توثیق کر چکا ہے DAC (محکمہ زراعت و امداد باہمی) ''ٹرپس معاہدے'' کی شرط پوری کرنے کے لیے 'سوئی جینرلیس سسٹم' کے بارے میں ایک قانونی مسودہ تیار کر رہا ہے تاکہ بھارت کی مخصوص پودوں کی اقسام اور کسانوں کے حقوق کا تحفظ کیا جاسکے۔ اس قانون کو بنانے کے لیے پودوں کی نسلیں، تحفظ قانون کی پابندی کے لیے ایک نئی مرکزی اسکیم بھی تیار کی جاچکی ہے۔ پودوں کی اقسام اور کسانوں کے حقوق ایکٹ کے تحت قانون و ضوابط بنائے جارہے ہیں۔

ڈائرکٹوریٹ آف مارکیٹنگ اینڈ انسپیکشن

ڈائرکٹوریٹ آف مارکیٹنگ اینڈ انسپکشن (DMI) زراعتی مارکیٹنگ پالیسیوں اور پروگراموں اور ان کے تحت مختلف اسکیموں کو نافذ کرنے میں مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو صلاح دیتا ہے۔ اس کا ہیڈ آفس فرید آباد (ہریانہ) میں اور برانچ آفس ناگپور میں ہے۔ ملک بھر میں اس کے 5 علاقائی دفاتر 40 معاون دفاتر اور 23 لیباریٹری ہیں۔

ڈی ایم آئی کے ذریعہ زراعتی پیداوار کی زمرہ بندی اور مارکیٹنگ کے ایکٹ 1937 پر عمل درآمد کراتا ہے جس میں 1986 میں ترمیم کی گئی تھی۔ زراعتی پیداوار کی نوعیت کے معیارات کو اس ایکٹ کے تحت مشتہر کیا جاتا ہے۔ ان معیارات کو عام طور پر ایگ مارک معیارات کا نام دیا جاتا ہے اور یہ معیارات منظور بالا ایکٹ کے تحت 163 زراعتی اور متعلقہ پیداوار کے سلسلے میں مشتہر کیے جاچکے ہیں۔ ایگ مارک کے تحت گریڈنگ بڑھانے کے مقصد سے کی گئی خصوصی کوششوں کے نتیجے میں 03-2002 میں 413 نئے پیکروں کا تقرر کیا گیا۔ 03-2002 کے دوران 56 کروڑ روپے کی جنسوں کی برآمد کے لیے درجہ بند کیا گیا۔ اس مدت میں گھریلو تجارت کے لیے 4,540 کروڑ روپے قیمت کی زرعی اشیا کو ریگ مارک کے تحت درجہ بند کیا گیا۔

ڈائرکٹریٹ (DMI) ملک میں مختلف زرعی اشیاء کی مارکیٹنگ، تحقیق، سروے اور ان کے مارکیٹنگ نظام عمیق مطالعہ کرتا ہے اور اس میں بہتری کے طریقوں کے بارے میں تجویز پیش کرتا ہے۔ ڈائرکٹریٹ نے قابل فروخت اور فصل کے بعد ہونے والے اناجوں (12 اشیائے خوراک) کے نقصانات تخمینہ سازی کے لیے قومی سطح پر مطالعہ کا اہتمام کیا۔ چھ اناجوں دھان، گیہوں، جوار، باجرہ مکئی اور کالے چنے کی رپورٹوں کو آخری شکل دی جارہی ہے۔ باقی اناجوں کی رپورٹ تیار کی جارہی ہے۔ ڈائرکٹریٹ DMI نے مختلف زرعی اور متعلقہ اشیا کی مارکیٹنگ کے بارے میں 327 رپورٹیں نکالی ہیں۔ ریسرچ گرانٹ اسکیم کے تحت زراعتی مارکیٹنگ سے متعلق موضوعات کے بارے میں 33 تحقیقی مطالعہ کیے ہیں ڈائرکٹریٹ گوشت غذائی پیداوار امکانات 1973 کو نافذ کررہا ہے، جس میں گھریلو کھپت کے گوشت سے متعلق اشیائے خوراک کی کوالٹی کنٹرول اور ان کے صحتی مصنوعاتی حالت کو بنائے رکھنے کو یقینی بنایا گیا ہے۔ اس حکم کے تحت کل ملا کر 188 لائسنس چل رہے ہیں۔ ان لائسنس شدہ مینوفیکچرس کے ذریعہ

2001-02 کے دوران 38.12 کروڑ روپے قیمت کی گوشت کی اشیائے خوراک تیار کی گئی۔

بازار کی معلومات تیزی سے جمع کرنے اور اس کی اشاعت کے لیے ملک گیر نیٹ ورک قائم کرنے کی غرض سے 'مارکیٹ ریسرچ اور اطلاع نٹ ورک' نام کی ایک مرکزی سیکٹر اسکیم یہ ڈائرکٹوریٹ چلا رہا ہے۔ اس اسکیم کے تحت 735 اہم زراعتی پیداوار بازاروں اور ریاستی زراعتی مارکیٹنگ بورڈ محکموں کے ساتھ ساتھ ڈائرکٹریٹ کے 27 دفاتر (کل 810 نوڈس) میں کمپیوٹر سہولیات اور انٹرنیٹ ربط دہی فراہم کرائی گئی ہے۔ دسویں منصوبے کے دوران ملک میں 2000 تھوک منڈیوں کے لیے توسیعی انٹرنیٹ ربط دہی مہیا کرانے کی تجویز ہے۔ 300 سے زیادہ منڈیوں سے بازار آمد اور ان کی قیمتوں کے بارے میں روزانہ کی بنیاد پر اطلاع حاصل ہو رہی ہے جسے ویب سائٹ پر دکھایا جا رہا ہے۔

ملک بھر میں کھیتی کی پیداوار پراسسڈ زرعی پیداوار، صارف اشیاء اور زرعی ماخل سے متعلق کسانوں کے ذخیرہ کرنے کی ضرورت کی تکمیل کے لیے سائنٹفک طریقے سے گودام میں رکھنے کی صلاحیت اور دیہی علاقوں میں متعلقہ سہولتیں فراہم کرنے کے سلسلے میں زرعی پیداوار کی قابلیت فروخت بڑھانے کے لیے ان پیداواروں کی درجہ بندی، معیار بندی اور کوالٹی کنٹرول کو فروغ دینے، گروی یا رہن یا اقرار کے ذریعے سرمایہ فراہمی اور مارکیٹنگ ادھار کی سہولیت فراہم کر کے فصل کی کٹائی کے فوراً بعد پریشانی میں پیداوار کی فروخت روکنے اور ملک میں زرعی مارکیٹنگ ڈھانچے کو مضبوط بنانے کے لیے ایک اور نئی اسکیم "دیہی گوداموں کی تعمیر" ڈائرکٹریٹ کے ذریعہ لاگو کی جا رہی ہے۔ اس اسکیم کے تحت اس مقصد کے لیے پروجیکٹ کی لاگتوں پر 25 فی صد بیک اینڈ سبسڈی فراہم کی گئی ہے۔ اسکیم کے تحت 66.71 ہزار ٹن گودام میں رکھنے کی صلاحیت کی 2570 پروجیکٹوں دیہی گوداموں کی تعمیر کے سلسلے میں NABRD اور NCDC کے ذریعہ منظوری فراہم کی گئی ہے۔

DMI مختلف ترسیل عامہ (Mass Mech's) کے ذریعہ صارفین کو آگاہ کرنے کے مقصد سے توسیع اور تشہیر کی سرگرمیاں بھی انجام دیتا ہے۔ DMI نے نئی دہلی میں انٹرنیشنل ٹریڈ فیئر 2002، آہار 2003 اور کرشی ایکسپو 2003 میں بھی حصہ لیا اور لکھنؤ اور کوچی میں نمائش کا اہتمام کیا۔ سہ ماہی رسالہ "ایگریکلچر مارکیٹنگ" کی اشاعت بھی کسانوں، تاجروں اور صارفین کے لیے DMI کرتا ہے۔

زراعتی مارکیٹنگ کا قومی ادارہ (NIAM): نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایگریکلچر مارکیٹنگ، جے پور ایک اوّلین انسٹیٹیوٹ ہے، جو زرعی مارکیٹنگ کے مختلف میدان میں خصوصی تربیت، تعلیم، مشاورت اور تحقیقی خدمات پیش کرتا ہے۔ NIAM ایک خود مختار ادارہ ہے جس کی تشکیل FAO/UNDP کی پہل پر ایشیا پیسفک علاقائی مرکز کے طور پر اس میدان میں افضلیت کے ایک مرکز کے طور پر عمل کرنے کے لیے کی گئی تھی۔ انسٹی ٹیوٹ کسانوں کے مفاد میں زرعی مارکیٹنگ کو بڑھانے کے لیے جامع کوشش میں لگا ہوا ہے۔ سال 03-2002 کے دوران انسٹی ٹیوٹ نے مختلف اسٹاک ہولڈر کے لیے 90 تربیتی پروگراموں کا انعقاد کیا۔ اس کے ساتھ ہی زرعی مارکیٹنگ کے مختلف پہلوؤں پر 4 تحقیقی عمل اور 2 پروجیکٹ تیار کیے۔

NIAM نے دو سال کے پیشہ ورانہ اور صارف پر مبنی کورس شروع کیا ہے جسے زرعی کاروبار مینجمنٹ میں پوسٹ گریجویٹ پروگرام (PSPABN) کے طور پر جانا جاتا ہے۔ یہ کورس ہندستان میں ماسٹرس ڈگری پروگرام کے مساوی ہے۔

فارم مشینری تربیت اور جانچ ادارے: فارم مشینری تربیت اور جانچ ادارے (FMT&TIs) بدنی (مدھیہ پردیش) حصار (ہریانہ) گارلا ڈنی (آندھرا پردیش) اور وشوناتھ چریالی (آسام) میں زرعی مشینوں کے استعمال کرنے اور اس کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں ہر سال تقریباً 4,500 کارکنوں کو تربیت دینے اور 90 مشینوں کی کارکردگی کی جانچ قومی معیارات کے لحاظ سے کرنے کی صلاحیت ہے۔

کسانوں کو چنے ہوئے زرعی آلات اور مشینوں کی خرید کے لیے زراعت کے میکرو مینجمنٹ، کھیت میں آبی بندوبست، تلہنوں اور دلہنوں کے ٹکنالوجی مشن مشرقی شمالی علاقوں کے لیے باغبانی ٹکنالوجی مشن اور کپاس کو فروغ دینے کے سلسلے میں مرکزی کفالت کی اسکیموں کے تحت مالی اعانت فراہم کی جاتی ہے۔

خطرناک مشینیں (ریگولیشن) ایکٹ: خطرناک مشینیں (ریگولیشن) ایکٹ 1983-- 14 ستمبر 1983 سے نافذ ہوا۔ خطرناک مشینیں بنانے والی کسی بھی صنعت کے مصنوعات کی تجارت وکاروبار اور اس کو بنانے فراہمی وصرف کو کنٹرول کرنے کا اہتمام اس ایکٹ میں کیا گیا ہے جس کا مقصد ایسی کسی بھی مشین کو چلانے والے مزدور کے بہبود کو یقینی بنانا اور مشین کو چلانے کے دوران ہونے والی موت یا جسمانی چوٹ کے لیے معاوضے کی ادائیگی کا اہتمام کرنا ہے فصلوں کی کٹائی کرنے والے پاور تھریشروں کو اس ایکٹ کے دائرے میں لایا گیا ہے۔ مرکزی حکومت نے خطرناک مشین (ریگولیشن) ایکٹ 1985 کو نوٹیفائی کیا ہے جس میں بجلی کے تھریشروں میں پیداوار ڈالنے والے شوٹ، سے متعلق صراحت اور پاور تھریشروں کی تنصیب کے بارے میں بھی صراحت پیش کی گئی ہے۔

کوآپریٹو اصلاحات: ہندستان میں کوآپریٹو تحریک زراعت اور اس سے متعلقہ سیکٹر میں شروع ہوئی اس کی شروعات لوگوں کو بڑے پیمانے پر معاشیات کے فائدے پہنچانے کے لیے ان کے معمولی وسائل کو اکٹھا کرنے میکانیت کے طور پر ہوئی۔ آزادی کے بعد امداد باہمی کو منصوبہ بند معاشی ترقی کی حکمت عملی کا حصہ مانا گیا۔ کوآپریٹو ادارے آج تیزی سے معاشی نرم کاری اور عالم گیریت کے پس منظر میں اپنے وجود کو لے کر کشمکش میں مبتلا ہیں ان اداروں کو عام طور پر وسائل کی کمی، کمزور انتظامیہ، نااہلی اور قائم پذیری کی عدم صلاحیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کوآپریٹو اداروں کے بہتر مستقبل کے لیے اس میں اصلاحات کی جانی ضروری ہے۔ حکومت نے اس سلسلے میں کچھ ابتدائی اقدامات کیے۔

کوآپریٹو اداروں کو خود مختاری: موٹے طور پر چودھری برہم پرکاش کمیٹی کی سفارشات پر مبنی کثیر ریاستی کوآپریٹو سوسائٹیز (MSCS) ایکٹ 2002 کو پارلیمنٹ نے پاس کر دیا اور 19 اگست 2002 کو یہ نافذ عمل ہوگیا۔ اس ایکٹ کا مقصد سوسائٹیوں کو مکمل عملی خود اختیاری دینا اور جمہوری انتظامیہ فراہم کرنا ہے۔ یہ ایکٹ بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ کوآپریٹو اصولوں، رجسٹریشن اور ترسیمی طریقہ عمل کی تسہیل پر مبنی حکومتی پالیسی کی جھلک پیش کرتا ہے۔ کوآپریٹو سوسائٹیوں کو ہدایت دینے اور ان کے بورڈ کو منسوخ کرنے سے متعلق حکومت کے اختیارات کو انھیں سوسائٹیوں تک محدود کر دیا گیا ہے جن میں حکومت کی 51 فی صد یا اس سے زیادہ کی حصہ داری ہے۔ سوسائٹی کو جمع حاصل کر کے یا قرض کی اگاہی کر کے اور گرانٹ کے ذریعہ وسائل پیدا کرنے کا حق بھی حاصل ہوگا اس ایکٹ کے تحت وفاقی کوآپریٹوں کی ذمہ داریاں زیادہ ہوں گی اور تنازعات کا تصفیہ سوسائٹی کے ذریعہ رضاکارانہ ثالثی کے ذریعہ ہوگا۔ سوسائٹی آڈیٹر کا تقرر خود ہی کرے گی۔

NCDC (ترمیم) ایکٹ، 2002: NCDC (ترمیم) ایکٹ 2002 پاس ہوگیا ہے اور 16 ستمبر 2002 سے نافذ العمل ہوگیا ہے۔ اب NCDC دیہی علاقوں میں لوگوں کی آمدنی بڑھانے کے لیے دودھ، گوشت کھال، اور اون وغیرہ جیسی مویشی زراعتی اشیاء، زراعت سے متعلق مزید سرگرمیوں کے لیے مالی اعانت فراہم کرے گی۔ اس طرح خدماتی سیکٹر اور صنعتی کوآپریٹو بشمول گھریلو اور دیہی صنعتوں کے ذریعہ بنائی جانے والی اشیاء کو NCDC کے دائرے میں لایا گیا ہے۔ NCDC اب معقول ضمانت پر اور ریاست مرکزی حکومت کی گارنٹی کے بغیر سیدھے طور پر آپریٹوں کو مالی فراہمی کی اہل ہے۔

قومی امداد باہمی پالیسی: ریاستوں رمرکز کے زیر انتظام علاقوں کی مشاورت سے حکومت ہند نے قومی امداد باہمی پالیسی تیار کی ہے۔ قومی پالیسی کا مقصد ملک میں کوآپریٹو کے ہمہ گیر فروغ کو بڑھانا ہے۔ اس پالیسی کے تحت کوآپریٹوں کو مطلوبہ

تائید، حوصلہ افزائی اور امداد فراہم کی جائے گی تاکہ خود اختیار، خود کفیل اور جمہوری طور پر ایسے انتظامی اداروں کے طور پر کام کر سکیں جو اپنے ممبروں کے تئیں مکمل طور پر جوابدہ ہوں اور قومی معیشت میں خاص طور پر وہ علاقے جہاں لوگوں کی شراکت اور کمیونٹی کوششیں زیادہ مطلوب ہوں، نمایاں طور پر شریک ہو۔ اس بات کا خیال کرتے ہوئے کہ ملک کی آبادی کا ایک کافی بڑا حصہ اب بھی زیر غریبی کے گذر بسر کرتا ہے اور لوگوں کے اس طبقے کو سہارا دینے کے لیے موزوں ذریعہ کوآپریٹو ہی ہیں۔

اس پالیسی میں یہ بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ حکومت کا کردار وقت پر انتخاب کروانے، کوآپریٹو سوسائٹیوں کے حسابات کی جانچ کروانے اور ممبران و دیگر متعلقہ فریقوں کے مفاد کی حفاظت تک ہی محدود ہوگا۔ لیکن کوآپریٹو کی انتظامیہ اور کام کاج میں حکومت کی کوئی مداخلت نہیں ہوگی۔ حکومت کوآپریٹو سوسائٹیوں کے غیر سیاسی نظریات کو بھی تسلیم کرتی ہے۔

پالیسی کے نفاذ کے لیے ایک عملی منصوبہ یہ بنا لیا گیا ہے۔ اس عملی منصوبے میں برہم پرکاش کمیٹی کے ذریعہ مثالی کوآپریٹو ایکٹ میں پیش کی گئی تجاویز کی بنیاد پر ریاستی کوآپریٹو ایکٹ میں ترمیمات کو اور کوآپریٹو ایکٹ کے بندشی دفعات کو ہٹانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ریاستی حکومتوں کے عملی منصوبے کے مطابق کوآپریٹو سیکٹر میں اصلاح کرنے کے لیے آمادہ کیا جا رہا ہے۔ چھ ریاستوں۔ آندھرا پردیش، بہار (غیر منقسم)، جموں و کشمیر، کرناٹک، مدھیہ پردیش (غیر منقسم)، اور اڑیسہ میں متوازی کوآپریٹو قانون لاگو کر دیے گئے ہیں جن میں ان کوآپریٹو سوسائٹیوں کو کام کاج کی پوری آزادی دی گئی ہے۔ جو ریاستی حکومتوں سے کسی طرح کی مالی امداد نہیں حاصل کرتے۔ اس طرح کی قانون سازی کے بارے میں غور کر رہی ہیں۔

ناگہانی تباہی منتظمہ: جون سے ستمبر کے درمیان سرگرم رہنے والے جنوب مغربی مانسون ہندستان میں تقریباً 75 فی صد بارش کے لیے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ سال 2002 میں وقت پر مانسون کے آنے کے باوجود جولائی میں بارش کا وقفہ کافی طویل ہو گیا تھا جب کہ کھیتی کے لحاظ سے جولائی کا مہینہ بڑا ہی اہم ہوتا ہے۔ اس مہینے میں 49 فی صد کم بارش درج کی گئی جو 125 سال سے بھی پہلے یعنی جب سے موسمیاتی ریکارڈر رکھے جا رہے ہیں، سب سے کم بارش ہوئی۔ اس کا تخمینہ خشک سالی کی شکل میں نکلا اس سے زراعت، پانی کی فراہمی اور دیہی روزگار پر کافی خراب اثر پڑا۔ خشک سالی سے ملک کا 56 فی صد جغرافیائی علاقہ اور 51 کروڑ دیہی آبادی متاثر ہوئی۔ 1.20 کروڑ ہیکٹر یعنی عام رقبے کے 14 فی صد حصے پر اس موسم میں کاشتکاری نہیں کی جا سکی۔ نتیجتاً 2 کروڑ 10 لاکھ ٹن پیداوار کا (عام پیداوار کا 8-19 فی صد) نقصان ہوا۔ حالانکہ ستمبر کے بعد تقریباً نصف علاقے کی صورتحال میں بہتری پیدا ہوئی لیکن باقی نصف حصہ میں خشک سالی کی بدترین حالت قائم رہی۔

سردیوں کی فصل کے لیے بھی تقریباً 30 لاکھ ہیکٹر رقبے میں بوائی نہیں کی جا سکی اس سے عام پیداوار کے 5.83 فی صد یعنی 586 لاکھ ٹن کی پیداوار کا نقصان ہوا اس مدت میں 3 کروڑ 10 لاکھ آبادی متاثر ہوئی۔ سب سے بری طرح متاثر راجستھان کا زیادہ تر خشک شمال مشرقی علاقہ رہا جہاں لگاتار چوتھی بار قحط پڑا یہاں جوتے گئے آدھے سے بھی زیادہ علاقے (1.25 کروڑ ہیکٹر) کو نقصان پہنچا یعنی 20 کروڑ سے زیادہ کام کے دن کا نقصان ہو۔ ناگہانی تباہیوں سے نمٹنے کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں کی ہوتی ہے۔ اور مرکزی حکومت ریاستی حکومتوں کو مالی اور محاسباتی (لاجسٹک) تعاون فراہم کرتی ہے۔ ریاستوں کو مجموعی طور پر 150 ارب روپے کی مالی امداد دی گئی ہے۔ عوامی تقسیم کے لیے 180 لاکھ ٹن اناج معاون قیمتوں پر دیا گیا اس کے علاوہ کام کے بدلے اناج پروگرام کے تحت 89 لاکھ ٹن اناج غذا کے لیے دیا گیا 130 لاکھ لوگوں کو کام کے بدلے اناج کے تحت راحت روزگار دیا گیا۔ خشک سالی کے سبب ہوئے روزگار نقصان کی تلافی کے لیے 80 کروڑ کام دن کے راحت روزگار کے دیئے گئے۔ 50 لاکھ کسانوں کو ماذخل کے لیے سبسڈی دی گئی اور 5.5 کروڑ مویشیوں کی دیکھ بھال کے لیے مدد دی گئی ان میں 2700 عارضی مویشی کیمپوں کے 15 لاکھ مویشی بھی شامل تھے ہنگامی طور پر پانی کی فراہمی کے لیے روزانہ 40,000 ٹینکر مہیا کرائے گئے۔ جسمانی اور ذہنی طور پر محتاج تقریباً 10 لاکھ لوگوں کو امدادی رقم ادا کی گئی۔

مویشی پالن

مویشی پالن اور ڈیری ترقی کا دیہی معیشت میں اہم کردار ہے۔ دیہی خاندان خاص کر بے زمین، چھوٹے وحاشیائی کسان انہیں آمدنی کے ضمنی ذرائع کی شکل میں اپناتے ہیں۔ اس پیشے سے خشک سالی کے اندیشے والے علاقوں، پہاڑی قبائلی اور ایسے دوسرے علاقوں میں رہنے والے لوگوں کو معاون روزگار ملتا ہے، جہاں سال بھر فصل کی پیداوار میں لگے رہنا ممکن نہیں ہے۔ ملک کی زرعی پیداوار میں مویشی پالن کا 30 فی صد اشتراک ہے۔

ہندستان میں دنیا کے سبھی ملکوں سے زیادہ مویشی ہیں۔ دنیا کی کل بھینسوں کا 57 فیصد اور گایوں بیلوں کا 15 فیصد ہندستان میں ہے۔ 1992 میں مویشی شماری کے مطابق ملک میں تقریباً 20.5 کروڑ گائیں و 8.4 کروڑ بھینس ہیں جب کہ 1951 میں یہ تعداد بالترتیب 15.5 اور 4.3 کروڑ تھی۔

غذائی ذخیرے میں مویشی سیکٹر کا اشتراک

انسانوں کی لگاتار بڑھتی آبادی کی جانوروں سے حاصل ہونے والی پروٹین کی ضرورت کو پورا کرنے میں دودھ، انڈے اور گوشت کی شکل میں غذائی ذخیرہ میں مویشی سیکٹر کا کافی اشتراک ہوتا ہے۔ ہندستان خوراک میں پروٹین کی دستیابی فی کس یومیہ 10 گرام ہے۔ جب کہ اس کا عالمی اوسط 25 گرام ہے۔ آبادی میں لگاتار اضافے کے پیش نظر بڑھتے بچوں اور دودھ پلانے والی ماؤں کی تغذیہ سطح کو برقرار رکھنے کے لیے ہندستان میں اس کی دستیابی میں کم سے کم دوگنا اضافہ ہونا چاہیے۔

دودھ کی پیداوار: پچھلے پنج سالہ منصوبوں کے دوران مویشیوں کی پیداواری استعداد بڑھانے کے لیے حکومت نے کئی اقدامات کیے ہیں، جس کے اچھے نتیجے برآمد ہوئے ہیں اور دودھ کی پیداوار میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ یہ سال 51-1950 میں ایک کروڑ 70 لاکھ ٹن کے مقابلے سال 02-2001 کے آخر تک آٹھ کروڑ 46 لاکھ ٹن ہوگیا تھا۔ دودھ کی پیداوار کے معاملے میں ہندستان آج دنیا میں سب سے بڑا پیداکار بن گیا ہے۔ سال 97-1996 میں 200 گرام فی کس کے مقابلے دودھ کی فی کس دستیابی کی اوسط بڑھ کر 02-2001 میں 226 گرام یومیہ ہونے کا اندازہ ہے۔

انڈے کی پیداوار: ملک میں مرغی پالن کے فروغ میں لگاتار اضافہ ہوا ہے۔ سال 02-2001 میں 34 ارب انڈے ہوئے تھے جبکہ دو دہے قبل یہ تعداد محض 11 ارب تھی۔ سال 03-2002 کے دوران یہ بڑھ کر 34 ارب 13 کروڑ ہوگئی۔ فی الحال دنیا میں انڈے کی پیداوار کے معاملے میں ہندستان پانچویں نمبر پر ہے۔

اون کی پیداوار: ملک میں اون کی پیداوار سال 85-1984 میں تین کروڑ 80 لاکھ کلوگرام تھی۔ سال 02-2001 میں یہ بڑھ کر پانچ کروڑ 7 لاکھ کلوگرام ہوگئی سال 03-2002 کے دوران اون کی پیداوار بڑھ کر پانچ کروڑ 18 لاکھ کلوگرام تک پہنچ گئی۔

مویشیوں سے حاصل دیگر اشیا: مویشی سیکٹر سے دودھ، انڈے، گوشت وغیرہ کے ذریعے نہ صرف ضروری پروٹین اور انسانوں کے لیے تغذیاتی خوراک حاصل ہوتی ہے، بلکہ غیر خوردنی زرعی اشیا کے صرف میں بھی مویشی سیکٹر اہم کردار نبھاتا ہے۔ مال مویشی سے چمڑے اور کھال، خون، ہڈیاں، چربی وغیرہ جیسی اشیا بھی حاصل ہوتی ہے

گائے، بیل اور بھینس کا فروغ

ہندستان میں دیسی نسل کی گائے بیلوں کی 27 اور بھینسوں کی 7 نسلیں دستیاب ہیں۔ دودھ کی پیداوار بڑھا کر فی کس دودھ کی دستیابی بڑھانے کے لیے گائے بیل اور بھینسوں میں نسلی اصلاح کے لیے کئی مرکزی اور مرکزی حمایت یافتہ پروگرام چلائے

جار ہے ہیں۔ اس بات کی بھی کوشش کی جارہی ہے کہ جن دیسی گایوں، بیلوں اور بھینسوں کے معدوم ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے، ان کے تحفظ اور حفاظت ان کے اپنے علاقوں میں کی جائے۔ مستقبل کی نسل میں بہتری پیدا کرنے کے لیے عمدہ نسل کے سانڈ اور گائے پیدا کرنے انجمادی شے اور انجمادی جنس دستیاب کرانے کی صلاحیت کی بنیاد پر مخصوص مویشیوں کا انتخاب اور رجسٹریشن کیا جاتا ہے۔

قومی پراجیکٹ برائے مویشی اور بھینس افزائش نسل کے تحت پروگرام کو لاگو کرنے والی ایجنسیوں کو صد فی صد امداد دی جاتی ہے۔ یہ پراجیکٹ تقریباً 14,000 نجی اے۔آئی۔ (مصنوعی تخم ریزی) پریکٹشنروں کو بھی فروغ حاصل ہوگا اور سالانہ 6.6 کروڑ ڈوزز (دوا کی مقدار) فروزن منی (Semen) پیداوار کی صلاحیت ہوگی۔ پروگرام کی شروعات سے 03-2002 تک اس پروجیکٹ میں شامل ہونے کے لیے 98.62 کروڑ روپے کی امداد دی جاچکی ہے۔

مویشیوں اور بھینسوں کے عمدہ جرم پلازم کی شناخت اور اس کا پتہ لگانے، بہتر جرم اسٹاک کی افزایش، خرید و فروخت کو ضبط کرنے، نسل بڑھانے والوں کی سوسائٹی بنانے میں مدد کرنے اور ملک کے مختلف حصوں میں بہتر قسم کے سانڈوں کی ضرورت پوری کرنے کے لیے حکومت نے مرکزی رپورٹ رجسٹریشن اکائی قائم کی جو کہ چار افزائش نسل خطوں روہتک، احمد آباد، اونگول اور اجمیر میں واقع ہیں۔ ان مویشیوں کی افزائش نسل یعنی گر کنکریز، ہریانہ اور انگوں اور بھینسوں کی جسفر آبادی، مہسانی، مرّا، اور سرتی نسلوں کے لیے کل ملا کر 94 دودھ ریکارڈنگ مرکز کام کر رہے ہیں۔

ملک میں سات مرکزی مویشی نسل کشی فارم سورت گڑھ (راجستھان) دھمرڑ (گجرات) الماڈی (تامل ناڈو) چپلیما، سملی گڈا (اڑیسہ) اندیشنگر (اترپردیش) ہیسر گھٹا (کرناٹک) میں چلائے جارہے ہیں۔ یہ گائے، مویشیوں، بھینسوں کی سائنسی افزائش نسل پروگراموں اور عمدہ نسل کے سانڈ اور فروزن سیمن کی پیداوار میں لگے ہیں۔ 03-2002 کے دوران ان فارموں نے ریاستوں کو ان کے مصنوعی تخم ریزی پروگرام کے لیے 351 بچھڑے تیار کیے اور اعلیٰ نسل کے 118 سانڈ فراہم کیے۔ مرکزی فروزن منی پیداوار اور تربیتی ادارہ ہیسر گھٹا (کرناٹک) نے اونچی نسل کی ہالسٹین فریسین جرسی اور مری بیلوں کی انجمادی منی کی 7.07 لاکھ کی مقدار کی پیداوار اور 7.30 لاکھ انجمادی منی کی مقدار ریاستوں کو ان کے مصنوعی تخم ریزی پروگرام (A I) کے لیے دیئے۔

مرغی پالن کا فروغ

گزشتہ برسوں میں حکومت اور منظم نجی سیکٹر کے ذریعہ تحقیق اور فروغ کو بڑھاوا دیئے جانے کی وجہ سے ملک میں مرغیوں کی پیداوار میں اہم ترقی ہوئی ہے۔

عمیق طور پر منظم مرغی پالن سیکٹر کے لیے موزوں قسم کے اعلیٰ قسم کی افزائش نسل کرنے والی مرغیوں کی ضرورت پوری کرنے کے لیے نجی تنظیموں میں مکمل صلاحیت موجود ہے لیکن غیر منظم سیکٹر ابھی بھی بے توجہی کا شکار ہیں موجود 130 مرکزی مرغی پالن فروغ تنظیموں علاقہ وار چار مراکز میں ملانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ تا کہ مرغی پالن فروغ سرگرمیوں کو ایک ہی ونڈو سسٹم کے تحت لایا جاسکے۔ اب گھروں میں گاؤں میں مرغی پالن کی حوصلہ افزائی کرنا ان کا اہم مقصد بنایا گیا ہے۔

2003-2002 میں مرکزی مرغی نسل کشی فارموں کے ذریعہ زیادہ انڈے دینے والی مرغیوں کے 33 ہزار چوزے اور گوشت کے لیے تیزی سے بڑھنے والے 31 ہزار چوزے فروخت کیے گئے۔ مرکزی بطخ نسل افزائش فارم کے ذریعہ 58 ہزار بطخوں کی نسل افزائش کیے ہوئے چوزے تیار کیے گئے۔ مزید براں علاقائی فیڈ تجزیاتی لیباریٹری میں 4,300 خوراک نمونوں کی جانچ کی گئی اور مختلف مرکزی مرغی پالن تنظیموں نے 618 افراد کو مرغی پالن کے مختلف شعبوں میں تربیت دی۔

بھیڑ پالن

ملک میں تقریباً 5.80 کروڑ بھیڑ اور 115 کروڑ بکریاں ہیں۔ اندازہ ہے کہ ملک میں تقریباً 50 لاکھ خاندان بھیڑ، بکری، خرگوش پالن اور دوسرے متعلقہ کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ 2003-2002 میں ملک میں کل 460 لاکھ کلوگرام اون کی پیداوار کا اندازہ ہے۔

مرکزی بھیڑ نسل افزائش فارم کا قیام حصار میں کیا گیا ہے۔ یہاں غیر ملکی نسل کی بھیڑیں دستیاب ہیں۔ اس فارم میں خالص غیر ملکی نسل کی بھیڑوں سے نسل افزائش کے پروگرام کے ساتھ آب و ہوا کے مطابق اچھی نسل کے مینڈھے حاصل کرنے کے لیے کراس بریڈ کا کام بھی چل رہا ہے۔ فارم نے 03-2002 کے دوران مختلف ریاستوں کو 1,023 مینڈھے فراہم کیے۔

معدوم ہونے کے خدشہ والی نسلوں کا تحفظ

بعض خالص نسل والے چھوٹے جگالی کرنے والے جانور، گھوڑے اور بار بردار جانور کی تعداد نمایاں طور پر کم ہوئی ملک میں اس طرح کی نسلوں کو خدشہ والی نسلوں کے زمرے میں رکھا گیا ہے۔ ان جانوروں کی افزائش نسل کے لیے جہاں ان کی آبادی 10,000 سے کم ہے ریاستی حکومتوں اور غیر سرکاری تنظیموں (NSOS) وغیرہ کی سرگرم شراکت کے ساتھ فارم یا اکائیاں اپنے متعلقہ افزائش نسل علاقوں میں قائم کی گئی ہیں جس کے لیے مرکزی مدد صددفی صددی جاتی ہے۔

1,500 لاکھ روپے کے بجٹ اخراجات کے ساتھ دسویں پنج سالہ منصوبے کے دوران اس طرح کی معدوم ہونے کے خدشہ والی نسلوں کے تحفظ کے لیے نئی مرکزی کفالت والی اسکیم شروع کی گئی ہے اور اس سلسلے میں گجرات، کرناٹک، پنجاب، راجستھان اور تریپورہ ریاستوں کو 295.50 لاکھ روپے 03-2002 کے دوران اسکیم لاگو کرنے کے لیے جاری کیے گئے۔

گوشت کی پیداوار، پروسسنگ اور برآمد

نویں پنج سالہ منصوبہ میں مرکزی حمایت یافتہ ایک پروگرام چلایا جا رہا ہے، جس کے تحت (الف) مذبحوں کی اصلاح اور اسے عصری تقاضوں کے مطابق بنانا اور (ب) ذبیحہ کی ضمنی پیداوار کے استعمال و چمڑا اتارنے کے ابتدائی مراکز کھولنے کے لیے ریاستوں کو مدد دی جا رہی ہے۔ اس کا مقصد تھوک میں صاف گوشت دستیاب کرانا، مویشیوں کی ضمنی پیداوار کا منافع کے لیے استعمال، ماحولیاتی آلودگی کی روک تھام اور مویشیوں کے تئیں بے رحمی کو روکنا ہے۔ تاہم اس اسکیم کو 05-2004 تک ختم کیا جانا ہے۔

سوّر پالن کا فروغ

ملک میں اس وقت 128 لاکھ سے زیادہ سور ہیں، جن میں سے 14.5 فیصد بہترین اور غیر ملکی نسل کے مانے جاتے ہیں۔ اس وقت ملک میں، ریاستی حکومتوں / یونین علاقوں کی حکومتوں کے ذریعہ چلائے جا رہے تقریباً 158 سور پالن فارم ہیں۔ ان فارموں میں لارج وہائٹ یارکشائر، ہیمپشائر اور لینڈریس جیسی بہترین نسلیں بھی ہیں۔

ریاستوں میں سور پالن فارموں کو فروغ دینے کے لیے مرکزی حمایت یافتہ اسکیم کے تحت انھیں مربوط سور پالن کے لیے امداد دی جاتی ہے۔ نویں پنج سالہ منصوبے کے دوران مختلف ریاستوں کو سور پالن فارموں کی حالت میں بہتری پیدا کرنے کے لیے 1,521.87 لاکھ روپے جاری کیے جا چکے ہیں۔ دسویں منصوبے کی ابتدا میں یہ اسکیم موقوف کر دی گئی ہے۔

چارا اور دانہ ڈیولپمنٹ

ہمارے وسیع مویشی وسائل کے سائنسی ڈھنگ سے ترقی کے لیے تغذیہ بخش چارا اور دانہ فراہم کرانا بہت ضروری ہے۔ چارے کی پیداوار کی سائنسی ٹکنالوجی فراہم کرانے کی غرض سے زرعی آب و ہوا کو ذہن میں رکھتے ہوئے ملک میں سات علاقائی مراکز قائم کیے گئے ہیں۔ یہ مراکز چارے کے مستند بیجوں کی پیداوار اور تشہیر کا کام بھی کرتے ہیں۔ 03-2002 کے دوران ان مراکز نے 178.90 میٹرک ٹن چارا و بیج پیدا کیا اور 1,839 مقامات پر فیلڈ نئے چارا اقسام کے لیے مظاہرے کیے گئے۔

ہسر گھٹا (کرناٹک) کے مرکزی چارا۔ بیج پیداوار فارم نے 03-2002 کے دوران مختلف قسم کی فصلوں، گھاسوں، اور پھلیوں کے 69.70 میٹرک ٹن بیجوں کو پیدا کیا۔ چارے کی نئی قسموں کے 150 فیلڈ مظاہرے کیے۔ زیادہ چارا دینے والی قسموں کو بڑے پیمانے پر مقبول بنانے کے لیے منی کٹ مظاہرے کی شکل میں مرکزی پراجیکٹ چلایا جارہا ہے۔

خوراک اور چارے کے فروغ میں ریاستوں کی مدد کے لیے مرکزی حمایت یافتہ اسکیم چلائی جارہی ہے۔ جس کا مقصد ریاستوں کے چارا و بیج فارموں کے بندوبست کو مضبوط بنانا چارا بینک قائم کرنا، چارے اور ان کے بیکار مادے کا استعمال، سیلولوس تصنیع نظام کو زیادہ کارآمد بنانا ہے۔ 03-2002 سے اس اسکیم کو ختم کردیا گیا ہے لیکن اس کے دو اجزا یعنی چارا بینکوں کا قیام اور بھوسے کو زیادہ کارآمد بنانے کے کام کو مارچ 2004 تک جاری رکھا گیا ہے۔ ان کے اخراجات مرکز کے ذریعہ 75 اور 100 کے تناسب میں پورا کیا جائے گا۔

سال 03-2002 کے دوران بھوسے/سیلولوس تصنیع کو زیادہ کارآمد بنانے کے لیے 218.15 لاکھ روپے اور چارا بینکوں کے قیام کے لیے 103.65 لاکھ روپے کی مالی امداد فراہم کی گئی۔

ڈیری ترقی

ہندستانی ڈیری صنعت نے آٹھویں منصوبے کے دوران 6.9 کروڑ ٹن دودھ کی پیداوار کر کے قابل ذکر ترقی حاصل کی۔ ہندستان میں دودھ کی پیداوار سے نہ صرف ڈیری صنعت کا مقام دنیا میں پہلا ہو گیا ہے بلکہ یہ ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کو مستقل دودھ اور دودھ سے بنی اشیاء بھی فراہم کرانے کی علامت ہے۔ حکومت ہند نے 03-2002 کے دوران ڈیری شعبے میں 3 اسکیمیں نافذ کی ہیں ان اسکیموں کی پیش رفت درج ذیل ہے:

(a) غیر آپریشن فیلڈ، پہاڑی اور پسماندہ علاقوں میں مربوط ڈیری فروغ پراجیکٹ

آٹھویں منصوبے کے دوران شروع کی گئی اسکیم دسویں منصوبے کے دوران جاری رکھی گئی۔ اس کے لیے مرکزی سیکٹر کی اسکیم کے طور پر 184 کروڑ روپے کے اخراجات کا بندوبست ہے۔ اب تک 23 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لیے 279.21 کروڑ روپے کے اخراجات کے ساتھ 51 پراجیکٹ منظور کیے گئے ہیں۔ 31 مارچ 2003 تک مختلف ریاستی حکومتوں کو 192.92 کروڑ روپے جاری کیے جاچکے تھے اور اسکیم کے تحت 148 ضلعے لائے جاچکے تھے۔ اس اسکیم سے 31 مارچ 2003 تک تقریباً 6.3 لاکھ کسان خاندانوں کو فائدہ پہنچا اور 9,500 دیہی سطح کی ڈیری کوآپریٹو کمیٹیوں کی تشکیل کی گئی۔

(b) کوآپریٹو کمیٹیوں کو امداد

اس اسکیم کا مقصد ضلع سطح پر بیمار ڈیری کوآپریٹو یونینوں اور ریاستی سطح پر کوآپریٹو فیڈریشن کو دوبارہ زندگی عطا کرنا ہے۔ اس

اسکیم کو 03-2002 کے دوران دسویں منصوبے میں 140 کروڑ روپے کے خرچ کے ساتھ رکھا گیا۔ 15 بیمار ملک یونین کی باز آبادکاری کے لیے حکومت کے ذریعہ 15 کروڑ روپے کی بجٹی تخصیص 04-2003 کے مقابلے 16.65 کروڑ کی رقم 03-2002 میں جاری کی گئی تھی۔ سال 2004 کے دوران 13 بیمار دودھ یونینوں کی باز آبادکاری کے لیے امداد جاری رکھنے کے لیے 9 کروڑ روپے متعین کیے گئے۔

(c) دودھ اور دودھ سے بنی اشیا سے متعلق احکام 1992

حکومت ہند نے دودھ اور دودھ سے بنی اشیاء کے بارے میں جون 1992 کو حکم نامہ جاری کیا۔ اس آرڈر کے اہتمام کے تحت کوئی بھی شخص/ ڈیری پلانٹ جو روزانہ 10,000 لیٹر سے زیادہ یا سالانہ 500 ٹن سے بھی زیادہ ٹھوس دودھ کا کاروبار کرتا ہے، اسے مرکزی حکومت کے ذریعے 27 اگست 1993 کو مقرر شدہ رجسٹریشن افسر کے سامنے اپنا نام مندرج کروانا ہوگا۔

اس حکم کو دودھ اور دودھ سے بنی اشیاء سے متعلق صلاح کار بورڈ میں لیے گئے فیصلوں اور ریاستی حکومتوں سے ملی درخواست کے پیش نظر وقتاً فوقتاً ترمیم کی گئی ہے۔ 26 مارچ 2002 کی ترمیم کے تحت دودھ کے شیڈ کی تفویض کا اہتمام ختم کر دیا گیا ہے۔ دو لاکھ لیٹر ہر دن دودھ پراسسنگ صلاحیت والی اکائی جس کی ساری سرگرمیاں ایک ہی ریاست تک محدود ہوں، کو رجسٹر کرنے کا اختیار متعلقہ ریاستی رجسٹری کنندہ اتھارٹی کو دے دیا گیا ہے۔

- ابھی تک مرکزی رجسٹری کنندہ اتھارٹی اور ریاستوں کے رجسٹری کنندہ افسران نے 678 اکائیوں کو 31 مارچ 2000 تک رجسٹرڈ کر دیا ہے۔ اس کی مجموعی یومیہ صلاحیت 74-803 لاکھ لیٹر دودھ ہے۔

ماہی گیری

مویشی پالن اور شیر کاری محکمہ مختلف پیداواروں، کچے مال کی فراہمی، بنیادی ڈھانچہ فروغ پروگرام اور بہبود کے سلسلے میں مختلف اسکیمیں چلا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ماہی گیری سیکٹر میں پیداوار اور پیداواریت بڑھانے کے لیے مناسب پالیسیاں بنانے اور نافذ کرنے میں بھی محکمہ لگا ہوا ہے 81-1980 سے مچھلی کی پیداوار کی تفصیل درج ذیل جدولی سبب دکھائی گئی ہے۔

81-1980 سے مچھلی کی پیداوار کو مندرجہ ذیل جدول میں دکھایا گیا ہے:

(لاکھ ٹن میں)

سال	سمندری مچھلیاں	ندیوں/تالابوں کی مچھلیاں	کل
1980-1981	15.55	8.87	24.42
1990-1991	23.00	15.36	38.36
1993-1994	26.49	19.95	46.44
1994-1995	26.92	20.97	47.89
1995-1996	27.07	22.42	49.49
1996-1997	29.67	23.81	53.48

53.88	24.38	29.50	1997-1998
52.62	25.66	26.96	1998-1999
56.75	28.23	28.34	1999-2000
56.56	28.45	28.11	2000-2001
59.56	31.26	28.30	2001-2002 P

پی=عارضی

ماہی گیری برآمد کے لیے غیر ملکی زرمبادلہ کمانے والا ایک اہم سیکٹر ہے۔ مچھلی اور مچھلی سے متعلق مصنوعات میں ان سالوں میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ 62-1961 میں 3.92 کروڑ روپے کی قیمت کے تقریباً 15,700 ٹن سے بڑھ کر برآمد 02-2001 میں 5,815 کروڑ روپے کی قیمت کے 4.58 لاکھ ٹن کی ہوگئی ہے۔

اندرونی ملک ماہی گیری اور آبی زراعت کا فروغ

تازہ پانی کے مچھلی پالن کی موجودہ اسکیم اور مربوط مچھلی پالن کی اسکیم کو یکجا کر کے چار نئے پروگرام بنا دیے گئے ہیں یہ پروگرام ہیں پانی مچھلی پالن فروغ، آب گرفت (پانی بھراؤ) علاقے اور متروکہ آبی اجسام کو آبی زرعی اثاثے میں بدلنا، آبی زراعت کے لیے اندرون ملک فلوی/نمکین مٹی کا استعمال اور مخزن (آبی اجسام) کی پیداواریت کو بڑھانے کا پروگرام۔ اس اسکیم کے دو اجزاء ہیں۔ آبی زراعت اور اندرون ملک کیپچر ماہی گیری۔

میٹھے پانی میں ماہی گیری کا فروغ

حکومت اندرون ملک علاقوں میں ماہی گیری ترقیاتی ایجنسیوں (FFDAs) کے ذریعہ میٹھے پانی میں مچھلی پالن کا خاص پروگرام چلا رہی ہے۔ ملک میں مچھلی پیداوار امکانات والے سبھی اضلاع میں اس سلسلے میں 429 ماہی گیر ترقیاتی ایجنسیوں کے ذریعہ یہ کام چل رہا ہے۔ سال 02-2001 میں ان ایجنسیوں کے ذریعہ 32,534 ہیکٹر نئے علاقے میں عمیق مچھلی پالن پروگرام چلایا گیا اور ان ایجنسیوں کے ذریعہ 48,304 ماہی گیروں کو مچھلی پالن کے ترقی یافتہ طریقوں کی تربیت دی گئی۔

کھارے پانی میں مچھلی پالن کا فروغ

اس اسکیم کا مقصد ملک کے کھارے پانی کے وسیع آبی علاقے کا استعمال جھینگا مچھلی پالنے کے لیے کرنا ہے۔ 02-2001 تک 25,085 ہیکٹر آبی علاقے کا فروغ جھینگا مچھلی پالن کے لیے کیا جا چکا ہے۔ اس کام میں ساحلی سمندری علاقوں کے کھارے پانی والے علاقوں میں 39 کھارے پانی کی ماہی گیر ترقیاتی ایجنسیاں (BFDAs) لگی ہوئی ہیں۔ کھارے پانی کی ماہی گیر ترقیاتی ایجنسیوں نے 22,638 جھینگا پالنے والوں کو اس مدت میں جھینگا پالن کے ترقی یافتہ طریقوں کی بھی تربیت دی ہے۔ فی الحال ملک سے کیے جانے والے جھینگا برآمدات کا 50 فی صد حصہ یہیں سے ہوتا ہے۔

سمندری ماہی گیری کا فروغ

حکومت غریب ماہی گیروں کو ان کی روایتی ناؤوں میں موٹر لگانے کے لیے اعانت دیتی ہے۔ اس سے وہ وسیع علاقے میں زیادہ دفعہ مچھلی پکڑنے جا سکتے ہیں اور اس طرح مچھلیوں کی مقدار اور ماہی گیروں کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اب تک تقریباً

38,000 روایتی ناووں کو موٹر ناووں میں تبدیل کیا جاچکا ہے۔ حکومت مچھلی پکڑنے والی 20 میٹر سے کم لمبائی کی ناووں کے ذریعہ استعمال کیے گئے ایچ۔ ایس۔ ڈی۔ آئیل پر مرکزی آبکاری محصول میں رعایت دینے کے پروگرام پر عمل کر رہی ہے۔ تا کہ چھوٹی چھوٹی مشینی ناووں کو چلانے پر آنے والے خرچ کو کم کیا جاسکے۔

مچھلی پکڑنے کی گودیوں کا فروغ

مچھلی پکڑنے والی ناووں اور جہازوں کے رکنے اور ان سے مال اتارنے کے لیے چھ اہم بندرگاہوں کوچی، چنئی، وشاکھاپٹنم، رائے چوک، پارادیپ اور سے سون گودی (ممبئی) میں 33 چھوٹے بندرگاہوں اور 130 مرکز پر مچھلی اتارنے کی سہولیات مرکز قائم کیے گئے۔ ساسون گودی میں ایک بڑا 10 چھوٹے مچھلی بندرگاہ اور 31 مچھلی گھاٹ مزید بنائے جار ہے ہیں تا کہ مچھلی کاروبار کو مزید سہولیات فراہم کی جاسکیں۔ 17 چھوٹے مچھلی بندگاہ اور 54 مچھلی گھاٹ مزید بنائے جار ہے ہیں۔

روایتی ماہی گیروں کے لیے فلاحی پروگرام

روایتی طریقے سے مچھلی پکڑنے والے ماہی گیروں کے لیے دو پروگرام چلائے جار ہے ہیں۔ یہ ہیں (1) کام کرنے والے ماہی گیروں کے لیے گروپ بیمہ اسکیم اور (2) ماہی گیروں کے ماڈل گاؤں کا فروغ۔ (3) بچت راحت اسکیم۔

2002-2003 سے موت یا مستقل معذوری کی صورت میں ماہی گیروں کے لیے 50,000 روپے کے بچت بیمے کا اہتمام ہے جب کہ جزوی طور پر معذوری کے لیے یہ سہولیت 25,000 روپے مقرر کی گئی ہے۔ 03-2002 میں 10.05 لاکھ ماہی گیروں کو اس اسکیم میں شامل کیا گیا۔ ماہی گیروں کے لیے ماڈل گاؤں فروغ پروگرام کے تحت بنیادی شہری سہولیات جیسے تعمیر مکان، پینے کا پانی، اور کمیونٹی ہال کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت 03-2002 میں ماہی گیروں کے لیے 7,148 مکانوں کی منظوری مل چکی ہے۔ اس کے علاوہ 33 ٹیوب ویل اور کمیونٹی ہال بھی مہیا کرائے گئے ہیں۔ بچت شراکت راحت جزو کے تحت مچھلی مارنے کے لیے کمزور موسم میں ماہی گیروں کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ 03-2002 میں بچت وراحت پروگرام کے تحت تقریباً 2.5 لاکھ ماہی گیروں کو مدد دی گئی۔

خصوصی ادارے

مرکزی مچھلی پالن اور سمندری انجینئرنگ تربیتی ادارہ، کوچی جس کی اکائیاں چنئی اور وشاکھاپٹنم میں ہیں کا مقصد گہرے پانی میں مچھلی پکڑنے والے جہازوں کے لیے زیادہ تعداد میں آپریٹروں اور ساحلی ادارے کے ٹکنیشینوں کو تربیت دینا ہے۔ مربوط ماہی گیری پراجیکٹ، کوچی میں مچھلی کی غیر روایتی قسموں کو مقبول بنانے اور ان کو فروخت کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ مچھلیوں کے لیے ساحلی انجینئرنگ کا مرکزی ادارہ، بنگلور مچھلیوں کے لیے بندرگاہ کے مقام کا انتخاب کرنے اور کھارے پانی میں مچھلی فارم بنانے کی تکنیکی اقتصادی امکانات کا مطالعہ کر رہا ہے۔ ہندستانی شعبہ برائے مچھلی سروے کو ہندستان کے مخصوص اقتصادی علاقے میں سمندری وسائل کے سروے اور جائزے کیلیے نوڈل ایجنسی کا کردار ادا کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اس کے ممبئی پور بندر، کوچی مارموگاؤں، وشاکھاپٹنم چنئی اور پورٹ بلیئر میں 7 آپریشن مرکز ہیں۔

محکمہ زرعی تحقیق اور تعلیم

وزارت زراعت کے تحت محکمہ زرعی تحقیق و تعلیم، زراعت، مویشی پالن اور ماہی گیری کے میدان میں تحقیقی اور تعلیمی

سرگرمیاں جاری رکھنے کے لیے ذمہ دار ہے۔ اس کے علاوہ، یہ ان فیلڈوں اور ان سے متعلق دوسری فیلڈوں میں کام کر رہی قومی اور بین الاقوامی ایجنسیوں کے مختلف محکموں اور اداروں کے بیچ تعاون بڑھانے میں مدد کرتا ہے۔ یہ محکمہ ہندستانی کونسل برائے زرعی تحقیق کو سرکاری مدد، سروس اور رابطہ فراہم کراتا ہے۔

ہندستانی کونسل برائے زرعی تحقیق

وزارت زراعت کی زرعی تحقیق اور محکمہ تعلیم کی اہم تنظیم ہندستانی کونسل برائے زرعی تحقیق نے زرعی ٹیکنالوجی کے ترقی، سرمایہ کاری و اناج میں خود کفیل بنانے کے لیے اہم سائنسی معلومات کو عام لوگوں تک پہنچانے کے لیے معاملے میں اہم کردار نبھایا ہے۔ ہندستانی کونسل برائے زرعی تحقیق، تعلیم اور توسیعی تعلیم کے میدان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے پروگراموں کو آگے بڑھانے میں قومی سطح کی ایک خود مختار انجمن ہے۔ کونسل تحفظ اور وسائل کے انتظام و فصلوں کی پیداواری، مویشیوں و مچھلیوں وغیرہ کے متعلق مسائل کا حل ڈھونڈنے کے لیے روایتی اور سرحدی علاقوں میں بنیادی و تجارتی تحقیقوں میں بلاواسطہ شامل ہوتی ہے۔

زرعی تحقیق

تحقیقی ڈھانچے کے تحت 49 مرکزی ادارے اور 5 قومی بیورو، 9 پراجیکٹ ڈائرکٹوریٹ، 32 قومی تحقیقی مراکز، اور 80 کل ہند مربوط تحقیقی پراجیکٹ شامل ہیں۔ زراعت اور اس سے متعلق مضامین میں اعلیٰ تعلیم کے لیے ہندستانی کونسل برائے زرعی تحقیق کے چار اداروں کو یونیورسٹیوں کا درجہ دیا گیا ہے، اس کے علاوہ 33 ریاستی سطح کی زرعی یونیورسٹیاں اور امپھال میں ایک مرکزی یونیورسٹی ہے۔

ہمارے ملک میں تقریباً 70 فی صد آبادی کا ذریعہ معاش زراعت ہے۔ تقریباً 65 فی صد افرادی قوت اس میں لگی ہوئی ہے اور قومی خام گھریلو پیداوار (GPP) میں اس کا اشتراک 24 فی صد اور برآمد کمائی کا تقریباً 16 فی صد ہے۔ زراعت سے متعلق تحقیق کے سلسلے میں جن امور پر توجہ دی گئی ہے، وہ پیداوار، نفع پذیری کارکردگی اور قائم پذیری سے متعلق ہیں جن کے ساتھ ساتھ قدرتی وسائل کے اساس کا بھی تحفظ کرنا ضروری ہے۔ ملک کو عالم گیریت کے چیلنجوں اور ضرورتوں کو کامیابی کے ساتھ پورا کرنے کے لیے موزوں تیاری کرنی ہوگی اور اثاثہ حقوق ذہانت، صفائی ستھرائی اور نباتاتی صفائی (Phytosanitury) اقدامات، کاشتکاری اشیائے محفوظ ذخیرہ اندوزی اور نقل و حمل کو یقینی بنانے کے لیے فصل کی کٹائی کے بعد کی تکنیکیں، پراسسنگ اضافی قدر، زرعی برآمد، بازار فہمی، متعلقہ امور پر توجہ دینی ہوگی۔

فصل سائنس

قائم پذیر بنیاد پر اعلیٰ پیداوار کے لیے پودتولیدی وسائل کے تحفظ اور مناسب استعمال نہایت ضروری ہے، اس لیے سال کے دوران فصلوں اور ان کی متعلقہ جنگلاتی انواع کے 15,243 میل (نمونے) اکٹھا کیے گئے۔ ترقیاتی پروگراموں کے نتیجے میں معدوم ہو سکنے والے تولیدی وسائل کو سنبھال کر رکھنے کے مقصد سے سردار سرور آبگیرہ علاقے کے تولیدی وسائل اکٹھا کرنے کے سلسلے میں 12 تفتیشی مشن خاص طور پر چلائے گئے ہیں اس کے علاوہ 39 ملکوں سے فصلوں کے 27,847 نمونوں کو (بشمول ٹرانسجنیک فصلوں کے 79 نمونے) ملک میں رائج کیا گیا۔ سال کے دوران قومی بیج جین بینک میں 27,245 نمونے شامل کیے گئے۔ جین بینک نے 1,38,364 نمونوں کا تجزیہ کیا جن میں قرنطینہ سے بے باق 91 ٹرانسجنیک بھی شامل تھے۔ جرم پلازم برآمد کے لیے 31 فائٹوسینٹری تصدیق نامے بھی جاری کیے گئے۔ اناج، دلہن، تلہن، لیموں کی انواع اور کیلے و نیم کے فصلی اقسام کے ڈی

این اے فنگر پرنٹنگ کے ذریعہ بتدریج متنوع اطلاعاتی ڈاٹا بیس کو مضبوط کیا جارہا ہے۔

فصل اصلاح اور منتظمہ کے تحت چاول کی 21 اور ایک میل دار کنسل، گیہوں کی پانچ، جو کی ایک، مکی کی چھ میل دار تنوع، باجرے کی تین مخلوط اور ایک متنوع اور فنگر ملیٹ اور لعل ملٹ کی ایک قسمیں، 10 مختلف زرعی ماحولیات کے لیے زرعی فصلوں کی تجارتی کھیتی کے لیے جاری کی گئی۔ گیہوں کی نو، جو کی ایک قسم کو بھی جاری کرنے کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔

تلہنی فصلوں میں مونگ پھلی کی چار قسمیں، سرسوں کی پانچ، سویابین کی چار، تل اور السی کی تین تین، نایجر اور کرن رائی کی ایک ایک اور سورج مکھی کی تین میل دار اور ارنڈی کی ایک میل دار (راجستھان کے نیم خشک علاقے کے لیے پہلی میل دار قسم) کاشتکاری کے لیے جاری کی گئی یا جاری کرنے کے لیے ان کا انتخاب کیا گیا۔ چک پی (ایک قسم کی چھوٹی مٹر) بجن پی اور مونگ کی پھلی کی دو دو قسموں اور مسور کی ایک قسم کی دال کو فصلوں میں چنا گیا ہے۔ کمرشیل فصلوں میں کپاس کی ایک انٹراہرسَم اور ایک انٹرا آربوریم میل دار کپاس کو جاری کرنے کے لیے چنا گیا ہے۔ پٹ سن (جوٹ) میں کارکورس کی دو نئی نسلیں پہچانی گئی ہیں تمبا کو میں ایک ناٹو قسم جاری کی گئی ہے۔ اور فلو علاج در جینا، ناٹو اور بارلے تمباکو کی ایک ایک قسم کی شناخت کی گئی ہے۔ جس کی کاشتکاری آندھرا پردیش میں کی جائے گی۔

دیگر حصولیابیوں میں چاول کی تین نئی سائٹو پلازمک میل اسٹیرائل (CMS) جن میں مطلوبہ خوبیوں کی صفات ہیں اور BPT5204 اور تری گنا چاول میں مارکر معاون انتخاب سے بیکٹر یا پلایٹ مزاحم چینیوں کی دودھ تنصیب کی جاتی ہے۔ گیہوں کی ایک نئی پود قسم (DL 12665) کا فروغ؛ مختلف حیاتیاتی دباؤ کو برداشت کرسکنے والی سکن کی چینیوں کی قسموں، چارا فصلوں میں 45 دیسی اور 3 غیر ملکی جرم پلازم کو شامل کرنا، سرسوں کو سفید رسٹ اور الٹرنیریا بلایٹ کے مزاحم ڈونر ڈالنے؛ سفیلا ور میں آلٹرنیریا اور پتوں پر چکتے پڑ جانے والے سارکو سورا مرض اور پوساریم کی مزاحم قوت والی ایک غیر کنٹیلی میل دار، فیمل ایج۔ پی ٹی کاٹن اور غیر ٹرانسجینک اقسام میں فرق کرنے والی تین تیار کٹیں، ہارمون معاون سیدھے اختلاط سے نکوٹیانا ر یپانڈا x11 دین ریبا کام کی انٹر سیکشنل میل دار نسلیں، کورسا سرامیفا لونکا پرایتھو کورڈ بلا پٹور سٹیتھس پیلسنس کو بڑے پیمانے پر کامیابی سے پالنے کے عمل کی معیار بندی: مصنوعی خوراک پر کرایو سوپیرلا کانیا کی کامیاب پرورش اور پہلی بار زرعی جائے طبیعی کے طور پر کھلے کنوؤں میں لگائے گئے مصنوعی گھونسلوں میں مینا کی افزائش نسل میں کامیابی کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔

باغبانی فصلیں

باغبانی فصلوں کی اصلاح اور انتظام کے میدان میں بین الاقوامی بازار کے لیے مدزول آم کی ایک میل دار قسم ''امیکا'' جاری کی گئی ہے۔ کچے آم کے بچاؤ کی ایک تکنیک اور آم کے یکساں طور پر پکانے کی تکنیک کو بھی فروغ دیا گیا ہے۔ کیلے میں پہلی بار ایک قدرتی ٹیٹرا پلائیڈ (ABBB) کا پتہ چلا ہے۔ اچار کے لیے کیلے کے پھل اور پھول کی پراسسنگ تکنیک اور صحت افزا مشروب، بچوں کی غذا اور بسکٹ جیسے کیلے کے آٹے کی مصنوعات کی تکنیکیوں کی معیار بندی کی گئی۔ انگوروں میں ڈلونی پھپھوندی کا پہلے سے اندازہ لگانے کے سلسلے میں ایک موزوں مسافت ویر $METWIH^2$ بنایا گیا ہے۔

زعفران کی کاشتکاری کی ٹکنالوجی کی معیار بندی کی گئی ہے۔ پھلوں کو چھانٹنے چمکانے دھونے اور انھیں نالی دار گتے کے ڈبوں میں پیک کرنے کے لیے ایک مشینی عمل کا ٹکنالوجی پیکج تیار کیا گیا ہے جس میں پھلوں کو زیادہ وقت تک صحیح حالت میں بنائے رکھنے کے لیے انھیں ڈگیرینگ اور ذخیرہ کرنے کے پہلوؤں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

سبزی فصلوں میں نمایاں حصولیابی یہ ہیں: لوکی اور کریلے کی ایک ایک قسم کو جاری کرنا۔ کریلے کے مادگین دار پھولوں نہایت اعلیٰ تناسب والی پانچ انواع کا فروغ اور بیج پھوٹنے کی حالت میں پودوں کی جنس کی جانچ کرنے پولیٹیڈ گورڈ میں مادہ جنس سے

12 سے میگھالیہ اور کشمیر اور 71 نئی اقسام آلو مرکز میں بین الاقوامی کے لیما آلو میں ہے۔ کی گئی شناخت کی مارکر RAPD متعلق گھریلو نمونوں کو جرم پلوزم میں جوڑا گیا ہے اور فیلڈ جانچ کے کفری بادشاہ سے 18 ٹرانسجینکس اور آلو کے چار دیگر کلٹیور کو فروغ دیا گیا۔ آلو کے اہم کیڑوں اور بیماریوں کی پہچان اور منتظمہ کے لیے ایک کمپیوٹرائزڈ مینجمنٹ کو فروغ دیا گیا۔ ٹراپیاس آلو یہ (بعلمہ) فصلوں میں کسانوں کو 30 ٹن پودے سے متعلق سامان تقسیم کیے گئے۔

مجموعی طور پہ جنگلی سماروغ 20 نمونے اکٹھا کیے گئے ہماچل پردیش سے لائیسرس کی ایک ہمالیانیس کی شکل میں ایک جدید نوع کا پتہ چلا ہے جو کہ دنیا میں ایک نیا ریکارڈ ہے۔ پہلی بار ملک میں بیش قیمتی اور یاقی سماروغ ریشی یا لنگوزھی (گنڈاڈیروما لوسیڈم) کو کامیابی کے ساتھ اگایا گیا اور سرخ ریشی کو نامیاتی طور پر پیدا کرنے کے لیے دیسی ٹکنالوجی کو فروغ دیا گیا ہے۔

قدرتی وسائل منتظمہ

قدرتی وسائل انتظامیہ کے میدان میں اہم حصولیابیوں میں قائم پذیر زراعتی پیداوار کے لیے زمین استعمال کے منصوبے کے لیے 10:10 لاکھ کے پیمانے پر مٹی کا نقشہ بنانا، اور بھوپال گنا، جیتول اور رتلام ضلعوں کے مٹی وسائل کے نقشوں کی اشاعت شامل ہے۔ مٹی کے تحفظ اور انتظامی تدابیر کو فروغ دینے کے لیے سات ریاستوں کے مٹی فرسایش نقشے تیار کیے گیے ار تھنس منجا، ایپوموٹیا کارنیا اور یا عظیم نسیر کے موزوں پیڑ پودوں والے ساختی کنٹرول کے اقدامات کو شامل کر کے بایوانجینئرنگ کی کفایتی تدابیر کی گئیں۔

تسلسل بنائے رکھتے ہوئے مربوط تغذی انتظام کو ترجیح دی گئی ہے۔ نمایاں نتیجوں میں شامل ہیں: ایسڈی مٹی کے قائم پذیر انتظام کے چونا اور کھلیہان کھاد کو شامل کرنا؛ اینا کلورڈ مائیکروبوں (Azotobacter اور Azospirillium) کو بچائے رکھنے کے لیے مارکروں کے استعمال سے تشخیص کے طریقہ کار کی معیار بندی کرتی ہے۔

بہار میں سون نہر نظام کی آر پی نہر 5 کمانڈر ایریا اور مشرقی اتر پردیش کے گنڈک کمانڈ ایریا میں وسائل منتظمہ پروجیکٹس کے اطلاق سے فیلڈ تیار کرنے کھر پتوار ہٹانے اور مطلوبہ محنت میں کافی کمی کا پتہ چلا۔ اس سے پیداوار اور لوگوں کی خالص آمدنی بڑھی اونچی نیچی کیاریوں کا سلسلہ وار نظام اور دھان کے کھیتوں میں ہی برساتی پانی کے تحفظ کے نتیجے میں پیداوار میں ہونے والا نتیجہ کافی حوصلہ افزا رہا۔

ساحلی ماحولیاتی نظام میں مٹی کی شوریت سے متعلق تحقیق سے آبپاشی کمانڈ کے وسیع علاقوں میں جی ایس تکنیک کے استعمال سے مٹی کی شوریت کی صحیح صحیح تشخیص ہو سکی اس سے ایسی مٹیوں کے انتظام کے صحیح طریقے طے کیے جا سکے۔ زیر زمین نکاسی نظام کے ذریعہ صفائی کرنے کے سبب 3000 تک مٹی کی گہرائی میں نمکییت اور کلورائیڈ جز میں کافی کمی درج کی گئی۔ چونے دار مٹی، ٹیمرکس، آرٹیکولاٹا، اکیشیا ٹورٹلس، لیسیاسیامیہ اور فیرونیا لمونیا کی بحالی کو خشک اور نیم خشک علاقوں نالی دار بوائی طریقے سے پودے لگانے کے لیے کافی مفید پایا گیا۔ کھاری کالی مٹی و آبی منتظمہ کے لیے سالواڈورا ایپر سکا مثالی نوع ثابت ہوئی۔

پھول کی زراعت میں گلیڈیولیس کی دو نئی قسمیں جاری کی گئی ہیں۔ آر کر مائیکرو اشاعت کے یہ ایک کم قیمت والے طریقے کو فروغ دیا گیا ہے، جس میں ایسبغول کا استعمال گاڑھا کرنے والے عامل کے طور پر پولی پروپائلین تھیلیوں کا استعمال افزائش برتنوں کے طور پر کیا گیا ہے۔

باغان فصلوں کے معاملے میں ناریل کے 34 کلکشن کیے گئے ہیں۔ فرٹیگیشن کو سیاری کے پودے میں فرٹیلائزر کی ضرورت کو 50 فی صد NPK تک کم کرنے کے لیے مناسب پایا گیا ہے۔ کاجو کا چھلکا اتارنے کے لیے پیڈل سے چلنے والے کیم کی

طرح کا ایک شیلر بنایا گیا ہے جس سے ہاتھ سے چلانے والے موجودہ شیلر میں محسوس کی جانے والی تکان کو کم کیا جا سکے گا۔ کاجو میں 1,02,212 قلمیں تیار کی گئیں اور مسالوں میں جرم پلازم تحفظ کے لیے 234 نئی قسمیں شامل کی گئی ہیں۔ حقیقی میل دار قسموں کا پتہ لگانے کے لیے کالی مرچ میں RAPD پر مبنی مالیکیولر مارکر تکنیک کو فروغ دیا گیا ہے۔

کرناٹک کے اننت پور اور بیجاپور کے قریبی ضلعوں میں بارش کی وضع میں ہونے والی تبدیلی کو دیکھتے ہوئے نئی فصل حکمت عملی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چاول کو کرزت۔4، اندریانی پن ویل، پال گنڈھ 1 اور نمی برسات کے دنوں میں گھنے بادل گھرنے والے علاقوں کے لیے موزوں پایا گیا۔ موسم کے پیرامیٹر کی بنیاد پر فروغ ہوئی مساوات سے بیر میں سرسری پھپھوند لگنے کا پتہ دو ہفتہ پہلے لگ سکتا ہے۔ قومی اناج پیداوایت کا تخمینہ پہلے ہی لگانے کے ایک سہل ماڈل کو بھی فروغ دیا گیا ہے۔

مختلف زرعی ماحولیاتی منطقوں کے لیے کارگر فصل نظام کی شناخت کی گئی ہے۔ نہال نصی دھان کے مقابلے سیدھی بوائی کی عمدگی ثابت ہوگئی ہے۔ چاول گیہوں فصل نظام میں چاول کی بھوسی کو تیزی سے تحلیل کرنے کی ایک نئی تکنیک کو فروغ دیا گیا ہے۔

کاشتکاری نظام کی تحقیق سے سماروغ اور مرغی پالن کے ساتھ ساتھ چاول بیگن فصل نظام کو ملانے سے ممکنہ طور پر شحم اور ریشے سے بھرپور پھل اتلاف (جائفل کی چھال اور کٹھل اور بریڈ فرٹ کے حصے) کو مویشیوں کی خوراک میں ملانے سے پتہ چلا کہ خالص آمدنی کو کافی بڑھایا جاسکتا ہے۔

تکیوں میں بھری جانے والی روئی (Ceiba Pentandra) مسلک کاٹن کے درخت کے لیے کلونل افزائش تکنیکوں کی معیار بندی کی گئی جن میں کٹائی کرنے، قلمیں لگانے اور ہوا کی پرتیں رکھنے کو شامل کیا گیا۔ نباتات کی افزائش سے پتہ چلا کہ اگست میں وینیر گرافٹنگ کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ (40 فی صد) کامیابی کا اور چرونجی (Buchanania Lanzan) میں چپ بڈنگ میں 20 فی صد کامیابی کا پتہ چلا۔ آنولے کی قلمیں لگانے کے لیے اگست کا مہینہ سب سے اچھا پایا گیا۔ اس میں 85 فی صد کامیابی پائی گئی۔

سائنس حیوانات

مویشیوں اور مرغی پالن اصلاح اور انتظامیہ کے تحت گائے بھینسوں کے کنکریج، پونوار گنگا تیری اور کھیری گنڈھ نسلوں اور بھیڑوں کی جالونی، کھیڑی، مانڈیا، حسن اور چیری نسلوں کا سروے ان کے اپنے ہی علاقہ میں کیا گیا۔ سروے کا مقصد تولیدی کی کرداری خصوصیت کا تعین اور تحفظ تھا۔ پروٹین 3 جین کو باندھنے والے انسولین جیسے نموعوامل کا بھی مطالعہ گائے بھینسوں میں کیا گیا لونے اور ننگی گردن والے پرندے اپنی میل وار نسلوں کے مقابلے انٹی باڈی ٹٹرس میں عمدہ پائی گئی۔

ہندستانی مال مویشی اور مرغ نسلوں کی کرداری خصوصیت کے تعین کا کام مختلف مراکز پر کیا جارہا ہے۔ کچھ ہندستانی مویشیوں اور مرغ نسلوں کے لیے ڈی این اے لیبارٹری قائم کی گئی گیردل x مال پورا نسل میں جڑواں میمنے پیدا ہونے کی حالت میں بہتری پیدا ہوئی، یہ بہتری 52 فی صد تک بالغ ماگرہ بھیڑے سے 1.779 کلوگرام اون ملی۔ خرگوش 28 دن کا ہونے پر ماں کا دودھ پینا چھوڑتے تھے ہر دن بڑھنے والا وزن سب سے زیادہ ظاہر ہوا۔ CARI کے ذریعہ منویافتہ مرغ دوغلی نسل سے 8-301 انڈے حاصل ہوئے جو اہم کمرشیل نسلوں سے زیادہ تھے۔ انڈے دینے والے پرندوں میں ایک درجن انڈے تیار کرنے کے لیے خوراک کی ضرورت گھٹ کر 174 گرام ہوگئی۔ مصنوعی ڈھنگ سے بنے مرغوں کا وزن 5 ہفتہ کی عمر میں 1101 گرام تک پہنچ گیا اور کیریرودھن راج کا وزن سات ہفتے میں 1595 گرام تھا۔ دیہی مرغی پالن کے نمویا منع مرغ جرم پلازم نے کوڑے کرکٹ سے آزادانہ خوراک ڈھونڈنے کے کام کو آسانی سے اپنالیا، فٹ اور ماؤتھ مرض (FMD) غیر متجانس نوع میں اچھال کا

مشاہدہ کیا گیا کیونکہ نکالے گئے آئیسولیٹ ویکسین اسٹرین سے اینٹی جین طور پر مختلف تھے۔ ویتا کی بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی نے جانوروں کے انڈر پیٹ (یونکی) مرض کے لیے ملک میں ترقی یافتہ C-ELISA کٹ کو مجاز مان لیا۔ متعدی گائے نسلی رائنوٹر میکائٹس، ریوڑ کا ایک اہم مسئلہ بنا رہا کیوں کہ اس بیماری کا وائرس منی کے راستے نکلتا ہے۔ اس طرح وبائی گائے نسلی رائنڈ ٹریکائٹس وائرس کا مکمل جینوم سلسلہ اور اس کے ٹیکے کو فروغ دیا گیا۔ تھیلر یا اینولاٹا کے آر این اے جین کی افزائش کے پالی مارفک جین ری ایکشن کی معیار بندی کی گئی۔ پالچر یلا ملٹوسائڈ آئیسولیٹس کی رسپاجڑی قائم کی گئی ہے۔ بیرونی جھلی پروٹین (OMP) کے استعمال سے سالموں نیلا ایبالس اکیول کا ٹیکہ بنایا گیا اور اس کا نتیجہ بہت اچھا رہا۔ ہندستان میں اپسی وبائی انمیا اور پھپھوندی وبا کو صفر بنایا گیا۔ گھوڑوں میں ہیر پیسیو س اور اونٹوں میں ٹرائپنوسومیاس کے لیے پولی مارفک جین ریکشن جانچ کی معیار بندی کی گئی۔

ایک ڈاٹا بیس، فیڈ بیس 2001 میں غذا (چارا) وسائل اور غذا بیلفس شیٹ سے متعلق اطلاع دستیاب ہے۔ جو پالیسی ساز، منصوبہ ساز اور محققین کے لیے بہت مفید ثابت ہوگی۔ اب غذا کے بائی پاس پروٹین قدر کا پیشگی اندازہ کرنا ممکن ہو گیا ہے۔ جگالی کرنے والے جانوروں کے لیے جو دیگر مہنگے عناصر کے مقابلے بہتر توانائی راشن ثابت ہوئی ہے۔ گایوں کو مخصوص معدنیات علاقے کا چارہ دینے سے ان کی بارووری بڑھی ہے۔ اگر مرغوں کے ابتدائی چارے میں 57 فی صد اور آخری چارے میں 67 فی صد مکئی کی جگہ پر فاکسٹیل ملیٹ کے استعمال سے مرغ چارے کو سستا بنایا جا سکتا ہے۔ چارے میں پروپاینک ایسڈ، نیم کی پتیوں اور نیم کی گٹھلی کی کھلی کے استعمال سے مرغ میں مولڈ کے پھیلاؤ کو کارگر ڈھنگ سے روکا جا سکتا ہے۔ مکمل چارا فارمولیشن کی ٹکنالوجی اب کمرشیلائزیشن تجارت کاری کے لیے دستیاب ہے۔

کمپلکس میڈیا کے استعمال سے بھینس کے جنین کو ٹیسٹ ٹیوب (invetro) میں فروغ دیا گیا اس ذریعہ کے استعمال سے چپکے ہوئے فی جنین زیادہ بلاسٹوسائٹس دیکھے گیے چار مہینے کے وقفے کے بعد بھیڑے کو لانے سے بھیڑ کو 15 دنوں میں حاملہ کیا جا سکا۔ گھوڑوں کو چھوڑ کر دیگر جانوروں میں جنین منتقلی ٹکنالوجی میں بھی استعمال کیے جانے والے ہارمون، حاملہ گھوڑی کے سیرک گونڈا ٹروپن کو ہندستان میں پہلی بار علاحدہ، خالص کرنے اور اس کی کرداری خصوصیات کا تعین کرنے میں کامیابی ملی۔

قبائلی پسماندہ اور پہاڑی علاقوں کے لیے گھریلو اور تغذیہ تحفظ سے متعلق جل ڈگیان پروجیکٹ کے تحت نقل مکانی کرنے والی بھیڑوں، مربوط سور باڑوں اور پچھلے احاطے میں مرغی پالن کا مطالعہ کیا گیا۔ پچھلے احاطے میں مرغی پالن نظام سے چین کی سرحد کے قریب دور دراز کے ایک گاؤں میں تغذیاتی تحفظ فراہم کیا گیا۔

سستی پراسسڈ پنیر تیار کیا گیا ہے۔ پھلوں کے ذائقے والی دہی تیار کرنے کی ٹکنالوجی فروغ دی گئی۔ اونٹنی کے دودھ سے بھی دہی بنایا گیا۔ بے کار مرغیوں (Spent hen) سے سکھایا ہوا انسٹینٹ چکن سوپ مکسن اور انڈے کی غذائیت والی ایک آسان خوراک ایک کریپ فروغ دی گئی ہے۔ تیار اشیاء کی کوالٹی کی جانچ کے لیے غذا حاصل پیتھو جنوں کا فروغ دیا گیا۔ مرغ کے گوشت سے بنی اشیاء میں لال مرچ ڈالنے سے انھیں زیادہ وقت تک ذخیرہ کرنا ممکن ہوا قدرتی رنگوں والے فرنشنگ فیبرک بنانے کے لیے گھوڑے اور اونٹ کے بالوں کو ملا کر استعمال کیا گیا، مچھلی پیداوار اور پراسسنگ میں درون ملک مغربی بنگال میں 10 ہیکٹر سے بھی زیادہ رقبے میں بڑے آبی اجسام ایک مکمل مال نامہ اور نقشہ تیار کیا گیا۔ اس کام کے لیے سیارہ سے حاصل اعداد و شمار کے استعمال سے ڈیجیٹل امیج پراسسنگ تکنیک کا استعمال کیا گیا۔ جنوبی راجستھان کے چار آبی اجسام کے لیے بایو جینک پیداواری استعداد کی بنیاد پر انتظامی رہنما خطوط تیار کیے گئے۔

ماہی گیری سائنس

مچھلی پالن کے میدان میں میٹھے پانی کی آبی زراعت میں تنوع لانے کے لیے میڈین کارپ پن ٹینس گونیونوٹس کو کلچر سسٹم میں شامل کیا گیا۔ ہندستان کی اہم کار مچھلیوں کو لائس اور میتھو ناٹن ملے نیم متوازن خوراک تکمیلی خوراک دینے سے وہ کچھ پہلے بالیدہ ہو جاتی ہیں۔

شمال اور شمال مغربی ریاستوں میں 100 سے زیادہ آرائشی مچھلی انواع کی شناخت کی گئی کیرسٹیشس اوراس، پوٹیس، کونکونیس اور کولیسافسیاٹا کے پالتوئسل کشی کی معیار بندی کی گئی۔ سنہری مچھلیوں میں جسمانی رنگت اور دم کے پنکھ کے لحاظ سے چار اقسام درج کیے گئے۔

ٹھنڈے پانی کی مچھلیوں میں گڑھوال ہمالیائی سلسلے کے گلیشیر اور جھرنوں سے نکلنے والے دریاؤں کی آبی کوالٹی کو مچھلی اور عمقی غذائی سلسلے کو بنائے رکھنے کے لیے موزوں پایا گیا۔ اس کے علاوہ ان دریاؤں میں 'مہسیر' اور برف ٹراوٹ مچھلی کے تحفظ کے امکانی مقامات کی شناخت کی گئی۔ سائز اور بارآوری کے لحاظ سے اترانچل کی ندیوں اور جھیلوں والے علاقوں میں مہسیر 'قوع میں کافی فرق کا مشاہدہ کیا گیا۔ کھارے پانی کے مچھلی پالن میں جھینگوں کی بیماریوں کی مسئلے سے نمٹنے کے ایک امینو اسٹیمولنٹ تکنیک کو فروغ دیا گیا اور پالے گئے جھینگوں میں پیلے سر کے وائرس کی بیماری کا پتہ لگانے کے لیے ایورس ٹرانسکر پٹیز پالیمرس چین ری ایکشن تکنیک کی معیار بندی کی گئی۔

سمندری مچھلی پالن میں ڈیسمل فش، کرائیسی پسٹرا، یونیا کولاٹا اور گروپر مچھلی اپینفیلس مالابرکس کے انڈوں کے نمو، تولید اور لاروافروغ کو پالنے میں کامیابی ملی۔ گرم کیے جاسکنے والے نرم مارچ کے لیے تیار تلی سیپیاں تیر کرنے کی ٹکنالوجی کو فروغ دیا گیا۔ اس خوراک کو کمرے کے درجہ حرارت پر ایک سے بھی زیادہ وقت تک صحیح رکھا جاسکتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے چارے کے چورے اور بریڈ میں لپٹی گولیوں کی شکل میں برآمد کے لیے کچا مال تیار کرنے ٹکنالوجی کی معیار بندی بھی مچھلی پالن اور پراسسنگ ٹکنالوجی کی ایک قابل ذکر حصولیابی رہی۔

مچھلیوں کے تولیدی وسائل کے میدان میں ترجیح 9 انواع سے پانی مارکر مائیکروسیٹیلائٹس لوکائی کی پہچان کی گئی۔ ہورا بیگرس، لبیو، کیٹلا اور سرفنس انواع کی جنگلی نسلوں کے منویے کو کرایو طریقے سے محفوظ کیا گیا اور لبیو کے چھ انواع کو تولیدی طور پر کرواری خصوصیات کے حساب سے پہچانا گیا۔ اس کے علاوہ ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے دوران مچھلی کے بچوں میں تناؤ اور مدت کو گھٹانے کے لیے سیفالاسٹریس تشکیل اور خطرناک سفید سنڈروم وائرس (WSSV) کے لیے ایک معالجاتی PCR کٹ کو فروغ دیا گیا ہے۔

زرعی انجینئرنگ

زرعی انجینئرنگ اور ٹکنالوجی کے میدان میں درج ذیل ساز وسامان کو فروغ دیا گیا ہے: اپنے آپ چلنے والے کٹائی آلے ریپر میں لگائے جانے والے روٹاویٹر، پاور ٹلر سے چلنے والے ویٹ لینڈ لیولر، ہلدی کو کھود کر نکالنے کے لیے ٹریکٹر پر لگائے جانے والا ڈگر، ہائیڈریک طور پر چلنے والا ہاسٹ (آم، امرود، چیکو، ناریل وغیرہ کی کٹائی کرنے کے لیے اور ٹریکٹر پر لگا بھوسا کٹائی اور منتشر کرنے کا آلہ (خاص دھان کی بھوسی کے مسئلے کے لیے) چاول کے بیج چار کیاریوں میں روپنے والے انسان کے ذریعہ چلانے والے آلے کو بہتر بنایا گیا پتا چلا کہ یہ میکانکی طریقے سے دھان کے پودے لگانے کے مقابلے میں کلے دھان کی بوائی من 8-70 فی صد محنت، 87.11 فی صد بجلی اور 87.11 فی صد بجلی اور 830 فی صد کی بچت کرتا ہے۔

ٹریکٹر پر لگے روٹاویٹر، پیمائی کیر دسر اور زور ٹل بر مہ انگراؤ ہائیڈر وٹلر، جانوروں کے ذریعہ کھینچے جانے والے پڈسر (NEH علاقے کے لیے) انٹر کلچر کے لیے کم وزن والا برقی ویڈر اور اپنے آپ چلنے والا عمودی کنویر پیر کے استعمال کے طور پر کیے گئے عملی تجربوں کے حوصلہ افزا نتیجے برآمد ہوئے ہیں۔

فصل کٹائی کے بعد کی انجینرنگ اور ٹکنالوجی کے میدان میں سویا کے دودھ کی ایک ضمنی پیداوار کا استعمال اعلی ریشے دار تغذیہ سویا ناشتے کے لیے تیار کیا گیا ہے اور اس گڑ کے چاکلٹ کی پیداوار کی معیار بندی کی گئی۔

رنگائی کے لیے روایتی ترکیمیکل طریقے کا بھورے سوتی کپڑے بنانے میں استعمال کی جانے والی پلازما تدبیر کے طریقے کے فروغ سے کلی یا جزوی تبدل اور موجودہ دستی پراسسنگ اکائی کے ساتھ نئے حیاتی صفائی تکنیک کے استعمال سے آلودگی بار میں 25 فی صد اور بجلی میں 30 فی صد بجٹ لباس ٹکنالوجی کی خصوصیت رہی۔ جوٹ ٹکنالوجی میں کیے گئے کام سے جوٹ کو ایک ساتھ قلوی تدبیر بلیچنگ کرنے سے اچھے طریقے کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ لاکھ ٹکنالوجی کی ایک بہت بڑی حصولیابی عمدہ قسم کے بروڈ اور پیر پر چپکنے والے لاکھ کے لیے قائم تدبیر ٹکنالوجی کا فروغ رہا۔

زراعت میں توانائی کے میدان میں اہم پیش رفت ہیں۔ زرعی اتلاف کے لیے بڑی سائز کا ایک سالڈ اسٹیٹ انیاربک دائجسٹر؛ 6 مکعب میٹر صلاحیت کا بایوگیس پلانٹ (تیرتے ڈوم والا، اعلی سطح آب والے علاقوں کے لیے مناسب)، مونگ پھلی کے چھلکے سے چلنے والا اوپن کورڈاون ڈرافٹ گیسی فائر اور قدرتی حملی لرڈرائر استعمال کیا جانے والا سہل الکٹرانک درجہ حرارت کنٹرول کار۔

آبپاشی اور پن نکاسی کے میدان میں، ایک زیر زمین آبپاشی گر: نظام بھوپال کے CIAE فارم پر ڈیزاین کیا گیا ہے اور لگایا گیا ہے۔ کیاریوں میں پانی دینے کے لیے ایک سغری خودکار کثیر نکاس آبپاشی نظام تیار کیا گیا ہے۔ ورٹیسول نٹی سویابین کھیتوں میں فالتو پانی کی نکاسی کے لیے 15 تا 20 میٹر کی دوری پر سطح نالیاں کارگر پائی گیں۔

زرعی تعلیم

زراعتی انسانی وسائل کے میدان میں ریاستی زرعی یونیورسٹیوں کو انڈر گریجویٹ پورے گریجویٹ پروگراموں کی توسیع، زرعی تعلیم اور تربیت میں معیار، مناسبت وافادیت کے فروغ اور اصلاح اور ہدایتی فارم ترقی، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔ یہ سہولیات ICAR (ہندستان زراعتی تحفظاتی کونسل) فراہم کرتی ہے۔

زرعی تعلیم اور افرادی قوت کے فروغ کے لیے درج ذیل اقدامات کیے گئے ہیں: 16 ریاستی زرعی یونیورسٹیوں اور 3 مساوی یونیورسٹیوں کو منظوری پولٹ گریجویٹ پروگراموں کے نصابات وغیرہ کی نظرثانی کی تکمیل، منظوری و تسلیم کیے جانے کے سلسلے میں معلومات کی اشاعت، غیر ملکی شہریوں کو ہندستانی زرعی تحقیقاتی کونسل کی مساوی یونیورسٹیوں اور ریاستی زرعی یونیورسٹیوں میں داخلہ کا بندوبست، 82 گرمائی/سرمائی اسکولوں اور مختصر مدتی کورسوں کا اہتمام، ذہین طلبا کو ان کی مرضی کے مطابق اداروں میں تعلیم حاصل کرنے کے مواقع دینے کے مقصد سے امتحان کا انعقاد، زرعی تعلیم اور فروغ انسانی وسائل کو مضبوطی فراہم کرنے کے لیے تناظری منصوبے تیار کرانا اور 201 سینئر ریسرچ فیلوشپ، 470 جونیئر ریسرچ فیلوشپ اور قومی سطح کی 230 ذہنی لیاقت اسکالرشپ۔

سماجی علوم اور پالیسیاں

سماجی علوم اور پالیسیوں کے تحت بارانی آبپاشی کے علاقوں میں غریبوں کی حالت۔ بہتر بنانے کے لیے شروع کیے گئے

فاصل آب پروگراموں کی پیش ورفت کا جائزہ لیا گیا۔ فاصل آب منتظمہ کے سبب پانی کے بہہ جانے کی شرح میں 34 فی صد کی آبی اور زیر زمین پانی کی بھرائی میں 64 فی صد کا اضافہ ہوا۔

زراعت میں اضافہ کا مقصد حاصل کرنے کے لیے زراعت میں سرمایہ کاری کو 7.91 فی صد بڑھانا ہوگا۔ قومی زرعی معیشت اور پالیسی پیش اور پروگرام کے مطالعہ سے پتہ چلا کی مغربی اتر پردیش میں کسانوں کی حالت میں بہتری لانے کے لیے زراعتی تنوع لانا ضروری ہے۔ بلاک سطح پر فصل کی پیداوار کے تخمینے کے ایک طریقے کو فروغ دیا گیا ہے۔ مشرقی شمالی ریاستوں میں آلو اور ادرک کی پیداوار کا پیشگی اندازہ لگانے کے ایک طریقے کو فروغ دیا گیا۔ تالابوں میں مچھلیوں کی پیداوار کا پیشگی اندازہ لگانے کے ایک طریقے کو فروغ دیا گیا ہے۔

زرعی توسیع

ہندستان زرعی تحقیقاتی کونسل ICAR اداروں ریاستی زرعی یونیورسٹیوں کے زرعی ٹکنالوجی اطلاعاتی مرکز کے ذریعہ کسانوں کو اداروں ٹکنالوجی پروڈکٹ، تشخیص تکنیکی خدمات اور اطلاع کے لیے "سنگل ونڈو" ڈلیوری نظام فراہم کیا جارہا ہے۔

ٹکنالوجی تشخیص، پالائیش اور منتقلی کے تحت کرشی وگیان کیندروں (KVKs) 18,461 تربیتی پروگرام چلائے، جن سے 4 لاکھ 30 ہزار کسانوں اور کاشتکاری خواتین کو فائدہ پہنچا 66,000 دیہی نوجوانوں کے فائدے کے لیے 3237 اور ہنرمندی رخی تربیتی پروگرام اور 41,000 ملازمین کو زراعت کے مختلف پہلوؤں میں تربیت کے لیے 1,643 پروگرام منعقد کیے۔ تربیت دہندگاں تربیت کے آٹھ مراکز نے 188 تربیتی پروگرام چلائے جن سے 2,893 تربیت دہندگان کو فائدہ پہنچا اور سبزیوں اور لیموں کی قسموں کے بارے میں دو اور ایسے مراکز کے لیے منظوری دی گئی۔

فصل سائنس ڈویزن اور زرعی توسیع کی ملک کے مختلف حصوں میں مختلف فصل ماحولیات پر متعدد مقاماتی جانچ سے گیہوں اور بجن پی کے اعلیٰ پیداواری اقسام کی فصلوں کی شناخت کی گئی۔

زراعت میں خواتین کے شعبے میں امور خانہ داری پر آل انڈیا ارتباطی پروجیکٹ کی اہم دریافت میں قدرتی ڈائی (رنگائی) 36 نئے وسائل کی شناخت، ترقی یافتہ اوزاروں کی کارگردگی میں اضافہ اور توسیعی کارکنان کے علم میں اضافے کے لیے ملٹی میڈیا وسائل مواد والی 9 تکنیکی کٹوں کا فروغ شامل ہے۔ زراعت میں خواتین نے قومی تحقیقاتی مرکز 887 کاشتکار خواتین کے مفاد میں 30 تربیتی پروگرام چلائے۔ ان کے علاوہ زرعی سائنسی مراکز نے 10-1 لاکھ کاشتکار خواتین کو مختلف مخصوص سرگرمیوں میں تربیت دی۔

قبائلی اور پہاڑی علاقوں کے لیے تحقیق

قبائلی اور پہاڑی علاقوں کی تحقیق کے میدان میں الموڑا کے دویکانند پروتیہ کرشی انوسندھان سنستھان کی اہم حصولیابیوں میں شمالی پہاڑی علاقے کے لیے VL گیہوں 804 اور دویک مٹر 8 انواع اور بہار، کرناٹک، مدھیہ پردیش اور تملناڈو کے لیے VL مدرا 181 جو قسم کو جاری کرنا، اترانچل میں جاری کرنے کے لیے دویک سنگل مکئی 11 کی شناخت اور VLT 9531 ٹماٹر قسموں کی شناخت، اترانچل کے پہاڑی علاقے میں جاری کرنے کے لیے تیز آندھی مزاحم کے دھان کی دو قسمیں اور ایک غیر ملکی پہاڑی مرچ اور ٹماٹر کے لیے کم لاگت والی پالی تکنک ٹکنالوجی اور باسمتی چاول کے کیمیائی فرٹیلائزر والے کھیتوں کے مقابلے نامیاتی کھاد والے کھیتوں میں ریلاسٹ اسکور اور تنے میں سوراخ کرنے والے کیڑے کم لگتے ہیں۔ NEH ایم کے لیے

ICAR (ہندستانی کونسل برائے زراعتی تحقیق) کے ریسرچ کمپلکس میں کیے گئے مطالعات کے نتیجے میں چاول کی چار قسموں کو جاری کیا گیا۔

1645 جرم پلازم اکٹھا ہوئے، کی میگھا ٹرمرک۔ 1 قسم جاری کی گئی۔ لیمونوع کو ترقی یافتہ بنانے کے لیے پیکج تیار کیا گیا اور کسانوں کے لیے بافتی زراعت والی بیماری سے پاک مواد کی پیداوار کی گئی، مویشیوں کو کھلانے کے لیے بانس کے پتوں کے HCN جز کو کم کیا گیا۔ سالموں نیلا اور کلوسٹرائیڈل امراض کے لیے فوری معالجے کی DNA پر مبنی تکنیکوں کو فروغ، مٹی کی فرسائش گھٹانے کے لیے فاصل آب پر مبنی ٹکنالوجی کی دریافت، سویابین سے سویا دودھ، پنیر اور بسکٹ کی پراسسنگ کے لیے ٹکنالوجی کی تکمیل کی گئی اور NEH منطقے کے کسانوں کو ترقی یافتہ زرعی آلات کے استعمال کرنے اور بنانے کی تربیت دی گئی۔

پورٹ بلیر کے مرکزی زرعی تحقیق انسٹی ٹیوٹ نے پورے سال ٹیوب اور پھولوں کی دستیابی کے لیے ایک مہینے کے وقفے پر وقتاً فوقتاً پودے لگانے کی سفارش کی، بیگن اے سوما کلون اور جڑی بوٹی کے خورد جرثوموں کے مزاحم دافع سوزش، انٹی ہلد یمینک ضابطہ سازی، ماؤتھ واش اور اندرونی غلاف میں رکھے جانے والے مانع حمل کو فروغ دیا؛ بیٹر کی بار آور انٹر جیرک ہلبد رڈ نوع کو یکین کی بڑے پیانے پر افزائش کی گئی، پہلی بار ہندستان میں عام کلون کی افزائش کی گئی اور میکرو بریکیم روزن برگائی کے لاروے کی کامیاب پرورش اور اس کے بچے پیدا کیے گئے۔

قومی زراعتی ٹکنالوجی پروجیکٹ

قومی زراعت ٹکنالوجی پروجیکٹ کے تنظیم اور انتظامیہ O&M پروگرام میں O&M ٹاسک فورس نے اصلاحات کے مختلف پہلوؤں پر کئی ذیلی کمیٹیاں بنائی ہیں قومی زرعی تحقیقاتی نظام میں تحقیق سے متعلق ترجیحات کے تعین، نگرانی اور تشخیص (PME) کو ادارہ جاتی شکل دینے کے لیے 25 (ریاستی زرعی یونیورسٹیوں میں 13 اور ہندستانی زراعتی تحقیق کونسل میں 12) PME سیل بنائے گئے ہیں۔ ویب پر مبنی دونٹ درکوں (ایک ماہر زرعی معاشیات اور ایک ماہر زرعی شماریات) نے کام کرنا شروع کر دیا ان کا مقصد ہندستانی زرعی تناظر میں معاشی اور سماجی معلومات کی اطلاعات کا تبادلہ اور اس ان اطلاعات کے ماخذ کے طور پر ایک ڈاٹا بیس تیار کرنا ہے۔

تحقیقی نظام پیداوار کے شعبے کی نمایاں دریافت میں کسانوں کو اضافی آمدنی فراہم کرنے والی (60-70%) پر سورج مکھی کی پنکھڑیوں سے بنائے جانے والے قدرتی رنگائی اشیاء کی ٹکنالوجی، درآمد کنندہ کے ذریعہ مونگ پھلی میں مطلوبہ افلا ٹاکس کی سطح کو بنائے رکھنے کی تدابیر کا پیکج اور بارانی آبپاشی، زرعی ماحولیاتی نظام کے تحت الکوحل پیداوار کے لیے میٹھے سورگھم جینوں ٹائپوں کی شناخت؛ بورودھان کی کھیتی کے لیے ترقی یافتہ ٹکنالوجی کا پیکج اور آبپاشی کیے گئے زرعی ماحولیاتی نظام میں کسانوں کے اکتا دینے والے کام کو کم کرنے کے لیے کپاس کی ڈنڈی اور گگر کو ہٹانے کا ایک پروٹو ٹائپ تیار کرنا؛ وائرس کے ذریعہ اور ایکٹس رینیوسروس کو مقبول بنانا؛ بروڈ اسٹاک کا فروغ اور غذاء کی ٹکنالوجی کی معیار بندی کرنا اور ساحلی زراعتی ماحولیاتی نظام میں بطخوں کے پاسورولوکس کے مشن موڈ تحقیق کے تحت اہم حصولیابیوں میں مختلف فصلوں کی بہتر قسم اعلیٰ پیداوار اور بیماری مزاحم 28 میل دار انواع کا فروغ بند گوبھی ٹماٹر اور چکوی کی IPM کا استعمال اور بغیر کرم کش کے چھڑکاؤ سے کھیتی؛ مچھلیوں کے آٹھ انواع کی پہلی بار رپورٹ؛ اور مچھلی کے کھانے کے لیے تیار پکوانوں کو پیک کرنے کی ایک ٹکنالوجی کو شامل کیا جا سکتا ہے۔ برتری ٹیم موڈ کے تحت انفود کراپ نام کی فصل ماڈلنگ کے ایک صارف کے موافق ڈھانچے کو فروغ دیا گیا۔ گیہوں میں مزاحم پھپھوندی جینیوں کی شناخت کی گئی؛ مذبح خانوں کے استعمال کے لیے پروٹین نکالنے والے ایک ذیلی پروجیکٹ (پالتو جانوروں اور مویشیوں کو کھلانے کے لیے) ایک ماحول دولت اور اضافائی قدر طریقے کو فروغ دیا گیا؛ اور بھینسوں کے بچھڑوں میں پیسوٹر انتفر کی ناکامی کا پتہ

لگانے کے امنیو۔او جانچ کٹ کو فروغ دیا گیا مقابلہ جاتی عطیات پروگرام کے تحت 443 پروجیکٹوں کو منظوری دی گئی ہے۔اہم نتائج میں شامل ہیں رنگ اسپاٹ وائرس کے مزاحم والے ٹرانسجینک پپیتے کے فروغ کے لیے وائرس CDNA کی پیداوار، باسمتی چاول کی افزائش میں استعمال کے لیے زرخیزی بحال رکھنے والے جینس کے ساتھ جوڑنے کے لیے مائیکرو واسٹیلائٹ مالیکولر مارکر (آر ایم 256) کی شناخت، کساوا پر مبنی اسٹارچ کارخانے کے اخراجات میں روٹ ناٹ نیماٹوڈ کے مقابلے، نیماٹوڈ کش خصوصیت کی موجودگی، کلوروفائیم، راؤ ولفیا وغیرہ ادویاتی پودوں کے لیے بڑے پیمانے پر پیداوار کے پروٹوکالوں کی معیار بندی مچھلی کی ٹکنالوجی اور ساسز بنانے کی معیار بندی۔

ادارہ گاؤں ربط پروگرام کے ذریعہ تکنیکی اور تشخیص پروگرام کے تحت ہونے والی حصولیابیاں اس طرح ہیں: دیسی بکریوں کو اعلیٰ نسل کے بکرے (Beetal) کے ساتھ کراس کرانے سے بچوں کی تعداد میں اضافہ: کیلوں کے ساتھ ساتھ ہاتھی پاؤں یارن کی بوائی سے 15,992 روپے کی خالص آمدنی اضافہ اور کتلا، روہو اور مرگلا کو 20:70:10 تناسب میں ڈالنے سے 37,440 روپے کا اضافہ، گایوں اور بھینسوں کو کثیر تغذیاتی عناصر والی ڈلیاں چٹانے سے ہر جانور سے ہر دن 1.50 تا 2.50 لیٹر کی پیداوار میں 150 لیٹر زیادہ دودھ؛ سنترے کے باغوں میں مربوط پود تغذیہ عنصر نظام اپنانے سے پھلوں کی پیداوار میں 150 فی صد کا اضافہ؛ اور شہد مکھی پالن ڈبٹن سمارورغ کی کھیتی وغیرہ پروگراموں سے بے زمین گاؤں والوں پر نمایاں اثر اندازی۔ ٹکنالوجی کی وسعت میں اختراع کے سلسلے میں آٹھ زرعی ٹکنالوجی اطلاعاتی مراکز میں فون ہیلپ لائنیں لگائی گئی ہیں۔

ہندستانی زرعی تحقیقاتی کونسل نے تنظیم اور انتظامیہ کے تحت ماحول کی بہتری اور تحقیق کو احتیاج پر مبنی، کارگر موثر اور متعلقہ بنانے کے لیے متعدد اقدامات کیے۔ پہلی بار ICAR نظام کی سالانہ اسکریننگ کمیٹی کو حتمی شکل دینے کے لیے ایک جانچ کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔ افرادی قوت کی تنظیم اور انتظامیہ سے متعلقہ انتظامی معاملوں کے بارے میں ذیلی کمیٹی کی سفارشوں کو عملی شکل دینے، لاگو کرنے کے لحاظ سے غور کرنے کے لیے کونسل کے تمام موضوعات ڈویزن کو بھیج دیا گیا۔ گورننگ باڈی کے ڈاکٹر ایم ایس سوامی ناتھن کی صدارت میں مستقل پالیسی پلاننگ کمیٹی کے ذریعہ 8 ٹاسک فورس کی تشکیل کی سفارش کی گئی۔ سال کے دوران 241 اداروں رمراکز کا اعلانیہ سرکاری زبان ضوابط 1976 کے ضابطہ (4) 2/10 کے تحت حکومت ہند کے گزٹ میں نوٹیفائی کیا گیا۔

سال 01-2001 کے لیے زراعتی تحقیق اور تعلیمی شعبہ (DARE) اور ہندستانی زرعی تحقیق کونسل (ICAR) (منصوبہ اور غیر منصوبہ) بجٹ تخمینہ اور نظر ثانی شدہ تخمینہ علی الترتیب 1,404.55 کروڑ روپے اور 132.5 کروڑ روپے تھے؟ اور 03-2002 کے لیے بجٹ تخمینہ 1498.05 کروڑ روپے تھا۔

اس سال ہندستانی زرعی تحقیقی کونسل کے 27 سائنسدانوں اور 46 ایسوسی ایشنوں اور ریاستی زرعی یونیورسٹیوں کے 18 سائنس دانوں راساتذہ اور 13 ایسوسی ایشنوں کو مختلف زمرہ میں ایوارڈ دیے گئے جن میں 15 فی صد خواتین سائنس داں تھیں۔

شراکت اور ربط

DARE (محکمہ زرعی تحقیق اور تعلیم) اور ICAR (ہندستانی زرعی تحقیقی کونسل) کے ذریعہ Mous (میمورنڈم آف انڈر اسٹینڈنگ) عملی منصوبوں رتربیتی کورسوں رتبادلہ سفر وغیرہ کے ذریعہ قومی اور بین الاقوامی سطح پر شراکت اور ربط دہی پروگرام چلائے جا رہے ہیں۔ کونسل محکمہ اور ایران، نامیبیا اور بلغاریہ کے درمیان دو معاہدوں اور ایک پروٹوکال پر دستخط کیے گئے۔ بین الاقوامی ربط دہی کے تحت پانچ پروجیکٹوں کو منظور کیا گیا ہے۔ پروٹوکال سرگرمیوں کے تحت غیر ملکی نمائندے ہندستان آئے اور ہندستانی نمائندے غیر ممالک گئے۔ دیگر حصولیابیوں میں کونسل اور کولمبو کے بین الاقوامی آبی انتظامیہ ادارے کے درمیان زیر زمین آبی

منتظمہ توانائی وسائل اور معاشی زاویہ نگاہ کے بارے میں مستقبل کی پالیسیوں پر منصوبہ پالیسی مذاکرات کا اہتمام؛ اور سفارت خانوں/ہائی کمیشنوں/آنریری کونسلیٹ جنرل/آنریری کونسلیٹ میں زراعت سے متعلق کونسلر انچارج کو NARS میں دستیاب تربیتی سہولیات کی معلومات فراہم کرنے کے لیے ان کے ساتھ ایک ایک میٹنگ کا اہتمام شامل ہے۔

اطلاعات اور اشاعت

اطلاعات اور زراعت کے پبلی کیشن کے ڈائریکٹوریٹ (DIPA) نے 50 پبلیکیشن نکالے جن میں انگریزی میں ہنڈ بک آف اینمل ہسبنڈری اور 11 ہندی اشاعت شامل تھیں۔ ان کے علاوہ دی انڈین جرنل آف ایگری کلچرل سائنسز، انڈین فارمنگ اور کھیتی وغیرہ پابندی سے شائع ہونے والے ماہانہ تحقیقاتی رسائل اور انڈین ہارٹی کلچر، پھل پھول، کرشی چینیکا، آئی سی اے آر رپورٹر اے آئی سی اے آر نیوز اور اے آر آئی ایس نیوز جیسے باقاعدہ سہ ماہی معاشیات نیم تکنیکی رسائل/نیوز لیٹر بھی نکالے گئے۔ یونیورسٹیوں، بین الاقوامی دیہی کے علوم، ہندستانی زرعی تحقیق کونسل کے فاؤنڈیشن ڈے، پھولوں کی کاشت اور ماحولیات کے مواقع موضوعات پر خصوصی نمبر بھی نکالے گئے ان دنوں ڈائرکٹوریٹ نے نہایت اہتمام کے ساتھ ای پبلیشنگ میں بھی قدم رکھا ہے اور چار CD جاری کی ہیں یہ سی ڈی کونسل کے اداروں میں چل رہے تحقیقی پروجیکٹوں، ای بک آف ہینڈ بک آف ہارٹی کلچر کونسل کے فوٹوگراف سے متعلق مواد اور آئی سی اے آر وزن 2002 کے بارے میں ہے۔ ڈائرکٹوریٹ نے اپنی اشاعتوں کی فروخت اور اشتہار سے جنوری 2003 تک تقریباً 40 لاکھ روپے کمائے اور مختلف نمائشوں میں حصہ لیا اور اپنی اشاعتوں کا مظاہرہ کیا۔

زرعی تحقیق علاقائی مرکز نے نے قومی زرعی ڈاٹا بیس (NATP پروگرام کے تحت IC A RC ABI عملی منصوبے کے جزو کے طور پر) اور 82 AICRPs کے بارے میں ڈاٹا بیس کو فروغ دیا اور ڈائرکٹوریٹ کے ویب پیج کو آپ گریڈ بنایا تقریباً 14,000 قارئین کونسل کی لائبریری میں آئے۔ انھوں نے 20,000 اشاعت کا مطالعہ کیا۔

تشہیر اور عوامی رابطہ اکائی نے مختلف اخباروں زرعی اور حالات حاضرہ کے رسائل اور الکٹرانک میڈیا اور زرعی تحقیق کے لیے عصری اہمیت کا مواد جاری کیا اور کونسل کی زرعی تحقیق، توسیع اور تعلیم سے متعلق حصولیابیوں کو قومی اور علاقائی سطح پر کافی کوریج دی گئی۔ کونسل کی سرگرمیوں اور حصولیابیوں اور کسانوں کے لیے فوری اہمیت کے امور کے بارے میں بنائی گئی ویڈیو سی ڈی وسیع پیمانے پر تشہیر کے لیے مختلف کونسل اداروں، زرعی فروغ مراکز اور ریاستی زرعی یونیورسٹیوں کے توسیعی ڈائرکٹوریٹ میں تقسیم کی گئی۔ اطلاع تک بہتر رسائی کے ذریعہ زیادہ شفافیت لانے کے لیے ایک NICNET پر مبنی عوامی اطلاع اور ترسیل مرکز کھولا گیا۔

5۔ فن اور ثقافت

وزارت سیاحت وثقافت میں محکمہ ثقافت اور آرٹ، کلچر کے تحفظ،فروغ اور اس کو وسعت دینے میں اہم رول ادا کرتا ہے۔اس محکمہ کا مقصد اس طریقہ کار کو بھی فروغ دینا ہے جس سے عوام میں بنیادی کلچر و جمالیاتی قدریں اور ادراک سرگرم اور متحرک رہتی ہیں۔ یہ محکمہ عصری تخلیقیت کے اظہار کے طریقوں کو آگے بڑھانے،ان کی حوصلہ افزائی کرنے اور محفوظ رکھنے کے پروگراموں کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ یہ محکمہ اہم واقعات کی یادمنانے اور عظیم فنکاروں کی صد سالہ تقریبات کے اہتمام میں بھی نمایاں رول ادا کرتا ہے۔

بصری فنون (ویزول آرٹس)

للت کلا اکیڈمی

حکومت نے بھارتی آرٹ کی اندرون ملک اور بیرونی ملکوں میں ترویج اور ترقی کے لیے 1954 میں نئی دہلی میں للت کلا اکیڈمی (نیشنل اکیڈمی آف فاین آرٹس) قائم کی تھی۔ اکیڈمی نے راشٹریہ للت کلا کیندر کے نام سے لکھنؤ،کلکتہ،چنئی،گڑھی،نئی دہلی اور بھونیشور میں ریجنل سنٹر قائم کیا ہے۔اکیڈمی نے موضع گڑھی نئی دہلی میں کمیونٹی آرٹسٹ اسٹوڈیو کامپلکس بھی قائم کیا ہے جہاں پینٹنگ،مجسمہ سازی، پرنٹ اور مٹی کے برتن بنانے کے لیے ورکشاپ کی سہولتیں دستیاب ہیں۔

اکیڈمی جب سے وجود میں آئی ہے تب سے عصری بھارتی آرٹ کی قومی نمائشوں کا اہتمام کرتی ہے جس میں چالیس چالیس ہزار روپے کے پندرہ قومی ایوارڈ دیئے جاتے ہیں۔ بھارت کے ممتاز آرٹسٹوں کے تصورات پر مبنی تین یا چار خصوصی نمائشوں کا بھی ہر سال اہتمام کیا جاتا ہے۔اکیڈمی ہر تیسرے سال نئی دہلی میں ٹرائنل انڈیا نمائش(Triennale India) کا بھی اہتمام کرتی ہے جو دنیا کے اس حصے میں عصری آرٹ کی انتہائی اہم نمائشوں میں شمار ہوتی ہے۔

اکیڈمی ہر سال ممتاز آرٹسٹوں کو اکیڈمی کا فیلو منتخب کر کے انہیں اعزاز دیتی ہے۔بھارتی آرٹ کی باہری ملکوں میں ترویج کے لیے اکیڈمی پابندی کے ساتھ دوسالہ یا تین سالہ غیر ملکی نمائشوں میں پابندی سے شرکت کرتی ہے اور خود بھی دوسرے ملکوں کے فن پاروں کی نمائش کا اہتمام کرتی ہے۔ بیرونی ملکوں کے فنکاروں کے ساتھ روابط کو مضبوط بنانے کی غرض سے اکیڈمی بھارتی حکومت کے مختلف ثقافتی تبادلہ پروگراموں اور معاہدوں کے تحت دوسرے ملکوں سے فنکاروں کے تبادلہ بھی کرتی ہے۔

للت کلا اکیڈمی آرٹ اداروں اور ایسوسی ایشنوں کو تسلیم شدہ حیثیت عطا کرتی ہے اور ان اداروں اور ریاستی اکیڈمیوں کو ہر سال مالی امداد دیتی ہے۔یہ اپنے ریجنل مراکز کے مستحق نوجوان آرٹسٹوں کو اسکالرشپ بھی دیتی ہے۔یہ اپنے اشاعتی پروگرام کے تحت ہندی اور انگریزی میں بھارتی معاصر آرٹسٹوں کے فن پاروں اور ممتاز مصنفوں اور آرٹ کے ناقدین کی عصری،روایتی، لوک اور قبائلی آرٹس پر لکھی کتابوں پر مونوگراف شائع کرتی ہے۔اکاڈمی ششماہی آرٹ جریدے ''للت کلا کنٹمپریری'' اور'' للت

کلا ایشینٹ'' (انگریزی) اور 'سمکالین کلا' (ہندی) شائع کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اکیڈمی وقتاً فوقتاً بڑی سائز کی رنگ برنگی عصری پینٹنگس گرافکس وغیرہ بھی شائع کرتی ہے۔ اکیڈمی نے ریسرچ اور ڈاکومنٹیشن کا ایک مستقل پروگرام شروع کیا ہے۔ ملک کی خوشحال تہذیبی وراثت کے تحفظ، عروج، افزائش اور اس کے بارے میں بہتر سمجھ پیدا کرنے اور ہندوستانی سماج اور ثقافت کے مختلف پہلوؤں کے سلسلے میں اسکالروں کو عصری، لوک، قبائلی اور روایتی آرٹ میں پروجیکٹ کے لیے بھی مالی امداد فراہم کرتی ہے۔

اسٹیج فنون (پرفارمنگ آرٹس)

موسیقی

کلاسیکی موسیقی کے دو خاص اسکول ہندوستانی اور کرناٹک (Carnatic) زبانی تعلیم کے رواج کے ذریعہ ابھی قائم ہیں موسیقی کی تعلیم اساتذہ اپنے شاگردوں کو زبانی تربیت کے ذریعہ دیتے ہیں۔ اس روایت کے نتیجے کے طور پر، گھرانوں اور سمپردایوں کی شکل میں خاندانی روایتیں بنی ہوئی ہیں۔

رقص

بھارت میں رقص کی ایک قدیم روایت ہے جو دو ہزار سال سے بدستور قائم ہے۔ اس کے موضوعات دیومالائی قصے کہانیوں اور کلاسیکی ادب سے اخذ کیے جاتے ہیں۔ رقص کی دو خاص قسمیں ہیں کلاسیکی رقص اور لوک رقص۔ کلاسیکی رقص کے طریقے قدیم رقص ڈسپلن پر مبنی ہیں اور آج بھی انہی طریقوں پر عمل کیا جاتا ہے ان میں بھرتا نیم، کتھ کلی، کتھک، منی پوری، کچی پڑی اور اوڈیسی اہم ہیں۔ اگرچہ بھارت ناٹیم کی جڑیں تمل ناڈو میں ہیں تاہم اس نے اب کل ہند شکل اختیار کر لی ہے۔ کتھ کلی کیرالا کا مخصوص رقص ہے۔ کتھک کلاسیکی رقص ہے لیکن بھارتی کلچر پر مغلوں کے اثرات کے نتیجے میں اس کو بڑا عروج ملا۔ منی پور نے رقص کی موسیقی ریز طرز ایجاد کی ہے جس کو منی پوری کہا جاتا ہے۔ جب کہ کچی پڑی رقص کی جڑیں آندھرا پردیش میں ہیں۔ اڑیسہ کا رقص اوڈیسی جو پہلے مندر میں کیا جاتا تھا، اب ملک بھر کے رقاص اس کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ لوک اور قبائلی رقصوں کے متعدد طریقے ہمارے یہاں آج بھی رائج ہیں۔

کلاسیکی اور لوک دونوں رقصوں کی موجودہ مقبولیت سنگیت ناٹک اکیڈمی، دیگر تربیتی اداروں اور کلچرل تنظیموں کی مرہون منت ہے۔ اکیڈمی کلچرل تنظیموں کو مالی امداد اور رقص و موسیقی کے مختلف طریقوں کو فروغ دینے کے لیے اسکالروں، رقاصوں اور ٹیچروں کو وظائف، ایوارڈ عطا کرتی ہے۔ کبھی کبھار یا شاذ روایتی طریقوں کی طرف خاص توجہ دی جارہی ہے۔

تھیٹر

بھارت میں تھیٹر اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ رقص اور موسیقی۔ کلاسیکی تھیٹروں کا وجود اب صرف چند جگہوں پر ہے۔ لوک تھیٹر اپنی علاقائی خصوصیت کے ساتھ ہر خطے میں موجود ہیں۔ ملک میں کچھ پیشہ ورانہ تھیٹر بھی ہیں جو خاص طور پر شہروں میں ہیں۔ اس کے علاوہ بھارت میں کٹھ پتلی تھیٹر کی بھی قدیم روایت ہے جن میں چھڑی والی کٹھ پتلیاں اور چمڑے والی کٹھ پتلیاں شامل ہیں۔ ملک میں نیم پیشہ ورانہ اور غیر پیشہ ورانہ تھیٹر گروپ بھی ہیں جو انگریزی اور بھارتی زبانوں میں ڈرامے کرتے ہیں۔

سنگیت ناٹک اکیڈمی

سنگیت ناٹک اکیڈمی 1953 میں قائم کی گئی تھی یہ موسیقی، رقص اور ڈرامہ کی قومی اکیڈمی ہے۔ اس کا مقصد ریاستوں اور رضا کار تنظیموں کے اشتراک سے اسٹیج کے فنون کو ترقی دینا ہے۔ باصلاحیت فنکاروں کے ذریعہ مفت مظاہروں کا اہتمام کر کے اکیڈمی موسیقی رقص اور ڈرامہ میں عوام کی دلچسپی بڑھانے اور بھارتی رقص و موسیقی اور ڈرامہ کے مشترکہ فوائد کے لیے خیال اور تکنیک کے تبادلے پر زور دیتی ہے۔

سنگیت ناٹک اکیڈمی دو تربیتی ادارے چلا رہی ہے۔ دہلی میں کتھک کیندر اور امپھال میں جواہر لال نہرو منی پوری ڈانس اکیڈمی۔ کتھک کیندر کتھک رقص اور موسیقی کی تربیت دیتا ہے۔ جب کہ جواہر لال نہرو منی پوری ڈانس اکیڈمی منی پوری رقص اور متعلقہ آرٹس کی تربیت دیتی ہے۔ دلی میں واقع رویندر رنگ شالہ کا انتظام اور دیکھ بھال اکیڈمی کے ہاتھ میں ہے۔

اکیڈمی اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے میور بھنج کی چھؤ ڈانس طرز اور کیرل کی سیرائی کلی اور کوڈیاٹم طرز میں تربیتی پروگرام میں مدد کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ اکیڈمی متعدد اسکیمیں بھی چلا رہی ہے جن میں تھیٹر ڈائرکٹروں اور روایتی پرفارمنگ آرٹس کے فروغ اور تحفظ میں ریاستی ثقافتی تبادلہ پروگرام، غیر ممالک سے ثقافتی تبادلہ پروگرام اور ان فنون کی بقا کے لیے جن کے ناپید ہو جانے کا خطرہ ہے مالی امداد کی فراہمی شامل ہے۔ اکیڈمی رقص، موسیقی اور ڈرامہ کے میدانوں میں فنکاروں کو سالانہ اعزاز دیتی ہے اور فسٹیول، سیمینار اور ورکشاپ وغیرہ کا اہتمام کرتی ہے۔

نیشنل اسکول آف ڈرامہ

نیشنل اسکول آف ڈرامہ (N.S.D) دنیا بھر میں تھیٹر ٹریننگ کے اداروں میں صف اول کا اور بھارت میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے۔ اسے سنگیت ناٹک اکیڈمی نے 1959 میں قائم کیا تھا۔ 1975 میں یہ خود مختار ادارہ بن گیا جس کی تمام تر مالی ضروریات محکمہ ثقافت پوری کرتا ہے۔ N.S.D کا مقصد تھیٹر کی تاریخ، پیداوار، سائنس، منظر ڈیزائن، لباس ڈیزائن، روشنی کا انتظام اور میک اپ بشمول سبھی پہلوؤں کے بارے میں طلبا کی تربیت کرنا ہے۔ نیشنل اسکول آف ڈرامہ میں تربیتی کورس تین سال کا ہوتا ہے۔ اس کورس میں ہر سال 20 طلبا کا داخلہ پانے کے خواہش مند طلبا کو دو مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ نیشنل اسکول آف ڈرامہ کو ایسوسی ایشن آف انڈین یونیورسٹیز کے ذریعہ تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ اساتذہ کی تقرری کے سلسلے میں ایم۔ اے۔ کی ڈگری کے مساوی مانا جاتا ہے اور پی ایچ ڈی کے لیے رجسٹریشن کا مقصد بھی پورا کیا جا سکتا ہے۔

اسکول کی پرفارمنگ ونگ ریپرٹری کمپنی (ڈراموں کے تیار ذخیرے والی کمپنی) کا قیام 1964 میں عمل میں آیا۔ اس کے قیام کا دوہرا مقصد تھا ایک تو پیشہ ورانہ تھیٹر قائم کرنا اور دوسرے پابندی کے ساتھ تجرباتی کام جاری رکھنا۔ چلڈرن تھیٹر کو فروغ دینے کی سمت بھی نیشنل اسکول آف ڈرامہ کا نمایاں اشتراک رہا ہے تھیٹر ان ایجوکیشن کمپنی (اے سنسکار رنگ ٹولی کے طور پر دوبارہ نام دیا گیا 1989 میں قائم کی گئی تھی جو بچوں کے لیے ڈرامہ تیار کرنے میں سرگرم رہنے، دہلی کے اسکولوں میں گرمائی تھیٹر ورکشاپ کا اہتمام کرنے اور ہفتہ کلب کے ذریعہ بچوں کی حوصلہ افزائی بھی کرتی ہے۔ 1998 سے اسکولی بچوں کے لیے قومی تھیٹر تقریب کا اہتمام کرتا آرہا ہے اسے ''جشن بچپن'' کے نام سے ہر سال منعقد کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کی آزادی کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر 18 مارچ تا 14 اپریل 1999 کو سب سے پہلی قومی تھیٹر تقریب ''بھارت رنگ مہوتسو'' کا اہتمام کیا گیا تھا پہلے بھارت رنگ سے سہولیت کی کامیابی سے تحریک حاصل کرتے ہوئے اسے اب سالانہ بنا دیا گیا ہے۔

محکمہ ثقافت نے مالیاتی سال 2003-2002 سے تھیٹر کے میدان میں فیلوشپ ایوارڈ دینے کی اسکیم کو نیشنل اسکول آف ڈرامہ کو منتقل کر دیا ہے۔ اس اسکیم کے تحت نیشنل اسکول آف ڈرامہ تھیٹر کے فروغ کے لیے نمایاں و ممتاز فنکاروں کو 10 جونیر فیلوشپ اور سینئر فیلوشپ عطا کرے گا یہ فیلوشپ دو سالہ مدت کی ہوگی۔ سینئر فیلوشپ میں ہر مہینے 12 ہزار روپے اور جونیر فیلوشپ میں ہر ماہ 6 ہزار روپے دیے جائیں گے۔

ساہتیہ اکیڈمی

ساہتیہ اکیڈمی ادب کی بھارتی اکیڈمی ہے جس کا مقصد اشاعتوں، تراجم، سیمیناروں، ورکشاپوں، ثقافتی تبادلہ پروگراموں اور ادبی تقریبات کے توسط سے بھارتی ادب کے فروغ کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ 1954 میں قائم ہونے والی ساہتیہ اکیڈمی ایک خودمختار ادارہ ہے، جس کے تمام مصارف محکمہ ثقافت برداشت کرتا ہے۔ اس کا 1956 میں سوسائٹی کی حیثیت سے رجسٹریشن کرادیا گیا تھا۔ ساہتیہ اکیڈمی کا ایک تحریری آئین ہے جو اس کے مختلف پروگراموں کے انعقاد میں رہنمائی کرتا ہے۔ اکیڈمی نے 22 زبانوں کو تسلیم کیا ہے۔ اس کا ایک مشاورتی بورڈ ہے جو ان زبانوں کے دس دس ممبروں پر مشتمل ہے۔ بورڈ متعلقہ زبانوں میں مختلف تقریبات اور اشاعتوں کے بارے میں مشورے دیتا ہے۔ اکیڈمی کے چار ریجنل بورڈ ہیں جو شمال، جنوب مشرق اور مغرب کی زبانوں کے درمیان باہمی روابط کو فروغ دیتے ہیں۔ نئی دہلی میں اس کے صدر دفتر کے علاوہ کلکتہ، ممبئی، بنگلور اور چنئی میں اس کے دفاتر ہیں۔ بنگلور، دلی، ممبئی اور شانتی نکیتن میں چار ترجمہ مراکز ہیں۔ اس کے علاوہ زبانی اور قبائلی ادب کی حوصلہ افزائی کے لیے بڑودہ میں ایک پروجیکٹ آفس اور ایک ہندوستانی ادب آرکائیوز بھی ہے۔ نئی دہلی میں ایک منفرد کثیر لسانی لائبریری ہے۔ بنگلور اور کولکاتہ کے علاقائی دفاتر ہیں جس میں 25 زبانوں کی 1.5 لاکھ سے زائد کتابیں ہیں۔

اکیڈمی کے ذریعہ مصنفین کو جو سب سے بڑا اعزاز عطا کیا جاتا ہے وہ ہے ان کو اپنا فیلو منتخب کرنا۔ یہ اعزاز ''لافانی ادب'' کے لیے محفوظ ہے اور ایک وقت میں 21 لوگوں کے لیے ہوتا ہے اب تک 60 مصنفین کو اس اعزاز کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ ادب میں نمایاں خدمات کے لیے ساہتیہ اکیڈمی نے 806 مصنفین اور 246 مترجمین کو ترجموں کے لیے دیئے جانے والے اپنے انعامات کے ساتھ اعتراف کرتے ہوئے ان کی خدمات کا ادب کے نمایاں اشتراک کے لیے فیلوشپ دی گئی اور علاقائی زبانوں کے لیے 22 بھاشا سمان ایوارڈ بھی عطا کرتی ہے۔ ہندوستان ادب میں نمایاں خدمات انجام دینے والے غیر ملکی اسکالروں کے لیے اعزازی فیلوشپ اور ادبی فنون کے میدان میں پروجیکٹوں پر کام کرنے کے لیے اسکالروں کو سینئر اور جونیر فیلوشپ بھی عطا کی جاتی ہے۔ اکیڈمی 22 زبانوں میں کتابیں شائع کرتی ہے جن میں ایوارڈ جیتنے والی کتابوں کے تراجم، بھارتی ادب کی عظیم شخصیتوں کے خاکے، ادب کی تاریخ، بھارتی اور بیرونی شاہکاروں کے ترجمے، سوانح عمری، ترجموں کے رجسٹر، بھارتی ادیبوں کے بارے میں معلومات اور بھارتی ادب کی انسائیکلو پیڈیا بھی شامل ہے۔ اکیڈمی نے اب تک مختلف سلسلوں میں 3,400 کتابیں شائع کی ہیں۔ اکیڈمی تین جریدے انڈین لٹریچر (پندرہ روزہ انگریزی میں) سمکالین بھارتیہ ساہتیہ (پندرہ روزہ ہندی میں) سنسکرت پرتبھا (چھ ماہی سنسکرت میں) شائع کرتی ہے اکیڈمی پابندی سے ترجمہ کا ورکشاپ بھی منعقد کرتی ہے۔ جنوری تا اکتوبر 2002 کے دوران 22 زبانوں میں تقریباً 119 کتابیں شائع ہوئیں۔

ساہتیہ اکیڈمی ادب، ادب کی تاریخ اور جمالیات کے مختلف موضوعات پر ہر سال متعدد علاقائی، قومی اور بین الاقوامی سیمینار کا انعقاد کرتی ہے۔ اکیڈمی پابندی سے ترجمہ ورکشاپ چلاتی ہے۔

اکیڈمی ہر سال عموماً فروری میں ایک ہفتے کی ''ادبی تقریب'' کا بھی اہتمام کرتی ہے۔ اس کے پاس کئی خصوصی پروجیکٹ ہیں مثلاً قدیم ہندستانی ادب، عہد وسطی کا ہندستانی ادب اور جدید بھارتی ادب تینوں پروجیکٹوں کے بہترین بھارتی مضامین دس

جلدوں پر مشتمل پانچ صدیوں کی بہترین تصانیف ہیں۔ اکیڈمی نے قبائلی ادب کے تراجم اور اشاعت کا ایک پروجیکٹ بھی شروع کیا ہے، جس کا ہیڈکوارٹر وڈودرا میں ہے۔ اکیڈمی نے 100 بھارتی ادب کے شاہکاروں کے ترجموں کی اشاعت کے لیے نیشنل بک ٹرسٹ کے ساتھ ایک مشترکہ پروجیکٹ شروع کیا ہے۔ ایک دوسرا پروجیکٹ بھارتی ادب کا آرکائیوز ہے۔ اس کے قیام کا مقصد فلم، ویڈیو، آڈیو، سی ڈی ایس کے ذریعے بھارتی ادب کے دستاویز تیار کرنا اور ممتاز بھارتی ادیبوں سے وابستہ مخطوطات، تصاویر اور دوسرے ساز و سامان کو محفوظ رکھنا ہے۔

وظائف اور مالی امداد

رقص موسیقی ڈرامہ، پینٹنگ اور ادبی آرٹس کے مختلف میدانوں میں تخلیقی کام کرنے والے فنکاروں کو امداد دینے کی حکومت کے ذریعہ ذیل کی اسکیموں پر عملدرآمد کیا جارہا ہے۔

نئے شعبوں کے لیے فیلوشپ

یہ اسکیم آرٹ اور ثقافت اور اس سے متعلق شعبوں میں جدید تصورات، اصولیات، ٹکنالوجی اور طور طریقوں کی حوصلہ افزائی کے مقصد سے 99-1998 میں شروع کی گئی۔ اس کے تحت اہم موضوعات ہیں: (i) انڈولوجی (ii) ثقافتی معاشیات (iii) تاریخی یادگار کے مقامات کی ساخت اور انجینئرنگ سے جڑے پہلو (iv) علم مسکوکات (سکہ شناسی)، (v) اپی گرافی (علم کتبات)، (vi) گفتار کا سائنسی اور تکنیکی اصول (vii) ثقافت کا معاشرتی رسوم و رواج (viii) ورثہ اور آرٹ و ثقافت سے متعلق اداروں کا منتظمہ۔ (ix) آثار قدیمہ سے متعلق مقامات، مواد، سفالیات (Ceramics) وصات دستکاری وغیرہ میں سائنس اور ٹکنالوجی، فضائی ادراک، اسپیس ٹکنالوجی اور انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق مطالعہ سینئر فیلوشپ کی تعداد (35 تا 65 سال کا عمر گروپ) ہر سال 11 ہے اور اس فیلوشپ کی رقم 12,000 روپے ماہانہ۔ جونیئر فیلوشپ (25 تا 35 سال کا گروپ) کی تعداد 8 ہے اور فیلو شپ کی رقم 6,000 روپے ماہانہ ہے۔ یہ 2003-2002 سے دی جاتی ہے۔ اس فیلوشپ کی مدت دو سال کی ہے۔

03-2002 سے ایمریٹس فیلوشپ اور کمار گندھرو فیلوشپ بند کردی گئی ہے۔ سینئر/ جونیئر فیلوشپ کو قومی اکیڈمیوں یعنی سنگیت ناٹک اکیڈمی، للت کلا اکیڈمی اور نیشنل اسکول آف ڈرامہ کو منتقل کردیا گیا ہے۔

نوجوانوں/ فنکاروں کو اسکالرشپ

اس اسکیم کے تحت 25-18 برس عمر گروپ کے نوجوانوں، ابھرتے فنکاروں کو موسیقی، رقص، پینٹنگ، مجسمہ سازی، ڈرامہ اور روایتی آرٹس میں بھارت کے اندر اعلا تربیت حاصل کرنے کی غرض سے مالی امداد دی جاتی ہے۔ اس اسکالرشپ کی مالیت دو ہزار روپے ماہانہ اور مدت دو برس ہے۔ ہر سال 400 ابھرتے فنکاروں کو اسکالرشپ دی جاتی ہے۔

ثقافتی تنظیموں کو امداد

ثقافتی سرگرمیوں کے فروغ میں مصروف کل ہند سطح کے اداروں کی سرگرمیوں پر ہونے والے مصارف کے لیے جزوی امداد دی جاتی ہے تاکہ وہ ترقیاتی سرگرمیوں کو جاری رکھ سکیں۔ ایسے جن اداروں کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے ان میں تاریخی مطالعات کا انسٹی ٹیوٹ کولکاتہ اور روایتی کلچر کا انسٹی ٹیوٹ چنئی شامل ہیں۔

آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا (اے ایس آئی)

اے ایس آئی کا قیام محکمہ ثقافت (وزارت سیاحت وثقافت) کے ملحق دفتر کے طور پر 1861 میں عمل میں آیا تھا اس کی خاص سرگرمیاں یہ ہیں: ملک میں قدیم یادگاروں رجگہوں کا تحفظ اور ان کو قائم رکھنا، آثار قدیمہ کی تلاش اور کھدائی، یادگاروں کی باقیات کا کیمیائی طریقہ سے تحفظ، یادگاروں کا ڈھانچہ جاتی سروے، پتھروں پر کندہ نشانات کی ریسرچ کا فروغ، میوزیم کا قیام اور ان کی تنظیم اور آثار قدیمہ میں تربیت فراہم کرنا۔ اس، نے سروے نے ملک میں 3,606 یادگاروں کو قومی اہمیت کا حامل قرار دیا ہے جن میں 23 عالمی ورثہ (Heritage) یادگاریں بھی شامل ہیں۔ ASI 5,000 سے زیادہ انفرادی ساختوں کا رکھ رکھاؤ کر رہا ہے۔

میوزیم

میوزیم ہمارے ثقافتی ورثے کا خزانہ ہیں جن کا مقصد تاریخی، تکنیکی اور دوسری اشیا کو حاصل کرنا اور محفوظ رکھنا ہے تاکہ تاریخ کے ریکارڈ کی حیثیت سے انہیں وارثوں کو منتقل کرایا جائے۔ میوزیم اڈیوویژول (Audio-visual) تعلیم کے اہم ذریعہ کے طور پر خدمت انجام دیتے ہیں۔

قومی میوزیم 15 اگست 1949 کو نئی دہلی میں راشٹر پتی بھون کے احاطے میں قائم کیا گیا تھا۔ میوزیم کا 18 دسمبر 1960 کو رسمی طور پر افتتاح کیا گیا تھا۔ شروع میں نیشنل میوزیم میں بہت چھوٹا کلکشن تھا جو آرٹ کی 1000 تخلیقات پر مشتمل تھا۔ اس وقت قومی میوزیم میں مختلف اقسام کے معیاری آرٹ کی دو لاکھ سے زائد ایسی اشیا موجود ہیں جو ہمارے ثقافتی ورثے کے پانچ ہزار برسوں کا احاطہ کرتی ہیں۔

مستقل گیلریوں کی تعداد 26 ہے جن نئی گیلریوں کا اضافہ کیا گیا ہے وہ ہیں: بودھ آرٹ، تنترا آرٹ، لکھنے کے بھارتی طریقوں اور سکوں کے آرائشی آرٹس کا ارتقا مجوراور میسور اسکول پینٹنگ اور جواہرات کی گیلری۔ آج نیشنل میوزیم لائبریری میں قدیم اور قرون وسطی کی تاریخ ازکیالوجی، فنون لطیفہ اور علم الانسان وغیرہ پر 50,490 کتابیں ہیں۔

نہرو میموریل میوزیم اینڈ لائبریری، نئی دہلی: محکمہ ثقافت کے انتظامیہ کنٹرول کے تحت نہرو میموریل میوزیم اور لائبریری نئی دہلی، جواہر لعل نہرو کی زندگی پر شخصی میوزیم ہے۔ اس کی لائبریری ملک کی سوشل سائنس کی لائبریریوں میں اہم مقام رکھتی ہے۔ اس تنظیم کے تحت ذہنی تاریخ، مسودہ، تحقیق، اشاعت اور فن مصوری شعبہ کام کرتے ہیں عصری مطالعاتی مرکز تعمیری سرگرمیوں کی اہم اکائی ہے۔ تحقیقی پروگراموں اور اسکالر کی تحقیقی سہولتوں کی وسعت پر خاصا دھیان دیا جاتا ہے۔

نیشنل کونسل آف سائنس میوزیم، کلکتہ جو محکمہ کلچر کے تحت ایک خود مختار تنظیم ہے۔ مربوط پروگراموں اور سرگرمیوں کے رابطہ طلباء میں خصوصاً اور عوام میں عموماً سائنس اور ٹکنالوجی کو مقبول بنانے کے عمل میں مصروف ہے۔ یہ ادارہ ملک بھر میں سائنس میوزیم مراکز اور پارکوں کی دیکھ بھال کرتا اور ان کا نظم ونسق چلاتا ہے۔ کونسل نے اندرون ملک اور بیرون ملک نمائش کی جانے والی کئی اشیا اور روبوٹ سے چلنے والے ڈائناسور کی تخلیق کی ہے۔ سائنس سٹی اس کا مثالی پروجیکٹ ہے جو کلکتہ کے شہریوں اور کلکتہ کے دورے پر آنے والے ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کے لیے کشش کا باعث ہوگا۔ 150 ایکڑ آراضی پر قائم کیا جانے والا سائنس سٹی دنیا میں سب سے بڑا اور بہترین سائنس سٹی ہوگا۔ کونسل نے ملک بھر کے دیہی اسکولوں میں 305 سائنس مراکز قائم کیے ہیں اور وہ ان مراکز کو ساز وسامان، کتابیں اور تربیتی سہولتیں فراہم کر رہا ہے۔ کونسل گوا میں سائنس مارٹن کا قیام کر رہی ہے جو بحری علم اور انسانی زندگی پر پڑنے والے اس کے اثرات پر زیادہ زور دے گی۔

حکومت نے 1931 میں قائم الہ آباد میوزیم کو 1985 میں قومی اہمیت کا ادارہ قرار دیا تھا۔ یہ میوزیم بھارہت، بھومرا اور جاسوت، مجسموں کے کلکشن اور کوسمی، بھیٹا، جھوسی، پاٹلی پتر، سارناتھ، راجگھاٹ اور اہی چھتر کی پکائی ہوئی مٹی کی مورتیوں (ٹیراکوٹہ) کے کلکشن کے لیے مشہور ہے اس میوزیم میں جواہر لال نہرو کی خودنوشت کا مخطوطہ اور خطوط کی کئی جلدوں سمیت نہرو خاندان کی بطور یادگار بہت سی چیزیں رکھی ہوئی ہیں۔ وجے ورگیا اور بنگال اسکول آف پنٹرس کی پینٹنگس بھی اس کے کلکشن میں شامل ہیں۔ غیر ملکی پینٹروں میں جن کی اس میوزیم میں نمائندگی ہے۔ نکولس رورچ ان کے بیٹے سیٹلو سلاف اور انگاریکا گودندا شامل ہیں۔

لکھنؤ میں قائم ثقافتی املاک کے تحفظ کی قومی ریسرچ لیبوریٹری ایک سائنسی ادارہ ہے جو ثقافتی ورثہ کے تحفظ میں مصروف ہے۔ اس کی سرگرمیوں میں تحفظ کے سامان اور طریقوں میں ریسرچ، آرٹ اشیا کی تکنالوجی اور ساز وسامان کا مطالعہ، تحفظ کے طریقوں کی تربیت اور میوزیموں اور متعلقہ اداروں کو مشورے اور امداد دینا شامل ہیں۔ لیباریٹری کی لائبریری میں تحفظ کے مختلف پہلوؤں پر لٹریچر کا اچھا ذخیرہ ہے یہ دوسرے اداروں کو دستاویز سازی کی سہولت بھی فراہم کرتا ہے۔ لیباریٹری ہر سال تدارکی تحفظ پر ڈائرکٹروں اور کیوریٹروں کے لیے دس روزہ ورکشاپ اور کنزرویٹروں کے لیے چھ مہینے کی تربیت کے کورس کا اہتمام کرتی ہے جنوبی خطے کے لیے میسور میں لیبارٹری کا ایک ریجنل مرکز قائم کیا گیا ہے۔ NRLC، ثقافتی املاک کی بحالی اور تحفظ کے مطالعہ کے لیے بین الاقوامی سنٹر کی کونسل کا معاون ممبر ہے جس کی نمائندگی اس کی کونسل میں ہے۔

نیشنل گیلری آف ماڈرن آرٹ (NSMA) کا قیام 1954 میں محکمہ ثقافت کے تحت خود مختار تنظیم کے طور پر ہوا تھا۔ اس کا خاص مقصد معاصر بھارتی آرٹ کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس کو فروغ دینا ہے۔ گیلری میں تقریباً 1,742 ہم عصر بھارتی آرٹسٹوں کی تقریباً 16,049 تخلیقات ہیں۔ یہاں کی زیادہ تر آرٹ تخلیقات خریدی گئی ہیں اور کچھ تحائف میں ملی ہیں۔ گیلری کے خاص مجموعات میں مصوری، سنگ تراشی یا مجسمہ سازی، نقاشی، اور فوٹوگرافی کی تخلیقات شامل ہیں۔ NSMA اپنے مجموعات کی نمائش کے ساتھ ساتھ ثقافتی تبادلہ پروگرام کے تحت بھی وقتاً فوقتاً نمائشوں کا اہتمام کرتا رہتا ہے۔ اسی نے ان آرٹ ورک کی کئی رنگین نقل بھی بنائی ہیں۔ اس کا مقصد لوگوں میں ماڈرن آرٹ کو سمجھنے اور اسے محسوس کرنے کی لیاقت پیدا کرنا ہے۔ اسی مقصد کو دھیان میں رکھتے ہوئے 1996 میں ممبئی میں قومی ماڈرن آرٹ گیلری قائم کی گئی۔ 2000 میں بنگلور میں بھی گیلری کی ایک شاخ کھولی گئی۔

سالار جنگ میوزیم حیدرآباد 16 دسمبر 1951 کو قائم کیا گیا ہے یہ دنیا بھر کی فنکارانہ تخلیقات کے ذخیرے کا مخزن ہے۔ اس کا نام سابق عظیم خاندان سالار جنگ کے نام پر رکھا گیا ہے، جو فنکارانہ تخلیقات کے جمع کنندگان تھے۔ میوزیم کا زیادہ تر حصہ میر یوسف علی خاں نے حاصل کرلیا تھا جنھیں سالار جنگ سوم کے نام سے جانا جاتا ہے (ان کا عہد 13 جون 1889 سے 1949 تک تھا) اس میوزیم میں ہندوستانی، مشرقِ وسطیٰ، مشرقِ بعید، اور یوروپی آرٹ اشیاء کا ذخیرہ ہے، جو 36 ملکوں کی 50 اسالیب فنون کی نمائندگی کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ میوزیم میں سالار جنگ خاندان کی ایک الگ سے گیلری بچوں کے لیے سیکشن، حوالہ جاتی لائبریری، دارالمطالعہ وغیرہ ہیں اور ریر منواسکرپٹ سیکشن میں عربی، فارسی اور اردو کی 8,550 نایاب مسودے بھی موجود ہیں۔ میوزیم نے 21 گیلریوں کی از سرِ نو تنظیم کے لیے عملی منصوبہ تیار کیا ہے۔

نیشنل آرکائیوز آف انڈیا

بھارت کا قومی آرکائیوز، جس کا آزادی سے قبل تک نام شاہی ریکارڈ شعبہ تھا 11 مارچ 1891 کو کلکتہ میں قائم ہوا تھا لیکن یہ دہلی میں واقع ہے۔ یہ ادارہ بھارتی حکومت اور اس کی پیشرو حکومتوں کی مستقل قدر و قیمت کے تمام قدیم ریکارڈوں کا سرکاری محافظ ہے۔ علاقائی دفتر اور اس کے بھوپال، بھوبنیشور، جے پور، اور پانڈیچری میں ریکارڈ مراکز ہیں۔

اس شعبہ کی اہم سرگرمیاں ہیں (i) سرکاری ایجنسیوں اور ریسرچ اسکالروں کے لیے سرکاری ریکارڈوں تک رسائی کو ممکن بنانا (ii) حوالہ میڈیا کی تیاری (iii) ریکارڈوں کا تحفظ اور ان کی دیکھ بھال کرنا اور اس مقصد کے لیے سائنسی تحقیقات اور جانچ کا بندوبست کرنا (iv) ریکارڈ منتظمہ کے سلسلے میں پروگراموں کا انعقاد (v) ریکارڈوں کے تحفظ کے میدان میں افراد اور اداروں کو تکنیکی امداد فراہم کرنا (vi) آرکائیوز انتظامیہ کا ریکارڈوں کی دیکھ بھال، اور پیشہ ورانہ اور نیم پیشہ ورانہ سطحوں پر ریکارڈوں اور مخطوطات کی مرمت اور تحفظ کے میدان میں تربیت دینا (vii) ہر سال آرکائیوز ہفتہ منا کر ملک میں آرکائیوز سے متعلق بیداری پیدا کرنے کے اقدام کرنا۔

نیشنل آرکائیوز ریاستی آرکائیوز، رضا کار تنظیموں اور دوسرے اداروں کو مالی امداد فراہم کرتا ہے تاکہ دستاویزی ورثہ کو محفوظ اور آرکائیوز سائنس کو فروغ دیا جا سکے۔

علم بحری آثار قدیمہ

بھارت نے گوا میں قومی انسٹی ٹیوٹ آف اوشنو گرافی (بحریات) میں سمندری آثار قدیمہ سینٹر قائم کر کے 1981 میں زیر آب آثار قدیمہ ریسرچ کی شروعات کی۔ اس کا خاص مقصد سمندر میں ڈوبی ہوئی آثار قدیمہ کی جگہوں کے جائزہ اور باقیات سے ماضی کے سمندری سفر کی تاریخ دوبارہ مرتب کرنا ہے۔

1983 سے تقریباً ہر سال قدیم دوارکا کے آبی علاقوں میں آثار قدیمہ کی تلاش کا کام کیا جا رہا ہے۔ چار سے بارہ میٹر گہرے پانی میں دوارکا کی مسلسل چھان بین کے دوران ڈوبی ہوئی پتھر کی متعدد عمارتوں کے ٹکڑوں کی موجودگی کا پتہ چلا ہے۔ 1992 سے 1995 کے دوران کی جانے والی تلاش صرف اس بات پر مرکوز تھی کہ ڈوبی ہوئی دوارکا کی حد بندی کی جائے اور ڈوبے ہوئے ڈھانچوں اور دوسری چیزوں کی مکمل دستاویز تیار کی جائے۔ دوارکا میں لگ بھگ 980,000 مربع میٹر علاقے میں سمدر نرائن مندر کے قریب تین سے بارہ میٹر گہرے پانی کے درمیان آثار قدیمہ کی کھوج کی گئی۔

95-1992 کے دوران سومناتھ کے ساحلی علاقے میں ابتدائی زیر آب کھوج کی گئی۔ دریافت اشیا میں تین سوراخوں والا مثلثی شکل کے پتھر کا لنگر، تین سوراخوں والا ایک میٹر لمبائی کا پتھر کا لنگر اور ایک سوراخ والی گول پتھر کی بنی ہوئی کوئی دوارکا والی شے سے ملتی جلتی چیز شامل ہیں۔

حکومت تامل ناڈو کے محکمہ آثار قدیمہ کے تعاون سے 1991 سے پوم پوہار میں آثار قدیمہ کی تلاش جاری ہے۔ اس سروے کا مقصد موجودہ کاویری ندی کے شمال میں قدیم شہر کاویری، پوم پٹنیم کے ڈوبے حصوں کی حد بندی اور اس مقام پر پھر توجہ مرکوز کرنا جہاں پہلے سروے کے دوران انگریزی لفظ "یو شکل کا ڈھانچہ" نظر آیا تھا۔ اس کے لیے کاویری ندی کے شمال اور اس وقت پوم پوہار گاؤں کے جنوب میں اتھلے پانی میں نزد ساحل کھوج کی گئی۔ پانی کی مختلف گہرائیوں میں تراشے گئے پتھروں کے بلاک پائے گئے۔

23 میٹر گہرے پانی میں اترنے کے بعد یو شکل کے اس ڈھانچے کی موجودگی کا پتہ چلا جو کنڈ انگ کنڈ سے پانچ کیلو میٹر دور سمندر میں نظر آیا تھا۔ یہ ڈھانچہ شمال-جنوب سمت میں واقع ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ ان ڈھانچوں کو انسانی ہاتھوں نے بنایا تھا اور یہ بودھ دور سے تعلق رکھتے ہیں۔

تلاش کے دوران پوم پوہار کے شمال میں کاویری ندی سے نکالی گئی ایک ڈوبی نہر کا پتہ چلا۔ اس نہر کی چوڑائی کہیں 300 میٹر اور کہیں 500 میٹر ہے اور یہ سمندر کی تہہ سے 20 میٹر نیچے دفن ہے۔ اس کی بناوٹ پر غور کرنے پر اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ قدیم سمندری ساحل موجودہ ساحل سے پانچ کیلو میٹر سمندر کی جانب تھا۔

پوم پوہار میں جو جہاز ڈوبا تھا اس کے شکستہ حصے کو دیکھ کر پتا چلتا ہے کہ وہ زمانہ بھارت میں ڈچ حکمرانوں کا تھا۔ جو 1792-93 میں فرانسیسی لوگوں کے خلاف جنگ کے دوران ڈوبا ہوگا۔ ان میں سے دو پر تاج کا نشان بنا ہوا ہے اور اس کے نیچے لفظ ڈی کندہ ہے۔ ڈی کے اوپر تاج کا نشان ان سکوں پر کندہ ہوتا تھا جو ڈچ حکمراں بھارت میں جاری کرتے تھے۔

لکش دیپ کے قریب سمندر میں تلاش کے دوران کوارتی، اندروت اور امنی علاقوں میں کافی تعداد میں لال برتن، لال پالش والے برتن، ہلکے لال رنگ والے برتن، لال اور کالے برتن اور ہلکے پیلے رنگ کے برتن حاصل ہوئے ہیں۔ اندروت کے لوگوں کو مونگیا پتھروں سے بنے بدھ کے دوسر ملے تھے۔ ان میں لال پالش مٹی کے برتنوں کی موجودگی اس بات کی دلالت کرتی ہے کہ ان جزائر میں 500-100 عیسوی میں لوگ آباد تھے۔ لکش دیپ کے سمندر میں چار جہازوں کے جو ملبے پائے گئے ان میں ایک سہیلی پار اور تین مینکوائے کی چوٹی پر تھے۔ پہلے جہاز کے باقیات کے کچھ حصہ ٹینک کے حصہ معلوم ہوتے ہیں جو چند ٹائروں کے ساتھ ایک چوٹی پر ملے تھے۔ سمجھا جاتا ہے یہ کوئی جنگی جہاز تھا جو پہلی یا دوسری جنگ عظیم کے دوران ڈوب گیا تھا۔ جہاز کے دو باقیات چار سے پندرہ میٹر گہرائی پر ملے جنگی لمبائی سو میٹر ہے۔ ان میں ایک کا انجن محفوظ تھا۔ اس کے علاوہ 100 میٹر لمبی لنگر کی زنجیر بھی 15 میٹر گہرائی میں نظر آئی تھی دوسرے جہاز کا انجن ٹوٹ پھوٹ گیا تھا لیکن دو بوائکر بہرحال بہ آسانی دیکھے جاسکتے تھے۔

اوشینالوجی (Oceanology) کے قومی انسٹی ٹیوٹ گوا کے سمندری آثار قدیمہ سینٹر کے زیر آب چارٹوں سے حاصل اطلاعات کی روشنی میں 1987 میں گوا کے قریب گرینڈی جزیرہ میں جہاز کے ملبے کا پتہ لگایا گیا تھا۔ یہ فولاد سے بنے مال بردار جہاز کا ملبہ تھا جس میں کیبن بھی دیکھی جاسکتی تھی اور دروازے بھی۔ یہ 60 میٹر سے زائد لمبا تھا۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ جہاز سمندری طوفان میں پھنس کر ڈوب گیا تھا۔ جہاز کا یہ ملبہ سمندری آثار قدیمہ کے ماہرین کی تربیت کی بنیاد بن سکتا ہے۔

سمندری آثار قدیمہ مرکز نے نومبر 1989 میں مارم گوا کے قریب سمندر میں ابھی کے اتھلے پانی میں ایک تاریخی جہاز کے ملبے کا پتہ لگایا تھا چونکہ یہ ملبہ اتھلے پانی میں دیکھا گیا تھا اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ جہاز کسی چٹان سے ٹکرا کر تباہ ہوا تھا۔ اس میں گرینائٹ کی بڑی بڑی سلیاں ملیں۔ اس کے علاوہ یہاں ایک توپ اور ایک لوہے کا لنگر بھی ملا ہے۔

لائبریریاں

لائبریریاں ہماری تاریخ اور کلچر کی محافظ ہیں۔ غیر رسمی اور مسلسل تعلیم کی جو اسکیم بنائی گئی ہے لائبریری نظام کا فروغ اسی کا ایک حصہ ہے۔ آئینی طور پر لائبریری کا موضوع ریاستی فہرست میں شامل ہے۔ مرکز کے دائرہ اختیار میں صرف وہی لائبریریاں اور ادارے ہیں جن کو اس نے قومی اہمیت کا حامل قرار دیا ہے۔ ملک میں اس وقت 60,000 سے زائد لائبریریاں ہیں۔

نیشنل لائبریری کلکتہ، بھارت میں جو کچھ شائع ہوتا ہے یا بھارتیوں کا تحریر کردہ جو بھی مواد منظر عام پر آتا ہے یا بھارت کے بارے میں جس زبان میں جو کچھ غیر ملکی تحریر کرتے ہیں ان کے مستقل اسٹور ہاؤس کی حیثیت سے کام کرتی ہے کتابوں کی ڈلیوری ایکٹ 1954 کے تحت یہ لائبریری ملکی اشاعتوں کی ایک کاپی پانے کی مجاز ہے۔ اقوام متحدہ کی تمام اشاعتوں کا بھی ذخیرہ اس کے پاس رہتا ہے۔ یہ لائبریری مختلف النوع خدمات انجام دیتی ہے اور مطالعہ کرنے والوں، اسکالروں، وزارتوں، قومی اور بین الاقوامی تنظیموں کو کتابوں کی مفصل فہرست بھی فراہم کرتی ہے۔ اس لائبریری کے ذریعے 86 ملکوں کی 211 لائبریریوں کے ساتھ مبادلہ تعلقات قائم ہو چکا ہے۔

مرکزی حوالہ لائبریری کلکتہ بھارتی قومی کتابوں کی مفصل فہرست کی ترتیب، اشاعت اور فروخت کی ذمہ داری انجام دیتی ہے یہ انگریزی سمیت 14 بھارتی زبانوں میں موجودہ بھارتی پبلیکیشن کا ماہانہ ریکارڈ ہے جو کتابوں کی ڈلیوری ایکٹ 1954 کے تحت نیشنل لائبریری کلکتہ کو موصول کتب، جرائد، رسائل اور اخبارات کی بنیاد پر تیار کیا جاتا ہے۔ ریفرنس (حوالہ) لائبریری

موجودہ بھارتی رسائل و جراید کی چھ اہم زبانوں میں اشاعت کے لیے مضامین منتخب کرنے کی غرض سے ایک سالانہ اشاریہ ''انڈکس انڈیانا'' مرتب کر کے اس کو شائع کرتی ہے۔

ریاستی مرکزی لائبریری تب وجود میں آئی جب مہاراشٹر عوامی لائبریری ایکٹ 1967 کی دفعات کے تحت بامبے ایشیاٹک سوسائٹی سے ریاستی حکومت نے یکم جولائی 1994 کو مرکزی لائبریری کو تحویل میں لیا۔ اب یہ لائبریری لائبریریوں کے ڈائرکٹوریٹ کی نگرانی میں ہے۔ مہاراشٹر میں یہ چوٹی کی لائبریری ہے، جو معلوماتی مواد اور سبھی مطالعاتی مواد کا ایک مستقل جمع مقام ہے۔ اس لائبریری میں تقریباً سبھی زبان میں ہندوستانی اور غیر ملکی مصنفوں کی ہندوستان کے موضوع پر شائع ہونے والے مواد کا ذخیرہ موجود ہے۔ اس لائبریری میں 8 لاکھ سے زیادہ کتابیں ہیں، اس کے علاوہ میگزینوں، نقشوں اور اخباروں کو رکھا جاتا ہے۔

راجا رام موہن رائے لائبریری فاؤنڈیشن 1972 میں قائم ہوا ہے اس وقت سے ملک میں لائبریری خدمات کو فروغ دینے کی کوشش میں مصروف ہے۔ فاؤنڈیشن اس وقت دو طرح کی امدادی اسکیمیں چلا رہا ہے۔ میچنگ (Matching) اسکیم اور نان میچنگ (Non-Matching) اسکیم۔ میچنگ اسکیم کے تحت امداد اس فنڈ سے دی جاتی ہے جو ریاستی حکومت اور فاؤنڈیشن مل کر قائم کرتے ہیں اور اس فنڈ میں دونوں کا حصہ برابر کا ہوتا ہے۔ غیر میچنگ اسکیم کے تحت جو امداد فراہم کی جاتی ہے اس کی پوری رقم فاؤنڈیشن دیتا ہے۔

دہلی پبلک لائبریری دہلی، یونیسکو کی تکنیکی اور مالی امداد سے 1951 میں قائم کی گئی تھی جس نے ترقی کر کے اب میٹروپولیٹن پبلک لائبریری نظام کی شکل اختیار کر لی ہے۔ یہ نظام ایس۔ پی۔ مکھرجی روڈ پر واقع ایک مرکزی لائبریری، سروجنی نگر میں ایک منطقائی لائبریری، پٹیل نگر، لکشمی نگر، قرول باغ، اور شاہدرہ میں تین شاخوں، باز آبادکار کالونیوں میں 23 لائبریریوں 23 ذیلی شاخیں، 6 کمیونٹی لائبریریاں، 7 ریڈنگ روم، جو سماج کے کمزور طبقات میں مطالعہ کا شوق پیدا کرنے کی غرض سے قائم کی گئی ہیں۔ نابینا افراد کے لیے لائبریری کے ساتھ ساتھ 13 موبائل خدمات مراکز کا ایک نٹ ورک بھی ہے۔ دہلی کے مختلف علاقوں میں واقع سب برانچ مرتبے کی تین اسپورٹس لائبریریوں، دو اسپتالوں میں مریضوں کے لیے اور سنٹرل جیل تہاڑ میں قیدیوں کے لیے ایک خصوصی لائبریری، مختلف موسائٹیوں/انجمنوں کے ذریعہ کتابیں جمع کرنے کے 18 مراکز چلائے جا رہے ہیں جب کہ قومی راجدھانی خطہ دہلی کے شہری اور دیہی علاقوں کی خدمات کے لیے 67 گشتی خدمات مراکز ہیں۔ کتابوں کی ڈیلیوری ایکٹ کے تحت دہلی پبلک لائبریری ہر کتاب کی ایک جلد حاصل کرنے کی مجاز ہے۔ اس وقت لائبریری میں 14 لاکھ سے زاید کتابوں کا ذخیرہ ہے۔

سنٹرل سکریٹریٹ لائبریری جو پہلے امپیریل سکریٹریٹ کے نام سے مشہور تھی 1891 میں کلکتہ میں قائم ہوئی تھی۔ 1969 سے یہ لائبریری نئی دہلی میں کام کر رہی ہے۔ لائبریری میں اس وقت 9.5 لاکھ سے زائد کتابیں ہیں۔ لائبریری کا اصل مقصد مرکزی سرکاروں دفاتر یا تنظیموں کے ملازمین، عام قاریوں اور ریسرچ اسکالروں کو حوالہ جات اور ریسرچ کی سہولتیں فراہم کرنا ہے۔ لائبریری کا ہندی اور علاقائی زبانوں کا شعبہ علیحدہ ہے۔ تلسی سدن بہاول پور ہاؤس نئی دہلی میں اور برانچ لائبریری۔ آر۔ کے۔ پورم نئی دہلی میں ہے۔ لائبریری نے کتابیں پڑھنے والوں کو بہتر خدمات فراہم کرنے کے لیے متعدد پبلیکیشن پروجیکٹ شروع کیے ہیں۔

کاپی رائٹ لائبریریاں

کتابوں اور اخبارات کی ڈیلیوری (پبلک لائبریریاں) ایکٹ 1954 کے تحت چار لائبریریاں ملک میں شائع ہونے والی نئی کتابوں اور رسالوں کی ایک ایک کاپی حاصل کرنے کی مجاز ہیں۔ ان میں نیشنل لائبریری کلکتہ، سنٹرل لائبریری ممبئی، کونیمارا پبلک

لائبریری چنئی اور دہلی پبلک لائبریری دہلی شامل ہیں۔ ریسرچ کرنے والوں کے لیے بھی خصوصی لائبریریاں ہیں جو یہ ہیں۔ نہرو میوزیم اور لائبریری نئی دہلی۔ عالمی امور کی بھارتی کونسل نئی دہلی۔ بھارتی اسٹیٹسٹکل انسٹی ٹیوٹ کلکتہ، گوکھلے انسٹی ٹیوٹ پونے تھیوسافیکل سوسائٹی چنئی نیشنل کونسل آف اکنامک ریسرچ نئی دہلی اور انڈین انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن نئی دہلی۔

مخطوطات کی لائبریریاں

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ 1891 میں قائم ہوئی تھی۔ 1969 میں پارلیمنٹ میں قانون بنا کر اسے قومی اہمیت کا ادارہ قرار دیا گیا تھا۔ اس میں عربی اور فارسی، اردو، ترکی، پالی اور سنسکرت کے 20,000 ہزار سے زائد مخطوطات اور 2,000 سے زائد مغل اور راجپوت پینٹنگس کے ذخیرہ کے علاوہ 2,00,000 چھپی ہوئی کتابیں ہیں۔ لائبریری نے ممتاز شخصیتوں کے 1,600 آڈیو اور ویڈیو ٹیپ بھی تیار کیے ہیں۔ لائبریری نے 64 نایاب کتابوں کے تنقیدی اڈیشن بھی شائع کیے ہیں اس نے کچھ وظائف بھی قائم کیے ہیں جن کا مرتبہ یو جی سی کے وظائف کے برابر ہے۔ پی ایچ ڈی اور ڈی لٹ کی ڈگریاں ایوارڈ کرنے کے لیے اس کو سات یونیورسٹیوں نے ریسرچ کے مرکز کے طور پر تسلیم کرلیا ہے۔ خدا بخش لائبریری نے ایک توصیفی سند اور ایک لاکھ روپے پر مشتمل ذی وقار ایوارڈ بھی قائم کیا ہے جس کے تحت ایک لاکھ روپے نقد اور اشتہار دیا جاتا ہے۔

ٹی ایم ایس ایس ایم لائبریری

تنجاور مہاراجہ سرفوجی سرسوتی محل (ٹی ایم ایس ایس ایم) لائبریری تنجاور دنیا کی ان چند قرون وسطیٰ کی لائبریری میں ہے جس کا وجود ابھی تک باقی ہے۔ یہ لائبریریاں ثقافت کے بیش قیمت اسٹور اور علم کے کبھی نہ ختم ہونے والے خزانے کے مماثل ہیں جس کو تنجاور کے مراٹھا اور نائک حکمرانوں نے قائم کیا تھا۔ مدراس حکومت نے اس کو 1918 میں عوامی لائبریری بنادیا اور 9 جولائی 1986 کو تمل ناڈو سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے تحت سوسائٹی کی حیثیت سے رجسٹریشن کردیا گیا۔ اس وقت مرکز اور تمل ناڈو دونوں حکومتیں اس کی دیکھ بھال کرتی ہیں۔ اس لائبریری میں سنسکرت، مراٹھی، تیلگو، تامل اور دوسری زبانوں کے 46,695 مخطوطات کاغذ اور تاڑ کے پتوں دونوں پر محفوظ ہیں۔ چھوٹی پینٹنگس، رنگین ڈرائنگ، اٹلس، نقشے، چارٹ اور نایاب کتابوں کا جو کلکشن ہے اس پر تانجور اسکول آف پینٹنگ کا عکس نمایاں ہے۔ اس کے علاوہ لائبریری میں بھارتی زبانوں کی 54,009 کتابیں بھی ہیں ان میں یورپی زبانوں کی 4,500 نایاب کتابیں بھی شامل ہیں۔ جن کو راجا سرفوجی II نے جمع کیا تھا۔ اس نے غیر شائع شدہ مخطوطات سے 425 سے زائد کتابیں شائع کی ہیں۔

رام پور رضا لائبریری

رام پور رضا لائبریری جو رام پور کے قلعہ میں حامد منزل میں قائم ہے۔ اسے ہندستان میں اسلامی علوم اور فنون کا سمویا ہوا خزانہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس میں تقریباً 75,000 شائع شدہ کتابیں اور 16,000 مخطوطات کا بیش قیمت کلکشن ہے۔ اس کے علاوہ اس لائبریری میں 5,000 چھوٹی پینٹنگس، 2,500 اسلامی خطاطی اور لوہارو کلکشن سے متعلق 3,500 کتابیں بھی موجود ہیں۔

ایشیاٹک سوسائٹی

مشہور ہند پرست سر ولیم جونس (1794-1746) نے 1784 میں ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ قائم کی تھی۔ یہ سوسائٹی ایشیا

میں تاریخ، سائنس، آرٹس اور ادب کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے مقصد سے قائم کی گئی تھی۔ ملک میں تمام ادبی اور سائنسی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے میں اس ادارے کی خدمات سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ اس سوسائٹی نے بھارت میں ادبی اور سائنسی اداروں کے فروغ اور ترقی میں براہ راست یا بالواسطہ ٹھوس تعاون کیا ہے۔ یہ دنیا کی دوسری ایشیاٹک سوسائٹی کے لیے ایک نمونہ تھی۔ 1984 میں اس کے قیام کے دوسو برس مکمل ہونے پر حکومت نے اس کی تاریخی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس سال اسے قومی اہمیت کا ادارہ قرار دیا۔ سوسائٹی کا ایک میوزیم ہے جس میں تیسری صدی قبل مسیح تانبے کی پلیٹیں اور بھارتی تاریخ او رکلچر کے مطالعے کے لیے اہم دستاویزوں اور سکوں کے کلکشن بھی ہیں اس لائبریری میں مختلف زبانوں میں 47,000 مخطوطات بھی ہیں۔ اس میں چھپی کتابوں اور آرکائیوز کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ بھارتی ادب، کلچر، سائنس اور دوسرے علوم کے مطالعہ کے تعلق سے یہ دنیا کے بڑے مراکز میں ایک ہے۔ حال میں سوسائٹی نے دوطرفہ ثقافتی تعلقات قائم کرنے کی غرض سے دنیا کے مختلف ملکوں میں اپنی سرگرمیاں بڑھادی ہیں۔ یونیسکو نے سوسائٹی کے میموری آف دی ورلڈ پروگرام (Memory Of the World Programme) کے لیے اسے دنیا کا بہترین ادارہ منتخب کیا ہے۔ سوسائٹی نے آٹھ جلدوں میں انسائیکلوپیڈیا، ایشیاٹک پروجیکٹ پر بھی کام شروع کردیا ہے۔ تاریخی میٹکاف ہال میں جسے سوسائٹی نے اکوائر کرلیا ہے۔ اس میں ایک نئی آرٹ گیلری بھی کھول دی ہے۔

تبتی اور بودھ مطالعات کے ادارے

حصول آزادی کے بعد تبتی کلچر، فلسفہ اور ادب کے تحفظ کے لیے ملک میں متعدد ادارے قائم کیے گئے ہیں۔ حکومت ان اداروں کو مالی امداد دینے کی اسکیم پر عملدرآمد کررہی ہے۔

وارانسی میں اعلا تبتی مطالعات کی مرکزی انسٹی ٹیوٹ ایک خودمختار تنظیم ہے، جس کو مرکزی حکومت پوری امداد دیتی ہے۔ اس کا قیام تبتی کلچر اور روایات کے تحفظ، تبتی زبانوں میں محفوظ قدیم بھارتی ادب کی بحالی اور سرحدی علاقے کے طلبا کی بودھ مطالعات میں اعلا تعلیم کی سہولتیں فراہم کرنے کے مقصد سے عمل میں آیا تھا۔ یہ انسٹی ٹیوٹ مختلف کورسوں کے لیے طلبا کو تیار کرتا ہے۔ اپریل 1988 سے اس انسٹی ٹیوٹ کو یونیورسٹی کے معیار کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

بودھ مطالعات کا مرکزی انسٹی ٹیوٹ لیہہ بودھ فلسفہ، ادب اور آرٹس میں طلبا کو تربیت دینے کے لیے 1959 میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کا الحاق سمپورنانند سنسکرت وشودیالیہ وارانسی سے ہے۔

گنگٹوک میں قائم تبتی فلسفہ اور کلچر کا سکم ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ایک خودمختار ادارہ ہے جو تبت کے کلچر فلسفہ اور ادب وغیرہ کے مطالعات اور ریسرچ کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اس انسٹی ٹیوٹ نے چھو (CHHO) (تبتی دھرم کے لیے ایک لفظ) میں اور متعلقہ مضامین مثلاً آئیکانوگرافی (iconography) میڈیسن، تاریخ اور علم فلکیات میں ریسرچ کو فروغ دینے میں نمایاں کام کیے ہیں۔ ادارہ ایک سہ ماہی رسالہ ''تبتولوجی'' بھی شائع کرتا ہے۔ اس ادارے کو مرکزی حکومت سے امداد ملتی ہے۔

تبتی تخلیقات اور آرکائیوز کی لائبریری تبتی کتابوں اور مخطوطات کو حاصل کرکے انہیں محفوظ رکھتی ہے۔ دھرم شالہ میں قائم اس لائبریری کی خاص سرگرمیوں میں بودھ فلسفہ اور تبتی زبانوں پر تحقیق اور لکڑی پر ثقافتی اور تھنکا پینٹنگس کی ٹریننگ کی سہولت فراہم کرنا شامل ہے۔

نالندہ میں 1956 میں، نو نالندہ مہاوہار، قائم کیا گیا۔ اس کا مقصد پالی اور بودھ فلسفہ، علم منطق، اور نظریہ علم کے مطالعے کے لیے بین الاقوامی اہمیت کی تعلیم کے لیے ایک رہائشی مرکز کا فروغ کرنا تھا۔ تسلیم شدہ یونیورسٹیوں/اداروں کے گریجویٹوں اور

شرقیہ اسکالروں کو داخلہ دینا اور بودھ مطالعے کے پوسٹ گریجویٹ نصابوں اور ریسرچ میں تربیت دینا اور انہیں اکیڈمک ایوارڈ، فیلوشپ اور وظائف دینا، پالی، سنسکرت اور دیگر زبانوں سے بودھ کتابوں کا ترجمہ اور اشاعت کرنا اور بودھ ادب وغیرہ کے لیے لائبریری کا قیام۔

اینتھروپولوجیکل (انسانیاتی) سروے آف انڈیا

یہ ادارہ جو دسمبر 1945 میں قائم ہوا تھا۔ وزارت کلچر کے تحت ایک سائنسی ریسرچ تنظیم ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر کلکتہ میں اور ملک کے مختلف حصوں میں سات ریجنل مراکز، ایک سب ریجنل مرکز اور آٹھ فیلڈ اسٹیشن ہیں جس میں نئی دہلی میں کیمپ آفس بھی شامل ہے۔ اپنے زمانہ قیام سے علم الانسان اور متعلقہ علوم میں سائنسی ریسرچ کی ایک بنیادی تنظیم کی حیثیت سے ملک میں انسان کی ارتقا کی مکمل اور جامع بایو کلچرل تحقیق کے میدان میں اس ادارے کا قابل رشک ریکارڈ ہے۔ اینتھروپولوجیکل سروے آف انڈیا نے دسویں منصوبے کے منظور شدہ تحقیق پروجیکٹوں پر کام شروع کردیا ہے جس میں شامل ہیں: سیاحت کی ثقافتی جہات، ہندوستان میں اتحاد مذاہب کا مطالعہ، ہندوستان میں عام نظام خواجگاہ، نوعمروں کی نشوونما اور قدیم کنکال پنجروں کا ڈی این اے مطالعہ اور عصری آبادی۔

اندرا گاندھی راشٹریہ مانو سنگرا ہالیہ

اندرا گاندھی راشٹریہ مانو سنگرا ہالیہ بھوپال، جس نے بھارت پر مخصوص توجہ کے ساتھ عالمی تناظر میں بنی نوع انسان کی ایک مربوط کہانی کے واضح اظہار کے لیے خود کو وقف کر رکھا ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل تین وسیع میدانوں سے متعلق حالات و واقعات کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔ (i) انسانی ارتقا اور تبدیلی (ii) قبل تاریخ اور مابعد تاریخ عہد میں کلچر اور سوسائٹی (iii) عصری ثقافتیں۔ یہ اوپن ایر نمائشوں کا اہتمام کرتا ہے، جس میں قبائلیوں کا رہن سہن، ساحلی مواضعات میں زندگی، ریگستانی مواضعات میں زندگی کے ماحولیاتی نظام کی جھلک ملتی ہے۔ سنگرا ہالیہ کی حدود عمارت میں ملے راک شیلٹرس پر تاریخی اور ماقبل تاریخی آرٹ پینٹنگس ابھاری گئی ہیں۔ اس کھلی ہوا میں قائم نمائش کا نام ''راک آرٹ وراثت'' ہے۔ یہاں وقتاً فوقتاً خصوصی نمائشوں کے لیے اقامتی سہولتیں موجود ہیں۔ سنگرا ہالیہ ایک اقامتی میوزیم کو بھی فروغ دے رہا ہے۔ یہاں چلائے جارہے دیگر پروگراموں میں بشریاتی علم سے متعلق قومی ورثہ کی اشیاء کا تحفظ، تحقیقی پروجیکٹ چلانا اور ثقافتوں کی ملٹی میڈیا دستاویز سازی کرنا شامل ہے۔

یہاں ریسرچ اور فیلڈ پروجیکٹ، ہندوستانی سماج اور ثقافت کے مختلف پہلوؤں کو بخوبی سمجھنے، ان کی فلاح اور ملک کے خوشحال ثقافتی ورثے کے تحفظ کے لیے آڈیو، ویڈیو، فوٹو، سنیما اور متنی دستاویزی کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔

ثقافت کا فروغ

مرکز برائے ثقافتی وسائل و تربیت

حکومت نے تربیت اور ثقافتی وسائل کا مرکز ایک خود مختار تنظیم کی حیثیت سے مئی 1979 میں قائم کیا تھا۔ اس کا صدر دفتر نئی دہلی میں ہے اس کے دو ریجنل مراکز حیدرآباد اور اودے پور میں ہیں۔

اس سینٹر کا ایک خاص مقصد یہ ہے کہ بھارت کے علاقائی کلچروں کی بہتات کے بارے میں طلبا میں مفاہمت اور بیداری پیدا کر کے نظام تعلیم میں نئی جان ڈالی جائے اور ان معلومات کو تعلیم سے مربوط کردیا جائے۔ یہ تعلیم کو کلچر سے جوڑنے اور تمام ترقیاتی

پروگراموں میں کلچر کی اہمیت سے طلبا کو واقف کرنے پر بھی خاص زور دیتا ہے۔ اس کا ایک اور اہم مقصد ملک بھر سے آنے والے زیر ملازمت ٹیچروں کے لیے مختلف طرح کے تربیتی پروگراموں کا اہتمام کرنا ہے۔ اس کے علاوہ طلبا اور اساتذہ میں ماحولیاتی آلودگی کے مسئلہ کو حل کرنے میں ان کے رول اور قدرتی اور کلچرل ورثہ کے تحفظ کے بارے میں ان کو خاص طور پر واقف کرایا جاتا ہے۔ ان مقاصد کی تکمیل کی غرض سے مرکزی حکومت ملک بھر میں اساتذہ منتظمین اور طلبا کے تربیتی پروگراموں کا اہتمام کرتی ہے۔ سینٹر غیر ملکی اساتذہ اور طلبا کے لیے بھارت آرٹ پر تعلیمی پروگرام اور آرٹ اور دستکاری میں پریکٹکل ٹریننگ فراہم کرنے کے لیے مختلف سرگرمیوں مثلاً ڈرامہ اور موسیقی کے ورکشاپ بھی منعقد کرتا ہے۔

سینٹر، کلچرل ٹیلنٹ سرچ اسکالرشپ اسکیم پر 1982 سے عملدرآمد کر رہا ہے۔ اس اسکیم کے تحت 10 سے 14 برس عمر گروپ کے بچوں کو خواہ وہ تسلیم شدہ اسکولوں میں پڑھ رہے ہوں یا پرفارمنگ آرٹس سے وابستہ کنبوں سے تعلق رکھتے ہوں، مختلف ثقافتی میدانوں میں ان کی صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے اسکالرشپ دی جاتی ہے۔ یہ اسکالرشپ 20 برس کی عمر تک یا یونیورسٹی ڈگری کے پہلے سال تک دی جاتی ہے۔ ہر سال لگ بھگ 300 اسکالرشپ دی جاتی ہیں۔ اس کے آغاز سے مارچ 2001 تک 5,258 طلباء کو ایسی اسکالرشپ دی جا چکی ہیں۔ مرکز نے اساتذہ کے لیے سالانہ ثقافتی وسائل و تربیت انعام شروع کیا ہے۔ ہر سال تعلیم و ثقافت کے میدان میں بہترین کام کرنے والے اساتذہ کو یہ انعام دیے جاتے ہیں۔ اگست 2002 میں 20 اساتذہ کو CCRT ٹیچر ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔

منطقائی ثقافتی مراکز

منطقائی ثقافتی مراکز کے قیام کا مقصد ہے علاقائی حدود سے نکل کر ثقافتی رشتوں کو استوار کیا جانا۔ ان مراکز کا ایک تصور یہ بھی ہے کہ مقامی کلچروں کے تئیں بیداری پیدا کی جائے اور یہ بتایا جائے کہ کس طرح یہ منطقائی شناختوں میں مدغم ہو کر بھارت کے گنگا جمنی کلچر کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

اس اسکیم کے تحت سات منطقائی ثقافتی مراکز پٹیالہ، کولکاتہ، تھنجاور، ادے پور، الہ آباد، دیماپور اور ناگپور میں قائم کیے گئے ہیں۔ ان مراکز کے ذریعہ ایک ریاست اپنے ثقافتی تعلقات کے مطابق ایک سے زیادہ ثقافتی مراکز کی سرگرمیوں میں شامل ہو جاتی ہے۔ علاقائی مراکز کا میل ملاپ اس کی خاص پہچان ہے۔

رام کرشن مشن انسٹی ٹیوٹ آف کلچر

کولکاتہ میں واقع رام کرشن مشن انسٹی ٹیوٹ آف کلچر نظریات، معلومات اور تعلیم کو فروغ دینے کے عمل میں مصروف ہے۔ قومی اور بین الاقوامی سطحوں پر ثقافتی سرگرمیوں میں مصروف ہونے کے علاوہ انسٹی ٹیوٹ تعلیم اور تربیت کے کئی اسکول بھی چلا رہا ہے۔

اندرا گاندھی نیشنل سنٹر برائے آرٹس

اندرا گاندھی نیشنل سینٹر برائے آرٹس (IGNCA) ایک اہم قومی ادارہ ہے جو فنون اور ثقافت کے علوم کے حصول کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ اسے آنجہانی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی کی یاد میں 1985 میں قائم کیا گیا تھا اس کی سرگرمیاں مختلف النوع ہیں جسے تحقیق، اشاعت ترتیب، دستاویز سازی، نشر و اشاعت اور نٹ ورکنگ اور ہندوستان میں یہ فنون سے متعلق معلومات کے ایک بڑے ذخیرے کے طور پر ابھر رہا ہے۔ یہ مرکز ایک طرف فنون اور معلومات حاضرہ کے نظاموں اور دوسری

طرف مختلف فنون کے درمیان تخلیقی اور تنقیدی بحث کے لیے ایک فورم فراہم کرنے کے ذریعہ فنون کو قدرتی اور انسانی ماحول میں قائم کرنا چاہتا ہے۔

آرٹس، علوم انسانی اور ثقافتی وراثت کے بارے میں قومی ڈیٹا بنک قائم کرنے کے لیے اسے ایک مرکزی ایجنسی کا درجہ دیا گیا ہے۔ اس کی اپنی ایک اہم حوالہ لائبریری، دستاویزی مواد بشمول سمعی ربصری مواد، مودات سلائیڈیں فوٹو گراف اور فنکارانہ تخلیقات ہیں کلچرل انفار میٹکس لیب ایک ایسی اہم شروعات ہے جس میں فنون سے متعلق سبھی شعبوں میں مختلف ذرائع کے استعمال کے لیے ملٹی میڈیا اور ڈیجیٹل ٹکنالوجی کے ذریعہ ایک مربوط طریقہ کار استعمال میں لایا جاتا ہے۔ موٹے طور پر کلچرل انفار میٹکس لیب (CIL) کی سرگرمیوں کو تین زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے ڈیجیٹائزیشن، ویب سے آراستہ ڈیجیٹل لائبریری اور سی ڈی روم رڈی وی ڈی روم پروجیکٹ۔

صدسالہ اور سالانہ تقریبات

بھارتی حکومت کی اہم سرگرمیوں میں ایک سرگرمی کا تعلق ان ممتاز بھارتی شخصیتوں کی صدسالہ تقریبات کا اہتمام کرنا ہے جنہوں نے ملک کی تاریخ اور زندگی پر انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ ایسی تقریبات کے موقع پر حکومت ایک قومی کمیٹی کی تشکیل کرتی ہے جو صدی سال کے دوران سال بھر چلنے والے پروگراموں کا خاکہ تیار کرتی ہے۔ ان پروگراموں میں عام طور پر قومی سیمناروں کا اہتمام، مجسموں کی تنصیب، یادگاری ڈاک ٹکٹ اور سکے جاری کرنا، نمائش اور دوسری تقریبات شامل ہوتی ہیں۔ محکمہ کلچر رجسٹرڈ رضا کار تنظیموں کو بھی مالی امداد دیتا ہے تاکہ وہ ان سرکردہ شخصیتوں کی صدسالہ تقریبات منا سکیں جن کی صدسالہ تقریبات کا اہتمام حکومت نے نہیں کیا تھا۔

گاندھی اسرتی اور درشن سمیتی

محکمہ ثقافت نے 1984 میں گاندھی اسرتی اور درشن سمیتی قائم کی تھی۔ اس کا قیام خاص طور پر قومی یادگار جہاں گاندھی نے جام شہادت نوش کیا تھا اور جواب گاندھی اسرتی کے نام سے مشہور ہے اور راج گھاٹ پر تصویروں کی مستقل نمائش جواب گاندھی درشن کہلاتی ہے کو برقرار رکھنے اور اس کی دیکھ بھال کرنے کے لیے عمل میں آیا تھا۔ گاندھی درشن 1969 میں گاندھی جی کے صد سالہ یوم پیدائش پر عالم وجود میں آیا تھا۔ یہ ادارہ گاندھی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور قومی یک جہتی پر کئی کتابیں شائع کر چکا ہے۔ یہ ایک سہ ماہی نیوز لیٹر شائع کرتا ہے اور سالانہ گاندھی میموریل لکچر کا اہتمام کرتا ہے جس میں بھارت اور بیرون ملک کے دانشور شرکت کرتے ہیں۔

نئی دہلی میں 30 جنوری مارگ پر واقع گاندھی اسرتی اب قومی یادگار ہے۔ اس میں گاندھی جی کی زندگی کے آخری 144 دنوں کی یادیں محفوظ ہیں جواب قومی ورثہ کا حصہ بن چکی ہیں۔ گاندھی درشن، گاندھی جی پر ایک جامع نمائش پیش کرتا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد انسٹی ٹیوٹ آف ایشین اسٹڈیز

ایشیائی مطالعات کا مولانا ابوالکلام آزاد انسٹی ٹیوٹ، مولانا ابوالکلام آزاد کی حیات اور کارناموں اور 19 ویں صدی کے وسط سے ایشیا میں سماجی، ثقافتی، سیاسی اور معاشی تحریک کے مطالعہ کے لیے تربیت اور تحقیق کا مرکز ہے۔ اس انسٹی ٹیوٹ کی ایک لائبریری بھی ہے جس میں کتابوں، اخبارات، تصاویر، جدید بھارت کی سیکولر روایات اور 19 ویں صدی کے اہم واقعات سے

متعلق اہم مواد بھی موجود ہے۔ انسٹی ٹیوٹ نے مولانا ابوالکلام آزاد کی سابق رہائش گاہ پر ایک نجی میوزیم بھی قائم کیا ہے جو ممتاز لیڈر اور مفکر کی حیثیت سے مولانا آزاد کی حیات اور کارناموں کو اجاگر کرتا ہے۔

گاندھی امن انعام

مہاتما گاندھی کے 125 ویں یوم پیدائش یعنی 2 اکتوبر 1994 کو بھارتی حکومت نے دنیا بھر میں گاندھیائی افکار ونظریات کی اہمیت کو فروغ دینے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے بین الاقوامی گاندھی امن ایوارڈ قائم کیا تھا۔ یہ ایوارڈ نقد ایک کروڑ روپے ایک توصیفی سند اور یادگاری لوح پر مشتمل ہے۔ انعام دینے کا فیصلہ وزیراعظم کی سربراہی میں پانچ رکنی جیوری کرتی ہے۔ پہلا گاندھی امن انعام، تنزانیہ کے سابق صدر ڈاکٹر جولیس کے نیریرے کو 1995 میں دیا گیا تھا۔

تقاریب ہند (Festivals of India)

تقاریب ہند کی شروعات ہندوستانی ثقافت کی خوشحال وراثت اور اس کی عصری حرکیت کی جھلک پیش کرنے کے مقصد سے کی گئی تھی۔ اس سے دوسرے ملکوں کی تقاریب جوابی طور پر ہندوستان میں منعقد کرنے کے ذریعے ثقافتی تعلقات کو مزید مضبوطی فراہم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ان تقاریب سے دوسرے ممالک کے لوگوں کو ہندوستان کے بارے میں مزید معلومات فراہم ہوتی ہیں اور اس طرح آپسی تفہیم و میل جول کا ایک بہتر ماحول پیدا ہوتا ہے۔ آج کے دور میں ٹکنالوجی، کامرس اور سیاحت وغیرہ جیسے مختلف شعبوں میں باہمی تعاون، اوّلین شرط ہے۔

1982 سے منعقد ہورہا فیسٹیول آف انڈیا اب تک برطانیہ، ریاست ہائے متحدہ امریکا، فرانس، یو ایس ایس آر، جاپان، سویڈن، جرمنی، چین اور تھائی لینڈ میں منعقد ہو چکا ہے۔ اسی طرح سابق یو ایس ایس آر، جاپان، فرانس، چین، تھائی لینڈ اور سویڈن نے ہندوستان میں اپنی تقاریب کا انعقاد کیا۔

6۔ بنیادی اقتصادی اعداد وشمار

ہمارا ملک قدرتی وسائل اور افرادی قوت سے مالا مال ہے۔ لیکن ان کا بھرپور استعمال نہیں ہو پایا ہے۔ جب کہ ان کے بہتر استعمال کے قومی امکانات ہیں۔ بھارتی معیشت میں زراعت کا اثر سب سے نمایاں ہے۔ پچھلی دہائی میں زراعت کے میدان میں اہم تبدیلی دیکھنے میں آئی ہے۔ ہماری قومی آمدنی کا تقریباً ایک تہائی حصہ زراعت اور اس سے منسلک صنعتوں سے حاصل ہوتا ہے اور ملک میں موجود قوت مزدوری کا تقریباً دو تہائی حصہ زرعی کاموں میں مصروف ہے۔ 1947 سے ملک کی معیشت میں تنوع پیدا کرنے کے لیے قومی سطح پر کوششیں کی جارہی ہیں۔

وزارت منصوبہ و پروگرام عمل درآمد کے تحت شعبہ شماریات ملک میں سرکاری شماریاتی طرز کا اعلی ادارہ ہے۔ یہ شعبہ ہندوستانی شماریاتی خدمت عاملہ کے کنٹرول کا اختیار بھی رکھتا ہے۔ یہ بھارتی شماریاتی ادارہ، جو کہ قومی اہمیت کا خود مختار اور رجسٹرڈ سائنسی ادارہ ہے، کا انتظامی شعبہ بھی ہے۔ اس شعبے میں مرکزی شماریاتی ادارہ (C.S.O) قومی سیمپل سروے تنظیم (NSSO) کمپیوٹر مرکز اور تنخواہ دکھانہ دفاتر شامل ہیں۔

مرکزی شماریاتی تنظیم

مرکزی شماریاتی تنظیم، شماریاتی معیاروں کی تشکیل اور انہیں بنائے رکھنے، قومی اکاؤنٹ سے متعلق کاموں، صنعتی شماریات، دستی کام نہ کرنے والے شہری ملازموں کے لیے صارف قیمت اشاریوں، معاشی شمار اور سروے، دفتری شماریات سے متعلق معاملوں میں قومی اور بین قومی ایجنسیوں سے تال میل کے لیے ذمہ دار ہے۔ قومی شماریاتی تنظیم کی صدارت ایک ناظم اعلی کرتا ہے۔ یہ تنظیم دہلی میں قائم ہے۔ صنعتی اعداد وشمار سے جڑے اس کے کاموں کا بڑا حصہ کلکتہ میں پورا کیا جاتا ہے۔

قومی اور فی کس آمدنی

قومی آمدنی کی تعریف کے مطابق قومی آمدنی عام طور سے ملک میں رہنے والے شہریوں کے ذریعے پیداواری ذرائع سے حاصل آمدنی ہے، جس میں سے بلاواسطہ ٹیکس گھٹائے نہ گئے ہوں۔ یہ خالص قومی پیداوار کی پیداواری لاگت کے برابر ہوتی ہے۔ جدول 6.1 میں رواں قیمتوں اور 94-1993 کی قیمتوں کی بنا پر قومی آمدنی اور فی کس آمدنی ظاہر کی گئی ہے۔ جدول 6.2 میں چالو قیمتوں پر قومی پیداوار اور اس سے متعلق اعداد وشمار دیئے گئے ہیں۔ جدول 6.3 میں پبلک سیکٹر کی کارگزاریاں پیش کی گئی ہیں اور جدول 6.4 میں 94-1993 سے آخری ذاتی صرف خرچ، خالص گھریلو بچت اور تشکیل اصل کے اعداد وشمار دیئے گئے ہیں۔

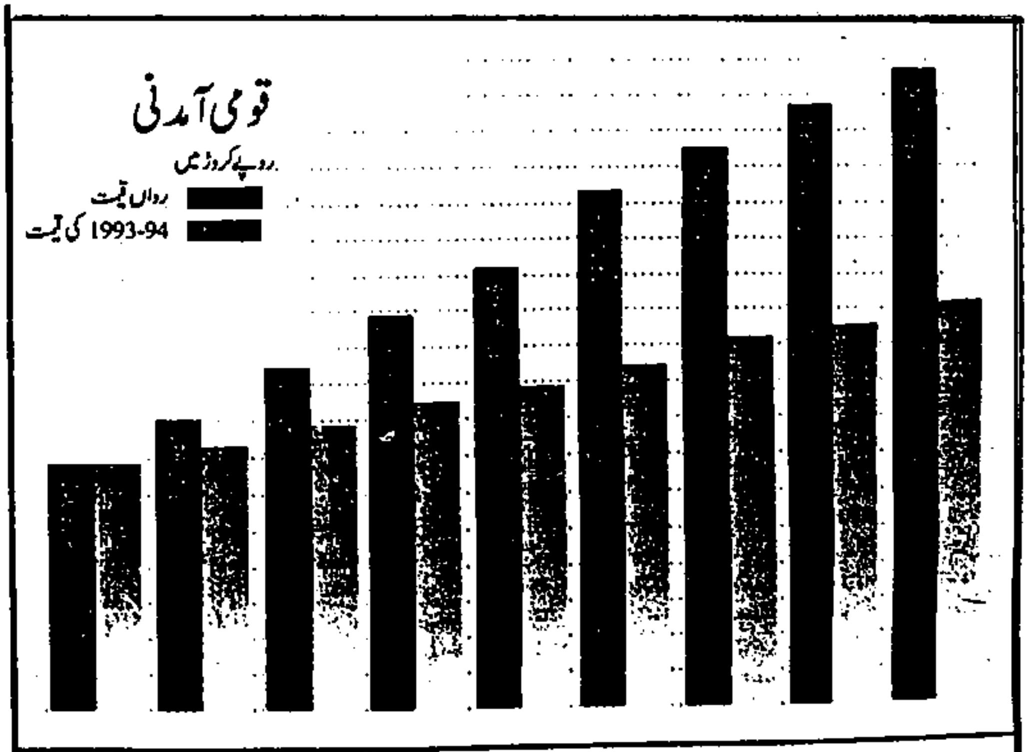
قومی آمدنی
روپے کروڑ میں
رواں قیمت
1993-94 کی قیمت

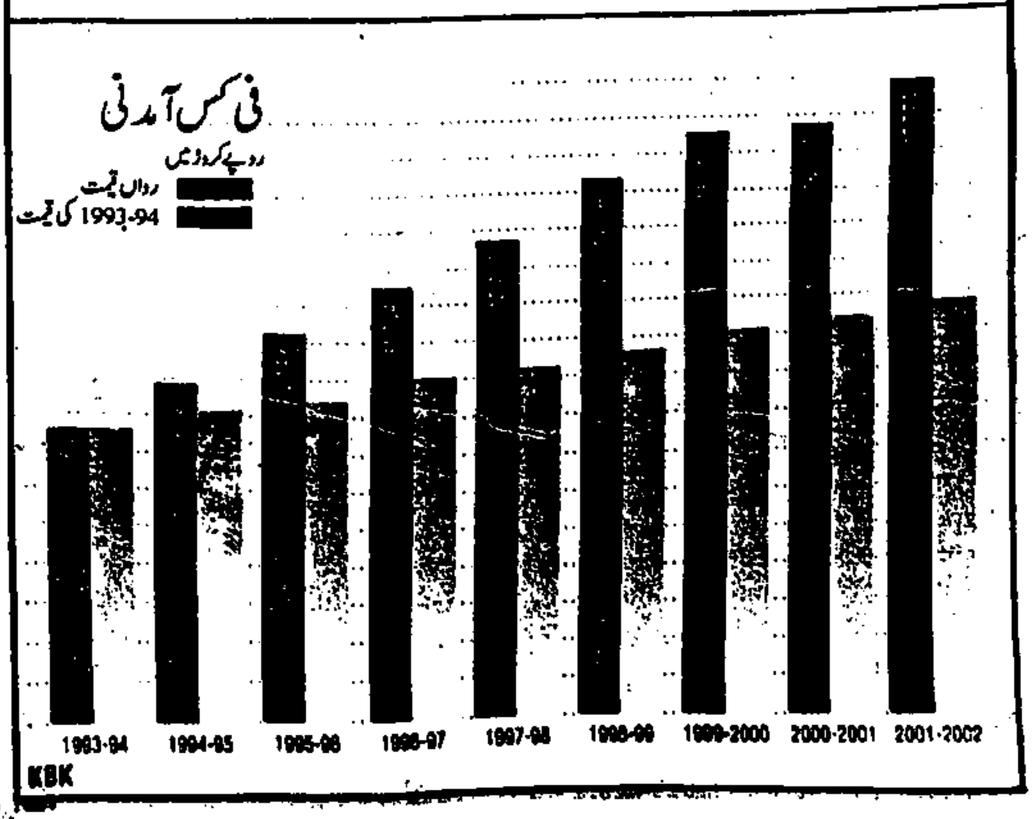
فی کس آمدنی
روپے کروڑ میں
رواں قیمت
1993-94 کی قیمت
1993-94
1994-95
1995-96
1996-97
1997-98
1998-99
1999-2000
2000-2001
2001-2002
KBK

اقسام کارکن

2001 کی مردم شماری کے لیے آبادی کو اہم کارکنوں (تو بڑے صنعتی درجوں میں منقسم) حاشیائی کارکنوں اور غیر کارکنوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ابھی تک جاری کیے گئے اعداد وشمار میں تمام کارکنوں کو اصل کارکن و حاشیائی کارکن میں ذیلی طور پر منقسم کیا گیا ہے اور شہری و دیہی علاقوں کے اصل کارکنوں کو ایک مارچ 2001 تک 4 اصل زمروں میں منقسم کیا گیا ہے انہیں جدول 6.5 میں ظاہر کیا گیا ہے۔ منظم سیکٹر کے روزگار کو جدول 12.6 میں پیش کیا گیا ہے۔

بے روزگاری

روزگار دفاتر کے رواں رجسٹر میں درج افراد کی تعداد کچھ حد تک بے روزگاری کے میلان کی جانکاری دیتے ہیں۔ روزگار دفاتر زیادہ تر شہری علاقوں میں ہوتے ہیں۔ ان دفاتر میں سبھی بے روزگار اپنے نام کا اندراج نہیں کرواتے۔ اس کے علاوہ پہلے سے روزگار میں لگے کچھ افراد بہتر ملازمت حاصل کرنے کی غرض سے اپنے نام ان دفاتر میں رجسٹرڈ کرواتے ہیں۔ 1991-2000 کی مدت کے لیے رجسٹریشن، خالی اسامیوں، امداد ملازمت اور روزگار کے آرزومند افراد سے متعلق تفصیل کو جدول 6.7 میں ظاہر کیا گیا ہے۔

قومی سیمپل سروے تنظیم

قومی سیمپل سروے تنظیم (NSSO) 1950 میں قائم کی گئی تھی۔ اس کا کام قومی آمدنی اور متعلقہ اعداد وشمار، بالخصوص معیشت کے غیر منظم سیکٹروں کے بارے میں اندازہ لگانے و منصوبہ بنانے اور حکمت عملی تیار کرنے کے لیے جامع سروے کرنا ہے۔ 1970 میں سروے کے مختلف پہلوؤں کو ایک جگہ کرکے شعبہ شماریات کے تحت قومی سیمپل سروے تنظیم کی تنظیم نو کی گئی ہے۔ اس کی رہنمائی ایک گورننگ کونسل کرتی ہے۔ جسے اعداد وشمار یکجا کرنے، ان کا تجزیہ کرنے اور NSS ڈاٹا کی اشاعت میں آزادی وخودمختاری حاصل ہے۔ کونسل میں غیر سرکاری صدر کے علاوہ ہندوستانی شماریاتی انسٹی ٹیوٹ کے دو ماہرین شماریات، یونیورسٹیوں، تحقیقی اداروں اور نجی تنظیموں کے تین ماہرین معاشیات/ ماہر سماجیات اور شماریات و نفاذ پروگرام کی وزارت کے سینئر شماریاتی افسران یعنی مرکزی شماریاتی تنظیم کے ڈائرکٹر جنرل، کمپیوٹر مرکز اور قومی سیمپل سروے تنظیم کے چار ڈویژنوں کے سربراہ قومی سیمپل سروے تنظیم کے ڈائرکٹر جنرل اور چیف ایگزیکٹیو افسر (DG & GEO) کونسل کے ممبر سکریٹری ہوتے ہیں۔

قومی سیمپل سروے تنظیم کا صدر اعلی انتظامی افسر ہوتا ہے۔ جو تنظیم کی سبھی سرگرمیوں کا انتظام اور ان کی نگرانی کرتا ہے۔ اس کے تین اہم شعبے ہیں (i) سروے خاکہ اور شعبہ تحقیق (ii) فیلڈ آپریشن ڈویژن اور (iii) ڈاٹا پروسیسنگ ڈویژن (iv) کوآرڈی نیشن اور پبلی کیشن ڈویژن ہر ایک ڈویژن کا سربراہ ایک ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل ہوتا ہے۔ جس کی مدد کے لیے کافی تعداد میں جوائنٹ ڈائرکٹر اور دیگر امدادی افسر وکارکن ہوتے ہیں۔

قومی سیمپل سروے تنظیم کا سروے خاکہ اور تحقیق ڈویژن کا صدر مقام کلکتہ میں ہے۔ جب کہ فیلڈ آپریشن ڈویژن کا صدر مقام دہلی میں ہے۔ جس کے تمام ملک میں 47 علاقائی اور 118 ذیلی علاقائی دفاتر سمیت 6 زونل تربیتی مراکز لکھنؤ، کلکتہ، ناگپور، بنگلور، جے پور اور گوہاٹی میں قائم ہیں۔ ڈاٹا پروسیسنگ ڈویژن کا صدر مقام کلکتہ میں ہے اور دہلی، گریڈیہہ، ناگپور، کلکتہ، احمد آباد،

اور بنگلور میں اس کے ڈاٹا پروسیسنگ مراکز ہیں۔ دہلی میں واقع CPD (ارتباط و پبلیکیشن ڈویژن) کے ڈائرکٹر جنرل اور چیف ایگزیکیٹو افسر کے سکریٹریٹ کے طور پر کام کرتا ہے۔

سماجی۔معاشی سروے کا یہ موضوعی پروگرام ایک واضح سائیکل کے حساب سے چلایا جاتا ہے، جس کی مدت 10 سال ہوتی ہے۔صارف خرچ، روزگار اور بے روزگاری، سماجی صرف (صحت، تعلیم وغیرہ) غیر منظم سیکٹر میں مال تیار کرنے والوں اور خدماتی سیکٹر انٹر پرائزز کا سروے پانچ سال میں ایک بار کیا جاتا ہے۔ جب کہ اراضی، مویشی قرض اور اصل کاری جیسے موضوعات کا سروے 10 سال میں ایک بار کیا جاتا ہے۔اس لیے 10 سالہ وقت میں سے پہلے سے مقررہ موضوعات پر سروے کے لیے نو سال دیے جاتے ہیں۔ جب کہ اعداد و شمار کا استعمال کرنے والوں کی مانگ پوری کرنے کے لیے حالات حاضرہ کی دلچسپی کے خاص موضوعات کا سروے کرنے کے لیے بقیہ ایک سال ''کھلے دور'' (دو مکمل سالانہ دور اور دو نصف سالانہ دور) کی شکل میں رکھے جاتے ہیں۔خاص سروے کے ساتھ ہی ہر ایک دور میں تھوڑا سا نمونہ لے کر صارف اخراجات، روزگار اور بے روزگاری کے بارے میں بھی ڈاٹا اکٹھے کیے جاتے ہیں۔

قومی سیمپل سروے تنظیم کا 57 واں دور سروے (جولائی 2002-2001) خدماتی سیکٹر (تجارت اور مالیات کو چھوڑ کر) کے غیر منظم انٹر پرائز ز کے اقتصادی اور عملی خصوصیات کے اعداد و شمار اکٹھا کرنے کے لیے تھا۔قومی سیمپل سروے تنظیم کا 58 واں دور (جولائی 2002 تا دسمبر 2002) سروے صارف اخراجات اور روزگار، بے روزگاری کے علاوہ معذوری، رہایشی حالت گاؤں میں سہولیات، اور جھونپڑیوں کی تفصیلات کے بارے میں تھا۔

قومی نمونہ سروے تنظیم کا 59 واں دور سروے (جنوری تا دسمبر 2003) اراضی، مال مویشی، قرض اور سرمایہ کاری پر ہے۔ وزارت زراعت کی طرف سے 59 ویں دور کے ساتھ کسانوں کی حالت کے بارے میں صورت حال کا جائزہ لیا گیا۔قومی نمونہ سروے کے 60 ویں دور میں (جنوری تا جون 2004 میں) صارف اخراجات، روزگار اور بے روزگاری کے علاوہ غیر صحت مندانہ کیفیت پر بھی کیے جانے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔

قومی نمونہ سروے تنظیم کے سروے نتائج رپورٹ کی شکل میں شائع کیے جاتے ہیں۔اب تک 480 رپورٹیں تیار کی جا چکی ہیں۔قومی نمونہ سروے کی رپورٹیں فروخت کے لیے دستیاب ہیں۔قومی نمونہ سروے تنظیم کے ششماہی تکنیکی رسالہ ''سرویکشن'' میں رپورٹوں کا خلاصہ شائع کیا جاتا ہے۔قومی نمونہ سروے کے مختلف سروے کے توثیق شدہ اکائی سطح کے اعداد و شمار میکنیٹک میڈیا (CD-ROM) پر بھی معمولی قیمتوں پر دستیاب ہیں۔

قومی نمونہ سروے تنظیم اعداد و شمار کو اکٹھا کرنے کے ایکٹ 1953 (مرکزی ضوابط 1959) کے قانونی اہتمام کے تحت صنعتوں کا سالانہ سروے بھی کرتا ہے۔اس کے تحت وہ بھی کارخانے آجاتے ہیں جو کارخانہ ایکٹ 1948 کی دفعہ 2m(i) اور 2m(ii) کے تحت مندرج ہیں اور وہ سبھی بیڑی اور سگار اکائیاں آتی ہیں جو بیڑی اور سگار ورکرس (روزگار کی شرائط) ایکٹ 1966 کے تحت رجسٹرڈ ہوئی ہیں۔

زراعتی شماریات کے میدان میں قومی سیمپل سروے تنظیم کا رول ریاستوں کے فصل تخمینے کا سروے کرنے کے لیے تکنیکی رہنمائی فراہم کرنا اور ریاستی سرکاروں کے ذریعے فصل سے متعلق جو اعداد و شمار یکجا کیے جاتے ہیں، ان کے معیار پر برابر نظر رکھنا ہے فصلوں کے اعداد و شمار میں اصلاح کی اسکیم کے ذریعہ۔

قومی نمونہ سروے تنظیم صارف قیمت اشاریہ تیار کرنے کے لیے باقاعدہ طور پر ہر ماہ 603 گاؤں اور 59 شہری مراکز کے چنے ہوئے بازاروں کی چنندہ دکانوں اور فروخت مراکز سے ضروری اشیا کو دیہی خردہ قیمتوں کے اعداد وشمار یکجا کرتا ہے۔

قومی نمونہ سروے تنظیم شہری علاقے میں اول مرحلے کی اکائیوں کو نمونہ ڈھانچہ فراہم کرانے کے لیے شہری ڈھانچہ سروے (UFS) کرتا ہے۔ یہ پانچ سال کے دور میں کیا جاتا ہے۔ اس طرح 102 سال کی مدت میں دوبار جدید کاری کی جاتی ہے۔

قیمتیں

تھوک قیمتوں کے اشاریہ نمبر کی نئی سیریز (اساس 100=1994-1993) یکم اپریل 2000 میں شروع ہوئی۔ ان سیریزوں میں 435 چنندہ چیزیں شامل ہیں۔ جب کہ پرانی سیریز (اساس100=1982-1981) میں 447 چیزیں شامل تھیں۔ پرانی سیریز میں جہاں 2,371 پیش کردہ نرخ شامل تھے، وہیں نئی سیریزوں میں قیمتوں کے 1,918 پیش کردہ نرخ لیے گئے ہیں۔

جدول 6.8 میں 1995-1994 سے 02-2001 تک سبھی اشیا اور چنندہ گروپوں/ ذیلی گروپوں اور تین اہم گروپوں یعنی (1) ابتدائی اشیا (2) ایندھن، بجلی، روشنی اور لبری کینٹ اور (3) تیار مال کے تھوک قیمتوں اشاریہ نمبر (100=94-1993) دیے گئے ہیں۔

صارف قیمتیں

جدول 6.9 میں صنعتی مزدوروں کے لیے 1992-1991 سے 03-2002 تک کے صارف قیمت اشاریے کو پیش کیا گیا ہے۔ جدول 6.10 میں 92-1991 سے 03-2002 تک کے شہروں میں دستی کام نہ کرنے والے مزدوروں کے کل ہند اور کچھ چنے ہوئے مراکز کے صارف قیمت اشاریے دیے گئے ہیں۔

معاشی شمار اور سروے

مرکزی شماریات تنظیم (C.S.O) نے مستقبل کے سروے کے لیے بہتر ڈھانچہ اور بنیادی اطلاعات فراہم کرنے کے لیے 1977 میں اپنے نوعیت کی پہلی ملک گیر معاشی شمار انجام دی اس شمار میں یہ اطلاع حاصل کرنے کی کوشش کی گئی: غیر زرعی کاروباروں یعنی جو باقاعدہ طور پر کم سے کم ایک شخص کو روزگار دیتے ہوں، کا احاطہ کرتے ہوئے غیر زرعی معیشت کے غیر منظم سیکٹر میں ڈاٹا خلا کو ختم کرنے کے لیے غیر زرعی کاروباروں کی تقسیم، روزگار وغیرہ جس کی ضرورت موثر نمونہ کاری ڈیزاین کے لیے ہوتی ہے۔

پہلی معاشیات شماری کے بعد دو سیمپل سروے ہوئے۔ ان میں سے ایک 79-1978 میں غیر منظم مصنوعاتی پیداوار کے بارے میں اور دوسرا 80-1979 میں تجارت، نقل وحمل، ہوٹل اور ریستوران، اسٹور اور گودام میں رکھی اشیا اور خدمات سے متعلق تھا۔

دوسری معاشی شمار 1981 کی مردم شماری سے متعلق مکانوں کی فہرست بنانے کے ساتھ 1980 میں کیا گیا تھا اس کا دائرہ عمل وسیع تھا اور اس میں سبھی قسم کے انٹر پرایزز کا احاطہ کیا گیا تھا جیسے (a) خود مالکانہ والے انٹر پرایزز (b) غیر ڈائرکٹری ادارے (NDA)، (c) ڈائرکٹری ادارے غیر زرعی سیکٹر میں فصل پیداوار اور باغان کو چھوڑ کر۔ اطلاعات کی مدوں میں شامل ہیں، انٹر پرایز کے محل وقوع، کام کی فطرت، ملکیت کی قسم، مالک کا سوشل گروپ اور کل تعداد اور کاروبار میں عام طور پر کام کرنے والے

جدول 6.1- پیداواری لاگت پر قومی اور فی کس آمدنی

(کروڑ روپے)

مد	1994-1995	1995-1996	1996-1997	1997-1998	1998-1999	1999-2000	2000-01	2001-02
حاصل لاگت پر خالص قومی پیداوار (کروڑ روپے میں) رواں قیمتوں پر	8,05,981	9,41,861	10,93,961	12,24,946	14,15,093	15,64,142	17,02,454	18,64,292
1993-94 کی قیمتوں پر	7,34,358	7,87,809	8,52,085	8,91,085	9,48,581	10,07,769	10,50,177	11,15,157
فی کس خالص قومی پیداوار، رواں قیمت پر	8,857	10,149	11,564	12,707	14,396	15,626	16,707	17,978
1993-94 کی بنیاد پر	8,070	8,489	9,007	9,244	9,650	10,068	10,306	10,754
خالص قومی پیداوار کا اشاریہ نمبر رواں قیمتوں پر	118	137	159	179	206	228	246	272
1993-94 کی بنیاد پر قیمتیں	107	115	124	130	138	147	153	163
خالص قومی پیداوار کا اشاریہ نمبر								
1993-94 کی بنیاد پر رواں قیمتوں پر	115	132	150	165	187	203	217	234
1993-94 کی قیمتوں پر	105	110	117	120	125	131	134	140
رواں قیمتوں پر	9,03,975	10,59,787	12,30,464	13,76,943	15,83,159	17,46,501	19,00,310	20,81,350
1993-94 کی بنیاد پر قیمتیں	8,24,816	8,86,961	9,59,360	10,05,945	10,70,774	11,36,840	11,86,246	12,57,043
کل لاگت پر مجموعی قومی پیداوار (کروڑ روپے میں) کا	118	138	160	179	206	227	247	271
1993-94 کی قیمتوں کی بنیاد پر اشاریہ نمبر	107	115	125	131	139	148	154	163

جدول 6.2 قومی آمدنی اور دیگر میزانوں میں تعلق (رواں قیمتوں پر)

(کروڑ روپے میں)

مد	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000	2000-01	2001-02
A۔قومی آمدنی (حاصل لاگت پر خالص قومی پیداوار)	8,05,981	9,41,861	10,93,961	12,24,946	14,15,093	15,64,142	17,02,454	18,64,292
B۔بالواسطہ ٹیکس	1,21,067	1,42,400	1,62,622	1,71,141	1,85,125	2,21,578	2,40,852	2,62,520
C۔امدادی رقم	25,355	27,659	37,960	38,742	42,267	46,585	54,278	60,484
D۔بازار قیمت پر خالص قومی پیداوار (A+B+C)	9,01,693	10,56,602	12,18,623	13,57,345	15,57,951	17,39,135	18,89,028	20,66,328
E۔ باقی دنیا سے دیگر منتقلی کو شامل کر کے	25,416	22,112	43,968	43,764	43,242	53,132	58,412	57,281
F۔نجنان (قابل صرف) کے لائق خالص قومی آمدنی (D+E)	9,27,109	10,78,714	12,62,591	14,01,109	16,10,193	17,92,267	19,47,440	21,23,609
G۔بیرونی ممالک سے خالص پیداواری آمدنی جوڑ کر	-13,083	-13,484	-13,082	-13,205	-14,968	-15,431	-17,414	-12,663
H۔بازار قیمت پر خالص گھریلو پیداوار (D-G=F-G-E)	9,14,776	10,70,086	12,31,705	13,70,550	15,72,919	17,54,566	19,06,442	20,78,991
I۔حاصل لاگت پر اصل گھریلو پیداوار (H-D-L)	8,19,064	9,55,345	11,07,043	12,38,151	14,30,061	15,79,573	17,19,868	18,76,955
J۔حکومت کے انتظامی محکمات کی جائداد میں اضافہ اور کمپنیوں کی آمدنی گھٹا کر☆	12,486	12,482	15,590	14,279	15,651	22,729	17,190	15,011
K۔غیر محکمہ جاتی کاروباروں کی آمدنی گھٹا کر	6,711	8,075	10,728	15,986	22,020	23,234	14,797	23,995
L۔نجی سیکٹر کی گھریلو پیداوار میں اضافے سے آمدنی (I-J-K)	7,99,867	9,34,788	10,80,725	12,07,886	13,92,390	15,33,610	16,87,881	18,37,949
M۔سرکاری قرض پر سود جوڑ کر	46,180	49,354	58,241	64,109	77,877	93,329	1,16,158	1,34,557
N۔حکومت کے انتظامی محکمات کی موجودہ منتقلیوں کا جوڑ کر	29,428	33,477	34,736	39,078	44,512	52,880	58,986	68,450
O۔نجی آمدنی (L+M+N+-E-G)	8,87,808	10,26,247	12,04,588	13,41,632	15,43,053	17,17,520	19,04,023	20,85,574
P۔نجی کارپوریٹ سیکٹر کی بچت گھٹا کر غیر ملکی کمپنیوں کی برقرار آمدنی	14,632	32,483	28,711	25,660	21,443	35,655	30,657	30,421
Q۔کارپوریشن ٹیکس	13,822	16,487	18,567	20,016	24,529	30,692	29,587	32,714
R۔نجی آمدنی (o-P0Q)	8,59,354	9,77,277	11,57,310	12,95,956	14,97,081	16,51,173	18,43,779	20,22,439
S۔لوگوں کے بلاواسطہ ٹیکس	16,384	20,907	24,344	37,193	28,317	32,273	45,212	59,778
T ۔سرکاری انتظامی محکمات کی متفرق رسیدوں کو گھٹا کر-2	8,206	7,179	5,425	5,621	6,937	6,972	7,739	8,093
U۔نجنان کے لائق نجی آمدنی-2	8,34,764	9,49,191	11,27,541	12,53,142	14,61,827	16,11,928	17,90,828	19,54,568

1۔ریلوے اور مواصلات کے محکموں میں ہوئی بچت شامل ہے۔

2۔دستیاب اعداد وشمار کے ذریعہ ادا کی گئی فیس، جرمانے وغیرہ کی رقم کو الگ الگ کرنا ممکن نہیں ہے۔اس وجہ سے نجنان کے لائق نجی آمدنی اس حد تک کا تخمینہ ہے۔

جدول 6.3 پبلک سیکٹر کی کارکردگی
(موجودہ قیمتوں پر)

(کروڑ روپئے میں)

مد	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000	2000-01	2001-02
(1) کل گھریلو پیداوار	9,17,058	10,73,271	12,43,546	13,90,148	15,98,127	17,61,932	19,17,724	20,94,013
پبلک	2,34,395	2,70,129	2,97,443	3,52,518	4,06,640	4,40,236	4,59,635	5,03,606
نجی	6,82,663	8,03,142	9,46,103	10,37,630	11,91,487	13,21,696	14,58,089	15,90,407
(2) مجموعی گھریلو بچت	2,51,463	2,98,747	3,17,261	3,52,178	3,74,931	4,66,640	4,91,761	5,49,963
پبلک	16,845	24,065	22,917	20,255	-17,169	-20,049	-48,022	-57,662
نجی	2,34,618	2,74,682	2,94,344	3,31,923	3,92,100	4,86,689	5,39,783	6,07,625
(3) مجموعی گھریلو پونجی تشکیل (غیر تطبیقی)	2,36,784	3,15,179	2,97,862	3,43,712	3,72,209	4,58,262	4,73,621	5,15,088
پبلک	88,206	90,977	96,187	1,00,653	1,14,545	1,34,484	1,34,025	1,45,082
نجی	1,48,578	2,24,202	2,01,675	2,43,059	2,57,644	3,23,778	3,39,596	3,70,006
(4) حتمی صرف اخراجات	7,72,790	8,94,613	10,49,378	11,53,860	13,53,444	15,22,665	16,23,921	17,87,865
پبلک	1,08,639	1,28,816	1,45,725	1,72,189	2,14,033	2,51,109	2,64,563	2,94,971
نجی	6,64,157	7,65,797	9,03,653	9,81,671	11,39,411	12,71,556	13,59,358	14,92,894
پبلک سیکٹر کے اشتراک کا								
1- مجموعی گھریلو پیداوار	25.6	25.2	23.9	25.4	25.4	25.0	24.0	24.0
2- مجموعی گھریلو بچت	6.7	8.1	7.2	5.8	-4.6	-4.3	-9.8	-10.5
3- مجموعی گھریلو تشکیل اصل	37.3	28.9	32.3	29.3	30.8	29.3	28.3	28.2
4- حتمی صرف اخراجات	14.1	14.4	13.9	14.9	15.8	16.5	16.3	16.5

جدول 6.4 نجی صرف، بچت اور سرمایہ تشکیل

سال	گھریلو بازار میں آخری نجی صرف اخراجات (کروڑ روپے میں)		گھریلو بازار میں فی کس آخری نجی صرف اخراجات (روپیوں میں)		خالص گھریلو بچت (کروڑ روپے میں)	خالص بچت کی شرح (فی صد)	خالص گھریلو سرمایہ تشکیل (کروڑ روپے میں)		سرمایہ تشکیل کی شرح (فی صد)	
	موجودہ قیمت پر	1993-94 کی قیمت پر	موجودہ قیمت پر	1993-94 کی قیمت پر	موجودہ قیمت پر	موجودہ قیمت پر	موجودہ قیمت پر	1993-94 کی قیمت پر	موجودہ قیمت پر	1993-94 کی قیمت پر
1994-95	6,64,157	6,01,481	7,298	6,610	1,53,469	16.8	1,65,362	15,32,424	18.1	18.4
1995-96	7,65,797	6,38,938	8,252	6,885	1,80,821	16.9	2,01,601	1,71,863	18.8	19.2
1996-97	9,03,653	6,89,566	9,552	7,289	1,80,758	14.7	1,98,496	1,61,160	16.1	16.8
1997-98	9,81,671	7,07,285	10,183	7,337	2,00,181	14.6	2,22,483	1,74,198	16.2	17.4
1998-99	11,39,411	7,52,440	11,591	7,655	2,06,865	13.2	2,24,955	1,68,778	14.3	15.9
1999-2000	12,71,556	7,97,653	12,703	7,969	2,84,281	16.2	3,06,269	2,21,088	17.5	19.4
2000-01	13,59,358	8,18,636	13,340	8,034	2,93,905	15.4	3,06,882	2,09,140	16.1	17.7
2001-02	14,92,894	8,66,911	14,396	8,360	3,32,905	16.0	3,28,033	2,13,834	15.8	17.2

افراد کی تعداد۔ اس شمار کے مطابق ملک میں آسام کو چھوڑ کر دیہی علاقوں میں 1 کروڑ 84 لاکھ کا رانداز ہ تھے جس میں 5 کروڑ 36 لاکھ لوگ برسر روزگار تھے۔ ان میں ایک کروڑ 69 لاکھ (58.4%) دیہی علاقوں میں غیر زرعی سرگرمیوں میں لگے تھے۔ اس شمار کے ڈھانچے اور اطلاع پر مبنی تین اور سروے کیے، پہلا 94-1993 میں ہوٹل، ریستوراں، نقل وحمل، ذخیرہ اندوزی، گودام اور خدمات پر، دوسرا سروے 85-1984 غیر منظم مال تیار کرنے والوں کا کیا گیا اور تیسرا 86-1985 میں تھوک اور خردہ تجارت پر کیا گیا۔ اس کے علاوہ قومی سیمپل سروے تنظیم نے جولائی 1984 تا جون 1985 کے دوران اور جولائی 1989 تا جون 1990 کے دوران مال تیار کرنے والوں اور مرمت کا کام کرنے والے اپنی ملکیت والے انٹر پرایئز، غیر ڈائرکٹری اداروں کا سروے کیا اور اکتوبر 1984 تا ستمبر 1985 کے دوران اور اکتوبر 1989 سے ستمبر 1990 کے دوران DME کا سروے کیا گیا۔ 1980 کے شمار کے نمونہ ڈھانچے کو 88-1987 میں 64 شہروں میں تجدید کاری کی گئی۔

1991 میں جموں وکشمیر کو چھوڑ کر ملک کی تمام ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں جو مردم شماری کرائی گئی۔ اس سے قبل مکان شماری کے ساتھ 1990 کی تیسری اقتصادیات شماری بھی کی گئی۔ 1990 کی اقتصادیات شماری کے ڈیٹا کی جدول سازی وعمل کاری کا کام شعبہ شماریات کے مرکز کے ذریعے کیا گیا ہے۔ 1990 کی اقتصادیات شماری کیلیے جو بنیادی ڈھانچہ تیار کیا گیا تھا، اس کی اساس پر 93-1992 میں مابعد سروے کرائے گئے جو کان کنی اور پتھر کوئلہ نکالنے اسٹور وگودام سیکٹر سے متعلق تھے اور 1994 میں جنوری سے ستمبر تک ہوٹل وریستوران، نقل وحمل کے بارے میں سروے کرائے جاچکے ہیں سال 97-1996 کے دوران ایک دوسرا مابعد سروے منظم کاروباری اداروں پر کیا گیا۔ اس کے علاوہ غیر منظم سیکٹر کے اپنی ملکیت میں مال تیار کرنے اور مرمت کرنے والے، مال تیار اور مرمت کرنے والے غیر ڈائرکٹری ادارے اور ڈائرکٹری مال تیار کرنے والے اور مرمت کرنے والے اداروں کا پہلا مربوط سروے قومی نمونہ سروے تنظیم کے 51 ویں قومی نمونہ سروے دور کے دوران کیا گیا۔ سال 1990 کے اقتصادی شماریات (بشمول جموں وکشمیر) کے نتیجوں کے مطابق ملک میں 2.5 کروڑ کاروباری ادارے تھے جن میں سے 2.27 کروڑ غیر زراعتی سیکٹروں میں تھے ان میں جن 7.21 کروڑ لوگوں کو روزگار ملے تھے ان میں سے 4.02 کروڑ بھاڑے پر کام کرنے والے مزدور تھے 1.77 کروڑ کاروباری اداروں میں مستقل طور پر ایک بھی بھاڑے پر کام کرنے والا مزدور نہیں تھا اور ان کو عام طور پر فیملی ممبروں کے ذریعہ ہی چلایا جارہا تھا۔

چوتھی اقتصادی شماری 99-1998 میں جملہ ریاستوں/مرکزی علاقوں میں متعلقہ ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے اقتصادی اور شماریات کے ڈائرکٹوریٹ کے تعاون کے ساتھ کی گئی۔ مختصر وقفے کے ساتھ قائم سیریز بنانے کے لیے اسے مردم شماری سے الگ رکھا گیا۔ یہ رپورٹ مرکزی شماریاتی تنظیم کے ذریعہ جاری کی گئی ہے۔ یہ وزارت کی ویب سائٹ (http:mosn.nic.in) پر دستیاب ہے۔ 32 ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں ریاستی سطح پر رپورٹ جاری کی گئی ہے۔

ان نتیجوں کے مطابق 3 کروڑ 3 لاکھ 50 ہزار کاروباری اداروں میں سے 2 کروڑ 68 لاکھ 70 ہزار کاروباری ادارے غیر زرعی شعبوں میں تھے۔ ان میں عام طور پر کام کرنے والے 8.33 کروڑ مزدوروں میں 4 کروڑ 32 لاکھ 90 ہزار مزدوری پر کام کرنے والے مزدور تھے۔ 2.138 کروڑ کاروباری ادارے بھاڑے پر کام کرنے والے مزدوروں کے بغیر پابندی سے کام کررہے تھے۔ اس شمارے میں سبھی انٹر پرایئز یعنی ڈائرکٹری ادارے (DE) غیر ڈائرکٹری (NDE) اور خود ملکیت والے انٹر پرایئز۔ اسی تسلسل میں سروے کے طور پر غیر منظم مال تیار کرنے والوں پر قومی نمونہ سروے تنظیم کے 56 ویں دور کے دوران سروے کیا گیا۔ اس سروے میں 1998 کے معاشی شمار کا استعمال طبقات بندی کے لیے کیا گیا اور پہلے مرحلے کی یونٹ کے انتخاب میں ڈھانچے کے طور پر گاؤں اور بلاکوں کی فہرست کا استعمال کیا گیا۔

پانچواں معاشی شمار 05-2004 کے دوران کرانے کی تجویز ہے۔ مجوزہ شمار کرنے کی تجاویز تیاری کے مرحلے میں ہے۔ اس سروے کے دائرہ عمل، احاطہ، تصور، تعریفیں اور شیڈول جس کے لیے تشہیر کی جائیگی، اس کو حتمی شکل دینے کے لیے تکنیکی صلاح کار کمیٹی تشکیل کرنے کا نوٹیفکیشن 04-2003 کی سہ ماہی میں جاری کیے جانے کا امکان ہے۔

صنعتوں کا سالانہ سروے

ہندوستان میں صنعتی اعداد وشمار (ASI) ہندوستان میں صنعتی شمار کا خاص ذریعہ سالانہ سروے ہے۔ معروضی اور حقیقی طریقے سے اندازہ لگانے اور تشخیص کرنے کے لیے یہ اعداد وشمار سے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے۔ ان معلومات کا استعمال ترقیاتی شرح میں تبدیلی، مال تیار کرنے والے تنظیمی سیکٹر کی بناوٹ اور ساخت اس مال تیار کرنے کے طریقوں، مرمت سے متعلق خدمات، بجلی کی پیداوار و ترسیل، بجلی، گیس، پانی کی فراہمی اور کولڈ اسٹوریج میں کیا جاتا ہے۔ یہ سروے ہر سال اعداد وشمار کو یکجا کرنے کے ایکٹ 1953 کے قانونی دفعات کے تحت کیا جاتا ہے۔ صنعتوں کا سالانہ سروے اروناچل پردیش، میزورم اور سکم اور مرکز کے زیر انتظام علاقے لکش دیپ کو چھوڑ کر پورے ہندوستان میں کیا جاتا ہے یہ کارخانہ ایکٹ 1948 کی شق (zm(i اور (zm(ii کے تحت مندرج سبھی کارخانوں پر لاگو ہوتا ہے۔ بیڑی اور سگار مزدور (روزگار کی شرائط) ایکٹ 1966 کے تحت مندرج ترسیل و تقسیم میں لگے سبھی بجلی انڈر ٹیکنگ جو مرکزی بجلی مقتدرہ میں مندرج ہیں ASI کے تحت آتے ہیں۔ بھلے ہی اس میں کتنے ہی ملازم کیوں نہ کام کرتے ہوں بعض خدمات اور سرگرمیاں جیسے کہ کولڈ اسٹوریج، پانی کی فراہمی، موٹر گاڑیاں اور دیگر پائیدار صارف اشیا جیسے گھڑیاں وغیرہ اس سروے کے تحت آتی ہیں۔ دفاعی ادارے، تیل کے اسٹوریج اور تقسیم کے ڈپو۔ ریستوراں، ہوٹل، کیفے اور کمپیوٹر خدمات اور تکنیکی تربیتی ادارے اس سروے کے دائرہ اختیار کے باہر ہیں۔ صنعتوں کی سالانہ سروے کے تحت جو اعداد وشمار اکٹھا کیے جاتے ہیں ان کا تعلق ہوتا ہے: پونجی، روزگار اور تنخواہ، ایندھن اور لبریکنٹ کی کھپت، کچا مال اور دیگر ماحصل/ ماحصل، اضافی قدر، محنت کاروبار، غیر حاضر باشی، محنت کی لاگت، مالکوں کے ذریعہ اپنے ملازمین کے لیے مکانوں کی تعمیر اور کارخانوں/صنعتی اداروں کی دیگر خصوصیات۔ فیلڈ ورک NSSO کے فیلڈ آپریشن کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ مرکزی شماریاتی تنظیم اعداد وشمار ڈاٹا کی پراسسنگ کرتا ہے اور نتائج کو شائع کرتا ہے۔

صنعتوں کے سالانہ سروے کے جدید ترین نتائج کی جھلک: صنعتوں کے سالانہ سروے کے 2000-1999 فیکٹری سیکٹر کے تفصیلی حتمی نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ اروناچل پردیش، میزورم، اور سکم اور لکش دیپ کو چھوڑ کر ملک کی دیگر ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں کل ملا کر 1,31,558 کارخانے عمل میں تھے۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے اس تعداد میں مرکزی بجلی اتھارٹی میں مندرجہ بجلی کی یونٹیں شامل نہیں ہیں۔ ان کارخانوں کی قائم پونجی 4,01,86,473 لاکھ روپئے، پیداواری پونجی 5,05,64,909 لاکھ روپے اور اصل کاری پونجی 5,66,63,430 لاکھ روپے تھی۔ یہ کارخانے تقریباً 81 لاکھ لوگوں کو نفع بخش روزگار دے رہے تھے اور ملازمین کو تنخواہ کے طور پر 59,,23,146 روپے دے رہے تھے۔ جدول 1 میں پچھلے تین سالوں کے دوران صنعتوں کے سالانہ سروے کی اہم خصوصیات کو دکھایا گیا ہے۔

کارخانہ سیکٹر کے 01-2000 کی صنعتوں کے سالانہ سروے جدید ترین نیز تخمینی نتائج کے مطابق اروناچل پردیش، میزورم اور سکم اور مرکز کے زیر انتظام علاقے لکش دیپ کو چھوڑ کر سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 1,31,349 کارخانے عمل میں تھے۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ اس تعداد میں مرکزی بجلی اتھارٹی میں مندرج بجلی کی یونٹیں شامل نہیں ہیں۔ یہ کارخانے تقریباً 83 لاکھ لوگوں کو نفع بخش روزگار فراہم کر رہے تھے اور ملازمین کو تنخواہ کے طور پر 63,11,115 لاکھ روپے دے رہے تھے۔

توانائی سے متعلق اعداد و شمار

مرکزی شماریاتی تنظیم کے صنعتی شماریاتی ڈویژن توانائی سے متعلق اعداد و شمار: مرکزی شماریاتی تنظیم کے صنعتی شماریاتی ڈویژن توانائی سے متعلق اعداد و شمار پر بھی ایک پبلی کیشن نکالتا ہے۔ اس پبلی کیشن میں مختلف توانائی وسائل جیسے کہ کوئلہ، خام پیٹرولیم، قدرتی گیس اور بجلی (پن بجلی اور نیوکلیئر) وغیرہ کے اعداد و شمار رہتے ہیں۔ 01-2000 میں ریاست اور آل انڈیا سطح پر غیر روایتی اہم توانائی پروگراموں کے تحت بجلی پلانٹ نصیب کرنے سے متعلق اعداد و شمار کو بھی پہلی بار اس پبلی کیشن میں شامل کیا گیا ہے۔ اس اشاعت میں دکھائے گئے اعداد و شمار متعلقہ سرکاری محکموں اور تنظیموں کے ذریعہ فراہم کی گئی جدید اطلاع پر مبنی ہیں۔ محکموں اور تنظیموں کے نام جنھوں نے اعداد و شمار بھیجے وہ ہیں: آفس آف کول کنٹرولر، وزارت پیٹرولیم اور قدرتی گیس، آفس آف ایکونامک ایڈوائزر، وزارت کامرس وصنعت، سنٹرل الکٹرسٹی اتھارٹی، اور وزارت غیر روایتی توانائی وسائل۔ اس اشاعت کو پابندی کے ساتھ تازہ ترین کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جدید اشاعت سال 02-2001 کے لیے ''انرجی اسٹیٹسٹکس'' مرکزی شماریاتی تنظیم کے ذریعہ قومی اور بین الاقوامی پالیسی ساز، ایڈمنسٹریٹر، وقتاً فوقتاً شائع کیے جانے والے دستاویزوں کے سلسلے کا دسواں سلسلہ ہے۔ ہندوستان میں توانائی کے اہم وسائل کی پیداوار، دستیابی، کھپت اور قیمت اشاریہ سے متعلق پچھلے 32 سالوں کے اعداد و شمار 02-2001 میں ''انرجی اسٹیٹسٹکس'' میں دیے گئے ہیں۔

جدول 6.5 مزدوروں کے درجے کے مطابق آبادی

(کروڑ روپے میں)

	دیہی	شہری	کل (کروڑ میں)
2001 کی مردم شماری			
کل آبادی	74.03	28.50	102.53
کل مزدور	31.07	9.18	40.25
حاشیائی مزدور	8.10	0.83	8.93
اصلی مزدور	22.97	8.35	31.32
(i) کاشت کار	12.47	0.29	12.76
(ii) زرعی مزدور	10.31	0:43	10.74
(iii) خانگی اشیائی صنعت	1.17	0.47	1.64
(iv) دیگر خدمات	7.11	7.99	15.10

نوٹ: ان اعداد و شمار میں جموں و کشمیر کو چھوڑ دیا گیا ہے کیونکہ وہاں مردم شماری نہیں ہوئی ہے۔

جدول6.6: منظم سیکٹر میں روزگار

(لاکھ میں)

	مارچ 1994	مارچ 1995	مارچ 1996	مارچ 1997	مارچ 1998	مارچ 1999	مارچ 2000	مارچ 2001
پبلک سیکٹر								
مرکزی حکومت	33.92	33.95	33.66	32.95	32.53	33.13	32.73	32.61
ریاستی حکومت	73.37	73.55	74.14	74.85	74.58	74.58	74.60	74.25
نیم سرکاری	65.14	65.20	64.58	65.35	64.61	63.85	63.26	61.92
مقامی ادارے	22.02	21.97	21.92	22.44	22.46	22.59	22.55	22.61
پرائیویٹ سیکٹر								
غیرزراعتی								
بڑے ادارے (25یا زیادہ ملازمین)	69.98	71.18	75.50	77.06	78.21	77.70	77.19	77.09
چھوٹے ادارے (10سے24ملازمین)	9.32	9.40	9.61	9.79	9.27	9.28	9.27	9.43

نوٹ: کچھ معاملوں میں ہندسوں کو مکمل اعداد میں لکھے جانے کی وجہ سے میزان کل میں فرق ہوسکتا ہے۔

جدول 6.7: روزگار دفاتر کے رواں رجسٹروں (2002-1992 جنوری۔دسمبر) میں رجسٹریشن، خالی اسامیوں، تقرریوں اور روزگار چاہنے والوں کی کیفیت

سال	روزگار دفاتر کی تعداد	رجسٹریشن	نوٹی فائیڈ خالی آسامیاں	تقرری/ تعیناتی	سال کے آخر میں رواں رجسٹر	پچھلے سال کے مقابلے میں رواں رجسٹر میں فی اضافے
		(ہزاروں میں)				
1992	860	5,300.6	419.6	238.7	36,758.4	1.3
1993	887	5,532.2	384.7	231.4	36,275.5	(-)1.3
1994	891	5,927.3	396.4	204.4	36,691.5	1.1
1995	895	5,858.1	385.7	214.9	36.724.3	0.1
1996	914	5,872.4	423.9	233.0	37,429.6	1.9
1997	934	6,322.0	393.0	275.0	39,139.9	4.6
1998	945	5,852.0	358.8	233.3	40,089.6	2.4
1999	955	5,966.0	328.9	221.3	40,371.4	0.7
2000	958	6,041.9	284.5	177.7	41,343.66	2.4
2001	938	5,552.6	304.1	169.2	41,995.9	1.6
2002	939	5,064.0	220.3	142.6	41,171.2	−2.0

ا۔ان میں یونیورسٹی روزگار اطلاعات اور رہنمائی مراکز بھی شامل ہیں

وسیلہ: ڈی۔جی ای اور ٹی

جدول 6.8 تھوک قیمتوں کا اشاریہ نمبر (1994-1993 کی بنیاد=100) ترمیم شدہ سیریز

بڑے گروپ / گروپ ذیلی / گروپ	وزن	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000	2000-01	2001-02
I سبھی کوموڈیٹیز	100.000	121.6	127.2	132.8	140.7	145.3	155.7	161.3
بنیادی اشیاء	22.025	125.3	135.8	139.4	156.2	158.0	162.5	168.4
(a) غذائی اشیاء	15.402	122.2	137.3	141.4	159.4	165.5	170.5	176.1
(b) غیر غذائی اشیا	6.138	135.4	134.2	137.5	151.8	143.0	146.5	152.9
(c) ریشے	0.485	94.7	107.2	99.8	110.9	110.4	113.5	119.3
II ایندھن، بجلی، روشنی اور لبری کینٹ	14.226	114.5	126.4	143.8	148.5	162.0	208.1	226.7
III مصنوعاتی پیداوار	63.749	121.9	124.4	128.0	133.6	137.2	141.7	144.3
(a) غذائی اشیاء	11.538	117.8	124.9	134.6	149.7	151.3	145.7	145.4
(b) مشروبات، تمباکو اور اشیائے تمباکو	1.339	128.1	134.9	150.5	166.7	174.1	179.8	193.8
(c) کپڑا	9.800	129.4	118.7	115.5	114.4	115.0	119.9	119.3
(d) لکڑی اور لکڑی کی پیداوار	0.173	118.9	122.1	153.0	198.9	193.9	180.0	174.4
(e) کاغذ اور کاغذی پیداوار	2.044	131.2	131.0	126.7	130.8	149.3	165.4	172.8
(f) چمڑا اور چمڑے کی مصنوعات	1.019	119.2	121.2	128.8	133.2	154.6	149.6	141.0
(g) ربڑ اور پلاسٹک مصنوعات	2.388	123.0	124.2	124.5	123.7	123.6	125.5	126.0
(h) کیمیکل اور کیمیکل مصنوعات	11 931	126.8	131.1	137.1	145.8	155.2	164.4	169.0
(i) غیر دھاتی معدنیاتی اشیاء	2.516	126.4	129.4	127.0	130.2	127.4	133.9	144.0
(j) اساسی دھات، معدنی آمیزش آمیز اور دھات اشیاء	8.342	120.3	125.9	130.7	132.8	135.0	140.3	140.7
(k) مشینری اور مشینری آلات	8.363	111.8	115.7	115.3	116.0	116.1	123.0	129.1
(l) ٹرانسپورٹ کے ساز و سامان اور پرزے	4.295	115.9	123.1	127.8	131.4	135.4	143.4	146.8

جدول 6.9 صنعتی مزدوروں کا صارف قیمت اشاریہ (بنیاد 100=1982)

(آل انڈیا)

سال	ممبئی	احمد آباد	کلکتہ	چنئی	کانپور	دہلی	کل غذائی اشیاء	
لنکنگ فیکٹر	5.12	4.78	4.74	5.05	4.69	4.97	4.93	4.98
1992-1993	260	242	241	243	245	253	240	254
1993-1994	279	257	264	264	262	278	258	272
1994-1995	314	285	286	297	283	306	284	304
1995-1996	346	309	319	336	313	331	313	337
1996-1997	372	343	347	367	337	356	342	369
1997-1998	412	363	369	390	360	392	366	388
1998-1999	461	409	427	432	420	461	414	445
1999-2000	474	428	439	452	430	486	428	446
2000-2001	512	444	456	478	430	518	444	453
2001-2002	536	465	507	494	451	534	463	466
2002-2003	565	480	533	519	461	556	482	477

جدول 6.10 ہاتھ سے کام نہ کرنے والے شہری مزدوروں کا صارف قیمت اشاریہ (بنیاد 100=85-1984)

سال	ممبئی	کلکتہ	چنئی	دہلی/نئی دہلی	کل ہند
1992-1993	204	198	212	196	202
1993-1994	219	212	232	211	216
1994-1995	239	229	259	229	237
1995-1996	260	251	284	247	259
1996-1997	285	268	311	267	283
1997-1998	309	286	334	288	302
1998-1999	339	316	368	338	337
1999-2000	353	328	386	359	352
2000-2001	375	344	420	381	371
2001-2002	395	355	456	398	390
2002-2003	406	364	486	412	405

1- نومبر 1987 سے 85-1984 میں 100 عدد کو بنیاد بنا کر اشاریوں کی نئی سیریز کی گئی تھی۔ نئی بنیاد پر کل ہند اشاریے کو 5.32 جز و ضربی سے ضرب کرکے پرانی بنیاد میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ متبادلہ جز و ضربی ممبئی میں 5.38، کلکتہ میں 4.51، چنئی میں 5.77 اور دلی/نئی دلی میں 5.08 ہے۔

7۔ کامرس

بھارت کی معاشی ترقی میں بیرونی تجارت کا رول نہایت اہم ہے۔ برآمد کی جانے والی اشیاء میں زرعی اور صنعتوں میں تیار کی جانے والی اشیاء دستکاری، ہینڈلوم اور دیہی صنعتوں میں تیار کی جانے والی اشیاء شامل ہیں۔ حال کے سالوں میں اس میں پٹرولیم مصنوعات بھی شامل ہوگئی ہیں۔ پروجیکٹ برآمدات کے شعبے میں حالیہ برسوں میں قابل ذکر ترقی ہوئی ہے۔ اس کے تحت مشاورتی خدمات، عمارت تعمیر اور صنعت لگانے کے ٹھیکے (ٹرنکی معاہدے) بھی شامل ہیں۔ اور سافٹ ویئر کی برآمدات میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا ہے یہ برآمدات بیشتر ترقی یافتہ ملکوں کو کی جاتی ہیں۔ ملک کی درآمدات میں بھی اضافہ ہوا ہے جو اشیاء دوسرے ملکوں سے درآمد کی جاتی ہیں ان میں سب سے زیادہ پیٹرولیم، پیٹرولیم مصنوعات اور فرٹیلائیزر درآمد کی جاتی ہے ان کے علاوہ برآمدات پیداوار کے لیے قیمتی اور نیم قیمتی پتھر، خام مال اور مشینری وغیرہ بھی درآمد کی جاتی ہیں۔ اشیاء صارفین اور ثانوی مصنوعات کی درآمدات صنعتی پیداوار بڑھانے اور ٹکنالوجیکل ترقی کے لیے کی جاتی ہے۔

تجارتی پس منظر

مجموعی بیرونی تجارت (درآمدات اور برآمدات بشمول دوبارہ برآمدات) 51-1950 میں 1,214 کروڑ روپے رہا تب سے مستقل اضافہ ہوتا رہا ہے 2003-2002 میں 5,37,433 کروڑ روپے ہوگئی۔ یہ جدول 91-1990 سے 2003-2002 تک کی مدت کا ہے درآمدات برآمدات کا کل کاروبار اور کاروباری توازن کی رقوم جدول 7.1 میں درج ہیں۔

جدول 7.1 ہندوستان کی بیرونی تجارت

(کروڑ روپے میں)

سال	برآمد	درآمد	کل غیر ملکی سرمایہ	جمع سرمایہ
1990-1991	32,558	43,193	75,751	-10,635
1991-1992	44,042	47,851	91,893	-3,809
1992-1993	53,688	63,375	1,17,063	-9,687
1993-1994	69,751	73,101	1,42,852	-3,350
1994-1995	82,674	89,971	1,72,645	-7,297
1995-1996	1,06,353	1,22,678	2,29,031	-16,325
1996-1997	1,18,817	1,38,920	2,57,737	-20,103

-24,075	2,84,277	1,54,176	1,30,101	1997-1998
-38,579	3,18,085	1,78,332	1,39,753	1998-1999
-55,675	3,74,797	2,15,236	1,59,561	1999-2000
-27,302	4,34,444	2,30,873	2,03,571	2000-2001
-32,911	4,50,947	2,41,929	2,09,018	2001-2002
-37,173	5,37,433	2,87,303	2,50,130	2002-2003

2002.03 کے دوران بھارت کی تجارتی اشیاء کی کل برآمدات 51.7 ارب امریکی ڈالر کی رہی اور اس طرح اسے 50 ارب امریکی ڈالر برآمدات کا نشانہ پار کرنے میں کامیابی ملی۔ اس دوران ملک کی کل برآمدات میں 18.05 کا اضافہ درج کیا گیا جو کہ سال کے لیے متعین 12 فی صد کے نشانے سے کافی آگے ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ پچھلے 10 سالوں میں ہندوستان کی تجارتی اشیا کی برآمدات میں ڈالر کے حساب سے دوگنے سے زیادہ اضافہ درج ہوا ہے۔ اگر اسے روپے میں دیکھا جائے تو سال 2002.03 کے دوران تجارتی اشیا کی کل برآمدات 2,50,130 کروڑ روپے کی تھی جبکہ 02-2001 میں برآمدات 2,09,018 کروڑ روپے کی تھی۔ اس طرح اس میں 19.67 کا اضافہ ہو۔ درحقیقت روپے کے حساب سے برآمدات پچھلے ایک دہے میں تین گنا سے زیادہ ہو گیا ہے۔ ہندوستان نے یہ حصولیابی ایسے وقت حاصل کی ہے جبکہ عالمی معیشت بحران سے نکلنے کی غیر معمولی جدوجہد کر رہی تھی اور کسی ترقی یافتہ ملک کے لیے بھی اپنی برآمدات میں اضافہ کر پانا مشکل ہو رہا تھا۔

سال 03-2002 کے لیے عالمی تجارتی تنظیم کی تازہ رپورٹ کے مطابق ہندوستان نے تجارتی اشیا کی برآمدات میں 15 فیصد کا اضافہ درج کیا ہے اور اس میدان میں 2002 میں دنیا کے 30 اہم برآمد کنندگان اور درآمد کنندگان ممالک میں ہندوستان نے (چین کے 22 فی صد کے بعد) دوسرا مقام حاصل کر لیا ہے۔ تجارتی اشیا کی برآمد میں ہندوستان کی حصہ داری 2001 میں 0.7 فی صد سے بڑھ کر 2002 میں 0.8 فی صد ہو گئی۔

اس کے ساتھ ہی ملک کی درآمد بھی 02-2001 کے 2,41,929 کروڑ روپئے سے بڑھ کر 03-2002 میں 28,7,303 کروڑ روپے ہو گئی۔ اس میں 18.76 فی صد کا اضافہ درج ہوا۔ ڈالر کے لحاظ سے برآمد میں 17.03 فی صد اضافہ ہوا۔ روپے کے حساب سے 03-2002 تجارتی خسارہ (-)37,173 کروڑ روپے رہا جو 02-2001 میں (-)32,911 کروڑ روپے کا تھا۔

ہندوستان کا دنیا میں سبھی تجارتی بلاکوں اور تمام جغرافیائی خطوں کے ساتھ تجارتی تعلقات ہیں۔ 02-2001 اور 03-2002 کے دوران ہمارے خطہ وار اور ذیلی خطہ وار تجارتی پھیلاؤ کو جدول 7.2 میں بیان کیا گیا ہے۔ سال 03-2002 میں ہندوستان کی کل برآمدات میں ایشیا اور اوشینیا کی حصہ داری سب سے زیادہ 82-42 صد رہی۔ اس کے بعد مغربی یوروپ (23.27%) اور امریکا (24.69%) کا مقام رہا۔ اسی مدت کے دوران ہندوستان نے سب سے زیادہ درآمد ایشیا اور اوشینیا (29.21 فی صد) سے کی جس کے بعد مغربی یوروپ (24.46 فی صد) اور امریکا (9.83 فی صد) سے درآمد کی گئی۔

جدول:7.2 ہندستان کے بیرونی تجارت کی سمت

کروڑ روپے میں

ریجن/سب ریجن	برآمدات		درآمدات	
	2001-2002	2002-2003	2001-2002	2002-2003
مغربی یوروپ	50,436	59,068	64,067	72,561
مشرقی یوروپ	1,367	1,605	1,003	1,439
CIS اور بالٹک اسٹیٹس	4,628	4,416	3,513	4,062
روس	3,807	3,376	2,554	2,853
ایشیا اور اوشینیا	80,546	1,08,322	74,691	86,632
افریقہ	13,767	15,120	12,441	16,599
امریکا	48,211	62,402	22,342	29,161
لیٹن امریکی ممالک	4,559	6,201	4,792	5,029

برآمدات

حالیہ برسوں میں بھارت کی برآمدات میں اضافے کا رجحان نمایاں رہا ہے۔ جن اشیا کی برآمدات میں حالیہ برسوں اور 2002-2003 میں بھی میں اضافہ ہوا ہے، شجرکاری، سمندری مصنوعات کچے دھات، معدنیات، الکٹرانکس، جواہرات، زیورات، کیمیکل اور متعلقہ مصنوعات انجینیرنگ کا سامان، ٹکسٹائل اور ہاتھ سے بنا سامان اور قالین شامل ہے۔ 2002-2003 کے دوران اس سے قبل اس مدت کے دوران اہم اشیاء کی برآمدات کی تفصیل جدول 7.3 میں دی گئی ہے۔

جدول:7.3 خاص اشیا کی برآمدات

کروڑ روپے میں

اشیاء	2001-2002	2002-2003	فیصد میں تبدیلی
پلانٹیشن	2,814.14	2,595.83	(-)7.76
زرعی اور متعلقہ مصنوعات	19,388.81	21,704.46	11.94
سمندری سامان	5,898.34	6,683.08	13.30
اور (ORE) اور معدنیات	6,020.60	9,194.82	52.72
چمڑا اور اس سے بنا سامان	9,109.76	8,648.29	(-)5.07
اسپورٹس کا سامان	34,845.06	42,846.87	22.96
قیمتی پتھر اور جواہرات	327.65	339.27	3.55

کیمیکل اور متعلقہ سامان	30,386.36	35,891.95	18.12
انجینئرنگ سامان	27,407.23	34,748.51	26.79
الکٹرانکس ہارڈویر	5,687.67	5,638.02	(-)0.87
پروجیکٹ سامان	88.02	231.86	163.42
ٹکسٹائل	46,206.66	51,355.55	11.14
ہینڈی کرافٹس	2,618.06	3,488.42	33.24
قالین	2,433.35	2,404.54	(-)1.18
روئی (کچے سوت)	42.69	47.12	10.36
پٹرولیم مصنوعات	10,106.58	11,718.41	15.95
غیر درجہ بند برآمدات	5,636.99	15,252.97	170.59

درآمدات

گھریلو استعمال، سرمایہ کاری اور پیداوار اور برآمدات کے لیے خام مال کی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے درآمدات کی جاتی ہیں۔ 2002-2003 گروپوں کے طور پر تھوک مقدار میں کی جانے والی درآمدات میں اپریل تا مارچ کے دوران 21.86 فی صد اضافہ درج کیا گیا اور یہ کل درآمد کا 38.86 فی صد تھا۔ اس گروپ میں فرٹیلائزر، اناج، خوردنی تیل، اخباری کاغذ اور پٹرولیم مصنوعات شامل ہیں۔ جن دوسری اشیا کی درآمدات کی گئیں ان میں موتی، قیمتی اور نیم قیمتی پتھر، مشینری، پروجیکٹ کا سامان، ادویات، فارمیسی مصنوعات آرگینک اور غیر آرگینک کیمیکل، کوئلہ، کوک، برکیٹ مصنوعی رال وغیرہ شامل ہیں۔ سال 2000-1999 اور 2001-2000 کے دوران درآمدات کی گئی اہم اشیاء کی تفصیل جدول 7.4 میں دی گئی ہے۔

جدول 7.4: خاص اشیا کی درآمدات

(کروڑ روپے میں)

اشیا	2001-2002	2002-2003	فیصد تبدیلی
(اے) بڑی مقدار در درآمدات	94,565.34	1,15,258.21	21.88
اناج اور اس سے بنی اشیا	86.82	118.50	36.49
فرٹیلائزر	3,238.44	2,843.85	(-)12.18
کھانے کا تیل	6,464.97	8,744.88	35.27
رگدی اور بے کار کاغذ	1,405.25	1,647.40	17.23

غیر آہنی دھات	3,086.86	3,120.54	1.09
آہنی دھات موچ دھات اور کترن	5,454.62	4,856.41	(-)10.97
لوہا اور فولاد	3,976.18	4,549.87	14.43
خام پیٹرولیم اور پیٹرولیم مصنوعات	66,769.86	85,367.00	27.85
(بی) موتی، قیمتی اور نیم قیمتی پتھر	22,045.99	29,298.54	32.90
(سی) مشینری	23,405.48	29,562.54	32.90
(ڈی) پروجیکٹ سامان	2,713.55	2,516.13	(-)7.28
(ای) دیگر اشیا:			
دالیں	3,160.16	2,562.67	(-)18.91
کوئلہ، کوک اور بریکیٹ	5,452.74	5,914.61	8.47
غیر دھاتی معدنی اشیا	1,048.77	1,119.20	6.72
نامیاتی اور غیر نامیاتی	13,351.85	14,352.06	7.49
رنگائی ود باغی مواد	1,132.99	1,329.47	17.34
طبی وادویاتی	2,026.58	2,717.82	34.11
مصنوعی ریزن وغیرہ	3,214.85	3,717.27	15.63
کیمیکل اشیاء	2,119.64	2,134.46	0.70
دیگر ٹیکسٹائل سوت، کپڑے	1,407.46	1,618.12	14.97
دھات سے بنی اشیا	1,941.24	2,321.70	19.60
کام سے متعلق اوزار	4,965.07	5,167.78	4.08
الیکٹرانک اشیاء	18,037.22	25,861.14	43.38
لکڑی ولکڑی کی بنی اشیاء	2,583.87	1,925.20	(-)25.49
سونا وچاندی	21,853.80	20,491.87	(-)6.23

ہندستان کی بیرونی تجارت

(روپے-کروڑ میں)

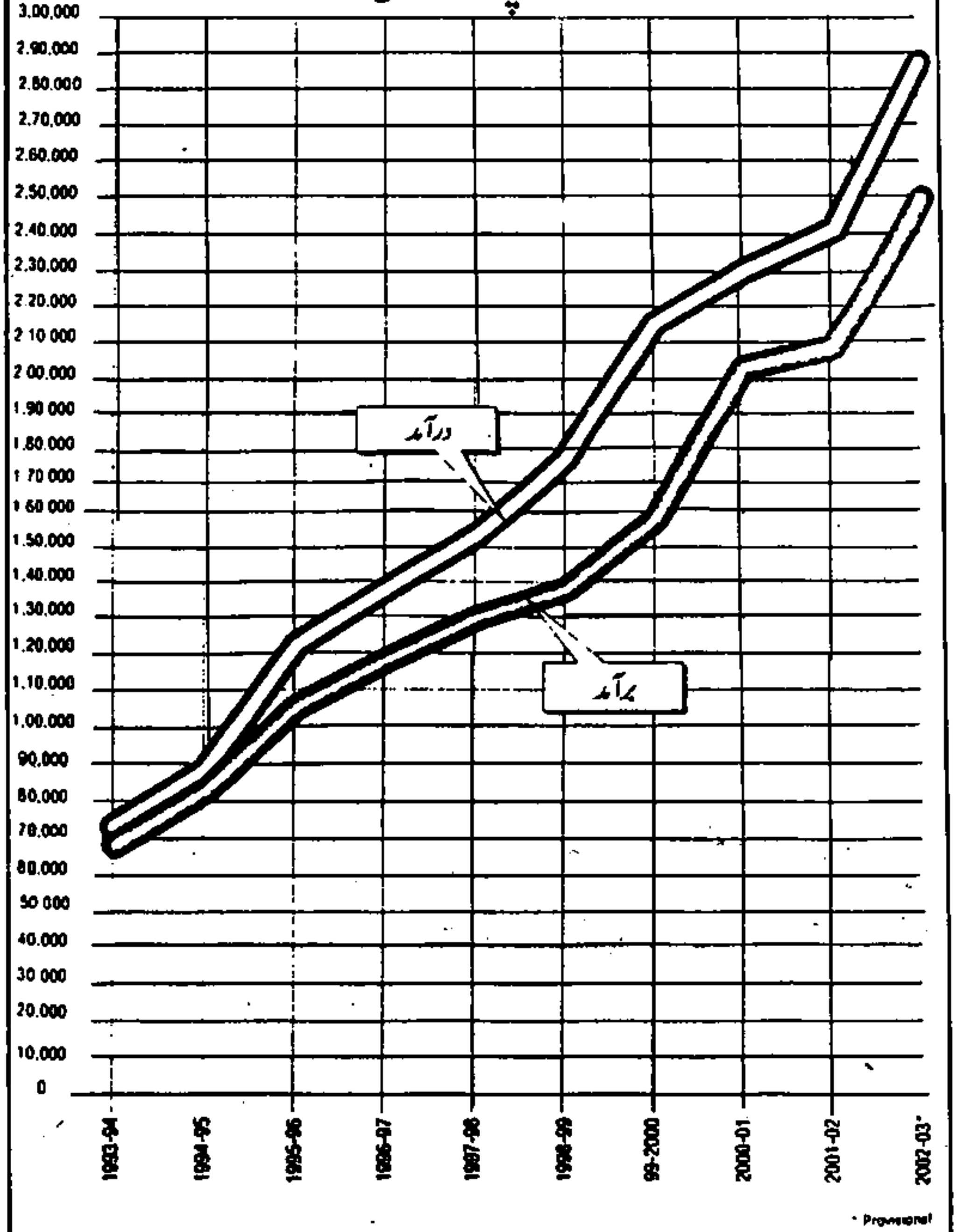

Source: DGCI & S, Kolkata

KBN

برآمدات کے فروغ کے لیے اٹھائے گئے اقدامات

حکومت کے برآمدات کے فروغ کے سلسلے میں مستقل دھیان دینے اور کوشش کرنے کے باعث برآمدات سیکٹر پر متواتر نظر رکھی جاتی ہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے برآمدات پالیسی تیار کی جاتی ہے۔ وسطی مدت کی ایک برآمدات حکمت عملی کا اعلان جنوری 2002 میں کیا گیا، جو دسویں پنج سالہ منصوبے کی مدت (2002-2007) کے ساتھ ختم ہوگی۔ اس کا مقصد 2007 تک دنیا کی برآمدات میں ایک فی صد کی حصہ داری حاصل کرنا ہے۔ وسط مدتی برآمدات پالیسی (MTES) میں مجوزہ تدابیر کو برآمد درآمد پالیسی/بجٹ اور محکمہ کامرس کی نئی اسکیموں کے ذریعہ پروگراموں میں منتقل کیا جارہا ہے۔ ان میں بیرونی تجارت ڈائرکٹوریٹ (DGFT) ذریعہ 8 ہندسوں میں سامان تجارت کی درجہ بندی (یکم اپریل 2002) اپنائی جانی اور محکمہ ریونیو کے ذریعہ درآمد محصول (یکم فروری 2003 سے) نافذ کیا جانا DGFT کے ذریعہ ایک ہی دن میں لائسنسنگ اور ڈیجیٹل دستخط کا اہتمام کرنا، ریاستوں کو برآمد کے لیے اساسی ساخت کو فروغ دینے کے لیے امداد فراہم کرنا، بازار میں رسائی پروگراموں کو مضبوطی فراہم کرنا، خدمات کی برآمدات کی حوصلہ افزائی اور فوکس افریقہ اور فوکس CIS جیسے پروگراموں کی شروعات کرنا شامل ہے۔

زرعی برآمدی حلقہ

زرعی برآمد حلقے (Agri Export-AEZ Zones) کی تشکیل کا مقصد ان حلقوں کی اشیا کو بین الاقوامی اور گھریلو بازاروں میں فروخت کاری امکانات میں اضافہ پیدا کرنے کے ذریعہ پیدا کاروں کو نفع بخش محاصل دلانا ہے۔ جغرافیائی طور پر جڑے حلقوں سے شناخت کی گئی اشیا کی برآمدات کی حوصلہ افزائی کے لیے فروغ دینے کے سلسلے میں ریاستی حکومتوں نے ان حلقوں کی نشاندہی کی ہے۔ اس کا مقصد مرکز اور ریاستوں دونوں کی ترتیبی اسکیموں کو آپس میں جوڑنے اور کسانوں، عمل کاروں اور برآمد کنندگان کے لیے فوری خدمات فراہم کرانے کے سلسلے میں وسیع پیکیج تیار کرنا ہے۔ اب تک اصولی طور پر 19 ریاستوں میں AEZ45 کو منظوری دی گئی ہے۔ AEZ اسکیم شروع کرنے کا مقصد پنپنے والے دیہی علاقوں کو برآمدی معیشت کے علاقائی دیہی محرک کے طور پر متعارف کرانا ہے۔

تجارتی تعلقات

افریقہ

ذیلی صحارا افریقی علاقے میں 51 سے زیادہ ممالک ہیں۔ سال 02-2001 کے دوران ہندوستان کی کل تجارت میں 4.44 فی صد (تقریباً) حصہ داری ذیلی صحارا علاقے کے ملکوں کی رہی۔ ذیلی صحارا افریقی علاقوں کے ساتھ ہندوستان کی تجارت کئی اسباب کی بنا پر کم رہی ہے، جن میں دوری، زبان سے متعلق رکاوٹیں، تجارت کے مواقع کے بارے میں معلومات کی کمی، ان ممالک میں داخلی فساد کے واقعات کا زیادہ ہونا اور نرم کاری اور نجی کاری دونوں ہی شعبوں میں ہلکی پیش رفت شامل ہے۔ ہندوستان کی تجارت خاص طور پر اس علاقے کے 10 ممالک کے ساتھ ہوئی ہے۔ یہ ہیں جنوبی افریقہ، نائجیریا، ماریشس، آیوری کوسٹ، تنزانیہ، کینیا، بنیں، گھانا، ایتھوپیا اور سینیغال ذیلی صحارا علاقوں میں ان ممالک کی ہندوستان کی تجارت میں زیادہ تر حصہ داری ہے۔

مختلف رکاوٹوں کے باوجود، اس علاقے کے ساتھ ہندوستان کی تجارت میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ ہندوستان اور ذیلی صحارا افریقی علاقوں کے درمیان کل تجارت 2001-2000 کے 34,050.1 لاکھ امریکی ڈالر سے بڑھ کر 02-2001 میں 42,051 لاکھ امریکی ڈالر پر پہنچ گئی جس میں تقریباً 23.49 فی صد کا اضافہ درج ہوا۔ 03-2002 (اپریل تا دسمبر) کے دوران کل تجارت 6-40,982 لاکھ امریکی ڈالر کی ہوئی، جبکہ 02-2001 کی اسی مدت میں کل تجارت 32,256.4 لاکھ امریکی ڈالر کی ہوئی تھی۔ اس طرح اس میں 27 فی صد کا اضافہ درج ہوا۔

برآمدات: سال 02-2001 ہندوستان کا کل عالمی برآمدات کا تقریباً 4.90 فی صد برآمدات ذیلی صحارا افریقی علاقوں سے ہوئی۔ 2001-2000 کے مقابلے 2002-2001 میں ان ممالک کو ہندوستان کی برآمدات میں 18.52 فی صد کا اضافہ ہوا کیوں کہ 2002-2001 میں ہندوستان کی برآمد 18,014.6 لاکھ امریکی ڈالر سے بڑھ کر 2002-2001 میں 21,351.5 لاکھ امریکی ڈالر پر پہنچ گئی۔ 03-2002 (اپریل تا دسمبر) کے دوران ان ممالک کو ہندوستان کی برآمدات 18,278.2 لاکھ امریکی ڈالر کی رہی جب کہ 02-2001 کی اسی مدت میں یہ 15,844.2 لاکھ امریکی ڈالر کی تھی۔ اس طرح اس میں 15.36% کا اضافہ درج ہوا۔

درآمدات: سال 02-2001 کے دوران ہندوستان کی کل عالمی درآمدات کا تقریباً 4.05 فی صد درآمدات ذیلی صحارا افریقی علاقوں سے ہوئی۔ 2001-2000 کے مقابلے 2002-2001 میں ان ممالک سے ہندوستان کی درآمدات میں 29.09 فی صد اضافہ ہوا کیوں کہ 2001-2000 میں درآمد 16,035.5 لاکھ امریکی ڈالر تھی۔ جو 02-2001 میں بڑھ کر 20,699.7 لاکھ امریکی ڈالر ہوگئی۔ 03-2002 (اپریل۔دسمبر) کے دوران ان ملکوں سے ہندوستان کی درآمد 22,704.4 لاکھ امریکی ڈالر کی رہی جبکہ 02-2001 کی اسی مدت میں یہ 16,412.2 لاکھ امریکی ڈالر کی ہوئی تھی۔ اس طرح درآمد میں 38.34 فی صد کا اضافہ ہوا۔

درآمدات کی اہم اشیاء: ان علاقوں کو درآمد کی جانے والی اہم اشیا میں (a) سوئی دھاگے، کپڑے، سلے سلائے کپڑے وغیرہ (b) ادویات، دواسازی سے متعلق دیگر اشیاء اور فائن کیمیکلس (c) دھات کی مصنوعات (d) مشینری اور آلات (e) انسان ساختہ دھاگے، کپڑے اور سلے سلائے کپڑے (f) ٹرانسپورٹ کے سازوسامان (g) خام اور نیم تیار لوہا و فولاد (h) RMG سوت معہ لوازمات (i) پلاسٹک اور المونیم مصنوعات اور (j) غیرنامیاتی انامیاتی زرعی کیمیکل۔

برآمدات کی اہم اشیا: (a) سونا (b) کوئلہ، کوک اور بریکوٹیز وغیرہ (c) غیرنامیاتی کیمیکل (d) فلزائی کچی دھات دھات کی کترنیں (e) موتی (f) قیمتی اور کم قیمتی پتھر وجواہرات (g) فرٹیلائزر معدن وغیرہ۔

باہمی تعاون: ذیلی صحارا افریقی علاقے کے ملکوں کے ساتھ تجارت میں اضافہ کی تدابیر میں تجارتی معاہدے ایک اہم ہتھیار ہیں۔ اس علاقے کے 23 ملکوں کے ساتھ ہندوستان کے تجارتی معاہدے ہیں۔ اس سلسلے میں جدید ترین تجارتی معاہدے پر 21 اپریل 2003 کو نئی دہلی میں زامبیا کے ساتھ دستخط کیے گئے۔ تجارتی معاہدوں کے تحت ترجیحی ملک (MFN) کا درجہ دینے، ادائیگی کے لیے کرنسی کی صراحت کرنے حفاظتی اہتمام کرنے، اور تجارتی معاہدوں کی پابندی کرنے کے سلسلے میں نگرانی رکھنے کے لیے مشترکہ تجارتی کمیٹیوں جیسا ادارہ جاتی بندوبست کرنے اور ساتھ ہی دوفریقی تجارت کی حوصلہ افزائی کی تدابیر کرنے وغیرہ کے

مختلف امور شامل کیے جاتے ہیں۔ مشترکہ تجارت کمیٹی تجارتی معاہدے کے تحت کیا گیا ایک ادارہ جاتی اہتمام ہے جس کے تحت مخصوص سیکٹروں میں تجارت اور تعاون سے متعلق مختلف امور پر تبادلہ خیالات کا انتظام کیا جاتا ہے۔

''فوکس افریقہ'' پروگرام کی شروعات 2002 تا 2007 کی مدت کے لیے برآمد درآمد پالیسی کے اعلامیہ کے ساتھ کی گئی تاکہ ذیلی صحارا کے علاقہ کے افریقی ممالک کے ساتھ تجارت بڑھائی جاسکے۔ پہلے سال یعنی 2003-2002 میں اس پروگرام کے تحت صرف مقصود ممالک، جنوبی افریقہ، گھانا تنزانیہ، ماریشس، نائجیریا، کینیا، گھانا اور ایتھوپیا کی پہچان ''فوکس'' ملکوں کے طور پر کی گئی۔ یکم اپریل 2003 سے پروگرام کا دائرہ شمالی افریقہ کے چھ ممالک تک مزید بڑھایا گیا، ان میں مصر، لیبیا، مراکش، ٹیونیشیا، سوڈان اور الجیریا شامل ہیں اسی طرح سب صحارا علاقے کے باقی گیارہ ممالک کو بھی پروگرام میں شامل کیا گیا ہے جہاں ہندوستانی مشن قائم ہیں، یہ ہیں انگولا، بوتسوانہ، آیوری کوسٹ، میڈاگاسکر، موزمبیق، سینیگال، سیشلس، یوگانڈا، زامبیا اور زمبابوے۔

نافٹا ممالک کے ساتھ تجارت

شمالی امریکا آزاد تجارتی معاہدہ (NAFTA) 1994 میں واقع ہوا تھا، یہ 1994 میں ریاست ہائے متحدہ امریکا، کناڈا اور میکسیکو کے درمیان کسٹم یونین کے ساتھ آزاد تجارتی علاقے کے طور پر قائم کیا گیا تھا۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا اور سب سے اہم تجارتی بلاک ہے۔ نافٹا کی درآمدات دنیا کی کل درآمدات کی ایک چوتھائی ہے جبکہ ان ملکوں کی برآمدات دنیا کی کل برآمدات کا تقریباً 19 فی صد ہے۔ تینوں شریک کار ملکوں کے درمیان دروں علاقائی تجارت تقریباً 767 ارب امریکی ڈالر مالیت کی ہوتی ہے اس تجارتی بلاک کی ہندوستان کے لیے خاص اہمیت ہے کیونکہ یو۔ ایس۔ اے نہ صرف ہندوستان کا سب سے بڑا تجارتی شریک کار ہے بلکہ نافٹا علاقے میں تنوع پیدا کرنے اور تجارت کی تخلیق میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔

ہندوستان۔ امریکہ دوطرفہ تجارت

امریکا ہندوستان کا سب سے بڑا تجارتی رفیق ہے اور ہندوستان کی تجارت میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ ہندوستان کی کل برآمدات میں امریکا کی حصہ داری 19.43 فی صد اور ہندوستان کی درآمدات میں تقریباً 6.13 فی صد ہے۔ لیکن جہاں تک امریکا کا معاملہ ہے اس کی کل برآمد و درآمد میں ہندوستان کی حصہ داری ایک فی صد ہے۔ امریکا کو ہندوستان کی برآمدات تیزی سے بڑھ رہی ہیں اور 1997.98 سے 2002-2001 کے درمیان اس میں تقریباً 26 فی صد اضافہ ہوا ہے۔

(ملین امریکی ڈالر میں)

سال	برآمد	اضافہ فی صد	درآمد	اضافہ فی صد	توازن تجارت
1997-1998	6735.40	---	3714.18	---	(+) 3021.22
1998-1999	7199.64	6.89	3640.25	(-) 1.99	(+) 3559.34
1999-2000	8395.61	16.61	3560.22	(-) 2.20	(+) 4835.39
2000-2001	9305.12	10.83	3015.00	(-) 15.31	(+) 6290.12

(+) 5363.73	4.46	3149.62	(-) 8.51	8513.34	2001-2002
(+) 4807.70	---	2854.88	---	7662.58	اپریل-فروری 2001-2002
(+) 6044.56	33.37	3807.44	28.57	9852.00	اپریل-فروری 2002-2003

(حوالہ: DGCI&S)

اپریل تا فروری 03-2002 کی مدت کے دوران امریکا کو ہندوستان کی برآمدات 9,852 ملین امریکی ڈالر کی رہی جس میں پچھلے سال کی اسی مدت کے مقابلے 28.57 فی صد کا اضافہ درج ہوا۔ اس سے پچھلے سال 7,662.58 ملین امریکی ڈالر کی برآمد ہوئی تھی۔ اس مدت میں ہندوستان کے کل عالمی برآمدات میں امریکا کو کیے گئے برآمدات کی حصہ داری 21.02 فی صد تھی جو اس سے پچھلے سال کی اسی مدت میں 19.32 فی صد تھی۔ اپریل-فروری 2002.03 کی مدت میں امریکا کو برآمد کی گئی اہم اشیا میں درج ذیل اشیاء شامل تھیں۔

(i)	جوہرات اور زیورات	2931.06 ملین امریکی ڈالر
(ii)	RMG کا کاٹن معہ لوازمات	1138.75 ملین امریکی ڈالر
(iv)	سوئی دھاگے، کپڑے اور سلے سلائے کپڑے	551.08 ملین امریکی ڈالر
(iv)	ادویات، فارماسیوٹکل اور فائن کیمیکل	377.52 ملین امریکی ڈالر
(v)	دھات کی بنی اشیاء	371.86 ملین امریکی ڈالر

اپریل۔فروری 2002.03 کے دوران امریکا سے ہندوستان کی درآمد 3,80,744 ملین امریکی ڈالر کی رہی جو پچھلے سال کی اسی مدت کے درآمدات 2,854.88 ملین امریکی ڈالر کے مقابلے 33.37 فی صد زیادہ ہے۔ اس مدت کے دوران ہندوستان کی درآمد 6.95 فی صد درج کی گئی جو پچھلے سال کی اسی مدت میں Q-14 فی صد تھی۔ اپریل۔فروری 2002-2003 میں امریکا سے درآمد کی گئی اہم اشیاء میں درج ذیل اشیا شامل تھیں:

(i)	الکٹرانک اشیاء	912.73 ملین امریکی ڈالر
(ii)	دیگر اشیاء	521.82 ملین امریکی ڈالر
(iii)	الکٹرک اور الکٹرانک کو چھوڑ کر مشینری	424.62 ملین امریکی ڈالر
(iv)	ٹرانسپورٹ سے متعلق ساز وسامان	306.59 ملین امریکی ڈالر
(v)	الکٹرانکس کے سوائے پیشہ ورانہ آلات	219.52 ملین امریکی ڈالر

اپریل فروری 2002.03 کی مدت میں تجارتی توازن 6,044.56 ملین امریکی ڈالر ہندوستان کے حق میں رہا جبکہ اس

سے پچھلے سال یہ 4,807.70 ملین امریکی ڈالر تھا۔

ہندوستان۔ کناڈا دوطرفہ تجارت: 02-2001 میں ہندوستان سے کناڈا کو برآمدات، ہندوستان کی کل برآمدات کا 1.33 فی صد تھی جبکہ کناڈا سے ہندوستان کو درآمد ہندوستان کی کل درآمدات کا 1.03 فی صد تھا۔ کناڈا کی درآمدات میں ہندوستان کی حصہ داری محض 0.32 فی صد ہے۔ ہندوستان کناڈا دوطرفہ تجارت 98-1997 کے 848.3 ملین امریکی ڈالر سے بڑھ کر 02-2001 میں 1,114.25 ملین امریکی ڈالر ہوگئی جس میں 5 سال کی مدت کے دوران 31.28 فی صد کا اضافہ ہوا۔ اس مدت میں ہماری برآمدات میں 35 فی صد اور درآمدات میں تقریباً 26 فی صد اضافہ ہوا ہے۔ پچھلے 5 سال کے عرصے میں تجارت کا توازن ہمیشہ ہندوستان کے حق میں قائم رہا۔ پچھلے پانچ سالوں کے دوران تجارت کا انداز درج ذیل رہا۔

(ملین امریکی ڈالر میں)

سال	برآمد	اضافہ فی صد	درآمد	اضافہ فی صد	توازن تجارت
1997-1998	427.82	---	420.91	---	(+) 6.91
1998-1999	473.01	10.56	385.57	(-) 8.40	(+) 87.44
1999-2000	578.27	22.25	380.51	(-) 1.31	(+) 197.77
2000-2001	656.47	13.52	397.07	(+) 4.35	(+) 259.40
2001-2002	584.82	(-) 10.92	529.43	(+) 33.33	(+) 55.38
اپریل-فروری 2001-2002	535.54	---	496.87	---	(+) 38.67
اپریل-فروری 2002-2003	620.75	15.91	530.80	(+) 6.83	(+) 89.95

(حوالہ: DGCI&S کولکاتہ)

اپریل۔فروری 2002.03 کی مدت میں کناڈا کو ہندوستان کی برآمد 620.75 ملین امریکی ڈالر کی رہی، جس میں پچھلے سال کی اسی مدت کے مقابلے 15.91 فی صد کا اضافہ درج ہوا۔ اس سے پچھلے سال 535.54 ملین امریکی ڈالر کی مالیت کی برآمد ہوئی تھی۔ اسی مدت میں ہندوستان کے کل برآمدات میں کناڈا کو کی گئی برآمد کی حصہ داری 1.32 فی صد تھی جو اس سے پچھلے سال کی اس مدت میں 1.35 فی صد تھی۔ اپریل۔فروری 203-2002 میں کناڈا کو برآمد کی گئی اہم اشیاء میں درج ذیل شامل تھیں۔

(i)	RMG کاٹن معہ لوازمات	179.16 ملین امریکی ڈالر
(ii)	سوتی دھاگے، کپڑے اور سلے سلائے کپڑے	59.92 ملین امریکی ڈالر
(iii)	ادویات، فارماسیوٹیکل اور فائن کیمیکلس	44.54 ملین امریکی ڈالر

(iv)	دھات سے بنی اشیاء	27.55ملین امریکی ڈالر
(v)	قیمتی پتھر (جوہر) اور زیورات	26.62ملین امریکی ڈالر

اپریل تا فروری 2002.03 کی مدت میں کناڈا سے ہندوستان کی درآمدات 530.80 ملین امریکی ڈالر کی رہی جو پچھلے سال کی اسی مدت کی درآمدات 496.87 ملین امریکی ڈالر کے مقابلے 6.83 فی صد زیادہ تھی۔ اسی مدت میں دنیا بھر سے ہندوستان کی کل درآمدات میں کناڈا سے درآمد کی حصہ داری 0.97 فی صد رہی ہے، جو پچھلے سال کی اسی مدت میں 1.07 فی صد تھی۔ اپریل فروری 2002-203 کی مدت میں کناڈا سے درآمد کی گئی اہم اشیاء میں درج ذیل شامل تھیں۔

(i)	دالیں	91.31ملین امریکی ڈالر
(ii)	الکٹرک سامان	87.08ملین امریکی ڈالر
(iii)	لگدی اور ردی کاغذ	60.13ملین امریکی ڈالر
(iv)	اخباری کاغذ	45.95ملین امریکی ڈالر
(v)	دیگر اشیاء	38.70ملین امریکی ڈالر

اپریل۔فروری 2002.03 کی مدت میں تجارتی توازن 89.95 ملین امریکی ڈالر ہندوستان کی موافقت میں رہی۔ اس سے پچھلے سال کی اسی مدت میں یہ 3867 ملین امریکی ڈالر تھی۔

ہندستان۔میکسیکو دوطرفہ تجارت: دیگر لیٹن امریکی ملکوں کی طرح میکسکو اور ہندوستان کے درمیان فاصلہ، زبان کا اختلاف، پڑوس میں کثیر ملکی کمپنیوں کا غلبہ وغیرہ جیسے عوامل کے سبب تجارت میں رکاوٹ رہی ہے۔ ان رکاوٹوں کے باوجود پچھلے سالوں میں ہندوستان کی تجارت میں مستحکم رفتار سے اچھا اضافہ ہوا ہے۔ پچھلے 5 سالوں کے دوران ہندوستان و میکسکو کی تجارت اس طرح رہی۔

(ملین امریکی ڈالر میں)

سال	برآمد	اضافہ فی صد	درآمد	اضافہ فی صد	توازن تجارت
1997-1998	111.08	---	79.49	---	(+) 31.58
1998-1999	130.20	17.22	92.02	15.76	(+) 38.18
1999-2000	140.89	8.20	96.49	4.85	(+) 44.40
2000-2001	208.51	48.00	53.83	(-) 44.21	(+) 154.69
2001-2002	237.45	13.88	62.24	15.62	(+) 175.21
اپریل-فروری 2001-2002	214.03	---	57.65	---	156.38

اپریل-فروری 2002-2003	240.54	12.39	57.06	(-) 1.03	183.48

دونوں ملکوں کے درمیان دوطرفہ تجارت 98-1997 میں 190.57 ملین امریکی ڈالر کی تھی جو 2002.2001 میں بڑھ کر 299-69 ملین امریکی ڈالر پہنچ گئی۔

اپریل تا فروری 2002.03 کی مدت میں میکسیکو کو ہندوستان کی برآمدات 240.54 ملین امریکی ڈالر کی رہی جس میں پچھلے سال کی اسی مدت کے مقابلے 12.39 فی صد کا اضافہ ہوا۔ اس سے پچھلے سال برآمدات 214.03 ملین امریکی ڈالر کی تھی۔ اس مدت میں ہندوستان کی کل عالمی برآمدات میں میکسکو کو کی گئی برآمدات کی حصہ داری 0.51 فی صد تھی جو اس سے پچھلے سال کی اسی مدت میں 0.54 فی صد رہی۔ اپریل فروری 203-2002 کی مدت میں میکسکو کو برآمد کی جانے والی اہم اشیاء میں شامل تھا:

(i)	ٹرانسپورٹ ساز و سامان	44.21 ملین امریکی ڈالر
(ii)	ادویات، فارماسیوٹیکل اور فائن کیمیکلس	47.32 ملین امریکی ڈالر
(iii)	RMG کاٹن معہ لوازمات	42.80 ملین امریکی ڈالر
(iv)	نامیاتی/غیر نامیاتی/زرعی کیمیکلس	12.63 ملین امریکی ڈالر
(v)	مشینری اور آلات	8.83 ملین امریکی ڈالر

اپریل۔فروری 2002.03 کے دوران میکسکو سے ہندوستان کی درآمد 57.06 ملین امریکی ڈالر کی رہی اس مدت کی درآمدات 57.65 ملین امریکی ڈالر سے 1.03 فی صد کم تھا۔ اس مدت میں ہندوستان کی کل عالمی درآمدات میں میکسکو سے درآمدات کی حصہ داری 0.10 فی صد رہی، جو پچھلے سال کی اسی مدت میں 0.12 فی صد تھی۔ اپریل۔فروری 2002.03 کی مدت میں میکسیکو سے درآمد کی گئی اہم اشیاء میں درج ذیل شامل تھیں۔

(i)	الکٹرانک سامان	22.43 ملین امریکی ڈالر
(ii)	ادویاتی اور فارموسیوٹیکل مصنوعات	8.43 ملین امریکی ڈالر
(iii)	دیگر اشیاء	5.25 ملین امریکی ڈالر
(iv)	دھات معہ بیج دھات اور دھاتی کترن	3.15 ملین امریکی ڈالر
(v)	دالیں	3.11 ملین امریکی ڈالر

اپریل۔فروری 03-2002 کی مدت میں تجارتی توازن 183.48 ملین امریکی ڈالر ہندوستان کے حق میں رہا۔ اس سے پچھلے سال کی اسی مدت میں یہ 156.38 ملین امریکی ڈالر تھا۔

مغربی یوروپ

مغربی یوروپ میں یوروپی یونین (EU) کے 15 ممالک شامل ہیں؟ یہ ہیں: آسٹریا، بیلجیم، ڈنمارک، فن لینڈ، فرانس، جرمنی، گریک، آئرلینڈ، اٹلی، لکزم برگ، ۔ نیدر لینڈ، پرتگال، اسپین، سویڈن اور برطانیہ۔ مغربی یوروپ کے دیگر ممالک میں

سائپرس، آئس لینڈ، لیختینسٹن، مالٹا، ناروے۔ سوئیز رلینڈ اور ترکی شامل ہیں۔

مغربی یوروپ ہندوستان کا اہم تجارتی حصہ دار ہے، جس کا 2001.02 میں ہندوستان کی کل برآمدات میں 24 فی صد اور ہندوستان کی کل درآمدات میں تقریباً 26 فی صد حصہ تھا۔ 2001.02 میں مغربی یوروپ کے ممالک کو ہندوستان کی درآمد 10.53 ارب امریکی ڈالر کی رہی جبکہ ان ملکوں سے اس کی درآمدات 13.35 ارب امریکی ڈالر کی تھی۔ 03-2002 کے پہلے نو مہینوں کے دوران ہندوستان کی درآمدات 8.85 ارب امریکی ڈالر اور برآمدات 10.98 ارب امریکی ڈالر کی ہوئی۔

برآمدات : مغربی یوروپ کے علاقے کو ہندوستان کی کل برآمدات کا زیادہ تر حصہ آٹھ ملکوں یعنی جرمنی، برطانیہ، بیلجیم، اٹلی، فرانس، نیدرلینڈ، اسپین اور سوئٹزرلینڈ کو برآمدات ہوتی ہے۔ اس لیے اس علاقے کے دیگر ملکوں کو ہماری برآمدات بڑھانے کے زیادہ امکانات موجود ہیں۔ مغربی یوروپ کو برآمد کی جانے والی اہم اشیا میں جوہر اور زیورات کپاس اور انسان ساختہ دھاگے / کپڑے / سلے سلائے کپڑے / ریڈی میڈ گارمنٹس، شمبری اور ساز وسامان، ادویہ، فارماسیوٹیکل مصنوعات اور کیمکلس، دھاتی اشیاء، چمڑے کے کپڑے، سامان اور جوتے، نامیاتی / غیر نامیاتی / زرعی کیمیکلس، نقل وحمل کے ساز وسامان، رنگ کرنے اور دیگر درمیانی اشیاء، دستکاری مصنوعات، کارپٹ، بحری مصنوعات، الکٹرانک سامان، پلاسٹک اور الموینم مصنوعات وغیرہ شامل ہیں۔

درآمدات: مغربی یوروپ سے ہماری درآمدات کے اہم وسائل ہیں۔ بیلجیم، جرمنی، برطانیہ اور سوئیز لینڈ۔ مغربی یوروپ سے درآمد کی جانے والی اہم اشیا میں موتی، بیش قیمتی اور کم قیمتی جوہر، سونا چاندی، مشینری، الکٹرانک سامان، پروجیکٹ اشیاء، نامیاتی کیمیکلس پیشہ ورانہ آلات، نقل وحمل کے ساز وسامان، لوہا اور فولاد، ادویاتی اور فارماسیوٹیکل مصنوعات، فلزاتی کچ دھات / دھاتی کترنیں، کیمیکل سامان اور مصنوعات وغیرہ شامل ہیں۔

تیسری ہندوستان۔ یوروپی یونین چوٹی کانفرنس اکتوبر 2002 میں کوپن ہیگن میں ہوئی تھی۔ اس چوٹی کانفرنس کے موقع پر ہندستانی یوروپی یونین تجارتی چوٹی کانفرنس بھی منعقد ہوئی تھی اس کانفرنس میں بایوٹکنالوجی، ٹکسٹائل، مالی خدمات اور توانائی / بجلی پر توجہ مرکوز کی گئی۔ اس کے علاوہ اس خطے کے ہر ایک ملک کے ساتھ مشترکہ کمیشن / کمیٹیوں / ورکنگ گروپوں / بزنس کونسل کے ذریعہ پابندی سے تبادلہ خیال کیا جاتا ہے۔ ہندوستان پر یوروپی یونین کے متعدد غیر محصول رکاوٹوں سے جیسے ہندوستانی مصنوعات کے خلاف صحت / صفائی اور نباتی صفائی معیارات، کوٹا / محصول کے پیچیدہ نظام، پیکیجنگ اور لیبل لگانے کی ضروریات، اینٹی ڈمپنگ / سبسڈی مخالف جانچ وغیرہ شامل ہیں۔ ان مشکلات کو دور کرنے اور باہمی تجارت اور اقتصادی تعاون کو اور مضبوط کرنے کے لیے ہندوستان یوروپی یونین کے ساتھ لگاتار بات چیت کر رہا ہے۔

وسطی اور مشرقی یوروپی ممالک

ہندوستان کے زیادہ تر وسطی اور مشرقی یوروپی ملکوں کے ساتھ روایتی، قریبی اور کثیر پہلوی تعلقات رہے ہیں۔ مشرق یوروپ کے 12 ممالک میں البانیہ، بوسنیا اور ہرزیگوونیا، بلغاریہ، کروشیا، چیک ری پبلک، ہنگری، میڈونیا، پولینڈ اور رومانیا، وفاقی جمہوریہ یوگوسلاویہ، جمہوریہ سلوا کیہ اور سلووانیہ شامل ہیں۔ ان بارہ ممالک میں سے وفاقی جمہوریہ یوگوسلاویہ، البانیا اور میسڈونیا کو چھوڑ کر سبھی ممالک کے ساتھ ہندوستان کے دوطرفہ تجارتی معاہدے ہیں۔

ہندوستان نے پیشتر ازیں آر پی اے (روپیہ ادائیگی ایریا) ملکوں کے ساتھ روپیہ ادائیگی تجارت کے عوض آزاد قابل بدل کرنسیوں میں تجارت کے لیے نئے تجارتی معاہدوں کے علاوہ تجارت بڑھانے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ ان میں دیگر باتوں کے علاوہ مقابل تجارت (بدل، مبادلہ یا تبادلہ اشیا (بارٹر)) نئے اور زیادہ جامع بین بینک کاری بندوبستوں جوائنٹ وینچر بینکوں کے قیام کی تجاویز، حکومتی اور تجارتی دوروں کا مبادلہ، نئے ڈپلومیٹک مشنوں کا قیام اور تجارتی نمائندگی، براہ راست کاروباری کے تعلقات کی حوصلہ افزائی اور فروغ، مشترکہ کمیٹیوں، مشترکہ کمیٹیوں کی تشکیل، تجارت کے لیے نئی اشیاء کی شناخت (جیسے انجینئرنگ اشیا، سافٹ ویر/الفاظ/مشین ٹکنالوجی، الکٹرانکس پلاسٹک، پیکیجنگ، کیمیکلس، فارماسیوٹکلس، طبی ساز و سامان اور فوڈ پراسسنگ وغیرہ) بنیادی ڈھانچے کے فروغ (جیسے جہاز رانی، شہری ہوابازی) کے لیے معاہدے، آپسی تجارتی میلوں میں حصہ داری جوائنٹ وینچر، دوفریقی تجارت کی حوصلہ افزائی کے لیے دوطرفہ قرض کے بندوبست کے امکانات تلاش کرنا، اقتصادی اور تجارتی معلومات کا مبادلہ وغیرہ شامل ہے۔

خصوصی اقتصادی زون

حکومت نے برآمدات میں اضافہ کے لیے ملک میں خصوصی اقتصادی زون (SEZ) قائم کرنے کی اسکیم کا اعلانیہ 30 مارچ 2002 کو برآمد اور درآمد پالیسی حکومت کے ساتھ جاری کیا۔ اس زون کا مقصد برآمدات کے لیے بین الاقوامی مسابقت کے موافق اور رکاوٹوں سے آزاد ماحول فراہم کرنا ہے۔ اس سے ملک کی برآمدات میں مزید اضافہ کاری کو توقع کی جاتی ہے۔

پالیسی کے تحت سرکاری، نجی، جوائنٹ سیکٹر یا ریاستی حکومتوں کے SEZ کے قیام کا اہتمام کرنا ہے۔ یہ بھی اعلان کیا گیا کہ موجودہ برآمدات عمل کاری زون میں سے کچھ کو خصوصی اقتصادی زون میں بدل دیا جائے گا۔ اس کے مطابق حکومت نے سبھی موجودہ برآمد عمل کاری علاقوں کو خصوصی اقتصادی زون میں بدلنے کا نوٹی فکیشن جاری کیا۔ اس کے علاوہ حکومت نے نجی/مشترکہ سیکٹروں/ریاستی حکومتوں کے ذریعہ 18 خصوصی اقتصادی زون قائم کیے جانے کی بھی منظوری فراہم کی جو پوسترا (گجرات)، دروناگری اور کوتیا (مہاممبئی۔ مہاراشٹر) ناں گنیری (تملناڈ) نجی، سالٹ لیک (کولکاتہ، مغربی بنگال) یاراد یب اور گوپال پور (اڑیسہ)، بھروئی، کانپور، مراد آباد اور گریٹر نوئیڈا (اتر پردیش)، کاکیناڈا اور وشاکھاپٹنم (آندھرا پردیش)، اندور (مدھیہ پردیش) سیتاپورا (جے پور) اور جودھپور (راجستھان)، ولاریدم/پت وی پین (کیرل) اور ہاس (کرناٹک) میں قائم کیے جا رہے ہیں۔

اس اسکیم کی کچھ نمایاں خصوصیات اس طرح ہیں: ایک مخصوص ڈیوٹی فری انکلیو جسے تجارتی عمل اور محصول اور ٹیرف کے لیے غیر ملکی علاقہ مانا جائے، SEZ اکائیاں پیداوار اور خدمات کے لیے ہوسکتی ہیں، کسٹم کے ذریعہ درآمدی اور برآمدی کارگو کی معمول کے مطابق کوئی جانچ نہیں، پوری ڈیوٹی پر گھریلو بازار میں فروخت اور درآمد پالیسی پر عمل درآمد؛ تین سالوں میں SEZ اکائیوں سے غیر ملکی کرنسی مبادلہ میں خالص نفع؛ کوئی مقررہ فرسودگی معیار نہیں، ڈیوٹی فری اشیا پانچ سال کی منظور مدت میں استعمال، ڈیولپمنٹ کمشنر پر مشتمل کمیٹی کے ذریعہ SEZ اکائیوں کی کارکردگی کی نگرانی؛ زیورات اکائیوں کی شمولیت کے ساتھ سبھی سیکٹروں میں پیداوار یا پیداواری عمل کے ایک حصے کے ذیلی معاہدے کی منظوری مینوفیکچرنگ سیکٹر میں خود بخود طور پر راست غیر ملکی اصل کاری 5 سال کے لیے 100 فی صد انکم ٹیکس میں پوری رعایت اور اس کے بعد دو سال تک 50 فی صد رعایت، خود بخود منظوری کے ذریعہ بیرونی قرض کی سہولت وغیرہ۔

موجودہ طور پر 8 خصوصی اقتصادی سیکٹروں میں 1659 اکائیاں عمل پذیر ہیں۔ 2003-2002 کے دوران SEZ اکائیوں کی درآمدت 9.922 کروڑ روپے تھی جبکہ 02-2001 میں یہ 9190 کروڑ روپے کی مالیت کی تھی۔

برآمد رُخی اکائی اسکیم

برآمدرخی اکائی (Eous) اسکیم 1981 میں شروع کی گئی تھی، جو خصوصی اقتصادی زون کی تکملہ ہے۔ یہ خام مال کے وسیلے، برآمدی بندرگاہ، عقبی علاقہ سہولیات ٹکنالوجی مہارتوں کی دستیابی، صنعتی اساس کی موجودگی اور پروجیکٹ کے لیے زیادہ ارضی علاقوں کی ضرورت جیسے عوامل کے حوالے سے وسیع متبادل (اختیار) پیش کرتی ہے۔ مارچ 2003 میں EO4 اسکیم کے تحت 1,754 اکائیاں عمل پذیر تھیں۔ یہ اکائیاں اپنا بنیادی ڈھانچہ خود قائم کرتی ہیں۔ 2002-2001 میں EO4 اکائیوں کے ذریعہ 18,743.45 کروڑ روپے کی مالیت کی برآمدات کی گئیں جب کہ 2003-2002 کے دوران 21,930.73 کروڑ روپے کی مالیت کی برآمد کیے جانے کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔

کثیرالفریق تجارتی امور اور پہل

1947 میں GATT کے قیام کے بعد سے کثیرالفریق تجارتی نظام کے فروغ کے نتیجے میں عالمی تجارتی تنظیم (WTO) کا قیام عمل میں آیا۔ 1986 تا 1994 ارگوے دور کی بات چیت کا طویل سلسلہ چلا، جس کے نتیجے میں عالمی تجارتی تنظیم کا قیام عمل میں آیا، اس مذاکرات میں اشیا کی تجارت سے متعلق کثیرالفریق اصولوں اور ڈسپلن کی رسائی میں کافی وسعت ہوئی اور خدمات اور ذہانت تجارت (ذہنی املاک حقوق) میدان کثیرالفریق اصولوں کی شروعات ہوئی۔ ارگوے دور مذاکرات کے سبب زرعی مصنوعات کے بارے میں علاحدہ معاہدہ ہوا۔ اس کے علاوہ گیٹ نظام میں کپڑے اور کپڑے سے متعلق مصنوعات کے یکجائی کے مرحلہ وار پروگرام پر بھی اتفاق ہوا۔ گیٹ کے ذریعہ مقررہ اصولوں اور اس سے متعلق معاہدوں کو WTO کے سبھی ممبر ملکوں کو "یک مشت معاہدے" کے طور پر منظور کرنا تھا۔ ان معاہدوں کی ذمہ داریوں اور حقوق کے درمیان توازن پر غور کرنے کے بعد حکومت نے WTO معاہدے کی توثیق کی۔

ہندوستان، گیٹ اور ڈبلیو ٹی او، دونوں کا بانی ممبر ہے۔ WTO اصول پر مبنی شفاف اور قابل پیش گوئی کثیرالفریق تجارتی نظام ہے، جو طاقتور تجارتی حصہ داروں کے دباؤ سے ممبر ملکوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ WTO دستور دیگر WTO ممبروں کے بازاروں کو ہندوستان کی برآمدات کے لیے قومی رویہ نہایت ترجیح والے ملک (MFN) کے طور پر غیر امتیازی نظام فراہم کرتے ہیں۔ قومی رویہ یہ یقینی بناتا ہے کہ ایک بار ہماری مصنوعات دیگر WTO ممبر کے یہاں برآمد ہو گئی تو اس ملک کی مصنوعات کے مقابلے میں ان سے امتیاز نہیں کیا جائے گا۔ MFN رویہ اصول یہ یقینی بناتا ہے کہ ممبر ملک اپنے ٹیرف نظام میں ہی نہیں بلکہ دیگر اصولوں، ضابطوں، ترغیبات وغیرہ کے معاملے میں بھی W. T. O ممبروں کے درمیان امتیاز نہیں کریں گے۔ اگر کوئی ممبر ملک یہ محسوس کرتا ہے کہ دیگر تجارتی رفیق کی تجارتی پالیسیوں کے سبب اس کو واجب فوائد نہیں حاصل ہو پا رہے ہیں وہ ڈبلیو ٹی او کے تنازعہ تصفیہ میکانیت (DSM) کے تحت معاملہ دائر کر سکتا ہے۔

WTO دستور میں درآمدات کا بھی اتفاقی اہتمام ہے، جن سے ممبر ملکوں کی ادائیگی توازن کا مسئلہ اور درآمدات میں تیزی سے اضافہ جیسے درآمدی حالات سے نمٹنے میں مدد ملتی ہے۔ داخلی پیداکاروں کو نقصان پہنچانے والے غلط تجارتی عمل سے نمٹنے کے

لیے ڈمپنگ مخالف معاہدے اور سبسڈی اور متلافی تدابیر معاہدے کے تحت ڈمپنگ مخالف یا متلافی ڈیوٹی لگانے کا اہتمام ہے۔

تاہم پچھلے چھ سال میں WTO معاہدوں کو لاگو کرنے کے دوران ہندوستان کو ان معاہدوں کے کچھ عدم توازن اور خامیوں کا سامنا کرنا پڑا اور اسے یہ بھی احساس ہوا کہ کچھ ترقی یافتہ ممالک نے اپنی ذمہ داریوں کو WTO معاہدوں کے مطابق نہیں نبھایا ہے اور مختلف WTO معاہدوں میں ترقی پذیر ممالک کی موافقت والا کوئی خاص یا مخصوص رویے والی دفعات کو نافذ نہیں کیا گیا۔ ہندوستان نے دیگر ہم خیال ملکوں کے ساتھ WTO میں ان ''عمل درآمد متعلقہ امور'' کو نمایاں طور پر ظاہر کیا۔

دوحہ وزارتی کانفرنس

ڈبلوٹی او کی وزارتی سطح کی کانفرنس اس تنظیم کا فیصلہ لینے والا ادارہ ہے اور دو سالوں میں ایک بار کم سے کم اس کا انعقاد کیا جانا ضروری ہے۔ چوتھی وزارتی سطح کی کانفرنس 9 سے 14 نومبر 2001 تک دوحہ، قطر میں منعقد کی گئی۔ سیئٹل میں 30 نومبر سے 3 دسمبر 1999 تک منعقد کی گئی تیسری عالمی تجارتی تنظیم کی وزارتی سطح کی کانفرنس نتیجہ خیز نہیں رہی تھی اس لیے عالمی تجارتی تنظیم کے کثیر تجارتی نظام میں بین الاقوامی کمیونٹی کا اعتماد بحال کرنے کے لیے چوتھی وزارتی سطح کانفرنس کافی اہم مانی گئی۔ دوحہ میں ہندوستان کا خاص مقصد پہلے نفاذ امور پر تبادلہ خیال کرنا تھا۔ ایجنڈے میں محنت جیسے غیر تجارتی امور کو شامل کرنے کے ہندوستان کی پہل کی بھی زوردار مخالفت کی گئی۔ ہندوستان نے ،ماحول، کے تحفظ کے تئیں تشویش ظاہر کرنے کے بہانے تجارتی بندش لگانے کی حمایت نہیں کی۔

دوحہ کانفرنس کے نتائج: دوحہ میں کئی عمل درآمد معاملوں پر غور کیا گیا، باقی امور مزید مطالعہ کے لیے یا تو مذاکرات کے لیے یا معاون اداروں کو سونپ دیا گیا اور یہ دوحہ کے بعد منعقد کیے جانے والے ورک پروگراموں کا تکنیکی حصہ ہے۔ ٹرپس (TRIPS) اور صحت عام پر اعلانیہ پیٹنٹوں کے صحت عامہ کو فوقیت دیتا ہے۔ اس کے مطابق دواؤں کی دستیابی اور ان کی مناسب لاگت ایک ہمہ گیر حق ہے۔ یہ قومی حکومتوں کے اقتدار اعلیٰ اختیار کو بھی تسلیم کرتا ہے، جس کے تحت وہ یہ فیصلہ کرسکے کہ قومی ایمرجنسی یا اشد ضرورت'' کیا ہے زراعت کے میدان میں دوحہ میں وزراء نے سبھی طرح کی برآمدی سبسڈیوں اور تجارتی غلط بیانی کی گھریلو جماعت کو مرحلہ وار طریقے سے ختم کرنے کی جانب تخفیف کے لیے مذکرات کے لیے عہد کیا اس ہندوستان کی زرعی برآمدات کی بازار رسائی میں کافی بہتری پیدا ہوگی۔ ترقی پذیر ملکوں کے لیے خاص اور امتیازی عمل یا برتاؤ (S&D) تسلیم کرنا، جس میں ان کی حفاظت غذا اور دیہی ترقی کے سلسلے میں تشویش بھی شامل ہے، ہندوستان کے لیے کافی اہم ہے۔ خدمات کے معاملے میں مزید بات چیت کے لیے عام طور پر ہندوستان کی تجاویز پر مبنی مذاکراتی رہنما خطوط اور طریقہ عمل (NGp) کی از سر نو توثیق کی گئی۔ مقامی لوگوں کی آمد و رفت کا معاملہ بھی کافی نمایاں طور پر ابھرا۔ اعلانیہ میں اس بات کی تصدیق کی گئی کہ بنیادی معیارات محنت پر غور کرنے کے لیے ILO زیادہ مناسب فورم ہے۔ دوحہ ورک پروگرام میں صنعتی مصنوعات کے لیے بازار کی رسائی میں مذاکرات کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ اس میں ترقی یافتہ ملکوں کے بازاروں میں ترقی پذیر ملکوں کے ذریعہ درآمد کی جانے والی مصنوعات پر بھاری ٹیرف ہٹانا، اور اور محصول میں اضافہ نہ کرنے جیسے اہتمام کو بھی واضح کیا گیا ہے۔

ترقی پذیر ممالک کی اہم شکایتوں میں سے ایک یہ تھی کہ ارگوے دور کے معاہدوں میں کئی مخصوص اور امتیازی برتاؤ کی دفعات تھیں جن پر عمل نہیں کیا گیا۔ دوحہ اعلانیہ میں ان کے عمل درآمد کا مطالبہ کیا گیا ہے اور اس کے لیے ایک پروگرام تیار کرنے کو کہا گیا

ہے۔ سنگاپور کے چار امور، تجارت اور اصل کاری، تجارت اور مسابقت، حکومتی حصول میں شفافی اور تجارتی سہولیات کے بارے میں 5 ویں وزارتی سطح کی کانفرنس مطالعاتی عمل جاری رہے گا اور اس کے متعلق کوئی بھی مذاکرات واضح طور پر اتفاق رائے کی بنیاد پر ہوں گے۔

ماحول پر کچھ محدود شعبوں میں مذاکرات کی تجویز رکھی گئی جیسے WTO اصولوں اور کثیر الفریقی ماحولیاتی معاہدوں کے درمیان تعلق، لیکن یہ بات واضح کی گئی کہ مذاکرات کے نتائج موجودہ معاہدوں کے تحت ممبر ملکوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کو نہ تو بڑھائیں گے اور نہ ہی کم کریں گے۔

دوحہ کے بعد کی پیش رفت: سبھی ممالک کی توجہ اب دوحہ کے بعد کے عملی پروگراموں پر مرکوز ہے جس کے تحت متعدد امور پر گفت وشنید ہوتی ہے۔ دوحہ وزارتی، اعلانیہ میں جنرل کونسل کے اقتدار کے تحت تجارتی مذاکراتی کمیٹی (TNC) کی نگرانی میں مذاکرات کے انعقاد کا اہتمام ہے TNe کی یکم فروری 2002 کی میٹنگ میں مستقبل کے عملی پروگرام کی درج ذیل ساخت پیش کی گئی۔

مذاکرات کی تنظیم اور اہتمام

TNe چیئر پرسن: اپنے منصبی حیثیت (بربنائے عہدہ) میں عالمی تجارتی تنظیم (WTO) کے ڈائرکٹر جنرل مذاکرات کے آخر تک یعنی یکم جنوری 2005 تک بنے رہیں گے۔

مذاکراتی گروپ: تجارتی مذاکراتی کمیٹی دو نئے مذاکراتی گروپوں کی تشکیل پر متفق ہوا ہے جو غیر زرعی مصنوعات کے لیے بازار رسائی اور WTO ضوابط (ڈمپنگ مخالف، سبسڈی، علاقائی تجارتی معاہدے)۔ موجودہ جماعتوں میں درج ذیل مذاکرات انجام دیے جائیں گے۔

☆ زراعت: زرعی کمیٹی کے مخصوص اجلاس میں۔

☆ خدمات: سروسز کونسل کے مخصوص اجلاس میں۔

☆ جغرافیائی اشارات، کثیر الفریقی رجسٹریشن نظام: حقوق املاک ذہانت کے تجارت سے متعلق پہلوؤں (TRIPS) کی کونسل کے مخصوص اجلاس میں، کونسل کی باقاعدہ میٹنگوں میں دیگر TRIPS معاملوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔

☆ تنازعہ تصفیہ تفہیم: تنازعہ تصفیہ جماعت کے مخصوص اجلاس میں۔

☆ ماحول: تجارتی اور ماحولیاتی کمیٹی کے مخصوص اجلاس میں۔

☆ بقایا تعمیلی امور پر مذاکرات: دوحہ وزارتی اعلانیہ کے پیراگراف 12 کے مطابق متعلقہ جماعتوں میں۔

TNC تین طرح سے ترقی پذیر ملکوں کے لیے خصوصی اور امتیازی برتاؤ پر زور دیتی ہے۔ یہ توثیق کرتی ہے کہ WTO معاہدوں کا ناگزیر حصہ ہے۔ تمام مذاکرات اور دوحہ ایجنڈے کے عملی پروگرام کے دیگر پہلوؤں میں اس ضابطے کا پورا خیال رکھا جائیگا اور سبھی مخصوص اور خصوصی اہتمام کو جامع، موثر اور عملی بنانے کے لیے ان کی نظر ثانی کی جائے گی۔ بالآخر:

☆ تمام خاص اور امتیازی برتاؤ اہتمام: تجارتی اور ترقیاتی کمیٹی کے خاص اجلاس میں۔

عوامی سیکٹر کی ایجنسیاں

MMTC

MMTC لمیٹڈ کا کل کاروبار 2002.03 کے دوران 6,257 کروڑ روپے (عارضی) کا رہا جبکہ 02-2001 میں یہ 7,244 کروڑ روپے تھا۔ درآمد برآمد پالیسی کے مطابق 64ار زیادہ فی صد لوہ اور لوہ کچ دھات کی استواری صرف MMTC کے ذریعہ ہوتی ہے۔ دیگر درجے کے لوہے کھلے عام لائسنس (OGL) کے تحت برآمد کیے جاسکتے ہیں۔ میگنیز کچ دھات اور کروم کچ دھات کی برآمد MMTC کے ذریعہ ہی کی جاتی ہے جس پر مقداریت اور خصوصیات کے ضمن میں حکومت کے ذریعہ متعین حد لاگو ہوتی ہے۔ سال 2002.03 کے دوران MMTC کینلائیز ڈ برآمد 1,158 کروڑ روپے (عارضی) اور غیر کینلائیزڈ برآمدات 1,221 کروڑ روپے (عارضی) قیمت کی رہی۔ کینلائیزڈ برآمدات صرف یوریا کا کیا گیا۔ MMTC کے علاوہ دو دیگر کمپنیوں IPL اور STC کو یوریا برآمد کرنے کی منظوری ہے۔ سال 02-2001 میں MMTC کے ذریعہ 42 کروڑ روپے کے یوریا کی برآمد کی گئی تھی جبکہ 03-2002 میں MMTC نے یوریا نہیں برآمد کی کیونکہ فرٹیلائیزر کے محکمے کے گھریلو مال کی کافی دستیابی کو دیکھتے ہوئے سرکاری اکاونٹ یوریا کو مختص نہیں کیا گیا۔ MMTC کے ذریعہ یوریا کی برآمد محکمہ فرٹیلائیزر کے ذریعہ کیے گئے اقتصادی اختیار دیئے اور ڈلیوری پروگرام کے مطابق MMTC یوریا برآمد کرتا ہے۔

سال 2002.03 میں MMTC کا غیر کینلائیزڈ برآمدات 3,729 کروڑ روپے (عارضی) کی تھی جبکہ 2001.02 میں یہ 5,439 کروڑ روپے کی تھی۔ غیر کینلائیزڈ برآمدات میں خصوصاً قیمتی دھاتیں، کوئلہ، ہائیڈرو کاربن، زرعی مصنوعات غیر آہنی دھاتیں شامل ہیں۔ سال 2002.03 کے دوران MMTC کی گھریلو تجارت 149 کروڑ روپے (عارضی) کی تھی جبکہ 2001.02 میں یہ صرف 34 کروڑ روپے تھی۔

STC

ریاستی تجارتی کارپوریشن (STC) ہندوستان کی اہم بین الاقوامی تجارتی تنظیم ہے۔ جو محکمہ کامرس کے تحت کام کر رہا ہے۔ حکومت ہند کے ذریعہ تجارتی پالیسیوں اور عمل کاری میں نرم کاری عمل اپنائے جانے کو دیکھتے ہوئے کارپوریشن اب عوامی اور نجی سیکٹر کے ساتھ مسابقت کرتے ہوئے سیدھے تجارت کرتا ہے۔ سال 2002.03 کے دوران کارپوریشن کا کل کاروبار 2,533 کروڑ روپے کا رہا جس میں 2001.02 کے 1,582 کروڑ روپے کے مقابلے 60فی صد اضافہ ہوا۔ درحقیقت 2,533 کروڑ روپے کا کاروبار کارپوریشن کے ذریعہ خود کے کھاتے میں (سرکاری تجارتی کھاتے کو چھوڑ کر) اب تک کا سب سے بڑا کاروبار ہے۔ سال 03-2002 میں برآمدی کاروبار 691 کروڑ روپے کا تھا۔ کارپوریشن نے اپنے تجارت کی بنیاد پر زرعی اشیاء پر زیادہ زور دینا جاری رکھا اور بھاری مقدار میں اناج برآمد کیا۔ کارپوریشن کا درآمدی کاروبار سال 2002.2003 میں 1,753 کروڑ روپے کی رہا جو 02-2001 کے 780 کروڑ روپے کے درآمد کاروبار سے دوگنے سے بھی زیادہ ہے۔ بازار کے مواقع کا بہتر طور پر فائدہ اٹھاتے ہوئے کارپوریشن نے 1,473 کروڑ روپے مالیت کے سونے چاندی

(بلین) کی درآمدی فروخت کی، جو 02-2001 میں 667 کروڑ والے مالیت کی تھی۔ کمرشیل اکاونٹ میں خوردنی تیلوں کی درآمداتی فروخت میں ڈھائی گنا سے زیادہ اضافہ ہوا، جو 02-2001 کے 71 کروڑ روپے سے بڑھ کر 2002.03 میں 171 کروڑ روپے کی رہی۔ حال ہی میں کارپوریشن نے کئی قدم اٹھائے ہیں جیسے تخلیص کرنے کے لیے خام چینی درآمد کرنا اور اسے بعد میں گھریلو بازار میں فروخت کرنا/برآمد کرنا، SKO کو درآمد کرنا، الونیم دھاتی ڈلوں کی درآمد، کئی سالوں کے وقفے کے بعد چینی کی برآمد پھر شروع کرتے ہوئے انڈونیشیا کو 50 کروڑ روپے کی چینی برآمد کرنا، STC کے اپنے کھاتے میں فرٹیلائیزر کی درآمد، کم راکھ والے مثیلا لارجیکل کوک۔ ایچ آر کوکس، سیسہ مرتکز/سیسہ کچ دھات، بھاری دھات کترن کی درآمد، CAS (کیس) کے نفاذ کے امکانات کو دیکھتے ہوئے ملک میں پیدا سیٹ ٹاپ باکسوں کی مانگ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کارپوریشن کے ذریعہ 7 کروڑ روپے مالیت کے سیٹ ٹاپ باکسوں کی درآمد کے جیسے معاہدے کرنا اور شاخ دفاتر کو معقول بنانا۔

رواں مالیاتی سال یعنی 04-2003 کے دوران STC,1,252 کروڑ روپے کا کاروبار پہلے سہ ماہی میں ہی کر چکا ہے۔

خودمختار ادارے

جنس بورڈ

محکمہ کامرس کے تحت پانچ قانونی جنس بورڈ ہیں: چائے بورڈ، کافی بورڈ، ربر بورڈ، مسالہ بورڈ اور تمباکو بورڈ، یہ بورڈ چائے، کافی، ابر، مسالے اور تمباکو کی پیداوار اور ترقی کے علی الترتیب ذمہ دار ہیں۔

برآمد جانچ کونسل

برآمد جانچ کونسل، نئی دہلی ایک خودمختار ادارہ ہے جو برآمدات جو (کوالٹی کنٹرول اور انسپیکشن) ایکٹ 1963 کے تحت آنے والی مختلف برآمدی اشیاء کے کوالٹی کنٹرول اور لازمی لدان قبل جانچ کے لیے ذمہ دار ہے۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ برائے غیر ملکی تجارت

سوسائیٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ انڈین انسٹی ٹیوٹ برائے غیر ملکی تجارت کے اہم کام ہیں: (i) بین الاقوامی تجارت کی جدید تکنیکوں میں ملازمین کی تربیت؛ (ii) غیر ملکی تجارت کے مسائل میں تحقیق کی تنظیم (iii) مارکیٹنگ ریسرچ کی تنظیم، ایریا سروے، جنس سروے، بازار سروے وغیرہ کا اہتمام اور (iv) تحقیق اور بازار سروے سے متعلق سرگرمیوں سے حاصل اطلاعات فراہم کرنا۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ برائے پیکیجنگ

انڈین انسٹی ٹیوٹ برائے پیکیجنگ، ممبئی سوسائیٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ انسٹی ٹیوٹ کا خاص مقصد پیکیجنگ صنعت کے لیے کچے مال کی تحقیق کرنا، پیکیجنگ ٹکنالوجی پر تربیتی پروگرام منعقد کرنا اور اچھی پیکیجنگ کی ضرورت کے بارے میں لوگوں میں آگہی پیدا کرنا۔

بحری مصنوعات برآمدی ترقیاتی اتھارٹی

بحری مصنوعات برآمدی ترقیاتی اتھارٹی ایک دستوری ادارہ ہے۔ برآمد کو دھیان میں رکھتے ہوئے سمندری مصنوعات کی صنعت کے فروغ کے لیے ذمہ دار ہے۔

زراعتی اور پراسسڈ فوڈ پروڈکٹس ایکسپورٹ ڈیولپمنٹ اتھارٹی(APEDA) ایک دستوری ادارہ ہے، جو اضافی قدر شکل میں پراسسڈ فوڈ کی برآمد کی شمولیت کے ساتھ زرعی اشیا کی برآمد کا مرکزی نقطہ ہے۔

برآمد افزائش کونسلیں

محکمہ کامرس کی انتظامی نگرانی میں اس وقت 10 ایکسپورٹ پروموشن کونسلیں ہیں۔ یہ کونسلیں کمپنی ایکٹ/سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے تحت بے نفعی تنظیموں کے طور پر رجسٹرڈ ہیں۔ برآمد افزائش کونسلیں صلاح کار اور انتظامی (ایگزیکٹو) دونوں طرح کے کام کرتی ہیں۔ یہ برآمد اور درآمد پالیسی، 1997.2002 کے تحت رجسٹرڈ مقتدرہ بھی ہیں۔ ان کونسلوں کو مذکورہ پالیسی کے تحت کردار اور عمل تفویض کیے گئے ہیں۔

دیگر تنظیمیں

ہندستانی برآمدی تنظیموں کی فیڈریشن

ہندوستانی برآمدی تنظیموں کی فیڈریشن (FIEO)، نئی دہلی مختلف برآمد افزائش تنظیموں اور اداروں کا چوٹی کا ادارہ ہے۔ یہ ملک میں مشاورتی خدمات میں حکومت کے ذریعہ تسلیم شدہ برآمدی تجارتی گھرانوں کو مربوط امداد فراہم کرنے کے لیے بنیادی خدماتی ایجنسی اور ملک میں درآمدات میں اضافے کے لیے کی جانے والی کوششوں کی حوصلہ افزائی کے لیے مرکزی رابطہ ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے۔ FIEO ہندوستان اور غیر ممالک میں مختلف سیمناروں کا اہتمام اور مختلف نمائشوں میں شرکت کا بندوبست کرتا ہے۔ اپنے ممبر درآمد کنندگان اور برآمد کنندگاں کے درمیان آگہی پیدا کرنے کے لیے فیڈریشن نے اس سال بھی FIEO نیوز کی اشاعت جاری رکھی۔

ثالثی کی انڈین کونسل

سوسائٹیز جسٹریشن ایکٹ کے تحت ثالثی کی ہندوستانی کونسل کی تشکیل کی گئی تھی۔ تجارتی تنازعات کے تصفیہ اور تاجروں، خصوصاً بین الاقوامی تجارت کرنے والوں کے درمیان ثالثی کے تصور کو مقبول بنانے کا کام کرتی ہے۔ یہ کونسل ایک بے نفعی خدماتی تنظیم ہے جو محکمہ کامرس سے گرانٹ حاصل کرنے والا ادارہ ہے۔ کونسل کا اہم مقصد ثالثی کے علم اور استفادہ حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی کرنا اور تجارتی تنازعات کو دوستانہ طور پر جلد تصفیہ کے لیے سہولیات فراہم کرنا ہے تاکہ تجارت خاص طور پر درآمدی تجارت کی روانی مستحکم اور پائیدار بنیاد پر قائم رہے۔

ہندستانی ہیرا انسٹی ٹیوٹ

ہندستانی ہیرا انسٹی ٹیوٹ (IDI)، سورت سوسائٹیز رجسٹریشن کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اس کا قیام 1978 میں جواہرات اور زیورات کے میدان میں مختلف ڈپلومہ/پوسٹ گریجویٹ ڈپلوما سطح کے کورسز کا اہتمام کرکے اس صنعت کے لیے تربیت یافتہ کاریگروں کی دستیابی کو بڑھانا ہے۔

8۔ مواصلات

شروع میں ہندستان میں ڈاک کا نظام پوری طرح سرکاری مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا تھا اور 1837ء میں ڈاک کی خدمات عام کی گئی تھیں۔ پہلا ڈاک ٹکٹ 1852ء میں کراچی میں جاری کی گیا تھا، جو کہ صرف صوبہ سندھ کے لیے مجاز تھا۔ ہندستانی ڈاک گھر کو 1854ء میں اس وقت ایک ادارہ کے طور پر تسلیم کیا گیا تھا جب 700 ڈاک خانے عالم وجود میں آچکے تھے۔ اس کے سربراہ ڈائرکٹر جنرل بنائے گئے۔ تب سے اب تک ڈاک کی خدمات میں ہمہ جہت اضافہ ہوا ہے۔ یہ خدمات انڈین پوسٹ آفس ایکٹ 1898 کے تحت فراہم کی جارہی ہیں۔ اس قانون کی رو سے اندرون ملک چٹھی رسانی کی تمام خدمات ادا کرنے کے حقوق حاصل ہیں۔

ڈاک کا نظام (پوسٹل نٹ ورک)

ہندستان کا ڈاک کا نظام دنیا کا سب سے بڑا ڈاک نظام ہے۔ آزادی کے وقت پورے ملک میں 23,344 ڈاک خانے تھے۔ ان میں سے 19,184 ڈاک خانے دیہی اور 4,160 شہری علاقوں میں تھے۔ آج ملک میں 1,55,295 ڈاک خانے ہیں۔ ان میں سے 1,38,818 ڈاک خانے دیہی علاقوں میں ہیں اور 16,477 ڈاک خانے شہری علاقوں میں ہیں۔ تب سے اب تک ڈاک کے نظام میں پورے سات گنا اضافہ ہوچکا ہے۔ آج دنیا کا سب سے بڑا ڈاک نٹ ورک ہندوستان میں ہے۔

ڈاک نٹ ورک کی وسعت، خاص طور پر دیہی علاقوں میں جزوقتی اضافی محکمہ جاتی ڈاک خانوں کے نظام کے ذریعے ممکن ہوئی ہے جو کہ محکمہ ڈاک خانہ کا ایک منفرد نظام ہے۔ اس نظام کے تحت مقامی باشندوں کو ملازمت دی جاتی ہے جنھیں بعض شرائط کی تکمیل کرنی ہوتی ہے۔ ایسے ڈاک خانوں کے کام کرنے کے اوقات زیادہ سے زیادہ 5 گھنٹے تک ہوتے ہیں۔ ڈاک کی تقسیم کے لیے انھیں ایک متعین رقم دی جاتی ہے۔ اوسطاً ایک ڈاک خانہ 21.17 مربع کلومیٹر رقبہ اور 6,613 نفوس کی آبادی کا احاطہ کرتا ہے۔ دیہی علاقوں میں محکمہ ڈاک کے طے کردہ اصولوں کی روشنی میں جن کا تعلق آبادی، آمدنی اور فاصلہ سے ہے، 5 ڈاک خانے کھولے جاتے ہیں۔ پہاڑی، ریگستانی اور دور دراز کے علاقوں میں ڈاک خانے کھولنے پر اخراجات کا 85 فیصد بطور سبسڈی حکومت ادا کرتی ہے جب کہ معمول کے دیہی علاقوں میں دی جانے والی سبسڈی اخراجات کے $66^2/_3$ فیصد کے مساوی ہوتی ہے۔

ڈاک کا مجموعی نظام چار زمروں کے ڈاکخانوں یعنی ہیڈ ڈاک خانوں، سب پوسٹ آفس، ایکسٹرا محکمہ جاتی سب پوسٹ آفس اور ایکسٹرا محکمہ جاتی برانچ سب پوسٹ آفس پر مشتمل ہے۔ تمام زمروں کے ڈاک خانوں میں یکساں خدمات فراہم کی جاتی ہیں۔ جہاں تک ڈلیوری کی خدمات کا تعلق ہے، وہ صرف متعینہ ڈاک خانوں تک محدود ہیں۔ جہاں تک نظم ونسق کا تعلق ہے، حساب کے کھاتوں کو برانچ پوسٹ آفس سے درجہ بدرجہ ہیڈ پوسٹ آفس تک لے جایا جاتا ہے۔

ڈاک کا نظام (میل سسٹم)

اول درجہ کی ڈاک یعنی پوسٹ کارڈوں، ان لینڈ لیٹر، اور لفافوں کو کسی سرچارج کے بغیر ان مقامات کے درمیان ہوائی جہاز سے لے جایا جاتا ہے جہاں فضائی خدمات موجود ہیں جب کہ دوسرے درجہ کی ڈاک یعنی کتابوں کے پیکٹ، رجسٹرڈ اخبارات و رسائل زمینی راستوں سے یعنی ٹرینوں، بسوں اور دیگر طریقوں سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائے جاتے ہیں۔

محکمہ ڈاک نے 2001-2002 میں لگ بھگ 1,103.07 کروڑ ڈاک سے بھیجی جانے والی چیزوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پہنچایا۔ اس میں سے 945.75 کروڑ چیزیں اول درجہ کی ڈاک کے زمرہ کی تھیں، جس میں گھریلو ڈاک اور سرکاری وکاروباری خطوں کی تعداد شامل تھی جب کہ دوسرے درجہ کی ڈاک 157.32 کروڑ چیزوں پر مشتمل تھی۔ 2001-2002 کے دوران غیر رجسٹرڈ ڈاک کی تعداد 157.32 کروڑ تھی۔ جس میں دیہی ڈاک 406.80 کروڑ اور شہری ڈاک 674.85 کروڑ تھی سال 2001-2002 کے دوران رجسٹرڈ ڈاک اشیا کی تعداد 21.72 کروڑ تھی۔ اس کے علاوہ محکمہ ہذا نے 2001-2002 کے دوران 11.22 کروڑ منی آرڈر بھی عوام تک پہنچائے جن کی مجموعی رقم 6,188.36 کروڑ روپے تھی۔

ڈاک کی ترسیل میں بہتری

صارفین کی زیادہ بہتر طور پر خدمت کرنے کی غرض سے مقامی ڈاک کو غیر مقامی ڈاک سے الگ کرکے اس کی تقسیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ غیر مقامی ڈاک کو مزید حصوں میں تقسیم کردیا گیا ہے۔ جیسے گھریلو ڈاک، سرکاری ڈاک، کارپوریٹ ڈاک، اخبارات ورسائل کی ڈاک اور پیکٹ وپارسل۔ یہ تقسیم ڈاک کی تقسیم میں ترجیح کا طریقہ رائج کرنے کے لیے کی گئی ہے۔ فرسٹ کلاس گھریلو اور سرکاری ڈاک کو ترجیحی ڈاک کے زمرے میں رکھا گیا ہے۔

شہروں اور قدرے بڑے قصبات میں مندرجہ ذیل چینل شروع کئے گئے ہیں تاکہ بعض زمرات کو برتنے اور ترسیل اور بعض مخصوص مقامات کو ڈاک بھیجنے میں تیزی لائی جائے۔

(اے) راجدھانی چینل۔ یہ چینل 16 مئی 1994 سے دہلی سے چھ ریاستی راجدھانیوں کو ڈاک کی ترسیل کے لیے شروع کیا گیا تھا۔ باقی ماندہ ریاستی راجدھانیوں کو اگست 1995 میں اس چینل کے تحت لے آیا گیا تھا۔ راجدھانی چینل اس ڈاک کے سلسلہ میں خدمت انجام دیتا ہے جو ریاستی راجدھانیوں کے لیے ہوتی ہے بشرطیکہ ان پر پن کوڈ لکھے ہوں۔ اس طرح کے خطوط کے لیے پیلے رنگ کے لیٹر بکس لگائے گئے ہیں۔

(بی) میٹرو چینل۔ یہ چینل میٹرو شہروں بنگلور، کلکتہ، چنئی، دہلی، حیدرآباد اور ممبئی کے درمیان اس ڈاک کی ترسیل کے لیے 2 راپریل 1994 کو شروع کیا گیا تھا۔ ان شہروں میں اس زمرہ کی ڈاک کے لیے ہلکے نیلے رنگ کے لیٹر بکس لگائے گئے ہیں۔

(سی) گرین چینل۔ اس نظام کے ذریعہ بڑے شہروں میں مقامی ڈاک کی سرعت کے ساتھ ترسیل کے لیے خصوصی انتظامات ہیں۔ کسی بھی شہر کی فرسٹ کلاس ڈاک، اسے سپرد ڈاک کئے جانے کے دوسرے ہی دن مکتوب الیہ کو پہنچادیا جاتا ہے۔ مقامی ڈاک کے لیے مخصوص ڈاک خانوں میں ہرے رنگ کے لیٹر بکس لگادئے گئے ہیں۔ اس چینل کے قیام کا مقصد مقامی ڈاک کو الگ رکھ کر جلد از جلد چھانٹ لیا جائے اور مکتوب الیہ تک بلا تاخیر پہنچادیا جائے۔

(ڈی) کاروباری چینل۔ بزنس (کاروباری) چینل کی ڈاک اول درجہ کے ان غیر رجسٹرڈ خطوط پر مشتمل ہے جو کارپوریٹ ادارے، جن میں سرکاری اور نیم سرکاری ادارے بھی شامل ہیں، کی متعینہ یونٹ آفس یا ڈاک گھر میں قائم کئے گئے مخصوص کاؤنٹر

پر دیے جاتے ہیں۔ اگر ایک ہی وقت میں 2,000 سے زیادہ خطوط بھیجنے کے لیے لائے جاتے ہیں تو کسٹمر کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے ان کو چھانٹ دے اس چینل کو یکم جولائی 1994ء کو شروع کیا گیا تھا تا کہ ڈاک جمع نہ ہو اور گھریلو ڈاک کی ترسیل میں تاخیر نہ ہو۔

(ای) کثیر تعداد ڈاک چینل۔ رجسٹرڈ ڈاک کی 250 سے زائد یا غیر رجسٹرڈ ڈاک کی 2,000 ہزار اشیا کی پوسٹنگ کو کثیر تعداد (تھوک) ڈاک چینل کہا جاتا ہے۔ اس طرح کی ڈاک کو رجسٹرڈ بنڈلوں (رجسٹرڈ ڈاک کے لیے) لیبل شدہ بنڈل (غیر رجسٹرڈ ڈاک کے لیے) لازماً پہلے چھانٹ لیا جاتا ہے۔ ملک میں ایسے مخصوص ڈاک خانے ہیں جہاں بڑی تعداد میں ایسی ڈاک وصول کی جاتی ہے۔ ان ڈاک خانوں کو کارپوریٹ ڈاک خانے کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

(ایف) پیریوڈیکل (اخبارات) چینل۔ اس چینل کا مقصد اخبارات اور رسائل کی جلد از جلد ترسیل کی ضمانت دینا ہے کیونکہ ان کا تعلق وقت سے ہوتا ہے۔ اور انہیں بڑی تعداد میں حوالہ ڈاک کیا جاتا ہے۔ یہ چینل میٹرو شہروں اور ان بڑے شہروں میں کام کر رہے ہیں جہاں اس طرح کی ڈاک کی بھاری تعداد وصول کی جاتی ہے۔

ڈاک عمل کاری کی میکانیت اور جدید کاری

رجسٹرڈ ڈاک کے چھانٹنے کے طریقے کی کمپیوٹر کاری

جدید کاری پروگرام کے تحت رجسٹرڈ ڈاک کے چھانٹنے کے عمل کا کمپیوٹرائیزیشن اہم ڈاک گھروں میں کیا گیا ہے۔ 1995-1996 کے مالی سال کے دوران اس کام کی شروعات کی گئی تھی اور 31 مارچ 2002 تک 169 اہم ڈاک گھروں میں رجسٹرڈ ڈاک چھانٹنے کے عمل کو کمپیوٹرائز کیا جا چکا تھا۔

عارضی ڈاک خانوں کی کمپیوٹر کاری

1996-1997 سے کمپیوٹرائیزیشن کے عارضی ڈاک خانوں (TMOs) کی بھی شناخت کی گئی۔ یہ عبوری ڈاک گھر تھیلوں میں بند ڈاک کو آسانی کے ساتھ برتنے اور ترسیل میں اہم کردار نبھاتے ہیں۔ 31 مارچ 2002 تک 28 عبوری ڈاک خانوں کی کمپیوٹر کاری کی گئی۔

ریکارڈ رکھنے والے اہم ڈاک خانوں کی کمپیوٹرائزیشن

کمپیوٹر کاری پروگرام کے تحت اہم دستاویزوں کے رکھ رکھاؤ اور انتظامیہ کے لیے ریکارڈ رکھنے والے ڈاک گھروں کی کمپیوٹر کاری کی گئی ہے۔ 1997-1998 کے مالی سال کے دوران اس کی شروعات کی گئی تھی۔ 22 اہم ریکارڈ دفاتر کی کمپیوٹر کاری 31 مارچ 2002 تک کی جا چکی تھی۔

ڈاک خانوں کی جدید کاری

ڈاک گھروں کی کارافزائی اور گردوپیش میں اصلاح کے مقصد سے ان میں بہتر عملی ساز وسامان اور فرنیچر کے ساتھ جدید کاری کی جا رہی ہے۔ یہ پروجیکٹ 1995-1996 میں شروع کیا گیا تھا۔ 31 مارچ 2002 تک 22 ڈاک گھروں کی جدید کاری کی جا چکی تھی۔ اس وقت کل 192 ڈاک دفاتر کی جدید کاری کی جا چکی تھی۔

ڈاک کی ترسیل کی جدید کاری اور پروسسنگ

سیٹیلائٹ نٹ ورک

نویں پنج سالہ منصوبے کے دوران 150 ہائی اسپیڈ وری اسال اپرچر ٹرمنل سیٹ (VSAT) کا نٹ ورک قائم کیا گیا۔ یہ نٹ ورک مختلف ڈاک خانوں میں پہلے سے واقع 77 VSAT کی جدید اور ترقی یافتہ شکل ہے۔ اعلیٰ رفتار کے ان 150 VSAT اسٹیشنوں کے 1500 ڈاک خانوں کے ساتھ ٹیلیفون لائنوں کے ذریعے جوڑ دیا گیا ہے۔ انھیں توسیعی سیٹلائٹ منی آرڈر اسٹیشن (ESMOs) کہتے ہیں۔ VSAT نٹ ورک کے ذریعے کم لاگت پر ملک میں دور دراز کے مقامات پر منی آرڈر بھیجا جاتا ہے۔

منی آرڈر

منی آرڈر سروس کا آغاز 1880 میں ہوا تھا۔ اس اسکیم کے تحت منی آرڈر کے ذریعہ 5 ہزار روپے تک بھیجے جا سکتے ہیں۔ منی آرڈر کے ساتھ مختصر پیغام بھیجنے کی بھی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ 1994 میں دی سیٹ نٹ ورک کے قیام اور اس کے انڈین نیشنل سیٹلائٹ (INSAT) سے جڑ جانے کے بعد سیٹلائٹ منی آرڈر سروس کی شروعات ہوئی جس میں VSAT نٹ ورک کے ذریعے ہی منی آرڈر بھیجے جاتے تھے۔ 2002-2001 کے دوران 11.22 کروڑ منی آرڈر فارم کے ذریعہ 6,188.22 کروڑ روپے کی رقم بھیجی گئی۔

خودکار ڈاک پروسسنگ مرکز

میٹرو شہروں میں بھاری مقدار میں ڈاک اشیا کو چھانٹنے میں تیزی لانے کے مقصد سے نہایت جدید ڈاک خانے چھانٹنے کی مشینوں سے لیس خودکاری ڈاک پروسسنگ مرکز چنئی اور ممبئی میں قائم کیے جا چکے ہیں۔

ڈاک گھر کمپیوٹرائزیشن

نویں پنج سالہ منصوبے کے آخر تک ملک میں 500 سے زیادہ ڈاک گھروں کا کمپیوٹرائزیشن کیا جا چکا تھا۔ اس کے علاوہ ملک بھر میں 1,200 ڈاک گھروں میں کاؤنٹروں کے کام کاج کے لیے کثیر المقاصد کمپیوٹرائزڈ مشینیں لگائی گئی ہیں۔

نئی خدمات

ای پوسٹ: یہ نئی خدمت حال ہی میں ایسے صارفین کے لیے شروع کی گئی ہے جن کے پاس کمپیوٹر یا انٹرنیٹ نہیں ہیں۔ یہ خدمات آندھرا پردیش، گجرات، گوا، کیرل اور مہاراشٹر میں 204 مقامات پر دستیاب ہیں۔ ان خدمات کا 2004-2003 کے دوران ملک بھر میں توسیع کیے جانے کا امکان ہے۔

ای بل پوسٹ: محکمہ ڈاک ایک نئی خدمت بل پوسٹ شروع کرنے جا رہا ہے تاکہ مختلف خدمات کی ادائیگی کی سہولت ایک ہی چھت کے نیچے مل سکے۔ اس ویب پر مبنی سہولت میں مختلف خدمات فراہم کرانے والی ایجنسیوں، سرکاری اور نجی کمپنیوں کے اعداد و شمار، ڈاک گھروں کے کاؤنٹروں پر انٹرنیٹ کے ذریعے دستیاب ہو سکیں گے۔ ٹیلیفون، موبائیل فون، بجلی، پانی کی فراہمی، کارپوریشن ٹیکس وغیرہ میں سے جن سہولیات کا استعمال صارفین کرتے ہیں، اس کی ادائیگی ایک ہی کھڑکی پر کر سکتے ہیں۔

پریمیم پروڈکٹس

یکم فروری 1996 کو بزنس ترقیاتی ڈائرکٹوریٹ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ اس کا مقصد مخصوص زمرہ کے گاہکوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مارکیٹنگ اور پریمیم خدمات کوفروغ دینا تھا۔ محکمہ کی پریمیم پروڈکٹس حسب ذیل ہیں:

اسپیڈ پوسٹ۔ اسپیڈ پوسٹ سروس یکم اگست 1986 کو شروع کی گئی تھی۔ اس سروس کے تحت ایک مقررہ وقت کے اندر ڈاک ڈیلیور کردی جاتی ہے ایسا نہ ہونے کی صورت میں جملہ اخراجات کا ہرجانہ ادا کردیا جاتا ہے۔ اسپیڈ پوسٹ نٹ ورک میں 140 قومی 747 ریاستی اسپیڈ پوسٹ مراکز اور 97 دیگر ممالک شامل ہیں۔ مستقل گاہکوں کی سہولت کے لیے ٹھیکہ جاتی اسپیڈ پوسٹ کا نظام بھی قائم کیا گیا ہے ڈاک گھر تک مفت لے جانے کی خدمات (فری پک اپ) بعد میں ادا کرنے کی خدمات (بک ناؤ پے لیٹر اسکیم) دستیاب ہیں۔

ایکسپریس پارسل سروس: ایکسپریس پارسل سروس چند تبدیلیوں کے بعد یکم مارچ 1999 کو دوبارہ شروع کی گئی اس کا ایک خاص مقصد یہ تھا کہ پارسل کو مقررہ مدت کے اندر پہنچا دیا جائے۔ اس سروس کی دوسری خصوصیات میں گھر پر ڈیلیوری فاصلے کے مطابق محصول، 35 کلوگرام تک وزن کا پارسل، ڈیلیوری کی ضمانت اور 50 ہزار روپے تک کی مالیت کی وی پی پی سروس شامل ہے۔ ملک کے ان 100 شہروں میں ایکسپریس پارسل بک کئے جاسکتے ہیں، جہاں قومی اسپیڈ پوسٹ مراکز دستیاب ہیں۔

بزنس پوسٹ۔ بھاری مقدار میں ڈاک بھیجنے والوں کی خاص ضرورت کو پورا کرنے کے لیے محکمہ بزنس پوسٹ خدمات یکم جنوری 1997 کو شروع کیں۔ اس کے تحت ڈاک سے قبل کے سبھی خدمات، جیسے اکٹھا کرنا، ڈالنا، لفافہ بند کرنا اور چھٹنی کرنا وغیرہ صارفین کو مہیا کرائی جاتی ہیں۔ یہ خدمات ملک کے 42 شہروں کے دفاتر میں دستیاب ہیں۔ ان دفاتر کو، بزنس پوسٹ سینٹر کہا جاتا ہے۔ چنئی، دلی، ممبئی اور پونے کے بزنس پوسٹ سینٹر میں ڈسک ٹاپ انسرٹنگ سسٹم لگایا گیا ہے۔

میڈیا پوسٹ: میڈیا پوسٹ کے ذریعہ محکمہ کارپوریٹ اور سرکاری اداروں کو ممکنہ صارفین تک پہنچنے میں مدد کا انوکھا میڈیہ طریقہ فراہم کرتا ہے۔ مندرجہ ذیل میں کسی بھی براڈنگ ایکسرسائز کا فائدہ صارفین اٹھا سکتے ہیں۔ (ا) پوسٹ کارڈ ان لینڈ لیٹر، ہوائی ڈاک خطوط اور دیگر ڈاک مواد پر تشہیر اور (ب) لیٹر بکس میں جگہ کو اسپانسر کرنے کا متبادل۔

ریٹیل پوسٹ: ڈاک گھروں کے وسیع نٹ ورک کے ذریعہ کمیشن کی بنیاد پر بھارتی ڈاک بجلی کے بل، ٹیلیفون بل، پانی کے بل، امتحانات کی فیس اور دیگر خدمات ریٹیل سطح پر مہیا کراتی ہے۔

گریٹنگ پوسٹ: ستمبر 2000 میں محکمہ نے پہلے سے ہی ادا کیے گئے لفافے اور گریٹنگ کارڈ شروع کیے۔ عام گریٹنگ کارڈوں کے مقابلے ان کارڈوں کو خرید کر سیدھے ڈاک میں ڈالا جاسکتا ہے۔

ڈاٹا پوسٹ: بنگلور اور حیدرآباد میں ڈاٹا پوسٹ کو پائلٹ پراجیکٹوں کی شکل میں شروع کیا گیا ہے۔ اس پروڈکٹ کا مقصد ایک تفصیلی سوالنامے کے ذریعے گھریلو تفصیلات کو اکٹھا کرنا ہے۔ یہ اطلاع ڈیٹا ویر ہاؤس میں رکھی جاتی ہے۔

اسپیڈ نٹ: 3 جنوری 2002 سے انٹرنیٹ پر مبنی معلومات فراہم کرنے کے علاوہ یہ خدمات کے معیار، کاروباری کارکردگی، مارکیٹنگ، صارف خدمات وغیرہ کی بھی سہولتیں فراہم کرتا ہے۔

اسپیڈ پوسٹ پاسپورٹ خدمات: محکمہ ڈاک اور وزارت برائے خارجی امداد نے مل کر پاسپورٹ بنوانے والوں کی سہولت کے لیے ایک نئی خدمت شروع کی ہے اس خدمت کے تحت پاسپورٹ کے لیے درخواست فارم کچھ چنیدہ اسپیڈ پوسٹ آفس سے

خریدا جاسکتا ہے۔

ڈاک دُکانیں

ملک کے چند اہم ڈاک گھروں کے احاطے میں ڈاک دُکانیں کھولنے کی اسکیم 95-1994 میں شروع کی گئی تھی۔ ان پوسٹ شاپس میں اسٹیشنری، تہنیتی کارڈ اور چھوٹے تحفوں جیسی اشیاء فروخت ہوتی ہیں۔ اس وقت ملک کے مختلف ڈاک گھروں میں ایسی 26 پوسٹ شاپس ہیں۔

ڈاک ٹکٹ جمع کرنا

محکمہ کی جانب سے وقتاً فوقتاً خصوصی یادگاری ڈاک ٹکٹ بھی جاری کیے جاتے ہیں جن کے ذریعہ ملک کے قدرتی اور ثقافتی ورثے کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں ڈاک ٹکٹ جمع کرنے اور ان کا مطالعہ کرنے والوں میں ہندستان کے خصوصی ڈاک ٹکٹوں کو بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ محکمہ ان لینڈ لیٹر کارڈوں، پوسٹ کارڈوں، میگھ دوت کارڈوں، سابقتی پوسٹ کارڈ، لفافوں، پروگرام، اور رجسٹری لفافوں جیسی ضروری اسٹیشنری بھی فراہم کرتا ہے۔ ان کی طباعت انڈیا سیکورٹی پریس ناسک اور سیکورٹی پرنٹنگ پریس حیدرآباد میں ہوتی ہے۔ محکمہ جدید ٹکنالوجی کا استعمال کرنے اور ضروری صلاحیت رکھنے والے نجی پرنٹروں کو بھی ڈاک ٹکٹیں اور ڈاک مواد چھاپنے کا کام دینے لگا ہے۔

محکمہ نے 2002 کے دوران 53 یادگاری خصوصی ڈاک ٹکٹ جاری کیے، جن سے محکمہ کو 41.5 کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی۔ ان ٹکٹوں کی فروخت 62 ٹکٹ فراہمی بیورو اور 900 ٹکٹ فروخت کاؤنٹروں پر ہوتی ہے۔

بین الاقوامی ڈاک

ہندستان 1876 سے یونیورسل پوسٹل یونین کا اور 1964 سے ایشیائی پیسفک پوسٹل (اے۔ پی۔ پی۔ یو) یونین کا رکن ہے۔ دونوں تنظیمیں ممبر ملکوں کے درمیان نہ صرف تال میل رکھتی ہیں بلکہ ڈاک نظام کو فروغ دینے میں تعاون بھی کرتی ہیں۔ ہندستان زمینی اور ہوائی ڈاک کے ذریعہ لگ بھگ دو سو ملکوں سے خطوط و رسائل وغیرہ کا تبادلہ کرتا ہے۔

منتخب ممالک سے منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر کے ذریعہ رقوم ہندستان بھیجی جاسکتی ہیں۔ کل 27 ممالک سے بھارت میں منی آرڈر سے رقوم بھیجی جاسکتی ہیں۔ نیپال اور بھوٹان کے ساتھ ہندستان نے دو طرفہ منی آرڈر سروس نظام شروع کر رکھا ہے۔ یعنی نیپال اور بھوٹان سے رقوم ہندستان بھیجی جاسکتی ہیں اور ان دونوں ملکوں کو ہندستان سے رقوم بھیجی جاسکتی ہیں۔ باقی 25 ملکوں سے صرف منی آرڈر حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ برطانوی پوسٹل آرڈر اور آئرش پوسٹل آرڈر کو ہندستان کے منتخب ڈاک گھروں میں جمع کر کے رقم حاصل کی جاسکتی ہے۔ سال 1986 میں بین الاقوامی EMS کی خدمات پانچ ملکوں کے ساتھ شروع کی گئی تھی۔ اب اس کی توسیع 97 ممالک تک کر دی گئی ہے۔

برآمدات اور درآمدات کے امور میں آسانی پیدا کرنے کی غرض سے ممبئی، کلکتہ، چنئی اور نئی دہلی میں زرمبادلہ کے غیر ملکی پرنسپل دفاتر قائم ہیں۔ ان کے علاوہ احمد آباد، بنگلور، جے پور، کوچین اور سری نگر میں پانچ ذیلی غیر ملکی ڈاک گھر بھی کھول دیے گئے ہیں۔ بنارس، کانپور، سورت، نوئیڈا، آگرہ میں بھی برآمد کنندگان اور سیاحوں کی سہولت کے لیے ایکسپورٹ ایکسٹنشن کاؤنٹر قائم کیے گئے ہیں۔

ایجنسی عمل

پوسٹ آفس سیونگ بینک

ڈاک گھر بچت بنک میں صارفین کے 16 کروڑ بچت کھاتے ہیں۔ جہاں ہر سال 78,000 کروڑ روپے سے زیادہ جمع ہوتے ہیں۔ اس کا 1,54,000 شاخوں کا نٹ ورک ہے۔ یہ ملک میں بینکوں کی تعداد سے دوگنی ہے۔ ملک بھر کے سبھی ڈاک گھروں میں کل سات جمع اسکیم خدمات دستیاب ہیں۔ وہ اس طرح ہیں: بچت اکاؤنٹ اسکیمیں، تواتری جمع اسکیمیں، مدتی جمع اسکیمیں، ماہانہ آمدنی اسکیمیں، پبلک پراویڈنٹ اسکیم، کسان وکاس پتر اور نیشنل سیونگ سرٹیفکٹ۔ 31 مارچ 2002 کو مختلف بچت اسکیموں کے تحت ڈاک گھروں میں کل جمع رقم 2,00,000 کروڑ روپے تھی۔

بین الاقوامی زر منتقلی خدمات

یہ خدمات، کثیر ملکی کمپنی ویسٹرن یونین فائنینشل سروسز انٹرنیشنل کے ساتھ شراکت کے ذریعے چلائی جاتی ہے جس کے تحت صارفین کو حقیقی وقت کی بنیاد پر 196 ممالک سے ترسیلات حاصل کرنے کی سہولت فراہم ہوتی ہے۔ یہ خدمت اس وقت ملک کے 4000 سے زیادہ ڈاک خانوں میں دستیاب ہے اور اپریل 2001 سے اب تک 50 ملین امریکی ڈالر سے زیادہ رقم منتقل کی جاچکی ہے۔

میچویل فنڈ اور سیکورٹیز کی تقسیم

فروری 2001 سے تقریباً 200 ڈاک خانوں میں دستیاب نیٹ ورک کے ذریعے چندہ میچویل فنڈ اور بانڈ (IDBI) پرنسپل، پروڈنشل، ICICI/SBI/ICICI کیپٹل/ RBI باؤنڈوں کی تقسیم کی جارہی ہے۔ اس خدمت سے اب تک 1.25 کروڑ روپے سے زیادہ کا کاروبار کیا جاچکا ہے۔ شیئر بازار تک اس خدمت کی توسیع کے ساتھ ساتھ بازار پر مبنی اصل کاری کے تبادل تک عام انسان کی رسائی بھی فراہم کرتی ہے۔

الکٹرانک فنڈوں کی منتقلی

اکتوبر 2001 میں یہ خدمت شروع کی گئی۔ ڈاک گھر اپنی موجودہ شاخوں کو نٹ ورک اور VSAT سے جڑے ہونے کی سہولت کا استعمال بینکوں (UTI/IDBI/HDFC) کے ذریعے کارپوریٹ سیکٹر اور کیپٹل مارکیٹ کے لیے فنڈوں کی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی کے لیے کرتا ہے۔ الکٹرانک فنڈ منتقلی (EFC) خدمات کے ذریعے اب تک 300 کروڑ روپے کی رقم کی منتقلی کی جاچکی ہے۔

وارنٹ ادائیگی

یہ اسکیم جنوری 2002 سے شروع کی گئی۔ ڈاک نٹ ورک کے ذریعے UTI کے 50 ہزار سے زیادہ ڈیوڈنٹ وارنٹ واپسی کی سہولت فراہم کی گئی جس کی کل مالیت 50 کروڑ روپے سے زیادہ تھی۔ اس خدمت سے جو کہ کیپٹل مارکٹ (بازار اصل) کے لیے نہایت اہم و نازک تھی، محکمہ کی صلاحیت و اثر پذیری قائم ہوئی۔ پوسٹ آفس کے علاوہ کوئی ایسا دوسرا ادارہ نہیں ہے جو ایک ہی کھڑکی پر ان سہولیات کو جاری کرے اور وارنٹوں کی پورے ملک میں اتنی بڑی تعداد میں ادائیگی کرے۔

پوسٹل زندگی بیمہ

پوسٹل لائف انشورنس (PLI) ڈاک ملازمین کے لیے 1884 میں شروع کیا گیا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ سہولت مرکزی اور ریاستی ملازمین، مرکزی اور ریاستی سطح کے سرکاری کارخانوں کے ملازمین یونیورسٹیوں اور امداد پانے والے تعلیمی اداروں کے ملازمین اور قومی ملکیت کے بینکوں کے ملازمین، مالیاتی اداروں کے ملازمین اور محکمہ ڈاک کے بروں از محکمہ جاتی ایجنٹوں کو فراہم کردی گئی۔ پوسٹل لائف انشورنس کے تحت پانچ انشورنس اسکیم چلائی جاتی ہیں۔ (i) سرکشا (مکمل جیون بیمہ)، (ii) سودھا (قابل منتقلی مکمل جیون بیمہ)، (iii) سنتوش (بندوبستی بیمہ)، (iv) سومنگل (متوقع بندوبستی بیمہ) اور (v) یگل سرکشا (مشترکہ لائف بندوبستی جیون بیمہ)۔ 31 مارچ 2002 تک عملی پالیسیوں کی کل تعداد 11,33,013 تھی جس کے تحت 1,18,703 ملین روپے کی مجموعی مالیت کا بیمہ کیا گیا۔

سماج کے کمزور طبقات اور دیہی عوام کو کم پریمیم پر بیمہ کی سہولت فراہم کرنے کی غرض سے 24 مارچ 1995 کو دیہی پوسٹل زندگی بیمہ اسکیم (RPLI) شروع کی گئی تھی۔ اسے اب مستقل بنیاد پر جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ RPLI کے تحت پانچ طرح کی اسکیمیں ہیں: (i) گرامین سرکشا (پوری زندگی بیمہ)، (ii) گرام سودھار (قابل بدل پوری زندگی بیمہ)، (iii) گرام سنتوش (بندوبستی بیمہ)، (iv) گرام منگل (متوقع بندوبستی بیمہ)، (v) گرام پریا (10 سالہ پیش بینی بیمہ) 31 مارچ 2002 تک کل 11,33,013 پالیسیوں کے تحت کل 44,039 ملین روپے کا بیمہ کیا گیا۔

2002-2003 کے دوران PLI 2,08,920 پالیسیوں سے 7,265.54 کروڑ روپے کا بیمہ کرایا گیا، جب کہ دیہی ڈاک زندگی بیمہ کے تحت 7,80,136 پالیسیوں کی مدد سے 3,629.68 کروڑ روپے کا بیمہ کیا گیا۔

انسانی وسائل کا فروغ

لگ بھگ 2.92 محکمہ جاتی اور 3.09 لاکھ گرامین ڈاک سیوک والے اس محکمہ کے پاس ایک ترقی یافتہ تربیتی ڈھانچہ ہے۔ اس میں سرفہرست پوسٹل اسٹاف کالج غازی آباد ہے جو نہ صرف محکمہ ڈاک کے اعلا افسروں کی تربیت اور ترقیاتی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے بلکہ ڈاک کے مختلف پہلوؤں پر ورکشاپ کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ دربھنگہ، مدورائی، میسور، سہارنپور، اور بروڈہ میں واقع پوسٹل تربیتی مراکز میں تکنیکی اور نگراں عملے کو دوران ملازمت تربیت دی جاتی ہے۔ ان مراکز میں متعلقہ عملے کو کمپیوٹر کے استعمال کی بھی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ PTC میسور نے بھی طرح کی ڈاک خدمات کے لیے کمپیوٹر سافٹ ویئر کو خود ہی فروغ دیا ہے۔ اس سافٹ ویئر کو ازبکستان، بھوٹان اور ماریشس میں ڈاک خدمات کی ضرورتوں کے مطابق بنایا جارہا ہے۔ PTC میسور، ITEC/SCAAP پروگراموں کے تحت ڈاک خدمات میں انفارمیشن ٹکنالوجی کے بارے میں تربیتی پروگرام چلاتا ہے۔ یہ پروگرام وزارت خارجہ کے تحت چل رہا ہے۔ اس کے علاوہ سرکلوں/علاقوں کے ہیڈکوارٹروں میں مقامی کمپیوٹر ٹریننگ مراکز (WCTC) بھی چل رہے ہیں۔ یہاں محکمہ کے مقامی ملازمین کی کمپیوٹر اور سافٹ ویئر سے متعلق کارکردگی بڑھانے کے لیے تربیت دی جاتی ہے۔ محکمہ نے ڈاکیوں کو تربیت دینے کے لیے ان کے عمل کے مقامات کے نزدیک فاصلاتی ٹریننگ ماڈلوں کا بھی بندوبست کیا ہے۔ دسویں پنج سالہ منصوبے کے دوران اس پروگرام کے تحت 50,000 ڈاکیوں کو تربیت دینے کی تجویز ہے۔

صارف دیکھ بھال

عوامی شکایات کے تدارک کے موثر نظام کی ضرورت کو دھیان میں رکھتے ہوئے اور صارفین کو اور زیادہ سہولتیں فراہم کرنے کے مقصد سے محکمہ ڈاک میں رفع عوامی شکایات کا بہتر منظم نظام 1948 سے ہی قائم ہے۔ صارفین کی شکایتوں کو دور کرنے کے

علاوہ انھیں جلد اور آسانی کے ساتھ ہر طرح کی مطلوبہ معلومات اور مدد فراہم کرنے کی غرض سے ضلعی ہیڈ کوارٹروں/ ڈویژنل ہیڈ کوارٹروں میں 230 کمپیوٹرائزڈ کسٹمر دیکھ بھال مراکز قائم کیے گئے ہیں۔ عمدہ سافٹ اور شکایات کے موثر تدارک اور نگرانی نظام کے لحاظ سے ان مراکز کی قدر شناسی کی گئی ہے۔ اس نظام کو دیگر وزارتوں میں بھی نافذ کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ محکمہ نے سٹیزن چارٹر بھی جاری کیا، جس میں بہتر خدمات فراہم کرنے، انھیں زیادہ موثر، جواب دہ، شفاف بنانے اور صارفین کے لیے عام کرنے کے تئیں اس کے پیمان وابستگی کا اظہار ہوتا ہے۔

ٹیلی مواصلات

ٹیلی گرافی اور ٹیلی فون کی ایجادات کے فوراً بعد ہندستان میں ٹیلی مواصلات سروس بھی شروع کردی گئی تھی۔ کولکاتہ اور ڈائمنڈ ہاربر کے درمیان پہلی ٹیلی گراف لائن نے 1851 میں کام کرنا شروع کردیا تھا۔ مارچ 1884 تک، آگرہ سے کولکاتہ تک ٹیلی گرافی کے ذریعہ پیغامات رسانی کا عمل شروع ہوگیا تھا۔ 1900 تک ہندستانی ریلوے میں ٹیلی گراف اور ٹیلی فون کا استعمال ہونے لگا تھا۔ کولکاتہ میں 82-1881 میں ٹیلی فون سروس بھی ٹیلی فون کی دریافت کے محض 6 سال بعد شروع ہوگئی تھی۔ پہلا خودکار ایکسچینج شملہ میں 14-1913 میں قائم ہوا تھا جو سات سولائنوں پر مشتمل تھا۔

محکمہ ٹیلی مواصلات نے آزادی کے بعد معیار اور مقدار دونوں میں نمایاں ترقی کی ہے۔ ٹیلی کام سیکٹر کو نجی اصل کاری کے لیے کھولنے اور خودمختار ریگولیٹر کی تشکیل کے بعد سے محکمہ ٹیلی مواصلات سے خدمات فراہم کرانے کے کاموں کو الگ کرنے اور مختلف خدمات فراہم کاروں بشمول حکومتی خدمات فراہم کاروں کو مساوی سہولیات فراہم کرنے کا کام پورا ہو چکا ہے۔ یکم اکتوبر 2002 سے ایک نئے پبلک سیکٹر انڈرٹیکنگ ۔ بھارت سنچار نگم لمیٹڈ کی تشکیل کی گئی اور اس نے پورے ملک میں محکمہ ٹیلی مواصلات کے ذریعے پہلے سے چلائی جارہی خدمات کی ذمہ داری سنبھال لی ہے۔ شروع میں زیادہ تر ایکسچینج مینوئل قسم کے تھے پچھلے ڈیڑھ دہے کے دوران بڑی تعداد میں ڈیجیٹل ٹیلیفون ایکسچینج کے قیام کے ساتھ اس نظام میں نمایاں طور پر صفاتی اصلاح پیدا ہوئی ہے۔ ایکسچینجوں کی تعداد 300 سے بڑھ کر جولائی 2003 میں 36,772 ہوگئی۔ آج ملک کے صد فی صد ٹیلیفون ایکسچینج الکٹرانک قسم کے ہیں۔

موجودہ طور پر ہندوستان کا ٹیلی کام نٹ ورک دنیا کا پانچواں سب سے بڑا ٹیلی کام نٹ ورک ہے جو 61.09 ملین ٹیلیفون کنکشنوں (بنیادی اور موبائل) پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ 1.48 ملین پبلک کال آفس (PCO) ہیں۔ ملک میں سیلولر فون رکھنے والے صارفین کی تعداد 10 ملین ہے اور اس کے صارفین کی تعداد میں ایک ملین ماہانہ کی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اس سیکٹر میں کھلے مقابلے کے سبب اس میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ جولائی 2003 کے آخر تک بنیادی ٹیلی کام خدمات سیکٹر میں نجی سیکٹر کی 31 لائسنس ہولڈر کمپنیاں اور پبلک سیکٹر کی 2 لائسنس ہولڈر کمپنیاں کام کر رہی تھیں۔ اس کے علاوہ موبائل ٹیلیفون خدمات کے سیکٹر میں کل 78 لائسنس ہولڈر کمپنیاں ہیں جن میں 55 نجی اور 23 پبلک سیکٹر کی ہیں۔ بنیادی اور سیلولر فون کو ملا کر فراہم کرائے گئے کل ٹیلیفون کنکشنوں میں نجی آپریٹروں کی حصہ داری 28 فی صد اور سیکٹر کی حصہ داری 72 فی صد رہی ہے۔

تقریباً سبھی ملکوں کے لیے انٹرنیشنل سبسکرائبر ڈائلنگ (ISD) خدمات دستیاب ہیں جو کہ مکمل طور پر خودکار ہے۔ نیشنل سبسکرائبر ڈائلنگ (NSD) خدمات سے 31,363 سے زیادہ اسٹیشن جڑے ہوئے ہیں۔ بین الاقوامی مواصلات کے میدان میں سٹلائٹ مواصلات اور تحت سمندر قائم آپٹیکل فائبر رابطوں کے ذریعے کافی پیش رفت ہوئی ہے۔ صوتی اور غیر صوتی ٹیلی کام خدمات، جن میں ڈاٹا ترسیل، فیس مائل، موبائل ریڈیو، ریڈیو پیجنگ اور لیجڈ لائن خدمات شامل ہیں، رہائشی اور کاروباری گاہکوں دونوں کی ضرورتوں کی تکمیل کرتی ہیں۔ متعدد شہروں میں مربوط خدماتی ڈیجیٹل نٹ ورک دستیاب ہے۔ کمپیوٹر ترسیل خدمات کے لیے بین الاقوامی رسائی کے ساتھ وقف پیکٹ سوئچڈ پبلک ڈاٹا نٹ ورک بھی دستیاب ہے۔

کمیونیکیشن کنورجنس بل 2001

نئی ٹیلی کام پالیسی (NTP)-1999 کی تعمیل میں انڈین ٹیلی گراف ایکٹ 1885 کی جگہ پر ٹیلی کام، کمپیوٹر، ٹیلی ویژن اور الیکٹرانک سے ہو رہی پیش رفت اور مرکوزیت کو دھیان میں رکھتے ہوئے ایک جامع قانون تیار کرنے کے سلسلے میں کارروائی عمل میں آئی۔ اس کے مطابق کمیونیکیشن کنورجنس بل 2001 (مواصلاتی مرکوزیت بل) مواصلات (بشمول نشریات، ٹیلی مواصلات اور ملٹی میڈیا) کے مواد اور انصرام کو منظم ڈھنگ سے ترقیاتی بنانے، سہولت فراہم کرنے اور فروغ دینے کے سلسلے میں خود مختار کمیشن کے قیام کے لیے (یعنی ہندوستان کا مواصلاتی کمیشن) جو ہر طرح کے مواصلات کے انصرام کو منضبط کرے اور اپلیٹ ٹریبونل کے قیام کے لیے (یعنی مواصلات مرافعہ ٹریبونل) اور اس سے متعلق امور کے سلسلے میں لوک سبھا میں 31 اگست 2001 میں پیش کیا گیا۔ بعد میں مشاہدے کے لیے بل کو مستقل کمیٹی برائے انفارمیشن ٹکنالوجی کے سپرد کر دیا گیا۔ کمیٹی نے اس بارے میں 20 نومبر 2002 کو اپنی رپورٹ پیش کر دی۔ کمیٹی کے مشاہدات اور تجاویز زیر غور ہیں۔

ٹیلی کام سیکٹر میں ریگولیٹری فریم ورک

1997 کی ابتدا میں ٹیلی مواصلاتی خدمات اور ان سے متعلقہ امور کے انضباط کے لیے ٹیلی کام ریگولیٹری اتھارٹی آف انڈیا (TRAI) کا قیام عمل میں آیا۔ نرم کاری اور ٹیلی مواصلاتی سیکٹر میں نجی سیکٹر کی شراکت اور تمام آپریٹروں کے لیے یکساں مواقع فراہم کرانے کے مقصد سے ریگولیٹر (انضباطی مقتدرہ) کا قیام ضروری سمجھا گیا۔

TRAI ایکٹ میں ترمیم کیے جانے سے پورے ٹیلی کام ریگولیٹری ڈھانچہ اور تنازعات کے تصفیہ کی میکانیت میں کافی مضبوطی آئی۔ اس سے ریگولیٹری (TRAI) کے دائرہ عمل اور کردار کے بارے میں مزید توضیح پیدا ہوئی اور بعض اضافی کاموں کو تفویض کیا گیا۔ تنازعات کے جلد تصفیہ کے لیے ٹیلی مواصلات تنازعات تصفیہ اور مرافعہ ٹریبونل کی تشکیل الگ سے کی گئی۔

محصول کی شرح کے از سر نو تعین کے لیے اقدامات

ہندوستانی ٹیلی کام سیکٹر میں پالیسی تبدیلیوں کے پیش نظر محصول کی ساخت میں جامع تبدیلی کی گئی ہے۔ ٹیلی مواصلات محصول حکم (TTC) ریگولیٹری (TRAI) کے ذریعے 1999 میں جاری کیا گیا۔ اس کے تحت محصول شرح کی معقولیت کی عمل کاری شروع ہوئی تھی جس کے تحت ماہانہ کرایہ میں اضافہ کیا گیا جب کہ STD اور ISD ٹیرف (نرخ نامے) میں کمی کی گئی۔ محصول کی شرح کے عملی یا معقول تعین کا عمل TTO کے ذریعہ 1999 میں تین مراحل میں نافذ کیا گیا۔ پہلے مرحلے کی شروعات مئی 1999 میں اور تیسرے مرحلے کی شروعات 14 مارچ 2002 میں ہوئی۔ اس سے NLD اور ISD کی شرح کافی کم ہوگئی سیلولر ٹیلی فون کی شرح میں بھی کمی کی گئی ہے اور کالنگ پارٹی کے ذریعے ادائیگی (CPP) کا بندوبست پہلے ہی سے عمل میں ہے۔ نرخ ناموں کو عملی بنانے کے مقصد سے TRAI سے مسلسل اس کا جائزہ ہو رہا ہے۔ اس سے نرخ نامے کی ساخت میں از سر نو تعین کیے جانے کے امکانات ہیں۔ ٹیلی کام سیکٹر کے متعین مقاصد کے حصول کے لیے TRAI نے جو نئے قدم اٹھائے ہیں ان میں انٹر کنکشن استعمال کے معاوضے کے بارے میں احکامات جاری کرنا، خدمات فراہم کرنے والے آپریٹروں کی خدمات کے معیار پر نگرانی رکھنا، خدمات کے معیار پر معروضی سروے کرنا، مختلف حلقوں میں کسی آزاد ایجنسی کے ذریعے بنیادی اور سیلولر خدمات کے لیے پیمانہ مقرر کرنا، علاحدہ اکاؤنٹنگ نظام کو آخری شکل دینا اور خاص حالات میں سیلولر موبائل خدمات کے ٹیرف کی نرم کاری شامل ہے۔

گرامین سنچار سیوک (GSS) اسکیم

وزیر اعظم نے اس رہبر منصوبے کی شروعات 24 دسمبر 2002 کو محکمہ ڈاک سے منسلک دیہی ڈاک خانوں کے ان گرامین ڈاک سیوک ڈلیوری ایجنٹوں (GDSDA) کے ذریعے کی، جو موجودہ PCO/ISD/STD کے مرکزی طرز پر BSNL۔ کر لیے کام کرنے کے خواہش مند ہیں۔ اس اسکیم کے تحت GDSDA رضا کاروں کو گرامین سنچار سیوک کہا جاتا ہے، جو اپنے ساتھ ایک تھیلے میں موبائل فکس وائرلیس ٹرمنل (FWT) لے کر چلتے ہیں۔ یہ ایجنٹ گاؤں میں گھر گھر جا کر لوگوں کو ضرورت کے مطابق ٹیلیفون کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ FWT ساز وسامان BSNL کے ذریعے فراہم کرایا گیا ہے۔ اس اسکیم کے ذریعہ دستیاب، وائرلیس ان لوکل لوپ (WLL) نٹ ورک کا صحیح استعمال ہوتا ہے۔ یہ رہبر منصوبہ، انڈمان نکوبار، ہریانہ اور پنجاب حلقوں کو چھوڑ کر پورے ملک میں لاگو کیا جا چکا ہے۔ 31 مارچ 2003 کو تقریباً 8,100 گاؤں میں 1860 گرامین سنچار سیوک (GSS) اپنی خدمات انجام دے رہے تھے۔

بنیادی خدمات

ٹیلی کام ریگولیٹری اتھارٹی آف انڈیا (TRAI) کی سفارشوں کے مطابق حکومت نے 25 جنوری 2001 کو لائسنس دینے کے لیے رہنما خطوط جاری کیے۔ جس کے مطابق نئی بنیادی خدمات فراہم کرانے والے بنا کسی پابندی کے کسی بھی خدماتی ایریا میں کھلے طور پر داخلے لے سکتے ہیں۔ ان ایریا میں وہ چھ خدماتی ایریا بھی شامل ہیں جہاں پہلے سے نجی لائسنس موجود ہیں۔ بنیادی خدمات لائسنس جاری کرنے کے مقصد سے ملک کو کل 21 علاقائی خدمات شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر خدمت کے لیے کم ترین ادا شدہ پونجی اور فروغ کار کی متحدہ خالص مالیت مقررہ اصولوں کے تحت طے کی جاری ہے۔ لائسنس فیس پونجی شیئر کی شکل میں کل سالانہ پونجی کا 8 فی صد/10 فی صد ہوتا ہے۔ یہ سروس پر مبنی ہوتا ہے۔ وائرلیس ایکس نظام سے حاصل آمدنی پر دو فی صد اسپکٹرم اجرت لگتی ہے۔ مخصوص جغرافیائی علاقوں میں خدمات کی دستیابی بھی اہم ذمہ داری ہے۔ بنیادی خدمات آپریٹروں کو اپنے سروس ایریا میں لمبی شرح طے کرنے کی اجازت ہے۔ پہلے سے موجود چھ نجی اور دو پبلک سیکٹر کے لائسنس ہولڈروں کے علاوہ 33 نئے لائسنس بھی جاری کیے گئے ہیں۔

قومی لمبی فاصلاتی خدمات

قومی لمبی فاصلاتی خدمات کو نجی سیکٹر کے لیے 13 اگست 2000 کو کھول دیا گیا۔ ہندوستان میں رجسٹرڈ کمپنیاں جن کی خالص مالیت 2,500 کروڑ روپے اور ادا شدہ ایکیویٹی 250 کروڑ روپے ہے۔ ان خدمات کے لائسنس کے لیے درخواست دے سکتی ہیں۔ درخواست دینے والی کمپنی کا کل غیر ملکی پونجی اصل کاری لائسنس کو پوری مدت کے دوران کبھی بھی 49 فی صد سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ درخواست دینے والی کمپنی شیئر کی شکل میں کسی بھی OCB/NRI / بین الاقوامی ایجنسی کے ذریعے کی گئی ایکیویٹی میں اصل کاری کو غیر ملکی ایکیویٹی کے طور پر شمار کیا جاتا ہے۔ کسی بھی کمپنی کو لائسنس معاہدے پر دستخط کرنے سے پہلے داخلہ فیس کے طور پر 100 کروڑ روپے جمع کرنے ہوتے ہیں اور اتنی ہی رقم کی چار الگ الگ بینک گارنٹیاں دینی ہوں گی۔ آپریٹروں کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ قومی لمبی دوری کے آپریٹر ملک میں سرکلوں کے درمیان خدمات فراہم کرتے ہیں۔ قومی لمبی دوری کے آپریٹر کو یہ لائسنس غیر مخصوص بنیاد پر 20 سال کے لیے دیا جاتا ہے۔ اس کی مدت صرف ایک بار 10 سال تک بڑھائی جا سکتی ہے۔ بھارت سنچار نگم لمیٹڈ BSNL کے دستخط کے اب تک باہمی مسابقت نتیجے میں ٹیرف شرح میں کمی آئی ہے۔

بین الاقوامی لمبی دوری خدمات

بین الاقوامی لمبی دوری خدمات (ILD) بنیادی طور پر ایک نٹ ورک کیریج سروس ہے جو بیرون ملک کیریروں کے ذریعے چلائے جانے والے نٹ ورک کو بین الاقوامی انسلاک فراہم کرتی ہے۔ نئی ٹیلی کام پالیسی 99 کے تحت حکومت نے یکم اپریل 2002 سے بین الاقوامی لمبی دوری کی ٹیلیفون خدمات کو نجی سیکٹر کے لیے کھول دیا۔ اس خدمت کے لیے 25 کروڑ روپے کی خالص پونجی والی کوئی بھی کمپنی درخواست دے سکتی ہے لیکن درخواست کنندہ کمپنی میں غیر ملکی شیئر 49 فی صد سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ شرط پوری لائسنس مدت کے دوران لاگو رہے گا۔ درخواست کنندہ کمپنی میں NRI/OCB انٹرنیشنل فنڈنگ ایجنسیوں کے ذریعے شیئر کے طور پر کی جانے والی اصل کاری غیر ملکی ایکویٹی کے طور پر شمار ہوگی۔ لائسنس کے طور پر 25 کروڑ روپے، لائسنس معاہدے پر دستخط کرنے سے پہلے جمع کرنے ہوں گے۔ اس کے ساتھ 25 کروڑ روپے کی بینک گارنٹی بھی دینی ہوگی۔ لائسنس معاہدے پر دستخط کی تاریخ سے لائسنس 20 سال تک کے لیے مجاز ہوگا۔ ودیش سنچار نگم لمیٹڈ (VSNL) کے علاوہ چار دیگر کمپنیوں نے بھی بین الاقوامی لمبی دوری کی ٹیلیفون خدمات کے لیے لائسنس معاہدے پر دستخط کیے ہیں۔

بنیادی ساخت فراہم کار زمرہ - II (IP-II)

بنیادی ساخت فراہم کار زمرہ (IP-II) میں وہ لوگ آتے ہیں جنھیں معاہدہ/کرایہ/فروخت/ اینڈ نو رینڈ بینڈ ودتھ بنیاد پر دینے کا لائسنس ملا ہوتا ہے یعنی جن کے پاس ڈیجیٹل ٹرانسمیشن کی اہمیت ہوتی ہے۔ یہ 13 اگست 2000 سے نجی سیکٹر کے لیے کھول دیا گیا ہے۔ درخواست کے ساتھ درخواست کنندہ کمپنی کو 10,000 روپے پراسسنگ فیس کے طور پر جمع کرنے ہوں گے۔ داخلہ فیس کوئی نہیں ہے۔ تاہم معاہدے پر دستخط سے قبل 100 کروڑ روپے کی بینک گارنٹی دینی ضروری ہے۔ معاہدے پر دستخط کی تاریخ سے لائسنس 20 سال تک مجاز ہوگا۔ بنیادی ساخت فراہم کار زمرہ II کے لیے پانچ کمپنیوں نے لائسنس معاہدے پر دستخط کیے ہیں۔

بنیادی ساخت فراہم کار زمرہ - I (IP-I)

بنیادی ساخت فراہم کار زمرہ - I (IP-I) والی ٹیلی مواصلات خدمات کے لیے درخواست کنندہ کمپنی کے لیے DOT (محکمہ ٹیلی مواصلات) میں رجسٹریشن ہونا ضروری ہے۔ IP-I کے طور پر رجسٹرڈ کمپنی ڈارک فائبر، رائٹ آف وے، ڈکٹ اسپیس اور ٹاور وغیرہ جیسے اثاثے فراہم کر سکتی ہے سبھی رجسٹرڈ مجاز ہندوستانی کمپنیاں درخواست دے سکتی ہیں۔ اس میں غیر ملکی ایکویٹی اور امیدواروں کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس کے لیے نہ کوئی داخلہ فیس ہے اور نہ ہی بینک گارنٹی کی مجبوری ہے۔ درخواست کنندہ کمپنی کو اپنی درخواست پر اسسنگ فیس کے طور پر 5,000 روپے جمع کرنے ہوں گے۔ اب تک بنیادی ساخت فراہم کار زمرہ IP-I کے طور پر 65 کمپنیاں رجسٹرڈ ہو چکی ہیں۔

سیلولر خدمات

سیلولر موبائل ٹیلیفون خدمات کے لیے ملک کو 19 ٹیلی مواصلاتی سرکل خدماتی میدانوں اور چار میٹرو خدماتی شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر ایک سروس ایریا میں تین نجی آپریٹر اور ایک سرکاری آپریٹر ہے۔ اس وقت ملک میں 16 ملین سیلولر فون صارفین ہیں اور ان کی تعداد میں ہر ماہ ایک ملین سے زیادہ کا اضافہ ہو رہا ہے۔ لائسنس فیس پونجی شیئر کے طور پر ہے، جو مطابقتی کل پونجی کا 8 فی صد/10 فی صد/12 فی صد ہے۔

یونیفائیڈ میسجنگ سروس

وائس میل اور آڈیو ٹیکس کے لیے ایک نئی یونیفائیڈ میسجنگ خدمات شروع کرنے کے سلسلے میں جولائی 2001 میں نئی ٹیلی کام پالیسی 99 کا اعلان کیا گیا۔ UMS وہ خدمت ہے جس کے تحت وائس میل فیکس اور ای میل تینوں ایک ہی میل باکس میں ٹیلیفون سے متعلق ساز و سامان، فیکس مشین، موبائل فون اور انٹرنیٹ براؤزر کا استعمال کر کے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ اس وقت ملک کے 15 شہروں میں ان خدمات کے لیے سات کمپنیوں کو 28 لائسنس دیے گئے ہیں۔

پبلک موبائل ریڈیو ٹرنک خدمات کے لیے پالیسی

پبلک موبائل ریڈیو ٹرنک خدمات کے لیے، نئی ٹیلی کام پالیسی 1999 کے مطابق یکم نومبر 2001 کو نئی پالیسی کا اعلان کیا گیا۔ اس کے لیے لائسنس ڈیجیٹل ٹکنالوجی کے تحت دیے جا رہے ہیں۔ PSTN کی سہولت بھی PMRT خدمات کے لیے دستیاب کرانے کا فیصلہ لیا گیا۔ اس وقت ملک کے 25 شہروں میں یہ خدمات فراہم کرانے کے لیے 16 کمپنیوں کو 47 لائسنس دیے گئے ہیں۔

گلوبل موبائل پرسنل کمیونیکیشن بذریعہ سٹیلائٹ

GMPCS یعنی سٹیلائٹ کے ذریعے عالمی پیمانے پر موبائل ذاتی مواصلاتی خدمات سے متعلق پالیسی کا اعلان 2 نومبر 2001 کی نئی ٹیلی کام پالیسی کے مطابق کی گئی۔ ان خدمات کے بارے میں تفصیلی معلومات محکمہ کے ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔

انٹرنیٹ خدمات

نومبر 1998 سے انٹرنیٹ خدمات نجی سیکٹر کے لیے کھول دی گئی ہیں۔ 31 اکتوبر 2003 تک لائسنس فیس ہٹا دی گئی ہے اور یکم نومبر 2003 سے لائسنس فیس محض ایک روپیہ سالانہ ہوگی۔ سال میں رجسٹرڈ کوئی بھی کمپنی لائسنس حاصل کر سکتی ہے اور اس کے لیے پہلے سے کسی تجربے کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ صدفی صد تک بیرونی ایکیویٹی والی کمپنیاں گیٹ وے کے ساتھ انٹرنیٹ سروس پرووائیڈ کر سکتی ہیں۔ اور 74 فی صد تک کی غیر ملکی ایکیویٹی والی کمپنیاں گیٹ وے کے ساتھ انٹرنیٹ سروس پرووائیڈر بن سکتی ہیں۔ تقریباً 38 لاکھ انٹرنیٹ صارفین ہیں۔ ٹیلی کام اتھارٹی سے منظوری ملنے کے بعد انٹرنیٹ سروس فراہم کروانے والے آپریٹروں کو انٹرنیٹ ٹیلیفون سروس میں پیش کرنے کی منظوری دی گئی ہے۔

دیگر سروس پرووائیڈر

NTP'99 (نئی ٹیلی کام پالیسی) کے مطابق ٹیلی میڈیسین، ٹیلی بینکنگ، ٹیلی ایجوکیشن اور کال سینٹر وغیرہ خدمات دیگر سروس پرووائیڈر کے تحت آتی ہیں۔ ان مخصوص خدمات کے لیے صرف رجسٹریشن ضروری ہے۔ اس کے لیے کوئی لائسنس فیس نہیں ہے۔ کال سینٹرس/ بزنس پراسس آؤٹ سورسنگ (BPOs) کو ایک ہی لوکل ایریا کے نٹ ورک میں انٹرنیٹ اور IPLC کے انسلاک کی منظوری حاصل ہے۔ ایک ہی گروپ کی کمپنیوں کے کال سینٹرس کی انٹرکنکٹیویٹی سے لوڈ (بار) توازن بنائے رکھنے اور خدمات مراکز کی تعداد زاید کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔

OSP زمرہ کے تحت اب تک 600 رجسٹریشن جاری کیے جا چکے ہیں۔ کال سینٹر/BPOs کے ذریعے کل بالواسطہ اور

بلاواسطہ 1.5 لاکھ سے زیادہ لوگوں کو روزگار فراہم کرایا گیا ہے۔ مائیکروسافٹ، اورکل، IBM، GE وغیرہ اہم کثیر ملکی کمپنیوں نے ہندوستان میں اپنے کال سینٹرس/ BPO کھولے ہیں۔ اس سیکٹر میں 2000-1999 میں کل پونجی 2,400 کروڑ روپے تھی جو 2003-2002 میں بڑھ کر 11,700 کروڑ روپے ہوگئی۔ اس سیکٹر کی سالانہ شرح افزائش 67 فی صد سے زیادہ ہے۔

تربیتی ڈھانچہ

ٹیلی کام عملے کی صلاحیتوں اور ان کی معلومات اور ان کی انتظامی مہارتوں میں اضافے کے لیے تربیتی پروگراموں کا اہتمام کیا جاسکتا ہے۔ اس وقت ملک میں ٹیلی مواصلات کے 45 تربیتی مراکز کا وسیع نٹ ورک موجود ہے۔ ایڈوانسڈ لیول ٹیلی کام ٹریننگ سنٹر (ALTTC) غازی آباد اور بھارت رتن بھیم راؤ امبیڈکر انسٹی ٹیوٹ برائے ٹیلی کام ٹریننگ جبل پور اور نیشنل اکیڈمی آف ٹیلی کام فائنس اور مینجمنٹ (NATFM) ان میں سرفہرست ہیں۔ بقیہ 42 تربیتی مراکز ریجنل، ریاستی اور ضلعی سطح پر قائم کیے گئے ہیں جہاں عملے کو تکنیکی، بلڈنگ سائنس، انتظامی امور اور مالیاتی زمرہ میں تربیت دی جاتی ہے۔ ان مراکز میں غیر ملکی ٹیلی کام انتظامیہ کے تربیت لینے والوں اور نمائندوں کو داخلہ دیا جاتا ہے۔

غازی آباد میں واقع تربیتی مرکز 1975 میں این ڈی پی (یونائیٹڈ نیشن ڈیولپمنٹ پروگرام) اور آئی ٹی یو (انٹرنیشنل ٹیلی کمیونیکیشن یونین) کی مدد سے قائم کیا تھا۔ اس مرکز میں حکومت ہند کے پرائمری، ثانوی اور اعلیٰ سطح کے ٹیلی مواصلات انجینئر وں اور منتظمین کو ٹیلی مواصلات کی ہائی ٹکنالوجی اور جدید مینجمنٹ سسٹم کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس مرکز میں جنوب مشرقی ایشیا اور ESCAP خطے کے ممالک کے سرکاری مندوبین کو بھی تربیت دی جاتی ہے۔ ان ممالک میں مشرق بعید، مشرق وسطیٰ اور افریقہ کے انگریزی زبان والے ممالک بھی شامل ہیں۔ اے۔ ایل۔ ٹی۔ سی غازی آباد تیار تربیتی پروگراموں، تربیت میں کام آنے والی آڈیو ویژول معاون مواد، کمپیوٹر پر مبنی تربیت، سافٹ ویر تعاون اور تربیت کنندگان کی تربیت کے ذرائع ہیں۔ ہر سال 5,000 سے زیادہ افسروں کو جن میں بیرونی ملکوں کے افراد بھی شامل ہیں اس مرکز میں تربیت دی جاتی ہے۔

ٹیلی مواصلاتی انجینئرنگ سنٹر (TEC)

ٹیلی مواصلاتی انجینئرنگ مرکز سائنس اینڈ ٹکنالوجی ادارہ ہے۔ ٹیلی مواصلاتی انجینئرنگ سنٹر (TEC) ٹیلی کام کمیشن کے ایک حصہ کے طور پر کام کرتا ہے جس کا صدر دفتر نئی دہلی میں ہے۔ اور علاقائی دفاتر نئی دہلی، کولکاتہ، ممبئی، بنگلور اور حیدرآباد میں ہیں اور دو ذیلی دفاتر چنئی اور پونے میں ہیں۔ اس سنٹر کی اہمیت اور مقاصد میں شامل ہیں: (i) ٹیلی مواصلات ساز وسامان ماحصل، نظاموں اور نٹ ورکوں کی معیار بندی اور ضرورتوں کے لیے نوعی ضروریات کو وضع کرنا (GRs) اور انٹرفیکس ضروریات (IRS) (ii) ٹیکنالوجی کی پیش بینی اور تعین قدر (iii) نئے پروڈکٹوں، ساز وسامان اور نظاموں کا ارتباط اور تعین۔ (iv) ٹیلی کام کمیشن کو تکنیکی امداد (v) قومی نٹ ورک منصوبوں کی تیاری اور (vi) عوامی سیکٹر MTNL/VSNL جیسی عوامی سیکٹر تنظیموں کو تکنیکی اور انجینئرنگ مدد۔

ٹیلی میٹکس کی ترقی کا مرکز

ٹیلی میٹکس (Telematics) کی ترقی کا مرکز (C-DOT) ایک خود مختار رجسٹرڈ سوسائٹی ہے جس کا قیام 1984 میں عمل میں آیا تھا اس کے قیام کا مقصد ہندوستانی حالات کے مطابق نئے سوئچنگ نظام کو فروغ دینا تھا۔ اس کے کام کے دائرہ کو 1989 میں وسعت دی گئی تھی تا کہ وہ نظام ترسیل کو مزید بہتر بنانے کے موثر اقدام کرلے۔ سی۔ ڈاٹ نے کفایتی مصنوعات کے ایک پورے سلسلے کو فروغ دیا جس میں تعمیری صلاحیت اور مضبوطی تھی جس سے وہ ہندوستانی ٹیلی کام سسٹم کے سامنے آنے

والے مخالف حالات کو بھی برداشت کر سکے۔ محکمہ ٹیلی مواصلات کے ذریعہ مالی امداد یافتہ سی۔ڈاٹ کو دیہی ٹیلی مواصلاتی کے میدان میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔

ہندوستانی مواصلاتی نٹ ورک میں مختلف طرح کے ساز وسامان کو فروغ دیا گیا ہے اور یکساں پیداوار میں لگے ملکی پیدا کاروں کو ٹکنالوجی منتقل کی گئی ایسے پیداکاروں نے مختلف صلاحیت کے ایکسچینجوں میں سے 87فی صد کے لیے 25 ملین ٹیلی فون لائنیں فراہم کرائیں جو کل ٹیلی فون لائنوں کا50 فیصد ہے۔ان کی صلاحیت 256 سے 40ہزار لائنوں تک ہے۔شہری اور نیم شہری علاقوں میں استعمال کے ڈیجیٹل سوئچنگ نظام (DSS) کے ایک سلسلے کو فروغ دیا گیا ہے، جس میں 1,500 سے 40,000 لائنیں ہیں۔یہ C-DOT DSS MAX (مین آٹومیٹک ایکسچینج) کہلاتا ہے پروڈکول کے مقامی،ٹول،ٹرانزٹ اور متحدہ لوکل وٹرانزٹ (ILT) سوئچوں کے طور پر بھی استعمال نے ان کی غیر معمولی صلاحیت ثابت کی ہے۔آج یہ ایکسچینج 8,00,000 کال کی ٹریفک فی گھنٹہ برت سکتا ہے۔

ترسیل کے میدان میں C-DOT نے دیہی اور شہری ایکسچینجوں کو سٹیلائٹ نظام برائے مربوط صوتی اور ڈاٹا مواصلات، عددی ملٹی پلکسر اور اپٹیکل مواصلاتی نظام کو مربوط کرنے کے لیے کم صلاحیت کی عددی ریڈیو ٹکنالوجی کو فروغ دیا ہے۔ دیگر اہم ترقی یافتہ ٹکنالوجیاں اور جاری کیے گئے پروڈکٹ اس طرح ہیں: (i) انٹلی جنٹ نٹ ورک کا قیام 200 سے زیادہ مقامات پر دور چول کارڈ کالنگ جیسی مقبول خدمات فراہم کرنا۔(ii) نٹ ورک مینجمنٹ سسٹم (NMS) سبھی طرح کی ٹکنالوجیوں میں کام کرنے کی صلاحیت، ٹیلی فون لائنوں میں بات چیت کو آسان بنانے اور لائنوں کو منظم رکھنے کے مقصد سے تقریباً40 شہروں میں اسے فروغ دیا جارہا ہے۔(iii) کم جگہ اور کم توانائی سے اعلیٰ ٹرمنیشن صلاحیت فراہم کرنے والے نیو ٹکنالوجی سوئچز (iv) ایکس نٹ ورک سسٹم جس میں ڈیجیٹل لوپ کیئر پر ایسن کرانس ٹرانسفر موڈ (ATM) وغیرہ شامل ہیں۔

اس میدان میں قائم ٹکنالوجی کو تیزی سے بدل رہے ٹیلی کام ماحول اور بڑھتی ہوئی مسابقت کے پیش نظر موثر بنائے رکھنے کے لیے رفتہ رفتہ متروک ہو چکے ساز وسامان کی جگہ نئے ہارڈ ویئر اور سافٹ ویئر لگا کر اس کی افادیت ومناسبت میں اصلاح کی کوشش کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ سی ڈاٹ اپنی مختلف مصنوعات کے ذریعہ 70 صنعت کاروں اور 650 سے زیادہ فروخت کنندگان کو بھی امداد فراہم کر رہا ہے۔جس کے بدلے وہ ان پیداکاروں کو کل پرزے اور ذیلی نظاموں کے ذریعہ تعاون مہیا کراتا ہے۔یہ ایک اہم حقیقت ہے۔سی ڈاٹ (C-DOT) کی مصنوعات ملک کے کونے کونے تک پہنچ چکی ہیں جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت ڈیڑھ کروڑ سی ڈاٹ ایکسچینج کام کر رہے ہیں۔سی ڈاٹ کی مصنوعات بنگلہ دیش، نیپال، ویت نام، ایتھوپیا، روس، یوگینڈا، گھانا، انگولا، نامبیا، نائیجریا اور یمن کو بھی برآمد کی گئی ہیں۔

وائرلیس منصوبہ بندی اور تال میل شعبہ

وائرلیس منصوبہ بندی اور تال میل شعبہ، جو 1952 میں قائم کیا گیا تھا قومی ریڈیو ریگولیٹری اتھارٹی ہے۔یہ ملک میں ریڈیو اسپکٹرم (Spectrum) کے استعمال میں ریگولیشن اور تال میل پر نظر رکھتا ہے۔یہ شعبہ بین الاقوامی ٹیلی مواصلات یونین کے تمام امور سے متعلق ایک مرکزی ایجنسی کی حیثیت رکھتا ہے۔اس کے علاوہ یہ ٹیلی مواصلات کے تمام امور کے لیے متحدہ اقوام کی ماہر ایجنسی اور خطے کی بین سرکاری تنظیم ایشیا پیسفک ٹیلی کمیونٹی (APT) کے لیے بھی ایک مرکزی ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے۔اس شعبے کے درمیان سرکاری تنظیم ایشیا پیسفک ٹیلی کمیونٹی، کے ساتھ بھی ونگ رابطہ رکھتا ہے۔یہ ونگ ہندوستان میں سبھی ریڈیو فریکوینسیز کے استعمال سے منسلک منصوبہ، تال میل، سونپے جانے، ضابطہ اور انتظامیہ سے متعلق کام کرتا ہے۔یہی شعبہ وائرلیس مرکز پر لگائی جانے والی جگہوں کے بارے میں منظوری دیتا ہے۔

ہندستانی ٹیلیگراف ایکٹ مجریہ 1885 کے مطابق یہ شعبہ منصوبہ بندی، تال میل اور ہندستان میں ریڈیو فری کوئنسی کے استعمال سے متعلق تمام ذمہ داریاں انجام دیتا ہے۔ وائرلیس اسٹیشنوں کے قیام کی جگہ کی اجازت دیتا ہے اور وائرلیس اسٹیشنوں کی تنصیب، بحالی اور طریقہ کار کے لیے لائسنس بھی جاری کرتا ہے۔ یہ موبائل خدمات اور ریڈیو امیچرس (Amateurs) کے لیے صلاحیت کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے سے قبل انتخابات کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ یہ سٹیلائٹ نٹ ورک کے لیے ارضی اسٹیشنز سٹیلائٹ، آربیٹ 490 مین فریکوئنسی اور حالت سے جڑے سبھی امور کا ذمہ دار ہے۔ یہ اس شعبے میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر تال میل کا کام بھی کرتا ہے۔ بنیادی خدمات اور ویلیو ایڈیڈ سروسز نجی خدمات فراہم کاروں پر مہیا کرانے کے لیے حکومت کے فیصلے حدود نشر میں اضافہ، معیشت کی نرم کاری کے ساتھ انفارمیشن ٹکنالوجی کے نتیجے میں ریڈیو اسپکٹرم اور آربٹ ریسورسز کی مانگ بڑھی ہے۔

ٹیلی کام سیکٹر میں غیر ملکی راست سرمایہ کاری

اگست 1991 سے مئی 2003 تک ٹیلی کام سیکٹر میں 9,590.8 کروڑ روپے کی راست غیر ملکی سرمایہ کاری ہوئی، اس مدت میں ٹیلی کام سیکٹر میں 56,389 کروڑ روپے کی راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی اجازت دی گئی جو توانائی اور ایندھن سیکٹر کے بعد دوسری سب سے بڑی اصل کاری ہے۔

پبلک سیکٹر انڈر ٹیکنگ

بھارت سنچار نگم لمیٹڈ (BSNL)

بھارت سنچار نگم لمیٹڈ کی تشکیل 15 ستمبر 2000 کو ٹیلی کام خدمات محکمہ کے کارپوریٹائزیشن کے ذریعے کی گئی۔ اس نے سابقہ ٹیلی کام خدمات کے محکمہ اور وزارت مواصلات کے ٹیلی کام آپریشن کے محکمے (محکمہ مواصلات) ٹیلی کام خدمات اور آپریشن کے حق کو حاصل کرلیا۔ پہلی اکتوبر 2000 کو اس کی عارضی تشخیص 63,000 کروڑ تھی۔ BSNL کا منظور اصل 17,500 کروڑ روپے اور اداشدہ پونجی 12,500 کروڑ روپے ہے اس میں 5,000 کروڑ روپے کی ایکویٹی اور 7,500 کروڑ روپے کی ترجیح اصل شامل ہے۔ تمام جاری شدہ اور اداشدہ پونجی حکومت کے اختیار میں ہے، بھارت سنچار نگم لمیٹڈ دہلی اور ممبئی کو چھوڑ کر پورے ملک میں ٹیلی کام خدمات فراہم کرتا ہے۔ اس میں تقریباً 3 لاکھ 70 ہزار کی افرادی قوت ہے۔ BSNL کی سب سے بڑی پبلک سیکٹر اکائی ہے۔ 1993 کی نئی ٹیلی کام پالیسی کے مطابق ملک میں ٹیلیفون کے گھنے پن کو موجودہ سطح سے بڑھا کر مارچ 2005 میں 7 تک اور مارچ 2010 میں 15 تک لے جانا ہے۔ ملک کے 6 لاکھ گاؤوں میں سے 5 لاکھ سے زیادہ گاؤوں میں BSNL کے ذریعے ٹیلیفون سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔ BSNL کی قومی سطح پر "سیل ون" 19 اکتوبر 2002 کو لکھنؤ میں شروع کی گئی۔ اس کے بعد جموں وکشمیر، آسام، شمال مشرقی ریاستوں کو چھوڑ کر ہر ریاست کے اہم شہروں میں بھی اس خدمت کی شروعات ہوئی۔ 9 مہینے کی مختصر مدت میں اس کے صارفین کی تعداد 5-3 لاکھ تک پہنچ گئی اور اس کی خدمات 30 جون 2003 تک ملک کے 11 سو سے زیادہ شہروں تک پہنچ گئی تھیں۔ ان خدمات میں Excel فام سے قبل اداشدہ خدمات اور SMS کی اضافی قدر پر مبنی خدمات یونیفائیڈ میسیجنگ پلیٹ فارم اور وائرلیس ایپلی کیشن پروٹوکال (WAP) شامل ہے۔ یہ صدفی صد حکومت ہند کی ملکیت کی عوامی سیکٹر اکائی (PSU) ہے۔

BSNL قومی سطح پر بڑے پیمانے پر وائرلیس ان لوکل لوپ (WLL) خدمات اپنا رہا ہے اور 30 جون 2003 تک اس کے صارفین کی تعداد 5-4 لاکھ ہوگئی تھی۔ یہ کمپنی اب "WEBPHONE" نام سے انٹرنیٹ ٹیلیفون خدمات بھی فراہم کراتی ہے جو دیگر خدمات جیسے انٹیلی جنٹ نٹ ورک براڈ بینڈ ایکسچینج اور انٹرنیٹ خدمات کے علاوہ تھی۔

مہانگر ٹیلی فون نگم لمیٹڈ

مہانگر ٹیلی فون نگم لمیٹڈ (ایم ٹی این ایل) کمپنی کی حیثیت سے وزارت مواصلات کے ٹیلی مواصلات محکمہ کے تحت یکم اپریل 1986 کو حکومت کی پوری ملکیت والی کمپنی کے طور پر عالم وجود میں آئی۔ ٹیلی کام خدمات کو چالو رکھنے، کنٹرول کرنے اور اس کے نظم ونسق کی تمام ذمہ داری اس کے سپرد ہے۔ ممبئی، نئی ممبئی، تھانے اور دہلی کی میٹروپولیٹن حدود میں قائم پبلک ٹیلیگراف سروس کی دیکھ ریکھ اور نظم ونسق بہرحال اس کے سپرد نہیں ہے۔ ایم ٹی این ایل نے وجود میں آنے کے بعد پندرہ برس کے دوران غیر معمولی ہمہ گیر ترقی کی ہے اور اس کی آپریشنل صلاحیت میں کافی بہتری پیدا ہوئی ہے۔

MTNL کئی طرح کی ٹیلی کام خدمات مہیا کراتا ہے، جیسے: قائم ٹیلیفون خدمات، GSM پر مبنی موبائیل خدمات، CDMA پر مبنی وائرلیس ان لوکل لوپ، انٹرنیٹ اور لیز ڈ لائن خدمات۔ MTNL کا نٹ ورک ڈیجیٹل ہے۔ 31 مارچ 2003 کو MTNL کے دہلی میں 309 اور ممبئی میں 183 ٹیلیفون ایکسچینج ہیں۔ کل سوئچنگ صلاحیت 5.90 لاکھ ہے۔ کارپوریشن 49.90 لاکھ سیدھی ایکسچینج لائنوں کو چلا رہا ہے جس میں سیلولر لائنیں بھی شامل ہیں۔ کارپوریشن 41,029 لیز ڈ لائنوں اور 19,172 ISD کنکشن بھی مہیا کرا رہا ہے۔ MTNL نے فروری 2001 میں دہلی اور ممبئی دونوں ہی جگہوں پر 41,025 ''ڈالفن'' نام سے GCM پر مبنی سیلولر موبائل ٹیلیفون خدمت شروع کی ہے۔ اس خدمت کے شروع ہونے کے بعد نجی آپریٹروں نے اپنی محصول شرح میں تقریباً 50 فی صد کی کردی جس میں سیلولر لائنیں بھی شامل ہیں۔

MTNL نے سال 2002-2001 کے دوران CDMA پر مبنی ''گروز'' نام سے محدود موبائل خدمات ان دونوں شہروں میں شروع کیں۔ ٹیلیفون خدمات کے ساتھ ساتھ کارپوریشن کئی طرح کے FN پر مبنی اور فون پلس خدمات بھی فراہم کرتا ہے۔ اس میں پریمیم شرح خدمات، پری پیڈ خدمات راچوکل پرائیویٹ نٹ ورک، یونیورسل نمبر، ٹیلی ووٹنگ وغیرہ شامل ہیں، جو کہ انٹیلی جنٹ نٹ ورک پلیٹ فارم پر مبنی ہیں، اس کے علاوہ کمپیوٹرائز ڈ مارننگ الارم، وائس میل، کال فارورڈنگ، کال ویٹنگ وغیرہ فون پلس خدمات ہیں۔ صارفین کے ذریعے بلوں کی ادائیگی انٹرنیٹ کے ذریعے، چنیدہ پیٹرول پمپوں پر ماسٹر کارڈ کے ذریعے اور آٹومیٹک ٹیلر مشینوں کے ذریعے بھی کیا جاسکتا ہے۔ کارپوریشن نے مختلف CRM خدمات جیسے آٹومیٹک رینٹ رسیٹ، تبدیل نمبر اعلان خدمات، صارف خدمات مینجمنٹ نظام رواں سال 2002-2001 میں MTNL نیو یارک ایکسچینج درج فہرست کی اس طرح MTNL نویں ہندوستانی کمپنی اور اور دوسری پبلک سیکٹر اکائی تھی۔ نورتن کمپنی کے طور پر میسرس یونائیٹڈ ٹیلی کام لمیٹڈ (UTL) بشمول TCIL اور VSNL کے ساتھ نیپال میں CDMS خدمات فراہم کرنے کے لیے مشترکہ کاروبار میں شامل ہے۔ کمپنی کی مجاز ایکویٹی سینٹر کیپٹل 800 کروڑ روپے ہے، جس میں اداشدہ پونجی 630 کروڑ روپے ہے۔ مہانگر ٹیلی فون نگم لمیٹڈ کی اداشدہ پونجی کا 56.23 فی صد ملکیت حکومت کے پاس ہے۔

ودیش سنچار نگم لمیٹڈ (VSNL)

ودیش سنچار نگم لمیٹڈ--VSNL کی نج کاری 13 فروری 2002 کو کی گئی اور 25 فی صد سرکاری شیئر میسرز پاناٹون فنویسٹ لمیٹڈ (TATA) نے خرید لیے۔ VSNL کا مینجمنٹ کنٹرول بھی اسی کمپنی کو سونپ دیا گیا ہے۔ سرکار کے پاس اب بھی VSNL کی 26.12 فی صد ایکویٹی ہے۔

انڈین ٹیلی فون انڈسٹریز لمیٹڈ

انڈین ٹیلی فون انڈسٹریز لمیٹڈ کا قیام بنگلور میں جولائی 1948 میں عمل میں آیا تھا۔ ملک میں موجودہ ٹیلی کام نٹ ورک کا 70 فی صد سے زیادہ کام ITI نے کیا ہے۔

آئی ٹی آئی ہر قسم کی ٹیلی کام مصنوعات تیار کرتا ہے اور DOT دفاع، ریلوے اور دوسرے اداروں کی جملہ ضروریات پوری کرتا ہے۔ کمپنی ہر طرح کے ٹیلی کام ساز وسامان بناتی ہے، جن میں سوئچنگ (بڑے اور دیہی سوئچ) مواصلات (ڈیجیٹل مائیکرو ویو، فائبر آپٹک اور بیک بون پروڈکٹ)، ایکس پروڈکٹ/صارفین کی جگہ پر لگنے والے آلات کا پورا سلسلہ شامل ہے۔ ITI کی بنی مصنوعات کا دفاع، ریلوے، توانائی، تیل وغیرہ سیکٹروں میں قابل اعتماد ہونے کے معاملے میں اچھا نام ہے۔ اپنی اندرونی تحقیق اور فروغ، چنندہ شراکت اور دنیا میں اولین کمپنیوں کے ساتھ شراکت کے ساتھ ITI جدید ترین ٹیلی مواصلاتی اقدامات اور مختلف کاروباروں کے لیے صارفین کی ضرورت کے مطابق کام کرسکتا ہے۔ اپنے ٹیلی مواصلات تجربوں اور سہولتوں کا فائدہ کمپنی انفارمیشن ٹکنالوجی اور اس سے منسلک خدمات میں مقام بنانے میں کر رہی ہے۔

ٹیلی مواصلات کنسلٹینٹ انڈیا لمیٹڈ

ٹیلی مواصلات کنسلٹینٹ انڈیا لمیٹڈ (ٹی سی آئی ایل) 1978 میں قائم ہوئی تھی۔ یہ شروع سے آخری مرحلے تک ٹیلی کام سے متعلق تمام مسائل کے حل کے لیے مشورے اور ان کا حل تلاش کرنے میں مدد کرتی ہے۔ ٹی سی آئی ایل سوئچنگ نظام، ترسیلی نظام، مقامی نیٹ ورک، سٹیلائٹ مواصلات، دیہی مواصلات، اطلاعات تکنالوجی، ٹیلی کام اور آپٹیکل فائبر پر مبنی نٹ ورک عوامی مشاورت اور تربیت جیسی خدمات بھی انجام دیتی ہے۔ کمپنی سٹیلائٹ کے ذریعہ گلوبل پرسنل مواصلات شعبے میں داخلے کی اسکیم بنا رہی ہے۔ یہ کمپنی کینیا میں بنیادی خدمت کے شعبے میں امکانی طور پر داخل ہوئی، وہاں اس نے ایک جوائنٹ وینچر کمپنی بنائی ہے۔ کمپنی نے نیپال میں بھی WLL مواصلات خدمات کے لیے جوائنٹ وینچر کی تشکیل کی ہے۔

TCIL کا کام مشرق وسطی، جنوب مشرقی ایشیا، افریقہ، یوروپ اور وسط ایشیا میں پھیلا ہوا ہے۔ TCIL نے 1978 میں 10 لاکھ روپے کی ایکویٹی سے اپنا کاروبار شروع کیا تھا، اس کی کل قیمت آج 14 کروڑ 40 لاکھ روپے تک پہنچ گئی ہے اور کل کاروبار 2003-2002 کے دوران 590.45 کروڑ روپے کا کیا جس کی خالص مالیت 387.42 لاکھ تھی۔ کمپنی نے سال 2002-2001 کے 125 فی صد کا عارضی ڈیوڈنڈ ادا کیا۔

9۔ دفاع

بھارت کی دفائی پالیسی کا مقصد برصغیر میں پائیدار امن قائم کرنے اور اسے فروغ دینے کے ساتھ ہی جارحیت کے خلاف دفائی افواج کو پوری طرح لیس کرنے کا ہے۔

مسلح افواج کی سپریم کمان صدر جمہوریہ ہند کے ہاتھ میں ہے مگر قومی دفاع کی ذمہ داری کابینہ پر عائد ہوتی ہے۔ دفاع سے متعلق تمام امور میں وزیر دفاع پارلیمنٹ کو جواب دہ ہے۔ مسلح افواج کا انتظامی اور عملی کنٹرول وزارت دفاع اور فوج کے تینوں بازوؤں کے ہیڈکوارٹرز کے ہاتھ میں ہے۔

تنظیم

تینوں بازو اپنے اپنے چیف آف اسٹاف کے تحت کام کرتے ہیں۔ 31 دسمبر 2002ء کو یہ چیف آف اسٹاف (سربراہان) تھے۔

چیف آف دی آرمی اسٹاف : جنرل این.سی.وج

چیف آف دی نیول اسٹاف : ایڈمرل مادھویندر سنگھ

چیف آف دی نیول اسٹاف : ایر چیف مارشل ایس کرشنا سوامی

کارگل جائزہ کمیٹی کی سفارشات کی بنیاد پر حکومت نے قومی حفاظتی نظام پر جامع نظرثانی کرنے کا فیصلہ کیا اور درج ذیل ساختیں قائم کیں جنھوں نے کام کرنا شروع کردیا ہے: (۱) مربوط دفاع اسٹاف (۲) دفائی حصول کونسل (۳) دفائی فراہمی بورڈ (۴) دفائی پیداوار بورڈ (۵) دفائی تحقیق و ترقیاتی بورڈ (۶) انڈمان ونکوبار کمان۔ یہ ملک میں پہلی سہ خدمات کمان ہے۔ اسٹاف کمیٹی کے سربراہان اور اس کے چیئرمین کے لیے ان کے کردار اور کام کاج کی بہتر و انسب کارکردگی کے سلسلے میں مدد کے لیے حکومت نے مربوط دفاع اسٹاف قائم کیا ہے جس کی سربراہی مربوط دفائی اسٹاف کے چیف کے ذریعہ کی جاتی ہے خصوصی طور پر CISC (مربوط دفائی اسٹاف کا چیف) مربوط دفائی اسٹاف کی نگرانی اور کنٹرول کریگا، سبھی ملٹی سروس اجسام اور دفائی بحران منتظمہ گروپ (DCMG) کی صدارت کریگا۔ اس کے علاوہ وہ مربوط سروسز ہیڈکوارٹرس کے ساتھ تبادلہ خیال اور ارتباط کے ذریعہ تینوں سروسز کے لیے طویل مدتی منصوبوں، پنج سالہ منصوبوں اور سالانہ بجٹ تجاویز کے ارتباط کی نگرانی کرے گا۔ وہ حصول پروگراموں اور بجٹی تجاویز کی از سر نو تشکیل کے ذریعہ افواج کے معیار اور استعداد کے فروغ کے بارے میں حکومت کو صلاح دے گا قومی صلاحیت کی کلیت، سروس ہیڈکوارٹرس کے ذریعے مشاورت کر کے مشترکہ اصول تیار کرنے، دفائی خدمات کے عملہ / افسران کے لیے دفائی مشترکہ روزگار کے پروگراموں، مشترکہ منصوبوں اور فوجی تعلیم کے بارے میں پالیسی اور پروگرام تیار کرنے، ساختی یا تنظیمی تبدیلیوں کی ضروریات کے بارے میں وزارت دفاع کو وقتاً فوقتاً رپورٹ دینے، دفائی سراغ رسانی خدمات کے سبھی پہلوؤں کے ارتباط، مختلف میدانوں میں قومی سلامتی کے غیر روایتی و عدم روایتی خطروں کے تئیں دفائی خدمات کے اصولوں اور جوابی عمل کے درمیان ارتباط، مسلح افواج میں مطلوبہ تال میل کو یقینی بنانے، وردن و بین سروس ترجیحات کے ذریعہ

منصوبہ بندی عمل کاری کی استعداد اور اثر پذیری کو بھی بڑھانے کی ضرورت ہے۔

حکومت نے وزیر دفاع کی سربراہی میں دفاعی حصول کونسل کی تشکیل کی ہے جو اصولی طور پر طویل مدتی مستقبل کے منصوبے اور اہم پروجیکٹوں کی نگرانی وغیرہ کے لیے پونجی حصول وغیرہ کو منظوری دے گی۔ دفاعی حصول کونسل کے فیصلوں کو تین بورڈ لاگو کریں گے، وہ ہیں: دفاعی فراہمی بورڈ جس کی سربراہی دفاعی سکریٹری کرے گا؛ دفاعی پیداوار بورڈ جس کی سربراہی سکریٹری دفاعی پیداوار اور رسد کرے گا اور دفاعی تحقیق وترقیاتی بورڈ جس کا سربراہ سکریٹری دفاعی تحقیق وترقی ہوگا۔ دفاعی فراہمی بورڈ کو اس کے کام کاج میں مدد دینے کے لیے خصوصی سکریٹری (حصول) کی سربراہی میں ایک دفاعی حصول شاخ بھی قائم کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ تینوں سروس ہیڈ کوارٹرس کو وزارت دفاع کے مربوط ہیڈ کوارٹر کے طور پر از سر نو نامزد کیا گیا ہے جس سے سول اور دفاعی اجزاء کے ارتباط کے اور مسلح افواج کے درمیان تال میل اور تعاون کے ذریعہ اصلاح پیدا ہوگا۔

بری فوج (ARMY)

نئی دہلی میں واقع بری فوج کے ہیڈ کوارٹر میں چیف آف آرمی اسٹاف کی معاونت وائس چیف آف آرمی اسٹاف اور سات دیگر پرنسپل اسٹاف آفیسر یعنی دو ڈپٹی چیف آف آرمی اسٹاف، ایڈ جوائنٹ جنرل، کوارٹر ماسٹر جنرل، ماسٹر جنرل آف آرڈی ننس، ملٹری سکریٹری اور انجینئر ان چیف کرتے ہیں۔

بری فوج آپریشنل کمانوں پر مشتمل ہے۔ ہر کمان ایک جنرل آفیسر کمانڈنگ انچیف کے تحت ہے جو لیفٹیننٹ جنرل رینک کا ہوتا ہے۔ اہم فیلڈ فارمیشن کور، ڈویژن اور بریگیڈ ہوتی ہیں جن کی کمان بالترتیب لیفٹیننٹ جنرل رینک کا جنرل آفیسر کمانڈنگ، میجر جنرل رینک کا ایک جنرل آفیسر کمانڈنگ اور بریگیڈیر سنبھالتا ہے۔ اہم اسٹیٹک فارمیشن ایریا، انڈی پینڈینٹ سب ایریا اور سب ایریا پر مشتمل ہیں۔ ایریا کا کمانڈر میجر جنرل رینک کا جنرل آفیسر کمانڈنگ اور انڈی پنڈنٹ سب ایریا اور سب ایریا کا کمانڈر بریگیڈیر ہوتا ہے۔

فوج کے متعدد بازو اور سروسز ہوتی ہیں۔ یہ ہیں بکتر بند کور، رجمنٹ آف آرٹیلری، کور آف سگنلز، میکینکل انفینٹری، انفینٹری آرمی سروس کور، ملٹری نرسنگ سروس، آرمی میڈیکل کور، آرمی ڈینٹل کور، آرمی آرڈی ننس کور، کور آف الیکٹریکل اینڈ میکینکل انجینئرز، ری ماؤنٹ اینڈ ویٹری کور، ملٹری فارمس سروس، آرمی ایجوکیشن کور، انٹلی جنس کور، کور آف ملٹری پولیس، جج ایڈووکیٹ جنرل ڈیپارٹمنٹ آرمی فزیکل ٹریننگ کور، پائنیر کور، آرمی پوسٹل سروس، ٹیری ٹوریل آرمی، ڈیفینس سیکورٹی کور، اس کے علاوہ فوج کی خود اپنی بھرتی کی تنظیم ہے اور اس کے ریکارڈ آفس، ڈپو، بوائز اسٹیبلشمنٹ اینڈ سلیکشن سینٹرز اور ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ ہیں۔

بحریہ (NAVY)

بھارت، دنیا کے اہم بحری راستوں پر واقع ہے۔ اس کا خط ساحل 7,516 کلو میٹر لمبا ہے اور خلیج بنگال اور بحیرۂ عرب میں اس کے 1,197 جزائر علاقے ہیں۔ بھارت کا مخصوص اقتصادی زون (EEZ) 20 لاکھ 20 ہزار مربع کلو میٹر کا ہے 27.3 کروڑ ٹن کی بھارت کی 97 فی صد تجارت سمندری راستے سے ہوتی ہے۔ اس سالانہ تجارت کی قیمت 83 ارب ڈالر ہے۔ وسائل سے بھرپور EEZ ہندوستان کو اس کے تیل اور گیس پیداوار کا 60 فی صد سے زیادہ حصہ اور 1.15 ارب ڈالر قیمت کی مچھلیاں فراہم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ پانچ کروڑ ٹن سے زیادہ تیل اور گیس کی مکمل درآمد سمندر کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اہم بحری تجارت کے ساتھ ساتھ تیل اور گیس، مچھلی اور دیگر سمندری وسائل کے سبب ہندوستان کی معیشت اور فروغ سمندر پر کافی منحصر ہے۔ ہمارا

ملک اہم بین الاقوامی بحری راستوں کو مستقل وسعت فراہم کرتا رہا ہے۔ ان بحری مفادات اور اثاثوں اور سرمایوں کی حفاظت دفاع وتحفظات کی ذمہ داری بھارتی بحریہ کی ہے۔

نیول ہیڈکوارٹر، نئی دہلی میں واقع ہے۔ چیف آف نیول اسٹاف (امیرالبحر) جو کہ بحریہ کے سربراہ ہوتے ہیں، ان کی معاونت چار پرنسپل اسٹاف آفیسرز کرتے ہیں۔ جن کے نام ہیں وائس چیف آف سول اسٹاف، ڈپٹی چیف آف سول اسٹاف، چیف آف پرسونل اور چیف آف میٹیریل۔

بحریہ کی تین کمانیں ہیں۔ مغربی، مشرقی، اور جنوبی، جن کے ہیڈکوارٹرز بالترتیب ممبئی، وشاکھاپٹنم اور کوچی میں ہیں۔ ہر کمان کا سربراہ فلیگ آفیسر کمانڈنگ انچیف ہوتا ہے، جس کا عہدہ وائس ایڈمرل کا ہوتا ہے۔ مغربی اور مشرقی کمان دو آپریشنل کمانیں ہیں جب کہ جنوبی کمان ٹریننگ کے لیے ذمہ دار ہے۔ ہندوستانی بحریہ کے دو بیڑے ہیں۔ مغربی اور مشرقی بیڑے جو ترتیب جہازوں اور ایرکرافٹ پر مشتمل ہیں۔ یہ بیڑے بھی مغربی اور مشرقی کمانوں کے تحت آتے ہیں۔ گوا اور آرکونام بحریہ کے دو اہم ہوائی اڈے ہیں۔ اس کے علاوہ بحریہ میں وشاکھاپٹنم، پورٹ بلیر اور کارنکوبار میں بھی ہوائی اڈے ہیں۔ اہم بحری اڈے تین کمان ہیڈکوارٹر اور چنئی، کولکاتہ، چلکا، لوناوالا اور جام نگر میں دیگر چھوٹے بحری ادارے واقع ہیں۔

بھارتی نیوی انتہائی متوازن تین رخی فورس ہے جو کہ جدید ترین میزائل کیپ ایبل جنگی جہازوں، طیارہ بردار جہازوں پر مشتمل ہے۔ ہندوستانی بحریہ کے ذخیرے میں پن ڈبیوں، ایئرکرافٹ کیریئر گامیڈ میزائل ڈیسٹرائر، فریگیٹ اور کارویٹ شامل ہیں۔ ہندوستانی شپ بلڈنگ صنعت کافی ترقی یافتہ ہے اور ان جنگی جہازوں کے ڈیزائن بھارت میں بنے ہیں اور انہیں بھارت شپ یارڈوں ہی میں تیار کیا گیا ہے۔ یہ جہاز ترقی یافتہ ملکوں کے تیار کردہ جہازوں کے مقابلہ کے ہیں۔ بحری فورس کو جدید ترین ڈاک یارڈ سہولیات بھی حاصل ہیں جہاں انتہائی جدید ٹکنالوجی کی سہولیات دستیاب ہیں۔

ساحلی محافظ (COAST GUARD)

سمندری قانونوں کے بارے میں اقوام متحدہ کی تیسری کانفرنس میں پاس کیے گئے اہتمام کے ساتھ ہی سمندری قانونوں کو منضبط کرنے اور سمندروں کے گردوپیش کے ہندوستان کے مخصوص اقتصادی خطوں کی حفاظت کے لیے دورامن کے بحری فورس کی تشکیل کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے کوسٹ گارڈ (ساحلی محافظ) کا قیام یکم فروری 1977ء کو عمل میں آیا۔ کوسٹ گارڈ کی ذمہ داریوں میں (اے) نزدساحل تنصیبات کی سلامتی اور حفاظت اور مصنوعی جزائر کا تحفظ (بی) مصیبت میں پھنسے ہوئے ماہی گیروں کو تحفظ فراہم کرنا (سی) سمندری ماحول کا تحفظ (ڈی) اسمگلنگ مخالف سرگرمیوں میں کسٹمز کی مدد کرنا (ای) ایم زیڈ آئی ایکٹ کا نفاذ اور (ایف) سمندر میں جان و مال کا تحفظ (جی) بحری آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول کرنا شامل ہیں۔

کوسٹ گارڈ کی عام نگرانی، ہدایت اور کنٹرول وزارت دفاع کے تحت ڈائرکٹر جنرل کوسٹ گارڈ انجام دیتا ہے۔

بھارت کا پورے ساحلی علاقہ اور سمندری حدود کو تین کوسٹ گارڈ منطقوں مغربی، مشرقی اور جزائر انڈمان ونکوبار میں تقسیم کردیا گیا ہے جو کہ ان منطقوں کی متعلقہ کمان کے تحت ہیں ان کے ریجنل ہیڈکوارٹر ممبئی، چنئی اور پورٹ بلیئر میں واقع ہیں۔

کوسٹ گارڈ منطقوں کو گیارہ کوسٹ گارڈ اضلاع میں تقسیم کیا گیا ہے جو کہ سمندر کے کنارے واقع ہماری ساحلی ریاستوں میں ہیں۔ ان کے علاوہ مختلف مقامات پر ساحلی محافظ مراکز اور ایرانکلیوز میں بھی کوسٹ گارڈ تعینات ہیں۔

فضائیہ(AIR FORCE)

ہندوستانی فضائیہ آج جدید ٹکنالوجی پر مبنی فورس ہے جو کئی قسم کے جدید ایر کرافٹ معاون ساز وسامان، ہتھیار نظاموں، مثلاً مواصلات اور دریافت نظاموں سے لیس ہے جو اسے نا قابل تسخیر حملہ آورانہ اور دفاعی صلاحیت عطا کرتا ہے۔ 8 اکتوبر 1932 کو اپنے قیام کے بعد سے ہندوستانی فضائیہ نے سادہ سی شروعات سے اس علاقے کی اہم فضائیہ بننے اور قومی سلامتی کے اہم ستون ہونے تک کا ایک طویل سفر طے کیا ہے۔ فضائیہ کی خاص طاقت اس کے بہتر قسم کے جنگجو جہاز، فضائی حملے/فضائی دفاع اور سراغ لینے والے کثیر کرداری ایئر کرافٹ ہیں۔

نئی دہلی میں واقع فضائیہ کے ہیڈ کوارٹر میں چیف آف ایر اسٹاف کی معاونت کے لئے وائس چیف آف ایئر اسٹاف برائے آپریشن (عمل درآمد)، ڈپٹی چیف آف ایئر اسٹاف حصولیابی اور منصوبہ بندی سے متعلق معاملوں کے لئے، انسپکٹر جنرل آف فلایٹ برائے طیران سلامتی اور نگرانی سے متعلق، ایئر افسر انچارج، حملہ آور تربیت کے معاملوں میں ہوتے ہیں۔

انتظامیہ کے ایئر افسر انچارج کا کام سوائے عملہ انتظامیہ کے بھارت فضائیہ کے سبھی انتظامی پہلوؤں کو دیکھنا ہے۔ انتظامیہ کے ایئر افسر انچارج، عملہ منتظمہ کے سبھی پہلوؤں میں چیف آف ایئر اسٹاف کی مدد کرتا ہے۔

بھارتیہ فضائیہ میں 5 عمل کاری (Operational) اور 2 فعلی (functional) کمان ہیں۔ آپریشنل کمانیں ہیں۔ دتی میں ہیڈ کوارٹر کے ساتھ مغربی ایئر کمان اور گاندھی نگر میں ہیڈ کوارٹر کے ساتھ جنوبی مغربی کمان، الٰہ آباد میں ہیڈ کوارٹر کی وسطی ایئر کمان، مشرقی ائر کمان کا ہیڈ کوارٹر شیلانگ میں ہے جب کہ جنوبی ایئر کمان کا ہیڈ کوارٹر ترواننت پورم میں ہے۔ فنکشنل ایئر کمانوں میں سے تربیت کمان کا ہیڈ کوارٹر بنگلور میں ہے اور رکھ رکھاؤ کمان کا ہیڈ کوارٹر ناگپور میں ہے۔

انڈین ایرفورس کے عملہ کی بھرتی تربیت وسیع بنیاد اور تخصیص پر مبنی ہوتی ہے۔ ایرفورس نے بشمول اڑان شاخ اپنی تمام شاخوں میں خواتین کی تقرری کے لیے دروازے کھول دیے ہیں۔

کمیشنڈ رینک

تینوں خدمات میں مندرجہ ذیل کمیشنڈ رینک ہیں۔ ہر خدمت کے رینک دوسری سروس کے مساوی رینک کے سامنے ظاہر کیے گئے ہیں۔

آرمی	نیوی	ایرفورس
جنرل	ایڈمرل	ایئر چیف مارشل
لیفٹیننٹ جنرل	وائس ایڈمرل	ایئر مارشل
میجر جنرل	ریر ایڈمرل	ایئر وائس مارشل
بریگیڈیر	کموڈور	ایئر کموڈور
کرنل	کیپٹن	گروپ کیپٹن

لیفٹیننٹ کرنل	کمانڈر	ونگ کمانڈر
میجر	لیفٹیننٹ کمانڈر	اسکویڈرن لیڈر
کیپٹن	لیفٹیننٹ	فلائٹ لیفٹیننٹ
لیفٹیننٹ	سب لیفٹیننٹ	فلائنگ آفیسر

بھرتی

مسلح افواج خدمت، ایثار، حب الوطنی اور ملک کی گنگا جمنی تہذیب کی مثالی علامت ہے۔ مسلح افواج میں بھرتی رضا کارانہ ہے اور بھارت کا ہر شہری ذات، طبقات، مذہب اور فرقے کی تفریق کے بغیر بھرتی ہوسکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ جسمانی، طبی اور تعلیمی معیاروں پر پورا اترنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ فوج میں بھرتی ہر ریاست کے قابل تقرر مرد آبادی کے مطابق کی جاتی ہے۔

عورتوں کی شمولیت

مسلح افواج کی مندرجہ ذیل شاخوں میں شارٹ سروس کمیشن کی بنیاد پر اہل خواتین کی تقرری کی جاتی ہے۔ فوج۔ ای۔ ایم۔ ای۔ سگنلس، انجینئر، آرمی ایجوکیشن کور، آرمی آرڈی ننس کور، آرمی سروس کور اور محکمہ خفیہ اطلاعات و جج ایڈوکیٹ جنرل شاخ۔ بحریہ۔ بھارتی بحریہ کی بھی شاخوں میں اور ایئر فورس۔ فلائنگ ایرو نائکل انجینئر نگ (الکٹرانک) ایرو نائیکل انجینئر نگ (میکانکی)، تعلیمی، منتظمہ، لاجسٹک، اکاؤنٹ اور علم موسمیات۔

کمیشنڈ افسروں کی بھرتی

مسلح افواج میں کمیشنڈ افسروں کی بھرتی خاص طور سے یونین پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ تکنیکی شاخوں کے لئے خواتین کی اسپیشل انٹری اسکیم، این سی سی اسپیشل انٹری اسکیم اور خدمات تقرریاں، فوج، بحریہ اور فضائیہ کے لئے براہ راست متعلقہ بھرتی ڈائرکٹوریٹ کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔

یونین پبلک سروس کمیشن سال میں دو بار کمبائنڈ ڈیفینس سروسز ایگزامنیشن (سی ڈی ایس ای) منعقد کرتا ہے۔ یونیورسٹی کے گریجویٹ اس امتحان میں شمولیت کے مجاز ہوتے ہیں۔ کامیاب امیدوار متعلقہ تربیتی اکیڈمیوں جیسے بری فوج کے لئے انڈین ملٹری اکیڈمی (آئی۔ ایم۔ اے)، نیوی (بحریہ) کے لئے نیول اکیڈمی، ایئر فورس کے لئے ایئر فورس اکیڈمی میں داخلہ لیتے ہیں۔ یونین پبلک سروس کمیشن سال میں دو بار نیشنل ڈیفینس اکیڈمی میں داخلہ کے لئے بھی امتحان منعقد کرتا ہے۔ 10+2 امتحان پاس کرنے یا 12 ویں کلاس میں پڑھائی پوری کرتے ہوئے بھی امیدوار اس امتحان میں بیٹھ سکتے ہیں۔ کامیاب امیدوار این۔ ڈی۔ اے کا کورس مکمل کرنے کے بعد کمیشن، قبل تربیت کے لئے متعلقہ فوجی خدمات اکیڈمیوں میں بھیج دئے جاتے ہیں۔

سروس سلیکشن بورڈ/ایئر فورس سلکشن بورڈ کے ذریعہ فوج، بحریہ اور فضائیہ کی درج ذیل شاخوں کے لئے بھرتی کی جاتی ہے۔ فوج کی بھی برانچوں اور خدمات کے لئے، بحریہ: الیکٹریکل انجنیئر نگ، نیول آرکٹیکٹ (بحریہ تعمیراتی) انجنیئر نگ، لاجسٹک (فوجی نقل و حمل اور قیام و رسد)، قانون، تعلیم، ایئر ٹریفک کنٹرول، اور ایئر فورس۔ ایرو نائکل انجنیئر نگ (الیکٹرانکس)، ایرو نائکل

انجینئر نگ (میکینکل) تعلیم، منتظمہ، لاجسٹک، اکاؤنٹ اور علم موسمیات۔

انجینئر نگ کی تعلیم حاصل کرنے والے فائنل ر پری فائنل سال کے طالب علم بری فوج کی ٹیکنیکل برانچوں رخدمات میں یونیورسٹی انٹری اسکیم کے تحت کمیشنڈ افسروں کے طور پر داخلے کے اہل ہوتے ہیں۔

فوج میں ٹیکنیکل افسروں (انجینئر نگ) کی کمی دور کرنے کے لئے حکومت نے ایک شارٹ سروس کمیشن (ٹیکنیکل) انٹری اسکیم کو بھی منظوری دی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد کوالیفائیڈ ٹیکنیکل گریجویٹوں کو ایس ایس سی امتحان کے ذریعہ بھرتی کرنے اور انہیں میڈیکل ٹسٹ کے بعد 10 مہینے کے کورس کے لئے آفیسرز ٹریننگ اکیڈمی چنئی میں داخل کرنا ہے۔ کورس کے اختتام پر کامیاب امیدوار کو شارٹ سروس کمیشن میں شامل کیے جاتے ہیں۔

پونے میں واقع آرمڈ فورسز میڈیکل کالج کے تمام کامیاب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس گریجویٹوں کو سیدھے مستقل کمیشن دے دیا جاتا ہے اور غیر فوجی میڈیکل کالجوں کے پوسٹ گریجویٹ رایم بی بی ایس ڈگری ہولڈروں کو کل ہند بنیاد پر مقابلہ جاتی امتحانوں کے ذریعہ چنا جاتا ہے۔ یہ امتحان مستقل کمیشن اور شارٹ سروس کمیشن دینے کے لئے ڈائرکٹوریٹ جنرل آف آرمڈ فورسز میڈیکل خدمات کراتا ہے۔

کم سے کم 'بی' گریڈ میں این۔ سی۔ سی کا 'سی' سرٹیفکیٹ حاصل کرنے والے یونیورسٹی گریجویٹ (جنہوں نے گریجویشن کے امتحان میں کم سے کم 50 فی صد نمبر حاصل کئے ہیں) کو بحریہ اور فضائیہ میں ریگولر کمیشنڈ افسروں اور بری فوج میں شارٹ سروس کمیشنڈ افسروں کے طور پر بھرتی کیا جاتا ہے۔ ان گریجویٹوں کو یونین پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ لئے جانے والی سی۔ ڈی۔ ایس۔ ای۔ امتحان میں شمولیت سے چھوٹ مل جاتی ہے اور ان کی بھرتی (ایس۔ ایس۔ بی) کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

حکومت نے اسپیشل کمیشنڈ افسروں 6,000 کا ایک مضبوط معاون کیڈر تشکیل کی منظوری دی ہے۔ ان عہدوں پر اہل جے۔ سی۔ او۔ اور او۔ آر۔ سے بھرتی کی جائے گی۔ اس داخلہ اسکیم کے تحت 35-30 سال کی عمر گروپوں میں خدمات انجام دینے والے جے۔ سی۔ او۔ این سی او راو آر جن کے پاس آر ی سینئر اسکول سرٹیفکٹ پاس کی لیاقت (سی۔ بی۔ ایس۔ ای کی کلاس XI کی طرز پر) ہوگی۔ وہ ایس ایس بی اور میڈیکل بورڈ کے ذریعہ چھان بین رسلیکشن کے بعد کمیشن پانے کے مستحق ہوں گے۔ کمیشن پانے سے قبل انہیں 6 مہینے کی ٹریننگ لینی ہوگی۔ اس طرح سے کمیشن حاصل کرنے والے افسران کرنل کے عہدے تک ترقی کرسکیں گے۔ مستقل ترقی اور عارضی ترقی کے لئے ضوابط وقواعد ریگولر افسروں کے ترقی ضوابط کی طرح ہی ہوں گے۔ یہ افسران یونٹوں میں سب یونٹ کیڈر رکیو، ایم جاب رای۔ آر۔ ای تقرریاں میجر کے رینک تک حاصل ہوں گی۔ 25-20 سال تک خدمات انجام دینے کے بعد یہ افسران 57 سال کی عمر میں سبکدوش ہوجائیں گے۔

اس اسکیم سے نہ صرف موجودہ جے۔ سی۔ او/این۔ سی۔ او/او۔ آر کو ان کے کیریر کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی بلکہ جلد شروع کی جانے والی اس اسکیم کے تحت 2+10 لیاقت والے امیدواروں کو ایس۔ ایس۔ بی کے ذریعہ انتخاب کے بعد ملٹری اور انجینئر نگ ٹریننگ کے لئے آئی۔ ایم۔ اے اور ملٹری انجینئر نگ کالج پونا بھیجا جائے گا۔ ابتدائی چھ مہینے کی ملٹری ٹریننگ کے بعد چار سالہ ڈگری انجینئر نگ ٹریننگ دی جائے گی۔ اس اسکیم سے تکنیکی شاخوں رخدمات میں افسران کی کمی دور کرنے میں مدد ملے گی۔

دیگر رینکوں کی بھرتی

فوج میں بھرتی ہر ریاست کے قابل تقرری مرد آبادی (آر۔ایم۔پی) کے مطابق کی جاتی ہے۔ ہر ریاست کا آر۔ایم۔پی اس ریاست کی مرد آبادی کے 10 فی صد کو مانا جاتا ہے۔ فضائیہ میں ایئرمینوں کی بھرتی نئی دہلی کے ایئرفورس اسٹیشن کے ایئرمین تقرری بورڈ کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اس کے تحت اس بورڈ کے 13 سلیکشن مراکز ہیں۔

پہلی اپریل 1998 سے تقرری کے لئے ایک نیا نظام شروع کیا گیا ہے۔ ترمیم شدہ نظام کے تحت فوج میں جوانوں کی بھرتی کھلی بھرتی ریلیوں کے ذریعہ کی جاتی ہے جن کا انعقاد، جغرافیائی، آبادیاتی اور وضعی حالات کو دھیان میں رکھ کر پہلے ہی پلان بنا کر بہتر ڈھنگ سے کیا جاتا ہے۔ ہر مہینے ضلعوں، علاقوں اور خطوں کے لئے ردعمل کی توقعات کی بنیاد پر ایسی کم از کم ایک ریلی منعقد کی جاتی ہے۔ مخصوص علاقوں رضلعوں میں ہونے والی ریلیوں کے لئے پہلے ہی سے پبلسٹی کی جاتی ہے۔

آرمی میں افسر رینک سے نیچے کی سطح کے عملہ کے لیے تقریباً 194 پیشے ہیں جنھیں 'x' ، 'y' اور 'z' زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مختلف پیشوں میں داخلے کے لیے تعلیمی صلاحیت اس طرح رکھی گئی ہے۔ 'z' گروپ کے پیشے کے لیے نان میٹرک 'y' گروپ پیشے کے لیے میٹرک اور 2+10 درجہ تک اور 'x' گروپ کے پیشوں کے لیے ڈپلومہ ر 12 ویں کلاس رگریجویٹ سطح کی تعلیمی لیاقت۔ اس کے علاوہ تعلیمی سہولتوں کی کمی اور سماجی واقتصادی حالات کو دھیان میں رکھتے ہوئے کچھ چنیدہ علاقوں رطبقات رکمیونیٹیوں کو سپاہی جنرل ڈیوٹی (میٹرک سطح پر داخلہ) کے لیے اندراج کے لیے تعلیمی لیاقت میں رعایت دی جاتی ہے۔

علاقائی فوج (TERRITORIAL ARMY)

علاقائی فوج ایسی یونٹوں کی تنظیم ہے جن میں زندگی کے ہر شعبے کے شہری شامل ہوتے ہیں جو جز وقتی طور پر فوجی خدمات کے لئے رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کرتے ہیں علاقائی فوج کا تصوراتی ڈھانچہ بنیادی طور پر اس خیال کو ذہن میں رکھ کر تیار کیا گیا ہے کہ یہ جنگ کے وقت استعمال کے لیے دستیاب رہیں اور امن کے وقت اس کا رکھ رکھاؤ کم سے کم لاگت پر ہو سکے۔ اس تصور کا مقصد ہے سماج کے سبھی طبقات کے شہریوں کی ایک ایسی فورس تیار کرنا جو ڈسپلن کی پابند، تربیت یافتہ اپنے آپ کو وقف کرنے کے لیے تیار ہو اور ساتھ ہی ساتھ جس پر کم لاگت آئے اور ہماری باقاعدہ فوج کے وسائل کی اضافی اور تکمیلی ہو۔ علاقائی فوج میں شامل ہونے کے بعد ان شہریوں کو ایک قلیل مدتی سخت ٹریننگ سے گزرنا پڑتا ہے جو انہیں کافی حد تک اہل فوجی بنا دیتی ہے۔ بعد میں ہر سال وہ دو مہینے کے لئے اپنی اپنی یونٹوں میں دوبارہ تربیت کے لئے جاتے ہیں۔ اس نے 1962، 1965 اور 1971 کی جنگ کے دوران حصہ لیا اور ایک لمبے عرصے سے اپنا کردار بخوبی نبھا رہی ہے۔ حال ہی میں آپریشن رکشک اور آپریشن وجے میں اس کی زیادہ سے زیادہ 22 یونٹوں کو شامل کیا گیا۔ آپریشن پراکرم میں یہ 2001 سے مسلسل حصہ لے رہی ہے۔ علاقائی فوج کی پیدل بٹالین کی خدمات پنجاب اور جموں و کشمیر میں دراندازی مخالف مہم میں حاصل کی گئی تھی۔ علاقائی فوجی یونٹوں نے ریگولر انڈین آرمی کے ساتھ مل کر کئی جنگوں میں بھی حصہ لیا ہے۔ ان کا قیام ریلوے، تیل سیکٹر اور طب (محکمہ جاتی یونٹوں) جیسی لازمی خدمات کو ہنگامی صورت حال کے دوران بنائے رکھنے کے لئے ہوا تھا۔ جنگل کاری اور بنجر زمینوں کو کاشتکاری کے قابل بنانے جیسے قومی ترقیاتی کاموں کے لئے بنائی گئی کچھ یونٹوں نے قابل تعریف خدمات انجام دی ہیں۔

نیشنل کیڈٹ کور

نیشنل کیڈٹ کور کا قیام 15 ر جولائی 1948ء کو عمل میں آیا تھا اور اب اس کو بھارت میں سب سے بڑی با قاعدہ طور پر منظم نو جوانوں کی تحریک کا درجہ حاصل ہو چکا ہے۔ اس کی بری، بحری اور فضائی ونگ میں سینئر اور جونیئر ڈویژنوں میں 13 لاکھ لڑکے اور لڑکیاں ہیں۔ یہ تعداد ملک کے حقیقی طالب علموں کی تعداد کے 4.1 فیصد کے بقدر ہے۔ این سی سی کے ڈائرکٹر جنرل کا دفتر نئی دہلی میں واقع ہے جو کہ 16 این سی سی ڈائریکٹوریٹوں کے وسیلہ سے جو کہ ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہیں این سی سی کی مختلف سرگرمیوں کی نگرانی کرتا ہے۔ این سی سی کے لئے ایک مرکزی مشاورتی کمیٹی ہے جو کہ "مجموعی پالیسی رہنمائی" کا کام کرتی ہے۔ این سی سی میں فوجی عملہ، کل وقتی این سی سی افسران، اساتذہ ر پروفیسر صاحبان اور شہری شامل ہیں۔ ہر تعلیمی ادارہ میں ایک لکچرار ٹیچر کو ایسوسی ایٹ این سی سی آفیسر مقرر کیا جاتا ہے۔

این سی سی کا اصول عمل مختصر لفظوں میں "اتحاد اور ڈسپلن" ہے اور اس کے مقاصد حسب ذیل ہیں: (a) نو جوانوں میں کردار، ہمت، بھائی چارگی، قیادت، سیکولر نظریات، مہم جوئی اور کھلاڑی کی اعلیٰ ترین صفات ابھارنا اور بے لوث خدمت کا جذبہ پیدا کرنا ہے تا کہ وہ مفید شہری بن سکیں (b) منظم تربیت یافتہ اور باعزم نو جوانوں کا ایک انسانی وسیلہ پیدا کرنا تا کہ بشمول مسلح افواج، زندگی کے تمام شعبوں میں قیادت فراہم کی جا سکے اور اسے ہر وقت قوم کی خدمت کے لئے تیار رکھا جا سکے۔ (c) مسلح افواج میں کیریر اپنانے کے لیے نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے سلسلے میں مناسب ماحول تیار کرنا۔

تربیتی ادارے

آرمی وار کالج

یہ افسروں کو بھی ہتھیاروں کی مصافیاتی تربیت دینے والا ایک اہم ادارہ ہے اور یہ حکمت عملی اور آپریشنل نظم فوج کے میدان میں لاگو ہونے والے تصورات اور اصولوں کی قدر شناسی کے اہم عمل کی تیاری کرتا ہے۔ اس ادارے کو پہلے کالج آف کمبیٹ مئو کے نام سے جانا جاتا ہے یکم جنوری 2003 سے اس کا نام آرمی وار کالج، مئو رکھ دیا گیا ہے۔

انفنٹری اسکول

انفنٹری اسکول مئو انڈین کا سب سے بڑا اور پرانا ملٹری ٹریننگ کالج ہے۔ یہ ادارہ انفنٹری (پیدل فوج) سے متعلق قواعد فوجی تربیت کو فروغ دینے اور وقتاً فوقتاً اسے نافذ کرنے کی ذمہ داری انجام دیتا ہے۔ یہ اولین ادارہ آرمی مارکس مین شپ یونٹ کے زیر اہتمام قومی شوٹنگ ٹیم کو بھی تربیت دیتا ہے۔

جونیئر لیڈرس ونگ

جونیئر لیڈرس ونگ، مئو میں واقع انفنٹری اسکول کا حصہ ہے۔ یہ جو افسروں اور جونیئر لیڈروں کو ذیلی اکائی سطح حربی اور خصوصی مشن تکنیکوں کی تربیت دیتا ہے تا کہ وہ مختلف حالات میں زیادہ تناؤ اور دباؤ میں ان آپریشنل مہم کو انجام دے سکیں جو انھیں سونپے جاتے ہیں۔

کالج آف ڈیفنس مینجمنٹ

انسٹی ٹیوٹ آف ڈیفنس مینجمنٹ، سکندرآباد کا قیام مسلح افواج کے افسروں کو جدید سائنسی انتظامی تربیت فراہم کرنے کے لیے جون 1970 میں عمل میں آیا تھا 1980 میں اس ادارے کا نام بدل کر کالج آف ڈیفنس مینجمنٹ کر دیا گیا۔ اس کالج نے اپنے کیمپس پروگراموں کے ذریعہ تینوں خدمات کے 5,000 سے زیادہ میجر سے میجر جنرل تک کے رینک کے مختلف افسروں کو تربیت دی ہے۔ اس ادارے کے کیمپس میں منعقد ہونے والے مختلف پروگراموں میں پیرا ملٹری فورسز، وزرات دفاع، تحقیق وترقیاتی تنظیموں اور دوست بیرونی ممالک کے افسران بھی شامل ہوتے ہیں۔

ڈیفنس سروسز اسٹاف کالج

ڈیفنس سروسز اسٹاف کالج (DSSC) ویلنگٹن تینوں افواج کی تربیت کے لیے ایک اہم ادارہ ہے۔ یہ ادارہ ہندوستان مسلح افواج کے تینوں بازوؤں کے مڈل سطح کے افسروں (میجر اور اس کے مساوی)، دوست ممالک اور انڈین ایڈمنسٹریڈ کے افسران کو تربیت دیتا ہے۔

نیشنل ڈیفنس اکادمی

نیشنل ڈیفنس اکادمی (این ڈی اے) کھڑک واسلا میں واقع ہے جو مسلح افواج مستقبل کے افسروں کے طور پر نوجوان کیڈٹوں کو تربیت دینے والا بین خدماتی ادارہ ہے۔ اپنی متعلقہ سروس اکادمیوں میں جانے سے قبل کیڈٹوں کو اس اکادمی میں تین سال کی شدید تربیت سے گزرنا پڑتا ہے۔

انڈین ملٹری اکادمی

انڈین ملٹری اکادمی (IMA) دہرہ دون نوجوان افراد کو جرائتمند، محرک اور دانشمند و دیانت دار نوجوان افسر بنانے کا عمل کرتی ہے جو جنگ کی ہولناکیوں یا مشکلات کو برداشت کرتے ہوئے ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ انڈین ملٹری اکادمی (آئی ایم اے) دہرہ دون کا قیام فوج میں کیڈٹوں کو کمیشن حاصل کرنے کی ٹریننگ دینے کے لئے 1932ء میں عمل میں آیا تھا۔

آفیسرز ٹریننگ اکادمی

آفیسرز ٹریننگ اکادمی (OTA)، چنئی، نوجوان مرد اور خواتین کو انڈین آرمی کا ایک شجاع محرک اور معزز افسر کے طور پر ڈھالتی ہے۔ OTA میں ٹریننگ کا مقصد جنٹل مین اور خواتین کیڈٹوں (GC-s\LCs) کو اخلاقی اقدار کے اوصاف ذہنی اور جسمانی مہارت خطروں سے کھیلنے اور جیتنے کی چاہتوں کی تربیت دی جاتی ہے۔

ہائی آلٹی ٹیوڈ وارفیر اسکول

ہائی آلٹی ٹیوڈ وارفیر اسکول، گلمرگ اپنے آپ میں ایک منفرد تربیتی ادارہ ہے جہاں شدید ترین مشکل حالات میں کام والی انڈین آرمی کی اکائیوں پہاڑی جنگی فن اور نہایت ٹھنڈے موسم میں جنگ کے لیے تربیت دی جاتی ہے۔

آرمرڈ کور سینٹر اینڈ اسکول(ACCS)

ACCS، احمد نگر آرمی کا اولین ادارہ ہے۔ یہاں جنگ میں شریک ہونے والے میکینیکل فورس کے ملازمین کو تربیت دی جاتی ہے اور مستقبل میں جنگ کی صورت کے تصور کو فروغ دیا جاتا ہے۔

اسکول آف آرٹلری

دیولی میں واقع اسکول آف آرٹلری، آرمی کا اولین ادارہ ہے۔ یہاں توپ خانے سے متعلق مفید تربیت دی جاتی ہے اور فوج کی اکائی میں شامل کرنے کے لیے نئے ساز وسامان کے تعین قدر اور توپ گولہ باری سے جڑے نئے تصورات/اصولوں کو فروغ دیا جاتا ہے۔

آرمی ایئر ڈیفینس کالج

آرمی ایئر ڈیفینس کالج میں زمینی لڑائی لڑنے والی فوج کو فضائی دفاع توپ خانے کے ذریعہ کارگر ڈھنگ سے بچاؤ کرنے اور دشمن کے ذریعہ وسطی اونچائی سے کیے جانے والے ہوائی حملوں سے بچاؤ اور حربی اہمیت کے مخصوص ٹھکانوں کی حفاظت اور دشمن کو ہوائی حملوں سے تہس نہس کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔

کالج آف ملٹری انجینئرنگ

پونے میں واقع کالج آف ملٹری انجینئرنگ (CME) کا کردار تین پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ یہ تربیت، مشاورت، پروجیکٹوں، تحقیق اور تجربہ کرنے کے میدان میں عمل کرتا ہے۔

ملٹری کالج آف ٹیلی کمیونیکیشن انجینئرنگ

مئو میں واقع یہ کالج کور آف سگنلس کی تربیت کے لیے ایک اہم ادارہ ہے۔ انڈین آرمی کے لیے ٹیلی مواصلات اور انفارمیشن ٹکنالوجی سے وابستہ مختلف تربیت فراہم کی جاتی ہے۔ اس میں دوست ممالک اور پیرا ملٹری افواج کے طلباء کے ذریعہ متعدد کورس میں داخلہ لیا جاتا ہے۔

کاؤنٹر انسرجنسی اینڈ جنگل وار فیر اسکول

اسے CIJW اسکول کے نام سے جانا جاتا ہے جو کہ ویر ینگٹے (میزورم میں واقع ہے۔ یہ اوّلین ادارہ اپنے مقولے چھاپہ مار سے ''چھاپہ ماروں کی طرح لڑو'' کے اعتبار سے تربیت فراہم کرتا ہے۔ باغی عناصر کا کارگر ڈھنگ سے مقابلے کرنے کی تربیت دینے کے لیے یہ ایک نوڈل ایجنسی کے طور پر ابھرا ہے۔

جونیئر لیڈرس اکادمی

جونیئر لیڈرس اکادمی، بریلی اور رام گڑھ میں واقع ہے۔ یہ آرمی کے جونیئر کمیشن یافتہ اور غیر کمیشن یافتہ افسروں کو بین الاقوامی اور ادارہ جاتی تربیت کا اہتمام کرتا ہے۔

آرمی سپلائی کور (ASC) سینٹر اور کالج

بنگلور میں واقع یہ کالج، آرمی سروس کے جونیئر کمیشنڈ افسروں اور غیر کمیشن یافتہ، دیگر افسران کو فراہمی سے متعلق مختلف قسم کی تربیت دیتا ہے۔ جیسے میکینیکل نقل وحمل، جانوروں کے نقل وحمل اور ایئر ڈسپیچ (ہوائی نقل وحمل) وغیرہ۔ یہ تربیت دیگر افواج اور خدمات کو بھی فراہم کی جاتی ہے۔ دوست ممالک کے عملے بھی اس میں شامل ہوتے ہیں۔

آرمی میڈیکل کور (AMC) سینٹر اینڈ اسکول

لکھنؤ میں واقع اس مرکز میں آرمی کور کے NCo، JCo اور افسران کو بیک اور جدید کورسوں کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس میں جونیئر کمانڈ، سینئر کمانڈ، میڈیکل افسر، بیک کورس اور نرسنگ افسران کو تربیت دینا شامل ہے۔

کالج آف میٹریل مینجمنٹ

جبل پور میں واقع یہ کالج آرمی کے سبھی لاجسٹکس (فوجی نقل وحمل) کے لیے اہم مرکز ہے۔ یہ افسران JCO اور NCO کے لیے اعلیٰ سطحی مواد منتظمہ اور کوارٹر ماسٹر کورس چلاتا ہے۔ اسٹور کیپر ٹیکنیکل کو بنیادی ٹریننگ بھی دیتا ہے۔

ملٹری کالج آف الکٹرانک و میکینیکل انجینئرنگ

سکندرآباد و آندھرا پردیش میں واقع یہ کالج آرمی میں تکنیکی تعلیم فراہم کرنے والا ایک اہم مرکز ہے۔ تربیت فراہم کرنے میں خصوصی خدمات کے لیے اسے 150-9001 اور 1997 کا قومی کوالٹی ایوارڈ گولڈن پیاک ساتھ ہی اسے گولڈن پیاک نیشنل ٹریننگ ایوارڈ 1997 بھی حاصل ہوا ہے۔

ریماؤنٹ اینڈ ویٹرنری کور سینٹر اینڈ اسکول

میرٹھ کینٹ میں واقع، کمیشن یافتہ نوجوان بیطاری گریجویٹ اور کور کے مختلف تکنیکی پیشوں والے جیسے ڈریسر سائنس گھوڑسوار، فیرئر، فوج کے کتوں کو ٹریننگ دینے والوں اور لیب معاون وغیرہ کو بنیادی فوجی اور تکنیکی تربیت فراہم کرتا ہے۔

آرمی ایجوکیشن کور ٹریننگ کالج اینڈ سینٹر (AEC)

'A' زمرے کا ادارہ ہے، یہ AEC عملہ کے لیے مکمل ٹریننگ سینٹر ہے۔ یہ برکت الہند یونیورسٹی، بھوپال سے منسلک خودمختار کالج ہے۔

کور آف ملٹری پولیس (CMP) سینٹر اینڈ اسکول

CMP سینٹر اور اسکول بنگلور میں واقع ہے اور فوج کی پولیس کور میں بھرتی ہونے والے سبھی عملہ اور اس کور میں ڈیپوٹیشن پر آنے والے افسروں کو بھی ملٹری ٹریننگ دیتا ہے۔

آرمی اسکول آف فزیکل ٹریننگ (ASPT)

پونے میں واقع ہے۔ یہ جسمانی اور متعلقہ اسپورٹس ٹریننگ کا 'A' درجے کا ادارہ ہے جو فوجی عملہ مرکزی پولیس تنظیم، ASP پیراملٹری فورسز، دوست ممالک کے افسران کو جسمانی ٹریننگ اور اسپورٹس کوچنگ فراہم کرتا ہے۔ یہ موزوں سطح پر فزیکل ٹریننگ اور اسپورٹس کوچنگ میں اہل انسٹرکٹرز کو تربیت فراہم کرتا ہے۔

آرمی ایئر بورن ٹریننگ اسکول (AATS)

آگرہ میں AATS یہ اسکول پیراشوٹ سے چھلانگ لگانے، پھسلتے ہوئے آگے بڑھنے، کمبیٹ فری فال اور چھوٹی ٹکڑیوں کو کہیں بھی داخل کرنے اور باہر نکالنے کی مہم سے متعلق تربیت فراہم کرتا ہے۔ یہ ادارہ فوج میں فضائی نقل وحمل کی تکنیکوں اور اصولوں اور اس کے استعمال سے متعلق پہلوؤں کے مطالعے کا بھی کام کرتا ہے۔

انسٹی ٹیوٹ آف نیشنل انٹگریشن

پونے میں فراہم انسٹی ٹیوٹ آف نیشنل انٹیگ ریشن افسران کمیشن یافتہ جونیئر افسران اور مذہبی ٹیچروں کو مختلف مراحل میں اپنی متمول ثقافتی وراثت رواداری اور قومی بھائی چارے کی تربیت دیتا ہے۔

انسٹی ٹیوٹ آف ملٹری لا

کیمپٹی میں واقع یہ ادارہ فوج کے ریجیمنٹل افسروں اور JAG افسروں کے لیے لا کورسز منعقد کرتا ہے۔

ملٹری اسکول

ملٹری اسکول اجمیر، بنگلور، بیلگام، چیل اور دھولپور میں واقع ہے۔ ان میں کیڈٹوں کو آل انڈیا سیکنڈری اور CBSE کی سینئر سیکنڈری امتحان کے لیے تربیت دی جاتی ہے اور NDA میں ان کے داخلے کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔

آرمی اسپورٹس انسٹی ٹیوٹ

پونے میں واقع آرمی کے اس اسپورٹس انسٹی ٹیوٹ کو حال ہی میں 'A' ادارے کا درجہ دیا گیا ہے اس میں کھیل کود، تیر اندازی، مکے بازی، وزن اٹھانے اور غوطہ خوری وغیرہ کے ماہر ٹرینرز تیار کیے جاتے ہیں۔ اس کے لیے غیر ملکی کھوجوں/ٹرینرز کے بندوبست کے علاوہ جدید ٹکنالوجی کا بھی تجزیہ کیا جاتا ہے۔

راشٹریہ انڈین ملٹری کالج (RIMC)

دہرہ دون میں واقع RIMC 1922 میں انڈین مسلح افواج افسر بننے کے خواہش مند ہندوستانی لڑکوں کے لیے ضروری ابتدائی تربیت فراہم کرنے کے مقصد سے قائم ہوئی تھی۔ یہ ادارہ کھڈک واسلا میں واقع نیشنل ڈیفنس اکیڈمی کے فیڈر انسٹی ٹیوشن کے طور پر کام کر رہا ہے۔ یہاں بری فوج، بحریہ اور فضائیہ تینوں بازوؤں کے کیڈٹ ابتدائی ٹریننگ حاصل کرتے ہیں۔

سینک اسکول

سینک اسکول کے قیام کی اسکیم 1961 میں ڈیفینس فورسز کے افسروں کے کیڈر میں بھرتی کی بنیاد کو وسیع بنانے کے لئے شروع کی گئی تھی۔ سینک اسکول مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے مشترکہ ادارے ہیں۔ فی الوقت 18 سینک اسکول ہیں جن میں سے ایک ایک سبھی اہم ریاستوں میں واقع ہیں اور ان کے نظم ونسق کی دیکھ بھال سینک اسکول سوسائٹی کررہی ہے۔ جس ریاست میں اس کے اپنے سینک اسکول نہیں ہیں وہاں کے لڑکوں کو نواحی ریاستوں کے سینک اسکولوں میں داخل کیا جاتا ہے۔ یہ اسکول سینٹرل بورڈ آف سکنڈری ایجوکیشن سے ملحق ہیں اور سائنس 2+10 کے طریقہ کے مطابق تعلیم دیتے ہیں۔

نیشنل ڈیفینس کالج

نیشنل ڈیفینس کالج کا قیام 27 اپریل 1960 کو ہوا۔ یہ ملک میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے جہاں قومی سلامتی اور حکمت عملی سے متعلق سبھی پہلوؤں کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہاں فوج اور سول سروسز کے سینئر افسران کو قومی سلامتی اور حکمت عملی کے بارے میں 47 ہفتے کی عمیق تربیت دی جاتی ہے۔

آرمی کیڈٹ کالج

آرمی کیڈٹ کالج، آئی ایم اے کا ایک بازو ہے جو کہ کمیشن کے لئے چنے جانے والے سروس کیڈٹوں کی ٹریننگ کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ اس کا تعلیمی ڈھانچہ این ڈی اے جیسا ہی ہے یا 3+2+10 کے خطوط پر ہے اور نصاب مشترک ہے۔ کورس مکمل ہونے پر یہ کیڈٹ بی اے / بی ایس سی ڈگری کے بھی حقدار ہو جاتے ہیں جو کہ جواہر لال نہرو یونیورسٹی سے تسلیم شدہ ہے۔

پیداوار اور رسد

محکمہ دفاعی پیداوار اور رسد کا اہم کام ملک کی مسلح افواج کو جنگ کے جدید ساز وسامان اور ہتھیار نظام سے لیس کرنا اور مسلح افواج کی جدید کاری میں اشتراک کرنا ہے۔ یہ کام 39 آرڈی نینس فیکٹریوں اور آٹھ دفاعی پبلک سیکٹر انڈر ٹیکنگ کے ذریعہ پورا کیا جارہا ہے۔

آرڈی نینس فیکٹریاں

مسلح افواج اور نیم فوجی دستوں اور پولیس کے لئے دفاعی ہارڈویر کی پیداوار کے لئے آرڈی نینس فیکٹری آرگنائزیشن سب سے بڑی محکمہ جاتی تنظیم ہے۔ اس وقت 39 آرڈی نینس فیکٹریاں ملک بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس تنظیم کا خاص مقصد مسلح افواج کے روایتی مہلک اور غیر مہلک آلات کی ضرورتوں کو پورا کرنا ہے۔ اس کا ابتدائی مقصد دفاع کے کام میں آنے والے عمدہ اور مخصوص ساز وسامان کو کم سے کم قیمت پر کافی مقدار میں اور بروقت مہیا کرانا ہے۔ یہ کارخانے ملٹری ٹرانسپورٹ کے لئے گاڑیاں، انفنٹری کے لئے جنگی گاڑیاں، بکتر بند گاڑیاں، بصری اور بصری الکٹرانک آلات، فیلڈ کیبل، گرمی وسردی کی وردیاں، پیراشوٹ، چمڑے کے مختلف سامان، تیرنے والے پل، جنرل اسٹورس کا سامان، سول کاموں کے لئے دھماکہ خیز مادے وغیرہ کی پیداوار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہتھیاروں اور گولہ بارود کے لئے آلات اور اوزاروں کے ڈیزائن بنانے اور پیداوار کرنے کی بھی سہولت اس کارخانے میں مہیا ہے۔

مسلح افواج کو ہتھیار اور گولہ بارود اور دیگر سامان مہیا کرانے کے علاوہ یہ کارخانے پولیس اور نیم فوجی دستوں کی تنظیموں کی بھی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔ ریلوے، پبلک سیکٹر ادارے اور دیگر سرکاری محکموں کے لئے بھی ان کارخانوں میں سامان تیار کیا جاتا ہے۔ ان کارخانوں نے فوجوں اور دفاعی قوتوں کی نئی نئی ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے اپنی مصنوعات اور مصنوعاتی تکنیک کو مسلسل بہتر اور عمدہ بنایا ہے۔

فراہمی شاخ (SUPPLIES WING)

سپلائز ونگ کے اہم کام ہیں: (۱) خریداری پالیسیوں سے متعلق امور کے لیے وزارت دفاع کی نوڈل شاخ کے طور پر کام کرنا؛ (۲) دفاعی پیداوار میں نجی سیکٹر کی شراکت سے متعلق پالیسی امور اور دفاعی پیداوار کے لیے صنعتی لائسنس کی مانگ کرنے والی نجی صنعت کی تجاویز پر غور کرنا (۳) دفاعی ساز و سامان کی کوالٹی کی یقین دہانی اور کیڈر کنٹرول، ڈائرکٹوریٹ جنرل کوالٹی انشورنس (DGQA) کے ذریعہ (۴) دفاعی ساز و سامان کی معیار بندی اور درجہ بندی (۵) بھارت ڈائنمکس لمیٹیڈ (BDL) کا انتظامی کنٹرول۔

غیر فوجی صنعتوں کو دفاعی سامان کے گھریلو پیداوار میں حوصلہ افزائی کرنے کے لئے 94-1993 میں دیسی کاری میں شاندار و بہتر عمل کے لئے نیشنل ایوارڈ کا ایک منصوبہ شروع کیا گیا تھا۔

جہاں تک دفاعی ساز و سامان کے فروغ دینے کا تعلق ہے نجی سیکٹر کو دیے گئے ترقیاتی دفاعی سپلائی آرڈروں کی قیمت آٹھویں دہے کے شروع میں 60 کروڑ روپے سالانہ سے بڑھ کر حال کے برسوں میں 200 کروڑ روپے کے قریب جا پہنچی ہے۔ 03-2002 میں 40.31 کروڑ روپے کی قیمت کے بعد 1,106 مدوں کی دیسی کاری کی گئی۔

مئی 2001 میں حکومت نے دفاعی صنعت سیکٹر کو 26 فی صد ایکیوٹی تک FDI والی ہندوستانی نجی کمپنیوں کی شرکت کے لیے کھولنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لیے لائسنس کی شرط رکھی۔ بھارت سے 15 معاملوں میں "تصدیق نامہ عدم اعتراض" وزارت دفاع نے دیے۔ صنعتی لائسنس صنعتی پالیسی اور پرموشن کے محکمہ نے عطا کیے۔

دفاعی ادارے (DEFENCE UNDERTAKINGS)

ڈیفنس پبلک سیکٹر انڈر ٹیکنگز (ڈی پی ایس یو) کی تشکیل اس طرح کی گئی ہے کہ وہ آسانی سے بدلے ہوئے حالات میں کام کر سکیں۔ ان کا نظم و نسق لامرکزی ہو اور انہیں کام کی کافی آزادی حاصل رہے۔

محکمہ دفاعی پیداوار اور رسدات کے تحت فی الوقت آٹھ پبلک سیکٹر انڈر ٹیکنگس (پی ایس یو) چل رہی ہیں۔ یہ ہیں ہندوستان ایروناٹکس لمیٹیڈ (ایچ اے دیل) بھارت الیکٹرانکس لمیٹیڈ (بی ای ایل)، بھارت ارتھ موورز لمیٹیڈ (بی ای ایم ایل)، مجھ گاؤں ڈاک لمیٹیڈ (ایم ڈی ایل) گارڈن ریچ شپ بلڈرز اینڈ انجینیرز لمیٹڈ (جی آر ایس ای)، گوا شپ یارڈ لمیٹیڈ (جی ایس ایل) بھارت ڈائنمکس لمیٹیڈ (بی ڈی ایل) اور مشر دھاتو نگم لمیٹیڈ (ایم آئی ڈی ایچ اے این آئی)۔

ہندوستان ایروناٹکس لمیٹیڈ (HAL) کا قیام 1964 میں عمل میں آیا تھا۔ اس وقت اس کی چھ ریاستوں میں 12 ڈویژنیں ہیں۔ اس کا ہیڈ آفس بنگلور میں ہے۔ یہ دفاعی پیداوار اور سپلائز ونگ کے تحت پبلک سیکٹر کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ یہ پہلے پرائیویٹ لمیٹیڈ کمپنی تھی، جسے 10 جولائی 1995 کو پبلک لمیٹیڈ کمپنی میں بدل دیا گیا۔ اس کا خاص کام مختلف اقسام کے

جہازوں، ہیلی کاپٹروں اوران سے متعلق ہوائی انجنوں ایرونا ٹکس کے کل پرزوں وآلات کے ڈیزائن بنانا اوران کو تیار کرنا، مرمت کرنااوورہال کرناوغیرہ شامل ہے۔ ہندوستان ایرونا ٹکس لمیٹڈ نے اعلیٰ اقدار کاورک پیکجز مہیا کرانے کے لئے بوینگ یو۔ ایس۔اے سے ایک معاہدے پر دستخط کیا ہے۔اس کمپنی کی سبھی ڈویزنوں کوالٹی بیں الاقوامی معیار کی توثیق فراہم کرنے والی ایجنسی سے آئی۔ایس۔او9001/9000 کی سرٹیفکٹ ملی ہوئی ہے۔

کچھ ڈویزنوں نے 1400-1996150 ماحولیاتی منتظمہ ۔م بھی حاصل کیا ہے۔ HAL نے اب تک فورڈیزائن کیے ہوئے 11 قسم کے جہاز اور 13 قسم کے ایرکرافٹ لائسنس کے تحت بنائے ہیں، جس میں چھوٹے ایرکرافٹ، فائٹر ٹریزس، ہیلی کاپٹراوران کے انجن کل پرزے اورلوازمات شامل ہیں کمپنی نے اب تک تقریباً 3,500 ایرکرافٹ اور 3,450 انجن بنائے ہیں اورتقریباً 7,800 جہازوں اور 26,300 انجنوں کی مرمت وغیرہ کا بھی کام کیا ہے۔کمپنی نے فوج اوردیگر شعبوں میں کام آنے والے مختلف قسم کے ترقی یافتہ ہلکے ہیلی کاپٹروں کا ڈیزائن بنایااور فروغ دیا ہے۔ ہندوستان ایرونا ٹکس لمیٹڈ نے امریکا، فرانس، برطانیہ، جاپان، عمان، ماریشس، نیپال اورنامیبیا وغیرہ ملکوں کوبھی اپنی مصنوعات برآمد کی ہےاوراپنی خدمات مہیا کرائی ہیں۔

بھارت الیکٹرانکس لمیٹڈ (بی ای ایل) کا قیام 1954ء میں عمل میں آیا تھا۔۔اس کا کارپوریٹ آفس بنگلور میں ہے۔اس کی نوپیداواری اکائیاں ہیں۔دفاعی افواج اورنیم فوجی تنظیموں کے استعمال کے لئے بی ای ایل جدیدترین الیکٹرانکس آلات کےڈیزائن تیارکرنے، ڈولپمنٹ اورتیاری میں مصروف ہے۔دیگراستعمال کنندگان میں آل انڈیا ریڈیو، دوردرشن، محکمہ ٹیلی مواصلات، پولیس، محکمہ موسمیات، وغیرہ شامل ہیں۔ BEL پیشہ ورانہ الکٹرانک سازوسامان کاایک اہم دیسی ماخذ ہے۔ بی۔ای۔ایل۔کی تمام مینوفیکچرنگ اکائیوں کوآئی ایس او/9001 آئی ایس او9002 کے تحت تسلیم کیا جاچکا ہے۔

بھارت ارتھ موورزلمیٹڈ (بی ای ایم ایل) بنگلورمیں بھارت موورزلمیٹڈکو مئی 1964ءمیں ڈی پی ایس یو کے طور پرقائم کیا گیا تھا۔اس کی تین جدیدترین پیداواری یونٹیں بنگلور، کولارگولڈفیلڈاورمیسورمیں ہیں یہ کمپنی بھارتی ریلوں کے لئے ریل ڈبوں، ریل بس اورڈی۔سی ای۔ایم۔یو، ہیوی ڈیوٹی ٹرکوں/اس کی مختلف شکلوں، کریشن فائرٹنڈر، ہیوی رکوری گاڑیاں محکمہ دفاع کے لئے پی۔ایم۔ایس پلوں، مٹی کھودنے والے آلات وغیرہ کی تیاری میں لگی ہے۔

مج گاؤں ڈاک لمیٹڈ (ایم ڈی ایل) ملک کا صف اول کا جہاز سازی کا کارخانہ ہے یہ کمپنی 13رمئی 1960 کوقائم ہوئی تھی اور یہ 6000 ڈی ڈبلوٹی تک کے سمندری جہاز اور 27,000 ڈی ڈبلوٹی تک کے تجارتی جہاز تیار کرسکتا ہے۔اس وقت ہندوستانی بحریہ کے لئے آبدوزوں، میزائل بوٹوں کے تباہ کار، فریگیٹ (چھوٹا جنگی جہاز) بادبانی جنگلی جہازوں کی تعمیراورکوسٹ گارڈ کے لئے گشتی کشتیاں وغیرہ کی تعمیراس کی خاص اہم سرگرمیوں میں شامل ہے۔اس نے تیل تلاش کرنے والے علاقوں کے لئے اپنی مصنوعات کے لئے تنوع پیدا کیا ہے۔جن کے لئے تیل کنوؤں کے دہانوں پر پلیٹ فارموں کی تنصیب وان کی تعمیر کی سہولتیں اورسمندر کے اندر پائپ لائن کے بچھانے/ان پر پرت چڑھانے کے لئے غوطہ خوری خدمات فراہم کرنی شروع کی ہیں۔آبدوز''ششوماز'' کی میڈیم ری فٹ اورجدیدکاری کا کام ہندوستان میں پہلی بارکمپنی کے ایسٹ یارڈ میں کیا جارہا ہے۔کمپنی کے محکمہ تعمیرات جہازکو، آئی۔ایس۔او 9001 کا سرٹیفکیٹ دیا گیا۔

گارڈن ریچ شپ بلڈرز اینڈ انجینئر لمیٹڈ: کے نام سے ایک جوائنٹ اسٹاک کمپنی کے طور پر 1934 میں عمل میں آیا تھا۔اس کا کارپوریٹ آفس کلکتہ میں بنایا گیا ہے۔1960 میں حکومت ہند نے اس کمپنی کو اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔ یہ کمپنی بحریہ اورکوسٹ گارڈ کے لئے جنگی جہازوں اورمعاون جہازوں کی تعمیرومرمت کا کام کرتی ہے۔اس کی مصنوعات میں فریگیٹ کیریر اورآئل

ٹینکر، کشتی جہاز، جہاز پر لگنے والے اعلیٰ درجے کے تکنیکی آلات، پورٹیبل بیلی ٹائپ اسٹیل پل، برجز، ایگریکلچرل سیکٹر کے لئے ٹربائن پمپ، سیرین سیوریج پلانٹ، ڈیزل انجن وغیرہ شامل ہیں۔ GRSE کی کیمیکل لیباریٹری جانچ لیباریٹریوں کے طور پر نیشنل اکریڈیشن بورڈ کے ذریعہ سرٹی فیکٹ فراہم کی گئی ہے۔

گوآشپ یارڈز لمیٹیڈ (جی ایس ایل): واسکوڈی گاما میں واقع ہے اس کی سرگرمیوں کا تعلق بنیادی طور پر جہازوں کی مرمت تیاری اور ''ری فٹ'' سے ہے۔ اس نے بھارتی نیوی اور کوسٹ گارڈ اور غیر دفاعی شعبہ کے لئے مختلف قسم کے جہازوں کی تیاری اور ری فٹ کی خدمت انجام دینے کا کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔

بھارت ڈائنامکس لمیٹڈ (بی ڈی ایل): حیدرآباد کا قیام گائیڈڈ میزائل تیار کرنے کے لئے 1970ء میں عمل میں آیا تھا۔ کنچن باغ اور میڈک میں اس کے دو یونٹ ہیں اور یہ بھی میزائلی ہتھیاروں کا نظام تیار کرنے والی ایک صف اول کی ایجنسی ہے۔ اسے آئی۔ ایس۔ او 9002 سرٹی فیکٹ حاصل ہو چکا ہے۔

مشر دھاتو نگم لمیٹڈ (ایم آئی ڈی ایچ اے این آئی): حیدرآباد میں واقع ہے۔ اس کو 20 نومبر 1973ء میں قائم کیا گیا تھا۔ دفاع، خلا، ایٹمی توانائی، اور ہندوستان میں اعلیٰ ٹکنالوجی کی کمرشیل صنعتوں کے جیسے حربی سیکٹروں کے لیے خصوصی دھاتوں اور مخلوط دھاتوں کو تیار کرتی ہے تاکہ اس جدید ترین شعبہ میں خودکفیل ہوا جاسکے۔ اس کمپنی کو پورے پلانٹ کے لئے آئی ایس او 9002 حاصل ہو چکا ہے۔

تحقیق وترقی

ملٹری سائنس اور آپریشن میں متعلقہ سائنسی مسائل کے حل میں افواج کی مدد کے لیے 1948 میں ڈیفینس سائنس آرگنائزیشن کی تشکیل ہوئی تھی۔ موجودہ ڈیفینس ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن (DRDO) کا قیام ڈیفینس سائنس آرگنائزیشن کی لیباریٹریوں راداروں اور ڈیفینس سروسز کے تکنیکی ترقیاتی اداروں کے ساتھ ملاکر 1958 میں کیا گیا جس کا مقصد فوج کو سائنسی صلاح دینے کے علاوہ ہتھیاروں اور ساز وسامان کی ڈیزائن تیار کرنے اور ان کا فروغ کرنا ہے پیچیدہ اعلیٰ ٹکنالوجی والے تحقیقی وترقیاتی پروجیکٹوں کی منظوری اور انتظامیہ کی صلاحیت بڑھانے کے لیے 1980 میں علیحدہ دفاعی تحقیق وترقیاتی محکمہ کی تشکیل کی گئی۔

ڈی۔ آر۔ ڈی۔ او۔ نے مسلح افواج کی ضرورتوں کے مطابق کئی ڈیفینس سسٹم، ساز وسامان اور دیگر مصنوعات کو فروغ دیا ہے اور اسی بنیاد پر پیداوار بھی شروع کردی ہے۔ ان میں شامل ہیں: زمین سے زمین تک مار کرنے والے میزائل پرتھوی، بنا پائلٹ کے نشانے پر مار کرنے والے جہاز، ایرفورس کے لئے EW سسٹم، 105 ملی میٹر کی ہلکی فیلڈ گن، 5.56 آئی این ایس اے ایس آئی، رائفل، ایل ایم جی اور ان کی گولیاں مرکب سونا اور انٹگریٹیو فائر کنٹرول سسٹم، ''پنچ اندریہ'' سونو بائے، سمائی بحری ریسرچ جہاز، ساگر دھونی۔ ایم بی ٹی 'ارجن' 130 مم کی SP گن، FSAPDSA 125، انفلوینس سرنگیں، لمپیٹ سرنگیں، روشنی پیدا کرنے والے گولے، کئی طرح کے فیوز، آرٹی یو کے ساتھ تیز رفتار والے لوڈ ریگ بم، کم اونچائی کے لئے راڈار اندر، رات کو دکھائی دینے کی صلاحیت پیدا کرنے والے آلات، لیسر رینج فائنڈر تھرگیٹ ڈیزگنیٹر، جدید شماریاتی سسٹم، کئی طرح کی جنگی چالوں کو تیار کرنے والے سیمولیشن سافٹ ویر مصنوعات میٹریل الکٹرونک آلات، کھانے اور زندہ رہنے کے لئے تیار شدہ خوراک (ایم آر ای) شدید سردی کے لئے کپڑے این بی سی تحفظ شدہ آسٹم پناگاہیں اور کوہ پیمائی آلات۔

بنا پائلٹ نشانہ پر مار کرنے والے ایر کرافٹ (PTA) ''لکشیہ'' زمین سے چلائے جانے والے بار بار استعمال کئے جاسکنے والے ایم ایل ٹارگیٹ کی محدود سطح پر تعمیر انڈین ایئرفورس اور بحریہ کے لیے کی گئی ہے۔ فوج نے 105 مم کی فیلڈ گن کے لیے روشنی کرنے والے گولوں کی وسیع پیمانے پر تیار کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ (ان گولوں کی روشنی بھی زیادہ ہوتی ہے اور یہ زیادہ دیر تک روشن بھی رہتے ہیں) پیداوار کے لیے انٹیلی جینٹ سمندری سرنگوں (پراسسر پر مبنی زمینی سرنگیں اور پراسسر پر مبنی موروڈ سرنگیں) کو بھی منظوری فراہم کی ہے۔ ہلکے قسم کے لڑاکو جہاز TEJAS کی آزمائشی اڑان چل رہی ہے۔ اب تک اس کی 179 اڑانیں کامیابی کے ساتھ انجام پا چکی ہیں۔ سطح پر مار کرنے والی لمبی دوری کی میزائل اگنی کی دوسری آزمائشی اڑان 9 جنوری 2003 کو کی گئی۔ اس سال جو دیگر اہم پروگرام ہاتھ میں لیے گئے ان میں ہلکے لڑاکو جہازوں کے لیے کاویری انجن، بری فوج اور بحریہ کے IGMDP اور EW نظام کے لیے مختلف میزائلیں شامل ہیں۔ ملٹی بیری راکٹ نظام پنا کا کا آزمائشی استعمال کامیابی کے ساتھ پورا کیا گیا ہے۔

کھانے کے لئے تیار شدہ خوراک اور ہنگامی حالتوں میں زندہ رہنے کے لئے فوجیوں کے لئے راشن حال کی فوجی کارروائیوں کے دوران فراہم کئے گئے۔ ان راشنوں کو پکانے کی ضرورت نہیں پڑتی، کیونکہ اس میں شامل اشیاء کو محفوظ رکھنے کے لیے حرارتی عمل سے گزارا جاتا ہے، انہیں بآسانی سیدھے ہی کھایا جاسکتا ہے اور اگر ضرورت ہو تو ہلکا سا گرم بھی کیا جاسکتا ہے۔ سیاچن میں فوجیوں کو جما دینے والی سردیوں میں تازہ دودھ اور مقامی گرین ہاؤسوں میں پیدا کی گئی پتے والی سبزیاں بھی فراہم کرائی جارہی ہیں۔ آپریشن ''وجے'' کے دوران جن فوجی عملہ کے چہروں پر چوٹیں آئی تھیں ہڈیوں کی پلیٹیں، واسکر یو جیسے DRDO آلات کے استعمال سے ان کو بحال کیا گیا برفانی تودے کھسکنے کی پیش گوئیوں کا استعمال سیاچن، کارگل اور مشکوہ وادی سمیت جموں و کشمیر کے علاقوں میں بہت صحیح آگاہی جاری کی گئی۔

سابق فوجیوں کی باز آبادکاری اور بہبود

وزارت دفاع کے تحت ڈائرکٹوریٹ جنرل آف ری سٹلمنٹ (ڈی جی آر) کا قیام عمل میں لایا گیا ہے تاکہ وہ سابق فوجیوں اور ان کے وابستگان کی باز آبادکاری اور بہبود سے متعلق خدمات انجام دے۔ اتر پردیش، پنجاب، ہریانہ، مہاراشٹر، کیرل، تملناڈو، راجستھان اور ہماچل پردیش میں سابق فوجیوں کی آبادی سب سے زیادہ ہے۔ وزیر دفاع کی صدارت میں سابق فوجیوں اور ان کے کنبہ کے افراد کی بہبود کے لئے تمام پالیسی طے کرنے اور ویلفیئر فنڈ کے انتظام و انصرام اور ملک بھر کے سینک بورڈوں کی سرگرمیوں میں تال میل پیدا کرنے کے لئے ایک کیندریہ سینک بورڈ تشکیل دیا گیا ہے۔ ریاستی سطح پر راجیہ سینک بورڈ اور ضلعی سطح پر ضلع سینک بورڈ قائم کئے گئے ہیں۔ راجیہ اور ضلع سینک بورڈوں پر آنے والے اخراجات کا نصف حصہ حکومت ہند ادا کرتی ہے اور باقیماندہ حصہ متعلقہ ریاستی حکومتیں ادا کرتی ہیں۔

باز آبادکاری

ریٹائر ہوچکے / ریٹائر ہونے والے، فوجیوں کے سلسلہ میں بازآبادکاری کی سرگرمیاں مندرجہ ذیل پر مشتمل ہیں (اے) ریٹائر ہونے والے فوجیوں کو شہری روزگار کے قابل بنانے کا ٹریننگ پروگرام (بی) سرکاری / نیم سرکاری / پبلک سیکٹر تنظیموں میں دوبارہ روزگار فراہم کرنا اور (سی) خود روزگاری اسکیمیں۔

ٹریننگ

ڈائرکٹوریٹ جنرل آف ری سٹلمنٹ کا اہم کام سابق فوجیوں اور ریٹائر ہونے والے ملازموں کی باز آبادکاری کے لیے

تربیت دے کر انھیں تیار کرنا ہے۔ ڈائرکٹوریٹ کے ذریعہ چلائے جانے والے پروگراموں میں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ انھیں روزگار خود روزگار رخی کی تربیت دی جائے۔

افسروں کی تربیت: سبھی افسر باز آبادکاری ٹریننگ سے استفادہ کرنے کے مجاز ہیں۔ تینوں خدمات کے افسروں کے لیے متنوع شعبوں میں خصوصی طور پر تیار کیے گئے پروگرام چلائے جاتے ہیں۔ اس تربیت میں انفارمیشن ٹکنالوجی، سلامتی سیاحت کاراندازیت فروغ میٹریل مینجمنٹ، زرعی صنعتیں، بحری سفر وغیرہ سے متعلق رسائی شامل ہے۔

آفیسر رینک سے کم والے عملے (PBOR) ریٹائر ہونے والے دفاعی عملے کو روزگار رخود روزگار مہیا کرانے اور انھیں دوسرے کیریر کے انتخاب کے لیے تیاری کے لیے وسیع پیمانے پر باز آبادکاری تربیتی پروگرام چلائے جاتے ہیں۔ یہ روزگار کے تکنیکی اور غیر تکنیکی دونوں پیشوں میں از سر نو ست بندی کورس کی شکل میں کیریر بدلنے میں سہولت فراہم کرتے ہیں یہ ٹریننگ مختلف حکومتی، نیم حکومتی اور نجی اداروں کے ساتھ منظم کی جاتی ہے جو پورے ملک میں واقع ہیں۔ حکومتی محکمے اور 27 پبلک سیکٹر اکائیاں مختلف پیشوں میں ملازمت کرتے ہوئے ٹریننگ لینے کی سہولت مہیا کرتی ہیں۔

دوبارہ ملازمت

مرکزی اور ریاستی دونوں ہی حکومتوں نے مرکزی/ریاستی سرکاری ملازمت میں سابق فوجیوں کو ان کی دوبارہ ملازمت کے لیے بہت سی رعایتیں رسہولیات فراہم کر رکھی ہیں۔ ان میں ملازمتوں میں ریزرویشن، عمر کی حد میں رعایت رتعلیمی معیارات میں رعایت درخواست فارم/امتحان فیس میں رعایت، معذور فوجیوں کو اور روزگار دینے میں ترجیح متوفی فوجیوں کے لواحقین کو ہمدردی کی بنیاد پر وغیرہ شامل ہیں۔

سابق فوجیوں کے لیے سرکاری ملازمت میں تحفظ

مرکزی حکومت نے وزارتوں اور محکموں میں گروپ 'C' کی 10 فی صد اور گروپ 'D' کی 20 فی صد اسامیاں سابق فوجیوں کے لیے محفوظ رکھی ہیں۔ پبلک سیکٹر کے اداروں اور قومیائے گئے بینکوں میں علی الترتیب 14.5 فی صد اور 24.5 فی صد ریزرویشن ہے۔ پیرا ملٹری فورسز میں اسسٹنٹ کمانڈنٹ کی دس فی صد سیٹیں سابق فوجیوں کے لیے محفوظ ہیں۔ اتر پردیش، بہار، جموں و کشمیر، کیرل میں سابق فوجیوں کے لیے کوئی ریزرویشن نہیں ہے۔ سابق فوجیوں کو دیا جانے والا ریزرویشن ٹھیک ویسا نہیں ہے جیسا کہ درج فہرست ذات رقبائل اور دیگر پسماندہ طبقات کے معاملوں میں ہے۔ یہاں سابق فوجیوں کے لئے محفوظ ملازمتوں پر تقرر ہونے کے بعد انھیں ان کے متعلقہ زمرے کے تحت یعنی SC/ST/OBC یا عام طبقے کے زمرے میں ہی ملازمت دی جاتی ہے۔ سابق فوجیوں کے لئے محفوظ اسامیوں کو نہ بھرے جانے پر انھیں مستقبل کے لیے محفوظ نہیں رکھا جاتا۔

عمر میں رعایت

سابق فوجیوں کو گروپ 'C' اور 'D' میں محفوظ/غیر محفوظ خالی اسامیوں اور گروپ 'A' اور گروپ 'B' کے عہدوں جنھیں مقابلہ جاتی امتحانوں کے ذریعہ بھرا جاتا ہے، فوج میں کی گئی ملازمت کے علاوہ تین سال کی مزید رعایت دی جاتی ہے۔ گروپ 'A' اور 'B' کے لئے عمر کی حد میں 5 سال کی رعایت ہے۔

تعلیمی لیاقت میں رعایت

سابق فوجیوں کو ان کی متعین تعلیمی لیاقتوں میں رعایت دی گئی ہے آرمی کلاس I، II اور III سرٹیفیکٹ کو بالترتیب آٹھویں، چھٹی اور چوتھی کلاس کی تعلیم کے مساوی مانا جاتا ہے۔ جن محفوظ اسامیوں کے لیے کم از کم تعلیمی لیاقت میٹریکولیشن ہوتی ہے ان کے لئے سابق فوجی اہل مانا جاتا ہے جس نے فوج میں کم سے کم 15 سال ملازمت کی ہو اور فوج کی کلاس I یا اس کے مساوی امتحان میں کامیاب ہوا ہو۔ جن محفوظ اسامیوں کے لئے کم از کم تعلیمی لیاقت گریجویٹ ہو اس کے لیے وہ سابق فوجی اہل مانا جاتا ہے جس نے فوج میں کم سے کم 15 سال کی ملازمت کی ہو اور اس نے دسویں یا مساوی امتحان پاس کر رکھا ہو۔

سیکورٹی ایجنسیاں

پبلک سیکٹر کے مختلف کاروباروں اور نجی سیکٹر کی صنعتوں میں سیکورٹی گارڈ فراہم کرنے کے لیے سیکورٹی ایجنسیوں کے رجسٹریشن کفالت کا کام ڈائرکٹوریٹ جنرل آف ری سٹلمنٹ کے تحت ہے۔ اس اسکیم کے تحت فوجی افسروں کو خود روزگار اور اس کے نیچے کے رینک کے فوجی عملہ (PBOR) کو روزگار کے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ پبلک انٹرپرائز ز کے محکمے نے پبلک سیکٹر کے اداروں کو یہ ہدایت دی ہے کہ سیکورٹی عملہ کی تقرری ڈائرکٹوریٹ کی کفالت والی سیکورٹی ایجنسیوں کے ذریعہ سے ہی کی جائے۔ اسی طرح کی ہدایت سبھی ریاست کے چیف سکریٹریوں کو بھی جاری کی گئی ہے کہ وہ اپنے ماتحت آنے والے سبھی محکموں کو یہ ہدایت دیں کہ سیکورٹی عملہ کی تقرری DGR کی کفالت والی سیکورٹی ایجنسیوں کے ذریعہ ہی کریں۔

خودروزگار اسکیمیں

سابق فوجیوں کے لئے روزگار کی اہم اسکیمیں اسمال انڈسٹریل ڈولپمنٹ بینک آف انڈیا، نابارڈ (NABRD) اور کھادی اینڈ ولیج انڈسٹریز کمیشن کے اشتراک سے شروع کی گئی ہیں۔ یہ اسکیمیں ہیں:

SEMFEX-I اسکیم

اسکیم کے تحت جسے اپریل 1987 میں شروع کیا گیا تھا، خود روزگار کے لئے سابق فوجیوں کو چھوٹے صنعتی پروجیکٹوں کے قیام کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت متعلقہ ریاستی مالی کارپوریشن کی جانب سے قرضے دیے جاتے ہیں۔ اس منصوبے پر نظر ثانی چل رہی ہے۔

SEMFEX-II اسکیم

اسکیم قومی زرعی اور دیہی ترقی بنک (نابارڈ) کی مدد سے شروع کی گئی۔ اس کے تحت زراعت اور متعلقہ سرگرمیوں کے فروغ بشمول اسمال روڈ ٹرانسپورٹ آپریٹر (SRTO) دیہی علاقوں میں دستکاری اور گھریلو چھوٹے پیمانے کی صنعتیں لگانے کا کام شامل ہے۔ ایگرو اور فوڈ پراسسنگ اکائیاں دیہی اور شہری دونوں ہی علاقوں میں لگائی جاسکتی ہیں۔ زراعتی یا فوڈ پراسسنگ اکائیوں بشمول فارم سیکٹر کے تحت آنے والے پروجیکٹوں کے لئے قرض کی کوئی حد نہیں ہے۔ غیر زرعی سیکٹر کے کاموں کے لیے دی جانے والی مالی امداد کے معاملے میں دیہی علاقوں میں صنعت لگانے کے لئے قرض کی زیادہ سے زیادہ حد وہی ہے جو چھوٹی صنعتوں کے قائم کرنے کے لیے ہے۔ یہ اسکیم 89-1988 سے چل رہی ہے۔

SEMFEX-IIIاسکیم

یہ اسکیم کھادی و دیہی صنعت کمیشن (KVIC) کے اشتراک سے چلائی جارہی ہے اس میں دیہی علاقوں میں دیہی صنعتیں لگانے کے لئے نجی کاراندازوں، کوآپریٹو سوسائٹیوں اداروں اور ٹرسٹوں کو فی پروجیکٹ زیادہ سے زیادہ 25 لاکھ روپے تک کا قرض فراہم کرایا جاتا ہے۔ یہ پروجیکٹ 93-1992 سے چل رہا ہے۔

قومی ایکیوٹی فنڈ (NEF) اسکیم

یہ اسکیم SIDBI (ہندوستانی چھوٹی صنعت ترقیاتی بینک) کے اشتراک سے شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت بہت چھوٹے چھوٹے صنعتی سیکٹروں میں نئے پروجیکٹ لگانے، موجودہ بہت چھوٹی چھوٹی صنعتوں/سروس انٹر پرایزز (SSI) کی توسیع، جدیدکاری، ٹکنالوجی میں اصلاح اور تنوع پیدا کرنے کے لیے اور چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر میں بیمار اکائیوں کی بحالی کے لیے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ ہر پروجیکٹ کے لیے بیش ترین قرض کی حد 50 لاکھ روپے ہے۔ یہ پروجیکٹ شہروں یا گاؤں دونوں علاقوں میں قائم کیا جاسکتا ہے۔

سابق فوجیوں/ بیواؤں اور لواحقین بازآبادکاری کے لیے دیگر اہم خودروزگار اسکیمیں درج ذیل ہیں:

فوج کی فاضل گاڑیوں کی تفویض

سابق فوجی سروس کے دوران متوفی فوجیوں کی بیوائیں بیکار ہوجانے والی V-B زمرے کی گاڑیوں کے الاٹمنٹ کے لیے درخواست دینے کی مجاز ہیں۔ سابق فوجی یہ درخواست ضلع/ ریاستی سینک بورڈوں کی معرفت دے سکتے ہیں۔ ایسے فوجی یہ درخواست اپنی اکائیوں کے ذریعہ DGR کے پاس بھیج سکتے ہیں جنھیں ریٹائر ہوئے صرف 6 مہینے ہوئے ہیں۔

سابق فوجیوں کے لیے کوئلہ ڈھلائی اسکیم

کول انڈیا لمیٹڈ کی مختلف معاون کوئلہ اکائیوں سے کوئلے کی ڈھلائی کے لیے ڈائرکٹوریٹ جنرل ری سٹلمنٹ (DGR) سابق فوجی کوئلہ نقل وحمل کمپنیوں کی کفالت بھی کرتا ہے۔

کوئلہ ٹپر اسکیم

DGR سابق فوجی کوئلہ ٹرانسپورٹ کمپنی کے ساتھ ایک ٹپر ٹرک ان فوجیوں کی بیواؤں کے نام اسپانسر کرسکتا ہے جو سروس کے دوران ملٹری کارروائیوں میں شہید ہوگئے ہوں۔ DGR ان کمپنیوں کی نگرانی کا عمل بھی انجام دیتا ہے۔

تیل مصنوعات ایجنسیوں کی الاٹمنٹ

پٹرولیم اور قدرتی گیس کی وزارت نے آٹھ فی صد تیل پروڈکٹ ایجنسیاں جیسے رسوئی گیس کی ڈیلرشپ، پٹرول پمپ، مٹی کے تیل کا ڈپو وغیرہ اپنی مارکیٹنگ منصوبے کے تحت ان فوجیوں کی بیویوں یا ان کے وارثین کے نام محفوظ کر رکھا ہے جو جنگ/ امن کے دوران کسی ملٹری سروس میں شہید ہوجاتے ہیں۔ یہ ریزرویشن 50 فی صد تک معذور ہوجانے والے فوجیوں کے لئے بھی ہے۔ اخباروں میں وفاعی زمرے کے تحت وقتاً فوقتاً اشتہار شائع کئے جاتے ہیں اس کے تحت مجاز فرد اس کے لیے درخواست دے سکتے ہیں۔

مدر ڈیری دودھ اور پھل/سبزیوں کی دکانیں

JCO / دیگر رینک کے فوجی عملہ کو مدر ڈیری دودھ کی دکانیں اور پھل سبزیوں کی دکانیں الاٹ کی جاتی ہیں۔ اس وقت سابق فوجیوں کے ذریعہ 678 دودھ کے ڈپو اور سبزی و پھلوں کی 291 دکانیں چلائی جارہی ہیں۔ سابق فوجیوں کے دست نگر بیٹوں کے لیے (جہاں سابق فوجی مجاز نہ ہوں) دہلی میں مدر ڈیری کے پھل و سبزیوں کے بوتھوں کے الاٹمنٹ کے لئے بھی غور کیا جاتا ہے۔

CNG اسٹیشنوں کا انتظام

جولائی 2001 میں اندر پرستھ گیس لمیٹڈ کے CNG اسٹیشنوں کے انتظامیہ کے لیے 'اسکیم' پائلٹ پروجیکٹ کے طور پر شروع کی گئی تھی۔ اس کی کامیابی کو دیکھتے ہوئے یہ اسکیم دیگر ریٹائرڈ افسروں کے لئے بھی توسیع کردی گئی اس وقت 35 ریٹائرڈ افسر 70 CNG اسٹیشن چلا رہے ہیں۔ فی الحال یہ اسکیم صرف دہلی میں ہے۔

بہبود

سابق فوجیوں اور ان کی دست نگر فیملی افراد کے بہبود کے لئے عام پالیسیاں بنانے کے لئے وزیر دفاع کی صدارت میں کیندریہ سینک بورڈ کی تشکیل کی گئی ہے۔ جو ان کی بہبود کے ساتھ ساتھ بہبود کے لئے فنڈ کی عمل درآمدگی بھی کرتا ہے۔ اور ریاستی سینک بورڈوں اور ضلعی سینک بورڈوں کے کاموں میں ہم آہنگی کے لئے عام پالیسی متعین کرتا ہے۔ ریاستوں میں باز آبادکاری کاموں میں آنے والے اخراجات کو مرکز اور ریاستی حکومتیں 50:50 کی بنیاد پر برداشت کرتی ہیں۔ مرکزی سینک بورڈ مسلح افواج فلیگ ڈے فنڈ کا بھی انتظام کرتا ہے۔ مختلف فلاحی پروگرام اس فنڈ کے سود سے ملنی والی رقم سے چلائے جاتے ہیں۔ اس وقت فنڈ میں 106 کروڑ روپے کا جمع سرمایہ ہے۔

سابق فوجیوں کے لیے مالی اعانت

رکشا منتری صوابدید پر مبنی فنڈ: کیندریہ سینک بورڈ سابق فوجیوں اور ان کے دست نگر کو علاج، بیٹی کی شادی، مکان کی مرمت، بچوں کی تعلیم کے لیے مالی امداد اور بزرگوں، ناتواں سابق فوجیوں اور بیواؤں کی ماہانہ مالی امداد اور کشا منتری صوابدید پر مبنی فنڈ (RMDF) کے ذریعہ فراہم کرتا ہے۔

مسلح افواج فلیگ ڈے فنڈ (AFFDF) کیندریہ سینک بورڈ سابق فوجیوں/ان کے دست نگر لوگوں کو درج ذیل بیماریوں کے علاج کے لیے AFFDF سے مالی امداد فراہم کرتا ہے: (i) دل کی بیماری: بائی پاس/ اوپن ہارٹ سرجری، والو بدلنے، انجیو گرافی، انجیو پلاسٹی اور پیس میکر لگانے، (ii) گردے کی پیوندکاری اور ڈائیلیس (iii) کینسر کے علاج و متعلقہ سرجری (iv) پراسٹریٹ سرجری؛ اور (v) جوڑوں کے بدلنے کی سرجری۔

کیندریہ سینک بورڈ افسروں اور JCOs/OR کو کئے گئے قابل قبول اخراجات کا بالترتیب 75 فیصد اور 90 فی صد امداد دیتا ہے۔

کرکی اور موہالی میں زیریں اعضا کے فالج میں مبتلا سابق فوجیوں کی باز آبادکاری: کرکی اور موہالی میں

زیریں اعضا فالج اور ٹیٹراپلیجکس میں مبتلا سابق فوجیوں کی دیکھ بھال کے مقصد سے قائم کیے گئے ملازمت کے دوران ہاتھ پاؤں سے معذور ہو گئے تھے۔ یہ دونوں مخیر انہ اداروں کی انتظامی نگرانی مینجمنٹ کمیٹیوں کے ذریعہ آرمی ہیڈ کوارٹر کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

وار میموریل ہاسٹلوں میں رہائشی سہولت: مختلف ریجی مینٹل مراکز میں 35 وار میموریل ہاسٹل تعمیر کیے گئے ہیں۔ ان ہاسٹلوں میں جنگ میں شہید ہونے والے فوجیوں کے دست نگر، امن کے دوران فوجی کارروائیوں میں معذور ہو جانے والے فوجیوں کے بچوں کو رہائش کی سہولت دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی تعلیم مکمل کر سکیں۔

ٹریننگ و پیداوار مرکز: ٹریننگ و پیداوار مرکز بہبودرخی تربیتی وینچر کے طور پر قائم کیے گئے جن کا مقصد جنگ میں شہید فوجیوں کی بیویوں اور سابق فوجیوں اور ان کے دست نگر کو باز آبادکاری میں مدد کرنا اور انھیں کچھ مزید آمدنی پیدا کرنے کا اہل بنانا۔ میزورم، بہار اور (اترانچل) میں ایک ایک تربیتی و پیداوار مراکز ہیں۔

چیشائر ہوم: سابق فوجیوں اور ان کے لواحقین کے لیے جذام، ذہنی معذوری، تشنجی (Spastic) فالج جیسے دائمۃ المرض اور ٹی بی مریضو کے علاج کے لیے پانچ چیشائر ہوم کھولے گئے۔

سابق فوجیوں رلواحقین کو کیندریہ سنیک بورڈ کے ذریعہ درج ذیل سہولیات ررعایتیں فراہم کی جاتی ہیں: (a) میڈیکل انجنیرنگ کورسوں میں ریزرویشن، کارروائی کے دوران شہید فوجیوں، کارروائی کے دوران معذور ہونے کے سبب سبکدوش فوجیوں، سروس کے دوران مرنے والوں اور ملٹری سروس سے نسبت پذیر اموات، سروس کے دوران معذوری کے سبب اور اس معذوری کو خدمات سے متعلق ماننے اور بہادری ایوارڈ اور دیگر ایوارڈ حاصل کرنے والوں کی بیویوں/لواحقین کے لیے کیندریہ سنیک بورڈ کے ذریعہ میڈیکل اور انجینئرنگ کورس (اناملائی یونیورسٹی) میں سیٹیں دستیاب ہیں۔ (b) سفری رعایتیں: (i) ریل: IPKF (انڈین پیس کیپنگ فورس) اور آپریشن وجے (کارگل جنگ) اور دیگر کارروائیوں میں شہید ہوئے فوجیوں کی بیویوں کو سیکنڈ کلاس کے ریل کرائے میں 75 فی صد تک رعایت دی جاتی ہے، (ab) پرم ویر چکر، مہاویر چکر، اشوک چکر، ویر چکر، کیرتی چکر اور شوریہ چکر حاصل کرنے والوں کو ایک ساتھی کے ساتھ ACI کلاس مفت ریل سفر (ii) فضائی (ab): کلاس I اور کلاس II کے کیلنٹری ایوارڈ یافتگان جیسے پرم ویر چکر، اشوک چکر، مہاویر چکر اور کیرتی چکر، وکٹوریا کراس، جارج کراس، اختیاری سروس کراس، میں 75 فی صد کی رعایت دی جاتی ہے۔ (ab) جنگ کے دوران مستقل طور پر معذور ہونے والے افسروں اور ان کے لواحقین کو 50 فی صد کی رعایت اور آزادی کے بعد جنگ میں شہید ہونے والے فوجیوں کی بیواؤں کو 30 فی صد رعایت دی جاتی ہے۔

10۔ تعلیم

1976 سے قبل تعلیم کی تمام تر ذمہ داری ریاستی حکومتوں پر تھی۔ 1976 میں آئین میں ترمیم کے ذریعہ تعلیم مرکزی اور ریاستی حکومتوں دونوں کی مشترکہ ذمہ داری قرار دی گئی۔ اس کی مستقل مالی اور انتظامی ضرورتوں کے سبب مرکز اور ریاستی حکومتوں کے درمیان ذمہ داریوں کی نئی تقسیم ضروری ہوگئی تھی۔ جہاں تعلیم کے سلسلے میں ریاستوں کے کردار اور ذمہ داری میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے، وہیں مرکزی حکومت تعلیم کے ذریعے قومی اور یکجہتی قائم کرنے والے کردار قبول کرنے، کوالٹی اور معیار قائم کرنے جس میں تدریسی پیشے سے جڑی تمام سطحیں شامل ہیں، ملک کی تعلیمی ضرورتوں کے مطالعے اور ان کی نگرانی رکھنے کی وسیع ذمہ داری قبول کرتی ہے۔

مرکزی حکومت تعلیمی پالیسیوں اور پروگراموں کے ارتقاء اور ان کی نگرانی میں اوّلین کردار نبھا رہی ہے۔ ان میں سے قابل ذکر ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی (NPE)، 1986، عمل درآمد پروگرام (POA) 1986 جس کو 1992 میں اَپ ڈیٹ کیا گیا تھا۔ ترمیم شدہ پالیسی تعلیم کے میدان میں یکسانیت لانے کے لیے قومی تعلیمی پالیسی میں تعلیم کے قومی نظام کی بات کہی گئی ہے۔ تعلیم بالغان پروگرام کو عوامی تحریک بنانے، سبھی کو تعلیم فراہم کرنے ہمہ گیر رسائی فراہم کرنے، ابتدائی تعلیم میں برقراری اور شفافیت قائم رکھنے، لڑکیوں کی تعلیم پر خاص زور دینے، ہر ضلع میں مثالی اسکولوں جیسے نوادیہ کے قیام، ثانوی تعلیم کو حرفتی بنانے کا عمل، اعلیٰ تعلیم کے میدان میں مختلف موضوعات پر تحقیق تکنیکی تعلیم کے لیے آل انڈیا تکنیکی کونسلوں کو مضبوط بنانے، کھیلوں کی حوصلہ افزائی، جسمانی تعلیم اور یوگا اور تعین قدر کے زیادہ مؤثر طریقے اپنانے پر زور دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تعلیم میں لوگوں کی حصہ داری کو یقینی بنانے کے لیے لامرکزی انتظامی ساخت کی بھی تجویز پیش کی گئی ہے۔ POA میں مختلف پالیسی پیمانوں کے نفاذ کے لیے نافذ کرنے والی ایجنسیوں کے ذریعے تفصیلی حکمت عملی متعین کی گئی ہے۔

تعلیم کی قومی پالیسی کے تصور میں تعلیم کا قومی نظام قومی نصابی فریم ورک پر مبنی ہے، جن میں مشترکہ بنیادی باتوں کے ساتھ ساتھ دیگر طبقے اور علاقے کے مخصوص اجزاء بھی شامل ہیں۔ اس پالیسی میں عوام کے لیے مواقع کو بڑھانے پر زور دیا گیا ہے اور ساتھ ہی اس میں اعلیٰ اور تکنیکی تعلیم کے موجودہ نظام کو بھی مضبوط کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ یہ پالیسی تعلیم کے میدان میں زیادہ اصل کاری کرنے قومی آمدنی کا کم سے کم 6 فی صد تعلیم میں اصل کاری کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ جہاں تعلیم پر مختص رقوم بڑھانے کی کوشش کی جارہی ہے، یہ بھی تجویز پیش کی گئی ہے کہ سبھی متعلقہ لوگوں کی تائید حاصل کرنے کے لیے "بھارت شکشا کوش" کے نام سے ایک فنڈ قائم کیا جائے اور حقیقی ضرورت اور دستیاب بجٹی مدد کے درمیان خلا کو پُر کرنے کے لیے زاید بجٹی امداد کو فراہم کیا جائے۔

اخراجات

تعلیم کے لیے وسائل بڑھانے کی ذمہ داری کے تحت تعلیم کے لیے پچھلے برسوں میں مختص رقوم میں قابل لحاظ اضافہ کیا گیا

ہندستان میں ابتدائی تعلیم

داخلوں کی پیش رفت

افراد کی تعداد لاکھ میں

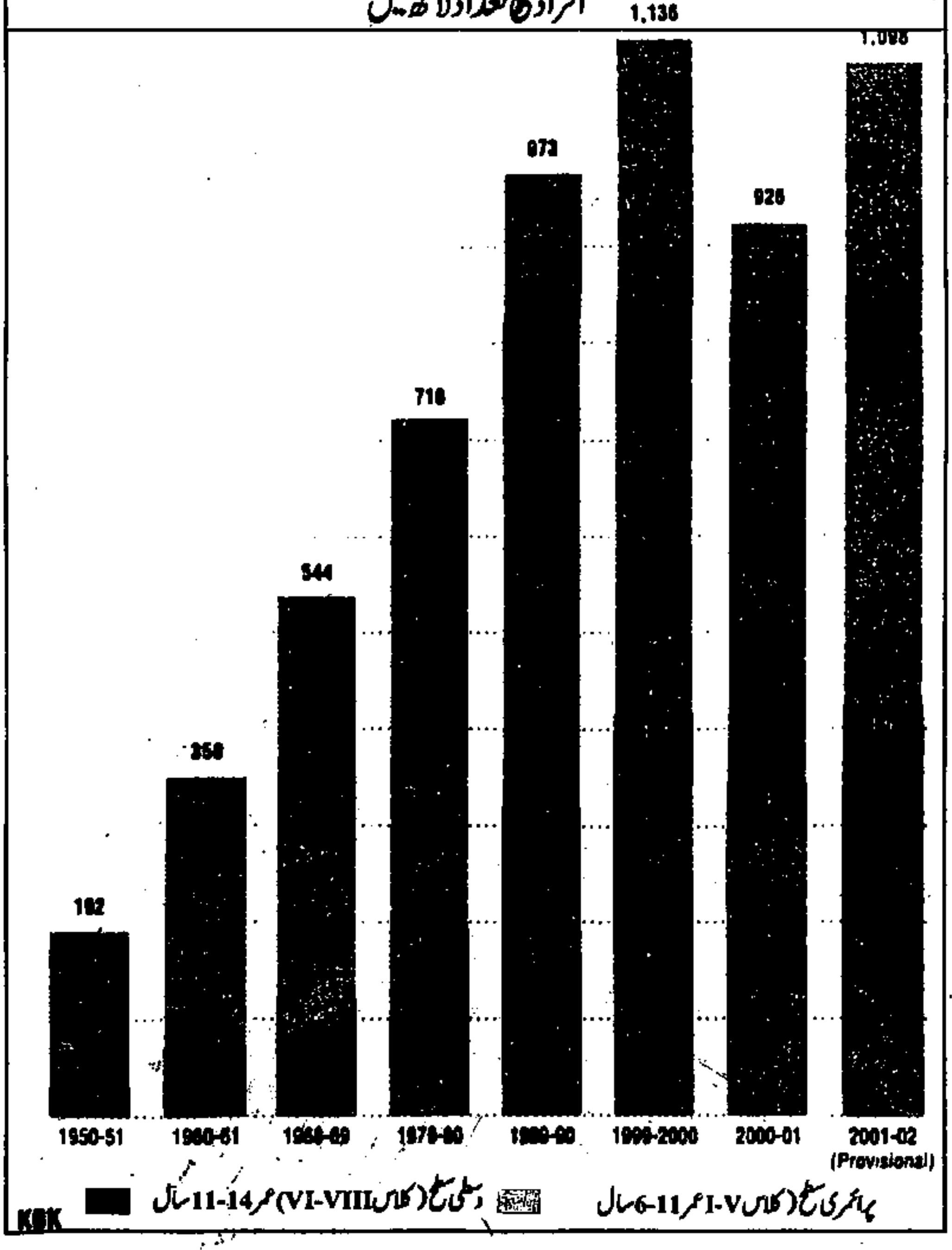

ہے۔دسویں پنج سالہ منصوبہ (2002-2007) میں تعلیم کے لیے منصوبہ اخراجات بڑھا کر 43,825 کروڑ روپے کردیا گیا ہے، جب کہ پہلے منصوبے میں یہ 151 کروڑ تھا۔مجموعی گھریلو پیداوار کے فی صد کے طور پر بھی تعلیم کے اخراجات میں اضافہ ہوا ہے اور یہ 1951-52 کے 0.64 فی صد سے بڑھ کر 2002-2003 میں بجٹی تخمینہ 3.98 فی صد ہو گیا ہے۔

دسویں منصوبے کے تعلیمی اخراجات کے لیے 43,825 کروڑ روپے کی جو رقم منظور کی گئی ہے وہ نویں منصوبے کے اخراجات 24,908.38 کروڑ روپے سے 1.76 گنا زیادہ ہے۔محکمہ ابتدائی تعلیم اور خواندگی کے لیے 30,000 کروڑ روپے کا بندوبست کیا گیا ہے اور محکمہ ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے لیے 13,825 کروڑ روپے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ 2003-2004 کے دوران ابتدائی تعلیم اور خواندگی کے محکمے کے لیے 4,900 کروڑ روپے اور محکمہ ثانوی و اعلیٰ تعلیم کے لیے 2,125 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔

سال 2003-2004 میں مجموعی مرکزی سیکٹر کے اخراجات منصوبے کا 66.43 فی صد ابتدائی تعلیم کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے لیے اخراجات کل مرکزی منصوبہ اخراجات کا 30.25 فی صد ہے۔اس اخراجات منصوبے میں 669 کروڑ روپے ثانوی تعلیم کے لیے، 615 کروڑ روپے یونیورسٹی اور اعلیٰ تعلیم کے لیے، اور 700 کروڑ روپے تکنیکی تعلیم کے لیے متعین کیے گئے۔ تعلیم کے مختلف شعبوں میں اخراجات منصوبہ جدول 10.1 میں دیا گیا ہے۔

ابتدائی تعلیم

6 تا 14 سال کے عمر گروپ کے بچوں کے لیے ابتدائی تعلیم کو ایک بنیادی حق بنانے کے لیے پارلیمنٹ نے آئین (86 ویں ترمیم) ایکٹ 2002 پاس کیا ہے۔اس ایکٹ کو لاگو کرنے کے لیے تفصیلی نظام کے ساتھ تائیدی قانون سازی کے لیے تجویز پیش کی گئی ہے۔

ریاستوں کے وزرائے تعلیم کی کانفرنس جس کا انعقاد اکتوبر 1998 میں ہوا تھا، اس کی سفارشات کی بنیاد پر 'سروشکشا ابھیان' (SSA) کی اسکیم کو فروغ حاصل ہوا جس کے تحت سبھی کو ابتدائی تعلیم فراہم کرانے کا نشانہ رکھا گیا۔16 نومبر 2002 کو کیبنٹ کی میٹنگ میں اسے منظور کیا گیا۔

''سروشکشا ابھیان (SSA) کے مقاصد درج ذیل ہیں (i) 6 تا 14 سال کی عمر کے سبھی بچے 2003 تک اسکول/ تعلیم گارنٹی اسکیم مرکز/ برج کورس میں ہوں (ii) 2007 تک سبھی کو پانچ سال کی ابتدائی تعلیم مکمل ہو (iii) 2010 تک آٹھ سال کی اسکولی تعلیم پوری کرلیں (iv) زندگی کے لیے تعلیم پر زور دیتے ہوئے اطمینان بخش معیار کی ابتدائی تعلیم پر زور (v) 2007 ابتدائی سطح پر سبھی لڑکوں ولڑکیوں اور سماجی طبقوں میں فاصلے کو اور ابتدائی تعلیم سطح پر 2010 تک ختم کرنا اور (vi) 2010 تک درمیان میں پڑھائی چھوڑنے والوں کی تعداد صفر ہو جائے۔

سروشکشا ابھیان کے پروگرام کے تحت امداد کو مرکزی حکومت اور ریاستی حکومت کے درمیان 9 ویں پنج سالہ منصوبے کے دوران 85:15 دسویں منصوبے میں 75:4 اور اس کے بعد 50:50 کے تناسب میں تقسیم کیا جائے گا۔

پروگرام پورے ملک کا احاطہ کرتا ہے اور اس سے 11 لاکھ مسکن کے 19.2 کروڑ بچے مستفید ہو رہے ہیں۔موجودہ 8.5 لاکھ ابتدائی اور اپر پرائمری اسکول اور 33 لاکھ موجودہ اساتذہ بھی اس پروگرام کے دائرے میں آتے ہیں۔پروگرام کے تحت ایسے مسکن میں جہاں اسکولی سہولیات نہیں ہیں، وہاں اضافی کلاس روم، بیت الخلا، پینے کے پانی، رکھ رکھاؤ امداد اور اسکول اصلاح

جدول 10.1: تعلیم کے مختلف شعبوں میں منصوبہ اخراجات

(فی صد میں)

سیکٹر	پہلا منصوبہ اخراجات 1951-56	دوسرا منصوبہ اخراجات 1956-61	تیسرا منصوبہ اخراجات 1961-66	منصوبہ تعطیل اخراجات 1969-74	چوتھا منصوبہ اخراجات 1969-74	پانچواں منصوبہ اخراجات 1974-79	چھٹا منصوبہ اخراجات 1980-85	ساتواں منصوبہ اخراجات 1985-90	1990-92 اخراجات	آٹھواں منصوبہ اخراجات 1992-97	نواں منصوبہ اخراجات 1997-2002 (مرکزی سیکٹر)	نواں منصوبہ اخراجات 1997-2002	دسواں منصوبہ اخراجات 2002-2007 (مرکزی سیکٹر)
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14
ابتدائی تعلیم	58	35	34	24	50	52	32	37	37	48	66	65.7	65.6
	(870)	(950)	(2010)	(750)	(3743)	(5913)	(8414)	(28494)	(17290)	(103940)	(163696)	(145233)	(287500)
سکنڈری تعلیم	5	19	18	16	@	@	20	24	22	24	10	10.5	9.9
	(80)	(510)	(1030)	(530)	—	—	(5344)	(18315)	(10530)	(52311)	(26035)	(23227)	(43250)
تعلیم بالغاں	—	—	—	—	2	2	6	6	9	5	3	2.4	2.9
					(126)	(248)	(1533)	(4696)	(4160)	(11421)	(6304)	(5204)	(12500)
اعلیٰ تعلیم	8	18	15	24	25	28	21	16	12	10	10	10.3	9.5
	(120)	(480)	(870)	(770)	(1883)	(3188)	(5604)	(12011)	(5880)	(20944)	(25000)	(22709)	(41765)
دیگر	15	10	12	11	13	9	11	3	2	3	2	1.6	1.4
	(230)	(300)	(730)	(370)	(936)	(1071)	(2729)	(1980)	(1180)	(7398)	(4314)	(3492)	(6235)
تکنیکی تعلیم	14	18	21	25	10	9	10	14	17	10	9	9.5	10.7
	(210)	(490)	(1250)	(810)	(786)	(1015)	(2563)	(10833)	(8230)	(221987)	(23735)	(21095)	(4700)
کل	100	100	100	100	100	100	100	100	100	100	100	100	100
	(1510)	(2730)	(5890)	(3230)	(7474)	(11435)	(26187)	(76329)	(47270)	(218001)	(249084)	(220960)	(438250)

بحوالہ: پنج سالہ منصوبہ دستاویز، پلاننگ کمیشن و بجٹ اخراجات کا تجزیہ، وزارت برائے فروغ انسانی وسائل۔

نوٹ:
1- قوسین میں دیے گئے ہندسے دس لاکھ (ملین) روپے میں ہیں۔
2- کالم 2 سے 13 تک میں دیے گئے ہندسے میں ریاستوں کے زیر انتظام علاقوں کے حصے بھی شامل ہیں۔
@- ابتدائی تعلیم کے تحت شامل۔

مالی اعانت کے ذریعہ بنیادی ساخت کو مضبوط کیا جائے گا۔ ناکافی تعداد میں اساتذہ والے اسکولوں کو پروگرام کے تحت ٹیچر فراہم کیے جائیں گے موجودہ ٹیچروں کی اہلیت و استعداد جامع تربیت، تدریسی تربیتی مواد کے فروغ اور تعلیمی بنیادی ساخت کے فروغ کے ذریعہ بڑھائی جائے گی۔ سروشکشا ابھیان میں کمزور طبقات کی لڑکیوں اور بچوں پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ ان بچوں کے مفت درسی کتابوں کے بشمول کئی اقدامات خاص طور پر کیے گئے ہیں۔ سروشکشا ابھیان کے تحت دیہی علاقوں میں کمپیوٹر تعلیم فراہم کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جس سے ڈیجیٹل ڈیوائڈ کو کم کرنے میں میں مدد ملے گی۔ کمیونٹی ملکیت اور دیہی تعلیمی منصوبوں کا ابتدائی زاویہ نگاہ اپنایا جا رہا ہے۔ پنچایتی راج اداروں کی مشاورت سے یہ منصوبے بنائے جا رہے ہیں اور یہ ضلعی ابتدائی تعلیمی منصوبوں کی بنیاد بنے گی۔ سروشکشا ابھیان میں پورے ملک کا احاطہ کرتا ہے ویسے اس میں لڑکیوں، درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبائل اور نا سازگار حالات میں رہنے والے بچوں کی تعلیمی ضروریات پر خاص توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔

وزارت نے 2 جنوری 2001 کو وزیراعظم کی صدارت میں ایک قومی سطح کا مشن بنایا ہے اور 419 ضلعوں میں ابتدائی سر گرمیاں شروع کرنے کے لیے ریاستوں / مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو گرانٹ جاری کی ہے۔

PAB نے 2002-2001 کے دوران 512 ضلعوں کی سالانہ ابتدائی تعلیمی منصوبوں (DEEPs) کے لیے 1106.26 کروڑ روپے کے اخراجات کو بھی منظوری دی۔ اس نے 03-2002 میں 3,08,010 لاکھ روپے کے مصارف سے 30 ریاستوں / مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 592 اضلاع کے سالانہ منصوبوں کو منظوری دی۔ PAB نے 02-2001 اور 03-2002 کے دوران 16002 ابتدائی اسکولوں، 52,169 پرائمری اسکولوں، 38,005 پرائمری ٹیچروں، 21,698 اپر پرائمری ٹیچروں، 6,395 پرائمری اسکولی عمارتوں، 3,637 اپر پرائمری اسکولی عمارتوں، 40,620 اضافی کلاس روموں، 60,648 بیت الخلا اور 34,642 پینے کے پانی کی اکائیوں کو منظوری دی۔ 04-2003 میں PAB نے تملناڈو، انڈمان و نکوبار جزائر، کیرل، ہریانہ، ہماچل پردیش اور اتر پردیش ریاستوں میں 146 اضلاع کے لیے سالانہ منصوبے منظور کیے ہیں جن کی کل مالیت 2061.78 کروڑ روپے ہے جس میں پچھلے سال کا بقایا خرچ بھی شامل ہے۔

غیر رسمی تعلیم (تعلیم گارنٹی اسکیم اور متبادل اور جدید تعلیم کے طور پر ترمیم شدہ)

مرکزی حکومت کے محکمہ تعلیم نے 80-1979 سے چھ سے چودہ سال کی عمر تک کے بچوں کے لیے جو مختلف اسباب کی بنا پر رسمی تعلیم سے محروم ہیں ان کے لیے غیر رسمی تعلیم کا ایک پروگرام شروع کر رکھا ہے۔ یہ غیر رسمی تعلیم پروگرام ان 10 ریاستوں کے لیے ہے جو تعلیمی میدان میں پسماندہ ہیں لیکن اس کے تحت یہ پروگرام شہر کی گندی بستی والے علاقوں، پہاڑی، قبائلی اور ریگستانی علاقوں میں بھی شروع کیا گیا ہے۔ پروگرام کے تحت ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو مخلوط تعلیم کے مراکز اور لڑکیوں کے مراکز کو علی الترتیب 60:40 اور 90:10 کے تناسب سے امداد دی جاتی ہے۔ غیر رسمی تعلیم کے مراکز قائم کرنے کے لیے رضا کار تنظیموں کو 100 فیصدی امداد دی جاتی ہے۔ کل 2,33,946 مراکز، ریاستوں / مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعے اور 58,618 مراکز 816 رضا کار ایجنسیوں کے ذریعے چلائے جا رہے ہیں۔

پلاننگ کمیشن کے ذریعہ غیر رسمی تعلیم کی نظر ثانی کی گئی ہے اور اصلاحات کے تحت اس کا نیا نام تعلیم کی گارنٹی اسکیم اور متبادل و جدید تعلیم کر دیا گیا ہے۔ نظر ثانی کی گئی یہ اسکیم ابتدائی تعلیم کی ہمہ گیریت تحریک یعنی سروشکشا تحریک کے اساسی قومی پروگرام کے جز کے طور پر ہوگی۔ یہ نظر ثانی شدہ اسکیم ان علاقوں میں چلائی جائے گی جہاں ایک کلومیٹر کے دائرے میں کوئی تعلیمی مرکز نہیں ہے۔ مرکز اور ریاستی حکومتیں اس اسکیم کے 75:25 کے تناسب میں اخراجات برداشت کریں گی۔ ترمیم شدہ اسکیم پر دائرہ خصوصی

لاگت میں اضافہ کے ساتھ یکم اپریل 2001 سے عمل درآمد شروع ہو جائے گا۔ اس اسکیم کو سروشکشا اسکیم کا ایک جز بنا دیا گیا ہے۔

پرائمری تعلیم کے لیے تغذیئی امداد کا قومی پروگرام

پرائمری تعلیم کی حوصلہ افزائی کے غذائی خوراک مہیا کرنے کا قومی پروگرام جسے 15 اگست 1995 کو شروع کیا گیا، اسے عام زبان میں دوپہر کا کھانا پروگرام بھی کہتے ہیں۔ اس پروگرام کا مقصد اسکولوں میں بچوں کے داخلے اور حاضری و برقراری میں اضافہ کاری کرنا اور انہیں روز اسکول آنے کے لیے حوصلہ افزائی کرنے کے ساتھ ساتھ سبھی سرکاری، مقامی اداروں اور سرکاری امداد یافتہ پرائمری اسکولوں کے پہلی سے پانچویں کلاس میں پڑھنے والے طلبا کا احاطہ کرنا اور ساتھ ہی پرائمری کلاسوں کے بچوں کی تغذیاتی سطح قائم رکھنا ہے۔ اس پروگرام کی توسیع فی الحال EGS اور دیگر متبادل تعلیمی مراکز میں پڑھنے والے بچوں کو فراہم کی گئی ہے۔ 8.9 لاکھ بچوں کے لیے یہ انتظام کیا جا چکا ہے۔ اس پروگرام کے لیے مرکزی حکومت اعانت سے (a) جن اسکولوں میں دوپہر کے کھانے کی اسکیم چل رہی ہے، ان میں ہر بچے کو ہر اسکولی دن میں 100 گرام اناج یا ماہانہ 3 کلوفی بچے کے حساب سے 10 مہینے کے لیے اور (b) اس کے قابل اعانت نقل و حمل کے اخراجات اور اناج فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کے ذریعے فراہم کئے جاتے ہیں۔

2002-2003 کے دوران ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعہ فراہم کیے گئے داخلے کے اعداد و شمار کی بنیاد پر 31 مارچ 2003 تک 10.36 کروڑ بچوں کے لیے 28.37 لاکھ میٹرک ٹن اناج (76.72 فی صد) اٹھا لیا گیا ہے۔

حال ہی میں سپریم کورٹ نے ان سبھی ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو، جنہوں نے ابھی تک یہ اسکیم اپنے یہاں شروع نہیں کی ہے انھیں بچوں کو پکائے ہوئے کھانے کی تقسیم وقت معینہ کے لحاظ سے شروع کرنے کی ہدایت دی ہے۔ ان ہدایات کے نتیجے میں، حال ہی میں اپریل 2003 کی صورتحال کے مطابق بچوں کو پکا ہوا کھانا تقسیم کرنے کی حالت میں بہتری پیدا ہوئی ہے۔ 21 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعہ 3.68 کروڑ بچوں کو پکا پکایا کھانا تقسیم کیا جا رہا ہے۔ جو 10.36 کروڑ بچوں کے نشانے کا تقریباً 35 فی صد ہے۔ آندھرا پردیش، چھتیس گڑھ، گجرات، کیرل، راجستھان، سکم، تملناڈو، تری پورہ، انڈمان اور نکوبار جزائر، دادرا اور حویلی، دمن اور دیو اور پانڈیچری کی 12 ریاست و مرکز کے زیر انتظام علاقے اپنے اپنے یہاں طلبا کو کھانا فراہم کرا رہے ہیں لیکن کرناٹک (7 اضلاع)، مدھیہ پردیش (قبائلی بلاک)، مہاراشٹر (17,889 اسکول)، اڑیسہ (قبائلی علاقہ)، پنجاب (17 بلاک) اترانچل (26 بلاک) مغربی بنگال (1100 اسکول)، دہلی (دہلی نگر نگم اسکول) اور چنڈی گڑھ (176 اسکول) میں جزوی طور پر یہ اسکیم چلائی جا رہی ہے۔

ISKCON، بنگلور کے تجربے کی بنیاد پر، محکمہ نے غیر سرکاری تنظیم کی حصہ داری کے بارے میں رہنما اصول جاری کیے ہیں۔ ان رہنما اصولوں کے مطابق ریاستی حکومت غیر سرکاری تنظیموں کا انتخاب کر سکتی ہے اور کھانا تیار کرنے کی ذمہ داری اٹھانے والی غیر سرکاری تنظیموں کو اناج اور نقل و حمل کے اخراجات دیے جائیں گے۔ کرناٹک میں 9 غیر سرکاری تنظیمیں تیار کھانا پروگرام چلا رہی ہیں۔ ریاستی حکومت کی نگرانی میں چلائی جا رہی ان غیر سرکاری تنظیموں کے پروگرام میں 357 اسکولوں میں پڑھنے والے 57,608 بچوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے، اس کے علاوہ بنگلور کی یہ تنظیم (ISKCON) بنگلور دیہی ضلع میں اپر پرائمری اور ثانوی سطح کے 20,000 سے بھی زیادہ بچوں کا احاطہ کر رہی ہے۔ حال ہی میں حیدرآباد میں سرکاری و نجی شراکت کی ایک مثالی تصویر ابھری ہے جس میں نندی فاؤنڈیشن حیدرآباد میں ایک مرکزی کچن کا اہتمام کرتی ہے، جس سے تقریباً دو لاکھ بچوں کو پکا پکایا کھانا مل رہا ہے۔

نویں پنج سالہ منصوبے کی شروعات میں اس پروگرام میں رسمی اسکولوں میں پرائمری سطح پر پڑھنے والے بچوں کو لیا گیا تھا، لیکن 10 ویں منصوبے میں تعلیمی گارنٹی اسکیم اور ایسے ہی دوسرے مراکز میں پڑھنے والے بچوں کو بھی یہ سہولت دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

EGS مراکز میں پڑھنے والے 8.7 لاکھ بچوں کو یہ سہولت ملنے لگی ہے۔ پہلی بار اناج اٹھانے کے کام نے مختص کرنے کے 77 فی صد اعلیٰ ترین حصولیابی کا نشانہ پار کیا ہے۔ 9ویں پنج سالہ منصوبے کے پہلے سال تیار کھانا اسکیم 6 ریاستوں / مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں چلائی جارہی تھی، لیکن اب 21 ریاستیں / مرکز کے زیر انتظام علاقے تیار کھانا فراہم کر رہے ہیں۔ ان میں سے 12 ریاستوں / مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں یہ اسکیم پوری طرح اور 9 ریاستوں / مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں جزوی طور پر چل رہی ہے۔

ضلع پرائمری تعلیم پروگرام

یہ پروگرام بھی پرائمری تعلیم کو مقبول عام بنانے کے لیے 1994 میں شروع کیا گیا ہے۔ اس پروگرام کو شروع کرنے کا مقصد پرائمری تعلیم نظام میں نئی روح پھونکنا اور سبھی کو دستیاب ابتدائی تعلیم کا ہدف حاصل کرنا ہے۔

DPEP میں تعلیم کے لیے سبھی کی رسائی، برقراری اور تعلیمی حصولیابیوں میں بہتری پیدا کرنے کا جامع انداز نظر اپنایا گیا ہے اور اس سے سماجی گروپوں کے درمیان فرق کم کرنے کی امید کی گئی ہے۔ ضلع کو منصوبہ بندی کی ایک اکائی مان کر ’’خطہ مخصوص رسائی‘‘ اپناتے ہوئے اس پروگرام کی کلیدی حکمت عملی، مقامی صورتحال کی سیاقیت اور احساس پذیری کو برقرار رکھنے اور سماج کی مکمل شراکت کی رہی ہے۔ اس کا مقصد پرائمری تعلیم کے میدان میں منصوبہ بندی، انتظامیہ اور پیشہ ورانہ تعلیم کے لیے قومی، ریاستی اور ضلعی اداروں اور تنظیموں کی استعداد و صلاحیت کو مستحکم کرنا ہے۔

DPEP ’جمعیت‘ کے اصول پر مبنی ہے اور اسے ابتدائی تعلیم کے لیے مرکزی اور ریاستی سیکٹر کی اسکیموں کے اہتمام کے علاوہ سہولیات فراہم کر کے موجودہ فاصلوں کو دور کرنے کے مقصد سے بنایا گیا ہے۔ ریاستی حکومتوں سے اساسی سال کی سطح پر حقیقی اصطلاح میں کم سے کم خرچ بنائے رکھنے کی توقع کی جاتی ہے۔

DPEP پروگرام میں اسکولوں میں کمروں کی تعداد بڑھانے اور نئی اسکولی عمارتیں بنانے، غیر رسمی / متبادل تعلیمی مرکز کھولنے، نئے ٹیچروں کی تقرری، ابتدائی بچپن تعلیمی مراکز کے قیام، تعلیمی تحقیق وتربیت کی ریاستی کونسلوں (SCERTs) / ضلعی انسٹی ٹیوٹ برائے تعلیمی تربیت (DIETs) کو مستحکم کرنے، بلاک وسائل مراکز جماعتی وسائل مراکز قائم کرنے، ٹیچر ٹریننگ، تدریسی تربیتی مواد تیار کرنے، تحقیق پر مبنی دخل اندازی، بنیادی سہولیات سے محروم گروپوں، لڑکیوں SC/ST وغیرہ کے لیے خصوصی کوششوں، معذور بچوں کے لیے مربوط تعلیم فراہم کرنے کے لیے اقدامات اور ٹیچر ٹریننگ کے لیے فاصلاتی تعلیم کو شامل کیا گیا ہے۔ پروگرام کے مخصوص دائرہ کے تحت ہر ضلع پر کی جانے والی اصل کاری 40 کروڑ روپے تک محدود ہے جو 5 تا 7 سال کی مدت میں خرچ کی جاتی ہوتی ہے۔ تعمیراتی کاموں کے لیے 33 فی صد اور انتظامی لاگت کے لیے 6 فی صد کی حد مقرر کی گئی ہے۔ باقی رقم کوالٹی کو بہتر بنانے والی سرگرمیوں پر خرچ کرنا مقصود ہوتا ہے۔

DPEP پروگرام میں مثالی، قائم پذیر اور کفایتی پروگراموں کے فروغ اور نفاذ پر زور دیا گیا ہے، تاکہ (i) جنس اور سماجی گروپوں کے درمیان داخلے، درمیان میں تعلیم چھوڑنے اور تعلیمی حصولیابی کے فرق کو 5 فی صد سے بھی کم کیا جا سکے۔ (ii) سبھی طلباء کے لیے ابتدائی سطح پر تعلیم درمیان میں چھوڑے جانے کے تناسب کو 10 فی صد سے کم لایا جا سکے (iii) بنیادی خواندگی اور مقداری استعداد کو یقینی بناتے ہوئے بنیادی خطوط سطحوں پر پیمائش کی گئی اوسط حصولیابی سطح کو کم سے کم 25 فی صد اور سبھی پرائمری طلباء کو دیگر اہلیتوں میں کم حصولیابی سطح کو 40 فی صد بڑھایا جا سکے؛ اور (iv) سبھی طلباء کو ابتدائی تعلیم یا اس کے مساوی غیر رسمی تعلیم حاصل ہو سکے۔

اضلاع کی سطح پر ہی پروگرام پر عملدرآمد ہوتا ہے اور ایسے اضلاع کا انتخاب ان بنیادوں پر ہوتا ہے (اے) تعلیمی طور پر پسماندہ اضلاع جہاں خواتین میں خواندگی قومی اوسط سے کم ہے (ب) ایسے اضلاع جہاں مکمل خواندگی مہم کامیاب رہی ہے اور نتیجتاً ابتدائی تعلیم کی مانگ میں اضافہ ہوا ہے۔

ضلع پرائمری ایجوکیشن پروگرام (ڈی پی ای پی) بیرونی امداد کی اسکیم ہے۔ پروجیکٹ کی لاگت کا 85 فیصدی مرکزی حکومت اور 15 فیصدی متعلقہ ریاستی حکومتیں برداشت کرتی ہیں۔ مرکزی حکومت کا حصہ باہری فنڈ سے پورا کیا جاتا ہے۔ فی الوقت DPEP اسکیم کے لیے تقریباً 6,938 کروڑ روپے کی مرکزی امداد کی بیرونی اعانت کا اہتمام کرلیا گیا ہے۔

آپریشن بلیک بورڈ

سال 88-1987 میں شروع کیے گئے آپریشن بلیک بورڈ پروگرام کا مقصد ملک کے سبھی پرائمری اسکولوں میں دستیاب انسانی اور مادی وسائل میں بہتری لانا ہے۔ اس اسکیم میں ہر موجودہ پرائمری اسکول کے لیے کم سے کم دو بڑے کمروں، کم از کم دو ٹیچر اور ضروری تدریسی مواد کا انتظام کرنا شامل ہے۔

94-1993 میں اس پروگرام کی توسیع کی گئی اور اس میں اپر پرائمری اسکول بھی شامل کیے گئے۔ اس میں پرائمری اسکول کے لیے تین کمروں، اپر پرائمری اسکول کے لیے ایک اضافی ٹیچر اور 100 سے زیادہ داخلے والے اسکولوں میں تیسرا ٹیچر بھی فراہم کیے جانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ اسکیم ریاستی حکومت کے ذریعے چلائی جاتی ہے۔ پروگرام کے تحت اس منصوبے کی مدت میں ٹیچروں کی تنخواہوں اور تدریس و تربیت کے ساز وسامان کے لیے فنڈ مہیا کیا جاتا ہے۔ TLE (تدریسی و تعلیمی ساز وسامان پروگرام) ایک ہی بار میں کی جانے والی اصل کاری ہے ٹیچروں کی تنخواہ ادائیگی منصوبہ مدت کے لیے کی جاتی ہے جس کے لیے ان کی تقرری ہوتی ہے۔ بعد میں یہ ذمہ داری ریاستی حکومت کو سونپ دی جاتی ہے۔ دیہی روزگار اور ترقیاتی پروگرام کے تحت اسکول کی عمارتوں کی تعمیر کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔

سال 88-1987 سے 2002-2001 کے دوران طے شدہ ہدف کے مطابق 5,22,902 پرائمری اور 1,38,009 اَپر پرائمری اسکولوں کے لیے تدریس، تربیت کے ساز وسامان فراہم کرائے گئے۔ ایک ٹیچر والے پرائمری اسکولوں میں اضافی دو ٹیچروں کی دستیابی یقینی بنانے کے لیے 1,49,146 ٹیچروں کی مزید اسامیاں منظور کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ 100 سے زیادہ طلباء والے اسکولوں اور اپر پرائمری اسکولوں کے لیے علی الترتیب تیسرے ٹیچروں کی 83,045 اسامیوں اور اضافی ٹیچروں کی 77,610 اسامیوں کو منظوری دی گئی۔ اسکیم کے تحت 1.85 لاکھ اضافی کلاس روم تعمیر کیے گئے۔

اسکیم کو 2003-2002 سے 'سروشکشا ابھیان' میں شامل کرلیا گیا ہے۔ تاہم منصوبہ بندی کمیشن نے SSA کے تحت دسویں منصوبے کی مدت کے لیے بھی نویں منصوبے کے دوران صرف شمال مشرقی ریاستوں میں تقرر کیے گئے ٹیچروں کی تنخواہوں کی ادائیگی کی ذمہ داری کو پورا کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس میں SSA کے تحت دسویں منصوبہ مدت کے دوران مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے درمیان 75:25 کے تناسب میں حصہ داری ہوگی۔

لوک جنبش

راجستھان میں سویڈن کی انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ ایجنسی (SIDA) کے تعاون سے 'لوک جنبش' نام کا جدید پروجیکٹ لوگوں کے تعاون اور حصہ داری کے ذریعے شروع کیا گیا ہے، جس کا مقصد 2000 تک سب کے لیے تعلیم حاصل کرنے کا موقع فراہم کرنا ہے۔

پروجیکٹ کا پہلا مرحلہ جون 1992 سے جون 1994 تک نافذ کیا گیا تھا۔ اس پر 18 کروڑ کی لاگت آئی، جسے سویڈن کی (SIDA)، مرکزی حکومت اور راجستھان حکومت نے 3:2:1 کے تناسب میں برداشت کیا۔ پروجیکٹ کا تیسرا مرحلہ ڈپارٹمنٹ فار انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ، برطانیہ کے مالی تعاون سے چلایا جا رہا ہے جو جون 2004 میں ختم ہوگا۔

ابتدائی تعلیم کے کئی مرکبات جیسے ٹیچر ٹریننگ، تعلیم کی کم از کم سطح، نئے اسکول کھولنے، غیر رسمی تعلیم کے مراکز وغیرہ کھولنے کے سلسلے میں پروجیکٹ میں مداخلت کی گئی۔ اس کے تحت نقشہ سازی، نئے اسکولوں کے کھولنے اور پرائمری اسکولوں کو ترقی دینے جیسی تعمیری سرگرمیوں کے لیے ماحول بنانا بھی شامل کیا گیا ہے۔

شکشا کرمی

شکشا کرمی پروجیکٹ (SKP) کا مقصد راجستھان کے دور دراز اور سماجی و اقتصادی طور پر پسماندہ گاؤں میں پرائمری تعلیم دستیاب کرانے اور اس میں صفاتی بہتری پیدا کرنا ہے، پروجیکٹ میں لڑکیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ پروجیکٹ کے ذریعہ ابتدائی تعلیم کو ہمہ گیر بنانے کا مقصد حاصل کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ ٹیچروں کی غیر حاضر باشی پائی گئی ہے۔

اس پروجیکٹ میں موجودہ طور پر راجستھان کے 150 بلاکوں میں 3,692 گاؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ پروجیکٹ کے تحت غیر اقامتی اسکولوں اور ''پرہر پاٹھ شالاؤں'' (PPs) (سہولت کے اوقات کے لحاظ سے اسکول) میں 2.17 لاکھ بچوں کو ابتدائی تعلیم فراہم کی جارہی ہے اس پروجیکٹ کے تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ مشکل حالات میں کام کرنے والے شکشا کرمیوں میں متواتر اور موثر ٹریننگ، حساس دیکھ بھال، کمیونٹی تعاون، پابندی کے ساتھ شراکتی جائزہ اور مسئلہ حل کرنے کا انداز نظر اپنانے کے ذریعہ طویل مدت تک تحریک کا جذبہ قائم رکھا جاسکتا ہے۔ SKP کی کامیابی نے قومی اور بین الاقوامی شناخت قائم کی ہے۔

شکشا کرمی پروجیکٹ سویڈش انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ ایجنسی کی مدد سے 1987 سے چلائی جارہی ہے۔ پروجیکٹ کا پہلا مرحلہ 30 جون 1994 تک چلا۔ سویڈش ایجنسی اور راجستھان حکومت نے پروجیکٹ کے اخراجات کی ذمہ داری علی الترتیب 90:10 تناسب میں لی۔ پروجیکٹ کا دوسرا مرحلہ یکم جولائی 1994 سے 30 جون 1998 تک چلا۔ دوسرے مرحلے میں راجستھان حکومت اور سویڈش ایجنسی کے اخراجات برداشت کرنے کی ذمہ داری ترمیم کر کے 50:50 کر دی گئی۔ مرکزی حکومت سویڈش ایجنسی کے حصے کی گنجائش اپنے بجٹ میں کر رہی تھی، جسے بعد میں سویڈش ایجنسی پروجیکٹ کے حقیقی اخراجات کی بنیاد پر واپس کر دیا جاتا تھا۔

پروجیکٹ کا تیسرا مرحلہ یکم جولائی 1998 سے شروع ہونا تھا۔ لیکن پوکھرن کے بعد کے واقعات کے سبب سویڈش ایجنسی نے 30 جون 1998 سے پروجیکٹ کے لیے تعاون دینے سے انکار کر دیا۔ پروجیکٹ کے تیسرے مرحلے (یکم جولائی 1995 سے 30 جون 2003) کے لیے، اقتصادی تعاون کی غرض سے محکمہ بین الاقوامی ترقیات (DFID) نے یکم جولائی 1999 سے راجستھان حکومت کے ساتھ 50:50 کی بنیاد پر پروجیکٹ کے اخراجات برداشت کرنے کی منظوری دے دی۔

سال 2003.2004 کے دوران شکشا کرمی پروجیکٹ کے DFID کے متوقع حصے کے لیے مرکزی منصوبہ بجٹ میں 10 کروڑ روپے کا اہتمام کیا گیا۔

مہیلا سماکھیا

مہیلا سماکھیا پروگرام (تعلیم برائے مساوات خواتین) دیہی علاقوں کی عورتوں کے لیے خاص طور پر سماجی اور اقتصادی لحاظ

سے پسماندہ خواتین طبقات کی تعلیم اوران کو با اختیار بنانے کا ایک ٹھوس پروگرام ہے۔اسے 10 ریاستوں کے 56 اضلاع کے 9,000 سے زیادہ گاؤوں میں نافذ کیا جارہا ہے۔یہ ریاستیں ہیں آندھرا پردیش، گجرات، کیرل، کرناٹک، اُتر پردیش، بہار، جھارکھنڈ، مدھیہ پردیش اورآسام۔

اس اسکیم کے مقاصد ہیں:عورتوں کی خودشبیہی اور خوداعتمادی میں اضافہ کرنا،ایسے ماحول کی تعمیر کرنا جس میں عورتیں وہ علم اور معلومات حاصل کرسکیں جوانہیں سماج میں تعمیری کرداراداکرنے کا مجاز بنا سکے،مینجمنٹ لامرکزی اور شراکتی طریقہ اختیار کرنا، مہیلا سنگھوں کو گاؤوں میں تعلیمی سرگرمیوں کی تشخیص اور نگرانی کرنے کا اہل بنانا عورتوں،نوعمرلڑکیوں کو تعلیم کے مواقع فراہم کرنا اور عورتوں اورلڑکیوں کی رسمی اورغیررسمی دونوں طرح کے تعلیمی پروگراموں میں زیادہ سے زیادہ شراکت کوممکن بنانا۔

مہیلا سنگھ وہ مرکزی نقطہ ہے جہاں سبھی سرگرمیوں کا منصوبہ بنایا جاتا ہے اور جہاں خواتین مل بیٹھ کر اپنے مسائل پرغور کرسکتی ہیں۔دو سے زیادہ خواتین کے گروپ کو جسے ''سکھی'' یا ''سہایکی'' کہا جاتا ہے،محرک کے طور پر کام کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔''سنگھ'' کے لیے مختص فنڈ بینک/ڈاکخانے میں جمع کی جاسکتی ہے۔اس فنڈ کا استعمال عورتوں کے ذریعہ تین سال تک اجتماعی کاموں کے لیے کیا جاسکتا ہے۔''سہیوگنیاں'' جودس گاؤوں کے گروپ کی دیکھ بھال کرتی ہیں،سنگھ کے محرک،معاون اور رہنما کے طور پرکام کرتی ہیں۔

جن شالہ

جن شالہ پروگرام حکومت ہند اور پانچ اقوام متحدہ ایجنسیاں ILO, UNESCO, UNICEF, UNDP اور UNFPA کے ذریعہ مل کر چلایا جارہا ہے۔یہ دنیا میں پہلا پروگرام ہے جس میں اقوام متحدہ کی پانچ ایجنسیاں مل کر کام کررہی ہیں اور تعلیم کے میدان میں ایک پہل کو کامیاب بنانے کے لیے انہوں نے اپنے وسائل کو یکجا کردیا ہے۔یہ پروگرام ہمہ گیر ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کی کوششوں کی حوصلہ افزائی کے لیے چلایا جارہا ہے۔جن شالہ سماج پرمبنی ابتدائی تعلیم پروگرام ہے۔اس کا مقصد سماج کے محروم اور پسماندہ طبقات،خاص طور پرلڑکیوں اور بچوں،درج فہرست ذات/قبائل/اقلیتوں،کام کرنے والے بچوں اور ایسے بچوں کو جنہیں خصوصی دیکھ بھال کی ضرورت ہو،ابتدائی تعلیم کی فراہمی کو آسان اور موثر بنانا ہے۔جن شالہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ بلاک پرمبنی پروگرام ہے جس میں سماج کے حصہ لینے اور لامرکزیت پر زور دیا جاتا ہے۔بلاکوں کا انتخاب مختلف اشارہ کاروں جیسے کم تر خواتین خواندگی،بچہ مزدوری کے پائے جانے اور درج فہرست ودرج فہرست قبائل کی آبادی کا زیادہ ہونے کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔UNDP,UNICEF اور UNFPA نے اس پروگرام کے لیے 2 کروڑ ڈالر کے تعاون کا وعدہ کیا ہے۔UNESCO اور ILO نے تکنیکی صلاح دینے کی تجویز پیش کی ہے۔

یہ پروگرام 1998 سے 2002 تک پانچ سالوں تک چلنا تھا جسے اب 2004 تک بڑھا دیا گیا ہے۔اس کے تحت نو ریاستوں کے 139 بلاکوں کا احاطہ کیا گیا ہے،یہ نو ریاستیں ہیں:آندھرا پردیش،جھارکھنڈ،چھتیس گڑھ،کرنٹک،مدھیہ پردیش، مہاراشٹر،اڑیسہ،راجستھان اوراتر پردیش۔اس پروجیکٹ پرکل 103.13 کروڑ کے مصارف ہوں گے۔

اب تک اس پروگرام کے تحت تقریباً 1500 متبادل اسکول کھولے جاچکے اس اور 58.000 ٹیچروں کو مختلف تعلیماتی پہلوؤں پر ایک دور کی تربیت دی جاچکی ہے۔جن شالہ پروگرام کے ذریعہ کیے گئے اشتراک کو تسلیم کیے جانے کے طور پر اقوام متحدہ کی ایکونامک اینڈ سوشل کونسل (ESOSOC) نے دنیا میں حکومت اوراقوام متحدہ نظام کے تعاون سے چلنے والے پروگرام کی دو بہترین مثالوں میں سے ایک جن شالہ کو منتخب کیا ہے۔

اساتذہ کی تعلیم

این پی ای اور پی او اے، (قومی تعلیمی پالیسی اور عمل درآمد پروگرام) 1986 کے مطابق ٹیچر تعلیم کے ڈھانچے میں تبدیلی اور اس کی تشکیل نو کی اسکیم، جو مرکز کی اسپانسر کی ہوئی تھی، 88-1987 میں شروع کی گئی۔ اس اسکیم کے قیام کا مقصد ملک میں ابتدائی تعلیم دینے والے اساتذہ بالغوں اور غیر رسمی تعلیم فراہم کرنے والے کارکنان کی صلاحیت میں اضافہ کرنا اور ان کے لیے قابل عمل ادارہ جاتی بنیادی ڈھانچہ اور تعلیم اور ٹریننگ کے معیار میں مسلسل اضافہ کے لیے تعلیمی اور تکنیکی وسائل پیدا کرنا ہے۔ اس اسکیم میں ابتدائی تعلیم کے اساتذہ، غیر رسمی تعلیم/تعلیم بالغان کے معلمین تعلیم وسائل کی معاونت فراہم کرنے کے لیے ہر ایک ضلع میں ایک ضلع تعلیمی و تربیتی ادارہ (DIET) قائم کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ اسکیم میں سکنڈری اسکولوں کے اساتذہ کی قبل ملازمت اور دوران ملازمت تربیت کا اہتمام کرنے اور سکنڈری اسکولوں کی توسیع کے لیے سکنڈری اساتذہ کی تعلیم کے اداروں کا رتبہ بڑھا کر انہیں سی ٹی ای (کالج آف ٹیچر ایجوکیشن) اور آئی اے ایس ای (انسٹی ٹیوٹ آف ایڈوانسڈ اسٹڈیز ان ایجوکیشن) میں تبدیل کر دینے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ آئی اے ایس ای ابتدائی تعلیم کی ٹریننگ کی تیاری، پرائمری اور سکنڈری اسکولوں کے اساتذہ اور سکنڈری اسکولوں کے پرنسپلوں کی ٹریننگ کے پروگرام کا اہتمام کرتی ہے اور جدید سطح کی بنیادی اپلائیڈ ریسرچ اور ڈی آئی ای ٹی (ڈسٹرکٹ انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ) کو تعلیمی سرگرمیوں سے متعلق رہنما خطوط فراہم کرتی ہے۔

اب تک مختلف ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 492 ڈی آئی ای ٹی کو منظوری دی گئی ہے۔ 86 سی ٹی ای اور 38 آئی اے ایس ای کو منظوری دی گئی۔ 20 ریاستی تعلیمی ریسرچ اور ٹریننگ کونسلوں (SCERT) کو مضبوطی فراہم کرنے کے لیے مالی امداد بھی دی جارہی ہے۔ 23 لاکھ سے زیادہ ٹیچروں کے لیے اسپیشل اورنٹیشن پروگرام (SOPT) کے تحت اورنٹیشن ٹریننگ دی گئی ہے جس کے تحت آپریشن بلیک بورڈ کے ساز وسامان کے استعمال اور سیکھنے کی کم سے کم سطح (M.L.L) پالیسی کی حکمت عملی نافذ کرنے کی ٹریننگ دی جاتی ہے اور زبان (لسانیات) حساب اور ماحولیاتی مطالعاتی تعلیم پر خاص زور دیا گیا ہے۔ منصوبہ بندی کے ابتدائی تعلیم کے ورکنگ گروپ کی رپورٹ کی سفارش پر ٹیچر ایجوکیشن اسکیم پر نظر ثانی کی جارہی ہے تاکہ یہ زیادہ مربوط اور ریاست کے لیے مخصوص بن سکے۔

قومی کونسل برائے ٹیچر ایجوکیشن

قومی کونسل برائے ٹیچر ایجوکیشن (این سی ٹی ای) 17 اگست 1995 کو پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت قائم کیا گیا تھا۔ یہ کونسل ٹیچر ایجوکیشن نظام کی منصوبہ بند اور مربوط ترقی، اساتذہ کی تعلیم کے معیار اور ضوابط کی برقراری اور ریگولیشن اور دوسرے متعلقہ امور کے حصول کے مقصد سے قائم کی گئی ہے۔ NCTE کو مرکزی حکومت سے مکمل طور پر فنڈ فراہم کیا جاتا ہے۔ مارچ 2003 کو ملک میں NCTE کے ذریعے تسلیم شدہ 2,726 ٹیچر ایجوکیشن انسٹی ٹیوٹ تھے۔

قومی بال بھون

قومی بال بھون (جسے پہلے ہندوستان کی بال بھون سوسائٹی کہا جاتا تھا) کا قیام 1956 میں عمل میں آیا۔ یہ ادارہ 5 تا 16 سال کے بچوں، خاص طور سے سماج کے کمزور طبقات کے بچوں میں تخلیقی عمل کی حوصلہ افزائی کے لیے کام کر رہا ہے۔ قومی بال بھون میں بچے اپنی پسند کی سرگرمیوں میں حصہ لے سکتے ہیں جیسے تخلیقی فن، اسٹیج فن، ماحول، فلکیات، فوٹوگرافی، مربوط سرگرمیاں، جسمانی سرگرمیاں، سائنس سے متعلق سرگرمیاں وغیرہ۔ بال بھون کا مقصد آزاد اور خوشگوار ماحول میں بچوں کی ہمہ گیر نشوونما کرنا اور ان کے سائنسی مزاج کو فروغ دینے میں مدد کرنا ہے۔

قومی آبادیاتی تعلیمی پروجیکٹ

قومی آبادیاتی تعلیمی پروجیکٹ (NEAP--اسکولی تعلیم) کو ادارہ جاتی شکل فراہم کرنے کے لیے اپریل 1980 میں شروع کیا گیا تھا۔ یہ بیرونی امداد یافتہ پروجکٹ ہے اور پوری طرح اقوام متحدہ کے آبادی فنڈ کے ذریعہ مصارف برداشت کیے جاتے ہیں۔ یہ پروجیکٹ اعلیٰ اور تعلیم بالغاں سیکٹر میں بھی نافذ کی جارہی ہے۔ پروجیکٹ کا چوتھا دور دسمبر 2002 تک بڑھادیا گیا ہے۔ یہ طے کیا گیا ہے کہ سال 2003 سے مرکزی حکومت پروجیکٹ کے لیے فنڈ فراہم کرے گی۔

اسکولی تعلیم کی ماحولیاتی جہت یابی

قومی تعلیمی پالیسی 1986 میں کہا گیا ہے کہ ماحول کی حفاظت ایسی قدر ہے جو کچھ دیگر اقدار کے ساتھ تعلیم کے سبھی مراحل میں نصابات کا لاینفک جزو ہونا چاہیے۔ اس اعلیٰ مقصد کو عمل میں لانے کے لیے طلبا کی عقل وفہم کو ان میں جبلی خطرات کے تئیں جو فطرت میں ماحولیاتی توازن کو منتشر کرتے ہیں، حساس بنایا جانا چاہیے۔ اس قدم سے طلباء میں ماحول کی حفاظت کے بنیادی تصورات کے لیے آگہی اور احترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے 89-1988 میں مرکزی کفالتی اسکیم ''اسکولی تعلیم کی ماحولیاتی جہت یابی'' شروع کی گئی۔ اس اسکیم کے تحت رضا کار تنظیموں کو اسکول کے تعلیمی پروگراموں کو مقامی ماحولیاتی حالات کے ساتھ یکجا کرنے کے تجرباتی اور نئے پروگرام شروع کرنے کے لیے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ سال 2002.203 کے دوران 27 رضا کار تنظیموں کو ماحولیاتی تعلیم کے میدان میں تجرباتی پروجیکٹوں کو شروع کرنے کے لیے 174 لاکھ روپے مالی امداد فراہم کی گئی۔

اسکولوں میں سائنس کی تعلیم میں اصلاح

قومی تعلیم پالیسی 1986 کے مطابق سائنس کی تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے اور سائنسی مزاج کو فروغ دینے کے لیے 88-1987 کے دوران ''اسکولوں میں سائنس کی تعلیم میں بہتری'' نام کی ایک اسکیم شروع کی گئی تھی۔ اس کے تحت مرکز کے زیر انتظام علاقوں وریاستی حکومتوں اور رضا کار تنظیموں کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ رضا کار تنظیموں کو تجرباتی اور نئے پروگرام کے لیے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے جب کہ ریاستی حکومتوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو اپر پرائمری اسکولوں میں سائنس کٹس (Kits) کی فراہمی سکنڈری اور سینئر سکنڈری اسکولوں کی سائنس لیباریٹریز اپ گریڈ کرنے اور مضبوط بنانے، سکنڈری اور سینئر سکنڈری اسکولوں کو سائنس سے متعلق مضامین کی کتابوں کی سپلائی اور سائنس اور حساب کے اساتذہ کی ٹریننگ کے لیے مالی امداد دی جاتی ہے۔

اس اسکیم کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ اسکول سطح کے ہندوستانی طلبا کو ریاضی کی بین الاقوامی اولمپیاڈ (آئی ایم او) اور بین الاقوامی فزکس اولمپیاڈ (آئی پی او) میں شریک ہونے کا اہل بنایا جائے۔ ہندوستانی طلبا آئی ایم او میں 1989 سے اور آئی پی او میں 1998 بین الاقوامی کیمیا اولمپیاڈ میں 1999 سے شرکت کر رہے ہیں۔ سال 2000 سے بھارتی طلباء انٹرنیشنل بائلوجی اولمپیاڈ میں حصہ لے رہے ہیں۔

طالبات کے لیے بورڈنگ اور ہوسٹل کی سہولتیں

اسکیم کے تحت اہل رضا کار تنظیموں کو مالی امداد دی جاتی ہے تاکہ وہ اسکولوں میں کمزور طبقات اور دیہی علاقوں کی نوعمر لڑکیوں

کے داخلے میں اضافے کی کوشش کریں۔ امداد فراہم کرنے کے معاملے میں تعلیمی طور پر پچھڑے اضلاع میں خاص طور سے ایسے علاقوں میں جہاں درج فہرست ذات/ قبائل اور تعلیمی طور پر پسماندہ اقلیتوں کے لوگوں کی اکثریت ہو، ترجیح دی جاتی ہے یہ امداد ان ذیل مدوں پر خرچ کی جاتی ہے۔

(i) ہوسٹل میں رہنے والی ہر لڑکی کو کھانے کے اخراجات، باورچی اور وارڈن کی تنخواہ کے لیے 10,000 روپے سالانہ دیے جاتے ہیں بشرطیکہ ہوسٹل بورڈنگ ہاؤس میں کم سے کم 25 لڑکیاں ہوں اور وہ تسلیم شدہ تعلیمی اداروں میں چھٹی سے بارہویں درجات میں تعلیم پا رہی ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ لڑکیوں کی کل تعداد 150 سے زیادہ نہ ہو۔ کلاس آٹھ میں پیشہ ورانہ/تکنیکی کورس کرنے والی طالبہ بھی اس اسکیم کے تحت مالی امداد پانے کی اہل ہیں۔

(ii) ہوسٹل میں رہنے والی ہر لڑکی کی صرف ایک مرتبہ 3000 روپے کی امداد پلنگ، فرنیچر، برتن، بنیادی تفریحی سامان خصوصاً اسپورٹس کا سامان اور کتابوں کی خریداری کے لیے دیے جاتے ہیں۔

(iii) رکھ رکھاؤ امداد اور کرایہ کی ادائیگی (75 فی صد تک کے اخراجات) قابل قبول ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ کسی بھی معاملے میں یہ خرچ 5 لاکھ سالانہ سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ اب یہ اسکیم ایک نئی اسکیم ''رسائی اور اصول معدلت'' کے تحت زیرِ عمل ہے۔

نوودیہ ودیالیہ

ملک کے ہر ضلع میں ایک ماڈل اسکول کھولنے کا تصور قومی تعلیمی پالیسی 1986 کے تحت کیا گیا تھا۔ اس کے مطابق ایک اسکیم تیار کی گئی جس کے تحت ہر ضلع میں مخلوط تعلیم والے اقامتی اسکول کھولنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جنھیں اب جواہر نوودیہ ودیالیہ کہا جاتا ہے۔ نوودیہ ودیالیہ مکمل طور پر مخلوط تعلیم والے اقامتی اسکول ہیں اور یہ سینئر سکنڈری سطح تک کی تعلیم فراہم کرتے ہیں یہ اسکیم 86-1985 میں تجربہ کے طور پر دو اسکولوں کے قیام کے ساتھ شروع ہوئی تھی۔ آج اس کے تحت 34 ریاستوں اور مرکز کے زیرِ انتظام علاقوں میں 491 اسکول کھولے جا چکے ہیں جن میں 1.43 لاکھ طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ہر سال تقریباً 30,000 نئے طلباء ان اسکولوں میں داخلہ لیتے ہیں۔ نوودیہ ودیالیوں میں نشوونما کا ایک نیا اسلوب اپنایا جا رہا ہے جس میں خاص طور سے دیہی علاقوں کے ذہین، ہوشیار اور باصلاحیت بچوں کی پہچان کی جاتی ہے اور انہیں آگے بڑھنے کے مواقع دیے جاتے ہیں ورنہ ایسے بچوں کو بہتر تعلیمی سہولیات نہیں مل پاتیں۔ ہر ایک نوودیہ ودیالیہ میں کم سے کم ایک تہائی لڑکیوں کے داخلے کو یقینی بنانے کی بھی کوشش کی جاتی ہے۔ مائیگریشن (منتقلی) نوودیہ ودیالیہ کی ایک بے مثال خوبی ہے جہاں نویں کلاس کے 30 فی صد طلباء کو لسانی علاقے (ہندی بولنے والوں کے علاقوں میں غیر ہندی زبان بولنے والے اور اس کے برخلاف) سے مختلف لسانی علاقوں میں تبادلے کی اجازت ہے۔ شرط یہ ہے کہ انہوں نے کسی اسکول میں ایک پورے اکیڈمک سال تک تعلیم حاصل کی ہو، اس کا مقصد ملک کی گنگا جمنی تہذیب اور طرح طرح کے لوگوں کو سمجھتے ہوئے قومی اتحاد کو فروغ دینا ہے۔

کیندریہ ودیالیہ سنگٹھن

سنٹرل اسکولوں کے قیام کی اسکیم کی منظوری مرکزی حکومت نے 1962 میں دوسرے پے کمیشن کی سفارشوں کی بنیاد پر دی تھی۔ شروع میں مختلف ریاستوں میں چلنے والے 20 اقامتی اسکولوں کو کیندریہ ودیالیوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ بعد میں وزارت تعلیم نے کیندریہ ودیالیہ سنگٹھن کی تشکیل کی اور دسمبر 1965 میں سوسائٹی کی حیثیت سے اس کا رجسٹریشن بھی ہو گیا۔ جس کا مقصد کیندریہ ودیالوں کا قیام اور ان پر نگرانی رکھنا تھا۔ یہ اسکول بشمول فوجیوں کے مرکزی حکومت کے ان ملازمین کے بچوں کے لیے

کھولے گئے تھے جن کے تبادلے ملک بھر میں کہیں بھی ہوتے رہتے ہیں تاکہ انہیں تعلیم کا یکساں نصاب سبھی جگہ فراہم کرایا جا سکے۔اس وقت کیندریہ ودیالیوں کی تعداد 899 ہے۔سبھی کیندریہ ودیالیوں میں یکساں نصاب اپنایا جاتا ہے۔

ثانوی تعلیم

قومی کونسل برائے تعلیمی تحقیق اور تربیت

قومی کونسل برائے تعلیمی تحقیق اور تربیت (این سی ای آر ٹی) کا قیام ستمبر 1961 میں ہوا تھا۔کونسل حکومت ہند کے وزارت فروغ انسانی وسائل کے مشیر کے طور پر کام کرتی ہے۔کونسل کا خاص مقصد وزارت کو اسکولی تعلیم کے میدان میں پالیسیاں اور اہم پروگرام کے نفاذ میں تعاون اور صلاح دینا ہے۔اس کا ہیڈ کوارٹر نئی دہلی میں ہے۔کونسل کے کل اخراجات کو حکومت ہند برداشت کرتی ہے۔

NCERT اپنے اجزا ڈپارٹمنٹ آف نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن (NIE)، نئی دہلی، سنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشنل ٹکنالوجی (CIET)، نئی دہلی، پنڈت سندر لعل شرما سنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف ووکیشنل ایجوکیشن (PSSCIVE) بھوپال اور علاقائی تعلیمی ادارے بھوپال، اجمیر، بھونیشور، میسور اور شیلانگ میں واقع علاقائی تعلیمی اداروں کے ذریعہ معیار میں بہتری پیدا کرنے کے لیے تعلیمی و تکنیکی مدد فراہم کرتی ہے۔ کونسل اسکولی تعلیم اور ٹیچر تعلیم میں تحقیق کے لیے، امداد اور ترغیب دیتی ہے اور ہم آہنگی قائم کرتی ہے۔اساتذہ کے لیے قبل خدمات اور خدمات کے دوران ٹریننگ کا اہتمام کرتی ہے۔اداروں کو اضافی خدمات فراہم کراتی ہے۔تدریس کی بہتر تکنیک، عمل اور قیمت کو فروغ دیتے ہوئے ان کے بارے میں تجرباتی عمل کرتی ہے۔تعلیم سے متعلق معلومات اکٹھا کرنا، تالیف، نشر و اشاعت اور مدون کے عمل بھی انجام دیتی ہے، اسکولی تعلیم میں بہتر اصلاح کے لیے پروگرام کا نفاذ کرنے اور فروغ دینے میں ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو تعاون دیتی ہے، یہ بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ بھی تعاون کرتی ہے۔ایشیا اور پیسفک علاقوں میں فروغ سے متعلق تجدید تعلیمی پروگرام (APEID) یونیسکو، بنکاک سے منسلک قومی ترقیاتی گروپ (NDG) کے اکیڈمک سکریٹریٹ کے طور پر بھی کام کرتی ہے اور نصاب کی کتابوں کو فروغ دینا، طبع کرنا اور ان کی تقسیم کا کام بھی کرتی ہے۔حال ہی میں NCERT نے تکنیکی اور ووکیشنل تعلیم کے انٹرنیشنل پروجیکٹ کا مرکز ہونے کی وجہ سے اخلاقی تعلیم کے قومی وسائل مرکز، مخصوص ضرورت والے بچوں کے لیے بین الاقوامی مرکز، کمپیوٹر وسعت تعلیم ملٹی میڈیا لیبارٹری والے قومی سرکز کی تشکیل کی ہے۔

ذہین بچوں کی تلاش کی قومی اسکیم

تحقیق اور ٹریننگ کی قومی کونسل نے نیشنل سائنس ٹیلنٹ سرچ اسکیم کو 1963 میں دسویں کلاس کی سطح پر ذہین طلبا کی شناخت کے لیے ایک اہم منصوبے کے طور پر مرکز کے زیر انتظام علاقے دہلی میں شروع کیا تھا۔1964 میں پورے ملک میں اس کی توسیع کی گئی، اس کے تحت مجموعی طور پر 350 اسکالرشپ دی جاتی تھی۔پچھلے کچھ سالوں میں اس اسکیم میں کئی طرح کی تبدیلیاں کی گئیں۔1977 میں نیشنل سائنس ٹیلنٹ سرچ اسکیم کا نام بدل کر نیشنل ٹیلنٹ سرچ اسکیم کر دیا گیا۔اس وقت اسکالرشپ کی کل تعداد 1,000 ہے ان میں سے 150 درج فہرست ذات اور قبائل کے لیے ہے۔

اس اسکیم کے دو مرحلے ہیں۔پہلے مرحلے میں ریاست / مرکز کے زیر انتظام علاقے اپنے متعلقہ علاقوں میں تحریری امتحان کا انعقاد کرتے ہیں۔یہ امتحان ہر سال نومبر میں ہوتا ہے۔مقررہ تعداد میں امیدواروں کی سفارش NCERT کے ذریعے کی

جاتی ہے۔ یہ سفارش دوسرے مرحلے کے انتخاب کے لیے ہوتی ہے۔ جس میں تحریری امتحان اور انٹرویو دونوں ہی ہوتے ہیں۔ تحریری امتحان مئی میں اور انٹرویو جولائی/اگست میں ہوتا ہے۔

یونیورسٹی اور اعلیٰ تعلیم

اس وقت ملک میں 306 یونیورسٹی سطح کے ادارے ہیں (اس میں 18 مرکزی یونیورسٹیاں، 186 ریاستی یونیورسٹیاں، 5 ریاستی مقننہ ایکٹ کے تحت قائم 5 ادارے، 84 تسلیم شدہ (deemed) یونیورسٹیاں اور 13 قومی اہمیت کی انسٹی ٹیوٹ ہیں۔) ان میں 38 انسٹی ٹیوٹ زراعت سے متعلق تعلیم (بشمول جنگل بانی، ڈیری، ماہی گیری اور بیطاری سائنس)۔ 21 طب (بشمول آیوروید) 44 انجینئرنگ اور ٹکنالوجی اور 4 انفارمیشن ٹکنالوجی، 4 قانونی تعلیم فراہم کرتے ہیں۔ اوپن یونیورسٹیوں کی تعداد نو ہے اور وومن یونیورسٹیاں پانچ ہیں۔ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں داخل طلبا، کی تعداد 88 لاکھ ہے جبکہ اساتذہ کی تعداد 4 لاکھ سے زیادہ ہے۔

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کا قیام 1956 میں عمل میں آیا تھا۔ اس کے قیام کا مقصد یونیورسٹیوں اور دیگر متعلقہ تنظیموں کے ساتھ مشاورت کرکے ایسے اقدامات کرنا تھا جو یونیورسٹی کی تعلیم کی افزائش اور ارتباط کے لیے موزوں ہوں اور یونیورسٹیوں میں تدریس، امتحان اور تحقیق کے معیار متعین کرنے اور انہیں بنائے رکھنے کے لیے ضروری ہوں۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن مرکز اور ریاستی حکومتوں اور اعلیٰ تعلیم کے اداروں کے درمیان ارتباط ادارے کا کام کرتا ہے۔ یہ ان حکومتوں اور اداروں کے لیے اعلیٰ تعلیم سے متعلق امور پر مشاورتی تنظیم کا بھی کام کرتا ہے۔ اور ان مقاصد کی تکمیل کے لیے کمیشن دیگر باتوں کے علاوہ، یونیورسٹیوں کی مالی ضرورتوں کے بارے میں جانچ کرسکتا ہے یونیورسٹیوں اور کالجوں کے رکھ رکھاؤ اور ترقی کے لیے مالی اعانت مختص اور ادائیگی کرسکتا ہے، یکساں خدمات اور سہولیات قائم کرسکتا ہے یونیورسٹی تعلیم میں اصلاح کے طریقوں کے بارے میں تجویز پیش کرسکتا ہے ایکٹ کے مطابق اصول وضوابط بنا سکتا ہے اورنئی یونیورسٹیوں کے قیام اور مالی اعانت کے اختصاص کے بارے میں صلاح دے سکتا ہے۔ کمیشن میں ایک چیرمین، وائس چیرمین اور 10 دیگر ممبران ہوتے ہیں جن کی تقرری مرکزی حکومت کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اس کے علاقائی دفاتر حیدرآباد، پونے، بھوپال، کولکاتہ، گوہاٹی اور بنگلور میں واقع ہیں۔ شمالی علاقائی دفتر جو کہ پہلے غازی آباد میں واقع تھا، اب نئی دہلی میں واقع یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے ہیڈ کوارٹر کے ساتھ ملا دیا گیا ہے اور اس کا نام شمالی علاقائی کالج بیورو رکھ دیا گیا ہے۔

خودمختار ریسرچ تنظیمیں

تاریخی تحقیق کی ہندوستانی کونسل نئی دہلی، جو 1972 میں قائم ہوئی تھی۔ تاریخی تحقیق پر ایک قومی پالیسی پر عمل درآمد کرتی ہے اور تاریخ کو سائنسی انداز میں تحریر کرنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ یہ تنظیم ریسرچ پروجیکٹ چلاتی ہے۔ نجی اسکالروں کے پروجیکٹوں کو مالی امداد دیتی ہے۔ فیلوشپ ایوارڈ کرتی ہے اور اشاعت اور ترجمہ کا کام کرتی ہے۔

فلسفیانہ ریسرچ کی ہندوستانی کونسل نے 1977 میں کام کرنا شروع کیا تھا اس کے نئی دہلی اور لکھنؤ میں دفاتر ہیں۔ یہ تنظیم تحقیق کے سلسلے میں ہونے والی پیش رفت کا جائزہ لیتی ہے، فلسفہ میں ریسرچ اور تحقیق کے پروگراموں اور پروجیکٹوں کو اسپانسر کرتی ہے یا امداد دیتی ہے اور فلسفہ اور موضوعات ڈسپلن میں تحقیق کے لیے فرد یا تنظیموں کو مالی امداد فراہم کرتی ہے۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ایڈوانسڈ اسٹڈی شملہ 1965 میں قائم ہوئی تھی۔ جوعلوم انسانی (Humanities) سوشل سائنس اور نیچرل سائنس میں ایڈوانس ریسرچ کے لیے ایک رہائشی مرکز ہے۔ یہ اسکالروں کی ایک برادری ہے جوتصوراتی ترقی پرمبنی علم اور معلومات کی نئی سرحدوں کی تلاش میں ہےاور عصری افادیت کے سوالوں پر ڈسپلن کا ایک منظرنامہ پیش کرتی ہے۔

سوشل سائنس ریسرچ کی ہندوستانی کونسل نئی دہلی ایک خودمختار ادارہ ہے جوسماجی سائنس تحقیق کوفروغ دینے اور ان میں تال میل قائم رکھنے کے اقدام کرتی ہے اس کے اصل کاموں میں سماجی سائنس ریسرچ کی ترقی کا جائزہ، حکومت کو ریسرچ سرگرمیوں میں مشورے دینا، ریسرچ پروگرام اسپانسر کرنا اور سوشل سائنس میں ریسرچ کے لیے نجی طور پر کام کرنیوالوں اور تنظیموں کوامداد دینا شامل ہے۔

دیہی اداروں کی قومی کونسل ایک خودمختار تنظیم کی حیثیت سے 1995 میں قائم کی گئی تھی جس کومرکزی حکومت پوری امداد دیتی ہے۔ اس تنظیم کے قیام کا مقصد تعلیم پر مہاتما گاندھی کے انقلابی نظریات کے خطوط پر دیہی اعلیٰ تعلیم کوفروغ دینا، تعلیم پر گاندھیائی فلسفہ کی رو سے رضا کار تنظیموں اور تعلیمی اداروں کوفروغ دینا اور نیٹ ورک کومضبوط بنانا نیز سماجی اور دیہی ترقی کے لیے ریسرچ کو ایک اہم وسیلے کے طور پر ترقی دینا ہے۔

اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی

اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی (اگنو) پارلیمنٹ میں قانون بنا کر ستمبر 1985 میں ملک کے تعلیمی نظام میں اوپن یونیورسٹی اور فاصلہ جاتی نظام تعلیم کو رائج کرنے اور فروغ دینے اور ایسے نظاموں میں معیار کا تعین کرنے اور ان کو مربوط بنانے کے لیے قائم کی گئی تھی۔ یونیورسٹی کے اہم مقاصد میں آبادی کے ایک بڑے حصے کے لیے اعلیٰ تعلیم تک رسائی کو وسعت دینا، تعلیم کے عمل کو جاری رکھنے کے پروگرام منظم کرنا اور خواتین و پسماندہ نیز پہاڑی علاقوں میں رہنے والوں کے لیے اعلا تعلیم کے خصوصی پروگرام شروع کرنا شامل ہے۔

اگنو یونیورسٹی سطح پر تعلیم کا ایک جدید نظام فراہم کرتی ہے۔ تدریس کے طریقہ کار اور رفتار اور نصابات کے تال میل، داخلے کی کی اہلیت، داخلے کی عمر اور امتحانات کے طریقوں میں بھی وہ دوسروں سے بالکل مختلف اور اوپن ہے۔ یونیورسٹی نے شائع شدہ لٹریچر اور سمعی اور بصری آلات پر مشتمل ایک مربوط کثیر میڈیا یا تعلیمی حکمت عملی اختیار کی ہے اس کے ساتھ وہ ملک بھر میں اسٹڈی مراکز کے نیٹ ورک پر مشاورتی سشن کا بھی اہتمام کرتی ہے۔ یونیورسٹی مسلسل تعین قدر کے ساتھ ساتھ سشن کے اختتام پر امتحانات منعقد کرتی ہے۔

اندرا گاندھی اوپن یونیورسٹی نے 1987 میں اپنے پروگرام شروع کیے اور اب تک یہ ڈاکٹریٹ، پوسٹ گریجویٹ، ڈگری پروگراموں، ایڈوانسڈ پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ، ڈپلومہ پروگراموں اور سرٹیفکیٹ پروگراموں وغیرہ کے 800 کورسوں پر مشتمل 82 پروگرام شروع کرچکی ہے۔ 2003 کے دوران 3.20 لاکھ سے زاید طلبا کو تعلیم کے مختلف پروگراموں کے لیے رجسٹرڈ کیا گیا۔ یونیورسٹی نے خاص طور پر طلبا کی مدد کے لیے سروس نیٹ ورک قائم کیے ہیں جو ملک کے مختلف حصوں میں قائم 48 ریجنل مراکز اور 1,119 اسٹڈی مراکز پر مشتمل ہے۔ اگنو نے عورتوں، درج فہرست ذاتوں/قبائل اور جسمانی طور پر معذوروں کے لیے 269 مراکز مطالعہ قائم کیے ہیں۔ یونیورسٹی نے قانونی اتھارٹی کی حیثیت سے جو فاصلہ جاتی تعلیمی کونسل قائم کی ہے وہ فاصلہ جاتی تعلیم کے معیار کے تعین میں ایک کلیدی ادارہ ہے۔ 26 جنوری 2001 کو اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی نے ، گیان درشن، نام سے ایک تعلیمی چینل شروع کیا تھا جو اب اپنی نشریات 24 گھنٹے کرتا ہے۔ IGNOU نے نومبر 2001 میں FM ریڈیو نیٹ ورک بھی

قائم کیا ہے جو طلبا کو اضافی مدد فراہم کرتا ہے۔ اسے بتدریج بڑھا کر 40 FM اسٹیشنوں کا بنایا جائے گا۔ تکنیکی تعلیم کے لیے 26 جنوری 2003 سے شروع کیا گیا ''ایکلویہ چینل'' ملک میں فاصلاتی تعلیم کی وسعت اور فروغ کی سمت ایک اور میل کا پتھر ثابت ہو رہا ہے۔

اس وقت ملک میں دس دیگر اوپن یونیورسٹیاں ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ بی۔ آر۔ امبیڈکر یونیورسٹی حیدرآباد (آندھرا پردیش) کوٹہ اوپن یونیورسٹی کوٹہ (راجستھان) نالندہ اوپن یونیورسٹی (بہار) یشونت راؤ چوہان مہاراشٹر اوپن یونیورسٹی ناسک (مہاراشٹر) مدھیہ پردیش بھوج اوپن یونیورسٹی بھوپال (مدھیہ پردیش) امبیڈکر اوپن یونیورسٹی احمد آباد (گجرات) کرناٹک ریاستی اوپن یونیورسٹی میسور (کرناٹک) اور نیتا جی سبھاش اوپن یونیورسٹی کولکاتہ مغربی بنگال اور راجرشی ٹنڈن اوپن یونیورسٹی الہ آباد (یوپی) اور تملناڈو ریاستی اوپن یونی ورسٹی، چنئی (تملناڈو) ملک میں روایتی نظام میں فاصلاتی طور پر 104 مراسلاتی کورس ادارے تعلیم فراہم کر رہے ہیں۔

درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کی تعلیم

حکومت ہند نے آزادی کے بعد درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کی تعلیمی بنیاد کو مضبوط بنانے کے لیے اقدامات کیے ہیں۔ لیکن یہ سچ ہے کہ ان کمیونٹیوں کو تعلیمی فروغ کے میدان میں دیگر کمیونٹیوں کے برابر آنے کے لیے ایک طویل راستہ طے کرنا ہے۔

تعلیم پر قومی پالیسی 1986 اور پروگرام آف ایکشن (POA) 1992 کی تعمیل میں درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے لیے ابتدائی تعلیم خواندگی اور ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے سلسلے میں محکموں کی موجودہ اسکیموں میں درج ذیل خصوصی اہتمام کیے گئے ہیں:

پرائمری اسکول کھولنے کے ضوابط نرم کر دیے گئے ہیں۔ پرائمری اسکول 300 آبادی والے مواضعات کے بجائے 200 آبادی والے مواضعات میں ایک کیلومیٹر فاصلے کے اندر کھولے جا سکتے ہیں۔ تمام ریاستوں کے سرکاری اسکولوں میں کم از کم اپر پرائمری سطح تک ٹیوشن فیس ختم کر دی گئی ہے۔ کئی ریاستوں نے سینئر سیکنڈری سطح تک ایس سی/ایس ٹی طلبا کی ٹیوشن فیس معاف کر دی ہے۔ ان لڑکوں کو نصابی کتابیں، یونیفارم اور اسکول بیگ وغیرہ بھی فراہم کیے جاتے ہیں دوپہر کے کھانے کی اسکیم کو بھی ایک ترغیبی پروگرام کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ اس میں ملک کے سبھی سرکاری اور مقامی اداروں اور سرکاری امداد یافتہ اسکولوں کا احاطہ ہوتا ہے۔ اس کا مقصد اسکولوں میں داخلے، حاضری اور تعلیم درمیان میں ہی نہ چھوڑ دینے کی حالت میں بہتری کے ساتھ ساتھ بچوں کی تغذیئی سطح کو بھی بہتر بنانا ہے۔ سروشکشا ابھیان (SSA) ابتدائی تعلیم کی ہمہ گیریت کے نہایت اہم مقصود کو حاصل کرنے کی جانب ایک تاریخی قدم ہے۔ سماج میں موجود سماجی، علاقائی اور جنسی امتیاز کو دور کرنے کے ساتھ ساتھ اس پروگرام میں لڑکیوں کی تعلیم پر خاص زور دیا گیا ہے۔ پروگرام کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں: (i) لڑکیوں خاص طور پر درج فہرست ذات / قبائل اور اقلیتی گروپوں کی لڑکیوں پر خصوصی توجہ (ii) تعلیم کو ادھورا چھوڑ دینے والی لڑکیوں کے لیے واپس اسکول چلو کیمپس، (iii) لڑکیوں کے لیے مفت درسی کتابیں، (iv) لڑکیوں کے لیے خصوصی کوچنگ / اصلاحی کلاسیں اور تعلیم کا زیادہ معقول ماحول (v) موافقانہ و معقول تعلیمی مواقع کی حوصلہ افزائی کرنے کے سلسلے میں اساتذہ کو حساس بنانا، (vi) لڑکیوں کی تعلیم سے متعلق اختراعی پروجیکٹوں پر خاص زور دینا، اور (vii) 50 فی صد خواتین ٹیچروں کی تقرری۔

ضلع پرائمری تعلیم پروگرام کے تحت لڑکیوں، درج فہرست ذات، درج فہرست قبائل، معذور وغیرہ کی تعلیم کے لیے بنیادی ساختی سہولیات فراہم کرنا اور خصوصی پالیسیاں بنانا۔ آئین (93ویں ترمیم) بل 2001 میں 6 تا 14 سال کی عمر کے گروپ کے بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم حاصل کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ مہیلا سماکھیا (MS) سے تعلیم کی دستیابی اور حصولیابیوں کے معاملے میں جنسی امتیاز کو ختم کرنے پر توجہ دی گئی ہے۔ اس میں الگ تھلگ پڑ جانے اور خود اعتمادی کی کمی جابرانہ سماجی رواجوں اور زندہ رہنے کے لیے کی جانے والی جدوجہد جیسے مسائل پر توجہ دینے اور اس سے نمٹنے میں عورتوں کو (خاص طور پر سماجی اور معاشی طور پر پسماندہ اور حاشیائی گروپ) اہل بنایا جانا، شامل ہے۔ یہ سبھی مسائل عورتوں کو بااختیار بنانے میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ کستور با گاندھی سوتنتر ودیالیہ یوجنا کا مقصد درج فہرست ذات، درج فہرست قبائل، دیگر پسماندہ طبقات اور اقلیتی طبقے کی عورتوں میں خواندگی کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ 10 فی صد سے کم خواتین خواندگی والے ضلعوں میں 1500 اقامتی اسکول کھولنے کی تجویز ہے۔ دیہی علاقوں میں کھولے جانے والے یہ اسکول شروع میں پانچویں کلاس تک ہوں گے اور بعد میں ان کے درجات بڑھا دیے جائیں گے۔

تعلیمی گارنٹی اسکیم اور متبادل اور جدید تعلیم اسکول سے محروم مساکن کو دستیاب کرانے کے لیے شروع کی گئی شکشا کرمی پروجیکٹ (SKP) کا مقصد راجستھان کے دور دراز، خشک اور سماجی و اقتصادی لحاظ سے پسماندہ گاؤوں میں ابتدائی تعلیم کو ہمہ گیر بنانا اور اس کی سطح میں اصلاح پیدا کرنا ہے۔ اس پروجیکٹ میں لڑکیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ 74 فی صد شکشا کرمی اسکول درج فہرست ذات، درج فہرست قبائل اور دیگر پسماندہ طبقات سے ہیں۔ 11Ms, HTs، علاقائی انجینئرنگ کالج، مرکزی یونیورسٹیاں، کیندریہ ودیالوں اور نوودیہ دغیرہ کے بشمول مرکزی حکومت کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے لیے سیٹوں کا تحفظ۔ سیٹوں کے تحفظ کے علاوہ یونیورسٹیوں، کالجوں اور تکنیکی اداروں میں داخلہ کے لیے کم از کم نمبروں کے معاملے میں بھی رعایت دی جاتی ہے۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے ریزرویشن پالیسی کے صحیح نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے مرکزی یونیورسٹیوں کے بشمول 109 یونیورسٹیوں میں درج فہرست ذات / قبائل سیل قائم کیے ہیں۔

ریزرویشن پالیسی کے نفاذ کے جائزے کے لیے ایک مستقل کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے۔ مختلف مضامین اور لسانی مہارت میں درج فہرست ذات و درج فہرست قبائل کے طلبا کی تعلیمی سطح میں بہتری لانے اور ان میں قوت فہم بڑھانے کے لیے خصوصی تربیت اور درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے ان امیدواروں کو جو داخلہ امتحان میں کچھ ہی نمبروں سے ناکام ہو جاتے ہیں، انہیں ایک سالہ تیاری کورس کرایا جاتا ہے اور جو مجاز ہو جاتے ہیں انہیں B.Tech کو اس کے پہلے سال میں داخلہ دے دیا جاتا ہے؛ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن درج فہرست ذاتوں / قبائل امیدواروں لکچرر کے طور پر تقرری کے لیے ماسٹر ڈگری سطح پر 5 فی صد کی (یعنی 55 فی صد سے 50 فی صد) رعایت دیتا ہے۔ درج فہرست ذاتوں / قبائل کے لیے NET (قومی اہلیتی جانچ) امتحان میں شامل ہونے کے لیے ماسٹر ڈگری سطح میں مطلوبہ 55 فی صد نمبروں سے 5 فی صد گھٹا کر 50 فی صد کر دیا گیا ہے۔ UGC ہر سال درج فہرست ذات / قبائل کو وظائف (25)، ریسرچ ایسوشیئٹ شپ (20) فیلوشپ (50) ایوارڈ کرتا ہے۔ UGC، درج فہرست ذات / قبائل کے وہ امیدوار جو UGC کی قومی اہلیت جانچ (NET) میں بیٹھتے ہیں اور لکچرر شپ کے لیے اہلیتی جانچ میں کامیاب ہوتے ہیں، انہیں ہر سال سائنس اور علوم انسان بشمول سماج علوم میں ہر سال جونیئر فیلوشپ (50) عطا کرتا ہے، درج فہرست ذات / قبائل کے امیدواروں کو جونیئر ریسرچ فیلوشپ جانچ کے لیے مقررہ کم سے کم نمبروں میں 10 فی صد کی رعایت اور JRF کے لیے مجاز ہونے پر فیلوشپ دی جاتی ہے۔ 11Ts کی اسکیم کے تحت درج فہرست ذاتوں / درج فہرست قبائل کے طلباء کو جو داخلہ امتحان میں اہل نہیں ہو پاتے انہیں 11Ts کے ذریعہ چلائے جانے والے تیاری کورسوں میں داخل کر لیا جاتا ہے اور جو تیاری کورسوں کے اختتام پر مجاز ہو جاتے ہیں اور انہیں داخلہ مل جاتا ہے انہیں 11Ts میں ٹیوشن فیس کی رعایت، بک بینک کی سہولت اور اسکالرشپ (300 روپے ماہانہ) دیا جاتا ہے۔ دیہی علاقوں کے ذہین بچوں کے لیے ثانوی سطح پر ملنے والے

43,000 وظائف میں سے 13000 وظائف مکمل طور پر درج فہرست ذات / قبائل کے طلباء کے لیے مختص ہوئے ہیں، جن کے لیے انہیں متعین معیار پورے کرنے ہوتے ہیں۔ NCERT کے ذریعہ چلائے جانے والی نیشنل ٹیلنٹ سرچ اسکیم کے تحت 225 اسکالرشپ SE/57 طلباء کے لیے محفوظ ہوئی ہے۔ ہندوستانی زبانوں کی مرکزی انسٹی ٹیوٹ، میسور، ہندستانی زبانوں کے فروغ کی ایک اسکیم ہے، یہ کام تحقیق، افرادی قوت کو فروغ دینے اور جدید ہندوستانی زبانوں بشمول قبائل زبانوں میں مواد تیار کرنے کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ 75 سے زیادہ قبائلی حاشیائی زبانوں میں کام کر چکا ہے۔ ثانوی اور اعلیٰ ثانوی اسکول کے طلبہ کے لیے بورڈنگ اور ہاسٹل کی سہولیات کو مستحکم بنانے کی اسکیم کے تحت دیہی علاقوں اور کمزور طبقات کی نوعمر لڑکیوں کے داخلوں کو بڑھانے کے لیے رضا کار تنظیموں کو صدفی صد مالی امداد دی جاتی ہے۔ تعلیمی لحاظ سے پسماندہ ضلعوں خاص طور پر جہاں درج فہرست / قبائل اور تعلیمی طور پر پسماندہ اقلیتوں کی غالب اکثریت ہو، انہیں ترجیح دی جاتی ہے۔ ایک سوچھیالیس اضلاع کی شناخت کم ترین خواتین خواندگی اضلاع کے طور پر کی گئی ہے، جن میں پروگراموں / اسکیموں کے نفاذ پر مرکز اور ریاست / مرکز کے زیر انتظام علاقے پر زیادہ توجہ دیں گے۔ ابتدائی تعلیم اور خواندگی اور محکمہ ثانوی / اعلیٰ ثانوی تعلیم کے لیے مختص بجٹوں میں مخصوص جز و منصوبہ اور درج فہرست ذاتوں اور قبایلیوں کے لیے ذیلی منصوبے کے تحت علی الترتیب 15 فی صد اور 7.5 فی صد مختص کیا جاتا ہے۔

اقلیتوں کی تعلیم

1992 میں نظر ثانی شدہ قومی تعلیمی پالیسی کی روشنی میں مساوات اور سماجی انصاف کو دھیان میں رکھتے ہوئے تعلیمی لحاظ سے پسماندہ اقلیتوں کی تعلیم پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ ترمیم شدہ کارروائی منصوبہ 1992 کے تحت مرکز کی اسپانسر کی ہوئی دو اسکیموں (i) تعلیمی طور پر پسماندہ اقلیتوں کے لیے مرتکز ایریا پروگرام کی اسکیم (ii) مدرسوں کی تعلیم کو جدید بنانے کے لیے مالی امداد اسکیم کا آغاز 94-1993 کے دوران ہوا۔

ایک عرصے سے محسوس کیا جا رہا ہے کہ ان سبھی اسکیموں کو ایک ایسے مربوط طریقے سے نافذ کیا جانا چاہیے جس سے اقلیتی تعلیمی پروگراموں کا دائرہ بڑھے، وہ زیادہ موثر اور صریحی ہوں۔ 10 ویں پنج سالہ منصوبے میں مذکورہ دونوں اسکیموں یعنی تعلیمی لحاظ سے پسماندہ اقلیتوں کے لیے ایریا مرتکز پروگرام اور مدرسہ تعلیم کی جدید کاری کے پروگرام کو ملا کر ایک کر دیا گیا ہے۔ "ایریا مرتکز اور مدرسہ جدید کاری پروگرام"۔ دسویں منصوبے میں ان اسکیمو کے لیے مرکزی حکومت صد فی صد فنڈ مہیا کرے گی۔ اس کے بعد حالات کا جائزہ لیا جائے گا۔ دسویں منصوبے کا حتمی بجٹ برائے 2003-2002 کے لیے 83.92 کروڑ روپے کا ہے، جس میں مطلوبہ سالانہ منصوبہ 31.50 کروڑ روپے ہے۔ 2003-2002 کے دوران اصل خرچ 28.4458 کروڑ روپے تھا (جس میں NER کا 45.72 لاکھ روپے کا خرچ شامل ہے۔ سال 2004-2003 میں پھر 31.50 کروڑ روپے کی ضرورت ہوگی۔

شمال مشرقی علاقے کا تعلیمی فروغ

تعلیم کے شعبہ میں شمال مشرقی علاقے کے وسائل کے قائم پذیر پول کے لیے پلاننگ کمیشن نے اب تک 401.62 کروڑ روپے کے ریاستی و مرکزی پراجیکٹوں کو منظور کیا ہے۔ عمل در آمد ایجنسیوں کو کل 331.68 کروڑ روپے جاری کیے گئے ہیں۔ یہ پراجیکٹ عمل در آمد کے مختلف مراحل میں ہیں۔ اگنو، تیج پور یونی ورسٹی، آسام یونی ورسٹی، نیہو اور ناگالینڈ یونیورسٹی جیسی مرکزی یونیورسٹی کو بنیادی ساختی فروغ کے لیے غیر تجدید، پول سے امداد فراہم کی گئی ہے۔ اگنو پراجیکٹ کے تحت شمال مشرقی علاقے کی سبھی آٹھ ریاستوں کی راجدھانیوں میں علاقائی مراکز شروع کیے گئے ہیں۔ شمال مشرقی علاقے مراکز مطالعہ کے اگنو نٹ ورک کو کافی مضبوط بنایا گیا ہے۔

یونیسکو سے تعاون کے لیے ہندوستانی قومی کمیشن

بھارت 1946 سے جب متحدہ اقوام کی تعلیمی، سائنسی اور کلچرل تنظیم (یونیسکو) وجود میں آئی تھی، اس کا ممبر رہا ہے۔ بھارتی حکومت نے یونیسکو سے تعاون کے لیے 1949 میں ایک عبوری بھارتی قومی کمیشن قائم کیا تھا جس کو 1951 میں مستقل حیثیت دے دی گئی۔ کمیشن کی ساخت اور اس کے اصول وضوابط کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ یونیسکو کے پروگراموں کے سلسلے میں اس کو جو کام سونپے جاتے ہیں انہیں انجام دینے میں کمیشن کو مزید موثر بنایا جاسکے۔ آخری بار 1997 میں کمیشن کی تو تنظیم کی گئی تھی۔ کمیشن پانچ ذیلی کمیشنوں پر مشتمل ہے جس کے نام یہ ہیں تعلیم، قدرتی سائنس، سماجی سائنس، کلچر اور مواصلات۔

بھارتی قومی کمیشن کے اہم مقاصد میں امن وسلامتی کی برقراری میں تعاون، یونیسکو کی سرگرمیوں میں شامل ہو کر نبی نوع انسان کی بہبود کے اقدام اور یونیسکو کے کاموں خصوصاً پروگرام وضع کرنے اور ان پر عملدرآمد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شامل ہے۔ انسانی وسائل کی ترقی کے وزیر اس کمیشن کے صدر اور محکمہ تعلیم کے سکریٹری اس کے سکریٹری جنرل ہیں۔ کمیشن کی رکنیت دو طرح کی ہے۔ ایک انفرادی دوسری ادارہ جاتی جو اس کے پانچ سب کمیشنوں میں تقسیم ہوتی ہے۔

قومی کمیشن یونیسکو سے متعلق تمام امور میں قومی سطح پر مشاورتی اور رابطہ کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔ یہ تعلیم سائنس کلچر اور مواصلات میں علاقائی اور دوطرفہ تعاون کو فروغ دینے کے لیے خطے کے قومی کمیشنوں اور یونیسکو سے مل کر کام کرتا ہے۔ قومی کمیشن یونیسکو کو پن پروگرام، عوامی اطلاعات سرگرمیوں، یونیسکو کلب تحریک اور ملک میں یونیسکو کے اسکول پروجیکٹ میں تال میل قائم رکھنے کا بھی کام کرتا ہے۔

تکنیکی تعلیم

17 ریجنل انجینئرنگ کالجوں میں دی جانے والی تکنیکی تعلیم کے معیار میں بہتری پیدا کرنے اور انھیں IIT کی سطح تک درجہ بڑھانے کے لیے ان اداروں کو یکم اپریل 2003 سے مرکزی حکومت کے تحت مکمل فنڈیڈ بنادیا گیا ہے۔ ان ریجنل انجینئرنگ کالجوں کا نام بدل کر نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی رکھ دیا گیا ہے جنھیں یونی ورسٹی کے مساوی درجہ اور پیشہ ورانہ انتظامی ساخت فراہم کی گئی ہے۔ تعلیمی عمل IITs جیسے ہی بنائے گئے تھے یہ انسٹی ٹیوٹ آف انجینئرنگ اور ٹکنالوجی میں انڈر گریجویٹ اور پوسٹ گریجوٹ سطح پر تعلیم فراہم کرتے ہیں، ان کی کل صلاحیت تقریباً 6,000 طلبا کی ہے۔

تعلیم بالغان

قومی خواندگی مشن

قومی خواندگی مشن (این ایل ایم) 15 سے 35 برس عمر گروپ کے لوگوں کو خواندہ بنانے کے مقصد سے 1988 میں شروع کیا گیا تھا۔ اس مشن کا ہدف 2007 تک 75 فی صد کم سے کم مستقل سطح کو حاصل کرنا ہے۔ یہ عمر گروپ ثمر آور اور تولیدی گروپ ہوتا ہے جو افرادی قوت کے ایک بڑے حصے پر مشتمل ہوتا ہے۔ سمجھنے کے ساتھ قبل متعین پڑھائی، تحریر اور اعداد کے علم کے ساتھ ساتھ عملی خواندگی میں قومی اتحاد، ماحولیاتی تحفظ، خواتین مساوات، چھوٹے خاندان کے معیار کی پابندی کرنے کی بھی قدر شامل کی جاتی ہے۔ خواندگی مشن میں جس خواندگی کی بات کی گئی ہے وہ اپنے آپ میں اختتام نہیں ہے بلکہ مقاصد حصول اور ایک تعلیم یافتہ سماج کی تخلیق یقینی ہوتی ہے۔ عملی خواندگی کے حصول کا نتیجہ بااختیار ہونے کی شکل میں برآمد ہوتا ہے اور معیار زندگی میں یقینی طور پر بہتری پیدا ہوتی ہے۔

کل خواندگی مہم (TLC): ناخواندگی دور کرنے کے لیے قومی خواندگی مشن کی اہم حکمت عملی کل خواندگی مہم ہے۔ یہ مہم ایریا مخصوص، وقت دار، شراکتی، کفایتی اور نتیجہ خیز ہوتی ہیں۔ انہیں آزاد اور خود مختار اداروں کے طور پر ضلع سرکشا سمیتیوں کے ذریعہ چلایا جاتا ہے، جن میں سماج کے سبھی طبقات کی مناسب نمائندگی ہوتی ہے۔ خواندگی کے لیے مہم چلانے کی خصوصیات کثیر پہلوئی ترسیلی حکمت عملی کے ذریعہ بڑے پیمانے پر لوگوں کا سرگرم تعاون حاصل کرنا ہے۔ ذیلی سطح پر کیے گئے سروے بھی منصوبہ بندی، حرکت پذیری اور موزوں ماحول تیار کرنے کا ایک ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔ عملی خواندگی فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ مکمل خواندگی مہم TLC کے ذریعہ اسکولوں میں بچوں کے داخلے اور پڑھائی جاری رکھنے، مامونیت، چھوٹے خاندان اپنانے کے بارے میں اشاعت، خواتین کی مساوات اور بااختیار بنانے، امن اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی وغیرہ جیسے سماجی امور کی بھی تشہیر کی جاتی ہے۔ ان خواندگی مہمات نے پرائمری تعلیم کے لیے مانگ پیدا کردی ہے۔

بنیادی خواندگی مہارتیں نہایت نازک ہوتی ہیں۔ اگر نوخواندگان کی خواندگی سطح کو مستحکم، پائیدار اور بڑھانے کی کوشش نہ کی جائے تو ان کے جزوی یا پورے طور پر ناخواندہ ہونے کا پورا امکان موجود رہتا ہے اس لیے اس حالت میں یہ یقینی بنانا ضروری ہے کہ نوخواندہ دوبارہ ناخواندگی کے شکار نہ ہو جائیں اور وہ مکمل مہارتیں حاصل کریں۔ اس لیے تسلسل، مہارت اور میلان کلی (Convergence) کے لیے ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں ہموار پیش رفت کے مقصد سے بنیادی خواندگی تعلیم کے پہلے مرحلے اور یکجائی اور مہارت کو بڑھانے کے دوسرے مرحلے کو اب ایک مربوط پروجیکٹ کے طور پر سمجھا جا رہا ہے۔

مسلسل تعلیم اسکیم سے ملک میں کل خواندگی اور مابعد خواندگی پروگراموں کی کوششوں کو ایک تعلیمی دور تسلسل فراہم ہوتا ہے۔ خاص زور نوخواندگان کو سیکھنے کے مزید مواقع فراہم کرنے پر ہوتا ہے، جس کے لیے تعلیمی تسلسل مراکز (CECs) قائم کیے جاتے ہیں جو بنیادی خواندگی کے لیے ایریا مخصوص، ضرورت پر مبنی مواقع فراہم کرتے ہیں، خواندگی مہارتوں کو بڑھاتے ہیں، متبادل تعلیمی پروگراموں کا موقع دیتے ہیں، حرفتی مہارت بڑھاتے ہیں اور سماجی اور پیشہ ورانہ ترقی کا بھی موقع فراہم کرتے ہیں۔ جغرافیائی لحاظ سے دور دراز کے علاقوں اور درج فہرست ذات/قبائل/خواتین جیسی آبادی کے مخصوص علاقوں کی ضروریات کے لیے، پس ماندہ خواندگی پروگرام بھی چلائے جا رہے ہیں۔ اس اسکیم میں موجودہ رسمی، عام یا پیشہ ورانہ تعلیمی پروگراموں کے جیسے بنائے گئے متبادل تعلیمی پروگرام کی شکل میں مساوی پرگراموں میں حصہ لینے والوں کو پیشہ ورانہ مہارت حاصل کرنے یا ان مہارتوں کو فروغ دینے اور آمدنی پیدا کرنے والی سرگرمیاں، معیار زندگی کو بہتر بنانے کے پروگرام جو آموزگار اور کمیونٹی کو ضروری معلومات فراہم کرنے پر مشتمل ہوتا ہے۔ رویہ، اقدار اور اپنے رہن سہن کے معیار کو بڑھانے کی مہارتیں فراہم کرنے والے پروگرام، اور آموزگاروں کو شرکت کرنے کے مواقع فراہم کرنے اور اپنی اپنی سماجی، صحت، جسمانی، ثقافتی اور فنکارانہ سرگرمیوں کے بارے میں جاننے کا موقع فراہم کرنے والے پروگرام جیسے کئی پروگرام بھی چلائے جاتے ہیں۔

غیر سرکاری تنظیم: قومی خواندگی مشن میں اس کے مقاصد کو حاصل کرنے میں غیر سرکاری تنظیموں کی صلاحیتوں کو پوری طرح تسلیم کیا گیا ہے اور ان تنظیموں کے ساتھ اس کی حصہ داری کو مضبوط کرنے کے لیے کئی قدم اٹھائے گئے ہیں اور خواندگی مہم میں انہیں ایک سرگرم افزائشی کردار دیا گیا ہے۔ خواندگی فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ غیر سرکاری تنظیمیں تجرباتی اور جدید پروگراموں کے ذریعہ تعلیمی اور تکنیکی وسیلہ کی بنیاد فراہم کرتے ہیں اور مطالعہ تشخیص اور اثر، ورکشاپوں، سمیناروں وغیرہ کی تنظیم کا بھی اہتمام کرتی ہیں۔

غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعہ چلائے جانے والے ریاستی وسائل مراکز (SRCs) تعلیمی اور تکنیکی وسائل، تربیتی مواد تیار کرنے، توسیعی سرگرمیوں، اختراعی پروجیکٹوں، تحقیقی مطالعات اور قدر شناسی وغیرہ کی شکل میں فراہم کرتے ہیں۔ فی الوقت ایسے

25 مراکز چل رہے ہیں۔

خواتین کی خواندگی کے لیے مخصوص پروگرام: 2001 کی مردم شماری کے مطابق اتر پردیش، بہار اور اڑیسہ کے 30 اضلاع میں خواتین کی خواندگی کے 30 فی صد سے بھی کم کی شناخت کی گئی تھی۔ ان ضلعوں میں کمزور اور اقلیتی طبقات کی عورتوں کی خاصی تعداد ہے۔

اتر پردیش میں تقریباً 100 غیر سرکاری تنظیموں (NGOs) کی خدمات عورتوں کی خواندگی کے لیے اسرائی پروگراموں میں لی گئی تھیں۔ تقریباً 1.25 لاکھ مراکز میں تقریباً 20 لاکھ عورتیں خواندگی کلاسوں میں جا رہی ہیں۔

بہار میں خواندگی پروگرام کے سلسلے میں خواتین رضا کاروں کی شمولیت پر زیادہ زور دیا جاتا رہا ہے، ان رضا کاروں میں اقلیتوں کی تعداد خاصی ہوتی ہے۔ پندرہ اضلاع کے 2.5 لاکھ مراکز میں تقریباً 30 لاکھ عورتیں خواندگی کلاسوں میں جا رہی ہیں۔ اڑیسہ میں کم خواندگی والے سات اضلاع میں تقریباً آٹھ لاکھ عورتوں کو خواندہ بنایا جا رہا ہے۔

جن شکشن سنستھان: جن شکشن سنستھان (JSS) کا مقصد شہری/دیہی آبادی کے سماجی و اقتصادی طور سے پسماندہ اور تعلیمی لحاظ سے محروم طبقات، خاص طور پر نوخواندہ، نیم خواندہ، درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبائل، عورتوں اور لڑکیوں جھگی جھونپڑیوں میں رہنے والوں، روزی روٹی کی تلاش میں آنے والے مزدوروں کے تعلیمی، حرفتی اور پیشہ ورانہ فروغ دینا ہے۔ فی الوقت ملک میں 122 جن شکشن ادارے ہیں اور مستقبل میں ان کی تعداد میں مزید اضافہ ہوگا۔ ان اداروں میں مختلف ہنرمندی کے کئی طرح کے اور مختلف مدتوں کے کئی پیشہ ورانہ پروگرام چلائے جاتے ہیں۔ بہتر مظاہرہ کرنے والے کچھ مراکز نے اپنی سرگرمیوں کو پڑوسی اضلاع میں بھی وسیع کر دیا ہے۔ ان اداروں کے ذریعہ 250 سے زیادہ طرح کے کورس اور سرگرمیاں چلائی جا رہی ہیں۔ ہر سال تقریباً دو لاکھ افراد کو پیشہ ورانہ تربیت دی جاتی ہے۔ اس میں سے 75 فی صد سے زیادہ عورتیں ہوتی ہیں۔

ڈائرکٹوریٹ آف اڈلٹ ایجوکیشن

مرکزی تعلیم بالغاں ڈائرکٹوریٹ بھی قومی خواندگی مشن کو تعلیمی اور تکنیکی وسائل مہیا کراتا ہے۔ وسائل کی بنیاد کے طور پر نیٹ ورک کے فروغ میں خاص طور پر میڈیا مواد کے فروغ اور مشن کے مقاصد کی تکمیل کے لیے ہر طرح کے میڈیا کے بھرپور استعمال میں ایک اہم کردار نبھا رہا ہے۔

خواندگی مہمات سماج میں مساوات اور سماجی انصاف کی حوصلہ افزائی میں مددگار رہی ہیں اور یہ سائنسی مزاج اور ہندوستان کی عظیم گنگا جمنی تہذیب اور تنوع میں وحدت کے بارے میں آگہی پیدا کرنے میں مددگار رہی ہیں۔

حصولیابیاں: (i) خواندگی شرح میں 13.17 فی صد کا اضافہ یعنی 1991 سے 52.21 فی صد سے بڑھ کر 2001 میں 65.38 فی صد کا اضافہ ہوا جو کہ آزادی کے بعد کی سب سے زیادہ بڑھی ہوئی شرح ہے۔ (ii) 31 مارچ 2002 تک 10.229 کروڑ اشخاص کو خواندہ بنایا گیا (iii) شہروں کے مقابلے خواندگی اضافہ کی شرح گاؤوں میں زیادہ ہے۔ (iv) عورت مرد خواندگی شرح میں یہ فرق 1991 میں 28.84 فی صد سے گھٹ کر 2001 میں 21.70 فی صد رہ گیا۔ (v) عورتوں کی خواندگی شرح میں پچھلے دہے میں 14.8 فی صد کا اضافہ ہوا ہے اور یہ 39.3 سے بڑھ کر 54.1 فی صد ہو گئی جب کہ مردوں کی خواندگی شرح 11.72 فی صد تھی اور 61.4 فی صد سے بڑھ کر 7.5 فی صد ہو گئی۔ (vi) جنسی مساوات اور عورتوں کو با اختیار بنانے کی بات بھی ظاہر ہوتی ہے کیوں کہ تقریباً 60 فی صد حصہ لینے والی اور مفادی بھی عورتیں تھیں، 7 سال سے زیادہ عمر کی آبادی میں 17.16 کروڑ روپے کا

اضافہ ہوا جب کہ 2000-1991 میں 20.36 کروڑ مزید افراد خواندہ بنے۔(vii) سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 2000-1991 میں خواندگی شرح میں اضافہ دیکھا گیا۔(viii) سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں مردوں کی خواندگی سطح اب 60فی صد ہے۔ کیرل میں سب سے زیادہ 90.92فی صد کی خواندگی شرح درج ہوئی، جب کہ کم سے کم یعنی 47.57فی صد شرح بہار میں تھی۔(ix) ناخواندگان کی تعداد میں قابل ذکر کمی آئی۔ یہ 1991 کے 32.888 کروڑ سے کم ہو کر 29.6 کروڑ رہ گئی اور (x) ملک کے کل 600اضلاع میں سے 587اضلاع میں خواندگی پروگرام کے تحت قومی خواندگی مشن چلایا گیا۔

اسکالرشپ

محکمہ تعلیم اسکول اور اعلا تعلیم کی خاطر بھارتی طلبا کے لیے متعدد اسکالرشپ اور فیلوشپ پروگراموں کو رقوم فراہم کرتا ہے۔ ان میں میٹرک کے بعد کی تعلیم کے لیے قومی اسکالرشپ اسکیم: غیر ہندی والے علاقوں کے طلبا کو ہندی میں پڑھنے کی سہولت فراہم کرنے کے لیے اسکالرشپ اسکیم اور دیہی علاقوں کے ذہین بچوں کو سکنڈری تعلیم جاری رکھنے کا اہل بنانے کے لیے اسکالرشپ اسکیم شامل ہیں۔ یہ پروگرام ریاستی حکومتوں اور مرکزی علاقوں کے ذریعہ مکمل کیے جاتے ہیں۔

حکومت بیرون ممالک میں پوسٹ گریجویٹ/ریسرچ/ڈاکٹریٹ بعد کے مطالعات کے لیے ہندوستانی طلباء کو وظائف فراہم کرتی ہے۔ یہ وظائف ثقافتی/تعلیمی تبادلہ پروگراموں کے تحت غیر ملکی حکومتوں سے کی جانے والی پیشکش کی بنیاد پر دی جاتی ہے۔ وظائف کی درخواست ان تجاویز اور دیگر شرائط کو اہم اخباروں میں شائع کیا جاتا ہے۔ وظائف کی رقم اور دیگر سہولیات الگ الگ ملکوں اور الگ الگ وقتوں پر مختلف ہوتی ہے۔ 2003-2002 کے دوران مختلف ثقافتی تبادلہ پروگراموں اور تعلیمی تبادلہ پروگراموں کے تحت 105 اسکالرشپ ایوارڈ کی گئی۔

ملک کا نام	دی گئی اسکالرشپ کی تعداد
1- بلجیم	3
2-چین	14
3-چیک	2
4- کناڈا	4
5-جرمنی	9
6-آئرلینڈ	4
7-اٹلی	21
8-اسرائیل	5
9-جاپان	20

10-میکسیکو	2
11-ناروے	2
12-سیریا	2
13-یو کے	17

زبانوں کا فروغ

زبان ترسیل وابلاغ اور تعلیم کا سب سے اہم ذریعہ ہے، اس لیے اس کے فروغ کا قومی تعلیمی پالیسی اور کارروائی پروگرام میں اہم مقام ہے۔ لہٰذا ہندی اور آئین ہند میں درج دیگر زبانوں کی حوصلہ افزائی اور فروغ پر واجب توجہ دی جاتی ہے۔

ہندی

سہ لسانی فارمولے پر موثر عملدرآمد کے لیے غیر ہندی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں سے تعاون اور ان کی مدد کرنے کی غرض سے ایک مرکزی اسکیم کے تحت ایسی ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں ہندی تعلیم کی سہولت کے لیے اسکولوں میں ہندی اساتذہ کے تقرر اور ہندی ٹیچرس ٹریننگ کالجوں کے قیام کے لیے مالی امداد دی جاتی ہے۔ رضا کار تنظیموں کو بھی امداد فراہم کی جاتی ہے تاکہ وہ ہندی تعلیم اور اس کے پڑھانے کے طریقے پر ریسرچ کا اہتمام کریں اور دوسری تنظیموں کو ہندی کی کتابیں مہیا کرائیں۔ کیندریہ ہندی سنستھان ذریعہ بھارتی حکومت غیر ہندی علاقوں کے طلبا کو ہندی پڑھانے کے طریقوں کو فروغ دینے اور ان کو زیادہ موثر بنانے کے اقدام بھی کرتی ہے۔ بیرون ملک ہندی پروپیگنڈہ اسکیم کے تحت سنستھان غیر ملکیوں کو ہندی پڑھانے کا مکمل کورس کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ مرکزی ہندی نظامت کتابوں کی خریداری اور ان کی اشاعت سے متعلق پروگرام کا اہتمام کرتی ہے اور کتابوں کو غیر ہندی علاقوں اور بھارتی سفارت خانوں میں مفت تقسیم کراتی ہے۔

کمیشن برائے سائنسی اور تکنیکی اصطلاحات نئی دہلی، سائنسی اور تکنیکی اصطلاحات تیار کرتا ہے اور مختلف مضامین میں جامع تعریف اور تشریح کے ساتھ ڈکشنریاں بھی شائع کرتا ہے۔

جدید بھارتی زبانیں

جدید بھارتی زبانوں کو فروغ دینے کی غرض سے انسائیکلوپیڈیا، ڈکشنریاں، معلوماتی کتابیں، لسانی، ادبی، سماجی اور ثقافتی موضوعات پر کتابوں کی اشاعت اور قدیم مخطوطوں کے تنقیدی مطالعہ کے لیے رضا کار تنظیموں اور افراد کو مالی امداد دی جاتی ہے۔ یونیورسٹی سطح کی کتابوں کو علاقائی زبانوں میں تیار کرنے کے لیے ریاستی حکومتوں کو خصوصی امداد دی جاتی ہے۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان اپریل 1996 سے اردو، فارسی اور عربی کے فروغ کے لیے ایک خودمختار ادارے کی حیثیت سے کام کر رہی ہے۔ کونسل کے اہم اور نمایاں کارناموں میں سے ایک انفارمیشن ٹکنالوجی کو اردو زبان میں منتقل کرنا ہے۔ کونسل C-DAC پونے کے اشتراک سے اردو کے لیے جدید سافٹ ویر کو بھی فروغ دے رہی ہے جو انٹرنیٹ کے لیے قابل قبول ہوگا۔ کونسل نے 54 کمپیوٹرائزڈ کیلیگرافی تربیتی مراکز قائم کیے ہیں۔ ادبی کانفرنس، سیمینار منعقد کرنے و طویل مدتی مطالعات اور شائع ہونے والی کتابوں کی جلدوں کی خریداری کے لیے بھی امداد دی جاتی ہے۔

حکومت نے سندھی زبان کی ترقی کے لیے قومی کونسل قائم کی ہے۔ یہ سندھی زبان کے فروغ کی ایک خود مختار تنظیم ہے جس کو حکومت پوری امداد دیتی ہے۔

حکومت مادری زبان کے علاوہ دوسری زبانیں سیکھنے کی بھی سہولتیں فراہم کرتی ہے۔ اس کے لیے میسور میں قائم بھارتی زبانوں کا مرکزی انسٹی ٹیوٹ زبان کے تجزیے، زبان کی پڑھائی، زبان کی ٹکنالوجی اور زبان کے استعمال کے میدانوں میں ریسرچ بھی کراتا رہتا ہے۔ اس کے علاقائی لسانی مراکز سہ لسانی فارمولا نافذ کرنے کے لیے تربیت یافتہ اساتذہ کی ضرورت پوری کرتے ہیں۔ علاقائی لسانی مراکز مختلف سطح پر ہندوستانی زبانوں میں مادری زبان کے ٹیچروں کو تربیت بھی دیتے ہیں۔

دسویں پنج سالہ منصوبے میں اقلیتوں سے متعلق دو بڑی اسکیموں کو ملا کر ایک متحدہ پروگرام میں تبدیل کر دیا گیا ہے یعنی ''ایریا مرتکز اور مدرسہ جدید کاری پروگرام'' پہلے یہ پروگرام تھے ''تعلیمی لحاظ سے پسماندہ اقلیتوں کے لیے ایریا مرتکز اور مدرسہ تعلیم کی جدید کاری کے لیے مالی امداد اسکیم''۔

انگریزی اور دوسری غیر ملکی زبانیں

حیدرآباد میں واقع انگریزی اور دیگر غیر ملکی زبانوں کے لیے ادارہ مکمل مالی وسائل کے ساتھ ایک خود مختار تنظیم ہے۔ اس کے کاموں میں دیگر باتوں کے علاوہ اسکولی ٹیچروں کے لیے تربیتی پروگرام چلانا، تدریسی مواد کو فروغ دینا، انگریزی زبان کے تدریسی ادارے کی اسکیم کا نفاذ اور اس پر نگرانی رکھنا اور انگریزی زبان میں کتابیں شائع کرنے اور خریدنے کے لیے مالی امداد مہیا کرنا اور سیمینار، کانفرنس ورکشاپ وغیرہ کا اہتمام کرنا اور انگریزی کی تعلیم/تربیت کے معیار میں حقیقی اصلاح کرنا شامل ہے۔

تعلیم میں ثقافت اور اقدار کو مضبوط کرنا

قومی تعلیمی پالیسی 1986 (1992 میں ترمیم شدہ) اور 1992 کے اس کے پروگرام عمل میں اخلاق پر مبنی تعلیم پر کافی زور دیا گیا ہے، اس کے لیے تعلیم کو سماجی اور اخلاقی قدروں کو قائم کرنے کا ایک کارگر ذریعہ بنانے کی ضرورت کو قومی تعلیمی پالیسی کے مقاصد کی تکمیل کے لیے، مرکزی سیکٹر کی ایک تعاون اسکیم، تعلیم میں ثقافت اور اقدار کو تقویت فراہم کرنے کے لیے چلائی جا رہی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں، پنچایتی راج اداروں وغیرہ کو منظور شدہ پرجیکٹ تجاویز کے لیے صد فیصد تک امداد فراہم کی جاتی ہے لیکن امداد کی زیادہ سے زیادہ حد 5 لاکھ روپے ہے۔ یہ رقم اسکولوں اور غیر رسمی تعلیمی نظام میں ثقافتی اور اخلاق پر مبنی تعلیمی مشمولات کو مضبوط کرنے اور فن، دستکاری، موسیقی اور رقص کی تربیت دینے والے ٹیچروں کے دوران ملازمت تربیت کو مضبوطی دینے کے لیے صرف کی جاتی ہے۔

سنسکرت ڈویژن

حکومت ہند نے سنسکرت کی تعلیم کے فروغ کے لیے کئی اسکیمیں اور پروگرام قومی تعلیمی پالیسی کی تعمیل میں تیار کیے ہیں ان اسکیموں/پروگرام پر درج ذیل ایجنسیوں کے ذریعے عملدرآمد کیا جا رہا ہے: (i) سنسکرت تعلیم کے فروغ کے لیے مرکزی منصوبہ اسکیم (ii) تین یونی ورسٹی مساوی سنسکرت یونیورسٹیاں (راشٹریہ سنسکرت سنستھان، نئی دہلی شری لال بہادر شاستری راشٹریہ سنسکرت ودیا پیٹھ، نئی دہلی اور راشٹریہ سنسکرت ودیا پیٹھ، تری پتی) (iii) مہارشی سندیپنی راشٹریہ ویدودیا پرتسٹھان اجین اور (iv) مدرسہ تعلیم کی جدید کاری۔

ان اسکیموں میں ریاستی حکومتوں اور رضا کار تنظیموں کو آدرش سنسکرت مہادویالیوں کے قیام، سبکدوش اسکالروں مثلاً شاستری چوڑامنی پنڈت جیسے اعزاز سے نواز کر ترغیبات دینے، معاصر ادیبوں کی تخلیقات کی اشاعت، نادر مخطوطات اور مخطوطات کی حروف تہجی کے اعتبار سے تدوین اور اشاعت، نایاب سنسکرت کتابوں کی دوبارہ اشاعت، سنسکرت پاٹھ شالاؤں کے فارغین کو پیشہ ورانہ تربیت، عربی، فارسی اور سنسکرت کے ممتاز اسکالروں کو قومی ایوارڈ، اور سنسکرت ڈکشنریوں کی تیاری اور اشاعت کے لیے مالی امداد کی اسکیمیں شامل ہیں۔

محکمہ ثانوی اور اعلیٰ ثانوی مہرشی سند یپنی راشٹریہ وید ودیا پرتسھان، اجین کے ذریعے آل انڈیا ویدک اجلاس منعقد کرتا ہے۔ اس سے ملک بھر کے مختلف وید شاخوں کے اسکالر نایاب وید شاخوں اور ان کے خزانۂ علم کی شناخت کرنے اور ان کی زبانی روایات کے تحفظ کے لیے مدعو کیے جاتے ہیں۔

مدرسہ تعلیم کو رضا کارانہ بنیاد پر جدید بنانے کی اسکیم 1994-1993 سے نافذ کی جارہی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد مدرسہ اور مکتب جیسے روایتی اداروں کو مالی امداد فراہم کر کے اپنے نصاب میں سائنس، ریاضی، سماجی علوم، ہندی اور انگریزی شامل کرنے کے لیے تیار کرنا ہے۔ اسے ریاستی حکومتوں کی مرکزی اسکیم کے طور پر نافذ کیا جارہا ہے، اس لیے صد فی صد مالی امداد مرکز کے ذریعے فراہم کی جارہی ہے۔

کتابوں کی اشاعت

نیشنل بک ٹرسٹ (این بی ٹی)

نیشنل بک ٹرسٹ ایک خود مختار ادارہ ہے جو 1957 میں قائم کیا گیا تھا ٹرسٹ کی اہم سرگرمیاں ہیں: (1) اشاعت (2) کتابوں اور ان کے مطالعات کی حوصلہ افزائی کرنا (3) غیر ممالک میں ہندوستانی کتابوں کے لیے حوصلہ افزائی کرنا (4) ناشرین اور مصنفین کو امداد فراہم کرنا اور بچوں کے ادب کو فروغ دینا۔

مختلف سیریز کے تحت ہندی انگریزی اور 15 دوسری اہم بھارتی زبانوں میں کتابیں تیار کرتا ہے۔ این بی ٹی ایک ایک سال کے فرق سے عالمی کتاب میلہ کا اہتمام کرتا ہے جو ایشیا اور افریقہ میں سب سے بڑا کتاب میلہ ہے۔ نیشنل بک ٹرسٹ ہر سال 14 سے 20 نومبر تک قومی کتاب ہفتہ کی تقریبات بھی منعقد کرتا ہے۔

ورلڈ بک کیپٹل

ہندوستان کی راجدھانی، دہلی کو سال 2004-2003 کے عالمی کتاب راجدھانی (WBC) قرار دیا گیا ہے۔ یونیسکو، انٹرنیشنل پبلیشرس ایسوسی ایشن اور کتابوں سے متعلق متعدد بین الاقوامی ایجنسیوں نے ہندوستان کو اس اعزاز کے لیے سب سے موزوں ملک پایا ہے، انھوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ لیا ہے۔ نئی دہلی، ہندوستان کو ممالک کی ایک بڑی تعداد کے درمیان منتخب کیا گیا۔

اس موقع پر صحیح ڈھنگ سے تقریب منانے کے لیے ایک قومی کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے WBC کی تقریبات کے لیے نیشنل بک ٹرسٹ کو نوڈل ایجنسی بنایا گیا ہے، جو فیڈریشن آف انڈین پبلشرس اور انٹرنیشنل پبلشر ایسوسی ایشن کے ساتھ اشتراک سے اس کا انعقاد کرے گی۔

انٹرنیشنل اسٹینڈرڈ بک نمبرنگ سسٹم

وزارت برائے فروغ انسانی وسائل کی بین الاقوامی معیار کتاب نمبرنگ سسٹم (ISBN) کی راجہ رام موہن رائے قومی ایجنسی نے 1985 میں ہندوستان ISBN نظام شروع کیا تھا۔ یہ ایجنسی پبلشروں، مصنفین، یونیورسٹیوں اور اداروں جیسی حکومتی تنظیموں کو کتابوں کی اشاعت کے لیے ISBN دے رہی ہے۔ یہ ایک منفرد پبلشر شناخت کنندہ عدد ہوتا ہے جو مونوگرافک پبلی کیشن کے لیے ہوتا ہے اسے مشین کے ذریعہ پڑھا جا سکنے والا چھوٹا شناختی نمبر بھی کہا جاتا ہے جس سے علاحدہ اور آسان رسائی ہوتی ہے۔ یہ قومی ایجنسی، مئی 2003 تک مختلف زمرات کے مختلف پبلشروں کو 7,453 پری فکس دے چکی ہے۔

کاپی رائٹ

ہندوستان میں حق املاک ذہانت قانون کے شعبے میں نافذ متعدد قانونوں میں سے ایک کاپی رائٹ قانون 1957 ہے۔ اس قانون کو نافذ کرنے کی انتظامی ذمہ داری مرکزی وزارت برائے فروغ انسانی وسائل اور محکمہ ثانوی اور اعلیٰ تعلیم پر ہے۔ جنوری 1958 میں کاپی رائٹ آفس قائم کیا گیا ہے۔ یہ آفس مختلف زمروں کے تحت آنے والے کاموں کے کاپی رائٹ کا اندراج کرتا ہے۔ کاپی رائٹ ایکٹ کے سیکشن 33 کے تحت مرکزی حکومت کاپی رائٹ تجارت کرنے کے لیے کاپی رائٹ سوسایٹیوں کا رجسٹریشن کرتی ہے۔ ٹکنالوجی سے متعلق فروغ کو دھیان میں رکھتے ہوئے 1994 میں ہندوستانی کاپی رائٹ ایکٹ 1957 میں جامع طور پر ترمیم کی گئی۔ ترمیم شدہ ایکٹ 10 مئی 1995 سے لاگو کیا گیا۔ اس کے بعد اس ایکٹ میں 1999 میں ترمیم کی گئی اور یہ 15 جنوری 2002 سے نافذ ہوگیا۔ 1957 کے کاپی رائٹ کے سیکشن 11 کے پرویژن کے تحت حکومت ہند نے کاپی رائٹ بورڈ کی تشکیل کی ہے۔ کاپی رائٹ بورڈ ایک نیم عدالتی ادارہ ہے جس میں چیرمین اور کم سے کم 2 اور زیادہ سے زیادہ 14 ممبر ہوتے ہیں۔ بورڈ کے چیرمین اور دیگر ممبروں کو 5 سال کی مدت کے لیے تقرر کیا جاتا ہے۔ کاپی رائٹ بورڈ 5 سال کے لیے از سر نو تشکیل کیا گیا تھا جس کا اطلاق 22 فروری 2001 سے ہوا۔ بورڈ کاپی رائٹ کے رجسٹریشن کو ترمیم کرنے کے معاملوں کی سماعت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کاپی رائٹ کی تفویض میں پیدا ہونے والے تنازعات اور عوام سے روک کر رکھے کاموں کو لائسنس جاری کرنے کے معاملوں کی بھی سماعت کرتا ہے۔

ذہنی املاک تعلیم، تحقیق اور عوامی رسائی 9ویں پنچ سالہ منصوبہ بندی کے دوران دو نئی منصوبہ اسکیمیں یعنی (i) حق ذہنی املاک کے مطالعہ کے سلسلے میں مالی امداد کے لیے اسکیم اور (ii) کاپی رائٹ معاملوں پر سیمناروں اور ورکشاپوں کا انعقاد شروع کیا گیا انہیں 1998 سے نافذ کیا گیا۔ حق ذہنی املاک (IPRs) مطالعہ کے لیے مالی امداد اسکیم کا مقصد حق ذہنی املاک سے متعلق معاملے کے بارے میں علمی کمیونٹی میں عام آگہی پیدا کرنا اور یونیورسٹی اور دیگر تسلیم شدہ اداروں کے بارے میں مطالعات کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ کاپی رائٹ معاملوں پر سیمنار اور ورکشاپ کے انعقاد کرنے کا مقصد کاپی رائٹ معاملوں میں لوگوں میں بیداری پیدا کرنا، عملہ نفاذ وغیرہ کی تربیت کرنا ہے۔ دونوں اسکیموں کو ملا کر ایک اسکیم املاک ذہانت تعلیم، تحقیق اور عوامی رسائی (IPERPO) بنا دیا گیا اور ایک مزید اسکیم ''WTO مطالعات کے لیے مالی امداد'' کو بھی اس میں ملا دیا گیا۔

ان اسکیموں کے ذریعہ کئی یونیورسٹیوں، تعلیمی اداروں اور اس میدان میں عمل پذیر غیر سرکاری تنظیموں کو تحقیق، سیمنار، مطالعہ ... کانفرنسوں کے انعقاد، حق ذہنی املاک IPR چیرس اور ڈیپازیٹری قائم کرنے کے لیے ہر سال مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

ہندوستان میں کاپی رائٹ قانون: ہندوستانی کاپی رائٹ ایکٹ 1957 میں کاپی رائٹ ایکٹ کی خلاف ورزی سے متعلق

جرائم کے لیے سزا کا اہتمام ہے اور یہ ضروری کارروائی کرنے کے لیے پولیس کو بھی اختیار عطا کرتا ہے۔ اس قانون کو نافذ کرنے کی حقیقی ذمہ داری ریاستی حکومتوں کی ہے۔ لیکن کچھ سالوں میں مرکزی حکومت نے چوری (پائیرسی) روکنے کے لیے کاپی رائٹ ایکٹ کے نفاذ میں بہتری کے مقصد سے کئی قدم اٹھائے ہیں۔ ان اقدامات میں ایک کاپی رائٹ نفاذ کرنے والی صلاح کار کونسل (CEAC) قائم کرنا شامل ہے، جس میں سبھی متعلقہ محکموں اور صنعتی نمایندگان میں سے ممبروں کو لیا گیا ہے۔ یہ کونسل اینٹی پائیرسی پرویژن کاپی رائٹ ایکٹ کے نفاذ کا باقاعدہ جائزہ لیتی ہے۔ مرکزی حکومت کے ذریعہ اٹھائے گئے دیگر اقدامات میں ریاستی حکومتوں کو (i) کاپی رائٹ کانفرنس کے نفاذ کے لیے ریاستی حکومتوں میں خاص سیل بنانے۔ (ii) صنعتی تنظیموں اور نفاذ ایجنسیوں کے درمیان مناسب ارتباط کے لیے ریاستوں میں نوڈل افسران کی تقرری (iii) کاپی رائٹ قانونوں کے بارے میں عام آدمی کو احساس پذیر بنانے کے لیے سیمنار/ورکشاپ وغیرہ کا انعقاد کرنے اور کاپی رائٹ سوسائٹیوں کے ذریعہ مجموعی طور پر انتظام، اور (iv) نوڈل افسران کی کانفرنس منعقد کرنے کے لیے ترغیب دینا شامل ہے۔

عالمی املاک ذہانت تنظیم (WIPO) کے ساتھ تعاون: ہندوستان، عالمی املاک ذہانت تنظیم (WIPO) کا ممبر ہے جو کاپی رائٹ اور دیگر املاک ذہانت حقوق سے متعلق اقوام متحدہ کی ایک خصوصی ایجنسی ہے۔ ہندوستان اس کے سبھی طرح کے غور وخوض میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

40 لاکھ سالانہ اشتراک ہر سال اس تنظیم کے لیے وقف کیا جاتا ہے یہ اشتراک غیر ملکی شرح مبادلہ کے اتار چڑھاؤ پر منحصر ہوتا ہے۔

خدمات میں تجارت پر عمومی معاہدہ: 1994 میں ہوئے ٹیرف اور تجارت سے متعلق عمومی معاہدے (GATT) کے آخری دور میں تجارت پر متعدد کثیر فریقی معاہدے عالمی تجارتی تنظیم (WTO) کے تحت واقع ہوئے۔ عالمی تجارتی تنظیم کے ظہور سے قبل خدمات کے بارے میں کوئی کثیر فریقی معاہدہ نہیں تھا۔ عالمی تجارتی تنظیم یکم جنوری 1995 سے وجود میں آئی۔ مذاکرات کا اگلا دور 1996 میں ہوا جس میں خدمات میں بین الاقوامی تجارت پر ایک جامع معاہدہ ہوا۔ اس معاہدے کا مقصد خدمات میں تجارت کو بتدریج نرم بنانا ہے۔ اس سے خدمات میں ویسا ہی محفوظ اور زیادہ کھلا بازار ملے گا جیسا کہ اشیاء کی تجارت میں ''GATT'' سے دستیاب ہوتا ہے۔ جذبات سے متعلق عام معاہدے کے تحت 12 خدمات پر معاہدے کیے جاتے ہیں ان میں سے تعلیم ایک ہے۔ تعلیم کو معاہدے کے لحاظ سے پانچ زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ زمرے ہیں: اعلیٰ تعلیم، ثانوی تعلیم، ابتدائی تعلیم، تعلیم بالغاں اور دیگر تعلیم

GATS میں تعلیمی خدمات کے بشمول خدمات سے متعلق تجارت کے چار درج ذیل ذرائع ہیں۔ (i) خدمات کی سرحد پار فراہمی میں فاصلاتی تعلیم یا انٹرنیٹ کے ذریعہ چلائے جانے والے ہر طرح کے کورس، سبھی طرح کے امتحان سے متعلق خدمات اور قومی سرحدوں کے پار مفید پائی جانے والی سبھی طرح کے تعلیمی مواد شامل ہیں (ii) بیرون ممالک استفادہ میں خاص طور غیر ملکی طلبا کی تعلیم شامل ہے اور تعلیمی خدمات میں تجارت کی یہ ایک سب سے زیادہ رائج شکل ہے۔ (iii) کمرشیل موجودگی سے مراد میزبان ملک میں غیر ملکی سرمایہ کاروں کی اصل موجودگی ہے۔ اس میں کسی دوسرے ملک میں کورس چلانے یا پوری طرح ادارہ کی تشکیل کرنے والی غیر ملکی یونیورسٹی آتی ہیں اور (iv) فطری (نیچرل) افراد کی موجودگی کا مطلب تعلیمی خدمات فراہم کرنے لیے ایک دوسرے ملک کے درمیان لوگوں کی نقل وحرکت ہے۔

تعلیمی خدمات کے لیے ابھی تک کوئی 'درخواست' یا پیشکش نہیں ہوئی ہے۔

11۔توانائی

توانائی، اقتصادی ترقی اورزندگی کا معیار بہتر بنانے کے لیے ایک لازمی وسیلہ ہے۔ سماج کی بڑھتی ہوئی توانائی کی ضرورتوں کی مناسب قیمت پر فراہمی کے لیے توانائی کے روایتی ذرائع کو فروغ دینے کی ذمہ داری حکومت کی ہے۔توانائی کے غیر روایتی / متبادل رنئے اور لائق تجدید ذرائع جیسے شمسی، ہوااور بایو توانائی وغیرہ کے فروغ اور ترقی پر وزارت غیر توانائی ذرائع مسلسل توجہ دے رہی ہے۔ملک میں دستیاب توانائی میں معنی خیز حصہ داری کے ایٹمی توانائی محکمہ کے ذریعہ توانائی ترقی کو تیز کیا جارہا ہے۔

بجلی

ہندوستان میں بجلی ترقی کی شروعات 19 ویں صدی کے اواخر میں ہوئی جب 1897 میں دارجلنگ میں بجلی کی فراہمی شروع ہوئی اوراس کے بعد 1902 میں کرناٹک کے شوسمدرم میں پن بجلی اسٹیشن لگایا گیا۔ آزادی سے پہلے بجلی کی فراہمی خاص طور سے نجی سیکٹر کے ذریعہ کی جاتی تھی اوروہ بھی شہری علاقوں تک ہی محدود تھی۔بجلی (فراہمی) ایکٹ 1948 میں بنا۔پانچ سالہ منصوبے کے مختلف مراحل میں ریاستی بجلی بورڈوں کا قیام ملک بھر میں بجلی فراہمی صنعت کے منظم فروغ کی سمت میں ایک اہم قدم تھا۔ان کے کثیر المقاصد پراجیکٹس شروع ہوئے اورحرارتی پن اور ایٹمی توانائی اسٹیشنوں کے قیام کے بعد سے بجلی پیداوار میں اہم اضافہ ہوا۔

ملک میں بجلی کے فروغ کا کام وزارت توانائی دیکھتی ہے۔وزارت کا کام صحیح منصوبہ بندی، پالیسی کی تشکیل، اصل کاری کے فیصلے کے لیے پراجیکٹوں کا مطالعہ، بجلی پراجیکٹوں کے عمل درآمد، تربیت اورافرادی قوت کے فروغ کی نگرانی، انتظامیہ اورحرارتی و پن بجلی، ترسیل وتقسیم کے متعلق قانون بنانا ہے۔سبھی تکنیکی اوراقتصادی معاملوں میں مرکزی بجلی اتھارٹی (CEA)، وزارت بجلی کا تعاون حاصل کرتی ہے۔

مرکزی سیکٹر میں پیداواراورترسیل پراجیکٹوں کی تعمیراور چلانے کا کام مرکزی سیکٹر توانائی کارپوریشن یعنی قومی حرارتی بجلی کارپوریشن (این۔ٹی۔پی۔سی)، قومی پن بجلی کارپوریشن (این۔ایچ۔پی۔سی)، شمال مشرقی بجلی کارپوریشن (این۔ای۔ای۔پی۔سی۔او) اور ہندوستانی بجلی گرڈ کارپوریشن لمٹیڈ (پی۔جی۔سی۔آئی۔ایل) کو سونپا گیا ہے۔بجلی گرڈ مرکزی سیکٹر میں سبھی موجودہ اور مستقبل کے ترسیل پراجیکٹوں اورقومی بجلی گرڈ کی تعمیر کے لیے ذمہ دار ہے۔جوائنٹ وینچر سیکٹر کے دو توانائی کارپوریشن۔ستلج جل ودیوت-4 (جوکہ پہلے ناتھپا جھاکڑی توانائی کارپوریشن (NJPC) کے نام سے جانا جاتا تھا) اورٹہری ہائیڈرو ڈیولپمنٹ کارپوریشن (THDC)، ناتھپا جھاکڑی پاور پراجیکٹ (ہماچل پردیش) اورٹہری ہائیڈرو کمپلکس (اترانچل) کے لیے بالترتیب ذمہ دار ہیں۔تین قانونی ادارے۔دامودرگھاٹی کارپوریشن (DVC) اور بھاکڑا ویاس مینجمنٹ بورڈ (بی۔بی۔ایم۔بی) اورتوانائی صلاحیت بیورو (BEE) وزارت توانائی کے انتظامی کنٹرول میں ہیں۔وزارت توانائی کے تحت دیہی الیکٹریفکیشن کارپوریشن (آر۔ای۔سی) دیہی الیکٹریفکیشن کے لیے مالی امداد فراہم کراتا ہے۔بجلی مالی کارپوریشن (پی۔ایف۔سی) توانائی سیکٹر کے پروجیکٹوں کو معیاری مالی امداد دیتا ہے۔اس کے علاوہ خودمختار تنظیمیں (سوسائٹیز) یعنی مرکزی بجلی تحقیق ادارہ (سی۔پی۔

آر۔آئی۔) قومی بجلی تربیتی ادارہ (این۔پی۔ٹی۔آئی) اور توانائی مینجمنٹ سینٹر (ای۔ایم۔سی) بھی وزارت توانائی کے انتظامی کنٹرول میں ہیں۔ نجی سیکٹر کے بڑے بجلی پراجیکٹوں کی مدد کے لیے پاور ٹریڈنگ کارپوریشن کی تشکیل کی گئی ہے۔ جو بجلی خریدنے کے معاہدے (PPA) کو قطعی شکل فراہم کرنے والی واحد تنظیم ہے۔

بجلی صلاحیت پیداوار میں اضافہ: 2012 کی مجوزہ توانائی ضرورتوں کو پورا کرنے کے اگلے دو پنج سالہ منصوبوں کے دوران 1,00,00 میگاواٹ کے علاوہ بجلی صلاحیت بڑھانے کی ضرورت ہے۔ دسویں منصوبے میں تقریباً 41,000 میگاواٹ صلاحیت کی قائم کی جائے گی اور باقی صلاحیت کو گیارہویں منصوبے کے دوران پورا کیا جائے گا جس میں خاص توجہ پن بجلی پر دی جائے گی۔ دسویں منصوبے کے دوران مرکزی سیکٹر کا اشتراک 22,500 میگاواٹ، ریاستی سیکٹر کا 11,400 میگاواٹ اور نجی سیکٹر کا 7,100 میگاواٹ ہوگا۔ 19,00 میگاواٹ سے زیادہ کے زیر تعمیر ہیں اور 8,900 میگاواٹ کی صلاحیت کے پروجیکٹوں کی تعمیر کے لیے ضروری منظوری مل چکی ہے۔

ملک میں 1947 میں صرف 1,400 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت تھی جو کہ 2002-2003 کے آخر تک بڑھ کر 1,07,972.8 میگاواٹ ہوگئی جس میں سے 26,910.23 میگاواٹ پن بجلی 76,606.91 میگاواٹ حرارتی گیس اور ڈیزل ملا کر 26,910.23 میگاواٹ ہوا اور 2,720 میگاواٹ ایٹمی ذرائع سے حاصل ہوتی ہے۔ سال 2003-2004 کے لیے صلاحیت میں اضافے کا پروگرام 5,202.34 میگاواٹ کا رکھا گیا ہے۔ اس حقیقت کو دھیان میں رکھتے ہوئے تنصیبی صلاحیت کا بڑا حصہ پبلک سیکٹر سے آتا ہے، بجلی سیکٹر کے لیے مصارف کو نویں منصوبے کے 45,591 کروڑ ہے اسے بڑھ کر دسویں منصوبے میں 1,43,399 کروڑ روپے کردیا گیا ہے۔ اس میں 25,000 کروڑ روپے کی مجموعی بجٹی امداد بھی شامل ہے۔ باقی 1,18,399 کروڑ روپے کا انتظام داخلی اور بیرونی از بجٹی وسائل سے کیا جائے گا۔

سال 03-2002 میں بجلی کی پیداوار 534.30 ارب یونٹ تھی، جس میں 448.445 ارب یونٹ تھرمل، 63773 ارب یونٹ ہائیڈرو اور 19.212 ارب یونٹ نیوکلیئر بجلی کا حصہ تھا۔ سال 04-2003 کے لیے 572.900 ارب یونٹ کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ پلانٹ بورڈ سیکٹر میں پچھلے کچھ سالوں میں لگاتار اضافہ ہوا ہے اور یہ 03-2002 میں 721 فی صد ہوگیا جبکہ 91-1990 میں یہ 528 فی صد تھا۔

50,000 MW پن بجلی پہل: قابل عمل مطالعہ: مشاورتی عمل سے ملک بھر میں 162 پن بجلی پروجیکٹوں جن کی تخمینی صلاحیت 50,560 میگاواٹ ہے جو قابل عمل مطالعہ کی تیاری کے لیے نشان دہی کا عمل ہے۔ 50,000 میگاواٹ پن بجلی کے استعمال کی پیش قدمی کا اجرا وزیراعظم نے 24 مئی 2003 کو کیا۔ اس سے اگلے دو دہوں میں عمل کے لیے پروجیکٹوں کے نتائج سے استفادہ کرنے کا راستہ صاف ہوگا۔ یہ کام مرکزی بجلی اتھارٹی (CEA) کے مجموعی ارتباط سے مختلف تنظیموں کے ذریعے کیا جارہا ہے۔

قومی بجلی گرڈ

مرکزی حکومت نے 1980 میں اصولی طور پر اپنی ملکیت اور کنٹرول میں قومی پاور گرڈ کے قیام کو منظوری دی تھی۔ بھارتی پاور گرڈ کارپوریشن لمیٹڈ کو قومی پاور گرڈ کو فروغ دینے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ قومی پاور گرڈ کے مرحلہ وار فروغ کے لیے کئی اسکیمیں بنائی گئی ہیں۔ علاقائی گرڈوں کے چلانے کے سلسلے میں پیرامیٹر میں تغیر کو دیکھتے ہوئے شروع میں HVDC بین ربط کی اسکیم بنائی گئی تاکہ شمالی، مغربی، جنوبی اور مشرقی علاقوں کو آپس میں جوڑا جاسکے (مشرقی اور مشرق شمالی علاقوں کو AC لائنوں کے ساتھ پہلے ہی جوڑا جاچکا ہے) بین علاقائی روابط کے ذریعے (وندھیاچل پر 500 میگاواٹ HVDC بیک ٹو بیک)، مغرب

اور جنوب (1000 میگا واٹ)، (چندر پور میں HVDC بیک ٹو بیک)، مشرق اور جنوب (گازو واکا میں 500 میگا واٹ HVDC بیک ٹو بیک) کے درمیان عمل درآمد ہو رہا ہے۔ جس سے اس مرحلے کے تحت مجموعی بین علاقائی بجلی منتقلی صلاحیت 5,000 میگا واٹ ہو جائے گی۔ 1400 کلومیٹر لمبی اور 2000 میگا واٹ HVDC ربط کی دو قطبی تالچر کولا منصوبہ جو کہ ایشیا میں سب سے بڑا ہے اور 400 کلو واٹ ڈبل سرکٹ AC ربط رائے پور۔ راور کیلا پروجیکٹ جس سے بین علاقائی صلاحیت بڑھ کر 800 میگا واٹ ہو جائے گی، کے شروع ہو جانے سے دوسرے مرحلے کے تحت بجلی ٹرانسمیشن صلاحیت میں اضافہ کا کام بھی شروع ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ کئی بین علاقائی AC لنک (سرکاری ملکیت والے) ہیں جن کا موجودہ طور پر علاقوں کے درمیان بجلی کے لین دین کے لیے ریڈیل موڈ میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ مشرقی شمالی، مشرق اور مغربی علاقائی گرڈوں کو پہلے ہی جوڑا جا چکا ہے جس سے ایک ساتھ ہی متحدہ صلاحیت میں 50,000 میگا واٹ کا اضافہ حاصل کیا گیا ہے۔ اس کی وسعت مشرقی شمالی علاقے میں اروناچل پردیش سے لے کر مغربی علاقے میں 2,400 کلومیٹر تک پھیلا ہے۔ قومی پاور گرڈ کو اعلیٰ ترین صلاحیت HVDC اور EHVAC لائنوں پر مشتمل ہائی برڈ نظام کے ذریعے مضبوط بنایا جا رہا ہے۔ ٹرانسمیشن ہائی ویز کے ساتھ مختلف بین علاقائی AC اور HVDC لنکوں کے قیام سے بین علاقائی بجلی منتقلی صلاحیت کو سال 2012 تک بڑھا کر 30,000 میگا واٹ پر پہنچانے کی اسکیم ہے۔

مرکزی بجلی مقتدرہ

مرکزی بجلی مقتدرہ (سی۔ای۔اے) ایک قانونی تنظیم ہے۔ اسے 1951 میں جز وقتی تنظیم کے طور پر قائم کیا گیا تھا اور 1975 میں کل وقتی تنظیم بنا دیا گیا۔ یہ وزارت توانائی، حکومت ہند کا متعلقہ دفتر ہے۔ سبھی تکنیکی، مالی اور اقتصادی معاملوں میں سی۔ای۔اے۔ وزارت توانائی کی مدد کرتا ہے۔ سی۔ای۔اے پر تکنیکی رابطے اور پروگراموں کی نگرانی کی ذمہ داری اور کئی قانونی کام بھی سونپے گئے ہیں۔ اسے خاص طور پر ٹھوس، مناسب اور یکساں قومی بجلی پالیسی کو فروغ دینے، بجلی کے فروغ کی قلیل مدتی اور طویل مدتی تناظری منصوبہ بندی کا کام سونپا گیا ہے۔ یہ ملک کے توانائی وسائل کے استعمال اور نگرانی سے متعلق منصوبہ بنانے والی ایجنسیوں کی سرگرمیوں میں ارتباط، توانائی منصوبوں کا تکنیکی اور کمرشیل تجزیہ، مختلف شعبوں سے بجلی کے اعداد و شمار کی جمع کاری، ریاستی بجلی بورڈوں کی مالیاتی کارکردگی کا تجزیہ، توانائی صنعت میں ٹیرف کی تشخیص، ملازمین کی تربیت اور بجلی سے متعلق امور میں تحقیق کا کام دیکھتا ہے۔ مرکزی بجلی اتھارٹی کو حرارتی بجلی، پن بجلی اور بجلی نظاموں کی تعمیر اور چلانے کی نگرانی کی ذمہ داری بھی سونپی گئی ہے۔ مرکزی بجلی اتھارٹی (CEA) کو معاہدہ عرضداشت (MoUs) پر دستخط کرنے، ریاستی بجلی بورڈوں کو تحلیل کرنے، ریاستی بجلی ریگولیٹری کمیشن کی تشکیل اور ٹیرف (نرخ نامہ) جاری کرنے سے متعلق مختلف ریاستوں میں بجلی اصلاح عمل کی نگرانی کی ذمہ داری دے کر اس کے کردار کو ایک نئی سمت فراہم کی گئی ہے۔

بجلی سیکٹر میں اصلاح کی صورتحال

ریاستی بجلی اصلاحات ایکٹ: (i) اڑیسہ، ہریانہ، آندھرا پردیش، اتر پردیش، کرناٹک، راجستھان، مدھیہ پردیش اور دہلی و گجرات نے اپنے یہاں ریاستی بجلی اصلاح ایکٹ نافذ کیے ہیں جس میں ریاستی بجلی بورڈوں کو تحلیل کرنے/ کارپوریٹ بنانے، ریاستی بجلی ریگولیٹری کمیشنوں کی تشکیل وغیرہ کا اہتمام ہے۔ (ii) اڑیسہ، ہریانہ، آندھرا پردیش، کرناٹک، اتر پردیش، اترانچل، راجستھان، دہلی اور مدھیہ پردیش کے ریاستی بجلی بورڈوں کو توڑنے ان کو کارپوریٹ بنانے کا کام کر دیا گیا ہے۔ (iii) اڑیسہ اور دہلی میں بجلی کی تقسیم نجی سیکٹر کو دے دی گئی ہے۔

ریاستی بجلی ریگولیٹری کمیشن: اکیس ریاستوں، اڑیسہ، ہریانہ، آندھراپردیش، اترپردیش، کرناٹک، مغربی بنگال، تمل ناڈو، پنجاب، دہلی، گجرات، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، راجستھان، ہماچل پردیش، آسام، چھتیس گڑھ، اترانچل، گوا، بہار، جھارکھنڈ اور کیرل نے یا تو ریاستی بجلی ریگولیٹری کمیشن کی تشکیل کر لی ہے یا اس کے تشکیل کو نوٹیفائی کیا ہے۔ پندرہ ریاستی بجلی ریگولیٹری کمیشنوں نے ٹیرف احکامات جاری کر دیے ہیں۔

بجلی چوری کے خلاف قانون سازی: بہت سی ریاستوں جیسے آندھراپردیش، کرناٹک، مدھیہ پردیش، مغربی بنگال، مہاراشٹر، کیرل، گجرات اور بہار نے بجلی چوری کے خلاف قانون پاس کر دیے ہیں اور کچھ نے مسودہ تیار کر لیا ہے۔

بجلی ایکٹ، 2003

بجلی ایکٹ، 2003 لاگو کر دیا گیا ہے اور اس ایکٹ کے دفعات (سوائے سیکشن 121) کو 10 جون 2003 سے نافذ کر دیے گئے ہیں۔ بجلی ایکٹ، 2003 کے نافذ ہونے سے ہندوستانی بجلی ایکٹ، 1910 بجلی (فراہمی) ایکٹ 1948 اور بجلی ریگولیٹری کمیشن ایکٹ 1998 منسوخ ہو گئے ہیں۔ اس ایکٹ کی خاص باتیں درج ذیل ہیں:

(i) مرکزی حکومت، ریاستی حکومتوں کے مشورے سے قومی بجلی پالیسی تیار کرے گی (ii) پوری طرح دیہی بجلی کاری پر زور اور دیہی بجلی تقسیم کا انتظام پنچایتوں، کوآپریٹو سوسائٹیوں، غیر سرکاری تنظیموں، فرنچیزز وغیرہ کے ذریعہ کرنا (iii) بجلی پیداوار کے لیے لائسنس کی ضرورت نہیں ہے اور محدود پیداوار کے لیے کھلی رعایت ہے لیکن پن بجلی پروجیکٹوں کے لیے مرکزی بجلی اتھارٹی سے منظوری حاصل کرنا ضروری ہے۔ (iv) مرکز کے ساتھ ساتھ ریاستی سطح پر ٹرانسمیشن افادیت، ایک سرکاری کمپنی ہوگی جو ٹرانسمیشن نٹ ورک کی منصوبہ بندی پر اور مربوط فروغ کے لیے ذمہ دار ہوگی، نجی ٹرانسمیشن لائسنس ہولڈروں کے لیے گنجائش (v) شروع سے ہی ٹرانسمیشن کے لیے کھلی رسائی جس میں کراس سبسڈی کی موجودہ سطح کو باقاعدہ کرنے کے لیے سرچارج کا اہتمام کر کے بتدریج سرچارج کو ہٹانا (vi) تقسیم کے لیے لائسنس حاملین کو پیداوار کرنے کی رعایت ہوگی اور تقسیم کرنے والی کمپنیوں کو تقسیمی لائسنس حاصل کرنے کی آزادی ہوگی (vii) ریاستی بجلی ریگولیٹری کمیشن کو لازی بنا دیا گیا ہے۔ (viii) دیہی علاقوں میں بجلی کے لائسنس فری پیداوار اور تقسیم کا اہتمام ریاستی بجلی ریگولیٹری کمیشن کو بجلی تقسیم میں کھلی رسائی کے لیے۔ جس میں کراس سبسڈی کی موجودہ سطح کے مطابق سرچارج جسے کراس سبسڈی کے ساتھ بتدریج ختم کیا جاتا ہے اور فراہمی ذمہ داری کی اجازت ہوگی (x) بجٹ سے سبسڈی کی ادائیگی کا اہتمام (xi) دیہی اور دور دراز کے علاقوں کے لیے بجلی پیداوار اور تقسیم کے لیے الگ نظام کی منظوری دی گئی ہے (xii) بجلی تجارت کو امتیازی سرگرمی کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے اور حفاظتی تدابیر کے طور پر ریگولیٹری کمیشن کو اختیار دیا گیا ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو وہ ٹریڈ مارجن کی حدود کو متعین کرے (xiii) ریاستی حکومتوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ ریاستی بجلی بورڈوں کو توڑ دیں یا انہیں تقسیمی لائسنس حاملین اور ریاستی ٹرانسمیشن استعمال کے لیے بنائے رکھے (xiv) بل میں اصلاحات کا کوئی خاکہ مقرر نہیں کیا گیا ہے بلکہ ریاستی حکومتوں کو اپنے حالات کے مطابق ماڈل منتخب کرنے کی لوچداری فراہم کرنا ہے۔ (xv) فراہم کی گئی ساری بجلی کا میٹر سے حساب رکھنا لازی بنا دیا گیا ہے (xvi) CERC اور SERCs کے فیصلوں کے خلاف اپیل کی سماعت کے لیے ایک اپیل ٹرابیونل۔ (xvii) بجلی چوری روکنے سے متعلقہ اہتمام کو سخت بنایا گیا ہے۔

اسراعی بجلی فروغ اور اصلاحی پروگرام (APDRP)

حکومت نے اسراعی بجلی فروغ پروگرام (Accelerated Power Development Reforms Programme) کو اس مقصد سے منظوری دی تھی کہ اس سے شہری اور صنعتی علاقوں کے گھنے برق شدہ علاقوں کے سب

ٹرانسمیشن اور تقسیم میں بہتری پیدا ہوگی اور مجموعی تکنیکی اور تجارتی (ATLC) خسارے موجودہ 50 فی صد سے زیادہ خسارے سے تقریباً 15 فی صد تک گھٹا کر ریاستی بجلی بورڈوں کو کمرشیل طور پر قائم رہ سکنے والا بنایا جائے گا۔ اس سے بجلی فراہمی کے لیے اعتماد اور کوالٹی اور صارف کی کافی تسکین کی یقینی صورت پیدا ہوگی۔

APDRP کے دو اجزاء ہیں (a) سب ٹرانسمیشن اور تقسیمی نظام کو مضبوط بنانے اور اس میں اصلاح کے لیے اصل کاری جزو۔ مرکزی حکومت ریاستوں کو سب ٹرانسمیشن اور تقسیم نٹ ورک کو مستحکم کرنے اور اس میں اصلاح کرنے کے لیے مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ (b) نقد خسارے کو کم کرنے کے لیے استفادے کی حوصلہ افزائی کرنے / ترغیب دینے کے ترغیبی جزو۔ اس جزو کے تحت مرکزی حکومت کے ذریعہ ریاستی بجلی بورڈوں / ریاستی عوامی خدمات کو نقد خسارہ کم کرنے کے لیے ترغیبی فنڈ 100 فی صد گرانٹ کے طور پر دی جاتی ہیں۔ سال 02-2001 کو بنیاد مان کر نقد خسارے میں کمی کے 50 فی صد کو ترغیب کے طور پر فراہم کیا جائے گا۔

10 ویں پنج سالہ منصوبے کے تحت APDRP کے نفاذ کے لیے 40,000 کروڑ روپے کی ضرورت ہوگی جس میں سے 20,000 کروڑ روپے اصل کاری جزو پر باقی 20,000 کروڑ روپے ریاستوں کے ذریعہ اپنے مالی خساروں کو کم کرنے کے ترغیب دینے کے لیے استعمال کیا جائے گا۔

حکومت نے سال 03-2002 میں ملک بھر کے 406 شہروں میں پہلے 14,749 کروڑ کے پروجیکٹوں کو منظوری دی ہے اور اصل کاری جزو کے تحت اور تقسیمی نٹ ورک کو مضبوط بنانے اور اصلاح کے لیے 1,755.51 کروڑ روپے جاری کیے ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے خساروں کو کم کرنے کے لیے گجرات، ہریانہ اور مہاراشٹر ریاستوں کو ترغیبی جزو کے تحت 379.27 کروڑ روپے بھی جاری کیے گئے۔ سال 2003.04 میں بجٹ میں 3,500 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔

وزارت برائے توانائی تقسیمی اصلاحات کو بہت زیادہ ترجیح دے رہی ہے۔ اس کے نتیجے میں 27 ریاستوں نے وزارت توانائی کے ساتھ اصلاحات سے متعلق معاہدوں کی عرضداشت پر دستخط کیے ہیں۔ 27 ریاستی بجلی بورڈوں / عوامی خدمات نے وزارت توانائی کے ساتھ معاہدہ عرضداشت پر دستخط کیے ہیں۔

دیہی الکٹریفکیشن

دیہی الکٹریفکیشن میں دو طرح کے پروگراموں کے لیے بجلی فراہمی شامل ہے۔ (الف) پیداوار سے متعلق سرگرمیاں جیسے چھوٹی آبپاشی، دیہی صنعت وغیرہ اور (ب) گاؤوں میں بجلی پہنچانا۔ دیہی الکٹریفکیشن پروگراموں کا تعین اور تعمیل ریاستی بجلی بورڈ / ریاستی حکومت رکھتے کرتے ہیں۔ دیہی الکٹریفکیشن کے تحت مارچ 2003 تک کل 5,87,258 گاؤوں میں سے 4,91,760 گاؤوں کا الکٹریفکیشن ہو چکا ہے ساتھ ہی مارچ تک ایک کروڑ 95 لاکھ پمپ سیٹوں کے الکٹریفکیشن کرنے کے ہدف کے مقابلے مارچ 2002 تک ایک کروڑ 34 لاکھ 28 ہزار 83 پمپوں کا الکٹریفکیشن ہو چکا ہے۔ کٹیر جیوتی، پروگرام کے تحت دیہی علاقوں میں غریبی لائن کے نیچے زندگی گزارنے والے لوگوں کے لیے مارچ 2002 تک 48.5 لاکھ سنگل کنکشن جاری کیے گئے جن کی لاگت 3 ارب 17 کروڑ روپے ہے۔

نجی سیکٹر کی شراکت

حکومت ہند نے توانائی پیداوار منصوبوں میں نجی سیکٹر کی شراکت کی اجازت کے لیے 1991 میں ایک پالیسی کا اعلان کیا۔

فروری 1995 میں حکومت ہند نے فیصلہ کیا کہ نجی سیکٹر کی توانائی سے متعلق کسی بھی تجویز پر مرکزی توانائی مقتدرہ (CEA) کے ذریعہ تب تک غور نہیں کیا جائے گا جب تک کہ بین الاقوامی مقابلہ جاتی بولی اصول کے تحت ٹینڈر کے ذریعہ پروجیکٹ منظور نہ ہوا ہو۔ لیکن کچھ زمروں کے بجلی پروجیکٹ، جہاں معاہدے کی عرضداشت/ بات چیت کا راستہ عملی سمجھا جائے، اس کے لیے ICB سے پراجیکٹ منظور ہونے کی شرط سے چھوٹ دی گئی ہے۔

اب تک CEA کے ذریعے 57 نجی بجلی پراجیکٹوں کو تکنیکی اقتصادی منظوری دی گئی ہے اور اس میں تقریباً 4977.36 میگاواٹ صلاحیت کے 17 پراجیکٹ شروع ہو چکے ہیں اور 4,600 میگاواٹ صلاحیت کے 17 پروجیکٹوں میں پیداوار شروع ہو گئی ہے اور 2,764 میگاواٹ صلاحیت کے 4 پروجیکٹ زیر تعمیر ہیں۔ اس کے علاوہ کئی ایسے پراجیکٹ ہیں، جن کا قیام ریاستی سرکار کی منظوری سے نجی سیکٹر کے ذریعے کیا جا رہا ہے اور ان کے لیے CEA کی تکنیکی اقتصادی منظوری (TEC) کی ضرورت نہیں ہے۔ سال 1991 میں بجلی شعبے میں نجی سیکٹر کی شراکت کی پالیسی کے بعد سے کل ملا کر تقریباً 7,400 میگاواٹ صلاحیت کے 37 پراجیکٹ پوری طرح شروع ہو چکے ہیں۔

ملک میں وسیع حرارتی بجلی گھروں کی تعمیر اور بڑی جسامت سے اقتصادی فائدے کی حوصلہ افزائی کے لیے ترمیم شدہ جامع توانائی پالیسی جاری کی گئی ہے۔ وسیع بجلی گھر پروجیکٹوں کی شکل میں کئی پروجیکٹوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ پاور ٹریڈنگ کارپوریشن (پی۔ٹی۔سی) کو طویل مدتی توانائی خرید معاہدہ (P.P.A) کے تحت میگا بجلی سے بجلی خریدنے اور پھر اسے انہیں معاہدے کے تحت استفادہ کرنے والی ریاستوں کو فروخت کے لیے با اختیار کیا گیا۔ اس کے لیے میگا بجلی پراجیکٹوں کو کچھ مالی رعایت دی گئی تاکہ محصول کم کئے جا سکیں۔

عوامی سیکٹر انڈرٹیکنگ اور دوسری تنظیمیں

قومی حرارتی توانائی کارپوریشن

قومی حرارتی توانائی کارپوریشن (NTPC) نئی دہلی کا قیام ملک میں حرارتی توانائی منصوبہ بندی، فروغ اور تنظیم کے ساتھ مربوط ترقی 1975 میں ہوا۔ این۔ٹی۔پی۔سی شیڈیول 'A' ''نورتن'' کمپنی ہے، جس میں 59,615.43 کروڑ روپے کی کل منظور شدہ اصل کاری ہے۔ این۔ٹی۔پی۔سی کی 24,455 میگاواٹ منظور شدہ صلاحیت ہے اور 26,255 میگاواٹ کی نصب شدہ صلاحیت ہے۔ کارپوریشن کی مجاز پونجی 10,000 کروڑ روپے ہے۔ اس وقت این۔ٹی۔پی۔سی کے پاس کوئلے پر مبنی 13 حرارتی توانائی پروجیکٹس اور گیس رسیال ایندھن پر مبنی سات مشترکہ سائیکل پراجیکٹ ہیں۔ کارپوریشن نے سپر حرارتی توانائی پروجیکٹس قائم کئے ہیں۔ یہ ہیں:- سنگرولی، (اتر پردیش) NCTPP دادری (اتر پردیش)، کوربا (چھتیس گڑھ) وندھیاچل (ایم پی) رام گنڈم (آندھرا پردیش) فرکا (مغربی بنگال) کہل گاؤں (بہار) تلچر کانیہا (اڑیسہ)، اونچاہار (اتر پردیش)، سمہادری (آندھرا پردیش)، اور ٹانڈہ (اتر پردیش)۔ کارپوریشن نے گیس پر مبنی 7 مشترکہ سائیکل پروجیکٹس کا بھی قیام کیا ہے۔ یہ ہیں۔ انٹا (راجستھان)، اور (اتر پردیش) دادری (اتر پردیش) کواس (گجرات) اور گندھار (گجرات)، کائم کلم (کیرل) اور فرید آباد (ہریانہ)۔ موجودہ طور پر NTPC 20,935 میگاواٹ صلاحیت کا نفاذ پہلے ہی کر چکا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے سیل (SAIL) کے درگاپور، راورکیلا اور بھلائی اسٹیل پلانٹ کے 314 میگاواٹ صلاحیت والے کیپٹو بجلی پلانٹوں کو بھی حاصل کیا ہے۔ اس طرح قومی حرارتی توانائی کارپوریشن کی تنصیبی صلاحیت 21,249 میگاواٹ ہے۔

کمپنی کا منصوبہ ہے کہ NTPC کو سال 2012 تک 40,000 میگاواٹ سے زیادہ بجلی کی پیداوار کر سکنے والی کمپنی بنائی

جائے۔ 5,800 میگاواٹ کے مختلف پروجیکٹوں کی تعمیر پہلے ہی چل رہی ہے۔ اس میں سے 1,000 میگاواٹ کا نفاذ 03-2002 کے دوران ہو چکا ہے۔ کارپوریٹ منصوبے میں نشاندہی کی گئی فروغ حکمت عملی کے طور پر قومی حرارتی توانائی کارپوریشن نے پن بجلی میدان میں اپنی سرگرمیاں بڑھادی ہیں۔ کارپوریشن پہلے ہی ہماچل پردیش میں 800 میگاواٹ صلاحیت والی کول بند پن بجلی پروجیکٹ کو عملی شکل دے رہا ہے۔ اس کے علاوہ NTPC نے اترانچل میں اتر کاشی کے نزدیک بھاگیرتھی ندی پر لوہاری ناگ پال پن بجلی پروجیکٹ (520 میگاواٹ) اور ایک نند اندی پر جوشی مٹھ کے قریب تپوون وشنو گارڈ پن بجلی پروجیکٹ (360 میگاواٹ) کی تعمیر کے لیے ریاستی حکومت کے ساتھ معاہدے کی عرضداشت پر دستخط کیا ہے۔

اس کے علاوہ NTPC نے تنوع پروگرام کے تحت متعدد مشترکہ ونچر قائم کیے ہیں۔ ایک مشترکہ ونچر SAIL کے ساتھ تشکیل کیا ہے، اور ہندوستان اور بیرون ممالک میں بجلی پلانٹوں کی تجدید اور جدید کاری کے تفویضات کے لیے السٹم پاور جنریشن اے جی (جو پہلے ABB KRAFTWERKEAG تھا) کے ساتھ "NTPC السٹم پاور سروسز لمیٹڈ" (NASL) کے نام سے ایک مشترکہ ونچر تشکیل دیا ہے۔ UPL (جوائنٹ ونچر کمپنی NTPC اور BSES) جسے ملک اور بیرون ممالک بجلی اور دیگر سیکٹروں میں تفویضات کے تحت تعمیر، تنصیب، دیکھ بھال، رکھ رکھاؤ اور نگرانی کے کاموں کے لیے تشکیل کیا گیا تھا، اطمینان بخش طریقے سے پیش رفت کررہی ہے۔

قومی پن بجلی توانائی کارپوریشن

10,000 کروڑ روپے کے مجاز حصص سرمایہ والا نیشنل ہائیڈرو الکٹرک کارپوریشن لمیٹڈ (NHPC) ہندوستان میں پن بجلی فروغ کے لیے اہم تنظیم بن چکی ہے، جس کے پاس پن بجلی پروجیکٹوں کے قیام کے تناظر میں "تفویض کے تصور" سے لے کر ہر طرح کی سرگرمیوں کی ذمہ داری لینے کی صلاحیت ہے اس کا اصل کاری اساس 15,500 کروڑ روپے سے زیادہ ہے، جس کے سبب اسے ملک میں سب سے زیادہ اصل کاری والی چوٹی کی کمپنیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ NHPC کے پاس کوالٹی مینجمنٹ سسٹم کے لیے ISO-9001 اور کارپوریٹ آفس میں ماحولیاتی معیار کے لیے ISO-14001 معیار ہے۔ NHPC کے سات پاور اسٹیشن کام کررہے ہیں جن کی تنصیبی صلاحیت 2,175 میگاواٹ ہے اور دسویں منصوبے کے دوران 4,357 میگاواٹ کا اضافہ کرنے کا منصوبہ ہے۔ NHPC نفع کمانے والی ایک تنظیم ہے جو پچھلے کئی سالوں سے لگاتار فائدے میں چل رہی ہے۔ سال 2002-2003 میں اس کا خالص منافع 511.40 کروڑ روپے (عارضی) رہا۔

اضافی آمدنی حاصل کرنے کے لیے مشاورتی کاروبار کے طور پر NHPC پن بجلی فروغ کے میدان میں مشاورتی خدمات فراہم کررہا ہے۔ NHPC کو 60 کروڑ روپے سے زیادہ کے مشاورتی کام تفویض کیے گئے ہیں۔ یہ بین الاقوامی فنڈنگ ایجنسیوں جیسے ورلڈ بینک، ایشیائی ترقیاتی بینک، افریقی ترقیاتی بینک وغیرہ کے ساتھ پن بجلی میدان میں مشیر کے طور پر کام کرنے کے لیے رجسٹرڈ ہے۔

ہندوستانی توانائی گرڈ کارپوریشن لمیٹڈ

ہندوستانی توانائی گرڈ لمیٹڈ (پی۔جی۔سی۔آئی۔ایل) کو 23 اکتوبر 1989 کو مختلف علاقوں کے اندر اور بین علاقائی کے لیے علاقائی اور قومی بجلی گرڈ کے قیام اور اس کو چلانے کے لیے حکومتی انٹرپرائزز کے طور پر شروع کیا گیا تھا۔ اسے منی رتن IPSU کا درجہ بھی حاصل ہے۔

31 مارچ 2002 کو پاور گرڈ 44,638 میگاواٹ ٹرانسفارمیشن صلاحیت والے 79 سب اسٹیشنوں کے ساتھ 46,243

سرکٹ کلومیٹر لمبی لائنوں کا اہتمام وانتظام کر رہا تھا۔ موجودہ طور پر ملک میں پیدا کل بجلی کا تقریباً 40 فی صد حصے کی منتقلی پاور گرڈ ٹرانسمیشن نٹ ورک پر ہو رہی ہے۔ اس ادارے نے سال 03-2002 میں اپنے 2,419 کروڑ روپے کے کاروبار میں تقریباً 650 کروڑ روپے کا خالص منافع کمایا۔ پاور گرڈ نے سال 03-2002 میں 5,956 سرکٹ کلومیٹر لمبی ٹرانسمیشن لائنوں اور 10,548 MVA صلاحیت والے 11 سب اسٹیشنوں کو شروع کیا ہے۔ پاور گرڈ کی ٹھوس کوششوں کے نتیجے میں آل انڈیا سطح پر مختلف خطوں کے درمیان توانائی کا مبادلہ 02-2001 کے 9,750 ایم یو سے بڑھ کر 03-2002 میں 12,000MU ہو گیا۔ پاور گرڈ سارک ملکوں کے درمیان بین رابطہ کے ذریعہ توانائی کے باہمی مبادلہ کو فروغ دے کر سارک گرڈ کے فروغ کی سمت میں اوّلین کردار نبھا رہا ہے۔

پاور گرڈ سبھی پانچ خطوں شمالی، مغربی، مشرقی، جنوبی اور شمال مشرقی علاقوں کے لیے متحدہ لوڈ ڈسپیچ اور ترسیل (ULDC) اسکیم قائم کر رہا ہے جس پر تقریباً 2200 کروڑ روپے کی لاگت آئے گی۔ ULDC اسکیم میں علاقائی بجلی گرڈوں کے چلانے نگرانی اور کنٹرول کا اہتمام متحدہ اور مربوط طریقے سے کرنے کو دھیان میں رکھ کر بنائی گئی ہے۔

دیہی الکٹریفکیشن کارپوریشن لمیٹڈ (REC)

دیہی الکٹریفکیشن کارپوریشن کو 1969 میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کا اہم نشانہ ملک میں دیہی الکٹریفکیشن کے کام کو مالی امداد فراہم کرنا ہے۔ آر ای سی کو 1992 میں کمپنی قانون کی دفعہ A-4 کے تحت عوامی مالی ادارہ قرار دیا گیا۔ کارپوریشن کی مالی امداد سے دیہی الکٹریفکیشن کام میں قبائلی گاؤں اور دلت بستیوں سمیت گاؤوں کے الکٹریفکیشن، پمپ سیٹوں اور زراعت پر مبنی چھوٹی اور دیہی صنعتوں کو بجلی اور دیہی رہائشی گھروں اور سڑک پر روشنی کے لیے بجلی فراہم کرائی جاتی ہے۔ ترسیل اور تقسیم کے بندوبست کو مضبوط کرنے اور ان میں بہتری لانے کے لیے اور ساتھ ہی ہوا کی توانائی اور پن بجلی جیسے چھوٹے بجلی پیدا کرنے والے پروجیکٹوں کے واسطے کارپوریشن ریاستی بجلی بورڈوں کو امداد دیتا ہے۔ آر ای سی شیڈیول 'A' تنظیم ہے۔

2002-2003 کے دوران آر ای سی نے دلت بستیوں اور چھوٹے گاؤوں کے الکٹریفکیشن اور دوسری خدمات کے بجلی اہتمام کے لیے 12,061 کروڑ روپے کی قرض امداد منظور کی اور اس میں سے 6,606 کروڑ روپے تقسیم کیے۔ کارپوریشن مارچ 2003 تک 4,743.63 کروڑ روپے کی قرض امداد کو منظوری دے چکا تھا، جس میں سے 31,293.01 کروڑ روپے تقسیم کیے جا چکے تھے۔ سال 2003-2002 میں کارپوریشن نے 578.60 کروڑ روپے کا خالص منافع کمایا۔

توانائی مالی کارپوریشن لمیٹڈ

توانائی مالی کارپوریشن لمیٹڈ نئی دہلی کی تشکیل 16 جولائی 1986 کو ہوئی اور اگست 1990 میں اسے عوامی مالی ادارہ قرار دیا گیا۔ اس کے اہم کاموں میں بجلی پیدا کرنے والے پراجیکٹوں، ترسیل اور تقسیم، بجلی پلانٹوں کی درستی اور تجدید، نظام میں سدھار اور توانائی تحفظ پروگرام، سامان اصل کی دیکھ ریکھ و مرمت کے لیے مالی امداد فراہم کرنا ہے۔

کارپوریشن کا منظور سرمایہ حصص 2,000 کروڑ روپے کا اور ادا شدہ سرمایہ 1,035.45 کروڑ روپے کا ہے۔ 31 مارچ 2003 تک کارپوریشن توانائی سیکٹر کو 50,521 کروڑ روپے کا قرض منظور کر چکا تھا اور 31,223 کروڑ روپے مہیا کر چکا ہے۔ اپنے مالی کاموں کی شروعات سے ہی کارپوریشن لگاتار منافع حاصل کر رہا ہے۔ PFC کو منی رتن (زمرہ 1) PSU قرار دیا گیا ہے۔ سال 03-2002 کے لیے کارپوریشن کا ٹیکس کے بعد 1,172 کروڑ روپے منافع کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ 03-2002 کے دوران کارپوریشن نے 14,0001 کروڑ روپے کی منظوری دی، جب کہ اصل تقسیم 7,738 کروڑ روپے رہی۔ PFC کو حال

میں عزت مآب صدر جمہوریہ ہند نے MoU فضیلت ایوارڈ سے نوازا ہے۔

شمال مشرقی توانائی کارپوریشن

شمال مشرقی خطے ملک میں سب سے زیادہ پن بجلی صلاحیت کے معاملے میں خوش نصیب ہیں جس کا تخمینہ تقریباً 58,971 میگا واٹ کالگایا گیا ہے جس میں اس کے دوفی صد سے کم صلاحیت کا استعمال ہی ابھی تک ہو پایا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں خاص طور پر گیس ذخائر کے لحاظ سے نمایاں تھرمل پاور صلاحیت ہے۔ شمال مشرقی الکٹرک پاور کارپوریشن (Neepco) کا قیام 2اپریل 1976 کو وزارت توانائی کے تحت مکمل طور پر سرکاری ملکیت والے ادارے کے طور پر اس مقصد سے کیا گیا تھا کہ یہ شمال مشرقی علاقے کے لیے منصوبہ بنانے، حوصلہ افزائی، تشخیص کرنے، سروے کرنے، ڈیزائن، تعمیر، بجلی پیداوار، اہتمام وانتظام اور پاور اسٹیشنوں کے رکھ رکھاؤ کا کام کرے گا۔

NEEPCO کا مجاز حصص سرمایہ 2,500 کروڑ روپے ہے۔ زیر غور تعین کے لیے سرمایہ حصص کے مقابل وصول رقم کو ملا کرادا شدہ پونجی جو کہ پچھلے سال کے آخر میں 1876.84 کروڑ تھی، بڑھ کر 31 مارچ 2002 کو 1918.12 کروڑ روپے ہوگئی۔ کارپوریشن کا قرض پچھلے سال کے 2326.03 کروڑ روپے کے مقابلے 31 مارچ 2002 کو 2590.58 کروڑ روپے تھا۔ NEEPCO نے سال 02-2001 میں اولین مدت کے مطابق ٹیکس کے بعد خالص منافع پچھلے سال کے 117.79 کروڑ روپے کے مقابلے 52.85 کروڑ روپے کمایا۔

فی الوقت کارپوریشن کی تنصیبی صلاحیت 1105 میگا واٹ ہے جس میں سے 730 میگا واٹ پن بجلی اور 375 گیس پر مبنی توانائی پر مشتمل ہے۔

ستلج جل ودیوت نگم لمیٹڈ (SJVN)

ستلج جل ودیوت نگم لمیٹڈ (سابقہ ناتھپا جھاکڑی ودیوت نگم لمیٹڈ) کی تشکیل حکومت ہند اور ہماچل پردیش کی ریاستی حکومت کے جوائنٹ وینچر کے طور پر 24 مئی 1988 کو ہماچل پردیش کے ستلج ندی وادی میں پن بجلی پروجیکٹوں کے لیے منصوبہ، تفتیش، اہتمام، تعمیل، عملی بندوبست کے لیے کی گئی تھی۔ ستلج پن بجلی کارپوریشن لمیٹڈ کی موجودہ مجاز حصص سرمایہ 4500 کروڑ ہے۔ اس میں حکومت ہند اور ہماچل سرکار کی حصہ پونجی کا علی الترتیب تناسب 3:1 ہے۔ ورلڈ بینک سے مالی اعانت کے علاوہ SJVN کو یوروپی بینکوں کے کنسورشیم اور PFC سے بھی امداد حاصل ہو رہی ہے۔

1500 میگاواٹ صلاحیت والی ناتھپا جھاکڑی پروجیکٹ ستلج جل ودیوت نگم لمیٹڈ کا پہلا پروجیکٹ ہے۔ پروجیکٹ کے دیگر اجزا کے علاوہ ناتھپا جھاکڑی پروجیکٹ میں 525 میٹر لمبائی 16.31 میٹر چوڑائی اور 275 میٹر گہرائی والے چار چیمبروں والا زیر زمین لدگار کمپلکس جو کہ دنیا میں پن بجلی پیداوار کیلیے بنائے گئے سب سے بڑے زیر زمین کمپلکس میں سے ایک ہے اور 10.15 میٹر قطر کی 27.4 کلومیٹر لمبی ہیڈ ریس سرنگ (جس کا شمار دنیا کے سب سے لمبی سرنگوں میں ہوتا ہے) ہے۔ 1500 میگاواٹ صلاحیت کے اس پروجیکٹ کی پیداوار شروع کرنے پر 6950 میگا یونٹ بجلی کی پیداوار ہوگی اس سے اس علاقے میں رہنے والے لوگوں کی سماجی اور اقتصادی سطح بھی اونچی ہوگی اور شمالی گرڈ کو مصروف ترین وقت میں 1500 میگاواٹ کی قیمتی بجلی بھی ملے گی۔

ٹہری ہائیڈرو ڈیولپمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ

ٹہری ہائیڈرو ڈیولپمنٹ کارپوریشن لمیٹیڈ (THDC) کا قیام حکومت ہند اور اتر پردیش سرکار کے جوائنٹ وینچر کے طور پر

12 جولائی 1988 کو عمل میں آیا تھا۔ اس کا مقصد بجلی پیداوار اور اس سے متعلق دیگر مقاصد کے سبھی پہلوؤں کو دھیان میں رکھ کر ٹہری میں بھگیرتھی اور اس کی معاون ندیوں کے آبی وسائل کے موثر فروغ کے لیے منصوبے بنانا، افزائش اور تنظیم اور اس طرح بھگیرتھی / بھلنگنا وادی میں ان پن بجلی مقامات / پروجیکٹوں کا فروغ کرنا ہے جو کہ ریاستی حکومت کے ذریعہ سونپی جائے۔

کارپوریشن کی مجاز حصہ پونجی 3,000 کروڑ روپے ہے۔ موجودہ طور پر کارپوریشن ٹہری ہائیڈرو پاور کمپلکس (2,400MW) جس میں ٹہری بند اور HPP، مرحلہ I (1000 میگاواٹ)، 400 میگاواٹ کے کوٹیشور پروجیکٹ اور ٹہری پمپڈ اسٹوریج پلانٹ (100 میگاواٹ) کی تعمیر شامل ہے، کو پورا کرنے میں لگا ہوا ہے۔ ٹہری مرحلہ۔ I کا کام پوری طرح آخری مرحلے میں اور سال 04-2003 میں اسے تفویض کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ کوٹیشور HE (پن بجلی پروجیکٹ کی پیش رفت جاری ہے اور وقت مقررہ پر یعنی 2006 تک کام کرنا شروع کردے گا۔

ٹہری ہائیڈرو پاور کمپلکس (2,400MW) کے پورے ہونے پر یہاں سے ہر سال 620 کروڑ یونٹ بجلی (پہلے مرحلے کے بعد 356.8 کروڑ یونٹ) کی پیداوار ہوگی۔ اس سے 2.70 لاکھ ہیکٹیر علاقے میں اضافی آبپاشی صلاحیت کی تخلیق کی جاسکے گی۔ ساتھ ہی 6.04 لاکھ ہیکٹر علاقے میں موجودہ آبپاشی سہولت کو مستحکم کیا جاسکے گا۔ اس پروجیکٹ کے ذریعہ دہلی میں 40 لاکھ لوگوں اور اترپردیش کے شہروں اور گاؤوں میں رہنے والے 30 لاکھ لوگوں کو پینے کے پانی کی سہولت فراہم کرائی جائے گی۔

دامودر گھاٹی کارپوریشن

حکومت ہند کا پہلا کثیر المقاصد ندی گھاٹی پراجیکٹ، کلکتہ کی دامودر گھاٹی کارپوریشن کا قیام، جھارکھنڈ اور مغربی بنگال ریاستوں میں پھیلی دامودر گھاٹی کی یکساں ترقی کے مقصد سے جولائی 1948 کے تحت عمل میں آیا تھا۔ کارپوریشن کے مقاصد میں سیلاب کنٹرول اور آبپاشی، بجلی پیداوار و تقسیم، دامودر گھاٹی علاقے کے رہنے والوں کی صنعتی سماجی و اقتصادی فلاح و بہبود شامل ہیں۔ کارپوریشن کے اہم پراجیکٹوں میں چار بند مائتھان، پنچیت، تلیا اور کونار ہیں، جن میں کونار میں چار بند کو چھوڑ کر باقی باندھوں کے ساتھ پن بجلی گھر بھی جڑے ہوئے ہیں۔ درگاپور میں نہروں کے پانی کے ساتھ بوکارو 'A' بوکارو 'B' چندر پورہ اور درگاپور اور مجیا میں حرارتی بجلی گھر اور مائتھان میں ایک گیس ٹربائن اسٹیشن بھی شامل ہیں۔ جھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے ریاستی بجلی بورڈوں کے علاوہ، یہ کارپوریشن کوئلہ کانوں، فولاد پلانٹوں، ریلوں اور دوسری بڑی صنعتوں کو بجلی فراہم کرتا ہے۔ اپریل 2002 میں ڈی۔ وی۔ سی کی کل منصوبہ صلاحیت 2,761.5 میگاواٹ تھی، جس میں 2,535 میگاواٹ حرارتی بجلی صلاحیت، 144 میگاواٹ پن بجلی صلاحیت اور 82.5 میگاواٹ گیس پلانٹوں کی پیداوار صلاحیت شامل ہے۔ کارپوریشن کے ٹرانسمیشن نظام کی کل لمبائی 6021 سرکٹ کلومیٹر ہے۔ اس نظام میں کل 56 سب اسٹیشن اور ریسیونگ اسٹیشن کے ذریعہ تعاون فراہم ہوتا ہے۔

بھاکڑا بیاس مینجمنٹ بورڈ

بھاکڑا بیاس مینجمنٹ بورڈ (BBMS) بھاکڑا اور پونگ میں پانی جمع کرنے کی صلاحیت کی وسعت کے لیے بی۔ ایس۔ ایل۔ آبی موصل نظام کے ذریعہ فراہم سہولیات کا انتظام کرتا ہے۔ بورڈ کو یہ ذمہ داری بھی دی گئی ہے کہ وہ استفادہ کرنے والی ریاستوں کو ان کے حصے کے مطابق پانی اور توانائی مہیا کرائے۔ بورڈ اس کے علاوہ بھاکڑا ننگل پراجیکٹوں، ویاس پروجیکٹ اکائی۔ 1 اور اکائی۔2 اور توانائی مراکز، گرڈ ذیلی مراکز اور ترسیلی لائنوں کے نٹ ورک، انتظامی رکھ رکھاؤ اور چلانے کا کام بھی کرتا

ہے۔ بھاکڑا ویاس منتظمہ بورڈ کے بجلی مراکز پر پیدا ہونے والی توانائی اخراج نظام کے ذریعہ 400 کلو وولٹ، 220 کلو وولٹ، 132 کلو وولٹ، اور 66 کلو وولٹ ترسیلی لائنوں اور 24 کے۔ ایچ۔ وی۔ ذیلی مراکز کے ذریعہ 3,775 سرکٹ کلومیٹر تک پہنچایا جاتا ہے۔ بھاکڑا بیاس مینجمنٹ بورڈ کے بجلی پلانٹوں کی تنصیبی صلاحیت 2,873.15 میگاواٹ ہے۔ 2002-2003 کے دوران ان پلانٹوں سے 10,667 ملین یونٹ بجلی کی پیداوار ہوئی ہے۔

پاور ٹریڈنگ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ (PTC)

PTC کی تشکیل اپریل 1999 کو کی گئی۔ اس کا اہم مقصد نجی سیکٹر کے بڑے بجلی پراجیکٹوں کو تعاون دینا ہے۔ کارپوریشن واحد ایسی تنظیم ہے جو طویل مدتی منتظمہ کے تحت صارفین/ریاستی بجلی بورڈوں اور آزاد بجلی پیدا کاروں کے ساتھ یک طرفہ اور کثیر فریقی/کثیر سطحی بجلی خریداری معاہدے کو عملی شکل فراہم کرتی ہے۔ اس طرح کارپوریشن بڑے اور دیگر اہم پراجیکٹوں کے فروغ کاروں، آزاد بجلی پیدا کاروں (IPP) کثیر فریقی/ریاستی بجلی بورڈوں کے ساتھ طویل مدتی معاہدوں کے ذریعے ممکنہ جوکھم سے بھی بچاتا ہے۔ اس کے قیام کا ایک دیگر اہم مقصد زائد بجلی اور کم بجلی والے علاقوں کی پہچان اور ملک میں موجود توانائی وسائل کے بہتر استعمال کے ذریعہ مانگ کی رسد کے لیے بجلی تجارت کو بڑھاوا دینا تھا۔ حکومت نے PTC کو ہندوستان اور اس کے پڑوسی ممالک کے درمیان بجلی کے لین دین کے لیے نوڈل ایجنسی نامزد کی ہے۔

بجلی تجارت کا مستقل عمل 02-2001 میں شروع ہوا اور تجارتی حجم 02-2001 میں 16.17 کروڑ یونٹ سے بڑھ کر 03-2002 میں 420 کروڑ یونٹ ہوگئی۔ سال 03-2002 کے دوران PTC جوکھا اور کورنچی پن بجلی پروجیکٹوں سے بجلی کی تجارت کے لیے بھوٹان میں تجارتی تفویضات کے ساتھ نمایاں حصولیابی کی گئی۔

قومی توانائی تربیتی ادارہ

قومی توانائی تربیتی ادارہ (نیشنل پاور ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ) ایک ISO-9001:2000 اور ISO-14001 تنظیم ہے جو کہ پاور سیکٹر میں انسانی وسائل ترقی کے لیے چوٹی کا ادارہ ہے۔ قومی تربیتی ادارہ کی خاص اکائی فریدآباد میں ہے اور ملک کے مختلف پاور سیکٹروں میں اپنی نو اکائیوں کے ذریعہ آل انڈیا سطح پر کام کرتا ہے۔ جدید تربیتی ساز و سامان اور اعلی سہولیات 210- میگاواٹ اور پانچ سو میگاواٹ کے ریل ٹائم پاور پلانٹ سیمولیٹرس پاور سسٹم ٹریننگ سیمولیٹرس اور ملٹی میڈ، کمپیوٹر پرمنی تربیتی نظام سے لیس قومی بجلی تربیتی ادارے نے اپنے باقاعدہ پروگراموں میں 77,000 عملہ کو بجلی اور متعلقہ توانائی سیکٹروں میں تربیت دی ہے۔ اس کے علاوہ 60,000 لوگوں کو عوامی آگہی پروگراموں کے ذریعہ احساس پذیر بنایا ہے۔

قومی بجلی تربیتی ادارہ پاور سیکٹر کی خصوصی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے متعدد طویل مدتی، مختصر مدتی رواجی تربیتی پروگرام کا اہتمام کرتا ہے۔ ادارہ بڑے بجلی مراکز کے لیے موزوں تربیت یافتہ افراد کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لیے لوگوں کو استعداد کی سند فراہم کرنے کے مقصد سے قومی سرٹیفکیشن اتھارٹی کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔ ادارہ نے علم کو مہارت سے منسلک کرنے کی اپنی خصوصی کوششوں کے تحت تھرمل پاور پلانٹ انجینئرنگ میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ اور ڈپلومہ نصابات کی بھی شروعات کی۔ اس کے تحت پاور انجینئرنگ (میکینیکل الیکٹریکل) میں چار سالہ بیچلرس (B.Teach/B.E.) ڈگری کورس اور پاور مینجمنٹ میں بزنس ایڈمنسٹریشن سیکٹر میں دو سالہ ماسٹرس ڈگری کورس کی شروعات کی ہے۔ اس پروگرام کا مقصد پابند اور باصلاحیت پیشہ ور افراد کا ایک گروپ تیار کرنا ہے جن کے پاس مناسب تکنیکی اور انتظامی صلاحیت ہو اور وہ تکنیکی و تجارتی بنیاد پر پاور سیکٹر کو چلا سکیں۔

مرکزی توانائی تحقیقی ادارہ

حکومت کے ذریعہ 1960 میں قائم مرکزی پاور ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (CPRI) الکٹریکل پاور انجینئرنگ کی اطلاقی تحقیق کے لیے مرکز اور بجلی صنعت کی پیداواری ترقی، کوالٹی کو یقینی بنانے میں مدد کرتا ہے۔ CPRI ملک میں بنے ہوئے بجلی کے ساز و سامان کی تصدیق کرنے اور جانچ کرنے کے ایک آزادادارے کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔ اس کے پاس دیگر معاون اسٹاف کے علاوہ 300 سے زیادہ اعلیٰ ترین صلاحیت اور تجربے والے انجینئر اور سائنسداں ہیں۔ ادارہ کا ہیڈ کوارٹر بنگلور میں اور دیگر اکائیاں بھوپال، حیدرآباد، ناگپور، غازی آباد، تروانت پورم اور رائچور میں ہیں۔

CPRI میں واقع لیبارٹریاں بین الاقوامی لیبارٹریوں کے مساوی ہیں۔ CPRI کی لیباریٹریاں ISO-25 معیارات کے تحت تسلیم شدہ ہیں جو کہ تربیتی تجربہ گاہوں سے متعلق کوالٹی سسٹم کے ISO-9002 کے معیارات کو پورا کرتی ہیں۔ یہ تجربہ گاہیں، تجربہ گاہوں کی جانچ اور پیمانہ بندی کے لیے قومی منظوری و بندہ بورڈ (NABL) اور لیباریٹریوں کی منظوری کے لیے قومی ادارے کے تحت تسلیم شدہ ہیں۔ NABL، ایشیا پیسفک لیباریٹری اکریڈیٹیشن کمیٹی (APLAC) کا ممبر ہے۔

CPRI کو یوروپ میں شارٹ سرکٹ رابطہ گروپ (STL) میں مشاہد کا درجہ حاصل ہے۔ اس کے علاوہ CPRI لیباریٹریوں کو انڈر رائیٹرس لیبارٹریز انک، امریکا، کناڈین اسٹینڈرڈ ایسوسی ایشن، کناڈا نے بجلی کی مختلف مصنوعات کی جانچ انجام دینے کے لیے تسلیم کیا ہے۔ اس منظوری سے ہندوستان کے برآمد کنندگان کو شمالی امریکا کے بازاروں میں مصنوعات برآمد کرنے میں مدد ملی ہے۔ حال ہی میں اس نے زلزلی/ارتعاش اہلیت مرکز اور حقیقی وقت ڈیجیٹل سیمولیٹر بنائے ہیں۔

CPRI تھرمل پاور پلانٹوں کی باقیماندہ کام کرنے کی مدت کی تشخیص اور ان کے کام کرنے کی مدت کو بڑھانے کے سلسلے میں مطالعہ، ٹرانسمیشن اور تقسیم نظام، پاور کوالٹی، توانائی محاسبہ، پاور نظام کا تجزیہ، ٹاور ڈیزائن، موصل ارتعاش، پاور نظام آلات، ٹرانسفارمر تیل کو دوبارہ استعمال کے لائق بنانے، پاور سسٹم کے اطلاق کے لیے نئے مواد، ہائی پاور، نہایت اونچے وولٹیج اور متعلقہ امور کے میدان میں ماہرانہ مشاورتی خدمات پیش کرتا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ PFC کے ذریعہ کوئلہ سے چلنے والے تھرمل پاور پلانٹوں اور پن بجلی پلانٹوں کے مطالعہ کے لیے پر وقار BB ریٹنگ دی گئی ہے۔

توانائی استعداد کا بیورو

توانائی استعداد بیورو کا قیام یکم مارچ 2000 کو توانائی منیجمنٹ مرکز (EMC) کے انضمام کے ذریعہ ہوا تھا۔ توانائی استعداد بیورو ملک کی معیشت کے تمام سیکٹروں میں توانائی کے بہتر استعمال اور اس کے تحفظ کی حوصلہ افزائی کے لیے نوڈل ایجنسی کے طور پر کام کرے گا۔ BEE توانائی کے معقول استعمال اور ملک میں اس کے تحفظ کی حوصلہ افزائی کے لیے موجودہ اداروں کے ساتھ نٹ ورک قائم کرے گا BEE کا بنیادی مقصد ہندوستانی معیشت میں توانائی کی شدت کو کم کرنا ہے۔

کوئلہ

کوئلہ ملک میں توانائی کا اہم ذریعہ ہے اور یہ ملک کی تجارتی توانائی کی کھپت کا تقریباً 67 فیصد پورا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئلہ، فولاد اور کاربو کیمیکل صنعتوں میں کام آنے والا ضروری مادہ بھی ہے۔

کوئلہ ذخائر

ہندوستانی ارضیاتی سروے کے مطابق ہندستان میں یکم جنوری 2003 کو محفوظ کوئلے کا ذخیرہ (1,200 میٹر کی گہرائی تک)

2,40,748 ملین ٹن تھا۔ مختلف ریاستوں میں کوئلے کے ذخائر کی تقسیم اس طرح ہے۔ جیسا کہ جدول 11.1 میں دکھایا گیا ہے۔

جدول 11.1: کوئلہ ذخائر کی تقسیم

(ملین ٹن میں)

ریاستیں	تصدیق شدہ	اشارتی	اخذ کیا گیا نتیجہ	کل
آندھرا پردیش	7944	6122	2518	16584
اروناچل پردیش	31	40	19	90
آسام	279	27	34	340
بہار	0	0	160	160
چھتیس گڑھ	8561	25409	4165	38135
جھارکھنڈ	35265	29552	6326	71143
مدھیہ پردیش	7100	7888	3217	18205
مہاراشٹر	4509	2151	1534	8194
میگھالیہ	117	41	301	459
ناگالینڈ	4	1	15	20
اڑیسہ	14302	29516	15286	59104
اتر پردیش	766	296	0	1062
مغربی بنگال	11207	11570	4475	27252
کل	90085	112613	38050	240748

پیداوار

سال 2002-2003 کے دوران کوئلے کی پیداوار 341.25 ملین ٹن تھی۔ جس میں 290.74 ملین ٹن کا CIL، 33.16 ملین ٹن کا SCCL اور 17.35 ملین ٹن صنعتوں کے کانوں کا تھا۔ نئے کان کنٹرول آرڈر 2000 کے ساتھ ہی سبھی درجات کے کوئلے کی قیمت اور تقسیم پہلی جنوری 2000 سے کنٹرول سے آزاد کردی گئیں۔ کوئلے کی تقسیم رابطہ اور اسپانسر شپ کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ توانائی اور سیمنٹ جیسی اقتصادی نظام کے اہم سیکٹروں کے لیے تقسیم نظام سہ ماہی بنیاد پر اسٹینڈنگ لنکیج کمیٹی کرتی ہے۔ جس کی تشکیل وزارت کوئلہ کے ماتحت ہوتی ہے۔ رابطے کے معاملے میں غیر اہم سیکٹر صارفین کول انڈیا لمیٹڈ کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔ حال ہی میں وزارت کوئلہ نے غیر بنیادی سیکٹر کے لیے کوئلہ فروخت پالیسی جاری کی تھی جس کے مطابق کوئلہ کمپنیوں اور صارفین کے درمیان ان رابطوں کے بدلے ایندھن فراہمی معاہدے (FSAs) کیے جائیں گے۔ سال 02-2001 اور

2002-03 کے دوران اقتصادی نظام کے اہم سیکٹروں میں کچے کوئلے کی کھپت جدول 11.2 میں دکھائی گئی ہے۔

جدول 11.2 : کچے کوئلے کی تقسیم

(دس لاکھ ٹن میں)

سال	بجلی[1]	فولاد[2]	ریل	سیمنٹ	کھاد	دوسرے	کل
2001-02	261.70	18.73	0.00	11.85	3.20	35.46	330.94
2002-03[3]	267.11	17.94	0.00	12.57	1.46	40.86	339.94

1۔ واشری مڈلنگ سمیت

2۔ درآمد کے علاوہ

3- عارضی

پراجیکٹس اور منصوبہ بندی

CIL کے بورڈ آف ڈائرکٹرز 100 کروڑ روپے تک کی لاگت والے کوئلہ پراجیکٹوں کو منظوری دے سکتا ہے۔ جب کہ 50 کروڑ روپے تک کی لاگت والے کوئلہ پراجیکٹوں کو ناردرن کول فیلڈز لمیٹڈ (NCL)، ویسٹرن کول فیلڈز لمیٹڈ (WCL)، ساؤتھ ایسٹرن کول فیلڈز لمیٹڈ (SECL) و مہاندی کول فیلڈز لمیٹڈ (MCL) کے بورڈ آف ڈائرکٹرز بعض شرائط کے ساتھ منظوری دے سکتے ہیں۔

100 کروڑ روپے سے زیادہ کے پراجیکٹ حکومت کے ذریعے منظور کیے جاتے ہیں۔ 1973 میں کوئلہ صنعت کے قومیائے جانے کے بعد سے دسمبر 2002 تک 482 کوئلہ پراجیکٹوں کو منظوری دی جاچکی تھی، ان پر کل ملا کر 24,393.06 کروڑ روپے کی اصل کاری ہوئی ہے۔ 482 پراجیکٹوں میں سے 375 پورے ہو چکے ہیں اور 107 پر مختلف مراحل میں کام چل رہا ہے۔ ان کوئلہ کان پراجیکٹوں کے پورا ہوجانے پر ان کی کل صلاحیت 372.234 کروڑ ٹن سالانہ ہوگی۔

کوئلہ تحفظ

کوئلہ تحفظ میں کوئلے کے ذخائر سے ایک ہی جگہ سے زیادہ سے زیادہ کوئلہ نکالنے کا کام شامل ہے۔ ہندوستان میں کیوں کہ کوئلے کے ذخائر زیادہ تر موٹی درازوں کی شکل میں پائے جاتے ہیں اور یہ اتھلی گہرائیوں میں ہوتے ہیں اس لیے زیادہ سے زیادہ کوئلہ حاصل کرنے کے لیے کان کنی کی منصوبہ بندی کرنے اور اسے عملی شکل دیتے وقت ان پہلوؤں پر دھیان دیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں اتھلی گہرائیوں سے موٹی درازوں کی شکل میں کوئلہ پیداوار کے لیے میکانیاتی کھلی کانوں سے کوئلہ نکالنے کی ٹکنالوجی زیادہ رائج ہے۔ اس طریقہ سے کوئلہ نکالنے سے بازیابی کافی صد اصل جگہ پر کوئلہ ذخائر کے 20 فی صد تک ہوتا ہے۔ ہندوستانی کان کنی میں اوپن کوسٹ طریقے سے کوئلے کی پیداوار کل پیداوار کے 80 فی صد سے زیادہ ہے۔ یہ رجحان قریب مستقبل میں بنے رہنے کا امکان ہے۔ بورڈ اور پلیر (B&P) اور زیر زمین کان کنی کے دیگر طریقوں سے کان کنی کے دوران بنی موٹی درازوں کے ذخائر مناسب تکنیک کی کمی کے سبب طویل مدت تک کھمبوں پر پڑے رہتے تھے جو کہ اب کچھ حد تک اوپن کوسٹ کان کنی کے

ذریعہ کان کنی کے لائق بنادیے جاتے ہیں۔اس عمل کو کچھ کانوں جہاں پہلے نسبتاً اتھلے غلاف کے نیچے زیرزمین کان کنی کی گئی تھی میں کامیابی کے ساتھ استعمال کیا گیا۔لمبی دیواروالی تکنیک زیرزمین کانوں کے معاملے میں اپنائی جاتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ بازیابی فی صد کے ساتھ زیادہ سے زیادہ پیداوار کا ہدف حاصل کیا جاسکے۔

کوئلہ کان تحفظ اور ترقی ایکٹ،1974 میں کوئلہ تحفظ،کوئلہ کانوں میں نئی ٹیکنالوجی کی ترقی راستعمال،کانوں میں حفاظت اور کان کنی کاموں میں تعاون جیسی سرگرمیوں کا خرچ چلانے کے لیے کوئلہ کی ترسیل پرآبکاری محصول لگانے کا اہتمام ہے۔مستقل سائنسی اور تحقیقی کمیٹی اوراس کی چار ضمنی کمیٹیوں کی دیکھ ریکھ میں کوئلہ سیکٹر میں مختلف تحقیقی اور ترقیاتی سرگرمیاں چلتی ہیں۔پیداوار، پیداواری،حفاظت،کوئلہ تیاری،کوئلے کا استعمال،ماحول اور ماحولیات کے میدان میں عملی تحقیق کی جاتی ہے۔

حفاظت اور فلاح

کوئلہ صنعت میں حفاظت کا معیار بہتر بنانے کے لیے کی گئی خصوصی کوششوں کے نتیجے میں ہر 10 لاکھ ٹن کوئلے کی پیداوار پر حادثے میں ہونے والی اموات کی شرح 1975 میں 2.62 کے مقابلے سال 2002 میں کم ہوکر کول انڈیا لمیٹیڈ میں 0.24 ہوگئی۔حفاظت کے بارے میں ایک مستقل کمیٹی کانوں کے حفاظتی معیار کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتی ہے۔

کول انڈیا میں 5.14 لاکھ سے زیادہ ملازمین تھے اور کوئلہ صنعت میں 7 لاکھ سے زیادہ ملازمین کام کرتے ہیں۔قومیانے کے بعدان کی فلاح کے لیے مکان،پانی کی فراہمی طبی اور تعلیمی سہولیات وغیرہ میں سدھار پر زیادہ زور دیا جارہا ہے۔

لگنائٹ

ملک میں تقریباً 35,362 کروڑ ٹن لگنائٹ کے ذخائر ہیں۔اس میں سے 415 کروڑ ٹن لگنائٹ نیولی لگنائٹ علاقے میں ہیں،جو تامل ناڈو کے آرکوٹ ضلع میں پایا جاتا ہے۔موجودہ کان کنی پیمانوں کے مطابق اس میں 336 کروڑ ٹن کی موجودگی ثابت ہوچکی ہے۔تامل ناڈو کے ترچی ضلع میں جیمکونڈم میں تقریباً 116.8 کروڑ ٹن لگنائٹ کا ذخیرہ پایا گیا ہے۔منارگڑی ودیرانم کے مشرقی علاقے میں بالترتیب 22,776.55 ملین ٹن اور 1,342.45 ملین ٹن لگنائٹ کے ذخیرے پائے گئے ہیں۔ راجستھان،گجرات،جموں وکشمیر اور کیرل میں بھی پتا لگایا گیا ہے جہاں بالترتیب 295.4 کروڑ ٹن،177 کروڑ ٹن،128 کروڑ ٹن اور 108 کروڑ ٹن لگنائٹ کے ذخائر ہیں۔

نیویلی میں لگنائٹ ذخائر سے لگنائٹ کی کان کنی نیولی لگنائٹ کارپوریشن لمیٹیڈ کے ذریعہ کی جاتی ہے۔اس عرصے میں اس نے کافی مہارت حاصل کرلی ہے اور لگنائٹ کان کنی کے میدان میں ملک میں لگنائٹ پر مبنی بجلی پیداوار کے میدان میں اہم تنظیم بن کر ابھری ہے۔

کارپوریشن نے 2002-2003 کے دوران ایک کروڑ 86 لاکھ 20 ہزار ٹن لگنائٹ،14,968.42 کروڑ یونٹ بجلی کی پیداوار کی۔

غیر روایتی توانائی کے ذرائع

ہندوستان میں 1970 کی شروعات میں غیر روایتی توانائی یا لائق تجدید توانائی ذرائع کے زیادہ سے زیادہ استعمال کی اہمیت سمجھی گئی۔ہندوستان اب لائق تجدید توانائی کے بڑے پروگرام چلانے والے ملکوں میں سے ایک ہے۔اس میں بایوگیس،بایوماس،شمسی توانائی،ہوا کی توانائی،چھوٹی پن بجلی،اور دوسری ابھرتی ٹیکنالوجی سے متعلق پروگرام شامل ہیں۔کئی لائق تجدید توانائی سسٹم اور مصنوعات اب عملی شکل میں دستیاب ہیں اور رکاز ایندھن کے مقابلے میں کم خرچ والے ہیں۔1992 میں نئی

غیر روایتی توانائی ذرائع وزارت غیر روایتی/لائق تجدید توانائی سے متعلق سبھی امور کے لیے حکومت ہند کی نوڈل ایجنسی ہے۔

ہندوستان لائق تجدید توانائی کے میدان کے قومی پروگرام میں بہتر چولھے، بایوگیس پلانٹ، جلدی اگنے والے ایندھن درخت کی قسمیں، بایوماس گیسی فائرس، شمسی حرارتی و شمسی فوٹو وولٹک نظام، ہوا کی توانائی فارم، ہوا پر مبنی پلیں، بایوماس پر مبنی مشترکہ پیداوار چھوٹے اور بہت چھوٹے پن بجلی نظام، شہری بلدیاتی اور صنعتی کچرے سے توانائی حاصل کرنا، ہائڈروجن توانائی، سمندری توانائی، ایندھن سیل، الکٹرونکس اور گیسو ہل شامل ہیں۔ ان میں سے ہر ایک میں وسائل کی تشخیص، تحقیق و فروغ ٹکنالوجی ترقی و مظاہرے کے پروگرام چلائے جا رہے ہیں۔

ہندوستان میں آج لائق تجدید توانائی کے غیر روایتی ذرائع کے استعمال کے لیے ٹیکنالوجی کی ترقی کی ایک بہت بہتر تحقیق و ترقی کی بنیاد ہے۔ غیر روایتی توانائی کے آلات کے ڈیزائن، اس کی صنعت اور فراہمی کے لیے ملک میں مینوفیکچرنگ بنیادی ڈھانچے اور مشاورتی خدمات ملک میں ابھری ہیں۔ ان میں عوامی اور نجی دونوں ہی سیکٹروں میں چھوٹی، درمیانی ربڑی صنعتیں شامل ہیں۔ ہندوستان اب اس سیکٹر میں اپنا سامان، تکنیکی مہارت اور خدمات خاص طور سے ترقی پذیر ملکوں کو فراہم کرنے کی حالت میں ہے۔ بایوگیس پلانٹوں کی تعمیر کے لیے کئی ترقی پذیر ممالک کو تکنیکی رہنمائی و تعاون فراہم کرایا گیا ہے۔ برآمد کئے جانے والے سامان میں شمسی فوٹو وولٹائک سسٹم، حرارتی تجربوں کے لیے پرت چڑھی خصوصی چادریں اور شمسی کوکر شامل ہیں۔ ہندستان میں بنے پون ٹربائن اور ٹربائن کے پرزے یوروپ، آسٹریلیا اور امریکا کو برآمد کئے گئے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ کی ایک کمپنی نے گیسی فائر کے ہندوستانی ڈیزائن کا استعمال کیا۔ ہندوستانی سائنس دانوں اور انجینئروں نے اقوام متحدہ ترقی پروگرام، یو ، یونیڈو جیسی اقوام متحدہ کی تنظیموں اور ایسی ہی دوسری تنظیموں کے ذریعہ غیر روایتی/لائق تجدید توانائی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق مشاورتی خدمات مہیا کرائی ہیں۔

کامیابیاں

گزشتہ دو دہائیوں کے دوران گاؤوں اور شہروں میں کئی لائق تجدید توانائی ٹیکنالوجی کو فروغ دیا گیا۔ کچھ کامیابیوں کو تخمینی صلاحیت کے ساتھ جدول 11.3 میں ظاہر کیا گیا ہے۔

جدول 11.3

قابل تجدید توانائی صلاحیت اور فراہمی

نمبر شمار	ذرائع/سسٹم	تخمینی صلاحیت	31-3-2002 کو صورت حال
1-	بایوگیس پلانٹ (تعداد)	120 لاکھ	35.20 لاکھ
2-	بہتر چولہے (تعداد)	1,200 لاکھ	350 لاکھ
3-	سولر واٹر ہیٹنگ سسٹم		7,50,000 مربع میٹر سے زائد کلکٹر ایریا
4-	سولر فوٹو وولٹیک نظام	20 میگاواٹ/مربع کلومیٹر	121 میگاواٹ (54.5 میگاواٹ برآمد سمیت)

5-	بایوماس پاور	19,500 میگاواٹ	
	(i) بایوماس گیسی فائرس پر منحصر بجلی پیداوار (اکیلے اپنے استعمال والے)		53.17 میگاواٹ
	(ii) بایوماس کمبوشن گیسی فائر پر مبنی بجلی پیداوار		180 میگاواٹ
	(iii) گنے کی بھوسی پر مبنی ذیلی پیداوار		304 میگاواٹ
6-	ہوائی توانائی	45,000 میگاواٹ/مربع کلومیٹر	1,870 میگاواٹ
7-	چھوٹی پن بجلی (25 میگاواٹ صلاحیت تک)	15,000 میگاواٹ	1,519 میگاواٹ
8-	سولر فوٹو وولٹک توانائی		2.0 میگاواٹ گرڈ سے تعلق 1.5 میگاواٹ غیر گرڈ سے تعلق
9-	مربوط دیہی توانائی پروگرام		860 بلاک
10-	توانائی پارک		285 عدد ضلعی 18 عدد شہری
11-	ہوا کے پمپ		888 عدد
12-	ایرو جنریٹر/ہائی برڈ سسٹم		221 کلوواٹ
13-	شمسی پی وی پمپ		5,591 عدد
14-	شمسی کوکر		5,40,000 عدد کوکر کے بکس اور 6 سولر بھاپ کوکنگ سسٹم
15-	فضلے سے حاصل توانائی	2,700 میگاواٹ	25.75 میگاواٹ

دیہی توانائی

دیہی علاقوں میں 30.5 لاکھ فیملی بایوگیس پلانٹ اور 3 کروڑ 20 لاکھ ترقی یافتہ چولھوں کو لگانے کے ساتھ ہی کھانا پکانے کی توانائی کے میدان میں ایک بڑی کامیابی حاصل کی گئی ہے۔ اس میدان میں ہندوستان سے آگے صرف چین ہی ہے۔ اس وقت بایوگیس پلانٹوں کے ترقی یافتہ چولھوں کے استعمال سے ہر سال 1.6 کروڑ ٹن ایندھن کی لکڑی کی بچت کی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ خرچیلی اور ماحولیات کو نقصان پہنچانے والی کیمیائی کھادوں کی جگہ استعمال کے لیے بایوگیس پلانٹ 9.4 میٹرک ٹن نامیاتی کھاد کی پیداوار کر رہے ہیں۔ جو 9.4 لاکھ ٹن یوریا، سالانہ کے برابر ہے۔

قومی بایوگیس ترقی پروگرام

خاندانوں کے لیے بایوگیس پلانٹوں کو فروغ دینے کے لیے قومی بایوگیس ترقی پروگرام 82-1981 میں شروع کیا گیا تھا۔

اس کا مقصد گاوؤں میں صاف اور سستے توانائی کے ذرائع دستیاب کرانا، کیمیائی کھادوں کے استعمال میں ضمنی طور پر زرخیز نامیاتی کھاد تیار کرنا، صفائی ستھرائی کی حالت بہتر بنانا اور عورتوں کو چاکری سے آزادی دلانا ہے۔ اس پروگرام کے تحت کھادی گرام ادیوگ کے تیرتے ہوئے ڈرم والا، منجمد ڈوم کی طرح کا ربرائزڈ نائلون کے کپڑے سے بنا اور آسانی سے لے جاسکنے والا تھیلا نما ڈائجسٹر جیسے تین قسم کی ڈیزائنوں والے بایوگیس پلانٹ بنائے جا رہے ہیں۔

بایوگیس پروگرام، ریاستی حکومتوں اور یونین علاقوں کی انتظامیہ، ریاستوں کی کارپوریٹ اور رجسٹرڈ جماعتیں، KVIC کے ذریعہ چلایا جاتا ہے۔ غیر سرکاری تنظیموں کو بھی اس پروگرام کے عمل درآمد کے لیے تعاون دیا جاتا ہے۔ دیہی علاقوں میں بایوگیس ٹیکنالوجی کے استعمال کی بڑی پیمانے پر شہرت کے لیے مرکزی حکومت پہلے تین برسوں تک مفت دیکھ ریکھ اور سروسنگ وارنٹی سمیت، ٹرن کی بنیاد پر بایوگیس پلانٹوں کو لگانے کے لیے بھی مالی امداد فراہم کررہی ہے۔ صاف بیت الخلاء وغیرہ سے جڑے بایو گیس پلانٹوں اور ڈیزل بچانے پر اضافی اعانت بھی دی جاتی ہے۔ ریاستی حکومتوں اور دوسری عمل درآمد ایجنسیوں کو مختلف سطحوں پر تنظیمی تربیت کے لیے ہدف سے جڑی سروس اجرت بھی دی جاتی ہے۔ تکنیکی امدادی اکائیاں 8 مقامات پر قائم کی گئی ہیں جو لامرکزیتی طور پر تکنیکی و تربیتی امداد فراہم کررہی ہیں۔ زرعی ترجیح والے علاقوں کو اسکیموں کے تحت بایوگیس پلانٹوں کے قیام کے لیے تجارتی اور کوآپریٹیو بینک قرض مہیا کرا رہے ہیں۔

بایوگیس ٹکنالوجی میں مزید اصلاح اور بایوگیس پلانٹوں کی لاگت کو کم کرنے کے لیے تحقیق و ترقی (R&D) پروگرام جاری ہے۔ ملک کے سرد آب و ہوا والے خطوں میں استعمال کے لیے بایوگیس ٹکنالوجی کو فروغ دینے کی کوشش بھی R&D کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

قومی ترقی یافتہ چولھا پروگرام

قومی ترقی یافتہ چولھا پروگرام 1987-1986 میں شروع کیا گیا تھا۔ اس پروگرام کا مقصد ایندھن کی بچت، رسوئی گھروں سے نکلنے والے دھوئیں کو ختم رکم کرنا، جنگلوں کو تباہی اور ماحولیات کی پست کاری پر روک لگانا، گاوؤں میں عورتوں کی چاکری کو کم کرنا اور ان کی صحت کے خطرے کو کم کرنا و روزگار کے مواقع بڑھانا ہے۔ تحقیق اور ترقی کی مسلسل کوششوں کے نتیجے میں، طرح طرح کے ترقی یافتہ ربغیر دھوئیں کے چولھے تیار کیے گئے ہیں۔

یہ مستحکم اور اٹھائے جاسکنے والے، دونوں ہی قسم کے ملتے ہیں۔ روایتی چولھوں کی 8.10 فیصد صلاحیت کے مقابلے میں ترقی یافتہ چولھوں کی کمترین حرارتی صلاحیت 20.25 فیصد ہوتی ہے۔ کوالٹی اور ٹکاؤ پن کے تعین کے لیے ہندوستانی معیار بیورو نے پورٹیبل چولھوں کے لیے آئی۔ ایس۔ آئی نشان والی اسکیم شروع کی ہے۔

31 مارچ 2003 تک کے آخر تک کل ملا کر 3 کروڑ 50 لاکھ ترقی یافتہ چولھے لگائے جا چکے تھے۔ امید ہے کہ ان سے ہر سال 109 لاکھ میٹرک ٹن سے زیادہ جلائی جانے والی لکڑی کی بچت کے ساتھ ساتھ متذکرہ بالا فوائد بھی حاصل ہوں گے۔

مربوط دیہی توانائی پروگرام (IREP)

مربوط دیہی توانائی پروگرام، کھانا پکانے، گرمی فراہم کرنے اور روشنی کا بندوبست کرنے کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے توانائی کا انتظام کرنے کے مقصد سے شروع کیا گیا تھا۔ پروگرام میں مقامی طور پر دستیاب وسائل کا استعمال اور معاشی سرگرمیوں میں توانائی کے اہتمام پر زور دیا جا رہا ہے تاکہ روزگار کے ساتھ ساتھ پیداواریت اور آمدنی میں اضافہ ہو۔

اب تک اس پروگرام کے تحت 860 بلاکوں اور 19 ریاستی سطح کی تکنیکی تعاون اکائیوں اور 172 ضلعی سطح کی تکنیکی تعاون اکائیوں کو منظوری ملی ہے۔ اس کے علاوہ بلاک سطح کے موجودہ IREP بلاکوں میں 22 قومی پائلٹ منصوبوں کو بھی اس پروگرام کے تحت منظوری ملی ہے تاکہ دیگر بلاکوں میں بھی اسے جیوں کا تیوں لاگو کیا جا سکے۔

IREP پروگرام کے تحت دہلی، لکھنؤ، بنگلور، روزکھیڑا (گجرات) میں علاقائی تربیتی و تحقیقی اور ترقیاتی انسٹی ٹیوٹ پہلے ہی سے کام کر رہے ہیں۔

مخصوص علاقہ مظاہرہ پروگرام (SADP)

مخصوص علاقہ مظاہرہ پروگرام (SADP) ملک کے سبھی حصوں میں قابل تجدید/غیر روایتی توانائی نظام کا مظاہرہ کرنے کے مقصد سے شروع کیا گیا تھا۔ اس مظاہرہ پروگرام کے تحت توانائی پارک اسکیم نام سے اسکیم شروع کی گئی، جس میں تعلیمی اداروں کے طلباء، ٹیچروں اور عوام کے درمیان آگہی پیدا کی جاتی ہے۔ 31 مارچ 2003 تک 32 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 285 توانائی پارکوں کی منظوری مل چکی ہے اس کے علاوہ 180 میں ریاستی سطح کے قابل تجدید توانائی بیداری/تعلیمی پارکوں کی منظوری دی گئی۔

شمسی توانائی

فی مربع کلومیٹر علاقے میں 20 میگاواٹ شمسی توانائی پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس وقت شمسی توانائی کو دو مختلف ذرائع سے استعمال میں لایا جا رہا ہے۔ شمسی حرارتی ذریعہ اور شمسی فوٹو وولٹیک ذریعہ۔ ملک میں ہی کی گئی تحقیق اور ترقی کی بنیاد پر سیلوں اور پینلوں کی تعمیر کی ٹیکنالوجی کی ترقی اور اسے تجارتی شکل دی گئی ہے۔ تقریباً 23 میگاواٹ کی ماڈیول پیداوار کی سطح حاصل کر لی گئی ہے۔ جو عالمی پیداوار کی 5 فیصد ہے۔ سیل، ماڈیول سسٹم کی پیداوار میں تقریباً 50 سے زیادہ کمپنیاں لگی ہوئی ہیں۔ شمسی کوکر اور شمسی واٹر ہیٹر جیسے شمسی حرارتی سسٹم کی مقامی پیداوار میں 100 سے زیادہ کمپنیاں شامل ہیں۔

شمسی حرارتی توانائی پروگرام

شمسی توانائی آلات کا استعمال پانی گرم کرنے، جگہ گرم کرنے، کھانا پکانے، سکھانے، پانی کو نمک سے صاف کرنے، صنعتی حرارت عمل، صنعتی استعمال کے لیے بھاپ پیدا کرنے اور توانائی پیدا کرنے کے استعمال، ریفریجریشن نظام کو چلانے وغیرہ کے لیے کیا جاتا ہے۔ ان آلات کو تین درجات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ 100 ڈگری سینٹی گریڈ تک گرم کرنے والے نچلے گریڈ کے آلات، 100 ڈگری سینٹی گریڈ سے 300 ڈگری سینٹی گریڈ کے بیچ درمیانی گریڈ کے شمسی حرارتی آلات اور 300 سینٹی گریڈ سے اوپر کے

دیہی بجلی کاری کی پیش رفت

گاؤں کی بجلی کاری
(مجموعی)

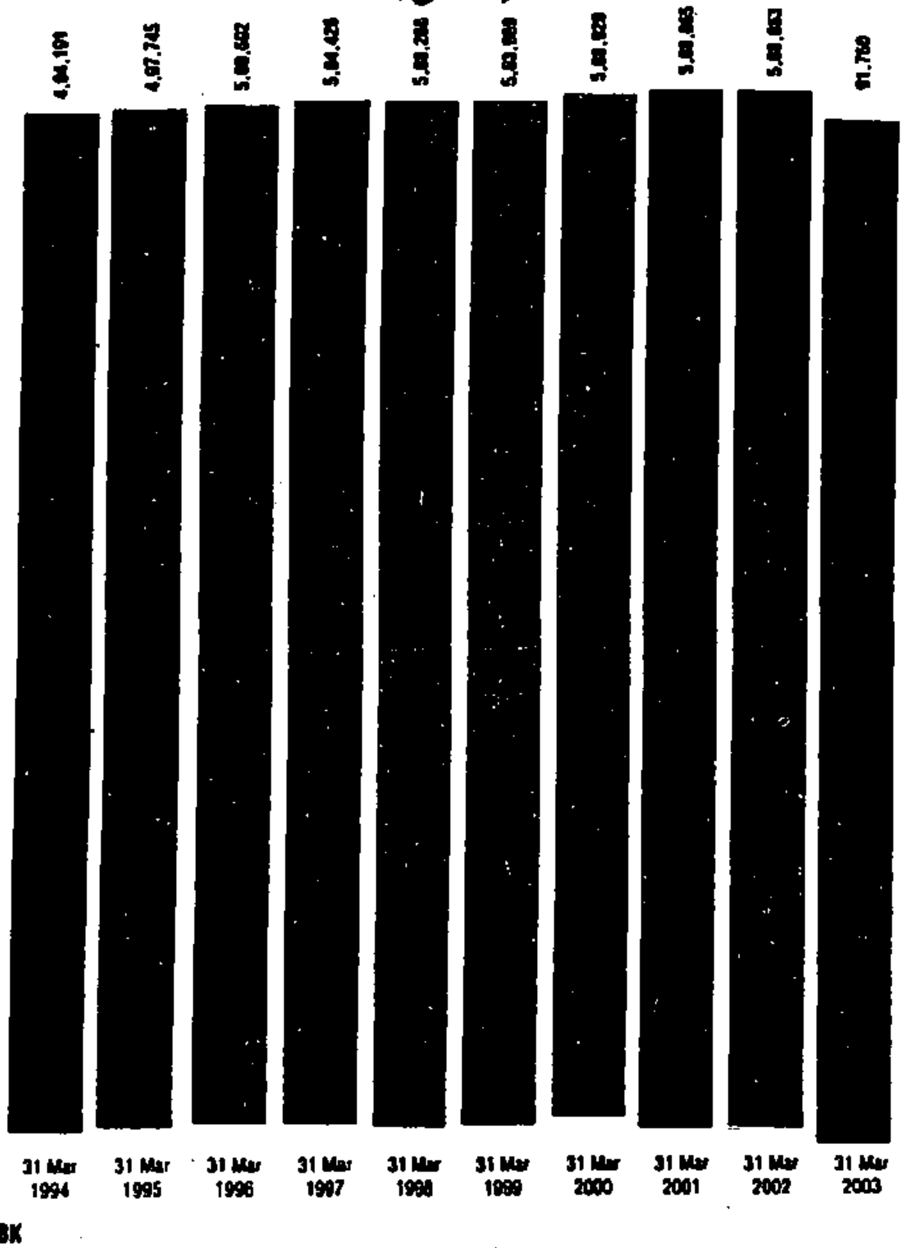

لیے اونچی حرارت والے شمسی حرارتی آلات۔ شمسی حرارت جمع کرنے والے آلات اور صحیح ڈیزائن والے رسیوروں کی مدد سے شمسی توانائی کے استعمال سے 1000 ڈگری سینٹی گریڈ تک کی حرارت پر بھاپ پیدا کی جاسکتی ہے۔

شمسی واٹر ہیٹروں، شمسی کوکروں، شمسی ڈرائروں وغیرہ جیسے نچلے گریڈ کے شمسی حرارتی آلات کو ملک میں ترقی دی گئی ہے۔ اوران کا مختلف کاموں میں استعمال کیا جارہا ہے۔ 50 لیٹر روزانہ سے لے کر 2,10,000 روزانہ تک کی صلاحیت والے واٹر ہیٹر کو ملک میں قائم کیا جاچکا ہے۔ ان کا گھریلو، صنعتی اور تجارتی استعمال کیا جارہا ہے۔ یہ سبھی ٹیکنالوجی ہندوستانی سائنس دانوں نے ملک میں ایجاد کی ہیں۔

اب تک تقریباً 7,50,000 مربع میٹر کلکٹر علاقہ قائم کیا جاچکا ہے۔ جس میں تقریباً ایک لاکھ گھروں میں 100-50 لیٹر صلاحیت کے گھریلو واٹر ہیٹر سے لے کر روزانہ 2,40,000 لیٹر تک کے پانی گرم کرنے کی صلاحیت والے صنعتی اور تجارتی سسٹم شامل ہیں۔ شمسی واٹر ہیٹر کو تیار کرنے کی بنیاد اب اچھی طرح قائم ہوچکی ہے اور ہندوستانی معیار بیورو کے ذریعہ 72 مینو چکوری اس کو تیار کررہے ہیں۔

کھانا بنانے کے لیے دنیا کے سب سے بڑے شمسی بھاپ نظام تروملا تروپتی دیوستھانم میں قائم کیا گیا ہے۔ اس سے 15,000 لوگوں کا کھانا بنایا جاسکتا ہے اور یہ اکتوبر 2002 سے اچھی طرح کام کررہا ہے۔

توانائی کی کھپت گھٹانے اور عمارتوں میں آرام دہ حالات میں بہتری لانے کے لیے حرارت کو برداشت کرنے والے فن تعمیر کو استعمال کرنے کی زوردار کوششیں کی جارہی ہیں۔ سبزیوں، پھولوں وغیرہ کو ٹھنڈی آب وہوا والے علاقوں میں اگانے کے لیے گرین ہاؤس ٹیکنالوجی بھی کامیابی کے ساتھ تیار کی گئی ہے۔ اور بازار میں لائی گئی ہے۔

پانچ لاکھ سے زیادہ صندوق نما شمسی کوکر کا بھی استعمال کیا جارہا ہے۔ اہم شہروں اور قصبوں میں "آدتیہ شمسی دکانیں" کھولی جارہی ہیں تاکہ NRSE نظاموں کی فروخت، ان کے رکھ رکھاؤ اور مرمت اوران کے بارے میں معلومات کی تشہیر کی جاسکے۔

شمسی فوٹو وولٹیک پروگرام

شمسی فوٹو وولٹیک ٹیکنالوجی نہ صرف روشنی، واٹر پمپنگ اور ٹیلی مواصلات جیسے استعمال کے لیے بلکہ گاؤوں، اسپتالوں اسکولوں وغیرہ کی بجلی سے متعلق ضرورتوں کو پورا کرنے والے بجلی پلانٹوں کے لیے بھی فوٹو وولٹیک نظام کارآمد توانائی ذرائع کی شکل میں ابھرا ہے۔

تقریباً 66.5 میگاواٹ کے 10,38,000 سے زیادہ فوٹو وولٹیک سسٹم قائم کئے جاچکے ہیں۔ دیہات، دور دراز کے علاقے کمرشیل مقاصد، مکان اور سڑک پر روشنی / پانی کے پمپ اور دیہی ٹیلی مواصلات کے لیے 40 الگ الگ طرح کے نظام کام کررہے ہیں۔ شمسی توانائی سے 7,70,000 سے زیادہ گھروں میں بجلی اور پمپ سے پانی کی سہولتوں کا استعمال ہورہا ہے۔ تقریباً 2,20,000 دیہی ریڈیو ٹیلیفون بھی شمسی توانائی سے چل رہے ہیں۔ ایس۔ وی۔ پی پروگرام کے تحت مارچ 2003 تک 5,10,000 شمسی لالٹینیں، 2,55,000 گھروں میں بجلی کا انتظام، سڑکوں پر 48,000 لائٹیں، 5,591 پانی کے پمپ، بکل 1.5 میگاواٹ کی صلاحیت والے بنا گرڈ کے بجلی پلانٹ قائم کردئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ 54.5 میگاواٹ صلاحیت کے شمسی

فوٹو وولٹیک پروڈکٹوں کو برآمد کیا گیا۔

وزارت نے شمسی فوٹو وولٹک نظاموں اور قابل تجدید نظاموں کے ذریعہ دور دراز کے گاؤں میں بجلی کاری کا پروگرام شروع کیا ہے۔ سال 03-2001 اور 2002.03 کے دوران اس پروگرام کے تحت دور دراز کے 915 گاؤں میں بجلی پہنچائی گئی۔ 1114 گاؤں میں اس نظام کے تحت بجلی کاری کا کام چل رہا ہے۔

لائق تجدید ذرائع سے توانائی

لائق تجدید اشیا سے 4,000 میگاواٹ سے زاید کی بجلی پیداواری صلاحیت جوڑی جا چکی ہے۔ بیشتر لائق تجدید توانائی صلاحیت تجارتی پروجیکٹ سے حاصل کی جاتی ہے۔ لائق تجدید توانائی کے چار اہم میدان ہیں جن سے بجلی حاصل کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ یہ ہیں: ہوائی توانائی، چھوٹی پن بجلی، بایو ماس اور شمسی توانائی۔

ہوائی توانائی

ہندوستان میں ہوائی توانائی صلاحیت کا کم سے کم 45,000 میگاواٹ کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ لیکن ممکنہ ریاستوں میں گرڈ کی حالت کو دیکھتے ہوئے یہ صلاحیت 13,000 میگاواٹ تک ہی محدود ہے۔ اب تک کل ملا کر 2,000 میگاواٹ صلاحیت نصب کی جا چکی تھی اور اسے گرڈ سے جوڑ دیا گیا تھا۔ اسے لے کر جرمنی، امریکا، ڈنمارک اور اسپین کے بعد ہندوستان دنیا کا پانچواں ایسا ملک ہو گیا ہے جس نے اتنی بڑی مقدار میں ہوا کی توانائی پیدا کرنے کی گرڈ سے منسلک نظام کو ترقی دی ہے۔ ہوائی توانائی پروجیکٹوں کے لیے 208 مراکز کی شناخت کی گئی ہے جو اس کی تشکیل کے لیے موزوں ہو سکتے ہیں۔ 2003-2002 میں ہندوستان میں تعمیر ہوا پر مبنی ٹربائن اور ساز و سامان 120 کروڑ روپے کے بقدر برآمد کی گئیں۔

بایو ماس سے توانائی

بایو ماس توانائی پر قومی پروگرام کا مقصد مختلف طرح کی بایو ماس اشیاء کا زیادہ سے زیادہ استعمال کرنا ہے۔ ان اشیاء میں جنگل اور زرعی صنعتوں پر مبنی تضیع (تلچھٹ)، توانائی پر مخصوص شجر کاری کے علاوہ ماہرانہ اور جدید ٹکنالوجی سے تبدیلی کے ذریعہ جنگل اور زرعی تضیع سے توانائی کی پیداوار شامل ہے۔ ان تکنیکوں میں احتراق بھٹی میں ڈالنا، گیس انجن یا ان کا آمیزہ، جن کا استعمال صرف بجلی پیداوار یا توانائی کے ایک سے زیادہ قسم کے معاون پیداوار کے لیے ایک میگاواٹ توانائی صلاحیت والے گرڈ کے لیے کیا جاتا ہے۔

ملک میں بایو ماس پیداوار کی صلاحیت کا اندازہ 19,500 میگاواٹ ہے۔ اس میں ملک کی موجودہ چینی ملوں میں گنے کی ساٹھی پر مبنی 3,500 میگاواٹ پیداوار کی اضافی قوت شامل ہے۔ ملک میں اب تک 484 میگاواٹ کے بایو ماس پر مبنی پراجیکٹوں کے قیام کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ 564 میگاواٹ کے پراجیکٹوں کو قائم کرنے کا کام پورا کیا جا رہا ہے۔ 14 ریاستوں نے ریاستی بجلی بورڈوں کی دوبارہ خرید اور تقسیم شدہ بجلی کو محفوظ رکھنے کی پالیسی کا بھی اعلان کیا۔

شمسی فوٹو وولٹیک توانائی پروگرام

وزارت نے چھوٹی جگہ پر استعمال کے لیے 100-25 کلوواٹ کے دو شمسی فوٹو وولٹیک توانائی پروجیکٹ کے قیام کی ایک اسکیم بھی شروع کی یہ پراجیکلس تھے۔ (1) بڑے شہری مراکز میں مشغول اوقات میں پیک لوڈ سیونگ سسٹم ظاہر کرنے کے لیے عوامی عمارتوں کی چھتوں پر لگائے جانے والے سسٹم اور (2) دور دراز کے دیہی علاقوں میں گرڈ کے آخری سروں والے حصوں میں تقسیم ٹی اور ڈی سپورٹ سسٹم کا اہتمام کیا گیا ہے۔ (3) جزائر اور دور دراز کے علاقوں میں ڈیزل کی بچت کرنے والے آلات لگانا۔ ملک کے مختلف حصوں میں کل 2.5 پروجیکٹ قائم کیے جا چکے ہیں۔ ملک کے مختلف حصوں میں 14 گرڈ انٹر ایکٹیو SPV پراجیکٹ لگائے جا رہے ہیں جن کی کل صلاحیت 800 کلوواٹ ہے۔

شمسی تھرمل پاور

راجستھان کے جودھپور ضلع کے متھانیا گاؤں میں 140 میگاواٹ کا ایک مربوط اور متحدہ دور بجلی سمیت 35 میگاواٹ کا شمسی حری توانائی نظام قائم کرنے کی تجویز ہے۔ اس پاور پلانٹ کے لیے مرکزی حکومت، حکومت راجستھان اور گلوبل انوائرمنٹ فیسلٹی کے ذریعے فنڈ فراہم کیا جائے گا۔ جیسے ہی گیس اتھارٹی آف انڈیا لمیٹڈ گیس سپلائی کا بہتر انتظام کرے گی، اس پروجیکٹ پر کام شروع ہو جائے گا۔

چھوٹی پن بجلی

ملک میں چھوٹی پن بجلی صلاحیت کا تقریباً 15,000 میگاواٹ ہونے کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ مارچ 2003 کے آخیر تک کل 1,519 میگاواٹ کے چھوٹے پن بجلی پراجیکٹ نصب کیے جا چکے تھے اور 538 میگاواٹ سے زیادہ کے پراجیکٹ زیر تعمیر ہیں۔ چھوٹے پن بجلی پراجیکٹ کے لیے نجی سیکٹر کو دعوت دینے کے لیے 15 ریاستوں نے اپنی پالیسیوں کا اعلان کیا ہے۔ وزارت برائے غیر روایتی توانائی کو 25 میگاواٹ تک کے چھوٹے پن بجلی پراجیکٹوں کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ ملک میں چھوٹے پن بجلی پروگرام کی حوصلہ افزائی کے لیے ایک چوٹی کا ادارہ الٹرنیٹ ہائیڈرو انرجی سنٹر پچھلے ڈیڑھ دہے سے زیادہ وقت سے روڑکی یونیورسٹی میں کام کر رہا ہے۔

بایوماس گیسی فائر پروگرام

بایوماس گیسی فکیشن پروگرام کے تحت صنعتی استعمال کے لیے حرارتی توانائی سے پیدا کرنے، پانی کی پمپنگ اور ایک میگاواٹ تک بجلی پیدا کرنے کے لیے بایوماس گیسی فائر کو فروغ دیا گیا ہے۔ ان گیسی فائروں میں لکڑی کے ٹکڑوں اور دوسرے بایوماس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ کل 53.17 میگاواٹ کی صلاحیت کے بایوماس گیسی فائر اب تک قائم کیے جا چکے ہیں۔

شہری اور صنعتی فضلات سے توانائی

فضلات کے ٹریٹمنٹ کے امکانات اور اہمیت کو دیکھتے ہوئے ملک میں فضلات مینجمنٹ نظام میں اصلاح کی صورت میں

مناسب ٹیکنالوجی کے استعمال کو فروغ دینے کے لیے وزارت نے جون 1995 بایوگیس میں شہری، بلدیاتی اور صنعتی فضلات سے توانائی حاصل کرنے کا قومی پروگرام شروع کیا۔ اس پروگرام کے مقاصد درج ذیل ہیں:

(i) توانائی حاصل کرنے کے لیے فضلات کے استعمال کی حوصلہ افزائی، فروغ، اس کے مظاہرے اور اس نظام کی معلومات کی تشہیر میں مدد کے لیے مالی اعانت کے ساتھ ہی موزوں ماحول بنانا (ii) فضلات کو توانائی میں تبدیلی کے لیے ٹکنالوجی اپنا کر فضلات مینجمنٹ برتاؤ میں بہتری لانا (iii) شہری، بلدیاتی اور صنعتی سیکٹروں سے حاصل فضلات کے استعمال کے ذریعہ پروجیکٹوں کے قیام کی حوصلہ افزائی۔

وزارت غیر روایتی توانائی ذرائع کے سکریٹری کی چیئرمین شپ میں ایک اعلیٰ جماعت کی شکل میں قومی بایو توانائی بورڈ تشکیل دیا گیا، جو UNDP/GEF کی مدد سے حاصل پراجیکٹ کے عمل درآمد کے لیے اعلیٰ رفتار کی بایو متھینیشن طریقۂ عمل کے فروغ کے سلسلے میں پالیسی، رہنمائی اور ہدایات دینے و ملک میں بایو توانائی ترقی کے لیے قومی حکمت عملی کو فروغ دینے کا کام کرتا ہے۔

بایو گیس / بجلی کی پیداوار کے لیے فضلات سے توانائی حاصل کرنے کے 20 پروجیکٹ شروع کیے گئے ہیں جن کی کل صلاحیت 25.27 میگاواٹ ہوگی۔ فضلات سے توانائی حاصل کرنے والے ان پلانٹوں میں فضلات سے توانائی حاصل کرنے کے نظام اور عمل کاری کا کام کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے۔

جدید ٹیکنالوجیز

وزارت غیر توانائی ذرائع جدید ٹیکنالوجی پروگرام میں توانائی کے کیمیائی ذرائع (ایندھن سیل) ہائڈروجن توانائی، ارضی حرارتی توانائی، بری نقل و حمل کے لیے متبادل ایندھن اور بحری توانائی سے متعلق پروگراموں کو عملی شکل فراہم کرنا شامل ہیں۔ کئی تحقیقی، سائنسی اور تعلیمی اداروں، تجربہ گاہوں اور صنعتی تنظیموں کے ذریعہ تحقیقی فروغ اور مظاہرے سے متعلق پروجیکٹ چل رہے ہیں۔ ان کوششوں سے اساسی ڈھانچہ پیداوار ٹکنیک اور ماہر کاریگروں کی ترقی میں مدد ملی ہے۔

فیول سیل: MNES کے ذریعہ سرمایہ بند پروجیکٹ کے طور پر بجلی پیداوار کے لیے حیدرآباد میں BHEL نے 50 کلو واٹ PAFC(2x250) بجلی پلانٹ کا فروغ کیا گیا۔ بجلی پیداوار اور خود کار اطلاق کے لیے قبل کمرشیل پروٹان ایکسچینج ممبرین ایندھن سیل (پانچ کلوواٹ) کو بھی فروغ دیا گیا۔ وزارت راست میتھانال ایندھن سیلوں اور ٹھوس آکسائیڈ ایندھن سیلوں کے بارے میں تحقیق اور ترقیاتی پروجیکٹوں کو بھی تعاون فراہم کر رہا ہے۔

ہائیڈروجن توانائی: ہائیڈروجن کو ایندھن کی شکل میں استعمال کیے جانے کے لیے اور اس کی پیداوار اور ذخیرے کے مختلف پہلوؤں کے لیے کئی تحقیقاتی اور ترقیاتی پروجیکٹ چلائے جا رہے ہیں۔ نتیجتاً بجلی پیدا کرنے کے لیے فیول سیل میں ہائیڈروجن کے استعمال کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ ہائیڈروجن پر مبنی چھوٹے جنریٹر، دو پہیوں والی گاڑیاں اور کٹیالٹک برنروں کو گھریلو اور صنعتی استعمال کے لیے ترقی دی جا رہی ہے اور مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ ہائیڈروجن سے چلنے والی 10 موٹر سائیکلوں کے مظاہرے اور فیلڈ جانچ کے لیے آزمائشی پروجیکٹ شروع کیا گیا ہے۔

بیٹری سے چلنے والی گاڑیاں: بیٹری سے چلنے والی گاڑیاں: تحقیق و ترقیاتی عمل سے بیٹری سے چلنے والی گاڑیوں کے معاملے میں بہت زیادہ بہتری پیدا ہو رہی ہے۔ مستقل نکل دھات کے ہائیڈرائیٹ، لیتھیم آین اور لیتھیم پولیمر الکٹرولایٹ بیٹریوں

اور سوپر کپیسٹرس سے متعلق تحقیق و ترقیاتی (R&D) پروجیکٹوں کو مدد فراہم کی جارہی ہے۔ دو پہیے والے اسکوٹر چلانے کے لیے فروغ کی گئی نکل دھات ہائیڈرائٹ بیٹریوں کا مظاہرہ کیا گیا۔

ارضی حرارتی توانائی: جموں و کشمیر کے پوگا دوایسے ارضی حرارتی علاقے ہیں جہاں بجلی پیداوار کی ترقی کے اچھے امکانات ہیں۔ ارضی حرارتی علاقوں کا فروغ ابھی ابتدائی حالت میں ہے کیوں کہ اس کام کی لاگت خرچ کے ساتھ غیر یقینی کیفیت سے جڑی ہوتی ہے۔

بحری توانائی: بحری توانائی کی مختلف شکلوں میں سمندری لہریں، سمندری حری توانائی تبدیلی، اور مد و جزر شامل ہیں۔ ان میں مد و جزر کی توانائی کو ہی دسط مدتی طور پر فروغ دیا جاسکتا ہے۔ مغربی بنگال کے سندر بن علاقے میں درگا دوانی کریک میں 3 میگاواٹ کی ایک چھوٹی مد توانائی پروجیکٹ کو قائم کرنے کے لیے مغربی بنگال قابل تجدید ترقیاتی ایجنسی کولکاتہ میں تفصیلی رپورٹ تیار کی جارہی ہے۔

حیاتیاتی ایندھن: مختلف غیر خوردنی نباتاتی تیلوں کو حیاتی ڈیزل میں تبدیل کرنے کی ٹکنالوجی کو فروغ دینے کے لیے ملک میں متعدد تحقیق اور ترقیاتی پروجیکٹ چلائے گئے ہیں۔ ٹرانسپورٹ سیکٹر میں ان حیاتی انجنوں کے استعمال کے بارے میں آپریشنل پروگرام شروع کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ وزارت مالی اعانت سے کئی پروجیکٹوں کے تحت ملک میں پٹرول اور ڈیزل میں ایتھانول ملا کر اس کی فیلڈ آزمائش کے لیے نئے پروجیکٹ شروع کیے گئے ہیں۔

مخصوص تکنیکی ادارے

وزارت نے توانائی وسائل اور ان کے استعمال سے متعلق شعبوں میں تحقیق اور ترقی کے لیے درج ذیل ادارے کھولے ہیں:

(a) **شمسی توانائی مرکز:** یہ مرکز شمسی توانائی مواد، اجزا اور نظام قومی سطح پر جانچ اور معیار بندی مرکز کے طور پر کام کرتا ہے۔ مرکز مشترکہ شہرکتی تحقیقی پروجیکٹوں پر کام کرتا ہے اور صنعت و توانائی کا استعمال کرنے والے دیگر اداروں کو مشاورتی خدمات فراہم کرتا ہے۔ اس مرکز میں تکنیکی لوگوں اور شمسی توانائی کی ٹکنالوجی کا استعمال کرنے والوں کے لیے تربیتی پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔ ایک 50 کلوواٹ کے شمسی بجلی پلانٹ کو کیسی فائر نظام سے جوڑنے کی سرگرمیاں چل رہی ہیں۔ اس کے علاوہ مرکز نے 25 کلوواٹ مڈ نو کرسلائن SPV ماڈیول ٹسٹ بیڈ سہولیات اور 21 کلوواٹ شفاف فل ماڈیول ٹسٹ بیڈ سہولت قائم کرلیا ہے۔ (b) ایک اعلیٰ تحقیق اور ترقی ادارہ، سردار سورن سنگھ قومی لائق تجدید توانائی ادارہ، پنجاب میں جالندھر کے پاس ایک خودمختار رجسٹرڈ سوسائٹی کی شکل میں قائم کیا گیا۔ یہ ادارہ غیر روایتی / لائق تجدید توانائی ذرائع، سبھی سطحوں پر انسانی ترقی وسائل، ڈاکٹوریٹ کے بعد کی تحقیق و لائق تجدید توانائی ٹیکنالوجی کو تجارتی شکل دینے سے متعلق تحقیق سے جڑی سبھی فیلڈ کی ترقی سرگرمیوں کے لیے جدید ترین تحقیق و ترقی عمل کے لیے تکنیکی مرکز کے طور پر کردار نبھاتا ہے۔ (c) **مرکز برائے ہوائی توانائی ٹکنالوجی (C-WET):** چنائی میں خودمختار تنظیم (رجسٹرڈ سوسائٹی) کی صورت میں قائم ہے۔ یہ مرکز ہندوستان میں ہوا پر مبنی توانائی کے فروغ کے لیے تکنیکی مرکز کے طور پر کام کرتا ہے۔

عوامی سیکٹر انڈر ٹیکنگ

لائق تجدید توانائی سیکٹر کو رعایتی مالی امداد کے مقصد سے وزارت نے اپنے تحت مالی ادارہ ہندوستانی لائق تجدید توانائی ایجنسی لمیٹڈ (IREDA) تشکیل دیا ہے۔ اس کا خاص مقصد این۔ آر۔ ایس۔ ای۔ ٹیکنالوجی کو بڑھاوا دینے ان کی ترقی و مالی امداد کے

لیے گروان فنڈ کا کام کاج دیکھنا ہے۔ 31 مارچ 2003 کو 400 کروڑ روپے کا منظور حصص سرمایہ اور 285.35 کروڑ روپے کا اداشدہ سرمایہ تھا اس نے مارچ 2003 کے آخیر تک ہوا، چھوٹی پن بجلی، سولر، بایوٹکنالوجی، توانائی صلاحیت اور تحفظ جیسے قابل تجدید توانائی سیکٹروں میں 1,653 پراجیکٹوں کے لیے تقریباً 5,922 کروڑ روپے کا کل قرض منظور کیا اور تقریباً 3,078 کروڑ روپے کے قرض جاری کیے تھے اور کام کر رہے پروجیکٹوں سے بجلی کی پیداوار شروع ہوگئی ہے اور یہ توانائی کی بچت کر رہے ہیں۔

لائق تجدید توانائی پروگراموں کو نئی سمت

لائق تجدید توانائی ذرائع سے توانائی کے پوری طرح استعمال کے نجی رغیر ملکی راست اصل کاری کو بڑھاوا دینے کے لیے کئی اہم پالیسی کی پہل کی گئی جن میں (i) وزارت کے ذریعہ نافذ کیے جارہے ہیں وسیع پروگراموں کے تحت مالی امداد کا اہتمام (ii) لائق تجدید توانائی پراجیکٹوں میں براہ راست بیرونی اصل کاری سمیت نجی اصل کاری کے لیے عمل کو آسان بنانا شامل ہے۔ مالی امداد میں پروجیکٹ کو نصب کرنے کے لیے پہلے درجے میں 80 فیصد فرسودگی، آبکاری محصول اور سیلز ٹیکس میں چھوٹ اور لائق تجدید توانائی پروجیکٹوں میں استعمال ہونے والے سامان، کل پرزے اور آلات کے ہندوستان پر رعایتی محصول درآمد شامل ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت وزارت سے مالی امداد جیسے سود اعانت اور سرمایہ اعانت اور اریڈا سے رعایتی قرض دستیاب کراتی ہے۔ مختلف لائق تجدید توانائی پراجیکٹوں کے لیے اب تک 14 ریاستوں نے ایسی پالیسیوں کا اعلان کیا ہے۔

اس سیکٹر کی ترقی میں تیزی لانے کے لیے ایک جامع لائق تجدید توانائی پالیسی اور الگ قانون تیار کیا گیا ہے۔ اس پالیسی کے اہم مقاصد۔ (1) کم از کم دیہی توانائی کی ضرورتوں کو پورا کرنا۔ (2) شہری اور دیہی علاقوں میں زراعت، صنعت، کاروبار اور گھریلو کاموں کے لیے لامرکزی رآف گرڈ بجلی کی فراہمی مہیا کرنا۔ (3) گرڈ کی خوبیوں والی بجلی کی پیداوار اور فراہمی کو یقینی بنانا۔

تیل اور قدرتی گیس

ہائیڈروکاربن وسائل اساس

ہندوستان میں 7 ارب 20 کروڑ مربع کلومیٹر ایریا رسوبی بیسن کا ہے جس میں 31 لاکھ 40 ہزار مربع کلومیٹر گہرے پانی کا علاقہ ہے۔ اس علاقہ میں 28 ارب ٹن ہائیڈروکاربن وسائل کی دستیابی کا اندازہ لگایا گیا ہے جس میں سے یکم اپریل 2002 تک صرف ایک چوتھائی یعنی 7 ارب 20 کروڑ ٹن کے ہائیڈروکاربن ذخائر ہی قائم کیے جاسکے۔ قائم ہائیڈروکاربن ذخائر میں 70 فی صد تیل اور باقی گیس ہے۔ ممکن الحصول ہائیڈروکاربن ذخائر کی مقدار محض 2 ارب ساٹھ کروڑ ٹن ہے۔

ہائیڈروکاربن وژن 2025

اپریل 2000 میں وزراء کے ایک گروپ نے انڈیا ہائیڈروکاربن وژن 2025 رپورٹ (IHV-2025) رپورٹ پیش کی۔ اس رپورٹ میں پہلی بار عالمی سطح پر تجارتی مسابقت کے تناظر کو دھیان میں رکھتے ہوئے ہندوستان میں تیل اور گیس کے میدان میں فروغ کا خاکہ تیار کیا گیا۔ وژن 2025 میں درج ذیل مقاصد طے کیے گئے ہیں: (i) تیل کی گھریلو پیداوار میں اضافہ اور بیرون ممالک ایکوٹی آئل میں سرمایہ کاری میں اضافہ کے ذریعہ توانائی شعبوں میں خود کفالت حاصل کرنا (ii) صاف ستھرے اور ہرے بھرے ہندوستان کی تعمیر کو یقینی بنانے کے لیے پروڈکٹ کی سطح میں اصلاح سے معیار زندگی بہتر بنانا (iii) صنعت کے ہر شعبے میں ٹکنالوجی ترقی اور تعمیری صلاحیت کے ذریعہ ہائیڈروکاربن سیکٹر کو عالمی سطح پر مسابقتی سطح صنعت کی شکل میں فروغ دینا جو کہ اپنے آپ کو دنیا میں سب سے بہتر ثابت کرسکے۔ (iv) صارفین خدمات کو بہتر بنانے کے لیے کھلے بازار کا قیام اور کارو

باریوں کے درمیان صحت مندانہ مسابقت کی حوصلہ افزائی۔(v) حکمت عملی اور دفاعی پہلوؤں کو دھیان میں رکھتے ہوئے ملک کے لیے تیل حفاظت کو یقینی بنانا۔

دسویں منصوبے کے دوران تیل اور گیس کی تلاش

دسویں منصوبے کے دوران تیل اور گیس کی تلاش کا پروگرام ہندوستان کے ہائیڈروکاربن وژن 2025 کے مقاصد کی بنیاد پر تیار کیا گیا ہے۔ اس کے مقاصد میں پیداواری بیسنوں میں تلاش اور استحصال کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنا، غیر پیداکار/فرنٹیر/بیسنوں میں تلاش کے کام کی توسیع کرنا، مقررہ وقت میں ملک کے رسوبی بیسنوں کی تشخیص کرنا (دسویں منصوبے کے آخر تک 35 فی صد رسوبی بیسنوں کی تشخیص، ابھی تلاش شدہ/مستقبل کے تیل ذخائر سے زیادہ سے زیادہ حاصل کرنا، بیرون ملک تلاش اور پیداوار اور ماحولیاتی تحفظ اور ٹکنالوجی انجذاب بشمول تحقیق اور ترقی کی کوشش کرنا شامل ہے۔

منصوبے کی مدت کے دوران گھریلو خام تیل کی پیداوار کا اندازہ سالانہ 33MMT تا 34MMT کی اوسط سطح کے آس پاس لگایا گیا ہے۔ تیل کے مقابلے گیس پیداوار 2002.03 میں 86.56MMSCMD سے MMSEMD 103.08 بڑھنے کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ مزید برآں بیرون ممالک ایکوئٹی آئل اور گیس ملک کے لیے آئل سیکورٹی میں اضافہ کرے گا۔

دیسی کچے تیل اور قدرتی گیس کی پیداوار

ONGC (آئل اینڈ نیچرل گیس کارپوریشن) اور آئل انڈیا لمیٹڈ (OIL) اور کچھ نجی اور مشترکہ وینچر کی کمپنیاں ملک میں تیل اور قدرتی گیس کی تلاش اور پیداوار میں لگی ہوئی ہیں۔ سال 03-2002 کے دوران ملک میں کچے تل کی پیداوار 33,054 لاکھ ٹن تھی۔ قدرتی گیس کی پیداوار تقریباً 31.52 ارب مکعب میٹر ہوئی جو کہ پچھلے سال کے مقابلے کچے تیل کے معاملے میں 3.2 فی صد اور قدرتی گیس کے معاملے میں 5.6 فی صد زیادہ ہے۔ 2002.03 کے دوران تیل اور گیس کی پیداوار میں اضافہ کے اہم عوامل میں ONGC کے ذریعہ ممبئی ہائی تیل فیلڈ کی بعض ترقی بشمول 10R/EOR پروجیکٹوں کو نافذ کرنے اور نجی/مشترک وینچر کے ذریعہ چلائی جانے والی فیلڈوں سے گیس پیداوار میں اضافہ شامل ہے۔ سال 2002.03 کے دوران کچے تیل کی پیداوار میں ONGC, OIL اور نجی/مشترک وینچر کمپنیوں کی حصہ داری علی الترتیب 78.7 فی صد، 8.9 فی صد اور 12.4 فی صد تھی، جبکہ گیس تقریباً 77.2 فی صد، 5.6 فی صد اور 17.2 فی صد تھی۔

بیرون ملک سے ایکوئٹی آئل

ONGC کی معاون کمپنی ONGC ودیش لمیٹڈ (OVL) کچھ دیگر قومی تیل کمپنیوں جیسے آئل انڈیا لمیٹڈ (OIL) انڈین آئل کارپوریشن لمیٹڈ (IOC) اور گیس اتھارٹی آف انڈیا لمیٹڈ (GAIL) کے ساتھ بیرون ممالک تیل تلاش کرنے اور تیل / گیس پیداکاری املاک میں حصہ داری حاصل کرنے کے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ OVL، ویتنام (گیس فیلڈ-45 فی صد)، روس (تیل اور گیس فیلڈ-20 فی صد) اور سوڈان (تیل فیلڈ-25 فی صد) میں پیداکاری املاک حاصل کر چکی ہیں۔ ویتنام اور سوڈان سے روزانہ علی الترتیب 754MMSEM گیس کی پیداوار اور 2,50,000 بیرل تیل پیدا ہوتا ہے۔ OVL کے سوڈان پروجیکٹ سے ہندوستان MRPL نے مئی 2003 میں کچے تیل کی پہلی کھیپ (مرحلہ سال) حاصل کی۔ روس میں سکھا لین-1 پروجیکٹ کا کام جاری ہے۔ اس کے علاوہ OVL، ایران (40 فی صد حصہ داری) سیانمار (20 فی صد حصہ داری)، عراق

(100 فی صد حصہ داری) اور لیبیا (49 فی صد حصہ داری) میں بھی ایک ایک بلاک میں تلاش کے کام میں حصہ داری کر رہا ہے۔
OIL امریکا کے لوئی جیانہ صوبے میں تیل تلاش بلاک میں 10 فی صد کی حصہ داری کر رہا ہے۔ ایران میں ایک تلاش بلاک میں کمپنی کی 20 فی صد کی حصہ داری ہے۔

نئی تلاش لائسنسنگ اسکیم

حکومت ہند نے 1980 سے ملک میں تیل اور گیس کی تلاش میں نجی سرمایہ کاری کو مدعو کر رہی ہے لیکن اس پالیسی کے تحت نجی اصل کاری مدعو کرنے کی شروعاتی کوشش صرف نزد ساحل علاقوں تک محدود تھی۔ 1991 میں حکومت ہند نے اور نزد ساحل دونوں ہی علاقوں کے لیے نجی سیکٹر کو باقاعدہ پیش کش کرنی شروع کی اور 1995 ساحل تک چھ بڈنگ دور کا اعلان کیا گیا 1996-97 میں حکومت نے تیل اور گیس کی تلاش مین نجی اصل کاری مدعو کرنے کا جائزہ لیا۔

1997-98 میں نئی تلاش لائسنسنگ پالیسی تیار کی گئی۔ اس پالیسی کے تحت نجی کمپنیوں کو بھی تیل کی تلاش کے بلاکوں کا پتہ لگانے کے لیے وہی مالیاتی اور دیگر رعایتیں دی گئیں جو سرکاری کمپنیوں کو دی جاتی ہیں۔ نئی تلاش لائسنسنگ پالیسی کے تحت تین سالوں کے اندر ہی 70 تلاش بلاکوں کے لیے پیداوار حصہ داری معاہدہ پر دستخط کیے گئے جب کہ پچھلی پالیسی میں 10 سالوں میں صرف 24 بلاکوں کے لیے ہی ایسے معاہدے ہوئے تھے۔ اب کل 7 لاکھ مربع کلومیٹر علاقے کو نئی تلاش لائننگ پالیسی کے دائرے میں لایا گیا ہے جو کہ زیر تلاش کل علاقے کا تقریباً 68 فی صد حصہ ہے۔

نئی تلاش لائسنسنگ پالیسی کے تحت جنوری 1999 میں پہلی بار یڈنگ (بولی) طلب کی گیس اور گہرے پانی کے 7، اتھلے پانی کے 16 اور سطحی پانی (اتر پردیش) کے 1 پروجیکٹ کے پیداوار حصہ داری معاہدے (PSCs) پر اپریل 2000 میں دستخط کئے گئے۔ مارچ 2003 تک نئی تلاش لائسنسنگ پالیسی۔1 کے بلاکوں میں 3 کروڑ 26 لاکھ امریکی ڈالر کی سرمایہ کاری ہو چکی تھی۔
NELP (نئی تلاش لائسنسنگ پالیسی کے دوسرے دور کے تحت دسمبر 2000 میں بڈنگ طلب کیے گئے اور جنوری 2001 میں 23 پیداوار حصہ داری معاہدوں پر دستخط کیے گئے۔ ان میں آسام، گجرات، راجستھان، اڑیسہ، اتر پردیش اور مغربی بنگال کے گہرے پانی کے 8، اتھلے پانی کے 8 اور سطحی علاقے میں 7 علاقے شامل ہیں۔ نئی تلاش لائسنسنگ پالیسی 11 کے بلاکوں میں مارچ 2003 تک تقریباً 10 کروڑ 60 لاکھ امریکی ڈالر کی اصل کاری ہوئی۔ نئی تلاش لائسنسنگ نئی پالیسی کے تیسرے دور میں مارچ 2002 میں بڈنگ طلب کیے گئے اور فروری 2003 میں 23 پیداوار حصہ داری معاہدوں پر دستخط ہوئے۔ ان میں تری پورہ، میزورم، آسام، ناگالینڈ، ہماچل پردیش، راجستھان، گجرات اور آندھرا پردیش میں گہرے پانی کے 9 اتھلے پانی کے اور خشکی کے علاقے شامل ہیں۔

NELP کے چوتھے دور کا اعلان مئی 2003 میں کیا گیا اور 24 تلاش بلاکوں کے لیے بولیاں طلب کی گئیں ان میں آسام، ناگالینڈ، منی پور، تریپورہ، اتر پردیش، راجستھان، گجرات اور تملناڈو میں گہرے پانی کے 12، اتھلے پانی کے اور خشکی کے 11 علاقے شامل ہیں۔ گہرے پانی کے جن 12 بلاکوں کو چوتھے دور میں پیشکش کی گئی ہے اس میں انڈمان ساحل کے 2 بلاک بھی شامل ہیں جنہیں پہلی بار بین الاقوامی مسابقتی بڈنگ میں رکھا گیا ہے۔

NELP کے تحت ہوئے معاہدے کے تحت دو آبی بلاکوں اور ایک خشکی بلاک میں ہائیڈروکاربن کی تلاش کی گئی۔

کول بیڈ میتھین (CBM) پالیسی

کول بیڈ میتھین (CBM) کوئلے اور لگنایٹ درزوں میں جذب قدرتی گیس (میتھین) ہے جو کہ ماحول کے موافق غیر روایتی توانائی کی وسائل ہے۔

کوئلہ CBM کے لیے وسیلہ اور مخزن چٹان دونوں ہے۔ ایک روایتی گیس ذخیرے میں جتنی گیس رکھی جا سکتی ہے اتنے ہی سائز، درجہ حرارت اور دباؤ والے سیر شدہ CBM ذخائر میں پانچ گنا گیس کا ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔ CBM گیس کے استحصال کا سادہ سائکل جس میں پانی اور دباؤ کو الگ کر دیا جاتا ہے۔

حکومت نے CBM گیس کی تلاش اور استحصال کے لیے جولائی 1997 میں ایک جامع پالیسی کو منظوری دی۔ اس پالیسی میں سرمایہ کاروں کے لیے متعدد معاہداتی اور مالیاتی پرکشش رعایتوں کی پیشکش کی گئی ہے جیسے کوئی اپ فرنٹ ادائیگی نہیں، کوئی دستخط بونس نہیں، حکومت کی کوئی حصہ داری نہیں، عالمی بولی کے ذریعہ بلاکوں کا تعین، درآمد پر کوئی کسٹم ڈیوٹی نہیں، صد فی صد لاگت وصولی کا اہتمام اور گیس کو گھریلو بازار میں فروخت کی رعایت۔

CBM پالیسی کے پہلے دور میں 5 بلاکوں کے لیے ٹھیکے دیے گئے جس میں جھارکھنڈ میں 1، مدھیہ پردیش میں 2 اور مغربی بنگال میں 1 بلاک شامل ہیں۔ جولائی 2002 میں IOC-ONGC، کنسوریم اور ریلائنس انڈسٹریز لمیٹڈ (RIL) کے دو دو بلاکوں پر اور اسیار آئل لمیٹڈ کو ایک بلاک پر کام دینے کے بارے میں معاہدہ پر دستخط کیے گئے۔ مغربی بنگال اور جھارکھنڈ ریاستوں میں CBM بلاکوں کے لیے فروری 2003 میں ONGC اور کول انڈیا لمیٹڈ کے ساتھ معاہدے پر دستخط کیے گئے۔ ان دونوں بلاکوں کا کام ONGC-CIL کنسورشیم کو نامزدگی کی بنیاد پر دیا گیا۔ مغربی بنگال میں ایک بلاک کا کام CBM پالیسی نافذ ہونے سے پہلے مئی 2001 میں FIPB کے ذریعہ میسرس GEECL کو دیا گیا۔ CBM پالیسی کے چوتھے دور کے تحت مئی 2003 میں جھارکھنڈ، چھتیس گڑھ، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، آندھیرا پردیش، راجستھان اور گجرات ریاستوں میں 9 بلاکوں کے لیے بین الاقوامی سطح پر بولیاں (Biddis) طلب کی گئیں۔

نیشنل گیس ہائیڈریٹ پروگرام

گیس ہائیڈریٹ عام طور پر گہرے سمندر میں پائے جانے والے میتھین سالے ہوتے ہیں، جو برف سے چپکے ہوتے ہیں۔ فی الوقت دنیا بھر میں گیس ہائیڈریٹس کی کوئی کاروباری پیداوار نہیں ہے اور ان کے استحصال کی ٹکنالوجی پر تحقیق اور فروغ پر کام چل رہا ہے۔ امریکا، کناڈا، جاپان اور روس میں اس سمت میں کچھ قابل ذکر کام ہوا ہے۔ گیس ہائیڈریٹس کے کاروباری استحصال کی ٹکنالوجی کو فروغ دینے کے لیے اکتوبر 2000 میں قومی گیس ہائیڈریٹ پروگرام کے تحت کارروائی کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔ اب اس سمت کاموں کی ترجیحات طے کر لی گئی ہیں اور قومی گیس ہائیڈریٹ پروگرام کے مقاصد کو حاصل کرنے کا خاکہ تیار ہو گیا ہے۔ ارضی سائنس، ڈریلنگ، پیداوار نقل و حمل/پائپ لائن اور ماحول سے متعلقہ 5 ذیلی گروپوں کی تشکیل کی گئی ہے جو ایک ساتھ ان میدانوں میں گیس ہائیڈریٹ سے متعلق سرگرمیوں کو انجام دیں گے۔

تیل کی صفائی

حالیہ برسوں میں ہندوستان میں تیل صفائی صلاحیت میں شاندار پیش رفت ہوئی ہے۔ تیل صفائی صلاحیت جو نویں پنج سالہ منصوبہ کے شروع میں 62.24 ملین میٹرک ٹن سالانہ تھی نویں منصوبے کے آخر تک بڑھ کر 116.97 ملین میٹرک ٹن سالانہ ہو گئی۔

ملک میں اس وقت کل 17 صفائی کرنے والے کارخانے ہیں ایک چھوٹی ریفائنری ہے۔ انڈین آئل کارپوریشن لمیٹڈ (IOCL) اوراس کی معاون کمپنی چنئی پٹرولیم کارپوریشن لمیٹڈ اور بونگی گاؤں ریفائنری اور پیٹروکیمیکلس لمیٹڈ (10)۔ بھارت پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹڈ اور اس کی معاون کمپنی کوچی ریفائنری لمیٹڈ اور نومالی گڈھ ریفائنریز لمیٹڈ (3) ہندوستان پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹڈ (2) منگلور ریفائنریز اینڈ پیٹروکیمیکلس لمیٹڈ (i) اور ریلائنس پیٹرولیم لمیٹڈ (i) تاتی پاکا (آندھرپردیش) واقع سی ریفائنری تیری کی ملکیت تیل اور قدرتی گیس کارپوریشن لمیٹڈ۔

کچے تیل اور پٹرولیم مصنوعات کی درآمد

سال 03-2002 کے دوران کچے تیل اور پٹرول کی کل درآمد (بشمول نجی اور متوازی کاروباریوں کے ذریعہ کی گئی درآمد) 88.726 ملین میٹرک ٹن رہی۔ جس کی قیمت تقریباً 84,401 کروڑ روپے تھی۔ جبکہ اسی سال کچے تیل اور پیٹرولیم مصنوعات کی خالص درآمد (برآمد کو چھوڑ کر) 78.437 ملین میٹرک ٹن رہی جس کی قیمت تقریباً 73.533 کروڑ روپے تھی۔ نجی پارٹیوں کے ذریعہ پیٹرولیم مصنوعات کی برآمد 10.289 ملین میٹرک ٹن کی گئی جس کی قیمت 10,868 کروڑ روپے تھی۔

پیٹرولیم مصنوعات کا تحفظ اور ماحول کی حفاظت

کوئلے کے بعد پیٹرولیم مصنوعات ہندوستان مین ایندھن کے اہم وسائل ہیں۔ ان کے صرف میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے اور 1950.51 میں جہاں یہ صرف 35 لاکھ ٹن تھی، وہیں 2002.03 میں بڑھ کر 103.7 ملین میٹرک ٹن ہوگئی۔

سال 2003.04 تک اس کے بڑھ کر 10.7.20 ملین میٹرک ٹن ہوجانے کا امکان ہے۔ گھریلو سطح پر کچے تیل، جس سے ابتدائی طور پر پیٹرولیم کی مصنوعات تیار کی جاتی ہیں، ہماری پیداوار محض 330 لاکھ ٹن ہے جو ہماری سالانہ ضرورت کی تقریباً 30 فی صد ہے۔ حکومت غیر ملکی زرمبادلہ کے بھاری بہاؤ کو روکنے کے لیے لگاتار پیٹرولیم مصنوعات کے تحفظ پر توجہ دے رہی ہے۔ اور گھریلو پیداوار اور پیٹرولیم مصنوعات کی کھپت کے درمیان فرق کو کم کرنے کو زیادہ ترجیح دے رہی ہے۔

دہلی میں پبلک ٹرانسپورٹ نظام کے کمپریسڈ نیچرل گیس (CNG) کو استعمال کرنے کی کوشش پورے زوروں پر ہے۔ اندرپرستھ گیس لمیٹڈ اور مہانگر گیس لمیٹڈ علی الترتیب دہلی اور ممبئی میں CNG کے توسیع کی کوششیں کررہے ہیں۔ گجرات کے وڈودرہ، سورت اور انکلیشور میں بھی محدود سطح پر CNG تقسیم کی جارہی ہے۔

جیسا کہ وزارت پیٹرولیم اور قدرتی گیس نے نوٹیفائی کیا ہے، تیل کمپنیاں نو اہم گنا پیدا کار ریاستوں آندھرا پردیش، گجرات، ہریانہ، کرناٹک، مہاراشٹر، پنجاب، تملناڈ، اترپردیش اور گوا اور 4 مرکز کے زیرانتظام علاقوں دمن اور دیو، دادر اور نگر حویلی، چنڈی گڑھ اور پانڈی چیری میں 30 جون 2003 سے پانچ فی صد ایتھنول آمیزہ پیٹرول کی فراہمی عمل میں ہے۔ اس طرح تیل کمپنیوں نے اب تک اترپردیش کے سبھی حصوں، مہاراشٹر کے زیادہ تر حصوں اور آندھرپردیش، گجرات، ہریانہ، کرناٹک اور پنجاب کے کچھ حصوں میں پانچ فی صد ایتھانول آمیزہ میں پیٹرول کی سپلائی شروع کردی ہے۔ اسی طرح مرکز کے زیرانتظام علاقوں چنڈی گڑھ، دادر نگر حویلی اور دمن اور دیو کے کچھ حصوں میں بھی سپلائی ہونے لگی ہے۔ باقی ریاستوں اور مرکز کے زیرانتظام علاقوں میں بھی اس کی سپلائی کی جائے گی۔

انجینئرس انڈیا لمیٹڈ (E.IL) ہندوستان میں اولین ڈیزائن اور انجینئرنگ کمپنی ہے جو عمل کاری اور صنعتوں سے متعلق دیگر خدمات فراہم کرتی ہے۔ EIL اب بنیادی سہولیات والے شعبوں جیسے ہوائی اڈوں، انٹیلی جنٹ بلڈنگوں، شہری ترقی، ہائی ویز اور

پل وغیرہ میں بھی اپنی خدمات فراہم کرنے لگی ہے۔EIL کے ذریعہ فراہم کرائی جارہی خدمات میں ماحولیاتی انجینئرنگ، ہیٹ اینڈ ماس ٹرانسفر، ساز وسامان، انفارمیشن ٹکنالوجی مواد اور رکھ رکھاؤ، جوکھم تجزیہ اور ایڈوانس کنٹرول اور موزونیت جیسی ماہرانہ خدمات شامل ہیں۔

EIL کا ملک اور بیرون ملک میں بڑی تعداد میں پروجیکٹ نافذ کرنے کا کامیاب ریکارڈ رہا ہے اور اس نے کامیابی کے ساتھ 35ارب امریکی ڈالرلاگت کے 300اہم پروجیکٹوں (4,300 تفویضات سے زیادہ) کو پورا کیا۔انجینئرس انڈیا لمیٹڈ کی کوالٹی مینجمنٹ سسٹم کی خدمات کا جائزہ لیا گیا اور ISO-9001-2000 کی شرائط کے مطابق اسے منظور کیا گیا۔

ڈیزل کو بایوڈیزل میں آمیزش کرنے کی فیلڈ آزمائش کے ابتدائی قدم اٹھانے شروع کردیے گئے ہیں۔بایوڈیزل نباتی تیل/جانوروں کی چربی ہے جسے روایتی ڈیزل میں ملا کر ایندھن کی شکل میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔یہ مہوا، کرنجا، کسم، دھویا، انڈی، سمرویا، سال، پیلو، جوجوبا، تمبا، نہور، کوکم، ربر، چیورا جنگلی خوبانی، تونگ، نیم، آم اور جٹ روپھا وغیرہ پیڑوں کے بیجوں سے نکالا جاتا ہے جنہیں بنجر اور کھردری زمینوں پر بھی اگایا جاسکتا ہے۔

تحقیق اور ترقیاتی R&D مطالعات سے پتہ چلا ہے کہ بایوڈیزل آمیزش ایندھن سے انجن کی عمر بڑھتی ہے اور اس سے نسبتاً کم آلودگی ہوتی ہے۔خوردنی تیلوں پر مبنی بایوڈیزل کا امریکا، یوروپی ممالک، آسٹریلیا، جاپان، ملیشیا، نکاراگوا وغیرہ ملکوں میں کافی استعمال ہورہا ہے۔اور بڑے آٹوموبائل مینوفیکچررس نے اپنی گاڑیوں میں 10 تا 20فی صد تک بایوڈیزل کو معدنی ڈیزل میں ملانے کی منظوری دی ہوئی ہے۔

گاڑیوں سے نکلنے والے دھوئیں سے ہونے والی آلودگی میں کمی لانے کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے وزارت نے متعدد اقدامات کیے ہیں اور سیسہ سے پاک پیٹرول، کم بنزین والا پیٹرول، کم/نہایت کم سلفر والا پیٹرول اور ڈیزل، پیٹرول، میں 2T تیل ملا ہوا پیٹرول وغیرہ جیسی کوالٹی والے ایندھن کی شروعات کی ہے۔اس وقت دہلی اور ممبئی جیسے بڑے شہروں میں 0.05فی صد سلفر اور زیادہ سے زیادہ تین فی صد بنزین والے پیٹرول کی فراہمی کی جارہی ہے۔سبھی چار بڑے شہروں میں نہایت کم سلفر والا ہائی اسپیڈ ڈیزل جس میں زیادہ سے زیادہ 0.05فی صد سلفر کی مقدار ہے، کی فراہمی کی جارہی ہے۔اس نہایت کم مقدار والے ڈیزل کو مرحلہ وار طریقے سے سال 2003 تک پورے ملک میں فراہم کرادیا جائے گا۔

دیہی علاقوں میں رسوئی گیس (LPG) کی مارکیٹنگ

یکم اپریل 2003 کو تیل مارکیٹنگ کمپنیوں (OMEs) کی ملک بھر میں LPG7,910 ڈسٹری بیوٹر شپ تھی (877 شہری /دیہی، 431 خاص طور پر دیہی اور باقی شہری) جو سات کروڑ صارفین (بشمول 71لاکھ دیہی صارفین) کی مانگ پوری کررہے ہیں۔تقریباً ساٹھ فی صد صارفین کو دوسلنڈر (ڈبل بوتل کنکشن۔DBC) کی سہولت دستیاب ہے۔اکتوبر 1999 سے مارچ 2003 کے درمیان تقریباً تین لاکھ کنکشن جاری کیے OMCs نے پچھلے دوسالوں میں رسوئی گیس کے 1707 ڈسٹری بیوٹر مقرر کیے تھے جن میں 717 شہری/دیہی علاقوں میں 312 صرف دیہی علاقوں میں ہے۔اس طرح منصوبہ بند ڈسٹری بیوٹر شپ سے توقع ہے کہ دیہی علاقوں میں کھانا پکانے کے ایندھن کی ضرورتوں کو کافی حد تک پورا کیا۔

گیس اتھارٹی آف انڈیا لمیٹڈ

ہندوستان میں قدرتی گیس کی عمل کاری، ترسیل اور تقسیم کی سب سے بڑی کمپنی ہے۔کمپنی نے ملک میں 4,400 کلومیٹر

پائپ لائن کا جال بچھا رکھا ہے اور بجلی پلانٹوں کو 4,500 میگا واٹ بجلی کی پیداوار کے پلانٹوں کو 4,500 میگا واٹ بجلی کی پیداوار کے لیے ہر دن 62MMSCMD گیس کی سپلائی کرتا ہے۔ یہ گیس پر مبنی یوریا پلانٹوں کو ایک کروڑ میٹرک ٹن ہر سال یوریا پیداوار کے لیے گیس کی سپلائی کرتا ہے۔ گیس ترسیل اور تقسیم گیل کے کاروبار کے اہم حصے ہیں۔ اس کے علاوہ کمپنی رسوئی گیس اور پٹروکیمیکل کی پیداوار کے لیے گیس عمل کاری کرتی ہے۔

LPG ایریا میں، GAIL نے ملک کے مختلف حصوں میں سات پیداواری پلانٹ لگائے ہیں جن کی کل صلاحیت سالانہ 10 لاکھ ٹن سے زیادہ ہے۔ 2002-2001 میں بشمول رسوئی گیس کل مائع ہائیڈروکاربن پیداوار 11.33 لاکھ ٹن تھا۔ 1,240 کلومیٹر لمبی جام نگر لونی پائپ لائن رسوئی گیس سپلائی دنیا کی سب سے لمبی پائپ لائن ہے جو گجرات، راجستھان، ہریانہ، دہلی اور اتر پردیش سے گذرتے ہوئے 17 لاکھ 50 ہزار میٹرک ٹن سالانہ رسوئی گیس سپلائی کی صلاحیت رکھتی ہے۔

گیل (GAIL) اب زمرہ-II کے بنیادی ساختی سہولت فراہم کار کے طور پر ٹیلی مواصلات سیکٹر میں بھی داخل ہوا ہے اور ٹیلی کام کمپنیوں کو بینڈ وڈتھ لیز پر دے گا۔ مارچ 2003 تک GAILTEL ملک کے شمالی، مغربی اور جنوبی حصوں کے 73 شہروں سے جڑ جائے گا۔ اس کے نٹ ورک سے بینڈ وڈتھ صلاحیت لیزنگ شروع ہو چکی ہے۔ بینڈ وڈتھ صلاحیت کی لیزنگ کے بارے میں اہم ٹیلی مواصلات کمپنیوں کے ساتھ معاہدے کی عرضداشت پر دستخط کیے گئے ہیں۔ ان کمپنیوں میں بھارتی ٹیلی سونکس، BPL، براڈ بینڈ، شیام ٹیلی کام اور ایسکوٹیل موبائیل ہیں۔

انجینئرس انڈیا لمیٹیڈ

انجینئرس انڈیا لمیٹڈ (E.IL) ہندوستان میں اوّلین ڈیزائن اور انجینئرنگ کمپنی ہے جو عمل کاری اور صنعتوں سے متعلق دیگر خدمات فراہم کرتی ہے۔ EIL اب بنیادی سہولیات والے شعبوں جیسے ہوائی اڈوں، انٹیل جنٹ بلڈنگوں، شہری ترقی، ہائی ویز اور پل وغیرہ میں بھی اپنی خدمات فراہم کرنے لگی ہے۔ EIL کے ذریعہ فراہم کرائی جارہی خدمات میں ماحولیاتی انجینئرنگ، ہیٹ اینڈ ماس ٹرانسفر، ساز وسامان، انفارمیشن ٹکنالوجی مواد اور رکھ رکھاؤ، جوکھم تجزیہ اور ایڈوانس کنٹرول اور موزونیت جیسی ماہرانہ خدمات شامل ہیں۔

EIL کی ملک اور بیرون ملک میں بڑی تعداد میں پروجیکٹ نافذ کرنے کا کامیاب ریکارڈ رہا ہے اور اس نے کامیابی کے ساتھ 35 ارب امریکی ڈالر کی لاگت کے 300 اہم پروجیکٹوں (4,300 تفویضات سے زیادہ) کو پورا کیا۔ انجینئرس انڈیا لمیٹڈ کی کوالٹی مینجمنٹ سسٹم کی خدمت کا جائزہ لیا گیا اور ISO9001-2000 کا جائزہ لیا گیا اور شرائط کے مطابق اسے منظور کیا گیا۔

12۔ ماحول

وزارت برائے ماحول و جنگلات مختلف ماحولیاتی و جنگل بانی پروگراموں کی منصوبہ بندی، نشو و نما، ارتباط اور نفاذ کی نگرانی کے لیے حکومت ہند کی انتظامی ساخت میں ایک نقطہ ماسکہ کے طور پر کام کرتی ہے۔ وزارت کو ملک میں اقوام متحدہ کے ماحولیاتی پروگرام (یو۔این۔ای۔پی) انٹرنیشنل سنٹر فار انٹگریٹیڈ ماؤنٹین ڈولپمنٹ (آئی۔سی۔آئی۔ایم۔او۔ڈی) کے لیے مرکزی ایجنسی کے طور پر نامزد کیا گیا ہے۔ اقوام متحدہ ماحولیات اور فروغ کانفرنس (یو۔این۔سی۔ای۔ڈی) کی متعاقب کارروائی پر دھیان دینا ہے۔ یہ وزارت کثیر پہلوئی اداروں سے متعلق امور کی ذمہ داری بھی دیکھتی ہے، جیسے قائم پذیر ترقی کمیشن (CSD)، عالمی ماحولیاتی سہولت (GEF) اور ماحول سے متعلق معاملوں پر علاقائی اکائیاں جیسے ایشیاء اور پیسفک کے لیے اقتصادی اور سماجی کونسل (ESCAP) اور جنوب ایشیائی علاقائی تعاون تنظیم (SAARC)۔

نباتاتی حیوانات، جنگل اور جنگلاتی حیات کے تحفظ اور سروے، ماحولیاتی آلودگی کی روک تھام و نگرانی، جنگل کاری، تنزل پذیر علاقوں کو پھر سے ہرا بھرا بنانا اور ماحول کا تحفظ کرنا اس وزارت کی ذمہ داری ہے۔ ان مقاصد کے لیے قانونی و باضابطہ تدابیر کا انتظام کرتا ہے جن کا مقصد ماحول کا تحفظ اور حفاظت ہے۔ ان مقاصد کی تکمیل کے لیے ماحولیاتی اثرات کا تجزیہ، ماحولیاتی تخلیق، ماحول اور جنگل بانی تحقیق کی حوصلہ افزائی، ماحولیاتی اور جنگل بانی پروگراموں کا نفاذ کرنے والی تنظیموں کی امداد، تعلیم اور تربیت، اور ماحولیاتی آگہی پیدا کرنے کے لیے سبھی لوگوں میں ماحولیاتی معلومات کی تشہیر اور بین الاقوامی تعاون کا کام کرتا ہے۔ ان مقاصد کی تکمیل کے لیے قانونی اور ریگولیٹری تدابیر کا اہتمام کرتا ہے۔ جس سے ماحول کی حفاظت اور تحفظ حاصل ہو، اس کے علاوہ ماحول اور ترقی پر مبنی قومی تحفظ حکمت عملی اور پالیسی بیان 1992 قومی جنگل پالیسی 1998 اور آلودگی ختم کرنے کی پالیسی پر مبنی بیان کا بھی ارتقا ہوا ہے۔

قدرتی وسائل کا سروے

1890 میں قائم ہندوستانی نباتاتی سروے ملک کے جنگلاتی وسائل کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس کا صدر دفتر کلکتہ میں ہے اور ملک کے مختلف حصوں میں اس کے نو سرکل ہیں جن کے ذریعے باقاعدگی سے کھوجی سفر کرتے ہیں اور نتائج کو قومی، ریاستی اور ضلعی سطح کی نباتاتی فہرست میں شائع کر دیا جاتا ہے۔ اس کے مقاصد اور امکانات کا سال 2002 کے دوران مکمل جائزہ لیا گیا۔

1916 میں قائم ہندوستانی حیاتیاتی سروے، ملک کے حیوانی وسائل کا سروے کرتا ہے۔ اور ان کی فہرست تیار کرتا ہے جن کے معدوم ہونے کا خطرہ ہے اور ان کے تحفظ کے موثر اقدامات کیے جانے کی ذمہ داری لیتا ہے اور خطرے کی زد میں، غیر محفوظ انواع کے جرم پلازم اور جین بینکوں وغیرہ کا اہتمام کرتا ہے۔ ZSI کا صدر دفتر کلکتہ میں ہے اور ملک کے مختلف حصوں میں اس کے 16 مراکز واقع ہیں۔ ZSI پورے ملک کے حیوانات کا سروے کرنے کے لیے باقاعدگی سے دورے کرتا ہے۔

ہندوستانی جنگلاتی سروے (FSI) جس کا قیام 1981 میں ہوا، اس پر ملک کے جنگلاتی وسائل کے سروے کی ذمہ داری ہے۔ اس کا صدر دفتر دہرہ دون میں ہے اور اس کے چار علاقائی دفاتر بنگلور، کلکتہ، ناگ پور اور شملہ میں واقع ہیں۔ FSI آر ایف 1:50,000 کے پیمانے پر موضوعی نقشے اور آر ایف 1:2,50,000 کے پیمانے پر ملک کے جنگلاتی اور نباتاتی نقشے تیار کرتا ہے۔ موضوعی نقشے دس سالہ عرصے پر محیط ہوتے ہیں اور نباتاتی نقشے دو سال کے عرصے پر۔ تازہ جنگلاتی رپورٹ کے مطابق ملک میں کل جنگلاتی علاقے تقریباً 6,75,538 مربع کلومیٹر ہیں، یعنی یہ ملک کے جغرافیائی علاقے کا 20.25 فی صد ہے۔

محفوظ کرۂ حیات

محفوظ کرۂ حیات اپنے نمائندہ ماحولی نظام میں نسلی تنوع قائم رکھنے والے کثیر المقاصد محفوظ علاقے ہیں۔ محفوظ کرۂ حیات کے خاص مقاصد ہیں (i) پودوں، جانوروں اور خورد بینی جرثوموں میں یک جہتی اور تنوع قائم رکھنا (ii) ماحولیاتی تحفظ اور دوسرے ماحولی عناصر سے متعلق تحقیق کی حوصلہ افزائی کرنا، (iii) تعلیم، آگہی اور تربیت کی سہولت فراہم کرنا۔ اب تک 13 محفوظ کرۂ حیات علاقوں کی نشاندہی کی گئی ہے جن کے نام ہیں (i) نیل گیری، (ii) نندا دیوی (iii) نوکریک (iv) گریٹ نیکوبار (v) منار کی کھاڑی (vi) ماناس (vii) سندربن (viii) سملی پال (ix) ڈبروڈ یکھووا (x) دیہانگ دیبند (xi) پنچ مڑھی اور (xii) کنچن جنگا۔ (XIII) اگست ملئی، ان 13 محفوظ کرہ حیات میں سے تین نیل گری، سندربن اور مناسب خلیج کو UNESCO کے محفوظ حیاتی کرہ کے عالمی نٹ ورک پر تسلیم کیا گیا ہے۔

مرطوب زمین، مین گرو اور مرنجانی سنگستان

ہندوستان میں مرطوب علاقائی ماحولیاتی نظام کا قابل قدر سرمایہ موجود ہے، جو شمال میں لداخ کے سرد اور خشک منطقہ سے مشرق میں امپھال کے مرطوب منطقہ تک، مغرب میں راجستھان کے خشک اور گرم منطقہ سے ٹراپیکی مانسونی وسطی ہندوستان تک اور جنوبی جزیرہ نما کے مرطوب منطقے تک کے مختلف جغرافیائی خطوں میں پھیلا ہوا ہے۔ ہندوستان کے زیادہ تر مرطوب علاقہ براہ راست یا بالواسطہ گنگا، برہمپتر، نرمدا، تاپتی، گوداوری، کرشنا، کاویری وغیرہ کے اہم دریائی نظام سے منسلک ہیں۔

مرطوب علاقوں کے تحفظ کے لیے وزارت کے ذریعے 1987 سے ایک پروگرام چلایا جا رہا ہے جس کے تحت کل 24 مرطوب زمین علاقے ہیں اس کے لیے کئی طرح کی پہل کی گئی۔ تحفظ کے لیے انجینئرنگ متبادل کو اپنانے کے بجائے خاص طور سے حیاتیاتی تدابیر پر زور دیا جا رہا ہے۔ متعلقہ ریاستی حکومتوں کے ذریعہ کارساز کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ ہر ایک منتخب مرطوب علاقے کے لیے نوڈل تحقیقی/تعلیمی ادارے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اٹھارہ مرطوب علاقوں کے لیے انتظامی لائحہ عمل مرتب کیے جا چکے ہیں اور کیرل کے دو مرطوب زمینی علاقوں کے لیے منصوبوں کو حتمی شکل دی جا چکی ہے۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں کے محل وقوع، رقبہ اور ماحولیاتی درجہ بندی کے سلسلے میں معلومات بہم پہنچانے کے لیے مرطوب علاقوں کی ڈائرکٹری شائع ہو چکی ہے۔ جس میں 2,107 قدرتی اور 65,253 مصنوعی مرطوب زمین کا ذکر ہے۔ یہ 4.1 ملین ہیکٹر علاقے میں ہیں۔ ان میں 183 مرطوب زمینیں قومی/بین الاقوامی اہمیت کی حیثیت پر معلومات تیار کی گئی تھیں۔ ہندوستان بین الاقوامی اہمیت کی حامل مرطوب زمینوں کا دستخط کنندہ ہے۔

مین گرو نمکینیت برداشت کرنے والے جنگلاتی نظام ماحولیات ہیں جو خاص طور پر ٹراپیکی اور نیم ٹراپیکی بین الاقوامی سطح پر مدوجزری علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ نباتاتی اور حیاتیاتی انواع کے بڑے مخزن ہیں جو ایک طویل ارتقائی دور تک ساتھ

ساتھ رہے ہیں اوران میں نمکینیت برداشت کرنے کی غیر معمولی صلاحیت ہوتی ہے یہ خط ساحل کو پائیداری عطا کرتے ہیں اور سمندر کی مداخلت روکنے کے لیے فصیل کا کام کرتے ہیں۔ دنیا کے چند سب سے عمدہ قسم کے مین گرو ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ جو ہندوستانی سمندری ساحل کے محفوظ دہانوں، مدوجزری آبی وژوں بند پانی (بیک واٹر) شوری دلدل، اور دلدلی میدانوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس کا رقبہ کل رقبہ جنگلاتی رپورٹ 2001 کے مطابق 4,482 مربع کلومیٹر ہے (کل جغرافیائی علاقے کا 0.74 فی صد) مین گرو تحفظ اور مینجمنٹ کی اسکیم کے تحت عمیق تحفظ اور مینجمنٹ کے لیے 33 مین گرو علاقوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

مرجانی سنگستان اتھلے پانی کے ٹراپیکی بحری نظام ماحولیات میں جن کی خصوصیت نباتاتی اور حیاتیاتی تنوع اور ہائی بائیوماس کی پیداوار ہے۔ منار کی کھاڑی اور پاک (Palk) کھاڑی میں اور انڈومان ونکوبار جزائر میں حاشیائی مرجانی سنگستان پائے جاتے ہیں۔ پلیٹ فارم سنگستان خلیج کچھ اور اٹول سنگستان لکش دیپ میں پائے جاتے ہیں۔ تحفظ اور مینجمنٹ کے لیے چار مرجانی سنگستانوں کی شناخت کی گئی ہے وہ ہیں۔ خلیج منار، انڈومان ونکوبار، مجموعہ الجزائر، لکش دیپ زائر اور خلیج کچھ انتظامی عمل منصوبہ بنانے اور ان کے نفاذ کے لیے ریاستی سطح کی کارساز کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ وزارت کو، بحر ہند میں بین الاقوامی کورل ریف انیشیٹیو (ICRI)، گلوبل کورل ریف مانیٹرنگ نٹ ورک (GCRMN) اور کورل ریف ڈی گریڈ ڈایکشن (CORDIO) کا اہم مرکز بھی مانا گیا ہے۔ UNESCO کے حیاتی کرہ محفوظ علاقوں کی عالمی فہرست میں تمل ناڈ میں واقع خلیج منار مرجانی سنگستان علاقے کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

حیاتیاتی تنوع

غذا، زراعت، دوا اور صنعت میں ہونے والے صرف کا حیاتیاتی تنوع سے سیدھا تعلق ہے۔ یہ ماحولیاتی توازن کو قائم رکھنے اور ارتقائی عمل جاری رکھنے کا بھی کام کرتا ہے۔ حیاتیاتی تنوع کے ذریعے ہمیں جو بالواسطہ ماحولیاتی خدمات حاصل ہوتی ہیں ان میں نوری امتزاج (Photo Synthesis)، زیرگی، اخراج بخارات، کیمیائی دوری، تغذیاتی دوری، مٹی کا رکھ رکھاؤ، موسم کی باقاعدگی ہوا اور پانی نظام کا منتظرہ، تصفیح/فضلہ تخلیص اور پسٹ کنٹرول وغیرہ شامل ہیں۔

ہندوستان دنیا کے بارہ وسیع حیاتیاتی تنوع والے ملکوں میں سے ایک ہے۔ 70 فی صد جغرافیائی علاقے کے سروے کے بعد 46,000 نباتاتی تنوع اور 81,000 حیاتیاتی تنوع کا اب تک بیان کیا جا چکا ہے۔ وہ مئی 1994 میں ہوئے حیاتیاتی تنوع سے متعلق بین الاقوامی معاہدے پر دستخط کرنے والے ملکوں میں شامل ہے۔ متعلقہ دفعات کو عمل میں لانے کے لیے حیاتیاتی تنوع کے درج ذیل مقاصد ہیں۔ حیاتیاتی تنوع کا تحفظ، اس کے اجزاء ترکیبی کا مسلسل استعمال اور وسائل سے ہونے والے فائدے کی مناسب و مساوی تقسیم۔

وزارت نے 6 جنوری 2000 کو ایک قومی حیاتیاتی تنوع پالیسی اور لائحہ عمل جاری کیا ہے جس کا مقصد حیاتیاتی تنوع کے تحفظ اور لگاتار استعمال کی موجودہ کوشش کی توثیق کرنا ہے۔ حیاتیاتی تنوع ایکٹ 2000، لوک سبھا میں 2 دسمبر اور راجیہ سبھا میں 11 دسمبر 2002 کو پاس ہوا۔ اس ایکٹ کا اہم مقصد ہندوستان کے خوشحال حیاتیاتی تنوع کا تحفظ، غیر ملکی افراد اور تنظیموں کو بغیر شرکتی (یک طرفہ) استعمال سے روکنا اور بایو پائریسی پر نگرانی رکھنا ہے۔

ادویاتی پودے

ادویاتی پودوں کی خاص طور پر قابل توجہ علاقوں کے طور پر شناخت کی گئی ہے ان علاقوں کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھنے کے موجودہ پروگراموں میں جنگلاتی علاقوں اور محفوظ علاقوں میں پائے جانے والے ادویاتی پودوں کے تحفظ اور تنزل یافتہ علاقوں ادویاتی پودوں کی کھیتی پر دھیان دیا گیا ہے۔

جنگلات

جنگلات تجدیدی وسائل ہیں جو ملک کی معاشی ترقی میں قابل قدر شراکت کے ساتھ ساتھ ماحولیاتی معیار کے اضافے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ہندوستان میں 6,75,538 مربع کلومیٹر علاقوں پر جنگلات پھیلے ہوئے ہیں جو ملک کے کل جغرافیائی رقبے کا 20.55 فیصد ہے۔ اس میں گھنے جنگل 4,16,809 مربع کلومیٹر (12.68 فی صد)، کھلے جنگل 2,58,729 مربع کلومیٹر (7.89 فی صد) ہے۔ 1999 کے مقابلے 2001 میں جنگلاتی علاقے میں 38245 مربع کلومیٹر یعنی 6 فی صد کا اضافہ ہوا۔ اس کے نتیجے میں 1.16 فی صد جغرافیائی علاقے میں نئے جنگل گھنے جنگلاتی علاقے 1998 کے مقابلے 34,580 مربع کلومیٹر (9.0 فی صد) کا اضافہ درج کیا گیا۔

جنگلاتی رپورٹ 2001 کے مطابق ہندوستان میں مینگرو نباتات ہے 4,482 مربع کلومیٹر میں پائے جاتے ہیں جو کل جغرافیائی علاقے کا 0.14 فی صد ہے۔ گھنے مینگروز کا رقبہ 2,859 مربع کلومیٹر اور کھلے مینگروز کا رقبہ 1,623 مربع کلومیٹر ہے۔

ملک میں کل درخت/جنگل سے گھرے علاقے کا (70 فی صد چھپر گھنے پن کے ساتھ قومی ایریا) رقبہ 81,472 مربع کلومیٹر ہے جو ملک کے کل جغرافیائی رقبے کا 2.48 فی صد ہے۔

جنگلاتی پالیسی اور قانون

ہندوستان ان چند ممالک میں سے ہے جن کے پاس 1894 سے ہی جنگلات سے متعلق ایک واضح پالیسی رہی ہے جس پر 1952 اور 1988 میں نظر ثانی کی گئی۔ 1988 کی جنگلاتی پالیسی کا خاص نعرہ جنگلات کی حفاظت، تحفظ اور ترقی ہے۔ اور اس کے اہم مقاصد ہیں (i) ماحولیاتی تناسب کی بحالی اور بازیابی کے ذریعہ ماحولیاتی استحکام کی نگہداشت (ii) قدرتی میراث کا تحفظ (iii) دریاؤں، جھیلوں اور مصنوعی جھیلوں کے آبگیرہ علاقوں میں مٹی کے کٹاؤ اور مٹی کے کٹاؤ کی روک تھام، (iv) راجستھان کے ریگستانی علاقے اور ساحلی علاقے کی جانب ٹیلوں ریگ کی توسیع پر روک، (v) وسیع جنگل کاری اور سماجی شجر کاری کے ذریعہ جنگل کے درختوں کی تعداد میں اضافہ کرنا، (vi) دیہی اور قبائلی آبادی کے لیے ایندھن، چارہ اور دوسری چھوٹی موٹی جنگلاتی چیزوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اقدام کرنا (vii) قومی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے جنگلاتی پیداوار میں اضافہ کرنا، (viii) جنگلاتی پیداوار کے حسن استعمال کی حوصلہ افزائی کرنا اور لکڑی کا متبادل تلاش کرنا اور (ix) ان مقاصد کے حصول اور موجودہ جنگلات پر دباؤ کم کرنے کے لیے عوام، خاص کر عورتوں کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرنا۔

اگلے 20 سالوں کے لیے لمبی مدت کے لیے ایک جامع طویل مدتی پالیسی منصوبہ کی شکل میں قومی جنگلاتی ایکشن پروگرام (NFAP) تیار کیا گیا ہے اور اسے جاری بھی کیا جا چکا ہے۔ اس پروگرام کا مقصد جنگلوں کی کٹائی کو روکنا اور ملک کے ایک تہائی حصہ کو درختوں جنگلوں سے ڈھکنا ہے۔ انڈین فارسٹ ایکٹ 1927 کے اپنائے جانے کے بعد جنگل بانی کے میدان میں کئی

تصوراتی تبدیلیاں پیدا ہوئیں اس لیے اس ایکٹ میں اصلاح کی ضرورت محسوس کی گئی۔

جنگل تحفظ ایکٹ 1980 کے تحت جنگلاتی زمین کو غیر جنگلاتی زمین میں تبدیل کیے جانے سے قبل مرکزی حکومت کی منظوری ضروری ہوتی ہے۔ علاقائی چیف محافظین جنگلات کو 5 ہیکٹر تک کی جنگلاتی زمین کو غیر جنگلاتی مقصد کے لیے تبدیل کرنے کی منظوری کا اختیار حاصل ہے۔ ان میں کانکنی و ناجائز قبضوں کے معاملے شامل نہیں ہیں۔ ریاستی مشاورتی گروپ کی صلاح سے انہیں 5 سے 20 ہیکٹر تک کی جنگلاتی زمین کے معاملوں پر غور کرنے کا اختیار ہے۔ وزارت نے جنگل (تحفظ) ضوابط 2003 کو نوٹیفائی کر کے 1981 میں پاس جنگل سے متعلق ضوابط میں ترمیم کر دی۔ نئے ضوابط کے اہم اجزا میں جنگل بانی کے لیے درخواست دینے میں سہل فارمیٹ، تجدید کے لیے مزید سہل درخواستی وضع، ریاستی حکومت کے لیے 90 دن اور مرکزی حکومت کے لیے فیصلہ کے سلسلے میں 60 دن کے وقت کی مقررہ حد اور علاقائی افسران جنگلات کو 20 ہیکٹر جنگلاتی زمین کے مقابلے میں 40 ہیکٹر زمین کے معاملے میں غور کرنے کا اختیار دینا شامل ہے۔

جنگلوں کو ضائع ہونے سے بچانے اور ان کے فروغ کے لیے دیہی کمیونٹیوں کی مدد لینے کی غرض سے وزارت نے 1990 میں رہنما خطوط جاری کیے تھے۔ اس کے بعد ہی جوائنٹ فارسٹ مینجمنٹ (JFM) کا نظریہ قائم کیا گیا۔ مشترکہ جنگلاتی منتظمہ کے لیے 27 ریاستوں کے ذریعے تجاویز جاری کی جا چکی ہیں۔ دسمبر 2002 تک ملک میں 64,000 مشترکہ جنگلاتی منتظمہ (JFM) ایک کروڑ 42 لاکھ 50 ہزار ہیکٹر جنگلاتی زمین کا انتظام و انصرام کر رہی تھی۔

مربوط تحفظ جنگلات اسکیم

جنگل کی آگ کی روک تھام اور انتظامیہ اور مشرق شمالی علاقے اور سکم میں جنگلاتی علاقوں کے فروغ سے متعلق دو اسکیموں ''فارسٹ فائر کنٹرول اینڈ مینجمنٹ'' اور ''جنگل بانی سیکٹر میں (شمال مشرقی علاقہ اور سکم) بنیادی ساختی خلا کو پر کرنے کی اسکیم'' کو ملا کر ایک نئی اسکیم مربوط تحفظ جنگلات اسکیم تیار کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت مرکزی حکومت صدفی صد مالی امداد دیتی ہے۔ یہ اسکیم دسویں پنج سالہ منصوبے کے تحت ملک کی سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں نافذ کی گئی ہے۔

جنگلاتی ذی حیات

قومی جنگلی ذی حیات لائحہ عمل، جنگلاتی ذی حیات کے تحفظ کی حکمت عملی اور منصوبوں کا ڈھانچہ تیار کرتا ہے۔ پہلا قومی جنگلی ذی حیات لائحہ عمل، 1983 کو ترمیم کر کے اب نئے قومی جنگلی ذی حیات لائحہ عمل (2002-2016) کو منظور کیا گیا ہے۔ ہندوستانی وائلڈ لائف بورڈ، جس کے صدر وزیر اعظم ہیں۔ جنگلاتی ذی حیات کے تحفظ کے مختلف منصوبوں کی تعمیل کی نگرانی اور ہدایت کرنے والی چوٹی کی مشاورتی جمعیت ہے۔ تا حال تحفظ شدہ علاقوں کی فہرست میں 89 قومی پارک اور 490 پناہ گاہیں ہیں۔ جو ملک کے کل جغرافیائی رقبے 1.56 لاکھ مربع کلومیٹر پر پھیلا ہے۔ جنگلاتی ذی حیات (حفاظت) ایکٹ 1972، کو قطع نظر جموں اور کشمیر (جس کے پاس جنگلاتی ذی حیات کا اپنا ایکٹ ہے) سبھی ریاستوں نے اختیار کر لیا ہے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ جنگلاتی ذی حیات کے تحفظ اور زیر خطر انواع کی حفاظت کی جاتی ہے اور نایاب اور زیر خطر انواع کی تجارت پر بھی روک لگائی جاتی ہے۔ جنگلاتی ذی حیات (حفاظت) ایکٹ 1972 اور دوسرے متعلقہ قوانین پر نظر ثانی کے لیے ایک بین ریاستی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ ہندوستان زیر خطر حیاتیاتی اور نباتیاتی انواع کی تجارت سے متعلق بین الاقوامی معاہدے کا دستخط کنندہ ہے۔ پارلیمنٹ کے سرمائی اجلاس 2002 کے دوران جنگلاتی ذی حیات (تحفظ) ترمیم بل 2002 بل پاس ہوا ہے۔ بل کے تحت

ایکٹ کی خلاف ورزی کیے جانے پر سزاؤں میں اضافہ کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ جس کے مطابق زیر خطر انواع اور اس کی پیداوار کی برآمد اور درآمد پر سخت نگرانی رکھی جاتی ہے۔ ہندوستان سائبیرین کرین کے تحفظ سے متعلق ایک مفاہمتی میمورنڈم کا بھی دستخط کنندہ ہے۔

قومی پارکوں کی ترقی اور عمدہ انتظام، جنگلاتی ذی حیات کے تحفظ، شکار پر پابندی اور جنگلاتی پیداوار کی غیر قانونی تجارت پر پابندی، قومی پارکوں اور پناہ گاہوں کے گردونواح میں ماحولیاتی ترقی، ہاتھیوں اور ان کی قدرتی رہائش کی حفاظت اور آسام میں گینڈا کے تحفظ کے لیے مرکز ریاستوں کو مالی اور تکنیکی امداد فراہم کرتا ہے۔

باگھ پراجیکٹ اپریل 1973 میں جاری کیا گیا۔ اس پراجیکٹ کے تحت پورے ملک میں 27 ٹائیگر ریزرو قائم کیے گئے ہیں۔ یہ پناہ گاہیں 14 ریاستوں میں لگ بھگ 37,761 مربع کلومیٹر میں پھیلی ہوئی ہیں۔ تحفظ شدہ علاقوں میں آباد خاندانوں کو اپنی مرضی سے دوسری جگہ آباد ہونے کے لیے سرکار مالی امداد فراہم کرتی ہے۔

ہاتھی پراجیکٹ کے تحت جنگلی ہاتھیوں کی آزاد چراگاہ والی آبادی کی پہچان کی جاتی ہے اور ان کے طبعی مسکن اور نسلی بقا کو یقینی بنانے کے لیے متعلقہ ریاستوں کی مالی معاونت کی جاتی ہے۔ اس کا مقصد ہاتھی کی نسلی بقا کی اہل آبادی کو ان کے قدرتی مساکن میں لمبے عرصے تک بنائے رکھنا ہے۔ اس سال کے دوران 16 ہاتھی ریزرو قائم کیے گئے ہیں۔

حیاتیاتی پارکوں کے انتظام و انصرام کی نگرانی کے لیے مرکزی چڑیا گھر اتھاریٹی قائم کی گئی ہے۔ جو 200 سے زائد چڑیا گھروں میں ربط اور جانوروں کی سائنٹفک منتقلی کی نگرانی کرتی ہے۔ اتھاریٹی کے ذریعہ چڑیا گھروں سے متعلق تیار کی گئی پالیسی حکومت اور چڑیا گھروں کے آپریٹروں کی مناسب رہنمائی کرتی ہے۔

جانوروں کی فلاح و بہبود کا شعبہ جو سب وزارت ماحولیات اور جنگلات کے تحت ہے، کے احکامات جانوروں پر غیر ضروری تکلیف یا ضرر پہنچانے پر روک لگانے سے متعلق جاری کیا گیا ہے۔ جانوروں پر ظلم کے روک سے متعلق 1960 کے ضابطہ میں دسمبر 2002 میں نئے ضوابط شامل کیے گئے۔ اس میں جانوروں کی پیدائش پر کنٹرول (کتا) ضوابط 2001 کو دسمبر 2002 میں نوٹیفائی کیا گیا۔

ماحولی اثرات کا جائزہ

بھارت میں ماحولی اثرات کے جائزہ کا پروگرام 1978 میں شروع کیا گیا۔ جنوری 1994 میں جاری ایک نوٹی فکیشن کے ذریعہ صنعتی، کان کنی، آبپاشی، بجلی، نقل و حمل، سیاحت، ترسیل، وغیرہ شعبوں کے فروغ کے پروجیکٹ کے 29 درجات کے لیے اس پروگرام کو لازمی بنا دیا گیا۔ حال ہی جینا امینوفائل بھی اس فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ 1997 میں اس جائزہ پروگرام نوٹی فکیشن میں ترمیم کی گئی اور عوامی سماعت کو اس جائزہ عمل کا لازمی جزو بنا دیا گیا۔ ماحول سے متعلق منظوری وزارت میں اثرات کے جائزہ عمل کی ایجنسی کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ کسی بھی صلاحیت کے بجلی پلانٹوں کے معاون تخلیق کے معاملوں میں یہ اختیار ریاستی حکومتوں کو دے دیا گیا ہے۔ اس کے تحت 500 میگاواٹ قوت تک کے سیال شدہ بیڈ ٹکنالوجی والی گیس نا پتھا پر مبنی اور کوئلے پر مبنی بجلی پلانٹ اور 250 میگاواٹ تک روایتی کوئلے پر مبنی بجلی گھر آتے ہیں۔ لیکن یہ محفوظ جنگلوں، محفوظ کرہ حیات اور آلودگی کی نگاہ سے نازک علاقوں کی سرحد سے 25 کلومیٹر کے اندر یا ریاستی سرحد کے 50 کلومیٹر کے اندر نہیں ہونا چاہیے۔ سی آر زیڈ-1 کے طور پر

درجہ بند علاقوں کو چھوڑ کر موجودہ بندرگاہ سرحدوں کے اندر پروجیکٹوں کے معاملوں میں ساحلی ضابطہ زون نوٹی فکیشن کے تحت منظوری دینے کا اختیار وزارت آبدوز نقل وحمل کو دے دیا گیا ہے۔ CRZ-I کی شکل میں زمرہ بند علاقوں کو چھوڑ کر موجودہ بندرگاہ حدود کے اندر کے پراجیکٹوں کے معاملے میں ساحلی حد بندی زون نوٹیفکیشن کے تحت منظوری دینے کا اختیار وزارت آبدوز نقل و حمل کو دیا گیا ہے۔

صنعت، کان کنی، تھرمل پاور، نیوکلیر پاور اور ندی وادی پروجیکٹوں کے لیے، ماہر کمیٹیوں کی تشکیل کی جاتی ہے۔ مکمل چھان بین ر جائزے کے بعد تشخیص کمیٹیاں پروجیکٹوں کی منظوری یا مسترد کرنے کے لیے سفارش کرتی ہیں۔ پروجیکٹ کی فطرت کے مطابق بعض حفاظتی تدابیر کی سفارش بھی کی جاتی ہے۔ مجوزہ حفاظتی تدبیر کی نگرانی اور وقت پر نفاذ کے لیے وزارت نے شیلانگ، بھونیشور، چنڈی گڑھ، بنگلور، لکھنؤ اور بھوپال میں چھ علاقائی مراکز قائم کیے ہیں۔

حکومت نے وقتاً فوقتاً ماحولیاتی اصلاح پروگراموں کی روشن بندی اور معقول بنانے کے لیے EIA نوٹیفکیشن میں ترمیم کی ہے اور پالیسی اقدامات کی ضابطہ بندی کی ہے۔ ان اقدامات میں شامل ہیں: صنعتی علاقوں/اکائیوں میں واقع چھوٹے پیمانے کی صنعتوں، قومی شاہراہوں کو چوڑا اور مضبوط کرنے، اہم معدنیات کے کان کنی پروجیکٹ (25 ہیکٹر کے پٹے)، موجودہ آبپاشی پروجیکٹوں کی جدید کاری EPZ/SPZ میں واقع اکائیوں کو ضرورت سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ نئے پروجیکٹوں کے لیے سرمایہ کاری حد 50 کروڑ روپے سے 100 کروڑ کر دی گئی ہے۔ پائپ لائن پروجیکٹوں کو EIA رپورٹ سے الگ رکھا گیا ہے، تین کروڑ سے کم لاگت والے پروجیکٹوں کی داخلی جانچ کی جاتی ہے اور فیصلہ لیا جاتا ہے۔ سرحدی علاقوں میں دفاعی اہمیت کی حامل سڑکوں کو EIA کے نوٹیفکیشن سے آزاد رکھا گیا ہے۔ آبپاشی سیکٹر میں ان جدید کاری پروجیکٹوں کو بھی (EIA) کے دائرے سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے جن کا کمانڈ علاقہ 10,000 ہیکٹر سے کم ہے یا پروجیکٹوں کی لاگت 100 کروڑ روپے سے کم ہے۔ پائپ لائن اور قومی شاہراہوں جیسے خطی پروجیکٹوں کے لیے ہر ضلع میں عوامی سماعت کو لازمی کر دیا گیا ہے۔ اراولی نوٹیفکیشن کے ذریعہ احاطہ کے لیے علاقوں میں پانچ ہیکٹر سے زیادہ کے پٹہ ایریا کے ساتھ اہم معدنیات پر مشتمل کان کنی تجویز کو EIA نوٹیفکیشن کے دائرے میں لایا گیا ہے۔ موجودہ نہروں کو چوڑا کرنے اور مضبوط کرنے کے لیے جس میں زیادہ سے زیادہ 20 میٹر (مجموعی طور پر دونوں جانب) زمین حاصل کی گئی ہو بشرطیکہ ماحولیاتی طور پر حساس علاقوں سے نہ گذرتی ہو تو EIA نو ٹیفکیشن کے دائرے سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے ماحولیاتی کلیرنس کے لیے درخواست کی رسید کے وقت NOC/منظوری کے لیئے زور نہیں دیا جائے گا۔

اسی طرح CRZ [ساحل بندی زون] نوٹی فکیشن 1991 میں بھی ترمیمات درج ذیل کے سلسلے میں کی گئیں: SEZ کے نوٹیفائیڈ کے CRZ ایریا میں انفارمیشن ٹکنالوجی اور دیگر خدماتی صنعتوں، ڈی سیلینیشن پلانٹ، ساحلی ریسورٹس (تفریح گاہ) اور متعلقہ تفریحی سہولتوں کے میدان میں آلودگی سے پاک صنعتوں کی تشکیل کی اجازت، SEZ کے نوٹیفائیڈ CRZ کے معاملے میں اور موجودہ بندرگاہوں کو ''ترقیاتی منطقہ نہیں'' کے تصور سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے، CRZ-1 ایریا میں پایپ لائن کنویر سسٹم ٹرانسمیشن لائنوں کی تعمیر کے لیے اہتمام کیا گیا ہے؛ بین مدوجزری ایریا میں، سرگرمیوں جیسے تیل اور قدرتی گیس کی تلاش LNG ٹرمنل اور ری گیسفکیشن سہولیات اور سمندری پانی شمسی تبخیر کے ذریعہ نمک اکٹھا کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ ایٹمی توانائی کے محکمے کے پروجیکٹوں کو بھی CRZ-I ایریا میں کام کرنے کی اجازت فراہم کی گئی ہے۔ انڈمان اور نکوبار جزائر میں علاقائی باشندوں کو پینے کے پانی کے لیے زیر زمین پانی نکالنے اور بالو کے کان کنی کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ CRZ کے علاوہ بندرگاہوں کے CRZ علاقے میں غیر جوکھمی کیمپ

جیسے خوردنی تیل، کھاد اور اناج وغیرہ کے ذخیرے کے لیے اجازت دی گئی ہے۔ CRZ-I کی بہ نسبت CRZ ایریا میں روایتی وسائل سے متعلق توانائی پیداواروں کے پروجیکٹوں کو بھی اجازت ہے۔ انڈمان اور نکوبار جزائر گروپ اور لکش دیپ میں ہوائی پٹیوں کی تعمیر اور متعلقہ سہولیات کے لیے CRZ-1 کی CRZ ایریا میں اجازت دی گئی ہے۔ ساحلی علاقوں میں آثار سے متعلق یا تاریخی اہمیت کی عمارتوں، موروثی عمارتوں اور عوامی عمارتوں کے تحفظ کو CRZ نوٹیفکیشن کے دائرے کے تحت لایا گیا ہے۔

آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول

سال 1992 کے دوران آلودگی میں تخفیف کی پالیسی اپنائی گئی جس میں آبی، فضائی اور زمینی آلودگی کے کنٹرول اور اس میں تخفیف کے لیے قانونی دستاویز، مالی حوصلہ افزائی رضا کارانہ قرار، تعلیمی پروگرام اور معلوماتی مہم چلانے کی گنجائش ہے۔ اس پالیسی اسٹیٹمنٹ کو اپنانے کے بعد تمام سرگرمیوں کا محور حسب ذیل مسائل ہیں۔ صاف اور کم فضلہ پیدا کرنے والی تکنیک کی حوصلہ افزائی، دوبارہ استعمال رری سائکلنگ، پانی کے معیار میں سدھار، ماحول کی آڈٹ، قدرتی وسائل کی اکاؤنٹنگ معیاروں کی ترقی، اداروں اور انسانی وسائل کی ترقی، وغیرہ۔ آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول کے سبھی معاملوں کو حکم اور کنٹرول میتھڈ کے ساتھ ساتھ رضا کارانہ ضابطوں، مالی اقدامات، عوام کی شمولیت اور ان میں آگہی کے فروغ سے بھی حل کیا جاتا ہے۔

ماحول کے لیے موزوں صرفی اشیا کی نشاندہی کے لیے ایکو مارک لیبل جاری کی گئی ہے۔ ایکو مارک، کے معیار کو آخری شکل دی گئی اور وزارت نے ابھی تک مختلف مصنوعات کے معیار سے متعلق 18 اعلانیہ جاری کیا ہے۔

صنعتوں کو ماحول سے متعلق تفصیل تیار کرنے میں مدد دینے کے لیے صنعتوں کے سیکٹر مخصوص ماحولیاتی جانچ کا دستورالعمل تیار کیا گیا ہے۔

چھوٹے درجہ کی صنعتوں میں صفائی تکنیک کو اختیار کرنے اور انہیں ضروری تکنیکی امداد فراہم کرنے کی اسکیم کے تحت چھوٹی صنعتوں کی ترقیاتی آرگنائزیشن کے ملازمین اور صنعت کاروں کے لیے تربیتی اور آگہی کے پروگرام منعقد کیے جارہے ہیں۔

چھوٹے اور اوسط درجہ کی صنعتوں میں کم سے کم فضلہ پیدا کرنے والی تکنیک استعمال کر کے پیداوار بڑھانے اور ماحول کی حالت بہتر کرنے کے لیے گروہ بند کوششوں کی حوصلہ افزائی فضلہ کمترین کرنے کے سرکل (WMCS) کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ ملک کے مختلف صنعتی خطوں میں اب تک اس طرح کے 115 سرکل قائم کیے جاچکے ہیں۔

متعدد بڑے شہروں کے لیے آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لیے عملی منصوبے تیار کیے گئے ہیں اور متعلقہ ریاستی حکومتوں کے ذریعے لاگو کیے جارہے ہیں۔

موٹر گیسولین اور ڈیزل جیسے ایندھن میں بہتری لانے کے لیے ایک پروگرام شروع کیا گیا ہے جسے مرحلہ وار طریقے سے ملک بھر میں شروع کیا جارہا ہے۔ ملک بھر میں سبھی پیٹرول پمپوں پر کم فروری 2000 سے صرف وہ پیٹرول ملے گا جس میں سیسہ موجود نہ ہو اور 0.25 فی صد بشمول سلفر ڈیزل کم جنوری 2000 سے مل رہا ہے۔ قومی راجدھانی خطہ دہلی میں 31 مئی 2000 سے زیادہ سے زیادہ 5 فی صد سلفر کے ساتھ ڈیزل اور 2 اپریل سے کچھ چنیدہ خردہ فروشوں کے ذریعے زیادہ سے زیادہ 0.05 فی صد سلفر کے ساتھ ڈیزل کی فراہمی کی جارہی ہے۔ آبی نقل وحمل وزارت نے قومی راجدھانی خطہ میں غیر کمرشیل پیٹرول اور ڈیزل سے چلنے والے چار پہیوں کی سبھی گاڑیوں کے لیے کم جون 1999 کو یورو۔ ا اخراج معیاروں کے مساوی انڈیا 2000 اخراج

معیاروں کے مطابق رجسٹریشن سے متعلق اصولوں کا اعلانیہ بھی جاری کردیا ہے۔ سبھی طرح کی گاڑیوں کے لیے یہ معیار پورے ملک میں یکم اپریل 2000 سے اثر پذیر ہوگئے ہیں۔ آبی نقل وحمل کی وزارت نے بھارت 11 نام کے اور سخت معیاروں کو بھی نوٹیفائی کیا ہے جو یورو۔ 11 اخراج معیاروں کے مطابق ہیں۔ یکم اپریل 2000 سے قومی راجدھانی خطہ میں لاگو ہونے والے یہ معیار یورو۔ 11 معیاروں کے مطابق مانے جانے والے سبھی موٹر گاڑیوں اور چار پہیوں والی ان مسافر گاڑیوں کے رجسٹریشن کے لیے ہوں گے جن کا کل گاڑی وزن 3,500 کلوگرام کے مساوی یا اس سے کم ہوگا۔ LPG سے چلنے والی گاڑیوں کے لیے اخراج معیار نوٹیفائی کردیے گئے ہیں اور انھیں 24 مئی 2001 سے نافذ کردیا گیا ہے۔ گاڑیوں سے ہونے والے شور کی حد پیداوار سطح پر ہی محدود کرنے کا اہتمام کیا جارہا ہے۔

ممبئی، دہلی، بڑودہ اور سورت میں موٹر گاڑیوں کے لیے صاف ایندھن کی شکل میں CNG کا استعمال شروع کیا گیا ہے۔ اسی طرح احمد آباد، کولکاتہ، پونے اور کانپور میں CNG/LPG کے استعمال کے لیے جائزہ لیا گیا ہے۔ مرکزی حکومت نے CNG کٹوں اور اس کے پرزوں کی درآمد پر ایکسائز ڈیوٹی میں چھوٹ دینے کی شکل میں بالواسطہ مالیاتی حوصلہ افزائی بھی کی ہے۔

مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ

مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ، پانی اور ہوا کی آلودگی کے جائزے، نگرانی اور کنٹرول کے لیے قومی سطح کا چوٹی کا ادارہ ہے۔ بورڈ پر پانی کی آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول ایکٹ (1974) ہوا کی آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول ایکٹ (1981) اور پانی (محصول) ایکٹ (1977) کو نافذ کرنے کی انتظامی ذمہ داری ہے۔ مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ، ہوا، پانی اور آواز کی آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول کے لیے مرکزی حکومت کو اپنے مشورے سے بھی نوازتا ہے اور ماحولیاتی (حفاظت) ایکٹ 1986 کو نافذ کرنے کے لیے وزارت کو اپنی تکنیکی خدمات فراہم کرتا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت مختلف زمروں کی صنعتوں کے لیے اور اخراجی معیاروں کا اعلان کیا جاچکا ہے۔ 800 کلوواٹ اور اس سے زیادہ کی صلاحیت کے نئے ڈیزل جنریٹر سیٹ کے اخراجی معیار علی الترتیب مئی 2002 اور جولائی 2002 میں نوٹیفائی کیے گئے۔

زیادہ آلودگی پیدا کرنے والی صنعتوں کی 17 اقسام کی پہچان کرلی گئی ہے۔ جس میں سمنٹ، حرارتی بجلی، شراب کے کارخانے، چینی، کھاد، منظم لوہا اور فولاد صنعت، تیل صاف کرنے کے کارخانے، لگدی اور کاغذ صنعت پٹرو، کیمیکل صنعت، پسٹی سائڈ، چمڑے کی تجربہ گاہیں، بنیادی دوائیں اور فارماسیوٹیکل، کاسٹک سوڈا اور جستہ، تانبا اور المونیم پگھلانے کے کارخانے شامل ہیں۔ اس ضمن میں کل 1551 صنعتی اکائیوں میں سے 1,351 اکائیوں نے آلودگی کنٹرول کے لیے مناسب طریقوں کا استعمال کرلیا ہے اور 178 اکائیوں کو بند کردیا گیا ہے اور باقی 28 کوتاہ اکائیاں ہیں۔ سبھی کوتاہ اکائیوں کے خلاف ماحول (تحفظ) ایکٹ 1986 کے قانون کے تحت کارروائیاں کی گئی ہیں۔

مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ، ریاستی آلودگی کنٹرول بورڈوں کے تعاون سے پورے ملک میں قائم 507 نگراں اسٹیشنوں کے ذریعہ تازہ پانی کے وسائل کی کوالٹی کی نگرانی کرتا ہے۔ اس میں 414 اسٹیشن ندیوں کے ساحل پر 38 جھیلوں 25 زیر زمین وسائل اور 30 دیگر آبی وسائل جیسے نہروں، ٹینک کھاڑی اور نالوں پر واقع ہیں۔

قومی محیط ہوا کے معیار کی نگرانی کے پروگرام کے تحت 92 شہروں رمہانگروں میں پھیلے 290 مراکز ملک کی محیط ہوا کے معیار کی نگرانی کرتے ہیں۔

خطرناک اشیا کا مینجمنٹ

خطرناک اشیا مینجمنٹ ڈیوزن، خطرناک اشیاء اور کیمیکل حادثہ کے مینجمنٹ پر پالیسیوں اور پروگراموں کے نفاذ کی منصوبہ بندی اور نگرانی والی مرکزی ایجنسی ہے۔ اس کا مقصد خطرناک کیمیکل اور خطرناک فضلات اشیا کا حفاظتی طریقہ سے استعمال کرنا، ان کا مینجمنٹ کرنا اور رکھ رکھاؤ کرنا ہے تاکہ صحت اور ماحول کو نقصان سے بچایا جاسکے۔ یہ سرگرمیاں تین اہم میدانوں یعنی کیمیکل حفاظت، خطرناک فضلات اور میونسپل ٹھوس فصلات کا بہتر منتظمہ ماحول کے لحاظ سے موافق ضوابط جاری کیے گیے ہیں تاکہ ملک میں خطرناک فضلات اور خطرناک اشیاء کا بہتر انتظام وانصرام ہوسکے انھیں CPCB/SPCBS/PCCS اشتراک سے نافذ کیا جارہا ہے اور وزارت کے ذریعہ باقاعدہ نگرانی انجام دی جاتی ہے۔ ضوابط میں وقتاً فوقتاً ترمیم اور اصلاح کی جاتی ہے تاکہ ماحول کے لحاظ سے خطرناک اشیاء کے بہتر انتظام وانصرام کو یقینی بنایا جاسکے۔

خطرناک کیمیکل کی وجہ سے پیدا ہونے والے ناگہانی حالات سے نبٹنے کے لیے وزارت میں ایک مرکزی کنٹرول روم اور بحران آگہی نظام قائم کیا گیا ہے۔ ہنگامی تنبیہی نظام بھی قائم کیا گیا ہے اور ریاستی سطح کے افسروں کے نام، پتے اور فون نمبروں والی لال کتاب تیار کی گئی ہے جس کا عنوان سنٹرل کرائسس گروپ الرٹ نظام رکھا گیا ہے کیمیائی حادثات کی حالت میں ان مرکزی افسروں، ریاستی سطح کے افسروں اور ماہرین سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ اس اہم کتاب کو وقتاً فوقتاً ترمیم کرکے شائع کیا جاتا ہے اور اسے باقاعدگی کے ساتھ تازہ ترین شکل دی جاتی رہتی ہے۔

ایک جامع قومی کیمیائی خانہ بھی تیار کیا گیا ہے۔ ملک کی 19 ریاستوں میں حادثہ کے لحاظ سے خطرناک اور اہم 1,464 اکائیاں ہیں۔ ریاستی حکومتوں کے بحران مینجمنٹ منصوبوں کی تیاری اور بنیادی ساختوں کی مضبوطی کے لیے مالی امداد بھی فراہم کی جاتی ہے۔ اب تک 1,395 آن سایٹ منصوبے اور 118 آف سایٹ منصوبے تیار کیے جاچکے ہیں۔ بہت سی ریاستوں نے ریاستی سطح کے بحران گروپ قائم کیے ہیں۔ عوامی ذمہ داری بیمہ ایکٹ 1991 جس میں 1992 میں ترمیم کیا گیا، اس کے تحت حادثہ کے لحاظ سے خطرناک اکائیوں میں جو کیمیکلوں کا استعمال بہت زیادہ کرتی ہیں کو لازمی طور پر بیمہ پالیسی لینی پڑتی ہے۔ انھیں ماحول راحت فنڈ میں مساوی رقم جمع کرنی پڑتی ہے تاکہ کیمیائی حادثہ میں مبتلا لوگوں کو فوری طور پر ادا کیا جاسکے۔ 180 خطرناک صنعتی بلاکوں میں سے 75 بلاکوں میں تجزیاتی بحران مطالعات قائم کیے گیے ہیں۔

ملک میں تقریباً 4.4 ملین ٹن خطرناک اشیا خارج ہوتی ہیں۔ دسویں پنج سالہ منصوبے کے تحت حکومت ملک میں مختلف مقامات پر خطرناک اشیاء کے ذخیرے اور نمٹانے پر زور دے رہی ہے۔ ریاستی حکومتوں کو ان سہولیات کو مہیا کرانے کے لیے مالی امداد فراہم کی جارہی ہے۔ ابھی تک گجرات اور مہاراشٹر میں دو اور آندھر پردیش میں ایک سہولیات کے لیے امداد فراہم کی گئی ہے۔

میونسپل ٹھوس فضلات (بندوبست اور برتنے) ضوابط 2000 فلائی ایشن نوٹیفکیشن 1999 اور بازدوری پلاسٹک ضوابط 1999/2000 وغیرہ کی تشکیل کرکے ملک میں خطرناک اشیاء اور تصفیح کے انتظام وانصرام کو قانونی ڈھانچہ فراہم کیا گیا۔ تعمیر میں چمنی راکھ (Fey Asb) کا استعمال سڑکوں کی تعمیر اور نچلی سطح کے علاقوں کی بازیابی کے لیے چمنی راکھ کے استعمال کو لازم کردیا گیا ہے۔ فلائی ایشن کے استعمال کے متعلق رہنما اصول بھی بنائے گئے ہیں اور انھیں ریاستی حکومتوں کو ارسال کیا گیا ہے۔ 8/12 ربح سے چھوٹے پلاسٹک کی تھیلی کی پیداوار استعمال پر پابندی لگادی گئی ہے۔ وزارت نے تین بین الاقوامی اجلاس کے لیے بھی

مرکزی نقطہ کے طور پر کام کیا ہے یہ تین اجلاس باسیل، روٹرڈم اور اسٹاک ہوم میں ہوئے۔ باسیل اجلاس میں خطرناک اشیاء اور فضلات (تضیع) کے ایک ملک کی سرحد سے دوسرے ملک کی سرحد میں بہاؤ اور تصفیہ پر بحث کی گئی۔ جبکہ روٹرڈم اجلاس میں چنیدہ خطرناک کیمیکلس اور جراثیم کش بین الاقوامی تجارت کے حوالے سے پہلے ہی مطلع متفقہ عمل کے بارے میں بحث کی گئی۔ اسٹاک ہوم کا ایجنڈا بنے رہنے والے نامیاتی آلودہ کاروں کے بارے میں تھا۔ باسیل اجلاس میں دستخط کرنے والے ملک کے طور پر وزارت ماحول اور جنگلات نے مختلف تکنیکی اور قانونی عمل گروپ میٹنگوں میں حصہ لیا۔ ہندوستان نے اسٹاک ہوم اجلاس میں 14 مئی 2002 کو دستخط کیے۔ وزارت برائے ماحولیات و جنگلات سے مذکورہ اجلاس کے مسودے کی منظوری ابھی دینی ہے۔ اس اجلاس میں ایسے 12 ROP (نامیاتی آلودہ کار) کی پیداوار، استعمال، درآمد اور برآمد پر پابندی لگانے کی سفارش کی گئی ہے۔ جہاں کہیں تکنیکی معاشی طور پر قابل عمل اور عبوری مدت میں ان کیمیکلوں کی پیداوار استعمال پر بھی پابندی لگانا ہے۔ ITRC نے UNIDO کے تعاون اور GEF کی مدد سے اسٹاک ہوم اجلاس کی سفارشوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ابتدائی قدم اٹھائے ہیں۔ اس کے تحت ایک پروجیکٹ شروع کیا گیا ہے تاکہ قومی سطح پر نفاذ منصوبے کو فروغ دینے کے لیے ابتدا میں تشخیص کر کے بنیادی ضرورتوں کی شناخت ہو سکے۔

قومی ڈائرکٹریٹ برائے تحفظ ندی

1985 میں مرکزی گنگا اتھارٹی کا قیام، گنگا لائحہ عمل مرحلہ-I کے تحت عمل میں آیا جنھیں 31 مارچ 2000 کو بند کر دیا گیا۔ قومی اتھارٹی برائے تحفظ ندی کی کارساز کمیٹی نے گنگا عمل منصوبہ اور ندیوں کی صفائی سے متعلق چل رہے دیگر منصوبوں کے کام کی پیش رفت کا جائزہ لیا۔ گنگا لائحہ عمل مرحلہ۔ اسے حاصل تجربات کے نتیجے میں اصلاح کے لیے ضروری قدم اٹھائے جا رہے ہیں اور ان تجربات کا استعمال ملک کی دیگر اہم آلودہ ندیوں کے لیے کیا جا رہا ہے۔

ایک سرکاری قرارداد کے مطابق گنگا ایکشن پلان کے دوسرے دور کو قومی منصوبہ برائے تحفظ ندی کے ساتھ ضم کر لیا گیا ہے۔ اس وسیع ایکشن پلان کے تحت اب 18 ریاستوں میں 31 بین ریاستی ندیوں کے کنارے بسے 157 شہر آتے ہیں۔ اس ایکشن پلان کے تحت 157 شہروں میں آلودگی کم کرنے کا کام شروع ہو رہا ہے۔ آلودگی کم کرنے کے کل ملا کر 763 منصوبوں کو منظوری دی گئی ہے۔ اس منصوبے کے تحت اب تک 381 منصوبے پورے ہو چکے ہیں۔ تقریباً MLD 2257.06 آبی آلودگی کو روکنے، دیگر جگہ بھیجنے اور نپٹانے کا ہدف رکھا گیا ہے۔

گومتی ایکشن پلان کے تحت اتر پردیش میں لکھنؤ، سلطان پور اور جونپور میں گومتی ندی کے ساتھ ساتھ آلودگی کم کرنے کا کام شروع کیا جا رہا ہے۔ اس وقت جمنا ایکشن پلان 21 شہروں میں توسیعی کاموں کا احاطہ کرتا ہے، جن میں سے 12 ہریانہ میں، 8 اتر پردیش میں اور ایک دہلی میں ہے۔ اسے پورا کرنے کے سخت ٹائم فریم کو دیکھتے ہوئے 709.01 کروڑ روپے کی لاگت والے قلیل مدتی پروگرام مارچ 2003 میں منظور کیے گئے جنھیں آلودگی روک تھام موجودہ پروگراموں کے ساتھ ہی چلایا جا رہا تھا۔ قومی جھیل تحفظ منصوبے کے تحت تین جھیلوں کی تجویز منظور کی گئی ہے۔ یہ ہیں مہاراشٹر کی پوائی جھیل، تمل ناڈ کی اوٹی اور کوڈائی کنال جھیل۔

قومی شجر کاری اور ماحولیاتی ترقی بورڈ

قومی شجر کاری اور ماحولیاتی ترقی بورڈ (NAEB) کی تشکیل 1992 میں کی گئی۔ قومی شجر کاری اور ماحولیاتی ترقی بورڈ کی ذمہ داریوں میں شجر کاری کی حوصلہ افزائی کرنا، پیڑ لگانا، ماحولیات کی بحالی اور ملک میں ماحولیاتی ترقی کی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرنا

ہے جس میں پست شدہ جنگلاتی علاقوں اوراس سے منسلک علاقوں، قومی پارکوں، پناہ گاہوں اور ماحولیات کے لحاظ سے دوسرے کمزور علاقوں جیسے مغربی ہمالیہ، آراولی اور مغربی گھاٹ وغیرہ پر خاص توجہ دینا شامل ہے۔

قومی شجرکاری اور ماحولیاتی ترقی بورڈ نے جنگل کاری کی حوصلہ افزائی اور منتظمہ کی پالیسی تیار کرنے کے لیے مخصوص اسکیمیں تیار کی ہیں۔ اس سے ریاستوں کو خاص جنگل کاری کرنے اور متحدہ جنگلاتی منتظمہ کی شراکت اسکیم عمل کے ذریعے بایوماس کی پیداوار بڑھانے کے لیے ماحولیاتی فروغ پیکیج تیار کرنے میں مدد ملے گی۔

کمیونٹی شرکت کے ذریعہ قومی جنگل کاری/شجرکاری پروگرام

دسویں پنج سالہ منصوبے کے لیے متعین قابل نگرانی ہدف کے جزو کے طور پر 25 فی صد شجرکاری/جنگل کاری کا ہدف بھی شامل ہے، اس مقصد کو دھیان میں رکھتے ہوئے وزارت قومی جنگل کاری و ماحولیاتی ترقیاتی بورڈ (NAFEB) کے تحت ایک حوصلہ مندانہ جنگل کاری پروگرام شروع کیا گیا ہے تاکہ عوام کی شمولیت سے ملک کے جنگلوں کا مستقل مینجمنٹ ہو سکے۔ اس پروگرام کے تحت وزارت کی سبھی جنگل ری اسکیمیں قومی جنگل کاری پروگرام کے تحت چلائی جارہی ہیں۔ اس کا نفاذ لامرکزی جنگلاتی ترقیاتی ایجنسیوں (FDA) کے ذریعہ جنگل ڈویژن سطح پر کیا جارہا ہے۔ FDA جوائنٹ فارسٹ مینجمنٹ کمیٹیوں (TFMCs) کا حلیف ہے جو دیہی سطح پر محکمہ جات جنگلات اور مختلف کمیونٹیوں کے درمیان سرگرم رابطہ فراہم کرتا ہے۔

ریگستان کو روکنے کے لیے قومی عمل منصوبہ: ہندوستان اقوام متحدہ کے ریگستان کو روکنے سے متعلق کنونشن کا حصہ دار ہے۔ وزارت ماحولیات و جنگلات ملک میں اس کے نفاذ کے لیے قومی ارتباط ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے۔ ملک میں ریگستان کاری روکنے کے لیے بیس سالوں کا جامع قومی عمل منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔

UNCCD کے تحت ایشیائی ممالک کے لیے ایک علاقائی عمل منصوبہ تیار کیا گیا ہے تاکہ ممبر ملک کی موجودہ صلاحیت میں اضافہ کیا جا سکے۔ ساتھ ہی ان کے نٹ ورک کو مضبوط کرنے کی بھی کوشش کی جاتی ہے تاکہ ریگستان کاری کو روکنے کے لیے موثر اقدامات کیے جا سکیں۔ اس مقصد کے لیے چھ موضوعاتی پروگرام نٹ ورکوں (TPN) کی شناخت کی گئی ہے۔ ہندوستان TPN-2 ایگروفارسٹ اور خشک، نیم خشک اور خشک نیم مرطوب علاقوں میں مٹی تحفظ کا میزبان ملک ہے۔ مرکزی ایرڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (CAZRI) جودھپور کا قومی ٹاسک منیجر کے طور پر شناخت کی گئی ہے۔

ہندوستان TPN-1 ''ریگستان کاری نگرانی اور تشخیص'' میں سرگرمی کے ساتھ شریک ہوتا ہے ایک پائلٹ پروجیکٹ انڈین اسپیس ریسرچ آرگنائزیشن (ISRO) اور اسپیس اپلیکیشن سنٹر، احمد آباد کے زیر اہتمام جاری ہے، جس کی لاگت 1.39 کروڑ ہے۔ ہندوستان TPN-4 ''خشک، نیم خشک، خشک و نیم مرطوب علاقوں میں زراعت کے لیے آبی وسائل منتظمہ میں بھی شریک ہوا ہے۔ وزارت آبی وسائل کی TPN-4 کے لیے قومی ٹاسک منیجر کے طور پر شناخت کی گئی ہے جبکہ TPN-3 ''رینج اور چاراگاہ منتظمہ'' ایران کے ساتھ بطور میزبان ملک شروع کیا گیا ہے۔ دیگر دوسرے TPNs جیسے TPNs ''آب و ہوا کی تبدیلی کے سیاق و سباق میں خشک سالی کی تیاری اور تخفیف' اور TPN-6 خشک سالی سے نمٹنے کے بندوبست کے لیے صلاحیتوں کی منصوبہ بندی کو مستحکم کرنا اور ریگستان کاری پر قابو پانا، کو ابھی شروع کیا جانا ہے۔

رضا کار ایجنسیوں کے لیے مالی امداد: شجرکاری سرگرمیوں میں مقامی لوگوں کی حوصلہ افزائی کے مقصد سے غیر سرکاری تنظیموں (NCCs) اور رضا کار تنظیموں کو مالی امداد فراہم کرنا، اس اسکیم کے تحت جاری رکھا گیا ہے۔

نگرانی اور تشخیص: تشخیص رپورٹوں کی دریافت کی بنیاد پر مختلف اسکیموں کی دسویں پنج سالہ منصوبے کے تحت از سرنو تشکیل کی گئی ہے۔

ریاستی حکومتی ایجنسیوں کے ذریعہ کی جانے والی نگرانیوں کے علاوہ مرکزی سطح پر دو طرح سے نگرانی انجام دی جاتی ہے: (a) ریاستی حکومتوں سے بلاک اور گاؤں سطح پر جنگل کاری کے اعداد وشمار وزارت ماحولیات اور جنگلات کی لائبریری میں جمع کر کے رکھے جاتے ہیں تاکہ منتخب نمائندگان دستیاب اعداد وشمار کا مشاہدہ کرسکیں (b) ہر سال ملک کے 10 فی صد (یعنی تقریباً 50) اضلاع کا انتخاب موزوں علاقائی تقسیم کے ساتھ کیا جاتا ہے تاکہ خود مختار اداروں/غیر سرکاری تنظیموں/قومی جنگل کاری اور ماحولیاتی ترقی بورڈ (NAEB) علاقائی مراکز اور ریٹائرڈ افسران جنگلات کے ذریعہ اس کی تشخیص کی جاسکے۔ تشخیص رپورٹوں کا تجزیہ NAEB میں کیا جاتا ہے۔ رپورٹ کی ایک ایک نقل متعلقہ ریاست اور ضلع کو اس مقصد کے ساتھ بھیجی جاتی ہے کہ وہ مذکورہ معلومات کی بنیاد پر ضروری تدابیر کے لیے اقدامات کریں۔

علاقائی مراکز: بورڈ کے سات علاقائی مراکز ہیں۔ یہ مختلف یونیورسٹیوں اور قومی سطح کے اداروں میں واقع ہیں یہ مرکز NAEB کو جدید تکنیک اور تحقیقاتی نتائج کی اشاعت میں مدد کرتے ہیں۔ یہ ریاستوں کے محکمہ جنگلات کو تکنیکی تعاون پیش کرتے ہیں تاکہ وہ جنگلات کے کٹاؤ اور تنزلی کو روکنے کے لیے پروجیکٹ تیار کرسکیں۔ ان پروجیکٹوں میں عوامی شرکت کا خاص طور پر دھیان رکھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ مرکز ایک ایسا فورم فراہم کرتا ہے جہاں ایک ریاست کے مختلف علاقوں کے لوگوں یا الگ الگ ریاستوں کے نمائندے جنگل کاری کے حوالے سے اپنے خیالات اور تجربات کا تبادلہ کرسکیں۔ اس کے علاوہ یہ علاقائی مراکز مخصوص مسائل پر مبنی مطالعہ اور فیلڈ میں NAEB کے پروگراموں کا جائزہ لیتے ہیں تربیتی پروگراموں ورکشاپوں وغیرہ کے انعقاد میں بھی معاونت کرتے ہیں۔

2002-2003 کے دوران علاقائی مراکز نے جوائنٹ فارسٹ مینجمنٹ (JFM) پر مختلف تربیتی پروگرام چلائے۔ جنگل کاری پروگرام پر ورکشاپ بھی منعقد کی گئی۔ اس کے علاوہ مائیکرو پلاننگ میں بھی مذکورہ علاقائی مراکز نے تعاون فراہم کیا۔ ان میں ریاستوں کے محکمہ جنگلات کے افسران کے علاوہ رضا کار تنظیموں کے نمائندگان نے حصہ لیا۔ ان مراکز نے ریاستی محکمہ جنگلات کی درخواست پر مخصوص مسائل کے مطالعاتی عمل کا بھی اہتمام کیا۔

پیشہ ورانہ اور مخصوص خدمات: اس اسکیم کے ماحولیاتی ترقی، مشترک جنگلات منتظمہ، روزگار کے مواقع کی تخلیق اور موجودہ پروگراموں کی از سرنو سمت بندی وغیرہ کے لیے مطالعہ کیا جاتا ہے۔

ماحولیاتی ٹاسک فورس: یہ ایک مسلسل جاری رہنے والی اسکیم ہے۔ سابق فوجیوں کو ماحولیاتی ٹاسک فورس (ETFs) میں ملازمت دی جاتی ہے وہ تنزلی کے شکار ماحولیاتی نظام کی بازیابی، مٹی تحفظ اور آبی وسائل منتظمہ کا کام سنبھالتے ہیں۔ ان سابق فوجیوں کو دور دراز اور مشکل جغرافیائی حال والے علاقوں میں تعینات کیا جاتا ہے۔

20 نکاتی پروگرام کے تحت جنگل کاری: قومی جنگل کاری اور ماحولیاتی ترقیاتی بورڈ (NAEB)، جنگل کاری پروگرام کے لیے ایک مرکزی نوڈل ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے۔ یہ مختلف ریاستوں کے ذریعہ چلائے جارہے شجر کاری پروجیکٹ کے تحت جنگل کاری پروگرام کا رتباط اور نگرانی کرتا ہے۔ جنگل کاری شجر کاری پروگرام نیشنل ویسٹ لینڈ بورڈ (اب اس کا نام وزارت دیہی ترقی میں محکمہ زمینی وسائل ہوگیا ہے)، وزارت کے زراعت اور ریاستی منصوبوں کے مختلف مرکزی اسکیموں کے تحت چلائے جاتے ہیں۔

ریسرچ پروموشن

ریسرچ اور ڈیولپمنٹ کے تحت تحقیقی پراجیکٹوں کی تین خصوصی اسکیموں کے تحت حمایت کی جاتی ہے۔(a) ماحولیاتی تحقیقی پروگرام(b) ماحولیاتی نظام تحقیقی اسکیم اور(c) مشرقی اور مغربی گھاٹوں کے لیے تحقیقی پروگرام جہاں ماحولیاتی تحقیقاتی پروگرام میں کیمیا، حیاتیاتی کیمیا اور انجینئرنگ جستجو ،ٹکنالوجی کی ترقی ،فضلہ کا ازسرِ نو استعمال، وسائل کی بحالی وغیرہ۔ وہیں ماحولیاتی نظام اسکیم کے تحت ،تحفظ، انتظامیہ، ماحولیاتی اثر اور حیاتی کرہ پر انسانی سرگرمیوں سے پڑنے والے اثر، موسم میں تبدیلی اور انسان اور حیاتی وسائل کے درمیان آپسی تعلق وغیرہ آتے ہیں۔ مشرقی اور مغربی گھاٹوں کا تحقیقاتی پروگرام ملک کے مشرقی اور مغربی گھاٹ کے علاقوں کے وسائل منتظمہ کے مقامی مسائل پر مرکوز ہے۔ سال کے دوران تحقیق اور ترقی کی مختلف اسکیموں کے تحت 21 علاقوں کی پہچان کی گئی۔

2002-2003 کے دوران 23 نئے پروجیکٹوں کو منظور کیا گیا 18 کے مطالعات کو پورا کیا گیا اور 119 جاری پروجیکٹوں کا تجزیہ کیا گیا اور ترقی کے نقطہ نگاہ سے ان کی نگرانی کی گئی۔

جی بی پنت ادارہ برائے ہمالیائی ماحول اور ترقی

1988 میں قائم جی بی پنت ادارہ کوسی کٹرامل۔ الموڑہ میں قائم کیا گیا یہ وزارت برائے ماحول اور جنگلات کا ایک خود مختار ادارہ ہے یہ ادارہ پورے ہندوستانی ہمالیائی علاقے میں قدرتی وسائل کے تحفظ اور بہتر ماحولیاتی فروغ کے لیے ترقی یافتہ سائنٹفک معلومات کو فراہم کرنے، موثر انتظامی تکنیکوں کی حوصلہ افزائی کے لیے ایک مرکزی اور اہم ادارے کے طور پر جانا جاتا ہے۔ تحقیق اور تکنیکی فروغ کے نجی پروگراموں کے نفاذ اور مظاہرے کے علاوہ یہ مرکز ان قومی اور بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ منسلک ہے جو پہاڑی علاقوں میں ماحول اور ترقی کے لیے وقف ہیں یہ ادارہ مرکزی پلاننگ کمیشن اور وزارت ماحولیات و جنگلات اور مختلف بین الاقوامی ہمالیائی علاقے میں تحقیقی اور ترقیاتی پروگراموں کے نفاذ کے لیے ایک مرکزی ادارے کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے اس مرکز کی تمام تحقیقی اور ترقیاتی سرگرمیاں فطری طور پر کثیر جہتی ہیں اور مستقل ترقی کے لیے سائنس اور سماجی علوم کو آپس میں جوڑتے ہوئے شعوری کوششوں پر مبنی ہیں۔ اس کی ساخت لامرکزیت پر مبنی ہے اس کا ہیڈکوارٹر الموڑہ میں واقع کوسی کٹرامل میں ہے۔ اس وقت اس کی چار دیگر اکائیاں سری نگر (گڑھوال اکائی) موہال کلو (ہماچل اکائی) تادونگ۔ گنگ ٹوک (سکم اکائی) اور ایٹہ نگر (مشرق شمالی ریاستی اکائی) میں واقع ہیں۔ مرکز کی تحقیقی اور ترقیاتی (R&D) سرگرمیاں سات بنیادی پروگراموں کے تحت چل رہی ہیں۔ زمین اور آبی وسائل منتظمہ، دیسی ماحولیاتی نظام کا فروغ، حیاتی تنوع کا تحفظ، ماحولیاتی معاشیات اور ماحولیاتی اثر کا جائزہ، ادارہ جاتی نٹ ورک اور فروغ انسانی وسائل، ماحولیاتی عضویات اور بایو ٹکنالوجی اور ملکی نظام معلومات۔

تحقیق برائے جنگل بانی

جنگل بانی تحقیق کی خصوصی ذمہ داری ہندوستانی کونسل برائے جنگلاتی تحقیقی تعلیم، دہرہ دون پر ہے۔ اس سے وابستہ مندرجہ ذیل جنگل بانی تحقیقی ادارے اور مراکز ہیں جو اپنے مخصوص ماحولیات اور آب وہوا میں تحقیقی کام جاری رکھتے ہیں۔

(i) جنگلاتی تحقیقی ادارہ دہرہ دون (ii) خشک منطقہ کے جنگل بانی کا جنگلاتی ادارہ، جودھپور (iii) بارش اور مرطوب پت جھڑ جنگلات کا ادارہ جورہٹ (iv) ووڈ سائنسز اور ٹکنالوجی ادارہ بنگلور (v) ٹراپکی جنگل بانی تحقیقی ادارہ، جبلپور (vi) انسٹی ٹیوٹ

آف فارسٹ جینیٹکس اینڈ ٹری بریڈنگ، کوئمبتور (vii) ہمالیائی جنگلاتی تحقیقی مرکز شملہ (viii) مرکز برائے جنگلاتی پیداوار رانچی (ix) ادارہ برائے سماجی شجرکاری اور ماحوالیاتی باز آبادکاری الہ آباد (x) جنگلاتی تحقیق اور انسانی وسائل کی ترقی کا ادارہ چھندواڑ بنگلور، اس وزارت کا خودمختار ادارہ ہے۔ علاوہ ازیں ہندوستانی پلائی ووڈ صنعتی تحقیقی ادارہ۔ یہ ادارہ لکڑی کی پیداوار کی تحقیق کے علاوہ ملازمین کو ٹمبر کے بہترین استعمال کے لیے تربیت بھی دیتا ہے۔ بھوپال میں واقع خودمختار ادارہ برائے جنگلی مینجمنٹ، جنگل کے مینجمنٹ سے متعلق تعلیم، تربیت، تحقیق اور مشورے بھی دیتا ہے۔

تحقیق برائے جنگلاتی ذی حیات

تحقیق برائے جنگلاتی ذی حیات کا کام ہندستانی جنگلاتی ذی حیات ادارہ، دہرہ دون اور سالم علی مرکز برائے طیورات (ornithology) اور نیچرل ہسٹری کوئمبتور کرتے ہیں۔ ان دونوں اداروں کے ذریعہ مندرجہ ذیل موضوعات پر تحقیقی پراجیکٹ چلائے جارہے ہیں۔ جنگلی جانوروں کے جائے وقوع کا ارتقا، ہاتھیوں کی خلقی حرکت۔ گھڑیالوں اور کچھوؤں کی ماحولیات، زیر خطر نوع، کردار ماحولیات، حیاتیاتی تنوع، وسائل تحفظ کا مطالعہ اور مخصوص جانوروں کی ماحولیات اور مینجمنٹ وغیرہ۔ یہ ملک کے مختلف حصوں میں جنگلاتی ذی حیات کے ماحولیاتی، حیاتیاتی، سماجی اقتصادی اور انتظامیہ سے جڑے امور پر بھی تحقیقی عمل انجام دیتا ہے۔

قومی قدرتی وسائل کے مینجمنٹ کا نظام

قومی قدرتی وسائل کے مینجمنٹ کا نظام کا بنیادی مقصد ریموٹ سیننگ (Remote Sensing) کی تکنیک کا روایتی طریقوں کے استعمال سے ہے تاکہ ملک میں قدرتی وسائل کا مناسب استعمال اور مینجمنٹ کیا جاسکے۔ اس اسکیم کے نفاذ سے جڑے پہلوؤں پر حیاتیاتی وسائل اور ماحول پر ایک مستقل کمیٹی وزارت کو مشورے دیتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت خصوصی تحقیق پراجیکٹوں کو بھی مدد دی جاتی ہے۔ اب تک کمیٹی نے 49 ترجیحی علاقوں کا انتخاب کیا ہے اور جن میں 20 سے زیادہ کا احاطہ کیا جاچکا ہے۔ 2002-2003 کے دوران اس پراجیکٹ کے تحت 40 پراجیکٹوں کی تکمیل ہوچکی ہے۔

تعلیم، آگہی اور اطلاعات

سبھی عمر گروپ کے لوگوں میں ماحول سے متعلق تعلیم اور آگہی کے فروغ کے لیے وزارت برائے ماحول اور جنگلات، ماحولی نظام اطلاعات کے ذریعہ ماحولی جانکاری دینے کو اولیت دیتی ہے۔ وزارت نے تعلیمی نصابوں میں ماحولیاتی تعلیم کو الگ سے اور ایک لازمی مضمون کے طور پر شامل کرنے کے لیے رسمی تعلیم کی سبھی سطحوں میں اہم پہل کی ہے۔ اس کے ثانوی، اعلیٰ ثانوی اور تیسری سطح پر قدم اٹھائے گئے ہیں۔

سیمینار، سیمپوزیم ورکشاپ، تربیتی پروگراموں، ماحولیاتی کیمپوں، سمعی وبصری نمائش وغیرہ کے وسیلے سے غیررسمی ماحولیاتی تعلیم پر خاص زور دیا گیا ہے۔ قومی ماحولیاتی بیداری تحریک کا اہتمام ہر سال کیا جاتا ہے۔ سال 2003 کے دوران ''پانی زندگی کے لیے امرت ہے۔'' کے موضوع پر اس تحریک کا اہتمام کیا گیا تھا۔ ماحولیات کی حوصلہ افزائی کے لیے گلوبل مطالعہ اور مشاہدہ (GLOBE) اور شرتی پہلو پر زور دینے کے لیے بین الاقوامی اسکیم اور مطالعہ پروگرام بھی جاری ہے۔

وزارت نے ماحولی سائنس اور مینجمنٹ کے اولیت والے علاقوں میں آگہی، تحقیق اور تربیت کی سہولت کو اور مضبوط بنانے

کے لیے 9 اعلی درجے کے مراکز قائم کیے ہیں۔ یہ مراکز ہیں: مرکز برائے ماحولیاتی تحقیق اور تربیت بنگلور، مرکز برائے ماحول کان کنی، دھنباد CPR مرکز برائے ماحولی تعلیم، چینئی اور سالم علی مرکز برائے طیورات اور قدرتی تواریخ، کوئم بٹور۔ دو دوسرے مراکز پست شدہ ماحولیات کا مینجمنٹ دہلی اور ٹرا پکی نباتاتی باغ اور تحقیقی ادارہ، تیروانت پورم کو بھی اس اسکیم میں شامل کر لیا گیا ہے۔ دو نئے مراکز ماحولیاتی معاشیات کے لیے مدراس اسکول آف اکونامکس چینئی اور مقامی صحت روایات کے لیے فاونڈیشن (FRLHT) بنگلور میں کھلے ہیں۔

نئی دہلی میں 1978 میں قومی قدرتی تواریخی عجائب خانہ قائم کیا گیا، اس کا مقصد ماحول اور تحفظ کے لیے غیر رسمی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔ ماحول کے مختلف پہلوؤں سے متعلق منتقل نمائش گیلری کے علاوہ، یہ میوزیم اسکولی بچوں، کالجوں کے طلباء اور عوام کے عارضی نمائشوں اور کئی تعلیمی سرگرمیوں کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ میسور، بھوپال اور بھونیشور میں تین علاقائی قدرتی تواریخی عجائب خانے قائم کیے گئے ہیں۔

ہندوستانی کونسل برائے جنگلاتی تحقیق اور تعلیم ملک میں جنگلاتی تعلیم اور پھیلاؤ کی ترقی کی سرگرمیوں کا محور ہے۔ دہرہ دون میں واقع اندرا گاندھی قومی جنگلاتی اکادمی میں ہندوستانی فارسٹ سروس کے عہدیداروں کو عرصہ ملازمت میں پیشہ ورانہ تربیت دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ریاستی فارسٹ سروس ڈگری کالج، ریاستی فارسٹ سروس کے عہدیداروں کو تربیت دیتے ہیں۔ ہندوستانی ادارہ برائے پلائی اوڈ صنعت کی تحقیق اور تربیت، بنگلور میں واقع بھارتی پلائی ووڈ انڈسٹری ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ لکڑی سائنس کے میدان میں قلیل مدتی نصاب کا انتظام کرتا ہے۔ علاوہ ازیں ہندوستانی ادارہ برائے فارسٹ مینجمنٹ بھوپال کے ذریعہ بھی جنگلاتی مینجمنٹ کی لیاقت میں ترقی کے لیے ہندوستانی جنگلاتی سروس، جنگلاتی ترقی کارپوریشن اور جنگل سے وابستہ صنعتوں سے متعلق افراد کو تربیت دی جاتی ہے۔ ہندوستانی ادارہ برائے وائلڈ لائف دہرہ دون، فارسٹ حکام، ماہرین وائلڈ لائف ماحولیات اور فارسٹ مینجمنٹ کے ملازمین کو ملک کے وائلڈ لائف وسائل کے تحفظ اور مینجمنٹ کے لیے تربیت دینے کے لیے کئی پروگرام چلائے جا رہے ہیں۔

ماحولیاتی اطلاعات نظام (ENVIS)

وزارت برائے ماحول اور جنگلات نے 1982 میں لامرکزی ماحولیاتی اطلاعاتی نظام کی شکل میں عوام کے لیے اطلاعات کی فراہمی، ذخیرہ اندوزی، حصول اور نشر و اشاعت کے لیے ایک ماحولیاتی اطلاعاتی نظام قائم کیا۔ وزارت میں واقف وکل پوائنٹ کے علاوہ وہ ماحولیاتی اطلاعاتی نظام نٹ ورک میں فی الحال اس سلسلے کے 25 متعلقہ مراکز ہیں جنھیں ماحولیاتی اطلاعاتی نظام مرکز کہا جاتا ہے۔ یہ مراکز ملک میں اولیت کے اعتبار سے اولیت والے علاقوں کے مختلف اداروں اور تنظیموں میں ماحول کے لحاظ سے قائم کیے گئے ہیں۔ وزارت میں واقع مرکزی دفتر ایک سہ ماہی جریدہ نکالتا ہے پریارن اکسٹریکٹ جس میں ہندوستانی تناظر میں ماحولیاتی تحقیق کی جانکاری دی جاتی ہے۔

اقوام متحدہ ماحولیاتی پروگراموں کے ماحولیاتی ماخذوں کے لیے بین الاقوامی یعنی حوالہ جاتی نظام نے ماحولیاتی اطلاعاتی نظام کو جنوب ایشیائی اور ملکوں کے لیے علاقائی سروس مرکز اور قومی نقطہ ماسکہ کا نام دیا ہے۔ ماحولیاتی اطلاعاتی نظام نے 2002-2003 کے دوران ماحولیاتی سائنس کے مختلف پہلوؤں سے متعلق کل 20,051 سوالوں کا جواب دیا۔ ماحولیاتی اطلاعاتی نظام 'این وایرو نیوز' نام کا ایک ماہانہ نیوز لیٹر بھی نکالتا ہے۔ ENVIS (ماحول اطلاعات نظام) عالمی بینک سے امداد

یافتہ ماحولیاتی انتظامی صلاحیت سے فروغ کے لیے تکنیکی امدادی پروجیکٹ کا بھی اہتمام کرتا ہے۔اس کا مقصد دیگر ریاستوں کے اداروں، تنظیموں کا تعلیمی سیکٹر کارپوریٹ سیکٹر، غیر سرکاری تنظیموں کو اس پروجیکٹ میں شامل کرتے ہوئے ماحولیاتی اطلاعاتی نظام کی رسائی کو آگے بڑھانا ہے اس پروجیکٹ کے تحت 85 ماحولیاتی واطلاعاتی نظام اکائیاں قائم کی جا چکی ہیں۔

فیلوشپ اور انعامات

اندرا گاندھی پریاورن پرسکار ماحول کے شعبے میں اہم خدمات انجام دینے والی تنظیم یا فرد کو ہر سال دیا جاتا ہے یہ انعام ایک لاکھ روپیہ نقد، ایک چاندی کی ٹرافی اور ایک اعزازی سند پر مشتمل ہوتا ہے۔

اندرا گاندھی پریاورشنی برکھو متر (IPVM) 1986 میں وزارت برائے ماحول اور جنگلات نے شروع کیا۔ جنگل بانی اور بنجر زمین کی نشو ونما کے لیے بہترین خدمات پیش کرنے والے افراد اور تنظیموں کو یہ انعام دیا جاتا ہے۔ IPVM ایوارڈ ہر سال عام طور پر درج ذیل زمرات کو پیش کیے جاتے ہیں: افراد، پنچایتیں تعلیمی ادارے، رضا کار ایجنسیاں، حکومتی ایجنسیاں، کارپوریٹ سیکٹر، سرکاری ملازمین (افراد) اور بلدیات/میونسپل کارپوریشن چھاؤنی بورڈ وغیرہ کو۔ یہ ایوارڈ جنگل بانی کے میدان میں اختراعی کوششوں اور مخصوص کاموں کی بنیاد پر دیا جاتا ہے جس میں بنجر زمین کے فروغ اور عوام کی شرکت پر زیادہ زور ہوتا ہے۔

94-1993 میں قومی جنگل بانی اور ماحولیاتی ترقی بورڈ کے ذریعہ شروع کیا گیا مہا برکش پرسکار، مخصوص نسلوں کے پیڑ لگانے والے اشخاص اور تنظیموں کو پیڑوں کے زیادہ سے زیادہ گھیرے، اونچائی قوت و اچھی حالت کے لیے ہر سال دیا جاتا ہے۔ اس میں 25 ہزار روپے توصیف نامہ اور آرائشی لوح دیا جاتا ہے۔

وزارت برائے ماحول اور جنگلات کا مخصوص سائنس انعام وزارت برائے ماحول اور جنگلات اور اس سے منسلک دفاتر اور رضا کار تنظیموں کے گروپ A, کے سائنس دانوں میں طبع زاد اور عملی تحقیق کی حوصلہ افزائی کے لیے سال 93-1992 میں وزارت برائے ماحول اور جنگلات کا خصوصی سائنسی انعام ''پریاورن ایوم ون منترالیہ وششٹ وگیانک پرسکار'' جاری کیا گیا۔ اس اسکیم کے تحت ہر سال بیس ہزار روپے کے دو انعام دیے جاتے ہیں۔

پیتمبر پنت قومی ماحولیاتی فیلوشپ انعام 1978 میں شروع کیا گیا یہ سالانہ انعام ماحولیاتی سائنس سے متعلق تحقیق کی کسی بھی شاخ میں افضلیت کے اعتراف، حوصلہ افزائی اور حمایت کے لیے دیا جاتا ہے۔

بی۔پی۔پال قومی ماحولیاتی فیلوشپ انعام برائے حیاتیاتی تنوع 1995 سے شروع کی گئی۔ یہ فیلوشپ بہت ہی اہم تحقیق اور ترقیاتی کاموں کے اعتراف میں دی جاتی ہے اور اس کا مقصد باصلاحیت افراد کی حوصلہ افزائی ہے جو حیاتیاتی تنوع کے میدان میں تحقیق اور ترقیاتی کاموں کے لیے اپنا سارا وقت صرف کر دیتے ہیں۔

راجیو گاندھی قومی انعام برائے تحفظ وائلڈ لائف اور سالم علی/کیلاش سانکلا فیلوشپ جنگلاتی ذی حیات اور تحقیق کے میدان میں اہم کاموں کے لیے مشہور حکام اور فلڈ ورکروں کے اہم کاموں کے اعتراف میں وزارت نے حال میں اس انعام کو جاری کیا ہے۔ اس کے علاوہ جانداروں کی حفاظت میں غیر معمولی بہادری اور ہمت کا نمونہ پیش کرنے والوں کے لیے امرتا دیوی بشنوئی کے نام سے ایک اور انعام کا قیام کیا گیا ہے۔

وزارت نے جنگلی ذی حیات کے تحفظ کے لیے شجاعت و ہمت دکھانے پر دیہی عوام کے لیے امرت دیوی جنگلی ذی حیات

تحفظ ایوارڈ قائم کیے جانے کی منظوری دی ہے۔ یہ ایوارڈ امرتا دیوی وشنوی کے نام پر رکھا گیا ہے۔ نظام تقسیم (حیوانات و نباتات) میں اعلیٰ کام کی حوصلہ افزائی کے لیے جانکی امال قومی ایوارڈ دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس ایوارڈ میں 50 ہزار روپے نقد اور ستائشی سرٹیفکٹ دی جاتی ہے۔

ماحول سے متعلق قوانین

وائلڈ لائف (حفاظت) ایکٹ، 1972 جنگلاتی ذی حیات کے معقول اور جدید مینجمنٹ کا انتظام کرتا ہے۔ جب کہ جنگلاتی (تحفظ) ایکٹ، 1980 جنگلات کی اندھادھند کٹائی اور جنگلاتی زمین کو کسی دوسرے کام کے لیے استعمال سے روکنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ آبی اور ہوا ایکٹ، پانی اور ہوا کی آلودگی کے کنٹرول کا ایک اہم حربہ ہے۔ ان کے مطابق مرکزی اور ریاستی سطح پر آلودگی کنٹرول بورڈ قائم کرنے کا اہتمام ہے۔ ان سبھی ایکٹوں میں وقتاً فوقتاً ترمیم کی جاتی ہے تاکہ ان کے دائرہ عمل میں وسعت اور تعزیراتی دفعات کو حقیقت پسندانہ اور وسیع بنایا جاسکے۔

وزارت کے ذریعہ ماحول پر ایک وسیع قومی پالیسی تیار کی جارہی ہے۔ پانی (آلودگی سے بچاؤ اور کنٹرول) محصول ایکٹ 1977 میں بھی ترمیم کی جارہی ہے۔ شہروں اور صنعتوں میں ہورہی وسعتوں کے ساتھ کام کے بوجھ اور ذمہ داریوں میں جو اضافہ ہورہا ہے اسے پورا کرنے کے لیے آلودگی کنٹرول بورڈوں کے وسائل میں اضافہ کے لیے پانی (محصول) ضابطوں کو مضبوطی فراہم کرنے کے لیے پانی (آلودگی سے بچاؤ اور کنٹرول) محصول ایکٹ 1977 میں بھی ترمیم کی گئی تھی۔ سال کے دوران انتظامی اصلاحات اور محکمہ دوامی شکایات کے رہنما اصولوں کے مطابق وزارت سے متعلق ایک سٹیزنس چارٹر تیار کیا گیا اور اسے وزارت کی ویب سائٹ پر داخل کیا گیا۔

بین الاقوامی تعاون

وزارت برائے ماحول اور جنگلات اقوام متحدہ کے ماحولیاتی پروگرام (UNEP)، جنوبی ایشیائی ماحولیاتی تعاون پروگرام (SACEP) مرکز برائے بین الاقوامی مربوط ماحولیاتی پروگرام (ICIMOD) اور بین الاقوامی یونین برائے تحفظ قدرت اور قدرتی وسائل (IUCN) اور دوسری بین الاقوامی ایجنسیاں، علاقائی جماعتیں اور کثیر فریقی اداروں کے لیے مرکزی ایجنسی کے طور پر کام کرتے ہیں۔

وزارت نوڈل ایجنسی کے طور پر کام کرتی ہے اور ماحول سے متعلق بین الاقوامی معاہدوں جیسے زیر خطر انواع میں بین الاقوامی تجارت پر کنونشن میں سرگرمی کے ساتھ شریک ہوئی ہے۔ بین الاقوامی اہمیت کی مرطوب زمین (جیسے واٹر فاؤل ہیبیٹیٹ) پر کنونشن، جنگلاتی جانوروں کی نقل وطن کرنے والی انواع کے تحفظ پر کنونشن، اوزون پرت کے تحفظ کنونشن (اشیا جو کہ اوزون پرت کو ختم کرتے ہیں، کا مانٹریل پروٹوکول) حیاتی تنوع اور آب وہوا کی تبدیلی پر کنونشن، خطرناک اشیاء کی سرحد پار نقل وحرکت پر کنونشن، ریگستان کاری پر روک کا کنونشن وغیرہ۔

وزارت کثیر فریقی اداروں جیسے قائم پذیر ترقی کے لیے کمیشن، UNEP، UNOP کا ماحولیاتی تعاون پروگرام (ملکی تعاون فریم ورک-I کے تحت) اور علاقائی اداروں جیسے ESCAP، SAARC اور SACEP سے متعلق باہمی امور اور معاملوں کا بھی اہتمام کرتی ہے۔ مزید براں وزارت قومی ماحولیاتی کونسل اور ہندستان وکنیڈا ماحولیاتی سہولت سے متعلق امور کا بھی اہتمام کرتی ہے۔

اوزون سیل

اوزون پرت کو محفوظ رکھنے کے لیے 70 کے عشرہ کی ابتداء میں عالمی سطح پر کوششیں کی گئیں جن کی وجہ سے 1985 میں اوزون پرت کو نقصان پہنچانے والے عناصر O.D.S پر ویانا معاہدہ ہوا اور 1987 میں مانٹریال قرارداد منظور ہوئی۔ ہندوستان مانٹریال قرارداد میں اور 1992 کے لندن ترمیم میں شامل ہوا۔ اس قرارداد کے تحت اوزون پرت تباہ کرنے والے عناصر کو مرحلہ وار طریقے سے ختم کرنے اور اوزون اور اسے تباہ کرنے والی اشیا سے متعلق جانکاری دینے کے لیے وزارت نے اوزون سیل قائم کیا ہے۔ اوزون سے متعلق موضوعات پر اس سیل کے ذریعہ ایک دو ماہی نیوز لیٹر شائع کیا جاتا ہے۔ صنعتوں میں اوزون سے متعلق آگہی پیدا کرنے کے لیے یہ سیل کئی ورک شاپوں اور سیمینار کا اہتمام کرتا ہے۔ وزارت O.D.S کو مرحلہ وار طریقے سے ختم کرنے والے پراجیکٹوں کو درآمد محصول رآبکاری محصول کی رعایت دیتا ہے اور O.D.S سے خالی تکنیکوں میں نئی سرمایہ کاری کے لیے ٹیکس میں رعایت سے متعلق رہنما اصول ضابطوں کو آخری شکل دے چکا ہے۔ نئے فریقوں کے ساتھ ODS کے کاروبار پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے۔ مانٹریل معاہدے کی پابندی کو یقینی بنانے کے لیے قانونی سہولیات فراہم کرنے کے سلسلے میں ODS (اوزون کو نقصان پہنچانے والی اشیا) (ریگولیشن اور کنٹرول 2000 کا بھی اعلانیہ جاری کیا گیا ہے۔

آب وہوائی تبدیلی

ہندوستان آب وہوائی تبدیلی پر اقوام متحدہ کے فریم ورک کنونشن (UNFECC) کا ممبر ہے۔ اس ادارے کا مقصد کرہ ہوا میں گرین ہاؤس گیس (GHG) کے ارتکاز کی سطح کو اس طرح قابو میں رکھنا ہے کہ انسان ساختہ اسباب سے آب وہوائی نظام خطرناک نہ ہو سکے۔ کنونشن کے ممبر ممالک اس کے سکریٹریٹ کے ذریعہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

اس پروجیکٹ کے نفاذ کی تعمیل اور اطلاق کی ذمہ داری وزارت پر ہے پروجیکٹ کو نافذ کرنے کا کام سکریٹری (ماحول و جنگلات) کی صدارت میں تشکیل شدہ ایک قومی کارساز کمیٹی کرتی ہے۔

13۔ مالیات

وزارت مال سرکار کے مالی امور کے انتظام وانصرام کے لئے ذمہ دار ہے۔ یہ ان تمام مالی اور اقتصادی معاملوں سے تعلق رکھتی ہے جن کا اثر ملک بھر میں پڑتا ہے۔ اس میں ترقیاتی اور دیگر کاموں کے لئے وسائل فراہم کرنا بھی شامل ہے۔ سرکار کے خرچ کا بھی انضباط کرتی ہے۔ جس میں ریاستوں کو سونپے جانے والے وسائل بھی شامل ہیں۔ وزارت مال کے چار شعبے ہیں (i) اقتصادی امور، (ii) اخراجات اور (iii) محاصل (iv) کمپنی امور۔

اقتصادی امور

اقتصادی امور محکمے کے 9 اہم شعبے ہیں۔ جن کے نام ہیں۔ (1) اقتصادی (2) بینکنگ (3) بیمہ (4) بجٹ (5) غیر ملکی تجارت اور اصل کاری (6) خارجی مالیات (7) پونجی بازار (8) فنڈ بینک اور (9) کرنسی و سکے۔ دیگر کاموں کے ساتھ ساتھ یہ محکمہ رواں معاشی رجحانوں پر بھی نظر رکھتا ہے۔ اور سرکار کو ملک کے اندرونی اور خارجی معاشی نظام کے مختلف موضوعات کے بارے میں صلاح دیتا ہے۔ جیسے تجارتی بینک، میعادی قرض دینے والے ادارے، اصل کاری کو باقاعدہ بنانا، بیرونی اعانت وغیرہ۔ مرکزی حکومت مجلس قانون ساز کے جن صوبوں رمرکزی علاقوں میں صدر مملکت کی حکمرانی ہو، ان کا بجٹ یہ محکمہ تیار کرتا ہے اور اسے پارلیمان میں پیش کرنے کی ذمہ داری بھی اسی محکمہ کی ہے۔

عوامی مالیات

آئین میں سرکاری کام کے لئے فنڈ اکٹھا اور صرف کرنے کا اختیار مرکز اور ریاستوں کے درمیان تقسیم کردیا گیا ہے۔ مرکز ریاستی سرکاروں کی آمدنی کے وسائل عام طور پر جدا جدا ہیں۔ فقط تھوڑی سی ڈیوٹی اور ٹیکس میں دونوں کی شراکت ہوتی ہے۔ آئین میں انتظام ہے۔ (1) کوئی بھی ٹیکس قانونی مجاز کے بغیر لگایا یا وصول نہیں کیا جاسکتا۔ (2) عوامی فنڈ سے فقط آئین میں مندرج طریقوں رضابطوں سے ہی خرچ کیا جاسکتا ہے، اور (3) مرکزی امور میں پارلیمانی کے ذریعے اور ریاستوں کے معاملے میں مجلس قانون ساز کے ذریعے طے شدہ طریقوں سے ہی انتظامی حکام سرکاری فنڈ سے رقم خرچ کرسکتے ہیں۔

مرکزی سرکار کی تمام آمدنی، حصولیابی اور تقسیم کو دو الگ الگ عنوان کے تحت رکھا جاتا ہے۔ یعنی بھارت کا مجتمع فنڈ اور بھارت کا عوامی کھاتہ۔ مرکزی سرکار کی تمام آمدنیوں، لئے گئے قرض اور قرضوں کی ادائیگی سے حاصل رقم کو ملا کر مجتمع فنڈ بنتا ہے۔ اس فنڈ سے کوئی بھی رقم تب تک نہیں نکالی جاسکتی، جب تک کہ پارلیمان کے ایکٹ کے تحت اس کا اختیار نہ مل جائے۔ دیگر سبھی وصولیوں، جیسے جمع رقوم، سروس فنڈ اور ابلاغ رقوم وغیرہ عوامی اکاؤنٹ کے تحت آتی ہیں اور ان کی ادائیگی کے لئے پارلیمان کی اجازت لینا ضروری نہیں ہوتا۔ جن غیر متوقع ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے سالانہ تصرف ایکٹ میں انتظام نہیں ہوتا، ان کے لئے آئین کی دفعہ (1)267 کے مطابق غیر متوقع فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ بھارتی آئین میں ہر ریاست کے لئے مجتمع فنڈ عوامی کھاتہ اور غیر متوقع فنڈ کو قائم کرنے کا انتظام ہے۔

سب سے بڑا سرکاری ادارہ ریلوے، اپنا بجٹ پارلیمان میں الگ سے پیش کرتا ہے۔ دیگر تصرف اور تقسیم کی طرح ریلوے کے تصرف اور تقسیم پر بھی پارلیمانی کنٹرول ہے۔ تاہم، ریلوے کا اپنا الگ سے نفقہ بقایا نہیں ہوتا۔ اس لئے ریلوے کی کل آمدنی و اخراجات کو عام بجٹ کے حصے کی شکل میں مرکزی سرکار کے بجٹ میں شامل کرلیا جاتا ہے۔

ذرائع آمدنی

مرکزی ٹیکسوں سے حاصل آمدنی کے اہم ذرائع ہیں۔ کسٹم ڈیوٹی، مرکزی آبکاری محصول، کارپوریٹ اور انکم ٹیکس۔ ٹیکس کے بغیر حاصل آمدنی میں خصوصاً سود کی وصولی، ادائیگی اور منافع شامل ہیں۔ سود میں ریلوے اور ٹیلی مواصلات سے حاصل سود بھی ہوتا ہے۔ ریاستوں کی آمدنی کے خصوصی ذرائع ہیں۔ ریاستی سرکاروں کے ذریعے لگائے گئے ٹیکس اور ڈیوٹی۔ مرکزی، سرکار کے ذریعے لگائے گئے ٹیکسوں میں ریاستوں کا حصہ اور مرکزی حکومت سے ملنے والی اعانت، املاک ٹیکس، چنگی وٹرمینل ٹیکس (آخری ٹیکس) مقامی سرمایہ کے خصوصی ذرائع ہیں۔

وسائل کی منتقلی

مرکزی حکومت کے ذریعے ریاستوں کے وسائل کی منتقلی بھارت کے وفاقی اقتصادی اہتمام کی اہم خصوصیات ہے۔ ریاستوں کو مرکزی حکومت سے ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں میں سے ان کا حصہ تو ملتا ہی ہے۔ ماسوا اس کے ریاستوں کو ضابطے کے تحت دیگر گرانٹ اور ترقیاتی وغیر ترقیاتی کاموں کے لئے بھی قرض ملتا ہے۔ مختلف پنج سالہ منصوبوں میں ریاستوں کو منتقل وسائل کے کل رقم کی تفصیل جدول 13.1 میں پیش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مرکزی حکومت مختلف اسکیموں کے نفوذ کے لئے متعلقہ ایجنسیوں کے ذریعہ بھی وسائل منتقل کرتی ہے اور اس کے لئے ریاستوں کے بجٹ کو ذریعہ نہیں بنایا جاتا۔

جدول 13.1 ریاستوں کو منتقل وسائل

کروڑ روپے میں

میعاد	ٹیکس اور ڈیوٹی	گرانٹ	قرض (مجموعی)	کل
پہلا منصوبہ	344	288	799	1,431
دوسرا منصوبہ	688	789	1,411	2,888
تیسرا منصوبہ	1,196	1,304	3,100	5,600
سالانہ منصوبے				
1966-1967	373	419	916	1,708
1967-1968	417	471	869	1,757
1968-1969	492	499	891	1,882
چوتھا منصوبہ	4,562	3,831	6,708	15,101
پانچواں منصوبہ	8,268	8,198	8,978	25,444
سالانہ منصوبہ				
1979-1980	3,406	2,288	2,697	8,391

چھٹا منصوبہ	23,728	17,941	23,722	65,391
ساتواں منصوبہ	49,465	42,005	48,945	1,40,415
1990-1991	14,534	13,202	14,476	42,212
1991-1992	17,197	15,700	13,145	46,042
1992-1993	20,522	17,830	13,282	51,634
1993-1994	22,242	20,830	15,075	58,147
1994-1995	24,840	20,047	18,234	63,121
1995-1996	29,285	21,287	18,763	69,335
1996-1997	35,061	23,157	23,106	81,324
1997-1998	43,548	29,738	29,500	1,02,786
1998-1999	39,145	25,096	39,172	1,03,953
1999-2000	43,481	29,011	21,116	93,608
2000-2001	51,688	36,789	20,115	1,08,592
(RE) 2001-2002	52,841	41,493	24,154	1,18,488
(BE) 2002-2003	56,141	42,964	27,856	1,26,961
(BE) 2003-2004	63,758	50,117	25,763	1,39,638

یکم اپریل 2002 سے خالص چھوٹی بچتوں کو عوامی کھاتا سے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو منتقل کرنے کا ایک نیا سسٹم رائج کیا گیا ہے۔

سالانہ بجٹ

یونین کی آئندہ مالی سال کی سبھی متوقع وصولیوں اور خرچ کا تخمینہ ہر سال پارلیمان میں پیش کیا جاتا ہے۔ اسے ''سالانہ مالی بیان یا بجٹ'' کہا جاتا ہے۔ اس میں پچھلے سال، رواں سال (جب بجٹ پیش کیا جاتا ہے) اور آئندہ سال کا، جسے بجٹ سال کہا جاتا ہے۔ ملک اور بیرون ملک کے سبھی طرح کے مرکزی حکومت کی لین دین کی تفصیل ہوتی ہے۔

بجٹ پیش ہونے کے بعد پارلیمان کے دونوں ایوانوں میں اس پر عام بحث ہوتی ہے۔ بھارت کے مجتمع فنڈ میں سے ہونے والے تخمینی اخراجات کو ایوان زیریں میں 'مطالبہ زر' کی شکل میں رکھا جاتا ہے۔ پھر مجتمع فنڈ میں سے نکالی جانے والی سبھی رقوم کو ہر سال پارلیمان میں پاس تصرف ایکٹ کے ذریعے مجاز کیا جاتا ہے۔ بجٹ کی ٹیکس تجویزوں کا مسودہ قانون کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے اور اسے سال کے مالی ایکٹ کے طور پر پاس کیا جاتا ہے۔ اس طرح ریاستی حکومتیں مالی سال شروع ہونے سے قبل اپنے اپنے مقننہ میں آمدنی اور اخراجات کے تخمینے پیش کرتی ہیں۔ اخراجات کے لئے مقننہ کی منظوری بھی اسی طریقے سے حاصل کی جاتی ہے۔ 93-1992 سے مرکزی حکومت کے بجٹ کی تفصیلی جدول 13.2 میں پیش کی گئی ہے۔

سرکاری قرض

ملک کے اندر لئے گئے قرض، سرکاری قرض میں شامل ہیں۔ جیسے بازار قرض، معاوضہ اور دیگر بانڈ، ریزرو بینک، ریاستی حکومتوں، تجارتی بینکوں اور دیگر پارٹیوں کو جاری کئے گئے ٹریزری بل، بین الاقوامی مالیاتی اداروں کو جاری کئے گئے غیر مبادلاتی

جدول13.2: بجٹ پوزیشن

(کروڑ روپے میں)

		1992-93	1993-94	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000	2000-2001	2000-2001	2002-03	2003-04
		اصل	اصل	اصل	اصل	اصل	اصل	اصل	اصل	اصل	اصل	(RE)	(BE)
-1	مالیہ کا حصول	74,128	75,453	91,083	1,10,130	1,26,279	1,33,886	1,49,485	1,81,482	1,92,605	2,01,449	2,36,936	2,53,935
-2	مالیہ اخراجات	92,702	1,08,169	1,22,111	1,39,861	1,58,933	1,80,335	2,16,460	2,49,078	2,77,838	3,10,611	3,41,647	3,66,226
-3	مالیہ خسارہ	18,574	32,716	31,028	29,731	32,654	46,449	66,975	67,596	85,233	1,00,162	1,04,711	1,12,291
-4	پونجی کا حصول	31,914	50,440	59,020	48,348	50,872	83,345	1,06,276	1,15,707	1,34,184	1,62,500	1,611	1,84,860
-5	قرضوں کی وصولیابی اور دیگر وصولیابی	8,317	6,143	11,953	7,902	7,995	9,230	16,507	11,855	14,171	20,049	21,611	31,223
-6	قرض اور دیگر واجبات	23,597	44,297	47,067	40,446	42,877	74,115	89,796	1,03,852	1,20,013	1,42,451	1,40,168	1,53,637
-7	پونجی اخراجات	25,652	28,684	28,953	28,424	31,403	35,985	39,092	48,975	47,754	60,842	62,366	72,569
-8	کل وصولیابیاں	1,06,042	1,25,893	1,50,103	1,58,478	1,77,151	2,17,231	2,55,761	2,97,189	3,26,789	3,63,949	3,98,715	4,38,795
-9	کل اخراجات	1,18,354	1,36,853	1,51,064	1,68,285	1,90,336	2,16,320	2,55,552	2,98,053	3,25,592	3,62,453	4,04,013	4,38,795
-10	بجٹ خسارہ (9-8)	12,312	10,960	961	9,807	13,185	-911	-209	864	-1,197	-1,496	5,2598	0
-11	مالی خسارہ {10+6=9-(5+1)}	35,909	55,257	48,028	50,253	56,062	73,204	89,560	1,04,716	1,18,816	1,40,955	1,45,466	1,53,637

نوٹ: اعداد و شمار میں ریاستوں کی چھوٹی بچتوں کی جمع شامل نہیں ہے۔ اس میں 91 دن کی محکمہ خزانہ (ٹریزری) کے بلوں اور نقد بقایا کے ڈراڈاؤن کے ذریعے حاصل قرض شامل ہیں۔

جدول 13.3: حکومت ہند کے سرکاری قرض و دیگر واجبات

(مارچ کے آخر میں) (کروڑ روپے میں)

مد	1991	1992	1993	1994	1995	1996	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000	2000-01	2001-02 (RE)	2002-03 (BE)	20003-04
1- اندرونی قرض ((i) سے vii تک)	1,54,004	172,750	1,99,100	2,45,712	2,66,467	3,07,868	3,44,475	3,88,998	4,59,696	7,14,254	8,03,698	9,13,061	10,37,163	11,58,639
(i) بازار قرض	70,520	78,023	81,693	1,10,611	1.30,908	1,63,986	1,84,101	2,16,598	2,85,585	3,55,682	4,28,793	5,16,517	6,21,470	7,28,664
(ii) دیگر (خصوصی بیرر بانڈ شامل ہیں)	2,863	5,425	10,078	10,095	10,821	5,275	12,247	50,835	48,224	46,362	53,016	61,635	1,12,837	1,25,620
(iii) 91 دن ٹریزری بل	6,953	8,840	20,614	32,595	32,327	43,790	56,519	1,601	1,501	1,521	1,876	5,047	61,547	11,547
(iv) ٹریزری بلوں کے بدلے میں ریزرو بینک کو جاری خصوصی سیکورٹیز	66,000	71,000	71,000	71,000	71,000	71,000	71,000	1,01,818	1,01,818	1,01,818	1.01,818		61,818	61,818
(v) خصوصی فلوٹنگ اور دیگر قرضہ جات[2]	6,566	8,415	14,669	20,365	20,365	22,771	19,562	17,100	21,522	22,209	22,598		23,264	24,411
(vi) ہندوستانی ریزرو بینک کو جاری خاص سیکورٹیز	1,102	1,047	1,046	1,046	1,046	1,046	1,046	1,046	1,046	1,282	2,080	3,222	3,596	4,308
(vii) چھوٹی بچتوں پر خاص سیکورٹیز	—	—	—	—	—	—	—	—	—	1,85,200	1,93,516	2,02,271	2,02,271	2,02,271
2- بیرونی قرض[3]	31,525	36,948	42,269	47,345	50,928	51,249	54,239	55,332	57,254	58,437	65,945	71,546	57,650	60,931
کل سرکاری قرض (1+2)	185,259	2,09,698	2,41,369	2,93,057	3,17,395	3,59,117	3,98,714	4,44,330	5,16,950	7,72,691	8,69,643	9,84,643	10,94,813	12,19,570
3- دیگر دینداریاں[4]	1,29,029	1,44,964	1,60,554	1,84,911	2,21,215	2,47,115	2,76,962	3,33,964	3,74,856	2,48,338	2,98,898	3,81,802	4,67,063	5,60,494
کل سرکاری قرضے اور دیگر دینداریاں	3,14,558	3,54,662	4,01,923	4,77,968	5,38,610	6,06,232	6,75,676	7,78,294	8,91,806	10,21,029	11,68,541	13,66,408	15,61,876	17,80,064

1۔ ختم شدہ قرضوں، 182/14 اور 364 دنوں، ویز اینڈ مینس الاؤنسیز، معاوضوں اور دیگر بانڈوں کا بقایا شامل ہے۔ جیسے: قومی دیہی ترقیاتی بانڈ اور پونجی سرمایہ کاری بانڈ، سالانہ سرٹیفکیٹ اس میں شامل نہیں ہے۔

2۔ یہ خاص طور پر انٹرنیشنل مالیاتی ادارے جیسے انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ، انٹرنیشنل بنک فارری کنسٹرکشن اینڈ ڈیولپمنٹ اور ایشیائی ترقیاتی بنک کو جاری نان نگوشیبل اور غیر سودی سیکورٹیز کی نمائندگی کرتے ہیں۔

3۔ بک ویلیو پر

4۔ قومی چھوٹی بچت فنڈ، پرووِیڈنٹ فنڈ، غیر سرکاری پرووِیڈنٹ فنڈ کی خصوصی جمع رقوم اور دیگر محفوظہ فنڈوں و جمع رقوم کے تحت لگائی ہوئی رقموں پر سود شامل ہے۔

RE= نظر ثانی شدہ تخمینہ۔ BE= بجٹ تخمینہ۔

غیر سودی رقم کی ضمانت، بیرونی ممالک و بین الاقوامی اداروں سے لئے گئے قرض۔ جدول 13.3 میں کچھ منتخب مالی سالوں کے آخر میں سرکاری قرض اور دیگر واجبات کی حالت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ دیگر واجبات میں مختلف چھوٹی بچت اسکیمیں، پروویڈینٹ فنڈوں، بھارتی صنعتی ترقی بینک، بھارتی یونٹ ٹرسٹ اور قومیائے گئے بینکوں کو جاری ضمانتیں، خصوصی بچت اسکیموں کی جمع رقوم، ریزرو فنڈ اور اجماع کا بقایا شامل ہیں۔

نئی پہل

04-2003 کے مرکزی بجٹ میں ٹیکس اصلاحات اور بجٹی اثرات کو تدریجی طور پر خارج کرنے کے ذریعہ مالیاتی استحکام پر توجہ دی گئی۔ مالیاتی استحکام کے ایک حصہ کے طور پر، مکمل طور پر رضا کارانہ بنیاد پر اعلیٰ لاگت کے کی سیکورٹیز کی خرید واپسی کی تجویز ان بینکوں کے سامنے رکھی گئی ہے جنھیں غیر عملی اثاثوں کے لیے سیالیت یا پریمیم بھنانے کا بندوبست کرنا پڑتا ہے۔ اس تجویز کی تعمیل میں حکومت نے ریزرو بینک سے صلاح کرکے اونچی کوپن شرح والی اور نسبتاً کم سیال سرکاری سیکورٹیز کی واپسی خرید کی ایک اسکیم بنائی۔ 19 جولائی 2003 کو کثیر سیکوریٹی آن لائن اسکرین بیسڈ نیلامی میں بینکوں اور مالیاتی اداروں اونچی کوپن شرح والی 19 سیکورٹیز کے کل 14,434 کروڑ روپے قیمت کے 131 تجاویز منظور کیں۔ حکومت نے واپس خرید والی سیکورٹیز کے عوض میں کم کوپن شرح والی 14,434 کروڑ روپے کی چار سیکورٹیز پھر جاری کیں۔ اس واپس خرید کے سبب اگلے دو سالوں میں سود ادائیگی میں 750 کروڑ روپے سالانہ کے بچت ہونے کا اندازہ ہے۔ سود کی شرح میں تخمینی بچت کے علاوہ حکومت کو ان قرضوں کی مدت پختگی طویل کرکے 7 تا 11 سال کرنے میں بھی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ 03-2002 میں حکومت نے عالمی بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک کی اونچی شرح سود والے 3 ارب امریکی ڈالر کے غیر ملکی قرض بھی واپس کیے۔ غیر ملکی دین داریوں کو ماہرانہ انتظام کرکے اور غیر ملکی قرضوں کے نسبتاً اونچی لاگت والے حصہ کی ادائیگی کو پہلے ہی کرکے اس پالیسی کو جاری رکھنے کی تجویز ہے۔

مالیاتی ذمہ داری اور بجٹ مینجمنٹ بل کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پاس کیا جا چکا ہے اس بل میں مرکزی حکومت کے ذریعہ کیے جانے والے قرضوں، قرض اور گھاٹے کی حد مقرر کرنے اور مرکزی حکومتوں کے مالیاتی عمل میں زیادہ شفافی لاکر مالیاتی استحکام کا بندوبست کرنے کی جستجو کی گئی ہے۔ اس بل کے ذریعہ 08-2007 تک محاصل خسارہ ختم کرنے کا اختیار مرکزی حکومت کو حاصل ہے۔ اس سے عوامی مالیاتی مینجمنٹ کے لیے حکومت کی جوابدہی بھی پیدا ہوگی۔

غیر ملکی امداد

کثیر فریقی/دو فریقی ایجنسیوں سے غیر ملکی امداد حاصل کرنے اور اس میں باہمی ارتباط کے لیے اقتصادی معاملوں کا محکمہ مرکزی محکمہ ہے۔ غیر ملکی امداد حاصل کرنے کی خواہش مند وزارت/محکمہ جات، ریاستی حکومتیں اور دیگر ایجنسیاں، وزارت کی مرکزی انتظامیہ کے معرفت اپنی تجاویز/اسکیموں کو اقتصادی امور کے محکمے کو بھیج سکتی ہیں۔ غیر ملکی امداد کے بارے میں اپنی بھی تجاویز اقتصادی امور کے محکمے کو بھیجتے وقت وزارت/محکموں کو یہ یقینی بنالینا چاہیے کہ ان کی یہ تجاویز/اسکیم منصوبے سے متعلق ترجیحات، بجٹ سے متعلق منظوری، انتظامی منظوری اور پلاننگ کمیشن کی منظوری لے لی گئی ہو۔

تمام بیرونی امداد یافتہ پروجکٹ کثیر فریقی دو فریقی ایجنسیوں کے ساتھ باہمی معاہدوں پر DEA کے ذریعہ حاصل کیے جاتے ہیں (مرکزی حکومت کی نوڈل محکمے کے طور پر) کیونکہ یہ مرکزی فہرست کا موضوع ہوتا ہے DEA حکومت کے ذریعہ حاصل کی جانے والی بیرونی امداد کے تمام پالیسی امور کے لیے بھی ذمہ دار ہوتا ہے۔

مختلف کثیر فریقی اور دوفریقی ایجنسیوں سے حاصل غیر ملکی امداد ریاستوں کو اضافی مرکزی امداد کی شکل میں ریاستوں کے پراجیکٹوں کے متعین شرائط کے مطابق دے دی جاتی ہے۔ مخصوص زمرے والی ریاستوں کو اضافی مرکزی امداد 90:10 کے تناسب میں گرانٹ اور قرض کے طور پر دی جاتی ہے۔ یہ شرائط مختلف کثیر فریقی/دوفریقی ایجنسیوں سے حاصل غیر ملکی امداد کی شرائط سے مختلف ہوتی ہیں۔ مخصوص زمرے میں نہ آنے والی ریاستوں کو یہ امداد 30:70 کے تناسب میں امداد اور قرض کے طور پر دی جاتی ہے۔

سال 03-2002 میں سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعے 15,205.66 کروڑ روپے کی امداد رقم خرچ کی گئی، جب کہ 02-2001 سال میں یہ رقم 17,073.36 کروڑ تھی۔ سال 03-2002 میں ریاستوں کو اضافی مرکزی امداد کی شکل میں 8,278-87 کروڑ روپے دیئے گئے جب کہ 02-2001 میں یہ رقم 10,945.55 کروڑ روپے تھی۔ سال 04-2003 کے مرکزی بجٹ کے وقت اعلان کیا گیا کہ مستقبل میں ہمارا ملک جاپان، برطانیہ، جرمنی، یوروپ کمیونٹی، امریکا اور روس سے ہی دو فریقی امداد حاصل کریگا۔ کسی دیگر دوفریقی شریک کاری سے (اگر کوئی ہو) تو غیر ملکی امداد غیر سرکاری تنظیموں وغیرہ کو دلا دی جائیگی۔

بینکنگ

بھارتیوں کے ذریعے محدود ذمہ داری والا پہلا بینک 'اودھ کامرشیل بینک' تھا، جسے 1881 میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کے بعد 1894 میں پنجاب نیشنل بینک قائم کیا گیا۔ 1906 میں شروع کی گئی سودیشی تحریک نے کئی تجارتی بینکوں کو قائم کرنے میں فعال رول ادا کیا۔ 17-1913 کے دوران بینکنگ بحران اور 1949 کی ختم دہائی میں مختلف ریاستوں میں 588 بینکوں کے دیوالیہ ہو جانے سے اس خیال کو قوت ملی کہ تجارتی بینکوں کو باقاعدہ اور بااختیار بنایا جائے۔ فروری 1946 میں بینکنگ کمپنی ایکٹ پاس ہوا۔ جس کی بعد میں بینکنگ ضابطہ ایکٹ کے نام سے ترمیم کی گئی اس ایکٹ سے بینک کاری نظام کی ضابطہ بندی کا قانونی حق ریزرو بینک کو حاصل ہو گیا۔

ملک کے سب سے بڑے بینک امپریل بینک آف انڈیا کو 1955 میں قومیالیا گیا اور اس کا نام بدل کر 'اسٹیٹ بینک آف انڈیا' کر دیا گیا۔ اس کے بعد 1959 میں اس کے سات معاون بینکوں کی تشکیل کی گئی۔ معین سماجی ذمہ داریوں اور مقاصد کے ساتھ کمرشیل بینکوں کو معاشی ترقی کی بڑی دھارا میں لانے کے مقصد سے مرکزی حکومت نے 14 اہم بینکوں کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لینے کے لیے 19 جولائی 1969 کو ایک آرڈیننس جاری کیا۔ 15 اپریل 1980 کو چھ دیگر کمرشیل بینکوں کو قومیالیا گیا۔

آٹھویں دہائی کے آخر میں بینکنگ نظام میں کچھ سختیاں اور کچھ کمزوریاں پائی گئی تھیں۔ اس لئے حکومت ہند کو لگا کہ انہیں دور کیا جانا چاہئے، تاکہ اقتصادی نظام ایک بہتر اور مقابلاتی معیشت کے نقیب کی طرح اپنا رول ادا کر سکے۔ اس لئے 14 اگست 1991 کو ایک اعلیٰ سطح کمیٹی، مالی نظام کے ڈھانچے، تنظیم، کام کاج، طریق کار، کے تمام پہلوؤں کی جانچ کے لئے تشکیل کی گئی۔ جناب ایم۔ نرسمہم کی صدارت میں بنی اس کمیٹی کی سفارشوں کی بنا پر 93-1992 میں بینکنگ کے طریق کار میں جامع اصلاح کی گئی۔ اس اصلاح کا مقصد یہ متعین کرنا تھا کہ بینکوں کے بیلنس شیٹ سے ان کی حقیقی مالی حالت کا پتہ چل سکے۔

تاہم 1993 میں بینکنگ کے طریق کار کو موثر بنانے کے لئے اور شدید مسابقت پیدا کرنے کی غرض کو محسوس کرتے ہوئے بھارتی بینکنگ نظام میں پرائیویٹ سیکٹر (نجی سیکٹر) کو نئے بینک کھولنے کی اجازت دیدی گئی۔ ان بینکوں کو دیگر باتوں کے ساتھ، کم سے کم کچھ شرائط پورا کرنا تھا۔ 3 جنوری 2001 کو نجی سیکٹر کے نئے بینکوں کے لیے کچھ مزید رہنما اصول جاری کیے گئے۔

نئے بینک کھولنے کے متعین وقت میں ملی درخواستوں کی جانچ ریزرو بینک آف انڈیا نے کی۔ ان میں سے دو درخواست کنندگان کو 7 فروری 2002 کو اصولی طور پر منظوری فراہم کی گئی۔ ان میں ایک ''کوٹک مہندرا بینک کو'' دیگر رسمی کارروائیوں کو پوری کر لینے کے بعد 6 فروری 2003 کو بینکنگ لائسنس جاری کیا گیا۔ اس بینک نے 22 مارچ 2003 سے کام کرنا شروع کر دیا۔ 1934 کے ریزرو بینک آف انڈیا ایکٹ کے مطابق بعد میں سنہ 12 اپریل 2003 کو ریزرو بینک کی دوسری فہرست میں ڈال دیا گیا۔

ریزرو بینک آف انڈیا نے فیصلہ کیا کہ اب تین سال بعد نجی سیکٹر کے بینکوں کے کام کاج کے جائزے کے بعد ہی نجی سیکٹر میں نئے بینک کھولنے کی درخواست طلب کرنے پر غور کیا جائیگا۔

1991 میں سی۔ ایف۔ ایس کے ذریعہ مالیاتی نظام کی اصلاح کے سلسلے میں دی گئی تجویز کے مطابق اٹھائے گئے اقدامات کا جائزہ لینے اور جناب ایم۔ نرسنہم کی صدارت میں ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔ اس کمیٹی نے اپریل 1998 میں اپنی رپورٹ پیش کی۔

بھارتی ریزرو بینک

بھارتی ریزرو بینک کا قیام ریزرو بینک آف انڈیا ایکٹ، 1934 کے تحت یکم اپریل 1935 کو ہوا تھا اور یکم جنوری 1949 کو اس کو قومیا لیا گیا۔ ایک روپئے کے سکوں، نوٹوں اور چھوٹے سکوں کو چھوڑ کر بھارت میں کرنسی جاری کرنے کا اختیار صرف ریزرو بینک ہی کو حاصل ہے۔ ریزرو بینک مرکزی حکومت کے ایجنٹ کے طور پر بھارت سرکار کے ذریعے جاری کئے جانے والے ایک روپئے کے نوٹوں، سکوں اور چھوٹے سکوں کی تقسیم کا ذمہ دار ہے۔ ریزرو بینک بھارت سرکار، ریاستی سرکاروں، تجارتی بینکوں، ریاستی تعاون بینکوں اور کچھ مالی اداروں کے بینکر کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔ یہ قرض کے مناسب استعمال سے قیمتوں میں استواری لانے کے ساتھ پیداوار بڑھانے کے لئے زر پالیسی تیار کرتا ہے اور اسے نافذ کرتا ہے۔ ساتھ ہی ریزرو بینک روپئے کے زر مبادلہ کو استوار بنائے رکھنے میں خصوصی رول ادا کرتا ہے اور بین الاقوامی مانیٹری فنڈ میں ہندستان کے ممبر ہونے کی وجہ سے حکومت کے ایجنٹ کے طور پر کام کرتا ہے۔ ریزرو بینک ترقی اور فروغ کے مختلف کام بھی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، یہ حکومت ہند کے قرض لینے کے پروگراموں کو بھی اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ ریزرو بینک کمرشیل بینک نظام شہری کوآپریٹو بینک اور غیر بینک مالیاتی سیکٹر کی ضابطہ بندی اور نگرانی بھی کرتا ہے۔

بینکنگ نظام کی ترتیب

31 مارچ 2003 کو بھارتی تجارتی بینکنگ نظام میں 290 درج فہرست بینک (غیر ملکی بینکوں سمیت) تھے۔ فہرستی بینکوں میں 223 بینک سرکاری سیکٹر میں ہیں اور اس میں 196 علاقائی دیہی بینک ہیں جو بھی درج فہرست کمرشیل بینکوں کی کل جمع رقم کا 78.6 فی صد جمع کرتے ہیں۔ علاقائی دیہی بینک، دیہی علاقوں میں چھوٹے قرض لینے والے اشخاص کو مزید قرض دینے کی غرض سے قائم کئے گئے ہیں۔ عوامی سیکٹر کے باقی 27 بینک (یعنی قومیائے گئے بینک اور SBI گروپ) تجارتی بینک ہیں اور وہ ہر طرح کے تجارتی بینکنگ کا کاروبار کرتے ہیں حال ہی کی بھارت میں تجارتی بینکنگ فروغ کے متعلق کچھ خصوصی باتیں جدول 13.4 میں دی گئی ہیں۔

عوامی سیکٹر کے بینکوں میں دسمبر مارچ 2003 کی حالت کے مطابق قومیایا گیا بینک گروپ سب سے بڑی دکائی تھا۔ اس کے 32,655 دفاتر ہیں اور اس بینک میں 6,47,785 کروڑ روپئے سے زیادہ جمع ہیں۔ اس بینک نے 3,55,105 کروڑ

روپے ادھار دیے ہیں اس کی دوسری سب سے بڑی اکائی ہے اسٹیٹ بینک اور اس کے سات معاون بینک (SBI گروپ) کے کل 13,578 دفاتر ہیں اس گروپ کے پاس 3,06,546 کروڑ روپے کی جمع رقم ہے اور اس نے 1,82,996 کروڑ روپے قرض دیے ہیں۔ قومی بینکوں کے گروپ کا حصہ (ریزرو بینک کو چھوڑ کر) پبلک سیکٹر کے سبھی بینکوں کے ذریعہ کیے گیے بینکنگ کاروبار میں (مجموعی جمع اور پیشگی) 67.2 فی صد ہوتا ہے لیکن اس میں دیہی بینکوں کا کاروبار شامل نہیں ہے۔ سبھی کمرشیل بینکوں کے ذریعہ کیے جانے والے کاروبار میں ان کا حصہ 49.2 فی صد ہے۔ بھارتی اسٹیٹ بینک اور اس کے شریک بینکوں کا حصہ ایک گروپ کی شکل میں عوامی سیکٹر کے بینکوں کے ذریعے کیے گئے کل کاروبار کا 32.8 فی صد (علاقائی دیہی بینکوں کو چھوڑ کر) اور سبھی درج فہرست کمرشیل بینکوں کے کاروبار کے مقابلے میں 20 فی صد سے مارچ 2003 میں یہ رقم بڑھ کر 12,78,667 کروڑ روپے ہوگی۔

رقم کا اجماع اور اس کا استعمال

بینکوں کو قومیانے کے بعد کی مدت میں فہرستی بینکوں کی جمع رقوم میں قابل قدر اضافہ ہوا ہے۔ جون 1969 کے آخر میں ان بینکوں میں جمع سرمایہ 4,646 کروڑ روپے تھا مارچ 2003 میں یہ رقم بڑھ کر 12,78,667 روپے ہوگی۔ عوامی سیکٹر بینکوں میں جون 1969 تک کل سرمایہ 3,871 کروڑ روپے تھا۔ مارچ 2003 کے آخر تک یہ رقم بڑھ کر 9,54,430 کروڑ روپے ہوگئی۔ بینکوں کے ذریعے جمع کئے گئے سرمایے کا استعمال (1) قرض لینے والوں کو قرض اور پیشگی رقم دینے میں (2) نقدی کی مقررہ شرائط پوری کرنے کے لئے سرکاری اور دیگر منظور شدہ سیکورٹی میں اور (3) کمرشیل پیپر، حصص، ڈبینچروں وغیرہ متعین حد تک اصل کاری کرتے ہیں۔

سرکاری اور دیگر منظور شدہ ضمانتی اداروں میں بینکوں کی اصل کاری میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، جو جون 1996 میں 1,361 کروڑ روپے سے بڑھ کر مارچ 2003 کو 5,42,480 کروڑ روپے عارضی ہوگیا۔ (وسیلہ: ریزرو بینک آف انڈیا بلیٹن۔ ہفتہ وار شماریاتی ضمیمہ چلا 18 نمبر 15) فہرستی تجارتی بینکوں کی پیشگی رقوم جون 1969 میں فقط 3,599 کروڑ روپے تھیں، جو مارچ 2003 کو بڑھ کر 7,59,210 کروڑ روپے (عارضی) ہوگئی۔

جدول 13.4

بھارت میں تجارتی بینکوں کا فروغ

نمبر شمار	مد	مارچ 1996	مارچ 1997	مارچ 1998	مارچ 1999	مارچ 2000	مارچ 2001	مارچ 2002
1۔	تجارتی بینکوں کی تعداد	293	299	300	303	297	301	298
	(a) درج فہرست تجارتی بینک	291	297	299	302	297	296	294
	علاقائی دیہی بینک	196	196	196	196	196	196	196
	غیر فہرستی تجارتی بینک	2	2	1	1	-	5	4
2۔	بھارت میں دفاتر کی تعداد	63,026	63,550	64,218	64,939	65,412	65,919	66,208
3۔	دفاتر کے مطابق آبادی (ہزار میں	15	15	15	15	15	15	16
4۔	فہرستی بینکوں کے مجموعی ڈپازٹ (کروڑ روپے میں)	4,29,003	4,99,763	5,98,485	7,14,025@	8,51,593@	9,89,1241#	11,31,187

5-	فہرست تجارتی بینکوں کی کل قرض (کروڑ روپے میں)	2,54,015	2,78,401	3,24,079	3,68,837	4,54,069	5,29,272	6,09,053
6-	فہرست تجارتی بینکوں کی فی کس ڈپازٹ (روپے میں)	4,613	5,261	6,170	7,237	8,498	9.758	10,994
7-	فہرست تجارتی بینکوں کی فی کس قرض	2,719	2,931	3,256	3,738	4,531	5,221	5,919
8-	ڈپازٹ-رواں قیمتوں پر قومی آمدنی کا فیصد	44.0	[illegible].8	47.3	49.8	53.5	58.9	61.5

@ رسرجنٹ انڈیا بانڈ (RIB)(17945 کروڑ) کے بشمول

\# رسرجنٹ انڈیا بانڈ (RIB)(17945 کروڑ) اور انڈیا میلینیم ڈپازٹس (IMD)(25662 کروڑ) بھی شامل ہیں۔

ماخذ: بیسک اسٹیٹسٹیکل رٹرنس آف شیڈولڈ کمرشیل بینک، جلد 31 (مارچ 2002)

کمزور طبقات کو قرض

چھوٹے اور غریب قرض خواہوں کو قرض فراہم کرانے کے لئے بھارتی ریزرو بینک نے تجارتی بینکوں کو صلاح دی کہ وہ اپنے خالص بینک قرض کا کم سے کم 10 فی صد کمزور طبقوں کو مہیا کرائیں۔ یا اپنے ترجیحی سیکٹر کی پیشگی رقموں کا 25 فی صد کمزور طبقوں کو مہیا کردیں۔ ان میں شامل ہیں۔ چھوٹے اور حاشیائی کسان، بے زمین مزدور، اسامی کسان، فصلی، بٹائی دار، دست کار، دیہی اور گھریلو صنعتیں، جن میں انفرادی قرض کی حد 50,000 روپے سے زیادہ نہیں ہے۔ سرکاری اسکیموں سے فائدہ اٹھانے والے جیسے شہری علاقوں میں چھوٹی سورن جنتی شہری روزگار یوجنا اور دیہی علاقوں ''سورن جینتی گرام سوروزگار اسکیم'' صفائی مزدور، آبادکاری کی اسکیم، تفرقی شرح سود سے مستفید لوگ شامل ہیں۔ ان سبھی اسکیموں کے تحت درج فہرست ذرات ودرج فہرست قبائل کے لیے خصوصی ریزروشنی ہے مارچ 2003 (آخری کی جمع کی رپورٹ کے مطابق) پسماندہ طبقات کو دی گئی پیشگی کی بقایا رقم 32,304 کروڑ (عارضی) تھی، جو ان کے خالص بینک قرض کا 6.76 فی صد اور ترجیحی سیکٹر کے تحت تھی۔

زراعت کے لئے قرض

1993 میں بھارتی ریزرو بینک کے ذریعے جاری جدید ترین ہدایتوں کے مطابق 18 فی صد کے ہدف کی تشخیص لئے زراعت کے واسطے بلاواسطہ اور بالواسطہ، دونوں ہی طرح کی پیشگی رقوم کو لینے کا فیصلہ کیا گیا، بشرطیکہ زراعت کے لئے بلاواسطہ پیشگی رقوم بینکوں کی کل قرض میں سے 18 فی صد کے زرائتی قرض کے ایک چوتھائی سے زائد نہ ہوں۔ تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ زراعت کو بلاواسطہ قرض دینے پر بینکوں کی توجہ کم نہ ہو۔ مارچ 2003 کے آخر تک سبھی بینکوں سے زراعت اور متعلقہ شعبوں کے لیے قرض جو 1997-98 میں 31,956 کروڑ روپے تھا، 2001-02 میں بڑھ کر 64,000 کروڑ روپے ہوگیا اور 2003-03 میں اس کے 82,073 کروڑ روپے ہونے کا اندازہ تھا۔ اس میں تمام بینکوں بشمول کمرشیل بینک کوآپریٹو مسلک اور علاقائی دیہی بینک شامل تھے۔ سرکاری حلقے کے بینکوں نے زرعی سیکٹر کو 73,507 کروڑ روپے دیئے تھے، جو خالص بینک قرض کا 15.34 فی صد ہوتا ہے۔ نجی سیکٹر کے بینکوں نے زراعت سیکٹر کو 12,087.78 کروڑ روپے کے قرض دیے جو کل بینک قرض کے 10.84 فی صد تھا۔

درج فہرست ذاتوں رقبیلوں کے قرض خواہوں کو پیشگی رقوم

درج فہرست ذاتوں وقبیلوں کے لوگوں کو سماج کا سب سے غیر محفوظ طبقہ مانا جاتا ہے۔ بینکوں سے کہا گیا ہے کہ وہ ان کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے انہیں خود روزگار والے کاروبار چلانے کی خاطر مناسب قرض دینے کی خصوصی کوششیں کریں۔

جس سے وہ منافع والی پیداوار حاصل کرسکیں۔ 2002 کے ستمبر کے آخر تک سرکاری سیکٹر کے بینکوں کے ذریعے درج فہرست ذاتوں/قبیلوں کو دیئے گئے قرض کی کل بقایا رقم 12,188.27 کروڑ روپے تھی اور قرض کھاتوں کی تعداد 70.36 لاکھ تھی۔

تفرقی شرح سود اسکیم

تفرقی شرح سود اسکیم (D.R.I.) کے تحت سرکاری سیکٹر کے بینکوں کو پچھلے سال دئے گئے کل قرضوں کا کم سے کم ایک فی صد سماج کے پسماندہ طبقوں میں سے پسماندہ ترین طبقوں کو چار فی صد کی سالانہ شرح سود سے قرض دینے کا ہدف پورا کرنا پڑتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت ایسے غریب لوگوں کو قرض دیا جاتا ہے، جو کچھ شرائط کو پورا کرتے ہوں انہیں میعادی قرض اور پیداواری کاموں کے لئے ادھار اور کاروباری سرمایہ کے کا قرض امداد کے طور پر دیا جاتا ہے۔ مارچ 2003 کے آخر میں عوامی سیکٹر کے بینکوں نے 300.22 کروڑ روپے تفرقی شرح سود پر قرض دے رکھے تھے۔

سورن جینتی گرام سوروزگار یوجنا

دیہی ترقیات کی مرکزی وزارت کے ذریعہ غریبی ختم کرنے کے مقصد سے نئے سرے سے تشکیل دیا گیا پروگرام یکم اپریل 1999 سے سورن جینتی گرام سوروزگار یوجنا کے نام سے شروع کی۔ اس کے تحت بلاک میں 5-4 اہم سرگرمیاں طے کردی جاتی ہیں اور امداد کا زیادہ تر حصہ انہیں کاموں کے لیے دیا جاتا ہے غریبی لائن سے نیچے رہنے والوں کو گرام سبھا کے ذریعہ بنائی گئی فہرست سے یہ مفادی منتخب کیے جاتے ہیں۔ یہ پروگرام ایک مکمل پروگرام ہے، اور مفادیوں کی تربیت، قرض، بنیادی سہولیات مارکیٹنگ وغیرہ پر زور دیا جاتا ہے۔ SGCY کمرشیل بینک، کوآپریٹوں بینک اور علاقائی دیہی بینک لاگو کررہے ہیں۔

سال 03-2002، اس اسکیم کے نفاذ کا چوتھا سال تھا۔ سال کے دوران کل 5,35,133 ''سوروزگاری'' (خود روزگار کرنے والے) کو امداد فراہم کی گئی۔ بینکوں نے 781.46 کروڑ روپے قرض میں اور حکومت نے 404.88 کروڑ روپے امداد کی شکل میں دیئے۔ اس پروگرام کے تحت درج ذیل ہدف متعین کیے گئے SC/ST 50 فی صد، خواتین 40 فی صد، جسمانی معذور 3 فی صد۔ اس کے بالمقابل امداد یافتہ کل ''سوروزگاریوں'' میں 1,60,638 (30.02 فی صد) درج فہرست ذاتوں کے، 78,157 (14.61 فی صد) درج فہرست قبائل کے، خواتین 2,57,644 (48.15 فی صد) اور 4166 (0.78 فی صد) معذور اشخاص تھے۔ ہر خاندان کی اصل کاری سطح 22,169 روپے تھا (تمام شمار عارضی ہیں)۔

سورن جینتی شہری روزگار یوجنا

سورن جینتی شہری روزگار یوجنا یکم دسمبر 1997 سے سبھی شہری اور نیم شہری علاقوں میں نافذ ہے۔ اس کی دیگر جزئیات میں دو ذیلی اسکیمیں ہیں۔ شہری روزگار پروگرام (یو۔ ایس۔ ای۔ پی) اور شہری علاقوں میں خواتین اور اطفال ترقی کی اسکیم (ڈی۔ ڈبلو۔ سی۔ یو۔ اے) میں کس کو مدد دی جائے اس کی پہچان پر گھر گھر سروے کے ذریعہ شہری بلدیاتی اداروں کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اس کے تحت کم از کم 30 فی صد خواتین، 3 فی صد معذوروں اور درج فہرست ذات اور قبائل کی اوسط تعداد کے برابر اس گروپ کے لوگوں کو امداد دینا ضروری ہے۔ 03-2002 میں کل 16,628 درخواستیں منظور کی گئیں جن میں ستمبر 2002 تک درج فہرست کمرشیل بینکوں نے 41.66 کروڑ روپے ادا کیے۔

وزیر اعظم روزگار یوجنا

تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوانوں کے لئے وزیر اعظم روزگار یوجنا 2 اکتوبر 1993 سے شروع کی گئی ہے۔ اس یوجنا کا مقصد

آٹھویں پنج سالہ منصوبے کے دوران نہایت چھوٹے کاروباروں میں شہری علاقوں کے تقریباً 10 لاکھ تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوانوں کی روزی کے لئے روزگار مہیا کرانا ہے۔ اس اسکیم کو شہری علاقوں میں 94-1993 میں اور ملک بھر میں یکم اپریل 1994 سے نافذ کیا گیا ہے۔ 02-2001 میں 2.35 لاکھ کھاتے داروں کو 1,526.37 کروڑ روپے کے قرض منظور کئے گئے جب کہ 1.74 لاکھ کھاتے داروں کو 1063.19 کروڑ روپے کی ادائیگی کی گئی۔

اقامت کاری (تعمیر مکانات) کے لیے مالیات

ریزرو بینک آف انڈیا نے سال 03-2002 کے دوران اقامت کاری مالیات کے لیے اضافی جمع کا کم سے کم 3 فی صد مختص کرنے کے لیے بینکوں کو صلاح دی ہے۔ قرض کے بہاؤ میں اضافہ کے لیے منظور قرضوں کے پس منظر میں ثالث ایجنسیوں کو دیے گئے اقامت کاری مالیات کے حصہ کے طور پر ماننے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ بینک کے ذریعہ اقامت کاری کے لیے مالیاتی فراہمی کے لیے جاری بانڈوں میں اصل کاری کو ترجیحی سیکٹر کا ہدف مانا گیا ہے۔

علاقائی دیہی بینک

علاقائی دیہی بینک کا قیام، خصوصاً دور دراز کے دیہی علاقوں کے ان لوگوں کو بینکنگ کی سہولت فراہم کرنے کی غرض سے کیا گیا ہے۔ جہاں پر بینک کی سہولیات نہیں ہیں۔ ان بینکوں کا مقصد سماج کے کمزور طبقوں کو رعایتی شرح پر ادارہ جاتی قرض فراہم کرانا ہے۔ بینکوں کا ایک مقصد دیہی بچت کو پیداوار سرگرمیوں میں لگانا بھی ہے۔ 22 مارچ 1997 سے ان بنکوں کو ہدف گروپ سے باہر کے لوگوں کو قرض دینے کی اجازت دے دی اور انہیں دئے گئے ادھار کو ترجیحی اور دیگر درجوں میں رکھا گیا، اسی طرح ان بنکوں کے ذریعہ مدتی اجماع میں بھی چھوٹ دے دی گئی۔ اس کے بعد علاقائی دیہی بنکوں کو کچھ شرائط کے ساتھ الگ الگ شرح سے سود دینے کی چھوٹ دے دی گئی۔ ان علاقائی دیہی بنکوں کی شاخوں کے ذریعے مارچ 2002 کے آخر میں دیئے گئے قرض کی رقم 18,629 کروڑ روپے تھی۔ جمع کی شکل میں 44,539 کروڑ روپے جمع کئے۔ کچھ مقررہ شرائط پوری کرنے پر علاقائی دیہی بینک غیر مقیم ہندستانیوں کا اکاؤنٹ روپے میں کھول سکتے ہیں۔

بھارتی صنعتی ترقی بینک

بھارتی صنعتی ترقی بینک (IDBI) صنعتوں کی ترقی کے لئے قرض اور دیگر سہولیات دینے والا اہم مالی ادارہ ہے۔ یہ صنعتوں کو مالی تعاون دینے والا، فروغ دینے والا اور صنعتوں کی ترقی میں لگے اداروں کے کام میں بھی تال میل قائم کرتا ہے۔ بھارتی صنعتی ترقی بینک بڑے صنعتی اداروں کو بلاواسطہ سرمایہ فراہم کرتا ہے۔ 03-2002 کے دوران کل 2,950 کروڑ روپے کی امداد منظور کی گئی، جو پچھلے سال سے کافی کم درج گئی یعنی 78.4 فی صد سے بھی کم 03-2002 میں 3,892 کروڑ روپے تقسیم کئے گئے۔

بھارتی چھوٹی صنعتوں کا ترقیاتی بینک (SIDBI)

اسمال انڈسٹریز ڈیولپمنٹ بینک آف انڈیا کا قیام ہندوستانی صنعتی ترقیاتی بینک (IDBI) کی مکمل ملکیت والے معاون بینک کے طور پر عمل میں آیا۔ یہ چھوٹے پیمانے کے سیکٹر سے صنعتوں کے فروغ، مالیات اور ترقی کے لیے اہم مالیاتی ادارہ ہے۔ SIDBI نے اپنا کام 2 اپریل 1990 سے شروع کیا اور دیگر اداروں جیسے ریاستی مالیاتی کارپوریشنوں، کمرشیل بینکوں اور ریاستی صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کے ذریعہ ملک بھر میں چھوٹی صنعتوں کو امداد فراہم کرتا ہے۔ 03-2002 میں اس نے کل 10,902 کروڑ روپے کی امداد منظور کی اور 6,787 کروڑ روپے مالی امداد تقسیم کی۔

بھارتی درآمد۔ برآمد بینک

بھارتی درآمد۔ برآمد بینک (ایکزم بینک) کا قیام یکم جنوری 1982 کو بھارتی بیرونی تجارت کو سرمایہ، سہولت وفروغ دینے کے لئے عمل میں آیا تھا۔ 03-2002 میں اس بینک نے 7,828 کروڑ روپئے کے قرض منظور کئے گئے جب کہ 5,320 کروڑ روپئے ہی کے قرض تقسیم کئے گئے۔ 2001 میں اس بینک کے جنرل فنڈ کھاتے میں 268.6 کروڑ روپئے کا خالص منافع ہوا۔

قومی ہاؤسنگ بینک

ہندوستان میں اقامت کاری کے لیے مالیاتی فراہمی چوٹی کے ادارے کے طور پر تحت اس کی تشکیل ریزرو بینک آف انڈیا پوری ملکیت میں معاون ادارے کے طور پر کی گئی۔ اسکے کام کی شروعات جولائی 1998 میں کی گئی۔ 30 جون 2003 کو این۔ ایچ۔ بی کا اداشدہ سرمایہ 450 کروڑ روپے اور محفوظ سرمایہ اور بچی رقم 766.8 کروڑ روپے ہے۔ اس نے 03-2002 میں ٹیر II پونجی کے طور پر میں 4 کروڑ روپے کی فراہمی کی۔

گولڈن جبلی دیہی ہاؤسنگ فنانس اسکیم درج فہرست بینکوں، HFCs اور کوآپریٹوں سیکٹر اداروں کے ذریعہ نافذ کی جارہی ہے۔ سال 02-2001 کے دوران 1,87,268 رہائش اکائیوں کی تعمیر کا ہدف حاصل کیا گیا۔ سال 03-2002 میں 2.25 لاکھ رہائش اکائیوں کے لیے مالی فراہمی کا ہدف رکھا گیا ہے

قومی زرعی ودیہی ترقی بینک (NABARD)

قومی زرعی ودیہی ترقی بینک، یعنی نابارڈ کا قیام 12 جولائی 1982 کو عمل میں آیا تھا۔ نابارڈ کا قیام دیہی علاقوں میں زراعت، چھوٹی صنعتوں ودیہی وگھریلو صنعتوں، دست کاروں اور دیگر مالی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لئے قرض فراہم کرنے کے لئے کیا گیا تھا، تا کہ منظم دیہی ترقی کو فروغ دیا جاسکے اور دیہی علاقوں کو خوش حال بنایا جاسکے۔

بیرونی ممالک میں بھارتی بینک

ان دنوں 42 ملکوں میں ہندستانی بینک کام کر رہے ہیں۔ ان کی 93 برانچ آفس، (6 غیر ملکی اکائیوں سمیت) 5 جوائنٹ وینچر، 15 معاون تنظیم اور 17 نیابتی آفس ہیں۔ 30 جون 2003 کو بیرون ممالک 9 ہندستانی بینک کاروبار کر رہے تھے۔ ان میں سے 8 سرکاری سیکٹر کے اور ایک غیر سرکاری سیکٹر کا تھا۔ بینک آف بڑودہ کے 17 ملکوں میں سب سے زیادہ 38 برانچ آفس تھے۔ اس کے علاوہ اس کے چھ معاون ادارے اس جوائنٹ وینچر تھا اس کے بعد اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے 28 ملکوں میں 21 برانچ آفس تھے۔ پانچ معاون ادارے دو جوائنٹ ونیچر اور نیابتی آفس تھے۔ بینک آف انڈیا کے 16 ملکوں میں 18 شاخیں اور دو معاون تنظیم، دو جوائنٹ ونیچر اور تین نیابتی آفس تھے۔

فنڈ بینک ڈویژن

وزارت مالیات کے (محکمہ معاشی امور) تحت آنے والے فنڈ بینک ڈویژن کو بین قومی (IMF) اور عالمی بینک سے رابطہ قائم کرنے اور پالیسی کے امور سونپے گئے ہیں۔ مختلف ریاستوں اور مرکزی حکومت کی وزارتوں سے ملی تجاویز کے جانچ پہلے اسی ڈویژن میں کی جاتی ہے۔ اس کے بعد مدد کے لیے عالمی بینک کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ اس کے بعد عالمی بینک ان پروجکٹ تجویز کے تعین قدر، مذاکرات اور منظوری کرنے کے سلسلے میں فنڈ بینک ڈویژن سے قریبی تال میل قائم کرتا ہے۔

عالمی بینک گروپ پانچ قریبی تعلق رکھنے والے اداروں پر مشتمل ہے۔ وہ ہیں (1) بین قومی بینک برائے نوتعمیر اور ترقی (IBRD)' (2) بین قومی ترقیاتی ایسوسیشن (IDA)' (3) بین قومی مالیاتی کارپوریشن (IFC)' (4) کثیر فریقی اصل کاری گارنٹی ایجنسی (MIGA) اور (5) اصل کاری تنازعہ کے تصفیہ کے لیے بین الاقوامی مرکز (ICSID)۔

IBRD اپنے AAA ساکھ جانچ کے استعمال سے ہونے والی سہولیات کے ذریعہ بین الاقوامی پونجی بازاروں میں موجود شرح کے مقابلے نسبتاً آسان شرح میں قرض اپنی ممبر حکومتوں کو فراہم کرتا ہے۔ ہندوستان IBRD سے اس طرح کے درمیانی قرض لینے والا ایک بڑا قرض دار ملک رہا ہے۔ ہندوستان نے IBRD سے مدد لینا 1949 سے شروع کیا تھا اور اب تک ہندوستان میں IBRD کے ذریعہ 192 ترقیاتی پروجکٹوں کے لیے سرمایہ فراہمی ہوئی۔ ہندوستان اس وقت متغیرہ پھیلاؤ کی بنیاد پر واحد کرنسی قرضوں کے تحت ادھار لے رہا ہے۔ IBRD قرضوں کی موجودہ شرح سود سالانہ 1.55 فی صد ہے (15 جولائی 2003)۔ IDA عالمی بینک سے ملحقہ کے طور پر رعایتی طویل مدتی قرضوں کی فراہمی کے لیے 1960 میں قائم ہوا تھا۔ IDA کے کریڈٹوں کے لیے کوئی سود نہیں لیا جاتا صرف کریڈٹ کی ادائیگی اور بقایہ حصہ پر 0.75 فی صد سروس چارج لیا جاتا ہے۔ حالانکہ IDA کریڈیٹوں غیر اداشدہ بقایہ پر 0.5 فی صد سالانہ کے چارج لینے کا پابند تھا لیکن بینک نے 90-1989 سے بینک ان سے دستکش ہو گیا ہے۔ 30 جون 1987 تک ہندوستان کو دی جانے والی کریڈٹ 50 سالوں میں واجب لاوا ہے اس میں انھیں 10 سال کی مزید ادائیگی مہلت بھی شامل ہے۔ جو قرض یکم جولائی 1987 سے منظور ہوئے ہیں انھیں 10 سال کی مزید مہلت کے ساتھ 35 سالوں میں ادا کیا جانا ہے۔ IDA نے اپنی شروعات سے لے کر ہندوستان میں 263 ترقیاتی پروجکٹوں کے لیے سرمایہ فراہمی کی ہے۔ IDA کی امداد میں زراعت، آبپاشی، شہری ترقی، صحت وخاندانی بہبود اور ڈیری ترقی فروغ انسانی اور دیہی ترقیاتی سیکٹروں پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ IBRD کی امداد ان سیکٹروں تک توسیع کی گئی ہے، جو نوعیت کے اعتبار سے کمرشیل ہیں جیسے ریلوے، پاور، فرٹلائزر اور ٹیلی مواصلات یہ زمرہ بندی جامع یا باہمی طور پر مخصوص نہیں ہے۔ IBRD اور JDA کے ریعہ قرض کریڈٹ امداد کی کل رقم جو مارچ 2003 تک دی گئی وہ 52,662.73 ملین امریکی ڈالر ہے۔ IFC (بین قومی مالیاتی کارپوریشن) نجی سرمایہ کاروں کے ساتھ فرمیں طور پر اشتراک کرتا ہے اور ترقی پذیر ملکوں میں کمرشیل انٹرپرایز کو پونجی فراہم کرتا ہے۔ MIGA ترقی پذیر ملکوں میں غیر کمرشیل جوکھم کے مقابل گارنٹی پیش کرنے کے ذریعہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ICSID غیر ملکی سرمایہ کاروں اور ان کے میزبان ممالک کے درمیان تنازعات کے تصفیہ میں سہولت فراہم کرتا ہے۔ ہندوستان عالمی بینک کے تمام اداروں (ICSID کو چھوڑ کر) کا ممبر ہے۔

بین قومی زرفنڈ (MIF)

بین قومی زرفنڈ (IMF) اور بین قومی بینک برائے نوتعمیر وترقیات (جسے عالمی بینک بھی کہا جاتا ہے) کا قیام جولائی 1945 میں برٹین بڈس، نیوہمپ شائر (USA) میں 44 ملکوں کی کانفرنس کے موقع پر عمل میں آیا تھا اس کے قیام کے مقاصد تھے: بین الاقوامی زری تعاون کو فروغ دینا، بین الاقوامی تجارت کی وسعت اور متوازن ترقی کی حوصلہ افزائی کرنا، زرمبادلہ کے استحکام کو بنائے رکھنا ادائیگی کے کثیر فریقی بندوست کے قیام میں مدد کرنا، ادائیگی کی مشکلات کا سامنا کر رہے ممبر ملکوں کو موزوں حفاظتی تدابیر کے تحت عارضی طور پر اپنے عام وسائل فراہم کرانا اور غیر ملکوں کے درمیان بین الاقوامی ادائیگی میں درپیش مشکل وقت میں عدم توازن کے درجے کی شوت کو کرنا اور اس کی مدت گھٹانے کے لیے کام کرنا وغیرہ۔ IMF کے معاہدے کا آرٹیکل 27 دسمبر 1945 سے موثر ہوا۔ معاون اور مستحکم عالمی زری فریم ورک کو فروغ دینے کے لیے قائم IMF ایک اہم بین الاقوامی زری ادارہ ہے۔ اس وقت 184 ممالک اس کے ممبر ہیں۔ جولائی 2002 میں مشرقی تیمور اس کا نیا ممبر بنا۔

عمل/ قرض پورٹ فولیو

IMF کا مالی سال 30 اپریل 2003 کو ختم ہوتا ہے۔ یہ مختلف ممبر ملکوں کو کئی طرح کی سہولیات مہیا کرتا ہے۔ (جیسے توسیعی فنڈ سہولت، احتیاطی سہولت، اتفاقی قرض سہولت، متلافی سہولیات وغیرہ) جو مخصوص مقصد کے لیے وضع کی گئی ہیں لیکن اصل مقصد توازن ادائیگی کو مستحکم بنانا یا غیر ملکی زر کی اچانک پیدا ہونے والی ضرورتوں کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ یہ غریب ملکوں کو غریبی کم کرنے اور ترقیاتی سہولیات کے لیے فنڈ فراہم کرنے کے ذریعہ بھی مدد کرتا ہے۔ اپریل 2003 کی صورتحال کے مطابق یہ فنڈ 14 ممبر ملکوں کو تائیدی یا احتیاطی سہولت، تین ممبر ملکوں کو توسیع سہولت اور 36 غریب ملکوں کو غریبی کم کرنے اور ترقیاتی سہولت کے کی شکل میں ادھار دے رہا تھا۔ اس کا کل ادھار بقایا علی الترتیب 48,839 ارب، 7,206 ارب اور 4,630 ارب SDRs تھا۔

بورڈ آف گورنرس اور ایکزیکٹو بورڈ

IMF کے بورڈ آف گورنرس میں ہر ممبر ملک سے ایک گورنر اور ایک متبادل گورنر ہوتا ہے۔ عام طور پر سال میں ایک بار سالانہ میٹنگوں کے دوران (عموماً ستمبر/اکتوبر میں منعقد ہوتی ہے) اس کی میٹنگ ہوتی ہے۔ IMF کے روزمرہ کے انتظامیہ کی ذمہ داری مینیجنگ ڈائرکٹر کی ہوتی ہے۔ بورڈ آف ایگزیکٹو ڈائرکٹرس میں 24 ڈائرکٹر ہوتے ہیں، جنھیں ممبر ملک رممبر گروپ منتخب مقرر کرتے ہیں مینیجنگ ڈائرکٹر ان کا چیرمین ہوتا ہے۔ یہ ایگزیکیٹو باڈی ہوتی ہے۔ جرمنی کے شہری جناب ہورسٹ کوہلر مئی 2000 سے اس کے مینیجنگ ڈائرکٹر ہیں اس کے تین ڈپٹی مینیجنگ ڈائرکٹر بھی ہوتے ہیں۔

ہندوستان اور بین قومی زر فنڈ

ہندوستان بین قومی زری فنڈ کا بانی ممبر ہے۔ مرکزی وزیر مالیات IMF کے بورڈ آف گورنرس میں گورنر ہوتے ہیں۔ ریزرو بینک آف انڈیا کے گورنر اس بورڈ کے لیے متبادل گورنر ہوتے ہیں (وزیر مالیات کی جگہ پر) اس ادارے میں ملک کی موجودہ نمائندگی ایک ایگزیکٹو ڈائرکٹر کے ذریعہ کی جارہی ہے۔ جو تین اور ممالک بنگلہ دیش، سری لنکا اور بھوٹان کی بھی نمائندگی کرتا ہے۔ ہندوستان بین قومی زری کمیٹی (IMFC) کی میٹنگوں میں باقاعدگی سے شامل ہوتا رہا ہے۔

ہندوستان کا کوٹہ اور ترتیب

IMF میں ہندوستان کا موجودہ کوٹہ اس وقت کے کل 212 ارب SDR (مخصوص حق حصول) میں 415.82 کروڑ SDR ہے جس کے 1.961 فی صد شیئر اسے ملے ہوئے ہیں۔ کوٹہ کی بنیاد پر ہندوستان کی اضافی پوزیشن 13 ویں مقام پر ہے۔ تاہم ووٹ دینے کے حصہ کے بنیاد پر (مجموعی ور پر اس کے حلقہ انتخاب یعنی بنگلہ دیش بھوٹان اور سری لنکا کو ملا کر) اس کا مقام 21 واں ہے۔ کوٹے کی 12 ویں نظر ثانی 31 جنوری 2003 کو پوری ہوئی لیکن کوٹہ میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

IMF میں ہندوستان کا کوٹہ 4158.2 SDR ملین ہے جو کہ 3,466.35 ملین روپے کی سیکوریٹیز IMF کے ذریعہ کیش ہولڈنگ 203 ملین اور 488.80 ملین SDRs کی کریڈٹ حصہ (غیر ملکی کرنسی میں) ہے۔

SDR کے تعین اور ہندوستان کے بقایا مال (ہولڈنگ)

IMF کے ذریعہ اب تک تخلیق کیے گیے SDR نے ہندوستان کو 68,1170 کروڑ SDR مختص کیا جا چکا ہے۔ ممبر ملک SDR رکھ سکتے ہیں، ادائیگی میں استعمال کر سکتے ہیں یا دیگر ممبر ملکوں کو فروخت کر سکتے ہیں، تمام ممبر ملکوں کو باقی رقم کے لیے بین

قومی زری فنڈ انھیں معاوضہ دیتا ہے اور مختص SDR کے لیے ممبروں سے چارج کرتا ہے۔ 30 اپریل 2003 کی صورتحال کے مطابق ہندوستان کے مختص کوٹے میں سے صرف 28.35 لاکھ ایس ڈی آر باقی تھے۔

ڈیولپمنٹ گیٹ وے فاؤنڈیشن

ڈیولپمنٹ گیٹ وے فاؤنڈیشن ایک منافع نہ کمانے والا ایک کارپوریشن ہے جس کا ہیڈکوارٹر امریکا کے واشنگٹن ڈی سی میں ہے۔ اس ادارے نے انفارمیشن اور مواصلاتی ٹکنالوجی کے استعمال کی حوصلہ افزائی کر کے غریبی گھٹانے اور متواتر فروغ دینے کی اسکیم بنائی ہے۔ ہندوستان اس کارپوریشن کا بانی ممبر ہے۔ اس کے بورڈ میں عالمی بینک کے علاوہ جو دیگر ممالک شامل ہیں وہ ہیں: جرمنی، جاپان، آسٹریلیا، مالی (نیدرلینڈ) ہندوستان، جنوبی کوریا اور پاکستان۔ حکومت ہند اس ادارے کو تین سالوں میں 50 لاکھ امریکی ڈالر دینے کے لیے راضی ہوئی ہے۔ اس کارپوریشن نے 2000 میں ہندوستان میں ایک تحقیقی اور ترتیبی مرکز قائم کرتا ہے۔ سافٹ ویر ٹکنالوجی کا قومی مرکز، بنگلور اس کی نفاذ ایجنسی ہے۔ 16 دسمبر 2002 سے اس کا ادغام سینٹر فار ڈیولپمنٹ آف ایڈوانسڈ کیوٹنگ (C-DAC) میں ہو چکا ہے۔

بین الاقوامی فنڈ برائے زرعی ترقی IFAD

انٹرنیشنل فنڈ فار ایگریکلچرل ڈیولپمنٹ کا قیام ورلڈ فوڈ کانفرنس کی سفارش پر 1977 میں کی گئی۔ اس کانفرنس نے ترقی پذیر ملکوں میں زرعی ترقی پروجیکٹوں کے لیے مالی فراہمی کے لیے ایک ادارے کے قیام کی تائید کی تھی۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اس سفارش کی توثیق کی اور عالمی ادارے کی تیرھویں ایجنسی کے طور پر اس فنڈ کو قائم کیا گیا۔ 163 ملک اس ایجنسی کے ممبر ہیں۔ اس کے ممبروں کو تین فہرستوں میں درجہ بند کیا گیا ہے۔ اب تک اس ادارے سے ہندوستان کے 17 پروجیکٹوں کے لیے 41.806 کروڑ امریکی ڈالر کی مدد مل چکی ہے۔

عالمی ماحولیاتی سہولت

کروی ماحولیاتی سہولت (GEF) ایک مالی میکانیت ہے جو کروی ماحول کی حفاظت کے لیے کی جا رہی سرگرمیوں اور پروجیکٹوں کے لیے ترقی پذیر ملکوں کو امدادی فنڈ فراہم کرتا ہے۔ اس ادارے سے چار طرح کے پروجیکٹوں اور سرگرمیوں کے لیے وسائل فراہم کرائے جاتے ہیں سردی گرمی، حیاتیاتی تنوع کو نقصان، بین الاقوامی آبی آلودگی اور اوزون پرت کی تنزلی پر خصوص توجہ دی جاتی ہے۔

GEF میں اس کے قائم ہونے کے سال 1991 سے ہی ہندوستان والیس ترقی پذیر ملک کے طور پر اس میں شامل رہا ہے اور GEF کی تشکیل اور تعمیری میں اس نے اہم کردار نبھایا ہے۔ ہندوستان GEF کو عطیہ دیتا بھی ہے اور لیتا بھی ہے۔

ایشیائی ترقیاتی بینک (ADB)

ایشیائی ترقیاتی بینک 61 ممبر ممالک کی بین الاقوامی شراکت کا ادارہ ہے جو 1966 میں قائم ہوا تھا۔ اس کا ہیڈکوارٹر منیلا میں ہے۔ اس بینک کا مقصد ایشیاء اور پیسفک خطے میں اقتصادی اور سماجی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا ہے۔

ہندوستان نے ADB سے (صرف پونجی وسائل) سے قرض لینا 1986 سے شروع کیا تب سے اسی بینک کے پبلک سیکٹر ونڈو سے ہندوستان کا ادھار بڑھتا گیا۔ 31 دسمبر 2002 کو منظور پروجیکٹوں کو ملا کر ہندوستان پبلک سیکٹر کے (ختم شدہ قرضوں کو

چھوڑ کر 11.481 ارب امریکی ڈالر لے چکی ہے۔ یہ بینک پبلک سیکٹر کے لیے اب تک (31 دسمبر 2002 تک) کل 6,265 ارب امریکی ڈالر ادائیگی کر چکا ہے۔ حکومت کی گارنٹی کے بغیر یہ ہندوستان کے نجی سیکٹر کے لیے بھی 31 جنوری 2003 تک 21.77 کروڑ امریکی ڈالر کی قرض امداد دے چکا ہے۔ اس بینک کے ذریعہ ہندوستان کو دی گئی تکنیکی امداد بھی لگاتار بڑھی گئی ہے۔ 1988 میں اس سے محض 60 ہزار امریکی ڈالر کی قرض امداد ہندوستان کو ملی تھی جبکہ 31 دسمبر 2002 تک امدادی رقم جمعی طور پر 8.4567 کروڑ ڈالر تک ہوگئی تھی۔ 2002 میں ایشیائی ترقیاتی بینک نے 26 تکنیکی امداد کو منظوری دے کر 1.32 کروڑ امریکی ڈالر دیے تھے۔ یہ امداد ادارہ جاتی استحکام موثر پروجکٹ نفاذ اور پالیسی پر مبنی اصلاحات کے لیے تھی۔

اس وقت ہندوستان ایشیائی ترقیاتی بینک کی مدد والے 27 پروجکٹ اور 56 تکنیکی پروجکٹ چل رہے ہیں۔

انشورنس ڈویژن

لائف انشورنس کارپوریشن آف انڈیا

لائف انشورنس کارپوریشن آف انڈیا اپنے ممبئی میں قائم مرکزی دفتر اور ممبئی، کلکتہ، دہلی، چنئی، حیدرآباد، کان پور اور بھوپال میں قائم سات علاقائی دفاتر، اہم شہروں میں قائم اپنے 100 علاقائی دفاتر اور 2048 شاخ دفاتر کے ذریعے کام کرتا ہے۔ 31 مارچ 2003 تک ملک بھر میں اسکے 9,88,358 لاکھ مستعد ایجنٹ پھیلے ہوئے تھے۔ یہ بیرونی ممالک میں بھی کاروبار کرتا ہے اور اس کے دفاتر فیجی، ماریشس اور برطانیہ میں ہیں۔ جیون بیما کارپوریشن بیرونی ممالک میں بیما کے میدان میں مشترکہ کاروبار سے منسلک ہے۔ جیسے کینی، انڈیا انشورنس کمپنی لمیٹڈ، نیروبی، یونائٹیڈ اور نیشنل انشورنس لمیٹڈ۔ کوالالمپور، لائف انشورنس کارپوریشن (انٹرنیشنل) ای۔ سی بحرین۔ کارپوریشن نے کاٹھمنڈو میں مقامی صنعتی گروپ کے ساتھ جیون بیما نگم (نیپال) لمیٹڈ کے نام جوائنٹ کمپنی بنائی۔ افریقہ میں بیما کرنے کے لیے ایل۔ آئی۔ سی (ماریشس) نام سے لمیٹڈ غیر ملکی کمپنی بنائی گئی۔

بھارتی جیون بیما کارپوریشن نے 03-2002 کے دوران 239.30 لاکھ انفرادی پالیسیوں کے تحت 1,76,088.89 کروڑ روپے کا نیا کاروبار کیا ہے۔ جیون بیما کارپوریشن کے گروپ انشورنس یعنی گروپ بیما شعبے نے 9,450 اسکیموں کے تحت 1,645 کروڑ روپے کا کاروبار کیا اور 18.32 لاکھ لوگوں کو تحفظ فراہم کیا۔ اس کے علاوہ کارپوریشن نے 2,41,034 نئی انفرادی پنشن پالیسی فروخت کی۔

31 مارچ 2003 کو لائف انشورنس کارپوریشن کا لائف فنڈ 2,76,243 ارب تک پہنچ گیا۔ 03-2002 کے دوران کارپوریشن نے پالیسی ہولڈروں کی موت کے معاملوں میں 2,515 کروڑ روپے میچورٹی دعوں کے تحت 14,437 کروڑ روپے اور سالانہ دعوں کے تحت 1,008 کروڑ روپے کی ادائیگی کی۔

سماجی تحفظ گروپ اسکیم

بھارتی جیون بیما کارپوریشن کے ذریعے انتظامی سماجی تحفظ فنڈ (SSF) کا قیام 1989-1988 میں عمل میں آیا تھا، تاکہ سماج کے کمزور اور غیر محفوظ طبقوں کی بیمے سے متعلق ضرورتیں پوری کی جا سکیں۔ 31 مارچ 2003 کو مختلف سماجی تحفظ گروپ منصوبوں کے تحت 24 پیشہ وارانہ مالی تعاون گروپوں کے 43 لاکھ سے زائد لوگ آتے تھے۔ ان کو مالی تعاون سماجی تحفظ فنڈ سے دیا جاتا ہے۔ ان منصوبوں کے تحت 18 سے 60 سال کے لوگوں کو قدرتی اموات پر 5,000 اور ناگہانی و اتفاقی اموات پر 25,000 روپے دیئے جاتے ہیں۔ بیمے کی قسط کا 50 فیصد سماجی تحفظ فنڈ دیتا ہے اور 50 فیصد فائدہ اٹھانے والے کو دینا پڑتا ہے۔ جزوی طور پر معذور افراد کو 12,500 روپے دیئے جاتے ہیں۔

پورے ملک میں منظم دیہی ترقی پروگرام سے فائدہ اٹھانے والے 60-18 کی عمر کے لوگوں کا بھارتی جیون بیما کارپوریشن کے ذریعے چلائی جارہی گروپ جیون بیما اسکیم جیسے سورن جینتی گرام سوروز گار کہا جاتا ہے، کے تحت بیما کیا جاتا ہے۔ اس کی پوری قسطیں حکومت ہند چکاتی ہے۔ بیما کرانے والے کو عام موت کی حالت میں 5,000 روپے اور اتفاقی موت ہونے پر 10,000 روپے ملتے ہیں۔ 03-2002 میں 5,280 دعووں کو نے باق کیا گیا۔

جن شری بیمہ یوجنا

جن شری بیمہ یوجنا 10 اگست 2000 کو شروع کی گئی۔ اس نے سماجی تحفظ گروپ انشورنس اسکیم اور دیہی گروپ لائف انشورنس کی جگہ لی۔

اس اسکیم کے تحت فطری موت پر بیمہ ہولڈر کو 20 ہزار روپے دئے جاتے ہیں۔ حادثہ کی وجہ سے موت یا مستقل معذوری کی حالت میں 50 ہزار روپے کا فائدہ دیا جائے گا۔ جزوی معذوری کی حالت میں 25 ہزار روپے دئے جائیں گے۔ اس اسکیم کے تحت فی شخص پریمیم 200 روپے ہے۔ ان کا 50 فی صد حصہ سماجی تحفظ فنڈ سے دیا جائے گا باقی رقم بیمہ لینے والا خود دیگا یا نوڈل ایجنسی ادا کریگی۔ 31 مارچ 2003 تک اس یوجنا کے تحت 11.58 لاکھ لوگوں کا احاطہ کیا گیا۔

کرشی شرمک سماجک سرکشا یوجنا

یہ اسکیم یکم جولائی 2001 سے شروع ہوئی۔ اس میں لائف انشورنس تحفظ، مدتی یک مشت فوائد بقا اور زرعی مزدوروں کو پنشن مفاد دیا جاتا ہے۔ اس اسکیم میں 18 تا 50 سال تک کے لوگ شامل ہوسکتے ہیں شروعات میں گروپ کی کم سے کم ممبر شپ 20 کی کردی جاتی ہے۔ حادثہ کے سبب موت یا مستقل معذوری کی صورت میں 50,000 روپے دیے جاتے ہیں اور جزوی معذوری کی حالت میں 25,000 روپے ملتے ہیں اس کے علاوہ اسکیم میں شامل ہونے کے ہر ایک دس سال کے آخر میں ممبر کو یکمشت فوائد بقا کی ادائیگی کی جاتی ہے۔ 60 سال عمر کے بعد ممبر کو پنشن دی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت 60 سے پہلے قدرتی مدت ہونے پر 20,000 روپے دیے جاتے ہیں اور سود کے ساتھ جمع رقم واپس

اس کے ممبر کو ہر سال 365 روپے پریمیم کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے، حکومت اس سے دوگنی رقم کا اشتراک کرتی ہے۔ پہلے مرحلے میں یہ اسکیم ملک بھر میں منتخب کئے ہوئے ضلعوں میں چلائی جارہی ہے۔ 31 مارچ 2003 تقریباً ایک لاکھ زرعی مزدور اس اسکیم میں شامل ہوچکے تھے۔

شکسا سہیوگ یوجنا

یہ اسکیم 31 دسمبر 2001 کو شروع کی گئی۔ اس کا مقصد بچوں کی تعلیم کے اخراجات کو پورا کرنے میں والدین کی مدد کرنا ہے۔ اس کے تحت ان طلبا کو وظیفہ دیا جاتا ہے جن کے ماں باپ غریبی کی لائن سے نیچے یا اس سے کچھ اوپر گزر بسر کر رہے ہوں۔ جن شہری بیمہ یوجنا کے ممبر ہوں اور 9 ویں سے 12 ویں کلاس میں پڑھتے ہوں۔ جن شہری بیمہ یوجنا کے ممبر کے زیادہ سے زیادہ دو بچوں اور زیادہ سے زیادہ چار سال تک ہر تین مہینے پر ہر ایک طالب علم کو 300 روپے کا وظیفہ دیا جاتا ہے۔

اس مفاد کے لیے پریمیم نہیں لیا جاتا ہے۔ 31 مارچ 2003 تک 47,026 مفادیوں کو وظیفہ دیا جاچکا ہے۔

31 مارچ 2003 کو سال 03-2002 کے لیے سبھی اعداد و شمار عارضی ہیں اور اس کا آڈٹ بھی نہیں ہوا ہے۔

پبلک سیکٹر کی عام بیمہ کمپنیاں

بھارت میں جنرل بیا صنعت کو عام بیمہ کاروبار (قومیانہ) ایکٹ 1972 کے ذریعہ قومیایا گیا جو یکم جنوری 1973 کو نافذ ہوا۔100 سے زیادہ غیر بیمہ ہندوستانی اور بیرونی کمپنیوں کو ملک کی چار اہم کمپنیوں میں تقسیم کردیا گیا:(i) نیشنل انشورنس کمپنی لمٹیڈ (ii) نیو انڈیا انشورنس کمپنی لمٹیڈ (iii) اورینٹل انشورنیس کمپنی لمٹیڈ (iv) یونائیٹیڈ انڈیا انشورنس کمپنی لمٹیڈ ان کے ہیڈ کوائٹر علی الترتیب کولکاتہ، ممبئی نئی دہلی اور چنئی میں واقع ہیں ۔ جنرل انشورنس کارپوریشن (GIC) ان پبلک سیکٹر کی عام بیمہ کمپنیوں کی ہولڈنگ کمپنی تھی۔اب اسے الگ کردیا گیا ہے اور 3 نومبر 2000 سے پھر بیمہ کنندہ کے طور پر منظوری دی گئی ہے۔GIC اور دیگر چاروں کمپنیوں کی حصہ پونجی حکومت کے پاس ہے یہ سبھی پانچوں کمپنیاں سرکاری کمپنیاں ہیں اور کمپنی ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ قومیائے جانے کے بعد عام بیمہ کاروبار پھیلاؤ اور مقدار دونوں لحاظ سے بڑھا ہے چاروں کمپنیوں کے 2,699 برانچ دفاتر اور 92 علاقائی دفاتر ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔GIC اور اس کی معاون کمپنیوں کی نمائندگی سیدھے شاخوں کے ذریعہ یا ایجنسیوں کے ذریعہ 16 ملکوں میں ہے اور 14 دیگر ممالک میں ایسوشیٹ رمقامی شرکتی معاون کمپنیوں کے ذریعہ یہ کاروبار کرتی ہیں۔

پبلک سیکٹر کی ان چاروں کمپنیوں کی سال 02-2001 کے دوران پریمیم آمدنی 12,229 کروڑ روپے ہوئی تھی، جب کہ 01-2000 میں یہ 10,772 کروڑ روپے تھی۔ یہ پچھلے سال کی پریمیم آمدنی کے مقابلے 13.52 فی صد زیادہ ہے۔ 02-2001 میں ان کمپنیوں کی خالص پریمیم 11,416 کروڑ روپے تھی جو کہ 01-2000 میں پریمیم آمدنی سے 11.13 فی فصد زیادہ ہے۔02-2001 میں اس صنعت کو 01-2000 کے 937 کروڑ کے مقابلے 393 کروڑ کا مجموعی فائدہ ہوا۔ یہ پچھلے سال کے مقابلے 58.06 فی صد کم ہے۔اس طرح 02-2001 میں صنعت کی مجموعی آمدنی 02-2001 کے 937 کروڑ کے مقابلے 393 کروڑ کے مجموعی فائدے کی رہی۔ یہ پچھلے سال کے مقابلے 58.06 فی صد کم ہے۔اس طرح 02-2001 کی صنعت کا پچھلا خالص منافع 272 کروڑ درج کیا گیا جو 01-2000 کے 794 کروڑ کے مقابلے 65.74 فی صد کم ہے۔

میڈی کلیم بیمہ پالیسی

میڈی کلیم، بیمہ میں کسی شخص کے ذریعہ بیمہ مدت کے دوران کسی بیماری یا مرض کے لگ جانے یا چوٹ کھا جانے پر اس کے اسپتال یا گھر میں علاج پر خرچ کی گئی رقم کی واپسی کا اہتمام ہے۔ یہ بیمہ اسکیم 5 سے 80 سال تک کی عمر والے لوگوں کے لئے کھلی ہوئی ہے۔تین مہینے سے 5 سال تک کی عمر والے بچوں کو بھی پالیسی اس اسکیم میں اضافی پریمیم دے کرائی جاسکتی ہے بیمہ کی رقم 15,000 سے 5,000,000 روپے تک ہوسکتی ہے اور پریمیم کی رقم بیمہ شدہ رقم اور عمر کے لحاظ سے ہوگی۔ کم ترین 15,000 روپے کے لیے 213 روپے سالانہ کرے کم عمر والے کو دینا ہوگا زیادہ سے زیادہ 5,000,000 کا بیمہ کرانے والے 76 تا 80 سال کی عمر والے افراد کے لیے 17,156 روپے سالانہ دینے ہونگے۔ انکم ٹیکس دفعہ 80D کے تحت ادا کئے گئے طبی بیمہ پریمیم پر 10,000 روپے تک کی حد پر انکم ٹیکس دستیاب ہے جبکہ سینیر شہریوں کے لیے یہ حد بڑھا کر 15,000 روپے کردی گئی ہے۔

تھرڈ پارٹی ایڈمنسٹریٹر

میڈی کلیم میں بیمہ شدہ شخص پہلے علاج پر اپنی رقم صرف کرتا ہے اور بعد میں اس کی ادائیگی لے سکتا ہے۔ تیسرا فریق مہتم (TPA) نظام 17 ستمبر 2001 سے شروع کیا گیا۔ TPA نظام کا مقصد یہ یقینی بنانا ہے۔ کہ بیمہ شدہ شخص کا علاج نامزد اسپتالوں نرسنگ ہوم میں بغیر نقد ادائیگی کے ہوسکے۔اس نظام کے تحت میڈی کلیم پالیسی حاصل بغیر نقد ادائیگی کے علاج کی سہولت پانے

کے لیے ان اسپتالوں رزرسنگ ہوم کی فہرست میں ایک اسپتال رزرسنگ ہوم کا انتخاب کر سکتا ہے جن کے ساتھ TPA کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اگر پالیسی کا حامل کسی ایسے اسپتال میں علاج کراتا ہے جس کے ساتھ TPA نظام نہیں ہے تو دعوے کو بازادائی کی بنیاد پر گھٹایا جائیگا۔

جن آروگیہ بیمہ پالسی

'جن آروگیہ' بیما پالیسی خاص طور سے آبادی کے اس بڑے حصے کے لئے ہے، جو علاج کا بھاری خرچ نہیں اٹھا سکتے ۔ اس تحت ہر شخص کو ہر سال 5,000 روپے فراہم کئے جاتے ہیں۔ پریمیم کی رقم 45 سال کی عمر تک بیما کرانے والے شخص کے لیے 70 روپے سالانہ، 46 سال سے زیادہ اور 70 سال تک کی عمر کے لوگ بھی کچھ زیادہ رقم دے کر یہ بیمہ کرا سکتے ہیں۔ 25 سال سے کم عمر کے دو دست نگر کے لئے 50 روپے فی شخص فی سال ہے۔ اس بیما پالیسی کے تحت کسی شخص کے طبی خرچ کی بھرپائی کر دی جاتی ہے۔

اوورسیز میڈی کلیم پالیسی

اس پالیسی کے تحت 70 سال تک کی عمر کے وہ تمام افراد جو تجارت کے لیے یا سرکاری کام سے بیرون ممالک سفر پر جاتے ہیں وہ بھی اس کے تحت مفادی ہو سکتے ہیں اس پالیسی میں دو طرح کی پالیسی دستیاب ہیں منصوبہ :A امریکا اور کناڈا کو چھوڑ پوری دنیا کے سفر کے لیے فوائد کی حد امریکی ڈالر 50,000 منصوبہ :B فوائد کی حد ایک لاکھ امریکی ڈالر جس میں امریکا اور کناڈا سمیت پوری دنیا کا سفر شامل ہے۔

ودیش یاترا متر پالیسی

ایک نئی پالیسی جسے ''ودیش یاترا متر پالیسی'' کہا جاتا ہے، اسے یکم جنوری 1998 سے چار قومیائی گئی جنرل انشورینس کمپنیوں نے شروع کیا تھا۔ اس کے تحت بیرون ممالک سفر کے دوران طبی اخراجات کے لیے تاوان دینے کے علاوہ پالیسی میں درج ذیل کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔ (i) شخصی حادثے کے لیے US$25,000 (ii) شخصی بیگ کے ضائع ہونے کی صورت میں US$1,000 (iii) بیگ ملنے کی تاخیر کی صورت میں US$ 100 (iv) پاسپورٹ گم ہو جانے پر US$250 اور (v) ذاتی واجبات US$2,00,000 تک۔

بھاگیہ شری چائلڈ ویلفیر بیمہ یوجنا

19 اکتوبر 1998 کو شروع کی گئی بھاگیہ شری بال کلیان پالیسی 18 برس تک کی ایسی لڑکیوں کے لئے ہے جن کے والدین کی عمر 60 سال سے زائد نہ ہو۔ ہر لڑکی یا ماں باپ میں سے دونوں کے معاملے میں پالیسی ایک یا دونوں کی موت کی صورت میں لڑکی کے نام کسی مالیاتی ادارے میں 25,000 روپے جمع کرائے جائیں گے اس میں سے 18 سال کی عمر ہونے پر بچی کو ایک طے رقم ہر سال دی جائے گی۔ باقی کی رقم لڑکی 18 سال کی ہونے پر حاصل کر سکے گی۔

راج راجیشوری مہیلا کلیان بیمہ یوجنا

راجیشوری خاتون بہبود اسکیم 19 اکتوبر 1998 کو شروع کی گئی جس میں 10 سے 75 سال کی خواتین کو ان کے کاروبار کو دیکھے بغیر بیمہ تحفظ کیا جاتا ہے اس میں 15 روپے سالانہ کی پریمیم میں مکمل معذوری کی حالت میں 25,000 روپے تک کی بیمہ رقم دی جاتی ہے اس میں شوہر کے مر جانے پر بھی 25,000 روپے کا بیمہ تحفظ ہوتا ہے۔

کسان کارڈ کے حاملین کے لیے شخصی حادثہ بیمہ اسکیم

کسان کریڈٹ کارڈ ہولڈروں موت یا معذوری کی حالت ان کے متعلقین کے لیے شخصی حادثہ بیمہ اسکیم 10 اکتوبر 2001 کو شروع کی گئی۔ ؤاس کے تحت کارڈ ہولڈروں کی موت یا مستقل معذوری کی حالت میں 50,000 روپے یا جزوی معذوری کی حالت میں 25,000 روپے کی تلافی کی جائیگی۔ یہ پالیسی 70 سال تک کی عمر تک کے سبھی کارڈ حاملین کا احاطہ کرتی ہے۔ پریمیم 17.85 روپے فی شخص سالانہ ہے۔ اگر پالیسی تین سال کی ہے تو پریمیم 45 روپے سالانہ ہے پریمیم KCC ہولڈر اور جاری کرنے والے بینک کے ذریعہ 2:1 کے تناسب میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

قومی زرعی بیمہ اسکیم

حکومت نے 2000-1999 کے ربیع کے موسم سے، راشٹریہ کرشی بیمہ یوجنا، شروع کی ہے یہ یوجنا جامع فصل بیمہ اسکیم ہندوستان کی جگہ پر ہے۔ یہ اسکیم نئی قائم زرعی انشورنس کمپنی کے ذریعہ نافذ کی جارہی ہے اس اسکیم کا اہم مقصد قدرتی آفات کے سبب ضائع ہونے والی فصلوں کی وجہ سے کسانوں کے ہونے والے نقصانات کی بھرپائی کرنا ہے ان نقصانات میں کیڑے لگنا فصلوں کو بیماری لگنا، خشک سالی اور اولہ باری، سمندری طوفان آگ وغیرہ شامل ہے۔ اسطرح اگلے موسم کے لیے قرض صلاحیت بنائے رکھی جاتی ہے۔

زرعی بیمہ

ہندوستانی زرعی بیمہ کمپنی لمیٹیڈ نام کی اس کمپنی کی تشکیل کمپنی ایکٹ 1956 کے تحت 20 دسمبر 2002 کو کی گئی۔ اس میں جنرل انشورنس کارپوریشن اور بیمہ سیکٹر کی چار جنرل انشورنس کارپوریشنوں نے پونجی اصل کاری کی۔ اس نئی کمپنی کا اہم کاروبار قومی زرعی بیمہ لاگو ہے۔ یہ تنظیم فصل بیمہ کے علاوہ دیگر متعلقہ دیہی رزرعی جوکھموں کا بیمہ بھی انسب وقت پر شروع کریگی۔

ہمہ گیر صحت بیمہ اسکیم

04-2003 کی بجٹ تقریر کی تعمیل میں پبلک سیکٹر کی عام بیمہ کمپنیوں کے ذریعہ کمیونٹی پرمبنی ہمہ گیر صحت بیمہ اسکیم بنائی گئی تاکہ عام آدمی کو، خاص طور پر سماج کے کمزور طبقات کی حفظان صحت کی سہولیات فراہم کی جاسکے۔ اس پالسی میں خاندان کے سارے ممبروں کو اسپتال میں علاج کے لیے طبی مصارف میں سے 30,000 روپے کی تلافی کا اہتمام کے گیا ہے۔ حادثہ کے سبب موت ہونے پر خاندان کے سربراہ کو 25,000 روپے ملیں گے اور کمانے والے ممبر کی کمائی بند ہونے پر زیادہ سے زیادہ 15 دنوں تک 50 روپے روزانہ کے حساب تلافی سے کی جائیگی۔

لوک عدالتیں

موٹر حادثے میں فریق ثلاثی کے دعوے کو عدالت میں لے جائے بغیر آپس میں سلجھانے کے لیے "لوک عدالت" کا تصور اپنالیا گیا ہے۔ سوتھرڈ پارٹی کے دعوں کو نمٹانے کے لیے لوک عدالتیں 1985 سے لگائی جاتی ہیں۔ یہ ایک ایسا فورم فراہم کرتی ہیں جہاں فریقین تنازعات کو نمٹانے کے لیے اکٹھا ہو کر مل بیٹھتے ہیں اور کسی تصفیے پر پہونچتے ہیں۔ عام طور پر ریاستی قانونی بورڈوں یا ضلع قانون امداد کمپنیاں الگ الگ مقامات پر عدالتیں لگاتی ہیں متاثر فریق کو لوک عدالتوں کے ذریعہ جلد راحت مل جاتی ہے نتیجتاً اسے عام عمل کاری سے نہیں گزرنا پڑتا جس میں وقت زیادہ لگتا ہے۔

جلد راحت اسکیم

جنرل بیما کارپوریشن کی معاون کمپنیوں نے جلد راحت یوجنا شروع کی ہے۔ اس کا مقصد سڑک حادثے کے شکار لوگوں کو جلد معاوضہ ادا کرنا ہے۔ اس اسکیم کے تحت دعویدار کو معاوضے کا دعوی کرنے کے لئے موٹر حادثہ دعوی عدالت کے سامنے نہیں جانا پڑتا اور وہ سیدھے متعلقہ بیما کمپنی کے پاس جا سکتا ہے۔ 18 سال یا زائد عمر کے لوگوں سے منسلک حادثہ کے شکار لوگوں کی مہلک چوٹ کے دعوؤں کو غور وفکر کے لئے قبول کیا جاتا ہے۔ یہ اسکیم احمد آباد، ممبئی، بنگلور، کلکتہ، دہلی، کوچی، چنئی اور پونا میں چل رہی ہے۔

بیمہ سیکٹر میں اصلاح

بیمہ سیکٹر ہندوستان کے مالیاتی بازار کا اہم حصہ ہے۔ ملک میں پونجی کی تشکیل میں اس کی نمایاں اہمیت ہوتی ہے۔ اس سیکٹر میں اصلاحات کی شروعات بیمہ ریگولیٹری اور ترقیاتی اتھارٹی ایکٹ 1999 پاس کیے جانے کے ساتھ ہوئی اس قانون کے بننے کے جو بیمہ بازار میں نجی سیکٹر کی بیمہ کمپنیوں کے داخلے کی راہ آسان ہوئی اور بیمہ ریگولیٹری ترقیاتی اتھارٹی کی تشکیل ہوئی۔

بیمہ ریگولیٹری اور ڈیولپمنٹ اتھارٹی

بیمہ ریگولیٹری اور ترقیاتی اتھارٹی کی تشکیل 19 اپریل 2000 کو کی گئی۔ اس کا مقصد بیمہ پالیسی حاملین کے مفاد کا تحفظ کرنا، بیمہ صنعت کو باضابطہ بنانا اور حوصلہ افزائی کرنا اور اس کے منظم فروغ کو یقینی بنانا ہے۔ اس اتھارٹی میں ایک چیرپرسن، چار کل وقتی ممبر اور چار جزوی ممبر ہوتے ہیں۔

یہ اتھارٹی بیمہ سیکٹر کو باضابطہ بنانے کے لیے ریگولیشن جاری کرتا ہے۔ بیمہ کے ہر شعبہ میں جیسے بیمہ ایجنسیوں کے بارے میں ضابطہ، ساکھ داری حاشیہ، مکرر بیمہ، بیمہ کرانے والوں کا رجسٹریشن، دیہی، اور سماجی سیکٹر کے لیے بیمہ کاروں کی ذمہ داری، حساب کاری عمل وغیرہ کے بارے میں ضابطہ ہو سکتا ہے۔

بیمہ (ترمیم) ایکٹ 2002

حکومت نے نجی سیکٹر کے لیے کھولے جا چکے بیمہ سیکٹر کو بہتر اہتمام کے لیے بیمہ (ترمیم) ایکٹ 2002 پاس کیا ہے۔ اس ایکٹ میں بچولیوں کے طور پر دلالوں کو اجازت، کارپوریٹ ایجنسیوں کی صلاحیت میں زیادہ لچیلا پن لانے کی اجازت اور کریڈٹ کارڈ، اسمارٹ کارڈ وغیرہ کے ذریعہ انٹرنیٹ پر پریمیم ادائیگی کے آسان طریقوں کی شروعات، شیر ہولڈر اور پالیسی ہولڈر کے درمیان زاید کے تعین میں تبدیلی، بیمہ سیکٹر میں کوآپریٹیوں کا راست داخلہ اور تکنیکی قسم کے کم دیگر ضروری ترمیم جو کھولے گئے سیکٹر کے ایسے اہتمام کے لیے ضروری ہیں، شامل ہیں۔

عام بیمہ کاروبار (قومیانا) ترمیم ایکٹ 2002

بیمہ ریگولیٹری اور ترقیاتی اتھارٹی ایکٹ 1991 کو وضع کرنے کے بعد بیمہ ایکٹ 1938 کے اہتمام کے مطابق ہندوستانی مکرر بیمہ کاروں کو نامزد کرنا ضروری تھا۔ مرکزی حکومت نے فیصلہ کیا کہ پبلک سیکٹر کی چاروں بیمہ کمپنیوں کی ہولڈنگ کمپنی جنرل انشورنس کمپنی (GIC) کو ہندوستانی مکرر بیمہ کار قرار دیا جائے۔ مذکورہ ایکٹ کے تحت مکرر بیمہ کار عام بیمہ کاروبار کی حامی داری نہیں لے سکتا۔ لہذا GIC کی ہولڈنگ حکومت کو پھر منتقل کر دی جائے، یہ فیصلہ کیا گیا۔ انھیں مقاصد کی تکمیل کے لیے حکومت نے عام بیمہ کاروبار (قومیانا) ترمیم ایکٹ 2002 وضع کیا۔

اعدام سرمایہ اندازی (Disinvestment)

اعدام سرمایہ اندازی پالیسی

حکومت کی اعدام سرمایہ اندازی پالیسی کے فروغ میں دس سال سے بھی زیادہ وقت لگا ہے اب یہ متعین شکل اختیار کر چکی ہے۔ حکومت کی موجودہ پالیسی عام طور پر غیر بنیادی پبلک سیکٹر کے کاروباری اداروں میں ضرورت کے مطابق اپنی حصہ داری 26 فی صد یا اس سے کم رکھنے کی ہے۔ بنیادی پبلک سیکٹر کے اداروں میں حکومت اپنا پورا کنٹرول بنائے رکھیگی۔ عوامی سیکٹر کی منافع کمانے والی اکائیوں کے کچھ شیئروں میں فروخت کے بجائے اب منافع یا خسارہ میں چل رہی اکائیوں کی بنیادی فروخت کے ذریعہ ان کے مینجمنٹ کنٹرول میں تبدیلی لانے میں ترجیح دی جا رہی ہے۔

16 مارچ 1999 کو حکومت نے پبلک سیکٹر کے اداروں کی درجہ بندی بنیادی اور غیر بنیادی درجے کے طور پر کی ہے۔ بنیادی درجے میں اسلحے اور گولہ بارود، ایٹمی توانائی، ریل، نقل وحمل وغیرہ کے شعبے شامل ہیں۔ غیر بنیادی سیکٹر سے حکومت کی ایکوئٹی ہٹا لینے کے فیصلے کے بعد سے نویں پنج سالہ منصوبے کی مدت میں ایسے پبلک سیکٹر کی متعدد اکائیوں کی اعدام سرمایہ اندازی کے عمل میں مستحکم پیش رفت دیکھنے کو ملی لیکن عدم سرمایہ اندازی اس یقین دہانی سے جوڑا گیا ہے کہ اس طرح کی پبلک سیکٹر اکائیاں جن کی نجی کاری کی جاتی ہے اس میں کام کرنے والے مزدوروں اور ملازموں کے کام کے تحفظ یا متبادل کام، پابندی خدمات کا عوضانہ اور دوبارہ روزگار کے مواقع دیئے جائیں گے۔ پالیسی اور عمل کے سبھی اہم مراحل میں شفافی ظاہر کی جائیگی اور ورکروں کے مفاد کا تحفظ کیا جائیگا۔

فروخت حکمت عملی کے ذریعہ اعدام سرمایہ اندازی رنجی کاری کی گئی کمپنیاں

درج بالا پالیسی کے مطابق درج ذیل کمپنیوں کی نجی کاری راعدام سرمایہ اندازی 31 مارچ 2003 تک کی جا چکی ہے۔

لگن جوٹ مشینری کمپنی، ماڈرن فوڈ انڈسٹریز (انڈیا) لمیٹیڈ، بھارت الومینم کمپنی لمیٹیڈ، CMC لمیٹیڈ، HTL لمیٹیڈ IBP لمیٹیڈ، وویش پنچار نگم لمیٹیڈ، انڈین ٹورزم ڈیولپمنٹ کارپوریشن (19 ہوٹل)، ہوٹل کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ (3 ہوٹل) پارادیپ فاسفیٹ لمیٹیڈ، ہندوستان زنک لمیٹیڈ، انڈین پیٹروکیمیکل کارپوریشن لمیٹڈ اور ماروتی ادیوگ لمیٹیڈ جیسپ کمپنی لمیٹیڈ اور انسٹرومنٹیشن کنٹرول والوس لمیٹیڈ کے پلکڑ اکائی کے معاملے میں سودے کو حکومت نے منظوری دے دی ہے۔ لیکن ابھی اسے عدالت اور قانونی اداروں سے منظوری ملنا باقی ہے۔

اعدام سرمایہ اندازی کا عمل

1990-91 سے 31 مارچ 2003 تک کی مدت میں عوامی سیکٹر کی کل 48 اکائیوں (بشمول معاون اکائیاں) کی نجی کاری کی گئی۔ اس کے تحت 78,300 کروڑ روپے کے متعین ہدف کے مقابلے 29,487 کروڑ روپے کی رقم وصول کی گئی۔ 2002-03 میں 3348 کروڑ روپے وصول کیے گیے جبکہ متعین ہدف 12,000 کروڑ روپے کا تھا۔ 2003-04 کے لیے 13,200 کروڑ روپے کا ہدف طے کیا گیا ہے۔ امید کی جا رہی ہے کہ حال ہی میں ماروتی ادیوگ کے IPO کے اختتامی ایشو کے ذریعہ 993 کروڑ روپے کا حصول ہوتا۔

اعدام سرمایہ اندازی کے لیے حکمت عملی

1991-92 سے 1999-2000 تک حکومت نے عوامی سیکٹر کی کمپنیوں میں ابتدائی طور پر اقلیتی شیئروں کی فروخت کی۔ 200101 سے حکومت نے اپنے اعدام سرمایہ اندازی عمل میں تنوع پیدا کیا تاکہ فروخت حکمت عملی کے ذریعہ مینجمنٹ کنٹرول ماہر

حکمت عملی پارٹنر کو منتقل کیا جاسکے۔ فروخت حکمت عملی کا تجزیہ بہت مفید ثابت ہوا یہ اعدام سرمایہ اندازی عمل کے لحاظ سے فائدہ مند رہا اور نجی کاری کیے گئے عوامی سیکٹر کے اداروں کی عبارت بڑھانے میں بھی مددگار رہا۔ سال 03-2002 میں حکومت نے عوامی سیکشن کے ذریعہ بھارت پٹرولیم کارپوریشن لمیٹیڈ میں سرکاری ایکوٹی کی اعدام سرمایہ اندازی تجویز شروع اپنے اعدام سرمایہ اندازی کی بنیاد کو وسیع کیا۔ اعدام سرمایہ اندازی کے بعد حکومت کی ایکوٹی اقلیت میں آئی۔

ماروتی اور یوگ لمیٹیڈ کے شروعاتی IPO کو ادارہ جاتی اور خوردہ اصل کاروں کا معقول جواب ملا۔ اس ایشو کو تقریباً دس گنا اشتراک حاصل ہوا۔ اس معقول جواب کو دیکھتے ہوئے مزید کمپنی کے مینجمنٹ میں لوگوں کو شامل کرتے ہوئے اور پونجی بازار کو دوبارہ سرگرم کرنے کے مقصد سے حکومت نے CMC انڈین پیٹروکیمکل کارپوریشن لمیٹیڈ، ودیش سنچار نگم لمیٹیڈ، IBP اور بھارت المونیم کمپنی میں اپنی باقی ایکوٹی کو فروخت کے لیے پیشکش کے ذریعہ فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

پونجی بازار

ابتدائی بازار

سیکورٹیز مارکیٹ میں ابتدائی پونجی بازار نہایت اہم کردار نبھاتا ہے۔ ابتدائی بازار کا ارتعاش دیگر باتوں کے علاوہ کلی معاشی عوامل، صنعتی برآمد اور مانگ کا مجموعی عمل ہے۔ پچھلے سالوں کے دوران مارکیٹ ریگولیٹر ادارہ سیکورٹیز ایکسچینج بورڈ آف انڈیا (SEBI) نے پرائمری بازار کی کارکردگی اور شفافی میں اصلاح کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ اس سے سرمایہ کاروں کو اچھے معیار کے ایشو فراہم ہوئے ہیں اور فرموں کو ایسا بازار ملا ہے جہاں وہ موثر لاگت سے وسائل مہیا کر سکتے ہیں لیکن ان قدامات کے باوجود ابتدائی بازار ست رہا ہے۔

02-2001 کے رجحان کے مطابق 03-2002 میں بھی کارپوریٹ گھرانوں کے ذریعہ سیدھے نئی پونجی جٹانے کا کام ست رہا۔ مہیا کی گئی پونجی کا زیادہ تر فائدہ بینکوں اور مالیاتی اداروں نے اٹھایا انھیں اس کا 84 فی صد حصہ ملا۔ جدید معیشت کے علم بردار انفارمیشن ٹکنالوجی نے دھیمی رفتار سے کام کیا۔ سال 03-2002 کے دوران اس نے فراہمی کی محض 5 فی صد پونجی جٹائی۔ روایتی صنعتی سیکٹر بھی پونجی بازار میں کچھ نہ کر سکا۔ سال 02-2001 اور 03-2002 میں ابتدائی بازار سے وسائل فراہمی کرنے کے کام میں مغربی خطہ سب سے آگے رہا کل پونجی فراہمی رقم کا تین چوتھائی حصہ مغربی خطہ کے حصے میں رہا جنوبی خطہ دوسرے مقام پر رہا۔ شمالی اور معرتی خطوں نے کوئی وسائل نہیں فراہم کیا۔

ابتدا بازار میں پونجی مہیا کرنے کے لیے بانڈ بنیادی وسیلہ رہے۔ پچھلے سال کے مقابلے 03-2002 میں پریم کے ساتھ ایکوٹی دوگنی ہوگئی۔ حالیہ سال میں پبلک سیکٹر کے ایشو حاوی رہے۔ پچھلے سال نجی سیکٹر نے تقریباً 87 فی صد ایشو اگائے تھے۔

ثانوی بازار

قرض بازار کو فروغ دینے، مارکیٹ ریگولیٹر کے اختیارات کو مستحکم کرنے اور شیر مارکیٹ کے ڈی میو چلا ئزیلیش کرنے کے مقصد سے پچھلے دو سالوں میں متعدد اقدامات کیے گئے ہیں ثانوی بازار میں کیے گئے کچھ اہم اصلاحات درج ذیل ہیں۔

اسکرین مبنی نظام کے تحت احکامات کے ذریعہ سرکاری سیکورٹیز کی تجارت

ہر زمرے کے اصل کاروں کی حصہ داری کو یقینی بنانے کے مقصد سے سرکاری سیکورٹیز کی خرید فروخت ایک قومی پیمانے کی

غیر معروف احکامات محرکہ، اسکرین پر مبنی نظام کے ذریعہ اسٹاک ایکسچینجوں میں اسی طرح شروع کی گئی جیسا کہ شیئروں کی ہوتی ہے۔اس بندوبست کی شروعات 16 جنوری 2003 کو کی گئی،شروع میں NSE،BSE اور OTCEL میں لاگو کی گئی۔

ڈی لسٹنگ کے لیے رہنما اصول

سیبی نے 17 فروری 2003 کو سیبی (سیکورٹیز کی ڈی لسٹنگ) 2003 رہنما اصول جاری کیا۔اس میں یہ اہتمام ہے کہ ان کے بک بلڈنگ عمل کے ذریعہ اسٹاک ایکسچینجوں کے بندوبست کرنے کے بعد ہی کمپنیاں اپنے شیئروں کی ڈی لسٹنگ کرواسکتی ہیں، تاکہ اس کمپنی کے شیئر فروخت کرنے کا موقع اصل کاروں کو ملے۔اس میکانیت کے ذریعہ اصل کاروں کی شیئر قیمت طے کرنے کا متبادل ملے گا۔یہ عمل بازار کے لیے کلی طور پر شفاف ہوگا۔ساتھ ہی یہ اہتمام بھی ہے کہ کمپنی کے پرموٹر (موسس) پچھلے 26 ہفتوں کے اونچی اور کم قیمتوں کی بنیاد پر کمترین قیمت کی تجویز کرسکیں گے۔

رولنگ سٹلمنٹ

رولنگ سٹلمنٹ سے نمٹنے کا کام کو جوکھم بھرا کام ہوگیا ہے۔اس کی شروعات 1998 میں مرحلہ وار طریقہ سے کی گئی۔لازمی رولنگ سٹلمنٹ بندوبست ان زاید 251 شیئروں میں بھی لاگو کردی گئی جنھیں کسی بھی ایکسچینج میں ALBM/BLESS/MCFS ملتوی (Deferral) سہولت حاصل تھی یا جو ممبئی اسٹاک ایکسچینج کے 200 والے اشاریہ میں دو جولائی 2001 میں شامل تھے۔31 دسمبر 2001 سے رولنگ سیٹلمنٹ سبھی شیئر، بازاروں کو سبھی شیئروں پر لاگو کردیا گیا ہے۔سیبی کے یکم اپریل 2002 سے رولنگ سٹلمنٹ سائیکل مزید مختصر T+5 سے T+3 کردیا ہے۔یہ سبھی شیئروں پر لاگو ہے۔یکم اپریل 2003 سے بازار T+2 سٹلمنٹ پر آ گیا ہے۔

مرکزی فہرست سازی اتھارٹی

اسٹاک ایکسچینجوں میں فہرست کاری درخواستوں کی جانچ میں یکسانیت لانے اور فہرست کاری معاہدوں کو مستحکم کرنے کے لیے سیبی نے اپریل 2003 میں مرکزی فہرست کاری اختیاریہ کی تشکیل کی ہے سابق چیف جسٹس آف انڈیا جسٹس ایم۔این وینکٹ چلیا اس اتھارٹی کے صدر مقرر کیے گئے ہیں جن کا دفتر ممبئی میں ہوگا۔

اتھارٹی کے آٹھ مزید ممبر ہونگے۔ان سب کا مدت عہدہ تین سال ہوگا۔یہ اتھارٹی کسی بھی کارپوریٹ ادارے میوچول فنڈ یا مجموعی اصل کاری اسکیم کے ذریعہ کی دی گئی درخواست کی عمل کاری کریگا اور فہرست سازی کے بارے میں سفارش کریگا۔

شیئر بازاروں کا انتظامیہ

سیکورٹیز بازار کی نہایت سیماب وشی فطرت کو دیکھتے ہوئے حکومت نے اسٹاک ایکسچینجوں کی کارپوریٹ کاری کرنے کی تجویز پیش کی ہے تاکہ ملکیت، انتظامیہ اور تجارتی ممبر شپ کو ایک دوسرے سے الگ کیا جاسکے۔یہی نہیں حکومت نے سیکورٹیز معاہدہ (ریگولیشن) ایکٹ 1956 میں ترمیم کا ایک بل بھی پیش کیا ہے۔اس کا مقصد شیئر بازار کی کارپوریٹ کاری اور ڈی میچولائزیشن کی پالیسی کو موثر بنانا ہے۔اسٹاک ایکسچینجوں کے ڈی میوچلایزیشن سے ملکیت (اور ووٹ دینے کے حقوق) اور انتظامیات کو کاروبار کے لیے رسائی سے الگ کردیا جائیگا۔ایسا کرنے سے ان ایکسچینجوں کے انتظامیہ میں مفادات کے تصادم کی حالت ختم ہوجائینگی۔اسٹاک ایکسچینج کے انتظامیہ میں مفادات کے تصادم ختم ہونے کے علاوہ دیگر فوائد میں بازار کی ضرورت کے مطابق کاروبار چلانے کو چست درست بنانا کاروباری انتظامیہ کے ذریعہ فیصلے کے عمل کو ٹھیک ٹھاک کرنا اور پونجی ہٹانے کی صلاحیت میں اضافہ کرنا شامل ہے۔

ماخوذہ تجارت (ڈیریویٹو ٹریڈنگ)

مرکزی حکومت نے سیکورٹیز میں پیش یا دعدہ تجارت سے پابندی ہٹالی ہے۔ اس کے لیے یکم مارچ 2000 کو ایک اعلانیہ جاری کرکے 1969 کے اعلانیہ کو رد کر دیا گیا۔ سیکورٹیز ایکٹ (ترمیم) 1999 کے بن جانے کے ساتھ جون 2000 سے پیش تجارت شروع ہوگی اور جون و جولائی 2001 سے علی الترتیب انڈیکس آپشن اور اسٹاک آپشن شروع کر دیے گیے۔ 9 نومبر 2001 سے سنگل اسٹاک پیش تجارت شروع ہوگئی ہے۔

دس سالہ زیرو ایلڈ کوپن بانڈ اور زیرو کوپن نیشنل ٹی بل پیش تجارت کے ساتھ شیئر بازار میں انٹریسٹ ڈیریویٹو ٹریڈنگ بھی شروع ہوگئی ہے۔

بازار کی حرکات

2002-03 کے اسٹاک اشاریوں کے پوائنٹ در پوائنٹ موازنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کے بازار کی حرکات زیادہ تر خسارے کی رہیں۔ زیر جائزہ مدت (2002-03) میں حرکات معمولی طور پر کم زیادہ رہی۔ قومی حیثیت کے شیئر بازاروں شیئر اشاریوں میں کمی کے باوجود کاروباری سرگرمیوں میں اضافہ درج کیا گیا۔ سبھی اسٹاک ایکسچینجوں کے 2002-03 میں مجموعی کاروبار میں شرح اضافہ 8 فی صد رہا۔

میچوئل فنڈ

پالیسی امور

کارپوریٹ انتظامیہ معیارات کے مفہوم درج ذیل ہیں: بازار کے اتار چڑھاؤ کے بالمقابل میچوئل فنڈ اسکیموں کی کارکردگی کا معروضی تجزیہ سرمایہ کاروں کو فراہم کرنے کے لیے اپنی اسکیموں کے ساتھ بینچ مارک اشاریہ کی کارکردگی بھی پیش کی جائیگی AMFI کی سرٹیفکیشن جانچ کو پاس کرنا سبھی ڈسٹری بیوٹروں اور ایجنسیوں کے لیے ضروری کر دیا گیا ہے۔ میچوئل فنڈ یونٹوں کی تقسیم میں تجربہ کار سینئر شہریوں کو سرٹیفکیشن جانچ سے آزاد رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن ایسے سینئر شہریوں کو ایک سال کے اندر ایک میچوئل فنڈ ٹرننگ پروگرام میں شامل ہونا ہوگا۔ ڈسٹری بیوٹروں اور ایجنٹوں کو AMFI کے ذریعہ جاری قواعد وضوابط کی پابندی کرنی ہوگی۔ ایسا نہ کرنے والوں کی اطلاع سیبی کو دی جائیگی۔ بچولیے سرمایہ کاروں کے ساتھ کمیشن کی تقسیم نہیں کریں گے۔

ٹرسٹی کمپنیاں ایسٹ مینجمنٹ کمپنیاں، ان کے ملازمین و ڈائرکٹرس، سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج بورڈ آف انڈیا (انسائیڈر ٹریڈنگ) ترمیم ایکٹ 2002 کی پابندی کریں گے۔

کسی بھی طرح کی پیشہ ورانہ خدمات فراہم کرنے یا میوچیول فنڈوں کے ساتھ یا ان میوچیول فنڈوں کے ساتھ کسی طرح کے مادی تعلق رکھنے والے افراد کو ایسوشیٹ ڈائرکٹرس مانا جائیگا لہذا وہ آزاد ڈائرکٹروں کے طور پر مجاز نہیں ہونگے۔ میچول فنڈوں کو استعفا دینے سے تین مہینے کے اندر سبکدوش ہونے والے ڈائرکٹر کی جگہ آزاد ڈائرکٹر کا تقرر کرنا ہوگا۔

ایسٹ مینجمنٹ کمپنی کا چیف ایگزیکٹو افسر یہ یقینی بنائیگا کہ میچول فنڈ سیبی (میچول فنڈ) ایکٹ 1996 کے سبھی اہتمام کی پابندی کر رہا ہے اور جوکھم انتظامیہ کے سبھی کاموں کے لیے ذمہ دار ہوگا۔ فنڈ مینیجر یقینی بنائیگا کہ اسکیم کے فنڈوں کی ایسی اصل کاری کی جائے کہ اسکیم کے مقاصد پورے ہوں اور یہ کام یونٹ ہولڈروں کے مفاد میں ہو۔

میچوئل فنڈ سرکاری سیکورٹیز میں ڈی میٹ فارم میں ہی لین دین کریں گے SGL/CSLA اکاؤنٹ رکھنے والے میچوئل فنڈ چل رہے بنیاد پر زیر و بینک کے ساتھ ہر مہینے حساب کر کے ملان کریں گے۔ حساب ملان عمل داخلی اڈٹ عمل کا ایک جزو ہوگا۔

دانش مندانہ اصل کاری اور معیار تشخیص

بے فہرستی ایکوٹی شیئروں کی سخت قیمت سازی فارمولے پر مبنی تشخیص کے طریقوں کے بارے میں رہنما اصول متعین کر دیئے گئے ہیں۔ اس طریقہ کار سے لحاظ سے طے کی گئی قیمت سے زیادہ قیمتوں کو بے فہرستی ایکوٹی شیئروں کی خریداری سے میچوئل فنڈوں کو ممنوع کر دیا گیا ہے۔ غیر کارکردگی والے اثاثوں (NPAs) یا غیر سیال اثاثوں سے اصول کی گئی رقم اگر کافی زیادہ ہو اور دو سال کے اندر وصول کی گئی ہو تو پرانے سرمایہ کاروں میں تقسیم کر دی جائیگی۔ اگر یہ دو سال بعد وصول کی گئی تو اسے اصل کار تعلیمی فنڈ میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔

اب جبکہ جدید اور نئی ٹکنالوجی دستیاب ہے میوچول فنڈ خالص قدر اثاثہ (NAV) بالکل درست نکالیں تاکہ اصل کار اس کے مطابق یونٹوں کی خرید و فروخت کر سکیں۔ خرید و فروخت قیمت بھی خالص قدر اثاثہ کے بہت قریب ہونا چاہیے۔ اصولوں کی ترمیم کر کے خالص قدر اثاثہ میں فرق موجودہ دو فی صد سے گھٹا کر ایک فی صد کر دیا گیا ہے۔ اگر لین دین درج نہ کرنے کے سبب اسکیم کے خلص قدر اثاثہ میں فرق ایک فی صد سے زیادہ ہوا تو اصل کاروں یا اسکیموں کو معاوضہ دینا ہوگا۔

نئی سرگرمیاں

غیر ملکی سیکورٹیز میں سرمایہ حد کو بڑھا کر ہر میوچوئل فنڈ کے خالص اثاثہ کے 10 فی صد کے برابر کر دیا گیا ہے۔ اثاثوں کی حد کچھ بھی ہو لیکن کم سے کم 50 لاکھ امریکی ڈالر اور زیادہ سے زیادہ 5 کروڑ امریکی ڈالر کے ہر میوچوئل فنڈ کی اجازت ہے۔ میوچول فنڈ کے ذریعہ بیرون ملک میں جو مینجمنٹ فیس اور دیگر خرچ بیرون ملک وصول کریگا وہ ضوابط کے تحت مجوزہ اخراجات کی کل حدوں سے تجاویز نہیں کریگا۔

فنڈوں کا فنڈ وہ ہے جو سیکورٹیز کے بجائے فنڈوں میں اصل کاری کرتا ہے۔ وہ بھی کسی فنڈ سے اپنی رقم بازار کے حالات کے اپنے ادراک کے مطابق سمجھ کر نکال سکتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اصل کاروں کے لیے ایسا کرنا ممکن نہ ہو۔ اصل کاروں کو اگر ان کے مقاصد کے مطابق ہو تو فنڈ آف فنڈس میں اصل کاری کی سہولت ہوگی لیکن فنڈ آف فنڈس (FOF) خالص اثاثوں کے 0.75 فی صد سے زیادہ خرچ کے لیے نہیں وصول کریں گے۔ سیبی بورڈ نے کچھ پابندی اور اطلاع کرنے سے متعلق ریگولیشن طے کیے ہیں۔ ان متعلق ریگولیشن میں ترمیم کی جارہی ہے۔

پورٹ فولیو کا اظہار

ایکوٹی اسکیموں کے لیے میچول فنڈوں کو اپنا پورٹ فولیو کاروبار تناسب ایک فٹ نوٹ میں ظاہر کرنا ہوگا۔ ہر شیئر کے سامنے صنعت کا نام دیا جائیگا۔ قرض رخی اسکیموں کی کھلی مدت والی اسکیموں میں بدلنے پر اور میچوئل فنڈوں میں کنٹرولنگ مفاد میں تبدیلی کی حالت میں زیادہ انکشاف ضروری کر دیا گیا ہے۔

سرمایہ کار خدمات

یہ بندوبست کیا گیا ہے کہ ایسٹ مینیجنگ کمپنی (AMC) یونٹ حاملین کو یہ اختیار دے کہ یونٹ ہولڈر کر موت کی صورت میں انھیں حاصل کرنے کے لیے وہ کسی وہ شخص کو نامزد کرے جن کے نام یونٹیں منتقل کر دی جائیگی۔

پیشکش دستاویز میں میوچوئل فنڈوں کو یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ خالص قدر اضافہ کے فی صد کی شکل میں لوڈس (چارج) وصول کیا جائیگا یعنی قیمت فروخت طے کرتے وقت خالص قدر اثاثہ (NAV) میں جوڑ دیا جائیگا اور قیمت خرید میں سے (قیمت خرید طے کرتے وقت) گھٹا دیا جائیگا۔

شکایات دور کرنے کے اہتمام پر پابندی سے نظر رکھنے کے نتیجے میں شکایتیں دور کرنے کا فیصد 99.5 رہا۔ 0.5 فی صد کا فرق ان شکایتوں کے سبب ہے جن پر کام چل رہا ہے یا جواب آنے والا ہے۔ لیکن SEBI نے انھیں اپنے اعداد و شمار میں شامل کرلیا ہے۔

سرمایہ کاری

بھارتی یونٹ ٹرسٹ

دسمبر 2002 میں پاس کیے گیے یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا (انڈرٹیکنگ کی منتقلی اور تنسیخ) ایکٹ 2002 میں اس بات کا اہتمام ہے کہ پہلے والے یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا کے دو حصے کردیے جائیں گے یو ایس 64 پر مشتمل UTI-I، واپس یقین دہانی اسکیمیں اور ترقیاتی ریزرو فنڈ (ایکٹ کے شیڈول۔ I میں شامل ہے) انھیں حکومت کے ذریعہ مقرر ایک ایڈمنسٹریٹر کو سونپ دیا جائیگا اور منتقل کردیا جائیگا اور UTI-II میں خالص قدر اثاثہ (NAV) پر مبنی اسکیمیں (جن کا ذکر ایکٹ کے شیڈول-II میں ہے) ایک مقررہ دن میں مخصوص کمپنی کو دے دی جائیں گی۔ مقررہ دن یکم فروری 2003 ہے۔

UTI-I کو یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا کے تصریح کردہ انڈرٹیکنگ (کاروبار) کا ایڈمنسٹریٹر کہا گیا ہے۔

UTI-II کے لیے اسٹیٹ بینک آف انڈیا، پنجاب نیشنل بینک، بینک آف بڑودہ اور لائف انشورنس کمپنی نے ایک میوچول فنڈ بنایا ہے جس کا نام ہوگا ٹی آئی میچول (باہمی) فنڈ، یوٹی آئی ٹرسٹ کمپنی اور یوٹی آئی ایسیٹ مینجمنٹ کمپنی۔ یہ سبھی (میچول فنڈ) ریگولیشن کے مطابق ہے۔ یوٹی آئی ٹرسٹی کمپنی کو تصریح کردہ کمپنی کے طور پر نوٹیفائی کیا جاچکا ہے۔ میچول فنڈ صنعت کو چلانے کو ذہن میں رکھتے ہوئے ملازمین کو یوٹی آئی ایسٹ مینجمنٹ کمپنی کو منتقل کردیا گیا ہے۔

حکومت نے مذکورہ بینکوں اور مالی اداروں کے ساتھ انڈرٹیکنگ کی منتقل کے لیے ایک معاہدے پر 15 جنوری 2003 کو دستخط کیے اور مقررہ دن یکم فروری 2003 کو یہ وجود میں آگئی۔ ایڈمنسٹریڈ اور تصریح کردہ کمپنی کی منتقلی اور مقررہ دن اور دیگر اہتمام کے لیے یکم فروری 2003 کو مقررہ یوم نوٹیفائی کیا گیا تھا۔

مفاد تصادم سے بچنے کے لیے رہنما اصول

مشترکہ پارلیمانی کمیٹی (JPC) نے تجویز پیش کی تھی کہ UTI-II کے اسپانسروں کے اپنے میچوئل فنڈ کی چونکہ اپنی تنظیم ہے اسے دیکھتے ہوئے حکومت کو مفاد تصادم روکنے کے لیے رہنما اصول جاری کرنا چاہیے۔ سیبی (SEBI) اور اسپانسروں سے ملی اطلاعات کے مطابق SEBI نے رہنما اصول جاری کردیے ہیں۔

یو۔ ایس۔ 64

31 مئی 2003 کو US-64 اسکیم ختم ہوگئی۔ یو۔ ایس 64 کے سرمایہ کاروں کو 31 مئی 2003 کو نقد ادائیگی کے بجائے 6.75 فی صد سالانہ ٹیکس فری شش ماہی سود واجب الادا حکومت کی گارنٹی والے اور فروخت ہوسکنے والے بانڈوں کا متبادل دیا گیا۔ یہ بانڈ اس وقت بازار میں دستیاب بانڈوں کے مقابلے تحفظ، سیالیت اور برتر حاصل کے لحاظ سے بہتر ہے۔ حاشیائی ٹیکس شرح 30 فی صد یا زیادہ کے ساتھ کارپوریٹ اور افراد کے لحاظ سے ان بانڈوں پر موثر حاصل شرح 10 فی صد سے زیادہ ہوجاتا ہے۔

ان بانڈوں کی بے حد پذیرائی ہوئی۔ 24 جولائی 2003 تک 19.93 لاکھ سرمایہ کار شناختی نمبروں کے تحت تقریباً 28.87 لاکھ بانڈ سرٹیفکیشن جاری کیے جاچکے تھے۔

یقینی حصول اسکیمیں

یقینی حاصل والی اسکیمیں—MIP 99, MIP 98 (v), CGGF 86, CGF 99, RUP 99 اور BGV MIP وقت سے پہلے ہی بند کی جارہی ہیں کیونکہ ان کے تحت جتنے حاصل کا بھروسہ دلایا گیا تھا وہ اب بازار کے موافق نہیں رہ گیا۔ لہذا ان کو چلاتے رہنا ممکن نہیں ہے۔

پنشن اصلاحات

حکومت نے 23 اگست 2003 کو نئے بھرتی مرکزی ملازمین (مسلح افواج کو چھوڑ کر) کے لیے ازسرنو وضع کی گئی نئی تصریح پنشن سسٹم سے متعلق پہلے مرحلے کی اس تجویز کی توثیق کی جس کا اعلان 04-2003 کے بجٹ میں کیا گیا تھا۔ یہ موجودہ تصریحی پیش مفاد نظام کی جگہ پر لاگو کیا جارہا ہے۔ نئے پیش نظام کا فائدہ رضا کارانہ بنیاد پر خود روزگار پیشہ والوں اور غیر منظم سیکٹر کے ملازمین کو بھی دستیاب ہوگا۔ تاہم ملازمین پرویڈنٹ فنڈ تنظیم (EPPO) کے تحت حکمی پروگرام اور دیگر مخصوص پرویڈنٹ فنڈ، ملازمین فنڈ پرویڈنٹ فنڈ اور متفرق پرویزن ایکٹ 1952 اور ان فنڈوں سے متعلق دیگر مخصوص ایکٹوں کے تحت موجودہ نظام کے مطابق چلتے رہیں گے۔

حکومت نے نئے پنشن نظام کی بنیادی شکل اور ایک عبوری فنڈ ریگولیٹری اور ترقیاتی اتھارٹی (PfRDA) کی تشکیل کی منظوری دی ہے۔

نئے پنشن نظام کی بنیادی شکل وخاص وخاص باتیں ہیں:

نیا پنشن نظام متعین اشتراک پر مبنی ہوگا۔ یہ نظام بھی اشتراک اکٹھا کرنے کے لیے بینک شاخوں اور ڈاک گھروں کے موجودہ نٹ ورک کا استعمال کیا جائیگا۔ روزگار میں تبدیلی کی حالت میں مفاد کی منتقلی رابطہ اور پنشن انتخاب وغیرہ کی سہولت ویسی ہی برقرار رہے گی۔

یہ نظام نئی بھرتی والے مرکزی ملازمین پر لازمی ہوگی لیکن مسلح افواج پر لاگو نہیں ہوگی۔ تنخواہ اور مہنگائی بھتے کے 10 فی صد کے بقدر ماہانہ اشتراک ہوگا اور اتنا ہی اشتراک مرکزی حکومت کے ذریعہ کیا جائیگا۔ لیکن جو سرکاری ملازم نہیں ہیں ان کے لیے حکومت کوئی اشتراک نہیں کریگی۔ اشتراک اصل کاری سے حاصل پنشن ٹیر-1 کھاتے میں جمع کیے جائیں گے جس میں سے رقم واپس نہیں نکالی جاسکے گی۔ تصریحی پنشن مفاد اور ملازمین پرویڈنٹ فنڈ کے موجودہ اہتمام مرکزی حکومت کی ملازمت میں نئے بھرتی لوگوں کو نہیں دستیاب ہونگے۔

درج بالا پنشن کھاتے کے علاوہ ہر شخص اپنی مرضی سے اگر چاہے تو ٹیر-II کھاتا کھول سکتا ہے۔ اس میں سے رقم نکالی جاسکے گی۔ یہ متبادل اس لیے دیا جارہا ہے کیونکہ مرکزی حکومت کی ملازمت میں بھرتی ہوئے نئے لوگوں کو عام پرویڈنٹ فنڈ GPF کی سہولت واپس لے لینے کی تجویز ہے۔ ٹیر-II کھاتے میں حکومت کوئی اشتراک نہیں کریگی۔ ان اثاثوں کا انتظام ٹھیک درج بالا طریقہ عمل کے ذریعہ کیا جائیگا لیکن ملازمین اپنے ٹیر-II کھاتے میں کچھ یا ساری رقم نکال لینے کے لیے آزاد ہوگا۔ یہ قابل حصول کھاتا پنشن سرمایہ کاری کا حصہ نہیں مانا جائیگا اس لیے اس پر کوئی خاص ٹیکس رعایت نہیں حاصل ہوگی۔

افراد عام طور پر 60 سال کی عمر کے بعد ٹیر-I پنشن اسکیم سے باہر ہوسکیں گے۔ ساری رقم حاصل کرنے کے بعد پنشن کا 40 فی صد حصہ سالیانہ پالیسی (IRDA سے کی منضبط زندگی بیمہ کمپنی سے) خریدنا ہوگا۔ سرکاری ملازمین کے معاملے میں ریٹائرمنٹ

کے وقت پنشن پالیسی ملازمین کی زندگی بھر کے لیے ہونی چاہیے اور اس میں اس کے پردست نگر ماں باپ اور شوہر بیوی کے لیے مفاد حاصل ہونا چاہیے پنشن کھاتے کی باقی رقم ملازمین کو ایک بشت رقم کے طور پر مل جائیگی۔ وہ اس کا استعمال اپنی مرضی کے مطابق کر سکے گا۔ افراد اگر چاہیں تو 60 سال کی عمر پوری ہونے سے پہلے پنشن سسٹم کو چھوڑ سکیں گے لیکن ایسی حالت میں انہیں پنشن دولت کا 80 فی صد حصہ لازمی طور پر پنشن پالیسی خریدنے پر لگانا ہوگا۔

سرمایہ کاری حکمت عملی

پونجی سرمایہ کاری کے کئی متبادل دستیاب ہونگے جیسے متبادل A,B اور C۔ متبادل A کے مطابق طے آمدنی والے پروجکٹوں میں زیادہ تر پیسہ لگایا جائیگا۔ اس کے ایک حصہ کی سرمایہ کاری شیئروں میں کی جائیگی۔ متبادل B سے مراد شیئروں میں زیادہ سرمایہ کاری اور متبادل C کا مطلب آمدنی والی اسکیموں اور شیئروں میں آدھی آدھی اصل کاری ہوگی۔

پنشن فنڈ منیجر اس پنشن کو بین الاقوامی بازار میں سرمایہ لگانے کو آزاد ہونگے لیکن انہیں اس سے متعلق ریگولٹری پابندیوں کا لحاظ رکھیں گے اور دوراندیشی سے کام لیں گے۔

یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ بازار میکانیت کا تعین قدر (بغیر کسی اتفاقی واجبات کے) کیا جائے جس کے ذریعہ بعض طرح کی سرمایہ کاری گارنٹی مختلف اسکیموں کو پیش کی جاسکے۔

ٹیکس میں رعایت

پنشن کے اشتراک اور اس سے جمع شدہ رقم کو کچھ حد تک بعض طرح کی ٹیکس ترجیحات دی جائیں گی لیکن اس کے فوائد کو عام آمدنی مانا جائیگا اور اس کے مطابق اس پر ٹیکس دینا ہوگا۔

نئی پنشن نظام کا دائرہ

پنشن نظام ریاستی حکومتوں کو بھی دستیاب ہوگا جب اور جیسے وہ فیصلہ کریں گی اس میں نئے لوگوں کو بھی شامل کرلیا جائیگا۔

ملازمین پروویڈنٹ فنڈ آرگنائزیشن (EPFO) اور دیگر خاص پروویڈنٹ فنڈوں کے عملی پروگرام موجودہ نظام کے تحت جاری رہیں گے لیکن اس میں شامل افراد رضاکارانہ بنیاد پر اس نظام میں اضافی طور پر شامل ہوسکتے ہیں۔

بیرونی کمرشیل قرض

حکومت نے ہندوستانی کارپوریٹ اداروں اور عوامی سیکٹر کے اداروں کی موجودہ صلاحیت بڑھانے کے لیے مالیاتی فراہمی اور گھریلو وسائل کی توسیع پر مبنی پونجی اصل کاری کرنے کے لیے بیرونی قرض کی اجازت دے دی ہے۔ اس کی منظوری دانش مندانہ قرض منتظمہ کے مطابق کل سالانہ حد کو دھیان میں رکھتے ہو کیا جاتا ہے۔ ادائیگی کی باقی حالت اور غیر ملکی مبادلہ ریزرو سطح پر بھی دھیان دیا جاتا ہے۔

درخواست کنندہ، بینک، برآمد ادھار ایجنسیاں، ساز و سامان کے راسد، غیر ملکی معاون غیر ملکی شیئر ہولڈروں، غیر ملکی پونجی بازاروں وغیرہ جیسے تسلیم شدہ وسائل سے غیر ملکی کمرشیل قرض لے سکتے ہیں۔ غیر تسلیم شدہ وسائل کی تجاویز پر غور نہیں کیا جاتا۔ سبھی ونڈوز سے لیے جانے والے بیرون ملکی کمرشیل قرض پر بھی یہی بات لاگو ہوتی ہے۔ پانچ کروڑ امریکی ڈالر غیر ملکی قرض آٹومیٹک

روٹ پر ہیں۔ پانچ کروڑ سے 10 کروڑ امریکی ڈالر تک غیر ملکی کمرشیل قرضوں کو ریزروبینک کی منظوری حاصل کرنی چاہیے۔ دس کروڑ امریکی ڈالر سے زیادہ کے ایسے قرضوں کو وزارت مالیات کی منظوری ضروری ہوتی ہیں۔

غیر ملکی کمرشیل قرض کی قبل ادائیگی

بیرونی کمرشیل قرضوں کی قبل ادائیگی کے بارے میں اختیار ریزروبینک کو دے دیے گیے ہیں۔ قبل وقت ادائیگی کی پالیسی کا جائزہ لیا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ غیر ملکی کمرشیل قرضوں کی قبل ادائیگی کی اجازت بغیر کوئی حد طے کیے کی جائیگی اور ان پر کوئی موجودہ شرط نہیں لگائی جائیگی۔ قبل ادائیگی کی یہ ونڈو تب تک موثر رہیگی جب تک بازار کی حالت کو دیکھتے ہوئے اس کی نظر ثانی نہیں کی جاتی۔

اسٹاک مارکیٹ اور حقیقی جائداد میں سرمایہ کاری کے بارے میں اختتامی استعمال سے متعلق پابندیوں کو ختم کرنا

غیر ملکی کمرشیل قرضوں کا استعمال سرمایہ کاری عمل کے تحت شیئروں کے پہلے مرحلے کی خریداری کے لیے کیا جاسکتا ہے۔ (کیونکہ تکنیکی لحاظ سے دیکھیں تو شیئر مارکیٹ میں کی جانے والی لین دین نہ ہونے کے سبب غیر ملکی کمرشیل قرضوں کا ممنوعہ اختتامی استعمال یہ نہیں ہے)اور حکمی دوسرا مرحلہ عوام کو دیے جانے کی تجویز بھی اس زمرے میں ہے کیونکہ اس کی کلیدی اہمیت ہے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا سرمایہ کاری کے لیے سرمایہ کاری کے لیے غیر ملکی کمرشیل قرض کے طریقہ عمل کے حقیقی جائداد سیکٹر میں اختتامی استعمال کی پابندی بھی ہٹائی جائیگی۔

مخصوص معاشی زون کی اکائیوں کے ذریعہ لیے گیے غیر ملکی کمرشیل قرضوں پر سے پابندی ہٹانا

31مارچ 2002 کو اعلان کی گئی 2002تا2007 کی درآمد برآمد پالیسی میں اس بات کا اظہار کیا گیا تھا کہ مخصوص زون کی اکائیوں کو تین سال سے کم کی پختگی مدت والے غیر ملکی کمرشیل قرضوں کی منظوری دی جائیگی۔ درآمد برآمد کے ذریعہ اعلان کیے گیے اس سرکاری فیصلے کو لاگو کرنے کے مقصد سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ مخصوص معاشی زون کی اکائیوں کو بغیر کسی پختگی پابندی کے غیر ملکی کمرشیل قرضوں کی اجازت دی جائیگی شرط صرف یہ ہوگی کہ تسلیم شدہ بینکنگ وساطت کے ذریعہ 'اسٹینڈرڈ الون' کی بنیاد پر ایسا کیا جائے۔

غیر ملکی قرضوں کی کل لاگت

عام پروجکٹوں، بنیادی سہولیات پروجکٹوں اور طویل مدتی غیر ملکی کمرشیل قرضوں کی لاگت حد جس کرنسی میں قرض لیا جارہا ہے، اس کے 6 مہینے کے LIBOR کے 300 , 400 اور 450 بیسس پوائنٹس ہوگا یا پھر اس معاملے میں جو بھی مارک لاگو ہو، اس کے مطابق ہوگا۔

ٹکسال

حکومت ہند کی چار ٹکسالیں ممبئی، کولکاتہ، حیدرآباد، اور نوئیڈا میں ہیں جہاں سبھی مندرجہ قدروں کے سکے تیار ہوتے ہیں ممبئی، کولکاتہ اور حیدرآباد کی ٹکسالیں جدید جانچ آلات سے آراستہ ہیں جو سکوں، تمغوں، بیجوں اور سونا چاندی اور مخلوط دھات کی پرکھ بھی

کرتی ہیں۔ ان ٹکسالوں میں ممبئی اور کولکاتہ ٹکسال میں یادگار سکے بھی بنتے ہیں۔ ممبئی کی ٹکسال میں وزن، حجم اور لمبائی کی پیمائش بنانے اور سونا پگھلانے، تخلیص کرنے اور اس کی ڈھلائی کا کام ہوتا ہے۔ یہ ٹکسالیں اپنے جمع کرنے اور تقسیم مراکز کی معرفت صاف نہ کیے ہوئے سونے کے بدلے اسٹینڈرڈ سونے کی چھڑیں دیتی ہیں۔ ٹکسال ان سکوں کو نمائش بھی ہیں جن کا چلنا بند ہو گیا ہو اور یہ ٹکسالیں جعلی اور غیر خالص سونے کے بارے میں ماہرانہ رائے بھی دیتی ہیں۔

غیر ملکی تجارت اور سرمایہ کاری

اے ڈی آر/جی ڈی آر/ایف سی سی بی ایشوز

سال 93-1992 کے دوران ایک اسکیم کے تحت ہندوستانی کارپوریٹ سیکٹر کو بین الاقوامی پونجی بازار میں کاروبار کی اجازت فراہم کی گئی۔ اس کے تحت ہندوستانی کمپنی قابل بدل غیر کرنسی بانڈ یا گلوبل ڈپازٹری میکینزم کے تحت ایکوٹی شیئر جاری کر سکتی ہیں۔ پہلے ADR اور GDR کی تجاویز کے لیے مرکزی حکومت سے پہلے سے اجازت لینی ضروری ہوتی تھی لیکن 19 جنوری 2000 سے حکومت کی پہلے سے منظوری والی مجبوری ختم کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد نئے شیئر کی بنیاد پر ADR اور GDR جاری کیے جاتے ہیں۔

رہنما اصولوں میں نرم کاری جن کا اعلان مرحلہ وار طریقوں سے کیا گیا اور حالیہ کیے گیے اقدامات درج ذیل ہیں: (a) 03-2002 کی بجٹ تقریر میں کہا گیا کہ ہندوستانی کمپنیاں قابل بدل غیر ملکی کرنسی جاری کر کے 5 کروڑ سے 10 کروڑ امریکی ڈالر تک کی رقم ریز رو بینک روٹ سے بین الاقوامی بازار سے مہیا کر سکتی ہیں۔ (b) حال ہی میں ADR/GDR/FCCB ایشوز کے انختامی استعمال کی پابندیوں کو اور زیادہ نرم بنا دیا گیا ہے۔ اور GDR/ADR/FCCB سے حاصل رقم کو حقیقی جائیداد خریدنے یا شیئروں میں لگانے سے متعلق پابندی میں رعایت دی گئی ہے۔ فیصلہ کیا گیا ہے کہ حکومت کے اعدام سرمایہ اندازی پروگرام کے تحت حکومت شیئروں کی خرید (مرحلہ 2) میں یورو ایشو سے استفادہ کیا جاسکیگا۔ SEBI (شیئروں کی کافی زیادہ خرید اور ذمہ داری) 1997 (مرحلہ II) کے تحت حکمی عوامی پیشکش کے ذریعہ کم سے کم 20 فی صد شیئر خریدنے میں بھی اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ (c) حکومت نے فیصلہ کیا ہے ہندوستانی کمپنیاں کچھ شرائط کے تحت موجودہ FCCB کی قبل ادائیگی کر سکتی ہیں۔

غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کے ذریعہ پورٹ فولیو سرمایہ کاری

غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کو پورٹ فولیو سرمایہ کاری راغب کرنے کے لیے ستمبر 1992 سے ایک اسکیم چل رہی ہے۔ اس اسکیم کے تحت FII جن میں پنشن فنڈ، میوچوئل فنڈ، انوسٹمنٹ ٹرسٹ، اثاثہ مینجمنٹ کمپنیاں، نامزد کمپنیاں اور غیر نامزد ادارہ جاتی پورٹ فولیو منیجر اس یا ان کے ذریعہ یا ان کے پاور آف اٹارنی شامل ہیں، کو ابتدائی اور ثانوی بازاروں میں کی جانے والی سیکورٹیز کی تجارت میں سرمایہ کاری کی اجازت ہے۔ غیر غیر مندرج کمپنیوں میں بھی وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ اس طرح سیکورٹیز میں وہ شیئرس، ڈبنچرس اور کمپنیوں کے وارنٹ شامل ہیں جو ہندوستانی شیئر بازاروں (اسٹاک ایکسچینج) میں درج فہرست ہونے والے ہیں، ساتھ ہی وہ اسکیمیں بھی جنھیں گھریلو میوچیول فنڈوں نے جاری کیا ہے۔ نئے نرم کاری اقدامات کے بعد ہندوستانی کمپنیوں کو یہ رعایت دی گئی ہے کہ وہ سیکنڈری مارکیٹ کے FII پورٹ فولیو سرمایہ کاری کو اس کی عام حد 24 فی صد سے زیادہ لے جاسکتے ہیں بہ شرط یہ خصوصی طریقوں عمل کے تحت کمپنی کو جاری اور ادا شدہ پونجی قابل نفاذ قانون، برحلقہ جاتی کیپ لیور (پیش ترین سطح)

کے مساوی ہو۔ خصوصی طریقۂ عمل کی تعمیل درج ذیل اقدامات کے ذریعہ کی جانی چاہیے (a) 24 فی صد کی عام حد کو بڑھانے کے لیے کمپنی کے بورڈ آف دائرکٹرز کی منظوری (b) 24 فی صد سے زیادہ حد بڑھانے کے بارے خصوصی قرارداد کو کمپنی کی جنرل باڈی سے منظوری۔

غیر ملکی راست سرمایہ کاری

غیر ملکی راست سرمایہ کاری کے ذریعہ ان ہندوستانی کمپنیوں میں پونجی رکھی جاسکتی ہے یا پوری ملکیت والی معاون کمپنیاں قائم کی جاسکتی ہیں جو حقیقی جائیداد بیمہ زراعت باغات وغیرہ کے طور پر ممنوعہ زمرات سے متعلق نہیں ہیں۔

بیمہ سیکٹر میں بیمہ ریگولیٹری اور ترقیاتی اتھارٹی سے لائسنس حاصل کر لینے کے بعد آٹومیٹک روٹ سے 26 فی صد تک راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی جاسکتی ہے۔ حقیقی جائیداد سیکٹر میں مربوط ٹاؤن شپ کے لیے حکومت سے پہلے سے منظوری حاصل کر کے صد فی صد راست غیر ملکی اصل کاری ممکن ہے۔ جہاں باغات صنعت کا سوال ہے اس راست سرمایہ کاری IOCB/N.R.I کی اجازت نہیں ہے صرف چائے صنعت میں صد فی تک غیر ملکی اصل کاری اجازت ہے۔ اس میں چائے باغات بھی شامل ہیں، بشرط یہ کہ سبھی نئی سرمایہ کاری کے لیے حکومت سے پہلے سے منظوری لینی ہوگی۔ اس کے لیے کچھ شرائط بھی رکھی گئی ہیں۔

جس کے تحت سرمایہ کاری نشاندہی کیے گئے سیکٹر میں متعین حد تک کمپنی شیئرز بھی جاری کر سکتی ہے اور آمد زر مرسلہ حاصل کر سکتی ہے۔ اسے 30 دنوں کے اندر ضرورت رپورٹ دینی ہوگی۔ اس کے لیے حکومت کے ساتھ کس حوالہ نمبر کی ضرورت نہیں ہے۔ دیگر سبھی معاملوں پر ایک غیر ملکی سرمایہ کاری فروغ کار بورڈ غور کرتا ہے اور معاشی امور (DEA) اسے تیار کرتا ہے۔ نظام کو مزید آسان بنانے کے مقصد سے یہ بندوبست کیا گیا ہے کہ غیر ممالک سے سرمایہ کاری حاصل کرنے سے پہلے اصولی طور پر ہندوستانی ریزرو بینک سے اجازت لینی یا غیر سرمایہ کار کو شیئر جاری کرنے سے پہلے منظوری لینے ضرورت نہیں ہے۔ لیکن کسی بھی غیر سرمایہ کار کو شیر جاری کرنے کے 30 دنوں کے اندر اس بارے میں کمپنی کے ذریعہ ریزرو بینک کو مطلع کرنا ہوگا۔

غیر ملکی فروغ سرمایہ بورڈ کا DIPP سے معاشی امور کے محکمہ کو منتقلی

حکومت ہند کے (کاروبار کے تعین) ضوابط 1961 کی ترمیم کے نتیجے میں غیر ملکی سرمایہ کاری فروغ بورڈ (FIPB) متعلق کام اب معاشی امور کے محکمے، وزارت مالیات کی انتظامی ذمہ داری بنادی گئی ہے۔ FIPB کی تشکیل کا حکم 18 فروری 2003 کو جاری کیا گیا۔

غیر ملکی راست سرمایہ کاری پالیسی کی نرم کاری

غیر ملکی ملکیت والی ہندوستان ہولڈنگ کمپنیوں کو آگے سرمایہ کاری کے لیے ابھی تک FIPB رحکومت سے پہلے اور مخصوص منظوری لینی پڑتی تھی۔ اب انھیں آٹومیٹک روٹ سے منظور شدہ سرگرمیوں کے لیے اس سطح تک سرمایہ کاری کی اجازت دی گئی جس حد تک غیر ملکی ایکوٹی سطح کی اجازت ہے۔ یہ اجازت اس شرط پر ہوگی کہ ہولڈنگ کمپنی اس کام کے لیے فنڈ گھریلو بازار سے نہ مہیا کریں بلکہ غیر ممالک سے لے آئیں۔

جن معاملوں میں اصل پروجکٹ لاگت 600 کروڑ روپے تک ہے اس میں منظور شدہ غیر ملکی سرمایہ کاری کے اندر رہتے ہوئے اگر غیر ملکی ایکوئی بڑھائی جاتی ہے تو اس کے لیے غیر ملکی سرمایہ کاری فروغ بورڈ رحکومت سے پہلے سے پہلے منظوری لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ غیر ملکی سرمایہ کاری فروغ بورڈ کی سبھی تجاویز فیصلے کی اطلاع 30 دنوں کے اندر دینی ہوگی۔

سڑکوں،قومی شاہراہوں،آمدورفت والی سرنگوں اور بندرگاہوں کی تعمیر ورکھ رکھاؤ میں صدفی غیر ملکی ایکوٹی کی اجازت ہے۔ شرط یہ ہے کہ کل غیرا یکوٹی 1500 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو۔بجلی کی پیداوار ترسیل اور تقسیم میں صدفی صد غیر ملکی پونجی کی اجازت پہلے دے دی گئی ہے۔آٹو میٹک روٹ غیر ملکی سرمایہ کاری فروغ بورڈ کے راست غیر ملکی اصل کاری تجاویز پر ریزرو بینک سے پہلے اجازت لینے کی شرط ختم کر دی گئی ہے۔

غیر بینکنگ مالیاتی کمپنیاں(NBFCC) / FIPB منظوری

وزارت مالیات،معاشی امور کا محکمہ غیر بینکنگ مالیاتی کمپنیوں میں غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے انتظامی وزارت ہے۔

غیر بینکنگ مالیاتی کمپنیوں میں ان کی سرگرمیوں کے 18 زمروں کے کام کاج میں غیر ملکی اصل کاری کی اجازت دی گئی ہے۔اس میں مرچنٹ بینکنگ،شیئر دلالی،وینچر کیپٹل،اقامت سیزنگ مائینس مالیات،غیر ملکی کرنسی دلالی،سیزنگ فانیس،مالی مشاورت وغیرہ ہیں۔حال ہی میں منی چینجنگ کاروبار،اس میں 17 ویں مد کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔غیر بینکنگ مالی کمپنی سیکٹر میں غیر ملکی سرمایہ سے متعلق رہنما اصولوں میں حال ہی میں ترمیم کر کے 5 لاکھ امریکی ڈالر تک کے کم از کم کیپٹلا یزیشن معیاررات کا بندوبست کیا گیا ہے۔یہ ایسی سرگرمیوں کے لیے ہونگے جو فنڈ پر مبنی نہیں بلکہ مشاورتی نوعیت کے ہیں بھلے ہی غیر ملکی ایکوٹی کی سطح کچھ بھی ہو۔یہ اہتمام سرکاری مشاورتی خدمات،مالیاتی مشاورت،کریڈٹ ریفرنس ایجنسیوں،کریڈٹ ریٹنگ ایجنسیوں غیر ملکی کرنسی دلالی اور منی چینجنگ بزنس پر لاگو ہوگا۔

اس سے پہلے غیر بینکنگ مالیاتی کمپنیوں کے میں معاملے در معاملے کی بنیاد پر صدفی صد راست غیر ملکی اصل کاری کی اجازت تھی شرط یہ رکھی گئی تھی کہ کم سے کم 25 فی صد حصہ کی سرمایہ کاری گھریلو بازار میں کر دی جائے۔اب یہ شرط ہٹالی گئی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ غیر ملکی سرمایہ کار کم سے کم 5 کروڑ امریکی ڈالر لائیں۔غیر بینکنگ مالیاتی سیکٹر میں راست غیر ملکی سرمایہ کاری کو اب آٹو میٹک روٹ پر رکھ دیا گیا ہے۔لیکن ریزرو بینک کے رہنما اصولوں کی پابندی کرنی ہوگی اور کم سے کیپٹلا یزیشن معیاروں کو بھی ماننا ہوگا۔

مشترکہ وینچرس میں براہ راست ہندوستانی سرمایہ کاری رغیر ملکوں میں پوری ملکیت والی معاون کمپنیاں

کلیان بنرجی کمیٹی کی سفارشوں پر 1992 میں غیر ملکوں میں ہندوستانی پونجی اصل کاری پالیسی کو نرم بنایا گیا۔1995 میں ترمیم کیے گئے اصولوں کو نو،ٹیغائی کر کے اس کے عمل کو مزید نرم اور چست درست بنایا گیا۔اس پالیسی کو لاگو کرنے کے لیے ریزرو بینک کو نوڈل ایجنسی بنایا گیا ہے اس سے پہلے یہ کام وزارت کامرس کرتا تھا۔

غیر ممالک میں اصل کاری روٹس

نرم کاری پالیسی میں درج ذیل روٹوں کو فراہم کیا گیا ہے۔

آٹو میٹک روٹس: اس اسکیم کے تحت ہندوستانی کمپنیاں 10 کروڑ امریکی ڈالر سارک ممالک میں 15 کروڑ امریکی ڈالر (پاکستان کو چھوڑ کر) کی سرمایہ کاری کر سکتی ہیں۔نیپال اور بھوٹان میں ایک سال میں 700 کروڑ روپے تک کی سرمایہ کاری کی جا سکتی ہے۔اس کے لیے ریزرو بینک یا حکومت ہند کی منظوری ضروری نہیں ہوگی،شرط یہ ہے کہ یہ اصل کاری حقیقی جائیدادرخی نہ ہو۔اس طرح کی سرمایہ کاری کی فنڈنگ ہندوستانی کمپنی زرمبادلہ کمانے والے غیر ملکی کرنسی اکاونٹ(EEFC)یا 100 فی صد اے

ڈی آر/جی ڈی آر آمد یا ہندوستانی کمپنی کے نیٹ ورتھ کے صدفی صد کے برابر تک ہندوستان کے کسی غیر ملکی زرمبادلہ تاجر سے لے کر کیا جاسکتا ہے۔اس طرح کی سرمایہ کاری کی اطلاع بعد میں ریزروبینک کو دینی ہوگی۔

مخصوص معاشی زون اکائیاں: آٹومیٹک روٹ سے امریکی ڈالر 10 کروڑ روپے کی حد باہر بھی غیر ملک میں کتنا بھی پونجی اصل کاری کرسکتی ہے اس میں کمپنی کے زرمبادلہ کمانے والے غیر ملکی کرنسی کھاتے سے اصل کاری کی جاسکتی ہے۔مخصوص معاشی زون اکائی کے ذریعہ ایسی سرمایہ کاری کل ملا کر (سبھی مخصوص اکائیوں کے ذریعہ) 50 کروڑ امریکی ڈالر سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔

ADR/GDR آٹومیٹک روٹ: اس اسکیم کے تحت ہندوستانی کمپنیاں ADR/GDR سے ملے حصول کا صدفی استعمال کسی حد کے بغیر آٹومیٹک روٹ سے غیر ملکی سرمایہ کاری کرسکتی ہیں۔شرط یہ ہے کہ بعد میں اس کی اطلاع ریزروبینک کو دی جائے۔

ADR/GDR آٹومیٹک شیئر مبادلہ روٹ: اس طریقے کے تحت ہندوستانی کمپنیاں ADR/GDR کے نئے ایشو کے بدلے اتنی ہی اہمیت والی سرگرمی میں 10 کروڑ امریکی ڈالر یا پچھلے سال کی برآمد کمائی کے دس گنے کے برابر ادلا بدلی کرسکتی ہیں شرط یہ ہے کہ بعد میں ریزروبینک کو اس کی اطلاع دے دی جائے۔ADR/GDR ایشو اور غیر ملکی کمپنی کے شیئروں کے حصول کے 30 دنوں کے اندر ہندوستانی پارٹی فارم ODG میں رپورٹ پیش کرنا ہوگا۔

پارٹنرشپ فرموں کے ذریعہ سرمایہ کاری: انڈین پارٹنرشپ ایکٹ 1932 کے تحت کوئی بھی شراکتی فرم بھی جو متعین پیشہ ورانہ خدمات فراہم کرتی ہو، بغیر ریزروبینک کی قبل منظوری کے (صرف بعد میں رپورٹ دے دے) کسی بھی ایک سال میں ویسے ہی سرگرمی میں لگی غیر ملکی کمپنی میں 10 لاکھ امریکی ڈالر یا اس کے برابر رقم لگا سکتی ہے۔یہ زر ہندوستان سے لے جایا جاسکتا ہے یا اور رکسی استحاق کے طور پر غیر ملکوں سے حاصل زر ہو سکتا ہے۔شرط یہ ہے کہ سرمایہ کار فرم متعلقہ، آل انڈیا پر مشتمل آرگنائزیشن را دارے کا ممبر ہو۔

عام روٹ: جو تجاویز درج بالا روٹوں کے تحت نہیں آتے اسے اوورسیز انوسٹمنٹ پر مخصوص کمیٹی غور کرتی ہے۔ریزروبنک کا ڈپٹی گورنر اس کمیٹی کی صدارت کرتا ہے ریزروبینک اس کمیٹی کا سیکریٹریٹ ہوتا ہے۔ہندوستان کے باہر کے جوائنٹ وینچر پوری ملکیت والی معاون کمپنی میں راست سرمایہ کاری کرنے یا غیر ملکی کمپنی کے ساتھ شیئروں کا مبالہ کرنے کی درخواست ریزرو بینک (ممبئی) کو علی الترتیب او۔ڈی۔آئی یا فارم او۔ڈی۔بی۔میں دی جاسکتی ہے۔

ریزروبینک کے ذریعہ بلاک تخصیص۔ اگر کسی ہندوستانی پارٹی نے ایک سال میں 10 کروڑ امریکی ڈالر کی حد پوری کر لی ہے تو وہ ریزروبینک کو غیر ملکی کرنسی کے بلاک الاکیشن کے لیے درخواست دے سکتا ہے۔ضروری سمجھی جانے والی شرائط اس پر لاگو کی جاسکتی ہے۔

اوورسیز سرمایہ کاری پالیسی میں حال میں کی گئی نرم کاری

اگر کوئی ہندوستانی کمپنی غیر ملکوں میں سرمایہ کاری کے لیے بازار میں غیر ملکی زرمبادلہ کی بازار خریداری کے ذریعہ اوورسیز سرمایہ کاری کا اہتمام کرتی ہے تو انھیں ایسا کرنے کی اجازت ہے اور اس کے لیے انھیں ریزروبینک رمرکزی حکومت سے قبل منظوری لینی ضروری نہیں ہے۔اصل کاری کی جانے والی رقم ان کے نٹ ورتھ کا صدفی ہو سکتی ہے۔یہ پہلے کی حد سے 50 فی صد زیادہ ہے۔کوئی بھی ہندوستانی کمپنی جس کا معاملہ بہت عمدہ رہا ہے اب 10 کروڑ امریکی ڈالر کی متعین حد کے اندر رہتے ہوئے اپنے نٹ ورتھ (خالص مالیت) کے صدفی صد کے برابر غیر ملکی اصل کاری کی غیر ملکی کرنسی بازار سے خرید سکتی ہے اور اسے صحیح

کاروباری سرگرمیوں میں لگی غیر ملکی فرم میں سرمایہ کاری کر سکتی ہے۔اس کے مطابق ایسی اہم سرگرمی میں ہندوستانی لگے ہونے کا اہتمام ہٹادیا گیا ہے۔

مصارف

شعبہ مصارف کے سات اہم ڈویژن ہیں یعنی (1) قیام ڈویژن، (2) مالی منصوبہ ڈویژن (3) مالی کمیشن ڈویژن، (4) کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس، (5) لاگت کھاتہ برانچ (6) اسٹاف جانچ اکائی ار (7) مربوط مالی ڈویژن۔

قیام ڈویژن

قیام ڈویژن تنخواہ پانے والے مرکزی حکومت کے ملازموں کی خدماتی شرائط کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ بنیادی طور پر اس میں درج ذیل باتیں آتی ہیں۔ تنخواہ کی درجہ بندی پر نظر ثانی رمقرر کرنا، تنخواہ اور مختلف بھتے متعین کرنا۔ اس محکمے میں عورتوں کی شکایتوں کو دور کرنے کے لیے سپریم کورٹ کے رہنما اصولوں کے مطابق ایک شکایت کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے۔

قومی ادارہ برائے مالی منتظمہ

مالی منتظمہ کے قومی ادارے کا قیام ایک خود مختار جماعت کے طور پر محکمہ اخراجات کے انتظامی نگرانی میں کی گئی ہے۔ یہ ادارہ چھ مرکزی اکاؤنٹ خدمات کے آزمائشی اور کلاس۔ I افسران کی ٹریننگ کا اہتمام کرتا ہے۔ مرکزی خدمات، آل انڈیا خدمات، ریاستی خدمات، سرکاری اداروں، مالیاتی مسائل اور غیر سرکاری اور صنعتی سیکٹر کے افسروں مالیاتی منتظمہ کے دو سالہ پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ کی تربیت دیتا ہے۔

مالی منصوبہ-I ڈویژن

مالی منصوبہ۔I ڈویژن ریاستوں کے مالی منصوبوں کے جملہ مصارف سے منسلک معاملوں کو دیکھتا ہے۔ یہ ریاستوں کو بیرونی اعانت شدہ پروجیکٹوں اور ان کے سالانہ منصوبوں کے لیے مرکزی اعانت جاری کرتا ہے۔ یہ ڈویژن ریاستوں کو منصوبہ امداد دینے کے علاوہ قومی تباہی دنا گہانی حالات فنڈ میں مرکزی حکومت کے حصے اور گیارہویں مالیاتی کمیشن کی تجاویز کے مطابق قومی آفات فنڈ سے مرکزی امداد بھی دیتا ہے۔ سال 03-2002 کے دوران ریاستوں کو قومی قدرتی آفات و ناگہانی حالات فنڈ سے 1600 کروڑ روپے اور مرکزی راحت فنڈ 1,758.82 کروڑ روپے دیے گئے۔

مالی کمیشن ڈویژن

مالی کمیشن ڈویژن کا کام وقتاً فوقتاً تشکیل کیے گئے مالی کمیشن کی رپورٹ اور صدر/ انتظامیہ کے احکامات اور منظوریوں کو لاگو کرتا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 280 کے تحت ہر پانچویں سال یا اگر صدر مملکت اس سے قبل کبھی ضروری سمجھیں، ایک مالی کمیشن تشکیل کیے جانے کا اہتمام ہے۔ بارہویں مالی کمیشن کی تشکیل حکومت نے یکم نومبر 2002 کو کی ہے۔

گیارہویں مالی کمیشن کی سفارشات کی تعمیل میں ریاستوں کو وسط مدتی مالیاتی اصلاحات اسکیم شروع کرنے کے لیے ترغیب دینے کے مقصد سے ریاستی مالیاتی اصلاح سہولت (01-2000 تا 05-2004) اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس کا مقصد محاصل بڑھانا، غیر ضروری خرچ گھٹانا اور ریاستوں کی قرض سطح مدت کے مطابق کم کرنا ہے۔ اس کام کے لیے 10,607 کروڑ روپے

ایک ترغیبی فنڈ پانچ سالوں کے لیے شروع کیا گیا ہے تاکہ ریاستوں کو ایسی اصلاحات پر عمل کرنے کے سلسلے میں ترغیب دی جاسکے جن پر نظر رکھی جائے۔

ترغیبی فنڈ سے جاری کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ خسارہ محاصل اور حصول محاصل کے تناسب میں پہلے سال کے مقابلے 5 فی صد بہتری ریاست دکھائیں۔ اس کے لیے اساسی سال 2000-1999 مانا جائے۔ جن ریاستوں کے محاصل کھاتے میں زاید رہتا ہے ان کے لیے اتنا ہی کافی ہوگا کہ وہ موجودہ محاصل کی باقی رقم اور غیر منصوبہ حصول محاصل کے تناسب میں 3 فی صد اصلاح دکھائیں۔

اب تک 21 ریاستوں نے وسط مدتی مالیاتی اصلاح پروگرام طے کیے ہیں۔ اس کی بنیاد پر وزارت مالیات (حکومت ہند) کے ساتھ Mou پر دستخط کرسکیں گے۔ ابھی تک ریاستوں کے لیے ترغیبی فنڈ سے 2,713.79 کروڑ روپے جاری کیے جاچکے ہیں۔ جن 21 ریاستوں کے وسط مدتی مالیاتی اصلاح پروگرام طے ہوچکے ہیں ان میں سے 13 وزارت مالیات کے ساتھ معاہدہ عرضداشت پر دستخط کرچکی ہیں۔ دیگر ریاستوں کے ساتھ معاہدہ عرضداشت پر دستخط کرنے کے کام مختلف مراحل میں ہیں۔ اس عمل اور معاہدہ عرض داشت کے نتائج اشارہ کاروں کا تجزیہ بھی وقتاً فوقتاً کیا جاتا ہے۔

جب بھی ضرورت پڑیگی، مرکزی حکومت مالیاتی مشکلات کو دور کرنے میں ریاستوں کی مدد کریگی۔ بشرطیکہ ریاست اپنی وسط مدتی مالیاتی اصلاح پروگرام کے مطابق مالیاتی ذمہ داریوں کی پابندی کریں۔ اگر متعلقہ ریاست کو ساختی تطابق کا بار اٹھانا پڑتا ہے تو اسے کھلے بازار سے ادھار لے کر زاید اقوام جتانے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ (i) رضا کارانہ ریٹائرمنٹ، علاحدگی ادائیگی، پبلک سیکٹر کی سائز کم کرنے اور مالیاتی اصلاح پروگرام سے متعلق تدابیر کے لیے بھی ایسی اجازت دی جاسکتی ہے۔ (ii) رواں مالی سال کے دوران ریاست کی مالیاتی اصلاح سہولیات کے تحت اب تک پانچ ریاستوں کو 2,053 کروڑ روپے کی رقم کھلے بازار سے ادھار لینے کی اجازت دی جاچکی ہے۔

گیارہویں مالیاتی کمیشن کی سفارشوں کے مطابق 05-2000 کی مدت کے لیے اب گریڈیشن اور مخصوص مسائل کے لیے مالیاتی تعاون کے تحت 2,365 کروڑ روپے اب تک دیے جاچکے ہیں۔ بلدیاتی اداروں کے لیے ریاستوں کو مجموعی طور پر 5,102.10 کروڑ روپے مالی تعاون کے طور پر دیے جاچکے ہیں۔ غیر منصوبہ بند محاصل خسارہ مالی امداد کے تحت متعلقہ ریاستوں کو 21,772.44 کروڑ روپے دیے جاچکے ہیں۔ دسویں مالیاتی کمیشن کی مدت 2000-1995 کے دوران ریاستوں کو اپ گریڈیشن اور مخصوص مالیاتی تعاون کے تحت 231.19 کروڑ روپے دیے گئے۔

مالی منصوبہ —II

مالی منصوبہ II ڈویژن مرکزی پلان سے متعلق موضوعات کو دیکھتا ہے۔ جن میں ذیل شامل ہیں۔ اندرونی اور بجٹ کے باہر کے وسائل سمیت مرکزی منصوبے کے لئے وسائل کا تخمینہ، مرکزی حکومت کی مختلف وزارتوں رمحکموں کا منصوبہ جاتی خرچ، عوامی سرمایہ کاری بورڈ، مصارف مالی کمیٹی کو ارسال کرنے سے قبل تشخیص منصوبہ پروجیکٹوں راسکیموں کی جانچ کرنا۔ مالی منصوبہ ii ڈویژن عوامی سرمایہ کاری بورڈ کا سکریٹریٹ بھی ہے۔

عوامی سرمایہ کاری بورڈ مرکزی سرکاری وزارتوں کے عوامی سیکٹر کے اداروں میں سرمایہ کاری کی تجاویز پر غور کرتا ہے۔ 2002 میں جنوری سے دسمبر تک بورڈ نے 11,505.69 کروڑ روپے کے کل پونجی لاگت والے پروجیکٹوں کی منظوری دی۔ کنٹرول جنرل کی صلاح سے عوامی سیکٹر کے بیمار صنعتوں کی پونجی پر مبنی باز تشکیل کرنے کے لیے ان تجاویز کی بھی جانچ پڑتال ڈویزن کرتا ہے جو مختلف وزارتوں رمحکموں سے اسے حاصل ہوتے ہیں ان میں BIFR کو سونپے گئے معاملے بھی ہیں۔

یہ ڈویژن ریاستوں کو منصوبہ امداد دینے کے علاوہ قومی تباہی وناگہانی حالات فنڈ میں مرکزی حکومت کے حصہ اور گیارہویں مالیاتی کمیشن کی تجاویز کے مطابق قومی مرکزی امداد بھی دیتا ہے۔

اسٹاف جانچ یونٹ

اسٹاف جانچ یونٹ (اکائی) کا قیام انتظامی اہلیت بنائے رکھتے ہوئے ملازموں کی تعداد میں کمی لانے اور کام نمٹانے و کام کے معیار کی نشو ونما کی غرض سے 1964 میں عمل میں آیا تھا۔ اسٹاف جانچ اکائی کی رپورٹ تحکمانہ ہوتی ہے اور انہیں ایک مقرر تہ میں مکمل طور پر عمل میں لانا ہوتا ہے۔

کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس

کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس مرکزی سرکار کا چوٹی کا اکاؤنٹنگ (حساب) افسر ہے اور یہ ایک موثر اور صحت مندانہ اکاؤنٹنگ اور مالیاتی رپورٹنگ نظام کے قیام اور برقرار رکھنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس کی یہ بھی ذمہ داریاں ہیں:

(i) یونین اور ریاستی حکومتوں سے متعلق سرکاری حساب کتاب کے عام اصولوں اور حساب کتاب کی شکل متعین کرنا اور ان کاموں سے متعلق ضابطے اور اس سے متعلق دستورالعمل تیار کرنا اور اس پر نظر ثانی کرتے رہنا۔ چیف کنٹرولروں/کنٹرولر آف اکاونٹ اور ان کی تنخواہ اور اکاؤنٹ دفاتر کے ذریعہ بجٹ کنٹرول، ادائیگی، رسید جمع کرنے اور اکاؤنٹ کے کام مرکزی حکومت کی طرف سے کرتا ہے۔ GCA سرکاری مالیات کے بارے میں باقاعدہ وزیر مالیات کو حالات کی معلومات فراہم کرتا ہے۔ GCA مرکزی حکومت کے کھاتوں کی تدوین کرتا ہے۔ کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل کے ذریعہ آڈٹ کیے ہوئے مرکزی حکومت کے مالیاتی کھاتے اور تصرف کھاتوں کو پارلیمنٹ میں پیش کرتا ہے۔ GCA تمام سول وزارتوں/محکموں کے اکاؤنٹ معاملوں پر تکنیکی صلاح دیتا ہے، صلاح وزارتوں/محکموں کو ماننی پڑتی ہے۔ مختلف وزارتوں سے ریٹائر ہونے والے سرکاری ملازمین کی پنشن ادائیگی کا اہتمام کرتا ہے اور اس کے حساب کتاب اور تقسیم کی ذمہ داری نبھاتا ہے۔ یہ کام مرکزی پنشن اکاؤنٹنگ آفس (CPAO) کے ذریعہ کرتا ہے۔ جدید ٹکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے یہ آفس ملک بھر میں 6,00,000 پنشن حاصل کرنے والوں کی ادائیگی کے پنشن تقسیم کرنے کے لیے مجاز بینک شاخوں کے ذریعہ پنشن ادا کرتا ہے۔ ہر وزارتوں میں موجود داخلی آڈٹ عمل، داخلی آڈٹ اکائی کے ذریعہ انجام دیتا ہے جس کی جانچ متعلقہ کنٹرولر آف اکاونٹ اور CSA کی جانچ ونگ کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ یہ ونگ اس بارے میں کنٹرولرس آف اکاؤنٹ کی رہنمائی بھی کرتا ہے۔ مختلف پبلک سیکٹر انڈرٹیکنگ کے پونجی بازتشکیل سے متعلق تجاویز کی پراسسنگ اور تعین قدر بھی کرتا ہے۔ 1989 میں یہ ذمہ داری سونپے جانے کے بعد اس نے اس کام کے لیے ایک پبلک سیکٹر انڈرٹیکنگ کے بازتشکیل سیل بھی قائم کیا ہے۔ یہ انسٹی ٹیوٹ متعدد سرکاری اور خود مختار اداروں کو مشاورتی خدمات بھی پیش کرتی ہے۔ وزارت خارجہ کی معرفت بین الاقوامی تکنیکی اور معاشی تعاون پروگرام کے تحت یہ کس غیر ملکی حکومتوں کے اکاؤنٹ اور مالیاتی عملے کو تربیت بھی دیتی رہی ہے۔

لاگت کھاتوں کی شاخ

وزارت مالیات کے تحت کام کرنے والی لاگت کھاتہ شاخ ایک ماہر ایجنسی ہے، جسے لاگت کی بنیاد پر پیداوار اور خدمات کی مناسب قیمتیں اور نرخ نامہ کی سفارش کا کام سونپا گیا ہے۔ یہ حکومت کی ایک پیشہ ورانہ ایجنسی کے طور پر کام کرتی ہے اور لاگت

رقیمت وغیرہ سے متعلق پیچیدہ امور پر سے صلاح دیتی ہے۔ یہ فیصلہ سازی کے عمل میں مدد کرنے کے مقصد سے مناسب اطلاعاتی نظام کے قائم کرنے کے سلسلے میں محکموں اور پبلک سیکٹر اداروں کے لیے نظام کا مطالعہ کرتی ہے۔

لاگت رقیمت سازی مطالعہ، سبسڈی کے تعین، کارکردگی محاسبہ اور مختلف وزارتوں رمحکموں کو متعلقہ پیشہ ورانہ مدد دینے والی ماہر ایجنسی ہونے کے سبب اس شاخ نے مختلف موضوعات پر اب تک 7000 مطالعات کیے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف وزارتوں کے ذریعہ تشکیل کی گئی کمیٹیوں میں حصہ لے کر اور پیشہ ورانہ صلاح دے کر یہ شاخ نہایت اہم کردار نبھاتی رہی ہے۔

اصلاح مصارف کمیشن

سابق سیکریٹری مالیات کے۔ پی۔ گپتا کرشن کی صدارت میں مرکزی حکومت کے کل اخراجات خاکے کے جائزے کے لیے قائم اصلاح مصارف کمیشن نے 30 ستمبر 2001 کو اپنی مدت پوری کر لی۔ کمیشن نے دس رپورٹیں پیش کی ہیں جن میں دیگر باتوں کے علاوہ 36 وزارتوں رمحکموں کی از سر نو تشکیل سے متعلق سفارشات بھی شامل ہیں۔ کمیشن نے نو تشکیل رحساب کرنے کے بارے میں جو تجاویز پیش کی ہیں، ان کے مطابق مرکزی حکومت کے دفاتر اور اور خود مختار اداروں میں تقریباً 42,000 عہدے کم کیے جا سکتے ہیں۔ متعلقہ وزارتوں محکموں نے جانچ کر کے تقریباً 23,900 ایسے عہدوں کی شناخت کی ہے جنھیں ختم کیا جاسکتا ہے۔ ان میں اب تک تقریباً 13,900 عہدے ختم کیے جا سکتے ہیں یا پھر ختم کرنے کا فیصلہ لیا جاچکا ہے۔

آمدنی محاصل

شعبۂ آمدنی مرکزی حکومت کے بالواسطہ اور بلاواسطہ ٹیکسوں کے محاصل سے متعلق معاملوں کی دیکھ ریکھ دو باضابطہ بورڈوں کے ذریعہ کرتا ہے۔ یہ بورڈ ہیں:۔ مرکزی بلاواسطہ ٹیکس بورڈ اور مرکزی بورڈ برائے آبکاری و سرحدی محاصل، اس شعبے کے ذمے مرکزی بکری ٹیکس، اسٹامپ ڈیوٹی، زرکنٹرول، غیرملکی زرمبادلہ اور دیگر منسلک مالی ضابطوں میں انتظامی شرائط اور ضابطوں کو نافذ کرنے اور ان کے نظم و نسق کا کام سونپا گیا ہے۔ افیون اور اس کی پیداواروں کی پیداوار اور بکری پر بھی اس شعبے کا کنٹرول ہے۔

بلاواسطہ ٹیکس

شعبۂ انکم ٹیکس ٹیکسوں بلاواسطہ ٹیکسوں سے متعلق کئی ایکٹ نافذ کرتا ہے۔ جیسے کہ: انکم ٹیکس ایکٹ 1961، ویلتھ ٹیکس ایکٹ 1957، تحفہ ٹیکس ایکٹ 1958 سود ٹیکس ایکٹ اور مصارف ٹیکس ایکٹ 1987۔ 96-1995 کے بعد مختلف بلاواسطہ ٹیکسوں سے حاصل ریونیو کے اعداد وشمار جدول 13.5 میں دیے گئے ہیں۔

جدول 13.5 راست ٹیکس

	محاصل رقم						(کروڑ روپے میں)	
	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000	2000-01	2001-02	2002-03
کارپوریشن ٹیکس	16,487	18,567	20,016	24,529	30,692	35,6561	36,609.13	46,263.41
انکم ٹیکس	15,587	18,234	17,101	20,240	25,296	31,764	32,004.09	35,943.46
سود ٹیکس	1,170	1,712	1,205	1,264	1,212	414	189.30	50.21

ملکیت ٹیکس	72	76	113	162	133	132	135.36	155.32
تحفہ ٹیکس	11	10	9	10	-3	-030	(-)1.50	(-)1.34
مصارف ٹیکس	216	293	9,834	395	272	298	259.63	165.75

سال 2003-04 کے بجٹ میں بلاواسطہ ٹیکسوں سے متعلق اہم تبدیلیاں

مالیاتی ایکٹ، 2003 میں سال 2003-04 کے لیے بلاواسطہ ٹیکسوں سے متعلق قانون سازی کی کچھ قابل ذکر باتیں اس طرح ہیں (1) انفرادی یا کارپورٹ ٹیکسوں میں کوئی تبدیلی نہ کر کے استحکام بنائے رکھا گیا ہے۔ انکم ٹیکس کی رعایت کی حد بھی تبدیل نہیں کی گئی ہے اور 50,000 روپے کی حد بنائے رکھی گئی ہے۔ لیکن افراد، غیر منقسم ہندو خاندانوں، افراد کی ایسوسیشنوں وغیرہ جن کی سالانہ آمدنی 85 لاکھ روپے سے زیادہ ہے کے معاملے میں 10 فی صد کی شرح سے سرچارج لگایا جائیگا کمپنیوں، کو آپریٹو کمپنیوں مقامی اتھارٹی اور فرموں کے معاملے میں چارج 25 فی صد شرح سے واجب الادا ہوگا۔ (2) ڈیوڈنڈ اور یونٹوں سے ہونے والی آمدنی علی الترتیب شیر ہولڈروں اور یونٹ ہولڈروں کے ہاتھوں ٹیکس فری ہوگی۔ کمپنیوں، یوٹی آئی ۔2 اور میوچیول فنڈوں کو 12.5 فی صد کی شرح سے ڈیوڈنڈ تقسیم ٹیکس دینا ہوگا۔ (3) US-64 کے سرمایہ کاروں کو 2002-03 اور بعد کے سالوں میں ہونے والا پونجی پر مبنی فائدہ ٹیکس فری ہوگا۔ یکم مارچ 2003 اور 29 فروری 2004 کے درمیان درج فہرست کمپنیوں کے خریدے گئے شیئروں پر لمبی مدت کے پونجی فائدے ٹیکس فری ہونگے۔ (4) 5 لاکھ روپے تک تنخواہ پانے والوں کے معاملے میں معیاری منہای بڑھا کر 40 فی صد یا 30,000 (جو بھی کم ہو) کردی گئی ہے پانچ لاکھ روپے سے زیادہ سالانہ تنخواہ پانے والوں کے معاملے میں یہ معیاری کٹوتی 20,000 روپے ہوگی۔ (5) 5 لاکھ روپے تک کی VRS ادائیگی اگر قسطوں میں کی جاتی ہے تو بھی چھوٹ رہے گی (6) سینئر شہریوں کو ملنے والی ٹیکس رعایت بڑھا کر 15,000 سے 20,000 روپے کردی گئی ہے۔ سینئر شہریوں کو سود یا یونٹوں سے ہونے والی آمدنی کے معاملے میں وسائل پر ٹیکس نہ کاٹنے کے لیے ''خود اعلان'' کی اجازت دی جائیگی۔ (7) دو بچوں کی تعلیم کے لیے 24,000 روپے تک کے اخراجات اب دفعہ 88 کے تحت اب 70,000 روپے کی حد کے اندر رعایت کے لائق مانا جائیگا۔ (8) مستقل جسمانی معذوری کے لیے منہائی 40,000 روپے سے بڑھا کر 50,000 روپے کردی گئی ہے۔ بہت زیادہ معذوری کے لیے مہنگائی بڑھا کر 75,000 روپے کردی گئی ہے۔ اس طرح دست نگر معذوری کی دیکھ دیکھ کے لیے 40,000 کی جگہ 50,000 روپے رقم متعین کی گئی ہے۔ بہت زیادہ دست نگر معذوری کی دیکھ دیکھ کے لیے 75,000 روپے کی چھوٹ دی گئی ہے۔ (9) دفعہ 80L کے تحت سرکاری سیکورٹیز، یونٹوں سے ہونے والی آمدنی پر منہائی 10,000 روپے سے بڑھا کر 15,000 روپے کردی گئی ہے۔ (10) کتابوں کی اشاعت (درسی کتابوں کو چھوڑ کر) سے مصنفین کو حاصل 3 لاکھ روپے تک رائلٹی ٹیکس فری ہوگی۔ (11) پیٹنٹوں کے استعمال سے افراد کو ملنے والی 3 لاکھ روپے تک کی رائیلٹی ٹیکس فری ہوگی۔ (12) مرکزی یا ریاستی قانونوں کے تحت سابق فوجیوں کی بہبود کے لیے قائم کارپوریشن انکم ٹیکس سے آزاد ہونگے (13) ہندوستان کی دفاع کے لیے کیے گے کسی معاہدے کے تحت ملی آمدنی ٹیکس فری ہوگی۔ (14) کچھ ایسی بیمہ پالسیوں پر ٹیکس فوائد محدود کردیے گئے ہیں (15) ہندوستان کے باہر کے وسائل سے طویل مدتی اقامتی قرض کو ادا کرنے کے لیے لی گئی رقم کی سود آمدنی پر ہاؤسنگ مالیاتی کمپنیوں کو اب تک جو ٹیکس رعایت دستیاب تھی وہ ان معاملوں میں نہیں ملیگی جہاں قرض معاہدوں کو مرکزی حکومت نے 31 مئی 2003 کے بعد منظور کیا ہے۔ (16) سپریم آڈٹ انسٹی ٹیوشن کے ایشیائی تنظیم کی آمدنی مزید چار سالوں کے لیے ٹیکس سے آزاد کردی گئی ہے۔ (17) کسی ہوٹل (3 اسٹار اور اس سے زیادہ) یا اسپتال (100 بستروں یا زیادہ والے) کو طویل مدتی مالیات سے کسی کمپنی یا فنڈ کو جو طویل مدتی پونجی مفاد حاصل ہونگے یا ڈویڈنڈ آمدنی ہوگی وہ ٹیکس سے آزاد

ہوگی۔(18) جس رقم کا 50 فی صد کسی ایسے ریزرو اکاؤنٹ میں جاتا ہے۔جس کا استعمال تجارت کے لیے ہوتا ہے اس پر موجودہ مدت سے اگلے تین سالوں کے لیے سیکشن 10-A کے تحت مزید منہائی حاصل ہوتی رہیگی۔(19) قیمتی اور نیم قیمتی جواہرات کو پالش کرنے اور تراشنے پر منہائی 10-A اور 10-B کے تحت بڑھادی گئی ہے۔(20) جب کوئی ٹرست یا ادارہ خیراتی مقصد کے لیے تحلیل کیا جارہا ہو تو ایک ٹرسٹ سے دوسرے ٹرسٹ کو خیرات کی جمع رقم کی درخواست ماننے کا اختیار افسران تشخیص کو دیا گیا ہے۔(2) سیاسی جماعتوں کو پونجی رخی فوائد سے ہونے والی آمدنی، انکم ٹیکس سے آزاد ہوگی(22) کافی اور امیر پیدا کاروں ربنانے والوں کو اپنے کاروبار سے ہونے والے منافع کے 40 فی صد تک کی منہائی کی اجازت دی جائیگی۔(23) کسی شپ کی خرید اگر دفعہ 33 کے تحت ریزرو سے کی گئی ہو تو اس اس کی فروخت کی لاگ۔اں مدت آٹھ سال سے گھٹا کر تین سال کردی گئی ہے۔ یہ بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ اس جہاز کی فروخت سے ملی رقم کا استعمال ایک سال کے اندر نئے جہاز کی خرید میں کیا جائیگا۔ یہ ایک سال کی مدت، اس سال کے اختتام کے بعد سے مانی جائیگی جس سال جہاز فروخت یا منتقل کیا گیا تھا، اگر متعین مدت جہاز نہیں خریدا گیا تو اس رقم کو فروخت یا منتقل والے سال کے فوراً بعد والے سال میں آمدنی مانی جائیگی اور اس کے مطابق ٹیکس لگایا جائیگا (24) مرکزی حکومت کے ذریعہ تیار کی گئی کسی اسکیم کے تحت سیکورٹیز کے واپس سے ہوئی آمدنی کے برابر کی رقم منہائی نا قابل وصول قرضوں کے عوض میں کسی درج فہرست یا غیر درج فہرست بینک کو ملیگی۔ یہ بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ اگر ایسے آمدنی گوشوارے میں تجارت یا کاروبار سے منافع کے تحت نہیں دکھائی گئی تو یہ منہائی نہیں حاصل ہوگی۔(25) مرکزی یا ریاستی یا صوبائی ایکٹ کے ذریعہ تشکیل کیے گیے یا قائم کیے گئے کارپوریشن کارپوریٹ ادارے کے با مجاز مقاصد کی تکمیل کے لیے واقع ہونے والے اخراجات (پونجی اخراجات نہیں) کو تجارت یا کاروبار سے منافع یا حصول کے عنوان کے تحت آمدنی کے شمار کرتے وقت منہائی کی اجازت ہوگی۔(26) جہاں تک کسی ایسے سود، رائلٹی، تکنیکی خدمات فیس یا رقم کا سوال ہے ہندوستان سے باہر یا ہندوستان میں ہی کسی غیر مقیم یا غیر ملکی کمپنی کو واجب الادا ہے اور جس پر انکم ٹیکس قانون کے مطابق ٹیکس لگایا جاتا ہے، اس پر تجرت یا کاروبار سے فائدہ یا حصول کے عنوان کے تحت ٹیکس کا حساب کرتے ہوئے تب منہائی کی اجازت نہیں دی جائیگی جب تک آمدنی سے ٹیکس گھٹا نہ لیا جائے یا گھٹانے کے بعد سیکشن 200 کے سب سیکشن .I میں مجوزہ وقت کے اندر ادا نہ کر دیا گیا ہو یہ ادائیگی باب XVII-B کے تحت اہتمام کے بھی مطابق ہونی چاہیے۔ یہ بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ جن معاملوں میں باب XVII-B کے تحت ٹیکس گھٹایا گیا ہے یا بعد والے سال میں اس کی ادائیگی کی گئی، ایسی رقم کی منہائی کی اجازت اسی سال دی جائیگی جس سال ٹیکس کی ادائیگی کی گئی ہے۔(27) کسی درج فہرست بینک سے لیے گئے سود یا پیشگی پر سود کے لیے منہائی کی اجازت حقیقی ادائیگی کی بنیاد پر ہی دی جائیگی۔ یہ ادائیگی قرض کے لیے بینک کے ساتھ کیے گئے سمجھوتے کی شرطوں کے مطابق ہونی چاہیے۔ مزید براں اگر کوئی متشخص آجر کے طور پر کسی پرویڈنٹ فنڈ ملازمین بہبود فنڈ میں اشتراک کرتا ہے تو سال کی آمدنی کا شمار کرتے وقت منہائی کی اجازت اس سال دی جائیگی، جس سال ادائیگی کی گئی ہو۔ اگر سال کے انکم کے حاصل گوشوارہ دائر کرنے کی مقررہ آخری تاریخ سے قبل رقم کی ادائیگی کی گئی تو اس ادائیگی والے سال کے پہلے والے سال میں منہائی کی اجازت ہوگی(28) غیر مقیم افراد پر تخمینی ٹیکس کاری سے متعلق دفعہ 44 BB اور 44 BBB کے کچھ اہتمام معقول بنائے گئے ہیں ایسا کرتے ہوئے یہ اہتمام کیا گیا ہے مذکورہ دفعات کی ذیلی دفعہ .1 کے تحت منافع اور حصول سے کم منافع یا حصول کا دعویٰ کوئی متشخص کرسکتا ہے بہ شرط وہ بہی اور کھاتے و دیگر دستاویز رکھے ان کا آڈٹ کرائے اور آڈٹ رپورٹ پیش کرے۔ ایسا کرنے پر افسر متشخص دفعہ (14) کی ذیلی دفعہ (3) کے تشخ کی آمدنی یا نقصان کا تعین کرے گا۔(29) انکم ٹیکس ایکٹ میں ایک نئی دفعہ 44 DA جوڑی گئی ہے۔ جو ہندوستان میں کسی ادارے یا کاروبار ایک متعین مقام سے ہونے والی تکنیکی خدمات فیس یا رائلٹی سے متعلق ہے۔(30) یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ اگر کوئی عدالت، ٹربیونل یا دیگر اتھارٹی معاوضے یا حاصل ہونے والی رقم میں بعد میں کٹوتی کر دیتا ہے تو جس سال یہ معاوضے کی گھٹی ہوئی رقم ملی تھی، اس سال کا حساب اسے دھیان میں رکھ کر لگایا جائیگا۔(31) ترمیم کے ذریعہ اسٹاک ایکسچینج کے ڈی

میوچیولائزیشن اور کارپوریٹ کاری عمل کو ٹیکس نیوٹرل بنادیا گیا ہے۔(32) دفعہ 72 A ادغام یا الگ ہونے مجتمع نقصان یا غیر کھپائی فرسودگی کو آگے لے جانے یا ختم کرنے کے فوائد اب ان معاملوں میں بھی دیے جائیں گے کہ جہاں کسی ہوٹل مالک کی کمپنی کا ادغام دوسری کمپنی میں ہو جائے یا کسی بینکنگ کمپنی کا ادغام کسی سکوکہ بینک میں ہو جائے۔(33) گجرات میں زلزلے سے متاثرہ لوگوں کے امداد کے لیے 26 جنوری 2001 سے شروع اور 30 ستمبر 2001 کو ختم مدت میں دی گئی خیرات رقم کے استعمال کے وقت کی حد ایک اور سال کے لیے بڑھادی گئی ہے۔ یہ بات ان منظور شدہ تخیر ٹرسٹ فنڈوں یا اداروں پر لاگو ہوتی ہے، جو گجرات راحت امداد کے لیے قائم کیے گئے تھے۔اس کے لحاظ ٹرسٹ یا اداروں کے ذریعہ اس مقصد کے لیے حاصل بھی عطیات کا استعمال اسی کام کے لیے 31 مارچ 2004 تک کر لینا چاہیے اور اگر کوئی بچی رہ جائے تو اسے 31 مارچ 2004 تک وزیر اعظم کے قومی راحت فنڈ میں منتقل کر دی جانی چاہیے۔(34) یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ ہندوستان میں کہیں بھی واقع (کسی مخصوص معاشی زون سے ہو) کوئی ادارہ جو کوئی مال تیار کرتا ہو اگر کسی مخوص اقتصادی زون میں واقع ایسے ادارے کو اپنا مال فروخت کرے جو دفعہ 10 A کے تحت منہائی کا مجاز ہو تو ایسی فروخت کو ایک سال یعنی تعین سال 2004-05 کے لیے دفعہ 80M HC کے تحت ہندوستان سے کی گئی برآمد مانی کی جائیگی۔(35) کسی مجاز ادارے کو مواصلاتی خدمات فراہم کرنے کی شروعات کرنے کا جو مقررہ وقت دیا گیا تھا اسے دفعہ A 1-80 کے لحاظ سے اہتمام کے لیے 31 مارچ 2004 تک بڑھا دیا گیا ہے(36) دفعہ B 1-80 کے تحت منہائی سائنسی تحقیق و ترقی میں لگی ان کمپنیوں کو بھی ملیگی جو یکم اپریل 2004 سے پہلے متعین اتھارٹی کے ذریعہ منظور شدہ تھیں۔(37) اقامتی پروجیکٹوں کے معاملے میں دفعہ B 1-80 کے تحت منہائی کرنے کے لیے مقامی افسران سے منظوری حاصل کرنے کے لیے وقت کی حد 31 مارچ 2005 تک بڑھادی گئی ہے۔ساتھ ہی اس اہتمام کو معقول بنانے کے لیے پروجکٹ پورا کرنے کے سلسلے وقت کا تعین ختم کر دیا گیا ہے۔(38) دفعہ B 1 -80 کے تحت منہائی کی سہولت پانے کے مقصد سے کولڈ چین سہولت کا کام شروع کرنے کے لیے مدوقت 31 مارچ 2004 تک بڑھا دیا گیا ہے۔(39) انکم ٹیکس ایکٹ میں نئی دفعہ 80-1C جوڑ کر یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ نئے ادارے یا انٹر پرایزز کو ہماچل پردیش، اترانچل، سکم اور مشرقی شمالی ریاستوں میں اپنی توسیع ہونے والے فوائد پر دس سال کے لیے منہائی حاصل ہوگی۔اس مقصد سے کافی وسعت کی تشریح کی گئی ہے۔جس سال وسعت فراہم کی جائے اس کے پہلے والے سال کے پہلے دن پلانٹ اور مشینری کے مندرجہ قیمت میں 50 فی صد اضافے کے لیے سرمایہ کاری کی جائے (40) انکم ٹیکس ایکٹ میں ایک نئی دفعہ (80 CA) جوڑی گئی ہے اس میں یہ اہتمام کیا گیا ہے اگر کوئی درج فہرست بینک (جو کسی دوسرے ملک کے قانونوں کے تحت کارپوریٹ نہ ہو) کسی مخصوص اقتصادی زون میں آف شور بینکنگ یونٹ چلا رہا ہو اور اس کی مقامیت اس آف شور بینکنگ کو ایسے ادارے سے کاروبار سے ہوئی کمائی ہو، جو اس مخصوص معاشی زون کی ترقی کے عمل اور نگرانی کا اہتمام کرتا ہو تو ایسے شیڈولڈ بنک کے طور پر تشخیص کی منہائی حاصل ہوگی۔منہائی کی یہ رقم بینک ایکٹ کے تحت جس سال آف شور بنکنگ یونٹ کھولنے کی اجازت حاصل ہوئی تھی اس سے پہلے والے سال سے متعلقہ سال تشخیص کے لگا تار تین سالوں میں قابل بدل غیر ملکی کرنسی حاصل ہوگی، اس کے صد فی صد کے برابر ہوگی۔اس کے بعد لگا تار دو سال تشخیص کے لیے یہ منہائی اس کے 50 فی صد کے برابر ہوگی۔(41) تلاش اور ضبطی والے معاملوں کا تعین ٹیکس آسان بنا دیا گیا ہے۔(42) تلاش اور ضبطی کے دوران ملے اسٹاک کو ضبط نہیں کیا جائیگا، ان کی فہرست بنائی جائیگی۔(43) چیف کمشنروں یا کمشنروں کی منظوری کے بغیر سروے کے دوران ضبط کی گئی بہیوں کو 10 دنوں سے زیادہ وقت تک نہیں رکھا جائیگا (44) سروے کی اجازت جوائنٹ کمشنر یا اس سے اونچے عہدے کے افسر سے لی جائیگی۔(45) دفعہ 139 کی ترمیم کو کے اس میں یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص چاہے تو وہ متبادل طور پر متعین تاریخ سے پہلے یا متعین تاریخ کو بورڈ کے ذریعہ مخصوص کسی اسکیم کے تحت کسی فارم میں یا کمپیوٹر کے ذریعہ پڑھی جانے والی شکل میں اپنی آمدنی کو شوارہ دائر کر سکتا ہے۔(46) محدود جانچ پڑتال کا اہتمام ختم کر دیا گیا ہے۔(47) سود سے وسائل پر ٹیکس منہائی سے متعلق دفعہ (149-A) کو ترمیم کر کے اس میں یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ جہاں

موٹر گاڑی ایکٹ کے تحت 50,000 روپے تک کے معاوضے کی رقم پر سود دیا گیا ہو اس پر ٹیکس کٹوتی نہیں کی جائیگی (48) پیشہ ورانہ اور تکنیکی خدمات سے حاصل ہوئے وسائل پر ٹیکس کٹوتی سے متعلق دفعہ (J-194) میں ترمیم کی گئی اور یہ اہتمام شامل کیا گیا ہے کہ اگر یہ رقم صرف نجی مقاصد کی تکنیکی کے لیے کاروباری فیس کے طور پر دی گئی ہے کسی فرد یا غیر منقسم ہندو خاندان سے اس طرح کا ٹیکس نہیں گھٹایا جائیگا۔ (49) یہ اہتمام کیا گیا ہے انکم ٹیکس کی دفعہ XVII-B کے تحت ٹیکس گھٹانے کے لیے ذمہ دار ہر کمپنی کے پرنسپل افسر کے علاوہ کوی دیگر شخص اپنے متبادل کے مطابق بورڈ کے ذریعہ سرکاری گزٹ میں نوٹیفائی طریقے سے ریٹرن دائر کریگا یا کرائیگا۔ یہ گوشوارہ ان شرائط کے تحت ہوگی جو سال کے آخر میں یا متعین وقت سے پہلے مخصوص کی جائیگی اور ریٹرن اسکیم کے ذریعہ مخصوص طریقے سے فلاپی، ڈسکٹ، میگنیٹنگ کیٹرج، CD.ROM یا کسی دیگر کمپیوٹر میڈیا میں ہوگی۔ لیکن ٹیکس گھٹانے کا کام اگر کسی کمپنی کے پرنسپل افسر نے کیا ہے تو مذکورہ اسکیم کے تحت وسائل پر ٹیکس کٹوتی کا ریٹرن میڈیا پر دائر کرنا ضروری ہوگا۔ (50) جو لوگ ہندوستان کے شہری نہیں ہیں اور ہندوستان میں غیر ملکی سیاح کے طور پر یا تجارت یا ملازمت کرنے کے علاوہ کسی دیگر کام سے آئے انھیں یہ رعایت ملی ہے ITCC نہ دیں۔ صرف وہ جو ہندوستان میں ملازمت میں ہیں یا جنھیں ہندوستان میں کسی وسیلے سے آمدنی حاصل ہوتی ہے انھیں آجر سے یا جس شخص سے آمدنی حاصل ہوتی ہے ایک انڈرٹیکنگ لے کر دینا ہوگا۔ ہندوستان چھوڑنے سے پہلے انھیں ایک تصدیق نامہ عدم اعتراض دینا ہوگا۔ (51) جو لوگ ہندوستان کے شہری ہیں انھیں ہندوستان سے روانہ ہوتے وقت ITCC دینے کی ضرورت نہیں ہیں انھیں صرف اپنا مستقل کھاتہ نمبر، ہندوستان سے باہر جانے کا مقصد اور ہندوسان سے باہر رہنے کی متوقع مدت بتانی ہوگی لیکن اشتنائی معاملوں میں کوئی انکم ٹیکس افسر، انکم ٹیکس کے چیف کمشنر کی اجازت لے کر ITCC مانگ سکتا ہے (52) خلاصہ تشخیص کے وقت زاید واپسی پر سود کے لیے ایک نیا سیکشن D 234 شامل کیا گیا ہے۔ (53) قرض اور جمع کی ادائگی کے طریقوں سے متعلق دفعہ T-269 میں ترمیم کرکے یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ اس دفعہ کا اہتمام ان اداروں سے لیے گے قرض یا جمع واپسی پر لاگو نہیں ہوگی (i) حکومت (ii) کوئی بینکنگ کمپنی، ڈاک گھر بچت کھاتہ یا کو آپریٹو بینک (iii) مرکزی، ریاست یا صوبائی قانون کے ذریعہ قائم کوئی کارپوریشن (iv) کمپنی ایکٹ 1956 کی دفعہ 617 کے تحت مذکور کوئی سرکاری کمپنی (v) کوئی دیگر اداروں، ایسوسیشنوں یا انسٹی ٹیوشن کا طبقہ یا ادارہ جنھیں مرکزی (حکومت اسباب تحریری طور درج کیے جائیں) سرکاری گزٹ میں نوٹیفائی کرے (54) انکم ٹیکس میں ایک نئی دفعہ (BA -285) شامل کر اہتمام کیا گیا ہے کہ کوئی متخص جو متخص طریقے سے دیگر فرد کے ساتھ کسی طرح کا لین دین کرے اس طرح کے لین دین کے بارے میں اس طرح کے پچھلے سال کے لین دین کے بارے میں متعین طریقوں کے مطابق مجوزہ طریقوں کے مطابق ایسے فارم یا طریقے سے سالانہ انفارمیشن ریٹرن پیش کریگا۔ (55) اخراجات ٹیکس ایکٹ ختم کرکے یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ 31 مئی 2003 کے بعد کس ہوٹل میں کیے گیے ٹیکس لائق اخراجات پر اخراجات ٹیکس نہیں وصول کہا جائیگا۔

ٹیکس چوری کی روک تھام

انکم ٹیکس شعبہ کالے دھن کی روک تھام اور اس پر قابو رکھنے کے لئے وقت وقت پر ضروری قانونی اور انتظامی اقدام کرتا رہتا ہے۔ یہ شعبہ ٹیکس چوری روکنے اور کالے دھن کے پھیلاؤ کو روکنے کی بھی برابر کوشش کرتا رہتا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے وہ منظم طریقے سے سروے، تلاشیاں اور ضبطگی کے کام کرتا رہتا ہے۔ مرکزی اطلاعاتی شاخیں موصول جانکاری کی باقاعدگی سے جانچ کرتی ہیں اور چنندہ معاملوں کی چھان بین بھی کرتی ہے۔ ٹیکس چوری کرنے والے اشخاص پر جرمانہ لگا کر ان کے خلاف مقدمہ دائر کرکے سخت کارروائی کی جاتی ہے۔ ان تلاشیوں اور جائزوں سے پچھلے 99-1998 سے جو نتائج موصول ہوئے ہیں ان کے اعداد و شمار درج ذیل ہیں۔

تلاشیوں کے نتائج

سال	تلاشیوں کی تعداد	ضبط کئے گئے اثاثوں
1998-99	5,746	300.54
1999-2000	5,674	412.85
2000-2001	5,321	512.36
2001-2002	4,358	344.34
2002-2003	4,902	515.87

دائر استغاثوں کی تعداد

سال	دائر مقدموں کی تعداد	فیصلہ شدہ مقدموں کی تعداد	سزایابی کی تعداد	آپسی فیصلوں کے مقدمات کی تعداد	کارروائی میں بری ہوئے اشخاص کی تعداد
1998-99	184	668	77	184	407
1999-2000	343	1,607	14	128	1,465
2000-2001	235	718	20	279	419
2001-2002	38	212	5	8	199
2002-2003	102	433	18	11	404

بالواسطہ ٹیکس

کسٹم اور یونین آبکاری، مرکزی حکومت کو ٹیکسوں سے حاصل محاصل کے دو خاص وسیلے ہیں۔ 02-2001 کے دوران کسٹم ڈیوٹی 40,268 کروڑ روپے حاصل ہوئے۔ 03-2002 میں جمع رقم 44,920 کروڑ روپے (عارضی) تھی۔ سال 02-2002 مرکزی ایکسائز ڈیوٹی سے 72,555 کروڑ روپے کے محاصل ہوئے (چنگیوں کو چھوڑ کر جو محکمہ محاصل کے ذریعہ وصول نہیں کیا جاتا) جبکہ سال 03-2002 کے دوران 81,304 کروڑ روپے جمع ہوئے۔

بجٹ 04-2003 میں کسٹم ڈیوٹی میں کی گئی اہم تبدیلیاں

کسٹم ڈیوٹی

04-2003 کے بجٹ میں کسٹم نرخ نامے میں اہم تبدیلیاں کی گیں:

ٹیکس ساخت کو آسان اور معقول بنانے اور ڈیوٹی میں مزید اصلاح کے لیے کسٹم ڈیوٹی کی زیادہ سے زیادہ شرح 30 فی صد سے گھٹا کر 25 فی صد کردی گئی ہے۔ اس میں زراعت اور ڈیری پیداوار شامل نہیں ہیں۔

مختلف صنعتوں میں جستے کا استعمال کئی طرح سے کیا جاتا ہے۔ اس پر کسٹم ڈیوٹی 25 فی صد سے گھٹا کر 20 فی صد گھٹا کر دیا گیا ہے۔ انفارمیشن ٹکنالوجی کی حوصلہ افزائی کے مقصد سے مخصوص ٹیلی مواصلاتی آلات کسٹم ڈیوٹی 25 فی صد گھٹا کر 15 فی صد کر دیا گیا ہے۔ آپٹیکل فائبر کیبل پر 25 فی صد گھٹا کر 20 فی صد اور گلاس کی پیداوار کے لیے مخصوص کچے مال پر 30 فی صد سے گھٹا کر 15 فی صد اور روٹرس، موڈم اور وائرلیس ٹرمنلس پر 15 فی صد سے گھٹا کر 10 فی صد کر دیا گیا ہے۔ انفارمیشن ٹکنالوجی معاہدے میں کیے گیے وعدوں کے مطابق 12 مخصوص الیکٹرانک اجزاء پر بھی کسٹم ڈیوٹی گھٹا دی گئی ہے۔ زندگی بچانے والی ادویات اور

آلات پر کسٹم ڈیوٹی گھٹا کر 5 فی صد کر دی گئی ہے۔ انھیں کسٹم کی اضافی ڈیوٹی (CVD) سے آزاد کر دیا گیا ہے۔ زندگی بچانے والی 88 مخصوص ادویات اور طبی آلات پر پہلے 5 فی صد کسٹم ڈیوٹی واجب الادا تھی اب انھیں کسٹم ڈیوٹی سے پوری طرح آزاد کر دیا گیا ہے۔

گلوکو میٹر اور گلوکو میٹر ٹیسٹ اسٹرپس، موٹے نظر کے شیشے، ادویات صنعتوں کے ذریعہ حوالے کے لیے منگائے جانے والے معیاروں CAPD فلیوڈ سسٹم کے کل پرزوں، سمعی آلات اور اس کے پرزوں، معذوروں کی بساکھیوں، پہلے والی کرسیوں، واکنگ فریمس اور تین پہیے والی سائیکلوں، بریلرس اور مصنوعی اعضا پر کسٹم ڈیوٹی گھٹا کر 5 فی صد کر دی گئی ہے۔

درج ذیل اشیاء پر بھی کسٹم ڈیوٹی گھٹا دی گئی ہے: پیرہن درجے کے کچے اون اور کاٹے ہوئے اور تراشے ہیرے رجواہراتی پتھر (15 سے گھٹا کر 5 فی صد) مخصوص کپڑا مشینیں اور ان کے پرزے اور لوکوساٹمو لیٹرس (25 سے گھٹا کر 5 فی صد) پیرا کسلین (10 سے گھٹا کر 5 فی صد) شراب (182 سے گھٹا کر 166 فی صد) بیج (60 سے گھٹا کر 50 فی صد) نمبر شار کنندہ سونے کی چھڑیں (تولہ چھڑوں کے علاوہ 250 روپے سے گھٹا کر 100 روپے فی دس گرام) کھردرے رنگین قیمتی پتھر اور نصف پراسسڈ آدھے کٹے یا ٹوٹے ہیرے (15 سے گھٹا کر بالکل ڈیوٹی سے آزاد) ریفریجیلڈ ٹرک (25 سے گھٹا کر 20 فی صد) ڈیزل انجنوں کے پرزے اور ڈی سی لوکو کو اے سی لوکو میں بدلنے کے کام آنے والے پرزے (25 سے گھٹا کر 15 فی صد)

بجلی سیکٹر میں پونجی اصل کاری کی حوصلہ افزائی کے لیے کسٹم ڈیوٹی سے آزار ہونے کا فائدہ بڑے بجلی پروجکٹوں سمیت سبھی بڑے بجلی پروجکٹوں کو دیا گیا ہے۔ ہائی وولٹیج والے پاور ٹرانسمیشن، کسٹم ڈیوٹی 25 سے گھٹا کر 5 فی صد کر دیا گیا ہے۔

پٹرولیم اشیا میں موٹر اسپرٹ، ہائی اسپیڈ ڈیزل آئل پر اضافی کسٹم ڈیوٹی ایک روپے فی لیٹر سے بڑھا کر 1.50 روپے فی لیٹر کر دیا گیا ہے LNG ری گیسیفکیشن پلانٹوں پر کسٹم ڈیوٹی 25 سے گھٹا کر 5 فی صد کر دی گئی ہے۔ راک فاسفیٹ اور کچے سلفر کو خصوصی اضافی کسٹم ڈیوٹی سے آزاد کر دیا گیا ہے۔ چائے اور اس کے چورے پر ایک روپیہ فی کلوگرام کی شرح سے اضافی ایکسائیز ڈیوٹی لگائی گئی ہے جس سے ایک الگ فنڈ بنایا جائیگا جس کا استعمال چائے باغان سیکٹر کی ترقی، جدید کاری اور باز آباد کاری کے لیے کیا جائیگا۔

مرکزی ایکسایز ڈیوٹی

مرکزی ایکسایز ڈیوٹی ڈھانچے کو زیادہ سے زیادہ معقول بنانے کی کوششوں کے تحت (پٹرولیم اشیا، تمباکو کی پیداوار، پان مسالہ، کپڑے اور مخصوص شرح والی اشیا کو چھوڑ کر) مرکزی ایکسایز ڈیوٹی کا ایک بہتر نظام 8 فی صد، 16 فی صد اور 24 فی صد کا اپنایا گیا ہے۔ ٹائروں، کولڈ ڈرنک اور ان کے ارتکاز، پالسٹر دھاگوں، ایرکنڈیشنروں اور موٹر کار کے پرزوں پر خصوصی ایکسائیز ڈیوٹی (SED)16 سے گھٹا کر 8 فی صد کر دیا گیا ہے۔

ایک عام راحت اقدام کے طور پر متعدد اشیاء جیسے سائیکل اور پرزے، کھلونے، چینی کاری ٹائلیں، برتن اور کچن کی دیگر دھات سے بنی چیزیں، چاقو چمچ اور کچن کی دیگر اشیاء، لیبل وربغیر برانڈ والی سرجکل پٹیاں ریکارڈ کی ہوئی آڈیو ڈی وی ڈی، لکڑی کی چیزیں، نقلی جری، چپکانے والے ٹیپ، اکلیڈ سینٹ گیس مینٹل کے کام آنے والا گیس مینٹل فیبرک، چھاتے، چھڑیاں ابرق کی چیزیں، مٹی کے تیل والی پریشر لالٹین، چشمے کی شیشے، لینس، بٹن، رجسٹر، بہی وغیرہ کو ایکسائیز ڈیوٹی سے آزاد کر دیا گیا ہے۔

زندگی بچانے والی مخصوص دوائیں اور طبی آلات، گلوکو میٹر اور گلوکو میٹر ٹیسٹ اسٹرپس، سائیکلوں اسپورین، CAPD، فلوڈ سسٹم، اس کے پرزے، کلینیکل ٹرائل کے کام آنے والے سامان اور دوائیں پہلے والی کرسی کے پرزے وغیرہ بھی ایکسائیز

ڈیوٹی سے آزاد کر دیے گئے ہیں۔ پریشر کوکر اور بسکٹ، ابال کر بنی مٹھائیاں، چینی کی کنفکشری (سفید چاکلیٹ کے علاوہ) دانت ڈاکٹر کی کرسی، بجلی کی گاڑیاں، خوشبو دار سپاری اور نکوٹین پولاکلکس گم پر ایکسائز ڈیوٹی 16 فی صد سے گھٹا کر 8 فی صد (پورے سینویٹ کریڈٹ سمیت) کر دیا گیا۔

بجٹ سے پہلے 4 فی صد ایکسائز ڈیوٹی (بغیر سینویٹ کریڈٹ کے) یا 16 فی صد CENVAT کو کریڈٹ سمیت معقول بنا کر 8 فی صد سینویٹ سمیت کر دیا گیا ہے۔ یہ لائٹ ویٹ کنکریٹ بلڈنگ بلاک پر (8 فی صد کی شرح ایرےٹڈ اور سیلولر لائٹ ویٹ کنکریٹ بلاک اور سلیبس پر) تجربہ گاہ کی شیشے کی چیزیں، سلائی مشین کی کرینک شافٹ، پانی اٹھانے کی بجلی کی موٹروں، طبی آلات اور تیار عمارتوں پر لگے گا۔

CENVAT کریڈٹ سمیت آٹھ فیصد ایکسائز ڈیوٹی جن اشیاء پر لگائی گئی ہے، وہ ہیں: کھانے کے ریفائنڈ تیل (برانڈ والے اور فروخت کے لیے پیک کیے ہو) بناسپتی، ماگرین اور اسی طرح کی دیگر پیداوار (برانڈ والے اور خردہ فروخت کے لیے پیکیے ہوئے) لیف لیٹ ٹیوبنگ، مختلف اختتامی استعمالات کے لیے کیمیائی ریجنٹس (متعامل)، بغیر لکڑی کے فائبر بورڈ (کھیتی کے بے کار سمجھے جانے والی اشیا سے بنے) کاغذ اور کم سے کم 75 فی صد کچے مال میں تیار پیپر بورڈ، بلیک اینڈ وہائٹ ٹیلویزن کے لیے پاپولیٹیڈ پرنٹڈ سرکٹ بورڈ۔

کپڑے کے سیکٹر کی حوصلہ افزائی کے لیے ایک علاحدہ پیکج کی تجویز پیش کی گئی۔ اس کا مقصد معقول شرح ساخت تعمیل کے لیے CENVAT دعوے کو پورا کرنا، جدید کاری کو بڑھانا، ٹیکس چوری کو روکنا۔ مجوزہ اقدامات میں درج ذیل اشیا پر ایکسائز ڈیوٹی گھٹانا شامل ہے۔ (a) پولسٹر فلامنٹ (32 فی صد سے گھٹا کر 24 فی صد) اور بنے ہوئے فلامنٹ دھاگے (16 فی صد سے گھٹا کر 12 فی صد)، (b) صرف خالص سوتی دھاگے پر ایکسائز ڈیوٹی جیوں کا تیوں (8 فی صد) رکھی گئی ہے (c) بنے ہوئے سوتی کپڑے اور کپاس (12 فی صد سے گھٹا کر 8 فی صد) سبھی بنے کپڑوں پر (12 فی صد سے گھٹا کر 10 فی صد)، کپاسوں پر (12 فی صد سے گھٹا کر 10 فی صد)۔ سبھی نباتی والے اور غیر پراسسڈ بنے کپڑوں سے چھوٹ ہٹالی گئی ہے۔ CENVAT دعوے کو پورا کرنے کے لیے ڈیمڈ کریڈٹ کی اسکیم بھی ختم کر دی گئی ہے۔

پالسٹر فلامنٹ دھاگوں، موٹر کاروں، کثیر المقاصد گاڑیوں اور دو پہیہ گاڑیوں پر ایک فی صد ڈیوٹی اور کچے تیل پر 50 روپے فی میٹرک ٹن کی شرح سے ڈیوٹی قومی آفات اتفاقی فنڈ میں دینے کے لیے لگائی گئی ہے۔

موٹر اسپرٹ اور ہائی اسپیڈ ڈیزل ائیل پر اضافی ایکسائز ڈیوٹی ایک روپیہ فی لیٹر سے بڑھا کر 1.50 روپے فی لیٹر کر دی گئی ہے۔ لائٹ ڈیزل آئل پر بھی ایکسائز ڈیوٹی 1.50 روپیہ فی شیر کر دیا گیا ہے۔

چائے باغان سیکٹر کی ترقی کے لیے چائے کو ایک روپے فی کلوگرام کے ایکسائز ڈیوٹی سے آزاد رکھا گیا ہے۔ اس کے بدلے ایک روپے فی کلوگرام اضافی ایکسائز ڈیوٹی سرچارج کے طور پر لگایا گیا ہے۔

سرامک ٹائلوں، اسٹین لیس اسٹیل کی پٹی رپٹوں پر سے SSI رعایت واپس لے لی گئی ہے۔ لیکن فیس دے کر کارخانے سے باہر لائی گئی جن ٹائلوں کو رینٹ کہا جاتا ہے انھیں ڈیوٹی سے آزاد کر دیا گیا ہے۔

سیمنٹ، سمنٹ کلنکرس اور نئے سیمنٹ کارخانوں میں بنے سمنٹ پر ایکسائز ڈیوٹی بڑھادی گئی ہے دن میں 50 روپے فی میٹرک ٹن سے بلک سے کلیر کیا گیا سمنٹ بھی شامل ہے۔ میڈیسنل اینڈ ٹائلٹ پری پیرنس ایکٹ کے تحت تیار کیے گیے الکوحل یا

نارکوٹکس شامل طبی اور سنگار سامان پر محصول گھٹا کر 16 فی صد کر دیا گیا ہے لیکن جن آیورویدک/ یونانی/ دیسی دواؤں میں خود پیدا الکوحل لیکن ان کا استعمال شراب کے طور پر نہیں کیا جاسکتا وہ ڈیوٹی سے آزاد رہیں گی۔

جزوی یا پوری طور پر مشین سے بنی دیا سلائی پر مخصوص ڈیوٹی شرح کی جگہ یکساں کسٹم ڈیوٹی 8 فی صد (بغیر سینوبٹ کریڈٹ) لگایا گیا ہے۔ غیر مشینی سیکٹر میں بنائی گئی دیا سلائیوں کو ایکسائز ڈیوٹی سے آزاد کر دیا گیا ہے۔

سروس ٹیکس

سروس ٹیکس سیکٹر سے محاصل بڑھانے کے مقصد سے خدمات ٹیکس کی شرح 5 فی صد سے بڑھا کر 8 فی صد کر دی گئی ہے۔ کچھ نئی خدمات پر بھی سروس ٹیکس لگایا گیا ہے۔ وہ ہیں: کوچنگ سینٹر، پرائیویٹ ٹیوٹوریلس، ٹیکنکل ٹسٹنگ اور تجزیہ (صحت اور تشخیص جانچ چھوڑ کر)، مرمت واداائیگی خدمات جیسے سالانہ رکھ رکھاؤ ٹھیکے، یا مجاز رکھ رکھاؤ اور مرمت خدمات، کمیشن اور اقساط خدمات، کاروباری ترقی اور معاون خدمات، انٹرنیٹ کیفے وغیرہ۔

اسمگلنگ مخالف مہم

ٹیرف اور غیر ٹیرف بندشوں کے سبب اسمگلنگ تبھی سے ہوتی رہی ہے جب سے بین الاقوامی تجارت ہوتی آئی ہے۔ تقریباً ایک دہے پہلے تک زیادہ تر جنسوں پر ٹیرف اور غیر ٹیرف بندشوں کے سبب صارفین کی پسند کی متعدد چیزوں کی اسمگلنگ کی ترغیب ملتی تھی۔ اقتصادی نرم کاری کے سبب اسمگلنگ میں بھی مقبول چیزوں کی اسمگلنگ کے نئے نئے طریقے نکالے گئے۔

حکومت کے ذریعہ اٹھائے گئے متعدد اقدامات (جس میں ڈیوٹی دے کر سونا درآمد کرنے کی اجازت بھی شامل ہے) کے نتیجے میں سونے کی اسمگلنگ کم ہوگئی ہے 03-2002 میں سونے کی اسمگلنگ اور بھی زیادہ کم ہوئی چاندی کی کشش بھی کافی کم ہوگئی لیکن ریشم کے دھاگے، ریشمی کپڑے، ادویات کے کام آنے والے کیمیکل کمپیوٹر کے پرزے موبائل فون، کیمرے، وی سی ڈی، اے سی کمپریشر، پرفیوم وغیرہ چیزوں کی اسمگلنگ جاری رہی۔ غیر ملکی کرنسی کی اسمگلنگ خاص طور پر ہنڈی کے طریقہ سے چلتی ہے۔ نشیلی اشیاء اور ان کے کام آنے والے کیمیکلوں کی اسمگلنگ باعث تشویش رہی۔ حال میں ہیروئن، حشیش اور گانجے کے ساتھ میتھاکس میتھا کیلین کی اسمگلنگ بھی دیکھی گئی۔ ہتھیار اور دھماکہ خیز اشیاء کی ہندوستان پاکستان اور مشرق شمالی ریاستوں سے قوم دشمن عناصر کی شہہ پر اسمگلنگ بھی خفیہ ایجنسیوں کے لیے باعث تشویش رہی۔ غیر ٹیرف بندشیں ہٹانے اور زیادہ تر جنسوں پر کسٹم ڈیوٹی گھٹانے سے بے ایمان عناصر نے کمرشیل دھوکہ بازی بڑھادی ہے۔ زیادہ تر ٹیکس چوری سال کی مقدار اور معیاری دونوں طرح کے غلط اعلان کر کے، انڈر انوائس کر کے اور DEEC، EPCG، DEPB اور EOUS/2 CP وغیرہ مختلف اسکیموں کے لیے منگائے گئے مال کو کھلے بازار میں فروخت کر کے کی جاتی ہے اب متعدد اشیاء پر اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی لگائی جارہی ہے۔ ایسے مال پر جہاں سے مال چلا ہے، اس کا غلط اعلان بھی کیا جارہا ہے۔ برآمد میں برآمد مال قیمت کا زیادہ اعلان کر کے ڈرابیک اسکیم کا غلط استعمال کیا جارہا ہے۔ DEPB اسکیم سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لیے اور زیادہ بیمہ کمانے کے لیے بے ایمان عناصر مال اور FOB قیمت کا غلط اعلان کرتے رہتے ہیں۔ ڈیوٹی سے آزاد درآمد مال کو غیر قانونی ڈھنگ سے الگ بھیج دینا، چھوٹی برآمد کرنا، برآمد کی ذمہ داری پوری کرنے کے لیے ملک میں ہی مال خرید گھٹیا چیزیں بنانا اور اس کو برآمد کرنا۔ اس طرح کی دھوکہ بازی DEEC، 200 فی صد EOU، 2 FT وغیرہ برآمد ترغیب کے تحت دیکھنے میں آئی ہیں۔

محکمہ کسٹم ڈیوٹی جس میں DRI بھی شامل ہے۔ کے ذریعہ پچھلے تین سالوں کے دوران ضبط کیے گیے اسمگلنگ کے سامان اور کسٹم ڈیوٹی کے چوری کے معاملوں کی تفصیل اس طرح ہے۔

سال	ضبط سامان کی قیمت	کسٹم ڈیوٹی کی چوری کے معاملے
2000-2001	746.35	456.46
2001-2002	602.61	1.055.37
2002-2003	468.53	809.14

پچھلے تین سالوں کے دوران COFE PO SA ایکٹ اور PITNDPS قانون کے تحت حراست میں لینے اور کسٹم ڈیوٹی قانون کے تحت گرفتار کیے گئے مقدمہ چلائے گئے اور سزا پائے اشخاص کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

سال	کسٹم ایکٹ 1962 کے تحت جن کے خلاف کاروائی کی گئی			COFFPOSA ایکٹ کے تحت جن کے خلاف کاروائی کی گئی		PITNDPS کے ایکٹ کے تحت جن کے خلاف کاروائی کی گئی	
	گرفتاریاں	مقدمے	سزا	آرڈر جاری ہوئے	حراست میں لیے گئے	آرڈر جاری ہوئے	حراست میں لیے گئے
2000	911	280	178	70	69	0	0
2001	580	204	192	48 /	53	48	46
2002	487	133	78	60	48	84	68

بکری ٹیکس

بکری ٹیکس ریاستوں کی آمدنی کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ کسی ریاست کے اندر کسی اشیاء کی خرید وفروخت پر ٹیکس لگانا ریاستوں کا کام ہے۔ گرچہ مرکزی بکری ٹیکس ایکٹ 1956 ایک مرکزی قانون ہے اس کے نظم ونسق کا کام ریاستی حکومتوں کو سونپ دیا گیا ہے جو اس ایکٹ کے تحت اشیاء کی بین ریاستی بکری پر ٹیکس وصول کرتی ہیں۔ اور اس کی وصولی کو اپنے پاس رکھتی ہیں۔ سال 2002-03(BE) کے دوران ریاستی بکری ٹیکس مرکزی بکری محکس ٹیکس سرچارج سے حاصل کل رقم یا 90,495.76 کروڑ روپے ہونے کا اندازہ ہے۔ چینی تمباکو اور کپڑے پر 2002-03(RE) میں بکری ٹیکس کی جگہ اضافی ایکسایز دں ڈیوٹی وسول کرنے سے 3,084 کروڑ روپے حاصل ہونے کا اندازہ ہے۔

سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں نے یکم اپریل 2003 سے محاصل افزائش قدر (VAT) نظام لاگو کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ بعد میں بااختیار کمیٹی نے رپورٹ کی سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقے بااختیار کمپنی کے فیصلے مطابق قانونی (اس کے مطابق قانون بنانے) ضرورتیں اور دیگر عمل کاری اور بنیادی سہولیات فراہم کرنے کے لیے پوری طرح تیار نہیں تھے۔ محصول نظام میں اصلاح سے متعلق بااختیار کمیٹی جس ممبر ریاستوں کے وزیر مالیات ہیں، اب ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں VAT لاگو کرنے کی ایک نئی اسکیم پر غور کیا جا رہا ہے۔ لیکن VAT لاگو کرنے کی تاریخ ہے ابھی فیصلہ نہیں کیا گیا ہے۔

افیم کی کاشت

بھارت عالمی بازار میں افیم کا واحد جائز پیداکار و برآمد کار ہے۔ پوست کی کھیتی اور افیم کی پیداوار اور برآمد پوری طرح مرکزی حکومت کے کنٹرول میں ہے۔ سنٹرل نارکوٹک بیورو اس کے لیے لائسنس جاری کرتا ہے 77,214 کسانوں نے

2002-03 کے دوران 12,473 ہیکٹر علاقے میں پوست کی کاشت کی۔ نارکوٹک کا مرکزی بیورو، گوالیر اس کی کھیتی کی نگرانی اور کنٹرول کا کام کرتا ہے۔

افیم کی پیداوار

سال 2002-03 کے دوران 90 ڈگری ثبات (70 ڈگری گاڑھے پن کے ساتھ 646 میٹرک ٹن افیم بیروفصل حاصل کی گئی۔ اس سال کل ہند سطح پر 70 ڈگری گاڑھے پن پر اوسط پیداوار پر تقریباً 52.02 کلوگرام ہیکٹر رہی لیکن پیداوار کا حتمی طور پر اندازہ نیمچ (مدھیہ پردیش) اور غازی پور (اُتر پردیش) واقع افیم اور قلیا سا (Alkaloids) فیکٹریوں سے تجزیاتی نتیجہ ملنے کے بعد ہی لگایا جاسکتا ہے۔

مرکزی نارکوٹکس بیورو کی سربراہی نارکوٹکس کمشنر ہوتا ہے جو تین ریاستوں راجستھان، مدھیہ پردیش میں افیم کی کھیتی کا لائسنس دیتا ہے اور معائنہ کرتا ہے اس بیورو نے ایک مطالعہ شروع کیا ہے جس کے ذریعہ ریموٹ سنسنگ سے افیم کی کھیتی کا پتہ لگالیا جائیگا۔ اس محکمہ نے زمین پر افیم کی کھیتی کا رقبہ نکالنے میں سیٹلائیٹ کے ذریعہ بھیجی گئی تصویروں کی تکنیک کا استعمال کامیابی سے کیا ہے۔

افیم اور ایلکے لائیڈ (قلیا سا) کے سرکاری کارخانے: سرکاری افیم اور ایلکے لائیڈ کا کارخانہ، وزارت مالیات، محکمہ محاصل کی ایک محکمہ جاتی انڈرٹیکنگ ہے، جس میں کچی افیم میں برآمد کے لیے اوپیٹ ایلکے لائیڈ تیار کی جاتی ہے۔ کارخانوں کا چیف کنٹرولر اس تنظیم کا سربراہ ہوتا ہے۔ اس کا صدر دفتر گوالیر میں ہے اس کی ایک فیکٹری گورنمنٹ ایلکے لائیڈ ورکس غازی پور (اتر پردیش) اور نیمچ (مدھیہ پردیش میں ہے) ان دونوں کارخانوں کے دو دو حصے ہیں۔ ایک افیم کا کارخانہ اور دوسرا ایلکو لائیڈ کا کارخانہ۔ اس کارخانہ کا اہم کام کھیتوں میں افیم کی خرید، ذخیرہ اندوزی اور پراسسنگ کرنا ایلکے لائیڈ فیکٹری میں کچے افیم سے دوا گریڈ ایلکے لائیڈ تیار کرتے ہیں۔ یہ ملک کی دوا صنعت میں کام آتی ہے۔ ہندوستان میں افیم کی پیداوار اور فروخت پر مرکزی حکومت کی اجارہ داری ہے۔

سال 2002-03 (31 مارچ 2003 تک) 90 ڈگری گاڑھے پن پر 819.83 میٹرک ٹن افیم حاصل کی گئی 819.797 میٹرک ٹن افیم سکھائی گئی اور 492.745 میٹرک ٹن برآمد کی گئی۔

انفورسمنٹ کی دائرکٹریٹ

دائرکٹریٹ آف انفورسمنٹ (نفاذ دائرکٹریٹ) کا اہم کام پرانے غیر ملکی زرمبادلہ ایکٹ 1973 کے اہتمام اور حال ہی میں لاگو کیے گیے غیر ملکی مبادلہ انتظامیات ایکٹ 1999 کو نافذ کرتا ہے تاکہ غیر ملکی کرنسی ملک سے چوری چھپے باہر لے جانے کو روکا جاسکے۔ دائرکٹریٹ اپنے مختلف وسائل سے معلومات اکٹھا کر کے غیر ملکی زر قانون FERA/FEMA کی خلاف ورزی سے متعلق معاملوں کی جانچ پڑتال کرتا ہے اور مقدمے دائر کرتا ہے۔ انفورسمنٹ دائرکٹریٹ کا ہیڈکوارٹر دہلی میں ہے۔ اس کے علاقائی دفاتر نئی دہلی ممبئی، کولکاتہ، جالندھر، چنئی، احمد آباد اور بنگلور میں ہے۔ آگرہ، سری نگر، جے پور، وارانسی، تروانت پورم کوکالی کٹ، حیدرآباد، گوہاٹی اور گوا میں اس کے سب زونل دفاتر ہیں۔ نظامت نے سال 04-2003 کے دوران (30 اپریل 2003 تک) 429 تلاشیاں لیں اور 351.32 لاکھ روپے قیمت کے غیر ملکی زرمبادلہ اور 729 لاکھ روپے کی ہندوستانی کرنسی ضبط کی اور کل 14,986.31 کروڑ روپے کی رقم کے معاملے میں 7,283 لوگوں کو 4 وجہ بتاؤ نوٹس جاری کیے۔

ناجائز طور پر حاصل کی گئی جائیداد کو ضبط کرنا

اسمگلنگ اور غیر ملکی زر کی ہیرا پھیری کرنے والوں (کی جائیداد ضبط کرنے) سے متعلق قانون (SAFEM(FOP)A) 1976 میں اہتمام کیا گیا ہے کہ ایسے افراد کی ناجائز طور پر حاصل کی گئی جائیداد کو ضبط کیا جاسکتا ہے۔ جن کو بحری کسٹم ڈیوٹی

ریگولیشن 1878؛ کسٹم ایکٹ 1962 اور غیر ملکی زر مبادلہ ریگولیشن ایکٹ 1973 کے تحت سزا ہوئی ہو اور زر مبادلہ اسمگلنگ سرگرمیوں کی روک تھام ایکٹ 1974 کے تحت میں حراست میں لیے گئے افراد، نشیلی اشیاء اور سائکوٹرا پک اشیا قانون 1985 کے اہتمام تحت سزا پانے والے شخص یا اس کے مساوی کسی غیر ملکی قانون کے تحت اور نشیلی اشیا اور سائکوٹرا پک اشیائی ناجائز تجارت کی روک تھام سے متعلق قانون 1988 اور جموں وکشمیر نشیلی اشیاء اور سائکوٹرا پک ناجائز تجارت روک تھام قانون 1988 کے تحت سزا پانے والے شخص کے ذریعہ حاصل کی گئی ناجائز جائیداد کو ضبط کیا جاسکتا ہے۔ اس کی تلاش کی جاسکتی ہے اور اسے سیل کیا جاسکتا ہے۔

درج بالا قوانین کے اہتمام کے مطابق ناجائز ڈھنگ سے حاصل کی گئی جائیداد کا ضبط کرنے کے کسی اہل افسر کی تقرری کی جاسکتی ہے۔ اس وقت اہل اتھارٹیز کے دفاتر دہلی، کولکاتہ، چنئی، لکھنو اور ممبئی میں ہے۔ سال 03-2002 کے دوران (مارچ 2003 تک) اہل افسران نے 53 معاملوں میں 29.98 کروڑ روپے کی جائیداد ضبط کی۔

کارپوریٹ سیکٹر

کارپوریٹ قوانین میں کی گئیں تبدیلیاں

پارلیمنٹ نے کمپنیز (ترمیم) ایکٹ 2002، کمپنیز 2002 اور کمیشن ایکٹ 2002 ایکٹ پاس کیا ہے۔ ان کے ساتھ کارپوریٹ قوانین میں اور بھی تبدیلیاں ہوئی ہیں یہ اب بین الاقوامی سطح کی کارپوریٹ حکمرانی کے بہتر عمل کے مطابق ہوتے ہیں۔

کمپنی (ترمیم) ایکٹ 2002

5 فروری 2003 لاگو یہ ایکٹ پرائمری پیدا کاروں کو ایک نئی طرح کی تکنیک فراہم کرتا ہے یعنی پیدا کار کمپنیوں کو دیگر کمپنیوں کی طرح مال تیار کر کے اسے جدید اور کاروباری ماحول فراہم کرتا ہے۔ یہ کوآپریٹوں کی صلاحیت بڑھا کر انھیں اہل بناتا ہے اور آج کے عالم کاری اور نرم بازار میں مقابلہ کرسکنے کا اہل بناتا ہے۔ یہ ایکٹ ابتدائی پیدا کاروں کو بہتر کرنے میں معاون ہوگا۔ اس ایکٹ کی خاص باتیں اس طرح ہیں: (a) اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ کمپنیاں پونجی بازار اور بینک کاری نظام میں اپنا دخل پیدا کریں اور آگے بڑھیں (b) اس کے تحت پانچ کروڑ کا کاروبار لگاتار تین سالوں تک کرنے والی کمپنی کو ایک کل وقتی کمپنی سیکریٹری رکھنا ہوگا۔ (c) پیدا کار کوآپریٹو کمپنیاں بین ریاستی کوآپریٹو سوسائٹی بنا سکتی ہیں (d) تشکیل، انتظامیہ یا تجارت سے متعلق تنازعہ ثالثی و مصلحت ایکٹ 1996 کے تحت سلجھائیں گی (e) ممبر کی ایکوئٹی عوامی طور پر خریدی و فروخت نہیں کی جاسکتی لیکن پیدا کار کمپنی کے بورڈ آف دائرکٹرس کی اجازت سے ایسے ممبر کو منتقل کی جاسکیں گی جو ممبر بننے کی شرائط کو پورا کرتا ہو (f) پیدا کار کمپنیوں کا کنٹرول کثیر قومی یا دیگر کمپنیاں نہ لے سکیں اس کے لیے اندرونی ساختی میکانیت کا اہتمام کیا گیا ہے۔

کمپنیاں (دوسری ترمیم) ایکٹ 2002

بیمار کمپنیوں کی بحالی اور انھیں بند کرنے کے لیے ایک قومی کمپنی ایکٹ ٹربیونل قائم کرنے کا بندوبست اس ایکٹ کے ذریعہ کیا گیا ہے۔ کئی ریاستوں میں کی بنچ ہونگی۔ اس میں جدید موثر اور متعین وقت پر مبنی دیوالیہ قانون کا اہتمام ہے۔ کمپنیوں کو متعین وقت کے طریقہ کار کے ذریعہ بند یا بحال کیا جاسکے گا۔ اس کے مطابق زیادہ سے زیادہ دو سال میں ایسا کیا جاسکے گا۔ جبکہ موجودہ انتظام کے مطابق ایسا کرنے میں 18 تا 26 سال لگ جاتے ہیں۔ اس قانون کی خاص باتیں اور فوائد اس طرح ہیں۔ (a) اس

میں ایک قومی کمپنی قانون ٹریبونل کی تشکیل کا اہتمام ہے اس وقت کمپنی لا بورڈ کو ملے ہوئے حقوق اسے مل جائیں گے۔ نتیجتاً کمپنی لا بورڈ تحلیل ہو جائیگا (b) صنعتی اور مالیاتی بازتشکیل بورڈ (BIFR) کی جگہ بھی لیگا۔ اس کے ذریعہ وہ بیمار صنعتی کمپنی (خاص اہتمام) ایکٹ 1985 منسوخ ہو جائیگا، جو بیمار کمپنیوں کو بند کرنے یا پھر شروع کرنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ (c) ابھی تک ہائی کورٹوں کو ادغام، ختم کرنے وغیرہ کو جو اختیار حاصل تھے اب قومی کمپنی لا بورڈ کو مل جائیں گے (d) اس میں ایک بحالی فنڈ کا اہتمام ہے جس میں کمپنیاں سالانہ طور پر اشتراک کریں گیا ور جس کا استعمال کمپنی بند ہونے پر اصل کاروں اور مزدوروں کی دیکھ بھال کے لیے کیا جائیگا (e) اس قانون کے مطابق کمپنی بند کرنے کا پورا عمل تقریباً 2 دسالوں میں مکمل ہو جائیگا۔ ابھی اس میں 18 تا 26 سال تک لگ جاتے ہیں۔ (f) بیمار کمپنیوں کو اثاثے سے محروم کرنے سے بچایا جائیگا (g) مختلف عدالتوں ر نیم عدالتی تنظیموں ر فورموں میں شروع ہونے والے مقدموں سے بچایا جائیگا۔ ایسی سبھی معاملوں کی سماعت قومی کمپنی لا بورڈ کریگا اور ملک میں بھی اس کی کافی بنچیں ہونگی (h) اپیلی ٹریبونل کو قابل عمل توہین عدالت اختیارات حاصل ہوگا اس لیے یہ بنیادی ہوگی اور اس میں کافی سنجیدگی ہوگی۔ (i) اگر بحال کرنے کی قابل عمل تجویز نہیں حاصل ہوتی تو قومی کمپنی لا بورڈ کا فیصلہ سبھی فریقوں کو ماننا ضروری ہوگا۔ یہ بورڈ خامیوں اور خوبیوں کی بنیاد پر اپنا فیصلہ کریگا۔ (j) قومی کمپنی لا بورڈ کی کوشش کمپنیوں کو بحال کرتے اور باز آبادکاری کی ہوگی کوئی دیگر راستہ نہ ہونے کی صورت میں بند کرنے کا حکم صادر کریگا۔

کمپٹیشن ایکٹ 2002

دنیا بھر میں چل رہے عالم کاری کے رجحان کا جواب ہندوستان نے اپنی معیشت دنیا کے لیے کھول کر، کنٹرولوں کو ہٹا کر اور اصولوں کو نرم بنا کر دیا ہے۔ یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ موجودہ اجارہ داری اور بندشی تجارتی رویہ ایکٹ 1969 کئی معنی میں پرانا پڑ چکا ہے لہٰذا اب ہمیں اجارہ داری کو روکنے کے بجائے مقابلے کی حوصلہ افزائی کرنا ہے اس کا نتیجہ نیا قانون کمیشن ایکٹ 2003 ہے۔ اسے 14 جنوری 2003 کو ہندوستانی گزٹ میں شائع کیا گیا تا کہ ہندوستانی بازار میں مسابقت لائی جا سکے اس ایکٹ کی خاص باتیں اس طرح ہیں (i) مسابقت مخالف معاہدوں کا امتناع (ii) تسلط کے خلاف غلط استعمال کا امتناع (iii) یکجائی (حصول ادغام اور بعض شکل کے انضمام) کاریگولیشن (iv) کمپٹیشن کمیشن آف انڈیا (CCI) یا کا قیام (v) CCI کے کام۔

یہ ایکٹ ان رویوں کو روکے گا جن سے مسابق پر کافی خراب اثر پڑتا ہے اس ایکٹ میں تین ایسے طریقوں کو شناخت کی گئی ہے جن سے اس طرح کے رویے پنپ سکتے ہیں۔ یہ ہیں (i) مسابقت مخالف معاہدے (ii) مسابقت مخالف معاہدے (افقی معاہدے، عمودی معاہدے وغیرہ) (iii) تسلط کی حیثیت کا غلط استعمال۔ تسلط کی حیثیت سے فائدہ حاصل کرنا کوئی جرم نہیں بلکہ اس کا ناجائز استعمال جرم ہے (iv) ادغام حصول اور انضمام کے ذریعہ مسابقت کو ختم کرنا۔ یہ قانون ہر یکجائی، ادغام یا حصول کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ صرف اس یکجائی، ادغام یا حصول پر سوال اٹھاتا ہے جو ایک مخصوص شکل کے ہوتے ہیں یہ شکل (a) اثاثوں (b) کاروبار کی بنیاد پر ہو سکتی ہے۔

یہ ایکٹ کمپٹیشن کمیشن آف انڈیا کے قیام کے ذریعہ ایک فیصلہ کن راحت مشینری فراہم کرتا ہے۔ اس کمیشن میں ایک چیرپرسن اور کم سے کم دو یا زیادہ سے زیادہ دس ممبر ہونگے۔ اس کمیشن کا کردار فیصلہ کے عدالتی اختیار کے علاوہ تائید، تشخیص و جانچ پڑتال، استغاثہ اور انضمام کنٹرول کے عمل میں بھی ہوگا۔ اس قانون کے تحت ایک فنڈ کی تشکیل کا بھی اہتمام ہے جس کا استعمال، مسابقت کو فروغ دینے، مسابقتی امور کے بارے میں آگہی پیدا کرنے اور بنائے جانے والے اصولوں کی ٹریننگ دینے میں کیا جائیگا۔ اجارہ داری اور بندشی تجارت رویہ ایکٹ کو منسوخ کیا جائیگا۔

کمپنیاں (ترمیم) بل 2003

بدلتی ہوئی معیشت اور حالات کو دھیان میں رکھتے ہوئے کمپنی ایکٹ 1956 میں کئی بار ترمیم کی گئی ہے۔ کارپوریٹ معاملوں کی دنیا میں کارپوریٹ سیکٹر کو منضبط کرنے والے قوانین کو نرم بنانے، ضوابط بدلنے اور آسان بنانے کی ضرورت بھی ضروری ہے کہ شیئر ہولڈروں، سرمایہ کاروں، قرض دہندگان، ملازمین اور دیگر لوگوں کو کافی تحفظ فراہم کرتے ہوئے یہ یقینی بنایا جائے گا کہ کارپوریٹ غلطیوں کو بلا تاخیر اصلاح کر کے ان کی ترمیم کو موثر ڈھنگ سے کی جائے اور جو بھی اس کے جرم پائے ئیں انھیں سزا ملے۔ اس طرح اچھی کارپوریٹ حکمرانی لائی جائے۔

کمپنی امور، قانون اور معاشیات کے ماہرین کی ایک کمیٹی کی سفارشات کی بنیاد پر ایک جامع بل کمپنیز بل 1997 راجیہ سبھا میں 1997 میں پیش کیا گیا۔ اس کا خاص مقصد یہی تھا کہ ایک نرم کار، تیزی سے تغیر پذیر اور مسابقتی ماحول میں ہندوستانی کارپوریٹ سیکٹر کی ترقی کو یقینی بنایا جاسکے۔ بعد میں کمپنی بل 1997 کے اہتمام کو کمپنی (ترمیم) ایکٹ 1999 اور کمپنیز (ترمیم) ایکٹ 2000 میں وضع کردیا گیا۔

کارپوریٹ آڈٹ اور حکمرانی کمپنی (نریش چندر کمیٹی) کی سفارشات کی بنیاد پر اور اچھی کارپوریٹ حکمرانی کو یقینی بنانے اور مشترکہ پارلیمانی کمیٹی کو رپورٹ دینے کے لیے 1997 کے متعدد اہتمام جنھیں ابھی پاس کیا گیا ہے اور جو کچھ ترامیم کے ساتھ پاس کیے جاسکتے ہیں کو کمپنی امور کے محکمے نے 7 مئی 2003 کو راجیہ سبھا میں ایک بل پیش کیا۔ کمپنی بل 1997 واپس لے لیا گیا ہے۔ اس بل کی خاص باتیں اس طرح ہیں۔ (a) آڈیٹر اور کمپنی جس کا وہ آڈیٹر ہے کے درمیان تجارت، مالیاتی روزگار اور نجی تعلقات کا امتناع (b) غیر آڈٹ خدمات فراہمی دینے پر پابندی (c) کسی کمپنی کے بورڈ میں آزاد دائرکٹروں کی تقرری (c) آڈٹ کمپنیوں کی تشکیل اور ان کی آزادی کا اہتمام (e) اگر یہ یقین کرنے کی معقول بنیاد ہو کہ کمپنی ایکٹ 1956 کے اہتمام کی خلاف ورزی کی گئی ہے بینک کھاتے کو فرق کرنے کا اختیار مرکزی حکومت کو دینا (f) کچھ معاملوں میں کمپنی سیکریٹری کے ذریعہ دستاویزوں کی تصدیق (g) مرکزی حکومت کو یہ حکم جاری کرنے کا اختیار دینا کہ سیکریٹریل آڈٹ کے لحاظ سے تعیلی آڈٹ کا بھی اہتمام ہو (h) کسی شخص کے ذریعہ شروع کی جانے والی کمپنیوں کی تعداد کی حد مقرر کرنے کا دوران میں کم سے کم شیئروں کی ملکیت کی شرط لگانا تاکہ پوشش کمپنیوں کی تعداد میں اضافے پر لگام لگائی جاسکے (i) اگر قرض رجع کسی شیئر دلالی کمپنی کو کرنی ہے تو بین کارپوریٹ قرضوں پر پابندی (j) شروع میں ہی کمپنی کے فروغ کاروں دائرکٹروں کی پہچان کو قانونی طور پر لازم کرنا تاکہ کمپنیوں کے غائب ہونے کے وقوع کو روکا جاسکے۔

کارپوریٹ سیکٹر کا شماریاتی جائزہ

کام کر رہی کمپنیاں

ملک میں 31 دسمبر 2002 کو شیئروں کے ذریعے 6,05,769 کمپنیاں لمیٹڈ تھیں، جن کی کل ادا شدہ پونجی 4,07,283.06 کروڑ روپے تھی۔ ان میں سے 1,279 سرکاری کمپنیاں اور 6,04,490 غیر سرکاری کمپنیاں تھیں۔ ان کی ادا شدہ پونجی بالترتیب 1,10,070,65 کروڑ اور 2,97,212.14 کروڑ روپے تھی۔

جدول 13.6 میں 31 دسمبر 2002 کو کام کر رہی کمپنیوں کی تفصیل دی گئی ہے۔

جدول 13.6 کام کررہی کمپنیاں

	سرکاری کمپنیاں		غیر سرکاری کمپنیاں		کل کمپنیاں	
	کمپنیوں کی تعداد	تخمیناً اداشدہ اصل (کروڑ میں)	کمپنیوں کی تعداد	تخمیناً اداشدہ اصل (کروڑ میں)	کمپنیوں کی تعداد	تخمیناً اداشدہ اصل (کروڑ میں)
عوامی لمیٹڈ کمپنیاں	674	62,158.04	75,834	2,08,817.73	76,508	2,70,975.77
ذاتی لمیٹڈ کمپنیاں	605	47,912.61	5,28,656	88,394.68	5,29,261	1,36,307.29
کل	1,279	1,10,070.65	6,04,490	2,97,212.41	6,05,769	4,07,283.06

نئے رجسٹریشن

سال 03-2002 (اپریل تا دسمبر 2002) کمپنی ایکٹ کے تحت شیئروں کے ذریعہ محدود 17,364 کمپنیاں رجسٹرڈ کی گئیں جن کی مجاز پونجی 4232.9 کروڑ روپے تھی ان میں 18 کمپنیاں سرکاری تھیں جن کی مجاز پونجی 618.4 کروڑ روپے تھی اور 17,364 کمپنیاں غیر سرکاری تھیں جن کی مجاز پونجی 3,614.5 کروڑ تھی۔ غیر محدود ذمہ داری والی 11 کمپنیاں اور گارنٹی کے ذریعہ محدود ذمہ داری والی 76 کمپنیاں تھیں منافع نہ کمانے والے ایسوسیشن بھی رجسٹرڈ ہوئے۔ جو سرکاری کمپنیاں رجسٹرڈ کی گئیں اس میں 16 پبلک لمیٹڈ کمپنیاں اور دو پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنیاں تھیں، جن کی مجاز پونجی 103.4 کروڑ روپے اور 515 کروڑ روپے تھی۔ محدود وغیرہ سرکاری کمپنیوں میں 754 پبلک لمیٹڈ کمپنیاں اور 16,592 پرائیوٹ لمیٹڈ کمپنیاں تھیں ان کی مجاز پونجی علی الترتیب 1,696.5 کروڑ روپے اور 1,917.9 کروڑ روپے تھی۔

بند کمپنیوں کی تعداد

2002 سال کے دوران 677 کمپنیوں کی تخلیص ہوئی یا وہ دوسری وجوہات کی بنا پر بے کار ہوگئیں یا انہوں نے کام بند کردیا اور کمپنی ایکٹ 1956 کی دفعہ 560(5) کے تحت ان کا رجسٹریشن منسوخ کردیا گیا۔ یہ ساری غیر سرکاری کمپنیاں تھیں۔

اصل اجرائی

02-2001 سال کے دوران 4 نجی، غیر مالیاتی پبلک لمیٹڈ کمپنیوں نے کمپنی ایکٹ کی دفعہ 60 کے تحت پراسپکٹس کمپنیوں کے رجسٹرار کو رجسٹریشن کے لئے درخواستیں بھیجیں۔ ان کے تحت عوام سے 1,032.17 کروڑ روپے جمع کرنے کی تجویز تھی۔ ان میں سے 913.77 کروڑ روپے کے شیئر عوام کو پیش کئے گئے تھے جبکہ باقی 118.40 کروڑ روپے فروغ کاروں، ڈائرکٹروں اور دوسرے لوگوں کو تفویض کے لئے مخصوص کئے گئے تھے۔ عوام کے لئے جاری 878.50 فی صد رقم کو خود لگانے کی ذمہ داری لی گئی تھی۔

2002 میں اپریل تا دسمبر کے دوران غیر سرکاری، غیر مالیاتی پبلک لمیٹڈ کمپنیوں نے کوائف کی کاپیاں کمپنیوں کے رجسٹرار کو بھیجیں جن میں عوام سے 178.1 کروڑ روپے جمع کرنے کی تجاویز تھی۔

14۔ خوراک اور رسد عامہ

غذا وعوامی تقسیم کے محکمے پر ملک کی خوراکی معیشت کے بندوبست کی ذمہ داری ہے۔اس وزرات کے ذریعہ اناج کی وصولی، اناج کا ذخیرہ کرنا و اس کا رکھ رکھاؤ، اسٹوریج، نقل وحمل اور تقسیم ایجنسیوں کو اناجوں کی سپردگی جیسے کئی کام کئے جاتے ہیں۔ وزارت اناجوں کی پیداوار، ذخیرے اور قیمت پر گہری نظر رکھتی ہے اور ملک کے مختلف حصوں میں مناسب قیمت پر ان کی دستیابی کو یقینی بناتی ہے۔

اناج کی پیداوار

1993-94 سے 2002-03 اناجوں کی پیداوار جدول 14.1 میں دکھائی گئی ہے۔

جدول 14.1 اناجوں کی پیداوار

(لاکھ ٹن میں)

فصل	1993-94	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000	2000-01	2001-02	2002-03
چاول	803.0	818.1	769.8	817.3	825.4	860.80	896.8	849.8	930.8	769.1
گیہوں	598.4	657.7	621.0	693.5	663.5	712.9	763.7	696.8	718.1	702.6
موٹا اناج	308.1	298.8	290.3	341.1	304.0	313.3	303.4	310.8	339.4	250.8
دالیں	133.1	140.4	123.1	142.5	129.7	149.1	134.1	110.7	131.9	118.1
کل	1,842.6	1,915.0	1,804.2	1,994.4	1,922.6	2,036.1	2,098.0	1,968.1	2120.2	1840.6

4/اپریل 2003 کے پیشگی تخمینوں کے مطابق

اناجوں کی خرید

معاون قیمت (Support price) پر اناجوں کی خرید سے زرعی پیداوار کی قیمتوں میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔اس سے دو مقاصد پورے ہوتے ہیں۔اول، تو کسانوں کو ان کی پیداوار کی منافع بخش قیمت ملتی ہے اور دوسرے، اناجوں کا زیادہ سے زیادہ ذخیرہ بنتا ہے۔جدول 14.2 میں چاول اور گیہوں جیسی مخصوص فصلوں کی 1992-93 کی مارکیٹنگ موسم سے اب تک کی خرید کی مقدار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

جدول 14.2 اناجوں کی خرید

(لاکھ ٹن میں)

فصل	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	99-2000	2000-01	2001-02	2002-03	2003-04
چاول[1]	137.05	100.64	129.67	155.92	125.99	182.88	212.81	221.27	152.54	—
گیہوں[2]	118.69	123.27	81.57	92.98	126.52	141.44	163.57	206.30	190.24	153.96[3]

1- مارکیٹنگ سیزن: اکتوبر-ستمبر
2- مارکیٹنگ سیزن اپریل-مارچ
3- 26/مئی 2003 تک

بفراسٹاک (محفوظ ذخیرے)

اناج کے بفراسٹاک رکھنے کی پالیسی کے مطابق۔ مرکزی پول میں سال کی مختلف تاریخوں کو کم سے کم اسٹاک مندرجہ ذیل ہونے چاہئیں۔

(لاکھ ٹن میں)

تاریخ	گیہوں	چاول	کل
یکم اپریل	40	118	158
یکم جولائی	143	100	243
یکم اکتوبر	116	65	181
یکم جنوری	84	84	168

اسٹاک پوزیشن

31 مارچ 2003 کو سرکاری ایجنسیوں کے پاس اسٹاک رکھنے کی پالیسی مرکزی پول اور FCI باستی ایجنسیوں میں 328.02 لاکھ ٹن اناج (گیہوں اور چاول) تھا (عارضی)، جب کہ گزشتہ سال اسی مدت میں 509.51 (عارضی) لاکھ ٹن اناج کا اسٹاک تھا۔

تقسیم

سال 2002-2003 کے دوران مناسب قیمت کی دکانوں کے ذریعہ تقسیم اور فلاحی روزگار پروگراموں کے لیے مختلف ریاستوں/یونین علاقوں نے مرکزی پول سے تقریباً 483.32 لاکھ ٹن اناج (گیہوں اور چاول) حاصل کیا، جب کہ

2001-2002 کے دوران 313.04 لاکھ ٹن اناج حاصل کیا گیا تھا۔ اپریل 2002 سے مارچ 2003 تک کا نشانہ، عوامی تقسیم کے تحت کل اجناس (چاول گیہوں) کی مقدار قریب 190.86 لاکھ ٹن تھی۔ اس میں 90.60 لاکھ ٹن گیہوں اور 100.26 لاکھ ٹن چاول تھا۔

درآمد برآمد

سال 2003-2002 کے دوران مرکزی پول میں اناج کی کوئی درآمد نہیں کی گئی۔ مالی سال 2001-2000 سے حکومت نے مرکزی پول میں اناج کے فاضل ذخائر اور اس کی کم مقدار میں چاول اور گیہوں جاری کرنے کا فیصلہ کیا تب سے چاول اور گیہوں پبلک سیکٹر کے اداروں/ ایجنسیوں/ پرائیوٹ پارٹیوں کو برآمد کے لیے جاری کیے جاتے ہیں۔ گیہوں اور چاول کی برآمد مقدار پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اناج کی برآمد شروع کیے جانے سے لے کر اپریل 2003 تک مرکزی پول سے 132.81 لاکھ میٹرک ٹن گیہوں اور 107.34 لاکھ میٹرک ٹن چاول (عارضی اعداد وشمار) برآمد کے لیے اٹھایا جاچکا ہے۔

کام کے بدلے اناج پروگرام/سمپورن گرامین روزگار یوجنا کا خصوصی جزو

وزارت دیہی ترقی نے جنوری 2001 میں خشک سالی سے متاثرہ ریاستوں کے دیہی علاقوں میں" کام کے بدلے اناج پروگرام" شروع کیا ہے۔ یہ پروگرام روزگار گارنٹی اسکیم کے تحت شروع کیا گیا ہے۔ بعد میں اس اسکیم کی توسیع کر کے اسے اور دیگر قدرتی آفات سے متاثرہ علاقوں میں بھی لاگو کیا گیا۔ اس پروگرام کے تحت ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو اضافی وسائل کے طور پر اناج (گیہوں اور چاول) کے مفت بانٹنے کا بندوبست ہے۔ پہلی اپریل 2002 سے یہ پروگرام ختم کر دیا گیا تھا، لیکن اسے سمپورن گرامین یوجنا کے خصوصی جزو کے طور پر سال 03-2002 میں جاری رکھا گیا۔ سال 03-2002 کے لیے 15 خشک سالی سے متاثر ریاستوں کو 63.40 لاکھ میٹرک ٹن اناج (گیہوں 28.38 لاکھ ٹن اور چاول 37.20 لاکھ ٹن) تقسیم کیا گیا۔ اس میں سے 45.26 لاکھ ٹن اناج (چاول 31.93 لاکھ میٹرک ٹن اور گیہوں 13.33 لاکھ ٹن) سال 03-2002 کے دوران اٹھایا گیا۔ سال 04-2003 میں (مئی 2003 تک) 8 خشک سالی سے متاثر ریاستوں کو 32.35 لاکھ میٹرک ٹن اناج (چاول 20.21 لاکھ ٹن گیہوں 21.14 لاکھ ٹن) تقسیم کیا گیا۔

سمپورن گرامین روزگار یوجنا

وزیر اعظم نے 15 اگست 2001 کو یوم آزادی کے موقع پر سب کے لیے کام کے بدلے اناج پروگرام شروع کیے جانے کا اعلان کیا۔ جسے سمپورن گرامین روزگار یوجنا پروگرم کا نام دیا گیا۔ یہ پروگرام سبھی ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں چلایا جارہا ہے۔ اس کا مقصد روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے مختلف پروگرام منعقد کرنا ہے۔ یوجنا کے تحت ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو 5 ہزار کروڑ روپے کی قیمت کا تقریباً 50 لاکھ ٹن اناج ہر سال ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو مفت مہیا کرایا جارہا ہے۔

5 ہزار کروڑ روپے کی اضافی رقم کا استعمال روزگار اسکیموں کے سلسلے میں ضروری اور مال خریدنے اور مزدوری کے طور پر کیا جائے گا۔ اس اسکیم کے تحت ہر سال تقریباً 100 کروڑ افرادی دن روزگار کی تخلیق کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اسکیم کے تحت دیہی بے روزگار مزدوروں کے لیے فی افرادی دن 5 کلوگرام اناج دیا جائے گا۔ مزدوری کا باقی حصہ نقد دیا جائے گا۔ سال 03-2002 میں 39.42 لاکھ میٹرک ٹن اناج (12.27 لاکھ ٹن گیہوں اور 27.65 لاکھ ٹن چاول) کی تقسیم کی گئی جس میں سے فروری 2003 تک 17.80 لاکھ ٹن اناج (7.83 لاکھ ٹن گیہوں اور 9.97 لاکھ ٹن چاول) حاصل کیا گیا۔

دوپہر کے کھانے کی اسکیم

دوپہر کے کھانے کی اسکیم 15 اگست 1995 سے وزارت فروغ انسانی وسائل کے محکمہ تعلیم کے ذریعہ شروع کی گئی تا کہ 2,368 بلاکوں کے پرائمری اسکولوں کے طالب علم اس سے استفادہ حاصل کر سکیں۔

اس اسکیم کے تحت سرکاری امداد یافتہ اور مقامی اداروں کے ذریعہ چلائے جارہے ہے پرائمری اسکولوں میں کلاس 1 سے کلاس پانچ تک طلباء کو دوپہر کا کھانا دینے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ سال 97-1996 میں اس اسکیم کی توسیع خواتین کے کم خواندگی والے سبھی بلاکوں (2003) میں اور 98-1997 میں سبھی پرائمری اسکولوں اور تین ہزار نگر پالیکاؤں تک کی گئی۔

سال 2003-2002 کے دوران 9.40 لاکھ ٹن گیہوں اور 18.5 لاکھ ٹن چاول ریاستوں مرکز کے زیرانتظام علاقوں کو مختص کیے گئے جس سے فروری 2003 تک انھوں نے 6.75 لاکھ ٹن گیہوں اور 12.68 لاکھ ٹن چاول حاصل کیا۔ سال 04-2003 کے لیے 7.35 لاکھ ٹن گیہوں اور 14.45 لاکھ ٹن چاول ابھی تک ریاستوں مرکز کے زیرانتظام علاقوں کو مختص کیا جا چکا ہے۔ اسکیم کے تحت پکا پکایا/ ڈبہ بند گرم کھانے کے معاملے میں ہر ایک بچے کو ہر اسکول میں 100 گرام اناج (گیہوں اور چاول) اور کچے کھانے کے معاملے میں سال میں 10 مہینے تک ہر بچہ کو 3 کلوگرام اناج ہر مہینے دیا جاتا ہے۔

گیہوں پر مبنی تغذیاتی پروگرام

یہ پروگرام فروغ خواتین واطفال، وزارت فروغ انسانی وسائل کے ذریعہ چلایا جارہا ہے۔

اس اسکیم کے تحت مختص اناج کا استعمال ریاست اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں مربوط فروغ اطفال اسکیم (ICDS) کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس کے تحت 6 سال سے کم عمر کے بچوں اور حاملہ/ زچہ (دودھ پلانے والی مائیں) کو تغذیاتی توانائی والی خوراک فراہم کرائی جاتی ہے۔ غذا اور عوامی تقسیم کا محکمہ اس سلسلے میں فروغ خواتین اور اطفال کے نوڈل محکمہ کی گذارش پر اناج کا تعین کرتا ہے۔

یکم نومبر 2000 سے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو اس اناج کی فراہمی خط غریبی سے نیچے رہنے والے خاندانوں کو (BPL) شرح پر اسکیم کے تحت امداد فراہم کی جاتی ہے۔

سال 2003-2002 کے دوران 5 لاکھ ٹن اناج (3.50 لاکھ ٹن گیہوں اور 1.50 لاکھ ٹن چاول) کا تعین ریاستوں اور مرکز کے زیرانتظام علاقوں کے لیے کیا گیا۔

فروری 2003 تک اس میں سے 1.58 لاکھ ٹن گیہوں اور 0.48 ٹن چاول ریاستوں مرکز کے زیرانتظام علاقوں کے ذریعہ حاصل کیا گیا۔ سال 04-2003 کے لیے محکمہ فروغ خواتین واطفال کو سات لاکھ ٹن اناج (گیہوں پانچ لاکھ ٹن اور چاول دو لاکھ ٹن) مختص کیا گیا ہے تا کہ وہ خط غریبی کے نیچے رہنے والے خاندانوں کو دی جانے والی شرح ریاست وار تقسیم کر سکے۔

ہوسٹلوں میں رہنے والے درج فہرست ذات/ قبائل/ دیگر پچھڑے طبقات کے لیے اسکیم

اکتوبر 1994 میں شروع کی گئی اسکیم کے نفاذ اور نگرانی کے لیے وزارت برائے انصاف اور تفویض اختیارات کو نوڈل وزارت بنایا گیا ہے۔ کسی بھی ہوسٹل میں درج بالا طبقات کے اگر دو تہائی طلباء رہتے ہوں تو وہ ہوسٹل ہر ماہ فی طالب علم پندرہ کلو گرام اناج پانے کے حق دار ہیں۔ اس اسکیم کے تحت اناج کی سالانہ ضرورت تقریباً 2.45 لاکھ ٹن ہے۔

سال 03-2002 اور 04-2003 کے دوران ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو ان کے خط غربی سے نیچے رہنے والے لوگوں کے لیے متعین کوٹے کا 5 فی صد اناج ہاسٹل اور فلاحی اداروں میں رہنے والے ممبروں کو تقسیم کیا گیا سال 2003-2002 کے لیے اس اسکیم کے تحت 11.10 لاکھ ٹن اناج (گیہوں 4.52 لاکھ ٹن اور چاول 6.58 لاکھ ٹن مختص کیا گیا جس میں فروری 2003 تک 1.30 لاکھ ٹن (گیہوں 13 لاکھ ٹن اور چاول 1.17 لاکھ ٹن) ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعہ حاصل کیا گیا۔ سال 04-2003 کے دوران اس اسکیم کے تحت اب تک 11.42 لاکھ ٹن اناج (چاول 6.42 لاکھ میٹرک ٹن اور گیہوں 5 لاکھ میٹرک ٹن جاری کیا جا چکا ہے۔ ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو اس اناج کی فراہمی یکم نومبر 2002 سے خط غربی سے نیچے رہنے والے خاندانوں کو دی جانے والی شرح سے کی جاتی ہے۔

انا پورنا اسکیم

اس اسکیم کے لیے دیہی فروغ کی وزارت کو نوڈل محکمہ بنایا گیا ہے۔ اس اسکیم کی شروعات 2001-2000 میں کی گئی۔ یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو نادار، ضعیف اور معمر شہری ہیں اور 65 سال سے زیادہ کے ہیں اور جو قومی ضعیفی پنشن اسکیم کے مجاز تو ہیں لیکن ان کو یہ پنشن نہیں مل رہی ہے، انھیں 10 کلوگرام اناج ہر ماہ فی شخص مفت دیا جائے گا۔

سال 03-2002 سے یہ پروگرام ریاستی منصوبے کو منتقل کر دیا گیا تاہم ریاستی حکومتوں کی درخواست پر اس اسکیم کے تحت 0.78 لاکھ ٹن اناج (چاول اور گیہوں) سال 03-2002 کے لیے مختص کیا گیا۔

نوعمر لڑکیوں کے لیے تغذیاتی پروگرام

پلاننگ کمیشن کے ذریعہ ایک آزمائشی پروجیکٹ شروع کیا گیا جس کے تحت شناخت شدہ تغذی کی کمی کی شکار لڑکیوں، حاملہ عورتوں اور دودھ پلانے والی ماؤں سے وابستہ خاندان کو فی کس ہر ماہ 6 کلوگرام اناج دیا جاتا ہے۔ یہ فراہمی اہم ریاستوں سے دو پسماندہ ضلعوں اور باقی ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی سب سے زیادہ آبادی والے ضلعوں (راجدھانی ضلع کو چھوڑ کر) میں کی جاتی ہے۔ پروگرام کے تحت 2003 میں جنوری سے مارچ کی مدت میں ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو 0.63 لاکھ ٹن اناج کی فراہمی کی گئی۔

مقصود عوامی نظام تقسیم (TPDS)

نہایت غریب خاندانوں کو جو خط غربی سے نیچے زندگی گذارتے ہیں ان کو کم ترین مقدار میں اناج مہیا کرانے کو یقینی بنانے کے لیے حکومت ہند نے جون 1997 میں مقصود عوامی تقسیم نظام کی شروعات کی۔ اس سے ملک میں تقریباً 6 کروڑ غریب خاندانوں کو فائدہ مل رہا ہے، جن کے لیے 72 لاکھ ٹن سالانہ اناج کا بندوبست کیا گیا ہے۔

حکومت ہند نے یکم اپریل 2000 سے نہایت غریب خاندانوں کے لیے آدھی رعایتی شرح پر ہر ماہ فی خاندان اناج کی مقدار 10 کلوگرام سے بڑھا کر 20 کلوگرام کر دی ہے۔ جولائی 2001 میں خط غربی سے نیچے رہنے والے خاندانوں کے لیے اناج کا تعین مزید بڑھا کر 20 کلوگرام سے 25 کلوگرام فی خاندان کر دیا گیا ہے۔ اپریل 2002 سے اس تقسیم کو 25 کلوگرام سے بڑھا کر 35 کلوگرام فی خاندان ہر ماہ کر دیا گیا ہے۔ خط غربی سے نیچے رہنے والے خاندانوں کے لیے مرکزی جاری قیمت (CIP) کے گیہوں کے لیے 4.15 روپے اور چاول کے لیے 5.65 روپے فی کلوگرام ہے۔ یہ فوڈ کارپوریشن کی معاشی لاگت کا تقریباً 48 فی صد ہے۔ خط غربی سے نیچے رہنے والے 6.52 کروڑ خاندانوں کی بڑھی ہوئی تعین 195.6 لاکھ ٹن سالانہ

ہے۔ سال 03-2002 کے دوران 358.60 لاکھ ٹن چاول اور 384.68 لاکھ ٹن گیہوں کا تعین مقصود عوامی نظام تقسیم (انیتو دیہ، غریبی سطح کے نیچے، غریبی سطح کے اوپر اور زائد) کے تحت کیا گیا۔ اس تعین کے بعد 99.14 لاکھ ٹن چاول اور 89.01 لاکھ ٹن گیہوں اٹھایا گیا۔

انتیودیہ انّ یوجنا (AAY)

نہایت غریب لوگوں کے لیے حکومت نے انیتو دیہ انّ یوجنا (AAY) کی شروعات کی ہے۔ وزیر اعظم نے 25 دسمبر 2000 کو اس کا اعلان کیا۔ اس یوجنا کے تحت ہر ایک مجاز خاندانوں کو 25 کلوگرام اناج نہایت کم قیمت پر دو روپے فی کلوگرام گیہوں اور 3 روپے فی کلوگرام چاول فراہم کرایا جاتا ہے۔ ملک میں ایک کروڑ انیتو دیہ خاندان ہیں۔ ان خاندانوں کی پہچان ریاست اور مرکز کے زیر انتظام علاقے غریبی لائن کے نیچے رہنے والے خاندانوں میں سے کرتے ہیں۔

اپریل سے ستمبر 2001 کے دوران 6.52 لاکھ ٹن اناج کی تقسیم میں سے ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں نے 4.9 لاکھ ٹن اناج اٹھایا۔ اس طرح اٹھائے جانے والے اناج کا فی صد 75.16 رہا۔

سرکار نے سطح غریبی سے نیچے رہنے والے 50 لاکھ اضافی خاندانوں کو اس یوجنا میں شامل کرنے کے لیے انتیو دیہ انّ یوجنا کی توسیع کی ہے جس میں درج ذیل ترجیحی گروپوں سے خاندانوں کو شامل کیا گیا ہے۔ (i) ایسے خاندان جن کی سربراہ بیوہ یا شدید ترین بیمار (محتاج) یا معذور فرد ہو یا 60 سال یا اس سے زیادہ عمر کا ایسا شخص ہو جس کے پاس گزر بسر کا کوئی ذریعہ یا سماجی سہارا نہ ہو (ii) بیوائیں یا محتاج بیمار شخص یا معذور شخص یا 60 سال یا زیادہ عمر کا شخص یا ایسی اکیلی عورت یا اکیلا مرد جس کا کوئی خاندانی یا سماجی سہارا نہ ہو (iv) سبھی اصل قبائلی خاندان (جو سبھی انتیو دیہ یوجنا کے تحت قبائلی مفادی کو ریاست/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں قبائلی آبادی کے تناسب میں ہونی چاہئے۔ ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں سے کہا گیا ہے کہ وہ ان اضافی خاندانوں کی پہچان کر کے انھیں خصوصی راشن کارڈ جاری کریں تاکہ وہ انتیو دیہ یوجنا کا فائدہ اٹھا سکیں۔

سال 03-2002 کے لیے 41.2 لاکھ ٹن اناج کا تعین اس یوجنا کے لیے کیا گیا تھا جس میں سے 33.3 لاکھ ٹن حاصل کیا گیا۔ اس طرح مختص اناج کا 8.28 فی صد استعمال کیا گیا۔

کھلے بازار فروخت اسکیم

حکومت حسب ضرورت فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کے ذریعہ گیہوں اور چاول کی کھلی فروخت گھریلو بازار میں کرتی ہے تاکہ گیہوں اور چاول کی کھلے بازار کی قیمتوں کے اثر کو معتدل کیا جا سکے اور ساتھ ہی عوامی تقسیم نظام کو برقرار رکھتے ہوئے، اس کے ذریعہ اضافی ذخائر کو نمٹایا جا سکے۔ فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کو کھلے بازار میں گیہوں فروخت کرنے کی اجازت اکتوبر 1993 میں دی گئی تھی اور چاول فروخت کرنے کی اجازت 1994 میں دی گئی۔ گیہوں کی فروخت کے لیے ریاست وار، مرکز وار، زون کے لحاظ سے مختلف قیمت سازی پیمانے اپنائے جاتے ہیں۔ کھلے بازار فروخت اسکیم (داخلی) کے تحت اکتوبر 2000 تک گیہوں کی قیمت مرکزی حکومت کے ذریعہ متعین کی جاتی تھی اور اعلان کیا جاتا تھا جب FCI کی اعلی سطحی کمیٹی کو ان قیمتوں کے تعین کا اختیار حاصل تھا۔ کارپوریشن اس اعلی سطحی کمیٹی کے اپنائے گئے زون پر مبنی قیمت سازی طریقے کی جگہ پر فروری 2002 سے ریاست والے قیمت سازی نظام شروع کیا گیا۔ یہ قیمت وصولی لاگت، خرید کیے جانے والے علاقے سے ریاست تک اوسط کرایہ اور کھلے بازار میں رائج قیمتوں کو دھیان میں رکھ کر طے کی جاتی ہے۔ فروری 2003 فصل سال سے گیہوں کی سالانہ حساب سے قیمت طے کی جا رہی ہے۔

چاول کی کھلی فروخت (داخلی) اپریل 1999 سے ملتوی کر دی گئی تھی جسے ستمبر 2000 میں پھر شروع کیا گیا اور فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کو صارف ریاستوں میں 30 لاکھ ٹن چاول کی کھلی فروخت کا اختیار دیا گیا۔ ایک/دو سال پرانے چاول کی قیمت 950 روپے فی کنٹل متعین کی گئی۔ چونکہ چاول کی کھلی فروخت میں خریداروں نے کوئی خاص دلچسپی نہیں دکھائی، اس لیے فوڈ کارپوریشن آف انڈیا نے حکومت کی ہدایت پر اسے 21 راگست 2001 کو بند کر دیا۔ سال 03-2002 میں فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کو کھلی فروخت اسکیم کے تحت 10 لاکھ ٹن چاول فروخت کرنے کا نشانہ دیا گیا۔ فوڈ کارپوریشن کے ذریعہ دی گئی معلومات کے مطابق چاول کی کھلی فروخت بازار میں اس جیسے چاول کی رائج قیمت کے مقابلے زیادہ تھی، اس لیے FCI گھریلو بازار میں اس چاول کی کھلی فروخت نہیں کر سکا کارپوریشن چاول کے پرانے ذخائر اور ترمیم شدہ نمونوں کے تحت خریدے گئے چاول کے ذخائر کو اعلیٰ سطحی کمیٹی اور سرکار کے ذریعہ منظور شدہ شرح پر ٹنڈر کے ذریعہ فروخت کر رہا ہے۔ سال 03-2002 کے دوران 52.18 لاکھ ٹن گیہوں اور 3.87 لاکھ ٹن چاول کھلے بازار میں فروخت کیا گیا تھا۔

بین الاقوامی تعاون

(i) ہندوستان بین الاقوامی اناج کونسل (IGC) (ii) اقوام متحدہ کے غذا اور زراعتی تنظیم (FAO) بشمول عالمی تحفظ خوراک کمیٹی (iii) بین الاقوامی شکر تنظیم کا ممبر ہے۔

محکمہ غذا اور عوامی تقسیم نے دسمبر 2002 اور جون 2003 میں لندن میں ہوئی IGC کے 16 ویں اور 17 ویں اجلاس میں حصہ لیا تھا۔ حکومت نے بحالی تحفظ خوراک کمیٹی کی مدد سے ہندوستان میں چلائے جا رہے ترقیاتی پروجیکٹوں کے لیے سطح غریبی سے نیچے والے خاندانوں کے لیے مقررہ شرح پر اناج مختص کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہندستان سارک فوڈ سیکورٹی ریزرو بورڈ کا بھی ممبر ہے۔ سارک ملکوں کے ذریعہ محفوظ رکھے جانے والے اناج کے 2 لاکھ ٹن کم سے کم ذخیرے میں ہندوستان کا حصہ 1.53 لاکھ ٹن ہے۔ غذا اور عوامی تقسیم کے محکمے نے لندن میں نومبر 2002 میں بین الاقوامی شکر تنظیم کونسل کے 22 ویں اجلاس میں حصہ لیا تھا۔

اسٹوریج

مرکزی اسٹوریج کارپوریشن اور 17 ریاستی گودام کارپوریشن۔ یکم مارچ 2003 کو اسٹوریج صلاحیت اس طرح تھی:

اسٹوریج صلاحیت

(میٹرک ٹن میں)

	ساختی	کرایہ پر	کھلی/پلنتھ	کرایہ پر	کل
مرکزی اسٹوریج کارپوریشن	63.53,347 MT	12,95,684 MT	12,57,692 MT	2,07,196 MT	91,13,919 MT
ریاستی اسٹوریج کارپوریشن	130.12 LMT	47.76 LMT	21.43 LMT	—	199.31 LMT

مرکزی ویئر ہاؤسنگ کارپوریشن نے 7,000 ٹن کی صلاحیت والے کرائے کے گوداموں کے ساتھ 1957 میں اپنا کام شروع کیا تھا۔ دھیرے دھیرے کارپوریشن نے اپنی اسٹوریج صلاحیت بڑھائی اور 31 مارچ 2003 تک کارپوریشن 91.13 لاکھ میٹرک ٹن صلاحیت کے ساتھ 471 مراکز چلا رہا تھا۔ مرکزی ویئر ہاؤسنگ کارپوریشن 103 کسٹم والے گوداموں کو بھی چلاتا ہے جن کی صلاحیت 31 مارچ 2003 کو 6.38 لاکھ ٹن تھی۔

مرکزی ویرہاؤس کارپوریشن 17 ریاستوں کے ریاستی ویرہاؤس کارپوریشنوں سے بھی تعاون لیتا ہے۔ کارپوریشن کی ریاستی ویرہاؤس کارپوریشنوں کی پونجی میں 50 فی صد کی حصہ داری ہے۔ 31 مارچ 2003 کو مرکزی ویرہاؤسنگ کارپوریشن کا یہ سرمایہ حصہ 54.63 کروڑ روپے تھا۔

کارپوریشن مال ڈھلائی، اناج کی ڈھلائی اور گودام سے متعلق کاموں کی میکانیت/جدید کاری جیسی سرگرمیوں میں تنوع لانے کے لیے اولوالعزم منصوبہ بنا رہا ہے۔

فصل کٹائی کے بعد اناج منتظمہ

اناج بچاؤ مہم

اس اسکیم کا نفاذ ریاستی حکومتوں، غیر سرکاری تنظیموں جیسے ورلڈ وژن آف انڈیا، کارپوریٹ ہاؤسوں جیسے اسٹیل اتھارٹی آف انڈیا (SAIL)، ٹاٹا اسٹیل، ACC لمیٹڈ وغیرہ، کے تعاون سے 17 اناج بچاؤ مہم (SGC) دفاتر کے ذریعے کیا جا رہا ہے۔ اس اسکیم کا اہم مقصد IGMRI (انڈین گرین اسٹوریج مینجمنٹ اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ) کے ذریعے ترقی یافتہ تکنیکی معلومات کی منتقلی کسانوں تک کرنی ہے تاکہ فصل کٹائی کے بعد ہونے والے اناج کے نقصان کو کم کیا جا سکے۔

اس اسکیم (SGC) کا مقصد (i) اناج کی بربادی کو روکنے کھیتوں و کھلیانوں کی سطح پر اسٹوریج میں اصلاح کے لیے کسانوں کو اسٹوریج کی معقول تکنیک اپنانے کے لیے تعلیم، ترغیب اور متحرک کرنا ہے (ii) اناج کی حفاظت کے لیے سائنسی طریقہ کار کے بارے میں کسانوں کو وظیفہ اور غیر وظیفہ والے کورس کو چلانا (iii) اسٹوریج کی ترقی یافتہ سہولتوں جیسے دھات کے برتن، پکی کوٹھیوں، سیمنٹ کی کوٹھیوں وغیرہ کے اپنائے جانے کو مقبول بنانا (iv) ایسے مرکزی گاؤں کو فروغ دینا جن میں کم سے کم 30 فی صد موجودہ اسٹوریج ساختوں کی اصلاح کی گئی ہو اور تقریباً 10 فی صد اسٹوریج ساختوں جیسے دھات کے مال دان (Metal bin)، پوسابن، پکا کوٹھی اور آر سی رنگ بن وغیرہ کو سائنٹفک بنایا گیا ہو۔ اسکیم کے تحت ہر گاؤں کو دھاتی کوٹھیاں اور دیگر اشیا کی خریداری کے لیے 10,000 کی امداد دی جاتی ہے۔

سال 2002-2003 کے دوران 29.464 کسانوں کو تربیت دی گئی 1,118 وظیفے والے تربیتی پروگرام منعقد کیے گئے، 8,245 دھات کے برتن تقسیم کیے گئے، 8,148 غیر دھاتی اسٹوریج سہولتوں کو فروغ/تعمیر کیا گیا اور 208 مرکزی گاؤں کو فروغ دیا گیا۔ جب کہ 1,150 گاؤں کا احاطہ کیا گیا۔

اناج کے لیے کوالٹی کنٹرول

حکومت مرکزی پول کے لیے خریدے گئے اناج کی کوالٹی پر مناسب نگرانی رکھتی ہے۔ وزارت کے کوالٹی کنٹرول سیل، فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کی ایجنسیوں کے ذریعہ خریدے گئے اناج، اسٹوریج اور تقسیم کے وقت اس کی کوالٹی پر نگرانی رکھتے ہیں۔

ہندوستانی اناج منتظمہ اور تحقیقاتی ادارہ

اناج کے اسٹوریج اور تحفظ سے متعلق تحقیق اور ترقی کا کام ہندوستان تحقیق ادارہ برائے اناج مینجمنٹ ہاپوڑ کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ ادارے کے اب حیدرآباد، جورہاٹ اور لدھیانہ میں تین علاقائی مرکز ہیں ادے پور اور جبلپور میں واقع علاقائی مرکز 30 ستمبر 2002 کو بند کر دیے گیے۔ ادارہ اناج کے اسٹوریج، نگرانی، کیڑوں کے کنٹرول وغیرہ پر اسٹوریج ایجنسیوں کے افسران اور

کیڑے مار عملہ کے لیے تربیتی پروگرام کا بھی انعقاد کرتا ہے۔

اناج کے انتظامیہ، اسٹوریج اور نقل و حمل سے متعلق قومی پالیسی کھیتوں میں اور تجارتی سطح پر نقل و حمل اور اسٹوریج سے متعلق نقصان کو گھٹانے اور ہندوستان میں اناج کے منتظمہ، اسٹوریج اور ڈھلائی کے بندوبست کی جدید کاری کے لیے حکومت نے 20 جون 2000 کو اناج کے انتظام، اسٹوریج اور نقل و حمل کی قومی پالیسی کا اعلان کیا۔ اس پالیسی کے تحت بناؤ، اپناؤ اور چلاؤ کی بنیاد پر نجی سیکٹر کی حصہ داری کے ذریعہ صارف اور پیداوار والے سیکٹروں میں جدید تھوک انتظامیہ، ذخیرہ کرنے اور نقل و حمل کی سہولیات قائم کرنے کے بندوبست کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کے لیے ذخیرے کے لیے ٹنکیوں کے سلسلے کا قیام خریدنے اور خریداری اور تقسیم مراکز پر کی جائے گی۔ کھیتوں سے ٹنکیوں تک اناج کی ڈھلائی خاص طور پر تیار ٹرکوں اور وہاں سے اناج کی ڈھلائی خاص وضع کے ریل ویگنوں میں کی جائے گی۔

چینی کی صنعت

گنا پیدا کرنے والوں کی مشکلات کو دور کرنے کے لیے اور چینی کی صنعتوں کی مدد کے لیے حالیہ مہینوں میں درج ذیل قدم اٹھائے گئے ہیں:

(i) بفر اسٹاک: 18 دسمبر 2002 سے ایک سال کی مدت کے لیے 20 لاکھ ٹن چینی کا بفر اسٹاک بنایا گیا ہے، جس کے لیے چینی ترقیاتی فنڈ سے 412 کروڑ روپے خرچ کیے گیے ہیں۔ اس محفوظ ذخیرے کے لیے 374 کروڑ روپے کی زاید رقم بینکوں کے ذریعہ جاری کی جائے گی اس طرح 786 کروڑ روپے کا استعمال گنا پیداواروں کی بقایا رقم کی ادائیگی کرنے کے لیے کیا جائے گا۔

(ii) قانونی کم ترین قیمت: مرکزی حکومت نے 2003-2002 کے موسم کے لیے گنے کی قانونی کم سے کم قیمت 6450 (SMP) روپے فی کوئنٹل متعین کی، جسے 8.5 فی صد بنیادی وصولی سے جوڑا گیا لیکن اس سطح سے اوپر ہر ایک 0.1 فی صد نقطہ اضافہ پر 0.76 روپے پریمیم مقرر کیا گیا۔ کسانوں کی مشکلات کو دور کرنے اور انھیں فائدہ پہنچانے کے لیے حکومت نے 2003-2002 کے موسم کے لیے گنے کی کم سے کم قانونی قیمت میں 5 روپے فی کوئنٹل اضافہ کیا، یعنی اسے 695 روپے فی کوئنٹل کر دیا جسے 6 فی صد بنیادی وصولی سے جوڑا گیا لیکن اس سطح سے اوپر ہر ایک 0.1 فی صد نقطے اضافہ پر 0.82 روپے پریمیم مقرر کیا گیا۔

(iii) داخلی نقل و حمل سمندری بار برداری اجرت: مرکزی حکومت نے چینی ترقیاتی فنڈ (SDF) ایکٹ 1982 میں ترمیم کی، جس کا مقصد دیگر باتوں کے علاوہ چینی فیکٹریوں کے داخلی نقل و حمل اور بار برداری اجرتوں کی بازادائیگی کرنی تھی۔ 21 جون 2002 میں چینی فیکٹریوں کو برآمد کی جانے والی چینی کی جہازی لدائی پر داخلی نقل و حمل پر کیے گئے خرچ کی بازادائیگی کی اجازت دی گئی ہے۔ چینی کی برآمد کو مزید بڑھانے اور دس کے زاید ذخیرے کو کام میں لانے کے لیے 14 فروری 2003 سے چینی فیکٹریوں کو داخلی نقل و حمل اجرت کو موجودہ ادائیگی کے علاوہ چینی کی برآمد کی جانے والی جہازی لدائی پر 350 روپے فی ٹن کی شرح سے بحری بار برداری اجرت کی بھرپائی کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔

(iv) ضروری اشیاء ایکٹ 1955 میں ترمیم: یہ یقینی بنانے کے لیے کہ چینی ملیں حکومت کے ذریعہ جاری کوٹے سے زیادہ چینی کی فروخت نہ کریں۔ حکومت نے ضروری اشیاء ایکٹ 1955 میں ترمیم کی ہے، جسے 2 جون 2003 کو کیا گیا۔

خوردنی تیل

حکومت کی یہ پالیسی رہی ہے کہ خوردنی تیلوں کے لیے ایسا موثر منتظمہ فراہم کیا جائے جس سے ملک بھر میں صارفین کو یہ مناسب قیمت پر آسانی سے دستیاب ہو سکے۔ تلہن کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔ 1991-1990 میں 186 لاکھ ٹن تلہن کی پیداوار ہوئی تھی جب کہ 1999-1998 میں یہ بڑھ کر 247.48 لاکھ ٹن ہو گئی ہے۔ لیکن اہم تلہن پیدا کار ریاستوں میں پچھلے 3 سال میں جاری خشک سالی کی حالت کے سبب تلہن کی پیداوار میں 99-1998 کی پیداوار کے مقابلے کمی واقع ہوئی ہے۔ سال 2003-2002 کے دوران 155 لاکھ ٹن تلہن کی پیداوار ہونے کا اندازہ ہے۔ خوردنی تیلوں کے ثانوی وسائل جیسے کپاس کے بیج، کوپرا، رائیس بران اور جنگل اور پیڑ کے تیل والے اجزاء کا بھی استحصال کیا گیا۔ ان وسائل کا گھریلو نباتاتی تیل پیداوار میں تقریباً 25 فی صد تک کا اشتراک رہا ہے۔ ملک میں متواتر مانگ اور فراہمی میں فرق کئی سالوں سے چل رہا اور اسی وجہ سے لگاتار خوردنی تیلوں کو درآمد کیا جا رہا ہے۔ خوردنی تیلوں کو درآمد کی صنعتی فہرست میں رکھا گیا تھا، لیکن پہلی بار 1994 میں جزوی طور پر درآمد کی اجازت دی گئی اپریل 1999 سے خوردنی تیلوں کے درآمد کو مزید نرم بنایا گیا ہے۔

اس کے تحت ناریل تیل کو چھوڑ کر باقی سبھی تیلوں کو درآمد کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ گھریلو تلہن پیدا کاروں، صارفین اور تیل بنانے والوں کے مفاد میں ہم آہنگی قائم کرنے اور خوردنی تیلوں کی درآمد ممکنہ حد تک کنٹرول کرنے کے لیے ان تیلوں پر ایکسایز ڈیوٹی شرح میں وقتاً فوقتاً ترمیم کی جاتی رہتی ہے۔

نباتاتی تیل صنعت کی حالت

نباتاتی تیل صنعت کا کنٹرول۔ ضابطہ مندرجہ ذیل احکامات کے تحت کیا جاتا ہے۔ (ا) خوردنی تیل اشیا (ضابطہ) احکام۔ 1998- (ب) خوردنی تیل پیکنگ (ضابطہ) احکام۔ 1998 (ج) محلل تخصیص شدہ تیل، بنا تیل خوراک اور خوردنی آٹا کنٹرول احکامات۔ 1967 اور (د) دالیں، تلہن اور خوردنی تیل (اسٹوریج کنٹرول) احکام، 1967۔ یہ احکامات اپنی فطرت کے اعتبار سے قانونی حیثیت رکھتے ہیں اور انھیں ضروری اشیاء ایکٹ کے ذریعے اختیارات کی نوعیت حاصل ہے۔ حکومت کی نرم صنعت کاری کی اصطلاح میں نباتاتی تیلوں کو تیار کرنے کی کسی بھی سرگرمی کے لائسنس کی ضرورت نہیں ہے لیکن مجوزہ اکائی تعین مقام پالیسی کے خلاف نہیں ہونی چاہئے اور یہ بھی تیار کرنے کی سرگرمی میں ایسی اشیا نہیں شامل ہونی چاہیے جو چھوٹے صنعتی سیکٹر کے لیے محفوظ کی گئی ہیں۔ 25 جولائی 1991 سے بازار کی نرم کاری اور صنعتوں کو لائسنس سے آزاد کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلاحیت میں کافی اضافہ ہوا اور کم منافع پر مسابقت میں تیزی آئی۔

اناج پروسسنگ

وزارت برائے اناج پروسسنگ صنعت جولائی 1988 میں قائم کی گئی تھی، جس کا مقصد ملک میں اناج پروسسنگ صنعت کی ترقی پر زور دینا تھا۔ بعد میں اسے محکمہ بنا کر وزارت برائے زراعت کے تحت لایا گیا۔ ستمبر 2001 میں پھر سے پراسسنگ صنعت وزارت کے طور پر نوٹیفائی کیا گیا۔ وزارت نے اناج پراسسنگ صنعتوں کے لیے یکم اپریل 2001 کو مجوزہ قومی اناج پراسسنگ پالیسی کو نافذ کرنے کے طریقوں اور وسائل کے بارے میں تجاویز دینے کے لیے قومی ٹاسک فورس قائم کیا ہے۔ قومی اناج پراسسنگ پالیسی کا خاکہ بھی تیار کیا گیا ہے۔ اس خاکہ میں دیگر باتوں کے علاوہ موافق ماحول بنانے، بنیادی ساخت کے فروغ اور کھیتوں سے اس کو ہم آہنگ کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔

اناج پسائی کی صنعت

پچھلے پانچ سال میں چاول ملوں کی صلاحیت میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ 90ہزار سے زیادہ دھان کی بھوسی نکالنے کی مشینوں کی جدید کاری کی ضرورت ہے۔ یکم جنوری 2002 کو ملک میں جدید چاول ملوں کی تعداد 35,088 تھی اور بھوسی نکالنے کی مشینوں و شیلروں کی کل تعداد 8,385 تھی۔ ان جدید چاول ملوں اور پلانٹوں سے اچھی کوالٹی والے تیل نکالنے لائق دھان کی بھوسی حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس کی مقدار اب 34 لاکھ ٹن ہوگئی ہے۔ اس کے سبب 5.25 لاکھ ٹن دھان کی بھوسی کے تیل کی پیداوار ہورہی ہے جس میں تین لاکھ ٹن خوردنی تیل بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ جانور/مرغی چارہ صنعت اور برآمد کے لیے بڑی مقدار میں دھان کی کھلی بھی مل رہی ہے۔ گیہوں کی پسائی کے ذیلی سیکٹر میں یکم جنوری 2001 کو 820 اکائیاں عمل پذیر تھیں ان میں 125 لاکھ ٹن استعداد کے مقابلے 195 لاکھ ٹن کی صلاحیت کا استعمال ہورہا ہے۔ ملک بھر میں پہلے تقریباً 10 ہزار دال ملوں میں 140 لاکھ ٹن دال کو دلنے کی صلاحیت ہے۔ مل مالکوں کو ان کے ملوں کی جدید کاری کے لیے حوصلہ افزائی کرنے اور پراسسنگ کے دوران خسارے میں کمی کے لیے حکومت ڈائر (رنگنے والے) اور باریک ذرات کو کنٹرول کے نظام قائم کرنے کے لیے مالی مدد دیتی ہے۔

صارف خوراک صنعت

پاستہ اور بیکری مصنوعات کے علاوہ صارف خوراک صنعت میں بغیر پکائے کھانے لائق یا تیار مصنوعات جیسے پاستہ، بیکری، کوکو مصنوعات، بسکٹ، ٹھنڈی مشروبات، بیر اور الکوحل مشروبات (غیر مولاس)، منرل اور بوتل بند پانی وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اس میں ڈبل روٹی اور بسکٹ کا حصہ سب سے زیادہ ہے۔ ان کی سالانہ پیداوار 37 لاکھ ٹن ہے۔ ڈبل روٹی، بن اور کیک کے تقریباً 15 لاکھ 20 ہزار ٹن سالانہ پیداوار میں سے 40 فی صد منظم، بڑے پیمانے والے سیکٹر میں اور باقی 60 فی صد چھوٹے اور غیر منظم سیکٹر میں بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح منظم سیکٹر میں بسکٹ کی پیداوار 11 لاکھ 50 ہزار ٹن ہے اور باقی 3 لاکھ 80 ہزار ٹن غیر منظم سیکٹر میں بنایا جاتا ہے۔

پاستہ جیسی نکالی گئی غذا کی پیداوار میں منظم سیکٹر میں تھوڑا سا اضافہ درج کیا گیا ہے لیکن غیر منظم سیکٹر میں اس کا اضافہ کافی زیادہ ہوا ہے۔ ڈبہ بند چائے اور ڈبہ بند بسکٹ کے بعد لگاتار صرف کی جانے والی ڈبہ بند اشیا میں ٹھنڈے مشروبات تیسرے درجے میں ہیں۔

پھل اور سبزی پروسسنگ صنعت

سب سے زیادہ پھل اور سبزی پیدا کرنے والے ملکوں میں ہندوستان دوسرے مقام پر ہے۔ وزارت کے تحت پھل و سبزی تحفظ ڈائرکٹوریٹ (F and VP) کو لازمی اشیا ایکٹ 1955 کے تحت جاری پھل پیداوار حکم (FPO) 1955 کو نافذ کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے تاکہ صاف ستھری اور اچھی کوالٹی والی اشیاء کی پیداوار اور فروخت کو یقینی بنایا جاسکے۔ پھل و سبزی تحفظ ڈائرکٹوریٹ کے چار علاقائی دفاتر دہلی، کولکاتہ، ممبئی اور چنئی میں دو ذیلی دفاتر لکھنؤ اور گوہاٹی میں ہیں۔

پھلوں اور سبزیوں کے پراسسنگ کی اعلیٰ سطح کو بڑھانے کے لیے حکومت نے سال 02-2001 کے مرکزی بجٹ میں پھلوں اور سبزیوں کی پراسسنگ کی گئی اشیاء کو 25 فی صد مرکزی ایکسائز ڈیوٹی سے پوری طرح آزاد کردیا گیا تھا۔ پراسسنگ کی سطح میں اصلاح سے تازہ پھلوں اور سبزیوں کی بڑے پیمانے پر ہورہی بربادی (مناسب رکھ رکھاؤ، ذخیرہ کاری، اور عمل کاری سہولیات میں کمی کے سبب) پر بھی قابو پایا جاسکے گا۔

ڈیری مصنوعات

2001-2002 کے دوران دودھ مصنوعات کے 84.90 کروڑ ٹن ہونے کا اندازہ لگایا گیا تھا۔ جب کہ 2000-2001 میں یہ پیداوار 80.7 کروڑ ٹن تھی۔ بچوں کے لیے دودھ سمیت دودھ پاؤڈر کی حکمہ پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔

2000 میں اس کی پیداوار 2.30 لاکھ ٹن تھی جب کہ 2001 میں بڑھ کر 2.35 لاکھ ٹن ہوگئی ہے۔ مالٹڈ فوڈ مصنوعات کی حکمہ پیداوار بھی 2000 کے 67,000 ٹن سے بڑھ کر 2001 میں 68,000 ٹن ہوگئی ہے۔ 2001 کے دوران منظم سیکٹر میں پنیر کی پیداوار تقریباً 8,000 ٹن رہی۔ کنڈنسڈ دودھ کی پیداوار 2000 میں 11,500 ٹن تھی جو کہ 2001 میں بڑھ کر تقریباً 12,000 ہوگئی ہے۔

گوشت و پولٹری گوشت پراسینگ

گوشت و گوشت سے بنی اشیاء کی پیداوار میں قابل ذکر اضافہ ہوا ہے۔ گوشت و گوشت سے بنی اشیاء کی 1998 سے 2002 تک کی مدت میں پیداوار کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(ہزار ٹن میں)

	1998	1999	2000	2001	2002
بھیڑ، بکریوں کا گوشت	675	800	825	850	870
سور کا گوشت	420	464	480	495	505
مرغی کا گوشت	675	725	775	875	975
مویشی (گائے کا گوشت)	1,295	1,295	1,300	1,305	1,330
بھینس کا گوشت	1,210	1,250	1,270	1,300	1,365

ملک میں کل مویشیوں کی تعداد میں ذبح ہونے والے مویشیوں کا تناسب فیصد: بھینسوں کے لیے 10 فیصد، سوروں کے لیے 99 فیصد، بھیڑوں کے لیے 30 فیصد اور بکریوں کے معاملے میں 40 فیصد ہے۔

مچھلی پراسسنگ

ہندوستان میں 50 فیصد مچھلیاں سمندر سے حاصل کی جاتی ہیں، سمندر اور اندرونی آبی ذرائع سے مچھلی کی پیداوار 1998-99 کے 52.60 لاکھ ٹن سے گھٹ کر 1999-2000 میں 56.50 (عارضی) لاکھ ٹن ہوگئی۔ سمندری پیداوار کی ڈبہ بندی اور ان کو فروزین حالت میں رکھنے کا کام تقریباً پوری طرح برآمدی بازار کے لیے کیا جاتا ہے۔

کل ملا کر سمندری پیداوار صنعت میں 402 فریزنگ اکائیاں، ہیں جن کی یومیہ پراسسنگ صلاحیت 8500 ٹن کی ہے اور 485 کولڈ اسٹوریج ہیں جن کی صلاحیت 1,09,090 ٹن کی ہے۔ درج بالا کے علاوہ 5 سوریمی اکائیاں 13 ڈبہ بند اکائیاں، 550 پری پراسسنگ اکائیاں اور خشک مچھلی اکائیاں ہیں۔ کل فریزنگ اکائیوں میں سے 72 میں پکانے کی سہولیات ہیں۔

برآمد

2001-2002 میں پروسسڈ پھلوں اور سبزیوں کی برآمد 1,265 کروڑ روپے کی ہوئی جب کہ 2000-2001 میں یہ صرف 1,345.5 کروڑ روپے کی تھی۔ گوشت پرمبنی اشیا کی برآمد 2001-2002 میں 1,440 روپے ہونے کا اندازہ ہے جب کہ پچھلے سال یہ 1,637 کروڑ روپے ہی تھی۔ ڈبہ بند غذائی اشیا بشمول اناج پیداوار کی برآمد 2001-2002 میں تقریباً 1,310 کروڑ روپے ہونے کا تخمینہ لگایا گیا ہے جب کہ 2001-2002 میں یہ 1,798 کروڑ روپے تھی اور سمندری پیداوار کی برآمد 2000-2001 میں 6,4438 کروڑ روپے سے گھٹ کر 2001-2002 میں 5,800 کروڑ روپے ہونے کا اندازہ ہے۔

امور صارفین

قیمت مینجمنٹ

مالی سال 2002-2003 کے دوران قیمتوں کی صورت حال اور ضروری اشیاء کی دستیابی اطمینان بخش رہی۔ پیداوار میں کمی اور بین الاقوامی بازار میں قیمتوں میں اضافہ کے سبب خوردنی تیلوں اور کچھ دالوں کی قیمت میں تیز اضافے کو چھوڑ کر ملک کے کسی حصے سے ضروری اشیا کی کمی یا اس کی قیمت میں اضافہ کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ سال 03-2002 (مارچ 2003) میں تھوک قیمت اشاریہ پرمبنی افراط زر کی شرح میں اضافہ درج ہوا اور یہ 5.5 فی صد رہا جب کہ ایک سال پہلے اسی مدت میں یہ 1.8 فی صد اور دو سال پہلے 4.9 فی صد تھی۔ لیکن تھوک قیمت اشاریہ پرمبنی افراط زر کی اوسط شرح 2002-2003 کے دوران 3.3 فی صد رہی۔ صارف قیمت اشاریہ پرمبنی سالانہ افراط زر میں 03-2002 کے دوران معمولی اضافہ ہوا اور یہ 4 فی صد رہی۔ سال 03-2002 میں حکومت نے ضروری اشیا کی قیمتوں پر باقاعدہ نگرانی رکھی۔ امور صارفین کے محکمہ نے ملک بھر میں پہلے 18 مرکزوں کے ذریعہ 12 اشیا کی خوردہ قیمتوں پر یومیہ بنیاد پر اور 37 مراکز کے ذریعہ ہفتہ وار بنیاد پر نگرانی رکھی۔ جن 12 ضروری اشیا کی قیمتوں پر نگرانی رکھی گئی وہ تھیں۔ چاول، گیہوں، چنا، ارہر دال، چینی، مونگ پھلی، سرسوں کا تیل، بناسپتی، نمک، چائے، آلو اور پیاز، وزیراعظم کی صدارت میں قیمتوں کی کابینہ کمیٹی اور کیبنٹ سکریٹری کی صدارت میں مخصوص اعلیٰ اختیاری قیمت نگرانی بورڈ (HPPMB) ضروری اشیاء کی قیمتوں اور ان کی دستیابی پر نگاہ رکھتا ہے یہ بورڈ کے ذریعے تیار کیے گئے جائزے کی بنیاد پر نگرانی رکھتا ہے۔ (HPPMB) کی میٹنگ ہر ماہ ہوتی ہے جس میں چیزوں کی قیمتوں اور ان کی دستیابی کے بارے میں جائزہ لیا جاتا ہے۔

سال 03-2002 کے دوران تھوک قیمت اشاریہ کی سرگرمیوں کی ایک اہم خصوصیات یہ رہیں کہ اہم اشیا گروپوں یعنی (i) بنیادی اشیاء (ii) ایندھن، توانائی، بجلی اور لبریکنٹس اور (iii) تیار شدہ اشیاء سال 03-2002 میں کل اشاریہ گروپ میں 63.75 فی صد اعلیٰ سطحی وزن والے تیار مصنوعات کے تھوک اشاریہ میں محض 4.2 فی صد کا اضافہ ہوا، جبکہ 14.23 فی صد کم وزن والی اشیا کے اشاریہ میں 8.4 فیصد کی اونچی شرح سے اضافہ ہوا۔ اسی مدت میں ضروری اشیا کے معاملے میں 22.03 فی صد وزن والی اشیا کے اشاریہ میں 6.2 فی صد کا اضافہ ہوا۔

جنس وار قیمت رجحانات

اناج

سال 2003-2002 کے دوران اناج کے تھوک قیمت اشاریہ میں صرف 4.7 فی صد کا اضافہ ہوا جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں یہ اضافہ محض 1 فی صد تھا۔ انفرادی مدوں کے طور پر غور کریں تو چاول کے تھوک قیمت اشاریہ میں 4.3 فی صد کا اضافہ ہوا جبکہ گیہوں کے اشاریہ میں محض 1.1 فی صد۔ سال 2003-2002 میں اناج کی پیداوار 17.205 کروڑٹن ہونے کا امکان ہے جو سال 02-2001 کے 19.883 کروڑٹن کی پیداوار کے مقابلے میں کم رہے گا۔ لیکن حکومت کے پاس اناج کے کافی ذخیرہ ہونے کے سبب ان اشیا کی قیمت اطمینان بخش سطح پر رہنے کی امید ہے۔ عوامی تقسیم نظام کے لیے (مختلف فلاحی اسکیموں کے بشمول) سال 03-2002 میں چاول اور گیہوں پچھلے سال کے مقابلے میں زیادہ اٹھایا گیا۔ اس دوران 243.16 لاکھ ٹن چاول اور 240.16 لاکھ ٹن گیہوں اٹھایا گیا جبکہ سال 02-2001 میں 153.13 لاکھ ٹن چاول اور 159.88 لاکھ ٹن گیہوں مرکزی پول سے اٹھایا گیا تھا۔

دالیں

سال 03-2002 کے دوران دلہن کی پیداوار 118.1 لاکھ ٹن رہنے کا اندازہ ہے جو 02-2001 کے 131.9 لاکھ ٹن پیداوار کے مقابلے بہت کم ہے۔ مانگ ورسد کا فاصلہ کچھ حد تک درآمد کے ذریعہ ختم کیا گیا۔ لیکن بین الاقوامی بازار میں دلہن کی دستیابی میں کمی کے سبب اپریل 2002 تا جنوری 2003 کی مدت میں دالوں کی درآمد 16.8 لاکھ ٹن ہوپائی جو پچھلے سال کی اسی مدت کے 18.6 لاکھ ٹن درآمد کے مقابلے کم رہی۔ اندازے سے کم پیداوار اور کم درآمد کے باوجود سال 03-2002 میں دالوں کے تھوک قیمت اشاریہ ذیلی گروپ میں 1.5 فی صد کا منفی اضافہ ہوا لیکن چنے کی قیمتوں میں 10.2 فی صد اور اڑد کی قیمتوں میں 8.2 فی صد کی کو چھوڑ کر دیگر سبھی دالوں کی قیمتوں میں 0.4 فی صد (مونگ) سے لے کر 18.9 فی صد (ارہر) تک اضافہ درج ہوا۔

خوردنی تیل

ضروری اشیا میں خوردنی تیلوں کی قیمتوں میں سال 03-2002 کے دوران زبردست اضافہ ہوا اس کی وجہ تلہن کی پیداوار میں کمی، بین الاقوامی قیمتوں میں اضافہ، اونچا درآمدی محصول وغیرہ رہا ہے۔ تیسرے پیشگی تخمینوں کے مطابق سال 03-2002 کے دوران تلہن کی پیداوار 155.7 لاکھ ٹن رہنے کا امکان ہے جو 02-2001 کے 204.6 لاکھ ٹن تلہن کی پیداوار کے مقابلے بہت کم ہے۔ اپریل 2002 تا جنوری 2003 کی مدت میں خوردنی تیلوں کی درآمد 36.2 لاکھ ٹن کی رہی جبکہ پچھلے سال اسی مدت میں یہ 37.8 لاکھ ٹن کی تھی۔ سال کی مدت میں خوردنی تیلوں کے تھوک اشاریہ ذیلی گروپ میں 24.7 فی صد کا تیز اضافہ ہوا جبکہ پچھلے سال یہ اضافہ 14.3 فی صد تھا۔ اسی مدت میں سبھی اہم خوردنی تیلوں کی قیمت اشاریہ میں 14 فی صد (بناسپتی) سے لے کر 47.1 فی صد (ناریل تیل) تک اضافہ ہوا۔ مونگ پھلی اور سرسوں کے تیل کے تھوک صارف قیمت اشاریہ میں علی الترتیب 40.6 فی صد اور 57.3 فی صد اضافہ ہوا۔

چینی

2001-02 کے چینی موسم (اکتوبر تا ستمبر) میں چینی کی پیداوار 181 لاکھ ٹن رہی جبکہ اس سے پچھلے سال یہ پیداوار 184.2 لاکھ ٹن درج ہوئی تھی۔ سال 2002-03 (مارچ 2003 تک) کے رواں موسم میں چینی کی پیداوار 162.2 لاکھ ٹن ہوئی، جو پچھلے سال کی اس مدت کے 158.7 لاکھ ٹن پیداوار کے مقابلے زیادہ رہی۔ پچھلے 2 سال کے دوران چینی کی قیمتوں میں توازن کا رجحان رہا ہے۔ سال 2002-03 میں چینی کے تھوک قیمت اشاریہ میں 14.6 فی صد کی کمی آئی جبکہ پچھلے سال اس میں 9 فی صد کمی درج ہوئی تھی۔ مجموعی طور پر ملک میں چینی کی قیمت اور دستیابی کی حالت اطمینان بخش رہی۔

سبزیاں

کمزور رسد موسم کو چھوڑ کر سال 2002-03 کے دوران ملک میں آلو اور پیاز کے بشمول سبزیوں کی دستیابی اور قیمتیں اطمینان بخش رہی ہیں سال 2001-02 کے دوران پیاز کی پیداوار 55.86 لاکھ ٹن اور 2002-03 کے دوران 54.89 لاکھ ٹن رہی۔ چونکہ پچھلے 2 سالوں میں پیاز کی قیمت تقریباً مستحکم رہی ہے لہذا حکومت نے 15 اپریل 2003 سے اس کی برآمد پر مقداری پابندی ہٹالی۔ سال 2002-03 میں پیاز کی کل برآمد 5.37 لاکھ ٹن ہوئی۔ پیاز کی برآمد نیفیڈ اور دیگر سرکاری ایجنسیوں کے ذریعہ کیے جانے اور بین وزارتی جائزہ کمیٹی (IMRC) کے ذریعہ پیاز کی دستیابی اور اس کی قیمتوں کے وقتاً فوقتاً جائزہ لینے کا اہتمام بھی کیا گیا ہے ایک ذیلی گروپ کے طور پر سبزیوں کی تھوک قیمت اشاریہ میں سال 2002-2003 کے دوران 11.8 فی صد کمی درج ہوئی جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں اس 21.9 فی صد کا اضافہ درج ہوا تھا۔ اسی مدت میں آلو تھوک قیمت اشاریہ میں 38.7 فی صد اور پیاز کے اشاریہ میں 5.4 فی صد کی کمی درج ہوئی ہے جس کا سبب ان اشیا کی دستیابی میں موسمی نشیب و فراز ہے۔

چائے

سال 2002-03 (فروری 2003) کے دوران چائے کی پیداوار 79 کروڑ 24 لاکھ 60 ہزار کلوگرام رہی جو پچھلے سال کی اسی مدت کی پیداوار کے مقابلے ا کروڑ 86 لاکھ 50 ہزار کلوگرام کم تھی۔ لیکن اس کے تھوک قیمت اشاریہ میں 328 فی صد کے کافی اضافہ کے باوجود سال 2002-03 میں ملک میں چائے کی قیمت اور اس کی دستیابی کی حالت کافی اطمینان بخش رہی لیکن خوردہ سطح پر اس کی قیمتیں مستحکم رہیں۔

کل ملا کر سال 2002-03 کے دوران ضروری اشیا کی قیمتوں اور دستیابی کی صورتحال اطمینان بخش رہی ہے۔ دالوں اور خوردنی تیلوں جیسی اشیا کی پیداوار اور درآمد بڑھانے کی کوششوں اور ساتھ ہی ان کی قیمتوں کی حالت موافق رہی ہے۔ حکومت نے فروری 2002 میں ضروری اشیا ایکٹ کے تحت لگائی گئی پابندیاں ہٹادی تھیں تاکہ کوئی بھی ڈیلر بغیر کسی لائسنس کے گیہوں، دھان/ چاول، موٹے اناج، چینی، خوردنی تلہن، اور خوردنی تیلوں کی کتنی بھی مقدار میں خرید، اسٹاک، فروخت، ڈھلائی، تقسیم، نمٹانے، حصول، استعمال یا صرف کر سکے۔ پابندی ہٹائے جانے سے ملک بھر میں ضروری اشیا کی آسان دستیابی کی راہ آسان ہوئی ہے اور زراعتی سیکٹر اور فوڈ پراسسنگ صنعتوں کے فروغ میں مدد ملی ہے۔ اتنا ہی نہیں حکومت نے گیہوں، چاول پروڈکٹوں، موٹے اناج غیر باسمتی چاول اور دالوں کی برآمد سے مقداری پابندی ہٹالی ہے۔

صارف کوآپریٹیوز

ملک میں صارف کوآپریٹو ساخت کی چار سطحیں ہیں جن میں قومی کوآپریٹو صارفین فیڈریشن آف انڈیا لمیٹڈ (NCCF) تنظیم قومی سطح کی تنظیم ہے۔ 28 ریاستی کوآپریٹو صارفین تنظیم NCCF کے ساتھ منسلک ہیں۔ مرکزی/تھوک سطح پر 709 صارف کوآپریٹو اسٹور ہیں۔ ابتدائی سطح پر 23,173 اسٹور ہیں۔ دیہی علاقوں کے تقریباً 44,418 گاؤں سطح پر ابتدائی زراعتی قرض دہندہ سوسائٹیاں اور مارکیٹنگ سوسائٹیاں اپنے عام کاروبار کے ساتھ ساتھ صارف اشیاء کی تقسیم میں بھی شامل ہیں۔ شہری اور نیم شہری علاقوں میں تقریباً 37,196 خوردہ فروخت مراکز کو صارف کوآپریٹو کمیٹیوں کے ذریعہ چلایا جارہا ہے تاکہ صارفین کی ضروریات پوری کی جاسکیں NCCF صارف اشیاء کی تقسیم کے علاوہ خردہ سرگرمیوں میں لگے صارف کوآپریٹو سوسائٹیوں کو مستحکم کرنے کے لیے مشاورتی اور فروغ کاری سیل کا بھی اہتمام کرتی ہیں۔ NCCF کا ہیڈکوارٹرنئی دہلی میں ہے جس کی 31 ذیلی شاخیں ہیں جو ملک کے مختلف حصوں میں مصروف عمل ہیں۔ سال 03-2002 کے دوران NCCF کا فروخت کاروبار 658.16 کروڑ روپے کا رہا جو پچھلے سال کے 380.51 کروڑ روپے کے فروخت کاروبار کے مقابلے کافی زیادہ تھا۔ NCCF نے سال کے دوران 8.03 کروڑ روپے کا منافع کمایا جبکہ پچھلے سال اس کا منافع NCCF کا جمع کاری خسارہ 5.25 کروڑ روپے تھا۔ سال 03-2002 کے آخر تک 25.5 کروڑ روپے کا تھا۔

حکومت نے NCCF کی مدد سے جولائی 2000 میں "سروپریہ" نام کی ایک اسکیم شروع کی۔ اس اسکیم میں روزہ مرہ استعمال کی 11 چنیدہ اشیاء کی تقسیم کو موجودہ عوامی تقسیم نظام کے خوردہ فروخت مراکز اور ریاستی صارفین کوآپریٹو فیڈریشن کے خوردہ فروخت مراکز، ریاستی شہری رسد کارپوریشن اور ریاستوں کے صارفین کوآپریٹو کمیٹیوں کے ذریعہ کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ اسکیم رضاکارانہ ہے جس میں سبسڈی کا اہتمام نہیں شامل ہے۔

وعدہ/پیشی بازار کمیشن

وعدہ تجارت یا کاروبار دنیا بھر میں گھریلو تجارت کا ایک اہم حصہ ہے۔ نرم کاری اور اشیاء بازار کو بیرون دنیا کے لیے کھولے جانے کے نتائج اشیاء کے مستقبل کے کاروباروں میں زبردست اضافہ کے طور پر ظاہر ہورہے ہیں۔ مالی سال 03-2002 کے دوران ایک ٹریلین (یعنی 10 کھرب) روپے قیمت کا تجارتی لین دین ہوا جبکہ سال 02-2001 میں 345 ارب روپے قیمت کا وعدہ کاروبار ہوا تھا۔ اس زبردست اضافہ کا سبب کسی حد تک تجارت کی مقدار میں اضافہ اور جزوی طور پر وعدہ قیمتوں میں سیالیت کہا جاسکتا ہے۔

وعدہ بازار کمیشن، ایک قانونی ادارہ ہے جو صارفین امور، غذا اور عوامی تقسیم کی وزارت کے تحت کام کرتا ہے کمیشن اشیاء میں وعدہ کاروبار کو تسلیم شدہ ایسوی ایشنوں کے ذریعہ منضبط کرتا ہے اور اشیا میں پیش کاروبار چلانے والی تنظیموں کو تسلیم کرنے/منظوری ختم کرنے کی سفارش حکومت سے کرتا ہے اور ملک میں وعدہ بازار کے نظام عمل میں عام اصلاح کی سفارش کرتا ہے۔

زرعی جنسوں میں وعدہ کاروبار کو نرم بنانے کے لحاظ سے کمیشن نے حکومت سے سفارش کی کہ سبھی اشیاء میں "غیر منتقولہ مخصوص ڈلیوری (m.t.s.d.) معاہدہ ختم کیا جائے۔ حکومت نے کمیشن کی سفارش کو جزوی طور پر قبول کیا اور بڑی تعداد میں اشیاء سے

معاہدوں کو ختم کر دیا۔ باقی اشیاء پر سے ان معاہدوں کو ہٹائے جانے پر غور کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح کمیشن نے بڑی m.t.s.d. تعداد میں اشیاء پر نافذ پیش کاروبار پابندی ہٹانے کی بھی سفارش کی۔ اسے حکومت نے قبول کر لیا ہے اور ایک نوٹیفکیشن جاری کیا گیا جس میں پابندی لگائی گئی اشیاء میں زبردست کمی کی گئی۔ اس فہرست کو مزید کم کیے جانے کا امکان ہے تاکہ سبھی زرعی اشیا میں وعدہ کاروبار کو نافذ کیا جا سکے۔

کاروبار کو غیر رسمی (غیر قانونی) بازاروں سے مجاز بازاروں میں لانے کی کوشش کی گئی۔ کمیشن نے چھ تنظیموں کی منظوری سے متعلق درخواست کو منظوری فراہم کی۔

ایکسچینج کے طریق عمل میں بہتری لانے اور ممکنہ حصہ داروں کے درمیان اعتماد پیدا کرنے کے لیے بہتر تجارتی طور طریقوں کو اپنانے کے لیے ایکسچینجوں کے عملہ کے ساتھ جامع تبادلہ خیال کیا گیا۔ مالی سال کے دوران باہمی اتفاق سے حاصل کیے جانے والے مقصد کو پورا کرنے کے لیے موجودہ ایکسچینجوں کے ساتھ معاہدوں کی عرضداشت پر دستخط کیے گئے۔

حکومت اس کمیشن اور ایکٹ کی از سر نو تشکیل اور نئی شکل دینے کی تدابیر پر غور کر رہی ہے تاکہ انھیں گھریلو اور بین الاقوامی بازار کی نئی سرگرمیوں کے تئیں جواب دہ بنایا جا سکے۔ وعدہ کاروبار کا میدان نئی اشیاء اور میدانوں تک بڑھایا گیا اور اس کے تحت 'چینی' اور 'چائے' پیش تجارت کا اہتمام کرنے کے لیے تین تین ایکسچینج کھولنے کے بارے میں اصولی طور پر منظوری دی گئی (ایک چینی ایکسچینج کو آخری منظوری دی گئی) آن لائن کموڈیٹی ایکسچینج آف انڈیا لمیٹڈ کو بھی تسلیم کیا گیا۔ جہاں 26 نومبر 2002 سے تجارت کمیشن نے قومی پیمانے پر ملٹی کموڈیٹیز ایکسچینج کے قیام کے لیے درخواست کنندگان کی مختصر فہرست تیار کر کے حکومت سے سفارش کی ہے۔ 4 جنوری 2003 کو حکومت نے آن لائن کموڈیٹیز ایکسچینج آف انڈیا لمیٹڈ احمد آباد اور نیشنل بورڈ آف ٹریڈ، اندور کو قومی درجہ، فراہم کیا گیا۔

صارف تحفظ ایکٹ 1986

صارف کے بہتر تحفظ کے لیے صارف تحفظ ایکٹ، 1986 بنایا گیا کئی ملکوں کے صارف تحفظ قوانین کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد اور صارفین تجارت اور صنعت کے نمائندوں کے صلاح و مشورے اور بہت زیادہ مباحثے کے بعد اسے نافذ کیا گیا۔ ایکٹ کی سبھی شرائط ایک جولائی 1987 سے نافذ ہوئیں۔ اس ایکٹ کا خاص مقصد صارفین کو بہتر تحفظ فراہم کرانا ہے۔ ایکٹ میں 1991 اور 1993 میں ترمیم کی گئی۔ صارف تحفظ ایکٹ کو زیادہ فعال اور بامقصد بنانے کے لیے دسمبر 2002 میں حکومت کے ذریعہ ایک جامع ترمیم کی گئی اور 15 مارچ 2003 سے اسے نافذ کیا گیا۔

ایکٹ کی اہم خصوصیات اس طرح ہیں۔ (i) مرکزی حکومت کے ذریعہ واضح طور پر چھوٹ دیے گئے سامانوں و خدمات کو چھوڑ کر، یہ ایکٹ سبھی سامانوں و خدمات پر لاگو ہوتا ہے۔ (ii) عوامی اور کوآپریٹو، نجی سبھی سیکٹر اس کے دائرے میں آتے ہیں۔ ایکٹ کی شرائط تلافیاتی فطرت کی ہوتی ہیں (iii) اس میں صارفین کے لیے ان کے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے۔ (1) جان و مال کے لیے خطرناک اشیاء و خدمات کی فروخت کے خلاف تحفظ کا حق (2) اشیاء اور سروس کی کوالٹی، مقدار، طاقت، معیار اور قیمت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا حق تاکہ غیر معقول تجارتی طریقوں کے خلاف تحفظ مل سکے (3) جہاں ممکن ہو، مقابلے کی

قیمتوں پر مختلف طرح کی اشیاء وسروس تک پہنچ کا حق (4) سنوائی اور یقین دہانی کا حق تاکہ متعلقہ فورم میں صارفین کے مفاد پر مناسب سنوائی ہو۔(5) غیر مناسب تجارت کے طریقوں واستحصال کے خلاف انصاف پانے کا حق اور (6) صارف تعلیم کا حق۔ (iv) ایکٹ میں مرکزی اور ریاستی سطح پر صارف تحفظ کونسل کے قیام کا اہتمام ہے جن کا خاص مقصد صارفین کے حقوق کا تحفظ اور ان کو آگے بڑھانا ہے۔(v) صارفین کی شکایتوں کے آسان سستے اور جلد حل کے لیے ایکٹ میں تین سطحوں پر صارف شکایت کو دور کرنے کے لیے نیم عدالتی نظام کا اہتمام کیا گیا ہے یہ ہیں: قومی سطح پر قومی کمیشن کے نام سے قومی صارف تنازعہ رفع کمیشن، ریاستی سطحوں پر ریاستی کمیشن کے نام سے صارف تنازعہ رفع کمیشن اور ضلع سطحوں پر ضلعی فورم ضلع صارف تنازعہ رفع فورم (vi) ایکٹ کی شرائط، دوسرے نافذ قانون کے علاوہ ہیں۔

اس وقت ملک میں قومی کمیشن کے علاوہ ہرایک ریاست اور یونین علاقے میں 35 ریاستی کمیشن، 571 ضلعی فورم کام کر رہے ہیں۔ ضلع فورم اور ریاستی کمیشنوں کا قیام ریاستی حکومتیں کرتی ہیں۔ جب کہ قومی کمیشن مرکزی حکومت کے ذریعہ قائم کیا گیا ہے۔

حکومت صارف عدالتوں کے ذریعہ حل کئے جانے والے معاملوں کی نگرانی کرتی ہے۔ اپنے قیام سے لے کر جون 2003 تک قومی کمیشنوں میں 30,799 معاملے داخل کیے گئے، جب کہ 22,958 معاملے حل کئے جاچکے ہیں۔ اسی طرح ریاستی کمیشنوں میں 2,72,396 معاملے داخل کئے گئے جب کہ 1,77,269 معاملے حل کیے گئے اور ضلعی فورم میں 17,48,905 معاملے داخل کئے گئے اور 15,05,744 معاملے حل کئے گئے۔ حکومت نے صارف عدالتوں کا بندوبست مضبوط کرنے کے لیے 1995 تا 1999 ریاستوں/یونین علاقوں کو 61.80 کروڑ روپے کی ایک مشت اعانت کی اسکیم شروع کی ہے۔ ہرایک ریاستی کمیشن کو پچاس پچاس لاکھ روپے اور ضلعی فورم کو دس۔ دس لاکھ روپے اس اسکیم کے تحت چار قسطوں میں دیے گئے۔ 24 دسمبر کو ہر سال ''قومی یوم صارف'' کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا گیا ہے کیونکہ اسی دن صدر نے تاریخی صارف تحفظ ایکٹ 1986 کو منظوری فراہم کی تھی۔

صارف ویلفیئر فنڈ

صارف کی فلاح و بہبود کے تحفظ، صارف بیداری کو ترقی اور ملک میں خاص طور سے گاؤوں میں صارف تحریک کو مضبوط بنانے کے مقصد سے 1992 میں صارف ویلفیئر فنڈ بنایا گیا۔ محاصل محکمہ کے ذریعہ قائم اس فنڈ کا محکمہ امور صارفین کے ذریعہ انتظام وانصرام کیا جاتا ہے۔

صارف ویلفیئر قوانین 1992 کے تحت تین سال سے صارف ویلفیئر سرگرمیوں میں لگی اور اس وقت کسی قانون کے تحت رجسٹرڈ کوئی ایجنسی/تنظیم، گاؤں/منڈل/سمتی سطح پر کام کرنے والی صارف کوآپریٹو، صنعت، ریاستی حکومتیں وغیرہ اس فنڈ سے مالی امداد حاصل کرنے کی حقدار ہیں۔ مالی امداد خاص طور سے صارف میں بیداری پیدا کرنے، صارف تعلیم، اشاعتی سامان تیار کرنے، تربیت، تحقیق، تجربے کے لیے تجربہ گاہوں کا قیام، دیہی بیداری پر مبنی پراجیکٹس کے لیے دی جاتی ہے۔ ایک انفرادی عرضی پر امداد کی کل رقم پانچ لاکھ روپے تک محدود ہوتی ہے اور 10 فیصد کا انتظام درخواست دینے والے کو کرنا پڑتا ہے۔ غیر معمولی معاملوں میں سو فیصد امداد پر بھی غور کیا جاسکتا ہے۔ مارچ 2003 تک صارف ویلفیئر فنڈ کو چلانے والی کمیٹی نے 8.38 کروڑ روپے کی امداد کی 571 تجاویز کو منظوری دی تھی۔

حکومت نے 01-2000 میں 5 سال کی مدت میں ملک کے سبھی اضلاع میں ضلعی صارف اطلاعاتی مرکز (DCIC) قائم کرنے کی ایک اسکیم کو منظوری دی ہے۔ اس طرح کے سبھی مراکز کو 5 لاکھ روپے فراہم کرائے جائیں گے۔ ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی سفارش پر مارچ 2003 کے آخر تک 43 ضلع صارف اطلاعاتی مراکز کے قیام کی تجویز منظور کی جا چکی تھی۔ سال 2002-2001 میں شروع کی گئی ''جاگرت شور یوجنا'' کے نام سے ایک نئی اسکیم کے تحت ریاستی حکومتوں کو ضلع وار 50,000 روپے کی شرح سے فنڈ فراہم کیا جارہا ہے۔ اس کا مقصد غریبوں کے درمیان ''انتیودیہ ان یوجنا'' ''انا پورنا یوجنا'' ''کام کے بدلے اناج پروگرام'' ''سروپریہ یوجنا'' وغیرہ کے تئیں آگہی پروگرام چلانا ہے۔ اسکیم کے تحت مقامی انتظامیہ اور ان کے نمائندوں کو شامل کیے جانے پر زور دیا گیا ہے۔ اس اسکیم کے لیے مارچ 2003 تک 14 ریاستوں کو 60 اضلاع میں آگہی پروگرام چلانے کے لیے 30 لاکھ روپے کی رقم کا فنڈ فراہم کیا گیا۔

ہندستانی معیار بیورو

پیداوار، مال، جانچ طریقۂ کار، خدمات وغیرہ پر قومی معیار تیار کرنے کے لیے حکومت ہند کی ایک تجویز کے تحت 6 جنوری 1947 کو ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر ہندوستانی معیار بیورو وجود میں آیا۔ اس بندوبست کو 26 نومبر 1986 کو پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعے قانونی درجہ دیا گیا۔ یکم اپریل 1987 کو ہندوستانی معیار بیورو قومی معیارات ادارہ کی شکل میں سامنے آیا۔ جس کا دائرہ زیادہ وسیع تھا اور جسے زیادہ اختیار دیے گئے۔ بیورو نے ہندوستانی معیار بیورو کے اسٹاف، اثاثوں، واجبات اور عمل کی ذمہ داری قبول کی۔

اس کے اہم کاموں میں معیار تیار کرنا اور انہیں نافذ کرنا، مصنوعات اور کوالٹی نظام دونوں ہی کے لیے تصدیق شدہ اسکیم چلانا، صارفین میں بیداری پیدا کرنا، تجربے کے لیے تجربہ گاہوں کا قیام و انتظام اور بین الاقوامی معیار تنظیموں کے ساتھ قریبی تعلقات بنائے رکھنا شامل ہیں۔ ہندوستانی معیار بیورو کا ہیڈ کوارٹر دہلی میں ہے اور 5 علاقائی دفاتر کولکاتہ، چنڈی گڑھ، ممبئی، دلی اور چینئی میں ہیں اور ملک میں مختلف جگہوں پر 19 برانچ آفس ہیں۔ بیورو کی تکنیکی کمیٹیوں کے ممبر کی صورت میں 26,000 سے بھی زیادہ تکنیکی ماہرین شامل ہیں جن کی مدد سے ضرورت پر مبنی معیار تیار کئے جاتے ہیں۔ بیورو میں معیار بندی پر اجنکس کی صحیح طریقے سے جانچ پڑتال کی جاتی ہے تاکہ ان کی افادیت کو یقینی بنایا جاسکے۔ 2003-2002 کے دوران 450 معیار تیار کئے گئے۔ اس وقت معیشت کے اہم حصوں کے لیے 17,821 ہندوستانی معیار دستیاب ہیں جو صنعت کو اپنی پیدا شدہ اشیاء و خدمات کا معیار بہتر بنانے میں مدد کرتے ہیں۔

بیورو کی مصنوعات تصدیق مارک اسکیم سے صارفین کو قومی معیار کے مطابق کوالٹی کی تصدیق ہوتی ہے۔ چالو لائسنس کی تعداد 30 اپریل 2003 کو 16,865 تک پہنچ گئی جن میں خوراک کی اشیاء سے لے کر الکٹرانک تک کی 1,100 مختلف اشیاء، ان لائسنس کے تحت آتی ہیں۔ بنیادی طور سے یہ اسکیم رضاکارانہ شکل کی ہے۔ لیکن کچھ مصنوعات کے بڑے پیمانے پر استعمال و تحفظ کو ذہن میں رکھتے ہوئے رسوئی گیس سلنڈروں، فولادی اشیاء، بناسپتی، سیمنٹ، کھاد، خوراک میں ملائے جانے والے رنگ وغیرہ جیسی 135 اشیاء کے لیے اسے لازمی بنادیا گیا ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران بیورو کے افسران نے معیاری نشانات کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے 23 تلاشی اور چھاپہ ماری مہم چلائی اور ضرورت پڑنے پر عدالتوں میں معاملے داخل کیے۔

صارفین کے مفاد اور بازار کی مانگ کو دیکھتے ہوئے اپریل 2002 میں رضا کارانہ بنیاد پر سونے کے زیورات کی تصدیق نامے (جسے سونے کے زیورات کی ہال مارکنگ کے طور پر جانا جاتا ہے) کی شروعات کی گئی۔ اس اسکیم کا مقصد صارف کو سونے کے خالص ہونے کو تیسرے فریق کی جانب سے گارنٹی فراہم کرانا ہے۔ یہ اسکیم بیورو کے علاقائی اور شاخ کے دفاتر کے BIS نٹ ورک کے ذریعہ پورے ملک میں چلائی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت 800 سے زیادہ جوہریوں کو تصدیق نامے جاری کیے گئے ہیں۔ بیورو کے ذریعہ توثیق شدہ جوہریوں اور بیورو سے تسلیم شدہ ہال مارکنگ مراکز کی فہرست BIS ویب سائٹ پر دستیاب ہے۔

BIS نے غیر ملکی پیداکاروں کے لیے تصدیق نامہ اسکیم اور درآمد کنندگاں کے لیے توثیق کیے جانے کی اسکیم شروع کی ہے۔ ان اسکیموں کے تحت غیر ملکی پیداکار ہندوستانی معیار مارکہ لگانے کی اجازت لے سکتے ہیں۔ ساتھ ہی ہندوستانی درآمد کنندگان ملک میں درآمد کی جارہی مصنوعات BIS کا معیار مارکہ لگانے کے لیے بھی ہندوستانی معیار بیورو سے اجازت لے سکتے ہیں۔ غیر پیداکاروں کے لیے ہندوستانی معیار بیورو سرٹیفکیشن اسکیم کے تحت ابھی تک 25 لائسنس دیئے جا چکے ہیں۔ وزارت کامرس کے بیرون ملکی تجارت کے ڈائرکٹوریٹ کے ذریعہ جاری نوٹیفکیشن کے تحت صنعتیں 133 مصنوعات پر ہندوستانی معیارات کی پابندی ضروری قرار دی گئی ہے۔

بیورو کے بین الاقوامی کوالٹی نظام معیار (آئی۔ ایس۔ او۔ 9000 معیار) پر مبنی تصدیق اسکیم کے تحت 30 اپریل 2003 تک 7200 سے زیادہ لائسنس چالو تھے۔ کوالٹی نظام معیار، بیورو کی اسکیم کو مقبول بین الاقوامی نمائندہ بنانے والی تنظیم، نیدرلینڈ کی راؤ وور اکریڈیٹیائی (RVA) سے 23 ٹکنالوجی سیکٹر میں اکریڈیشن مل چکا ہے۔ ہندوستانی معیار بیورو نے HACCP مربوط کوالٹی نظام تصدیق بھی شروع کیا ہے جو کہ واحد آڈٹ کے ذریعے HACCP اور ISO 9000 کے لیے دوہرے مفاد کے ایوارڈ سرٹیفکیٹ فراہم کرتا ہے، اس سے غذا اور غذائی ماحصل شعبے میں برآمد کنندگان کو مدد ملے گی۔ بیورو نے HACCP مربوط کوالٹی نظام تصدیق اسکیم کے تحت اب تک 48 لائسنس جاری کیے ہیں۔

زیادہ سرسبز ماحول کے تئیں بڑھتی ہوئی رائے عامہ کو دیکھتے ہوئے بیورو نے ماحول مینجمنٹ نظام (آئی۔ ایس۔ او 14,000 سیریز) سے متعلق آئی۔ ایس۔ او۔ معیار اپنائے ہیں اور ای۔ ایم۔ ایس (ماحول مینجمنٹ نظام) تصدیق کی شروعات کی ہے۔ اور اب تک تقریباً 48 لائسنس جاری کئے گئے ہیں۔

پروڈکٹ سرٹیفکیشن کی تائید کے لیے پانچ علاقوں یعنی صاحب آباد، موہالی، کولکاتہ، ممبئی، چنئی اور کچھ برانچ دفاتر جیسے پٹنہ، بنگلور اور گوہاٹی میں 8 لیبارٹریوں کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ بیرونی تسلیم شدہ لیبارٹریوں میں بھیجے جانے والے نمونوں کے علاوہ بیورو کی لیبارٹریوں کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ بیرونی تسلیم شدہ لیبارٹریوں میں بھیجے جانے والے نمونوں کے علاوہ بیورو کی لیبارٹریوں میں تقریباً 31,616 نمونوں کی جانچ کی گئی اور 10,022 نمونے بیرونی تسلیم شدہ لیبارٹریوں کو بھیجے گئے۔

اپنے قیام کے وقت سے ہی بیورو بین الاقوامی تنظیموں جیسے بین الاقوامی معیار تنظیم (ISO) اور بین الاقوامی الکٹروٹکنیکل کمیشن (IEC) کا ممبر رہا ہے۔ بیورو میں کچھ اہم ISO/IES کمیٹیوں کے سکریٹریٹ ہیں جو ہندوستان کے تجارتی مفاد سے متعلق ہیں۔

ہندوستانی معیار بیورو الکٹرانک کمپونٹس سے متعلق IEC کوالٹی تشخیص (IECQ) اور بجلی کے ساز و سامان کی حفاظت کے لیے معیار سے متعلق IEC نظام کے مطابق حفاظتی نظام (IECEE) کا ممبر ہے۔ IECQ کے تحت نیشنل اتھار یز ڈانسٹی ٹیوشن (NAI) اور نیشنل اسٹینڈرڈس آرگنائزیشن (NSO) اور IECEE-CB اسکیم کے تحت نیشنل سرٹیفائنگ باڈی (NCB) کے طور پر BIS کا کردار نہایت اہم ہے BIS عالمی تجارتی تنظیم (WTO) کے تحت ہندستانی صنعت اور تجارت کو معیاروں، سرٹیفکیشن نظام اور تکنیکی ضوابط کے بارے میں عالمی پیمانے کی معلومات فراہم کرنے کے لیے مرکزی دریافت نقطہ کے طور پر کام کرتا ہے۔

بیورو کے ذریعہ چلائے جارہے، راجیو گاندھی قومی کوالٹی انعام، مینوفیکچررس میں مقابلے کا احساس پیدا کرنے کے مقصد سے 1991 میں قائم کیا گیا تھا۔

BIS نے 1995 میں معیار بندی اور کوالٹی مینجمنٹ تربیتی ادارہ (NITSQM) قائم کیا۔ یہ ادارہ ہندوستانی صنعتوں، سرکاری محکموں اور عوامی سیکٹر کے اداروں کے لیے معیار بندی، کوالٹی نظام SQC, TQM کے میدان میں تربیت کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ یہ تربیتی ادارہ اب نوئیڈا میں اپنے نئے کمپلکس میں تربیتی پروگرام چلا رہا ہے۔ 2003-2002 میں BIS نے 115 تربیتی پروگرام چلائے BIS میں امور صارفین اور معیارات کے فروغ کے لیے الگ محکمہ ہے۔

ناپ تول کے معیار

ملک کو آزادی ملنے کے بعد ایک اہم اصلاح ناپ تول نظاموں میں یکسانیت لانے کے طور پر ہوا۔ ناپ تول معیار ایکٹ 1956 کے تحت ملک میں ناپ تول کے معیار میٹرک نظام پر مبنی ناپ تول کے یکساں معیار بنائے گئے۔

بین الاقوامی نظام کی یونٹوں کا قیام اور اپنے قوانین کو بین الاقوامی طریقوں کے مطابق بنانے اور کچھ کمیوں کو دور کرنے کے لیے 1956 کے ایکٹ کے مقام پر ایک جامع قانون ناپ تول معیار ایکٹ 1976 لایا گیا۔ نئے قانون میں دوسری باتوں کے علاوہ اشیاء کے ڈبہ بندی کے بارے میں قانون بنائے گئے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ پیکٹ میں بند اشیاء صارف کو فروخت کرتے وقت درست و معقول تجارتی دستور قائم ہو۔ ڈبہ بند اشیاء ایکٹ کی شرطوں اور ناپ تول معیار (پیکجڈ اشیاء) قانون، 1977 جیسے متعلقہ قوانین ستمبر 1977 سے نافذ ہیں۔ پیکٹ بند اشیاء کے بارے میں ایکٹ کی شرطوں کے مطابق خردہ فروخت کے لیے پیکٹ بند ہر شے پر شے کا نام، تیار کرنے یا پیکٹ بند کرنے والے کا نام اور پتہ۔ شے کی حقیقی مقدار، پیکٹ بندی یا تیار کرنے کا مہینہ۔ سال اور قیمت وغیرہ لکھا ہونا ضروری ہے۔ خردہ فروخت قیمت کے لازمی اعلان میں ڈبے پر سبھی ٹیکسوں کو شامل کیا جاتا ہے۔ پیک کی ہوئی اشیاء قانون کے لیے ایک مستقل کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جو وقتاً فوقتاً وزارت میں ملنے والی مختلف ترمیمی تجاویز پر غور کرتی ہے اور مناسب مشورے دیتی ہے۔

1976 کے ایکٹ کی شرطوں کے تحت وزن اور ناپ کے ساز و سامان کے سبھی ماڈلوں کو اس کی پیداوار شروع کرنے سے پہلے منظور کروانا ہوتا ہے۔ تول و ناپ (ماڈلوں کی منظوری) ایکٹ 1987 کے معیاروں کے مطابق تجربہ گاہیں ماڈل کی اس لیے جانچ کرتی ہیں کہ وہ معیارات کے مطابق ہیں یا نہیں۔ یہ ضوابط 1987 سے نافذ ہیں۔

آئین کی 42ویں ترمیم سے بھاراورناپوں کے نفاذ کا معاملہ ریاستی فہرست سے متوازی فہرست میں آگیا ہے۔ملک بھر میں عمل درآمد میں یکسانیت کو یقینی بنانے کے لیے ایک مرکزی ایکٹ۔ بھاراورناپ (عمل درآمد) ایکٹ، 1985 نافذ کیا گیا۔اس ایکٹ میں تجارتی معاملوں اور صنعتی پیداوار اور صحت عامہ کے تحفظ اور انسانی حفاظت سے متعلق کاموں میں استعمال کئے جانے والے بھار، ناپ اور بھار رناپ آلات کے بارے میں موثر قانونی کنٹرول کی شرائط شامل ہیں۔

ہندوستان بین الاقوامی لیگل میٹرولوجی کا ممبر ہے۔اس تنظیم کا قیام لیگل میٹرولوجی (بھاراورناپ) سے متعلق قوانین میں عالمی تجارت میں یکسانیت لانے کے لیے کیا گیا تھا تا کہ بین الاقوامی تجارت ہموار طریقے سے اور عملی طور پر چل سکے۔ ریاستوں اور یونین علاقوں کے قانونی معیار کو احمد آباد، بھونیشور اور بنگلور میں واقع تین علاقائی۔ ریفرینس معیار تجربہ گاہوں کے ذریعہ اپنے اپنے علاقوں میں پیمانہ بند کیا جاتا ہے۔ یہ علاقائی صنعتوں کو بھی تجربہ گاہوں میں پیمانہ بندی کی سہولت اور خدمت فراہم کرتے ہیں۔ بھاراورناپ آلات کے ماڈل منظوری ٹیسٹ کے لیے بھی یہ منظور شدہ تجربہ گاہیں ہیں۔نویں پانچ سالہ منصوبے میں ایک تجربہ گاہ فرید آباد میں اور ایک دوسری تجربہ گاہ گوہاٹی میں قائم کی گئی۔

رانچی میں واقع ہندوستانی میٹرولوجی ادارہ، لیگل میٹرولوجی کے قانونی اور اس سے متعلق مضامین کی تربیت دیتا ہے۔ ریاستوں کے عمل درآمد افسروں کے علاوہ کئی افریقی، ایشیائی اور لاطینی امریکہ کے ملکوں کے نمائندے ادارہ کے ذریعہ چلائے جانے والے پروگراموں میں حصہ لیتے ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ نے حال ہی میں ریاستوں کی صارف تنازعات رفع کرنے والی ایجنسیوں کے غیر عدالتی ممبروں کو بھی تربیت دینا شروع کیا ہے۔

قومی جانچ گھر

قومی جانچ گھر (NTH) کا ہیڈ کوارٹر کولکاتہ میں ہے اور یہ غذا، ادویہ، ہتھیار اور گولہ بارود کے علاوہ سبھی انجینئرنگ شاخوں کے سامان اور مصنوعات کی جانچ اور تشخیص سے متعلق قومی اہمیت کی لیباریٹری ہے۔قومی ٹیسٹ ہاؤس پیمانہ بندی خدمات بھی فراہم کرر ہا ہے اور ساتھ ہی آزادی حاصل کرنے کے بعد سے قومی معیار تیار کرنے میں بھی سرگرم تعاون کر رہا ہے۔قومی جانچ گھر کا مقصد ہندوستانی مصنوعات کی سطح میں اصلاح کرنا ہے تا کہ قومی اور بین الاقوامی معیاروں پر پورا اتر کر عالمی بازار میں وہ اپنی جگہ بنا سکیں۔ NTH اپنے ہیڈ کوارٹر کے علاوہ کولکاتہ، ممبئی، چنئی، غازی آباد، جے پور اور گوہاٹی میں واقع چھ علاقائی تجربہ گاہوں کے اپنا کام انجام دیتا ہے۔قومی جانچ گھر کا سالٹ لیک کولکاتہ میں ایک جدید لیباریٹری کمپلکس بھی ہے۔

15۔ صحت اور خاندانی بہبود

صحت منصوبہ

پچھلے کئی سالوں سے ملک میں صحت سے متعلق صورتحال میں بہتری پیدا ہوئی ہے مجموعی طور پر سماجی واقتصادی ترقی کے سبب صحت کی صورتحال حساس اشاریہ اطفال شرح اموات (IMR) میں نمایاں طور پر کمی پیدا ہوئی ہے جہاں 1951 میں یہ 146 تھی، 2000 میں 70 تک پہنچ گئی۔ IMR میں یہ کمی کی پیدائش پر متوقع زندگی میں اضافہ پر روشنی ڈالتی ہے جو 1951 میں 36.7 سے بڑھ کر 2000 میں 64.6 ہوگئی۔ غیر پختہ طفلی شرح اموات میں بھی کمی ہوئی ہے 1951 میں فی ہزار 25 سے کم ہو کر 2000 میں 8.7 فی ہزار پہنچ گئی ہے۔ عوامی صحت میں بہتری، جوڑوں کے ذریعہ سرایت پذیر امراض سے بچنے کی تدابیر اپنانے اور مرض کی تشخیص اور علاج میں جدید طبعی نظام کے اطلاق جیسے بہت سے عوامل کے نتیجے میں صورتحال میں کافی تبدیلی پیدا ہوسکی ہے۔ سماجی واقتصادی حالت میں مجموعی طور پر بہتری اور متوقع عمر میں اضافہ کے باوجود متعدی امراض کی موجودگی صحت سیکٹر میں تشویش کا باعث بنی ہوئی ہے شرح اموات میں کمی اور متوقع عمر میں اضافہ کے ساتھ وبائیاتی تغیر جاری ہے اس کا نتیجہ غیر سرایت پذیر امراض کے اضافہ کی شکل میں برآمد ہوا ہے جیسے کارڈیو ویسکولر ایلمنٹ، کینسر، موتیا بند سے اندھاپن، ذیابیطس وغیرہ سرایت پذیر اور سرایت ناپذیر امراض کے مسائل سے نپٹنے کے لیے محکمہ صحت نے ملیریا، تپ دق، جذام، اندھاپن، ایڈس اور کینسر دماغی بیماریوں وغیرہ کے لیے ملک بھر میں قومی صحت پروگرام نافذ کر رہا ہے۔ متعدی امراض پر نگرانی رکھنے کے لیے اور انھیں پھوٹ پڑنے سے بچانے کے لیے بھی مرض نگرانی پروگرام کی توسیع کی جارہی ہے۔ میڈیکل اور پیرامیڈیکل تعلیم، تحقیق اور مریضوں کی دیکھ ریکھ میں لگے مرکزی اداروں کو مضبوط بنایا جارہا ہے۔

مرکزی سیکٹر کے صحت پروگراموں کے مصارف میں اضافہ کیا گیا ہے۔ نویں پنج سالہ منصوبہ میں یہ رقم 5118.9 کروڑ روپے تھی جو دسویں منصوبہ کی مدت کے لیے بڑھا کر 9,253 کروڑ روپے کردی گئی ہے۔

قومی صحت پروگرام

ملیریا(Malaria)

قومی انسداد ملیریا پروگرام کسی ایک قابل سرایت مرض کے خلاف چلایا جانے والا دنیا کا واحد سب سے بڑا پروگرام ہے اور یہ ملک کا بھی سب سے جامع اور کثیر الجہتی عوامی صحت پروگرام ہے۔ حصول آزادی کے وقت ملک میں ملیریا کے مرض میں مبتلا مریضوں کی تعداد 7.5 کروڑ تھی لیکن 1958 میں قومی انسداد ملیریا پروگرام کے کامیاب نفاذ سے 1965 میں حاصل شدہ اعداد وشمار کے مطابق یہ تعداد صرف ایک لاکھ رہ گئی۔ ملیریا سے ہونے والی اموات پر پوری طرح قابو پالیا گیا۔ بدقسمتی سے کچھ وجوہ کی بنا پر ان کی کامیابیوں کو جاری رکھنا ممکن نہیں ہوسکا۔ دوبارہ ملیریا پھیلنے کی وجہ سے انسداد ملیریا پروگرام کو معمولی ترمیم کے ساتھ پھر شروع کیا گیا۔ یہ ترمیم شدہ پروگرام یکم اپریل 1977 کو نافذ ہوا۔

خاندانی بہبود کے طریقے اپنانے والے افراد
لاکھ میں

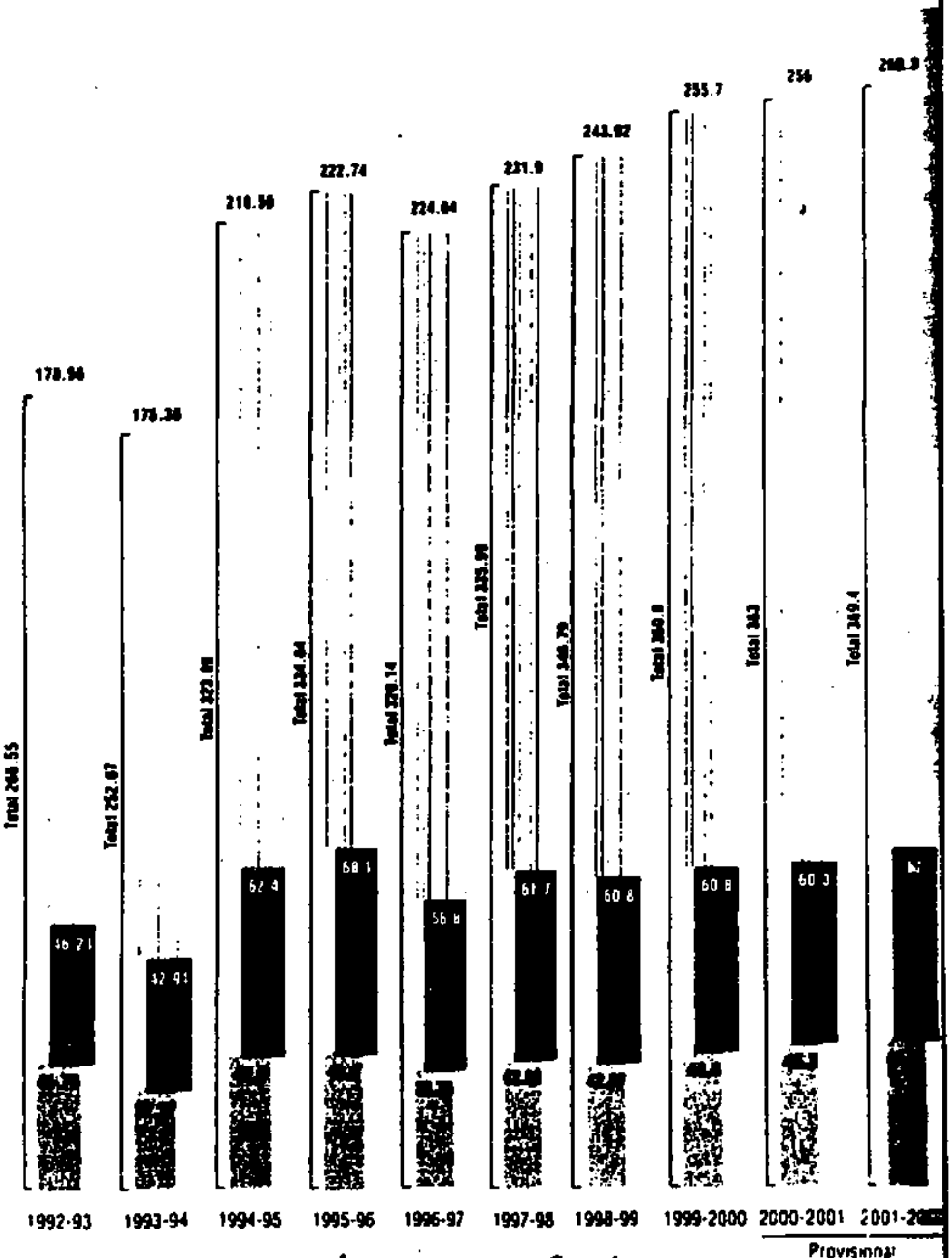

اس پروگرام کے نفاذ کے بعد ملیریا کے معاملوں میں متواتر کمی آئی۔ سال 1976 میں جہاں 6.47 ملین معاملے سامنے آئے تھے وہیں 1987 میں یہ تعداد کم ہو کر محض 1.66 ملین رہ گئی۔ 1989 سے ملیریا کے معاملوں کی تعداد سالانہ 20 سے 30 لاکھ تک ہے۔ 2000 کے دوران عارضی طور پر حاصل اعداد و شمار کے مطابق پی فالسیپرم کے 8,86,805 معاملوں سمیت ملیریا کے 17,92,345 معاملوں کا پتہ چلا اور ملیریا کے باعث 893 موتیں درج کی گئیں۔

سات شمال مشرقی ریاستوں میں ملیریا کے زیادہ پھیلاؤ اور ان ریاستوں میں وسائل کی کمی کے مدنظر دسمبر 1994 سے ریاستوں کو ملیریا کے سدباب کے لیے مرکز سے صد فیصد مالی امداد دی جارہی ہے۔ ملیریا موثر کنٹرول کے لیے ستمبر 1997 سے عالمی بینک کے تعاون سے ایک وسیع ملیریا پراجیکٹ چلایا جایا ہے۔ اس پراجیکٹ کے تحت سوقبائلی اکثریتی اضلاع اور ملیریا کے لحاظ سے غیر محفوظ 19 قصبے شامل کئے گئے ہیں۔

فائیلریا

فائیلریا کی روک تھام کے لیے 1955 سے قومی فائیلریا کنٹرول پروگرام چلایا جارہا ہے۔ اس وقت تقریباً 5 کروڑ 17 لاکھ شہری لوگوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے 206 کنٹرول اکائیاں، 199 کلینکوں اور 27 فائیلریا سروے اکائیوں کے ذریعہ لاروا کو ختم کرنے والی تدابیر اپنا کر تحفظ دیا جارہا ہے ملک کی 20 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں فائیلریا کے معاملے سامنے آئے ہیں۔ اس بیماری کے زیادہ اثر والی 7 ریاستوں کے 13 اضلاع میں 1997 کے دوران پائلٹ پروجیکٹ کے تحت 4 کروڑ 10 لاکھ لوگوں کو DEC کی خوراک پلائی گئی تھی اس کے علاوہ 8 مزید اضلاع کو ملا کر کل 5 کروڑ 30 لاکھ لوگوں کو یہ خوراک دی گئی۔

کالا آزار

بہار، مغربی بنگال اور جھارکھنڈ میں مقامی مرض کے طور پر اور اتر پردیش میں کبھی کبھار پیدا ہونے والا کالا آزار عوامی صحت کا ایک سنگین مسئلہ بن گیا ہے۔ سال 91-1990 سے اس مرض کے کنٹرول کے لیے مرکزی حکومت کے ذریعہ جراثیم کش ادویات اور کالا آزار مزاحم ادویات کے مہیا کرانے کے سلسلے میں مالی امداد فراہم کی جاتی ہے تاہم 02-2001 کے دوران اخراجات عمل کے لیے بہار اور مغربی بنگال کو 95 لاکھ روپے مہیا کرائے گئے کالا آزار کے معاملوں میں اب کمی آئی ہے۔ 1999 کے آخری اعداد و شمار کے مطابق کالا آزار کے 12,886 معاملے اور 297 اموات درج کی گئیں۔ 2001 میں 14,735 معاملے اور 150 اموات درج کی گئیں جبکہ سال 2001 میں 12,239 معاملوں میں سے 213 اموات درج کی گئیں سال 2002 میں 11,843 معاملے اور 164 اموات درج کی گئیں۔ اپریل 2003 تک 4161 معاملے اور 143 اموات درج کی گئیں۔

ڈینگو بخار رڈینگو دماغی بخار

ڈینگو بخار ایک جراثیمی بیماری ہے جو مادہ اے ڈیز (AEDES) مچھروں کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔ ہندوستان میں پہلی بار 1950 کے دہے میں اس کے جرثومے کو پہچانا گیا۔ ملک کے مختلف حصوں بالخصوص شہری علاقوں میں کئی بار اس بیماری نے وبائی شکل اختیار کر لی چار قسم کے ڈینگو وائرل کی بیماریاں ہندوستان میں پائی جاتی ہیں ڈینگو وائرل صرف علامتی بھی ہوسکتا ہے یا پھر بخار کی وجہ سے ہونے والی بیماری (وائرل سنڈروم) یا ڈینگو ہیمرج بخار کی شدت کی شکل لے سکتی ہے۔

دلی میں 1996 میں ڈینگو کی وبا پھیلی تھی اس وقت کل 10,252 معاملے سامنے آئے تھے اور 423 اموات کی اطلاع ملی تھی۔ ہریانہ، پنجاب، اتر پردیش، کرناٹک، مہاراشٹر، اور تامل ناڈو سے بھی اسی سال 16517 لوگوں کے بیمار ہونے اور 545 لوگوں کے مرنے کی اطلاع ملی تھی۔ 1999 میں 944 لوگوں کو یہ مرض ہوا تھا اور 17 اموات ہوئی تھیں، یہ موتیں تامل ناڈو، کرناٹک، دہلی، کیرالہ، ہریانہ، مہاراشٹر، اڑیسہ، راجستھان، پنجاب، اتر پردیش اور گجرات میں ہوئیں۔ سال 2000 کے دوران 622 معاملوں اور 7 اموات کا پتہ چلا ہے۔ جبکہ سال 2001 میں 3,188 معاملے درج ہوئے اور 153 اموات کا پتہ چلا۔

جاپانی انسفیلٹیس

جاپانی انسفیلٹیس (اے ای) مرض ایک خوردبینی وائرس کی وجہ سے ہوتا ہے اور مچھروں کے ذریعہ پھیلتا ہے۔ اس مرض کی وجہ سے ہونے والی اموات کی شرح 10 سے 40 فیصد تک ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں آندھرا پردیش، اتر پردیش، مغربی بنگال، آسام، تمل ناڈو، کرناٹک، کیرالا، منی پور، گوا، پنجاب، ہریانہ اور بہار میں اس کے سب سے زیادہ معاملے درج کیے گئے۔ 2001 کے دوران 2061 معاملوں کا پتہ چلا اور 479 موتیں درج کی گئیں۔ اکثر معاملے اور اموات اتر پردیش، کرناٹک مہاراشٹر آسام اور مغربی بنگال میں درج کیے گئے سال 2002 کے دوران خصوصاً آسام، اتر پردیش، کرناٹک اور مہاراشٹر سے 1,465 معاملے سامنے آئے اور 361 اموات درج کی گئیں۔ مرکزی تحقیقی ادارہ، کسولی میں اس مرض کے علاج کے لیے ٹیکا تیار کیا گیا تھا جو بہت موثر ثابت ہوا ہے لیکن اس کی پیداوار بہت محدود ہے اپریل 2003 تک اس مرض کے کل 63 معاملے سامنے آئے۔

دق

ہندوستان میں دق کا مرض (T.B) ایک سنجیدہ مسئلہ ہے۔ دنیا کے دق مریضوں میں سے ایک تہائی ہندوستان میں رہتے ہیں۔ اس میں ہر سال تقریباً 22 لاکھ مریضوں کا اضافہ ہوجاتا ہے۔ ان میں سے تقریباً 10 لاکھ دق مریض نہایت متعدی اسمیر پوزیٹو میں مبتلا ہیں۔ ایک مریض سے ایک سال میں اوسطاً 15-10 لوگوں کو یہ مرض سرایت کرتا ہے یہاں ہر منٹ پر ایک شخص کی موت دق کے مرض سے واقع ہوتی ہے۔

حکومت ہند نے 1962 میں قومی ٹی بی کنٹرول پروگرام شروع کیا تھا۔ سال 1992 میں ماہرین کی کمیٹی کے ذریعہ اس کا از سرنو جائزہ لیا گیا۔ اس کمیٹی کی سفارشات کی بنیاد پر۔ 26 مارچ 1997 سے نئے اسمیر پوزیٹو معاملوں کے 85 فی صد علاج اور 70 فی صد معاملوں کی تلاش کا ہدف رکھ کر نظر ثانی شدہ قومی ٹی بی کنٹرول پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ ترمیم شدہ قومی ٹی بی کنٹرول پروگرام DOTS(RNTCP) حکمت عملی اپنائی گئی ہے جسے مرحلہ وار لاگو کیا جارہا ہے۔

اس وقت ترمیم شدہ قومی ٹی بی کنٹرول (RNTCP) پروگرام کے تحت 385 سے زیادہ اضلاع میں تقریباً 70 کروڑ سے زیادہ لوگوں کو سہولتیں فراہم کی جارہی ہیں اور مجموعی طور پر RNTCP کا معاملہ بہت بہتر رہا جس میں صحت یاب ہونے کا اوسط 80 فی صد سے زیادہ رہا اور شرح اموات 5 فی صد سے بھی کم ہوگئی۔ 90 فی صد نئے اس میں پوزیٹو مریضوں کو DOTS کے تحت نگرانی میں رکھا گیا۔ آج تک نظر ثانی شدہ ٹی بی کنٹرول پروگرام کے تحت 19,00,000 لاکھ لوگوں کا علاج شروع کیا گیا۔ 35 لاکھ سے زیادہ لوگوں کو بچایا گیا ہے اور اس اسکیم کے تحت ہر ماہ 60 ہزار سے زیادہ مریضوں کو زیر علاج رکھا جاتا ہے 2002 میں ہی

DOTS کے تحت ہندوستان میں 6.27 لاکھ مریضوں کا علاج کیا گیا RNTCP کے تحت 2005 تک پورے ملک کو اس دائرے میں لانے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

جذام

قومی انسداد جذام پروگرام 1983 میں شروع کیا گیا۔ یہ پروگرام پوری طرح مرکزی حکومت کے ذریعہ چلایا جارہا ہے۔ 1993-94 میں اس کو عالمی بینک کی مدد سے وسعت فراہم کی گئی۔ قومی انسداد جذام پروگرام کے دوسرے مرحلے کی شروعات یکم اپریل 2001 کو عالمی بینک کی مدد سے تین سال کے لیے کی گئی۔ اس کا مقصد مرض جذام کو عوامی صحت مسئلے کے طور پر 2004-2005 کے آخر تک پوری طرح ختم کردینا ہے تاکہ اس کے بعد 10,000 کی آبادی میں ایک سے بھی کم مریض ہو۔ موجودہ طور پر دوسرے قومی انسداد جذام پروجیکٹ کو لامرکزی کر کے ریاستوں میں اضلاع کی سطح پر کردیا گیا ہے انسداد جذام خدمات کو عمومی صحت کی دیکھ بھال پروگراموں کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے اور سبھی سرکاری اسپتالوں، ابتدائی صحت مراکز، ذیلی مراکز اور ڈسپنسریوں پر مفت کثیر ادویاتی علاج مہیا کرایا گیا ہے۔ مرض جذام کے علاج کی دوا سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں مفت مہیا کرائی جاتی ہے۔ قومی انسداد جذام پروگرام کی مجموعی طور پر منصوبہ بندی نفاذ اور نگرانی کے لیے 27 اہم ریاستوں میں ریاستی مرض جذام کمیٹیوں کی تشکیل کی گئی ہے ملک کے سبھی اضلاع میں مفت خدمات فراہم کرنے کے لیے 590 ضلع مرض جذام کمیٹیوں کی بھی تشکیل کی گئی ہے۔ حکومت مرض جذام کے انسداد کے سلسلے میں منظور پروگراموں کے تحت مدد دینے والی 20 غیر سرکاری تنظیموں کو بھی مالی امداد مہیا کرتی ہے۔ سال 2003-1988 تک قومی سطح پر مرض جذام کے بارے میں کثیر ادویاتی علاج کے لیے مخصوص مریضوں کی شفاعت کے لیے قومی پیمانے پر اصلاح شدہ انسداد جذام مہم (MLEC) چلائی گئی جس میں 9.3 لاکھ مرض جذام میں مبتلا مریضوں کی شناخت کر کے کثیر ادویاتی علاج نظام سے ان کا علاج کیا گیا۔ جذام میں مبتلا مریضوں کی تعداد فی 10.000 آبادی پر 57.6 سے کم ہو کر مارچ 2003 تک فی 10,000 پر 3.23 مریض رہ گئے مارچ 2003 تک ملک میں 15 ریاستیں انسداد مرض جذام کی سطح تک پہنچ چکی تھیں۔

اندھاپن

قومی اندھاپن کنٹرول پروگرام 1976 میں مرکزی حکومت کے صد فیصد مالی تعاون سے شروع کیا گیا تھا۔ ساتویں اور آٹھویں منصوبے کی بنیادی ساختی فروغ کے دوران اس کی ذمہ داری لی گئی تھی۔ اس پروگرام کی مختلف سرگرمیوں میں یہ بھی ہیں۔ علاقائی عام امراض چشم اداروں کا قیام، میڈیکل کالجوں اور ضلع ہسپتالوں کا درجہ بڑھانا، گشتی آنکھ اکائیوں کی ترقی، امراض چشم کے ماہرین کی قابل قدر تعداد میں بحالی اور مختلف خدمات کا انتظام۔ اس پروگرام کے نتائج کے جائزے کے لیے حال ہی میں 2001-02 کے دوران قومی سطح کا سروے کیا گیا جس کے مطابق اندھے پن کے معاملوں میں کمی آئی اور انٹرا آکولر لینس (IOL) تنصیب کرانے والوں کے فی صد میں اضافہ ہوا۔

پروگرام کی تیسری سطح پر ملک میں آنکھوں کے علاج کے لیے نئی دہلی میں AIIMS کے ڈاکٹر راجندر پرساد مرکز کے بشمول علاقائی ابصاریات (علم العین) مراکز ہیں۔ اس کے علاوہ قومی اندھاپن کنٹرول پروگرام کے تحت 82 میڈیکل کالجوں کا درجہ بڑھایا ہے۔ ثانوی سطح پر 445 ضلع اسپتالوں میں آنکھوں کے علاج سے متعلق ساز و سامان مہیا کرائے گئے ہیں۔ عالمی بینک کی مدد سے چل رہے اندھے پن کو کنٹرول کرنے کے پروجیکٹ کے تحت 307 نئے وارڈ برائے امراض چشم اور آپریشن تھیٹر بنائے

گئے ہیں۔ 1000 سے زیادہ سرجنوں کو درون بصری لینس (IOL) تنصیب کے لیے تربیت فراہم کی گئی ہے۔ ابھی 80 مرکزی گشتی اکائیاں (میڈیکل کالجوں سے منسلک) اور 341 ضلع سطح پر آنکھوں کے معائنے کے لیے کیمپ لگا کر آنکھوں کا عام علاج کر رہے ہیں۔ اب تک 5,633 ابتدائی صحت مراکز میں آنکھوں کے علاج کے سلسلے میں ضروری ساز و سامان مہیا کرائے گئے ہیں اور ابصاری معاون کو تعینات کیا گیا اور سبھی ریاستوں میں ضلع اندھا پن کنٹرول سوسائٹیاں (DBCSS) قائم کی گئی ہیں۔ موجودہ طور پر 580 ضلع اندھا پن کنٹرول سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں۔

اس پروگرام کے تحت درون لینس کے بشمول موتیا بند کا مفت آپریشن کیا جاتا ہے سال 2003-2002 کے دوران 38 لاکھ لوگوں نے موتیا بند کے آپریشن کرائے اس کے علاوہ بچوں میں بھینگا پن کی شناخت اور اس کی اصلاح کرنے، آنکھوں کے عطیات کی جمع کاری اور اکارنیا اندھے پن کے لیے اس سے استفادہ کرنا وغیرہ اس پروگرام کی اہم سرگرمیاں ہیں۔

قومی ایڈس کنٹرول تنظیم

حکومت پورے ملک میں ایک جامع قومی ایڈس کنٹرول پروگرام نافذ کر رہی ہے۔ پروگرام کے نفاذ کو ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں لامرکزی کر دیا گیا ہے۔ قومی ایڈس کنٹرول پروگرام کا دوسرا مرحلہ 1999 میں شروع کیا گیا تھا۔ پروگرام کے اس مرحلے کے دو مقاصد ہیں۔ (a) ہندوستان میں HIV تعدیہ کی نموشرح کو گھٹانا (b) طویل مدتی بنیاد پر HIV/AIDS کے خلاف اقدام کرنے کی مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی صلاحیتوں کو مضبوطی فراہم کرنا۔ سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں نے ریاستی ایڈس کمیٹیوں کی تشکیل کی ہے اور مرکزی حکومت ان کمیٹیوں کو قومی ایڈس کنٹرول تنظیم کے ذریعہ تکنیکی، انتظامی اور مالی وسائل فراہم کرتی ہے تاکہ پروگراموں کا نفاذ بہتر طور پر کر سکے۔ سال 1998، 1999، 2000 اور 2002 میں قومی سطح پر دستیاب اعداد و شمار کے مطابق بالغ آبادی میں HIV انفکشن میں کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا ہے۔ 1998 میں 35 لاکھ، 1999 میں 37 لاکھ 10 ہزار 2000 میں 38 لاکھ 60 ہزار؛ 2001 میں 39 لاکھ 70 ہزار اور 2002 میں 45 لاکھ 80 ہزار لوگ HIV میں مبتلا تھے۔

سال 2003 کے دوران یکم اگست سے HIV سینٹنل سرویلنس راؤنڈ شروع کیا گیا۔ 30 اکتوبر 2003 تک سینٹنل مراکز کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا۔ 2002 میں اس کی تعداد 384 تھی جو 2003 میں بڑھ کر 455 ہو گئی۔ اس سے زیادہ سے زیادہ علاقے کے لوگوں کو شامل کر کے اعداد و شمار اکٹھا کرنے میں مدد ملے گی۔

سرایت پذیر جنسی امراض

جنسی امراض کے سرایت کرنے کے ذریعہ HIV/AIDS کے سرایت کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔ عالمی سطح پر کیے گئے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جنسی سرایت پذیری HIV/AIDS کے پھیلنے کا خطرہ 2 سے 9 فی صد تک بڑھ جاتا ہے جنسی امراض کی سرایت پذیری کا HIV وایڈس کے درمیان تعلق کے پیش نظر جنسی امراض کے علاج کے لیے کام کر رہی کلینکوں کی استعداد کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ 04-2003 کے دوران ملک کے ہر ضلع میں ایک STI کلینک کے قیام کے مقصد سے 31 مارچ 2003 تک کل 674 جنسی امراض کے کلینک قائم کیے جا چکے ہیں۔ 31 مارچ 2004 کے آخر تک ملک میں جنسی امراض کے علاج کے کلینکوں کی تعداد 757 ہو جائے گی۔ جنسی امراض کلینکوں میں دستیاب سہولیات کے بارے میں ایک جانچ ٹیم کے

ذریعہ قومی پیمانے پر سروے کرایا گیا اس کی رپورٹ کے تجزیہ کے حاصل نتیجہ میں بتایا گیا کہ جنسی امراض کے علاج کے کلینکوں کی خدمات میں اصلاح کی ضرورت ہے۔

آیوڈین کی کمی سے ہونے والی بیماریاں

آیوڈین جسم کے لیے ضروری تغذیہ ہے اور عام جسمانی نشوونما کے لیے ہر روز 150-100 ملی گرام آیوڈین ضروری ہے۔ روزانہ کے کھانے میں آیوڈین کی کمی کی وجہ سے گھینگا اور آیوڈین کی کمی سے وابستہ دوسرے امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔ گھینگا کو ہندوستان میں صحت کا بڑا سنگین مسئلہ مانا گیا ہے۔ 28 ریاستوں اور 5 مرکزی علاقوں کے 282 اضلاع میں کرائے گئے نمونہ سروے کے نتیجوں سے معلوم ہوتا ہے کہ 254 اضلاع میں آیوڈین کی کمی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کا اثر ہے۔ جہاں 10 فیصد سے زیادہ لوگ آیوڈین کی کمی سے لاحق ہونے والے امراض میں مبتلا ہیں۔ اندازہ ہے کہ ملک میں 7 کروڑ 10 لاکھ لوگ آیوڈین کی کمی سے پیدا ہونے والے امراض کے شکار ہیں۔

مرکزی سرکار نے 1962 میں مرکز کے صد فیصد مالی تعاون سے قومی گھینگا کنٹرول پروگرام شروع کیا تھا۔ اس پروگرام کا مقصد ان علاقوں میں جہاں آیوڈین کی کمی ہے آیوڈائز نمک مہیا کرانا ہے۔ 1984 میں سرکار نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ 1992 تک پورے ملک میں کھانے میں استعمال ہونے والے خوردنی نمک کی پیداوار کو پوری طرح آئیوڈائز کر دیا جائے گا۔ ہندوستان میں ہر سال 46 لاکھ میٹرک ٹن آیوڈائز نمک تیار ہوتا ہے۔ آیوڈین کی کمی سے ہونے والی تمام بیماریوں کی اہمیت پر زور دینے کے لیے National Goitre Control Programme کا نام بدل کر National Iodine Deficiency Disorder Controal Programme رکھ دیا گیا ہے۔ پی ایف اے ایکٹ کے تحت مرکزی سرکار نے 31 ریاستوں / مرکزی علاقوں میں خوردنی آیوڈائز نمک کو چھوڑ کر دوسرے تمام قسم کے نمک پر پابندی لگانے کے احکامات جاری کر دیے ہیں۔ دیگر دو ریاستوں میں بغیر آیوڈین کے نمک پر جزوی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

امراض کی نگرانی کا پروگرام

یہ پروگرام 98-1997 میں پانچ منتخب ریاستوں کیرلا، کرناٹک، راجستھان، ہریانہ اور گجرات کے ایک ایک ضلع میں تجرباتی طور پر شروع کیا گیا تھا۔ اس پروگرام کا مقصد ضلع سطح پر ان بیماریوں کی علامت کی شناخت کے وقت پر اس کی روک تھام کی مناسب تدابیر کی صلاحیت کو فروغ دینا ہے اس پروگرام کو موجودہ صحت کے بنیادی ساخت اور نگرانی نظام کے ذریعہ میڈیکل اور پیرا میڈیکل عملہ کی تربیت تجربہ گاہوں کے فروغ اور ترسیلی نظام میں اصلاح کو شامل کر کے نافذ کیا گیا ہے ابھی یہ پروگرام 18 ریاستوں کے 101 ضلعوں میں نافذ کیا گیا ہے۔ پروگرام کو ریاستی سطح پر ریاستی مقتدرہ صحت اور مرکزی سطح پر قومی انسٹی ٹیوٹ برائے سرایت پذیر امراض، دہلی کے ذریعہ کیا جا رہا ہے پروگرام سرگرمیوں کا ارتباط دہلی سے کیا جا رہا ہے پروگرام کے جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ پروگرام کی سبھی پذیرائی بھی ریاستوں میں ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی پروگرام کو مزید وسعت فراہم کرنے غیر سرایت پذیر بیماریوں کو شامل کرنے اور پروجیکٹ کے نفاذ کے منصوبے کی تیاری کے لیے بیماری نگرانی اہتمام میں یکسانیت لانے کی تجویز بھی پیش کی گئی۔ سال 2003-2002 میں ریاستی حکومتوں کو 4.69 کروڑ روپے کی مدد جاری کی گئی۔

قومی ذہنی صحت پروگرام

قومی ذہنی صحت پروگرام، 1982 میں شروع کیا گیا۔ اس کے بعد 1997-1996 میں مثالی پراجیکٹ کے طور پر ضلعی ذہنی صحت پروگرام کی ابتداء ہوئی۔ یہ پروگرام کمیونٹی بنیاد پر شروع کیا گیا تا کہ اس سے خاندان کے دائرے میں ذہنی صحت کے مسئلے سے نمٹا جا سکے۔ اس کا مقصد مرض کی جلد تشخیص اور علاج کے ساتھ ہی ساتھ دماغی امراض کے اسپتالوں سے ڈسچارج ہوئے افراد کو اپنے خاندان اور کمیونٹی کی سطح پر علاج جاری رکھنا ہے۔ اس سلسلے میں مفت دوائیں دی جا رہی ہیں۔

اس وقت ضلع ذہنی صحت پروگرام 22 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں نافذ کیے گئے ہیں قومی ذہنی صحت اور علم الاعصاب ادارے بنگلور حسب ضرورت مدد کرتا ہے 10 ویں منصوبے کے دوران قومی ذہنی صحت پروگرم کے نفاذ کے لیے 190 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

قومی کینسر کنٹرول پروگرام

ملک میں کینسر میں مبتلا تقریباً 20 سے 25 لاکھ لوگوں کی تعداد مستقل برقرار رہتی ہے اور ہر سال کینسر کے تقریباً 7 لاکھ نئے معاملے سامنے آتے ہیں۔ وقت پر تشخیص نہ ہونے اور علاج نہیں ہونے کی حالت میں کینسر کی وجہ سے موت واقع ہو جانے کا خدشہ زیادہ رہتا ہے۔ اس لیے اس مرض کی روک تھام، جلد شناخت اور پورے ملک میں علاج کی سہولت بڑھانے پر خاصی توجہ دی جا رہی ہے۔ قومی کینسر کنٹرول پروگرام کے تحت درج ذیل منصوبے عمل میں لائے جا رہے ہیں۔ (I) علاقائی کینسر مراکز کی ترقی (ii) میڈیکل کالجوں میں اونکولوجی شعبوں کو قائم کرنا (iii) کوبالٹ تھیراپی یونٹوں کا قیام (iv) ضلعی کینسر انسداد پروگرام اور (v) صحت سے متعلق تعلیم اور سرعت عمل۔ مختلف ریاستوں میں 20 علاقائی مراکز کو تجربہ گاہ اور ریفرل مرکز تسلیم کر لیا گیا ہے۔

بہار، اترپردیش، تملناڈ اور مغربی بنگال میں ایک ترمیم شدہ پروگرام برائے ضلع کینسر کنٹرول شروع کیا گیا ہے۔ ان ریاستوں میں تقریباً 10 لاکھ عورتوں کو کینسر اور دیگر بیماریوں سے متعلق اعداد و شمار جمع کرنے اور بیداری پیدا کرنے کے پروگرام میں لگایا گیا ہے۔

پروگرام برائے انسداد گنی ورم

1977 میں ہندوستان سے چیچک کے مرض کو پوری طرح ختم کرنے کے بعد گنی ورم کے انسداد کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ 1983-84 میں ہندوستان اس مرض کے انسداد کا پروگرام شروع کرنے والا دنیا کا سب سے پہلا ملک بنا۔ پروگرام برائے انسداد گنی ورم، مرکزی وزارت برائے دیہی علاقہ اور روزگار اور ریاستوں کے عوامی صحت محکموں کے تعاون سے ملک کے ابتدائی صحت نگہداشت کے بنیادی ڈھانچے کے طور پر نافذ کیا گیا ہے۔

1984 میں سات ریاستوں میں گنی ورم سے ہونے والے امراض کے 40 ہزار معاملے سامنے آئے تھے۔ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی موثر حکمت عملی اور متواتر کوششوں کی وجہ سے گنی ورم کا آخری معاملہ جولائی 1996 میں آیا تھا۔ اور تب سے اس مرض پر پوری طرح قابو پا لیا گیا ہے۔ 1999 میں عالمی صحت تنظیم کے بین الاقوامی ڈریکنکولیسی انسراد سرٹیفکیشن کمیشن ٹیم نے ہندوستان کا دورہ کیا، انٹرنیشنل سرٹیفکیشن ٹیم (ICT) کی رپورٹ کی بنیاد پر ہندوستان کو 15 فروری 2000 کو گنی ورم مرض سے آزاد ملک قرار دیا گیا۔ اس کے باوجود یہ سفارش کی گئی کہ ہندوستان اپنے یہاں گنی ورم مرض نگرانی کا کام تب تک جاری رکھے جب تک دنیا سے اس مرض کا خاتمہ نہ ہو جائے۔

پروگرام برائے انسداد یاز

یاز جسم کو بدنما اور معذور بنانے والا زہراوی ٹریپیونمل انفکشن ہے۔ اس کو پوری طرح سے روکا جاسکتا ہے۔ لمبے عرصے تک اثر کار پینسلین کے ایک ٹیکے کے ذریعہ اس کی روک تھام اور علاج کیا جاسکتا ہے۔ یاز کے مرض کا انسداد ممکن ہے۔ دور افتادہ علاقوں میں صحت خدمات کی کمی کی وجہ سے یہ مرض لاحق ہوتا ہے۔ یاز کے پھیلاؤ کو روکنے کا پروگرام ابتداء میں مرکزی حکومت کے ایک منصوبے کے تحت 97-1996 میں اڑیسہ کے کوراپوٹ ضلع میں شروع کیا گیا۔ اس پروگرام کی کچھ دیگر ریاستوں میں توسیع کی گئی۔ اس پروگرام کے عمل درآمد کی نگرانی کے لیے اور تال میل قائم رکھنے کے لیے دلی میں واقع قومی قابل سرایت مرض کی انسٹیٹیوٹ اہم ایجنسی ہے۔ اس پروگرام پر شروعات سے 03-2002 تک کل 3 کروڑ 72 لاکھ روپے کے اخراجات ہوئے اس پروگرام کی سرگرمیاں تمام متعلقہ ریاستوں میں جاری ہیں۔ 2002 میں کل 286 معاملوں کی تشخیص ہوئی۔

میڈیکل راحت اور رسد

اسپتال اور ڈسپنسریاں

میڈیکل سہولیات خصوصی طور پر مرکزی اور ریاستی حکومتیں مہیا کراتی ہیں۔ کچھ چیریٹیبل، رضا کار اور نجی ادارے بھی یہ سہولیات فراہم کرتے ہیں۔ چھوٹے اسپتالوں سے بہتر علاج کے لیے بڑے اسپتالوں میں بھیجے جانے والے مریضوں کی نگہداشت کے لیے ضلع اور سب ڈویژنل اسپتالوں کی خامیوں کو دور کر کے اسے بہتر بنایا جارہا ہے۔ یکم جنوری 1996 کو ایلوپیتھی اسپتالوں کی تعداد 17,952 لاکھ تھی یکم اپریل 2001 کو ادویات کے ہندوستانی نظام اور ہومیوپیتھی کے کل 3,840 اسپتال تھے۔ 31 مارچ 2001 کو کمیونٹی ہیلتھ سینٹر 3,043 تھے۔

دیہی صحت کا بنیادی ڈھانچہ

دیہی آبادی کو صحت کی نگہداشت کی سہولیات فراہم کرنے کے مقصد سے حکومت نے کم سے کم ضرورت پروگرام کے تحت دیہی علاقوں میں صحت کی بنیادی سہولت فراہم کرنے پر خاص توجہ دینا شروع کیا ہے۔ قومی صحت پالیسی میں عوام کے لیے مرض کی روک تھام، علاج اور باز آبادکاری وصحت خدمات کی فراہمی پر زور دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد ابتدائی صحت نگہداشت کے طرز عمل کو اپناتے ہوئے عوام کے صحت اور علاج کے عمل میں ان کی حصہ داری کو یقینی بنایا جاتا ہے۔

دیہی علاقوں میں مربوط صحت اور خاندانی بہبود کے سپردگی نظام کے تحت نٹ ورک کے ذریعہ صحت سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ 31 مارچ 2001 تک 3,043 کمیونٹی صحت مراکز، 22,842 ابتدائی صحت مراکز، 1,37,371 ذیلی مراکز کا جامع نٹ ورک تیار کرلیا گیا تھا جس کے ذریعہ عوام کی نچلی سطح تک ابتدائی صحت سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔ میدانی علاقوں میں 5,000 آبادی کے لیے ایک ذیلی مرکز ہے جب کہ درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے مشکل علاقوں کے لیے 3,000 کی آبادی پر ایک ذیلی مرکز کی سہولت ہے۔ میدانی علاقوں میں 30,000 کی آبادی کے لیے اور قبائلی اور دور افتادہ علاقوں میں 20,000 کی آبادی کے لیے ایک ابتدائی صحت مرکز کی سہولت دی گئی ہے۔ ایک ابتدائی صحت مرکز کے ساتھ یا کمیونٹی سینٹر میں 30 بیڈ، عمدہ لیباریٹری اور ایکسرے کی سہولت بھی فراہم کی جاتی ہے۔ یہ مراکز 80,000 سے 1 لاکھ 20 ہزار تک کی آبادی کو اپنی خدمات مہیا کراتے ہیں۔

مرکزی حکومت کی صحت اسکیم (CGHS)

مرکزی حکومت کی صحت اسکیم مرکزی حکومت کے ملازمین، پنشن یافتہ ملازمین اوران کے لواحقین کوتمام طبی سہولیات مفت مہیا کرانے کے مقصد سے 1954 میں شروع کی گئی تھی۔ اس اسکیم کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ ملازمین کو علاج کے خرچ کی واپسی کے قانون کے تکلیف دہ عمل سے نہ گزرنا پڑے۔ اس منصوبے کے تحت مرکزی حکومت کے ملازمین کے علاوہ پارلیمنٹ کے موجودہ اور سابق ممبران، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں (موجودہ اور ریٹائر)، مجاہدین آزادی، نیم خود مختار باڈی، نیم سرکاری تنظیموں کے ملازمین، تسلیم شدہ جرنلسٹ، سابق گورنروں اور بھارت کے سابق نائب صدور کو بھی خدمات فراہم کرائی جاتی ہیں۔ شروع میں یہ اسکیم دلی میں شروع کی گئی تھی۔ اس کے بعد 20 دیگر شہروں میں بھی سی۔ جی۔ ایچ۔ ایس کی خدمات شروع کی گئیں۔ اس کے تحت بھونیشور اور رانچی میں اکاؤنٹ جنرل آف انڈیا کے ملازمین کو بھی اس کی خدمات فراہم کی جاتی ہیں۔ اس وقت ملک میں 11 لاکھ کارڈ ہولڈروں کے لیے 244 ایلوپیتھی ڈسپنسریاں ہیں اور 47 لاکھ 96 ہزار لوگ سی۔ جی۔ ایچ۔ ایس خدمات کا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ انہیں مرکزی حکومت کے صحت پروگرام (سی۔ جی۔ ایچ۔ ایس) سہولتوں کے تحت ڈسپنسریوں کی آیوروید، ہومیوپیتھی، یونانی، سدھ اور یوگا اکائیوں کے ذریعہ ہندوستانی علاج سسٹم کی خدمات بھی فراہم کرائی جاتی ہیں۔ سی۔ جی۔ ایچ۔ ایس کے تحت 65 پولی کلنک، 2 لیب اور 17 دانتوں کے علاج کی اکائیاں کام کر رہی ہیں۔

دہرہ دون بھونیشور اور رانچی میں مرکزی حکومت کے ملازمین اور پنشن یافتہ افراد کے استفادے کے لیے CGHS ڈسپنسریاں کھولنے کی منظوری حکومت دے چکی ہے یہ ڈسپنسریاں مالی سال 2003-04 کے دوران عمل پذیر ہو جائیں گی۔

مرکزی حکومت کی صحت اسکیم سے استفادہ کرنے والے، سی۔ جی۔ ایچ۔ ایس/سرکاری اسپتال کے ڈاکٹروں کی سفارش پر اپنی پسند کے سی۔ جی۔ ایچ۔ ایس تسلیم شدہ اسپتال میں خاص علاج کرا سکتے ہیں۔ اس علاج کے اخراجات کا انتظام حکومت کے ذریعہ طے شدہ شرح/حدوں کے مطابق ہے۔ CGHS کے تحت تسلیم شدہ نجی اسپتالوں میں حکومت کے ذریعہ مشاہدے کا میمورنڈم بھیجا گیا ہے جس میں اسپتالوں کو دیگر باتوں کے علاوہ CGHS سے استفادہ کرنے والوں سے حکومت کے ذریعہ مقررہ حد سے زیادہ فیس نہیں لینے کا پابند کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت نے طبی طریقہ عمل/جانچ/تشخیص کے لیے بھی فیس مقرر کر دی ہے۔

ہنگامی طبی راحت

متنوع آب و ہوا اور طبعی ساخت والے اس ملک میں لوگوں کو وقتاً فوقتاً قدرتی آفات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سال 2002-03 میں 15 ضلعوں کے 17,176 گاؤوں میں سیلاب اور بھاری بارش ریزش ارض کو اور سیلاب کا سامنا کرنا پڑا 814 لوگ اس میں اموات کا شکار ہوئے۔

حکومت ہند کی وزارت برائے صحت اور خاندانی بہبود کا عمومی صحت سروس ڈائرکٹوریٹ (DGHS)، صحت سیکٹر پر قدرتی آفات کے پیدا ہونے والے خراب نتائج کے مقابلے کی ذمہ داریوں کو پوری کرنے کے لیے ریاستی حکومتوں کو تکنیکی امداد فراہم کرتا ہے۔ یہ کام صحت سروس ڈائرکٹوریٹ کا ہنگامی طبی راحت کا محکمہ کرتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ریاستی حکومتوں کے ساتھ لگاتار رابطہ رکھا جاتا ہے۔

ادویہ

ادویہ اور کاسمیٹک ایکٹ 1940 (جس میں وقتاً فوقتاً ترامیم کی گئیں) ادویہ اور کاسمیٹک کی درآمدات، پیداوار، فروخت اور تقسیم کی دیکھ ریکھ کرتا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت گھٹیا قسم کی ملاوٹی اور غلط برانڈ کی ادویہ درآمدات، پیداوار اور فروخت پر پابندی لگائی جاتی ہے۔ مرکزی حکومت کے ذریعہ غیر ممالک سے درآمد کی گئی ادویہ کی جانچ کرنے، ریاستی حکومتوں کی سرگرمیوں میں ربط پیدا کرنے، ادویہ کی انضباطی معیار بندی اور نئی دواؤں کو غیر ممالک سے درآمد کرنے یا ملک میں تیار کرنے کی اجازت دینے کا اختیار ہے۔ جن ادویہ کی پیداوار، فروخت اور تقسیم اندرون ملک ہوتی ہے اس کی معیار بندی اور مینجمنٹ کا فریضہ ریاستی حکومتیں ادا کرتی ہیں۔ مرکزی ادویہ معیار کنٹرول آرگنائزیشن (CDSCO) کے ممبئی، کلکتہ، غازی آباد اور چنئی میں واقع علاقائی دفاتر اور لکھنؤ، پٹنہ اور حیدرآباد میں واقع ذیلی علاقائی دفاتر اس ایکٹ کو نافذ کرنے کے لیے ریاستی تنظیموں کے ساتھ قریبی رابطہ رکھتے ہیں۔ CDSCO ادویات کی معیار بندی کے ضمن میں متعلقہ افراد کے لیے تربیتی پروگرام بھی منعقد کرتا ہے۔ کلکتہ میں واقع مرکزی ہدایات لیباریٹری، مرکزی حکومت کے ذریعہ بیرونی ممالک سے درآمد ادویات کی جانچ کرتی ہے اور ملک میں تیار ادویات کی بھی معیار بندی کرتی ہے۔ اس کام میں غازی آباد کی مرکزی ہندوستانی فارما کوپیا لیبارٹیری، چنئی اور ممبئی اور ریاستی ادویات کنٹرول اتھارٹی تعاون کرتے ہیں۔ ادویات اور کاسمیٹک ایکٹ کے تحت عدالتوں کے ذریعہ بھیجے گئے نمونوں کے لیے اپیلی لیباریٹری کے روپ میں CDL کلکتہ سرگرم عمل ہے۔ بلڈ بنکوں، بلڈ مصنوعات، منی (اسپرم) اور ٹیکوں وغیرہ کے لائسنس ریاستی لائسنسنگ اتھاریٹی کی سفارش کے بعد نئی دلی کے سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ او۔ میں واقع مرکزی لائسنسنگ اپرول اتھاریٹی (CLAA) سے منظوری لینی ہوتی ہے۔ قانون کے تحت قائم کیا گیا ادویہ تکنیکی مشاورتی بورڈ مرکز اور ریاستی حکومتوں کی تکنیکی امور پر صلاح دیتا ہے۔ اس مدت کے دوران منظور شدہ ملک میں CLAA کے 173 بلڈ بینک، LVP 28 اکائیاں، 16 ٹیکے سے متعلق اکائیاں ہیں ملک میں ادویات کی کل درآمدات اور برآمدات علی الترتیب 3,630 کروڑ اور 7,300 کروڑ کے بقدر رہیں۔

ٹیکا (ویکسین) پیداوار

ملک میں ٹیکہ تیار کرنے کی تاریخ بہت طویل ہے جو پبلک سیکٹر میں سال 1899 میں ہاف کین انسٹی ٹیوٹ 1905 میں مرکزی تحقیقی انسٹی ٹیوٹ کسولی؛ 1907 میں ہندوستانی پاسچر انسٹی ٹیوٹ، کنور سے شروع ہوئی۔ یہ ادارے شروع میں ہیضہ، پلیگ، میعادی بخار ریبیز، مزاحم ٹیکوں کو تیار کیا کرتے تھے 1948 میں چنئی میں BCG ٹیکہ لیباریٹری قائم کی گئی۔ سال 1978 میں توسیع پروگرام برائے تامین کے تعارف کے بعد ملک میں ٹیکہ تیار کرنے کی اضافہ کاری ہوئی۔

ہندوستان پولیو کو چھوڑ کر خسرا کے ساتھ قومی حفاظتی اقدامی پروگرام کے تحت آنے والے تمام ٹیکوں کی پیداوار میں خودکفیل ہے۔ پولیو خوراک کی کثیر مقدار (مرتکز شکل) میں درآمد کی جاتی ہے۔ اسے پروگرام کے تحت فراہم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کتے کے کاٹنے سے ہونے والے مرض، موتی جھرا پیلا بخار، جاپانی انسیفلائٹس اور خسرہ کی روک تھام کے معیاری بخار، ہیپاٹیٹس ٹیکوں جیسے MMR,ARV,DTP روبیلا Td,TT,DT اور ہیپاٹیٹس B وغیرہ بڑے پیمانے پر تیار کیے جاتے ہیں اور درآمد کی جاتی ہے ٹیکوں کے تیار کرنے کے علاوہ ملک کئی طرح سیرم تیار کرنے میں بھی خودکفیل ہے جن سے ریبیز، سانپ کاٹنے کو چھوڑ کر ڈپتھیریا اور ٹٹنس کا علاج کیا جاتا ہے سانپ کے زہر کے سیرم مزاحم بھی ہندوستان میں تیار کیے جاتے ہیں کئی پڑوسی اور افریقی

ملکوں کو اس کی درآمد کی جاتی ہے۔

کسولی میں واقع مرکزی ادویاتی لیباریٹری کو عالمی صحت تنظیم نے تسلیم کیا ہے۔ یہاں اقوام متحدہ کی ایجنسیوں کے لیے بھیجے جانے والے ٹیکوں کی جانچ اور جاری ہونے سے پہلے توثیق کاری کی جاتی ہے دنیا کے ہر تیسرے بچے کو ہندوستان میں بنے DPT اور خسرہ کے ٹیکے لگائے جاتے ہیں۔

ملک میں ٹیکہ تیار کرنے کی کوالٹی اور سطح کی تشخیص اور نگرانی کے لیے 1976 میں ٹیکہ پیداوار بورڈ قائم کیا گیا جس کی از سر نو تشکیل 2000 میں ہوئی ٹیکہ کی کوالٹی کنٹرول، ادویات اور کاسمٹک ایکٹ 1945 کے تحت کی جاتی ہے۔ اس ایکٹ کے تحت مینوفیکچر کو مینوفیکچرنگ لائسنس کے لیے میں مذکور مختلف شرائط کی پابندی کرنی پڑتی ہے ہر ٹیکے کے استعمال کے لیے جاری کرنے سے پہلے، نمونوں کو مرکزی تحقیق ادارہ کسولی کے قومی کنٹرول لیباریٹری سے پاس کرانا ہوتا ہے ملک میں حیاتیاتی مصنوعات کے بین الاقوامی سطح کی کوالٹی کو پرکھنے کے لیے نوئیڈا میں ایک نیشنل بایولاجیکل انسٹی ٹیوٹ قائم کی جارہی ہے۔

تغذیہ

صحت خدمات کے ڈائرکٹوریٹ جزل (DGHS) کا تغذیہ سیل پالیسی سازی، پروگراموں کے نفاذ، ان کی نگرانی، تشخیص پیرا میڈیکل عملہ کی مختلف سطح کے لیے تربیتی مواد سے متعلق تمام امور پر تکنیکی صلاح فراہم کرتا ہے۔ یہ معیارات اور غذا کے لیے لیبلوں، تجاویز پروجیکٹ کے تعین قدر، تحقیق پروجیکٹ کے جائزے وغیرہ کی تکنیکی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ سیل خورد تغذیاتی غذائیت کی کمی کے مقابل پروگرام کے آزمائشی پروجیکٹ کے تحت مختلف سرگرمیوں کے ارتباط میں اہم کردار نبھاتا ہے جو کہ آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ برائے حفظان وعوامی صحت، کولکاتہ کے ذریعہ چھ ریاستوں آسام، بہار، گجرات جھارکھنڈ، اڑیسہ اور مغربی بنگال کے ایک ایک ضلع میں نافذ کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ یہ سیل ڈائرکٹوریٹ جزل آف ہیلتھ سروسز میں عمل پذیر اکائی کے ذریعہ تغذیاتی مطالعات/ جائزے وتحقیق کی ذمہ داری انجام دیتا ہے۔ مواد مختلف ریاستوں کو بھیجے جاتے ہیں تا کہ وہ اپنے یہاں تعلیمی نظام کو بخوبی انجام دے سکیں۔ اس کے علاوہ سرکاری اسپتالوں میں غذا کے لیے تکنیکی ہدایات وضوابط تعین کا کام بھی کرتا ہے۔

تغذیہ سیل 17 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں ریاستی تغذیاتی ڈویژن کی سرگرمیوں کا بھی ارتباط کرتا ہے۔ یہ ڈویژن مختلف سطح پر ان عملہ صحت کو تربیت دینے، تغذیاتی سروے کرانے، خوراک کی ذمہ داری کو بھی انجام دیتا ہے جو تغذی تعلیم کے نفاذ میں شامل ہوتے ہیں۔

ہندستانی میڈیکل کونسل

ہندستانی میڈیکل کونسل کا قیام ایک قانونی ادارے کے طور پر، ہندستانی میڈیکل کونسل ایکٹ، 1933 (جسے بعد میں منسوخ کرکے اس کے بدلے ہندستانی میڈیکل ایکٹ، 1956 لایا گیا اور 1958 میں اس ایکٹ میں معمولی ترمیم کی گئی) کے تحت عمل میں آیا۔ 1993 میں ہندوستانی میڈیکل کونسل ایکٹ 1956 میں ترمیم کی گئی تاکہ وزارت برائے صحت اور خاندانی بہبود کی پیشگی منظوری کے بغیر میڈیکل کالجوں کی تعداد میں اندھادھند اضافہ، نشستوں میں اضافہ اور نئے تدریسی کورس شروع کرنے پر پابندی لگائی جاسکے۔ میڈیکل کونسل ایکٹ میں 2001 میں پھر ترمیم کی گئی تاکہ ہندوستانی میڈیکل کونسل غیر ملکی طبی اہلیت حاصل کرنے والے ہندوستانی شہریوں کو ہندوستان میں پریکٹس کرنے کے لیے ان کے رجسٹریشن کرانے سے پہلے ان کی اہلیت کی جانچ کے لیے امتحان کا انعقاد کرسکے اس ترمیم کے ذریعہ غیر ملکی اداروں میں انڈر گریجویٹ میڈیکل کورس میں داخلہ لینے

کے خواہش مند طلباء کے لیے بھی یہ لازم کردیا گیا ہے کہ وہ ہندوستانی میڈیکل کونسل سے استعداد سرٹیفکٹ لے لیں کہ وہ کونسل کے ذریعہ اس مقصد کے لیے مقرر کردہ معیارات کو پورا کرتے ہیں۔ کونسل کے دیگر اہم کاموں میں انڈر گریجویٹ اور گریجویٹ سطح کی تعلیم کے لیے یکساں معیار قائم رکھنا، ہندوستانی میڈیکل رجسٹر تیار کرنا، غیر ممالک میں میڈیکل ڈگریوں کے تبادلے کو منظوری دینے کے لیے ان ممالک سے رابطہ قائم کرنا، میڈیکل تعلیم جاری رکھنا اور منظور شدہ لیاقت والے ڈاکٹروں کو عارضی رمستقل منظوری دینا، زائد لیاقت والے ڈاکٹروں کا رجسٹریشن اور دولت مشترکہ ممالک میں جانے والے ڈاکٹروں کو گڈ اسٹینڈنگ ڈاکٹر سرٹیفکیٹ دینا۔ ابھی تک ملک میں 213 میڈیکل کالج ہیں ان میں 159 کو ہندوستانی میڈیکل کونسل کی توثیق مل چکی ہے۔ 34 نئے میڈیکل کالجوں کو M.B.B.S کورس چلانے کے لیے مرکزی حکومت سے منظوری ملی ہوئی ہے۔ ان کالجوں میں ہر سال تقریباً 23,640 طالب علموں کے داخلے کی گنجائش ہے۔

ہندستانی فارمیسی کونسل

ہندستانی فارمیسی کونسل ایک قانونی جمعیت ہے جس کا قیام فارمیسی ایکٹ، 1948 کے تحت عمل میں آیا۔ کونسل فارمسٹوں کی تربیت کے لیے یکساں معیار کی تعدیل اور نگہداشت کرتی ہے۔ فارمیسی کے ڈپلوما کورس کے لیے نصابی اور ضابطے کے ساتھ ساتھ فارمسٹوں کے رجسٹریشن بھی کونسل کے ذریعہ ہی کئے جاتے ہیں۔ فی الحال 359 اداروں سے ہر سال 21,120 طالب علموں کو فارمیسی میں ڈپلوما (ڈی۔ فارما) دیا جارہا ہے اور 171 اداروں کے ذریعہ 9,055 طالب علموں کو فارمیسی کی ڈگری بی۔ فارما کی تربیت دی جارہی ہے۔ اس وقت ملک کی مختلف ریاستوں کی فارمیسی کونسلوں میں 5,59,408 فارمیسٹ رجسٹرڈ ہیں۔

انڈین نرسنگ کونسل

انڈین نرسنگ کونسل کی تشکیل نرسنگ ایکٹ 1947 کے تحت ہوئی تھی۔ یہ کونسل نرسوں، دائیوں، معاون نرسوں، مڈوائف اور ہیلتھ وزیٹروں کی تربیت کے یکساں معیار کو برقرار رکھتی ہے اور باضابطہ بناتی ہے۔ کونسل مختلف نرسنگ کورسوں کے لیے نصاب اور اس کا نظم وضبط تیار کرتی ہے۔ فی الحال 633 جنرل نرسنگ اور مڈوائف اسکول، 235 معاون نرس اور مڈوائفری اسکول اور 175، بی۔ایس۔سی (نرسنگ) کالج 28P.B.BS.C (نرسنگ) اور 24M.SC (نرسنگ) کالج ملک میں فعال ہیں۔ ہر سال اوسطاً 30 ہزار نرسیں اور 10 ہزار معاون نرسیں تربیت پاکر نکلتی ہیں۔ دسمبر 2001 مختلف نرسنگ کونسلوں میں 8,05,827 نرسیں اور 4,42,044 معاون نرس مڈوائف رجسٹرڈ تھیں۔

میڈیکل سائنسز کی قومی اکادمی

میڈیکل سائنسز کی قومی اکادمی کا قیام ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر کیا گیا جس کا مقصد طبی سائنس کی ترقی کی حوصلہ افزائی کرنا تھا۔ اکادمی فیلو اور ممبروں کا انتخاب کرکے صلاحیتوں اور فضیلتوں کو منظوری دیتی ہے۔ پیشہ ور ڈاکٹروں کو نئے مسائل سے عہدہ برہونے اور طبی سہولیات فراہم کرنے کے لیے ان کے علم کو تازہ کرنے کے لیے اکادمی نے 1982 سے متواتر میڈیکل تعلیم پروگرام نافذ کیا ہے۔ اس اکادمی میں 31 جنوری 2003 تک 17 اعزازی فیلو، 715 فیلو اور 2,589 ممبران تھے۔

مرکزی تعلیم صحت بیورو

حکومت نے بھورے کمیٹی کی سفارشات اور پلاننگ کمیشن کے فیصلے کے پیش نظر 1956 میں ہیلتھ سروسز کے ڈائرکٹوریٹ جنرل کے تحت اہم ایجنسی کے طور پر مرکزی تعلیم صحت بیورو قائم کیا۔ یہ بیورو صحت اور صحت سے متعلق تعلیمی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی

کرتی ہے سبھی ریاستوں میں ریاستی تعلیم صحت بیورو کے نام سے ایسی ہی تنظیموں کو قائم کیا گیا۔

یہ بیورو مختلف ریاستوں رمرکز کے زیر انتظام علاقوں میں ریاستی تعلیم صحت بیورو اور ریاستی صحت اور خاندانی بہبود ادارے کے تعاون سے صحت کی تعلیم کی سرگرمیوں اور ترقیاتی سرگرمیوں کو مستعدی کے ساتھ انجام دے رہا ہے۔ مرکزی تعلیم صحت بیورو کو صحت سے متعلق تعلیمی سرگرمیوں میں سبھی طرح کے صحت و خاندان بہبود پروگرام خاندان بہبود کے اور N.A.C.O میں علاحدہ IEC ڈویژن قائم ہونے کے بعد کیا کرتا ہے۔

راشٹریہ آروگیہ ندھی

قومی امداد و فنڈ برائے امراض کا قیام وزارت کے تحت 1997 میں 5 کروڑ روپے کے ابتدائی اشتراک سے کیا گیا۔ بعد میں اس کا نام بدل کر راشٹریہ آروگیہ ندھی کر دیا گیا۔ ان ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو اسکیم کے تحت مالی اعانت جاری کی جاتی ہے۔ دیگر ریاستوں میں بھی آروگیہ ندھی قائم کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔

قومی شاہراہوں پر ہنگامی صورتحال میں سہولیات، قومی شاہراہوں پر حادثہ کے امکانات والے قصبوں و شہروں میں واقع ریاستی حکومت کے چنیدہ اسپتالوں کی ایمرجنسی سہولیات کو بہتر بنانے کے لیے ایک پائلٹ پروجیکٹ کے تحت حکومت مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ مالی امداد کی زیادہ سے زیادہ رقم 1 کروڑ 50 لاکھ یا اسپتال کے ذریعہ مانگی گئی رقم (جو بھی کم ہو) مہیا کرائی جاتی ہے۔ اس اسکیم کا اہم مقصد حادثہ اور ایمرجنسی خدمات کو مضبوطی فراہم کرنے کے لیے ریاستی حکومتوں کو درج ذیل ضروریات کے لیے مالی امداد مہیا کراتا ہے (i) حادثہ اور صدمہ کے علاج کے لیے ضروری ساز و سامان اور پوری طرح ساز و سامان سے لیس ایمبولینس (ii) مواصلاتی نظام (iii) بنیادی ساخت (بلڈ بینک، جانچ کمرہ ہوش میں لانے ICU اور جلنے والے مریضوں کے لیے بستر ایکسرے روم، استقبالیہ کنٹرول، مائنر OT؛ اور (iv) بستر و ساز و سامان وغیرہ۔

خاندانی بہبود پروگرام

ملک کی 2001 کی مردم شماری یہ ظاہر کرتی ہے کہ یکم مارچ 2001 کو ہندوستان کی آبادی 102 کروڑ 7 لاکھ میں 53 کروڑ ایک لاکھ مرد اور 49 کروڑ 6 لاکھ عورتیں ہیں عالمی پس منظر میں ملک کی آبادی پوری دنیا کی 16.87 فی صد اور دنیا کے 2.4 فی صد عالمی زمین رقبے میں ہے۔ درج ذیل جدول میں پچھلے چار دہوں کی مردم شماری کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ ملک کی آبادی کی اضافہ شرح میں ادھر کمی آئی ہے۔

ہندوستان میں آبادی میں اضافہ

مردم شماری سال	دہے کے مطابق اضافہ فی صد	اوسطاً توسیعی اضافہ فی صد
1971	24.80	2.20
1981	24.66	2.22
1991	23.86	2.14
2001	21.34	1.93

2001 کی مردم شماری رپورٹ کے مطابق خام گھریلو پیداوار (GDD) اور غذائی پیداوار کے اشاریہ میں اضافہ آبادی اضافہ سے زیادہ رہا ہے جیسا کہ درج ذیل گراف میں دکھایا گیا ہے۔

آبادی میں اضافہ، GDP اور اناج پیداوار کا اشاریہ (1951 تا 2001)

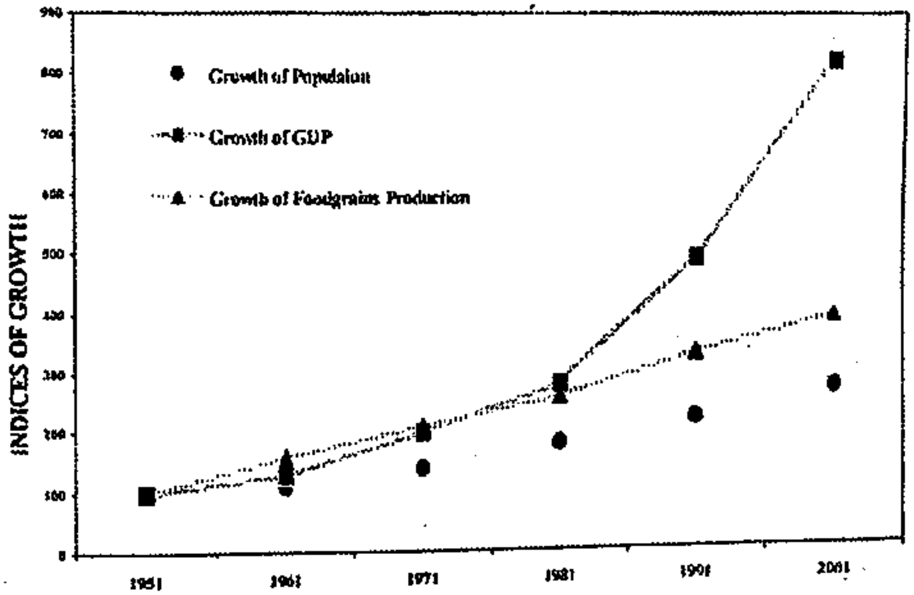

1952 میں ہندوستان دنیا کا پہلا ایسا ملک تھا جس نے خاندانی بہبود کا قومی پروگرام شروع کیا۔ اس کا اہم مقصد ملک کے اقتصادیاتی نظام کی ضرورتوں کے پیش نظر آبادی کی سطح کو قائم رکھنے کے لیے شرح پیدائش میں کمی لانا تھا قومی خاندانی بہبود پروگرام نافذ ہونے کی آدھی صدی کے بعد ملک کا آبادیاتی اشاریہ درج ذیل ہے۔

ہندوستان کی آبادیاتی پیش رفت

نمبرشار	پیرامیٹر	1951	1981	1991	موجودہ سطح
1۔	شرح پیدائش فی ہزار	40.8	33.9 (SRS)	29.5 (SRS)	25.4@ (SRS 2001)
2۔	شرح اموات فی ہزار	25.1	12.5 (SRS)	9.8* (SRS)	8.4*@ (SRS) 2001
3۔	شرح بارآوری (اوسطاً فی عورت)	6.0	4.5 (SRS)	3.6* (SRS)	3.2 (SRS 1999)
4۔	مادری شرح اموات (فی 1,00,000 زندہ پیدائش)	437 (1929-93)	NA.	NA.	407 (1998)
5۔	شرح اموات اطفال (فی 1000 زندہ پیدائش)	146	110 (SRS)	80* (SRS)	66 (SRS 2001)

6-	زوج تحفظ شرح (فی صد میں)	10.4 (1971)	22.8	44.1	48.2 (NFHS-II (19987-99)
7-	پیدائش کے وقت زندگی کے امکانات (مرد)	37.2	54.1	60.6	63.87# (2001-06)
8-	پیدائش کے وقت زندگی کے امکانات (عورت)	36.2	54.7	61.7 (1991-96)	66.9# (2001-06)

* جموں وکشمیر کو چھوڑ کر # تجویز کردہ۔

SRS= سیمپل رجسٹریشن سسٹم آف آفیسر رجسٹرار جنرل انڈیا۔

نمونہ رجسٹریشن نظام 1999 کے مطابق ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں نے کل شرح بارآوری تبدیلی حاصل کیا ہے، کیرل، تملناڈو، دہلی، گوا، ناگالینڈ، انڈمان وجزائر گروپ، چنڈی گڑھ، اور پانڈیچری میں کل شرح بارآوری (TFR) 2.1 ہے۔ ان ریاستوں میں ملک کی کل آبادی کا 11 فی صد آباد ہے۔ 12 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں شرح باروری 2.4 تا 28 تک ہے یہ سبھی ریاست شرح باروری کی تبدیلی کے لیے لگاتار پیش رفت کر رہے ہیں۔ ان ریاستوں میں ہماچل پردیش، اروناچل پردیش، کرناٹک، مہاراشٹر، اُڑیسہ، پنجاب، مغربی بنگال، آندھرا پردیش، منی پور، سکم، دمن اور دیو اور لکش دیپ شامل ہیں، بڑی اور چھوٹی ریاستوں کی درجہ بندی کی مجموعی تصویر TFR کی رینج درج ذیل جدول میں دکھائی گئی۔

TFR کا رینج	2 کروڑ سے زیادہ آبادی والی ریاستوں کی تعداد	2 کروڑ سے کم آبادی والی دیگر ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی تعداد	شامل کی گئی آبادی کا فی صد
2.1 سے کم	2	6	11.0
2.2 سے 3.0	7	6	41.6
3.1 سے 4.0	4	3	13.1
4.1 سے 4.7	4	1	33.2
No data	-	2	1.1

تاہم، بہار، مدھیہ پردیش، راجستھان اور اتر پردیش ایسی چار ریاستیں ہیں، جہاں ملک کی کل آبادی کے 35.6 فی صد لوگ رہتے ہیں۔ ان ریاستوں میں شرح باروری میں اصلاح کی زیادہ ضرورت درج ذیل جدول سے واضح ہے۔ ان ریاستوں کی آبادیاتی حصولیابیوں سے ہی ہندوستان ایک [illegible] رکھنے کا ہدف حاصل کر سکے گا۔

اعلیٰ شرح باروری والی اہم ریاستیں

ریاستیں	آبادی کا تناسب (2001 مردم شماری)	TFR 1999 (کل شرح باروری) (SRS)
بہار*	8.1%	4.5
مدھیہ پردیش*	5.9%	3.9
راجستھان	5.5%	4.2
اتر پردیش*	16.2%	4.7
کل	35.6%	

*غیر منقسم ریاستوں کے اعداد و شمار

آبادی کے استحکام میں کی جانے والی کوششوں کا زاویہ نگاہ

آبادی کے استحکام کے لیے اکیلے خاندانی بہبود پروگرام ہی اہم نہیں ہے بلکہ آبادی اضافہ پر متعدد عوامل اثر ڈالتے ہیں ان میں سے عورتوں کو بااختیار بنانے، خاندان میں عورتوں کی حیثیت، تعلیم نسواں وغیرہ اہم ہیں۔ آبادی کے اضافہ کو قابو میں رکھنے میں حقیقی کامیابی جن باتوں پر منحصر ہے ان میں اہم ہیں: (i) کمیونٹی کے قائدین کے تعاون سے تشہیر مہم (ii) خاندانی بہبود پروگراموں کے لیے دستیاب وسائل (iii) شہریوں کی خدمات فراہمی کو یقینی بنانے کے ریاستی نظام صحت کی استعداد اور جوابدہی (iv) تعلیم نسواں اور فیملی میں خواتین کی حیثیت۔

یہ سبھی باتیں خاندانی بہبود پروگراموں میں جزوی طور پر شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک نتائج بھی جزوی طور پر حاصل ہوئے ہیں

قومی آبادی پالیسی

ہندوستان نے اپنی جامع اور کلی قومی آبادی پالیسی (NPP) 2000 واضح اور مفصل مقاصد، حکمت عملی موضوعات اور حکمت عملی کے ساتھ اپنائی ہے۔ یہ پالیسی 2010 تک کچھ سماجی آبادیاتی مقصد حاصل کرنے کا تعین کرتی ہے جو 2045 تک آبادی استحکام کا مقصد حاصل کرنے میں معاون ہوگی۔ پالیسی میں درج فہرست حکمت عملی موضوعات کے نفاذ کے لیے ایک عملی منصوبہ بھی پیش کیا گیا ہے۔

قومی آبادی پالیسی 2000 میں مانع حمل، صحت کی دیکھ بھال کا بنیادی ڈھانچہ، تربیت یافتہ عملہ صحت اور مربوط خدمات فراہم کرانے کی درج ذیل باتوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے اہداف کا تعین کیا گیا۔ (i) کمیونٹی ہیلتھ سنٹر، ابتدائی مراکز صحت اور ذیلی مراکز کو مضبوطی فراہم کرنا (ii) عملہ صحت اور صحت کی دیکھ بھال مہیا کرانے والوں کی مہارت میں اضافہ (iii) خاندانی بہبود پروگراموں کو عوامی پروگرام بنانے کے لیے سماجی سیکٹر کے پروگراموں کو لاگو کرنے کے لیے انھیں مائل کرنا (iv) دیہی اور گھریلو سطح پر گشتی کلینکوں اور مشاورتی خدمات کے ذریعہ ضروری خدمات کا مجموعی پیکج (v) نجی تسلیم شدہ معالجوں کے امکانات تلاش کرنا اور لائسنس شدہ طبی معالجوں کو جو مخصوص معالجانہ خدمات فراہم کر سکیں، نظام کو بحال کرنا۔

ای گروپ

اتر پردیش، مدھیہ پردیش، بہار، راجستھان، اڑیسہ چھتیس گڑھ، اترانچل اور جھارکھنڈ کی پہچان ایسی ریاستوں کے طور پر کی گئی ہے جن کی آبادی میں 1996 تا2016 کے دوران 55 فی صد کا اضافہ ہو سکتا ہے۔ ان ریاستوں کی اہم آبادیاتی حصولیابیوں سے ہندوستان کی آبادی میں استحکام پیدا کرنے کے مقصد سے بااختیار عمل گروپ (EAG) کی تشکیل کی جا چکی ہے۔ ان ریاستوں میں آبادی کنٹرول میں پیچھے رہنے کے سبب یہ قدم اٹھایا گیا ہے EAG کے لیے 2 ارب 50 کروڑ روپے کی رقم دسویں منصوبے کے دوران مختص کی گئی تا کہ ان ریاستوں میں خاندانی بہبود پروگراموں کا صحیح ڈھنگ سے نفاذ کیا جا سکے۔

قومی آبادی کمیشن: قومی آبادی کمیشن (NCP) کی تشکیل 11 مئی 2001 کو ہوئی قومی آبادی پالیسی کے چناؤ کی نگرانی اور جائزہ کی ذمہ داری اس کمیشن کو سونپی گئی ہے۔ اس کمیشن کی پہلی میٹنگ میں وزیر اعظم نے بااختیار عملی گروپ کی تشکیل کا اعلان کیا ہے جو قومی سماجی آبادیاتی اشاریاتی والی ریاستوں پر خصوصی توجہ دیگا۔ آبادی کے استحکام میں اشتراک کے لیے نئے پروجیکٹوں کے لیے اعانت کے سلسلے میں قومی رضا کارانہ وسائل سے چلنے والے فنڈ کو مضبوط کرنے کے مقصد سے قومی آبادی استحکام فنڈ کے قیام کا اعلان اس میٹنگ میں کیا گیا۔

جن سنکھیا استھرتا کوش: پہلے بنے قومی آبادی استحکام فنڈ کو جن سنکھیا استھرتا کوش (JSK) کا نام دیا گیا ہے سوسائٹی کے طور پر 12 جون 2003 کو ابتدائی رقم کو 100 کروڑ کے ساتھ رجسٹر کیا گیا تھا تا کہ مختلف وسائل سے حاصل ہونے والے فنڈ کو ایک ہی مقام سے آبادی استحکام کے لیے امدادی پروجیکٹوں کو فراہم کیا جا سکے۔

کمیونٹی ضروریات کا جائزہ پہلو

یکم اپریل 1996 سے ہندوستان میں خاندانی بہبود پروگرام ہدف سے آزاد بنیاد پر نافذ کیا جا رہا ہے کمیونٹی ضروریات جائزہ کے تحت مانع حمل کا ہدف مقرر کرنے کے بجائے عام لوگوں کی حصہ داری والا لامرکزی منصوبہ ضروری مانا گیا ہے یہ طرز نظر اپنانے سے سماج اور عوامی قائدین جیسے گاؤں کے پردھانوں مہیلا سواستھیہ سنگھوں اور پرائمری اسکول کے ٹیچروں وغیرہ کے قریبی اشتراک سے رائے عامہ ہموار ہوتی ہے اس سے خاندانی بہبود خدمات کی ضروریات کے بارے میں فیصلہ لینے میں آسانی ہوتی ہے۔

تولیدگی اور طفلی صحت کا پروگرام

تولیدگی اور طفلی صحت کا پروگرام (RCH) پورے ملک میں چل رہا ہے۔ حالاں کہ یہ پروگرام اضلاع کی بنیاد پر شروع کیا گیا ہے لیکن ان کے نفاذ کی صلاحیت کے مطابق الگ الگ ضلعوں میں خاص ضرورتوں اور صلاحیتوں کو مدنظر رکھا گیا ہے تا کہ وہاں ان سہولیات کا موثر طور پر استعمال ہو سکے۔ خاندانی بہبود کا یہ ایک ایسا امتیاز پروگرام ہے جس کا بہتر مقصد یعنی تولیدگی صحت اطفال کی بقا اور باروری انضباط اور پروگرام کی شناخت پہلے کے پروگراموں سے بالکل مختلف ہے۔

یہ پروگرام خصوصی طور پر ابتدائی صحت کی بنیادی سہولیات کے ذریعہ پیش کیا جاتا ہے اس پروگرام کا خاص مقصد مادری اور طفلی شرح اموات اور مریضانہ کیفیت کو کم کرنا ہے اور آبادی میں استحکام کے لیے تولیدگی صحت کو یقینی بنانا اور اس کا اختیار پیش کرنا ہے اس پروگرام کو عالمی بینک یوروپی کمیشن , UNICEF UNFPA اور دیگر دوطرف معطی کے ذریعہ مالی اعانت فراہم ہوتی ہے۔

اس پروگرام کا وسط مدتی سطح پر نہ صرف حصولیابیوں کے پس منظر میں جامع طور پر جائزہ لیا گیا بلکہ قومی آبادی پالیسی کے پس منظر میں ان کا جائزہ لیا گیا۔ ضلع سطح پر سروے، قومی خاندان صحت وغیرہ متعدد جائزوں سے RCM کیمپوں، دائی ٹریننگ کے لیے نئی اسکیمیں بنانے اور پروگرام نفاذ کے جائزے اور دور دراز کے علاقوں میں RCM کی مضبوطی کو تقویت حاصل ہوئی ہے۔ پولیو کی ٹیکہ کاری کا بہترین پروگرام جاری ہے۔ ساتھ ہی عام ٹیکہ کاری کو مضبوطی فراہم کرنے کی کوشش بھی جاری ہے۔ 10ویں پنج سالہ منصوبہ کی ترجیحات اور زاویہ نگاہ کو دھیان میں رکھ کر اگلے مرحلے RCM پروگراموں کو تیار کیا جا رہا ہے۔ RCM کیمپ اور دائی تربیتی پروگراموں کی معیاری خدمات کی ستائش دیہی اور دور دراز کے علاقوں کے ذریعہ کی گئی ہے۔

ہمہ گیر ٹیکہ کاری پروگرام

یونیورسل ایمونائزیشن پروگرام (UIP) 1985 میں مرحلہ وار طریقے سے جاری کیا گیا تھا۔ پروگرام کا مقصد ٹیکے سے روکی جاسکنے والی چھ بیماریوں یعنی تپ دق، ڈپتھیریا، کالی کھانسی، ٹٹنس، پولیو اور چیچک سے تحفظ فراہم کرکے اطفال اور بچوں میں زچگی مرضیت اور زچگی کے دوران ہونے والی اموات کی شرح کم کرنا تھا۔

ٹیکا کاری پروگرام کا اطلاق 90-1985 کے درمیان کافی تیزی سے ہوا۔ اس کے بعد بھی 85 فی صد سے 100 فی صد کے درمیان سبھی اینٹی جن کے لیے ٹیکا کاری لگاتار چل رہی ہے۔ تعین قدر کے مختلف سروے کے مطابق 2000-1990 اور 2001-2000 کے درمیان ٹیکا کاری کی وسعت میں نمایاں تیزی آئی ہے۔ BCG کے معاملے میں 11.6 پوائنٹ، 3-DPT کے معاملے میں 25.3 پوائنٹ، 3-DPV کے معاملے میں 17.9 پوائنٹ اور خسرہ کے ٹیکے کے معاملے میں 14 پوائنٹ کا اضافہ درج کیا گیا ہے۔ پیدائش کے پہلے سال کے دوران ہی پوری طرح ٹیکہ شدہ بچوں کی تعداد 37.8 فی صد سے بڑھ کر 56 فی صد ہوگئی ہے۔ بہار و اتر پردیش میں سبھی طرح کے اینٹی جن ٹیکوں کی وسعت کے معاملے میں لگاتار کم کوریج دکھا رہے ہیں۔

عام ٹیکا کاری پروگرام میں بہتری کے IDA تائید یافتہ پراجیکٹ 31 جنوری 2001 کو شروع کیا گیا اور اسے ملک میں تین سال کی مدت میں لاگو کیا جاتا ہے۔ پراجیکٹ کی کل لاگت 1,118 کروڑ روپے ہے، جس میں IDA کے ذریعے دیا گیا 709.9 کروڑ روپے کا قرض بھی شامل ہے۔ اس پراجیکٹ کے اہم اجزاء ہیں: (a) انسداد پولیو سرگرمیاں (b) عام ٹیکا کاری خدمات کو مضبوط بنانا، اور (c) پروگرام کے لیے وسط مدتی خاکہ بنانا۔

پلس پولیو کے انسداد کی مہم

ملک میں پولیو کا پوری طرح قلع قمع کرنے کی مہم میں تیزی لانے کے لیے 96-1995 میں پلس پولیو کے سدباب کی مہم میں کافی پیش رفت ہوئی، اس کے تحت پیدائش سے 5 سال تک کے سبھی بچوں کے لیے 6 ہفتے کے وقفے سے پولیو کے ٹیکے کی بوندیں پلائی جاتی ہیں۔ بچوں کو پلس پولیو کی خوراک دینے کے ہر دور میں 16 کروڑ سے زیادہ بچوں کو پولیو کی خوراک دی گئی۔ سال 1998 میں تقریباً 1934 پولیو کے معاملے سال 2001 تک گھٹ کر 268 رہ گئے ہیں۔

سال 2002 میں ہندوستان میں بڑے پیمانے پر پولیو کے معاملے سامنے آئے۔ سال 2002 کے دوران کل 1600 پولیو کے معاملے سامنے آئے۔ ملک میں سب سے زیادہ پولیو میں مبتلا مریضوں کی تعداد اتر پردیش میں بہار میں اس بیماری کا قہر جاری ہے اور راجستھان، مغربی بنگال، ہریانہ، گجرات اور دہلی میں پولیو کے وائرس کے پھر سرگرم ہو جانے سے مقامی سطح پر پولیو کے معاملے سامنے آئے ہیں۔ 2003 میں 26 جولائی تک ملک کے 52 ضلعوں میں پولیو کے کل 93 معاملے سامنے آئے۔

ہندوستان 2007 تک پولیو سے آزاد ہونے کی توثیق حاصل کر لینے کے اپنے عہد کا پابند ہے۔

ہیپاٹائٹس B پروجیکٹ

حکومت نے ہمہ گیر ٹیکہ کاری پروگرام کے تحت ہیپاٹائٹس B کے ٹیکے بچوں کے لیے آزمائشی بنیاد پر شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے یہ پروجیکٹ سال 03-2002 میں ملک کے 15 شہروں اور 04-2003 کے دوران 32 ضلعوں میں لاگو کیا جائے گا۔ یہ پائلٹ پروجیکٹ ٹیکہ اور ٹیکہ کاری کے لیے قائم عالمی تنظیم (GAVI) کے تعاون سے چلائی جارہی ہے وزیراعظم نے 10 جون 2002 کو نئی دہلی میں اس کی شروعات کی ہے۔ دسویں منصوبے کی مدت کے دوران اس نئے ٹیکے کا احاطہ مزید بڑھایا جائے گا۔

پروجیکٹ حکمت عملی (a) یہ پروجیکٹ 15 شہروں کی جھگی بستیوں اور ان ضلعوں میں لاگو کیا جائے گا جہاں ہیپاٹائٹس B پھیلنے کا خطرہ ہے اور جہاں پر موجودہ استعمال کیے جانے والے ٹیکوں کے ساتھ زیادہ کوریج (80 فی صد سے زیادہ) کے لیے جائزہ لیا گیا ہے (b) یہ آزمائشی پروجیکٹ 2 سال سے زیادہ کی مدت کے لیے کیا جائے گا۔ ابتدائی ویکسین DTP کی تین خوراکوں کے ساتھ ہیپاٹائٹس B کی خوراک دی جائے گی (c) 2 سال کی مدت کے آخر میں حاصل نتائج کی بنیاد پر ہیپاٹائٹس B لاگو کرنے کے طویل مدت تولیدگی اور طفلی صحت کے پروگرام (RCH) کے تحت تربیت کے منصوبے تیار کیے جائیں گے جس میں ہمیں ہمہ گیر ٹیکہ کاری پروگرام کے تحت 10 ویں پنج سالہ منصوبہ (2003 تا 200) کے باقی مدت کے لیے قومی سطح پر لاگو کیا جاسکے (a) اس ابتدائی پروجیکٹ کے بعد حکومت ملک کے دیگر شہروں اور ضلعوں میں ہیپاٹائٹس B کے ٹیکوں کو شروع کرے گی۔

RCH کے تحت تربیت

تولیدگی اور طفلی صحت کے پروگرام RCH کے تحت تربیت نہایت اہم ہے۔ صحت و خاندانی بہبود کی قومی انسٹی ٹیوٹ (NIHFW) تربیتی سرگرمیوں کا اہم مرکز ہے۔ تربیتی سرگرمیوں کے ارتباط اور نگرانی کے لیے 15 معاون تربیتی اداروں کی شناخت کی گئی ہے ان میں سے 15 ادارے سرکاری سیکٹر کے ہیں، جبکہ 3 ادارے غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعہ چلائے جاتے ہیں۔ ریاستی اور علاقائی صحت اور خاندانی بہبود ادارے کے علاوہ ملک میں تربیتی اداروں کا ایک جامع نیٹ ورک تربیتی سرگرمیوں کا اہتمام کرتا ہے۔ اس میں 500 سے زیادہ ANM ٹریننگ اسکول 45 ایل ایچ کے تربیتی اسکول، تقریباً 200 ضلع تربیتی مراکز، 47 صحت اور خاندانی بہبود تربیتی مراکز شامل ہیں۔ ان کے علاوہ انتظامی تربیت کے 7 ادارے اور مواصلاتی تربیت کے لیے 8 ضلع سطحی اور 15 بلاک سطحی اداروں کے ساتھ ساتھ خصوصی مہارت تربیت کے لیے ریاستوں میں مختلف اداروں کی شناخت کی گئی ہے RCH پروگرام کے تحت لا مرکزی طور پر تربیت دی جاتی ہے جس میں مہارت پر مبنی تربیت کے زیادہ سے زیادہ لوگوں کی حصہ داری کی خاص اہمیت ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کے طریقے

سال 03-2002 کے دوران کل ہند پیمانے پر خاندانی منصوبے اپنانے والوں کی کل تعداد سال 02-2001 کے مقابلے 7.8 فی صد زیادہ ہے 03-2002 کے دوران خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں کے لحاظ سے حصولیابیاں اس طرح ہیں: نس بندیاں 47.31 لاکھ IUD دخول 61.08 لاکھ، کنڈوم استعمال کنندگان 165.37 لاکھ اور مانع حمل گولیاں کھانے والیاں 82.43 لاکھ۔

قومی خاندانی صحت سروے کے مطابق مانع حمل طریقوں کا استعمال 93-1992 میں 40.6 فی صد سے بڑھ کر 99-1998 میں 2-48 فی صد ہو گیا۔ سال 2002 کے دوران ہنگامی امتناع حمل اور کاپر ٹی A-38 تک قومی خاندانی بہبود پروگرام میں شامل

کیا گیا۔ کاپرٹی 200B کے مقابلے کاپر 380AT زیادہ عمدہ ہے کیونکہ اس سے 7 سے 10 سال تک امتناع حمل کو تحفظ حاصل ہوتا ہے۔

امتناع حمل

قومی خاندانی بہبود پروگرام کے تحت بچوں کی پیدائش میں فاصلہ رکھنے کے لیے کئی طرح کی امتناع حمل خدمات فراہم کرائی جاتی ہیں جن میں کنڈوم، مانع حمل گولیاں درون رحمی ترا کیب (IUD) اور ہنگامی امتناع حمل شامل ہیں۔ گولیاں مفت تقسیم اسکیم اور سماجی فروخت کاری تقسیم کے تحت فراہم کی جاتی ہیں۔ IUD مفت تقسیم اسکیم کے تحت فراہم کی جاتی ہے۔ سماجی فروخت کاری پروگرام کے تحت کنڈوم اور مانع حمل گولیاں دونوں کی فروخت رعایتی شرح پر کی جاتی ہے۔ جن سرکاری اور نجی تنظیموں کے نٹ ورک کے ذریعہ فروخت کاری ہوتی ہے اسے سماجی مارکیٹنگ تنظیمیں کہا جاتا ہے۔

ہنگامی مانع حمل گولیاں قومی خاندانی بہبود پروگرام کے تحت پہلی بار 03-2002 میں شامل کی گئی۔ ہنگامی مانع حمل طریقہ جنسی مباشرت کے غیر محفوظ عمل کے بعد غیر مطلوبہ حمل کو روکنے (اس میں جنسی طور پر زبردستی کیے جانے کے بعد، زنا کاری یا مانع حمل کی ناکامی کے سبب حمل ٹھہرنا شامل ہے) کے لیے اپنایا جاتا ہے۔

بغیر چیرا لگائے نس بندی (No-Scalpal Vasectomy)

یہ پروگرام اپنے جنسی برتاؤ کے لیے مردوں کو زیادہ ذمہ دار بنانے، تولیدی صحت معلومات اور خدمات کے تئیں آگاہ رہنے اور اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ مل کر امتناع حمل کے انتخاب کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

بغیر چیرے کے نس بندی کو مقبول بنانے کے لیے یہ پروگرام جاری رہے گا جو کہ 1998 میں شروع ہوا تھا۔ مارچ 2003 تک ملک میں بغیر چیرے کے نس بندی (NSV) کے 465 سیشن ہوئے 2,87,388 لوگوں نے NSV اپنایا اور 1,354 ڈاکٹروں کو اس عمل کی تربیت دی گئی۔ تربیت یافتہ 1,354 ڈاکٹروں میں سے 1056 کو NSV کی تکنیک کے لیے سرٹیفائی کیا گیا جو لوگوں میں اس عمل کی سہولیات مہیا کرائیں گے۔ 53 ڈاکٹروں کو ریاستی NSV تربیت دہندگان کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے جبکہ 60 ڈاکٹروں کو ضلع تربیت دہندگان کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ تصدیق شدہ تربیت دہندگان اپنی ریاست اور ضلع کے دیگر ڈاکٹروں کو تربیت فراہم کرتے ہیں۔ اس عمل سے یہ یقینی بنایا جا سکے گا کہ دور دراز تک ہر علاقے میں NSV کے تربیت یافتہ فرد دستیاب ہیں۔ دور دراز کے علاقوں تک NSV تربیت یافتہ عملہ کی دستیابی سے ملک میں مردوں کی نس بندی کی قبولیت بڑھے گی۔ مرد نس بندی کا فی صد بڑھا ہے 1997 میں یہ 1.8 فی صد تھا جو 2002 میں بڑھ کر 2.46 فی صد ہو گیا۔ 1998 میں NSV پروجیکٹ کے لاگو ہونے کے بعد یہ اضافہ ہوا ہے۔

مادری صحت پروگرام

ملک میں زچہ بچہ کی صحت کا مسئلہ سب کے لیے قابل فکر ہے۔ ملک میں زچگی کے دوران ایک لاکھ میں سے 407 ماؤں کی موت ہو جاتی ہے۔ اس خطرناک مسئلے سے نمٹنے کے لیے موجودہ آرسی ایچ پروگرام میں دخل دینے کے کئی طریقہ سوچے گئے ہیں جو یہ ہیں:۔ پہلی ریفیرل یونٹیں طے کر کے ابتدائی صحت مراکز ر مرکزی صحت مراکز میں چوبیس گھنٹے زچگی کی خدمات مہیا کر کے ادارہ جاتی زچگی کی حوصلہ افزائی کرنا، حاملہ خواتین کا آغاز میں ہی رجسٹریشن کرانا، تاکہ ایسا انتظام ہو سکے کہ کسی بھی ہنگامی صورت

حال میں احتیاطی اقدام کئے جاسکیں۔ حاملہ عورتوں کی زچگی سے قبل کم سے کم تین بار جانچ کرنا تاکہ یہ پتہ چل سکے کہ بچے کی نشو ونما مناسب طریقے سے ہورہی ہے۔ زچگی کے بعد بھی تین بار جانچ کرنا جس سے زچگی کے بعد زچہ کی صحت کا پتہ چل سکے۔ لوگوں کو پنچایت کے ذریعہ زچگی خدمات طریقہ کار سے واقف کرانا اور اس کے لیے غریب خاندانوں کی حاملہ خواتین کو اسپتال پہنچانے کا خرچ مہیا کرانے کے لیے ایک خدماتی فنڈ کا قیام کرنا۔ بہتر خدمات دینے کے مقصد سے اے این ایم کے میدان عمل کو بڑھانا اور آئی ای سی اور ٹریننگ کے ذریعہ معاشرتی بیداری پیدا کرنا۔

قانونی اسقاط حمل

ملک میں اسقاط حمل کے غیر محفوظ طریقے اپنانا عورتوں کی اموات کا ایک اہم سبب ہے SRS (RGI 1998) کے مطابق غیر محفوظ اسقاط حمل کے سبب 8.9 فی صد عورتوں کی اموات ہوئی ہے۔ عورتوں کو صحت سے متعلق اس خطرے سے بچانے کے لیے حمل کے طبی اسقاط ایکٹ 1971 کا نفاذ ہوا۔ اس ایکٹ کے تحت حاملہ خواتین 20 ہفتہ کے حمل کی مدت تک کا حمل گرا سکتی ہیں۔ دختر جنس کش کو روکنے کے مقصد سے بچے کی پیدائش سے پہلے جنس کا پتہ لگانے کی تکنیک غلط استعمال روکنے کے لیے (ریگولیشن اور غلط استعمال) ایکٹ 1994 سے پورے ملک میں لاگو کردیا گیا۔ یہ قانون جنین کا پتہ لگانے سے روکتا ہے۔ اس کے تحت جنس کی قبل پیدائش پتہ لگانے سے متعلق اشتہارات پر بھی پابندی لگائی گئی ہے اور اس کی خلاف ورزی پر سزا کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

اگر یہ محسوس ہو کہ حمل کی وجہ سے غیر تندرست بچے کی پیدائش ہوگی یا متواتر حاملہ ہونے کی وجہ سے ماں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے یا پھر زنا کے معاملے میں یا مانع حمل طریقے ناکامیاب ہوں تو قانونی طور پر اسقاط حمل کرایا جاسکتا ہے۔ اس وقت ملک میں 10,403 قانونی (منظور شدہ) اسقاط حمل مراکز ہیں۔ 02-2001 کے دوران 7,66,762 اسقاط حمل کرائے گئے۔ طبی اسقاط حمل ایکٹ 1971 میں ترمیم کی گئی ہے۔ نچلی سطح پر صحت خدمات میں محفوظ اسقاط حمل کے لیے خدمات لامرکزی کرنے کے لیے وزارت خاندانی بہبود نے آزمائشی پروجیکٹ میں مینوئل ویکیوم ایسپی ریشن تکنیک آٹھ ریاستوں کے دو دو ضلعوں میں شروع کی ہے۔ ان میں اڑیسہ، مغربی بنگال، راجستھان، اترانچل، اتر پردیش، مدھیہ پردیش، آندھرا پردیش اور تملناڈو شامل ہیں۔ ہندستانی وضع حمل سے متعلق اور مرحیات نسوانی سوسائٹیوں کے فیڈریشن (FOGSI) کے ذریعہ اس پروجیکٹ کے ٹریننگ جزو کا ارتباط کیا جائے گا۔

بنیادی دیہی صحت خدمات: دیہی علاقوں میں یہ خدمات مربوط صحت وخاندانی بہبود نظام کے نٹ ورک سے فراہم کرائی جاتی ہیں۔ 3 مارچ 2001 تک 3,043 کمیونٹی صحت مراکز: 22,842 ابتدائی صحت مراکز اور 1,37,311 ذیلی مراکز کا ایک جامع نٹ ورک تیار کرلیا گیا ہے۔ اس کے ذریعہ سماج میں نچلی سطح تک بنیادی صحت خدمات فراہم کرائی جاتی ہیں۔ علاقوں میں 5,000 کی آبادی کے لیے ایک ذیلی مرکز ہے جس میں ایک خاتون اور ایک مرد ملازم ہوتا ہے۔ درج فہرست ذات اور قبائل والے دشوار علاقوں میں 3,000 کی آبادی پر ایک ذیلی مرکز کا بندوبست ہے۔ میدانی علاقوں میں 30,000 کی آبادی پر قبائلی دشوار علاقوں میں ایک ابتدائی صحت مرکز کا اہتمام ہے۔ ایک کمیونٹی صحت مرکز 80,000 سے 1 لاکھ 20 ہزار تک کی آبادی والے علاقوں میں اپنی خدمات فراہم کراتا ہے۔ ایک پرائمری ہیلتھ مرکز میں بیڈ سمیت سہولیات سے مزین لیباریٹری اور ایکسرے سہولت بھی دستیاب رہتی ہے۔

پیدائش سے قبل جنس معلوم کرنے پر روک

دختر جنین کش کو روکنے کے مقصد سے بچے کی پیدائش سے پہلے جنس کا پتہ لگانے کی تکنیک کا غلط استعمال روکنے کے لیے (ریگولیشن اور غلط استعمال) ایکٹ 1994 بنایا گیا جو یکم جنوری 1996 سے پورے ملک میں لاگو کر دیا گیا یہ قانون جنین کے جنس کے تعین اور پتہ لگانے سے روکتا ہے۔ اس کے تحت جنس کے قبل پیدائش سے پتہ لگانے سے متعلق اشتہارات پر بھی پابندی لگائی گئی ہے اور اس کی خلاف ورزی پر سزا کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

سپریم کورٹ کی ہدایت پر متعلقہ قانون کو نافذ کرنے میں دقتوں کو دور کرنے کے لیے 14 فروری 2002 سے اس کے ضوابط اور قوانین میں ترمیم کی گئی۔

چونکہ اس ایکٹ کو لاگو کرنے کی ذمہ داری ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں پر ہے اس لیے انھیں تجویز پیش کی گئی ہے کہ الٹرا ساؤنڈ مشین کا استعمال کرنے والی سبھی تنظیموں کا اندراج کیا جائے۔ اس سلسلے میں متاثر ریاستوں میں موقع پر جا کر حالات کا جائزہ لینے اور نگرانی رکھنے کے لیے ایک قومی نگرانی نفاذ کمیٹی کی بھی تشکیل کی گئی ہے۔

آبادی تحقیقی مرکز اسکیم

مرکزی وزارت برائے صحت اور خاندانی بہبود نے آبادی کنٹرول، اور آبادیات اور سماجی و معاشی سروے کے مختلف موضوعات پر تحقیق کے لیے قومی راجدھانی خطہ دلی کے بشمول 17 ریاستوں میں 18 آبادی تحقیق مراکز قائم کیے ہیں ان میں 12 مرکزی یونیورسٹیوں میں 6 مراکز دیگر اداروں میں کام کر رہے ہیں۔ ان مراکز میں آبادی کے استحکام، آبادیاتی، سماجی آبادیاتی جائزوں اور آبادی و خاندانی بہبود کے مواصلاتی پہلوؤں پر مختلف موضوعات میں تحقیقی عمل کرتے ہیں۔ سال 03-2002 کے دوران ان مراکز نے 134 تحقیقی عمل مکمل کیے اور 2 پرچے نکالے جبکہ 95 مطالعاتی پرچے پر یکم اپریل 2003 تک کام چل رہا تھا۔

ہندستانی نظام ادویہ اور ہومیوپیتھی

آیورویدو سدھ اور یونانی ادویہ جیسے ہندستانی نظام علاج اور یوگ اور قدرتی علاج جیسے بغیر دوا کے نظام علاج کا ہندستان میں بڑے پیمانے پر استعمال ہوتا رہا ہے۔ صدیوں پہلے ان نظام علاج میں کافی فروغ ہو چکا تھا اور ہندستان میں انگریزوں کی آمد سے قبل خاص طور پر علاج کے یہی طریقے اختیار کیے جاتے تھے۔ ہومیوپیتھی کی ابتدا جرمنی سے ہوئی لیکن ہندوستان میں اس کا استعمال کافی ہوتا ہے۔ یہ طریقہ محفوظ، یقینی، کفایتی، امراض کی روک تھام اور علاج کی سہولتیں فراہم کرتا ہے جس کے نتیجے میں متعدد صحت کے مسائل کافی کم لاگت میں حل کیے جا سکتے ہیں۔

ملک کی آزادی کے بعد حکومت نے ہندستانی طریقوں اور ہومیوپیتھی کی اہمیت کو تسلیم کیا اور لوگوں کی صحت سے متعلق مسئلوں کے لیے انہیں قابل استعمال طریقوں کے طور پر فروغ دینے کی کوشش کی۔ یہ محسوس کیا گیا کہ عالمی ادارہ صحت (WHO) کے ذریعہ مقرر سب کے لیے صحت کا نشانہ محض ایلوپیتھی کے ذریعہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس نشانے کو حاصل کرنے کے لیے ہندوستانی نظام علاج اور ہومیوپیتھی کو بھی شامل کیا جانا ضروری ہے اس لیے آیوروید، سدھ اور یونانی ادویہ جیسے روایتی طریقوں کو اور ایلوپیتھی کے ساتھ ساتھ قومی نظام علاج میں شامل کیا گیا۔ پہلی بار ہندوستانی نظام طب اور ہومیوپیتھی کے بارے میں ایک

علاحدہ قومی پالیسی 2002 بنائی گئی اس پالیسی کا مقصد بہتر صحت کو فروغ دینا، خدمات میں وسعت فراہم کرنا اور لوگوں کو مناسب قیمت پر ISM&H خدمات کی دستیابی کو یقینی بنانا ساتھ ہی ساتھ قومی پروگرام کے تحت صحت کے حفاظتی نظام میں ISM&H کو مربوط کرنا ہے۔

ہندوستانی نظام علاج اور ہومیو پیتھی کا محکمہ: محکمہ 1995 میں وجود میں آیا۔ اس میں ادویہ کنٹرول سیل ادویاتی پلانٹ سیل اور پیٹنٹ سیل کے علاوہ محکمہ کے دہلی میں آیورویدا اسپتال اور 15 خود مختار اکائیاں بشمول 3 تنظیمیں ہیں۔ قومی ادویاتی پلانٹس بورڈ بھی اس محکمہ کے تحت ہے۔

ان طریقوں میں پیڑ پودوں سے بنی ادویات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر چہ بحری اور معدنی اشیا سے بنی دوائیں بھی کام میں لائی جاتی ہیں۔ نتیجتاً اب ان سسٹم کی اداری شکل کے طور پر فروغ ہوا ہے۔ جس میں قانونی تعدیلی باڈی، تحقیقاتی کونسل، قومی کونسل، فارماکوپیل لیبارٹریز اور ادویہ پیداوار کی اکائیاں شامل ہیں۔

قانونی انضباطی کونسلیں: بھارتی ادویات کی مرکزی کونسل (سی۔سی۔آئی۔ایم) اور مرکزی کونسل برائے ہومیو پیتھی کا قیام پارلیمنٹری قانون کے تحت کیا گیا۔ آیوروید، سدھ اور یونانی طریقہ کار، مرکزی ہومیو پیتھی کونسل کے تحت مرکزی ہندوستانی ادویات وہومیو پیتھی کونسل کے دائرے میں آتی ہیں۔ یہ کونسلیں نصاب کا تعین، تعلیم کا معیار بنانے اور اسے قائم رکھنے اور آیوروید، سدھ، یونانی اور ہومیو پیتھی کے ڈاکٹروں کا مرکزی رجسٹر رکھنے کا کام کرتی ہیں۔ ان کی اہم ذمہ داری تعلیم کو باضابطہ بنانے اور متعلقہ نظاموں کے تحت میڈیکل پریکٹس کا اہتمام کرنا ہے تاہم مرکزی کونسلوں کے ایکٹ میں ترمیم کے بعد مرکزی حکومت کو ISM&H نظام کی تعلیم کے لیے کوئی کالج کھولنے، اعلیٰ نصابات شروع کرنے اور داخلہ صلاحیت بڑھانے کی منظوری دینے کا اختیار حاصل ہو گیا ہے۔ حکومت ISM&H کی فارمیسی تعلیم کو منضبط کرنے کے لیے ایک خود مختار کونسل کے قیام پر غور کر رہی ہے۔

تحقیق کونسلیں: چار چوٹی کی تحقیقی کونسلوں کے نام اس طرح ہیں: مرکزی کونسل برائے آیوروید وسدھ تحقیق، مرکزی کونسل برائے یونانی علاج تحقیق، مرکزی ہومیو پیتھی تحقیقی کونسل، مرکزی یوگ وقدرتی علاج کونسل۔ یہ کونسلیں ملک بھر میں پھیلی اپنی اکائیوں کے ذریعہ تحقیق کا کام کراتی ہیں۔ یہ صحت کی دیکھ بھال، ادویات کے تحقیقی سروے سمیت، بناتاتی کیمیا، علم الادویہ ادویاتی پودوں کی کھیتی اور ادویات کی معیار بندی کے میدان میں طبی تحقیق۔ مرکزی یوگ اور قدرتی علاج سے متعلق تحقیق کونسل (CCRYN) کا مقصد یوگ اور قدرتی علاج کے شعبہ میں بھی سائنسی تحقیق سروے کا کام کرتی ہیں اور اعلیٰ درجے کے قدیم ادب کو بحال کرنے، زچگی سے قبل اور زچگی کے بعد کی دیکھ بھال پر ریسرچ کرنے اور مانع حمل ادویات کو فروغ دینے کے کام میں لگی ہوئی ہیں۔

مرکزی یوگ اور قدرتی علاج سے متعلق تحقیقی کونسل (CCRIN) کا مقصد یوگ اور قدرتی علاج کے شعبہ میں بھی سائنسی تحقیق کرنا ہے۔

مرکزی مخزن ادویہ تجربہ گاہیں

حکومت نے ہندوستانی اور ہومیو پیتھی ادویات کی مخزن ادویہ لیباریٹری قائم کی ہے۔ مخزن ادویہ لیباریٹری مخزن ادویہ معیارات کے تعین کرنے اور ادویات کے آیوروید، یونانی اور سدھ اور ہومیو پیتھی میں استعمال کی جانے والی ادویات کی کوالٹی جانچ

کرتی ہیں اور بطور اپیلی تجزیہ گاہیں بھی کام کرتی ہیں۔

ادویہ کی ضابطہ بندی: ہندستانی نظام علاج اور ادویات ہومیوپیتھی، ادویات وکاسمٹکس ایکٹ 1940 کے تحت شامل ہیں۔ آیورویدِ، سدھ اور یونانی ادویات کے لیے ایک الگ سے ادویاتی تکنیکی مشاورتی بورڈ ہے۔ ادویہ بنانے والوں کے لائسنس ریاستی ادویات اتھارٹی جاری کرتی ہے۔ ISM&H ادویات اور کچے مال کی کوالٹی اور صداقت کی جانچ کے لیے ادویاتی جانچ لیبارٹریاں قائم کی جارہی ہیں اور انھیں تسلیم کیا جارہا ہے۔

آیوروید اور یونانی پیداکاری اکائیاں: موہان، اترانچل میں واقع، دی انڈین میڈیسن فارماسیوٹکل کارپوریشن لمیٹڈ بہتر وعمدہ فارمولوں سے آیوروید و یونانی دوائیں تیار کرتا ہے۔ یہ کمپنی 300 سے زیادہ آیوروید ک اور یونانی دوا بھی بناتی ہے جو خصوصی طور پر مرکزی حکومت کی صحت اسکیم (CGHS) کے دواخانوں کو فراہم کی جاتی ہے۔

قومی ادویاتی پلانٹ بورڈ: 24 نومبر 2000 کو اعلان کیے گئے قرارداد کے تحت قومی ادویاتی پلانٹ بورڈ قائم کیا گیا۔ اس بورڈ کا مقصد ایک ایسی ایجنسی کا قیام جو ادویاتی پودوں سے متعلق سبھی معاملوں کے ارتباط کے لیے ذمہ دار ہو اس میں ادویاتی پودوں کی کھیتی، تحفظ موزوں کٹائی تحقیق، عمل کاری اور اس سیکٹر کے لگاتار فروغ کے لیے کچے مال کے لیے مارکیٹنگ سے جڑی صحت عملی تیار کرنا اور پالیسی بنانا بھی شامل ہے۔

قومی ادویاتی پود بورڈ (NMPB) نے ہر ریاست میں ریاستی ادویاتی پود بورڈ (SMPB) قائم کرنے کے لیے اقدامات شروع کیے ہیں جولائی 2003 تک SMPB27 قائم ہو چکے تھے۔

بنیادی سہولیات

ہندستانی نظام علاج اور ہومیوپیتھی کے تحت ہندوستان میں صحت کی دیکھ بھال کے لیے ایک وسیع ڈھانچہ ہے۔ اس میں 65,159 بستروں کی صلاحیت والے 3,845 اسپتال ڈسپنسریاں، 473 انڈر گریجویٹ کالج 100 کالج پوسٹ گریجویٹ شعبوں کے ساتھ 9,226 ادویات بنانے والی فارمیسیاں اور ہندوستانی نظام علاج اور ہومیوپیتھی کی پریکٹس کرنے والے 6 لاکھ 91 ہزار ڈاکٹر موجود ہیں۔

دسویں منصوبے کے دوران منصوبے کے تحت 775 کروڑ روپے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ 2004-2003 کے لیے 145 کروڑ مختص کیے گئے ہیں۔

تعلیمی معیار

اس محکمے کے زیر نگرانی پورے ملک میں 437 کالج کام کر رہے ہیں جس میں 100 کالج پوسٹ گریجویٹ تدریس کے لیے ہیں۔ نظام سدھا میں چھ سدھا میڈیکل کالج ہیں جن میں سے دو کالجوں میں پوسٹ گریجویٹ سطح کی تعلیمی سہولیات ہیں۔ اس سسٹم کی حوصلہ افزائی کے ماڈل ادارے کے طور پر قومی سطح کے تعلیمی ادارے بھی قائم کیے گئے ہیں۔

مرکزی حکومت انڈر گریجویٹ اداروں کے کام کاج کو بہتر بنانے اور ان کے معیار میں اضافے کے لیے مالی امداد فراہم کر رہی ہے۔ معلموں، ڈاکٹروں اور نیم علاجی عملے کے کام کے ساتھ ساتھ تعلیم جاری رکھنے اور ان میں حوصلہ پیدا کرنے کے لیے

تربیتی پروگرام چلائے جارہے ہیں۔ ریاستی حکومتیں ان کورسوں کے لیے معلموں اور ڈاکٹروں کے نام اسپانسر کرتی ہیں۔ اس درمیان ہندستانی طریقہ علاج اور ہومیوپیتھی کے گریجویٹ یا پوسٹ گریجویٹ کالجوں کو مضبوطی فراہم کرنے کے لیے موجودہ منصوبے میں ہندستانی طریقہ علاج اور ہومیوپیتھی سے متعلق علم کی تعلیم کے مختلف اجزاء کو بھی اس میں شامل کرلیا گیا ہے۔ یوگ اور قدرتی علاج کی تعلیم کے شعبے میں، نصاب میں شامل کئے جانے والے موضوعات تیار کرلیے گئے ہیں۔ اس کے لیے علیحدہ انضباطی ادارے بنانے کے سوال پر غوروخوض ہورہا ہے۔

ادویہ کی معیار بندی اور کوالٹی کنٹرول

آیوروید، سدھ، یونانی اور ہومیوپیتھی کی دواؤں کی ذخیرہ ادویہ کمیٹیاں دواؤں کے معیار بندی کے ارتقاء کے لیے کوشاں رہی ہیں۔ 258 آیورویدک دواؤں 45 یونانی دواؤں کی معیار بندی کو شائع کیا جاچکا ہے۔ ہومیوپیتھی ادویات کی لغت کمیٹی نے 916 دواؤں کو معیار بند کیا ہے جو آٹھ حصوں میں ہے۔

ہومیوپیتھی ادویات پہلی جلد شائع ہونے والی ہے۔ اس وقت محکمہ کی دو مرکزی لیباریٹریاں یعنی ہندوستان ادویاتی نظام کی مخزن ادویہ لیباریٹری اور ہومیوپیتھی مخزن ادویہ جو کہ غازی آباد میں واقع ہیں۔ مخزن ادویہ سے متعلق کمیٹیوں کو تکنیکی مدد فراہم کر رہی ہیں۔ معروف یونیورسٹیوں اور اداروں کے 15 تجربہ گاہوں کے ساتھ مرکزی تجربہ گاہیں بھی ISM دواؤں کے ادویہ معیار کو فروغ دینے میں لگی ہوئی ہیں۔ ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی ادویاتی جانچ تجربہ گاہوں اور ادویات بنانے کی اکائیوں کو مضبوطی فراہم کرنے کے لیے اسکیم نافذ کی گئی ہے تاکہ خام مواد اور معیاری دواؤں کے بنانے میں کوالٹی اور کھرے پن کو یقینی بنایا جاسکے۔ نجی ادویہ جانچ تجربہ گاہوں کو تسلیم کرکے دوا کی جانچ کے لیے سہولیات میں اضافہ کے لیے محکمہ ہندوستانی طبی نظام اور ہومیوپیتھی نے ادو موثر بنانے کا اہتمام کیا ہے۔

636 آیورویدک، 746 یونانی اور 248 سدھ دواؤں کے فارمولے اور ضروری دوائیں درج فہرست کرکے شائع کی گئی ہیں دوا معیارات کے لیے آیورویدک، سدھ اور یونانی ادویہ تکنیکی صلاح کار بورڈ اور ادویہ صلاح کار کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ روایتی ادویات کے پیٹنٹ وعدوں کو روکنے کے لیے آیوروید کی اصل کتابوں کی ڈاٹا بنیاد پر 35 ہزار فارمولے لے کر روایتی علم کی ڈیجیٹل لائبریری پروجیکٹ اور سائنٹیفک اور صنعتی تحقیق کونسل میں ارتباط قائم کیا گیا ہے اس پروجیکٹ میں آیوروید اور انفارمیشن ٹکنالوجی اور پیٹنٹ اور ذہانت حقوق کے ماہرین اس کام میں مشغول ہیں ابھی تک 35,000 فارمولوں پر کام پورا کرلیا گیا ہے۔

عام بیماریوں کی ضرورت والی ہومیوپیتھک دواؤں کی شمولیت کے لیے ادویہ اور کاسمٹک ایکٹ 1945 میں ترمیم کی گئی ہے یہ دوائیاں لائسنس شدہ فامیسیوں پر فروخت کی جائیں گی یہ 49 دوائیں ملک میں ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی فارمیسیوں میں دستیاب رہیں گی۔

ISM&H ادویات کے خام مال

ہندستانی طریقوں اور ہومیوپیتھی کے دواؤں کی لیے خام مال کے طور پر مختلف جڑی بوٹیاں، معدنیات، دھات اور بحری اور جانداروں سے پیدا شدہ اشیا استعمال کی جاتی ہیں۔ 80 فیصد دوائیں جڑی بوٹیوں سے حاصل کی جاتی ہیں۔ محکمہ نے ایسے پودوں کی سپلائی بڑھانے کے لیے تحفظ، روک تھام ٹیسو کلچر، جین بینکوں میں ذخیرے اور ایسے پودوں کے بڑے پیمانے پر باغیچے تیار

کرنے کے لیے اقدام کیے ہیں۔ زرعی تکنیکوں کے فروغ کے لیے تحقیقی اداروں کو امداد بہم پہنچانے کے لیے ایک خصوصی منصوبہ تیار کیا گیا ہے جس میں سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کو شامل کیا گیا ہے۔ اس منصوبے میں 34 ادارے شامل ہیں اور انہیں پودوں کے تحفظ کا کام دیا گیا ہے۔ 140 ادویاتی پودوں پر کام پورا کرلیا گیا ہے اور اشاعت کے لیے اسے جلد ہی آخری شکل دی جائے گی۔ محکمہ نے ادویات والے پودوں سے متعلق بورڈ (میڈیسن پلانٹس بورڈ) کی تشکیل کی ہے۔ یہ بورڈ ادویاتی پودوں کے تحفظ، مارکٹنگ اور برآمد کرنے میں تال میل قائم کرے گا۔ یہ بورڈ کاروباری لحاظ سے اہم ادویاتی پودوں کی کھیتی بڑے پیانے پر کرنے کے پروجیکٹوں کو مدد دیتا ہے۔

تحقیق اور ترقی

ہندوستانی معالجاتی نظام اور ہومیوپیتھی سے متعلق تحقیق اور ترقیاتی سرگرمیاں درون اسکول اور بیرون اسکول تحقیقاتی پروگراموں کے تحت نافذ کی گئی ہیں۔ چار چوٹی کی تحقیق کونسلیں (i) مرکزی کونسل برائے آیورویدا اور سدھ کی تحقیق (CCRAS)، (ii) مرکزی کونسل برائے یونانی ادویہ کی تحقیق (CCRM) مرکزی کونسل برائے ہومیوپیتھی کی تحقیق (CCRH) اور (iv) مرکزی کونسل برائے یوگا اور قدرتی علاج کی تحقیق (CCRYN)، جیسے ادارے ملک بھر میں پھیلی اپنی اکائیوں انسٹی ٹیوٹ اور مراکز کے ذریعہ درون اسکول تحقیقی عمل کرتے ہیں۔ مرکزی آیوروید اور سدھ تحقیقی کونسل بیرون اسکول تحقیقی پروجیکٹوں کو مالی مدد دینے کے علاوہ تحقیقی عمل بھی انجام دیتی ہے۔ کونسل کی تحقیقی سرگرمیوں میں معالجاتی تحقیق ادویاتی تحقیق ادبی اور خاندانی بہبود سے متعلق تحقیقی سرگرمیاں شامل ہیں۔ مرکزی آیوروید اور سدھ تحقیقی کونسل نے ابھی تک چار ادویات پیٹنٹ کی ہیں اور 15 تیاری کے مرحلہ میں ہیں اس کی سب سے بڑی حصولیابی آیورویدک غیر ہارمونی مانع حمل برائے خواتین پیلیاوی یوگا اور سونیہ کش نیم کے تیل کی دوا ہے ملک کی اولیں میڈیکل اداروں آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسیز (AIIMS) PGI چنڈی گڑھ، JIPMER (پانڈیچری) اور KEMN (ممبئی) وغیرہ نے پیلیاوی یوگا کے مانع حمل اثر کی صداقت کو تسلیم کیا ہے۔ CCRUM 20 امراض طبی آزمائش میں مشغول ہے۔ طبی مطالعہ میں 9 دواؤں کا کام پورا ہو چکا ہے ان میں لیوکوڈرما، ذیابیطس میلائیٹس گٹھیا، متعدی ہیپاٹائٹس برونکیل استھما، سوررائیس ایگزیما اور سائنس کی دوائیں شامل ہیں۔ دواؤں کے لیے پروڈکٹ پیٹنٹ کے لیے درخواست دی جا چکی ہے۔

کونسل نے CSIR کے اشتراک سے ایک پودے سے کینسر مزاحم ڈرج تیار کیا ہے جو آٹھ طرح کے انسانی کینسر خلیوں پر موثر ثابت ہوا ہے۔ اس کے لیے امریکی پیٹنٹ CSIR کے اشتراک سے درخواست بھیج دی ہے۔ ادویہ جانچ CCRM کا خصوصی تحقیقی شعبہ ہے۔ اس پروگرام کے تحت کونسل نے 65 دواؤں کی جانچ کا کام پورا کرلیا ہے جبکہ 5 دواؤں کی جانچ کا مرحلہ پیش رفت پر ہے۔ ہومیوپیتھی تحقیقی کونسل HIV/ایڈس پر مطالعہ کا اہتمام کررہی ہے۔ مرکزی یوگ اور قدرتی تحقیقی کونسل رضاکار یوگ اور قدرتی طبی اداروں کی مختلف سرگرمیوں کے لیے مالی امداد مہیا کرارہی ہیں۔ کونسل کے طبی بنیادی تحقیقی کاموں میں 12 پروجیکٹ چلائے جارہے ہیں ان میں کچھ پروجیکٹ ملک کے اہم طبی اداروں AIIMS (نئی دہلی) جواہر لال انسٹی ٹیوٹ آف پوسٹ گریجویٹ میڈیکل ایجوکیشن اور ریسرچ پانڈیچری نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف منٹل ہیلتھ اینڈ نیورو سائنسز بنگلور، دویکانند یوگا انوسندھان سنستھان بنگلور اور کیولیہ دھام لوناوالا پونا میں چلائے جارہے ہیں۔

کونسلوں کے ذریعہ درونی تحقیقی پروگراموں کے اہتمام کے علاوہ محکمہ نے 98-1997 میں محکمہ کے ذریعہ بیرونی تحقیق پروگرام بھی شروع کیا تھا جس کے تحت رسمی منظوری دلانے اور معروف تحقیقی تنظیموں، کلینکی مطالعات کرنے والے اداروں،

ادویاتی معیار بندی، ہندوستانی نظام طب اور ہومیوپیتھی کے پہلو وغیرہ پر مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ اب تک مختلف آیورویدک ادویات کی طبی تحقیق پر کچھ اور مطالعہ سے متعلق پروجیکٹ شروع کیے گئے۔

اطلاع، تعلیم اور مواصلات

آیوروید، یونانی اور ہومیوپیتھی سے گھر پر عام بیماریوں کے علاج کے سلسلے میں عوام کو آگاہ کرنے کے خیال سے ہندوستانی نظام ادویات اور ہومیوپیتھی کے محکمے نے گھریلو علاج کے بارے میں کچھ فولڈر نکالے ہیں۔ اس محکمے کے ذریعہ ڈاکومنٹری فلم بھی بنائی گئی ہے جو دوردرشن پر نشر کی جائے گی۔ محکمہ نے انڈر گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ طلباء کے لیے تعلیمی معیار میں بہتری کے سلسلے میں خصوصی مضامین پر کافی مواد کے ساتھ 44 ویڈیو لکچر تیار کیے ہیں جہاں پر ماہرین دستیاب نہیں ہیں وہاں یہ مواد فراہم کیا جائے گا۔ آیوروید، یونانی، ہومیوپیتھی اور سدھ نظام کی حوصلہ افزائی کے لیے رضاکار تنظیموں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

بین الاقوامی تعاون واشتراک

ہندوستانی معالجاتی نظاموں، ہومیوپیتھی اور خصوصی طور پر آیوروید کو غیر ممالک میں مقبول بنانے کی کارآمد کوششیں کی گئی ہیں۔ اس سے آیوروید کی حقیقت سے واقف کرانے اور ان کے مطالعہ اور تحقیق میں تعاون کا موقع ملا ہے بین الاقوامی مبادلہ پروگراموں، سیمیناروں اور ورکشاپوں کے اہتمام کے لیے اسکیم ہے جس کا مقصد ہندوستانی معالجاتی نظاموں کو فروغ دینے، ان کی حوصلہ افزائی کرنے اور تحقیق وترقی کے متعین پروگراموں میں پیشہ ورانہ تحقیق کی حصہ داری بڑھانی (ISM&H) ہے۔ آیورویدک تعلیم اور تحقیق کے شعبے میں دوطرفہ تعاون کے لیے حکومت نے روس اور ہنگری کے ساتھ معاہدے کیے ہیں۔ ہنگری، ماریشس اور جنوبی افریقہ میں آیوروید کو سرکاری نظام صحت کے طور پر منظوری حاصل ہے۔

16۔ مکانوں کی تعمیر (ہاؤسنگ)

قومی مکان سازی ورہائشی پالیسی

مکان سازی ایک ریاستی موضوع ہے۔ مگر مرکزی حکومت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اجتماعی مکان سازی اسکیموں پر عمل درآمد کے پروگرام اور ضابطے تشکیل دے اور خاص طور پر سماج کے کمزور تر طبقات کے لئے مکان سازی کی اسکیموں اور پروگراموں پر عمل کرنے کے لئے راستہ ہموار کرے۔ لوگوں کو سر چھپانے کی جگہ فراہم کرنے کے لئے مکان سازی اور رہائش کی ایک نئی پالیسی 1998 میں بنائی گئی ہے جو کہ مکانوں کے امور پر پر توجہ دے گی۔ اس کا مقصد پناہ گاہوں کی دستیابی کے لیے قائم پذیر فروغ، بنیادی ساخت اور رہائشی سیکٹر میں نجی شراکت جیسے امور پر غور کر کے ان کا حل ڈھونڈنا ہے۔ اس پالیسی کا مقصد زائد مکانات کی تعمیر ہے تا کہ حکومت کے قومی ایجنڈے میں کئے گئے وعدہ کے مطابق ہر سال 20 لاکھ سے زائد رہائشی اکائیاں تعمیر کی جاسکیں۔ اس کے تحت بنیادی سہولیات کے فروغ کی ہی طرح سے مکان سازی کو بھی ترجیحی درجہ دینا ہے۔ اس پالیسی کا مرکزی تصور مکان سازی کے متعلق امور اور ڈھانچہ جاتی مسائل کو زبردست سرکاری اور نجی حصہ داری سے حل کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت مالی رعائتیں فراہم کرے گی، قانون اور ضوابط میں ضروری اصلاح کرے گی اور مناسب ماحول پیدا کرے گی۔

مکانوں کی قلت اور آبادی میں دھما کہ خیز اضافہ سے پیدا ہونے والے مسائل کو ایک ساتھ رکھ کر اس پالیسی میں توجہ دی گئی ہے اور پالیسی دستاویز میں مرکزی حکومت ریاستی حکومتوں، مقامی اتھارٹیز، مالی اداروں، ریسرچ کی معیار بندی، اور تکنیکی اداروں کے کرداروں کی الگ الگ وضاحت کی گئی ہے۔ چونکہ مکان سازی ایک ریاستی موضوع ہے اس لئے ریاستی حکومتوں کو ایسے بنیادی اقدامی منصوبوں اور پروگراموں کی تشکیل کرنی ہوگی جو مقامی حالات کے مطابق ہوں اور اس سلسلہ میں اسے مقامی اداروں اور شہریوں کے گروپوں سے تعاون بھی لینا ہوگا۔ حکومت کے قومی ایجنڈے میں سب کے لئے مکان سازی کو ترجیح دی گئی ہے اور کمزور طبقات کی ضروریات پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ اس پروگرام کے تحت ہر سال 20 لاکھ نئے مکانات تعمیر کرنے کی تجویز ہے۔ اس سلسلہ میں کمزور طبقات، کم آمدنی کے گروپوں، ایس سی رایس ٹی اور دیگر ضرورت مند لوگوں کی ضروریات پر خاص طور پر توجہ دی جائے گی۔ 20 لاکھ اضافی مکانوں میں سے 7 لاکھ مکانات شہری علاقوں میں تعمیر کئے جائیں گے اور 13 لاکھ مکانات دیہی علاقوں میں تعمیر کئے جائیں اس کے لئے مزید 4,000 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کی ضرورت ہوگی۔

مکان سازی کے لئے سرمایہ

قومی مکان سازی ورہائشی پالیسی پر عمل درآمد کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں۔ (اے) ایک اقدامی منصوبہ تیار کیا گیا ہے، تا کہ حکومت کے قومی ایجنڈے میں سب کے لئے سر چھپانے کی جگہ فراہم کرنے کے وعدے کو پورا کیا جاسکے۔ شہری علاقوں میں سات لاکھ اضافی رہائشی یونٹوں کی تعمیر کے لئے حکومت کی جانب سے مالی اور تکنیکی امداد دی جائے گی۔ اس مقصد کے حصول کے لئے پرائیویٹ سیکٹر، کوآپریٹیوز اور غیر سرکاری تنظیموں ر سی بی او کے ہمہ جہت اشتراک کی ضرورت ہوگی۔ (بی) 1988ء میں، ریزروبینک آف انڈیا کے ماتحت پر قائم کیا گیا نیشنل ہاؤسنگ بینک، محکمہ اقتصادیات کے بنکاری ڈویژن کے

انتظامی کنٹرول میں کام کر رہا ہے۔ یہ مختلف ایچ ایف آئی کی نگرانی اور کنٹرول کی خدمت انجام دے رہا ہے اور اب تک اس نے 131 ایچ ایف آئی تسلیم کیے ہیں۔ (سی) لائف انشورنس کارپوریشن رجنرل انشورنس کارپوریشن کی راست اور بالراست سرمایہ کاری میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ (ڈی) پبلک سیکٹر بینک ریزرو بینک کے احکامات کے مطابق نجی رہائش مالیات مہیا کرا رہے ہیں۔ انھیں اپنی اضافی جمع کا تین فیصد اقامت کاری قرض میں لگانے کی ہدایت دی گئی ہے۔ رہائش کے لیے بینکوں کے ذریعہ پچھلے تین سالوں میں سالانہ سرمایہ کاری کا تخمینہ ہر سال تقریباً 4,000 کروڑ سے زیادہ کا لگایا گیا ہے۔ (ای) 2002-03 کے دوران ہڈکو نے 15,627 کروڑ روپے کے قرضوں کی منظوری رہائشی اور شہری بنیادی سہولیات کے لیے فراہم کیں جبکہ Mou ہدف 8,400 کروڑ روپے تھا۔ اس مدت کے دوران ہڈکو نے Mou ہدف 5,500 کروڑ روپے کے قرض کے مقابلے 8,180 کروڑ روپے قرض دیے سال 2002-03 کی مدت کے دوران منظور 1316 اسکیموں کے تحت ہڈکو کے ذریعہ 15,627 کروڑ روپے کے قرض کے مدد سے 87,30,471 رہائشی مکان، 35,471 رہائشی پلاٹوں کے فروغ، پینے کے پانی کے بندوبست کے ساتھ ساتھ 33,853 بیت الخلا، نالوں ونکاسی کا انتظام سڑکوں اور گلیوں کی تعمیر، اریا ترقی وغیرہ کے کام کیے جائیں گے اسی سال منظور رہائشی اکائیوں میں سے 80 فی صد سے زیادہ اکائیاں اقتصادی طور پر کمزور طبقات اور کم آمدنی والے گروپوں کے لیے منظور کی گئیں۔ اس کے علاوہ ہڈکو نے ہڈکو نواس کے نام سے انفرادی بنیاد پر رقم فراہم کرنے کی ایک اسکیم شروع کی جس کے تحت ملک بھر میں 1,02,366 رہائشی مکانوں کے لئے 1,294 کروڑ روپے منظور کئے گئے۔ سال کے دوران اس اسکیم کے تحت 973.85 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔ (ایف) میٹروپولیٹن اور دوسرے بڑے شہروں میں سڑک کی پٹریوں پر زندگی گزارنے والوں کے لئے رین بسیروں کی اسکیم کو قومی اقدام کے حصہ کے طور پر مرکزی امدادی پروگرام کے تحت زیر عمل لایا جا رہا ہے۔ اپریل 1990 سے اب تک ہڈکو نے ملک کے مختلف حصوں میں پٹریوں پر زندگی گزارنے والے 5 لاکھ لوگوں کے لئے 114 اسکیموں کی منظوری دی ہے۔

ان اسکیموں کے تحت 16,959 بستروں 18,495 بیت الخلاء یونٹوں اور 2,147 غسل خانوں کی تعمیر کی منظوری دی گئی اس میں حکومت ہند نے 30.29 کروڑ روپے اور ہڈکو نے قرض کے طور پر 22.03 کروڑ روپے منظور کئے۔ یہ اسکیمیں ملک کے مختلف حصوں میں نافذ کی گئیں۔

ہاؤسنگ سیکٹر کے لیے مالیاتی رعایت

حکومت نے رہائشی سیکٹر کو کئی رعایتیں فراہم کی ہیں۔ ان میں شامل ہیں: (i) سیکشن 80-1A اور سیکشن G (23) 10 کے تحت رعایتیں۔ ہاؤسنگ کے لیے قرض پر دیئے گئے سود کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ رکھنے کی رعایت (ii) انکم ٹیکس ایکٹ کے سیکشن 88 کے تحت رعایت 10,000 روپے سے بڑھا کر 20,000 روپے کردی گئی (iii) ایک سے زیادہ مکانوں کی خریداری کے لیے غیر منقولہ جائدادوں پر پونجی منفعت ٹیکس سے چھوٹ (iv) ہاؤسنگ فائنس اداروں کے ذریعے دیے گئے قرضوں پر لگائے گئے انٹرسٹ ٹیکس میں چھوٹ (v) محدود میونسپل بانڈوں کو ٹیکس فری حیثیت فراہم کرنا (vi) 1,500 مربع فٹ کے منظور شدہ رہائشی پراجیکٹوں (دہلی اور ممبئی میں 1,000 مربع فٹ) کو ٹیکس میں رعایت۔

کم لاگت اور ماحول موافق تعمیری سامان پر دی جانے والی رعایتیں برقرار ہیں۔ پہلے سے تیار شدہ تعمیری سامانوں کے لیے مزید رعایتوں میں توسیع کی گئی۔

شہری اصلاح ترغیبی فنڈ

دسویں پنج سالہ منصوبہ کے دوران پانچ سو کروڑ روپے کی ابتدائی پونجی سے ایک شہری اصلاح ترغیبی فنڈ کی تشکیل کی جارہی ہے اس فنڈ کے تحت شہری حد ضابطہ قانون اسٹیمپ ڈیوٹی کو معقول بنانا رجسٹریشن فیس کرایہ قانون میں اصلاح رجسٹریشن کے لیے کمپیوٹرائزڈ عمل شروع کرنا، جائیداد ٹیکس میں اصلاح اور شہری لوکل اداروں وغیرہ میں اکاؤنٹنگ میں دوہرا اندراج نظام قائم کیا جائے گا۔

تعمیراتی سامان

تعمیر پر آنے والے مجموعی اخراجات میں تعمیراتی سامان کا حصہ 65 تا 75 فیصد ہوتا ہے۔ دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں مکانوں کی مانگ میں اضافہ کے ساتھ ہی تعمیراتی سامان کی ضرورت میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ تکنالوجی کی ناکافی سہولیات، مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی سطح پر تال میل اور ترقیاتی پروگراموں کے فقدان پر حکومت توجہ مبذول کر رہی ہے تاکہ مکان سازی کی سرگرمیوں میں اضافہ ہو سکے۔ روایتی تعمیراتی سامان مثلاً لکڑی، بانس اور جھانکڑ وغیرہ تک رسائی کم ہونے کی وجہ سے مکان سازی کا مسئلہ اور نازک ہو گیا ہے۔ مختلف صنعتوں کی جانب سے بائیوماس کے تجارتی استعمال نے صورت حال کو مزید نازک بنا دیا ہے۔ ان حالات میں بائیوماس کے تجارتی استعمال کو کم کرنے کے ساتھ ہی متبادل تعمیراتی سامان کی بہتر فراہمی کے ذریعہ مکانوں کی تعمیر کو ترجیح دینا ضروری ہے۔

اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں: (اے) دسویں منصوبہ کے جزو کے طور پر ہاؤسنگ سیکٹر میں نئی تکنالوجیوں کی اشاعت کے لیے ایک نیا عملی منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ (بی) بلڈنگ میٹریل اینڈ تکنالوجی پروموشن کونسل (بی ایم ٹی پی سی) ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر وزارت شہری ترقی کے تحت کام کر رہی ہے جس کا مقصد تکنالوجی کی نشاندہی، جواز نامہ، منتقلی اور استعمال اور نیا تعمیراتی سامان بڑے پیمانہ پر پیدا کرنے کے لئے مناسب پلیٹ فارم فراہم کرنا ہے۔ کونسل نے راکھ اور دوسرا کوڑا کرکٹ استعمال کرنے کے لئے بہت سی پیش قدمیاں کی ہیں اور سی پی ڈبلو ڈی اور بی آئی ایس نے نئے معیارات پیش کئے ہیں ساتھ ہی مکان سازی کا کاروبار کرنے والوں کو مالی اداروں اور ریسرچ ایجنسیوں سے متعارف کرایا گیا ہے۔ راکھ سے تیار ہونے والا عمارتی سامان پیدا کرنے والی متعدد یونٹیں ملک کے مختلف حصوں میں قائم کی جارہی ہیں۔ دروازے بنانے والے کافی مقدار میں درآمد شدہ DWFO پلیٹوں کا استعمال کر رہے ہیں جو لکڑی کی جگہ کام آتی ہیں کیونکہ پیڑوں کی لکڑی ان دروازوں کے بنانے میں کام میں لائی جاتی ہیں۔ (سی) کچھ نئی تکنالوجیوں، نئے عمارتی سامان اور کمپونٹس کا ٹسٹ بھی کیا جا چکا ہے۔ اور بڑے پیمانے پر ان کی پیداوار شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے (ڈی) ہڈکو کی معرفت، مرکزی اسکیم کے طور پر بلڈنگ سنٹروں کا ایک نیٹ ورک قائم کر دیا گیا ہے۔ جہاں مستریوں اور دیگر لوگوں کو تربیت دی جائے گی تاکہ دیہی اور شہری علاقوں کو مناسب تکنالوجی منتقل کی جا سکے۔ 31/مارچ 2003 تک 584 بلڈنگ سنٹروں کے قیام کی منظوری دی جا چکی تھی۔ اور ان میں سے 485 میں کام بھی شروع ہو چکا ہے۔ ان مراکز میں دو لاکھ سے زیادہ تعمیراتی مزدوروں کو تربیت فراہم کی گئی تاہم یکم اپریل 2002 سے یہ اسکیم بند کر دی گئی ان میں سے کچھ مراکز کو شہری رسازو سامان خریدنے کے K&D کی مالی امداد منظور کی گئی ہے۔ اور (ای) غیر سرکاری تنظیموں کو سرکاری کوششوں کو کامیاب بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعاون دیا جا رہا ہے۔

BMTPC جدید تکنالوجیاں اور ہندوستان میں بنی مشینیں اب افریقہ اور وسطی امریکی ملکوں کو برآمد کر رہا ہے۔ کونسل نے ان خطوں میں متعدد نمائشوں کا بھی اہتمام کیا ہے۔

مکان سازی میں این آر آئی سرمایہ کاری

ملک میں مکانات کی زبردست قلت کے تناظر میں اس شعبہ میں سرمایہ کی کمی بھی ایک مسئلہ ہے۔ دستیاب گھریلو سرمایہ سے ضرورت پوری نہیں ہوتی اور مکانوں کی قلت بڑھ جاتی ہے۔ اس شعبہ میں وسائل، ٹکنالوجی اور نظم ونسق کی خامیاں بھی موجود ہیں۔

اقتصادی اصلاح، آزادانہ تجارت اور صنعتی پالیسی کے موجودہ عمل کی روشنی میں ہاؤسنگ اور غیر منقولہ جائیدادوں کے شعبوں کو کلیدی حیثیت حاصل ہوگئی ہے اور ان شعبوں میں سرمایہ کاری کی زبردست گنجائش پائی جاتی ہے۔ آزاد معیشت کی پالیسی سے این آر آئی / پی آئی او / او سی بی کو فائدہ پہنچانے اور غیر ملکی زرمبادلہ کی آمد میں اضافہ کرنے کے ساتھ ہاؤسنگ کے شعبہ کے لئے وسائل میں اضافہ کرنے کے لئے بھی حکومت نے اس شعبہ میں این آر آئی سرمایہ کاری کی ایک اسکیم کا اعلان کیا ہے۔ اس اسکیم کے تحت ہندوستانی قومیت نسل کے ہندوستان میں نہ رہنے والے افراد (این آر آئی)، سمندر پار کی وہ بڑی کمپنیاں (او سی بی) جن کی ملکیت کا بڑا حصہ این آر آئی / پی او کے قبضہ میں ہو سرمایہ کاری کر سکتے ہیں۔ ان کی سرمایہ کاری کے میدان حسب ذیل ہوں گے: (i) پلاٹوں کی مکمل ڈیولپمنٹ اور رہائشی مکانوں کی تعمیر (ii) مکانات پر مشتمل جائیدادوں جیسے رہائشی اور تجارتی عمارتوں بشمول بزنس سنٹروں اور دفتروں کی تعمیر (iii) مضافات بستیوں کی تعمیر (iv) شہری اور علاقائی سطح کی ڈھانچہ جاتی سہولیات بشمول سڑکوں اور پلوں کی تعمیر (v) تعمیراتی سامان کی پیداوار (vi) مکان سازی کی ترقی میں مالی اعانت اور (vii) اس شعبہ میں ایف ڈی آئی کی اجازت دینے پر غور ہو رہا ہے۔

31 مارچ 2002 تک رہائشی اور زمینی جائداد کے فروغ کے سیکٹر میں غیر مقیم ہندوستانیوں کے ذریعے 565 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کی منظوری ریزرو بینک آف انڈیا کے ذریعہ دی گئی۔

حکومت نے حال ہی میں مربوط شہری ترقی جس میں اقامت کاری کمرشیل عمارتیں، ہوٹل، ریسٹورینٹ شہری وعلاقائی سطح پر بنیادی سہولیات جیسے سڑک اور پل مجموعی تیز مواصلاتی نظام اور عمارتوں کی تعمیر شامل ہیں کے لیے سو فی صد کے FDI (بیرون ملکی ترقیاتی سرمایہ کاری) کی منظوری دی ہے۔ مربوط شہری ترقی میں آراضی کے فروغ اور دیگر متعلقہ بنیادی سہولیات شامل ہیں اس میں تفصیلی طور پر رہنما اصول 2002 کے سرکاری پریس نوٹ نمبر 3 مورخہ 4 اپریل 2002 میں دیا گیا ہے۔ یہ نوٹ وزارت کامرس کے ذریعہ بیرون ملک پونجی اصل کاری سے متعلق رہنما اصولوں کو شامل کرتے ہوئے پروجیکٹوں کی قسموں کی توضیح کرنے کے لیے جاری کیا گیا۔

والمیکی امبیڈکر آواس یوجنا

15 اگست 2001 کو وزیر اعظم نے مرکزی کفالت اسکیم کے تحت والمیکی امبیڈکر آواس یوجنا کا اعلان کیا۔ تاکہ شہر میں سطح غریبی کے نیچے رہنے والے جھگی جھونپڑی کے لوگوں کو جن کے پاس سر چھپانے کے معقول انتظام نہیں ہیں ان لوگوں کی حالت بہتر بنائی جاسکے اسکیم کا بنیادی مقصد جھگی جھونپڑی میں رہنے والے لوگوں کے لیے رہائشی اکائیوں کی تعمیر اور درجہ بڑھا کر سہولیات مہیا کرنا اور اسکیم کے ایک جزو نرمل بھارت ابھیان کے تحت کمیونٹی بیت الخلا کی تعمیر کے ذریعہ شہری ماحول کو بہتر بنانا ہے اس اسکیم کی رسمی شروعات وزیر اعظم نے 2 دسمبر 2001 کو حیدر آباد میں مرکزی حکومت کے ذریعہ 50 فی صد کی سبسڈی والی جھگی جھونپڑی والوں کے لیے یہ اپنی نوعیت کی پہلی خصوصی اسکیم ہے۔ اس میں کی باقی 50% فی صد حصہ کا بندوبست ریاستی حکومتوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے اسکیم کے تحت ریاستی اکائیاں اور کمیونٹی بیت الخلا بنائے جاتے ہیں۔ اسکیم کے تحت ریاست کا حصہ کسی بھی شکل میں ہوسکتا

ہے خواہ ہڈکو کے ذریعہ یا دیگر ایجنسیوں کے ذریعہ قرض کی شکل میں ہی کیوں نہ ہو۔ اسکیم کے رہنما اصولوں کے مطابق ریاستی حکومت کی متعلقہ نوڈل ایجنسیوں کے ذریعہ ہڈکو کو تجاویز ارسال کی جاتی ہیں۔ ہڈکو ان تجاویز کا جائزہ لینے کے بعد اپنی سفارشوں کے ساتھ وزارت کو بھیج دیتا ہے۔ وزارت والمیکی امبیڈکر آواس یوجنا (VAMBY) کا کھاتا کھلنے کے بعد ہی فنڈ جاری کرتا ہے اس میں ریاستی حکومت کو اپنے حصہ کا فنڈ بھی کھاتے میں جمع کرنا ہوتا ہے۔ معروف غیر سرکاری تنظیموں کا تعاون بھی اسکیم کے نفاذ کے لیے کیا جاتا ہے۔ ان تنظیموں کا تعاون خاص طور پر نرمل بھارت ابھیان میں بھی لیا جاتا ہے۔

ریاست اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی حکومتوں نے اس اسکیم کے تئیں بے حد اچھے جوابی عمل کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ مرکزی حکومت نے سال 02-2001 کے دوران 69 کروڑ روپے مختص کیے تھے لیکن سولہ ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی بھاری مانگ کو دیکھتے ہوئے بالآخر 73 کروڑ 56 لاکھ روپے جاری کیے گئے 4 کروڑ 56 لاکھ روپے کی یہ اضافی رقم 27,271 رہائشی اکائیوں اور 4,605 بیت الخلا سیٹوں کی تعمیر کے تحت دیگر مصرفوں سے ہونے والی بچت سے محکمہ نے فراہم کی۔

اسکیم کی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے وزیر اعظم نے 15 اگست 2002 کو اس اسکیم کے تحت ایک لاکھ سلم اور رہائشی مکانات کی تعمیر کا اعلان کیا۔

مالی سال 03-2002 کے دوران مرکز نے اس اسکیم کے لیے 256 کروڑ 85 لاکھ روپے کے بجٹ کا اہتمام کیا تھا۔ اس میں سے 1,10,388 رہائشی اکائیاں اور 21,488 بیت الخلا کی تعمیر کے لیے 218 کروڑ 35 لاکھ روپے جاری کیے جاچکے ہیں ان میں سے 26 کروڑ 37 لاکھ روپے گجرات کو دیئے گئے ہیں جس کا استعمال فسادات سے متاثرہ لوگوں کی باز آبادکاری اور ان کے مکانوں کی از سرِ نو تعمیر کے لیے کیا گیا تھا۔ کرناٹک کو 75 لاکھ روپے جاری کیے گئے جس میں 125 رہائشی اکائیوں کی تعمیر کا اہتمام تھا اسی طرح VAMBY اسکیم کے تحت مرکز نے 1,37,669 رہائشی اکائیوں اور 26,033 بیت الخلا کے لیے 291 کروڑ روپے 91 لاکھ روپے کی سبسڈی جاری کی۔

قومی تعمیراتی تنظیم

قومی تعمیراتی تنظیم نیشنل بلڈنگ آرگنائزیشن 1954 میں قائم ہوئی اس کے قیام کا بنیادی مقصد کم قیمت کی عمارتوں کی ڈیزائن سازی اور سماجی و اقتصادی پہلوؤں کے ساتھ مکانوں کی حالت میں بہتری لانی تھی۔ قومی تعمیراتی تنظیم، ایشیا پیسفک اقتصادی و سماجی کونسل (ای ایس سی اے پی) کے لئے ہاؤسنگ کے علاقائی مرکز کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔ ماضی میں عمارتوں کے ڈیزائنوں اور عمارتوں سے متعلق تحقیقی کاموں اور دیگر سماجی و اقتصادی پہلوؤں کی ذمہ داری اسی کی تھی جو تمام پہلوؤں اور اقامت کاری و شماریات کا احاطہ کرتے ہوئے کی جاتی تھی۔ قومی ہاؤسنگ اور جائے سکونت پالیسی کی موجودہ ضروریات کی تکمیل کے لئے 1992 میں این بی او کی تشکیل جدید کی گئی تھی تاکہ خاص طور پر سماجی و اقتصادی، نظم و نسق کے تعلق سے معلومات کے نظام اور اعداد و شمار جمع کرنے کا کام بہتر طور پر ہو سکے۔ عمارتی سامان اور ڈیزائنوں سے تعلق رکھنے والی خدمات این بی او کے دائرہ کار سے خارج کر کے بی ایم پی ٹی سی (بلڈنگ میٹریل اینڈ ٹکنالوجی پرموشن کونسل) کے حوالہ کردی گئی تھیں جو کہ وزارت کی ایک خود مختار تنظیم ہے۔ ہاؤسنگ اور شہری ترقیاتی سرگرمیوں کو اعداد و شمار کو صحیح ڈھنگ سے محفوظ رکھنے کے لیے NBO میں کمپیوٹر کی سہولیات مہیا کرائی گئی ہیں۔ قومی تعمیراتی تنظیم (NBO) اب ہندوستان کی مردم شماری 2000 اور دیگر وسائلی NSSO/CSO سروے وغیرہ کے ذریعہ مہیا کرائے گئے اقامت کاری سے متعلق اعداد و شمار کی طباعت کا کام بھی کر رہی ہے۔ اخراجات سے متعلق اصلاح کمیشن کی سفارشات کے سیاق و سباق میں NBO کے موجودہ کردار کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

مرکزی حکومت کے ملازمین کے لئے مکانات

مرکزی حکومت کے ملازمین کو مکانوں کی سہولیات کی فراہمی کے لئے سنٹرل گورنمنٹ ایمپلائز، ویلفیر ہاؤسنگ آرگنائزیشن سی جی ای ڈبلوایچ او) کا قیام ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر وزارت شہری ترقی اور انسداد غربی کے تحت کیا گیا ہے۔ CGEWHO کے ذریعے 15 ہاؤسنگ اسکیمیں شروع کی گئیں جن میں سے دس پوری ہوچکی ہیں۔ مکمل اسکیموں کے تحت 6,395 رہائشی گھروں کی تعمیر کی گئی۔ 5 اسکیموں میں تعمیری کام چل رہا ہے، جس کے تحت 3,226 اکائیاں تیار کی جائیں گی۔ تنظیم نے اپنے پراجیکٹ گڑگاؤں، نوئیڈا، حیدرآباد، کوچی پنے وغیرہ شہروں میں مکمل کیے۔

ہندوستان پری فیب لمیٹڈ

ہندوستان پری فیب لمیٹڈ، حکومت ہند کی کمپنی ہے کمپنی پیش ساختہ اسباب جیسے ریلوے سلیپر اور PC بجلی کے کھمبوں وغیرہ کی پیداوار کر رہی ہے پبلک سیکٹر کی یہ اب خسارے والی کمپنی کا معاملہ اعدام سرمایہ اندازی کمیشن کے پاس بھیج دیا گیا ہے۔ کمیشن نے 74 فی صد سرکاری شیئروں کو چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کی سفارش کی ہے لیکن سکریٹریوں کی کورکمیٹی (ڈس انوسٹمنٹ، اعدام سرمایہ اندازہ) نے HPL کو بند کرنے کی سفارش کی ہے۔

اقامت کاری اور شہری ترقیاتی کارپوریشن لمیٹڈ (HUDCO)

ہندوستان میں اقامت کاری اور ترقیاتی میدان میں ہڈکو ایک اہم مالیاتی ادارہ ہے۔ 31 مارچ 2002 تک ہڈکو نے 15,040 اسکیمیں منظور کیں، جو کل پروجیکٹ اخراجات 92,357 روپے پر مشتمل ہے اور اس میں 53,866 کروڑ روپے قرض جزو بھی شامل ہے۔ ہڈکو کی مدد سے 135.20 لاکھ رہائشی اکائیوں کی تعمیر ہوئی ہے 5.35 لاکھ اراضی کی ترقی تقریباً 48.8 لاکھ بیت الخلا اور 2035 شہری بنیادی سہولیات اسکیموں وغیرہ سے شہری اور دیہی علاقوں میں رہن سہن کے معیار میں موثر طور پر بہتری ہوئی ہے۔

20 لاکھ رہائشی اکائیوں کو کامیاب بنانے کے مقصد سے ہڈکو نے 2003-2002 میں شہری اور دیہی علاقوں میں کل 8.73 لاکھ اکائیوں کا انتخاب کیا ہے 10 لاکھ اکائیوں (چھ لاکھ دیہی اور چار لاکھ شہری علاقوں میں فراہم کی جانے والی) کے کل تفویض شدہ ہدف میں سے ہڈکو نے کل 8.73 لاکھ اکائیاں منظور کی تھیں، جن میں 4.60 لاکھ اکائیاں شہری علاقے میں (2,792.90 کروڑ روپے کی قرض امداد اور 4.13 لاکھ اکائیاں دیہی علاقے میں (431.48 کروڑ روپے کی قرض امداد) شامل ہے۔ کرناٹک، آندھرا پردیش، تملناڈو، مغربی بنگال، کیرلہ، پنجاب، راجستھان اور چھتیس گڈھ ایسی بڑی ریاستیں ہیں جنھوں نے اس پروگرام کے تحت استفادہ حاصل کیا ہے۔ 50 لاکھ رہائشی اکائیوں کے کل ہدف میں ہڈکو نے سال 2003-1998 کے دوران کل 49-89 لاکھ اکائیوں کو امداد منظور کی ہے۔

سالانہ لحاظ سے تقسیم درج ذیل ہے۔

(اکائیاں لاکھ میں)

	ہدف			حصولیابی		
	شہری	دیہی	کل	شہری	دیہی	کل
1998-1999	4,00,000	6,00,000	10,00,000	4,30,399	6,34,638	10,65,037
1999-2000	4,00,000	6,00,000	10,00,000	4,60,218	6,54,054	11,14,268
2000-2001	4,00,000	6,00,000	10,00,000	4,70,881	7,32,131	12,03,012
2001-2002	4,00,000	6,00,000	10,00,000	4,01,030	3,33,113	7,34,143
2002-2003	4,00,000	6,00,000	10,00,000	4,59,969	4,13,078	8,73,047
Total	20,00,000	30,00,000	50,00,000	22,22,497	27,67,010	49,89,507

ہڈکو نے اترکاشی، لاتور اور جبلپور میں زلزلے میں مبتلا لوگوں اور آندھراپردیش، مغربی بنگال اور اُڑیسہ میں مہاراشٹر علاقوں کی بازآبادکاری کے لیے امداد فراہم کی ہے۔ ہڈکو نے اب تک زلزلے، طوفان اور سیلاب سے متاثر لوگوں کی بازآبادکاری کے لیے 2,129 کروڑ روپے کی رقم 41 لاکھ سے زیادہ رہائشی تعمیرات کے لیے دستیاب کرائی ہے۔ ہڈکو کے ذریعہ فراہم کی گئی امداد صرف رہائش کے لیے ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس امداد میں طوفان زلزلے کو روکنے کے لیے جامع تکنیک اور رہنمائی سیلاب سے محفوظ گھروں اور مخصوص عمارتی مراکز کے ذریعہ ٹکنالوجی منتقلی، آفات مزاحم مظاہرہ اکائیوں اور منصوبہ بندی اور ڈیزائننگ کے مربوط شمولات کے مظاہرے کے لیے مثالی گاؤوں، بستیوں کو اپنانے اور غیر روایتی توانائی وسائل وغیرہ کے استعمال کے ذریعہ بھی امداد فراہم کرتا ہے۔

دہلی اپارٹ منٹ مالکانہ قانون 1986

دہلی اپارٹ منٹ مالکانہ قانون 1986 پہلی دسمبر 1987 سے لاگو کیا گیا۔ لیکن یہ مختلف اسباب کی بنا پر اپنے مقصد میں ناکام رہا اس کے سبب اس میں بڑے پیمانے پر ترمیم کی ضرورت محسوس کی گئی۔ جانچ کے بعد پایا گیا کہ دہلی اپارٹ منٹ مالکانہ قانون 1986 کو ختم کر کے اس کی جگہ پر نیا دہلی اپارٹ منٹ مالکانہ قانون لایا جائے۔ اس کے تحت دہلی اپارٹ منٹ مالکانہ ایکٹ 24,2001 جولائی 2001 کو لوک سبھا میں پیش کیا گیا۔ اس ایکٹ میں درج ذیل نمایاں اصلاحات کی گئی ہیں (a) 1986 کے قانون میں جائیداد کی قیمت رکھتے تناسب میں اپارٹ منٹ کی قیمت کی تعیین کا اہتمام کیا گیا تھا، اس میں عام سہولیات والے علاقوں میں حصہ کافی صد الگ نہیں کیا گیا تھا لیکن نئے بل میں یہ فی صد ایک ہی عمارت میں بنے سبھی اپارٹ منٹ کے تعمیر شدہ رقبے کی بنیاد پر طے کیا جائے گا۔ (b) نئے بل میں اپارٹ منٹ کے مالکوں کے ذریعہ ایسوسی ایشن کی تشکیل کے اہتمام میں بھی اصلاح کی گئی ہے اس کے تحت ایک تہائی اپارٹ منٹ متعین ہونے کی تاریخ سے تین مہینے کے اندر یہ ایسوسی ایشن بن جانی چاہیے۔ (c) بل میں ایسوسی ایشن کے رجسٹریشن کو کوآپریٹو سوسائٹی کے رجسٹریشن کی طرح سے کروانا ضروری قرار دیا گیا ہے اور مجاز اتھارٹی کا اہتمام کیا گیا ہے جسے کوآپریٹو سوسائٹیوں کے رجسٹرار اختیارات حاصل ہوں گے۔ (d) اس میں بے قاعدگیوں کی شکایات کے معاملے میں بورڈ کی تنسیخ کی جاسکتی ہے اور چھ مہینے کے لیے ایک ایڈمنسٹریٹر کی تقرری کا اہتمام کیا گیا ہے لیکن اس کے

کام کی مدت تین سال سے تجاوز نہ کرے(e) نئے بل میں قانون کو مزید مضبوط بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔اس کے تحت بلڈروں، اپارٹ منٹ مالکین یاان کی ایسوسی ایشن کو مجوزہ ایکٹ کے تحت ایسوسی ایشن کے ذریعہ وضع کیے گئے مجوزہ ایکٹ ضوابط یا کوئی بھی مقامی یا ذیلی قانون کی دفعات کی خلاف ورزی کے لیے جرمانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔اس بات کا اہتمام 1986 کے قانون میں نہیں تھا۔(f) نئے بل میں مجاز اتھارٹی کے فیصلے کے خلاف اپیل کی سماعت کے لیے اتھارٹی کی تشکیل کا بھی اہتمام ہے اپیل اتھارٹی کی سربراہی چیرمین کرے گا جو کسی ہائی کورٹ کا موجودہ جج یا ریٹائرڈ جج ہوگا یا اس کا دو سال تک ممبر رہا ہو(g) بل میں ایکٹ کے تحت پیدا ہونے والے امور سے متعلق تنازعہ کے بارے میں فیصلہ کرنے کے اختیار سے سول عدالتوں کے دائرہ اختیار سے الگ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

یہ بل شہری اور دیہی ترقیات کی وزارت کی مستقل کمیٹی کو جائزے اور رپورٹ دینے کے لیے بھیجا گیا ہے۔کمیٹی نے اس بارے میں متعلقہ لوگوں یعنی مختلف اپارٹمنٹ کی رہائشی ویلفیئر ایسوسی ایشنوں مفادی گروپوں، ماہرین غیر سرکاری تنظیموں DDA اور وزارت کے افسران سے تبادلہ خیال کیا ہے۔کمیٹی نے نجی بلڈروں کے ذریعہ بنائے گئے کچھ اپارٹمنٹ کا بھی دورہ کیا۔

اس کمیٹی DDA نے گروپ ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے ذریعہ بنائے گئے اپارٹمنٹ کا بھی دورہ کیا تا کہ اپارٹمنٹ مالکوں کی مشکلات اور مسائل کا جائزہ لیا جا سکے۔کمیٹی نے اپنی رپورٹ 17 دسمبر 2002 کو پارلیمنٹ میں پیش کی۔کمیٹی کی سفارشات پر کارروائی زیر عمل ہے۔

دہلی کرایہ قانون 1995

دہلی کرایہ قانون 1995 ,23 اگست 1995 کو بنا تھا تاہم اسے ابھی نافذ کیا جانا ہے اس قانون کے بننے کے بعد مختلف شعبوں سے قانون کی کچھ دفعات کو لے کر اعتراضات کا اظہار کیا گیا خاص طور پر تاجروں کی طرف سے۔اس معاملے کا حکومت نے تفصیلی جائزہ لیا اور فیصلہ کیا کہ قانون کی کچھ دفعات میں مناسب ترامیم کے بعد ہی اسے لاگو کیا جائے گا۔اسی کے مطابق دہلی کرایہ ترمیم ایکٹ 1997 جولائی 1997 کو راجیہ سبھا میں پیش کیا گیا۔یہ ایکٹ شہری اور دیہی ترقیات کی وزارت سے متعلق مستقل کمیٹی کے پاس جائزے کے لیے بھیج دیا گیا۔کمیٹی نے ایکٹ کا تفصیلی جائزہ لیا اس کمیٹی نے مکان مالک تنظیموں کرایہ دار تنظیموں رضا کار تنظیموں وکیلوں اور کئی دیگر ممتاز لوگوں سے ملاقات کی کمیٹی نے اپنی رپورٹ دسمبر 2000 میں پارلیمنٹ کو سونپ دی۔رپورٹ میں ایکٹ کی کچھ دفعات میں تبدیلی کی تجویز پیش کی گئی ہے حکومت نے رپورٹ پر غور کرنے کے لیے کمیٹی کی سبھی سفارشات کو قبول کر لیا ہے راجیہ سبھا کے سکریٹری جنرل کو ان سفارشات کی بنیاد پر ایکٹ میں ترمیم کے لیے مناسب ہدایات بھی دی گئی ہیں اب اس بل میں راجیہ سبھا میں غور کیا جانا ہے راجیہ سبھا میں پاس کیے جانے کے بعد بل لوک سبھا میں غور کے لیے بھیجا جائے گا۔لوک سبھا بل سے پاس ہونے اور صدر کی منظوری پر دہلی کرایہ قانون 1995 لاگو ہو جائے گا۔

شہری زمین حد بندی ایکٹ

حکومت نے 29 دسمبر 1998 کو آرڈی نینس کے ذریعہ شہری زمین تجویز اور ضابطہ بندی قانون 1976 کو منسوخ کرنے کا فیصلہ کیا۔اسی مقصد سے 11 جنوری 1997 کو شہری زمین (حد بندی وضابطہ بندی) تنسیخ آرڈینینس 1999 نوٹیفائی کیا گیا۔22 مارچ 1999 کو گزٹ میں نوٹیفائی کرکے اس کی جگہ پر شہری زمین (حد بندی وضابطہ بندی) تنسیخ آرڈینینس 1999 لاگو کیا گیا یہ

قانون ہریانہ، پنجاب، اتر پردیش، گجرات، کرناٹک، مدھیہ پردیش، راجستھان، اُڑیسہ اور سبھی مرکز کے زیر انتظام علاقوں (قومی راجدھانی خطہ دہلی پانڈیچری اور چنڈی گڑھ) میں پہلے سے ہی لاگو ہو چکا ہے تملناڈو حکومت کا اس سے متعلق اپنا قانون تھا جسے 16 جون 1999 کو منسوخ کر دیا گیا۔ آندھرا پردیش، آسام، بہار، مہاراشٹر اور مغربی بنگال کی حکومتوں نے ابھی تک اسے نہیں اپنایا ہے۔

تنسیخ قانون متعلقہ ریاستوں کی اسمبلیوں کے ذریعہ پاس کیا جا سکتا ہے تنسیخ قانون سے پبلک اور نجی دونوں سیکٹروں رہائشی تعمیرات عمل میں آسانی پیدا ہوگی اور اس رہائشی تعمیراتی صنعت کو مضبوطی ملے گی اور حکومت کو حکمرانی کے لیے قومی ایجنڈے میں مجوزہ مقاصد کو حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔

گنگا بیراج پروجیکٹ

حکومت ہند نے 10 اپریل 1999 کو 263.40 کروڑ روپے کی لاگت سے کانپور میں گنگا بیراج پروجیکٹ کو منظوری دی۔ لاگت کا آدھا حصہ اتر پردیش کی حکومت کو قرض کے طور پر دیا جائے گا۔

31 مارچ 2002 کو وزارت کی جانب سے 131.70 کروڑ روپے اتر پردیش کو جاری کیے جا چکے تھے۔

قومی شہری مشاہداتی مرکز

اقوام متحدہ مرکز برائے انسانی آبادکاری (UNCHS) کے ذریعہ دنیا میں انسانی بستیوں کی حالت کا جائزہ 1996 میں استنبول میں منعقد مسکن 11 (Habitate) کانفرنس میں لیا گیا اس میں بشمول ہندوستان 171 ممبر ملکوں نے مسکنی ایجنڈے کو اپنایا۔ کانفرنس میں یہ محسوس کیا گیا کہ مسکنی معلومات کافی طور پر دستیاب نہیں ہو پاتی ہیں جس سے پالیسیوں اور منصوبہ بندی سے متعلق کی جانے والی کوششوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اسی کو دھیان میں رکھتے ہوئے اقوام متحدہ نے مرکز برائے انسانی آبادی کے اقوام متحدہ ترقیاتی پروگرام (UNDP) عالمی بینک اور دیگر تنظیموں کے ساتھ مل کر شہری اشاریہ پروگرام (UIP) بنانے کا فیصلہ کیا اس پروگرام کے تحت دنیا بھر میں نسبتی طور پر ملان طریقہ عمل استعمال کر کے شہری اشاریہ نما کی یکساں شکل کو فروغ دیا جائے گا۔ پروگرام میں مقامی، قومی، علاقائی اور عالمی سطح پر شہری مشاہداتی نظام قائم کیے جائیں گے۔

مسکنی ایجنڈے کو نافذ کرنے کے لیے حکومت نے شہر اور دیہی پلاننگ (TCPO) میں قومی شہری مشاہداتی مرکز قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے لیے اس نے مرحلہ وار عملی منصوبہ تیار کیا ہے۔ اولیں مثال کے طور پر شہری اشارہ نما کے تقابلی خاکے کو فروغ دینے اور ڈاٹا فرق کی شناخت کرنے کے لیے رینج اور دستیاب ڈاٹا کی معیاریت کی تشخیص کے سلسلے میں چنیدہ شہری مراکز میں آزمائشی مطالعات کیے جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ پہلے مرحلہ (2002-2001) میں TCPO نے مختلف ایجنسیوں کے آزمائشی مطالعات تفویض کرنے کے ذریعہ 12 شہروں کے لیے مطالعات کا اہتمام کیا۔ دوسرے مرحلے (03-2002) میں TCPO نے 22 شہروں کے لیے دیگر 11 ایجنسیوں کو مطالعات تفویض کیے جو کہ تقریباً مکمل ہونے کو ہیں مرحلہ کے تحت ایجنسیوں کے ذریعہ سونپی گئی مربوط رپورٹ نتائج پر روشنی ڈالتے ہوئے تیار کی گئی ہے۔ نتائج سفارشات اور منصوبہ عمل پر غور کرنے کے لیے تنظیم نے قومی شہری مشاہداتی نظام کا ایک ورکشاپ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس میں اس شعبے سے متعلق ماہرین کو مدعو کیا گیا ہے۔

اسراعی شہری پانی فراہمی پروگرام

مرکزی کفایت کی اسراعی شہری پانی فراہمی پروگرام (AUWSP) 20 ہزار سے کم آبادی والے شہروں میں (1991 کی مردم شماری کے مطابق) پینے کے پانی کے مسئلے کو حل کرنے کے مقصد سے شروع کی گئی اسکیم ہے پانی کی کمیابی اور چھوٹے شہروں میں تنگ اساس کو دھیان میں رکھتے ہوئے اس اسکیم میں مرکز اور ریاستی حکومتوں کی مالی اعانت کی رقم کا تناسب 50:50 ہے۔ یہ پروگرام مارچ 1995 کو شروع کیا گیا۔ 94-1993 میں شروع ہوئے اس پروگرام کے دوران 31 مارچ 2003 تک وزارت کے 883 شہروں میں پانی کی دستیابی اسکیم کے تحت تکنیکی منظوری فراہم کی گئی ہے اس کی کل لاگت 1143.56 کروڑ روپے ہے۔ مرکزی حکومت نے اپنے حصہ کے 482.52 کروڑ روپے کی رقم جاری کی ہے رواں سال میں اس پروگرام کے لیے 143 کروڑ روپے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

کم لاگت کی صفائی اسکیم

اس اسکیم کا مقصد قدیموں والی لیٹرینوں کی جگہ پر فلش کی لیٹرینوں اور کھلی جگہوں پر رفع حاجت کی روک تھام کے لئے نئی سینٹری یونٹوں کی تعمیر کی جاتی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد صفائی کرنے والوں کو سروں "پر میلا" ڈھونے سے نجات دلانا ہے۔ اس کے لئے ہڈکو کو مرکزی حکومت سے سبسڈی اور ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو ہڈکو سے قرض فراہم کرایا جاتا ہے۔

31 مارچ 2003 تک 1514 قصبات میں 1,473.47 کروڑ لاگت کی 1861 اسکیموں کو منظوری دی جا چکی تھی، جن کے تحت 36,67,521 خشک بیت الخلاء کو فلش والے بیت الخلاء میں تبدیل کیا جائے گا۔ نئی بیت الخلاء کی اکائیوں کو تعمیر کیا جائے گا اور 1,17,986 میلا ڈھونے والوں کو میلا ڈھونے سے نجات دلائی جائے گی۔ اس کام کے لئے ہڈکو نے 501.43 کروڑ روپے سبسڈی اور 451.65 کروڑ روپے قرض کے طور پر منظور کئے ہیں۔ منظور رقم میں سے 282.73 کروڑ روپے کی سبسڈی اور 333.99 کروڑ روپے کا قرض ہڈکو جاری کیا جا چکا ہے۔ اب تک کم لاگت والی 2,92,274 بیت الخلاء اکائیوں کی تعمیر پوری ہو چکی ہے اور 2,92,274 اکائیوں پر کام چل رہا ہے۔ 509 میلا ڈھونے سے نجات والے شہر قرار دیے گئے ہیں۔

چھوٹے و منجھلے شہروں کی مربوط ترقی

چھوٹے اور منجھلے شہروں کی مربوط ترقی کے لیے مرکزی کفالت یافتہ اسکیم (IDSMT) 5 لاکھ کی آبادی تک کے شہروں کے لیے 80-1979 میں لاگو کی گئی۔ اگست 1995 میں جاری کیے گئے ترمیم شدہ رہنما اصولوں کے مطابق مرکز اور ریاستی حکومت کا حصہ گرانٹ کے طور پر جاری کیا جاتا ہے۔ یہ اسکیم ان شہروں پر لاگو ہوتی ہے جہاں مقامی اداروں کے انتخاب ہو چکے ہیں اور منتخب نمائندے اپنا کام کر رہے ہیں۔ اسکیموں کی منظوری، گرانٹ کی منظوری اور نگرانی کا کام ریاستی سطح کی کمیٹی کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت شہروں کے ذریعہ پروجیکٹ لاگت کا 20 تا 40 فی صد ادارہ جاتی مالیاتی اداروں اور دیگر مالیاتی اداروں سے لیا جا چکا ہے۔ مرکزی امور 60:40 (مرکز اور ریاست) کے تناسب میں فراہم کرائی جاتی ہے۔ مرکز میں شہری بنیادی وسائل اسکیم (CUISS) کے تحت ریاستی حکومتوں کو تین لاکھ سے چھ لاکھ تک کی، شہر کے سائز کے لحاظ سے مرکزی امداد بھی دستیاب ہے۔ شہروں کے لیے پروجیکٹ رپورٹ IDSMT کے تحت تیار کی جاتی ہے۔

IDSMT کے تحت مارچ 2003 تک 1,340 شہروں کے لیے 605.77 کروڑ روپے کی مرکزی امداد جاری کی جا چکی ہے۔ CUSS کے تحت 619 شہروں کے لیے 12.27 کروڑ روپے کی مرکزی امداد کی گئی۔ 04-2003 میں اس اسکیم کے لیے 100 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

بہت بڑے شہروں کے متعلق اسکیم

میگا شہروں (بہت بڑے شہروں) میں بنیادی ڈھانچہ کی ترقی کے لئے جو مرکزی اسکیم 94-1993 سے چل رہی ہے اس کا نفاذ پانچ میگا شہروں ممبئی، چنئی، کولکاتہ، حیدرآباد اور بنگلور پر ہوتا ہے۔ اس میں مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی حصہ داری کا تناسب 25:25 کا ہے اور باقی ماندہ 50 فیصد رقم مالی اداروں سے حاصل کرنی ہوتی ہے۔ اس اسکیم کے پروجیکٹوں کے یہ تین زمرے ہیں: (اے) نفع بخش پروجیکٹ (بی) صارفین سے حاصل محصول پر مبنی پروجیکٹ اور (سی) بنیادی خدمات کے پروجیکٹ۔ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ بڑے شہروں کو نویں منصوبہ کے آخر تک گردشی فنڈ قائم کرنے میں مدد دی جائے۔ جس سے بلاواسطہ یا بالواسطہ لاگت وصولی تدابیر کو اپنا کر شہری بنیادی ڈھانچے میں مستحکم سرمایہ کاری کی جا سکے 31 مارچ 2003 تک مرکز کی حصہ داری کے 834.65 کروڑ روپے نوڈل ایجنسیوں کو جاری کئے جا چکے ہیں۔

شہری نقشہ سازی اسکیم

آٹھویں پنج سالہ منصوبے کے دوران شہری نقشہ سازی اسکیم بطور پائلٹ پروجیکٹ مختلف ریاستوں کے 53 شہروں کا احاطہ کرنے کے لئے شروع کی گئی تھی۔ پہلے مرحلہ میں 6 ریاستوں کے 25 شہروں کا انتخاب کیا گیا تھا۔ اس پروجیکٹ کی ایگزیکیٹو ایجنسی نیشنل ریموٹ سنسنگ ایجنسی (این آر ایس اے) نے تمام شہروں کی سیریل فوٹوگرافی مکمل کر لی ہے۔ تمام شہروں کے نقشے اور فضائی نقشے تیار کر لئے ہیں۔ ٹی سی پی او متعلقہ ریاستی ٹاؤن پلاننگ محکموں کے اشتراک سے فضائی فوٹوگرافوں کا جائزہ لے رہا ہے اور دیگر ثانوی اعداد و شمار رمعلومات جمع کر رہا ہے تاکہ عام موضوعاتی نقشہ جات اور گرافک اعداد و شمار جی آئی ایس کے فروغ کے لئے تیار کئے جا سکیں اور ٹاؤن پلاننگ محکموں، لوکل باڈیز، ڈولپمنٹ اتھارٹیز پی ڈبلو ڈی، ٹیکس حکام اور دیگر سکٹرل ڈولپمنٹ ایجنسیوں کے استعمال کے لئے کثیر المقاصد نقشوں کے طور پر معلومات کو مرتب کیا جا سکے۔

آٹھویں پانچ سالہ منصوبہ کے مطابق شہری نقشہ سازی اسکیم کے دوسرے مرحلے میں نویں منصوبہ کے دوران 19 ریاستوں سے 28 مزید شہروں کو شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ شہری نقشہ سازی اسکیم کے دوسرے مرحلے کے لئے این آر ایس اے نے 28 شہروں کی تجویز رکھی ہے اور NRSA 28 شہروں میں سے NRSA نے فضائی فوٹوگرافی کا کام 23 شہروں میں پورا کر لیا ہے 11 شہروں کی ڈیجیٹل نقشہ سازی پوری کر لی گئی ہے۔ باقی شہروں میں بھی جلد ہی فضائی فوٹوگرافی اور نقشہ سازی کا کام پورا کر لیا جائے گا۔

اس اسکیم کے تحت نینی تال اور خمام شہروں کے لیے متعلقہ ریاستی شہری منصوبہ بندی کے محکمہ کے تعاون سے ماسٹر پلان کے لیے 513 اعداد و شمار پر مبنی پائلٹ مطالعات کا اہتمام کیا جائے گا۔ اس بنیاد پر TPD مقامی اداروں کے سلسلے میں کثیر المقاصد نقشوں کے طور پر موضوعی نقشے اور گرافی ڈاٹا تیار کیے جائیں گے۔ اسکیم کے دونوں مراحل کے تحت 53 شہروں کا احاطہ کرتے ہوئے 20.14 کروڑ روپے کی لاگت آئے گی جس کے لیے مارچ 2003 تک 19.50 کروڑ روپے مالی اعانت جاری کی جا چکی ہے۔

جھگی بستیوں کی ترقی کا قومی پروگرام

جھگی بستیوں کی ترقی کا قومی پروگرام 1996 میں کانپور میں شروع کیا گیا۔ اس پروگرام کے تحت شہری جھگی جھونپڑی بستیوں (سلم) کی ترقی کے لئے ریاستوں رمرکز کے زیر انتظام علاقوں کو اضافی امداد جاری کی جاتی ہے۔ پروگرام کا مقصد کافی اور اطمینان

بخش پانی کی فراہمی، بارش کے پانی کا نکاس کیونٹی باتھ، مرمت سیور، موجودہ گلیوں کو چوڑا کرنا، ومرمت سیور کیونٹی بیت الخلا، اسٹریٹ لائٹ وغیرہ علاج کی سہولیات، ابتدائی تعلیم کی سہولیات، تعلیم بالغاں وغیرہ کی سہولیات مہیا کرانا ہے۔اس پروگرام کے تحت کیونٹی اساس سہولتیں، قبل اسکول تعلیم، غیررسمی تعلیم، زچگی سہولیات، صحت اطفال اور ابتدائی صحت کی دیکھ بھال بشمول ٹیکہ کاری وغیرہ کے لیے فنڈوں کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔گھروں کے معیار میں اضافہ کے تحت یا نئے گھروں کی تعمیر بھی اس پروگرام کا جزو ہے۔

ریاست مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی جھگی بستی کی آبادی کی بنیاد پر منصوبہ بندی کمیشن کے اضافی مرکزی امداد شکل میں فنڈوں کا تعین کیا جاتا ہے۔وزارت مالیات اس پروگرام کے تحت ریاستوں کو فنڈ مہیا کرتی ہے جبکہ وزارت داخلہ مرکزی علاقوں کے لیے فنڈ مہیا کراتی ہے۔ریاستیں نفاذ ایجنسیوں کو ان کی ضرورت کے مطابق فنڈ مہیا کراتی ہے ریاستوں کے لحاظ سے پروگرام کی پیش رفت ونگرانی رکھنے کے لیے وزارت ترقیات اور انسداد غریبی کو نوڈل وزارت کے طور پر نامزد کیا گیا ہے۔پروگرام کی شروعات سے مرکزی حکومت 2,135.77 کروڑ روپے جاری کر چکی ہے۔جس میں سے جون 2003 تک 1999.01 کروڑ روپے کا استعمال کر کے تقریباً 3.66 کروڑ لوگوں کو فائدہ پہنچایا گیا۔

اسکیم کے دونوں مراحل کے تحت 53 شہروں کا احاطہ کرتے ہوئے 20.14 کروڑ روپے کی لاگت آئے گی جس کے لیے مارچ 2003 تک 1954 کروڑ روپے مالی اعانت جاری کی جا چکی تھی۔

سورن جینتی شہری روزگار یوجنا

شہری انسداد غریبی کی تین اسکیموں۔غریبوں کے لئے شہری بنیادی خدمات، نہرو روزگار اسکیم اور وزیراعظم کا مربوط شہری انسداد غریبی کی جگہ پر یکم دسمبر 1997 سے ایک نئی اسکیم سورن جینتی شہری روزگار یوجنا شروع کی گئی۔اس اسکیم کا مقصد دہاڑی روزگار کا اہتمام یا خود روزگار صنعت قائم کرنے کے لئے حوصلہ افزائی کر کے شہری بے روزگار یا نیم بے روزگار غریبوں کو فائدے مند روزگار مہیا کراتا ہے۔اس کے تحت شہری بنیادی خدمات طرز پر کیمونٹی ساخت کی تشکیل کی جاتی ہے اور شہری مقامی بلدیاتی اداروں اور کیمونٹی اداروں کی حصہ داری کے ذریعہ سے روزگار کے مواقع پیدا کئے جاتے ہیں۔اس اسکیم میں مرکز اور ریاستوں کا تناسب 75:25 ہوتا ہے۔اسکیم میں خصوصی پروگرام شامل ہیں۔جیسے (i) شہری خود روزگار پروگرام (ii) شہری دہاڑی روزگار پروگرام۔سال 03-2002 کے دوران سورن جینتی شہری روزگار پروگرام کے لئے ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں شہری دہاڑی روزگار پروگرام کے تحت 73.98 اور سورن جینتی روزگار اسکیم کے تحت 20.72 کروڑ روپے اور کیمونٹی ساخت پروگرام کے تحت 6.21 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔

(a) **شہری خود روزگار پروگرام:**۔اس پروگرام کے 3 خصوصی اجزاء ہیں (1) فائدہ بخش خود روزگار صنعت لگانے کے لئے شہری غریب کے طور پر استفادہ چاہنے والوں کی امداد (2) فائدہ بخش خود روزگار صنعت لگانے کے لئے شہری عورتوں کے گروپوں کو امداد۔اس ذیلی پروگرام کو "شہری علاقوں میں عورتوں اور بچوں کی ترقی کی اسکیم" کہا جاتا ہے (3) فائدہ کے مجاز/استفادہ کے لئے ممکنہ خواہش مند اور شہری روزگار پروگرام سے جڑے دیگر لوگوں کے ہنر، کاروباری مہارت بڑھانے کیلئے تربیت کا اہتمام۔

یہ پروگرام ہندوستان میں سبھی شہری قصبوں میں لاگو ہے اور شہروں کی غریب بستی گروپوں کی طرف خصوصی دھیان دیتے ہوئے سارے قصبے کی بنیاد پر لاگو کیا جاتا ہے۔اس کا ہدف وہ شہری غریب لوگ ہیں جنہیں شہری غریبی لائن سے نیچے رہنے والے

اشخاص کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس پروگرام کے تحت خاتون استفادے کی خواہش مندوں کی حصہ داری 30 فی صد سے کم نہیں ہونی چاہیئے۔ درج فہرست ذات/درج فہرست قبائل کو ان کی مقامی آبادی کے تناسب میں اس کا فائدہ حاصل ہوگا۔ پروگرام کے تحت 3 فی صد معذوروں کے لئے اس کا اہتمام ہونا چاہیئے۔ اس پروگرام کے تحت فائدہ اٹھانے والوں کے لئے کوئی کم از کم صلاحیت نہیں رکھی گئی ہے۔ لیکن نویں کلاس سے زیادہ تعلیم حاصل کیئے ہوئے لوگ اس اسکیم کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ پروگرام کے تحت بیواؤں، طلاق شدہ عورتوں اور ایسی عورتوں کو ترجیح دی جائے گی جن کا خاندان محض ان کی آمدنی پر منحصر ہے۔ 31 مارچ 2001 تک پہلے زمرے کے 4,48,322 لوگوں کو پروگرام کے تحت تربیت دی گئی اور 4,42,384 لوگوں کو دوسرے زمرے کے تحت تربیت دی گئی اور فائدہ پہنچایا گیا۔

شہری علاقوں میں عورتوں اور بچوں کے ترقیاتی پروگرام

شہری علاقوں میں خواتین اور بچوں کے ترقیاتی پروگرام کا مقصد شہروں کی غریب عورتوں کے گروپوں کو خود روزگار کی سرگرمیوں اور جستجو میں تعاون دینا ہے۔ اس اسکیم میں سبسڈی کی حد سوا لاکھ روپے یا پروجیکٹ لاگت کا 50 فی صد، جو بھی کم ہو، ہوتا ہے۔ پروجیکٹ چلانے کے لئے کم از کم دس عورتوں کا گروپ ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی گروپ خود روزگار صنعتوں کے علاوہ اپنے آپ کو بچت اور قرض تنظیم کے طور پر تشکیل دیتا ہے تو اسے 1,000 روپے فی ممبر کی شرح سے 25,000 روپے کا اضافی مالی امداد تواتر فنڈ کی شکل میں بھی دیا جاسکتا ہے۔ اس فنڈ کے ذریعہ کچے مال کی خرید اور مارکیٹنگ، اصل سہولیات کے اخراجات، بچوں کی دیکھ بھال کی سرگرمیوں پر ایک بار کا خرچ، 500 روپے تک گروپ ممبروں کے سفری اخراجات گروپ، کے کسی ممبر کے ذریعہ اپنے یا اپنے شوہر یا بچے کے لئے مختلف اوقات میں کی گئی بچت سے بیمہ قسط کی ادائیگی جیسے کام کاج نمٹائے جاسکتے ہیں۔ ان کے علاوہ گروپ کے مفاد میں ریاست کے ذریعہ تصدیق شدہ کوئی دیگر اخراجات بھی فنڈ سے کیا جاسکتا ہے۔ تواتر فنڈ کی سہولت کسی بھی گروپ کے ذریعہ اس کی تشکیل کے ایک سال بعد لی جاسکتی ہے۔ 31 مارچ 2003 اس اسکیم کے تحت 26,710 گروپوں کی تشکیل ہوئی اور 58,261 عورتوں نے اس کا فائدہ اٹھایا۔

(b) **شہری دہاڑی روزگار پروگرام:۔** اس پروگرام کے تحت بلدیاتی اداروں کے دائرے میں غریبی خط سے نیچے رہ رہے لوگوں کو عوامی کارآمد اثاثوں اور سماجی اقتصادی اثاثوں کی تشکیل میں ان کی محنت کا استعمال کر کے فائدہ پہنچایا جائے گا۔ تعلیمی صلاحیت کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ پروگرام ایسے مقامی بلدیاتی اداروں میں لاگو ہے جہاں کی آبادی 1991 کی مردم شماری کے مطابق 5 لاکھ سے کم ہے۔ پروگرام کے تحت سامان اور مزدور کا تناسب 60:40 رکھا جائے گا۔ فائدہ اٹھانے والوں کو ہر ایریا کے لئے وقتاً فوقتاً نوٹیفائی کم از کم دہاڑی دی جائے گی۔ اس پروگرام کو ریاستی علاقے کی جھگی بستیوں کے ماحول میں بہتری پروگرام اور جھگی بستیوں کی بہتری کے قومی پروگرام کے ساتھ ہم آہنگ کیا جاتا ہے۔ اس پروگرام کو مندرجہ بالا دونوں پروگراموں یا ریاستی علاقوں کی دیگر کسی اسکیم کے متبادل کی شکل میں تیار نہیں کیا ہے۔ 31 مارچ 2003 تک اس پروگرام کے تحت 440.98 لاکھ دہاڑی روزگاروں کی تشکیل کی گئی۔

شمال-مشرق کے لیے اقدامات

حکومت نے شمال مشرقی ریاستوں اور سکم کے لیے مرکزی وسائل پول کی تشکیل کی۔ سکم اور شمال مشرقی ریاستوں میں شہری علاقوں کی ترقیاتی اسکیموں کے لیے سال 04-2003 کے بجٹ میں 160 کروڑ روپے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ پچھلے سال

(2002-03) میں مہیا کرائے گئے 76 کروڑ روپے، کا اہتمام تھا۔

شہری روزگار اور انسداد غریبی نے بھی سال 2002-03 کے بجٹ میں شمال مشرقی علاقے کے لیے 62.5 کروڑ روپے کا اہتمام کیا ہے تا کہ اس علاقے کے شہری علاقوں میں ترقیاتی اسکیمیں شروع کی جاسکیں۔ محکمہ نے 2001-02 میں 8 پروجیکٹوں کے لیے 33 کروڑ روپے اور سال 2002-03 میں 14 پروجیکٹوں کے لیے 44.17 کروڑ روپے جاری کیے۔ یہ سبھی پروجیکٹ سکم اور شمال مشرقی علاقوں میں شروع کیے گئے۔

ڈائرکٹوریٹ املاک

محکمہ املاک کا قیام 1992 میں محکمہ مرکزی تعمیرات عامہ کے ایک جزو کے طور پر کیا گیا تھا۔ اس کا کام مکانوں کا تعین، ان کی مرمت اور کرایہ وصول کرنا تھا۔ عالمی جنگ کے دوران سرکاری محکموں کی تشکیل اور ان کے تیزی کے ساتھ وسعت کے سبب تب موجود سرکاری عمارتوں پر کافی دباؤ بڑھ گیا تھا۔ اس حالت سے نمٹنے کے لیے اضافی دفاتر رہائشی عمارت بنائی گئی۔ املاک کے بڑھتے ہوئے کاموں کو دیکھتے ہوئے 1945 میں اس کی الگ تنظیم بنادی گئی اور محکمہ مرکزی تعمیرات عامہ سے الگ کر دیا گیا۔ ستمبر 1959 میں ڈائرکٹوریٹ املاک کا خود مختار تنظیم کے طور پر قیام عمل میں آیا۔

کولکاتہ اور ممبئی میں بھی سرکاری دفاتر اور رہائشی عمارتوں سے متعلق کام مرکزی تعمیرات عامہ کے محکمہ سے محکمہ املاک کو منتقل کر دیے گئے۔ ان دفاتر میں مرکزی حکومت کے دفاتر اور یہاں رہنے والے اسٹاف کی ضرورتوں کی دیکھ بھال کے لیے چھوٹی تنظیموں کی تشکیل کی گئی۔ دیگر علاقائی مراکز جیسے شملہ، چنئی، ناگپور، فرید آباد، غازی آباد اور چنڈی گڈھ کے ڈائرکٹوریٹ املاک کے شاخ دفاتر کی تشکیل املاک سے متعلق کاموں کی ضرورت کی دیکھ بھال کے لیے کی گئی۔ یہ کام متعلقہ CPWD دفاتر کے چارج کے تحت کیے گئے۔

بنگلور، اندور، حیدرآباد، شیلانگ، اگرتلہ، امپھال، کوہیما، کوچین، کانپور، لکھنو، الہ آباد، راجکوٹ، جے پور، میسور، چنئی، دہرہ دون، وارانسی، گوہاٹی، آگرہ، پورٹ بلیئر، سکم اور سری نگر میں یہ کام ڈائرکٹوریٹ املاک کی طرف CPWD کے ماتحت ہی کیا جاتا ہے۔ ڈائرکٹوریٹ کے درج ذیل کام ہیں وزارت شہری ترقی اور انسداد غریبی کے تحت نئی دہلی اور 31 علاقائی مراکز میں سرکاری املاک کا انتظام (رہائشی/ دفتری عمارتیں) و دیکھ بھال۔ اس وقت دہلی میں 64,300 اور علاقائی مراکز میں 36,000 رہائشی اکائیاں ڈائرکٹوریٹ کے زیر نگرانی ہیں۔ ڈائرکٹوریٹ کے ذمہ 1,29,10,824 مربع دفتری مقامات ہیں جس میں سے 83,79,000 مربع دفتری رقبہ صرف دہلی میں ہے۔ غیر منقولہ جائیداد، مطلوبہ کنندہ اور حصولیابی ایکٹ 1952 کا انتظامیہ سرکاری عمارتوں (غیر مجاز دخل کاروں کی بے دخلی) ایکٹ 1971 کا انتظام بھی اس کے ذمہ ہے۔ وگیان بھون میں جگہ فراہمی کا تعین شملہ میں گرینڈ ہوٹل میں ہوئی ڈے ہوم اور دیگر سیاحتی سرکاری ہوٹلوں جیسے دہلی ممبئی چنئی کولکاتہ کنیا کماری سیوا را مرکفلک وغیرہ کا انتظام کنٹرول اور دہلی فرید آباد غازی آباد ناگپور ممبئی اور لکھنو میں سرکاری رہائشی کالونیوں میں بازار کے انتظامی کنٹرول کے لیے بھی ذمہ دار ہے۔

محکمہ مرکزی تعمیرات عامہ

محکمہ مرکزی تعمیرات عامہ (سی پی ڈبلیو ڈی) مختلف قسم کے تعمیراتی کاموں کی ایک اولیں سرکاری ایجنسی ہے جس کی پورے ملک میں فیلڈ اکائیاں واقع ہیں یہ ملک بھر میں تعمیر اور مرمت کے کام حتی کہ دور دراز علاقوں میں بھی ذمہ داری نبھاتا ہے۔ یہ محکمہ ملک میں سرکاری عمارتوں کی تعمیر اور ان کی مرمت کے لیے بھی ذمہ دار ہے۔

حالانکہ تعمیر اور مرمت کے لیے مرکزی حکومت کے کچھ محکمے جیسے ریلوے مواصلات، ایٹمی توانائی دفاع وغیرہ کے اپنے دفاتر ہیں مختلف طرح کے کاموں کے علاوہ CPWD پروجیکٹ کی شروعات سے اس کے مکمل ہو جانے تک اور بعد میں مرمت وغیرہ کے کام کی نگرانی کے لیے مربوط انتظامی خدمات فراہم کراتا ہے۔

ڈائرکٹر جزل (ورکس) مرکزی تعمیرات عامہ کا سربراہ ہوتا ہے۔ وہ حکومت ہند کا اہم تکنیکی صلاح کار بھی ہوتا ہے اس محکمہ میں پانچ ہزار سے زیادہ ماہر سول اور الکٹریکل انجینئر، آرکیٹیک اور ماہر باغبانی ہوتے ہیں محکمہ کے کام کا بوجھ سال در سال بڑھتا جاتا ہے اور فی الحال سال میں 135 ارب روپے کے پروجیکٹ کی تکمیل کرتا ہے۔ عالمی تجارتی تنظیم کے تحت گیڈس سے متعلق معاملوں کے لیے بنائے گئے افسروں کے فوکس گروپ کا سربراہ بھی CPWD کے ڈائرکٹر جزل (ورکس) ہوتے ہیں۔

مرکزی تعمیرات عامہ کی تاریخ کافی پرانی ہے 1854 میں اس وقت ہندوستان کے گورنر جزل نے ایک علاحدہ تعمیرات عامہ کے کاموں کے لیے نگرانی کی منظوری دی انگریز حکومت نے تعمیرات عامہ کے کاموں کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے یہ طے کیا کہ اس محکمہ کا سربراہ حکومت بنگال کے سکریٹری سطح کا ہونا چاہیے۔ 1863 میں اس سلسلے میں تب پہلی اجمیر صوبائی ڈویزن کی تشکیل کی گئی اور اسے تعمیرات سے متعلق کچھ کام سونپے گئے اس ڈویزن نے اجمیر میں مایو کالج کی عمارت کی تعمیر کا کام کیا CPWD کی موجودہ شکل 1930 میں وجود میں آئی۔

اس محکمہ نے ملک کی راجدھانی کو کولکاتہ سے دہلی منتقل کرنے کے لیے بنیادی ڈھانچہ فراہم کرانے میں اہم کردار نبھایا۔ آزادی کے بعد اس محکمہ کی سرگرمیوں میں مسلسل اضافہ ہوا۔ پورے ملک میں تعمیراتی و ترقیاتی کاموں کا سہرا اس محکمہ کے سر بندھتا ہے جیسے اروناچل پردیش میں ترقیاتی کام، ہماچل پردیش، سکم، ناگالینڈ، تریپورہ، میزورم، انڈمان نکوبار جیسے دشوار گزار علاقوں میں ترقیاتی و تعمیراتی کاموں کو بہتر طور پر انجام دیا ہے اس کے علاوہ اس محکمے نے پڑوسی ممالک نیپال و پاکستان کی جنگ کے دوران جب دشمن کے جہاز فضائی حملے کر رہے تھے اس دوران راجا سانسی ایرپورٹ بنانے کا کام بھی انجام دیا۔ جموں و پٹھان کوٹ راستہ اور جواہر سرنگ اور دہلی و دیگر شہروں میں سرکاری اقامت کاری کالونیاں بنانے کا بھی کام کیا ہے۔

محکمہ نے فی الواقع ترقی سے جڑے تمام سیکٹروں میں سماجی و مادی بنیادی سہولیات کی تخلیق میں اشتراک کیا ہے اور ملک کے ترقیاتی عمل میں بہت سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا ہے۔ وزارت دفاع سے متعلق کاموں کی ذمہ داری انجام دینے کے ذریعہ محکمہ نے دفاع و سلامتی میں نمایاں اشتراک کیا ہے اور بین الاقوامی سرحدوں پر باڑھ لگانے کا کام بھی کیا ہے ہر سال یوم جمہوریہ کی کامیاب تقریب کے لیے بندوبست اس محکمہ کی ذمہ داری ہے۔

مرکزی قومی تعمیرات عامہ اقامت کاری اور دفاتر کے کمپلکس اسپتال ورکشاپ فیکٹریاں ہاسٹل اناج گودام سڑکیں قومی شاہراہیں پل فلائی اوور ائیرپورٹ کمپیوٹر مراکز ماحولیاتی اور دیگر بنیاری آفاقی خدمات جیسے وسیع رینج کے پروجیکٹوں کا کام پورا کرتا ہے۔ اس نے ہند پاک اور ہند بنگلہ دیش سرحدوں پر باڑھ لگانے تیز روشنی کا انتظام کرنے اور مشکل حالات میں سڑکوں کے پروجیکٹوں پر کام کرنا بھی اس کی ذمہ داریوں میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ فن تعمیر کے پروجیکٹوں جیسے پارلیمنٹ لائبریری عمارت کی تعمیر اور اجنتا کی گپھاؤں میں روشنی کا انتظام بھی اس نے کیا ہے۔

CPWD کو راشٹرپتی بھون نارتھ بلاک، ساؤتھ بلاک، پارلیمنٹ ہاؤس، انڈیا گیٹ، سپریم کورٹ، نیشنل میوزیم، نیشنل آرکائیوز جیسی عظیم عمارتوں اور کئی کثیر منزلہ عمارتوں اور اسٹیڈیم کا تعمیری سہرا حاصل ہے۔

یہ تنظیم تعمیراتی وساختی وضع، قومی شاہراہوں، پل بنانے کی انجینیئرنگ، افادیت خدمات باغبانی اور پروجیکٹ مینجمنٹ کے میدان میں اپنی صلاحیت ثابت کر چکی ہے اور سبھی قسم کی ساختوں کے لیے کلی معیاری یقین دہانی کے ساتھ تمام سول انجینیرنگ پروجیکٹوں کے لیے منصوبہ بندی ڈیزائن تعمیر اور مرمت ودیکھ بھال میں نہایت جامع خدمات فراہم کرتی ہے۔ یہ منصوبہ بندی اور ڈیزاین کے کام میں مشاورت کا کام کرنے کے ساتھ پبلک سیکٹر اکائیوں، خود مختار اداروں کو آپریٹو سوسائٹیوں اور بیرون ممالک پروجیکٹوں کے لیے اپنے مشاورتی ونگ کے ذریعہ نگرانی مشاورت کی بھی ذمہ داری لیتا ہے۔ پروجیکٹ میں یہ سائٹ کے انتخاب کے مرحلہ سے اپنے آپ کو شامل کرتا ہے۔ ارضی تکنیکی تشخیص فیلڈ ڈاٹا جمع کرنے، تعمیراتی تیاریوں ساختی الکٹریکل ایرکنڈیشنگ اور وضع منتظر زمین اور ڈرائنگ کی ذمہ داریاں انجام دیتا ہے کوالٹی یقین دہانیوں کے بشمول تعمیراتی مینجمنٹ کی بھی ذمہ داری لیتا ہے اور اپنی ذمہ داری کے بعد تکمیل مرمت ودیکھ ریکھ مینجمنٹ وغیرہ کے ذریعہ بھاتا ہے عمارتی تعمیر کے ہر شعبے کے لیے متعدد خصوصی اکائیوں کی تشکیل محکمے میں کی گئی ہے۔ زیرضابطہ اور طریقہ عمل جامع مینوئل بشمول مالیاتی امور پر حکومت کے ہدایتی اصول معیار بندی فہرست اور شرح کے تجزیے اور تصریحات اور معاہدہ دستاویز اور منظور شدہ تعمیر کے لیے معیاری پلنتھ ایریا شرح اور مرمت کے ضوابط و دیگر دستاویزی اور تعمیرات عامہ کی تعمیل میں طریقہ عمل کو فروغ دینے میں CPWD کو اکیلے فوقیت حاصل ہے نجی اور پبلک سیکٹر کی تعمیراتی ایجنسیاں محکمے کے ذریعہ ترقی یافتہ طریقہ عمل اپناتی ہیں۔

کثیر سطحی محاسبہ اور مانعات لوازمات کے تقریباً مکمل نظام اور مضبوط نگرانی اکائی کے ذریعہ عوامی فنڈوں سے مناسب طور پر استفادہ کیا جانا اور جواب دہی کو یقینی بنایا جاتا ہے CVC (مرکزی نگرانی کمیشن) کے تحت چیف تکنیکی معائنہ کار بھی تکنیکی زاویہ سے محکمہ جاتی کاموں کا معائنہ کرتے ہیں۔

محکمہ تعمیرات کے میدان میں جدید تکنیکوں کے فروغ اور جدید ٹکنالوجی کو اپنانے کے ذریعہ ترقی کی راہ میں آگے بڑھ رہا ہے۔ اس نے نئی دہلی میں سرکاری رہائشوں میں رہنے والے لوگوں کی خدماتی ضروریات کو مندرج کرنے اور نگرانی کے لیے پہلی بار تفاعلی صوتی جوابی عمل نظام متعارف کرایا ہے۔ اس کے ذریعہ سرکاری مکانوں میں رہنے والے ملازمین 24 گھنٹے اپنی ضرورت یا شکایت فون یا انٹرنیٹ پر درج کرا سکتے ہیں جنوبی علاقے میں اکاؤنٹنگ طریقہ عمل اب ویب پر مبنی بنایا گیا ہے اور جلد ہی دیگر علاقوں میں سے اپنایا جائے گا۔ CPWD بہت سے انضباطی عمل بھی انجام دیتا ہے دفاتر اور مکانوں کے لیے پیمائش اس میں سہولیات کی ضرورت لاگت فی اکائی مختلف مقامات کے لیے تعمیری لاگت اشاریہ شرح کی فہرست شائع کرنے پر ہر مد کے لیے صراحت، معاہدہ کاروں (ٹھیکہ داروں) کو ان کی استعداد کی تشخیص کے بعد اندراج کرنے، ورکس مینول اور اکاؤنٹ ضابطہ تیار کرنے، تعمیراتی اصولوں کو فروغ دینے جیسی کچھ سرگرمیاں CPWD کے عمل کے دائرہ میں آتی ہیں دیگر تعمیراتی متعلقہ سرگرمیوں جیسے تعین قدر کرایہ مقرر کرنے وغیرہ کا کام CPWD کے ذریعہ کیا جاتا ہے یہ نظام عملاً واضح اور صریح ہے اور اسے بڑے پیمانے پر اپنایا جاتا ہے۔

قومی عمارتی تعمیراتی کارپوریشن لمیٹیڈ (NBCC)

قومی عمارتی تعمیراتی کارپوریشن لمیٹیڈ کو 1960 میں پبلک سیکٹر کی انڈرٹیکنگ کے طور پر قائم کیا گیا۔ اس کا اہم کاروبار سول انجینیرنگ پروجیکٹوں کی تکمیل، مشاورتی خدمات اور حقیقی جائداد پروجیکٹوں کے فروغ کو پیش کرنا ہے NBCC کو ISO 9001 سرٹیفکیشن بیورو آف انڈین اسٹینڈرڈ کی جانب سے مشاورت اور پروجیکٹ مینجمنٹ ڈویژنوں کے ذریعہ مشاورتی اور تعمیراتی خدمات کے لیے فراہم کی گئی ہے۔

NBCC آجکل Rs 500 کروڑ کی کمپنی ہے اور اس کی سرگرمیاں پورے ملک اور بیرون ممالک پھیلی ہوئی ہیں NBCC نے سال 02-2001 کے دوران 3.70 کروڑ روپے کا خالص منافع کمایا ہے اور 30 جون 2003 کو اس کے ہاتھ میں تقریباً 842 کروڑ روپے کے بقیہ آرڈر موجود تھے۔

NBCC میمورنڈم آف انڈراسٹینڈنگ (MOU) دستخط کرنے والی کمپنی ہے اور MOU پیرامیٹر پر تعین قدر کیے جانے پر مبنی اس کی کارکردگی کو سال 02-2001 کے لیے اچھا (گڈ) کے طور پر درجہ بندی کیا گیا ہے اور سال 03-2002 کے لیے عمدہ (Excellent) طور پر درجہ بندی کیے جانے کا امکان ہے۔

بدلتے وقت کے ساتھ ساتھ NBCC نے اپنی سرگرمیوں کو وقتاً فوقتاً متنوع کیا ہے اور اس کے دائرہ عمل میں UASB ٹکنالوجی استعمال کرتے ہوئے ماحولیاتی انجینئرنگ سلپ فارم اور جمپ فارم ٹکنالوجیوں کا استعمال کرتے ہوئے ٹال اسٹیک اور کولنگ ٹاورس حقیقی جائیداد پروجیکٹوں کا فروغ مشاورتی اور پروجیکٹ مینجمنٹ تفویضات اور دیکھ بھال و مرمت معاہدے شامل ہیں۔

NBCC نے مختلف بین الاقوامی کمپنیوں کے ساتھ مشترکہ اشتراک اور ٹکنالوجی مشروط معاملہ کیا ہے تاکہ اپنے ہونے والے کاروباری معاملوں کو آگے بڑھایا جائے ہے اور ساتھ ساتھ نئی تعمیری ٹکنالوجیوں اور طریقوں کو ملک میں پیش کیا جائے۔

NBCC نے بوٹسوانہ میں بنیادی ساختی پروجیکٹوں کی ذمہ داری لینے کے مقصد سے جمال این بی سی کی انٹرنیشنل (پرایئیٹری) کے نام سے بوٹسوانہ کی مقامی کمپنی میسرز جمال ٹریڈنگ کے ساتھ جوائینٹ وینچر کمپنی کی تشکیل بھی کی ہے NBCC نے DMRC پروجیکٹوں کو انجام دینے کے لیے IJM-NBCC-VRM کے نام سے IJM نام سے (ملیشیا) اور ولایتی رام حل کے ساتھ جوائنٹ وینچر کمپنی کی تشکیل کی ہے پروجیکٹ کی کل لاگت 150 کروڑ روپے ہے جس میں NBCC کا حصہ 45 کروڑ روپے ہے۔

NBCC نے میسرز KULIN INSAAT ترکی کے ساتھ ہندوستان میں NHAI پروجیکٹوں کی ذمہ داری انجام دینے کے متعلق سے ایک اولین پارٹنر کے طور پر MOU پر دستخط کیا ہے۔

قومی راجدھانی خطہ منصوبہ بندی بورڈ

قومی راجدھانی خطہ منصوبہ بندی بورڈ (این سی آر پی بی) کا قیام ہریانہ، راجستھان، اتر پردیش کی اسمبلیوں کی منظوری کے ساتھ پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے تحت 1985 میں عمل میں آیا تھا، جس کا مقصد قومی راجدھانی خطہ (این سی آر) کے متوازن اور مناسب ترقی کی منصوبہ بندی، اسے فروغ دینا ہے۔قومی راجدھانی خطہ 30,242 مربع میٹر میں پھیلا ہوا ہے۔اور اس کے تحت سارا قومی راجدھانی خطہ دلی، ہریانہ، راجستھان اور اتر پردیش کے کچھ حصے شامل ہیں۔بورڈ نے علاقائی منصوبہ 2001 این سی آر تیار کیا ہے اور علاقائی پلان، فنکشنل پلانوں اور سب ریجنل پلانوں کے نفاذ اور ان پر عمل درآمد میں تال میل پیدا کر رہا ہے۔منصوبہ پر عمل درآمد کے لئے بورڈ کی جانب سے مرکزی اور ریاستی منصوبوں اور آمدنی کے دوسرے وسائل سے سرمایہ کے حصول کا انتظام کیا جاتا ہے۔شریک ریاستوں اتر پردیش اور راجستھان نے اپنے اپنے ذیلی علاقوں کے لئے سب ریجنل پلان تیار کئے ہیں۔جن کو این سی آر پی بی نے اپنی منظوری دیدی ہے۔بورڈ نے ٹرانسپورٹ، بجلی، ٹیلی کام اور صنعت کے لئے فنکشنل پلان بھی تیار کئے ہیں اس رپورٹ کی بنیاد پر علاقائی منصوبہ 2021 کی تیاری کا عمل شروع کر دیا ہے۔ ہریانہ اور قومی راجدھانی خطہ دہلی کے لئے سب ریجنل پلان کی تیاری بھی متعلقہ ریاستی سرکاروں نے 2021 کے تناظر میں شروع کر دی ہے۔

علاقے کی ترقی کے لئے بورڈ نے 5,359.47 کروڑ روپے لاگت کے 172 پروجیکٹوں کو منظوری دی ہے، ان میں سے

79 پروجیکٹ پورے ہو چکے ہیں۔ بورڈ نے 2,372.08 کروڑ روپے کے قرض منظور کیے ہیں۔ جس میں سے 1,421.30 کروڑ روپے دسمبر 2002 تک ہریانہ، راجستھان اور اتر پردیش قومی خطہ راجدھانی سے 4 شہروں گوالیار، پٹیالہ، کوٹہ اور بریلی کے لئے جاری کئے جا چکے ہیں۔ بورڈ نے ستمبر 2002 تک ریاستوں پر 2,212.27 کروڑ روپے خرچ کیے۔

مقامی حکومت

میونسپلٹیاں

ہندوستان میں بلدیاتی اداروں کی تاریخ کافی پرانی ہے 1668 میں مدراس پریسیڈنسی (اب چنئی) میں پہلی بار ایک کارپوریشن قائم کیا گیا تھا، بعد میں 1726 میں ممبئی اور کولکاتہ میں بھی اس طرح کے کارپوریشن کی تشکیل کی گئی۔ ہندوستان کے آئین میں پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ کے جمہوریت کے تحفظ کے لیے تفصیلی اہتمام کیا گیا ہے تاہم شہری علاقوں میں مقامی خود اختیاری حکومتوں کے لیے واضح طور پر آئینی اہتمام نہیں ہے حالانکہ ریاستی پالیسی کے ہدایتی اصولوں میں گاؤں کی پنچایتوں کا ذکر کیا گیا ہے لیکن میونسپلٹیوں کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا ہے صرف ریاستی فہرست کے پانچویں اندراج میں اس کا ذکر ہے اور کہا گیا ہے کہ مقامی خود اختیاری حکومتیں ریاستی حکومتوں کی ذمہ داری ہے۔ شہری مقامی اداروں کے لیے ایک مشترکہ فریم ورک فراہم کرنے اور ان کے کام کاج کو بہتر بنانے کے لیے اپارٹمنٹ میں آئین میں 74 ترمیمی ایکٹ 1992 پاس کیا گیا۔ اسے 20 اپریل 1993 کو صدر کی منظوری مل گئی۔ حکومت ہند نے پہلی جون 1993 کو اس قانون کا اعلانیہ جاری کر دیا اور تبھی سے یہ نافذ ہو گیا۔ قانون کے تحت دیگر باتوں کے علاوہ تین طرح کی میونسپلٹیوں کی تشکیل کا اہتمام کیا گیا ہے ان میں نگرانی اور ان علاقوں کے لیے ہے جو دیہی علاقوں سے شہری علاقوں میں بدل رہے ہیں میونسپل کونسل چھوٹے شہری علاقوں کے لیے اور میونسپل کارپوریشن بڑے شہری علاقوں کے لیے ہے اس کے علاوہ اس میں میونسپلٹیوں کے عمل کی مدت تعین کرتے وقت ریاستی انتخاب کمیشن ریاستی مالیاتی کمیشن کی تشکیل کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ ریاست اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں نے اپنے یہاں ریاستی الکشن کمپنیوں کی تشکیل کر لی ہے اور جھارکھنڈ اور پانڈیچری کو چھوڑ کر باقی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں میونسپل اداروں کے انتخاب مکمل ہو چکے ہیں۔

پنچایتیں

آئین کے آرٹیکل 40 میں ریاستوں کو گرام پنچایتوں کی تنظیم کے لیے مناسب قدم اٹھانے اور ان پنچایتوں کو خود اختیاری حکومت کے طور پر کام کرنے کے لیے ضروری اختیار دینے سے متعلق ہدایات دینے کا اہتمام کیا گیا ہے اسے دیکھتے ہوئے آئین میں ایک نئے جز کو داخل کیا گیا ہے اس میں گاؤں میں یا گاؤں کے گروپوں میں گرام سبھا؛ گاؤں یا دیگر سطح یا سطحوں پر پنچایتوں کی تشکیل پنچایتوں کی تمام سیٹوں کے لیے براہ راست انتخاب وغیرہ کا اہتمام کیا گیا ہے ان انتخابات میں آبادی کے تناسب میں درج فہرست اور درج فہرست قبائل کے لیے سیٹوں کو محفوظ کیے جانے کی بات کہی گئی ہے۔ ایک تہائی سیٹیں عورتوں کے لیے محفوظ کی گئی ہیں۔ پنچایتوں کی مدت پانچ سال مقرر کی گئی ہے کسی پنچایت کے تحلیل ہونے کی صورت میں چھ مہینے کے اندر انتخاب کرانے کا اہتمام کیے جانے کی بات کہی گئی ہے۔

17- ہندوستان اور دنیا

ہماری خارجہ پالیسی کے لیے رہنما اصول ،نظریہ عملیت اور بنیادی اور مستحکم اصولوں سے کسی طرح کی مفاہمت کیے بغیر قومی مفاد کی جستجو پر مبنی ہیں۔ یہ بات محسوس کی جانے لگی ہے کہ تیز اور مسلسل تبدیلی کے آج کے دور میں ہماری خارجہ پالیسی کو نئے چیلنجوں اور مواقع سے مناسب طور پر سامنا کرنے میں اہل ہونا چاہیے۔ ہندوستان اپنی خارجہ پالیسی کو نہ صرف اقتصادی و دفاعی پہلوؤں کے لحاظ سے اہم مانتا ہے، بلکہ اسے اقتصادی ترقی کے ذریعہ قوم کی صلاحیتوں کی تخلیق، سماج کی خوشحالی بڑھانے اور ہندوستان کے اقتدار اعلیٰ، علاقائی سالمیت اور تحفظ کے لیے وسیع معنی میں کی جانے والی کوششوں کا لازمی جزو مانتا ہے۔

اس بنیادی ڈھانچے کے تحت ہندوستان کی خارجہ پالیسی کا ہدف درج ذیل مقاصد کا حصول ہے: (i) تیزی سے بدل رہے بین الاقوامی ماحول میں مفاہمت کو فروغ دینے اور ہندوستان کے لازمی مفادات اور بنیادی سرکاروں، آرزوؤں اور ترجیحات کے لیے عالمی برادری کی تائید حاصل کرنا، (ii) ملک کے فیصلہ سازی عمل میں خودمختاری کا تحفظ کرنا، (iii) مساوات کی بنیاد پر باہمی اعتماد و احترام کے تعلقات کو فروغ دینا (iv) بین الاقوامی تناظر میں امن، استحکام، سلامتی اور اعتدال کے عامل کے طور پر ہندوستان کے کردار میں اضافہ، (v) ہندوستان کی خارجہ پالیسی کی اہم ترجیحات اور فوکس میں خاص طور پر پڑوسی ملکوں کے ساتھ تعلقات بڑھانا اور مستحکم کرنا اور باہمی مفاد میں ایک دوسرے سے تعاون کے ذریعہ مجموعی طور پر پورے علاقے میں پختہ اعتماد کا ماحول تیار کرنے اور ایک دوسرے کے واجب سروکار کی قبولیت، (vi) یہ یقینی بنانا کہ پاکستان کنٹرول لائن اور بین الاقوامی سرحد کا احترام کرے اور سرحد پار دہشت گردی کو موثر طور پر کنٹرول کر کے اپنے یہاں دہشت گردی کے پورے ڈھانچے کو ڈھا دے۔ (vii) قدیم تمدنی اور تاریخی تعلقات اور مضبوط عصری مناسبت کی بنیاد پر ہندوستان کے وسیع پڑوس میں آنے والے ممالک کے ساتھ تعاون، دوستی اور اعتماد پر مبنی تعلقات کو مضبوط کرنا۔ ہندوستان وسطی ایشیا، جنوب مشرقی ایشیا، خلیج اور بحر ہند علاقے کے ممالک اس علاقے میں امن، استحکام، سلامتی اور ترقیاتی عمل کو فروغ دینے کی اپنی خواہش میں متحد ہیں۔ (viii) P-5 اور دیگر اہم ممالک کے ساتھ بات چیت اور تعاون کے نئے ڈھانچے کی بنیاد حقیقی قومی مفادات کی افزائش اور تحفظ، (ix) معاشی خوشحالی اور ترقی کے عصری چیلنجوں کے بارے میں مشترکہ رسائی کے لیے کثیر فریقی اداروں اور بین الاقوامی تنظیموں کے دیگر ممبر ملکوں کے ساتھ تعمیری تعاون کرنا، (x) دنیا کے لیے خطرہ بن چکی دہشت گردی کے خلاف بین الاقوامی مہم کو مضبوطی فراہم کرنا (xi) اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں اصلاح اور از سر نو تشکیل، کثیر قطبیت نظام کو فروغ دینا اور اقتدار اعلیٰ کے نظریہ کو کمزور کرنے والے اور مداخلت کے حق کو تسلیم کرنے کی کوشش کرنے والوں کو موزوں جواب دینا۔ (xii) سیاسی، اقتصادی اور تکنیکی شعبوں میں ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے درمیان اور زیادہ مساوات پر مبنی تعلقات کو فروغ دینا، (xiii) مقررہ وقت پر مبنی اور مرحلہ وار پروگرام کے تحت سب کے لیے یکساں تحفظ کی بنیاد پر نیوکلیر ترک اسلحہ کے ہدف کی سمت میں عمل کرنا (xiv) معاشی ترقی کی افزائش کے لئے علاقائیت اور ذیلی علاقائیت کی جانب رجحان سے استفادہ کرنا، (xv) بیرون ملک تجارت اور اصل کاری کو فروغ دینے، ٹکنالوجی کی مساوات پر مبنی منتقلی اور باقی دنیا کے ساتھ ہندوستان کے اقتصادی تجارتی رابطوں کو مضبوط کرنے کے لیے معاشی حکمت عملی کو ترجیح دینا اور اس پر بہت زور دینا (xvi) بیرون ممالک رہنے والے ہندوستانی نژاد لوگوں کے ساتھ مسلسل رابطہ قائم رکھنا اور ہندوستان کے ساتھ بین الاقوامی تعلقات میں ان کے روابط کے اہم کردار کو تسلیم کرنا۔

ہندوستان کی خارجہ پالیسی باقی دنیا کے ساتھ علاقائی اور عالمی ارض سیاسی اور معاشی تناظر میں سنجیدہ، حقیقی اور عصری تشخیص پر مبنی پیش بینی کی طرف مائل ہے۔

ہندوستان کے پڑوسی

ہندوستان کے اپنے پڑوسی پہاڑی ملکوں، نیپال اور بھوٹان کے ساتھ مختلف میدانوں میں مختلف سطحوں پر جامع رابطہ اور بین عمل کے ذریعہ اچھے پڑوسیوں والے نہایت قریبی تعلقات ہیں۔ 03-2002 میں باہمی مفاد پر مبنی اقتصادی تعاون بڑھانے اور اسے مضبوط کرنے کی کوشش جاری رہی۔ سلامتی و تحفظ کے میدان کے بشمول باہمی تعلق والے مختلف امور پر موثر طریقے سے غور کرنے کے لیے دونوں ملکوں کے ساتھ دوطرفہ میکانیت کو فروغ دیا گیا۔

وزیر خارجہ جناب یشونت سنہا جنوب ایشیائی ایسوسی ایشن برائے علاقائی تعاون (سارک) کے وزرا کونسل کی میٹنگ میں حصہ لینے اور نیپال کے ساتھ دوطرفہ مذاکرات کے لیے 19 سے 24 اگست تک نیپال کے دورے پر گئے۔ ہندوستان نے نیپال میں ماؤنواز تشدد کی ملامت کی اور نیپالی سلامتی افواج کو مضبوط کرنے کے لئے تعاون بھی پیش کیا ہے۔ نیپال کے مہاراجہ گیانیندر بیر بکرم شاہ دیو 20 تا 30 مارچ ہندوستان کے دورے پر تشریف لائے۔

بھوٹان اقتدار کو سماج کی زمینی سطح پر لامرکزی کرنے اور منتقلی (اختیارات) کے سلسلے میں نمایاں قدم اٹھا رہا ہے۔ ملک کے لیے ان دنوں ایک نیا آئین بنایا جا رہا ہے۔ 1020 میگاواٹ صلاحیت کی حوصلہ مندانہ 'تالا' پروجیکٹ میں ہندوستان کے تعاون سے اطمینان بخش طور پر پیش رفت پر ہے۔ وزیر خارجہ جناب یشونت سنہا نے 4 تا 6 اگست 2002 تک بھوٹان کا دورہ کیا اور بھوٹان کے حکمراں جگمے سنگے وانگ چک اور ان کے وزراء کے ساتھ تبادلہ خیال کیا۔

ہندوستان کے تعلقات سری لنکا کے ساتھ قریبی اور دوستانہ ہیں، ہندوستان سری لنکا کی یکجہتی، اقتدار اعلیٰ اور علاقائی سالمیت کے اپنے پیمان کا پابند ہے تاہم LTTE کے بارے میں ہندوستان کے نظریہ میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہوئی ہے۔ LTTE پر پابندی کی مدت 2002 میں دو سال کے لیے مزید بڑھا دی گئی اور اس کے لئے روی پربھاکرن کی حوالگی کے سلسلے میں ہندوستان نے پھر درخواست کی ہے۔ سری لنکا کی حکومت LTTE کے درمیان جنگ بندی کے معاہدے پر دستخط کے بعد ہندوستان اور سری لنکا کے درمیان اعلیٰ سطحی پر سیاسی تبادلہ خیال تیز ہوا ہے۔ سری لنکا کے وزیر اعظم نے 2002 میں خیر سگالی کے پیغام کے ساتھ دو بار ہندوستان کا دورہ کیا اور تعاون واقتصادی مدد کی درخواست کی۔ ہندوستان بھی سری لنکا کی طرح ہی اس کے ساتھ تعلقات کو مضبوط کرنا چاہتا ہے اور اس کی یہ خواہش جولائی 2002 میں وزیر خارجہ کے سری لنکا کے سفر سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ ہندوستان قرض، عطیات اور قرض برائے اسباب کے ذریعہ جو امداد پیش کر رہا ہے اس کے لیے سری لنکا نے ستائش کی۔

مالدیپ کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات بہت قریبی اور دوستانہ ہیں۔ ہندوستان مالدیپ کے ساتھ تعلقات کے فروغ اور انھیں مضبوط کرنے کو کتنی اہمیت دیتا ہے یہ ستمبر 2002 میں وزیر اعظم کے مالدیپ دورے سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس سفر کے دوران وزیر اعظم نے فروغ انسانی وسائل، سیاحت، صحت وغیرہ اہم شعبوں میں مالدیپ کو مزید ترقیاتی مدد دینے کے ہندوستان کے پیمان وابستگی کو دہرایا۔ وزیر اعظم اور صدر قیوم نے مشترک طور پر اندرا گاندھی میموریل اسپتال اور مالدیپ تکنیکی تعلیمی ادارے کی بنیاد رکھی۔ اعلیٰ ٹکنالوجی کے میدان میں امداد میں تنوع لانے کی کوششوں کے تحت ہندوستان محکمہ خلاء مالدیپ میں ریموٹ سسنگ اکائی قائم کرے گا۔

ہندوستان نے پچھلے دہے میں بشمول اعلیٰ سطحی تبادلہ خیالات مختلف کوششوں سے میانمار کے ساتھ قریبی تعلقات قائم کیے ہیں۔ میانمار کے ساتھ تعمیری تعلق قائم کرنے کی پالیسی کا رابطہ اور تعاون کے مختلف شعبوں میں توسیع کرتے ہوئے میانمار میں بنیادی ڈھانچہ اور مختلف وسائل پر نقل وحمل نظام کی تعمیر پر توجہ مبذول کی گئی ہے۔ جنوری 2003 میں میانمار کے وزیر خارجہ کا سفر ہندوستان 1987 کے بعد اس سطح پر پہلا دوطرفہ سفر تھا۔ ہندوستان میانمار اور تھائی لینڈ منی پور میں موریہہ سے میانمار ہوتے ہوئے تھائی لینڈ میں ماے سوٹ (تھائی لینڈ) تک کی قومی شاہراہ کی تعمیر اور فروغ کے لیے متفق ہوئے ہیں۔

بنگلہ دیش کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات قریبی اور خوشگوار ہیں۔ ہندوستان اور بنگلہ دیش کے درمیان طویل مشترکہ سرحد ہے جس کی مینجمنٹ میں متعدد رکاوٹیں ہیں جنھیں دونوں ملک تعمیری تبادلہ خیالات کے ذریعہ دور کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اعلیٰ سطح پر تبادلہ خیال پروگرام کے تحت بنگلہ دیش کے وزیر خارجہ ایم۔ مرشد خاں 16 تا 17 جون 2002 کو اور اس کے بعد 13 تا 16 فروری 2003 کو ہندوستان کے دورے پر آئے۔ وزیر خارجہ یشونت سنہا نے بھی 24 تا 25 اگست کو ڈھاکہ کا سفر کیا۔ ان کے سفر کے دوران باہمی مفاد کے امور پر اعلیٰ سطح پر غور کیا گیا۔ اس سے دونوں ملکوں کی حکومتوں کے دوران بہتر مفاہمت قائم ہوئی ہے۔ بنگلہ دیش سے ناجائز طور پر ہندوستان میں آکر بسنے والوں اور ہندوستانی علاحدگی پسندوں کی سرگرمیوں کے بارے میں ہندوستان کی تشویش کا اظہار واضح طور پر بنگلہ دیش سے کیا گیا۔ دونوں ملکوں کے درمیان تجارت لگاتار چل رہی ہے اور موجودہ ادارہ جاتی نظام کا مقصد رکاوٹوں اور دقتوں کو دور کرکے حل تلاش کرنا اور تجارت میں تنوع لانے کے طور طریقوں کا پتہ لگانا ہے۔

چین کے ساتھ طویل مدتی بنیاد پر پائیدار تعلق قائم کرنے کی ہندوستان کی کوشش 'پنچ شیل' کے اصولوں، ایک دوسرے کی تشویش کی احساس پذیری اور مساوات پر مبنی ہے۔ ہندوستان چین کے ساتھ دوستی اور تعاون پر مبنی اچھے پڑوسیوں والے باہمی مفاد کے تعلقات کو فروغ دینے کا پابند ہے۔ جہاں ایک طرف غیر حل شدہ امور کو بات چیت کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش جاری رہی وہیں مختلف موضوعات پر باہمی مفادات کی مساوات کی بنیاد پر عام رائے بنانے اور تعلقات میں لگاتار وسعت اور انھیں مضبوطی فراہم کرنے کی کوششیں بھی چلتی رہیں۔ دہشت گردی کی روک تھام کے لیے مذاکرات کے میکانیت کی پہلی میٹنگ منعقد کی گئی۔ اور سلامتی مذاکرات کا تیسرا دور بھی ہوا۔ وسطی سیکٹر میں حقیقی کنٹرول لائن کے نقشوں کے لین دین کا عمل بھی پورا کرلیا گیا۔ دونوں ملکوں کی وزارت خارجہ کی پالیسی منصوبہ بندی ڈویژنوں کے درمیان مذاکرات کے انعقاد کے بارے میں بھی اتفاق ہوا۔ سال کے دوران سرکاری، پارلیمانی، غیر سرکاری اور شہریوں، سیاسی پارٹیوں اور دیگر سطحوں پر تبادلہ خیال کا سلسلہ بھی چلتا رہا۔ چین نے سیلاب کے موسم میں برہم پتر ندی میں پانی کے بارے میں اہم اعداد وشمار ہندوستان کو مہیا کرانے شروع کردیے ہیں۔ ہندوستان چینی سیاحوں کے لیے ''تسلیم شدہ منزل'' ہے اور دہلی اور بیجنگ کے درمیان براہ راست فضائی خدمات دستیاب ہیں۔ پاکستان کے ساتھ چین کا تعاون اور خاص طور پر پاکستان کے ایٹمی ہتھیار اور میزائل فروغ پروگرام کے لیے چین کا تعاون ہندوستان کی تشویش کا اہم سبب بنا ہوا ہے۔

ہندوستان پاکستان کے ساتھ امن، دوستی اور تعاون کے تعلق قائم کرنے کے اپنے ارادے پر قائم ہے لیکن ہندوستان کے ساتھ عادتاً دشمنی رکھنے کی اپنی پالیسی کے تحت پاکستان نے اپنی زمین سے ہندوستان کے خلاف دہشت گردی اور دراندازی کو اسپانسر کرنے اور حمایت دینا جاری رکھی۔ سرحد پار سے دراندازی اور دہشت گردی مستقل طور پر ختم کرنے، پاکستان کی زمین کا استعمال دنیا میں دہشت گردی پھیلانے کے لیے نہ کرنے دینے اور کشمیر کے نام پر پاکستان کی کسی بھی تنظیم کو دہشت گردی میں ملوث نہ ہونے دینے کے صدر پرویز مشرف کے 12 جنوری، 27 مئی اور 6 جون 2002 کی یقین دہانی کے بعد دراندازی میں بتدریج کمی آئی لیکن جموں وکشمیر میں اسمبلی کے انتخابات میں خلل ڈالنے کی کوششوں سے دراندازی اور دہشت گردی کے واقعات

میں بھاری اضافہ ہوا۔ پاکستان نے اپنے یہاں دہشت گردوں کی مدد کے لیے بنے تربیتی کیمپوں کے کام کرنے کے ٹھکانوں، مواصلاتی مراکز اور مالی وسائل کو ضائع کرنے کے لئے بھی کوئی خاص قدم نہیں اٹھائے۔ آج دنیا بھر میں یہ بات مانی جانے لگی ہے کہ پاکستان بین الاقوامی دہشت گردی میں ملوث ہے اور اس کا مرکز بھی بنا ہوا ہے۔ کئی مواقع پر ہندوستان نے سرحد پار سے دہشت گردی کے بارے میں اپنی تشویش سے آگاہ کیا ہے۔ پاکستان کو سرحد پار دہشت گردی کی تائید اور مدد دینا بند کرنا ہوگا اور بات چیت کے لیے موافق ماحول بنانا ہوگا۔

افغانستان کی حالت میں لگاتار بہتری پیدا ہو رہی ہے اور دسمبر 2001 کا 'بان' معاہدہ نافذ کرنے سے حالات بدل رہے ہیں نیا آئین بنانے اور 2004 کے وسط تک انتخاب کرانے کی کوشش جاری ہے۔ کئی ملکوں نے افغانستان کی از سر نو تعمیر کے لئے امداد مہیا کی ہے حالانکہ یہ افغانستان کے لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ ہندوستان کی جانب سے 10 کروڑ ڈالر کی امداد اور 10 لاکھ ٹن گیہوں فوری طور پر بھیجا گیا ہے۔ جن پروجیکٹوں پر کام کیا گیا ہے وہ افغانستان کے لوگوں اور حکومت کے لیے مفید سمجھا جاتا ہے۔ افغانستان کے صدر حامد کرزئی نے 5 تا 8 مارچ 2003 ہندوستان کا دورہ کیا۔

یوم جمہوریہ کی تقریب کے موقع پر خصوصی مہمان کے طور پر ایران کے صدر خاتمی کے ہندوستان کے دورے سے ایران کے ساتھ تعلقات کے نئے دور کی شروعات ہوئی ہے۔ توانائی، نقل و حمل، تجارت اور معاشی و سیاسی تعاون جیسے شعبوں میں دونوں ملکوں کے تعلقات ایک دوسرے کے تکمیلی ہیں۔ سفر کے دوران آٹھ معاہدوں پر دستخط کیے گئے جن میں نئی دہلی اعلانیہ اور اہم شعبوں میں تعاون کا خاکہ بھی شامل ہے۔ ایران، افغانستان، وسطی ایشیا اور روس کو موزوں اور تیز رسائی فراہم کرانے کے لیے ہندوستان کے ساتھ تعاون کرنے پر راضی ہوگیا ہے۔

سارک

پاکستان میں جنوری 2003 میں اسلام آباد میں ہونے والے جنوب ایشیائی علاقائی تعاون تنظیم (سارک) کی چوٹی کانفرنس کو ملتوی کرنے کا فیصلہ کیا۔ ہندوستان کا خیال تھا کہ سارک سربراہ کانفرنس کا انعقاد تبھی بامعنی ہوگا جب علاقائی اقتصادی تعاون کے میدان میں اہم پیش رفت ہوگی۔ بہرحال سارک کے ڈھانچے کے تحت وزرا، افسروں اور تکنیکی سطح کی مختلف میٹنگوں کا انعقاد کیا گیا۔ سارک ممالک کے وزرا خارجہ کی اگست میں کاٹھمانڈو میں میٹنگ ہوئی اور 16 ستمبر 2002 کو نیویارک میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے پس منظر میں پھر ایک غیر رسمی میٹنگ ہوئی۔

سارک آڈیو ویژول (سمعی و بصری) تعاون کمیٹی کی 21 ویں میٹنگ جنوری 2003 میں تھمپو میں منعقد کی گئی۔ اس کے بعد اسی مہینے اسلام آباد میں سارک ممالک کے ٹیلویژن/ ریڈیو تنظیموں کے سربراہان کی میٹنگ ہوئی۔ ہندوستان نے دونوں میٹنگ میں حصہ لیا۔

جنوبی مشرقی ایشیا اور بحرالکاہلی علاقہ

جنوب مشرقی ایشیا کے ملکوں کے ساتھ ہندوستان کے روایتی طور پر دوستانہ تعلقات رہے ہیں۔ اس سال بھی جنوب مشرقی ایشیا کے ملکوں کے ساتھ ہندوستان کے رشتے مضبوط کرنے کی کوشش کے طور پر وزیراعظم نے سنگاپور، کمبوڈیا، لاؤس پبلک ڈیموکریٹک ری پبلک، اور تھائی لینڈ (عبوری) کا دورہ کیا۔ اس علاقے میں ہندوستان کے دورے پر آنے والے اہم لیڈروں میں انڈونیشیا کے صدر، ملیشیا کے وزیراعظم اور ویتنام کے نائب صدر اہم ہیں۔ نومبر 2002 میں کمبوڈیا میں نوم پنھ میں ان ملکوں کے

ساتھ ہندوستان کے تعلقات کو چوٹی سطح کا کر دیے جانے کے بعد جنوب مشرقی ایشیا کے ساتھ تبادلہ خیال میں اس سال تیزی دیکھنے میں آئی۔

انڈونیشیا کی صدر میگھاوتی سوکارنو پتری اپریل میں ہندوستان کے دورے پر آئیں۔ اس دوران ریلوے، مواصلات، ٹکنالوجی، انفارمیشن ٹکنالوجی، مہمان نوازی، مسافر، تاڑتیل، ادویات، جنگل کاری اور دونوں ملکوں کے چیمبر آف کامرس کے درمیان تعاون کے بشمول معیشت کے مختلف سیکٹروں سے متعلق نو تجارتی معاہدوں پر دستخط کیے گئے۔

ٹونگا کے وزیر اعظم پرنس الوکالالالاوا کا آتا 18 تا 22 مئی 2002 کے سرکاری دورے پر ہندوستان آئے۔ اس کے بعد ایشیا پیسفک ٹیلی کمیونٹی اور اس کی انتظامیہ کمیٹی کے 26 ویں اجلاس کے سلسلے میں 21 تا 26 اکتوبر 2002 تک وہ پھر ہندوستان کے دورے پر آئے۔

اس سال وزیر اعظم جناب اٹل بہاری واجپائی دو بار کمبوڈیا کے سفر پر گئے جس سے ہندوستان اور کمبوڈیا کے تعلقات میں بے مثال پیش رفت ہوئی۔ وزیر اعظم پہلی بار 9 تا 11 اپریل 2002 کو اور پھر 4 تا 6 نومبر 2002 تک پہلے ہندوستانیوزیر اعظم آسیان (ASEAN) چوٹی کانفرنس میں حصہ لینے کمبوڈیا گئے۔ اپریل میں دوطرفہ سفر کے دوران تین معاہدے پر دستخط کیے گئے جو اس طرح تھے (i) تاپروہم میں تحفظ اور بحالی کام کے لیے (b) فضائی خدمات معاہدہ (c) ڈپلومیٹک اور سرکاری افسروں والے پاسپورٹ کے ساتھ سفر کرنے والوں کے لیے ویزہ میں رعایت کا معاہدہ۔ کمبوڈیا اور ہندوستان روایتی تعلقات میں مزید مضبوطی فراہم کرنے کے لیے ''آسیان یکجہتی اقدامات'' (Initiatives for ASEAN Integration) اور میکانگ گنگا تعاون پروگرام کی سرپرستی میں نئے میدانوں کا پتہ لگانے سے بھی اتفاق کیا۔ کمبوڈیا میں کمپیوٹر خواندگی بڑھانے کی کوششوں میں مدد کے لیے ہندوستان نے ملک کے مختلف حصوں میں پانچ انٹرنیٹ کیوسک بنانے کی تجویز پیش کی۔ وزیر اعظم اس بات کے لئے بھی متفق ہوئے کہ جب اقوام متحدہ کھمیر روج مقدموں کی سماعت سے الگ ہو جائے گا تو اس کام کے لیے ہندوستانی ججوں کی خدمات مہیا کرائی جائیں گی۔ ہندوستانی تکنیکی اور اقتصادی تعاون پروگرام کے تحت خصوصی پروجیکٹوں میں کام کرنے کے لیے دس ہندوستانی ماہرین کو تین سال کے لیے کمبوڈیا بھیجنے کی پیشکش کی۔ میکانگ گنگا تعاون پروگرام کے تحت سی ایم ایپ میں روایتی ایشیائی لباس کے میوزیم کے قیام کے لیے ہندوستان کی جانب سے 10 لاکھ امریکی ڈالر کی امداد کی تجویز پیش کی گئی۔ وزیر اعظم واجپائی نے پہلے آسیان چوٹی کانفرنس (4 تا 6 نومبر 2002) میں حصہ لینے کے لیے کمبوڈیا کا سفر کیا۔ آسیان کے چیرمین کی حیثیت سے کمبوڈیا نے اس کانفرنس کا انعقاد کیا تھا۔ 6 تا 8 نومبر 2002 وزیر اعظم جناب اٹل بہاری واجپئی دو دن کے ویتنام سفر پر گئے انہوں نے لاؤ پیپلز ری پبلک ڈیموکریٹک کے صدر کھامتے سفانڈون سے ملاقات کی اور لاؤ پی ڈی آر کے وزیر اعظم باون ہینگ دوراچت کے ساتھ وفد سطح کے مذاکرات میں حصہ لیا۔

جناب واجپئی 8 نومبر 2002 کو بنکاک میں بھی رکے۔ انھوں نے تھائی لینڈ کے وزیر اعظم کے ساتھ بات چیت کی۔ نائب وزیر اعظم جناب لال کرشن اڈوانی نے 30 جنوری سے 2 فروری 2003 تک تھائی لینڈ کا سفر کیا۔ بات چیت کے دوران بشمول سلامتی امور مختلف باہمی امور پر بات کی۔ تھائی لینڈ کے وزیر خارجہ سروکیارت ساتھرتھائی 13 تا 17 فروری 2003 تک ہندوستان کے دورے پر رہے۔

سال کے دوران ہندوستان اور سنگاپور کے تعلقات میں مزید وسعت اور استحکام دیکھا گیا۔ 7 تا 9 اپریل وزیر اعظم جناب اٹل بہاری واجپائی سنگاپور کے سفر پر گئے۔ اس سفر کے دوران معاہدے کے دو میمورنڈم آف انڈراسٹینڈنگ پر دستخط کیے جن میں سے ایک ٹیلی کمیونکیشن کے شعبے میں تعاون اور دوسرا سنگاپور کے ایشیائی تمدنی میوزیم کو تاریخی نوعیت کی مصنوعات دینے کے

بارے میں ہے۔ اس سفر کا سب سے اہم نتیجہ یہ ہوا کہ وسیع اقتصادی تعاون پر غور کرنے کے لیے متحدہ مطالعاتی ٹیم بنائی گئی۔ اسے سنگاپور کے ساتھ آزاد تجارتی معاہدوں کے فائدوں کا جائزہ لینے اور تعاون بڑھانے کے لیے نئے میدانوں کی سفارش کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ سنگاپور رپبلک کے صدر ایس۔ آر۔ ناتھن، مسز ناتھن اور وزیر اعظم کے آفس میں وزیر لی یاک سوان 3 تا 11 جنوری ہندوستان کے سرکاری دورے پر آئے۔ جناب ناتھن نے صدر جمہوریہ ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے عبدالکلام، وزیر اعظم جناب اٹل بہاری واجپائی اور وزیر خارجہ جناب یشونت سنہا سے ملاقات کی۔ وہ بنگلور، حیدر آباد اور چنئی بھی گئے۔ جناب ناتھن کے ہندوستان دورے سے دونوں ملکوں کے باہمی تعلقات اور بھی مضبوط ہوئے ہیں۔

ویتنام کے وزیر خارجہ نگیون ڈی نین 29 مارچ تا یکم اپریل 2003 تک ہندوستان کا دورہ کیا۔ جناب نگیون ڈی نین نے صدر ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے عبدالکلام اور وزیر اعظم جناب اٹل بہاری واجپائی سے ملاقات کی۔ انھوں نے وزیر خارجہ جناب یشونت سنہا سے بھی ملاقات کی اور کئی امور پر تبادلہ خیال کیا۔

مشرقی ایشیا

ہندوستان جاپان کے ساتھ دوستانہ تعاون پر مبنی باہمی مفاد کے تعلقات کا پابند ہے۔ سال 2002 دونوں ملکوں کے درمیان سیاسی تعلقات قائم ہونے کے 50 سال پورے ہوئے۔ اس سلسلے میں 28 اپریل 2002 کو 50 ویں سالگرہ کا بھی انعقاد کیا گیا۔ اگست 2000 میں دونوں ملکوں نے 21 ویں صدی میں عالمی شراکت کا معاہدہ کیا جس کی توثیق دسمبر 2001 میں وزیر اعظم کے جاپان سفر کے دوران کی گئی۔ جاپان کے وزیر خارجہ جنوری 2003 میں ہندوستان آئے اور اسی دوران دونوں ملکوں میں عالمی شراکت کو مزید مضبوطی فراہم کرنے پر اتفاق ہوا۔

ہندوستان اور منگولیا کے درمیان روایتی طور پر قریبی مذہبی اور ثقافتی تعلقات رہے ہیں۔ سیاسی تعلقات کے قائم ہونے کے بعد دونوں ملکوں کے تعلقات میں تنوع آیا ہے جس سے ان کی دوستی اور بھی مضبوط ہوئی ہے۔ حکومت اور پارلیمنٹ کی سطح پر تبادلہ خیالات اور لوگوں کے درمیان انفرادی سطح پر رابطہ جاری ہے۔ اقتصادی، سائنسی، تکنیکی، تعلیمی اور ثقافتی میدان میں ایک دوسرے سے رابطہ قائم ہے۔

ہندوستان اور ری پبلک آف کوریا (ROK) کے درمیان ایک دوسرے ملکوں میں ہونے والے دورے اور متواتر تبادلہ خیال سے دونوں ملکوں کے روایتی دوستانہ تعلقات میں اور بھی تنوع پیدا کرنے اور انھیں مزید مضبوطی فراہم کرنے کے عمل میں اور بھی زیادہ تیزی پیدا ہوئی ہے۔ اپریل 2002 میں وزیر خارجہ جناب جسونت سنگھ نے کوریا ری پبلک کا سفر کیا اور اسی دوران ہندوستان کوریا مشترکہ کمیشن کی پہلی میٹنگ منعقد کی گئی۔ 10 تا 12 نومبر 2002 تک جمہوری ممالک کی کمیونٹی کے دوسرے وزارتی سطح کی کانفرنس کے سلسلے میں وزیر خارجہ جناب یشونت سنہا سیول گئے۔

ہندوستان اور ڈیموکریٹک پیوپل ری پبلک آف کوریا (DPRK) کے تعلقات خوشگوار بنے رہے وہاں غذا کی کمی کو دھیان میں رکھتے ہوئے ہندوستان نے انسانی مدد کے طور پر 2000 میٹرک ٹن چاول بھیجا۔

وسطی ایشیا

وسطی اشیائی ملکوں ترکی اور آذربائیجان کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات بہت اچھے ہیں وسطی ایشیائی ملکوں کے ساتھ تعلقات کو مضبوطی فراہم کرنے کی ہندوستان کی خواہش جون 2002 میں وزیر اعظم کی قزاخستان سفر کے دوران ظاہر ہوئی۔ ایشیائی

ملکوں کے درمیان بین عملی اور اعتماد بڑھانے کی تدابیر کے بارے میں الماتی میں منعقد کانفرنس (CICA) میں وزیر اعظم نے یقین ظاہر کیا کہ وسط ایشیائی ملکوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کے قومی امکانات آج ہندوستان اور قزاخستان کے سامنے ہیں، انھوں نے قزاخستان کے ساتھ دوطرفہ تعلقات بڑھانے کی خواہش ظاہر کی۔ نئے سلک روٹ کی تعمیر کی سمت پہل کرتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا کہ توانائی کے شعبے میں تعاون کے فطری فائدوں کے علاوہ سلک روٹ کی حکمتی اہمیت بھی ہے۔

جناب اٹل بہاری واجپائی جون 2002 میں قزاخستان کے دورے پر گئے اگست 2002 میں کرگیز ری پبلک اسکر اکائیو ہندوستان آئے۔ ہندوستانی پارلیمنٹ کے گولڈن جبلی تقاریب میں وسطی ایشیائی ملکوں کے وفد جنوری 2003 میں ہندوستان آئے۔ وزیر خارجہ نے 28 جنوری تا یکم فروری تاجکستان، کرغستان، قزاخستان کے دورے کیے ازبکستان کے وزیر خارجہ جناب عبدالعزیز ایچ کمیلوو 3 اور 4 فروری کو ہندوستانی دورے پر پہنچے۔

ہندوستان نے قزاخستان، تاجکستان، کرغستان میں متعدد صنعتی نمائشیں منعقد کیں۔ اگست 2002 میں تاجکستان کو 50 لاکھ ڈالر کی انسانی بنیاد پر مدد فراہم کی گئی۔ ہندوستان کی اقتصادی مدد سے عشق آباد میں ترکمانستان ہندوستان صنعتی مرکز کا کام پورا کیا گیا اور دسمبر 2002 میں ترکمانستان کو سونپ دیا گیا۔ دہشت گردی اور شدت پسندی کے بڑھتے خطرے کو دھیان میں رکھتے ہوئے بین الاقوامی دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے لیے متحدہ ٹاسک فورس کی تشکیل کیے جانے کے لیے تاجکستان قزاخستان اور ازبکستان کے ساتھ معاہدے کیے گئے۔

ہندوستان شنگھا کی تعاون کونسل (SCO) کے امکانات پر بھی غور کر رہا ہے اور اس تنظیم کے ممبر ملکوں کے ساتھ رابطہ بنائے ہوئے ہے۔

خلیج، مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ

ہندوستان خلیج ممالک کے ساتھ اپنے قریبی تاریخی تعلقات اور روایتی تہذیبی قربت کی قدر کرتا ہے۔ اس علاقے کے ملک توانائی وسائل کی درآمد کے اہم ذرائع ہیں اور ہندوستان کے لیے تجارت، سرمایہ کاری اور جوائنٹ وینچر کے قیام کے لحاظ سے سب سے اہم تجارتی رفیق ہے۔

خلیجی علاقوں میں امن اور خوشحالی میں ہندوستان کی گہری دلچسپی ہے، اس لیے اس نے اقوام متحدہ کی سرپرستی میں سیاسی اور ڈپلومیٹک تدابیر سے خلیجی بحران کے حل ہونے کی بات کہی ہے۔

ہندوستان نے 1990 میں کویت پر عراقی حملے سے متاثر ہندوستانیوں اور ہندوستانی کمپنیوں کے معاوضے کے دعووں کو نمٹانے کے لیے آگے کارروائی کی ہے۔ یکم اپریل 2002 تا 15 جنوری 2003 تک اقوام متحدہ معاوضہ کمیشن نے C,A اور D زمرے کے 4,244 ہندوستانی دعوے داروں کے لیے 3,00,72,310 ڈالر ہندوستان کو منتقل کیے۔ اس کے علاوہ E زمرے کے کارپوریٹ دعووں کے لیے بھی 22,18,934 ڈالر حاصل ہوئے۔ وزیر خارجہ کو F زمرے کے سرکاری دعوے کے تحت 1,00,00,000 ڈالر حاصل ہوئے۔

مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ کے 14 ملکوں کے ساتھ ہندوستان کے خوشگوار تعلقات میں اور بھی مضبوطی پیدا ہوئی۔ بار بار باقاعدہ سفارتی رابطوں کے علاوہ دوطرفہ تعلقات کے اقتصادی پہلوؤں کو مضبوط کرنے کی کوشش سال کے دوران جاری رہی۔ خاص طور پر ہائیڈروکاربن سیکٹر میں ایسے تعلقات پر خاص توجہ دی گئی۔ مارچ 2003 میں سوڈان میں گریٹ نیل آئل پروجیکٹ کے 771 کروڑ امریکی ڈالر قیمت کے 25 فی صد شیئر ONGC ودیش لمیٹڈ کے ذریعہ خریدے جانے سے ان کوششوں کو اور بھی

تقویت حاصل ہوئی۔ یہ بیرون ممالک ہندوستان کی اب تک کی سب سے بڑی اصل کاری ہے۔اس کے بعد ہندوستان کو اپنی حصہ پونجی کے بدلے سوڈان سے تیل ملنا شروع ہوگیا ہے۔اسی طرح ONGC ودیش لمیٹڈ نے جون 2003 میں دو چھوٹی تیل فیلڈ حاصل کی اور سیریا میں اسے تیل کی دریافت کے لیے مشترکہ بلاک حاصل ہوا ہے۔ 03-2002 میں مغربی ایشیا اور شمالی افریقی علاقے کے ممالک کے ساتھ ہندوستان سے دوطرفہ تجارت 14,000 کروڑ روپے سے زیادہ ہو جانے کا امکان ہے۔ اس طرح اس میں سات فی صد کا اضافہ ہوگا۔ اسرائیل، مصر اور سوڈان اس علاقے میں ہندوستان کے سب سے بڑے کاروباری شریک کار ہیں۔

ہندوستان مغربی ایشیا کے علاقوں کے واقعات و پیش رفت پر لگاتار احتیاط آمیز طور پر باخبر ہے۔ خاص طور پر اس کی توجہ مشرق وسطی کے امن مذاکرات پر ہے۔ اسرائیل اور فلسطین کے درمیان طویل وقت تک رکاوٹ کے بعد جب کوارٹیٹ روڈ میپ اور تناؤ کم کرنے کے لیے مذاکرات جیسے کئی قدم اٹھائے گئے تو ہندوستان نے راحت کی سانس لی۔ ہندوستان کی جانب سے فلسطین کو بڑے پیمانے پر مدد خاص طور فروغ انسانی وسائل سے متعلق امداد دینا جاری رہے نائب وزیر اعظم جناب لال کرشن اڈوانی نے 20 تا22 جنوری 2003 کو قطر دوحہ کا دورہ کیا۔ انھوں نے باہمی مفاد کے معاملوں خاص طور پر سلامتی سے متعلق امور پر غور وخوض کیا۔

ہندوستان نے فلسطین کو بھی سیاسی، تکنیکی اور مادی مدد جاری رکھی۔ ہندوستان کی خارجہ پالیسی کے ایک جزو کے طور پر فلسطینیوں کے نصب العین کے تئیں ہندوستان کی تائید میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہوئی ہے۔ ہندوستان کا ماننا ہے کہ اس مسئلے کا کوئی فوجی حل نہیں ہوسکتا۔ دونوں فریقوں کو تشدد کی تمام سرگرمیاں بند کر دینی چاہئے اور عالمی برادری کی کوششوں میں پورا تعاون دینا چاہئے۔

شام (عرب) ری پبلک کے نائب وزیر اعظم اور وزیر خارجہ ڈاکٹر فاروق السارہ 12 تا 14 اگست 2002 تک ہندوستان کے دورے پر آئے۔ سوڈان کے اوّل نائب صدر علی عثمان محمد طہٰ 19 جولائی 2002 کو غیر ملکی سفر پر جاتے ہوئے دہلی رکے۔ انھوں نے نائب صدر، وزیر اعظم، وزیر خارجہ اور پٹرولیم اور قدرتی گیس کے وزیر سے ملاقات کی اور باہمی امور پر تبادلہ خیال کیا۔ ONGC ودیش لمیٹڈ اور کناڈا کی طلسمان انرجی کمپنی نے 30 اکتوبر 2002 کو ''قطعی معاہدہ'' پر دستخط کیے جس کے مطابق جنوب وسط سوڈان میں گریٹ نیل آئل پروجیکٹ میں اس کمپنی کے 25 فی صد شیر ONGC ودیش لمیٹڈ کو منتقل کر دیے جائیں گے۔ یہ معاملہ تقریباً 75.8 کروڑ امریکی ڈالر لاگت کا ہے۔

افریقہ (صحارا کے جنوب کے ممالک)

ہندوستان کے سفارتی بین عملی میں افریقہ کا ایک خاص مقام بنا ہوا ہے۔ متحرک جمہوریت مستحکم اقتصادی ترقی، سائنسی اور تکنیکی افرادی قوت کا ایک بہت بڑا حجم اور ترقیاتی کاموں کے وسیع تجربے جیسی اپنی خصوصیات کے سبب ہندوستان افریقہ کے ملکوں کو دوطرفہ بنیاد پر اور علاقائی تنظیموں کے ذریعہ مستقل تعاون کا مفید ڈھانچہ مہیا کرا سکتا ہے۔ اسی بات کا خیال رکھتے ہوئے ہندوستان نے ''فوکس افریقہ'' پروگرام شروع کیا ہے اس پالیسی کے تحت کئی قدم اٹھائے گئے۔ ان میں ''یوم افریقہ'' لکچر اور ''ہندوستان اور افریقہ'' پر سیمنار کے انعقاد، انڈین کونسل فار ورلڈ افیرس عمارت میں افریقی سنٹر کے قیام اور ہندوستان اور افریقہ ترقی کے لئے نئی حصہ داری کے موضوع پر مالیاتی اداروں کی کانفرنس کا انعقاد شامل ہے۔ جولائی 2002 میں ڈربن میں ہوئے افریقی اتحاد کی تنظیم (OAU) کی چوٹی کانفرنس کے لیے ہندوستان کے وزیر اعظم نے خیر سگالی پیغام ارسال کیا۔ ہندوستان نے اس کانفرنس میں افریقی یونین کی تشکیل کے لیے بھی اپنی تائید دہرائی۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں اپنی تقریر میں وزیر خارجہ نے

اعلان کیا (NEPA) کی سرگرمیوں کے لیے تعاون کے طور پر ہندوستان نے افریقی ملکوں کو 20 کروڑ امریکی ڈالر کے قرض دینے کے ہدف کا تعین کیا۔

گھانا کے صدر جان اے کیوفیور 4 تا 8 اگست 2002 تک ہندوستان کے دورے پر آئے اور ان کے اس سفر کے دوران چار اہم معاہدوں پر دستخط کیے گئے۔ یہ معاہدے ہیں، (i) انفارمیشن ٹکنالوجی اور خدمات کے شعبے میں تعاون کا معاہدہ (ii) دوطرفہ اصل کاری افزائش اور تحفظ معاہدہ (iii) خارجہ آفس کے درمیان مشاورت کا قرار اور (iv) 2003-2002 کے لیے ثقافتی اور سائنسی مبادلہ پروگرام معاہدہ۔

ماریشس کے وزیراعظم جناب انیرودھ جگناتھ 5 تا 11 جنوری 2003 تک ہندوستان کے دورے پر رہے۔ اس سفر کا ایک اہم مقصد 'پرواسی بھارتیہ' تقریب میں خصوصی تقریر کرنی تھی۔ اس سفر کا ایک اہم نتیجہ ماریشس میں بنائے جا رہے بایو انفارمیٹکس ادارے کے لیے وزیراعظم جناب اٹل بہاری واجپائی کے ذریعہ امداد کے اعلان کے طور پر سامنے آیا۔

تنزانیہ کے صدر بنجامن ل ولیم ایم کاپا 15 تا 20 دسمبر تک ہندوستان کے دورے پر آئے۔ یہ سفر دونوں ملکوں کے دوطرفہ تعلقات میں میل کا پتھر ثابت ہوا۔ اس سے وہ تعلقات اور بھی مضبوط ہوئے جن کی بنیاد تنزانیہ کے پہلے صدر جولیس نیریرے نے رکھی تھی۔ سفر کے دوران زراعت اور اس سے متعلق شعبوں میں تعاون کے لیے مفاہمت کی عرضداشت پر دستخط کیے گئے اور صحت و ادویہ کے میدان میں معاہدے پر دستخط کیے گئے۔

نامیبیا کے صدر ڈاکٹر سیم نیوما نے 26 فروری تا یکم مارچ 2003 ہندوستان کا دورہ کیا۔ انھوں نے توسیعی اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل میں ہندوستان کی مستقل ممبر شپ وعدے کے سلسلے میں اپنے ملک کی حمایت کا پھر اعلان کیا۔ ہندوستان نے جنوبی افریقہ میں تنازعات کو ختم کرنے میں اور SADC کی کامیابی میں نامیبیا کے کردار کی ستائش کی نامیبیا نے بھی جنوب ایشیائی ملکوں میں دوستی اور پڑوسیوں جیسے تعلقات کے فروغ میں پہل کی تعریف کی۔ جموں وکشمیر کو ہندوستان کے جز ولاینفک کے طور پر قبول کرتے ہوئے نامیبیا نے ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تمام تنازعات کو 1972 کے شملہ معاہدے اور 1999 کے لاہور اعلانیہ کے مطابق پرامن طریقے سے آپسی بات چیت کے ذریعہ حل کرنے کی بات کہی۔

روانڈا کے وزیر خارجہ چارلس موری گانڈ کے 27 تا 30 مارچ 2003 ہندوستا کے دورے پر آئے۔ انہوں نے تجارت اور صنعت اور قانون وانصاف کے وزیر جناب ارون جیٹلی سے ملاقات کی اور ہندوستان کے ساتھ تجارت میں تنوع اور وسعت لانے خاص طور پر دوا اور فارماسیوٹکل کے سیکٹر میں تجارت بڑھانے میں اپنے ملک کی دلچسپی ظاہر کی۔ روانڈا نے اپنی الکٹرانکس اور انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق ضروریات ہندوستان کے ذریعہ پورا کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

یوروپ

مغربی یوروپ کے ملکوں کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات جامع اور وسیع بنیاد پر قائم ہیں۔ یوروپ کے اہم ملکوں کی جانب سے دیے گئے عوامی بیانوں سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ یہ ملک ہماری تشویش اور سروکاروں کو بہتر طریقے سے سمجھتے ہیں۔ ان ملکوں کے ساتھ دوطرفہ سیاسی اور معاشی مبادلہ میں غیر معمولی تیزی سے یوروپی یونین کے ساتھ متحرک کثیر پہلوئی تعلق اور مغربی یوروپ کے ہر ایک ملک کے ساتھ دوفریقی تعلق مضبوط کرنے کی باہمی خواہش ظاہر ہوتی ہے۔ علاقائی اور بین الاقوامی واقعات کے سیاق وسباق میں ہندوستان اور عالمی برادری کے سامنے موجود چیلنجوں کے بارے میں باقاعدہ تبادلہ خیالات اور ہندوستان کے معاون ممالک برطانیہ، فرانس اور جرمنی کے ساتھ غور وخوض سے یہ ملک دہشت گردی کے پیش نظر ہماری جائز تشویش کو بہتر

طریقے سے سمجھ پارہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی تعلقات پر توجہ مرکوز کرنے، مستحکم کرنے اوران میں نئی جان ڈالنے کا موقع بھی دستیاب ہورہا ہے۔وزیراعظم کی برطانیہ کے وزیراعظم ٹونی بلیر کے ساتھ چیکرس میں اورڈنمارک کے وزیراعظم اینڈرس فوگ رس موسین کے ساتھ ملاقات اور فرانسیسی وزیراعظم کے ہندوستان کے دورے سے دوطرفہ تعلقات کومضبوط کرنے اور سلامتی سے متعلق باہمی تشویشات پر تفصیلی مذاکرات جاری رکھنے کا ایک اور موقع حاصل ہوا۔

بین الاقوامی دہشت گردی کے بارے میں برطانیہ، فرانس اور یوروپی یونین کے ساتھ مشترکہ ورکنگ گروپ کی پابندی کے ساتھ میٹنگس ہوئی ہیں جن سے یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کی ضرورت کو یہ ملک اب بھی پوری اہمیت دے رہے ہیں۔ کثیر پہلوئی تعلقات کومضبوط کرنے کے لیے اہم یوروپی ملکوں کے ساتھ سول سوسایٹی ڈائیلاگ بھی جاری رہا۔

تیسرے ہندوستان یوروپی یونین چوٹی کانفرنس کے سلسلے میں اپنے ڈنمارک دورے کے دوران وزیراعظم نے یوروپی کمیشن کے صدر رومانو پروڈ کے ساتھ تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔مغربی یوروپ کے ملکوں کے ساتھ اقتصادی امور قریبی طور پر جڑے ہوئے ہیں اور مضبوط آپسی تعلق کے لئے بنیاد فراہم کررہے ہیں۔کوپن ہیگن میں اس علاقے کے ملکوں کے ساتھ تیسرے ہندوستانی یوروپی یونین تجارتی چوٹی کانفرنس نہایت کامیاب رہی۔اس سے ان ملکوں کے ساتھ معاشی بین عملی میں ہندوستان کی دلچسپی کے مخصوص شعبوں کا مظاہرہ ہوا۔

فرانس کے وزیراعظم جیاں پیرے ریفرین 6 تا 8 فروری 2003 کو ہندوستان کے دورے پر آئے۔ 6 فروری کو وہ ایرو انڈیا نمایش دیکھنے بنگلور پہنچے اور یہاں انھیں ہندوستان کی انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق کمپنیوں کے ساتھ تبادلہ خیال کا موقع بھی ملا۔ 7 فروری کو جناب ریفرین نئی دہلی پہنچے اور انھوں نے وزیراعظم اور صدر کے ساتھ سرکاری سطح پر دوطرفہ تعلقات کی بات چیت کی۔ ہندوستان کے اپنے سفر کے دوران اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی مستقل ممبر شپ حاصل کرنے کی ہندوستان کی خواہش کے لیے فرانس کی مکمل حمایت کا وعدہ کیا۔ نائب وزیراعظم جناب لال کرشن اڈوانی نے 23 اور 24 جنوری 2003 کو فرانس کا دورہ کیا۔اس سفر کے دوران حوالگی معاہدے پر دستخط کیے گئے۔

وزیر خارجہ نے 7 اور 8 اکتوبر 2002 کو جرمنی کا سفر کیا اور باہمی تعلقات کو اور مضبوط و مستحکم بنانے کی ہندوستان کی خواہش سے مطلع کیا۔ 1 تا 7 مارچ 2003 تک جرمنی کے صدر جوہانس راؤ کا ہندوستان دورہ دوطرفہ تعلقات کومضبوط کرنے کی سمت اس سال کی ایک بڑی حصولیابی کہا جاسکتا ہے۔

سائپرس نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی مستقل ممبر شپ کے لیے ہندوستان کی امیدواری کی مکمل حمایت کا ایک بار پھر اعادہ کیا ہے۔ ہندوستان نے سائپرس مسئلے کا اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کے اس مقصد کی قرارداد کے مطابق حل ڈھونڈنے کے لئے ہندوستان کی تائید کی پھر توثیق کی۔ 7 تا 9 اکتوبر 2002 کو وزیراعظم اٹل بہاری واجپئی کے سائپرس دورے سے دونوں ملکوں کے درمیان دوستانہ تعلقات میں اور مضبوطی آئی۔ 9 سال کے وقفے کے بعد یہ کسی ہندوستانی وزیراعظم کی پہلا سائپرس دورہ تھا۔ دو طرفہ تعاون کے موجودہ ڈھانچے کو اور مضبوطی فراہم کرنے کے لیے انفارمیشن ٹکنالوجی، سائنس اور ٹکنالوجی، ثقافت، ڈاک و ٹیلی مواصلات اور صحت کے میدان میں پانچ اہم معاہدوں پر اس سفر کے دوران دستخط کیے گئے۔ ہندوستان اور ڈنمارک کے دوران دوطرفہ چوٹی مذاکرات 11 اکتوبر 2002 کو کوپن ہیگن میں منعقد کی گئی۔اس کے پہلے یہیں ہندوستان یوروپی یونین چوٹی میٹنگ بھی ہوئی تھی۔ وزیراعظم اٹل بہاری واجپئی کے ساتھ وزیر خارجہ جناب یشونت سنہا، ڈس انوسٹمنٹ وزیر ارون شوری اور ایک بڑا تجارتی وفد بھی چوٹی کانفرنس میں حصہ لینے پہنچا۔ دونوں وزراء اعظم نے انفارمیشن ٹکنالوجی، بایو ٹکنالوجی، دوائیں بنانے، غذا

پراسس اور غیر روایتی توانائی وسائل جیسے نئے میدانوں میں تعاون کے مواقع کا پتہ لگا کر دوطرفہ تعلقات میں نئی جان ڈالنے کی کوششوں کے بارے میں بات کی۔

وزیر خارجہ جناب یشونت سنہا نے 16 تا 17 جنوری 2003 کو گریس کا سفر کیا اور گریس پریزیڈینسی کے تحت ایتھینس میں منعقد یوروپی یونین ترویکا کی وزارتی سطح کی میٹنگ میں حصہ لیا۔ اس کے علاوہ انھوں نے گریس کے وزیراعظم اور وزیر خارجہ کے ساتھ بھی دوفریقی مذاکرات کیے۔ دونوں فریقوں نے دوستانہ اور خوشگوار تعلقات پر اطمینان کا اظہار کیا اور باہمی طور پر بین عملی اور بھی مضبوط کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

ہندوستان نے دولت مشترکہ میں بھی سرگرم کردار نبھایا۔ مارچ 2002 میں کولم میں دولت مشترکہ کے سربراہان مملکت کی میٹنگ (CHOGM) کے بعد ہندوستان کا دولت مشترکہ کے وزراتی سطح کے ایکشن گروپ کے ممبر بننے سے دولت مشترکہ میں اس کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا ہے۔

وسطی اور مشرقی یوروپ کے ملکوں کے ساتھ ہندوستان کے قریبی اور خوشگوار تعلقات میں لگاتار مضبوطی آئی ہے۔ زیادہ تر ملکوں نے ہندوستان پر دہشت گردانہ حملوں کی ملامت کی ہے اور سرحد پار سے دہشت گردی ختم کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ ہندوستانی پارلیمنٹ کی سورن جینتی کے سلسلے میں بلغاریہ، کروشیا، لاتویہ، لتھوانیا، پولینڈ، رومانیہ اور روس کے نمائندہ نے 22 تا 27 جنوری 2003 تک بین پارلیمانی کانفرنس میں حصہ لیا۔

بیلا روس کے وزیراعظم گینا ڈی وی نووتسکی نے 26 تا 29 نومبر 2002 تک ہندوستان کا دورہ کیا جو بہت کامیاب رہا۔ اس دوران انھوں نے متعدد امور پر تفصیلی بات چیت کی۔ ہندوستان اور بیلا روس نے تجارت اور معیشت، سائنس اور ٹکنالوجی، دفاعی تحقیق اور ترقی وغیرہ کے میدانوں میں مزید وسعت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

کروشیا کے صدر اسٹیپان میسک 12 تا 16 نومبر 2002 کو سرکاری دورے پر ہندوستان آئے۔ اس دوران زراعت کے شعبے میں تعاون کے لیے معاہدے پر دستخط کیے گئے اور ایکسپورٹ کریڈٹ اینڈ گارنٹی کارپوریشن آف انڈیا لمٹیڈ اور کروشیا کے بینک آف ری کانسٹرکشن اینڈ ڈیولپمنٹ نے معاہدے کی عرضداشت پر دستخط کیے۔

ہندوستان کی خارجہ پالیسی میں روسی فیڈریشن کا خاص مقام برقرار ہے۔ 3 تا 5 دسمبر 2002 صدر پتن ہندوستان تشریف لائے۔ اس سے دونوں ملکوں کے درمیان دوستانہ تعلق اور بھی مضبوط ہوئے اور انھیں باہمی اور بین الاقوامی فکر کے اہم امور پر غور کرنے اور تبادلہ خیالات کا موقع ملا۔ سفر کے دوران روس نے توسیعی اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں مستقل ممبر شپ کے لیے ہندوستان کی امیدواری کو پوری طرح مناسب بتاتے ہوئے پوری طرح حمایت کی پھر یقین دہانی کرائی۔ اس دوران آٹھ دستاویزوں پر دستخط کیے گئے۔ اہم حکمت عملی پر مبنی شراکت کو مزید مضبوطی فراہم کرنے کے لیے کیے گئے دہلی اعلانیہ میں دوطرفہ اور بین الاقوامی اہمیت کے امور پر دونوں فریقوں کی حیثیت واضح کر دی گئی ہے۔ اقتصادی سائنسی اور ٹکنالوجی سے متعلق تعاون بڑھانے اور اسے اور مضبوط کرنے کے لیے کیے گئے مشترکہ اعلانیہ میں کہا گیا ہے کہ دونوں ملکوں کو اقتصادی اور سائنسی اور ٹکنالوجی کے شعبے میں دوطرفہ تعلقات میں مضبوطی اور وسعت فراہم کرنے کے لیے کام کرنا چاہئے۔ دہشت گردی سے جنگ کے لئے تعاون سے متعلق مفاہمت عرضداشت سے دوطرفہ تعاون کا ڈھانچہ مضبوط ہوا ہے۔ اس میں بین الاقوامی دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے مشترکہ ورکنگ گروپ کی تشکیل کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ سفر کے دوران جن دستاویز پر دستخط کیے گئے ان سے بین الاقوامی کمیونٹی کے اس عام تصور کی توثیق ہوتی ہے کہ پاکستان کو سرحد پار دہشت گردی پر روک لگانی چاہئے۔ دوطرفہ اقتصادی اور کمرشیل تعلقات کی حوصلہ افزائی کے لیے سفر کے دوران اس بات پر اتفاق ہوا کہ ایک ماہر گروپ کی تشکیل کی جائے گی جو روپیہ روبل قرض

ننڈوں کے ایک حصے کے ہندوستان اور روس میں خصوصی پروجیکٹوں میں اصل کاری کے بارے میں غور کرے گا۔ تیل اور گیس سیکٹر کی شناخت تعاون کے اہم میدان کے طور پر کی گئی جس سے دونوں ملک کسی تیسرے ملک میں مشترکہ طور پر سرگرمیاں چلا سکتے ہیں۔

وزیر خارجہ جناب یشونت سنہا نے 19 تا 20 فروری 2003 کو روس کا دورہ کیا۔ روسی لیڈروں کے ساتھ بات چیت کے دوران اس بات پر زور دیا گیا کہ دونوں ملکوں کے آپسی تعلق بہت اچھے ہیں اور اعلیٰ سطح پر باقاعدہ رابطہ ہوتا رہتا ہے۔

جمہوریہ پولینڈ کے وزیر اعظم لیس زیک مِلر نے 15 تا 18 فروری 2003 کو ہندوستان کا دورہ کیا۔ ان کے ساتھ اعلیٰ سطحی وفد بھی یہاں آیا۔ وزیر اعظم لیس زیک مِلر نے ہندوستان کے وزیر اعظم کے ساتھ تفصیلی بات چیت کی۔ بنگلور کے اپنے سفر کے دوران پولینڈ کے وزیر اعظم نے وہاں کے کچھ اہم صنعتی اور ٹکنالوجی سے متعلق اداروں کا دورہ کیا۔ دہشت گردی اور منظم جرائم کی روک تھام کرنے اور دفاعی شعبوں میں تعاون کے معاہدوں کے بارے میں اتفاق ہوا اور دفاع وحوالگی میں مدد کرنے کے بارے میں معاہدے پر دستخط کیے گئے۔ ان معاہدوں سے پولینڈ کے ساتھ ہندوستان کے دوطرفہ تعلقات کئی لحاظ سے نئی سطح پر پہنچ گئے ہیں۔

امریکا

ریاست ہائے متحدہ امریکا کے ساتھ سیاسی اور سرکاری دونوں سطحوں پر عمیق مذاکرات کا سلسلہ جاری رہا جس کے تحت تعاون کے نئے امکانات پر مرکوز وسیع ایجنڈا شامل تھا۔ پابندی کے ساتھ سیاسی مذاکرات کے علاوہ ہندوستان اور امریکا نے 15 سے زیادہ ادارہ جاتی فورموں کی تشکیل کی جن کی باقاعدہ طور پر میٹنگیں ہوتی ہیں۔ مذاکرت کے میدان میں توانائی اور ماحول، سائنس اور ٹکنالوجی، بایوٹکنالوجی اور صحت، انفارمیشن ٹکنالوجی اور سائبر تحفظ دہشت گردی کا مقابلہ، میزائل دفاع، اقوام متحدہ قیام امن، خلا، مالیات اور اصل کاری وغیرہ شامل ہیں۔ دوطرفہ دفاعی وسلامتی تعاون کے میدان میں خاص طور پر پیش رفت ہوئی ہے۔ ہندوستان اور امریکا نے ایک دوسرے کے یہاں مشترکہ فوجی مشقیں کیں۔ حال ہی میں ہندوستان اور امریکا کے درمیان بڑھتے معاشی رابطے باہمی مفاد کے لحاظ سے تعلقات کو مضبوط کرنے والی محرک قوت بنتا جا رہا ہے۔ ستمبر 2002 میں نیویارک میں وزیر اعظم کی صدر بش کے ساتھ چوٹی میٹنگ ہندوستان وامریکا دوطرفہ تعلقات کے لحاظ سے ایک اہم موقع تھا۔ چوٹی مذاکرات کے دوران دونوں لیڈروں نے ایشیا اور اس کے باہر دونوں ملکوں کے مشترکہ پالیسی پر مبنی مقاصد کو دھیان میں رکھ کر دوطرفہ تعلقات میں کیفیتی اصلاح کے تئیں پیمان وابستگی ظاہر کی۔

نیویارک میں ستمبر 2002 میں وزیر اعظم جناب اٹل بہاری واجپئی اور صدر بش کے چوٹی مذاکرات کے علاوہ دونوں طرف سے وزارتی سطح کے دوروں کا سلسلہ جاری رہا۔ ستمبر 2002 میں وزیر خارجہ جناب یشونت سنہا نے واشنگٹن ڈی سی کا سفر کیا۔ وزیر اعظم کے پرنسپل سکریٹری اور قومی سلامتی صلاح کار برجیش مشرا دسمبر 2002 میں امریکا گئے۔ وزیر خارجہ نے جون 2002 اور ستمبر 2002 میں امریکا کا سفر کیا دونوں ملکوں نے سائنس اور ٹکنالوجی کے شعبے میں تعاون بڑھانے کی کوشش جاری رہے۔ جولائی 2002 میں قائم ہندوستان امریکا سائنس اور ٹکنالوجی فورم نے کئی اولیں شعبوں میں دونوں ملکوں کے درمیان سائنسی تعان کو سہل بنانے کی سمت میں کوشش شروع کی۔ اس کے علاوہ سرایت پذیر امراض کے لیے ٹیکسوں کے بارے میں تحقیق اور ہندوستان و امریکا ٹیکہ فروغ پروگرام جیسے پروجیکٹوں کے ذریعہ علم طب کے شعبہ میں ہندوستان امریکہ تعاون میں پچھلے تین سالوں میں تیزی آئی ہے۔ ہندوستان دنیا کے ان اولین ملکوں میں سے ایک ہے جس کے ساتھ امریکا نے مشترکہ سائبر حفاظتی فورم کی تشکیل کی ہے، یہ تشکیل انفارمیشن ٹکنالوجی صنعت میں ہندوستان کی اہمیت کے پیش نظر کی گئی ہے۔

ہندوستان اور کناڈا کے درمیان تعلقات کو نئے سرے سے مضبوط کرنے کا جو عمل 2001 میں شروع ہوا اس میں 2002 میں اور تیزی آئی۔ ستمبر 2002 میں وزیر خارجہ جناب یشونت سنہا اوٹاوا کے سرکاری دورے پر گئے۔ اس دوران انھوں نے وہاں کے اعلیٰ لیڈروں سے ملاقات کی اور وہاں کے وزیر خارجہ بل گراہم کے ساتھ تبادلہ خیال کیا۔ دونوں ملکوں کے وزرا خارجہ نے کئی عالمی اور علاقائی امور پر مذاکرہ کیا اور نئے امور کے طور پر شامل کرتے ہوئے دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے لیے موجودہ تعاون کو بڑھانے پر بھی راضی ہوئے۔ انھوں نے دونوں ملکوں کے درمیان اقتصادی تعلقات، خاص طور پر انفارمیشن ٹکنالوجی اور علم پر مبنی دیگر ملکوں میں کمرشیل تعاون کو مضبوط کرنے کا بھی فیصلہ کیا۔ دسمبر 2002 میں دہشت گردی کے مقابلے کے لیے ہندوستان کناڈا مشترکہ ورکنگ گروپ کی نئی دہلی میں میٹنگ ہوئی۔

لاطینی امریکا اور کیریبائن ملک

حالانکہ ہندوستان اور لاطینی امریکا اور کیریبائی ملکوں کے درمیان جغرافیائی فاصلہ ہے اور زبان سے متعلق رکاوٹیں ہیں، لیکن ہمارے دوطرفہ تعلقات میں پچھلے سالوں میں کافی مضبوطی آئی ہے۔ نیویارک میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس کے دوران 18 ستمبر 2002 کو وزیر خارجہ یشونت سنہا نے ریوگروپ تروئیکا میں شامل ملکوں کے لیڈروں کے ساتھ تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ لاطینی امریکی ملکوں پر توجہ مرکوز کرنے کے لیے فوکس لیٹن امریکی کنٹریز پروگرام پر 1997 سے عمل کیا جارہا ہے۔ اس کے نتیجے میں ہندوستان کے سرکاری اور نجی سیکٹروں کے ذریعہ اس خطے پر زیادہ دھیان دیا جارہا ہے۔

لاطینی امریکا میں ہندوستان کا سب سے بڑا تکنیکی تعاون پروجیکٹ کا شمالی کولمبیا کے ٹایرونا قومی پارک میں اسی سال افتتاح کیا گیا۔ اس کے تحت 1,80,000 امریکی ڈالر (86.22 لاکھ روپے) کی لاگت سے پورے پارک میں کئی شمسی توانائی پلانٹ قائم کیے گئے۔ ان شمسی توانائی اکائیوں کے چلانے اور دیکھ بھال کے لیے کولمبیا کے انجینیروں کو سنٹرل الکٹرانکس لمٹیڈ صاحب آباد میں تربیت دی گئی ہے۔

جوہانس برگ میں 3 ستمبر 2002 کو قائم پذیر ترقی کے بارے میں عالمی چوٹی کانفرنس کے دوران میکسکو کے صدر ونسنٹ فاکس نے وزیر خارجہ یشونت سنہا کو مشترکہ مفادات کے امور پر وسیع حیاتیاتی تنوع والے ملکوں کے گروپ کے ساتھ مذاکرات کے لیے مدعو کیا۔ میکسیکو کے وزیر خارجہ جارج کاسٹے ناڈا نے 28 نومبر 2002 کو ہندوستان کا دورہ کیا اور وزیر خارجہ کے ساتھ آپسی مفاد کے موضوعات پر مذاکرات کیے۔

سوری نام کے صدر آر آر وینیٹین 16 تا 20 مارچ 2003 تک ہندوستان کے سرکاری دورے پر آئے۔ انہوں نے صدر ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام اور وزیر اعظم جناب اٹل بہاری واجپئی کے ساتھ تبادلہ خیال کیا۔ دوستانہ اور خوشگوار ماحول میں منعقد دوطرفہ مذاکرات میں دونوں فریقوں نے باہمی دلچسپی کے مختلف دوطرفہ، علاقائی اور بین الاقوامی امور پر تبادلہ خیال کیا۔ سوری نام نے توسیعی اقدام متحدہ سلامتی کونسل میں ہندوستان کے مستقل ممبر شپ کے دعوے کے لیے حمایت کی۔

اقوام متحدہ اور بین الاقوامی تنظیم

جنرل اسمبلی کا 57واں اجلاس

اقوام متحدہ کے چارٹر میں بتائے گئے اصولوں اور مقاصد اور کثیر فریقی فروغ کے لئے اپنے پیمان وابستگی پر ہندوستان قائم ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے 57ویں اجلاس میں وزیر اعظم واجپئی نے ہندوستانی وفد کی قیادت کی۔ جنرل اسمبلی میں اپنی

تقریر میں اقوام متحدہ سلامتی کونسل کی کاؤنٹر ٹیررزم کمیٹی (CTC) سے درخواست کی کہ وہ اطلاعات اکٹھا کرنے اور قانونی امداد فراہم کرنے کے کام تک صرف اپنے آپ کو محدود نہ رکھے بلکہ یہ بات یقینی بنائے کہ دنیا کے تمام ملک دہشت گردی کے بارے میں سیکورٹی کونسل کی قرارداد نمبر 1373 پر عمل کریں۔ سال کے دوران ہندوستان نے اقوام متحدہ کے ذریعے منعقد دو اہم کانفرنسوں میں حصہ لیا۔ ترقی کے مالیاتی انتظام کے بارے میں اعدام سرمایہ اندازی (ڈس انوسٹمنٹ) وزیر ارون شوری نے ہندوستانی وفد کی قیادت کی۔ جوہانس برگ میں 26 اگست تا 4 ستمبر تک ہوئے قائم پذیر ترقی پر عالمی چوٹی کانفرنس میں وزیر خارجہ نے وفد کی قیادت کی۔

سلامتی کونسل

سال 2002 میں ہندوستان نے افریقہ، مشرق وسطیٰ، افغانستان، بوسنیا و ہرزے گووینا، مشرقی تیمور، عراق اور کویت جیسے اہم مسائل اور دہشت گردی کی سرگرمیوں سے عالمی امن اور سلامتی کو خطرے، چھوٹے سمیناروں کے مسائل، عورتوں کے مسائل اور امن و سلامتی میں خواتین کے کردار جیسے موضوعات پر سیکورٹی کونسل کی 19 اوپن میٹنگوں میں حصہ لیا۔ اقوام متحدہ سیکورٹی کونسل میں ملکوں کی مساوات پر مبنی نمائندگی اور ممبروں کی تعداد بڑھانے کے امور پر غور کرنے کے لیے قائم ورکنگ گروپ کی سال کے دوران تین میٹنگیں ہوئیں۔ ہندوستان نے ورکنگ گروپ کی میٹنگوں میں سرگرم ہو کر حصہ لیا۔ سیکورٹی کونسل کی توسیع کر کے اس میں ہندوستان کو مستقل ممبر شپ دلانے کے امور کو اس سال مزید تائید حاصل ہوئی۔

دیگر سیاسی امور

عراق: ہندوستان نے عراق کے بارے میں 17 اکتوبر 2002 کو عراق پر سیکورٹی کونسل کی اوپن میٹنگ میں حصہ لیا۔ اس میں عراق سے متعلق سلامتی کونسل کی قراردادوں کو لاگو کروانے کے لیے کی جانے والی ممکنہ کارروائی پر زیادہ تر ممبر ممالک کے خیالات کا جائزہ لینا تھا۔ ہندوستان نے میٹنگ میں حصہ لیا اور عراق کے ترک اسلحہ کے ہدف کو حاصل کرنے کے لیے سیاسی تدابیر کا طریقہ اختیار کرنے کی وکالت کی۔ سلامتی کونسل نے دو مہینے کے محنت طلب مذاکرات کے بعد اتفاق رائے سے قرارداد 1441 پاس کی۔ اس قرارداد میں جس میں اقوام متحدہ کی تاریخ میں نفاذ سے متعلق کچھ شدید ترین دفعات شامل کی گئیں عراق کو خلاف ورزی کا مجرم پایا گیا اور اس پر زور دیا گیا تھا کہ وہ یا تو اقوام متحدہ کی قرارداد کو نافذ کرنے میں پوری طرح تعاون کرے یا پھر اپنے عمل کے لیے خمیازہ بھگتے۔ 27 جنوری 2003 کو ہتھیار کے معاینہ کاروں کی ایک اہم رپورٹ سلامتی کونسل میں پیش کی گئی۔ عراق کے ذریعہ تعمیل کی ضرورت، ہتھیار معاینہ کاروں کی رپورٹ اور سلامتی کونسل اور بین الاقوامی برادری کے ذریعہ آگے کی کارروائی کے بارے میں بحث جاری رہی۔ ہندوستان کا نظریہ بالکل واضح تھا کہ اقوام متحدہ اور کثیر فریقی عمل کے ذریعہ مسئلے کا حل نکالا جائے۔

افغانستان: 2002 میں افغانستان اقوام متحدہ کے سب سے اہم امور میں سے ایک زیر غور مسئلہ بنا رہا۔ سلامتی کونسل نے افغانستان کے خلاف لگائی گئی پابندی ہٹالی (قرارداد نمبر 1267 کے تحت) لیکن ان کا دائرہ بڑھا دیا تا کہ قرارداد نمبر 1390 کے تحت طالبان اور القاعدہ پر یہ قابل نفاذ ہو سکے۔ سلامتی کونسل نے افغانستان کی حالت پر باقاعدہ طور پر کھلی میٹنگیں منعقد کیں جن میں ہندوستان سرگرمی کے ساتھ شریک ہوا۔ بان معاہدے کے ایک سال پورا ہونے کے سلسلے میں 6 دسمبر 2002 کو اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کی پانچویں مکمل میٹنگ ہوئی۔ بشمول ہندوستان بہت سے ملکوں نے ایجنڈے کے موضوع پر بیان دیے۔ افغانستان کے بارے میں زیادہ تر ممبر ممالک نے جن امور پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کیا وہ تھے:۔ سلامتی کی صورتحال، تعمیر نو، منشیات کی پیداوار اور ناجائز تجارت اور پناہ گزینوں کی باز آبادکاری۔ افغانستان پر بین الاقوامی برادری کی لگاتار دلچسپی کا مظاہرہ کرتے

ہوئے 125 ممبر ملکوں نے افغانستان پر اقوام متحدہ کی روایتی جنرل اسمبلی کی قرارداد کو مشترکہ طور پر اسپانسر کیا اور اتفاق رائے سے پاس کیا۔

فلسطین اور مشرق وسطیٰ: مشرق وسطیٰ کی بگڑتی حالت جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل کی کارروائی میں فکر کا موضوع بنا رہا۔ ہندوستان نے سلامتی کونسلوں کی میٹنگوں میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ اس امر پر جنرل اسمبلی کی کارروائی میں بھی حصہ لیا اور فلسطینیوں کی جائز نمائندگی کے طور پر صدر یاسر عرفات کے تئیں حمایت کی توثیق کرتے ہوئے فلسطینی لوگوں کی سماجی، اقتصادی اور انسانی طور پر بدترین حالت سے نجات دلانے کے لیے ہر ممکن قدم اٹھانے پر زور دیا۔ ہندوستان نے تنازعہ کے پر امن حل کے لیے مضبوطی سے کام کرنے اور اس کے ساتھ ہی اقوام متحدہ کی قرارداد 242، 238 اور 1397 کی بنیاد پر دو ملکوں کی محفوظ اور تسلیم شدہ سرحدوں کے اندر مل جل کر رہنے کے تصور کو عملی شکل فراہم کرنے کی بھی کوشش جاری رکھی۔ ہندوستان فلسطین کے موضوع پر ناوابستہ تحریک کے ملکوں کے ساتھ مذاکرات میں سرگرمی کے ساتھ شریک ہوا اور فلسطین پر ناوابستہ تحریک کمیٹی جس کا کہ فلسطین ممبر ہے، اپنا کردار بخوبی نبھایا۔

دہشت گردی: سلامتی کونسل میں قرارداد نمبر 1373 کی تعمیل کے لیے قائم دہشت گردی مخالف کمیٹی نے موزوں قانونی ڈھانچہ تیار کر کے دہشت گردوں کو حاصل ہونے والے مالیاتی وسائل پر روک لگا کر ایک عملی پروگرام کو نافذ کیا۔ ہندوستان نے دہشت گردی کے خلاف قانونی اور دیگر جوابی اقدامات کو نافذ کرنے کے لیے دو رپورٹیں پیش کیں۔ عالمی دہشت گردی کے بارے میں جامع کنونشن کے سمت ہندوستان کی پہل پر جنوری فروری 2002 اور اکتوبر 2002 کے وسط میں تبادلہ خیالات کے دو دور منعقد کیے گئے۔ اس سمت کافی پیش رفت ہوئی لیکن سیاسی لحاظ سے حساس اختلاف والے کچھ امور ابھی باقی ہیں جن پر تبادلہ خیال جاری رکھنے کے بارے میں اتفاق ہوا ہے۔

قیام امن: ہندوستان اقوام متحدہ کے قیام امن آپریشن کے لئے فوجیوں کو فراہم کرانے والا ایک اہم ملک رہا ہے۔ فی الوقت بھی وہ اس کے 15 میں سے آٹھ قیام امن مہم کے لیے فوجیوں کو ارسال کر رہا ہے۔ ان میں سے دو UNIFIL اور UNMEE کے لیے تو وہ پیدل افواج کی بٹالین فراہم کر رہا ہے۔ ہندوستان UNIFIL اور UNMEF کے لیے غیر فوجی امدادی پولیس مہیا کرا رہا ہے۔ ہندوستان کے UNIFIL اور UNMISET اور UNIKOM میں تین مشن اہم ہیں۔ قیام امن مہم کے بارے میں خصوصی کمیٹی (C-34) نے 11 فروری سے 8 مارچ 2002 تک اپنا سالانہ اجلاس منعقد کیا جس میں وفود نے بین الاقوامی امن و سلامتی بنائے رکھنے کے اہم ذریعہ کے طور پر اپنی حمایت جاری رکھنے کا عہد کیا۔ وفود نے قیام امن آپریشنوں کی اہمیت پر زور دیا اور واضح طور پر کہا کہ اقوام متحدہ کے چارٹر میں بتائے گئے اصولوں اور مقاصد کے ماننے، قیام امن کے بنیادی اصولوں یعنی فریقین کے اتفاق، خود کے دفاع کے علاوہ کسی دیگر اسباب سے طاقت کا استعمال نہ کرنا اور غیر جانب داری پر عمل کیا جانا چاہئے۔ حالاں کہ براہیمی رپورٹ کے تقریباً سبھی اہم امور پر پہلے کے اجلاسوں میں C-34 میں غور کیا گیا ہے لیکن بہت سے باقی مسائل پر کافی بحث بھی ہوئی ہے۔ ان مسائل میں تیزی سے فوج کی تعیناتی کا کل سوال استعداد بڑھانے، سول پولیس اور سلامتی اور حفاظت جیسے مسائل شامل ہیں۔ ایک نہایت اہم مسئلہ جس پر اس سال زوردار بحث ہوتی رہی وہ سلامتی کونسل سکریٹریٹ اور فوجی مہیا کرانے والے ممالک کے درمیان سہ گانہ تعلقات مضبوط کرنے سے متعلق تھا۔ اس بحث میں ہندوستان نے نہایت اہم کردار نبھایا جس کے نتیجے میں پچھلے سال قرارداد 1353 پاس ہوئی۔ کونسل کے صدر کا 14 جنوری 2003 کا نوٹ بھی قیام امن کی مہمات اور فوجیوں کو فراہم کرنے والے ملکوں اور سلامتی کونسل کے ورکنگ گروپ کے درمیان مشترکہ میٹنگ تعاون کی نئی میکانیت کا نتیجہ ہے۔ اس مباحثہ پر آگے مذاکرہ C-34 کے اگلے اجلاس میں جاری رہے گا۔

ترک اسلحہ امور: ترک اسلحہ اور بین الاقوامی سلامتی سے متعلق امور پر ہندوستان کا موقف قومی سلامتی مفاد اور بین الاقوامی برادری کے ساتھ قریبی تعلقات کی اس کی روایت پر مبنی ہے۔ ہندوستان کو یقین ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں سے آزاد دنیا میں ہی اس کی سلامتی سے متعلق سرکاروں کا بہتر طریقے سے تحفظ ہوسکتا ہے۔ ترک اسلحہ سے متعلق سبھی فورموں میں ہندوستان نے شفاف، غیر جانبدارانہ اور عالمی پیمانے پر ترک ایٹمی اسلحہ پر زور دینا جاری رکھا۔ اہم حکمت عملی امور پر کثیر فریقی، علاقائی اور دوطرفہ بات چیت کے ذریعہ عدم توسیع اور ترک اسلحہ سے متعلق امور پر ہندوستان کی قومی سلامتی تشویش اور ذمہ داریوں کی ہم آہنگی میں اضافہ ہوا۔ ترک اسلحہ کے مسئلے پر ہندوستان اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کی اورل کمیٹی میں اپنا کردار سرگرمی کے ساتھ نبھاتا رہا ہے۔ اورل کمیٹی نے بڑے پیمانے پر ہلاکت عامہ کے ہتھیاروں اور دہشت گردی کے درمیان تعلق سے پیدا ہونے والے خدشہ کے بارے میں ہندوستان کے ذریعہ پیش قرارداد کو اتفاق رائے سے منظور کرلیا۔

ترک اسلحہ پر کانفرنس: ہندوستان یکم جنوری سے 14 فروری 2003 تک 66 ممبروں والے ترک اسلحہ کانفرنس کا صدر رہا۔ ترک اسلحہ کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے خارجہ سکریٹری نے بین الاقوامی دہشت گردی کو پوری دنیا کی سلامتی کے لیے ایک خطرہ بتایا اور دہشت گردی اور ہلاکتی عامہ کے ہتھیاروں کے درمیان تعلق پر روشنی ڈالی۔

بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی: اس سال سب سے اہم پیش رفت، ایجنسی کے ذریعہ نیوکلیر دہشت گردی کے خلاف تحفظ کے لیے اٹھائے جانے والے قدموں کا اعلان تھا۔ ہندوستان ڈائرکٹر جنرل کے ذریعہ قائم کیا گیا صلاح کار گروپ بھی شرکت کررہا ہے۔ حالانکہ فی الحال ایجنسی کی سرگرمیاں رضا کار فنڈ سے جاری رہتی ہیں جسے نیوکلیر سیکورٹی فنڈ کہا جاتا ہے لیکن اس معاملے کو لے کر بحث جاری ہے کہ کیا ایسی سرگرمیاں عام بجٹ سے چلائی جانی چاہئے (جیسا کہ جینوا گروپ چاہتا ہے) یا انھیں عام بجٹ سے بے تعلق طور پر جاری رکھنا چاہئے (جیسا کہ جی۔ 77 کو رچین چاہتے ہیں۔ ہندوستان کچھ ملکوں کے اس چھوٹے سے گروپ میں شامل ہے جنھوں نے فراخدلی سے اشتراک کا وعدہ کیا ہے۔ ہندوستانی ماہرین نے جون 2002 میں جیورجیا میں ریڈیولاجی سے متعلق سروے تابکاری وسائل کا پتہ لگانے کی تکنیکی مشن میں حصہ لیا۔ ہندوستان نے جیورجیا میں اس سال کے شروع میں واقع ریڈیولاجکل ایمرجنسی کے سلسلے میں دوائیں عطا کیں۔ ہندوستان جسمانی تحفظ کے لئے تربیتی کورس کو حتمی شکل دینے کے عمل میں ہے جسے اس نے بھابھا ایٹمی ریسرچ سنٹر کی سرپرستی میں اہتمام کیے جانے کی پیشکش کی ہے۔ بین الاقوامی توانائی ایجنسی کی 46 ویں کانفرنس 16 تا 20 ستمبر 2002 تک منعقد کی گئی۔ ہندوستانی ایٹمی توانائی کمیشن کے صدر ڈاکٹر انل کاکودکر نے اس میں ہندوستانی وفد کی قیادت کی۔ جنرل کانفرنس میں نیوکلیر دہشت گردی، نیوکلیر سائنس سے متعلق علم کے بارے میں دو نئی قرارداد پیش کی گئی۔

کیمیائی ہتھیار کنونشن: ہیگ میں واقع کیمیائی ہتھیار کی پابندی سے متعلق تنظیم (OPCW) نے 29 اپریل 2002 کو اپنے قیام کے پانچ سال پورے کرلیے۔ ہندوستان کیمیکل ہتھیار کنونشن پر دستخط کرنے والے ابتدائی ملکوں میں سے ایک ہے اور اسے جو ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں انھیں بخوبی نبھارہا ہے۔ اکتوبر 2002 میں کیمیائی ہتھیار پابندی تنظیم میں شریک ملکوں کی ساتویں کانفرنس میں ہندوستان کو پھر سے OPCW کی ایکزیکیٹو کونسل میں منتخب کرلیا گیا۔ کنونشن میں شمولیت کے بعد سے ہی ہندوستان ایکزیکیٹو کونسل کا ممبر ہے۔

حیاتیاتی اور سمیاتی ہتھیار کنونشن: حیاتیاتی اور سمیاتی ہتھیاروں کے کنونشن سے متعلق پانچویں جائزہ کانفرنس 2001 میں اختتام پذیر ہوئی جس میں کوئی نتیجہ نہیں نکل سکا۔ لیکن اس کو نومبر 2002 میں پھر شروع کرنے کے بارے میں اتفاق ہوا تھا۔ پانچویں جائزہ کانفرنس کا اجلاس 11 تا 22 نومبر 2002 کو جنیوا میں ہوا۔ اس کانفرنس میں شریک ممالک کی 2003 کے بعد تین سالانہ میٹنگیں کرنے کے فیصلے کی توثیق کی گئی۔ یہ میٹنگیں چھٹے جائزہ کانفرنس سے پہلے ہوں گی جن کا انعقاد 2006 سے پہلے ہونا

ہے۔ان میٹنگوں کا مقصد درج ذیل موضوعات پر غور کر کے عام رائے قائم کرنا (i) حیاتیاتی ہتھیاروں سے متعلق پابندیوں کو نافذ کرنے کے لیے ضروری قومی تدابیر اختیار کرنا ہے۔ (ii) بیماریاں پھیلانے والے عضویات سے تحفظ اور نگرانی کے قومی میکانیت (iii) حیاتیاتی ہتھیاروں کے استعمال کے مشتبہ معاملوں اور بیماریوں کے پھیلنے پر حالات سے نمٹنے کے لیے بین الاقوامی صلاحیتوں میں اضافہ کرنا (iv) متعدی یا وبائی امراض پر نگرانی اور ان کا پتہ لگانے کے لیے قومی/ بین الاقوامی نظام کو مضبوط کرنا اور (v) سائنس داں اور پیشہ ور لوگوں کے لیے ضابطہ تیار کرنا۔

بعض روایتی ہتھیاروں کے بارے میں کنونشن: ہندوستان نے جنیوا میں 12 تا 13 دسمبر 2002 کو منعقد کچھ روایتی ہتھیاروں کے بارے میں کنونشن میں شریک ملکوں کی میٹنگ کی صدارت کی۔شریک ملکوں نے اپنی اگلی میٹنگ کے لیے بھی ہندوستان کو پھر سے صدر نامزد کیا ہے۔شریک ممالک کی میٹنگ سے پہلے ہندوستان نے اس کنونشن سے متعلقہ شریک کار ملکوں کے سرکاری ماہرین کے گروپ کی دو میٹنگوں کی بھی صدارت کی جن کا انعقاد 21 تا 24 مئی 2002 اور 15 تا 26 جولائی 2002 کو کیا گیا۔ہندوستان نے 11 دسمبر 2002 کو جنیوا میں اس کنونشن کی ترمیم شدہ دستاویز پر دستخط کرنے والے شریک ملکوں کی چوتھی سالانہ کانفرنس میں بھی حصہ لیا۔ترمیم شدہ دستاویز بارودی سرنگوں، بوبی ٹریپ اور اسی طرح کی تراکیب کے استعمال پر روک یا پابندی لگانے سے متعلق ہے۔

بیرونی خلائی امور: ہندوستان نے دنیا میں 5 تا 14 جون 2002 تک منعقد بیرونی خلا کے پرامن استعمال سے متعلق اقوام متحدہ کی کمیٹی (UNCOPUOS) کے 45ویں اجلاس میں بھی حصہ لیا۔اس میں پرامن کاموں کے لیے بیرونی خلا کے استعمال کے طور طریقوں، UNISPACE III کی سفارشات نافذ کرنے، خلائی ٹکنالوجی کے بالواسطہ فائدوں اور سائنسی و تکنیکی ذیلی کمیٹی کے 39ویں اجلاس کی رپورٹوں اور قانونی ذیلی کمیشن کے 41ویں اجلاس کی رپورٹ پر بھی غور کیا گیا۔

ماحول اور ترقیاتی امور

قائم پذیر ترقی کے بارے میں عالمی چوٹی کانفرنس: جنوبی افریقہ کے جوہانس برگ میں 26 اگست تا 4 ستمبر 2002 تک منعقد کیا گیا۔اس میں اس سے پہلے ریو میں ہونے والی چوٹی کانفرنس میں منظور ایجنڈا 21 کو لاگو کرنے کے بارے میں غور کیا گیا۔وزیر خارجہ جناب یشونت سنہا نے چوٹی کانفرنس میں ہندوستانی وفد کی قیادت کی۔ارضی چوٹی کانفرنس کے 10 سال بعد منعقد اس کانفرنس سے بین الاقوامی برادری کو اس بات سے واقف ہونے کا موقع ملے گا کہ کیا ایجنڈا 21 میں مقررہ مقاصد پورے کر لیے گئے ہیں۔پائیدار ترقی کے بارے میں عالمی چوٹی کانفرنس میں تین نتیجہ خیز دستاویز سامنے آئے۔ان میں سے پہلا ریو اعلان کے طرز پر ایک سیاسی اعلانیہ کے طور پر تھا۔دوسرا دستاویز نفاذ منصوبہ کے طور پر اور تیسرا نجی حصہ داری سے متعلق پہل کی فہرست کے طور پر تھا جسے ٹائپ-II پہل نام دیا گیا۔یہ پائیدار ترقی سے سیدھے طور پر جڑا تھا۔عالمی سطح پر قائم پذیر ترقی کی کوششوں کو اعلیٰ ترجیح دینے کے لیے ہندوستان نے ترقی پذیر ملکوں میں انسداد غریبی اور ترقی یافتہ ملکوں میں پیداوار اور صرف کے غلط طور طریقوں پر پابندی کو یقینی بنانے کے لئے گروپ 77 کے اہم ترقی پذیر ملکوں کے ساتھ کوشش جاری رکھی ہندوستان نے یہ یقینی بنانے کی کوشش کی کہ ترقی پذیر ملکوں کو وعدے مالیاتی وسائل اور ماحول کے لحاظ سے اعلیٰ ٹکنالوجی کی دستیابی پر مبنی ہوگی۔ہندوستان نتیجہ خیز دستاویز میں محنت اور ماحول سے متعلق پیمانوں کو تجارت کے ساتھ جوڑنے کی کوششوں کی مزاحمت میں کامیاب رہا۔قائم پذیر ترقی پر عالمی کانفرنس (WSSD) کی ایک اہم حصولیابی ہندوستان کی کوششوں سے ہوا وہ معاہدہ تھا جس میں حیاتیاتی تنوع کے بارے میں اقوام متحدہ کنونشن کے ڈھانچے کے اندر (genetic) وسائل سے ہونے والے فائدوں کے منصفانہ اور مساوات پر مبنی تقسیم کے لیے بین الاقوامی نظام بنانے کی ضرورت پر غور کرنے کی بات کہی گئی ہے۔نفاذ منصوبہ کے کچھ

اہم مقصود اس طرح ہیں: صفائی ستھرائی اور صاف پینے کے پانی کی سہولت۔ محروم لوگوں کو یہ سہولت مہیا کرا کر ان کی تعداد 2015 تک نصف کرنا۔ 2015 تک مالی وسائل کی سطح کو بحال کرنا؛ 2010 تک حیاتیاتی تنوع کے نقصان کو نمایاں حد تک کم کرنا؛ 2020 تک انسانی صحت اور ماحول کو درپیش خطرے کو کمتر کرنے کے لیے کیمیکل کا بہتر انتظامیہ وغیرہ۔ توانائی ٹکنالوجی کے شعبے میں اعلیٰ سطحی، صاف ترین اور زیادہ موثر، سہل اور کفایتی ٹکنالوجی کے شعبہ میں اہم پیش رفت ہوئی لیکن دیگر ترقی پذیر ملکوں کی طرح ہندوستان کو بھی اس بات سے مایوسی ہوئی کہ پائیدار ترقی کے بارے میں عالمی چوٹی کانفرنس ان توقعات کو پورا کرنے میں ناکام رہی ہے جس کی اس نے تخلیق کی تھی۔

فریقین کی آٹھویں کانفرنس: آب وہوا کی تبدیلی کے بارے میں اقوام متحدہ کے کنونشن کے ڈھانچے میں شریک کار ممالک کی آٹھویں کانفرنس (COPB) 23 اکتوبر تا یکم نومبر 2002 تک نئی دہلی میں منعقد کی گئی۔ اس کے اعلیٰ سطحی دائرے میں شرکتی ممالک کے وزراء ماحول نے حصہ لیا۔ 30 اکتوبر 2002 کو وزیراعظم جناب اٹل بہاری واجپئی نے اس کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر اپنی تقریر میں وزیراعظم نے واضح کیا کہ کنونشن کے تحت ہندوستان کوئی شرط قبول نہیں کرے گا کیونکہ ابھی اس طرح کی شرط لگانے کا اس مرحلے پر کوئی سائنسی یا معقول بنیاد نہیں ہے COPB کی کامیابی ''دہلی اعلانیہ'' کی شکل میں برآمد ہوئی۔ جاپان، کناڈا اور دیگر ترقی یافتہ ممالک کے شدید دباؤ کے باوجود ترقی پذیر ملک دہلی اعلانیہ میں ترقی پزیر ملکوں کی ذمہ داریوں سے متعلق ذکر کی مخالفت کرنے میں کامیاب رہے۔ اعلانیہ میں پہلی بار قائم پذیر ترقی کو آب وہوا کی تبدیلی سے جوڑا گیا۔ ہندوستانی وفد یہ یقینی بنانے میں کامیاب رہا کہ کانفرنس فوکس توافق اور تعمیری صلاحیت پر قائم رہی۔

معاشی اور سماجی کونسل: معاشی اور سماجی کونسل کا ایک اہم اجلاس نیویارک میں 1 تا 21 جولائی 2002 کو منعقد کیا گیا۔ اس کے اعلیٰ سطحی جزو کا موضوع تھا۔ ترقیاتی عمل میں صحت وتعلیم کے شعبہ میں فروغ انسانی وسائل کا اشتراک: اعلیٰ سطحی مذاکرات کے آخر میں وزارتی سطح کے اعلانیہ کو منظوری دی گئی جس میں ترقی پذیر ممالک کو مالی وسائل فراہم کرانے اور عوامی صحت کے بارے میں TRIPS معاہدے کے تحت دوحہ اعلانیہ میں دواؤں کی دستیابی میں بہتر، کفایتی اور آسان نظام کی ضرورت بتائی گئی تھی۔ اعلانیہ میں اس بات کو نمایاں کیا گیا تھا کہ فروغ انسانی وسائل انسداد غریبی کا بنیادی پہلو ہے اور قائم پذیر ترقی کے عمل میں نہایت اہم کردار نبھاتا ہے۔ اس ضمن میں وزارتی سطح کے اعلانیہ میں ترقی پذیر ممالک میں انسانی صلاحیتوں کی تعمیر میں مدد فراہم کرانے کے لیے بین الاقوامی برادری اور کثیر فریقی اداروں کے لازمی کردار کی اہمیت کو قبول کیا گیا ہے۔ معاشی اور سماجی کونسل نے متعین عمل کے مطابق عالمی سیاحت تنظیم کو اقوام متحدہ کی خصوصی ایجنسی کا درجہ دینے کی درخواست کا جائزہ لینے کا فیصلہ کیا ہے۔

معاشی اور سماجی امور

ہندوستان سماجی سروکار والے میدانوں میں سرگرم عمل رہا ہے اور اس نے ایسی متعدد تجاویز پیش کی ہیں جو اس موضوع پر بہت سے نظریات کی بنیاد کی تشکیل کا موجب ہوئی ہیں۔ نوجوانوں سے متعلق امور پر ہندوستان نے دلیل دی ہے کہ نوجوانوں کے روزگار پر خصوصی توجہ دی جائے اس نے اقوام متحدہ اور بین الاقوامی محنت تنظیم (ILO) جیسی اس کی ایجنسیوں سے استدعا کی ہے کہ وہ اس میدان پر اپنی توجہ مرکوز کریں۔ بزرگوں کے بارے میں ہندوستان نے خبردار کیا ہے کہ بزرگوں کو پیداواری کاموں سے جوڑنے کی کوششوں کو نوجوانوں کے مفاد کے خلاف نہیں جانا چاہیے۔ وقت کے ساتھ ساتھ عورتوں کی ترقی کے مسئلے کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے۔ ہندوستان ان ملکوں میں شامل ہے جس نے ان امور پر اولین کردار نبھایا ہے۔ بچوں کے بارے میں جنرل اسمبلی کی 28 ویں خصوصی کانفرنس نیویارک میں 8 تا 10 مئی 2002 تک منعقد کی گئی؛ جس میں بچوں کے بارے میں پہلی عالمی چوٹی کانفرنس کے بعد کے 10 سالوں میں ہوئی ترقی کا جائزہ لیا گیا۔ ہندوستانی وفد کی قیادت فروغ انسانی وسائل، سائنس و

ٹکنالوجی امور اور بحری ترقیاتی محکمے کے وزیر ڈاکٹر مرلی منوہر جوشی نے کی۔ خصوصی اجلاس میں بچوں کے لیے مناسب دنیا کے نام سے اعلانیہ جاری کیا گیا۔ ہندوستان نے خصوصی اجلاس کی تیاری عمل کے سلسلے میں کیے جانے والے تبادلہ خیالات اور اس کے بعد خصوصی اجلاس میں بھی اہم کردار نبھایا۔

ضعیفی کے بارے میں دوسری عالمی اسمبلی: اقوام متحدہ نے اپنے 54 ویں اجلاس میں ضعیفی کے بارے میں دوسری عالمی اسمبلی منعقد کرنے کا فیصلہ لیا۔ اس کا مقصد 1982 میں دنیا میں منعقد پہلی کانفرنس کے بعد ہوئی پیش رفت کا جائزہ لینا تھا۔ ہندوستان کو اتفاق رائے سے کانفرنس اور اس کی تیاری عمل کے لیے وائس چیرمین منتخب کیا اور دونوں میں اس نے اپنا کردار بخوبی نبھایا۔ اسپین میں اپریل 2002 میں منعقد دوسرے عالمی کانفرنس میں ضعیفی کے سلسلے میں حالیہ پیش رفت کا جائزہ لیا گیا اور ترمیم شدہ منصوبہ عمل اور ضعیفی کے بارے میں طویل مدتی پالیسی کی منظوری دی گئی۔ میڈرڈ منصوبہ عمل میں 239 سفارشات کی منظوری دی گئی اور تین ترجیحات پر خصوصی طور پر توجہ مرکوز کی گئی: بزرگ اشخاص اور ترقی، بڑھاپے میں صحت اور محفوظ بڑھاپے کے لیے معقول ماحول بنانا۔

اقوام متحدہ کے فنڈ/ فنڈوں اور پروگراموں کی عملی سرگرمیاں: ہندوستان نے اقوام متحدہ کے فنڈوں اور پروگراموں کی سرگرمیوں میں اہم اور تعمیری کردار نبھانا جاری رکھا۔ حالانکہ 2002 میں ہندوستان اقوام متحدہ ترقیاتی پروگرام UNFPA/ (UNDP) کے ایگزیکٹیو بورڈ کا ممبر نہیں تھا لیکن اس نے ان کی تمام میٹنگوں میں حصہ لیا۔ ہندوستان کی کوششوں سے یہ یقینی بنانے میں مدد ملی کہ یہ تنظیم ترقی پذیر ملکوں کے انسداد غریبی اور قائم پذیر ترقی کے لیے کی جانے والی کوششوں میں مدد کرنے کی اپنی بنیادی ذمہ داری کو نبھاتی رہی۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی یقینی بنایا گیا کہ ان ملکوں کی ترقی ان کے قومی ترقیاتی منصوبوں اور ترجیحات کے مطابق اور پروگرام کا تعین ان ملکوں کی اپنی پہل سے کرانے کے اصول میں کوئی کمی نہ آئے۔ ہندوستانی وفد نے اقوام متحدہ ترقیاتی امداد پروگرام کے ساتھ شرطیں جوڑنے کی کوششوں کی مخالفت بھی جاری رکھی۔

انتخابات: اقوام متحدہ کے بحری قانون کے کنونشن میں شامل ملکوں کی 23 اپریل 2002 کو نیویارک میں ہوئی میٹنگ میں ہندوستان کانٹی نینٹل شیلف کی حدوں کے تعین کے کمیشن کے لیے منتخب کیا گیا۔ 29 اپریل 2002 کو معاشی وسماجی کونسل کے انتخاب میں ہندوستان کونسل کے آٹھ نمائندہ معاون تنظیموں۔ آبادی اور ترقی سے متعلق کمیشن، عورتوں کی حیثیت کے متعلق کمیشن ترقی کے لیے سائنس اور ٹکنالوجی کمیشن کے علاوہ پبلک ایڈمنسٹریشن کے سلسلے میں ماہرین کی کمیٹی، UNICEF کے ایگزیکٹو بورڈ، اقوام متحدہ ترقیاتی پروگرام UNFPA کے ایگزیکٹو بورڈ میں بغیر کسی مقابلے کے منتخب کرلیا گیا۔ معاشی، سماجی وثقافتی حقوق کمیٹی کے لیے ہندوستان کو جنوری 2003 سے چار سال کی مدت کے لیے منتخب کیا گیا۔ اسی طرح غیر سرکاری تنظیموں کے بارے میں کمیٹی اور انسانی حقوق کمیٹی میں بھی ہندوستان کا انتخاب ہوا۔

ایشیا میں بین عمل اور اعتماد بڑھانے کی تدابیر سے متعلق کانفرنس: وزیر اعظم جناب اٹل بہاری واجپئی نے 4 جون 2002 کو قزاخستان ایشیا میں تبادلہ خیال اور اعتماد بڑھانے کی تدابیر کے سلسلے میں پہلی چوٹی کانفرنس (CICA) میں شرکت کی۔ چوٹی کانفرنس میں وزیر اعظم کی موجودگی سے اس اہم علاقائی اقدامات کی اہمیت کو مزید تقویت حاصل ہوئی ہے۔ اس میں ازبکستان اور آذربائجان کے وزیر اعظم کے علاوہ روس، چین، ترکی، منگولیا، تاجکستان،، کرغستان اور پاکستان کے صدور نے حصہ لیا۔ چوٹی کانفرنس میں دہشت گردی ختم کرنے اور تہذیبوں کے درمیان مذاکرات کی حوصلہ افزائی کیے جانے کے بارے میں CICA اعلانیہ اور ''الماتی ایکٹ'' کو منظوری دی گئی۔

ناوابستہ تحریک: ناوابستہ تحریک کی تیرہویں کانفرنس 20 تا 25 فروری 2003 کو کوالالمپور میں منعقد کی گئی۔ وزیر اعظم جناب اٹل بہاری واجپئی نے اس میں ہندوستانی وفد کی قیادت کی۔ چوٹی کانفرنس کا اہم موضوع تھا: ''ناوابستہ تحریک میں نئی جان ڈالنے کے لئے کوشش جاری رکھنے کی تدابیر'' کانفرنس میں ہندوستان نے اس بات پر زور دیا کہ ناوابستہ تحریک میں عصری اہمیت کے عالمی سطح کے موضوعات کے ترجیحی ایجنڈے پر توجہ مرکوز کی جانی چاہئے کیونکہ اس سے ممبروں کو متحد کرنے میں مدد ملے گی اور ان میں انتشار نہیں ہوگا۔ ناوابستہ تحریک کو مثبت و تعمیری اور پیش بینی پر وگرام پر عمل کرنا چاہئے جس میں کثیر فریقی، اقوام متحدہ میں اصلاح، ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ملکوں کے درمیان مذاکرات، ترقی پذیر ملکوں کے درمیان تعاون، جمہوریت اور کثیر ہمہ جہت تہذیب پر زور دیا جانا چاہئے۔ اس کے علاوہ ناوابستہ تحریک کی رسائی اور ہم آہنگی کو عملی بنانے کی ضرورت پر بھی زور دیا گیا۔ وزیر اعظم جناب اٹل بہاری واجپئی کی تقریر اور وزیر خارجہ جناب یشونت سنہا کے بیان میں انہیں باتوں پر زور دیا گیا تھا۔ کانفرنس میں کوالالمپور اعلانیہ جاری کیا گیا جس میں ہندوستان کے نظریات اور تجاویز شامل کی گئیں۔ وزیر خارجہ نے اس سے پہلے دسمبر 2002 میں تحریک NAM کے پچھلے صدر کے ذریعہ کیپ ٹاؤن میں منعقد وزارتی سطح کی میٹنگ میں حصہ لیا۔ ناوابستہ تحریک ارتباط بیورو کی وزارتی سطح کی میٹنگ جنوبی افریقہ میں ڈربن میں 29 اپریل 2002 کو ہوئی۔ اس کا مقصد ناوابستہ تحریک کے ممالک کے سربراہان یا حکومت کے سربراہوں کی تیرہویں چوٹی کانفرنس کی تیاری کرنا اور ڈربن چوٹی کانفرنس کے فیصلوں کو نافذ کرنے میں ہوئی پیش رفت کا جائزہ لینا تھا۔ اس کے علاوہ دیگر اہم ضروری امور پر غور کرنا تھا۔

ناوابستہ تحریک کی وزارتی سطح کی میٹنگ 13 ستمبر 2002 کو جنرل اسمبلی کے اجلاس کے دوران منعقد کی گئی۔ اپنی تقریر میں وزیر خارجہ جناب یشونت سنہا نے دنیا کے لئے اہم ایسے عالمی مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار کیا جن پر ترقی پذیر ملکوں کی طرف سے جوابی عمل مطلوب تھا۔ انھوں نے کثیر فریقی، اقوام متحدہ کی جمہوریت کاری، اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کو ترجیح دینے اور مکمل ترک اسلحہ جیسے امور پر غور کیا۔

آسیان علاقائی فورم: سال کے دوران ہندوستان نے آسیان علاقائی فورم کی سرپرستی میں منعقد مختلف میٹنگوں میں حصہ لے کر فورم کے کاموں میں حصہ داری نبھائی۔ فورم کی 9 ویں میٹنگ 31 جولائی تا 1 اگست 2002 کو برونئی میں منعقد کی گئی۔ وزیر خارجہ جناب یشونت سنہا نے اس میں ہندوستانی وفد کی قیادت کی۔ دہشت گردی اور پورے علاقے کے لیے دہشت گردی کے خطرے کا معاملہ آسیان علاقائی فورم کے ایجنڈے میں چھایا رہا۔ وزراء نے دہشت گردوں کے مالی وسائل پر روک لگانے کے بارے میں فورم کی جانب سے ایک بیان جاری کیا۔ وزیر خارجہ نے اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہندوستان کے موقف کے بارے میں دیگر ملکوں کے وزرا خارجہ کو معلومات فراہم کی اور ہندوستان کے اس نظریے کو بھی پیش کیا کہ دہشت گردی ہی حقیقی تناؤ کا سبب ہے۔

جمہوری ملکوں کی کمیونٹی: وزیر خارجہ جناب یشونت سنہا نے نومبر 2002 میں سیول میں منعقد جمہوری ملکوں کی برادری کی دوسری میٹنگ کے لیے ہندوستانی وفد کی قیادت کی۔ یہ تنظیم آزاد اور غیر جانبدارانہ انتخاب، مسلح افواج کو مجاز غیر فوجی حکمرانی کے ماتحت رکھنے، آزاد عدلیہ، متحرک پریس اور کامیاب پنپتے ہوئے جمہوریت کی دیگر خوبیوں کو پورا کرنے والے ممالک کو ایک فورم پر لے آتا ہے۔ ہندوستان اسی فورم کو کوآرڈینیٹ کرنے والے ممالک میں سے ایک ہے۔ 11 ملکوں پر مشتمل اس میٹنگ میں وزیر خارجہ نے ''جمہوریت اور میڈیا'' موضوع پر بحث کی شروعات کی۔ جمہوری ملکوں کی کمیونٹی کی اس میٹنگ میں سیول اعلانیہ کو منظوری دی گئی جس میں دنیا میں امن اور سلامتی کے لیے جمہوریت کے اصولوں کی توثیق کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ جمہوری اداروں کے فروغ اور اس بارے میں آگہی بڑھانے کے لیے ایک عملی منصوبہ کو بھی منظوری فراہم کی گئی۔

بین الاقوامی قانون اور سرگرمیاں

انتخابات: بحری قانون کے بارے میں اقوام متحدہ کنونشن پر دستخط کرنے والے ممالک کی 23 اپریل کو نیویارک میں منعقد میٹنگ میں ہندوستان کو کونٹی نینٹل شیلف کی حدوں کے بارے میں قائم کمیشن کے لیے منتخب کیا گیا۔

اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کی چھٹی (قانونی) کمیٹی: ہندوستانی وفد نے چھٹی کمیٹی سے متعلق امور پر بیانات دیے۔ یہ چارٹر کمیٹی کے موضوعات، بین الاقوامی دہشت گردی ختم کرنے کی تدابیر، تولیدی کلوننگ کے خلاف کنونشن، بین الاقوامی تجارتی قانونی کمیشن کی رپورٹ سے متعلق تھے۔ ہندوستانی وفد نے بحراعظم اور سمندری قانون کے بارے میں بھی جنرل اسمبلی میں بیان دیا۔

بین الاقوامی دہشت گردی کے بارے میں جامع کنونشن کا مسودہ 2000 سے چھٹی کمیٹی کے ورکنگ گروپ کے زیر غور ہے۔ 57 ویں اجلاس کے دوران چھٹی کمیٹی کے ورکنگ گروپ نے 15 اور 16 اکتوبر 2002 کو دو غیر رسمی میٹنگیں کیں۔ پہلی میٹنگ میں کنونشن کے مسودے کی دفعہ 2 اور 18 پر غور کیا گیا جبکہ دوسری میٹنگ میں دہشت گردی سے متعلق سرگرمیوں کو روکنے کے سلسلے میں بین الاقوامی کنونشن کے ڈرافٹ میں شامل بقایا امور پر غور کیا گیا۔

57 ویں اجلاس کی پہلی میٹنگ میں چھٹی کمیٹی نے کلوننگ سے انسانوں کی تولید کے خلاف بین الاقوامی کنونشن کے سلسلے میں ورکنگ گروپ کی تشکیل کی۔ تاہم کلوننگ طریقے سے انسان پیدا کرنے پر روک لگانے کے لیے بات چیت کے امور کو حتمی شکل نہیں دی جاسکی۔ مذاکرات کے امور کے معاملے میں کوئی عام رائے قائم نہیں ہوسکی، اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا کہ 58 ویں اجلاس کے دوران شروع کیے گئے کام کو جاری رکھا جائے۔

چھٹے کمیشن ایجنڈے کے دیگر امور کے علاوہ جنرل اسمبلی میں انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ڈیموکریسی اینڈ الکلورل اسٹنس کے مشاہد کے درجہ دینے کے امور پر بھی غور کیا۔ اس کے علاوہ جنرل اسمبلی نے پارلیمنٹ بنک کو مشاہد کی حیثیت دینے؛ جنرل اسمبلی میں انٹرنیشنل سنٹر فار مائیگریشن پالیسی ڈیولپمنٹ بنک کو مشاہد کا درجہ دینے اور اقوام متحدہ اور انٹرا پارلیمنٹری یونین کے درمیان مشاہد کا درجہ دینے کے بارے میں اپنے فیصلہ کو اگلے اجلاس تک کے لیے ٹال دیا۔ درج بالا بتائے گئے دیگر سبھی تنظیموں کو جنرل اسمبلی میں مشاہد کا درجہ دیا گیا۔

انٹرنیشنل کرمنل کورٹ: انٹرنیشنل کرمنل کورٹ کے قیام کے بارے میں روم کا تحریری قانون یکم جولائی 2002 سے نافذ ہوا۔ اس عدالت کے ایک اعلیٰ سطحی ٹیم نے ہیگ میں کام کرنا شروع کیا۔ پہلی اسمبلی 3 تا 10 ستمبر 2002 کو نیویارک میں منعقد ہوئی جس میں تیار کمیٹی کے ذریعہ حتمی شکل میں پہلے سے تیار کیے گئے جرائم کے عناصر اور عمل اور شہادت سے متعلق ضابطوں کو منظور کیا گیا۔

بحراعظم اور بحری قانون: ''بحراعظم اور بحری قانون'' اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے ایجنڈے کے موضوعات میں سے ایک ہے۔ ایجنڈے کے موضوعات کے تحت عمل کا مقصد بحراعظموں کا قائم پذیر فروغ کرنا ہے جس کے تحت بحراعظم کے قائم پذیر ترقی بشمول مچھلیوں کی مستقل پیداوار، بحراعظموں کے تحفظ اور انتظامیہ، سمندر میں سلامتی کو بڑھانا اور سمندری ماحول کا تحفظ شامل ہے۔ ایجنڈے کے امور کے تحت جنرل اسمبلی نے سمندری قانون کے بارے میں 1982 کے اقوام متحدہ کنونشن کو نافذ کرنے کی سمت میں ہوئی پیش رفت کا بھی جائزہ لیا۔ اس طرح اسٹریڈینگ مچھلیوں اور بار بار نقل وطن کرنے والی مچھلیوں کے تحفظ اور منتظمہ کے بارے میں کنونشن کے گیارہویں حصے کو لاگو کرنے کے بارے میں معاہدہ ہوا۔ اقوام متحدہ کے رواں اجلاس کے دوران ''بحراعظم اور سمندری قانون کے بارے میں کھلے غیر رسمی تبادلہ خیال عمل کاری'' تین سال کے لئے مزید بڑھادی گئی ہے۔ تبادلہ خیالات

کے عمل میں سمندری قانون کی موجودہ صورتحال کا بھی جائزہ لیا جاتا ہے جس سے کمیوں اور تشویش کی شناخت کی جائے گی اور انھیں دور کرنے کی تدابیر کی جائے گی۔ خشکی سرحد سے 200 سمندری میل کے فاصلے سے آگے ملکوں کی سمندری سرحد کی توسیع کے دعووں پر غور کرنے کے لیے ''کمیشن آن دی لمٹس آف دی کنٹینل شیلف'' قائم کیا گیا ہے۔ اس نے کنٹینل شیلف کی سرحد سے متعلق روسی یونین کے دعوے پر غور کرنے کے ساتھ ہی اپنے کام کا ایک اہم دور شروع کر دیا ہے۔ جنرل اسمبلی میں اس موضوع پر یہ قرارداد منظور کی گئی ہیں۔

- 57/141 بحر اعظم اور سمندر کا قانون؛
- 57/142 بڑے پیمانے پر پلیجک ڈرافٹ نٹ فشنگ، قومی دائرہ اختیار میں آنے والے علاقوں میں غیر مجاز طور پر مچھلی پکڑنا، گہرے سمندر میں/ غیر قانونی طریقے سے مچھلی پکڑنا، بغیر مطلع کیے اور غیر منضبط مچھلی پکڑنا، کیچ اینڈ ڈسکارڈ طریقے سے مچھلی پکڑنا اور دیگر سرگرمیاں اور
- اسٹریڈلنگ فش اور ایک جگہ سے دوسری جگہ پر تیزی سے جانے والی مچھلیوں کے تحفظ اور انتظامیہ کے بارے میں 1982 کے اقوام متحدہ بحری قانون کنونشن کے اہتمام کو لاگو کرنے کے بارے میں معاہدہ۔

1982 کے اقوام متحدہ بحری قانون کنونشن پر دستخط کے لیے رکھے جانے کی 20 ویں سالگرہ کے سلسلے میں جنرل اسمبلی نے 9 اور 10 دسمبر 2002 کو خصوصی میٹنگ منعقد کی جسے سکریٹری جنرل نے قانون کی حکمرانی کے لحاظ سے میل کا پتھر بتایا۔ انھوں نے کہا کہ اس سے بحر اعظمی علاقے کے تقسیم کے عمومی اصولوں اور ضابطوں اور اس کے تحت ہونے والی سرگرمیوں کے انضباط کے لیے قانونی ڈھانچہ کھڑا ہو گیا ہے۔

چارٹر کمیٹی: چھٹی کمیٹی (قانونی) نے اقوام متحدہ چارٹر کے بارے میں خصوصی کمیٹی کی رپورٹ اور تنظیم کے کردار کو مضبوط کرنے کے بارے میں بھی غور کیا۔ خصوصی کمیٹی کے پاس غور کرنے کے لئے کئی قراردادیں ہیں جو بین الاقوامی امن اور سلامتی قائم رکھنے، ملکوں کے درمیان تنازعات کو پر امن طور پر حل کرنے، ٹرسٹی شپ کونسل کے مستقبل اور دیگر کمیٹیوں کے ساتھ ارتباط وغیرہ سے متعلق ہیں۔ بین الاقوامی امن اور تحفظ بنائے رکھنے کے بارے میں پچھلے سالوں میں ہندوستان کا نظریہ یہی رہا ہے کہ پابندیوں کو لاگو کرنے کے فیصلوں کے جزو کے طور پر تیسرے فریق ممالک کی ابتدائی ذمہ داری لے۔ اس کے لیے کونسل کو ٹرسٹ فنڈ بنانا چاہئے جو قیام امن سے متعلق سرگرمیوں اور رضاکارانہ اشتراک کے لیے لاگو ہونے والے معیارات پر مبنی ہو۔

بین الاقوامی تجارتی قانون پر اقوام متحدہ کا کمیشن (UNCITRAL)

بین الاقوامی تجارتی قانون پر اقوام متحدہ کا کمیشن جو کہ بین الاقوامی تجارتی قانونوں میں ارتباط قائم کرتا ہے اس وقت نقل و حمل قانون نجی طور پر مالیات فراہم کئے گئے بنیادی ساختی پروجیکٹوں، ثالثی، کامرس، دیوالیہ قانون اور سلامتی حقوق کے بارے میں قانونی رہنمائی کنونشن کو فروغ دے رہی ہے۔ کمیشن نے اپنے آخری اجلاس میں بین الاقوامی تجارتی ثالثی کے لیے یکساں قواعد و ضوابط فراہم کرنے کے لیے بین الاقوامی تجارتی مصالحت کے لیے مثالی قانون کا خاکہ تیار کیا۔ کمیشن کی ممبر شپ 36 سے بڑھا کر 60 کرنے کے لئے چھٹی کمیٹی کے ذریعہ فیصلہ لینے میں ہندوستان نے اہم کردار نبھایا۔ عام بحث میں ہندوستان اور دیگر ایشیائی ملکوں نے دیگر باتوں کے علاوہ اقوام متحدہ میں ایشیائی گروپ کی ممبر شپ کے مساوی سیٹوں کی تعداد بڑھانے کا مطالبہ کیا، نتیجتاً جو معاہدہ ہوا اس کے مطابق افریقی، ایشیائی اور مغربی گروپ میں سے ہر ایک کے 14- 14 ممبر ہوں گے۔ اس فیصلہ سے ایشیائی ملکوں کی تعداد 7 سے بڑھ کر 14 ہو گئی۔

بیرونی معاشی تعلقات اور تجارت اور اصل کاری افزائش

بیرونی معاشی تعلقات کے موثر انصرام کے لیے وزارت خارجہ نے کثیر فریقی اقتصادی تعلقات تکنیکی تعاون و تجارت، اصل کاری ٹکنالوجی فروغ اور تشہیر کو شامل کرتے ہوئے مضبوط ڈھانچہ قائم کیا ہے۔ یہ قدم حکومت ہند کے دیگر متعلق وزارتوں، محکموں اور ایجنسیوں اور کاروباری سیکٹر کے ساتھ قریبی تال میل کے ساتھ اٹھایا گیا۔

اپنے قریبی پڑوسیوں اور دیگر ملکوں کے ساتھ علاقائی تعاون ہندوستان کی عالمی سطح کی معاشی اپنے قریبی پڑوسیوں اور دیگر ملکوں کے ساتھ علاقائی تعاون ہندوستان کی عالمی سطح کی معاشی حکمت عملی کا اہم حصہ ہے۔ جی۔77، جی۔15 اور علاقائی اور ذیلی علاقائی تنظیموں جیسے BIMSTEC, IOR-ARC, ASEAN, COMESA, SADC وغیرہ کے ساتھ ہندوستان اور ہندوستانی صنعتوں کی حصہ داری سے ہماری کمپنیوں کی بازاروں، ٹکنالوجی، پونجی تک رسائی بڑھانے میں مدد ملی ہے۔ ہندوستان آسیان آزاد تجارتی ایریا کے ذریعہ ہندوستان، آسیان ملکوں کے ساتھ خصوصی تجارت اور اصلی کاری بندوبست قائم کرنے میں لگا ہے۔ یہ بندوبست 10 سال میں قائم ہوگا۔ اس طرح BIMSTECS آزاد تجارتی ایریا میکانگ۔ گنگا تعاون، ہندوستان تھائی لینڈ آزاد تجارتی ایریا اور ہندوستان۔ سنگاپور جامع اقتصادی تعاون معاہدہ جیسے دو فریقی معاہدے بھی کیے جا رہے ہیں۔ پڑوسی ممالک اور دیگر علاقوں کے ساتھ تجارتی تعلقات بڑھانے سے پروڈکٹ اور خدمات کی تقسیم کے بارے میں پہلے علاقائی اور آخر کار عالمی زاویہ نگاہ بنانے میں مدد ملے گی۔

نوم پنھ میں 5 نومبر 2002 کو پہلی ہندوستان آسیان چوٹی کانفرنس میں ہندوستان آسیان علاقائی تجارت اور اصل کاری ایریا (RTIA) کی قرارداد کی تصدیق کردی گئی۔ چوٹی میٹنگ میں وزیر اعظم نے تجویز پیش کی کہ ہندوستان اور آسیان کو 10 سال میں آزاد تجارتی ایریا کی سمت میں آگے بڑھنا چاہیے۔ انھوں نے آسیان ملکوں کی ترقی کی سطح کی بنیاد پر انھیں خصوصی اور عام تجارتی اہمیت دینے کی ہندوستان کی خواہش کا بھی اظہار کیا میٹنگ میں طے ہوا کہ مستقبل میں ہندوستان میں آسیان چوٹی کانفرنس ہر سال منعقد کی جائے گی۔

بحر ہند کے ساحلی ملکوں کے درمیان تعاون کے پروگرام کو شدت کے ساتھ آگے بڑھایا گیا۔ ہندوستان نے بحر ہند کے ساحلی ممالک کی علاقائی تعاون تنظیم (IOR-ARC) کے کئی پروجیکٹوں کے لئے اشتراک کا اور اس طرح کے کئی پروگراموں اور سرگرمیوں میں اپنا کردار نبھایا۔

19 ستمبر 2002 کو نیویارک میں G-77 تنظیم کے ممبر ملکوں کی وزرا کی سالانہ میٹنگ میں اپنی تقریر میں وزیر خارجہ نے ترقی پذیر ملکوں کے درمیان غور و خوض اور ارتباط کو آسان بنانے میں G-77 ممالک کے اہم کردار کی اہمیت کو نمایاں کیا۔ ہندوستان G-15 کے کئی پروجیکٹوں میں مدد کر رہا ہے جن میں شمسی توانائی کے استعمال، ادویاتی اور خوشبودار پودوں کے جین بینک بنانے اور سینیگال میں کاراندازی اور تکنیکی فروغ مرکز قائم کرنے کے پروجیکٹ شامل ہیں۔

ہندوستان میں براہ راست غیر ملکی اصل کاری بڑھانے، خاص طور پر بنیادی ڈھانچے، ٹیلی مواصلات اور انفارمیشن ٹکنالوجی جیسے اہم شعبوں میں غیر ملکی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے مربوط کوشش کی گئی۔ وزارت خارجہ کے اصل کاری ٹکنالوجی افزائش ڈویژن نے ہندوستانی سفارت خانوں اور تجارتی مشن کے ذریعہ ہندوستان اور غیر ملکوں میں حوصلہ افزائی اور تشہیر کی کوششوں کے ہراول دستے کا کام کیا۔

تکنیکی تعاون

ہندوستانی تکنیکی اور اقتصادی تعاون پروگرام (ITEC) حکومت کا دوفریقی تعاون پروگرام ہے اس کے تحت غیر فوجی اور فوجی عملہ کی تربیت دینے اور پروجیکٹوں اور ان سے متعلق سرگرمیوں جیسے ساز وسامان کی فراہمی، عملیت سے متعلق مطالعہ اور مشاورتی خدمات؛ ماہرین کی ڈیپوٹیشن اور مطالعہ جاتی سفر شامل ہیں۔ ہندوستانی تکنیکی اور اقتصادی تعاون پروگرام باہمی مفاد کے تعاون اور شراکت سے متعلق ہے۔ یہ حکومت ہند کے تکنیکی تعاون کی کوششوں کا علم بردار ہے، نہ صرف اپنے وسیع جغرافیائی وسعت کے سبب بلکہ تکنیکی تعاون کے نئے نئے طریقوں کے لحاظ سے ہندوستان کی اہم تکنیکی تعاون کی ایک شکل ہے۔

قونصلی خدمات

وزارت خارجہ نے ہندوستان میں واقع پاسپورٹ دفاتر میں پاسپورٹ کے درخواست کنندگان کے لیے سہل، موثر اور شفاف خدمات فراہم کرنے کی اپنی مہم جاری رکھی۔ بیرون ممالک مشنوں کے کمرشیل قونصل اور دفاتر میں بھی یہ مہم جاری رکھی۔ 2002 میں ملک میں پاسپورٹ دفاتر کے ذریعہ کل 27 لاکھ درخواست کنندگان کو یہ خدمات مہیا کی گئیں۔ رانچی میں ایک نیا پاسپورٹ دفتر کھولا گیا جس سے ملک میں ان کی تعداد بڑھ کر 29 ہوگئی۔ حکومت نے حال میں بنے چھتیس گڑھ اور اترانچل ریاستوں میں بھی پاسپورٹ دفاتر کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ سولت اور شملہ میں بھی ایسے دفاتر کھولے جائیں گے۔ تمام پاسپورٹ دفاتر میں پاسپورٹ فارم بھرنے کا کام مشینوں سے کرنے کا پروجیکٹ پورا ہونے کو ہے۔

غیر اقامتی ہندوستانی اور ہندوستانی نژاد کے لوگ

حکومت نے پارلیمنٹ میں ڈاکٹر لکشمی مل سنگھوی کی صدارت میں ہندوستانی نژاد لوگوں کے سلسلے میں قائم اعلیٰ سطحی کمیٹی کی اہم سفارشوں کو لاگو کرنے کے لیے کئی قدم اٹھائے۔ ہندوستانی نژاد کے لوگوں کو کم کی گئی فیس P/O کارڈ جاری کرنے کی ترمیم شدہ اسکیم 15 ستمبر 2002 سے نافذ کی گئی۔ کمیٹی کی سفارشوں کے نفاذ کے سلسلے میں 8 تا 11 جنوری 2003 تک نئی دہلی میں پہلا 'پرواسی بھارتیہ دوس' (PBD) منعقد کیا گیا۔ اس میں 61 ملکوں میں رہنے والے 1,900 سے زیادہ ہندوستانی نژاد لوگوں نے شرکت کی۔ اس میں ماریشس کے وزیراعظم جناب انیرودھ جگن ناتھ تقریب کے خصوصی مہمان تھے ان میں، جن معروف ہندوستانی نژاد لوگوں نے شرکت کی ان میں نوبل انعام یافتہ و ممتاز شخصیت ڈاکٹر امرتیہ سین اور سر وی۔ ایس۔ نائے پال، دولت مشترکہ کے سابق سکریٹری جنرل رام پھل، فجی کے سابق وزیراعظم جناب مہندر چودھری ٹرینڈاڈ اور ٹوبیگو کی سینٹ کی صدر مسز لنڈا بابولعل، ملیشیا کے وزیر تعمیرات جناب داتو سیری سامی ویلو، برٹش کولمبیا کے سابق وزیراعظم اجل دوسانجھ اور کئی ملکوں کے پارلیمنٹ کے ممبران۔ پرواسی بھارتی دوس، تقاریب میں شریک تھے۔

وزیراعظم جناب اٹل بہاری واجپئی نے تقریب کا افتتاح کرتے ہوئے کچھ ملکوں میں رہ رہے ہندوستانی نژاد کے لوگوں کو دوہری شہریت فراہم کرنے کے حکومت کے فیصلے کا اعلان کیا۔ وزیراعظم کے ذریعہ کیے گیے دیگر اعلانات میں خلیجی خطے میں کام کے لیے جانے والے ہندوستانی کامگاروں کے لیے لازمی بیمہ اسکیم اور تعلیمی اداروں میں کچھ سیٹیں خلیجی ممالک میں رہ رہے غیر مقیم ہندوستانیوں کے بچوں کے لیے محفوظ رکھنے کا حکومت کا منصوبہ شامل ہے۔ جہاں تک بیرون ممالک میں کام کرنے والے ہندوستانیوں کا سوال ہے وزیراعظم نے بتایا کہ اس طرح کامگاروں کے لیے، بہبود فنڈ بنانے کے بارے میں پارلیمنٹ میں غور کیا جائے گا۔

''پرواسی بھارتیہ دوس'' کے سلسلے میں مختلف موضوعات پر مختلف متوازی اجلاس منعقد کیے گیے جن میں ہندوستان کے پینل کارکنان اور بیرون ملک رہنے والے ہندوستانی نژادلوگوں اور کیبنٹ وزرا نے خطاب کیا۔

پرواسی بھارتیہ دوس تقاریب کے آخری دن ریاستی حکومتوں کے ساتھ غوروخوض کے لئے وقف رہا۔ اس میں گجرات، ہریانہ اور راجستھان کے وزراء اعلیٰ نے حصہ لیا اور سیمینار سے خطاب کیا۔ اس کے علاوہ آندھرا پردیش، کیرل اور کرناٹک کے سینئر کیبنٹ وزرا اور اعلیٰ افسروں نے بھی مختلف اجلاس میں حصہ لے کر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

ہندوستانی نژادلوگوں کے بارے اعلیٰ سطحی کمیٹی کی سفارشوں پر عمل کرتے ہوئے وزیر اعظم جناب اٹل بہاری واجپئی نے بیرون ممالک بسے ہندوستان نژادلوگوں میں دلچسپیاں پیدا کرنے میں اہم اشتراک کے لیے ''پرواسی بھارتیہ سمان، ایوارڈ سے سرفراز کیا، (i) سرانیرودھ جگن ناتھ، ماریشس کے وزیر اعظم، (ii) پروفیسر فاطمہ میر (جنوبی افریقہ) (iii) ڈاکٹر ہری این ہری لیلا (ہانگ کانگ، عوامی جمہوریہ چین) (iv) جناب کنکسی گوکل واس کھیم جی (عمان) (v) جناب منی لعل پریم چند چندریا (کینیا) (vi) لارڈ نونیت ڈھولکیا (یو۔کے) (vii) جناب رجت گپتا (امریکا) (viii) سرسری دت سریندر ناتھ رام پھل (گیانا) (ix) سرشری دت سریندر ناتھ رام پھل (گیانا) (ix) داتو سیری ایس سامی ویلو (ملیشیا) اور: (x) جناب اجل سنگھ دوسانجھ (کناڈا)

بیرون ملکی خدمات انسٹی ٹیوٹ

بیرون ملکی خدمات انسٹی ٹیوٹ نے باقاعدہ ماڈیولس کے ذریعہ وزارت خارجہ کے افسران اور عملہ کو تربیت دینے کا کام جاری رکھا۔ انسٹی ٹیوٹ نے غیر ملکی سفارت کاروں کو بھی تربیت دی اور مختلف ملکوں کے وسطی کیریر کے سفارتکاروں کے لیے تین کورسوں کا اہتمام کیا۔ اس کے علاوہ انسٹی ٹیوٹ نے افغانستان کے 20-20 سفارتکاروں کے دو بیچوں اور افغانستان کے صدر کے دفتر کے 14 افسروں کو بھی تربیت فراہم کی۔

بیرون ممالک ہندی کی اشاعت

وزارت خارجہ اور بیرون ممالک ہندوستانی مشنوں/ دفاتر میں ہندی کی اشاعت کی حوصلہ افزائی کا کام نئے جوش کے ساتھ شروع کیا گیا۔ ماریشش حکومت کے ذریعہ پورٹ لوئس میں عالمی ہندی سکریٹریٹ کے قیام سے غیر ملکوں میں ہندی کی حوصلہ افزائی کی حکومت ہند کی کوششوں کو مزید تقویت ملی ہے۔ ہندوستان نے ٹرینڈاڈ اور ٹوباگو میں مئی 2002 میں منعقد بین الاقوامی ہندی کانفرنس میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا اور مارچ 2003 میں لندن میں منعقد یورو پی ملکوں کی بین الاقوامی ہندی کانفرنس کے انعقاد میں بھی اہم اشتراک کیا۔

ثقافتی تعلقات

ہندوستانی تہذیب میں تعلقات کونسل (ICCR) ہندوستان اور دنیا کے دیگر ممالک کے درمیان قریبی دوطرفہ تعلقات قائم کرنے کے مقصد سے قائم کی گئی۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے کونسل کئی طرح کی سرگرمیوں کا اہتمام کرتی ہے جن میں ثقافتی وفود کے آنے جانے، آرٹ نمائشوں کا انعقاد، ممتاز شخصیتوں کا ایک دوسرے ملک کا دورہ، سمینار کا انعقاد اور وظایف کے متعلق پروگراموں کا اہتمام کرنا شامل ہے۔ سرگرمیوں کو بخوبی انجام دینے کے لیے کونسل کے بنگلور، چنڈی گڑھ، چینئی، حیدرآباد، کولکاتہ، لکھنو، ممبئی اور تروانت پورم میں آٹھ علاقائی دفاتر ہیں۔ مشرق شمالی، جے پور اور بھونیشور میں بھی کونسل کو اپنے علاقائی دفاتر

کھولنے کا منصوبہ ہے۔کونسل گریجویٹ، پوسٹ گریجویٹ اور ڈاکٹریٹ جیسے مختلف کورسوں کے لیے 2000 سے زیادہ اسکالر شپ عطا کرتی ہے۔اس کے علاوہ انجینئرنگ، فارمیسی اور اکاؤنٹینسی جیسے پیشہ ورانہ کورسوں کے لیے وظائف عطا کرتی ہے۔

عالمی اموراور ہندوستانی کونسل

عالمی امور کے لیے ہندوستانی کونسل(ICWA) کو پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت قومی اہمیت کا ادارہ قرار دیے جانے کے بعد اس کی سرگرمیوں میں وسعت فراہم ہوئی ہے۔ باقاعدہ طور پر سیمینار، گول میز کانفرنس اور سمپوزیم کے انعقاد کے ساتھ ساتھ کونسل نے 13 تا14 جون 2002 کو"انڈیا افریقہ: نیو ہارایزنس" نام کا ایک قومی سمنار منعقد کیا جس میں کافی تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ ہندوستان افریقہ قومی سیمینار کے دوران وزیر خارجہ نے "افریقہ مرکز" کا افتتاح کیا۔ انڈین کونسل فار ورلڈ (ICWA) ایشیا پیسفک میں سلامتی تعاون کے لیے سکریٹریٹ(CSAP) کے طور پر نامزد کیا گیا ہے۔

18۔ صنعت

بھارت نے 1947 میں آزادی ملنے کے بعد صنعتی ترقی کے حصول کی کوشش کی شروعات کی۔ 1948 میں صنعتی پالیسی کی قرارداد منظور ہونے کے بعد بھارتی صنعتی پالیسی کے ارتقاء کا عمل شروع ہوا۔ قرارداد میں نہ صرف پالیسی کے وسیع ضوابط اور ہدایات کی وضاحت کی گئی بلکہ نئے صنعت کار اور اتھارٹی کی حیثیت سے صنعتی ترقی میں ریاستوں کے رول کو بھی اجاگر کیا گیا۔ 1956 کی صنعتی پالیسی قرارداد میں ایسی صنعتوں کی درجہ بندی کردی گئی اور یہ وضاحت کردی گئی کہ اس سلسلے میں ریاست کی مکمل ذمہ داری ہوگی جنہیں دھیرے دھیرے ریاست کے کنٹرول میں لانا تھا۔ عوامی زمرہ کی تسلیم شدہ حیثیت کا اعادہ کرتے ہوئے عوامی زمرہ کو بھی ساتھ ساتھ پھلنے پھولنے اور ترقی کرنے کے مواقع فراہم کئے گئے اس طرح حکومت نے صنعتی ترقی کی پالیسی میں لچک دار رویہ اختیار کرکے عوامی اور نجی دونوں زمروں کی اہمیت کو تسلیم کرلیا۔

حکومت نے جولائی 1991 سے صنعتی پالیسی میں جو پیش قدمی کی ہے اس کا مقصد ماضی کی صنعتی دستیابیوں کی بنیاد پر نہ صرف آگے بڑھتے رہنا ہے بلکہ بھارتی صنعت کو بین الاقوامی سطح پر مقابلہ جاتی بنانے کے عمل کو بھی تیز کرنا ہے۔ اصلاح کا یہ عمل جاری ہے۔

بنیادی اصلاحات

صنعتی لائسنسنگ پالیسی

1991 میں نئی صنعتی پالیسی کے نفاذ کے ساتھ اصول اور ضوابط میں ضرورت کے مطابق تبدیلی کا عمل بھی شروع کیا گیا تمام مدوں کے لئے صنعتی لائسنسنگ کا نظام ختم کردیا گیا، البتہ حفاظتی، فوجی اور ماحولیات سے متعلق چھ صنعتوں کو اس سے مستثنیٰ رکھا گیا۔ جن چھ صنعتوں کو مستثنیٰ رکھا گیا وہ یہ ہیں: (1) شراب اور نشہ آور چیزوں کی کشید، (2) سگار، سگریٹ، اور تمباکو سے بنی دیگر اشیاء (3) الکٹرانک ایرواسپیس اور دفاعی ساز و سامان (4) صنعتی دھماکہ خیز (اس میں ڈیٹونیٹنگ فیوز، سیفٹی فیوز، فلیتے، بارود، نائٹروسیلولوز اور ماچس بھی شامل ہیں) (5) صحت کے لئے مضر کیمکل (6) ادویات اور فارماسیوٹیکل۔ (1994 میں ترمیم شدہ ڈرگ پالیسی کے بموجب جس میں 1999 میں ترمیم کی گئی)۔

بہت سی صنعتیں پہلے عوامی زمرہ کے لئے محفوظ تھیں۔ حال ہی میں دفاعی شعبے کو 26 فی صد تک غیرملکی پونجی سرمایہ کاری کے ساتھ نجی سیکٹروں کے لیے بھی کھولنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اب کچھ گنے چنے شعبوں کو ہی محفوظ شعبے میں رہنے دیا گیا ہے۔ ان میں یہ صنعتیں شامل ہیں (1) ایٹمی توانائی (2) حکومت ہند کے ایٹمی توانائی کے محکمہ کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او 212 (E) مورخہ 15 مارچ 1995 کے شیڈول میں مذکورہ اشیاء۔ (3) ریلوے ٹرانسپورٹ۔

حکومت چھوٹی صنعتوں میں ہی کچھ اشیاء تیار کرنے کی خصوصی اہتمام اپنا کر چھوٹے صنعتی سیکٹر کو مستقل تحفظ فراہم کرتی رہے گی۔ چھوٹی صنعتوں کی کمپنیوں کو چھوڑ کر، چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر کے لئے مخصوص اشیاء بنانے والی سبھی صنعتی کمپنیوں کو صنعتی لائسنس

حاصل کرنا ہوگا اور اپنے سالانہ پیداوار کے 50 فی صد برآمد کی ذمہ داری لینی ہوگی۔ لیکن لائیسنس کی شرط ایسے صنعتی ادارے پر نہیں لاگو ہوگی جو صد فی صد برآمد رخی انڈرٹیکنگ اسکیم، برآمد پراسیسنگ زون اور خاص اقتصادی زون اسکیموں کے تحت کام کر رہے ہیں۔ چھوٹے اور معاون صنعتی کمپنیوں کے لئے 24 ستمبر 1999 سے سرمایہ کی حد تین کروڑ سے گھٹا کر ایک کروڑ روپے کر دی گئی ہے۔ لیکن بے حد چھوٹی اکائیوں کے لئے سرمایہ کی سطح 25 لاکھ روپے ہی بنی رہے گی۔

غیر ملکی راست سرمایہ کاری

حکومت صنعتی زمرہ میں تیز رفتار ترقی کا تہیہ کئے ہوئے ہے غیر ملکی راست سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) کے رول کو معاشی ترقی کی اعلا سطح کو حاصل کرنے کی غرض سے اسے ایک ذریعہ کے طور پر تسلیم کرلیا گیا ہے۔ ایف ڈی آئی ٹکنالوجی کے گریڈ کو فروغ دینے، انتظامی امور کی عالمی سطح تک رسائی، انسانی اور قدرتی وسائل، کے زیادہ سے زیادہ استعمال، بھارتی صنعت کو بین الاقوامی طور پر مقابلہ جاتی بنانے، برآمدات منڈیوں تک رسائی، اور بین الاقوامی معیاری سامان اور خدمات تک رسائی کے مواقع فراہم کر کے گھریلو صنعتوں اور ہندوستانی صارفین کے لئے فوائد اور سہولتوں کی راہیں ہموار کرتی ہے۔

اہم ترغیبات

ہندوستانی صنعت کو اپنی سرگرمیوں کو چلانے میں اور آسانی دینے کے مقصد سے حکومت نے منفی فہرست کو چھوڑ کر دیگر سبھی معاملات میں خود راست غیر ملکی سرمایہ لگانے کی اجازت دے دی ہے۔ از خود غیر ملکی سرمایہ کاری کا سیدھا مطلب ہے کہ غیر ملکی سرمایہ کاروں کو سرمایہ لگانے کے 30 دنوں کے اندر اور کوئی شیئر جاری کرنے کے بھی 30 دنوں کے اندر ہندوستانی ریزرو بینک کو اس بارے میں مطلع کرنا ہے۔

منفی فہرست میں درج ذیل باتیں شامل ہیں۔ (1) ایسی سبھی تجاویز جن میں صنعتی (فروغ اور ضابطہ) ایکٹ 1951 کے تحت صنعتی لائسنس کی ضرورت ہے اور ایسے معاملے جن میں چھوٹی صنعتوں کے لئے محفوظ اشیا بنانے والی اکائی کی کل حصہ پونجی میں 24 فی صد سے زیادہ غیر ملکی سرمایہ کاری ہوئی ہو اور ایسی سبھی سرگرمیاں جن میں 1991 کی صنعتی لائسنس کے تحت حکومت کے ذریعہ نوٹی فائڈ پالیسی کے نقطہ نگاہ سے صنعتی لائسنس کی ضرورت ہو۔ (2) ایسی سبھی تجاویز جن میں غیر ملکی تعاون کی ہندوستان میں پہلے سے ہی کوئی مشترکہ کمپنی ہو۔ (3) ایسی سبھی تجاویز جن میں موجودہ ہندوستانی کمپنی کے شیئر کا غیر ملکی رغیر مقیم ہندوستانی رغیر ملکی ضابطہ ادارے کو منتقلی اور (4) ایسی سبھی تجاویز جو نوٹی فائڈ پالیسی کے باہر ہو یا جن میں سیدھے غیر ملکی سرمائے کی اجازت نہ ہو یا جب کسی سرمایہ کار نے غیر ملکی سرمایہ پرموشن بورڈ بکنگ کو درخواست دی اور از خود سرمایہ کی اجازت نہ ملی ہو۔

غیر بنکنگ مالیاتی کمپنیاں (NBFC) صد فی صد غیر ملکی ایکوٹی رکھ سکتی ہیں، شرط یہ ہے کہ وہ ہولڈنگ کمپنیاں ہوں۔ فنڈ پر مبنی غیر بنکنگ مالیاتی کمپنیوں کے لیے کم از کم سرمایہ شدگی شرائط اس طرح ہیں: (i) 51 فی صد تک راست غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے 5 لاکھ امریکی ڈالر کا براٹ اپ فرنٹ (فوری سرمایہ کاری) (ii) 51 فی صد سے زیادہ اور 75 فی صد راست غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے 50 لاکھ امریکی ڈالر کا براٹ اپ فرنٹ (فوری سرمایہ کاری) (iii) 75 فی صد سے زیادہ اور 100 فی صد راست غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے 5 کروڑ امریکی ڈالر جس میں سے 75 لاکھ ڈالر براٹ اپ فرنٹ کی شکل میں اور باقی 24 مہینوں میں ادا کرنے ہوں گے۔

جو سرگرمیاں فنڈ پر مبنی نہیں ہیں، ان پر 5 لاکھ امریکی ڈالر کی کم از کم سرمایہ شدگی شرط غیر ملکی سرمایہ کاری والے سبھی منظور شدہ NBFC پر لاگو ہوگی۔ غیر ملکی سرمایہ کاری صد فی صد عمل پذیر ذیلی کمپنیاں بنا سکتی ہیں۔ (ذیلی کمپنیوں کی تعداد سے متعلق کوئی

چیدہ صنعتوں کی پیداوار
(لاکھ ٹن میں)

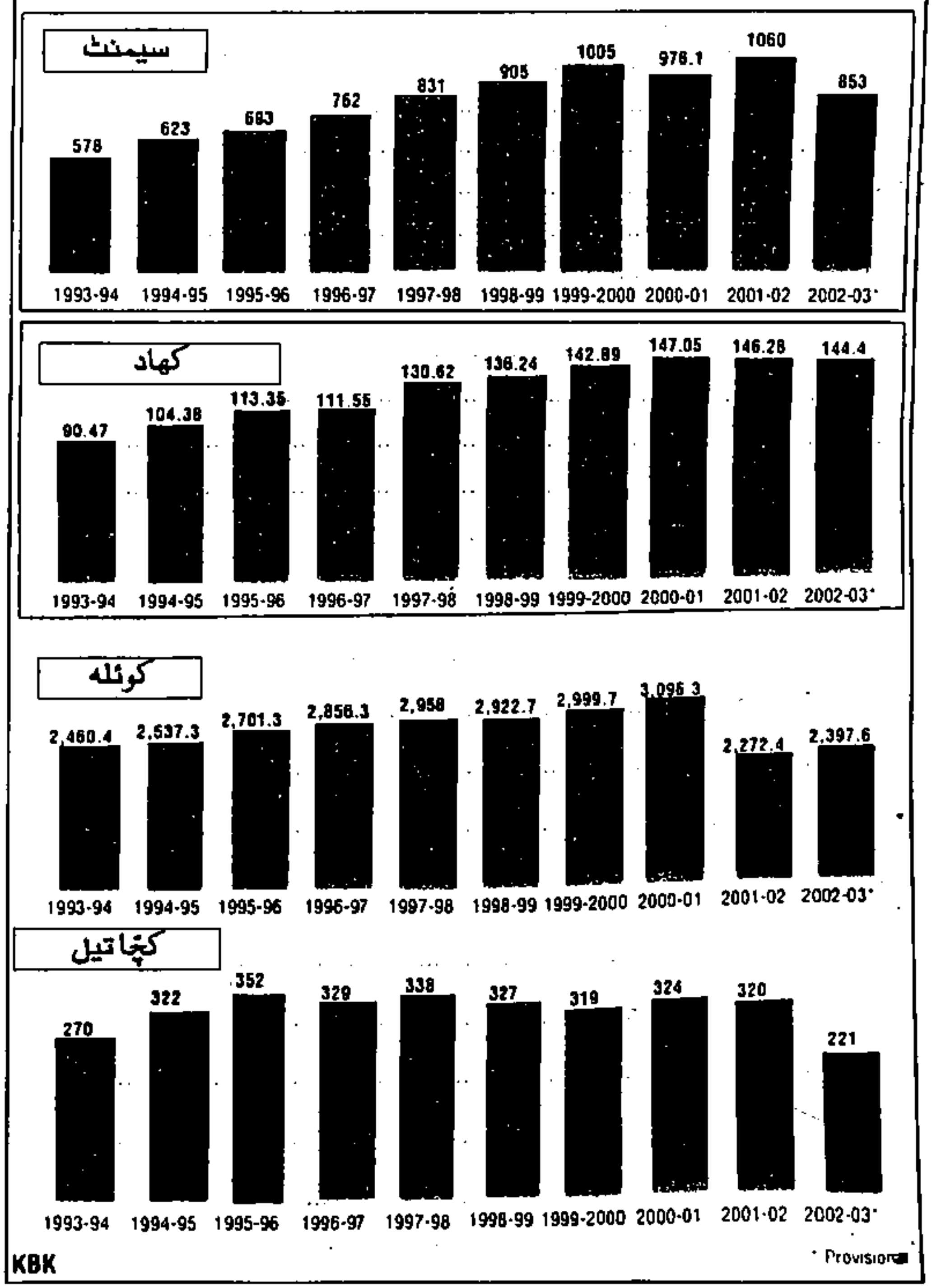

پابندی نہیں ہے)۔اس کے علاوہ ان پرا پنی 25 فی صد حصہ پونجی ہندوستانی کمپنیوں کوفروخت کرنے کی شرط بھی لاگونہیں ہوگی لیکن انھیں 5 کروڑ ڈالرلگانے ہوں گے،جس میں سے 75 لاکھ ڈالرفوری طور پراور باقی 24 مہینے میں دینے ہوں گے۔جوائنٹ وینچر چلانے والی ایسی غیر بنکنگ مالیاتی کمپنیاں جن میں سے 75 فی صدیا 75 فی صد سے کم غیرملکی سرمایہ کاری ہوئی ہے،انھیں دیگر غیر بنکنگ مالیاتی سرگرمیوں کے لیے ذیلی کمپنیوں کی تشکیل کی اجازت ہوگی۔لیکن اس کے ساتھ شرط یہ ہوگی کہ ذیلی کمپنیاں بھی مقررہ کم ازکم پونجی دردونی بہاؤ کے اصول کی پابندی کریں گی۔(سبھی غیر بنکنگ مالیاتی سرگرمیوں کو ہندوستانی ریزرو بنک کے رہنما اصولوں کے تحت خودمنظوری میں رکھا گیا ہے)۔نجی بنکنگ کے شعبوں میں سبھی وسائل سے 49 فی صدراست غیرملکی سرمایہ کاری کی خودمنظوری کے تحت کی جاسکتی ہے۔لیکن اس کے لیے انھیں ہندوستانی ریزرو بینک کے رہنما اصولوں کی پابندی کرنی چاہیے۔نرم کاری کے عمل میں درج ذیل FDI پالیسی میں تبدیلیاں کی گئی ہیں۔(i)BtoB ای۔کامرس کے لیے صدفی صدراست غیرملکی سرمایہ کاری کی اجازت (ii)22 صارفین مدپر سے منقسم منافع کے توازن کی شرط فوری طور پرہٹادی گئی۔(iii) بجلی سیکٹر میں غیرملکی سرمایہ کاری کی حدختم کردی گئی۔اس سیکٹر کوغیرملکی راست سرمایہ کاری کوخودمنظوری نظام کے تحت لایا گیا۔(iv) تیل صفائی کے شعبے میں خودمنظوری نظام کے ذریعہ صدفی صدغیرملکی سرمایہ کاری کی رعایت۔

انفارمیشن ٹکنالوجی شعبے میں آنے والی تجاویز کوخودمنظوری روٹ کے دائرے میں رکھا گیا ہے۔بھلے ہی درخواست گذار کمپنی کا پہلے سے ہی اس فیلڈ میں کوئی جوائنٹ وینچر ہو یا ٹکنالوجی منتقلی معاہدہ ہو چکا ہو۔اشتہار کاری کے سیکٹر میں خودکار طریقہ FDI حد موجودہ 74 فی صد سے بڑھا کر 100 فی صد کردی گئی ہے۔فلم کے سیکٹر میں جہاں 100 فیصد FDI خودکار طریقے سے دستیاب ہے اب کوئی شرط نہیں رکھی جائیگی۔باغانوں سمیت چائے کے سیکٹر میں حکومت کے منظوری حاصل کرنے کے بعد 100 فی صدغیر ملکی راست سرمایہ کاری کی جاسکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ (i) پانچ سال کے اندر کمپنی کی 26 فیصد حصہ داری کسی ہندوستانی پارٹنر یا ہندوستانی عوام کوضرور سونپ دی جائے اگر مستقبل میں اس زمین کا استعمال کسی دیگر کام کے لیے کرنا ہو تو متعلقہ ریاستی حکومت کی پہلے سے منظوری لی جائے۔FDI کے خودکار طریقہ کے تحت SEZ (خصوصی معاشی زون) میں سبھی مینوفیکچرنگ سرگرمیوں کے لیے صدفیصدراست غیرملکی سرمایہ کاری کی اجازت ہوگی سوائے سلامتی،حربی یا ماحولیاتی امور کے۔

ٹیلی کام سیکٹر میں درج ذیل سرگرمیوں کے لیے کچھ شرائط کے ساتھ صدفی صدراست غیرملکی سرمایہ کاری کی اجازت ہوگی۔ (i) گیٹ وے سہولت مہیا نہ کرانے والے انٹرنیٹ سروس پروائیڈر (سٹیلائٹ اور تحت البحر تاروں کے ذریعہ)۔(ii) I.P زمرہ I کے ڈارک فایبر کے ذریعہ بنیادی ڈھانچہ فراہم کرانے والے (iii) الکٹرانک میل اور (iv) وائس میل۔لائسنسنگ اور ضمانت کی شرائط کی بنیاد پر درج ذیل ٹیلی کام خدمات کے لیے 74 فی صدراست غیرملکی سرمایہ کاری کی اجازت (49 فی صد سے زیادہ راست غیرملکی سرمایہ کاری کی تجاویز کے لیے حکومت سے قبل منظوری لینی ہوگی)۔(a) گیٹ وے کے ساتھ انٹرنیٹ خدمات مہیا کرانے والے (b) ریڈیو پیجنگ اور (c) اینڈ ٹو اینڈ بینڈ وڈتھ۔خبریں اور حالات حاضرہ کے بارے میں معلومات فراہم کرنے والے اخباروں اور رسائل کوشائع کررہے ہندوستانی اداروں کے لیے پرنٹ میڈیا میں FDI کے تحت 26 فی صد تک اداشدہ ایکوئٹی کیپٹل کی منظوری دی گئی ہے۔بیرون ملک کی ہندوستانی اشاعت،تکنیکی،سائنسی اور خصوصی میگزینیں اور جرنل شائع کرنے والے ہندوستانی اداروں میں پرنٹ میڈیا سیکٹر میں FDI کے تحت 74 فیصد اداشدہ ایکوئٹی کیپٹل کی منظوری دی گئی ہے۔

ہوائی اڈوں میں صدفی صدغیرملکی سرمایہ کاری کی رعایت ہوگی لیکن،74 فی صد سے زیادہ ہونے پرحکومت کی قبل منظوری لینی ہوگی۔خطوط تقسیم کرنے کی سرگرمیوں کوچھوڑ کر کوریئر خدمات میں موجودہ قوانین کے مطابق حکومت کی قبل منظوری لے کر

صدفی صدراست غیرملکی سرمایہ کاری کی رعایت ہوگی۔ مربوط ٹاؤن شپ کے فروغ کے لیے حکومت کی قبل منظوری سے صدفی صد غیرملکی سرمایہ کاری کی اجازت ہوگی۔ زمین کے فروغ اور بنیادی ڈھانچے سے متعلق سہولیات مہیا کرانا شہری، بستیوں کی فروغ کا لازی جزو ہوگا۔ سبھی بڑے شہروں میں سرعتی عوامی نقل وحمل نظاموں اور اس سے متعلق زمینی جائیداد کے کمرشیل فروغ کے لیے صد فی صدار است غیرملکی سرمایہ کاری کی خودمنظوری کی اجازت دی گئی۔

دوائیں اور دواسازی (ان کو چھوڑ کر، جن کے لئے لازی لائسنس مطلوب ہو یا ری کمبینٹ DNA ٹکنالوجی اور مخصوص خلیہ/ بافت ہدف فارمولوں سے بنی ہو) میں خودمنظوری نظام کے ذریعہ صدفی صدراست غیرملکی سرمایہ کاری کی اجازت، دفاعی صنعتی سیکٹر بھی ہندوستانی نجی سکٹر کی صدفی صد شرکت کے لیے کھلا۔ لائسنوں کی بنیاد پر 26 فی صد غیرملکی راست سرمایہ کاری کی بھی اجازت۔ ہوٹل اور سیاحت سیکٹر میں خودمنظوری نظام کے ذریعہ صدفی صدراست غیرملکی سرمایہ کاری کی اجازت ہوگی۔ ٹکنالوجی کی منتقلی کے بغیر غیرملکی تعاون کے ٹریڈ مارک اور برانڈ نام کا استعمال کرنے کے سلسلے میں برآمد پر 2 فی صد اور گھریلو فروخت پر ایک فی صد کی رائلٹی کی ادائیگی کی خودمنظوری نظام کے تحت اجازت ہے۔

غیرملکی کمپنی کی پوری ملکیت والی ذیلی کمپنی کو برآمد پر 8 فی صد اور گھریلو فروخت پر 5 فی صد (رائلٹی کی مدت سے متعلق کوئی پابندی نہیں) رائلٹی خودمنظوری نظام کے تحت ادائیگی کی اجازت اور غیرملکی جوکھم پونجی فنڈ/ کمپنیوں کو صرف SEBI کے ضوابط اور قوانین اور متعلقہ سکٹر میں راست غیرملکی سرمایہ کی حدوں کے تحت گھریلو جوکھم پونجی کمپنیوں اور دیگر کمپنیوں میں خودمنظوری نظام کا فائدہ اٹھا کر دیگر سرگرمیاں چلانے کی اجازت دی گئی ہے۔ بیمہ ایکٹ 1999 میں مذکور اہتمام کے مطابق بیمہ سیکٹر میں خودکار منظوری نظام کے ذریعہ 26 فیصد کے راست غیرملکی اصل کاری کی اجازت ہے۔ لیکن اس کے لئے بیمہ ریگولیٹری اینڈ ڈیولپمنٹ اتھارٹی سے لائسنس حاصل کرنا ہوگا۔

غیرملکی کرنسی میں سرمایہ کاری کرنے والے غیرمقیم ہندوستانیوں کو اپنا منافع بیرون ممالک لے جانے کی پوری رعایت، جب کہ روپے والے اکاؤنٹ کے ذریعہ ہندوستانی روپیہ میں کی گئی سرمایہ کاری سے کمائی گئی آمدنی واپس باہر نہیں لے جائی جا سکے گی۔ ایشائی ترقیاتی بنک، DEG ADB, CDC, IFC وغیرہ بین الاقوامی اداروں کو SEBI/RBI کے رہنما خطوط اور مخصوص سکٹروں کے لیے راست غیرملکی سرمایہ کاری سے متعلق حدوں کے تحت گھریلو کمپنیوں میں سرمایہ کاری میں رعایت۔ ماضی میں صنعتی تعاون سکریٹریٹ (SIA) کے ذریعہ برآمد سے متعلق پابندی والے جو صنعتی لائسنس/ لیٹرس جاری کیے گئے ہیں، انھیں ایسے سامان کے برآمد کی پابندی سے آزادی دے دی گئی ہے، جن کے لیے محفوظ فہرست سے ہٹانے کے بارے میں مناسب اعلانیہ جاری کیا گیا ہے۔ IDR ایکٹ 1951 میں ترجیح کر چھوٹی صنعت کے لیے محفوظ 41 اشیاء پر سے اصل کاری کی حد بڑھا کر 5 کروڑ روپے کر دی گئی ہے۔ اس ایکٹ میں ایک دیگر ترمیم کے ذریعہ 51 اشیا کو حکومت نے اسمال اسکیل سیکٹر میں مینوفکچرنگ کے لیے محفوظ فہرست سے ہٹالیا ہے۔

سرمایہ کاری بہاؤ پر خصوصی زور دینے اور اقتصادی تعاون کو مضبوط کرنے کے مقصد سے 10 اگست 1999 کو نئی دہلی میں ہندوستان جاپان سرماکاری مذاکرات (IJID) کی پہلی میٹنگ ہوئی۔ دونوں فریق اس بات پر متفق ہوئے کہ 2000 اور اس کے بعد بھی جاپان FDI درون بہاؤ کو بیش ترین کیا جائے۔ انفارمیشن ٹکنالوجی، فوڈ پراسسنگ اور بنیادی ساختوں کی تشکیل کے لئے تین ورکنگ گروپوں کی تشکیل کی گئی۔ (IJID) کی دوسری میٹنگ 7 دسمبر 2000 کو منعقد ہوئی۔ اس میں فیصلہ لیا گیا کہ کیمیکل، ماحول اور اطلاق امور ہو C11 اور FICCI میں تین مزید ورکنگ گروپوں کی تشکیل کی جائے۔

بیرونی راست سرمایہ کاری
منظوری اور درونی بہاؤ

(روپے کروڑ میں/ملین امریکی ڈالر میں)

Year (Jan-Dec)	No. of FDI approvals	Amount of FDI approved	Amount of FDI Inflows
1999	1,726	Rs. 28,366.53	Rs. 16,867. 79
		(US $ 6,753.94)	(US $ 4,016. 10)
2000	1,726	Rs. 37,039..45	Rs. 19,341.74
		(US $ 8,613.83)	(US $ 4,498.07)
2001	1,982	Rs. 26,874.73	Rs.19,265.10
		(US $ 5,972.20)	(US $ 4,281.10)
2002	1,966	Rs. 11,139.70	Rs. 21,285.97
		(US $ 2,320.79)	(US $ 4,434.50)
2003	467	Rs. 1,204.38	Rs. 4,604.04
(Jan-April)		((US $ 250.91)	(US $ 959.20)

غیر ملکی سرمایہ کاری نفاذ اتھارٹی

حکومت نے وزارت برائے کامرس اور صنعت کے تحت غیر ملکی سرمایہ کاری نفاذ اتھارٹی کی تشکیل کی ہے۔ اتھارٹی کا مقصد غیر ملکی راست سرمایہ کاری کی تصدیق شدہ تجاویز کا نفاذ، غیر ملکی سرمایہ کاروں کو ضروری منظوری حاصل کرنے میں امداد/عملی طور پر مدد کرنا، کام کے عملی مسائل کو حل کرنا، مسائل کے حل کے لیے مختلف سرکاری ایجنسیوں سے رابطہ قائم کرنا ہے۔ 2000 - 1999 کے دوران F11A کی 13 میٹنگیں ہو چکی ہیں۔ بڑے پروجیکٹوں کا باقاعدہ طور پر جائزہ لیا جاتا ہے اور آنے والی مشکلات کے حل کے لیے 30 وزارتوں/محکموں میں فاسٹ ٹریک کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ ایسے امور کو اتھارٹی کے سامنے لایا جاتا ہے جو حل نہ ہوئے ہوں۔ براہ راست غیر ملکی اصل کاری کے بڑے پروجیکٹوں سے متعلق وزارتوں کو فاسٹ ٹریک کمیٹیوں کو بحال کرنے اور اس کی پیش رفت کے بارے میں معلومات اتھارٹی کو دینے کی کی استدعا کی گئی ہے۔

رواں صنعتی پیداوار

94 - 1993 صنعتی پیداوار کے اشاریہ سے متعلق سرعتی اندازوں کے مطابق جو کہ مارچ 2003 میں مرکزی شماریاتی تنظیم کے ذریعہ جاری کیے گئے تھے۔ اپریل 2002 تا مارچ 2003 میں صنعتی پیداوار کی کل شرح 5.8 فی صد رہی جب کہ اپریل 2001 تا مارچ 2002 میں یہ 2.7 فی صد تھی۔ پچھلے سال کے مقابلے اپریل 2002 تا مارچ 2003 کے دوران کان کنی اور پتھر کی کان کنی، پیداواری اور بجلی سیکٹروں کی ترقیاتی شرح بالترتیب 5.8 فی صد، 6.0 فی صد اور 3.2 فی صد رہی۔ سال 2002 - 2003 کے دوران درمیانی اشیاء، اشیاء اصل، بنیادی اشیاء اور صارف اشیاء میں علی الترتیب 3.8 فی صد، 10.4 فی صد، 4.8 فی

صداور7.2فی صدکا اضافہ درج کیا گیا۔صارفین کے ناپائیدار سامان کے میدان میں 2002-2003 کے دوران ترقیاتی شرح 12.3 فی صد رہی جب کہ 2002 - 2001 میں یہ 4.1 فی صد تھی۔ پائیدار صارف اشیاء کی ترقیاتی شرح 2002 - 2003 میں6.4فی صدکی کمی آئی جبکہ 20002 - 2001 میں11.5فی صدکا اضافہ ہوا۔

مال پیداواری سیکٹر میں 13 زمرات میں ترقیاتی شرح مثبت رہی۔جو یہ ہیں(i)غذائی اشیاء(ii)مشروبات،تمباکو اور متعلقہ اشیاء (iii) ریشم اور انسان کے بنائے ہوئے ریشے کے کپڑے،(iv)جوٹ اور دیگر نباتاتی ریشے کے کپڑے (کپاس کے علاوہ)،(v)ٹیکسٹائل مصنوعات (پہننے والے کپڑوں کے بشمول)،(vi) کاغذ اور کاغذ سے بنی چیزیں، چھپائی، طباعت اور متعلقہ صنعت، (vii)اساسی کیمیکل اور کیمیائی مصنوعات (پٹرولیم اور کوئلے کے علاوہ)، (viii)ربر، پلاسٹک، پٹرولیم اور کوئلہ پروڈکٹ،(ix)غیر دھاتی مورتی پروڈکٹ،(x)بنیادی دھات اور مخلوط دھات،(xi)دھاتی اشیاء اور پرزے (مشینری اور ساز و سامان کو چھوڑ کر)(xii)مشینری اور ساز و سامان (نقل و حمل کے ساز و سامان کے علاوہ،(xiii) نقل و حمل کے ساز و سامان اور پرزے)۔

چار صنعتی گروپوں(i)سوتی کپڑوں(ii) لکڑی اور لکڑی سے بنی چیزیں فرنیچر اور اس پر استعمال ہونے والی اشیاء(iii)چمڑا اور چمڑے سے بنی وفر سے بنی اشیاء(iv)دیگر مینوفیکچرنگ صنعتوں میں گراوٹ درج کی گئی۔

مالیاتی سال 2002-2003 کے دوران کل صنعتی ترقیاتی شرح5.8 فی صد رہی، لیکن 6بنیادی شعبے کی اہم صنعتوں نے اوسطاً3.2فی صدکی ترقیاتی شرح حاصل کی۔ چھ بنیادی ساخت صنعتوں کی کارکردگی کی تفصیل درج ذیل جدول میں دی گئی ہے۔

سالانہ اضافہ شرح

نمبر شمار	صنعت	وزن	1998-99	1999-2000	2000-01	2001-02	2002-03
1	بجلی	10.17	6.6	7.2	3.9	3.1	3.1
2	کوئلہ	3.22	-2.1	3.1	3.5	4.2	4.3
3	اسٹیل	5.13	1.4	15.0	6.4	4.4	8.7
4	خام پیٹرولیم	4.17	-3.4	-2.4	1.5	-1.2	3.3
5	پیٹرولیم ریفائنری پیداوار	2.00	5.2	25.4	20.3	3.7	4.9
6	سیمنٹ	1.99	5.7	14.2	-0.9	7.4	8.8
	مجموعی	26.68	2.8	9.1	5.1	3.5	5.2

زمرہ وار پالیسیاں

توانائی: توانائی زمرہ میں نجی کو شرکت کی اجازت دی گئی ہے۔بجلی کی پیداوار اور ٹرانسمیشن اور تقسیم کے لئے ہائیڈرو الیکٹرک پاور پلانٹوں، کوئلہ رلگنائٹ پر مبنی تھرمل پاور پلانٹ اور تیل رگیس پر مبنی تھرمل پاور پلانٹ سے متعلق پروجیکٹوں کے خودکار منظوری طریقے کے تحت 100فی صد غیر ملکی ایکوئٹی شرکت کی اجازت ہے۔کسی بھی صنعتی انڈرٹیکنگ کے ذریعہ یکم اپریل 1993 اور 31مارچ2006 کے درمیان بجلی کے پندرہ سالوں میں سے لگاتار دس جائزہ سالوں کے لئے بجلی پیداوار اور تقسیم سے حاصل

منافعوں وارحصوں کی صدفی صد کٹوتی لی جاسکتی ہے بغیر اصل کاری کی مقدار پر کسی بالائی حد کے۔یہ فائدہ ان اکائیوں کے لئے بھی دستیاب ہے جو کہ یکم اپریل 1999 اور 31 مارچ 2006 کے درمیان ٹرانسمیشن اور تقسیم کے لئے نئی لائینوں کا جال بچھائیں گے۔ کچھ بڑے بجلی پروجیکٹوں کی بجلی شرح سستی بنانے کے لیے اشیاء اصل کی ڈیوٹی فری درآمد مساوی برآمد منفعت اور ٹیکس ہالی ڈے جیسی کچھ مالی رعایتیں دی گئی ہیں۔ کچھ اشیاء اصل پر ایکسائیز ڈیوٹی گھٹادی گئی ہے۔ بجلی سیکٹر کے ذریعہ شیئرز وں رڈ بینچر وں میں گھریلو سرمایہ کاری ٹیکس چھوٹ ملتی ہے۔ غیر ملکی کمرشیل قرض (ECB) اب پاور پروجیکٹوں کے لئے آسانی سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ ٹیرف پر مبنی مسابقتی تھی بڈنگ سے متعلق رہنما اصول جاری کیے گئے مگر توانائی تحفظ ایکٹ 2001 وضع کیا گیا۔ ایک مقررہ وقت میں بجلی سیکٹر ریاستوں میں اصلاح کے لیے 25 ریاستوں نے مرکز کے ساتھ معاہدہ راتفاق کرنی کی عرضی اشت پر دستخط کیا ہے۔

22 ریاستوں نے بجلی ریگولیٹری کمیشنوں کی تشکیل کر دی ہے۔ 13 ریاستوں نے ٹیرف احکامات جاری کیا ہے۔ نو ریاستی بجلی بورڈ کارپوریٹ کاری اور اہم سرگرمیوں کو الگ الگ کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ 03-2002 میں 3500 کروڑ روپے کے مصارف کے ساتھ اسرائی پاور ڈیولپمنٹ اور اصلاحی پروگرام کو تقسیم سیکٹر میں اصلاح کے لئے چلایا جارہا ہے۔ طویل مدتی پاور خریداری معاہدے کے تحت میگا پاور پروجیکٹوں سے پاور خریدنے کے مقصد سے پاور ٹریڈنگ کارپوریشن کی تشکیل کی گئی۔ وزارت توانائی میں ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے ایک گروپ (CRS) کی بھی تشکیل کی گئی ہے۔

ٹیلی کام: اس سیکٹر میں نجی سیکٹر کی شرکت کی اجازت دی گئی ہے۔ ٹیلی کام کے ساز وسامان کو تیار کرنے والی اکائیوں کے قیام کے لئے لائسنس ضروری نہیں ہے۔ پیداواری سرگرمیوں کے بیرونی ایکوٹی کی کوئی حد نہیں ہے۔ پندرہ سال کی مدت میں سے پہلے پانچ سالوں تک فراہم کی گئی ٹیلی کام خدمات کے لئے صنعتی انڈرٹیکنگ کے ذریعہ حاصل فوائد اور حصول میں صدفی صد اور اس کے بعد کے پانچ سالوں میں 30 فی صد کٹوتی کی گئی ہے۔ محکمہ ٹیلی کام انفارمیشن ٹکنالوجی اور محکمہ ڈاک کے ساتھ ایک الگ وزارت مواصلات اور انفارمیشن ٹکنالوجی کے لئے نوٹیفائی کی گئی ہے بنیادی، سیلولر، موبائل، ویلیو ایڈیڈ سروس اور سیٹلائٹ کے ذریعے گلوبل موبائیل پرسنل کمیونیکیشن خدمات میں 49 فیصدی تک سیدھے بیرونی اکویٹی کی اجازت دے دی گئی ہے۔ گیٹ ویز کے ساتھ انٹرنیٹ سروس پرووائیڈر (ISP)، ریڈیو پیجنگ اور اینڈ ٹو اینڈ بینڈ وڈتھ کے پراجیکٹوں کی اجازت ہے، انٹرنیٹ سروس پرووائیڈر (بنا گیٹ وے سہولت کے) بنیادی ڈھانچوں کی سہولیات الیکٹرانک میں اور وائیس میل سیکٹروں میں صدفی صد راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی اجازت ہے۔ ٹیلی کام خدمات پراجیکٹوں (سیلولر، بنیادی، انٹرنیٹ سمیت) کے لیے ساز وسامان کی درآمد کے لیے رعایتی درآمد محصول کی سہولیات دستیاب ہیں۔ ٹیلی کام خدماتی کمپنیوں کو اپنے پروجیکٹ کی لاگت کا 50 فی صد تک رقم بیرونی کمرشیل قرض لینے کی اجازت ہے۔ ان کمپنیوں کے شیئرز وں اور ڈبینچر وں میں سرمایہ کاری پر ٹیکس راحت ملتی ہے۔ نئے ریگولیٹری فریم ورک کی ٹیلی کام ریگولیٹری اتھارٹی آف انڈیا (TRAI) اور ٹیلی کام ڈیولپمنٹ اور اپیلی ٹربیونل زیادہ موثر بنایا گیا ہے۔ بینڈ وڈتھ دستیابی میں اضافہ ہوا ہے۔ قومی لمبی دوری خدمات غیر پابند شدہ داخلے کے لئے کھول دی گئی ہے۔

سڑکیں: سڑکوں، قومی شاہراہوں، فلائی اوروں، چنگی سڑکوں، نقل وحمل سرنگوں کی تعمیر اور رکھ رکھاؤ کے لئے 1500 کروڑ روپے کی کل غیر ملکی پونجی کی حد تک کی صدفی صد بیرونی شراکت سمیت نجی سیکٹر کی شراکت داری کی اجازت دی گئی ہے۔ بنیادی ڈھانچے کی سہولت کے تحت آنے والی سڑکوں کے دس سالہ محصول میں رعایت کا اہتمام کیا گیا ہے، جس کا فائدہ 20 سال کی مدت کے درمیان اٹھایا جاسکتا ہے۔ قومی شاہراہ اتھارٹی (NHAI) پروجیکٹ کو قائم پذیر بنانے کے لئے پراجیکٹ لاگت میں 40 فی صد پونجی گرانٹ کا مجاز بنایا گیا ہے پروجیکٹ لاگت کے 35 فی صد تک کے ECB کی اجازت دی گئی ہے۔ جدید اور اعلیٰ صلاحیت والے تعمیر کے ساز وسامان پر درآمد محصول ہٹالیا گیا ہے۔

بندرگاہ: بندرگاہ سیکٹر میں بیرونی سرمایہ کاری کے لئے رہنما اصولوں کو اور نرم بنایا گیا ہے۔ بندرگاہ کی تعمیر اور رکھ رکھاؤ میں صد فی صد ایکوٹی حصہ داری کے لئے خود بخود منظوری کا بھی اہتمام ہے۔ بنیادی ساختی سہولیات کے طور پر مجاز بندرگاہوں، ملک کے داخلہ آبی راستوں یا اندر بنے بندرگاہوں کے کاروبار میں لگے کسی انٹر پرائز کو دس سال تک ٹیکس میں رعایت دی جاتی ہے جس کا فائدہ 20 سال کے اندر اٹھایا جاسکتا ہے۔ اہم بندرگاہوں کے لئے ایک آزاد ٹیرف اتھارٹی قائم کی گئی ہے جس کا مقصد بندرگاہوں ٹرسٹ اور نجی اداروں کے ذریعہ فراہم کی جارہی خدمات کے بدلے انہیں ملنے والے پورٹ چارجز کا تعین اور ترمیم کرنا ہے۔ اس اتھارٹی نے اپریل 1997 سے کام کرنا شروع کردیا ہے پورٹ ٹرسٹ بورڈوں جو ڑنے راصلاح کرنے نئی سرمایہ کاریوں کے لئے اختیارات بڑھا کر 50 کروڑ روپے اور املاک تبدیل رتجدید کے لئے بڑھا کر 100 کروڑ کردی گئی ہے۔ مخصوص پورٹ ساز و سامان پہ رعایتی 10 فیصد کسٹم ڈیوٹی بھی دستیاب ہے۔

شہری ہوابازی: گھریلو اڑانوں کے لئے نجی سیکٹر کو اپنی خدمات فراہم کرنے کی منظوری دی گئی۔ گھریلو ہوائی جہاز سیکٹر میں 40 فی صد تک کی بیرونی ایکوٹی کی اجازت دی گئی ہے۔ بیرونی ایرلائنس کے ذریعہ بلاواسطہ یا بالواسطہ ایکوٹی شراکت کی منظوری نہیں دی گئی ہے۔ غیر مقامی ہندوستانیوں رکارپوریٹ اداروں (OCB) کو صد فی صد بیرونی ایکوٹی کی اجازت دی گئی ہے۔ ہوائی اڈوں کے لئے 100 فی صد غیر ملکی راست سرمایہ کاری کی اجازت لیکن 74 فی صد سے زیادہ کے لئے حکومت کی منظوری ضروری ہے۔ غیر ملکی مالیاتی اداروں کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ گھریلو جہاز خدمات سیکٹر میں اپنی حصہ داری رکھیں بشرطیکہ کسی غیر ملکی ایرلائنس میں ان کی حصہ داری نہ ہو۔ مزید براں، غیر شیڈول شدہ 40 آپریٹر بھی ہیں جو ایر ٹیکس غیر مندرج ایر ٹرانسپورٹ خدمات فراہم کرتے ہیں۔ حکومت نے چار بڑے ایرپورٹوں دہلی، ممبئی، چنئی اور کولکاتہ کی ازسرنو تعمیر تجویز کو منظوری دے دی ہے تاکہ انہیں عالمی معیار کا بنایا جاسکے۔

ہلکی انجینئرنگ صنعتیں

انجینئرنگ صنعتیں ایک تنوع صنعت ہے، جس میں کئی متفرق سیکٹر ہیں۔ اس سیکٹر میں ہلکی تکنیکی مدوں جیسے کاسٹنگ، فورزنگ فاسٹروں سے لے کر نہایت پیچیدہ مائیکروپرسیسر پر مبنی ساز و سامان اور تشخیص میڈیکل آلات شامل ہیں۔ اس گروپ میں بیرنگ، اسٹیل، ٹائر اور ٹیوب بھی شامل ہیں۔ انجینئری صنعت کے تحت آنے والے مصنوعات کا استعمال موٹے طور پر اشیاء اصل صنعت میں ماد خل (inputs) کے طور پر کیا جاتا ہے۔

سیمنٹ صنعت

سیمنٹ بنیادی ڈھانچے سے متعلق ایک اہم صنعت ہے۔ ملک میں اس کا مقام اولین صنعتوں میں ہے۔ پہلی مارچ 1989 کو قیمت اور کنٹرول سے متعلق بندشوں کو پوری طرح ہٹالئے جانے اور پالیسی سے متعلق نئے اصلاحات کو لاگو کرنے کے بعد سیمنٹ صنعت نے صلاحیت رپیداوار اور پراسس ٹکنالوجی دونوں میں تیزی سے قدم بڑھائے ہیں۔ 30 اپریل 2003 کو ملک میں 124 بڑے سیمنٹ کے پلانٹ تھے، جن کی تنصیب شدہ صلاحیت تقریباً 14 کروڑ ٹن تھی۔ اس کے علاوہ ملک میں تقریباً 300 چھوٹے سیمنٹ پلانٹ ہیں، جن کی تخمینی صلاحیت 111 لاکھ ٹن سالانہ ہے۔ سال 03 -2002 کے دوران 11.63 کروڑ ٹن سیمنٹ کی پیداوار ہوئی جو 8.84 فی صد کا اضافہ ظاہر کرتا ہے۔

بھارت سیمنٹ کی مختلف اقسام تیار کر رہا ہے مثلاً آرڈینری پورٹ لینڈ سیمنٹ، پورٹ لینڈ پوزالانا سیمنٹ، پورٹ لینڈ بلاسٹ فرنیس سلیگ سیمنٹ، ائل ویل سیمنٹ اور وہائٹ سیمنٹ وغیرہ۔ سیمنٹ کی یہ اقسام بی آئی ایس کے تحت تیار کی جاتی ہیں اور ان کی کوالیٹی کا دنیا کی بہترین سیمنٹ سے موازنہ کیا جاسکتا ہے۔

سیمنٹ صنعت تکنیکی ترقی اور جدید کاری سے قدم ملا کر چلی ہے۔03 - 2002 میں 69.2 لاکھ ٹن (عبوری) سیمنٹ برآمد کی گئی۔ بھارتی سیمنٹ کا معیار بہتر ہونے کے بعد اس کی مانگ بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملیشیا، نیپال، برما، افریقہ اور جنوب مشرقی ایشائی ممالک میں بڑھ گئی ہے۔

چمڑا صنعت

چمڑا صنعت ہندوستان کی روایتی صنعتوں میں سے ایک ہے جو کہ منظم اور غیر منظم دونوں زمروں تک پھیلی ہوئی ہے۔ چھوٹے پیمانے کا دیہی اور گھریلو دستکار سیکٹر مجموعی پیداوار کا 75 فیصدی چمڑا تیار کرتے ہیں۔ کافی کم مقدار میں کچے مال اور ماہر کاریگروں کے سبب ہندوستان کو اس صنعت سے بہت فائدہ ہے۔ اس سیکٹر میں زیادہ تر اقلیتی اور غریب طبقے کے لوگوں کو روزگار ملا ہوا ہے۔ اس سیکٹر سے جڑے لوگوں میں 30 فی صد سے زیادہ عورتیں ہیں۔ چمڑا سیکٹر میں حکومت ہند کی جانب سے پہلا بڑا تعاون پروگرام 1992 میں UNDP (اقوام متحدہ ترقیاتی پروگرام) کی کفالت میں "قومی چمڑا ترقیاتی پروگرام" کے طور پر چلایا گیا تویں منصوبے کی مدت (2002-1997) میں مرکزی حکومت نے ایک منصوبہ اسکیم "انڈین چمڑا ترقیاتی پروگرام" (ILDP) شروع کیا جو کہ قومی چمڑا ترقیاتی پروگرام کے ساتھ ساتھ چلیگا۔ اس دوران پائلٹ بنیاد پر کارخانہ دباغی جدید کاری اسکیم (TMS) کامیابی کے ساتھ شروع کی گئی۔ چھوٹے پیمانے کی صنعت اور غیر چھوٹے پیمانے کی صنعت (Non SSI and SSI) کی کل 109 دباغی اکائیوں کے فروغ اور جدید ٹکنالوجی مہیا کرانے کی شروعات کی گئی۔ اگرچہ روایتی طور پر بھارتی چمڑا صنعت پکایا ہوا چمڑا اور کھالیں برآمد کرتی ہے تاہم 70 کے دہے میں ہی چمڑا پیداواری سیکٹر میں ہندوستانی چمڑا صنعت اولیس شکل میں ابھرا ہے۔ چمڑا سیکٹر کی برآمد میں کافی بہتری پیدا ہوئی ہے۔

چمڑا صنعت نے پچھلے دو دہوں کے دوران نمایاں طور پر پیش رفت کی ہے۔ اس سیکٹر کی برآمد کارکردگی 92-1991 کے 3036 کروڑ روپے سے بڑھ کر 2002-2001 میں 9212 کروڑ روپے ہوگئی۔

اس سیکٹر کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے حکومت ہند نے اس صنعت کے مختلف اجزا پر مزید زور دینے کے لئے حوصلہ مندانہ منصوبہ بنایا ہے۔ دسویں پنج سالہ منصوبہ (2002 تا 2007) کے دوران مختلف چمڑا منصوبوں کے نفاذ کے لئے 400 کروڑ روکھے گئے ہیں۔

ربر کے سامان کی صنعت

ربر کے سامان بنانے والی صنعت لائیسنس سے آزاد صنعت ہیں۔ ربر سے بننے والی اہم اشیا میں سبھی طرح کے ٹائر اور ٹیوب، سرجیکل دستانے، پروفیلیکٹک ساز وسامان، کنویر اور V-بیلٹ، ہوز پائپ، کھیل کا سامان وغیرہ شامل ہیں۔ ربر کی بہت سی اشیا جیسے سائیکل ٹائر اور ٹیوب، کینوس کے جوتے، ربر کے واشر وغیرہ، اسال اسکیل سیکٹر میں پیداواری کے لیے مخصوص ہیں۔

اس وقت ربر کے سامان کی صنعت 32 ٹائر کارخانوں، 220 مجھلے درجے کے کارخانوں، 5500 چھوٹے پیمانے کے کارخانوں اور چھوٹے سیکٹر میں اتنی ہی تعداد کے کارخانوں پر مشتمل ہے۔ یہ صنعت براہ راست 3.50 لاکھ افراد کو روزگار فراہم کرتی ہے اور 12 ہزار کروڑ روپے سے زیادہ کا کاروبار کرتی ہے۔1992-1991 میں ربڑ اشیا کی برآمدات 313 کروڑ روپے کی تھی جو 2002-2001 میں بڑھ کر تقریبا 2029 کروڑ ہوگئی۔

کاغذ اور اخباری صنعت

صدی پرانی ہندوستانی کاغذ صنعت مسلسل کاغذ ترقی پذیر رہی ہے۔ تنصیبی صلاحیت کے ساتھ اس وقت اس کی کاغذ اور کاغذ بورڈ بنانے کی استعداد تقریباً 62لاکھ اور اخباری کاغذ تیار کرنے کی صلاحیت 11 لاکھ ٹن ہے۔ سال 2010 تک اس کی مجموعی تنصیبی صلاحیت کاغذ اور کاغذ کے بورڈ کے لئے 83لاکھ ٹن اور اخباری کاغذ کی صلاحیت 15 لاکھ ٹن ہونے کی توقع ہے۔

ہندوستان میں اس صنعت کو دنیا کے 15 بڑی کاغذ صنعتوں میں شمار رہتا ہے صنعت کی تنصیبی صلاحیت دوٹن سے 600 ٹن ہے۔ یہاں 14,000 کروڑ روپے کی پیداوار ہوتی ہے، براہ راست طور پر 3لاکھ اور بالواسطہ طور پر 10 لاکھ لوگوں کو روزگار ملتا ہے۔ ہندوستان میں فی شخص کاغذ کی کھپت صرف 5.5 کلوگرام ہے جو عالمی اوسط (تقریباً 50 کلوگرام) سے بہت کم ہے۔

معیشت میں نرم کاری کے ساتھ کاغذ صنعت عالمی بازار میں اپنی شناخت قائم کرنے کے لئے جدوجہد کررہی ہے۔ تقریباً 65فی صد پیداوار غیر روایتی کچے مال جیسے زراعتی فضلہ اور استعمال ہونے والے ریشے سے ہوتی ہے اور صرف 35فی صد پیداوار اچھی کوالٹی کے خام مال جیسے جنگلاتی وسائل سے ہوتی ہے۔

صابن اور ڈٹرجنٹ

صابن اور ڈٹرجنٹ کی صنعت کو چھوٹے پیمانے کے سیکٹر اور منظم سیکٹر دونوں میں فروغ حاصل ہوا ہے۔ ڈٹرجنٹ اور صابن پر سے لائسنس ختم کردیا گیا ہے۔ کپڑا دھونے کا 90فیصدی صابن چھوٹے پیمانے کے سیکٹر میں تیار ہوتا ہے۔ ٹوائلٹ صابن بہرحال بڑے پیمانے کے کارخانے تیار کرتے ہیں۔ 2003-2002 کے دوران سبھی طرح کے صابن اور سنتھیٹک ڈٹرجنٹ کی پیداوار علی الترتیب 5.53لاکھ ٹن، 6.58لاکھ ٹن رہی۔

مرکزی سرکاری زمرہ کے انٹرپرائیزز

جب بھارت آزاد ہوا تھا۔ اس وقت وہ بنیادی طور پر زرعی حیثیت والا ملک تھا۔ صنعتی بنیاد کمزور تھی بچت اور سرمایہ کاری کی سطح بہت کم تھی اور بنیادی ڈھانچے کی سہولتوں کا تقریباً فقدان تھا۔ ایسی صورت میں یہ ضروری تھا کہ اگر حکومت کو اپنی معاشی ترقی کی رفتار کو بڑھانا اور اسے برقرار رکھنا ہے تو اسے اس میدان میں سخت جدوجہد کرنا پڑے گی۔ ان حالات میں معیشت کے ہر زمرہ میں حکومت کی مداخلت ناگزیر تھی۔

پچھلے کئی برسوں میں عوامی سیکٹر کے سرمائے میں قابل ستائش اضافہ ہوا ہے۔ 1951 میں پانچ سی پی ایس ای ایس (مرکزی سرکاری زمرے) میں 29 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کی گئی۔ 31 مارچ 2001 کو بڑھ 2,74,198 کروڑ روپے تک پہنچ گئی۔ یہ اصل کاری اس زمرہ کے 250 کارخانوں میں ہوئی۔ 31مارچ 2002 کو یہ بڑھ کر 240 کارخانوں میں 3,24,632 کروڑ روپے ہوگئی۔ اس طرح 2002-2001 کے دوران عوامی سیکٹر میں سرمایہ کاری میں 50,434 کروڑ روپے کا اضافہ ہوا جو 18.39فی صد میں ہے

2001-2002 کے دوران ملک کی لگنائیٹ کی کل پیداوار میں اشتراک 100 فیصد، کوئلے میں تقریباً 95.3فی صد، پٹرولیم میں تقریباً 80فی صد اور غیر لوہا دھاتوں میں تقریباً 92فی صد تھی۔ 2002-2001 کے دوران عوامی سیکٹر کی کمپنیوں کے ذریعہ اپنے اندرونی وسائل سے 52,545 کروڑ روپے کمائے یہ کمپنیاں مرکزی سرکار کو ڈیوڈنڈ کارپوریٹ ٹیکس، کسٹم ڈیوٹی کی شکل میں

اشتراک کر کے وسائل مہیا کرانے میں بھی اہم کردار نبھا رہی ہیں۔ 2001-2002 کے دوران عوامی سیکٹر کی کمپنیوں نے 56,157 کروڑ روپے کا مرکزی حکومت کے فنڈ میں اشتراک کیا۔

31 مارچ 2002 تک عوامی سیکٹر کی کمپنیوں نے شہری رکھ رکھاؤ، انتظامیہ اور سماجی کاموں کے لئے 3,060 کروڑ روپے خرچ کئے اور اس کے علاوہ 20 لاکھ لوگوں کو روزگار فراہم کیا۔

1991-92 سے سی پی ای آئی کی کارکردگی میں نمایاں بہتری دیکھنے میں آئی ہے اور اس کے فروغ کا عمل بدستور جاری ہے۔ 1991-92 سے 2001-2001 تک کچھ مالی اعداد وشمار جدول 18.1 میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

جدول 18.1: مرکزی عوامی سیکٹر کمپنیوں کی کارکردگی

مجموعی اندرونی وسائل پیداوار	مرکزی خزانہ حصہ	منافع کے ادائیگی	ٹیکس میں گنجائش	خالص منافع	ٹیکس سے قبل منافع	مجموعی فروخت	کام کر رہے مرکزی انٹر پرایزز کی تعداد	سال
12,943	19,264	687	1,647	2,356	13,675	1,33,906	237	1991-92
14,792	21,657	792	1,805	3,271	15,957	1,47,266	239	1992-93
16,676	21,960	1,028	2,110	4,545	18,556	1,58,049	240	1993,94
19,992	26,036	1,436	2,581	7,187	22,630	1,87,355	241	1994-95
24,198	28,673	2,205	4,047	9,574	27,587	2,26,919	239	1995-96
25,554	39,009	3,097	5,192	10,186	30,915	2,60,735	236	1996-97
31,192	42,289	4,073	5,634	13,582	37,206	2,76,002	236	1997-98
31,302	46,934	5,469	6,499	13,203	39,727	3,10,179	235	1998-99
35,933	56,157	6,245	7,706	14,331	42,270	3,89,199	232	1999-2000
37,811	61,037	8,260	9,314	15,653	48,778	4,58,237	234	1999-01
52,545	62,753	8,067	12,254	26,045	63,257	4,78,728	230	2000-02
306	226	1074	644	1005	363	348	(-) 3	Growth in 2001-02 Over 1991-92 (per cent)

صنعتی پالیسی میں نرمی کے بعد نہ صرف یہ کہ مقداری لحاظ سے سدھار ہوا ہے بلکہ اہم مالی تناسب میں بھی بہتری ہوئی ہے۔ صنعتوں میں لگائی جانے والی رقم سے حاصل اصل منافع جو 92-1991 میں 11.6 فیصدی تھا، وہ 2002-2001 میں بڑھ کر 16.2 فیصدی ہوگیا۔ اسی طرح منقسم منافع 29.2 فی صد سے بڑھ کر 31 فی صد ہوگا۔ 11 مرکزی پی ایس یو کی نشاندہی نورتن کی حیثیت سے کی ہے اور ان پی ایس یو کے بورڈ آف ڈائرکٹرس کو مزید خودمختاری اور کام کرنے کی آزادی دی ہے تاکہ یہ عالمی سطح پر موثر طور سے اپنا رول انجام دے سکیں۔ جن پی ایس یو کو خودمختاری دی گئی ہے وہ کمپنیاں ہیں۔ بھارت ہیوی الکٹریکل لمٹیڈ، بی۔ پی۔ سی۔ ایل، بھارتی گیس اتھارٹی لمٹیڈ، ہندوستان پیٹرولیم کارپوریشن لمٹیڈ، ہندستانی تیل کارپوریشن، آئی۔ پی۔ سی۔ ایل. مہانگر ٹیلیفون نگم لمٹیڈ، قومی حرارتی توانائی، کارپوریشن تیل اور قدرتی گیس کارپوریشن، ہندستانی اسٹیل اتھارٹی لمٹیڈ اور ودیش سنچار نگم لمٹیڈ۔ ان میں سے دو آئی. پی. سی. ایل. اور ودیش سنچار نگم لمیٹیڈ کی اب نج کاری ہو چکی ہے اور صرف 9 نورتن PSE رہ گئے ہیں۔ ان 9 نورتن کاروباری اداروں نے 02-2001 کے دوران 15,508 کروڑ روپے کمائے۔

حکومت نے نورتن کے علاوہ دیگر پی ایس یو کو مالی اور انتظامی خودمختاری بھی دی ہے۔ ان پروجیکٹوں کی درجہ بندی کر کے انہیں منی نورتن کا نام دیا گیا ہے۔ وہ صنعتیں جنہوں نے پچھلے تین سالوں میں لگاتار منافع کمایا اور تین سالوں میں سے ایک یا زیادہ بار تیس کروڑ روپے کا خالص منافع حاصل کیا، انہیں منی رتن۔ 1 کے درجہ میں رکھا گیا ہے۔ درجہ کی منی رتن ایسی کمپنیاں ہیں جنہوں نے پچھلے تین سالوں میں منافع کمایا اور جس کی خالص قدر مثبت ہے۔ عوامی سیکٹر کی کمپنیوں کے ان دونوں ہی درجوں کو کچھ خاص طرح کی خودمختاری ملی ہوئی ہے۔ جیسے کہ وہ 300 کروڑ روپے تک یا اپنے نٹ ورک کے برابر جو بھی کم ہو (منی رتن۔ 1 درجے کی کمپنیوں کے لئے) بنا حکومت کی منظوری کے خرچ کر سکتے ہیں۔ منی رتن۔ 2 کی کمپنیاں، نٹ ورک کے 50 فی صد تک یا 150 کروڑ روپے تک خرچ کر سکتی ہیں۔ یہ کمپنیاں، مشترکہ کمپنی سیکٹر میں بھی داخل ہو سکتی ہیں۔ کمپنیاں، غیر ممالک میں دفاتر کھول سکتی ہیں اور مشترکہ ٹکنالوجی ادارے قائم کر سکتی ہیں۔ 31 مارچ 2002 تک 42 انٹرپرائیزز کو "منی رتن" کے درجے میں رکھا جا چکا تھا۔ حکومت نے نورتن رمنی رتن عوامی سیکٹر کے اداروں کے کام کاج کا جائزہ لینے اور نئے رموجودہ پبلک سیکٹر کے انٹرپرائیزز کو یہ درجہ دینے رواپس لینے کا ایک ادارہ جاتی اہتمام کیا ہے۔

حکومت کی یہ مسلسل کوشش رہی ہے کہ عوامی سیکٹر کی ان کمپنیوں کی بحالی رباز تشکیل کی جائے تاکہ ان کی کارکردگی، پیداوار اور منافع میں اضافہ ہو سکے۔ بیمار اور خسارے میں چل رہی کمپنیوں از سر نو تشکیل کے عمل اور منافع کمانے والی کمپنیوں کے پروگرام میں بہتری لانے کے لئے عوامی سیکٹر کے مرکزی اداروں میں ملازمین کے انسب استعمال پر زور دیا گیا ہے۔ حکومت نے عوامی سیکٹر کے اداروں میں ضرورت سے زیادہ ملازمو کو کم کرنے کے مقصد سے رضاکارانہ ریٹائرمنٹ اسکیم تیار کی ہے۔ اس عمل کاری میں 02-2001 میں ایسی مرکزی اکائیوں نے 31 ہزار کو ملازمت سے سبکدوش کیا۔ کل ملاکر اکتوبر 1998 سے مارچ 2002 تک تقریباً 4 لاکھ ملازمین نے رضاکارانہ رٹائرمنٹ کا انتخاب کیا۔

2002-2001 میں عوامی سیکٹر کے 141 انٹرپرائزز کو عمدہ، PSE 25 جکو بہت اچھا، PSE15 کو اچھا اور 12 کو اوسط اور تین PSU کو کمزر مانا گیا۔

اہم صنعتیں

کپڑا

ٹکسٹائل سیکٹر، جو ملک کی مجموعی صنعتی پیداوار کا ایک اہم حصہ ہے خود کی ضرورتیں پوری کر قومی معیشت میں اہم رول ادا کرتی

ہے، خواہ وہ روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی بات ہو یا زرمبادلہ کمانے کی دونوں میدانوں میں اس کی خدمات اہمیت کی حامل ہیں۔ اس وقت کپڑا صنعت ملک کی صنعتی پیداوار میں تقریباً 14 فی صد کا اور مجموعی گھریلو پیداوار (GDP) میں 2.4 فی صد کی شراکت کر رہی ہے۔ تقریباً 3.5 کروڑ لوگوں کو اس سے روزگار مل رہا ہے۔ زرعی سیکٹر کے ساتھ یہ سیکٹر تقریباً 8.2 کروڑ لوگوں سے زیادہ روزگار دسویں منصوبے کے آخری یعنی 2007 to 2002 تک فراہم کر رہا ہے۔ ملک کی مجموعی برآمدآمدنی میں اس کی شراکت 23 فی صد سے زیادہ (اپریل تا جنوری 2003) اور ملک کے کل درآمد اخراجات میں اس کا حصہ صرف 7.3 فی صد ہے۔ یہی واحد صنعت ہے جو خام مال سے لے کر اعلیٰ ترین ویلوایڈیڈ مصنوعات جیسے سلے سلائے کپڑے وغیرہ تک پوری طرح خود منحصر ہے۔

کپاس

کتائی ملوں میں دھاگے کی کل کھپت کا 73 فی صد سے زیادہ اور ٹکسٹائیل سیکٹر میں دھاگے کی کل کھپت کا 58 فی صد سوتی دھاگے سے پورا ہوتا ہے۔ 51-1950 میں سوت کی پیداوار 30 لاکھ گانٹھ (ایک گانٹھ 170 کلوگرام کے برابر ہوتی ہے) تھی جو کہ 1997-1996 میں بڑھ کر 90-177 لاکھ گانٹھ کی اونچی سطح تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد 2000-1999 میں پیداوار میں گراوٹ آئی اور یہ 156 لاکھ گانٹھ کی سطح پر پہنچ گئی۔ کپاس صلاح کار بورڈ نے 2003-2002 میں 140 لاکھ گانٹھ کپاس پیدا ہونے کا اندازہ لگایا ہے۔ سال 2003-2002 میں تقریباً 73.9 لاکھ ہیکٹر پر کپاس کی کھیتی ہو رہی تھی جب کہ 51-1950 میں 58.91 لاکھ ہیکٹر پر کپاس اگائی جاتی تھی۔ ملک میں کپاس کی فی ہیکٹر پیداواری صلاحیت بھی بڑھی ہے اور 1951-1950 کے 88 کلوگرام سے بڑھ کر 2003-2002 میں 322 کلوگرام ہو گئی ہے۔

جوٹ

ملک کی معیشت میں عام طور پر اور خصوصاً مشرقی خطے میں جوٹ سیکٹر ایک اہم کردار نبھا رہا ہے۔ تقریباً 40 لاکھ کسان، زیادہ تر چھوٹے حاشیائی کسان جوٹ اور میستا کی کھیتی میں لگے ہوئے ہیں اس کے علاوہ بالواسطہ طور پر بھی جوٹ صنعت متعدد لوگوں کو روزگار فراہم کرتی ہے خام جوٹ اور جوٹ سے بنے سامان کی پیداوار کے لحاظ سے ہندوستان دنیا میں پہلے مقام پر اور جوٹ کے سامان برآمد کرنے میں دوسرے مقام پر ہے۔ ہر سال چینی اور غذائی اشیاء کے لیے لازمی طور پر جوٹ کی بوریوں میں پیک کرنے کا صد فی یقینی بنانے کے لئے حکومت نے جوٹ کی پیکنگ سامان (اشیاء کی پیکنگ میں لازمی استعمال) ایکٹ 1987 کے تحت احکامات جاری کئے ہیں 12 جولائی 2002 کو اناجوں کے لئے 60 فی صدی کی لازمی پیکیجنگ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس حکم کو کولکاتہ ہائی کورٹ میں چیلنج کیا گیا ہے۔ جوٹ کمشنر نے مینوفیکچرراس، برآمد کنندگان، عمل کار، تاجروں کو متبادل پیش کیا ہے کہ وہ جوٹ اور جوٹ ٹکسٹائل کی مدوں پر مینوفیکچراس اور اصل ملک کے لیے مارک/ پرنٹ/ برانڈ درج کریں۔

ریشم کی پیداوار

ہندوستان کو ریشم کی سبھی پانچ معلوم کمرشیل اقسام کی پیداوار کرنے والے ایک اکیلے ملک ہونے کا فخر حاصل ہے۔ یہ اقسام ہیں: ملبری، ٹراپیکل، ٹسر، اوک ٹسر، ایری اور موگا (اس کا سنہرا پیلا موگا ریشم ہندوستان کا خصوصی ریشم ہے) ہندوستان کی کل ریشم پیداوار کا تقریباً 20 فی صد ہے جس کی وجہ سے ہندوستان کچے ریشم کا دوسرا سب سے بڑا پیداکار مانا جاتا ہے۔ ریشم کی پیداوار عمیق محنت طلب صنعت ہے۔ ریشم کے کیڑے پالنے سے بنائی، چھپائی سبھی مراحل میں محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس صنعت میں تقریباً 54 لاکھ لوگوں کو روزگار ملا ہے جن میں زیادہ تر چھوٹے یا حاشیائی کسان اور گھریلو صنعت، خاص طور پر ہاتھ سے ریشم

لپیٹنے اور بنائی سیکشن میں کام کرنے والے لوگ ہیں۔ پہلی اپریل 2001 سے مارچ 2002 تک ریشم کی برآمد سے 2,235.38 کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی۔

ہینڈلوم

ہینڈلوم سیکٹر کپڑا بننے اور اس سے متعلق سرگرمیوں کے ذریعے 65 لاکھ سے زیادہ لوگوں کو روزگار فراہم کراتا ہے۔ 1950 کی دہے کے شروع میں ملک میں 50 کروڑ مربع میٹر کپڑے کی پیداوار ہوتی تھی، جو 2003-2002 (فروری) تک دس گنا سے بھی زیادہ بڑھ کر 5.524 ارب مربع میٹر ہوگئی ہے۔ ملک میں بننے والے کل کپڑوں میں سے تقریباً 14 فی صد ہینڈلوم سے ہی بنتا ہے۔ برآمد آمدنی میں اس کا کافی اہم اشتراک ہے۔ ہینڈلوم سیکٹر کے فروغ کے لیے پہلے سے چل رہی مختلف اسکیموں کے علاوہ حکومت ہند نے ''دین دیال ہتھ کرگھا پروتساہن یوجنا'' اور ''امبیڈکر ہست شلپ یوجنا'' شروع کی ہے اور حال ہی میں قومی کپڑا ڈیزائن مرکز بھی قائم کیا گیا ہے۔ بینک یاان پر ادا کئے گئے CENVATE کو واپس کرنے کی اسکیم چلائی گئی ہے۔

پاورلوم

لامرکزی پاورلوم سیکٹر ملک کے کپڑے کی ضرورت پوری کرنے میں اہم کردار نبھاتا ہے۔ پاورلوم صنعت میں کئی طرح کا کے کپڑے بنے جاتے ہیں۔ جس میں عام قسم کے کپڑے کے علاوہ باریک ڈیزائن والا بہترین قسم کا کپڑا بھی شامل ہے۔ ملک میں کپڑے کی کل پیداوار میں پاورلوم کا اشتراک 62 فی صد ہے اور برآمد آمدنی بڑھانے میں بھی اس کا اچھا خاصا اشتراک ہے۔

دستکاری

روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور برآمد کے ذریعے غیر ملکی زرمبادلہ کمانے، دونوں کے ہی لحاظ سے ملک کے اقتصادی نظام میں دستکاری سیکٹر کی خاص اہمیت ہے۔ تاہم دستکاری کو بڑھاوا دینے کی بنیادی ذمہ داری ریاستی حکومتوں کی ہے لیکن ریاستوں کو کوششوں میں مدد کے لیے مرکزی سطح پر ڈیولپمنٹ کمشنر (دستکاری) کا محکمہ کئی ترقیاتی اسکیموں کو لاگو کر رہا ہے۔ سال 2003-2002 کے ہاتھ کے بنے قالینوں سمیت مختلف دستکاری اشیاء کی برآمد 10,933,67 کروڑ روپے کی رہی، جو کہ پچھلے سال کے مقابلے 18.27 فی صد زیادہ ہے۔ اپریل دسمبر 2000 میں دستکاری اشیاء معہ ہاتھ سے بنے قالین کی برآمد 693,64 کروڑ روپے رہی۔

مصنوعی دھاگے، ریشے اور سوت کی صنعت

اس صنعت کے تحت سیلولوز اور بغیر سیلولوز والے دھاگے فلامنٹ یارن بنانے والی اکائیاں شامل ہیں۔ کپڑا صنعت کے لیے اس صنعت کی بہت زیادہ اہمیت اس لحاظ سے ہے کہ اس میں کام آنے والے کچے مال میں سے 39 فی صد کی فراہمی مصنوعی دھاگے/ریشے پیدا کرنے والی اکائیوں کے ذریعے کی جاتی ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں پولسٹر ریشے اور دھاگے کی پیداوار میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا ہے اور ہندوستان دنیا میں مصنوعی دھاگا/ریشے کے پانچویں سب سے بڑے پیداکار کی شکل میں ابھر کر سامنے آیا ہے۔ یہ صنعت ہندوستان میں کپڑا ملوں کے کچے مال کی ضرورت کا 34 فی صد پورا کرتی ہے۔

ریسرچ ایسوسی ایشن

احمد آباد ٹکسٹائل صنعت ریسرچ ایسوسی ایشن، ممبئی، بامبے ٹکسٹائل ریسرچ ایسوسی ایشن، ممبئی؛ ساؤتھ انڈیا ٹکسٹائل ریسرچ

ایسوسی ایشن کوئمبتور اور شمالی ہندوستان ٹکسٹائل ریسرچ ایسوسی ایشن غازی آباد، تحقیق کے ساتھ ساتھ ٹکسٹائل صنعت کو ٹکنالوجی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں صلاح کار خدمات مہیا کراتی ہیں۔ سلک اینڈ آرٹ سلک ملس ریسرچ ایسوسی ایشن ممبئی، ٹکسٹائل ایک ٹکسٹائل ریسرچ ایسوسی ایشن ہے جس کی اہم سرگرمیوں میں تحقیق وترقی، تکنیکی خدمات فراہم کرنا، ریشم اور آرٹ سلک کے شعبے میں جانچ کرنے اور تربیتی سہولیات فراہم کرنا شامل ہے اور متعلقہ صنعت کی لامرکزی طریقے سے منظم اور صحت مندانہ فروغ کے لیے مختلف ضرورتوں کی فراہمی کرتی ہے۔ انڈین جوٹ انڈسٹریز ریسرچ ایسوسی ایشن کولکاتہ، کا مقصد پٹ سن کی تجارت اور اس سے متعلق یا اس کی معاون صنعتوں کے بارے میں تحقیق اور دیگر سائنسی کاموں کو بڑھاوا دینا ہے۔ اون کی ریسرچ ایسوسی ایشن تھانے، اون اور اون آمیزش دھاگے کی کتائی ملوں میں میکنیکل پراسس کے ساتھ ساتھ پٹ سن، اون اور مصنوعی دھاگے کے پراسس میں مصروف عمل ہے۔

برآمدات

ہندوستان کی کل برآمدات میں کپڑوں اور ٹکسٹائل صنعت کا حصہ کافی ہے۔ اس وقت کپڑے کی برآمد (دستکاری، جوٹ اور ناریل ریشہ ملاکر) ہندوستان سے کی جانے والی برآمد کا تقریباً 24.46 ہے اور یہ ملک کے لئے سب سے زیادہ غیر ملکی کرنسی کمانے والی صنعت ہے کیونکہ دیگر برآمدی صنعتوں کے مقابلے کپڑے کی درآمد کا حصہ کافی کم ہوتا ہے، مزید براں کپڑے کی برآمد میں دھاگے، سوتی کپڑے، انسان کے بنائے دھاگے اور کپڑا، اون اور ریشمی کپڑا، ملبوسات اور مختلف طرح کے کپڑے شامل ہیں۔ کپڑے کی برآمدات 2002-2001 پچھلے سال کے مقابلے 7 فی صد کی کمی ہوئی ہے۔ اپریل جنوری 03-2002 کے دوران کپڑے کی برآمدات 985.03 کروڑ امریکی ڈالر تھا۔ اس طرح برآمد میں تقریباً 9.5 فی صد کا اضافہ ہوا۔

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فیشن ٹکنالوجی

ہندوستان کے ابھرتے فیشن صنعت کی بڑھتی ضرورتوں کو پوری کرنے کے مقصد سے قومی فیشن ٹکنالوجی ادارے کا قیام 1986 میں ایک ادارے کے طور پر ہوا۔ یہ انسٹی ٹیوٹ فیشن ٹکنالوجی دور متعلقہ مضامین پر ڈپلومہ دے رہا ہے جن کی فیشن صنعت بازار میں بہت زیادہ قیمت ہے۔ انسٹی ٹیوٹ کے پروگرام 7 مراکز میں چل رہے ہیں۔ پچھلے کچھ سالوں کے دوران NIFT نے فیشن ڈیزائنرز کونسل آف انڈیا اور انٹرنیشنل فاؤنڈیشن آف فیشن ٹکنالوجی انسٹی ٹیوٹ (IFFTI) کی تشکیل میں اہم کردار نبھایا ہے، ان کا ہیڈ کوارٹر دہلی میں ہے۔ دہلی برانچ کے علاوہ بنگلور، کولکاتہ، چنئی، گاندھی نگر، حیدرآباد اور ممبئی میں بھی اس کے مراکز ہیں۔

ہیوی الکٹریکل انڈسٹری

ہیوی الکٹریکل انڈسٹری بجلی کی پیداوار، ٹرانسمیشن، تقسیم اور استعمال میں کام آنے والے ساز وسامان پر مشتمل ہے۔ ان میں صنعتی اکائیاں، بڑے پلانٹ اور مشینری کی تعمیر کرنے میں ٹربو جنریٹر، بوائیلر، ٹربائن اور سوئچ گیئر ٹرانسفارمر، موٹر اور دیگر ساز وسامان بھی شامل ہیں۔

موٹر، ٹرانسفارمر، سوئچ گیئر وغیرہ جیسے بجلی کے ساز وسامان ہندوستانی معیشت کے سبھی سیکٹروں میں استعمال ہوتے ہیں۔ کچھ اہم سیکٹر جہاں کروڑوں روپیوں کے پروجیکٹوں میں ان کا استعمال ہوتا ہے، وہ ہیں نیوکلیر پاور پلانٹ، میٹروکیمیکل کمپلکس، کیمیکل پلانٹ، مربوط اسٹیل پلانٹ، غیر لوہادھاتی اکائیاں وغیرہ۔ صنعت موجودہ ٹکنالوجی کے اصلاح میں لگی ہوئی ہے اور اب بیرون ممالک ٹرن کی بنیاد پر معاہدہ کرنے کا اہل ہے۔ صنعت کو لائسنس سے آزاد کردیا گیا ہے۔ اشتراک صنعت میں موجودہ تنصیبی صلاحیت تھرمل کی 4500MW، ہائیڈرو کی 1345MW اور گیس پر مبنی بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت 250MW سالانہ

ہے۔ملک میں نیوکلیئر پلانٹوں کے ساز وسامان بنانے کی صلاحیت بھی موجود ہے ملک کی بجلی پیداوار کی صلاحیت کے لئے ضروری
ساز وسامان میں سے 66فی صد ملک میں ہی بنتے ہیں۔

صنعت 400KUACاور اعلیٰ وولٹیج DC تک کی ٹرانسمیشن اور تقسیمی ساز وسامان کی مینوفکچرنگ میں اہل ہے اس سے
اونچی 800Kوولٹیج سطح ٹکنالوجی کے لئے قدم اٹھائے جارہے ہیں۔ بڑے اسٹیل پلانٹوں پیٹرول کیمیکل کمپلکس اور دیگر بھاری
صنعتوں کے لئے ضروری بجلی موٹریں بھی ملک میں بنتی ہیں۔

آٹوموٹیو صنعتیں

آٹوموٹیو (آٹوموبائل اور آٹو اجزا سیکٹر) صنعت ہندوستان میں معیشت کا ایک اہم سیکٹر ہے۔ صنعت میں آٹوموبائل اور
موٹر گاڑیوں کے پرزے شامل ہیں جن میں کمرشیل گاڑیاں، متعدد استعمال میں آنے والی گاڑیاں، مسافر کار، دو پہیے والی گاڑیاں،
تین پہیے والی گاڑیاں، ٹریکٹر اور متعلقہ گاڑیوں کے پرزے ہوتے ہیں۔ لائسنس کا نظام ختم ہونے اور 1993 میں اس سیکٹر میں
راست بیرونی سرمایہ کاری کی منظوری ملنے کے بعد اس میں بہت اہم پیش رفت ہوئی ہے۔ اس وقت پسنجر کار اور کثیر المقاصد
گاڑیوں کے 15 مینوفکچررس، کمرشیل گاڑیوں کے 9، دو پہیے والی گاڑیوں رتین پہیوں والی گاڑیوں کے 14 اور ٹریکٹروں
کے 10 مینوفکچررس کے ساتھ ساتھ انجنوں کے پانچ مینوفکچررس ہیں۔ صنعت میں 50,000 کروڑ روپے سے زیادہ کی اصل
کاری ہو چکی ہے۔ 02-2001 میں موٹر گاڑی صنعت نے تقریباً 81,600 کروڑ کی پیداوار کی ہے۔ صنعت میں 4.5 لاکھ لوگوں
کو براہ راست روزگار ملا ہے جبکہ ایک کروڑ لوگوں کو بالواسطہ طور پر کام ملا ہے۔

ہندوستان میں آٹوموبائل صنعت میں عالمی پیمانے پر 2000-1999 کے بعد سے رفتار دھیمی پڑی ہوئی ہے۔ حکومت نے
صنعت کی حوصلہ افزائی کے لئے کئی طرح کے مالیاتی اور دیگر اقدامات کا اعلان کیا ہے اس سیکٹر کی ترقی کے لئے حکومت کے ذریعہ
کیے جانے والے اقدامات اس طرح ہیں: (a) جولائی 1991 میں لائسنس ختم کردیا گیا ہے اور موٹر گاڑی صنعت میں، پینجر کار کو
چھوڑ کر 51 فی صد تک غیر ملکی اصل کاری کی خودکار منظوری کا اہتمام کیا گیا۔ (b) اپریل 93 میں موٹر کار تعمیر کو لائسنس سے آزاد
کردیا گیا۔ (c) اکتوبر 1997 میں مسافر کار میں بھی 51 فی صد غیر ملکی اصل کاری کو خودکاری نظام کے تحت لیا گیا۔ (d) بجٹ
02-2001 میں مسافر کار پر ایکسائیز میز ڈیوٹی 40 فی صد سے گھٹا کر 32 فی صد کردی گئی ہے، دو پہیے گاڑی پر 24 سے 16 فی صد
کردی گئی (e) گھریلو صنعت کے تحفظ کے لئے سکنڈ ہینڈ گاڑیوں کی درآمد پر کسٹم ڈیوٹی بڑھا کر 105 فی صد کردی گئی (اسے بجٹ
03-2002 میں باقی رہنے دیا گیا) (f) اپریل 2001 میں CBU کی درآمد پر تقسیم ڈیوٹی 35 فی صد سے بڑھا کر 60 فی صد
کردی گئی، اضافی حفاظتی اقدامات کے طور پر مقداری پابندیاں ہٹالی گئیں (g) ستمبر 2001 میں پبلک نوٹس نمبر 60 ہٹالی گئی۔
(h) 7 مارچ آٹو پالیسی کا اعلان کیا گیا۔

صنعتی پالیسی آٹوموٹیو سیکٹر

آٹوموٹیو سیکٹر لائسنس سے آزاد سیکٹر ہے۔ نئی اکائی قائم کرنے سے پہلے کوئی لائسنس نہیں چاہیے بہ شرطیکہ اکائی 10 لاکھ
سے زیادہ آبادی والے شہر کے 25 کلومیٹر کے دائرے میں نہ آتی ہو۔ جولائی 1991 میں نئی صنعتی پالیسی میں آٹوموٹیو سیکٹر کو ترجیح
والے سیکٹر میں شامل کیا گیا، اور 51 فی صد تک بیرون ملکی حصہ داری کو ریزرو بینک سے خود بخود منظوری دے دی گئی۔ 51 فی صد
سے زیادہ کی حصہ داری کے لئے FIPB کی منظوری چاہیے۔ تاہم اب جنوری 2000 سے 100 فی صد راست بیرون ملکی سرمایہ
کاری کی بھی منظوری ملنے لگی ہے۔ راست غیر ملکی اصل کاری کے کچھ استثنائی معاملوں میں حکومت سے منظوری لینی پڑتی ہے۔ غیر

ملکی ٹکنالوجی کے معاہدوں میں ریزرو بنک منظوری دیتا ہے اگر یک مشت ادائیگی 7 کروڑ روپے (20 لاکھ ڈالر) سے کم ہے دوررائلٹی گھریلو فروخت کے 5 فی صد اور برآمد کے 8 فی صد سے زیادہ نہیں ہے۔ حکومت نے ٹکنالوجی منتقلی او رنرم کردی ہے اور پوری ملکیت والی معاون کمپنیاں اپنی پدری کمپنی کو رائلٹی دے سکتی ہیں۔

یکم اپریل 2001 سے درآمد پر لگی مقداری پابندی ہٹادی گئی ہے۔ ماحول اور سڑک تحفظ کے لحاظ سے بیرون ملکی تجارت کے ڈائرکٹریٹ (DGFT) نے پرانی اور نئی گاڑیوں کی درآمد کو باضابطہ بنانے کے لئے اعلان جاری کیا۔

فولاد

پیداوار

تیار کاربن اسٹیل: آج ہندوستان، دنیا کا آٹھواں سب سے بڑا فولاد پیدا کار ملک ہے۔ سال 2002-2001 میں تکمیل شدہ فولاد کی ترقیاتی شرح 3.7 فی صد رہی۔ اور 2003-2002 میں 8 فی صد تھی پچھلے تین سالوں میں تکمیل شدہ فولاد کی پیداوار اس طرح رہی۔

(دس لاکھ ٹن میں)

سال	اہم پیدا کار	ثانوی پیدا کار	کل
2000-2001	12.49	16.78	29.27
2001-2002	13.05	17.58	30.63
2002-2003	14.34	18.65	32.99

خام لوہا: ملک میں کچے لوہے کی پیداوار بھی بڑھی ہے۔ سال 1999-1998 سے 2001-2000 تک خام لوہے کی پیداوار اس طرح رہی۔

(دس لاکھ ٹن میں)

سال	اہم پیدا کار	ثانوی پیدا کار	کل
2000-2001	0.964	2.434	3.398
2001-2002	1.01	3.05	4.06
2002-2003	1.09	4.17	5.26

اسپنج آئرن

اسپنج آئرن صنعت کی اس وجہ سے خاص طور پر حوصلہ افزائی کی جارہی ہے، تاکہ ردی دھات کو پگھلا کر اس کی کمی کو پورا کرنے کے لیے کوئی متبادل ڈھونڈا جاسکے۔ آج ہندوستان دنیا میں اسپنج آئرن کا دوسرا سب سے بڑا پیدا کار ہے۔ سال 01-2000 میں

اسپنج آئرن (راست پست شدہ آئرن) کی پیداوار 54.4 لاکھ میٹرک ٹن تھی۔ سال 02-2001 میں یہ 54.4 لاکھ ٹن رہی اور 03-2002 میں 64.4 لاکھ ٹن ہوگئی۔

کھپت: 2000-1999 میں تیار فولاد کی راست کھپت 2.509 لاکھ ٹن تھی۔ سال 01-2000 میں یہ 2.653 کروڑ ٹن اور 02-2001 میں 2.735 کروڑ ٹن ہوگئی۔ اور 2003-2002 میں 2.901 کروڑ ٹن تھی

برآمد اور درآمد

لوہے اور فولاد سے بنی سبھی اشیا کی برآمد اور درآمد کی اب پوری طرح چھوٹ ہے۔ اعلیٰ درجے کے آئرن کچ دھات، کروم کچ دھات، میگنیز کچ دھات کی برآمد نامزد ایجنسیوں کے ذریعے حکومت کے ذریعہ مقررہ حد کے مطابق کی جاتی ہے۔ انجینئرنگ برآمد کنندگان کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے انھیں گھریلو خام مال کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے کوششیں کی جاتی ہے۔

درآمد: ہندوستان ہر سال تقریباً 10 سے 15 لاکھ ٹن فولاد درآمد کرتا ہے۔ ان میں اہم ہیں؛ ہاٹ رولڈ کوائلس، کولڈ رولڈ کوائل اور سیمی رولڈ کوائل۔ سال 2001-2000 کے دوران قابل فروخت فولاد کی درآمد 14.2 لاکھ ٹن کے بقدر رہی جو 02-2001 میں کچھ گھٹ کر 12.7 لاکھ ٹن پہونچ گئی۔ 03-2002 میں یہ 15 لاکھ ٹن تھی۔

برآمد: سال 2004-2000 میں تکمیل شدہ فولاد کی برآمد 26.6 لاکھ ٹن رہی۔ جو 02-2001 میں بڑھ کر 29.8 لاکھ ٹن اور 03-2002 میں 42 لاکھ ٹن ہوگئی۔ اس سے پہلے برآمد کیے جانے والے سامان میں خاص طور سے پلیٹ، ساختی اشیاء، چھڑیں اور بیلن وغیرہ ہوتے تھے جب کہ اب ہاٹ رولڈ کوائل، کلر کوٹیڈ شیٹس، جی پی جی سی شیٹس، پگ آیرن اور اسپنج آئرن کی برآمد کی جاری ہے۔

تحقیق و ترقی

لوہا اور فولاد سیکٹر میں تحقیق و ترقی عمل ان پلانٹوں کے ذریعہ خود، قومی تحقیقی لیبارٹیریوں، تعلیمی اداروں کے ذریعہ ہی زیادہ تر کیا جاتا ہے۔ لوہا اور فولاد بنانے کے عمل میں اصلاح، خام مال میں بہتری، پروڈکٹ کے فروغ، پیداواری صلاحیت میں اضافہ، توانائی استعمال میں کمی وغیرہ ان ہاؤس RW سرگرمیوں کے سبب ہوئی ہیں۔ تاہم ہندوستان میں لوہے اور اسٹیل کے ذریعہ تحقیق و ترقی پر کیا گیا خرچ بہت ہی کم ہے اور فولاد پلانٹوں کی کل پیداوار قیمت تقریباً 0.2 فی صد ہے۔

تحقیق و ترقیاتی سرگرمیوں کو مضبوط کرنے کے لئے حکومت ہند نے اسٹیل ڈیولپمنٹ (SDF) سے حاصل ہو رہے 150 کروڑ روپئے، سود کی رقم کو انہیں کاموں کے لئے خرچ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس فنڈ سے SAIL اور TISCO کو قرض دیے گئے ہیں۔ وزارت فولاد نے سیکریٹری (فولاد) کی سربراہی میں بااختیار کمیٹی کی تشکیل کی ہے جس میں اہم فولاد پیداکاروں کے نمائندے اور اس سیکٹر کے ماہرین شامل ہیں۔ اس کمیٹی نے 29 تحقیقی پروجیکٹوں کو منظوری دی ہے۔ ان میں سے تحقیقی 8 پروجیکٹوں نے ملک کے فولاد اور لوہا صنعتوں کو فائدہ پہنچانا شروع کر دیا ہے۔

ڈیوٹی میں رعایت: اس کے تحت برآمد پیداوار کے لئے ضروری سامان کی ڈیوٹی فری درآمد کی جاسکتی ہے۔ پیشگی لائسنس اور معیار طے کرنے کے لئے بک وزارت فولاد بیرون ملک تجارت کے ڈائرکٹریٹ کی مدد کرتا ہے جس سے لوہا اور فولاد کی برآمدات بڑھانے میں مدد ملتی ہے۔ ڈیوٹی اینٹائٹل منٹ پاس بک (DEPB) کے تحت برآمد پیداوار میں استعمال کیے جانے والے سامان پر لگی ڈیوٹی کو واپس کر دیا جاتا ہے۔ یہ اسکیم برآمد کنندگان خاصی مقبول ہو رہی ہے اور اسے لوہا اور فولاد پروڈکٹوں کی برآمد کو 02-2001 سے 27 لاکھ ٹن سے بڑھا کر 03-2--2 میں 37 لاکھ ٹن لے جانے میں مدد ملی ہے۔

فرٹلائزر

فرٹلائزر صنعت کی چار دہائیوں کی منصوبہ بندی اور ترقی نے بھارت کو فرٹلائزر پیدا کرنے والے ملکوں کے شانہ بہ شانہ کھڑا کر دیا ہے۔ اب ہندوستان کا شمار دنیا میں نائٹروجنی فرٹلائزر پیدا کرنے میں سب سے اولین ملک کے طور پر ہوتا ہے۔۔ اس وقت بھارت میں 57 کارخانے ہیں جو نائٹروجنی اور کمپلکس فرٹلائزر کی مختلف اقسام تیار کر رہے ہیں۔ ان میں سے 29 اکائیاں یوریا کی پیداوار کرتی ہیں جب کہ امونیم سلفیٹ تیار کرنے والے 9 کارخانے ہیں، ان کے علاوہ ملک میں 64 چھوٹے اور وسطیا یسے فرٹلایزر واحدے بھی ہیں، جو سنگل سپر فاسفیٹ تیار کرتے ہیں۔

نائٹروجن کی پیداواری صلاحیت 52-1951 میں محض 85 ہزار ٹن تھی جو بڑھ کر یکم اپریل 2003 کو 121.10 لاکھ ٹن تک پہنچ گئی اور اسی مدت کے دوران فاسفیٹ فرٹلائزر کی پیداواری صلاحیت 63 ہزار ٹن سے بڑھ کر 53.60 لاکھ ٹن تک پہنچ گئی۔ 52-1951 میں نائٹروجن کی 16 ہزار ٹن اور فاسفیٹ کی 11 ہزار ٹن کی پیداوار ہوئی لیکن 2003-2002 کے دوران نائٹروجن کی پیداوار 105.54 لاکھ ٹن اور فاسفیٹ پیداوار 38 لاکھ ٹن ہوگئی۔ 04-2003 کا پیداواری ہدف 116.05 لاکھ ٹن نائٹروجن اور 46.65 لاکھ ٹن فاسفیٹ کا رکھا گیا۔

99-1998 سے 03-2002 تک فرٹلائزروں کی مانگ ان کے گھریلو پیداوار اور درآمدات ہی کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال (لاکھ ٹن میں)	کھپت	پیداوار	درآمدات
1998-1999	167.98	136.24	31.45
1999-2000	180.70	142.89	40.75
2000-2001	167.02	147.05	20.91
2001-2002	175.60	146.28	23.99
2002-2003	166.66	144.40	17.56

سبھی تین تغذیات یعنی نائٹروجن، فاسفیٹ اور پوٹاش کے متوازن اطلاق کو فروغ دینے کے ساتھ موزوں قیمتوں پر کسانوں کو فرٹلائزر مہیا کرانے کے مقصد سے حکومت یوریا پر معاونت (سبسڈی) فراہم کرتی ہے۔ جو واحد فی الحال صرف یہی فرٹلائزر ہے جو کہ سرکاری قیمت، تقسیم اور کنٹرول کے تحت ہے۔ فاسفیٹک اور پوٹاشک فرٹلایزروں جو کہ کنٹرول سے آزاد ہیں، ان پر بھی رعایت دی جاتی ہے۔ یوریا اور کنٹرول سے آزاد فاسفیٹک اور پوٹاشک فرٹلایزروں کو پچھلے 5 برسوں کے دوران دی گئی سبسڈی/رعایت کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(روپے کروڑ میں)

مدت	کنٹرول سے آزاد فرٹلائزر کے لیے اداشدہ خرچ کی رعایت	اداشدہ خرچ کی معاونت رقم		
		دیسی یوریا	درآمدشدہ یوریا	کل
1998-1999	3,789.94	7,473.00	124.22	7,597.22
1999-2000	4,500.00	8,670.00	74.07	8,744.07

2000-01	4,319.00	9,480.00	0.98	9,480.98
2001-2002	4,503.52	8,044.00	47.34	8,091.34
2002-03	3,224.58	7,790.00	0.00	7,790.00
2003-04 (BE)	4,456.00	7,555.00	709.25	8,264.25

سرکاری زمرے کے کارخانے

سرکاری زمرہ فرٹلائزر صنعت میں اہم رول ادا کررہا ہے ریاستی ملکیت والا پہلا فرٹلائزر پروجیکٹ 1951 میں سندری (بہار) میں قائم کیا گیا تھا اس کے بعد دوسرا کارخانہ ننگل (پنجاب) میں قائم کیا گیا مگر ٹرامبے مہاراشٹر میں ایک اور کارخانہ وجود میں آنے کے بعد حکومت نے تمام سرکاری زمرہ کے فرٹلائزر پروجیکٹوں کو واحد انڈرٹیکنگ کے تحت لانے کا فیصلہ کیا اور جنوری 1961 میں فرٹلائزر کارپوریشن آف انڈیا کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کے بعد 23 اگست 1974 کو نیشنل فرٹلائزر لمیٹڈ وجود میں آئی اس کے بعد یکم اپریل 1978 سے فیڈ اسٹاک اور جغرافیائی بنیاد پر فرٹلائزر کارپوریشن آف انڈیا اور نیشنل فرٹلائزر لمیٹڈ کی نو ترمیم کر کے چار کمپنیوں میں تقسیم کردیا گیا۔ اس وقت سرکاری زمرہ کے 9 کارخانے فرٹلائزر محکمہ کے انتظامی کنٹرول کے تحت ہیں FCI سے جودھپور مائننگ آرگنائزیشن کو الگ کر FCI ار اولی جپسم اور سنٹرل انڈیا لمیٹڈ نام کی نئی کمپنی بنائی گئی۔

نیشنل فرٹلائزر لمیٹڈ (NFL) اس وقت اس کی 16 اکائیاں کام کررہی ہیں۔ یہ ہیں: ننگل میں کیلشیم امونیم نائٹریٹ پلانٹ اور ننگل، بھٹنڈہ، پانی پت اور وجے پور (دو اکائیاں) میں یوریا کے کارخانے ہیں۔ این ایف ایل کی اس وقت مجموعی پیداواری صلاحیت 15.66 لاکھ ٹن ہے۔ 03-2002 میں کمپنی نے 14.91 لاکھ ٹن نائٹروجن کی پیداوار کی۔

راشٹریہ کیمیکل اور فرٹلائزر لمیٹڈ (آرسی ایف) ٹرامبے، پانچ فرٹلائیزر کارخانے چلارہی ہے۔ یہ پلانٹ اکتوبر 1965 سے جولائی 1982 کے دوران قائم کئے گئے۔ اس کے تھال میں واقع بڑے گیس پر مبنی فرٹلائزر پلانٹ نے 1985 میں کمرشیل پیداوار شروع کردی۔ آر۔سی۔ایف کے کارخانوں کی مجموعی پیداواری صلاحیت (نائٹروجن) 9.55 لاکھ ٹن اور 1.20 لاکھ ٹن فاسفیٹ سالانہ ہے۔ 2002-2003 کے دوران کمپنی کا 8.14 لاکھ ٹن نائٹروجن اور 0.97 لاکھ ٹن فاسفیٹ پیدا کیا۔ کمپنی کچھ کیمیکل بھی بناتی ہے۔

ہندستان فرٹلائزر کارپوریشن لمیٹیڈ (HFC) اور فرٹلائزر کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ (FCI): انہیں نومبر 1992 میں بیمار قرار دیا گیا تھا۔ ان دونوں پبلک سیکٹر اکائیوں کی ازسرنو تشکیل کی تجویز پر غور کرنے کے بعد حکومت نے 5 ستمبر 2002 کو دونو کو بند کرنے کا فیصلہ کیا سوائے جودھپور مائننگ آرگنائیزیشن کے جسے الگ سے نئی کمپنی بنادیا گیا۔

برہم پتر ویلی فرٹلائزر کارپوریشن لمیٹیڈ (BVFCL): اس کی تشکیل یکم اپریل 2002 کو نئی کمپنی کی شکل میں ہندوستان فرٹلائزر کارپوریشن کی نام روپ اکائی کو الگ کر کے کی گئی۔ اس کمپنی کی اکائیوں کی ازسرنو تشکیل 509.40 کروڑ کی تخمینی لاگت سے کی جارہی ہے۔ اس کی اکائی II اور III نے ٹھیک کیے جانے کے بعد مارچ 2002 سے کم کرنا شروع کردیا۔ اکائی III کے ذریعہ کاروباری پیداوار اور 2004 سے شروع کیا جانا طے ہے۔ ازسرنو تشکیل کے بعد سے کمپنی کے پورپ پیداواری صلاحیت 5.55 لاکھ ٹن سالانہ ہوجائیگی۔ 03-2002 میں کمپنی نے 0.86 لاکھ نائیٹروجن کی پیداوار کی۔

فرٹلائزر اور کیمیکلس ٹراونکور لمیٹڈ (ایف اے سی ٹی) ادیوگ منڈل (کیرالہ) کے تین کارخانے ہیں جن میں ایک ادیوگ منڈل میں اور دو کوچی میں ہیں۔ یہ کمپنی فرٹلائزر کے علاوہ کیمیکل بھی تیار کرتی ہے۔ اکتوبر 1990 میں کیپرولیکٹم کارخانے کے قیام کے بعد یہ کمپنی پیٹرو کیمیکلس کے میدان میں بھی داخل ہوگئی۔ اس کمپنی کا ایک دوسرا شعبہ فیکٹ انجینئرنگ اور ڈیزائن آرگنائزیشن ڈیزائن، انجینئرنگ، تعمیرات کی نگرانی اور فرٹلائزر اور کیمیکل کارخانوں کو چلانے کی سرگرمیوں میں بھی ملوث ہے۔

کمپنی کی سالانہ پیداواری صلاحیت 3.25 لاکھ ٹن نائیٹروجن اور 1.26 لاکھ ٹن فاسفیٹ ہے۔ 03-2002 میں کمپنی نے 1.77 لاکھ ٹن نائیٹروجن اور 1.35 لاکھ ٹن فاسفیٹ کی پیداوار کی۔

مدراس فرٹلائزر لمیٹڈ (ایم ایف ایل) ایک مشترکہ کمپنی ہے جس میں حکومت ہند کا حصہ 58.74 نیشنل ایرانین آئل کمپنی کا حصہ 25.44 فیصدی اور پبلک اکویٹی ہولڈنگ 15.82 فیصدی ہے۔ ایم ایف ایل کی سالانہ پیداواری صلاحیت 3.67 لاکھ ٹن نائٹروجن اور 1.43 لاکھ ٹن فاسفیٹ ہے۔ 03-2002 میں کمپنی نے 2.56 لاکھ ٹن نائیٹروجن اور 0.73 لاکھ ٹن فاسفیٹ کی پیداوار کی۔

پائرائٹس، فاسفیٹ اور کیمیکل لمیٹڈ (پی پی سی ایل) مارچ 1960 میں قائم ہوئی تھی۔ یہ کمپنی پائرائٹس (گندھک کی آمیزش والی دھات) کے ذخائر کی تلاش اور امجھوری (بہار) میں سنگل سپر فاسفیٹ کی پیداوار پائرائٹ کے ذخائر کی تلاش اور پیداوار، سلادی پورہ (راجستھان) میں سنگل سپر فاسفیٹ کی پیداوار کے علاوہ مسوری میں فاسفورائٹ ذخائر سے راک فاسفیٹ نکالنے کا بھی کام کرتی ہے۔ اس وقت کمپنی کے سبھی پلانٹوں میں غیر دستیابی یا لیکیوڈٹی کے باعث پیداوار بند ہے۔ اپریل 2002 میں کمپنی کو بیمار قرار دیا گیا۔ حکومت نے اسے بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ معاشی اور تکنیکی طور پر کمزور ہے

پروجیکٹس اور ڈیولپمنٹ انڈیا لمیٹڈ جس کا پہلے نام فرٹلائزر (منصوبہ بندی اور ترقیات) انڈیا لمیٹڈ تھا ڈیزائن، انجینئرنگ، تعمیرات کی نگرانی اور فرٹلائزر اور متعلقہ کیمیکل پروجیکٹوں کو چلانے میں اپنی خدمات انجام دے رہی ہے اس کمپنی نے ہندستان میں کیٹالسٹ کی پیداوار کے لئے تکنیکی معلومات اور اطلاعات کے فروغ میں نمایاں رول ادا کیا ہے۔ کمپنی کو دسمبر 1992 میں بیمار قرار دیا گیا۔ کمپنی کی از سر نو تشکیل کے لئے حکومت نے اپریل 2003 میں اس کی تحقیق و ترقی ڈویزن اور E&C ڈویزن کی سندری اکائی کو بند کرنے کا فیصلہ کیا۔ نوئیڈا اور بڑودہ میں واقع E&C اور سٹیلائیٹ ڈویزن (سندری) کو بحال کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

امداد باہمی زمرہ

انڈین فارمرس فرٹلائزر کوآپریٹو لمیٹڈ (افکو) 3 نومبر 1967 کو اور کرشک بھارتی کوآپریٹو لمیٹڈ 17 اپریل 1980 کو قائم ہوئیں۔ دونوں کثیر ریاستی کوآپریٹو سوسائٹی ہیں جو محکمہ فرٹلائزر کے زیر انتظام ہیں افکو کے چھ کارخانے ہیں ایک ایک کلول اور کاندلا (گجرات) میں اور پھول پور، پھول پور توسیعی، انولہ، اور انولہ توسیعی (یوپی) میں ہیں۔ اس وقت تغذیاتی اجزاء حوالے سے IFFCO کی تنصیبی صلاحیت 19.77 لاکھ فاسفیٹ کی ہے 03-2002 میں IFFCO نے 20.63 لاکھ ٹن نائیٹروجن اور 9.5 لاکھ ٹن فاسفیٹ کی پیداوار کی کرشک بھارتی کا گیس پر مبنی یوریا امونیا کا ایک کارخانہ ہزیرا (گجرات) میں ہے جس کی سالانہ یوریا پیدا کرنے کی صلاحیت 17.29 لاکھ ٹن ہے (نائٹروجن کے لحاظ سے 7.95 لاکھ ٹن)۔

فرٹلائزر سے متعلق عوامی سیکٹر اکائیوں کا ڈس انوسٹمنٹ

حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ نیشنل فرٹلائزر لمیٹڈ کی موجودہ 96.75 فی صد حصہ داری میں سے 51 فی صد مدراس فرٹلائزرس لمیٹڈ کی موجودہ 59.5 فی صد حصہ داری 33.5 فی صد فرٹلائزرس اینڈ کیمیکل ٹراونکور لمیٹڈ 97.38 فی صد حصہ داری میں

سے 51 فی صد اور قومی کیمکلس اینڈ فرٹلائزر لمیٹیڈ 92.51 فی صد سے 51 فی حصہ داری کا ڈس انوسٹمنٹ کسی ایسے اہم سرمایہ کاروں کو کیا جائیگا جسے انتظامی کنٹرول بھی منتقل کیا جا سکے۔ ان عوامی سیکٹر اکائیوں کی ڈس انوسٹمنٹ عمل ڈس انوسٹمنٹ کی وزارت کے ذریعہ انجام دیا جا رہا ہے۔ پرادیپ فاسفورس کی لمیٹیڈ کی 74 فی صد حصہ داری حکومت نے انتظامیہ کنٹرول کے ساتھ میسرز زواری فاسفیٹ پرائیویٹ لمیٹیڈ کو سونپ دی ہے۔ زواری کمپنی زواری چمبل گروپ اور مراکش کی OCP کے درمیان جوائنٹ وینچر کمپنی ہے۔

کیمیکلس

ملک کے اقتصادی نظام میں کیمکل صنعت کا اہم مقام ہے۔ کیونکہ یہ متعدد صنعتوں کے لئے کچے مال کے طور پر کام آتا ہے۔ دنیا کے کیمیکل بازار کے بارے میں اندازہ ہے کہ یہ 2002 میں تقریباً 1500 روپے ڈالر کا تھا اور مغربی یوروپ سب سے بڑا کیمیکل پیدا کار ہے اس کے بعد شمالی امریکہ اور ایشیا کا مقام آتا ہے۔

دنیا میں کیمیکل کی پیداواری مقدار کے لحاظ ہندوستان کا مقام دنیا میں 12 واں ہے۔ اس وقت اس صنعت کا کل کاروبار 30 ارب امریکی ڈالر کے بقدر ہے جو ملک کی کل مینوفکچرنگ سیکٹر کا 14 فی صد ہے۔ سال 2000 میں کیمیکل کی برآمد 4.5 ارب ڈالر کے بقدر تھی جو مینوفکچرنگ سیکٹر سے ہونے والی برآمد کا تقریباً 14 فی صد ہے اور ملک کی کل برآمد کا تقریباً 11.5 فی صد ہے۔ اس برآمد کا کافی بڑا حصہ امریکا، یوروپ اور دیگر ترقی یافتہ ملکوں کو جاتا ہے جس کا مطلب ہے اعلیٰ معیار والے ہندوستانی مال دنیا کے عمدہ ترین مال کے ساتھ مقابلہ کر سکتا ہے۔ کسٹم اور ایکسائز ڈیوٹی کی شکل میں قومی محاصل میں اس کا حصہ تقریباً 20 فی صد ہے۔ ہندوستان پینٹ، رنگ دہی، صابن، دوائیں، ٹائیلٹ مصنوعات، کاسمیٹک وغیرہ جیسے صارف سامان کی پیداوار کے لئے ضروری و اساسی کیمیکل کی پیداوار کے معاملے میں بہت مضبوط حالت میں ہے۔ کیمیکل مصنوعات کی بین الاقوامی تجارت دنیا میں کیمیکل پیداوار کے مقابلے تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ 1990 کے دہے میں تجارت کی اوسط سالانہ اضافہ شرح دنیا میں پیداوار میں اضافے کے مقابلے تقریباً تین گنا تھی۔ بڑھتی عالم کاری کے سبب پیداواری صلاحیتیں ان مقامات کے قریب لگائی جانے لگی ہیں جہاں وافر مقدار میں سستا خام مال دستیاب ہو یا جہاں بازار اعلیٰ افزائش کا اضافہ دکھا رہا ہو۔

صنعت نے زمین توجہ ماحول کے تئیں اپنی ذمہ داری کو بہتر بنانے اور کیمیکل بنانے والے استعمال پر لوگوں کی تشویش کو دور کرنے پر مبذول کی ہے۔ آلودگی کم کرنے کے لئے عالمی، صنعتی اور تنظیمی سطح پر نئے قدم اٹھائے گئے ہیں۔ دنیا بھر میں گیسی آلودگی کم کرنے کے بنا کیوٹو پروٹوکال ترقی یافتہ ملکوں کی پیمان وابستگی کی علامت ہے۔ کھپت کے لحاظ سے کیمیکل صنعت اپنا ہی سب سے بڑا صارف ہے اور تقریباً 33 فی صد کھپت کرتا ہے۔ زیادہ تر معاملوں میں اساسی کیمیکل متعدد عمل کاری مراحل سے گزر کر کیمکلوں مے بدلے جاتے ہیں۔ ان سے صاف صنعتی اطلاق، زراعت یا صارف بازاروں کے لئے براہ راست استعمال ہوتا ہے۔ صنعتی اور زراعتی استعمل میں کیمکلوں کے استعمال میں لوازمات جیسے گوند، غیر عمل شدہ پلاسٹک، اور فرٹلائزر شامل ہیں جبکہ صارف سیکٹر میں ان کا استعمال دواؤں، کاسمیٹک گھر کے سامان، پینٹ وغیرہ میں ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ کچھ عمدہ اور خصوصی کیمیکل ہوتے ہیں جن کا استعمال خصوصی طور پر کیا جاتا ہے۔ اور صنعتی پیداوار بڑھانے کے لئے ضروری ہے۔ ہندوستان کئی قسم کے عمدہ اور خصوصی کیمیکل بناتا ہے جن کا غذائی اشیاء میں ملانے (addition)، رنگ دہی ڈائی، پالیمرائیڈیٹو، ربڑ صنعتوں میں اینٹی آکسیڈنٹو جیسے مختلف استعمال کئے جاتے ہیں۔ مخصوص کیمکلوں کے ممتاز مینوفکچررس میں NOCIL، بیر (انڈیا)، ICI (انڈیا) رائیکو پروڈکٹ اور کلر کیمیکل شامل ہیں۔

رنگ روغن سیکٹر، ہندوستان میں کیمیکل صنعت کا ایک سب سے اہم جزو ہے اور یہ کپڑا، چمڑا، کاغذ، پلاسٹک، چھپائی کی روشنائی اور اور غذائی اشیا جیسی صنعتوں کے ساتھ نمایاں پر جڑا ہوا ہے۔ کپڑا صنعت میں سب سے زیادہ تقریباً 70فی صد رنگوں کا استعمال ہوتا ہے۔ 1950 کے دہے کے خاص طور پر برآمد کنندہ اور اور تقسیم کار کے کردار سے ہٹ کر اب یہ صنعت غیر ملکی کرنسی کمانے والی صنعت کے طور پر ابھری ہے۔ ہندوستان دنیا کے، خاص کر ری ایکٹو ایسڈ، ویٹ اینڈ ڈائرکٹ ڈائی، کے لئے رنگ روغن اور رنگ سازی اشیاء کے ایک فراہم کار کے طور پر ابھرا ہے۔ جہاں تک عالمی سطح پر رنگ کرنے کے مصالحوں کی پیداوار کا سوال ہے، 6فی صد ہندوستان پیداوار میں ہوتی ہے۔

1960 اور 1970 کے دہوں میں کیمیکل فرٹلائزروں اور جراثیم کش ادویات نے سبز انقلاب میں اہم کردار نبھایا ہندوستان میں جراثیم کش کی کھپت دیگر ملکوں کے مقابلے کم ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں ہندوستان کے زرعی کیمکلوں کی برآمد کافی بڑھی ہے۔ خاص طور پر یہ برآمد امریکا، برطانیہ، نیدرلینڈ، بلجیم، اسپین، جنوبی افریقہ، بنگلہ دیش، ملیشیا اور سنگاپور کو کیا جاتا ہے۔ حکومت متبادل اور بے ضرر جراثیم کش جس میں نیم کے بیج شامل ہیں، کے استعمال کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام اقوام متحدہ صنعتی ترقیاتی تنظیم کے ذریعہ حاصل مالی امداد سے کیمیکل اور پٹرول کیمیکل کے محکمہ نے ملک بھر میں ''نیم مصنوعات کا ماحول دوست جراثیم کش کے طور پر پیداوار و ترقی'' نام سے پروگرام چلایا جارہا ہے۔ اس پروجیکٹ کو دو مقامات مغربی بنگال میں نیم پیتھ اور مہاراشٹر میں ناگپور میں چلایا جارہا ہے۔

کچھ اہم کیمکلوں کی پیداوار کارکردگی جس میں جراثیم کش ادویات اور رنگ سازی اشیا شامل ہیں، درج ذیل ہیں:
(ہزار ٹن میں)

مد	تنصیبی صلاحیت	2000-2001	2001-2002	2002-2003
سوڈا ایش	1,865.00	1,510	1,550	1,640
کاسٹک سوڈا	2,036.0	1,438	1,480	1,520
کاربن بلیک	345.0	248	248	248
کیلشیم کاربائڈ	128.9	58.8	58.8	58.8
فنائل	76.6	60.8	76	80
میتھانول	386.0	309	346	370
تکنیکی پیسٹیسائڈ	138.3	80.1	89.3	100.1
ڈائی اسٹف	58.6	24.4	30.4	33.9

انسٹی ٹیوٹ آف پسٹی سائیڈ فارمولیشن ٹکنالوجی (IPFT): اس محکمہ کے تحت منافع نہ کمانے والی تنظیم ہے۔ یہ انسٹی ٹیوٹ عمدہ ماحول پسند فارمولا تیار کرنے میں مشغول ہے۔ انسٹی ٹیوٹ نے سپلشن، کنسنٹریٹ، وائر ڈسپارسیبل گرینوئل، کنسنٹریٹڈ ایملشن، مائیکرو ایملشن اور کنٹرولڈ ریلیز فارمولیشن کی تعمیر کے لئے ٹکنالوجی کو فروغ دیا ہے۔

یہ انسٹی ٹیوٹ UNDP/UNIDO کے ایشیا اور پیسفک کے لئے جراثیم کش کی پیداوار اور انفارمیشن کے علاقائی نٹ ورک کی ایک تکنیکی ارتباطی اکائی ہے۔ جراثیم کش فارمولیشن ٹکنالوجی ترقی اور کوالٹی کی یقین دہانی اس انسٹی ٹیوٹ کا میدان عمل ہے۔

کیمیکل زمرہ میں سرکاری سیکٹر کے کارخانے

کیمیکل سیکٹر میں سرکاری زمرے کے دو کارخانے ہندستان ارگینک کیمیکلس لمیٹڈ اور ہندستان انسکٹی سائیڈ لمیٹڈ ہیں۔

ہندستانی ارگینک کیمیکلس لمیٹڈ (ایچ او سی ایل) مہاراشٹر کے ضلع رائے گڑھ میں رسایانی میں 1960 میں قائم کی گئی تھی جس کا واحد مقصد ڈرگ، رنگنے کا سامان ربر کیمیکل اور لیمی نیٹس وغیرہ مینوفیکچر کرنے کے لئے متعلقہ کیمیکلس تیار کرنا تھا۔ کمپنی کے دو کارخانے ہیں جن میں ایک رسایانی (مہاراشٹر) میں اور دوسرا کوچین (کیرالا) میں ہے۔ رسایانی کا کارخانہ بھاری کیمیکل کا ارگینک گروپ اور نائٹروبنیزین، ہائیڈروجن، انیلائن، سلفرک ایسڈ، اسیٹک ایسڈ وغیرہ تیار کرتا ہے۔ کوچین کے کارخانے میں فنائل، ایسیٹین اور پراپلین تیار ہوتا ہیں۔ کمپنی نے پولی ٹٹرا فلورتھیلین (پی ٹی ایف ای) کے لئے ہندستان فلورا کاربن لمیٹڈ کے نام سے ایک ذیلی کمپنی قائم کی ہے۔ 02-2001 کے دوران کمپنی کی کل پیداوار 2,22,774 میٹرک ٹن رہی اور 40786 کروڑ کا کاروبار ہوا۔

ہندستانی انسکٹیسائیڈ لمیٹڈ (ایچ آئی ایل) 1954 میں قائم ہوا تھا اس کے تین کارخانے ہیں۔ جن میں ایک دہلی میں دوسرا ادیوگ منڈل (کیرالا) میں اور تیسرا رسایانی (مہاراشٹر) میں ہے۔ ایچ آئی ایل ملک میں استعمال ہونے والی اہم جراثیم کش اور ادویات ڈی ڈی ٹی، میلاتھیان، انڈوسلفان اور بوٹا لکور تیار کرتی ہے۔ یہ ملک میں تیار کی جانے والی اہم جراثیم کش ادویات ہیں۔ کمپنی نے 2002-2001 کے دوران 15,691 میٹرک ٹن پیداوار کی اور 114.76 کروڑ روپے کا کاروبار کیا۔

فارماسیوٹکل پالیسی

فارماسیوٹکل پالیسی 2002 کا اعلان کیا۔ پالیسی کی اہم خصوصیات ہیں: (i) ڈرگ کنٹرولر جنرل (انڈیا) کے ذریعہ منظور شدہ سبھی ملک دواؤں، ان کی سبھی درمیانی اشیا اور فارمولیشن کے لئے صنعتی لائسنسوں کا بندوبست ختم کردیا جائیگا۔ لیکن (a) ری کمبینینٹ ڈی این اے ٹکنالوجی کے استعمال کے ذریعہ تیار بلک دواؤں (b) عامل خاص کے طور پر نیوکلیک ایسڈوں کے انویو (زندہ عضویات) استعمال کی ضرورت والی دواؤں اور (c) مخصوص خلیہ/ بافت ہدف شدہ کے معاملوں کو چھوڑ کر وقتاً فوقتاً متعین کی جانے والی شرائط پر صد فی صد غیر ملکی اصل کاری کی اجازت ہوگی (ii) درجہ بالا (i) میں مذکور کو چھوڑ کر صنعتی لائسنس بندوبست میں رکھی جانے والی ڈرگ کنٹرولر جنرل (انڈیا) کے ذریعہ منظور سبھی بلک دواؤں، ان کی سبھی درمیانی اشیا اور فارمولیشن کو خود کار منظوری نظام میں اجازت ہوگی (iii) درج بالا (i) میں مذکور کو چھوڑ کر صنعتی لائسنس بندوبست کے تحت رکھی جانے والی ڈرگ کنٹرولر کے ذریعہ منظور سبھی بلک دواؤں، ان کی سبھی درمیانی اشیا اور فارمولیشن کے غیر ملکی ٹکنالوجی معاہدوں کی خود منظوری کا اہتمام ہوگا۔ اس کے لے حوکمت کے ذریعہ متعین مخصوص عمل کی پابندی کی جائیگی، (iv) ڈرگ سیکٹر میں تحقیق اور ترقی میں تیزی لانے کی تدابیر اس طرح ہیں: (a) سائنس اور ٹکنالوجی کے محکمے کے انتظامی کنٹرول کے تحت، فارموسیوٹکل ریسرچ اور ترقیاتی تائید فنڈ قائم کرنے کو اصولی طور پر منظوری، جو اس فنڈ کے استعمال کا بندوبست کرنے کے لئے ٹکنالوجی فروغ بورڈ کی طرز پر ایک ڈرگ ڈیولپمنٹ پرموشن بورڈ کی تشکیل کریگا۔ (b) اگر کسی دوا کا ملکی تحقیق وترقی محکمہ کے ذریعہ فروغ دیا گیا ہو اور انڈین پیٹنٹ ایکٹ 1970 کے تحت پیٹنٹ کرائی گئی اور کہیں اور بنہ بنائی گئی ہو تو ملک میں ایسی دوا کے کمرشیل پیداوار کے شروع ہونے کی تاریخ سے 15 سال کی مدت میں قیمت کنٹرول سے مستثنی ہونے کی مجاز ہوگی۔ (c) ملکی تحقیق وترقی (R&D) کے ذریعہ فروغ شدہ عمل سے ملک میں بننے والی ہندوستانی پیٹنٹ ایکٹ 1970 کے تحت پیٹنٹ کرائی گئی دوا مینوفکچررس اس دوا کے بارے میں نئے پیٹنٹ عمل کے ذریعہ ملک میں کمرشیل پیداوار شروع ہونے کی تاریخ سے پیٹنٹ ختم ہونے تک قیمت کنٹرول پر مستثنی ہونے کے مجاز ہونگے (d) نئے ڈیلیوری نظام والے فارمولیشن کے لئے پیٹنٹ کے لئے ملکی تحقیق وترقی کے ذریعہ اور انڈین پیٹنٹ

ایکٹ 1970 کے تحت فروغ شدہ نئے ڈیلیوری نظام والے فارمولیشن ملک میں اس کی کمرشیل پیداوار شروع کی تاریخ سے پیٹنٹ کے ختم ہونے تک ڈیٹنٹ حامل فارمولے کے حق میں قیمت کنٹرول میں مستثنٰی کے مجاز ہونگے۔(v) قیمت کنٹرول نظام کا اہتمام قیمت کنٹرول شدہ دواؤں کی اکیلی فہرست کے ذریعہ کیا جائیگا اوران دواؤں کے انتخاب کا معیار ڈاگ پالیسی 2002 میں متعین پیمانے ہونگے۔ان پرمبنی، دیسی فارمولیشن کے لئے صدفی صد MAPE اور درآمد شدہ فارمولیشن کے لئے 50فی صد والے فارمولیشن بھی شامل ہیں۔ پہلے کی طرح سیرا اور ٹیکوں اور بلڈ پروڈکٹوں، کمبینیشن وغیرہ کو چھوڑ ہنگامی طور پر دیکھ بھال میں وزارت صحت اور خاندانی بہبود کے ذریعہ صحت پروگراموں میں ان کے استعمال کے لحاظ سے اہم سبھی جانے والی 173 مدیں اور وزارت کے لحاظ سے ضروری ادویہ فہرست میں ضروری دواؤں ابجد فہرست میں شامل 279 مدیں مکمل باسکٹ کی تشکیل کریں گی جن میں سے قیمت کنٹرول کے لئے بلک دواؤں کا انتخاب ہوگا(vi) کسی بھی فارمولیشن کے لئے بالائی قیمت وقتاً فوقتاً مقرر کی جاسکتی ہے اور یہ سبھی کے لئے بشمول چھوٹے پیمانے کی اکائیوں یا وہ جینی نام کے تحت مارکیٹنگ کرتی ہیں، ان مقررہ قیمت کی پابندی کرنا ضروری ہوگا۔(vii) قیمت کے تعین/ترمیم اور دیگر متعلقہ معاملوں کا کام ماہرین کے ایک آزاد ادارے جسے قومی فارموسیوٹیکل پرائسنگ اتھارٹی کہا جاتا ہے، سونپ گیا ہے(viii) قیمت کنٹرول سے مستثنٰی کی جانے والی دواؤں کی قیمتوں پر حکومت گہری نظر رکھتی ہے، اگر ان دواؤں کی قیمتیں بے تحاشہ بڑھتی ہیں تو حکومت ازسرنو قیمت کنٹرول نافذ کرنے کی کھپت موزوں تدابیر کریگی۔(ix) موجودہ ادویہ (قیمت کنٹرول) احکام1995 کے تیسرے شیڈول کے مطابق نفع پذیری کو محدود کرنے والے اہتمام کو ہٹادیا جائیگا لیکن اگر ضروری ہوتو مفاد عامہ میں غیر شیڈولڈ فارمولیشن کے بشمول کسی بھی فارمولیشن کی قیمت حکومت کے ذریعہ مقرر یا ترمیم کی جائیگی۔

ڈرگس(قیمت کنٹرول)آرڈر1995

حکومت نے ڈرگس (قیمت کنٹرول) آرڈر (ڈی پی سی او) کا نوٹی فکیشن 6 جنوری 1995 کو جاری کیا تھا۔اس آرڈر نے اب ڈی پی سی او مجریہ 1987 کی جگہ لے لی ہے۔نئی ڈی پی سی او نے ڈرگ پالیسی مجریہ 1986 میں ترمیم کے بارے میں حکومت کے ذریعہ ڈرگس قیمت کنٹرول کے سلسلے میں ستمبر 1994 میں کئے گئے اعلان کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔ یہ احکام مرکزی حکومت کو ضروری اشیا ایکٹ 1995 کی دفعہ (3) کے تحت جو اختیارات حاصل تھے اس کا استعمال کرکے جاری کئے گئے ہیں۔

قومی انسٹی ٹیوٹ قومی اہمیت کے ایک ادارے کے طور پر حکومت نے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فارماسیوٹیکل ایجوکیشن اینڈ ریسرچ(NIPER) قائم کیا۔یہ فارماسیوٹکل سائنس میں پہلا انسٹی ٹیوٹ ہے۔اس کا اہم مقصد بدلتے ماحول میں تعلیمی اداروں اور صنعتوں کی بڑھتی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اعلیٰ درجے کے فروغ انسانی وسائل کو مہیا کراتا ہے۔ ہمارے ملک میں پھیلی بیماریوں جیسے تپ دق، ملیریا، لیشمینیا، اور ذیابیطس کے میدان میں نئی دواؤں کی تفتیش کے پروگراموں میں یہ ادارہ مشغول ہے۔ کچھ نئے حقائق سامنے آئے ہیں جنہیں دریافت کیا جارہا ہے۔ مختلف صنعتوں/سرکاری ایجنسیوں سے وارہ کو 161 پروجیکٹ حاصل ہوئے ہیں۔ان سرگرمیوں سے 5.57 کروڑ روپے حاصل ہوئے۔صنعتوں کے لئے کئے گئے 42 نئے فارموسیوٹکل فارمولیشن مطالعہ سے 1.62 کروڑ حاصل ہوئے۔ادارے نے 12 پیٹنٹ کے لئے درخواست دی ہے۔

سرکاری سیکٹر کے دوا کارخانے

انڈین ڈرگس اور فارماسیوٹیکلس لمٹیڈ 5 اپریل 1961 کو کمپنیز ایکٹ مجریہ 1956 کے تحت قائم کی گئی تھی یہ ایک صف اول کی کمپنی ہے۔کمپنی کے پانچ کارخانے ہیں جن میں رشی کیش (اترانچل) حیدرآباد (آندھراپردیش) گڑگاؤں (ہریانہ) چنئی (تامل ناڈو) اور مظفر پور (بہار) میں ایک ایک کارخانہ ہے۔ان میں پوری ملکیت والے ذیلی کارخانے بھی شامل ہیں۔

آئی ڈی پی ایل نے بھی معیاری فارماسیوٹیکل فارمولیشن تیار کرنے کے لئے متعلقہ ریاستی حکومتوں کے اشتراک سے تین ذیلی کارخانے قائم کئے ہیں جن کے نام راجستھان ڈرگس اور فارماسیوٹیکلس لمٹیڈ جے پور، اتر پردیش ڈرگس اور فارماسیوٹیکلس لمٹیڈ لکھنؤ اور اڑیسہ ڈرگس اور کیمیکلس لمٹیڈ بھوبنیشور ہیں۔

ہندوستان اینٹی بائٹکس لمٹیڈ کا قیام مارچ 1954 میں عمل آیا تھا۔ فارماسیوٹیکلس کے میدان میں سرکاری زمرہ کا پہلا کارخانہ تھا۔ یہ کمپنی پنسلین اور دوسرے اینٹی بائٹکس تیار کرنے کے بنیادی مقصد سے قائم کی گئی تھی۔ یہ کمپنی فارمولیشن کے علاوہ اسٹیر پٹومائسین، ہیمائسین اور آرو فنجین کی تیار کرتی ہے۔ ایچ اے ایل کی تین ذیلی کمپنیاں ہیں جو متعلقہ ریاستی حکومتوں کے اشتراک سے قائم کی گئی ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ کرناٹک اینٹی بائٹکس اور فارماسیوٹیکلس لمٹیڈ، بنگلور، مہاراشٹرا اینٹی بائٹکس اور فارماسیوٹیکلس لمٹیڈ (ناگپور) اور منی پور اسٹیٹ ڈرگس اور فارماسیوٹیکلس لمٹیڈ امپھال ہیں۔ اس کے علاوہ پنسلین کی پیداوار کے لیے نجی سیکٹر کی میکس جی بی لمیٹڈ کے ساتھ ہندوستان میکس جی بی لمیٹڈ نام کی متحدہ کمپنی بنائی گئی ہے۔

کلکتہ (مغربی بنگال) میں واقع سرکاری زمرے کے تین کارخانے ہیں جو ڈرگس اور فارمولیشن تیار کرتے ہیں یہ کمپنیاں پہلے نجی زمرے میں تھیں لیکن بعد میں بیمار کمپنیوں کی فہرست میں آنے کے بعد ان کا نظم ونسق مرکزی حکومت نے انڈسٹریز ڈیولپمنٹ اور ریگولیشن ایکٹ مجریہ 1951 کے تحت اپنے ہاتھوں میں لے لیا اس کے بعد ان کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا اور نئی سرکاری زمرے کی کمپنیاں بنادی گئیں۔ بنگال ایمیونیٹی لمٹیڈ (بی آئی ایل) بنگال کیمیکلس اور فارماسیوٹیکلس لمٹیڈ (بی سی پی ایل) اسمتھ اسٹین اسٹریٹ فارماسیوٹیکلس لمٹیڈ (ایس ایس پی ایل) کے نام سے وجود میں آئیں۔ سرکاری زمرے کے ان کارخانوں کی پیداواری سرگرمیاں مغربی بنگال تک محدود ہیں۔ بی آئی ایل سب سے زیادہ سیرا (SERA) اور ویکسین ٹاکسوئیڈ (Toxoid) تیار کرنے والی کمپنی ہے یہ کمپنی دوسرے فارماسیوٹیکل فارمولیشن بھی تیار کرتی ہے (بی سی پی ایل) جس کے چار کارخانے ہیں سانپ کے زہر کے انسداد کی سب سے زیادہ دوائیں انجکشن تیار کرتی ہے۔ یہ کمپنی سلفرک ایسڈ، الم (Alum) کروم (Chrome) نمک جیسے کیمیکل اور گھریلو استعمال کا سامان جیسے صابن، سر میں لگانے والا تیل اور پرفیوم بھی تیار کرتی ہے بی سی پی ایل جڑی بوٹی سے تیار مصنوعات بھی تیار کرتی ہے۔ ایس ایس پی ایل فارماسیوٹیکل فارمولیشن تیار کرتی ہے۔ اسمتھ اسٹانسٹریٹ فارموسیوٹکل لمیٹڈ ادویات سازی میں کام آنے والی بنیادی دواؤں کی پیداوار کرتی ہے۔ پچھلے کچھ سالوں سے یہ کمپنیاں گھاٹے میں چل رہی تھیں، اس لیے ان میں پھر سے نئی جان ڈالنے کے لیے انھیں BIFR کے حوالے کردیا گیا ہے۔ حکومت نے اب بنگال امیونٹی لمٹیڈ اور اسمتھ اسٹانسٹریٹ فارمالیوٹکلس لمٹیڈ کو بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

پیٹرو کیمیکلس

اہم پٹرو کیمیکلس (مصنوعی ریشہ، پالی مر، ایلاسٹومر اور سرفکٹنٹ انٹرمیڈیٹ AB) کی پیداوار 02-2001 کے 6,009 کلوٹن سے بڑھ کر 03-2002 میں 6,303 کلوٹن ہوگئی۔ یعنی اس میں 4.9 فی صد کا اضافہ ہوا۔ صلاحیت کا استعمال بھی 89.4 فی صد رہا۔ اہم پیٹرول کیمیکلوں کی پیداواری صلاحیت اس طرح رہی۔

(کلوٹن میں)

مصنوعات	2001-2002		2002-2003	
	صلاحیت	پیداوار	صلاحیت	پیداوار
پولیمر	4,215	3,949	4,279	4,145

مصنوعی ریشہ	2,048	3,949	4,279	1,705
ایلاسٹومر	145	79	145	78
سرفکٹنٹ	312	356	132	375
انٹرمیڈیٹLAB				
کل	6,720	6,009	6,826	6,303

صنعت کی کارکردگی

پولی مر (پولی ایتھلین، پولی پروپلین، پولی ونائل کلورائیڈ اور پولی سٹرین) کی پیداوار 2002-2001 میں 3,949 کلوٹن سے بڑھ کر 2003-2002 میں 4,145 کلوٹن ہوگئی یعنی اس میں 5 فی صد کا اضافہ ہوا۔ اس صنعت میں صلاحیت کا استعمال 97 فی صد رہا۔ سال 2002-2001 میں پولی مر کی درآمد اور برآمد بتدریج 419 کلوٹن اور 560 کلوٹن رہی۔ لیکن 2003-2002 میں (اپریل سے دسمبر تک) درآمد۔ برآمد بالترتیب 284 کلوٹن اور 589 کلوٹن رہی۔

مصنوعی ریشے (اکریلک فائبر، نائیلون، فلامنٹ دھاگا) صنعتی دھاگا اور پولی ایسٹر اسٹیپل ریشے کی پیداوار 1,625 ہزار ٹن سے 4.9 فی صد بڑھ کر 03-2002 میں 1,705 ہزار ٹن ہوگئی۔ اکریلک فائبر کی پیداوار میں سب سے زیادہ اضافہ ہوا اور یہ 02-2001 کے 95 کلوٹن سے بڑھ کر 03-2002 میں 105 کلوٹن ہوگئی۔ پولیسٹر فلامنٹ دھاگے اور اسٹیپل فائبر کی پیداوار میں 4.3 فی صد اور 5.3 فی صد کا علی الترتیب اضافہ ہوا۔ صلاحیت کا استعمال 81.6 فی صد رہا۔ سال 02-2001 میں مصنوعی ریشوں کی درآمد و برآمد علی الترتیب 146 کلوٹن اور 96 کلوٹن رہی تھی۔ 03-2002 (اپریل تا دسمبر) درآمد اور برآمد علی الترتیب 148 کلوٹن اور 100 کلوٹن رہی۔

مصنوعی ریشہ بنانے میں کام آنے والے ثانوی کیمیکلوں کی پیداوار میں بھی 02-2001 کے 2417 کلوٹن کے مقابلے 22.6 فی صد کا اضافہ ہوا اور 03-2002 میں پیداوار بڑھ کر 2,648 کلوٹن ہوگئی۔ اکریلک فائبر بنانے میں استعمال ہونے والے اکریلو نائٹریٹ کی پیداوار میں سب سے زیادہ اضافہ ہوا اور یہ 02-2001 میں 22 کلوٹن سے بڑھ کر 33 کلوٹن ہوگئی۔ 02-2001 میں مصنوعی ریشہ بنانے میں کام آنے والے ثانوی کیمیکلوں کی درآمد اور برآمد بالترتیب 113 کلوٹن اور 149 کلوٹن رہی۔ 02-2001 (اپریل تا دسمبر) کے دوران درآمد اور برآمد علی الترتیب 65.8 کلوٹن اور 183.4 کلوٹن تھی۔

پلاسٹک پراسسنگ صنعت صارفین کی مختلف طرح کی مانگ کو پورا کرنے کے لیے واجب قیمتوں پر اچھی قسم کی مصنوعات فراہم کرا رہی ہے۔ ملک میں پلاسٹک مصنوعات بنانے والی تقریباً 15,000 اکائیاں ہیں، جن کی موجودہ تنصیبی صلاحیت 60 تا 70 لاکھ ٹن ہے۔ صنعت کی اوسط اضافہ شرح 15 فی صد سالانہ ہے اور ان میں 30 لاکھ لوگوں کو سیدھا روزگار ملا ہے۔ صنعت میں تقریباً 41 لاکھ ٹن پالیمروں کا استعمال ہوتا ہے۔ ان میں سے 30 فی صد پلاسٹک کا پھر استعمال ہوتا ہے ہندوستان پولی اولفین، پولسٹرین اور مصنوعی ریشوں کو برآمد کرتا ہے۔

پیٹرو کیمیکل سیکٹر میں دو تنظیمیں ہیں جو کیمیکل اور پیٹرو کیمیکل محکمہ کے انتظامی کنٹرول میں آتی ہیں یہ تنظیمیں ہیں: انڈین پیٹرو کیمکلس کارپوریشن لمیٹڈ (IPCL) اور پٹرو فلس کارپوریٹیو (PCL) جو کثیر ریاستی کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ سوسائٹی ہے۔ IPCL پالیمر کیمکلس، ریشے اور ریشوں کی درمیانی اشیا جیسے مختلف پٹرو کیمیکل کی تیاری اور فروخت کررہی تھی

لیکن 4 جون 2002 کے بعد یہ کمپنی سرکاری کمپنی نہیں رہی ہے۔اس کی 26 فی صد ایکوئٹی کی نجکاری کردی گئی۔ پٹروفلس کارپوریٹوس لمیٹڈ خسارے میں چل رہی تھی اور مارچ 2001 سے اسے بند کردیا گیا۔

سنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف پلاسٹک انجینئرنگ اور ٹکنالوجی (سی آئی پی ای ٹی) جو ایک تربیتی ادارہ ہے رجسٹرڈ سوسائٹی کی حیثیت سے 1968 میں پیٹروکیمکل کے محکمہ کے انتظامی کنٹرول میں ایک خودمختار تنظیم کی حیثیت سے چنئی میں قائم کیا گیا تھا۔اس کے قیام کا مقصد ہنرمند افرادی طاقت کو فروغ دینا اور پلاسٹک صنعت کو تکنیکی خدمات فراہم کرنا ہے یہ ادارہ پلاسٹک صنعت کو جانچ، معیار بندی، کوالیٹی کنٹرول اور مشاورتی خدمات بھی فراہم کرتا ہے۔

معدنیات

بھارت معدنیات کی دولت سے مالا مال ہے۔آئین کے تحت کان کنی حقوق اور کان کنی سے متعلق قوانین کے نفاذ کی ذمہ داری ریاستی حکومت کو سونپی گئی ہے۔مرکزی حکومت بہرحال کان کنی کان اور معدنیات (ریگولیشن اور ڈیولپمنٹ ایکٹ) مجریہ 1957 کے تحت معدنیات کی ترقی کو کنٹرول کرتی ہے اور ان کو باضابطہ بناتی ہے۔مندرجہ ذیل امور کے لئے قانون وضع کرنے کے اختیارات مرکز کو آئینی طور پر حاصل ہیں (1) ممکنہ لائسنس کی منظوری اور بڑے کان کنی ایجنسیوں کو کان پٹے پر دینا کا معاملہ (معدنی رعایت ضوابط 1960 کے تحت) (2) معدنیات کا تحفظ اور ترقی معدنی تحفظ اور فروغ ضوابط 1988 اہم معدنیات کے لیے (ایٹمی، ایندھن اور ضمنی معدنیات کو چھوڑکر) اور گینائٹ تحفظ اور فروغ ضوابط 1999 کے مطابق) (3) پرانے پٹوں میں تبدیلی۔یہ قانون یکم جون 1958 کو نافذ کیا گیا تھا۔اور اس ایکٹ میں 1986,1972 اور 1994 اور 1999 میں ترمیم کی گئیں۔

31 جنوری 2003 کو سمندر کے اندر علاقوں میں معدن (ترقی اور ضابطہ بندی) ایکٹ 2002 نوٹیفائی کیا گیا جس کے تحت ساحلی، براعظمی شیلف اور مخصوص اقتصادی زون میں معدنی وسائل کو فروغ دیا جاتا ہے اور ضابطہ بندی کی جاتی ہے۔اس قانون سے سمندری علاقوں میں معدنی تلاش اور ترقیاتی عمل میں اختیار حاصل ہوگا ساتھ ہی معدنی ذخائر (پٹرولیم، گیس اور ہائیڈرو کاربن وسائل کو چھوڑکر) کے نظمی اور سائنسی استعمال میں معدنی سیکٹر کی نجی اصل کاری کو ترغیب ملے گی۔

معدنیاتی وسائل

ملک میں جو خاص معدنیات پائی جاتی ہیں ان کے نام اور تخمیناً ذخائر کی تفصیل اس طرح ہے۔

کوئلہ اور لگنائٹ

بھارت کے معدنی وسائل میں کوئلہ کو غیرمعمولی اہمیت حاصل ہے اس وقت کوئلہ پیدا کرنے والے ملکوں میں چین اور امریکہ

کے بعد بھارت کا تیسرا مقام ہے۔کوئلہ ارضیاتی زمانوں کی چٹانی سلسلوں سے پایا جاتا ہے یہ ہیں گونڈوانہ (جو تقریباً 20 کروڑ سال قدیم ہے) اور دوسرے جو تیسرے ارضی زمانے (قریب 5 کروڑ سال قبل) میں پیدا ہوا گونڈوانہ کوئلہ کے خاص وسائل مغربی بنگال جھارکھنڈ، اڑیسہ، چھتیس گڈھ، مہاراشٹر اور آندھرا پردیش میں کوئلے کی کانیں ہیں اس کے علاوہ آسام، اروناچل پردیش، میگھالیہ اور ناگالینڈ میں بھی کوئلہ کے ذخائر ہیں اس کے علاوہ تامل ناڈو، گجرات، کے ساحلی علاقوں اور راجستھان کے تھار میں بھی لگنائٹ کے ذخائر موجود ہیں یکم جنوری 2002 کے مطابق گونڈوانہ اور شمال مشرق کے کوئلہ ذخائر میں ہر طرح کے کل ذخائر میں 234.11 ارب ٹن کوئلہ ہے۔ وسائل کی نظر سے اڑیسہ کی کوئلہ کانوں میں سب سے زیادہ کوئلہ ہے حالانکہ یہ معمولی درجہ کا کوئلہ ہے۔ دھاتوں والا کوئلہ مغربی بنگال اور بہار میں داموودر گھاٹی کی کوئلہ کانوں میں نیز سہاگ پور سونہاٹ جھلمل اور ست پڑا کی وسطی دور کی بھارتی کانوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ یکم جنوری 2002 کے مطابق لگنائٹ کا تخمینی ذخیرہ قریب 35.36 ارب ٹن سے کچھ زیادہ ہے اور اس میں زیادہ حصہ تامل ناڈو کے میدانوں کا ہے۔

باکسائٹ

ملک میں حاصل ہونے کے لائق باکسائٹ کے ذخائر کی مقدار 307.6 کروڑ ٹن ذخائر میں سے 246.20 کروڑ ٹن ایسے ہیں جن سے باکسائٹ نکالا جا سکتا ہے۔ نکالے جانے لائق سبھی درجات کے باکسائٹ کا 84 فی صد حصہ دھات آمیزہ نوعیت کے ہیں۔ حالات پر منحصر باکسائٹ لگ بھگ 5,99,780 ٹن ہیں ان کے علاوہ ممکنہ ذخائر کی مقدار 90 لاکھ ٹن ہے۔ اڑیسہ، آندھرا پردیش، چھتیس گڑھ، کے ساحلی علاقوں میں باکسائٹ کے سب سے زیادہ ذخائر ہیں۔ اس کے علاوہ اڑیسہ، آندھرا پردیش، گجرات، مہاراشٹر اور جھارکھنڈ میں بھی باکسائٹ کے ذخائر ہیں۔

کرومائٹ

کرومائٹ کے قابل حصول ذخائر کا تخمینہ یکم اپریل 2000 کو 11.4 کروڑ ٹن لگایا گیا ہے۔ باکسائٹ کے 18.7 کروڑ ٹن ذخائر میں 11.4 کروڑ ٹن مجموعی محفوظ ذخیرہ ذخیرہ اور 7.3 کروڑ ٹن ممنوعہ ذخائر ہیں۔ کل ذخائر کا سب سے زیادہ (تقریباً 96 فیصد) اڑیسہ کے کٹک میں ہے۔ اڑیسہ، کرناٹک، مہاراشٹر، بہار مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ تامل ناڈو اور منی پور میں بھی کرومائٹ کے ذخائر ہیں لیکن عمدہ اور زیادہ حرارت برداشت کرنے والا کرومائٹ بہت کم مقدار میں ہے۔

تانبا

ملک میں خام تانبے کے قابل حصول ذخائر تقریباً 71.25 کروڑ ٹن تھا جو 94 لاکھ ٹن دھات کے اجزا کے مساوی ہے۔ حالات پر منحصر تانبے کے کل ہند ذخائر 72.20 کروڑ ٹن ہیں۔ (31.5 لاکھ ٹن تانبا دھات) اور ممکنہ وسائل 6 لاکھ ٹن ہیں۔ خام تانبے کے بڑے اور اہم ذخائر سنگھ بھوم (بہار) بالا گھاٹ (مدھیہ پردیش) الور اور جھنجھنو راجستھان میں ہیں۔ اس کے علاوہ خام تانبے کے چھوٹے ذخائر آندھرا پردیش، گجرات، مہاراشٹر، کرناٹک، سکم، اڑیسہ، اتر پردیش اور مغربی بنگال میں بھی ہیں۔

سونا

ملک میں سونے کی تین اہم کانیں ہیں۔ کولار گولڈ فیلڈ (ضلع کولار) ہٹی گولڈ فیلڈ ضلع رائچور دونوں کرناٹک میں ہیں۔ راما گری گولڈ فیلڈ اننت پور آندھرا پردیش میں ہے ملک میں کچے سونے کے مجموعی ذخائر تخمیناً 224 لاکھ ٹن ہیں جن سے 116.5 ٹن پکا سونا حاصل ہوتا ہے۔

کچا لوہا

ملک میں ہیمیٹایٹ خام لوہے کے قابل حصول مجموعی ذخائر لگ بھگ 1231.7 کروڑ ٹن ہیں 539.5 کروڑ ٹن میگنا ئٹ کے ہیں۔ اعلیٰ کوالٹی کے کچے لوہے کے ذخائر بہت محدود ہیں یہ خاص طور سے مدھیہ پردیش کے پیلا ڈلا علاقے میں اور کچھ مقدار میں کرنا ٹک کے ہوس پیٹ علاقے میں بہار کے براجما مادا علاقے میں اور اڑیسہ میں ہیں۔ ہیما ٹائٹ کے ذخائر بہار جھارکھنڈ، اڑیسہ، چھتیس گڈھ، کرناٹک، گوا، مہاراشٹر، آندھراپردیش، گوا، کیرالا، بہار، راجستھان اور تامل ناڈو میں ہیں۔ اور راجستھان میں ہیں جب کہ میگنا نائٹ کے ذخائر کرناٹک، آندھراپردیش، گوا، کیرل، بہار، راجستھان اور تملناڈو میں ہیں۔

سیسہ اور جستہ

سیسہ اور جستہ کے ذخائر راجستھان، گجرات، مغربی بنگال، آندھراپردیش، مدھیہ پردیش، اتر پردیش، اڑیسہ، میگھالیہ، تامل ناڈو، اتر پردیش اور سکم میں پائے جاتے ہیں۔ ہر قسم کے خام سیسے اور جستے کے مجموعی قابل حصول ذخائر 23.1 کروڑ ٹن ہیں۔ ان میں 51 لاکھ ٹن سیسہ اور 170.2 لاکھ ٹن جستہ ہونے کا اندازہ ہے

مینگنیز

میگنیز کا قابل حصول ذخائر 40 کروڑ 60 لاکھ ٹن ہیں جن میں 10.4 کروڑ تصدیق شدہ، 13 کروڑ 50 لاکھ ٹن ممکنہ اور 16 کروڑ 70 لاکھ ٹن امکانی درجے کے ہیں۔ زیادہ ذخائر کرناٹک میں ہیں۔

اس کے بعد اڑیسہ، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، اور گوا کا نمبر آتا ہے۔ تھوڑی بہت مینگنیز آندھراپردیش، بہار، گجرات راجستھان اور مغربی بنگال میں پائی جاتی ہیں۔

گیلٹ (نکل)

حالات پر منحصر نکل اور (ORE) کے ذخائر 18 کروڑ 87 لاکھ ٹن ہیں۔ اڑیسہ میں اس کے 17.45 ملین ٹن اور جھارکھنڈ میں 90 لاکھ ٹن ذخائر ہیں۔

ٹنگسٹن

ٹنگسٹن کے قابل حصول ذخائر کا تخمینہ 4,31,50,000 ٹن جس میں ڈبلواو-3 اجزا کی مقدار 1,32,478 ٹن ہیں۔ اس کے اہم ذخائر دگانا (راجستھان) میں ہیں۔ اس کے علاوہ یہ دھات مہاراشٹر، ہریانہ، مغربی بنگال، اور آندھراپردیش میں بھی پائی جاتی ہے۔

بیرائٹس

اس کے قابل حصول ذخائر 8,50,00,000 ٹن ہیں دنیا میں سب سے زیادہ بیرائٹس کے ذخائر کڈپا آندھراپردیش میں پائے جاتے ہیں۔ راجستھان، مغربی بنگال، چھتیس گڈھ مدھیہ پردیش، تامل ناڈو، مہاراشٹر، اتر پردیش، بہار جھارکھنڈ، ہماچل پردیش، اور کرناٹک میں بھی اس کے چھوٹے ذخائر ہیں۔

ہیرا

ہیرے کے ذخائر تین قسم کے جیولا جیکل نظام جیسے کیمبرلائٹ پائپس، گول پینڈ کی تہہ میں اور سیلاب سے جمی مٹی کے چکنے پتھروں میں پائے جاتے ہیں۔ ہندستان میں ہیرے کے جو خاص علاقے ہیں ان میں مدھیہ پردیش میں پنا کی پٹی، کرنول ضلع میں منی مڈاگو، بنگا ناپلی بن گول بینڈ کی تہہ، اننت ضلع میں وجرا کیرور کیمبرلائٹ پائپ اور آندھرا پردیش کرشنا ندی کی تہہ میں پائے جانے والے چکنے کنکڑ کے علاقے شامل ہیں۔ ذخائر کا تخمینہ صرف پنا کی پٹی اور آندھرا پردیش میں کرشنا گریولس میں لگایا گیا ہے۔ لگ بھگ 26,43,824 لاکھ کیرٹ قابل حصول ذخائر کے علاوہ 19,36,512 کیرٹس کے حالات پر منحصر ذخائر ہیں۔ کرناٹک کے رائچور گلبرگ ضلعوں نئے کیمبرلائٹ میدان ابھی حال ہی میں دریافت کئے گئے ہیں۔

ڈولومائٹ

ڈولومائٹ ملک کے تقریباً ہر حصے میں پائی جاتی ہے۔ ہر قسم کے ڈولومائٹ کے مجموعی قابل حصول ذخائر 17,34,90,00,000 ٹن ہیں، جس کا 90 فیصدی سات ریاستوں مدھیہ پردیش چھتیس گڑھ، اڑیسہ، گجرات، کرناٹک، مغربی بنگال، اتر پردیش اور مہاراشٹر میں واقع ہیں۔ بی ایف اور ایس ایم ایس گریڈ کی ڈولومائٹ وافر مقدار میں پائی جاتی ہے لیکن سخت قسم کے ڈولومائٹ کے ذخائر 42.5 کروڑ ٹن ہیں جو اس کے مجموعی ذخائر کا صرف 5.8 فیصدی ہے۔

فائر کلے (Fireclay)

ہندوستان میں فائر کلے زیادہ تر گونڈوانہ اور دور ثالث کے کوئلائی سلسلے میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے بڑے ذخائر بہار جھارکھنڈ میں جھریا اور مغربی بنگال میں رانی گنج، مدھیہ پردیش میں کوربا کی کوئلہ کی کانوں اور تامل ناڈو میں نیویلی لگنائٹ کانوں میں پائے جاتے ہیں کوئلہ کی کان میں نہ پائے جانے والے فائر کلے گجرات، مدھیہ پردیش کے جبل پور خطے اور اڑیسہ کے بیل پہاڑ سندر گڑھ علاقے میں پائی جاتی ہے۔ ملک میں اس کے نکالے جاسکنے والے ذخائر 70 کروڑ 70 لاکھ ٹن ہیں

فلوراسپار (Fluorspar)

فلوراسپار کے قابل حصول ذخائر 141.5 ملین ٹن ہیں۔ یہ کمرشیل ذخائر گجرات، راجستھان، مدھیہ پردیش اور مہاراشٹر میں پائے جاتے ہیں۔

کھریا مٹی (Gypsum)

ملک میں اس کے قابل حصول ذخائر 38 کروڑ 30 لاکھ ٹن ہیں۔ ان میں 20 لاکھ ٹن سرجیکل پلاسٹر گریڈ کے 9 کروڑ 20 لاکھ ٹن فرٹلائزر اور مٹی کے برتن بنانے کے گریڈ کے 7 کروڑ 60 لاکھ ٹن، سیمنٹ ریٹینٹ گریڈ کے 130 لاکھ ٹن مٹی سدھارنے کے گریڈ کے ہیں۔ بقیہ ذخائر بغیر درجہ بندی کے ہیں۔ اس دھات کی پیداوار راجستھان، تملناڈو، جموں وکشمیر، اور گجرات تک محدود ہے۔ لیکن راجستھان اور جموں وکشمیر میں سب سے زیادہ پیدا ہوتی ہے۔

گریفائٹ (Graphite)

گریفائٹ کا قابل حصول ذخائر 160 لاکھ ٹن ہیں۔ سب سے زیادہ گریفائٹ اڑیسہ میں پیدا ہوتی ہے۔ تملناڈو میں جس

قدر گریفائٹ پیدا ہوتی ہے وہ سب کی سب راما ناتھا پورم میں ہوتی ہے۔اور توثیق شدہ کمرشیل اہمیت کے ذخائر آندھراپردیش، بہار جھارکھنڈ، گجرات، کیرالا، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، اڑیسہ، راجستھان اور تامل ناڈو میں پائے جاتے ہیں۔

المنائٹ(Ilmenite)

اس کے قابل حصول ذخائر 34 کروڑ80لاکھ ٹن ہیں۔یہ دھات عام طور پر سمندر کے ساحل پر پائے جانے والے بالو میں پائی جاتی ہے۔اس کے ذخائر رتنا گیری کے مغربی ساحل سے اڑیسہ کے مشرقی ساحل میں ہیں۔المنائٹ کیرالا، تامل ناڈو، آندھراپردیش، مہاراشٹر، مغربی بنگال اور اڑیسہ میں بھی پیدا ہوتی ہے۔

کاولن(Kaolin)

کاولن کے قابل حصول ذخائر بشمول ہرقسم کی چکنی مٹی سمیت دو ارب 35 کروڑ ٹن ہیں۔کاولن پیدا کرنے والی خاص ریاستیں راجستھان، کیرالا، مغربی بنگال اور گجرات ہیں۔بال کلے (چونا پتھر) پیدا کرنے والی خاص ریاستوں میں آندھراپردیش کا مغربی گوداوری ضلع اور راجستھان کے بیکانیر ضلع شامل ہیں۔

لائم اسٹون (چونا پتھر)(Limestone)

ہرقسم کے لائم اسٹون کے قابل حصول ذخائر 169ارب 94 کروڑ10لاکھ ٹن ہیں۔حالات پر منحصر مجموعی ذخائر کا تخمینہ 37.1 کروڑ ٹن لگایا گیا ہے۔لائم اسٹون پیدا کرنے والی خاص ریاستیں مدھیہ پردیش چھتیس گڑھ، آندھراپردیش، گجرات، راجستھان، کرناٹک، تامل ناڈو، مہاراشٹر، ہماچل پردیش، اڑیسہ، بہار، اترانچل اور اتر پردیش ہیں۔ان کے علاوہ اروناچل پردیش، آسام، ہریانہ، جموں وکشمیر، کیرالا، اور میگھالیہ میں بھی اس کے چھوٹے ذخائر ہیں۔

ابرق(Mica)

بھارت دنیا میں سب سے زیادہ شیٹ مائیکا (پرت دار ابرق) پیدا کرنے والا ملک ہے۔دنیا میں ابرق کی جو مجموعی تجارت ہوتی ہے اس میں 60 فیصدی ہندوستان کا حصہ ہے۔ابرق کا اقتصادی نقطہ نگاہ سے اہم پگمیٹائٹ سمیت ابرق کے ذخائر آندھراپردیش، بہار جھارکھنڈ، اور راجستھان میں ہیں۔ابرق کا تخمینی ذخیرہ ملک 59,065 ٹن، آندھراپردیش میں، 44,626 ٹن بہار میں 12,938 ٹن جھارکھنڈ میں 1,494 ٹن اور راجستھان میں 2,007 ٹن ہے۔

میگنیسائٹ(Magnesite)

ملک میں اس کے قابل حصول ذخائر لگ بھگ 41 کروڑ50لاکھ ٹن ہیں جن میں 7 کروڑ60لاکھ ٹن کے ذخائر تصدیق شدہ درجہ کے ہیں۔میگنائٹ زیادہ اترانچل، تامل ناڈو، اور راجستھان میں پائی جاتی ہے۔جموں وکشمیر، کرناٹک، ہماچل پردیش اور کیرالا میں بھی اس کے معمولی ذخائر ہیں۔

کیانائٹ اور سلیمانائٹ(Kyanite &Silimanite)

ملک میں کیانائٹ اور سلیمانائٹ کے ذخائر علی الترتیب 81.2 ملین ٹن اور 5 کروڑ88لاکھ ٹن ہے۔ان کے علاوہ حالات پر منحصر کیانائٹ کے ذخائر کا تخمینہ 9 کروڑ53لاکھ ٹن لگایا گیا ہے۔سلیمانائٹ کے حالات پر منحصر ذخائر کا تخمینہ 59 لاکھ ٹن اور

امکانی وسائل کا تخمینہ 0.8 ملین ٹن لگایا گیا ہے۔ کیانائٹ کے بیشتر ذخائر کرناٹک، مہاراشٹر، بہار جھارکھنڈ اور آندھراپردیش میں ہیں جب کہ سلیمانائٹ کے ذخائر تامل ناڈو، اڑیسہ، کیرالا، آندھراپردیش اور مغربی بنگال میں ہیں۔ جبکہ تھوڑے بہت آسام، راجستھان، کرناٹک مہاراشٹر، میگھالیہ، راجستھان اور مدھیہ پردیش میں ہیں۔

فاسفیٹ منرلس (Phosphate Minerals)

فاسفورائٹس کے ذخائر مدھیہ پردیش، راجستھان، اترانچل اتر پردیش اور گجرات میں ہیں۔ اس کے علاوہ کاروباری اہمیت کے ایپاٹائٹ ذخائر، جھارکھنڈ، مغربی بنگال، آندھراپردیش، تامل ناڈو اور راجستھان میں پائے جاتے ہیں ہر قسم کے راک فاسفیٹ کے قابل حصول ذخائر کا تخمینہ 19 کروڑ 32 لاکھ 30 ہزار ملین ٹن اور ایپاٹائٹ کے ذخائر کا تخمینہ 1 کروڑ 48 لاکھ 30 ہزار ٹن لگایا گیا ہے۔

دوسری معدنیات

دوسری معدنیات جو پیدا ہوتی ہیں ان میں بنٹونائٹ (Bantonite) (راجستھان، گجرات، جھارکھنڈ، جموں وکشمیر) میں کورنڈم (کرناٹک، آندھراپردیش، راجستھان، مدھیہ پردیش چھتیس گڈھ)، میں کلسائٹ (Calcite) (آندھراپردیش راجستھان، مدھیہ پردیش، تامل ناڈو، ہریانہ، کرناٹک، اترپردیش اور گجرات) میں فلرس ارتھ (راجستھان، آندھراپردیش، جھارکھنڈ بہار، تملناڈو، مہاراشٹر مغربی بنگال اور کرناٹک فیلڈ گارنٹ (تامل ناڈو، اڑیسہ کیرل، آندھراپردیش، اور راجستھان) میں پارائٹس (بہار جھارکھنڈ، راجستھان، آندھراپردیش، کرناٹک، ہماچل پردیش) میں فیلسپار وولاسٹونائٹ (راجستھان اور گجرات) میں اسٹیٹائٹ (راجستھان، اترپردیش، کیرالا، مدھیہ پردیش) اور مہاراشٹر میں زرکان کیرالا، آندھراپردیش تملناڈو اور اڑیسہ کے ساحلی بالو میں) اور کوارٹزسائیکا تقریباً ہر ریاست میں پائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ ملک میں عمارت سازی کیلئے اور وہ پتھر جو زیورات بنانے میں کام آتے ہیں مثلاً گرینائٹ، سنگ مرمر اور سلیٹ کے بھی بڑے ذخائر ہیں۔ سب سے زیادہ گرینائٹ، تامل ناڈو، کرناٹک، آندھراپردیش اور راجستھان کی کانوں سے اور سنگ مرمر راجستھان گجرات اور اتر پردیش میں کانوں سے اور سلیٹ چھتیس گڈھ، مدھیہ پردیش، ہریانہ، اور آندھراپردیش کی کانوں سے نکالا جاتا ہے۔ بلوا پتھر راجستھان میں ملتا ہے۔

معدنیات کی تلاش اور ترقی

بھارت میں معدنیاتی وسائل اور ترقی و تلاش میں متعدد تنظیمیں سرگرم ہیں۔ ان میں جیولاجیکل سروے آف انڈیا، منرل ایکسپلوریشن کارپوریشن لمیٹڈ، انڈین بیورو آف مائنس اور متعدد سرکاری زمرے کے کارخانے شامل ہیں۔ یہ سارے ادارے وزارت کان کنی کے کنٹرول میں ہیں۔

جیولاجیکل سروے آف انڈیا

جیولاجیکل سروے آف انڈیا (جی ایس آئی) بین الاقوامی شہرت کی حامل بھارت کی ایک ممتاز جیولاجیکل ہے 1,851 میں قائم ہونے والی یہ تنظیم مختلف میدانوں میں جیوسائنس اطلاعات فراہم کرنے، قدرتی وسائل کو فروغ دینے اور ملک کے گوناگوں ترقیاتی پروگراموں کے سلسلے میں ملک اور سائنس داں جماعت کی غیر معمولی خدمات انجام دے رہی ہے۔ تب سے اب تک GSI نے ملک کی اقتصادی وسماجی ترقی میں اپنی خدمات میں لگاتار وسعت فراہم کی ہے۔

ملک میں فولاد، کوئلہ، دھات، سیمنٹ اور پن بجلی سے متعلق محرک صنعتیں ملکی پس منظر میں جیولاجیکل سروے کی افادیت کا ٹھوس ثبوت ہیں۔ قدرتی آفات جیسے سیلاب، زمین کا کھسکنا، زلزلے سے متعلق رسک منتظمہ، ماحولیات کی پست کاری والے علاقوں کی پہچان اور ان کی حدوں کا تعین اور نقل وحمل اور مواصلات جیسے شعبوں میں ترقیاتی معاملے کو زیادہ سے زیادہ انجام دینے کے لیے ارضیاتی سائنسی امداد فراہم کرانا GSI کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ جیولاجیکل سروے آف انڈیا نے ملک کے بحری ساحل سے باہر آس پاس کے نزد ساحلی علاقوں اور مخصوص اقتصادی زون میں بھی اپنی سرگرمیوں کو وسعت فراہم کی ہے۔ یہی نہیں اس نے برفیلے انٹارکٹکا بر اعظم میں ارضیاتی سائنسی مطالعہ اور وہاں دستیاب وسائل کا بھی پتہ لگانے کی کوشش کی ہے۔ جیولوجیکل سروے آف انڈیا ملک کی سب سے بڑی سائنسی تنظیموں کے طور پر ابھر کر سامنے آیا ہے۔ دسمبر 2002 کو اس میں 12,245 ملازمین کا کام کر رہے تھے۔

جیولاجیکل سروے آف انڈیا کی سرگرمیوں میں ارضی سائنس سے متعلق کئی سرگرمیاں جیسے ارضیاتی، ارضی طبیعاتی، ارضی کیمیائی نقشہ بندی، مخصوص موضوعات سے متعلق مطالعہ، زمینی اور ہوائی ارضی طبیعاتی سروے، سمندری سروے، ضلع سطح پر معلومات اکٹھا کرنے کے لیے ارضی ماحولیاتی مطالعہ، اثرات کی جانچ پرکھ، شہری ترقی اور عوامی صحت کے لیے قدرتی آفات، ارضیاتی ٹکنالوجی اور زلزلے سے متعلق سروے اور مختلف طرح کے تجرباتی مطالعے شامل ہیں۔ اس کا اہم مقصد سونا، ہیرا، فلی دھاتوں کوئلہ اور لگنائیٹ، لوہا اور صنعتی دریفائیزی سے متعلق معدن کی تلاش اور فروغ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ یہ زمینی، سمندری اور ہوائی سروے کے ذریعے قومی سطح پر ارضی سائنس اطلاعات اور معلومات کو اپ ڈیٹ کرنا، مختلف موضوعات سے متعلق نقشہ سازی اور ان کا مطالعہ، دیہی ترقی کے لیے مربوط قدرتی وسائل سروے (پروجیکٹ DOVEMAP)، آبی وسائل فروغ سے متعلق ارضی تکنیکی کھوج، ارضی ماحولیاتی جانچ، قدرتی آفات سے متعلق مطالعہ، ہنگامی حالات کا منتظمہ اور زلزلے اور زمین کھسکنے والے علاقوں کے تعین وغیرہ کا بھی کام کر رہا ہے۔ جیولاجیکل سروے آف انڈیا کے لیے جن کاموں کی پہچان کی گئی ہے۔ وہ اس طرح ہیں: ارضیاتی سائنسی معلومات فراہم کرانے کے لیے ملک کی اہم تنظیم کے طور پر کام کرنا، ارضیاتی سائنسی معلومات فراہم کرانے کے لیے ملک کی اہم تنظیم کے طور پر کام کرنا، ارضیاتی سائنس سے متعلق قومی بنیادی ڈھانچے کو اپ ڈیٹ کرنا اور ان کو بہتر شکل فراہم کرنا، قومی معدنی وسائل کی فہرست میں اضافہ کرنا، علاقائی معدنی تلاش، معدنی تلاش سے متعلق اعداد وشمار کو اکٹھا کرنا، انجینئرنگ اور ماحولیاتی ارضی تکنیکوں کا فروغ، بنیادی ارضی ماحولیاتی اعداد وشمار کو اکٹھا کرنا، قدرتی آفات سے متعلق معاملات اور ارضی سائنس اطلاعات کو اکٹھا کرنا اور اس کی اشاعت کرنا۔

انڈین بیورو آف مائنز

انڈین بیورو آف مائنز وزارت کان کنی کے تحت ایک قومی تنظیم ہے جس کا قیام یکم مارچ 1948 کو ہوا تھا۔ جو ملک کے معدنیاتی وسائل کے فروغ، تحفظ اور سائنسی ترقی کے لئے کام کر رہی ہے۔ ان معدنیاتی وسائل میں کوئلہ، پٹیرولیم، قدرتی گیس، ایٹمی معدنیات کے علاوہ دیگر چھوٹے معدنی وسائل کے تحفظ اور طریقوں کی تلاش کا کام بھی اسی کے ذمہ ہے۔ یہ تنظیم ضوابط وضع کرتی ہے اور ان پر عملدرآمد بھی کراتی ہے۔ مختلف موضوعات مثلاً جیولاجیکل کان کنی اور ماحولیات پر سائنسی، تکنیکی اور معاشی تحقیق پر مبنی مطالعات کا بھی بندوبست کرتی ہے۔

بیورو کا ہیڈ کوارٹر ناگپور میں ہے۔ اس کے 3 زونل، 12 علاقائی اور 2 ذیلی علاقائی دفاتر پورے ملک میں ہیں ناگپور میں UNDP کی مدد سے قائم جدید معدن عمل کاری لیباریٹری پائلٹ پلانٹ کے ساتھ اجمیر اور بنگلور میں کام کر رہے ہیں۔

IBM کی سرگرمیاں وار ذمہ داریاں حکومت ہند کے ذریعہ فروری 2003 میں جاری 11 نکاتی چارٹر کے ذریعہ انجام پاتی ہیں۔ بیورو کے موجودہ کاموں میں شامل ہیں: کانوں کے معائینے کے ذریعہ معدنی وسائل کے تحفظ کی حوصلہ افزائی کرنا، کانوں کے پروجیکٹوں کی جانچ پڑتال اور توثیق کانوں کے بارے میں اسکیم اور کان بند کرنے کے منصوبے، ماحولیاتی مطالعہ اور متعلقہ سرگرمیاں ہلکے درجے کے کچھ ھاتوں میں اصلاح کے لئے ٹکنالوجی کو فروغ دینا اور ان کچھ ھاتوں کے استعمال کے راستے تلاش کرنا، کان کنی، ارضیاتی سائنس، معدنی پہلوؤں پر سائنسی، تکنیکی اور اقتصادی تحقیق اور مطالعہ کرنا، معدنی وسائل کو قومی معدنی فہرست اور معدنیات کے نقشوں کو تیار کرنا، کانوں اور معدنیات کے ڈیٹا بینک کے طور پر کام کرنا اور تکنیکی وشماریاتی اشاعت، معدنی صنعت دیگر ایجنسیوں اور بیورو کے سائنسی، تکنیکی اور دیگر لوگوں کو تربیت فراہم کرانا، کان والے علاقوں میں کمیونٹی فروغ سے متعلق سرگرمیاں اور نگرانی رکھنا، کان کنی صنعت، تجارت اور قانون بنانے کے سبھی پہلوؤں پر مرکز اور ریاستی حکومتوں کو مشورے دینا۔

سرکاری زمرے کے کارخانے

منرل ایکسپلوریشن کارپوریشن لمٹیڈ

معدنیات کی تلاش کارپوریشن لمٹیڈ (ایم ای سی ایل) کا قیام مرکزی حکومت نے سرکاری کارخانے کی حیثیت سے 1972 میں کیا تھا۔ اس کے قیام کا مقصد معدنیات کی تلاش اور تلاش کے امکانات اور استعمال کے درمیان فرق کو کم کرنا تھا۔ اس کارپوریشن کے اصل کام میں معدنیاتی وسائل کی تلاش کے لئے منصوبہ بندی اور پروگرام پر عمل درآمد شامل ہیں۔ اس کا ہیڈ کوارٹر ناگپور میں ہے۔ 2002-03 کے دوران کمپنی نے کئی طرح کی معدنیات کے 4025 کروڑ ٹن ذخائر کام کئے اور 44.05 کروڑ روپے کا کاروبار کیا۔

نیشنل الموینیم کمپنی لمٹیڈ (NALCO)

نیشنل الموینیم کمپنی لمٹیڈ (نالکو) الموینا اور الموینیم پیدا کرنے کی غرض سے 7 جنوری 1981 کو قائم کی گئی تھی۔ اس کا رجسٹرڈ دفتر بھونیشور میں ہے۔ یہ کمپنی پنچ پت مالی (کوراپٹ) کے ذخائر سے سالانہ 48 لاکھ ٹن باکسائٹ پیدا کرنے کی صلاحیت والی ایک باکسائٹ کان، دمن جوڑی (کوراپٹ) میں 15.75 لاکھ ٹن سالانہ صلاحیت والی الومینا ریفائنری، انگل میں 120×6 میگاواٹ کے اپنے بجلی گھر کے ساتھ 2,30,000 ٹن سالانہ صلاحیت کا الموینیم اسملٹر (دھات گلانے کا کارخانہ) ہے۔ حکومت نے الموینیم اسملیٹر کی صلاحیت 2.30 لاکھ ٹن سالانہ سے بڑھا کر 3.45 لاکھ ٹن سالانہ اور کیپٹو بجلی گھر کی 740 میگاواٹ سے بڑھا کر 840 لاکھ میگاواٹ کرنے کی صلاحیت میں وسعت کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 2062 کروڑ روپے کی لاگت سے کیپٹو بجلی گھر میں ساتویں یونٹ اور جوڑی جائیگی حکومت نے کیپٹو بجلی گھر میں 120 میگاواٹ کی آٹھویں یونٹ کی بھی منظوری دے دی ہے جس سے 480 کروڑ روپے کی لاگت سے کیپٹو بجلی گھر کی صلاحیت بڑھ کر 960 میگاواٹ ہو جائیگی۔

ہندستان کاپر لمٹیڈ

ہندستان کاپر لمٹیڈ جس کو ملک میں بنیادی تانبا تیار کرنے میں ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ محکمہ فولاد اور کان کنی کے تحت سرکاری زمرہ کے کارخانے کی حیثیت سے 9 نومبر 1967 کو قائم ہوئی۔ کھیتری کاپر کمپلکس اس کا خاص کارخانہ ہے۔ انڈین کاپر کارپوریشن کو 1972 میں قومی ملکیت میں لئے جانے کے بعد ہندستان کاپر لمٹیڈ نے اس کا نظم ونسق اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

آج کل کمپنی کی خاص اکائیاں یہ ہیں: (1) کھیتری کاپر کمپلکس راجستھان میں (2) انڈین کاپر کمپلکس جھارکھنڈ میں (3) ملنج کھنڈ کاپر پروجیکٹ مدھیہ پردیش میں (4) تلوجا کاپر پروجیکٹ مہاراشٹر میں۔ ہندستان کاپر لمٹیڈ کیتھوڈ وائر بار اور وائر راڈ کی شکل میں بنیادی تانبا تیار کرتی ہے۔ یہ کمپنی نہ صرف سونا، چاندی، سیلینیم، ٹیلوریم پیدا کرتی ہے۔ بلکہ سپر فاسفیٹ، سلفورک ایسڈ، کاپر سلفیٹ اور نکل سلفیٹ بھی تیار کرتی ہے۔ تلوجا میں ایچ سی ایل کی صاف تانبے کی پیداواری صلاحیت 47,500 ٹی پی اے اور وائر راڈ کی پیداواری صلاحیت 60,000 ٹی پی اے ہے۔ 03-2002 میں کمپنی نے 30.65 لاکھ ٹن کچ دھات 44.954 ٹن بلسٹر کاپر اور 26,575 لاکھ ٹن صاف تانبے کی پیداوار کی۔ کمپنی، اعدام کی سرمایہ اندازی کی جاتی ہے۔

بھارت گولڈ مائنز لمیٹڈ

بھارت گولڈ مائنز لمٹیڈ (بی جی ایم ایل) یکم اپریل 1972 کو اس وقت کی وزارت کانکنی کے تحت سرکاری زمرے کی کمپنی کی حیثیت سے قائم کیا گیا ہے۔ یہ کمپنی اپنے کانوں سے سونے کی کان کنی اور پیداوار میں لگی تھی۔ صنعتی اور مالی نوتعمیر بورڈ نے جون 2000 میں عوامی مفاد میں اسے بند کرنے کی سفارش کی۔ اپیلی اتھارٹی نے بھی بورڈ کے فیصلے کی تصدیق کر دی ہے۔ کمپنی کے بند کرنے کے وزارت محنت کے حکم کو کرناٹک ہائی کورٹ میں چیلنج کیا گیا ہے اور یہ اب معاملہ عدالت میں زیر غور ہے۔

نجکاری کے بعد پبلک سیکٹر انڈرٹیکنگ

ہندستان زنک لمیٹڈ

ہندستان زنک لمٹیڈ کا قیام 10 جنوری 1966 کو عمل میں آیا تھا۔ اس کے قیام کا مقصد پہلے سے قائم اسٹیل کارپوریشن آف انڈیا لمٹیڈ کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لینے اور سیسہ جستہ کی بڑھتی ہوئی گھریلو مانگ کو پورا کرنے کے لئے کان کنی اور دھات پگھلانے کی صلاحیت کو فروغ دینا تھا۔ کمپنی کا دائرۂ عمل وسیع ہے اور جستا وسیسے کی تلاش، کان کنی، کچ دھات، عمل کاری، سودھنا کے ساتھ ساتھ چاندی، کیڈمیم، کوبالٹ، گندھک ایسڈ اور تانبے جیسے ذیلی پیداوار حاصل کرنا ہے حکومت نے اسکی 26 فی صد پونجی کی ہوگئی جس میں حکومت اور نجی سیکٹر دونوں کی بھی حصہ داری ہے۔ نجی خریدار اہل ماہر خریدار میسرز سٹر لائٹ آپر جونیٹیز اینڈ وینچر لمیٹیڈ کو 11 اپیل 2002 کو سونپ دیا۔ اب یہ کمپنی جوائنٹ سیکٹر ہے۔ نجی خریدار نے 26 فی صد اضافی حصہ داری بھی خریدی ہے۔

(ایچ زیڈ ایل) کا صدر دفتر اودے پور میں ہے۔ پانچ کانوں پر مشتمل اس کمپنی کے کارخانے اودے پور میں زاور گروپ کی کانیں، راجہ سمنڈ راج پور اور بیہ کانیں، بھیل واڑہ میں رام پورا آگوچہ کان بھی راجستھان میں ہیں راجستھان، آندھرا پردیش، بہار اور اڑیسہ میں کام کر رہے ہیں جن کی جستہ پیدا کرنے کی صلاحیت 30 لاکھ ٹن سالانہ ہے۔ کمپنی چار اسمیلٹر (راجستھان کے ڈیباری زنک اسمیلٹر اور چندریا لیڈ زنک اسمیلٹر) آندھرا پردیش میں وجاگ زنک اسمیلٹر کی اور کل جھارکھنڈ میں ٹنڈو لیڈ سمیلٹر صلاحیت 1,69,000 ٹن سالانہ جستہ اور 43,000 ٹن سیسہ کی ہے۔ 03-2002 میں کمپنی نے 207,006 ٹن جستہ اور 39,114 ٹن سیسہ دھات کی پیداوار کی۔

بھارت المونیم کمپنی لمیٹڈ

بھارت المونیم کمپنی لمٹیڈ (بالکو) سرکاری زمرہ میں المونیم پیدا کرنے والے پہلے اہم کارخانے کی حیثیت سے 27 نومبر 1965 کو قائم کیا گیا تھا۔ یہ کمپنی بلاس پور (چھتیس گڈھ) میں کوربا المونیم کمپلکس اور اسنول (مغربی بنگال) میں بدھن باغ یونٹ چلا رہی ہے۔ کوربا المونیم کمپلکس میں 2 لاکھ ٹن المونیم سالانہ اور ایک لاکھ ٹن فروخت کے قابل المونیم دھاتیں جیسے رولڈ، بھی بندھی چیزیں پروپرزی سریے اور انگوٹس وغیرہ کی پیداوار ہوتی ہیں بدھن باغ اکائی کی تخمینی پیداوار صلاحیت 6,400 ٹن

فروخت کے قبل المونیم مثلاً رولڈ اشیا، فائلس اور کنڈکٹرس بنانے کی صلاحیت ہے۔2 مارچ 2001 کو سرکار نے اس کی 51 فیصد حصہ پونجی اور منتظمہ سے متعلق کنٹرول اسٹار لائٹ انڈسٹریز (انڈیا) لمیٹڈ کو سونپ دی ہے۔

دھات اور معدنیات کی پیداوار

2001-02 اور 2002-03 کے دوران اہم معدنیات کی پیداوار کی تفصیل جدول 18.2 میں دی گئی ہے۔

جدول 18.2 : 2001-2002 اور 2002-2003 میں معدنیات کی پیداوار

(قیمت 000 روپے میں)

معدنیات	یونٹ	2001-2002 مقدار	2001-2002 قیمت	2002-2003 مقدار	2002-2003 قیمت
سبھی معدنیات			59509.28		61921.08
ایندھن			48547.56		50336.8
کوئلہ	M.Tonnes	328	21225.72	340	21957.17
لگنائٹ	M.Tonnes	24	1390.13	23	1323.93
قدرتی گیس (U)	M.C.M	27863	8087.10	29203	8489.22
پیٹرولیم (خام)	M.Tonnes	32	17844.61	33	18566.48
دھاتی معدنیات			**3806.21**		**4168.09**
باکسائٹ	000't	8585	191.68	9439	190.62
کرومائیٹ	000't	1811	342.29	2247	496.6
تانبا (مرتکز)	000't	164	318.72	153	295.57
سونا	Kg.	2759	119.75	2873	127.2
کچ لوہا	000't	83367	2168.62	86400	2284.02
سیسہ (مرتکز)	000't	52	72.62	58	81.97
مینگنیز	000't	1553	208.63	1544	215.23
جستہ (مرتکز)	000't	399	340.63	499	425.68
دیگر دھاتی معدنیات			43.79		51.2
غیر فلزی معدنیات			1998.40		2259.40
اپٹائٹ	000't	12	1.65	13	1.82
اسبیٹس	000't	11	1.86	11	1.46
بیرائٹس	000't	916	35.08	664	36.87
ہیرا	Carats	81448	39.61	74444	36.54
ڈولومائیٹ	000't	3088	70.42	3332	89.31
فائر کلے	000't	368	4.37	389	4.38

فلورائیٹ مرتکز(M)	000't	7	4.51	3	2.3
فلورائیٹ (گریڈڈ)	000't	48	17.37	2	0.69
گارنیٹ (ابریسیوٹ)	000't	282	8.40	665	16.97
جپسم	000't	2888	39.96	3117	44.26
کاؤلین	000't	808	79.26	783	89.47
لیٹرائیٹ	000't	572	3.44	503	3.21
چونا پتھر	M.tonnes	130	1362.24	147	1581.85
میگنیشیائیٹ	000't	280	31.89	270	30.66
ابرق	tonnes	1266	3.19	1398	3.36
فاسفورائیٹ	000't	1057	173.50	1194	195.98
شیل	000't	872	2.97	1253	5.88
سلیکا سینڈ	000't	1428	13.39	1326	12.99
سلیمانائیٹ	000't	15	5.41	14	5.23
اسٹیٹائیٹ	000't	549	34.69	620	33.04
ولیسٹونائیٹ	000't	135	9.40	178	12.23
دیگر غیر دھاتی معدن			55.79		50.58
ضمنی معدن					
			3756.05 (R)		3756.05 (R)

ایم ٹن۔ ملین ٹن، 000' ٹن۔ ہزار ٹن، Mcm۔ ملین کیوبک میٹر،
Kg۔ کلوگرام + + ۔

(P) عارضی اور IBH میں دستیاب حد کے ماہانہ حصول پر مبنی۔
* اگر کوئلے کی کان کنی میں اتفاقی طور سے وصول کی گئی ہو تو وہ فائز کی پیداوار میں شامل نہیں ہے۔
(R) پچھلے سال کے اعداد و شمار دہرائے گئے ہیں جدید اعداد و شمار ابھی دستیاب نہیں ہیں۔
نوٹ: (1) اعداد قدر، خلاصہ قدر کی نسبت سے ہے۔
(2) کوئلہ، لگنائٹ، پیٹرولیم (خام) اور قدرتی گیس (استعمال شدہ) اور چھوٹی معدنیات کو چھوڑ کر MCDR 1998 کے تحت حاصل کی گئی حصولیابی پر مبنی ڈاٹا۔

چھوٹی صنعتوں کے فروغ کی تنظیم

چھوٹی صنعت فروغ تنظیم 1954 میں قائم ہوئی۔ یہ اعلیٰ ادارے کے طور پر چھوٹی صنعتوں کی مسلسل اور منظم ترقی کے لئے بنیادی سہولیات کے فروغ کے پروگراموں کو لاگو کرنے میں مرکز اور ریاستی حکومتوں کی ادارہ جاتی سرگرمیوں کے تال میل کی پالیسیاں طے کرتا ہے۔ یہ تنظیم اس اہم سیکٹر کو مضبوط کرنے میں ایک تعمیری کردار نبھا رہی ہے۔ چھوٹی صنعتوں کے فروغ کی چوٹی کی تنظیم کے طور پر اس تنظیم کا 30 چھوٹی صنعتوں کے خدماتی اداروں، 28 شاخی اداروں، 4 علاقائی تربیتی مراکز، 7 فیلڈ جانچ مراکز، چھ پیداواری اور پروسس فروغ مراکز، 11 ٹول روم اور تین مخصوص تربیتی اداروں کے ذریعہ چھوٹی صنعتوں سے متعلق عام سہولیات اور خدمات اور ساز و سامان فراہم کرنے اور مارکیٹنگ تعاون کے لئے کام کئے جاتے ہیں۔

اسمال انڈسٹریز ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن کے پاس چھوٹی صنعتوں کے لئے مندرجہ ذیل اسکیمیں ہیں۔ (i) قرض گارنٹی اسکیم

(ii) ٹکنالوجی کے فروغ کے لیے قرض سے متعلق پونجی رضی سبسڈی اسکیم (iii) مربوط بنیادی ڈھانچہ فروغ اسکیم (iv) آئی۔ ایس۔ او۔ 9000/14001 سرٹی فیکٹ کے ذریعہ حوصلہ افزائی کے ذریعہ چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر میں کوالٹی میں بہتری (v) چھوٹے کاروباری اداروں کی معلومات اور وسائل مراکز نٹ ورک اور (vi) تکنیکی فروغ اور جدید کاری پروگرام۔ (vii) مارکٹنگ ڈیولپمنٹ اسکیم اور (viii) کلسٹر ترقیاتی پروگرام

چھوٹے پیمانے کا سیکٹر

چھوٹے پیمانے کے سیکٹر نے آزادی حاصل کرنے سے لے کر ملک کے سماجی واقتصادی ترقی میں ایک اہم مقام بنالیا ہے۔ اس نے مجموعی گھریلو پیداوار مجموعی افزائش کے ساتھ ساتھ روزگار اور برآمد میں اضافہ کے لحاظ سے کافی اشتراک کیا ہے۔ 1997-98 سے اب تک کی اس سیکٹر کی پیش رفت جدول 18.3 میں دی گئی ہے۔

جدول 18.3: اسمال اسکیل سیکٹر کی کارکردگی

سال	اکائیوں کی تعداد (لاکھ میں)			پیداوار (کروڑ روپے میں)		روزگار (لاکھ میں)	برآمدات (کروڑ روپے میں)
	رجسٹرڈ	غیر رجسٹرڈ	کل	رواں قیمت پر	1993-94 کی قیمت پر قائم قیمتیں		رواں قیمت پر
1997-98	22.82	6.62	29.44	4,62.641	3,57,749	167.20	44,442
			(5.03)	(12.33)	(8.42)	(4.5)	(13.23)
1998-99	24.06	6.74	30.80	5,20.650	3.85,296	171,85	48,979
			(4.62)	(12.54)	(7.70)	(2.62)	(10.21)
1999-2000	25.26	6.86	32.12	5,72,887	4.46.736	178.50	54,200
			(4.29)	(10.03)	(8.23)	(4.00)	(28.78)
2000-01	26.14	6.98	33.12	6,39,024	4,51,033	185.64	69,797
			(3.11)	(11.54)	(8.23)	(4.00)	(28.78)
2001-02	27.31	7.11	34.42	6,90,316	4,78,456	192.23	71,244
			(3.91)	(8.03)	(6.08)	(3.55)	(2.07)
2002-03	28.49	7.23	35.72	7,60,844	5,13,910	199.65	N.A
(Projected)			(3.79)	(10.22)	(7.41)	(3.86)	

نوٹ: بریکٹ میں دیے گئے اعداد پچھلے سال کے مقابلے فی صد اضافہ ظاہر کرتے ہیں۔

چھوٹی صنعتی سیکٹر کی ترقی کی شرح کل ملا کر صنعتی سیکٹروں سے زیادہ رہی ہے۔ ملک کی معاشی ترقی میں اس کا اشتراک کافی

اہم رہا ہے۔ صنعتی پیداوار کا 39 فی صد سے زیادہ اور براہ راست برآمدات کا 35 فی صد چھوٹی صنعتی سیکٹروں سے ہوا۔ نئی صدی میں یہ سیکٹر ترقی کا محرک بن گیا ہے۔ اس کی اہمیت کو تسلیم کرنے کے ذریعہ اسمال سیکٹر میں دسویں پنج سالہ منصوبے میں 12 فی صد سالانہ اضافہ شرح اور 44 لاکھ اضافی روزگار کے مواقع پیدا کرنے کا نشانہ رکھا گیا ہے۔

اسمال اسکیل سیکٹر کے لئے اصل کاری کی حد ایک کروڑ روپے بنی ہوئی ہے۔ اسمال سیکٹر کی وزارت نے اعلیٰ تکنیک برآمدانی صنعتوں کی ایسی خصوصی فہرست فراہم کی ہے جنہیں مسابقتی سبقت بنائے رکھنے کے لئے مناسب ٹکنالوجی افزائش میں مدد کے لئے اس کی اصل کاری حد 5 کروڑ روپے کی جارہی۔ اسمال سیکٹر کے لئے ایکسائز ڈیوٹی میں استثنا کی حد 50 لاکھ روپے سے بڑھا کر ایک کروڑ روپے کردی گئی ہے۔ کریڈٹ گارنٹی اسکیم کے تحت اہل ہونے کی حد میں بھی ترمیم کی گئی ہے۔ یہ حد 25 لاکھ روپے سے گھٹا کر دس لاکھ کردی گئی ہے۔ مربوط بنیادی ساختی ترقی (IID) اسکیم اب ملک کے دیہی علاقوں کے لئے 50 فی صد ریزرویشن کے ساتھ ملک کے سبھی علاقوں پر نافذ کر قائم پذیر یول میں دستیاب فنڈ کا استعمال کلسٹر فروغ کے لئے انکیوبیشن مراکز کے لئے کیا جارہا ہے۔ چھوٹی صنعتوں کی ترقیاتی تنظیم نے SSIMDA اسکیم شروع کی ہے جو بین الاقوامی مارکیٹنگ سرگرمیوں اینٹی ڈمپنگ معاملوں کی مخالفت شروع کرنے اور مسرز EAN انڈیا کے ذریعہ بارکوڈنگ اپنانے والی اکائیوں کے لئے مالی امداد فراہم کرنے جیسی ہے۔ ISO 9000 سرٹیفکیشن اسکیم پر واپسی ادائیگی کی اسکیم کی توسیع کرنے ISO 14001 سرٹیفکیشن بھی شامل کیا گیا ہے۔

جامع پالیسی پیکج

نرم کاری، ہمہ گیریت اور نج کاری کی بنیاد پر موجودہ اقتصادی اصلاح اور عالمی تجارتی تنظیم کے اثرات کے ساتھ بین الاقوامی اقتصادی پس منظر میں آج کچھ نئے چیلنج پیدا ہوگئے ہیں اور چھوٹی صنعتی سیکٹر کے سامنے کئی جدید مواقع (امکانات) کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اس کے مطابق ہی اس پیش رفت کو دیکھتے ہوئے وزیراعظم نے اگست 2000 میں چھوٹی اور نہایت چھوٹی صنعتوں کے لیے جامع پالیسی پیکج کا اعلان کیا ہے۔

مرکزی بجٹ 04-2003 کی خصوصیات: (i) اسٹیٹ بینک آف انڈیا نے PLR سے 2 فی صد اوپر اور نیچے شرح سود کی حد مقرر کی۔ ہندوستانی بینک ایسوسیشن اپنے ممبر بنکوں کو اسی طرح کی پالیسی اپنانے کو صلاح دیگا۔ (ii) لیباریٹری کیمیکل ایجنٹوں، چمڑا اور چمڑے کی مصنوعات، پلاسٹک مصنوعات، کیمکل، کیمیکل مصنوعات اور کاغذ مصنوعات کی 175 اشیاء کی محفوظ فہرست سے ہٹایا گیا۔ (iii) سائیکل اور اس کے پرزوں، کھلونوں، برتنوں اور عام استعمال کے برتن و کچن کے سامان، چاقوں، چمچوں اور اسی طرح کی کچن، چھاتوں، موزائیک ٹائیلوں رجسٹروں، اکاونٹ رجسٹروں، مٹی کے تیل کی لالٹینوں اور زندگی کو بچانے والی دواوں وغیرہ کو ایکسائیز ڈیوٹی سے آزاد کیا گیا۔ (iv) سبھی سلے سلائے کپڑوں پر ایکسایز ڈیوٹی 12 فی صد سے گھٹا کر 10 فی صد کر دیا گیا۔ پولیسٹر فلامنٹ یارن پر بھی ایکسایز ڈیوٹی میں تخفیف کی گئی۔ ہاتھ سے عمل کاری والے سیکٹر ایکسایز ڈیوٹی سے مستثنیٰ رہیں گے (تب بھی اگر بجلی کا استعمال کیا جاتا ہے)۔ (v) اس کے درآمد ہماچل کنندگان اور برآمد کنندگان کے لیے خود تشخیص جانچ اسکیم شروع کی۔ (vi) پردیش، سکم، اترانچل، اور شمالی مشرقی ریاستوں میں نئے اور موجودہ انٹرپرایز بشمول SSI انٹرپرایز کے لئے انکم ٹیکس کے سیکشن 80/s کے تحت 10 سالہ ٹیکس ہالی ڈے۔

نرم کاری/ عالم کاری اور عالمی تجارت تنظیم کے معاہدے کا اثر

عالمی تجارتی تنظیم کے معاہدوں کا خاص نتیجہ تجارت کی رکاوٹوں کو ہٹانے اور ٹیرفوں کو معقول بنانے کی صورت میں میں برآمد ہوا۔ اس سمت میں مقداری پابندیوں کو ہٹایا جانا ہمارے ملک کے لیے بھی کافی اہم تھا۔ اب ملک چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر کو ٹیرف

کی دیواروں اور ریزرویشن پالیسی کے سبب عام طور پر تحفظ حاصل تھا لیکن ٹیرف کی تخفیف کے بعد چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر کو سستی درآمد کے طور پر غیر ملکی مسابقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ساتھ ہی کئی ایسے سیکٹر ہیں جن میں بڑے بڑے کارپوریشن مال کی فراہمی نہیں کر پاتے ہیں اور اس فرق کو چھوٹے صنعتی سیکٹر کے ذریعہ میں ہی پر کیا جانا ہوتا ہے۔ چھوٹے پیمانے کے سیکٹر نشے (مناسب) بازاروں کے لیے بھی مصنوعات تیار کرتے ہیں۔ جب سے کثیر قومی کمپنیوں نے اپنی ضرورت وغیرہ باہر سے پوری کرنا شروع کیا ہے، تب سے ملک کی چھوٹی صنعت سیکٹر نے من پسند فروخت کنندگان کی شکل میں خود کو فروغ دینے کے اس موقع کا فائدہ اٹھانا شروع کر دیا ہے۔

WTO ممبر ملکوں میں ہندوستان کا مقام اہم ہے جو اینٹی ڈمپنگ اقدامات کو موثر طور پر اس طرح استعمال کر رہا ہے کہ وہ شفاف ہونے کے ساتھ ساتھ کثیر فریقی طور پر تجارتی اصولوں کے موافق ہوں۔ اب تک نامزد اتھارٹی نے 124 معاملوں میں حتمی اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی اور 19 معاملوں میں ابتدائی ڈیوٹی لگانے کی سفارش کی ہے اور 9 معاملوں کی جانچ کی جا رہی ہے۔ ڈائرکٹر جنرل آف سیف گارڈس 8 معاملوں میں دفاعی ڈیوٹی لگائی ہے اور 15 معاملوں کی جانچ ہو رہی ہے۔

ٹکنالوجی کو فروغ: معیشت میں کھلے پن کے آنے سے اسمال سیکٹر کو عالمی اور گھریلو مسابقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس سیکٹر کو سابقتی صلاحیت کو بہتر بنانے کے لیے حکومت نے کئی قدم اٹھائے ہیں۔

(a) روزگار ایجنسیوں ایسوسیشن کو جانچ مراکز قائم کرنے میں مدد (b) فیلڈ جانچ اسٹیشنوں کے ذریعہ جانچ خدمات اور کوالٹی میں بہتری کے لئے خدمات فراہم کرنا (c) سال 1998 میں مربوط ٹکنالوجی فروغ اور انتظامی (UPTECH) پروگرام نام کی اسکیم شروع کی گئی تھی۔ یہ ٹکنالوجی بہتری کے سبھی پہلوؤں جیسے کوالٹی میں بہتری توانائی تحفظ، آلودگی کنٹرول، پراسس تغیر، جدید کاری وغیرہ کا دھیان رکھتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت 13 کلسٹروں کو شامل کیا گیا ہے جن میں کھلونا صنعت پتھر صنعت، تالا صنعت اور مشین ٹول صنعت کے فروغ کے قومی پروگراموں کو UNIDO کی مدد سے چلایا جا رہا ہے۔ (d) 150300/14001 سرٹیفکیشن اسکیم کے تحت چھوٹی صنعتوں کو اس سرٹیفکٹ کو حاصل کرنے میں کیے گئے اخراجات کا 75 فی صد واپس کیا جاتا ہے۔ واپس کرنے کی اس رقم کی حد زیادہ سے زیادہ 75,000 روپے ہے۔ (e) صنعتی ٹکنالوجی افزائش کے قرض سے جڑے پونجی پر مبنی سبسڈی اسکیم شروع کی گئی ہے جس میں شیڈولڈ کمرشیل بینکوں SFCs/NSIC سے ٹکنالوجی ترقی کے لئے چھوٹی صنعتوں کو دیے گئے قرض پر 12 فی صد پونجی پر مبنی سبسڈی دی جاتی ہے (F) SIDO میں بایوٹیک سیل کی تشکیل۔

کریڈٹ نظام

چھوٹی صنعت کے سیکٹر کے لیے سرمایہ کاری ایک اہم ضرورت ہے اس لیے اس سیکٹر کو بینکوں کے ترجیحی سیکٹر کے کریڈٹ زمرے میں رکھا گیا ہے۔ اسمال سیکٹر کو کمرشیل بینکوں کے ذریعہ کاروباری اصل فراہم کیا جاتا ہے اور ریاستی مالیاتی کارپوریشن اس سیکٹر کو سب سے زیادہ قرض فراہم کراتے ہیں۔ اسمال اسکیل سیکٹر کی چھوٹی صنعتوں (نہایت چھوٹی) سیکٹر کو معیاری قرض اور کاروباری اصل دونوں میں ایک ہی ایجنسی سے مخلوط قرض کے طور پر ملتے ہیں۔ ان اداروں میں باز مالیاتی فراہمی SIDBI کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

اسمال اسکیل سیکٹروں کے قرض فراہم کرنے کے لیے حکومت نے درج ذیل قدم اٹھائے ہیں: (i) نہایت چھوٹی اکائیوں کے قرض الگ سے متعین کرنا (ii) 5 لاکھ روپے تک کے قرض بغیر ضمانتی (مستحق معاملوں میں 15 لاکھ روپے تک) (iii) مخلوط قرض حد کو 10 لاکھ روپے سے بڑھا کر 25 لاکھ کرنا (iv) 25 لاکھ روپے تک کی غیر ضمانتی قرضوں کی گارنٹی فراہم کریڈٹ گارنٹی اسکیم شروع کرنا (v) مرکوز ترقی کے لیے ریاستی قرض منصوبوں میں شروع میں شناخت کیے گئے 6 کلسٹروں کی قرض ضرورتیں شامل کرنا۔

برآمدات کی افزائش

اسمال اسکیل سیکٹر سے ہونے والی برآمدات ہندوستانی برآمداتی افزائش حکمت عمل میں ترغیب دینے کو بہت زیادہ ترجیح دی گئی ہے۔اس میں برآمدی عمل کی اصل کاری شامل ہےاور یہ اپنی برآمداتی آمدنی کوزیادہ سے زیادہ بڑھانے کے لیے ترغیب بھی دیتی ہے۔چھوٹی صنعتوں کے ذریعہ اپنی مصنوعات کی برآمد کے لیے درج ذیل منصوبے بنائے گئے ہیں:(a)اسمال اسکیل سیکٹر کی مصنوعات کو بین الاقوامی نمائش میں مظاہرہ کیا جاتا ہے اوراس بارے میں کیے گیے مصارف حکومت برداشت کرتی ہے (b) اسمال اسکیل سیکٹر سے برآمد کی حوصلہ افزائی کے مینوفکچررس اور آمدکنندگان کو ایکسپورٹ ہاوس/ اسٹار ٹریڈنگ ہاوس/ سپر ٹریڈنگ ہاوس کے طور پر تسلیم کرنے کے مقصد سے تہدی اہمیت دی جاتی ہے۔(c) چھوٹی صنعتی کی برآمدات افزائش پونجی پرمبنی مال کے فائدہ اٹھانے جگوں، مکسچر،ڈائی،مولڈس کی درآمد کے لیے پوری لاگت c.i.f. قدر کی پابندی کے بجائے مکمل لائسنس کی اجازت دی گئی ہے۔(d) چھوٹی صنعت کے برآمدکنندگان کے جدید پیکج تکنیکوں وغیرہ سے تعاون کرانے کے لیے برآمد کے لیے پیکیجنگ کے بارے میں تربیتی پروگرام ملک کے مختلف حصوں میں چلائے جاتے ہیں اس کے لیے ہندوستانی پیکنگ ادارے کا تعاون لیا جاتا ہے۔(e)20,000 روپے تک EAN انڈیا کے ذریعہ بارکوڈنگ اپنانے پر ہوئے خرچ کو واپس کیا جاتا ہے۔

19 ۔ انصاف اور قانون

جمہوریہ ہند کا آئین دیگر حقوق کے علاوہ زندگی اور ذاتی آزادی کے تحفظ کی گارنٹی دیتا ہے۔ ان حقوق کو ریاست کے ذریعہ سلب کرنے کے خلاف کافی تحفظ فراہم کرتا ہے۔

1950 میں ہندوستان کے جمہوری آئین کے نفاذ سے پہلے سے موجود قوانین پر کوئی آنچ نہیں آئی اور عدالتوں کا مربوط ڈھانچہ بھی برقرار رہا۔ فوج داری قانون، دیوانی قانون، وصیت، وراثت، زراعتی زمین معاہدہ دستاویزات کے رجسٹریشن کے علاوہ مخصوص دستاویز سمیت معاہدہ قانون، قانونی دستاویزوں اور دستاویزوں کے رجسٹریشن اور قانون شہادت وغیرہ کو متوازی فہرست میں رکھ کر عدالتی ڈھانچے کے اتحاد اور یکسانیت کو محفوظ رکھا گیا۔

قانون کا سرچشمہ

ہندوستان میں قانون کے مخصوص سرچشمے آئین، قانون سازی، رواجی قانون اور مقدمے سے متعلق قانون ہیں۔ پارلیمنٹ ریاستی رمجالس قانون ساز اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی مجالس قانون سازی کے ذریعے قانون سازی کی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے قوانین ذیلی حیثیت میں موجود ہیں جن کو قاعدے ضابطے وغیرہ اور بائی لاز وغیرہ کہا جاتا ہے۔ یہ مرکزی رریاستیں حکومتیں مقامی ادارے مثلاً میونسپلٹیاں، گرام پنچایتیں اور لوکل باڈیز کے ذریعہ تشکیل دیے جاتے ہیں۔

یہ ذیلی قانون سازی پارلیمنٹ یا ریاستی یا مرکز کے زیر انتظام کے علاوہ مجالس قانون ساز کے زریعہ دیئے گئے اختیار کے تحت کی جاتی ہے۔ قانون کے اہم وسائل اعلاترین عدالتوں جیسے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ سے عبارت ہیں۔ سپریم کورٹ کے فیصلے ہندوستان کے اندر تمام عدالتوں پر نافذ ہوتے ہیں۔ مقامی رسم ورواج جو کہ اخلاق وقانون وغیرہ کے منافی نہیں ہیں بعض امور میں فیصلہ دیتے ہوئے پیش نظر رکھے جاتے ہیں۔

قانون سازی

پارلیمنٹ ان امور سے متعلق قوانین بناتی ہے جو مرکز کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں اور وہ آئین کی یونین لسٹ میں مذکور ہیں۔ ریاستی مجالس قانون ساز ان امور سے متعلق قانون سازی کرتی ہیں جو ریاست کے دائرہ کار میں آتے ہیں اور آئین کی ریاستی فہرست میں مذکور ہیں۔ جہاں تک متوازی فہرست میں آنے والے امور کا تعلق ہے، ان کے بارے میں پارلیمنٹ اور ریاستی مجالس قانون ساز دونوں ہی قوانین وضع کرسکتے ہیں لیکن پارلیمنٹ اور ریاستی مجالس قانون ساز کے ذریعہ بنائے گئے قوانین میں اگر کوئی اختلاف ہوا تو پارلیمنٹ کے ذریعہ بنائے گئے قانون کا نفاذ ہوگا اور ریاستی مجالس قانون ساز کے ذریعہ بنایا گیا قانون ناجائز قرار پائے گا، بشرطیکہ اسے صدر جمہوریہ کی منظوری کے لئے محفوظ رکھا گیا ہو اور اگر صدر جمہوریہ نے اسے منظور کرلیا تو متعلقہ ریاست میں وہ قانون نافذ ہوجائے گا۔

عدلیہ

سپریم کورٹ ملک کی سب سے بڑی عدالت ہے۔اور ہر ریاست یا کچھ ریاستوں کو ملا کران کے لئے ایک ہائی کورٹ کا نظام ہے۔ پھر ہائی کورٹ کی زیرنگرانی نظام مراتب میں ماتحت عدالتیں ہیں۔ کچھ ریاستوں میں پنچایتی عدالتیں بھی ہیں جنہیں پنچایتی عدالت اور گرام کچہری وغیرہ کہا جاتا ہے پنچایتی عدالتیں دیوانی اور فوج داری کے مقامی اور چھوٹے موٹے مقدمے نپٹاتی ہیں۔ریاستی قوانین کے ذریعہ عدالتوں کے دائرہ کار طے کردیئے گئے ہیں۔ ہر ریاست عدالتی اضلاع میں منقسم ہے جس کا سربراہ ضلع سیشن جج ہوتا ہے اور جو تمام مقدمات کی سماعت کرسکتا ہے جن میں وہ جرائم بھی شامل ہیں جن کی سزا موت تک ہوسکتی ہے۔ وہ ضلع کا سب سے بڑا عدالتی حاکم ہوتا ہے۔اور اس کے تحت منصفوں، سب ججوں، سول ججوں اور اسی طرح کے دوسرے ججوں کی عدالتیں ہوتی ہیں اسی طرح فوجداری کا نظام عدل چیف جیوڈیشیل مجسٹریٹ اور جیوڈیشیل مجسٹریٹوں پر مشتمل ہے جو درجہ اول اور درجہ دوئم کے ہوتے ہیں۔

سپریم کورٹ

ہندوستان کا سپریم کورٹ 26 ججوں پر مشتمل ہے۔(چیف جسٹس کو چھوڑ کر) یہ جج 65 سال کی عمر پوری ہونے تک خدمت انجام دے سکتے ہیں اور سپریم کورٹ (اے) بھارت سرکار اور ایک یا ایک سے زیادہ ریاستوں میں تنازعات یا (بی) بھارت سرکار یا ایک سے زیادہ ریاستوں کے درمیان تنازعہ یا (سی) دو یا دو سے زیادہ ریاستوں کے بیچ تنازعات کی سماعت کا اختیار رکھتی ہے۔ ہندوستان کی سرحدوں میں واقع کسی بھی ہائی کورٹ کے کسی بھی فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی جاسکتی ہے۔ چاہے فیصلہ دیوانی، فوج داری یا کسی دیگر مقدمے سے متعلق ہو۔یکم اگست 2003 کو سپریم کورٹ کے ارکان یہ تھے:

چیف جسٹس: وی.این کھرے، جج صاحبان: ایس راجندر بابو، منہر لعل بھیکھا لعل شاہ، رمیش چندر لاہوتی، این سنتوش ہیگڑے، دورے سوای راجو، یوگیش کمار سبروال، محترمہ روماپال، پی وینکٹ راما ریڈی، اشوک بھان، اری جیت پسمایت، برجیش کمار، ارون کمار، بی.این، سرکرشنا، اے.آر، لکشمن اور بشیو شرپرسادسنگھ، ڈی.ایم دھرماادھیکاری، ہوتوئی کھیتو ہوسیما، ستیہ برت سنہا، اردن کمار، بی.این، سرکرشنا، اے.آر، لکشمن اور جی پی ماتھر۔

ہائی کورٹ

ریاستی عدالتی نظام میں ہائی کورٹ کا مقام سب سے اوپر ہے۔ملک میں کل 21 ہائی کورٹ موجود ہیں، جن میں سے تین ہائی کورٹوں کے دائرہ اختیار میں ایک سے زیادہ ریاستیں ہیں۔ مرکز کے زیرنگرانی علاقوں میں صرف دلی کا اپنا ہائی کورٹ ہے باقی چھ مرکز کے زیرنگرانی علاقے دوسرے ہائی کورٹوں کے دائرہ اختیار میں ہیں۔ ہر ایک ہائی کورٹ میں ایک چیف جسٹس اور صدر جمہوریہ کے ذریعہ وقت وقت پر مقرر جج کام کرتے ہیں۔ ہندوستان کے چیف جسٹس اور متعلقہ ریاست کے گورنر سے مشورہ کر کے صدر جمہوریہ چیف جسٹس کی تقرری کرتے ہیں اسی طرح دوسرے ججوں کی تقرری بھی عمل میں آتی ہے لیکن متعلقہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سے بھی صلاح لی جاتی ہے۔ ہائی کورٹ کا جج 62 سال کی عمر ہونے تک کام کرسکتا ہے۔ سپریم کورٹ کے کسی جج کو جس طرح سبکدوش کیا جاسکتا ہے اسی طرح ہائی کورٹ کے ججوں کو بھی سبکدوش کیا جاسکتا ہے۔ جج کے لئے ضروری

ہے کہ وہ ہندوستان کا شہری ہو اور دس سال تک ہندوستان میں کسی عدالتی عہدہ پر خدمت انجام دے چکا ہو یا کسی ہائی کورٹ میں یا دو یا دو سے زیادہ ایسی عدالتوں میں اتنی ہی مدت کے لئے بطور ایڈووکیٹ خدمت انجام دے چکا ہو۔

ہر ہائی کورٹ کو اختیار ہے کہ کسی فرد یا اتھاریٹی اور حکومت کو جو اس کے دائرہ اختیار میں ہو ہدایت، حکم یا رٹ جاری کرے بشمول وہ رٹ جو جسم بچا (ہیبس کارپس) کے خلاف ہو یا وہ رٹ مینڈامس، پراہیبیشن کیووارنٹو، سرٹیوراری جو بنیادی حقوق کی بحالی کے لئے ہو۔ یہ اختیارات ہائی کورٹ بھی کلی یا جزوی طور پر کسی شخص یا حکومت یا اتھاریٹی کے خلاف جاری کرسکتا ہے۔ چاہے وہ اس کے دائرہ عمل سے باہر ہی کیوں نہ ہو مختلف ہائی کورٹوں میں ججوں اور ایڈیشنل ججوں کی مجموعی منظور شدہ تعداد 655 ہے، جب کہ یکم اگست 2003 کو 497 جج خدمات انجام دے رہے تھے۔ جدول 19.1 میں ہائی کورٹوں کے مقامات اور ان کے دائرہ عمل کے علاقوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

جدول 19.1: ہائی کورٹوں کی نشست گاہ اور دائرہ عمل

نام	سال	علاقائی دائرہ عمل	نشست گاہ
الہ آباد	1866	اتر پردیش	الہ آباد (لکھنؤ میں بنچ)
آندھرا پردیش	1954	آندھرا پردیش	حیدرآباد
ممبئی	1862	مہاراشٹر، گوا، دادر اور ناگر حویلی، دمن اور دیو	ممبئی (ناگپور، پناجی اور اورنگ آباد میں بنچیں)
کلکتہ	1862	مغربی بنگال	کلکتہ (پورٹ بلیر میں سرکٹ بنچ)
چھتیس گڑھ	2000	بلاس پور	بلاس پور
دہلی	1966	دہلی	دہلی
گوہاٹی	1948[1]	آسام، منی پور، میگھالیہ ناگالینڈ، تری پورہ، میزورم اور اروناچل پردیش	گوہاٹی، بیما، ایزاول امپھال، شیلانگ اور اگرتلہ میں بنچیں)
گجرات	1960	گجرات	احمد آباد
ہماچل پردیش	1971	ہماچل پردیش	شملہ
جموں و کشمیر	1928	جموں و کشمیر	سری نگر اور جموں
جھارکھنڈ	2000	جھارکھنڈ	رانچی
کرناٹک	1884	کرناٹک	بنگلور
کیرالہ	1958	کیرالہ اور لکش دیپ	ارناکلم
مدھیہ پردیش	1956	مدھیہ پردیش	جبلپور (گوالیار اور اندور میں بنچیں)

مدراس	1862	تامل ناڈو اور پانڈیچری	چنئی
اڑیسہ	1948	اڑیسہ	کٹک
پٹنہ	1916	بہار	پٹنہ (رانچی میں بنچ)
پنجاب اور ہریانہ	1966	پنجاب، ہریانہ اور چنڈی گڑھ	چنڈی گڑھ
راجستھان	1949	راجستھان	جودھپور (جے پور میں بنچ)
سکم	1975	سکم	گنگٹوک
اترانچل	2000	اترانچل	نینی تال

1۔ پہلے اس کا نام آسام ہائی کورٹ تھا 1971 میں اس کا نام گوہاٹی ہائی کورٹ رکھا گیا۔
2۔ پہلے اس کا نام میسور ہائی کورٹ تھا 1973 میں کرناٹک ہائی کورٹ رکھا گیا۔
3۔ پہلے اس کا نام پنجاب ہائی کورٹ تھا 1966 میں پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ رکھا گیا۔

ہر ہائی کورٹ کو اپنے دائرہ عمل کی تمام عدالتوں پر نگرانی کے اختیارات حاصل ہیں۔ یہ ہر عدالت سے رپورٹ طلب کرسکتا ہے۔ عام ضوابط وضع اور جاری کرسکتا ہے ان پر عمل درآمد اور ساعت کے طریقوں کا تعین کرسکتا ہے اور اس بات کا بھی تعین کرسکتا ہے کہ ماتحت عدالتوں کے رجسٹر وغیرہ میں اندراجات کا طریقہ کیا ہوگا اور حساب کتاب کس طرح رکھا جائیگا۔

ماتحت عدالتیں

پورے ملک میں ماتحت عدالتوں کا ڈھانچہ اور طریقہ کار یکساں ہے۔ عدالتوں کے ناموں سے ان کے کام کی نوعیت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ عدالتیں دیوانی اور فوجداری کے تمام معاملات پر جو کہ ان کے سامنے لائے جائیں، فیصلہ سناتی ہیں۔ یہ عدالتیں سول دفعہ 1908 اور سزا دستوری دفعہ 1973 میں مجوزہ قانون کے تحت کام کرتی ہیں نیز مقامی قوانین پر بھی ان عدالتوں کو دھیان دینا ہوتا ہے۔ آل انڈیا ججز ایسوسی ایشن کے ذریعہ 1989 میں دائر سول رٹ پٹیشن 1022 سپریم کورٹ کے حکم کے بموجب ماتحت عدالتوں کے ججوں کے دائرہ اختیارات اور ان کے دائرہ عمل میں یکسانیت قائم کردی گئی ہے جیسے دیوانی عدالتوں میں ڈسٹرکٹ یا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج، سول جج (سینئر ڈویژن اور سول جج (جونیئر ڈویژن)) وغیرہ۔ فوجداری عدالتوں میں سیشن جج، اڈیشنل جج، چیف جوڈیشیل مجسٹریٹ جرم وسزا دفعات کے مطابق جملہ ریاستی حکومتیں رمرکز کے زیر انتظام حکومتوں نے متذکرہ بالا عہدوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے موجودہ عہدوں میں ضروری ردوبدل کرکے ان عہدوں میں یکسانیت قائم کردی ہے۔

ہندوستانی آئین کی دفعہ 235 کے مطابق ماتحت عدالتوں کے ممبروں اور ان عدالتوں کا انتظام متعلقہ ہائی کورٹ کی نگرانی میں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دفعہ 309 اور دفعہ 233 اور 234 میں مجوزہ قانون کے مطابق ریاستی حکومتیں اپنے علاقائی ہائی کورٹ سے صلاح مشورہ کرکے ماتحت عدالتوں کے ممبروں کی خدمات کے متعلق شرائط وضوابط طے کرتی ہیں۔ ریاستی عدالتی خدمات کے ممبروں پر یہی شرائط وضوابط نافذ ہوتے ہیں۔

جلد معاملے نمٹانے والی عدالتیں

جلد معاملے نمٹانے والی عدالتوں کی تشکیل گیارہویں مالی کمیشن کی سفارش پر کی جارہی ہے۔ سال 02-2001 سے وزارت مالیات انھیں فنڈ دستیاب کرا رہا ہے۔ اس اسکیم کے تحت اب تک 395.36 کروڑ روپے کی رقم جاری کی جاچکی ہے۔ اس سال (04-2003) محکمے نے دہلی اور مرکز کے زیر انتظام علاقے چنڈی گڑھ میں جلد معاملے نمٹانے والی بیس عدالتوں کی تشکیل کرنے کے اقدام کیے ہیں۔

یہ عدالتیں پچھلے دو سال یا اس سے زیادہ وقت سے زیر غور سیشن کے معاملوں اور جیل کے زیر سماعت قیدیوں کے معاملوں کو اپنے ہاتھ میں لیں گی۔ اس وقت تقریباً دو لاکھ زیر سماعت قیدی جیلوں میں ہیں، جن کے رکھ رکھاؤ پر ریاستی حکومتوں کو ہر سال تقریباً 400 کروڑ روپے خرچ کرنے پڑ رہے ہیں۔ تقریباً 18 فی صد زیر سماعت قیدی ایک سال سے بھی زیادہ وقت سے جیلوں میں ہیں توقع ہے ان عدالتوں کے ذریعے مذکورہ معاملوں کو جلد نمٹایا جاسکے گا۔

جلد معاملے نمٹانے والی 1366 عدالتوں کی تشکیل 26 اگست 2003 تک کی گئی تھی۔ ان میں سے 1139 عدالتیں ابھی کام کررہی ہیں۔ ان عدالتوں میں 3,78,07 معاملے منتقل کیے گئے ہیں جن میں 2,03,221 معاملے نمٹائے جاچکے ہیں۔

سٹی سول عدالتوں کی کمپیوٹر کاری

اس پروجیکٹ کا مقصد عدالتوں میں (ججوں کے چیمبر میں) کمپیوٹر لگانا ہے اور انھیں نٹ ورک کے ذریعے آپس میں جوڑنا ہے۔ اس بندوبست کے نتیجے میں عوام اپنی عرض داشت ایک مرکزی فائیلنگ سہولت کے ذریعے عدالتوں میں داخل کرسکے گی۔ نوٹس اور مقدموں کی فہرست کمپیوٹر سے تیار کی جائے گی اور اس سے مقدموں کو جلد نمٹانے میں سہولت ملے گی۔ یہ پروجیکٹ دہلی، چنئی، کولکاتہ اور ممبئی میں پیش رفت پر ہے۔

معاملوں کو نمٹانے میں ترجیح

ریاستی حکومتوں کو یہ ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ عورتوں سے متعلق مجرمانہ معاملوں اور 60 سال سے زیادہ عمر کے (سینئر) شہریوں کے معاملوں کو نمٹانے کے لیے جلد نمٹانے والی عدالتوں کے ذریعے سے ہی کرنے کا بندوبست کریں۔ ریاستی حکومتوں سے یہ گزارش کی گئی ہے کہ وہ اپنے یہاں ایسے معاملے ترجیح کی بنیاد پر لینے کی ہدایات ان عدالتوں کو دیں۔

فیملی کورٹ

فیملی کورٹ دفعہ 1984 کا مقصد شادی بیاہ، خاندان اور ان سے متعلق تنازعات کو صلح اور سمجھوتہ کے ذریعہ جلد از جلد تصفیہ کرنا ہے۔ ان قوانین کے مطابق دس لاکھ سے زائد آبادی والے شہروں میں اور ان مقامات پر یہ عدالتیں قائم کی جاتی ہیں جہاں ریاستی حکومت ان کا قیام ضروری سمجھتی ہے۔ تاہم عورتوں کو بااختیار بنانے سے متعلق پارلیمانی کمیٹی کی سفارشات کے مطابق سبھی ریاستی حکومتوں اور مرکزی انتظام کے علاقوں سے گزارش کی گئی ہے کہ وہ ملک کے ہر ضلع میں ایک فیملی کورٹ قائم کریں۔ ان دنوں ملک میں 108 فیملی کورٹ ہیں۔ مرکزی حکومت نے ہریانہ، مدھیہ پردیش اور مرکز کے زیر انتظام علاقے انڈمان نکوبار جزائر میں فیملی کورٹ ایکٹ نافذ کرنے کے لیے ضروری اعلانیہ جاری کیا ہے۔

نیشنل جیوڈیشیل اکادمی

جیوڈیشیل افسروں کو دوران خدمات تربیت دینے کے لئے مرکزی حکومت نے نیشنل جیوڈیشیل اکیڈمی قائم کی ہے۔ سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت 17 اگست 1993 کو اس اکیڈمی کا رجسٹریشن ہوا۔ اکیڈمی بھوپال میں ہے، جبکہ اس کا رجسٹرڈ آفس نئی دہلی میں ہے۔ ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے جیوڈیشیل افسران اور سپریم کورٹ وہائی کورٹوں کے جیوڈیشیل افسران کو اس اکیڈمی میں تربیت دی جاتی ہے۔

قانونی امداد

آئین کی دفعہ A-39 میں غریبوں اور معاشرہ کے کمزور لوگوں کو مفت قانونی امداد فراہم کرنے کا انتظام ہے۔ قانونی امداد ایکٹ 1987 (1994 کے ایکٹ کے ذریعہ ترمیم شدہ) 9 نومبر 1995 کو نافذ کردیا گیا۔ اس ایکٹ کا مقصد معاشرہ کے کمزور طبقوں کو قانونی امداد فراہم کرنے کے لئے ملک گیر پیمانے پر تنظیم بنانا ہے ملک میں ان طبقات کو قانونی امداد مفت فراہم کرنے اور اس کی نگرانی کرنے کے لئے نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی قائم کی گئی ہے۔ اس ایکٹ کے تحت سپریم کورٹ قانون امدادی کمیٹی بنادی گئی ہے اس طرح ہر ایک ہائی کورٹ میں بھی مفت قانونی امدادی کمیٹی کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے۔ یہ کمیٹیاں ہائی کورٹ میں پیش ہوئے مقدموں میں موزوں افراد کو مفت قانونی امداد دیں گی۔ اس ایکٹ کے تحت ریاستی قانونی امدادی کمیٹیاں ہائی کورٹ قانونی امدادی کمیٹیاں، ڈسٹرکٹ قانونی امدادی کمیٹیاں اور تعلقہ جاتی قانونی امدادی کمیٹیاں بھی قائم کرنے کا انتظام ہے۔

اس ایکٹ کی شق 3 کے تحت قائم مرکزی اتھارٹی قانونی جانکاریوں کو عام کرنے، یونیورسٹیوں اور کالجوں میں قانونی امدادی مراکز کھولنے، عدالتوں سے منسلک لوگوں کو تربیت دینے نیز امدادی کیمپوں اور لوک عدالتوں کا انعقاد کرنے جیسے صحت مند پروگراموں کے ذریعہ اس ایکٹ کو نافذ کرنے کا کام کررہی ہے۔ نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی اس ایکٹ سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لئے حکمت عملی اور پالیسیاں بھی بنارہا ہے۔

اس ایکٹ کے تحت 9,000 روپے سالانہ تک کی آمدنی والا ہر شہری ماتحت عدالتوں اور ہائی کورٹوں میں دائر مقدموں میں مفت قانونی امداد پانے کا حقدار ہے۔ جبکہ سپریم کورٹ میں آمدنی کی حد -/12,000 روپے ہے۔ ریاستی حکومتیں آمدنی کی یہ حدیں بڑھا بھی سکتی ہیں۔ شیڈول کاسٹ، شیڈول ٹرائب کاسٹ، خواتین، بچے اور معذور افراد پر سالانہ آمدنی کی یہ حد نافذ نہیں ہوتی۔ اروناچل پردیش، آسام، جموں وکشمیر، مدھیہ پردیش، ناگالینڈ، مغربی بنگال، انڈمان ونکوبار جزائر، دادر اور نگر حویلی، لکش دیپ اور پانڈی چری کو چھوڑ کر آمدنی کی حد بڑھائی جاچکی ہے۔ مذکورہ ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی آمدنی کی حد بڑھانے کا عمل چل رہا ہے۔

حکومت نے 04-2003 کے بجٹ میں نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی کے لئے 6 کروڑ روپے مختص کئے ہیں تاکہ قانون کے اس اہتمام پر عمل کیا جاسکے۔ یہ ادارہ ملک میں مفت قانونی امدادی سرگرمیوں پر نظر رکھتا ہے۔ ساتھ ہی ان کا تجزیہ بھی کرتا رہتا ہے۔ یہ اتھارٹی سماج کے کمزور طبقوں میں قانونی بیداری پیدا کرنے اور قانون کی اہمیت وافادیت کی جانکاری دینے کی حتی الامکان کوشش کررہی ہے۔

حصولیابیاں

31 دسمبر 2002 تک ملک کے مختلف حصوں میں تقریباً 1,54,590 لوک عدالتیں لگائی گئیں، جن میں ایک کروڑ 27 لاکھ معاملات کا تصفیہ کیا گیا۔ ان عدالتوں کے ذریعہ روڈ ایکسیڈنٹ دعووں کے تقریباً 7.48 لاکھ معاملوں میں 3,805.84 کروڑ روپے معاوضہ ادا کرنے کا فیصلہ سنایا گیا۔ ملک میں دستیاب قانونی امداد اور عدالتوں میں دی جانے والی صلاح کی سہولیات سے 31 دسمبر 2002 تک تقریباً 47.43 لاکھ لوگوں کو فائدہ پہنچا ہے۔

نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی کے تحت لوک عدالت کو سول کورٹ کے برابر کا درجہ دیا گیا ہے اور لوک عدالت کے ذریعہ کیا گیا ہر ایک فیصلہ آخری ہوتا ہے۔ یہ فیصلہ ہر فریق کو قبول کرنا پڑتا ہے اور اس فیصلے کے خلاف کسی بھی عدالت میں اپیل نہیں کی جا سکتی۔ ریاستی لیگل سروسز اتھارٹی کے پہلے اجلاس میں لئے گئے فیصلوں کا احترام کرتے ہوئے ملک کے ہر ضلع میں مستقل اور مسلسل لوک عدالتیں قائم کی جا رہی ہیں۔

پارلیمنٹ نے 2002 میں نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی 1987 میں ترمیم کر کے ایسا بندوبست کیا ہے کہ مقدمہ دائر ہونے سے پہلے ہی صلح سمجھوتا کرایا جا سکے۔ ترمیم شدہ قانون میں نقل وحمل، ڈاک، مواصلات وغیرہ کے عوامی استعمال کی خدمات کے لیے مستقل لوک عدالتیں قائم کرنے کا بھی انتظام ہے۔ ان خدمات سے متعلق کوئی بھی تنازعہ نمٹانے کے لیے مستقل لوک عدالت کو سونپا جا سکے گا۔

اٹارنی جنرل

ہندوستان میں اٹارنی جنرل کا تقرر صدر جمہوریہ کرتے ہیں اور وہ صدر کے نگاہ کرم پر ہی اپنے عہدہ پر برقرار رہ سکتے ہیں۔ اس عہدہ پر تقرری کے لئے بھی وہی ساری اہلیتیں اور قابلیتیں درکار ہوتی ہیں جو ایک ہائی کورٹ کے جج کے لئے ضروری ہیں۔ ہندوستان کے اٹارنی جنرل کا فرض ہے کہ وہ صدر جمہوریہ کے ذریعہ تفویض کئے گئے معاملوں میں مرکزی حکومت کو مشورہ دے اور دوسرے قانونی کام کرے، آئین یا کسی دوسرے قانون کے ذریعہ سونپے گئے کام کرے۔ اپنے فرائض منصبی کو خوش اسلوبی سے ادا کرنے کے لئے اٹارنی جنرل ملک کی سبھی عدالتوں میں پیش ہو سکتا ہے۔ اسے پارلیمنٹ کی کارروائی میں بھی حصہ لینے کا حق ہے لیکن وہ ووٹ نہیں دے سکتا۔ اٹارنی جنرل کی مدد کے لئے سالسٹر جنرل اور ایڈیشنل سالسٹر جنرل مقرر کئے جاتے ہیں۔

قانونی پیشہ

ملک میں قانونی پیشہ برائے وکلا ایکٹ 1961 کی رو سے ہندوستان کی بار کونسل کے ذریعہ بنائے گئے قوانین کے تحت کام کرتی ہے۔ ریاستوں کی بار کونسلوں اور بھارتی کونسلوں کو قائم کرنے اور وکیلوں کے کام کاج کے بارے میں یہ ایکٹ مکمل طور پر ایک قانونی دستور ہے۔ اس ایکٹ کے تحت ایڈووکیٹ فہرست میں شامل کوئی بھی شخص ملک بھر کی عدالتوں میں کام کر سکتا ہے۔ کسی ریاست کی بار کونسل کی وکیلوں کی فہرست میں شامل کوئی وکیل ایک طے شدہ طریقہ کار کے ذریعہ کسی دوسری ریاست کی بار کونسل میں اپنا نام اندراج کرا سکتا ہے لیکن کوئی بھی شخص ایک سے زیادہ بار کونسلوں کا ممبر نہیں بن سکتا۔

وکیلوں کے دو درجے ہیں سینئر ایڈووکیٹ اور ایڈووکیٹ۔ اگر سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ یہ سمجھتا ہے کہ کوئی وکیل اپنی قابلیت قانونی سوجھ بوجھ اور اپنے تجربہ کی بنا پر سینئر ایڈووکیٹ کا رتبہ پانے کی اہلیت رکھتا ہے تو اس کی اجازت سے اسے سینئر ایڈووکیٹ بنایا جاسکتا ہے۔ سینئر ایڈووکیٹ، سپریم کورٹ میں ایڈووکیٹ آن ریکارڈ کے بغیر پیش نہیں ہوسکتا۔ اس طرح کسی دوسری عدالت یا ٹریبونل میں پیش ہونے والے وکیل کو ریاست کے وکیلوں کی فہرست میں ضرور شامل ہونا چاہئے۔ ایڈووکیٹ کی فہرست میں شامل ہونے کے لئے تعلیمی لیاقت مقرر کی گئی ہے۔ پیشہ ورانہ چال چلن اور اخلاقی ضابطوں کا تعین بھی کردیا گیا ہے۔ ریاستی بار کونسل اپنے ممبروں کے چال چلن کی نگرانی کرتی ہے جس کے فیصلہ کے خلاف بار کونسل آف انڈیا میں اپیل کی جاسکتی ہے اور اس کے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا جاسکتا ہے۔

ایڈووکیٹ بہبود فنڈ

نئے وکیلوں کی معاشی امداد اور معذور اور ضرورت مند وکیلوں کی بہبود کے لیے اور سماجی تحفظ کے لیے قانونی برادری میں کام کرنے والے افراد کوشاں رہے ہیں۔ کچھ ریاستوں نے اس بارے میں قانون بھی بنائے ہیں۔ پارلیمنٹ نے ایڈووکیٹ بہبود فنڈ ایکٹ 2001 بنایا ہے۔ یہ قانون ان ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں لاگو ہوگا جہاں اس بارے میں کوئی قانون نہیں ہے۔ اس قانون کے تحت متعلق حکومت ایڈووکیٹ بہبود فنڈ قائم کرے گی۔ اس قانون میں یہ بھی لازمی اہتمام ہے کہ ہر ایک وکیل کو کسی بھی عدالت، اتھارٹی یا کسی دیگر مقام پر پیش وکالت نامے پر مقررہ قیمت کا ٹکٹ لگانا ہوگا۔ ایڈووکیٹ بہبود فنڈ ٹکٹوں کی فروخت رقم اس فنڈ کا وسیلہ ہوگی۔ پریکٹس کرنے والے سبھی وکیلوں کو درخواست فیس اور سالانہ چندہ دے کر ایڈووکیٹ بہبود فنڈ کا ممبر بننا ہوگا۔ اس فنڈ کو متعلقہ حکومت کے ذریعے قائم شدہ ٹرسٹی کمیٹی کرے گی۔ دیگر باتوں کے علاوہ کسی ممبر کے شدید طور پر بیمار ہونے پر اس فنڈ سے مالی امداد دی جائے گی اور ممبر کے ذریعے پریکٹس بند کردینے پر یا اس کی موت ہوجانے پر اس کے ذریعے نامزد شخص یا اس کے قانونی وارث کو متعین رقم دی جائے گی۔ ممبروں اور اس کے لواحقین کے میڈیکل یا تعلیمی امداد اور وکیلوں کی سہولیات اور کتابیں خریدنے کے لیے مدد دی جائے گی۔

ہندوستان کا لا کمیشن

16 ویں لاء کمیشن کی باز تشکیل یکم ستمبر 2000 کو تین سال کیلئے ہوئی۔ اس کے چیئرمین آنریبل جسٹس بی پی جیون ریڈی ہیں۔ جسٹس ایم جگن ناتھ راؤ 15 جنوری 2001 سے 2 جنوری 2002 تک اس کمیٹی کے نائب صدر مقرر کیے گئے تھے۔ ڈاکٹر این ایم گھٹاٹیٹے کمیشن کے کل وقتی ممبر ہیں، جب کہ جناب ٹی کے وشواناتھن ممبر سکریٹری ہیں۔ جسٹس ایم جگن ناتھ راؤ کی تقرری 3 جنوری 2002 سے 31 اگست 2003 تک کمیشن کے صدر کے طور پر کی گئی ہے کمیشن کے دائرہ کار میں یہ امور ہیں:

(i) پرانے قوانین پر نظر ثانی رانہیں ختم کرنا، (اے) ان قوانین کی نشاندہی کرنا جن کی اب کوئی ضرورت نہیں رہ گئی ہے یا جو اب اقتصادی نرم کاری کے عصری تقاضوں کے مطابق نہیں ہیں اور فوری طور پر ختم کئے جاسکتے ہیں۔ (بی) ان قوانین کی نشاندہی کرنا جو آزاد معیشت کے موجودہ ماحول کے مطابق ہیں اور جن میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے (سی) ان قوانین کی نشاندہی کرنا جن میں ترمیم کی ضرورت ہے اور انصاف و قانون ان میں ترمیم کرنے کا تقاضہ کرتے ہیں۔ مختلف وزارتوں رمحکموں کے ماہرین نے نظر ثانی رترمیمات کے لئے جو تجاویز پیش کی ہیں ان پر وسیع تر تناظر میں غور کرکے انہیں مربوط اور حالات کے مطابق بنانا

(ای) ایک سے زیادہ وزارتوں ربحکموں کے تعلق سے کمیشن کو ملنے والی قانون سازی کی تجاویز پرغور کرنا (ایف) قانون کے شعبہ میں شہریوں کی شکایات کے ازالہ کے لئے فوری اقدام کرنا (ii) قانون اور غریبی (اے) غریبوں پر اثر انداز ہونے والے قانون پر غور کرنا اور سماجی واقتصادی قانون سازی کے لئے ضروری ماحول تیار کرنا (بی) ایسی بھی تدابیر کرنا جن سے غریبوں کی امداد کے لئے قانون اور اس پرعمل درآمد کرنے کا راستہ صاف ہوسکے۔ (iii) عدالتی نظام کا وقت وقت پر جائزہ لیتے رہنا تاکہ ہمارا قانونی نظام موجودہ وقت کے ساتھ چل سکے خصوصاً (A) مقدمے کے فیصلے جلدی ہوں، التوا میں پڑے مقدموں کا تصفیہ جلدی ہو اور انصاف حاصل کرنے میں مصارف کم ہو۔ فیصلے درست اور غیر جانب دار ہوں۔ اس بنیادی نظام قانون سے انحراف کئے بغیر مقدموں کا فیصلہ جلدی اور کم خرچ میں ہو۔ (B) قانونی عمل سہل بنانا تاکہ تاخیر کے لئے ذمہ دار تکنیکی داؤ پیچ اور مشکلات پر قابو پایا جاسکے۔ عدالتوں کی کارکردگی کو ہی مقصد و مدعا بنانا نہ کہ صرف عدالتوں کو ہدف بنانا (C) قانونی چارہ جوئی کی طرف ہر سطح کے لوگوں میں بیداری پیدا کرنا (iv) آئین میں درج ریاستوں کے متعلق پالیسیوں کا تجزیہ ومشاہدہ کرنا اور ان کو مزید بہتر بنانے کے لئے تجویزیں پیش کرنا۔ جوان پالیسیوں پرعمل پیرا ہونے کے لئے اور آئین کی تمہید میں درج مقاصد کو حاصل کرنے میں معاون ہوں۔ (v) عام اہمیت کے حامل مرکزی قوانین پر نظر ثانی کرنا تاکہ ان میں موجودہ بے قاعدگی، ابہام اور نابرابری کو دور کیا جاسکے۔ (vi) پرانے پڑ چکے قانونوں کو یا پھر ان کے غیرضروری حصوں کو حذف کر کے قانون کو موجودہ وقت کے مطابق بنانے کے لئے حکومت کو اپنے خیالات سے آگاہ کرنا۔ (vii) قانون اور عدالتی عمل سے متعلق سونپے گئے کسی بھی موضوع پر اپنے خیالات حکومت کو بتانا۔

لاکمیشن نے کچھ موضوعات پر جو اسے بھارت سرکار نے سونپے تھے، غور وفکر کیا، جب کہ ان مدعوں کی اہمیت کا پورا پورا خیال رکھتے ہوئے اپنی طرف سے بھی کارروائی کی۔ کمیشن نے ابھی تک 185 رپورٹیں دی ہیں۔

انفورسمینٹ ادارے

پولیس

ملک میں امن وامان قائم رکھنے، جرم روکنے اور جرم کا پتہ لگانے کی ذمہ داری پولیس کو سونپی گئی ہے۔ آئین کے مطابق امن و امان کا قیام اور پولیس ریاستوں کی ذمہ داریاں ہیں اس لئے ریاستی حکومتیں پولیس کی دیکھ بھال وکنٹرول کرتی ہیں۔

ریاستوں میں پولیس فورس کا ہیڈ ڈائرکٹر جنرل پولیس رانسپکٹر جنرل پولیس ہوتا ہے۔ ریاستوں کو حسب ضرورت مختلف علاقائی ڈویژنوں میں بانٹا گیا ہے جنہیں رینج کہتے ہیں۔ ہر رینج ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس کے انتظام میں ہوتی ہے۔ رینج میں کئی ضلع ہوتے ہیں ڈسٹرکٹ پولیس کو پولیس ڈویژنوں، سرکل اور تھانوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ سول پولیس کے علاوہ ریاستوں کی اپنی مسلح پولیس فورس اور خفیہ پولیس اور کرائم برانچیز وغیرہ بھی ہوتی ہیں۔ دلی، کلکتہ، ممبئی، چنئی، بنگلور، حیدرآباد، احمد آباد، ناگپور پونے وغیرہ بڑے شہروں میں پولیس انتظام پولیس کمشنر کے ماتحت ہوتی ہے جسے مجسٹریٹ کے اختیار بھی حاصل ہوتے ہیں۔

مختلف ریاستوں میں پولیس کے سبھی اعلا عہدوں پر انڈین پولیس سروس (IPS) کے افسران تعینات ہوتے ہیں۔ انڈین پولیس سروس میں تقرری پورے ملک سے کی جاتی ہے۔ پولیس کے سپاہی سے لے کر ڈپٹی سپرینٹنڈنٹ آف پولیس تک کے

عہدوں پر تقرری، ترقی اوران کا انتظام ریاستی حکومتیں دیکھتی ہیں۔ مرکزی سرکار کئی مرکزی فورس رکھتی ہے۔ مرکزی انٹیلجنس بیورو (IB) سینٹرل بیوروآف انویسٹی گیشن (CBI)) مرکزی حکومت کے کئی اور ایسی ایجنسیاں وادارے ہیں جہاں پولیس آفیسروں کو تربیت دی جاتی ہے۔

سنٹرل بیوروآف انویسٹی گیشن

سی بی آئی (CBI) کا قیام 1963 میں ہوا۔ اس کے قبل اسے اسپیشل پولیس اسٹیبلشمینٹ کہا جاتا تھا۔ دلی اسپیشل اسٹیبلیشمنٹ ایکٹ 1946 کے تحت بنایا گیا تھا اور اس ایکٹ میں موجودہ ہدایتوں کی روشنی میں کام ہوتا تھا۔ 1963 میں سی بی آئی کے بن جانے پر اس ادارے کا دائرہ عمل بڑھا دیا گیا اور یہ دوسرے کاموں کے علاوہ انٹرپول کے تحت تفتیش کرنے والے ہندوستان کے ادارے نیشنل سینٹرل بیورو اور سنٹرل فارسینک سائنس لیبارٹری کا کام بھی کرنے لگا۔

سی بی آئی مرکزی حکومت کا ایک اہم تفتیشی ادارہ ہے۔ تفتیش کا کام اسپیشل پولیس اسٹیبلشمینٹ ڈویژن کے ذریعہ کیا جاتا ہے بیورو مرکزی حکومت کے دفاتر اور اداروں کے کارکنوں کی بداخلاقی کے معاملے، مرکزی حکومت کے مالی امداد یافتہ اداروں میں مرکزی حکومت کو نقصان پہنچانے والے معاملے۔ ایسے مرکزی قوانین کی خلاف ورزی کے معاملے جن پر حکومت عمل کروانا چاہتی ہے۔ دھوکہ دینے کے معاملے، ٹھگی، غبن کے بڑے معاملے، پیشہ ور مجرموں اور گینگوں کے ایسے معاملے جن کا براہ اثر بین ریاستی یا بین الاقوامی ہوتا ہے، کی جانچ پڑتال کرنے کا اختیار بیورو کو دہلی اسپیشل پولیس اسٹیبلشمینٹ ایکٹ 1946 کے تحت حاصل ہے۔ بیورو بین الاقوامی جرم میں ملوث مجرموں کے بارے میں اطلاعات جمع کرتا ہے اور مختلف ملکوں کے تفتیشی اداروں کی مدد سے انگلیوں کے نشانوں کی تصدیق کراتا ہے اسی طرح ملک کے مختلف انفورس مینٹ ایجنسیوں کو انٹرپول کی اطلاعات فراہم کی جاتی ہیں۔ مرکزی جانچ بیورو (CBI) محکمہ عملہ وٹریننگ (DOPT) کے انتظامی کنٹرول میں تھا۔ مرکزی حکومت کے ذریعے ہندوستانی قانون عمل 1961 میں ترمیم کیے جانے کے نتیجے میں یہ 30 جنوری 2003 سے کیبنٹ سکریٹریٹ کے ماتحت ہے۔

بھارت تبت سرحد پولیس (آئی ٹی بی پی)

بھارت تبت سیما پولیس کی تشکیل چینی حملہ ہونے کے بعد 24 اکتوبر 1962 کو ہوئی تھی۔ یہ ایک مربوط خفیہ/سگنل/ پایونیر/ انجینئرنگ/ میڈیکل اور چھاپہ مار اکائی ہے، جس کا آپریشنل کنٹرول ابتدا میں اعلیٰ جینس بیورو کے ہاتھوں میں تھا۔ 1975 میں انڈو تبتن بارڈر پولیس کو خاص طور سے ملک کی شمالی سرحدوں کی حفاظت، دراندازی اور سرحد پار سے چلائے جانے والے جرائم کو روکنے کا کام سونپا گیا۔ 1995 سے کشمیر وادی میں دہشت گردانہ سرگرمیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ITBP کا بڑے پیانے پر استعمال کیا جارہا ہے۔ یہ پولیس مندرجہ ذیل خدمت انجام دیتی ہے۔

بھارت تبت سیما پولیس سری لنکا میں بھارتی ہائی کمیشن کی حفاظت کا کام بھی انجام دے رہی ہے اور دہلی میں بہت اہم شخصیتوں کی حفاظت بھی کرتی ہے۔ اس فورس پر اقوام متحدہ کے امن برقرار رکھنے کی حفاظتی فورس میں منتخب کیے گئے جوانوں کو ٹریننگ دینے کی بھی ذمہ داری ہے۔

اس فورس کے جوان اور افسر ماؤنٹ ایوریسٹ پر پانچ مرتبہ چڑھ چکے ہیں۔ یہ لوگ ہمالیہ، ایران، امریکہ اور آلپس پہاڑوں کی چوٹیوں پر سو سے زیادہ بار چڑھ چکے ہیں۔ انھیں کیلاش مان سرور کی یاترا پر جانے والے تیرتھ یاتریوں کی صحت کی جانچ کا کام

بھی دیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ ملک کے وسطی اور مغربی ہمالیائی علاقے میں ہنگامی انتظامیہ کے لیے بھی ایک اہم ایجنسی ہے۔ ITBP کی 25 بٹالینیں ہیں، جن میں چار مخصوص بٹالینیں ہیں، 3 تربیتی ادارے اور 6 ہیڈکوارٹر ہیں، جوان پہاڑوں پر چڑھنے اسکیئنگ اور ندی کے تیز بہاؤ میں کشتی چلانے میں ماہر ہوتے ہیں۔

بارڈر سیکورٹی فورس (B.S.F)

بارڈر سیکورٹی فورس کا قیام 1965 میں ہوا۔اس کے جوان بھارت کی بین الاقوامی سرحدوں کی نگرانی کرتے ہیں۔ان دنوں اس کی 157 بٹالین ہیں۔20 توپخانہ کی بٹالین ہیں۔یہ فورس کل 6475.7 کلومیٹر لمبی بین الاقوامی سرحد کی نگرانی کر رہی ہے۔ جس میں دشوار گزار پہاڑی علاقے، ریگستانی درے، دریاؤں کے کنارے اور دلدلی علاقے بھی شامل ہیں۔سرحدی علاقوں میں رہنے والے لوگوں میں خود حفاظتی جذبہ پیدا کرنے اور سرحد پر اسمگلنگ، غیر قانونی دراندازی جیسے سنگین جرائم روکنے کی ذمہ داری بھی اسی فورس پر ہے۔

آسام رائفلز

1835 میں کچھار لیوی کے نام سے آسام رائفلز کا قیام قبائلی علاقوں میں داخلی سلامتی کی دیکھ بھال کے لیے ہوا تھا۔اس فورس کی 38 بٹالین ہیں۔مشرقی شمال کے لوگوں کو قوم کی خاص دھارا میں لانے کے کام میں آسام رائفلس نے اہم کردار نبھایا ہے۔سب اسے ''پہاڑوں پر رہنے والوں کا دوست'' اور ''شمال مشرق کا پہریدار'' کے لقبوں سے پکارتے ہیں۔

نیشنل سیکوریٹی گارڈس

دہشت پسندوں، اغوا کاروں اور توڑ پھوڑ کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے، خاص خاص لوگوں کی حفاظت کرنے یرغمالیوں کو چھڑانے اور اسی طرح کے دوسرے اہم کاموں کو انجام دینے کے لئے اس فورس کی تشکیل 1984 میں کی گئی تھی۔ملک میں دہشت پسندوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے یہ فورس کمال مہارت رکھتی ہے۔یہ گارڈس ریاستوں کے پولیس کمانڈوز کی صلاحیت میں اضافہ کرنے کے لئے انہیں تربیت دیتا ہے تاکہ دہشت پسندوں سے نپٹا جا سکے اور بموں کا پتہ لگا کر انہیں ناکام کیا جا سکے۔اس فورس کو اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کا معیار بہت اعلا رکھنا پڑتا ہے۔اس فورس نے ملک میں اب تک 100 آپریشن انجام دیے ہیں۔احمد آباد میں ستمبر 2002 اکشر دھام مندر پر دہشت گردوں کے ذریعے کیے گئے حملے کو ناکام کرنے کے لیے اسی کے کمانڈوز نے کارروائی کی اور مندر میں چھپے دہشت گردوں کو مار گرایا۔

سنٹرل ریزرو پولیس فورس (C.R.PF)

داخلی سیکورٹی قائم رکھنے کے لئے سی آر۔پی۔ایف بھارتی حکومت کی ایک فورس ہے 1939 میں قائم یہ فورس ابتدا میں کراؤن ری پریزنٹیٹو پولیس کہلاتی تھی۔1949 سے اس کو سنٹرل ریزرو پولیس فورس کہا جانے لگا۔اس فورس میں 154 بٹالین ہیں جن میں 1,84,000 سے زیادہ جوان شامل ہیں۔یہ فورس ملک کے مختلف حصوں میں داخلی حفاظت اور توڑ پھوڑ اور دہشت گردی مخالف مہم کے لیے وقف ہے۔یہ ایک ایسی فورس ہے جس میں عورتوں کی بھی دو بٹالین ہیں۔

ریپڈ ایکشن فورس

یہ مرکزی ریزرو پولیس فورس کا ہی ایک حصہ ہے۔ 1992 میں قائم کی گئی اس فورس کو دنگا وفساد وغیرہ کو روکنے کے لیے خصوصی تربیت دی گئی ہے۔ امن وامان قائم رکھنے والے روایتی فورسوں کے ذریعے کیے جانے والے کاموں کے علاوہ یہ فورس فساد کے بعد امن وامان بحال کرنے اور بچاؤ اور راحت کے کام کے لیے بھی باصلاحیت ہے۔

سنٹرل انڈسٹریل سیکورٹی فورس

سرکاری صنعتی اداروں کی حفاظت کا کام انجام دینے کے لئے 1969 میں سینٹرل انڈسٹریل سکوریٹی فورس (C.I.S.F) بنائی گئی۔ اس میں 60,000 سے زیادہ نفری فورس ہے۔ اس فورس پر مرکزی حکومت کی صنعتی اکائیوں کے اثاثے اور وہاں کام کرنے والے کارکنوں کی حفاظت کی ذمہ داری ہے، اس وقت یہ فورس پبلک سیکٹر کی 270 اکائیوں میں تعینات ہے۔ ملک میں 45 ہوائی اڈوں اور دہلی میں سرکاری عمارتوں کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اسی فورس پر ہے۔ 2001 میں مرکزی انڈسٹریل سیکورٹی فورس نے مشاورتی خدمات شروع کردی ہیں۔

سردار ولبھ بھائی پٹیل نیشنل پولیس اکیڈمی

سردار ولبھ بھائی پٹیل نیشنل پولیس اکیڈمی ملک کی ایک اہم پولیس تربیتی ادارہ ہے اس میں آئی پی ایس کے آفیسروں کو ابتدائی اور نوکری کے دوران تربیت دی جاتی ہے۔ 1948 میں راجستھان کے آبو پہاڑ پر قائم اکیڈمی کو 1975 میں حیدرآباد میں منتقل کردیا گیا۔ اور یہاں پولیس سے متعلق موضوعات پر ریسرچ اور ان کے مطالعے کا کام کیا جاتا ہے۔

خصوصی سروس بیورو

اروناچل، شمالی آسام، کچھار، شمالی بنگال، ہماچل پردیش، لداخ اور اتر پردیش کے پہاڑی اضلاع کیبنٹ سکریٹریٹ کے تحت خصوصی سروس بیورو 1963 میں قائم کی گئی تھی۔ اس کا مقصد سرحدی ریاستوں میں رہنے والے لوگوں میں اعتماد پیدا کرنا تھا تاکہ وہ سرحد پار سے دشمنوں کے ذریعے کی جانے والی توڑ پھوڑ، دراندازی وغیرہ کی کارروائیوں کا مقابلہ کرسکیں۔ بعد میں اس کا دائرہ عمل منی پور، تریپورہ، جموں، میگھالیہ، سکم، راجستھان کے سرحدی علاقوں، گجرات، میزورم، جنوبی بنگال، ناگالینڈ اور جموں ڈویژن کی نوبرا وادی میں بھی بڑھادیا گیا۔ اب یہ بیورو وزارت داخلہ کے انتظامی کنٹرول میں ہے۔ اسے ہندوستان نیپال سرحد کی حفاظت کرنے کی بھی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اب یہ بیورو سرحد پار سے ہتھیار، گولہ بارود اور نشیلی اشیا، ہندوستان میں چوری چھپے لانے، لوگوں کو ناجائز طور پر ہندوستان میں آنے اور یہاں سے جانے سے روکتا ہے۔ ساتھ ہی یہ سرحدی لوگوں میں بھروسے کا جذبہ بھی پیدا کرتا ہے۔

جیل خانے

ملکی آئین کی رو سے ''جیل خانے'' ریاستوں کی ذمہ داری ہیں۔ انڈین جیل خانہ ایکٹ اور جیل مینوئلز کے مطابق ریاستی حکومتیں جیل خانوں کا انتظام دیکھتی ہیں۔ جیل انتظامیہ کو جدید بنانے کے لئے مرکزی سرکار ریاستی حکومتوں کی ان کوششوں میں مالی تعاون دیتی ہے۔ جیل خانوں کی جدید کاری منصوبہ کے تحت جیلوں میں سکوریٹی اور رسل ورسائل میں آسانیاں فراہم کرنے، جیل

خانوں کی مرمت وغیرہ کرنے، طبی سہولیات بہتر بنانے، دستکاری کی تربیت دینے، خواتین قیدیوں کو سہولتیں فراہم کرنے وغیرہ کے لئے مرکزی حکومت کی طرف سے امداد دی جاتی ہے۔ خطرناک اور خونخوار مجرموں و دہشت گردوں کو جیل میں رکھنے کے لئے حفاظت کے اضافی انتظام کرنے کے واسطے کچھ ریاستوں کو مرکزی حکومت مالی امداد دے رہی ہے۔

شہریوں کی حفاظت

دشمن کے حملہ کر دینے پر شہریوں کی جان بچانا، ان کی جائیدادوں کا نقصان نہ ہونے دینا اور صنعت و حرفت کو متاثر نہ ہونے دینا سول ڈیفنس کے مقاصد ہیں۔ شہریوں کی حفاظت کی غرض سے مرکزی حکومت ریاستوں کے چنے ہوئے شہروں کو مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ سول ڈیفنس ایک رضا کارانہ بنیاد پر قائم ادارہ ہے اس میں بہت کم لوگوں کو مشاہرہ ملتا ہے۔ ہنگامی حالات میں رضا کاروں کی تعداد میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت 35 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے 225 شہروں میں شہریوں کی حفاظت کے ادارے کام کر رہے ہیں۔ ان کے رضا کاروں کی تعداد 12.19 لاکھ کرنے کا نشانہ ہے، جب کہ موجودہ تعداد 5.8 لاکھ ہے اس میں 4.75 لاکھ تربیت یافتہ رضا کاروں کی ہے۔

ہوم گارڈس

ہوم گارڈ ایک رضا کار فورس ہے۔ اس کا قیام دسمبر 1946 میں فرقہ وارانہ فسادات اور نقص امن پر قابو کرنے میں پولس کی مدد کرنے کے لئے عمل میں آیا تھا اس کے بعد مختلف ریاستوں میں شہریوں کے رضا کار دستوں کے قیام پر زور دیا گیا۔ 1962 میں چین کے حملہ کے بعد مرکزی حکومت نے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے الگ الگ رضا کار دستوں کو ایک ہی رضا کار دستے میں ضم کر دینے کی تجویز رکھی اور نتیجہ میں ہوم گارڈ کی موجودہ شکل وجود میں آئی۔ ہوم گارڈ کی ذمہ داریوں میں قانون و انتظامیہ اور داخلی امور میں امن قائم رکھنے میں پولیس کی مدد کرنا شامل ہے۔ اچانک رونما ہوئے کسی بھی حادثہ جیسے ہوائی حملے، آگ زنی، طوفان، زلزلے، وبائی بیماریوں کے وقت میں لوگوں کی مدد کرنا۔ آپس میں بھائی چارہ کا فروغ کرنے اور پسماندہ طبقات کی مدد کرنے میں اور ان کی حفاظت کرنے میں حکومت کی مدد کرنا بھی ان کی ذمہ داری ہے۔ سماجی، معاشی اور عوامی فلاح و بہبود کے کاموں میں حصہ لینا اور شہریوں کے حق خود حفاظیت کو بڑھاوا دینا بھی شامل ہے۔ ہوم گارڈ فورس کی دو قسمیں ہیں دیہی اور شہری۔ سرحدی ریاستوں میں ہوم گارڈ دستہ کی بارڈر ونگ بٹالین بنائی گئی ہے۔ جو سیکورٹی فورسیز کے معاون کے طور پر کام کرتی ہے۔ ملک میں ہوم گارڈوں کے جوانوں کی تعداد 5,73,793 کرنے کا نشانہ ہے مگر ابھی یہ 4,86,401 تک ہی پہنچ پائی ہے۔ کیرل کے علاوہ تمام ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں اس فورس کا جال پھیلا ہوا ہے۔

ہوم گارڈوں پر کئے گئے اخراجات جو مرکزی حکومت کی سطح کے ہی ہوتے ہیں۔ جس کو مرکز/ ریاستی حکومتیں آدھا آدھا بانٹ لیتی ہیں۔

فائر سروس

فائر سروس ریاستوں کی ذمہ داری ہے۔ فائر سروس خدمات ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعہ عمل میں لائی جاتی ہیں۔ وزارت داخلہ، آگ سے حفاظت آگ بجھانے اور اس سے متعلق قوانین وضع کرنے میں ریاستوں / مرکزی علاقوں کو اور مرکزی وزارتوں کو اس سلسلے میں تکنیکی صلاح دیتا ہے۔

1980-81 سے اب تک ریاستی فائر سروس کی ترقی کے جنرل انشورنس کارپوریشن سے 313.30 کروڑ روپے کے قرض کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف ریاستوں میں فائر سروس کو جدید بنانے کے لیے 10ویں مالیاتی کمیشن نے 1995 تا 2000 کی مدت میں 80 کروڑ روپے کی گرانٹ منظور کی۔ گیارہویں مالیاتی کمیشن نے 2000 تا 2005 کے لیے 201 کروڑ روپے مزید مختص کیے۔ فائر سروس میں ٹریننگ دو سطح پر کی جاتی ہے۔ آگ بجھانے والے ملازمین کو ریاستی فائر ٹریننگ مراکز میں تربیت دی جاتی ہے۔ موجودہ طور پر ان مراکز کی نیشنل فائر سروس کالج، ناگپور میں تربیت دی جاتی ہے۔ 1956 میں قایم ناگپور میں واقع قومی فائر سروس کالج اب تک 12,355 افسروں کو تربیت دے چکا ہے۔ ان میں 12 ملکوں کے 71 لوگ بھی شامل ہیں۔

دستیاب اعداد وشمار کے مطابق 2,029 فائر اسٹیشن کام کر رہے تھے جن میں 66,152 کارکن اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ ان فائر اسٹیشنوں کے پاس 6,157 آگ بجھانے کی گاڑیاں اور دوسرے ساز و سامان موجود تھے۔ ریاستوں میں فائر سروس خدمات کو جدید بنانے کے لیے وزارت داخلہ انھیں وزارت مالیات کی انشورنس ڈویژن کے ذریعے جنرل انشورنس کارپوریشن سے قرض فراہم کراتا ہے۔

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کرمنالوجی اینڈ فارینسک سائنس

جرائم اور فارینسک سائنس کے متعلق اس ادارہ کا قیام 1972 میں نئی دہلی میں ہوا تاکہ تحقیق و تربیت کا کام کیا جائے۔ اس ادارے میں جرم و سزا اور عدالتوں سے متعلق انہیں افراد کو دوران خدمات وقت وقت پر ٹریننگ اور مربوط تربیت دی جاتی ہے۔ 2002-03 کے دوران 68 کورسوں کا انعقاد ہوا، جن میں محکمہ انصاف اور دفاعی خدمات سے تعلق رکھنے والے 1,812 افسروں کو تربیت دی گئی۔ کرمنالوجی اور فارینسک سائنس میں یہ ادارہ حوالہ جاتی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے پاس ایک بہت بڑی لائبریری بھی ہے۔

پرسنل لا

بھارت میں مختلف مذہبوں اور مسلکوں کے ماننے والے رہتے ہیں اس لئے شادی بیاہ، طلاق، وراثت وغیرہ سے متعلق ان پر ان کے پرسنل لا نافذ ہوتے ہیں۔

شادی

شادی سے متعلق قانون مختلف مذہبوں کے لوگوں کے لئے مختلف ایکٹوں کے ذریعہ نافذ کیا گیا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

(1)	کنورٹ انقطاع شادی ایکٹ	1866
(2)	بھارتی طلاق ایکٹ	1869
(3)	بھارتی کرسچین شادی ایکٹ	1872
(4)	قاضی ایکٹ	1880
(5)	آنند شادی ایکٹ	1901

(6)	ہندوستانی وراثت ایکٹ	1925
(7)	بچوں کی شادی پر روک ایکٹ	1929
(8)	پارسی شادی اور طلاق ایکٹ	1936
(9)	مسلمان شادی تنسیخ ایکٹ	1939
(10)	اسپیشل شادی ایکٹ	1954
(11)	ہندو شادی ایکٹ	1955
(12)	غیر ملکی شادی ایکٹ	1969
(13)	مسلم مطلقہ نان نفقہ ایکٹ	1986

اسپیشل میرج ایکٹ 1954 جموں وکشمیر کو چھوڑ کر پورے ملک میں نافذ ہے۔ یہ بھارت کے ان شہریوں پر بھی نافذ ہوتا ہے جو ریاست جموں وکشمیر کے رہنے والے ہیں اور ان کی سکونت ان علاقوں میں ہے جہاں اس قانون کا نفاذ ہوتا ہے۔ جن لوگوں پر یہ ایکٹ نافذ ہوتا ہے وہ اس ایکٹ کے تحت رجسٹریشن کرا سکتے ہیں بھلے ہی وہ دوسرے مذہب کے ماننے والے ہیں۔ ایکٹ میں یہ بھی سہولت ہے کہ کسی دوسرے طریقہ سے ہوئی شادی بھی اگر ایکٹ کے منشا ومقاصد پر پوری اترتی ہے تو اسے اسپیشل میرج ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ کیا جاسکتا ہے۔ حال ہی میں ایکٹ کے سیکشن 4(b)(iii) میں ترمیم کرکے "یا مرگی" لفظ کو ہٹا لیا گیا ہے۔ دفعہ 36 اور دفعہ 38 میں ترمیم کرکے یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ مقدمے کے دوران شادی شدہ اور نابالغ بچوں کی تعلیم کے لیے اقتصادی مدد دینے سے متعلق درخواست یا جواب دہندہ کو نوٹس ملنے کی تاریخ سے 60 دنوں کے اندر فیصلہ کرلیا جائے گا۔

ہندو شادی ایکٹ 1955 کو نافذ کرکے ہندوؤں میں روایتی قانون کو ضابطہ بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہندو شادی ایکٹ 1955 جموں وکشمیر کو چھوڑ کر پورے ملک میں نافذ ہے اور یہ ان ہندوؤں پر بھی نافذ ہوتا ہے جو ان ریاستوں میں سکونت رکھتے ہیں، جو ایکٹ کے دائرۂ عمل میں ہے۔ حالاں کہ وہ ریاست اس قانون کے نفاذ کے علاقوں سے باہر ہے۔ اس کے علاوہ یہ جملہ ہندوؤں کے علاوہ بودھوں، سکھوں، جینیوں وغیرہ پر بھی نافذ ہوتا ہے۔ ان میں وہ سب شامل ہیں جو اپنے آپ کو مسلم، عیسائی پارسی یہودی نہیں مانتے لیکن یہ قانون تب تک شیڈول ٹرائب قبائل پر نافذ نہیں ہوتا جب تک حکومت اسے گزٹ نہ کردے یا پھر کوئی ہدایت نامہ نہ جاری کردے۔

طلاق سے متعلق دفعات ہندو میرج ایکٹ کی دفعہ 13 اور خصوصی شادی ایکٹ کی دفعہ 27 میں شامل ہیں۔ ان دفعات کے تحت کسی شوہر یا بیوی کی جانب سے جن عام بنیادوں پر طلاق لی جاسکتی ہے ان کا تعلق بدچلنی، بھاگ جانے، بے رحمی، دماغی خرابی، جنسی بیماریوں جذام، باہمی مفاہمت اور سات سال تک زندہ ہونے کی کوئی خبر نہ ملے۔

جہاں تک عیسائی فرقے کا تعلق ہے۔ ہندوستانی عیسائی شادی ایکٹ 1872 کی دفعات اور ہندو طلاق ایکٹ 1869 کی دفعہ 10 میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس دفعہ کے تحت بیوی کے چال چلن کے خراب ہونے کی بنیاد پر شوہر اور شوہر کے کسی دوسرے مذہب اختیار کرلینے پر یا کسی دوسری عورت سے شادی کرلینے پر بیوی طلاق کی درخواست دے سکتی ہے یا مندرجہ ذیل بنیادوں سے طلاق کے لئے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ (A) شوہر کسی دوسری عورت سے ناجائز تعلق رکھتا ہو (b) ناجائز طور پر دوسری عورت رکھ لی ہو (c) کسی دوسری عورت سے ناجائز تعلقات رکھتے ہوئے شادی کرلی ہو (d) زنا اغلام بازی یا غیر فطری عمل کا عادی ہو

جانوروں سے جنسی تعلق قائم رکھنے (e) دوسری عورت سے تعلق کے ساتھ ہی ایسی بے رحمی کا سلوک جو دوسری عورت کے تعلق کی بنا پر طلاق کا سبب ہو۔ اے منیسا اینورو (یہ رومن چرچ کے ذریعہ بنایا گیا طلاق کا ایک ایسا طریقہ ہے، جو بدکاری، بدسلوکی، بے رحمی، مذہب سے بغاوت یا انحراف کی بنیاد پر عدالتی طور پر علاحدگی کے مساوی ہے) (f) بدچلنی اور کسی سبب کے بغیر دو سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک بیوی چھوڑے رکھنا۔

طلاق کے معاملے میں عورتوں کے خلاف جو امتیاز کیے جانے کے پرویژن تھے انھیں ہٹانے کے لیے ہندوستانی طلاق ایکٹ (ترمیم) 2001 2001 کے نمبر 51) کے ذریعے ہندوستانی طلاق ایکٹ 1869 میں جامع ترمیم کی گئی۔ اس کے علاوہ اس ایکٹ کی دفعہ 36 اور 41 میں شادی قانون (ترمیم) ایکٹ 2001 کے ذریعے ترمیم کی گئی تا کہ گزارہ بھتہ پنڈنٹ لائٹ یا نابالغ بچوں کی پرورش اور تعلیم کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے دی جانے والی درخواست کو نمٹانے کے لیے جواب دہندہ کو نوٹس دیے جانے کی 60 دنوں کے اندر کی جا سکے۔

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے، ان کی شادیاں ملک میں رائج مسلم قانون کے تحت ہوتی ہیں اور جہاں تک طلاق کا تعلق ہے، مسلم عورت کو اپنی شادی کے انقطاع کے محدود اختیارات ہیں۔ غیر تحریری اور رواج پر مبنی قانون مندرجہ ذیل شکلوں میں اسے طلاق حاصل کرنے کا حق ہے۔

(A) طلاق تفویض: یہ طلاق کے لئے بااختیار بنانے کا طریقہ ہے اس کے مطابق شوہر معاہدہ شادی میں اپنے طلاق دینے کا اپنا حق سونپ سکتا ہے، ان حالات میں دیگر باتوں کے علاوہ یہ شرط ہو سکتی ہے کہ اگر وہ دوسری بیوی لے آئے تو پہلی بیوی اسے طلاق دینے کا حق رکھتی ہے۔

(b) خلع: اس کے مطابق بیوی شوہر سے علاحدگی اختیار کر سکتی ہے۔ اس میں کچھ افہام وتفہیم بھی ہوتی ہے جیسے بیوی اپنا پورا مہر یا اس کا کچھ حصہ چھوڑ دیتی ہے۔ طلاق لینے کی شرط آپس میں طے کی جاتی ہیں۔

(c) مبارات باہمی رضامندی کی طلاق کو کہتے ہیں۔

مزید برآں مسلم شادی کو ختم کرنے کے ایکٹ مجریہ 1939 میں مندرجہ ذیل بنیادوں پر مسلم عورتوں کو طلاق لینے کا حق دیا گیا ہے۔ (1) چار سال سے شوہر لاپتہ ہو (2) دو سال سے شوہر اپنی بیوی کو نان نفقہ نہ دیتا ہو (3) شوہر کو سات سال یا اس سے زیادہ کی قید کی سزا ہو گئی ہو (4) تین سال تک شوہر کسی مناسب وجہ کے بغیر اپنی ازدواجی ذمہ داریاں ادا کرنے میں ناکام رہا ہو۔ (5) شوہر نامرد ہو (6) دو سال سے دماغی توازن درست نہ ہو (7) جذام میں مبتلا ہو یا کسی شدید جنسی بیماری کا شکار ہو (8) شادی 15 سال کی ہونے سے قبل ہو گئی ہو اور ملن نہ ہوا ہو اور (9) شوہر بے رحمی کا سلوک کر رہا ہو۔

پارسی شادی وطلاق ایکٹ 1936 پارسیوں کی ازدواجی زندگی سے تعلق رکھتا ہے ایکٹ میں ''پارسی'' کی تعریف پارسی زرتشتی کی گئی ہے۔ ایک زرتشتی وہ ہے کہ جو زرتشت کے مذہب پر عمل پیرا ہو۔ اس کی ایک رخی اہمیت ہے۔ اس ایکٹ کے تحت ہر ایک شادی اور ہر ایک طلاق کو ایکٹ میں دئے گئے ضابطہ کے مطابق رجسٹرڈ کرانا ضروری ہے۔ مگر ایکٹ کے تقاضوں کو پورا نہ کرنے سے شادی ناجائز نہیں ہو جاتی۔ یہ ایکٹ صرف یک زوجگی سے تعلق رکھتا ہے۔ پارسی شادی وطلاق (ترمیمی) ایکٹ 1988 (5 آف 1988) کے ذریعہ پارسی شادی وطلاق ایکٹ 1936 کی بعض دفعات کو وسعت دے دی گئی ہے۔ تا کہ انہیں ہندو شادی ایکٹ 1955 کے متوازن بنایا جا سکے۔ اس ایکٹ کی دفعہ 39 اور 49 شادی ایکٹ (ترمیم) قانون 2001 کے

ذریعے ترمیم کر کے یہ بندوبست کیا گیا ہے کہ مقدمے کے دوران گزارا اور نابالغ بچوں کے لیے مالی تعاون کی درخواست ہر جواب دہندہ کو نوٹس ملنے کی تاریخ سے 60 دنوں کے اندر فیصلے کا اعلان کر دیا جائے گا۔

جہاں تک یہودیوں کے ازدواجی قوانین کا تعلق ہے ہندوستان میں کوئی باضابطہ قانون نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں وہ اپنے مذہبی قوانین پر عمل کرتے ہیں۔ یہودی شادی کو تہذیبی معاہدہ نہیں مانتے بلکہ انتہائی مقدس فریضہ میں مصروف دو افراد کے درمیان تعلق یا رشتہ قرار دیتے ہیں۔ وہ اپنی شادی کو عدالتوں کے ذریعہ بدچلنی یا بے رحمانہ سلوک کی بنیاد پر ختم کر سکتے ہیں۔ یہودیوں میں یک زوجگی رائج ہے۔

بچوں کی شادی

بچپن کی شادی کی روک تھام ایکٹ مجریہ 1929ء میں 1978ء میں ترمیم کی گئی تھی جس کی رو سے شادی کے وقت مرد کی عمر 21 برس اور لڑکی کی عمر 18 برس ہونی چاہئے۔ اس قانون کو یکم اکتوبر 1978ء سے نافذ کیا گیا تھا۔

گود لینا

گرچہ گود لینے کے لئے کوئی عام قانون نہیں ہے مگر ہندو لے پالک اور گزارا ایکٹ (1956) کے قانون کے ذریعہ ہندوؤں میں اور رواج کے طور پر بہت معمولی تعداد میں افراد کے کچھ زمروں میں اس کی اجازت ہے۔ چونکہ گود لینا کسی بچہ کی قانونی وابستگی کی بات ہے اس لئے یہ پرسنل لاء کا معاملہ ہے۔ مسلمانوں، عیسائیوں، اور پارسیوں کا گود لینے کا کوئی قانون نہیں ہے اور وہ گارجینس اینڈ وارڈس ایکٹ 1890 کے تحت عدالت سے رجوع کرتے ہیں۔ مسلمان، عیسائی اور پارسی صرف اسی ایکٹ کے تحت کسی بچے کو اپنی سرپرستی میں لے سکتے ہیں۔ زیر سرپرستی بچہ، بالغ ہونے کے بعد قطع تعلق کرنے کے لئے آزاد ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس طرح کے بچے کو موروثی حقوق بھی نہیں حاصل ہوتے۔ جو غیر ملکی کسی ہندوستانی بچے کو گود لینا چاہتے ہیں وہ مذکورہ بالا ایکٹ کے تحت ہی عدالت سے رجوع کر سکتے ہیں۔

گود لینے کے تعلق سے ہندو قانون میں ترمیم کی گئی ہے اور اسے ہندو اڈاپشن اینڈ مینٹیننس ایکٹ 1956 (1956 کا 78) یعنی گود لینے اور گزارہ کے ہندو قانون کی شکل میں منضبط کیا گیا ہے۔ جس کی رو سے کوئی ہندو مرد یا عورت قانونی طور پر کسی بیٹے یا بیٹی کو گود لے سکتی ہے۔ کسی نابالغ بچے کی سرپرستی کے سلسلہ میں جس طرح فیملی لاء کے دوسرے پہلوؤں کے سلسلہ میں کوئی مشترکہ قانون نہیں ہے اسی طرح اس بارے میں بھی کوئی مشترکہ قانون نہیں ہے۔ ہندو قانون، مسلم قانون اور گارجینس اینڈ وارڈس ایکٹ 1890 تین الگ الگ قانونی طریقے ہیں جو کہ رائج ہیں۔ کوئی سرپرست (گارجین) یا تو قدرتی گارجین ہوگا یا وصیت کی رو سے گارجین ہوگا یا عدالت کا مقرر کیا ہوا گارجین ہوگا۔ سرپرستی کے سوال کا فیصلہ کرنے میں دو خاص باتوں کو مدنظر رکھنا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ سرپرستی میں لئے جانے کا مستوجب نابالغ ہو اور دوسری بات کا تعلق اس کی جائیداد پر ہے۔ اکثر ایک ہی شخص کی سپردگی میں ان دونوں کو نہیں دیا جاتا۔

ہندو مائناریٹی اینڈ گارجین ایکٹ 1956 (1956 کا 32) نے نابالغی اور سرپرستی کے تعلق سے ہندوؤں کے قوانین فراہم کئے ہیں۔ غیر منضبط قوانین ہی کی طرح اس نے والد کے اختیار اعلیٰ کی توثیق کی ہے۔ اس کی رو سے جب تک کوئی بچہ 18 سال کا نہ ہو جائے تب تک وہ نابالغ ہوتا ہے نابالغ لڑکوں اور غیر شادی شدہ لڑکیوں دونوں کا قدرتی گارجین پہلے باپ اور پھر ماں ہے۔

ماں کے حق کو اسی صورت میں ترجیح دی جاتی ہے جب وہ 5 سال سے کم عمر کے بچوں کو اپنی سرپرستی میں لینا چاہے۔ ناجائز بچوں کے سلسلہ میں کہے جانے والے باپ کے مقابلہ میں ماں کا حق زیادہ ہوتا ہے۔ یہ ایکٹ کسی نابالغ بچے اور اس کی جائیداد کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتا اس لئے سرپرست کا کنٹرول دونوں پر ہوتا ہے۔ ایکٹ میں کہا گیا ہے کہ گارجین شپ (سرپرستی) کے سوال پر فیصلہ دیتے ہوئے عدالتوں کے پیش نظر بچہ کی بہبود کو اولین ترجیح دی جانی چاہئے۔

مسلم قانون کے تحت باپ کو اختیار اعلیٰ حاصل ہوتا ہے۔ یہ قانون گارجین شپ (سرپرستی) اور سپردگی (کسٹڈی) میں بھی فرق کو تسلیم کرتا ہے۔ گارجین شپ کے تعلق سے سنیوں کے مطابق جائیداد کی نگرانی کے لئے باپ کو ترجیح دی جاتی ہے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کے وصی کو یہ حق حاصل ہوتا ہے۔ اگر باپ نے کسی کو اپنا وصی نہیں مقرر کیا ہے۔ تو سرپرستی کا حق دادا کو حاصل ہوتا ہے۔ جب کہ شیعوں میں والد کو کلی طور پر گارجین تسلیم کیا جاتا ہے مگر اس کی موت کے بعد دادا کو ذمہ داری سنبھالنے کا حق ہے نہ کہ باپ کے مقرر کئے ہوئے وصی کو۔ مگر دونوں فرقے اس بات پر متفق ہیں کے اگر باپ زندہ ہے تو وہی کلی طور پر سرپرست ہوگا۔ والد کی موت کے بعد بھی ماں کو قدرتی طور پر گارجین کا درجہ نہیں حاصل ہوتا۔

جہاں تک قدرتی سرپرست کے حقوق کا تعلق ہے۔ اس میں دو رائے نہیں کہ باپ جائیداد اور فرد دونوں کا سرپرست ہوتا ہے۔ اگر نابالغ بچہ ماں کی سپردگی میں ہوتا ہے تب بھی باپ کا عام حق نگرانی برقرار رہتا ہے۔ لیکن باپ ماں کو وصیہ مقرر کر سکتا ہے۔ اس طرح ماں کو قدرتی گارجین تو نہ تسلیم کیا جائے گا مگر باپ اسے وصیہ مقرر کر سکتا ہے جس پر کسی اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔

مسلم قانون کی رو سے نابالغ بچے کو اپنی سپردگی میں لینے کا حق (حزانیت) ناقابل تردید ہے اور باپ بھی ماں کو اس حق سے محروم نہیں کر سکتا۔ جہاں تک ماں کی سپردگی کا حق ختم ہونے کی عمر کا تعلق ہے تو شیعہ فقہ کے مطابق حزانت کے سلسلہ میں بیٹے پر ماں کا حق صرف دودھ پلانے کی عمر تک ہی ہے اور اس کی مدت دو سال ہے جب کہ حنفی فقہ میں اس کی مدت سات سال تک ہے۔ اس طرح شیعہ فقہ میں لڑکی پر ماں کا حق سرپرستی 7 سال کی عمر تک ہے جب کہ حنفی فقہ اس وقت تک کے لئے یہ حق دیتی ہے جب تک لڑکی بالغ نہ ہو جائے۔ سرپرست اور زیر ولایت بچوں کے سلسلہ میں عام قوانین گارجینس اینڈ وارڈس ایکٹ 1890 میں بیان کئے گئے ہیں جس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ باپ کو سرپرستی کا بنیادی حق حاصل ہے اور یہ حق اس وقت تک کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ باپ نااہل ہے۔ اس ایکٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ گارجین کی تقرری کا فیصلہ کرتے ہوئے بچے کی بہبود کو عدالتیں مدنظر رکھیں۔

گزارہ

شادی کی رو سے بیوی کے گزارہ کی ذمہ داری شوہر پر عاید ہوتی ہے اور گزارہ کا حق پرسنل لا کا ایک جزو ہے۔

ضابطہ فوجداری 1973 (1974 کا 2) کے تحت گزارہ کا حق صرف بیوی اور زیر کفالت بچوں ہی کو نہیں ہے بلکہ ضعیف ماں باپ اور مطلقہ بیوی کو بھی ہے۔ مگر بیوی وغیرہ کے دعوے کا انحصار شوہر کے پاس کافی وسائل کے ہونے پر ہے۔ تمام زیر کفالت اشخاص کے لئے گزارہ کی زیادہ سے زیادہ رقم 500 روپے ماہانہ ہے۔ ضابطہ فوجداری (ترمیم) ایکٹ 2001 (2001 کا 50 واں قانون) کے مطابق یہ حد ہٹا دی گئی ہے۔ ضابطہ فوجداری کے تحت گزر بسر کے حق کو شامل کر کے بہت بڑا فائدہ یہ ہوا ہے کہ گزر بسر کی رقم جلد و کم خرچ میں ملنے لگی ہے، لیکن طلاق شدہ بیویوں کو جنھیں روایتی پرسنل لا کے تحت گزارہ بھتہ ملتا ہے ضابطہ فوجداری کے تحت گزر بسر رقم پانے کا حق نہیں ہے۔

ہندو قانون کے تحت بیوی کو اپنے شوہر سے گزارہ حاصل کرنے کا پورا پورا حق ہے۔لیکن جب وہ عصمت ماب نہیں رہ جاتی تو اپنے اس حق سے محروم ہو جاتی ہے۔اس کے اس حق کو ہندو اڈاپشن اینڈ مینٹیننس ایکٹ 1956(1956 کا 78) کے ذریعہ ضابطہ بند کر دیا گیا ہے۔گزارہ کی رقم کا تعین کرنے کے لئے عدالت بہت سے پہلوؤں کو مدنظر رکھتی ہے جن میں شوہر کی پوزیشن (حالت) اور ذمہ داریاں شامل ہیں۔عدالت یہ بھی طے کرتی ہے کہ آیا بیوی کا اپنے شوہر سے الگ رہنے کا دعویٰ منصفانہ ہے جب تک مقدمہ کا فیصلہ نہ ہو جائے تب تک کے لئے گزارہ کی ادائیگی کی بنیادوں کی اس ایکٹ میں وضاحت کی گئی ہے۔گزارہ کے مقدمہ کے اخراجات بیوی یا شوہر میں سے کسی ایک کو ادا کرنے ہوں گے بشرطیکہ انہیں اپنے اپنے گزارہ کے لئے آمدنی کا کوئی آزاد ذریعہ نہ حاصل ہو۔مستقل گزارہ ادا کرنے کے سلسلہ میں بھی اس اصول کا اطلاق ہوتا ہے۔

مسلم خواتین (طلاق کے بعد حقوق کا تحفظ) ایکٹ 1986 کے تحت ان مسلم خواتین کے حقوق کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے جن کو ان کے شوہروں نے طلاق دیدی ہے۔اس ایکٹ کا تعلق دیگر متعلقہ امور سے بھی ہے۔اس ایکٹ کی رو سے مطلقہ مسلم عورت مندرجہ ذیل باتوں کی مستحق ہوگی (اے) اس کا سابق شوہر اسے عدت کی مدت کے دوران مناسب گزارہ ادا کرے گا۔(بی) اگر مطلقہ عورت اپنے سابق شوہر کے بچوں کی ماں ہے اور ان بچوں کی دیکھ بھال بھی کرتی ہے تو سابق شوہر اپنے بچوں کی تاریخ ولادت سے دو سال تک کے لئے گزارہ ادا کرے گا (سی) مہر کی رقم کے مساوی رقم یا وہ رقم جو شادی کے تحت یا اس کے بعد طلاق دینے والے شوہر نے طے کی ہوگی مسلم قانون کے تحت مطلقہ کو ادا کی جائے گی اور (ڈی) شادی سے پہلے' شادی' کے وقت یا شادی کے بعد عورت کے رشتہ داروں یا شناساؤں نے یا شوہر کے رشتہ داروں اور شناساؤں نے عورت کو جو جائیداد دی ہوگی وہ سب حاصل ہوگی۔

اس کے علاوہ ایکٹ کی رو سے یہ انتظام بھی ہے کہ اگر مطلقہ مسلم خاتون عدت کی میعاد گزر جانے کے بعد گزر بسر کے وسائل سے محروم ہے تو ان لوگوں کو جو اس کی موت کے بعد اس کی جائیداد کے حقدار ہوں گے مجسٹریٹ کی جانب سے مطلقہ عورت کی ضروریات کو اور جائیداد کے وارث قرار پانے والے شخص کی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب گزارہ کی رقم دینے کی اہلیت نہیں رکھتے تو مجسٹریٹ وقف ایکٹ 1995 کی دفعہ کے تحت قائم شدہ وقف بورڈ کو جو کہ عورت کے علاقہ میں موجود ہو اس قسم کی گزارہ رقم کی ادائیگی کا حکم دے گا اور رقم کا تعین بھی کردے گا۔

اگر اس عورت کے بچے ہیں تو مجسٹریٹ صرف ان بچوں کو ہی گزارہ بھتہ دینے کو کہے گا لیکن بچوں کو بھتہ دے پانے کی نااہلیت کی حالت میں وہ طلاق شدہ عورت کے ماں باپ کو گزارہ بھتہ دینے کا حکم دے گا۔

پارسی شادی اور طلاق ایکٹ 1936 کے تحت مقدمہ کے دوران اور مستقل طور پر بھی گزارہ ادا کرنے کا انتظام کیا گیا ہے مقدمہ کے دوران گزارہ کی رقم شوہر کی مجموعی آمدنی کے 20 فیصد کے مساوی، عدالت کی جانب سے مقرر کی جاسکتی ہے اور مستقل گزارہ کی رقم شوہر کے قوت ادائیگی، خود بیوی کے اثاثوں اور فریقین کے چال چلن کو مدنظر رکھ کر مقرر کی جاسکتی ہے مگر گزارہ کی ادائیگی کے حکم کا اطلاق اس وقت تک ہوگا جب تک کہ بیوی پارسا رہے اور دوبارہ شادی نہ کرے۔

ہندوستانی طلاق ایکٹ 1869 کا اطلاق عیسائی بیوی کے گزارہ کے حقوق سے ہے۔ضابطے وہی ہیں جو پارسی قانون کے دوران مقدمہ اور مقدمہ کا فیصلہ ہونے کے بعد مستقل گزارہ کی رقم کا تعین کا طریقہ بھی پارسی قانون ہی جیسا ہے۔

وراثت

ہندوستان کے قانون وراثت کا نفاذ 1925 میں ہوا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس وقت رائج بہت سے قوانین کو ایک قانون کی شکل میں یکجا کر دیا جائے۔ اس ایکٹ کے دائرہ عمل سے مسلمانوں اور ہندوؤں کی وراثت کے معاملہ کو الگ کر دیا گیا تھا۔ اس اجتماعی قانون وراثت کے تحت دو اسکیموں کو منظوری دی گئی تھی۔ ایک اسکیم کا تعلق ہندوستانی عیسائیوں اور یہودیوں اور خصوصی شادی ایکٹ 1954 کے تحت شادی کرنے والوں کی جائیداد سے دوسری اسکیم کا تعلق پارسیوں کے حقوق وراثت سے ہے۔ پہلی اسکیم میں جس کا اطلاق غیر پارسیوں پر ہوتا ہے۔ بناوصیت کئے مرنے والے کی بیوہ کو جائیداد کا ایک تہائی حصہ ملے گا اور مرنے والے کے صلبی وارثوں کے حقوق میں سدھار کے لئے اس قانون میں ترمیم کی گئی کہ اگر بناوصیت کئے موت ہو جائے اور مرنے والے کی جانشین صرف اس کے بیوہ ہوا اور کوئی صلبی رشتہ دار نہ ہو اور اس کی چھوڑی ہوئی جائیداد کی کل مالیت 5,000 روپے سے زیادہ نہ ہو تو بیوہ کو یہ ساری جائیداد مل جائے گی اور اگر جائیداد کی مالیت 5,000 روپے سے زیادہ کی ہوئی تو چار فیصد سود کی حق دار ہوگی اور باقی میں وہ اپنے بناوصیت کے حصہ کی حقدار ہے۔ یہ ایکٹ کسی شخص کے ذریعہ وصیت کرنے کے حق پر کوئی پابندی نہیں لگاتا۔

دوسرے ایکٹ کا تعلق بناوصیت کئے مرنے والے پارسیوں کے وارثوں سے ہے۔ ہندوستانی وراثت (ترمیمی) ایکٹ 1991 (1991 کا 51 واں) کے تحت بیٹوں اور دختروں کو والدین کی جائیداد میں برابر کا حصہ دیا گیا ہے چاہے وہ جائیداد باپ کی ہو یا ماں کی۔ اس ایکٹ کی رو سے پارسیوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنی جائیداد کو کسی پابندی کے بغیر کسی مذہبی یا خیراتی مقصد وغیرہ سے وقف کر دیں۔ عملی طور پر اس ترمیم شدہ قانون کی رو سے اگر کوئی پارسی مرد یا عورت وصیت کئے بغیر ہی مر جائے تو بیوہ عورت یا جس کی بیوی مر گئی ہو اس مرد اور بچوں کے درمیان اس طرح تقسیم کی جائے گی کہ بیوہ یا رنڈوے کو مساوی حصہ ملے۔ اور اگر کوئی پارسی مر جائے اور اس کے پسماندگان میں بچوں کے علاوہ ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بھی رہ جائے یا بیوہ یا رنڈوہ اور بچے ہوں تو جائیداد اس طرح تقسیم ہوگی کہ والدین یا ان میں سے کسی ایک کو ہر بچے کو ملنے والے حصہ کو نصف کے برابر حصہ ملے گا۔

اس قانون میں ہندوستانی وراثت (ترمیم) قانون 2002 کے ذریعے ترمیم کی گئی۔ ایسا محسوس کیا جا رہا تھا کہ اس قانون کی دفعہ 32 میں بیواؤں کے تئیں امتیاز کیا جا رہا ہے تو اس امتیاز کو دور کرنے کے لیے دفعہ 32 کو ہٹا دیا گیا۔ اس ترمیم شدہ قانون کے ذریعے دفعہ 213 میں بھی ترمیم کر کے عیسائیوں کو دیگر کمیونٹی کے لحاظ سے یکساں کر دیا گیا ہے۔ بے وصیت ہندوؤں کی جائیداد کے بارے میں ہندو وراثت ایکٹ 1956 (1956 کا 30 واں) ہے۔ یہ قانون جموں وکشمیر کو چھوڑ کر پورے ملک میں نافذ ہے۔ اس قانون کے لحاظ سے بے وصیت والے فرد کی جائیداد میں وراثت پانے کے معاملے میں عورتوں کو بھی مردوں کے مساوی حق حاصل ہوگا اور وارثوں کے بارے میں ان کی زندگی تک ہی جائیداد کا استعمال کرنے کا بندوبست ختم کر دیا گیا ہے۔

ہندوؤں میں وصیت کئے بغیر مر جانے والے کی وراثت کا احاطہ ہندو وراثت ایکٹ 1956 (1956 کا 30) کرتا ہے۔ اس کا اطلاق ریاست جموں وکشمیر کو چھوڑ کر پورے ہندوستان پر ہوتا ہے۔ اس ایکٹ کا قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ وصیت کئے بغیر مر جانے والے کی جائیداد میں عورتوں کو بھی مردوں کے برابر حصہ ملتا ہے اور وارث عورتوں کو صرف ان کی زندگی ہی تک جائیداد کو استعمال کرنے کی شق کو ختم کر دیا گیا ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کی بڑی تعداد سنی ہے اور حنفی فقہ پر عمل کرتی ہے۔ عدالتیں اس وقت تک یہ مان کر چلتی ہیں کہ تمام مسلمان حنفی فقہ پر عمل کرتے ہیں جب تک کہ اس کے مغائر کوئی ثبوت نہ مل جائے گرچہ شیعہ اور سنی فقہ میں بہت سی باتیں مشترک ہیں مگر بعض باتوں میں اختلاف بھی ہے۔

سنی قانون شریعت وراثت کے تعلق سے آیات قرانی کو ماقبل اسلام کے رواجی قانون کا تتمہ قرار دیتا ہے۔ اور مرد کے زیادہ بہتر مقام کا داعی ہے۔ ہندو اور عیسائی توانین کے برخلاف مسلم قانون کسی فرد کے وصیت کرنے کے حق کو محدود بناتا ہے۔ ایک مسلمان اپنی جائیداد کے صرف ایک تہائی حصہ تک کے لئے کسی کو وصی بنا سکتا ہے۔ اگر جائیداد ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہے تو وارثوں کی مرضی کے بغیر اس کا وصی کسی کو بھی بنایا جا سکتا ہے لیکن وارثوں میں سے کسی ایک کو دوسرے وارثوں کی مرضی کے خلاف وصی بنانا ناجائز ہے۔ وصیت کرنے والے کی زندگی میں، کسی کو وصی بنانے کے لئے وارثوں کی طرف سے دی گئی منظوری اس کی موت کے بعد واپس کی جا سکتی ہے۔ شیعہ قانون مسلمانوں کو ایک تہائی جائیداد کی کسی کے نام وصیت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

20- محنت

ہندوستان میں محنت پالیسی وقت اور حالات کی مخصوص ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے وضع کی جاتی ہے تاکہ منصوبہ بند معاشی ترقی اور سماجی انصاف کے معیار پر کھری اترے۔ اس پالیسی کے دوہرے مقاصد متعین کئے گئے ہیں یہ ہیں: صنعتی امن برقرار رکھنا، اور مزدوروں کی بہبود کے اقدام کو فروغ دینا۔

اصلاح محنت

حکومت اصلاح محنت کے عمل کو آگے بڑھانے کے لیے وقف ہے اور یہ حکومت کی معاشی پالیسی کا ناگزیر جز ہے۔ فوری ضرورتوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے حکومت نے کچھ قوانین محنت میں ترمیم کے لیے قدم اٹھائے ہیں تاکہ انہیں وقت کے ساتھ بدلتی ضرورتوں کے مطابق بنایا جا سکے۔ 1926 کے ٹریڈ یونین قانون میں اسی بات کا خیال رکھتے ہوئے ترمیم کی گئی جس سے کہ ان کی تعداد کم ہو اور ان کا منظم فروغ اور ان میں داخلی جمہوریت کو یقینی بنایا جا سکے۔ صنعتی تنازعہ ایکٹ 1947 اور مزدوری ادائیگی ایکٹ 1936 میں ترمیم کا عمل بھی چل رہا ہے۔ اس کے علاوہ ٹھیکہ مزدور قانون کے بارے میں وزرا گروپ نے تفصیلی بحث کی ہے۔ وزرا کا گروپ اس موضوع پر تبادلہ خیال کر رہا ہے۔ کارخانہ ایکٹ 1948 اور کان ایکٹ 1952 میں ترمیم کیے جانے کے بارے میں غور کیا جا رہا ہے تاکہ مزدوروں کا تحفظ، صحت، بہبود اور صفائی کے ماحول میں بہتری لائی جا سکے۔ اصلاح محنت کے عمل میں مزدوروں کے جائز مفاد کی پوری حفاظت کی جا سکے۔ ملازمین پراویڈنٹ فنڈ تنظیم کا بورڈ آف ٹرسٹی، ملازمین پراویڈنٹ فنڈ اور متفرق اہتمام ایکٹ 1952 میں کچھ ترامیم کے بارے میں جانچ کر رہا ہے تاکہ چھوٹے کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے سماجی تحفظ سے متعلق ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ غیر منظم سیکٹر کے مزدوروں کی اسی طرح کی ضرورتیں پوری کی جا سکیں۔

کم سے کم اجرت قانون 1948

روزگار کے غیر منظم زمرہ کے ملازمین کی اجرت کا تعین کم سے کم اجرت ایکٹ مجریہ 1948 کے تحت ہوتا ہے۔ اس قانون کے تحت مرکزی اور ریاستی حکومتیں اپنے اپنے دائرہ اختیار میں آنے والی درج فہرست ملازمتوں میں اجرتوں کا تعین یا اجرتوں کی کم سے کم شرح پر نظر ثانی کی مجاز ہیں۔

مرکزی حکومت 45 درج فہرست روزگاروں میں کم سے کم اجرت کا تعین یا اس پر نظر ثانی کرتی ہے۔ اس طرح ریاستی حکومتیں یا مرکزی علاقوں کی انتظامیہ 1,232 روزگاروں میں کم سے کم اجرت کا تعین یا اس پر نظر ثانی کر چکے ہیں۔

جہاں تک درج فہرست روزگاروں کے سلسلے میں کم از کم مزدوری کا سوال ہے کان مزدوروں کی ضروری شرح گزٹ اعلانیہ مورخہ 3 جنوری 2002 کے ذریعہ ترمیم کی گئی ہے اور تعمیرات میں لگے مزدوروں کی ضروری شرح کو گزٹ اعلانیہ مورخہ 28 جنوری

2002 مزدوری کو افراط زر کے اثر سے نپٹنے کے لیے مرکزی حکومت نے تغیر پذیر مہنگائی بھتہ VDA متعارف کیا ہے جو صارف قیمت اشاریہ سے متعلق ہے۔

VDA میں ہر چھ مہینے کے بعد ترمیم کی جاتی ہے جو کہ یکم اپریل اور یکم اکتوبر سے لاگو ہوتی ہے۔ جہاں تک ریاستوں کا سوال ہے، 22 ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں نے کم از کم مزدوری کے ایک جز کے طور پر پہلے ہی تغیر پذیر مہنگائی کا نظام اپنا لیا ہے۔

مربوط قومی کم از کم اجرت شرح کے نہ ہونے کی وجہ سے مرکزی حکومت نے نچلی سطح پر یکساں اجرت شرح کا نظام 1996 میں شروع کیا ہے۔ جو قومی کمیشن برائے دیہی مزدور کی سفارشات اور اس کے بعد قیمت کی سطح میں اضافہ پر مبنی ہے۔ مزدوری کی کم از کم شرح میں آخری ترمیم یکم ستمبر 2002 میں کی گئی تھی جس کے تحت صارف قیمت اشاریہ میں اضافہ کی بنیاد پر اسے بڑھا کر 50 روپے کر دیا گیا۔

اجرتوں کی ادائیگی کا قانون 1936

اجرتوں کی ادائی ایکٹ مجریہ 1936 صنعت میں کام کرنے والوں کو اجرتوں کی ادائی کو باضابطہ بنانے کے مقصد سے وجود میں آیا تھا۔ اس کا ایک خاص مقصد یہ تھا کہ ان مزدوروں یا ملازمین کی اجرتوں میں جو غیر قانونی کٹوتی یا غیر معمولی تاخیر کی جاتی ہے اس کا کوئی موثر حل تلاش کر لیا جائے تا کہ ایسی زیادتیوں کا فوری تدارک ہو سکے۔ سر دست اس قانون کا نفاذ ایسے ملازمین کے سلسلے میں کیا جاتا ہے جن کی اوسط ماہانہ آمدنی 1,600 سو روپے سے کم ہے۔ فی الوقت یہ حد بڑھا کر 6,500 کرنے اور کچھ دیگر ابہام / کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے اجرتوں کی ادائیگی (ترمیم) بل 2002 16 مئی 2002 کو راجیہ سبھا میں پیش کیا گیا۔ وہاں سے یہ بل محنت و بہبود مستقل 6 کمیٹی کو بھیج دیا گیا جس نے 21 نومبر 2002 کو اپنی رپورٹ پارلیمنٹ میں پیش کر دی۔ مستقل کمیٹی کی سفارشات پر حکومت کے ذریعہ غور کیا گیا ہے مرکزی حکومت ریلوے کان کنی، تیل سیکٹر، فضائی نقل و حمل اور ریاستی حکومتوں کے کارخانوں اور دیگر صنعتی اداروں میں اسے لاگو کرنے کی ذمہ دار ہے۔

جہاں تک ملک کی اہم بندرگاہوں کا تعلق ہے متعلقہ ریاستی حکومتوں نے اس قانون کے نفاذ اور اس پر عمل درآمد کے لئے مرکزی صنعتی مشینری کے افسروں کا تقرر کیا ہے جو بطور انسپکٹر کام کرتے ہیں۔

بونس کی ادائی ایکٹ 1965

بونس کی ادائی ایکٹ 1965 کے تحت ملازمین کو بونس دیا جاتا ہے۔ مگر بونس انہی ملازمین کو دیا جاتا ہے جن کی تعریف ایکٹ میں کی گئی ہے۔ ایکٹ کے بموجب ملازمین سے مراد یہ ہے کہ کوئی بھی شخص (اپرنٹس کو چھوڑ کر) کسی صنعت میں 3,500 روپے تک ماہانہ تنخواہ اجرت پر، ہنر مند، غیر ہنر مند، نگرانی، انتظامیہ، تکنیکی یا کلرکی کا کام کرتا ہو۔ لیکن ایکٹ کی دفعہ 12 کے بموجب بونس کے لیے وہ ملازمین بھی حقدار ہیں، جن کی اجرت یا تنخواہ 2,500 روپے سے تجاوز کرتی ہے۔ ایکٹ کی دفعہ 2(13) اور دفعہ 12 کے تحت اجرت کی مذکورہ بالا جو حد ہے اس پر بونس ادائی ایکٹ (ترمیمی) آرڈیننس 1995 کے بعد نظر ثانی کی گئی تھی لیکن حکومت نے اس کا نفاذ یکم اپریل 1993 سے کیا تھا۔

وزارت نے ایکٹ میں ترمیم کر کے ایک تجویز تیار کی جس میں مجاز حد 3,500 روپے سے بڑھا کر 5,000 روپے ماہانہ کرنے اور شمار یاتی حد 2,500 روپے سے بڑھا کر 3,500 روپے ماہانہ کرنے کا اہتمام تھا۔ اسی درمیان قومی محنت کمیشن کی رپورٹ بھی مل گئی ہے۔ کمیشن نے سفارش کی ہے کہ ہر ایک آجر کو دیوالی یا اونم یا پوجا یا رمضان یا کرسمس جیسے کسی بھی مناسب تیوہار سے پہلے ہر ایک کامگار کو اس کے ایک مہینے کی تنخواہ کے برابر بونس دینا ہوگا۔ اس سے زیادہ تنخواہ کے زیادہ سے زیادہ 20 فی صد تک کی مانگ آپسی بات چیت کے ذریعہ نمٹائی جائے گی۔ کمیشن نے یہ بھی سفارش کی ہے کہ استحقاق طے کرنے اور بونس شمار کرنے کے لیے دو تنخواہوں کی حدوں کے موجودہ نظام کو استحقاق اور شمار کے لیے علی الترتیب 7,500 اور 3,500 روپے کر دینی چاہئے۔ ''حد استحقاق'' اور ''حد شمار'' کو اصولی طور پر قبول کر لیا جانا چاہیے۔ اضافہ کی درست سطح تجزیہ یا مالی اثرات پر انحصار کرے گی، جس کے لیے پبلک انٹر پرائیزز کا محکمہ اور محکمہ مصارف سے معلومات طلب کی گئی ہے۔

اجرت بورڈ

1950 اور 1960 کے دہے میں جب منظم محنت سیکٹر فروغ اپنے ابتدائی مرحلے میں تھا اور نہ تو کافی مزدور یونینیں تھیں اور نہ مزدور یونینوں کے پاس اپنے مفاد کی حفاظت کے لیے بات چیت کرنے کی پوری طاقت تھی۔ حکومت نے مختلف اجرت بورڈوں کی تشکیل کی۔ اجرت بورڈ سہ فریقی ہوتے ہیں جن میں محنت کشوں و آجرین کے نمائندوں کے ساتھ ساتھ آزاد ممبران بھی شامل رہتے ہیں اور سفارشوں کو قطعی شکل فراہم کرتے ہیں۔ ان بورڈوں کی افادیت اور ان کا اشتراک آج کے حالات میں غیر متنازعہ نہیں ہے۔ اخباروں اور نیوز ایجنسیوں کے صحافی یا غیر صحافی ملازمین کے لیے اجرت بورڈ کو چھوڑ کر دیگر سبھی اجرت بورڈ فطرتاً ضابطے یا قانون کے تحت نہیں ہیں۔

اخبار کے ملازمین کے لئے اجرت بورڈ

کارکن صحافیوں اور دوسرے اخباری ملازمین (شرائط ملازمت) اور متفرق شرائط ایکٹ مجریہ 1955 کے تحت کارکن صحافیوں اور اخبار کی صنعت میں کام کرنے والے دوسرے ملازمین کی شرائط ملازمت کو بہتر اور باضابطہ بنا دیا گیا ہے۔ اس ایکٹ میں کارکن صحافیوں اور نیوز ایجنسیوں میں کام کرنے والوں کے لئے اجرتوں میں نظر ثانی اور ان کے تعین کے لئے اجرت بورڈوں کے قیام کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ ماضی میں اس طرح کے اجرت بورڈ 1956، 1963، 1975 اور 1985 میں قائم کئے جا چکے ہیں۔

حکومت نے ستمبر 1994 میں دو اجرت بورڈ قائم کئے۔ ایک اجرت بورڈ کارکن صحافیوں کے لئے اور دوسرا اجرت بورڈ غیر کارکن صحافیوں کے لئے تھا۔ دونوں اجرت بورڈوں کے چیئرمین ریٹائرڈ چیف جسٹس راجکمار منی سنا سنگھ تھے۔ اجرت بورڈ نے 25 جولائی 2000 کو اپنی حتمی سفارشیں حکومت کو سونپیں۔ حکومت نے تھوڑی بہت ترمیمات کے ساتھ بورڈ کی سفارشوں کو منظور کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حکومت نے سبھی ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں سے کہا ہے کہ وہ اجرت بورڈ کی سفارشوں پر عمل کے لیے موثر اقدامات کریں۔ ان سے یہ بھی خاص طور سے کہا گیا ہے کہ وہ سفارشوں پر تیزی سے عمل کے لیے سہ فریقی کمیٹی/نفاذ سیل بنائیں۔ آسام، بہار، مہاراشٹر، اڑیسہ، اتر پردیش، کیرل، راجستھان، گجرات اور کرناٹک ریاستی حکومتوں نے فیصلوں کو لاگو کرنے کے لیے ریاستی سطح پر نگرانی کمیٹیاں بنائی ہیں۔

سفارشات کے نفاذ کے جائزے کے لیے محنت وروزگار صلاح کار کی صدارت میں مرکزی سطح کی ایک نگرانی کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے۔ یہ کمیٹی ریاستوں مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں سیل کے کام کاج کا جائزہ لے گا تاکہ رکاوٹوں کا پتہ لگایا جاسکے اور سفارشوں کے موثر نفاذ کے لحاظ سے انہیں دور کرنے کی تدابیر بنائی جاسکے۔ پیش رفت کے جائزے کے لیے کمیٹی کی 8 مارچ 13,2002 نومبر 2002 اور 6 جون 2003 کو تین میٹنگیں ہوئیں۔

اسی درمیان قومی محنت کمیشن نے سفارش کی ہے کہ کسی بھی صنعت میں کامگاروں کی اجرت طے کرنے کے لیے کسی بھی قانونی یا دیگر قسم کے اجرت بورڈ کی ضرورت نہیں ہے۔ معاملہ حکومت کے زیر غور ہے۔

ٹھیکے پر مزدوری (کنٹریکٹ لیبر)

مختلف طرح کے ہنر منداور نیم ہنر مند کاموں کے لیے ٹھیکہ مزدوروں کو کام پر لگانے کا رواج عام طور پر صنعتوں میں رائج ہے۔ زراعت اور اس سے متعلق سرگرمیوں میں بھی یہ رائج ہے اور کچھ حد تک سروس سیکٹر میں بھی ٹھیکے پر مزدور رکھے جاتے ہیں۔ ٹھیکہ مزدور ایسا ضرور ہے جسے کسی ٹھیکے دار کے ذریعہ کرایہ پر رکھا جاتا ہے۔ نگرانی کی جاتی ہے اور معاہدہ کیا جاتا ہے اور معاوضہ دیا جاتا ہے ٹھیکہ دار کی بھرپائی استعمال کنندہ صنعتوں کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

ٹھیکے پر مزدوری (ریگولیشن اور خاتمہ) ایکٹ 1970 کا مقصد بعض اداروں میں ٹھیکہ پر کام کرنے والوں کی ملازمت کو باضابطہ بنانا ہے۔ اور اس سے متعلق معاملوں پر کارروائی کرنا ہے۔ ایکٹ میں مرکزی اور ریاستی مشاورتی بورڈ قائم کرنے کی گنجائش ہے تاکہ قانون کے نفاذ میں یہ بورڈ متعلقہ حکومتوں کو ضروری مشورے دے سکے۔ یہ ایکٹ اور ٹھیکہ مزدور (ضابطہ بندی اور خاتمہ) مرکزی ضوابط 1971، 10 فروری 1971 سے نافذ ہوئے۔ اس ایکٹ میں اسے نافذ کرنے کے نتیجے میں پیدا ہوئے مسئلوں کے بارے میں متعلقہ حکومتوں کو صلاح دینے کے لیے مرکزی اور ریاستی سطح پر ٹھیکہ مزدور بورڈوں کی تشکیل کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ایکٹ میں ٹھیکے دار کے ذریعہ مزدوری کی ادائیگی اور کچھ دیگر سہولیات فراہم کرنے کے بارے میں خصوصی اہتمام شامل کیے گئے ہیں۔

مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو کسی بھی ادارے میں، کسی بھی سرگرمی میں ٹھیکہ مزدور کو کام پر رکھنے سے روکنے کا حق حاصل ہے۔ انہیں ایکٹ کی دفعات کو نافذ ہونے کے سبب ہنگامی حالت میں اداروں/ٹھیکہ داروں کو مستثنیٰ کرنے کا بھی حق حاصل ہے۔ مرکزی حکومت نے مختلف شعبوں میں مختلف طرح کے کاموں میں ٹھیکہ مزدوروں کو کام پر رکھنے کے بارے میں متعدد نوٹیفیکیشن جاری کیے ہیں۔

مرکزی سیکٹر میں مرکزی صنعتی مشینری کو اس ایکٹ دفعات اور اس کے تحت بنائے گئے ضابطوں پر عمل کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

ٹھیکہ مزدوروں کے بارے میں ایک تاریخی فیصلے میں سپریم کورٹ کے پانچ ججوں کی آئینی بنچ نے اسٹیل اتھارٹی آف انڈیا لمیٹڈ بنام نیشنل یونین آف واٹر فرنٹ ورکرس اور دیگر میں یہ اہتمام کیا کہ اس ایکٹ کی دفعات کے تحت ٹھیکہ مزدوروں کو یقینی طور پر سمونے یا نتیجتاً خود کار طور پر سمونے کی بات شامل نہیں ہے۔ لہٰذا آجر سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ متعلقہ ادارے میں کام کر رہے ٹھیکہ مزدوروں کو اپنے یہاں سموئے جانے کا حکم دے۔

اقتصادی نرم کاری، عالمی سطح کی مسابقت اور عدالت کے فیصلے کے نتیجے میں سرکار ٹھیکہ مزدور ایکٹ میں ترمیم کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔

بچہ مزدوری

ہندوستان بچہ مزدوری کی لعنت کو ختم کرنے کے لئے ہمیشہ پیش پیش رہا ہے اور اس لعنت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے آئینی، قانونی اور ترقیاتی اقدام بھی کیے گئے ہیں۔ جامع بچہ مزدوری (پابندی اور ریگولیشن) ایکٹ 1986 کے تحت بعض انتہائی خطرناک اور جوکھم والے پیشوں میں ان سے کام کرانے پر پابندی عائد کر دی گئی اور بعض دوسرے علاقوں میں ان کی ملازمت کے سلسلے میں ضابطہ بنا دیا گیا ہے۔ ایکٹ میں 13 پیشوں اور 57 پراسیس میں بچہ مزدوروں کو کام پر لگانے کی پابندی ہے۔ قومی قوانین اور ضابطوں کو بین الاقوامی محنت معیارات کے مساوی کرنے کے لیے اب تک بچہ مزدور اور متعلقہ امور کے بارے میں انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کے 6 کنونشن کی توثیق کی جا چکی ہے۔

بچہ مزدوری پر قومی پالیسی 1987 میں وضع کی گئی جس میں بچوں کے مفادات کو تحفظ فراہم کرنے کے علاوہ بچہ مزدوروں کے ترقیاتی پروگراموں پر خصوصی توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ پالیسی کے پروجیکٹ منصوبہ عمل کے تحت بچہ مزدوری کی آبادکاری کے لئے مختلف علاقوں میں قومی بچہ مزدور پروجیکٹ قائم کئے گئے ہیں۔ حکومت کا ماننا ہے کہ کسی بھی ملک کی معاشی ترقی، سماجی یکجہتی اور سیاسی استحکام کے لیے بچوں کی جسمانی، ذہنی اور جذباتی نشوونما ہی صحیح معنی میں ایک فاؤنڈیشن ہے۔ جب تک صحیح وقت پر نمو نہیں ہوگی انسانیت سے متعلق بنیادی مسائل، طویل مدتی مسائل کے طور پر بنے رہیں گے جہاں تک بچوں کی نشوونما کا سوال ہے، بچوں کی ضرورتوں اور ان کے حقوق پر توجہ دینا نہایت ضروری ہے۔ طویل مدتی کامیابی کے لیے بچوں کی نشوونما اور ان کی تعلیم کی اہمیت کو سمجھاتے ہوئے حکومت نے دو خصوصی عملی منصوبے شروع کیے ہیں۔ یہ ہیں: (i) قومی بچہ مزدور پروجیکٹ اور (ii) بچہ مزدوروں کے لیے فائدے اور بہبود کے لیے مالی اعانت۔

بچہ مزدوروں کی بازآبادکاری کے مختلف شعبوں میں قومی بچہ مزدور پروجیکٹ (LCLP) قائم کئے گئے ہیں۔ بچہ مزدوری سے آزاد کرائے گئے بچوں کے لئے رسمی غیر رسمی تعلیم، پیشہ ورانہ تربیت اور تکمیلی تغذیہ وغیرہ فراہم کرانے کے لیے خصوصی اسکول کھولنے کی اہم ذمہ داری ہاتھ میں لی گئی ہے۔ اس کا مقصد زیادہ سے زیادہ تعداد میں بچوں کو رسمی تعلیم کی اہم دھارا میں لانا ہے۔ ملک میں 13 ریاستوں کے 100 اضلاع میں قومی بچہ مزدور پروجیکٹ چلائے جا رہے ہیں جس سے 2.11 لاکھ کام کرنے والے بچوں کو فائدہ پہنچے گا۔ اب تک تقریباً 1.70 لاکھ بچوں کو غیر رسمی تعلیم کی خاص دھارا میں لایا جا چکا ہے۔

امدادی گرانٹ اسکیم کے تحت رضاکار تنظیموں کو پروجیکٹ لاگت کے 75 فی صد تک مالی امداد دی جا رہی ہے تاکہ اس رقم سے کام کاجی بچوں کے لیے ایسے بہبود پروجیکٹ شروع کیے جا سکیں جن کے ذریعہ انھیں غیر رسمی تعلیم، تکمیلی تغذیہ، طبی سہولیات اور پیشہ ورانہ مہارت کی تربیت فراہم کرائی جا سکے۔ 50 سے زیادہ رضاکار تنظیموں کو 03-2002 کے دوران اس اسکیم کے تحت امداد فراہم کی گئی۔

بچہ مزدوری کے مسائل پر توجہ دینے کی غرض سے حکومت نے جو یقین دہانی کرائی ہے اس کی جھلک قومی ایجنڈا 1998 میں صاف نظر آتی ہے۔ ایجنڈے میں کہا گیا ہے کہ حکومت کا مقصد اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ کوئی بچہ ناخواندہ یا بھوکا نہ رہے۔ اور طبی سہولتیں اسے ہمیشہ دستیاب رہیں۔ اور یہ کہ بچہ مزدوری کو ختم کرنے کے اقدام کئے جائیں گے۔

دسویں پنج سالہ منصوبے میں خطرناک پیشوں میں لگے بچہ مزدوروں کو مکمل طور پر ہٹالینے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے جس کے لئے مرکوز اور متحدہ طور پر کوشش کی جائے گی۔ ہدف تو یہ ہے کہ دوسرے پیشوں سے بھی دھیرے دھیرے پوری طرح بچہ مزدوروں کو ہٹالیا جائے۔ بین الاقوامی محنت تنظیم، US.DOL، ریاستی حکومتوں اور غیر سرکاری تنظیموں کے تعاون اور حصہ داری سے بچہ مزدوروں کے مفاد میں اسکیمیں چلانے کے لیے 602 کروڑ روپے اضافی بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ بچہ مزدوری کو ختم کرنے کی کوششوں کو فروغ انسانی وسائل کے ذریعہ چلائی جارہی ''سرو شکشا ابھیان'' کے ساتھ جوڑا جائے گا۔ اس طرح ضلعی سطح پر محکمہ دیہی ترقی کے غریبی ہٹانے کے پروگراموں کے ساتھ اسے ملایا جائے گا اور یہ بچہ مزدوری ختم کرنے کی حکمت عملی کا ایک اہم جزو ہوگا۔

مزدور عورت

ہندوستان کی محنت مزدوری کرنے والی فورس میں عورتوں کا بھی خاصا تناسب ہے لیکن جہاں تک کام کی سطح اور اس کی کوالٹی کا سوال ہے اس میں عورتیں مردوں سے پیچھے ہیں۔ مردم شماری میں عورتوں کی تعداد 40 کروڑ 70 لاکھ بتائی گئی ہے جن میں 22.73 فیصدی عورتوں کا اندراج بطور عورت مزدور کیا گیا ہے۔ یعنی ان میں 9 کروڑ مزدور عورتیں ہیں۔ محنت مزدوری کرنے والی بیشتر عورتیں دیہی علاقوں میں ہیں۔ ان میں 87 فیصد کھیت مزدور یا کھیتی کا کام کرنے والی ہیں۔ شہری علاقوں میں کام کرنے والی عورتوں میں سے 80 فیصد غیر منظم زمروں مثلاً چھوٹے کاروبار اور گھریلو صنعتوں میں کام کرتی ہیں۔ یہ گھریلو کام کے لئے ملازمہ رکھی جاتی ہیں اور تعمیراتی کاموں میں بھی ان سے مدد لی جاتی ہے۔ منظم زمروں (سرکاری اور پرائیویٹ دونوں) میں کام کرنے والی عورتوں کی تعداد 30 جون 2000 کو 49 لاکھ 50 ہزار تھی۔ ملک میں منظم زمرے میں کام کرنے والے ملازمین کا یہ 17.8 فیصد ہے۔

بڑی صنعتوں میں خاتون ملازموں کی تعداد کے تجزیے سے یہ انکشاف ہوا ہے کہ کمیونٹی، سماجی اور نجی خدمات سیکٹر میں خاتون ملازموں کو بالادستی حاصل ہے۔ بجلی، گیس، اور آبی زمرہ میں خاتون ملازموں کی تعداد بہت کم ہے۔

مزدور عورتوں کے سلسلے میں حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ ان کے کام میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔ ان کی لین دین کی صلاحیت کو مضبوط بنایا جائے۔ ان کی اجرتوں میں اضافہ کیا جائے اور ان کے کام کے حالات کو بہتر بنایا جائے اس کے علاوہ ان کے لئے روزگار کے بہتر مواقع بھی فراہم کئے جائیں۔ مزدور عورتوں کے مسائل کو حل کرنے کی غرض سے وزارت محنت میں ''مزدور عورتوں کا شعبہ'' پہلے سے کام کر رہا ہے۔

مزدور عورتوں کو استحصال سے بچانے اور ان کے کام کرنے کی جگہ پر ان کے مفادات کا تحفظ کرنے کی غرض سے زچگی کے دوران دی جانے والی امداد کا (Maternity Benefit) ایکٹ 1961 اور مساوی اجرت ایکٹ 1976 وجود میں لایا گیا ہے۔ مساوی اجرت ایکٹ کے بموجب ایک ہی طرح کا کام کرنے کے لئے مردوں اور عورتوں دونوں کو مساوی اجرت دی جائے۔ ایکٹ میں یہ بات بھی واضح کردی گئی ہے کہ شرائط ملازمت میں جنس بنیاد پر عورتوں سے کوئی تفریق نہ کی جائے قانون کے تحت ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے جو عورتوں کو روزگار کے زیادہ مواقع فراہم کرنے کے سلسلے میں حکومت کو مشورے دیتی ہے اور اس کے عمل درآمد کے طریقوں پر بھی نظر رکھتی ہے۔ ریاستی حکومتوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعہ بھی ایسی کمیٹیوں کی تشکیل

کی گئی ہے۔قومی سطح پر مرکزی صلاح کار بورڈ اور ریاستی سطح پر صلاح کار کمیٹیاں مجاز افسروں کے ساتھ مل کر مساوی مزدوری ایکٹ 1976 کے نفاذ کے عمل پر انگرانی رکھتی ہیں۔

زچگی جسمانی کمزوری کی ایک حالت ہے اور زچگی استفادے کے تحت دی جانے والی سہولیات کا مقصد اس جسمانی کمزوری کی کسی نہ کسی طرح تلافی کرنی ہے۔ یکساں مزدوری ایکٹ کے تحت تقرری اور خدمات کی شرائط میں عورتوں اور مردوں کے امتیاز کو بھی دور کرنے کا اہتمام ہے۔ مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی انتظامیہ کے ذریعہ بھی ایسی ہی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ مرکز صلاح کار بورڈ قومی سطح پر اور ریاستی سطح پر صلاح کار کمیٹیوں، دہلی افسران کے ساتھ یکساں مزدوری کے نفوذ کے عمل پر نگرانی رکھتی ہیں۔

سپریم کورٹ نے 13 اگست 1997 کو ایک تاریخی فیصلہ دیتے ہوئے کام کی جگہوں پر مزدور عورتوں کی آبروریزی کی روک تھام کے ضمن میں رہبر اصول رضوابط کی بھی وضاحت کردی ہے۔ ان رہبر اصولوں کو آئین کی دفعہ 141 کے تحت قانونی حیثیت حاصل ہے۔ حکومت نے ان رہبر اصولوں کو بروئے کار لانے کے لئے موثر اقدام کئے ہیں۔

سپریم کورٹ کے رہنما اصولوں کو موثر بنانے کے لئے حکومت نے کئی قدم اٹھائے ہیں۔ ان کے تحت مرکزی حکومت کے سبھی سکریٹریوں /ریاستی حکومتیں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے چیف سکریٹریوں اور مرکزی پبلک سیکٹر کی کمپنیوں کو ہدایات کے سرکلر بھیجے گئے تاکہ وہ انہیں لاگو کریں۔ سپریم کورٹ کی ہدایتوں کو شامل کرنے کے لئے سرکاری ملازمین اور آل انڈیا خدمات کے افسران پر لاگو سلوک ایکٹ میں ترمیم کی گئی۔ نجی سیکٹر کے ملازمین کے لئے اسے لاگو کرنے کے لئے صنعتی روزگار (مستقل احکامات) ایکٹ 1946 میں ترمیم کی گئی ہے۔

بندھوا مزدور

ہندوستان میں بندھوا مزدوری کے رواج کچھ خاص طرح کے آبائی قرض میں مبتلا ہونے کے سبب قائم ہیں۔ یہ رواج سماج کے کچھ معاشی طور پر استحصال کیے جانے والے افراد، بے کس اور کمزور طبقات میں طویل عرصے سے چلی آرہی ہے۔ یہ رواج جاگیردارانہ اور نیم جاگیردارانہ حالات سے پہلے غیر مساوی سماجی ڈھانچے کا نتیجہ ہے۔

بندھوا مزدوری کا مسئلہ قومی سیاست میں اس وقت نمایاں طور پر سامنے آیا جب 1975 میں اسے 20 نکاتی پروگرام میں شامل کیا گیا۔ بندھوا مزدوری کو ختم کرنے کے لیے بندھوا مزدوری نظام (خاتمہ) آرڈیننس جاری کیا گیا بعد میں اس کی جگہ لینے کے لیے بندھوا مزدوری نظام (خاتمہ) ایکٹ 1976 لایا گیا۔ اس سے بندھوا مزدوروں کے قرض کے ختم ہونے کے ساتھ ہی ساتھ انہیں یک طرفہ بندھوا مزدوری سے نجات دی گئی۔

ضلع اور سب ڈویژنل مجسٹریٹوں کو قانونی دفعات کو نافذ کرنے کے لیے ضلع اور سب ڈویژن سطح پر چوکسی کمیٹیاں تشکیل کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ اس ایکٹ میں کسی فرد کو بندھوا مزدوری کرنے کے لیے مجبور کرنے والے یا اس کے لیے قرض دینے والے کو تین سال کی قید اور 2000 روپے تک کے جرمانے کا بندوبست کیا گیا ہے۔

بندھوا مزدور نظام (خاتمہ) 1976 کے تحت بندھوا مزدوروں کی پہچان اور ان کی رہائی اور آزاد کرائے جانے والے بندھوا مزدوروں کی آبادکاری کی تمام تر ذمہ داری متعلقہ ریاستی حکومت پر ہے۔ بندھوا مزدوری کے معاملے پر سپریم کورٹ /ہائی کورٹ

میں مفاد عامہ عرضداشتوں پر بحث ہوئی ہے۔ سپریم کورٹ نے ہدایت جاری کی ہے کہ قومی انسانی حقوق کمیشن کو بندھوا مزدوری سے متعلق معاملوں میں شریک کار بنایا جانا چاہئے۔

مرکزی اسپانسر کی ہوئی اسکیم میں مئی 2000 میں ترمیم کی گئی۔ ترمیمی اسکیم میں ہر بندھوا مزدور باز آبادکاری مدد کو 10,000 روپے سے بڑھا کر 20,000 روپے کر دیا گیا ہے ساتھ ہی ساتھ ریاستوں /مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں آگہی بڑھانے، بندھوا مزدوروں کے سروے اور تشخیص سے متعلق معلومات کے لئے مرکزی امداد دینے کا بھی اہتمام کیا گیا۔ ترمیم شدہ اسکیم کے تحت ریاستی حکومتوں کو آگہی پیدا کرنے کے لیے 10 لاکھ روپے سالانہ، 3 سال میں ایک بار ضلع میں بندھوا مزدور سروے کے لیے 2 لاکھ روپے ہر ضلع اور تشخیص سے متعلق مطالعات کے لیے 5 لاکھ روپے سالانہ دیے جاتے ہیں۔ اب تک 2,82,368 بندھوا مزدوروں کی شناخت کی جا چکی ہے جن میں سے 6,43485 کروڑ روپے کی مرکزی امداد سے 2,62,225 مزدوروں کی باز آبادکاری کی جا چکی ہے۔ اس کے تحت 2,56,825 بندھوا مزدوروں کی باز آبادکاری کی گئی ہے۔ ریاستی حکومتوں کو صلاح دی گئی ہے کہ وہ مرکز کے ذریعہ اسپانسر بندھوا مزدور آبادکاری اسکیم کو غریبی دور کرنے کے لئے چلائی جا رہی دیگر اسکیموں کے معقول طرح سے مربوط کریں تاکہ بندھوا مزدوروں کی موثر باز آبادکاری کے لئے وسائل جٹا سکیں۔

غیر منظم سیکٹر

"غیر منظم سیکٹر سے مراد ان مزدوروں سے ہے جو روزگار کی عارضی شکل، لاعلمی/ناخواندگی، چھوٹے اور بکھرے اداروں وغیرہ جیسے کچھ اسباب کی بنا پر اپنے مشترک مفاد کے لیے خود کو منظم نہیں کر پائے۔

قومی سیمپل سروے تنظیم کے ذریعہ 2000-1999 میں کرائے گئے سروے کے مطابق ملک میں منظم اور غیر منظم دونوں ہی سیکٹروں میں مزدوروں کی تعداد 39.7 کروڑ تھی۔ اس میں سے 2.8 کروڑ منظم سیکٹر میں تھے اور باقی 36.9 کروڑ یعنی کل روزگار کا 93 فی صد غیر منظم سیکٹر میں تھے۔ غیر منظم سیکٹر کے 36.9 کروڑ مزدوروں میں سے 23.7 کروڑ زرعی سیکٹر میں لگے تھے، جبکہ 1.7 کروڑ تعمیراتی سیکٹر اور 4.1 کروڑ مینوفیکچرنگ سرگرمیوں میں تھے۔ اس کے علاوہ نقل وحمل اور مواصلات سیکٹر میں ہر ایک سیکٹر میں 3.7 کروڑ لوگ لگے ہوئے تھے۔ 2001 کی مردم شماری کے مطابق ملک میں مزدوروں کی تعداد ایک اندازے کے مطابق 40.2 کروڑ ہے جن میں سے 31.3 کروڑ خاص ورکرس ہیں اور 8.9 کروڑ حاشیائی ورکرس ہیں۔

غیر منظم سیکٹر کے مزدوروں کے سماجی تحفظ اور فلاح کی نگرانی کے لیے حکومت نے قانونی اقدامات اور فلاحی اسکیموں کے نفاذ اور پروگراموں کی دوطرفہ حکمت عملی اپنائی ہے۔ قانونی اقدامات میں کم سے کم مزدوری قانون 1948؛ کامگار تلافی ایکٹ 1923؛ زچگی بہبود ایکٹ 1961؛ بندھوا مزدور رواج (ضابطہ بندی اور انسداد) 1976؛ ٹھیکہ مزدور (ضابطہ بندی اور انسداد) 1970؛ بین ریاستی نقل مکانی کرنے والے کامگار ایکٹ 1979؛ عمارت دیگر تعمیراتی کام کرنے والے ورکر ایکٹ 1996 وغیرہ شامل ہیں۔

حکومت ہند نے بڑی مزدوروں، کوئیلے کو چھوڑ کر دیگر کانوں کے مزدوروں اور سینما ورکروں کی بہبود کے لیے بہبود فنڈ کی تشکیل کی ہے۔ ان بہبود فنڈوں کا استعمال مزدوروں کو ان کے بچوں کی تعلیم، تفریح، گروپ بیمہ، صحت وطبی سہولیات مکانوں کی تعمیر وغیرہ پر کیا جاتا ہے۔

زرعی مزدوروں کے لیے ایک منفرد سماجی تحفظ اسکیم (''کرشی شرمک سماجک سرکشا یوجنا۔ 2001'') جولائی 2001 سے تجرباتی طور پر شروع کی گئی۔ اس کے تحت 10 لاکھ زرعی مزدوروں کو تین سال کے لیے سماجی تحفظ فراہم کرایا گیا ہے۔ ملک کے منتخب 50 ضلعوں میں یوجنا کے تحت تقریباً 20 لاکھ زرعی مزدور رجسٹرڈ ہو چکے ہیں۔ یوجنا کے تحت زرعی مزدوروں کو لائف حادثہ بیمہ، منی جینک، پنشن اور کام سے سبکدوش ہونے کے بعد کے فائدے فراہم کرنے کا اہتمام ہے۔ حکومت نے غریبی کی سطح کے نیچے یا حاشیائی گذر بسر کرنے والے غیر منظم سیکٹر کے مزدوروں سمیت دیہی اور شہری غریبوں کو لائف انشورنس تحفظ فراہم کرنے کی ایک اسکیم ''جن شری بیمہ یوجنا'' 10 اگست 2000 کو شروع کی۔

مزدوروں سے متعلق شماریات

چنڈی گڈھ اور شملہ میں واقع لیبر بیورو روزگار، مزدوری، آمدنی، ہڑتالوں اور تالا بندیوں، لیبر ٹرن اوور، کام اور زندگی کے حالات وغیرہ کے بارے میں شماریاتی اور دیگر اطلاعات کو اکٹھا کرنے، تجزیہ کرنے اور شائع کرنے والا ایک اولین بیورو ہے۔ یہ بیورو (i) صنعتی (ii) دیہی اور (iv) زرعی مزدوروں کے صارف قیمت اشاریہ اکٹھا کرتا ہے اور اسے شائع کرتا ہے صارف قیمت اشاریہ صنعتی مزدور) کے موجودہ سلسلے (1982=100) کے اساسی سال کو اپ ڈیٹ بنانے کا کام آخری مراحل میں ہے۔ بیورو کی پابندی سے شائع ہونے والی اشاعتوں میں ماہانہ ''انڈین لیبر جرنل'' اور ''انڈین لیبر ایر بک'' انڈین لیبر اسٹیٹکس 'اور پاکٹ بک آف لیبر اسٹیٹکس شامل ہیں، یہ سالانہ شایع ہوتے ہیں۔

لیبر ریسرچ

وی.وی.گری قومی لیبر انسٹی ٹیوٹ نوئیڈا (اتر پردیش) وزارت محنت کے تحت ایک خودمختار ادارہ ہے جس کی اصل ذمہ داری مزدوروں، ٹریڈ یونینوں، مزدوروں کے منتظمین، سرکاری زمروں کے کارخانوں اور دوسرے سرکاری حکام کی تحقیق اور تربیت ہے۔ انسٹی ٹیوٹ نے بچہ مزدوری پر بھی اپنی توجہ مرکوز کی ہے۔ مختلف سرگرمیوں اور وسائل کے ذریعہ بچہ مزدوروں کے مسائل سے نمٹنے اور مختلف ہدف گروپوں اور تنظیموں کی صلاحیت میں اضافہ کے لیے ادارے میں بچہ مزدور کے بارے میں قومی وسائل مرکز قائم کیا گیا ہے۔

وی وی گری قومی لیبر انسٹی ٹیوٹ نے محنت بازار، روزگار اور ضابطہ سے زرعی تعلق اور دیہی محنت، مربوط لیبر تاریخ، بچہ مزدور اور کام کے مقامات پر Hiv/ایڈس کی روک تھام کے موضوع پر 31 تحقیقی پروجیکٹ پورے کیے۔ تقریباً 15 پروجیکٹ ترقی کے مختلف مراحل میں ہیں۔ ادارے نے 42 تربیتی پروگرام منعقد کیے جن میں 1,145 شرکاء شامل رہے۔ چار باقاعدہ اشاعتوں کے علاوہ ادارے نے تحقیقی مطالعات کے بارے میں وقتاً فوقتاً اشاعت بھی نکالی۔ ITIC/SCAAP کے تحت دو بین الاقوامی تربیتی پروگرام بھی اس سال منعقد کیے جا رہے ہیں۔ ادارے نے N.R.De ریسرچ سنٹر برائے لیبر معلومات (NRDRELI) ملک میں لیبر سے متعلق مطالعات کا سب سے مصروف لائبریری اور دستاویزی مرکز ہے۔ لیبر تاریخ کے بارے میں تحقیقی ابتداء کرنے، بحال کرنے اور مربوط کرنے کے مقصد سے مربوط لیبر تاریخ تحقیقاتی پروگرام شروع کیا گیا ہے۔

مرکزی وزیر محنت، لیبر تحقیق و تربیتی ادارے کے صدر ہیں۔ ادارے کے 17 ممبروں والی ایک عام کونسل جس میں مرکز اور ریاستی حکومتوں اور آجروں اور مزدور تنظیموں کے نمائندے اور ممبر پارلیمنٹ اور لیبر سیکٹر میں قابل ذکر اشتراک کرنے والے افراد شامل ہیں۔ عام کونسل اپنی ایگزیکیٹیو سکٹر کونسل کا انتخاب کرتی ہے جو ادارے کے معاملات کے انتظام کے لیے جوابدہ ہوتی ہے۔

مزدوروں کی تعلیم

مزدوروں کی تعلیم پروگرام کی ذمہ داری مرکزی بورڈ برائے ورکرس ایجوکیشن کے سر ہے جس کا قیام 1958 میں عمل آیا تھا۔ یہ ایک سہ فریقی سوسائٹی ہے۔ جو سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ یہ قومی، علاقائی اور دیہی سطحوں پر مزدوروں کے تعلیمی پروگرام پر عمل درآمد کراتی ہے۔ اس پروگرام کا بنیادی مقصد مزدوروں کے ہر طبقے کو ان کے حقوق سے واقف کرانا اور ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانا ہے تاکہ وہ ملک کی سماجی معاشی ترقی میں بھرپور حصہ لے سکیں۔ بورڈ منظم، غیر منظم دیہی اور غیر رسمی زمروں کے لئے مزدوروں کی تربیت کے پروگرام کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ تعلیمی پروگراموں کا اہم مقصد کامگار طبقے کے سبھی درجوں میں اپنے حقوق اور فرائض کے بارے میں بیداری پیدا کرنا ہے تاکہ وہ ملک کے سماجی۔ اقتصادی فروغ میں کارگر طریقے سے حصہ دار بن سکیں۔ بورڈ کے ذریعے چلائے جارہے تربیتی پروگراموں کے دائرے میں منظم، دیہی اور غیر رسمی سیکٹروں کے مزدور بھی آتے ہیں۔ مشترکہ تعلیمی پروگراموں کے ذریعے سپروائزری اور منتظمین درجے کو بھی ٹریننگ دی جاتی ہے۔

بورڈ کا صدر دفتر ناگپور میں ہے اور پورے ملک میں اس کے 49 ریجنل اور 9 سب ریجنل دفاتر ہیں۔ دہلی، ممبئی، کلکتہ اور چنئی میں واقع چار منطقائی نظام علاقائی مراکز کی سرگرمیوں کی نگرانی کرتے ہیں۔ بورڈ نے قومی سطح کے پروگرام کرانے کے لئے ممبئی میں مزدوروں کی تعلیم کا ہندوستانی انسٹی ٹیوٹ بھی قائم کیا ہے۔ بورڈ نے اب تک 3,20,686 تربیتی پروگرام چلائے ہیں اور 31 مارچ 2002 تک 93,97,212 مزدوروں کو مختلف سطحوں پر تربیت فراہم کی ہے۔ زرعی مزدور سماجی تحفظ اسکیم کو بھی حال میں بورڈ کی آگہی بڑھانے والی سرگرمیوں میں شامل کرلیا گیا ہے۔ کامگاروں کی بہبود کے لیے مختلف سرگرمیوں کے بارے میں شعور پیدا کرنے کے لیے ایک پروگرام شروع کیا گیا۔ وزارت محنت نے اس پروگرام کے لئے 04-2003 میں مرکزی مزدور تعلیمی بورڈ کو 1.50 کروڑ کا اضافی تعین کیا گیا ہے۔

مزدوروں کا تحفظ

فیکٹریوں میں مزدوروں کا تحفظ، صحت اور بہبود

فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی صحت، تحفظ اور بہبود کے مختلف پہلوؤں کو باضابطہ بنانے کے لئے 1948 کا فیکٹریز ایکٹ اہم قانونی مدد فراہم کراتا ہے۔ مرکزی حکومت کے وضع کردہ اس ایکٹ کا مقصد فیکٹریوں میں کام کرنے والے ملازمین کو صنعتی اور پیشہ ورانہ دشواریوں سے بچانا اور ان کے مسائل کو حل کرنا ہے۔ ریاستی حکومتیں اور مرکزی علاقے اس ایکٹ کے تحت ضوابط تیار کرتے ہیں اور اپنے نگراں عملے (انسپکٹر) کے ذریعہ ایکٹ اور اپنے وضع کردہ ضوابط پر عمل درآمد کراتے ہیں۔ وزارت محنت سے ملحق دائرکٹر جنرل فیکٹری ایڈوائس سروس اور لیبر انسٹی ٹیوٹ ممبئی ریاستی حکومتوں اور مرکزی علاقوں کو فیکٹری ایکٹ کے نفاذ کے سلسلے میں انہیں تکنیکی مشورے دیتا رہتا ہے۔ اپنے ماتحت ممبئی، کلکتہ، کانپور، اور چنئی کے چار علاقائی اداروں کے

تعاون سے ڈائرکٹوریٹ معاون تحقیقاتی سہولتیں بھی فراہم کرتا ہے اور ترقیاتی سرگرمیاں بھی چلاتا ہے جس کے لئے کاروبار سے متعلق تحفظ اور صحت سے متعلق تدریس اور تربیت کا سہارا لیا جاتا ہے۔ ڈائرکٹر جنرل ایکٹ کے نفاذ کے ضمن میں صورت حال کا جائزہ لیتا رہتا ہے۔

فیکٹری ایکٹ کے بموجب بالغ مزدور سے ہفتے میں 48 گھنٹے سے زیادہ کام نہیں لیا جاسکتا اور یہ کہ 14 برس سے کم عمر بچوں کو فیکٹری میں ملازم نہیں رکھا جاسکتا ہے۔ ایکٹ میں فیکٹری مزدوروں کے لئے کم سے کم روشنی، تحفظ اور بہبود سے متعلق خدمات کی بھی صراحت کردی گئی۔ جو کارخانے 30 سے زائد عورتوں کو ملازم رکھیں گے ان پر یہ لازم ہوگا کہ وہ ان کے بچوں کے لئے قیام گاہ (کریچ) فراہم کریں۔ جن فیکٹریوں میں 150 سے زائد مزدور کام کرتے ہیں وہاں ریسٹ روم اور لنچ روم بھی فراہم کرنا ضروری ہے۔ جہاں 250 یا اس سے زائد مزدور کام کرتے ہیں وہاں ویلفیئر افسر کا تقرر بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ مزدوروں کا تحفظ اور ان کے لئے دوسری سہولتوں کو یقینی بنانے کے لئے 1987 میں ایکٹ میں ترمیم کی جاچکی ہے۔ اس کے تحت ڈیزائنر، پیدا کار، درآمد کنندگان اور سپلائی کرنے والوں کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ اس بات کا پختہ انتظام کریں کہ جس سامان کی پیداوار ہو رہی ہے وہ مزدور کی صحت وسلامتی کے پیش نظر خطرناک نہ ہو۔ جوکھم والی صنعتوں میں سلامتی اور صحت کے پہلوؤں کو لاگو کرنے کے لئے ایکٹ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا گیا ہے۔

بندرگاہوں اور گودیوں میں تحفظ

گودیوں میں کام کرنے والے ملازمین کی صحت، تحفظ اور بہبود سے متعلق تمام وضاحتیں گودی مزدور (تحفظ، صحت اور بہبود) ایکٹ مجریہ 1986 میں درج ہیں۔ یہ قانون 15 اپریل 1987 کو نافذ کردیا گیا تھا۔ تمام اہم بندرگاہوں میں اس ایکٹ کو نافذ کرنے کی ذمہ داری وزارت محنت کی ہے اور یہ ذمہ داری ڈائرکٹوریٹ جنرل فیکٹری ایڈوائس سروس اور لیبر انسٹی ٹیوٹ (DGFASLI) ممبئی کے ذریعہ پوری کی جاتی ہے۔ گودیوں کے چیف انسپکٹر کی حیثیت سے DGFASLI کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ خطرناک کیمیکل کی تیاری، ان کو جمع کرنے یا درآمد کرنے سے متعلق ضوابط پر بھی عمل درآمد کرائے۔ یہ ضابطہ ماحول (تحفظ) ایکٹ 1986 کے تحت متعین خطرناک کیمیکلوں کے بنانے، ذخیرہ اندوزی اور درآمدات سے متعلق ضابطہ 1989 کو اہم بندرگاہوں میں لاگو کرنے کی ذمہ داری بھی گودیوں کے خاص انسپکٹر ہونے کی وجہ سے ڈائرکٹوریٹ کو سونپی گئی ہے۔

کانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کا تحفظ

حکومت نے 1952 میں مائنز ایکٹ وضع کرکے کانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی صحت، تحفظ اور بہبود سے متعلق تمام باتوں کی وضاحت کردی ہے۔ اس قانون کا نفاذ وزارت محنت مائنس سیفٹی کے ڈائرکٹوریٹ جنرل کے توسط سے کراتی ہے۔ ڈائرکٹوریٹ جنرل کا صدر دفتر دھنباد میں ہے اور اس کے منطقائی، علاقائی دفاتر ملک کے ان علاقوں میں ہیں جہاں کانیں ہیں ڈائرکٹوریٹ کے اہم کاموں میں کانوں کا معائنہ، مہلک حادثات کی جانچ، قانونی اجازت کی منظوری، کانوں میں حفاظتی ساز و سامان کی منظوری اور سلامتی کی حوصلہ افزائی کے لئے قومی ایوارڈوں، قومی تحفظ کانفرنس وغیرہ کا انعقاد شامل ہے۔

قومی تحفظ کونسل

قومی تحفظ کونسل کا قیام 1966 میں اس خیال سے عمل میں آیا تھا کہ حادثات سے بچنے کے لئے مزدوروں میں بیداری پیدا

کی جائے۔ خطرات کو کم کیا جائے، محنت کش طبقے کو کم سے کم پریشانیاں ہوں۔ تحفظ پر لکچر کانفرنس اور دوسرے پروگرام بنائے جائیں۔ مزدوروں اور مالکان میں تعلیمی بیداری کی مہم شروع کی جائے۔ ہر سال 4 مارچ کو یوم قومی تحفظ منایا جاتا ہے۔ کیونکہ اسی تاریخ کو قومی تحفظ کونسل عالم وجود میں آئی تھی۔ ممبئی کی ریلائنس انڈسٹریز لمیٹڈ ممبئی کے وائس چیرمین اور مینجنگ ڈائرکٹر جناب انل امبانی کو 23 مئی 2003 سے قومی تحفظ کونسل کا چیرمین مقرر کیا گیا تھا۔

ایوارڈ

وزیراعظم کے شرم ایوارڈ

وزیراعظم کے شرم (محنت) ایوارڈ مرکزی حکومت کے محکمہ جاتی کارخانوں، سرکاری زمرے کے کارخانوں اور ریاستی حکومت کے ان محنت کشوں کو دیئے جاتے ہیں جو پیداوار میں نمایاں خدمات انجام دیتے ہیں اور اپنے فرائض کو بہ حسن وخوبی پورا کرتے ہیں۔ انعامات کے نام تدریجی طور پر ہیں۔ شرم رتن، شرم بھوشن، شرم ویر اور شرم شری دیوی۔ یہ انعامات ایک سند اور نقد رقم پر مشتمل ہوتا ہے جو کہ علی الترتیب دو لاکھ، ایک لاکھ، 60 ہزار اور 40 ہزار روپے ہوتا ہے۔

قومی تحفظ ایوارڈ

تحفظ کے بہتر اقدام اور بہتر کارکردگی کے اعتراف میں اور حادثہ کو روکنے سے متعلق پروگراموں کے تحت مزدوروں اور انتظامیہ دونوں کی حوصلہ افزائی اور ان کی دل چسپی بنائے رکھنے کے لیے صنعتی اداروں کو یہ ایوارڈ دیا جاتا ہے۔ حکومت نے یہ ایوارڈ 1965 میں قائم کیا تھا۔ یہ ایوارڈ صرف فیکٹریوں اور گودیوں کے لئے لاگو ہوتا ہے۔

کانوں کے لئے قومی تحفظ ایوارڈ 1983 میں عالم وجود میں آیا تھا کانوں میں تحفظ اور سلامتی کے ٹھوس اور موثر اقدام کئے جانے کے اعتراف میں یہ ایوارڈ دیا جاتا ہے۔ مجموعی طور پر 32 انعاملت ہیں جن میں 16 ایوارڈ پہلی پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اور 16 دوسری پوزیشن حاصل کرنے والوں کو دیئے جاتے ہیں۔ یہ سارے ایوارڈ انتظامیہ کو دیئے جاتے ہیں۔

- وشوکرما ایوارڈ

شرم ویر ایوارڈ جس کا نام بدل کر اب وشوکرما پرسکار رکھ دیا گیا ہے۔ 1965 میں قائم کیا گیا تھا۔ یہ ایوارڈ فیکٹریوں، کانوں، گودیوں اور چائے باغات میں کام کرنے والے مزدوروں کے لئے ہی مخصوص ہیں۔

اِمیگریشن

امیگریشن ایکٹ 1983 جس کا نفاذ 30 دسمبر 1983 کو ہوا تھا دوسرے ملکوں میں ٹھیکہ جاتی بنیاد پر روزگار کی تلاش میں جانے والے ہندوستانیوں کے امیگریشن کو باضابطہ بناتا ہے۔ اور ایسے روزگار کے متلاشیوں کے مفاد کا تحفظ کرتا ہے۔ اس ایکٹ میں جو گنجائش فراہم کی گئی ہیں ان کے بموجب ایک مالک کسی بھی ہندوستانی شہری کو کسی بھی ملک میں کام کرنے کے لئے ملازم رکھ سکتا ہے یا پھر اس ایکٹ کے تحت مجاز بھرتی ایجنٹ کے ذریعہ ہندوستان کے باہر ان کو کام کرنے کے لئے بھیج سکتا ہے۔ لیکن ایسا

کرنے کے لئے اس ایکٹ کے تحت حکومت سے پرمٹ لینا بھی ضروری ہوگا۔ پروٹکٹر جنرل آف امیگریشن اور بیرون ملکوں میں ہندوستانی سفارتخانوں کے سربراہ غیر ملکوں میں کام کے قانوناً جائز پرمٹ جاری کرنے کے مجاز ہیں۔ کسی شخص کو روزگار کے لیے باہر بھیجنے کے بدلے ایجنٹ خدمات فیس کے طور پر ماہر کاریگروں سے 5,000 روپے تک، نیم ہنرمند کاریگروں سے 3,000 روپے تک، غیر ہنرمند کامگاروں سے 2,000 روپے اور دیگر زمروں کے لوگوں سے 1,000 روپے تک کی زیادہ سے زیادہ رقم لے سکتا ہے۔

ساتویں دہے کے وسط میں تیل کی قیمتوں میں آئی تیزی نے مائیگریشن کی شکل ہی بدل دی 75-1974 کے دوران تیل کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ ہوا اور اس کے بعد خلیجی ممالک کے تیل پیدا کار اور برآمد کرنے والے لوگوں کی آمدنی میں کافی اضافہ ہوا۔ نتیجتاً اسکولوں اسپتالوں مکانوں وغیرہ کی تعمیر کے ساتھ ترقیاتی پروگراموں کی شروعات ہوئی۔ اس سے نیم ہنرمند، ہنرمند کاریگروں کے ساتھ ساتھ نہایت ہنرمند تکنیکی ماہرین کی مانگ تیزی سے بڑھی۔ اس لیے کچھ سالوں میں ترک وطن کرنے والے ورکروں کا ایک بہاؤ خلیجی ممالک کی طرف رہا ہے۔ سال 2002 کے دوران تقریباً 2.33 لاکھ ورکرس خلیجی ممالک (بحرین، کویت، عمان، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور قطر) ترک وطن کر کے کام کے لیے گئے۔ سال 2002 کے دوران دہلی، ممبئی، ترواننت پورم، کوچین، چنڈی گڑھ، حیدرآباد میں واقع آٹھ پروٹکٹرس آف ایمگرانٹس (PUE) نے 3,67,663 ورکرس کو ایمگریشن کی منظوری فراہم کی۔

17 زمرے کے افراد کے لئے امیگریشن سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے ملازمت کے لئے غیر ممالک جانے والے کسی بھی ہندوستانی کے لئے بس اتنا ضروری ہوگا کہ وہ پاسپورٹ آفس سے اپنے پاسپورٹ پر (Emigration Check Not Required) کی مہر لگوالے۔ اس زمرے میں یہ لوگ شامل ہیں (i) ہوٹلوں، ریسٹورنٹوں، چائے خانوں وغیرہ میں منیجر کے عہدے پر کام کے لئے جانے والے (ii) گزٹیڈ سرکاری ملازمین (iii) زراعتی انکم ٹیکس دینے والوں سمیت تمام انکم ٹیکس ادا کرنے والے۔ لیکن پچھلے تین برسوں کے انکم ٹیکس کی ادائی کا سرٹی فکیٹ بہرحال داخل کرنا ہوگا (iv) پیشہ درانہ ڈگری رکھنے والے مثلاً ایم بی بی ایس ڈاکٹر، ہومیوپیتھی یا آیورویدک کی ڈگری رکھنے والے۔ تسلیم شدہ صحافی، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ، لکچرر، ٹیچر، ایڈوکیٹ اور سائنسداں وغیرہ (v) مذکورہ نمبر دو سے چار تک کے افراد کے بیوی بچے (vi) ایسے تمام افراد جو تین برسوں سے غیر ملکوں میں مقیم ہیں (تین سال کی یہ مدت ایک ساتھ یا الگ الگ وقت کو ملا کر بھی ہوسکتی ہے)۔ ان کی بیوی اور بچے (vii) بحری ملاح جن کے پاس ملکی یا غیر ملکی جہاز رانی کمپنی سے تقرری کی تجویز حاصل ہوئی اور سی ڈی سی، سی کیڈٹس۔ (viii) سفارتی / سرکاری پاسپورٹ رکھنے والے (ix) ایسے والدین کے غیر خودکفیل بچے جن کے پاسپورٹ پر ECNR کی مہر لگی ہو۔ (X) انگلینڈ، امریکا اور آسٹریلیا کا مستقل امیگریشن ویزا رکھنے والے (xi) بی اے یا دوسری اعلا ڈگری رکھنے والے (xii) پالی ٹیکنک جیسے تسلیم شدہ اداروں کا ڈپلوما رکھنے والے (xiii) انڈین نرسنگ کونسل ایکٹ 1947 کے تحت تسلیم شدہ نرس (xiv) 60 برس سے زائد عمر کا ہر شخص (xv) پاکستان اور بنگلہ دیش جانے والے (xvi) یورپ اور شمالی امریکا کے کسی شہر میں جانے والا کوئی شخص (xvii) حکومت کے تسلیم شدہ اداروں سے پیشہ ورانہ تربیتی سرٹیفکیٹ حاصل کرنے والا شخص۔

امیگریشن سسٹم کو اور آسان بنادیا گیا ہے۔ درج ذیل چھ زمروں میں سے کسی بھی زمرے میں آنے والا کوئی ورکر اپنے پاسپورٹ پر "ای۔سی۔این۔آر۔ مہر لگوانے کے لئے رجسٹرڈ بھرتی ایجنٹ کے ذریعہ POEs یا پاسپورٹ اتھاریٹی سے رابطہ قائم

کرسکتا ہے۔ سپروائزر (سبھی پیشوں میں) ہنر مند مزدور (سبھی پیشوں میں) نیم ہنرمند (سبھی پیشوں میں) ہلکے راوسط ر بھاری گاڑیوں کے ڈرائیور، اسٹینوگرافر، اسٹور کیپر، ٹائم کیپر، ٹائپسٹ وغیرہ سمیت سبھی کلرک ملازمین اور ان کو چھوڑ کر جو گھریلو ملازمت میں ہوں، باورچی جن کے پاسپورٹ پر جائز ویزا لگا ہو۔

عمرہ اور حج کے لئے سعودی عرب جانے والوں اور زیارت کے لئے سعودی عرب، شام، ایران، عراق، صنعا (یمن)، اردن، اور مصر جانے والے زائرین کو پروٹکٹر آف امیگریشن ر پاسپورٹ آفس سے امیگریشن چیک سے مستثنٰی رکھا گیا ہے۔ اسی طرح روزگار کے لئے جاپان، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ جانے والوں کو بھی امیگریشن چیک سے مستثنٰی کردیا گیا ہے۔

صنعتی تعلقات

صنعتی تنازعہ ایکٹ 1947

صنعتی تنازعات ایکٹ 1947 بنیادی طور پر صنعتی تنازعات کی جانچ اور ان کے حل کرنے سے متعلق ہے۔ ایکٹ کے اہم مقاصد اس طرح ہیں: آجران اور کامگاروں کے درمیان خیر سگالی اور اچھے تعلقات قائم کرنے اور ان کے تحفظ کی حوصلہ افزائی، رجسٹرڈ ٹریڈ یونین یا ٹریڈ یونینوں کے فیڈریشن یا انجمن آجران یا ان کے فیڈریشن کے ذریعہ نمائندگی کے حق کے ساتھ آجران، آجران اور ملازمین یا ملازمین وملازمین کے درمیان صنعتی نزاع کی جانچ اور ان کو نمٹانا، ناجائز یا غیر قانونی ہڑتال اور تالابندی کی روک تھام کار موقوفی (لے آف) تخفیف عمل (چھٹنی) کے دوران کامگاروں کو راحت اور اجتماعی مول تول۔

ایکٹ کے باب V بی میں موجود کار موقوفی، تخفیف عمل اور تالابندی سے متعلق خصوصی اہتمام ان اداروں پر لاگو ہے جن میں ہر ایک اوقات کار کو کم سے کم 100 ملازمین کام کرتے ہوں۔ ایکٹ میں تخفیف عمل معاوضے کے طور پر تحفظ اور کسی ادارے میں 240 دن تک لگاتار خدمات پوری کرنے والے مزدور کی چھٹنی، تالابندی وغیرہ کا نوٹس دیے جانے کا اہتمام ہے۔

صنعتی تنازعہ ایکٹ میں ترمیم کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔ ترمیمی تجاویز کے اہم مقاصد میں دیگر باتوں کے علاوہ دوساجی رفقاء کے درمیان دوطرفہ تعلقات کو مضبوطی فراہم کرتے ہوئے بہتر آجر ملازم تعلقات کی حوصلہ افزائی کرنا، عمل کاری میں لچیلا اور لیبر قانونوں کو بہتر طور پر نافذ کرنے کے لیے صنعتی ٹریبونلوں کو زیادہ اختیار دینا شامل ہے۔

ٹریڈ یونین ایکٹ، 1926

ٹریڈ یونین ایکٹ 1926 میں ملازمین اور آجران کی یونینوں کے رجسٹریشن کا اہتمام ہے اور کچھ حد تک یہ ایکٹ رجسٹرڈ مزدور یونینوں سے قانون کی تعریف کرتا ہے۔ یہ رجسٹرڈ مزدور یونینوں کو قانونی اور کارپوریٹ (منظور شدہ) حیثیت فراہم کرتا ہے۔ ٹریڈ یونین ایکٹ 1926 کو متعلقہ ریاستوں کے ذریعہ نافذ کیا جاتا ہے۔

ٹریڈ یونین ایکٹ میں ترمیم کی گئی اور 9 جنوری 2002 میں درج ذیل ترمیم نافذ کی گئی۔

کسی بھی ٹریڈ یونین کا تب تک رجسٹریشن نہیں کیا جائے گا جب تک ادارہ یا صنعت میں کام کرنے والے کل مزدور یا ملازمین کو کم سے کم 10 فی صد یا 100 ملازمین جو بھی کم ہو، مجوزہ ٹریڈ یونین کے ذریعہ رجسٹریشن کی تاریخ کو اس کے ممبر نہ ہوں۔ سات سے کم ممبروں والی کسی یونین کا رجسٹریشن نہیں کیا جائے گا۔

رجسٹریشن ٹریڈ یونین کے ممبروں کی تعداد کسی بھی وقت متعلقہ ادارے یا صنعت میں کام کرنے والے کل کامگاروں کا 10 فی صد یا 100 جو بھی کم ہو، لیکن کم از کم سات ہونا چاہیے۔

رجسٹریشن نہ ہونے/رجسٹریشن بحال کیے جانے کے معاملے میں صنعتی ٹریبونل/لیبر کورٹ میں اپیل دائر کرنے کا اہتمام ہے۔

کسی رجسٹرڈ ٹریڈ یونین کے عہدیداران کی کل تعداد کا ایک تہائی یا پانچ جو بھی کم ہو ممبروں کو چھوڑ کر سبھی عہدیداران صنعت یا ادارہ میں کام کر رہے ہوں یا اس میں لگے ہوئے ہوں۔

مزدور یونینوں کے ممبروں کے ذریعہ دی جانے والی چندے کی کم ترین رقم میں ترمیم کیے جانے کی تجویز ہے۔ یہ دیہی مزدوروں کے لیے ایک روپیہ سالانہ۔ غیر منظم سیکٹر کے دیگر ورکروں کے لیے تین روپے سالانہ و دیگر سبھی معاملوں کے لیے 12 روپے سالانہ ہوگی۔

سہ فریقی صنعتی کمیٹی

سہ فریقی جذبے کی حوصلہ افزائی کے لیے کئی سہ فریقی صنعتی کمیٹیوں کی تشکیل کی گئی۔ ان سہ فریقی کمیٹیوں کا مقصد چینی صنعت، سوتی کپڑوں کی صنعت، بجلی پیداوار اور تقسیم، پٹ سن، سڑک نقل و حمل، انجینئرنگ صنعت اور کیمیکل صنعت میں کام کرنے والے مزدوروں سے متعلق خصوصی مسائل کو حل کرنا ہے۔ اس کے علاوہ ایک خصوصی سہ فریقی کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے جس کا مقصد اصلاحی پالیسیوں اور مزدوروں پر ان کے اثر سے متعلق معاملوں پر غور کرنا ہے۔

سماجی تحفظ

ورک مین معاوضہ ایکٹ 1923

1923 میں ورک مین معاوضہ ایکٹ کے منظور ہو جانے کے ساتھ سماجی تحفظ کی ابتدا ہوگئی تھی۔ اس قانون کے تحت اپنی خدمات کی مدت کے دوران زخمی ہونے اور حادثہ کی صورت میں (بشمول بعض پیشہ پر پیدا ہوئے امراض) مزدوروں اور ان کے لواحقین معاوضہ کے حقدار ہوں گے۔ یہی قانون ریلوے ملازمین اور ایکٹ شیڈول II میں بیان کسی عہدہ پر کام کرنے والے ملازمین پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ فیکٹریوں، کانوں، چائے، باغات مشین سے چلنے والی گاڑیوں، تعمیراتی کام میں لگے کارکن اور ملازمین کو بھی اسی قانون کے تحت تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ مکمل طور پر معذور ہونے یا موت کی صورت میں معاوضہ کی کم سے کم رقم علی الترتیب 90 ہزار روپے اور 80 ہزار روپے مقرر کی گئی ہے۔ کارکن کی عمر اور اجرت کا لحاظ رکھتے ہوئے موت ہو جانے کی صورت میں معاوضہ کی رقم 4.56 لاکھ روپے اور مستقل طور پر معذور ہونے کی صورت میں معاوضہ کی رقم 5.48 لاکھ روپے دی جاتی ہے۔

زچگی فوائد

میٹرنٹی بینیفٹ ایکٹ 1961 کے تحت بعض اداروں میں عورتوں کی ملازمت کو اس طرح باضابطہ بنا دیا گیا ہے کہ بچے کی پیدائش سے قبل اور اس کے بعد ایک مخصوص مدت تک انہیں مخصوص سہولتیں فراہم کی جاتی رہیں گی۔ یہ ایکٹ کانوں،

فیکٹریوں، سرکس، صنعت، چائے کے باغات، دکانوں اور کاروباری اداروں میں کام کرنے والی خواتین پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ جہاں 10 یا اس سے زیادہ کارکن ہوں۔ ریاستی حکومتیں دیگر اداروں پر اس ایکٹ کو لاگو کر سکتی ہیں۔ اس ایکٹ کے تحت سہولت کے لئے اجرتوں کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔

ایمپلائز اسٹیٹ انشورنس اسکیم

ایمپلائز اسٹیٹ انشورنس ایکٹ پہلے مرحلے میں ان غیر موسمی فیکٹریوں پر لاگو ہوتا ہے جو بجلی استعمال کرتی ہیں اور 10 یا اس سے زائد افراد کو روزگار فراہم کرتی ہیں یا بجلی استعمال نہ کرنے والی ان فیکٹریوں پر اس ایکٹ کا اطلاق ہوتا ہے جو 20 یا اس سے زائد لوگوں کو روزگار فراہم کرتی ہیں۔ اس ایکٹ سے حاصل سہولتیں دکانوں، ہوٹلوں، ریسٹورنٹوں، سنیما، تھیٹروں، موٹر ٹرانسپورٹ انڈرٹیکنگ اور اخباری صنعت سے وابستہ ملازمین کو بھی دستیاب ہیں۔ اس ایکٹ کے تحت ملازمین کو نقد رقم کی صورت میں طبی امداد بھی فراہم کی جاتی ہے۔ یکم جنوری 1997 سے 6,500 روپے ماہانہ تنخواہ پانے والے ملازم اس انشورنس اسکیم کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اس ایکٹ کے تحت ملازمین کی اچانک بیماری، زچگی، زخمی ہونے پر علاج کا انتظام اور نقد بھتہ دینے اور زخمی ہونے کی وجہ سے موت ہونے پر ان پر انحصار کرنے والے لوگوں کو پنشن دینے کا اہتمام ہے۔ بیمہ شدہ شخص کے خاندان کو علاج کے ساتھ ساتھ مکمل علاج کی سہولیات بھی مہیا کرائی جاتی ہیں۔ 31 مارچ 2002 کو 140 ای ایس آئی اسپتال، 43 ای ایس آئی انکسس (26,516 بستروں پر مشتمل) اور 1,443 ڈسپنسریاں تھیں۔ 72 لاکھ ملازمین اس ایکٹ کے تحت آتے ہیں۔

گریچوئٹی کی ادائیگی ایکٹ، 1972

گریچوئٹی کی ادائی ایکٹ 1972 کا نفاذ فیکٹریوں، کانوں، تیل کے چشموں، چائے کے باغات، بندرگاہوں، ریلوے، موٹر ٹرانسپورٹ انڈرٹیکنگس کمپنیوں، دکانوں اور دوسرے کاروباری اداروں پر ہوتا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت ملازمت کے ہر سال پر 15 یوم کی اجرت کے حساب سے گریچوئٹی کی رقم کا تعین ہوتا ہے۔ لیکن یہ مجموئی رقم 3,50,000 سے بہرحال تجاوز نہ ہونی چاہئے۔ جن کارخانوں میں موسم کے لحاظ سے کام ہوتا ہے۔ وہاں ہر سیزن کے لئے سات یوم کی اجرت بطور گریچوئٹی دی جاتی ہے۔ اگر کسی ملازم کو اپنے مالک کے ساتھ کئے گئے معاہدوں کے تحت بہتر شرطوں پر گریچوئٹی ملتی ہے تو یہ ایکٹ ملازم کو اس سے الگ نہیں کرتا۔

ملازمین کا پراویڈنٹ فنڈ اور متفرق پرووزن ایکٹ

ایمپلائز پراویڈنٹ فنڈ اور پرووزن ایکٹ 1952 کے تحت پراویڈنٹ فنڈ، فیملی پنشن اور جمع کی جانے والی رقم سے جڑی انشورنس کی شکل میں ریٹائرمنٹ فوائد ملازمین کو دستیاب ہیں۔ 21 اپریل 2001 تک اس میں 20 یا اس سے زیادہ روزگار دینے والی 180 صنعتیں اور کاروباری ادارے اس ایکٹ کے دائرے میں شامل تھے۔ یکم جون 2001 سے تنخواہ کی موجودہ حد 6,500 روپے ہے۔ 20 یا اس سے زیادہ ملازمین والی 175 صنعتوں/اداروں میں یہ 12 فی صد ہے۔ اس ایکٹ کے تحت ہر ماہ جتنی رقم ملازم کی تنخواہ سے کٹتی ہے اتنی ہی رقم اداروں کے مالکان بھی دیتے ہیں۔

ملازمین کی ڈپازٹ سے جڑی انشورنس اسکیم

ملازمین کو مزید سماجی تحفظ فراہم کرنے کی غرض سے ایمپلائز پروایڈنٹ فنڈ کے ممبروں کے لئے 1976 میں ایمپلائز ڈپارٹمنٹ انشورنس اسکیم شروع کی گئی اور یکم اگست 1976 سے انہیں ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ سے اور چھوٹ حاصل شدہ پراویڈنٹ فنڈ سے مستثنٰی لوگوں کے لئے لاگو کیا گیا۔ اس کے مطابق ملازم کی موت ہونے کی صورت میں اس کے وارث کو پراویڈنٹ فنڈ میں جمع رقم کے علاوہ وہ رقم بھی ملے گی، جو پچھلے 12 مہینوں میں فنڈ میں جمع اوسط کی بچی ہوئی رقم کے برابر ہوگی۔ اس اسکیم کے تحت زیادہ سے زیادہ ادائیگی 60 ہزار روپے ہوگی اور اس کے لئے ملازمین کا اشتراک کچھ نہیں ہوگا۔

ایمپلائز پنشن اسکیم

یہ اسکیم 16 نومبر 1995 کو صنعتی کارکنوں کے لئے شروع کی گئی تھی۔ اسکیم کے تحت کوئی بھی کارکن 33 سال کی خدمات پوری ہونے پر یا ریٹائرمنٹ کے بعد تنخواہ کا 50 فیصد کی شرح سے ریٹائر ہونے کے بعد پنشن کا مستحق قرار پاتا ہے۔ پنشن پانے کے لئے کم سے کم دس سال تک ملازمت میں رہنا ضروری ہے۔ ملازم کی تنخواہ اور ملازمت کو دھیان میں رکھتے ہوئے ملازم کی موت ہونے کے بعد فیملی پنشن کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔ فیملی پنشن کی رقم ماہانہ 450 روپے سے 2500 روپے کے درمیان ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ دو بچوں کے لیے بیوہ کی پنشن کی 25 فیصد رقم بچوں کو بطور پنشن دی جاتی ہے۔ پنشن کے حقدار صرف دو بچے ہوتے ہیں جنھیں کم سے کم 150 روپے فی بچہ ماہانہ کی رقم بطور پنشن حاصل ہوتی ہے۔ اس اسکیم میں آجر 8.33 فی صد اور مرکزی حکومت 1.16 فی صد فی ماہ کا اشتراک کرتی ہے۔ یکم جون 2001 سے زیادہ سے زیادہ رقم 5,000 روپے سے بڑھا کر 6,500 کر دی گئی ہے۔

روزگار اور تربیت

نوجوانوں کے کیریر کو بنانے کی کوشش میں ڈائرکٹوریٹ جنرل آف امپلائمنٹ اور ٹریننگ نے اس سلسلے میں متعدد تربیتی پروگرام تیار کئے ہیں۔ ان پروگراموں کو جہاں تک ممکن ہوتا ہے قومی ڈھانچے کے اندر رہتے ہوئے لیکن کئی بار غیر ملکوں کے اشتراک سے وضع کیا جاتا ہے۔

دستکاروں کی تربیت

صنعتی تربیتی ادارے 43 انجینئرنگ اور 24 غیر انجینئرنگ شعبوں میں 15 سے 25 برس عمر کے درمیان مردوں اور عورتوں کو تربیت دینے کے لئے ملک بھر میں قائم کئے گئے ہیں۔ 31 دسمبر 2002 تک ایسے 4,700 ادارے جن کی مجموعی صلاحیت 6.86 لاکھ ہے ملک میں دستکاروں کو تربیت دے رہے تھے۔ انجینئرنگ شعبہ میں تربیت کی مدت ایک یا دو سال اور غیر انجینئرنگ شعبہ میں تربیت کی مدت ایک برس ہے۔ داخلے کے لئے تعلیمی لیاقت کا معیار آٹھویں سے بارہویں اسٹینڈرڈ تک رہتا ہے۔ ان 97 ٹریڈوں کے علاوہ ریاستی حکومتوں اور مرکزی علاقوں نے اپنے علاقوں میں قائم صنعتی یونٹوں کی مانگ پوری کرنے کے لئے دوسرے شعبوں میں بھی تربیت کا انتظام شروع کر دیا ہے۔

دستکاری کے انسٹرکٹروں کی تربیت

ہوڑہ، ممبئی، کانپور، لدھیانہ اور حیدرآباد میں قائم ایڈوانسڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ اور چنئی میں مرکزی تربیتی انسٹی ٹیوٹ برائے انسٹرکٹرس کا قیام 1960 میں عمل میں آیا تھا۔ جس کا مقصد صنعتی ہنر سکھانے کی تکنیک سے انسٹرکٹر ٹرینیز کو واقفیت بہم پہنچانا ہے جو بعد میں دوسروں کو تربیت دے کر صنعت کو ہنرمند افرادی طاقت فراہم کرتے ہیں۔

ان اداروں کی صلاحیت 972 دستکاری کے انسٹرکٹروں کو تربیت دینے کی ہے۔ ان میں ہنرمندی کو فروغ اور تعلیمی اداروں دونوں کو گہری و جامع تربیت کے لئے ایک سالہ کورس چلایا جاتا ہے۔ تدریس اصولوں کی گہری معلومات اور ہنرمندی کو جدید اور تازہ بنائے رکھنے اور انہیں صنعت کی دنیا کی تکنیکی ترقی کی معلومات دینے کے لئے یہ ادارے ریفریشر کورس کا بھی انعقاد کرتے ہیں۔

چند منتخب خصوصی کاروبار میں انسٹرکٹروں کی تربیت کی سہولت اب بھی بہ آسانی دستیاب ہیں: مثلاً: اے۔ٹی۔آئی۔ لدھیانہ میں زرعی آلات اور چھپائی۔ کی تربیت اے ٹی آئی کانپور، کاشتکاری کے آلات کی تربیت، اے ٹی آئی لدھیانہ میں دی جاتی ہے۔ ان اداروں میں درج فہرست اقوام (قبائل کے لئے نشستیں محفوظ ہیں۔)

ترقی یافتہ پیشہ ورانہ تربیتی اسکیم

یہ اسکیم انتہائی ہنرمند کارکنوں اور تکنیکی ماہرین کو مختلف ترقی یافتہ اور جدید ہنر میں جو دوسرے پیشہ ورانہ تربیتی پروگراموں میں دستیاب نہیں ہیں، تربیت دینے کی غرض سے اکتوبر 1977 میں شروع کی گئی تھی۔ اس اسکیم کے تحت متعدد ترقی یافتہ ہنروں کے میدان میں دو سے بارہ ہفتے کے ریگولر کل وقتی نصاب کی پیشکش کی جاتی ہے۔ یہ اسکیم سب سے پہلے ممبئی، کلکتہ، حیدرآباد، کانپور، لدھیانہ اور چنئی میں واقع ترقی یافتہ تربیتی انسٹی ٹیوٹ اور 15 ریاستی حکومتوں کے زیر اہتمام 16 منتخب صنعتی ٹریننگ اداروں میں شروع کی گئی تھی۔ جدید طرز کے ان اداروں میں سالانہ 10 ہزار صنعتی کارکنوں کو تربیت دی جاتی ہے۔

عورتوں کا پیشہ ورانہ تربیتی پروگرام

ملک میں عورتوں کو پیشہ ورانہ تربیت کی سہولتوں کا اہتمام 231 خواتین صنعتی تربیتی ادارے اور 551 خواتین ونگ اور نجی صنعتی تربیتی ادارے بھی ہیں۔ ان میں 47,500 لڑکیاں تربیت حاصل کرسکتی ہیں۔ اور 1996 میں کونسل برائے پیشہ ورانہ ٹریننگ نے سفارش کی تھی کہ عام آئی ٹی آئی میں 25 فیصد سیٹیں خاتون امیدواروں کے لئے محفوظ کردی جائیں۔ یہ سیٹیں ریاست/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں عام ریزرویشن پالیسی کے تحت بھری جائیں اور ریزرویشن کی کل حد 50 فی صد سے زیادہ نہ ہو۔ پیشہ ورانہ تربیتی پروگرام کے تحت جس کا اہتمام وزارت محنت، ڈی جی ای اور ٹی اور نوئیڈا میں قومی پیشہ ورانہ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کرتا ہے اس کے علاوہ دس ریجنل پیشہ ورانہ تربیتی اداروں میں، جو ممبئی، بنگلور، ترپوندرم، کلکتہ، حصار، تورا، الہ آباد، اندور، بڑودہ اور جے پور میں 10 قومی پیشہ ورانہ تربیتی انسٹی ٹیوٹ قائم کئے گئے ہیں۔ جن میں ابتدائی، اعلیٰ اور تدریسی مہارت فراہم کرنے کے لیے 2,350 خواتین کو تربیت دینے کی صلاحیت ہے۔ ترقی یافتہ اور جدید طریقوں سے تربیت دی جاتی ہے۔ اب تک ان اداروں میں دسمبر 2002 تک 32,700 خاتون امیدواروں کو تربیت دی جاچکی ہے۔

مرکزی تعلیمی میڈیا انسٹی ٹیوٹ

مرکزی تعلیمی میڈیا انسٹی ٹیوٹ (CIMI) چنئی میں قائم کیا گیا ہے جس کا مقصد آئی ٹی آئی میں تربیت دینے والوں اور تربیت پانے والوں اور اپرنٹس شپ ٹریننگ اسکیم کے تحت اپرنٹوں کو میڈیا پیکج کی شکل میں تربیتی ساز وسامان فراہم کرنا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ نے متعدد اقسام کے تربیتی میڈیا پیکج (IMPS) کو فروغ دیا ہے جو ترقی ساز وسامان انسٹرکٹرس گائیڈ، دیوار چارٹ، اور ہیڈ نصابی کتابوں/ٹکنالوجی کے بارے میں ٹرانسپیرنسی، لینڈ ورکشاپ، شماریات اور سائنس کے کورس کی کتابوں وغیرہ پر مشتمل ہے۔

سپروائزر، فورمین ٹریننگ

صنعت کے لیے فورمین اور سپروائزروں کی ٹریننگ بنگلور اور جمشید پور میں قائم دو فورمین ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ میں ہوتی ہے۔

مرکزی اسٹاف ٹریننگ اور تحقیقی انسٹی ٹیوٹ

مرکزی اسٹاف ٹریننگ اور تحقیقی ادارہ حکومت نے ری پبلک آف جرمنی کے اشتراک سے 1968 میں کولکاتہ میں قائم کیا تھا۔ اس ادارہ کے تین شعبے ہیں تربیت، ریسرچ اور ترقی، تربیتی شعبہ ملک میں پیشہ ورانہ اور صنعتی ٹریننگ کے منتظمین کو تربیت کی سہولتیں فراہم کرتا ہے۔ تحقیقی بازو، پیشہ ورانہ ٹریننگ کے مختلف پہلوؤں پر مسائل پر مبنی مطالعات کا اہتمام کرتا ہے اور ترقیاتی شعبہ صنعتی ٹریننگ موثر طور پر چلانے کے لیے تربیتی ساز وسامان اور معاون ماڈل کو فروغ دیتا ہے۔

اپرنٹس شپ ٹریننگ اسکیم

اپرنٹیسز Apprentices ایکٹ 1961 کے تحت مخصوص صنعتوں کے مالکان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپرنٹس شپ ٹریننگ کے لئے اپرنٹس رکھیں جنھیں ایک سے چار برس تک متعلقہ صنعت میں کام سکھایا جائے یہ ٹریننگ بنیادی تربیت پر مبنی ہے اس کے بعد اپرنٹس کو کام کے دوران شاپ فلور پر تربیت دی جاتی ہے۔ تربیت کے معیار کا تعین مرکزی حکومت سنٹرل اپرنٹس شپ کونسل کے مشورے سے کرتی ہے۔ اب تک 254 صنعتوں اور 153 کاروباروں میں اپرنٹس شپ ٹریننگ ضروری قرار دی گئی ہے۔

1961 کے اپرنٹس شپ ایکٹ میں 1973 میں ترمیم کی گئی اور گریجویٹ اور ٹکنیشین اپرنٹس شپ، انجینئر ی، اور ٹکنالوجی سے گریجویٹ اور ڈپلوما ہولڈروں کی تربیت کو بھی اس کے تحت لایا گیا۔ 1986 میں اس ایکٹ میں پھر ترمیم کی گئی اور 10+2 کا امتحان پاس کرنے والے طلبا کو ٹکنیشین (پیشہ ورانہ) اپرنٹس کورس کا فائدہ پہنچایا گیا۔ اپرنٹس تربیت پروگرام میں بہتری کے لئے 1977 میں اس ایکٹ میں پھر ترمیم کی گئی۔

روزگار

منظم زمرے مثلاً تمام سرکاری سیکٹر اور پرائیویٹ سیکٹر میں دس یا اس سے زائد افراد کو کام دینے والے غیر زرعی اداروں میں

روزگار پانے والوں کی تعداد جو مارچ 2000 میں 279.80 لاکھ سے گھٹ کر مارچ 2001 میں 277.89 لاکھ ہوگئی، اس طرح اس مدت میں 0.61 فی صد کی کمی ہوئی۔ 2001-2000 کے دوران پرائیویٹ سیکٹر کے روزگار میں 0.7 فی صد اضافہ ہوا۔

نویں پنج سالہ منصوبے کا ایک بنیادی مقصد پیداواری روزگار کے مزید مواقع فراہم کرنا ہے خاص طور سے ان سیکٹروں، ذیلی سیکٹروں اور تکنیکوں پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے گی جہاں بے روزگاری اور کم روزگاری کی شرح بہت زیادہ ہے۔

قومی روزگار سروس

نیشنل روزگار سروس (NES) کے پاس 30 اپریل 2003 کے اختتام پر 943 ایمپلائمنٹ ایکسچینج یونیورسٹی روزگار واطلاعات اور گائڈنس بیورو کا نیٹ ورک تھا۔ ایمپلائمنٹ ایکسچینج روزگار کے متلاشیوں کے بشمول خصوصی گروپ مثلاً معذور، سابق فوجی، درج فہرست اقوام وقبائل، خواتین وغیرہ ان کی کوشش میں مدد کرتا ہے۔

یہ ادارہ پیشہ ورانہ تربیت کا اہتمام کرتا ہے۔ اور روزگار سے متعلق ضروری مشورے بھی دیتا ہے۔ مطلع کی گئی خالی جگہوں کو معلومات یہ روزگار مراکز خواہش مند افراد کو بھیجتے ہیں۔ روزگار کے بارے میں اطلاعات اکٹھا کر کے لوگوں تک پہنچانا، روزگار اور افرادی قوت کے بارے میں پالیسیاں طے کرانے کے مقصد سے مطلوبہ معلومات دینے کے مقصد سے روزگار اور کمرشیل ریسرچ کے بارے میں مطالعہ کرنے جیسے کام کئے جاتے ہیں۔ طریقہ عمل میں بہتری کے لئے روزگار کاموں کے کمپیوٹرائیزیشن کا پروگرام جاری ہے۔

ایمپلائمنٹ ایکسچینج (خالی جگہوں کا لازمی نوٹی فیکشن) ایکٹ 1959 کے تحت 25 یا اس سے زیادہ لوگوں کو ملازمت دینے والے سرکاری زمرے کے تمام کارخانوں اور نجی زمرے میں تمام غیر زرعی اداروں کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ خالی جگہوں کا اعلان کریں اور اس کی باضابطہ اطلاع (کچھ معاملوں کو چھوڑ کر) ایمپلائمنٹ ایکسچینج ایکٹ اور اس کے تحت بنائے گئے قانونوں کے مطابق فراہم کریں۔ قومی سطح پر خاص طور سے عام پالیسیاں تیار کرنے، عام معیارات اور طریقہ کار متعین کرنے، افسران کو تربیت دینے اور پروگراموں کا جائزہ لینے کی ذمہ داری مرکزی حکومت کی ہوتی ہے۔ جب کہ روزگار مراکز کے روزمرہ کے نظم ونسق کی ذمہ ریاستی حکومتوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی انتظامیہ کی ہوتی ہے۔ جسمانی طور پر معذور لوگوں کے لئے ملک میں 40 خصوصی ایمپلائمنٹ ایکسچینج ہیں۔ 18 پیشہ ورانہ آبادکاری مراکز معذوروں کو آبادکاری خدمات کا جامع پیکج فراہم کرتے ہیں۔

پیشہ ورانہ رہنمائی

پیشہ ورانہ رہنمائی اور روزگار سے متعلق مشورے نوجوانوں (غیر تجربہ کار) اور بالغوں کو (مخصوص کام کا تجربہ رکھنے والے) دیئے جاتے ہیں۔ مارچ 2003 میں ایسے 362 روزگار دفاتر میں ایسی اکائیاں کام کر رہی تھیں اس کے علاوہ 82 یونیورسٹیوں میں ایمپلائمنٹ انفارمیشن اور گائیڈنس بیورا کس کام کر رہے ہیں۔ یہ واحدے نوجوانوں کو ان کے کیریر بنانے کی کوشش میں مدد کرتے ہیں 23 چنندہ اضلاع میں ایک خصوصی اسکیم بھی چلائی جا رہی ہے۔ جہاں نوجوانوں کو فوراً اپنا روزگار شروع کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

درج فہرست اقوام وقبائل۔روزگار کے متلاشی

درج فہرست اقوام وقبائل کے امیدواروں کے لئے کوچنگ اور رہنمائی مراکز دہلی، چنئی، کانپور، جے پور، حیدرآباد، تریوندرم، سورت، جبلپور، رانچی، کلکتہ، ایزول، بنگلور، حصار، بھونیشور، امپھال، ناگپور، منڈی، گوہاٹی، کوہیما، جووائی اور جموں اور جالندھر میں کام کررہے ہیں۔ جوان کے لئے رجسٹریشن کی رہنمائی، درخواست دینے سے پہلے کی رہنمائی خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے تربیت، تقرری کے پہلے تربیت ان مراکز میں امیدواروں کو ٹائپنگ اور شارٹ ہینڈ کی خصوصی ٹریننگ فراہم کرتی ہے۔

قومی لیبر کمیشن

پہلے قومی لیبر کمیشن کی تشکیل 24 دسمبر 1966 کو کی گئی تھی، جس نے منظم اور غیر منظم دونوں ہی سیکٹر میں لیبر مسائل کے سبھی پہلوؤں کے تفصیلی مطالعہ کے بعد 1969 میں اپنی رپوٹ پیش کی۔ درج ذیل اسباب کی بناپر دوسرے قومی لیبر کمیشن کی تشکیل کی ضرورت محسوس کی گئی: (i) پہلے قومی لیبر کمیشن کے قیام کے بعد سے تین دہوں کی مدت کے دوران صنعت کاری اور شہر کاری کی رفتار کے سبب لیبر فورس میں اضافہ ہوا ہے۔ (i) 1991 میں نئی معاشی پالیسی نافذ ہونے کے بعد ملک کے اقتصادی ماحول میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے جس سے گھریلو صنعتی ماحول اور محنت بازار میں انقلابی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ (iv) کام کے مقامات پر صنعت میں اور روزگار کی شکل میں، اوقات کار میں تبدیلی آئی ہے اور محنت تعلقات میں زبردست تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ ان تبدیلیوں سے محنت بازار میں کچھ غیر یقینی صورتحال پیدا ہوئی ہے، جن کے سبب محنت قانونوں کو نئی شکل دینا ضروری ہوگیا ہے۔

مذکورہ حالات کو دیکھتے ہوئے غیر منظم سیکٹر میں مزدوروں سے متعلق موجودہ قوانین کو معقول بنانے کی تدابیر کی تجویز پیش کرنے اور غیر منظم سیکٹر کے کام گاروں کو ایک متعین سطح پر تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے جامع قانون تیار کرنے کے مقصد سے حکومت نے رویندرور ما کی صدارت میں دوسرے قومی لیبر کمیشن کی تشکیل کی۔ تشکیل کے بعد کمیشن کو 24 مہینوں میں اپنی رپورٹ دینی تھی۔ اپنی سفارشوں کے لیے فریم ورک کو فروغ دینے کے لیے کمیشن دیگر باتوں کے علاوہ ٹکنالوجی سے متعلق تیز رفتار تبدیلی، تجارت اور صنعت کی عالمی تجارت کاری اور بین الاقوامی مسابقت پر زور دیے جانے کے سبب نئے ابھرتے اقتصادی ماحول کو ذہن میں رکھ کر موجودہ قوانین کو محنت بازار کی مستقبل کی ضرورتوں اور تقاضوں کے موافق بنانے کے بارے میں غور کریگا۔

کمیشن نے چھ مطالعاتی گروپ بنائے ہیں جو (i) قانونوں کا جائزہ (ii) دیہی / غیر رسمی روزگار سیکٹر / مربوط جامع قانون سازی (iii) عالم کاری اور اس کے اثرات (iv) سماجی تحفظ (v) خواتین اور بچہ مزدوری اور (vi) مہارت کو فروغ، تربیت اور ورکرس کی تعلیم کے بارے میں ہے۔ ان مطالعاتی گروپوں کی رپورٹوں اور ان کے اپنے نظریات کی بنیاد پر کمیشن نے 29 جون 2002 کو اپنی رپورٹ حکومت کو سونپ دی۔ کمیشن کے محنت سے متعلق مختلف پہلوؤں جیسے قانونوں کا تجربہ، سماجی تحفظ اور بچہ مزدوروں کی مہارت کو فروغ، مزدوری، لیبر نظم، غیر منظم سیکٹر کے بارے میں تفصیلی سفارشات پیش کیں۔ کمیشن کی رپورٹ پر 28 تا 29 ستمبر 2002 کو ہوئے ہندوستانی محنت کانفرنس کے 38 ویں اجلاس میں تبادلہ خیال کیا گیا۔

ایکٹ میں غیر دیانت دار، ایجنٹوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کی بھی گنجائش ہے فریب دہی کے مرتکب ایجنٹوں کے خلاف ایکٹ کے تحت کارروائی کی جاسکتی ہے۔ امیگریشن سے متعلق پروٹکٹر جنرل کے ہیڈ کوارٹر اور پروٹکٹر آف امیگرینٹ کے دفاتر میں عوامی سماعت کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ لوگوں کو شکایت کی تلافی کے لئے متعلقہ افسران سے مدد مل سکتی ہے۔

21۔ عوامی ذرائع ابلاغ

بھارت جیسے ملک میں صحت مندانہ تفریح کے ساتھ قومی پالیسیوں اور پروگراموں کے تئیں عوام میں بیداری پیدا کرنے کی راہ میں عوامی ذرائع ترسیل کا رول بہت اہم ہے۔ یہ انہیں ملک کی تعمیر کے کام میں سرگرم ساجھے دار بننے کے لئے اکساتا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے عوامی ذرائع ابلاغ کے روایتی اور عوامی طور طریقوں و سیٹلائٹ کے ذریعے ہونے والی ابلاغ کے ساتھ ساتھ جدید ترین سماعی بصری ابلاغ کے بیچ منطقی اور تدابیری طریقے سے رابطہ قائم رکھنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ وزارت اطلاعات ونشریات اس میدان کی سب سے اہم ایجنسی ہے۔ نشریات کے شعبے میں پرسار بھارتی ہے جسے 1997 کے ایکٹ کے تحت تشکیل دیا گیا اور دوردرشن اور آکاش وانی کو اس کے تحت لایا گیا۔ اس کے علاوہ، ملک بھر میں تقریباً 100 نجی چینل اور کیبل نٹ ورک نشریات کے شعبے کے تحت ہیں۔ اطلاعات کے شعبے میں اخبارات ہیں جن کے کام کاج پر پریس کونسل آف انڈیا نگرانی رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ سرکار کی میڈیا اکائیاں بھی ہیں جو اس طرح ہیں: پریس انفارمیشن بیورو، ڈائرکٹوریٹ آف ایڈورٹائزنگ اینڈ ویژول پبلسٹی، پبلکیشنز ڈویژن، ڈائرکٹوریٹ آف فیلڈ پبلسٹی، سانگ اینڈ ڈرامہ ڈویژن، فوٹو ڈویژن اینڈ دی ریسرچ، ریفرنس اینڈ ٹریننگ ڈویژن۔ فلم بنانا غیر سرکاری سیکٹر میں ہے۔ لیکن فلم ڈویژن، ڈائرکٹوریٹ آف فلم فیسٹیول، نیشنل فلم ڈیولپمنٹ کارپوریشن، سنٹرل بورڈ آف فلم سرٹی فکیشن، فلم آرکائیو آف انڈیا اینڈ چلڈرن فلم سوسائٹی کے ذریعہ حکومت فلموں کے سیکٹر میں بھی اپنا اشتراک کرتی ہے۔ گورنمنٹ نے دو فلم ادارے قائم کئے ہیں۔ ان میں پہلا پونے میں اور دوسرا کلکتہ میں ہے۔

پچھلے دو دہوں میں ٹکنالوجی میں ہوئی ترقیوں کے نتیجے میں اطلاعات ونشریات کے شعبے میں انقلابی تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ 1980 کے دہے میں دوردرشن نے اپنے چینلوں کے قومی پیمانے پر نشریات کے لئے ان سیٹ کا استعمال شروع کیا اور ملک بھر میں 1000 سے زیادہ ارضی ٹرانسمیٹر قائم کئے ہیں۔ 90 کی دہائی میں ملک کے کئی حصوں میں نجی ٹیلیویژن چینلوں کا جال بچھ گیا۔ اطلاعات کو جمع کرنا اور نشریات میں کمپیوٹر کے استعمال سے انقلابی ترقی ہوئی ہے۔

کنورزنس کے مختلف طرح کے استعمال کا رواج ایک تکنیکی انقلاب ہے جس نے کلی میڈیا مناظر کو متاثر کیا ہے۔ فلم، ٹیلیویژن اور میوزک انڈسٹری کی مختلف شاخوں میں یہی نظام اپنایا جارہا ہے۔ یہ سبھی صنعتیں، کمپیوٹر، آڈیو ویڈیو ٹیپ کا استعمال کر رہی ہیں ٹیلی کمیونیکشن ہو، کمپیوٹر ہو یا نشریات ہو سبھی کے لئے ایک ہی سیٹلائٹ اور آپٹکل فائبر کو اطلاعات کی نشریات کے اساسی ساخت کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ کمپیوٹر نہ صرف اطلاعات کی تحویل کے لئے استعمال ہو رہا ہے، بلکہ اطلاعات حاصل کرنے اور نشریات کے لئے بھی اس کا بڑے پیمانے پر استعمال ہو رہا ہے۔ حکومت کنورزنس قانون کا خاکہ تیار کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس قانون میں نشریات، ٹیلی کمیونکیشن اور اطلاعاتی تکنیک تینوں شعبوں کے ترقیاتی مسائل اور ضابطہ کے بارے میں متحدہ طور پر گنجائش رکھی جائے گی۔

100 سے زیادہ ایف ایم ریڈیو اسٹیشنوں کی منظوری دی گئی ہے جنہیں نجی کمپنیوں کے ذریعہ قائم کیا جائے گا اور چلایا جائے گا۔ حکومت نے ملک کے ٹیلیویژن چینلوں کے اپ لنکنگ پالیسی کو سہل بنایا ہے، کیبل چینلوں پر چوری کی فلموں کو دکھانے سے

روکنے اور شراب، تمباکو اور ماں کے دودھ کی متبادل مصنوعات پر پابندی لگانے کے لئے کیبل نٹ ورک قانون میں ترمیم کی گئی ہے۔ اس ترمیم کے تحت کسی بھی کیبل نٹ ورک کو دوردرشن کے کم از کم تین چینل پر دکھانا بھی لازمی بنایا گیا ہے۔

پرسار بھارتی

پرسار بھارتی ملک میں ایک عوامی نشریاتی خدمات ہے، اور آکاش وانی اور دوردرشن اس کے دو اجزاء ہیں لوگوں کو اطلاع، تعلیم اور تفریح فراہم کرنے اور ریڈیو اور ٹیلیویزن پر نشریات کے متوازن فروغ کو یقینی بنانے کے لیے 23 نومبر 1977 کو پرسار بھارتی کی تشکیل کی گئی۔

پرسار بھارتی ایکٹ 1990 میں مذکور پرسار بھارتی کارپوریشن کے اہم مقاصد اس طرح ہیں: (۱) ملک کے اتحاد اور سالمیت اور آئین میں بیان اقدار کو برقرار رکھنا: (۲) قومی اتحاد کو فروغ دینا: (۳) مفاد عامہ کے بھی معاملوں کے بارے میں معلومات فراہم کرکے اور اطلاعات کے غیر جانبدارانہ اور متوازن روانی کو پیش کرتے ہوئے شہریوں کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنا: (۴) تعلیم اور خواندگی کی اشاعت، زرعی، دیہی ترقی، صحت اور خاندانی بہبود اور سائنس اور ٹکنالوجی کے شعبوں میں خصوصی توجہ دینا: (۵) عورتوں سے متعلق امور کے بارے میں آگہی پیدا کرنا اور بچوں، ضعیفوں اور سماج کے دیگر کمزور طبقات کے مفادات کے تحفظ کے لیے خصوصی تدابیر کرنا: (۶) مختلف تہذیبوں، کھیلوں اور نوجوانوں کے امور کو معقول کوریج فراہم کرنا: (۷) سماجی انصاف کی حوصلہ افزائی کرنا، مزدور طبقہ، اقلیتوں اور قبایلی برادریوں کے حقوق کی حفاظت کرنا: (۸) نشریاتی سہولیات کی توسیع اور نشریاتی ٹکنالوجی میں تحقیق اور ترقی کی حوصلہ افزائی۔

کارپوریشن کا انتظام والصرام پرسار بھارتی بورڈ کے ذریعہ کیا جاتا ہے، جو ایک چیرمین ایک ایگزیکیٹو ممبر (جسے چیف ایگزیکیٹو افسر کے طور پر جانا جاتا ہے) ایک ممبر (مالیات) ایک ممبر (عملہ) چھ جزوقتی ممبر، وزارت اطلاعات ونشریات کے ایک نمائندہ اور آکاش وانی اور دوردرشن کے دائرکٹر جنرل (بہ لحاظ منصب ممبر کے طور پر) پر مشتمل ہوتا ہے اس کا چیرمین جزوقتی ممبر ہوتا ہے جس کی مدت عمل 6 سال ہوتی ہے ایگزیکیٹو ممبر، ممبر (مالیات) اور ممبر (عملہ) جز وقتی ممبر ہوتے ہیں جن کی مدت عہدہ بھی 6 سال کے لیے ہوتی ہے لیکن اس کے لیے عمر کی حد زیادہ سے زیادہ 62 سال ہے، ہر سال بھارتی بورڈ کی میٹنگ وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہے اور بورڈ اہم پالیسی امور پر غور کرتا ہے اور پالیسی کے رہنما اصولوں کے نفاذ کے لیے ایگزیکیٹو کو ہدایات جاری کرتا ہے۔ پرسار بھارتی کا ہیڈ کوارٹر نئی دہلی میں ہے۔

آکاش وانی

ہندوستان میں ریڈیو نشریات کی ابتداء 1920 کے شروع میں ہوئی تھی۔ پہلا پروگرام 1923 میں ریڈیو کلب آف بمبئی کے ذریعہ نشر ہوا۔ اس کے بعد 1927 میں براڈ کاسٹنگ خدمات کی تشکیل ممبئی اور کلکتہ (کولکاتہ) میں تجربہ کے طور پر کی گئی۔ حکومت نے ان ٹرانس میٹروں کو 1930 میں اپنے اختیار میں لے لیا اور انڈین براڈ کاسٹنگ کے نام سے اسے چلانا شروع کردیا۔ 1936 میں اسے ''آل انڈیا ریڈیو'' نام دیا گیا۔

1947 میں ہندوستان کی آزادی کے وقت آل انڈیا ریڈیو کے اسٹیشن اور 18 ٹرانسمیٹر تھے اس کی نشریات کا کوریج (فراہمی) علاقے کے لحاظ سے 2.5 فی صد اور آبادی کے لحاظ سے محض 11 فی صد تھا۔ اب آکاش وانی نٹ ورک میں 208 براڈ کاسٹنگ مراکز کا نٹ ورک ہے جن کی کوریج 20 فی صد علاقے اور پوری 1 ارب سے زیادہ آبادی تک ہے۔ ہندوستان جیسے

مختلف زبانوں والے ملک میں آل انڈیا ریڈیو 24 زبانوں اور 146 بولیوں میں اپنی نشریات نشر کرتا ہے۔ اس کے تحت 149 میڈیم ویو فریکوینسی ٹرانسمیٹر، 55 ہائی فریکوینسی شارٹ ویو ٹرانسمیٹر اور 130 فریکوینسی ماڈیولیشن (FM) ٹرانسمیٹر ہیں۔ FM خدمات وسیع بینڈ وڈتھ کا استعمال کرتی ہے تاکہ اعلیٰ خبر خواہی پروگرام خدمات پیش کی جاسکے۔

آل انڈیا ریڈیو' بہوجن ہتائے: بہوجن سکھائے: کے مقصد پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے کام کرتا ہے تاکہ اطلاع، تعلیم اور تفریح کے ذریعہ عوام کی خوشحال اور ان کی بہبود کی حوصلہ افزائی کی جاسکے۔ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے AIP نے قومی علاقائی اور مقامی تین سطح پر نشریات کو فروغ دیا ہے، تاکہ ملک بھر میں پھیلے اپنے مختلف مراکز کے ذریعہ موسیقی، لسانی پروگراموں، خبروں اور دیگر پروگراموں سے لوگوں کی عوامی ذرائع اطلاع سے متعلق ضرورتیں پوری کی جاسکیں۔ مقامی اسٹیشن علاقہ کے مخصوص سامعین کی ضرورتوں کی تکمیل کرتے ہیں۔

AIR درج ذیل چینلوں کے ذریعہ اپنی خدمات پیش کرتا ہے (1) پرائمری چینل (2) قومی چینل (3) تجارتی نشریاتی خدمات (وودھ بھارتی) (4)FM چینل (5) بیرونی خدمات چینل۔

پرائمری چینل: AIR عوامی خدمات نشریاتی چینل، پرائمری چینل سامعین کی زندگی کو لطف اندوز بنانے کے مقصد سے، انفوٹینمنٹ، یعنی تفریح پر مبنی پروگرام نشر کرتے ہیں۔ پرائمری چینل کے پروگرام زیادہ تر میڈیم ویو فریکوینسی پر نشر ہوتے ہیں ان میں ملے جلے پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ یہ چینل ہندوستانی کلاسیکی موسیقی پر خاص زور دیتے ہوئے فن اور ثقافت کی بھی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ پرائمری چینلوں کی کل نشریات میں تقریباً 40 فی صد موسیقی کی حصہ داری ہے جس کے تحت کلاسیکی موسیقی ہلکی، لوک، فلم اور مختلف دوسری زبانوں کی موسیقی شامل ہے۔ نشریات کے اوقات کے لحاظ سے 25 تا 30 فی صد حصہ داری خبروں اور حالات حاضرہ پر مبنی پروگراموں کی ہے پرائمری چینلوں کے دیگر اہم پروگراموں میں ریڈیو ڈرامے اور ڈرامے، صحت اور خاندانی بہبود پروگرام عورتوں اور بچوں کے پروگرام، دیہی کمیونٹی کو تفویض اختیارات کے سلسلے میں تیار کیے گئے زرعی اور گھریلو پروگرام شامل ہیں ان چینلوں کی رسائی۔ AIR کے سبھی چینلوں سے زیادہ ہے۔ اس لیے یہ اپنے زیادہ تر سامعین کے ذریعہ سمجھی جانے والی زبان کے ذریعہ نشریاتی خدمات پیش کرتے ہیں۔

قومی چینل: AIR کا قومی چینل 1988 میں شروع کیا گیا، یہ رات کی خدمات ہے اس کی نشریات شام 6.50 بجے سے اگلے دن صبح 6.10 بجے تک ہوتی ہے۔ اس کا مقصد فیکٹری مزدوروں، کسانوں، ڈرائیوروں، فوجیوں اور طلبا جیسے سامعین کو خلاف معمول وقت پر ربط اور اطلاع پر مبنی پروگرام پیش کرنا ہے۔ قومی چینل میں ہندی، اُردو اور انگریزی میں پروگرام نشر ہوتے ہیں، جن میں ہلکے ہلکے اور کلاسیکی موسیقی، خبریں اور دیگر پروگرام شامل ہیں۔ اس کے پروگراموں کی رسائی 76 فی صد آبادی اور 64 فی صد علاقے تک ہے۔

وودھ بھارتی: AIR کا تفریح چینل، وود بھارتی خدمات کی شروعات اکتوبر 1957 میں ہوئی۔ اس وقت مقبول فلم موسیقی اس کا خاص جز وتھا، ڈیکم نومبر 1967 سے اس چینل پر کمرشیل نشریات شروع کی گئی۔ وودھ بھارتی خدمات 38 میڈیم مراکز اور 4 شارٹ ویو مراکز سے دن میں 15 گھنٹے تفریح فراہم کرتی ہے، تقریباً 25 فی صد پروگرام موسیقی پر مبنی ہوتے ہیں جس میں فلمی گیتوں کا اہم مقام ہے۔ کلاسک، لوک، ہلکی ہلکی بھکتی موسیقی بھی اس کے پروگراموں میں شامل ہے۔

1999 میں کارگل کے دوران وودھ بھارتی کے مقبول پروگرام، ہیلو جے مالا، کے ذریعہ جنگ کر رہے فوجی اپنے خاندان

کے ممبروں اور وطن کے لوگوں کے ساتھ جڑے رہے۔

FM چینل: آل انڈیا ریڈیو دہلی، ممبئی، کولکاتہ، چنئی، بنگلور، پنے، لکھنؤ، کٹک اور جالندھر سے FM 19 اسٹوڈیو چینل چلاتا ہے یہ چینل پیش کش کے لیے اور تازہ ترین انداز کے ساتھ شہری سامعین کی بھرپور تفریح کرتے ہیں۔ ہندی، انگریزی اور علاقائی موسیقی کے علاوہ FM چینل، چیٹ شو، (بات چیت) ہیلپ لائن پروگرام، فون پر بات چیت پروگرام وغیرہ بھی نشر کرتے ہیں۔ FM چینل سے دی جانے والی ٹریفک اور شہر کے موسم کی تازہ معلومات شہر کے لوگوں میں کافی مقبول ہے۔

AIR FM II کے نام سے خبروں اور تفریح کا ملا جلا چینل یکم ستمبر 2001 سے محترمہ سشما سوراج وزیر برائے اطلاع و نشریات کے ذریعہ شروع کیا گیا اس چینل پر ہر روز 18 گھنٹے کی نشریات ہوتی ہے AIR FM دہلی، ممبئی، کولکاتہ اور چنئی سے سنا جاتا ہے۔ اس کے ایک تہائی پروگرام خبروں اور حالات حاضرہ کے لیے وقف ہیں اور یہ اطلاع اور تفریح کا ملا جلا چینل ہے۔ ہر گھنٹے ہندی اور انگریزی میں نشر ہونے والی خبریں دلی سے دی جاتی ہیں باقی 3 چینل متعلقہ علاقائی زبانوں میں خبریں نشر کرتے ہیں FM ایک کلاسیکی چینل ہے جس کے تفریحی پروگراموں میں گولڈ میں پرانے گیت، غزلیں اور ہلکی کلاسیکی موسیقی خاص طور پر پیش کی جاتی ہے۔

بیرونی خدمات ڈویژن: الکٹرانک سفیر کے طور پر آکاش وانی کی بیرونی خدمات ڈویژن ہندوستان اور دنیا کے درمیان اہم رابطہ قائم کرتی ہے آکاش وانی کی بیرونی خدمات ڈویژن کو اپنی نشریات کی پہنچ اور دائرہ دونوں اعتبار سے دنیا بھر میں غیر ملکی ریڈیو نٹ ورکوں میں اعلی مقام حاصل ہے۔ اس ڈویژن سے 27 زبانوں میں (17 غیر ملکی اور 10 ہندوستانی) تقریبا 100 ملکوں میں تقریبا 70 گھنٹے 45 منٹ پروگراموں کی نشریات کی جاتی ہے۔ بیرونی نشریات ڈویژن، غیر ملکی سامعین کو ہندوستانی قوم کی خصوصیات اور ان روایتوں سے تعلق قائم رکھنے میں مدد کرتا ہے جو ہندوستانی ہیں اور یہ کھلے سماج کے طور پر ایک قوم کے خیالات اور ان کی حصولیابیوں کو ظاہر کرتا ہے۔

آکاش وانی اپنے بیرونی سامعین کے لئے عربی، بلوچی، بری، چینی، واری، فرنچ، انڈونیشائی، نیپالی، فارسی، پشتو، روسی، سنہالی، سواہلی، تھائی، تبتی اور انگریزی زبانوں میں پروگرام نشر کرتا ہے۔ نشریاتی پروگراموں کی شکل ملی جلی ہوتی ہے اور عام طور پر خبریں، حالات حاضرہ پر فیچر، ہندوستانی میڈیا کا جائزہ، کھیل اور ادب پر میگزین پروگرام، مذکرات اور سماجی، تہذیبی، سیاسی اور تاریخی موضوعات پر مباحثہ پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ سبھی طرح کے موسیقی پروگرام بھی نشر کیے جاتے ہیں۔

آل انڈیا ریڈیو خبریں اور حالات حاضرہ: 40-1939 میں AIR سے خبروں کے 27 بلیٹن نشر ہوتے تھے جبکہ اس وقت روزانہ 364 بلیٹن نشر ہوتے ہیں۔ ان کی کل نشریاتی مدت 43 گھنٹے 10 منٹ کی ہے۔ ان میں سے 84 بلیٹن دہلی سے گھریلو خدمات میں نشر ہوتی ہیں اور 45 علاقائی خبر یونٹس روزانہ 64 زبانوں میں ہیڈ لائنس نشر کی جاتی ہیں AIR نیوز آن فون کی شروعات 1998 میں کی گئی۔ یہ خدمات متعین فون نمبروں پر انگریزی اور ہندی میں تازہ خبروں کی سرخیاں فراہم کرتی ہیں AIR چنئی نے تمل زبان میں نیوز آن فون خدمات شروع کیں۔

نیوز سروس ڈویژن حالات حاضرہ پر متعدد موضوعات سے متعلق پروگرام پیش کرتا ہے ان میں پینل مباحثہ، سوال، جواب، نیوز فیچر، ریڈیو برج وغیرہ شامل ہیں۔

AIR کے لیے زیادہ تر خبریں ملک بھر میں پھیلے اس کے اپنے نامہ نگاروں سے حاصل ہوتی ہیں۔ ہندوستان میں 90 اور غیر ممالک میں یعنی کولمبو، ڈھاکا، کاٹھمنڈو، ہانگ کانگ (جنوب مشرق ایشیاء) واشنگٹن، دبئی اور برسلس (یوروپ) میں 7 باقاعدہ

نامہ نگار ہیں۔ AIR کے 246 جز وقتی نامہ نگار ہیں جو اہم ضلع ہیڈکوارٹر سے وابستہ ہیں۔ ملک کے 500 سے زیادہ ضلع ہیڈ کوارٹروں میں جزوی نامہ نگار مقرر کرنے کے بارے میں ایک تجویز پر غور کیا جارہا ہے۔

90 کے دہے کے دوسرے نصف حصہ میں AIR نے اپنی خبروں کی نشریات کی شکل میں کافی تبدیلی کی AIR کی خبر بلیٹن اب زیادہ پُر اثر اور جاندار بنائی گئی ہیں۔ ان میں نامہ نگاروں کی حقیقی اور راست رپورٹ شامل کی جاتی ہے

کھیل نشریات: AIR اہم قومی اور بین الاقوامی کھیل مقابلوں کو جامع کوریج دینے میں اولین کردار نبھاتا ہے۔ دہلی میں ہندی اور انگریزی میں ہر روز کھیل خبریں نشر ہوتی ہیں۔ سال کے دوران رکھے گئے اہم بین الاقوامی مقابلوں میں ومبلڈن ٹینس، زمبابوے اور سری لنکا میں ہونے والے تین ملکوں کی کرکٹ سریز، ہندوستان کا ویسٹ انڈیز دورہ ہندوستان جرمن ہاکی ٹیسٹ سریز، ملنیم کپ فٹ بال، تھامس کپ اور ابیر کپ بیڈمنٹن چیمپین شپ، دولت مشترکہ ٹیبل ٹینس، سارک ملکوں کے باسکٹ بال مقابلے، عالمی پروفیشنل بلیرڈس مقابلے اہم تھے AIR آنکھوں دیکھا حال، ریڈیو رپورٹ وغیرہ کی نشریات کے ذریعہ کھوکھو، کبڈی اور دیگر روایتی ہندوستانی کھیلوں کی بھی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

آل انڈیا ریڈیو ساؤنڈ محافظ خانہ: AIR کا ساؤنڈ محافظ خانہ دنیا کے کچھ چنیدہ ریڈیو لائبریریوں میں سے ایک ہے قومی آزاد محافظ خانے موسیقی کے 12,500 ٹیپ سمیت مختلف موضوع میں تقریباً 50 ہزار ٹیپ ہیں۔ گزرے زمانے کے کچھ مشہور موسیقاروں کے نایاب ٹیپ بھی اس محافظ خانے میں موجود ہیں جو اور کہیں بھی نہیں دستیاب ہیں۔ ساؤنڈ محافظ خانے میں معروف قومی اور بین الاقوامی شخصیتوں کی آواز میں اہم ریکارڈنگ کے لیے علاحدہ ذخیرہ ہے ملک کی سبھی اہم زبانوں بولیوں میں لوک اور قبائلی موسیقی کے لیے الگ سے حوالہ لائبریری ہے۔ محافظ خانے کی ریکارڈنگ کو اب کمپیکٹ ڈسک میں محفوظ کیا جارہا ہے

آکاش وانی سالانہ ایوارڈ: ہر سال مختلف موضوعات اور شعبوں کی عمدہ نشریات کے لیے آکاش وانی سالانہ ایوارڈ دیے جاتے ہیں۔ قومی اتحاد کے لیے لہا ساکول ایوارڈ خصوصی موضوع پر عمدہ ڈاکومنٹری کے لیے ایوارڈ، بہتر نامہ نگار ایوارڈ اور تکنیکی مہارت سے عمدگی کے لیے ایوارڈ وغیرہ دیے جاتے ہیں، نومبر 1947 کو صرف ایک بار آکاش وانی نئی دہلی میں مہاتما گاندھی کی آمد کی یاد میں 2001 سے 2 نئے سالانہ ایوارڈ گاندھی فلسفہ اور پبلک سروس براڈکاسٹنگ کے بارے میں شروع کئے گئے ہیں۔

ریڈیو اور ٹکنالوجی میوزیم: ہندوستان کا پہلا ریڈیو اور ٹیلی ویژن میوزیم نئی دہلی میں براڈکاسٹنگ ہاؤس میں قائم کیا گیا۔ اس کا مقصد ملک کی نشریاتی وراثت کا تحفظ کرنا ہے۔ اس میوزیم میں ماضی میں نشر کیے گئے ڈراموں کے نایاب مسودے آکاش وانی اسٹوڈیو میں موسیقاروں کے ذریعہ استعمال کیے گئے مختلف طرح کے موسیقی آلات، ماضی میں استعمال کیے گئے مختلف قسم کے مائکوں، سمیت نشریاتی آلات اور پرانے زمانے کے ریڈیو سیٹ بھی اس میوزیم میں رکھے گئے ہیں۔

ٹکنالوجی: ڈیجیٹل براڈکاسٹنگ کی سمت

موثر انجینئری ڈھانچے کی تعمیر کے بعد آل انڈیا ریڈیو اب جدید کاری اور ٹکنالوجی کا درجہ بلند کرنے پر زور دے رہا ہے۔ پروڈکشن اور ٹرانسمیشن دونوں ہی شعبوں میں ڈیجیٹل کاری کا جامع پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ اہم ریڈیو اسٹیشنوں پر اینالاگ آلات کی جگہ جدید ڈیجیٹل آلات لگائے جارہے ہیں۔ دہلی میں سال 2000 سے ریڈیو آن ڈیمانڈ سروس دستیاب ہے۔ ممبئی، کولکاتہ، چنئی اور احمد آباد میں ایسی ہی خدمات شروع کی جارہی ہیں۔ محکمہ تحقیق و ترقیات کے ذریعہ AM اور FM ٹرانسمیشن نیچر

فروغ دیا گیا ہے جس میں متعدد اعلیٰ قوت کے میڈیم ویو اور ایم FM ٹرانسمیٹر وں میں لگایا گیا۔ اس نظام سے ٹرانسمیٹر وں پر ریموٹ کے ذریعہ نگرانی رکھنے میں بھی مدد ملتی ہے ورلڈ اسپیس کے تعاون سے AM جنوب مشرقی ایشیا، جنوبی ایشیا، مغربی ایشیا اور افریقہ کے سامعین کے لیے صاف سنائی دینے والے اچھی کوالٹی کے پروگرام نشر کر رہا ہے ورلڈ اسپیس پلیٹ فارم کا استعمال کرتے ہوئے AM آکاش وانی نے ہندوستانی ریلوے کے بارے میں ریڈیو پروگراموں کی نشریات کا بھی تجربہ کیا ہے۔

AIR وسائل

پرسار بھارتی کے پاس اس کی دو تنظیموں میں وسیع وسائل موجود ہیں۔ ان وسائل میں اس کا بنیادی ڈھانچہ، انسانی اور نشریاتی مواصلات میں تکنیکی عبارت شامل ہے۔ اس صلاحیت سے استفادے کے لیے پرسار بھاتی نے 2001 منافع کمانے والے ایک آزاد مرکز کے طور AIR وسائل قائم کیا۔ AIR وسائل سرکاری اور نجی تنظیموں کو FM ٹرانسمیٹر لگانے میں ٹرن کی حل فراہم کرتا ہے اس نے گیان وانی چینل کے لیے FM 40 اسٹیشن قائم کرنے کے بارے میں IGNOU کے ساتھ معاہدے کی عرضداشت پر دستخط کیے ہیں۔ اس نے دہلی، کولکاتہ، لکھنو اور چنئی میں پرائیویٹ FM نشر کرنے والوں کے ساتھ پرسار بھارتی کے ڈھانچے میں حصہ داری کے بارے میں معاہدے کیے۔ اپنے 19 ماہ کے کام کاج کے دوران میں AIR وسائل نے 19 کروڑ روپے کے محاصل حاصل کیے۔

ریڈیو۔ مستقبل کی سمت

پچھلے دو سالوں میں ریڈیو کے سامعین کی تعداد مستحکم رہی ہے۔ حالانکہ ملک میں ریڈیو سیٹوں کی تعداد 1999 کے 11.5 کروڑ سے بڑھ کر 12.5 کروڑ پر پہنچ گئی۔

FM سمیت ریڈیو سیٹوں کی تعداد میں اضافہ FM خدمات کی مقبولیت کی علامت ہے۔ سٹیلا ئٹ اور کیبل ٹیلی ویژن کے پھیلاؤ کے ساتھ بڑے شہروں میں ریڈیو سامعین کی تعداد میں کمی آئی ہے۔ لیکن دیہی علاقوں اور دور دراز کے مقامات پر ریڈیو تفریح اور اطلاع کا ایک اہم اور واحد وسیلہ بنا ہوا ہے۔

دوردرشن

ہندوستان کی قومی نشریات خدمات دوردرشن دنیا کے سب سے بڑے نشریات نٹ ورک میں سے ایک ہے۔ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملک میں ٹیلی ویژن نشریات کی خاص اہمیت ہے جہاں شرح خواندگی بہت کم ہے اور مختلف ثقافتیں اور متعدد زبانیں ہیں۔ حکومت نے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھا ہے کہ اطلاعات کی ترسیل اور عوام کو خواندہ بنانے میں سمعی بصری ذریعہ سب سے زیادہ کارگر اور موثر طریقوں میں سے ایک ہے۔ ملک میں آج ارضی اور سٹیلا ئٹ دونوں ہی طرح کی نشریاتی خدمات ہیں۔

ابتدائی سال

پہلی نشریات 15 ستمبر 1959 کو آکاش وانی بھون نئی دہلی میں نصب ایک کام چلاؤ اسٹوڈیو سے کی گئی۔ 500 واٹ پاور ٹرانس میٹر دہلی سے 25 کلومیٹر کی دوری تک پروگرام نشر کر سکتا تھا۔ 1965 سے ایک نیوز بلیٹن کے ساتھ باقاعدگی سے روزانہ ایک گھنٹے کی نشریات شروع ہوئیں۔ دوسری ٹیلی ویژن نشریات ممبئی میں 1972 میں شروع ہوئیں۔ 1975 تک ان دو شہروں کے علاوہ دیگر دو شہروں کلکتہ اور چنئی کے ساتھ ساتھ سری نگر، امرت سر اور لکھنؤ میں بھی ٹیلی ویژن مراکز قائم کیے جا چکے تھے۔

بھارت میں سٹیلائٹ تکنالوجی سے متعلق پہلا تجربہ تھا۔ 'سٹیلائٹ انسٹرکشنل ٹیلی ویژن اکس پیری منٹ'' جو 76-1975 میں کیا گیا تھا۔ اتفاق سے سماجی تعلیم کے لئے اس طرح کی جدید تکنالوجی استعمال کرنے کی دنیا میں یہ پہلی کوشش تھی۔ سال 1982 میں دہلی اور دیگر ٹرانس میٹروں کے بیچ سٹیلائٹ کے ذریعے منظم رابطے کے ساتھ قومی نشریات شروع ہوئیں اور دوردرشن نے رنگین نشریات شروع کیں۔ اس ترقی کا اہم محرک اس سال دہلی میں منعقد ایشیائی کھیل تھے۔ 1982 میں دہلی اور دیگر ٹرانسمیٹروں کے درمیان باقاعدہ سٹیلائٹ رابطہ قائم ہوا جس کا نتیجہ قومی نٹ ورک کی شکل میں ہوا۔

سٹیلائٹ ٹیلی ویژن کی دس سالہ مدت

خلیجی جنگ کے بعد سیٹلائٹ چینلوں کی رسائی خبروں اور طرح طرح کے تفریحی پروگراموں کے ساتھ ہندوستان کے گھر گھر میں ہونے لگی دوردرشن نے سیٹلائٹ ٹی وی کے چیلنج کے بارے میں جواب میں 1984 میں تفریح پر مبنی میٹرو چینل کی شروعات کی اور قومی نٹ ورک پر بھی تفریحی پروگراموں میں اضافہ کیا۔ اس سے دیہی علاقوں میں ٹیلی ویژن سیٹوں کی فروخت کی حوصلہ افزائی ہوئی اور شہری علاقوں میں انگلش ٹی وی کی مانگ بڑھنے لگی۔ دوردرشن پر تفریحی پروگرام کی ابتدائی کامیابی سے ٹیلیویژنوں کا تیزی سے پھیلاؤ ہوا اور سافٹ ویر پروڈیوسر پروگراموں کے سیلاب سے راتوں رات بھاری فائدہ اٹھانے سے نہیں چوکے۔ ہندوستان میں ایک بڑی حوصلہ افزائی تفریحی صنعت کی تخلیق میں فلمی صنعت ایڈورٹائزنگ دینا اور خبرنامہ سے کافی باصلاحیت شخصیتوں نے اشتراک کیا جس کا بیج دوردرشن نے ڈالا تھا۔

دوردرشن کی موجودہ حالت

اس وقت دوردرشن کے 23 چینلوں سے پروگرام دکھائے جارہے ہیں۔ ڈی ڈی نیشنل ڈی ڈی میٹرو، ارضی ٹرانسمیٹروں اور سٹیلائٹ دونوں ہی ذرائع میں دستیاب ہیں۔ ڈی ڈی اسپورٹس، ڈی ڈی بھارتی، ڈی ڈی انڈیا (جو پہلے ڈی ڈی ورلڈ تھا) ڈی ڈی گیان درشن اور 12 علاقائی چینل سٹیلائٹ کے ذریعہ دستیاب ہیں۔

تین سطحی خدمات

دوردرشن میں تین سطحوں والی بنیادی پروگرام خدمات ہیں۔ قومی، علاقائی اور مقامی۔ قومی پروگرام میں ان واقعات اور معاملوں پر زور دیا جاتا ہے جن میں سارے ممالک کی دلچسپی ہوتی ہے۔ اور ان میں خبروں، حالات حاضرہ، ثقافتی رسالوں، سائنس سیریلس، موسیقی، رقص، ڈرامہ اور فیچر فلموں کو شامل کیا جاتا ہے۔ علاقائی پروگرام ریاستی دارالحکومت سے نشر ہوتے ہیں اور متعلقہ ریاست میں لگے سبھی ٹرانسمیٹروں سے ریلے کئے جاتے ہیں۔ علاقائی پروگرام بھی قومی پروگراموں کی ہی طرح ہوتے ہیں لیکن ان کی زبان اور محاورے اس علاقے سے مخصوص ہوتے ہیں۔ مقامی پروگرام کسی خاص مقام سے منسلک ہوتے ہیں اور ان میں مقامی موضوعات اور مقامی لوگوں کو شامل کیا جاتا ہے۔

دوردرشن قومی پروگرام

اس چینل پر قومی پروگرام دکھائے جاتے ہیں جن کا خاص مقصد قومی اتحاد کی حوصلہ افزائی کرنا اور یکجہتی اور بھائی چارے کے جذبے پیدا کرنا ہے۔ ناظرین کے لحاظ سے ملک میں اس چینل کا مقام پہلا ہے عوامی خدمات نشریات کے طور پر DD نیشنل پر تفریح، اطلاع اور تعلیم کے ملے جلے صحت پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ قومی اہمیت کی حامل سبھی اہم تقاریب اور پروگرام جیسے یوم

جمہوریہ پریڈ، یوم آزادی کی تقاریب، قومی ایوارڈ تقسیم تقاریب، صدر اور وزیراعظم کے ذریعہ قوم کو خطاب کیے جانے، پارلیمنٹ کے جوائنٹ سیشن میں صدر کا خطاب، پارلیمنٹ میں اہم موضوعات پر ہونے والی بحث، ریلوے بجٹ اور عام بجٹ کو پیش کرنے، لوک سبھا اور راجیہ سبھا میں وقفہ سوالات، انتخابات کے نتائج اور تجزیے، تقاریب، حلف، صدر اور وزیراعظم کے بیرون ممالک دورے اور اہم غیر ملکی شخصیتوں کی ہندوستان آمد سے متعلق پروگراموں کی راست نشریات ڈی ڈی نیشنل پر کی جاتی ہے اہم کھیل سرگرمیاں جیسے اولمپک، ایشیائی کھیل کرکٹ ٹیسٹ اور ایک دن کا بین الاقوامی کرکٹ میچ جن میں ہندوستان کھیل رہا ہو اور دیگر اہم کھیل مقابلوں کو ڈی ڈی نیشنل سے راست نشر کیا جاتا ہے۔

اس عوامی خدمات چینل کی نشریات کا وقت اس بات کو دھیان میں رکھ کر طے کیا گیا ہے کہ اس سے الگ الگ وقت پر مختلف ناظرین کی ضرورتیں پوری کی جاسکیں۔ جنوری 2002 میں ڈی ڈی نیوز چینل کے بند ہونے کے بعد ڈی ڈی نیشنل پر خبریں اور حالات حاضرہ کے پروگراموں کا حصہ کل نشریات کا ایک تہائی ہے۔

ڈی ڈی میٹرو

1984 میں دہلی میں ایک دوسرے چینل کی نشریات شروع ہوئیں۔ جس کا مقصد بڑے شہروں کے مختلف طبقوں کو پروگرام دیکھنے کا ایک دیگر متبادل فراہم کرنا تھا۔ بعد میں یہ سہولت ممبئی، کلکتہ اور چنئی کے شائقین کو بھی مہیا کرائی گئی۔ 1993 میں قائم ان چاروں زمینی ٹرانسمیٹروں کو سیٹلائٹ سے جوڑا گیا۔ ڈی ڈی نیشنل کی طرح ڈی ڈی میٹرو بھی اب ارضی اور سیٹلائٹ دونوں ہی ذرائع میں دستیاب ہے ارضی ٹرانسمیشن میں زبردست اضافہ ہوا ہے کیونکہ ڈی ڈی میٹرو، اب زیادہ تر درجہ [illegible] بی۔ا اور بی۔۲ درجے کے شہروں میں دستیاب ہے۔ اس چینل کی رسائی آبادی کے 33.6 فی صد تک حصہ میں ہے۔ ڈی ڈی میٹرو پوری طرح تفریح چینل ہے۔ اس کے پروگراموں میں فلمی ناظرین کے لیے معقول تفریح پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔ اس وقت تفریح پر مبنی جو پروگرام دکھائے جاتے ہیں ان میں مختلف موضوعات کو شامل کیا جاتا ہے۔ ان میں فیملی سوپ جاسوسی سیریل، قصہ پر مبنی پروگرام، مزاح، ٹیلنٹ تلاش شو، ایکشن ہلکے پھلکے موسیقی، ٹاک شو، نوجوانوں کے لیے پروگرام وغیرہ شامل ہیں۔

ڈی ڈی اسپورٹس

ہندوستان ہی نہیں دنیا بھر کے کروڑوں کھیل پروگرام کو چاہنے والے ناظرین کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے 1999 میں ڈی ڈی اسپورٹس چینل کی شروعات کی گئی۔ یہ چینل PAS-4 سٹیلائٹ پر دستیاب ہے جس سے ایشیا، افریقہ اور یوروپ کے 34 ممالک میں پروگرام دیکھے جاسکتے ہیں۔ ڈی ڈی اسپورٹس ایک سیٹلائٹ پے چینل ہے جس کو ہندوستان سے متعلق ایک دن کے کرکٹ میچوں کے دکھانے کے دوران ٹیلی ویژن ریٹنگ چارٹ میں پہلا مقام حاصل ہے۔ ہندوستانی کرکٹ کنٹرول بورڈ کے ذریعہ منعقد سبھی میچوں کی راست نشریات کی جارہی ہے کرکٹ کے ساتھ ہی ڈی ڈی اسپورٹس پر دیگر کھیل سرگرمیوں جیسے فٹ بال، ہاکی، ٹینس، بیڈمنٹن وغیرہ کی بھی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کھوکھو اور کبڈی جیسے ہندوستانی کھیلوں کی حوصلہ افزائی کرنے پر بھی خاص توجہ دی جاتی ہے۔ دوردرشن نے 16 قومی کھیل تنظیموں، فیڈریشنوں جن میں BCCI ہندوستانی ہاکی فیڈریشن آل انڈیا ٹینس ایسوسی ایشن شامل ہیں کے ساتھ معاہدہ کیا ہے جس کے تحت ان تنظیموں کے ذریعہ منعقد کھیلوں کا دوردرشن سے منصوبہ بند نشریات کی جائے گی۔

ڈی ڈی بھارتی

''ایجوکیشن منٹ'' یعنی تعلیم اور تفریح کا نیا دوردرشن چینل ڈی ڈی بھارتی 26 جنوری 2002 کو شروع کیا گیا۔ یہ PAS-10 سٹیلائٹ پر سیڈ لائیٹ موڈ میں دستیاب ہے جس پر پہلے ڈی ڈی نیوز چینل دکھائی دیتا تھا۔ اس چینل کے تین اجزاء ہیں صحت، اطفال، فن وثقافت، صبح کے وقت صحت جزو کے تحت یوگ، دھیان، ایری بکس، ادو یہ کے متبادل نظام اور روزمرہ کی صحت دیکھ بھال سے جڑے دیگر پہلوؤں پر پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ دوپہر کے وقت اطفال اور نوجوان جزو کے تحت کارٹون، ٹاک سٹو، ہیلپ لائن پروگرام، ٹیلنٹ تلاش، کیمپس خبریں، اور بچوں کے ذریعہ بچوں کے تیار نیوز میگزین جیسے پروگرام دکھائے جاتے ہیں۔ دیر شام کو فن اور ثقافت کے جزو میں ہندوستان کی وراثت سے متعلق موسیقی، رقص، فن ستائش، ثقافتی سیاست وغیرہ پروگرام دکھائے جاتے ہیں۔ ڈی ڈی بھارتی کو دوردرشن کا دوسرا عوامی خدمات چینل سمجھا گیا ہے، جو اعلیٰ درجے کے ناظرین کی دلچسپی کے پروگرام پیش کرتا ہے۔

ڈی ڈی انڈیا

دوردرشن نے 14 مارچ 1995 کو اپنا بین الاقوامی چینل شروع کر کے دنیا کے لیے اپنے دروازے کھول دیے۔ پہلے اس چینل کو ڈی ڈی ورلڈ کہا جاتا تھا جسے یکم مئی 2002 کو نیا نام ڈی ڈی انڈیا دیا گیا۔ اس پر نشر ہونے والے پروگراموں میں بین الاقوامی ناظرین کو ہندوستان کی سماجی، ثقافتی، سیاسی اور معاشی شعبوں میں تازہ ترین معلومات فراہم کی جاتی ہیں اس چینل پر 5 نیوز بیلٹن، حالات حاضرہ 5 فیچر، تفریحی پروگرام، فیچر فلموں، موسیقی، اور رقص پروگرام پیش کیے جاتے ہیں ہر روز ایک فیچر فلم بھی دکھاتا ہے انگریزی اور ہندی کے علاوہ اردو، پنجابی، تلگو، تمل، کنڑ، ملیالم، گوانی اور مراٹھا میں پروگرام اس بین الاقوامی چینل پر نشریات کا لازمی جزو ہے۔ عوامی خدمات ہونے کے سبب ڈی ڈی انڈیا کا مقصد، بیرون ممالک میں رہ رہے ہندوستانیوں کے ساتھ ربط قائم کرنے اور انھیں اصلی ہندوستان کا درشن کرانا ہے، اس کے اقدار، اس کی روایات، اس کی جدیدیت، اس کے تنوع اور جدوجہد سے پوری دنیا کو متعارف کرانا ہے۔

گیان درشن

معیاری تعلیم تک سب کی رسائی قائم کرنے کے مقصد سے دوردرشن نے 2000 میں ڈی ڈی گیان درشن تعلیمی چینل شروع کیا۔ یہ سٹیلائیٹ چینل اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی (ISNOU) اور وزارت برائے فروغ انسانی وسائل کے تعاون سے چلایا جارہا ہے۔ اس کے پروگراموں میں ابتدائی، ثانوی اور یونیورسٹی سطح کی تعلیم، تکنیکی اور کمرشیل تربیت اور عام موضوع بھی جیسے صحت ماحول، فن سیاست وغیرہ کے بارے میں معلومات فراہم کی جاتی ہے۔ ان پروگراموں میں یونیورسٹی کمیٹی (USE) اگنو، قومی تعلیم، تحقیق اور ٹریننگ □i□ (NCEBT) مرکزی تعلیمی ٹکنالوجی ادارہ (CIET) ریاستوں کے تعلیمی ٹکنالوجی اداروں، نیشنل اوپن اسکول اور تعلیم بالغان ڈائرکٹوریٹ کے ذریعہ تیار کیا جاتا ہے۔ اس چینل کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں باہمی تعاون کو اعلیٰ ترجیح دی جاتی ہے سبھی درجوں کے طالب علم فون کے ذریعہ توضیح حاصل کر سکتے ہیں۔ گیان درشن ہندوستان میں پہلا وقف چینل ہے۔

دوردرشن کے علاقائی چینل

دوردرشن کے سبھی مراکز متعلقہ علاقائی زبانوں میں پروگرام بناتے ہیں۔ علاقائی زبان سٹیلائٹ خدمات اور علاقائی ریاستی نٹ ورک سے وسیع قسم کے پروگرام دکھائے جاتے ہیں، جن میں ترقیاتی خبریں، سیریل،

ڈاکومنٹریاں خبریں اور حالات حاضرہ سے متعلق پروگرام شامل ہیں جو لوگوں کی اپنی زبانوں میں نشر کیے جاتے ہیں علاقائی زبانوں میں پروگرام کی متعلقہ ریاستوں میں ڈی ڈی نیشنل کے علاقائی ونڈو (درجے) کے دوران ارضی طور پر علاقائی زبان سٹلائیٹ چینلوں کے ذریعہ دن رات دستیاب رہتے ہیں۔ معقول ڈش انٹینا لگا کر علاقائی پروگرام ملک بھر میں کہیں بھی دیکھے جاسکتے ہیں، دوردرشن کے علاقائی زبان کے چینلوں میں ڈی ڈی کشمیر ڈی ڈی پنجابی، ڈی ڈی مشرقی شمالی، ڈی ڈی بنگلہ، ڈی ڈی اُڑیسہ، ڈی ڈی گجراتی، ڈی ڈی سہیادری (مراٹھی)، ڈی ڈی تیلگو، ڈی ڈی چندن (کنٹر)، ڈی ڈی پودھی گائی (تمل) ڈی ڈی کیرلم (ملیالم) شامل ہیں۔

دوردرشن نیوز

دوردرشن حالات حاضرہ سے متعلق ڈویژن ڈی ڈی نیشنل، ڈی ڈی میٹرو اور ڈی ڈی انڈیا کو خبروں سے متعلق مواد فراہم کرتا ہے۔ دوردرشن نیوز حالات حاضرہ سے متعلق ڈویژن ہندی اور انگریزی میں تین اہم قومی بلیٹن اور دہلی ٹرانسمیشن کے لیے ایک علاقائی نیوز بلیٹن تیار کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ڈی ڈی نیشنل پر رات دن ہر گھنٹے تازہ خبروں کی سرخیاں نشر کی جاتی ہیں۔ ہر اتوار کو بہروں کے لیے ایک خصوصی بلیٹن نشر کیا جاتا ہے 10 منٹ کا اردو بلیٹن ہر روز میٹرو پر دکھایا جاتا ہے۔ دہلی میں واقع نیوز ڈویژن کے تحت ملک بھر میں 17 علاقائی نیوز اکائیاں ہیں۔ خبروں کے علاوہ نیوز میگزین، ٹاک شو، پینل مباحثہ، نیوز فیچر وغیرہ کی ہفتہ وار نشریات ہوتی ہیں۔

دوردرشن تجارتی خدمات

دوردرشن پر تجارتی اشتہارات کی شروعات یکم جنوری 1976 سے ہوئی دوردرشن اشیا اور خدمات کا اشتہار دکھاتا ہے لیکن متعلقہ نشریات کی منظوری جامع اشتہار کوڈ کی بنیاد پر دی جاتی ہے۔ سگریٹ، تمباکو اشیاء، شراب اور دیگر نشیلی اشیاء کے اشتہار قبول نہیں کیے جاتے۔ ہندی اور انگریزی میں اشتہار نیشنل اور میٹرو چینلوں پر اور علاقائی زبانوں میں اشتہار علاقائی زبان کے چینلوں پر دکھائے جاتے ہیں۔ اشتہار کی بکنگ عام طور پر تسلیم شدہ اور رجسٹرڈ ایجنسیوں کے ذریعہ قبول کی جاتی ہے۔

نئی پہل

ایک خود مختار تنظیم ہونے کے سبب پرسار بھارتی سے یہ امید کی جاتی ہے کہ اسے ملک میں عوامی نشریاتی خدمات کے طور پر کام کرتے ہوئے کافی محاصل حاصل کرنا چاہیے ان دونوں کے مقاصد کی تکمیل کے لیے دوردرشن میں ایک ترقیاتی مواصلاتی ڈویژن (پہلے حکومتی کاروبار سیل تھا) بنائی گئی ہے۔ یہ ڈویژن ایک پروڈکشن ہاؤس کے طور پر دوردرشن کی صلاحیتوں کی مارکیٹنگ کے لیے ذمہ دار ہے جو وزارتیں اور محکموں کے لیے مختلف طرح کی عوامی مہم چلاتا ہے۔

خود بنائے گئے پروگراموں اور باہر سے حاصل کیے گئے پروگراموں کی مارکیٹنگ کو مضبوطی فراہم کرنے کے لیے دوردرشن نے ممبئی، چنئی اور بنگلور میں مکمل اشتہار ڈویژن قائم کیا ہے۔ ان ڈویژنوں کے ذریعہ دوردرشن گاہکوں اور اشتہار ایجنسیوں کے سیدھے رابطے کی راہ ہموار کرتا ہے۔ یہ ڈویژن نیشنل نیٹ ورک اور علاقائی چینلوں پر مختلف دوردرشن پروگراموں کے لیے اسپانسر تلاش کرنے میں بھی کامیاب رہے ہیں۔ دہلی، کولکاتہ، حیدرآباد اور دہلی میں بھی مارکیٹنگ آفس کھولنے کے منصوبہ پر عمل کیا جارہا ہے۔

ٹکنالوجی میں اصلاح

دوردرشن نے تجربے کے طور پر ڈیجیٹل ٹریسٹریل ٹرانسمیشن (DTT) شروع کیا ہے DTT کے تحت ایک ڈیجیٹل ٹرانسمیٹر پروگراموں کی عمدگی اور معیار کی یکسانیت کو یقینی بناتے ہوئے 4 تا 6 چینل چلا سکتا ہے۔ یہ سگنل ایک سیٹ ٹاپ بکس کی مدد سے گھر پر حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ جو ڈیجیٹل سگنلوں کو گھر پر دیکھنے کے لیے انلاگ میں تبدیل کر سکتا ہے۔ (انٹیگر سیٹ ڈیجیٹل وی سٹیوں کے لیے کسی سیٹ ٹاپ باکس کی ضرورت نہیں ہوگی تجرباتی DTT خدمات دہلی میں شروع ہوگی جس کی توسیع جلد ہی ممبئی، کولکاتہ، چینئی اور بنگلور میں کی جائے گی۔ سی بینڈ ٹرانسمیشن سے مختلف جس میں سگنل حاصل کرنے کے لیے بڑے ڈیش اشتہار کی ضرورت پڑتی ہے، کے یو بینڈ ٹرانسمیشن میں ملک کے قریبی علاقوں اور دور دراز کے علاقوں میں سب سے کم لاگت سے پروگرام پہنچانا ممکن ہے۔ جنوبی دہلی میں ٹوڈا پور واقع سٹلائٹ اپ لنکنگ مرکز سے تجربے کے طور پر کے بینڈ ٹرانسمیشن شروع کیا گیا ہے۔ دسویں پنج سالہ منصوبے میں کے یو بینڈ ٹرانسمیشن کی توسیع کے لیے 500 کروڑ روپے کے فروغ کی تجویز ہے۔

مخصوص علاقے کے پروگراموں کی حوصلہ افزائی اور آبادی کی مقامی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے دوردرشن کم طاقت کے 12 ٹرانسمیشن (LPTs) سے محدود دائرے میں نشریاتی پروجیکٹ شروع کیا ہے۔ اس پروجیکٹ کے تحت نینی تال، پٹیالہ، حسار، فیروز پور، ہزاری باغ، بلاس پور، اکولہ بلاس املا پورم کوئمبٹور، اور ترشور کو کور کیا گیا ہے۔

ڈائرکٹ ٹو ہوم (DTH) براڈ کاسٹ چینلوں سے سیدھے پروگرام حاصل کرنے کا طریقہ ہے جس سے صارفین کو نئے چینل سیدھے مل سکتے ہیں اور کیبل آپریٹروں کا کردار یہاں ختم ہو جاتا ہے DTH نسبتاً ایک نئی ٹکنالوجی ہے جس کے ایشیا میں تقریباً دیڑھ کروڑ گاہک ہیں۔ DTH کے ذریعہ ناظرین کو 100 سے زیادہ چینل حاصل ہو سکتے ہیں دوردرشن نے ایسی ٹکنالوجی سے متعلق صلاحیت تیار کر لی ہے کہ وہ جب اور جہاں چاہے ایسی خدمات شروع کر سکتا ہے۔ لیکن موجودہ رہنما اصولوں کے تحت دوردرشن خود یہ خدمات شروع نہیں کر سکتا کیونکہ اس کے لیے ایک کسورتیم کے تشکیل کی ضرورت پڑتی ہے۔

ملک میں ٹی وی سیٹ تقریباً 8.2 کروڑ خاندانوں میں دستیاب ہیں ٹیلیویزن رکھنے والے 4.2 کروڑ خاندانوں یعنی تقریباً 51 فی صد خاندانوں میں سٹیلائٹ سے پروگرام دیکھے جاتے ہیں۔ سٹیلائٹ ٹیلی ویژن کے فروغ کے باوجود دوردرشن نیشنل ناظرین کی تعداد کے لحاظ سے دیگر چینلوں سے میلوں آگے ہے سبھی ٹیلی ویژن چینلوں میں چوٹی کے دس پروگرام تقریباً ہمیشہ ڈی ڈی نیشنل کے ہوتے ہیں۔ ملک بھر میں عوام تک پہنچنے والا سب سے اہم میڈیا بھی دوردرشن ہی ہے جو اسے سماجی پیغام رساں اور وسیع کھپت والی اشیاء کے اشتہار دینے والا مثالی ذریعہ ہے۔

پریس اور پرنٹ میڈیا

بھارت کے اخباروں کے رجسٹرار

پریس و کتاب ایکٹ 1867 اور اس کے تحت بنائے گئے ضابطوں کے مطابق ہندوستان کے اخبارات کے رجسٹرار (RNI) جنھیں عام طور پر پریس رجسٹرار کہا جاتا ہے۔ ان کو ہر سال 30 ستمبر سے پہلے حکومت کو سالانہ رپورٹ دینی پڑتی ہے۔ پریس رجسٹرار کے ذریعے جاری سال 2001 کی رپورٹ کے مطابق بھارت میں شائع اخبارات و رسائل کی تعداد 51,960 تھی، جب کہ سال 2000 کی تعداد 49,145 کے تھی۔ سال 2001 میں 5,638 روزنامے، 348 ہفتے میں دو یا تین بار شائع

ہونے والے، 18,582 ہفتہ وار، 6,881 پندرہ روزہ، 14,634 ماہانہ، 3,634 سہ ماہی، 469 سالانہ دوماہی وشش ماہی اشاعتیں 431 سالانہ اخبارات ورسائل شائع ہوئے تھے۔ سال 2001 کے دوران 101 زبانوں اور بولیوں میں اخبارات شائع ہورہے تھے۔ ہندی میں سب سے زیادہ 20,589 اخبارات شائع ہوئے۔ انگریزی میں 7596 اور مراٹھی میں میں 2,943 اخبارات شائع ہوئے۔ کشمیری کو چھوڑ کر بقیہ بھی اہم زبانوں میں اخبارات شائع ہوئے۔

اخبارات جو تمام ریاستوں رمرکزی علاقوں سے شائع ہوئے تھے۔ سال 2001ء میں 8397 اخباروں کے ساتھ اترپردیش، بھارت میں سب سے زیادہ اخبارات شائع کرنے والے صوبے کے طور پر مقام پر بنا رہا ہے۔ اس کے بعد دہلی 6,926 مہاراشٹر 6,018 اور مدھیہ پردیش 3,556 مقام پر قائم رہا۔ روزنامے کی اشاعت کے معاملے میں اترپردیش 873 نے سب سے زیادہ روزنامے شائع کرنے والی ریاست کا درجہ برقرار رکھا، اس کے بعد مہاراشٹر 573 اور کرناٹک 479 کا مقام تھا۔ ممبئی سے 1822 سے شائع ہونے والا گجراتی روزنامہ ''بامبے ساچار'' ابھی تک شائع ہونے والا سب سے پرانا اخبار ہے۔

2001 میں بھارت میں شائع ہونے والے اخبارات کی کل قارئین کی تعداد 11,82,57,597 تھی۔ دہلی سے شائع ہونے والے اور نئی دہلی، کولکاتہ، رانچی، چنڈی گڑھ، بھوپال اور جے پور میں طبع انگریزی روزنامہ ''ہندوستان ٹائمس'' 8,47,346 کاپیوں کی اشاعت کے ساتھ ایک ایڈیشن والا سب سے بڑی اشاعت کا اخبار تھا۔ اس کے بعد چنئی سے شائع ہونے والا اور چنئی، کوئمبٹور، حیدرآباد، بنگلور، مدورائی، وشاکھاپٹنم، دہلی، ترواننت پورم اور کوچی میں طبع انگریزی روزنامہ، دی ہندو 9,37,222 کاپیوں کی اشاعت کے ساتھ پہلے مقام پر رہا۔ دہلی سے شائع ہونے والا اور نئی دہلی، چنڈی گڈھ، بھوپال، جے پور، رائے پور، کولکاتہ، رانچی، مظفر پور، بھاگلپور، وارانسی اور پٹنہ سے شائع ہونے والا انگریزی روزنامہ، ہندوستان ٹائمز، کا مقام دوسرا رہا اس کی کاپیوں کی اشاعت 9,09,278 تھی۔ کولکاتہ سے شائع ہونے والا، آنند بازار پتریکا 8,76,727 کاپیوں کے ساتھ تیسرے مقام پر رہا۔ جبکہ دہلی سے شائع روزناموں میں انگریزی رونامہ ''دی ٹائمس آف انڈیا'' 8,43,874 کاپیوں کے ساتھ چوتھے مقام پر رہا۔ ایک سے زیادہ ایڈیشن والے روزناموں میں انگریزی روزنامہ، دی ٹائمس آف انڈیا، نو ایڈیشنوں کیساتھ 21,52,046 کاپیوں کے ساتھ پہلے مقام پر رہا۔ ملیالم روزنامہ، ملیالا منورما، نو ایڈیشنوں اور 12,72,823 کاپیوں کے ساتھ دوسرے مقام پر اور ہندی میں، دینک جاگرن، 11 ایڈیشن اور 12,72,715 کاپیوں کے ساتھ تیسرے مقام پر رہا۔

دہلی سے شائع ہونے والا، سرس سلل، 2001 میں ہندی پندرہ روزہ 11,01,598 کاپیوں کے ساتھ پیریاڈیکل میگزینوں کے درجے میں اوّل مقام پر تھا۔ چنئی سے شائع ہونے والا انگریزی ہفت روزہ ''دی ہندو ویکلی میگزین 1 کا اس زمرے میں دوسرا مقام رہا جس کی 9,95,469 کاپیاں شائع ہوئیں۔ دہلی سے شائع انگریزی ہفت روزہ'' دی سنڈے ٹائمس آف انڈیا 7,59,942 کاپیوں کی اشاعت کے ساتھ تیسرے مقام پر اور کوٹائم سے شائع ہونے والا ملیالم منور 6,35,701 کاپیوں کے ساتھ چوتھے مقام پر رہا۔

جدول 21.1: 2001 میں اخباروں کی تعداد

(زبان اور وقت اشاعت)

زبانیں	روزانہ	سہ روزہ	ہفت روزہ	پندرہ روزہ	ماہنامہ	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ	کل
انگریزی	407	34	1,010	745	3,052	1,308	854	186	7,596

ہندی	2,507	125	10,243	3,122	3,633	693	228	38	20,589
آسامی	18	3	77	39	65	13	10	1	226
بنگالی	103	15	633	560	26	492	190	22	2,741
گجراتی	159	13	1,086	228	597	65	52	15	2,215
کنڑ	364	6	397	269	700	52	24	4	1,816
کشمیری	0	0	1	0	0	0	0	0	1
کونکی	1	0	3	1	4	2	0	0	1
ملیالم	225	6	184	165	816	63	37	9	1,505
منی پوری	15	0	6	5	10	7	4	0	47
مراٹھی	395	21	1,410	226	594	123	49	125	2,943
نیپالی	3	2	26	6	12	17	7	0	73
اڑیا	80	2	167	93	292	91	23	4	752
پنجابی	107	15	369	99	268	33	19	1	911
سنسکرت	4	0	9	4	17	16	6	0	56
سندھی	13	0	38	11	37	9	2	0	110
تمل	366	43	411	241	987	37	26	8	2,119
تیلگو	180	3	267	217	574	31	15	2	1,289
اردو	534	21	1,348	377	533	72	18	3	2,906
دوزبانوں میں	82	20	692	373	1,334	389	161	37	3,088
کئی زبانوں میں	18	4	120	69	255	71	36	13	586
دیگر	57	15	85	31	128	50	13	1	380
مجموعی	5,638	348	18,582	6,881	14,634	3,634	1,774	469	51,960

پریس انفارمیشن بیورو

پریس انفارمیشن بیورو (PIB) سرکار اور اخباروں والکٹرانک میڈیا کے بیچ اشاعت کا کام کرنے والی نوڈل ایجنسی ہے جوان کے درمیان رابطے کا کام کرتی ہے اور حکومت کی پالیسیوں، پروگرام، اقدام اور سرگرمیوں کی جانکاری دیتی ہے۔ سرکار اور میڈیا کے درمیان کام کرتے ہوئے پریس انفارمیشن بیورو سرکار کو عوام کے ردعمل کو جیسا کہ میڈیا سے پتہ چلتا ہے، حکومت کو فیڈ بیک (بازرسی) فراہم کرنے کا کام بھی کرتی ہے۔ آٹھ علاقائی دفاتر اور 35 برانچ دفاتر واطلاعی مراکز کے ذریعے، PIB مختلف ذرائع

اشاعت جیسے پریس ریلیز، پریس نوٹس، فیچر مضامین، تمہیدی مواد، پریس بریفنگ، انٹرویو، پریس کانفرنسوں اور دوروں وغیرہ سے اطلاع کی اشاعت کرتی ہے۔ یہ مواد ہندی، اردو، انگریزی اور 13 علاقائی زبانوں میں 8,400 سے زاید اخباروں اور میڈیا تنظیموں تک پہنچائے جاتے ہیں۔

اس ادارے کے افسران دہلی میں اپنے صدر دفتر کے ساتھ مختلف وزارتوں اور محکموں سے منسلک ہیں، تا کہ وہ میڈیا تنظیموں کو اطلاع کرنے میں ان کی مدد کر سکیں۔ یہ حکومت کو میڈیا میں عوام کے ذریعے ظاہر کئے گئے خیالوں سے واقف کراتے ہیں۔ خصوصی خدمات کی شکل میں پی آئی بی کا فیڈ بیک سیل قومی اور علاقائی روزناموں اور رسالوں سے لی گئی خبروں اور اداریوں کی بنا پر روزانہ ڈائجسٹ اور خصوصی ڈائجسٹ تیار کرتے ہیں جو تمہیدی مواد، فیچر اور گرافک فراہم کرتی ہے۔ یہ مواد قومی نیٹ ورک سے شائع کئے جاتے ہیں اور مقامی پریس کو دینے کے لئے یہ مواد علاقائی اور مقامی دفاتر میں ترجمے اور اشاعت کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ پی آئی بی سرکاری سرگرمیوں سے متعلق فوٹو کوریج کا انتظام کرتی ہے اور ملک کے سبھی انگریزی اور دیگر بھارتی زبانوں میں شائع ہونے والے روزناموں اور رسالوں کو فوٹو فراہم کرتی ہے۔ 03-2002 کے دوران، اخباروں اور رسالوں کو 1,99,319 فوٹو فراہم کئے گئے۔

PIB www.pib.nic.in کی ویب سائٹ جو کہ تقریباً 7 سال پرانی ہے اور میڈیا میں زیادہ سے زیادہ مقبول ہوتی جارہی ہے۔ پی آئی بی نے اپنی ویب سائٹ کا تجزیہ کیا اور اس میں پبلسٹی مواد کے بارے میں ڈاٹا بیس سراج کے لیے، ایک نئی جامع سہولت جوڑ دی ہے۔ ہر ویب سائٹ کو ہر گھنٹے اپ ڈیٹ کیا جاتا ہے۔ PIB اپنے علاقائی اور شاخ دفاتر سے کمپیوٹروں کے ذریعہ جڑا ہے۔ جس سے کے جلد سے جلد علامات ارسال کی جائیں۔

پی آئی بی اپنے 29 علاقائی مراکز کے ساتھ ویڈیو کانفرنسنگ انتظام سے جڑا ہے۔ اس سے علاقائی مراکز کے اطلاعاتی ذرائع سے جڑے لوگ نئی دلی یا ملک کے دیگر حصوں میں ہونے والے اخباری نمائندوں کے کانفرنسوں میں حصہ لے سکتے ہیں۔ PIB اپنے ہیڈکوارٹر اور علاقائی رشاخ دفاتر کے درمیان ویڈیو کانفرنسنگ سلسلہ منعقد کر چکا ہے تا کہ سرکاری ذرائع سے آسانی سے اطلاع حاصل کی جاسکے۔ PIB بشمول غیر ملکی میڈیا، میڈیا نمائندگان کو منظوری فراہم کرتا ہے۔ فی الوقت صدر دفتر میں تقریباً 1,080 حکومت سے منظور شدہ نامہ نگار اور 299 کیمرہ مین ہیں اس کے علاوہ تقریباً 155 تکنیکی ماہرین اور 71 مدیروں رمیڈیا نقادوں کو بھی یہ پیشہ ورانہ سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔ باقاعدہ تسلیم کرنے کے علاوہ PIB ہر سال مختصر وقت کے لیے ہندوستان آنے والے غیر ملکی میڈیا یا عملہ کو ہر سال 500 سے زیادہ عارضی منظوری فراہم کرتا ہے۔

خبر رساں ایجنسیاں

پریس ٹرسٹ آف انڈیا

بھارت کی سب سے بڑی خبر رساں ایجنسی، پریس ٹرسٹ آف انڈیا (PTI) بھارتیہ اخباروں کی بغیر منافع کے چلائی جانے والی کو آپریٹیو ایجنسی ہے۔ جس کی ذمہ داری اپنے گاہکوں کو غیر جانبدارانہ اور اثر آفریں خبریں مہیا کرانا ہے۔ 27 اگست 1947 کو اس کا قیام عمل میں آیا اور اس نے یکم فروری 1949 سے اپنی خدمات کا آغاز کیا۔

پی ٹی آئی انگریزی اور ہندی میں اپنی خبری خدمات دے رہی ہے۔ 'بھاشا' ایجنسی کی ہندی نیوز سروس ہے۔ پی ٹی آئی کے

گاہکوں میں بھارت کے 500 اخبار اور غیر ممالک کی کئی خبر رساں تنظیمیں شامل ہیں۔ ہندوستان میں سبھی اور غیر ممالک میں کئی ٹی وی/ریڈیو چینل اس کی خدمات حاصل کر رہے ہیں۔ لندن میں بی بی سی بھی اس کی خدمات حاصل کر رہا ہے۔ PTI کا اپنا سٹیلائٹ تقسیم نظام ہے۔ یہ انسیٹ سٹیلائٹ سے ٹرانسپونڈر کی مدد سے اپنے گاہکوں کو ملک میں کہیں بھی سیدھی خدمات فراہم کرسکتا ہے۔ جہاں ایک طرف پرانی لائنوں کے ذریعہ خبروں کی ترسیل جاری رہی وہیں دوسری طرف زیادہ سے زیادہ صارفین کے ذریعہ سٹیلائٹ سے مواد حاصل کرنے کا متبادل اپنایا گیا۔ فوٹو سروس سٹیلائٹ کے ذریعہ دستیاب ہے اور ساتھ ڈائل کر کے بھی فوٹو منگوائے جاسکتے ہیں۔ نیوز سروس 1200 بٹ فی سکینڈ کی رفتار سے (تقریباً 1400 حروف فی منٹ) سٹیلائٹ، ڈاٹا چینلوں اور ٹیکر لائنوں سے حاصل کی جاتی ہے۔

پی۔ ٹی۔ آئی اب انٹرنیٹ پر بھی فراہم ہے اور اس کی ویب سائٹ کا پتہ ہے http/www.ptinews.com 400 نامہ نگاروں سمیت 1,500 سے زائد ملازموں والی اس ایجنسی کے ملک بھر میں 100 دفاتر ہیں اور بیجنگ، بان، قاہرہ، ڈھاکہ، دبئی، اسلام آباد، کاٹھمنڈو، لندن، ماسکو، نیویارک اور واشنگٹن سمیت دنیا کے اہم شہروں میں اس کے غیر ملکی نامہ نگار ہیں۔ ان کے علاوہ ملک میں تقریباً 500 اسٹرنگر خبریں بھیجتے ہیں۔ جب کہ 20 جز وقتی نامہ نگار پوری دنیا سے خبریں ارسال کرتے ہیں۔

انگریزی اور ہندی زبانوں کی نیوز سروس کے علاوہ، ایجنسی کی دیگر خدمات میں آن لائن فوٹو سروس، فیچروں کا میلر پیکج میگ گرافکس، سائنسی سروس، معاشی سروس اور ڈاٹا انڈیا شامل ہیں۔ اسکرین کی بنا پر نیوز اسکین اور اسٹاکس اسکین خدمات بھی چلائی جارہی ہیں۔ پی ٹی آئی کی ایک ٹیلی ویژن ونگ بھی ہے۔ پی ٹی آئی۔ ٹی وی نام کی یہ ونگ اسپاٹ کوریج دیتا ہے اور سونپے جانے پر کارپوریشنوں کے لئے ڈاکومینٹری بھی بناتا ہے۔

انگریزی اور ہندی خبروں کی خدمات کے علاوہ ایجنسی کی دیگر خدمات میں فوٹو خدمات، فیچروں کا میلہ پیکج، گرافکس، سائنسی خدمات، اقتصادی خدمات، ڈاٹا انڈیا اور اسکرین وسرمبنی نیوز اسکین شامل ہیں PTI کا ایک ٹیلی ویژن ونگ پی ٹی آئی ٹی وی بھی ہے جو موقع پر جا کر کوارتج کرتا ہے اور مانگ پر کارپوریشن کے لیے فیچر بھی بناتا ہے اور ڈاکومنٹری بناتا ہے۔

پریس ٹرسٹ آف انڈیا ایک انتظام کے تحت اے پی اور اے۔ ایف۔ پی کی خبریں بھارت میں تقسیم کرتا ہے۔ اسی طرح کا انتظام ایسوسی ایٹڈ پریس کے ساتھ اس کی فوٹو سروس اور بین الاقوامی تجارتی اطلاعات کے لئے بھی ہیں۔ پی ٹی آئی سنگاپور میں رجسٹرڈ کمپنی ایشیا پلس انٹرنیشنل کی شریک کار بھی ہے۔ اس کمپنی کی تشکیل ایشیائی ملکوں میں معاشی واقعات وحالات اور تجارتی مواقع کے بارے میں آن لائن ڈاٹا بینک فراہم کرانے کے لئے، پی ٹی آئی اور دیگر پانچ ایشیائی میڈیائی تنظیموں نے کیا ہے۔ پی۔ ٹی۔ آئی ایشیا نیٹ میں بھی شریک کار ہے جو ایشیا پیسفک علاقے کا 12 خبر رساں ایجنسی کے درمیان کارپوریٹ اور سرکاری پریس ریلیز کی تقسیم کے لیے ایک سرکاری انتظام ہے۔

پی ٹی آئی غیر جانبدار ملکوں کی نیوز پول اور ایشیا۔ پیسفک (بحرالکاہل) خبر رساں ایجنسی کی اہم رکن ہے۔ یہ ایجنسی دوطرفہ خبروں کے باہمی مبادلہ کے انتظام کے تحت ایشیا، افریقہ، یوروپ اور لاطینی امریکی ملکوں کی کئی نیوز ایجنسیوں کا باہمی طور پر تبادلہ کرتی ہے۔

یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا

یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا (UNI) کا قیام 1956 کے کمپنی قانون کے تحت 19 دسمبر 1959 کو ہوا۔ اس نے 21 مارچ 1961 کو کامیابی کے ساتھ کام کرنا شروع کیا۔ یو این آئی آج پچھلے چار دہوں میں اپنی محرک موجودگی کے ساتھ ہندوستان میں ایک ایسے

خبروں کی اہم تنظیم کے طور پر ابھری ہے اس نے خبریں جمع کرنے، خبریں دینے جیسے اہم شعبے میں مطلوبہ مسابقت کے جذبے کو بنائے رکھا ہے۔

یو این آئی کا اختراعی جذبہ اس وقت ظاہر ہوا جب مئی 1982 میں ہندی میں ''یونی وارتا'' نام کی ایک کل ہندوستانی زبان خبررساں ایجنسی کا آغاز کیا۔ اس کے 10 سال بعد دنیا میں پہلی بار ٹیلی پرنٹر کے ذریعے اردو خبریں ارسال کرنے کے ساتھ اردو سروس کی شروعات کی گئی۔ اسی دہے میں اس نے فوٹو خدمات اور گرافکس خدمات کی شروعات کی۔ آج UNI کے 825 گاہک ہیں ہندوستان میں اس کے 70 دفاتر ہیں اور 323 نامہ نگار ہیں اور 1000 سے زیادہ افراد ملازم ہیں ملک کے اہم شہروں میں نامہ نگار ہونے کے علاوہ اس کے تقریباً 300 سے زیادہ اسٹرنگر ہیں جو دیگر اہم شہروں میں اپنی رپورٹ بھیجتے ہیں۔ پورے ملک میں نیٹ ورک ہونے کے سبب UNI ملک کے سبھی علاقوں سے واقعات کی معلومات فراہم کرنے میں اہل ہے۔

دنیا کی سب سے بڑی اطلاعاتی کمپنی رائٹر، ڈی پی اے اور دی جرمن نیوز ایجنسی کے ذریعہ دنیا کی خبریں تقسیم کرتی ہے، اس کے علاوہ اس نے چین کے ژنھوا، اوس کی RIA نووستی، بنگلہ دیش کی UNB ترکی کی انادولو، متحدہ عرب امارات کی WAM بحرین کی SNA، کویت کی کونا، عمان کی اونا اور قطر کی لیونا کے ساتھ اطلاعات کے مبادلہ کا بندوبست کیا ہوا ہے UNI کی فوٹو خدمات نیوز ایجنسی کے بشمول فوٹو ہر دن تقسیم کرتی ہے۔ اس کی گرافکس خدمات 5 سے 6 گرافکس ہر دن فراہم کرتی ہے۔ 46 سال کے اپنے وجود میں UNI نے خبروں کی تیز اور صحیح کوریج کے لیے اچھا اعتماد بحال کیا ہے۔

اپنی جدید کاری مہم کے تحت اس نے پورے ملک میں 51 شاخوں کی کمپیوٹر کاری کی ہے۔ آگے قدم رکھتے ہوئے 44 شاخوں میں VSAT نٹ ورک قائم کر دیا گیا ہے۔ اس سے گاہکوں کو خبریں اور فوٹو جلدی سے حاصل ہو پائیں گے۔ VST نیٹ ورک UNI کو ویڈیو ٹرانسٹ صلاحیت بھی فراہم کرتا ہے اگر یہ سمعی بصری میڈیا میں کسی طرح کا تنوع پیدا کرنا چاہے۔

UNI پہلی خبر ایجنسی ہے جو پوری خبر خدمات انٹرنیٹ کے ذریعہ ہندی اور انگریزی میں معہ فوٹو فراہم کرتا ہے۔ اس کے گاہک اسٹوری اور یونیواری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔ UNI ویب سائٹ اور یونیوارتا کے www. univarta .com ہیں۔ UNI کے نامہ نگار واشنگٹن، نیویارک، وین کور، لندن، ماسکو، یروشلم، دبئی، اسلام آباد، کٹھمنڈو، کولمبو، ڈھاکا اور سنگاپور میں ہیں۔

غیر جانبدار نیوز ایجنسی پول

غیر جانبدار ایجنسی پول (NANAP) ان غیر جانبدار ملکوں کی خبررساں ایجنسیوں کے بیچ خبروں کے لین دین کا نظم ہے۔ جو خبروں کے حصول کے معاملے میں عرصہ دراز تک غیر متوازن اور جانبداری کے شکار رہے ہیں۔ یہ پول 1976 میں وجود میں آیا۔ 1976 سے 1979 تک بھارت اس پول کا پہلا صدر رہا۔ یہ پول پوری دنیا میں کام کر رہا ہے اور چار براعظموں، ایشیائی، مشرقی یوروپ، افریقہ اور لاطینی امریکہ کو اپنے عملی میدان میں سمیٹے ہوئے ہے۔ پول کی خبروں کا مبادلہ چار زبانوں، انگریزی، اسپینی، فرینچ اور عربی میں کیا جاتا ہے۔

ایک منتخب جماعت جو رابطہ کمیٹی کے نام سے جانی جاتی ہے جس کا صدر منتخب 'چیئرمین' ہوتا ہے۔ کے ذریعے پول کی سرگرمیاں کو آرڈینیٹ کی جاتی ہیں۔ پول کی صدارت تین سال کی معینہ مدت کے لئے ہوتی ہے اور وہ رابطہ کمیٹی کی مدت کے ساتھ ہی چلتی ہے۔ رابطہ کمیٹی کا انتخاب باری کی بنا پر ہوتا ہے۔ کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب علاقائی نمائندگی، مسلسل، فعال/حصے داری

اور باری کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

پول کے آغاز سے 6 عام اجلاس کے علاوہ ''کوآرڈینیشن کمیٹی کی 17 دیگر میٹنگیں ہو چکی ہیں۔ پول کا چھٹا عام اجلاس تہران (ایران) میں جون 1992 میں ہوا۔ جہاں ایران کی خبر رساں ایجنسی ''ارنا'' نے انگولہ کی خبر رساں ایجنسی ''انگوپ'' سے صدارت حاصل کی۔ کوآرڈی نیشن کمیٹی کی ستمبر 2000 میں بلغراد میں ایک خصوصی میٹنگ منعقد کی گئی۔ اس میں یوگوسلوا داتیہ کی نیوز ایجنسی تانجنگ نے کوآرڈی نیشن میٹنگ کی میزبانی کرنے کی منظوری دی۔ تہران میں رابطہ کمیٹی کے ممبروں کے طور پر ایشیا سے بھارت، انڈونیشیا، ویتنام شمالی کوریا، کویت، سیریا، منگولیا، بحرین، افغانستان، لبنان، اور عمان، افریقہ سے انگولہ، الجزائر، برکینہ، فاسو، کانگو، ایتھوپیا، مصر، گھانا، گونی بساؤ، مراقش، موزمبیق، نامبیا، سینیگل، سوڈان، طنزانیہ، ٹیونیشیا، اور زامبیہ، یوروپ سے یوگوسلاویہ اور لاطینی امریکہ سے بولی ویا، کیوبا، ایکویڈور، میکسیکو، پیرو، سوریتام اور وینے زوئیلا ملکوں کو چنا گیا۔

بھارت نے پول کی تشکیل اور توسیع میں اہم رول ادا کیا ہے۔ بھارتیہ نیوز پول ڈسک کا انتظام پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے ہاتھ میں ہے۔ ایجنسی پول کے معاونوں سے خبریں حاصل کر کے انہیں بھارتی خبریں فراہم کرتی ہے۔ پول کے ممبر ممالک سے پول میں روزانہ تقریباً 15,000-20,000 حروف آتے ہیں اور پی ٹی آئی سے تقریباً 8,000-9,000 حروف ممبروں کو ارسال کئے جاتے ہیں۔ پی ٹی آئی نے انتارا (انڈونیشیا) بیرنامہ (ملیشیا) لنکا پواتھ (سری لنکا) جی۔ این۔ اے (بحرین)، وی این اے (ویت نام) پرنسالاطینا (کیوبا) (تان زنگ) یوگوسلاویہ)، بی۔ ایس ایس (بنگلہ دیش) آر۔ ایس۔ ایس (نیپال) اور مینا مصر اور نامپانا مبیا، لندن کے ساتھ مسلسل، وقف سٹیلائٹ رزمینی رای میل ابلاغ سے رابطہ قائم کئے ہوئے ہے تاکہ خبروں کا بغیر کسی روک ٹوک کے لین دین ہوتا رہے۔ ملک کے اہم روزنامے ہر مہینے اس پول سے حاصل تقریباً 20 سے 30 خبریں شائع کرتے ہیں۔ بھارت میں اس نیوز پول کا پیشہ وارانہ مقام قائم رکھنا پی ٹی آئی کی ذمہ داری ہے۔

نیوز پول کے عمل کے تحت نئی دہلی کے بھارتیہ ادارہ عوامی ابلاغ کو غیر جانبدار ملکوں کے امیدواروں کو صحافت کی تربیت دینے والا اہم ادارہ مانا جاتا ہے۔ بھارتیہ ادارہ عوامی ابلاغ نیوز ایجنسی صحافت کا باقاعدہ تعلیمی نصاب چلاتی ہے۔ سال میں دو بار چلنے والا پانچ مہینوں کا یہ نصاب پول کی رکن ایجنسیوں کے نامہ نگاروں میں کافی مقبول ہے۔

بھارتیہ پریس کونسل

پریس کونسل اس اصول کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا کہ جمہوریت میں پریس کو آزاد ہونے کے ساتھ ساتھ ذمہ دار اور اخبارات کے معیار کو برقرار رکھنا چاہئے۔ روایت کے مطابق کونسل کا چیرمین ہندوستان کے سپریم کورٹ کا ریٹائرڈ جج ہوتا ہے۔ اس میں 28 ممبر ہوتے ہیں 20 اداراتی دنیا سے 5 ممبر پارلیمنٹ (3 کو لوک سبھا کا اسپیکر اور 2 کو راجیہ سبھا کا چیرمین نامزد کرتا ہے)۔ اور باقی تین کی نامزدگی ساہتیہ اکادمی، بھارتی بار کونسل اور یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ ہر تیسرے سال کونسل کی باز تشکیل کی جاتی ہے کونسل کی آمدنی کے اپنے وسیلے یا ذرائع ہیں۔ یہ رجسٹرڈ اخباروں اور نیوز ایجنسیوں سے فیس وصول کرتی ہے۔ یہ مرکزی حکومت سے اپنے کام کاج کرنے کے لئے مالی امداد بھی لیتی ہے۔

ایک خود مختار نیم عدالتی تنظیم کے طور پر پریس کونسل کا مقصد اخلاقی اور ضوابط پریس میں خود انضباطی اصولوں کو عمل میں لانا ہے۔ پریس کونسل ان امور کا جائزہ لیتی ہے جن سے پریس کی آزادی میں مداخلت ہوتی ہے۔ پریس کونسل اپنے یہاں موصول پریس کے صحافت کے اصولوں کی خلاف ورزی یا پریس کی آمادی میں مداخلت کرنے کی شکایتوں پر کارروائی سے متعلق اپنے فرائض کی ذمہ داری عدالتی حکم کے ذریعہ انجام دیتا ہے۔ اگر جانچ کے بعد کونسل اس بات سے مطمئن ہوتی ہے تو کسی نیوز ایجنسی یا

اخبار نے صحافت کے اصولوں یا عوامی مفاد کی خلاف ورزی کی ہے یا کسی ورکنگ جرنلسٹ نے پیشہ ورانہ اخلاقی اصولوں کے خلاف کیا ہے تو کونسل اسے تنبیہ کرسکتی ہے، ہدایت یا نصیحت دے سکتی ہے یا اس کے برتاؤ کو نامزد مسترد کرسکتی ہے۔ پریس کونسل کو یہ کسی اتھارٹی بشمول حکومت کے خلاف پریس کی آزادی میں مداخلت کرنے کے لیے ایسے تبصرے کرنے کا اختیار حاصل ہے جیسا وہ ٹھیک سمجھے۔ پریس کونسل کے فیصلے حتمی ہوتے ہیں اور انھیں کسی عدالت میں نہیں چیلنج کیے جاسکتے۔

کونسل کو پریس کونسل ایکٹ 1978 کے تحت اپنے سامنے آنے والی شکایتوں کی جانچ کرنے کے ساتھ ہی پریس کی آزادی و معیار کی خلاف ورزی کرنے والے معاملوں کی خود بھی جانچ شروع کرنے کا اختیار ہے۔ اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے کونسل نے نظر ثانی کے تحت، مفاد عامہ میں میڈیا کے لیے عام طریقہ رہنما اصول درج ذیل موضوع پر تیار کیا ہے (a) ایسے فوٹوگراف شائع کرنے سے بچنا جس سے کوئی تنازعہ پیدا ہو (b) تمباکو اور دیگر نشیلی اشیاء کے اشتہار پر روک (c) عدالت میں مفاد عامہ کی عرضداشت دائر کرنے سے پہلے ریکارڈوں کی جانچ کرنا (d) شادی کے اشتہار میں احتیاط کی صلاح دینا۔

سال 2003-2002 کونسل کو 1103 شکایتیں موصول ہوئیں، جن میں سے 300 پریس نے دائر کی تھیں اور 800 پریس کے خلاف تھیں۔ 598 معاملے پہلے ہی سے زیر غور تھے۔ کونسل نے 186 معاملوں میں اپنا فیصلہ دیا۔ کل ملا کر 586 معاملے ابتدائی حالت ہی میں خارج کردیئے گئے کیونکہ جانچ کرنے کی کوئی موزوں بنیاد نہیں تھی۔ کونسل نے 2003-2002 کے دوران کل 1,753 معاملوں کا تصفیہ کیا۔

15 نومبر 2002 کو قومی پریس ڈے منایا گیا اور اس موقع پر ''ہندوستان کا مستقبل اور پریس کا کردار'' کے موضوع پر سوینیر کا انعقاد کیا گیا۔

شعبۂ تحقیق، حوالہ اور تربیت

1945 میں قائم شعبۂ تحقیق حوالہ اور تربیت، وزارت اطلاعات ونشریات اور اس کی میڈیا اکائیوں کے لئے خبر رساں خدمت ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے۔ اس کے کاموں میں حالات حاضرہ کے واقعات اور تازہ موضوعات پر تمہیدی مواد و حوالے کے مواد فراہم کرانا اور وزارت اور اس کے دفاتر کے استعمال کے لئے اشتہاراتی مواد تیار کرنا شامل ہے۔ یہ عوامی ذرائع اطلاع کے میلانات کا بھی جائزہ لیتا ہے اور عوامی ذرائع اطلاع کے بارے میں حوالہ مواد جمع کرانے کے ساتھ دستاویز سازی کی خدمات بھی فراہم کرتا ہے۔ شعبہ قومی اہمیت کے موضوعات پر حوالے کے مواد، فیکٹ شیٹ اور پس منظر کے مواد کے حصول کے ساتھ میسر کراتا ہے جن کا استعمال وزارت اس کی میڈیا اکائیوں اور ذرائع ابلاغ سے وابستہ دیگر لوگوں کے ذریعہ کراتا ہے۔ یہ ڈویژن انڈین انفارمیشن سروس (IIS) کے افسروں کی تربیت ذرائع ابلاغ کی انڈین انسٹی ٹیوشن کی مدد سے تربیت کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ اہم واقعات کی پندرہ روزہ ڈائری، ڈائری آف ایونٹ لیس نکالنے کی باقاعدہ خدمات کے علاوہ دو سالانہ حوالہ کتابوں کو مرتب کرتا ہے اور اس کی اشاعت کرتا ہے جس کا عنوان ''انڈیا'' اور دوسری ہے ''ماس میڈیا ان انڈیا'' جو ملک میں عوامی ذرائع ابلاغ کی ایک بڑی اشاعت ہے ''انڈیا'' کی اشاعت کے ساتھ ہندی میں ''بھارت'' کے عنوان سے شائع کرتا ہے۔

حوالہ لائبریری

کتابوں سے بھری ہوئی شعبے کی ایک لائبریری ہے۔ مختلف موضوعات پر دستاویزات کا ذخیرہ ہے۔ چنیدہ رسائل اور وزارات، کمپنیوں کی مختلف رپورٹوں کا کلکشن ہے۔ اس میں صحافت، رابطہ عامہ، اشتہار اور سمعی بصری میڈیا سے جڑے موضوعات

پر خصوصی کتابیں، مخزن علوم سیریز، سالنامے اور معاصر مضامین ہیں۔ ہندوستانی اور غیر ملکی پرنس کے تسلیم شدہ صحافی اور سرکاری افسران دونوں کے لیے سہولیات مہیا ہیں۔ اس کی سالانہ اشاعت میں میڈیا کے مختلف پہلوؤں پر آرٹیکلس ہوتے ہیں۔ عوامی ذرائع ابلاغ سے متعلق قومی دستاویز سازی مرکز۔

عوامی ذرائع ابلاغ سے متعلق قومی دستاویز سازی مرکز

عوامی ابلاغ پر قومی تدوین اسناد مرکز کا قیام، شعبے کے ایک جز کے طور پر 1976 میں وزارت اطلاعات ونشریات کے ذریعے خصوصی کمیٹی کی سفارشوں کی بنیاد پر عمل میں آیا۔ اس مرکز کا اہم مقصد عوامی ابلاغ، پریس کی شمولیت کے ساتھ، ریڈیو، ٹی وی، اشتہار، روایتی وعوامی میڈیا اور مرکزی/ریاستی حکومتوں کی میڈیا اکائیوں سے جڑے واقعات اور رجحان سے منسلک اطلاعات جمع کرنا، ان کی وضاحت اور نشر واشاعت کرنا ہے۔ عوامی ذرائع ابلاغ سے متعلق قومی دستاویز سازی مرکز، کمیونیکیشن میڈیا کے بارے میں دستیاب سبھی اطلاعات آرٹیکل اور دیگر اطلاعاتی مواد کے دستاویز آف اور اشاریہ تیار کرتا ہے۔ مرکز کی موجودہ سرگرمیاں معلومات کی دستاویز سازی اور جمع کرنے سے لے کر اشاعت تک ہے جو کہ پورے ملک کے عوامی ذرائع ابلاغ کے لیے ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی معلوماتی روانی میں بھی شریک ہوتی ہے۔

جمع معلومات کو مختلف خدمات کے ذریعہ برقرار رکھا جاتا ہے اور اس کی اشاعت کی جاتی ہے۔ جیسے کرنٹ اور پرنس سروس چنیدہ آرٹیکل کا اشاریہ ببلیوگرافی سروس آرٹیکل کے موضوعات کے مطابق اشاریہ بلیٹن آن فلم، فلمی صنعت کی مختلف سرگرمیوں کے بارے میں معلومات ریفرنس انفارمیشن ''ہوز ہوان ماس میڈیا'' ممتاز شخصیات کی سوانح زندگی، آرٹس کنفرڈ آف ماس کمیونیکیٹر قومی اور بین الاقوامی میڈیا واقعات کی ڈائری انڈین انفارمیشن سروس (IIS) کے افسران کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی جارہی ہے۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے RR&TD کو 10 ویں منصوبہ مدت کے دوران IIS افسران تربیتی ضروریات کی طرف خصوصی توجہ دینے کا کام سونپا گیا ہے۔ اس سال بھی 75 سے زیادہ لوگوں کو تربیت دینے کا نشانہ ہے۔ یہ پروجیکٹ لگاتار چلنے والا پروجیکٹ ہے اور پوری منصوبہ مدت کے دوران 350 ملازمت پر موجود افسروں کے لیے متعدد کورس کے اہتمام کا ہدف رکھا گیا ہے۔

عوامی ذرائع سے متعلق قومی دستاویز سازی مرکز، انگریزی میں ماس میڈیا ان انڈیا کی بھی اشاعت کرتا ہے۔ اس کی پہلی اشاعت 1978 میں کی گئی تھی۔

تربیت

انڈین انفارمیشن سروس (IIS) کے افسران کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی جارہی ہے۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے تحقیق، حوالہ اور تربیت ڈویژن کو 10 ویں منصوبہ مدت کے دوران انڈین انفارمیشن سروس کے افسران کی تربیت سے متعلق ضرورتوں پر خصوص توجہ دینے کا کام سونپا گیا ہے۔

اس سال 75 سے زیادہ لوگوں تربیت دینے کا ہدف رکھا گیا ہے۔ یہ مستقل چلایا جانے والا پروجیکٹ ہے اور پورے منصوبہ مدت کے دوران 350 کام کرنے والے افسران کے لیے متعدد مختصر مدتی کورس منعقد کرنے کا ہدف رکھا گیا ہے۔

فوٹو ڈویژن

فوٹو ڈویژن حکومت ہند کی مختلف سرگرمیوں کے لیے بصری تعاون کی ایک اکائی ہے۔ یہ وزارت اطلاعات ونشریات کے ماتحت آفس ہے اور فوٹو گرافی کے میدان میں اپنے قسم کی سب سے بڑی پیداواری اکائی ہے۔ اس ڈویژن کا قیام چھٹے دہے میں

پبلی کیشن ڈویژن کے فوٹو اسٹوڈیو اور پریس انفارمیشن بیورو کی فوٹو اکائی کو ملا کر کی گئی تھی۔ یہ ڈویژن حکومت کی جانب سے داخلی اور بیرونی تشہیر دونوں کے لیے بلیک اینڈ وہایٹ اور رنگین فوٹو رنگین فوٹو گراف تیار کرنے کا کام کرتا ہے اپریل 2002 تا مارچ 2003 تک ڈویژن نے مختلف میڈیا اکائیوں، مرکزی، ریاستی حکومتی ایجنسیوں اور تشہیر کی ضرورت پورا کرنے کے لیے عوام کو تقریباً 2 لاکھ فوٹو گراف فراہم کیا تھا اور اس کے لیے مختلف تقاریب رواقعات کے فوٹو گراف دینے کے لیے 4907 سے زیادہ بلیک اینڈ وہایٹ اور رنگین فوٹو فراہم کیے تھے فوٹو ڈویژن کا اہم کام ملک میں فروغ، ترقی اور سماجی تبدیلیوں کا فوٹو گراف کے ذریعہ دستیاب تیار کرنا اور وزارت اطلاعات ونشریات۔ تشہیر میڈیا اکائیوں اور دیگر مرکزی اور ریاستی حکومتی ایجنسیوں، وزارت، محکموں جن کے صدر سکریٹریٹ، نائب صدر سکریٹریٹ، وزیر اعظم آفس لوک سبھا اور راجیہ سبھا سکریٹریٹ اور غیر ملکوں میں واقع سفارت خانوں کو وزارت خارجہ کے ذریعہ فوٹو گراف ویژول فراہم کراتا ہے۔

فوٹو ڈویژن کے ذریعہ فراہم کرائی گئی خدمات کا زیادہ تر حصہ پریس انفارمیشن بیورو DA VP کے ساتھ وزارت خارجہ کے بیرونی تشہیر کے محکمہ کو بھی ملتا ہے۔ ڈویژن کے ذریعہ تیار کرائی گئیں تصویریں پریس انفارمیشن بیورو روزانہ پریس کے لیے جاری کرتا ہے جبکہ DA VP ڈویژن کے دستاویز خانہ سے حاصل ان تصویروں پر منحصر رہتا ہے جنھیں مختلف قسم کے نمائش موادوں کے لیے پچھلے 40 سالوں کے دوران فروغ دیا گیا اور کثرت آبادی کے لیے جاری کیا گیا۔ دوسری طرف وزارت خاجہ کا بیرونی تشہیر ڈویژن حکومت ہند کے تشہیر کے لیے فوٹو ڈویژن کے ذریعہ تیار کیے گئے مواد کے اہم حصہ کا استعمال کرتا ہے۔

یہ ڈویژن غیر تشہیری تنظیموں اور عوام کے لیے اپنی قیمت کاری اسکیم کے تحت ادائیگی کی بنیاد پر بلیک اینڈ وہایٹ دونوں ہی طرح کی تصویروں کو فراہم کرتا ہے۔

سال کے دوران ڈویژن نے کل 4907 تقاریب کی تصویریں لیں اور انھیں مختلف میڈیا یونٹوں کے مظاہرے اور پریس کی تقسیم اور بیرون ممالک تشہیر کے مقصد سے وزارت خارجہ کو بھی فراہم کرائے۔ فوٹو ڈویژن نے 2 تا 5 جون 2002 تک قزاخستان کے رحمائی میں متعدد، ایشیا میں باہمی تبادلہ خیال اور اعتماد قائم کرنے سے متعلق تدابیر کے موضوع پر چوٹی کانفرنس کی جامع کوریج کی وزیر اعظم نے اس چوٹی کانفرنس میں شرکت کی۔ گنائی ڈویژن نے نومبر 2002 میں وزیر اعظم کمبوڈیا دورے کو جامع کوریج کیا۔ وہ نام پنھمیں منعقد، ہندوستان آسیان چوٹی کانفرنس میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے۔ ڈویژن نے وزیر اعظم کے ملیشیا دورے کو بھی کور کیا جہاں وہ NAM (ناوابستہ تحریک) کی چوٹی کانفرنس میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے فوٹو ڈویژن نے وزیر اعظم کی سنگاپور، ڈنمارک، سائپرس، انگلینڈ، مالدیپ اور تھائی لینڈ کے دورے کا بھی جامع فوٹو کوریج فراہم کیا۔ ڈویژن نے ہندوستان کے 12 ویں صدر اور نائب صدر کے انتخاب سے متعلق فوٹو اور جموں وکشمیر اسمبلی کے پہلے دوسرے، تیسرے اور چوتھے دور کے انتخابات اور گجرات، میگھالیہ، ہماچل پردیش، ناگالینڈ، تری پورہ کے اسمبلی انتخاب کے بھی فوٹو گراف فراہم کیے۔

جموں وکشمیر میں انتخاب سے پہلے اور انتخاب کے دوران کی عام صورتحال کے بارے میں ڈویژن نے بہت سی تصویریں مہیا کیں، پہاڑوں میں زندگی جیسے موضوع پر ڈویژن کی جانب سے 16 ویں قومی فوٹو مقابلے کا انعقاد کیا گیا ڈویژن نے مرکزی حکومت اور ریاستی حکومت کی تنظیموں سے فوٹو منگا کر اریفریشر کورس کا بھی اہتمام کیا۔ اس میں شمال مشرقی ریاستوں کے فوٹو جرنلسٹوں پر خصوصی توجہ دی گئی۔

پبلیکیشن ڈویژن

پبلیکیشن ڈویژن ملک کا سب سے بڑا طباعت واشاعت کا ادارہ ہے۔ 1947 میں چھوٹی سی شروعات کے بعد ڈویژن نے اب تک مختلف موضوعات پر متعدد کتابیں شائع کی ہیں۔ ان میں قومی پالیسی پروگرام، آرٹ، ثقافت، نباتات اور حیوانات، زمین

اور باشندگان، تقاریر اور تحریریں، سوانح عمری، سائنس اور ٹکنالوجی، بچوں کے ادب سے متعلق کتابیں شامل ہیں۔ ڈویژن نے اب تک تقریباً 7,000 کتابیں شائع کی ہیں۔

ڈویژن کو 'مہاتما گاندھی کے کاموں کا مجموعہ' جو کہ غالباً سب سے بڑا ضخیم پروجیکٹ ہے، کو شائع کرنے کا فخر حاصل ہے۔ انگریزی اور ہندی میں اس کی 100 جلدیں ہیں، پبلیکیشن ڈویژن نے مہاتما گاندھی پر ملٹی میڈیا سی۔ ڈی۔ انگریزی اور ہندی میں نکالی ہے، جس میں 15 گاندھی جی کی آواز، ان پر اصل فلم، فوٹو، شامل ہیں۔ جدید ہندوستان کے معیار کے سلسلے کے تحت حال ہی میں ہندوستان کے عظیم سپوتوں کی سوانح عمریاں شائع کی ہیں جن میں ڈاکٹر کیشو بلی رام ہیڈ گیوار، دین دیال اپادھیائے، برسا منڈا، سی راجگو پال آچاریہ، ڈاکٹر ودھان چندر رائے اور ہرے کرشن مہتاب شامل ہیں۔ بہت سی اور سوانح عمریاں زیر اشاعت ہیں۔ حال کی دیگر اشاعتوں میں 'ٹرائبلو ومنان ڈیولپمنٹ' دی اسٹوری آف آیوروید، دی اسٹوری آف سوئمنگ (سبھی انگریزی میں) بھارتیہ مہیلائیں'، 'نئی دشائیں' جیون کی آپ بیتی اور دکاس اور ہندوستان ساہتیہ سنگیت کی گھانہ میرا (سبھی ہندی میں) شامل ہیں۔

پبلیکیشن ڈویژن انگریزی، ہندی اور علاقائی زبانوں میں 21 میگزینیں بھی شائع کرتا ہے۔ خاص طور پر ترقیاتی منصوبوں پر مدون میگزین یوجنا اب متعدد ہندوستانی زبانوں میں شائع ہورہی ہے۔ ہندی اور انگریزی میں شائع ہونے والی کروکشیتر میگزین میں دیہی ترقی پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔ بال بھارتی (ہندی) بچوں کی میگزین ہے اور آج کل (ہندی اور اردو) مشہور ادبی میگزین ہیں۔ روزگار سے متعلق ہفتہ وار ایمپلائمنٹ نیوز/روزگار سماچار انگریزی، ہندی اور اردو میں شائع ہوتے ہیں اور اس کی تعداد اشاعت 6.50 لاکھ سے زاید ہوگئی ہے۔ انڈیا، اور ماس میڈیا جیسے سوالنامے کی اشاعت طلباء، محققین اور صحافیوں کے استفادے کے لیے کی جاتی ہے۔

ڈویژن ابلاغ عامہ کے مختلف موضوعات پر بنیادی اور تخلیقی تحریروں کی حوصلہ افزائی کے مقصد سے بھارتیندو ہریش چند انعام سے نوازتا ہے۔ بچوں کے ادب اور قومی یک جہتی اور عورتوں کے مسائل پر لکھی نمائندہ تخلیقوں کو بھی انعام سے نوازا جاتا ہے۔

سمعی۔ بصری میڈیا

بھارت میں فیچر فلمیں 13-1912 سے بن رہی ہیں۔ آر۔ جی ٹورنی نے این جی چترے کے ساتھ مل کر 1912 میں 'پنڈلک' بنائی تھی۔ جب کہ دھنڈی راج گووند پھالکے (1944-1870) نے 1913 میں 'راجہ ہرشچندر' بنائی۔ اس کے بعد آردے شیر ایرانی (1996-1886) نے جب 1931 میں 'عالم آرا' بنائی تو خاموش فلموں کی جگہ متکلم فلموں نے لے لی۔ حالاں کہ خاموش فلموں کا سلسلہ 1934 تک جاری رہا۔ سال بھر میں بننے والی فیچر فلموں کے معاملے میں بھارت کا مقام دنیا میں اول ہے۔

مرکزی فلم سرٹی فکیشن (تصدیق) بورڈ

مرکزی فلم تصدیق بورڈ (CBFC) کے ذریعے تصدیق ہوجانے کے بعد ہی کوئی فلم بھارت میں دکھائی جاسکتی ہے۔ سینما آٹوگرافی ایکٹ 1952 کے مطابق قائم اس بورڈ میں ایک صدر اور کم از کم 12 اور زیادہ سے زیادہ 25 غیر سرکاری ارکان ہوسکتے

ہیں۔ان کا تقرر حکومت ہند کرتی ہے۔بورڈ کا صدر مقام ممبئی میں ہے اور اس کے نو علاقائی دفاتر ہیں۔بنگلور، ممبئی، کلکتہ، حیدرآباد، چنئی، ترواننت پورم، نئی دہلی، کٹک اور گوہاٹی۔14 زبانوں میں بننے والی فلموں کی دیش میں قائم نو دفاتر کے ذریعہ تصدیق کی جاتی ہے۔صلاح کار پینل فلموں کی جانچ میں علاقائی دفاتر کی مدد کرتے ہیں۔ان پینلوں میں ممتاز ماہر تعلیم، نقاد فن، صحافی، سماجی کارکن، ماہر نفسیات وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔بورڈ سینما آٹوگرافی ایکٹ 1952، سینما آٹوگرافی (تصدیق) ایکٹ 1983 کے انتظاموں اور اس سے منسلک مرکزی حکومت کے ذریعے جاری ہدایتوں کے مطابق فلموں کی تصدیق کے لئے جانچ کرتا ہے۔ 2002 میں بورڈ نے 943 بھارتی فلموں اور 290 غیر ملکی فلموں کی تصدیق کی۔ساتھ ہی 1,293 بھارتی اور 240 غیر ملکی مختصر فلموں، 123 بھارتی ویڈیو فیچر فلموں، 47 بھارتیہ ویڈیو مختصر فلموں، 108 غیر ملکی ویڈیو فیچر فلموں اور 402 غیر ملکی ویڈیو مختصر فلموں کو بھی سند عطا کی۔

فلم سرٹیفکیشن اپیل ٹریبونل (FCAT) کی تشکیل 1984 میں کی گئی تھی۔اس کا ہیڈ کوارٹر نئی دہلی میں ہے اور یہ مرکزی بورڈ برائے فلم تصدیق اے کے فیصلوں کے خلاف دائر کی گئی اپیلوں کی اشاعت کرتا ہے۔

فلم ڈویژن

فلم ڈویژن کا قیام 1948 میں آزاد ہندوستان کی حصولیابیوں کو سیلولائیڈ پر ریکارڈ اشاعت اور محفوظ رکھنے کے لیے کی گئی تھی۔ ہندوستان اور دنیا میں ڈاکومینٹری فلم تحریک کی اشاعت میں اولین کردار نبھانے کے علاوہ یہ عوام اور سرکار کو جوڑنے کا ایک ذریعہ ہے یہ ڈاکومنٹری، اینیمیشن فلموں اور نیوز ریلوں کے بنانے اور تقسیم کرنے والی سب سے بڑی قومی ایجنسی ہے۔یہ ڈویژن نیوز ریل ڈاکومنٹری پر مبنی مختصر قصوں کی فلم اور دیگر سبق آموز اور تربیتی فلمیں بھی بناتا ہے۔یہ فلمیں ڈویژن خود بھی بناتا ہے اور حکومت ہند اور دیگر ریاستی حکومتوں کی مختلف وزارتوں اور شعبوں کے لیے بھی بنائی جاتی ہیں ڈویژن کی خود کی کارٹون فلم یونٹ ہے جو ڈزنی، ہالی ووڈ کے سیل اینیمیشن اسٹوڈیو پر مبنی ہے اور سب سے معلوماتی اور سبق آموز اینیمیشن فلموں کو بناتا ہے۔

فلم ڈویژن ہندی اور انگریزی کے علاوہ ہندوستان کی سبھی علاقائی زبانوں میں فلمیں بناتا ہے اور انھیں ڈب بھی کرتا ہے، یہ اس سے قوم کی تعمیر میں کی جانے والی کوشش میں ان کے عملی تعاون کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔اس طرح عوام کو اپنے مسائل کی شناخت کرنے میں اور اس کا حل تلاش کرنے میں مدد ملتی ہے۔فلم ڈویژن کو فلموں کی تقسیم اس کی 10 تقسیمی شاخوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔جو ممبئی، کولکاتہ، حیدرآباد، لکھنؤ، چنئی، مدورے، ناگپور، ترواننت پورم اور وجے واڑہ میں واقع ہے۔فلم ڈویژن کے محافظ خانے میں 8 ہزار فلمیں، نیوز میگزین، چھوٹی کہانیاں، اینی مشین (تحرک) فلمیں اور انسانی زندگی کے تقریباً سبھی پہلوؤں سے متعلق دیگر فلمیں ہیں۔فلم ڈویژن نے 1992 میں فلموں، مختصر اور اینی مشین فلموں کے دوسالہ ممبئی بین الاقوامی فلم تقریب جسے BIFF کے طور پر مانا جاتا تھا بعد میں بدل کر بمبئی کا نام ممبئی ہونے پر ممبئی انٹرنیشنل فلم فیسٹول MIFF کر دیا گیا اس کے بعد MIFF دنیا بھر میں ایک معروف بین الاقوامی تقریب کے طور پر جانا جاتا ہے اور بین الاقوامی فلم تقریب 3 تا 9 فروری 2002 میں منعقد کیا گیا جس میں ہندوستان سمیت 36 ملکوں نے حصہ لیا۔بین الاقوامی فلم اور ویڈیو کمپیشن سیکشن میں 289 اور قومی فلم اور ویڈیو کمپیشن سیکشن میں 368 فلمیں دکھائی گئیں غیر معمولی عمدہ فلموں کو 23 لاکھ 75 ہزار روپے کے بقدر انفقد انعامات کے علاوہ گولڈن اور چاندی کے سکّے (conches) عطا کیے گئے۔فلموں کا انتخاب معروف بین الاقوامی اور قومی بیورو کے ذریعہ کیا گیا۔ تقریب کے دوران ڈائرکٹر وجیا مولے فلموں اور مختصر فلموں کے شعبے میں تاحیات کارنمایاں لائف اچیومنٹ) انجام کے لیے

ڈاکٹر وی شانتارام ایوارڈ اور ایک لاکھ روپے کے نقد انعام سے نوازا گیا۔ 8 واں MIFF 3 تا 9 فروری 2004 کے دوران ہوگا۔

سال 03-2002 کے دوران ڈویژن نے 100 فلموں اور ڈاکومنٹری اور نیوز میگزین بنائی جس میں 2 فلمیں مشرق شمال اور 3 فلمیں خواتین کو تفویض اختیارات سے متعلق تھیں۔ اس کے علاوہ 18 ویڈیو فلمیں تیار کی گئیں۔ اس نے سال 03-2002 میں 12,351 پرنٹ جاری کیے جن میں 52 ڈکشنری اور 17 نیوز میگزین تھیں اس سے محاصل کے طور پر نمائشوں سے کل 10,86,83,630 روپے اکٹھا کیے گئے۔

قومی فلم ترقی کارپوریشن لمیٹڈ

قومی فلم ترقی کارپوریشن لمیٹڈ (NFDCL) کو 1975 میں قائم کیا گیا۔ بعد میں 1980 میں بھارتی فلم برآمدات کارپوریشن اور فلم فائنانس کارپوریشن کو ضم کر کے اس کا پھر سے قیام کیا گیا۔ اس کارپوریشن کا مقصد ہندوستان میں فلموں کے معیار کو بہتر بنانا اور آڈیو ویزول اور متعلقہ شعبوں میں جدید ترین ٹکنالوجی کو فروغ دینا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اور ملک میں معیار فلم تحریک کو فروغ دینے کے لئے کارپوریشن کئی سرگرمیاں چلاتا ہے۔ جن میں سماجی اعتبار سے مناسب موضوع پر تخلیقی وفنکارانہ بہتری والی اور تجرباتی طرح کی عمدہ فلموں کو مالی تعاون، پیداوار اور مشترکہ پیداوار، تھیٹر ویڈیو اور ٹیلی ویژن جیسے مختلف ذرائع سے فلموں کی تقسیم واشاعت، قومی فلم ترقی کارپوریشن، فلمی صنعت کو جدید ترین ٹکنالوجی کے مطابق ضروری قبل از پیداوار اور پیداوار کے بعد بنیادی سہولیات فراہم کرانا ہے تھیٹروں کی تعمیر کے لئے مالی تعاون کا انتظام کرنا، فلم سوسائٹیوں، قومی فلمی سرکل اور ملکی وغیر ملکی فلموں سے منسلک فلمی ہفتوں، بھارتی پنوراما کے تعاون سے فلمی تقاریب وغیرہ کے انعقاد سے سینما کے کلچر اور فلموں کی سمجھ کو فروغ دینا ہے۔

کارپوریشن معیار، مواد اور تعمیری اقدار کے نظریے سے عمدہ کم بجٹ والی فلموں کو بڑھاوا دینے کا تہیہ کرتا ہے۔ 2003-2002 سال کے دوران مختلف زبانوں میں 4 فلمیں مکمل ہو چکی تھیں، 5 فلمیں تیاری کے مراحل میں تھیں۔ کارپوریشن نے 39 غیر ملکی فلموں کو ٹیلی ویژن اور سیٹلائٹ حقوق کے لیے حاصل کیا اور اسی دوران 66 فلموں کو برآمد کیا۔ NFDC کا 16 mm فلم مرکز، کولکاتہ مشرقی علاقے کی فلم صنعت کو پیداوار اور مابعد پیداوار کے لیے سہولتیں فراہم کرتا ہے۔ ممبئی میں قومی فلم ترقیاتی کارپوریشن کی ''لیزر سب ٹائٹلنگ'' یونٹ ہے جہاں لیٹن رسم خط کی بھی غیر ملکی زبانوں اور عربی، چینی اور جاپانی میں سب ٹائٹل تیار کرنے کی سہولیات دستیاب ہیں۔ اس یونٹ میں مختلف علاقائی اور غیر ملکی زبانوں میں سب ٹائٹلنگ کا کام بھی ہوتا ہے۔

NFDC کے ذریعے 4.16 کروڑ کی رقم سے سنے آرٹسٹ ویلفیئر آف انڈیا قائم کیا گیا ہے۔ یہ ہندوستانی فلم صنعت کا سب سے بڑا ٹرسٹ ہے۔ سال 03-2002 میں 47.39 لاکھ روپے کی امدادی رقم ضرورت مند سنے آرٹسٹوں کو بطور پنشن فراہم کی گئی ہے۔

ڈائرکٹوریٹ آف فلم فیسٹول

فلمی تقریب ڈائرکٹوریٹ کا قیام 1973 میں بھارت سرکار کی وزارت اطلاعات ونشریات کے تحت عمل میں آیا تھا۔ اس کا اہم مقصد معیاری سینما کی حوصلہ افزائی کرنا تھا۔ ڈائرکٹوریٹ نے ہر سال قومی فلمی تقریب کا انعقاد کر کے اچھی ہندوستانی فلموں کے لئے ایک پلیٹ فارم مہیا کرایا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر بھی تہذیبی مفاہمت اور دوستی کی ترقی اس کے ذریعے ہوئی ہے۔ ملک

کے اندر ناظرین کو دنیا کی عمدہ ترین نئی فلموں کو دیکھنے کا موقع ڈائرکٹوریٹ نے میسر کرایا ہے۔

ہندوستان کی 33ویں فلم تقریب یکم تا 10 اکتوبر 2002 تک نئی دہلی میں کامیابی کے ساتھ منعقد ہوئی اس فلم تقریب کے کئی سیکشن تھے جیسے ایشیائی مقابلہ سیکشن،، عالمی سینما، غیر ملکی صنعت، ہندوستانی پنورما، ہندوستانی بازبینی، ($$$) اور، خاص دھارا کا ہندوستانی سینما۔ اس میں ہندوستان سمیت 39 ملکوں کی 210 زیادہ فلمیں دکھائی گئیں۔ اس تقریب میں ہندوستانی پینورما کے تحت 20 فیچر فلموں اور غیر فیچر فلموں کو ان کے پینل کے ذریعہ منتخب کیا گیا ایشیائی مقابلہ سیکشن کی جیوری کی سربراہی جناب بدھ دیو داس گپتا نے کی۔ اس تقریب کے اختتام پر درج ذیل ایوارڈ پیش کیے گئے۔

لیٹر تو ایلزا۔ اگور ماسلی کووکو گولڈن پیکاک اور 5 لاکھ نقد رقم دی گئی یہ ایوارڈ ایشیائی ڈائرکٹر کی بہترین فلم کے لیے دیا گیا۔
انڈرودی مون لائیٹ احمد علی کے ذریعہ ہدایت دی گئی اس فلم کو سلور پیکاک اور نقد رقم سے نوازا گیا۔

گرلس سیکریٹ۔ ماعدی احمد علی کے ذریعہ دائرکٹ کی گئی اس فلم کو سلور پیکاک اور ایک لاکھ 25 ہزار نقد رقم کا انعام دیا گیا۔

متر مائی فرینڈ۔ ریوتی آشامیتن کے ذریعہ دائرکٹ کی گئی اس فلم کو سلور پیکاک اور ایک لاکھ 25 ہزار کا انعام دیا گیا۔

اس فیسٹیول میں لتا منگیشکر افتتاحی تقریب میں خصوصی مہمان تھیں۔ ان کی معاون دو ایکٹریس رانی مکھرجی اور ایشوریہ بھی موجود تھیں افتتاحی فلم BRAIN STORM تھی جسے لائس بودانسکی کے ذریعہ ہدایت دی گئی تھی اور اختتامی فلم، دی مین آوٹ پاسٹ تھی جسے فن لینڈ کی آکی کوری ساک کے ذریعہ ہدایت دی گئی تھی۔

ہندوستان کا 34واں بین الاقوامی فلم فیسٹول 9 تا 19 اکتوبر 2003 کو منعقد کیا گیا 34ویں بین الاقوامی تقریب کے انڈین پنورما سیکشن کی 18 فیچر اور 13 غیر فلمیں شامل ہیں۔

ثقافتی پروگراموں کا تبادلہ: فلمی تقریب دائرکٹوریٹ کے ذریعہ مختلف ملکوں کی فلم تقاریب منعقد کی گئیں۔ ان میں اٹلی، پولینڈ، ماروے، کروشیا، ویتنام اور جنوبی افریقہ کی فلمیں دکھائی گئیں۔ ہانگ کانگ، مصر اور شکاگو، سوئزرلینڈ، جارجیا، یونائیٹڈ کنگڈم جاپان اور بھوٹان میں ہندوستانی فلم تقاریب منعقد کی گئیں۔ شکاگو ایٹروا سپکٹو آف شبانہ اعظمی کا انعقاد لندن میں کیا گیا۔

170 سے زیادہ ہندوستانی فلموں (فیچر اور غیر فیچر) کا دنیا کی تقریباً 65 تقاریب میں مظاہرہ کیا گیا۔ فلم تقاریب ڈائرکٹوریٹ نے انفرادی طور پر حصہ لینے والے نمائندوں کو نوآبجکشن سرٹیفکٹ بھی جاری کیے۔ ایشوریہ رائے کو کانس بین الا قوامی فلم تقریب کی جیوری کا ممبر بنایا گیا۔ کانس بین الاقوامی فلم تقریب میں ایٹروا سپکٹو آف راج کپور کا انعقاد کیا گیا۔

قومی فلم انعامات: 50ویں قومی فلم ایوارڈ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

فیچر فلم: پرکاش جھا کی چیرمین شپ میں 22 ممبروں کی جیوری نے 50 ویں قومی فلم ایوارڈ اور ہندوستانی پنورما 2003 اور ایشیائی مقابلہ سیکشن کے لیے ہندوستانی فلموں کا انتخاب کیا۔ سال 2002 کے لیے بہترین فیچر فلم بنگالی فلم مندمیر اپاکھیان، کو دیا گیا جس کی ہدایت بدھ دیو داس گپتا نے کی تھی۔ سنجے لیلا بھنسالی کی ہدایت میں بنی فلم ''دیوداس'' کو بہترین مقبول فلم اور بھرپور تفریح والی فلم کا ایوارڈ دیا گیا بہترین ایکٹر کا ایوارڈ وجے ویلوگن اور بہترین ایکٹریس کا خطاب کونسکونہ سین شرما کو دیا گیا۔

غیر فیچر فلم: راجیو مہروترا کی صدارت میں جوری نے قومی فلم ایوارڈ اور ہندوستانی پنورما 2003 کے لیے بہترین غیر فیچر فلم، نارائن گنگارام سروے، کو منتخب کیا۔

سنیما پر بہترین تحریر: ادے تارا نائر کی چیرمین شپ میں سنیما پر بہترین تحریر کے لیے جیوری نے ایوارڈ منتخب کیا سنیما پر بہترین کتاب کا انعام الہ پناسین کو دیا گیا یہ ایوارڈ ''رتو آئے رتو جائے'' اور پیرو ما اینڈ سنیما آف انڈیا سین، کے لیے دیا گیا۔ بہترین فلم تنقید کا ایوارڈ اتپل بہاری کو حاصل ہوا۔

بھارتی قومی فلمی محافظ خانہ

اس فلمی محافظ خانہ کا قیام فروری 1964 میں وزارت اطلاعات ونشریات کی میڈیا اکائی کے طور پر عمل میں آیا تھا۔ اس کے تین اہم مقاصد ہیں (i) بھارتی سینما کے ورثہ کی تلاش اکتساب اور آئندہ نسلوں کے لئے ان کا تحفظ (ii) دستاویزوں اور اعداد وشمار کی درجہ بندی وفلموں سے منسلک تحقیق اور (iii) فلمی ثقافت کی نشرو اشاعت کے مرکز کے طور پر کام کرنا۔ محافظ خانہ مئی 1969 سے ہی بین الاقوامی فلم محافظ خانہ وفاق کا ممبر ہے۔ جو اسے تحفظاتی تکنیک۔ دستاویز، کتابیات وغیرہ پر ماہرین کے مشورے اور مواد فراہم کراتا ہے۔ اور ممبروں کے درمیان نادر فلموں کا لین دین بھی ہوتا ہے۔ فلم کلچر کی اشاعت کے لیے سرگرمیوں کے حصہ کے طور پر بھارتی قومی فلم محافظ خانہ کے پونے واضع ہیڈ کوارٹر بنگلور، تروانت پورم اور کولکاتہ میں واقع اس کے تین علاقائی دفاتر اپنے ممبروں کو لائبریوں کی سہولیات بھی فراہم کرتے ہیں۔ NFAI ممبئی، کولکاتہ، بنگلور، چنئی، حیدرآباد، تروانت پورم، کوچی، جمشید پور اور پونے میں مشترکہ نمائشی پروگرام کا بھی انعقاد کرتا ہے۔ NFAI فلم اور ٹیلی ویژن کے اداروں FTII اور دیگر تعلیمی اور ثقافتی تنظیموں کے ساتھ فلمی پرکھ یا قدر شناسی کے قلیل مدتی اور طویل مدتی کورسوں کا اہتمام کرتا ہے۔ فلم محافظ خانہ ہندوستان اور غیر ملک میں ہونے والی بین الاقوامی تقاریب کے لیے فلموں کا اہم ذریعہ ہے۔

30 اپریل 2003 تک حصولیابی کی تفصیلات

فلمیں	14975
ویڈیو کیسٹ	1980
کتابیں	24556
اسکرپٹس	28360
پری ریکارڈ آڈیو کیسٹ	1092
اسٹلس	115561
وال پوسٹرس	11639
گیتوں کے کتابچے	10133
آڈیو ٹیپ (زبانی تاریخ)	170

پریس تراشے	137429
فولڈرس	7918
سلائیڈیں	7471
مائیکروفش	42
مائیکروفلم	1957
ڈسک ریکارڈ	2718
آڈیو کمپیکٹ ڈسک	91
ڈی وی ڈی	146

فلم سوسائٹی برائے اطفال

اس ادارے کو 1955 میں قائم کیا گیا تھا۔ پہلے یہ قومی اطفال و نوجوان فلم مرکز کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اس کے قیام کا مقصد فلموں کے ذریعے بچوں کو اقدار کے ساتھ ساتھ تفریح فراہم کرنا تھا۔ اس کا کام بچوں کے لئے فلمیں بنانا، انہیں حاصل کرنا، تقسیم اور نمائش کرنا ہے۔ CFSI کا ہیڈ آفس ممبئی میں ہے اور دہلی و چنئی میں اس کے علاقائی آفس ہیں۔

مرکز کے ذریعے بنی فلموں کو اضلاع کے مطابق پیکج پروگرام کے تحت فلموں کی نمائش کرتا ہے۔ 2002-2003 کے دوران 5,009 شو منعقد کیے گئے جن میں 21,71,741 اطفال ناظرین نے حصہ لے۔ سوسائٹی خود بنائی گئی فلموں کی ویڈیو کیسٹوں کی تقسیم بھی کرتی ہے۔ سال 03-2002 کے دوران ملک بھر میں 1,084 ویڈیو کیسٹ فروخت کیے گئے۔ سوسائٹی کی فلمیں پابندی کے ساتھ دوردرشن اور دیگر سیٹلائٹ چینلوں سے دکھائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ سوسائٹی کے ذریعے بنی فلموں کو مختلف قومی اور بین الاقوامی فلمی تقریبوں میں ارسال کیا جاتا ہے۔ سوسائٹی کے ذریعہ بنی فلموں کو کئی اعزاز بھی مل چکے ہیں۔ مرکز میں ہر دوسرے سال اپنی بین الاقوامی فلمی تقریب کا انعقاد بھی کرتا ہے۔ سوسائٹی نے سال 03-2002 میں 14 بین الاقوامی فلم تقاریب میں حصہ لیا۔

اشتہار اور مرئی نشر و اشاعت ڈائرکٹوریٹ

اشتہار اور مرئی نشر و اشاعت ڈائرکٹوریٹ (D.A.V.P) سرکار کی اولین ملٹی میڈیا اکائی ہے، جو لوگوں کو مرکزی حکومت (ریلوے کو چھوڑ کر) کی پالیسیوں، منصوبوں اور پروگراموں کی جانکاری دیتی ہے اور ترقیاتی سرگرمیوں میں حصہ لینے پر آمادہ کرتی ہے۔ یہ ایجنسی ان تمام وزارتوں کو سنگل ونڈو سروس فراہم کراتی ہے۔ ابلاغ کے لیے پریس اشتہار، آؤٹ ڈور پبلسٹی، نمائش، سمعی و بصری اور چھپے ہوئے پوسٹر، فولڈر، بروشرس اور بک لیٹ وغیرہ کا استعمال کرتی ہے۔ نئی دہلی میں قائم صدر مقام کے علاوہ ڈائرکٹوریٹ کے دو علاقائی دفاتر بنگلور اور گوہاٹی میں ہیں۔ کلکتہ اور چنئی میں ڈائرکٹوریٹ کے علاقائی تقسیمی مراکز ہیں۔ ملک بھر میں 35 علاقائی نمائش اکائیاں ہیں۔

پریس اشتہارات

DAVP حکومت ہند کی مختلف وزارتوں/محکموں اور کچھ خود مختار اداروں کی طرف سے اشتہارات جاری کرنے کے لیے اخبارات اور رسائل کا ایک پینل تیار کرتا ہے۔ یہ پینل نافذ کی گئی نئی اشتہارات پالیسی جس میں یکم مئی 2002 کو ترمیم کیا گیا، کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ اس پالیسی کے مطابق صرف ایسے اخبار و رسائل مجاز ہیں جو خبروں اور حالات حاضرہ، سائنس، آرٹ، ادب، کھیل، فلم اور ثقافتی موضوعات سے ہوں۔ ملک بھر سے 1,900 سے زیادہ پبلیکیشن DAVP کے موجودہ پینل میں شامل ہیں۔ ایک سال میں ڈائرکٹوریٹ کے ذریعہ اخبارات اور رسائل کو تقریباً 18,397 اشتہار جاری کیے گئے۔

مواد کی طباعت

ڈائرکٹوریٹ پوسٹر، فولڈر، کتابچے، بروشر، ڈائری، کیلنڈر، دیوار پر لٹکانے والی اشیاء، اسٹیکر وغیرہ جیسے تشہیری مواد کی طباعت کرتا ہے۔ یہ مواد غریب طبقے کے لوگوں کی سماجی، اقتصادی ترقی اور عوام کی فلاح و بہبود سے متعلق اسکیموں اور پروگراموں سے متعلق ہوتا ہے۔ ان کو مختلف زبانوں میں مشتہر کیا جاتا ہے۔ پورے سال میں تقریباً 680 پبلیکیشن کے لیے اشاعتی مواد کو طبع کرایا گیا۔

بیرونی تشہیر

مرکزی حکومت کی وزارت/محکموں کی ریاستوں پروگراموں کے پیغامات کے مظاہرے کے لیے ڈائرکٹوریٹ کے ذریعہ بورڈنگس، دیواروں پر پینٹنگ، سنیما سلائیڈس، کمپیوٹر کاری، الیکٹرانک ڈسپلے، کیوسک، بس کیو شیلٹروں، بس پر لگے پینل وغیرہ مختلف قسم کی بیرونی تشہیر کا استعمال کیا گیا۔ 03-2002 میں ڈائرکٹوریٹ نے 23,460 ڈسپلے کیے۔

نمائش

فوٹو نمائشیں قومی ترقی اور سماجی اہمیت کے مختلف امور کے پیغام کی تشہیر کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ ڈائرکٹوریٹ مختلف موضوعات کے لیے نمائش مواد، مونتاژ (فلم ترین) آرٹ فیکٹ کو ظاہری شکل فراہم کرتا ہے اور اس سے متعلق ڈیزائن، ترقی اور تعمیری کام کرتا ہے یہاں کے دوران ملک بھر میں 497 فوٹو نمائشیں لگائی گئیں جو 2,102 نمائشی دنوں تک جاری رہی۔

سمعی و بصری تشہیر

DAVP کے آڈیو ویڈیو یو سیل مختلف مرکزی وزارتوں، محکموں اور خود مختار اکائیوں سماجی موضوعات پر سافٹ ویر (پروگرام) بناتا ہے تاکہ آکاش وانی اور دوردرشن اور ڈائرکٹر آف فیلڈ پبلسٹی کی فیلڈ اکائیوں کے ذریعہ ان کا براڈ کاسٹ ٹیلی کاسٹ کیا جاسکے۔ سماعی و بصری پروگرام پینل میں شامل ایگزیکٹو پروڈیوسر سے تیار کرائے جاتے ہیں ان پروگراموں میں آڈیو اور آڈیو ویڈیو، اسپانسر شدہ اور لوک موسیقی پر مبنی ریڈیو پروگرام، پروموشنل ٹیلی فلمیں شامل ہیں، جو ہندی انگریزی اور علاقائی زبانوں میں ڈب کیے جاتے ہیں تاکہ انہیں قومی سطح پر براڈ کاسٹ ٹیلی کاسٹ کیا جاسکے۔ سال 03-2002 کے دوران 227 ریڈیو، اسپائس رجنگل، 207 ویڈیو اسپائس اور 4,913 اسپانسر کیے ہوئے پروگرام مختلف زبانوں میں تیار کیے گئے۔

ماس میلنگ ونگ

اشتہار اور مرئی ڈائرکٹوریٹ کی ماس میلنگ ونگ ایشیا کی سب سے بڑی ماس میلنگ ونگ میں سے ایک ہے۔ اس کے پاس 564 زمرات کے تقریباً 16 لاکھ تنظیموں کے پتے محفوظ ہیں۔ ان پتوں کو باقاعدہ اپ ڈیٹ کیا جاتا ہے اور وقتاً فوقتاً ان پر نظر ثانی کی جاتی ہے۔ 03-2002 کے دوران تقریباً 1.5 کروڑ خط بھیجے گئے۔

اسٹوڈیو

DAVP کا اپنا ایک مکمل اسٹوڈیو ہے جس میں مختلف مہم کے لیے مطلوبہ تشہیر مواد تیار کیا جاتا ہے۔ جس علاقے میں پبلسٹی مہم شروع کی جاتی ہے اس کی خصوصی تشہیری ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے مواد کا ڈیزاین ڈائرکٹوریٹ کے اپنے اسٹوڈیو میں تیار کیا جاتا ہے۔ اسٹوڈیو میں UTP سیل ہے جس میں پرنٹ پبلسٹی پریس اشتہار وغیرہ تیار کیے جاتے ہیں ہورڈنگ کیوسک بس بیک پینل، دیوار پینٹنگ وغیرہ بیرونی تشہیر کے ڈیزاین بھی خود تیار کیے جاتے ہیں۔

ڈائرکٹوریٹ آف فیلڈ پبلسٹی

علاقائی تشہیری ڈائرکٹوریٹ حکومت اور عوام کے درمیان دوطرفہ رابطے کے طور پر کام کرنے والا دیہی ترقی بین انفرادی ابلاغ کا ایک سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ''پنج سالہ منصوبہ اشتہاری تنظیم'' کے نام سے اسے 1953 میں قائم کیا گیا تھا۔ اور اس کا واحد مقصد منصوبے کو مشتہر کرنا تھا۔

1959 میں تنظیم کا نام بدل کر علاقائی تشہیری ڈائرکٹوریٹ کر دیا گیا۔ پچھلے کئی سالوں میں اس تنظیم کے میدان عمل کے ساتھ ساتھ اس کے مقاصد اور نصب العین کی بھی توسیع ہوئی ہے۔

ڈائرکٹوریٹ کے نصب العین اور مقاصد اس طرح ہیں (1) حکومت کی پالیسیوں اور پروگراموں کے بارے میں لوگوں کو براہ راست جانکاری دینا (2) عوام کو جمہوریت سوشلزم (اشتراکیت) اور سیکولرزم جیسی بنیادی قومی اقدار کی تعلیم دینا (3) قومی تعمیر کے پروگراموں میں عوام کا فعال تعاون حاصل کرنا اور ساتھ ہی ترقی و بہبود کے پروگراموں کی موافقت میں عوام کا رجحان بنانا اور (4) حکومت کے پروگراموں، پالیسیوں اور دیہی سطح پر ان پر عمل درآمد کے بارے میں عوام کے ردعمل سے سرکار کو واقف کرانا تاکہ ضرورت پڑنے پر مناسب کارروائی اور صحیح اقدام کئے جاسکیں۔ ڈائرکٹوریٹ خاص طور پر اجتماعی مباحثے، عوامی جلسے، سیمیناروں، سمپوزیم وغیرہ جیسے بین انفرادی ابلاغی ذرائع کا استعمال کرتا ہے جس کے تعاون سے یہ عوام تک اپنے پیغام پہنچاتا ہے۔ پروگراموں کو موثر بنانے کے لئے، ریلیوں جیسے رنگارنگ پروگراموں کے علاوہ نغمہ سرائی، رنگولی مباحثے، مضمون لکھنا، کھیل کود جیسے مقابلوں کا بھی انعقاد کیا گیا۔

دہلی میں صدر مقام کے علاوہ ملک بھر میں اس کے 22 صوبائی دفاتر اور 268 فیلڈز اکائیاں کام کر رہی ہیں۔ 2002-2003 کے دوران اہم یوم و ہفتوں، میلوں اور تقاریب کا کوریج کیا۔ 43532 فلم نمائش، 61,934 مذاکرات، 10,006 مخصوص پروگراموں اور 32429 تصویری نمائشوں 2,849 گیت اور ڈرامہ پروگراموں کا انعقاد کیا۔ علاقائی دفتروں نے 434 کامیابی کی کہانیاں اور 3,545 عوامی ردعمل رپورٹ بھی تیار کی۔

گیت اور ڈرامہ ڈویژن

گیت اور ڈرامہ ڈویژن کا قیام آل انڈیا ریڈیو کی ایک اکائی کے طور پر 1954 میں عمل میں آیا تھا۔ 1960 میں اسے وزارت اطلاعات ونشریات کے تحت ایک دفتر کی شکل میں خودمختار میڈیا اکائی کا درجہ فراہم کیا گیا۔ اس کا قیام پنج سالہ منصوبے کے لئے براہ راست باتدبیر میڈیا کے ذریعے، خاص کر روایتی اور لوک پرچار کے ذرائع کے مختلف فارموں (میکٹوں) کا استعمال کرنے کی غرض سے کیا گیا تھا۔ یہ تنظیم عوام کے ساتھ فوراً الحاق قائم کرنے اور نئی نئی آراء کو موثر ڈھنگ سے اپنے پروگراموں میں

شامل کرنے کی بہتر حالت میں ہے۔ یہ روایتی ڈرامہ، اوپیرا (رقص ڈرامے) لوک گیت، کٹھ پتلی جیسے مختلف اسٹیج پروگراموں میں روشنی، موسیقی کا استعمال کر کے شائقین کا دھیان قومی زندگی اور مختلف فیلڈ میں ہونے والی ترقی کے مختلف پہلوؤں کی طرف مبذول کراتا ہے۔

ڈویژن کے بھوپال، کلکتہ، چنڈی گڑھ، دہلی، گوہاٹی، لکھنؤ چنئی، پونا، بنگلور اور رانچی میں 10 علاقائی مراکز ہیں۔ اس کے 9 ذیلی مراکز بھونیشور، حیدرآباد، پٹنہ، امپھال، جودھپور، دربھنگہ، نینی تال، شملہ اور سری نگر میں ہیں۔

گیت اور ڈرامہ ڈویژن کے ذریعے سرحدی علاقوں میں تشہیر کا منصوبہ 1966 میں شروع کیا گیا۔ اس کا مقصد حساس بین الاقوامی سرحدی علاقوں میں عوام کا حوصلہ بلند رکھنے اور انہیں ملک کی یک جہتی اور سالمیت کے جذبے سے پرکھنا ہے۔ 1967 میں فوجی تفریح شاخ کی تشکیل کی گئی۔ اس کا مقصد سرحدی علاقوں میں مقرر فوجیوں کی تفریح کرنا ہے۔ نو دستوں میں سے ایک چنئی میں اور بقیہ دہلی میں ہیں۔ ڈویژن نے 1976 میں لائٹ اینڈ ساؤنڈ (روشنی اور آواز) اور سمعی بصری آمیزش سے ایک نئے ذرائع کی شروعات کی ہے۔ دہلی اور بنگلور میں ایک ایک لائٹ اینڈ ساؤنڈ اکائی ہے۔ 1981 میں ڈویژن نے قبائلی لوگوں کی حصہ داری کی غرض سے رانچی میں قبائلی مرکز قائم کیا ہے۔ یہ پروگرام جھارکھنڈ، بہار، اڑیسہ، چھتیس گڑھ اور مدھیہ پردیش کا احاطہ کرتا ہے۔

گیت اور ڈرامہ ڈویژن انفارمیشن اور براڈ کاسٹنگ امداد تشہیری اکائیوں مرکز ریاستی حکومت کے محکموں اور رضا کار تنظیموں کے ارتباط سے علاقائی پروگرام پیش کیے۔ یہ اکائی وزارت صحت و خاندانی بہبود وزارت دفاع، دیہی ترقی، فروغ انسانی وسائل وغیرہ کے ساتھ قریبی ارتباط سے کام کرتی ہے سال 03-2002 کے دوران ڈویژن نے وسیع قومی مرکزی خیال اور سرکاری پالیسیوں کے بارے میں تقریباً 32,500 پروگرام پیش کیے۔ یہ پروگرام زیادہ تر دیہی اور قصباتی علاقوں میں پیش کیے گئے۔

ٹریننگ

بھارتی ادارہ برائے فلم اور ٹی وی

ہندوستانی فلم اور ٹیلی ویژن ادارہ 3 سال کا ڈپلوما کورس عطا کرنے کے علاوہ ٹیلی ویژن میں ایک سال کا سرٹیفکٹ کورس منعقد کرتا ہے۔

بھارتی فلم اور ٹیلی ویژن ادارہ مختلف قومی اور بین الاقوامی فلمی تقاریب میں پابندی سے طلباء ڈپلوما فلموں کو نمائش کے لیے بھیجتا ہے۔ ڈپلوما طلباء کو پانچ فلموں کا بین الاقوامی ڈیبو فلم تقریب اسپرٹ آف فائر کے تحت انتخاب کیا گیا۔ اس تقریب کا انعقاد روس سائبیریا کھانٹی مانسک جیسے خود مختار خطوں میں 26 جنوری سے 2 فروری 2003 کے درمیان کیا گیا۔ دو سینیمیٹو گرافی طالب علم پنکج کمار (ان کے فلم نوٹوں کے لیے) اور اس مالتی دساری کو ڈائرکٹر آف فوٹو گرافی کے تحت ماسٹر کلاس کے لیے چن لیا گیا جسے اگست سے 7 ستمبر 2003 کے درمیان ہنگری کے بڈاپسٹ میں دکھایا گیا ہے۔ FTIIG NFAI کے ساتھ ملک کو ہر سال گرمیوں میں چار ہفتہ کا فلم جائزہ اس کا اہتمام کرتا ہے۔

ستیہ جیت رے فلم اور ٹی وی ادارہ

ستیہ جیت رے فلم اور ٹی وی ادارہ کا قیام 1995 میں کلکتہ میں ہوا اور مغربی بنگال سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ 1961 کے تحت

ایک تنظیم کی شکل میں اس کا رجسٹریشن 18 اگست 1995 کو کیا گیا۔ادارہ فلم اور ٹی وی ر پروگراموں کی تیاری اور متعلقہ دوسرے موضوعات پر تربیت دینے کا کام کرتا ہے۔اور تربیت یافتہ لوگوں کو ڈپلوما کی ڈگری دیتا ہے اس وقت درج ذیل مضامین پر 3 سال کے ڈپلوما کورس میں تربیت دی جارہی ہے۔ (1) فلم ہدایت کاری اور اسکرین پلے تحریر (2) فلم فوٹو گرافی (3) ایڈیٹنگ اور (4) ساؤنڈ ریکارڈنگ۔ادارہ قومی سطح کے مقابلہ جاتی امتحان کا انعقاد کرتا ہے جس سے اس کے مختلف شعبوں کے لیے مستقبل کے طلباء کا انتخاب ہو سکے۔اس ادارے کے آخری سال کے ڈپلوما کے طلباء کے ذریعہ بنائی گئی فلمیں جیسے، ینا چھا، بھور، ابھیان جینڈ پارٹی، کوچ، نے قومی ایوارڈ پانے کے علاوہ کئی پروقار ایوارڈ جیسے بنگال فلم جرنلسٹ ایسوسی ایشن ایوارڈ وغیرہ بھی پائے۔ان میں سے ایک فلم کھوج نے کاکس فلم تقریب 2001 میں بین الاقوامی ستائش حاصل کی۔SRFTI اکیندریہ ودیالیہ سنگٹھن اور جسمانی ر ذہنی طور پر معذور بچوں کے لیے ورکشاپ کا انعقاد کرتی ہے حال ہی میں IIS پروبیشنرس کے لیے بھی خصوصی تربیت دینا شروع کیا گیا۔

بھارتی ادارہ برائے ماس کمیونی کیشن

بھارتی ادارہ برائے ماس کمیونیکشن ماس کمیونی کیشن کی اعلی تعلیم، تحقیقات اور تربیت کا خود مختار ادارہ ہے۔اس کا قیام 1965 میں ہوا تھا اور یہ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1865 کے تحت رجسٹرڈ ہے۔اس ادارے کو وزارت اطلاعات و نشریات کے ذریعہ حکومت ہند سے صد فی صد تعاون ملتا ہے۔اس کی دھینکے نال (اڑیسہ) کوٹایام (کیرل) جھابوا، (مدھیہ پردیش) اور دیما پور (ناگالینڈ) میں چار شاخیں ہیں۔

ادارہ مندرجہ ذیل اہم نصابوں کو چلاتا ہے۔

(1) بھارتی اطلاعاتی خدمات گروپ A کے افسران کے لئے جدید نصاب (2) صحافت (انگریزی) میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلوما۔نئی دلی اور دھینکال (اڑیسہ) (3) صحافت (ہندی) میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلوما نصاب (4) اشتہار اور عوامی رابطے میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلوما نصاب (5) ریڈیو اور ٹیلیویژن صحافت میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلوما نصاب اور (6) غیر جانب دار اور ترقی پذیر ملکوں کے لئے ترقیاتی صحافت میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلوما نصاب۔ادارہ مرکزی ر ریاستی حکوست، پبلک سیکٹر کی تنظیموں میں کام کرر ہے کارکنوں کی میڈیا تربیت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے قلیل مدتی مخصوص نصاب اور ورکشاپ کا انعقاد کرتا ہے۔فوج اور پولیس کے سینئر افسران کے لئے بھی کورس چلائے جاتے ہیں۔ادارہ بین الاقوامی تنظیموں اور دیگر ایجنسیوں کے ذریعہ چلائے جارہے اور مالی اعانت یافتہ کورسوں کو بھی چلاتا ہے۔اس کے علاوہ ادارہ مرکزی حکومت کے مختلف میڈیا اکائیوں میں کام کرنے والے بھارتی اطلاعاتی خدمات کے ملازموں کے لئے بھی کئی ریفریشر کورسوں کا انعقاد کرتا ہے۔

پچھلے کئی سالوں میں بھارتی ادارہ برائے ماس کمیونی کیشن کے بین الاقوامی تنظیموں، سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کے لئے بڑے تحقیقاتی پروجیکٹوں کو بھی چلاتا ہے۔ بھارتی ادارہ برائے ماس کمیونی کیشن نے اپنی ویب سائٹ www.iime.ac.in شروع کیا ہے۔

22۔ منصوبہ بندی

ہندوستان کی منصوبہ بندی کے ہدف اور سماجی مقاصد کی بنیاد ہمارے آئین میں بیان ریاستی پالیسی کے اصول ہیں۔ ہماری معیشت میں عوامی اور نجی سیکٹروں کو ایک دوسرے کا تکمیلی جز سمجھا جاتا ہے۔ نجی سیکٹر میں منظم صنعتوں کے علاوہ چھوٹے پیمانے کی صنعت، زراعت، تجارت، تعمیر، مکان تعمیر اور دوسری چیزیں آتی ہیں۔ قومی ترقی کے لئے انفرادی کوشش اور نجی پہل کے ساتھ ساتھ مناسب تعاون بھی ضروری ہے۔ پہلے اقتصادی بنیاد اور بھاری صنعتوں میں بہت زیادہ اصل کاری کے ذریعہ عوامی سیکٹر کے فروغ کا بندوبست کیا گیا، لیکن اب عوامی سیکٹر میں سرمایہ کاری پر کم زور دیا جا رہا ہے اور یہ سوچا جا رہا ہے کہ منصوبہ بندی زیادہ سے زیادہ ہدایتی نوعیت کی ہو۔

وزیراعظم اٹل بہاری باجپئی پلاننگ کمیشن کے چیئرمین اور کے سی پنت پلاننگ کمیشن کے نائب چیئرمین ہیں۔ کمیشن کے ممبروں میں وزیر مالیات جسونت سنگھ، وزیر خارجہ یشونت سنہا، پلاننگ کے وزیر مملکت ایس۔ بی۔ مکھرجی (وہ شماریات اور پروگرام نفاذ کے بھی وزیر مملکت ہیں)، ڈاکٹر ایس۔ پی گپتا، ڈاکٹر ڈی این تیواری، سوم پال، ڈاکٹر کے وینکٹ سبرامنیم، جناب کمال الدین احمد اور جناب این۔ کے۔ سنگھ کل وقتی ہیں۔

پہلا منصوبہ

1951 میں کافی مقدار میں اناج کی درآمد اور معیشت پر افراط زر کے دباؤ کو ذہن میں رکھتے ہوئے پہلے منصوبے میں (56-1951) زراعت سمیت آبپاشی اور بجلی پراجیکٹوں کو ترجیح دی گئی۔ عوامی سیکٹر میں خرچ کے لئے مقررہ 2069 کروڑ روپے (بعد میں اسے بڑھا کر 2378 کروڑ روپے کر دیا گیا) کا تقریباً 44.6 فیصد ان کاموں کے لئے رکھا گیا۔ پہلے منصوبے میں اصل کاری کی شرح قومی آمدنی کے پانچ فیصد سے بڑھا کر تقریباً سات فیصد کرنے کا ہدف بھی رکھا گیا۔

دوسرا منصوبہ

دوسرے پانچ سالہ منصوبے (57-1956 سے 61-1960) میں ترقی کے ایک ایسے ڈھانچے کو بڑھاوا دینے کی کوشش کی گئی جس سے ملک میں اشتراکی طرز کے سماج کی تعمیر ہو سکے۔ دوسرے منصوبے کے اہم مقاصد تھے (1) قومی آمدنی میں 25 فیصد کا اضافہ (2) بنیادی اور بھارتی صنعتوں کی ترقی پر خاص زور دیتے ہوئے تیز صنعت کاری (3) روزگار کے مواقع کی تیزی سے توسیع اور (4) آمدنی اور ملکیت میں غیر مساوات کو کم کرنا اور اقتصادی اختیارات کی برابر تقسیم۔ دوسرے منصوبے کا ایک اور مقصد اصل کاری کی شرح کو تقریباً سات فیصد سے بڑھا کر 61-1960 تک 11 فیصد کرنا تھا۔ اس میں صنعت کاری پر خاص زور دیا گیا جس کے تحت لوہا اور فولاد نائٹروجن والی کھادوں سمیت بھاری کیمیکل کی پیداوار بڑھانے اور مشین بنانے والی صنعتوں کی ترقی کو بڑھاوا دینے پر زور دیا گیا تھا۔

تیسرا منصوبہ

تیسرے منصوبے (62-1961 سے 66-1965) کا مقصد خود کفیل ترقی کی سمت میں اہم پیش رفت کرنا تھا۔ اس کے فوری مقاصد تھے: (1) قومی آمدنی میں پانچ فیصد سالانہ سے زیادہ کا اضافہ کرنا اور اصل کاری کا ایسا انتظام کرنا جس سے کہ آنے والے منصوبے کے عرصے میں بھی یہ اضافی شرح برقرار رہے۔ (2) اناج کی پیداوار میں خود کفیل اور صنعت و برآمد کی ضرورت پوری کرنے کے لئے زرعی پیداوار بڑھانا۔ (3) فولاد، کیمیکل، ایندھن اور بجلی جیسی بنیادی صنعتوں کا فروغ اور مشین بنانے کی صلاحیت کو ترقی دینا تاکہ تقریباً دس سال کے عرصے میں ملک کے اپنے وسائل سے صنعت کاری مقاصد کو پورا کیا جا سکے۔ (4) انسانی وسائل کا پورا پورا استعمال کرنا اور روزگار کے مواقع میں ٹھوس اضافے کو یقینی بنانا۔ (5) یکساں مواقع کا بالترتیب فروغ، آمدنی اور جائداد کی غیر یکسانیت کو کم کرنا اور معاشی حقوق کی برابر تقسیم کرنا، تیسرے منصوبے کا ہدف قومی آمدنی میں تقریباً 30 فیصد کا اضافہ کرنا اور 61-1960 میں 14,500 کروڑ روپے سے بڑھا کر 66-1965 میں تقریباً 19000 کروڑ روپے (61-1960) کی قیمتوں کی بنیاد پر کرنا تھا۔ اس طرح فی کس آمدنی میں اسی عرصہ میں 17 فیصد کا اضافہ کر کے اسے 350 روپے سے بڑھا کر 386 روپے کرنے کا ہدف تھا۔

سالانہ منصوبے

1965 میں ہندو پاک جنگ سے پیدا صورت حال، دو سال تک مسلسل زبردست قحط، کرنسی کی کم قدری، قیمتوں میں عام اضافہ، وسائل میں گراوٹ جیسے اسباب سے چوتھے منصوبے کو آخری شکل دینے میں تاخیر ہوئی۔ اس لئے اس کی جگہ 1966 سے 1969 کی مدت کے دوران چوتھے منصوبے کے طرز کے تحت تین سالہ منصوبے بنائے گئے۔

چوتھا منصوبہ

چوتھے منصوبے (1974-1969) کا ہدف ترقی کی رفتار کو تیز کرنا اور غیر ملکی امداد کے غیر یقینی اثرات کو کم کرنا تھا۔ ان میں مساوات اور سماجی انصاف کو فروغ دینے کے پروگراموں کے ذریعہ زندگی کے معیار کو بہتر بنانے کی کوشش کی گئی۔ چوتھے منصوبے میں کمزور اور غریب طبقے کے لوگوں کی حالت کو بہتر بنانے، خاص طور سے ان کی تعلیم اور روزگار کے اہتمام کرنے پر زور دیا گیا۔ دولت، آمدنی اور اقتصادی قوت کی مرکزیت کو روکنے اور ان کی برابر تقسیم کی سمت میں بھی کوششیں کی گئیں۔

منصوبے میں خالص گھریلو پیداوار (69-1968 کی پیداوار لاگت کی بنیاد پر) میں اضافہ کرنے اور اسے 70-1969 میں 29071 کروڑ روپے سے بڑھا کر 74-1973 میں 38306 کروڑ روپے کرنے کا ہدف تھا۔ افزائش کی سالانہ اوسط مرکب شرح 5.7 فیصد مقرر کی گئی تھی۔

پانچواں منصوبہ

پانچویں منصوبے (79-1974) کو بناتے وقت افراط زر کا بہت زیادہ دباؤ تھا۔ اس منصوبے کا خاص مقصد خود کفیلی حاصل کرنا تھا اور غریبی کی سطح سے نیچے زندگی بسر کرنے والوں کی کھپت کے معیار میں سدھار کرنا تھا۔ پانچویں منصوبے میں افراط زر پر قابو اور اقتصادی حالات میں بہتری کی تدابیر میں استحکام لانے کو ترجیح دی گئی۔ اس میں قومی آمدنی میں 5.5 فیصد سالانہ شرح کے اضافے کا ہدف رکھا گیا تھا۔ پانچویں منصوبے کے عرصے میں چار سالانہ منصوبوں کو اس دوران پورا کیا گیا۔ بعد میں فیصلہ کیا

گیا کہ پانچویں منصوبے کو (79-1978) کے سالانہ منصوبے کے ساتھ مکمل کر دیا جائے اور نئی ترجیحات اور نئے منصوبوں کو لے کر آنے والے پانچ برسوں کے لئے نئے منصوبے کا کام شروع کیا جائے۔

چھٹا منصوبہ

غریبی دور کرنا چھٹے منصوبے (85-1980) کا اہم ہدف تھا۔ منصوبے کی حکمت عملی بنیادی طور پر یہ تھی کہ زراعت اور صنعت دونوں کے بنیادی ڈھانچے کو ایک ساتھ مضبوط کیا جائے۔ چھٹے منصوبے میں ایک دوسرے سے متعلق دشواریوں کو سلجھانے کے لئے الگ الگ غور کرنے کے بجائے ان پر منظم طریقے سے غور کرنے کا طریقہ اپنایا گیا۔ اس طرح سے انتظامی کارکردگی کو بڑھانے، سبھی سیکٹر کی حرکتوں پر کڑی نظر رکھنے، مقامی سطح پر ترقی کے خاص منصوبے بنانے کے عمل میں لوگوں کو سرگرم طور سے شامل کرنے اور منصوبوں کو تیزی اور موثر طریقے سے لاگو کرنے پر زور دیا گیا۔

چھٹے منصوبے کا حقیقی خرچ 1,09,291.7 کروڑ روپے (رواں قیمت پر) رہا۔ جب کہ عوامی سیکٹر کے لئے کل 97500 کروڑ روپے کے خرچ (80-1978 کی قیمتوں پر) کا بندوبست کیا گیا تھا۔ اس طرح 12 فیصد کا اضافہ ہوا۔ چھٹے منصوبے میں اوسط سالانہ شرح 5.2 فیصد رہی، جو اس عرصے کی مقررہ ترقی کی شرح تھی۔

ساتواں منصوبہ

ساتویں منصوبے (90-1985) میں افزائش، جدید کاری، خود کفیلی اور سماجی انصاف جیسے منصوبہ بندی کے بنیادی اصولوں کا احترام کرتے ہوئے اناج کی پیداوار، روزگار اور پیداوار بڑھانے کے پروگراموں پر زیادہ زور دیا گیا۔ موافق موسم، دوسرے خاص پروگراموں پر عمل اور حکومت و کسانوں کی انتھک کوششوں کی وجہ سے ساتویں منصوبے کے دوران اناج کی پیداوار فی صد بڑھی جبکہ 68-1967 سے 89-1988 کے طویل عرصے میں پیداوار کی شرح 2.68 فیصد اور حال ہی میں 80 کی دہائی کی پیداوار کی شرح 2.55 کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ بے روزگاری اور غریبی کو کم کرنے کے حال کے منصوبوں کے علاوہ ''جواہر روزگار یوجنا'' جیسے مخصوص پروگرام بھی شروع کئے گئے ہیں۔ اس سمت میں چھوٹی صنعتوں اور اناج پروسسنگ صنعتوں کی اہمیت کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ ساتویں منصوبے میں کل خرچ 2,18,729.62 کروڑ روپے (رواں قیمت کی بنیاد پر) رہا جب کہ عوامی سیکٹر کا کل خرچ 1,80,000 کروڑ روپے تھا۔ اس طرح 21.52 فی صد کا اضافہ ہوا۔ اس مدت میں کل گھریلو پیداوار کی سالانہ اوسط شرح 5.8 فیصد رہی جو نشانے سے 0.8 فیصد زیادہ تھی۔

سالانہ منصوبے

مرکز میں تیزی سے بدلتی سیاسی صورت حال کے پیش نظر آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کو (95-1990) عملی جامہ نہیں پہنایا جاسکا۔ اس دوران جون 1991 میں برسراقتدار نئی حکومت نے فیصلہ کیا کہ آٹھویں منصوبے کو پہلی اپریل سے نافذ کیا جائے اور (91-1990) اور (92-1991) کو الگ الگ سالانہ منصوبہ تسلیم کیا جائے۔ آٹھویں منصوبے کو نظر میں رکھتے ہوئے تیار کئے گئے سالانہ منصوبوں پر خاص زور روزگار کے زیادہ مواقع اور سماجی تبدیلی پر دیا گیا تھا۔

آٹھواں منصوبہ

آٹھویں پانچ سالہ منصوبے (97-1992) میں توازن ادائیگی اور افراط زر کی بگڑتی ہوئی حالت کی وجہ سے ساختی مطابقت

پالیسی اور وسیع استحکام پالیسیوں کو شروع کرنے کے فوراً بعد نافذ کیا گیا۔ ان مختلف ساختی مطابقت پالیسیوں کو رفتہ رفتہ لاگو کیا گیا تا کہ معیشت کو اور زیادہ ترقی کی سمت میں لے جایا جا سکے اور توازن ادائیگی اور افراط زر کی شکل کو مستقبل میں روکنے کے لئے معیشت کو مضبوط بنایا جا سکے۔ آٹھویں منصوبے میں ان اصلاحات کی وجہ سے پالیسی سے متعلق تبدیلیوں کو ذہن میں رکھا گیا۔ آٹھویں منصوبے میں سالانہ شرح افزائش 5.6 فیصد اور اوسط صنعتی شرح افزائش کا تقریباً 7.5 فیصد کا نشانہ ہے۔ یہ افزائش کے نشانے اضافی قیمت کے استحکام اور ملک کے توازن ادائیگی میں سدھار کے ساتھ ساتھ حاصل کئے جانے تھے۔

آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران اقتصادی کارکردگی کی کچھ نمایاں باتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) تیز اقتصادی ترقی، (ب) مصنوعاتی سیکٹر زراعت واس سے متعلق سیکٹر کی تیزی سے نمو (ج) برآمد اور درآمد میں اہم شرح افزائش، تجارت اور چالو کھاتہ گھاٹے میں سدھار اور مرکزی حکومت کے مالی گھاٹے میں اہم کمی۔

حالانکہ عوامی سیکٹروں اور مختلف محکموں کے ذریعہ اندرونی اور اضافی بجٹ کے وسائل کی ناکافی فراہمی کی وجہ سے مرکزی سیکٹر میں خرچ میں کمی دیکھنے کو ملی ہے۔ ریاستی سیکٹر میں یہ کمی بگڑتے ہوئے رواں محاصل کے توازن کی وجہ سے مناسب وسائل کی فراہمی نہ کرنے، ریاستی بجلی بورڈوں، نقل و حمل کارپوریشنوں، گھاٹے کا ابتدائی کھاتہ، اور چھوٹی بچت کی وصولی میں کمی کی وجہ سے ہے۔ پورے آٹھویں منصوبے کے دوران (عوامی اخراجات کو شامل کر کے) رواں قیمتوں کے مطابق 4,95,669 کروڑ روپے خرچ آیا، جب کہ (92-1991 کی قیمتوں کو لے کر) پبلک سیکٹر کے لئے 4,34,100 کروڑ روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا، جس کے نتیجے کے طور پر معمولی 14.2 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا۔ آٹھویں منصوبے کے آخری چار سالوں میں GDP 7.2 فی صد اوسط سالانہ اضافہ ہوا جب کہ ہدف 5.6 فی صد تھا۔

نواں منصوبہ

نویں پنچ سالہ منصوبہ (2002-1997) کو ہندوستان کی آزادی کی 50 ویں سالگرہ کے موقع پر شروع کیا گیا۔

اس کی اہم خصوصیات اس طرح ہیں: (1) نویں پنچ سالہ منصوبے کے دوران GDP میں سالانہ اضافہ 7 فی صد کی شرح پر حاصل کرنے کا ہدف رکھا جائے (2) چنیدہ "سات بنیادی کم سے کم خدمات" (BMS) پر زور دینے کے لئے ان خدمات کے لئے اضافی مرکزی امداد مہیا کرانا تا کہ مرحلہ وار طریقے سے ساری آبادی کی بنیادی، کم از کم خدمات مہیا کی جا سکیں۔ ان خدمات میں صاف پینے کے پانی کی فراہمی، پرائمری صحت خدمات کی آسانیاں فراہم کرنا، سب کے لئے ابتدائی تعلیم کا اہتمام، بے گھر غریب خاندانوں کو سرکاری تعمیر مکان امداد، بچوں کو تغذیاتی امداد، سبھی گاووں اور بستیوں کو سڑک سے جوڑنا، اور غریب کو دھیان میں رکھ کر پبلک ڈسٹری بیوشن سسٹم کو مضبوط بنانا شامل ہے۔ (3) مضبوط مالیاتی پالیسی کو اپناتے ہوئے مرکز، ریاستوں اور پبلک سیکٹر کے کاروباری اداروں کے بشمول حکومت کے مالیاتی گھاٹے میں تیزی سے کمی لانے پر دھیان مرکوز کرنا اور اس کے لئے مالی وصولیابی میں اصلاح اور غیر ضروری اخراجات پر کنٹرول، خصوصاً سبسڈی پر کنٹرول اور صارفین کے ذریعہ اجرت کی وصولیابی اور (4) منصوبے کی لامرکزیت اور ریاستوں اور پنچایتی راج اداروں پر زیادہ انحصار کرتے ہوئے اس کا نفوذ۔

قومی فروغ کونسل کے ذریعہ 48 ویں میٹنگ میں نویں پنچ سالہ منصوبے کے خاص مقاصد اس طرح ہیں۔ (1) زیادہ سے زیادہ روزگار پیدا کرنے اور غریبی کے خاتمے کے مقصد سے زراعت اور دیہی ترقی کو ترجیح (2) قیمتوں میں استحکام کے ساتھ ساتھ معیشت کی ترقی کی شرح کو تیز کرنا، (3) سب کے لئے خاص طور سے سماج کے کمزور طبقوں کے لئے خوراک اور تغذیہ بخش کھانے

کے تحفظ کو یقینی بنانا (4) محفوظ پینے کا پانی، صحت کی دیکھ بھال کی ابتدائی سہولیات اور سب کے لئے ابتدائی تعلیم (5) آبادی کی شرح نمو کو روکنا (6) ہر سطح پر عوام کی حصہ داری اور سماجی بیداری کے ذریعہ ترقی کے عمل کو ایسا بنانا جو ماحولیات کے مطابق ہو۔ (7) عورتوں اور درج فہرست ذاتوں و درج فہرست قبیلوں اور دوسری پچھڑی ذاتوں واقلیتوں، سماجی سطح پر محروم طبقوں کی سماجی و اقتصادی تبدیلی اور ترقی کے لئے نمائندے کے طور پر سامنے آسکیں (8) پنچایتی اداروں کو آپریٹیوز اور خود کے وسائل پیدا کرنے والے گروپوں جیسے عوام کی شراکت والے اداروں کو آگے بڑھانا اور ترقی دینا، (9) خود کفیلی کی کوششوں کو مضبوط کرنا۔

نویں پنج سالہ منصوبے کے نظریاتی پرچے میں حالانکہ 7 فی صد اضافہ کی شرح کا ہدف رکھا گیا تھا، لیکن اصل میں اسی منصوبے میں مجموعی گھریلو پیداوار (GDP) میں 6.5 فی صد اوسط سالانہ اضافہ کی شرح کا ہدف رکھا گیا ہے۔ منصوبے کے پہلے دو سالوں میں گھریلو اور بین الاقوامی حالات میں تبدیلی کو دیکھتے ہوئے ہدف میں کمی کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ اس بنیاد پر ممکنہ ترقیاتی شرح تقریباً 5.4 فی صد رہنے کی امید ہے۔

کامیابیاں

1950-51 سے 2001-02 کے دوران قومی آمدنی، خالص قومی پیداوار میں 8.4 گنا اضافہ ہوا ہے۔ یہ 1,32,367 کروڑ روپے سے بڑھ کر 11,15,157 کروڑ روپے تک پہنچ گیا ہے، (1993-94 کی قیمتوں پر) یعنی سالانہ 4.3 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ فی کس آمدنی میں 2.9 گنا اضافہ ہوا ہے۔ یہ 3,687 روپے سے بڑھ کر 10,754 روپے تک پہنچ گئی ہے۔ یعنی ہر سال کل 2 فیصد کی مرکب افزائش درج کی گئی ہے۔ یہ بھی شماریات 1993-1994 کی قیمت پر جزوی لاگت کی بنیاد پر کی گئی ہیں۔

درج ذیل جدول میں دکھایا گیا ہے کہ ہندوستان میں منصوبہ بندی کی شروعات سے خام گھریلو پیداوار کے لحاظ سے ہندوستان معیشت ترقیاتی کارکردگی مقررہ ہدف کے مقابلے کیا رہی۔ نو منصوبہ مدتوں میں سے پانچ میں معیشت کی کارکردگی بہتر رہی اور دوسرے منصوبے میں بھی فرق بہت زیادہ نہیں تھا۔ جہاں تک تیسرے اور چوتھے منصوبے کا تعلق ہے، اس مدت میں ملک کو ہم غیر متوقع حالات کا سامنا کرنا پڑا جن میں 1965 اور 1966 کی خشک سالی اور 1965 میں پاکستان کے ساتھ جنگ بھی شامل ہے۔ چوتھے منصوبے میں مسلسل تین سال تک 1971-73 خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا اور 1973 میں تیل کی قیمتوں میں زبردست اچھال بھی آیا۔ انھیں اسباب سے شرح اضافہ میں کمی رہی۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ چوتھے منصوبے سے معیشت کی شرح اضافہ میں بہتری ہوئی ہے لیکن نویں منصوبے میں کچھ پریشانی ہے۔ اس طرح حقائق سے پتہ لگتا ہے کہ ہندوستانی معیشت اچھی حالت میں ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ محتاط رہنے کا بھی تقاضا کرتی ہے۔

جدول: پنج سالہ منصوبہ میں ترقیاتی کارکردگی

فی صد سالانہ

	ہدف	حقیقی
1۔ پہلا منصوبہ (1951-56)	2.1	3.60
2۔ دوسرا منصوبہ (1956-61)	4.5	4.21
3۔ تیسرا منصوبہ (1961-66)	5.6	2.72
4۔ چوتھا منصوبہ (1969-74)	5.7	20.5
5۔ پانچواں منصوبہ (1974-79)	4.4	4.83

6۔ چھٹا منصوبہ (85-1980)	5.2	5.54
7۔ ساتواں منصوبہ (90-1985)	5.0	6.02
8۔ آٹھواں منصوبہ (97-1992)	5.6	6.68
9۔ نواں منصوبہ (2002-1997)	6.5	5.35

نوٹ: پہلے تین منصوبوں کے لیے نمو کی شرح قومی آمدنی کے لحاظ سے رکھی گئی تھی۔ چوتھے منصوبے میں یہ خالص گھریلو پیداوار کے لحاظ سے تھی۔ اس کے بعد کے سارے منصوبوں میں یہ عامل لاگت پر کل گھریلو پیداوار رہی ہے۔

دسواں منصوبہ

دسویں پنج سالہ منصوبے (2002 تا 2007) کو قومی ترقیاتی کونسل نے 21 دسمبر 2002 کو اپنی منظوری دی۔ منصوبے میں مزید اصلاح کرتے ہوئے اس میں قومی ترقیاتی کونسل کے ان مقاصد کو شامل کیا گیا:۔ دس سالوں میں فی کس آمدنی دوگنی کی جائے گی اور سالانہ مجموعی گھریلو پیداوار کی شرح 8 فی صد حاصل کی جائے گی۔ معاشی ترقی ہی منصوبے کا واحد مقصد نہیں ہے۔ ترقی کا فائدہ معیار زندگی کو بہتر بنانے میں بھی ملے، اس کے لیے درج ذیل اہم مقاصد کا تعین کیا گیا ہے:۔ 2007 تک غریبی کی سطح میں کمی کرکے 26 فی صد سے 21 فیصد تک لانا، 2001-1991 کے دہے کے آبادی اضافے کے 21.31 فی صد سے گھٹا کر 11-2001 میں 16.7 فی صد تک لانا، فورس اضافے کے ساتھ ہم آہنگی قائم رکھتے ہوئے فائدہ مند روزگار میں اضافہ کرنا، 2003 تک سبھی بچوں کو اسکولوں میں داخلہ دینا اور 2007 تک سبھی بچوں کی پانچویں کلاس تک پڑھائی پوری کرنا، خواندگی اور یومیہ مزدوری کی شرح میں مردوں اور عورتوں کے فرق کو 50 فی صد تک کم کرنا، 2000-1999 کی خواندگی شرح 65 فی صد کو بڑھا کر 2003 میں 75 فی صد کرنا، سبھی گاؤوں میں پینے کا پانی مہیا کرنا، 2000-1999 کی شرح اموات اطفال 72 کو 2007 میں کم کرکے 45 تک لے آنا 2000-1999 کو مادری شرح اموات 4 کو گھٹا کر 2001 میں 2 تک لانا، 2000-1999 کے 19 فی صد جنگل کو درخت کو بڑھا کر 2000 میں 25 فی صد کرنا، سبھی اہم ندیوں کے آلودہ مقامات کو صاف کرنا، دسویں منصوبے کو سماجی اور معاشی مقصد حاصل کرنے کے لیے آٹھ فی صد کے اضافے کی شرح کو ضروری سمجھا گیا۔ دس سالہ ترقیاتی کارکردگی اور پچھلے دو دہوں میں ملک کی ترقی کی تیز رفتاری کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس مقصد کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

دسویں منصوبے کی متعدد نئی خصوصیات ہیں جن میں درج ذیل شامل ہیں:۔

اولاً، منصوبے میں اگلے دہے میں لیبر فورس میں تیزی سے ہونے والے اضافے کو تسلیم کیا گیا ہے۔ موجودہ اضافہ شرح اور پیداوار میں موجودہ کمیتی محنت سے بے روزگاری بڑھنے کا امکان ہے جس سے سماجی بے اطمینانی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس سے دسویں منصوبے میں زراعت آبپاشی، زرعی جنگل پانی، چھوٹی اور مجھلی صنعتوں، انفارمیشن اور مواصلاتی ٹکنالوجی اور روزگار کے امکانات والے شعبوں پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے منصوبے کی مدت کے دوران 10 کروڑ روزگار پیدا کرنے کا ہدف رکھا گیا ہے۔ سبھی مقاصد اور اہداف کو حقیقت میں بدلنے کا نشانہ رکھا گیا ہے۔

دوسرے، منصوبے میں غریبی کے مسائل اور سماجی اشارہ کاروں کی کم تر سطح کی عدم قبولیت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ حالانکہ پچھلے منصوبوں میں بھی یہ سبھی مقاصد تھے لیکن اس منصوبے میں مخصوص ہدف رکھے گئے ہیں جس پر نگرانی رکھی جائے گی اور جنھیں ترقی کے مقصد کے ساتھ ساتھ حاصل کرنا ضروری ہے۔

تیسرے، چونکہ قومی اہداف یقینی طور پر متوازن علاقائی ترقی میں تبدیل نہیں ہو پائے اور ہر ایک ریاست کی اپنی الگ صلاحیتیں اور بندشیں ہوتی ہیں اس لیے دسویں منصوبے میں متفرق ترقیاتی حکمت عملی اپنائی گئی ہے۔ یہ بھی پہلی بار ہوا ہے کہ ریاست وار ترقی اور دیگر نگرانی رکھے جانے والے ہدف ریاستوں کے ساتھ مشورے کے بعد طے کیے گئے ہیں اس سے ریاست اپنے ترقیاتی منصوبوں پر بہتر ڈھنگ سے دھیان دے سکیں گی۔

دسویں منصوبے کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مانا گیا ہے کہ منصوبے کا جیسا تصور کیا گیا ہے اسے حاصل کرنے کے لیے حکمرانی نظام کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اس بارے میں منصوبے کی اصلاحات کے تناظر میں فہرست تیار کی گئی ہے۔

آخر میں، دسویں منصوبے میں ان پالیسیوں کا تفصیلی طور پر جائزہ لیا گیا ہے جو موقوفی معیشت کو دھیان میں رکھتے ہوئے ضروری ہوں گے۔ اہم اداروں کی وضع پر بھی منصوبے میں غور کیا گیا ہے۔ دسویں منصوبے میں مرکز اور ریاستوں دونوں کے لیے نہ صرف توجہ کے ساتھ تیار کیے گئے وسطی مدت کی معاشی پالیسی کا خاکہ دیا گیا ہے بلکہ ہر سیکٹر کے لیے ضروری ادارہ جاتی اصلاحات کی پالیسی کا بھی خلاصہ کیا گیا ہے۔

معیشت کی اضافی پونجی پیداوار کا تناسب گھٹ کر 3.6 تک آنے کا امکان ہے جبکہ نویں منصوبے کے دوران یہ 4.5 تھا۔ یہ موجودہ صلاحیتوں کے بہتر استعمال اور پونجی کے معقول حلقہ جاتی تخصیص اور استعمال سے ممکن ہو پایا۔ اس لیے ترقیاتی ہدف کو حاصل کرنے کے لیے خام گھریلو پیداوار کی 28.4 فی صد اصل کاری شرح ضروری ہے۔ اس ضرورت کو خام گھریلو پیداوار کی 26.8 فی صد کی گھریلو بچت اور 1.6 فی صد بیرونی بچت سے پورا کیا جائے گا۔ اضافی گھریلو بچت کی بھاری مقدار میں سرکاری بے بچتی کو خام گھریلو پیداوار کے 4.5 سے گھٹا کر 0.5 تک لا کر حاصل کیا جائے گا۔

دسویں منصوبے میں کارکردگی بڑھانے، کاراندازی توانائی کو تقویت دینے اور اسراعی اور مستحکم ترقی کی تدابیر کی شناخت کی گئی ہے۔ دسویں منصوبے میں زراعت مرکزی منصوبہ ہوگا۔ زراعت کے سلسلے میں اہم اصلاحات شامل ہیں۔ تجارت اور کاروبار میں بین ریاستی رکاوٹوں کو دور کرنا، ضروری اشیا ایکٹ میں ترمیم زرعی پیداوار مارکیٹنگ ایکٹ میں ترمیم، زرعی تجارت، زرعی صنعت، اور برآمد کے طریقہ عمل میں نرم کاری، معاہدہ کاشتکاری کی حوصلہ افزائی، زرعی زمین کو پٹے پر دینے اور لینے کی اجازت دینا، اناج سے متعلق مختلف ایکٹ کی جگہ پر ایک جامع غذا ایکٹ تیار کرنا، سبھی اشیاء کو مستقبل کے کاروبار کی اجازت دینا، ذخیرہ کرنے اور تجارت کے لیے سرمایہ فراہمی سے پابندی ہٹانا۔

اصلاحات کے دیگر اقدامات میں شامل ہیں: SICA کو منسوخ کرنا اور اثاثوں کی منتقلی کو آسان بنانے کے لیے دیوالیہ پن اور سقوط استحقاق کے قوانین کو مضبوطی فراہم کرنا، لیبر قوانین میں اصلاح، قرضوں کا اہتمام، ٹکنالوجی، مارکیٹنگ، اور مہارت کی دستیابی میں اصلاح کے لیے دیہی اور چھوٹے صنعتی حلقوں میں پالیسی پر مبنی اصلاح کرنا اور چھوٹی صنعت کو مرحلہ وار ڈی ریزرویشن کرنا، بجلی بل، کوئلہ قومیانے کے ایکٹ میں ترمیم اور مواصلاتی کنورجنس بل کو جلدی نافذ کروانا، پابندیوں کو ہٹا کر نجی سڑک نقل و حمل مسافر خدمات پر سے پابندی ہٹانے اور سڑکوں کے رکھ رکھاؤ میں نجی سیکٹر کی حصہ داری بڑھانے کے لیے حوصلہ افزائی کرنا، شہری ہوابازی پالیسی کو جلد ہی اپنانا، شہری ہوابازی سیکٹر کے لیے ضابطہ پر مبنی ڈھانچہ تیار کرنا اور نجی سیکٹر کی حصہ داری سے اہم ہوائی اڈوں کو فروغ دینا، بڑھتے علاقائی عدم توازن کا معاملہ قابل توجہ ہے اس لیے دسویں منصوبے میں متوازن اور یکساں علاقائی ترقی پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اس کے لیے منصوبے میں ریاست وار ترقی ہدف کا گوشوارہ دیا گیا ہے۔ پالیسی اور انتظامی اصلاحات کی فوری ضرورت پر بھی زور دیا گیا ہے۔

منصوبے میں طے کیے گئے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے غالباً حکمرانی نظام بھی ایک نہایت اہم نقطہ ہے۔ اس سمت میں جو قدم اٹھائے جانے مطلوب ہیں ان میں سے کچھ اس طرح ہیں:۔ لوگوں کی حصہ داری بڑھانا اور خاص طور پر پنچایتی راج اداروں اور شہری اداروں کے ذریعہ عوام کی حصہ داری میں اضافہ کرنا، سماج اور خاص طور پر رضاکار تنظیموں کو ترقیاتی عمل میں حصہ دار بنانا، اطلاعات حاصل کرنے کے حق کے لیے قانون وضع کرنا، شفاف جوابدہی، کارکردگی اور اوقات کار کے تحفظ میں اصلاح کے لیے سول خدمات کو بہتر بنانا، انعامات اور تعزیر کے معقول نظام کو فروغ دینا، حکومت، جسامت اور کردار منظم کرنا اور محاصل اور عدالتی نظام میں اصلاح اچھی حکمرانی کے لیے انفارمیشن ٹکنالوجی کا استعمال کرنا۔

زراعت

حکومت ہند کی خام گھریلو پیداوار میں زراعت کا اشتراک 24.2 فی صد ہے (2001-02 کو ختم سہ ماہی میں) ہے اور یہ ملک کی آبادی کے 89 فی صد لوگوں کو ذریعہ معاش فراہم کرتی ہے۔ پیشگی انداز کے مطابق 2002-03 میں اناج پیداوار 1841 ملین ٹن، تلہن پیداوار 15.6 ملین ٹن، گنا 2793 ملین ٹن اور کپاس پیداوار 15.6 ملین ٹن گانٹھیں (ہر ایک 170 کلوگرام کی) رہنے کا اندازہ ہے۔ دودھ کی پیداوار 81 ملین ٹن، گوشت کی پیداوار 4.7 ملین ٹن، انڈے کی تعداد 32 ارب 4 کروڑ اور اون پیداوار 49.2 ملین کلوگرام رہنے کی توقع ہے۔

سال 2001-02 کے دوران مال مویشی اور مچھلی پالن شعبے کا اشتراک تقریباً 1,70,205 کروڑ روپے رہا۔ صرف دودھ کا اشتراک ہی 1,01,990 کروڑ روپے ہے۔ مال سیکٹر کا اشتراک خاندان کی آمدنی بڑھانے اور دیہی علاقوں میں آمدنی کے مواقع پیدا کرنے میں نمایاں رہتا ہے۔ باغبانی (پھل) میں 4.50 ملین ٹن کی حصولیابی رہی جبکہ 2000-1999 میں سبزی کی پیداوار 9083 ملین ٹن تھی۔ باغبانی سیکٹر میں پھل اور سبزیوں کے علاوہ پھولوں کی کھیتی، ناریل، کاجو، مشروم، جڑی بوٹیوں اور خوشبودار پودے شامل ہیں۔

نویں منصوبے کے دوران جو اہم قدم اٹھائے گئے ان میں قومی زرعی پالیسی 2000 کے علاوہ زرعی منصوبے میں میکرو مینجمنٹ، قومی زراعت اور دیہی ترقیاتی بینک کے پاس فاضل آب ترقیاتی فنڈ کی تخلیق، شمال مشرقی علاقے میں باغبانی مربوط ترقی، مشرقی ہندوستان میں فصلوں کی پیداوار بڑھانے کے لیے کھیت کھلیان میں آبی نہر کے لیے پروگرام بنانے، بیج سیکٹر میں اصلاح، کھیتی کے لیے دیے جانے والے قرضوں کی دستیابی میں اضافہ، قومی انشورنس منصوبے کا نفاذ، کول اسٹوریج کی تعمیر جدید کاری توسیع کے لیے پونجی سبسڈی، بازار انفارمیشن نیٹ ورک، کوآپریٹو سیکٹر میں وصول اور کم سے کم قیمت پر صنعتیں کرنے کے لیے تکنیکی مشین وغیرہ شامل ہیں۔ باغبانی سیکٹر میں پیداوار اور پیداوار سیکٹر میں اصلاح، پیداواری لاگت میں کمی، مصنوعات کے معیار میں بہتری، افزائش قیمت، مارکیٹنگ اور برآمد کی حوصلہ افزائی ادارہ جاتی تائید کو مضبوط کرنا اور فروغ انسانی وسائل شامل ہیں۔

دسویں منصوبہ میں پانی اور زمین جیسے قدرتی وسائل کے متواتر انتظامیہ میں توجہ دی جائے گی۔ زراعت کی حوصلہ افزائی کے لیے دیہی ڈھانچے کے فروغ کے لیے مناسب طور پر زور دیا جائے گا تاکہ کسانوں کی زرعی اشیاء کی قیمت کے تعین میں حصہ داری کو بڑھایا جاسکے۔

آبپاشی

آبپاشی میں بڑے، اوسط اور چھوٹے منصوبوں کی صلاحیت 1950-51 میں دو کروڑ 26 لاکھ ہیکٹر سے بڑھ کر پہلے منصوبے کے آخیر میں دو کروڑ 62 لاکھ 60 ہزار، دوسرے منصوبے کے آخیر میں 2 کروڑ 90 لاکھ 80 ہزار، تیسرے منصوبے کے آخیر میں 3 کروڑ 35 لاکھ 70 ہزار اور 1966-69 میں 3 کروڑ 71 لاکھ ہیکٹر ہوگئی۔ 1969-74 کے آخیر میں آبپاشی کی صلاحیت 4 کروڑ 42 لاکھ ہیکٹر تک بڑھائی گئی۔ 1979-80 تک یہ 5 کروڑ 66 لاکھ 10 ہزار اور 1981-85 تک 6 کروڑ 52 لاکھ 20 ہزار ہیکٹر تک پہنچ گئی۔ آٹھویں منصوبے کے آخیر یعنی 1996-97 تک آبپاشی کی صلاحیت 8 کروڑ 62 لاکھ 60 ہزار ہیکٹر تک حاصل کی گئی اور اس کا استعمال 7 کروڑ 72 لاکھ 20 ہزار ہیکٹر میں کیا گیا۔ نویں پنج سالہ منصوبے میں 3 کروڑ 39 لاکھ 80 ہزار ہیکٹر علاقے میں پیدا آبپاشی صلاحیت 8 کروڑ 80 لاکھ ملین ہیکٹر صلاحیت کا استعمال کیا گیا تھا۔ نویں منصوبہ کی اصل کاری اور حصولیابیوں کی بنیاد پر دسویں منصوبہ کے دوران ایک کروڑ 17 لاکھ 50 ہزار ہیکٹر اضافی آبپاشی صلاحیت پیدا کرنے کا ہدف رکھا

گیا۔ اس میں سے 60 لاکھ ہیکٹر آبپاشی صلاحیت بڑی اور مجھلی آبپاشیوں سے اور 50 لاکھ 75 ہزار ہیکٹر کی صلاحیت چھوٹی آبپاشی اسکیموں سے حاصل کی جائے گی۔

توانائی

توانائی سیکٹر میں کل منصوبہ صلاحیت (استعمال میں نہ لائی گئی پیداواری صلاحیت کو لے کر) جو 1950 میں صرف 2301 میگاواٹ تھی، مارچ 2001 کے آخیر میں بڑھ کر 1,17,782 میگاواٹ (استعمال میں نہ لائی گئی پیداواری صلاحیت کے بشمول) ہوگئی۔

دیہی الیکٹریفکیشن پروگرام کے تحت آٹھویں منصوبے کے آخیر تک (1991 کی مردم شماری کے مطابق) 5 لاکھ 87 ہزار گاؤوں میں سے 4 لاکھ 99 ہزار گاؤوں میں بجلی پہنچا کر بجلی لگانے کا 86.7 فیصد ہدف حاصل کیا گیا۔

تعلیم

1986 میں نئی قومی تعلیمی پالیسی میں اس کارروائی منصوبے (پروگرام آف ایکشن) کے تحت 21 ویں صدی شروع ہونے سے پہلے 14 سال کی عمر کے سبھی بچوں کو اطمینان بخش سطح کی مفت اور لازمی تعلیم دینے کا ہدف رکھا گیا تھا۔ نویں منصوبے کے تحت تعلیم کے ہدف کو تین حصوں میں بانٹا گیا ہے۔ سبھی کی تعلیم تک رسائی، سبھی کو تعلیمی عمل میں بنائے رکھنا اور سبھی کو خواندہ بنانا، سال 2000 تک سب کے لئے ابتدائی تعلیم کے نظام کا ہدف حاصل کرنے کے لئے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ساتھ صلاح ومشورے کے بعد مندرجہ ذیل اہم پالیسیاں طے کی گئیں۔

(1) درمیان میں ہی پڑھائی چھوڑنے والوں کے مسائل پر قابو کرنا اور پڑھائی جاری رکھنے پر زور (2) تعلیمی طور پر پسماندہ ریاستوں سے دھیان ہٹا کر پچھڑے اضلاع پر دھیان مرکوز کرنا (3) تعلیم حاصل کرنے کی کمترین سطح تک سبھی کی رسائی کو یقینی بنانا (4) اسکول کو زیادہ کارگر بنانا، اساتذہ کی صلاحیت، تربیت میں اصلاح اور انہیں ترغیب دینا (5) پنچایتی راج اداروں ردیہی تعلیم کمیٹیوں کے ذریعہ سے منصوبے کی لامرکزیت اور شراکت داری پر زور دینا۔

ملک میں ابتدائی تعلیم میں مثبت سدھار لانا اور تعلیم کی توسیع کرنے کے سلسلے میں ٹھوس اقدامات کرنا۔ ان میں آپریشن بلیک بورڈ، غیر رسمی تعلیم کی کمترین سطح، اساتذہ کی تعلیم کی تنظیم وتشکیل نو، پرائمری تعلیم کے لئے مقوی کھانے کا پروگرام (دوپہر کا کھانا) ضلع پرائمری تعلیم پروگرام اور اسکول میں داخلوں کو بڑھانا اور بنیادی تعلیم میں اصلاح شامل ہیں۔

اس کے نتیجے میں پچھلے سالوں میں ہمہ گیر ابتدائی تعلیم پروگراموں میں سدھار ہوا ہے۔ ابتدائی اسکولوں (درجہ ایک سے 5 تک) کی تعداد 1951-1950 کے 2.09 لاکھ کے مقابلے 1999-1998 میں بڑھ کر 6.41 اپر پرائمری اسکولوں (چھ سے آٹھویں تک) کی تعداد 51-1950 کے مقابلے 0.13 لاکھ سے بڑھ کر 1999-1998 میں 1.98 لاکھ ہوگئی۔ پرائمری سطح پر لڑکیوں کی داخلہ تعداد 1951-1950 کی 50 لاکھ 60 ہزار کے مقابلے 1999-1998 میں بڑھ کر 4 کروڑ 82 لاکھ اور اپر پرائمری اسکولوں میں 5 لاکھ سے بڑھ کر ایک کروڑ 69 لاکھ 80 ہزار ہوگئی۔ لڑکیوں کے داخلے کی شرح لڑکوں کے مقابلے زیادہ رہی۔

پرائمری سطح پر لڑکیوں کے داخلے کا تناسب 51-1950 کے 24.80 سے بڑھ کر 1999-1998 میں 85.18 ہو گیا ہے۔ تازہ رجحانوں سے پتہ چلتا ہے کہ پرائمری سطح پر داخلوں میں جنس کا امتیاز کم ہو رہا ہے۔ حالانکہ اس کی رفتار دھیمی ہے۔ پرائمری سطح پر تعلیم ادھوری چھوڑنے والی لڑکیوں کی شرح بھی 61-1960 کی 70-90 کے مقابلے 2000-1999 میں گھٹ کر 42.28 فی صد رہ گئی۔ غیر رسمی تعلیم کے تحت نویں پنج سالہ منصوبے کے دوران متعدد ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں پروگراموں کو مضبوط کرنے پر زور دیا جا رہا ہے۔

حالانکہ آزادی کے بعد سے خواندگی اور ابتدائی تعلیم کے شعبے میں نمایاں پیش رفت دکھائی دیتی ہے تاہم ابھی ملک سبھی کے لیے تعلیم (EFA) کے ہدف سے کافی پیچھے ہے۔ ان اہداف کو حاصل کرنے کے لیے وسیع ڈھانچہ موجود ہے۔ لیکن اس میں کافی خلا ہے جنھیں پر کیے جانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے وسط مدت میں زمینی سطح کی تفصیلی منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دسویں پنج سالہ منصوبے کی تجاویز خاص طور پر مددگار ثابت ہوں گی۔

دسواں منصوبہ ابتدائی تعلیم کی ہمہ گیریت کے ہدف کو حاصل کرنے کے لیے ایک نئے نظریے کو پیش کرتا ہے۔ اب تک ابتدائی تعلیم کے شعبے کے لیے ہدف مقرر کر کے بنائے گئے پروگراموں کی نوعیت غیر مربوط مستحکم تھی۔ دن میں یا تو مخصوص خطوں کی بات تھی جیسے کہ لوک جمبش یا صرف اسکولی ساخت سے متعلق تھا جیسے کہ آپریشن بلیک بورڈ کا ہدف مقرر کیا گیا تھا کچھ پروگرام جیسے ضلع، ابتدائی تعلیم پروگرام کی نوعیت حالانکہ جامع تھی تاہم ابتدائی تعلیم پر ہی مرکوز رہی جس میں اپر پرائمری تعلیم کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ یہ پروگرام ملک کے نصف حصے سے بھی کم میں چل رہا تھا جس میں مشرق شمال (آسام کو چھوڑ کر) پنجاب اور جموں وکشمیر جیسے اہم علاقے چھوٹ گئے تھے۔ پورے ملک کو شامل کرنے کے کلی اور متقارب انداز نظر والے ایک جامع پروگرام کی اب ضرورت ہے 02-2001 میں شروع کیا گیا سرو شکشا ابھیان (SSA) ایک ایسا ہی پروگرام ہے جو کہ ہمہ گیر ابتدائی تعلیم کے مقاصد کی تکمیل کے لیے اہم ذریعہ ہوگا۔

سرو شکشا ابھیان ابتدائی تعلیم کی ہمہ گیریت کے مطلوبہ مقصد کو ریاستوں کی حصہ داری سے وقت کے تعین کے ساتھ مربوط رسائی کے ذریعہ حاصل کرنے کی جانب اٹھایا گیا ایک اہم قدم ہے۔ سرو شکشا ابھیان کے تحت ابتدائی تعلیم کے خط وخال کو بدل دینے کا ہدف رکھا گیا تا کہ 2010 تک 6 سے 14 سال تک کی عمر کے سبھی بچوں کو مفید اور معیاری ابتدائی تعلیم فراہم کرائی جا سکے، سرو شکشا ابھیان اسکولی نظام کارکردگی میں اصلاح اور معیاری تعلیم ایک مشن کی طرح مہیا کرانے کی ایک کوشش ہے اس میں ابتدائی تعلیم میں جنسی امتیاز اور سماجی نابرابری دور کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ سرو شکشا ابھیان میں لڑکیوں، درج فہرست ذاتوں، قبائل، معذور بچے اور بنیادی ضرورتوں سے محروم بچوں کی تعلیم کی ضرورتوں پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

سرو شکشا ابھیان کے مقاصد درج ذیل ہیں۔ (i) 2003 تک سبھی بچے اسکول میں، تعلیمی گارنٹی مراکز، متبادل اسکول، اسکولی کیمپس میں واپسی (ii) 2007 تک سبھی بچے پانچ سال کی ابتدائی اسکولی تعلیم مکمل کریں (iii) 2010 تک سبھی بچے آٹھ سال اسکولی تعلیم مکمل کریں۔ (iv) اطمینان بخش معیار والی ابتدائی تعلیم پر توجہ مرکوز کرنا جس میں زندگی کی تعلیم پر خاص زور (v) بنیادی سطح پر 2007 تک اور 2010 تک ابتدائی تعلیمی سطح تک سبھی طرح کی جنسی امتیاز اور سماجی نابرابری ختم کرنا (vi) 2010 تک قائم پذیر حصولیابی۔

90 کے دہے میں ایک اور تبدیلی جو ظاہر ہوئی وہ تھی خواندگی مہم کی زبردست کامیابی۔ اس کے نتیجے میں آزادی کے بعد پہلی بار ناخواندہ لوگوں کی مطلق تعداد میں کافی کمی آئی۔ اس مہم سے عوام میں تعلیم کے لیے بیداری بھی بڑھی ہے۔ دسویں منصوبے میں

ہمہ گیر ابتدائی تعلیمی پروگراموں کے نفاذ میں کمیونٹی کی شمولیت بڑھا کر اس آرزو سے استفادہ کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ کمیونٹیوں کی شمولیت کے 73 ویں اور 74 ویں ترمیمی ایکٹ کے وضع ہونے کے بعد وجود میں آئے پنچایتی راج اداروں اور شہری مقامی اداروں کو بھی شامل کر کے اس کو مزید منظم کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ مقامی سطح کی دیہی تعلیمی کمیٹیوں (VECs) مدر ٹیچر ایسوسی ایشن (MTA) اور پیرنٹ ٹیچر ایسوسی ایشن (PTA) کا گاؤوں میں اسکول چلانے اور اس کے انتظامیہ میں اہم کردار ہوگا۔

مزید براں دسویں منصوبے میں سروشکشا ابھیان کے تحت مسائل والے علاقے میں ہر مسئلے کی شناخت کر کے علاحدہ حکمت عملی بنانے پر زور دیا گیا ہے۔ ان بچوں پر خاص طور پر توجہ دی جائے گی جو کبھی اسکول میں داخل نہیں ہوئے ہیں یا پھر جنھوں نے آٹھ سال کی ابتدائی تعلیم کو پوری کیے بغیر اسکول چھوڑ دیا ہے۔ اسکول سے دور رہنے والے ان گروپوں کو جن تک پہنچنا آسان نہیں ہے، کے لیے خاص حکمت عملی بنائی جائے گی تا کہ ان کے تعلیم سے دور رہنے کے اسباب کی پہچان ہو سکے اور معیاری ابتدائی تعلیم دینے کے لیے قدم اٹھائے جا سکیں۔

درج بالا حکمت عملیوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے سروشکشا ابھیان میں لامرکزی شرکتی اور مشاورتی منصوبے پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ سروشکشا ابھیان کا اہم عنصر اسکولی نظام کی کمیونٹی ملکیت ہے، جس کی منصوبہ بندی، نفاذ اور نگرانی اہم رول ہے۔ یہ پروگرام موثر لامرکزیت کے ذریعہ اسکول پر مبنی مداخلت کے کمیونٹی ملکیت کو پیش کرتا ہے۔ خاندانوں کے سروے کے بعد تیار کیے گئے رہائشی منصوبوں، مائیکرو منصوبہ بندی، اسکول کے نقشے اور تشخیص مطالعہ ضلع ابتدائی تعلیمی منصوبوں (DEEP) کی بنیاد تیار کرتے ہیں یہ پروگرام پنچایتی راج اداروں، دیہی تعلیمی کمیٹیوں، اسکول انتظامیہ کمیٹیوں، والدین اساتذہ انجمنوں کے درمیان صلاحیتوں کی تخلیق پر بھی زور دیتا ہے۔ اس پروگرام کو ایک مشن کی طرح لاگو کیا جاتا ہے۔ وزیر اعظم سروشکشا ابھیان کے قومی مشن چیرمین ہیں اور وزیر برائے فروغ انسانی وسائل اس کے وائس چیرمین ہیں جو کہ ملک میں سروشکشا ابھیان کے مختلف پروگراموں کی دیکھ ریکھ کرتے ہیں۔ اسی طرح ریاستی سطح پر مشن کے سربراہ ریاست کے وزیر اعلیٰ ہوتے ہیں جو پروگراموں کو آگے بڑھانے اور ان کی نگرانی کا کام کرتے ہیں۔ سبھی کے لیے تعلیم (EEA) کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اہم تدابیر کی گئی ہیں۔ 13 دسمبر 2002 کو نوٹیفائی آئینی ترمیم ایکٹ میں ابتدائی تعلیم کو بنیادی حق بنا دیا گیا ہے۔

ہمہ گیر ابتدائی تعلیم (UPE) کو بڑھانے اور ساتھ ہی ساتھ ابتدائی تعلیم کے طلباء کی تغذئی حالت میں بہتری کے مقصد کو لے کر سرکاری، مقامی اداروں اور سرکاری امداد یافتہ اسکولوں میں دوپہر کے کھانے کی اسکیم میں مرحلہ وار طریقہ سے توسیع کی گئی تا کہ لکش دیپ جو کہ اپنے خود کے پروگرام چلاتا ہے کو چھوڑ کر سبھی ریاستوں کو مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو شامل کیا جا سکے۔ مرکز اس پروگرام کے تحت اناج مفت فراہم کرا کر امداد دے گا۔ 03-2002 میں اس پروگرام کے تحت 103 ملین بچوں کو شامل کیا گیا ہے جس کے لئے 2.82 ملین ٹن اناج مختص کیا گیا۔

تعلیم بالغان کے تحت ملک میں ناخواندگی دور کرنے کے لئے قومی مہم کو اہم پالیسی کے طور پر اپنایا گیا ہے۔ یہ خواندگی مہم، علاقہ خاص سے متعلق اور وقت مقررہ پر مبنی ہے اور انہیں رضا کارانہ، کفایت اور نتیجہ رخی کے طور پر فروغ دیا جا رہا ہے۔ قومی خواندگی مشن کا اہم مقصد ملک میں 15 سے 35 سال عمر کے گروپ میں 10 کروڑ لوگوں کو کام کاج کے لائق خواندہ بنانا ہے تا کہ 2005 تک نئے خواندہ لوگوں میں استحکام کی سطح 75 فی صد پر پہنچائی جا سکے۔ مکمل خواندگی مشن کے تحت اب تک 600 اضلاع میں سے 190 اضلاع میں خواندگی مہم 196 میں PLP اور 201 میں جاری خواندگی مہم چلائی گئی۔ اس طرح ان اسکیموں کو 587 اضلاع میں نافذ کیا گیا۔

مردم شماری 2001 کے ابتدائی نتائج کے مطابق خواندگی شرح 1991 میں 52.21 فی صد سے بڑھ کر 2001 میں 65.38 فی صد ہوگئی۔ عورتوں کی خواندگی شرح جو کہ 1991 میں 89.29 فی صد تھی 14.87 بڑھ کر 2001 میں 54.11 فی صد ہوگئی۔ جبکہ مرد خواندگی شرح جو کہ 1991 میں 64.13 فی صد تھی 11.72 فی صد بڑھ کر 2001 میں 75.35 فی صد ہوگئی۔ اس طرح مردوں کے مقابلے عورتوں میں شرح خواندگی میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ قومی خواندگی مشن نے خواندگی پروگراموں میں عورتوں کی حصہ داری (60 فی صد) پر خصوصی زور دیا ہے۔

ثانوی تعلیم، ابتدائی تعلیم اور اعلیٰ تعلیم کے درمیان پل کا کام کرتی ہے اور یہ 16 تا 18 سال کے عمر گروپوں کے درمیان کے نو عمر لوگوں کو اعلیٰ تعلیم میں داخلے کے لائق بناتی ہے۔ 14 تا 18 سال کے عمر گروپ (ثانوی اور اعلیٰ ثانوی سطح کی تعلیم) میں بچوں کی آبادی، قومی نمونہ کاری جائزہ تنظیم 97-1996 کے سروے کے مطابق 96.6 ملین ہونے کا اندازہ ہے۔ لیکن داخلے سے متعلق اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ صرف 27 ملین بچے ہی ثانوی اسکولوں میں جا رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ مجاز آبادی کا دو تہائی حصہ ثانوی تعلیم نظام کے دائرے سے باہر ہے۔

ہندوستان میں ثانوی اسکولوں کی تعداد 51-1950 میں 7146 تھی جو اور بڑھ کر 2000-1999 میں 1,16,820 ہوگئی لیکن یہ تعداد اسکولوں میں نہ پڑھنے والے سبھی طلباء اور اپر پرائمری اسکولوں میں کامیاب طلباء کی بڑھتی تعداد کو سمو سکنے میں اہل نہیں ہے۔ ابتدائی تعلیم کی ہمہ گیریت کے لیے حال میں کی گئی کوششوں کے سبب ثانوی تعلیم کی توسیع کا مطالبہ زور پکڑ رہا ہے اس لیے دسویں منصوبے میں تعلیم کی بڑھتی مانگ کو پورا کرنے پر خاص زور دیا جا رہا ہے۔

ان علاقوں میں جو تعلیم کے لحاظ سے پسماندہ ہیں اور محروم ہیں اور جہاں تعلیم کو لوگ غیر ضروری مانتے ہیں موجودہ اسکولوں کی صلاحیت میں توسیع کرنے، نئے اسکول کھولنے، دوسری شفٹ کرنے، اپر پرائمری اسکولوں میں اضافہ، اوپن تعلیمی نظام اور فاصلاتی تعلیمی نظام اور تنوع میں وسعت فراہم کرنے کے لیے حکومت ایک اہم کردار نبھا رہی ہے۔

منصوبہ پیشہ ورانہ اور روزگار میں سورسوں کا خیال رکھتے ہوئے نصاب میں تبدیلی، اوپن اسکولی نظام میں توسیع اور تنوع، اساتذہ کی تربیت کی از سر نو تشکیل، نئے اطلاعاتی و ترسیلی اہتمام خاص طور پر کمپیوٹروں کے زیادہ سے زیادہ استعمال پر مرکوز ہوگی۔

آزادی کے بعد سے اعلیٰ تعلیمی نظام نے یونیورسٹیوں، کالجوں کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہوتے دیکھا ہے۔ ملک میں اس وقت کل 196 یونیورسٹیاں 76 مساوی یونیورسٹیاں، ریاست اور مرکزی قانون سازی کے تحت قائم 5 ادارے مرکزی قانون سازی کے ذریعہ قائم قومی اہمیت کے انسٹی ٹیوٹ اور تقریباً 13,150 کالج ہیں، جن میں 1600 وومن کالج ہیں اس کے علاوہ اعلیٰ تعلیم کے سیکٹر میں غیر تسلیم شدہ ادارے / غیر ملکی یونیورسٹیاں بھی ہیں۔

03-2002 کے شروع میں یونیورسٹیوں اور کالجوں میں غیر رسمی تعلیم نظام کے تحت داخلہ لینے والے طلباء کی کل تعداد 88.21 لاکھ تھی جس میں 11.66 لاکھ یونیورسٹی کے شعبوں اور 76.55 لاکھ ان سے ملحقہ کالجوں میں تھے۔

رسائی اور مساوات ملک کی یونیورسٹی / اعلیٰ تعلیمی نظام کے اہم امور ہیں۔ فی الوقت متعلقہ عمر گروپ (18 تا 23) کی تخمینی آبادی کا صرف چھ فی صد ہی یونیورسٹی سسٹم میں ہیں۔ منصوبے کے دوران اعلیٰ تعلیمی نظام میں محرومیوں کے شکار طبقے کے بشمول طلباء کے اندراج بڑھانے کے اقدامات کیے جائیں گے اور اس پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔

جدول 22.1 صنعتی سیکٹر کے بنیادی ڈھانچے کی سالانہ شرح افزائش

	سیکٹر	1997-98 فی صد	1998-99 فی صد	1999-2000 فی صد	2000-2001 فی صد	2001-2002 فی صد	2002-2003 فی صد	سال 2003-2002 کے دوران اصل پیداوار (عارضی)
1-	توانائی پیداوار	6.6	6.6	7.1	3.9	3.1	3.1	531.4 (BU)
2-	کوئلہ پیداوار	3.6	-2.0	3.0	3.6	4.2	4.3	336.5 (MT)
3-	فروخت کے قابل فولاد پیداوار	0.6	-1.5	12.5	6.7	4.3	8.7	34.4 (MT)
4-	ریلوے محصول آمدنی مال آمدورفت	5.0	-2.0	8.4	3.7	4.0	5.3	518.5 (MT)
5-	اہم بندرگاہوں پر مال کی ڈھلائی	10.6	0.1	8.0	3.4	2.4	8.9	313.2 (MT)
6-	ٹیلی مواصلات							
	a) سوئچنگ صلاحیت میں کل اضافہ	13.0	36.1	4.2	6.4	-2.6	-35.6	44,77,632 (Lines)
	b) ٹیلی فون کنکشن	27.1	16.4	29.7	20.5	-4.7	-39.8	33,99,238 (Nos.)
	c) سیل فون کنکشن	-	-	-	-	-	119.2	62,56,117 (Nos.)
	c) گاؤوں میں عوامی ٹیلی فون	-24.4	-13.5	-8.3	1.0	107.3	-36.0	45,550 (Nos.)
7-	فرٹیلائزرس	17.1	3.7	4.8	2.9	-0.5	-1.3	14.4 (MT)
7-	سیمنٹ پیداوار	9.1	5.6	14.0	-2.8	9.5	8.8	116.4 (MT)
8-	پٹرولیم							
	a) خام تیل کی پیداوار	2.8	-2.8	-2.2	1.5	-1.2	3.3	33.1 (MT)
	b) ریفائنری مقدار	3.6	5.2	25.3	20.3	3.7	4.9	112.6 (MT)
10-	شہری ہوابازی							
	a) برآمد سامان کی ڈھلائی	-0.2	-4.4	10.8	5.1	4.1	13.3	3,83,431 (Mt T)
	b) درآمد سامان کی ڈھلائی	1.4	-2.4	16.2	3.6	-1.0	18.6	1,95,493 (Mt T)
	c) مسافروں کی آمدورفت	3.1	0.0	0.0	4.6	-5.0	4.8	123.0 (lakh PAX)
	d) گھریلو ٹرمنلوں پر مسافروں کی آمدورفت	-2.8	0.9	7.5	7.7	-5.7	9.6	170.3 (lakh PAX)
11-	سڑک							
	a) قومی شاہراہوں کے معیار میں بہتری	-3.4	47.6	68.6	32.9	1.1	53.5	7,143.0 (kms)
	b) قومی شاہراہوں پر کیا گیا خرچ	-62.5	137.5	82.5	28.8	-8.2	16.3	143.0 (Nos.)

BU-بلین یونٹ   MT-ملین ٹن   MtT میٹرک ٹن   PAX سواریوں کی تعداد جن کی آمدورفت ہوئی۔

جدول 22.2: بیس نکاتی پروگرام کی کل ہند کارکردگی (01-2000، 02-2001 اور اپریل 2002 تا جنوری 2003)

نمبر شمار	پوائنٹ	مد	اکائی	1998-1999 ہدف	1998-1999 حصولیابی	1998-1999 فیصد	1999-2000 ہدف	1999-2000 حصولیابی	1999-2000 فیصد	2000-2001 ہدف	2000-2001 حصولیابی	2000-2001 فیصد
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13
1	1B	جواہر روزگار یوجنا@	افرادی دن	-	2432.9	-	-	2369.9	-	-	372.6	-
2	5A	فالتو زمین کی تقسیم	1000 ایکڑ	13.3	17.1	128.6	15.2	162.8	1071.1	50.4	22.7	45.0
3	7A	پینے کے پانی کا حل	تعداد	82.2	61.9	75.3	45.5	57.2	125.7	49.1	25.3	51.5
4	8A	کمیونٹی طبی مراکز	تعداد	728.0	26.0	3.6	358.0	44.0	12.3	125.0	8.0	6.4
5	8B	پرائمری طبی مراکز	تعداد	380.0	28.0	7.4	221.0	55.0	24.9	57.0	14.0	24.6
6	8D	بچوں کو ٹیکہ لگانا@@	لاکھ تعداد	243.5	238.4	97.9	244.3	240.1	98.3	209.9	175.2	83.5
7	9C	آئی۔سی۔ڈی۔ایس بلاک $	تعداد	4498.0	4384.0	97.5	4915.0	4608.0	93.8	5013.0	4890.0	97.5
8	9D	آنگن واڑی $	تعداد	502.9	504.9	100.4	586.7	545.7	93.0	618.9	597.1	96.5
9	11A	درج فہرست ذاتوں کو امداد	تعداد	2401.1	2247.4	93.6	3246.0	2149.0	66.2	1807.4	1345.0	74.4
10	11B	درج فہرست قبیلوں کو امداد	تعداد	1106.2	967.3	87.4	1145.7	955.9	83.4	864.9	504.5	58.3
11	14C	درج فہرست ذاتوں، قبیلوں کے کنبوں کے لئے اندرا آواس یوجنا@	تعداد	827.3	784.8	94.9	862.5	731.4	84.8	963.9	644.7	66.9
12	14D	معاشی اعتبار سے کمزور طبقوں کو مکان مختص کرنا	تعداد	196.3	239.4	122.0	248.1	92.8	37.4	70.8	47.5	67.1
13	14E	کم آمدنی والے طبقوں کے مکان	تعداد	27.5	17.6	64.0	44.6	22.6	50.7	20.1	5.1	25.4
14	14F	جھگی جھونپڑی سدھار (آبادی)@	تعداد	417.1	274.6	65.8	431.3	318.3	73.8	-	-	-
15	15	سلم بہتری آبادی	تعداد	5097.0	6088.0	119.4	6082.9	6500.3	106.9	3980.8	4115.3	103.4
16	16A	شجر کاری	لاکھ تعداد	12236.4	10271.4	83.9	12176.0	8613.4	70.7	8771.1	7333.4	83.6
17	16B	کور کیا جانے والا ایریا	000 ہیکٹر	1319.7	1143.0	86.6	1299.6	919.6	70.8	1022.9	598.4	58.5
18	19A	الیکٹریفائڈ گاؤں	تعداد	2600.0	1746.0	67.2	13876.0	2328.0	16.8	6164.0	2579.0	43.5
19	19B	پمپ سیٹوں کو بجلی	تعداد	170.0	285.9	168.2	241.9	297.6	123.0	172.6	259.5	150.3
20	19C	ترقی یافتہ چولہے	تعداد	1572.8	1355.8	86.2	1465.0	1323.5	90.3	-	25.1	-
21	19D	بائیو گیس پلانٹ	تعداد	138.4	128.7	93.0	140.5	130.9	93.2	67.0	73.5	109.7

@ SGRY کے لیے کوئی ہدف مقرر نہیں ہے۔
* ڈی پی ٹی، پولیو اور بی سی جی کے کمترین اعداد و شمار لیے گئے ہیں۔
** اندرا آواس یوجنا (نئے مکانوں کی تعمیرات) میں شامل کرلیا گیا۔
*** 2002-2003 کے لیے کوئی سالانہ ہدف نہیں مقرر کیا گیا

V = گاؤں H = ساکنات Cum = مجموعی

دسویں منصوبے کا خاص مقصد 18 تا 23 سال کے عمر کے گروپ کی آبادی کو اعلیٰ تعلیم میں داخلے کی شرح منصوبہ مدت کے آخر تک موجودہ فی صد سے بڑھا کر 10 فی صد کرنا ہے۔ تعلیم تک رسائی اور معیار بڑھانے، ریاست کو مخصوص حکمت عملی اپنانے، اعلیٰ تعلیمی نظام کی نرم کاری، موزونیت نصاب، بشمول پیشہ ورانہ بنانے نٹ ورکنگ اور اطلاعاتی تکنیک، فاصلاتی تعلیم، رسمی اور غیر رسمی تعلیم کو فاصلاتی اور انفارمیشن ٹکنالوجی اداروں کو متقارب کرنے، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے مساوی اداروں کے قیام اور انھیں چلانے میں نجی سیکٹر کی حصہ داری بڑھانے، علم کے فرنٹیر شعبوں میں تحقیق اور ہندوستانی تعلیم کو بین الاقوامی طور پر درپیش چیلنجوں سے نمٹنے پر پوری توجہ دی جائے گی اور حکمت عملی اپنائی جائے گی۔

تکنیکی اور مینجمنٹ تعلیم کا ملک کے اقتصادی اور صنعتی فروغ میں سودمند اشتراک رہا ہے اس نے اعلیٰ معیاری مہارت تکنیکی اور انتظامی افرادی قوت فراہم کی ہے۔ انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی (IITS) انڈین انسٹیٹیوٹ آف مینجمنٹ (IIMs) انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس (IISC)، بنگلور، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیشن ٹکنالوجی اینڈ مینجمنٹ (IITM) گوالیار، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیشن ٹکنالوجی (IIIT) الہ آباد، علاقائی انجینئرنگ کالج (REC) انڈین اسکول آف مائنس (ISM) دھنباد، اسکول آف پلاننگ اینڈ آرکیٹکچر (SPA) نئی دہلی، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ٹریننگ اینڈ انڈسٹریل انجینئرنگ (NITIE)، ممبئی، ٹیکنیکل ٹیچرس ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ (TTTIS) شمال مشرقی علاقائی انسٹی ٹیوٹ برائے سائنس و ٹکنالوجی (NERIST) اور سنت لونگوال انسٹی ٹیوٹ آف انجینئرنگ اینڈ ٹکنالوجی (SLIET) کے علاوہ مختلف پولی ٹیکنکس اور انجینئرنگ کالج ریاستوں اور پرائیویٹ سیکٹر میں ہیں جن کے ذریعہ تکنیکی اور مینجمنٹ تعلیم فراہم کی جارہی ہے۔

ملک میں تکنیکی اداروں کی تعداد میں بھاری اضافہ ہوا ہے۔ 1947 میں صرف 46 انجینئرنگ کالج اور 53 پولی ٹکنیک ادارے تھے جن میں ہر سال 6240 طلباء داخلہ لے سکتے تھے بعد میں منصوبہ میں کی گئی کوششوں اور پہل، خاص طور پر بڑے پیمانے پر نجی شراکت کے سبب آل انڈیا کونسل آف ٹیکنیکل ایجوکیشن (AICTE) کے ذریعہ تسلیم شدہ تکنیکی اور مینجمنٹ اداروں کی تعداد 02-2000 میں بڑھ کر 4791 ہوگئی ہے۔ جن میں 6.7 ملین طلباء داخلہ لے سکتے ہیں۔

بڑھتی ہوئی داخلہ صلاحیت، کوالٹی، فیکلٹی ڈیولپمنٹ پر مسلسل فوکس، نٹ ورکنگ کے ذریعہ وسائل کے زیادہ سے زیادہ استعمال، انفارمیشن ٹکنالوجی تعلیم کے فروغ، ریسرچ کی معیاری اور مقداری اصلاح نئے وابھرتے ٹکنالوجی شعبوں میں صلاحیت کا فروغ، تکنیکی تعلیمی نظام کی حکمت عملی پر مبنی منصوبہ بندی اور مینجمنٹ نصاب کی جدید کاری اور فروغ انٹرنیشنل بینچ مارکنگ (بین الاقوامی معیار بندی) اور غیر رسمی سیکٹر کو فروغ دسویں منصوبے کے دوران تکنیکی اور مینجمنٹ تعلیم کے اہم امور ہوں گے۔

صنعت:۔ اگلے دہے تک فی کس آمدنی کو دوگنا کرنے کے مقصد سے دسویں منصوبے میں خام گھریلو پیداوار (DP) میں شرح اضافہ کا مقصد 8 فی صد سالانہ رکھا گیا ہے۔ اصل کاری کے لیے موافق ماحول پیدا کرنے کے معاشی اصلاحات کی شروعات کی گئی ہے جس میں دن بہ دن مزید وسعت اور پختگی پیدا ہورہی ہے۔ پبلک سیکٹر غیر کلیدی اشیا اور خدمات کا فراہم کار رسید کار ہے جو کہ بتدریج از سر نو تشکیل، عدم سرمایہ اندازی، بند ہونے اور سمٹنے کے سبب ختم کی جارہی عوامی اور نجی شراکت کے سبب عالمی سطح کی بنیادی شناخت کی تخلیق کے ساتھ ہی ساتھ اس کے اہتمام وانصرام میں محرک رہی ہے۔ آندھرا پردیش، مہاراشٹر گجرات، جیسی کئی ترقی پذیر ریاستوں نے ایسی پہل کو بنائے رکھنے کے لئے استعمال کنندہ کے مفاد میں ضروری تبدیلیوں کو خیال رکھتے ہوئے اپنی پالیسیاں بنائی ہیں۔ ملک سرمایہ کار کے لیے دوستانہ اور رکاوٹوں سے پاک صنعتی ماحول تیار کرنے پر اپنی توجہ زیادہ مرکوز کررہا ہے۔

برآمدات کو بڑھانے کے لیے بہت ہی تدابیر کی خصوصی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔ ان میں مثال کے لیے خصوصی برآمدزون، برآمداتی بنیادی ساخت کے فروغ کے لیے ریاستوں کی مدد، بازار، رسائی میں آسانی کے لیے پہل، صنعتی بنیادی ساخت کا معیار بڑھانے کی اسکیم وغیرہ شامل ہے۔

ڈیزائن اور ٹکنالوجی کا معیار بڑھانے کے لیے مرکزی اسکیموں کے ذریعہ امداد فراہم کی جارہی ہے۔ اسی طرح صلاحیت کی تخلیق، مہارت کو بڑھانے، کاراندازی کے فروغ پر بھی اب خصوصی توجہ دی جارہی ہے۔ حقوق ذہنی املاک، جانچ اور سرٹیفکیشن، غذا سے متعلق قوانین کی ہم آہنگی، بایوٹکنالوجی پارک وغیرہ کچھ ادارے ایسے ہیں جن پر خصوصی توجہ مرکوز کی جارہی ہے۔

استعداد کو بڑھانے والی قیمت سازی پالیسیاں منصوبے کی حکمت عملی کی اہم خوبی ہے۔ مسابقت کے سبب ملک میں سبھی کو یکساں موقع فراہم ہونے لگا ہے۔ ایسے خارجی اسباب جیسے درآمد ڈیوٹی کو بتدریج کم کرنا، ہمہ سرگرم پالیسیاں اور درونی طور پر ریزرویشن کے خاتمے، داخلے پہ لگی شرائط کو ہٹائے جانے اور مال کے نقل وحمل کو پابندیوں سے آزاد کرنے کے سبب FDI ہوا ہے۔ ان کوششوں کے مثبت نتائج سامنے آنے لگے ہیں۔

صنعتی پیداوار میں قابل ذکر اضافہ ہوا ہے۔ صنعتی پیداوار اشاریہ میں سال میں 5.8 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا جبکہ 2001-02 میں شرح اضافہ 2.2 فی صد کا کان کنی، تعمیر اور بجلی سیکٹروں میں تھا اضافہ کی شرح جو کہ اکیلے سال یعنی 2001-02 میں علی الترتیب 1.2 فی صد، 2.9 فی صد اور 3.1 فی صد تھی۔ بڑھ کر علی الترتیب 5.8 فی صد 6 فی صد اور 3.2 فی صد ہوگئی۔

جبکہ صارف پائدار اشیا کی شرح افزائش میں پچھلے سال کی شرح افزائش کے مقابلے میں کمی درج کی گئی۔ یہ سال 2001-02 میں 11 فی صد تھی جبکہ سال 2002-03 میں کم 6.4 فی صد رہ گئی۔ غیر پائدار اشیاء کی شرح افزائش پچھلے سال کے 4.1 فی صد کے مقابلے 2002-03 کے دوران 12.3 فی صد رہی۔ صارف اشیا کی کل شرح افزائش 2001-02 میں بھی 6 فی صد کے مقابلے 2002-03 میں 7.2 فی صد درج کی گئی۔ بنیادی اشیاء پونجی اور درمیانی اشیا میں مثبت رجحان دکھائی دیا اور ان میں علی الترتیب 4.8 فی صد، 10.4 فی صد اور 3.8 فی صد کی شرح افزائش درج کی گئی جبکہ 2001-02 میں یہ علی الترتیب 2.6 فی صد۔ 3.4 فی صد 1.5 فی صد تھی۔

مثبت افزائش دکھانے والے 13 صنعتی گروپوں میں سے 4 صنعتی گروپوں میں شرح افزائش 5 فی صد سے کم رہی ہے۔ 5 صنعتی گروپوں میں 5 تا 10 فی صد کے درمیان شرح افزائش درج کی گئی اور 5 فی صد سے کم رہی ہے۔ 5 صنعتی گروپوں نے غذائی پیداوار، مشروب، تمباکو اور متعلقہ اشیاء، ٹیکسٹائل مصنوعات، ٹرانسپورٹ کے سازوسامان اور پرزوں میں 10 فی صد سے زیادہ شرح افزائش درج کی اور 5 صنعتی گروپوں میں غذائی پیداوار، مشروب، تمباکو اور متعلقہ اشیاء ٹیکسٹائل مصنوعات، ٹرانسپورٹ کے سازوسامان اور پرزوں میں 10 فی صد سے زیادہ شرح افزائش درج کی گئی۔

متذکرہ بالا کے علاوہ فراہمی (رسد) کے معاملے میں پالیسی پہلی مانگ کے معاملے دباؤ کے علاوہ انتخاب کے لیے وسیع رینج اور درآمد کی گئی اشیاء کی بہتر کوالٹی کے ذریعہ صارف کی توقعات کی بڑھتی قدر نے ہندوستانی صنعت کو مسلسل جدت اپنانے اور پیداواریت میں بہتری لانے کے لیے محرک کیا ہے۔ ہندوستانی معشیت کے کھلنے سے ہندوستانی صنعتوں کی غیر ملکی بازاروں تک رسائی میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

پنچایتی راج ادارے: آئین کے 73 ویں ترمیم ایکٹ 1992 پاس ہونے کے ساتھ ملک میں اقتدار کی تیسری سطح کی شکل میں پنچایتی راج اداروں کی ابتدا ہوئی۔ اس ایکٹ کے پاس ہونے کے بعد کچھ ریاستوں کو چھوڑ کر تقریباً سبھی ریاستوں/مرکز

کے زیرِ انتظام علاقوں نے مختلف سطح پر مضبوط، عملی اور ذمہ دار پنچایتوں کے قیام کے لیے موزوں قانون پاس کیے۔ کچھ مستثنیات کے علاوہ سبھی ریاستوں میں نئے اہتمام کے مطابق پنچایتوں کی تشکیل کی گئی۔ اروناچل پردیش، قومی خطہ راجدھانی دہلی اور پانڈیچیری کو چھوڑ کر سبھی ریاستوں میں پنچایتوں کی تشکیل نئے قوانین کے مطابق کی گئی ہے۔

پنچایتی راج ایکٹ کے تحت پنچایتی راج اداروں کے ذریعے ایک ایسے لامرکزی ترقیاتی عمل کے قیام کا اہتمام ہے، جس سے فیصلہ کرنے، انھیں نافذ کرنے اور لوگوں کے معیارِ زندگی اور حالات سے متعلق خدمات کے تقسیمی عمل میں عام لوگوں کو شریک کار بنایا جاسکے۔ اس ہدف کو حاصل کرنے کے لیے دفعہ 243 (G) کے تحت ریاستوں سے کہا گیا ہے کہ پنچایتی راج اداروں کو مطلوبہ مالی اور انتظامی اختیار دیں، تاکہ وہ مقامی انتظامیہ کے کارگر ادارے کے طور پر کام کرسکیں۔ اس میں پنچایتی راج اداروں کو اقتصادی ترقی اور سماجی انصاف کے لیے منصوبوں کو تیار کرنے اور انھیں لاگو کرنے کے اختیار بھی سونپے گئے ہیں۔ اس کے لیے آئین کے گیارہویں شیڈول میں 29 موضوعات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس پرویژن کی پابندی کے لیے ریاستوں سے یہ امید کی گئی ہے کہ وہ پنچایتی راج اداروں سے متعلق 29 موضوعات کے بارے میں عہدیداران کے ساتھ انتظامی اور مالی اختیارات کو بھی فروغ دیں۔ لیکن پنچایتوں کو انتظامی اور مالی حقوق دینے کے بارے میں کیرل، مدھیہ پردیش جیسی کچھ ایک ریاستوں میں ہی پیش رفت ہوئی ہے۔ زیادہ تر ریاستوں نے پنچایت کو منتقل کیے گئے موضوعات سے متعلق مطلوب اسٹاف اور فنڈ ابھی تک پنچایتوں کو نہیں دیے ہیں جو کہ پنچایتوں کو دی گئی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے ضروری ہے۔ حکومت نے پنچایتی راج اداروں کی مالی حالت مضبوط کرنے کی کوشش کی ہے۔ فی الوقت پنچایتوں کو تین وسائل سے فنڈ حاصل ہوتا ہے۔ یہ ہیں۔ (i) مرکزی مالیاتی کمیشن کی سفارشات کے مطابق مقامی ادارہ (ii) مرکزی اسپانسر کی ہوئی اسکیموں کو نافذ کرنے کے لئے فنڈ اور ریاستی مالیاتی کمیشنوں کی سفارشات پر ریاستی حکومتوں کے ذریعہ دیا جانے والا فنڈ ریاستی حکومتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ پنچایتوں کو ٹیکس اور غیر ٹیکس آمدنی کے حصول کے لیے قانون بنائیں تاکہ پنچایتیں موثر مقامی خود اختیار حکمراں ادارے بن سکیں۔

74 ویں آئینی ترمیم ایکٹ 243 کی دفعہ (Z) اور (D) کے تحت لامرکزی منصوبوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ ہر ایک ریاست میں ضلعی سطح پر ضلع پلاننگ کمیٹی (DPC) کی تشکیل کی جائے گی تاکہ ضلع میں پنچایتوں اور میونسپلٹیوں کے ذریعے تیار کیے گئے منصوبوں کو مضبوطی فراہم کی جاسکے اور پورے ضلع کے لیے ترقیاتی منصوبے کا مسودہ تیار کیا جاسکے۔ اس طرح ضلعی منصوبہ کمیٹیوں کا قیام ہر ضلع میں ہونا ہے، جو شہری اور دیہی علاقوں دونوں کے لیے ملے جلے منصوبے تیار کریں گی۔

آئین کی دفعہ 243(A) کے مطابق گرام سبھا ان سبھی اختیارات کا استعمال کرسکتی ہے اور ان سبھی کاموں کو انجام دے سکتی ہے جو ریاستی اسمبلی قانون بنا کر انھیں فراہم کرے، زیادہ تر ریاستوں کے ایکٹ کے تحت گرام سبھا کو دی گئی ذمہ داریاں اور کام اس طرح ہیں: (i) گرام پنچایتوں کے کام کاج کا معائنہ اور نگرانی کرنا، (i) منصوبوں اور اسکیموں کا انتخاب کرنا اور انھیں منظوری دینا اور منصوبہ لاگو کرنے کے مقام اور اس کے مفاد کے بارے میں فیصلہ کرنا (iii) کمیونٹی کی ترقی کے پروگراموں میں رضاکارانہ محنت کے اشتراک، اہتمام اور سماج کے سبھی طبقات کے درمیان اتحاد اور بھائی چارہ کو مضبوط کرنا۔ مرکز اور ریاستی حکومتوں کی شراکت میں اٹھائے گئے متعدد اقدامات کے نتیجے میں حال کے وقت میں ایک ایسا نظریہ ابھرا ہے کہ گرام سبھاؤں کو نچلی سطح پر جمہوریت کی سنگِ بنیاد کے طور پر مضبوط کیا جانا چاہیے۔

ریاستوں سے یہ درخواست کی گئی ہے کہ گرام سبھا کو با اختیار بنانے کے لیے درج ذیل اقدامات کریں، (i) یہ یقینی بنائیں کہ ہر تین مہینے میں ایک بار اور ہوسکے تو یوم جمہوریہ، یوم مزدور، یوم آزادی اور گاندھی جینتی کے مواقع پر گرام سبھا کی میٹنگ ہو (ii)

پنچایتوں (درج فہرست ایریا کی توسیع) 1996 کے تحت گرام سبھاؤں کو قدرتی وسائل کی ملکیت انتظامیہ اور نگرانی کے اختیار دے کر مضبوط کریں۔ (iii) گرام سبھاؤں کو مختلف پروگراموں کی ترجیح طے کرنے کا پورا اختیار دیا جائے۔ (iv) گرام سبھا ممبروں کو ان کے حقوق اور ذمہ داریوں کے بارے میں آگاہ کیا جائے اور مجموعی شراکت اور خاص طور پر درج فہرست ذات قبائل اور عورتوں کی شراکت بڑھانے کے لیے قدم اٹھائے جائیں (vi) گرام سبھاؤں کو ترقیاتی پروگراموں کے ذریعہ سماجی محاسبہ کرنے کا اپنا طریقہ عمل طے کرنے کا اختیار دیا جائے۔

پنچایت (درج فہرست علاقوں میں وسعت) ایکٹ 1996 میں آٹھ ریاستوں کے قبائلی علاقوں میں پنچایتوں کی توسیع کا اہتمام ہے۔ یہ ریاستیں ہیں:۔ آندھرا پردیش، بہار، گجرات، ہماچل پردیش، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، اڑیسہ اور راجستھان۔ چھتیس گڑھ اور جھارکھنڈ اس سے قبائلی سماج قدرتی وسائل پر اپنے روایتی حقوق کا تحفظ کر سکے گا اور اپنے تقدیری امور پر خود ہی نگرانی رکھ سکے گا۔

73 ویں آئینی ترمیم کے تناظر میں ضلعی و دیہی ترقیاتی ایجنسیوں کو بھی نئی شکل دی جا رہی ہے تاکہ انھیں بدلے ہوئے ماحول کے مطابق بنایا جا سکے۔ یہ ایجنسیاں اب ضلع پریشد کی نگرانی اور دیکھ ریکھ میں کام کریں گی۔

پنچایتی راج اداروں کو کامیاب بنانے اور ان میں صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ایک مدت معینہ کے لیے تربیتی پروگرام ان اداروں کے نئے ممبروں، درج فہرست ذاتوں/قبائل/عورتوں اور سرکاری عہدیداران کے لیے شروع کیا گیا ہے، تاکہ انھیں منصوبہ عمل اور مختلف پروگراموں کی عمل درآمد ٹکنالوجی اور دیگر ممکنہ جانکاری دی جا سکے۔

مرکزی حکومت کی یہ کوشش رہی ہے کہ ریاستی حکومتوں کو گیارہویں شیڈول میں دیے گئے 29 موضوعات کے متعلق کاموں، مالیاتی وسائل اور انتظامی معاملوں کا سارا کنٹرول پنچایتی راج اداروں کو سونپ دینے کے لیے ترغیب دی جائے۔ لیکن حکومت کی کوششوں کے باوجود متعدد ریاستوں میں پنچایتی راج اداروں کی حالت کمزور بنی ہوئی ہے۔ پنچایتی راج اداروں کو با اختیار بنانے کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے حکومت نے پنچایتی راج اداروں کے مالیاتی اور انتظامی تفویض اختیار سے متعلق قومی ترقیاتی کونسل کی تفویض اختیارات سب کمیٹی کی تشکیل کی ہے جو اختیارات عمل اور مالی وسائل کو پنچایتی راج اداروں کو سونپنے سے جڑے سبھی پہلوؤں پر غور کرے گی۔

پروگرام کا نفاذ

شماریات اور پروگرام نفاذ کی وزارت (پروگرام نفاذ ونگ) کو ملک کی صنعتی بنیادی سہولیات سے متعلق گیارہ کلیدی شعبوں کے ماہانہ اور مجموعی کارکردگی کی نگرانی کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ یہ گیارہ شعبے ہیں:۔ بجلی، کوئلہ، فولاد، ریلوے، جہاز رانی اور بندرگاہ، ٹیلی مواصلات، فرٹیلائزر، سیمنٹ، پیٹرولیم، سڑکیں اور شہری ہوابازی منجملہ دیگر چیزوں کے اسے وزیر اعظم کے آفس اور کابینہ کے سکریٹریٹ کو رپورٹ داخل کرنی پڑتی ہے سال 98-1997 سے ہر ایک بنیادی ساخت کے سیکٹر کی شرح افزائش اور سال 2003-2002 کے دوران ان کی پیداوار کارکردگی جدول 22.1 میں دکھائی گئی ہے۔

بیس نکاتی پروگرام کی نگرانی: بیس نکاتی پروگرام لوگوں اور خاص طور پر سطح غریبی کے نیچے کے لوگوں کی معیار زندگی میں بہتری پیدا کرنے کے لیے مرکز اور ریاستی حکومتوں کے ذریعہ چلائی گئی مختلف اسکیموں پر مربوط اور شدید نگرانی رکھنے کے

لیے تیار کیا گیا تھا۔ اس کا مقصد انسداد صحت، ماحولیاتی تحفظ اور دیہی علاقوں میں معیار زندگی بہتر بنانے سے متعلق بہت سی دیگر اسکیموں کو مضبوطی فراہم کرنا تھا۔ یہ پروگرام 1975 میں شروع کیا گیا اور 1982 اور 1986 میں اس میں دو بار ترمیم کی گئی۔

موجودہ پروگرام بیس نکاتی پروگرام 1986 کے نام سے جانا جاتا ہے اور اس کے تحت 119 مدوں پر نگرانی رکھی جاتی ہے۔ ان میں سے 54 مدوں کی تشخیص کسوٹی کی بنیاد پر نگرانی کی جاتی ہے اور 65 مدوں کی تشخیص پہلے سے متعین طبعی اہداف کے حوالے سے کی جاتی ہے۔ بعد کی 65 مدوں میں سے 20 اہم مدوں کو ماہانہ بنیاد پر نگرانی کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ مرکزی حکومت نے انتظامی وزارتوں ریاستی حکومتوں اور امرکز کے زیر انتظام علاقوں سے صلاح مشورہ کے بعد بجٹی مصارف کی بنیاد ہدف مقرر کیا ہے۔ مرکز کے ذریعہ ایسی شروع کی گئی اسکیموں میں ریاستی حکومتوں کا بھی اشتراک ہوتا ہے جبکہ کچھ اسکیموں کی پوری رقم مرکز فراہم کراتا ہے۔

مرکز میں نگرانی بندوبست

مرکزی حکومت کی سطح پر متعلقہ محکموں پر وزارتوں اور شماریات اور پروگرام نفاذ وزارت دونوں ہی پیش رفت جائزہ لیتے ہیں اور نگرانی کرتے ہیں۔ انتظامی وزارت اپنے سے متعلق مخصوص اسکیموں پر نگرانی رکھتی ہے جبکہ شماریات اور پروگرام نفاذ کی وزارت بیس نکاتی پروگرام میں شامل سبھی اسکیموں پر نگرانی رکھتی ہے۔

وزارت پروگرام کے نفاذ پر ماہانہ اور ششماہی رپورٹ شائع کرتی ہے۔ ماہانہ پیش رفت رپورٹ میں معیار زندگی کو براہ راست متاثر کرنے والے 20 اہم مدوں کے لیے قبل متعین طبعی ہدف کے ضمن میں ہر ماہ کی حصولیابیوں کی رپورٹ ہوتی ہے۔ ماہانہ نگرانی کے لیے منتخب 20 مدوں میں سے 12 مخصوص مدوں کے بارے میں کارکردگی کی بنیاد پر ریاستوں کو ہر ماہ درج کیا جاتا ہے۔

پچھلے تین سالوں 2001-2000، 2002-2001 اور اپریل 2002 سے جنوری 2003 کے لیے ماہانہ بنیاد پر 20 نکاتی پروگرام کے تحت 20 اہم مدوں کی نگرانی کو جدول 22.2 میں دکھایا گیا ہے۔

ممبران پارلیمنٹ کے مقامی حلقے کی ترقی اسکیم

ممبران پارلیمنٹ کے انتخابی حلقے کے عوام، اشراہ سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے متعلقہ انتخابی حلقوں میں پونجی رخی فطرت کے چھوٹے ترقیاتی کام کرائیں۔ اس طرح کی درخواستوں پر کارروائی کے اہتمام کی ضرورت ہوتی ہے اس ضرورت کے تحت ممبران پارلیمنٹ کے انتخابی حلقہ سے متعلق ترقیاتی اسکیم کا اعلان 23 دسمبر 1993 کو پارلیمنٹ میں کیا گیا۔ عام عمل میں ترقیاتی کاموں کو کرنے کے لیے لاگت اصول وسائل تعین اور کاموں کی ترجیح طے کرنے کے بارے میں انتظامی رہنما اصول ہوتے ہیں۔ اس لیے لوگوں کی کچھ ضرورتوں کو ہر حال میں پورا کرنا ہمیشہ ممکن نہیں ہوتا۔ انھیں مشکلات کو دھیان میں رکھتے ہوئے یہ محسوس کیا گیا کہ لوگوں کی ضرورت پورا کرنے کی منصوبہ بندی عمل میں لچیلا پن ہونا چاہئے اس طرح اس اسکیم کو تیار کیا گیا۔

پہلے وزارت دیہی ترقی (اب وزارت دیہی علاقہ اور روزگار) کے پاس اس اسکیم کا انتظام تھا۔ بعد میں اسے اکتوبر

1994 سے وزارت پلاننگ اور نفاذ پروگرام کے، محکمے کو سونپ دیا گیا۔ جواب شماریاتی اور پروگرام نفاذ وزارت کے کام سے جانا جاتا ہے۔ اسکیم کو چلانے کے لیے رہنما اصول تیار کیے گئے ہیں جنھیں شروع میں وزارت دیہی ترقی نے جاری کیا تھا۔ حاصل تجاویز کی بنیاد پر وقتاً فوقتاً رہنما اصولوں میں ترمیم کی گئی۔ اسکیم کے تحت ہر ایک ممبر پارلیمنٹ اپنے انتخابی حلقے میں سالانہ 2 کروڑ روپے کی لاگت تک کے کام کروانے کے لیے ضلع کلکٹر کو تجویز دے سکتا ہے راجیہ سبھا کے ممبر، جس ریاست سے منتخب ہوئے ہوں، اس میں کہیں بھی کوئی بھی کام کروانے کی تجویز دے سکتے ہیں۔ لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے نامزد ممبر ملک بھر میں کہیں بھی کوئی کام کرواسکتے ہیں۔

اس اسکیم کی اہم باتیں مندرجہ ذیل ہیں:۔

(الف) اس اسکیم کے تحت کام کرنے کی نوعیت ترقیاتی ہونی چاہئے، یہ مقامی ضرورتوں پر مبنی ہونی چاہئے جس سے مستحکم املاک بنائی جاسکے۔ (ب) اسکیم کے تحت کام کی لاگت عام طور پر 25 لاکھ سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے (ج) اس اسکیم کو کسی اور اسکیم کے ساتھ ملاکر بھی خرچ کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس طرح شراکت کے فنڈوں سے کام پورا ہونا چاہئے اور فنڈ کا استعمال واضح طور پر قابل شناخت حوالے سے ہو (د) اسکیم کے رہنما اصولوں میں مذکورا ہتمام کے مطابق ممبر پارلیمنٹ قدرتی آفات کی حالت میں اپنے انتخابی حلقے کے باہر کے علاقوں میں بھی ہرنا گہانی صورتحال 10 لاکھ باز آبادکاری کے لیے اپنے MPLAD فنڈ میں سے استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ (ہ) رجسٹرڈ سوسائٹیوں/ٹرسٹوں کی کیمونٹی افادیت کے کاموں کے لیے بھی رہنما اصولوں میں دی گئی کچھ شرائط کی پابندی کرتے ہوئے MPLAD فنڈ کا استعمال کیا جاسکتا ہے اس اسکیم کے تحت دفاتر کی عمارتوں کی تعمیر کسی طرح کی اشیا کی خرید، مرمت، رکھ رکھاؤ اور انفرادی فائدوں جیسے کچھ کاموں کے لیے اس اسکیم کا استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

کچھ علاقوں کی ترقی میں اس اسکیم کا کافی اچھا اثر پڑا ہے۔ اس کے تحت مختلف کام کئے گئے ہیں۔ جیسے اسکولی عمارتوں، اسپتالوں، دیہی سڑکوں، چھوٹے پلوں، ضعیف اور معذور افراد کے لئے قیام گاہوں، ثقافتی اور کھیل کود کی سرگرمیوں کے لئے عمارتوں، عوامی لائبریریوں، لاش بھٹی، عوامی بیت الخلاء کی تعمیر اور ٹیوب ویل کی کھدائی۔ بس اسٹاپ کی تعمیر اور طلباء کے مفاد میں سرکاری اور سرکاری امداد یافتہ اسکولوں/کالجوں اور تعلیمی اداروں میں بجلی کا بندوبست اور کمپیوٹروں کے انتظام جیسے کام شامل ہیں۔

اگست 2002 میں پارلیمنٹ ہاؤس کے ملحقہ حصے میں MPLADS کے بارے میں ورکشاپ معہ فوٹو نمائش کا انعقاد کیا گیا۔ اس کے بعد اسی مقام پر 17 و 18 دسمبر 2002 کو ایک اور ورکشاپ منعقد کی گئی ہر ورکشاپ میں تقریباً 200 ممبران پارلیمنٹ نے حصہ لیا۔ ورکشاپ کے دوران ممبران پارلیمنٹ نے اس اسکیم کو زیادہ موثر بنانے کے لیے اپنی تجاویز پیش کیں۔ ان تجاویز پر غور کیا جارہا ہے اور ان کی بنیاد پر رہنما اصولوں میں مزید ترمیم کی جاسکتی ہے۔ لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے ممبران کی سفارشات پر کرائے گئے کاموں کے لیے 31 مارچ 2003 تک متعلقہ ضلع کا کنٹرول کے ذریعہ حکومت ہند کے ذریعہ جاری کام کی لاگت کی ریاست وار تفصیل جدول 22.3 میں دی گئی ہے۔

جدول22.3

لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے ممبران کو جاری کی گئی رقم رخرچ کی صورت حال (31مارچ 2003 تک)

(لاکھ روپے میں)

نمبر شمار	ریاست رمرکز کے زیر انتظام علاقے	مرکزی حکومت کے ذریعہ جاری رقم	منظور شدہ رقم	منظور شدہ کا فی صد	استعمال شدہ خرچ	جاری رقم سے استعمال رقم کا فی صد
1	ناگالینڈ	13,600	12,464.4	91.7%	10,619.5	78.1%
2	آندھرا پردیش	82,695	81,112.0	98.1%	66,700.0	80.7%
3	اروناچل پردیش	4,215	4,228.7	100.3%	3,818.9	90.6%
4	آسام	28,555	26,944.8	94.4%	23,217.7	81.3%
5	بہار	77,235	73,783.1	95.5%	60,151.1	77.9%
6	گوا	3,615	3,616.1	100.0%	2,912.4	80.6%
7	گجرات	49,335	46,898.8	95.1%	37,126.9	75.3%
8	ہریانہ	20,525	20,155.4	98.2%	18,103.9	88.2%
9	ہماچل پردیش	9,335	8,200.6	87.8%	7,557.4	81.0%
10	جموں اور کشمیر	10,650	9,899.6	93.0%	6,669.5	62.6%
11	کرناٹک	54,000	51,874.2	96.1%	43,870.9	81.2%
12	کیرالہ	38,995	38,033.2	97.5%	26,762.4	68.6%
13	مدھیہ پردیش	55,860	53,445.2	95.7%	46,757.9	83.7%
14	مہاراشٹر	89,875	87,956.6	97.9%	67,018.0	74.6%
15	منی پور	4,215	4,146.2	98.4%	3,628.7	86.1%
16	میگھالیہ	3,915	3,540.5	90.4%	3,526.5	90.1%
17	میزورم	2,810	2,778.7	98.9%	2,778.7	38.9%
18	ناگالینڈ	2,710	2,610.0	96.3%	2,610.0	36.3%
19	اڑیسہ	41,700	39,153.7	93.9%	28,186.6	67.6%
20	پنجاب	25,605	24,508.5	95.7%	19,759.2	77.2%
21	راجستھان	48,125	46,654.2	96.9%	41,053.9	85.3%
22	سکم	2,810	2,828.7	100.7%	2,512.6	89.4%
23	تمل ناڈو	78,535	77,172.6	98.3%	70,110.8	89.3%
24	تری پورہ	4,115	3,980.1	96.7%	2,915.6	70.9%
25	اتر پردیش	1,52,670	144,317.9	94.5%	1,23,325.4	80.8%

26	مغربی بنگال	71,685	68,251.6	95.2%	49,369.8	68.9%
27	انڈومان نکوبار	1,205	1,223.8	101.6%	872.7	72.4%
28	چنڈی گڑھ	1,205	1,131.6	93.9%	773.6	64.2%
29	دادراور نگرحویلی	1,405	1,433.6	102.0%	1,132.1	80.6%
30	دمن اور دیو	1,405	1,407.3	100.2%	1,407.3	100.2%
31	دہلی	11,995	11,415.7	95.2%	8,656.2	72.2%
32	لکش دیپ	1,205	1,223.2	101.5%	877.7	72.8%
33	پانڈیچری	2,810	2,938.3	104.6%	2,255.9	80.3%
34	چھتیس گڑھ	20,165	19,257.0	95.5%	17,490.7	86.7%
35	اترانچل	9,425	8,596.5	91.2%	7,109.3	75.4%
36	جھارکھنڈ	21,575	19,897.9	92.2%	15,630.3	72.4%
	کل	**10,49,780.0**	**10,07,081.2**	**95.9%**	**8,27,270.2**	**78.8%**

23۔ دیہی ترقی

ہندوستان نے آزادی کے وقت سے ترقی کے لیے ایک لمبا فاصلہ طے کیا ہے اور مختلف حلقوں میں نمایاں ترقی بھی کی ہے۔ تاہم قومی زندگی کے دیگر پہلوؤں میں مجموعی طور پر ترقی نہیں ہو پائی ہے۔ ابھی بھی گاؤں کی تقریباً 27 فی صد آبادی غریبی میں اپنی زندگی گذارتی ہے اور اب بھی دیہی علاقوں میں گھر، پینے کے پانی، سڑک جیسی بنیادی سہولیات کی بھاری کمی ہے۔ ملک کے لیے دیہی بھارت کی ترقی مستقل جاری رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ اپنی امکانی قوت کو محسوس کر سکے اور دیہی آبادی میں پنہاں ذہانت پر مبنی ہمہ گیر ترقی کے دروازے کھول سکے۔

اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے کہ دیہی بھارت کے پچھڑے پن کے مسائل کا حل دیہی علاقے کے لوگوں میں پنہاں ہے، پچھلے کچھ سالوں میں دیہی ترقی کی حکمت عملی میں تبدیلی کا مثالی خاکہ دیکھنے کو ملا ہے۔ اب پنچایتی راج اداروں کے مالی وانتظامی حقوق میں سریع اور موثر منتقلی کے ذریعہ لامرکزیت پر زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔ کلیدی اہمیت کے لحاظ سے غریبوں کے لیے پالیسی میں دیہی غریبوں کو ان کے اپنے خیالات اور مقامی حالات کے بارے میں ان کے تجربے کو لے کر خالص وسائل کی طرح ترقیاتی حکمت عملی کا لازمی جزو بنایا گیا ہے۔ اس طرح اب پروگراموں کی منصوبہ بندی، ضابطہ بندی اور تعمیل میں پنچایتی راج اداروں (PRIs) اور خودامدادی گروپوں (SHGs) کے ذریعہ لوگوں کی حصہ داری پر زور دیا جانے لگا ہے۔

دیہی علاقوں کی ترقی کو قائم رکھنے کے لیے دیہی ترقی کے تخصیص میں کافی اضافہ کیا گیا ہے۔ سال 01-2000 کے لیے بجٹ تعین 9,760 کروڑ روپے کے مقابلے 02-2001 میں اس بجٹ کو 12,265 کروڑ روپے مختص کیا گیا۔ سال 03-2002 کے لیے یہ بڑھا کر 13,670 کروڑ روپے کی بجٹ تخصیص کی گئی۔ سال 04-2003 کے لیے اسے مزید بڑھا کر 14,070 کروڑ روپے کا بجٹ اہتمام کیا گیا ہے۔

سرکاری پہل پر دیہی علاقوں میں انسداد غریبی کے پروگراموں کو فوقیت دی گئی ہے۔ دیہی علاقوں میں غریبی کو کم کرنے کے لیے حکومت نے ہر سال ان پروگراموں کا جائزہ لے کر انھیں موثر ڈھنگ سے لاگو کرنے کی کوشش کی ہے۔ ملک کی اوسط آبادی کے سلسلے میں اگر ہم دیکھیں تو دیہی غریبی سال 74-1973 میں 56.44 فی صد تھی، وہ گھٹ کر سال 94-1993 میں 37.27 فی صد رہ گئی ہے۔ سال 2000-1999 میں مزید گھٹ کر 27.09 فی صد رہ گئی ہے۔ تو بھی اس اہم موضوع پر تشویش ظاہر کرتے ہوئے مزید تجزیہ کیا گیا کہ ابھی بھی دیہی علاقوں میں تقریباً 1930 کروڑ آبادی نہایت غریب ہے، جس کے لیے انسداد غریبی پروگراموں کے ڈھانچے کی ازسر نو تشکیل کے لیے جائزہ لیا گیا سورن جینتی گرام سوروزگار یوجنا و ڈھانچے کی بازتشکیل اسی تازہ جائزے کا نتیجہ ہے جو اسے 14 اپریل 1999 سے شروع کیا گیا تھا۔

سورن جینتی گرام سوروزگار یوجنا (SGSU) پہلے کے پروگراموں کے نفاذ کے تصور کی اصطلاح کے لحاظ سے بالکل مختلف ہے۔ جسے خود روزگار یعنی خود امدادی گروپوں میں دیہی غریبوں کی تنظیم اوران کی صلاحیت کی تخلیق، تربیت، مجموعی سرگری کے لیے منصوبہ بندی، بنیادی ڈھانچے کی تعمیر تکنالوجی اور مارکیٹنگ تعاون کے ایک جامع پروگرام کے طور پر دیکھا گیا۔

غذائی تحفظ اور قومی تعمیر نو اور ہندوستان کی احیا کے لیے سودمند روزگار، غذائی تحفظ اور دیہی علاقوں میں بنیادی ڈھانچہ مضبوط ہونا ضروری ہے۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے 25 ستمبر 2001 کو سمپورن گرامین روزگار یوجنا شروع کی گئی۔ اس اسکیم پر عمل کرنے کے لیے سالانہ مصارف 10,000 کروڑ روپے مختص کیا گیا۔ اس اسکیم کے تحت مرکز کے ذریعہ ہر سال ہر ریاست اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لیے 5,000 کروڑ روپے کی قیمت کے برابر 50 لاکھ ٹن مفت اناج متعین کیا گیا ہے۔ باقی 5,000 کروڑ روپے کی رقم کا استعمال اجرت اور سامانوں کی لاگت کے لیے کیا جائے گا۔ اس اسکیم میں 100 کروڑ کام دنوں کے روزگار کے مواقع پیدا ہونے کی امید ہے جیسا کہ گرام پنچایتیں ضرورت محسوس کرتی ہیں، اس کے لحاظ سے پائیدار اثاثے کی تخلیق میں بھی اس طرح کے مواقع پیدا ہونگے۔ اس میں لوگوں کی شراکت کو یقینی بنانے کے لیے اس پروگرام کو پنچایتی راج اداروں کے ذریعہ انجام دیا جائے گا۔

مرکز اور ریاستی حکومتوں کے ذریعہ سالوں سے مختلف پروگراموں کے ذریعہ کی گئی کوششوں کے باوجود بھی تقریباً 40 فی صد آبادی ابھی سڑکوں سے جڑنے سے دور ہیں حتیٰ کہ جن علاقوں میں سڑکیں ہیں، وہاں بھی زیادہ تر کی حالت خراب ہے وہ ہر موسم میں نہیں استعمال کی جاسکتیں۔ جبکہ دیہی ربطیت اور ترقی کے درمیان گہرا رشتہ ہے خواہ وہ تجارت، روزگار، تعلیم کا میدان ہو یا صحت کی دیکھ بھال ہو۔ اسی کو ذہن میں رکھتے ہوئے حکومت نے پردھان منتری گرام سڑک یوجنا کی شکل میں ایک بڑی پہل کی ہے۔ اس کے تحت سال 2003 تک 1,000 سے زیادہ کی آبادی والے گاؤں کو سڑکوں سے جوڑنے کا حدف رکھا گیا ہے۔ جبکہ پانچ سو سے زیادہ کی آبادی والے گاؤں کو سال 2001 تک سڑکوں سے جوڑنے کا ہدف رکھا گیا ہے۔ اس پر تقریباً 60,000 کروڑ روپے کی لاگت آنے کا امکان ہے۔

دیہی آبادی کو پینے کا پانی مہیا کرانے میں بھی نمایاں کامیابی حاصل کی گئی۔ دیہی پینے کے پانی کی فراہمی میں ابھی تک 34,000 کروڑ روپیہ سے بھی زیادہ کی اصل کاری کر کے 88.01 آبادی کو پوری طرح پینے کے پانی کی فراہمی کی سہولیات مہیا کی گئیں جبکہ 10.71 فی صد آبادی کو جزوی طور پر پانی مہیا کر دیا گیا۔ حکومت ہند نے دیہی پانی فراہمی پروگرام کی تجدید کی ہے جو دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ دیہی پانی فراہمی سیکٹر میں کمیونٹی شراکت کے ذریعہ ادارہ جاتی شکل فراہم کرنے کے اصلاحات کرےگی تاکہ حکومت رخی، فراہمی پر مبنی مرکزی اور دیہی پانی فراہمی پروگرام میں عوام کے نہ شرکت کو کرنے کو بتدریج عوام رخی، لامرکزی، مانگ پر مبنی اور کمیونٹی پر مبنی پانی سپلائی پروگرام میں بدلا جاسکے۔

دیہی علاقوں میں اقامت کی بھاری کمی ہے۔ سال 1991 کی مردم شماری کے مطابق دیہی علاقوں 1.372 کروڑ رہائش گاہ کی کمی تھی، جس میں 34.1 لاکھ لوگ بنا گھروں کے اور 1.031 کروڑ کچے گھروں میں رہ رہے تھے جو رہنے لائق نہیں تھے۔ یہ بھی اندازہ لگایا گیا کہ آبادی میں اضافے کے ساتھ 2000-1991 تک 1.075 کروڑ مزید گھروں کی ضرورت ہوگی۔ دیہی علاقوں میں رہائشی کمی کو دور کرنے کے لیے جامع عمل منصوبہ شروع کیا ہے جس کے تحت ہر سال دیہی علاقوں میں 25 لاکھ مکانوں کی تعمیر اور کچے گھروں کی مرمت کا ہدف رکھا گیا ہے۔

قومی وسائل کے قدرتی وسائل میں زمین نہایت اہم ہے جس کا موثر انتظام دیہی علاقوں کی ترقی کے لیے اور معاشی افزائش کے لیے نہایت ضروری ہے۔ ملک کے جغرافیائی علاقے کا تقریباً 20 فی صد یعنی 6.3857 کروڑ ہیکٹر زمین بنجر ہے۔ اس لیے بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے اور ملک کے ناکافی زمینی وسائل کے انتظام و انصرام کے چیلنجوں کا موثر طور پر سامنا کرنے میں اہل مربوط نظام قائم کرنے کے لیے اپریل 1999 میں دیہی ترقیاتی وزارت میں علاحدہ زمینی وسائل محکمہ بنایا گیا۔ ہنومنت راؤ کی کمیٹی کی سفارشوں کے مطابق اپریل 1999 کے سبھی زمین پر مبنی ایریا ترقیاتی پروگراموں کا اطلاق فاصل آب ترقیاتی رسائی کے ذریعہ ہو رہا ہے۔

پروگراموں کی منصوبہ بندی اور اطلاق میں تفویض اختیارات ایک لازمی جزو ہوتا ہے۔ اسی کے مطابق وزارت کے پروگراموں کے نفاذ میں پنچایتی راج اداروں کے موثر کردار کے لیے وزارت نے چار نکاتی حکمت عملی اپنائی یعنی (i) اسکیموں کے بارے آگہی بڑھانے (ii) پروگراموں کے اطلاق میں شفافی لانے (iii) عوامی شرکت کی حوصلہ افزائی کرنے (iv) جوابدہی/سماجی محاسبہ کو یقینی بنانے کی حکمت عملی اپنائی گئی۔

پردھان منتری گرام سڑک یوجنا (PMGSY)

پردھان منتری گرام سڑک یوجنا (PMGSY) دسمبر 2000 کو شروع کی گئی۔ جس کا مقصد 1000 سے زیادہ آبادی والے ہر ایک گاؤں کو 2003 تک، 500 سے زیادہ آبادی والے گاؤں کو دسویں منصوبے کے آخر تک یعنی 2007 تک سبھی موسموں کے لیے بہتر سڑکوں سے جوڑنا ہے۔ پہاڑی ریاستوں کے (شمالی مشرق، سکم، ہماچل پردیش، جموں و کشمیر، اترانچل) اور ریگستانی علاقوں میں تقریباً 250 آبادی والے گاؤں کو سڑکوں سے جوڑنے کا ہدف رکھا گیا ہے۔

یکم اپریل 2000 کے مطابق ملک کی 8.25 لاکھ آبادی میں 3.30 لاکھ آبادی کسی بھی موسمی سڑک سے نہیں جڑی تھی۔ وزیراعظم گرام سڑک یوجنا نے اس میں 1.6 لاکھ آبادی کو سڑک سے جوڑا اس کے علاوہ پہلے سے بنی سڑکوں کی مرمت کے دسویں منصوبے تک 60,000 کروڑ کے بجٹ کا تخمینہ لگایا گیا۔ سال 01-2000، 02-2001 اور 03-2002 میں 9296.20 کروڑ روپے لاگت کا سڑک کام تکمیل کے مختلف مراحل میں ہے۔ مارچ 2003 تک 41.75 کروڑ روپے کا مجموعی خرچ واقع ہوا۔

دیہی پانی فراہمی پروگرام

دیہی رہائشوں میں پینے کے پانی کی سہولتیں ریاستی سیکٹر پروگرام کے تحت مہیا کرائی جاتی ہیں۔ مرکزی کفالت کے سریع الحرکت دیہی پانی فراہمی پروگرام کے تحت امداد فراہم کر مرکزی حکومت، ریاستیں حکومتوں کی کوششوں میں قوت فراہم کرتی ہیں۔ ساتھ ہی، ریاستوں کو دیہی پانی فراہمی اسکیم کی منصوبہ بندی اور نفوذ کے لئے طاقت فراہم کی گئی ہے۔

مرکزی حکومت کے انتظامی امور کے لئے قومی ایجنڈے میں اگلے پانچ سالوں میں سبھی کے لئے محفوظ پینے کے پانی کے اہتمام پر غور کیا گیا ہے۔ سبھی دیہی رہائشوں کو پینے کا پانی فراہم کرنے کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی حکمت عملی میں مندرجہ ذیل امور شامل ہیں۔ بچے ہوئے غیر پوش یا نیم پوش رہائشوں کو محفوظ پینے کے پانی کا انتظام جلد مہیا کرانا، متاثرہ رہائشوں

میں پانی کی کوالٹی سے متعلق مسائل کو سلجھانا اور پانی کی کوالٹی کنٹرول اور نگرانی سسٹم کو ادارہ جاتی کرنا، سسٹم و وسائل دونوں کے تواتر کا فروغ، اور پوش رہائشوں میں محفوظ پینے کے پانی کی مسلسل فراہمی کو یقینی بنانا۔

پانی کی فراہمی سیکٹر میں ابھی تک تقریباً 40,000 کروڑ روپے کا سرمایہ لگایا جاچکا ہے۔ مختلف ریاستوں سے جون 2003 تک ملی اطلاعات سے کے مطابق ابھی 12,299 دیہی آبادیوں میں پینے کا پانی نہیں پہونچ سکا ہے جبکہ پینے کے پانی کی سہولت سے جزوی طور پر احاطہ کی گئی آبادیوں کی تعداد 99,477 ہے۔ سال 04-2003 کے دوران 105 محروم اور 3,436 جزوی طور پر محروم آبادیوں کو پینے کے پانی سہولت فراہم کرنے کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ 99 فی صد دیہی آبادیوں میں پینے کے پانی کی سہولت دستیاب ہے۔

حکومت ہند نے دیہی پانی پروگرام کی دوبارہ تصحیح کی ہے، جو دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ، کمیونٹی پر مبنی دیہی پانی فراہمی انتظام کو اداری شکل دینے کے لئے عوام کی شراکت داری کو یقینی بنانے کے لئے مندرجہ ذیل بنیادی اصولوں کی شمولیت پر غور کرتا ہے۔ (i) پراجیکٹ کا خاکہ تیار کرنا، مالیاتی کنٹرول اور انتظامیہ کی تیاری میں فیصلہ لینے کی صلاحیت کے ذریعہ، پراجیکٹ میں دیہی عوام کی مکمل شراکت کو یقینی بنانے کے لئے انہیں بااختیار بنانے کی بنیاد پر مانگ پر مبنی ذمہ دار اور بہتر وعمدہ نظریے کو اپنانا (ii) حکومت کی براہ راست خدمات دینے والے کردار کی سہولت دینے والوں کو منتقلی اور (iii) نقد یا امداد یا دونوں میں جزوی لاگت کی شراکت اور استعمال کنندہ کے ذریعہ عمل درآمد اور رکھ رکھاؤ، کی پوری ذمہ داری لینا۔ اہم عمل منصوبہ کی بنیاد سیکٹر اصلاح پراجیکٹ کے اطلاق کے لئے پورے ملک سے 67 اضلاع کو منتخب کیا گیا ہے۔ اب یہ اصلاحی پروگرام ملک بھر میں سوجل دھارا کے نام سے چلایا جارہا ہے۔

مرکزی دیہی صفائی ستھرائی پروگرام

دیہی صفائی ستھرائی کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں پر ہے۔ ریاستی حکومتیں ریاستی سیکٹر کے کم از کم ضرورت کے پروگرام (ایم این پی) کے تحت اس پروگرام پر عمل کرتی ہیں۔ مرکزی حکومت، ریاستوں کو مالی اور تکنیکی امداد دیہی صفائی ستھرائی کے مرکزی پروگرام / (سی آر ایس پی) کے تحت فراہم کرتی ہے۔

سی آر ایس پی (مرکزی کفالت یافتہ دیہی صفائی پروگرام) کو 1986 میں دیہی عوام کے معیار زندگی کو بہتر بنانے اور عورتوں کو پردہ داری اور عزت و وقار فراہم کرنے کے لئے شروع کیا گیا تھا۔ 1993 میں صفائی ستھرائی کے تصور میں، نجی صفائی، گھریلو صفائی، صاف پانی، کوڑا کرکٹ اور پاخانے اور خراب پانی کو بھی ٹھکانے لگانے کی ضروریات کو شامل کرلیا گیا تھا۔ اس پروگرام میں خط غریبی سے نیچے زندگی گزارنے والوں کے لئے انفرادی طور پر صاف ستھری لیٹرینوں کی تعمیر، انفرادی صاف ستھری لیٹرینوں کی تبدیلی، عورتوں کے لئے دیہی سینٹری کمپلکس کی تعمیر، سینٹری مارٹس کا قیام، لوگوں میں بیداری پیدا کرنے اور انہیں صحت کی تعلیم دینے کے لئے زوردار مہم چلانے کے اقدامات شامل ہیں۔

مرکزی حکومت، ریاستی حکومت، رضا کار تنظیموں و دیگر نفاذ ایجنسیوں کے تجربے اور جولائی 1998 کو قومی دیہی صفائی ستھرائی پر منعقد دوسرے سیمنار کی سفارشوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے نویں منصوبے کو ترمیم کرنے کے بعد پہلی اپریل 1999 کو اس پروگرام کو از سرنو تشکیل دیا گیا۔ باز تشکیل شدہ مرکزی کفالت میں دیہی صفائی پروگرام کو مرحلے وار طریقے سے غریبی تعین

کرنے کے اصولوں سے جو کہ ریاست وار فنڈ کے مختص کرنے سے متعلق تھا، انحراف کر کے "مانگ پرمبنی" پہل کی طرف مرکوز کیا جارہا ہے۔ کل صفائی مہم (TSC) شروع کی گئی اور اختصاص پرمبنی پروگراموں کو مرحلہ اور طریقہ سے 31 مارچ 2002 کو ختم کردیا گیا۔ نوتشکیل شدہ پروگرام کمیونٹی کی رہنمائی اور فرد پر مرکوز ہوگی۔ پروگرام میں زیادہ سبسڈی کے بجائے کم سبسڈی کے قاعدے کو اپنایا جائیگا۔ مکمل و مجموعی صفائی ستھرائی مہم شعور و بیداری قائم کرنے کے جزو پر زور دیتا ہے اور متبادل تقسیم نظام کے ذریعہ مانگ کی فراہمی پر بھی زور دیتا ہے۔ اسکول صفائی کو ایک اہم جزو کے طور پر اسے دیہی لوگوں کے درمیان صفائی کو جامع قبولیت حاصل کرنے کے لئے ایک نقطہ دخول کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ریاستی حکومت و مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو مجموعی صفائی ستھرائی مہم کے تحت سرکاری امداد کا دعویٰ کرتے ہوئے پروجیکٹ تجویز پیش کرنا ضروری ہے۔

اس پروگرام کے تحت مکمل صفائی مہم 27 ریاستوں، مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں اولین اضلاع کی پہچان کر 179 پراجیکٹ تجاویز کو منظوری فراہم کی گئی ہے، جس کی لاگت 1,952 کروڑ روپے ہے۔ اس میں مرکز کا حصہ 1,180 کروڑ روپے، ریاستوں کا حصہ 408 کروڑ روپے اور پنچایت/ استفادہ کرنے والوں کا حصہ 364 کروڑ روپے ہے۔ 302 کروڑ روپے پہلی اور دوسری قسط کی شکل میں جاری کردی گئی ہے۔ مکمل صفائی مہم کے تحت ضلعی نفاذ ایجنسیوں نے ابتدائی کارروائی شروع کردی ہے اور پہچان کیے گئے اولین اضلاع میں جانکاری دینے کی مہم تیز کردی گئی ہے۔

179 اولین اضلاع میں منظور شدہ اجزاء ہیں: (i) خط غریبی کے نیچے رہنے والے خاندانوں کے لیے نجی 165 لاکھ بیت الخلا کی تعمیر (ii) عورتوں کے لیے 20,000 صفائی کمپلکس کی تعمیر (iii) پرائمری اور اپر پرائمری اسکولوں کے لیے 1.64 لاکھ بیت الخلا کی تعمیر (iv) آنگن واڑی/ بال واڑی کے لیے 8,024 بیت الخلا کی تعمیر (v) 1,549 دیہی صفائی بازار اور پیداوار مراکز کا قیام اس کے علاوہ سرگرمیاں شروع کرنے، اطلاع، تعلیم اور مواصلات (IEC) اور انتظامی اخراجات کے فنڈوں کا انتظام کیا گیا۔

سال 02-2001 تک 98,65,980 گھروں میں بیت الخلا کی تعمیر کی گئی۔ منصوبہ بندی کے ذریعہ قائم دیہی صفائی کے لیے دیں پنج سالہ منصوبے میں 3,663 کروڑ روپے کے بجٹ کے لیے سفارش کی سال 2002,03 میں اس پروگرام کے لیے 165 کروڑ روپے مہیا کرائیں گے جس میں مشرق شمالی ریاستوں کے لیے 16.50 کروڑ روپے متعین کیے گئے۔

دیہی ہاؤسنگ

اندرا آواس یوجنا

گاؤوں میں رہنے والے غریبوں کی رہائش سے متعلق ضرورتوں کی تکمیل کے لیے جواہر روزگار یوجنا کی معاون اسکیم کے طور پر اندرا آواس یوجنا (آئی اے وائی) مئی 1985 میں شروع کی گئی تھی۔ یکم جنوری 1996 سے اس پر ایک آزاد اسکیم کی حیثیت سے عمل کیا جارہا ہے۔ اس اسکیم کا مقصد ایس سی/ایس ٹی سے تعلق رکھنے والے خطہ غریبی سے نیچے زندگی گزار رہے دیہی باشندوں، آزاد کرائے گئے بندھوا مزدوروں، اور غیر ایس سی/ایس ٹی زمرہ کے لوگوں، کو مکان بنانے میں مدد دینے اور کچے مکانوں کو بہتر بنانے کے لئے امدادی رقم دینا ہے۔ 96-1995 سے اندرا آواس یوجنا کے تحت بیواؤں اور جنگ میں کام آنے والے فوجیوں کے پسماندگان کو بھی لے آیا گیا ہے۔ اس کا فائدہ سابق فوجیوں اور نیم فوجی دستوں کے سبکدوش ارکان بھی عام شرائط پوری کر کے حاصل کرسکیں گے۔ تین فی صد سرمایہ دیہی علاقوں میں رہائش پذیر خط غریبی سے نیچے کے معذور لوگوں کے لئے مختص ہے۔

اس اسکیم کی خاص خاص باتیں یہ ہیں: کنبہ کی کسی خاتون کے نام مکان کی الاٹمنٹ کی جاتی ہے یا شوہر اور بیوی کے مشترکہ نام سے مکان دیا جاتا ہے۔ کم سے کم 60 فی صد سرمایہ ایس سی/ ایس ٹی لوگوں کے لئے مکانات کی تعمیر پر صرف کیا جانا ضروری ہے۔ صاف ستھری لیٹرین اور دھواں نہ دینے والا چولھا اس اسکیم میں شامل ہیں۔ آئی اے وائی کے تحت استفادہ کرنے والوں کا انتخاب گرام سبھا کرتی ہے۔ تعمیر کی ٹکنالوجی، تعمیراتی سامان اور ڈیزائن کا انتخاب استفادہ کرنے والا کرتا ہے۔ میدانی اور پہاڑی یا مشکل جگہوں میں نئے مکانوں کی تعمیر کے لئے امداد بالترتیب 20,000 روپے اور 22,000 روپے فی اکائی کی شرح سے کی جاتی ہے۔ 2000-1999 سے کچے مکانوں کے سدھار پر دس ہزار روپے فی یونٹ رقم فراہم کی جانے لگی ہے۔ آئی اے وائی کا 20 فی صد سرمایہ اس مد کے لئے مختص کر دیا گیا ہے۔

86-1985 سے 04-2003 (27 جون 2003) کے دوران 17,424.47 کروڑ روپے کی لاگت سے اب تک تقریباً 101.31 لاکھ مکان بنائے گئے ہیں۔ اس 'یوجنا' کے تحت سال 2003-2002 کے لیے 1,725 کروڑ روپے مرکز کی طرف سے دیہی تعمیر مکان کے لئے مختص کئے گئے ہیں، جس میں اس یوجنا کے لئے 1656.40 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ تقریباً 13.14 لاکھ مکانوں کا ہدف رکھا گیا ہے۔ اس میں سے 8.72 لاکھ نئے مکان بنانے کے 1,325.12 کروڑ روپے اور 4.42 لاکھ بے کار کچے مکانوں پکے/ آدھے پکے مکانوں میں بدلنے کے لئے 331.28 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ سال 03-2002 کے دوران 15,24,380 مکانوں کی تعمیر اور مرمت کے لیے 1628.53 کروڑ روپے جاری کیے گئے۔

دیہی رہائش کے لیے سال 04-2003 کے لیے 1900.00 کروڑ روپے کا اہتمام کیا گیا۔ سال 04-2003 کے دوران اندرآواس یوجنا اور ادھار وسبسڈی اسکیم کے تحت 14,84,554 مکانوں کی تعمیر و مرمت کے لیے 1780.50 کروڑ روپے فراہم کیے گئے۔ اندرآواس یوجنا کے تحت 729.36 کروڑ روپے کی رقم کی پہلی قسط کے طور پر موجودہ مالی سال کے دوران جاری کی گئی۔

کریڈٹ وسبسڈی اسکیم

کریڈٹ وسبسڈی اسکیم (CCSS) یکم اپریل 1999 کو شروع کی گئی تھی۔ اس اسکیم کے تحت 32,000 روپے تک سالانہ آمدنی والے دیہی خاندانوں کو رکھا گیا ہے۔ اس میں زیادہ سے زیادہ 10,000 روپے تک کی سبسڈی اور 40,000 روپے تک کے قرض کا اہتمام ہے۔ امدادی رقم کا مرکز 75 فی صد اور ریاستی سرکاری 25 فی صد فراہم کرتی ہیں۔ کمرشیل بنک اور ہاؤسنگ مالیاتی ادارے قرض کی تقسیم کرتی ہے۔ اسکیم کی شروعات سے سال 02-2001 تک مرکزی کی طرف سے 288 کروڑ روپے مختص کیے گیے، جس میں تقریباً 77.79 کروڑ کی لاگت سے 85,564 مکانوں کی تعمیر کی گئی۔ سال 03-2002 سے اندرآواس یوجنا اور ادھار سبسڈی اسکیم کے تحت مرکزی انحصاص کو ملا دیا گیا۔ اس اسکیم کے نفاذ کے سلسلے میں اندرآواس یوجنا کے 20 فی صد فنڈ کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سمگر آواس یوجنا

سمگر آواس یوجنا رہنے کی جگہ، صفائی ستھرائی اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے مربوط اقدامات کے لئے ایک جامع

اسکیم نئے طور پر پہلی اپریل 1999 سے ہی شروع کی گئی ہے۔ اس آواس یوجنا کا بنیادی مقصد دیہی علاقوں کے لوگوں اور پوری بستی کے معیار زندگی کو بلند کرنا ہے۔ خاص طور پر اس اسکیم کا واضح مقصد دیہی ترقیاتی سرگرمیوں مثلاً مکانوں کی تعمیر، صفائی ستھرائی کی سہولیات کی فراہمی اور پینے کے پانی کی اسکیموں کو مربوط بنانا اور مناسب ٹکنالوجی، آئی ای سی اور نئے خیالات کے مناسب استعمال سے ان پر عمل درآمد کو یقینی بنانا ہے۔ پہلے مرحلہ میں 24 ریاستوں رمرکزی علاقوں کے 25 اضلاع کے ایک ایک بلاک میں اس اسکیم پر عمل ہوگا۔ اس اسکیم کے تحت جن لوگوں کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے وہ گاؤں کے غریب لوگ اور ترجیحی طور پر خط غریبی سے نیچے زندگی گزارنے والے لوگ ہیں۔ 2000-1999 اور 2001-2000, 02-2001 اور 03-2002 کے دوران اس پروگرام پر عمل درآمد کے لئے 2.67 کروڑ، 1.35 کروڑ، 3.05 کروڑ اور 0.43 کروڑ روپے فراہم کئے گئے۔

دیہی مکانات اور رہائشی بستی کی ترقی

موثر، ماحول کے لئے سازگار اور سائنسی طور پر تجربہ کی کسوٹی پر پوری اتر چکی ویسی اور جدید ڈیزائنوں، ٹکنالوجیوں ساز و سامان کے استعمال کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ اسکیم یکم اپریل 1999 سے شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد دیہی علاقوں میں مکان سازی کی جدید اور بہترین ثابت ہو چکی ٹکنالوجیوں، ڈیزائنوں اور ساز و سامان کے استعمال کو فروغ دینا ہے۔ اس اسکیم کے لیے 2000-1999 کے دوران 10 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے جس میں سے پراجیکٹ کو پورا کرنے کے لئے 2.41 کروڑ روپے دئے گئے۔ سال 2001-2000 کے دوران 10 کروڑ روپے کا اہتمام کیا گیا تھا لیکن اس میں صرف 8.65 کروڑ روپے کی رقم ہی جاری ہوئی۔ سال 2002-2001 کے دوران 10 کروڑ روپے کا اہتمام ہے لیکن اس میں صرف 9.64 کروڑ روپے مختلف پراجیکٹوں کے نفاذ کے لیے جاری کیے گئے ہیں۔ سال 03-2002 کے لئے 10 کروڑ روپے کا اہتمام کیا گیا تھا لیکن مختلف پروجیکٹوں کے نفاذ کے لیے 10.23 کروڑ روپے جاری کیے گیے۔ سال 04-2003 کے دوران اس اسکیم کے تحت 11 کروڑ روپے مختص کیے گیے ہیں۔

دیہی تعمیراتی مراکز

تعمیراتی مرکز کی مہم جو "نرمتی مہم" کے نام سے جانی جاتی ہے، 1985 میں کیرلا میں شروع کی گئی تھی، جس کا مقصد ٹکنالوجی کی منتقلی، معلومات کی فراہمی، ٹریننگ کے ذریعہ مہارت میں سدھار اور ماحول کے لئے سازگار تعمیراتی سامان کے استعمال کی حوصلہ افزائی تھا۔ دیہی تعمیراتی مراکز، لیبارٹری سے قطعہ زمین تک تعمیراتی ٹکنالوجی کی منتقلی کی خدمت انجام دیں گے۔ دیہی تعمیراتی مراکز ریاستی حکومت، دیہی ترقیاتی ایجنسیوں، معتبر غیر سرکاری تنظیموں، نجی کاروباری اداروں، پیشہ ور ایسوسی ایشنوں، خود مختار اداروں، اور کارپوریٹ کمپنیوں بشمول پبلک سیکٹر ایجنسیوں کے ذریعہ قائم کئے جا سکتے ہیں۔ دیہی تعمیراتی مرکز کے قیام کے لئے یکمشت 15 لاکھ کی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران 3 کروڑ روپے مختص کئے گئے، جس میں سے 1.56 کروڑ روپے مختلف ایجنسیوں کو دئے گئے۔ سال 2002-2001 کے دوران بھی 3 کروڑ کا اہتمام کیا گیا ہے، جس میں 0.78 کروڑ جاری کئے گئے۔ سال 03-2002 کے دوران تین کروڑ روپے کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں سے 1.79 کروڑ روپے جاری کیے گئے۔ سال 04-2003 کے لیے تین کروڑ روپے جاری کیے گئے ہیں۔

ایکویٹی سپورٹ

وزارت دیہی ترقی، دیہی علاقوں میں اقتصادی طور پر پسماندہ طبقات اور کم آمدنی والے کے لیے اور دیہی علاقوں میں ہاؤسنگ مالیات کی رسائی میں بہتری کے لیے HUDCo کو ایکویٹی سپورٹ بھی فراہم کرتی ہے۔ نویں منصوبے میں ہڈکو کو ایکویٹی سپورٹ پانچ کروڑ روپے سے بڑھا کر 350 کروڑ روپے کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا اور ہڈکو کو پوری رقم جاری کر دی گئی۔ سال 2003-04 کے لیے ہڈکو کو ایکویٹی سپورٹ کے طور پر 10 کروڑ روپے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

قومی مشن

قومی مشن برائے دیہی مکان اور فطری ماحول کا قیام دیہی ہاؤسنگ سیکٹر میں سائنس اور ٹکنالوجی کے استعمال کو بڑھاوا دینے کے لیے 4 اپریل 1999 کو کیا گیا۔ دیہی ترقی کے وزیر کی صدارت میں مجلس منتظمہ اور دیہی ترقیات کے سکریٹری کی صدارت میں ایک بااختیار کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے۔

پنچایتی راج

تاریخ کے دور کے آغاز ہی سے پنچایتوں کو دیہی زندگی کی ریڑھ کی ہڈی کا درجہ حاصل رہا ہے۔ گاندھی جی کے اس خواب کو حقیقت کا روپ دیا جا چکا ہے کہ ہر گاؤں ایک جمہوریہ ہو اور بااختیار پنچایتیں ہوں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے تین سطحی پنچایتی راج کا نظام رائج کیا گیا ہے تاکہ دیہی تعمیر نو میں عوامی شرکت کو یقینی بنایا جا سکے۔ ہندوستان میں پنچایت راج کی تاریخ میں 24 اپریل 1993 کا دن ایک نشان منزل کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اسی دن آئین میں 73 ویں ترمیم کے ایکٹ 1992 کا نفاذ ہوا تھا جس کی رو سے پنچایت راج اداروں کو آئینی درجہ ملا ہے۔ اس ایکٹ کی خاص خاص باتیں یہ ہیں (I) 20 لاکھ سے زیادہ کی آبادی والی ہر ریاست میں تین سطحی پنچایتی راج نظام فراہم کرنا (ii) ہر 5 سال پر باقاعدگی کے ساتھ پنچایتی چناؤ کرنا (iii) شیڈولڈ کاسٹس، شیڈولڈ ٹرائبس اور عورتوں کے لئے سیٹیں ریزرو کرنا (33 فی صد سے کم نہیں) (iv) پنچایتوں کے مالی اختیارات کا فیصلہ کرنے کے لئے ریاستی مالی کمیشن قائم کرنا اور (v) پورے ضلع کے لئے ترقیاتی منصوبہ کا مسودہ تیار کرنے کے لئے ضلع پلاننگ کمیٹی کی تشکیل کرنا۔

آئین کے مطابق پنچایتوں کو ایسے اختیارات دئے جائیں گے تاکہ وہ سیلف گورنمنٹ (مقامی حکومت) کے طور پر کام کر سکیں۔ مناسب سطحوں پر پنچایتوں کو دئے جانے والے اختیارات اور ذمہ داریوں کا خلاصہ یہ ہے: (الف) اقتصادی ترقی اور سماجی انصاف کے لئے منصوبہ سازی (ب) آئین کے گیارہویں شیڈول میں موجود 29 موضوعات کے تعلق سے اقتصادی ترقی اور سماجی انصاف کی اسکیموں کا نفاذ اور (ج) نہ صرف ٹیکس نافذ کرنا، وصول کرنا اور خرچ کرنا بلکہ محصول، چنگی اور فیس وغیرہ بھی وصول کرنا اور خرچ کرنا۔

پنچایتوں کے (شیڈولڈ علاقوں تک توسیع کے) ایکٹ مجریہ 1996 کی رو سے آٹھ ریاستوں یعنی آندھرا پردیش، جھارکھنڈ، گجرات، ہماچل پردیش، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، اڑیسہ اور راجستھان کے قبائلی علاقوں تک پنچایتوں کو وسعت دیدی گئی ہے۔ اس ایکٹ کا نفاذ 24 دسمبر 1996 کے ایکٹ 40 میں موجود تمام دفعات کو بروئے کار لانے کے لئے تمام ریاستوں نے قانون وضع کئے ہیں۔

آ ئین (73 ویں ترمیم) قانون گرام سبھا کو آئینی درجہ دیتا ہے۔ ہندستانی آئین کی دفعہ 243 (بی) کے مطابق، گرام سبھا سے مراد اس تنظیم سے ہے۔ جس میں گرام پنچایت علاقے کے کسی گاؤں سے متعلقہ رائے دہندگی فہرست میں درج شدہ شخص شامل ہوں۔ دفعہ 243 (اے) کے مطابق، گرام سبھا، ریاستی قانون کے ذریعہ دی گئی طاقتوں کا استعمال اور کاموں کے نمٹانے کا کام گاؤں سطح پر کرسکتی ہے۔ اس طرح 18 سال سے زیادہ عمر کے ہر گاؤں والے کو اپنا مستقبل متعین کرنے کا ایک پیدائشی اختیار ملا ہے۔ گرام سبھا وہ فورم ہے۔ جہاں غریبی لائن سے نیچے رہنے والے غریب بھی اپنی زندگی کو متاثر کرنے والے فیصلوں میں اشتراک کرسکتے ہیں۔

گرام پنچایتوں کے کاموں میں کھلا پن لانے، فائدوں کی کی یکساں تقسیم کو یقینی بنانے، کیمونٹی سرمایوں (جہاں ان کی ضرورت ہو) کو پیدا کرنے، سماجی میل جول بڑھانے میں گرام سبھا ایک اہم کردار نبھاتی ہے اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ گرام سبھا گاؤں میں کی جانے والی ترقیاتی کاموں کی اسکیم بنائے گی اور ان کی ترجیحات طے کرے گی۔ عورتیں، درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کی سرگرم حصہ داری کو بڑھائے گی۔ گرام پنچایت کے کاموں میں کھلے پن کو یقینی بنائے گی۔ گرام پنچایت کے حساب کتاب کی جانچ کرے گی۔ ریاستی حکومتوں اور مرکزی حکومت کی مختلف اسکیموں کے لئے استفادہ کرنے والوں کا انتخاب کرے گی، دیہی ترقی کے مختلف کاموں کی توثیق کرے گی اور گاؤں کے قدرتی وسائل کے منتظمہ پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے کام کرے گی۔

وزارت دیہی ترقی پنچایت ممبروں اور کارکنوں کی تربیت اور ان میں شعور بیدار کرنے کے لئے ریاستوں کو مالی امداد بھی مہیا کراتا ہے۔ وزارت پنچایتی راج سے متعلق تربیت اور شعور پیدا کرنے والے پروگرام چلانے کے لئے عوامی کاموں اور دیہی ٹکنالوجی کی ترقی کی کونسل کے ذریعہ غیر سرکاری تنظیموں کو مالی امداد فراہم کررہا ہے۔ وزارت رضا کار تنظیموں/اداروں سے پنچایتی راج سے متعلق تحقیقاتی و تجزیاتی مطالعہ بھی کرواتا ہے۔

آل انڈیا پنچایت ادھیاکش سمیلن میں اپنائے گئے "قومی اعلانیہ" کی تجاویز پر عمل کرتے ہوئے وزارت نے عمدہ کارکردگی والی پنچایتوں کے لیے وزارت نے قومی سطح کے ایوارڈ کی تشکیل کا فیصلہ کیا۔ یہ توقع کی جاتی ہے کہ ایوارڈ سے پنچایتی راج اداروں کو بہتر کارکردگی کی ترغیب ملے گی اور آمدنی حصوں کو متحرک کرنے اور سماجی ترقی میں عمدہ کارکردگی والی پنچایتوں کی تشہیر بھی ہوگی۔

پنچایتی راج اداروں کو مضبوط بنانے کی تدابیر کی تجویز پیش کرنے کے لیے پنچایتی راج اداروں کے مالی و انتظامی اختیارات فراہم کرنے پر قومی ترقیاتی کونسل کی ایک اختیار سب کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے۔

سورن جینتی گرام سوا روزگار یوجنا

ایک جامع سوا روزگار یوجنا سورن جینتی گرام سوا روزگار یوجنا کے نام سے یکم اپریل 1999 کو شروع ہوئی۔ اس اسکیم کا مقصد غریبوں کو سماجی حرکت پذیری، ان کی تربیت اور صلاحیت کی تخلیق، بینک کریڈٹ اور حکومتی سب سڈی کے ذریعہ آمدنی پیدا کرنے کے اثاثے کے اہتمام کے ذریعہ انہیں خود امدادی گروپوں (SHGs) میں منظم کرکے غریبی سطح سے اوپر اٹھانے میں مدد کرتا ہے۔ اس اسکیم میں دیہی غریبوں کی عمل کاری رسائی اور صلاحیت تخلیق کرنے پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ لہذا اس میں بشمول

مہارت فروغ خود امدادی گروپوں کی تربیت اور فروغ میں غیر سرکاری تنظیموں/CBO / افراد/ بینک بطور سہولیات فراہم کار/خود امداد کی افزائش کرنے والے اداروں کو شامل کیا گیا ہے۔ اسکیم کے تحت سماجی ثالثی اور مقامی ضرورتوں پر مہارت کے فروغ پر آنے والی لاگت فراہم کرائی جاتی ہے۔

ایس جی ایس وائی کے تحت پروجیکٹ کی لاگت کے 30 فی صد کے مساوی اور زیادہ سے زیادہ 7,500 امداد روپے دی جائے گی ایس سی/ایس ٹی کے لئے 50 فی صد اور یا 10,000 روپے کی امداد ہوگی۔ اپنی مدد آپ کرنے والے گروپ کے لئے 1.25 لاکھ روپے کی حد کے ساتھ پروجیکٹ کاسٹ کے 50 فی صد کے مساوی سبسڈی ہوگی۔ یا کس 10,000 روپے جو رقم کم ہوا ہے۔ اپنی مدد آپ کرنے والے گروپوں اور نجی خود روزگار والے افراد کے لیے چھوٹی آبپاشی پروجیکٹوں پر سبسڈی کی زیادہ سے زیادہ حد نہیں ہے۔ یوجنا میں دیہی غریبوں کے کمزور طبقات پر زیادہ دھیان دیا گیا ہے۔ اسی طرح کم سے کم 50 فی صد درج فہرست ذات/درج فہرست قبائل 40 فی صد عورتیں اور تین فی صد معذوروں کو 'یوجنا' کا نشانہ مقرر کیا جائے گا۔ اس 'یوجنا' پر ضلع دیہی ترقیاتی ایجنسیوں کے ذریعہ پنچایت کمیٹیوں کے ذریعہ عمل درآمد کیا جائے گا۔ منصوبہ بندی، عمل درآمد اور نگرانی کے کام میں بنکوں اور دیگر مالی اداروں، پی۔ آر۔ آئی۔ غیر سرکاری تنظیموں کے ساتھ ساتھ ضلعوں کے تکنیکی اداروں کو شامل کیا جائے گا۔

خود امدادی گروپ 10 سے 20 ممبروں کے ذریعہ تشکیل ہوسکتا ہے۔ چھوٹی آبپاشی، معذور افراد اور دشوار علاقوں جیسے پہاڑی، ریگستانی، چھدری آبادی والے علاقوں کے معاملوں یہ تعداد کم سے کم پانچ ہوسکتی ہے۔ یہ گروپ گرام سبھا کی منظور شدہ خط غریبی سے نیچے کی فہرست میں ہونا چاہئے۔ خود امدادی گروپ جامع طور پر ارتقا کے تین مراحل سے گزرنا چاہئے جیسے گروپ تشکیل، گردان فنڈ کے ذریعہ پونجی کی تشکیل اور مہارت فروغ اور آمدنی تخلیق کے لیے معاشی سرگرمی۔

10 کلیدی سرگرمیوں کا انتخاب لوگوں کے مقامی وسائل، پیشہ ورانہ مہارت، بازار کی دستیابی پر ہوتا ہے تاکہ 'سوروزگاری' اپنی پونجی اصل کاری سے مناسب آمدنی حاصل کرسکے۔ یہ اسکیم بستیوں میں بلاک سطح پر چار پانچ اہم سرگرمیوں پر زور دیتی ہے جس میں وہ سارے پہلو ہوں جس سے سوروزگاری اپنی اصل کاری سے مستقل آمدنی حاصل کرسکے۔ یہ اسکیم تربیتی کورس اور ہر ''سوروزگاری'' کی ضرورت کے مدنظر اس کی ترقی پر زور دیتی ہے۔

یہ اسکیم ضلع دیہی ترقیاتی ایجنسیوں، پنچایتی راج اداروں کے سرگرم اشتراک، بینک اور رضا کار تنظیموں کے ذریعہ لاگو کی جارہی ہے۔ اسکیم میں کی جانے والی مالیاتی فراہمی مرکز اور ریاستی حکومتوں میں 75:25 کے تناسب میں تقسیم کی گئی ہے۔

اس پروگرام میں ابھی تک 14.54 لاکھ خود امدادی گروپوں کی تشکیل کی گئی ہے جس میں 37.26 لاکھ 'سوروزگاری' شامل ہیں۔ ان سوروزگاریوں میں 14.56 لاکھ خود امدادی گروپ کے ممبر اور 22.70 لاکھ انفرادی سوروزگاری شامل ہیں۔ انھیں کل 7606.50 کروڑ روپے کی امداد دی گئی ہے۔ ان سوروزگاریوں میں 43.85 فی صد درج فہرست ذات وقبائلی اور 42.31 فی صد عورتیں تھیں۔ سال 04-2003 کے دوران اس اسکیم کے لیے 800 کروڑ روپے کی مرکزی امداد کا اہتمام کیا گیا ہے۔

ڈی آر ڈی اے کا نظم ونسق

انتظامی اخراجات کے متعلق مختلف پروگراموں میں یکسانیت نہ ہونے کی وجہ سے ایک نئی مرکزی کفالت کی اسکیم، ضلعی دیہی

ترقیاتی ایجنسی (DRDA) یکم اپریل 1999 سے شروع کی گئی۔ اس اسکیم کا مقصد ضلعی دیہی ترقیاتی ایجنسیوں کے انتظامیہ کی لئے فنڈ کا طریقہ کار مرکز اور ریاستوں کے درمیان 75:25 کے تناسب کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ 04-2003 میں ضلعی دیہی ترقیاتی ایجنسی کے لئے انتظامیہ میں 220 کروڑ کے بجٹ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

سمپورن گرامین روزگار یوجنا۔ دوسرا مرحلہ

روزگار یقین دہانی اسکیم اور جواہر گرام سمردھ یوجنا، دونوں کو ملا کر 25 ستمبر 2001 کو سمپورن گرامین روزگار یوجنا (SGR) میں ملا دیا گیا۔ پروگرام کا مقصد دیہی علاقوں میں روزگار کے مواقع بڑھانے کے لیے پائدار اثاثوں سمیت مانگ رخی بنیادی ڈھانچے کی تعمیر اور دیہی علاقوں کی غریب بے روزگار، کم روزگار والے لوگ اس پروگرام کے ہدف گروپ ہیں۔ سماج کے کمزور طبقات، خاص طور پر عورتوں، درج فہرست قبائل، درج فہرست قبائل و خطرناک پیشوں سے ہٹائے گئے بچوں کے والدین پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اسے دو طرح سے نافذ کیا گیا ہے۔ (i) پہلا روزگار یقینی دہانی اسکیم کو بدل کر اسے ضلع اور وسطی پنچایت سطح پر لاگو کیا گیا ہے۔ سمپورن گرامین روزگار یوجنا کا 50 فی صد مخصوص کیا گیا ہے جسے ضلع پریشد (20 فی صد) اور ثانوی سطح پر پنچایتوں اور پنچایت کمیٹیوں (30 فی صد) میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (ii) دوسرے طریقے میں جواہر گرام سمردھی یوجنا بدل کر گرام پنچایت سطح پر لاگو کی گئی ہے۔ اس پروگرام (SGRY) کا 50 فی صد فنڈ خصوصی مقصد کے لیے متعین کیا گیا ہے۔ یہ فنڈ DRDAs ضلع دیہی ترقیاتی ایجنسی پریشودن کے ذریعہ گاؤں پنچایتوں کے لیے جاری کی جاتی ہے اس اسکیم کا سالانہ بجٹ پانچ کروڑ کے اناج جز و سمیت 10 کروڑ روپے کا ہے۔ اس اسکیم میں ہر سال 100 کروڑ یوم مزدوری کام دن فراہم کرانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

پروگرام مرکزی کفالت اسکیم ہوئے کے سبب اسکیم میں خرچ کی جانے والی رقم مرکز اور ریاستی حکومتوں میں 75:25 کے تناسب میں تقسیم کی گئی ہے۔ مرکز کے زیر انتظام علاقوں اور ریاستوں میں اناج مفت مہیا کرانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ لیکن اناج کو لانے لے جانے، گوداموں میں کام کرنے اور تقسیم کرنے کی ذمہ داری ریاست اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی ہے۔

گرام سبھا کی منظوری سے ضرورت کے مطابق گرام پنچایتیں دستیاب فنڈ سے رقم حاصل کر سکتی ہیں۔ گرام پنچایتوں کے لیے 50 فی صد مخصوص فنڈ کا استعمال درج فہرست ذات/قبائل کے علاقوں میں کیا جاتا ہے۔ اس اسکیم میں کوئی بھی کام ٹھیکہ داروں سے کرانے کی اجازت نہیں ہے اور اس میں کسی ثالث یا دلالی ایجنسی کو شامل کرنے کا اہتمام نہیں ہے۔ اس میں کام کرنے والے مزدوروں کو یومیہ مزدوری کے طور پر ہر ایک مزدور کو پانچ کلو اناج اور باقی نقد رقم دی جاتی ہے۔ اس پروگرام کی نگرانی ضلع پنچایتیں کریں گی جبکہ مرکز اور ریاستی حکومتوں کے ذریعہ اس پروگرام کا جائزہ و عمیق مطالعہ معروف اداروں/تنظیموں کے ذریعہ کرایا جائے گا۔

تربیت

تربیت، عملہ کے علم اور مہارت کو بڑھا کر ان کے کرداروں میں اصلاح کرنے کا ایک آزمایا ہوا ذریعہ ہے۔ چونکہ تربیت، تحقیق اور ترقی آپس میں پیچیدگی سے جڑے ہوئے ہیں اس لیے پالیسی سازوں اور پروگراموں کو نافذ کرنے والوں کے لیے صحیح

تعلیم ضروری ہے۔ اس کو آسان بنانے کے لیے قومی سطح پر ایک اعلیٰ تربیتی ادارے ''قومی دیہی ترقیاتی ادارے (NIRD)، ریاستی سطح پر 27 ریاستی دیہی ترقیاتی ادارے (SIRD) اور ضلع و بلاک سطح پر 88 توسیعی تربیتی مراکز قائم کیے گیے ہیں۔ ان کے ذریعہ دیہی ترقیاتی افسروں اور پنچایتی راج اداروں منتخب نمایندوں کو تربیت فراہم کی جاتی ہے۔ وزارت ان اداروں کو فنڈ فراہم کراتا ہے۔ اس کے علاوہ پنچایتی راج اداروں کے منتخب اور سرکاری عہدیداروں کو تربیت دینے کے لئے سال 1992 کے دوران پنچایت ترقی و تربیت (PD&T) اسکیم کو ضابطہ بند کیا گیا اور ریاستوں سے حاصل تجاویز پر مبنی پروجیکٹوں کے نفاذ کے لیے حکومت ہند ریاستوں کو مالی امداد بھی دے رہی ہے۔

دیہی ترقیاتی پروگراموں کے موثر نفاذ کے لیے ریاستی ترقیاتی اداروں، توسیعی تربیتی مراکز اور یونیورسٹی سمیت علاقائی اداروں کے ذریعہ حکومت کی مالی امداد سے تربیتی کورسوں، سیمیناروں اور ورکشاپوں کا بھی انعقاد کیا جاتا ہے۔

عوامی اقدام اور دیہی ٹکنالوجی فروغ کی کونسل (CAPART)

دیہی ترقی میں رضا کارانہ تعاون کی حوصلہ افزائی اور فروغ اور دیہی خوش حالی میں اضافہ کے لئے جدید ٹکنالوجیوں کے استعمال کے لئے حکومت ہند نے ستمبر 1986 میں عوامی اقدام اور دیہی ٹکنالوجی کے فروغ کی کونسل (سی اے پی اے آرٹی) قائم کی تھی۔ یہ کونسل محکمہ دیہی ترقی کے تحت ایک رجسٹرڈ سوسائٹی ہے جس میں دو خود مختار اداروں پیپلز ایکشن برائے ڈولپمنٹ انڈیا (پی اے ڈی آئی) اور کونسل برائے فروغ دیہی ٹکنالوجی (سی اے آرٹی) کو ضم کر دیا گیا ہے۔

سی اے پی اے آرٹی نے 9 علاقائی کمیٹیاں / علاقائی مراکز، جے پور، لکھنو، احمد آباد، بھوبنیشور، پٹنہ، چنڈی گڑھ، حیدر آباد، گوہاٹی اور دھارواڑ میں قائم کی ہیں۔ علاقائی کمیٹیوں کو اپنے اپنے علاقوں میں 20 لاکھ روپے تک کے پروجیکٹوں کو منظوری دے کر انہیں رضا کار ایجنسیوں سے مکمل کرانے کا اختیار دیا گیا ہے۔ آغاز سے جون 2003 تک اس نے 701.63 کروڑ روپے کے 21,621 پروجیکٹوں کو منظوری دی ہے۔

فاصل آب ترقیاتی پروگرام

زمینی وسائل کے محکمے نے خشک سالی کے امکان والے علاقہ کا پروگرام (DPAP)، ریگستان ترقیاتی پروگرام اور مربوط بنجر زمین ترقیاتی پروگرام کے نام سے بنجر و کمزور درجے کی زمین کی ترقی کے لیے ایریا پر مبنی تین فاصل آب ترقیاتی پروگرام چلا رہا ہے۔ اس کے علاوہ واٹر شیڈ اجزا کے لیے 31 مارچ 1999 تک روزگار یقین دہانی کے تحت منظور پروجیکٹوں کو پورا کرنے کے لیے بھی فنڈ جاری کیا جا رہا ہے۔

خشک سالی سے متاثر خاص طرح کے مسائل سے نمٹنے کے لئے سال 1973.74 میں خشک سالی کے ممکنہ علاقوں کے لیے پروگرام شروع کیا گیا تھا۔ ریگستان کے مختلف اثرات کو کم کرنے کے لیے 78-1977 میں ریگستان ترقیاتی پروگرام شروع کیا گیا جبکہ مربوط ترقی پروگرام 90-1989 سے چل رہا ہے۔ یہ پروگرام 95-1994 تک ایریا بنیاد پر چلائے گئے۔

یہ تینوں پروگرام مکمل طور پر مرکزی کفالت کی اسکیم ہیں۔ مرکز یکم اپریل 2000 سے پہلے تک مربوط بنجر زمین ترقیاتی پروگرام کے تحت منظور پروجیکٹوں کے لیے سو فی صد گرانٹ مہیا کراتا رہا ہے۔ اس کے بعد ان سبھی تینوں اسکیموں کے لیے لاگت

معیارات کو ترمیم کر 6,000 روپے فی ہیکٹر کر دیا گیا۔ ''خشک سالی سے ممکنہ ایریا پروگرام'' اور ''ریگستانی ترقیاتی پروگرام'' کے تحت مرکز اور ریاستوں کے درمیان امداد کی تقسیم 75:25 کے تناسب میں ہوتا ہے۔ ''مربوط بنجر زمین ترقیاتی پروگرام'' کے معاملے میں 2000 روپے فی ہیکٹر کی بڑھی رقم کی تقسیم مرکز اور ریاستوں کے درمیان 75.25 کے تناسب میں ہی ہوتا ہے۔ (پہلے اس اسکیم میں لاگت معیار 4,000 روپے فی ہیکٹیر تھا)۔ اس اصل معیار لاگت کی ادیگی اور بھی مرکز کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اس طرح مرکز اور ریاستوں کے درمیان ''مربوط بنجر زمین ترقیاتی پروگرام'' کے تحت پروجیکٹ کی لاگت کی تقسیم 11:1 کے تناسب میں ہوتی ہے۔ اس پروگرام سے بنجر زمین کے ترقیاتی پروگراموں میں لوگوں کی حصہ داری بڑھانے کے ساتھ ساتھ دیہی علاقوں میں روزگار پیدا کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

حال تک، تین قسطیں جاری کیے جانے اور متعلقہ پروجیکٹوں کے پورا ہونے کے بعد صرف مربوط بنجر زمین ترقیاتی پروگرام (IWDP) کے پروجیکٹوں کا ہی تعین قدر کیا گیا تھا۔ ''خشک سالی سے ممکنہ طور پر متاثر علاقہ پروگرام (DPAP)'' ''ریگستانی ترقیاتی پروگرام'' کے کسی پروجیکٹ کی تشخیص نہیں کی گئی ہے۔ مارچ 2002 میں ریاستوں سے کہا گیا کہ ''مربوط بنجر زمین ترقیاتی پروگرام'' کے طرز پر ان پروجیکٹوں کا تعین قدر بھی کسی آزاد ایجنسی سے کرایا جانا چاہیے۔

تیسری قسط کے بعد خشک سالی ممکنہ علاقہ پروگرام وریگستانی ترقیاتی پروگرام کے پروجیکٹوں کا وسط مدتی تعین قدر کیا گیا۔ پروجیکٹ کے پورا ہونے پر اس کا آخری تعین قدر کیا جاتا ہے۔ وسط مدتی رپورٹ کے اطمینان بخش ہونے کے بعد چوتھی قسط جاری کی جائے گی۔ یہ 99-1998 کے دوران اور اس کے بعد منظور پروجیکٹوں کے لیے فنڈ جاری کرنے کے معاملے میں لاگو ہوگا۔

ریاستی حکومتوں نے اب بھی فاصل آب پروجیکٹوں کی تشخیص کا کام تشخیص کاروں کے پینل سے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اس سے ریاستی حکومتوں کو محکمہ زمینی وسائی کی منظوری سے تشخیص کاروں کی فہرست میں نئے نام شامل کرنے اور ہٹانے کا اختیار مل گیا ہے۔

فاصل آب ترقی کے رہنما اور اصولوں میں متعین کیے گئے وقت کے پروجیکٹوں کے مشاہدہ پر مبنی اطلاعات پر جوابی عمل کو تخلیق کرنے میں مدد کے لیے ضلع انتظامیہ وریاستی حکومتوں کے ساتھ شراکت پر مبنی تعلق قائم کرنے میں ضلع وریاستی سطح کے قائم اداروں کے استعمال کرنے کا اہتمام ہے۔

سبھی پروگراموں کے تحت کوالٹی اخراجات کو یقینی بنانے کے مقصد کو پورا کرنے کے مقصد سے ضلع وریاست سطح پر چوکسی و نگرانی کمیٹیوں کی تشکیل کی گئی ہے۔ چوکسی ونگرانی کمیٹی کا مقصد ایک ایسی کنٹرول میکانیت تیار کرنا ہے جو پروگراموں اسکیموں کو متعین وقت کی حد میں اور زیادہ موثر طور تکمیل کرنے کے مقصد کو حاصل کرنا یقینی بنائے تاکہ سرکاری فنڈ کا پورا استعمال ہو اور پروگرام کا فائدہ دیہی غریبوں کو پوری طرح مل سکے۔

ہریالی

آئین 73 ویں ترمیم کے ساتھ ہی حکومت پنچایتی راج اداروں کو بھی ضروری مالی وانتظامی خاص کر معاشی ترقی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی، نفاذ اور انتظامیہ بھی خود حکمرانی کا اختیار دے کر مجاز بنانے کے لیے کیے گئے پہچان سے وابستہ ہے۔ تجربہ ظاہر کرتے

ہیں کہ فاصل آب ترقیاتی سرگرمیوں میں پنچایتی راج اداروں کا کردار محدود ہے۔ درج بالا حقیقت کو ذہن میں رکھتے ہوئے حکومت نے ''ہریالی'' کے نام سے ایک نئی پہل کی۔اس کا مقصد پنچایتی راج اداروں کو ملک میں فاصل آب ترقیاتی پروگراموں کے نفاذ میں مالی و انتظامی دونوں طرح سے تفویض اختیار فراہم کرنا ہے۔وزیراعظم نے اسے 27 جنوری 2003 کو شروع کیا۔ اس پہل کے تحت مربوط بنجر زمین ترقیاتی پروگرام،(IWDP) خشک سالی امکانی علاقہ پروگرام(DPAD) اور ریگستانی ترقیاتی پروگرام(DDP) کے نام سے چل رہی بھی علاقائی ترقیاتی پروگراموں کا نفاذ پنچایتی راج اداروں کے ذریعہ کیا جائے گا۔

نئے بندوبست میں گرام پنچایتیں پروجیکٹ نفاذ ایجنسیوں کے مجموعی نگرانی اور رہنمائی کے تحت پروجیکٹوں کو نافذ کریں گی۔ کسی خاص بلاک/تعلقہ کے لئے منظور سبھی پروجیکٹوں کے لیے ایک ثالث پنچایت پروگرام نفاذ ایجنسی ہوسکتی ہے۔ان پنچایتوں کے پوری طرح اہل نہیں ہونے کی حالت میں ضلع پنچایت یا تو خود پروجیکٹ نفاذ ایجنسی کے طور کام کرسکتی ہیں یا پھر زراعت جنگل بانی، سماجی جنگل بانی، مٹی کے تحفظ وغیرہ جیسے اہم محکموں کو، یا ریاستی حکومت/ یونیورسٹی/ادارے کی کسی ایجنسی کو پروجیکٹ نفاذ ایجنسی کے طور پر مقرر کرسکتی ہیں۔ان متبادلات میں ناکام رہے ضلع پنچایت/ضلع دیہی ترقیاتی ایجنسی ضلع میں فاصل آب پروجیکٹوں متعلقہ ایریائی ترقیاتی کاموں کے نفاذ میں معقول طور پر تجربہ کار اور باصلاحیت غیرسرکاری تنظیم کو اس کے بھروسے کا پوری طرح جائزہ لینے کے بعد پروجیکٹ نفاذ ایجنسی کے طور پر مقرر کرسکتی ہے۔

پروجیکٹ نفاذ ایجنسی گرام پنچایتوں کو فاصل آب کے لیے منصوبے تیار کرنے میں مختلف تجربوں کے ذریعہ ضروری تکنیکی رہنمائی کرے گی۔ان تجربوں یا سرگرمیوں میں شرکتی دیہی تعیین قدر پروگرام، دیہی کمیونٹیوں کے لیے کمیونٹی تنظیم و تربیت پروگرام چلانا، پروجیکٹ کے کھاتوں کی جانچ اور توثیق کرنا، دیسی تکنیکی معلومات پر مبنی کم لاگت والی تکنیک کو اپنانے کے دیہی عوام کی حوصلہ افزائی بڑھانا وغیرہ شامل ہے۔اس کے علاوہ پروجیکٹ نفاذ ایجنسی گرام پنچایتوں کو پروجیکٹ کے نفاذ کی نگرانی و جائزہ اور پروجیکٹ کے پورا ہونے کے بعد اسے چلانے اور رکھ رکھاؤ اور پروجیکٹ کے دوران تخلیق کئے گئے اثاثوں کی مزید ترقی کے لیے ادارہ جاتی بندوبست قائم کرنے میں بھی تکنیکی رہنما اصول فراہم کرے گی۔

پہلے چل رہے ایریا ترقی پروگراموں کے تحت نئے پروجیکٹ یکم اپریل 2003 سے موثر ہو ہریالی کے رہنما اصولوں کے مطابق نافذ ہونگے۔اس کے پہلے سے منظور پروجیکٹ سال 2001 کے فاصل آب ترقیاتی کے رہنما اصولوں کے مطابق نافذ ہوتے رہیں گے۔

زمینی اصلاحات

زمینی وسائل کا محکمہ زمینی اصلاحات پروگراموں میں پہل کرا اہم کردار نبھا رہا ہے۔ان اصلاحات میں پچاس کے دہے سے جاری زمینداری نظام اور سبھی بچولیا پنے داری کو ختم کرنا، پچاس کے وسط میں فیملی سیلنگ نظام کی شروعات، سیلنگ کی حد کو گھٹانا، جوت کی چکبندی اور حکومت کے 20 نکاتی پروگرام کے زائد سیلنگ زمین کو بے زمین لوگوں میں تقسیم کی پیش رفت کی نگرانی شامل ہے۔محکمہ کی پہل پر آئین میں 13 بار ترمیم کر ترمیم کے نویں شیڈول میں 277 زمینی قوانین کو بھی شامل کیا گیا ہے۔محکمہ کی پہلی ایسی ترمیم سب سے آخر میں 78 ویں آئینی ترمیم کے طور پر کی گئی جس کے ذریعہ نویں شیڈول میں زمین سے متعلق 27 قوانین کو شامل کیا گیا۔

محکمہ کے زمینی وسائل کا ڈویژن، آئین کے ساتویں شیڈول کی مشترکہ فہرست کے 42ویں اندراج میں شامل امور سمیت زمین حصول ایکٹ 1894 کے اہتمام کے لیے نوڈل ڈویژن کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔(i) زمینی ریکارڈوں کی کمپیوٹر کاری اور (ii) محصول انتظامیہ کو مضبوطی فراہم کرنے اور زمینی ریکارڈوں کی تازہ کاری کے لیے مرکزی کفالت یافتہ دو اسکیموں کا نفاذ بھی ڈویژن کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

زمینی ریکارڈوں کی کمپیوٹر کاری

سال 89-1988 میں زمینوں رکارڈوں کی کمپیوٹر کاری کے لیے مرکز سے 100 فی صد امداد یافتہ مرکزی کفالت کی ایک اسکیم مختلف ریاستوں کے آٹھ ضلعوں میں آزمائشی پروجیکٹ کے طور پر شروع کی گئی تھی۔ آندھرا پردیش کے رنگاریڈی، آسام کے سونیت پور، بہار کے سنگھ بھومی، گجرات کا گاندھی نگر، مدھیہ پردیش کے مرینا، مہاراشٹر کے وردھا، اڑیسہ کے میورگنج اور راجستھان کے ڈونگرپور ضلع میں شروع کی گئی اس اسکیم کا مقصد، زمینی ریکارڈوں کے رکھ رکھاو اور اصطلاح کے دکنی نظام مشکلات کو دور کرنا اور مختلف صارف گروپوں کی ضرورتوں کو پورا کرنا تھا۔ یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ زمینی ریکارڈوں کے حقیقی اعداد و شمار کی کمپیوٹر کاری کی جانی چاہیے تاکہ ترقیاتی منصوبہ بندی میں مدد ملے اور عوام، منصوبہ ساز اور انتظام کاروں کو آسانی سے ڈاٹا دستیاب ہو سکے۔ آٹھویں پنچ سالہ منصوبے میں زمینی ریکاروں کے کمپیوٹر کاری کو الگ مرکزی کفالت یافتہ اسکیم کے طور پر منظوری دی گئی۔ آٹھویں منصوبے کے دوران اس اسکیم کے تحت کل 59.42 کروڑ روپے خرچ ہوئے۔

نویں پنچ سالہ منصوبے کے دوران حکومت نے اس اسکیم کے تحت مزید 259 ضلعوں کو اس دائرے میں لاتے ہوئے 169.13 کروڑ روپے جاری کیے۔ فی الوقت یہ اسکیم ملک کے 582 ضلعوں میں چل رہی ہے صرف وہی اضلاع اس میں شامل نہیں ہیں جہاں کوئی زمینی ریکارڈ دستیاب نہیں ہے۔ صارفین خاص طور پر عوام کو کمپیوٹرائز کیے ہوئے زمینی ریکارڈ آسانی سے مہیا کرانے کے مقصد سے 98-1997 کے دوران اس اسکیم کے تحصیل/تعلقہ سطح پر چلانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس پروگرام کے تحت ہارڈویر، سافٹ ویر اور دیگر سامانوں کی خرید کے لیے ریاستی حکومتوں کو فنڈ جاری کیا جاتا ہے۔ اس پروگرام میں کل 2790 تحصیل/تعلقہ شامل ہیں۔ اس اسکیم کی شروعات سے 31 مارچ 2003 تک حکومت نے اس کے لیے 264.74 کروڑ روپے جاری کر دیے ہیں۔ ان یں سے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں نے 176.56 کروڑ روپے کے استعمال کی معلومات فراہم کی ہے جو کل فنڈ کا تقریباً 67 فی صد ہے۔

محاصل انتظامیہ کو مضبوط بنانا اور زمینی رکارڈوں کی جدید کاری

زمینی ریکارڈوں کی جدید کاری میں ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو مدد فراہم کرنے کے مقصد سے 1987 میں مرکزی کفالت یافتہ محاصل انتظامیہ (مالیہ) کو مضبوط بنانے اور زمینی ریکارڈوں کو تازہ بنانے کی اسکیم شروع کی گئی۔ شروع میں یعنی 88-1987 میں یہ اسکیم بہار اور اڑیسہ کے لیے شروع کی گئی اور 90-1989 کے دوران اس میں دیگر ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو شامل کر لیا گیا یہ اسکیم ریاستی حکومتوں کے ذریعہ اپنے محاصل و زمینی اصلاح محکموں کے ذریعہ چلائی جارہی ہے۔ مرکز اور ریاست اس کے لیے 50:50 کے تناسب میں فنڈ فراہم کرائے جاتے لیکن مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو مرکز سے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

اس اسکیم کے تحت جدید سروے ساز و سامان جیسے گلوبل پوزیشنگ سسٹم (SPS)، EDM کل اسٹیشنوں، تھیوڈ، لایٹ، ایریل سروے، ورک اسٹیشنوں، فوٹو کاپی مشینوں، لیمنیشن مشینوں، بائنڈنگ مشینوں کو خریدنے کے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ محکمہ مالیہ کے نچلے سطح کے ملازمین کی کارکردگی میں بہتری کے لیے بنیادی سہولیات مہیا کرانے، پٹواریوں کے لیے آفس ور ہائیش کی تعمیر کرانے، تربیتی اداروں کے لیے تعمیر، مرمت اور درستی اور تربیتی ساز و سامان کی خرید کے لیے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت مرکزی امداد کے مد میں 31 مارچ 2003 تک ریاستوں و مرکز کے زیر انتظام علاقوں نے 241.76 کروڑ روپے فراہم کر دیے گئے تھے اس میں سے ریاستوں و مرکز کے زیر انتظام علاقوں نے 166.67 کروڑ روپے کے استعمال کی رپورٹ بھی دے دی تھی جو جاری کیے گئے فنڈ کا 69 فی صد ہے۔

زمین کے حصول ایکٹ 1894 کو لاگو کرنے کے لیے مرکزی حکومت میں وزارت کو نوڈل وزارت ہونے کے سبب وقتاً فوقتاً اس ایکٹ کے مختلف اہتمام میں ترمیم کی تجویز تیار کرتا ہے۔ مذکورہ ایکٹ میں آخری بار 1984 میں ترمیم کی گئی تھی۔ بنیادی اور عوامی تبدیلی لانے کے لیے زمینی حصول ایکٹ میں ترمیم کی موجودہ تجویز آخری مرحلے میں پہونچ گئی ہے اور زمینی حصول (ترمیمی) بل 2002 حکومت کے زیر غور ہے۔

قومی پالیسی

وزارت نے از سرنو بندوبست و باز آبادکاری کی قومی پالیسی پر ایک مسودہ تیار کیا جس پر وزراء کے گروپ نے اپنی کئی میٹنگوں میں غور کیا لیکن وزیروں کے گروپ نے 22 نومبر 2001 کو اپنی میٹنگ میں وزارت کو پروجیکٹ سے متاثر خاندان (پھر سے بسانے و باز آبادکاری) پر مسودہ بل تیار کرنے اور اس پر مختلف وزارتوں و محکموں کے تبصرات حاصل کرنے کے بعد وزیروں کے گروپ کے سامنے پیش کرنے کی ہدایت دی۔ وزارت نے اس موضوع پر بل تیار کر سبھی متعلقہ لوگوں کو جاری کیا ہے۔ مستقل کمیٹی نے 27 مئی 2003 کو اپنی میٹنگ میں اس بل پر غور کیا اور رائے ظاہر کی کہ بل کے بدلے پھر سے بندوبست اور باز آبادکاری پر قومی پالیسی تیار کی جانی چاہیے۔

زمینی اصلاح کاموں کی نگرانی

زمینی اصلاح کے اقدامات کو ٹھیک طرح سے لاگو کرنے میں موثر مربوط اور مشاورتی کردار نبھانے کے مقصد سے زمینی اصلاح ڈویژن وقتاً فوقتاً وزراء اعلیٰ وزراء برائے محاصل کی کانفرنس منعقد کرتی ہے۔ اسامیوں کو ملکیت کے حقوق فراہم کیے جانے پر نظر رکھتی ہے۔ قبائی زمین کے انتقال ملکیت روکنے کے ساتھ بحالی کا کام رکھتا ہے۔ اراضی (جوت) کے چکبندی کرتا ہے۔ سرکاری بنجر زمین، سیلنگ (حد بندی) کی زائد زمین اور بھودان میں حاصل زمین کو بے زمین لوگوں میں تقسیم کرتی ہے۔

عورتوں کے زمین سے متعلق حقوق

بہت سی ریاستوں میں زمین اور اراضی ملکیت پر عورتوں کے حقوق کے تئیں اصلاح کی گئی ہے۔ کرناٹک، تملناڈ اور آندھر پردیش جیسی ریاستوں نے بشمول اراضی جائداد پر عورتوں کے حقوق سے متعلق امور کو رسمی شکل دینے کے لیے ہندو وراثت ایکٹ 1956 میں ترمیم کی ہے۔ راجستھان اور مدھیہ پردیش نے اراضی سمیت جائیداد سے متعلق امور پر نجی قوانین کے مطابق

کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن جموں وکشمیر، دہلی اور پنجاب سمیت کچھ ریاستوں نے عورتوں کے اراضی حقوق کو آئینی اور قانونی تحفظ فراہم کرنے کی سمت ابھی تک کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا ہے۔

نگرانی اور جائزہ

وزارت ہذا مختلف ریاستوں میں چلائے جارہے دیہی اساسی ڈھانچے کی ترقی کے پروگراموں کی عام طور پر اور غریبی ہٹانے اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے والے پروگراموں کو بالخصوص نگرانی رکھنے اور ان کے جائزے کو بہت اہمیت دیتی ہے۔ نگرانی اور جائزے کے جامع نظام میں جس سے کارکردگی جائزہ کمیٹی، ایریا افسر اسکیم، دوری مرکز اور پیش رفت رپورٹ، مالیاتی کوائف، آڈٹ رپورٹ، ویڈیو کانفرنسنگ اور فیلڈ دورے اور زوردار نگرانی وغیرہ کے مختلف نظام شامل ہیں۔ حکومت منتخب پروگرام کے تیز تر اور بیک وقت جائزے کا بھی اہتمام کرتی ہے۔

ریاستوں و مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو پروگراموں کے نظام کو زیادہ شفاف بنانے اور ان پر نگرانی رکھنے کے لیے ریاست و ضلع سطح پر نگرانی کمیٹیوں کی تشکیل کی صلاح دی گئی ہے۔ ان کمیٹیوں میں پارلیمنٹ کے ممبران، پنچایتی راج اداروں کے نمایندے اور غیر سرکاری تنظیم شامل ہوئے ہیں۔

نگرانی نظام کو مضبوط بنانے کے لیے حکومت نے قومی سطح پر نگراں کا ایک پینل بنایا گیا ہے۔ اس میں سابق فوجیوں، نیم فوجی عملہ، ریٹائرڈ سول ملازمین وغیرہ کو شامل کیا گیا ہے۔ یہ پینل چنندہ ضلعوں میں پروگراموں کے نفاذ پر نظر رکھتا ہے اور ضروری رپورٹ دیتا ہے۔ پینل اپنے پاس بھیجے گئے معاملوں کے حقائق کی جانچ بھی کرتا ہے۔

24۔ سائنس اور ٹکنالوجی میں ترقی

دورِ قدیم کی حصولیابی سے لے کر موجودہ صدی کی عظیم کامیابیوں تک بھارت کی امتیازی سائنسی روایات رہی ہیں۔ موجودہ صدی کے دوسرے نصف عرصہ کے دوران بڑی حد تک خالص تحقیق پر زور دیا گیا ہے۔ آزادی ملنے کے وقت سائنس اور ٹکنالوجی کا ہمارا ڈھانچہ ترقی یافتہ ملکوں کے مقابلہ میں نہ تو مضبوط ہی تھا اور نہ ہی منظم، جس کی وجہ سے ہمیں آزادی کے بعد کے ابتدائی برسوں کے دوران دیگر ممالک میں دستیاب عمارتوں اور دفتروں پر تکیہ کرنا پڑا۔ گزشتہ چار دہوں میں قومی ضروریات کے مطابق ایک ڈھانچہ اور صلاحیت کی تخلیق کی گئی جس کے نتیجہ میں دوسرے ملکوں پر ہمارے انحصار میں کمی آئی۔ اب بنیادی اور اطلاقی شعبوں میں جدید ترین پیش رفت سے باخبر ماہرانہ معلومات کا مخزن دستیاب ہے۔ ان دستیاب جدید ٹکنالوجیوں کا آسانی سے استعمال کیا جاسکتا ہے اور یہ مستقبل کے لیے قومی ترقی میں بنیادی ڈھانچہ فراہم کرتا ہے۔

بنیادی ڈھانچہ

ہندوستان میں سائنس اور ٹکنالوجی کی سرگرمیوں کی مندرجہ ذیل زمرہ بندی کی جاسکتی ہے۔ (I) مرکزی حکومت (II) ریاستی حکومتیں (III) اعلیٰ تر تعلیم کا شعبہ (IV) پبلک اور پرائیویٹ سیکٹر کی صنعت اور (V) غیر منافع بخش ادارے / انجمنیں (ایسوسی ایشنز) ملک میں ریسرچ اور ڈولپمنٹ کا جو کام ہو رہا ہے ان میں یہ ادارہ جاتی ڈھانچے اپنی ریسرچ لیباریٹریوں کے ساتھ سب سے زیادہ اعانت کر رہے ہیں۔ یہ ہیں سائنسی اور صنعتی ریسرچ کی کونسل، زراعتی ریسرچ کی انڈین کونسل، میڈیکل ریسرچ کی انڈین کونسل اور مختلف محکموں / وزارتوں کی محکمہ جاتی لیباریٹریاں مثلاً محکمہ ایٹمی توانائی، محکمہ الیکٹرانکس، محکمہ خلاء، محکمہ سمندری ترقی، دفاعی تحقیق و ترقی کی تنظیم، وزارت ماحولیات و جنگلات، غیر روایتی توانائی کے وسائل کی وزارت، اور وزارت سائنس و ٹکنالوجی۔ ان کے علاوہ لگ بھگ 1200 ریسرچ اور ڈولپمنٹ کی یونٹیں صنعتی اداروں میں موجود ہیں جو کہ اپنی متعلقہ صنعتوں میں ریسرچ کے کام میں مدد دے رہی ہیں۔ ریاستی حکومتوں کے تحت زراعتی یونیورسٹیاں ان کے تحقیقی مرکزوں کے ساتھ قائم کی گئی ہیں۔

نئی پالیسی

سائنس اور ٹکنالوجی کے مستقبل کے پروگراموں کی راہ آسان کرنے اور ان کو نئی سمت فراہم کرنے کے لیے حکومت نے سائنس اور ٹکنالوجی پالیسی 2003 کا اعلان کیا ہے۔ اس پالیسی میں سائنس اور ٹکنالوجی انتظامیہ کے تئیں زاویہ نگاہ، موجودہ طبعی اور علمی وسائل کے مناسب استعمال، جدید ٹکنالوجیوں کے فروغ، قدرتی آفات سے نمٹنے کے لیے نئی ٹکنالوجیوں اور نظاموں کا فروغ، اثاثہ ذہانت کی تخلیق اور مینجمنٹ اور سائنس اور ٹکنالوجی کے استعمال اور فوائد کے بارے میں عوام کو آگاہ کرنا شامل ہے۔

پروگرام

مئی 1971 میں قائم کیے گئے محکمہ کا مقصد نئے شعبوں میں تحقیق کی حوصلہ افزائی کرنا اور ملک بھر میں سائنس اور ٹکنالوجی سے

جڑی سرگرمیوں کے انعقاد، ارتباط اور حوصلہ افزائی کے لیے نوڈل محکمہ کا کردار نبھاتا ہے۔ اتنے سالوں کے دوران محکمہ سائنس و ٹکنالوجی نے جو پالیسی، بیانات اور نگراں اصول بنائے، ان سے سائنس اور ٹکنالوجی کے ان شعبوں میں تال میل کا طریقہ فراہم ہوا جن میں بہت سے اداروں اور محکموں کو دلچسپی ہے اور کافی مہارت بھی حاصل ہے۔ اس کی جانب سے سائنسی ریسرچ اور پیشہ ورانہ اداروں کو امداد بھی دی جاتی ہے۔

تحقیق و ترقی

سائنس و ٹکنالوجی کا محکمہ سائنس اور ٹکنالوجی کے مختلف موضوعات میں تحقیق و ترقی (آر اینڈ ڈی) کے صف اول کے اور ترجیحی شعبوں کی نشاندہی اور فروغ کے سلسلہ میں نازک کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ کام مشاورتی ادارہ سائنس و انجینئرنگ تحقیقی کونسل (ایس ای آر سی) کے ذریعہ کیا جا رہا ہے جو کہ اعلیٰ تعلیم کے اداروں میں آئی آئی ٹی، یونیورسٹیوں اور قومی لیباریٹریوں اور صنعت کے ممتاز سائنسدانوں اور ماہرین ٹکنالوجی پر مشتمل ہے۔ یہ کونسل اپنی مشاورتی کمیٹیوں کے ذریعہ نہ صرف تجاویز پر غور کرنے کے لئے محکمہ کو مدد دیتی ہے بلکہ ٹھوس اقدام کے لئے ریسرچ اور ڈولپمنٹ کے نئے اور جین ماحولیاتی شعبوں کی نشاندہی بھی کرتی ہے۔ مشاورتی کمیٹیوں کی مدد سے یہ کونسل مختلف موضوعات سے تعلق رکھنے والے زیر عمل انفرادی پروجیکٹوں کی پیشرفت کی نگرانی بھی کرتی ہے اور مربوط اور ملے جلے اقدامات کا جائزہ بھی لیتی ہے۔ محکمہ ہذا میں ہر سال 1000 پروجیکٹ تجاویز برائے غور و خوض موصول ہوتی ہیں جن میں سے زیادہ تر بنیادی سائنس اور انجینئرنگ ریسرچ سے تعلق رکھتی ہیں۔

آزادی کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر حکومت نے سورن جینتی فیلوشپ اسکیم شروع کی جس کا مقصد ذہین سائنسدانوں کو سائنس کے شعبے میں عالمی سطح پر صلاحیت حاصل کر پانے میں مدد کرنا ہے۔ یہ فیلوشپ 40-30 سال کے عمر گروپ والے ہندوستانی سائنسدانوں کے لیے ہے، جنھوں نے تحقیقی کاموں کے شعبے میں غیر معمولی و بہترین کام کیا ہے اور اپنے مخصوص میدان میں نئی اونچائیوں کو حاصل کیا ہے۔

بنیادی ڈھانچوں کا فروغ

چھٹے منصوبے کی مدت میں شروع کئے گئے اعلیٰ ترجیحی شعبوں میں تحقیقات کو بڑھاوا آئی آر ایچ پی اے نے سائنس اور انجینئرنگ کے چنیدہ شعبوں میں اساسی سہولیات اور تحقیقی صلاحیتوں کو مضبوط کرنے میں مدد کی ہے۔ اس پروگرام کے تحت ایک بہترین سائنس داں کے چاروں طرف اکائیوں رکور گروپوں اور قومی تحقیقاتی سہولتوں کو مہیا کیا جاتا ہے، جو اس شعبے میں تحقیقی سرگرمیوں کو بڑھاوا دینے کے لئے نقطہ ماسکہ ہوتے ہیں۔

آر ایس آئی سی (علاقائی جدید ترین آلات مرکز) اور ایس آئی ایف (جدید آلات سہولت مرکز) کے قیام کے پروگرام کے تحت یونیورسٹیوں، تحقیقی و ترقی تجربہ گاہوں اور صنعتوں میں کام کر رہے سائنس دانوں کو جدید ترین تجزیاتی آلات کی سہولت مہیا کرائی جاتی ہے۔ سات اداروں میں آر ایس آئی سی کو تعاون دیا جا رہا ہے۔ یہ ہیں آئی ٹی آئی چنئی، آئی آئی ٹی ممبئی، بوس انسٹی ٹیوٹ کلکتہ، سی ڈی آر آئی لکھنؤ، پنجاب یونیورسٹی، چنڈی گڑھ، این ای ایچ یو شلانگ، اور ناگپور یونیورسٹی ناگپور۔ تحقیق اور جانچ کا نیا جدید ترین آلات مرکز ولبھ، ودیا نگر، گجرات میں قائم کیا گیا ہے۔ ایس۔ آئی۔ ایف۔ آئی۔ آئی۔ ایس بنگلور، اے آئی آئی این ایم، نئی دہلی اور گوہاٹی یونیورسٹی گوہاٹی سے کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ رڑکی یونیورسٹی رڑکی کے پروگراموں کے تحت ای۔ پی۔ ایم۔ اے سہولیات کو بھی تعاون دیا جا رہا ہے۔

انسانی وسائل کا فروغ

محکمہ ہذا نئے ٹیلنٹ کی پہچان کے لئے بھی مختلف پروگراموں میں تعاون دیتا ہے اور سائنس وٹکنالوجی کے ترقی یافتہ شعبوں میں تحقیق کے لئے فیلوشپ کے طور پر مالی امداد فراہم کرتا ہے۔ محکمہ ریسرچ اسکالروں کے تربیتی پروگرام، موسم گرما اسکول اور رابطہ پروگرام چلاتا ہے۔ جن پروگراموں کو تعاون دیا گیا ہے وہ ہیں۔ بایوسکاسٹ (BOYSCAST)، فیلوشپ، ایس۔ ای۔ آر۔ سی طلبا فیلوشپ وغیرہ۔ بایوسکاسٹ فیلوشپ کے تحت 41 نوجوان سائنس دانوں کو غیر ملکوں کی تجربہ گاہوں کے کام کے لئے منتخب کیا گیا۔ گریجویٹ سطح کے طلبا کو بھی فیلوشپ دی جاتی ہے تاکہ انہیں بہترین ریسرچ تجربہ گاہوں میں کام کا تجربہ حاصل ہو سکے۔

نوعمر سائنس داں ترغیبات اسکیم (کشور وگیانک پروتساہن یوجنا) نام کی ایک نئی اسکیم شروع کی گئی ہے۔ جس کا مقصد سکنڈری اسکول رکالج سطح پر ہونہار نوجوانوں کو متحرک کرنا اور انہیں سائنس کے میدان میں اپنا پیشہ منتخب کرنے کے لئے تیار کرنا ہے۔ اسکول سطح پر مقابلوں کے انعقاد کے ذریعہ ذہانت کو تلاش کیا جائے گا اور منتخب ہونہار طلبہ کو دلکش فیلوشپ روظیفہ تب تک دیا جائے گا جب تک وہ سائنس میں پوسٹ گریجویٹ ڈگری حاصل نہ کرلیں۔ محکمہ نے سال 2002 میں خواتین سائنس داں اسکیم شروع کی۔ مخصوص موضوعی شعبوں میں تقریباً 100 اسکالرشپ سالانہ دی جائے گی۔

ٹکنالوجی ترقی اور متعلقہ پروگرام

محکمہ صنعتوں اور سماجی واقتصادی وزارتوں کے تعاون سے ٹکنالوجی کے فروغ کے پروگراموں کی پہچان کرنے، باضابطہ بنانے اور نفوذ کے لئے ترغیبی عوام کا کام کرتا ہے۔ اس سمت میں محکمہ کی کوششوں کے نتیجے میں ٹکنالوجی کے ابھرتے ہوئے شعبوں میں کثیر ادارہ جاتی پروگراموں کی شروعات ہو پائی۔ محکمہ سائنس وٹکنالوجی کی جانب سے شروع کئے گئے چار اقدامات یہ ہیں: ایڈوانسڈ کمپوزٹس، راکھ کے استعمال، انسٹرومنٹ ڈیولپمنٹ ایڈوانسڈ میٹریل کریٹیکل ٹکنالوجی اور چینی کی پیداوار کی ٹکنالوجی۔

محکمہ نے ایک خودمختار ادارہ ٹکنالوجی انفارمیشن اینڈ فور کاسٹنگ اسسمنٹ کونسل (ٹکنالوجی کے بارے میں اطلاعات اور پیش گوئی کا جائزہ لینے والی کونسل ٹی، آئی ایف اے سی) قائم کی ہے۔ ٹی آئی ایف اے سی کے خاص مقاصد میں ٹکنالوجی فور کاسٹنگ (ٹی ایف) ٹکنالوجی اسسمنٹ (ٹی اے) اور ٹکنو مارکیٹ سروے (ٹی ایم ایس) دستاویز تیار کرنے اور ایک ٹکنالوجی ر انفارمیشن سسٹم پیدا کرنا ہے۔

اب تک کونسل نے تقریباً 280 مخصوص رپورٹوں کو حتمی شکل دی ہے جن میں اولین اور آگے بڑھ رہی ٹکنالوجیوں جیسے ٹرانسجنیک بیجوں، بایوچپس RDNA مصنوعات، ٹرانسجنیک جانور ماڈلوں وغیرہ پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے کونسل نے پچھلے 50 سالوں میں ہمارے ملک میں سائنسی ترقی کے 16 شعبوں میں کی گئی کارروائی کا خاکہ کھینچنے میں متعدد رپورٹیں تیار کی ہیں۔ کونسل کے ذریعہ طویل مدتی ٹکنالوجی وژن رپورٹوں (پیش گوئی) ''جسے ٹکنالوجی وژن 2020 '' کہا جاتا ہے، میں مختلف شعبوں کے بارے میں دور اس ٹکنالوجی پیش ندازہ لگایا گیا ہے۔ اس نے 25 جلدوں میں 17 سیکٹروں کے لیے رپورٹ تیار کی ہے جبکہ 500 صارف ایجنسیوں اور 5000 ماہرین کی اتفاق رائے سے تیار کی گی ہے۔ ان میں معیشت کے لیے ضروری مختلف سیکٹر وطویل، وسط اور کم مدتی ٹکنالوجی تناظر تیار کیے گئے ہیں۔ ان رپورٹوں سے مطلوبہ ہدف کو حاصل کرنے کے لیے حقیقی ٹکنالوجی روڈ میپ (رہنما نقشے) اور درمیان میں پڑنے والے اہداف کی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

TIFAC کی سرگرمیوں میں چھ شناخت کیے گئے سیکٹروں میں مظاہرہ پروجیکٹوں کو دکھایا گیا ہے تاکہ وژن کی حقیقتوں کو محسوس کیا جا سکے۔ یہ سیکٹر ہیں: زراعت و زرعی غذا، سڑک تعمیر و نقل حمل ساز و سامان، کپڑا مشینری رکپڑا صنعت کا فروغ، صحت خدمات اور جڑی بوٹیاں/ قدرتی پروڈکٹ، صنعت سے متعلق سائنس، ٹکنالوجی انجینیرنگ اور پروفیشنل اداروں کا فروغ (ٹن ریچ اور ہائیڈروجن توانائی، برقی توانائی دیہی ربط (SMEs) وغیرہ سیکٹر میں ہدف پروگرام۔

ٹی آئی ایف اے سی نے پیٹنٹ سہولیات کا ایک سیل قائم کیا ہے جس کا خاص مقصد تحقیقاتی اور ترقیاتی پروگراموں کی حوصلہ افزائی کے معاملے میں پیٹنٹ معلومات فراہم کرنا۔ ملک کے سائنس دانوں اور ٹکنالوجی کے ماہرین کو منتقل سہولیات فراہم کرنا۔ ذہنی سرمایہ حقوق کے شعبوں میں سرگرمیوں پر نظر رکھنا، پیٹنٹ کے بارے میں بیداری پیدا کرنا اور معلومات دینا۔ ٹرپس معاہدے اور عالمی تجارتی تنظیم کے تحت دیگر معاہدوں سے متعلق پالیسی سازی مطالعات اور تجزیات کرنا بھی ہے۔

محکمہ سائنس و ٹکنالوجی (ڈی ایس ٹی) اپنی ڈرگس اور فارموسیوٹیکل ریسرچ اسکیم کے تحت مشترکہ تحقیق و ترقی پروجیکٹوں کی حمایت کرتا ہے جو کہ دوا ساز کمپنیوں اور اکیڈمک رقومی اداروں کی جانب سے پیش کیے گئے ہوں۔ اس پروگرام کا مقصد نئی دواؤں اور موجودہ دواؤں/ دواؤں کے لیے ضروری درمیانی کیمیکل کے بنانے کی صاف ستھری پروسیس ٹکنالوجی کا فروغ ہے۔ یہ اسکیم تمام طریقہ ہائے علاج ایلوپیتھک، آیورویدک، ہومیو پیتھک سدھا اور یونانی کا احاطہ کرتی ہے۔ CDRI، لکھنؤ کی میڈیم تھروپٹ فیسلٹی، فارماکولوجیکل جانچ فیسلٹی اور سنٹر فار ریچ کونسلٹ انٹرمیڈیٹ بلک اسٹیویز، IICB کولکتہ کی ایمیونوماڈیولیٹری پوٹینشل ٹیسٹنگ فیسلٹی اور CCMB، حیدرآباد میں نیشنل فیسلٹی آن ٹرانسجینک اینڈ جین ناک آوٹ، اور موہالی میں نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فارموسیوٹیکل ایجوکیشن اینڈ ریسرچ میں بایوایویلیبلٹی کے لیے قومی مرکز کا ذکر خاص طور سے کیا جا سکتا ہے۔ اس پروگرام کے تحت تحقیق و ترقی کے لیے قومی سہولیات بھی قائم کی گئی ہیں۔

ترقیاتی بورڈ

ستمبر 1996 میں ٹیکنالوجی ترقیاتی بورڈ قائم کیا گیا تھا۔ یہ بورڈ صنعتوں اور دیگر ایجنسیوں کو مالی امداد فراہم کرتا ہے تاکہ وہ دیسی ٹکنالوجی کی ترقی اور کاروباری استعمال کرنے یا درآمد تکنیک کے وسیع تر استعمال کا کام کر سکیں۔ ان شعبوں میں جہاں بورڈ سے مالیاتی امداد حاصل ہوئی ہیں وہ ہیں صحت، ادویات، انجینیرنگ اور الکٹرانکس، کیمیکلس اور لبریکنٹ، زراعت اور بایوٹکنالوجی، انفارمیشن ٹکنالوجی، روڈ/ ایر ٹرانسپورٹ توانائی اور فضلہ افادیت اور ٹیلی مواصلات۔

بورڈ نے 1999 سے ہر سال 'یوم ٹکنالوجی' (11 مئی) کے موقع پر اس صنعتی ادارے کو قومی ایوارڈ دینے کا فیصلہ کیا ہے، جس نے دیسی ٹکنالوجی کی کامیابی کے ساتھ تجارت تشکیل کی ہو۔ قومی ایوارڈ دو اجزاء پر مشتمل ہے: (i) صنعتی اکائی جس نے دیسی ٹکنالوجی کی تجارت کاری کی، (ii) ایسی ٹکنالوجی کو فروغ دینے والے فراہم کار۔

نیشنل اکریڈیٹیشن بورڈ

جانچ اور پیمانہ بندی تجربہ گاہوں کے لئے قومی اکریڈیٹیشن بورڈ (NABL) کا رجسٹریشن 12 اگست 1998 کو سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت سوسائٹی کے طور پر کیا گیا۔ اب تک بورڈ نے 561 جانچ تجربہ گاہوں اور 182 پیمانہ بندی تجربہ گاہوں کو تسلیم کیا ہے۔

بورڈ نے ایسے نئے شعبوں میں لیباریٹریوں میں منظوری شروع کی ہے جو سماج کی ضرورت کے حساب سے بامعنی ہیں جیسے کلینکی لیباریٹریاں اور غذائی جانچ لیباریٹریاں۔

سماجی واقتصادی ترقی کے لئے پروگرام

محکمہ سائنس وٹکنالوجی نے ایسے مخصوص پروگراموں کو بنانے اور ان کے نفاذ کے لئے اپنے کو وقف کر رکھا ہے جس کے تحت معیار زندگی میں بہتری پیدا کرنا، خاص کر سماج کے پسماندہ طبقات کے لئے سائنس وٹکنالوجی کے استعمال کو فروغ دیا جانا ہوتا ہے۔ جن شعبوں میں نمایاں حصولیابیاں حاصل کی گئی ہیں وہ ہیں: عورتوں کے لئے ''ٹکنالوجی پارکوں کا قیام، کفایتی مکانات اور صفائی ستھرائی، زمین، پانی اور سطح کا متحدہ انتظام، پہاڑی علاقوں میں بایو ماس کا مستقل استعمال اور ماحولیات کا تحفظ و بحالی، مٹی کے برتن بنانے کے طریقہ کار میں اصلاح، لوہے کے کام کے طریقے میں اصلاح، چمڑے کے پیداواری عمل میں اصلاح، زرعی پیداوار میں بہتری کے لئے کسان مزدوروں (شیڈولڈ کاسٹ کے نوجوانوں) کو جدید زرعی آلات کے استعمال کی تربیت۔

محکمہ ہذا 1982ء میں قائم کئے گئے اپنے قومی سائنس وٹکنالوجی انٹر پری نیورشپ ڈولپمنٹ بورڈ (این ایس ٹی ای ڈی بی) کے تحت سائنس اور ٹکنالوجی کے ذریعہ کاروبار کے فروغ اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی متعدد اسکیموں پر عمل کرتی آرہی ہے۔

ملک میں ٹکنالوجی ڈولپمنٹ، ٹسٹنگ اور کیلی بریشن کے لئے پہلے سے موجود اور شروع کی جانے والی کاروباری اکائیوں کو سہولیات فراہم کرنے کے لئے سائنس وٹکنالوجی انٹر پری نیور پارک (ایس ٹی ای پی) قائم کئے گئے ہیں جہاں ڈاکو میٹیشن، کمپیوٹیشن، اور ٹریننگ وغیرہ کی سہولیات بھی دستیاب ہیں۔ ٹکنالوجی کاروبار انکیوبیٹر (TBIs) قائم کرنے کی اسکیم 01-2000 شروع کی گئی ہے تاکہ ٹکنالوجی پر مبنی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جاسکے اور تحقیقی وترقیاتی نتائج کے ساتھ تجارتی تشکیل کی جاسکے۔

قدرتی وسائل کے اعداد و شمار کے انتظام کا سسٹم

ضلعی سطح پر موجودہ اعداد و شمار کے انتظام سسٹم کی اصلاح کے لئے قدرتی وسائل کے اعداد و شمار کے انتظام کا سسٹم چلایا جارہا ہے تاکہ مقامی علاقوں کے فروغ اور منتظمہ میں فیصلہ لینے کا عمل آسان ہوسکے۔ 83-1982 میں شروع کئے گئے اس پروگرام میں ملک کے کئی مشہور R & D انسٹی ٹیوٹ اور یونیورسٹیاں اور غیر سرکاری ایجنسیاں مشترکہ طور پر شامل ہیں۔ اس پروگرام کے تحت ریاست اور اضلاع کے GIS مراکز میں مکانی / غیر مکانی اعداد و شمار تیار اور اپ ڈیٹ کیے جارہے ہیں۔

سائنس وٹکنالوجی کی ریاستی کونسلیں

محکمہ سائنس وٹکنالوجی 1980 کے دوران شروع کی گئی سائنس وٹکنالوجی کی ریاستی کونسلوں کی ترقی کی اسکیم کے ذریعہ سائنس اور ٹکنالوجی کو ترقی کے مقاصد کے استعمال کے لئے ریاستوں اور مرکزی علاقوں کی مدد کررہی ہیں۔ کونسلوں کے لئے مشاورتی خدمات اور مربوط کوششوں کے ذریعہ اس کی جانب سے کونسلوں کے تنظیمی ڈھانچہ کی تشکیل کے لئے بھی مدد دی جاتی ہے اور ریاستی سائنس وٹکنالوجی پروگراموں کی نشاندہی، تشکیل اور ان پر عمل درآمد کے لئے بھی مدد دی جاتی ہے۔ سائنس وٹکنالوجی کی ریاستی کونسلیں سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں بنائی گئی ہیں۔

سائنس کو مقبول عام بنانا

نیشنل کونسل آف سائنس اینڈ ٹکنالوجی کمیونی کیشن (این سی ایس ٹی سی) کے بنیادی مقاصد یہ ہیں کہ عام لوگوں میں سائنس وٹکنالوجی کمیونی کیشن اور سائنس وٹکنالوجی پر مشتمل رجحانات پیدا کئے جائیں۔

بچوں کی قومی سائنس کانگریس ایک اہم سرگرمی ہے جس میں ملک بھر سے 17-10 سال کے عمر گروپ کے بچے حصہ لیتے ہیں۔ اس پروگرام کا مقصد بچوں کو اپنے آس پاس کے ماحول، قریبی معاشرتی اور فطری ماحول سے سائنس سیکھنے کے لئے حوصلہ افزائی کرنا اور ایسا اسٹیج فراہم کرنا ہے، جہاں پر بچے سائنس دانوں سے مل کر اپنے سوالوں کے جواب پاسکیں اور تخلیق اور تعمیر میں حصہ لے سکیں۔ اس پروگرام میں بچوں کو اوسطاً 5-5 کے گروپ میں بانٹا جاتا ہے۔ یہ گروپ مقامی معاملوں سے متعلق سائنسی پروجیکٹ پر کام کرتے ہیں۔ وہ اساتذہ رسائنس کارکنوں کی رہنمائی میں کام کرتے ہیں اور اپنی تحقیق کو اسکول ر بلاک، ریاست اور قومی سطح کی کانگریس میں پیش کرتے ہیں۔

وگیان پرسار

وگیان پرسار کا قیام 1989 میں عمل میں آیا تھا تا کہ بڑے پیمانے پر سائنس کو مقبول بنانے کے پروگراموں کو زیر عمل لایا جاسکے۔ عوامی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اس کو عوام تک پہنچانے کی زوردار کوششیں کی جارہی ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ سائنس کلبوں کے قیام کے ذریعہ سائنسی بیداری پیدا کرنے اور سائنسی طریقوں کو رواج دینے کی کوشش بھی کی جارہی ہے۔

بین الاقوامی تعاون

بین الاقوامی سائنسی وتکنیکی اشتراک تین سطحوں پر ہوتا ہے یعنی ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے ساتھ باہمی اشتراک، علاقائی اشتراک، جیسے سارک، آسیان اور بی آئی۔ ایم ایس۔ ٹی ملکوں کے ساتھ اور نیم سائنس وٹکنالوجیکل مراکز، کوسڈ، یونیسکو وغیرہ کے ساتھ متعدد فریقی اشتراک۔ بھارت کا فرانس، جاپان، روس وغیرہ کے علاوہ دنیا کے 56 ممالک کے ساتھ باہمی سائنسی اور ٹکنالوجیکل اشتراک ہے۔

ہندوستان اور روس کے درمیان سائنس اور ٹکنالوجی کا مربوط طویل مدتی پروگرام ہے جو کہ دونوں ملکوں کے درمیان بین عمل کی ایک اہم مثال ہے۔ ہندوستان و امریکہ میں سائنس اور ٹکنالوجی فورم کی شکل میں ایک بڑی دوفریقی پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ جرمنی تعلیمی مبادلہ خدمات کے ساتھ نئے پروجیکٹ پرمبنی عملہ کے باہمی تبادلہ سرکا ایک نیا پروجیکٹ شروع کیا گیا ہے۔

بین الاقوامی تعاون پروگراموں کے تحت درج ذیل مشترکہ تحقیق وترقیاتی مراکز قائم کیے گیے ہیں۔ ماسکو میں ایڈوانسٹو کمپوٹنگ کا انڈو رشین تحقیقی مرکز، حیدرآباد سے پاؤڈر میڈلرجی کا بین الاقوامی ترقی یافتہ تحقیقی مرکز نئی دہلی میں تپ دق اور اس سے جڑے امراض کے لیے لوپول سینٹر کے طبی استعمال والا انڈو واز بیک مرکز۔

موسمیاتی خدمات

بھارت کا موسمیات محکمہ (آئی ایم ڈی) 1875ء میں قائم کیا گیا تھا۔ موسمیات، زلزلہ اور متعلقہ امور کے سلسلہ میں قومی موسمیات سروس صف اول کی سرکاری ایجنسی ہے۔ اس کی یونٹیں ملک بھر میں ہیں جو کہ موسمی حالات اور زلزلہ کے بارے میں معلومات جمع کرتی رہتی ہیں اور مختلف قسم کی موسمی خدمات انجام دیتی ہیں۔

ہندوستان نے ستمبر 2002 میں ارضی ساکن موسمیاتی سٹلائٹ METSAT رائج کیا اور اس کا نام بدل کر کلپنا۔ I رکھا گیا یہ سٹلائیٹ وری ہائی ریزولیشن ریڈیو میٹر کے تینوں بینڈوں برئی، زیر سرخ، آبی بخار بینڈوں میں بادلوں کی تصویریں بھیج رہا ہے۔ اپریل 2003 میں ایک دیگر کثیر المقاصد سٹلائٹ INSAT-3A چھوڑا گیا۔ یہ VHRR اور CCD پےلوڈس سے بادلوں کی تصویریں بھیج رہا ہے۔ VHRR بادلوں کی تصویر مرئی بینڈ 1 کلومیٹر ریزولیشن زیر سرخ بینڈ میں 8 کلومیٹر ریزولیشن

اور آبی بخار بینڈ میں بھی اسی پیمائش میں بھیجتا ہے۔ CCD پے لوڈس تینوں میں بینڈ وہ مری، شارٹ ویوز پر سرخ اور آبی بخار ہر بینڈ میں 1 کلومیٹر ریزولیشن کی تصویر بھیجتا ہے۔

محکمہ موسمیات ملک کے اندر اور آس پاس زلزلیاتی سرگرمیوں پر نظر رکھنے کے لیے قومی نٹ ورک کے تحت 51 علم زلزلیات سے متعلق رصدگاہوں کا اہتمام کرتا ہے۔ ان میں سے 24 رصدگاہوں کو جدید ترین ڈیجیٹل براڈ بینڈ سسموگراف نظام اور جدید مواصلاتی سہولیات سے آراستہ کیا گیا ہے۔

نیشنل سیسمالوجیکل ڈاٹا بس سینٹر (NSDC) (قومی علم زلزلیات اعداد وشمار مرکز) کا قیام محکمہ موسمیات، نئی دلی میں کیا گیا ہے۔ اس کا کام زلزلیاتی اعداد وشمار کو اکٹھا کرنا اور تجزیہ کرنا ہے۔ جزیرہ نما علاقوں میں علم زلزلیات سے متعلق رصدگاہوں کی تجدید کاری کی 10 رصدگاہوں میں ڈیجیٹل براڈ بینڈ سسموگراف سسٹم لگا کر انہیں بہتر کیا جا رہا ہے۔

بھارتی محکمہ موسمیات کئی شعبوں سے متعلق بحری تحقیقاتی جہازی گشت میں بھی حصہ لیتا ہے۔ یہ بحری سیر مانسون سے پہلے، مانسون کے دوران اور مانسون کے بعد کی مدتوں میں بحر عرب، خلیج بنگال اور بحر ہند وغیرہ میں کی جاتی ہے۔ اس سفر کا مقصد آس پاس کے سمندری علاقوں کے اوپر کے موسم سے متعلق معلومات کو جمع کرنا ہے تاکہ مانسون کے دوران مختلف پہلوؤں اور ملک پر اثر انداز ہونے والے دیگر موسمیاتی نظاموں کا مطالعہ ہو سکے اور انڈین ریموٹ سنسنگ سٹیلائٹ سے حاصل ہونے والے موسم سے متعلق پیرامیٹر اور اعداد وشمار کی ضرورت پڑنے پر توثیق کی جا سکے۔

IMD نے نئے طویل رینج کے پیش گوئی ماڈلوں کو فروغ دیا ہے جنہیں شروع کیا جا رہا ہے۔ محکمہ ہذا کے حاصل فصل تعین اکائی نے (Crop Yield formulation) شماریاتی ماڈلوں کو فروغ دیا ہے۔ جن میں کوریلیشن اور ریگریشن تکنیکوں کی مدد سے خریف کے چاول پیدا کرنے والے 26 سب ڈویژن اور گیہوں پیدا کرنے والے 16 سب ڈویژن کے لئے آریشنل بنیاد پر فصل کی پیداوار کے بارے میں پیش گوئی کی جاتی ہے۔ ان ماڈلوں کی بنیاد پر ہر سال اگست سے دسمبر کے درمیان خریف کے چاول اور جنوری سے مئی کے درمیان گیہوں کی کٹائی سے پہلے ماہانہ فصل پیداوار کے لئے پیش گوئی تیار کی جاتی ہے۔

محکمہ موسمیات نے طوفان کی آگاہی کے 250 اطلاعاتی سسٹم (CWDS) نصب کیے ہیں۔ یہ دنیا میں الگ ہی طرح کا منفرد سسٹم ہے۔ اس سے عوام اور خصوصاً ساحلی انتظامیہ کو طوفانی گرد آباد کی تنبیہہ براہ راست دینے میں مدد ملتی ہے۔ حال ہی میں اس طرح کے 100 ڈیجیٹل سائیکلو رہ وارننگ ڈسمینیشن سسٹم (CWDS) آندھرا ساحل پر لگائے گئے ہیں۔ محکمہ موسمیات سہ ماہی میگزین موسم بھارتی علم فلکیات کی سالانہ اشاعتیں، ''پنچانگ''، اور ''راشٹریہ پنچانگ'' کی 13 زبانوں میں اشاعت کرتا ہے۔ کلکتہ میں واقع فلکیاتی مرکز کے ذریعہ سورج کے نکلنے، غروب، آفتاب، چاند کے نکلنے اور اس کے ڈوبنے کا جدول بھی شائع کیا جاتا ہے۔

سروے آف انڈیا

وزارت سائنس وٹکنالوجی کے تحت قومی سروے اور نقشے بنانے کی تنظیم، سروے آف انڈیا (SOI) کا قیام 1767 میں کیا گیا۔ سروے آف انڈیا کی خصوصی ذمہ داری ہے کہ ملک بھر میں علاقوں کی چھان بین کی جائے اور نقشہ سازی کی جائے تاکہ مربوط اور تیز ترین ترقی کے لیے اساسی نقشے دستیاب ہو سکیں اور سبھی وسائل کا استعمال موجودہ اور مستقبل کی ترقی، خوشحالی اور سلامتی کے لیے ہو سکے۔ حکومت ہند کے کام کاج کا اصول 1971 میں ''سائنسی سروے'' کے تحت گروپ بند ہونے کے

علاوہ یہ دیگر سرگرمیاں بھی انجام دیتا ہے۔ جیسے صورت ارض (جیوڈیٹی) اور ارضی طبعیات سروے، زلزلیات، زلزلتی ارصیات سے حتمانی، گلیشیریات، انٹارکٹیکا کی ہندوستانی سائنسی مہم جوئی میں شراکت اور ڈیجیٹل کارٹوگرافی (رسمیات) سے متعلق پروجیکٹ اور ڈیجیٹل فوٹوگرامیٹری وغیرہ کے شعبے، تاکہ سائنس اور ٹکنالوجی فروغ کے لحاظ سے جامع طور پر اس کی مہارت کا استعمال ہو سکے۔

سروے آف انڈیا، سروے مطالعہ، ٹکنالوجی کی منتقلی اور متعدد دیگر سروے ٹکنالوجیوں کے بارے میں دیگر ممالک جیسے نائجیریا، افغانستان، کینیا، عراق، نیپال، سری لنکا، زمبابوے، انڈونیشیا، بھوٹان، ماریشس وغیرہ کو بھی اپنی مدد فراہم کرتا ہے۔

قومی ایٹلس اور موضوعاتی نقشہ سازی کی تنظیم

سروے آف انڈیا جغرافیائی نقشوں کی قومی ضروریات کو پوری کرتا ہے مگر مخصوص استعمال کنندگان کی ضرورت پوری کرنے کے لئے موضوعاتی نقشوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ قومی ایٹلس اور موضوعاتی نقشہ سازی کی تنظیم (این اے ٹی ایم او) انجام دیتی ہے جو کہ اس محکمہ کے تحت کام کرتی ہے۔

خودمختار سائنسی ادارے

ملک میں سائنس و ٹکنالوجی کی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کے پروگرام کے حصہ کے طور پر محکمہ سائنس و ٹکنالوجی، 16 خودمختار سائنسی ریسرچ کے اداروں کو مالی امداد دیتا ہے جو کہ بنیادی اور اپلائیڈ سائنس کے جدید ترین علاقوں میں تحقیق کر رہے ہیں۔

ڈی ایس ٹی کی جانب سے مندرجہ ذیل اکیڈیمیوں اور پیشہ ورانہ اداروں کو مالی اور انتظامی تعاون بھی دیا جاتا ہے جو کہ ملک میں سائنسدانوں اور انجینئروں کی مدد سے سائنس اور ٹکنالوجی کے فروغ میں مصروف ہیں۔ (i) انڈین اکاڈی آف سائنسز بنگلور (ii) انڈین نیشنل سائنس اکاڈی نئی دہلی (iii) انڈین نیشنل اکاڈمی آف انجینئرنگ نئی دہلی۔ (iv) نیشنل اکاڈی آف سائنسز الہ آباد اور (v) انڈین سائنس کانگریس ایسوسی ایشن کلکتہ۔

محکمہ سائنس و صنعتی تحقیق

محکمہ سائنس و صنعتی تحقیق (ڈی ایس آئی آر) سائنس و ٹکنالوجی کی وزارت کے تحت ہے۔ اور سائنسی و صنعتی تحقیق کی کونسل، (سی ایس آئی آر) ٹکنالوجی فروغ، ترقی وافادیت (TPDY) پروگراموں اور دو پبلک انٹرپرائز یعنی نیشنل ریسرچ ڈولپمنٹ کارپوریشن (ایس آر ڈی سی) اور سنٹرل الیکٹرانکس لمیٹڈ (سی ای ایل) کے کام کو بھی یہ محکمہ دیکھتا ہے۔

دسویں پنج سالہ منصوبے میں نویں پنج سالہ منصوبے کی جاری اسکیموں جیسے صنعتوں کے ذریعہ تحقیق و ترقی، تکنیکی خودکفالت پر مرکوز پروگرام، ٹکنالوجی منتقلی کو موثر بنانے کا پروگرام اور سائنس اور ٹکنالوجی کے قومی اطلاعاتی نظام کو ملا کر ایک اسکیم ٹکنالوجی فروغ، ترقی وافادیت پروگرام کر دیا گیا ہے۔

قومی ریسرچ فروغ کارپوریشن

قومی ریسرچ فروغ کارپوریشن (نیشنل ریسرچ ڈیولپمنٹ کارپوریشن، NRDC) کا قیام 1953 میں ایک کاروباری کمپنی کے طور پر کیا گیا جس کا مقصد ملک میں ایجادی واختراعی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرنا اور تحقیقی و ترقیاتی نتائج کو قابل فروخت صنعتی مصنوعات، عمل کاری اور خدمات میں بدلنا ہے۔ ایک پبلک سیکٹر کا ادارہ ہے جو تجربہ گاہوں سے ٹکنالوجی کی صنعتوں میں منتقلی

کے ذریعے دیسی اور غیر ملکی تحقیق وفروغ کے نتیجوں کے کمرشیل اطلاق میں ترغیبی رول ادا کر رہا ہے۔ یہ ایک مقام ہے جہاں پر ایک طرف ٹکنالوجی فراہمی کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں وہیں دوسری طرف ٹکنالوجی حاصل کرنے والوں کو جامع کاروباری اور اطمینان بخش خدمات مہیا کی جاتی ہیں۔ NRDC 200 سے بھی زیادہ ہندوستانی تحقیق وفروغ اداروں/ یونی ورسٹیوں کے قریبی رابطے میں ہے اور 2000 سے بھی زیادہ تکنیک کے کمرشیل استعمال کا لائسنس دے چکا ہے۔ ان میں سے تقریباً 1000 کی پیداوار ہندوستان اور غیر ملکوں میں ہو رہی ہے۔

سنٹرل الیکٹرانکس لمیٹڈ

سنٹرل الیکٹرانکس لمیٹڈ (سی ای ایل) ملک میں سولر فوٹو وولٹائی، چنیدہ الکٹرانک نظام جیسے ریلوے سلامتی اور سگنل نظام اور منتخب الکٹرانکس اجزاء جیسے غیر ائٹس اور پیزو سرامکس میں اولین رہا ہے۔ آج دنیا میں سنگل کرسلائن سلی کون سولر سیلوں کی تیاری میں مصروف صف اول کے اداروں میں اسے بین الاقوامی مرتبہ حاصل ہے۔ الیکٹرانکس کے پبلک سیکٹر اداروں میں سی ای ایل کو ایک انفرادی مقام حاصل ہے۔ اس کی سرگرمیاں ان تین شعبوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ (i) سولر فوٹو والٹیک (کرسٹل شدہ سلیکان سولر سیل، ماڈیولس اور دیہی دور دراز علاقوں اور صنعتی استعمال کے لیے SPV توانائی نظام) (ii) منتخبہ الیکٹرانک سسٹم۔ (ریلوے الکٹرانک آلات، تیل/ گیس پائپ لائنوں کے لیے کیتھوڈک حفاظتی آلات اور V لیٹ) (iii) منتخبہ الیکٹرانک کل پرزے، (الکٹرانک سیرمکس، ٹی وی، اور ٹیلی مواصلات اور دفاع کے لیے پروفیشنل فیرائٹس، میزائل راڈار کے لیے مائیکروویو فیس شفٹر اور مائکے اور کل پرزے)۔

سائنسی اور صنعتی تحقیق کی کونسل

سائنسی اور صنعتی تحقیق کی کونسل (سی ایس آئی آر) ایک خود مختار تنظیم ہے جس کی 38 تجربہ گاہیں اور 50 علاقائی مراکز کے ذریعہ سائنس وٹکنالوجی کے مختلف شعبوں میں اساسی اور اطلاعاتی تحقیق وترقیاتی عمل کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں شہری ہوابازی صنعت کی تشکیل میں اس نے پہل کی اور نتھامنٹ آئل کی پیداوار میں پوری دنیا میں عالمی قیادت کی حیثیت حاصل کر لی۔

نیٹ ورک پروگرام کی تنظیم

دسویں پنج سالہ منصوبے میں کونسل کی کوشش ہوگی کہ سائنس میں افضلیت تنظیمی قدروں کی افزائش، اعلیٰ سائنس پر مبنی ٹکنالوجی میں عالمی مسابقت، لوگوں کے سماجی وثقافتی اور اقتصادی قدروں کے مطابق مقامی تعلق پیدا کرنا، اور سائنس اور ٹکنالوجی کے انتظامیہ سے لے کر مالیاتی فراہمی تک کے بھی شعبوں میں نئی سوچ پیدا کرنا، قومی لیباریٹریوں کی سرگرمیوں اور پروگرام کو تقریباً 55 نٹ ورک کے ہوتے ہوئے پروجیکٹوں کے گرد وپیش فروغ دیا گیا نٹ ورک یافتہ پروجیکٹوں پر توجہ مبذول کرنے کا مقصد سالوں کے دوران کونسل کے تجربہ گاہوں میں ترقی یافتہ وسیع صلاحیتوں میں تعلق پیدا کرنا ہے تاکہ نٹ ورک سے زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو سکے۔ اس ضرورت کے مطابق نٹ ورک پروگرام کو تین زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے، قومی سطح کے، CSIR سطح کے اور لیباریٹری سطح۔ CSIR کی سائنسی اور تکنیکی حصولیابیاں وسیع رینج کا احاطہ کرتی ہیں ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

ایرواسپیس سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں: NAL میں لائٹ کمبیٹ ایرکرافٹ (LCA) پروگرام میں پیش رفت جاری رہی اور کمپوزٹ پرزوں کو فروغ حاصل ہوا، اڑان کے اعداد وشمار کا تجزیہ ہوا اور LCA کی تصدیق کے لیے ضروری مادی نمونوں کی جانچ ہوئی اپنے جہازوں کی مرمت کے لیے ہندوستانی فضائیہ کو NAL کے ذریعہ ترقی یافتہ کمپوزٹ مرمت ٹکنالوجی مہیا کرائی گئی سگ BIS ایرفریم کی جانچ سے اس کی کل تکنیکی عمر میں 800 گھنٹوں کا اضافہ ہوا۔ چھوٹے گیس ٹربائیس پروگرام

کے تحت: سنٹر فیوگل کمپریٹر کے فروغ کے کونسل کو مرکزی نقطہ چنا گیا۔ NAL (مارک۔ I) کے ذریعہ بنائے گئے ڈاپلر موسمی رڈار کو کامیابی کے ساتھ سٹیش دھون خلائی مرکز پر لگایا گیا اور بہت ہی بہتر طور پر کرایا گیا ہے۔

حیاتیاتی علوم اور حیاتیاتی تکنالوجی کے شعبے میں: اینتھر کس ٹاکسن کے حفاظتی اینٹی جن (PA) کو بڑی تعداد میں بنانے کے لیے ایکسپریشن نظام کو فروغ دیا گیا ہے CCMB کے سائنس دانوں نے پہلی بار نئے آسان اور تیز طریقوں کو فروغ دیا ہے جس کا استعمال ہمہ گیر طور پر حیاتیاتی انواع کی شناخت میں کیا جاتا ہے۔ اس سے جنگلاتی حیات کے میدان میں انقلاب آسکتا ہے اور جنگلاتی حیات کے وسائل پر انسانی دخل اندازی کے معاملوں پر کنٹرول کرنے میں سرکاری ایجنسیوں اور اس کی دیکھ بھال کرنے والوں کی مدد ملتی ہے۔

کیمیکل سائنس اور تکنالوجی کے میدان میں: کنڈکٹنگ پولی مار/آرگینک سیمی کنڈکٹر کے میدانوں میں CECRI کے بنیادی کاموں کے سبب چارج ٹرانسپورٹ اور چارج کیریر نظام کی نئی معلومات سامنے آئی ہے۔ امریکہ میں پیٹنٹ کے لیے عرضداشت دائر کی گئی ہے۔ CECRI نے ریچارجیبل ڈرائی سیل بنانے کے لیے نئے ٹھوس پولیمر الکٹرولائٹ کو فروغ دیا ہے۔ اس کا استعمال کنکریٹ/لوہے کے ڈھانچوں، حفاظتی کوٹنگ دینے کے لیے کیا گیا ہے یہ کوٹنگ مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے اور متواتر آرہی سمندری لہروں یا ٹھوس اشیا کے ٹکرانے کا بھی اثر نہیں ہوتا۔

ارضی سائنس اور تکنالوجی کے میدان میں: NIO کو گرانڈ جزیرہ، گوا کے پاس مونگے کی چٹانوں کو پانی کے نیچے پہلی بار کاٹنے میں کامیابی ملی ہے۔ ساتھ ہی بغیر ہٹائے ملٹی کورس کو اکٹھا کرنے کی صلاحیت اور سہولیات کو فروغ دیا ہے تاکہ ساحل میں کھلی تبدیلیوں کی پوری معلومات واضح طور پر حاصل ہو سکیں۔

توانائی سائنس اور تکنالوجی: CFRI نے بائنڈر کو فروغ دیا ہے جس کا استعمال گھر/صنعتوں میں باریک کوئلے کی دھول (40/25 نم م) سے بریکیٹ بنانے میں کیا جاتا ہے۔ اسی سے بے کار جا رہے کوئلے کی دھول کا استعمال افزائش خدرا ایندھن کے طور پر پا سکا۔ بغیر پانی ڈالے اوون سے نکلنے والے گھریلو کوک کو ٹھنڈا کرنے کے طریقے کو فروغ دیا گیا ہے تاکہ متعین وقت کے اندر ہی کوک بنانے اور اسے ٹھنڈا کرنے کا کام پورا ہو جائے۔ CMRI نے کانوں میں زہریلی اور احتراق پذیر گیسوں پر مربوط نگرانی رکھنے اور اس کی اطلاع دینے کے نظام کو فروغ دیا ہے جو کہ سیرامک پر مبنی سنسروں کا استعمال کرتی ہے اور ایک بندرگاہ پروجیکٹ کے لیے محفوظ دھماکہ خیز طریقہ کو فروغ دیا جس سے کانوں میں روزانہ کیے جانے والے دھماکوں سے جڑے ماحولیاتی مسائل پر قابو پایا جا سکے۔

غذا سائنس اور تکنالوجی کے میدان میں: CFTRI نے ٹشو کلچر تکنیک سے اعلیٰ پیداواری والے ونیلا پودوں کی تعداد بڑھانے کا کام کیا ہے۔ اس تکنیک سے پیدا کیے گئے پودوں کو جب کھیتوں میں لگایا جاتا ہے تو 90 فی صد تک ان کے بچنے کا امکان رہتا ہے۔ آسان اور کفایتی طریقے سے سولہ آنے ذائقے میں تبدیلی کی گئی ہے۔ ان تبدیلیوں سے ہندوستانی کھانوں میں چکنائی سے پاک سویا آٹا شامل کیا جا سکتا ہے۔ کیلا، سنترہ اور امرود کے مرتکز پھل جوسوں سے ذائقہ کم ہو، اس کے طریقہ عمل کو فروغ دیا گیا ہے۔ سوروچی میٹھا ایک سستا تغذیہ تکملہ ہے جس میں پروٹین کی مقدار 15 فی صد ہوتی ہے اور متعدد وٹامنوں اور معدنیات سمیت خورد تغذیات پر مشتمل ہے۔ یہ چھ مہینہ تک نہیں خراب ہوتا اور اسکولی بچوں کو کھانا دینے کے پروگرام کے لیے بہترین ہے۔ ایکی میں ملایا جانے والا اعلی پروٹین والی اشیا بنائی گئی ہے جو کہ آسانی سے مل جاتی ہے اور سب طرف برابر پہنچ جاتی ہے۔

صحت کی دیکھ بھال سائنس اور تکنالوجی: IICT نے السر روکنے کے خوبیوں والا نیا ہربل فارمولا بنایا ہے۔ CDRI نے

کثیر مرکزی کلینیکل MDT حاصل کر رہے تپ دق مریضوں پر طبی جانچ کے لیے پروٹوکل اور ریگر ولیوڈوسیر کے لیے مرحلہ۔II جانچ اعداد وشمار تیار کیے ہیں اقامت کاری اور تعمیراتی سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں CRRI نے فروغ دیا ہے دیہی سڑکوں کے نٹ ورک کی منصوبہ بندی جو ضرورت اور پہنچ پر مبنی ہے، اس کو فروغ دیا ہے اور اس کا اعلان کیا ہے قومی شاہراہوں کے رکھ رکھاؤ، ڈیزائن اور منصوبہ بنانے کے لیے مفید ڈیٹا بیس اور انٹیلیجنٹ روڈ نقشہ وارانسی اور اورنگ آباد کے درمیان قومی شاہراہ کے کچھ حصے کے جی آئی ایس پر مبنی ایس آئی ایس قومی شاہراہوں پر تازیوں کا شمار، درجہ بندی اور ایکسل لوڈ وزن کرکا خود کار نظام۔

میٹریل سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں :NML نے فروغ دیا ہے: استعمال ہو چکے نکل عمل انگیز سے فیرونکل واپس نکالنے کا کفایتی طریقہ عمل اس عمل کا خاص فائدہ یہ ہے کہ سلک اور دھات تار کے تناسب پر موثر طور پر کنٹرول رہتا ہے اور اونچے درجہ حرارت پر فولاد کو بچانے کی 80 تا90 فی صد صلاحیت والی سستی کوٹنگ اشیا کو تیار کرنے کے عمل کو فروغ دیتا ہے۔

ایٹمی توانائی

پر امن استعمال کے لیے ایٹمی توانائی پیدا کرنے کے لیے 1954 میں ایٹمی توانائی کے محکمے کی تشکیل ہوئی۔تب سے محکمہ ایٹمی توانائی ٹکنالوجی کے فروغ اشعاع ریزی ٹکنالوجی کے زراعت، ادویہ، صنعت اور بنیادی تحقیق کے میدان میں اطلاق میں یہ محکمہ عمل پذیر ہے۔

محکمہ اب تنظیموں کا ایک مربوط گروپ ہے جو پانچ تحقیقی مراکز، تین صنعتی تنظیموں، چار عوامی سیکٹر کے کاروباری ادارے اور تین خدماتی تنظیموں پر مشتمل ہے۔اس کے دو بورڈ ہیں جو نیوکلیر اور متعلقہ شعبوں میں اور ریاضیات میں تحقیق کے لیے مالیاتی امداد کے ذریعہ انھیں فروغ دیتے ہیں۔

یہ بنیادی علوم، فلکیات، طبی فلکیات، کینسر تحقیق اور تعلیم وغیرہ کے شعبے میں تحقیقاتی عمل سے جڑے بین الاقوامی سطح پر معروف آٹھ انسٹی ٹیوٹ کی مدد کرتا ہے اور اس کی ایک سوسائٹی ہے جو DAE ملازمین کے بچوں کو تعلیمی سہولیات مہیا کرتا ہے۔

نیوکلیائی توانائی پروگرام

ہندوستان میں یورنیم محدود ہے مگر تھوریم کے ذخائر میں یہ دنیا میں سب سے آگے ہے۔ ہندوستان کا ایٹمی توانائی پروگرام انہیں ذخائر کے استعمال پر مبنی ہے۔ یہ تین مراحل کا پروگرام ہے جس میں پریشرائز ڈ ہیوی واٹرری ایکٹروں، فاسٹ بریڈرری ایکٹروں اور تھوریم پر مبنی ری ایکٹروں کو کاروباری سطح پر شامل کیا گیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ، ان ری ایکٹروں کے چلانے اور رکھ رکھاؤ، فضلہ منتظمہ، تحفظ اور ماحولیاتی نگرانی کے لئے ٹکنالوجی کو فروغ دینا بھی اس پروگرام کا حصہ ہے۔ پریشرائز ڈ ہیوی واٹرری یکٹر (PHWR) کے ڈیزائن، بنانے اور چلانے میں محکمہ نے جامع صلاحیت حاصل کر لی ہے۔

نیوکلیر پاور پروگرام: مرحلہ۔1

پریشرائز ڈ ہیوی واٹرری ایکٹر

حالاں کہ ہندوستانی نیوکلیر پروگرام کے پہلے مرحلے میں ری ایکٹر کی شکل پر یشرائز ڈ ہیوی واٹرری ایکٹر (PHWR) کا انتخاب 1960 میں کیا گیا تھا، مگر آپریٹنگ تجربہ حاصل کرنے کے لیے شروع میں تارا پور (مہاراشٹر) میں ایک ایٹمی توانائی مرکز

قائم کیا گیا۔ امریکا کے جنرل الکٹرک کے ساتھ مل کر لگائے گئے اس مرکز میں دو بوائلنگ ری ایکٹر تھے، جس نے 1969 میں کام کرنا شروع کردیا۔ یہ ری ایکٹر ابھی بھی کام کر رہے ہیں بعد میں کناڈا کے تعاون سے راوت بھاٹا (راجستھان) میں بنے دو پریشرائزڈ ہیوی واٹر ری ایکٹروں نے 1972 اور 1980 میں کاروباری پیداوار شروع کی۔

1992 اور 1995 220 میگاواٹ والے دو دیگر ایٹمی توانائی ری ایکٹروں نے کاکراپار (گجرات) میں کام کرنا شروع کردیا۔ اس کے ساتھ ہی پریشرائزڈ واٹر ری ایکٹروں کی دیسی تکنیک پوری طرح سے تجارتی طور پر پختہ ہوگئی۔ 1999 اور 2000 میں NPCIL نے کیگا (کرناٹک) اور راوت بھاٹا (راجستھان) میں اعلیٰ ٹکنالوجی کے دو۔دو 220 میگاواٹ والے PHWR لگائے۔

نیوکلیر پاور کارپوریشن (NPCIL) DAE کی پبلک سیکٹر انڈر ٹیکنگ ہے جو نیوکلیر پاور ری ایکٹروں کی ڈیزائن، تعمیر اور عمل کے لیے ذمہ دار ہے۔ آج کارپوریشن 14 نیوکلیر پاور ری ایکٹر چلا رہی ہے جس کی کل تنصیبی صلاحیت 2720 MWC ہے۔ نیوکلیر پاور پلانٹ چلانے میں کارپوریشن کو 200 سے زیادہ ری ایکٹر سالوں کا تجربہ حاصل ہوگیا ہے۔

نیوکلیائی ٹکنالوجی میں NPCIL کے بڑھتے تجربات کے نتیجے میں اس کے نیوکلیائی بجلی پلانٹوں کے کام کاج میں سدھار آیا ہے۔ 1981-82 میں 300 کروڑ اکائیوں کی بجلی پیداوار ہوئی تھی جو کہ بڑھ کر 2002-2003 میں 1,920 کروڑ اکائیوں سے بھی زیادہ کی بجلی پیدا ہوئی۔ پلانٹوں کی اوسط صلاحیت بڑھ کر 89 فی صد کی سطح تک پہنچ گئی۔ عمل پذیر نیوکلیرڈ پلانٹوں میں شروع سے لے کر دسمبر 2002 تک 1,85,640 ملین اکائیوں کی کاروباری پیداوار کی گئی۔

نیوکلیر ایندھن سائیکل: پہلا حصہ

ہیوی واٹر اپ گریڈنگ

ریسرچ ری ایکٹروں میں استعمال کم درجے کے ہیوی واٹر کی خصوصیات کو بہتر بنانے کے لیے ٹرامبے میں 1962 میں اپ گریڈنگ سہولیات مرکز قائم کیا گیا۔ BARC نے ہیوی واٹر کی خوبیوں میں بہتری کے لیے ٹکنالوجی کو فروغ دیا ہے جس کا استعمال کاروباری طور پر بھی کیا جاسکتا ہے۔

سروے اور تلاش: ملک میں یورینیم کے سروے، تلاش اور تشخیص اور پلیسر بھاری معدنیاتی وسائل کی خاکہ سازی اور وسائل کے تخمینہ کا کام ایٹمی ڈائرکٹوریٹ برائے تلاش و تحقیق (DMD) کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ AMD نایاب دھاتوں اور ریرارتھ معدنیات کی تشخیص اور بازیابی کا کام بھی شروع کرتا ہے۔

AMD نے کافی مقدار میں یورینیم ذخائر کا میگھالیہ میں وایکان، آندھرا پردیش میں لمبہ پور۔ ایلاپور اور حمال پالے، جھارکھنڈ میں تورامدھ، باگجاتا، کانیالوکا اور موہلدیہ، مدھیہ پردیش میں بوڈل اور ججاول، راجستھان میں روہ۔ گھاٹیشور اور کرناٹک میں گوگی سے پتہ لگایا ہے۔ آندھرا پردیش میں گنڈی اور کوپونور میں کافی یورینیم معدنیات کی شناخت ہوئی اور اڑیسہ کے جگت سنگھ کے ساحلی علاقوں اور تملناڈو کے نماکل ضلع میں ذخائر ملنے کا امکان ہے۔

AMD نے ایلمنائٹ، روٹائل، زرکان، منیاجائٹ، گارنیٹ اور سلی مینائٹ کے معدنی ذخائر کا ساحلی ریتوں کے درمیان لگایا ہے۔

معدن اور کچ دھات کی عمل کاری نے AMD تلاش کرنے والی کوششوں کے نتیجے میں جھارکھنڈ ریاست میں جادوگڑا اور بھٹین اور نروا پہاڑ میں یورینیم کا کانیں کھل گئی ہیں۔ ان کانوں کا اہتمام یورینیم کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ (UCIL) کے ذریعہ

کیا جاتا ہے۔DAE' ucil کا پبلک سیکٹر انڈر ٹیکنگ ہے جو ہندوستانی نیوکلیر پاور پروگرام کی ضرورتوں کی تکمیل کرتا ہے سنگھ بھوی میں تورامدھر میں ایک اور کان نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

UCIL یورینیم کچ دھاتوں کی عمل کاری کے لیے ایک یورنیم بھی چلاتا ہے تاکہ مرتکز یورنیم حاصل کیا جائے یہ یلو کیک کے نام سے جانا جاتا ہے۔

نیوکلیر ایندھن بنانا: پاور ری ایکٹروں اور ریسرچ ری ایکٹروں کے لیے نیوکلیر ایندھن فیبریکشن، نیوکلیر فیول کمپلکس، حیدر آباد اور BARC ممبئی کے ذریعہ کیا جاتا ہے B/ RC اور IGCARL نئے ایندھنوں کے فروغ میں مصروف عمل ہیں۔

نیوکلیر ایندھن سائیکل کا آخری حصہ

ایندھن کی باز عمل کاری: ہندوستانی نیوکلیر پاور تخلیق پروگرام بند سائکل طریقے پر مبنی ہے جس میں استعمال ایندھن کی باز عمل کاری یورینیم 33 کی برتی پیداوار کا دوبارہ استعمال شامل ہے۔

DAE کا بڑا ایسے میں باز عمل کاری کا ایک پائلٹ پلانٹ ہے اور تاراپور میں کلپکم میں صنعتی پیمانے کے پلانٹ ہیں۔ٹرامبے کے پلانٹ میں تحقیقی ری ایکٹروں میں استعمال ہو چکے ایندھنوں کی عمل کاری ہوتی ہے جبکہ دیگر دو پلانٹوں میں برتی ری ایکٹروں کے استعمال ہو چکے ایندھن پر کام ہوتا ہے۔

نیوکلیر فضلہ مینجمنٹ: نیوکلیر ایندھن سائیکل کے مختلف مراحل میں پیدا تابکاری فضلہ کو کم اوسطی اور اعلیٰ سطح کے زمروں میں درجہ بند کیا گیا ہے۔ ہر طرح کے تابکار فضلات کی انتظامیہ کے لیے پلانٹ متعدد نیوکلیر سہولیاتی مراکز پر عمل پذیر ہیں۔ کم اور وسطی درجے کے تابکاری فضلوں کو ماحول دوست طریقہ سے نمٹایا جاتا ہے۔ اعلیٰ درجے کی فضلات کی پیداوار بہت کم مقدار میں ہوتی ہے اور انہیں شیشے کی میٹرکس میں دبا دیا جاتا ہے۔ٹرامبے میں وٹری فکیشن، ایک پیچیدہ نظام ہے جو کچھ ملکوں کے پاس ہی کامیابی کے ساتھ فروغ دیا گیا ہے۔ اس ٹکنالوجی کی بنیاد پر دو فضلاتی عمومی اخراج پلانٹ ٹرامبے اور تاراپور میں کام کر رہے ہیں اور اسی طرح پلانٹ کلپکم میں زیر تعمیر ہے۔

نیوکلیر پاور کے لیے تحقیق اور ترقی

محکمہ کے ذریعہ کئی سالوں سے چلائی جا رہی کثیر جہتی تحقیق اور ترقی کے بنیادی ڈھانچے پر نیوکلیر توانائی اور نیوکلیر ایندھن سائکل سے متعلق پروگرام قائم ہے۔ ری ایکٹر ٹکنالوجی کے میدان میں کیے گئے تحقیقی ترقیاتی کاموں کے نتیجے میں ساز و سامان اور پرزوں کی دیسی کاری کا عمل تیز ہوا ہے۔ اس ٹکنالوجی میں خودکاری، نگرانی، معائنہ اور نظام مرمت، ساز و سامان و آلات شامل ہیں BARC اور IGCAR میں ری ایکٹروں اور ہیوی واٹر (بھاری پانی) پلانٹوں کے بہترین آلات اور کنٹرول نظاموں کو فروغ دیا گیا ہے۔

BARC اور IGCAR دونوں ہی روبوٹ سائنس تحقیق و ترقی پروگرام کا خصوصی میدان ہے۔ٹرامبے میں تابکار تجربہ گاہوں میں لگانے کے لیے پانچ ڈگ آف فریڈم روبوٹ، ایک چھ ڈگری آف فری ڈم روبوٹ اور موبائل روبوٹ فروغ دیا گیا ہے IGCAR میں غیر تخریبی تشخیص کے لیے مختلف آلات کو فروغ دیا جاتا ہے۔

ان میں موبائل اسکینر (MOB SCAN) ایموٹلی (دور سے) چلائے جانے والے پاور مینوپلیٹر (ROPMAN) اور بوتلوں کے ڈھکن لگانے اور کھولنے والا روبوٹ ہے۔

نیوکلیر پروگراموں کی اعلیٰ کوالٹی کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے متعدد غیر تخریبی جانچ تکنیکوں اور آلات کو فروغ دیا گیا ہے۔

الکٹرانکس اور آلات: نیوکلیر ٹکنالوجی کی ہائی ٹکنالوجی آلات کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے TIFR اور بعد میں BAREC کے قومی ترقی وتحقیقاتی بنیاد تیار کی گئی ہے۔ الکٹرانکس کے شعبے میں ٹرامبے میں ترقی یافتہ مصنوعات اور جدید معلومات کے نتیجے میں حیدرآباد الکٹرانکس کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ کی تشکیل ہوئی۔ اس کارپوریشن کے ترقی یافتہ سافٹ ویئر سے بنک کاری شعبے اور پولیس کے کنٹرول اور ڈائیل 100 کی خودکاری میں مدد ملی۔ دفاع اور ٹیلی مواصلاتی سوئچنگ نظام، بندرگاہوں، کارپوریشنوں اور بازاروں و دیگر اطلاعاتی مینجمنٹ نظام میں بھی مدد ملی۔ کمپنی نے ملک بھر میں SPC ٹیلکس نیٹ ورک میسج سوئچنگ نٹ ورک اور ٹیلیفون ایکسچینجوں کے نظام بھی فراہم کیے ہیں۔ کمانڈ، کنٹرول، مواصلات، کمپیوٹر اور اطلاع/خفیہ نظام میں ٹکنالوجی تدابیر بھی مہیا کرائی ہے۔ کارپوریشن کی تحقیق کے نتیجے میں ترقی یافتہ کنٹرول نظاموں کو نیوکلیر اور حرارتی بجلی گھروں، اسٹیل پلانٹوں اور عمل کاری صنعت میں استعمال کیا جاتا ہے۔

توانائی پیداوار مرحلہ- II

فاسٹ ری ایکٹر پروگرام

نیوکلیائی توانائی پیداوار کے دوسرے مرحلے میں فاسٹ بریڈر ری ایکٹروں (FBRs) کے قیام اور ان کے ساتھ باز عمل کاری پلانٹوں اور پلوٹینیم پرمبنی ایندھن وضع مراکز کے قیام کی تجویز ہے۔ یہ فاسٹ بریڈر نظام کے لیے ایندھن استعمال کرتے ہیں اس سے زیادہ کی پیداوار کرتے ہیں۔ ان سے ایندھن کا استعمال تقریباً PHW ری ایکٹروں سے ساٹھ گنا تک ہوسکتا ہے۔ اس طرح فاسٹ بریڈر ری ایکٹر بجلی کے ساتھ ایندھن کا بھی ذخیرہ تیار کرتے ہیں۔ محکمہ کے پروگرام کے تیسرے مرحلے میں مفید بڑی مقدار میں بجلی پیداوار کی اکائیوں کے لیے ضروری تھوریم کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔

توانائی پیداوار مرحلہ- III

تھوریم پرمبنی ری ایکٹر

مستقبل کی بنیاد پر توانائی تحفظ فراہم کرنے کے لیے ہندوستانی توانائی پروگرام کا طویل مدتی بنیادی مقصد تھوریم کا استعمال ہے۔ ہندوستانی توانائی پروگرام کا تیسرا مرحلہ اس طرح تھوریم۔ یورینیم 233 دور پرمبنی ہے۔

تھوریم کان کنی: المینائٹ، روٹائل، زرکان جیسی مصنوعات اور ریئر ارتھس مصنوعات کے لیے کان کنی اور ساحلی ریت سے حاصل انڈین ریئر ارتھس لمیٹڈ (IRE) کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

آلوے، کیرل کے اپنے پروجیکٹ ''تھوریم اصلاح اور مکرر ذخیرہ'' (Thorium Retrieval and Re-storage) میں IRE ریئر ارتھ ڈویژن میں ذخائر سے مرتکز تھوریم کی اصلاح اور ریئر ارتھس کی بحالی پر زور دیا جاتا ہے۔

سلامتی اور ماحول

مکمل نیوکلیر ایندھن سائکل کے ذریعہ تلاش کرنے اور کچ دھات کی کان کنی سے فضلہ کے مینجمنٹ، سلامتی سے متعلق تمام پہلوؤں جیسے تابکاری سلامتی صنعتی سلامتی، پیشہ ورانہ صحت، آگ سے تحفظ اور ماحولیاتی تحفظ کا خیال رکھا جاتا ہے۔

سبھی نیوکلیر تنصیبات میں کام کر رہے عملہ، عوام اور ماحول کے تحفظ کا پورا خیال رکھا جانا ایک آزاد ایجنسی ایٹمی توانائی ریگولیٹری بورڈ (AERB) سلامتی سے متعلق امور پر نگرانی رکھتی ہے۔ بورڈ کے ذریعہ حفاظتی معیارات نیز اداروں ایجنسیوں

جیسے بین الاقوامی توانائی ایجنسی (IAEA) امور بین الاقوامی کمیشن برائے تابکاری تحفظ (ICRP) کی سفارشات کے لحاظ سے وضع کیے گئے ہیں۔

اشعاع ریزی ٹکنالوجی کا اطلاق

محکمہ ایٹمی توانائی کو تفویض کیے گئے کاموں میں اشعاع ریزی ٹکنالوجی سے متعلق پروگرام اور اطلاق شامل ہیں جو ریسرچ ری ایکٹروں سے آئیسوٹوپ پیداوار، اشعاع ریزی کے دیگر وسائل جیسے ایکسی لریٹرس اور لیزرس کی تعمیر اور اشعاع ریزی ٹکنالوجی کا صحت، زراعت اور صنعت میں استعمال کے لیے ترقی وتشکیل کا بھی احاطہ کرتا ہے۔

DAE کے پروگرام جیسا کہ اس کو سونپے گئے ہیں اشعاع ریزی ٹکنالوجیوں اور اطلاق سے متعلق ہیں اس میں ریڈیو آیسوٹوپ کی پیداوار کے لیے ریسرچ ری ایکٹروں کی تعمیر اور عمل، اشعاع ریزی کے دیگر وسائل جیسے ایکسیلیٹرس اور لیزر کی تعمیر اور اشعاع ریزی ٹکنالوجی کا صحت، زراعت اور صنعت میں استعمال کے لیے فروغ اور تعمیر شامل ہیں DAE کے ذریعہ اب تک لگائے گئے ریسرچ ری ایکٹر ہیں: ٹرامبے: (مہاراشٹرہ) میں اپسرا (MW 1، ایندھن ایزچڈ یورینیم۔ الومنیم مخلوط دھات) CIRUS (MW 40، ایندھن: قدرتی یورنیم) زرلینا (صفر توانائی، قدرتی یورنیم)، یونیا I تا IV (ایندھن: تھوریم پر مبنی)، دھرو (MW 100، ایندھن: قدرتی یورینیم)، دھرو (MW 100، ایندھن قدرتی یورینیم اور کلپکم (تملناڈ) میں کامنی (30 KW، ایندھن: یورینیم 233 الومنیم مخلوط دھات) اور فاسٹ بریڈر ٹیسٹ ری ایکٹر (MW 40، ایندھن: یورینیم ریلوٹینم کاربائیڈ) تھا ان میں 1984 میں زرلینا ریسرچ ری ایکٹر نے کام بند کردیا اور یورنیا سلسلے کی کامنی نے لے لی۔ دھرو، سائرس اور اپسرا استعمال ریڈیو آئسوٹوپ تیار کرنے کے ساتھ نیوکلیر ٹکنالوجیوں واشیا میں تحقیق بنیادی واطلاقی تحقیق، اور تربیت میں کیا جاتا ہے۔ کامنی کا استعمال زیادہ تر مختلف مواد کی ریڈیو گرافی کے لیے کیا جاتا ہے FBTR ایندھنوں، بلینکٹ اور تعمیراتی سامانوں کے فروغ کے جانچ بیڈ کے طور پر کیا جاتا ہے۔

ریسرچ ری ایکٹر کے میدان میں کی جانے والی نئی کوششوں میں شامل ہے۔ ٹرامبے میں AHWR اور PHWR, 500 MWC سے جڑے ری ایکٹر کا طبعیاتی تجربوں کے گریٹکل فیسلٹی کے فروغ اور 20 MWT کثیر المقاصد ریسرچ ری ایکٹر کا فروغ جو کہ پول ٹایپ ری ایکٹر اور اینرجڈ یورینیم ایندھن دہانی کے کولنٹ اور ماڈریٹر کے طور پر کام کرتا ہے۔

ریڈیو آیسوٹوپ کے اطلاق: ٹرامبے میں بنے ریڈیو آیسوٹوپ کا وسیع استعمال زراعت اور غذا، ادویہ صحت خدمات اور صنعت اور تحقیقی کاموں میں ہوتا ہے۔ ان اطلاق کی بنیاد پر پورے ملک میں درج ذیل پروگرام چلائے جاتے ہیں۔

نیوکلیر زراعت: میوٹیشن کے ذریعہ اعلیٰ پیداوار والے بیج کی نسلوں کے فروغ میں نیوکلیر ٹکنالوجی مضبوط ذریعہ ہے۔ یہ غذائی پیداوار پکنے اور اس میں کونپل پھوٹنے کے عمل میں تاخیر کر کے ان کی عمر بڑھاتا ہے۔ اور کیڑوں مکوڑوں اور پسٹ کو مارنے کے ذریعہ پسٹ کنٹرول کرتا ہے حتیٰ کہ بیجوں کے اندر چھپے کیڑے مکوڑوں کو بھی مار دیتا ہے۔

DAE کا نیوکلیر زراعت پروگرام اعلیٰ پیداوار والی فصلوں کے بیج کے فروغ، غذائی اشیا کے اشعاع ریزی عمل، کھاد اور جراثیم کش سے متعلق امور کے مطالعہ اور دیگر شعبوں پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ ان سبھی تکنیکوں سے ہندوستانی کسانوں اور تاجروں کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔

اصلاح فصل

کئی دہوں سے BARC زرعی یونیورسٹیوں کے ساتھ مل کر فصل کی بہتری کی سمت تحقیق وترقیاتی کام کررہا ہے اس مرکز نے 23 سے زیادہ پیداواروالی فصلوں کی نسلیں فروغ دی ہیں جن میں 5 مونگ پھلی، 10 دالوں، 2 سرسوں اور جواور چاول کی ایک ایک نوع کوفروغ دیا ہے۔

مائیکرو پروپیگیشن ٹکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے BARC نے اناس کے بڑی مقدار میں پھیلاؤ کے لیے معیار بندی کی ہے۔ مائیکرو پروپیگیشن پروٹوکول کو گنے کی تین قسموں کے لیے معیار بند کیا گیا ہے۔ مرکز نے ریگستان کے لیے موزوں پودے ایکساوکٹوریا جیسے سخت پودے کی ترقی میں اچھی پیش رفت کی ہے۔

فوڈ پراسسنگ: اشعاع ریزی عمل کاری ٹکنالوجی اپنے آپ کو ثابت کر چکی ہے اور یہ دالوں اناجوں، پھلوں، سبزیوں، گوشت اور گوشت سے بنی چیزوں اور سمندری غذا کے تحفظ میں بہت ضروری ہے۔ یہ عمل غذا کے تحفظ کی دیگر روایتی عمل کاری سے کئی لحاظ سے بہتر ہے۔

تین دہوں سے بھی زیادہ تحقیق کے دوران ٹرامبے میں غذا کی اشیا کی اشعاع ریزی عمل کے ذریعہ غذائی حفاظت کے فوائد کو ثابت کیا گیا ہے۔ اس طرح غذائی حفاظت اور غذا سے بنی اشیا کی برآمد میں اشعاع ریزی ٹکنالوجی نہایت اہمیت کی حامل ہے۔

BRIT سالوں اور دیگر پروڈکٹوں کی اشعاع ریزی عمل اشعاع ریزی پراسسنگ پلانٹ، نوی ممبئی میں کر رہا ہے۔ پلانٹ میں پراسس کی موجودہ شرح 10 کلوگرام پر چھ ٹن روزانہ ہے۔ یکم جنوری 2000 سے عمل پذیر پلانٹ سالانہ برآمدکنندگان کے لیے منہ مانگی مراد ثابت ہو رہا ہے۔

برآمد اور گھریلو استعمال کے لیے متعدد غذائی اشیا کا اشعاع ریزی (radiation) نظام کو حکومت ہند نے منظوری دے دی ہے۔ غذائی اشیا کی اشعاع ریزی کے لیے ٹرامبے اور جودھپور (راجستھان) میں دو تحقیقاتی اور ترقیاتی مراکز کو لائسنس دیا گیا ہے۔ نجی سیکٹر کی بھی اس طرح کے پلانٹ لگانے کے لیے حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔

نیوکلیائی ادویات اور صحت کی دیکھ بھال: تشخیص، علاج اور صحت کی دیکھ بھال میں ریڈیوآیسوٹوپ اور ان کی وضع کا کئی طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ BARC علاج، صنعت اور دیگر میدانوں میں ریڈیوآیسوٹوپوں کی پیداوار اور کیمیکل پراسسنگ کرتا ہے۔ یہ آیسوٹوپوں کے لیے ریڈیوکیمیکل پراسس، تشخیص کے نئی ریڈیوفارماسیوٹیکل (دواسازی) اور علاج وعلاج سے متعلق اطلاق کے لیے ہر بند وسائل کو بھی فروغ دیتا ہے۔ گاہکوں کو اراڈیشن (اشعارع) کی سہولیات بھی مہیا کرتا ہے۔

صحت کی دیکھ بھال کی سمت حال میں ہوئی پیش رفت میں شامل ہے۔ (مایوکارڈیل بلڈ فلوامیجنگ ایجنٹ) ایجنٹ ٹیکنیشیم 99m-MIBI (Methoxy Isobutr Isonitrile) اور جلنے، زخم مرض جذام کے علاج کے لیے اشعاع ریز پراسس ہائیڈروجیل کی تکنیک کی منتقلی۔

BARC لگاتار تھایرائیڈ ہارمون کے پولی کلونل اینٹی بوڈیز BRIT کو مہیا کراتا ہے۔ گٹھیا کے علاج کے لیے ہولمیم-166- ہائیڈراکسی اپاٹایٹ اور ساریم-153- ہائیڈراکسی اپاٹایٹ اور اندرونی ریڈیوتھیرپی کے لیے لیوٹھیشیم 177- کا فاسفونیٹس کے ساتھ ریڈیولیبلنگ BARC نے فروغ دیا ہے۔ ٹامبے میں HoHa اور SmHa کے کئی بیچ ریڈیوسنیوا ارتھیس کے لیے تیار کیے گئے اور گٹھیا کے علاج میں کامیابی کے ساتھ استعمال کیے جاتے ہیں۔

ممبئی میں BARC کے اشعاع ریزی طبی مرکز (RMC) نیوکلیائی طب اور متعلقہ علوم کی تحقیق اور ترقی سے جڑا ہوا ہے۔ یہاں ریڈیو آیسوٹوپ کا استعمال کرتے ہوئے تشخیص اور معالجاتی خدمات فراہم کی جاتی ہیں اور نیوکلیائی علاج میں انسانی وسائل کے فروغ کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ جنوب مشرقی ایشیا میں عالمی صحت تنظیم اور بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی کا یہ علاقائی مشاورتی مرکز ہے۔ ریڈیو امیونو ایسے اور متعلقہ عمل ہارمون، اینزائم، ہیپاٹیس وائرس، متعدد سیرم پروٹین، کچھ دواؤں اور اشیا کی پیائش کے لیے موثر طریقے ہیں۔ تشخیصی کاموں کے لیے یہ سب سے زیادہ استعمال والا اور سستا تجزیاتی طریقہ بن گیا ہے۔ ملک بھر میں تھایرائیڈ مریضوں کو یہ خدمات RMC فراہم کراتا ہے۔

کینسر، دل اور نیورولوجیکل امراض کی تشخیص کے لیے نہایت قلیل مدتی خصوصی ریڈیو آئسوٹوپ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے RMC میں میڈیکل سائیکلوٹرون لگایا گیا ہے۔ ریڈیو شبیہہ حاصل کرنے کے لیے سائیکلوٹران کا رابطہ پوسٹیرین ایمیشن ٹوموگرافی سے کیا گیا ہے۔

آر ایم سی ہر سال 90,000 ملی کیوری (mci) ٹیکنیشیم پر مبنی ریڈیو فارماسیوٹکل فراہم کرتا ہے اور 800 ریڈیو طبی تشخیص کرتا ہے۔ اس مرکز پر سالانہ 6900 سے زیادہ نئے معاملے آتے ہیں اور 8000 پرانے معاملے ہوتے ہیں اور 15,700 سے زیادہ دیگر معاملے تشخیص اور علاج کے درج کیے جاتے ہیں۔

کینسر علاج اور تحقیق: کینسر میں تشخیص، معالجہ اور تحقیق اور ساتھ ہی ساتھ تربیت اور تعلیم کے میدان میں ٹاٹا میموریل سینٹر (TMC) ممبئی اور ایڈوانسڈ سنٹر فار ٹریٹمنٹ، ریسرچ اینڈ ایجوکیشن ان کینسر، نوی ممبئی مرکز کے اجزا ہیں۔ جبکہ کینسر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (CRI) ACT REC کا ونگ ہے۔

اسپتال میں نہایت جدید سہولیات مہیا ہیں اور یہ ہندوستان میں ایک بڑا کینسر معالجاتی مرکز ہے۔

ماحول دوست ٹکنالوجیاں

بایوگیس پلانٹ: ٹھوس شہری کچرے کو ماحول دوست طریقے سے نمٹانے کے لیے بایوگیس کے پلانٹ کے روایتی طریقوں کو بدلا گیا ہے تاکہ گرم حالات میں بیکٹیریا زندہ رہ سکیں۔ اس کے لیے ضروری گرم پانی شمسی توانائی کے استعمال سے حاصل ہوتا ہے۔ اس طریقے پر مبنی 1 ٹن اور 4 ٹن صلاحیت کے دو بایوگیس پلانٹوں (نسارگروتا نام) کا فروغ ٹرامبے میں کیا گیا ہے۔ کچن کے کچرے اور پیسپر پر چلنے والے پلانٹوں سے ایندھن کے طور پر میتھین اور اعلیٰ کوالٹی والی مٹی بہتر بنانے کی کھاد ملتی ہے۔ یہ پلانٹ ان سول اتھارٹیوں کے درمیان زیادہ مقبول ہو رہے ہیں، جو ٹھوس کچرے اور بڑے ہوٹلوں، ریستورانوں وغیرہ کا انتظام دیکھتے ہیں۔

کیچڑ کو جراثیم سے پاک کرنا: شہری سیور سے حاصل کیچڑ کو جراثیم سے پاک کرنے کی ٹکنالوجی BARC نے کامیابی سے فروغ حاصل کیا ہے۔ بڑودہ میں اس طرح کا ایک پلانٹ سالوں سے چل رہا ہے۔ کیچڑ کو اشعاع ریزی کے ذریعہ جراثیم سے پاک کیا جاتا ہے۔

ریڈیو آیسوٹوپ کا صنعتی استعمال: اشعاع ریزی ٹکنالوجی کا استعمال بہت سی صنعتوں میں کیا جاتا ہے جس میں شامل ہیں: ریڈیوگرافی، پراسس آلات کی گاما اسکیننگ، بندرگاہوں اور چھوٹے بندرگاہوں میں رسوب نقل و حمل کے مطالعہ کے لیے ریڈیو ٹریسرو کا استعمال، بہاو ناپنا، دبی ہوئی پائپ لائنوں میں ٹوٹ پھوٹ کا پتہ لگانا، آبیات، آبی وسائل منتظمہ اور دیگر بہت سے۔

BARC کے مطالعات سے زیر زمین اجسام کی حالت دریافت کرنے اور انہیں بھرنے میں بہت مدد ملی ہے۔ اس کے اہم

اشتراک میں ساحلی اڑیسہ کے ڈیناگ پوری علاقے میں زیر زمین پانی بھرنے کی حالتوں کو آنکنے، اتر پردیش، مدھیہ پردیش اور ہمالیہ میں گرم آبی وسائل کا پتہ لگانے اور مغربی راجستھان میں تاریخی سرسوتی ندی کے قدیم راستے کا پتہ لگانا شامل ہے۔

ترووڑ نے، تمل ناڈ میں تازہ زیر زمین پانی کے نظام کو پھر بھرنے کی تدابیر کو آنکنے، کوٹا ناڈ سیرل میں گہرے زیر زمین پانی کو برقرار رکھنے، کرناٹک میں پانی میں فلورائیڈ آلودگیوں کا پتہ لگانے، کیرل اور راجستھان کے کچھ باندھوں میں پانی کے رسنے/رساؤ کے مسائل کا حل ڈھونڈنے نے، مغربی راجستھان کے جیسلمیر میں قدیم آبی بہاؤ کے راستوں کا پتہ لگانے اور اندرا گاندھی نہر پریوجنا کمانڈ ایریا، ہنومان گڑھ، راجستھان نمکینیت اور رستوں کے پتہ لگانے پر بھی کام چل رہا ہے۔

بیم ٹکنالوجیاں: محکمہ ایٹمی توانائی، اشعاع ریزی ٹکنالوجیوں اور خدمات کے فروغ میں بھی مصروف ہے۔ لیزر نظامات اور الکٹران بیم ایکسی سریمیٹرس کے شعبوں میں ہندوستان اولین ملک ہے۔

DAE کی ریسرچ تنظیمیں اندور کا CAT (سنٹر فار ایڈوانسڈ ٹکنالوجی)، ممبئی کا بھابھا ایٹمی ریسرچ سینٹر (BARC) میں لگے ہوئے ہیں۔ لیزر نظاموں، الکٹرانک بیم تکنیکوں اور آلات اور پلازما آلات میں مہارت کو فروغ دیا گیا ہے۔

اس ٹکنالوجی کا فائدہ گرمی سے سکڑنے والی اشیا، ہیرا صنعت، ربر صنعت، سیمی کنڈکٹرس کی شعاع ریزی، غذا تحفظ، طبعی اتلاف جراثیم، اشعاع ریزی علاج اور ریڈیوگرافی صنعتوں میں ملتا ہے۔

محکمہ نے مختلف میدانوں میں الکٹرانک بیم کے اہم کردار کو دھیان میں رکھتے ہوئے 88-1987 میں ٹرامبے میں الکٹرانک بیم پر مبنی تجرباتی سہولت مرکز قائم کیا۔

بنیادی تحقیق

DAE کے متعدد تحقیقی مراکز میں ان سے متعلق پروگراموں سے جڑے میدانوں میں بنیادی تحقیق کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ محکمہ خود مختار تحقیقی اداروں کو امداد بھی مہیا کرتا ہے جو کہ ریاضیات سے لے کر کمپیوٹر، طبعیات سے لے کر فلکیات اور حیاتیات سے لے کر کینسر تک موضوعات پر افضلیت مراکز (Centre of excellence) ہیں۔

ریاضیات اور کمپیوٹیشن: ریاضیات اور کمپیوٹیشن کے میدان میں TIFR میں الجبراء الجبری جیومٹریہ لائی گروپ، اگوڈک تھیوری، نمبر تھیوری، کمبنٹر یز اور ٹوپولوجی پر تعلیمی پروگرام ممبئی میں چلایا جاتا ہے جبکہ ریاضیات کے استعمال پر کام بنگلور میں ہوتا ہے۔ ہریش چند تحقیق ادارہ، الہ آباد ریاضیات اور نظریاتی طبعیات جیسے فلکیاتی طبعیات، اعلیٰ توانائی طبعیات، تکثیف طبعیات، ریاضیاتی طبعیات کے اعلیٰ شعبوں میں تحقیق انجام دیتا ہے۔

BARC نے کامیابی کے ساتھ سپر کمپیوٹر انوپم پنٹیم IV/64 بنایا ہے جو کہ 1.7 گیگا ہرٹز کلاک سے چلایا جاتا ہے۔ اسی نظام سے متاثر 72 گیگا فلاپس کا شمار کمپیوٹیشنل رفتار قائم رکھتا ہے جو کہ اس سے پہلے کے انوپم III/84. سے چار گنا زیادہ ہے۔ 1991 سے انوپم سیریز سوپر کمپیوٹر کے 15 طرح کے ماڈل بنائے گئے ہیں۔ یہ ماڈل مختلف ناڈ پراسیسروں اور انٹر ناڈ مواصلاتی ٹکنالوجیوں پر مبنی ہیں۔ اب تک 37 سوپر کمپیوٹر ملک بھر کے اولین تحقیق اور تعلیمی اداروں میں لگائے گئے ہیں۔

دیگر سرگرمیاں

ٹکنالوجی منتقلی اور شرکتی پروگرام: نیوکلیائی توانائی پروگرام کی شروعات سے ہی ہندوستانی صنعت ایٹمی توانائی کے محکمے

(DEA) کا شریک کار رہا ہے۔ محکمہ کے وینڈر فروغ پروگرام سے ہندوستانی صنعت کو بھی اعلیٰ ٹکنالوجی کے شعبے میں صلاحیت کو بہتر کرنے میں کامیابی ملی ہے۔ ساتھ ہی دونوں کے تعاون سے PHWR پروگرام پختگی تک پہنچ پایا ہے اور پروگرام کے سبھی پہلوؤں میں خود کفالت حاصل ہو پائی ہے۔

محکمے کے مختلف مراکز میں مختلف شعبوں میں کی جا رہی تحقیقاتی سرگرمیوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والی کئی ٹکنالوجیوں کی صنعت کو منتقل کیا گیا ہے۔ ان ٹکنالوجیوں میں مختلف اشیا اور مخلوط دھاتیں، ساز و سامان، اوزار اور تکنیکیں، میوٹیشن انڈیوسڈ بیج، ٹشو کلچر اور تحفظ غذا ٹکنالوجی، لیزر اور ایکسلیٹرس پر مبنی طبی اور صنعتی اطلاق شامل ہیں۔

سائنس اور ریاضیات اولمپیاڈ: جولائی 2002 کے دوران کرائے گئے ریاضی اور بنیادی علوم (فزکس، کیمسٹری اور بایولوجی) کے چار بین الاقوامی اولمپیاڈ میں ہندوستانی طلبا کی ٹیموں نے اچھا مظاہرہ کیا۔

پچھلے کچھ سالوں کی ہی طرح نوجوان پری یونیورسٹی طلبا کے لیے منعقد اس معروف بین الاقوامی پروگرام میں ہندوستان کی نمائندگی کرتے ہوئے سبھی 19 طلباء میڈل کے ساتھ واپس ہوئے۔

ہندوستان نے ریاضیات میں 1 گولڈ، 3 سلور اور 2 کانسے کے میڈل، فزکس میں 1 گولڈ اور 4 سلور، کیمسٹری میں 2 گولڈ دو کانسے کے میڈل اور بایولوجی 2 سلور اور 2 کانسے کے میڈل جیتے۔

بین الاقوامی تحقیق اشتراک: DAE دیگر ملکوں کے ساتھ نیوکلیائی زراعت، نیوکلیائی طب، ریڈیو آئیسوٹوپ ٹکنالوجی اور مخصوص خدمات میں اپنے تجربات بانٹتا ہے۔ غیر ملکی سائنس دانوں کو محکمہ تربیتی سہولیات، فیلوشپ، دورے وغیرہ پیش کرتا ہے اور IAEA کے دیگر ملکوں کو اپنے ماہرین کی خدمات فراہم کرتا ہے۔ جن ملکوں کے ہندوستان کے ساتھ ایٹمی توانائی کے پرامن استعمال کے شعبے میں تعاون کے معاہدے ہوئے ہیں انہیں بھی یہ سہولیات فراہم کرتا ہے۔

ہندوستان جرمنی، ہندوستان فرانس اور ہندوستان روس دو فریقی معاہدوں اور دیگر اسکیموں کے تحت مشترکہ تحقیق پروگرام چلائے جا رہے ہیں۔ نیوکلیائی سائنس کے میدان میں ہندوستان اور ویتنام کے درمیان اشتراک کو جاری رکھنے کے طور پر BARC نے ایک ویتنام۔ انڈیا نیوکلیر سائنس سینٹر، دلق، ویتنام میں قائم کیا ہے اور مرکز کو مختلف ساز و سامان و آلات فراہم کیا ہے۔

بین الاقوامی تعلقات

بھارت بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی (آئی۔اے۔ای۔اے) کے گورننگ بورڈ کا ممبر اس کے قیام کے وقت سے ہی ہے۔ ستمبر 1994ء میں بھارت کو ایک سال کے لئے آئی اے ای اے کے گورننگ بورڈ کا چیئر مین بھی چنا گیا تھا۔ DAE کی تنظیمیں NPCIL اور NFC ورلڈ نیوکلیر ایسوسی ایشن کی ممبر ہیں جو ہندوستان انٹرنیشنل ایٹمی توانائی ایجنسی کے بورڈ آف گورنرس کا اس کے شروعات سے ہی نامزد ممبر ہے۔ ہندوستان دیگر ملکوں کو تربیتی سہولیات فیلوشپ، سائنسی دورے وغیرہ کی پیشکش کرتا ہے۔ IAEA تکنیکی تعاون اسکیموں کے سائنس دانوں کی خدمات بھی ماہرین کے طور پر پیش کرتا ہے اور ان ممالک کو بھی جن کے ساتھ ہمارے باہمی معاہدے ہیں۔ BARC علاقائی تعاون معاہدے کے پروگراموں میں سرگرم حصہ لیتا ہے۔ ہندوستانی سائنس داں/انجینیر پابندی کے ساتھ بین الاقوامی سمپوزیم، ورکشاپ کانفرنس اور میٹنگوں میں حصہ لیتے ہیں جو کہ مختلف بین الاقوامی، کثیر فریقی تنظیموں اور IDEA کے ذریعہ منعقد کیے جاتے ہیں۔

DAE کی تین اکائیاں۔ نیوکلیر پاور کارپوریشن آف انڈیا (NPCIL)، نیوکلیر فیول کمپلکس (NFC) اور ایٹمی جز دائرکٹوریٹ فار ریسرچ اینڈ ایکسپلوریشن (AMD) ورلڈ نیوکلیر ایسوسی ایشن کے ممبر ہیں جو کہ نیوکلیائی توانائی تخلیق اور نیوکلیر فیول سائیکل کے تمام دیگر پہلوؤں سے متعلق ایک عالمی غیر سرکاری تجارتی تنظیم ہے۔

ورلڈ ایسوسی ایشن آف نیوکلیئر آپریٹرس (WANO) کا سرگرم ممبر ہے اور مختلف ممالک جیسے امریکہ، جاپان اور جنوبی کوریا میں عصری جائزوں میں شریک ہوتا ہے اور فاسٹ ری ایکٹروں پر بین الاقوامی ورکنگ گروپ میں سرگرم کردار ادا کرتا ہے۔

ہندوستان کا خلائی پروگرام

آزاد ملک کے طور پر اپنے وجود محض نصف صدی کے تھوڑے سے وقت میں ہی ہندوستان نے شاندار سائنسی اور ٹکنالوجیکل حصولیابیاں حاصل کی ہیں۔ خلا کے میدان میں یہ نسبتاً زیادہ نمایاں ہے۔ ترقی پذیر معیشت اور اس سے جڑے مسائل کی موجودگی کے باوجود ہندوستان نے خلائی ٹکنالوجی کو موثر طور پر فروغ دیا ہے اور اس کا استعمال اپنی تیز ترقی کے لیے کامیابی کے ساتھ کیا اور اس وقت عالمی پیمانے پر مختلف خلائی خدمات پیش کر رہا ہے۔

1960 کے تشکیلی دہے میں خلائی تحقیق کی شروعات ہندوستان میں خاص طور پر ساونڈنگ راکٹوں کی مدد سے ہوئی۔ ہندوستانی خلائی تحقیقی تنظیم ISRO کا قیام 1969 میں عمل میں آیا 1970 کے دہے میں سٹلائٹ پروگراموں جیسے آریہ بھٹ، بھاسکر، روہنی اور اپیل کو انجام دیا گیا۔ ان پروگراموں کی کامیابی کے 80 کے دہے میں آپریشنل سٹلائٹ پروگراموں جیسے INSAT اور IRS کے شروع کرنے کے ذریعہ عمل کاری کے دور کی ابتدا ہوئی آج INSAT اور IRS اسرو کے اہم پروگرام ہیں۔

ہندوستانی خلائی پروگرام کی خصوصیت: خلا میں جانے والے ملکوں، بین الاقوامی تنظیموں اور ترقی پذیر دنیا کے ساتھ اس کا مفید تعاون ہے۔ اسرو کی کمرشیل شاخ ''انٹرکس'' ہے جو کہ ہندوستانی خلائی خدمات مارکیٹنگ عالمی پیمانے پر کرتی ہے۔

سال 03-2002 میں ہندوستانی خلائی پروگرام کی خصوصی کامیابی پولر سٹلائٹ لانچ وہیکل کی ساتویں لانچ تھی جو کہ 12 ستمبر 2002 کو ستیش دھون خلائی مرکز SHAR سری ہری کوٹا سے چھوٹے وہیکل کے 1,060 کلوگرام کے METSA (جس کا بعد میں نام بدل کر کلپنا۔1 کر دیا گیا)۔ دنیا میں ہندوستان سمیت صرف کچھ ملکوں میں اس طرح کی سہولت ہے۔ اڑان نے RSVL کے کثیر المقاصد استعمال کا مظاہرہ کیا۔

انسیٹ سسٹم

ایشیا پیسفک خطے میں ہندوستانی قومی سٹیلائٹ (INSAT) نظام سب سے بڑے گھریلو مواصلاتی سٹیلائٹ نظاموں میں سے ایک ہے۔ 1980 کے دہے میں اس نے ہندوستان کے مواصلاتی نظام میں ایک بڑی انقلابی شروعات کی اور اسے بعد میں جاری رکھا گیا۔ INSAT نظام کے جن سٹیلائٹوں سے ابھی کام لیا جا رہا ہے وہ INSAT-2DT، INSAT-2E، INSAT-3B اور INSAT-3C۔ یہ نظام مجموعی طور پر C66 بینڈ ٹرانسپونڈرس، 18 بڑے سی بینڈ ٹرانسپونڈرس اور 3 کے یو بینڈ ٹرانسپونڈرس فراہم کرتا ہے۔ کثیر المقاصد سٹیلائٹ نظام ہونے کے سبب یہ مواصلاتی، ٹیلی ویژن نشریات، موسم کی پیش گوئیوں، ناگہانی صورتحال کی آگاہی، تلاش اور بچاؤ کے شعبوں میں خدمات فراہم کرتا ہے۔ INSAT نظام ہندوستانی معیشت کے دیگر اہم شعبوں میں خدمات فراہم کرتا ہے۔ ان میں مواصلاتی شعبہ زیادہ اہم ہے جہاں INSAT موبائل سٹیلائٹ

خدمات کے ساتھ ساتھ VSAT خدمات بھی مہیا کرتا ہے۔ آج کل 10,000 سے زیادہ VSAT کام کر رہے ہیں۔

اسی طرح ٹیلی ویژن نشریات اور باز تقسیم INSAT سے کافی فائدہ ہوا ہے۔ انسیٹ کے سبب تقریباً 85 کروڑ لوگوں کو ہندوستان میں 1000 سے زیادہ ارضی ری براڈ کاسٹ ٹرانسمیٹروں تک پہنچ ہو پائی۔ اس کے علاوہ انسیٹ کے سبب ہی ترقیتی و ترقیاتی تعلیم کے لیے خصوصی چینل دستیاب کرایا ناممکن ہو پایا۔ ساتھ ہی دور دراز اور دیہی لوگوں کے پاس ٹیلی میڈ یعنی نیٹ ورک کے ذریعہ ماہرانہ طبی خدمات فراہم کرنا ممکن ہو پایا ہے۔

انسیٹ نظام کے کچھ خلائی جہازوں میں نہایت ہی اعلیٰ قوت والے ریڈیو میٹر اور CCD کیمرے لگے ہیں جو کہ موسم سے متعلق خدمات میں مدد کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ سمندری طوفانوں پر نگرانی اور آنے والے طوفانوں کے بارے میں آگاہی، ناگہانی صورتحال سے خبردار کرنے کے ریسیوروں کے ذریعہ دی جا رہی ہے۔ اس کے لیے ہندوستان کے مشرقی اور مغربی ساحلوں پر تقریباً 250 ریسیور لگائے گئے۔

ہندوستانی ریموٹ سنسنگ سٹیلا یٹ نظام

آج ہندوستان کے پاس ریموٹ سنسنگ سٹیلا یٹ کا مجموعہ دستیاب ہے جو کہ قومی اور عالمی دونوں ہی پیمانوں پر اپنی خدمات انجام دیتا ہے۔ انڈین ریموٹ سنسنگ سٹیلا یٹ (IRS) کے ذریعہ مختلف مکانی جز تجزیہ میں ڈاٹا دستیاب ہیں جو کہ 360 میٹر سے شروع ہوتا ہے 5.8 میٹر کے جز تجزیہ تک جاتا ہے IRS خلائی جہازوں پر لگے نہایت جدید کیمرے مختلف اسپیکرل بینڈ میں تصویر کھینچ سکنے والے IRS خلائی جہاز بھیجنے کا اسرو کا مستقبل کا منصوبہ ہے۔ جن ریموٹ سنسنگ سٹیلا یٹوں کو چھوڑا جانا ہے وہ ہیں: ریسیورسیٹ۔1، کارٹوسیٹ۔1، کارٹوسیٹ۔2، اور RISAT (راڈار امیجنگ سٹیلا یٹ)

لانچ گاڑیاں

1980 میں پہلے ملکی لانچ وہیکل SLV-3 کے کامیاب تجربے کے بعد اسرو نے اگلی نسل کے اصلاح یافتہ سٹیلا یٹ لانچ گاڑی (ASLV) کی تعمیر کی۔ اکتوبر 1994 میں قطبی سٹیلا یٹ لانچ وہیکل (PSLV) کے ذریعہ IRS-P2 خلائی جہاز کو چھوڑے جانے کے بعد ملک کے لانچ وہیکل پروگرام نے ایک بڑی چھلانگ لگائی۔ 18 اپریل 2001 کو ہندوستان نے کامیابی کے ساتھ ارضی اہم زمانی سٹیلا یٹ لانچ وہیکل (GSLV) لانچ کیا۔

قطبی سٹیلا یٹ لانچ وہیکل (PSLV)

چار مرحلوں والا PSLV، 1,300 کلوگرام تک سٹیلا یٹوں کو 800 کلومیٹر قطبی مدار میں چھوڑ سکتا ہے۔ یہ 100 کلوگرام کے مائکرو سٹیلا یٹوں یا خورد چھوٹے سٹیلا یٹوں کو مختلف ترکیب کے طور پر چھوڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اب تک اس کے چھ مشن چلائے گئے جن میں پانچ کامیاب رہے۔

ارضی ہم زمانی سٹیلا یٹ لانچ گاڑی (GSLV)

GSLV اپنے پہلے جانچ اڑان میں ہی کامیاب رہا۔ دو دیگر آزمائشی اڑانوں کے بعد اسے شروع کیا جا سکا۔ GSLV 2,000 کلوگرام درجے کے سٹیلا یٹوں کو ارضی مقیم منتقلی مدار (GTO) میں چھوڑ سکتا ہے۔ GSLV MK-III کی ایک جدید شکل ہے جو کہ 4 ٹن وزن تک والے لانچ کرنے والے خلائی جہازوں کو GTO میں بھیجا جا سکے گا۔ اس کو ابھی فروغ دیا جا رہا ہے۔

لانچ کرنے کے لیے بنیادی سہولیات

ہندوستان کے مشرقی ساحل پر سری ہری کوٹا میں ستیش دھون خلائی مرکز SHAR میں لانچ کیے جانے کی مجموعی سہولیات موجود ہیں۔ سری ہری کوٹا 13 ڈگری شمالی عرض البلد میں واقع ہے یہاں سیٹلائیٹوں کو مختلف مداری میلانات، 18 ڈگری سے شروع ہو کر 99 ڈگری تک بھیجا جا سکتا ہے۔ سیٹلائیٹ کا اتحاد، اسمبلی اور لانچ کرنے کی پوری سہولیات یہاں موجود ہیں۔

سری ہری کوٹا میں ٹیلی میٹری ٹریکنگ اور سٹیلائیٹ پر نظر رکھنے کا کمانڈنٹ ورک بھی ہے جہاں سے سیٹلائیٹ پر نگرانی رکھی جاتی ہے۔

خلائی سائنس

ہندوستان کا مرتعش خلائی سائنس پروگرام فلکیات، فلکی طبعیات، سیاراتی اور خلائی سائنس، ارضیات اور نظریاتی طبعیات کا احاطہ کرتا ہے اس پروگرام کے تحت ارضیاتی سہولیات جیسے فلکیاتی رصدگاہیں، وسیع میٹر پر ٹیلی اسکوپ پسوانفیرز ونہائے قائمہ، فضائے تلونہ، راڈار سہولت وغیرہ مہیا کی گئی ہیں۔ ہندوستان نے متعدد بین الاقوامی مہم جیسے STEP، IGBP، MONEX، INDEX وغیرہ میں حصہ لیا ہے۔ ATRSAJ، ایک ملٹی اسپیکٹرل اعلی توانائی والے فلکیاتی خلائی توانائی آبزرویشن سیٹلائیٹ کو 2006 میں چھوڑا جاتا ہے۔ مزید براں ISRO کے ذریعہ قائم کی گئی قمری مشن ٹاسک فورس نے چاند پر سائنٹفک مشن بھیجنے کے مختلف امکانات کے مطالعہ کے بعد رپورٹ پیش کر دی ہے۔

خلائی صنعت تعاون

ہندوستانی صنعتوں کے ساتھ تعاون کا نظریہ شروع سے ہندوستانی خلائی پروگرام کی ایک خصوصیت رہی ہے۔ محکمہ خلا نے چھوٹی، وسطی اور بڑی سطح کی 500 سے بھی زیادہ صنعتوں سے تعلق قائم کیے ہیں سامان کی خریداری، معلومات کا باہمی تبادلہ یا تکنیکی صلاح کے ذریعہ یہ تعلقات قائم ہوئے ہیں۔ خلائی پروگرام سے تعلق رکھنے کے سبب خلائی صنعت میں اب ہائی ٹکنالوجی کو دنیا نے یا سنجیدہ تعمیری کاموں کو کرنے کے چیلنج کا مقابلے کرنے کا اہل ہوا ہے۔

تعلیمی اور تحقیقی وترقیاتی اداروں سے تعلق

خلائی پروگرام میں بہتری لانے کے لیے اسرو تعلیمی وتحقیقی اداروں کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا ایک سرگرم پروگرام چلاتا ہے۔ اس سلسلے میں اسپانسر ریسرچ پروگرام (RESPON)، محکمہ خلا کا ایک اہم جزو ہے۔ رسپانڈ کے تحت یونیورسٹیوں، نجی کالجوں اور آئی آئی ٹی اور دیگر تحقیقی اداروں میں تحقیق اور تعلیمی سرگرمیوں کے لیے DOS کے ذریعہ تعاون فراہم کیا جاتا ہے۔ سال 2002-2003 میں 29 تعلیمی اداروں میں 39 نئے پروجیکٹ شروع کیے گئے۔ ان میں یونیورسٹیوں میں 11، کالجوں میں 9 اور دیگر اداروں میں 9 پروجیکٹ شروع کیے گئے۔ خلائی نظاموں کا استعمال کرنے کے لیے، ناگہانی صورتحال میں مینجمنٹ اور فاصلاتی تعلیم کے شعبوں میں تحقیق کے لیے پورے یونیورسٹی میں اسرو چیئر قائم کی گئی ہے۔ خلائی استعمال کے مطالعہ کے بنگلور یونیورسٹی میں سرایم ویشوشیریا چیئر قائم کرنے کی تجویز ہے۔

بین الاقوامی تعاون

شروعات سے اسرو کا بین الاقوامی تعاون کے معاملے میں اچھا ریکارڈ رہا ہے۔ اس نے 24 ملکوں/خلائی ایجنسیوں کے

معاہدے کی یادداشت پر دستخط کیے ہیں۔اقوام متحدہ کے اسپانسر کیے ہوئے سائنس اور ٹکنالوجی تعلیمی مرکز کا قیام عمل میں آیا ہے اور اوراس نے اب تک ایشیا پیسفک کے 400 سے زیادہ عملہ کو تربیت فراہم کی ہے۔اس کے علاوہ اسرو اپنے خلائی تجربے میں شریک کرنے کے پروگرام (SHARES) کے تحت ترقی پذیر ملکوں کو خلائی اطلاق کے شعبوں میں تربیت فراہم کرتا ہے۔ بین الاقوامی تعاون کا ایک اہم واقعہ سال کے دوران ISRO اور بنگلور یونیورسٹی کی مشترکہ سرپرستی میں 90ویں انڈین سائنس کانگریس کے ایک حصے کے طور پر بنگلور میں خلائی اجلاس کا اہتمام کرتا تھا۔

اسرو نے دیگر خلائی ایجنسیوں کے سائنٹفک پے لوڈ بھی لانچ کیے ہیں جیسے کہ جرمنی DLR کے ماڈیولر اور پٹو الکٹرانک اسکینر کو IRSP-3 اسپیس کرافٹ کو لانچ کیا گیا اور DLR ہندوستان اور امریکا کے سائنس داں اس کے داٹا میں اشتراک کرتے ہیں۔ NASA/NOAA کے ساتھ INSAT سے حاصل موسم سے متعلق اعداد و شمار کو حاصل کرنے میں تعاون معاہدہ بھی ہے۔

میگھا۔ٹرپیکیوس کرہ ہوا کے مطالعہ کے لیے اسرو اور فرنچ خلائی ایجنسی سی۔این۔ای۔ایس کے درمیان ایک مشترکہ سٹلائیٹ مشن ہے۔سٹلائیٹ CNES بنائے گا اور اسرو پے بوڈ کے فروغ اور سٹیلائیٹ کو لانچ کرنے کی ذمہ داری سنبھالے گا۔

ہندوستان نے بین الاقوامی COSPAS/SARSAT پروگرام کے لیے مقامی صارف ٹرمنل اور مشن کنٹرول مرکز بھی قائم کیا ہے جو آفات کی آگاہی اور پوزیشن لوکیشن سروس فراہم کرتا ہے۔اس کے ساتھ ہی INSAT اسپیس کرافٹ میں تلاش اور بچاؤ ٹرانسپونڈروں کو بھی شامل کیا گیا۔

ہندوستان منتظمہ آفات کے بین الاقوامی چارٹر کا دستخط کنندہ ہے اور اس کے لیے ریموٹ سنسنگ اعداد و شمار فراہم کرتا ہے۔

انترکس

انترکس ISRO کی کمرشیل اکائی ہے جو کہ ہندوستان کی خلائی صلاحیتوں کی مارکیٹنگ کے لیے مرکزی ایجنسی کا کام کرتی ہے امریکا کی اسپیس امیجنگ کے ساتھ وہ IRS سے حاصل اعداد و شمار کے استعمال میں مفید ساز و سامان بھی مہیا کراتا ہے۔

یہ ہندوستان کے PSLV کی لانچ خدمات پیش کرتا ہے۔دو جرمن، ایک کوریائی اور بیلجیم سٹلائیٹ کو پہلے ہی سے خلا میں کامیابی کے ساتھ بھیجا ہے۔انترکس کے ذریعہ ہندوستانی ارض مراکز سے، دوسرے ناپے سٹلائیٹوں کی حالت پر نگرانی ہدایات بھیجنے کی خدمات پیش کی جاتی ہیں۔اسی طرح INSAT نظام کے ٹرانسپونڈروں کو لیز پر لینا بھی ممکن ہے۔INTELSAT کے 11 ٹرانسپونڈر پہلے ہی لیز پر دیے جا چکے ہیں۔دنیا کے اولین اسپیس کرافت نیوفیکورس انترکس کے ذریعہ پیش کیے گئے اسپیس کرافٹ کے اجزا یا پرزوں کی خدمات سے استفادہ کر رہے ہیں۔

اسی طرح ملک میں اسپیس کرافٹ اور لانچ وہیکل ٹکنالوجی کے فروغ کے ساتھ ساتھ ہندوستان نے سٹلائیٹ ٹکنالوجی کا استعمال قومی معیشت کی اصلاح میں کامیابی کے ساتھ کیا ہے۔ساتھ ہی ہندوستان، بین الاقوامی کمیونٹی کے ساتھ خلائی معلومات میں شریک ہوتا ہے اور عالمی سطح پر کمرشیل خلائی خدمات عالمی طور پر فراہم کرتا ہے۔

انفارمیشن ٹکنالوجی

انفارمیشن اور مواصلاتی ٹکنالوجی (ICT) نفوذ آج کل انسانی جدوجہد تقریباً ہر میدان میں ہے۔ICT میں اصل کاری کا دیگر شعبوں کے مقابلے کئی گنا فائدہ ملتا ہے جس کے نتیجے میں معیشت کو تیزی سے فروغ حاصل ہوتا ہے۔تحقیق و ترقی اور اطلاع کی

بنیادی سہولیات مہیا کرانے کے ساتھ ساتھ متعدد ملک اپنی مسابقتی صلاحیت کو ای گورننس کے میدان میں کی گئی پہل کا نتیجہ مان رہے ہیں۔ درحقیقت عالمی انفارمیشن ٹکنالوجی رپورٹ اور عالمی مسابقتی رپورٹ ملکوں کے انفارمیشن ٹکنالوجی اور نٹ ورک کے لیے تیاری کو علم پر مبنی معیشت کی سمت بڑھنے کے لیے ضروری عوامل مانتے ہیں۔

ہندوستان کے سافٹ ویر اور خدماتی صنعت نے 2002-03 میں کافی پیش رفت کی ہے جبکہ اسی مدت کے دوران دنیا بھر میں ICT سیکٹر کے میدان میں آمدنی میں کمی ہوئی۔ صارفین کے ذریعہ انفارمیشن ٹکنالوجی پر کم خرچ کیا گیا اور بازار ٹھنڈے رہے۔ سافٹ ویر خدماتی صنعت ہندوستانی معیشت کے سب سے تیز بڑھنے والے سیکٹروں میں سے رہا اور 2002-03 میں اس نے 26 فی صد زیادہ کا اضافہ درج کیا۔ کل 12.7 ارب ڈالر (59,900 کروڑ روپے) کا کاروبار ہوا اور 10 ارب ڈالر کی برآمد ہوئی۔

ہندوستان کے سافٹ ویر اور خدماتی صنعت کے 2002-03 میں ملک کے مجموعی گھریلو پیداوار کے تقریباً 2.4 فی صد اور برآمد کے 20.4 فی صد ہونے کا امکان ہے۔ 2008 تک ان کا اشتراک 7 فی صد اور 35 فی صد علی الترتیب ہو جائے گا۔

نسکام میکنسی رپورٹ 2002 (جون 2002) میں کہا گیا ہے کہ موجودہ سرد بازاری کے باوجود ہندوستانی آئی ٹی IT خدمتا آئی ٹی IT مجاز خدمات (ITES) صنعت میں 2008 تک 5765 ارب ڈالر کے برآمد ہدف کو حاصل کرنے کی صلاحیت ہے۔ ہندوستانی آئی ٹی آئی ایس، ہندوستانی آئی ٹی صنعت کی افزائش میں نہایت اہم ثابت ہوا ہے۔ پوری دنیا میں اس شعبے کو اگلے کچھ سالوں میں بہت تیزی سے بڑھنے کا امکان ہے۔

ہندوستان کے آئی ٹی سافٹ ویر و خدماتی صنعت کے ذریعہ مارچ 2003 تک 5-6 لاکھ آئی ٹی پروفیشنلوں کو روزگار فراہم ہونے کی توقع کی جاتی ہے۔ ایسا اندازہ ہے کہ اس میں سے 2-05 لاکھ آئی ٹی سافٹ ویر اور خدمات برآمد صنعت میں تقریباً 1,60,000 آئی ٹی آئی مجاز خدمات، 25,000 گھریلو سافٹ ویر بازار اور 2,60,000 صارف تنظیموں میں کام کر رہے ہیں۔

پیداوار رجحان

سافٹ ویر اور سروس صنعت ہندوستانی معیشت کا سب سے تیز بڑھنے والا سیکٹر ہے۔ 2002-03 میں اس کا کاروبار 26 فی صد بڑھا۔ سال 2002-03 میں ٹرن اوور امریکی ڈالر 12.7 بلین (59,900 کروڑ روپے) اور برآمد امریکی ڈالر 10 بلین (47,500 کروڑ روپے) رہا ICT سیکٹر عالمی سرد بازاری کے باوجود سافٹ ویر اور سروز میں تقریباً 30 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا۔

2002-03 کے دوران صارف الکٹرانک شعبے میں تیزی واپس آئی اور یہ پیداوار 13,800 کروڑ روپے تک چلی گئی جبکہ 2001-02 میں یہ 12,700 کروڑ روپے تھی۔ اس طرح 8.72 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا۔ پرسنل کمپیوٹروں کی فروخت بھی بڑھ کر 2001-02 میں 16 لاکھ سے بڑھ کر 2002-03 میں 20 لاکھ ہو گئی۔ 2002-03 میں سافٹ ویر صنعت نے 26 فی صد سے زیادہ اور ہارڈ ویر صنعت نے 145 فی صد کا اضافہ ظاہر کیا۔

انفارمیشن ٹکنالوجی سیکٹر میں اہم اقدامات

میڈیا لیب ایشیا: یہ قومی اور غیر ملکی لوگوں، پروجیکٹوں اور تجربہ گاہوں کا مجوزہ نٹ ورک ہے جو کہ جدید ترین انفارمیشن ٹکنالوجی کے فوائد کو ضرورت مند لوگوں تک پہنچانے کے لیے وقف ہے۔ میڈیا لیب ایشیا کا کردار ایجاد، اصلاحات اور اختراع

کے اطلاق کے لیے سہولت پہنچانا ہے جس سے اس کا فائدہ عوام کو حاصل ہو سکے۔ میڈیا لیب ایشیا صنعت، غیر سرکاری تنظیموں، حکومت اور سب سے ضروری عوام کے ساتھ کام کرے گا تا کہ ان اختراعات کا فائدہ ہندوستان کے ہر گاؤں تک پہنچ سکے۔

میڈیا لیب ایشیا دیہی سطح کے فیلڈ پروجیکٹوں پر مبنی ہوگی، جس میں ٹکنالوجی ترقی کے لیے تحقیق اور شراکت کے ذریعہ تعاون کیا جائے گا اور پروجیکٹ کا اپنی پوری مدت کا مقصد ہندوستان کے زیادہ تر گاؤں میں اپنی موجودگی بنائے رکھنا ہے۔ میڈیا لیب ایشیا پروگرام کا بنیادی خیال تحقیقی عمل کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچاتا ہے لیب سے پیداوار کے مرحلے اور نمونے تک اور اس کے بعد فیلڈ جانچ کے بعد اس کی پیداوار کو مسلسل طور پر قائم رکھنے کے لائق بناتا ہے۔ اس پروگرام کے تحت مختلف تحقیقی تیم ... ریبا 24 پروجیکٹوں میں کام ہو رہا ہے۔

حکومت نے میڈیا لیب ایشیا کی از سر نو تشکیل کی ہے اور 9 سالوں تک کے پورے پروگرام دائرے کی منظوری دے دی ہے۔ دسویں پنج سالہ منصوبے کے باقی مدت کے دوران پروجیکٹ 262 کروڑ روپے کا خرچ آئے گا جس میں سے 227 کروڑ روپے کی بجٹی امداد دی جائے گی اور باقی حکومت کے علاوہ دیگر وسائل سے حاصل ہوگا میڈیا لیب ایشیا ہندوستانی کمپنی ایکٹ کے تحت سیکشن 25 کمپنی کے طور پر اپنی موجودہ شکل میں جاری رہے گا۔

کمیونٹی انفارمیشن مراکز: انفارمیشن ٹکنالوجی کے محکمے نے سات شمال مشرقی ریاستوں (اروناچل پردیش، آسام، منی پور، میگھالیہ، میزورم، ناگالینڈ، اور تریپورہ) میں 487 بلاکوں میں کمیونٹی انفارمیشن مراکز قائم کیا ہے تا کہ بلاک سطح پر ربط پیدا ہو سکے اور اس طرح خطے کے سماجی و معاشی فروغ کو تیز کرنے کے لیے انفارمیشن ٹکنالوجی کے اطلاق کو فروغ دیا جا سکے۔

الکٹرونک گورنینس: انفارمیشن اور مواصلاتی ٹکنالوجیوں (ISTs) اور انٹرنیٹ کے ظہور نے جہاں ایک طرف حکومت اور دوسری طرف شہریوں اور کاروبار اور صنعت کے درمیان تعلقات میں ایک طرح سے تبدیلی کا موقع فراہم کیا ہے۔ الکٹرانک گورنینس حکومت کو ایک منفرد موقع بھی پیش کرتا ہے تا کہ شہریوں یا تجارت کے سامنے یکساں اور مربوط ربط سازی پیش ہو سکے۔ حکومت ایک ایسے جامع پروگرام کا خاکہ تیار کر رہی ہے جس سے ای گورنینس کا فائدہ سماج کے سبھی طبقات کو اور معیشت کو پہنچ کو یقینی بنایا جا سکے۔ ای گورنینس عمل میں لانے کے لیے متعدد آئی ٹی سرگرمیاں آزمائشی پیمانے پر چلائی جا رہی ہیں جیسے سافٹ ویر اطلاق پیکجوں کا فروغ، ای گورنینس کے بنیادی ڈھانچے کو قائم کرنا، قومی پہچان، شہری ڈیٹا بیس، GIS/GPS اسمارٹ کارڈ اور ڈیجیٹل/تعلیمی مواد وغیرہ۔

محکمہ نے کرناٹک ریاست میں زمین کے ریکارڈوں کے لیے "بھومی" پروجیکٹ لاگو کیا ہے یہ پروجیکٹ ای گورننس میدان میں ملک کا سب سے کامیاب پائلٹ پروجیکٹ ہے۔ ای۔ گورننس کے دیگر کامیاب پروجیکٹ ہیں۔ رجسٹریشن، میونسپلٹیاں، گرام پنچایتیں، فرد اور مربوط شہری خدمات مراکز (خدمات، فرینڈس وغیرہ)، انہیں مختلف ریاستوں میں پائلٹ سطح پر چلایا جا رہا ہے۔

ودیا واہنی اور گیان واہنی پروگرام: ملک میں سرکاری اور سرکاری امداد یافتہ اسکولوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تعلیمی ماحول میں ICT کو یکجا کرنے کے لیے محکمہ انفارمیشن ٹکنالوجی نے "ودیا واہنی" اور "گیان واہنی" پروگرام وضع کیا ہے تا کہ ملک کے اسکولوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں رابطہ سازی اور انفارمیشن ٹکنالوجی کی بنیادی سہولیات فراہم ہو سکیں۔

انفارمیشن ٹکنالوجی ایکٹ: حکومت ہند سے انفارمیشن ٹکنالوجی (IT) ایکٹ 2000 کی وضع کے ذریعہ ضروری قانونی اور نظامی ڈھانچہ تشکیل کیا ہے۔ ایک طرف تو یہ ڈیجیٹل دستخطوں کے ذریعہ الکٹرانک توثیق کے لیے عوامی بنیادی ڈھانچہ تیار کرے گا وہیں دوسری طرف یہ لوگوں میں اعتماد بھی پیدا کرے گا تا کہ سائبر دنیا میں دھوکہ دہی کرنے پر سزا دی جا سکے۔

ہندوستانی کمپیوٹر ایمرجنسی ریسپانس ٹیم (CERT): انٹرنیٹ مواصلات (ترسیل) کے ایک اہم وسیلے کے طور پر ابھرا ہے۔ اس اوپن نظام میں اطلاعات کی ترسیل کے لیے ضروری ہے کہ ڈیجیٹل معلومات کسی غیر مطلوبہ شخص کے ہاتھ میں پڑنے سے بچانے کا حفاظتی نظام قائم ہو۔ یہ ضروری ہے کہ ہمارے اپنے عوام میں بھروسہ کا معیار اتنا زیادہ ہونا چاہیے کہ وہ تجارت، مواصلات، سافٹ ویر فروغ اور انتظامیہ میں پورے اعتماد کے ساتھ نٹ ورک کا استعمال کرسکیں۔

ہندوستانی زبانوں میں ٹکنالوجیاں: ہندوستان جیسے کثیر لسانی ملک میں جہاں صرف 5 فی صد آبادی انگریزی جانتی ہے، یہ ضروری ہے کہ انفارمیشن پراسسنگ اور مبادلہ سافٹ ویر کا فروغ مقامی زبان میں ہو۔ ساتھ ہی ساتھ ICT کے فوائد کو وسیع اور بڑے پیمانے کے لیے اس کا کم قیمت میں دستیاب ہونا بھی ضروری ہے۔ ICT انقلاب میں وسعت کے لیے محکمہ ہندوستانی رسم الخط کوڈ (یونیکوڈ) کی معیار بندی، مینشن ٹرانسلیشن، تقریر تجزیہ اور تالیف، لغت سے متعلق وسائل ترقی وغیرہ پر محکمہ خصوصی توجہ دے رہا ہے تاکہ ICT انقلاب کو وسعت حاصل ہوسکے۔

ڈیجیٹل لائبریری: ڈیجیٹل لائبریری انفارمیشن ٹکنالوجی کی ایک شکل ہے جس میں سماجی اشتراک کی اتنی ہی اہمیت ہے جتنا کہ ٹکنالوجی ترقی کا۔ مستقبل میں علم نٹ ورک اس طرح کام کریں گے کہ کمیونٹیوں کی معلومات خود بخود ہی درج فہرست ہوجائے گی اس طرح استعمال کنندگان کروڑوں کی تعداد کے مختلف مجموعوں کا تجزیہ موثر طور پر کرسکیں گے۔

اعلیٰ کارکردگی کی کمپیوٹنگ: اعلیٰ پرفارمنس کمپیوٹنگ (HPC) کے میدان میں تھرڈ ٹکنالوجی ڈیولپمنٹ مشن کے اظہار کے طور پر سنٹر فار ڈیولپمنٹ آف ایڈوانسڈ کمپیوٹنگ (C-DAC) کو فروغ دیا گیا۔ اس نالج پارک بنگلور میں ٹیرا اسکیل سوپر کمپیوٹنگ نظام PARAM PADMS کو فرنڈ کام میں لانا شروع کیا گیا۔ جاپان کے علاوہ پورے ایشیا پیسفک علاقے میں کسی بھی ملک کا یہ سب سے بڑا کمپیوٹر ہے۔

اسمارٹ کارڈ: مختلف طرح کے مالیاتی اور غیر مالیاتی لین دین کو محفوظ، جلدی اور آسان طریقے سے نمٹانے کے لیے کثیر الاطلاق اسمارٹ کارڈ (MASC) کا رواج بڑھ رہا ہے۔ کارڈ تکنیکی پیش رفت کے ساتھ کفایتی بھی ہوتے جارہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ایک ہی کارڈ پر مختلف استعمال مہیا کرانا کمپنیوں کے لیے ممکن ہو پایا ہے۔ ان کارڈوں کی کثیر جہتی استعداد اور بڑی تعداد میں استعمال کے امید کے سبب محکمہ نے دسویں پنج سالہ منصوبے میں کارڈ کو ترقی کے نئے قدم کی شکل میں رکھا ہے۔

ہندوستان میں کثیر الاطلاق اسمارٹ کارڈ کے یکساں معیارات کو تیار کرنے کے لیے اعلیٰ سطحی کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے۔ اس سے متعلقہ مصنوعات اور ٹکنالوجیوں کے فروغ کی حوصلہ افزائی کے لیے طبعی شعبے میں کچھ ترقیاتی پروجیکٹ اور ادائیگی نظام پر ملٹی اپلیکیشن اسمارٹ کارڈ چلائے گئے ہیں۔

ہندوستانی زبانوں میں بریل: ''سے وگیان'' قومی سائنسی اور ٹکنالوجی مشن کے تحت کمپیوٹرائزڈ بریل ٹرانسکرپشن تحریر ہندی اور امبوسنگ (ابھراؤ کاری) نظام کو فروغ دیا ہے جو کہ انگریزی اور بھی اہم ہندوستانی زبانوں میں کام کرسکتی ہے۔ اس ساز و سامان سے نابینا طلبا کے اسکولوں میں طلبا کے لیے تعلیمی مواد، کلاس کے نوٹس، سوالنامے، تربیتی مواد وغیرہ تیار کیے جاسکتے ہیں۔ تحریری مواد کے بریل میں تحریر بندی کے لیے سافٹ ویر اور ہارڈ ویر کو فروغ دیا گیا ہے اور بریل مدار ملک میں ہی ترقی یافتہ بریل ایمبوسر میں چھاپے جاسکتے ہیں۔ اس آلے کے ذریعہ نابینا شخص ایک عام آدمی کے ساتھ خصوصی طور پر ترقی یافتہ بریل کی بورڈ اور سافٹ ویر کے ذریعہ رابطہ قائم کرسکتا ہے۔ اس نظام کو ملک کے مختلف حصوں کے 30 نابینا اسکولوں میں لگایا گیا ہے۔

ہندوستان کے سافٹ ویر ٹکنالوجی پارک (STPI): چھوٹے اور درمیانی درجے کے کاروباری اداروں کو یہ پارک ایک ہی مقام پر سافٹ ویر برآمد کنندگاں کو خدمات اور شروعاتی بنیادی ڈھانچہ مہیا کرتا ہے۔ 03-2002 کے دوران پارک نے نئے مرکز قائم کیے جن میں پانڈیچری کا اعلیٰ رفتار کا ڈیٹا ترسیل سہولیاتی مرکز، ناسک، ترونلویلی، الہ باد اور کولھاپور شامل ہیں۔ ماریشس حکومت کے سائبر سٹی پروجیکٹ کو بھی لاگو کیا جارہا ہے۔

ویڈیو کانفرنسنگ: NICNET کے ذریعہ اتر پردیش، جھارکھنڈ، ہماچل پردیش اور اترانچل کے سبھی ضلعوں میں ویڈیو کانفرسنگ نٹ ورک قائم کیا گیا ہے۔ لیہہ اور نیو بلاک میں بھی یہ سہولت فراہم کی گئی ہے، یہ دنیا میں اونچے ترین مقام میں جہاں آن لائن ویڈیو کانفرنسنگ سہولت فراہم کی گئی ہے۔

قومی انفارمیٹکس سنٹر (NIC): یہ سرکاری دفاتر، قومی، ریاستی ضلع اور سطح پر مختلف ایجنسیوں کو انفارمیٹکس خدمات میں فیصلے لینے میں مدد کرتا ہے۔ یہ کیو بینڈ پر IPA FIDMA (TDMA) اور SCRC VSATSs نٹ ورک خدمات، انٹرنیٹ وسائل کے لیے NICNET گیٹ وے کے ساتھ وائرلیس میٹروپلیٹن ایریا نٹ ورک اور لوکل ایریا نٹ ورک کی خدمات فراہم کرتا ہے۔ اس کا استعمال لامرکزی منصوبہ بندی، سرکاری خدمات میں اصلاح اور قومی و مقامی انتظامیہ میں جامع طور پر شفافیت لانے کے لیے کیا جاتا ہے۔

NIC مختلف وزارتوں اور ریاستوں کو ویڈیو کانفرنسنگ میں بھی مدد دیتا ہے۔ پچھلے سال یہ سہولت تقریباً 130 ضلع سطح و دیگر جگہوں پر فراہم کرائی گئی۔

NIC نے CBSE ریاستوں کے تعلیمی بورڈوں، یونیورسٹیوں پروفشنل بھرتی امتحانات، اسٹاف سلیکشن کمیشن، چارٹیڈ اکاؤنٹنٹ اداروں وغیرہ کے مختلف امتحانات نتائج اپنے ویب سرور (http:// results. nic.in.) پر شائع کیے۔ کچھ امتحانوں کے بھرتی کارڈ نیٹ سے سیدھے ڈاون لوڈ کرنے کی سہولت مہیا کی گئی اور اس کے نتیجے ورلس ریلکیشین نظام کے ذریعہ دیے گئے۔ ایک خصوصی کارڈ سرور لگایا گیا اور ادائیگی کو گیٹ وے کے ساتھ جوڑا گیا۔

جدول 24.1 الکٹرانکس پیداوار

(کروڑ روپوں میں)

		1997-98	1998-99	1999-2000	2000-01	2001-02	2002-03
1۔	صارف الکٹرانکس	7,600	9,200	11,200	11,950	12,700	13,800
2۔	صنعتی الکٹرانکس	3,150	3,300	3,750	4,000	4,500	5,550
3۔	کمپیوٹرس	2,800	2,300	2,500	3,400	3,550	4,250
4۔	انفارمیشن اور نشریات آلے	3,250	4,400	4,000	4,500	4,500	4,800
5۔	دفاعی اہمیت کے الکٹرانکس	900	1,300	1,450	1,750	1,800	2,500
6۔	پرزے	4,400	4,750	5,200	5,500	5,700	6,600
	سب ٹوٹل	**22,100**	**25,250**	**28,100**	**30,700**	**32,750**	**37,500**
7۔	برآمدات کے لیے سافٹ ویئر	6,500	10,940	17,150	28,350	36,500	47,500
8۔	گھریلو سافٹ ویئر	3,470	4,950	7,200	9,400	10,874	12,400
	کل جمع	**32,070**	**41,140**	**52,450**	**68,450**	**80,124**	**97,400**

جدول 24.2 الکٹرانکس پیداوار

مد	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000	2000-01	2002-03
الیکٹرونک ہارڈویر	3,000	1,800	1,400	4,788	5,800	5,600
کمپیوٹر سوفٹ ویر	6,500	10,940	17,150	28,350	36,500	47,500
کل جمع	9,500	12,740	185,550	33,138	42,300	53,100

* تخمیناً

بحری فروغ

ہندوستان کے خط ساحل کی لمبائی 7,500 کلومیٹر اور خصوصی معاشی زون (EE2) تقریباً 2002 لاکھ مربع کلومیٹر ہے۔ علاقے میں جاندار اور غیر جاندار دونوں ہی طرح کے وسائل کو تلاش کرنے اور نکالنے کی وسیع صلاحیت ہے۔ بحری ماحول کی وسعت، پیچیدگی اور غیر یقینیت کے سبب مربوط اور نہایت جدید ترقیاتی کوششوں کی ضرورت ہے، اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے جولائی 1981 میں ملک میں بحری فروغ کی سرگرمیوں کو منظم کرنے، ارتباط اور ترقی دینے کے عمل کے لیے محکمہ بحری فروغ (DOD) کی تشکیل ایک نوڈل ایجنسی کے طور پر کی گئی پالیسی بیان اور خصوصی میدان درج ذیل ہیں: بحری جانداروں، غیر جاندار اور بحری توانائی کے قابل تجدید وسائل کا پتہ لگانے کے لیے سروے، تشخیص قائم پذیر استفادہ بحری ماحول کے استعمال اور تحفظ کے لیے ٹکنالوجی فروغ، آلات، سمندر میں غوطہ خوری نظام، مقام متعین کرنا، مادی فروغ، بحری اعداد و شمار اکٹھا کرنے کے آلات، غرقابی آلات وغیرہ کا فروغ، سمندری اور ساحلی علاقے کا مربوط انتظامیہ، ساحلی کمیونٹی ترقی وغیرہ سے جڑی ترقیاتی سرگرمیاں جس کا سماج کے بہبود میں سیدھا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ملکی اور غیر ملکی وسائل کا استعمال کرتے ہوئے بحریائی اطلاعاتی نظام کی تشکیل، بحری سائنس اور ٹکنالوجی میں بین الاقوامی تعاون، سمندری سطح کی کان کنی، خام دھات کو صاف کرنے سے متعلق ٹکنالوجیوں کے فروغ اور ماحول پر پڑنے والے اثرات، بحری علوم و ٹکنالوجی میں بنیادی اور علاقائی تحقیق، انسانی وسائل انتظامیہ، تعلیمی اداروں مراکز فضیلت کا قیام، سمندر سے استفادہ اور امکانی قوت کے بارے میں عوامی شعور پیدا کرنا۔

DOD کے ذریعہ چلائے جارہے پروگراموں اور سرگرمیوں میں پنہاں فلسفہ یہی رہا ہے کہ ملک کی سماجی و معاشی ترقی میں بحری جاندار اور غیر جاندار وسائل کا قائم پذیر و ماحول دوست طور پر تلاش و استفادہ کیا جائے۔ اس کے لیے محکمہ متعدد پروگرام اور سرگرمیاں انجام دیتا ہے جیسے، کثیر دھاتی نوڈیولیس پروگرام، مربوط ساحلی اور بحری علاقہ مینجمنٹ، بحری مشاہداتی اور اطلاعاتی خدمات، بحری جاندار وسائل کی تشخیص وغیرہ محکمہ کی کچھ اہم حصولیابیاں درج ذیل ہیں۔

سبھی ریاستوں اور جزائر کے ماہی گیر کمیونٹیوں کو مربوط امکانی مچھلی پکڑنے کے منطقوں کے لیے مشاورتی خدمات فراہم کرنا، ہندوستان کے ساحلی علاقوں اور نزد ساحل پانی میں ڈیٹا بوائے اور ایگروفلوٹس لگانا تاکہ حقیقی وقت کی بنیاد پر، بحریاتی اعداد و شمار اکٹھے کیے جاسکیں اور اس کی اشاعت کی جاسکے، ڈیٹا بوائے کا ملک میں ہی فروغ: پوری دنیا میں، بحری مشاہداتی نظاموں میں بحر ہند حصے کو عمل میں لانے کے لیے قیادت کا کردار نبھانا، 200 میٹر گہرائی پر دور سے چلائی جانے والی گاڑیوں کو فروغ اور جانچ، قومی ادارہ برائے بحری ٹکنالوجی کے سائنس دانوں کے ذریعہ خلیج کھمبے میں آثار قدیمہ کی تلاش، یونیورسٹیوں میں بحریات اور

ٹکنالوجی سیل کی تشکیل جن میں فروغ انسانی وسائل اور صلاحیت کی تخلیق کے مختلف ترجیحی شعبوں کا احاطہ، چینئی ساحل کے قریب 410 میٹر گہرے مربوط اتھلے سطح کے کان کنی نظام کو فروغ اور کامیاب جانچ جس کا بعد میں 600 میٹر کی گہرائی پر گہرے سمندر کان کنی نظام کے فروغ میں استعمال ہوگا۔ محکمہ کے تحت گوا میں قومی انٹارکٹیکا اور بحری تحقیقی مرکز (NCAOR) اور حیدر آباد میں ہندوستانی قومی مرکز برائے بحری اطلاعاتی خدمات (INCEOIS) خود مختار سوسائٹیوں کے طور پر تشکیل تاکہ یہ قطبی سائنس اور بحریاتی مشاہداتی واطلاعاتی خدمات میں پروگراموں کو چلاسکیں اور اس کا اطلاق کرسکیں، چینئی کے قومی ادارہ برائے بحری ٹکنالوجی اور گوا کے NCAOR میں ریکارڈ کا (مہینوں میں نئے کیمپس بنا کر شروع کرنا) جنوبی افریقہ کے کیپ ٹاؤن کو بنیاد بنا کر ہندوستانی انٹارکٹیکا میں مہم چلانا جس سے وقت اور لاگت میں کمی آئی اور ہندوستان اور جنوبی افریقہ کو بنیاد کے طور پر استعمال کر رہے دیگر ملکوں کے ساتھ قطبی سائنس کے شعبہ میں تعاون بڑھا، بحری جاندار وسائل اور ماحولیات کے مرکز کے ذریعہ ہندوستانی EEZ میں 70 میٹر گہرائی کے نیچے سمندری جاندار وسائل کے تشخیص کے لیے کثیر العلوم اور کثیر ادارہ جاتی پروگرام کو عمل میں لانا، کثیر دھاتی نوڈیلس سے دھات نکالنے والے 500 کلوگرام/دن صلاحیت کے نصف مسلسل مظاہرہ پلانٹ کا قیام، صلاحیت کی تخلیق میں مربوط ساحلی اور سمندری علاقہ انتظامیہ (ICMAM) پروگرام کو چلانے کے لیے پروجیکٹ ICMAM پروجیکٹ ڈائرکٹریٹ کا چینئی میں قیام، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اوشن ٹکنالوجی (NIOT) کے ذریعہ I MW کے خلوتنک بحری بجلی تحفظ پلانٹ کی ڈیزائن اور وضع، ہندوستان اور ویتنام کے مختلف ساحلی علاقوں میں ملک میں بنے اکاوسٹک مدوجزر کی پیائش کے آلات کا ڈیزائن، فروغ اور تنصیب، زیر آب آلات کے لیے پروٹو ٹایپ ٹرانسڈیوسروں کی پیداوار، جزیرہ ترقیاتی پروگرام کے تحت سمندری جاندر وسائل میں بہتری کے لیے ٹکنالوجی کو فروغ دینا جیسے جھینگروں اور ٹڈ کیکڑے کو موٹا کرنا، ہندوستان میں براعظمی شیلف کو سرحد میں جانے کے لیے بیتھومیٹرک اور زلزلے سے معلق سروے پروگرام کی شروعات، ہندوستانی سائنس دانوں اور بحریات کے ماہرین کے اشتراک کی شناخت کے طور پر بحری ایوارڈ اور انٹارکٹیکا ایوارڈ کی انسٹی ٹیوشن، ساحلی سمندری ماحول کی حالات کا COMAPS پروگرام کے ذریعہ آنکنا، بحری جاندار یو رنباتات سے دوائیوں کو فروغ دینے کے امکانات کا پتہ لگانا۔

بحری پروگراموں کے لیے پانچ اہم ادارے ہیں: چینئی میں قومی انسٹی ٹیوٹ برائے بحری ٹکنالوجی، قومی مرکز برائے انٹارکٹیکا اور بحری تحقیق مرکز، گوا، ہندوستانی قومی مرکز برائے بحری اور اطلاعاتی خدمات، حیدر آباد، پروجیکٹ ڈائرکٹوریٹ مربوط ساحلی اور سمندری علاقہ مینجمنٹ، چینئی، اور بحری جاندار وسائل اور ماحولیاتی مرکز، کوچ۔

بحری ترقیات کے محکمے کے لیے تصور بیان، 2002 میں تیار کیا گیا تھا جو تناظر منصوبہ 2015 پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس میں اگلے دہے کے دوران مختلف تصور مشنوں، ترجیحی شعبوں وغیرہ کی شناخت کی گئی ہے۔ اس کے نتیجے میں 10 ویں پنج سالہ منصوبہ مدت کے دوران کئی نئی پہل کی گئی ہے جس میں گیس ہائیڈریٹ تلاش اور استعمال کے ٹکنالوجی فروغ، ہندوستانی EEZ کا جامع سوبتھ یستھومیٹرک سروے، لکشمی باسن وغیرہ کا ارضی طبعیاتی مطالعہ۔ مزید براں 10 ویں منصوبہ کے دوران طویل مدتی تناظر میں دیے گئے مقاصد کی تکمیل کے لیے مختلف پروگراموں کو چلایا جارہا ہے۔

انٹارکٹیکا مہم اور قطبی سائنس

انٹارکٹیکا تحقیق مہم کی شروعات 1981 میں ہوئی اس نے اب امتیازی کثیر ادارہ جاتی اور کثیر موضوعی شکل اختیار کرلی ہے۔ اب تک باقاعدہ بنیاد پر 24 سائنسی مہم بھیجی گئی ہے جس میں دو مہم جنوبی بحری اعظموں میں قطبی سائنس کے اہم شعبوں جیسے ویڈن بحری مہم اور انٹارکٹیکا پانی میں کرل وسائل کو آنکنے کے لیے کرل مہم میں بھیجے گئے ہیں۔ اب تک مہم کے سائنس داں اور سامان مہیا

کرنے میں 55 قومی ادارے اپنا اشتراک کرچکے ہیں اور تقریباً 1500 ہندوستانی برفیلے جزیرے پر آچکے ہیں۔

1999 سے انٹارکٹیکا کی ہندوستانی سائنس مہم کیپ ٹاؤن، جنوبی افریقہ سے چلائی جارہی ہے، اس کے نتیجے میں باہمی سائنٹفک/نقل وحمل وقیام ورسد سے متعلق فواید حاصل ہوتے ہیں اس سے قطبی سائنس کے میدان میں بین الاقوامی تعاون خاص طور پر جنوبی افریقہ اور کیپ ٹاؤن کا استعمال کرنے والوں اور دیگر ملکوں کے درمیان بڑھے گا 21 ویں ہندوستانی انٹارکٹیکا مہم کے دوران گرین ہاؤس گیسوں کی پیمائش ٹیلی سسمک مطالعات اور میتر ی پر منتقل GPS ٹریکنگ اسٹیشن، برفیلی پرتوں میں ٹوٹنے کا عمل، میتر ی پر مواصلات اور قطبی سامان پہنچانے کے تجربے کیے گئے۔

22 ویں ہندوستانی آرکٹیکا مہم کے دوران کرہ ہوائی سائنس، ارتھ سائنس، عالمی طور پر تبدیلی، حیاتیات اور ماحولیات، انسانی جسم اور ادویات کے مطالعات، نقل وحمل وقیام ورسد اور بین الاقوامی تعلقات والے سائنٹفک تجربات پر زور دیا جائے گا۔

بحری مشاہدات اور اطلاعاتی خدمات

حال ہی میں آب وہوائی تغیر پذیری کا سب سے زیادہ اثر موسم کے نظام پر پڑا ہے جس کے سبب بحر ہند کے کئی ممالک میں سیلاب، قحط اور بہت زیادہ گرمی پڑنے کے واقعات ہوئے۔ آب وہوائی تغیر پذیری کو جاننا ہندوستان کے لیے ضروری ہے کیونکہ مانسون معیشت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ حالانکہ آب وہوائی تبدیلی میں بحر اعظموں کا کردار اہمیت کا حامل ہے مگر اس طرح کے کردار کو ابھی پوری طرح سے سمجھا نہیں گیا ہے۔ سمندروں کے بارے میں اطلاعاتی اور معلومات کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے قومی مشاہداتی اور اطلاعاتی خدمات کا مربوط پروگرام چلایا گیا ہے۔ اس کے مقاصد ہیں: (i) بحری۔ جوئی اور ساحلی ماڈلوں کے وسیع اقسام کا فروغ (ii) سٹیلائیٹ پیرامیٹر کو حاصل کرنے کے لیے الگورتھم طریقوں کی تخلیق (iii) اسی مقام پر اور سٹیلائیٹ سے حاصل پیمائشوں سمیت بحری مشاہدات کی توسیع اور (iv) بحری مشاورتی خدمات کو عملی جامہ پہنانا۔ ان خدمات کے چار اہم اجزا ہیں۔ بحری مشاہداتی نظام، بحری اطلاعاتی خدمات، بحری ماڈلنگ اور مرکبات (INDOMOD) اور سٹیلائیٹ ساحلی بحریاتی تحقیق GOIS-S (ATCORE) پروگرام کے ہر جزو کے تحت حصولیابیوں کی تفصیل اس طرح ہے:

بحری مشاہداتی نظام (OSS): بین حکومتی بحریاتی کمیشن کے عالمی بحر اعظمی مشاہداتی نظام (GOOS) کو WMO، UNEP اور ISU کی تائید حاصل ہے۔ یہ بحری اور بحریاتی علم کے ایسے اعداد وشمار اور متعلقہ پروڈکٹوں کو جمع، ارتباط، کوالٹی کنٹرول اور تقسیم کرتا ہے جو عالمی طور پر اہمیت کے حامل ہیں اور جنہیں زیادہ سے زیادہ صارف گروپ استعمال کرتے ہیں۔ یہ مانا جاتا ہے کہ نظام کو عمل میں لانے کا بہترین طریقہ علاقائی اتحاد کو فروغ دینا ہے تاکہ یکساں قومی اور علاقائی مفاد کے امور پر توجہ دی جاسکے۔

بحر ہند کے لیے اسی طرح کے علاقائی اتحاد (OGOOS) تیار کرنے میں ہندوستان نے پہل کی ہے۔ بحر ہند کی بحری عمل کاریوں کو سمجھنے اور علاقے کے سبھی لوگوں کے مفاد کے لیے ان کے استعمال میں یہ میل کا پتھر ثابت ہوا۔

بحر ہند کے 10 ملکوں کی 19 تنظیموں نے 5 تا 9 نومبر 2002 کو بحر ہند کے متعلق کانفرنس IOGOOS کے علاقائی اتحاد کو قائم کرنے اور اس میں سرگرم طور پر حصہ لینے کے معاہدے پر دستخط کیے۔ یہ معاہدہ علاقے کی بحریاتی ترقی کی سمت تعاون کی اب تک کی سب سے مضبوط پہل ہے۔ اس سے بحر ہند سب سے کم مطالعہ والے بحر اعظم کے زمرے کے بجائے سب سے زیادہ مطالعہ والا علاقہ بن جائے گا اور سماجی وسائنسی امور پر رابطہ قائم کرنے پر زور دیا جائے گا۔

ماریشس میں 4 تا 9 نومبر 2002 کے درمیان ہونے والے بحر ہند کانفرنس کے دوران ہی 17 اکتوبر تا 29 نومبر 2002 کے

دوران ORV ساگر کینا پر تحقیقی سفر (چینئی سے شلس ہوتے ہوئے ماریشس اور اس کی واپسی) کا اہتمام کیا گیا۔ اس تحقیقی سفر میں چھ ملکوں کے 30 سائنسدانوں نے حصہ لیا۔

قومی ڈیٹا بوائے پروگرام (NDBP)، قومی انسٹی ٹیوٹ برائے بحری ٹکنالوجی (NIOT) کے ذریعہ نافذ کیا جا رہا ہے اس کے تحت 12 مورڈ ڈیٹا بوائے گہرے اور اتھلے دونوں ہی طرح کے ہندوستانی سمندروں میں لگائے گئے تا کہ محکمہ موسمیات، ساحلی گارڈ اور مختلف طرح کی اطلاعات جیسے بندرگاہ کی سرگرمیاں، بندرگاہ/ ساحلی ساخت ترقی، سیٹلائیٹ ڈیٹا کی توثیق ماحولیاتی نگرانی، آب وہوا کے مطالعہ وغیرہ میں ضرورتوں کے حقیقی وقت کی بنیاد پر اعداد وشمار حاصل کر سکیں۔ ان کے علاوہ جدید ٹکنالوجی کے 30 آرگو فلوٹ بحر ہند میں موسم کی پیشگوئی کے سلسلے میں درجہ حرارت اور نمکییت خاکہ حاصل کرنے کے لیے لگائے گئے ذرائع بوائے اب اضافی بوائے کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ملک میں ہی فروغ دیے جا رہے ہیں۔

بحری اطلاعاتی خدمات (OIS): اس پروگرام کے تحت تقریباً حقیقی وقت اعداد وشمار اور ڈاٹا پروڈکٹوں جیسے سمندر سطح درجہ حرارت، امکانی ماہی گیری زرخیزی (PFZ) مشاورت، اپ ویلنگ زون نقشوں، عبور، کلوروفل، معلق رسوب بار، وغیرہ کے بارے میں مرکزی حکومت، ریاستوں، کارپوریٹ سیکٹر صنعتوں کو ایک مقام سے مشاورت فراہم کی جاتی ہے۔ بحری ترقی، خلاء اور ماہی گیری علوم کے سائنس دانوں کے پچھلے پانچ سالوں کی مسلسل کوششوں کے نتیجے میں قابل اعتماد اور مفید خدمات فراہم ہو پائی جس سے پورے ملک کے ساحلی علاقوں کے ماہی گیروں کو سیٹلائیٹ ذرائع پر مبنی مشاورت حاصل ہو پاتی ہے۔ گجرات، مہاراشٹر، کرناٹک، گوا، کیرل، تملناڈ، آندھرا پردیش، اڑیسہ، مغربی بنگال، لکش دیپ اور انڈمان ونکوبار وغیرہ مختلف ریاستوں کے تقریباً 200 نوڈس سے ممکنہ مچھلی پیداواری علاقوں کے لیے مشاورت ہفتے میں دوبار جاری کی جاتی ہے۔ سائنس دانوں اور ماہی گیروں کے درمیان مچھلی بندرگاہوں پر بار بار اور گہرے رابطے، فیکس، ٹیلیفون، الکٹرانک ڈسپلے بورڈ، ریڈیو اور انٹرنیٹ جیسے مختلف طرح کے میڈیا کے استعمال سے یہ ممکن ہو پایا ہے یہ ماہی گیروں کو مقامی زبان میں مہیا کرائے گئی مشاورت، سلسلہ قدر کا حصہ بن گیا ہے۔

بحری مرکبات اور ماڈلنگ اور سیٹلائیٹ ساحلی اور بحریاتی تحقیق (INDOMOD & SATCORE): دسویں پنج سالہ منصوبے میں IDOMAD اور SATCORD اور بحری مشاہداتی پروگراموں کو مربوط کیا گیا ہے تا کہ ماڈلوں کے فروغ پر توجہ مرکوز کی جا سکے۔ سطحی بحریات اور موسمیات کے اعداد وشمار کو حاصل کرنے کے لیے مخصوص مقامات پر بوائے، کرنٹ میٹ لگائے اور XBT سروے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ ان ماڈلوں کا بنیادی طور پر استعمال، بحری جوئی کی توثیق کے لیے کیا جائے گا۔

INDOMOD پروجیکٹ کے تحت کھلے اور ساحلی بحری عمل کاریوں اور بحری فضائی عمل کے مطالعہ کے لیے مختلف ماڈلوں کو فروغ دیا گیا ہے۔ ان ماڈلوں کا بنیادی اطلاق مانسون کے تنوع، سیکلون کے ساتھ آنے والے طوفانوں، لہروں، حیاتیاتی پیداواریت اور ساحلی عمل کاری میں کیا جاتا ہے۔

سیٹلائیٹ ساحلی اور بحری تحقیقی پروگرام کے تحت OCM اعداد وشمار کی عمل کاری وغیرہ کے سافٹ ویئر اور فارمولوں کو فروغ دیا جاتا ہے اور ان کی توثیق کی جاتی ہے۔ بحر اعظم کی حالت کے پیش اندازہ کے لیے ہندوستانی قومی بحری اطلاعاتی خدمات مراکز کی مرکزی ویب سائٹ تیار کی گئی ہے جس میں GIS پوچھ تاچھ کی سہولت دستیاب ہے۔

بحری غیر جاندار وسائل

کثیر دھاتی نوڈیولس پروگرام ایک قومی پروگرام ہے جس کا مقصد وسطی بحر ہند بیسن (CIOB) میں ہندوستان کو مختص 1,503,000 مربع کلومیٹر کے علاقے میں نوڈیولس کی تشخیص کرنا اور نوڈیولس میں دھات کی تلخیص اور کان کنی کی ٹکنالوجی کو فروغ

دینا ہے۔ ''شروعاتی اصل کار'' کا درجہ حاصل کر چکے ہندوستان کو کثیر دھاتی نوڈیولس کے کان کنی اور استعمال کی مختلف ترقیاتی سرگرمیوں کو کرنا ہوتا ہے تاکہ ٹکنالوجی کی منتقلی اور ترقی و ٹکنالوجی کے استعمال میں تربیت وغیرہ میں اس کی ذمہ داری پوری ہو سکے۔ 1987 میں حاصل اس درجے کے بعد سے ہی سروے اور تلاش، نوڈیولس کی کان کنی میں ٹکنالوجی کے فروغ، تلخیص ٹکنالوجی اور EIA مطالعات کی کوشش کی گئی۔ یہ پروگرام چار اہم اجزا پر مشتمل ہے۔ CIDB میں نوڈیولس کا سروے اور تلاش، کان کنی کے میدان میں ماحولیاتی جائزے کا مطالعہ، نوڈیولس کی کان کنی کی ٹکنالوجی کو فروغ اور دھاتوں کی تلخیص۔

سروے اور تلاش کی کوششوں کا مقصد نوڈیولس وسائل صلاحیت ثابت کرنا، کثیر دھاتی نوڈیولس کی خصوصیات کا پتہ لگانا اور پتہ لگانے کے وسائل کے ارتکاز کو مسلسل اپ ڈیٹ کرتے رہنا ہے۔ سروے اور تلاش سرگرمی چنیدہ بلاکوں میں J-12 کلومیٹر گرڈ نمونوں کی بنیاد پر ارض شماریاتی وسائل کے پیمائش قدر کو اپ ڈیٹ کیا جاتا ہے۔

زیر آب کان کنی کے لیے ٹکناجی ترقی کے طور پر 6000 میٹر گہرائی پر 25,000 ٹن نوڈیولس ہر سال کان کنی صلاحیت والے نظام کا فروغ جرمنی کے سیجین یونیورسٹی کے ساتھ مل کر کیا جا رہا ہے۔

6000 میٹر گہرائی پر وہاں کے مٹی کے نمونوں کو پیمائش کرنے کی ٹکنالوجی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ اتھلی سطح پر کان کنی نظام میں اصلاح کی جاری ہے تاکہ بعد میں کلکٹر اور کرشر کے فروغ کو شروع کیا جا سکے۔

فلزیات سے متعلق کثیر دھاتی نوڈیولس کے 500 کلوگرام یومیہ پراسس کے نیم مسلسل مظاہرہ پلانٹ کو ہندوستان زنک لمیٹڈ (HZC)، ادے پور میں نوڈیولس سے دھات قدروں کی تلخیص کے لیے مجاز پراس پیکج کی بنیاد پر فروغ دیا گیا ہے۔ اس پلانٹ نے مارچ 2003 سے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ محکمہ نے وسطی بحر ہند بیسن سے 120 ٹن نوڈیولس بھی حاصل کیا ہے جن کا استعمال دھاتی مظاہرہ مہمات کے لیے کیا جائے گا۔ اس مظاہرہ مہم سے حاصل اعداد و شمار کے متعین قدر کیا جائے گا اور تیار کیے گئے پراسس پیکج کی توثیق کی جائے گی۔ مختلف دھاتوں جیسے Cu, Ni, Co اور Mn کی تلخیص کی صلاحیت میں بہتری کی تحقیق اور ترقیاتی سرگرمیاں انجام دی جا رہی ہیں۔ علاقائی ریسرچ لیباریٹری (RRL)، بھونیشور اور ہندوستان زنک لمیٹڈ، ادے پور دھار حاصل کرنے لیے پراسس کوششوں کو بہتر کرنے کے لیے تحقیقی و ترقیاتی کام کر رہے ہیں۔ RRL پراسس طریقے سے حاصل تفیح سے فیرو میگنیز مخلوط دھات حاصل کرنے کے لیے قومی فلزیاتی لیباریٹری، جمشید پور کے ذریعہ تحقیقی ترقیاتی سرگرمیاں انجام دی جا رہی ہیں۔

بحری ترقیاتی محکمہ کے کثیر دھاتی نوڈیولس پروگرام کے تحت مرکزی میکینیکل انجینئرنگ تحقیق ادارہ درگاپور سے ریموٹلی چلائے جانے والی وہیکل (ROV) کا کامیاب تجربہ کیا ہے۔ ROV 200 میٹر پانی کی گہرائی پر زیر آب سروے عمل میں ہے اسے 2 نوٹس کی رفتار سے چلایا جا سکتا ہے۔ یہ زیادہ سے زیادہ 60 کلوگرام پے لوڈ لے جا سکتا ہے۔ اس وہیکل کا کامیاب تجربہ چنئی ساحل کے پاس 200 میٹر کی گہرائی میں اگست 2001 میں اے۔ اے۔ سدرنکو جہاز کی مدد سے CHERI اور NIOT نے مل کر کیا۔ پچھلی بحری آزمایشوں سے حاصل نتیجوں کی بنیاد پر بہتر کوالٹی حاصل کرنے کے لیے امبلکل اسمبلی اور زیر آب کیمرے کی ڈیزاین میں بہتری پیدا کی جا رہی ہے۔

بحری جاندار وسائل

بحری جاندار وسائل کا جائزہ: بحری جاندار وسائل کا جائزہ پروگرام 1997 میں شروع ہوا تھا اور بحری جاندار وسائل اور ماحولیاتی مرکز کوچی اس کو لاگو کر رہا ہے۔ اس میں ہندوستانی EEZ میں وسائل کے جامع جائزے اور ان وسائل پر بحری ماحول

کے اثرات کا مطالعہ کرنے کا اہتمام ہے۔ یہ بحری جاندار وسائل پر موجودہ معلومات کے تعین قدر، حیوانات طبعی کیمیائی پیرامیٹوں کے اثر کے ساتھ ہم ربطی، EEZ میں بحری جاندار وسائل کے قائم پذیر استحصال کے لیے خلا اور مستقبل کی حکمت عملیوں کی وضع کے لیے نشاندہی پر زور دیتا ہے۔ ہندوستان کے EE زون میں مطالعات کے لیے مچھلی پالن اور بحریاتی تحقیقی جہاز ''ساگر سمندر'' کو تعینات کیا گیا۔ ماحولیاتی پیرامیٹروں کا جائزہ، ابتدائی اور ثانوی پیداواریت لیٹروں کے تنوع سمیت طبعی بحریاتی مطالعہ، گھلی ہوئی آکسیجن سے متعلق کیمیائی بحری مطالعہ سطح کی درجہ حرارت آکسیجن پرت کی موٹائی، نائٹریٹ سطح، فاسفیٹ، سلیکیٹس اور نائٹریٹس تغذیاتی قدروں، سطح اور کالم پرائمری پیداوار پر پرائمری پیداواریت مطالعہ اور کلورفل، اب ویلنگ، بمی الگل بلوم بشمول، نیلے ہری کائی پر تشخیص، بایوماس پر ثانوی پیداوار کا مطالعہ، مختلف گہرائی پر انواع کے پھیلاؤ کا پیٹرن، ڈیپ اسکیٹر لگ نیر کا مطالعہ، براعظمی ڈھال میں وسائل کا جائزہ اور سمندر کی مچھلیوں کی حیاتیات، مچھلیوں کو پکڑنے والے جہازوں کو مختلف طریقوں سے حاصل مچھلی پیداواروں کا مطالعہ بنتھک پیداواریت مطالعہ اور رسوبی بناوٹ کی جانچ اور مطالعہ کیا جاتا ہے۔

سمندر سے ادویات: سمندر سے دواؤں پر قومی پروجیکٹ کثیر ادارہ جاتی پروجیکٹ ہے جس میں سمندری پودوں اور جانداروں کا پتہ لگا ہے جس میں ذیابیطس، دست، پھپھوندی، بیکٹیریا، تناؤ اور کولسٹرول سے مزاحمت کی صلاحیت اور منویا ء کشی صلاحیت موجود ہے۔ ذیابیطس مخالف کیمیکل کی ساخت اور اس کے زہریلے اثر کا مطالعہ کیا جارہا ہے، اور اینٹی کولسٹرال سالمے کی بھی جانچ کی جارہی ہے۔ حیاتیاتی سرگرمی دکھانے والے عضویات کی شناخت کے سلسلے میں تفتیشی عمل بھی جاری ہے۔

بحری ماحولیات اور ساحلی زون

ساحلی بحری نگرانی اور پیش گوئی نظام پروگرام (COMAPS):COMAPS پروگرام کا مقصود طویل مدتی بنیاد پر ہمارے سمندروں کی حالت کا جائزہ لینا اور آلودگی سے متعلق امور کے انتظامیہ آلودگی کنٹرول اتھاریٹیوں کو منصوبہ بنانے میں مدد کرنا ہے۔ جیسے آلودگی حاصل کرنے والے آبی اجسام کی جذب کرنے کی صلاحیت کے مطابق مناسب طور پر نمٹانے کے معیارات، پانی کی کوالٹی کسوٹی وغیرہ طے کرنا۔ اسے 91-1990 سے نافذ کیا جارہا ہے۔ یہ پروگرام 82 مقامات پر چلایا جارہا ہے جہاں پانی اور رسوب کی مائیکرو بایولوجیکل خصوصیات سمیت طبعی، کیمیائی اور حیاتیاتی 25 پیرامیٹروں کے اعداد و شمار کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ اور ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ بھاری دھاتوں اور جراثیم کش دواؤں کی مقدار پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ ساتھ ہی ساحلی علاقوں کو رہنے میں برداشت کرنے کی صلاحیت کی پیمائش کے لیے ماڈل کو فروغ دیا جارہا ہے تاکہ آلودگی کا ساحلی ماحول پر اثرات کم کرنے میں آلودگی کنٹرول بورڈوں کو طریقہ اپنانے میں مدد مل سکے۔ اس مادہ پروگرام کے تحت سمندری آلودگی کے لیے GIS پرمبنی ڈیٹا بیس تیار کیا جارہا ہے۔ اعداد و شمار کی کوالٹی کو یقینی بنانے کے لیے بین پیمانہ بندی کا کام کیا گیا ہے۔

ساحلی ریسرچ جہاز

''ساگر پوربی'' اور ''ساگر پچھمی'' نام کے دو ساحلی تحقیقاتی جہازوں کو چلانے، رکھ رکھاؤ اور انتظامیہ عمل قومی ادارہ برائے بحری ٹکنالوجی کے جہاز مینجمنٹ سیل (VMC) کے ذریعہ انجام دیا جاتا ہے۔ ان جہازوں کا استعمال COMAPS اور مربوط انتظامیہ پروگرام کے تحت آلودگی پر نظر رکھنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ ان جہازوں نے ہندوستان کے مشرقی اور مغربی ساحلوں پر 15 اداروں کے لیے 56 سفر پورے کیے۔ جہازوں کو موثر طور پر متعدد پروگراموں میں استعمال کیا گیا اور جہازوں میں لگے آلات اور مشینری کا وقتاً فوقتاً رکھ رکھاؤ کیا گیا تاکہ کوئی دقت نہ آئے۔ اپنے سفر کے دوران ان جہازوں نے ADCP، CTD مشاہدات، صفائی، پانی کے نمونے لیے اور پلنکٹن جال عمل میں کام لیا۔ ساتھ ہی جہازوں نے خلیج میں سمندری آثار قدیمہ کی تلاش اور رینور اور ہلدیہ

بندگاہوں پر ملٹی بیم سونار سروے میں بھی حصہ لیا۔ ONGC جیسے سرکاری اداروں اور کمپنیوں نے جہازوں سے استفادہ کیا۔

مربوط ساحلی اور بحری ایریا مینجمنٹ

مربوط ساحلی اور بحری ایریا مینجمنٹ (ICMAM) پروجیکٹ پر 98-1997 سے عمل کیا جارہا ہے اس پروجیکٹ کے دو اہم حصے ہیں۔ صلاحیت کی تخلیق اور تحقیق و ترقی اور تربیت کے لیے بنیادی سہولیات کو فروغ۔ صلاحیت تخلیق کے تحت چار اہم سرگرمیاں ہیں۔

11۔ نہایت اہم جائے طبعی کے لیے GIS پر مبنی معلوماتی نظام کو فروغ: کچھ اہم ساحلی مسکنوں جیسے مرجانی سنگستان، مین گرود وغیرہ کی حیثیت کا پتہ لگانا اور تحفظ، حفظان اور بحالی کے لیے مناسب مینجمنٹ کی تجویز پیش کرنا، دسویں منصوبہ مدت کے دوران GIS کا استعمال کرتے ہوئے انفارمیشن نظام کے فروغ کی ذمہ داری لی گئی ہے۔ کچھ اہم مسکن جیسے خلیج کھمبات، خلیج کچھ، ملوان، کارواڑ جزائر، کوچین جزائر، خلیج منار، پیچاورم، کورنگا مین گرود، مرجانی سنگستانوں، سمندری گھاس پتوں، ویٹ لینڈس اور دیگر ساحلی حالات میں GIS طریقوں کے استعمال سے پتہ لگا کر قدرتی اسباب سے زیادہ انسانی سرگرمیوں نے ماحولیات کو نقصان پہنچایا۔ ان اہم مسکنوں پر پروجیکٹ ڈائرکٹوریٹ ISMAM کے ذریعہ کیے گئے مطالعات کی بنیاد پر فروغ کیے گئے GIS اطلاعاتی نظام سے متعدد تجاویز اور سفارشات سامنے آئے کہ کس طرح ساحلی ریاستوں میں اہم مسکنوں کا تحفظ اور انتظام کیا جاسکتا ہے۔

چنئی، گوا اور خلیج کچھ کے ماڈل ICMAM کا فروغ: چنئی کے لیے ڈرافٹ ICMAM منصوبے کو مختلف استعمال کنندگاں کے تبصروں کو شامل کرتے ہوئے حتمی شکل دے دی گئی ہے۔ الگ الگ علاقوں کے مسائل جیسے جماؤ/کٹاؤ، آلودگی، سیاحت دو انسانی آبادکاری کو سلجھانے کے لے تائیدی فیصلہ نظام (DSS) کو فروغ دیا گیا ہے۔ اس کے لیے ماحولیات، ماحول اور معیشت کو کسوٹی بنایا گیا ہے۔ مدوجزری کو اندر آنے دینے کے لیے ٹریننگ جیٹیز فراہم کرنے، کٹاؤ سے ساحلوں کو بچانے کے لیے بیچ کو تقویت فراہم کرنے اور پانی کی کوالٹی کو بہتر بنانے کے لیے گاؤں علاج جیسے متبادل کو DMS کی مدد سے تجزیہ کیا گیا گوا اور خلیج کچھ ICMAM ماڈل پروجیکٹوں کے لیے سرگرمی، اثر، ہیئت اور خصوصیات کی ضرورت پر مبنی DSS تیار کیے گئے اس کے ساتھ چنئی کے پروٹو ٹائپ DSS ونڈوز میں اٹینڈ الیون پیکج کے طرز پر فروغ دیا گیا۔ اس میں طاقت ور پولر انٹرفیس ہے جس میں مختلف ساحلی سرگرمیوں اور ان کے ماحولیاتی، معیشت اور سماج پر پڑنے والے اثر کے بارے میں فیصلہ سازوں کو مدد ملتی ہے اور ماحول دوست ماحول میں ڈیجیٹل فریم ورک میں بہترین حکمت عملیوں کا جائزہ لینے میں مدد ملتی ہے۔ دسویں پنج سالہ منصوبہ مدت کے دوران بحری ماحولیاتی کمیات اور تحقیق و ترقیاتی سرگرمیوں کی ذمہ داری لی گئی ہے۔ اس مطالعہ کا خاص مقصد بڑھتے ہوئے مسائل جیسے آلودگی اور تضیع ثمنان وغیرہ کے لحاظ سے بہت بحری مینجمنٹ اور متعلقہ ماحولیات میں سہولت مہیا کرنے کے لیے مخصوص مسکن آبی کوالٹی کسوٹی کو فروغ دینا اس طرح ساحلی پانی اور مخصوص ماحولیاتی نظاموں جیسے مرجان، مینگرو میں ان کی موزونیت کے سلسلے میں اس کسوٹی معیار میں مختلف کیمیائی عناصر کے لیے مجوزہ سطحوں کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ دسویں پنج سالہ منصوبے کے دوران ماحولیاتی کمیاتی مطالعات کے حصے کے طور پر آلودگی عوامل کے کمیاتی اثر اور بحری عضویات میں ان کو برداشت کرنے کی سطح کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ ایک ٹریس میٹل لیباریٹری قائم کی گئی ہے جس کا مقصد مختلف بحری عضویات پر دھاتوں کی کمی کے اثرات اور ان کے اثرات کی مد کا پتہ لگاتا ہے۔

PD-ICMM کے پاس اب جدید ترین کمپیوٹنگ اور تربیتی سہولیات موجود ہیں جن کا استعمال صلاحیت کی تخلیق پروگرام

کے تحت تخلیق کی گئی صلاحیت سے طویل مدتی تربیتی پروگراموں کو چلانے میں کیا جاتا ہے ساحلی ریاستوں کو ICMM پروجیکٹ بنانے اور اہم مسکنوں کے انتظام میں GIS کے استعمال کے بارے میں سکھایا جاتا ہے۔ مزید براں ساحلی پانی کے بہترین استعمال کی درجہ بندی، ساحلی مساکن مطالعہ اور سٹلایٹ پرمبنی تحقیق اور ترقیاتی پروگرام چلائے جاتے ہیں۔

بحری تحقیق وصلاحیت کی تخلیق

DOD (محکمہ بحری فروغ) بحر سے متعلق موضوعات میں بنیادی اور عملی تحقیق پر خاص زور دیتا ہے۔ خاص دھیان یونیورسٹیوں کو امداد دینے بحریاتی علم کے شعبے میں ماہر انسانی وسائل کی اساس تیار کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ اس پروگرام کا مقصد ساحلی انجینئرنگ، بحری علم کیمیا، بحری علم حیاتیات اور علم حیاتیات (خورد) فارمیسی ساحلی علاقے کا انتظامیہ وغیرہ شعبوں میں اعلی سطحی اور جید اولین میدانوں میں تحقیق کی حوصلہ افزائی کرنا، یونیورسٹی کو بنیادی سہولتیں دینا اور بحریاتی علم کے بارے میں لوگوں میں علمی سوچ پیدا کرنا ہے۔

فی الوقت بحریاتی سائنس اور ٹکنالوجی کے مختلف میدان میں تقریباً 100 تحقیقی وترقیاتی پروجیکٹ چلائے جارہے ہیں۔

علم بحریات اور ٹکنالوجی میں اعلی سطح کی تحقیقات کو بڑھاوا دینے اور متعلق انسانی وسائل کو فروغ دینے کے لئے مندرجہ ذیل مضامین میں نو مراکز میں علم بحریات اور ٹکنالوجی سیل کھولے گئے ہیں۔ (1) بحری مائیکرو بایولوجی۔ گوا یونیورسٹی، گوا، (2) سمندری ساحلی ماحولیات (مشرقی ساحل) برہام پور یونیورسٹی برہام پور (3) سمندری ساحل ماحولیات (مغربی ساحل) بھاؤنگر یونیورسٹی، بھاؤنگر (4) بحری ارضیات اور ارضی طبعیات۔ منگلور یونیورسٹی منگلور (5) ساحلی سمندری کلچر سسٹم۔ آندھرا یونیورسٹی، وشاکھا پٹنم (6) بیج بلیرس۔ تمل یونیورسٹی، تنجورا (7) بحری علم حیاتیات۔ انناملے یونیورسٹی پرنگی پٹی (8) بحری انجینئرنگ اور زیر آب روبوٹیکس۔ آئی۔ آئی۔ ٹی۔ کھڑگ پور (9) میرین بنتھوس۔ کوچین یونیورسٹی آف ایس اینڈ ٹی۔ کوچی۔

ساحلی کمیونٹی پروگرام

جزائر ترقی

جزیروں میں رہنے والے لوگوں کو بحری علوم اور ٹکنالوجی سے متعلق ضرورتوں کو پورا کرنے اور سمندری وسائل کو بڑھانے پر زور دیا جاتا ہے تاکہ سمندری حیاتیاتی وسائل کے شعبے میں ٹکنالوجی کی منتقلی اور فروغ کے ذریعہ کمیونٹی کو سماجی و اقتصادی فواید حاصل ہوسکیں۔ مندرجہ ذیل علاقوں میں کئی تجربے کئے جارہے ہیں (1) کانٹے دار کیکڑے مڈ کیکڑوں کو موٹا کرنے کے لئے مختلف خوراکوں کا استعمال (ii) کیکڑوں اور لائیوفیڈس کا حیاتی کیمیائی تجزیہ (iii) پانی کی کوالٹی اور مرض کا منتظمہ (iv) انڈے بچے دینے اور لاروا افزائش اور (iv) خلیج منار اور انڈمان جزائر میں کیکڑہ وسیلوں کا سروے۔

خلیج کیمبے میں بحری آثار قدیمہ کی دریافت

خلیج کیمبے میں ہزیرہ کے تقریباً 20 کلومیٹر مغرب میں کیے گئے وسیع زیر آب سروے سے 9 کلومیٹر لمبے پرانے ڈوبے ہوئے قدیمی پینسل کا پتہ لگا۔ اس کے دونوں جانب 20 تا 40 میٹر کی پانی گہرائی پر بیس مینٹ جیسی تعمیر دیکھی گئی۔ سطح کے نیچے سے لیے گئے نمونوں سے پتہ چلا کہ کیچڑ اور مٹی کے نیچے پتھر کی مورتیاں، بھٹیوں کے ٹکڑے، جانوروں کی ہڈیاں اور انسانی دانت

دبے ہوئے ہیں۔لکڑی کے ایک ٹکڑے پر جب تجربہ گاہ میں تجربہ کیا گیا تو یہ 9500 قبل عیسٰی کا زمانہ آنکا گیا۔سمندر میں مقناطیسی سروے سے لمبی بڑے دھاتی ملبے/شے کا پتہ نہیں لگا۔ ہندوستان کے سمندری ماحول قدیم ہولوسن دور کے قبل تاریخ انسانی سرگرمیوں کا یہ سب سے پہلے کا ریکارڈ ظاہر ہوتا ہے۔

قومی پروگرام کے تحت درجنوں تجربہ گاہوں اور اداروں میں تفصیلی جائزے،نمونے الگ کرنا نقشہ سازی اور تجزیے کا کام چل رہا ہے۔کیمبے میں ان تعمیرات کے ڈوبنے کے سبب سمندر سطح میں اضافہ زلزلے کے ظاہر ہوتے ہیں۔مغرب شمال میں کیمبے اور جنوب مشرق پوم بھور دونوں ہی 7500 قبل عیسٰی موجود تھے اور ان کے وجود کے جز وقبل تاریخ کے حصے باب کھولتے ہیں۔

بین الاقوامی پروگرام

اقوام متحدہ کے بحری قانونوں کی یونائیٹڈ نیشنس کنونشن آف دی لا آف دی سی(UNCLOS) کی دفعات کو ہندوستان میں نافذ کرنے والی نوڈل ایجنسی بحری فروغ کا محکمہ ہے۔اقوام متحدہ کا یہ بحری قانون UNCLOS ایک ایسا دستاویز ہے جو کہ بحر اعظموں کے منظمہ کا خاکہ اور طریقہ متعین کرتا ہے۔ ہندوستان نے جون 1995 میں اس معاہدے پر دستخط کیے۔اقوام متحدہ کنونشن کے عمل میں آنے کے ساتھ ہی انٹرنیشنل سی بیڈ، اتھارٹی اور کمیشن آن دی لمٹس کانٹی نینٹل شیلف (CLCS) جیسے ادارے بھی قائم کیے گئے۔ کو2002 میں دوسری بار پانچ سال کے لیے CLCS کا ممبر منتخب کرلیا گیا اس کنونشن کے تحت قائم بھی اداروں جیسے انٹرنیشنل سی بیڈ اتھارٹی کمیشن آن لمٹس آف کونٹینٹل شیلف اور انٹرنیشنل ٹریبونل آف دی سی میں ہندوستان کو منتخب کیا گیا ہے۔ ہندوستان ان اداروں اور معاہدے کے ممبر ملکوں کی میٹنگوں میں مستقل حصہ لیتا رہتا ہے اور بحری قانونوں کے معاملوں میں اہم کردار نبھاتا ہے۔

سی۔او۔ایم۔این۔پی/ایس۔سی۔اے۔ایل۔او پی میٹنگ

انٹارکٹیکا معاہدے کا ممبر بننے کے بعد ہندوستان نے گوا میں کونسل آف منیجرس آف نیشنل انٹارکٹیکا پروگرام (سی۔او۔ایم۔این۔اے۔پی) اور انٹارکٹیکا اینڈ لوجیٹک آپریشنس (ایس۔سی۔اے۔ایل۔او۔پی) انٹارکٹیکا ٹریٹی مشاورتی میٹنگ (ATCM) اور انٹارکٹیکا بحری جانداروسائل کے تحفظ کے لیے کمیشن کی میٹنگوں میں حصہ لینا ہے۔

براعظمی کی بیرونی حد کا تعین

اقوام متحدہ کے سمندری قانون پر کنونشن کے مطابق جو ساحلی ملک ایسے براعظمی شیلف کی بیرونی مد 200 ناٹیکل میل سے زیادہ طے کرنا چاہتے ہیں مارپسے سائنسی اور تکنیکی اعداد و شمار سمیت سرحدوں کی تفصیل دینی پڑتی ہے۔ یہ کنونشن نومبر 1994 سے لاگو ہوا اور ہندوستان نے جون 1995 میں اس کی توثیق کی۔اگر سرحد کا تعین ٹھیک سے ہوا تو ہندوستان EEZ سے بھی کافی آگے تک کے رقبے پر دعویٰ کر لینے کی حالت میں ہوگا ان دعووں کو مئی 2009 تک پیش کرنا ہے۔اور ایسے کمیشن آن دی لمٹس آف کونٹینٹل شیلف کے ذریعہ پرکھا جائے گا۔گورکا قومی انٹراکٹیکا اور بحری تحقیقاتی مرکز جو کہ بحری محکمے کے تحت خودمختار ادارہ ہے ان قومی کوششوں میں بھی قومی اداروں کے سرگرم تعاون اور حصے داری کا ارتباط کرتا ہے۔

بین حکومتی بحری سائنس کمیشن

1960 میں یونیسکو کے تحت قائم بین حکومتی سمندری سائنسی کمیشن (آئی۔او۔سی) اپنے سبھی 127 رکن ملکوں کی بھرپور کوششوں کے ذریعہ بحری سائنسی تلاش، بحری خدمات اور ترقی پذیر ملکوں میں صلاحیت کی تعمیر کو بڑھاوا دے رہا ہے۔ ہندوستان کمیشن کا ممبر ہے اور فی الحال انتظامی کونسل کے ممبر کے طور پر سمندری سائنسی تحقیق اور خدمات میں اشتراک کر رہا ہے۔

ہندوستان اس کمیشن کا ایک وائس چیرمین ہے۔ ہندوستان نے بحر ہند میں بحری مشاہدات کے میدان میں پہل کرتے ہوئے بحر ہند کے دائرے میں واقع ممالک کے ساتھ مل کر علاقائی اتحاد انڈین واشین کیوبنٹ آف گلوبل اوشین آبزرونگ سسٹم کی تشکیل کی اس کا سکریٹریٹ ہندوستان میں ہے۔

دو فریقی پروگرام: ہندوستان نے پچھلے پانچ سالوں میں روس، چین، پرتگال اور ماریشس سمیت متعدد ممالک کے ساتھ دو فریقی معاہدوں پر دستخط کیے ہیں اور سمنار، ماریشس وسیشلس بحر اعظمی سائنس اور ٹکنالوجی کا مظاہر پروگرام نافذ کیا ہے۔

دسویں منصوبے کے دوران نئی پہل

کل ہندوستانی EEZ کا جامع سوتھ بیتھمیٹرک سروے: ہمارے خصوصی معاشی زون (EEZ) 20 لاکھ مربع کلومیٹر سے بھی زیادہ کا علاقہ جاندار اور غیر جاندار وسائل بار ہوا ہے۔ اس نئے پروگرام کا مقصد پورے علاقے کا سائنسی نقشہ تیار کرنا ہے تاکہ ممکنہ وسائل کی فہرست بن سکے اور ان کو نقصان پہنچا رہے اسباب کا پتہ چل سکے۔

گیس ہائیڈریٹس تلاش اور استعمال کے لیے ٹکنالوجی فروغ: قدرتی گیس کی ملکی پیداوار اور مانگ کے درمیان لگاتار بڑھتے فرق اور ہندوستان کے نہایت زیادہ درآمد بل کے سبب یہ ضروری ہوگیا ہے کہ گیس ہائیڈریٹس جیسے متبادل وسائل تلاش کیے جائیں۔ گیس ہائیڈریٹس برف کی طرح کرسٹل جماد ہوتے ہیں جو کہ خاص طور پر میتھین اور پانی سے مل کر بنے ہوتے ہیں۔ محکمہ CSIR اور دیگر لیباریٹریوں کے ساتھ مل کر سائنسی تحقیق کرے گا تاکہ وسائل کی مقدار کے جائزے اور ماحولیاتی اثرات اور رسوبوں میں گیس ہائیڈریٹس کی تلاش کے لیے ٹکنالوجی کے فروغ پر زور دیا جاسکے۔

لکشمی بیسن ارض طبعیاتی مطالعہ: سندھی فین رسوبوں کے درمیان دبا ہوا لکشمی رج (ستیغ) جو کہ مشرقی شمالی بحر عرب کے اہم بتھومیٹرک حالت ہے۔ اس بحث کا خاص سبب جامع ارضی طبعیاتی ارضیاتی اعداد وشمار کی کمی ہے۔ جس کے سبب علاقے کا تفصیلی مطالعہ نہیں ہو پایا۔ لکشمی بیس مینٹ اور اس علاقے کے شمال اور جنوب کے علاقوں کی نوعیت کے بارے میں پوری طرح پتہ لگانے کے لیے پورے مغربی ساحل کی درازوں کا جامع ارض طبعیاتی سروے کیا جانا ضروری ہے یہ سروے شمال میں چاگوس لکا دیپ رج تک کیا جانا ضروری ہے۔ دسویں منصوبے کے دوران اس پروگرام کے نفاذ کی ذمہ داری لی گئی ہے۔ فی الحال ارض طبعیاتی اعداد وشمار کو اکٹھا کرنے کا کام چل رہا ہے۔

نئے ریسرچ جہازوں کا حصول: اگلے پانچ سالوں میں محکمہ کی توجہ مختلف غیر جاندار وسائل کے لیے قائم پذیر ٹکنالوجی کے فروغ پر رہے گی اور ٹکنالوجی خدمات ومظاہرے کے لیے مناسب پلیٹ فارم چاہیے۔ اس کے لیے ٹکنالوجی خدمات اور مظاہرے کے لیے نئے کثیر المقاصد جہاز کو حاصل کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ یہ جہاز محکمہ کے سمندری جاندار اور غیر جاندار وسائل کی صلاحیت میں اضافہ کرے گا۔

قومی خودمختار ادارے

بحراعظم ٹکنالوجی ادارہ (این۔آئی۔او۔ٹی)

قومی بحراعظم ٹکنالوجی ادارے (National Institute of Ocean Technology, NIOR) کا قیام 1993 میں چنئی میں محکمہ بحری فروغ کے ذریعہ IIT مدارس کے تعاون سے خودمختار ادارے کے طور پر عمل میں آیا۔ اس کا خاص مقصد بحری ٹکنالوجی کی حوصلہ افزائی اور اس کا فروغ دینا ہے۔

قومی انٹارکٹیکا اور بحری تحقیقاتی مرکز

انٹارکٹیکا مہم سے حاصل فائدے کو بڑھانے اور قطبی علم کے اولین شعبوں میں تحقیق کو تیز کرنے کے مقصد سے 25 جنوری 1998 سے محکمہ بحری ترقی کے تحت قومی انٹارکٹیکا اور بحری ترقیاتی مرکز، واسکو، گوا (سابقہ انٹارکٹیکا مطالعاتی مرکز) کی تشکیل ایک خودمختار سوسائٹی کے طور پر کی گئی ہے۔ اس ادارے کو آنے والے سالوں میں سائنس کے قطبی علم کے ان شعبوں میں تحقیق کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

اس مرکز کو ملک میں قطبی علم اور لوجسٹک سرگرمیوں کے لئے منصوبے بنانے، حوصلہ افزائی کرنے اور عمل میں لانے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے تاکہ انٹارکٹیکا میں ہندوستان کی موجودگی اور سوثر ہو اور جنوبی بحراعظم اور آس پاس کے سمندروں میں دنیا بھر کے ملکوں کے درمیان اس کے مفاد کی حفاظت ہو سکے۔ اس کے علاوہ NCAOR براعظمی شیلف کی بیرونی حد کا خاکہ بنانے کا پروجیکٹ بحریاتی ریسرچ جہاز ساگر کنیا کا مینجمنٹ بھی دیکھتا ہے۔

ہندوستانی بحری اطلاعاتی خدمات کے لیے ہندوستانی قومی مرکز (INCOIS): مرکز کا قیام فروری 1999 میں محکمہ کے تحت خود مختار ادارے کے طور پر عمل میں آیا۔ یہ صارفین کو ان کی ضرورت کی بنیاد پر ڈاٹا پروڈکٹوں کی تخلیق اور تقسیم کرتا ہے۔ مرکز کی ذمہ داریوں میں شامل ہے: (i) ہندوستان کی سبھی ساحلی ریاستوں اور جزیرے امکان مچھلی پیداوار علاقوں کے بارے میں مشاورت فراہم کرنا (ii) بحراعظموں کے لیے جدید ترین انفارمیشن ٹکنالوجی کی بنیادی سہولتیں قائم کرنا (iii) ایرگو پروگرام، انڈین اوشین ڈائنمکس اینڈ ماڈلنگ پروجیکٹ (انڈ و موڈ سٹیلائٹ کوسٹل اینڈ اوشئے گرافک ریسرچ (SATCOR) پروجیکٹ اور بحراعظمی مشاہداتی نظام (جیسے ڈرائفنگ بورڈ، کرنٹ میٹر ایرے اور ایکسپینڈیبل بیتھیتر موگراف اور سی ٹرتھ ویلڈیشن کیمپن) کا اہم اداروں کے نٹ ورک کی سرگرم شراکت سے اہتمام، (iv) اعداد و شمار مراکز کے نٹ ورک کے انتظامات (v) بحری اطلاعات بنک اور ویب پر مبنی خدمات قائم کرنا۔

حیاتی ٹکنالوجی

21 ویں صدی میں ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ملکوں دونوں ہی جدید علم حیاتیات اور حیاتی ٹکنالوجی کے میدان میں تحقیق اور ترقی، مظاہرہ، معیار بڑھانا، کمرشیل استعمال نہایت اہم ہو گئے ہیں۔ حیاتی ٹکنالوجی کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے کیونکہ زراعت، صحت، ماحول اور لوگوں کی توانائی ضرورتوں میں اصلاح کی اس میں بہت صلاحیت ہے، اس کے ساتھ روزگار پیدا کرنے کے مواقع بھی پیدا کرتی ہے اور ماحول دوست کے طور پر صنعتی ترقی کے ذریعہ ملکوں کی معاشی ترقی میں بھی مددگار ہے۔

حیاتیاتی ٹکنالوجی اطلاعاتی نٹ ورک

ہندوستان دنیا کے پہلے کچھ ایک ملکوں میں سے ہے جس نے قومی بایو انفارمیٹکس پروگرام (NBN) 98-1997 میں شروع

کیا تھا۔ اب تک ملک بھر میں 61 بایوانفارمیٹکس مراکز کھولے جاچکے ہیں۔ اس میں ایک مرکز اعلیٰ، 10 تقسیمی اطلاعاتی مراکز
اور 44 تقسیمی ذیلی اطلاعاتی مراکز ہیں۔ اس طرح ہندوستان نے آف لائن یا آن لائن طریقوں سے دستیاب حیاتیاتی اعدادوشمار
کے مستقل استعمال کا قومی بایوانفرمیٹکس بنئور کی قائم کیا ہے۔

فصلی حیاتیاتی ٹکنالوجی

فصلی حیاتیاتی ٹکنالوجی کے میدان میں اس وقت بے انتہا ترقی ہورہی ہے۔ ہر ایک ایسے طریقوں کو فروغ دیا گیا ہے جنہیں
اب جدید پود تیار کرنے کے نئے علم کے ساتھ مل کر استعمال کیا جائے تو نئے امکانات کی وسیع گنجائش پیدا ہوتی ہے۔ سال کے
دوران کچھ دلچسپ دریافت سامنے آئی ہیں۔

بایوفرٹیلائیزر

مربوط تغذیہ مینجمنٹ (INM) پروگرام 17 مراکز میں چلایا جارہا ہے اور اس سے کچھ نظاموں کے لیے پیکج حاصل ہوئے۔
پروجیکٹ کے آخر تک کچھ مزید مینجمنٹ پیکجوں کے ملنے کی توقع ہے۔ ان مطالعات سے یہ ثابت ہوگیا کہ بایوفرٹیلائیزروں کے
استعمال سے فصل کی پیداوار میں اضافہ ہوا جس سے 25 تا 30 فی صد نائیٹروجن کو بدلا جاسکتا ہے۔ نامیاتی مادہ، فرٹیلائیزروں اور
بایوفرٹیلائیزروں کے متحدہ اطلاق سے مٹی کی ساخت میں کافی بہتری پیدا ہوئی ہے۔ مختلف بایوفرٹیلائیزروں کے اقسام کی
خصوصیات کا پتہ لگانے کے لیے رینڈم ایمپلی فائیڈ پولی مارفک ڈی این اے تجزیہ کیا گیا۔ رائزوبیم، ایکواسپی ریلیم اور ایسوٹوبکٹر
اقسام گس جین ٹیگنگ کی تکنیک کو معیار بند کرلیا گیا ہے خالص ان وٹروسسٹم میں ٹیگڈ اسٹرینس اور فیکر وا وران ٹیگڈ اسٹرینڈ کے مکسڈ
کلچر سے روٹ کولونائیزیشن کے ثبوت ملے ہیں۔ جینی تنوع اور فنوٹپکلی یکساں اسٹرلینس سے ہیٹروجینٹی کا پتہ لگانے کے لیے ڈی
این اے فنگر پرنٹنگ پروٹوکول کامیابی کے ساتھ فروغ دیا گیا ہے۔

پلانٹ ٹشو کلچر (پود بافتی کاشت)

پودٹشو کلچر کے تحت اس سال جنگلوں کے پیڑوں، پھلوں کی کھیتی اور پود فصلوں پر زور دیا گیا۔ پروگرام کا خاص مقصد بڑی تعدا
میں روپے جانے کے لیے پیداوار نظام کا فروغ، سالمی حیاتیاتی طریقوں سے فصل میں اصلاح، ڈی این اے فنگر پرنٹنگ اور
سالمی مارکروں کے ذریعہ ایلیلس کی شناخت کرنا ہے۔ مختلف زرعی آب وہوائی خطوں میں علاقائی ہارڈننگ اکائیوں کی مدد جاری
رکھی گئی۔ یہ اکائیاں علاقے کے صارفین کی ضرورت کو پورا کررہی ہیں۔

کیرل زرعی یونیورسٹی، ترقی شور میں متعدد ناول آرچڈ ہائبرڈ تیار کیے گئے۔ کاجو کے مائکرو پروپیگیشن کے لیے پروٹوکال کا
معیار تیار کیا گیا ان کی ہیئر وہ مائکروگرافٹنگ کی گئی اور قائم ہوچکے پودوں کی کھیت میں منتقلی کی گئی۔ کالی مرچ کے ٹشو کلچر کے کھیتوں
میں فیلڈ مظاہرے کے پروجیکٹ اب کیرل، تملناڈ، کرناٹک، انڈمان نکوبار جزائر اور شمال مشرقی علاقے کے 100 ہیکٹر رقبے میں
شروع کیے گئے ہیں۔

حیاتیاتی تفتیش (Bioprospecting)

بایوپراسپکٹنگ پروگرام میں حیاتیاتی تنوع کا پتہ لگانے، انونٹروآئزیشن، جین اور سالمی تفتیش کی شناخت پر زیادہ زور

دیا گیا ہے سات شمال مشرقی ریاستوں، پانچ مغربی گھاٹ ریاستوں اور شمال مغربی ہمالیائی خطے میں جغرافیائی اطلاعاتی نظام اور ریموٹ سنسنگ کا استعمال کر کے ویجیٹیشن میپنگ اور لینڈ اسکیپ (بنجر زمین) سطح پر حیاتی تنوع کی خصوصیات کا پتہ لگایا گیا۔

مزید براں 30 مائیکرو سیٹلائٹ بازاروں کو فروغ دیا گیا، سال کے دوران اضافی مارکروں کو فروغ دیا گیا اور ان کو حتمی شکل دی گئی۔

حیاتی تنوع کا تحفظ اور ماحول

واضح ٹکنالوجیوں کے فروغ میں حیاتی ٹکنالوجی کے استعمال اور حیاتی تنوع تحفظ اور خصوصیات کی پہچان پر زیادہ زور دیا جا رہا ہے۔ ترقی یافتہ ٹکنالوجیوں کے استعمال اور ان کو قبول کرنے کے سلسلے کو آسان بنانے کے لیے شروع سے ہی صنعتوں کو شامل کیا جاتا ہے۔ ٹکنالوجیوں کے استعمال کی حوصلہ افزائی کے لیے صنعت کی شراکت کے ساتھ متعدد مشترکہ ورکشاپ اور سمینار منعقد کیے جا رہے ہیں۔ تجربہ گاہوں میں ٹکنالوجیوں کو بڑے پیمانے پر اور صنعتوں کے مقام پر ترقی یافتہ ٹکنالوجیوں کے مظاہرے و منتقلی کے لیے بڑی پہل کی گئی ہے۔ برایوفائٹس اور ٹیریڈوفائٹس جیسے کم ترین پودوں کی آلودگی کی شناخت، کم ترین جانوروں کی خصوصیات کی پہچان اور تحفظ کے لیے سالمی طریقوں کا استعمال اور مشکل سے مڑنے والے ریکلس ٹرینٹ زینوبائیکس کی جینا بلک انجینئرنگ پر پروگراموں کے لیے کثیرادارہ جاتی نٹ ورک کو مدد فراہم کی گئی۔ ایک کتاب ''اینوویٹو ایوائرمنٹل بائیو ٹکنالوجی فرام ریسرچ ٹو ایپلی کیشن'' کے عنوان سے نکالی گئی ہے۔

طبی بایوٹکنالوجی

طبی حیاتی ٹکنالوجی اور صحت کی دیکھ بھال میدان میں سالمی تشخیص، جنٹک ویکسینوں بیماری پھیلانے والوں کی سالمی خصوصیات کی شناخت، نئی ادویات کے اہداف اور وائرل، بیکٹیریل اور طفیلی انفکشن میں نئے دوا ڈیلیوری نظام پر توجہ دی جا رہی ہے۔ ساتھ ہی سروائیکل اور رحم کے کینسر اسٹیم سیل حیاتیات، پروڈکٹوں اور عمل کے فروغ، ترقی یافتہ بنیادی سہولیات اور مہارت کے میدان میں بھی بڑے پروگرام چلائے جا رہے ہیں۔ ابھی تقریباً 115 تحقیق اور ترقیاتی پروجیکٹوں پر کام چل رہا ہے اور ان پروجیکٹوں سے جڑے 165 پیپرس قومی اور بین الاقوامی رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔

غذا ٹکنالوجی

ملک کے مختلف علاقوں میں غذا حیاتی ٹکنالوجی میں تحقیق و ترقی کے لیے پانچ اداروں کو مضبوط کیا جا رہا ہے ایک ادارے نے فوڈ بایو ٹکنالوجی میں پوسٹ گریجویٹ پروگرام شروع کیا ہے۔ اویسٹر مشروم کے 100 کلوگرام یومیہ تک کی بڑی پیداوار سطح کو حاصل کرنے کے لیے دیہی اور شہری ماڈل تیار کیے گئے ہیں۔ غذا کی گریڈ اسپرولینا کے بڑے سطح پر کفایتی پیداوار کے لیے پروٹو کول کو فروغ دیا گیا ہے۔ غذائی اشیا سے پھیلنے والی بیماریوں۔ ہیضہ اور انیٹرک پیتھوجن، ایباربک، غذائی اشیاء کے پھیلنے اور وائرل وِس کی فوری جانچ کے پروٹو ٹائپ کٹ فروغ دیے گئے ہیں۔ جنسی طور پر اصلاح یافتہ غذائی اشیا اور غذا پروڈکٹوں کے تجزیاتی طریقے سے جانچ کے طریقے کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

مائکروبی اور صنعتی حیاتی ٹکنالوجی

''بایوٹیک پروڈکٹ اینڈ پراسس ڈیولپمنٹ'' پر ٹاسک فورس نے قومی ضرورتوں اور ترجیحات کے مطابق نئے قدم اٹھائے ہیں۔ان کوششوں کے ذریعہ حیاتیاتی ٹکنالوجی کے محکمے نے اہم ٹکنالوجیوں کے نئے طریقہ عمل کے فروغ میں کافی پیش رفت کی ہے۔تحقیقی پروجیکٹوں کے ذریعہ صنعتی امکانات والے متعدد ٹکنالوجیوں کو فروغ دیا گیا ہے مختلف میدانوں میں علاقہ وار پیش رفت درج ذیل ہے:

ماحولیاتی اطلاق: کارخانہ دباغی سے نکلنے والے فضلات کو نمٹانے کے لیے خصوصی مائکروبی پیکجوں والی نئی حیاتی طبعی ٹکنالوجی منفرد تیر نے والی تکنیک کو فروغ دیا گیا ہے۔

صنعتی اطلاق: تحقیقی و ترقیاتی کوششوں کے نتیجے میں پھپھوندی قلوی پوٹیز کو فروغ دیا گیا ہے جسے چمڑا بنانے میں قبل دباغی عمل جیسے بال ہٹانے، بکری اور گائے کے چمڑے کو ڈبونے اور دیگر عمل میں مفید پایا گیا۔طبعی جانچ سے دیکھا گیا کہ اینزائم ٹریٹمنٹ سے حاصل چمڑے کی کوالٹی کیمیائی ٹریٹمنٹ کے مقابل ہی ہے ہیلتھ سیکٹر: پستان ٹیومر سے جڑے اینٹی جن کو اصلاح کر کے اس کی خصوصیات کا تعین کر لیا گیا ہے اس سے عورتوں کے پستان کے کینسر کا پتہ لگانے میں اس کا استعمال امینوڈایگنسٹک ٹول کے طور پر کیا جاسکے گا۔الکٹروکیمیکل اینٹرپمنٹ طریقے سے پائی پائرول پر کلوسٹرال آکسیڈیز الموبیلائز کر کے کولسٹرول بایو سنسر کو فروغ دیا گیا ہے۔

زراعت میں اطلاق کے لیے بیکٹریل انوکولیشن: تحقیقی کوششوں کے نتیجے میں نمو یافتہ بیکٹریا کے الووکولینشس کا برتنوں اور کھیت پر مٹی ایسے (پرکھ) میں نموتائید پر اثر آنکا گیا۔انہوں نے ان ویٹرو فاسفیٹ سولیو بلاسرنگ سرگرمی اور بہتر پودمظاہرہ دکھایا۔ ساتھ ہی برتن اور کھیتوں میں جانچ کے دوران دانوں کی پیداوار میں 65-1 اور 55-1 گنا کا اضافہ ہوا۔ انووکوسیشنس میں رایزواسفیر سے متعلق بیکٹریل اور ریکٹی نوماسیٹس تعداد اور اسٹمولیٹ کیا اور پھپھوندی کو روکا۔

ذہانت ورثہ حقوق

حیاتیاتی ٹکنالوجی پیٹنٹ سہولت کارسیل (PPFC) کے ذریعہ محکمہ حیاتی ٹیکنالوجی (DBT) امداد یافتہ پروجیکٹوں سے حاصل تمام ایجادات کے لیے ایک ہی مقام پر ٹینٹ کی سہولیات فراہم کراتا ہے۔

محکمہ کے ذریعہ امداد یافتہ تحقیق کے نتائج کے تحفظ اور سائنس دانوں کو ان کی قوت ذہانت علامت پروڈکٹوں کے تحفظ کے لیے پٹینٹ دائر کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کرنے کے سلسلے میں ہر ایک PIs کو محکمہ کے ذریعہ تیار پٹینٹ سہولت کی معلومات مہیا کی گئی۔

خواتین اور دیہی ترقی کے لیے پروگرام

پروگراموں کے خاص آمدنی بڑھانے اور بہتر خدمات صحت کرنے کے لیے حیاتی ٹکنالوجی پیکجوں کے تئیں بیداری پیدا کرنا، روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے کے لیے حیاتی ٹکنالوجی طریقوں اور ساموں سامان کا استعمال کرنا اور دیہی علاقوں میں مقصود عوام اور خواتین کے سماجی واقتصادی اصلاح کے لیے بایو ولیج کے تصور کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔دیہی علاقوں کے پروگراموں سے اب تک 12,000 روپے ماہانہ تک کی اضافی آمدنی ہوتی ہے خواتین کے پروگرام سے متعلق خواتین میں مختلف میدانوں جیسے فوڈ پراسسنگ، ریشم کے کیڑوں کو پالنا، بکری اور مرغی پالن، مچھلی پالن، اعلیٰ

درجے کے اون کی پیداوار کے لیے خرگوش پالن، ادویاتی اور خوشبودار پودوں کے لیے نرسری بنانا، متعدد ہربل پیداوار کے لیے فارمولے تیار کرنے میں کاراندازی فروغ کی تربیت دی گئی اب تک تقریباً 18,000 خواتین کو اس پروگرام سے فائدہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ 85 خواتین گریجویٹ کو فوڈ پراسسنگ ٹکنالوجیوں اور بیکری اور ڈیری کے کام کاج میں تربیت دی گئی ہے۔ تقریباً 800 خواتین کو پھول پیداوار اور ٹشو کلچرڈ خوبصورت پودوں کے پروڈکشن کے کاروبار کے طور پر اپنانے کی تربیت دی گئی ہے۔

درج فہرست ذات/قبائل کے لیے بایوٹکنالوجی پرمبنی پروگرام

درج فہرست ذات/قبائل کمیونیٹوں کے لیے سماجی واقتصادی حالت میں بہتری پیدا کرنے میں حیاتی ٹکنالوجی میں کافی صلاحیت ہے۔ پروگرام کے تحت ثابت، بایوٹکنالوجی پروڈکٹوں اور عمل کاری کو سماج کے کمزور طبقات کے لوگوں کو فراہم کیا جاتا ہے تاکہ ان کی صحت اچھی ہو، روزگار کے مواقع حاصل ہوں اور خاندان کی آمدنی میں بہتری پیدا ہو۔ مختلف یونیورسٹیوں، عوامی فنڈ اداروں، رضاکار اور غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعہ اس پروگرام کے تحت پروجیکٹ لاگو کیے جاتے ہیں جس سے فیلڈ مظاہرہ کے دوران عملی تربیت حاصل ہوئی۔

زلزلے کے متاثرین افراد کے مفاد کے لیے پروگرام

گجرات کے زلزلے سے متاثر کچھ علاقے کے لوگوں کی بازآبادکاری کے لیے محکمہ نے زلزلے کے فوراً بعد مارچ 2001 میں چھ پروجیکٹ چلائے۔ یہ پروجیکٹ اسپرولینا کی پیداوار اور استعمال، ورمی کمپوزیٹنگ، بایوکنٹرول ایجنٹوں، جانوروں کے چارے اور حفاظتی ٹیکہ کاری، پالی ہاؤس فارمنگ اور علاقے کے لیے موزوں اور پھل والے درختوں کو لگانے سے متعلق تھی۔ پروگرام کی کامیابی کے مدنظر اور علاقے کی ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے محکمہ نے اکتوبر "2002 میں کچھ میں" کرشی جے پرودکی پر سار پروگرام شروع میں تین سال کے لیے چلایا جسے بعد میں ہر ایک سرگری کی کامیابی کو ذہن میں رکھتے ہوئے مزید دو سالوں تک چلایا جائے گا پروگرام میں پہلے کے بازآبادکاری پروگرام کی سبھی چل رہی سرگرمیوں کو جاری رکھا گیا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچ سکے۔

حیاتی تحفظ امور

وزارت برائے ماحولیات اور جنگلات نے ماحول (تحفظ) ایکٹ 1986 کے اہتمام کے تحت 5 دسمبر 1989 کو خطرناک خورد عضویات، جنسی طور پر بدلے عضویات یا خلیوں کے تیار کرنے، استعمال، درآمد، برآمد، اور ذخیرہ کرنے سے متعلق اصولوں کا اعلانیہ جاری کیا۔ GMO میں تحقیق اور کمرشیل استعمال سے نمٹنے کے لیے چھ بااختیار اتھارٹی کی تشکیل اس اعلانیہ کے ذریعہ کی گئی۔ تحقیقی سطح پر نمٹنے کے لیے اختیار ریویو کمیٹی آن جینٹک مینی پولیشن (RCGM) اور انسٹی ٹیوشنل بایوسیفٹی کمیٹی کو دیے گئے ہیں۔ کاروباری استعمال کے لیے جینٹک انجینیرنگ اپرول کمیٹی چوٹی کا ادارہ جو کہ GMO اور ان کی مصنوعات کو کھلے ماحول میں اتارنے اور اس کی کھپت کی منظوری دے سکتی ہے۔

بین الاقوامی اشتراک

سال 03-2002 کے دوران برازیل، ڈنمارک، ماریشیس اور سوڈان کے ساتھ چار نئے دوطرفہ معاہدوں/قرار ناموں پر دستخط/معاہدے کیے گے جس میں حیاتی ٹکنالوجی میں بین الاقوامی تعاون کے پروگرام کو تقویت ملی۔ جرمنی، سری لنکا، سویڈن،

برطانیہ، اور امریکا کے ساتھ دوفریقی معاہدوں اور تال میل کو آگے بڑھایا گیا۔ بیلا روس، کیوبا، ہنگری، ایران اور منگولیا کے ساتھ ربط قائم کیا گیا۔ ہندوستان و جرمنی مشترکہ ورکشاپ میں وبائی امراض کی تحقیق سے متعلق جینومکس کے میدان میں پروملکٹیوں کی شناخت کی گئی۔ ہندوستان اور امریکا سائنس اور ٹکنالوجی فورم کے تحت برین ریسرچ پر مشترکہ ورکشاپ منعقد کیا گیا جنومکس اور تغذیاتی تحفظ اور ایپاٹیکس اسٹریس کے دو ورکشاپوں کے انعقاد کا فیصلہ لیا گیا۔ سارک کی سائنس اور ٹکنالوجی پر تکنیکی کمیٹی کی دوسری میٹنگ کی سفارشات پر کام اگے بڑھایا گیا۔ تعلیم اور تربیت کے علاقائی پروگرام کے قیام کے لیے یونیکو میں بات چیت چل رہی ہے۔

خودمختار تحقیقی ادارے

محکمے کے تحت سات خودمختار ادارے ہیں۔ سائنس کا معیار، فراہم کی جانے والی خدمات پروڈکٹ کے فروغ، ٹینٹ دائر کرنے، پبلکیشن ریکارڈ اور دیگر پیرمیٹروں کے لحاظ سے ان کی کارکردگی بہت موثر رہی ہے یہ ادارے ہیں: (i) نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف امیونولوجی (NII)(ii) نیشنل سنٹر فار سیل سائنس) (NCCS) پونے، (ii) سنٹر فار ڈی۔ این۔ اے۔ فنگر پرنٹنگ اینڈ ڈائیوگنسٹکس (CDFD)، حیدرآباد (iv) نیشنل برین ریسرچ سنٹر (NBRC)، گڑگاؤں (v) نیشنل سنٹر فار پلانٹ جینوم ریسرچ (NCPGR) نئی دہلی (v) انسٹی ٹیوٹ آف لائف سائنسز (ILS) بھوبنیشور (viii) انٹرنیشنل سنٹر فار جینٹک انجنیرنگ اینڈ بائیوٹکنالوجی (ISGEB)، نئی دہلی اور (ix) بھارت امیونالوجکل اینڈ بائیولیکل کارپوریشن لمیٹیڈ (BIBCOL)، بلندشہر۔

25۔ نقل وحمل

ملک کی معاشی ترقی میں ٹرانسپورٹ کا مربوط نظام اہم رول ادا کرتا ہے ملک کا موجودہ ٹرانسپورٹ نظام، مختلف طریقوں مثلاً ریل، سڑک ساحلی جہاز رانی اور ہوائی پروازوں پر مشتمل ہے۔ٹرانسپورٹ نے حالیہ برسوں میں ٹرانسپورٹ نظام کا جال پھیلانے اور ان کے فروغ میں ریکارڈ ترقی کی ہے۔زمینی ٹرانسپورٹ کی وزارت، ریلوے اور شہری ہوابازی کو چھوڑ کر ٹرانسپورٹ کے مختلف ذرائع کی ترقی کے لئے پروگرام اور پالیسیاں وضع کرتی ہے۔

ریلوے

ملک میں مسافروں اور مال کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے میں ریلوے ایک اہم وسیلہ ہے۔بھارت ریلوے گزشتہ ایک صدی کے دوران قوم کو جوڑنے والی ایک بڑی طاقت رہی ہے۔اس نے جہاں معاشی زندگی کو جوڑے رکھا ہے وہاں صنعت اور زراعت کی ترقی کی رفتار تیز کرنے میں بھی مدد کی ہے۔بھارت میں پہلی ٹرین 1853 میں ممبئی اور تھانے کے درمیان چلائی گئی تھی جس نے دونوں جگہوں کے درمیان 34 کیلومیٹر کا فاصلہ کیا تھا۔اس کے بعد پھر ریلوے نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔

اب صورت حال یہ ہے کہ 31 مارچ 2002 کو 63,140 کیلومیٹر لمبے راستے پر 6,856 اسٹیشنوں، 39,236 مسافر گاڑیوں، 4,827 دوسری کوچنگ گاڑیوں، 2,16,717 مال ڈبے، 7,739 انجن وغیرہ کا ایک بڑا نٹ ورک ہے۔

31 مارچ 2002 کو گیج وار راستے اور پٹریوں کا نظام یہ تھا

گیج	راستہ (کیلومیٹر)	رننگ ٹریک (کیلومیٹر)	مجموعی ٹریک (کیلومیٹر)
بڑی لائنیں (1676 ایم ایم)	45,099	63,780	87,184
چھوٹی لائن (1000 ایم ایم)	14,776	15,229	18,392
نیرو گیج (762 ایم ایم اور 610 ایم ایم)	3,265	3,305	3,651
میزان	63,140	82,314	1,09,227

روٹ کیلومیٹر کے 25 فیصد حصے پر، رواں ٹریک کیلومیٹر کے 36 فیصدی حصے پر اور مجموعی ٹریک کیلومیٹر کے 36 فیصدی حصے پر بجلی سے گاڑیاں چلائی جاتی ہیں۔31 مارچ 2002 کو ریلوے کے پورے نیٹ ورک کو نو منطقوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور انہیں مزید تقسیم کر کے متعدد ڈویژنوں میں بانٹ دیا گیا تھا۔اس کے بعد نٹ ورک کی مزید ذیلی تقسیم کر کے 16 زون میں بانٹ دیا گیا ہے ڈویژن بنیادی عمل اکائی ہے۔16 زون دوران کے متعلقہ ہیڈ کوارٹروں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ریلوے	صدر دفاتر
وسطی	ممبئی سنٹرل
مشرقی	کلکتہ
شمالی	نئی دہلی
شمال مشرقی	گورکھپور
شمال مشرقی سرحد	مالےگاؤں (گوہاٹی)
جنوبی	چنئی
جنوب وسطی	سکندر آباد
جنوب مشرقی	کلکتہ
مغربی	چرچ گیٹ، ممبئی
مشرقی وسطی ریلوے	حاجی پور
مشرق ساحلی ریلوے	بھونیشور
شمال وسطی ریلوے	الہ آباد
شمال مغرب ریلوے	جے پور
جنوب مشرق وسطی ریلوے	ولاس پور
جنوب مغربی ریلوے	ہبلی
مغرب وسطی ریلوے	جبلپور

ہندوستانی ریلوے کو 16 زونوں میں بازتشکیل کی گئی ہے۔ دو نئے ریلوے زون، مشرقی وسطی ریلوے، حاجی پور اور شمال مغرب ریلوے، جے پور، یکم اکتوبر 2002 سے شروع کئے گئے ہیں۔ پانچ اور نئے زونوں مشرقی ساحلی ریلوے، بھونیشور، شمال وسطی ریلوے الہ آباد، جنوب مشرقی وسطی ریلوے، بلاس پور، جنوب مغرب ریلوے، ہبلی اور مغرب وسطی ریلوے، جبلپور میں یکم اپریل 2003 سے کام کی شروعات ہوئی۔ زونوں کی بازتشکیل کے ساتھ ساتھ آٹھ نئے ریلوے ڈویژن بھی بنائے گئے ہیں۔ یہ ہیں شمالی ریلوے میں آگرہ، مغربی ریلوے میں احمد آباد جنوبی وسط ریلوے میں گنٹور اور نانڈیڑ، وسطی ریلوے میں پونے، جنوب مشرقی وسطی ریلوے میں رائے پور، جنوب مشرق ریلوے میں رانچی اور جنوب مشرق سرحدی ریلوے میں رنگیا۔ ان سبھی نے یکم اپریل 2003 سے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

عوام اور ریلوے انتظامیہ کے درمیان مختلف کمیٹیوں کے ذریعہ تعاون حاصل کیا جاتا ہے۔ ان کمیٹیوں میں مطقائی ریلوے یوزرس مشاورتی کمیٹیاں اور ڈویژنل ریلوے یوزرس مشاورتی کمیٹیاں شامل ہیں۔ 31 مارچ 2002 کو زیر استعمال انجنوں کا بیڑہ 53 بھاپ کے 4,815 ڈیزل سے چلنے والے اور 2,871 بجلی کے لوکوموٹیو پر مشتمل تھا۔ اس وقت ریلوے میں ایندھن کی کم

کھپت اور زیادہ طاقت والے نئی ڈیزائنوں کے انجنوں، تیز رفتار ریل گاڑیوں کے مسافر ڈبوں اور مال گاڑیوں کے جدید طرح کے ڈبوں کو اپنانے کے لئے کارروائی چل رہی ہے۔ ٹرینوں کے بلا رکاوٹ چلنے کے عمل کو یقینی اور محفوظ بنانے کے لئے سگنل دینے کا جدید نظام مثلاً پینل انٹرلاکنگ سینٹرلائنز ڈ ٹریفک کنٹرول خودکار سگنل اور ملٹی اسپیکٹ کلر لائٹ سگنل کا نظام شروع کر دیا ہے۔ بھارت ریلوے نے رولنگ اسٹاک (انجن بوگیاں اور ویگن وغیرہ) وغیرہ کی گھریلو پیداوار میں اور دوسرے ساز و سامان کی پیداوار میں بھی موثر ترقی کی ہے اور اب ان تمام میدانوں میں تقریباً خود کفیل ہے۔ ریلوے منصوبہ بندی کے اصل مقاصد ٹرانسپورٹ کے بنیادی ڈھانچے کو فروغ دینا اور معیشت کی ترقیاتی ضرورتوں کو پورا کرنا ہے۔

51-1950 میں منصوبہ دور کے شروع ہونے کے بعد سے بھارت ریلوے نے نو پانچ سالہ منصوبوں اور کئی سالانہ منصوبوں پر عمل درآمد کیا ہے۔ ان کے علاوہ چند برسوں تک سالانہ منصوبوں پر بھی عمل آوری کی گئی۔ ریل ٹرانسپورٹ کی روز افزوں، بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لئے تکنیکی تبدیلی پر بڑھتے ہوئے اخراجات کو نظر انداز کر دیا گیا تاکہ ریلوے نظام اپنی پوری صلاحیت سے کام کر سکے۔ املاک کی بحالی پر خصوصی توجہ دینے کے ساتھ ٹریک، لوکوموٹیو، مسافر گاڑیوں کے ڈبے، بوگیوں کی ڈیزائن، سگنل کے نظام اور ٹیلی مواصلات جیسے اہم علاقوں میں تکنیکی تبدیلیوں اور انہیں اپ گریڈ کرنے کے اقدام بھی شروع کئے گئے ہیں۔ ریل ٹریفک اور متعلقہ سامان کی وضاحت گوشوارہ نمبر 25.1 میں کر دی گئی۔

سرکاری کارخانے

ریلوے کی وزارت کے انتظام کے تحت پانچ کارخانے کام کر رہے ہیں (i) ریل انڈیا ٹیکنیکل اور اکنامک سروسز لمیٹیڈ (آر آئی ٹی ای ایس) (ii) انڈین ریلوے کانسٹرکشن کمپنی لمیٹیڈ (ارکان) (iii) انڈین ریلوے فائینس کارپوریشن لمیٹیڈ (آئی آر ایف سی) (iv) کنٹینرز کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ (سی او این سی او آر) اور (v) کونکن ریلوے کارپوریشن لمیٹیڈ (کے آر سی)۔ اس کے علاوہ حال ہی ہندوستانی ریلوے کیٹرنگ اینڈ ٹورز کارپوریشن اور ریل ٹیل کارپوریشن آف انڈیا کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ ریلوے کی مختلف کمپیوٹر پروجیکٹوں کا ڈیزائن تیار کرنے اور انہیں لاگو کرنے کے لئے حال ہی میں رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر مرکز برائے ریلوے اطلاعات نظام (سی آر آئی ایس) ریلوے کے متعلق کمپیوٹرائزیشن پروجیکٹوں کی ڈیزائن بنانے اور اسے مکمل کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔

تحقیق اور ترقی

لکھنؤ میں قائم ریسرچ ڈیزائن اور اسٹینڈرڈس آرگنائزیشن (آر ڈی ایس او) بھارت ریلوے کا (آر۔ او۔ ڈی) ریسرچ اور ڈیزائن شعبہ ہے۔ یہ تکنیکی امور میں بھارت ریلوے کو مشورے دیتی ہے۔ ریلوے مینوفیکچر اور ڈیزائن سے متعلق دوسری تنظیموں کو بھی یہ مشاورتی خدمات فراہم کرتی ہے۔

ریلوے مالیات

ریلوے مالیات کو 25-1924 سے عام آمدنی سے الگ رکھا گیا ہے۔ ریلوے کا اپنا الگ فنڈ اور حساب کتاب ہے۔ اور پارلیمنٹ میں ریلوے بجٹ بھی الگ سے پیش کیا جاتا ہے۔ تاہم ریلوے سرمایہ کاری کی رقم کا کچھ حصہ عام آمدنی میں شامل کر دیتی ہے۔ پارلیمانی کنونشن کمیٹی وقتاً فوقتاً ریلوے کے حصے کا جائزہ لیتی رہتی ہے۔

جدول 25.1 ریلوے ٹریفک اور حصولیابیوں کی پیش رفت

سال	راستے کی لمبائی (کلومیٹر میں)			رننگ ٹریک (کلومیٹر میں)	مسافروں کی تعداد (لاکھ)	کل مال مال گاڑیاں (لاکھ ٹن)	لوکوموٹیوس کی تعداد			کوچنگ وہیکلس	ویگنوں کی تعداد
	بجلی شدہ	غیر بجلی شدہ	میزان				بھاپ	ڈیزل	بجلی		
1950-51	388	53,208	53,596	59,315	12,840	930	8,120	17	72	19,628	2,05,596
1960-61	784	55,499	56,247	63,602	15,940	1,562	10,312	181	131	28,439	3,07,907
1970-71	3,706	56,081	59,790	71,669	24,311	1,965	9,387	1,169	602	35,145	3,83,990
1980-81	5,345	55,895	61,240	75,860	36,125	2,200	7,469	2,403	1,036	38,333	4,00,946
1990-91	9,968	52,399	62,367	78,607	38,576	3,414	2,915	3,759	1,743	38,511	3,46,102
1991-92	10,653	51,805	62,458	78,969	40,486	3,600	2,492	3,905	1,871	39,350	3,46,394
1992-93	11,064	51,422	62,486	79,200	37,494	3,709	1,725	4,069	2,012	39,924	3,37,562
1993-94	11,260	51,202	62,462	79,188	37,080	3,775	911	4,192	2,117	40,053	3,12,405
1994-95	11,772	50,888	62,660	79,495	39,150	3,816	358	4,259	2,302	39,214	2,91,360
1995-96	12,306	50,609	62,915	80,441	40,180	4,055	209	4,313	2,387	39,308	2,60,791
1996-97	13,018	49,707	62,725	80,754	41,530	4,234	85	4,363	2,519	39,257	2,72,127
1997-98	13,490	49,005	62,495	80,908	43,480	4,455	64	4,496	2,646	40,030	2,63,981
1998-99	13,765	49,044	62,809	81,511	44,110	4,416	58	4,586	2,785	40,775	2,53,186
1999-2000	14,261	48,498	62,759	81,252	45,849	4,782	56	4,651	2,810	41,348	2,44,419
2000-2001	14,856	48,172	63,028	81,865	48,327	5,042	54	4,702	2,810	42,657	2,22,193
2001-2002	15,994	47,146	63,140	82,354	50,927	5,222	53	4,815	2,871	44,063	2,16,717

رولنگ اسٹاک

ریلوے نے حالیہ برسوں میں رولنگ اسٹاک کی پیداوار میں خود کفالت حاصل کرنے کی مربوط کوششیں کی ہیں۔ لوکوموٹیو چترنجن لوکوموٹیو ورکس (سی ایل ڈبلو) چترنجن، ڈیزل لوکوموٹیو ورکس (ڈی ایل ڈبلو) بنارس اور بی ایچ ای ایل بھوپال میں تیار کئے جاتے ہیں۔ سرکاری زمرہ کے بھوپال کے کارخانے نے بھارت ریلوے کے لئے بجلی سے چلنے والے لوکوموٹیو تیار کرنے کی صلاحیت پیدا کرلی ہے۔ ڈیزل انجن کے کل پرزے جوڑنے اور دیگر ساز وسامان بنانے کی بشمول مرمت کا کام پٹیالہ کے ڈیزل کمپونٹ ورکس میں ہوتا ہے۔ اس پروجیکٹ نے ڈیزل انجن کے پرزوں کے بنانے اور ان کی مرمت اور ڈیزل انجنوں کے بنانے میں معتین صلاحیت حاصل کرلی ہے۔ زیادہ تر سواری ڈبوں کی تعمیر چنئی میں پیرمبور کی انگرل کوچ فیکٹری میں کیا جاتا ہے ان کے علاوہ سرکاری زمرہ میں دو اور کارخانے میسرز جسوپس کلکتہ اور بھارت ارتھ موورس لمٹیڈ بنگلور (بی ای ایم ایل) ہیں جو کوچ اور بجلی کے ریل انجن (CMU) وغیرہ تیار کرتے ہیں۔ بنگلور میں انجنوں کے پہیے اور دھرے (Axel) تیار کرنے کا ایک کارخانہ قائم کیا گیا ہے تا کہ ان دونوں سامانوں کی درآمدات کم کی جاسکیں۔

مسافر ٹریفک

1950-51 میں 1284 ملین لوگوں نے سفر کیا جب کہ 2001-02 میں ان کی تعداد بڑھ کر 5,093 ملین ہوگئی۔ اسی طرح 1950-51 میں مسافروں کے ذریعہ طے کی گئی دوری 66.52 ارب کلومیٹر سے بڑھ کر 493.5 ارب کلومیٹر ہوگئی۔ وسائل کی کمی کے باوجود ریلوے مسافر ٹریفک کی بڑھتی ہوئی مانگ سے نپٹنے میں کامیاب رہی۔

مال ڈھلائی کرایہ

صنعتی اور زرعی سیکٹروں میں روز افزوں ترقی نے ریل ٹرانسپورٹ کی مانگ میں زبردست اضافہ کردیا ہے۔ کوئلہ، لوہا، فولاد اور کچ دھات پیٹرولیم مصنوعات جیسے بنیادی سیکٹروں اور ضروری اشیا مثلاً غلہ، فرٹلائزر، سیمنٹ، شکر نمک، کھانے کے تیل وغیرہ میں خاص طور سے ریل ٹرانسپورٹ کی مانگ میں اضافہ ہوا ہے۔ 1950-51 میں مال گاڑی سے 732 لاکھ ٹن سامان بھیجا گیا جب کہ 2001-02 میں یہ مقدار بڑھ کر 49 کروڑ 25 لاکھ ٹن ہوگئی۔ جہاں تک نیٹ ٹن کلومیٹر میں اضافہ کا سوال ہے، وہ 1950-51 میں 38 ارب سے بڑھ کر 2001-02 میں 333.23 ارب ہوگئی۔ NT (مال ڈھلائی) میں اضافے کے جو اقدام کئے گئے ہیں ان میں چند یہ ہیں: (i) بعض اہم سیکٹر میں لائن کی صلاحیت میں اضافہ اور سگنل نظام کی جدید کاری (ii) کوئلہ جیسی بڑے پیمانے پر ڈھوئی جانے والی اشیاء کے لیے خاص مال گاڑیوں (یونٹ ٹرین) کا چلانا (iii) رولر بورنگ والے مال ویگنوں میں اضافہ (iv) ٹریلنگ وزن کی صلاحیت بڑھا کر 4,500 ٹن کرنا (v) پورے ملک میں یکساں گیج (UNIT-GAUGE) ریلوے نظام کا قیام (vi) مضبوط پٹریاں اور کنکریٹ کے سلیپر فراہم کر کے ٹریک ڈھانچے کو مستحکم تر بنانا (vii) چترنجن لوموٹیو ورکس میں 5 ہزار ہارس پاور کے پروٹو ٹائپ الکٹرک لوکوموٹیو کی پیداوار۔

سڑکیں

دنیا میں سب سے بڑا سڑک نیٹ ورک بھارت میں ہے۔ بھارت میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 33 لاکھ کلومیٹر تھی۔ سڑک نٹ ورک کے تحت قومی شاہراہ، ریاستوں کی شاہراہیں، اہم دیگر ضلع سڑکیں اور گاؤں کی سڑکیں شامل ہیں۔ ان میں قومی اور ریاستی

شاہراہوں کا اہم مقام ہے جن کی لمبائی تقریباً 1,72,000 کلومیٹر ہے۔ تقریباً 60فی صد مال ڈھلائی اور 87فی صد مسافر ٹریفک انہیں شاہراہوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ مرکزی سیکٹر کے پروگرام کے تحت ان قومی شاہراہوں کی تعمیر اور رکھ رکھاؤ کا کام شامل ہے جبکہ دیگر زمروں کی ذمہ داری ریاستوں رمرکز کے زیر اہتمام علاقوں کی ہے۔ نویں پنج سالہ منصوبے میں ملک میں سڑک نیٹ ورک کی مربوط اور متوازن ترقی پر خاص زور دیا گیا ہے (i) اس مدت کے دوران حکومت نے جامع قومی شاہراہ ترقیاتی پروگرام (NHDA) بھی شروع کیا، جس میں کافی پیش رفت ہوئی۔ دسویں پنج سالہ منصوبے (07-2002) کے دوران سڑکوں کی ترقی کو ملک کے مجموعی سڑک نقل وحمل کا لاینفک جزو سمجھا گیا ہے جس میں تین عملی گروپوں کو مضبوط بنانے پر زور دیا گیا ہے۔ یہ ہیں پرائمری نظام (قومی شاہراہ اور ایکسپریس نظام) سیکنڈری نظام (ریاستی شاہراہ اور اہم ضلع سڑکیں) اور دیہی سڑکیں۔ منصوبے کے دوران قومی شاہراہ ترقیاتی پروگرام کو پورا کرنے اور موجودہ قومی شاہراہ نٹ ورک کی خامیوں کو دور کرنے کا ہدف رکھا گیا ہے تاکہ لمبی دوری تک سفر میں رفتار اور سلامتی بڑھائی جا سکے اور ملک کی معیشت میں مضبوطی لائی جا سکے۔

دسویں پنج سالہ منصوبے کے لئے مرکزی سیکٹر کے سڑک پروگرام کے لئے 59,490 کروڑ روپے کے مصارف کا ہدف متعین کیا گیا ہے (جس میں 500 کروڑ روپے کا اہتمام بین ریاستی شاہراہوں اور اقتصادی اہمیت کی سڑکوں کے لئے کیا گیا ہے) منصوبے کے لئے داخلی اور اضافی بجٹی وسائل سے 24,700 کروڑ روپے مہیا کرنے کی توقع ہے۔ ریاستوں رمرکز کے زیر انتظام دور ریلوں کے لئے تقریباً 50,321 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔

قومی شاہراہیں

قومی شاہراہ نظام کے تحت آنے والی 58,112 کلومیٹر کے سڑکوں کی تمام تر ذمہ داری مرکزی حکومت پر ہے۔ ملک میں معاشی ترقی کی حوصلہ افزائی کے لئے قومی شاہراہ ترقیاتی پروگرام کے تحت 1999 میں تقریباً 13 ہزار کلومیٹر لمبے 4/6 لین والے قومی شاہراہوں کی ترقی کا جامع پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ جسے دسمبر 2007 تک پورا ہونے کا ہدف رکھا گیا ہے۔ اس میں 54,000 کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ لگایا گیا۔ یہ غالباً ملک میں اب تک شروع کئے گے سب سے بڑے سڑک ترقیاتی پروگراموں میں سے ایک ہے۔ یہ پروجیکٹ قومی شاہراہ ترقیاتی پروگرام کے درج ذیل اجزاء ہیں:

(i) گولڈن چوگوشہ (OC) چار میٹرو شہروں کو جوڑنے والے قومی شاہراہوں پر مشتمل ہے۔ اس جزو کے تحت کل 5,846 کلومیٹر لمبے قومی شاہراہ شامل ہیں۔ (ii) شمال جنوبی ملکی گزرگاہ، اس میں کوچی۔ سالیم اسپر شاہراہ شامل ہے جو سری نگر کو کنیا کماری سے جوڑنے والی قومی شاہراہ (کوریڈار) سلچر کو پوربندر سے جوڑنے والی قومی شاہراہ شامل ہیں۔ ان قومی شاہراہوں کی کل لمبائی 7,300 کلومیٹر ہے۔ ملک میں بنیادی ڈھانچہ نٹ ورک مضبوط بنانے کے لئے قومی شاہراہ اتھارٹی کے ذریعہ پاراویپ، ہلدیہ، وشاکھاپٹنم، چنئی، اینور، توتی کورن، کوچین، نومنگلور، مرموگاؤں، جواہر لعل نہرو بندرگاہ اور کانڈلہ بندرگاہ کو تقریباً 400 کلومیٹر لمبے چار لین والی رابطہ سڑک سے جوڑنے کا پروجیکٹ شروع کیا گیا ہے، اس کے تحت کانڈلہ سے رابطہ سڑک کی ترقی کا کام پورا ہو چکا ہے۔

قومی شاہراہ ترقیاتی پروگرام کے تحت 4/6 لین کی تعمیر کر کے شاہراہوں کی توسیع صلاحیت کے علاوہ حکومت نے قومی شاہراہوں پر گاڑی چلانے کے لحاظ سے ان کے معیار میں بہتری کے لئے بھی پروگرام شروع کیا ہے۔ یہ پروگرام 1999 میں شروع کیا گیا تھا۔ اس وقت طے کیا گیا تھا کہ تقریباً 33,000 کلومیٹر لمبے قومی شاہراہوں (قومی شاہراہ ترقیاتی پروگرام کے علاوہ

بقایا لمبائی) معیار میں تیزی کی ضرورت ہے۔اس پروگرام کے تحت اب تک 30,000 کلومیٹر قومی شاہراہوں میں اصلاح کی گئی۔سال 05-2004 کے تحت قومی شاہراہوں کی باقی لمبائی میں اصلاح کیے جانے کا ہدف رکھا گیا ہے۔

ملک کے مختلف حصوں میں عالمی بینک، ایشائی ترقیاتی بنک اور جاپان بنک فار انٹرنیشنل کوآپریشن (JBIC) کے تعاون سے سڑک ترقیاتی پروجیکٹ شروع کیے گئے ہیں عالمی بنک کو 30 کروڑ 60 لاکھ امریکی ڈالر کی قرض امداد سے پنجاب، ہریانہ، اڑیسہ، مغربی بنگال، مدھیہ پردیش اور مہاراشٹر میں چھ پروجیکٹ جون 2001 میں پورے کئے گئے۔ JBIC کے قرض امداد کے تحت شروع کئے گئے تین پروجیکٹ پہلے ہی پورے کئے جاچکے ہیں اور ایک پروجیکٹ کے فروری 2004 تک پورا ہو جانے کا امکان ہے۔اس کے علاوہ قومی شاہراہ اتھارٹی کے ذریعہ ہریانہ، راجستھان، مغربی بنگال جھارکھنڈ اور آندھراپردیش میں ایشیائی ترقیاتی بنک کے 23 کروڑ 50 لاکھ امریکی ڈالر کی قرض امداد کے تحت شروع کئے گئے پروجیکٹوں کا کام کافی حد تک پورا ہو چکا ہے۔ گجرات مہاراشٹر میں سورت منورتول وے پروجیکٹ اور کرناٹک میں مغربی ٹرانسپورٹ کاری ڈار ترقیاتی پروجیکٹ کے لئے ایشیائی ترقیاتی بینک سے 18 کروڑ اور 24 کروڑ امریکی ڈالر کے قرض کا بندوبست کیا گیا ہے اس کے علاوہ اتر پردیش اور بہار جھارکھنڈ میں قومی شاہراہ کی ترقی کے لئے 51 کروڑ 60 لاکھ اور 58 کروڑ 90 لاکھ امریکی ڈالر کے دو قرض بھی حاصل کئے گئے ہیں۔قومی شاہراہ ترقیاتی پروجیکٹوں کے تحت مشرق۔مغرب راہ (کاریڈار) کو پوربندر سے دیسہ سیکشن (506 کلومیٹر) تک چارلین کا کرنے کا کام شروع کیا گیا ہے جس پر 2,373 کروڑ روپے کی لاگت آئیگی۔ اس میں سے 1,587 کروڑ روپے (32 کروڑ ڈالر) ایشیائی ترقیاتی بنک سے قرض کے طور پر ملیں گے۔مغربی بنگال رنگور (کاریڈار) ترقیاتی پروجیکٹ کے لئے حال ہی میں ایشائی ترقیاتی بنک کے ذریعہ 21 کروڑ ڈالر کا ایک دیگر قرض بھی منظور کیا گیا ہے۔

اس سیکٹر میں فنڈوں کا بہاؤ بڑھانے کے لئے حکومت نے سڑک ترقی میں نجی حصہ داری کی حوصلہ افزائی کے لئے کئی ترغیبات کا اعلان کیا ہے۔ ''بناؤ، چلاؤ، منتقل کرؤ'' (BTO) کی بنیاد پر 26 پروجیکٹوں کے لئے پہلے ہی کام شروع ہو چکا ہے جن پر 42,000 کروڑ روپے کی لاگت آنے کا اندازہ ہے۔اس کے علاوہ 2,400 کروڑ روپے لاگت کے 8 پروجیکٹ سالیانہ یابی کی بنیاد پر منظور کی گئی ہیں۔ BOT کی بنیاد پر منظوری کے لئے کئی دیگر پروجیکٹوں کی بھی شناخت کی گئی ہے۔

ریاستی سیکٹر کی سڑکیں

ریاستی شاہراہوں اور ضلع دیہی سڑکوں کی تعمیر کی ذمہ داری ریاستی حکومت کی ہے اور ریاستوں نیز مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں ان کی دیکھ ریکھ مختلف ایجنسیاں کرتی ہیں۔دیہی علاقوں میں کم سے کم ضرورت پروگرام سے تحت سڑکوں کی تعمیر کی جارہی ہے پردھان منتری گرام سڑک یوجنا کے تحت بھی سڑکوں کو فروغ دیا جارہا ہے۔اس یوجنا کا مقصد 500 تک کی آبادی والے سبھی گاؤں کو سال 2007 تک کل موسمی سڑکوں سے جوڑنا ہے۔حکومت بین ریاستی اور اقتصادی اہمیت کی منتخب کی ہوئی سڑکوں کی ترقی کے لئے مرکزی سڑک فنڈ سے ریاستوں کو مالی امداد بھی فراہم کرتی ہے۔

سرحدی سڑک تنظیم

یہ تنظیم شمالی اور شمال مشرقی سرحدی علاقوں میں فوجی اہمیت کی سڑکوں کی تعمیر کے لئے مئی 1960 میں قائم کیا گیا تھا۔قوم کے لئے سپردگی کے جذبے کے تحت اس نے اپنی خدمات کے 43 سال پورے کرلئے ہیں۔آج سرحدی سڑک تنظیم نہ صرف سڑکوں بلکہ ہوائی میدانوں پلوں، عمارتوں، اسپتالوں اور اسکولوں کی تعمیر کرنے والی اہم تنظیم ہے اس نے اپنی تشکیل سے لے کر مارچ

2003 تک 31,061 کلومیٹر لمبی سڑکوں کی تعمیر کی ہے۔ اب تک 37,077 کیلومیٹر سڑکیں پکی کرنے کا کام پورا کر لیا گیا ہے، اس کے علاوہ اس نے 19,544 میٹر مجموعی لمبائی والے کئی مستقل پلوں کی بھی تعمیر کی۔ اور 3,090 کروڑ روپے لاگت کی مستقل تعمیر کا کام بھی پورا کیا۔ قومی شاہراہوں اور مستقل پلوں کی تعمیر کے علاوہ سرحدی سڑک تنظیم سردی اور گرمی دونوں ہی موسموں میں اونچے پہاڑی مقامات پر تقریباً 2,600 کلومیٹر لمبی سڑکوں پر برف صاف کرنے میں ستائشی اشتراک کرتا ہے۔ سرحدی سڑک تنظیم نے عمارتوں اور پروقار رہائشی پروجیکٹوں کے تعمیر میں بھی ہاتھ بٹایا ہے۔ میانمار میں درمیانی چوڑائی کی خصوصیات کے مطابق 160 کلومیٹر لمبی تامو-کالے کیو-کلیوا روڈ کو فروغ دینے کا کام 1997 میں شروع کیا گیا تھا، جو اب مکمل ہوگیا ہے۔ یہ سڑک فروری 2001 میں میانمار کے PWD کو سونپ دی گئی ہے۔ اسے اس رکھ رکھاؤ کی بھی ذمہ داری سونپ دی گئی ہے۔

فی الوقت تنظیم مختلف ریاستوں میں تعمیری کام میں لگی ہوئی ہے۔ قومی شاہراہ تنظیم ترقیاتی پروجیکٹوں کے تحت ملک کے شمال جنوب ایکسپریس شاہراہ کے حصے کے طور پر قومی شاہراہ نمبر 1A پر پٹھان کوٹ سے سری نگر تک کے حصے کو چار لین کا بنانا، 9 کلومیٹر لمبی روہتانگ سرنگ کے داخلی دروازے سے منسلک رابطہ شاہراہوں اور 292 کلومیٹر لمبے لے جانے والے اختیاری راستے کی تعمیر کی، جس کا افتتاح مئی 2002 میں وزیراعظم کے ذریعہ کیا گیا۔ مختلف قومی شاہراہوں اور بائی پاس کے حصوں کی ترقی اور رکھ رکھاؤ سے متعلق کام بھی کیا گیا درج بالا کے علاوہ یہ تنظیم بین ریاستی ربط اور بنیادی ڈھانچے میں اصلاح کے لئے مشرق شمالی کونسل تعمیری کام میں بھی سرگرمی سے لگی ہوئی ہے۔ مارچ 2003 تک تنظیم نے مشرق شمالی کونسل کے لئے 3,125 کلومیٹر (کل ملا کر) لمبی سڑکوں کی تعمیر اور 2,679 کلومیٹر سڑکوں کو پکا کرنے کا کام پورا کیا۔ تنظیم، ایک دیگر اہم کام ہندوستان بنگلہ دیش سرحد (IBB) سڑکوں کی تعمیر اور وہاں باڑ لگانے (مرحلہ) سے منسلک رہی ہے جس میں کافی پیش رفت ہوئی ہے اور اس کے 2004 کے شروع میں پورا ہوجانے کا امکان ہے۔ اس کے تحت دوسرے مرحلے کا کام بھی شروع ہو چکا ہے جس میں کل 720 کلومیٹر لمبی سڑک کی تعمیر اور 1337 کلومیٹر باڑ لگانا شامل ہے۔

جہاز رانی

ٹرانسپورٹ سیکٹر میں ملک کی معیشت کو مضبوط کرنے میں جہاز رانی کا ایک اہم کردار ہے ملک کے تقریباً 90 فی صد (قیمت سطح پر 77 فی صد) تجارت سمندری راستے سے ہوتی ہے۔ ترقی پذیر ملکوں میں ہندوستان کے پاس تجارتی جہازوں کا سب سے بڑا بیڑہ ہے اور تجارتی جہاز رانی بیڑے کے لحاظ سے ہندوستان دنیا میں 19 ویں مقام ہے۔ اس کے بیڑے کی مجموعی رجسٹرڈ صلاحیت (GRT) 62.2 لاکھ ٹن ہے اور بیڑے کی اوسط 16 سال ہے۔ لیکن DWT اصطلاح میں ہندوستان 1.04 کروڑ DWD بیڑے کے ساتھ دنیا میں 15 ویں مقام پر بنا رہا۔ ہندوستانی جہاز رانی سیکٹر نہ صرف قومی، بین الاقوامی مال کی ڈھلائی کرتا ہے بلکہ کئی طرح کے دیگر خدمات بھی فراہم کرتا ہے جیسے مال لادنے، اتارنے کی خدمات، جہازوں کی تعمیر و رکھ رکھاؤ، فریٹ فارورڈنگ، لائٹ ہاؤس سمیت بحری عملہ کی تربیت۔ 31 مارچ 2003 تک ہندوستانی جہاز رانی بیڑے میں 616 جہاز شامل تھے جن کی مجموعی رجسٹرڈ صلاحیت (GRT) 6.17 لاکھ ٹن اور DWT لاکھ ٹن تھی۔

ملک کی جہاز رانی کی خصوصیت یہ رہی کہ اس میں ملک کو غیر ملکی تجارت میں خود کفیل بنائے رکھنے کے ساتھ ساتھ درآمد/برآمد تجارت پونجی سرمایہ کاروں کے مفادات کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ ملک کے قومی فلیگ شپ کچے تیل اور پٹرولیم مصنوعات کی درآمد کے لیے نقل و حمل ایک ضروری ذریعہ ہے۔ غیر ملکی کرنسی کمانے میں قومی جہاز رانی کا اہم اشتراک ہے، سال 04-2000 میں کل

مال بھاڑے اور چارٹر جہازوں کے کرائے سے حاصل رقم کے ذریعہ ہندوستانی جہازوں نے 6,902 کروڑ روپے کی غیر ملکی کرنسی کمانے/ بچانے کا نیا ریکارڈ قائم کیا، جبکہ سال 2000-1999 میں 5,470 کروڑ روپے قیمت کی غیر ملکی کرنسی کمائی گئی تھی۔ اس طرح اس میں 26 فی صد کا خاص اضافہ درج ہوا۔ قابل ذکر بات یہ ہے ملک کی کل برآمد آمدنی میں جہاز رانی کا اشتراک 3.4 فی صد ہے اور اس کی مجموعی غیر ملکی کرنسی آمد/ بچت کا 66.7 فی صد حصہ ملک کے مجموعی گھریلو پیداوار میں خالص اضافی قدر بن جاتی ہے۔

جہاز راں کمپنیاں

بھارت میں 31 مارچ 2003 کو 140 جہاز راں کمپنیاں تھیں ان میں سے 107 کمپنیاں خاص طور سے ساحلی تجارت، 32 بیرونی تجارت، اور 10 ساحلی اور بیرونی دونوں تجارتوں میں مصروف ہیں۔ شپنگ کارپوریشن آف انڈیا جو ملک کی سب سے بڑی جہاز رانی کمپنی ہے۔ اس کے پاس 88 جہازوں کا بیڑا تھا اور 26.60 لاکھ جی آرٹی مال ڈھونے کا کام کرتی ہے۔ WWT 45.7 لاکھ ٹن ہے۔ یہ ملک کی واحد جہاز راں کمپنی ہے جو تقریباً ہر ساحلی راستے پر چلتی ہے۔ بھارت میں مجموعی ٹن کے لحاظ سے جس قدر مال ڈھویا جاتا ہے اس کا 42 فیصدی شپنگ کارپوریشن آف انڈیا کے جہازوں کے ذریعہ ڈھویا جاتا ہے۔

شپنگ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ

عوامی سیکٹر کی سرکاری جہاز رانی کمپنی شپنگ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ کا قیام 2 اکتوبر 1961 کو ہوا تھا۔ کمپنی کی موجودہ اختیاراتی پونجی 450 کروڑ روپے اور اداشدہ پونجی 282.30 کروڑ روپے تھی۔ 18 ستمبر 1992 کو کمپنی کا درجہ پرائیویٹ لمیٹڈ سے بدل کر پبلک لمیٹڈ کردیا گیا کمپنی کو حکومت ہند نے 28 فروری 2000 کو "منی رتن" کا خطاب عطا کیا۔ کمپنی کی 80.12 شیر پونجی حکومت کے پاس ہے جبکہ باقی پونجی مالی اداروں (11.07 فی صد) عوامی (5.47 فی صد) اور دیگر اداروں (غیر مقیم ہندوستانیوں کارپوریٹ اداروں 3.34 فی صد) کے پاس ہے۔ حکومت نے کمپنی 51 فی صد شیر تجارتی حصہ دار کو فروخت کرنے کا فیصلہ بھی کرلیا ہے۔ پچھلے سالوں کے دوران شپنگ کارپوریشن آف انڈیا ہندوستان میں سب سے بڑی سب سے زیادہ تنوع اور سب سے زیادہ منافع کمانے والی کمپنی کے طور پر ابھری ہے اور یہ دنیا کی سب سے بڑی جہاز رانی کمپنیوں میں سے ایک ہے۔ GRT (مجموعی رجسٹرڈ صلاحیت) کے لحاظ سے ملک کی کل بار برداری گنجائش میں SCI کی حصہ داری تقریباً 42 فی صد ہے۔

کمپنی کے پاس 26.66 لاکھ مجموعی رجسٹرڈ ٹن وزن کے (45.7 لاکھ DWT) 88 جہاز ہیں۔ جو ڈھلائی کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ کمپنی کے بیڑے میں مختلف طرح کے جہاز شامل ہیں۔ اس میں بلک بار بردار جہاز، خام تیل و مصنوعات ٹینکر، عام مال بردار اور عمارتی لکڑی کے بار بردار، سیلولر بار بردار جہاز، LPG امونیا بردار، ایسڈ بار بردار، مسافر اور ساحلی سپلائی جہاز وغیرہ شامل ہیں۔ (a) لائنرز اور مسافر خدمات: اس کے تحت کمپنی پوری دنیا میں کھلا سامان بلک خدمات، کنٹینر خدمات (عالمی پیمانے پر اور فیڈر) خشکی اور انڈومان نکوبار اور لکش دیپ کے درمیان مسافر خدمات فراہم کرتی ہے۔ (b) پبلک کیریئر اور ٹینکر خدمات، ان میں کمپنی کے ذریعہ عالمی پیمانے پر مال ڈھلائی، مغربی ایشیا، خلیجی ممالک، ملیشیاء، سے ہندوستان میں خام تیل اور POL (پٹرولیم، آئل لبریکنٹ) کی ڈھلائی، پوری دنیا سے LPG، امونیا، فاسفورک ایسڈ لانا، خشک بلک کچا تیل اور POL ساحلی نقل وحمل شامل ہیں (c) ساحلی امدادی جہاز (d) شپ مینجمنٹ جہاز۔

سال 03-2002 اور 04-2003 کی مدت میں کمپنی اپنے حصول منصوبے کے تحت 7 ٹینکر اور 2 بلک کیریر حاصل کریگی جس کی کل WWT صلاحیت 13.2 لاکھ ٹن کی ہوگی۔ دسویں پنج سالہ منصوبے کے دوران SCI نے اپنی بارگنجائش صلاحیت بڑھانے کے لئے مختلف طرح کے 29 جہاز (جن میں ٹینکر، پروڈکٹ کیریر، کنٹینر جہاز، بھاری لفٹ جہاز، ساحلی رسد فراہمی جہاز شامل ہونگے) خریدنے کا منصوبہ بنایا ہے، جن کی DWT صلاحیت 273 لاکھ ٹن کی ہوگی۔ کمپنی نے منافع کمانے پر ڈیویڈنڈ کا ریکارڈ بنائے رکھا ہے۔ سال 02-2001 میں کمپنی کا کاروبار 2906 کروڑ روپے اور ٹیکس ادا کرنے کے بعد منافع 242 کروڑ روپے کا تھا۔ کمپنی نے مختلف شیر ہولڈروں سے کافی ایوارڈ جیتا ہے اور MOU (معاہدہ عرضداشت) نظام کے تحت حکومت سے ''عمدہ'' ریٹنگ 11 لگاتار سالوں حاصل کرتا رہا ہے۔

کمپنی اپنے عملہ کو تربیت اور بازتربیت فراہم کرکے فروغ انسانی وسائل پر کافی توجہ دیتی ہے۔ پودئی، ممبئی میں میری ٹائم ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ (MTI) کے قیام سے کمپنی کے عملہ کو تربیت دینے کے کام نے نئی سمت اختیار کی ہے۔ جون 1986 سے کمپنی کے سبھی ان ہاؤس کورس MTI میں چلائے جارہے ہیں۔ MTI کو عالمی میری ٹائم یونیورسٹی مالمو (سویڈن) کی شاخ کے طور پر منظوری حاصل ہے جس سے وہ ہندوستان میں جنوب مشرقی ایشیا اور پیسفک علاقوں کے ملکوں کے لئے بین الاقوامی میری ٹائم آرگنائزیشن (IMO) کے سیمیناؤں اور قلیل مدتی مہارت (تحفظ) کے کورسوں کو چلاتا ہے۔ MTI کو جہازرانی انتظامیہ کورسوں کے UNCTA کے تربیتی مرکز کے طور پر بھی تسلیم شدہ ہے اور تربیت میں عمدگی کے لئے گولڈن پیکاک ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔

جہاز سازی

بھارت میں سرکاری زمرہ میں 9 شپ یارڈ ہیں، ان کے علاوہ نجی زمرہ میں لگ بھگ 21 چھوٹے شپ یارڈ ہیں جو دریا نے اور چھوٹے درجے کے جہازوں کی گھریلو ضروریات پوری کرتے ہیں۔ کوچین شپ یارڈ لمٹیڈ اور ہندوستان شپ یارڈ لمٹیڈ (HSL) میں بڑے سے بڑے سائز کے جو جہاز تیار کئے جاسکتے ہیں وہ علی الترتیب 1,00,000 ڈی ڈبلوٹی اور 50,000 ڈی ڈبلوٹی ہیں۔ چھوٹے شپ یارڈ/مجھلے جہازوں اور مچھلی پکڑنے والے جہازوں کی تعمیر کرکے ملک کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔

بھارت کے سرکاری زمرہ کے شپ یارڈوں کو لیول پلیئنگ فیلڈ (Level Playing Field) رکھنے اور بین الاقوامی مارکٹ میں مقابلہ آرائی کا اہل بنانے کی غرض سے حکومت نے اگست 1997 میں نظرثانی شدہ سبسڈی اسکیم میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ سمندر میں جانے والے جہازوں کی پیداوار پر 30 فیصدی کی سبسڈی دی جائے گی۔ یہ سبسڈی گھریلو اور برآمدات ادارے پر بھی دستیاب ہے۔ جو جہازراں کمپنیاں بھارت کے لئے جہاز حاصل کرتی ہیں ان کے علاوہ سرکاری زمرہ کے شپ یارڈ بھی ای سی بی کے ذریعہ فنڈ اکٹھا کرسکتے ہیں۔ یہ اسکیم 1997 سے پانچ سال تک نافذ رہی۔

نجی سیکٹر کی گودیوں (شپ یارڈ) کو سابقت کے یکساں مواقع فراہم کرانے کے لیے اگست 2000 میں اسکیم میں ترمیم کی گئی جس کے لیے سمندر میں جانے والے جہازوں کی جسامت طے کردی گئی ہے جو کہ جہاز کی تعمیر لیے سبسڈی کے مجاز ہوں گے۔ نجی سیکٹر کی گودیاں صرف 120 میٹر لمبائی تک کے جہازوں کی تعمیر کرسکتی ہیں۔ اس طرح عوامی سیکٹر کی گودیاں 120 میٹر اور زیادہ لمبائی والے سمندر میں جانے والے جہازوں کے لیے سبسڈی حاصل کرسکتی ہیں۔ اب برآمدات کے آرڈروں کے لیے سبسڈی کا دائرہ بڑھادیا گیا ہے۔ جہازوں کی جسامت اور اقسام پر غور کیے بناہی سبسڈی (معاونت) دستیاب ہے۔ عوامی سیکٹر کی گودیوں کو آرڈر دینے والی ہندوستانی جہازرانی کمپنیوں کے لیے سود تفرقی معاونت اسکیم بحال کردی گئی ہے۔ یہ اسکیم اگست 2002 میں ختم کردی گئی تھی حکومت نے نجی سیکٹر کے شپ یارڈوں کے بشمول سبھی شپ یارڈوں کے جہاز تعمیر پر سبسڈی کی اسکیم پانچ سال کے

لئے بڑھادی ہے۔ بحال ہونے کے لئے گھریلو آرڈر کے معاملے میں گلوبل ٹنڈر حاصل کرنے پر بحر اعظمی جہاز کی کم ترین لمبائی 80 میٹر طے کردی گئی ہے۔ اور سود میں فرق کی شکل میں سبسڈی کی اسکیم ختم کردی گئی ہے۔ برآمد آرڈر کے معاملے میں جہاز تعمیر سبسڈی کے لئے مجاز ہونے کے سلسلے میں جہاز کے جسامت کی کوئی حد نہیں۔

وشاکھاپٹنم میں نیشنل شپ ڈیزائن اور ریسرچ سنٹر قائم کیا گیا ہے جو ایک خودمختار ادارہ ہے اور وزارت زمینی ٹرانسپورٹ کے براہ راست کنٹرول میں ہے۔ یہ ادارہ بھارت میں جہاز سازی اور جہاز رانی صنعتوں کو قومی تکنیکی بنیادی ڈھانچہ فراہم کرنے کے اصل مقصد سے قائم کیا گیا ہے۔

جہازوں کی مرمت

ملک کی 17 خشک گودیوں میں سے 13 تجارتی جہازوں کی مرمت کیلئے دستیاب ہیں۔ کوچین شپ یارڈ لمیٹڈ (سی ایس ایل) کوچین اور بھارت شپ یارڈ لمیٹڈ (ایچ ایس ایل) وشاکھاپٹنم کی خشک گودیوں میں علی الترتیب ایک لاکھ 25 ہزار ڈی ڈبلو ٹی اور 70,000 ڈی ڈبلوٹی کے بڑی سائز کے جہاز کھڑے ہوسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ویسٹرن انڈیا شپ یارڈ لمیٹڈ نے مغربی ساحل پر مارموگاؤ میں جہازوں کی مرمت کی سہولت کا بندوبست کیا ہے، جہاں 20,000 ہزار ٹن وزن اٹھانے کی صلاحیت والی تیرتی ایک خشک گودی قائم کی ہے، جو 60,000 ڈی ڈبلوٹی کے جہازوں کی ضرورت پوری کرسکتی ہے۔ جہازوں کی مرمت سازی میں نجی سیکٹر کی حصہ داری کو بڑھاوا دینے کے لئے صنعت کو کچھ رعایتیں دی گئی ہے۔

جہاز سازی کے میدان میں مطالعہ

آبی وزمینی جہازوں اور کرافٹوں کی مانگ وصلاحیت کی تشخیص کرنے اور جہازوں، IWT کرافٹوں، بندرگاہ کرافٹوں وغیرہ کی معیار بندی کے مطالعہ کرنے کا ایک پروجیکٹ وشاکھاپٹنم میں واقع قومی شپ ڈیزائن اور تحقیقی فروغ کو سونپی گئی ہے۔ جو اس وزارت کے انتظامی کنٹرول کے تحت ایک خودمختار سوسائٹی ہے۔ پروجیکٹ کے مارچ 2004 تک پورا ہونے کا امکان ہے۔

ہندستان شپ یارڈ لمٹیڈ

ہندوستان شپ یارڈ لمٹیڈ 1941 میں نجی زمرہ کے تحت وشاکھاپٹنم میں قائم کیا گیا تھا۔ اور 1952 میں حکومت نے اسے اپنے قبضے میں لے لیا۔ یہ شپ یارڈ 1962 میں صدفی صد سرکاری زمرہ کا کارخانہ بن گیا جہاز سازی کی صلاحیت 3.5 پائنیر قسم کیکل 21,500 ڈی ڈبلوٹی کی صلاحیت کے جہازوں کی تعمیر کی ہے۔ یہاں 50,000 ڈی۔ ڈبلوٹی کے جہاز بنائے جاسکتے ہیں۔ اس میں سلپ ویز، ڈھکی عمارتی گودی، ویٹ بیسن اور آؤٹ فٹ جیٹی وغیرہ سہولیات ہیں۔ یہ شپ یارڈ ملک کا پہلا ایسا شپ یارڈ ہے جسے بین الاقوامی کوالٹی معیار کے لئے لندن لائڈس رجسٹر آف کوالٹی اسیورنش کے ذریعہ I-S-O9001 سرٹی فکیٹ دیا گیا ہے۔

اس کی جہاز مرمت گودی میں جدید خشک گودی، ویٹ بیسن، مرمت ورکشاپ وغیرہ کی سہولیات ہیں جس کی مدد سے یہاں پن ڈبیوں ٹینکروں اور 70,000 ڈی۔ ڈبلو۔ ٹی صلاحیت کے جہازوں کی مرمت کی جاسکتی ہے۔ آف شور پلیٹ فارم یارڈ کی صلاحیت ہر سال دو پلیٹ فارم بنانے کی ہے۔ بنیادی سہولتوں میں انجینیر نگ شاپس، کرینس اور لوڈ آؤٹ سہولتیں شامل ہیں۔ اس کمپنی نے اب تک 119 جہازوں کی تعمیر کی ہے اور انھیں سونپا ہے۔ ان میں بحریہ کا جہاز اور دیگر چھوٹے جہاز شامل ہیں۔ یارڈ

نے 3 اگست 2002 کو نیومنگلور پورٹ ٹرسٹ کو 50 ٹن بولارڈ پل ڈگ، کو 25 اکتوبر 2002 ٹن بولارڈ ڈگ اور 31 مارچ 2003 کو مورموگاؤں پورٹ ٹرسٹ کو 453 ٹن بولارڈ پول ڈگ ڈلیوری کی۔

کوچین شپ یارڈ لمیٹیڈ

کوچین شپ یارڈ لمیٹیڈ (سی ایس ایل) بھارتی حکومت کی ملکیت کے طور پر 29 مارچ 1972 کو قائم ہوئی تھی۔ کوچین شپ یارڈ میں 1,00,000 ڈی ڈبلیوٹی تک کے سائز کے جہازوں کو تیار کرنے اور 1,25,000 ڈی ڈبلیوٹی تک کے جہازوں کی مرمت کا کام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ شپ یارڈ نے بہت بڑے جہاز (پانچ مال بردار اور تین خام تیل کے ٹینکر) تیار کر کے سپلائی کئے ہیں۔ حال ہی میں یارڈ نے بوڑھی کی نیشنل پٹرولیم کنسٹرکشن کمپنی سے پہلے برآمد آرڈر کو پورا کرتے ہوئے کمپنی کو وقت مال بردار جہاز سونپا ہے۔ اس کے علاوہ شپ یارڈ نے 35 چھوٹے جہازوں کو تیار کیا ہے۔ اس وقت یارڈ کے پاس وشاکھاپٹنم پورٹ ٹرسٹ کے لئے ایک فائر فلوٹ بنانے کے آرڈر ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوستانی بحریہ کے لئے ایر ڈیفنس شپ کی تعمیر اور ہندوستان جہازرانی کارپوریشن (SCI) کے لئے ایک فائر ٹینکر بنانے کا لیٹر آف انٹنٹ حاصل ہوا ہے۔ یارڈ نے ابھی تک مختلف طرح کے 925 سے زیادہ جہازوں کی مرمت کی ہے۔ سال 02-2001 کے دوران یارڈ کا جہاز مرمت کاروبار 91 کروڑ روپے کا رہا۔ کوچین شپ یارڈ ایسا واحد شپ یارڈ ہے، جسے جہاز کی تعمیر، جہاز مرمت اور بحری انجینئرنگ تربیت کے لیے ISO 9001 منظوری حاصل ہے۔

ہگلی ڈاک اور پورٹ انجینئرز لمیٹیڈ

ہگلی ڈاک اور پورٹ انجینئرز لمیٹیڈ (ایچ ڈی پی اے) سرکاری زمرے کے ایک نئے کارخانے کی حیثیت سے کولکاتہ میں، 1984 میں قائم کیا گیا تھا۔ مغربی بنگال کے ہوڑہ ضلع میں سالکیا اور نظیر گنج میں کمپنی کے دو یونٹ ہیں۔

اس کے جہاز بنانے کی تنصیبی صلاحیت 1,100 ٹن ہے اور تقریباً 125 جہازوں کی مرمت یہاں کی جاتی ہے۔ خشک گودی کے علاوہ یہاں ایک جٹی و چھ سلپ ویز بھی ہیں۔ یہاں مسافر جہاز کے علاوہ دیگر جہاز جیسے ڈریزر جہاز، جہاز کھینچنے والی تیرتی ہوئی خشک گودیاں، مچھلی کا شکار کرنے والی کشتیاں سمندری پلیٹ فارموں، سپلائی و راحت پہنچانے والے جہاز، کثیر المقاصد گودی جہاز اور سپورٹ جہاز اور محکمہ لائٹ ہاؤس اور لائٹ شپ کے لئے لائٹ ہاؤس ٹینڈر جہاز تیار کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف قسم کے جہازوں کی مرمت بھی کی جاتی ہے۔ اس سرکاری زمرے کے کارخانے نے چار کرین ماونٹڈ پانٹون کی تعمیر، 100 ٹن مال بردار جہاز کے بشمول 400 مال بردار جہاز و 20 ٹن کے کثیر المقاصد کھینچنے والے جہاز وغیرہ کے آرڈر حاصل کیے گئے ہیں۔

ساحلی جہاز رانی

ساحلی جہاز رانی اندرون ملک ٹرانسپورٹ نیٹ ورک میں توانائی کی بچت کرنے والا، ماحول موافق اور نقل و حمل میں کفایتی ذریعہ بھی ہے اور گھریلو صنعت اور تجارت کی ترقی کا ایک اہم عنصر بھی ہے۔ بھارت کا ساحلی علاقہ 7516.6 کلومیٹر لمبا ہے (اس میں 1,962 کلومیٹر انڈمان اور نکوبار جزائر گروپوں اور 132 کلومیٹر مجموعہ لکش دیپ جزائر ساحلی کنارے بھی شامل ہیں) اور اس پورے ساحلی علاقے پر 12 بڑے اور 184 چھوٹے بندرگاہ ہیں جو گھریلو ٹرانسپورٹ کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی اور فروغ کے لئے سازگار حالات فراہم کرتے ہیں۔ بہت سے صنعتی کارخانے ساحلی علاقوں میں واقع ہیں۔

وزارت نے ساحلی جہاز رانی کے فروغ کے لیے ایکشن پلان تیار کیا ہے۔ساحلی جہاز رانی اور بادبانی جہاز صنعت کی حوصلہ افزائی کے لیے گھریلو تجارت کے جہازوں اور بادبانی جہازوں کو اس سیکٹر کو فروغ دینے کے لئے حکومت نے ساحلی جہاز رانی اور چھوٹے بندرگاہوں کے فروغ کے بارے میں متحدہ مطالعہ کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔مطالعہ کا یہ کام 28 فروری 2003 میسرز ٹاٹا کنسلٹینسی سروس کو سونپا گیا۔

جہاز رانی کے معاون (Aids)

آزادی کے بعد بحری جہاز رانی میں ہندوستان نے بہت تیزی کے ساتھ ترقی کی ہے۔آزادی سے قبل 17 لائٹ ہاؤس تھے۔لیکن اس وقت ان کی تعداد 167 ہے ایک لائٹ شپ، 9 ریڈیو بیکن، 6 لوشن سی، چین اسٹیشن، 30 ریکن 12 ڈیپ سی لائیٹنڈ بائس سمیت DGPS 12 مرکز شامل ہیں۔

مجموعہ جزائر میں لائٹ اسٹیشنوں کی ضرورت پورا کرنے کے لئے یہ ڈائرکٹریٹ تین لانچوں کو استعمال میں لاتا ہے ایک میکانکی کشتی اور دو بڑے جہاز MV ساگر دیپ اور MV پرادیپ جہاز ہیں۔تقریباً 165 کروڑ روپے کی لاگت سے کچھ کے رن میں 24 جنوری 2002 کو ایک ساحلی جہاز ٹریفک خدمات اسکیم منظور کی گئی۔پروجیکٹ کے منظوری کی تاریخ سے 4 سال کے اندر پورے ہوجانے کے امکان ہے اور اس سے موثر جہاز رانی خدمات فراہم ہوگی۔

اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ

بھارت کا لگ بھگ 14,500 کلومیٹر کا آبی راستہ ندیوں، نہروں اور معاون ندیوں پر مشتمل ہے اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ کے ذریعہ لگ بھگ 1.8 کروڑ ٹن مال ڈھویا جاتا ہے۔اندرون ملک آبی نقل وحمل، ایندھن کے لحاظ سے یہ کفایتی اور ماحول کے موافق ذریعہ ہے۔یہ ٹرانسپورٹ نظام روزگار فراہم کرنے کے بھی مواقع فراہم کرتا ہے۔اور اس کیلئے اس میں پوری صلاحیت بھی ہے۔اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ فی الوقت گنگا، بھاگیرتی، ہگلی ندی، برہمپتر، بارک ندی، گوا کی ندیوں اور گوداوری کرشنا کے ڈیلٹا والے خطوں تک محدود ہے۔مشین سے چلنے والے چھوٹے جہازوں اور لانچوں کے علاوہ ملک کی مختلف ندیوں اور نہروں میں کشتیوں کا بھی استعمال ہوتا ہے۔

بحری تربیت

ہر طرف شدید مسابقت کو دیکھتے ہوئے ٹریننگ آج بہت ضروری ہوگئی ہے۔اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے وزارت جہاز رانی نے 6 جون 2002 کو ممبئی میں ہندوستانی بحری مطالعہ انسٹی ٹیوٹ (IIMS) قائم کیا۔سرکاری نگرانی میں عمل پذیر چار بحری تربیتی اداروں، سمندری انجینئرنگ اور تحقیقی ادارہ کولکاتہ، سمندری انجینئرنگ تحقیقی ادارہ ممبئی، ٹریننگ شپ چانکیہ، نیوی ممبئی اور لال بہادر شاستری کالج آف ایڈوانسڈ میری ٹائم اسٹڈیز اینڈ ریسرچ، ممبئی کو IIMS کے دائرہ اختیار کے تحت لایا گیا ہے۔یہ نیا ادارہ دراصل ایک مساوی یونیورسٹی کا فرنٹ رنر ہے جسے بعد میں ایک مکمل یونیورسٹی کا درجہ دیا جائیگا۔اس کا مقصد مرچنٹ نیوی کے لئے اعلیٰ درجے کا تربیت یافتہ عملہ تیار کرنے کے لئے انہیں معیاری تربیت فراہم کرنا ہے۔ان اداروں کے ذریعہ چلانے والے کورسوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔ممبئی میں واقع لال بہادر شاستری کالج آف ایڈوانسڈ میری ٹائم اسٹڈیز اینڈ ریسرچ، بحری تعلیم میں طلباء کو بڑی تعداد میں تربیت کے لئے راغب کرتا ہے۔دنیا میں شاید سب سے زیادہ تربیت چاہنے والے یہاں تربیت حاصل

کرتے ہیں۔ آج کل یہ ادارہ 36 پوسٹ سی کورسز چلاتا ہے۔ حکومت ہند کے ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی بحری تنظیم کے معیار پر یہ تربیت فراہم کرتا ہے۔ ادارے میں ایک وقت میں تقریباً سات سو تربیت چاہنے والے تربیت اصل کرتے ہیں۔ کولکاتہ میں واقع میرین انجینئرنگ اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بحری انجینئرنگ کا چار سالہ کورس چلاتا ہے۔ دس غیر ملکی طلبات سمیت ہر سال یہاں کل تربیت لینے والوں کی گنجائش 120 ہے۔ MERI ممبئی میکنکل انجینئرنگ، گریجویٹوں کے لئے ایک سالہ کورس کا اہتمام کرتا ہے۔

نیو ممبئی میں واقع تربیتی شپ چانکیہ ایک ساحل پرمبنی اکیڈمی ہے۔ یہ بھی دو طرح کے کورس منعقد کرتا ہے۔ (i) B.Sc ڈگری کے بحری علوم میں تین سالہ گریجویٹ کورس جس میں 10 غیر ملکی شہریوں سمیت زیادہ سے زیادہ 90 طلبا داخلہ لے سکتے ہیں اور (ii) بحریہ کے ڈیک کیڈٹوں کے لئے تین مہینے کا پری سی ٹریننگ کورس کا انعقاد کراتا ہے جس میں ہر سال 120 کیڈٹوں کو داخلہ دیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت نے نجی سیکٹر کو بھی سمندری تربیت میں حصہ دار بنایا ہے۔ اس وقت ملک میں 137 پرائیوٹ تربیتی ادارے ہیں جو 150 معیار کے مطابق تربیت فراہم کرتے ہیں۔

ان لینڈ واٹر ویز اتھارٹی آف انڈیا

ان لینڈ واٹر ویز اتھارٹی آف انڈیا کی تشکیل 27 اکتوبر 1986 کو ہوئی تھی۔ اس کو قومی آبی راستوں کی ترقی اور اس کو بحال رکھنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ یہ تنظیم اندرون ملک آبی راستوں کی ترقی سے متعلق امور پر مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو مشورے بھی دیتی ہے۔ اتھارٹی قومی آبی راستوں پر اندرون ملک جہاز رانی سے متعلق بنیادی ڈھانچے کے فروغ کے لئے مختلف اسکیموں کو انجام دیتا ہے۔ اتھارٹی کا ہیڈکوارٹر نوئیڈا میں ہے۔ اس کے علاقائی دفتر پٹنہ، کولکاتہ، گوہاٹی و کوچی میں اور شاخ دفاتر الہ آباد، بلیا، بھاگلپور، فرکا اور کولم میں ہیں۔

قومی آبی راستے

ملک میں ٹرانسپورٹ نٹ ورک میں اپنا رول ادا کرنے کے لئے اندرون ملک آبی راستوں اور اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ نظام کو فروغ دینے کی ضرورت کے پیش نظر حکومت نے ایسے دس اہم آبی راستوں کو نشاندہی کی ہے، جن کو قومی آبی راستے قرار دینے کی تجویز ہے۔ الہ آباد اور ہلدیہ کے درمیان 1,620 کلومیٹر گنگا کو 26 اکتوبر 1988 کو، برہمپتر ندی کی سادیہ سے ڈھبری پٹی تک کا 891 کلومیٹر کیرالا میں چمپکارا نہر (14 کلومیٹر) اور ادیوگ منڈل نہر (22 کلومیٹر) کو یکم فروری 1993 سے قومی آبی راستے قرار دیا گیا ہے۔ ان لینڈ واٹر ویز اتھارٹی آف انڈیا انھیں جہاز رانی کے لیے فروغ دے رہا ہے۔ گوداوری، سندر بن، کرشنا، براک، بکنگھم نہر، براہمنی مشرقی ساحلی نہر اور دامودر گھاٹی کارپوریشن جیسے دیگر آبی شاہراہوں کا تکنیکی اقتصادی مطالعہ پورا ہو چکا ہے اور انھیں قابل عمل پایا گیا ہے۔

اندرونی ملک آبی راستوں کی پالیسی

حکومت ہند نے اندرون آبی نقل و حمل فروغ کے لیے پالیسی سے متعلق اقدامات منظور کیے ہیں، جن کے تحت ان لینڈ واٹر ویز اتھارٹی آف انڈیا (IWAI) کو بازار سے فنڈوں کو مہیا کرانے کے لیے بانڈوں کو جاری کرنے کے اختیارات سونپنے، اندرون آبی نقل و حمل سیکٹر میں سرمایہ کاری کے لیے کمرشیل جوائنٹ وینچر میں شامل ہونے کے IWAI کے کردار کو وسعت فراہم کرنے، نجی سیکٹر کی حصہ داری کے لیے پالیسی سے متعلق رہنما خطوط تیار کرنے وغیرہ کے اقدامات شامل ہیں۔ IWAI نے

اندرون ملک آبی نقل وحمل کا بنیادی ڈھانچہ تیار کرنے کے لیے کئی اسکیمیں بنائی ہیں۔اس کے علاوہ ممکنہ نجی سرمایہ کاروں میں بیداری پیدا کرنے کی غرض سے اندرون آبی نقل وحمل کے قابل عمل ہونے کے بارے میں مظاہرے کی بھی اسکیمیں بنائی گئی ہیں۔ان لینڈ واٹر ویز اتھارٹی آف انڈیا کے ذریعہ اس مقصد کے لئے قومی آبی راستہ 1 اور 2 پر مال بردار جہاز ایم وی راجگو پال چاری کا استعمال کر کے آزمائش کے طور پر مال ڈھلائی خدمات پیش کی جارہی ہے۔

اندرون ملک جہاز سازی کے لیے سبسڈی اسکیم

اندرون ملک آبی نقل وحمل میں مستقبل کے IWT کیریر پر پونجی کا بوجھ کم کرنے اور ان کی نفع پذیری کو دھیان میں رکھتے ہوئے اندرون ملک تعمیر جہاز کے لئے سبسڈی اسکیم یکم اپریل 2002 سے شروع کی ہے۔اس اسکیم کے تحت سبسڈی قومی آبی راستوں،سندر بن آبی راستوں یا ہندوستان بنگلہ دیش معاہدہ راستوں پر چلنے والے مال بردار جہازوں اور مسافر دونوں اندرون ملکی آبی جہازوں پر دی جاتی ہے۔سبسڈی اندرون ملک آبی جہاز قبل فیکٹری قیمت کا 30 فی صد ہوگی اور اس ہندوستانی اندرون ملکی آبی نقل وحمل کے کارساز کو دی جائیگی جو کسی ہندوستانی شپ یارڈ سے شپ خریدیگا۔

عالمی بینک ایشائی ترقیاتی بینک سے مالی تعاون

اندرون ملکی آبی نقل وحمل سیکٹر میں خارجی فنڈنگ تعاون کے ذریعہ اصل کاری امکانات کا پتہ لگانے کے لیے ایشیائی ترقیاتی بینک کے ذریعہ 11.25 لاکھ امریکی ڈالر کی تکنیکی مدد منظوری کی گئی ہے۔اس تکنیکی مدد کے تحت تینوں قومی آبی راستوں اور 5 دیگر ممکنہ آبی راستوں کی عمل پذیری سے متعلق مطالعہ کی تجدید کاری کی جائیگی۔نئے سرے سے مطالعہ اس سال شروع ہونے کا امکان ہے۔یہ اسکیم 31 مارچ 2007 تک موثر رہے گی۔

مرکزی کفالت یافتہ اسکیم

مرکزی کفالت یافتہ اسکیم جس میں نومبر 2002 میں ترمیم کی گئی اور نہایت پرکشش بنایا گیا،اس کے تحت اب سکم سمیت مشرق شمال ریاستوں کے پروجیکٹوں کے لئے صدفی مالی امداد اور باقی ریاستوں کے لئے 90 فی صد گرانٹ دستیاب ہے۔یہ امداد اندرون ملکی آبی نقل وحمل سیکٹر کے فروغ سے متعلق اسکیموں کی منظور لاگت پر دی جائیگی۔

اندرونی ملکی آبی نقل وحمل ترقیاتی کونسل کی تشکیل

اندرونی ملکی آبی نقل وحمل پالیسی کو نافذ کرنے میں ریاستوں و مرکز کے درمیان باہمی تعاون بڑھانے اور اندرون ملکی آبی نقل وحمل کو ٹرانسپورٹ کو قائم پذیر ذریعہ بنانے کے لئے حکومت نے ایک اندرون ملکی آبی نقل وحمل ترقیاتی کونسل کی تشکیل کی ہے۔کونسل کے چیرمین جہاز رانی کے وزیر ہونگے اور 15 ریاستوں کے آبی نقل وحمل کے وزرا اس کے ممبر ہونگے۔

مرکزی اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ کارپوریشن

یہ کارپوریشن سرکاری زمرہ کے ادارے کی حیثیت سے مئی 1967 میں قائم کیا گیا تھا اور اس کا ہیڈ کوارٹر کلکتہ میں ہے۔اس کا خاص کام گنگا،بھاگیرتھی،ہگلی،برہمپتر اور سندر بن کی ندیوں کے ذریعہ مال لے جانا ہے۔اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ کارپوریشن کلکتہ اور پانڈو (گوہاٹی کے قریب) کلکتہ اور کریم گنج (آسام) کے درمیان،کلکتہ،بنگلہ دیش اور ہلدیا اور پٹنہ کے درمیان مال برداری کے جہاز چلاتی ہے۔

حکومت نے کارپوریشن کو نئی شکل دینے کا ایک منصوبہ شروع کیا ہے تاکہ وہ ندی نقل وحمل کی بنیادی سرگرمی پر توجہ مرکوز کر سکے اور قومی تنظیم بن سکے۔

اندرونی آبی ٹرانسپورٹ اور تجارتی معاہدہ

اندرونی آبی ٹرانسپورٹ اور تجارت کے بارے میں بھارت بنگلہ دیش معاہدہ نومبر 1972 سے شروع ہوا۔ اس کی وقتاً فوقتاً تجدید کاری کی جاتی رہی ہے۔ آخری بار 28 اکتوبر 999، کو ڈھاکا میں اس کی تجدید کی گئی اور اس کی مدت 3 اکتوبر 2001 تک کے لئے بڑھادی گئی۔ یہ معاہدہ ہندوستان و بنگلہ دیش کے جہازوں کو اندرون ملک اور ٹرانزٹ روٹ میں عمل کی سہولیات فراہم کرتا ہے۔

بین الاقوامی شمال جنوبی ٹرانسپورٹ کاریڈور پر بین حکومتی معاہدہ

ہندوستان، روسی وفاق اسلامی جمہوریہ ایران کی حکومتوں کے درمیان بین الاقوامی، شمال جنوب، ٹرانسپورٹ راستوں کے بارے میں بین سرکاری معاہدے پر 12 ستمبر 2002 کو سنٹ پیٹرس برگ میں دستخط کئے گئے۔ سبھی فرقوں کے ذریعہ توثیق کے بعد یہ معاہدہ 16 مئی 2002 سے نافذ ہوگیا۔ معاہدہ 10 سال تک نافذ رہیگا۔ معاہدوں کے اہتمام سے متعلقہ ملکوں کے قومی علاقوں سے اشیا اور مسافروں کے بین الاقوامی نقل وحمل اور ٹرانسپورٹ باضابطہ ہوگا۔ اس میں سبھی طرح کے ٹرانسپورٹ ذرائع یا مشترکہ ٹرانسپورٹ وسائل کے ذریعہ ان راستوں پر نقل وحمل ممکن ہوگا، جن کا تعین متعلقہ فریقوں کے مجاز اتھارٹیوں کے ذریعہ کیا جائیگا۔ ندی راستوں سے متعلق ملکوں کو نقل وحمل میں لگنے والے وقت اور لاگت کی بچت ہوگی۔

بندرگاہیں

ملک میں لگ بھگ 5600 کلومیٹر لمبے ساحلی علاقے میں 12 بڑے اور 184 دیگر چھوٹی بندرگاہیں بھی ہیں۔ بڑے بندرگاہ مرکزی حکومت کے تحت آتے ہیں، جب کہ دیگر بندرگاہ جنھیں چھوٹے / مجھولے بندرگاہ کہتے ہیں وہ متعلقہ ریاستوں کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔

مغربی ساحل پر نواشیوا میں جواہر لعل نہرو، کانڈلہ، مارموگاو، نیومنگلور، کوچین ملک کے اہم بندرگاہ ہیں۔ جب کہ مشرقی ساحل پر واقع بڑے بندگاہوں میں کولکاتا / ہلدیہ، پارادیپ، وشاکھا، پٹنم، چنئی ایتور اور توتی کورن آتے ہیں۔

ہندوستانی بندرگاہوں کی 1951 میں مال لادنے۔ اتارنے کی صلاحیت دو کروڑ ٹن تھی، جو 31 مارچ 2003 کو کروڑٹن سے بھی زیادہ ہوگئی ہے۔ دسویں پنچ سالہ منصوبے کے شروع میں بڑی بندگاہوں کی صلاحیت 34.4 کروڑ ٹن تھی۔ اسے منصوبے کے آخر تک بڑھا کر 47 کروڑٹن تک لانے کی تجاویز ہے۔ 01-2000 سے اہم بندرگاہوں میں کل صلاحیت ہونے والی نقل وحمل سے زیادہ رہی۔ نتیجتاً ان کی صلاحیت میں خاص اضافہ ہوا ہے اور جہازوں کے انتظار وقت میں کمی آئی ہے۔

بڑے بندگاہوں پر مال بردار جہازوں کے آنے جانے کی تعداد 15,000 جہاز سالانہ ہے۔ سال 03-2002 کے دوران بڑے بندرگاہوں پر لادا اتارا گیا مال 31.40 کروڑٹن تک پہنچ جانے کی امید ہے۔ بڑے بندرگاہوں پر زیادہ سے زیادہ مال کی نقل وحمل مائع مال (39 فی صد) کی تھی۔ اس کے بعد عام مال کا حصہ تھا بندرگاہوں کا تقریباً 70 فی صد مال کا نقل وحمل غیر ملکی

تجارت سے متعلق تھی، جس میں سے تقریباً 30 فی صد برآمد مال شامل تھا۔ کنٹینر ٹریفک کا حصہ سبھی بندرگاہوں پر بڑھتے رہنے کے سبب 03-2002 میں سبھی بندرگاہ 3.3 کروڑ ٹن تک مال کا ٹریفک عمل میں آیا۔

بندرگاہ خدمات میں پرائیویٹ سیکٹر کی شراکت

کارکردگی، پیداواری صلاحیت اور خدمات میں بہتری پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ بندرگاہ خدمات کو مقابلہ جاتی بنانے کے مقصد سے بندرگاہ سیکٹر، نجی سیکٹر کی حصہ داری کے لیے کھول دیا گیا ہے۔ یہ حکومت ہند کے اقتصادی نظام میں نرم کاری/ ہمہ گیریت کی عام پالیسی کے بالکل مطابق ہے۔ بندرگاہ کی سرگرمیوں میں مختلف شعبوں کی شناخت کی گئی ہے، جن میں نجی سیکٹر بلاشبہ حصہ لے سکتے ہیں یا پونجی اصل کاری کر سکتے ہیں۔

بندرگاہ کے موجودہ اثاثوں کو پٹے پر دینے، اضافی اثاثوں کی تخلیق، بندرگاہ چلانے کے لیے ساز وسامان کو پٹے پر دینے اور نجی سیکٹر سے تیرنے والے بحری جہازوں کو پٹے پر لینے، بندرگاہ پر مبنی صنعتوں کے لیے جہاز رانی خدمات اور دیگر متعلقہ سہولیات وغیرہ کی شناخت کی گئی ہے، جن میں نجی سیکٹر کی شراکت/ سرمایہ کاری کو بڑھاوا دیا جا سکتا ہے۔ اس قدم سے بندرگاہ ٹرسٹ کو نئی ٹکنالوجی کی کشش، بہتر انتظامی بندوبست اپنانے اسکیموں کو تیزی سے عمل میں لانے، انسب بندرگاہ بنیادی ساخت فراہم کرانے کے لئے نجی چھوٹے بندرگاہوں کے ساتھ موثر حکمت عملی کی حوصلہ افزائی اور بندرگاہوں کے لئے فنڈ مہیا کرنے میں نجی سیکٹر کے اعتماد میں اضافہ ہوگا۔

بندرگاہوں کے لئے دسویں پنج سالہ منصوبے کا ہدف

دسویں پنج سالہ منصوبے (07-2002) کے دوران بڑے بندرگاہوں کی صلاحیت اور پیداواریت بڑھانے کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ اس کے تحت جدید کاری، کفایتی خدمات فراہم کرنے، خدمات کے معیار میں بہتری، کارپوریٹ کاری اور نجی حصہ داری بڑھاتے ہوئے تجارت کاری سے متعلق تدبیر پر توجہ مرکوز کی جائیگی۔ دسویں منصوبے میں بندرگاہ سیکٹر میں پبلک فنڈ سے لاگو کی جانے والی اسکیموں/منصوبوں کے لئے 5,418 کروڑ روپے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ 17,257 کروڑ روپے کی تخمینہ لاگت والی اسکیمیں/ پروجیکٹ نجی سیکٹر کی اصل کاری کے ذریعہ نافذ کیے جانے کا اندازہ ہے۔

شہری ہوابازی

تنظیم

شہری ہوابازی زمرہ کے کام کے تین خاص شعبے ہیں (i) ریگولیٹری (ii) بنیادی ڈھانچہ سے متعلق (iii) فضائی خدمات سے متعلق۔ فضائی خدمات کے میدان میں انڈین ایئرلائن، الائنس ایئر (انڈین ایئرلائنس کی ذیلی کمپنی) نجی شیڈ ولڈ ائیرلائنس، اور ائیر ٹیکسیاں گھریلو ہوائی خدمات فراہم کرتی ہیں اور ایئر انڈیا بین الاقوامی ہوائی خدمات فراہم کرتی ہے۔ پون ہنس ہیلی کاپٹرس لمیٹیڈ تیل اور قدرتی گیس کمیشن کو اس کے سمندری علاقے کے کاموں کے لئے اور ایسے علاقوں کے لئے جہاں پہنچنا دشوار ہو ہیلی کاپٹر خدمات فراہم کرتی ہے۔ بھارت بین الاقوامی شہری ہوابازی تنظیم (آئی سی اے او) کا ممبر ہے۔ اور شروع سے ہی اس کی کونسل میں شامل ہے۔

اس وقت ملک میں دو پرائیویٹ ائیر لائنس کی پروازیں ہو رہی ہیں۔ ہیں جو مسافروں کو پروازوں میں سہولتیں فراہم کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ 40 ائیر ٹیکسی چلانے والے غیر مقررہ ہوائی خدمات فراہم کر رہے ہیں۔

گھریلو ہوائی ٹرانسپورٹ پر ایک نئی پالیسی اپریل 1997 میں منظور کی گئی تھی جس کے تحت اس سیکٹر میں داخل ہونے یا علیحدہ ہونے سے متعلق رکاوٹیں ختم کردی گئیں۔ جہاز کے ٹائپ اور سائز کا انتخاب آپریٹر پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ صرف سنجیدہ سرمایہ کاروں کے داخلے کو یقینی بنایا گیا ہے۔ اور غیر ملکی ائیر لائنس کی براہ راست یا بالواسطہ داخلی خدمات کے سیکٹر میں ساجھیداری پر پابندی عائید کردی گئی ہے۔ موجودہ پالیسی میں فضائی راہ میں پھیلاؤ کا اہتمام کیا گیا ہے تاکہ شمالی مشرقی خطے، انڈومان، نکوبار جزائر، لکش دیپ اور جموں وکشمیر کے لئے درج فہرست ایرلائنوں کی کم سے کم پروازوں کو یقینی بنایا جاسکے۔

وزارت شہری ہوابازی

شہری ہوابازی کی وزارت شہری ہوابازی کی ترقی اور ریگولیشن کے لئے قومی پالیسیوں اور پروگراموں کو وضع کرنے نیز سیول ہوائی ٹرانسپورٹ کی ترقی اور توسیع کی اسکیموں کو تیار کرنے اور ان پر عمل آوری کی ذمہ دار ہے۔ اس کے دوسرے فرائض میں ہوائی اڈوں، ہوائی خدمات، مسافروں کے سامان وغیرہ کی نگرانی کا کام بھی شامل ہے۔ ریلوے سیفٹی ایکٹ کے تحت ریلوے سیفٹی کا کمیشن قائم کرنے کی ذمہ داری بھی وزارت شہری ہوابازی کی ہے۔

کارگو

بھارتی برآمد کنندگان کی مدد کرنے اور ان کی برآمدات کو زیادہ سے زیادہ مقابلہ آرائی کا اہل بنانے کی غرض سے حکومت نے یکم اپریل 1999 سے جہاز سے مال بھیجنے کے لئے ''کھلا آسمان پالیسی'' رائج کی ہے اس پالیسی کے تحت کوئی بھی غیر ملکی ایئر لائن یا برآمد کنندگان کی ایسوسی ایشن مال اُٹھانے کے لیے کرایہ کے جہاز ملک میں لا سکتے ہیں۔ حکومت نے اس بات کی اجازت دے دی ہے کہ بازار قوتیں، IATA (بین الاقوامی ہوائی نقل وحمل اتھارٹی) کی شرح کی بنیاد مان کر کارگو محصول (مال بھاڑا) متعین کرسکتی ہیں۔

سیاحوں کی چارٹر پروازیں

AIC نمبر 2/2003 مورخہ 3 جنوری 2003 کے مطابق سیاح چارٹر اڑانیں سبھی نامزد بین الاقوامی ہوائی اڈوں پر اتر سکتی ہیں، یہ ہیں: احمد آباد، امرتسر، بنگلور، کولکاتہ، چینئی، کوچین، دہلی، گوا، گوہاٹی، حیدرآباد، ممبئی، ترواننت پورم، آگرہ، جے پور، وارانسی اور پورٹ بلیر۔ اس کے علاوہ سیاح چارٹر جہاز ان ہوائی اڈوں پر بھی اتر سکتے ہیں جہاں کسٹم اور امیگریشن کی سہولیات ہوں۔ 03-2002 کے دوران 394 سیاح چارٹر اڑانیں چلائی گئیں جن میں 96,304 سیاح ہندوستان آئے۔

شہری ہوابازی کا ڈائرکٹریٹ جنرل

شہری ہوابازی کی ڈائرکٹریٹ جنرل سول ہوائی ضوابط کے نفاذ کے لئے ایک ریگولیٹری تنظیم ہے۔ اس تنظیم پر مندرجہ ذیل امور کی ذمہ داری ہے (i) بھارت سے باہر جانے اور آنے والی اور اندرون ملک ٹرانسپورٹ خدمات کو ریگولیٹ کرنا (ii) بھارت میں سول جہازوں کا رجسٹریشن (iii) بھارت میں رجسٹرڈ جہازوں کے لئے پرواز کی اہلیت کے معیار کا ضابطہ وضع کرنا اور ایسے

سیول جہازوں کو معیار کا حامل ہونے کا سرٹی فیکٹ جاری کرنا (iv) بھارت کے ہوائی اڈوں کا لائسنس جاری کرنا (v) فضائی حادثوں کی تحقیقات کرنا (vi) بیرونی ملکوں کے ساتھ دوطرفہ ہوائی خدمات معاہدے پر عمل آوری (vii) ہوائی ٹرانسپورٹ سے متعلق امور پر مشورے دینا (viii) ہوابازی کا قانون بنانا (ix) بھارت میں فلائنگ اور گلائیڈنگ کلبوں کی تربیتی سرگرمیوں کی نگرانی (x) ہلکے جہازوں اور گلائیڈوں کا فروغ (xi) جہاز کو ٹائپ کا سرٹیفکیٹ دینا۔ (xii) پائلٹوں، جہاز کا رکھ رکھاؤ کرنے والے انجینئر وں اور فلائٹ انجینئر وں کو لائسنس فراہم کرنا۔ ڈائرکٹر جنرل برائے شہری ہوابازی بین الاقوامی شہری ہوابازی تنظیم کے ساتھ تمام ریگولیٹری کاموں میں تال میل قائم رکھتی ہے۔

شہری ہوابازی سلامتی بیورو

اس وقت اس بیورو کے سربراہ کمشنر آف سیکورٹی (شہری ہوابازی) ہیں جن کا درجہ پولیس کے ڈائرکٹر جنرل کے طور پر ہوتا ہے۔ اس کے چار ریجنل دفاتر ہیں جو ممبئی، دہلی، کلکتہ اور چنئی میں ہیں۔ ہر ریجنل دفتر میں بم کا پتہ لگانے اور اس کو ناکارہ بنانے کا عملہ بھی موجود رہتا ہے۔ بیورو کے اہم کاموں میں گھریلو ہوائی اڈوں اور ان غیر ملکی ہوائی اڈوں سلامتی انتظام کی ضابطہ بندی، نگرانی اور معائنہ کرنا جہاں سے ہندوستان میں رجسٹرڈ اڑان بھرتے ہیں۔ شہری ہوابازی کی سلامتی کے لئے عملہ کو تربیت دینا، شہری ہوائی بازی سے متعلق سازوسامان کا تکنیکی جائزہ، سلامتی عمل کے ترقی اور نفاذ اور شہری ہوابازی لامتی ے بارے میں پالیسی تیار کرنے کے لئے مختلف افسروں، بین الاقوامی اداروں ریاستی حکومتوں کے ساتھ ارتباط کرنا شامل ہے۔

ائیر پورٹس اتھاریٹی آف انڈیا

ایئرپورٹ اتھاریٹی آف انڈیا یکم اپریل 1995 کو بین الاقوامی ایئرپورٹ اتھاریٹی آف انڈیا اور نیشنل ایئرپورٹ اتھاریٹی کے انضمام کے بعد وجود میں آئی تھی۔ اس نئے ادارے کی ذمہ داریوں میں محفوظ اور موثر ہوائی ٹریفک، اور بھارت کے فضائی علاقے میں ایئر ٹریفک کے موثر کنٹرول کے لئے فضائی مواصلاتی خدمات کی فراہمی شامل ہے۔ اتھاریٹی 11 بین الاقوامی ہوائی اڈوں سمیت 85 گھریلو ہوائی اڈوں اور فوجی ہوائی اڈوں پر 28 شہری ہوابازی ٹرمنلوں کے ساتھ 124 ہوائی اڈوں کا بھی انتظام اور دیکھ بھال کرتی ہے۔ یہ علاقائی حدود کے باہر توسیع شدہ پورے بھارتی فضائی علاقے کی دیکھ بھال کرتی ہے جیسا کہ بین الاقوامی شہری ہوابازی تنظیم نے منظور کیا ہے۔

اتھاریٹی کا الہ آباد میں شہری ہوابازی تربیتی مرکز ہے جہاں ایئر ٹریفک کنٹرول، راڈار اور مواصلات وغیرہ سے متعلق تربیت دی جاتی ہے۔ اتھاریٹی کا دہلی میں قومی انسٹی ٹیوٹ برائے ہوابازی انتظامیہ اور تحقیق بھی ہے جہاں ریفریشر کورس اور ہوابازی انتظامیہ کی تربیت کا بندوبست ہے۔

ہوائی اڈوں کی نجی کاری

یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جب و جیسے مناسب سمجھا جائے جوائنٹ وینچر شراکت کے ذریعہ ایرپورٹ اتھارٹی آف انڈیا کے ایرپورٹوں کی بازتشکیل کی جائے۔ اس سے ان کی انتظامی صلاحیت میں بہتری پیدا ہوگی، ان میں فراہم خدمات رسہولتیں بین الاقوامی معیار کی بنیں گی اور ان میں نجی سیکٹر سے پونجی سرمائے میں اضافہ ہوگا۔ اس کے لئے دہلی، ممبئی، چنئی اور کولکاتہ ہوائی اڈوں کو منتخب کیا گیا ہے۔ حکومت نے نجی سیکٹر کی شراکت سے بنگلور، حیدرآباد اور گواہ میں نئے ہوائی اڈوں کے قیام کے تجاویز بھی

منظوری دی ہے۔ بنگلور حیدر آباد، احمد آباد، گوا، امرتسر، گوہاٹی، نیندو بسری میں واقع نیو کوچین ہوائی اڈے کو بین الاقوامی ہوائی اڈے کے طور پر اعلانیہ جاری ہے۔

ہوائی خدمات

31 مئی 2003 کو بھارت کے 97 ملکوں کے ساتھ باہمی ہوائی خدمات کے معاہدے تھے۔ اس کے علاوہ چائنا ایرلائن (تائیوان کی ایک ایرلائن) کو ایرانڈیا چارٹرس لمیٹڈ تائیوان ایرلائین ایسوسیشن کی معاہدہ عرضداشت (MOU) جسے ایروناٹکل افسروں کے ذریعہ منظوری دی گئی ہے، اس کے تحت ہندوستان میں اڑان کی اجازت ہے۔

ایرانڈیا

ایئر انڈیا کے پاس 20 جہازوں کا بیڑہ ہے ان میں چار B-747-200، B-747-300 دو (متحد) چھ B-747-400 اور آٹھ A310-300 جہازوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ ایئر انڈیا نے ڈرائی لیز بنیاد پر ایک B-747-400 دو اور نو A-310-300 جہاز بھی لئے ہیں۔ اور اس کی دو خرید A-310-300 جہاز ڈرائی لیز بنیاد پر حاصل کرنے کا منصوبہ ہے۔ ایئر انڈیا گھریلو اور 25 بین الاقوامی جگہوں کے لیے اپنے جہازوں کے ذریعے خدمات مہیا کرتا ہے، مختلف کوشیئو ابلاک اسپیس معاہدوں کے تحت ایرانڈیا میں بین الاقوامی جگہوں کے لئے (جن میں وہ 8 مقامات شامل ہیں جن کے ایرانڈیا خود کے جہازوں سے خدمات فراہم کرتا ہے) خدمات فراہم کرتا ہے سال 03-2002 کے دوران ایرانڈیا نے تقریباً 33 لاکھ مسافروں کو اپنی متعینہ اڑانوں کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچایا۔

انڈین ایرلائینس

انڈین ایئر لائنس ملک کی اہم گھریلو ہوائی بار بردار (Air Carrier) ہے۔ یہ 59 گھریلو اسٹیشنوں کے لیے اپنی کامل ملکیت والی معاون کمپنی، الائنس ایئر کے ساتھ مل کر ہوائی خدمات فراہم کرتی ہے۔ انڈین ایئر لائنس 16 بین الاقوامی اسٹیشنوں کے لیے بھی ہوائی خدمات فراہم کرتی ہے۔ یہ اسٹیشن ہیں، بنکاک، سنگاپور، کوالا لمپور، رنگون، کاٹھمنڈو، کولمبو، ڈھاکہ، مالے، کراچی، کویت، شارجہ، دبئی، فجیرہ، راس الاخیمہ، مسقط، دوہا اور بحرین۔ انڈین ایئر لائنس کے بیڑے میں 59 جہاز ہیں۔ ان میں چار A-300، 38 A-320، 11 عدد B-737 چار ATR پٹے پر لیے گئے جہازوں سمیت اور تین ڈورنیئر۔ 228 جہاز شامل ہیں۔ سبھی B737 جہازوں کا چلانا الائنس ایئر کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

پون ہنس ہیلی کاپٹرس لمیٹڈ

1985 میں قائم پون ہنس ہیلی کاپٹر لمیٹڈ ایشیاء کی سب سے بڑی ہیلی کاپٹر خدمات کے طور پر ابھری ہے۔ کمپنی کے پاس 31 ہیلی کاپٹروں کا بیڑہ ہے جو الگ الگ طرح سے گاہکوں کی مانگ پوری کرتا ہے۔

اس میں تین سیٹ والے آر-44، بیل 206، ایل-4 بیل 407، ڈوفن N365 SA، ڈوفن AS 365 N3 ایم آئی 172 ہیلی کاپٹر شامل ہیں۔ یہ ہیلی کاپٹر کثیر المقاصد کاموں کے لئے نہایت موزوں ہے۔ اس کے علاوہ کمپنی دیگر گاہکوں کے ہیلی کاپٹروں کی خدمات فراہم کرتی ہے اور رکھ رکھاؤ کرتی ہے پون ہنس ہندوستان کی پہلی شہری ہوابازی کمپنی ہے، جسے اس کی پوری سرگرمیوں کے لئے ISO 9002 سرٹیفکٹ فراہم کیا گیا ہے۔ کمپنی کو جولائی 2002 میں اس کی کارپوریٹ حصولیابیوں، معیار اور عمدگی کے لئے اسپین کی بزنس انیشیٹیو ڈائرکشن (BID) کے ذریعہ نیویارک گولڈ درجے میں معیار کانفرنس کا بین الاقوامی

ایوارڈ دیا گیا ہے اپنے قیام کے بعد سے پون ہنس 3,00,000 گھنٹے سے زیادہ اڑان 11.5 لاکھ لینڈنگس اور 52 لاکھ مسافروں کو خدمات فراہم کر چکا ہے۔ اس کی اڑانوں میں ONCC کو ممبئی ہائی اور چینئی میں ہارڈی ایکسپلوریشن میں تیل کے کنویں کھودنے میں مدد سے لے کر مشرق شمال میں وزارت داخلہ کے لئے نہایت اہم افراد لانے لے جانے، اروناچل پردیش، میگھالیہ، سکم اور تریپورہ حکومتوں کی سرپرستی میں باقاعدہ مسافر خدمات فراہم کرانا شامل ہے۔ یہ لکش دیپ اور انڈمان نکوبار انتظامیہ کے لئے بین جزائر ہیلی کاپٹر خدمات بھی فراہم کرتی ہے۔ کمپنی پنجاب حکومت اور NHPC جیسے بینک سیکٹر کے اداروں کی ہیلی کاپٹر سے متعلق ضرورتیں بھی پوری کرتی ہے آئل انڈیا اور گیل کے ذریعہ تیل اور گیس پائپ لائنوں پر نگرانی رکھنے کے لئے بھی اس کے ہیلی کاپٹروں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ پون ہنس نے شری کیدار دھام کے لئے ہیلی کاپٹر خدمات شروع کی ہے۔

اندرا گاندھی راشٹریہ اُڑان اکادمی

اندرا گاندھی راشٹریہ اڑان اکاڈمی جو فرصت گنج (یوپی) میں قائم ہے وزارت کے تحت ایک خود مختار ادارہ ہے یہ اکاڈمی کمرشیل پائلٹوں کے لئے قائم کی گئی تھی تاکہ انہیں پرواز اور زمینی تربیت کے اعلا معیار کے حصول کے مواقع فراہم کئے جاسکیں۔ یہ اکاڈمی موثر فلائنگ اور گراؤنڈ تربیت دینے کے لئے جدید ترین تربیت دینے والے جہازوں، کمپیوٹر پر مبنی تربیتی نظام، نو تعمیر رن وے، مصنوعی پروازوں، اور سمعی اور بصری تربیتی آلات وغیرہ سے لیس ہے۔ پرواز کی تربیت ٹرینڈاڈ T.B-20 سنگل انجن، کنگ ائیر C-90A دوہرے انجن جہاز سے دی جاتی ہے۔ کمرشل پائلٹ لائسنس کورس پابندی سے کرایا جاتا ہے۔ جس میں کثیر انجن تائید اور ساز وسامان کی درجہ بندی بھی متعین ہوتی ہے۔ اکاڈمی نے اب تک 378 فکس ونگ پائلٹ، 20 روٹری پائلٹ کو (ملکی اور غیر ملکی نژاد کے) تربیت دی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ 146 زیر تربیت کو سیمولیٹر کی تربیت دی گئی ہے۔ اکاڈمی نے پہلی بار ملک میں BSC (Aviation) کورس چلانے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ ساتھ ہی وہ کمرشیل پائلیٹ لائسنس کورس کے نصاب چلاتا ہے۔

تحقیق اور ترقی

تحقیق اور ترقی کے ڈائرکٹریٹ (ڈی جی سی اے) کی ذمہ داریوں میں: (i) جہازوں، انجنوں اور پروپیلر اور دوسرے آلات قسم کا سرٹیفکیشن، (ii) شہری ہوابازی کے جہازوں کی مرمت اسکیم اور تبدیلی کی منظوری (iii) ملک میں بنے جہازوں کے ساز وسامان اور آلات کی جانچ کا فروغ، (iv) ناکارہ جہازوں، کل پرزوں کی سائنسی لیبارٹری میں جانچ، (v) گلائڈر اور ہلکے تربیتی جہازوں وغیرہ کی ڈیزائن اور ترقی، (vi) ایندھن کے نمونوں کی جانچ، اور کوالٹی کنٹرول کے کام کی نگرانی، (vii) جہاز چلانے کے اخراجات میں کفایت شعاری اور جہازوں کی کارکردگی کا جائزہ شامل ہے۔

سیاحت

سیاحت روزگار کے مواقع فراہم کرنے، غریبی کو کم کرنے اور انسانی ترقی کے وسیلے کے طور پر ابھر کر سامنے آئی ہے۔ 2001-02 کے دوران سیاحت زمرہ میں براہ راست روزگار پانے والوں کی تعداد 185.2 لاکھ تھی۔ سیاحت نہ صرف قومی یک جہتی اور بین الاقوامی مفاہمت کو فروغ دیتی ہے بلکہ مقامی دستکاری اور ثقافتی سرگرمیوں میں بھی معاون ہوتی ہے۔

گزشتہ تین دہائیوں کے دوران بھارت میں سیاحت کو بڑا فروغ حاصل ہوا ہے۔ لیکن 11 ستمبر 2001 کے حادثے کے بعد اور اس کے بعد ہوئی افغان جنگ، ہندوپاک سرحد میں تناؤ اور ہندوستان میں کچھ جگہوں پر دہشت گردوں کے لگاتار حملوں کی

وجہ سے ہندوستانی سیاحت میں خلل پیدا ہو گیا ہے۔ سال 2002 میں ہندوستان آنے والے غیر ملکی سیاحوں کی تعداد میں سال 2001 کے مقابلے 6.9 فی صد کی کمی پیدا ہوئی۔ عالمی سیاحت میں ہندوستان کا حصہ سال 2001 کی مدت میں 0.37 فی صدر ہا۔ سال 2002 میں تقریباً 14,195 کروڑ روپے کی غیر ملکی کرنسی کمائی گئی۔

اندرون ملک سیاحت سماجی اور ثقافتی روابط اور قومی یک جہتی کے قومی مقاصد کے حصول میں اہم رول ادا کرتی ہے۔ روزگار کے مواقع فراہم کرنے میں بھی اس کا تعاون بہت زیادہ ہے۔ آمدنی کی سطح میں اضافے اور طاقتور درمیانی درجے کے ابھرنے کے بعد گزشتہ چند برسوں کے دوران ملکی سیاحت میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ سال 2002 میں تقریباً 27.2 کروڑ گھریلو سیاحوں نے سیاحت کی۔

تنظیمیں

سیاحت کے فروغ میں مرکز کی جو تنظیمیں ملوث ہیں، ان میں وزارت سیاحت، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹورزم اور ٹریول مینجمنٹ، قومی کونسل برائے ہوٹل مینجمنٹ کیٹرنگ ٹکنالوجی، انڈیا ٹورزم ڈیولپمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ اور آبی اسپورٹس کا قومی انسٹی ٹیوٹ۔ وزارت محکمہ سیاحت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اندرون ملک سیاحت کو ترقی دینے کے لئے پالیسیاں اور پروگرام بنائے اور غیر ملکی سیاحوں کو راغب کرنے کے لئے سیاحت کے بنیادی ڈھانچے، پبلسٹی اور پرموشن، اطلاعات کی فراہمی اور صنعت کے مختلف شعبوں مثلاً ہوٹلوں اور ٹریول ایجنسیوں وغیرہ کو فروغ دینے کے موثر اقدام کرے۔

ملک میں وزارت سیاحت کے 21 اور بیرونی ممالک میں 13 فیلڈ آفس ہیں جو ترقیاتی سرگرمیوں اور پروموشنل سرگرمیوں کو آگے بڑھاتے ہیں۔ غیر ملکی دفاتر بھارت میں سیاحت کو فروغ دینے کی غرض سے سیاحوں اور میڈیا وغیرہ سے مسلسل رابطہ قائم رکھتے ہیں اور بھارت کے دفاتر سیاحوں کی سہولیات خدمات فراہم کرنے کے علاوہ سیاحت کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی میں ریاستی حکومتوں سے تال میل قائم رکھتے ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں ایک انتہائی مقابلہ جاتی مارکیٹ جیسی صورت حال پائی جاتی ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر وزارت سیاحت کے غیر ملکی دفاتر نے غیر معمولی اہمیت حاصل کر لی ہے۔

یہ دفاتر ٹریفک بڑھانے والے عالمی بازار میں وزارت سیاحت کی چوکیاں ہیں جن کا اصل کام مارکیٹ کی ترقی کے لئے حکمت عملی تیار کرنا اور ان پر عمل درآمد کر کے بھارت میں غیر ملکی سیاحوں کی آمد میں اضافہ کرنا ہے۔

انڈین ٹورزم ڈیولپمنٹ کارپوریشن (ITDC)

انڈین ٹورزم ڈیولپمنٹ کارپوریشن سرکاری زمرہ کا ایک ادارہ ہے جو اکتوبر 1966 میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کی ذمہ داریوں میں ملک کے مختلف حصوں میں سیاحوں کے لئے ٹریولرس لاج، ریسٹورنٹ اور ہوٹل کی تعمیر، انتظام اور مارکٹنگ، ٹرانسپورٹ سہولتوں کی فراہمی، سیاحوں کے لئے پبلسٹی مواد کی تیاری تقسیم اور فروخت، بغیر ڈیوٹی والی دکانوں سمیت خرید وفروخت کی آسانیاں مہیا کرنا اور تفریحی پروگراموں کا اہتمام شامل ہے۔

حکومت کی اعدام سرمایہ اندازی پالیسی کی تعمیل کے تحت اب تک 18 ہوٹلوں کی نجی کاری کی جا چکی ہے۔ بدلتے حالات کو درمیان میں رکھتے ہوئے کارپوریشن کی معقول طور پر بازتشکیل کی گئی ہے تاکہ وہ ملک میں سیاحت کے فروغ کے اپنے حقیقی مقصد کو مستقل پورا کرتا رہے۔ موجودہ کاروباری شعبے کو مضبوط کرتے اور ان کی توسیع کرتے ہوئے ITDC نے نئی جہات نئی خدمات

میں تنوع کو اپنایا ہے۔ان خدمات میں ''فل فلیجڈ منی چینجر خدمات''، انڈین اسکول آف ہاسپٹلٹی، سیاح ریل پیکجز مشاورتی خدمات وغیرہ شامل ہیں۔

ITDC اولیں سیاحتی تنظیم رہی ہے جو ایک ہی مقام پر سبھی طرح کی سیاحتی خدمات/سہولیات فراہم کرتا ہے لیکن کچھ ہوٹلوں کی اعدام سرمایہ اندازی کے بعد موجودہ نٹ ورک میں 8 اشوک گروپ کے ہوٹل، چھ جوائنٹ وینچر ہوٹل، دو ریستراں (ایک ہوائی اڈے پر ہے)، 10 ٹرانسپورٹ اکائیاں اور ایک ٹریول ایجنسی ونگ، ایک سیاح خدمات مرکز، 37 ڈیوٹی فری دوکانیں جو بین الاقوامی اور گھریلو کسٹم ہوائی اڈوں دونوں پر ہیں، ایک ٹیکس فری شاپ، ایک ڈیوٹی اداشدہ شاپ، ایک ساؤنڈ اور لائٹ شو اور چار کھانے پینے کی دوکانیں شامل ہیں، اس کے علاوہ کارپوریشن ایک فارشٹ لاج اور محکمہ سیاحت کی ملکیت میں ایک ریستراں کا بھی انتظام کرتا ہے۔

نئے میدانوں میں جو کاروباری لحاظ سے قائم پذیر ہیں اور ITDC کے مقاصد سے مطابقت رکھتے ہوں ان میں وسعت فراہم کرتے ہوئے اور تنوع لانے کے لئے کارپوریشن نے کاروبار ترقی ڈویژن قائم کیا ہے۔ آٹھ ریاستوں۔ دہلی، اترانچل، اترپردیش، کیرل، کرناٹک، تملناڈو، راجستھان، اور جھارکھنڈ کے معاہدے کی عرضداشتوں پر دستخط کیے ہیں۔

مشاورتی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے اشوک کنسلٹنسی اینڈ انجینئرنگ سروز کے نام کا نیا ڈویژن قائم کا گیا ہے تاکہ سیاحت اور انجینیرنگ سے متعلق شعبوں میں خدمات فراہم کی جاسکیں۔ پچھلے سالوں میں سیاحت سے متعلق سرگرمیوں سے حاصل عمدہ ہمہ گیر تجربے کو دیکھتے ہوئے کارپوریشن اس میدان میں سبھی طرح کی مشاورات خدمات فراہم کرتا ہے۔

کارپوریشن آج بین الاقوامی سیاحوں کو عالمی سطح کی ڈیوٹی فری شاپنگ سہولیات، 39 فروخت مراکز پر فراہم کررہا ہے اور اس سے ملک کے لئے نہایت اہم غیر ملکی کرنسی حاصل کررہا ہے۔ بین الاقوامی رجحان کو دیکھتے ہوئے اس نے ''اوپن واک ان شاپس'' کا تصور اپنایا گیا ہے۔

گھریلو سیاحوں کو راغب کرنے کے لئے مختلف طرح کے پیکج پیش کئے جارہے ہیں۔ اس میں اشوک فیملی پیکج، سینیئر سٹیزن پیکج، طلبا پیکج، خاص معذور پیکج شامل ہیں۔ اس کے علاوہ آف سیزن کے دوران خصوصی پیکجوں کا بھی اعلان کیا جاتا ہے۔ اشوک ٹریول اینڈ ٹورس (ATT) خود کار گھریلو بین الاقوامی ٹکٹنگ ہوٹل ریزرویشن، کنڈکٹڈ کوچ ٹور پیکجوں، نقل وحمل، زرمبادلہ، تقریب مینجمنٹ، گاہکوں کی ضرورت کے مطابق سیاحت کا انتظام کرتا ہے۔ ATT نے سال 2002-03 کے دوران دہلی چنئی اور کولکاتہ میں زر تبدیلی کے لئے ''فل فلیجڈ منی چینجنگ آپریشن'' کی شروعات کرکے اپنی سرگرمیوں کے میدان میں وسعت فراہم کی۔

مختلف خدمات کو ترغیب دینے کے لئے غیر ملکی ٹور آپریٹروں کے ساتھ براہ راست مذاکرات کو یقینی بنانے کے لئے ITDC نے لندن میں ہونے والے ڈبلیو ٹی ایم میں حصہ لیا۔ کارپوریشن نے ملک کے اندر بھی ممبئی ٹی۔اے۔اے۔آئی سالانہ کانفرنس، جودھپور میں آئی۔اے۔ٹی۔او سالانہ کانفرنس، نئی دہلی میں ایس۔اے۔ٹی۔ٹی۔ای PATA 2002 کانفرنس وغیرہ میں حصہ لیا تاکہ وہ مسابقتی بازار میں اپنا مقام بنا سکیں۔

کارپوریشن کا اشوک مین پاور ڈیولپمنٹ سنٹر (AMDC) تین دہے سے زیادہ عرصے سے فروغ انسانی وسائل ڈویژن کی نمایاں کوششوں میں شامل رہا ہے۔ یہ سنٹر سیاحت اور مہمان نوازی کے منتظمہ شعبہ میں اہم تعلیم فراہم کار ہے اس مقصد کو حاصل

کرنے کے AMDC اور AMITY ادارے نے مل کر انڈین اسکول آف ہاسپیٹیلیٹی (مہمان نوازی) کی تشکیل ہے تاکہ شروع میں ایک سال کی مدت کے دو پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ کورس کا اہتمام علی الترتیب ہاسپیٹیلیٹی اور ٹورزم مینجمنٹ میں ہو سکے۔AMDC نے اپنی سطح پر پکانے کے فن میں 18 مہینے کا کرافٹ سرٹیفکٹ کورس شروع کیا ہے۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹورزم اور ٹریول مینجمنٹ ایک خود مختار ادارہ ہے جو سیاحت ٹریول مینجمنٹ میں تعلیم کا بندوبست کرتا ہے اور سیاحت صنعت میں پیشہ وارانہ طور پر تربیت یافتہ افراد کی مانگ کو پورا کرتا ہے۔ یہ ادارہ ترقیاتی پروگراموں، سمینار اور ورکشاپ کا بھی اہتمام کرتا ہے اس وادرہ نے پوسٹ گریجویٹ سطح پر تعلیم کے لئے کئی یونیورسٹیوں کی مدد بھی کی ہے۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ہوٹل مینجمنٹ اینڈ فوڈ کرافٹ انسٹی ٹیوٹ

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ہوٹل مینجمنٹ اینڈ فوڈ کرافٹ انسٹی ٹیوٹ، محکمہ وزارت سیاحت نے ہوٹلوں، ریسٹورنٹوں اور دوسری سیاحت کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے افرادی قوت کے فروغ کو خاص ترجیح دی ہے۔ اس مقصد کے لئے محکمہ نے ہوٹل مینجمنٹ اور کیٹرنگ ٹکنالوجی کے 21 انسی ٹیوٹ اور فوڈ کرافٹس کے 19 انسٹی ٹیوٹ قائم کئے ہیں۔ یہ ادارے ہوٹل مینجمنٹ اور کیٹرنگ ٹکنالوجی اور اپلائیڈ نیوٹریشن اینڈ کرافٹ کورسز (Applied Nutrition and Craft Courses) کے میدانوں میں ڈپلوما کورس اور فوڈ اور بیوریج (Beverage) خدمات میں کرافٹ کورس کا اہتمام کرتے ہیں۔ فوڈ کرافٹ انسٹی ٹیوٹ عملے کے افراد کے لئے چھ مہینے سے ایک سال کی مدت کے کرافٹ کورس کا اہتمام کرتے ہیں۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹورزم اور ٹریول مینجمنٹ

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹورزم اور ٹریول مینجمنٹ ایک خود مختار ادارہ ہے جو سیاحت اور سفر کے مینجمنٹ کی تعلیم دینے اور سیاحت صنعت میں پیشہ ورانہ طور پر تربیت یافتہ افراد کی مانگ کو پورا کرتا ہے۔ یہ ادارہ ترقیاتی پروگراموں، سیمیناروں اور ورکشاپ کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ ادارہ نے پوسٹ گریجویٹ سطح پر تعلیم کے لئے کئی یونیورسٹیوں کی مدد بھی کی ہے۔

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف واٹر اسپورٹس

محکمہ سیاحت نے گوا میں واٹر اسپورٹس ٹورزم انڈسٹری کے لئے ٹریننگ وسائل مرکز کے طور پر نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف واٹر اسپورٹس (NIWS) کی تشکیل کی۔ اسٹی ٹیوٹ سمندری سفر، غوطہ مارنے (اسکوبا ڈائیونگ)، پانی کے بہاؤ پر پھیلنے (اسکیئنگ) جیسی مختلف سرگرمیوں میں کورسوں کا انعقاد کرتا ہے اور اس کے لئے سہولیات فراہم کرتا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ نے واٹر پارک صنعت کے لئے تحفظ جان کے لئے خصوصی تربیتی پروگرام تیار کیا ہے۔ ملک میں واٹر اسپورٹس سے متعلق سیاحتی سرگرمیوں کے لئے نوڈل مرکز کے طور پر کام کرتا ہے۔

ہوٹلوں کی سہولت

ہوٹل سیکٹر سیاحت صنعت کا ایک انتہائی اہم جز ہے۔ جو روزگار کے مواقع فراہم کرنے اور زرمبادلہ کمانے کی صلاحیت کا حامل ہے۔ اس سیکٹر کو مزید فعال بنانے کی غرض سے حکومت ٹیکس فوائد اور دوسری ترغیبات فراہم کرتی ہے۔ صنعتی پالیسی نے ہوٹلوں اور سیاحت کے متعلق سرگرمیوں کو ترجیحی صنعت کا درجہ دے دیا ہے۔ نئی معاشی پالیسی کے تحت ہوٹل صنعت میں بیرونی سرمایہ کاری اور اشتراک کی بھی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ اب صدفی صد پونجی تک کی حصہ داری کے لیے اجازت نہیں لینی پڑتی ہے۔

اسٹار نظام کے تحت ہوٹلوں کی درجہ بندی

وزارت سیاحت نے اسٹار سسٹم کے تحت ہوٹلوں کی درجہ بندی کردی ہے یہ درجہ بندی ایک ستارہ سے پانچ ستارہ ڈیلکس ہوٹلوں اور ہیریٹیج ہوٹلوں میں کی گئی ہے۔ محکمہ ہر پانچ برس بعد ہوٹلوں کی از سر نو درجہ بندی کرتا ہے تاکہ وہ مطلوبہ معیار کو برقرار رکھ سکیں۔ ہوٹل اور ریسٹورنٹ کی منظوری اور درجہ بندی کمیٹی جو اس مقصد کے لئے قائم کی گئی ہے۔ سیاحت کے مرکزی محکمے، ریاستی حکومتوں ہوٹل اور ٹریول صنعت ایسوسی ایشن کے نمائندوں پر مشتمل ہے۔

ہیریٹیج ہوٹل

1950 سے قبل تعمیر کی جانے والی حویلیوں، محلوں، قلعوں اور شاندار مکانوں میں قائم کئے جانے والے ہوٹلوں کے لیے ہیریٹیج ہوٹل کی حیثیت سے درجہ بندی کی گئی ہے۔ چونکہ ان عمارتوں کا ڈھانچہ عہد گزشتہ کے ماحول اور طرز زندگی کی جھلک پیش کرتا ہے۔ اور جو سیاحوں میں بھی بہت مقبول ہیں۔ اس لئے قدیم تاریخ عمارتوں میں ہوٹلوں کے قیام کی نئی اسکیم کا مقصد کو یقینی بنانا تھا کہ یہ عمارتیں جو ہمارے ورثہ کا سنگ میل ہیں اپنی قدامت اور عوامی استعمال سے برباد نہ ہوں اسی کے ساتھ انہیں توثیق شدہ سیکٹر کی املاک میں شامل بھی کرلیا جائے۔

ٹریول ٹریڈ (Travel Trade)

وزارت سیاحت کا ٹریول ٹریڈ ڈویژن قومی اور بین الاقوامی ٹریول ٹریڈ سے تعاون کرتا ہے اور ٹریول ٹریڈ کے پروموشن کی راہ ہموار کرنے کے لئے مختلف مرکزی محکموں اور ریاستی حکومتوں سے تال میل بھی قائم رکھتا ہے۔ یہ ٹریول ٹریڈ ایسوسی ایشنوں مثلاً ٹریول ایجنٹس ایسوسی ایشن آف انڈیا (ٹی اے اے آئی) انڈین ایسوسی ایشن آف ٹور آپریٹرس (آئی اے ٹی او) ٹورسٹ ٹرانسپورٹ آپریٹرس ایسوسی ایشن وغیرہ اور دوسری ایجنسیوں انڈیا کنونشن پروموشن بیورو، پیسفک ایشیا ٹریول ایسوسی ایشن وغیرہ سے بھی مل کر کام کرتا ہے۔

محکمہ سیاحت نے ٹریول ایجنٹوں ٹور آپریٹروں اور سیاحت ٹرانسپورٹ آپریٹروں کو منظوری دیئے جانے کے ضوابط کو نرم اور آسان بنادیا ہے، تاکہ سیاحوں کے لئے ان کی خدمات کو معیاری اور وسیع البنیاد بنایا جاسکے۔ محکمہ ٹریول ٹریڈ ڈویژن دیگر وزارتوں جیسے شہری ہوابازی، ثقافت، ریلوے، سرفیس ٹرانسپورٹ، خارجہ اور داخلہ کے ساتھ مختلف امور پر ارتباط بھی قائم کرتا ہے تاکہ ہندوستان میں مختلف مقامات پر آنے والے سیاحوں کے لئے سہولیات میں اصلاح کی جاسکے۔

مختلف سیاحتی تقریبات کا اہتمام

ہندوستان کے بارے میں آگہی پیدا کرنے کی غرض سے بیرون ممالک رہ رہے بین الاقوامی اور گھریلو سیاحوں دونوں کے لئے مختلف پروگراموں کا انعقاد کیا گیا۔ ان میں برہم پتر درشن، 29 تا 30 جنوری 2003 (پاسی گھاٹ) بدھ مہوتسو، 1 تا 3 اگست 2003 (جموں وکشمیر) اور 15 تا 16 اگست (کیلانگ، ہماچل پردیش) اور 15 تا 16 نومبر 2003 (سکم)، سندھو درشن 1 تا 3 جون 2003 (لیہہ)، قومی سیاح دن 25 جنوری 2003 شامل ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان نے بیرون ملک سیاحت سے متعلق مختلف پروگراموں میلوں وار تقاریب میں حصہ لیا۔ ان میں سب سے اہم لندن کا WTM اور برلن کا ITB تھا۔

پاٹا سالانہ کانفرنس 2002

نئی دہلی میں 14 سے 18 اپریل 2002 کے درمیان کامیابی کے ساتھ منعقد ''پاٹا'' سالانہ کانفرنس سیاحت کے شعبے میں ایک تاریخی قدم تھا۔ کانفرنس میں مختلف ملکوں سے تقریباً 1015 نمائندوں نے حصہ لیا۔ اس سے ہندوستان کو اپنی لوک ثقافت، لباس کی روایت اور سیاحتوں کی کشش کو مختلف میڈیا کے ذریعہ ظاہر کرنے کا موقع ملا۔

نئی قومی سیاحت پالیسی 2002

حکومت نے نئی قومی سیاحت پالیسی 2002 کا اعلان کیا جس میں دیگر باتوں کے علاوہ ہندوستان کو ایک گلوبل برانڈ کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ترقی پذیر عالمی زیارت اور تجارت کا فائدہ اٹھایا جا سکے اور سیاحت کے ہدف کے طور پر ہندوستان کے ان وسیع امکانات سے استفادہ کیا جا سکے جو ابھی تک استعمال نہیں کئے جا سکے ہیں۔

دسویں پنج سالہ منصوبہ میں سیاحت

ملک میں سیاحت کے فروغ میں مزید تیزی لانے کے لئے دسویں پنج سالہ منصوبے میں درج ذیل پہلوؤں پر زور دیا جائے گا:

سیاحت کو معاشی ترقی کے اہم ذریعہ کے طور پر اپنانا، روزگار کے مواقع پیدا کرنا، اقتصادی ترقی اور دیسی سیاحت پر زور دینے کے براہ راست اور کثیر پہلوئی اثرات کا استحصال، کرنا گھریلو سیاحت کی خاص طور پر حوصلہ افزائی کرنا جو بین الاقوامی سیاحت کے فروغ اور توسیع کے لئے محرک کے طور پر کام کرے گا۔ ہندوستان کو ایک گلوبل برانڈ کے طور پر پیش کرنے کے کوشش کرنا تاکہ ترقی پذیر عالمی سفر اور تجارت کا فائدہ اٹھایا جا سکے، نجی سیکٹر کی اہم حصہ داری کی شناخت کرنا تاکہ حکومت سرگرم، آسانی فراہم کار اور محرک کا کردار نبھائے، ہندوستان کی منفرد تہذیب، وراثت اور ثقافت پر مبنی مربوط سیاحتی سرکٹوں کی تعمیر اور ترقی جس میں ریاستوں، نجی سیکٹر اور دیگر ایجنسیوں کو حصہ دار بنایا جا سکے، اور یہ یقینی بنانا کہ ہندوستان میں سیاح کو مادی طور پر تقویت پہونچے، ذہنی طور پر تروتازہ تہذیبی طور پر خوشحال، روحانی سطح پر مضبوط اور ''ہندوستان کو اپنے اندر محسوس کرے۔''

26۔آبی وسائل

زراعتی صلاحیت کے بھرپور استعمال اور ملک کی ترقی کے لئے پانی ایک اہم اور ضروری عنصر ہے۔ اس لئے آبی وسائل کی زیادہ سے زیادہ ترقی اور اس کے موثر استعمال کی بہت اہمیت ہے۔

وزارت آبی وسائل، ملک کے آبی وسائل کی ترقی اور اس کو منضبط کرنے کے لئے پالیسی اور پروگرام کا تعین کرتی ہے۔ وزارت کے ذمہ علاقائی منصوبے بنانا، ان میں رابطہ قائم کرنا، ہدایات جاری کرنا، تکنیکی جانچ کرنا اور منصوبوں کا تکنیکی و اقتصادی تجزیہ کرنا ہے۔ کچھ مخصوص پراجیکٹوں کو مرکزی امداد فراہم کرنا، غیر ملکی امداد کا بندوبست کرنا اور بین ریاستی آبی تنازعات کے حل کرنے میں تعاون، پالیسی کا تعین اور چھوٹی آبپاشی کے فروغ کے بارے میں رہنمائی فراہم کرنا، کمان ایریا ترقی اور زیرزمین آبی وسائل وغیرہ کے فروغ کی ذمہ داریاں وزارت آبی وسائل کے سپرد کی گئی ہیں۔

1987 میں اپنائی گئی قومی آبی پالیسی پر نظرثانی کی گئی اور آبی وسائل سیکٹر میں پیدا ہونے والے امور اور چیلنجوں کے پیش نظر اسے اپ ڈیٹ کیا گیا۔ نیشنل واٹر بورڈ نے اپنی میٹنگ یکم اپریل 2002 میں قومی آبی پالیسی 2002 کو منظور کی۔

قومی آبی پالیسی، آبی وسائل کے مربوط فروغ اور دستیاب زمینی اور زیرزمین پانی کے انسب اور قائم پزیر استفادہ پر زور دیتی ہے اور نظرثانی شدہ پالیسی میں اچھی طرح ترقی یافتہ اطلاعاتی نظام، پانی کے تحفظ کے روایتی طریقوں، پانی کے استعمال کے غیر روایتی طریقوں اور مانگ کے اہتمام کو اہم مشمولات کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے اس میں معقول ادارہ جاتی اہتمام کے ذریعہ پانی کے ماحولیاتی پہلو اور اس کے مقداری اور کیفیتی پہلوؤں کو مربوط کیا گیا ہے۔ اس پالیسی میں پروجیکٹ منصوبہ بناتے وقت فائدہ حاصل کرنے والوں اور پانی سے متعلق پروجیکٹوں میں حصہ داری کا نظریہ اپنانے والوں اور سرمایہ لگانے والوں پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

قومی آبی پالیسی میں یہ توقع کی گئی ہے کہ ہر ریاست اپنی ریاستی آبی پالیسی بنائے گی اور اس پر غور کرکے وقت مقررہ کے اندر جیسے دو سال میں پالیسی کے مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے کے لیے عمل منصوبہ تیار کرے گی۔ وزارت آبی وسائل نے قومی آبی پالیسی 2002 کے نفاذ کے لیے عمل منصوبہ تیار کیا ہے۔ اس پالیسی پر اکستا اکتوبر 2002 کے دوران غیر سرکاری/رضا کار تنظیموں اور ماہرین کے ساتھ غور وخوض کیا گیا۔ غور وخوض و مزاکرات کے بعد حتمی طور پر اس منصوبہ عمل کو 5 فروری 2003 کو ہوئی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے وزرات آبی وسائل اور آبپاشی/ایڈمنسٹریٹر کی کانفرنس میں رکھا گیا جسے منظور کرلیا گیا۔

آبی وسائل کی استعداد

ملک کے دریائی نظام میں اوسطاً 1869 کلومیٹر³ (کعبی کلومیٹر) پانی ہونے کا اندازہ لگایا گیا ہے اور اس میں سے قابل استعمال حصہ 690 کعبی کلومیٹر ہے۔ اس کے علاوہ ملک میں کافی زیرزمین پانی کا روایتی ذخیرہ بھی ہے اور بہاؤ موڑ کر پھر سے

قابل فراہمی پانی کا تخمینہ 432 کعبی کلومیٹر ہے۔ 1951 میں تقریباً $5,177M^3$ فی کس دستیابی کم ہو کر 2001 میں $1,869M^3$ رہ گئی۔ ملک کے مختلف ندی بیسنوں میں ندی کی دستیابی میں کافی فرق ہے۔

آبپاشی کی صلاحیت

اناج کی پیداوار بڑھانے کے لئے آبپاشی کے موجودہ طریقوں کو مستحکم بنانے کے ساتھ ساتھ دوسری آبپاشی سہولیات کی توسیع کی حکمت عملی اختیار کی گئی ہے۔ آبپاشی کے متواتر اور منظم فروغ کی بدولت نویں منصوبے کے آخر تک آبپاشی صلاحیت بڑھ کر تقریباً 939.8 لاکھ تک پہنچ گئی، جب کہ 1951 میں پہلے پانچ سالہ منصوبے کے شروع ہونے کے وقت آبپاشی کی صلاحیت 226 لاکھ ہیکٹر سالانہ تھی۔ اس میں بڑی مجھلی اور چھوٹے آبپاشی پروجیکٹ شامل ہیں۔ بڑے مجھلے اور چھوٹے آبپاشی پروجیکٹوں کے ذریعہ ملک میں پروجیکٹ کے لحاظ سے تخلیق کی گئی صلاحیت اور اس کے اعداد وشمار جدول 26.1 میں دکھائے گئے ہیں۔

جدول 26.1 پیدا شدہ اور استعمال میں لائی گئی صلاحیت کی منصوبہ وار صورت حال

(ملین ہیکٹر میں)

منصوبہ مدت	تخلیق کی گئی صلاحیت	استعمال میں لائی گئی صلاحیت (ملین ہیکٹر)
منصوبے سے پہلے	22.60	22.60
پہلا منصوبہ (1951-56)	26.26	25.04
دوسرا منصوبہ (1956-61)	29.08	27.80
تیسرا منصوبہ (1961-66)	33.57	32.17
سالانہ منصوبے (1966-69)	37.10	35.75
چوتھا منصوبہ (1969-74)	44.20	41.89
پانچواں منصوبہ (1974-78)	52.20	48.46
سالانہ منصوبے (1978-80)	56.61	52.64
چھٹا منصوبہ (1980-85)	65.22	58.82
ساتواں منصوبہ (1985-90)	76.53	68.59
سالانہ منصوبہ (1990-92)	81.09	72.85
آٹھواں منصوبہ (1992-97)	86.25	77.21
نواں منصوبہ (1997-2002)	95.40	85.41

ماخذ: پلاننگ کمیشن

جدول 26.2: ہندوستان میں زیرزمین آبی وسائل (یکم اپریل 1998 کے مطابق)

نمبر شمار	ریاست/یونین علاقے	دوبارہ پر ہونے والا کل زیرزمین آبی وسائل (m.ha.m/yr.)	گھریلو، صنعتی اور دوسرے استعمال کیلئے اہتمام (m.ha.m/yr.)	آبپاشی کے لئے دستیاب کل زیر زمین آب (m.ha.m/yr.)	آبپاشی کے لئے استعمال کل زیرزمین آب (m.ha.m/yr.)	تابی بنیاد پر کل کشید (m.ha.m/yr.)	خالص کھپت (m.ha.m/yr.)	مستقبل میں استعمال کیلئے خالص باقی سے باقی زیرزمین آب (m.ha.m/yr.)	ترقی کیلئے استعمال کی گئی آبپاشی صلاحیت (فی صد)
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
1	آندھرا پردیش	3.52909	0.52936	2.99973	2.69975	1.11863	0.78304	2.21668	26.10
2	اروناچل پردیش	0.14385	0.02158	0.12227	0.11005	—	—	0.12227	—
3	آسام	2.24786	0.33718	1.91068	1.71962	0.20356	0.14249	1.76819	7.46
4	بہار	2.69796	0.4047	2.29327	2.06394	1.17895	0.82527	1.46800	35.99
5	چھتیس گڑھ	1.60705	0.24106	1.36599	1.22939	0.10925	0.07647	1.28952	5.60
6	گوا	0.21820	0.00327	0.01855	0.01669	0.00219	0.000154	0.01701	8.30
7	گجرات	2.03767	0.30566	1.73199	1.55881	1.21895	0.85327	0.87872	49.27
8	ہریانہ	1.11794	0.16769	0.95025	0.85523	1.02637	0.71846	0.23179	75.61
9	ہماچل پردیش	0.02926	0.00439	0.02487	0.02238	0.00591	0.00413	0.02073	16.63
10	جموں اور کشمیر	0.044257	0.06640	0.37620	0.33860	0.00586	0.00403	0.37217	1.07
11	جھارکھنڈ	0.66045	0.09907	0.56138	0.50525	0.17352	0.12146	0.43992	21.64
12	کرناٹک	1.61750	0.24186	1.37564	1.23665	0.64973	0.45481	0.92083	33.06
13	کیرالہ	0.79003	0.13135	0.65869	0.59281	0.17887	0.12509	0.53360	18.99
14	مدھیہ پردیش	3.48186	0.52228	2.95958	2.66362	1.05494	0.73846	2.22112	24.95
15	مہاراشٹر	3.78677	1.23973	2.54704	2.29233	1.26243	0.8837	1.66334	34.70
16	منی پور	0.31540	0.04730	0.26810	0.24129	Neg.	Neg.	0.26810	Neg.
17	میگھالیہ	0.05397	0.00810	0.04587	0.04128	0.00260	0.00182	0.04405	Neg.
18	میزورم		تشخیص نہیں کی گئی						
19	ناگالینڈ	0.07240	0.01090	0.06150	0.05535	Neg.	Neg.	0.06150	Neg.
20	اڑیسہ	2.01287	0.30193	1.71094	1.53984	0.37196	0.26037	1.45057	15.22
21	پنجاب	1.81923	0.18192	1.63730	1.47357	2.30028	1.61020	0.02710	98.34
22	راجستھان	1.26021	0.19977	1.06044	0.95440	1.10350	0.77245	0.28799	72.84
23	سکم		تشخیص نہیں کی گئی						
24	تمل ناڈو	2.64069	0.39610	2.24458	2.02013	2.00569	1.40398	0.84060	62.55
25	تری پورہ	0.06634	0.00995	0.05639	0.05075	0.02692	0.01885	0.03754	33.43
26	اتر پردیش	8.25459	1.23819	7.01640	6.31476	4.25171	2.97619	4.04021	42.42
27	اترانچل	0.28411	0.04262	0.24149	0.21734	0.09776	0.06843	0.17306	28.34
28	مغربی بنگال	2.30914	0.34637	1.96277	1.76649	0.9025	0.63175	1.33102	32.19
	کل ریاستیں	43.30063	7.09873	36.20191	32.58033	19.25207	13.47627	22.72564	37.23

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
	یونین علاقے								
1-	انڈمان نکوبار	—	—	Not Assessed	—	—	—	—	—
2-	چنڈی گڑھ	0.00297	0.00044	0.00252	0.00227	0.00351	0.00245	0.00007	—
3-	دادر اور نگر حویلی	0.00422	0.00063	0.00359	0.00323	0.00065	0.00046	0.00313	12.81
4-	دمن	0.00071	0.00011	0.00060	0.00054	0.00069	0.00048	0.00012	80.00
5-	دیو	0.00037	0.00006	0.00031	0.00028	0.00042	0.00029	0.00002	94.84
6-	این۔سی۔ٹی۔دہلی	0.02916	0.01939	0.00977	0.00879	0.01684	0.01180	-0.00203	120.78
7-	لکش دیپ	0.03042	0.00456	0.00195	0.00176	0.00109	0.00076	0.00119	39.12
8-	پانڈیچری	0.01746	0.00262	0.01484	0.01335	0.01645	0.01152	0.00332	77.63
	کل یونین علاقے	0.085530	0.02782	0.03358	0.03022	0.03966	0.02777	0.00581	—
	مجموعی	43.38593	7.12655	36.25938	32.63345	19.29173	13.50404	22.73145	37.24

بڑے اور درمیانی آبپاشی پراجیکٹ

جن آبپاشی پراجیکٹوں میں دو ہزار سے 10 ہزار ہیکٹر زراعت کے قابل زمین میں آبپاشی کی سہولیات مہیا کرائی جاسکتی ہیں انہیں درمیانی آبپاشی پراجکٹ کہتے ہیں۔ اسی طرح جن پراجیکٹوں میں 10 ہزار ہیکٹر سے زیادہ زراعت کے قابل کمان علاقوں میں آبپاشی ہوتی ہے، انہیں بڑے آبپاشی پراجیکٹ کہتے ہیں۔ مختلف منصوبہ جاتی مدت میں بڑے اور درمیانی پراجکٹوں پر کیے گئے خرچ اور حاصل کی گئی آبپاشی صلاحیت کی تفصیل جدول 26.3 میں دی گئی ہے۔

دسویں پنج سالہ منصوبے کے شروع میں 159 بڑے پراجیکٹوں کے لیے 58,344 کروڑ روپے، 242 درمیانی پراجیکٹوں کے لیے 4,465 کروڑ روپے اور 89 توسیعی، تجدید اور جدید پراجیکٹوں کے لیے 8,253 کروڑ روپے متعین کیے گئے۔

جدول 26.3 بڑے اور درمیانی آبپاشی پراجکٹس (خرچ اور حاصل صلاحیت)

منصوبے کی مدت	خرچ/لاگت (کروڑ روپے میں)	حاصل شدہ صلاحیت (لاکھ ہیکٹر میں)	کل حاصل شدہ صلاحیت (لاکھ ہیکٹر میں)
منصوبے سے پہلے کی مدت	حاصل نہیں	9.70	9.70
پہلا منصوبہ (1951-56)	376	2.50	12.20
دوسرا منصوبہ (1956-61)	380	2.13	14.33
تیسرا منصوبہ (1961-66)	576	2.24	16.57
سالانہ منصوبے (1966-69)	430	1.53	18.10
چوتھا منصوبہ (1969-74)	1,242	2.60	20.70
پانچواں منصوبہ (1974-78)	2,516	4.02	24.72
سالانہ منصوبے (1978-80)	2,079	1.89	26.61
چھٹا منصوبہ (1980-85)	7,369	1.09	27.70
ساتواں منصوبہ (1985-90)	11,107	2.22	29.92
سالانہ منصوبے (1990-92)	5,459	0.82	30.74
آٹھواں منصوبہ (1992-97)	21,168	2.22	32.96
نواں منصوبہ (1997-2002)	48,574	2.04	34.99

سرعت پذیر آبپاشی سہولیات کے پروگرام

1996-97 میں ایک سرعت پذیر فائدہ پروگرام شروع کیا گیا، جس کا ہدف ان میں سے کچھ ادھورے پراجکٹوں کو پورا کرنے کے لئے ریاستوں کو مدد کے طور پر قرض فراہم کرنا ہے۔ اس پروگرام کے تحت ریاستوں کو مارچ 2003 تک 11,541,731 کروڑ روپے مرکزی قرض امداد کے طور پر دیا گیا ہے۔

جدول 26.4: سرعت پذیر آبپاشی سہولیات کے پروگرام کے تحت مرکزی قرض امداد

جاری کی گئی رقم (کروڑ روپے میں)

نمبر شمار	ریاست	1996-97	1997-98	1998-99					1999-2000 عام زمرہ		کل میزان عام اور فاسٹ ٹریک			Norm	FT	Total	استفادہ کرنے والے پروجیکٹوں کی تعداد
														استفادہ کرنے والی اسکیموں کی تعداد			
-1	آندھرا پردیش	32.250	74.000	79.670	65.015	95.020	104.990	28.186	48.2131	176.670	5.000	181.670	663.801	10	5	15	10
-2	آسام	5.230	12.400	13.950	13.020	18.300	13.416	12.300	88.616		-		88.616	11		11	11
-3	بہار	13.500	5.150	36.185	129.695	151.775	3.420	14.481	354.206				354.206	8		8	8
-4	چھتیس گڑھ		4.500	9.500	10.520	13.930	48.200	32.100	118.750		71.900	71.900	190.650	4	2	6	5
-5	گوا	5.250	3.500	61.650	58.000	128.400							128.400	2		2	2
-6	گجرات	74.773	196.900	423.820	272.700	421.850	487.690	906.330	2784.063	94.000	94.000	188.000	2972.063	15	1	16	15
-7	ہریانا	32.500	12.000					18.000	62.500				62.500	3		3	3
-8	ہماچل پردیش						3.244	8.150	45.239				45.239	3		3	3
-9	جموں وکشمیر	1.300			4.680	10.460	11.070	34.999	62.509				62.509	11		11	11
-10	جھارکھنڈ		8.890	11.640	14.345	5.715	10.820	9.670	61.080				61.080	7		7	7
-11	کرناٹک	61.250	90.500	94.500	157.140	171.000	492.500	584.480	1651.370		36.370	36.370	168.740	7	3	10	8
-12	کیرالہ	3.750	15.000			22.400	11.275	5.665	58.030				58.090	2		2	2
-13	مدھیہ پردیش	63.250	110.000	81.250	95.325	151.328	117.380	155.000	773.533	98.030	65.000	163.030	936.563	10	2	12	12
-14	مہاراشٹر	14.000	55.000	50.860	49.875	97.020	39.100	110.249	416.104		22.885	22.885	438.989	15	6	21	21
-15	منی پور	4.300	26.000	0.780	20.310		9.360	18.500	89.500	89.250			89.250	3		3	3
-16	میگھالیہ	1.280	1.220	1.500	4.000								4.000	1	1	1	
-17	اڑیسہ	48.450	85.000	71.500	81.350	74.500	104.500	159.015	623.860	64.430	20.555	84.985	708.845	10	6	16	12
-18	پنجاب	67.500	100.000	42.000	55.620	113.690	36.660	415.470					415.470	5		5	5
-19	راجستھان	2.675	42.000		140.050	106.665	78.467	96.315	142.960	609.132	31.425	31.425	640.557	10	2	12	10
-20	تمل ناڈو	20.000	20.000										20.000	1		1	1
-21	تری پورہ	3.773	5.100	3.975	6.300	4.845	2.063	2.625	28.680				28.681	3		3	3
-22	اتر پردیش	43.500	78.000	76.500	286.000	315.900	314.960	319.280	1434.140	39.730	39.720	79.450	1513.590	13	1	14	12
-23	مغربی بنگال	5.000	20.000	10.000	25.000	26.825	38.608	28.133	153.566				153.556	7		7	7
	کل	500.000	952.190	119.180	1392.065	1791.605	2081.366	2628.283	10464.689	472.860	386.855	859.715	11324.405	161	28	189	172

آبپاشی پراجیکٹ

حکومت ہند نے عالمی بینک (IDA) سے اس پراجیکٹ کے کریڈٹ معاہدہ کے تحت 7.51 کروڑ SDR کے امدادی قرض سے آبپاشی پراجیکٹ شروع کیا ہے۔ مرکزی زیرزمین بورڈ کے لیے اس پروجیکٹ کا کل لاگت تخمینہ 74.18 کروڑ لگایا گیا ہے۔ نیدرلینڈ کی حکومت نے بھی ایک دوطرفہ ہندوستان ڈچ امدادی پروگرام کے تحت مشاورتی خدمات اور بیرون ممالک تربیت کے طور پر 1.464 کروڑ یورو مالی امداد فراہم کی ہے۔

یہ پروجیکٹ نو ریاستوں اور چھ مرکزی ایجنسیوں کے ذریعہ نافذ کیا جارہا ہے پروجیکٹ کا خاص مقصد مال میں ایک مفید عملی آبپاشی معلوماتی نظام (NIS) قائم کرنا ہے اسی کے ساتھ ایک اصلاح یافتہ ادارہ جاتی صلاحیت میں بہتری کو فروغ دیا جائے گا جو پانی کا استعمال کرنے والے مختلف گروپوں کے فائدے کے لیے آبپاشی اطلاعات کا بہتر استعمال کرسکیں۔ اعدادوشمار کی بنیاد کو فروغ حاصل ہونے پر قومی آبی پالیسی کے اہم پہلوؤں کو تائید حاصل ہوگی، خاص طور پر قومی، ریاست بین اور پروجیکٹ سطح پر آبی وسائل کے فروغ کے لیے پانی کے اختصاص، منصوبہ بندی اور مینجمنٹ کے وقت۔ اس بارے میں 31 مارچ 2003 تک کل خرچ 547.87 کروڑ ہوگیا تھا جو ترمیم شدہ کل پروجیکٹ خرچ 611.66 کروڑ روپے کا 90 فی صد ہے اس میں 31 مارچ 2003 تک 7.51 کروڑ روپے SDR کے کل قرض میں سے 6.516 کروڑ SDR کی بازادگی ہوگئی تھی جو تقریباً 87 فی صد ہے۔

واٹر کوالٹی اسسمنٹ اتھارٹی

ہندوستان میں قومی آبی وسائل کی آلودگی کا مسئلہ شدید تشویش کا موضوع بن گیا ہے۔ اس صورتحال سے نمٹنے کے لیے وزارت آبی وسائل کی صلاح پر وزارت ماحول و جنگلات نے پانی کی کوالٹی کے تعین کے لیے اتھارٹی کی تشکیل کی۔ اس بامجاز اتھارٹی (مقتدرہ) کی تشکیل آبی وسائل کے معیار کے تحفظ کے لیے 29 مئی 2001 کو کی گئی۔ 12 ممبروں والی اس اتھارٹی کی سربراہی وزارت ماحول و جنگلات کے سیکریٹری اور وزارت آبی وسائل میں کمشنر (آبی منتظمہ) ممبر سیکریٹری ہیں۔

2002-2003 کے دوران پیش رفت

وزارت آبی وسائل کا آبی منتظمہ (WM) کا ونگ WQAA (پانی کوالٹی تشخیص اتھارٹی) کے کاموں کو انجام دینے اور ارتباط میں مدد دیتا ہے۔ وزارت ماحول اور جنگلا نے ملک کی 35 ریاستوں/مرکز کے زیرانتظام علاقوں کے چیف سیکریٹریوں سے گذارش کی ہے کہ وہ اپنی ریاستوں میں ریاستی سطح پر پانی کی کوالٹی کا جائزہ کمیٹی کی تشکیل کریں۔ یہ کمیٹیاں اپنی اپنی ریاستوں میں مرکز اور ریاست کی ایجنسیوں کے درمیان ارتباط کریں گی، پانی کی کوالٹی کی تشخیص کریں گی اور آبی وسائل کے معیار کے بارے میں فوری کارروائی کی ضرورت کے معاملوں کی شناخت کریں گی۔ اب تک 23 ریاستوں یونین علاقوں میں پانی کی کوالٹی تشخیص اتھارٹی، کی تشکیل کی جاچکی ہے اور 10 ریاستوں میں پانی کی کوالٹی پر نظر رکھنے سے متعلق بندوبست کو آنکنے کے لیے جائزہ کمیٹیوں کے میٹنگوں کا انعقاد ہوچکا ہے۔

اس وقت مرکز اور مختلف ریاستی حکومتوں کی ایجنسیاں پانی کی کوالٹی کے مختلف نگرانی اہتمام کی تعمیل کررہی ہیں۔ مرکزی حکومت نے ان کے کام کو مربوط، سہل اور منظم کرنے کے لیے ماہر گروپ بنایا ہے ماہر گروپ نے متعلقہ مرکزی اور ریاستی

ایجنسیوں کے زمینی اور زیرِ زمین آبی نگرانی پروگراموں کی موجودہ حالت کا جائزہ لینے کے بعد اپنی رپورٹ پیش کی اور اسے پانی کی کوالٹی تشخیص اتھارٹی نے 14 مئی 2003 کو منظور کیا۔ اب ریاستی حکومتیں سفارشات کو نافذ کریں گی۔

کمان علاقہ ترقی پروگرام

کمان علاقہ ترقی پروگرام 75-1974 میں شروع کیا گیا تھا۔ اسکا اہم مقصد سینچائی صلاحیت کے استعمال میں بہتری لانا اور آبپاشی والی کھیتی سے متعلق سبھی کاموں میں تال میل قائم کر کے سینچائی سہولیات والے علاقوں میں زرعی پیداواریت اور پیداوار میں اضافہ کرنا تھا۔ یہ سبھی کام ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے تحت مختلف شعبوں رموضوعات سے متعلق ایک ٹیم کے ذریعہ کئے جاتے ہیں۔

1974 میں 60 بڑے اور درمیانی پراجیکٹوں کے ساتھ اس پروگرام کی شروعات تقریباً 1.5 کروڑ روپئے ہیکٹر قابل کاشت زمین کے لئے ہوئی تھی۔ بعد میں اس میں کئی پروجیکٹ شامل کیے گئے اور کچھ۔ مارچ 2003 تک اس کے تحت 236 پراجکٹ شامل کئے جاچکے تھے جن میں 227.8 لاکھ ہیکٹر کھیتی کے قابل کمان علاقے میں آبپاشی کی صلاحیت کے استعمال میں سدھار لایا جارہا ہے۔ یہ علاقے 28 ریاستوں اور دو یونین علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس پروگرام کی مختلف سرگرمیوں کے لئے مرکز اپنے حصے کے طور پر ریاستوں کو 2,602.28 کروڑ روپئے کیے جاچکے ہیں، جب کہ 2003-2002 میں 150.23 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔

اس پروگرام کے تحت کھیتوں میں ترقی کے پروگرام کو نافذ کرنا شامل ہے۔ جیسے رودباروں اور نالیوں کی تعمیر، زمین کو ہموار کرنا اور اسے صحیح شکل دینا بالائے سطح اور زیرِ زمین پانی کو اجتماعی طور پر کام میں لانا۔ کسانوں کو پانی کی برابر مقدار اور وقت پر فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے باری باری سے پانی کی تقسیم کا نظام شروع کیا گیا ہے۔ معقول فصل طریقوں اور بہتر کھیتی کے طرز کو اپنانے اور زمین کو زرخیز بنائے رکھنے کے لئے کسانوں میں تکنیکی علم کی تشہیر کے واسطے معقول تربیت، مظاہرے اور زرعی تربیت کو بڑھاوا دیا جاتا ہے۔

استفادہ حاصل کرنے والوں اور نفاذ کرنے والی ایجنسیوں سے حاصل تجاویز اور پلاننگ کمیشن کے ''کمان علاقہ ترقی پروگرام'' پر ورکنگ گروپوں کی سفارشوں پر مبنی اور 10 ویں پروجیکٹ میں آبپاشی انتظام میں شامل نجی/ فائدہ پانے والوں کی حصہ داری کی بنیاد پر کمان علاقہ ترقی پروگرام کی باز تشکیل کی جارہی ہے۔ رواں پروجیکٹوں کی تعداد کو دسویں پروجیکٹ کے دوران نافذ کرنے کے لیے قابل انتظام سطح تک محدود رکھا جارہا ہے۔ تاہم 03-2002 کے دوران پروگرام کو موجودہ نمونے کے بنیاد پر نافذ کیا جارہا ہے۔

از سرِ نو قائم کمان علاقہ پروگرام آبی انتظام کی اہم خصوصیات ہیں: (a) پروگرام کے ان اجزا کو جاری رکھنا جو نظرِ ثانی کے بعد کسانوں کے لیے مفید پائے گئے ہیں، (b) آبپاشی نظام میں پائی گئی کچھ کمیوں کو دور کرنے کے لیے کچھ نئے اجزا کو شامل کرنا (c) ان اجزا کو الگ کرنا جو کم اہم ہیں اور جن کی افادیت اب ختم ہوگئی ہے۔ آبپاشی کے لیے پانی کا بہتر استعمال کرنے کے لیے کسانوں کو آبپاشی منتظمہ میں حصہ دار بنانا ضروری ہے۔ کسان ایسوسیشنوں/ پانی کا استعمال کرنے والوں کی ایسوسیشنوں کی

حوصلہ افزائی کے طور پر 500 روپے فی ہیکٹر (225 روپے فی ہیکٹر مرکز کے ذریعہ اور 225 روپے فی ہیکٹر ریاست کے ذریعہ اور 50 روپے کسان ایسوسیشنوں کے ذریعہ) امداد رجسٹرڈ اور عمل پذیر کسان ایسوسیشنوں کو ایک بار دیا جاتا ہے۔ کسانوں اور زراعت سے متعلق لوگوں کی تکنیکی معلومات فراہم کرنے کے لیے توافق جانچ/کسانوں کے کھیتوں میں مظاہرے اور کسانوں اور دیگر متعلق لوگوں کی تربیت اہم سرگرمی رہی ہے۔ مارچ 2003 تک کمان علاقہ ترقیاتی پروگرام کے تحت سیم زدہ (Waterlogged) علاقوں کے اصلاح کے لیے 441 پروجیکٹوں کو شامل کیا گیا۔

چھوٹی آبپاشی

زیر زمین اور سطح کے پانی سے متعلق وہ سبھی اسکیمیں چھوٹی آبپاشی اسکیم کے تحت آتی ہیں جن میں 2000 ہیکٹر تک زراعت کے لائق کمان علاقے کی ترقی کی جارہی ہے۔ زیر زمین پانی کی ترقی کسانوں کے ذریعہ الگ الگ اور کوآپریٹو کوششوں کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اس کے لئے کسانوں کی نجی بچت اور ادارہ جاتی مالی امداد سے رقم جمع کی جاتی ہے۔ سطحی آب سے متعلق چھوٹی آبپاشی سے اسکیموں کے لئے عام طور پر عوامی سیکٹر کے خرچ سے رقم کا انتظام کیا جاتا ہے۔

مختلف منصوبوں میں چھوٹی آبپاشی پروگرام کے تحت ترقی دی گئی اور استعمال میں لائی گئی صلاحیت جدول 26.5 میں نمایاں کی گئی ہے۔

جدول:26.5

چھوٹی آبپاشی کے تحت ترقی اور استعمال میں لائی گئی صلاحیت

(ملین ہیکٹر میں)

مدت	ترقی یافتہ صلاحیت	استعمال میں لائی صلاحیت
منصوبے سے پہلے 1951 تک	12.90	12.90
پہلا منصوبہ	14.06	14.06
دوسرا منصوبہ	14.75	14.75
تیسرا منصوبہ	17.00	17.00
سالانہ منصوبے (1966-1969)	19.00	19.00
چوتھا منصوبہ	23.50	23.50
پانچواں منصوبہ	27.30	27.30
سالانہ منصوبے (1978-1980)	30.00	30.00
چھٹا منصوبہ	35.52	35.25

ساتواں منصوبہ	46.61	43.12
سالانہ منصوبے(1990-1992)	50.35	46.54
آٹھواں منصوبہ	56.60 (P)	52.32 (P)
سالانہ منصوبہ(1997-1998)	57.62 (P)	53.05 (P)
سالانہ منصوبہ(1998-1999)	58.79 (P)	53.78 (P)
سالانہ منصوبہ(1999-2000)	59.38 (P)	54.23 (P)
سالانہ منصوبہ(2000-01)	67.22 (P)	52.04 (P)
سالانہ منصوبہ (2001-02)	68.37 (P)	52.89(P)

(P) عارضی

وزارت آبی وسائل ساتویں پنج سالہ منصوبے سے مرکزی کفالت یافتہ اسکیم ''چھوٹی آبپاشی کے بارے میں اعداد وشمار کی معقولیت'' کا اطلاق کررہی ہے۔اس پروگرام کے تحت سال1989-87 کی بنیاد مان کر چھوٹی آبپاشی پروجیکٹوں کے شمار کا کام راجستھان کو چھوڑ کر سبھی ریاستوں میں کرایا گیا، جس کی رپورٹ نومبر 1993 میں شائع کی گئی۔ چھوٹی آبپاشی پروجیکٹوں کے دوسرے شماریاتی سال1993-94 کو بنیاد مان کر کی گئی دوراس کی ایوارڈ مارچ 2001 میں شائع ہوئی۔دوسرے شماریاتی رپورٹ میں پچھلے سالوں کے دوران اہر قسم کی چھوٹی آبپاشی اسکیموں کی تشکیل کی ضلع وار تفصیلی اطلاع دی گئی ہے۔

فی الوقت چھوٹی آبپاشی پروجیکٹوں کا تیسرے شمار کا کام جاری ہے جو سال 2000-01 کی بنیاد مان کر کیا جارہا ہے۔مرکز کے زیر انتظام علاقے دمن اور دیپ اور لکش دیپ کو چھوڑ کر سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں یہ شمار کیا جارہا ہے سترہ ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں شمار کا کام پورا ہوگیا ہے۔اس کے علاوہ آٹھ ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں نے شمار سے متعلق فیلڈ ورک کام پورا کرلیا ہے۔شماریاتی اعداد وشمار کی کمپیوٹر کاری کا کام چل رہا ہے۔باقی ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں فیلڈ ورک پیش رفت پر ہے۔

مشرقی شمالی ریاستوں، جموں وکشمیر، ہماچل پردیش اترانچل اور 1999-2000 سے اڑیسہ کے KBK کے اضلاع بھی چھوٹی آبپاشی کاموں کے لیے مرکزی قرض امدادی جاری ہے۔

سیلاب منتظمہ

سیلاب منتظمہ کا قومی پروگرام 1954 میں شروع کیا گیا۔ ملک کے 3,290 لاکھ ہیکٹر کل جغرافیائی علاقے میں سے 400 لاکھ ہیکٹر علاقے کو سیلاب کے خدشے والا علاقہ تسلیم کیا گیا ہے۔ جس میں سے 320 لاکھ ہیکٹر علاقہ ایسا ہے، جس کو باندھوں کی تعمیر، نکاسی نالیوں کی تعمیر، شہری حفاظتی کاموں اور گاؤوں کو اونچائی پر بسانے جیسی تدابیر کے ذریعہ سیلاب سے بچایا جاسکتا ہے۔یکم مارچ 2000 تک کل ملاکر 7,239.45 کروڑ روپے کی لاگت سے یہ کام انجام دے کر 158.1 لاکھ ہیکٹر زمین کو سیلاب سے پوری طرح تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ مارچ 20002 تک 33,630 کلومیٹر سے زیادہ نئے پشتے اور 37,904 کلومیٹر نکاسی نالیوں کی تعمیر کی گئی۔اس کے علاوہ 2,337 شہروں (کچھ اہم گاؤں کے بشمول) کو سیلاب سے تحفظ فراہم کیا گیا اور 4,713 گاؤوں کو سیلاب کی سطح سے اونچا اٹھایا گیا۔

سیلاب کا منتظمہ ریاستوں کا کام ہے۔ پھر بھی مرکزی حکومت ریاستوں کو کچھ ایسی خاص اسکیموں کے لئے مرکزی امداد مہیا کراتی ہے، جن کی ساخت تکنیکی اور آگے بڑھانے والی ہے، جیسے گنگا کے بیسن کی ریاستوں میں کٹاؤ کو روکنے کی اسکیمیں، کوسی اور گنڈک پراجیکٹوں کے باڑھ تحفظ کاموں کے رکھ رکھاؤ وغیرہ۔ مرکزی حکومت سرحدی ریاستوں اور مشرق شمالی ریاستوں کو خاص امداد فراہم کرتی ہے تاکہ وہ کچھ خاص ترجیحی کام شروع کرسکیں۔

مرکزی آبی کمیشن ملک بھر میں اہم باندھ/ بیراجوں پر ندی سطح کے 161 پیش گوئی مراکز اور 27 درون بہاؤ پیش گوئی مراکز کے ذریعہ بین ریاستی ندیوں کے بارے میں سیلاب سے متعلق پیش گوئی کرتا ہے۔

ندی آبی تنازعہ

ملک کے تقریباً سبھی ندی بیسن بین ریاستی ہیں۔ آبادی میں اضافے کے ساتھ سبھی علاقوں میں پانی کی مانگ بڑھتی جارہی ہے۔ ایسے میں کبھی کبھی پانی کی تقسیم کو لے کر بین ریاستی تنازعہ پیدا ہونا ایک فطری بات ہے۔ مرکز کے تعاون سے متعلقہ ریاستوں کے بیچ سمجھوتوں کے ذریعہ تنازعہ حل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ ضرورت پڑنے پر ٹربیونل کے ذریعہ فیصلے سنانے پڑتے ہیں۔

بین ریاستی تنازعہ حل کرنے کے لئے ابھی تک مندرجہ ذیل ٹربیونل بنائے گئے۔ (1) گوداوری پانی تنازعہ ٹربیونل (2) کرشنا آبی تنازعہ ٹربیونل (3) نرمدا آبی تنازعہ ٹربیونل (4) کاویری آبی تنازعہ ٹربیونل اور (5) راوی ویاس، آبی تنازعہ ٹربیونل۔ ان میں سے پہلے تین ٹربیونل اپنی رپورٹ پیش کرچکے ہیں۔ جب کہ دوسرے ٹربیونلوں کو ابھی اپنی رپورٹ پیش کرنی ہے۔

کاویری ندی آبی تنازعہ ٹربیونل نے اپنا عارضی فیصلہ جون 1991 میں دیا اور اس کے آخری فیصلے کا انتظار ہے۔ راوی اور ویاس ٹربیونل جس کی تشکیل اپریل 1986 میں کی گئی تھی اپنی رپورٹ جنوری 1982 میں پیش کردی ہے ٹربیونل کو خط بھیج کر کچھ اضافی اطلاع مانگی گئی۔ اس میں مرکزی حکومت کے ایک رپورٹ اور پنجاب ہریانہ اور راجستھان سرکاروں کے کچھ نقاط پر وضاحت/ رہنما اصول طلب کیا تھا۔ ٹربیونل کو مزید رپورٹ کا انتظار ہے۔

زیرزمین آبی ترقی

ملک میں زیرزمین آبی صلاحیت کی جانچ پرکھ کی ذمہ داری مرکزی زیرزمین آبی بورڈ کو سونپی گئی ہے، جو آبی ارضیاتی سروے، تلاش ودریافت، جانچ پڑتال اور زیرزمین آبی علاقوں پر نگرانی کے ذریعے اس کام کو انجام دیتا ہے۔

اندازہ ہے کہ بھارت کی مجموعی زیرزمین پانی کی فراہمی تقریباً 433.9 لاکھ ہیکٹر میٹرفی سال (تقریباً 433.36 ارب کعبی میٹر ہے)۔ تقریباً 71.3 لاکھ ہیکٹر میٹرفی سال پانی کا استعمال گھریلو وصنعتی ضرورتوں کے لئے کیا جاتا ہے۔ اندازہ ہے کہ آبپاشی کے لئے تقریباً 362.6 لاکھ ہیکٹرنی سال پانی دستیاب ہے۔ مرکزی زیرزمین آبی بورڈ کے اندازے کے مطابق اب تک دستیابی آبی وسائل کے 37.24 فی صد حصے کی وسعت ہوچکی ہے۔

ملک کے 5,711 بلاکوں تعلقہ/ منڈلوں/ فاصل آب میں سے 310 بلاک تعلقہ/ منڈل/ فاصل آب کو زیادہ استحصال کے گروپ میں رکھا گیا ہے یعنی زیر زمین پانی کی وسعت سالانہ پانی کی فراہمی سے زیادہ ہوئی ہے، 160 بلاک تعلقہ/ منڈل/ فاصل آب خطرے میں ہیں یعنی کہ جہاں زیر زمین پانی کا 85 فی صد سے زیادہ فروغ ہوا ہے۔

ملک کے سپریم کورٹ کی ہدایت پر مرکزی حکومت نے ملک میں زیر زمین پانی کو منضبط کرنے، اس کا انتظام کرنے اور اس کی ترقی کے لیے اور اس بارے میں ضروری انضباطی ہدایات دینے کے مرکزی زیر زمین پانی اتھارٹی کی تشکیل کی ہے۔ مرکزی زیر زمین پانی اتھارٹی نے اب تک زیر زمین پانی کے کنٹرول اور انتظام کے لیے 11 علاقوں کو نوٹیفائی کیا ہے۔

قومی کمیشن برائے مربوط آبی وسائل ترقی منصوبہ

مربوط آبی وسائل ترقی منصوبہ کے لیے قومی کمیشن نے جس کا قیام ستمبر 1996 میں کیا گیا تھا اس نے 1999 میں مرکزی حکومت کو اپنی رپورٹ سونپی تھی۔ اس کا تعلق پینے کے لائق پانی، آبپاشی، صنعتی استعمال سیلاب پر کنٹرول اور فالتو پانی کو پانی کی کمی والے علاقوں میں منتقل کرنے وغیرہ کے لیے آبی وسائل کی ترقی سے ہے۔ آبی وسائل وزارت میں ایک ''نفاذ سیل'' ان سفاشوں پر غور کر رہا ہے۔

قومی آبی بورڈ

قومی آبی بورڈ کو حکومت کے ذریعہ ستمبر 1990 میں قومی آبی پالیسیوں پر عمل ورآمد کے جائزے کے لئے اور س کی رپورٹ قومی آبی وسائل کونسل کے سپرد کرنے کے لئے قائم کیا گیا تھا تا کہ ملک میں آبی وسائل کی منظم ترقی کے لئے کار گر تدابیر کو یقینی بنایا جا سکے۔ بورڈ نے بہت سے پالیسی ساز امور پر غور کیا ہے، جیسے مرکزی زراعت، شہری ترقیات، ماحول اور جنگل، زمینی نقل و حمل، پلاننگ اور سائنس و ٹکنالوجی سکریٹری اور مرکزی آبی کمیشن کے چیرمین سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے چیف سکریٹری اس کے ممبر ہیں اور مرکزی آبی کمیش کے ممبر (آبی پلاننگ اور پروجکٹ) ممبر سکریٹری ہے۔

اب تک بورڈ کی گیارہ باقاعدہ اور ایک خصوصی میٹنگ ہو چکی ہے۔ قومی آبی وسائل کونسل کے قومی آبی بورڈ کی 11 ویں میٹنگ 14 اگست 2002 کو سکریٹری (آبی وسائل) کی صدارت میں ہوئی جس میں قومی آبی پالیسی 2002 کو نافذ کرنے کے عمل منصوبہ کے مسودے اور ندی بیسن تنظیموں (RBOs) پر تبادلہ خیال کیا گیا۔

قومی آبی وسائل کونسل

قومی آبی وسائل کونسل کا قیام حکومت ہند کے ذریعہ مارچ 1983 میں چوٹی کی قومی تنظیم کے طور پر کیا گیا تھا۔ اس کے صدر وزیر اعظم ہیں اور نائب صدر مرکزی آبی وسائل وزیر۔ اس کے ممبروں میں متعلقہ مرکزی وزیر، ریاستوں کے وزراء اعلی اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے منتظم ریلیفٹیننٹ گورنر شامل ہیں۔ وزارت آبی وسائل کا سکریٹری کونسل کا بھی سکریٹری ہے۔ کونسل کے کام اس طرح ہیں: (i) قومی آبی پالیسی تیار کرنا اور وقتاً فوقتاً اس کا جائزہ لینا (ii) ان ترقیاتی اسکیموں (متبادل اسکیموں سمیت) پر غور کرنا اور ان کا جائزہ لینا جو قومی آبی ترقیاتی ایجنسی، ندی بین کمیشن وغیرہ کے ذریعہ کونسل کو سونپی گئی ہوں (iii) مناسب اور ضروری سمجھی گئی ترامیم کے ساتھ منصوبوں کو منظور کرنے کی سفارش کرنا (iv) منصوبوں یا ان اجزا پر پوری طرح غور کرنے کے لیے

ضروری اضافی مطالعہ کے بارے میں ہدایت دینا(v) متعلق مخصوص عناصر سے متعلق بین ریاستی آبی تنازعات اور پروجیکٹ کی منصوبہ بندی یا نفاذ کے دوران پیدا ہونے والے دیگر مسائل کو حل کرنے کے طور طریقے پیش کرنا(vi) مختلف مفادیوں کے درمیان آبی وسائل کی منصفانہ تقسیم اور استعمال کے طریقہ کار اور عمل کاری، اہتمام وانتظام اور ضابطہ بندی کے بارے میں مشورہ دینا تاکہ انسب ترقی ہو اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہونچایا جا سکے اور(vii) دیگر ایسی سفارش کرنا جن سے مختلف خطوں میں آبی وسائل کا تیز ترین، ماحول کے موافق اور اقتصادی لحاظ سے معقول ترقی کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔

اب تک کونسل کی پانچ میٹنگیں ہو چکی ہیں۔ پانچویں میٹنگ پہلی اپریل 2002 کو ہوئی جس میں قومی آبی پالیسی 2002 کو متفقہ طور پر منظور کیا۔

12 ویں قومی کانفرنس

آبی وسائل اور آبپاشی کے وزراء کی 12 ویں کانفرنس 5 فروری 2003 کو نئی دہلی میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے ایجنڈے میں شامل موضوعات تھے۔ مربوط آبی وسائل ترقی اور مینجمنٹ کا تصور؛ نویں منصوبے کے کارکردگی کا جائزہ اور دسویں منصوبے کے لیے حکمت عملی، قومی آبی پالیسی 2000 کو نافذ کرنے کا منصوبہ عمل آبی سیکٹر میں کارکردگی اصلاح کے لیے بہتری پیدا کرنے کی ضرورت؟ پانی کی شرح کی معقولیت، رواں بڑے اور بچھلے پروجیکٹوں کو پورا کرنے کے لیے اسراعی آبپاشی وزارت پروگرام، ندی بیسن تنظیمیں، کمان علاقہ ترقی پروگرام؟ قومی آبی ترقیاتی ایجنسی کے ذریعہ مطالعہ کیے گئے بین بیسن منتقلی ربط اور تیسرے آبپاشی کمیشن کا قیام۔

اس بارے میں اتفاق ہو کہ آبی وسائل سیکٹر کے لیے قومی ترقیاتی کونسل کے ذریعہ دسویں منصوبے کی دستاویز میں متعین کیے گئے ہدف کو حاصل کرنے کے لیے سبھی متعلقہ فریقوں کے ذریعہ ہر ممکنہ کوشش کی جائیگی۔ آبی سیکٹر میں مستقل ترقی اور آبپاشی نظام میں استحکام کے لئے ضروری اصلاحات سب سے اہم ہیں۔ اس سیکٹر میں اصلاح کی پہل جیسا کہ کانفرنس میں غور کیا گیا۔ اور دسویں منصوبے کے دستاویز میں جن کا ذکر ہے انھیں نافذ کرنے کے لئے پرزور کوشش کی جائے گی۔ اصلاح اقدامات، جیسے پانی کی شرحوں کو معقول بنانا، اسکیموں کی فنڈنگ کے لیے اس طرح کے اقدامات کے لیے فراہم کی گئی ترغیبات کے ذریعہ اسراعی آبپاشی مفاد پروگرام کا اہم پہلو ہے۔ ازسرنو کمان ایریا ترقیاتی پروگراموں کی تعمیل مزید جاری رہے گی نو تشکیل شدہ پروگراموں کو نافذ کرنے میں ریاستیں ہر ممکنہ کوشش کریں گی۔ آبپاشی بندوبست کے لیے مستقل انتظام اور اس کے اثر پذیری میں اصلاح کے لیے شرکتی آبپاشی مینجمنٹ نہایت ضروری ہے۔ اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کمان ترقیاتی پروگرام کو شرکتی آبپاشی مینجمنٹ کو قریبی طور پر جوڑ دیا گیا ہے۔ اس میں مفادیوں کو کل خرچ کا ایک چھوٹا سا حصہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔

بین الاقوامی تعاون

بھارت۔بھوٹان تعاون

ہندوستان اور بھوٹان کے بیچ بہنے والی ندیوں پر پن بجلی کی ترقی اور آبی موسمیات سے متعلق کاموں اور سیلاب کی پیش گوئی نیٹ ورک قائم کرنے کے لیے بھوٹان کی شاہی حکومت کو ہندوستان کا تعاون جاری ہے۔ دونوں ملکوں کی مشترکہ ندیوں پر بھوٹان میں آبی موسمیاتی سائنس سے متعلق مطالعات اور سیلاب کے بارے میں پیش گوئی نٹ ورک کی ایک اسکیم نافذ ہے۔ اس نٹ

ورک میں 35 آبی موسمیاتی سائنس سے متعلق مراکز بھوٹان میں واقع ہیں اور حکومت بھوٹان کے ذریعہ چلائے جارہے ہیں لیکن اس کی فنڈنگ حکومت ہند کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ ان مراکز سے حاصل اعداد وشمار استعمال مرکزی آبی کمیشن سیلاب کے سلسلے میں اطلاع فراہم کرنے کے لیے کرتا۔ ایک مشترکہ ماہرین ٹیم جس میں ہندوستان اور بھوٹان دونوں کے افسران ہوتے ہیں ہر سال باقاعدہ وقفے سے ایک سال ہندوستان میں اور دوسرے سال بھوٹان میں پیش رفت اور اسکیم کی دیگر ضرورتوں کا جائزہ لینے کے لیے ملتے ہیں۔ اس بارے میں آخری میٹنگ فروری 2003 میں ہندوستان میں منعقد ہوئی۔ اس اسکیم کے لیے مالی تعاون پوری طرح حکومت ہند کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ بھوٹان سے نکل کر ہندوستان میں بہنے والی ندیوں کے ذریعہ پیدا سیلاب کا مسلہ بھوٹان کی شاہی حکومت کے سامنے پیش کیا ہے۔ وزارت آبی وسائل نے تجویز پیش کی ہے کہ اس کام کے لیے ماہرین کی ایک مشترکہ ٹیم بنائی جائے۔ بھوٹان کی شاہی حکومت اصولی طور پر ماہرین کے مشترکہ ٹیم کے بارے میں متفق ہوگئی ہے اور مشترکہ ماہرین ٹیم کے لیے غور کیے جانے والے موضوعات کے سودے کو ایک شکل دی جاچکی ہے وزارت خارجہ نے مذکورہ مسودے کی توثیق کے حکومت بھوٹان کے پاس بھیج دیا ہے۔

آبی وسائل کی ترقی سے متعلق پروجیکٹ ہندوستان بھوٹان کے تعاون سے پورے ہو چکے ہیں یا چل رہے ہیں یا جس پر کام شروع کرنے کی تجویز ہے ان پر وزارت توانائی میں غور کیا جاتا ہے۔

ہندوستان بنگلہ دیش تعاون

ہندوستان اور بنگلہ دیش کے درمیان فرکا میں گنگا کے پانی کی تقسیم کے بارے میں 12 دسمبر 1996 کو معاہدے پر دستخط ہو جانے کے بعد دونوں ملکوں کے تعلقات میں آبی وسائل کے میدان میں تعاون کے ایک نئے باب کی شروعات ہوئی۔ اس بارے میں آگے کی کارروائی کے طور پر معاہدہ ہونے کے فوری بعد معاہدے میں شامل اہتمام کو نافذ کرنے کے لیے دونوں ملکوں کے مساوی تعداد میں نمایندوں کی ایک مشترکہ کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔ معاہدے میں یہ بھی اہتمام تھا کہ ہندوستان میں فرکا اور بنگلہ دیش میں ہارڈنگ برج میں پانی کی تقسیم کی نگرانی کرنے کے مقصد سے پانی کے بہاؤ کی پیمائش اور ریکارڈ کرنے کے لیے مشترکہ ٹیم بنائی جائے۔ دونوں حکومتوں کے درمیان وقتاً فوقتاً مشترکہ ندی کمیشن (JRC) کے ذریعہ سیکریٹری سطح اور وزارتی سطح پر بھی رابطہ بنائے رکھا جاتا ہے۔

دسمبر 1996 میں معاہدہ پر دستخط ہونے کے بعد پانی کی کمی کے موسم میں 1997 سے 2003 کے دوران فرکا میں گنگا کے بہاؤ پر دونوں ملکوں کے ذریعہ اطمینان کا اظہار کیا گیا۔

مانسون کے دوران ہندوستان سے بنگلہ دیش کو گنگا، تیستا، برہم پترا اور براک جیسی اہم ندیوں کے سیلاب کی پیش گوئی کرنے والے اعداد وشمار کو بھیجنے کے بندوبست کو جاری رکھا گیا۔

ہندوستان چین تعاون

ہندوستان اور چین کے درمیان 2000 میں ایک معاہدے کی عرضداشت (MoU) پر دستخط کیے گئے۔ اس کے تحت چین کو یالوزانبو/برہمپتر ندی کے بارے میں سیلاب کے وقت تین مراکز یعنی نوگشیا، یانگون اور نکسیا سے آبیاتی معلومات یعنی بارش کی

مقدار، پانی کی سطح، پانی کے بہاؤ اور دیگر متعلقہ اطلاعات فراہم کی جائینگی۔ یہ اطلاع ہر سال پہلی جون سے 15 اکتوبر کے درمیان فراہم کی جائیگی اور اس کا استعمال مشرق شمالی علاقے میں سیلاب کی اطلاع دینے میں کیا جائے گا۔ معاہدہ عرضداشت کی اگلی کارروائی کے طور پر ایک نفاذ منصوبے پر بھی دستخط کیے گئے۔ چینی فریق نے مذکورہ تین مراکز کے اعداد وشمار 2002 کے دوران ہندوستان کو ارسال کیا۔

چینی افسروں سے اضافی آبیاتی مراکز قائم کر کے لینگکیوں جانڈ لوستلج، اور یالونگ زانگبو (یالوجہ/ برہم پتر کی معاون ندی) کے بارے میں بھی ایسے ہی اطلاع دینے کی گذارش کی گئی ہے۔

ہندوستان نیپال تعاون

مرکزی حکومت آبی وسائل کے فروغ سے متعلق تعاون کے لیے نیپال کے ساتھ مختلف سطحوں پر مذاکرات کرتی رہتی ہے۔

آبی وسائل کے سیکٹر میں اعلیٰ سطح پر تعاون کے لیے آبی وسائل پر ہندوستان نیپال کی جوائنٹ کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جو مختلف معاہدوں وغیرہ کے نفاذ پر بھی نظر رکھتی ہے۔ اس کمیٹی کے ممبر دونوں ملکوں کے آبی وسائل سیکریٹری ہیں۔ یہ کمیٹی دیگر تمام کمیٹیوں اور گروپوں کے لیے ایک امبریلا کمیٹی کے طور پر رہنمائی فراہم کریگی۔

ہندوستان اور نیپال کے درمیان مہاکالی ندی کے مربوط ترقیاتی معاہدے پر فروری 1996 میں دستخط کیے گئے اور جون 1997 میں (مہاکالی معاہدہ) لاگو ہوا مہاکالی معاہدہ کا سب سے اہم جز مہاکالی ندی پر پنچ ایشور کثیر المقاصد پروجکٹ ہے۔ مہاکالی ندی کو ہندوستان میں شاردا کہا جاتا ہے۔ ہندوستان نیپال ماہرین کی مشترکہ ٹیم پنچ یشور کثیر المقاصد پروجکٹ کی تفصیلی پروجکٹ رپورٹ کو آخری شکل دینے کے لیے اس کی مادی اور مالی پیش رفت کی نگرانی کرتی ہے۔ سبھی متعلقہ فیلڈ تفتیش پوری کی جا چکی ہے اور تفصیلی پروجکٹ رپورٹ کو بقایا مسلے کے حل کے بعد، جن پر نیپال کے ساتھ غور وخوص کیا جارہا ہے، حتمی شکل دی جائے گی۔ اس پروجکٹ میں دیگر سہولیات کے ساتھ آبپاشی اور بجلی مفادات بھی شامل ہونگے۔

ہندوستان نے نیپال کے ساتھ سپت کوسی اونچے باندھ کثیر المقاصد پروجکٹ اور سن کوسی اسٹوریج اور ڈویزن اسکیم کی مشترکہ جانچ کا معاملہ اٹھایا ہے۔

اس بارے میں مشترکہ فیلڈ جانچ، مطالعہ اور تفصیلی پروجکٹ رپورٹ تیار کرنے اور مشترکہ پروجکٹ آفس قائم کرنے کے لیے مشترکہ ابتدائی رپورٹ کو حتمی شکل دی جا چکی ہے۔ درج بالا اسکیم جس کے لیے دسویں منصوبے میں 30 کروڑ روپے کا بندوبست کیا گیا ہے، حکومت ہند نے منظور کرلیا ہے۔ تیار پروگرام کے مطابق فیلڈ جانچ، مطالعہ اور تفصیلی پروجکٹ رپورٹ تیار کرنے کا کام نیپال میں مشترکہ پروجکٹ آفس قائم ہونے کے 30 مہینوں کے اندر پورا کرلیا جائے گا۔ امید ہے کہ نیپال میں آفس جلد ہی قائم ہو جائے گا۔

نیپال اور ہندوستان کے درمیان سرحد پر واقع ندیوں میں مختلف تعمیراتی کاموں کے سبب بغیر ارادے کے پانی بھر جانے کے مسلے سے نمٹنے کے لیے پانی بھراؤ میں ایک مستقل کمیٹی 1986 سے کام کررہی ہے۔ یہ کمیٹی مسائل میں مبتلا علاقوں کی نشاندہی کرتی ہے اور مستقل بنیاد پر مسائل کے ہر ممکنہ تدابیر پیش کرتی ہے۔

سندھ آبی معاہدہ

1960 کے سندھ گھاٹی معاہدے کے تحت ہندوستان اور پاکستان نے سندھ پانی کے بارے میں کمشنروں کے دو مستقل عہدے بنائے ہیں۔ بھارت و پاکستان میں واقع یہ کمشنرل کر سندھ مستقل کمیشن کی تشکیل کرتے ہیں۔ یہ دونوں سندھ گھاٹی معاہدے سے متعلق سبھی معاملوں میں اپنی حکومت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس کی وقتاً فوقتاً میٹنگیں ہوتی رہتی ہیں۔ یہ ہندوستان اور پاکستان میں پروجیکٹوں/تعمیراتی کاموں کے معاینے کے لیے دورے بھی کرتے ہیں۔

اوپری جمنا ندی بورڈ

اوکھلا تک جمنا کے استعمال کے لائق سطح بہاؤ کے تعین کو لے کر اس کے بیسن سے متعلق ریاستوں کے درمیان جاری تنازعات کا حل ہماچل پردیش ہریانہ، اتر پردیش، راجستھان اور قومی راجدھانی خطہ دہلی کے وزرا اعلیٰ کے ذریعہ 12 مئی 1994 کو ایک معاہدہ عرضداشت پر دستخط کر کے کیا گیا۔ معاہدے کی عرضداشت کے اہتمام کے مطابق اوپری جمنا ندی بورڈ (UYRB) کی تشکیل کی گئی جس کا ہیڈ کوارٹر قومی راجدھانی خطہ دہلی میں ہے۔ اوپری جمنا جائزہ کمیٹی کی بھی تشکیل کی گئی۔ کمیٹی اوپری جمنا ندی بورڈ نظام عمل پر نگرانی رکھے گی تا کہ جمنا کی سطح آب کی تخصیص کے بارے میں ہوئے معاہدہ عرضداشت کی تعمیل کو یقینی بنایا جاسکے اور اوکھلا تک جمنا ندی بورڈ کی اوپری پہونچ کا معقول فروغ اور انتظام کو یقینی بنایا جاسکے۔ اترانچل کو بھی جمنا ندی بورڈ اور اوپر جائزہ کمیٹی کا ممبر بنایا گیا ہے۔

غیر ملکی اعانت

ملک کے مختلف علاقوں میں آبپاشی کا بندوبست کرنے کے لئے عمیق وسائل کی ضرورت ہے۔ وزارت مختلف ایجنسیوں سے بین الاقوامی امداد حاصل کرنے میں ریاستوں کی مدد کرتی ہے۔ تا کہ وہ اپنی آبپاشی کی استعداد پر قابو کرنے میں وسائل کی کمی کو دور کرسکیں۔

ملک کے آبی وسائل کی ترقی میں بین الاقوامی امداد عالمی بینک اور یوروپی اقتصادی کمیونٹی جیسی تنظیموں سے ملتی ہے۔ جاپان، جرمنی، نیدر لینڈ، فرانس، وغیرہ ممالک سے دوطرفہ تعاون حاصل ہوتا ہے۔ آبی وسائل علاقوں میں 75 فی صد مدد عالمی بینک سے ملتی ہے۔ موجودہ طور پر عالمی بینک اور دیگر دوفریقی ایجنسیوں رملک سے ملی بین الاقوامی امداد سے مختلف ریاستوں میں 16 پراجیکٹ چل رہے ہیں۔ 03-2002 کے دوران 648-1059 کروڑ روپئے کی بیرونی امداد حاصل ہوئی۔

مرکزی تنظیمیں

مرکزی آبی کمیشن

مرکزی آبی کمیشن آبی وسائل کی ترقی کے لئے اعلیٰ قومی تنظیم ہے۔ اسے ملک میں آبپاشی، سیلاب کنٹرول، پن بجلی پیداوار ور جہاز رانی کے لئے آبی وسائل کے کنٹرول، تحفظ اور استعمال کی اسکیموں کو متعلقہ ریاستی حکومتوں کے ساتھ صلاح ومشورہ کر کے ان کے مارے میں پہل کرنے، تال میل رکھنے اور انہیں آگے بڑھانے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ ریاستی حکومتوں کے

ساتھ تبادلہ خیال کر کے ان کے بارے میں پہل کرنے، تال میل رکھنے اور انھیں آگے بڑھانے کے لیے ذمہ دار ہے۔ ضرورت پڑنے پر کمیشن ایسی اسکیم کی تعمیر یا اسے نافذ کرنے کا کام بھی اپنے ہاتھ میں لے سکتا ہے۔ کمیشن نے گزشتہ برسوں کے دوران منصوبے اور تحقیق کے میدان میں تکنیکی جانکاری اور پراجیکٹوں کے بندوبست، نگرانی، اور تجزیے کے میدان میں خاص مہارت حاصل کر لی ہے۔

مرکزی مٹی اور مادہ تحقیق اسٹیشن

مرکزی مٹی اور مادہ تحقیق اسٹیشن، نئی دہلی، ندی گھاٹی پراجیکٹوں کے تعمیری سامان اور علاقائی تحقیق، تجربہ گاہ، جانچ وارضی میکینکس کے میدان میں بنیادی اور تجرباتی تحقیق سے جڑا ہے۔ نیوکلیر اور سوپر تھرمل پاور پروجکٹ اور دیگر تعمیراتی کام کی بھی ذمہ داری اس کے ذریعہ لی جاتی ہے۔ یہ اسٹیشن خاص طور سے اپنی مہارت کے درج ذیل شعبوں میں ہندوستان اور پڑوسی ممالک جیسے نیپال، بھوٹان اور افغانستان کے لیے صلاح کار کے طور پر کام کرتا ہے۔ مٹی میکینکس، فاؤنڈیشن انجینئرنگ، کنکریٹ ٹیکنالوجی، تعمیری سامان، ارضی طبعی جانچ آلات، کیمیکل تجزیہ اور کھدائی شامل ہیں۔

ڈیزائنوں کو مختلف اہم پروجیکٹوں کے ارضی تکنیکی، تعمیراتی سامان اور کنکریٹ ٹکنالوجی ماڈل فراہم کرنے کے علاوہ تحقیق مرکز کی مہارت کا استعمال ملک کے سبھی پن بجلی پروجکٹوں میں چیلنج سے بھرپور حالات میں کیا جاتا ہے اب چاہے وہ اترانچل کی ٹہری کی پن بجلی پروجکٹ ہو یا اتر پردیش کا رہند میں بجلی پروجکٹ کے ہند کے تعین قدر کا معاملہ ہو یا کمزور چٹانوں پر پن بجلی پروجکٹوں کی عمارت کی انجینیرنگ کا تعین قدر ہو جیسے کہ سب ناسری (بجلی) پروجکٹ آسام۔

مرکزی مٹی اور مواد تحقیقی مرکز ندیوں کو جوڑنے والے معروف پروجکٹ کی ارضی تکنیکی جانچ سے عمیق طور پر جڑا ہے۔ اس پروجکٹ میں ہمالیہ اور جزائر نما علاقے شامل ہیں۔ اس بارے میں وہ قومی پانی اور ترقیاتی مقتدرہ کی مکمل تائید کر رہا ہے۔

ماتحت تنظیمیں

مرکزی آبی وتوانائی تحقیق اسٹیشن

مرکزی آبی وتوانائی تحقیق مرکز (CWPRS) پونے قومی سطح پر ماقوائی تحقیق کا عمدہ مرکز ہے۔ 1916 میں اپنے قیام کے وقت یہ آبپاشی اور نکاس کے دوہرے مسائل کو نمٹانے والا ادارہ تھا، لیکن دھیرے دھیرے یہ بین الاقوامی سطح کا ماقوائی ادارہ بن گیا ہے۔ CWPRS ماقوائی انجینیرنگ اور متعلقہ آبیاتی موضوعات اور آبی وسائل کے تجزیہ پر بنیادی اور اطلاقی تحقیق کرتا ہے اور ندی اور ساحلی اور سمندری وساحلی ماحول سے متعلق مختلف آبی وسائل مسائل کے حل کے لیے پیچیدہ اور حسابی ماڈلوں کے استعمال میں اول ہے۔ 1971 سے ESCAP علاقائی لیباریٹری کے طور پر CWPRS پڑوسی اور افریقہ ومشرق وسطیٰ کے کسی ممالک کو متعدد پروجکٹ اور خدمات پیش کئے ہیں۔

CWPRS کے اہم شعبوں/لیباریٹریوں کے نام ہیں: آبیاتی اور آبی وسائل تجزیہ، ندی انجینیرنگ، مخزن اور لوازمات ساختیں، ساحلی اور نزد ساحلی انجینیرنگ، شپ رقیق مرکبات ماقوائی مشینری، ارتھ سائنسز، حسابی ماڈلنگ، فاؤنڈیشن اور ساختیں اور آلاتیات اور کنٹرول انجینیرنگ۔ تقریباً 50 شاخیں ان شعبوں سے منسلک ہیں اور تحقیق کے کام میں لگی ہوئی ہیں۔

تحقیق اور بنیادی سہولیات کی توسیع کے ساتھ گادیا تلچھٹ (رسوب) کونمٹانے اور ریموٹ سنسنگ کے اطلاق اور ماقوائی اور ساحلی انجینیرنگ، مختلف لیباریٹریوں کے تازہ ترین اور نہایت جدید آلات حاصل کرنے اور موجودہ میٹر ریٹنگ ٹرالی کونئی شکل فراہم کرنے CWPRS کی استعداد آبی وسائل میں تحقیق اور ترقی کے نئے چیلنجوں کا سامنا کرنے میں اور بھی بڑھ گئی ہے۔

مرکزی زیرزمین پانی بورڈ

مرکزی زیرزمین پانی بورڈ، فریدآباد کی تشکیل 1970 میں ایک چوٹی کی قومی تنظیم کے طور پر ہوئی۔ بورڈ کی اہم سرگرمیوں میں بڑی سطح پر آبی ارضیاتی تفتیش، تلاش و دریافت کے سلسلے میں گہری کھدائی کے ساتھ فضائی ادراک مطالعہ ارضی طبعیات مطالعہ اور زیرسطح آبی ارضیاتی خصوصیات کا مطالعہ کرنے کے لیے پمپنگ جانچ 15,843 اور ہائیڈروگراف مراکز کے نٹ ورک کے ذریعے ملک بھر میں سطح آب کے طرز عمل اور پانی کی کوالٹی پر نگرانی شامل ہے۔ ان کے علاوہ آبی سطح کے رویے کا پتہ لگانے کے لیے آبی سائنس پروجکٹ کے تحت کل 2,239 پایزومیٹروں پر بھی نظر رکھی جاتی ہے۔ 1,200 پایزومیٹروں سے مطلوبہ وقفوں پر متواتر از زیرزمین سطح حاصل کرنے کے لیے ڈیزیٹل واٹر لیول ریکارڈر لگے ہیں۔ ان تفتیش سے جو اعداد و شمار دستیاب ہوتے ہیں، ان سے ریاستی حکومتوں کو ارضی آبی فروغ اسکیم تیار کرنے کے لیے ایک سائنٹفک بنیاد فراہم ہوتی ہے۔ ان علاقوں میں جہاں زیرزمین آبی آلودگی ہے، سمندری پانی اندر آ گیا ہے، زیرزمین پانی میں کمی ہوگئی یا کوئی دیگر مسلہ ہے، مسلے کی نوعیت کا پتہ لگانے اور اس کے حل کی تدابیر تلاش کرنے کے لیے خصوصی مطالعات کیے جاتے ہیں۔ ریاستوں کو ارضی آبی فروغ اسکیموں کی منصوبہ بندی، ان کے لیے رقوم کی فراہمی اور انتظامیہ کے بارے میں صلاح و مشورہ دینے کے علاوہ بورڈ تحقیقات اور ترقی کے منصوبے، آبی توازن کا مطالعہ، مشترکہ استعمال کا مطالعہ اور دوبارہ مصنوعی بھرائی (recharge) کے مطالعے کی بھی ذمہ داری نبھاتا ہے۔ بورڈ مرکزی تنظیموں اور ریاستی حکومتوں کے محکموں کے عملہ کے لیے تربیت کا بھی انعقاد کرتا ہے۔

مرکزی زیرزمین پانی بورڈ ارضی طبیعاتی اور ریموٹ سنسنگ (فضائی ادراک) مطالعات کی مدد سے مختلف ارضیاتی وضع کی امکانی قوت کا پتہ لگانے کے لیے مطالعاتی کھدائی بھی کرتا ہے۔ بورڈ 31 مئی تک 10,051 کنوؤں کی مطالعاتی کھدائی کر چکا تھا جن میں سے 7,649 کامیاب ہوئی تھیں۔ ان میں سے 7,164 ریاستی حکومتوں کو سونپنے کی تجویز پیش کی جا چکی ہے۔ مرکزی زیرزمین پانی بورڈ نے ریاستی حکومتوں کی مدد کے لیے ملک کے خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں پینے کے پانی کے مسائل کے حل کے لیے ٹیوب بل کی تعمیر کے لیے کافی مقدار میں رگ (کھدائی مشین) مخصوص کی ہیں۔ اسرائی زیرزمین پانی کی تلاش کے تحت خشک سالی سے متاثر چھ ریاستوں راجستھان، گجرات، مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ، اڑیسہ اور اترپردیش میں بورڈ نے پینے کا پانی فراہم کرنے کے 1,519 ٹیوب ویل تعمیر کیے ہیں۔

ملک کو درپیش دوہرے چیلنجوں یعنی پانی کی بڑھتی ہوئی ضرورت اور تازہ پانی کی دستیابی میں کمی کا سامنا کرنے کے لیے مرکزی زیرزمین آبی بورڈ نے زیرزمین پانی کو پھر سے مصنوعی ڈھنگ سے بڑھانے کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ اس میں بارش کے پانی کو بہنے سے روکنا اور پھر سے زیرزمین پانی میں پہونچانا شامل ہے۔ نویں پروجکٹ کے دوران مرکزی زیرزمین پانی بورڈ نے مرکزی سیکٹر کی ایک اسکیم ''اسٹڈی آف ری چارج ٹو گراونڈ واٹر'' (زیرزمین پانی کو پھر سے بھرنے کا مطالعہ) نافذ کی اس کے تحت ملک کی 27 ریاستوں/مرکز کے زیرانتظام علاقوں میں مختلف آبپاتی صورتحال میں واقع 174 ری چارج پروجکٹوں کے نفاذ کے لیے لی گئی اب تک ان میں سے 115 پروجکٹ پورے کیے جا چکے ہیں اور باقی 59 پروجکٹوں پر کام ہو رہا ہے۔ بورڈ کے ذریعہ نافذ

کیے پروجیکٹوں کے نتیجے میں زیر زمین پانی کی سطح اوپر اٹھ رہی ہے، پمپنگ لفٹ میں کمی آئی ہے، اس سے توانائی کی بچت ہوتی ہے اور استفادہ والے علاقوں کے آبی وسائل میں اضافہ ہوتا ہے۔

بورڈ نے دسویں پروجکٹ کے دوران مصنوعی طریقوں سے زیر زمین پانی کو پھر سے بھرنے اور بارش سے پانی کو زمین کے اندر پہونچانے کی ایک مرکزی کفالت کی اسکیم کی منظور کے لئے تیار کی ہے۔ اس کی تخمینی لاگت 175 کروڑ روپے ہے۔

مرکزی زیر زمین پانی بورڈ نے ملک کے مختلف حصوں میں بارش کے پانی کو زیر زمین پانی میں ملانے کے لیے ساخت کی تعمیر کی مفت صلاح فراہم کی ہے۔ بورڈ نے بارش کے پانی کو بہنے سے روکنے اور زیر زمین پانی میں ملانے کا مواد NCERT کی کتابوں میں شامل کرنے کے لیے مہیا کیا ہے۔ بورڈ زیر زمین پانی کی فروغ اور انتظام میں لگی متعلقہ ریاستی حکومتوں اور استعمال کرنے والی ایجنسیوں کے مفید استعمال کے لیے پابندی سے سائنٹفک رپورٹیں اور نقشے شائع کرتا ہے، حال ہی میں بورڈ نے درج ذیل اشاعت کی ہائیڈروجیولاجکل میپ آف انڈیا، ماسٹر پلان آن آرٹیفیشل ری چارج ٹو گراونڈ واٹر، گائیڈ لائنس آن آرٹیفشل ری چارج ٹو گراونڈ واٹر وغیرہ۔ بورڈ نے ایک اشاعت جاری کی ہے جس کا عنوان ہے "گراونڈ واٹر ڈسٹرکٹ میپس" اور جلد ہی اس کے ایسے 500 نقشے تیار کرنے کی تجویز ہے۔

فرکا بیرج پراجیکٹ

فرکا باندھ پراجیکٹ بھاگیرتھی ہگلی ندی سسٹم کی جہاز رانی صلاحیت میں سدھار لا کر کلکتہ بندرگاہ میں تحفظ ورکھ رکھاؤ کی ضرورت کو پورا کرنے کے مقصد سے تیار کیا گیا ہے۔ بھاگیرتھی ندی، فیڈ نہر اور فرکا جہاز رانی لاک مل کر ہلدیہ الہ آباد اندرون ملک آبی راستے کی تعمیر کرتے ہیں۔ پراجیکٹ کے اہم عناصر اس طرح ہیں۔ (الف) گنگا کے آرپار۔ 2245 میٹر لمبا باندھ اور ریل وسڑک پل، ضروری ندی تربیتی کام اور داہنی طرف ہیڈ ریگولیٹر (ب) زنگی پور کے بھاگیرتھی کے آرپار 213 میٹر لمبا باندھ، (ج) 1113 کیوبک فی سیکنڈ (کیومیک) (40000 کیوسک) پانی لے جانے کی صلاحیت اور فرکا باندھ کے داہنی طرف ہیڈ ریگولیٹر سے 38.38 کلومیٹر لمبا فیڈر کینال (د) جہاز رانی کے کام جیسے لاک، لاک چینل شیلٹر بیسن، جہاز رانی روشنی اور دوسرے بنیادی ڈھانچے کی تعمیر کے لئے پراجیکٹ، جس کی ممکنہ صلاحیت 125 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے اور خرچ 602 کروڑ روپے ہے۔ زیر غور ہے۔

سردار سرودر تعمیری صلاح کار کمیٹی

وڈودرہ میں واقع سردار سرودر تعمیری صلاح کار کمیٹی کی تشکیل 1980 میں نرمدا آبی تنازعہ ٹربیونل کی ہدایت کے مطابق کی گئی تھی۔ کمیٹی کو سردار سرودر پراجکٹ کی پہلی اکائی (باندھ اور لازمی کام) اور تیسری اکائی (پن بجلی کامپلکس) کی تعمیری سرگرمیوں پر نگرانی رکھنے اور پراجکٹ کے ممکنہ خرچ، تکنیکی پہلوؤں اور ڈیزائن تیار کرنے کا کام سونپا گیا۔ وزارت آبی وسائل کا سکریٹری کمیٹی کا چیئرمین ہے۔

بان ساگر کنٹرول بورڈ

وزارت زراعت اور آبپاشی نے مدھیہ پردیش، بہار اور اترپردیش کی حکومتوں کے مشورہ سے مدھیہ پردیش میں نہر نظام کو چھوڑ کر سبھی متعلقہ کاموں کے ساتھ سون ندی پر بان ساگر پراجیکٹ کو کارگر ڈھنگ سے کفایت شعاری کے ساتھ اور جلدی پورا کرنے کے لیے بان ساگر کنٹرول بورڈ کی تشکیل کی۔ بورڈ کا صدر دفتر ریوا (مدھیہ پردیش) میں ہے۔

مرکزی وزیر برائے آبی وسائل، بورڈ کے صدر ہیں۔ بورڈ کے روزمرہ کا کام بورڈ کی ایگزیکٹو کمیٹی کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اس کی صدارت مرکزی آبی کمیشن کے چیرمین کرتے ہیں۔ پروجکٹ کے خرچہ فائدہ حاصل کرنے والی ریاستوں یعنی مدھیہ پردیش اتر پردیش اور بہار کے ذریعہ 2:1:1 کے تناسب میں کیا جاتا ہے۔ بند کی تازہ ترین ترمیمی لاگت 1998 کی قیمتوں پر 1054.96 کروڑ روپے ہے۔ 3 مارچ 2003 تک کل خرچ 774.624 کروڑ روپے ہوا تھا۔ باندھ کے دروازوں کے ساتھ جون 2004 میں پورا ہو جانے کی امید ہے۔

گنگا سیلاب کنٹرول کمیشن

گنگا سیلاب کنٹرول کمیشن کا قیام اپریل 1972 میں ہوا۔ اس کا صدر دفتر پٹنہ میں ہے۔ یہ گنگا سیلاب کنٹرول بورڈ کے اکزیکٹو اور بورڈ کے سکیریٹریٹ کے طور پر کام کرتا ہے۔ کمیشن کا ایک صدر ہے اور اس کے تعاون کے لئے دوکل وقتی ممبر اور دوسرے افسران اور عملے ہیں۔

کمیشن کو خاص طور سے گنگا ذیلی بیسن میں ندی سسٹم کے سیلاب مینجمنٹ کے جامع منصوبے تیار کرنے مختلف اسکیمیں لاگو کرنے کے لئے تکنیکی واقتصادی لحاظ سے مرحلہ وار پروگرام تیار کرنے۔ اہم سیلاب مینجمنٹ اسکیموں کی نگرانی، ریل اور سڑک پلوں کے تحت آبی راستوں کی موزونیت کا تجزیہ وبیسن ریاستوں کو دوسری تکنیکی رہنمائی فراہم کرنے جیسے کام سپرد کئے گئے ہیں۔ کمیشن ریاستوں کے ذریعہ فراہم کئے جانے والے سیلاب مینجمنٹ اور سیلاب کو روکنے کی اسکیموں کا تکنیکی تجزیہ بھی کرتا ہے۔

مرکزی حکومت کے ذریعہ گنگا بیسن ریاستوں میں سیلاب مینجمنٹ کے بارے میں قائم بین الاقوامی اور قومی کمیٹیوں میں حصہ داری ہے۔

عوامی سیکٹر انڈرٹیکنگ

پانی اور بجلی مشاورتی خدمات (ہندستان) لمٹیڈ

پانی اور بجلی مشاورتی خدمات (ہندستان) لمٹیڈ (واپکوس) وزارت آبی وسائل کے تحت عوامی سیکٹر کا ایک ذمہ دار ادارہ ہے۔ جو ہندوستان اور بیرون ملک پانی اور بجلی سیکٹر میں مربوط تکنیکی مشاورتی خدمات فراہم کرنے والی اہم ایجنسی کا کردار ادا کرتا ہے۔ آبپاشی اور پانی نکاسی، سیلاب کنٹرول اور اصلاح زمین جیسے روایتی معاملوں میں مہارت کے علاوہ، واپکوس (WAPCOS) کی سرگرمیوں میں جامع تکنیکی موضوعات بھی شامل ہیں، جیسے پانی کی فراہمی اور صفائی (دیہی اور شہری)، زیر زمین پانی کی تلاش اور ترقی، پن رحرارتی بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم، مربوط زرعی ترقی، بندرگاہ اور گودی، ماحولیاتی انجینیری، باندھ تحفظ اور نگرانی وغیرہ۔ WAPCOS 35 سے زیادہ ترقی پذیر ملکوں میں کام کر رہی ہے۔

قومی پراجیکٹ تعمیری کارپوریشن لمٹیڈ

قومی پراجیکٹ تعمیر کارپوریشن لمٹیڈ کا قیام 1957 میں حکومت ہند کے کاروباری ادارہ کی شکل میں عمل میں آیا تھا۔ اسے آبپاشی اور آبی وسائل بجلی اور بھاری صنعت جیسے اہم سیکٹروں میں بنیادی ڈھانچے کی ترقی کا کام سونپا گیا ہے۔ کارپوریشن 125

سے زیادہ پراجیکٹوں کو چلا رہا ہے۔ ان کی قیمت 2,500 کروڑ روپے سے زیادہ ہے۔ ان میں سے زیادہ تر ملک کے دور دراز خطرناک علاقوں میں تھے۔ ہندوستان میں پروجکٹ پورے کرنے کے علاوہ کارپوریشن متعدد پروجکٹ بیرون ممالک کامیابی کے ساتھ پورے کیے ہیں۔

دوسری تنظیمیں

نرمدا کنٹرول اتھارٹی

نرمدا پانی تنازعہ ٹریبونل کے فیصلے پر عمل کرتے ہوئے حکومت ہند نے نرمدا پانی اسکیموں کی تشکیل کی جن میں دوسری باتوں کے علاوہ 1980 میں نرمدا کنٹرول اتھارٹی قائم کی گئی اور ٹرائبیونل کے فیصلے اور حکم کو نافذ کرنے کے لئے ایک تجزیاتی کمیٹی بنائی گئی۔ حکومت ہند کی وزارت آبی وسائل کے سکریٹری کنٹرول بورڈ کے صدر ہیں۔ جائزہ کمیٹی کے صدر مرکزی آبی وسائل کے وزیر ہیں اور چار متعلقہ ریاستوں کے وزراء اعلیٰ اس کے ارکان ہیں۔

تنگ بھدرا بورڈ

پراجکیٹ کو پورا کرنے اور اس کو چلانے اور رکھ رکھاؤ کے لئے تنگ بھدرا بورڈ کا قیام کیا۔ بورڈ کو تنگ بھدرا پراجیکٹ کے اس حصے کو پورا کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ کرشنا آبی تنازعہ ٹریبونل نے اپنے فیصلے میں کرناٹک اور آندھرا پردیش کے ذریعہ تنگ بھدراندی کے پانی کے استعمال کے بارے میں خاص شرائط رکھیں۔ ان شرطوں کو نافذ کرنے کی ذمہ داری ٹریبونل نے تنگ بھدرا بورڈ کو سونپی ہے۔

بورڈ کے چیئرمین کی تقرری حکومت ہند کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اس کے ممبروں میں ایک مرکزی حکومت کا اور ایک ایک آندھرا پردیش اور کرناٹک کا نمائندہ ہوتا ہے۔ بورڈ کو چلانے کے لئے رقم دونوں ریاستی حکومتیں فراہم کراتی ہیں۔

بیتوا ندی بورڈ

بیتوا ندی بورڈ کا قیام وزارت آبی وسائل نے کے تحت کیا۔ اس کا مقصد مدھیہ پردیش اور اتر پردیش کے جوائنٹ ونچر، راج گھاٹ بند پراجیکٹ کو کفایت شعاری اور کارگرڈھنگ سے جلد پورا کرنا ہے۔ بورڈ کا صدر دفتر اتر پردیش کے شہر جھانسی میں ہے۔ مرکزی آبی وسائل وزیر بورڈ کے چیئرمین اور مرکزی توانائی وزیر، دونوں ریاستوں کے وزراء اور وزیر مالیات، آبپاشی اور توانائی اس کے ممبر ہیں۔ بورڈ کو چلانے کا کام اس کی عاملہ کمیٹی کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ جس کا چیئرمین مرکزی آبی محکمے کا صدر ہوتا ہے۔ راج گھاٹ باندھ اور بجلی پراجیکٹوں کی تعمیر و بورڈ کے دفتر کا خرچ مدھیہ پردیش اور اتر پردیش حکومتیں برابر برابر اٹھاتی ہیں۔

راج گھاٹ باندھ پراجیکٹ اور راج گھاٹ پن بجلی پراجیکٹ مدھیہ پردیش اور اتر پردیش کے بین ریاستی پراجیکٹ ہیں۔ راج گھاٹ باندھ پر 300.60 کروڑ روپئے (2000 کی قیمت کی بنیاد پر) اور بجلی گھر کی تعمیر پر 139.74 کروڑ روپئے (1997 کی قیمت کی بنیاد پر) خرچ ہونے کا امکان ہے۔ راج گھاٹ باندھ پراجیکٹ اور راج گھاٹ پن بجلی پراجیکٹ کے

تعمیری کام تقریباً مکمل ہو چکے ہیں اوراس کی تین اکائیاں 1999 سے شروع ہوگئی ہیں۔اور فروری 2003 تک ان سے 24.78 کروڑ بجلی پیدا کی گئی۔

قومی ادارہ برائے آبیات

قومی دارہ برائے آبیات، روڑ کی کا قیام 1978 میں کی گئی تھی۔ان سالوں کے دوران اس نے قومی اور بین الاقوامی منظوری حاصل کرلی ہے۔ادرہ پہلے کی طرح آبیات کے ا ۔یدانوں میں بنیادی اوراطلاقی تحقیق کرتا رہا۔اپنے کام میں اس نے فیلڈ اور لیبارٹری اور رضی ماڈلنگ والی تحقیق پر زور دیا۔

یہ ادارہ ملک میں آبیات کی چوٹی کی تنظیم ہے جوزمین سے جڑے مسائل کے حل کے لیے عالمی بینک کی مدد سے چلنے والے آبیاتی پروجیکٹوں کے مطالعہ میں ریاستی حکومتوں کے ساتھ پوراتعاون کرتا ہے۔سال کے دوران کیے گئے اہم مطالعات اس طرح تھے: قائم پذیر ترقی کے لیے مربوط آبیاتی مطالعہ اوراترانچل کے پہاڑی علاقے کی فاصل آب کا مینجمنٹ گنگوتری گلیشیر میں ''میلف رن آف'' کی نگرانی اور ماڈلنگ، وسطی پنجاب میں ستلج بیاس ندی بیسن میں علاقائی زیرزمین پانی کی ماڈلنگ، آگرہ اور میرٹھ میں زیرزمین پانی کی کوالٹی کی تشخیص، کالی ندی کی ماڈلنگ اوراس کے پانی کی کوالٹی نگرانی، بہار میں موکاما علاقے کے تالوں میں آب گرفتگی اور پانی نکاسی کے مسائل کے لیے ریموٹ سنسنگ اور GIS پر مبنی مینجمنٹ ماڈل، وجے واڑہ کو تمبٹور اور مدورے میں زیرزمین پانی کی کوالٹی کی تشخیص۔یہ ادارہ علاقائی تنظیموں کو جدید طور طریقے اور تکنیک فراہم کرنے میں سرگرمی کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ادارے نے اپنے تحقیق کے نتائج کی اشاعت اور آبیات کے میدان میں تازہ ترین معلومات سے تعارف کرانے کے لیے بین الاقوامی میگزینوں میں 30 سے زیادہ پرچے شائع کیے ہیں اور قومی پرچوں میں 150 مضامین اور قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں کی تفصیلات شائع کی ہیں۔

برہمپتر بورڈ

برہم پتر وادی میں سیلاب انتظامیہ اور کنارے کے کٹاو روکنے کے اقدامات کے سلسلے میں منصوبہ بنانے اوراسے نافذ کرنے کے لیے دسمبر 1981 میں برہم پتر بورڈ کی تشکیل کی گئی۔

بورڈ سروے اور تفتیش کے علاوہ کنارے کے کٹاؤ اور سیلاب پر کنٹرول اور پانی نکاسی میں بہتری اور برہم پتر اور براک گھاٹی میں آبپاشی، پن بجلی، آبی نقل وحمل وغیرہ کے لیے آبی وسائل کے استعمال کے بارے میں ماسٹر پلان تیار کرتا ہے۔وہ ماسٹر پلان میں منتخب کیے گئے باندھوں اور دیگر پراجیکٹوں کے بارے میں رپورٹ تیار کرتا ہے اور مرکزی حکومت کے ذریعے منظور شدہ پراجیکٹوں کی تعمیر اور رکھ رکھاؤ کرتا ہے۔

بورڈ نے برہم پتر (خاص حصہ) اور براک ندی اوراس کی معاون ندیوں سے متعلق ماسٹر پلان I اور II تیار کرنے کا کام پہلے ہی پورا کرلیا ہے۔حصہ III کے تحت ماسٹر پلان بھی تیار کیا جارہا ہے جس میں برہم پتر اور براک کی ندیاں شامل ہیں۔بورڈ نے 542.90 کروڑ روپے کی تخمینی لاگت والا پاگلاڈیا باندھ پروجکٹ کی تعمیر پہلے ہی شروع کردی ہے۔بورڈ نے ہرانگ پن نکاسی منصوبے کا تعمیری کام نویں منصوبے کے دوران ڈھولا ہاتھی گلسی پر برہم پتر کو کاٹ کر الگ کرنے کا کام دسویں منصوبے میں ہاتھ میں لیا ہے۔

قومی آبی ترقی ایجنسی

وقتاً فوقتاً ایسی تجاویز پیش کی جاتی رہی ہیں کہ کچھ علاقوں میں موجود فالتو پانی کو پانی کی کمی والے علاقوں میں منتقل کرنے کے لئے ندیوں کو آپس میں جوڑنے کے واسطے قومی آبی گرڈ بنایا جائے، حکومت ہند نے اگست 1980 میں آبی وسائل کی ترقی کے لئے قومی پس منظر تیار کیا تھا جس میں آبی وسائل کے معقول استعمال کے لئے فالتو پانی کو پانی کی کمی والے بیسنوں میں منتقل کرنے کے واسطے مختلف جزیرہ نمائی ندیوں اور ہمالیائی ندیوں کے بیچ تعلق قائم کرنے پر زور دیا گیا تھا۔ ان تجاویز کو پائیدار بنانے کے لئے حکومت ہند نے 1982 میں قومی آبی ترقی ایجنسی قائم کی۔ ایجنسی نے کل پانی منتقلی کے لئے 30 رابطوں کا پتہ لگایا ہے، جن میں 16 جزیرہ نمائی عنصر کے تحت اور 14 ہمالیائی عنصر کے تحت شناخت کئے گئے ہیں۔ ان کے بارے میں قابل عمل رپورٹ تیار کی جارہی ہے۔

ایجنسی کے ذریعہ جزیرہ نمائی عنصر کے تحت مجوزہ سبھی 137 بیسنوں / ذیلی بیسنوں کے بارے میں اعداد و شمار جمع کرنے اور آبی توازن سے متعلق مطالعے کا کام پورا کیا جاچکا ہے۔ اس کے علاوہ 52 منتخب کئے ہوئے موڑ پوائنٹ، 58 چنے ہوئے ذخیروں اور 18 رابطوں کا بھی ایجنسی نے مطالعہ کیا ہے اور سبھی پانی منتقلی رابطوں کی قابل عمل رپورٹ تیار کرلی ہے۔ 17 اور رابطوں کے لئے قابل عمل رپورٹ تیار کرنے کے واسطے سروے اور جانچ کے کام میں لگی ہوئی ہے۔

اس وقت فیلڈ سروے اور رابطہ اسکیموں کے عمل پذیری رپورٹ کی تیار کے لیے جانچ کا کام چل رہا ہے۔ سات رابطہ اسکیموں کی عمل پذیری رپورٹ تیار کی جا چکی ہے ہمالیائی ندیوں کے ترقیاتی جزو کے تحت ہندوستان نیپال اور بھوٹان میں گنگا اور برہم پتر ندی کی اہم معاون ندیوں پر مخزن کی تعمیر پر زور دیا جارہا ہے۔ تاکہ گنگا کی مشرقی معاون ندیوں کے فالتو بہاؤ کو مغرب کی طرف موڑا جا سکے اور ساتھ میں برہم پترا اور اس کی معاون ندیوں کو گنگا کے ساتھ گنگا کو مہاندی کے ساتھ جوڑا جا سکے۔ اس سے فرکا باندھ کی جانب بھی زیادہ بہاؤ دستیاب ہوگا جس سے کولکاتہ بندرگاہ کو کافی پانی ملے گا اور ملک میں اندرون ملکی جہاز رانی صلاحیت میں بہتری پیدا ہوگی۔

ہمالیائی ندیوں کے تحت قومی آبی ترقی ایجنسی نے 19 موڑ پوائنٹ کے پانی توازن کا مطالعہ، 16 ذخیروں کا مطالعہ، 14 رابطوں 19 آبی منتقلی رابطوں کی پیشگی قابل عمل رپورٹ تیار کرنے کا کام پورا کرلیا ہے۔ ایک رابطہ کی عمل پذیری کی رپورٹ پہلے ہی تیار کی جا چکی ہے۔ پروگرام یہ ہے کہ جزائر بما اور ہمالیائی اجزاء کی سبھی پانی منتقلی رابطہ اسکیموں کی عمل پذیری رپورٹ سال 2005 تک پوری کرلی جائے۔

بین طاس آب منتقلی رابطہ اسکیموں کو مرحلے وار ڈھنگ سے لاگو کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کئی دیگر تدابیر ضروری ہیں۔ جیسے؛ بین منتقلی میں شامل ریاستوں کے درمیان بات چیت اور معاہدہ، تفصیلی پراجیکٹ رپورٹ تیار کرنا اور ان رپورٹوں کا تکنیکی۔ معاشی تعین قدر کرنا اور پروجیکٹ کے سرمایہ سے متعلق منظوری، فنڈ کا انتظام اور ان پر عمل کے لئے ایجنسیوں کو مقرر کرنا وغیرہ ریاستوں کے درمیان عام اتفاق رائے پر پہونچنے کے عمل میں تیزی لانے کے لیے مرکزی آبی کمیشن کے چیرمین کی صدارت میں ایک گروپ کی تشکیل کی گئی ہے۔ یہ گروپ تفصیلی پروجیکٹ رپورٹ تیار کرنے کا کام شروع کرے گا اندازہ ہے کہ یہ گروپ آزادی کے ساتھ اور متواتر بنیاد پر کام کرے گا۔

بین طاسی آبی منتقلی پروگرام نافذ ہونے سے 3.5 کروڑ ہیکٹر زمین میں اضافی آبپاشی سہولیات فراہم کرائے جانے کا امکان ہے، جو تقریباً 14 کروڑ ہیکٹیر کی کل آبپاشی سہولیات کے علاوہ ہوگی۔ اس کے علاوہ اس سے 3.4 کلو واٹ بجلی بھی ملے گی اور سیلاب کنٹرول، جہازرانی پانی فراہمی، مچھلی پالن تکثیف، آلودگی کنٹرول وغیرہ جیسے فائدے حاصل ہوسکیں گے۔

مرکزی حکومت نے پارلیمنٹ کے ممبر سریش پربھو کی چیرمین شپ میں ندیوں کو جوڑنے پر 13 دسمبر 2002 کو ایک ٹاسک فورس بنایا ہے۔ اس ٹاسک فورس کے لیے درج ذیل موضوعات زیر غور ہیں۔

(i) الگ الگ پروجیکٹوں کی معاشی قائم پذیری، سماجی واقتصادی اثر، ماحول پر اثر اور بازآبادکاری منصوبوں کی تیاری کے بارے میں تشخیص کے معیاروں کے بارے میں رہنمائی کرنا (ii) ریاستوں کے درمیان تیزی سے عام اتفاق بنانے کے لیے موزوں میکانیت کو فروغ دینا (iii) تفصیلی پروجکٹ رپورٹ تیار کرنے اور نفاذ کے لیے مختلف پروجکٹ رجسٹرڈ کرنے کے درمیان ترجیح کا تعین کرنا (iv) پروجکٹ کو نافذ کرنے کے لیے موزوں تنظیمی ڈھانچہ کی تجویز پیش کرنا (v) پروجکٹ کے مالی انتظام کے لیے مختلف سرگرمیوں پر غور کرنا (vi) بین الاقوامی جہتوں پر غور کرنا جو کچھ پروجکٹ اجزا میں ہوسکتے ہیں۔

ٹاسک فورس کے ممبر مختلف شعبوں کے ممتاز ماہر ہیں یعنی انجینیر نگ، مالیات، معاشیات، ماحولیات وغیرہ۔ ان سے توقع کی جاتی ہے کی وہ ندیوں کو آپس میں جوڑنے سے متلق سبھی پہلوؤں پر سفارش کریں گے۔ ٹاسک فورس کے زیر غور موضوعات کے مطابق اس میں پروجکٹ کی تکنیکی عمل پذیری اور معاشی خودکفالت شامل ہے۔

27۔ فلاح و بہبود

وزارت برائے سماجی انصاف اور تفویض اختیارات تعلیمی ترقی اور درج فہرست ذاتوں و دیگر پسماندہ طبقات اقلیتوں، معذور افراد کی دیکھ بھال اور ان کے تحفظ کی ضرورت والے بچوں اور نشیلی اشیاء کے شکار افراد اور بزرگ لوگوں کے سماجی اور معاشی تفویض اختیارات کے لئے وقف ہے۔

درج فہرست ذاتوں کی ترقی

2001 کے (عارضی) اعداد و شمار کے مطابق ملک کی آبادی کے 16.48 فی صد لوگ درج فہرست ذات سے متعلق ہیں۔ انہیں سماج کے کمزور اور حاشیائی عاطبقات کے درجے میں کھا جاتا ہے۔ ہندوستان کا آئین قانون کے سامنے سبھی کو مساوات کی گارنٹی دیتا ہے۔ آرٹیکل 46 کے مطابق انہیں سماجی مساوات، تعلیم کے حصول کا حق 15(4) اور روزگار میں تحفظ آرٹیکل 16(4) اور اقتصادی ترقی کی بھی انہیں ضمانت دی گئی ہے۔ اسی طرح انہیں پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں اسمبلیوں اور پنچایتی راج اداروں میں سیاسی نمائندگی دی گئی ہے۔ حکومت نے درج فہرست ذاتوں کی ترقی کے لئے کئی اقدامات کیے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

آئینی تحفظات

قومی کمیشن برائے درج فہرست ذات وقبائل

آئین کی (65ویں ترمیم) 1990 میں شامل دفعہ 338 کے تحت مقرر کئے جانے والے خصوصی افسر کی جگہ قومی درج فہرست ذات وقبائل کمیشن میں چیئرمین (صدر) اور نائب چیئرمین کے ساتھ ساتھ پانچ اور ممبروں کا بھی تقرر کیا جاتا ہے۔ کمیشن کے فرائض درج ذیل ہیں۔ (الف) آئین یا کسی اور قانون کے تحت درج فہرست ذاتوں وقبائل کے لوگوں کے تحفظ سے متعلق سبھی معاملوں کی جانچ اور نگرانی (ب) درج فہرست ذاتوں وقبیلوں کے لوگوں کو ان کے حقوق اور ان کے حفاظتی اقدامات سے محروم کئے جانے کی خصوصی شکایتوں کی جانچ (ج) ان لوگوں کی سماجی اور معاشی ترقی کے لئے منصوبے بنانے میں تعاون وصلاح دینا اور مرکزی و ریاستی سرکاروں کے ذریعے ان میں ہو رہی ترقی کا جائزہ لینا، (د) صدر جمہوریہ کو سالانہ یا جب بھی کمیشن بہتر سمجھے، اس وقت عملی حفاظتی اقدامات کی رپورٹ بھیجنا (ح) درج فہرست ذاتوں، قبیلوں کے تحفظ، فلاح و بہبود اور سماجی و معاشی ترقی کی مختلف تدبیروں سے متعلق مرکزی / ریاستی سرکاروں کے ذریعے کیا احتیاط برتی جائے اس بارے میں رپورٹ و مشورہ دینا اور (د) درج فہرست ذاتوں، قبیلوں کے تحفظ، فلاح و بہبود ترقی اور آگے بڑھانے کے لئے ایسے تمام کام کرنا، جن کی ذمہ داری پارلیمان کے ذریعے کسی قانون یا قاعدے کے تحت صدر جمہوریہ نے کمیشن کو سونپی ہو۔

کمیشن جس وقت درج فہرست ذاتوں وقبیلوں کو آئین یا کسی موجودہ قانون یا سرکار کے کسی حکم کے تحت مہیا کرائی گئی حفاظت سے متعلق معاملے کی چھان بین یا نگرانی کر رہا ہوگا تو اسے دیوانی عدالت کے تمام اختیارات حاصل ہوں گے۔

مرکزی انتظامیہ اور سبھی ریاستی سرکاریں درج فہرست ذاتوں وقبیلوں سے متعلق سبھی خصوصی پالیسیوں کے بارے میں کمیشن سے مشورہ کریں گی۔

صفائی کرمچاریوں کے لئے قومی کمیشن

صفائی کرمچاریوں کے مفادات اور ان کے حقوق کے تحفظ کو مضبوطی فراہم کرنے کے لئے قومی صفائی کرمچاری کمیشن ایکٹ 1993 کے تحت سب سے پہلے 12 اگست 1994 کو صفائی کرمچاریوں کے لئے قومی کمیشن کی تشکیل کی گئی۔ اس قومی کمیشن کو صفائی کرمچاریوں کے بہبود کے لئے منصوبوں اور پروگراموں پر عمل سے متعلق خصوصی شکایتوں اور معاملوں کی تشخیص اور جانچ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ صفائی کرمچاریوں پر اثر انداز ہونے والی سبھی پالیسی سات معاملوں پر کمیشن کی رائے لینی ہوگی۔

چھوا چھوت مخالف قانون

چھوا چھوت کی غلط روایت کو روکنے کے لئے 1955 میں بنے قانون کے دائرے کو وسیع کیا گیا ہے اور اس کے سزا کے نظم کو مزید سخت کر دیا گیا ہے۔ اس کے لئے قانون میں بڑے پیمانے پر ترمیم کی گئی ہے اور اسے ''قانون تحفظ برائے شہری حقوق'' ایکٹ 1955 کا نام دیا گیا ہے۔ ترمیم شدہ ایکٹ 19 نومبر 1976 سے نافذ ہو گیا ہے۔ اس قانون میں چھوا چھوت کی وجہ سے کسی بھی شخص کو انسداد چھوا چھوت کے بعد حاصل حقوق کے استعمال سے روکنے والوں کے لئے سزا دینے کا اہتمام ہے۔ بار بار اس طرح کے جرائم کرنے والوں کو مزید سخت سزا رجرمانہ دینے کا انتظام کیا گیا ہے۔

قانون تحفظ برائے شہری حقوق (1955) ریاستی سرکاروں کے ذریعہ لاگو کیا جاتا ہے۔ 22 ریاستوں ریونین علاقوں نے چھوا چھوت کے معاملوں میں درج فہرست ذات کے لوگوں کے لئے قانونی امداد کا اہتمام کیا ہے۔ 20 ریاستوں نے قانون تحفظ برائے شہری حقوق کی خلاف ورزی کی نگرانی کے لئے خصوصی دستے رسیل بنائے ہیں۔ 19 ریاستوں رمرکزی علاقوں نے چھوا چھوت کے مسئلوں اور اس سے متعلق دشواریوں کی وقت وقت پر معائنہ کے لئے مختلف سطح پر کمیٹیاں تشکیل دی ہیں۔ یہ کمیٹیاں قانون تحفظ برائے شہری حقوق کو موثر طریقے سے نافذ کرنے کے مشورے بھی دیتی ہیں۔

اس قانون کو نافذ کرنے کے لئے ریاستوں کو کل خرچ کا 50 فی صد اور مرکزی علاقوں کو سو فی صد مالی تعاون دیا جاتا ہے۔ آندھرا پردیش، کے چھوا چھوت کی بری رسم والے اضلاع میں اس طرح کے معاملوں کو تیزی سے نمٹانے کے لئے 22 خصوصی چلتی پھرتی عدالتیں تشکیل کی گئی ہیں۔ ریاستوں کو قانونی شرائط کو موثر طریقے سے نافذ کرنے کیلئے وقت وقت پر ضروری رہنمائی اور ہدایتیں دی جاتی ہیں۔

درج فہرست ذات اور قبائل پر ہونے والے ظلم کی روک تھام

درج فہرست ذات وقبائل (انسداد ظلم) قانون 1989، 30 جنوری 1990 سے نافذ ہوا۔ اس میں ظلم کی فہرست میں آنے والے جرائم کے اندراج کے ساتھ ساتھ ان کے لئے سخت سزا کا بھی انتظام ہے۔ 1995 میں درج فہرست ذات و درج فہرست قبائل (ظلم کی روک تھام) ایکٹ کے تحت وسیع ضابطے بھی بنائے گئے جس میں دیگر باتوں کے علاوہ متاثر لوگوں کے لئے راحت اور باز آبادکاری کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

ریاستوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اس طرح کے مظالم کی روک تھام کی تدبیریں کریں اور مظلوموں کے لئے مالی اور سماجی آباد کاری کا اہتمام کریں۔ اروناچل پردیش، اور ناگالینڈ کو چھوڑ کر دیگر سبھی ریاستوں و مرکزی علاقوں میں اس طرح کے معاملوں میں

اس قانون کے تحت مقدمہ چلانے کے لئے خصوصی عدالتیں قائم کی گئی ہیں۔ درج فہرست ذات وقبائل کے لوگوں پر مظالم کی روک تھام کے قانون کے تحت آندھرا پردیش، مدھیہ پردیش، راجستھان، گجرات، کرناٹک، تملناڈو اور اتر پردیش میں خصوصی عدالتیں تشکیل دی جا چکی ہیں۔

مرکز کے ذریعے پیش کی گئی اسکیم کے تحت اس قانون کو نافذ کرنے پر آنے والے مصارف کا 50 فیصد ریاستی اور 50 فیصد مرکزی حکومت ادا کریں گی۔ مرکزی علاقوں کو اس کے لئے صدفی صد تعاون دیا جاتا ہے۔

پارلیمانی کمیٹی

درج فہرست ذاتوں قبیلوں کے لوگوں کے تحفظ کی خاطر آئینی تحفظاتی تدبیروں پر عملدرآمد کی جانچ کے لئے حکومت نے تین پارلیمانی کمیٹیاں تشکیل دی ہیں۔ درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل سے متعلق محنت اور بہبود کے لئے پارلیمنٹ کی مستقل کمیٹی تشکیل کی جا چکی ہے۔

تعلیمی نشوونما

قبل میٹرک وظیفہ

اس اسکیم کے تحت ایسے خاندانوں کے بچوں کو دسویں کلاس تک کی پڑھائی کے لئے معاشی امداد دی جاتی ہے جو صفائی، کرنے چمڑا صاف کرنے، چمڑا اتارنے، جھاڑو لگانے جیسی روایتی صفائی کا کام کرتے ہیں۔ یہ وظیفہ ریاستی حکومتوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے انتظامیہ کے ذریعہ فراہم کی جاتی ہے۔ اس میں آدھا خرچ مرکزی حکومت کو برداشت کرنا ہوتا ہے جبکہ مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو صدفی صد مدد دی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت آمدنی کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ اس اسکیم کے تحت پہلی جماعت سے پانچویں جماعت تک کے طلبہ کو 25 روپے ماہانہ، چھٹی جماعت سے آٹھویں جماعت تک 40 روپے ماہوار، نویں سے دسویں جماعت تک کے طلبہ کو 50 روپے ماہانہ کا وظیفہ مہیا کرایا جارہا ہے۔ ہاسٹل میں رہنے والے تیسری سے آٹھویں جماعت تک کے طلبہ کو 200 روپے ماہانہ اور نویں سے دسویں جماعت تک کے طلباء کو 250 روپے ماہانہ دیا جاتا ہے۔ یہ وظیفہ تعلیمی سال کے دوران 10 مہینے کے لئے دیا جاتا ہے۔ اس سے استفادہ کرنے والے طلباء کو 500 روپے کی عارضی امدادی جاتی ہے۔ 2002-03 کے دوران 5.12 کروڑ روپے کی مرکزی امداد جاری کی گئی۔

میٹرک کے بعد وظیفہ برائے طلبہ درج فہرست ذات وقبائل

اس اسکیم کا مقصد مختلف اسکولوں اور کالجوں کے میٹرک کے بعد کی جماعت کے طلبہ کو جو اپنی تعلیم پوری کرنے سے قاصر ہوں انہیں مالی تعاون عطا کرنا ہے۔ 45-1944 کے دوران اس وقت درج فہرست ذاتوں کے فقط 114 طلبہ کو وظیفہ عطا کیا گیا تھا، اب یہ تعداد بڑھ کر 17 لاکھ پہنچ گئی ہے۔ ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو ان کی اپنی ذمہ داریوں کے علاوہ بھی صدفی صد مرکزی امداد دی جاتی ہے۔ لیکن مشرق شمالی ریاستوں کو ان کی ذمہ داریوں کے اہتمام سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ سال 2002-03 کے دوران 153.05 کروڑ روپے کی مرکزی امداد اس پروگرام کے لئے دی گئی۔ اس وقت آمدنی کی حد 65,290 روپے سالانہ ہے اسے صنعتی مزدوروں کے لئے اکتوبر 2001 تک کے صارفی قیمت اشاریہ سے منسلک کر دیا گیا ہے۔ اس اسکیم کے فائدہ ایسے والدین / سرپرست کے بھی ممبروں کو ملے گا جو اس کے اہل ہیں۔

بک بینک اسکیم

میڈیکل اور انجینئر نگ ڈگری کے نصابوں کے لئے درج فہرست ذاتوں رقبیلوں کے طلباء کو درسی کتاب فراہم کرانا کتاب بینک کا مقصد ہے۔اس اسکیم میں 92-1991 سے زراعت، مویشیوں کا علاج، تکنیکی نصابوں کی بھی شامل کرلیا گیا ہے۔اس کے تحت 2-2 طلبہ کے لئے درسی کتابوں کا ایک ایک سیٹ فراہم کیا جاتا ہے۔ 03-2002 کے دوران 4.77 کروڑ روپئے اس پروگرام کے لئے جاری کئے گئے۔ سال 03-2002 میں اس کے لئے 4.77 کروڑ روپے دئے گئے۔ سال 04-2003 میں اس پروگرام کو میٹرک کے بعد وظیفہ اسکیم کے ساتھ کردینے کا پروگرام ہے۔

تربیت اور دیگر پروگرام

مرکزی عوامی سروس کمیشن، صوبائی عوامی سروس کمیشن، پبلک سیکٹر کے کاروباری شعبوں بینکنگ سروس بھرتی بورڈ اور اس طرح کے دیگر اداروں کے ذریعے منعقد کئے جانے والے مختلف تقابلی امتحانات کے لئے درج فہرست ذاتوں وقبیلوں کو تربیت دینے کے لئے تربیت اور دیگر پروگرام کی اسکیموں کو چھٹے پنچ سالہ منصوبے میں شروع کیا گیا۔اسی طرح اقلیتی کمیونٹی اور پسماندہ طبقات کے طلباء کو بھی کوچنگ کی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔اس پروگرام کو اور بھی زیادہ موثر اور فائدہ مند بنانے کے مقصد سے موجودہ پروگراموں کو ایک ساتھ ملادیا گیا ہے اس مقصد سے موجودہ پروگراموں میں کچھ تبدیلی بھی کی گئی ہے۔اس پروگرام پر ایسے نجی اور پبلک ادارے عمل کررہے ہیں جن کا کئی سالوں سے کوچنگ کورس چلانے کا کام رہا ہے اور جن کی حصولیابیاں کامیاب رہی ہیں۔انہیں اپنی کارکردگی کی کامیابی یا ناکامی کا تعین امیدوار کی کامیابی یا ناکامی کی بنیاد پر کرنا ہوتا ہے۔جس ادارے کا مظاہرہ بہتر ہوگا اسے اس کا صلہ دینے کی اسکیم بھی شروع کی گئی ہے۔ چنندہ اداروں کو کورس اور فی کورس طلباء کی تعداد کی بنیاد پر ادائیگی کی جائیگی۔ غیر سرکاری اداروں، یونیورسٹیوں اور کوچنگ نصاب چلانے والے اداروں کو کورس پر آنے والے خرچ کا صرف 10 فی صد برداشت کرنا ہوگا۔اس کا 90 فی صد خرچ مرکزی حکومت برداشت کریگی۔ریاستی حکومتوں کے ذریعہ چلائے جانے والے اداروں کو آدھا اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو صد فی صد مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔سال 03-2002 کے دوران اس کے لئے 5.47 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے قومی بیرونی وظیفہ اور سفری امداد

اس اسکیم کے تحت منتخب طلباء کو غیر ممالک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ یہ امداد انجینئر نگ، ٹکنالوجی اور سائنس مضامین میں پی۔ایچ۔ڈی اور پوسٹ ڈاکٹرل ریسرچ اور کچھ مخصوص شعبوں میں پوسٹ گریجوٹ سطح کے کورسوں کے لئے دی جاتی ہے۔

اس اسکیم کے تحت طلباء کو 7,700 ڈالر یا 5,000 پونڈ اسٹرلنگ سالانہ گزارہ ایڈوانس دیا جاتا ہے۔ برطانیہ میں پڑھنے والے طلبا کو کتابیں خریدنے کے لئے ضروری آلات، سفری اخراجات پر ہونے والے مصارف کے لئے دی جانے والی رقم 500 ڈالر یا 325 پونڈ سالانہ ہے۔ساتھ ہی ویزا فیس بھی بھارتی روپیوں میں ادا کی جائے گی۔اس کے تحت آنے جانے کے لئے کفایتی درجہ کا ہوائی کرایہ بھی دیا جائے گا جس کا انتظام کسی ملکی ہوائی سروس کے ساتھ ہوگا اس کے علاوہ آلات بھتہ اور فوری سفری خرچ، متعلقہ ادارہ کے ذریعہ وصول کی جانے والی حقیقی فیس اور میڈیکل بیمہ پریمیم پر ہونے والے خرچ کی بھی ادائیگی کی جائیگی۔

پڑھنے والے طلبہ کے لئے یہ رعایت بھی ہے کہ وہ کام کرنے، تدریسی معاونت کا کام بھی کرسکتے ہیں۔غیر ممالک میں مختلف کورسوں میں مطالعہ کے لئے مدت کی زیادہ سے زیادہ حد پی۔ایچ۔ڈی کے لئے 4 سال، ماسٹرس ڈگری کے لئے 3 سال

طے کی گئی ہے۔ غیر ممالک کے لئے منتخب امیدوار اگر ملازمت میں ہے تو اس کی ماہانہ آمدنی یا اس کے والدین رسرپرست کی آمدنی 12 ہزار روپے سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ کسی بھی والدین رسرپرست کا صرف ایک بچہ ہی اس اسکیم کا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس کی عمر 35 سال سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے اور اسے صرف ایک بار ہی یہ فائدہ ملے گا۔

میرٹ اپ گریڈیشن

اس پروگرام کا مقصد اقامتی اسکولوں میں تعلیم کے ذریعہ ہمہ گیر ترقی کے لئے سہولیات فراہم کرا کر درج فہرست ذاتوں/درج فہرست قبائل کے طلباء کی فضیلت (میرٹ) کے درجے کو بلند کرنا ہے۔ اس کے لئے نویں اور دسویں کلاس میں پڑھ رہے درج فہرست ذات اور قبائل کے طلباء کے لئے خصوصی کوچنگ مہیا کرا کر ان کی کمیوں کو دور کرنا ہے، اس کے لئے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو مرکز سے صد فی صد امداد فراہم کی جاتی ہے۔ کوچنگ کے ذریعہ اسکولی تعلیم کے مضامین میں ان کی کمزوریوں کو دور کیا جاتا ہے اسپیشل کوچنگ، کے ذریعہ انہیں انجینئرنگ، میڈیکل جیسے پروفیشنل کورسوں کی مقابلہ جاتی امتحانوں کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت لسانی مہارت، سائنس وحساب جیسے مضامین میں کوچنگ فراہم کی جاتی ہے۔ اس میں ہر ایک ریاست/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لئے کم سے کم 5 ایوارڈس ضرور دیئے جاتے ہیں۔ ہر ایک طالب علم کو سالانہ کل ملا کر 15,000 روپے کی رقم دی جاتی ہے لیکن جس طالب علم میں کسی طرح کوئی معذوری ہے اسے اضافی رقم بھی دی جاتی ہے۔ 2002-03 کے دوران اس مد میں 3.05 کروڑ روپے کی رقم جاری کی گئی۔

ہوسٹل

درج ذیل فہرستوں کے لڑکے/لڑکیوں کے لئے ہوسٹلوں (اقامت گاہوں) کی اسکیم کا خاص مقصد مڈل، ہائی اور سکینڈری اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے طلباء کو ہوسٹل کی سہولت مل سکے تاکہ وہ تعلیمی مراکز میں اپنا مطالعہ جاری رکھ سکیں۔ اس کے تحت ریاستی حکومتوں کو 100 طلبا کے رہنے لائق ہوسٹلوں کی تعمیری لاگت کا 50 فی صد اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو صد فی صد مالی امداد فراہم کرائی جاتی ہے۔ اس میں باؤنڈری وال، ہاسٹل وارڈن کے لئے دو کمروں کا سیٹ اور چوکیدار کے لئے ایک کمرہ شامل رہتا ہے۔ موجودہ ہوسٹلوں کے توسیعی کام کے لئے 45 فی صد مرکزی امداد، 45 فی صد ریاستی حکومت کی امداد اور 10 فی صد ان کا نجی اشتراک ہوتا ہے۔ ہوسٹلوں میں کچھ کمرے ایسے بھی بنائے جاتے ہیں جن کی وضع کسی طرح کی رکاوٹ سے آزاد ہوتی ہے اور ان میں ڈھال وغیرہ بنادی جاتی ہے تاکہ اس طرح معذور طلبا کو سہولت مہیا ہو وہ آسانی کے ساتھ چل پھر سکیں۔ ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں یا مفادی ادارے کی طرف سے زمین مہیا کی جاتی ہے۔ 2002-03 کے دوران اس مقصد کے لئے 41.99 کروڑ روپے کی رقم جاری کی گئی۔

بابا صاحب ڈاکٹر امبیڈکر فاؤنڈیشن

اس فاؤنڈیشن کو 24 مارچ 1992 کو ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کی شکل میں قائم کیا گیا تھا۔ فاؤنڈیشن کو بھارت رتن ڈاکٹر بابا صاحب بھیم راؤ امبیڈکر کے صد سالہ سالگرہ تقریب کو لاگو کرنے ان کے دیکھ ریکھ اور انتظام کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ان میں شامل پروگرام ہیں: (i) دلی میں ڈاکٹر امبیڈکر قومی عوامی کتب خانہ (ii) ڈاکٹر امبیڈکر کے خیالات اور اصولوں کے بارے میں ریسرچ کے لئے یونیورسٹیوں رتعلیم اداروں میں ڈاکٹر امبیڈکر نشست کا قیام (iii) کمزور طبقات کے معیار زندگی میں بہتری لانے کے لئے اور معاشرہ میں ہم آہنگی کے لئے ڈاکٹر امبیڈکر قومی ایوارڈ (iv) سماج کے حاشیائی اور نظر انداز کئے جانے والوں کے لئے

معاشرتی تبدیلی ہم آہنگی برابری کا بین الاقوامی ایوارڈ (v) ہندی اور دیگر ہندوستانی زبانوں میں بابا صاحب ڈاکٹر امبیڈکر کے کاموں کے مجموعے کی اشاعت (vi) 26 علی پور روڈ، دلی میں ڈاکٹر امبیڈکر کے یادگار کی تعمیر (vii) ڈاکٹر امبیڈکر کی سوانح حیات اور مقاصد پر سیمینار، کانفرنس، ورکشاپ، نمائش اور میلوں وغیرہ پروگراموں کا انعقاد۔

سال 03-2002 کے دوران درج فہرست ذاتوں/قبائل کے ذہین طلبا کے لیے ڈاکٹر امبیڈکر قومی وظیفہ اسکیم شروع کی گئی جس کا مقصد کمزور طبقات کے ذہین طلباء کی شناخت کرنا اور انھیں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی کوشش میں امداد دینا وغیرہ شامل ہے۔ پچھلے سال اس پروگرام کے تحت 250 طلباء کو 45.30 لاکھ روپے دیے گئے۔

معاشی ترقی

مخصوص جزو منصوبہ کے لئے خاص مرکزی امداد

اس اسکیم کے تحت ریاستی حکومتیں اور مرکز کے زیر انتظام علاقے کی انتظامیہ مختلف سیکٹروں اور ایجنسیوں کو خصوصی مرکزی امداد تقسیم کرتے ہیں، ان میں ایسے درج فہرست ذاتوں کے ترقیاتی کارپوریشن (SCDCS) شامل ہیں جو درج فہرست ذات سے متعلق لوگوں کے معاشی ترقیاتی پروگراموں پر عمل کے کاموں سے جڑے ہوئے ہیں۔ ریاستی حکومتوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے انتظامیہ کو ایسے پروجکٹوں کو تیار کرنا ہوتا ہے جن میں تکنیکی اور کمرشیل لحاظ سے قابل عمل اور قائم پذیر سرگرمیاں شامل کی جاسکیں اور جن کی زیادہ سے زیادہ حد 10,000 روپے تک ہو اور باقی رقم بنکوں/NSFDC سے قرض کے طور پر حاصل کی جاسکے۔ خصوصی مرکزی امداد پروگرام کے تحت ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو خصوصی جز و منصوبوں کے تحت مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ ان فنڈوں کا استعمال خط غریبی سے نیچے گزربسر کرنے والے درج فہرست ذات کے لوگوں کے ترقیاتی پروگراموں کو تیزی فراہم کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اپنے محدود وسائل سے وہ فیملی رخی اسکیموں کو چلاتے ہوئے پیداواریت دہ پروگرام اور بھی زیادہ بامعنی اور موثر ہو جاتا ہے۔ خصوصی مرکزی امداد کا استعمال خاندان کی آمدنی بڑھانے والے پروگراموں میں کرنے سے اور آمدنی بڑھانے پر زور دیتے ہیں۔

صفائی مزدوروں کی نجات اور باز آبادکاری کے لیے قومی اسکیم

صفائی مزدوروں کی نجات اور باز آبادکاری کی قومی اسکیم کے تحت صفائی مزدوروں اور ان کے اہل وعیال کو متبادل باعزت پیشوں میں باز آبادکاری کے لیے امداد دی جاتی ہے۔ یہ اسکیم مارچ 1992 شروع کی گئی اور ان کی باز آبادکاری کی ٹریننگ کے لیے صد فی صد مرکزی امداد دی جاتی ہے، اس کے لیے اکائی پراجیکٹ کی لاگت 50,000 روپے ہوتی ہے۔ جس کے لئے 10,000 روپے تک کی سبسڈی امداد کے طور پر دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ 15 فی صد مارجن منی قرض اور بنک قرض بھی دیا جاتا ہے۔ جس میں مرکز اور ریاست کا حصہ 49:51 کے تناسب میں ہوتا ہے باقی رقم بنک سے قرض کے طور پر حاصل رہتی ہے۔ صفائی مزدوروں کے طبعی گروپوں کی تشکیل کے ذریعے ریاستوں کو سینٹری مارٹوں کے تصور کے بارے میں تجویز پیش کی گئی ہے۔ ان سینٹری مارٹوں نے صفائی مزدوروں کو ٹھیکیداری کے مواقع فراہم کرائے ہیں اور آندھرا پردیش، چھتیس گڈھ، گجرات، کرناٹک، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، اڑیسہ، راجستھان، اتر پردیش اور مغربی بنگال جیسی ریاستوں میں ان کا کام منافع میں چل رہا ہے۔ سال 03-2002 میں اس اسکیم پر عمل درآمد کے لیے ریاستوں کو 40.95 کروڑ روپئے فراہم کیے گئے۔ اب اس اسکیم کو شہری ترقیاتی وغریبی انسداد وزارت کو سونپ دیا گیا۔

درج فہرست ذات کے لئے ریاستی ترقی کارپوریشن

درج فہرست ذاتوں وقبیلوں کے لوگوں کو غریبی کی سطح سے اوپر اٹھانے کی غرض سے 79-1978 میں صوبائی سطح پر درج فہرست ذات ترقی کارپوریشن کو امداد دینے کی اسکیم شروع کی گئی۔ اس وقت 25 ریاستوں و پانچ یونین علاقوں میں یہ کارپوریشن کام کر رہے ہیں۔ مرکزی سرکار کارپوریشن کے سرمایہ حصص میں 49 فیصد تک کی حصے دار ہے اور ریاستی حکومتیں 51 فیصد کا اشتراک کرتی ہیں۔ سال 03-2002 کے دوران حکومت ہند کا حصہ 25.00 کروڑ روپے تھی۔ سال 04-2003 کے لئے 49.00 کروڑ روپے کا بجٹ اہتمام کیا گیا ہے۔

قومی درج فہرست ذات مالیاتی وترقیاتی کارپوریشن

قومی درج فہرست ذات مالیت وترقیاتی کارپوریشن درج فہرست ذات کے ان لوگوں کے جن کی سالانہ خاندانی آمدنی غریبی لائن کی حد کی دوگنی سے زیادہ ہے (یعنی دیہی علاقوں میں 40,000 روپے سالانہ اور شہری علاقوں میں 55,000 روپے سالانہ)، روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے رعایتی مالی امداد فراہم کرتا ہے اور تربیت، کاراندازی فروغ اور جدید پروجکٹوں کے لئے مہارت کو فروغ دیتا ہے۔ کارپوریشن نے 79,986 مفادیوں کو سال 03-2002 کے دوران مدد کی ہے۔

اس سال قرض کی شرح میں 1 فی صد سالانہ کی آئی ہے اور مفادیوں کو پانچ لاکھ روپے تک کے قرض پر 6 فی صد سالانہ اور 5 لاکھ روپے سے زیادہ کے قرض پر 8 فی صد سالانہ کی شرح پر سود ادا کرنا پڑتا ہے۔ قومی درج فہرست ذات مالیاتی وترقیاتی کارپوریشن نے مائیکرو کریڈٹ فائنینس اسکیم کے تحت مفادیوں کے شرح سود 12 فی صد سے گھٹا کر 5 فی صد سالانہ کر دیا ہے۔ مائیکرو کریڈٹ فائنینس کے تحت یونٹ لاگت بھی 10,000 روپے سے بڑھا کر 25,000 روپے کر دی گئی ہے۔ حکومت ہند نے اب تک 1000 روپے کے مجاز حصہ پونجی کے لئے کارپوریشن کو اداشدہ پونجی کے طور پر 451.10 کروڑ روپے فراہم کرا دیئے ہیں سال 03-2002 کے لئے 150 کروڑ روپے بجٹ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

قومی صفائی کرمچاری مالیاتی وترقیاتی کارپوریشن (NSKFDC)

حکومت ہند نے صفائی کرمچاریوں اور ان کے دست نگروں کی سماجی ومعاشی بہتری کے لئے قومی صفائی کرمچاری مالیاتی وترقیاتی کارپوریشن قائم کیا تھا۔ اس کے لئے انہیں رعایتی شرح سود پر قرض دیے گئے تاکہ وہ اپنی بڑھانے کے لئے کوئی اسکیم خود روزگار کے وینچرس قائم کر سکیں، گریجویشن سطح کی پیشہ وارنہ یا تکنیکی تعلیم یا اس سے زیادہ کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے طلباء کو تعلیمی قرض مل سکے اور وہ ہنر حاصل کرنے کے لئے تربیت حاصل کر سکیں اور اپنی کاراندازی کو فروغ دے سکیں۔ سال 03-2002 کے دوران کارپوریشن نے 25,262 لوگوں کو فائدہ پہونچایا ہے

حکومت ہند نے 500 کروڑ روپے کی مجاز حصہ پونجی کے طور پر 101.75 کروڑ روپے فراہم کیا ہے۔ سال 04-2003 کے لئے 20.00 کروڑ روپے کے بجٹ کا اہتمام کیا ہے۔

رضا کار تنظیمیں

کئی رضا کار تنظیمیں بھی درج فہرست ذاتوں قبیلوں کی فلاح کو بڑھاوا دینے میں لگی ہوئی ہیں۔ کل ہند سطح کی اہم تنظیموں میں ہریجن سیوک سنگھ دہلی، بھارتی ریڈ کراس سوسائٹی نئی دہلی، رام کرشن مشن، نریندر پور، رام کرشن مشن، پری، سلچر اور پرولیا، اور

سروینٹس آف سوسائٹی، پونا شامل ہیں۔حکومت درج فہرست ذاتوں کے کام کرنے والی مقامی سطح کی رضا کار تنظیموں کو مالی
تعاون بھی عطا کرتی ہے۔2002-03 کے دوران اس طرح کی 399 رضا کار تنظیموں کو 24 کروڑ روپے دیے گئے۔

درج فہرست قبیلوں کی ترقی

درج فہرست قبائل کی ترقی پر مزید توجہ مرکوز کرنے کے مقصد سے اکتوبر 1999 میں ایک الگ وزارت کی تشکیل کی گئی جسے
وزارت برائے قبائلی امور کا نام دیا گیا۔ وزارت برائے سماجی انصاف اور تفویض اختیارات سے الگ کی گئی یہ وزارت درج
فہرست قبائلیوں کے سلسلے میں پالیسی متعین کرنے، منصوبے بنانے اور ان کے فروغ کے لیے پروگراموں اور اسکیموں میں باہمی
ارتباط کرنے والی نوڈل وزارت ہے۔

1991 کی مردم شماری کے مطابق درج فہرست قبیلوں کی کل ہند تعلیمی شرح 29.60 فی صد ہے۔ جب کہ تعلیم کا قومی اوسط
52.21 فیصد ہے۔ قبائلی عورتوں اور عام عورتوں کی تعلیمی شرح میں آج بھی بڑا فرق ہے۔ قبائلی عورتوں کی تعلیم کا اوسط صرف
18.18 فیصد ہے جب کہ اس کے بالمقابل ملک میں عام عورتوں کی تعلیمی شرح 39.29 فیصد ہے۔

فی الحال ملک میں قبائلی ترقی کے 194 مربوط منصوبے چلائے جا رہے ہیں۔ چھٹے منصوبے میں مربوط قبائلی ترقی پروگرام
سے باہر کے علاقوں کی شناخت کی گئی۔ ایسے علاقے جن کی 10,000 تک کی کل تعداد میں قبائلی آبادی 50 فیصد سے زیادہ ہے
انہیں ذیلی قبائلی منصوبے کے تحت ترمیمی علاقہ ترقیاتی رسائی کا نام دیا گیا ہے اور انہیں M.A.D.A 252 کے ذیل میں شامل
کرلیا گیا۔ اس کے علاوہ 79 ایسی بستیوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ جن کی 5,000 کی آبادی میں درج فہرست قبیلوں کی تعداد
50 فیصد ہے۔

خصوصی مرکزی امداد

وزارت برائے قبائلی امور ریاستی حکومتوں اور دو مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی 21 قبائلی ذیلی منصوبے کو خصوصی مرکزی
امدا فراہم کرتا ہے، ان میں آسام، منی پور اور تریپورہ جیسے مشرق شمالی ریاستیں شامل ہیں، یہ رقم ان کے مالیاتی مصارف میں خلا کو
پورا کرنے میں مددگار ہوتی ہے حالانکہ مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لئے قبائلی ذیلی منصوبے کے لئے دی جانے والی رقم خصوصی
مرکزی امدا کے تحت فنڈ سے متعلق ہے اور 2003-04 سے اسے وزارت داخلہ کے ذریعہ جاری کیا جا رہا ہے لیکن خصوصی مرکزی
امداد کا استعمال قبائلی ذیلی منصوبے کے ساتھ ملا کر لیا جانا چاہئے کیونکہ ریاستی منصوبے میں خلا کو کسی دیگر طریقے سے نہیں پورا کیا
جاسکتا۔

قبائلی ذیلی منصوبے کے لئے مخصوص مرکزی امداد کے دائرے کا مقصد قبائلی خاندانی آمدنی بڑھانے کی سرگرمیوں میں مزید
اشتراک کیا ہے، اب اس کا استعمال روزگار اور آمدنی بڑھانے والی سرگرمیوں اور بنیادی ڈھانچے کی ترقی سے ذیلی منصوبے کے
لئے خصوصی مرکزی امداد کی توسیع کا حتمی مقصد مانگ پر مبنی آمدنی بڑھانے کے پروگراموں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اس طرح
زراعت، باغبانی، اصلاح زمین، فاصل آب علاقہ کی توسیع، مٹی اور نمی کا تحفظ، مویشی پالن، ماحول اور ماحولیات، جنگل/ جنگلاتی
گاؤں اور کاراندازی فروغ، چھوٹی صنعتوں اور قبائلی عورتوں کے فروغ وغیرہ شعبوں میں قبائلی لوگوں کا معاشی اور سماجی معیار بلند
ہوگا۔ سال 2002-03 کے دوران ریاستوں، مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو 500 کروڑ روپے کی رقم جاری کی گئی۔

آرٹیکل(1) 275 کے مالی امداد

قبائلی امور کی وزارت آئین کی دفعہ (1) 275 کے پہلے اہتمام کے مطابق 21 قبائلی ذیلی منصوبہ (TSP) اور قبائلی اکثریت والی 4 ریاستوں کو گرانٹ دیتا ہے۔ یہ فنڈ درج فہرست قبائلی علاقوں کے انتظامیہ کا سطح معیار اونچا کرنے کے لئے حکومت ہند کی منظوری سے ریاست حکومت کے ذریعہ قبائلی ترقیاتی پروجیکٹوں میں لگایا جاتا ہے۔ یہ فنڈ سڑکوں، پلوں، بجلی کاری، اسکولوں کی تعمیر، ہوسٹلوں کی تعمیر اور آبپاشی سہولیات وغیرہ جیسے بنیادی پروجیکٹوں کے لئے جاری کئے جارہے ہیں۔ سال 03-2002 میں بندی ڈھانچے کے پروجیکٹوں کے لے ریاستوں کو 280.00 کروڑ روپے کی رقم فراہم کی گئی۔ آئین کی دفعہ (1)275 کے تحت فنڈوں کا ایک حصہ 98-1997 قبائلی طلباء کے قیام کے لئے بھی دیا گیا ہے۔ اس سے قبائلی طلباء کے لئے اچھے معیار کی تعلیم فراہم کرنے کے لئے "ایکلویہ ماڈل ریزڈینشل اسکول کے قیام کے لئے بھی دیا گیا ہے۔ اس سے قبائلی طلباء کو اعلیٰ اور پیشہ ورانہ کورسوں میں ریزرویشن کی سہولت اور سرکاری اور عوامی سیکٹر کے اداروں میں اونچے عہدوں تک پہونچنے میں آسانی ہوجائیگی۔ سال 03-2002 کے دوران ایکلویہ ماڈل اقامتی اسکول کے لئے قیام کے لئے ریاستی حکومت کو 20.00 کروڑ روپے کی رقم فراہم کی گئی۔

قدیم قبائلی گروپوں کی اسکیم

ٹکنالوجی کے قبل زراعت کی سطح، خواندگی میں کمی اور کم ہوتی ہوئی یا جامد آبادی کی بنیاد پر 15 ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 75 قبائلی گروپوں کی شناخت کر انہیں قدیم قبائلی گروپ کا درجہ دیا گیا ہے۔ 99-1998 سے ان گروپوں کی ہمہ گیر ترقی کے لئے ایک مرکزی سیکٹر کی اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت دیگر کسی اسکیم کے ذریعہ جو پروجیکٹ/سرگرمیاں نہیں چلائی جارہی ہیں، انہیں شروع کرنے کے لئے مربوط قبائلی ترقیاتی پروجیکٹ قبائلی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور غیر سرکاری تنظیموں کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ اس کی اسکیم کے تحت 03-2002 میں 13.75 کروڑ روپے کی مالی امداد کی منظوری دی گئی۔

قبائلی تحقیق ادارہ

آندھرا پردیش، آسام، بہار، گجرات، کیرل، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، اڑیسہ، راجستھان، تمل ناڈو مغربی بنگال، اتر پردیش، منی پور اور تری پورا اور انڈومان نکوبار جزائر گروپ میں قبائلی تحقیقی ادارے قائم کیے گئے ہیں۔ وزارت نے 03-2002 میں پورٹ بلیر میں قبائلی تحقیقی ادارہ کھولنے کے لئے انڈمان نکوبار مجموعہ جزائر کو امداد فراہم کی ہے۔ یہ تحقیقی ادارے، ریاستی حکومتوں کو منصوبہ بنانے کی ضروری معلومات فراہم کرنے، ریسرچ اور تعیین قدر کا مطالعہ کرانے، اعداد و شمار جمع کرنے، روایتی قانونوں کی فہرست بنانے اور تربیت، سیمینار اور ورکشاپ کا اہتمام کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

ان میں سے کچھ اداروں میں میوزیم بھی ہے۔ جہاں قبائلی اشیاء کی نمائش کی گئی ہے۔ 03-2002 کے دوران، ریاستی حکومتوں کو اس مد میں 229 لاکھ روپے فراہم کئے گئے۔

قبائلی طلبہ/طالبات کے لئے ہوسٹل

طالبات کے لئے ہوسٹل اسکیم تیسرے پنج سالہ منصوبے میں شروع کی گئی تھی۔ اس کا مقصد تعلیم حاصل کررہی قبائلی طالبات کو رہائشی سہولت مہیا کرانا تھا۔ اس منصوبے کے تحت صوبوں کو ہوسٹلوں کی تعمیری لاگت کی 50 فیصد رقم اور مرکزی علاقوں کو سو فیصد رقم مرکزی اعانت کی شکل میں دی جاتی ہے۔ لڑکیوں کے لئے جس طرح ہوسٹل کی اسکیم شروع کی گئی تھی اسی طرح لڑکوں کے لئے

بھی 90-1989 میں اسکیم شروع کی گئی۔ سال 03-2002 کے دوران 45 ہاسٹلوں کی تعمیر کے لئے 13.50 کروڑ روپے کی رقم جاری کی گئی۔

قبائلی ذیلی منصوبہ علاقوں میں آشرم اسکول

مرکز کے ذریعہ مجوزہ یہ اسکیم 91-1990 میں شروع کی گئی۔ اس کے تحت اسکول کھولنے کے لئے ریاستوں کو 50 فیصد اور مرکزی علاقوں کو صدفی صد اعانت دی جاتی ہے۔ 02-2001 میں آشرم 135 اسکولوں کی تعمیر کے لئے 9.50 کروڑ روپے دیئے گئے۔

قبائلی علاقوں میں پیشہ وارانہ تربیت

مرکزی سیکٹر کی یہ اسکیم 93-1992 میں شروع کی گئی۔ اس کا مقصد بے روزگار۔ قبائلی نوجوانوں کی مہارت بڑھا کر روزگار/خود روزگار کے مواقع فراہم کرنا تھا۔ اس اسکیم کے تحت پیشہ وارانہ مراکز کھولے جاتے ہیں۔ سال 03-2002 کے دوران غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعہ چلائے گئے 34 پیشہ وارانہ مراکز اور ریاستی حکومتوں کے ذریعہ چلائے جانے والے 65 پیشہ وارانہ مراکز کے لئے 6.00 کروڑ روپے کی رقم فراہم کی گئی۔

کم تعلیم والے علاقوں میں قبائلی لڑکیوں کی تعلیم

آٹھ صوبوں کے 48 منتخب قبائلی اضلاع میں جہاں نسوانی تعلیم کی شرح دو فیصد سے کم ہے وہاں قبائلی لڑکیوں کی تعلیم میں اضافے کے لئے 94-1993 میں یہ اسکیم شروع کی گئی۔ اور جولائی 1998 میں اس میں ترمیم کی گئی۔ اب 14 ریاستوں میں درج فہرست قبائلی عورتوں کے 10 فی صد سے کم خواندگی والے 134 اضلاع میں یہ پروگرام چلایا جارہا ہے۔ اس منصوبے کے تحت پانچویں جماعت تک کی لڑکیوں کے لئے رہائشی اسکول قائم کئے جاتے ہیں۔ یہ اسکیم رضا کار تنظیموں اور ریاستوں و مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعے لاگو کی جاتی ہے۔ 03-2002 میں 96 کمپلکس کے لئے 6.00 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔

بھارتیہ قبائلی کوآپریٹو مارکٹنگ ترقی فیڈریشن (TRIFED)

قبائلی لوگوں کو نجی تاجروں کے استحصال سے بچانے اور انہیں ان کی معمولی جنگلاتی پیداوار اور اپنی ضرورت سے زائد زرعی پیداوار کو منافع بخش بنانے کے لئے سرکار نے اگست 1987 میں بھارتیہ قبائلی کوآپریٹو مارکٹنگ ترقی فیڈریشن (ٹرائیفیڈ) قائم کیا تھا۔ یہ فیڈریشن قومی سطح کی ایک کوآپریٹو چوٹی ادارہ ہے۔

معمولی جنگلاتی پیداوار کے لئے امدادی گرانٹ

یہ مرکزی سیکٹر کی اسکیم ہے۔ اس کے تحت صوبائی قبائلی فروغ کوآپریٹو کارپوریشن، (STDCCs) جنگلاتی ترقی کارپوریشن (FDCS) اور معمولی جنگلاتی پیداوار (تجارت اور ترقی) (MFPTDFs) فیڈریشن کو معمولی جنگلاتی پیداوار آپریشن شروع کرنے کے لئے صدفی صد اعانت فراہم کی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت ریاستیں، گرانٹ کا استعمال درج ذیل کاموں کے لئے کرسکتی ہیں (i) STDCCS اور MFPTDF کا حصص سرمایہ مضبوط کرنے، (ii) سائنسی طریقے کے گوداموں کی تعمیر کرنے (iii) معمولی جنگلاتی پیداوار کی افادیت بڑھانے کے لئے پروسس صنعتیں اور (iv) کارپوریشن کے ذریعے تحقیق اور ترقیاتی سرگرمیوں میں۔ 03-2002 کے دوران مختلف ریاستی کارپوریشنوں کے لیے 15 کروڑ روپے جاری کئے گئے ہیں۔

دیہی اناج بینک اسکیم

دور دراز اور پچھڑے قبائلی علاقوں کے بچوں کو غیر معیاری غذا کی وجہ سے ہونے والی اموات کی روک تھام کے لئے حکومتی اقدام کی شکل میں 97-1996 میں دیسی اناج بینک اسکیم شروع کی گئی۔ دور دراز اور پچھڑے قبائلی علاقوں میں اطفال کی شرح اموات کم کرنے کے طریقوں کے لئے ان علاقوں کی شناخت کرلی گئی تھی ان دور دراز دیہی علاقوں میں رہنے والے درج فہرست قبائیلوں میں تغذیہ معیار کم ہونے سے بچانے کے لئے ان اناج بینکوں کا پروویزن کیا گیا۔ اس کے لئے رقوم ٹرائی فیڈ کے ذریعہ جاری کی جاتی ہے۔ 03-2002 میں اس اسکیم کے لئے 9.19 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔ اب تک ملک میں 1195 اناج بنک قائم کیے جا چکے ہیں۔

درج فہرست قبیلوں کے لئے کام کر رہی رضا کار تنظیموں کو اعانت

وزارت، درج فہرست قبیلوں کی فلاح کے لئے کام کر رہی ان رضا کار تنظیموں کو امدادی گرانٹ فراہم کرتی ہے، جو رہائشی اسکولوں، ہوسٹلوں، طبی اکائیوں، کمپیوٹر ٹریننگ اکائیوں، مختصر نویسی اور ٹائپ تربیتی اکائیوں، بال واڑی، بچہ خانہ (آئی۔سی۔ڈی۔ایس پروگراموں کے تحت نہ آنے والے علاقے) کتب خانوں اور سماعی۔بصری اکائیوں جیسے منصوبوں کے لئے کام کرتے ہیں۔ یہ گرانٹ عام طور سے منصوبے کی کل منظور شدہ لاگت کی 90 فیصد تک ہوتی ہے۔ اور بقیہ 10 فیصد رقم تسلیم شدہ رضا کار تنظیموں کے ذریعے خود مہیا کی جاتی ہے۔ 03-2002 میں تقریباً 570 پروجیکٹوں پر عمل کرنے کے لے 392 تنظیموں کو تقریباً 30.50 کروڑ روپئے جاری کئے گئے۔

میٹرک کے بعد وظائف

درج فہرست ذاتوں/قبائیلوں کے میٹرک کے بعد تعلیم حاصل کر رہے طالب علموں کو وظیفہ دینے کی اسکیم 1944 میں شروع کی گئی۔ اس کا مقصد منظور شدہ نصابوں بشمول کمرشیل، تکنیکی، غیر پیشہ وارانہ اور غیر تکنیکی نصابوں کے مطالعے کے لیے انھیں مالی امداد فراہم کرنا تھا۔ یہ پروگرام ریاستی حکومتوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے منتظمہ کے ذریعے لاگو کیا جاتا ہے۔ انھیں اس کے لیے ان کو سونپی گئی ذمہ داری کے علاوہ صد فی صد مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ سال 03-2002 میں اس پروگرام کے لیے 51.58 کروڑ روپے دیئے گئے۔ اندازہ ہے کہ 6.30 لاکھ درج فہرست قبائلی طلبا نے اس کا فائدہ اٹھایا۔

دیگر تعلیمی اسکیمیں

وزارت برائے قبائلی امور، درج فہرست قبائلی طلبا، کو بیرون ملک اعلیٰ تعلیم کے لیے اسکالرشپ اسکیمیں، بک بنک، کوچنگ اور ان کی صلاحیت کو نکھارنے والی دیگر متعلقہ اسکیموں کو بھی لاگو کر رہی ہے تاکہ ST طلبا اس سے استفادہ کر سکیں۔

قومی درج فہرست قبائلی مالیاتی ترقیاتی کارپوریشن

حکومت نے اپریل 2001 میں قومی درج فہرست قبائلی مالیاتی ترقیاتی کارپوریشن قائم کیا گیا۔ اسے قومی درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائلی مالیاتی ترقیاتی کارپوریشن سے الگ کر کے ایک سرکاری ادارے کے طور پر قائم کیا گیا ہے۔ NSTFDG مکمل طور پر حکومت ہند کی ملکیت والی کمپنی ہے جس کی بااختیار شیئر پونجی 500 کروڑ روپے ہے۔ کارپوریشن فی اکائی 10 لاکھ روپے تک کی لاگت والی آمدنی پیدا کرنے والی اسکیموں کے درج فہرست قبائیلوں کو رعایتی شرح پر مالی امداد مہیا

کراتا ہے۔ ان کے ہنر کو فروغ دینے والے پروگراموں کے لیے گرانٹ عطا کرتا ہے اور ہدف گروپوں کے ذریعہ جاری سرگرمیوں کے کے لیے پچھلے اور اگلے کے درمیان ایک ربط پیدا کرتے ہوئے مشکل فلا کو ہر کرتا ہے۔ درج فہرست قبائل کے وہ ممبر جن کی سالانہ خاندانی آمدنی غریبی لائن آمدنی کی حد سے دوگنی سے زیادہ نہیں ہے وہ زراعت اور اسے جڑے کاموں، پیداوار اور خدمات شعبے کی سرگرمیوں کی مالی امداد حاصل کرنے کے مجاز ہیں۔

سال 2002-03 سے ''آدی واسی مہیلا شکتی کرن یوجنا'' شروع کی گئی ہے اس میں درج فہرست قبائل کی نہایت غریب عورتوں کو چھوٹی معاشی سرگرمیوں (کوئی کام شروع کرنے کی) کے لئے چار فی صد سالانہ شرح سود پر 50 ہزر روپے تک کا قرض دیا جائے گا تا کہ مفادی عورتیں اپنی آمدنی بڑھا سکیں۔ اس اسکیم سے بڑی تعداد میں خط غریبی سے نیچے رہنے والی درج فہرست قبائل کے خاندانوں کو فائدہ ہوگا۔

وزارت نے 1999 میں اس کی تشکیل کے بعد درج ذیل قدم اٹھائے ہیں جن کا قبائلی ترقی پر دوررس اثر پڑنے کا امکان ہیں۔

ہندوستانی آئین کی دفعہ 339(1) کے تحت درج فہرست ایریا اور درج فہرست قبائلی کے لیے الگ سے ایک قومی کمیشن کی تشکیل کی گئی جو کہ ریاستوں کے درج فہرست علاقوں کے انتظامیہ اور درج فہرست قبائل کی بہبود کے بارے اپنے رپورٹ دیگا۔ یہ کمیشن (1961 میں قائم پہلے ڈھیبر کمیشن) 40 سالوں کے بعد قائم کیا گیا ہے۔

درج فہرست قبائل کے لئے ایک علاحدہ قومی کمیشن بنایا جارہا ہے جس میں 5 ممبر ہوں گے پارلیمنٹ نے اس بارے میں بل پہلے ہی پاس کر دیا ہے۔

جھارکھنڈ، چھتیس گڈھ اور مدھیہ پردیش کے لئے شیڈولڈ نوٹیفائیڈ ایریا

پنچایتوں کے اہتمام پر اطلاق کے سبب (شیڈولڈ ایریا کی توسیع) ایکٹ 1996 (PESA ایکٹ) کے تحت درج فہرست قبائل کو 9 بڑی ریاستوں آندھرا پردیش، جھارکھنڈ، گجرات، مدھیہ پردیش، چھتیس گڈھ، مہاراشٹر، اڑیسہ، راجستھان، اور ہماچل پردیش میں سیاسی اختیارات حاصل ہو گئے ہیں۔ تین سطحوں والے پنچایتی راج اداروں میں درج فہرست قبائل کے لیے کل 2,40,400 سیٹیں ریزرو کر دی گئی ہیں۔ اس وقت 2,22,600 قبائلی ممبر منتخب ہوئے ہیں۔

عظیم قبائلی لیڈر برسا منڈا کے اشتراک کو ظاہر کرنے کے مقصد سے ایک فیچر فلم ''اولبو برسا'' بنائی گئی ہے جس کا پریمئر وزیر اعظم کی موجودگی میں دکھایا گیا۔

ملک کے مختلف قبائل کے بارے میں 200 دستاویزی فلمیں تیار کی گئی ہیں یا تیار کی جارہی ہیں۔ یہ ڈاکومنٹری ''جن جاتیہ درپن'' عنوان کے تحت DD-1 پر ہر جمعہ کو دو پہر بعد 3 بجے سے 3.30 بجے تک دکھائی جارہی ہیں۔

قبائلی ترقی کے لئے مختلف اسکیموں/ پروگراموں کے لئے فنڈ کی تخصیص میں اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ فنڈ 1999-2000 میں 664.75 کروڑ تھا جو کہ بڑھا کر 2000-01 میں 810 کروڑ روپے، 2001-02 میں 1040 کروڑ روپے اور 2002-03 میں 1090 کروڑ روپے اور 2003-04 میں 1087 کروڑ روپے کر دیا گیا ہے اور اس طرح سال 1999-2000 سے تقریباً 68.59 فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔ جاری فنڈ RE کے 95 فی صد سے زیادہ تھا۔

نئے درج فہرست قبائل مالیاتی وترقیاتی کارپوریشن (NSTFDC) کی تشکیل 10 اپریل 2001 سے درج فہرست قبائل قبائل کے لئے معاشی لحاظ سے قائم پذیر پروجیکٹوں کو مالیات فراہم کرنے کے لئے چوٹی کے ادارے کے طور پر 500 کروڑ روپے کی مجاز حصہ پونجی سے کی گئی NSTFDC کا کام شروع ہونے پر قبائلی انٹرپرائزز کے لئے 02-2001 میں 60.24 کروڑ روپے اور 03-2002 میں 98.98 کروڑ روپے کے قرض دیئے گئے۔ اس کے علاوہ چھوٹے جنگلاتی پیداوار (MFP) اور اضافی زرعی پیداوار (SAP) کو بازار کو سہولت فراہم کرنے کے THRIFED کو 3 کروڑ روپے کی مالی امداد منظور کی گئی، اس سے درج فہرست قبائل کے 2,90,430 افراد کو فائدہ پہونچنے کی توقع ہے۔ کارپوریشن نے سال 02-2001 کے دوران 27.20 کروڑ روپے 03-2002 کے دوران 42.16 کروڑ روپے تقسیم کیے۔

NSTFDC کے ذریعہ ''آدیواسی مہیلا شکتی کرن یوجنا'' کے نام سے ایک نئی اسکیم شروع کی گئی ہے جس کے تحت مجاز درج فہرست قبائل کی ضرورتمند عورتوں کو بہت ہی رعایتی شرح پر زیادہ سے زیادہ 4 فی صد شرح پر 50,000 روپے تک کی مالی امداد فراہم کرائی جائیگی۔

پارلیمنٹ نے سرمائی اجلاس 2002 کے دوران درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل احکامات (ترمیم) ایکٹ 2002 پاس کیا۔ اس ایکٹ میں درج فہرست قبائل کی فہرست میں 270 کمیونٹیوں کو شامل کرنے راخراج رترمیم کرنیکا اہتمام ہے۔ 25 سالوں سے بھی زیادہ عرصے کے بعد اتنے بڑے پیمانے پر ترمیم کا کام کیا گیا ہے۔

زیادہ مربوط اور جامع منصوبہ بندی کی بنیاد پر منتخب اسکیموں کے لئے آئین کے آرٹیکل (1)275 کے تحت پروجیکٹوں کو فنڈ مہیا کرانے کے لئے ایک پروجیکٹ زاویہ نگاہ اپنایا گیا ہے۔ آرٹیکل (1)275 کے تحت مختص رقم 200 کروڑ روپے سے بڑھا کر 300 کروڑ روپے کر دی گئی ہے۔

قبائلی علاقوں میں تقریباً 1400 کلومیٹر سڑکوں کی تعمیر رمرمت رکرنے، اسکولوں کے اسٹاف کے لئے 250 اسٹاف کوارٹر بنانے، 1200 اسکولوں اور ہوسٹلوں کی عمارتیں بنانے، 1600 کلاس روم تیار کرنے، 50 کمیونٹی سینٹر بنانے اور پینے کے پانی کی سہولت فراہم کرنے، دیہی بجلی کاری، پلیارنگ راستے اور دیہی آبپاشی پروجیکٹوں وغیرہ کو پورا کرنے کے لئے ریاستی حکومتوں رمرکز کے زیر انتظام علاقوں کو فنڈ فراہم کئے گئے۔

درج فہرست قبائل کے طلباء کو بہتر و معیاری تعلیم دینے کے مقصد سے 84 ایکلویہ ماڈل اقامتی اسکولوں کی تعمیر کی گرانٹ جاری کی گئی ان اسکولوں میں چھٹی سے بارہویں کلاس تک طلبا کے لئے 35,280 سیٹیں تخلیق کی گئیں، اور ان اسکولوں میں تقریباً 1175 ٹیچروں کو روزگار ملا۔

میٹرک کے بعد پیشہ ورانہ، تکنیکی اور غیر پیشہ ورانہ رغیر تکنیکی کورسوں سمیت دیگر کورسوں کی تعلیم کے لئے وظائف دیئے گئے جس سے 22 لاکھ سے بھی زیادہ طلبا کو فائدہ پہونچا۔ (تقریباً 5.5 لاکھ طلباء سالانہ) لڑکوں کے لئے 268 ہوسٹلوں اور لڑکیوں کے لئے 152 ہوسٹلوں کی تعمیر کی منظوری دی گئی جن میں 15,000 لڑکوں اور 18,000 لڑکیوں کے لئے سیٹیں فراہم کی گئیں اور تقریباً 2100 افراد کو روزگار حاصل ہوا۔

277 آشرم اسکولوں کی تعمیر منظوری کی گئی جس میں 20500 سیٹیں ہونگی اور 2770 افراد کو روزگار کے مواقع دستیاب ہونگے۔

1991 کے مردم شماری کے مطابق جن 74 ضلعوں میں عورتوں کی خواندگی شرح 10 فی صد سے کم تھی ان میں تعلیم کی اشاعت کے لئے 183 تعلیمی کمپلیکس بنائے گئے ہیں۔ ان میں ہر سال 20,000 سے زیادہ لڑکیوں کے نام درج کرائے گئے۔ ان تعلیمی کمپلکس میں تقریباً 915 ٹیچنگ (تدریسی) عملہ اور تقریباً اتنا ہی غیر تدریسی عملہ تھا۔

قبائلی ذیلی منصوبہ (TSP) کے لئے خصوصی مرکزی امداد کی سطح سال 2000-199 کے 400 کروڑ روپے سے بڑھ کر سال 02-2001 میں 500 کروڑ روپے اور سال 03-2002 میں 500 کروڑ روپے اور سال 04-2003 میں 497 کروڑ روپے ہوگئی اور اس طرح 1999 کے بعد اس میں 24.25 فی صد سے زیادہ اضافہ درج ہوا۔

تین نئی بنی ریاستوں چھتیس گڈھ، جھارکھنڈ، اور اترانچل میں بنیادی ڈھانچوں کے فروغ کے لئے 110 کروڑ روپے کی مالی امداد فراہم کی گئی۔

''قبائلی لوگوں کے ذریعہ آمدورفت کا تبادلہ'' (Exchange of Visits bay tribes) کے عنوان سے ایک نئی اسکیم شروع کی گئی ہے، ملک کے اور زیادہ ترقی یافتہ علاقوں کا دورہ کرنے سے انہیں مزید معلومات اور تجربہ حاصل ہوگا۔

سال 2000-1999 کے دوران 225 غیر سرکاری تنظیموں کو 17.84 کروڑ روپے کی مالی امداد فراہم کی گئی۔ سال 01-2000 میں 275 غیر سرکری تنظیموں کو 23.86 کروڑ روپے کا فنڈ مہیا کرایا گیا۔ سال 02-2001 میں 155 غیر سرکاری تنظیموں کو 28.976 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔ 03-2002 کے دوران 3,392 غیر سرکاری تنظیموں کو فنڈ مہیا کرایا گیا اور اس کے لئے 30.38 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔

غیر سرکاری تنظیموں کو پروجکٹوں کے منظور کرنے کے معاملے میں شفافی لانے کے مقصد سے وزارت نے پروجکٹ اسکریننگ کمیٹی کی تشکیل کی ہے، جس میں دیگر وزارت سے ممبر بنایا جاتا ہے اس میں سماجی بہبود کے میدان میں سرگرم طور پر شامل ممتاز شخصیتوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ کمیٹی کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ منظوری کے لئے غور کرنے کے سلسلے میں مستحق تجاویز کی سفارش کرے۔

اسکیم کے تحت غیر سرکاری تنظیموں (NGOS) کے ذریعہ نافذ کئے جانے والے پروجکٹوں کی تعداد جو 2000-1999 میں 306 بڑھ کر 900 تک پہونچ گئی۔

غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعہ چلائے جارہے وزارت کے پروجکٹ (a) 25 ہزار سے زیادہ قبائلی طالب علم ہر سال 106 اقامتی اسکولوں، 56 غیر اقامتی اسکولوں اور 95 ہوسٹلوں کی سہولت سے استفادہ کرتے ہوئے مفت تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ ایسے اسکولوں اور ہوسٹلوں میں تقریباً 1115 تدریسی اور 2000 سے زیادہ غیر تدریسی عملہ کام کررہا ہے۔

(b) 1000 سے زیادہ قبائلی طلبا کمپیوٹر تربیتی مراکز کے ذریعہ کمپیوٹر کی تعلیم حاصل کررہے۔ یہ کمپیوٹر مرکز تقریباً 90 کمپیوٹر تربیت یافتہ ملازمین کو اور 80 دیگر ملازمین کو روزگار فراہم کررہے ہیں۔

دیگر پسماندہ طبقوں کی فلاح و بہبود

ہندوستانی آئین میں ہندوستان کے لوگوں کے خصوصی زمرے کا ذکر ہے جسے ''سماجی اور تعلیمی لحاظ سے پسماندہ طبقہ'' یا درج فہرست طبقے کے نسبتی پسماندگی کو دھیان میں رکھتے ہوئے آئین نے آرٹیکل 14 کے ذریعہ قانون کے سامنے مساوات کی ضمانت

دی وار دفعہ 15(4) کے ذریعہ ان کی ترقی کے لئے دفعہ 16(4) کے ذریعہ ریاست کے خیال میں، اگر ریاست کے تحت خدمات میں اس کی مناسب نمائندگی نہیں ہے، تو پسماندہ طبقے کے شہریوں کے حق میں تقرری یا عہدوں میں ریزرویشن کا اہتمام کرتا ہے۔ حکومت نے معاشی سرگرمیوں کی تائید کے لئے تعلیمی ترقی اور رعایتی مالی امداد کے لئے متعدد اقدامات کئے ہیں۔

قومی کمیشن برائے پسماندہ طبقات

سپریم کورٹ کی ہدایت پر قومی کمیشن برائے پسماندہ طبقات (NCBC) ایکٹ 1993 وضع کیا گیا جس میں کہا گیا تھا کہ شہریوں کے دیگر پسماندہ طبقات کی فہرست میں ضرورت سے زیادہ یا کم کی شمولیت کی شکایتوں اور شامل کرنے کی درخواستوں پر حکومت ہند کو صلاح دینے، جانچ پڑتال کرنے اور اس پر غور کرنے کے لئے ایک مستقل ادارہ قائم کیا جائے۔ ایکٹ کے اہتمام کے تحت کمیشن کے ذریعہ دی گئی صلاح عام طور پر حکومت لازمی تسلیم کرے گی۔

تعلیمی ترقی

سرکار نے دوسرے پسماندہ طبقات کی بہبود کے لئے سال 99-1998 میں درج ذیل اسکیمیں شروع کی ہیں۔

(الف) امتحانات سے قبل کوچنگ: اس اسکیم کا مقصد دیگر پسماندہ طبقات کے امیدواروں کو کوچنگ دینا ہے تاکہ وہ مختلف مقابلہ جاتی / داخلے کے امتحانات میں کامیابی حاصل کر سکیں ان کوچنگ مراکز میں وہی طلبہ داخلہ لینے کے مجاز ہوں گے جس کے والدین / سرپرست کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ روپے سے کم ہو۔ اس کے لئے سال 03-2002 میں 8 تنظیموں کو 0.17 کروڑ روپے جاری کئے گئے جس سے دیگر پسماندہ طبقات کے 615 طلبا کو فائدہ پہونچا۔

(ب) دیگر پسماندہ طبقات کے لڑکے لڑکیوں کے لئے ہوسٹل: اس اسکیم کے تحت ان ریاستوں / مرکزی علاقوں میں ہوسٹلوں کی تعمیر کی جائے گی جہاں ان طبقات کی گھنی آبادی ہے اور ہوسٹلوں کی کمی ہے۔ یہ اقامت گاہیں سکنڈری، سینئر سیکنڈری، کالج اور یونیورسٹی میں پڑھنے والے طلبا کے لئے بنائی جائیں گی۔ ان میں کم سے کم ایک تہائی اقامت گاہیں صرف طالبات کے لئے ہوں گی۔ 5 فیصد سیٹیں معذور طلبا کے لئے مخصوص ہوں گی۔ یہ اسکیمیں اس طبقہ کے خوشحال خاندانوں کے طلباء کے لئے نہیں ہوگی۔ ان تعمیر کا نصف خرچ مرکزی حکومت اور باقی ریاستی سرکاریں دیں گی۔ مرکزی حکومت کے اداروں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعہ بنائے جانے والے ہوسٹلوں کو صد فی صد اخراجات مرکز برداشت کرے گا۔ اس کے لئے زمین کی تحویل، ملازمین کی تنخواہ اور رکھ رکھاؤ پر ہونے والے اخراجات / متعلق ریاستی حکومتوں / مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو برداشت کرنا ہوگا۔ اس اسکیم کے تحت سال 03-2002 میں 84 ہاسٹلوں کی تعمیر کے لئے 14.33 کروڑ روپے جاری کئے گئے جس سے دیگر پسماندہ طبقات کے 5808 طلبا کو فائدہ حاصل ہو۔

(ج) دیگر پسماندہ طبقات کے لئے قبل میٹرک وظائف: ایسے طلبا کو دیے جائیں گے جن کے والدین / سرپرستوں کی سالانہ آمدنی 44.500 روپئے سے زاید نہ ہو یہ وظیفہ پہلی سے دسویں جماعت تک کے ان طلبہ کو ملے گی۔ غیر اقامتی دن میں پڑھنے والوں اور ہوسٹلوں میں رہنے والے دوسری تیسری سے دسویں جماعت تک کے طلبا کو ملے گی دسویں کے بعد وظیفہ موقوف کر دیا جائے گا اور سال میں 10 ماہ وظیفہ ملے گا۔ یہ انہیں طلبا کو ملے گا جو ریاستیں حکومتوں / مرکزی علاقوں کی امداد سے چلنے والے اسکولوں میں پڑھ رہے ہوں گے۔ اس میں 50 فیصد مدد مرکزی حکومت دے گی۔ اس اسکیم کے لئے 03-2002 کے سال میں آندھرا پردیش، آسام، مدھیہ پردیش، تمل ناڈو، تریپورہ اور مغربی بنگال ریاستوں کو 18.74 کروڑ روپے جاری کیے گئے اور اس کا فائدہ 5,85,853 لوگوں کو پہونچا۔

(د) میٹرک کے بعد پڑھنے والے دیگر پسماندہ طبقات کے طلبا کو وظیفہ: اس اسکیم کے تحت دیگر پچھڑے طبقات کے ان طلباء کو وظائف دیے جاتے ہیں جو میٹرک پاس کرنے کے بعد سنیئر سیکنڈری کی پڑھائی پوری کرنا چاہتے ہیں اس میں مرکزی حکومت کے ذریعہ ریاستوں / مرکزی علاقوں کو وظیفہ کے لئے صد فیصد امداد دی جاتی ہے۔ یہ مرکزی امداد دیگر پچھڑے طبقات کے ان طلباء کے لئے ہے جو تسلیم شدہ اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں نیز انہیں طلبا کو دی جائے گی جن کے والدین / سرپرست کی سالانہ آمدنی 44,500 روپے سے زاید نہ ہو اس کے لئے 03-2002 میں آسام، آندھرا پردیش، جھارکھنڈ، جموں و کشمیر، جس دیگر پسماندہ طبقات کے 2,534,455 طلبا کو فائدہ پہنچا کرناٹک، منی پور، راجستھان، سکم، تملناڈو، تریپورہ اتر پردیش اور اترانچل، اور تری پورہ کو 28.42 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔

(ح) دیگر پچھڑے طبقے کی بہبود کے لئے رضا کار تنظیموں کو امداد: اس اسکیم میں رضا کار تنظیموں کے ذریعہ دیگر پچھڑے طبقات کی سماجی / معاشی حیثیت بہتر بنانے نیز تعلیم کا معیار بڑھانے کے لئے خدمات شامل ہیں تا کہ انہیں مناسب روزگار مل سکے اس کے لئے ایسے مرکز کھولنے اور خدمات دینا شروع کرنے میں امداد دی جائے گی جو پچھڑے طبقوں کو اپنی آمدنی بڑھانے میں تعاون کریں۔ اس مد میں 03-2002 سال کے دوران 245 پروجیکٹوں کے لیے غیر سرکاری تنظیموں کو 4.79 کروڑ روپے مختص کئے گئے۔ جس سے دیگر پسماندہ طبقات کے 11,590 لوگوں کو فائدہ حاصل ہوا۔

معاشی ترقی

قومی پسماندہ طبقات مالیاتی اور ترقیاتی کارپوریشن

قومی پسماندہ طبقات مالیاتی اور ترقیاتی کارپوریشن کا مقصد غریبی سے نیچے رہنے والے (دیہی علاقوں میں 40 ہزار روپے اور شہری علاقوں میں 55 ہزار روپے سے کم آمدنی والے) پچھڑے طبقات کے لوگوں کو ان کی سماجی اقتصادی ترقی کے لئے رعایتی شرح پر مالی امداد فراہم کرنا ہے۔ یہ امداد آمدنی پیدا کرنے والے منصوبوں کے لیے قرض فراہم کر کے کی جاتی ہے۔ کارپوریشن اقتصادی اور مالی طور پر چلائی جاسکنے والی اسکیموں اور پروجیکٹوں کے لئے اضافی چندوں سے مالی وسائل مہیا کرانے کا بندوبست کرتا ہے اور پسماندہ طبقات کے لوگوں اور گروپوں کی تکنیکی اور پیشہ وارانہ مہارت کو بڑھانے جیسے کاموں کو بھی اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ کارپوریشن نے 03-2002 میں مارجن منی اور ٹرم لون اسکیم اور مائیکرو فائننسنگ اسکیم اور تعلیمی قرض اسکیم کے تحت 767.49 کی بقیہ رقم تقسیم کی جس سے 4.66 لاکھ لوگوں کو فائدہ پہونچا ہے۔

''سورنیما'' نام سے ایک خاص اسکیم کی جگہ پر غریبی لائن سے نیچے رہنے دیالی پسماندہ طبقات کی عورتوں کے لئے نئی سورنیما اسکیم کی شروع کی ہے۔ اس اسکیم کے تحت مجاز خواتین 4% سالانہ سود کی رعایتی شرح پر 50 ہزار روپے تک کی مالی امداد حاصل کر سکتی ہیں۔ یہ قرض زیادہ سے زیادہ 12 سال کی مدت میں واپس کیا جاسکتا ہے۔

حکومت ہند نے کارپوریشن کو اب تک 700 کروڑ روپے کی مجاز شیئر پونجی میں سے 402.40 کروڑ روپے کی ادائیگی کر دی ہے۔ سال 04-2003 کے بجٹ میں 10 کروڑ روپے کا اہتمام ہے۔

اقلیتوں کی فلاح و بہبود

حکومت نے قومی سطح پر پانچ کیمونٹیوں مسلم، سکھ، عیسائی، بودھ، زرتشت کو اقلیتوں کے طور پر نوٹی فائی کیا ہے۔ 1991 کی مردم شماری کے مطابق ملک کی کل آبادی کا 17.17 فیصد حصہ اقلیتوں کا ہے۔ آئین ہند میں اقلیتوں کے مفاد کے تحفظ کا اہتمام

ہے اور اس کے تحت انہیں اپنی زبان، رسم الخط، تہذیب کو محفوظ رکھنے اور اپنی پسند کے مطابق تعلیمی اداروں کو قائم کرنے اور چلانے سے متعلق ان کے حقوق کو منظوری دی گئی ہے۔

آئینی تحفظ

قومی اقلیتی کمیشن

مذہبی اقلیتوں کے تحفظ کے لئے آئین میں درج مختلف تدابیر پر عمل کا معائنہ کرنے اور تمام تحفظاتی تدابیر و قوانین پر کارگر ڈھنگ سے عمل کا نفاذ کرنے کے لئے جنوری 1978 میں اقلیتی کمیشن تشکیل دیا گیا۔ کمیشن اقلیتوں کے بارے میں مرکز اور ریاستی حکومتوں کی عمل درآمد کی پالیسیوں کا معائنہ کرتا ہے اور اپنی سالانہ رپورٹ حکومت کو پیش کرتا ہے۔ قومی اقلیتی کمیشن ایکٹ، 1992، پارلیمنٹ کے ذریعے پاس کیا گیا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت پرانے کمیشن کے مقام پر 17 مئی 1993 کو قانونی سطح پر قومی اقلیتی کمیشن تشکیل کیا گیا ہے۔ کمیشن میں ایک صدر، ایک نائب صدر اور مرکزی حکومت کے نامزد کئے ہوئے ممبر ہوتے ہیں۔ 21 جنوری 2000 کو قومی اقلیتی کمیشن کی باز تشکیل کی گئی۔

لسانی اقلیتوں کے لئے کمشنر

آئین کی دفعہ 350-B کے تحت لسانی اقلیتوں کو مہیا کرائے گئے حفاظتی اقدامات سے متعلق سبھی معاملوں کی جانچ کے لئے لسانی اقلیتی کمشنر کا تقرر کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعے ان فرقوں کے لوگوں اور ان کی انجمنوں سے حاصل شکایتوں اور درخواستوں کی چھان بین کی جاتی ہے۔ کمشنر کا ہیڈ کوارٹر الہ آباد میں ہے اور اسکے علاقائی دفاتر کلکتہ، بلگام اور چنئی میں ہے اب تک کمشنر نے اپنی 36 رپورٹیں پارلیمان کے سامنے پیش کی ہیں۔

پندرہ نکاتی پروگرام

اقلیتوں کی بہبود کے لئے 15 نکاتی پروگرام کی بنیاد تین پہلوئی ہے جیسے (i) فرقہ وارانہ فساد کے دوران پیدا ہوئی صورتحال سے نمٹنا اور فرقہ وارانہ فساد کی روک تھام کرنا (ii) مرکز اور ریاستی حکومت اور پبلک سیکٹر کے تحت آنے والے روزگار، سرکاری نوکریوں میں اقلیتوں کا خاص طور سے خیال رکھنا، (iii) مناسب نمائندگی دلانا ترقیاتی پروگراموں میں ان کے ساتھ بھید بھاؤ روکنا اور انہیں مالی امداد مہیا کرانا ہے۔ اس پروگرام کا ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی حکومتیں اور متعلقہ مرکزی وزارت/محکمہ نفاذ کر رہی ہیں۔ 15 نکاتی پروگرام کو اقلیتوں کی بہبود کے لیے اور مفید بنانے کے لیے کارروائی کی جا رہی ہے۔

سرکاری نوکریوں میں اقلیتوں کے لئے مواقع بڑھانے اور پیشہ وارانہ نصابوں میں ان کی تعداد بڑھانے کے لئے وزارت سماجی انصاف اور حقوق 93-1992 سے ایک اسکیم چلا رہی ہے۔ جس کے تحت ان طبقے کے امیدواروں کو امتحانات سے قبل کوچنگ (امدادی تدریس) دی جاتی ہے۔ نویں منصوبے کے دوران (98-1997 سے 02-2001) اقلیتی کمیونٹی کے کمزور طبقات کے 21,710 لوگوں کی کوچنگ کے لئے 11.25 کروڑ روپے کی رقوم جاری کی گئیں۔

تعلیمی ترقی

مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن

مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام ایک سوسائٹی کے طور پر کیا گیا تھا جس کا مقصد اقلیتوں خاص طور پر پسماندہ طبقات اور دیگر لوگوں میں تعلیم کی اشاعت کرنی تھی۔ مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو مختلف سرگرمیوں کو فنڈ مہیا کرنے کے لئے ایک

''ذخیرہ فنڈ'' بنانے کے لئے حکومت ہند فاؤنڈیشن کو مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ سال 02-2001 تک ذخیرہ فنڈ کی کل جمع رقم 70 کروڑ روپے ہوگئی تھی۔ 31 مارچ 2002 تک فاؤنڈیشن نے 336 غیر سرکاری تنظیموں کو 45.23 کروڑ روپے جاری کیے ہیں۔

معاشی ترقی

قومی اقلیتی ترقی اور مالیاتی کارپوریشن

حکومت نے پانچ ارب روپے کے مجاز اصل سرمایہ والا قومی اقلیتی ترقی اور مالیاتی کارپوریشن قائم کیا ہے۔ کارپوریشن اقلیتی فرقے کے پسماندہ طبقوں کی بہبود کے لئے معاشی اور ترقیاتی سرگرمیوں کو بڑھاوا دیتا ہے۔ اس میں کچھ خاص پیشے والے لوگوں اور اقلیتی خواتین کو ترجیح دی جارہی ہے۔

حکومت نے اپنا اشتراک 125 کروڑ روپے سے بڑھا کر 300 کروڑ روپے کر دیا ہے بہ شرط یہ کہ کارپوریشن کی شیئر پونجی میں ریاستی حکومتیں / مرکز کے زیر انتظام علاقے بھی اپنے حصے کا اشتراک کریں۔

سال 03-2002 میں کارپوریشن نے 64,000 سے زیادہ مستفید لوگوں کو 71 کروڑ روپے کے قرض منظور کیے۔ کارپوریشن نے سال 1995-1994 سے لے کر اب تک 1,08,363 فائدہ چاہنے والوں کو مجموعی امداد کی شکل میں 388.84 کروڑ روپے فراہم کرائے۔ چھوٹی قرض اسکیم کے شروع ہونے سے لے کر اب تک اس کے تحت 6.73 کروڑ روپے کی رقم جاری کی گئی، جس سے 46,500 لوگ مستفید ہوئے۔

وقف

وقف، ایسے کاموں کے لئے مستقل طور پر وقف کی گئی منقولہ یا غیر منقولہ ایسی جائداد ہے جو مسلم قانون کے مطابق مقدس، خیراتی اور مذہبی اہمیت کی حامل ہو۔ مذہبی پہلو کے علاوہ وقف سماجی و معاشی ترقی کے لئے بھی مددگار مانے جاتے ہیں۔ ان اداروں کے بہتر انتظام اور ان کے مقاصد کو پوری طرح حاصل کر کے سماج کی ترقی اور فروغ کے عمل کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ریاستی حکومتیں وقف جائیداد کا سروے جلد پورا کر کے وقف قانون کو زیادہ موثر بنانے کی تدابیر کر سکتی ہیں۔

وقف ایکٹ 1995

اوقاف اداروں کے بارے میں مرکزی قانون پر عمل کی ذمہ داری سماجی انصاف اور اختیارات کا مجاز بنانے کی وزارت کی ہے۔ اوقاف اداروں کے انتظام کو مزید مستحکم کرنے کے لئے پارلیمان نے ایک نیا قانون بنا کر 1995 میں اسے نافذ کیا۔ 1995 کا نیا وقف قانون جموں و کشمیر کے علاوہ بقیہ پورے ملک پر لاگو ہوتا ہے۔ اس قانون میں وقف اداروں کے انتظام کے لئے لا مرکزی سسٹم قائم کرنے کے ساتھ ساتھ وقف بورڈ کو جمہوری بنانے کا بھی اہتمام ہے۔ تمام وقف اداروں کے متولی (ناظم) کو اپنے کام کی خود مختاری حاصل ہے۔

ریاستوں کے تمام اوقاف کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں کے ذریعہ تشکیل دیئے گئے وقف بورڈوں کی ہوتی ہے۔ ریاستی وقف بورڈ یہ طے کرتے ہیں کہ اوقاف اداروں کا کام اور انتظام ٹھیک طرح سے چلتا رہے اور ان کی آمدنی کا استعمال انہیں مدوں میں کیا جائے، جن کے مقاصد کے لئے ان کی تشکیل کی گئی ہے۔ وزارت برائے سماجی انصاف اور ایمپاورمنٹ نے شہری وقف املاک کے فروغ کے لئے مرکزی وقف کونسل کو 03-2002 مالی سال کے دوران 158 لاکھ روپے کی مالی امداد فراہم کرتے ہیں۔

مرکزی وقف کونسل ریاستی وقف بورڈوں کی سفارش پر وقف املاک کے فروغ کے لئے پیشگی قرض جاری کرتی ہے۔ مرکزی وقف بورڈ غریب طلبا کو تکنیکی/پیشہ وارانہ ڈپلوما کورسوں کے لئے وظیفہ دینے، صنعتی تربیتی اداروں کے لئے مالی امداد اور پیشہ وارانہ تربیتی مراکز اور دیگر مراکز کو مالی امداد بھی دیتی ہے۔

درگاہ خواجہؒ صاحب

بین الاقوامی سطح پر مشہور اجمیر کی حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی درگاہ 1955 کے درگاہ خواجہ صاحب ایکٹ کے تحت ایک وقف کی دیکھ ریکھ میں ہے۔ اس وقت ادارے کا انتظام درگاہ کمیٹی نام کی مرکز کے ذریعے مقرر کی گئی کمیٹی کے ہاتھوں میں رہتا ہے۔ جس کی مدد کے لئے ایک افسر ''ناظم'' ہوتا ہے۔ کمیٹی کے پاس اپنا فنڈ ہے جس سے دیگر باتوں کے علاوہ درگاہ میں آنے والے زائرین کی سہولیت کے لیے انتظام کیا جاتا ہے۔ کمیٹی کے دو دواخانے ہیں اور زائرین کو کم خرچ پر رہنے کی سہولت فراہم کرنے کے لئے ایک کثیر منزلہ مہمان خانہ بھی تعمیر کرایا گیا ہے۔

نوکریوں میں ریزرویشن

حکومت نے اپنی نگرانی والے عہدوں اور خدمات میں درج فہرست ذاتوں/قبیلوں کے لئے ان کی آبادی کی تناسب میں ریزرویشن کا اہتمام کیا ہے۔ اس کے علاوہ جسمانی طور پر معذور اور سابق فوجیوں کے لیے کچھ خاص اسامیوں میں ریزرویشن کا اہتمام کیا گیا ہے۔

کل ہند سطح پر کھلے تقابلی امتحانات کے ذریعے سیدھی بھرتی سے پر کی جانے والی اسامیوں میں درج فہرست ذاتوں، قبیلوں اور دیگر پسماندہ طبقات کے لئے علی الترتیب 15 فیصد، 7.5 فیصد اور 27 فیصد ریزرویشن کا انتظام ہے۔ کھلے مقابلہ جاتی امتحان کے علاوہ دیگر طریقے سے کل ہند سطح پر سیدھی بھرتی سے پر کی جانے والی اسامیوں میں درج فہرست ذاتوں کے لئے 16⅔ فیصد، درج فہرست قبیلوں کے لئے 7.5 فیصد اور دیگر پسماندہ طبقات کے لئے 25.84 فیصد ریزرویشن کا انتظام ہے۔ پرموشن (ترقی) کے معاملے میں درج فہرست ذاتوں کے لئے 15 فیصد اور درج فہرست قبیلوں کے لئے 7.5 فیصد ریزرویشن کا انتظام کیا گیا ہے۔ ترقی کے لئے پسماندہ طبقات کے لیے ریزرویشن کا انتظام نہیں ہے۔ 3 فی صد خالی اسامیاں جسمانی طور پر معذوروں کے لیے محفوظ کی گئی ہیں۔ سابق فوجیوں کے لیے بھی ریزرویشن دستیاب ہے۔

آئین کی دفعہ 341 اور 342 میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ کسی ریاست یا یونین علاقے میں درج فہرست ذاتوں اور قبیلوں میں کن کو شامل کیا جائیگا۔ کسی مخصوص علاقے میں جسے درج فہرست ذاتوں/قبیلوں کے لئے مختص کیا گیا ہے، رہنے والے خاص فرقے کے لوگوں کو ہی ان سہولیات کا فائدہ حاصل ہو یہ متعین کرنے کے لئے بین الریاستی پابندی لگائی گئی ہے۔

درج فہرست ذاتوں، درج قبیلوں اور دیگر پس ماندہ طبقات کو سرکاری اسامیوں میں مناسب نمائندگی دینے کیلئے کچھ چھوٹ اور رعایتیں دی گئی ہیں۔ ان میں سے کچھ اس طرح ہیں۔ (الف) درج فہرست ذاتوں/قبیلوں کے لئے اوپری عمر کی حد میں 5 سال کی چھوٹ (ب) دیگر پسماندہ طبقات کے امیدواروں کو اوپری عمر کی حد میں تین سال کی چھوٹ (ج) درج فہرست ذاتوں اور قبیلوں کے امیدواروں کو سیدھی بھرتی کے معاملوں میں جہاں ضروری ہو وہاں تجربے سے متعلق اہلیت میں رعایت اور (د) درج فہرست ذاتوں/قبیلوں کے امیدواروں کو درخواست کی فیس سے چھوٹ۔

ریزرویشن سے متعلق احکامات پر عمل درآمد کے تعین کے لئے مختلف وزارتوں/محکموں کے تحت ہر ایک شعبے میں درج فہرست ذاتوں/قبیلوں اور دیگر پسماندہ طبقات کے لئے محکموں میں علیحدہ افسر رابطہ کا تقرر کیا گیا ہے۔ بھرتی افسروں کو سالانہ توضیح پیش

کرنا ہوتی ہے تا کہ سرکاران کی چھان بین کر سکے۔ مرکزی حکومت کی خدمات میں درج فہرست ذاتوں/قبائیلوں کی نمائندگی کی تفصیل جدول 27.1 میں پیش کی گئی ہے۔

جدول 27.1: مرکزی حکومت کی خدمات میں درج فہرست ذاتوں رقبیلوں کی نمائندگی

(یکم جنوری 2001 کے مطابق)

گروپ	کل	درج فہرست ذاتیں	فیصد	درج فہرست قبائل	فیصد
A	1,04,642	1,1950	11.42	3,746	3.58
B	1,58,154	2,027	12.82	5,857	3.7
C	2,46,8060	4,00,978	16.25	1,59,478	6.46
D (صفائی مزدوروں کو چھوڑ کر)	9,98,711	1,78,667	17.89	6,7978	6.81
صفائی مزدور	1,33,789	8,0969	60.52	6,527	4.88
کل (صفائی مزدوروں کو چھوڑ کر)	3,72,9567	6,11,869	16.41	2,37,7051	6.36
کل (صفائی مزدوروں کو شامل کر کے)	3,86,3348	6,92,838	17.93	2,43,578	6.3

ریزرویشن کا یہ نظام قومیائے گئے پبلک سیکٹر کے بنکوں کے بشمول پبلک سیکٹر کے اداروں میں بھی اپنایا جا رہا ہے۔ ریاستی حکومتوں نے بھی درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبائل، دیگر پسماندہ طبقات وغیرہ کو عہدوں میں ریزرویشن فراہم کیا ہے اور ریاستی خدمات میں ان کی نمائندگی کو بڑھانے کی تدبیر کی ہیں۔ لیکن ریاستی حکومتوں کی خدمات پوری طرح اپنی اپنی ریاستی حکومتوں کی سرکاروں کے تحت آتی ہیں۔

معذوروں کی بہبود

وزارت برائے سماجی انصاف اور حقوق کا نفاذ، معذور افراد کے فلاح کے لئے سبھی پالیسیوں رمعاملوں سے متعلق ایک اہم وزارت ہے۔

قومی نمونہ سروے تنظیم کے ذریعے 1991 میں کرائے گئے سروے کے مطابق ملک میں جو لوگ دیکھنے بولنے، سننے اور لنگڑے پن میں سے کسی ایک جسمانی معذوری کا شکار ہیں۔ وہ ملک کی کل آبادی کا 2 فیصد ہیں۔ ایک اور سروے سے پتہ چلتا ہے کہ 14 سال کی عمر تک 2 سے 3 فی صد بچوں کی نشوونما تاخیر سے ہوتی ہے اور انہیں ذہنی معذوری والے زمرے میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ ذہنی معذوری یا ٹھیک ہو گئے لوگوں کی تعداد کے بارے میں یقینی طور پر اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ معذوروں کی تعداد کے بارے میں 2001 کی مردم شماری کے شمار کا انتظار ہے اور NSSO جولائی دسمبر 2002 کے سروے گئے 50 ویں دور کے نمونہ سروے کی بنیاد پر اپنی رپورٹ دے سکتا ہے۔ ہم اس بنیاد پر اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہندوستانی آبادی کا 4 سے 5 فی صد حصہ کسی نہ کسی طرح کی معذوری میں مبتلا ہے یہ 5 کروڑ سے زیادہ ہوسکتا ہے۔

معذوری میں مبتلا افراد ایکٹ 1995

معذور اشخاص (یکساں مواقع، حقوق کی حفاظت اور پوری شرکت) ایکٹ، 1995 نام کے جامع قانون کو فروری 1996 میں نافذ کیا گیا۔ اس قانون کے تحت مرکز اور ریاستی سطح پر معذوروں کی آبا کاری کو بڑھاوا دینے والے پروگرام جیسے۔ تعلیم، روزگار، اور پیشہ وارانہ تربیت، بغیر روک ٹوک کا ماحول پیدا کرنا، معذوروں کے لئے آبادکاری خدمات کا انتظام، ادارہ جاتی خدمات اور بے روزگاری بھتہ وشکایتوں کا ازالہ جیسے امدادی ساجی تحفظ کی تدبیریں کرنا وغیرہ باتوں پر دھیان دیا گیا ہے۔

قومی ادارے

جسمانی اور ذہنی طور سے معذور افراد اور گروپوں کو فلاح کے منصوبے کے تحت مکمل سہولیات فراہم کرنے اور ان کے مختلف مسائل سے موثر طریقے سے نمٹنے کے مقصد سے سبھی طرح کے معذوروں کے لئے ان قومی اداروں کو معذوروں کے بڑے علاقوں میں قائم کیا گیا ہے۔ (1) قومی نابینہ ادارہ، دہرہ دون (2) قومی ادارہ برائے جسمانی معذور، کلکتہ (3) علی یاور جنگ قومی ادارہ برائے سماعی معذور ممبئی اور (4) قومی ادارہ برائے ذہنی معذور سکندرآباد (5) ادارہ برائے قومی بازآبادکاری ٹریننگ وریسرچ، ٹیسٹنگ اور (6) ادارہ برائے جسمانی معذور نئی دہلی۔

تخیل پرستی، مغزی فالج، ذہنی معذوری اور تعددی معذوری کے شکار اشخاص کے لئے قومی ٹرسٹ

یہ ٹرسٹ ایک قانونی ادارہ ہے جس کا قیام تخیل پرستی، مغزی فالج، ذہنی معذوری اور تعددی معذوری کے شکار اشخاص ایکٹ 1999 کے تحت عمل میں آیا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد معذوری کے شکار افراد کو خود مختار بنانا ہے۔

ہندستانی آبادکاری کونسل

بازآبادکاری کونسل کو ہندوستانی بازآبادکاری ایکٹ 1992 کے تحت قائم کیا گیا ہے۔ یہ کونسل مختلف معذوروں کے معالموں میں الگ الگ زمروں کے کاروباریوں کے لئے ٹریننگ، پالیسی اور پروگرام طے کرنے کے لئے ذمہ دار ہے۔ اس کے کاموں میں شامل ہیں۔

(I) مختلف سطحوں پر ٹریننگ کورسوں کی معیار بندی (ii) ملک بھر کے سبھی تربیتی اداروں میں ٹریننگ کا معیار ایک سا بنانا (iii) ملک میں اور ملک سے باہر کے اداروں / یونیورسٹیوں کو ان کے تربیتی کورسوں کو مبادلہ بنیاد پر منظوری فراہم کرنا (iv) بازآبادکاری کے شعبے میں تسلیم شدہ پیشہ دارانہ مہارت رکھنے والے پیشہ ور لوگوں کا ایک مرکزی بازآبادکاری رجسٹر رکھنا۔

معذور افراد کے لئے چیف کمشنر کا آفس

معذور افراد (مساوی مواقع، حقوق کا تحفظ اور مکمل شراکت) ایکٹ 1995 کے سیکشن 57 کے تحت تقرر یافتہ چیف کمشنر ایک اہم آئینی عہدہ ہے۔ چیف کمشنر کے کاموں اور فرائض میں درج ذیل باتیں شامل ہیں: معذور میں مبتلا افراد کے لئے ریاستی کمشنروں کے کام کاج میں ارتباط قائم رکھنا، مرکزی حکومت کے ذریعہ تقسیم کیے گئے فنڈوں کے استعمال پر نگرانی رکھنا، معذوری میں مبتلا افراد کے حقوق کا تحفظ اور ان کے لئے سہولیات مہیا کرنے کے لئے قدم اٹھانا اور معذوری کے شکار افراد کے حقوق سے متعلق شکایتوں کو دور کرنے کی کوشش کرنا۔

آرٹیفیشل لمبس مینوفیکچرنگ کارپوریشن آف انڈیا، کانپور

کانپور میں مصنوعی اعضا بنانے والا یہ کارپوریشن 25 نومبر 1972 کو ایک سرکاری کمپنی کے طور پر کمپنی قانون 1956 کے دفعہ 25 کے تحت رجسٹرڈ کیا گیا تھا۔ اس کا مقصد منافع کمانا نہیں تھا۔ اس کارپوریشن کے ذریعہ تیار مصنوعات پر ISI کا نشان لگا رہتا ہے۔ اور یہ ہندوستانی معیاران کے بہبود کے ذریعہ منظور شدہ معیاروں کے مطابق ہوتا ہے۔ یہاں تیار مصنوعات کو کولکاتہ، ممبئی، چنئی، بھونیشور اور دہلی میں واقع فروخت مراکز کے ذریعہ فروخت کیا جاتا ہے۔ اسے قومی اداروں، رضا کار تنظیموں اور نجی لوگوں کے ذریعہ فروخت کیا جاتا ہے، اسے ISO 9001: 2000 معیار دیا گیا ہے۔

کمپوزٹ علاقائی مراکز اور علاقائی باز آبادکاری مرکز

معذور افراد کے لئے پانچ کمپوزٹ علاقائی مراکز سری نگر، لکھنو، بھوپال، سندر نگر اور گوہاٹی میں کام شروع ہوگیا ہے۔ آبادکاری کے شعبے میں پیشہ ور لوگوں کو تیار کرنے کے لئے ان مراکز میں تربیتی پروگرام چلائے جائیں گے اور معذور افراد کو باز آبادکاری سہولیات فراہم کرائی جائیں گی۔ ریڑھ کی ہڈی اور ہڈی سے متعلق دیگر معذوریوں کے لئے موہالی، کٹک، جبلپور اور بریلی میں بنیادی انتظامی خدمات فراہم کرائی جارہی ہیں اور زخمی ریڑھ کی ہڈی کا علاج کیا جاتا ہے۔ جس سے علاج کے بعد وہ شخص آزادانہ کام کرسکے۔ اٹلی حکومت نے ساز و سامان فراہم کر ان مراکز کی مدد کررہی ہے۔

قومی مالیاتی و ترقیاتی کارپوریشن برائے معذور افراد

قومی مالیاتی و ترقیاتی کارپوریشن برائے معذور افراد (NHFDC) ریاستی حکومتوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں اور غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعہ با اختیار ایجنسیوں کے ذریعہ فنڈ مہیا کرانے والی ایک اعلیٰ سطحی تنظیم ہے۔ اس کا مقصد معذور لوگوں کو خود روزگار کے لئے فنڈ مہیا کرا کر انہیں معاشی طور پر خودکفیل بننے کے لئے حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ یہ گریجویٹ اور اس سے اعلیٰ سطح کی تعلیم فراہم کرنے کے لئے قرض بھی فراہم کرتا ہے اس کے علاوہ یہ کارپوریشن مفادیوں کو اپنی کاراندازی مہارت میں بہتری لانے کے لئے مدد بھی کرتا ہے تاکہ مفادی اپنی پیداوار اکائیوں کو اور زیادہ موثر طور سے چلاسکیں۔

خصوصی روزگار مراکز

یہ مرکز کی مدد سے چلائی جانے والی اسکیم ہے۔ اس اسکیم کا اہم مقصد معذوروں کو ملک بھر میں پھیلے عام روزگار دفاتر یا خصوصی روزگار دفاتر میں بنائے گئے خصوصی دستوں کے ذریعے منافع بخش روزگار مہیا کرانا ہے۔ خصوصی سیل کے لئے مرکزی حکومت 80 فی صد مالی امداد فراہم کرے گی جب کہ خصوصی روزگار دفتروں کے لئے 80 فی صد مالی تعاون دیا جائے گا۔

معذور افراد کے لئے رضا کارانہ کام کی حوصلہ افزائی

وزارت ''معذور لوگوں کے لیے رضا کارانہ کام کی اسکیم'' پر عمل کررہی ہے۔ اسی اسکیم کے تحت غیر سرکاری تنظیموں کو معذوروں لوگوں کی فلاح جیسے اسکول کھولنے، پیشہ وارانہ تربیتی مراکز چلانے، کمیونٹی پر مبنی آبادکاری پروگرام چلانے کے لئے مدد دی جاتی ہے۔ وزارت معذر لوگوں کو سرکاری اداروں اور رضا کار تنظیموں کے ذریعہ مختلف باز آبادکاری خدمات فراہم کرنے کی سہولت مہیا کرتا ہے، اس اسکیم کے تحت روزگار اور پیشہ وارانہ کاموں کا دائرہ بڑھا کر آمدنی بڑھانے اور مفید روزگار دلانے اور رسمی اور غیر رسمی روزگار اور ملازمت کے مواقع فراہم کرنے کے لئے مالیاتی امداد اور تکنیکی و انتظامی تعاون دیتا ہے۔ اس اسکیم کے

تحت سال 2003-2002 میں 660 سے زیادہ غیر سرکاری تنظیموں کو 73 کروڑ روپے جاری کیے گئے۔ اس اسکیم کے تحت 350 خصوصی اسکول اور 140 پیشہ وارانہ تربیتی مراکز چلائے جا رہے ہیں۔ حال ہی میں ان مراکز کو فنڈ دلانے اور کام جلد شروع کرانے کے لئے نیا طریقہ اپنایا گیا ہے تاکہ یہ آبادکاری کی خدمات ایسے وقت شروع کر سکیں جبکہ انہیں اس کا سب سے زیادہ فائدہ مل سکے۔

معذور افراد کے لئے لوازمات اور آلات کی خرید/نصب کرنے کی اسکیم

اس اسکیم کا مقصد ضرورت مند معذور لوگوں کے پائیدار، جدید اور سائنسی طریقے سے بنے معیاری لوازمات کی مدد فراہم کرنا ہے تاکہ ان کی معذوری سے متعلق پریشانیاں کم ہو سکے اور ان کی معاشی استعداد بڑھ سکے اور جسمانی، سماجی اور نفسیاتی طور پر ان کی بحالی ہو سکے۔ اس اسکیم کا نفاذ وزارت ALIMCO، ضلع پنچایتوں، DRDAS، وغیرہ کے تحت رضا کار تنظیموں اور قومی اداروں جیسی ایجنسیوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ عمل کرنے والی ایجنسیوں کو معاون آلات وغیرہ کو خریدنے، ڈھانچہ تیار کرنے اور ان کی تقسیم وغیرہ کے لیے گرانٹ رامداد فراہم کی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت آلات اور معاون یہ پرزوں کی فٹنگ سے پہلے ان کا علاج رسرجری ٹھیک کرنے وغیرہ کے سبھی عمل شامل ہیں۔

ADIP اسکیم کے تحت عمل کرنے والی ایجنسیوں کو صدفی صد امداد فراہم کی جاتی ہے۔ اس میں وہی معاون آلات یا مصنوعی اعضا شامل کیے جاتے ہیں جن کی قیمت 50 روپے سے کم نہ ہو اور 6000 روپے سے زیادہ نہ ہو۔ لیکن معذور طلباء کے لئے بارہویں کلاس تک پڑھائی کے دوران اس کی حد 8000 روپے تک ہے۔ اگر معذور طالب علم یا اس کے سرپرست کی آمدنی 5000 روپے تک ہے تو اسے آلات اور مصنوعی اعضا وغیرہ مفت دیئے جاتے ہیں اور اگر اس کی آمدنی 5000 روپے سے 8000 روپے ماہانہ کے درمیان ہے تو لاگت کا 50 فی صد وصول کر لیا جاتا ہے۔

معذوری میں مبتلا افراد کی بازآبادکاری کے لئے قومی پروگرام

دیہات اور دور دراز کے علاقوں میں رہنے والے معذوروں اور ان کے خاندان کے لوگوں کی بازآبادکاری اور مشاورتی خدمات فراہم کرانے کے معذورں میں مبتلا افراد کی بازآبادکاری کے لئے قومی پروگرام تیار کیا گیا ہے۔ اس پروگرام کے تحت سب سے نچلے سطح سے لے کر اوپری سطح تک بازآبادکاری خدمات فراہم کرائی جاتی ہیں اس پروگرام پر عمل کرنے کے لئے ملک میں 82 ضلعوں کو منتخب کیا گیا ہے۔ سال 03-2002 میں اس پروگرام کو ریاستوں کو سونپ دیا گیا ہے کیونکہ یہ ریاستی سیکٹر کی اسکیم ہے۔

سماجی تحفظ اور بچوں کی بہبود

بے سہارا بچوں کے لیے مربوط اسکیم

بڑی تعداد میں بے سہارا بچوں کی محرومیوں، نظرانداز کیے جانے، بدسلوکی اور استحصال کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ اس کی وجہ ایسے حالات ہوتے ہیں جن پر ان کو قابو نہیں ہے۔ کئی اسباب کی بنیاد پر بنیادی شہری خدمات ان بچوں تک موثر اور مربوط ڈھنگ سے پہونچ نہیں پاتیں بے سہارا بچوں کے لیے مربوط پروگرام 99-1998 سے ترمیم شدہ شکل میں چلایا جا رہا ہے۔ اس ترمیم شدہ پرگرام میں بے سہارا بچوں کے لئے کئی طرح کی پہل کی جا سکتی ہیں۔ اس میں ان کے رہنے، تغذیہ، حفظان صحت، صفائی ستھرائی، محفوظ پینے کا پانی، تعلیم تفریح کے ذریعہ اور استحصال اور بدسلوکی سے بچانے کے پروگرام شامل ہیں۔

بے سہارا بچوں کے بہبود میں لگی رضا کار تنظیموں کو ہر پروجکٹ کے لئے لاگت کا 90 فی صد حصہ حکومت ہند دیتی ہے اور باقی متعلقہ رضا کار تنظیموں کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ سال 03-2002 میں اس پروگرام میں 11.00 کروڑ روپے خرچ ہوتے ہیں۔

نوعمروں کو انصاف دلانے کا پروگرام

نوعمر عدالتی (بچوں کی دیکھ بھال اور تحفظ) ایکٹ 2000 (نوعمر عدالتی ایکٹ 1986 کی ترمیم شدہ شکل) قانونی شکنجے میں پھنسنے والے نوعمروں اور ان بچوں کے لئے یہ اہم قانون ہے جنھیں تحفظ اور دیکھ بھال کی ضرورت ہے۔ وزارت قانونی چنگل میں پھنسنے والے نوعمروں کے لئے اور آبزرویشن ہوم کے قیام اور رکھ رکھاؤ کے لئے ریاستی حکومتوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو مدد فراہم کرتی ہے۔ سال 03-2002 میں اسی پروگرام کے تحت 14.33 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔

ضعیفوں کی بہبود

ضعیفوں کی فلاح کے لئے نومبر 1992 میں وزارت سماجی انصاف اور حقوق نے رضا کار تنظیموں کے لئے مرکزی امدادی اسکیم شروع کی۔ یہ مد ضعیفوں کے لئے بنے مکانات دن میں ان کی دیکھ بھال کرنے والے مراکز اور چلتے پھرتے ہسپتالوں کو قائم کرنے اور انہیں جاری رکھنے کے لئے دی جاتی ہے۔

ضعیف افراد کے لئے بہبود پروگرام

ضعیفی پوری دنیا میں ایک مسلے کی شکل اختیار کرتی جارہی ہے۔ ہندوستان کی آبادی میں نوجوانوں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے پھر بھی بزرگوں کی آبادی کے معاملے ہندوستان دنیا میں دوسرا سب سے بڑا ملک بن رہا ہے۔ اس وقت ضعیفوں کی آبادی 7.6 کروڑ ہونے کا اندازہ ہے۔ پروجکٹ مطالعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان میں 60 اور 60 سے زیادہ عمر والے افراد کی تعداد 2013 میں 10 کروڑ اور 2030 میں بڑھ کر 19.8 کروڑ تک پہنچ جائیگی۔ ہندوستان میں ضعیفوں کی تعداد کے تجزیہ سے پتہ چلتا ہے (a) ان میں اکثریت یعنی 80 فیصد دیہی علاقوں میں رہتے ہیں جس سے خدماتی سہولیات مہیا کرا پانا ایک چیلنج سے بھر پور کام ہے (b) بزرگوں میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہونا (سال 2016 تک ضعیفوں میں 51 فی صد عورتیں ہونگی) (c) زیادہ بزرگ لوگوں کی تعداد میں اضافہ (80 سال سے زیادہ عمر) ضعیفوں ایک بڑائی صد (30 فی صد) غریبی لائن کے نیچے ہونا۔

ضعیفوں کے لئے قومی پالیسی

ضعیفوں کے لئے قومی پالیسی کا اعلان جنوری 1999 میں کیا گیا۔ اس کا اہم مقصد ہے افراد کو خود اپنے اور اپنے ساتھی کو ضعیفی کے لئے تیاری کرنے کے لئے ترغیب دینا، خاندانوں کو اپنے بزرگ ممبروں کی دیکھ بھال کرنے کے لئے حوصلہ افزائی کرنا، خاندانوں کے ذریعہ فراہم کی جانے والی دیکھ بھال میں رضا کار اور غیر سرکاری تنظیموں کے اضافی اشتراک حاصل کرنا، غیر محفوظ حلت میں رہ رہے ضعیف لوگوں کی دیکھ بھال اور تحفظ، بزرگوں کے لئے خدمات اور تحفظ فراہم کرنے والے لوگوں کو تحقیق اور تربیت کی سہولیات فراہم کرنا اور بزرگ لوگوں کو اس طرح کی معلومات فراہم کرنا تا کہ وہ خود کفیل شہری بن سکیں۔

حکومت نے ضعیف لوگوں کے لئے ایک قومی کونسل کی تشکیل کی ہے جو بزرگ لوگوں کے لئے پالیسیوں اور پروگراموں کی ترقی کے لئے حکومت کو صلاح اور امداد پیش کرتی ہے۔ وہ ضعیفوں کے بارے میں قومی پالیسی اور ان کے لئے خاص پہل کا عمل کیے جانے کے بارے میں کی گئی کارروائیوں کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے۔ NCOP ضعیف افراد کے بہبود کے لئے پالیسی تیار کرنے اور پروگرام پر عمل کرنے کے معاملے میں حکومت کو صلاح دینے اور ہم آہنگی بنائے رکھنے کے معاملے میں چوٹی کا ادارہ ہے۔

ضعیف افراد کے لئے مربوط پروگرام

''ضعیف افراد کے لئے مربوط پروگرام'' 10 ویں منصوبہ مدت میں بھی جاری ہے اس منصوبے کے تحت غیر سرکاری تنظیموں کو پروجیکٹ لاگت کا 30 فی صد مالی امداد دی جاتی ہے۔ یہ امدادی رقم ضعیفوں کے لئے گھر بنانے اور اس کی دیکھ بھال رکھنے، دن میں دیکھ بھال مراکز، چلتی پھرتی طبی سہولیات اکائیاں کھولنے اس کا اہتمام، انصرام اور بزرگ لوگوں کی غیر ادارہ جاتی خدمات فراہم کرانے پر خرچ کی جاتی ہے۔ یہ اسکیم لچیلی بنائی گئی ہے۔ تاکہ بزرگ لوگوں کی ہر طرح کی ضروریات پوری کی جاسکیں۔ ان میں خاندان کو مضبوط بنانا، بزرگ لوگوں سے متعلق امور کے بارے میں معلومات ضعیفی کی عمر کے لئے پوری زندگی تیاری کے تصور کو مقبول بنانا، ضعیفی کو خوشحال بنانا وغیرہ شامل ہے۔ اس اسکیم کے تحت 863 ضعیفوں کے گھر، دیکھ بھال مراکز، موبائل طبی دیکھ بھال اکائیوں وغیرہ کام کر رہی ہیں۔

پنچایت راج اداروں/رضا کار تنظیموں/ضعیفوں کے لئے گھر بنانے کے لئے خودامدادی گروپوں/ضعیف افراد کے لئے کئی طرح کی خدمات فراہم کرنے والے مراکز کے لئے امدادی اسکیم

اس اسکیم کے تحت ضعیفوں کے لئے گھر تعمیر کرنے/ضعیف افراد کے لیے کثیر خدماتی مراکز کے لئے 22 رضا کار تنظیموں کو مدد دی گئی۔

شراب اور منشیات کی روک تھام

نشے اور منشیات کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے وزارت سماجی بہبود نے 86-1985 میں شراب اور منشیات کے نشے کی روک تھام کے لئے پروگرام شروع کیا تھا اس اسکیم کے تحت غیر سرکاری تنظیموں کو 90 فی صد (مشرق شمالی ریاستوں، جموں و کشمیر اور سکم میں 95 فی صد) تک کی مالی امداد دی جاتی ہے۔ وزارت ملک بھر میں 350 رضا کار تنظیموں کو 440 مرکز چلانے کے لئے امداد دیتا ہے۔ 2000-1999 میں اس پر 19 کروڑ روپے خرچ کئے گئے اور 2001-2000 کے لئے 22 کروڑ روپے تقسیم کئے گئے۔

سماجی وفاعی خدمات کے لئے رضا کار تنظیموں کو امداد

اس منصوبے کے تحت رضا کار تنظیموں کو ایسے پروگراموں کے لئے مدد دی جاتی ہے جو کہ وزارت کے موجودہ منصوبوں کے تحت نہیں آتے ہیں۔ خاص طور سے اس اسکیم کے تحت ان علاقوں میں پائلٹ پروجیکٹ فراہم کئے جاتے ہیں جہاں آنے والے وقت میں وزارت بذات خود آزادانہ طور پر کام کرنا چاہتی ہے۔ طوائفوں کے بچوں کی باز آبادکاری کے سلسلے میں پروگراموں مدد کی جاتی ہے بیواؤں کی باز آبادکاری کے لئے چل رہی اسکیموں اور متاثرہ بچوں و خواتین خاص طور سے ان خواتین کی امداد کرنے اور انہیں صلاح و مشورہ دینے کے لئے پہل کی گئی ہے جو جسمانی تشدد اور جنسی استحصال کا شکار ہوئی ہیں۔ سال 93-1992 سے لے کر 03-2002 میں اس پر 2.70 کروڑ روپے خرچ کیے جاچکے ہیں۔

خواتین اور اطفال کی ترقی

خواتین اور اطفال کو ان کی پوری صلاحیت کے ساتھ فروغ دینا، کلی انسانی وسائل کی سعی کا ایک ناگزیر جز ہیں محکمہ خواتین و ترقی اطفال فروغ انسانی وسائل کے ایک جزو کے طور پر 1985 میں قائم کیا گیا تھا تاکہ خواتین و اطفال کی جامع ترقی کی رفتار کو تیز ترین کیا جاسکے۔ یہ محکمہ ملک بھر میں خواتین و اطفال کی حالت میں سدھار کے لئے کام کر رہا ہے سرکاری اور غیر سرکاری دونوں طرح کی تنظیموں کی کوششوں میں تال میل قائم کرنے کے ساتھ ساتھ ان سے متعلق منصوبے پالیسی اور پروگرام تیار کرنے اور

قانون بنانے اوران میں ضروری ترمیم کرنے کے لئے مرکزی ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے۔ یہ اہم کردار نبھانے کے علاوہ یہ محکمہ خواتین اور بچوں کے لئے متعدد اختراعی پروگراموں پر بھی عمل کرتا ہے۔ ان پروگراموں میں بہبود، معاون خدمات روزگار اور آمدنی بڑھانے کے لئے تربیت اور آگہی پیدا کرنے اور جنسی امتیاز کے تئیں احساس پذیری پیدا کرنے کا کام کرتا ہے۔ یہ صحت، تعلیم اوردیہی ترقی کے سیکٹر میں اور دیگر عام ترقیاتی پروگراموں میں تکمیلی اور معاون کردار نبھاتا ہے۔

اس محکمہ کے اختیار میں 4 ادارے آتے ہیں(a) قانونی ادارہ: قومی کمیشن برائے خواتین (b) خودمختار تنظیمیں: قومی ادارہ برائے عوامی تعاون واطفال ترقی، مرکزی سماجی بہبود بورڈ اور راشٹریہ مہیلا کوش(RMK)

ی ادارہ برائے عوامی تعاون اور ترقی اطفال، راشٹریہ مہیلا کوش اور مرکزی سماجی بہبود بورڈ اور قومی خواتین کمیشن، قومی ادارہ برائے عوامی تعاون اور ترقی اطفال اور راشٹریہ مہیلا کوش 1860 کے سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ سوسائٹیاں (انجمن) ہیں۔ مرکزی سماجی بہبود بورڈ بھارتیہ کمپنی ایکٹ 1956 کی دفعہ 25 کے تحت رجسٹرڈ ایک فلاحی کمپنی ہے۔ ان اداروں کے تمام اخراجات بھارت سرکار اٹھاتی ہے۔ اور مذکورہ محکمے اس کے کاموں میں تعاون کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ پروگراموں رمنصوبوں کو لاگو کرنے میں بھی تعاون کرتے ہیں۔

قومی کمیشن برائے خواتین (N.C.W) کی تشکیل ملک کے ایک چوٹی کے قانونی ادارے کی شکل میں قومی کمیشن برائے خواتین ایکٹ کے تحت 1990 میں کی گئی تھی۔ جس کا کام خواتین کی آئینی اور قانونی تحفظاتی تدابیر کی جانچ کرنا اور انہیں موثر طریقے سے نافذ کرنا ہے۔ قومی تغذیاتی پالیسی کی تعمیل میں خوراک اور تغذیہ بورڈ کو یکم اپریل 1993 کو محکمہ ترقی خواتین واطفال کو منتقل کر دیا گیا۔ وزیراعظم کی ہدایات کے مطابق تغذیاتی مسائل کے جامع حل کے لئے ایک قومی تغذیاتی مشن قائم کیا جارہا ہے۔

اقوام متحدہ کے اطفال فنڈ (UNICEF) اور کوآپریٹو فار اسسٹنس اینڈ ریلیف ایوری وہیر (CARE) کے ساتھ تعاون کے ساتھ خواتین اور بچوں کے بہبود سے متعلق سونپے گئے دیگر کاموں کے علاوہ دیگر دو قوانین کی تعمیل کرتے ہوئے یہ محکمہ انتظامیہ کے تحت کام کرتا ہے۔

ایڈمنسٹریشن آف دی سپریشن آف امارل ٹریفک ان وومن اینڈ گرلس ایکٹ 1956 (1956 کا 104)، جہیز کی روک تھام ایکٹ 1962 (1961 کا 28)۔

ترقی اطفال

سال 2001 کی مردم شماری کے مطابق ہندوستان میں 6 سال سے کم عمر کے تقریباً 15 کروڑ 78 لاکھ 60 ہزار بچے ہیں۔ جو ملک کی کل آبادی کا 15.42 فی صد ہیں۔ ان کی کلی نشوونما کے مقصد سے درج ذیل منصوبہ پروگراموں پر عمل کیا جارہا ہے۔

مربوط ترقی خدمات برائے اطفال(ICDS)

1975 سے یہ مرکزی کفالت کا پروگرام درج ذیل کے لیے مربوط خدمات فراہم کرتا ہے

ضمنی غذا، ٹیکے لگانا صحت کی جانچ، مشورۂ صحت، قبل اسکول غیر رسمی تعلیم اور ماؤں کے لئے صحت و تغذائی تعلیم جیسی سہولیات یک مشت طور پر مہیا کرائی جاتی ہیں۔

پروگرام، منصوبہ اور عمل سے متعلق لاگتوں کی ذمہ داری مرکزی حکومت پر ہے جبکہ پروگرام کا نفاذ اور تکمیلی غذا کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں کی ہے۔ اس پروگرام کے سے مستفید ہونے والے لوگوں میں 6 سال سے کم عمر کے بچے اور آبادی میں تغذیاتی کمی کے شکار طبقات کی حاملہ عورتیں اور دودھ پلانے والی مائیں شامل ہیں۔ شروع میں یہ پروگرام (1975 میں) ملک کے 33 بلاکوں (پروجکٹوں) میں شروع کیا گیا۔ اس پروگرام کے تحت اب 5632 پروجکٹ ہیں جن میں سے 4,903، 31 مارچ 2003 کو جاری تھے۔

اس وقت اسکیم کے تحت رواں خدمات سے 395 لاکھ افراد کو فائدہ حاصل ہو رہا ہے جس میں 332 لاکھ بچے (6 سال سے کم عمر) اور 62 لاکھ حاملہ اور دودھ پلانے والی مائیں شامل ہیں، انہیں 5.8 لاکھ آنگن واڑی مراکز کے ذریعہ یہ سہولیات مہیا کرائی جاتی ہے۔

آئی سی ڈی ایس تربیتی پروگرام۔ ادیشا پروجکٹ

ادیشا عالمی بنک کی مدد سے چلایا جارہا، خواتین اور ترقی اطفال پراجیکٹ کا قومی پیمانے پر ایک تربیتی پروگرام ہے۔ ''ادیشا'' کے تین اہم اجزا ہیں جیسے باقاعدگی تربیت (جس میں بنیادی جاب تربیت فراہم کی جاتی ہے)، دیگر تربیت (جس میں اختراع علاقہ مخصوص کے لئے تربیت دی جاتی ہے)، اور اطلاع تعلیم اور ترسیل (IIC)۔

کشوری شکتی یوجنا (KS4)

کشوری شکتی یوجنا کے اہم مقاصد: (i) 11 تا 18 سال کے عمر گروپ کی نوعمر لڑکیوں کی تغذیاتی اور صحت کی حالت میں بہتری (ii) غیر رسمی تعلیم کے ذریعہ مطلوبہ خواندگی فراہم کرنا اور سماجی اظہار اور علم کی خواہش کو مزید متحرک کرنا اور فیصلہ کرنے کی ان کی صلاحیت میں بہتری پیدا کرنے میں مدد کرنا (iii) صحت، صفائی، تغذیاتی خوراک اور خاندانی بہبود، گھر کا انتظام اور بچوں کی دیکھ بھال کے بارے میں آگہی پیدا کرنا اور اس کے لئے 18 سال کی عمر حاصل کر یا ممکن ہو تو اس کے بعد ہی ان کی شادی کئے جانے میں آسانی پیدا کرنے کے اقدامات کرنا (iv) سماجی امور سے متعلق اپنے گرد و پیش اپنی زندگی میں پڑنے والے اس کے اثرات کو بہتر فہم حاصل کرنا (v) نوعمر لڑکیوں کے لئے ایسی مختلف سرگرمیوں کو شروع کرنے کے لئے حوصلہ افزائی کرنا جو پیداواریت سے جڑی اور جو انہیں سماج کا کارآمد ممبر بننے میں مددگار ہوں۔

کشور شکتی یوجنا دیہی اور شہری علاقوں میں آنگن واڑی مراکز کے ذریعہ نافذ کی جاتی ہے۔ اس وقت یہ 2000ICDS پروجکٹ ایریا میں چلائی جارہی ہیں۔

کام کاجی اور بیمار ماؤں کے بچوں کے لئے طفل خانہ/دن کے دیکھ بھال مراکز

1974 میں منظور قومی اطفال پالیسی کی تعمیل میں سالہ 1975 میں شروع کی گئی اسکیم کا مقصد 5 سال سے کم عمر کے بچوں کو دن میں دیکھ بھال کی خدمات مہیا کرانا ہے لیکن اس سہولت کا فائدہ ایسے ماں باپ کو ملے جن کی ماہانہ آمدنی 1800 روپے ماہانہ سے زیادہ نہ ہو اور جو عام طور پر عارضی، منتقلی مزدور اور زراعتی اور تعمیر کی مزدور ہوں، جن بچوں کی مائیں بیماری یا سرایت پذیر بیماریوں کے سبب معذور ہو گئی ہیں انہیں بھی اس اسکیم کا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت جو خدمات فراہم کی جاتی ہیں ان میں سونے اور دن میں دیکھ بھال کی خدمات تکمیلی غذا، امونیت، دوائیں اور تفریح شامل ہے۔ یہ اسکیم ملک بھر میں مرکزی سماجی بہبود بورڈ اور دو قومی سطح کی رضاکار تنظیموں جیسے قومی کونسل برائے بہبود اطفال اور ''بھارتیہ آدم جاتی سیوک سنگھ'' کے ذریعہ نافذ کی جاتی ہے۔ اس اسکیم کا فائدہ 12,4700 اطفال خانہ کے 3.11 لاکھ بچوں کو مل رہا ہے۔

قومی اطفال خانہ فنڈ

ملک میں اطفال خانہ (Creches) کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لئے سال 94-1993 میں 19.90 کروڑ روپے کے فنڈ سے ایک قومی اطفال خانہ فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ موجودہ آنگن واڑیوں کو آنگن واڑی معہ طفل خانہ مراکز کی شکل میں بدلنے میں اس فنڈ کا استعمال کیا جارہا ہے۔ ان میں زیادہ تر ریاستی حکومتوں کی مدد سے چلائے جاتے ہیں۔ ابھی تک 4286 عام اطفال خانہ اور 599 آنگن واڑی معہ طفل خانہ مراکز کو فنڈ سے مالیات فراہم کی گئی ہے۔

قومی منشور برائے اطفال

قومی منشور برائے اطفال ہندوستان میں بچوں کے حقوق اور فرائض پر زور دینے والا پالیسی دستاویز ہے جو بچوں کے حقوق سے متعلق بین الاقوامی معاہدے کے مطابق ہے جس پر حکومت نے 1989 میں دستخط کئے تھے۔ اعلانیہ کا مقصد ہے کہ بچوں کے وجود، حفظان صحت، تغذئی خوارک، معیار زندگی، تعلیم دینے اور استحصال سے نجات کے حقوق کو یقینی بنایا جائے۔ یہ خاندان، سماج اور قوم کے تئیں بچوں کے فرائض کو بھی متعین کرتا ہے۔ توقع ہے کہ اس دستاویز کو پارلیمنٹ کے سامنے رکھا جائے گا۔

قومی منشور کے اعلان کے تحت پالیسی بیانات پر نفاذ کے لئے ایک قومی عمل منصوبہ تیار کیا جارہا ہے۔ حکومت نے قومی اطفال کمیشن کی تشکیل کے لئے فیصلہ کیا ہے اور جلد اس بارے میں بل پیش کیا جارہا ہے۔

طفل دودھ متبادل ایکٹ

ملک میں دودھ پلانے کی عادت کو بنائے رکھنے اور اس کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے حال ہی میں طفل دودھ متبادل فیڈنگ بوتل اور خوارک اطفال (ضابطہ اور پیداوار، رسد اور تقسیم) ترمیم ایکٹ 2003 کو حال ہی میں پاس کیا گیا۔

ایوارڈ

حکومت نے بچوں کی فلاح و بہبود کے سلسلے میں رضاکارانہ کام کے لئے کچھ ایوارڈوں کی شروعات کی ہے ان میں درج ذیل شامل ہیں:

غیر معمولی حصولیابی کے لئے قومی اطفال ایوارڈ

حکومت ہند نے 1996 سے 4 تا 15 سال کے بچوں کے لئے قومی اعزازات کا آغاز کیا ہے۔ اس کے تحت پڑھائی، لکھائی فن تہذیب اور کھیل کود جیسے میدانوں میں نمایاں کارکردگی انجام دینے والے بچوں کو انعام عطا کئے جاتے ہیں۔ اس میں ایک گولڈ میڈل اور 35 سلور میڈل (ہر ریاست/مرکز کے زیر انتظام علاقے کے لئے ایک) دئے جاتے ہیں۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے: گولڈ میڈل (ایک) کے ساتھ 20 ہزار اور توصیف نامہ اور سلور میڈل (35) کے ساتھ 10,000 روپے اور توصیف نامہ دیا جاتا ہے۔

بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے راجیو گاندھی مانوسیوا ایوارڈ

یہ ایوارڈ 1994 میں شروع کیا گیا۔ ایوارڈ میں ایک لاکھ روپے نقد اور ایک توصیف نامہ دیا جاتا ہے۔ بچوں کی فلاح کے غیر معمولی اشتراک کرنے والے فرد کو یہ ایوارڈ دیا جاتا ہے۔ بچوں کو معذوری سے بچانے والی خدمات بھی اس میں شامل ہے۔ یہ ایوارڈ ہر سال دیا جاتا ہے۔

بچوں کی بہبود کے لئے قومی ایوارڈ

بچوں کی بہبود کے لئے قومی ایوارڈوں کی شروعات 1979 میں اقوام متحدہ کے ذریعہ بین الاقوامی سال برائے اطفال کے دوران کی گئی تھی۔ ہر سال تین افراد اور پانچ اداروں کو یہ ایوارڈ دئے جاتے ہیں جنہوں نے بچوں کی بہبود کے سلسلے میں غیر معمولی کام انجام دیا ہے انفرادی ایوارڈ پانے والے کو ایک لاکھ روپے نقد اور توصیف نامہ دیا جاتا ہے جبکہ ادارے کو تین لاکھ روپے نقد اور توصیف نامہ دیا جاتا ہے۔

قومی بہادری ایوارڈ

قومی بہادری اعزازات کا اعلان 1957 میں کیا گیا تھا۔ مشکل حالات میں غیر معمولی سوجھ بوجھ اور بہادری دکھانے کے لئے بچوں کو یہ اعزاز عطا کیے جاتے ہیں۔ قومی بہادری، ایوارڈ کی تقریب قومی فلاح اطفال کونسل، نئی دہلی کے ذریعہ منعقد کی جاتی ہے جو قومی اہمیت کی ایک رضا کار تنظیم ہے۔ اس اسکیم کی شروعات کے بعد اب تک 600 کو یہ ایوارڈ دئے جا چکے ہیں۔

ترقی خواتین

سن 2001 کی مردم شماری کے مطابق بھارت میں خواتین کی تعداد 49.87 کروڑ ہے۔ جو ملک کی کل آبادی کا ایک ارب دو کروڑ 70 لاکھ 48.2 فیصد ہے۔

محکمہ خواتین اور ترقی اطفال ابتدا سے ہی خواتین کی سماجی، اقتصادی سطح میں سدھار لانے اور تفویض اختیارات کے سلسلے میں درج ذیل پروگراموں کا نفاذ کیا جا رہا ہے۔

تربیت اور روزگار

محکمہ خواتین کے لئے جن دو اہم روزگار اور تربیت رخی پروگراموں پر عمل کر رہا ہے ان میں روزگار اور تربیت دینے کا پروگرام STEP اور ''سوادھین'' 1987 میں شروع کیا گیا۔ اس کا مقصد زراعت، مویشی پالن، ہتھ کرگھا، دست کاری، ڈیری، مچھلی پالن، کھادی اور دیہی صنعتیں، سماجی جنگل بانی پرتی زمین کے فروغ جیسے ورروایتی کاموں میں غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والی خواتین کو روزگار کے مواقع فراہم کرانے کے لئے ان کے ہنر میں مزید بہتری پیدا کرنا ہے۔ قرض فراہم کرنے کے علاوہ اس پروگرام کے تحت تربیت، اشاعت اور بنیادی ڈھانچے کی سہولیات کے ساتھ خدمات فراہم کی جاتی اب تک 69.71 لاکھ خواتین کو 152 پراجیکٹوں کے ذریعے فائدہ پہنچ چکا ہے۔

سوادھین

''سوادھین'' پروگرام ناروے کے تعاون سے سال 83-1982 میں شروع کیا گیا تھا لیکن اب یہ حکومت ہند کا پروگرام بن چکا ہے کیونکہ ناروینجین ایجنسی فار ڈیولپمنٹ کارپوریشن (NOARD) سے اسے کل 9 فی صد کی ہی امداد مل رہی ہے۔ پروگرام کے تحت 35 ہنر میں عورتوں کو تربیت دی جاتی ہے جیسے کمپیوٹر تربیت، میڈیکل ٹرانسکرپشن، الکٹرانکس، گھڑیوں کے پرزے اسمبل کرنا اور ریڈیو ٹیلی ویژن کی مرمت وغیرہ۔

گرانٹ تنظیموں کوتربیت و پیداوار شیڈ کرایہ پر دینے، تربیت لاگت، مشینوں اور دار ساز وسامان کی لاگت، تربیت افراد کو اسٹائپنڈ اور تربیت دنے والوں کو بازادائی وغیرہ کے مالی اعانت فراہم کرائی جاتی ہے۔ اس پروگرام کی شروعات کے بعد ملک کے مختلف حصوں میں منظور اور نافذ 4215 پروجیکٹوں کے ذریعے 3.95 لاکھ عورتوں کو فائدہ پہونچا ہے۔

سوئم سدھا (Swaymsidha)

''سوئم سدھا'' کو پہلے اندررا مہیلا یوجنا نام سے جانا جاتا تھا۔ اس میں عورتوں کو خود امدادی گروپوں میں رکھا جاتا ہے اور خدمات کو مہیا کرنے اور چھوٹے قرضوں تک پہونچ بڑھا کر چھوٹے کاروباروں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ مربوط پروگرام برائے تفویض اختیار خواتین کا طویل مدتی مقصد ہے کہ چلائے جارہے سبھی سیکٹروں کے پروگراموں میں لگاتار محرک عمل اور مائل کلی کے ذریعہ خودکفالت حاصل کرنا۔

اس اسکیم کے فوری مقاصد ہیں۔ خود اعتماد خواتین کے خود امدادی گروپ بنانا، ان گروپوں کے ممبروں میں اعتماد اور شعور و بیداری پیدا کرنا، معاشی وسائل پر ان کا کنٹرول، چھوٹے قرضوں تک خواتین کی رسائی بڑھانا، دیہی عوتوں میں بچت کی عادت ڈالنا اور اسے اداری شکل دینا مقامی سطح کے منصوبوں میں عورتوں کی شراکت، اب تک 650 بلاکوں میں یہ پروگرام چلانے کی منظوری مل چکی ہے۔

سُو۔شکتی پروجیکٹ

'سُوشکتی' دیہی خواتین کی ترقی اور اختیارات کے مجاز بنانے کا پروجکٹ ہے۔ اسے عالمی بینک اور بین الاقوامی زرعی ترقیاتی فنڈ کا مشترکہ طور پر تعاون حاصل ہے۔ اس پروجکٹ کا مقصد معیار زندگی میں بہتری لانے کے لئے، وسائل تک عورتوں کی رسائی بڑھانا اور اس کے لئے مشقت کرنا، وقت بچانے کے طریقے اپنانا، صحت، خواندگی اور اعتماد میں اضافہ اور ہنرمندی کو فروغ دے کر، آمدنی بڑھا کر اور اس پر اپنا کنٹرول بڑھانا ہے۔

حکومت ہند اور ریاستی خواتین ترقیاتی کارپوریشنوں اور دیگر اداروں کے ذریعہ، سوشکتی، پروجکٹوں پر عمل کررہی ہے۔ اس پروجکٹ کا مقصد مستحکم خود امدادی گروپ قائم کرکے نو ریاستوں بہار، چھتیس گڈھ، گجرات، ہریانہ، جھارکھنڈ، کرناٹک، مدھیہ پردیش، اترپردیش اور اترانچل کے 56 ضلعوں میں وسعت فراہم کرنی ہے۔

اب تک 16,000 کے ہدف کے مقابل 17,589 خوامدادی گروپ کی تشکیل دی جاچکی ہے۔

بالیکا سمردھی یوجنا (B S Y)

بالیکی سمردھی یوجنا کی شروعات 2 اکتوبر 1997 کو ہوئی تھی۔ جس کا مقصد لڑکیوں کے تئیں خاندان اور سماج کے لوگوں کے رویوں میں تبدیلی لانا ہے۔ BSY کے ذریعہ مجموعی طور پر لڑکیوں کے معیار زندگی میں تبدیلی لاکر ان کے تئیں خاندان اور سماج کے نظریئے میں مثبت تبدیلی لانا اس کا مقصد ہے۔ اس کے تحت دیہی علاقوں میں 15 اگست 1997 کو یا اس کے بعد پیدا ہوئیں 2 لڑکیوں کو اس پروگرام کے تحت فائدہ پہونچانے کا ہدف رکھا گیا ہے۔ 98-1997 اور 99-1998 کے دوران مرکزی سیکٹر کی اسکیم کے طور پر اس پروگرام پر عمل شروع کیا گیا اور اس کے تحت ایسی ہر ماں کو 500 روپے دینے کا پروگرام چلایا گیا جس دختر کو جنم دیا ہے۔ اس کے لئے ضروری رقم ضلع سطح پر نافذ کرنے والی ایجنسیوں DRDA دار DUDA کو فراہم کی گئی۔

1999 میں اس اسکیم کا جائزہ لیا گیا اور اسے مرکزی کفالت یافتہ اسکیم کی شکل دے دی گئی تا کہ مربوط ترقی اطفال خدمات پروگرام کے بنیادی ڈھانچے کے ذریعہ اس کا فائدہ پہونچایا جائے۔ اس مقصد سے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو صد فی صد مرکزی امداد فراہم کرائی گئی۔ اس اسکیم کے مطابق زچگی کے بعد دختر کے نام پر بینک یا ڈاک گھر میں سود والے کھاتے میں 500 روپے کی امدادی رقم جمع کرادی جائیگی۔ اس کے علاوہ ہر درجے کو کامیابی کے ساتھ پورا کرنیکے بعد لڑکی کو وظیفہ دیا جائے گا جو پہلی کلاس کے لئے 300 روپے سے لرکر دسویں کلاس کے لئے 1000 روپے تک ہوگی۔ وظیفے کی رقم بھی اسی کھاتے میں جمع کرادی جائیگی۔ کھاتے میں کل جمع رقم (سود کے ساتھ) لڑکی کی عمر 18 سال ہونے اور اس کے تب تک غیر شادی شدہ رہنے پر مل جائے گی۔

عورتوں کی تعلیم کے لئے کثیف کورسز

اس پروگرام پر عمل مرکزی سماج بہبود بورڈ کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد تعلیم اور معقول ہنر فراہم کر کے عورتوں کو سماجی معاشی اختیارات تفویض کیا جانا ہے۔ یہ پروگرام خاص طور پر ایسے امیدواروں کے لئے تیار کیا گیا ہے جو اسکولی تعلیم درمیان میں ہی چھوڑ دیتے ہیں یا فیل ہو جاتے ہیں۔ اس پروگرام کے تحت 15 سال اور اس سے زیادہ عمر کی خواتین کو فائدہ پہونچایا جاتا ہے۔

کام کاجی عورتوں کے لئے ہوسٹل

کام کاجی عورتوں اور ان کے بچوں کیلئے دن میں دیکھ بھال مراکز کے طور پر ہوسٹل کی عمارتوں کی تعمیر/توسیع کے لئے امدادی پروگرام 73-1972 میں مرکزی سیکٹر کی منصوبہ اسکیم کے طور پر شروع کیا گیا۔ اس اسکیم کے تحت ہوسٹل کی عمارت کی تعمیر کو 75 فی صد اور زمین کی 50 فی صد لاگت مرکزی حکومت مالی امداد کے طور پر دیتی ہے۔ اس پروگرام پر رضا کار تنظیموں، خواتین ترقیاتی کارپوریشنوں، سرکاری ٹرسٹوں، یونیورسٹیوں، سوشل ورک کے اسکولوں/کالجوں، مقامی اداروں، کوآپریٹو اداروں وغیرہ کے ذریعہ نافذ کیا جاتا ہے۔ اگر اس علاقے میں کوئی معقول تنظیم دستیاب نہ ہو تو ریاستی حکومت اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی انتظامیہ بھی اس کے لئے امداد فراہم کر سکتی ہے۔

سوادھار

مشکل صورت حال کی شکار خواتین کے مفاد میں محکمے نے سال 02-2001 میں ایک نئی اسکیم سوادھار شروع کی ہے۔ یہ اسکیم درج ذیل خواتین کے لئے ہے۔ محرومی کی حالت میں رہ رہی بیوائیں، جن کے خاندانوں نے انہیں مذہبی مقامات جیسے برنداون، کاشی وغیرہ مقامات پر بے سہارا چھوڑ دیا ہے۔ جیل سے رہا کی گئی خواتین قیدی جسے خاندان کا سہارا نہیں ہے۔ قدرتی آفات کی شکار ایسی عورتیں جو بے گھر ہیں اور ان کے پاس کوئی سماجی یا معاشی سہارا نہیں ہے۔ قحبہ خانوں یا دیگر مقامات سے بھاگی یا آزاد کرائی گئی عورتیں یا لڑکیاں جنسی استحصال کی شکار ایسی عورتیں/لڑکیاں جن کے خاندان والوں نے انہیں واپس لینے سے منع کر دیا ہے یا جو کسی دیگر اسباب کی بنا پر واپس اپنے خاندان میں نہیں واپس جانا چاہتیں، دہشت گردی کی شکار عورتیں جنہیں خاندان کا سہارا دستیاب نہیں ہے اور جن کے پاس زندگی جینے کے لئے کوئی معاشی ذریعہ نہیں ہے، ذہنی طور پر معذور عورتیں جنہیں اپنے خاندان یا رشتہ داروں سے کوئی مدد نہیں ملتی وغیرہ۔

اس اسکیم کے تحت جو امدادی پیکج فراہم کیا جاتا ہے اس میں درج ذیل سہولیات شامل ہیں: رہائش، کھانا پینا، کپڑے، صحت کی دیکھ بھال اور مشاورتی خدمات، عوامی بیداری کے ذریعہ سماجی اور معاشی بحالی کے اقدامات، کرداری تربیت کے ذریعہ کام کاجی

ہنر اور شخصیت کی نشو ونما، مصیبت میں پھنسی عورتوں کے لئے مدد اور بازآبادکاری کی ضرورت ہوتی ہے، ان کے لئے اسی طرح کی دیگر خدمات، انہیں عمل میں لانے کے لئے ریاستی حکومتوں کے سماجی بہبود رخواتین واطفال بہبود کے محکمے، خواتین ترقیاتی کارپوریشن، مقامی شہری ادارے، معروف نجی وپبلک ٹرسٹ یا ایسی رضاکار تنظیموں کی مدد دی جاسکتی ہے جو پروجکٹ بنیاد پر ایسی عورتوں کی بازآبادکاری کی ذمہ داری اپنے اوپر لے سکیں۔

مختصر مدتی رہائشی گھر (شارٹ اسٹے ہوم)

'شارٹ اسٹے ہوم' کی اسکیم جولائی 1999 میں شروع کی گئی۔ مرکزی سماجی بہبود بورڈ کے ذریعہ چلائی جارہی اس اسکیم کا مقصد ان خواتین اور لڑکیوں کو تحفظ اور بازآبادکاری فراہم کرنا ہے جو خاندانی تناؤ، سماجی اخراج اور اخلاق کے نام پر ابھرے خطروں کے سبب سماجی، اقتصادی اور جذباتی مسائل کا سامنا کر رہی ہیں۔ اس اسکیم کے ذریعہ درج ذیل سہولیات رخدمات فراہم کی جاتی ہیں: 6 مہینے سے لے کر 3 سال تک کی عارضی رہائش، کیس ورک اور مشاورتی خدمات، طبی دیکھ بھال اور نفسیاتی علاج، پیشہ جاتی علاج، ہنر کو فروغ دینے کے لئے تربیت، بازآبادکاری خدمات اور تعلیمی، پیشہ جاتی اور تفریح سے متعلق سرگرمیاں۔

فیملی مشاورتی مرکز

اس اسکیم پر عمل مرکزی سماجی بہبود کے ذریعہ کیا جاتا ہے، اس اسکیم کا مقصد ایسی عورتوں کو مشاورت یا ریفرل خدمات یا بازآبادکاری خدمات فراہم کرنا ہے جو خاندان یا سماج کے مظالم کی شکار ہیں یا جو خاندانی یا سماجی مسائل یا تنازعات سے پریشان ہیں۔ یہ مراکز مقامی افسران جیسے پولیس تھانے اور مختصر مدتی پناہ گھروں جیسے اداروں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔ محکمہ ٹیلی مواصلات کے قریبی تعاون سے مفت ہیلپ لائن خدمات بھی فراہم کی جاتی ہے۔

گھریلو تشدد بل

گھریلو تشدد کے واقعات اکثر ہوتے رہتے ہیں لیکن ان کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں حاصل ہو پاتی، ان مسائل کے حل کے لئے حکومت نے پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا ہے جس سے مجسٹریٹوں کو ایسے اختیارات مل جائیں گے کہ وہ گھریلو تشدد کے شکار لوگوں کو ایسی مدد دے سکیں گے کہ آزادانہ اور غیر جانبدارانہ طریقے سے ایسے مسائل کا حل کیا جاسکے۔ فروغ انسانی وسائل سے متعلق پارلیمنٹ کی مستقل کمیٹی کی رپورٹ کی سفارشات کے مطابق بل میں ترمیم کی جارہی ہے۔

عورتوں کو تفویض اختیار کے لئے قومی پالیسی

حکومت نے 20 مارچ 2001 کو خواتین کے تفویض اختیار کے بارے میں قومی پالیسی اپنائی جس کا مقصد عورتوں تفویض اختیار، فروغ اور ترقی کا باعث ہونا ہے اور عورتوں کے خلاف سبھی طرح کے امتیاز کو ختم کرنا اور زندگی کے سبھی شعبوں اور سرگرمیوں میں ان کی سرگرم حصہ داری کو یقینی بنانا ہے۔

خواتین کمپوننٹ پلین

اس پروگرام کا مقصد یہ یقینی بنانا ہے کہ عورتوں سے متعلق سبھی سیکٹروں میں عورتوں کے لئے 30 فی صد سے کم فنڈ ربجٹ نہ مختص کیا جائے۔

مشرق شمالی خطے

منصوبہ بندی کمیشن اور وزارت مالیات کے رہنما اصولوں کے مطابق محکمہ سالانہ منصوبہ اخراجات کا 10 فی صد سات مشرق شمالی ریاستوں۔ اروناچل پردیش، آسام، منی پورہ، میگھالیہ، میزورم، ناگالینڈ اور تریپورہ سے متعلق پروگراموں کے نفاذ کے لئے مختص کرتا ہے۔

خواتین کے تفویض اختیار سے متعلق پارلیمانی کمیٹی

سال 1997 میں قائم اس کمیٹی میں 30 ممبر (لوک سبھا سے 20 اور راجیہ سبھا سے 10) ہوتے ہیں۔ اس کا کام قومی خواتین کمیشن کی رپورٹوں پر غور کرنا اور عورتوں کی حالت میں بہتری پیدا کرنے کے لئے مرکزی حکومت کے ذریعہ کئے گئے اقدامات پر رپورٹ تیار کرنا ہے۔

جنس سے متعلق ترقیاتی اشاریہ

محکمہ، ماہرین اور ریاستی حکومتوں کے تعاون سے جنڈر ڈیولپمنٹ انڈیکس اور جنس تفویض اختیار کے اقدامات (GEM) کے عمل میں ہے۔ اس کے لئے 18 اشارہ کاروں کی شناخت کی گئی ہے اور ریاستوں سے کہا گیا ہے کہ وہ ان اشارہ کاروں کے ضلع وار اعداد و شمار اکٹھا کریں۔ اس کے بعد محکمہ کے لئے اگلا معقول قدم ہوگا بچوں کے بارے میں عوامی اخراجات کا تجزیہ کرنا جس کے لئے محکمہ کے ذریعہ 03-2002 کے لئے کو سالانہ رپورٹ میں شروعات کی جا چکی ہے۔

تحقیق، اشاعت اور نگرانی

محکمہ نئے نئے پروگراموں کے فروغ کے لئے تحقیقی مطالعہ کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ یہ ورکشاپ اور سیمناروں کے انعقاد پر بھی زور دیتا ہے کیونکہ ان پر تحقیقی تجاویز تیار کرنے اور تحقیقی حقائق کی نشر و اشاعت کرنے میں مدد ملتی ہے۔ محکمہ کے ذریعہ نافذ کئے جانے والے پروگراموں کی نگرانی ملک کے مختلف حصوں میں رضا کار تنظیموں کے ذریعہ پابندی کے ساتھ کی جاتی ہے۔ یہ کام یونیورسٹیوں میں مختلف شعبوں میں ملے سماجی علوم/سوشل ورک کے سینئر طلباء یا شعبے، یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کی سرپرستی میں خواتین مطالعاتی مراکز یا معروف تعلیمی اداروں کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

میڈیا

محکمہ کی میڈیا اکائی عورتوں اور بچوں کے ترقیاتی مسائل کے بارے میں آگہی پیدا کرنے کے لئے الکٹرانک، طباعت اور لوک میڈیا کے ذریعہ لگاتار ملٹی میڈیا مہم چلائی جا رہی ہے۔

ایوارڈ

محکمہ ایوارڈ نے نہایت باصلاحیت خواتین کی حوصلہ افزائی کے لئے کچھ ایوارڈ دینے کا پروگرام شروع کیا ہے۔

استری شکتی پرسکار

سال 1999 میں شروع کئے گئے یہ ایوارڈ ہندوستان کی پانچ مشہور خواتین کے نام پر دئے جاتے ہیں یہ ہیں کنگی ماتا جیجابائی، دیوی اہلیا بائی ہولکر، جھانسی کی رانی لکشمی بائی، رانی گینڈلیو، یہ ایوارڈ ہر سال 8 جنوری بین الاقوامی یوم خواتین کے موقع پر دیئے

جاتے ہیں۔ایوارڈ میں ایک لاکھ روپے نقد اور تعارف نامہ دیا جاتا ہے۔اس کے لئے درج ذیل شعبوں میں کسی ایک میں غیر معمولی اشتراک ہونا چاہئے۔بے سہارا معذور،ضعیف بے کس،ظلم وتنازعات کی شکار ہونے جیسے حالات سے گزرنے والی خواتین اور بچوں کی بازآبادکاری وسہارا،تعلیم وتربیت،خودامدادی گروپوں کی حوصلہ افزائی،زراعت اور دیہی صنعتوں میں لگی خواتین کو تعاون اور ایسی ٹکنالوجی کو ترغیب دینا جس میں کم محنت لگتی ہو،ماحولیاتی تحفظ،صحت،دیسی طبی نظام کی تشہیر،فنون اور میڈیا (کمیونٹی پر مبنی پروگراموں سمیت) کے ذریعہ خواتین کے مسائل کے بارے میں معلومات اور شعور پیدا کرنا۔

خواتین ترقی پر ڈاکٹر درگابائی دیش مکھ ایوارڈ

ہندوستان کی آزادی کی 50ویں سالگرہ کے موقع پر مرکزی سماجی بہبود بورڈ کی بانی چیر پرسن ڈاکٹر درگابائی دیش مکھ کے نام پر شروع کیا گیا یہ ایوارڈ ہر سال ایسی تنظیم کو دیا جاتا ہے جس نے خواتین کو بااختیار بنانے اور خواتین کے بہبود کے لئے بہترین اور اختراعی اشتراک کیا ہو اور اس میدان میں کم سے کم پانچ سال کا تجربہ ہو۔ایوارڈ میں 5لاکھ روپے نقد،ایک تعارف نامہ اور شال دیا جاتا ہے۔

خودمختار تنظیمیں

قومی خواتین کمیشن

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ قانونی ادارہ ہے جو نیشنل کمیشن فار وومن ایکٹ 1999 کے تحت قائم کیا گیا ہے۔یہ آئین اور دیگر قوانین کے تحت عورتوں کے تحفظ اور متعلقہ اہتمام کا جائزہ لیتا ہے۔یہ عورتوں کی شکایتوں کو دور کرنے کے لئے عرضداشت قبول کرتا ہے اور خواتین کی ترقی کے لئے تحقیقی عمل بھی انجام دیتا ہے۔کمیشن کے ممبر جیلوں اور ریمانڈ ہوم وغیرہ کا معائنہ کرتے ہیں۔یہ کمیشن عورتوں سے متعلق امور ومسائل کے بارے میں کانفرنس،میٹنگ وغیرہ منعقد کرکے بیداری بڑھانے میں سرگرم اشتراک کرتا ہے۔یہ ''پریوارک مہیلا عدالتیں'' بھی لگاتا ہے۔جن میں خواتین سے متعلق دیگر خاندانی اور دیوانی تنازعات کو حل کرلیا جاتا ہے۔

راشٹریہ مہیلا کوش

30مارچ 1993ء میں 31 کروڑ روپے کی پونجی سے راشٹریہ مہیلا کوش کی تشکیل کی گئی۔اس کا اہم مقصد غریب خواتین،کو ان کی سماجی واقتصادی ترقی کیلئے کی قرض سے متعلق ضرورتوں کو پورا کرنا ہے۔اسے 1860 کے سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت قائم کیا گیا تھا۔یہ تعاون غیرسرکاری تنظیموں،خواتین ترقیاتی کارپوریشنوں،خواتین کوآپریٹو سوسائٹیوں خودامدادی گروپوں اور مناسب ریاستی سرکاری ایجنسیوں کے ذریعہ دیا جاتا ہے۔اس کو چلانے کے لئے 31 کروڑ روپے کارپس کی تخلیق کی گئی ہے۔ 31 مئی 2003 تک 105 غیرسرکاری تنظیموں کے ذریعہ 4.63لاکھ عورتوں کو اس سے فائدہ پہونچایا گیا ہے۔

ادارہ برائے قومی عوامی تعاون اور ترقی اطفال

ادارہ برائے قومی عوامی تعاون اور ترقی اطفال ایک خودمختار ادارہ ہے۔ادارے کے خصوصی مقاصد میں،سماجی ترقی میں رضاکارانہ عمل کو بڑھاوا دینا،ترقی اطفال کی سرگرمیوں کا جامع ڈھنگ سے معائنہ کرنا اور قومی حکمت عملی برائے اطفال کے مطابق پروگراموں کو فروغ دینا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا شامل ہے۔ادارہ سماجی ترقی میں سرکاری اور رضاکارانہ کوششوں کے درمیان

تال میل رکھنے اور سرکاری اور رضا کارانہ کوششوں سے بچوں سے متعلق پروگراموں کے لئے یکساں بنیادی ڈھانچہ فراہم کرنے کے لئے بھی کام کرتا ہے۔

اس ادارے کا ہیڈکوارٹر دہلی میں ہے اور اس کی چھ شاخیں ہیں: پبلک کوآپریشن، ترقی اطفال، ترقی خواتین، تربیت، نگرانی اور تشخیص اور عام خدمات ادارے کے چار علاقائی مرکز گوہاٹی، بنگلور، لکھنو اور اندور میں واقع ہیں۔

مرکزی سماجی بہبود بورڈ

1953 میں قائم مرکزی سماجی بہبود بورڈ کی پیش رفت ہندوستان میں ایک طرح سے رضا کار سیکٹر کی ترقی کے مترادف ہے۔ بورڈ کے ذریعہ چلائے گئے پروگراموں میں ضرورت مند ربے سہارا عورتوں کے سماجی و اقتصادی پروگرام، خواتین اور لڑکیوں کے لئے تعلیم کے مرتکز پروگرام اور پیشہ ورانہ تربیتی پروگرام دیہی اور غریب خواتین میں بیداری بڑھانے والے پروجکٹوں، خاندانی مشاورتی مراکز رضا کار کارروائی بیورو، بچوں کے لئے تعطیلی کیمپ۔ سرحدی علاقوں میں بہبودی کی توسیع کے منصوبے اور بال واڑی، اطفال خانہ، کام کاجی عورتوں کے لئے ہوسٹل کی سہولیت فراہم کرانا شامل ہے۔

قومی ترقی میں عورتوں اور بچوں کے کردار کو ذہن میں رکھتے ہوئے دسویں منصوبے کے دوران محکمہ نے اختصاص بڑھا کر 13,780 کروڑ روپے کر دیا ہے۔ جبکہ نویں پنج سالہ منصوبے کے دوران حقیقی اخراجات 6248.53 کروڑ روپے تھا۔

پنشن اور حاملین پنشن کی بہبود

محکمہ پنشن اور حاملین پنشن کی بہبود، پنشن سے متعلق عمومی پالیسی کا تعین کرنے والی مرکزی ایجنسی ہے۔ یہ محکمہ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد ملازموں کو ملنے والے مختلف فائدوں کے بارے میں شکایتوں کو دور کرتا ہے اور حاملین پنشن کی بہبود کے اقدام کرتا ہے۔ پچھلے کچھ سالوں میں پنشن کے انتظامی طریقہ کار کو آسان اور کارگر بنانے کے لئے کئی قدم اٹھائے گئے ہیں۔ پانچویں مرکزی تنخواہ کمیشن کے مطابق پنشن، فیملی پنشن کی شرحوں میں جو اضافے کئے گئے ہیں وہ اس طرح ہیں:

(1) کم سے کم پنشن رفیملی پنشن 1275 روپے ماہانہ طے کردی گئی ہے بشرطیکہ کہ پنشن/فیملی پنشن کی حقیقی رقم سبکدوش ہونے والے حامل پنشن کے عہدے کی ترمیم شدہ تنخواہ سے بالترتیب 50 فیصد اور 30 فیصد سے کم نہ ہو (2) کیموٹیشن کو پنشن کا 40 فیصد کردیا گیا ہے (3) گریجویٹی کی حد بڑھا کر ساڑھے تین لاکھ کردی گئی ہے۔ (4) فیملی کی تعریف وسیع کردی گئی ہے اور اس میں والدین کو بھی شامل کرلیا گیا ہے جو یکم جنوری 1998 سے فیملی پنشن کے حقدار ہوں گے (5) ڈپازٹ لنکڈ بیمہ اسکیم کے تحت ادا کی جانے والی رقوم 30 ہزار سے بڑھا کر 60 ہزار روپے کردی گئی ہے۔ (6) مرکزی حکومت کے ان سبھی حاملین پنشن کو 100 روپے ماہانہ میڈیکل الاؤنس ملے گا جو ایسے علاقوں میں رہتے ہیں جہاں مرکزی صحتی خدمات فراہم نہیں ہیں۔ (7) 18 نومبر 1960 سے 31 دسمبر 1985 کے درمیان ریٹائر ہونے والے مرکزی پروڈینٹ فنڈ کے حاملین (جنھوں نے سبکدوشی سے پہلے 20 سالہ سروس مدت پوری کی تھی) کو یکم نومبر 1997 سے 600 روپے فی ماہ کی شرح سے اضافی رقم دی جائے گی (8) وزارت داخلہ سے متعلق پارلیمنٹ کی مستقل کمیٹی کی 44 ویں رپورٹ کے پیرا 61 میں کی گئی سفارشوں کے مطابق مرکزی حکومت کی خدمات سے سبکدوش والے ملازمین کو پنشن اور دیگر ادائیگی وقت پر کرنے کے بارے میں تفصیلی ہدایتیں دی گئی ہیں۔ اس میں یہ بھی اہتمام ہے کہ خدمات سے سبکدوش ملازمین کو گریجویٹی کی ادائیگی میں دیر ہونے پر دیا جانے والا سود، متعلقہ افسران ر سپر وائزر اور آفس انچارج کی تنخواہوں میں سے تناسبی بنیاد پر کاٹا جائے گا (9) فیملی پنشن پانے والے سبکدوش اشخاص کو 18 جولائی 1997 سے فیملی پنشن پر مہنگائی راحت اسی حالت میں ادا ہوگی، اگر ان کی دوبارہ خدمات کی تنخواہ، عہدے کے کم از کم تنخواہ اسکیل

کے برابر کردیا گیا ہو، (10) مرکزی حکومت کے وہ ملازمین جنہیں ان کے محکمہ کے پبلک سیکٹر کی اکائی رخودمختار تنظیم میں شامل ہوجانے پر یکمشت رقم حاصل ہوئی ہوان کو عدالت عظمی کے 15 دسمبر 1995 کے فیصلے کے مطابق بترمیم شدہ پنشن کے ایک تہائی کیوٹڈ حصے کی بحالی کا حق ہے۔ پنشن کی اس دوبارہ حاصل اور مربوط رقوم پر ہنگامی راحت بھی دی جائے گی۔ سپریم کورٹ کے 26 اپریل 2000 کے فیصلے کی وجہ سے پنشن کے ایک تہائی کیوٹڈ حصے کے بجائے پوری پنشن پر مہنگائی راحت کو منظوری دی گئی ہے۔ حکومت نے مرکزی حکومت کے سبھی شہری پینشن ہولڈروں کو شناختی کارڈ جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ (xi) پہلی جنوری 1996 سے سبھی پنشن پانے والوں کو قسموں کے اضافہ کو غیر موثر بنانے کے لئے صدفی صد ادائیگی کی جائیگی۔ اس بارے میں سال میں دوبار (یکم جنوری اور یکم جولائی کو) احکامات جاری کئے جاتے ہیں۔ (xii) حکومت ملازمت کی سبکدوشی رانتقال کی تاریخ واجب الادا مہنگائی بھتہ پہلی جنوری 1996 سے گریجیوٹی کے معاملے میں مشاہرہ کے طور پر دیا جائیگا۔

28۔ نوجوانوں کے اموراور کھیل کود

نوجوان ہمارے معاشرے کے سب سے زیادہ چاق وچوبند حصے ہیں۔ وہ سماج کی معاشرتی، اقتصادی تبدیلیوں اور فروغ میں اہم کردار نبھاتے ہیں۔ قوم کی ترقی تبھی ممکن ہے، جب نوجوانوں کی توانائی کو تعمیری کاموں میں لگایا جائے۔ ارتقا کے عمل میں، نوجوانوں کو اہم ذمہ داری دینا بہت ضروری ہے۔ ہندوستان میں نوجوانوں کی تعداد کل آبادی کا 40 فی صد ہے۔ اس گروپ کی امیدوں کو پورا کرنے اور مثبت تبدیلیوں کے تعمیری عوامل کے طور پر بااختیار بنانے کے مقصد سے نوجوانوں کے اموراور کھیل کود محکمہ کئی پروگراموں پر عمل کررہا ہے۔

خدمات برائے امورنوجوان

نوجوانوں کی قومی پالیسی

حکومت ہند نے نوجوانوں کے تعلق سے اپنی قومی پالیسی 1988 میں بنائی تھی۔ نوجوانوں کی قومی پالیسی کا مقصد ہمارے آئین میں دیئے گئے اصولوں اور اقدار کے لئے نوجوانوں میں احترام کا جذبہ دل میں بٹھانا، ہمارے تاریخی ورثہ کے بارے میں شعور کی افزائش کرنا، سائنسی نظریہ، نظم وضبط، خوداعتمادی، عدل وصاف ستھرے کردار جیسی خوبیوں کے فروغ میں تعاون دینا اور ان کی شخصیت کے فروغ کے ساتھ ساتھ انہیں تعلیم کی سہولتیں فراہم کرانا ہے۔ اس کا مقصد بین الاقوامی امور کے بارے میں نوجوانوں کو چوکس بنانا اور عالمی امن کے قیام اور معقول عالمی اقتصادی نظام میں انہیں شامل کرنا بھی ہے۔

نوجوانوں کی نئی پالیسی کی ضرورت صرف ملک میں تیزی سے بدلتے معاشی، اقتصادی پس منظر کے لئے ہی نہیں بلکہ نوجوانوں کے مستقبل کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بھی محسوس کی جارہی تھی۔ نئی قومی پالیسی تیار کرنے کا عمل مختلف ریاستی حکومتوں، سیاسی پارٹیوں کی نوجوان تنظیموں، پارلیمنٹ کے ممبروں، نوجوان تنظیموں ودیگر متعلقہ تنظیموں کے ساتھ صلاح ومشورے کے بعد شروع کی گئی تھی۔

نئی پالیسی کے مسودے میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ فیصلہ لینے کے عمل اور اس کے نفوذ میں نوجوانوں کو مزید حصہ داری دی جانی چاہئے۔ اس میں نوجوانوں کے خصوصی استحقاق ومراعات اور ذمہ داریوں کی بھی تشریح کی گئی ہے۔

پالیسی کے مسودے میں چار اہم شعبوں پر زور دیا گیا ہے۔ جیسے: نوجوانوں کو بااختیار بنانا، جنسی امتیاز کے بغیر عدل و انصاف، بین علاقائی نظریہ اور اطلاعات اور ریسرچ نٹ ورک۔

پالیسی میں نوجوانوں سے متعلق شعبوں، جیسے: تعلیم، تربیت اور روزگار کو خاص اہمیت دی گئی ہے اور نوجوانوں کے کچھ خاص طبقوں جیسے معذور نوجوانوں، دیہی نوجوانوں، بے روزگار نوجوانوں اور یتیم بچوں کو اعلیٰ ترجیح دی گئی ہے۔ پالیسی میں نوعمر لڑکوں اور لڑکیوں کی صحت، ایڈز اور دیگر جنسی وبائی امراض، تغذیہ، ماحولیات، کھیل/تفریح آرام وفرصت، فن وثقافت جنسی امتیاز کئے بغیر انصاف، سائنس اور ٹکنالوجی، شہری احساس وسوجھ بوجھ اور شہریت جیسے موضوعات پر خاص دھیان دیا گیا ہے۔

اسکاؤٹنگ اور گائیڈنگ

اسکاؤٹنگ اور گائیڈنگ ایک بین الاقوامی تحریک ہے، جس کا مقصد لڑکوں اور لڑکیوں کی کردار سازی اور فروغ کرنا ہے۔ اس کے ذریعہ ان میں حب الوطنی، دیش بھگتی اور دوسروں کے بارے میں سوچنے کا جذبہ پیدا کیا جاتا ہے۔ بھارت اسکاؤٹس اینڈ گائیڈس اور ہندوستان اسکاؤٹس اور گائیڈس ملک کی ایک بڑی تنظیم ہے، جوان سرگرمیوں کو بڑھاوا دیتی ہے۔ کھیل اور نوجوانوں کے امور کی وزارت اسے مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ دنیا کی یہ تیسری سب سے بڑی تنظیم ہے، جس کے ملک بھر میں 60 لاکھ طلباء رجسٹرڈ ہیں۔ ان اکائیوں کی سرگرمیوں میں تعلیم بالغاں، شجرکاری، کمیونٹی خدمات، جذام مرض کے بارے میں بیداری اور صفائی و صحت کی حوصلہ افزائی وغیرہ شامل ہے۔

مہم جوئی کو فروغ کے لیے اسکیم

اس اسکیم کا مقصد نوجوانوں میں جوکھم اٹھانے، صبر و تحمل کی صلاحیت بڑھانے اور اجتماعی طور سے کام کرنے کا جذبہ پیدا کرنا اور ہنگامی حالت میں بھی چوکس رہنا اور فوری اہم اور موثر فیصلہ لینے کی صلاحیت کو فروغ دینا ہے۔ یہ اسکیم پہلی نسل کے طلبا اور شہری و دیہی نوجوانوں خاص طور پر ناخواندہ دیہی نوجوانوں میں جوکھم اٹھانے کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد جوکھم کے کاموں کی حوصلہ افزائی کے لیے ادارہ جاتی ڈھانچے کی تخلیق کرنا اور اس کو مضبوطی فراہم کرنا ہے۔

قومی مہم جوئی کے لیے انعامات

نوجوانوں میں جوکھم اٹھانے کے جذبے کی حوصلہ افزائی کے لیے تین سنگھ نورگے قومی مہم جوئی ایوارڈ کے نام سے اب قومی سطح پر ایڈوانچر ایوارڈ اس اسکیم کے تحت دیے جاتے ہیں خشکی، بحری یا فضائی مہم جوئی سرگرمیوں کے میدان میں غیر معمولی حصولیابی کو قومی پیمانے پر تسلیم کرنے کے طور پر یہ ایوارڈ دیے جاتے ہیں۔ ان زمرات میں زندگی بھر کی حصولیابیوں کی بنیاد پر لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ بھی فراہم کیے جانے کا اہتمام ہے۔ سال 1999، 2000 اور 2001 تین سالوں کے لیے تینزنگ نورگے قومی ایڈوانچر ایوارڈ نئی دہلی میں 20 مئی 2003 کو منعقد ایک خصوصی تقریب میں دیے گئے۔

قومی یک جہتی کو فروغ

قومی یک جہتی کی حوصلہ افزائی کے لئے قومی اتحاد اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو مضبوط بنانے کے لئے نوجوانوں کے مختلف پروگراموں کو مالی امداد دی جاتی ہے۔ اسی اسکیم کے تحت، دو اہم پروگرام قومی اتحاد کیمپوں اور بین ریاستی نوجوانوں کے تبادلہ پروگراموں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے فنڈ رضا کار نوجوان تنظیموں کے ذریعہ مہیا کرایا جاتا ہے۔

یوتھ تقریب

چھٹی قومی یوتھ تقریب کا انعقاد 12 جنوری سے پانچ دنوں کے لیے ایک منتخب مقام پر ہر سال کی جاتی ہے۔ 12 جنوری کو سوامی وویکانند کی یوم پیدائش منائی جاتی ہے۔ اس یوتھ تقریب میں ملک کی مختلف ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں سے ڈھائی ہزار نوجوان شریک کار حصہ لیتے ہیں پچھلے سال ترواننت پورم میں یہ تقریب منعقد کی گئی تھی۔

قومی یوتھ ایوارڈ

نیشنل یوتھ ایوارڈ ہر سال نوجوان افراد (25 عدد) اور ایک رضا کار تنظیم کو سماجی ترقی کے شعبے میں غیر معمولی کام کے لیے دیے جاتے ہیں۔

نیشنل سروس اسکیم

نیشنل سروس اسکیم جس کو عام طور پر این ایس ایس کے نام سے جانا جاتا ہے۔ 1969 میں شروع ہوئی تھی اس کا بنیادی مقصد کمیونٹی خدمات کے ذریعے طلباء کی شخصیت کا فروغ کرنا ہے۔ آج این ایس ایس میں 19 لاکھ طلبہ ہیں، جن کا تعلق 180 یونیورسٹیوں اور 22 سینئر سکنڈری اسکولوں سے ہے۔ اس کی شروعات سے ہی یونیورسٹیوں، کالجوں، اور اعلیٰ تعلیمی اداروں کے 2.69 کروڑ سے زیادہ طلباء کو این ایس۔ ایس کے رضا کاروں کے طور پر اس سے فائدہ پہنچا ہے۔ زبردست مقبولیت اور مانگ کو دھیان میں رکھتے ہوئے اسے 10+2 سطح کے طلبا کے لیے بھی کچھ چنیدہ اداروں میں 02-2001 سے شروع کر دیا گیا۔

این۔ ایس۔ ایس۔ میں دو طرح کے پروگرام شامل ہوتے ہیں۔ روزمرہ کے کام کاج اور رضا کاروں کے ذریعہ چلائے جا رہے خصوصی کیمپ۔ باقاعدہ سرگرمیوں کے تحت طلباء کو دو سال تک رضا کار کے طور پر کام کرنا پڑتا ہے۔ اور سال میں کم سے کم 120 گھنٹے کمیونٹی خدمات کے کام کرنے پڑتے ہیں۔ ان سرگرمیوں میں اپنائے گئے گاؤں اور تنگ بستیوں میں تعمیری کام، خون کا عطیہ، تعلیم بالغان اور غیر رسمی تعلیم، صحت تغذیہ، خاندانی بہبود، ایڈس کے بارے میں بیداری مہم، شجر کاری اور کیمپوں میں بہتری پیدا کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ خصوصی کیمپ پروگراموں کے تحت ہر سال اپنائے گئے علاقوں میں 10 دن کی مدت کے کیمپوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ جن میں ''جنگل کاری، شجر کاری کے لئے نوجوان''، ''دیہی بازتعمیر کے لئے نوجوانان''، ''ترقی کے لئے نوجوانان''، ''اجتماعی خواندگی کے لئے نوجوان'' ''اجتماعی خواندگی کے لئے نوجوان'' ''سماج میں میل جول بڑھانے کے لئے نوجوان'' جیسے موضوع رکھے جاتے ہیں۔

نوجوانوں کے لیے قومی کمیشن

نوجوانوں کے لیے قومی کمیشن کا قیام 15 مارچ 2002 کو عمل میں آیا اس کمیشن میں ایک چیئر مین، پانچ ممبر اور ایک ممبر سکریٹری ہوتا ہے جو ملک کے نوجوانوں سے متعلق مسائل جیسے بے روزگاری اور مختلف دفاتر کے ذریعے پہلے سے تیار نوجوانوں سے متعلق اسکیموں کے نفاذ اور نوجوانوں کے لیے مفید نئی اسکیمیں اور پالیسی بنانے پر خصوصی زور دیتا ہے اور حتمی طور پر نئی قومی یوتھ پالیسی کے عمل منصوبے کو نافذ کرنے کے لیے اقدامات کی تجویز کرتے ہیں۔ کمیشن اپنی رپورٹ مارچ 2004 میں پیش کرے گا۔

نہرو یووا کیندر سنگٹھن

نہرو یووا کیندر سنگٹھن (NYKS) امور برائے نوجوان اور محکمہ کھیل کی ایک خود مختار تنظیم ہے۔ ملک کے 500 ضلعوں میں نہرو یووا کیندر سنگٹھن کے ضلعی سطح کے دفاتر ہیں۔ دنیا میں یہ سب سے بنیادی سطح پر عمل پذیر تنظیم ہے جو دو لاکھ یوتھ کلبوں کے رجسٹرڈ 80 لاکھ سے زیادہ غیر طالب علم دیہی نوجوانوں کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ یہ نوجوان کلب تعلیم و تربیت، بیداری مہم، ہنر مندی کے فروغ اور خود روزگار، صنعت کی ترقی، کفایت شعاری اور تعاون اور اس کے علاوہ کھیل اور مہم جوئی کے ذریعہ جسمانی نشوونما، اور جدید خیالات کے ظہور کو اچھی طرح جاری رکھتے ہوئے اور ترقیاتی حکمت عملی کے ذریعہ ذہنی ارتقا کا کام بھی کرتے ہیں۔ پروگراموں کے نفوذ کے لئے اس تنظیم کے پاس ہر ضلع میں ضلعی نوجوان کو آرڈینیٹروں کے تربیت یافتہ کیڈر، قومی خدمات کے رضا کاروں اور نوجوان رہنماؤں کا ایک نٹ ورک بنا ہوا ہے۔

نہرو یووا کیندر سنگٹھن کی طاقت بنیادی سطح پر یوتھ کلبوں کے جامع نٹ ورک میں پنہاں ہے۔ NYKS کے باقاعدہ پروگرام ہیں: یوتھ کلب فروغ پروگرام، پیشہ ورانہ تربیت پروگرام، بیداری مہم، ورک کیمپ، یوم قومی و بین الاقوامی نوجوانان اور نوجوان ہفتہ کا انعقاد، کھیل کی حوصلہ افزائی و ترغیبی پروگرام اور ثقافتی پروگرام۔

نہرو یووا کیندر سنگٹھن ایک ایجنسی کے طور پر نوجوانوں کے امور اور کھیل محکمہ کی مندرجہ ذیل اسکیموں پر بھی عمل کرتا ہے۔ (ا) یوتھ فروغ مرکز (ب) یوتھ کلبوں کو مالی تعاون (ج) ضلع، ریاست اور قومی سطح پر بہترین یوتھ کلبوں کو ایوارڈ دینا۔ نہرو یووا کیندر تنظیم مختلف وزارت/محکموں کے پروجیکٹوں اور بین الاقوامی تنظیموں کے ذریعے چلائے جانے والے پروجیکٹوں کو عملی جامہ پہنانے میں تعاون دیتے ہیں۔

رضا کارانہ قومی خدمت اسکیم

رضا کارانہ قومی خدمت اسکیم کا مقصد نوجوانوں کو خاص طور پر ان نوجوانوں کو جو اپنا پہلا ڈگری کورس مکمل کر چکے ہوں اور جن کی عمر 25 سال سے کم ہے پر ایک دو سال کے لئے قومی خدمات رضا کارانہ کے طور پر اپنا نام درج کرا سکتے ہیں۔ درج فہرست ذاتوں/درج فہرست قبائل اور خواتین رضا کاروں کے حوالے سے عمر اور تعلیمی لیاقت کے معاملے میں رعایت دی جا سکتی ہے۔ ہر رضا کار کو 1000 روپے ماہانہ کا خصوصی وظیفہ اور 100 روپے سالانہ اتفاقی الاؤنس کے علاوہ 200 روپے ماہانہ کا مقررہ سفری الاؤنس بھی دیا جاتا ہے۔ نہرو یووا کیندر سنگٹھن کو چھوڑ کر نیشنل سروس اسکیم وغیرہ اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

قومی تعمیر نو دستہ

اس اسکیم کا مقصد نوجوانوں کی قوت کو لگاتار تعمیری کاموں میں لگانا ہے۔ NRC کے رضا کاروں سے تبدیلی لانے کے محرک کے طور پر کام کرنے کی توقع کی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت آنے والے رضا اپنی زندگی کا ایک سال ملک اور سماج کو دیتے ہیں اور ملک و سماج کا بامعنی سماجی واقتصادی کایا پلٹ کرنے کے لیے مختلف ترقیاتی اسکیموں کو نئے طریقوں سے پیش کرنے کے لیے حکومت نے قومی نو تعمیر دستہ (NRC) اسکیم کی شروعات 30 جون 1999 کو مرکزی سیکٹر میں کایا پلٹ پروجیکٹ کے طور پر کی۔ کم سے کم میٹرک تک تعلیم یافتہ اور 18 سال کی عمر پوری کر چکے NRC کے رضا کاروں کو ایک سال کے لیے ہر ماہ 1000 روپے کے حساب سے اعزازیہ فراہم کیا جائے گا۔ یہ مرکز/ریاستی حکومتوں کے مختلف محکموں/ایجنسیوں کے ساتھ ساتھ رضا کار تنظیموں کے پروگراموں اور پراجیکٹوں پر کام کریں گے۔ اس اسکیم میں درج فہرست ذات/قبائل اور خواتین نوجوانوں کی موزوں حصہ داری ہونی چاہیے اس اسکیم میں رضا کار دو سال کے لیے رکھے جاتے ہیں اور اس کے بعد ان کے کام کرنے کی مدت نہیں بڑھائی جاتی۔ ان کا دائرہ عمل علاقائی اور مقامی بنیاد پر مخصوص ہوتا ہے۔ پروجیکٹ افسر کے ذریعہ NRC رضا کاروں کو مختلف گروپوں میں منظم کیا جاتا ہے۔ جن کی تعیناتی نہرو یووا کیندر سنگٹھنوں کی سرپرستی میں ہوتی ہے۔ انھیں چار ہزار روپے ماہانہ یکمشت اعزازیہ دیا جاتا ہے۔

NRC رضا کاروں کے ذریعے ہاتھ میں کسی بھی پروجیکٹ کے نفاذ کے لیے مرکزی حکومت کسی بھی طرح کی رقم فراہم نہیں کرائے گی۔ اس مد میں اخراجات مفادی کمیونٹی یا مفادی سرکاری محکموں کے ذریعے پورے کیے جائیں گے۔ یہ اسکیم 2001-2002 میں 80 ضلعوں میں نافذ ہوئی اس اسکیم کے دوسرے سال میں 40 مزید شہر جوڑے جائیں گے۔ اس اسکیم کی تشخیص اس کے دوسرے سال میں کیا جائے گا اور تشخیص کی بنیاد پر حکومت کے ذریعہ اس اسکیم کو ملک کے سارے شہروں میں جلد نافذ کیے جانے کی توقع ہے۔

دیہی نوجوان کلب اور کھیل کلبوں کو مالی امداد

غیر معمولی طور پر باصلاحیت یوتھ کلبوں کو انعامات

یوتھ کلبوں کے اشتراک کو تسلیم کرنے اور قومی تعمیر میں مزید سرگرم شراکت کو متحرک کرنے کے لیے اس اسکیم کو 93-1992 میں پیش کیا گیا تھا۔ یہ اسکیم نہرو یووا کیندر سنگٹھن کے ذریعے لاگو کی جا رہی ہے۔

یہ اسکیم تین سطحی اجزا کے طور پر پیش کی گئی ہے یعنی ضلع، ریاست اورقومی سطح پر ضلع کی سطح پر جیتنے والوں کو 10,000 روپے کا ایوارڈ ملتا ہے اور ریاستی سطح پر 25,000 روپے کا۔ قومی سطح پر تین انعامات - ایک لاکھ روپے، 50,000 روپے اور 25,000 روپے کے انعامات ہیں۔ انعامات کی رقم کمیونٹی پر مبنی پروجیکٹوں کے لاگو کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔

کھیل کلبوں کو مالی امداد

ہر ایک بلاک میں نوڈل رضا کار کھیل/کھیل مراکز کی ترقی کے لیے نوجوان وکھیل وزارت ناصرفی اشیاء (ضائع نہ ہونے والی اشیاء) کے لیے 30,000 روپے کی یکمشت گرانٹ ہر ایک کلب کو فراہم کرتی ہے، قبائلی علاقوں میں یہ مالی امداد 45,000 روپے تک دی جاسکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسالوں تک لگا تار سالانہ امداد فراہم کی جاتی ہے۔ یہ رقم کلبوں کے اپنے وسائل، عوام کے ذریعے رضا کارانہ اشتراک یا ریاستی حکومتوں کے ذریعے پوری کی جاتی ہے۔

یوتھ کلبوں کو مالی امداد

اس اسکیم کا اہم مقصد نئے قائم ہوئے کلبوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے جس سے وہ قومی ترقیاتی پروگراموں میں سرگرم طور پر شامل ہوں۔ یہ اسکیم یوتھ کلبوں کو ملک سے باہر حصہ لینے اور اپنے سماج میں اپنی پہچان بنانے میں مدد کرتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت عام علاقوں میں ہر ایک یوتھ کلب کو 10,000 روپے کی مالی امداد حاصل ہوتی ہے جب کہ قبائلی علاقوں میں 15,000 روپے کی۔ یہ مالی امداد ان یوتھ کلبوں کو ملتی ہے جو سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ یا متعلقہ ریاست ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہوتے ہیں سال 2001-2002 میں نہرو یووا کیندر سنگٹھن نے 314 یوتھ کلبوں کو مدد فراہم کی ہے۔

یوتھ ترقیاتی مراکز کی اسکیم

ترقیاتی کاموں میں دیہی نوجوانوں کی حصہ داری کی حوصلہ افزائی کے لیے یہ نئی اسکیم 95-1994 میں بنائی گئی جس میں 10 گاؤں کا ایک گروپ بنا کر کام ہوتا ہے۔ یہ مرکز نوجوانوں کو معلومات فراہم کرنے اور ذرائع مہیا کرانے کا مرکز ہے۔ ان مراکز کے لیے زمین پنچایت مہیا کرتی ہے۔

ہر مرکز کو یکمشت مالی امداد 30,000 روپے سے زیادہ کی نہیں ملتی جو مرکز کو ضروری ساز وسامان، کھیل کے سامان، ریڈیو اور ٹی وی/وی سی آر وغیرہ کے لیے ملتی ہے۔ ہر ایک مرکز ایک یوتھ کمیٹی کے ذریعے چلایا جاتا ہے جو متعلقہ گاؤں کے نوجوانوں کے ذریعے بنتی ہے۔ کاموں اور رکھ رکھاؤ کا خرچ کمیٹی اٹھاتی ہے۔ یہ اسکیم نہرو یووا کیندر سنگٹھن کے ذریعے لاگو ہوتی ہے۔ دسویں پنج سالہ منصوبے کے تحت 500 یوتھ ترقیاتی مراکز کو دیہی انفارمیشن ٹکنالوجی مراکز کے طور پر گریڈ اونچا کرنے کا فیصلہ لیا گیا۔

یوتھ سرگرمیوں اور تربیت کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے مالی امداد دینے کی اسکیم

نوجوانوں کی سرگرمیوں اور تربیت کی حوصلہ افزائی سے متعلق اسکیم کے درج ذیل تین ذیلی اجزا ہیں (a) پیشہ ورانہ تربیت (b) کاراندازی ترقی اور (c) نمائشیں ووکیشنل ٹریننگ پروگرام کا مقصد، نوجوانوں میں کاروباری تربیت کے ذریعے قیادت کی خوبیوں کو فروغ دینا ہے تاکہ نوجوان اپنی سرگرمیوں میں علم کی اشاعت کے مرکزی نقطے کے طور پر کام کرسکیں۔ دیہی نوجوان جو طالب علم نہیں ہیں، ان کو اس طرح سے تربیت فراہم کرکے ان کے رویے اور مہارت کو فروغ دیا جاسکتا ہے تاکہ وہ باصلاحیت شہری کے طور پر بہتر عمل انجام دے سکیں۔ ایسا کرکے دیہی نوجوانوں کو شہر کی طرف رخ کرنے سے روکا جاسکتا ہے۔ انھیں یہ

سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ زراعت اور دیگر دیہی پیشہ اتنا ہی فائدہ مند ہے جتنے شہروں کے دیگر پیشے۔ دیہی نوجوانوں میں جدید مہارت کی تخلیق کی جاتی ہے تاکہ گاؤں خود کفیل بن سکیں۔ نوجوانوں کو ان کے علاقے میں اپنے تربیتی مرکز قائم کرنے کے لیے ترغیب دی جاتی ہے۔ نوجوانوں کو تربیت کے دوران کاراندازی فروغ میں جدید تکنیک اور طریقوں کے سیکھنے پر زور دیا جاتا ہے۔

کاراندازی ترقیاتی پروگرام کے مقاصد: نوجوانوں میں کاراندازی فروغ کے عمل کی تفہیم پیدا کرنا اور کاراندازی فروغ کے لیے پروجیکٹوں منصوبہ بندی اور تعین کی سمت نوجوانوں کی مہارتوں کو فروغ دینا اس کا اہم مقصد ہے تاکہ وہ علاقائی ضرورتوں اور مانگ کی بنیاد پر مقامی مہارت وصلاحیت کا استعمال کرتے ہوئے اپنی چھوٹی گھریلو صنعت اکائی کو کامیابی کے ساتھ چلا سکیں۔ ایسا کرکے بے روزگار نوجوانوں کو انتظامی مہارت وصلاحیت سے لیس کیا جاتا ہے۔

نمائش پروگرام کے مقاصد: اس کا اہم مقصد قومی ترقی کے مختلف شعبوں میں نوجوانوں کی سرگرمیوں اور اشتراک کو تسلیم کرنا ہے، اس کا مقصد ملک کے مختلف حصوں کے نوجوانوں میں سیکولرزم اور قومی یکجہتی، کثرت میں وحدت اور وطن پرستی کے جذبے کی حوصلہ افزائی کرنا ہے تاکہ نوجوان ہندوستانی تہذیب، آزادی کے لیے کی جانے والی تحریک، ملک کے آئین، پنج سالہ منصوبوں، پنچایتی راج، کمزور طبقات کے لیے پروگراموں، ماحولیاتی تحفظ، آبادی کا استحکام اور فن وادب، تعلیم، زراعت، سائنس وٹکنالوجی کے میدان میں ہونے والی پیش رفت کے بارے میں اپنی فہم اور معلومات کو فروغ دے سکیں۔ اس کا مقصد نوجوانوں کو اپنی تعمیری اور صلاحیت کو مختلف شعبوں میں مظاہرے کے لیے ایک راہ مہیا کرنا ہے۔

اہلیت: اس اسکیم کے تحت ریاستی حکومتوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے انتظامیہ، تسلیم شدہ تعلیم ادارے، پولی ٹیکنک، یونیورسٹی، قومی خدمات اسکیم (NSS) کے علاقائی مرکز، کالج جس میں قومی خدمات اسکیم اکائیاں ہوں، نہرو یووا کیندر، بھارت اسکاؤٹ وگائیڈ کی اکائیاں، پنچایتی راج ادارے، غیر حکومتی رضا کار تنظیمیں، پبلک ٹرسٹ اور سنافع نہ کمانے والے مالی ادارے امداد کے لیے مجاز مانے جانے والے جو سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ یا اس کے مساوی کسی دیگر ریاست کے ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ انھیں مالی امداد کے لیے درخواست دینے کی تاریخ کو تین سال کا تجربہ ہونا ضروری ہے۔

نوجوانوں کی ترقی کے لئے راجیو گاندھی قومی انسٹی ٹیوٹ

یہ ادارہ سری پیرم بدور (تامل ناڈو) میں قائم کیا گیا ہے جو کہ پورے ملک میں نوجوانوں سے تعلق رکھنے والی سرگرمیوں کی نگرانی کرتا ہے۔ اور ان میں تال میل بھی پیدا کرتا ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ یہ ادارہ درج ذیل کام بھی کرے گا (1) نوجوان کے پروگراموں، پالیسیوں اور نفوذ کے بارے میں حکمت عملی طے کرنے کے لئے ایک ریسرچ ایجنسی اور تھنک ٹینک کے طور پر کام (2) نوجوانوں کے لئے کثیر پہلوئی پروگراموں کا فروغ (3) امور نوجوان شعبے میں اعلیٰ تعلیم کے لئے ایک ادارے کے طور پر کام (4) نوجوانوں کی ترقی سے متعلق اشاعت، اطلاعات دستاویزوں کے لئے ایک مرکز کے طور پر کام (5) ایک وسائل مرکز کے طور پر کام۔

نوجوانوں کے ہوسٹل

اندرون ملک سفر کرنے کے سلسلہ میں نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے نوجوانوں کے ہوسٹل (یوتھ ہوسٹل) تعمیر کئے جاتے ہیں تاکہ نوجوانوں کو اپنے ملک کی شاندار ثقافتی روایت کے بارے میں اور تجربہ حاصل ہو سکے۔ ان ہوسٹلوں کی تعمیر مشترکہ طور پر مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی جانب سے کی جاتی ہے۔ مرکزی حکومت تعمیر کا خرچ برداشت کرتی ہے اور ریاستی حکومت کی

جانب سے تیار زمین فراہم کی جاتی ہے اور مفت بجلی، پانی، داخلہ کی سڑکوں اور اسٹاف کوارٹروں کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔ ہوسٹلوں کو چلانے کے سلسلہ میں ہونے والے شروع کے اخراجات بھی ریاستی حکومتیں برداشت کرتی ہیں۔ اب تک 65 یوتھ ہوسٹلوں کی تعمیر ہو چکی ہے اور 18 یوتھ ہوسٹل زیر تعمیر ہیں۔

کھیل کود

قومی کھیل کود پالیسی

قومی کھیل پالیسی شروع میں 1984 میں بنائی گئی۔ کھیلوں کی حوصلہ افزائی کرنے اور عمدہ کارکردگی والے نوجوانوں کی ہمت افزائی کے لیے حکومت نے سال 2001 میں نئی قومی کھیل پالیسی کی ضابطہ بندی کی۔ اس کی خاص باتیں یہ ہیں: (i) کھیل کے لیے کھلی جگہ اور حصولیابیوں میں بہتری (ii) وسائل کا فروغ اور اس کا درجہ بڑھانا (iii) قومی کھیل فیڈریشنوں اور دوسرے مناسب اداروں کو امداد فراہم کرنا (iv) کھیل کو سائنٹفک اور کوچنگ فراہم کرنا (v) عورتوں، پسماندہ قبائیلوں اور دیہی نوجوانوں کی حصہ داری کی حوصلہ افزائی (vi) کھیلوں کے فروغ میں کارپوریٹ سیکٹروں کی شمولیت اور (vii) عوام میں بڑے پیمانے پر کھیلوں کے تئیں رجحان بڑھانا۔

اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا

حکومت ہند نے جنوری 1984 میں ہندوستانی کھیل اتھاریٹی کا قیام ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر کیا تھا۔ شروع میں اس کا مقصد 1982 میں 'ایشیاڈ' کے دوران دلی میں بنی کھیل کود کی بنیادی سہولیات کے کارگر رکھ رکھاؤ اور زیادہ سے زیادہ استعمال کو یقینی بنانا تھا۔ اب یہ ملک میں کھیلوں کی وسعت اور قومی و بین الاقوامی سطح پر کھیلوں میں خصوصی حصولیابی کے لئے کھلاڑیوں کی تربیت کی نوڈل ایجنسی بن گئی ہے۔ کھیلوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے چوٹی کی ایک ہی ایجنسی قائم کرنے کے مقصد سے یکم مئی 1987 کو نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فزیکل ایجوکیشن اینڈ اسپورٹس (ایس۔ این۔ آئی۔ پی۔ ای۔ ایس) کو اسپورٹس اتھاریٹی آف انڈیا میں ضم کر دیا گیا۔ اس کے نتیجے میں نیتاجی سبھاش قومی کھیل کود ادارہ (این۔ ایس۔ این۔ آئی۔ ایس) پٹیالہ اور بنگلور کلکتہ اور گاندھی نگر میں اس کے مراکز اور ترو،نت پورم کے لکشمی بائی قومی فزیکل ایجوکیشن اسکول بھی اسپورٹس اتھاریٹی آف انڈیا کے تحت آ گیا۔ اس کے 6 علاقائی مراکز بنگلور، گاندھی نگر، کلکتہ، چنڈی گڑھ، بھوپال اور امپھال میں ہیں۔ ان مراکز کو خصوصی مرکز کے طور پر فروغ دینے کی ایک اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس کا ایک ذیلی مرکز گوہاٹی میں ہے۔

SAI نے شلارو (ہماچل پردیش) میں ایک ہائی آلٹی ٹیوڈ ٹریننگ سینٹر (HATC) بھی چلایا ہے۔ SAI نے اپنے علاقائی مراکز کے ساتھ ساتھ اور ذیلی مراکز کھولنے کی تجویز رکھی ہے۔ یہ ذیلی مراکز ہیں۔ جبلپور (مدھیہ پردیش) لکھنؤ (اتر پردیش) ناگرکوئل (تملناڈ) اور ہزاری باغ (جھارکھنڈ) اسپورٹس اتھاریٹی آف انڈیا کے ذریعہ نیشنل اسپورٹس ٹیلنٹ کنٹسٹ، آرمی بوائز اسپورٹس کمپنی (اے۔ بی۔ ایس۔ سی)، SAI تربیتی مرکز (STC) اور سب جونیئر اور سینئر سطح پر مخصوص ایریا کھیل (SAG) جیسی اسکیموں کو چلایا جاتا ہے۔ SAI نے حال ہی میں اپنے سبھی علاقائی مراکز پر افضلیت مرکز قائم کیے ہیں۔ اسپورٹس اتھاریٹی آف انڈیا کے پاس خصوصی شعبوں میں کھیل کی حوصلہ افزائی کے لئے ایک اسکیم، قومی کوچنگ اسکیم ہے۔ اس کے علاوہ اسپورٹس اتھاریٹی آف انڈیا کئی مرکزی اسکیموں پر بھی عمل کرتا ہے۔ اس وقت ملک میں قومی کھیل ذہانت مقابلہ کے ذریعے اپنائے گئے 90 اسکول ہیں جن میں سات اکھاڑے بھی شامل ہیں، 24 نودیہ ودیالیہ اور 27 تعلیمی ادارے دیہی کھیلوں اور مارشل آرٹس کے ہیں۔ آٹھ ABSC مراکز، SAG 17 مراکز بھی ہیں جن میں دو ملحقہ مراکز ہیں STC 57 اور 8 افضلیت

مرکز ہیں۔نو دیہ ودیالیہ گاؤوں میں کھیلوں کی حوصلہ افزائی کا کام کرتے ہیں تا کہ دیہی اور نیم شہری علاقوں میں دیہی اور شہری بچوں کے درمیان کھیلوں کے حوالے سے متوازن رویہ اپنایا جا سکے۔یہ اسکیم کھلی جگہ میں ہونے والے کھیل اور کھلاڑیوں کی صلاحیت کو فروغ دینے کے لیے لاگو ہوئی ہے۔اس جامع کوشش کے تحت دیہی، ساحلی اور قبائلی علاقوں کو شامل کرنا اور چنے ہوئے لوگوں کی ساری ضرورتیں یعنی تربیت، سائنسی امداد، وسائل، بنیادی سہولیات، کھیل کے سامان، ساز وسامان و مقابلے کا اہتمام وغیرہ کیا جاتا ہے۔SAI کی قومی تربیتی اسکیم ریاست اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی کھیل کونسلیں کھلاڑیوں کو تربیت کے لیے ریاست اور شہری تربیت مراکز میں کوچ SAI اسکیم، قومی تربیتی کیمپ کا انعقاد اور NSNIS پٹیالہ میں کھیل میں تربیت کے لیے کورس کا بندوبست کرتی ہیں۔کسی نیشنل کالج آف فزیکل ایجوکیشن (LNCPE) فزیکل ایجوکیشن میں تدریسی انتظام اور تحقیقی عمل کا اہتمام کرنے والا ایک چوٹی کا ادارہ ہے۔SAI نے مرکزی حکومت کی اسکیم کے تحت کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کے لیے کئی وظائف لاگو کیے ہیں SAI نے دیہی کھیلوں کے علاوہ عورتوں اور شمال مشرق کے لیے بھی کھیل اسکیموں کو لاگو کیا ہے۔

لکشمی بائی نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فزیکل ایجوکیشن

لکشمی بائی نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فزیکل ایجوکیشن، جسے لکشمی بائی قومی فزیکل ایجوکیشن اسکول کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، کا قیام حکومت ہند نے 17 اگست 1957 کو کیا تھا۔یہ ادارہ گوالیار میں واقع ہے۔جہاں جنگ آزادی کی بہادر خاتون جھانسی کی رانی لکشمی بائی نے اپنی زندگی کی قربانی دی تھی۔فزیکل ایجوکیشن اور کھیل کے لیے کی گئی کوششوں کو دیکھتے ہوئے 1995 میں اس ادارے کو یونیورسٹی کے مساوی ہونے کا درجہ دیا گیا۔

ادارے کے کل مدتی کورس مندرجہ ذیل ہیں (1) فزیکل ایجوکیشن ڈگری (3 سالہ ڈگری نصاب) (2) فزیکل ایجوکیشن میں ماسٹر (دو سالہ ڈگری، پوسٹ گریجویٹ) (3) جسمانی تعلیم میں ماسٹر ڈگری (موسم گرما 3 سالہ ڈگری کورس) ملازمت پیشہ اساتذہ کے لئے (4) فزیکل ایجوکیشن میں ایم فل۔(ایک سالہ نصاب)۔انسٹی ٹیوٹ سابق فوجیوں کے لیے فزیکل ایجوکیشن میں تربیتی پروگرام اور فزیکل ایجوکیشن ٹیچروں کے لیے ریفریشر/رہنمائی کورس بھی چلاتا ہے۔ادارے میں غیر ملکی طلبا بھی ہیں۔ابھی تک کامیاب ہو کر نکلے گریجویٹ، پوسٹ گریجویٹ، ایم فل اور پی ایچ ڈی طلبا کی تعداد علی الترتیب 3,394، 1,809، 244 اور پانچ ہیں۔

کھیل کود کا ڈھانچہ تیار کرنے کے لئے امداد

مرکزی حکومت کی جانب سے ریاستی حکومتوں اور کھیل کود کی ریاستی کونسلوں وغیرہ کو کھیل کود کا ڈھانچہ تیار کرنے اور اسے بہتر بنانے میں تعاون دیا جاتا ہے۔اسٹیڈیم، سوئمنگ پول، جمنازیم اور اسپورٹس کمپلیکس وغیرہ تعمیر کرنے کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے۔زیادہ تر مرکز اور ریاستوں کے درمیان 50:50 کی حصہ داری کی بنیاد پر امداد دی جاتی ہے۔پہاڑی اور قبائلی علاقوں کے لئے مرکزی امداد 75 فیصد تک ہوگی۔اس اسکیم کی توسیع ہونے کے بعد اس کا فائدہ ریاست/مرکز کے زیر انتظام، انتظامیہ کو ریاست/ضلع سطح کے کھیل کمپلکس بنانے میں دیا جاتا ہے۔مرکزی اسکول نوودے ودیالیہ کمیٹی ریاست/مرکز کے زیر انتظام علاقے بھی اپنے اسکولوں میں کچھ سہولتوں کو تیار کرنے/اصلاح کرنے کے لئے 5 لاکھ روپے تک کی امداد حاصل کرنے کے اہل ہیں۔اس اسکیم کے تحت "دیہی اسکولوں کے لیے امداد" جو کہ خاص کھیل اسکیم کی ذیلی اسکیم ہے کے تحت دیہی علاقوں میں قائم اسکولوں کے کھیل ساز وسامان کی خرید اور کھیل کے میدانوں کے فروغ کے لیے زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ لاکھ روپے کی مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

سنتھیٹک ٹریک رمصنوعی میدانوں کے لئے امداد

مرکزی حکومت نے ہاکی کے لئے مصنوعی سطح اور والی بال باسکٹ بال اور ٹینس وغیرہ کے لئے مصنوعی سنتھیٹک ٹریک لگائے ہیں۔ اسے دیکھتے ہوئے مرکزی حکومت نے اب ہاکی سرفیس اور ایتھلیٹکس ٹریک پر ہی اپنا دھیان مرتکز رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے مطابق مصنوعی ٹریک بچھانے رہاکی کے لئے میدان بچھانے یا پرانے ٹریک یا سطح کو پھر سے بچھانے کے لئے مرکزی امداد کی کل لاگت کا 50 فی صد یا ایک کروڑ روپے یا جو رقم کم ہو مقرر کی گئی ہے۔

یونی ورسٹی سیکٹر میں کھیل کود کا فروغ

یونی ورسٹیوں اور ڈگری کالجوں میں کھیلوں کو بڑھاوا دینے کے لئے مالی امداد دینے کی اسکیم کے تحت یونیورسٹیوں رڈگری کالجوں کو کھیل کے میدانوں کے فروغ، انڈور اسٹیڈیم رسہولت کی تعمیر کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے۔ خصوصی درجے کی ریاستوں میں امداد کا تناسب 75:25 ہوتا ہے جب کہ دیگر ریاستوں میں زیادہ سے زیادہ حد میں یہ تناسب 50:50 ہے۔ کھیل سے متعلق ساز و سامان کی خرید کے لئے بھی مدد دی جاتی ہے۔ جس کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم 3 لاکھ روپے ہے۔ ہندوستانی یونیورسٹی یونین کو بھی کھلاڑیوں کے کوچنگ رتربیت کیمپ کا انعقاد کرنے، بین یونیورسٹی ٹورنامنٹوں و غیر ملکی ٹورنامنٹوں میں حصہ داری کے لئے امداد فراہم کرائی جاتی ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد ٹرافی

مولانا ابوالکلام آزاد ٹرافی کا قیام 57-1956 میں رننگ ٹرافی کے طور پر کیا گیا۔ یہ سالانہ ایوارڈ یونی ورسٹی کے کھیلوں کے سبھی میدانوں میں اچھے مظاہرہ کے لیے دیا جاتا ہے۔ جیتنے والے کو ٹرافی کی نقش ثانی اور دو لاکھ روپے نقد انعام دیے جاتے ہیں جن کا استعمال کھیل کے ساز و سامان کے لیے ہوتا ہے۔

خواتین کے لئے کھیل کی تقاریب

1975 میں عورتوں کے لئے کھیل کود کا قومی میلہ شروع کیا گیا تھا۔ اسپورٹس اتھاریٹی آف انڈیا کے ذریعہ منعقد قومی کھیل تقاریب میں بلاک، ضلع، ریاست مرکز کے زیر انتظام علاقے و قومی سطح پر ذہانت کی تلاش کی جاتی ہے۔ ہر بلاک و ہر ضلع کو علی الترتیب 1,000 روپے اور 3,000 روپے کی شرح سے مالی امداد دی جاتی ہے اور ریاستی سطح کے ٹورنامنٹ کے لیے بڑی ریاستوں کو 10,000 روپے اور چھوٹی ریاستوں کو 5,000 روپے دیے جاتے ہیں۔

کھیل کود کے لئے اسکالر شپ

سال 71-1970 میں شروع اسپورٹ ٹیلنٹ سرچ اسکالر شپ اسکیم اب کھیل اسکالر شپ اسکیم کی شکل میں آ گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت قومی سطح، ریاستی سطح اور یونیورسٹی/ کالج سطح پر علی الترتیب 600 روپے، 450 روپے اور 750 روپے ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ خاص اسکالر شپ بھی دی جاتی ہیں، جس کے تحت سینئر خواتین چیمپئن کو 1,000 روپے فی ماہ، اسپورٹس کوچنگ میں ڈپلومہ کر رہی عورتوں کو فی نصاب کے لیے 6,000 روپے تک ایم۔فل، پی۔ایچ۔ڈی کر رہی عورتوں کے لیے سالانہ 6,000 روپے کی رقم جاری کی جاتی ہے۔ اسکالر شپ کی اس شرح پر نظر ثانی کی جا رہی ہے اور اس میں اضافے کی تجویز ہے۔

کھیل سرگرمیوں کے فروغ کے لئے حوصلہ افزائی

بین الاقوامی کھیل مقابلوں میں تمغہ جیتنے والوں اور ان کو چوں کو نقد انعام: بین الاقوامی کھیل کود کے مقابلوں میں تمغہ جیتنے والوں اور ان کے کوچوں کو اور کھیل کو کیریر کے طور پر اختیار کرنے کے لئے نوجوان نسل کو آمادہ کرنے بہتر کھلاڑیوں کو اور زیادہ کامیابیاں حاصل کرنے کے لئے آمادہ کرنے کے لئے 1986 میں خصوصی انعامات کی اسکیم شروع کی گئی تھی۔ بین الاقوامی مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے والے کھلاڑیوں اور کوچوں کو بھی یہ انعامات دیئے جاتے ہیں۔

لائق کھلاڑیوں کو پنشن: لائق کھلاڑیوں کو پنشن 1994 میں شروع کی گئی اس اسکیم کے تحت اولمپک، ورلڈ کپ، ورلڈ چمپئن شپ یا ایشیائی اور دولت مشترکہ کھیلوں میں گولڈ میڈل جیتنے والے کھلاڑیوں کو پنشن دی جاتی ہے۔ اولمپک کھیلوں کے میڈل جیتنے والوں اور ورلڈ کپ اور ورلڈ چمپئن شپ میں گولڈ میڈل جیتنے والوں کو 2,500 ماہانہ اور ورلڈ کپ رورلڈ چمپئن شپ کے سلور اور کانسے کے تمغوں کو جیتنے والے اور ایشیائی کھیلوں اور دولت مشترکہ کھیلوں کے گولڈ میڈل جیتنے والوں کو 2000 روپے ماہانہ پنشن 30 سال کی عمر ہو جانے پر دی جاتی ہے جو تاحیات جاری رہتی ہے۔

اسکولوں میں کھیلوں کی حوصلہ افزائی: یہ اسکیم 1986 میں شروع کی گئی جس کا مقصد اسکولوں میں کھیلوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ اسکولی بچوں میں کھیلوں کے لئے دلچسپی پیدا کرنے اور مختلف سطح پر اور زیادہ زور دینے کے مقصد سے یہ اسکیم تیار کی گئی ہے۔ ریاستی سطح پر مقابلوں کے انعقاد کے لئے ریاستی حکومتوں کو دو لاکھ روپے کی مالی امداد ملتی ہے۔ اور ہر ضلع میں بین اسکولی مقابلوں کے لیے بھی 50,000 روپے کی مالی امداد دی جاتی ہے۔ اس اسکیم پر نظر ثانی کی جارہی ہے۔

کھلاڑیوں کی بہبود کے لئے قومی فنڈ

حکومت ہند نے 1982 میں کھلاڑیوں کی بہبود کے لئے قومی فنڈ قائم کیا تھا۔ اس کا خاص مقصد ان کھلاڑیوں کی مدد کرنا ہے جو اب کھیلوں میں سرگرمی سے حصہ نہیں لیتے اور مشکل سے زندگی جی رہے ہیں۔ مالی امداد عام طور پر ماہانہ پنشن کی شکل میں دی جاتی ہے جو ڈھائی ہزار روپے تک ہوتی ہے۔ ان کے علاج کے لئے مالی امداد بھی دی جاتی ہے۔ کھیلوں میں حصہ لینے کے دوران جب کھلاڑیوں کو سنگین نوعیت کی یا مہلک چوٹ لگ جاتی ہے ان کی بھی مدد کی جاتی ہے۔

دیہی کھیل پروگرام

یہ اسکیم اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا (SAI) کے ذریعے چلائی جاتی ہے۔ اس میں دیہی علاقوں، بلاک، ضلع، ریاست اور قومی سطح پر ٹورنامنٹ کے بندوبست کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔

اس میں شمال مشرقی علاقوں کے لیے شمال مشرقی کھیل تقریب کے انعقاد پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔ اس کے تحت بلاک، ضلع، ریاست رمرکز کے زیر انتظام علاقے اور قومی سطح پر سرگرمیوں کے مقابلے ہوتے ہیں۔ جس کے لئے ہر ایک سرگرمی کے انعقاد کے لیے ریاستی حکومتوں کو 30,000 روپے اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو 15,000 روپے کی مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ SAI کو مختلف ریاستوں میں تربیت وار طریقے سے ٹورنامنٹ کے انعقاد پر ہر سرگرمی کے لیے دو لاکھ روپے فراہم کیے جاتے ہیں۔ شمال مشرقی کھیل تقاریب کے لیے SAI کو سالانہ ٹورنامنٹوں کے لیے 15 لاکھ روپے تک کی رقم فراہم کی جاتی ہے۔

ہونہار کھلاڑیوں اور معاون عملہ کو امداد

اس اسکیم کے ترجیحی شعبوں میں قومی ریکارڈ بنانے والے کھلاڑیوں یا ایشین/دولت مشترکہ/اولمپک/عالمی چمپین شپ میں

میڈل جیتنے والے، کھلاڑیوں کو کوچنگ، ساز و سامان، قومی، بین الاقوامی مقابلوں میں شرکت وغیرہ کے لیے ہر سال 5 لاکھ روپے تک کی امداد دی جاتی ہے۔ یہ امداد طویل مدتی ہوتی ہے۔ کوچ، اسپورٹ سائنٹسٹ اور دیگر کھلاڑیوں کو بھی امداد دی جاتی ہے تا کہ وہ اپنی مہارت بڑھا سکیں اور بین الاقوامی سطح پر بہتری حاصل کرنے کے لیے ہونہار کھلاڑیوں کو بھی تعاون فراہم کریں۔

قومی کھیل فیڈریشنوں کو مالی تعاون

وزارت 64 تسلیم شدہ کھیل فیڈریشنوں کو سب جونیئر، جونیئر اور سینئر سطح پر قومی کھیل مقابلوں کے انعقاد کے لیے علی الترتیب تین لاکھ، 4 لاکھ اور 2 لاکھ روپے کی شرح سے مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ بین الاقوامی کھیل ٹورنامنٹ/چیمپئن شپ میں شرکت کے لیے ترجیح اور عام درجات کے لیے کھیل سرگرمیوں کو بھی مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

قومی اسپورٹس ترقیاتی فنڈ

کھیلوں کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت، کارپوریشنوں، نجی سیکٹر اور انفرادی طور پر مالی وسائل اکٹھا کرنے کے لئے اس قومی فنڈ کا قیام عمل میں آیا ہے۔ 1999-1998 کے دوران وزارت نے اس میں دو کروڑ روپے کا اشتراک کیا اور 2001-2000 میں اس کے لیے ایک کروڑ روپے کے بجٹ کا اہتمام ہے۔

ارجن ایوارڈ

1961 میں ممتاز کھلاڑیوں کی خدمت کے اعتراف کے لئے ارجن ایوارڈ شروع کیا گیا۔ حکومت نے حال ہی میں اس اسکیم میں ترمیم کی ہے جس کے مطابق کھیلوں اور گیم میں غیر معمولی کارکردگی کے لیے ارجن ایوارڈ حاصل کرنے کی صلاحیت اس طرح ہوتی ہے: کھلاڑی کا پچھلے تین لگاتار سالوں میں بین الاقوامی سطح پر اچھا مظاہرہ رہا ہو اور جس سال اسے ایوارڈ کے لیے چنا گیا ہے اس سال بھی اس کا عمدہ مظاہرہ اور ساتھ ہی ساتھ قائدانہ صلاحیت، کھیل جذبہ، اور ڈسپلن پسندی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ یہ ایوارڈ ارجن کی کانسہ کی ایک مورتی، ایک توصیفی سند، تین لاکھ روپے نقد اور تقریب کے خاص لباس پر مشتمل ہے۔ 2001 سے ارجن ایوارڈ درج ذیل طرح کے کھیلوں کے زمرے میں ملتا ہے (i) اولمپک کھیل/ ایشین کھیل/ دولت مشترکہ کھیل/ عالمی کپ/ عالمی چیمپئن شپ اور کرکٹ (ii) دیسی گیم (iii) معذوروں کے لیے کھیل۔

راجیو گاندھی کھیل رتن ایوارڈ

راجیو گاندھی کھیل رتن ایوارڈ 92-1991 میں کسی کھلاڑی یا ٹیم کے ذریعے کھیل کے شعبے میں ایک سال میں سب سے زیادہ شاندار اور عمدہ مظاہرے کے لیے دیا جاتا ہے۔ یہ ایوارڈ ایک ہی ہوتا ہے اور اس کے تحت ایک میڈل، ایک توصیف نامہ اور پانچ لاکھ روپے کا نقد ایوارڈ دیا جاتا ہے۔

درونا چاریہ ایوارڈ

یہ ایوارڈ 1985 میں شروع کیا گیا۔ یہ ایوارڈ ان کامیاب و ممتاز کوچوں کو دیا جاتا ہے جن کا کھلاڑی یا ٹیم کو بین الاقوامی سطح پر عمدہ مظاہرہ کرانے میں تعاون ہوتا ہے۔ انعام یافتہ کوچ کو گرو درونا چاریہ کی مورتی ایک توصیف نامہ، تقریب لباس اور تین لاکھ روپے کا نقد انعام دیا جاتا ہے۔

کھیل اور گیم میں تا زندگی حصولیابی کے لیے دھیان چند ایوارڈ

سال 2002 میں کھیل میں تا حیات حصولیابی کے لیے دھیان چند ایوارڈ قائم کیا گیا۔ یہ ایوارڈ ان کھلاڑیوں کے لیے ہے جنھوں نے کھیل میں عمدہ مظاہرہ کیا ہے اور کھیل سے فارغ ہونے کے بعد بھی اس کے ترقیاتی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اس ایوارڈ میں ڈیڑھ لاکھ روپے، ایک دھات کا تمغہ اور ایک توصیف نامہ ملتا ہے۔

بین الاقوامی تعاون

دولت مشترکہ یوتھ پروگرام

دولت مشترکہ میں نوجوان مردوں اور عورتوں کی نشو ونما کو بڑھاوا دینے کے مقصد سے دولت مشترکہ نوجوان پروگرام (سی۔ وائی۔ پی) 1974 میں شروع ہوا۔ اس کے اہم مقاصد ہیں: قومی ترقی کے عمل میں نوجوانوں کے اشتراک کی حوصلہ افزائی وتائید، اقتصادی، سماجی وثقافتی فروغ میں نوجوانوں کے ذریعہ کیے جانے والے اشتراک کو تسلیم کرنا، بے روزگاری کو دور کرنے کے لئے تعمیری سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی اور نوجوانوں کو بین الاقوامی سوجھ بوجھ کے مواقع فراہم کرنا۔ کامن ویلتھ نوجوان پروگرام ہیڈ کوارٹر کامن ویلتھ سکریٹریٹ لندن میں ہے۔ اور اس کے چار علاقائی مراکز میں ایک چنڈی گڑھ ہے، جو ایشیائی علاقوں کے لئے ہے۔ پروگرام کو مالی تعاون ممبر ممالک دیتے ہیں۔ 2002-2003 میں دولت مشترکہ نوجوان پروگرام میں ہندوستان کا اشتراک 67.12 لاکھ روپے تھا۔

بین الاقوامی سطح پر نوجوانوں کے وفد کا تبادلہ

بین الاقوامی سطح پر نوجوانوں کے وفد کے ایک دوسرے کے یہاں آنے جانے سے نوجوانوں کو اپنے خیالات کو دوسرے ملکوں کے نوجوانوں کے سامنے پیش کرنے سے اچھے رشتوں کو بھی فروغ حاصل ہوتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت غیر ممالک کے ساتھ نوجوان وفد کے آنے جانے سے متعلق نوجوان پروگراموں، کانفرنسوں، میٹنگوں اور سیمینار وغیرہ میں حصہ لینے کا موقع ملتا ہے۔

اقوام متحدہ کی رضا کار اسکیم

یہ اسکیم یونائیٹڈ نیشن ڈیولپمنٹ پروگرام (یو این ڈی پی) کی ہے۔ 1970 میں جب سے یہ اسکیم شروع ہوئی ہے۔ ہندوستان اس میں حصہ لے رہا ہے۔ اس اسکیم کے تحت مختلف ترقی پذیر ممالک میں پیشہ ورانہ طور پر ماہرین کو ان کے ترقیاتی پروگراموں میں مدد کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ جنوبی افریقہ، ایشیا، پیسفک، وسطی ولیٹن امریکا، کیربیائی، CIS بالٹک ممالک اور مغربی ایشیاء کے 143 ملکوں میں چلائی جارہی ہے۔ اس کے تحت رضا کاروں کو 560 سے 2,200 امریکی ڈالر گذارہ الاؤنس کے طور پر دیے جاتے ہیں۔ انھیں ضروری ساز وسامان اور مقامی ٹرانسپورٹ کی سہولت مہیا کرائی جاتی ہے۔ ہیلتھ کو اور لائیف انشورنس بھی فراہم کرایا جاتا ہے۔ یو این ڈی ایف کے خصوصی رضا کار فنڈ میں بھارت بھی اپنا حصہ ادا کرتا ہے۔ اور اس کا سالانہ اشتراک 15 ہزار امریکی ڈالر ہے۔ یو این ڈی پی نے 2001 کو رضا کاروں کا سال قرار دیا ہے۔

29۔ ریاستیں اور مرکزی علاقے

آندھراپردیش

رقبہ	2,75,045 مربع کلومیٹر،	آبادی	7,61,11,5243
راجدھانی۔	حیدرآباد،	اہم زبانیں۔	تیلگواوراردو

تاریخ اور جغرافیہ

آندھراپردیش کا ذکر سب سے پہلے دو ہزار قبل مسیح کے ایتریا برہمن میں ملتا ہے۔اس کے مطابق آندھراپردیش کے باشندے اصلاً شمالی بھارت کے رہنے والے آریا تھے جو وندیا پہاڑ کے جنوب میں بس گئے اور بعد میں غیر آریائی لوگوں میں مل گئے۔مورخین کے مطابق آندھراپردیش کی باقاعدہ تاریخ 236 ق م سے شروع ہوتی ہے۔اسی سال اشوک اعظم کی موت واقع ہوئی تھی۔اس کے بعد کئی صدیوں تک ستواہن، شک، اکشواکو، مشرقی چالکیہ اور کاکاتیہ حکمرانوں نے اس تیلگو ملک پر حکومت کی۔ آندھراپردیش پر حکومت کرنے والے دوسرے حکمرانوں میں وجے نگر اور قطب شاہی کے علاوہ نظام کے نام سے مشہور میر قمرالدین اور ان کی نسل کے لوگوں کے نام شامل ہیں۔سترہویں صدی کے بعد رفتہ رفتہ انگریز حکمرانوں نے نظام کے علاقوں کو اپنی حکومت میں شامل کرلیا اور ایک صوبہ مدراس کے نام سے قائم کیا۔آزادی کے بعد تیلگو زبان والے علاقے کو مدراس پریسیڈنسی سے علیحدہ کیا گیا اور یکم اکتوبر 1953 کو نئی ریاست آندھراپردیش بنائی گئی۔ریاستوں کی تنظیم نو سے متعلق قانون کی منظوری کے بعد 1956 میں حیدرآباد اور آندھرا کے انضمام کے بعد آندھراپردیش کے نام سے یہ صوبہ وجود میں آیا۔آندھراپردیش کے شمال میں اڑیسہ اور مدھیہ پردیش، مغرب میں مہاراشٹر اور کرناٹک، جنوب میں تمل ناڈو اور مشرق میں خلیج بنگال ہے۔اس کے سمندری ساحل کی لمبائی تقریباً 974 کلومیٹر ہے۔

زراعت

آندھراپردیش کے 62 فی صد عوام کا خاص پیشہ زراعت ہے۔ریاست میں دھان کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے اور یہاں کے لوگوں کی پسندیدہ خوراک بھی چاول ہی ہے۔ساری فصلوں کی پیداوار کا تقریباً 77 فی صد تقریباً دھان ہوتا ہے۔دوسری اہم فصلوں میں جوار، باجرا، مکی، تل، کنگنی، دالیں، تمباکو، ارنڈی، کپاس اور گنا وغیرہ شامل ہیں۔ریاست کے 23 فیصد علاقے میں جنگلات ہیں۔جنگلوں کی اہم پیداوار ہیں ٹیک، سفیدہ، کاجو، بانس وغیرہ۔

آبپاشی

ریاست میں آبپاشی کے اہم پراجکٹوں میں ناگارجن ساگر پراجیکٹ، پنارڈیلٹا سسٹم، گوداوری ڈیلٹا سسٹم، کرشنا ڈیلٹا سسٹم، تنگ بھدرا پروجکٹ HLC (مرحلہ 1)، سرآرتھر کارٹن بیراج، تنگ بھدر نچلی سطح نہر، کرنول کڈپہ نہر، قدم پروجیکٹ کڈپہ کنال،

راجولی باندا ڈائیورزن اسکیم، نظام ساگر، پوتھرلنکا پروجیکٹ شامل ہیں۔ دیگر زیر عمل پروجیکٹ سری رام ساگر، واسم دھارا، پروجکٹ مرحلہ I اور II، چگلنا ایل آئی اسکیم، تارا کراما کرشنا وینی ایل آئی اسکیم ویلی گونڈہ پروجکٹ سول شیلا پروجیکٹ، تیلگو گنگا پروجکٹ T.B.P.H.L.C مرحلہ II یولی وینڈلر برانچ کیتاہ کے۔سی۔سنہر جدید کاری پروجکٹ S.R.B.C رابطہ ہند نجیس ایل۔آئی اسکیم، گرو راگھویندر سوامی ایل آئی اسکیم اور سنگور پروجیکٹ۔وغیرہ ہیں۔ سال 02-2001 کے دوران رواں پراجیکٹوں پر 771 کروڑ روپے خرچ ہوئے جب کہ 03-2002 کے لیے 1,102 کروڑ مختص کیا گیا ہے۔ 01-2000 میں ریاست میں کل 45.28 لاکھ ہیکٹر میں آبپاشی ہوئی۔

آندھرا پردیش ملک کی پہلی ریاست ہے جہاں آبپاشی کے ذرائع کے انتظام میں کسانوں کو بھی حصہ دار بنایا گیا ہے۔ ریاست میں انتخابات کے ذریعے پانی استعمال کرنے والوں کی 9,922 تنظیمیں اور پانی تقسیم کرنے والوں کی 163 کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ 03-2002 کے دوران ان کو مفید ڈھنگ سے کام کرنے کے قابل بنانے کے لئے 142.90 کروڑ روپے دیے گئے۔

بجلی

ریاست کے اہم بجلی پراجیکٹوں میں ناگارجن اور نیلم سنجیوا ریڈی ساگر (شری سیلم پن بجلی پراجیکٹ)، اوپری سلیرو، زیریں سلیرو، تنگ بھدر پن بجلی پراجیکٹ، نیلور، راما گنڈم، کوتھا گنڈم، وجے واڑہ اور مدانور حرارتی بجلی پراجیکٹ وغیرہ شامل ہیں۔

770 میگاواٹ صلاحیت والا سری سیلم پن بجلی پراجیکٹ اور 960 میگاواٹ صلاحیت والا ناگارجن ساگر پراجیکٹ ریاست میں پن بجلی کے اہم ذرائع ہیں۔ 1,260 میگاواٹ صلاحیت والا وجے واڑہ حرارتی بجلی گھر اور 1,180 میگاواٹ صلاحیت والا کوتھا گنڈم حرارتی بجلی گھر حرارتی بجلی کے اہم ذرائع ہیں۔ کوئلے پر منحصر ایک ہزار میگاواٹ کا سمہادری حرارتی بجلی گھر کا مقصد پورے آندھرا پردیش میں بجلی کی ضرورت پوری کرنا ہے۔

صنعتیں اور معدنیات

حیدرآباد اور وشاکھا پٹنم کے آس پاس مختلف بڑی صنعتوں میں مشینی اوزار، تالیفی دوائیں بجلی، بھاری مشینیں، کھاد، الیکٹرانک سامان، ہوائی جہازوں کے کل پرزے، سمینٹ اور سمینٹ سے بننے والی اشیاء کیمیائی سامان، اسبسٹس، کانچ اور گھڑیاں وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں آندھرا پردیش میں اچھی قسم کے کرسیولائٹ لسبیاس کے بڑے ذخیرے موجود ہیں۔

اس کے علاوہ یہاں تانبا، مینگنیز، ابرک، کوئلہ اور چونا پتھر جیسی اہم معدنیات کی پیداوار بھی ہوتی ہے۔ میگنیز پیدا کرنے میں اس ریاست کا دیش میں چھٹا اور ابرک اور چونا پتھر پیدا کرنے میں دوسرا مقام ہے۔ پورے جنوبی بھارت میں سنگرینی کوئلہ کانوں سے کوئلے کی سپلائی ہوتی ہے۔

31 مارچ 2002 تک ریاست میں 3,111 بڑے اور اوسط درجے کی صنعتیں ہیں جن پر مجموعی طور پر 43,317 کروڑ روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ ان صنعتوں میں 8,02,878 افراد کو روزگار ملا ہوا ہے۔ ان کے علاوہ ریاست میں 3,29,444 چھوٹی اور بہت چھوٹی صنعتوں میں 2,707.53 کروڑ روپے کا سرمایہ لگا ہوا ہے۔ اور ان صنعتوں میں 28,09,648 افراد کو روزگار ملا ہوا تھا۔

ٹکنالوجی

ریاستی حکومت حیدرآباد میں انڈین انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیشن ٹکنالوجی (IIIT) کو بھی فروغ دے رہی ہے۔ IIIT، 4 سالہ انڈر گریجویٹ اور 2/3 سالہ پوسٹ گریجویٹ پروگرام پیش کرتی ہے IBM، Oracle سگنل سسٹم اور موٹرولا نے اپنے کارپوریٹ اسکول قائم کیے ہیں۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

مارچ 2002 تک آندھرا پردیش سے ہوکر گزرنے والی قومی شاہراہوں کی لمبائی 4,104 کلومیٹر تھی اور ریاستی شاہراہوں کی لمبائی 60,453 کلومیٹر تھی۔ ریاست میں پنچایتی راج سڑکوں کی لمبائی 1,03,814 کلومیٹر ہے۔

ریلوے

آندھرا پردیش کے تقریباً 5,085 کلومیٹر طویل ریل راستوں میں 4,362 کلومیٹر بڑی لائنیں اور 686 کلومیٹر گیج اور 37 کلومیٹر چھوٹی لائنیں ہیں۔

ہوائی خدمات

آندھرا پردیش میں اہم ہوائی اڈے حیدرآباد میں تیروپتی اور وشاکھاپٹنم میں ہیں۔ حیدرآباد ہوائی اڈے سے بین الاقوامی پروازیں ہوتی ہیں۔

بندرگاہیں

آندھرا پردیش کی سب سے اہم بندرگاہ وشاکھاپٹنم ہے۔ ان کے علاوہ کاکی ناڑہ، مچھلی پٹنم، نیساپور، بھمیونی پٹنم، کرشنا پٹنم، واڈارلیوواا ور کالنگا پٹنم میں چھوٹی بندرگاہیں ہیں۔

سیاحتی مقامات

آندھرا پردیش کے اہم سیاحتی مقامات میں حیدرآباد کا چار مینار، سالار جنگ میوزیم اور گولکنڈہ کا قلعہ، وارنگل کا ہزار ستونوں والا مندر اور قلعہ، یادارگری گٹا کا شری لکشمی نرسمہا سوامی مندر، ناگارجن کونڈا بودھ استوپ، ترومالا تروپتی، کا شری وینکٹیشور مندر سری سیلم کا شری ملک ارجن سوامی مندر، وجے واڑا کا کنک درگا مندر، اناورم شری ستیہ نارائن سوامی مندر، سمہنگا چلم میں شروراہ نرسنگھ سوامی مندر، بھدرا چلم میں شری سیتارام مندر اور ہارسلے پہاڑیاں اور اراکو گھاٹی وغیرہ شامل ہیں۔ حیدرآباد کے حسین ساگر جھیل میں بدھ پرنیا پراجیکٹ کے تحت تیلگو کی 33 مشہور شخصیتوں کے آدم قد مجسمے نصب کئے گئے ہیں۔ اور جھیل کے وسط میں جبرالٹر چٹان پر مہاتما بدھ کا ساٹھ فٹ لمبا مجسمہ نصب کیا گیا ہے۔ یہ چٹان حیدرآباد اور سکندرآباد شہروں کو الگ کرتی ہے۔

حکومت

گورنر	:ایس۔ایس۔برنالا	چیف سکریٹری:	موہن کانڈا		
وزیراعلی:	:این چندرابابونائیڈو	چیف جسٹس:	اے۔ سی۔ لکشمن		
اسپیکر:	:کے۔ پرتبھا بھارتی	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	آندھراپردیش		

ضلعوں کی آبادی، علاقہ اور صدر دفاتر

نمبرشمار	ضلع	رقبہ (ہزار مربع کلومیٹر میں)	آبادی 2001(عارضی)	صدردفتر
1-	اعادل آباد	16.1	24,89,312	عادل آباد
2-	اننت پور	19.1	36,39,304	اننت پور
3-	چتور	15.2	37,37,437	چتور
4-	کڈپا	15.4	25,92,048	کڈپا
5-	مشرقی گوداوری	10.8	48,97,777	کاکی ناڈا
6-	گنٹور	11.4	44,55,445	گنٹور
7-	حیدرآباد	0.2	38,26,094	حیدرآباد
8-	کریم نگر	11.8	35,00,876	کریم نگر
9-	کھمم	16.0	25,69,158	کھمم
10-	کرشنا	18.7	41,81,071	مچھلی پٹنم
11-	کرنول	17.7	35,24,073	کرنول
12	محبوب نگر	18.4	35,09,182	محبوب نگر
13-	میڈک	9.7	26,63,783	سنگاریڈی
14-	نلگونڈا	14.2	32,45,400	نلگونڈا
15-	نیلور	13.1	26,65,009	نیلور
16-	پرکاسم	17.6	30,54,921	اونگول
17-	نظام آباد	8.0	23,39,459	نظام آباد
18-	رنگاریڈی	7.5	35,87,891	حیدرآباد
19-	شری کاکولم	5.8	25,31,752	شری کاکولم
20-	وشاکھاپٹنم	11.2	38,16,820	وشاکھاپٹنم
21-	وجے نگرم	6.5	22,43,354	وجے نگرم
22-	ورنگل	12.9	32,41,864	ورنگل
23-	مغربی گوداوری	7.7	37,99,213	ایلورو

اروناچل پردیش

رقبہ: 83743 مربع کلومیٹر
آبادی: 10,96,702 (2001 کی مردم شماری عارضی اوردو شمار)
اہم زبانیں: مونپا، میجی، آکا، شیرڈکپین، ہیشنگ اپاتانی، تاگن، ال میری، آدی، دگارو مسی، ایدو مشمی، خامتی میجو مشمی، نوکٹے، ٹنکسا اور وانچو
راجدھانی: ایٹانگر

تاریخ اور جغرافیہ

اروناچل پردیش کو پہلے نارتھ ایسٹرن فرانٹیر ایجنسی (نیفا) کے نام سے جانا جاتا تھا۔ شمال مشرق سرحدی ریاست اروناچل پردیش مغرب میں بھوٹان، شمال مشرق میں تبت، شمال میں چین اور مشرق میں میان مار کی بین الاقوامی سرحدوں سے متصل ریاست ہے۔ اور اندرون ملک یہ آسام اور ناگالینڈ ریاستوں کے سرحدوں پر واقع ہے۔ اس علاقہ میں چھوٹی پہاڑیاں اور پہاڑوں کا سلسلہ ہے جس کی اونچائی آسام کے میدانی علاقے کی طرف آتے ہوئے کم ہوتی جاتی ہے اور یہ کمینگ، سبال سیری، سیانگ، لوہت اور تراپ ندیوں کی وجہ سے کئی گھاٹیوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

اس علاقے کی تاریخ کا کوئی رکارڈ موجود نہیں مگر کچھ باتیں جو اب تک لوگوں میں چلی آرہی ہیں اور اس کے علاقہ پہاڑوں کے دامن میں پائی گئی کچھ اشیاء کی کھوج اور تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ یہ سامان تقریبا پہلی صدی عیسوی کے ہیں۔ تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ یہ علاقہ نہ صرف مشہور تھا بلکہ یہاں کے باشندوں کے تعلقات ملک کے بقیہ علاقوں کے لوگوں سے بھی گہرے تھے اس وقت کی اشیاء کی مقدار سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ برہمپتر ندی کے شمال ساحل سے لیکر پہاڑوں کے دامن تک کے علاقے میں ایسے افراد بستے تھے جو سیاسی، تہذیبی اور زندگی کے دوسرے شعبے میں کافی ترقی یافتہ تھے۔

شروعاتی ریکارڈوں اور دوسرے شواہد سے اروناچل پردیش اور آسام کے تعلقات اور اس علاقے پر اہوم راجا کے اثرات کا پتہ چلتا ہے۔ بہر حال اس علاقے میں حکومت کا باقاعدہ نظام آزادی کے بعد ہی نافذ ہوا۔ اروناچل پردیش کی جدید تاریخ 24 فروری 1826 کو ینڈابو معاہدے کے بعد آسام پر برطانوی حکومت سے شروع ہوتی ہے۔

1962 سے قبل یہ علاقہ عام طور پر شمال مشرق سرحدی ایجنسی (NEFA) کے نام سے جانا جاتا تھا اور قانونی طور پر یہ آسام کا ایک حصہ تھا۔ اس کی جنگی اہمیت کی وجہ سے 1965 تک اس علاقے کی نگرانی وزارت امور خارجہ کے ذریعہ ہوئی اور اس کے بعد آسام کے گورنر کے ذریعہ وہاں کی حکومت وزارت امور داخلہ کے قبضے میں رہی۔ 1972 میں اسے مرکز کے زیر انتظام علاقہ بنادیا گیا اور اس کا نام اروناچل پردیش رکھ دیا گیا۔ 20 فروری 1987 کو اسے بھارتیہ یونین کی 4 2ویں ریاست کا درجہ ملا۔

آبپاشی اور باغبانی

یہاں کے عوام کا اہم پیشہ زراعت ہے۔ یہاں کی معیشت میں جو ہمیشہ یہاں کی جھوم کھیتی پر منحصر ہے تبدیلی آتی گئی۔ اناج کی پیداوار 99-1998 میں 2,03,287 میٹرک ٹن ہوگئی۔ نقدی فصل جیسے آلو اور باغبانی کی فصلیں مثلاً سیب، سنترے اور اناس کی کھیتی کی حوصلہ افزائی کر کے یہاں کی زراعتی معیشت کو کثیر جہتی بنانے کے لئے اقدامات کئے گئے تھے۔

صنعت اور معدنیات

صنعت اور معدنیات کے شعبے میں اس ریاست میں تیزی سے ترقی ہوئی ہے۔ کوئلہ، تیل اور گیس، ڈولو مائٹ، چونا پتھر، گر یفائٹ، سنگ مرمر، سیسہ اور جستا جیسی معدنیات کے ذخیروں کا تحفظ اور ان کا پتہ لگانے کی خاطر یہاں 1991 میں اروناچل پردیش کی معدنیات کی ترقی اور تجارت سے متعلق کارپوریشن (APMDTCL) قائم کی گئی۔ چانگلینگ ضلع کے خاسانگ علاقے میں نامچک، نامفو دک کوئلے کی کانوں کا کام APMDTCL کے حوالے ہے۔

اروناچل پردیش میں ترقی کی پھر حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔ ریاست میں 18 اوسط درجے کی صنعتیں اور 5,224 چھوٹی صنعتی اکائیوں کا اندراج ہے۔ ان کے علاوہ سیمنٹ کا ایک چھوٹا پلانٹ، پھلوں کو ڈبہ بند کرنے کا ایک پلانٹ اور ایک سٹرونیلا تیل صاف کرنے کا کارخانہ ہے۔

آبپاشی اور بجلی

1998-99 تک 87,578 ہیکٹر رقبہ میں آبپاشی کا انتظام ہے۔ ریاست میں پانی سے بجلی تیار کرنے کے نہایت روشن امکانات ہیں۔ ریاست میں بجلی پیدا کرنے کی ریاست کی مجموعی صلاحیت 30,735 میگاواٹ ہے۔ ریاست کے 3,649 گاؤں میں سے 2,597 گاؤں کی برق کاری کی جا چکی ہے۔

ٹرانسپورٹ

اروناچل پردیش میں قومی شاہراہوں کی مجموعی لمبائی 330 کلومیٹر ہے۔

تیوہار

ریاست کے کچھ اہم تیوہاروں میں ادیسوں کا موپن اور سولنگ، موناپاؤں کے لوسار، ہل میریوں کے بوری بوٹ، اپاتانیوں کے ڈری، تانگسں کے سی دونیائی، ایدومشمیوں کے ریہہ، نیشنگوں کے نیوکم، نوکٹیوں کے چالولوکو وغیرہ اہم ہیں۔ زیادہ تر تیوہاروں میں جانوروں کی قربانی کا رواج ہے۔

سیاحتی مقامات

سیاحوں کی دلچسپی کے مراکز میں توانگ، دیرانگ، بوم ڈیلا، تیپی، ایٹانگر، مالی تھن، لیکا بالی، پاسی گھاٹ، الونگ، تیزو، میاؤ، رونگ، داپوریجو، نمداپھا، بھسمک نگر، پرشورام کنڈ اور کھونسا وغیرہ شامل ہیں۔

حکومت

گورنر	اروندڈوے		
وزیر اعلیٰ	مکٹ متھی	چیف سکریٹری	للت شرما
اسپیکر	تامیوتاگا	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار	گوہاٹی ہائی کورٹ

ضلعوں کی آبادی، رقبہ اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر دفتر
1	توانگ	2,172	34,705	توانگ
2-	مغربی کمانگ	7,422	74,595	بومڈیلا
3-	مشرقی کمانگ	4,134	57,065	سیپا
4-	پاپم پارے	2,875	1,21,750	ایٹانگر (یوپیا)
5-	نچلی سوبان سیری	10,135	97,614	زیرو
6-	اوپری سوبان سیری	7,032	54,995	داپوریزو
7-	مغربی سیانگ	8,325	1,03,575	الونگ
8-	مشرقی سیانگ	4,005	87,430	پاسی گھاٹ
9-	اوپری سیانگ	6,188	33,146	ینکلو ینگ
10-	دبانگ گھاٹی	13,029	57,543	انینی
11-	لوہت	11,402	1,43,478	تیزو
12-	چانگلانگ	4,662	1,24,994	چانگلانگ
13-	تراپ	2,362	1,00,227	کھونسا
14-	کیرنگ کوسے	NA	NA	لائینگ یانگئے

آسام

رقبہ	78,438 مربع کلومیٹر	آبادی۔	2,66,38,407
راجدھانی	دسپور	اہم زبان۔	آسامی

تاریخ اور جغرافیہ:-

کچھ ماہرین یہ مانتے ہیں کہ آسام کا لفظ سنسکرت کے لفظ اسم سے بنا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں بہت خوبصورت یا لافانی۔لیکن آج بیشتر ماہرین یہ مانتے ہیں کہ یہ لفظ بنیادی طور پر لفظ ''اہوم'' سے بنا ہے برطانوی حکومت میں ضم ہوجانے سے قبل لگاتار چھ سو برسوں سے بھی زیادہ عرصے تک اس زمین پر اہوم راجاؤں نے حکومت کی۔آسام میں تہذیب وتمدن کی ایک شاندار روایت رہی ہے درحقیقت آسام اپنی قدرتی خوبصورتی، تہذیب کی دولت اور اپنے انسانی وسائل کا ایک خوبصورت سنگم ہے۔ آسٹرک، منگول، دراوڑی اور آریائی جیسے مختلف قبائل کی آماجگاہ ہونے کی وجہ سے اس صوبے میں مشترک تہذیب کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔یہ سارے قبائل زمانہ قدیم سے اس پردیش کی پہاڑیوں اور گھاٹیوں میں وقتاً فوقتاً آکر بس گئے۔

پرانے زمانے میں آسام پراگ جیوتشا پور کے نام سے مشہور تھا بعد میں اس کا نام کام روپ پڑ گیا۔کام روپ صوبے کا قدیم ترین ذکر الہ آباد میں سمدر گپت کے شیلا لیکھ میں ملتا ہے اس شیلا لیکھ میں کام روپ کا ذکر ''پرتیفت'' یعنی سرحدی صوبے کے طور پر ملتا ہے جو گپتا حکومت کے تحت تھا اور گپتا حکومت کے ساتھ اس کے دوستانہ تعلقات تھے چین کا ایک بڑا عالم اور سیاح ہوئین سانگ تقریباً 743 میں راجا کمار بھاسکر ودمن کی دعوت پر کام روپ آیا۔اس نے کام روپ کا ذکر ''کامولوپا'' کے نام سے کیا ہے۔

گیارہویں صدی کے عرب مورخ البیرونی کی کتاب میں بھی ''کام روپ'' کا ذکر ملتا ہے۔اس طرح رزمیہ زمانے سے بارہویں صدی تک پورے آریاورت میں مشرقی سرحدی سلطنت کو پراگ جیوتش اور کام روپ کے نام سے جانا جاتا تھا۔ یہاں کے حکمراں خود کو پراگ جیوتش نریش کہا کرتے تھے۔

1228ء میں مشرق پہاڑیوں پر ''اہوم'' افراد کی آمد سے آسام کی تاریخ میں ایک نیا دور آیا۔انہوں نے تقریباً چھ سو سال تک آسام پر حکومت کی۔حکومت میں ہر طرف غیر یقینی حالات اور لڑائی جھگڑے پھیل جانے کے سبب ''اہوم'' حکمرانوں کی طاقت جب کم ہونے لگی تب مشرق سرحد سے برمی لوگ اس پردیش میں داخل ہوئے۔عین اسی وقت انگریز بھی وہاں پہنچے اور 1826 کے ''یان دابو'' معاہدے کے تحت برمی لوگوں نے آسام کو انگریزوں کے حوالے کر دیا۔

بھارت کے شمال مشرقی سرحد کی رکھوالی کرنے والا آسام جنگی نظریئے سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔یہ بھوٹان اور بنگلہ دیش سے متصل بھارت کی بین الاقوامی سرحدوں سے گھرا ہے۔اس کے بقیہ حصوں میں پہاڑی علاقے ہیں۔آسام کے شمال میں بھوٹان اور اروناچل پردیش،مشرق میں منی پور، ناگالینڈ اور اروناچل پردیش اور جنوب میں میگھالیہ، میزورم اور تری پورہ ہیں۔اس صوبے کے میدانی علاقوں کا موسم گرم ہے،جس میں نمی بھی ملی ہوئی ہے اور پہاڑی علاقوں کا موسم ٹھنڈا ہے۔

زراعت

آسام ایک زراعت پیشہ ریاست ہے اس ریاست کی تقریباً 80 فیصد آبادی زراعت پر منحصر ہے اور زراعت ہی یہاں کی معاشی ترقی کی بنیاد ہے۔صوبے کے عوام کی صلاحیت کا تقریباً 74 فیصد حصہ زراعت اور اس سے متصل کاموں پر خرچ ہوتا ہے یہاں کی خاص فصل چاول ہے نقدی فصلیں پٹسن، چائے، کپاس، تیلوں کے بیج، گنا، آلو وغیرہ ہیں۔صوبے کی باغبانی کی اہم فصلیں سنترا اور لیموں کی طرح کے دوسرے پھل کیلا، اناناس، سپاری، ناریل، امرود، لیچی، آم، کٹہل وغیرہ ہیں۔ان کی باغبانی چھوٹے پیمانے پر کی جاتی ہیں،ریاست میں تقریباً 39.44 لاکھ ہیکٹر زمین پر کھیتی ہوتی ہے۔ان میں سے 27.01 لاکھ ہیکٹر رقبے فیصد سے زیادہ زمین پر اناج کی فصلیں پیدا کی جاتی ہیں۔

جنگلات

آسام اپنے جنگلات اور مختلف قسم کے جانوروں اور پیڑ پودوں کے لئے مشہور ہے۔مارچ 1999 میں صوبے میں 20.24 لاکھ ہیکٹر زمین پر جنگلات تھے جن میں 17.42 ہیکٹر زمین پر مخصوص جنگلات تھے۔آسام کے پورے علاقے کے 22.21 فیصد علاقے میں مخصوص جنگلات ہیں۔

جنگلی جانور

صوبے میں ایک قومی پارک اور 11 جنگلی جانوروں کی حفاظت کے مقامات ہیں۔کا جی رنگا قومی پارک اور مانس ٹائیگر پروجکٹ (نیشنل پارک) دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

صنعت

آسام میں زراعت پرمبنی صنعتوں میں چائے کی صنعت کا اہم مقام ہے۔آسام معدنیات میں پٹرولیم، قدرتی گیس، چونا پتھر اور کوئلے سے مالامال ہے۔صوبے کی دوسری اہم صنعتوں میں پٹرولیم کی کھوج، کھدائی اور پٹرولیم کی صفائی سے متعلق صنعتیں شامل ہیں۔

ریاست میں چھ صنعتی فروغ مراکز ہیں اس کے علاوہ بیلی پاڑہ اور ماٹیا میں صنعتی فروغ کے دو مراکز قائم کئے جا رہے ہیں۔ فی الحال چار تیل ریفائنری کارخانے کام کر رہے ہیں جن میں سے ایک ڈگبوئی میں ہے۔ گوہاٹی کے پاس امین گاؤں برآمد پر موشن صنعتی پارک کی تعمیر ہونے والی ہے۔ گوہاٹی کے پاس بور جھار میں ایک سافٹ ویئر ٹکنالوجی پارک بنایا جائے گا۔ امین گاؤں میں سینٹرل انسٹی ٹیوٹ فار پلاسٹک انجینئرنگ ٹکنالوجی قائم کی گئی ہے۔ اپنے آرٹ اور دستکاروں کے لئے آسام ہمیشہ مشہور رہا ہے۔ ہتھ کرگھا، ریشم، بینت اور بانس کی چیزیں، غلیچوں کی بنائی، لکڑی، پیتل اور دوسری دھاتوں سے خوبصورت چیزیں بنانا وغیرہ یہاں کی گھریلو صنعتوں میں شامل ہیں۔ آسام میں کئی قسم کے ریشم مثلاً انڈی، مونگا، تسر اور شہتوت وغیرہ کی پیداوار ہوتی ہے۔ مونگا تو ریشم کی ایک ایسی قسم ہے جو پوری دنیا میں صرف آسام میں ہوتی ہے۔

آبپاشی اور بجلی

ریاست میں 2000-1999 تک 8.98 لاکھ ہیکٹر علاقے میں آبپاشی کی صلاحیت کی جا چکی ہے جس میں سے محکمہ آبپاشی نے 4.95 لاکھ ہیکٹر علاقے کا احاطہ کیا ہے۔

ریاست کے اہم بجلی گھروں میں چندر پور حرارتی بجلی پراجکٹ اور نام روپ حرارتی بجلی پراجکٹ کے علاوہ ایک چھوٹا پن بجلی پراجکٹ اور کچھ چلتی پھرتی گیس ٹربائن اکائیاں شامل ہیں۔ بون گائی گاؤں کے حرارتی بجلی گھر کو دوبارہ چالو کرکے اور نجی سرمایہ کاری سے کربی لانگپی پروجیکٹ سے ریاست میں بجلی کی فراہمی میں اضافہ ہوگا۔ تیپائی مکھ ڈیم پروجیکٹ کی منظوری مل چکی ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

آسام میں سڑکوں کی لمبائی 33,064 کلومیٹر تھی ان میں قومی شاہراہیں 2,038 کلومیٹر سڑکیں شامل ہیں۔

ریلوے

اس وقت آسام کے ریل راستوں کی لمبائی 2,391.76 کلومیٹر ہے جس میں چھوٹی ریلوے لائن 1,330.47 کلومیٹر اور بڑی ریلوے لائن 1,061.29 کلومیٹر دونوں شامل ہیں۔ گوہاٹی سے ڈبروگڑھ تک ریلوے لائن بچھانے کا کام پورا ہو چکا ہے۔ برہم پتر ندی پر جوگی گھوپا۔ پنچ رتن میں تیسرا پل "نرنارائن سیتو" بنانے کا کام پورا ہو گیا ہے اور پندرہ اپریل 1998 کو آمد و رفت کے لئے کھول دیا گیا ہے۔

ہوائی خدمات

آسام میں جن ہوائی اڈوں سے باقاعدہ ہوائی جہازوں کی پروازیں ہوتی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ لوک پریہ گوپی ناتھ بورڈولوئی ہوائی اڈہ (گوہاٹی) سلونی باڑی (تیز پور)، موہن باڑی (ڈبروگڑھ)، لیلا باڑی (لکھیم پور)، کھمری گرام (سلچر)، اور یا (جورہٹ) میں ہیں۔

تیوہار

آسام میں مختلف قسم کے رنگا رنگ تیوہار منائے جاتے ہیں۔ "بیہو" آسام کا خاص تیوہار ہے۔ یہ سال میں تین بار منایا جاتا

ہے۔ رنگالی بیہو یا بوہاگ بیہو فصل ہونے کی شروعات کی علامت ہے۔ اور اس سے نئے سال کی شروعات بھی ہوتی ہے۔ بھوگلی بیہو یا ماگھ بیہو فصل کی کٹائی کا تیوہار ہے اور کاتی بیہو یا کانگلی بیہو بہار کے موسم کا ایک سادگی بھرا تیوہار ہے۔

زیادہ تر تیوہار مذہبی بنیاد پر منائے جاتے ہیں۔ ریاست میں رہنے والے ویشنولوگ اہم ویشنو سنتوں کے یوم پیدائش اور برسی کے موقع پر دن بھر بھجن گاتے ہیں اور رواج کے مطابق اسٹیج پر ''بھاونا'' ڈرامہ کرتے ہیں۔ کاماکھیا مندر میں امبو باشی اور اومانندہ اور دوسری جگہوں پر شیوراتری میلہ، اشوک اشٹمی میلہ، راش میلہ، پرشورام میلہ، امبو باشی میلہ، دول یاترا جاترا، عید کرسمس اور درگا پوجا وغیرہ دوسرے مذہبی تیوہار بھی ریاست میں جوش وخروش کے ساتھ منائے جاتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

گوہاٹی میں اور اس کے آس پاس اہم سیاحتی مقامات میں کاماکھیا مندر، اومانندا (مورد یپ)، نگرہ مندر، وششٹ آشرم، ڈول گووند، گاندھی منڈپ، چڑیا گھر، ریاستی میوزیم، شکیشور مندر، گیتامندر، اور آثار قدیمہ میں مدن کامدیو مندر اور سرائے گھاٹ پل شامل ہیں۔ ریاست کے دوسرے سیاحتی مقامات میں کازی رنگا قومی پارک، (ایک سینگ والے گینڈوں کے لئے مشہور) مانس (باگھ پراجکٹ)، پوبی تورا اور اورنگ (جنگلی جانوروں کے حفاظتی مقامات)، شیوساگر (شیو مندر، رنگ گھر کار ینگ گھر)، تیج پور (مہا بھیرو مندر خوبصورت مناظر کے مقامات)، بھالک پنگ (انگ لنگ)، ہاف لانگ (صحت کے لئے مفید جگہ اور جاتنگا پہاڑیاں) ماجلی (دنیا کا سب سے بڑی دریائی جزیرہ)، چندوبی جھیل (پکنک کی جگہ) حاجو (بودھ، ہندمت اور اسلام کے ملن کی جگہ) تبا داوہ (بہت بڑے سنت شنکر دیو کی پیدائش کی جگہ) اور سوال کوچی (ریشم کی صنعت کے لئے مشہور) شامل ہیں۔

حکومت

گورنر	ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل اے سنگھ		چیف سکریٹری		جے۔ پی۔ راجکھو
وزیراعلیٰ	ترون گوگوئی		چیف جسٹس		آر۔ ایس۔ مونگیا
اسپیکر	پرتھیبی مجھی		ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار		تمام شمال مشرقی ریاستیں

ضلعوں کی آبادی، رقبہ اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی (لاکھ میں)	صدر دفتر
1۔	دھبری	2,838	16.35	ڈھبوری
2۔	کوکری جھار	3,129	9.30	کوکری جھار
3۔	بونگائی گاؤں	2,510	9.06	بونگائی گاؤں
4۔	گوال پاڑہ	1,824	8.22	گوال پاڑہ
5۔	بارپیٹا	3,245	16.42	بارپیٹا
6۔	نل باڑی	2,257	11.38	نل باڑی
7۔	کامروپ	4,345	25.15	گوہاٹی
8۔	درانگ	3,481	15.04	منگل دوئی
9۔	سونت پور	5,324	16.78	تیج پور

10-	لکھیم پور	2,277	8.89	شمالی لکھیم پور
11-	دھیماجی	3,217	5.89	دھیماجی
12-	ماری گاؤں	1,704	7.76	ماری گاؤں
13-	نوگاؤں	3,831	23.15	نوگاؤں
14-	گولہ گھاٹ	3,502	9.46	گولہ گھاٹ
15-	جورہاٹ	2,851	10.09	جورہاٹ
16-	شِب ساگر	2,668	10.53	شیوساگر
17-	ڈبروگڑھ	3,381	11.72	ڈبروگڑھ
18-	تین سکھیا	3,790	11.50	تین سکھیا
19-	کاربی آنگ لونگ	10,434	8.12	دیپھو
20-	شمالی کچھار ہلز	4,888	1.86	ہاف لانگ
21-	کریم گنج	1,809	10.04	کریم گنج
22-	ہیلاکانڈی	1,327	5.43	ہیلاکانڈی
23-	کچھار	3,786	14.42	سلچر

بہار

علاقہ:	94,163 مربع کلومیٹر	آبادی:	8,28,78,796
راجدھانی:	پٹنہ	اہم زبان:	ہندی

تاریخ اور جغرافیہ

بہار کا ذکر ویدوں، پرانوں، اور قدیم کہانیوں میں ملتا ہے۔ بہار مہاتما بدھ اور 24 تیرتھنکروں کی جگہ رہی ہے۔ قبل مسیح سے ہی اس علاقے پر بمبسار، ادین، چندر گپت موریہ، سمراٹ اشوک جیسے حکمرانوں کے علاوہ شنگ اور کنو راجاؤں نے حکومت کی۔ اس کے بعد کشان حکمرانوں اور پھر گپت سلطنت کے چندر گپت وکرمادتیہ نے بہار پر حکومت کی۔ عہد وسطی میں اس علاقے پر مسلمان حکمرانوں کا قبضہ رہا۔ بہار کو سب سے پہلے فتح کرنے والا مسلم حکمراں محمد بن بختیار خلجی تھا۔ خلجی سلطنت کے بعد تغلق سلطنت اور مغلیہ سلطنت کا قبضہ رہا۔

بہار بھارت کی اہم ریاستوں میں ایک ہے۔ اس کے شمال میں نیپال، مشرق میں مغربی بنگال، مغرب میں اتر پردیش اور مدھیہ پردیش اور جنوب میں جھارکھنڈ ہے۔ یہاں بہت ساری ندیاں بہتی ہیں جن میں سب سے اہم ندی گنگا ہے۔ دوسری ندیاں ہیں۔ سون، پن پن، پھلگو، کرمناشا، درگاوتی، کوسی، گنڈک، گھاگھرا وغیرہ۔

زراعت

زراعت کے تحت بہار کا جغرافیائی رقبہ تقریباً 93.60 لاکھ ہیکٹر ہے۔ اس میں صرف 56.03 لاکھ ہیکٹر پر ہی درحقیقت کاشتکاری ہوتی ہے۔ کل قابل زراعت زمین میں ویسے ریاست میں تقریباً 79.46 لاکھ ہیکٹر قابل کاشت زمین موجود ہیں۔

جب کہ قریب 43.86 لاکھ ہیکٹر زمین پر آبپاشی ہوتی ہے۔ جب کہ 33.51 لاکھ ہیکٹر زمین پر آبپاشی کے لئے مختلف سہولتیں موجود ہیں۔ یہاں کے اناج کی اہم فصلوں میں دھان، گیہوں، مکئی، اور دالیں شامل ہیں۔ اہم نقدی فصلوں سے گنا، آلو، تمباکو، تیل کے بیج، پیاز، مرچ، پٹسن، اور میستا وغیرہ شامل ہیں۔ تقریباً 6,764.14 مربع کلومیٹر میں جنگلات ہیں یہ ریاست کے مجموعی جغرافیائی رقبہ کا تقریباً 7.1 فیصد حصہ ہے۔

صنعت

ریاست کی اہم صنعتوں میں مظفر پور اور مکامہ میں بھارت ویگن لمیٹڈ کا ریلوے ویگن پلانٹ ہے۔ برونی میں بھارتیہ تیل کارپوریشن کا تیل صاف کرنے کا کارخانہ ہے۔ برونی کا ایچ۔ ایف۔ سی۔ اور امجھورے کا پی۔ پی۔ سی۔ ایل ریاست کے تین کھاد پلانٹ ہیں۔ سیوان، بھاگلپور، پنڈول، مکامہ، اور گیا میں پانچ بڑی سوت کتائی کی ملیں ہیں۔

شمالی وسطی بہار میں 45,000 ٹی پی ڈی کرشنگ صلاحیت والی چینی ملیں ہیں 13 چینی ملیں نجی سکٹر میں ہیں اور 15 چینی ملیں سرکاری سیکٹر میں ہیں۔ اس کے علاوہ گوپال گنج، مغربی چمپارن، بھاگلپور اور ریگا (ضلع سیتا مڑھی) میں بڑی تعداد میں شراب بنانے، مغربی چمپارن، مظفر پور اور بیرونی میں چمڑا پکانے اور چمڑا تیار کرنے کی صنعتیں ہیں۔ کٹیہار اور سمستی پور میں پٹسن کی تین بڑی ملیں ہیں۔ حاجی پور میں دوائیں بنانے کا کارخانہ، اورنگ آباد اور پٹنہ میں فوڈ پراسسنگ اکائیاں اور ونا سپتی بنانے کے کارخانے ہیں۔ اس کے علاوہ بنجاری میں کلیان پور سمینٹ لمیٹڈ نام سے سمنٹ کا کارخانہ بہار کے صنعتی نقشہ میں قابل ذکر ہیں۔

آبپاشی

بہار میں آبپاشی کی مجموعی صلاحیت 102.50 لاکھ ہیکٹر ہے۔ اس میں سے 53.53 لاکھ ہیکٹر بڑے اور منجھلے آبپاشی نظاموں کے تحت اور 48.97 ہیکٹر چھوٹے آبپاشی نظام کے تحت ہے۔ اب تک بڑے اور منجھلے آبپاشی پروجکٹوں میں سے 26.80 لاکھ ہیکٹر اور چھوٹے آبپاشی پروجکٹوں سے 22.51 لاکھ ہیکٹر آبپاشی کی صلاحیت حاصل کی جا سکتی ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

مارچ 2001 تک بہار میں 13,412.80 کلومیٹر پکی سڑکیں تھیں۔ ان میں سے 2,461.73 کلومیٹر قومی شاہراہیں اور 10,951.07 بڑی ضلعی سڑکیں اور دیہی سڑکیں 15,000 کلومیٹر تھیں۔

ریلوے

بہار میں ریل لائنوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ مکامہ میں صرف ایک ریلوے پل ہونے کی وجہ سے بہار کے ٹرانسپورٹ نظام میں تھوڑی پریشانی ہے۔ کچھ اہم مقامات کو جوڑنے والی ریل لائنوں جیسے مظفر پور، سمستی پور، برونی، کٹیہار اور مظفر پور۔ چھپرا سیوان کو بڑی لائن میں بدلا گیا ہے۔ پٹنہ، گیا، مظفر پور، کٹیہار اور سمستی پور وغیرہ ریاست کے اہم ریلوے جنکشن ہیں۔

فضائی خدمات

ریاست میں پٹنہ، انٹرنیشنل ایئرپورٹ اور سبھی بڑے اضلاع میں ہوائی پٹیاں ہیں۔

سیاحتی مقامات

ریاست کے اہم سیاحتی مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔ راجگیر (بدھوں کا تیرتھ مقام)، بودھ گیا (بدھ کا سب سے بڑا تیرتھ استھان) گیا (ہندوؤں کا ایک اہم تیرتھ استھان) نالندہ، (دنیا کی پہلی بودھ یونیورسٹی کے باقیات) ویشالی (چھٹی صدی ق م میں دنیا کی پہلی جمہوریہ) پاواپوری (بھگوان مہاویر کی جائے وفات)، وکرم شیلا (بدھ یونیورسٹی کے باقیات)، پٹنہ (قدیم شہر پاٹلی پترا) اور ساسارام (شیر شاہ کا مقبرہ) وغیرہ۔

حکومت

گورنر	وی۔ سی۔ پانڈے	چیف سکریٹری	کے۔ اے۔ ایچ سبرانیم		
وزیر اعلیٰ	محترمہ رابڑی دیوی	چیف جسٹس	روی ایس دھون		
اسپیکر	سدانند سنگھ	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار	بہار		

ضلعوں کے رقبہ، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1۔	ارریا	2,796.8	21,24,831	اڑریا
2۔	اورنگ آباد	3,389.2	20,04,960	اورنگ آباد
3۔	بیگوسرائے	1,889.1	23,42,989	بیگوسرائے
4۔	بھاگلپور	2,501.9	24,30,331	بھاگلپور
5۔	بانکا	3,020.2	16,08,778	بانکا
6۔	بھوجپور	2,337.0	22,33,415	آرا
7۔	بکسر	1,633.6	14,03,462	بکسر
8۔	کیمور (بھبھوا)	1,840.3	12,84,575	بھبھوا
9۔	دربھنگہ	2,502.0	32,85,473	دربھنگہ
10۔	مشرقی چمپارن	4,154.8	39,33,636	موتی ہاری
11۔	گیا	4,941.0	34,64,983	گیا
12۔	گوپال گنج	2,009.2	21,49,343	گوپال گنج
13۔	جہاں آباد	1,569.3	15,11,406	جہاں آباد
14۔	جموئی	2,996.5	13,97,474	جموئی
15۔	سہرسا	1,195.6	15,06,418	سہرسا
16۔	کٹیہار	3,009.9	23,89,533	کٹیہار
17۔	کھاگریا	1,48 5.8	12,76,677	کھگریا

18-	کشن گنج	1,938.5	12,94,063	کشن گنج
19-	مدھے پورہ	1,797.4	15,24,596	مدھے پورہ
20-	مدھوبنی	3,477.8	35,70,651	مدھوبنی
21-	مونگیر	---	11,35,499	مونگیر
22-	لکشمی سرائے	3,302.?	8,01,173	لکشمی سرائے
23-	شیخ پورہ	---	5,25,137	شیخ پورہ
24-	مظفر پور	3,122.7	37,43,836	مظفر پور
25-	نالندہ	2,361.7	23,68,327	بہار شریف
26-	نوادہ	2,497.5	18,09,425	نوادہ
27-	پٹنہ	3,130.1	47,09,851	پٹنہ
28-	پورنیا	3,202.30	25,40,778	پورنیا
29-	روہتاس	3,838.2	24,48,762	سہسرام
30-	سمستی پور	2,578.7	34,13,413	سمستی پور
31-	سارن	2,624.1	32,51,474	چھپرا
32-	سیتامڑھی	2,627.7	26,69,887	سیتامڑھی
33-	شیوہار	---	5,14,288	شیوہار
34-	سیوان	2,213.0	27,08,840	سیوان
35-	سوپال	2,984.9	17,45,069	سوپال
36-	ویشالی	1,995.3	27,12,389	حاجی پور
37-	مغربی چمپارن	4,249.9	30,43,044	بیتیا

چھتیس گڈھ

رقبہ:	1,36,034 مربع کلومیٹر	آبادی: 2,07,95,956 (مردم شماری 2001)
راجدھانی:	رائے پور	اہم زبان: ہندی

تاریخ اور جغرافیہ

مدھیہ پردیش کے ایک حصہ کو نکالنے کے ذریعہ یکم نومبر 2000 کو چھتیس گڈھ یونین 26 ویں ریاست کی شکل میں ظاہر ہوا۔ یہ قبائلی عوام کی بہت طویل عرصے کی خواہشات اور مطالبات کی تکمیل کرتا ہے۔ قدیم زمانے میں یہ علاقہ دکشن کوشل کہلایا کرتا تھا۔ راماین اور مہابھارت میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ چھٹی اور بارہویں صدی کے درمیان سبر بھ پوریا، پانڈو ونشی، سوم ونشی، کال چوری اور ناگوانشی نے ان علاقوں پر حکمرانی کی۔ کلچوریوں نے چھتیس گڈھ پر 980 سے 1791(AD) تک حکومت کی۔ 1854

میں انگریزوں کے حملے کے بعد راجدھانی رتن پور کی جگہ رائے پور کی اہمیت بڑھ گئی۔ 1904 میں سمبل پور اڑیسہ میں منتقل کر دیا گیا اور سرگوجہ علاقہ بنگال سے منتقل ہو کر چھتیس گڈھ میں آ گیا۔

چھتیس گڈھ، مشرق میں جنوبی جھارکھنڈ اور اڑیسہ، مغرب میں مدھیہ پردیش اور مہاراشٹر اور شمال میں اتر پردیش اور مغربی جھارکھنڈ اور جنوب میں آندھرا پردیش سے گھرا ہوا ہے۔ رقبہ کے لحاظ سے چھتیس گڑھ نواں اور آبادی کے حساب سے یہ ملک کی 17ویں ریاست ہے۔

زراعت

ریاست کی 80 فی صد آبادی زراعت پر منحصر ہے۔ 13,787 لاکھ ہیکٹر جغرافیائی علاقے میں سے کل زراعتی علاقہ 4,799 لاکھ ہیکٹر ہے جو کل جغرافیائی علاقے کا 35 فی صد ہے۔ خریف اہم فصلی موسم ہے جو تقریباً 46.4 لاکھ ہیکٹر میں ہوتی ہے۔ دھان یہاں کی اہم فصل ہے۔ دیگر خاص فصلیں ہیں: مکئی، گیہوں، اناج، مونگ پھلی، دلہن اور ریاست میں چاول کا سب سے بڑا جس کے تقریباً 21,000 اندراج ہیں۔ تقریباً 1.23 لاکھ ہیکٹر میں باغبانی ہوتی ہے۔ ریاست کے ذریعہ شروع کیا گیا ''راجیو کسان ملن'' پروگرام کسانوں کو دھان کی کم پیداواری قسم کے بدلے کاروباری طور پر زیادہ پیداواری قسم اپنانے اور دیگر فصلیں اپنانے کے لیے محرک کرتا ہے۔

ریاست میں 62.47 لاکھ ہیکٹر علاقے جنگلات کے ہیں جو کل جغرافیائی علاقے کا 45 فی صد ہیں۔ ریاست نے جنگلاتی حیاتیات کے تحفظ خاص طور پر معدوم ہونے کے خطرے کے زد میں جو انواع ہیں، ان کے تحفظ کے لیے 3 قومی پارک اور 10 جنگلاتی حیاتیاتی پناہ گاہیں بنائی ہیں۔

صنعت

چھتیس گڑھ میں جنگلات، معدنیات اور زیر زمین پانی جیسے قدرتی وسائل کا بے پناہ ذخیرہ ہے۔ پچھلے کچھ سالوں میں ریاست میں کافی اہم تبدیلیاں ہوئی ہیں اور یہ صنعتوں کے معاملے میں کافی پنپ رہا ہے۔ چھتیس گڑھ میں ملک کا تقریباً 20 فی صد فولاد اور 15 فی صد سمنٹ تیار ہوتی ہے۔ بھلائی فولاد پلانٹ، قومی معدنی ترقیاتی کارپوریشن، ساؤتھ ایسٹرن کول فیلڈس لمیٹڈ، NTPC جیسے حکومت ہند کے انڈرٹیکنگ (کاروباری ادارہ) اور اے سی سی گجرات امبوجا، گراسم ایل اینڈ ٹی، سی سی آئی اور فرانس کے لافارگے جیسے بڑے سیمنٹ پلانٹ اور نجی سیکٹر کے متعدد فولاد پروجکٹ نفاذ کے مختلف مراحل میں ہیں۔ ریاست میں تقریباً 130 اسٹیل ڈھالنے کے کارخانے، متعدد چھوٹے اسٹیل پلانٹ فیرو الائے کارخانے، انجینیرنگ اور فیبریکیشن اکائیاں، زراعت پر مبنی فوڈ پراسسنگ، کیمکل، پلاسٹک، عمارت کی تعمیرات سے متعلق ساز وسامان اور جنگلاتی اشیا پر مبنی اکائیاں ہیں۔

ہندوستان کے مرکز میں واقع چھتیس گڑھ ریاستی کارخانوں کو ہر وقت بجلی فراہم کراتا ہے۔ ریاست میں کوئلے کے وسیع ذخائر (ملک کے 87 فی صد) ہیں جس کی وجہ سے ریاست کے پاس کم لاگت پر بہت زیادہ بجلی پیدا کرنے کے اچھے مواقع ہیں اور ریاست کے پاس 50,000 میگاواٹ بجلی پیداوار کی صلاحیت ہے۔ NTPC بلاس پور ضلع میں اپنا اب تک کا سب سے بڑا بجلی پیدا کرنے کا پلانٹ قائم کر رہا ہے۔ NTPC نے سوپٹ میں 2,640 میگاواٹ کے اور کوربا میں 600 میگاواٹ کے سپر تھرمل بجلی گھر کی تعمیر شروع کر دی ہے۔ گجرات حکومت کوربا میں 500 میگاواٹ کا ایک پیداواری پلانٹ لگا رہی ہے۔ کئی دیگر ریاستیں بھی یہاں اپنے پلانٹ لگانا چاہتی ہیں۔ نجی سیکٹروں کے 1,500 میگاواٹ سے زیادہ کے پلانٹوں کے میمورنڈم آف انڈراسٹینڈنگ زیر غور ہیں۔ چھتیس گڑھ صنعتی ترقیاتی کارپوریشن لمیٹڈ، رائے پور نے ریاست میں 3,112 ہیکٹر صنعتی زمین کی ترقی، رکھ رکھاؤ اور منتظمہ کا کام کیا ہے۔ کارپوریشن کے ذریعہ فروغ کی گئی زمین میں سے 830 سے زیادہ صنعتیں قائم کی گئی ہیں

جن پر 1,651 کروڑ روپے کی اصل کاری کی گئی ہے جن میں 25,000 لوگوں کو روزگاری ملا ہوا ہے۔قومی معدنی ترقیاتی کارپوریشن کے تعاون سے جگدل پور (بستر) کے نگرنر میں ایک اسٹیل پلانٹ لگایا جارہا ہے۔رائے پور ضلع میں رانی درگاوتی صنعتی سیکٹر۔انجنی، پنڈرا روڈ، سائیکل کمپلکس۔سلتاررا میں لگایا گیا ہے۔فوڈ پارک اور ایگرو پارک کے فروغ کا کام جاری ہے۔ایک پوشاک پارک کی بھی تجویز ہے۔مہاسمند ضلع کی برکوئی اور جنجگیر چمپا ضلع کی ہتھنی اور اگاؤں میں مربوط ساختی ترقیاتی مرکز بنانے کی تجویز ہے۔موجودہ صنعتی علاقوں کے معیار کو اونچا کرنے اور نئے صنعتی علاقے قائم کرنے کے لیے سبھی ضلعوں میں زمین زمین کی پہچان کرنے کا کام رفتار پر ہے۔

چھتیس گڑھ حکومت نے ایک خصوصی قانون ''چھتیس گڑھ اصل کاری فروغ ایکٹ 2002'' لاگو کیا ہے۔اس میں سرمایہ کاروں کو سہولت فراہم کرنے اور ان کے درخواستوں کو وقت پر منظور کرنے کی گارنٹی دی گئی ہے۔اس پالیسی کے بہتر حکمرانی اور بہتر بنیادی سہولیات مہیا کرانے پر مبنی ہونے کے سبب کارانداز اس کے تئیں کشش رکھتے ہیں اور 60,000 کروڑ روپے کے MOU کو قبول کرتے ہوئے اس پر عمل کیا جارہا ہے۔

انفارمیشن ٹکنالوجی

چھتیس گڑھ میں ای۔گورنس عوام کی رسائی حکومت تک کو یقینی بناتی ہے۔اس سے حکومت زیادہ جواب دہ اور شفاف ہوئی ہے۔CHiPs (چپس؛ چھتیس گڑھ انفوٹک اینڈ بائیوٹیک پرموشن سوسائٹی) وزیر اعلی کی چیرپرسن شپ میں اعلی اختیاری کونسل کی نگرانی میں تشکیل کی گئی اور یہ ریاست میں انفارمیشن اور بائیوٹکنالوجی کی حوصلہ افزائی کرے گی۔50 کروڑ روپے کے پروجکٹوں کا نفاذ ہوا ہے۔سب سے بڑے سیکنڈری اسکول سطح کے انفارمیشن ٹکنالوجی پروگرام ''اندرا سوچنا شکتی'' اپنا ہدف حاصل کر رہی ہے۔ ای گورنینس کی کل شہری خدمات ''چوائس'' (چھتیس گڑھ آن لائن انفارمیشن فار سٹیزا مپاورمنٹ) نام کے پروجکٹ کے تحت ہے ''چوائس'' کے تحت ''بھوئیاں'' (چھتیس گڑھ میں بھوئیاں کا مطلب ہے زمین) پروگرام میں گاؤں کے رہنے والے تحصیل کے دفتر آسانی کے ساتھ رسائی اور کبھی بھی کہیں بھی کی بنیاد پر دیکھ سکتے ہیں۔

معدنی وسائل

چھتیس گڑھ معدنی وسائل میں مالا مال ہے۔لوہا، چونا، پتھر، ڈولومایٹ، کوئلہ، باکسایٹ اور ٹن یہاں ریاست کے مختلف حصوں میں بھرپور مقدار میں پائے جاتے ہیں۔رائے پور ضلع میں کافی عرصے بعد پہچانے گئے ڈایمنڈ فیرس کمبرلائٹس میں سے کافی مقدار میں ہیرا حاصل کیا جاسکتا ہے۔اس کے علاوہ سونا، اساسی دھات بلوری پتھر، چکنا پتھر، اسٹیلایٹ، فلوورایٹ، کوروڈم، گریفایٹ لیپڈولائٹ، مناسب جسامات کی ایمبلی گونایٹ کے وسیع ذخائر ملنے کا امکان ہے۔گرمنیٹ، ایمیتھسٹ، بیرل، اینڈیلوسایٹ، کینایٹ سلیمانایٹ اور کم یاب قیمتی معدن الکو ینڈرایٹ کی موجودگی ریاست میں کئی جگہوں پر بتائی گئی ہے۔ان میں سے کچھ کے ذخائر تو کافی مقدار میں ہوسکتے ہیں۔سلیٹی، گلابی، لال اور کالا (ڈولیرایٹ، الفی بولایٹ اور گیبرو) گرینایٹ اور سلیٹی کالی اور بیگنی رنگت کی پٹیا جگہ جگہ پھیلی ہے جو بڑے پتھروں اور سجاوٹ کے لیے مفید ہے۔ریاست میں ملک کے 20فی صد فولاد اور سیمنٹ کی پیداوار کی جاتی ہے۔کیٹن کی پیداوار کرنے والی یہ ملک کی واحد ریاست ہے چھتیس گڑھ میں اعلیٰ معدنی صلاحیت ہونے کے سبب یہاں کان کنی، معدن پر مبنی صنعتیں لگانے اور روزگار کے مواقع پیدا کیے جاسکتے ہیں۔آٹھ بلاکوں میں ہیرے کے امکان کا پتہ لگانے کے لیے ان کی پہچان کی گئی ہے۔اس کے علاوہ سونے کے امکانات کے لیے چار اور اساسی دھاتوں کے لیے پانچ بلاکوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔

حال ہی میں حکومت چھتیس گڑھ نے معدنی ترقیاتی فنڈ کی تشکیل کی ہے۔اس کے لیے گزشتہ سال اکٹھا کیے گئے کل معدنی حصوں کے پانچ فی صد کو اس سلسلے میں بنائے گئے فنڈ میں رکھا جائے گا اور اس رقم کا استعمال معدنی سیکٹر کی جامع ترقی اور تکنیکی پیش وقت میں استعمال میں لایا جاسکا۔ 03-2002 ریاست کو معدنی ذخائر سے 55.236 کروڑ روپے (95.4 ملین امریکی ڈالر) حاصل ہوئے جبکہ 03-2002 میں معدنی مصنوعات کی قدر 410 کروڑ روپے تک پہونچ گئی۔

آبپاشی اور بجلی

جب یہ ریاست وجود میں آئی (یکم نومبر 2000) کل آبپاشی صلاحیت 13.28 لاکھ ہیکٹر تھی۔اس کے بعد 2 سال 9 ماہ کی مدت میں محکمہ آبپاشی نے 1.25 لاکھ ہیکٹر کی رضائی صلاحیت حاصل کر لی اور متعدد محکموں کے وسائل کا استعمال کر کے اور عوام کی حصہ داری سے، کسانوں کی زمین پر 50,000 ملبے بنا کر 5 لاکھ ہیکٹر کی اضافی صلاحیت حاصل کر لی گئی ہے۔ مکمل ہو چکے پروجکٹ ہیں۔ تاندولا، کوڈار اور پائری۔ زیر تعمیر بڑے پروجکٹ ہیں۔ ہس دیو، مہاندی مخزن پروجکٹ، سون پور اور جونک۔ 30 منجھلے درجے کے پروجکٹ مکمل ہو چکے ہیں اور 6 زیر تعمیر ہیں۔ 2,017 چھوٹے پروجکٹ تیار ہیں اور 416 زیر تعمیر ہیں۔

ریاستی بجلی بورڈ کی کل صلاحیت 1,381.05 میگاواٹ ہے، جس میں حرارتی بجلی 1,260 میگاواٹ ہے اور باقی پن بجلی ہے۔ ریاستی حکومت نے ایک نہایت سرگرم بجلی پالیسی شروع کی ہے جس میں چھتیس گڑھ ریاستی بجلی بورڈ کے پبلک سیکٹر اور نجی سیکٹر نے اپنے اپنے کردار متعین کر لیے ہیں۔ اس ریاست کی تشکیل سے پہلے بنیادی ساختی اصلاح پر صرف 15 کروڑ روپے خرچ کیے جاتے تھے جبکہ ریاست بننے کے بعد اس پر ہر سال 397 کروڑ روپے خرچ کیے جاتے ہیں۔ بروڈ کی جدید کاری، ترسیل اور تقسیم نظام مضبوط کرنے اور زیادہ پیداواری صلاحیت تخلیق کرنے کی سمت اصل کاری کر رہا ہے۔ بورڈ نے کوربا میں 500 میگاواٹ کی اضافی مخصوص پیداواری صلاحیت (2×250 MW) بڑھائی ہے۔ ریاستی حکومت چھتیس گڑھ کو ملک میں بجلی کا سب سے بڑا مرکز بنانے کے لیے نجی سیکٹر کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ اس کے لیے ریاست نے 8,000 میگاواٹ سے زیادہ صلاحیت سے بجلی گھر بنوانے کے لیے معاہدے کیے ہیں۔ نجی سیکٹر بجلی گھر بنانے اور اسے ریاست سے باہر فروخت کرنے میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ کوربہ کے قومی حرارتی بجلی کارپوریشن کی صلاحیت 2,000 میگاواٹ اور اس پلانٹ کا دوسری اکائی بلاسپور میں لگائی جارہی ہے۔ ریاست کے کل 19,720 گاؤوں سے 93 فی صد گاؤں میں بجلی پہونچائی جا چکی ہے۔

نقل و حمل

سڑکیں

ریاست میں سڑکوں کی کل لمبائی 35,385.54 کلومیٹر ہے۔ قومی عظیم شاہراہوں کی لمبائی 1,827.30 کلومیٹر، ریاستی سڑکوں کی لمبائی 3,611 کلومیٹر، ضلعی سڑکوں کی لمبائی 2,118 کلومیٹر اور دیہی سڑکوں کی لمبائی 27,566 کلومیٹر ہے۔

شمالی جنوب کو جوڑنے والی دو اور مشرق و مغرب کو جوڑنے والی چار سڑکیں کل 2,976 کلومیٹر لمبی ہیں اور استعمال میں ہیں۔

ریلوے

رائے پور، بلاس پور، ورگ، راج نندگاؤں اور رائے گڈھ اہم ریلوے اسٹیشن ہیں ریلوے لائن کی کل لمبائی 1,053 کلومیٹر ہے۔ بلاسپور میں نئے ریلوے زون نے یکم اپریل 2003 سے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

ایئرلائنس

رائے پور سے نئی دہلی اور ناگپور کے لیے روزانہ اڑانیں ہیں اور ممبئی اور بھونیشور کے لیے ہفتہ میں تین اڑانیں ہیں۔ بلاس پور، بھلائی، جگدل پور، رائے گڑھ، کوربا، امبیکاپور، جشپور نگر اور راج نندگاؤں میں عارضی ہوائی پٹیاں/ہیلی پیڈ ہیں۔

تیوہار

چھتیس گڑھ اپنے تیوہاروں کے لیے مشہور ہے۔ پولا، نواکھائی، دسہرا، دیوالی، ہولی، گووردھن پوجا وغیرہ، تیوہار بہت امنگ چہل پہل اور خوشی وخرمی سے منائے جاتے ہیں۔

سیاحتی مراکز

ہندوستان کے قلب میں واقع چھتیس گڑھ میں خوشحال ثقافتی روایت اور دلکش قدرتی تنوع ہے۔ ریاست میں قدیم یادگار، کم یاب جنگلاتی حیات، نقاشی کیے ہوئے مندر، بودھ مقامات، جھرنے، غار، پہاڑی پٹھار، راک پینٹنگ ہیں۔ چھتیس گڑھ سیاحوں کو ''منفرد و امتیازی منزل مقصود'' پیش کرتا ہے۔ بستر اپنے انفرادی ثقافتی اور ماحولیاتی شناخت کے ساتھ ایک نئی تازگی فراہم کرتا ہے۔ چترکوٹ کے آبشار جہاں اندراوتی ندی کا پانی 96 فٹ اونچائی سے گرتا ہے کا موازنہ نیاگر جھرنوں سے کی گئی ہے۔ ایک سو فٹ کی اونچائی سے گرنے والے تیرتھ گڑھ جھرنے جو کنگیر ندی پر بنتے ہیں آنکھوں کو لبھانے والے منظر پیش کرتے ہیں۔ کیشکل وادی، چترکوٹ اور تیرتھ گڑھ کے چشمے، کنگیر گھاٹ، قومی پارک، کیلاش غار اور کٹمب سر غار قدرتی حسن سے مالا مال ہیں۔ سیاحت کی دلچسپی کے لحاظ سے اہم مراکز میں مہامایا مندر، کھٹال گھاٹ آبشار، ملہار کا دندیشوری مندر اور اچانک مار پناہ گاہ، رائے پور کے قریب اودنتی پناہ گاہ، کوریہ ضلع میں پالی اور کندئی آبشار ہیں۔ سیاحتی پالیسی ریاست کی منفرد شبیہہ پیش کرنے پر توجہ دے رہی ہے اور اسے داخلی اور غیر ملکی سیاحوں کے سامنے ایک پرکشش منزل کے طور پر پیش کرنے کے لیے کمربستہ ہے۔ اس پالیسی کے کچھ اہم مقاصد ہیں: ریاست میں اقتصادی، ثقافتی اور جغرافیائی لحاظ سے مستقل سیاحت کی حوصلہ افزائی، سیاحت سے متعلق سہولیات کے فروغ کے لیے نجی سیکٹر کی پہل، عوامی سہولیات اور عوام کو اشیا فراہم کرانے میں حکومت کے کردار کو محدود کرنا، بین تعلقی سیکٹروں کی اقتصادی ترقی کے لیے ریاست نے مرکزی ایجنسی کے طور پر ریاستی سیاحت افزائش بورڈ کی تشکیل کی ہے۔

حکومت

گورنر	:	کرشن موہن سیٹھ	چیف جسٹس: جسٹس این۔ ایچ۔ اے کرنگا
وزیر اعلیٰ	:	ڈاکٹر رمن سنگھ	چیف سکریٹری: ایس کے مشر
اسپیکر	:	راجندر پرساد شکلا	ہائی کورٹ کا
			دائرہ اختیار: چھتیس گڑھ

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربعہ کلومیٹر میں	آبادی	صدر دفاتر
-1	بستر	17,016	13,02,253	جگدل پور
-2	بلاس پور	8,569	19,93,042	بلاس پور

-3	درگ	8,702	28,01,757	درگ
-4	رائے گڑھ	6,528	12,65,084	رائے گڑھ
-5	رائے پور	13,445	30,09,042	رائے پور
-6	راج نند گاؤں	8,023	12,81,811	راج نند گاؤں
-7	سرگوجا	16,034	19,70,661	امبیکاپور
-8	کوریہ	5,978	5,85,455	بیکنٹھ پور
-9	جش پور	6,457	7,39,780	جش پور
-10	جنج گیر چمپا	4,467	13,16,140	جنج گیر
-11	کوریہ	5,769	10,12,121	کوریہ
-12	کانکیر	6,434	6,51,333	کانکیر
-13	دانتے وارا	15,610	7,19,065	دانتے وار
-14	مہاسمند	4,963	8,60,176	مہاسمند
-15	دھمتری	4,081	7,03,569	دھمتری
-16	کاوردھا	3,958	5,84,667	کواردھا

گوا

رقبہ:3,702 مربع کلومیٹر — آبادی:13,43,998

راجدھانی:۔ پناجی — اہم زبانیں۔کونکنی اور مراٹھی

تاریخ اور جغرافیہ

گوا زمانہ قدیم میں گوما نچل، گوپک پٹن، گواپوری، گوپک پوری گوماتنک وغیرہ کئی ناموں سے مشہور رہا ہے۔اس کی ایک لمبی تاریخی روایت رہی ہے۔گوا کی ابتدائی تاریخ سے متعلق کوئی واضح جانکاری نہیں ملتی ہے۔پہلی صدی عیسوی میں گوا ستواہن کا ایک حصہ تھا۔اس کے بعد کدمب، ملکھیڑ کے راشٹرکٹوں، چالوکیہ اور سلہار حکمرانوں نے اس پر حکومت کی۔ چودھویں صدی کے آخر میں یادوراجاؤں کی حکومت ختم ہوئی اور دلی کے خلجی حکمرانوں نے اس پر قبضہ کرلیا۔اس طرح گوا میں مسلم حکومت آئی۔ 1498ء میں واسکوڈی گاما نے بھارت آنے کے لئے سمندری راستے کی کھوج کی،اس کے بعد کئی پرتگالی مہم جو بھارت آئے۔ 1510ء میں الفانسوڈی البوقرقہ نے وجے نگر کے حکمراں کی مدد سے گوا پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کرلیا۔1542ء میں عیسائی سنت فرانس زیویئر کے گوا آنے کے بعد یہاں تبدیلی مذہب کا کام شروع ہوا۔ سترہویں صدی کے آخری نصف کے کچھ برسوں کے علاوہ جب کہ شواجی نے گوا اور آس پاس کے کچھ علاقوں پر قبضہ کیا پورے علاقے پر پرتگالیوں کی حکمرانی رہی۔ بھارت کے آزاد ہونے کے بعد بھی گوا پرتگالیوں کے قبضے میں رہا لیکن پرتگالی حکمراں گوا کے عوام کی امیدوں کو پورا نہیں کر پائے اور آخر کار 19 دسمبر 1961ء میں گوا کو آزاد کرالیا گیا۔اس کے ساتھ دمن اور دیو کو ملا کر مرکز کی نگرانی والا علاقہ بنایا گیا۔30 مئی 1987ء کو گوا کو مکمل

ریاست کا درجہ دے دیا گیا۔ اور دمن اور دیو کو الگ مرکز کے زیر انتظام علاقہ بنا دیا گیا۔ گوا جزیرہ نمائے ہند کے مغربی ساحل پر واقع ہے اس کے شمال میں تیرے کھول ندی بہتی ہے جو گوا کو مہاراشٹر سے الگ کرتی ہے۔ جنوب میں کرناٹک کا شمالی کنارا ضلع مشرق میں مغربی گھاٹ اور مغرب میں بحیرہ عرب ہے۔ پناجی، مرگاؤں، واسکو، ماپوسا اور پونڈا گوا کے اہم شہر ہیں۔

زراعت

چاول یہاں کی خاص فصل ہے۔ اس کے علاوہ دالیں، راگی اور کچھ دوسرے اناج کی فصلوں کی پیداوار بھی ہوتی ہے۔ ناریل، کاجو، سپاری، اور گنا جیسی نقدی فصلوں کے ساتھ ساتھ اناناس، آم اور کیلا کی بھی گوا میں پیداوار ہے ریاست میں 1,424 مربع کلومیٹر سے زائد علاقے میں جنگلات ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

سیلاؤلیم اور انجونیم جیسے باندھوں اور آبپاشی کے چھوٹے پراجکٹوں کے شروع ہو جانے سے زیر آبپاشی والے رقبہ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ تلاری باندھ پر بھی کام شروع ہو گیا ہے۔ ان پراجکٹوں سے اب تک مجموعی طور پر 43,000 ہیکٹر زمین کی آبپاشی کی صلاحیت پیدا ہو چکی ہے۔ ریاست کے سبھی گاؤں میں بجلی پہنچائی جا چکی ہے۔ اور صد فی صد برق کاری کا نشانہ حاصل کر لیا گیا ہے۔

صنعتیں اور معدنیات

ریاست میں چھوٹی صنعتوں کی تعداد 5,765 ہے جن میں مجموعی طور پر 219.09 کروڑ روپے کا سرمایہ لگا ہے اور 39,432 افراد کو روزگار حاصل ہے۔ جہاں تک بڑے اور اوسط درجے کی صنعتوں کا سوال ہے۔ اس طرح کی اکائیوں کی تعداد 140 تھی۔ ان میں 1,555.65 کروڑ روپے کا سرمایہ لگا ہے۔ اور 18,923 افراد کو روزگار ملا ہوا ہے۔ ریاست میں 16 صنعتی علاقے ہیں اور ایک نیا الکٹرانک نگر بنایا جا رہا ہے۔ ریاست میں معدنیات کی پیداوار میں فیرومینگنیز، باکسائٹ خام لوہا وغیرہ شامل ہیں اور ان کی برآمد سے ریاست کے معاشی نظام میں بہت مدد ملتی ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست میں قومی شاہراہوں کی لمبائی 224 کلومیٹر اور ریاستی سڑکوں کی لمبائی 232 کلومیٹر ہے۔ اس کے علاوہ 815 کلومیٹر ضلعی سڑکیں ہیں۔

ریلوے

گوا کونکن ریلوے کے ذریعے دلی، ممبئی، بنگلور، اور ترواننت پورم سے جڑا ہے۔ اس ریل راستے پر مختلف تیز رفتار ریل گاڑیاں شروع کی گئی ہیں۔ واسکوڈا گاما ساؤتھ سنٹرل ریلوے کے بنگلور اور بیلگام اسٹیشنوں سے جڑا ہے۔ اس راستے کا استعمال فی الحال سامان کی نقل وحمل کے لئے کیا جا رہا ہے۔

ہوائی خدمات

ڈابولم ہوائی اڈے سے ممبئی، دلی، ترواننت پورم، کوچی، چنئی، اگاتی اور بنگلور کے لئے باقاعدہ ہوائی پروازیں ہوتی ہیں۔

بندرگاہ

مارموگام ریاست کی اہم بندرگاہ ہے۔ یہاں مال بردار جہازوں کے لئے سہولتیں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ پاناجی، تیرا کول، چوپڑا بیتول اور تال پونا میں بھی بندرگاہ ہیں۔ مگر ان میں پاناجی سب سے زیادہ مصروف بندرگاہ ہے۔ حال میں یہاں جہازوں کے لئے گودی شروع کی گئی ہے۔

سیاحتی مقامات

گوا کے اہم سیاحتی مقامات میں کولوا، کالن گٹے، واگاتور باگا، ہرل، انجنا، اور میرامار سمندری ساحل، پرانے گوا میں باسلیکا آف بوم جیسوس اور سے کیتھڈرل کا ولیم، مارڈال، منگیشی اور بووغڈ ورامندر، اگوڈا، تیریکھول، چپورا اور کابوڈی داما قلعہ وغیرہ شامل ہیں۔ قدرتی خوبصورتی کے لئے مشہور دودھ ساگرا اور ہروالم جھرنے اور مایم جھیل ہیں۔ ریاست میں جنگلی جانوروں کی کئی حفاظت گاہیں ہیں جیسے بونڈلہ، کوٹی گاؤں اور مولیم میں جنگلی جانوروں کی حفاظت گاہیں۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر سلیم علی کے نام سے چڑیوں کا پارک بھی ہے۔ ان کا مجموعی رقبہ 354 مربع کلومیٹر ہے۔

حکومت

گورنر:	کیدارناتھ ساہنی	چیف سکریٹری:	ڈی۔ ایس۔ نیگی		
وزیراعلیٰ:	منوہر پریکار	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	گوا ممبئی		
		ہائی کورٹ کے پاناجی بنچ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے			

ضلعوں کی آبادی رقبہ اور ضلع صدر دفاتر

ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر دفاتر
1۔ شمالی گوا۔	1736	6,64,804	پناجی
2۔ جنوبی گوا	1966	5,04,989	مرگاؤں

گجرات

رقبہ:	1,96,024 مربع کلومیٹر	آبادی:	5,05,96,992
راجدھانی:	گاندھی نگر	اہم زبان:	گجراتی

تاریخ اور جغرافیہ

گجرات کی تاریخ دو ہزار سال قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔ یہ بھی مانا جاتا ہے کہ بھگوان کرشن متھرا چھوڑ کر سوراشٹر کے مغربی ساحل پر جا بسے جو دوارکا یعنی داخلے کا دروازہ کہلایا۔ بعد میں اس پردیش پر موریہ، گپت، پرتیہار اور مختلف حکمرانوں نے حکومت کی۔ چالکیہ (سولنکی) حکمرانوں کا عہد حکومت گجرات کے لئے ترقی اور فروغ کا عہد تھا۔ محمود غزنوی کی لوٹ مار کے باوجود چالکیہ حکمرانوں نے یہاں کے عوام کی خوشحالی اور بھلائی کا پورا پورا خیال رکھا۔ اس سنہری دور کے بعد گجرات کو مسلمانوں، مراٹھوں اور انگریزی حکومتوں کے دوران برے دن دیکھنے پڑے۔

آزادی سے قبل گجرات کا موجودہ رقبہ دو حصوں میں تقسیم تھا۔ ایک انگریزوں کا رقبہ اور دوسرا دیسی ریاستوں کا علاقہ، ریاستوں کی تشکیل نو کی وجہ سے سوراشٹر، کچھ اور انگریزوں کی حکومت والے گجرات کے علاقے کو ملا کر بمبئی ریاست کی تشکیل ہوئی۔ یکم مئی 1960 موجودہ گجرات ریاست وجود میں آئی۔ گجرات بھارت کے مغربی ساحل پر بسا ہوا ہے۔ اس کے مغرب میں بحیرہ عرب شمال میں پاکستان شمال مشرق میں راجستھان، جنوب مشرق میں مدھیہ پردیش اور جنوب میں مہاراشٹر ہے۔

زراعت

گجرات کپاس، تمباکو اور مونگ پھلی پیدا کرنے والی ملک کی اہم ریاست ہے اور یہ کپڑا، تیل اور صابن جیسی اہم صنعتوں کے لئے خام مال فراہم کرتا ہے۔ یہاں کی دیگر اہم نقدی فصلوں میں اسبغول سفید زیرہ دھان، گیہوں، اور باجرہ شامل ہیں۔ گجرات کے جنگلات میں ساگوان، کھیر، چندن، ہلداریو، اور بانس جیسی لکڑیوں کی قسمیں پائی جاتی ہیں۔

صنعت

ریاست میں صنعتی ڈھانچے میں دھیرے دھیرے تنوع پید ہو رہا ہے۔ اور کیمکل، پیٹرو کیمکل، کھادیں، انجینئرنگ، اور الکٹرانک صنعتوں کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ دسمبر 2000 میں ریاست میں 20,424 کارخانے درج رجسٹر تھے جس میں اوسطا 8.67 لاکھ لوگوں کو یومیہ روزگار ملا ہوا تھا۔

چھوٹی صنعتوں کے شعبہ میں ریاست میں اکتوبر 2002 تک 2,72,387 لاکھ رجسٹرڈ یونٹیں تھیں۔ بنیادی ڈھانچوں کے ساتھ گجرات صنعتی ترقی کارپوریشن (جی آئی ڈی سی) کو صنعتی بستیاں بسانے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ دسمبر 2002 تک جی آئی ڈی سی نے 246 صنعتی بستیاں بسائی تھیں ان میں جھگاڑیا، واگرہ اور سادکی کی بڑی صنعتی بستیاں شامل ہیں۔ GIDC دائج میں ایک صنعتی بستی کو فروغ دے رہا ہے۔

آبپاشی و بجلی

ایک اندازے کے مطابق ریاست میں زمینی سطح پر جو پانی موجود ہے اس سے 64.88 لاکھ ہیکٹر زمین کی آبپاشی ہو سکتی ہے جس میں سردار سرور نرمدا پراجکٹ کی 17.92 لاکھ ہیکٹر کی صلاحیت بھی شامل ہے۔ ریاست میں جون 2002 تک آبپاشی کی مجموعی صلاحیت بڑھ کر 36.93 لاکھ ہیکٹر تک پہنچ گئی تھی۔ جون 2001 کے مطابق زمینی سطح کے پانی کے ذرائع سمیت سارے ذرائع سے آبپاشی کی مجموعی صلاحیت 34.75 لاکھ ہیکٹر ہے۔

31 مارچ 2002 کے آخر تک بجلی کی قائم شدہ صلاحیت 8,651 میگاواٹ تھی۔ ریاست کے کل 18,028 گاؤں میں سے 17,940 گاؤں میں بجلی پہنچادی گئی تھی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

2001-2002 کے آخر تک ریاست کی سڑکوں کی مجموعی لمبائی (میونسپل سڑکوں کے علاوہ تقریباً 74,031 کلومیٹر ہے۔ 2001-02 کے آخر تک زمینی سطح سڑکوں کی لمبائی 70,688 کلومیٹر۔

ہوائی خدمات

ریاست کا اہم ہوائی اڈہ احمد آباد میں ہے۔ یہاں سے ممبئی دلی اور دوسرے شہروں کے لئے روزانہ پروازیں ہوتی ہیں۔ احمد آباد ہوائی اڈے کو اب بین الاقوامی ہوائی اڈے کا درجہ حاصل ہوگیا ہے۔ ریاست میں اس کے علاوہ نو اور ہوائی اڈے وڈ ڈرا، بھاؤنگر، بھج، سورت، جام نگر، کانڈلہ کیشوڈ، پور بندر اور راجکوٹ میں ہیں۔

بندرگاہ

گجرات میں چالیس بندرگاہیں ہیں جن میں کانڈلہ بندرگاہ سب سے اہم ہے۔ 2001-02 میں گجرات کے مجھلے اور چھوٹے بندرگاہوں سے 825.46 لاکھ ٹن مال ڈھویا گیا جب کہ کانڈلہ بندرگاہ سے 377.27 لاکھ میٹرک ٹن مال ڈھویا گیا۔

تیوہار

بھادر پد مہینہ میں (اگست۔ستمبر) شکل پکش میں چوتھے پانچویں اور چھٹے روز ترنیتر گاؤں میں بھگوان شیو کے احترام میں ترنیتر میلا لگتا ہے بھگوان کرشن کی رکمنی سے شادی کی یاد میں چیتر (مارچ۔اپریل) کے شکل پکش میں نویں روز پور بندر کے پاس مادھو پور میں مادھوراؤ میلہ لگتا ہے اس موقع پر کرشن اور رکمنی کی چوری چھپے شادی کرنے کی رسم بھی ادا ہوتی ہے۔ شمالی گجرات کے بناس کانٹھا ضلع میں امباجی نام کا میلہ منعقد کیا جاتا ہے ریاست کا سب سے بڑا دوارکا میلہ بھگوان کرشن کے یوم پیدائش کے موقع پر بڑے جوش وخروش سے منایا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ گجرات میں مکر سنکرانتی، نوراتری، ڈانگی دربار، شاملاجی میلے اور بھادناتھ میلے وغیرہ بھی لگتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

ریاست میں دوارکا سومناتھ پلی تانہ، پاورگڑھ، امباجی، بھدریشور شاملاجی، ترنگا اور گرنار جیسے مذہبی مقامات کے علاوہ مہاتما گاندھی کی جائے پیدائش پور بندر اور آثار قدیمہ اور قدیم اور فن تعمیر کے نظریے سے قابل ذکر پاٹن، سدھ پور، گھملی، ڈبھوئی، واڈنگر، مڈھیرا، لوتھل اور احمد آباد جیسے مقامات بھی ہیں۔ احمد آباد، مانڈوی، چورواڑ، اُبھرات، اور تیتھل کے خوبصورت سمندری ساحل، سپوتارا پہاڑی رقبہ، گیر میں شیروں کی حفاظت گاہ اور کچھ میں جنگلی گدھوں کی حفاظت گاہیں بھی سیاحوں کی دلکشی کے مراکز ہیں۔

حکومت

گورنر	کیلاش پتی مشرا	چیف سکریٹری	پی۔کے۔لہری
وزیراعلیٰ	نریندر مودی	چیف جسٹس	جے۔این بھٹ
اسپیکر	منگل بھائی پٹیل	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار	

ضلعوں کا رقبہ، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر دفتر
1۔	احمد آباد	8,087	58,08,378	احمد آباد
2۔	امریلی	7,397	13,93,295	امریلی
3۔	آنند	2,941	18,56,712	آنند
4۔	بناس کانٹھا	10,757	25,02,843	پالن پور
5۔	بھڑوچ	6,527	13,70,104	بھڑوچ
6۔	بھاؤنگر	9,981	24,69,264	بھاؤنگر
7۔	داہود	3,646	16,35,374	داہود
8۔	ڈانگ	1,764	1,86,712	اہوا
9۔	گاندھی نگر	2,163	13,34,731	گاندھی نگر
10۔	جام نگر	14,125	18,16,029	جام نگر
11۔	جونا گڑھ	8,846	24,48,427	جونا گڑھ
12۔	کھیڑا	4,219	20,23,354	کھیڑا
13۔	کچھ	45,652	15,26,331	بھج
14۔	مہسانہ	4,384	18,37,696	مہسانہ
15۔	نرمدا	2,755	5,14,083	راج پیپلا
16۔	نوساری	2,209	12,29,250	نوساری
17۔	پنچ محل	5,220	20,24,883	گودھرا
18۔	پاٹن	5,730	11,81,941	پاٹن
19۔	پوربندر	2,298	5,36,854	پوربندر
20۔	راجکوٹ	1,203	25,71,931	راجکوٹ
21۔	سابر کانٹھا	7,309	20,83,416	ہمت نگر
22۔	سورت	7,657	49,96,391	سورت
23۔	سریندر نگر	10,489	15,15,147	سریندر نگر
24۔	وڑوڈرا	7,549	36,39,775	وڑوڈرا
25۔	ولساڈ	3,035	14,10,680	ولساڈ

1۔ کچھ کے اعداد و شمار تخمینی ہیں کیونکہ زلزلے کے سبب 2001 کی مردم شماری نہیں ہو پائی تھی۔

2۔ اس میں ان علاقوں کی آبادی شامل نہیں ہے جہاں زلزلے کے سبب 2001 کی مردم شماری ملتوی کر دی گئی تھی۔

ہریانہ

رقبہ	44,212 مربع کلومیٹر	آبادی	2,10,82,989
راجدھانی	چنڈی گڑھ	اہم زبان	ہندی

تاریخ اور جغرافیہ

ہریانہ کی شاندار تاریخ ویدوں کے عہد سے شروع ہوتی ہے۔ یہ ریاست راجا بھرت کی جائے پیدائش تسلیم کی جاتی ہے، جس کے نام پر اس ملک کا نام بھارت پڑا۔ عظیم رزمیہ مثنوی مہابھارت میں ہریانہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ کوروں اور پانڈو کی لڑائی اس ہریانہ کے کروشیتر میں ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی آمد اور دلی کے بھارت کی راجدھانی بننے سے پہلے تک بھارت کی تاریخ میں ہریانہ اہم رول ادا کرتا رہا۔ اس کے بعد ہریانہ دلی کا ہی ایک حصہ بن گیا اور 1857 میں آزادی کی پہلی جنگ تک یہ گمنام رہا۔ 1857 کی بغاوت کو کچل دینے کے بعد جب برطانوی حکومت پھر سے قائم ہوئی تو جھجھر اور بہادر گڑھ کے نوابوں، بلب گڑھ کے راجا اور ریواڑی کے راؤ تلا رام کی حکومت چھین لی گئی ان کے علاقے یا تو برطانوی علاقے میں ملا لئے گئے یا پٹیالہ، نابھ اور جیند کے حکمرانوں کو سونپ دیئے گئے۔ اس طرح ہریانہ پنجاب ریاست کا حصہ بن گیا۔ یکم نومبر 1966 کو پنجاب کی تشکیل نو کے بعد ہریانہ ایک مکمل ریاست بن گیا۔

ہریانہ کے مشرق میں اتر پردیش، مغرب میں پنجاب اور ہماچل پردیش اور جنوب میں راجستھان ہے۔ قومی راجدھانی خطہ دلی ہریانہ سے جڑا ہوا ہے دلی کی سرحد کے تین طرف ہریانہ کا رقبہ ہے۔

زراعت

ہریانہ کے 75 فیصد عوام کا خاص پیشہ زراعت ہے۔ اناج کی پیداوار جو ہریانہ کو ریاست کا درجہ ملنے کے وقت 25.92 لاکھ ٹن تھی۔ 2002-2003 میں بڑھ کر 127.83 لاکھ ٹن ہو جانے کی امید ہے۔ چاول گیہوں جوار، باجرہ، مکئی، جو، گنا، کپاس، دالیں، تیلوں کے بیج اور آلو ریاست کی اہم فصلیں ہیں کاشت کاری میں تنوع پیدا کرنے کے لیے کپاس اور تلہن جیسی تجارتی فصلیں زیادہ اگائی جارہی ہیں۔ سورج مکھی، سویابین اور پھل اور سبزیوں کی پیداوار کو بھی فروغ دیا جارہا ہے ریاست میں چھوٹی اور بڑی کاشتکاری کو بھی فروغ دینے کے اقدامات کئے جارہے ہیں۔

انفارمیشن ٹکنالوجی

ریاستی حکومت کے ذریعہ سال 2000 میں انفارمیشن ٹکنالوجی پالیسی کا اعلان کرنے کے بعد ریاست میں انفارمیشن ٹکنالوجی میں انقلاب پیدا ہوا۔ اس پالیسی کے اہم مقاصد ہیں: (i) عمدہ اور کم خرچیلی ای۔ گورنس (ii) انفارمیشن ٹکنالوجی تعلیم اور خواندگی (فروغ انسانی وسائل) (iii) انفارمیشن ٹکنالوجی صنعت، ڈھانچہ اور خدمات میں نجی سرمایہ کاری؛ اور (iv) روزگار کی تخلیق۔

عمدہ اور کم خرچیلی ای۔ گورنس کے لیے خدمات میں بہتری لانے اور عوام کو متعلق معلومات فراہم کرنے کے لیے مختلف عوامی تدابیر لاگو کی گئی ہیں۔ حکومت نے ای۔ گورنس کے لیے ایک مرکز کھولا ہے جو سرکاری محکموں کے عملوں، بورڈوں اور کارپوریشنوں کے عملہ کو تربیت فراہم کرتا ہے۔ حکومت نے ریاست میں انفارمیشن ٹکنالوجی کی تعلیم میں وسعت کے لیے اور پہل کرتے ہوئے بلاک سطح پر کمپیوٹر فرنچایز مراکز قائم کیے ہیں۔

ریاست کی انفارمیشن ٹکنالوجی پالیسی، انفارمیشن ٹکنالوجی صنعت کو بہت زیادہ ترغیب فراہم کررہی ہے جس کے نتیجے میں ریاست میں خاص طور پر گڑگاؤں علاقے میں بہت سی انفارمیشن ٹکنالوجی اکائیاں قائم کی ہیں انفارمیشن ٹکنالوجی کی مزید حوصلہ افزائی کے لیے گڑگاؤں میں نجی سیکٹر میں ایک سائبر سٹی اور سائبر پارک کو فروغ دیا گیا ہے۔

صنعت کے لیے اعلیٰ رفتار ڈاٹا کمیونکیشن سہولت فراہم کرنے کے ہندوستانی سافٹ ویر ٹکنالوجی پارک گڑگاؤں میں ایک وقف ارتھ اسٹیشن قائم کررہا ہے۔ ریاست میں آپٹکل فائبرنٹ ورک قائم کرنے کے لیے اصل کاردوست پالیسی متعین کی گئی ہے۔ بھارتی ٹیلی نیٹ اور ریلائنس جیسے بڑے نجی اداروں نے ریاست میں آپٹکل فائبرنٹ ورک بچھانے کا کام اپنے ہاتھوں میں لیا ہے۔

صنعت

ہریانہ میں صنعتی بنیاد بہت وسیع ہے ریاست میں 1,200 بڑے اور منجھلے اور 75,000 چھوٹی صنعتیں ہیں۔ ہریانہ کاروں، موٹر سائیکلیں اور ٹریکٹر اور سائیکلیں ریفریجیٹر اور سائنسی آلات کے سامان بنانے میں آج ملک میں اس کو پہلا مقام حاصل ہے۔ ہریانہ عالمی بازار میں باسمتی چاول کا سب سے بڑا اور آمد کنندہ ہے۔ بیج رنگا اچار کے علاوہ ہاتھ سے بنے اونی غالیچوں اور رنگ برنگے ہینڈلوم کے سامان کی وجہ سے پانی پت بھارت کی بنکرنگری کے نام سے مشہور ہے۔ برآمد کے شعبے میں بھی ریاست نے شاندار کامیابی حاصل کی ہے۔

1991 میں نافذ حکومت ہند کی اقتصادی نرم کاری اور لائسنس سے آزاد ہونے کی پالیسی کے بعد سے ہریانہ سے صنعتی اکائیاں قائم کرنے کے لے صنعت کاروں نے 30,819 کروڑ روپے کے سرمائے والے 2,869 صنعتی کمپنیاں قائم کرنے کے لئے عرض داشت پیش کی ہیں۔ ان میں مارچ 2002 تک 1,623 عرض داشتوں پر عمل ہو چکا ہے۔ ہریانہ میں صنعتی کمپنیاں قائم کرنے کی عرضداشت (IEMs) پر عمل کرنے کی شرح سب سے زیادہ ہے۔ ریاستی حکومت نے نومبر 1999 میں نئی صنعتی پالیسی مقرر کی اور نیا ڈھانچہ تیار کرنے اور ضابطوں کو آسان بنانے پر زور دیا گیا۔ گڑگاؤں ضلع کے مانیسر علاقے میں ایک مثالی چودھری دیوی لعل صنعتی شہر کو فروغ دیا گیا ہے۔

ریاستی حکومت نے اس پروجکٹ کو 3,000 ایکٹر زمین پر فروغ دے رہی ہے۔ منیسر میں ''اسپیشل اکونامک زون' بھی قائم کیا گیا ہے جو برآمد کنندگان اکائیوں کو سہولیات فراہم کرا ئیگی۔ باول (ریواڑی) کے ایک ترقیاتی مرکز کے پہلے مرحلے نے کام شروع کردیا ہے اور دوسرے مرحلے کے ترقیاتی کام اور زمین کے تعین کا کام چل رہا ہے۔ ساہا (امبالہ) میں ایک دیگر ترقیاتی مرکز کے لیے زمین لے لی گئی ہے اور ترقیاتی کام زوروں پر ہے۔ ریاستی حکومتن نے ہریانہ ریاستی صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کے ذریعہ صنعتی املاک امبگالہ، کرنالی، پانی پت، کنڈل، رائے برہی، گڑگاؤں، بہادر گڑھ باولی میں فروغ دے رہے ہیں جس کے لیے زمین کا حصول پیش رفت پر ہے۔ اس کے علاوہ زراعت پرمبنی فوڈ پراسیسنگ صنعت کے فروغ کے لیے ریاستی حکومت کے ذریعہ چار نروانہ (زند)، ساہا (امبالہ)، رائی (سونی پت) اور ڈبوالی (سرسا) فوڈ پارک قائم کیے گیے ہیں۔ ماروتی اودیوگ، ہیرو موٹرس اور ہیرو ہونڈا ہونڈا موٹرس اور دیگر معروف اکائیوں نے بڑے پیمانے پر اپنا توسیعی پروگرام شروع کیا ہے۔ 3,365 کروڑ روپے کی اضافی سرمایہ کاری کر کے پانی پت تیل ریفائنری کارخانے کی صلاحیت دوگنی کی جارہی ہے۔ پانی پت میں 4,228 کروڑ روپے کی اصل کاری کر کے ایک پٹرول کیمکل کمپلکس بھی قائم کیا جارہا ہے۔

آبپاشی اور بجلی

ستلج اور ویاس ندیوں پر بنے کثیر مقصدی پراجیکٹوں سے فائدہ اٹھانیوالی ریاستوں میں پنجاب اور راجستھان کے ساتھ ہریانہ بھی شامل ہے۔ ریاست کے بڑے آبپاشی پراجیکٹوں میں مغربی یمنا نہر، بھاکھڑہ نہر کا نظام اور گوڑگانوں نہر شامل ہیں۔ ریاست نے پانی کو نچلی سطح سے اوپر تک سوکھی ڈھلانوں پر چڑھانے میں کامیابی حاصل کی۔ یہ ایک نئی کوشش ہے جس نے بھارت میں پہلی بار "لفٹ" آبپاشی کو عملی جامہ پہنایا۔ ریاست میں جوئی سیوانی لوہارو اور جواہر لال نہرو لفٹ پراجیکٹوں سے سوکھے علاقوں سمیت اونچائی والے علاقوں پر آبپاشی کرنے میں کافی مدد ملی ہے۔ ہریانہ میں ریتیلے اور اوبڑ کھابڑ علاقوں میں چھڑکاو اور ڈرپ تکنیک سے آبپاشی شروع ہوگئی ہے۔ ریواڑی لفٹ آبپاشی پراجیکٹ پر کام چل رہا ہے جب کہ میوات لفٹ نہر پراجیکٹ حکومت کے زیر غور ہے۔

220 کروڑ روپے کی لاگت سے ہتھنی کنڈ بیراج کی تعمیر مکمل کی جاچکی ہے اور بیراج سے ہریانہ، یوپی اور دہلی کو آبپاشی کے لئے اضافی پانی ملے گا۔

ہریانہ ملک کی پہلی ریاست ہے جہاں 1970 میں ہی سبھی گاؤں میں بجلی پہنچادی گئی تھی۔ 2002-2003 میں بجلی کی روزانہ دستیابی 03-2002 میں 5.19 کروڑ یونٹ روزانہ ہوگئی ہے۔ 1966 میں ریاست میں 20,000 ٹیوب ویل (عل کوپ) تھے جن کی تعداد 2003 میں بڑھ کر 3.27 لاکھ ہوگئی ہے۔ بجلی استعمال کرنے والوں کی تعداد 2003 میں 36.2 لاکھ ہوگئی ہے۔ 31 مارچ 2003 تک میں بجلی پیدا کرنے کی مجموعی صلاحیت 3,382.10 میگاواٹ تھی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ہریانہ کے سبھی گاؤں پکی سڑکوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ ریاست میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 30,468 کلومیٹر ہے۔

ریلوے

امبالہ، پانی پت اور جاکھل یہاں کے اہم ریلوے اسٹیشن ہیں۔ جگادھری شہر میں ریل کا ورک شاپ ہے۔

فضائی خدمات

ہریانہ میں پانچ غیر فوجی ہوائی اڈے حصار، کرنال، پنجور، نارنول اور بھوانی میں ہیں۔

سیاحتی مقامات

ہریانہ میں 44 سیاحتی مقامات ہیں جہاں ہر سال 55 لاکھ سیاح آتے ہیں۔ کچھ اہم سیاحتی مراکز یہ ہیں:۔

دہلی کے نزدیک سورج کنڈ اور بڈکھل جھیل، سلطان پور چڑیوں کی محفوظ پناہ گاہ (سلطان پور۔ گوڑگانوں) اور دمدمہ (گوڑگانوں) سورنی الزا اور سیاحوں کی دلچسپی کے دوسرے مقامات ہیں۔

سورج کنڈ میں دنیا بھر میں مشہور دستکاری میلہ ہر سال فروری میں لگتا ہے۔

حکومت

گورنر	بابو پرمانند		چیف سکریٹری		اے۔این ماتھر
وزیراعلیٰ	او پی چوٹالہ		چیف جسٹس		ونود کماررائے
اسپیکر	ست بیر سنگھ قادیان		ہائی کورٹ کا دائرہ کار		پنجاب اور ہریانہ

ضلعوں کا رقبہ آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر دفتر
1۔	امبالہ	1,574	10,13,660	امبالہ
2۔	بھوانی	4,778	14,24,554	بھوانی
3۔	فریدآباد	2,151	21,93,276	فریدآباد
4۔	فتح آباد	2,520	8,06,158	فتح آباد
5۔	گوڑگانوں	2,766	16,57,669	گڑگاؤں
6۔	حصار	3,983	15,36,417	حصار
7۔	جھجر	1,834	8,87,392	جھجر
8۔	جیند	2,702	11,89,725	جیند
9۔	کیتھل	2,317	9,45,631	کیتھل
10۔	کرنال	2,538	12,74,843	کرنال
11۔	کوروکشیتر	1,530	8,28,120	کروشیتر
12۔	مہندرگڑھ	1,859	8,12,022	نارنول
13۔	پنچ کولا	898	4,69,210	پنچ کلا
14۔	پانی پت	1,268	9,67,338	پانی پت
15۔	ریواڑی	1,582	7,64,727	رواڑی
16۔	روہتک	1,745	9,40,006	روہتک
17۔	سرسا	4,277	11,11,012	سرسا
18۔	سونی پت	2,122	12,78,830	سونی پت
19۔	یمنا نگر	1,768	9,82,369	یمنا نگر

ہماچل پردیش

رقبہ:	55,673 مربع کلومیٹر	آبادی	:	60,70,305
راجدھانی:	شملہ:	اہم زبانیں:		ہندی اور پہاڑی

تاریخ اور جغرافیہ

ہماچل پردیش میں لوک کہانیاں ہیں، خوبصورتی ہے، حسن و جمال ہے۔ یہ وہ خطہ ہے جہاں مافوق الفطرت ٹھوس حقیقت کی شکل میں آشکار ہوا۔ ہماچل کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ یہ خطہ یکشوں، گاندھروؤں اور کنروں کی فرودگاہ رہی ہے۔ قبل تاریخ ادوار میں یہاں کول، کرات اور ناگا ذات رہا کرتے تھے۔ بعد میں شمال سے انڈو تبتی، وادی سندھ سے انڈو آریہ اور وسطی ایشیا سے خاصے لوگ ہجرت کر کے اس مستقل برفانی اور پرسکون خطے میں وارد ہوئے۔ ''مہابھارت'' اور ''کمار سمبھو'' میں اس جگہ کی خوب ستائش کی گئی ہے، جہاں کنندوں اور دمبروں نے کثیر قبائلی مملکت قائم کی۔ عہد وسطی میں جب شمالی مغرب سے حملے ہوئے تو راجپوتانہ اور آس پاس کے علاقوں کے حکمراں خاندانوں کے یہاں نے مقامی لوگوں کو تہذیب یافتہ بنانے میں بنیادی کردار نبھایا اور پہاڑی فن اور یادگار فن تعمیر جس کا ہندوستانی فن کی تاریخ میں کوئی ثانی نہیں ہے، کی سرپرستی کی۔

ریاست کا شمال مشرقی حصہ برفانی طور پر آراستہ روپہلی چوٹیوں والے پہاڑوں، پرسکون جھیلیں اور ہرے بھرے نباتات سے بھرپور، اثر میں جادو بھرا اور روحانی سرور کا حامل ہے۔ ریاست میں جنگلی گل و بوٹے وحیوانات کے ساتھ ساتھ غیر جنگلاتی انواع بھی کافی پائی جاتی ہیں۔ زمین کے ان دشوار لیکن گراں قدر خطے کی جغرافیائی حالت اہمیت کی حامل ہے۔ شمال میں یہ جموں و کشمیر سے متصل ہے جبکہ جنوب مشرق میں اترانچل کا پہاڑی خطہ ہے۔ جنوب اور مغرب میں علی الترتیب ہریانہ اور پنجاب سے متصل ہے اور اس کے مشرق میں تبت کی سرحد ہے۔

اپریل 1948 میں اس علاقے کو 27,000 مربع کلومیٹر میں پھیلی تقریباً 30 ریاستوں کو ملا کر اس ریاست کو مرکز کا زیر انتظام علاقہ بنایا گیا۔ 1954 میں جب "C" درجے کی ریاست بلاسپور کو اس میں ملایا گیا تو اس کا رقبہ 28,241 مربع کلومیٹر ہو گیا۔ 1966 تک یہی حال رہا لیکن 1966 میں اس میں پنجاب کے پہاڑی علاقوں کو ملا کر اس کی بازتشکیل کی گئی تو اس کا رقبہ بڑھ کر 55,673 مربع کلومیٹر ہو گیا۔ اسی تناسب میں اس ریاست کی آبادی بھی 14 لاکھ سے بڑھ کر 287 لاکھ ہو گئی جو 2001 کی مردم شماری کے مطابق 60,77,248 ہو گئی ہے۔

زراعت

زراعت ہماچل پردیش کا اہم پیشہ ہے۔ یہ ریاست کی معیشت میں اہم کردار نبھاتی ہے۔ یہ برسرکار آبادی کے تقریباً 71 فی صد کو سیدھے طور پر روزگار مہیا کراتی ہے۔ زراعت اور اس سے متعلق شعبے سے ہونے والی آمدنی ریاست کے کل گھریلو پیداوار کا 22.5 فی صد ہے۔ کل جغرافیائی رقبہ 55.67 لاکھ ہیکٹر میں سے 9.99 لاکھ ہیکٹر زمین کے مالک 8.63 لاکھ کسان ہیں۔ منجھلے اور چھوٹے کسانوں پر کل اراضی کے 84.5 فی صد پر مشتمل ہیں۔ ریاست میں تقریباً 6.20 لاکھ ہیکٹر کاشتکاری رقبہ ہے۔ تقریباً 80 فی صد علاقے پر بارش کے ذریعہ آبپاشی ہوتی ہے اور کسانوں کو قدرت پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ اناج کی پیداوار 17.43 لاکھ میٹرک ٹن تک پہونچ گیا ہے۔

فصل میں تنوع کے لیے سویابین، تلہن اور دالوں کے علاوہ غیر موسمی نباتات، معیاری سبزیوں کے بیج، آلو اور ادرک اگانے پر خصوصی زور دیا جا رہا ہے۔ سبزی کی پیداوار بڑھانے کے لیے پروجکٹ پر مبنی انداز نظر اپنایا گیا ہے، اس سلسلے میں سال 2007 تک 50,000 ہیکٹر رقبے کو سبزی پیداوار کے تحت لانے کے لیے ایک منصوبہ بنایا گیا ہے۔ فی الوقت 34,000 ہیکٹر علاقے میں 5.80 لاکھ ٹن سبزی پیدا کی جاتی ہے۔ 2000-1999 کے ربیع موسم سے ریاست میں ''راشٹریہ کرشی بیمہ یوجنا'' شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم میں قرض لینے والے اور نہ لینے والے سبھی کسان شامل ہیں اور شروع میں مکا، چاول، گیہوں، جو اور آلو کی فصلوں کو ان اسکیموں کے تحت لایا گیا ہے۔

باغبانی

قدرت نے ہماچل پردیش کو مختلف طرح کی زرعی آب وہوا کی صورتحال سے نوازا ہے جس کے سبب کسانوں کو مختلف پھل اگانے میں مدد ملتی ہے۔ باغبانی کے تحت آنے والے اہم پھل ہیں۔ سیب، ناشپاتی، آڑو، بیر، زردالو، گٹھلی والے پھل، کھٹے پھل، آم لیچی، امرود اور جھربیری۔ پھل کی باغبانی کے تحت 1950 میں پھل پیداوار 1200 میٹرک ٹن تھا جو 03-2002 میں بڑھ کر 4.90 لاکھ میٹرک ٹن ہوگئی۔ 04-2003 کے منصوبے میں باغبانی سے متعلق پروگراموں کے لیے 389.72 کروڑ روپے کی رقم کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ 03-2002 کے لیے 5.61 لاکھ ٹن پھل پیداوار کا ہدف رکھا گیا ہے۔ پھل پیداوار پروگرام میں تقریباً 4.75 لاکھ کسانوں کے شامل ہونے کا اندازہ لگایا گیا ہے اور پھل صنعت سے تقریباً 450 کروڑ روپے کی خام گھریلو سالانہ آمدنی ہوگی۔ پھل صنعت ہر سال 1,000 لاکھ کام دن کی تخلیق کرتی ہے۔

باغبانی میں تنوع لانے کے لیے نئے پھل اور مختلف پھلوں کی نئی قسمیں شروع کی گئی ہیں۔ ریاستی حکومت نے ہماچل پردیش میں پھلوں پر مبنی شراب صنعت کی حوصلہ افزائی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کل 30 کروڑ روپے کے سرمایہ والی دو پھل پر مبنی شراب کی فیکٹریوں کے قیام کے لیے ممبئی کی شیمپین انڈیج لمٹیڈ معاہدہ عرضداشت پر دستخط کیے گئے ہیں یہ فیکٹریاں پرگتی نگر (شملہ) اور منڈی ضلع کے ناگوپن میں قائم کی جائے گی۔

سڑکیں

سڑکیں ایک طرح سے زندگی کی بنیاد اور آمدورفت کی اہم ذرائع ہیں خاص طور پر ہماچل کی پہاڑی ریاست کے لیے یہ اور بھی زیادہ اہم ہیں۔ ماضی میں انہیں آمدورفت کے ذرائع کی کمی کے سبب معاشی ترقی کے لیے مختلف میدانوں میں چھپے وسائل کی زبردست امکانی قوتوں سے استفادہ نہیں کیا جاسکا۔ 55,673 مربع کلومیٹر رقبے میں سے 36,700 مربع کلومیٹر علاقے میں لیتی ہے اور 16,807 بسے ہوئے گاؤں لاتعداد پہاڑیوں کی ڈھلانوں اور وادیوں میں بکھیرے ہوئے ہیں۔ پیداواری سیکٹروں اور بازار مراکز کو جوڑنے والی سڑکوں کی تعمیر کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ہماچل پردیش نے اگلے تین برسالوں میں ہر ممکن طریقہ سے گاؤں کو سڑک سے جوڑنے کا فیصلہ کیا۔

پن بجلی پیداوار

ہماچل پردیش کے پانچ ندی بیسوں میں زبردست پن بجلی صلاحیت ہے۔ ان پانچ ندی نظاموں۔ چناب، راوی، بیاس، ستلج اور جمنا مغربی ہمالیہ سے نکلتی ہیں اور ہماچل پردیش سے ہوکر گذرتی ہیں۔ ان ندیوں کی تخمینی پن بجلی صلاحیت 20,376 میگا واٹ ہے جو پورے ملک کی پن بجلی صلاحیت کا تقریباً 25 فی صد ہے۔ ریاست میں دستیاب اس بجلی صلاحیت سے 3,942 میگاواٹ صلاحیت کو ہی پن بجلی پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکا ہے۔

حکومت ہماچل پردیش نے سال 2008 تک 10,000 میگاواٹ اضافی صلاحیت حاصل کرنے کا ایک حوصلہ مندانہ منصوبہ بنایا ہے اور پچھلے سالوں میں اس سمت کافی پیش رفت ہوئی ہے۔ اس مدت میں 7,155 میگاواٹ کی پیداوار صلاحیت والی پن بجلی پروجکٹوں پر کام شروع ہوگیا ہے۔ ان میں سے کچھ ہیں: عوامی سیکٹر کا 2,051 میگاواٹ کا پربتی، 800 میگاواٹ کا کولڈم اور 300 میگاواٹ کی چمیرا III، نجی سیکٹر میں 1,000 میگاواٹ کرچھم وانگٹو 300 میگاواٹ کا باسپا مرحلہ II، 192 میگاواٹ کا الن۔ دہن گن، 70 میگاواٹ کا دھمواری سندا اور 15 میگاواٹ کا نیوگل، اور ریاستی سیکٹر کا 100 میگاواٹ کا اہل مرحلہ III، 66 میگاواٹ

کا کیشا نگ اور 12 میگا واٹ کی کھولی، 86 میگا واٹ صلاحیت کا ملانا پن بجلی پروجکٹ تیس سال سے کم کے ریکارڈ وقت میں نجی سیکٹر میں شروع کی گئی ہے۔ 22 میگا واٹ کی گھنوی، 2 میگا واٹ کی گما اور 2 میگا واٹ کی سال II پن بجلی پروجکٹ پورا ہو گیا ہے۔

صنعتی ترقی

ہماچل پردیش نے کچھ سالوں میں صنعت کاری کے میدان میں نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ آلودگی سے پاک ماحول، خوشگوار صنعتی تعلقات، بجلی کی بھرپور دستیابی اور تیزی سے فروغ کر رہا بنیادی ڈھانچہ وغیرہ کچھ ایسے فائدے اس ریاست میں موجود ہیں جن سے یہاں صنعتی اکائیاں قائم کرنے کی سہولت ہوتی ہے۔ ریاست میں 194 بڑے اور مجھلے اور تقریباً 29,208 چھوٹی صنعت لگائی جا چکی ہیں جن پر تقریباً 3,000 کروڑ روپے کی پونجی لگی ہوئی ہے۔ اس سیکٹر کا اشتراک مجموعی گھریلو پیداوار کا 14 فی صد ہے اس سے سالانہ آمدنی 4,800 کروڑ روپے ہوتی ہے۔

صنعت کاری کو تیز کرنے کے لیے ریاستی حکومت نے نئی صنعتی پالیسی کے رہنما اصول اور ''ترغیبی'' اصول 1999 بنائے ہیں۔

حکومت نے صنعتی پروجکٹ منظوری اور جائزہ اتھارٹی (IPARD) کی پیچیدگی کو ختم کر کے بڑے اور مجھلے پروجکٹ قائم کرنے کی عمل کاری کو آسان بنایا ہے۔ کاراندازوں کے سامنے آنے والی مشکلات کو دور کرنے کے لیے بڑی اور مجھلی صنعتوں میں حکومت کی جانب سے نوڈل افسر مقرر کیے جا رہے ہیں۔

انفارمیشن ٹکنالوجی

حکومت ہماچل پردیش نے ریاست کو انفارمیشن ٹکنالوجی کو چوٹی پر لے جانے کے لیے NASSCOM کے تعاون سے ''انفارمیشن ٹکنالوجی وژن۔2010 کو فروغ دیا ہے۔ انفارمیشن ٹکنالوجی پالیسی کے تحت یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق خدمات اور تعلیمی اداروں کے بشمول انفارمیشن ٹکنالوجی پروجکٹوں کو صنعت کا درجہ دیا جائے۔ اس لیے موجودہ صنعتی پالیسی کے تحت صنعتوں کو دستیاب سبھی ترغیبی سہولت ریاست کی صنعتی اکائیوں کو بھی دی جائے۔

سرکاری کام کاج میں انفارمیشن ٹکنالوجی کو استعمال کا مقصد، اسمارٹ، (SMART) (سمپل، مارل، اکاؤنٹیبل، ریسپانسو اور ٹرانسپیرینٹ) حکمرانی قائم کرنا ہے۔ انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق سبھی سرگرمیوں کی سہولیات ''انفارمیشن ٹکنالوجی وژن 2010 کے مطابق جٹائی گئی ہے۔ سبھی انفارمیشن ٹکنالوجی اکائیوں کو 2007 تک انکم ٹیکس سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔

بایوٹکنالوجی

بایوٹکنالوجی کی اہمیت کو دھیان میں رکھتے ہوئے، ریاست میں دستیاب وسیع حیاتیاتی ٹکنالوجی سے استفادے پر زور دیا ہے۔ ایک علاحدہ حیاتیاتی ٹکنالوجی شعبہ شروع کیا گیا ہے اور ریاست کی اپنی حیاتیاتی ٹکنالوجی پالیسی پچھلے سال متعین کی گئی ہے۔ ساری بایوٹکنالوجی اکائیوں کو سال 2002 تک ٹیکس سے مستثنیٰ کرنے کی تجویز ہے۔

آبپاشی

ہماچل پردیش میں خالص بوائی علاقہ 5.83 لاکھ ہیکٹیر ہے۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ ریاست کی کل آبپاشی صلاحیت 3.35 لاکھ ہیکٹر ہے جس میں سے 1.95 لاکھ ہیکٹر رقبے کو بڑی درمیانی اور چھوٹی آبپاشی اسکیموں کے تحت لایا گیا ہے۔ ریاست میں چھوٹی آبپاشی اسکیمیں نافذ کر کے 2.85 لاکھ ہیکٹر رقبے کو یقینی آبپاشی کے تحت لایا جا سکتا ہے جس میں سے 1.84 لاکھ ہیکٹر رقبے

میں یہ لاگو کر دی گئی ہے۔حکومت کا منصوبہ اگلے تین چار سال میں 25,000 ہیکٹر اضافی ایریا کو آبپاشی کے تحت لانا ہے۔

جنگلات

ہماچل پردیش، ہمالیائی خطے کی ایک ایسی اولین ریاست ہے جہاں شمالی ہندوستان کی اہم ندیاں پہاڑوں سے آکر آبگیرہ شکل اختیار کرتی ہیں اور اس علاقے میں پن دھاروں میں اضطراب سے پانی کے بہاو اور نیچے کی جانب ندیوں اور مخزن کے اضطراب سے پانی کے بہاو اور نیچے کی جانب ندیوں اور مخزن کے رسوب کا نقل و حمل متاثر ہوتا ہے۔اس لیے ریاست میں موزوں جنگلاتی پوش کو بنائے رکھنے کی کافی اہمیت ہے۔

ریاست کی جنگلاتی پالیسی کے مطابق ریاست کے 50 فی صد جغرافیائی علاقے کو جنگلات کے تحت لانا ہے۔ریاست کا کل جغرافیائی رقبہ 55,673 مربع کلومیٹر ہے۔جنگلاتی ریکارڈ کے مطابق کل جنگلاتی رقبہ 37,106 مربع کلومیٹر ہے اس میں سے 16,376 مربع کلومیٹر علاقہ ایسا ہے جہاں پہاڑی چاراگاہ والے پیڑ نہیں اگائے جاسکتے کیونکہ یہ مستقل طور پر برف سے ڈھکا رہتا ہے۔سنوارنے لائق جنگلاتی علاقے 20,640 مربع کلومیٹر ہے۔

ہندوستان کے جنگلاتی جائزے کی رپورٹ کے مطابق 13,082 مربع کلومیٹر علاقے میں 10 فی صد سے زیادہ جدید کراون گھنے پن والے حقیقی جنگلات ہیں جس میں سے 9,120 مربع کلومیٹر رقبے میں 40 فی صد کراؤن گھنے پن والے گھنے جنگل ہیں اور 3,962 مربع کلومیٹر علاقے میں 10 تا 40 فی صد کے درمیان کراؤن گھنے پن والے جنگلات ہیں۔اس کے علاوہ 566 مربع کلومیٹر علاقے جھاڑ جھنکھاڑ والا ہے۔

تعلیم

ریاستی حکومت بچوں کو ان کے گھر کے پاس ہی تعلیم فراہم کرنے کے لیے کمربستہ ہے۔اس وقت ملک کے کونے کونے میں طلبا کی ضرورت پوری کرنے کے لیے 10,650 پرائمری اسکول، 1,680 مڈل اسکول، 990 ہائی اسکول، 530 سینیر سیکنڈری اسکول، 32 کالج اور تین یونیورسٹیاں ہیں۔خواندگی شرح 77.132 فی صد پہونچ گئی ہے جو قومی اوسط یعنی 65.68 فی صد سے زیادہ ہے۔

حکومت

گورنر:	وی۔ایس۔کوکی جی	چیف سکریٹری:	راجندر بھٹاچاریہ
وزیراعلی:	ویربھدر سنگھ	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	ہماچل پردیش
اسپیکر:	گنگن رام مسافر		

ضلعوں کے رقبہ، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی (1991 مردم شماری)	صدر دفتر
1-	بلاس پور	1,167	3,40,735	بلاس پور
2.	چمبا	6,528	4,60,499	چمبا

3۔	ہمیرپور	1,118	4,12,009	ہمیرپور
4۔	کانگڑا	5,739	13,38,536	دھرم شالہ
5۔	کنّور	6,401	83,950	رکانگ پیو
6۔	کلو	5,503	3,79,865	کلو
7۔	لاہول اسپتی	13,835	33,224	کلونگ
8۔	منڈی	3,950	9,00,987	منڈی
9۔	شملہ	5,131	7,21,745	شملہ
10۔	سرمور	2,825	4,58,351	ناہن
11۔	سولن	1,936	4,99,380	سولن
12۔	اونا	1,540	4,47,967	اونا

جموں و کشمیر

رقبہ:	2,22,236 مربع کلومیٹر	آبادی:	1,00,69,917
راجدھانی:	سری نگر (گرمی میں)	اہم زبانیں:	اردو، کشمیری، ڈوگری، پہاڑی
	جموں (سردی میں)		بالٹی، لداخی، پنجابی، گجری اور دادری

تاریخ اور جغرافیہ

راج ترنگنی اور نیل مت پران میں یہ ذکر ملتا ہے کہ وادیِ کشمیر کبھی بہت بڑی جھیل ہوا کرتی تھی۔ اس کہانی کے مطابق کشیپ منی نے یہاں سے پانی نکال لیا اور اسے خوبصورت رہائشی مقام میں تبدیل کر دیا۔ ماہرین ارضیات کے مطابق اندرون زمین تبدیلیوں کی وجہ سے کھادنائر، بارہ مولا میں پہاڑوں کے دھنسنے سے جھیل کا پانی بہہ کر نکل گیا۔ اس طرح زمین پر جنت کہلانے والا کشمیر وجود میں آیا۔ تیسری صدی قبل مسیح میں راجا اشوک نے کشمیر میں بودھ دھرم کو فروغ دیا۔ بعد میں کنشک نے اسے اور استحکام بخشا۔ چھٹی صدی کی ابتداء میں کشمیر پر ہونوں کا قبضہ ہو گیا۔ اگر چہ AD 530 میں یہ وادی پھر آزاد ہو گئی لیکن اس کے فوراً بعد ہی کشمیر پر اجین حکمرانوں کا قبضہ ہو گیا۔ وکرمادیتہ حکمرانوں کے زوال کے بعد کشمیر پر مقامی حکمرانوں نے حکومت شروع کر دی۔ وہاں ہندو اور بودھ کی مشترک تہذیب کو فروغ حاصل ہوا۔ کشمیر کے ہندو راجاؤں میں للتادتیہ (697-738 AD) سب سے مشہور راجا ہوئے جن کی حکومت مشرق میں بنگال تک، جنوب میں کونکن، شمالی مغرب میں ترکستان اور شمالی مشرق میں تبت تک پھیلی ہوئی تھی۔ للتادتیہ نے بہت ساری خوبصورت عمارتیں بنوائیں۔ کشمیر میں تیرہویں چودہویں صدی میں مذہب اسلام کا داخلہ ہوا۔ مسلم حکمرانوں میں زین العابدین (70-1420) سب سے مشہور ہوتے ہیں جو کشمیر میں اس وقت حکمراں ہوئے جب تاتاریوں کے حملے کے بعد ہندو راجا سنگھ دیو بھاگ گئے۔ بعد میں چک راجاؤں نے زین العابدین کے بیٹے حیدر شاہ کو بے دخل کر دیا اور 1586ء تک کشمیر پر راج کیا۔ 1586ء میں اکبر نے کشمیر کو جیت لیا۔ 1752ء میں کشمیر اس وقت کے کمزور مغل حکمرانوں کے قبضے سے نکل کر افغانستان کے احمد شاہ ابدالی کے قبضے میں چلا گیا۔ 67 سال تک پٹھانوں نے یہاں حکومت کی۔

1۔ علاقے میں پاکستان کے غیر قانونی قبضے والا 78,114 مربع کلومیٹر رقبہ، پاکستان کے ذریعے غیر قانونی طور پر چین کو دیا گیا 5180 مربع کلومیٹر رقبہ اور چین کے غیر قانونی قبضے والا 37,555 مربع کلومیٹر رقبہ شامل ہیں۔

جموں کا ذکر مہابھارت میں بھی ملتا ہے۔ حال ہی میں ہڑپا تہذیب کے دو باقی ماندہ چیزیں اور اکھنور موریہ، کشن اور گپت عہد کے سامان ملے ہیں جن سے جموں کی قدیم صورت حال پر روشنی پڑتی ہے۔ جموں 22 پہاڑی ریاستوں میں بٹا ہوا ہے۔ ڈوگرا حکمراں مالدیو نے کئی علاقوں کو جیت کر اپنی عظیم ریاست قائم کی۔ 1733ء سے 1782ء تک راجا رنجیت دیو نے جموں پر حکومت کی۔ لیکن ان کے جانشین کمزور رہتے۔ اس لئے مہاراجا رنجیت سنگھ نے جموں کو پنجاب میں ملا لیا۔ بعد میں انہوں نے ڈوگرا شاہی خاندان کے راجا گلاب سنگھ کو جموں ریاست سونپ دی۔ گلاب سنگھ، رنجیت سنگھ کے گورنروں میں سب سے زیادہ طاقتور بن گئے اور تقریباً پورے جموں علاقے کو انہوں نے اپنی ریاست میں ملا لیا۔ 1947ء تک جموں پر ڈوگرا راجاؤں کی حکومت رہی۔ اس کے بعد مہاراجہ ہری سنگھ نے 26 اکتوبر 1947ء کو بھارت میں ضم ہو جانے کے معاہدے پر دستخط کر دئے۔

شمال طول البلد جموں و کشمیر ریاست ´15-°32 اور ´15-°37 اور ´35-°72 اور ´20-°83 مشرقی ارض البلد کے درمیان بسا ہوا ہے۔ جغرافیائی حساب سے اس علاقے کو چار علاقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا پہاڑی اور نیم پہاڑیوں کا میدان جو کنڈی پٹی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ دوسرا پہاڑی رقبہ جس میں شوالک پہاڑیاں شامل ہیں۔ تیسرا وادی کشمیر کے پہاڑ اور پنجال پہاڑوں کا سلسلہ اور چوتھا تبت سے متصل لداخ اور کرگل کا رقبہ۔

صنعت

دستکاری کشمیر کی روایتی صنعت ہے۔ اس صنعت کی روزگار پیدا کرنے کی صلاحیت اور ہاتھ سے بنی چیزوں کی ملک اور بیرون ملک مانگ کے پیش نظر سرکار دستکاری کو اولین ترجیح دے رہی ہے۔ دست کاری کے سامان میں خاص طور سے کاغذ سے بنے سامان، لکڑی پر نقاشی، قالین، شال اور کشیدہ کاری کے سامان شامل ہیں۔ دستکاری کی صنعت سے خاص طور پر قالین بنانے کی صنعت سے بڑی تعداد میں غیر ملکی کرنسی حاصل ہو رہی ہے۔ سال 2002 میں دستکاری اشیاء کی پیداوار میں 730 کروڑ روپے کی ہوگی جس میں 460 کروڑ روپے کی درآمد ہوئی دستکاری صنعت میں 3.40 لاکھ دستکار کام کر رہے تھے۔ سال 2002 میں صنعتوں کے تعداد 36,570 ہوگئی اور صنعتی سیکٹر 30,291 کینل بڑھ گیا جس میں سے 18,250 کینل ریاستی صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کے تحت ہے۔ کھادی اور دیہی صنعتوں کی پیداوار 1996 میں 66.89 کروڑ روپے تھی جو بڑھ کر 91.20 کروڑ روپے ہوگئی۔

دستکاری کارپوریشن اونی چیزوں مثلاً گرم کپڑے بلیزر، کمبل، شال وغیرہ سامان تیار کرتا ہے۔ 1997 کے ایک سروے کے مطابق ریاست میں دستکاری کے بنکروں کی تعداد تقریباً 36,827 تھی۔ اس کے بعد اس تعداد میں ہر سال 710 کا اضافہ ہوا۔ کرتھولی میں برآمد افزائش صنعتی پارک قائم ہوگیا۔ ایسا ہی ایک پارک اوم پورا بڈگام میں بنایا جا رہا ہے۔ اور سری نگر میں الگ شہری ہاٹ راگر۔ تھ میں 6.50 کروڑ روپے کا سافٹ ویر ٹکنالوجی پاک شروع کیا گیا ہے۔ کھن موہ میں 9.76 کروڑ روپے کا ایک فوڈ پارک قائم کیا جا رہا ہے۔ 125.50 کروڑ روپے کی نو صنعتی پراجیکٹ بھی لگائے جا رہے ہیں۔

زراعت

ریاست کے تقریباً 80 فی صد عوام زراعت پر منحصر ہیں۔ دھان، گیہوں اور مکئی یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔ کچھ حصوں میں جو، باجرا، اور جوار اگائی جاتی ہے۔ لداخ میں چنے کی کھیتی ہوتی ہے۔

2002-03 کے دوران ریاست میں اناج کی پیداوار 15.22 لاکھ ٹن تھی ریاست میں بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر تقریباً 4.85 لاکھ کنبے باغبانی کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ پھلوں کے باغ کا رقبہ 2.26 لاکھ ہیکٹر ہے، جموں و کشمیر ریاست کو سیب اور اخروٹوں کے لیے زراعت برآمد زون قرار دیا گیا ہے۔ پروگرام کے تحت فوڈ پراسسنگ اور تحفظ کے لیے ضروری عمارت وغیرہ

بنوانے کے لیے ریاست کو 100 کروڑ روپے دیے گئے ہیں۔ ریاست میں 2000 کروڑ روپے کے پھلوں کی پیداوار ہر سال ہوتی ہے جس میں 300 کروڑ روپے کے اخروٹوں کی برآمد بھی شامل ہے۔

6 لاکھ سے زیادہ خاندان براہ راست یا بالواسطہ طور پر باغبانی کے روبار میں لگے ہوئے ہیں جس سے 25 لاکھ لوگوں کو روز گار ملتا ہے۔ باغبانی سیکٹر کی افزائش اور مارکیٹنگ اہتمام کو مستحکم بنانے کے لیے NABARD کی مدد سے 19 سیٹلائٹ پھل بازار لگائے جا رہے ہیں جن پر 70 کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔

بجلی

پاور سیکٹر کو بہت ترجیح دی گئی ہے جس میں ریاست کی وسیع پن بجلی صلاحیت کے بھرپور استعمال پر زور دیا گیا ہے۔ ریاست میں دو بڑے پروجیکٹ شروع کیے گئے ہیں۔ 450 میگاواٹ کے باگلیہار اور 600 میگاواٹ کے ساولکوٹ پن بجلی پروجیکٹ ہاتھ میں لیے گئے ہیں۔ 4,000 کروڑ روپے کا باگلہار پروجیکٹ دسمبر 2004 تک پورا کیا جائے گا۔ 1700 کروڑ روپے کے باگلہار پروجیکٹ کے دوسرے مرحلے سے 450 میگاواٹ بجلی کا پیداوار ہوگا۔ اس پروجیکٹ کے شروع ہو جانے سے ریاستی بجلی کے معاملے میں خودکفیل ہو جائے گا۔ 2,798 میگاواٹ کی پیداواری صلاحیت کے سات پن بجلی پروجیکٹوں کے توانائی کی مرکزی وزارت کے MoU پر دستخط کیے گئے ہیں۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

مارچ 2003 تک ریاست میں PWD کی مختلف طرح کی سڑکوں کی لمبائی 16,117 کلومیٹر تھی۔ اس وقت 284 سڑک پروجیکٹوں پر کام چل رہا ہے۔ جس پر 351 کروڑ روپے کا خرچ آئے گا۔

ریلوے

اب تک ریل خدمات صرف جموں تک ہیں۔ جموں۔ اودھم پور ریل لائن بنانے کا کام جاری ہے۔ اودھم پور سے سری نگر تک ریل لائن کے کی توسیع کا کام شروع ہوگیا ہے۔ اودھم پور کٹڑا اور قاضی گنڈ رہارہ مولا سیکشن 2005 تک اور کٹڑا قاضی گنڈ سیکشن 2007 تک پورا ہو جائے گا۔

ہوائی خدمات

سری نگر، جموں اور لیہہ، ریاست کے اہم ہوائی اڈے ہیں جو جموں و کشمیر کو ہوائی راستے سے ملک کے دوسرے حصوں سے جوڑتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

وادی کشمیر کو زمین کی جنت کہا جاتا ہے۔ سری نگر میں چشمہ شاہی، شالی مار باغ، ڈل جھیل اور وادیوں میں گلمرگ، پہلگام اور سون مرگ وغیرہ اور جموں کے نزدیک ویشنو دیوی مندر اور چٹی ٹاپ لواخ کے بودھ خانقاہیں ریاست کے اہم سیاحتی مقامات

ہیں۔ 2002 میں 2 لاکھ سیاح وادی کشمیر آئے۔ ویشنو دیوی اور امرناتھ کے تیرتھ یاتریوں کی تعداد بھی 1.19 لاکھ اور ویشنو دیوی کے زائرین کی تعداد 50 لاکھ تک پہونچ گئی۔

تیوہار

ہر سال بھادوں ماہ کے کرشن پکش کو جنم اشٹمی کا تیوہار منایا جاتا ہے۔ آشون مہینے میں شکل پکش میں دسویں روز یعنی دشمی کو راون پر رام کو فتح کی یاد میں دسہرا یا وجے دشمی کا تیوہار منایا جاتا ہے۔ شیوراتری بھی جموں و کشمیر میں عقیدت و محبت کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ ریاست میں منائے جانے والے چار مسلم تیوہار ہیں۔ عیدالفطر، عیدالضحیٰ، عید میلادالنبی اور معراج عالم محرم بھی منایا جاتا ہے۔

لداخ کا دنیا میں مشہور ہمیس غار تیوہار جون مہینے میں منایا جاتا ہے۔ اس تیوہار کی خاص بات اس موقع پر ہونے والا مکھوٹا ناچ ہے۔ لیہہ میں اسپتک بودھ وہار میں ہر سال جنوری میں ہونے والے تیوہار میں کالی کے بڑے مجسمے کی نمائش ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ چیتر کے مہینے میں گرمی کے موسم کی شروعات کا تیوہار لوہڑی اور راہمن اور پڑوس کے گاؤں میں سنگھ سنکرانتی اور بھدرواہ اور کشتوار میں میلہ پات منایا جاتا ہے۔

حکومت

گورنر	جی سی سکسینا	چیف سکریٹری:	ایس۔ ایس۔ بلوریا		
وزیراعلیٰ:	مفتی محمد سعید	چیف جسٹس:	بی۔ سی۔ پٹیل		
اسپیکر:	تاراچند	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	جموں، کشمیر اور لداخ		

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر دفتر
1۔	اننت ناگ	3,984	11,70,013	اننت ناگ
2۔	بڈگام	1,371	6,32,338	بڈگام
3۔	بارہ مولا	4,588	11,66,772	بارہ مولا
4۔	ڈوڈہ	11,691	6,90,474	ڈوڈہ
5۔	جموں	3,097	15,71,911	جموں
6۔	کارگل	14,036	1,15,227	کارگل
7۔	کٹھوا	2,651	5,44,206	کٹھوا
8۔	کپواڑہ	2,379	6,40,013	کپواڑہ
9۔	لیہہ	82,665	1,17,637	لیہہ
10۔	پلوامہ	1,398	6,48,762	پلوامہ
11۔	پونچھ	1,674	3,71,561	پونچھ

12-	راجوری	2,630	4,78,595	راجوری
13-	سری نگر	2,228	11,83,493	سری نگر
14-	ادھم پور	4,550	7,38,965	ادھم پور

(1) اس علاقے میں 37,555 مربع کلومیٹر کا وہ رقبہ بھی شامل ہے جس پر چین کا غیر قانونی قبضہ ہے۔

جھارکھنڈ

رقبہ : 79,714 مربع کلومیٹر آبادی: 2,69,09,428

راجدھانی: رانچی اہم زبان: ہندی

تاریخ اور جغرافیہ

جھارکھنڈ 15 رنومبر 2000 کو یونین کی 28 ویں ریاست کی شکل میں وجود میں آیا، یہ قبائیلوں کا اپنا صوبہ ہے، جس کا خواب وہ صدیوں سے دیکھ رہے تھے۔ ایک روایت کے مطابق اڑیسہ کے راجہ جے سنگھ دیو نے تیرہویں صدی میں خود کو جھارکھنڈ کے حکمراں ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔ اس میں زیادہ تر چھوٹا ناگپور پٹھار اور سنتھال پرگنہ کے جنگلاتی راستے شامل ہیں۔ یہاں کی مخصوص ثقافتی روایتیں ہیں۔ آزادی کے بعد کے دور میں جھارکھنڈ مکتی مورچہ نے پابندی سے تحریک شروع کر دی، جس کے باعث حکومت نے 1995 میں جھارکھنڈ اریا خودمختار کونسل کی تشکیل کی اور بالآخر مکمل ریاست وجود میں آئی۔

جھارکھنڈ، مشرق میں مغربی بنگال، مغرب میں اتر پردیش اور چھتیس گڑھ، شمال میں بہار اور جنوب میں اڑیسہ سے گھرا ہوا ہے۔

زراعت

ریاست کے 79,714 مربع کلومیٹر میں سے 18,423 مربع کلومیٹر رقبہ جنگل ہے۔ زراعت اور متعلقہ سرگرمیاں جھارکھنڈ کی معیشت کی خاص بنیاد ہے۔ زراعت کے لائق زمین کا رقبہ صرف 38 لاکھ ہیکٹر ہے۔

صنعت اور معدنیات

جھارکھنڈ میں دو سب سے بڑے فولاد پلانٹ ہیں۔ بوکارو میں عوامی سیکٹر کا اور نجی سیکٹر کی ٹاٹا آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی۔ دیگر اہم صنعتیں ہیں: ٹاٹا انجینئرنگ اینڈ لوکوموٹیک کمپنی، (TELCO)، ٹمکین انڈیا لمیٹڈ (جمشید پور)، (پلاسٹو) انڈین المونیم (Muri)، ACC سیمنٹ (چائباسا)، سنٹرل کول فیلڈ لمیٹڈ (رانچی) اوشا بلٹران، یورینیم کارپوریشن لمیٹڈ (جادوگرا)، ہندوستان کاپر لمیٹڈ (موساباٹی)، ٹن پلیٹ کمپنی آف انڈیا لمیٹڈ (جمشید پور) انڈین ایکسپلوسو لمیٹڈ (گومیا) اور ہنڈالکو باکسائیٹ (لوہار ڈاگا)، وغیرہ۔

ریاست میں تانبہ، کوئلہ، لوہا، میگنیز، ابرق، کرومائیٹ، باکسائیٹ خام لوہا، چونا پتھر، پائرائیٹ، چینی مٹی، کینائیٹ، چکنی مٹی، ڈولومائیٹ، گریفائیٹ، بینٹونائیٹ، صابن پتھر بلوری رسب اور سلیکا بالو وغیرہ جیسی معدنیات وافر مقدار میں بھری پڑی ہیں اور اسی کے باعث یہ ریاست ہندستان کی سب سے زیادہ خوشحال ریاست بننے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ جھارکھنڈ میں سنگھ بھوم، بوکارو، ہزاری باغ، رانچی، کوڈرما اور دھنباد میں کوئلہ، ابرق اور دیگر معدنیات کے وافر ذخیرے ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

جھارکھنڈ کی تحصیلی صلاحیت دامودر، سُوراکشی، براکار، شالی کوئیل، سنکھ، سورن ریکھا، کھرکئی اور اجے ریاست کے اہم آبی وسائل ہیں۔ آبپاشی رقبہ 1.57 لاکھ ہیکٹر ہے جو کل بوائی رقبے کا 8 فی صد ہے۔ میگاواٹ ہے۔ اس میں شامل ہیں: 420 میگاواٹ (تینوگھاٹ حرارتی بجلی گھر) 840 میگاواٹ (چنراتو حرارتی بجلی گھر) 130 میگاواٹ (سکّی وری پن بجلی گھر)، 1,200 میگاواٹ (DVC حرارتی/ پن بجلی)۔ مختلف بجلی گھروں کی حرارت اور پن بجلی سیکٹروں کی صلاحیت میں اضافہ کر کے 4,736MW کی جا سکتی ہے۔ اس میں 686 میگاواٹ پن بجلی پیداوار شامل ہے۔

نقل و حمل

سڑکیں

ریاست میں سڑکوں کی لمبائی 4,311 کلومیٹر ہے۔ اس میں 1,600 کلومیٹر قومی عظیم شاہراہ اور 2,711 کلومیٹر ریاستی شاہراہیں شامل ہیں۔

ریلوے

ریاست میں ترقی یافتہ ریلوے نظام ہے، رانچی، بوکارو، دھنباد، جمشید پور جیسے کچھ بڑے ریلوے اسٹیشن ہیں۔

شہری ہوابازی

رانچی فضائی راستوں کے ذریعہ دہلی، پٹنہ، اور ممبئی سے جڑا ہوا ہے۔ جمشید پور، بوکارو، گریڈیہہ، دیوگھر، ہزاری باغ، ڈالٹن گنج اور نوامنڈی میں ہوائی پٹیاں ہیں۔

سیاحتی مراکز

رانچی کے آس پاس بکھرے ہوئے کئی دل کو موہ لینے والے قدرتی مناظر، آبشار، مندر اور پہاڑیاں یہ ہیں: اسچا گڑھ، طیور پناہ گاہ، اودھوا طیور پناہ گاہ، صاحب گنج (پٹھارا جھیل)، چاچو دیگر مچھ پالن مرکز۔ کوڈرما (تلایا باندھ)، چندپور طیور پناہ گاہ، جواہر لعل نہرو زولاجیکل گارڈن (بوکارو)، تینوگھاٹ طیور پناہ گاہ، ڈالما جنگلی حیاتیات پناہ گاہ، ٹاٹا اسٹیل، زولاجیکل پارک (جمشید پور)، پلکوٹ جنگلی حیاتیات پناہ گاہ، بھگوان برسا زولاجیکل پارک (رانچی) برساہرن پناہ گاہ (کالاماتی رانچی)، بیٹلا قومی پارک (پلامو)، رانچی مچھلی مرکز (رانچی)، ہزاری باغ (جنگلی حیاتیات پارک) ڈالما جنگلی حیاتیات تاتولوئی گرم پانی دھارا (دمکا) اور سارندا جنگلی پناہ گاہ وغیرہ دیگر اہم مقامات ہیں۔

حکومت

جھارکھنڈ میں کچھ مندر ہیں: جھارکھنڈ دھام، لنگٹا بابا جنگلی مندر/مزار، ونددھواسنی مندر، منجور دھام

گورنر	:	این راما جوئس	چیف سکریٹری: اے۔ کے۔ مشر	
وزیر اعلیٰ	:	بابولال مرانڈی	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار: جھارکھنڈ	

اضلاع کے نام: رانچی، گملا، لوہار ڈاگا، پلامو، گڑھوا، دھن باد، بوکارو، ہزاری باغ، چترا، گریڈیہ، کودرما، مشرقی سنگھ بھوی، مغربی سنگھ بھوی، دمکا، دیوگھر، کوڈرمہ، پاکور اور صاحب گنج۔

کرناٹک

رقبہ: 1,91,791 مربع کلومیٹر	آبادی: 5,27,33,958
راجدھانی: بنگلور	اہم زبان: کنڑ

تاریخ اور جغرافیہ

کرناٹک کی تقریباً دو ہزار برسوں کی تحریر شدہ تاریخ موجود ہے۔ کرناٹک پر نند، موریہ اور ستواہن حکمرانوں کی حکومت رہی۔ اس کے علاوہ چوتھی صدی کے وسط سے اس ریاست پر مقامی کدمب اور گنگا حکمرانوں کا قبضہ رہا۔ شرون بیل گولہ میں گمتیشور کا مجسمہ گنگا حکمرانوں میں ہی کسی حاکم نے بنوایا تھا۔ بادامی کے چالوکیہ حکمرانوں نے (500-735 AD) نرمدا سے کاویری تک پھیلے علاقے میں پلکسین دوئم (609-642 AD) کے وقت سے حکمرانی کی اور اس نے قنوج کے راجا ہرش وردھن کو شکست دی۔ ان حکمرانوں نے بادامی۔ آہول اور پٹڈکل میں تاریخی اہمیت کی حامل بہت سارے خوبصورت تعمیری کام کیے۔ آہول کا مندر فن تعمیر کا ایک خوبصورت نمونہ ہے۔ مالکھیڈ کے راشٹر کوٹ (753-973) راجا قنوج حکومت کے اثر ورسوخ والے دور میں قنوج کے حکمرانوں سے ٹیکس وصول کرتے تھے۔ اس عہد میں کنڑ ادب کی ترقی ہوئی۔ بھارت کے بڑے جین دانشوران ان راجاؤں کے درباروں کی رونق بڑھاتے تھے۔ کلیان کے چالوکیہ راجاؤں (973-1189) اور ہولے بیتیہ کے ان کے ہوسالہ سامنتوں سے خوبصورت مندر بنوائے اور ادب اور پینٹنگ کے فن کی حوصلہ افزائی کی مشہور منصف وگیانیشور جو میتا کشر و کا مصنف ہے کلیان میں ہی رہتا تھا۔ مشہور مذہبی رہنما باساویشورا کلیان کا ایک وزیر تھا۔ وجے نگر حکومت (1336-1646) نے اپنی شاندار روایت کو آگے بڑھایا اور فن، مذہب اور کنڑ، تیلگو اور تمل ادب کی حوصلہ افزائی کی۔ بہمنی سلطانوں (جن کی راجدھانی گلبرگہ اور بیدر تھی) اور بیجاپور کے عادل۔ شاہوں نے خوبصورت عمارتیں تعمیر کرائیں اور اردو اور فارسی ادب کی حوصلہ افزائی کی۔ پرتگالیوں کی آمد سے ریاست میں کئی نئی فصلوں مثلاً تمباکو، مکئی، مرچ، بادام، آلو وغیرہ کھیتی ہونے لگی۔ پیشوا (1818) اور ٹیپو سلطان (1799) کی شکست کے بعد کرناٹک انگریزی حکومت کے قبضے میں چلا گیا۔ انیسویں صدی میں عیسائی مشنریوں نے انگریزی کی تعلیم اور مشینوں کی چھپائی سے روشناس کرایا اور ٹرانسپورٹ، مواصلات اور صنعتوں کے شعبے میں انقلاب آیا۔ شہروں میں اوسط درجے کے لوگوں کا طبقہ وجود میں آیا۔ میسور کے حکمرانوں نے صنعت کاری اور نئی تہذیب کے فروغ میں مدد کی۔ آزادی کے تحریک کے بعد کرناٹک کو متحد کرنے کی تحریک نے بھی زور پکڑا۔ آزادی کے بعد 1956 میں ایک نیا متحدہ میسور صوبہ وجود میں آیا اور 1973 میں اس کا نام بدل کر کرناٹک کیا گیا۔

کرناٹک، گوا اور مہاراشٹر کے جنوب میں آندھرا پردیش کے مغرب میں، تمل ناڈو کے شمال مغرب میں اور کیرل کے شمال میں ہے۔ ریاست میں تقریباً 400 کلومیٹر لمبا سمندری ساحل ہے۔ سمندری ساحل کے تقریباً متوازی مغربی گھاٹوں کا سہیادری پہاڑوں کا سلسلہ ہے۔

زراعت

کرناٹک ریاست میں تقریباً 56 فی صد افراد کی محنت زراعت اور اس سے متعلقہ کاموں پر لگتی ہے۔ (کل ورکس بشمول خاص اور حاشیائی 2,35,21,533، کاشتکار 69,36,121، زرعی مزدور 62,09,153) ریاست کے قریب

1,90,49,836 لاکھ ہیکٹر کے مجموعی جغرافیائی علاقے میں سے 1,21,08,667 لاکھ ہیکٹر سے زیادہ زمین زراعت کے لائق ہے۔ یہاں کی اہم فصلیں دھان، جوار، راگی، باجرہ، مکئی، گیہوں اور دالیں ہیں ریاست میں اناج پیداوار ملک کی کل پیداوار کا 5.59 فی صد ہے۔ جس میں 62,20,788 زرعی مزدور لگے ہوئے ہیں۔

باغبانی کے شعبے میں ملک میں کرناٹک کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ ریاست میں قدرتی وسائل کی بہتات، موافق زرعی موسمی حالات اور کاراندازکسان برادری کے سبب باغبانی کے ہمہ گیر فروغ کی کافی گنجائش ہے۔ یہ پہلی ریاست ہے جہاں بہتر قسم کی پوداشیاء اور پودوں کی نسلی تنوع بنائے رکھنے میں کسانوں کو پورا کرنے کے لئے عوامی سیکٹر میں ایک وسیع بایوٹکنالوجی مرکز قائم کیا گیا ہے۔

آبپاشی اور بجلی

کرناٹک میں بیسن والے مجموعی علاقے میں کرشنا کاویری، گوداوری، شمالی پینار، جنوبی پینار، پلار اور مغرب کی جانب بہنے والی ندیوں کے بیسن شامل ہیں۔ جن کا نکاسی رقبہ 1,90,500 مربع کلومیٹر ہے۔ ان ندیوں کی پانی جمع کرنے کی اوسط سالانہ صلاحیت 97,352 کیوبک میٹر ہے۔ ریاست میں سبھی ذرائع سے آبپاشی کی مجموعی صلاحیت 55 لاکھ ہیکٹر ہونے کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ بڑے اور اوسط درجے کے پراجیکٹوں سے 35 لاکھ ہیکٹر، چھوٹے پراجیکٹوں سے دس لاکھ ہیکٹر اور زیر زمین آبی ذرائع سے 12 لاکھ ہیکٹر زمین کی آبپاشی ہوتی ہے۔

کرناٹک بجلی اصلاح ایکٹ 1999 میں نافذ کیا گیا۔ کرناٹکا الیکٹریسٹی ریگولیٹری کمیشن (KERC) دسمبر 1999 سے کام کر رہا ہے۔ سابقہ کرناٹک بجلی بورڈ کو کر KPTCL کے بینر تلے کارپوریٹ کردیا گیا۔ اسے پھر مزید ٹرانسمیشن کمپنی (KPTCL) اور چار تقسیمی کمپنیوں میں بانٹ دیا گیا جن کے نام ہیں BESCOM, MESCOM، HESCOM اور GESCOM یہ چار تقسیمی کمپنیاں 1.10 کروڑ صارفین کو خدمت فراہم کررہی ہیں۔ سال 03-2002 میں مختلف طرح کے صارفین سے 5,344 کروڑ روپے وصول کئے گئے۔ بجلی کی کمی کے سبب دیہی علاقوں میں بجلی جانا ناگزیر ہوجاتا ہے۔ تاہم شہری صارفین کو دیہی صارفین کے برخلاف سبسڈی نہیں ملتی (خاص طور پر IP کے تحت صارفین) لہٰذا وہ لوڈ شیڈنگ سے بچ جاتے ہیں۔

مختلف طرح کے صارفین کو 15,285 میگاواٹ کے کنکشن دیے گئے اور فروری 2003 میں 4,946 میگاواٹ کی زیادہ سے زیادہ مانگ پوری کی گئی۔ ریاست کی کل قائم پیداواری صلاحیت 5,576 میگاواٹ ہے۔ اس میں KPCL کے پیداواری مراکز کی 4,696 میگاواٹ (بشمول VVNL کے 350 میگاواٹ) اور نجی سیکٹر 871 میگاواٹ بجلی شامل ہیں۔ سال 03-2002 میں KPCL کے ذریعہ RTPS ساتویں اکائی (210 میگاواٹ صلاحیت) اور گیروسوپا کی چوتھی اکائی (60 میگاواٹ) صلاحیت قائم کی گئی۔ سال 03-2002 میں 35,084 میگایونٹ کی مانگ تھی۔ KPTCL/ESCOMS صرف 29,333 میگایونٹ کی فراہمی کر پائے۔ اس طرح اس سال بھی 7,300 میگایونٹ بجلی کی کمی بنی رہیگی۔ زیادہ مصروف وقت میں 1,500 میگاواٹ بجلی کی کمی رہیگی۔ اگلے 3 تا 4 سالوں میں ریاست میں 2,400 میگاواٹ کی اضافی پیداواری صلاحیت ان پروجکٹوں سے بڑھانے کا منصوبہ ہے۔ (i) الماٹی پن بجلی پروجکٹ 290 میگاواٹ، (ii) ROPS کی آٹھویں اکائی 210 میگاواٹ، (iii) بلاری حرارتی بجلی پروجکٹ 500 میگاواٹ (iv) بدادی متحدہ دور پروجکٹ 1400 میگاواٹ۔

ریاست کے سبھی گاؤوں میں بجلی پہونچادی گئی ہے۔ اب خاص زور دیہی بستی (پردوں) کی بجلی کاری پر دیا جارہا ہے۔ سال 04-2003 میں 16,000 میں سے 670 پردوں کی بجلی کاری کا ہدف رکھا گیا ہے۔

سال 03-2002 میں بشمول کاروباری خسارے، ٹرانسمیشن اور تقسیم میں ہوئے خسارے کافی صد 31.68 تھا۔ 04-2003 میں اس خسارے کو کم کرکے ایک فی صد تک لانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ کاروباری خسارے کو کم کرنے پر خاص زور دیا جارہا ہے۔ حکومت ہند نے ایک ''اسراعی پاور ترقیاتی پروگرام'' (APDRP) بنایا ہے جس کے تحت پرانے بجلی پلانٹوں کی مرمت اور جدید کاری رعمل مدت کاری توسیع، اور ذیلی ترسیل اور تقسیم نٹ ورک کی سطح کو اونچا کرنے اور توانائی حساب کاری میٹرنگ سے متعلق پروجیکٹوں کو مالی امداد فراہم کی جائیگی۔ اس (APDRP) پروگرام کے امداد حاصل کرنے والی پہلی ریاست کرناٹک ہے۔ اس کے تحت حکومت ہند نے 1,311.5 کروڑ روپے کی اسکیموں کو منظوری دے دی ہے۔ میسور، بلگام، بیجاپور، ہبلی، بنگلور (جنوب) اور بنگلور (شمال) اور تقریباً 84 قصبوں کو اس کے تحت لایا جارہا ہے۔ بیجاپور ضلع میں 40.5 کروڑ لاگت کے سبھی تعمیری کام پورے کرلئے گئے ہیں۔ میسور سرکل میں 95.18 کروڑ روپے کے تعمیری کام بھی پورے ہوگئے ہیں۔

صنعت

کرناٹک غیر ملکی اصل کاری کے لئے ملک میں سب زیادہ ترجیحی ریاست ہے۔ یہاں 500 غیر ملکی کمپنیوں میں 65 کمپنیاں سرگرم ہیں۔ اگست 1991 سے جولائی 2003 تک 60.8 لاکھ امریکی ڈالر کی پونجی کے 2,179 اصل کاری تجاویز کرناٹک کے لئے منظور ہوچکی ہیں۔ ملک میں کل غیر ملکی اصل کاری کا 8.29 فی صد کرناٹک میں ہ اور غیر ملکی پونجی اصل کاری کے معاملے میں اس کا چوتھا مقام ہے۔ مرکزی حکومت نے 58,520 کروڑ روپے کی اصل کاری کے 2,144 صنعتی اصل کاری (گھریلو) تجاویز منظور کی گئی ہیں۔ ریاستی حکومت نے جولائی 2003 تک 21,549 کروڑ روپے کے 1,779 نئی اصل کاری منظور کی ہے۔

ریاست سے انفارمیشن ٹکنالوجی، بایوٹکنالوجی، الکٹرانکس، ٹیلی کام، ایرواسپیس، پراسیسڈ غذائی اشیاء، لباس، آٹوموبائل، بنکنگ ومالیات، کان کنی، فولاد، سیمنٹ وغیرہ سبھی طرح کی صنعتیں ہیں۔ ریاست میں 2,52,671 چھوٹی صنعتیں ہیں جن پر 110.2 کروڑ امریکی ڈالر کی پونجی لگی ہے اور جن میں 15,05,800 لوگوں کو روزگار ملا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ 1,068 بڑی اور مجھلی صنعتوں پر 681.3 کروڑ امریکی ڈالر کی پونجی لگی اور ان میں 4,46,809 لوگوں کو روزگار ملا ہوا ہے۔

ملک سے برآمد کئے جانے والے مسالوں میں سے کرناٹک سے 70 فی صد کافی اور ریشم، 20 فی صد الکٹرانک ہارڈ ویر اور 35 فی صد سافٹ ویر اور 12 فی صد سلے سلائے کپڑے برآمد کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ریاست میں بڑی مقدار میں مسالے، پھول، پھل، اور سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔

خلا، شہری ہوابازی، اعلیٰ ترقی یافتہ شماریات، غذا، بایوٹکنالوجی اور بہت سے دوسرے شعبوں میں عالمی شہرت یافتہ اداروں کے ساتھ جو جدید ٹکنالوجی کے اختراعی کام کرتے ہیں معیاری تحقیقی اور ترقیاتی سہولیات پیش کی جاتی ہیں۔

کرناٹک کی ترقی پذیر صنعتی پالیسی ہے جو پبلک وجی شراکت کی سرگرم تائید کرتی ہے۔ سیکٹر خصوصی پالیسی جیسے، انفارمیشن ٹکنالوجی پالیسی، بایوٹکنالوجی پالیسی، B.P.O. ڈیسی، سیاحتی، پالیسی، زرعی غذائی پراسسنگ پالیسی اور برآمد افزائشی پالیسی پر حکومت کی جانب سے زیادہ زور دیا جارہا ہے۔ ریاستی حکومت نے محنت قانون اور زمینی اصلاح قانون کو آسان بنایا ہے اور ریاست میں تجارت کرنے والے افراد کو سہولت فراہم کو سہولت فراہم کرنے کے لئے کرناٹک صنعت (سہل کاری) ایکٹ 2002 کو وضع کیا جارہا ہے۔ اقوام متحدہ انسانی ترقیاتی رپورٹ 2000 کے مطابق ٹکنالوجی کے شعبے میں اختراع کے لیے عالمی پیمانے پر اولیس رہنے والے شہر میں بنگلور کا چوتھا مقام ہے۔

معدنیات

یہ ریاست معدنیات کے وسائل سے مالا مال ہے۔ ہائیڈرو کاربنوں کے علاوہ یہاں سارے معدنیات دستیاب ہیں۔ گولڈن آئرن کچ دھات اعلیٰ درجے کا خام لوہا، تانبا، مینگنیز، کرومائٹ، چینی مٹی، کیونائٹ، چونا پتھر تکنیکی ریت، سجاوٹ والی گرینائٹ، کوارٹزائٹ اور میگنا ٹائٹ یہاں کی اہم معدنیات ہیں۔ اس ریاست کو ملک میں سب سے زیادہ سونا پیدا کرنے والی ریاست کا درجہ حاصل ہے۔ یہ صوبہ فیلسائٹ پیدا کرنے والا واحد صوبہ اور مولڈنگ ریت اور بلوری پتھر پیدا کرنے والا ایک اہم صوبہ ہے۔ یہاں گرینائٹ کے بھی بہت سارے ذخیرے ہیں۔ معدنیات کی پیداوار سے ریاست کو 170 کروڑ روپے کی رائلٹی ملتی ہے۔ سونا، ہیرا، چاندی، پلاٹینم اور نکل کے تلاش کے لئے 25,000 مربع کلومیٹر کے لئے ملکی اور غیر ملکی کمپنیوں کو 30 سروے پرسٹ دئے گئے ہیں۔ ابتدائی رپورٹ بہت وصلہ افزا ہے۔

انفارمیشن ٹکنالوجی

کرناٹک۔ سلکن ریاست، انفارمیشن ٹکنالوجی اور دیگر علم پر مبنی صنعتوں کے لئے بہت ہی معقول ہدف ہے۔ ریاست میں سرمایہ کاری پالیسی بہت ہی دوستانہ ہے۔ حال ہی میں ریاست نے میلینئم ٹکنالوجی پالیسی۔ ''مہتی'' کا اعلان کیا ہے۔ ای۔ گورنس ایریا میں ریاست نے اہم پہل کی ہے اور یہ سبھی ٹریزری (خزانوں) کو کمپیوٹرائیز ڈ کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ 70 لاکھ کسانوں کی ملکیت والی 2 کروڑ زمین کے ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کر دئے گئے ہیں۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

کرناٹک میں 3,728 کلومیٹر لمبے 13 قومی شاہراہوں میں 2 قومی شاہراہ یعنی NHU اور NHF قومی ہائی وے اتھارٹی، نئی دہلی کو گولڈن چوگوشہ اور شمال جنوب گلیارا بنانے کے لئے سونپے گئے ں ہے۔ باقی 3,008 کلومیٹر لمبے باقی 11 قومی شاہراہوں کی دیکھ بھال حکومت ہند کرتی ہے۔

ریلوے

کرناٹک میں 2,450 کلومیٹر بڑی لائن، 350 کلومیٹر میٹر گیج لائنوں کو ملا کر مجموعی طور پر 3,100 کلومیٹر لمبی ریلوے لائنیں ہیں۔ قریب 300 کلومیٹر ریل لائنوں کو بڑی لائن میں بدلنے کا کام چل رہا ہے۔

ہوائی خدمات

ریاست کے اہم ہوائی اڈے بنگلور، بلگام، منگلور اور ہبلی میں ہیں۔ بنگلور سے بھارت کے اہم شہروں کے لئے براہ راست پروازیں ہوتی ہیں۔

بندرگاہ

ریاست کا نیو منگلور اور کارواڑ بندرگاہ سال بھر کھلے رہنے والے اہم بندرگاہ ہیں جہاں خاص طور پر مال بردار جہاز آتے ہیں۔ اس بندرگاہ پر کدرے مکھ کے لوہے کی کان سے نکلے خام لوہے کی برآمد اور کچے تیل، کوئلے اور سیال پیٹرولیم گیس کے نقل وحمل لئے

خصوصی انتظامات کیے گئے ہیں کارواڑ بندرگاہ کی بھی جدید کاری کی جارہی ہے۔ وہاں بحری فوج کے "سی برڈ" پراجیکٹ پر کام چل رہا ہے۔ کارواڑ بندرگاہ پر خشک اور مائع مال کے ذخیرے، رکھ رکھاؤ اور ڈھلائی کی سہولیات بھی فراہم کی جاتی ہے۔

سیاحتی مقامات

خوب صورت پارکوں اور صنعتوں کا شہر بنگلور سیاحت کے نظریے سے بھی ریاست کا ایک اہم شہر ہے۔ ورنداون باغ کے لئے مشہور ایک قدیم ریاست کی راجدھانی میسور اور ٹیپو سلطان کی راجدھانی سری رنگا پٹنم کے علاوہ شرون بیلا گولہ بھی قابل دید مقام ہے جہاں 57 فٹ اونچا گمتیشور کا مشہور مجسمہ سیاحوں کے لئے دلکشی کا سامان ہے۔ بیلور، ہالے بیڈو، اور سوم ناتھ پور میں مشہور ہوئسالہ یادگاریں ہیں۔ بادامی، آہولے اور پٹڈ اکل جیسے مقامات چٹانوں کو کاٹ کر بنائے گئے تیرہ سو سال قدیم مندروں کے لئے مشہور ہیں۔ ہمپی میں مشہور کھلا میوزیم (قدیم وجے نگر) ہے۔ گلبرگہ، بیدر اور بیجا پور قدیم یادگاروں کے لئے جانے جاتے ہیں۔ منگلور اور کارواڑ کے بندرگاہ سمندری ساحل سیاحوں کے اہم مراکز ہیں۔ ان کے علاوہ گوکرن، اڈپی، دھرم استھل، میل کوٹ، گنگاپورا و سونداستی وغیرہ اہم مذہبی مقامات ہیں۔ چتر ورگ، بیدر، باسوکلین در گلبرگہ کے دلکش قلعے، باندی پور قومی بجلی ہیر گھاٹا قومی پارک جنگلی حیاتیات کے پلے گراؤنڈ ہیں، رنگن تھٹو، کرکورے بلور، مندا گڈے، گڈروی اٹیسوری مشہور طیور پناہ گاہیں ہیں، جوگ، ساتھوڈی، شوناس مدرا موگوڈ، گوکاک، ابے، اچلی، ار پو، بہتے، کلہٹی دل کو موہ لینے والے آبشار ہیں۔ مدیکری، کیمن گڈی، بی۔ آرہلی، کورے مکھہ، کوڈاچاری، جاذب نظر پہاڑ، مقامات ہیں۔ دسہرہ، ہمپی، چالوکیہ، کادمبا، مہوبین لا، کوڈاگو، کارگا تھیو بار کرناٹک کے آرٹ، ثقافت، لوک مدیقی کو پیش کرنے والے تیوہار ہیں۔ کابنی ریور لاج، کے گڈی، کاویری فشنگ کیمپ، ڈی ہینڈلی بیابان، دیو باغ کرناٹک کے منفرد ماحولیاتی سیاحتی پروجکٹ ہیں۔ گوکاری، ادوپی، دھرم شالہ، میلوکوٹ، گنگاپورا، موندائی، کولور، سرنگری، ہوراناڈو، کالانے کوکے سبرامینا، یڈیار، کوڈال سنگما، الوی، ناجنگو دزیارت کے مشہور مراکز ہیں۔

سیاحت کے شعبے نے ریاست میں 215 مقامات کو سیاحتی مقامات کے طور پر منتخب کیا ہے۔ ریاست کی راجدھانی بنگلور بھی سیاحوں کا ایک اہم مرکز ہے۔ یہاں گرینائٹ پتھروں سے بنا "ودھان سبھا" خوبصورت کبن پارک اور لال باغ مشہور ہیں۔

حکومت

گورنر:	ٹی۔ این چترویدی	چیف سکریٹری:	بی۔ ایس۔ پاٹل		
وزیر اعلیٰ:	ایس ایم کرشنا	چیف جسٹس:	این۔ کے۔ جین		
		ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	کرناٹک ریاست		

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
-1	باگل کوٹ	6,594	16,52,232	باگل کوٹ
-2	بنگلور	2,190	65,23,110	بنگلور
-3	بنگلور (دیہی)	5,815	18,77,416	بنگلور
-4	بیلگام	13,415	42,07,264	بیلگام
-5	بیلاری	8,419	20,25,242	بیلاری

-6	بیدر	5,448	15,01,374	بیدر
-7	بیجاپور	10,475	18,08,863	بیجاپور
-8	چمارنجانگر	5,685	9,64,275	چمارنجانگر
-9	چک منگلور	7,201	11,39,104	چک منگلور
-10	چتردرگ	8,388	15,10,227	چتردرگ
-11	جنوبی کنٹر	4,843	18,96,403	منگلور
-12	دیوانا گیری	6,018	17,89,693	دیوانا گیری
-13	دھارواڑ	4,230	16,03,794	دھارواڑ
-14	دھرواد	4,657	9,71,955	دھرواد
-15	گلبرگہ	16,224	31,24,858	گلبرگہ
-16	ہاسن	6,814	17,21,319	ہاسن
-17	ہاویری	4,851	14,37,860	ہاویری
-18	کوڈگو	4,102	5,45,322	مرکیرا
-19	کولار	8,223	25,23,406	کولار
-20	کوپال	8,458	11,93,496	کوپال
-21	منڈیا	4,961	17,61,718	منڈیا
-22	میسور	6,269	26,24,911	میسور
-23	رایچور	5,559	16,48,212	رایچور
-24	شموگا	8,465	16,39,595	شموگا
-25	جمکر	10,598	25,79,516	جمکر
-26	اوڈوپی	3,598	11,09,494	اوڈوپی
-27	شمالی کنٹر	10,291	13,53,299	کارواڑ

کیرالہ

رقبہ:	38,863 مربع کلومیٹر	آبادی	3,18,38,619
راجدھانی:	ترواننت پورم	اہم زبان:	ملیالم

تاریخ اور جغرافیہ

کیرل برصغیر ہند کے جنوب مغرب سرے پر واقع ہے۔ جب آزاد ہندوستان میں چھوٹی ریاستوں کا انضمام ہوا تب ٹروینکور اور کوچین ریاستوں کو ملا کر یکم جولائی 1949 کو ٹروو ینکور۔کوچین ریاست بنادی گئی۔ مالا بار کو مدراس صوبے میں رہنے دیا گیا۔ ریاست بازتشکیل ایکٹ 1956 کے تحت ٹروینکور۔کوچین ریاست اور مالا بار کو ملا یکم نومبر 1956 کو کیرل ریاست بنائی گئی۔

کیرل کی ثقافت، ہندوستانی ثقافت کی خاص دھارا کی لاینفک جزو رہی ہے۔ مشرق میں مغربی گھاٹ اور مغرب میں بحر عرب کے درمیان واقع اس ریاست کی چوڑائی 35 کلومیٹر تا 120 کلومیٹر تک ہے جغرافیائی لحاظ سے کیرل کو پہاڑیوں، وادیوں، وسطی میدانوں اور ساحلی پٹیوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ کیرل ندیوں اور تالابوں کے معاملے میں خوشحال ہے۔ 44 ندیوں (41 مغرب رخی اور 3 مشرق رخی) اپنی معاون ندیوں اور ذیلی دھاراؤں کے ساتھ کیرل سے ہوکر گزرتی ہیں تالاب کیرل میں دلکشی اور معاشی لحاظ سے قیمتی ہوتے ہیں۔

زراعت

زراعت یہاں کے عوام کا خاص پیشہ ہے۔ تقریباً 50 فی صد آبادی اپنی روزی روٹی کے لئے زراعت پر منحصر ہے۔ کیرل میں زراعتی علاقوں کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہاں نقدی فصلیں زیادہ پیدا کی جاتی ہیں۔ ناریل، ربڑ، کالی مرچ، الائچی، گنا، کاجو، سپاری، چائے، ادرک، جائے پھل، دارچینی اور لونگ وغیرہ پیدا کرنے والی ایک اہم ریاست کیرل ہے۔ اناج میں چاول اور ٹوپیوکا یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔ ناریل یہاں کی سب سے اہم نقدی فصل ہے۔ 2002-2001 میں ریاست میں کل 3,29,875 لاکھ ہیکٹر میں دھان کی کھیتی ہوئی۔

سال 02-2001 کے دوران زراعت سے ہوئی آمدنی میں 124 کروڑ روپے کا اضافہ ہوا۔ سال 2002 میں بارش 2,908mm تھی، عام بارش 3,107mm ہوتی ہے۔ اس طرح اس سال کیرل میں عام بارش سے کم بارش ہوئی۔ کل فصل رقبہ 22.39 لاکھ سے بڑھ کر 25.92 لاکھ ہیکٹر ہوگیا اور پچھلے دو دہوں سے اہم فصل پر اس سے زیادہ مفید فصل سے بدلنے کا دباؤ لگاتار پڑ رہا ہے۔

آمدنی اور روزگار کے لحاظ سے اپنے مختلف اشتراک کے سبب ناریل کیرل کی دیہی معیشت کی خاص بنیاد کے طور پر قائم ہے۔ ناریل کا فصلی رقبہ 9 لاکھ ہیکٹر ہے جو کل فصل رقبے کا 42 فی صد ہے۔ کیرل میں ناریل 35 لاکھ لوگوں کا ذریعہ معاش ہے۔ اس کے فصل رقبے میں اضافے ہو رہا ہے۔ سال 02-2001 میں 6,049 فی ہیکٹر کی پیداوار ہوئی۔

برآمد کی جانے والی اہم اشیاء میں کالی مرچ ایسی شے ہے جس میں کیرل کو دیگر پیداکار ریاستوں کے مقابلے اولیں مقام حاصل ہے۔ ملک بھر میں مرچ کی پیداوار کا 97 فی صد کیرل میں ہوتا ہے اور اس طرح اس خطے میں کیرل کی اجارہ داری قائم ہے۔ 02-2001 میں کاجو کی پیداواریت 735 کلوگرام فی ہیکٹر پہونچ چکی تھی۔

پودے والی فصلوں میں ربر اہم فصل ہے۔ ملک کے کل ربر علاقے کا 84 فی صد رقبہ کیرل میں ہے۔ 02-2001 میں ملک بھر کے ربر کا کل فصل رقبہ 5.63 لاکھ ہیکٹر تھا جس میں 4.74 لاکھ ہیکٹر کیرل میں تھا۔ اس سال قدرتی ربر کی ملک بھر میں پیداوار 6.31 لاکھ ٹن تھی اور اکیلے کیرل میں یہ 5.00 لاکھ ٹن تھی

02-2001 میں پورے ملک میں 35 لاکھ ہیکٹر رقبے میں کافی کی پیداوار ہوئی۔ ان میں سے 0.85 لاکھ ہیکٹر رقبہ یعنی 24 فی صد کیرل کا تھا۔ ملک کی کل کافی پیداوار کا 22 فی صد کیرل میں ہوا۔ ملک میں تین لاکھ ٹن کافی پیدا ہوئی اور اکیلے کیرل میں 0.60 لاکھ ٹن کافی پیدا ہوئی۔ کافی کی پیداواریت ملک میں 869 کلوگرام فی ہیکٹر ہے اور کیرل میں یہ 833 کلوگرام فی ہیکٹر ہے پورے ملک میں چائے کی پیداوار کا رقبہ 4.38 لاکھ ہیکٹر ہے اور 2002 میں کیرل میں 0.37 لاکھ ہیکٹر میں چائے کی پیداوار ہوئی۔ کیرل میں ملک بھر کی چائے پیداوار کا 8 فی صد ہوتا ہے۔

صنعت

کیرل میں صنعتی ترقی کے روشن امکانات ہیں۔ یہاں پر پن بجلی، گھنے جنگلات، المینائٹ اور مونو زائٹ وغیرہ جیسی کمیاب معدنیات اور ٹرانسپورٹ اور مواصلات جیسی بنیادی سہولتیں موجود ہیں۔ یہاں کے روایتی صنعتوں میں ہینڈلوم، کاجو، ناریل کے ریشے اور دستکاری شامل ہیں۔ دیگر اہم صنعتوں میں ربڑ، چائے، چینی مٹی کے برتن، بجلی اور الیکٹرانک کے سامان، ٹیلی فون کے تار، ٹرانسفارمر، اینٹ اور ٹائلیں، دوائیں، اور کیمکلز، انجینئرنگ کے سامان، پلائی وڈ، رنگ روغن بیٹری اور سگار، صابن، تیل، کھاد، کھادی، اور دیہی صنعتوں کی پیداوار شامل ہیں۔

ان کے علاوہ باریک سامان، مشینی آلات، پیٹرولیم سے تیار ہونے والی اشیاء لگدی پینٹ، کاغذ، اخباری کاغذ، کانچ اور ایسے دھاتوں کی پیداوار کے لئے جن میں لوہا نہ ہو ریاست میں کئی کارخانے لگائے گئے ہیں۔ برآمد کی جانے والی اشیاء میں اہم کاجو، چائے، کافی، مسالے، سمندری خوراک، شیشہ اور ناریل ریشہ وغیرہ ہیں۔ ریاست میں المینائٹ ، روٹائل، مونو زائٹ، زرکون، سلیمنائٹ، چکنی مٹی، اور کوارٹز ریت جیسی اہم معدنیات بھی کافی مقدار میں موجود ہیں۔

کیرل ریاستی صنعتی فروغ کارپوریشن (KSIDC) کے مالی تعاون سے 2002 میں چھوٹے اور بڑے 53 پراجیکٹوں کو شروع کیا گیا جن پر 4,202.43 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری ہوئی۔ کارپوریشن نے 897 کروڑ کے سرمائے والے 40 پراجیکٹوں کو قائم کرنے کے لیے نجی سیکٹر کی فرموں کے ساتھ معاہدے پر دستخط کیے۔

جنوری 2003 میں عالمی سرمایہ کار میٹنگ (GIM) میں دنیا بھر کے کئی سرمایہ کاروں نے حصہ لیا۔ اس میٹنگ کے ذریعہ 26,000 کروڑ روپے کی اصل کاری پر غور کیا گیا 11,159.45 کروڑ روپے کے 96 جکٹوں کے لیے معاہدوں کی عرضداشت پر دستخط کیے گیے۔

ریاست میں 62 عوامی سیکٹر کی انڈر ٹیکنگ ہیں۔ 1,774.45 کروڑ روپے کی اصل کاری اور 225 کروڑ روپے کی برآمد صلاحیت والی کمپنیاں ہیں۔ ترواننت پورم کے ٹیکنو پارک میں 5,000 انفارمیشن ٹکنالوجی کے ماہرین کام کر رہے ہیں۔

آبپاشی

کیرل میں آبپاشی کا نظام بڑے اوسط اور چھوٹے پراجکٹوں کے علاوہ زیرزمین پانی اور کمانڈ ایریا ترقی پروگراموں پر منحصر ہے۔ ملم پوجا، چالاکڈی، پیچی، پمبا، پیریار، چتر پوجا، کنیاڈی، نیئر اور چم منی ریاست کے بڑے آبپاشی پراجیکٹ ہیں۔ پوتنڈی گائتری ولیار، وجھائی، منگلم اور چیرا کو بھی اوسط درجے کی پراجیکٹ ہیں۔ ان کے علاوہ سات آبپاشی کے بڑے پراجیکٹوں کلڈا، پھپاسی، مواتو پوجا، ادم لیار، کاراپارا۔ کریار کٹی، چیلیار اور کاتھی رپ پوجا کا کام جاری ہے۔ ریاست میں مارچ 2000 تک آبپاشی سیکٹر میں 27,357 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری ہوئی، جس میں بڑے اور مجھولے پراجیکٹوں کے لیے 1,877 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری ہوئی۔

بجلی

کیرل میں توانائی کے وسائل نسبتاً کم ہیں۔ 01-2000 میں تنصیبی صلاحیت 2,451.63 میگاواٹ تھی جو مارچ 2002 میں بڑھ کر 2,580.23 میگاواٹ ہوگئی۔ اضافی 128.6 میگاواٹ بجلی کائم کولم (9.58 میگاواٹ) ملیم پوجا (2.5 میگاواٹ)

اور BSES کوچی 116.57 میگاواٹ) سے حاصل ہوئی۔ ریاست نے زیادہ تر مرکز سے اپنا حصہ لیا ہے۔ 01-2000 میں بر آمد بجلی 5,543 میگا یونٹ تھی جو 02-2001 میں بڑھ کر 5,699.53 میگا یونٹ ہوگئی۔ یہ اضافہ 2.8 فی صد تھا جبکہ سال 01-2000 میں 6.3 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا تھا۔

IN-SHP چین کی تکنیکی اور مالیاتی مدد سے 12.6 میگاواٹ صلاحیت کے چار چھوٹے رزیادہ چھوٹے پن بجلی پروجکٹ شروع کیے گیے ہیں۔ 02-2001 میں KV 110 صلاحیت کے 15 سب اسٹیشن اور KV 110 کی ڈی ی لائین کے 185 CT کلومیٹر میں قائم کیے گیے ہیں۔ 881.09 کلومیٹر (v) 11 لائن اور 4,545.92 کلومیٹر ایل ٹی لائن چالو کر دی گئی۔ اس کے علاوہ 1,224 ٹرانسفارمر کھڑے کیے گیے۔ سال 02-2001 میں 4,10,997 خدمات کنکشن دیے گیے جن میں 13,919 زراعت کے لیے تھے اس مدت میں 33,141 اسٹریٹ بجلی لیمپ لگائے گئے۔

گھریلو صارفین (ادائیگی کرانے والے) 48.57 لاکھ سے بڑھ کر 51.69 لاکھ ہو گئے۔ یہ اضافہ 6.4 فی صد تھا۔ گھریلو کھپت سے حاصل محصول 37,980.42 لاکھ (01-2000) سے بڑھ کر 02-2001 میں 40,478.44 لاکھ ہو گیا۔ یہ کل محاصل کا 20.84 فی صد تھا۔ HT اور EHT صارفین کی بجلی کھپت 31.24 فی صد تھی اور ان سے حاصل آمدنی کل آمدنی کی 31.41 فی صد تھی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

کیرل ایسی پہلی ریاست ہے جس میں سبھی دور دراز کے گاؤں تک پہونچنے کے لئے سڑکیں ہیں۔ ریاست میں سڑکوں کی کل لمبائی 1,42,300 کلومیٹر ہے جس میں سے PWD 23,150 (محکمہ تعمیرات عامہ) 1,560 کلومیٹر قومی شاہراہ، 3,150 کلومیٹر ریاستی شاہراہ 15,130 کلومیٹر ضلع سڑکیں اور 3,310 کلومیٹر دیہی سڑکیں ہیں۔

ریلوے

ریاست میں ریلوے لائنوں کی مجموعی لمبائی 1,148 کلومیٹر ہے اور یہ ملک کے سبھی اہم جگہوں سے 13 ریل راستوں کے ذریعے جڑی ہوئی ہے۔ بڑی لائن 1053.86 کیلومیٹر اور چھوٹی لائن 94.14 کیلومیٹر لمبی ہے۔

ہوائی خدمات

ریاست میں تین اہم ہوائی اڈے تیروعنت پورم، کوچی اور (نیدمبسر ی) اور کوزی کوڈ میں ہیں۔ اس میں پہلے دو بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہیں۔

بندرگاہ

18 بندرگاہوں میں سے کوچی کیرل کا اہم بندرگاہ ہے۔ غیر ملکی تجارت اور ساحلی تجارت کو فروغ دینے میں اس بندرگاہ کا اہم رول ہے۔ اس کے علاوہ ریاست میں تین اوسط درجے کے اور دس چھوٹے بندرگاہ ہیں۔

تیوہار

کیرل میں مختلف شاندار تیوہار منائے جاتے ہیں۔ ان میں سے بیشتر تیوہار مذہبی ہیں جو ہندو عقیدوں کے مطابق ہیں۔ کیرل کے تقریباً ہر گاؤں کے اپنے میلے، تیوہار اور دوسرے خوشی کے مواقع ہیں۔ اونم کیرل کا خاص تیوہار ہے جو اب سارے ملک میں مشہور ہو چکا ہے۔ یہ تیوہار فصل کی کٹائی کے موقعے پر منایا جاتا ہے۔ اور پوری ریاست کے لوگ جوش و خروش کے ساتھ اس میں شامل ہوتے ہیں۔ اونم کا تیوہار راجا مہابلی کی واپسی کی خوشی میں منایا جاتا ہے۔ ایسا مانا جاتا ہے کہ مہابلی نے کافی عرصے تک کیرل پر حکومت کی لیکن وشنو نے وامن کی شکل اختیار کر کے مہابلی کو سپرد آتش کر دیا۔ اب یہ تیوہار حکومت کے زیر انتظام قومی تیوہاروں کے طور پر منایا جانے لگا ہے۔ ویشو کیرل کا ایک دوسرا تیوہار ہے جو علم فلکیات کے مطابق نئے سال کے موقعے پر منایا جاتا ہے۔ کیرل میں نوراتری تیوہار سرسوتی پوجا کے طور پر منایا جاتا ہے۔ مہاشیوراتری کا تیوہار پیریار ندی کے ساحل پر رنگارنگ طریقے سے منایا جاتا ہے اور اس کا مقابلہ پریاگ کے کنبھ میلے سے کیا جاتا ہے۔ سبری مالا ایپن مندر میں مکروالکو کے موقعے پر منائے جانے والے 41 دنوں کے میلے میں ملک اور بیرون ملک کے لاکھوں افراد شامل ہوتے ہیں۔ ولم کلی یا کشتیوں کی رفتار کا مقابلہ کیرال کا ایک اپنا خصوصی تیوہار ہے۔ پناامدا جھیل میں منعقد ہونے والی نہرو ٹرافی کو چھوڑ کر باقی سبھی کشتیوں کی رفتار کے مقابلے کی کوئی نہ کوئی مذہبی اہمیت ہے۔ تریچور میں ہر سال اپریل میں پورم تیوہار منایا جاتا ہے جس میں سجے دھجے ہاتھیوں کا جلوس نکلتا ہے اور آتشبازی کے مظاہرے ہوتے ہیں۔ کرسمس و رایسٹر عیسائیوں کے اہم تیوہار ہیں۔ پالوا ندی کے کنارے ہر سال ایشیا میں عیسائیوں کا سب سے بڑا اجلاس مرامون ہوتا ہے۔ مسلمان عید، بقرعید، رمضان اور محرم کے علاوہ میلادالنبی تیوہار مناتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

کیرل ذہن، جسم اور روحانیت کے لحاظ سے کلی منزل مقصود سمجھا جاتا ہے۔ سال 2001 میں کیرل آنے والے غیر ملکی و ملکی سیاحین کی تعداد علی الترتیب 52,39,692 اور 2,08,830 تھی۔ حالانکہ قومی سطح پر پچھلے سال غیر ملکی سیاحوں کی تعداد میں 6 فی صد کی کمی آئی تھی۔ لیکن کیرل میں یہ کمی محض 0.51 فی صد رہی۔ پچھلے سال ملکی سیاحوں کی تعداد میں 4.52 فی صد کا اضافہ ہوا۔ سال 2001 میں سیاحت سے ہوئی آمدنی 535 کروڑ تھی جبکہ 2000 میں یہ 530 کروڑ تھی۔

دسویں پنج سالہ منصوبے میں سیاحت کے لیے 826 کروڑ روپے (نویں پنج سالہ منصوبے کے 140 کروڑ روپے کے چھ گنے) مختص کیے گئے تھے اس طرح 03-2002 کے سالانہ منصوبے میں سیاحت کے لیے 80 کروڑ (02-2001 کے 40 کروڑ روپے کے دوگنے) مختص کیے گئے۔

کیرل میں 12 جنگلاتی حیات پناہ گاہیں اور دو قومی پارک ہیں۔ ان قومی پارکوں اور پناہ گاہوں میں سیاست کی حوصلہ کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے ان مقامات کا انتظامیہ محکمہ جنگلات اور مارکیٹنگ کا انتظامیہ محکمہ سیاحت کریگا۔ پروجکٹ علاقوں میں محدود ترقی کے ساتھ محرک جنگلاتی سیاحت فراہم ہوگی۔ یہ پروجکٹ مخصوص فطرت سے محبت کرنے والوں گروپوں اور ماحولیات کے بارے میں باشعور سیاحوں کو ذہن میں رکھ کر بنایا گیا ہے۔ قدرتی وسائل کسی طرح کا نقصان پہونچانے کے بغیر اس سے استفادہ کیا جا سکے گا۔

اہم ماحول دوست عام سیاحتی سرگرمیاں اب شینڈرنی جنگلاتی حیات پناہ گاہ میں بنی مصنوعی جھیل میں کی جانے والی کشتی بانی ہے۔ اس سہولیت کے تحت ہرن باز آبادکاری لیزرزون جس میں فن سنگ تراشی، باغ اور بورڈ واک وغیرہ ہیں ایڈونچر زون۔ جس

میں لٹکتے جھولے راستے ہیں، چٹان پر چڑھائی، ندی پار کرنے کی سہولت ہے، ثقافت زون جس میں گاتے ناچتے فوارے، مدوتماشا گاہ، ریستراں اور آفس کمپلکس ہے۔ سال 2001 میں تھین مالا میں 41,161 سیاح آئے اور 11.4 لاکھ روپے کی آمدنی ہوئی۔

تعلیم

2001 کی مردم شماری کے مطابق کیرل میں شرح پورے ہندوستان میں سب سے زیادہ ہے۔ کیرل میں شرح 90.92 فی صد ہے جبکہ ہندوستان کی اوسط خواندگی شرح 65.38 فی صد ہے۔ خواتین شرح خواندگی 87.86 فی صد اور مردوں کی شرح خواندگی 94.20 فی صد تھی کل ہند سطح علی الترتیب 54.16 اور 75.85 فی صد سے بہت اونچی ہے۔ کیرل کے ضلعوں میں، کوٹائم میں شرح خواندگی سب سے زیادہ اونچی 95.90 فی صد اور پلکو میں سب سے کم 84.31 فی صد تھی۔ تجزیہ سے پتہ چلتا ہے کیرل میں شرح خواندگی کے معاملے علاقائی امتیاز اور لڑکے ولڑکیوں میں تفریق بہت کم ہے۔ سال 2002 میں کیرل میں 12,331 اسکول تھے جس میں 6,754 اور پرائمری، 2,959 اپر پرائمری اور 2,618 ہائی اسکول تھے اس کے علاوہ ریاست میں 8 اینگلو انڈین ہائی اسکول، جسمانی طور پر معذور بچوں کے لیے 135 اسکول اور 37 کیندریہ ودیالیہ رجواہر نو ودیہ اسکول تھے۔ وسیع تعلیمی ساخت میں اور پرائمری راپر پرائمری رہائی اسکول تعلیم میں آسان رسائی کی سہولت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ 94.39 فی صد دیہی عوام کے لیے پرائمری اسکول رہائی اسکول تعلیم 1 کلومیٹر کے اندر ہی دستیاب ہے اور 97.96 فی صد تعلیم 2 کلومیٹر کے اندر ہے۔ اپر پرائمری تعلیم 962 فی صد عوام کو 3 کلومیٹر کے اندر دستیاب ہے ثانوی اسکول 24.71 فی صد عوام کو 2 کلومیٹر کے اندر اور 97.82 فی صد عوام کو 8 کلومیٹر کے اندر دستیاب ہے لامرکزی منصوبہ بندی کے تحت ضلع پرائمری ایجوکیشن پروگرام (DPEP) اور کل سیلف گورنمنٹ شمولیت نے اس میں بہت زیادہ اشتراک کیا ہے۔

حکومت

گورنر:	سکندر بخت	چیف سکریٹری:	این چندر شیکھرن نائر		
وزیر اعلیٰ:	اے۔ کے انٹونی	چیف جسٹس:	جسٹس جواہر لعل گپتا		
اسپیکر	وکوم پرشوتمن	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار	کیرل اور لکش دیپ		

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی (1991 کی مردم شماری کے مطابق)	صدر دفتر
1۔	تریوینتا پورم	2,192	32,34,707	تریوینتا پورم
2۔	کولم	2,491	25,84,118	کولم
3۔	پتھنام تھیٹا	2,642	12,31,577	پتھنام تھیٹا
4۔	الپ پوجا	1,414	21,05,349	الپ پوجا
5۔	کوٹائیم	2,203	19,52,901	کوٹائیم
6۔	اڈکی	5,019	11,28,605	پینیو

7۔	ارناکلم	2,407	30,98,378	ارناکلم
8۔	تریچور	3,032	29,75,440	تریچور
9۔	پالگھٹ	4,480	26,17,072	پالگھٹ
10۔	ملاپورم	3,550	36,29,640	ملاپورم
11۔	کوزی کوڈ	2,324	28,78,498	کوزی کوڈ
12۔	وائناڈ	2,132	7,86,627	کلپٹا
13۔	کنور	2,996	24,12,365	کنور
14۔	کاسرگاڈ	4,992	12,03,342	کاسرگاڈ

مدھیہ پردیش

رقبہ :	3,08,000 مربع کلومیٹر	آبادی:	6,03,85,118
راجدھانی:	بھوپال	اہم زبان:	ہندی

تاریخ اور جغرافیہ

مدھیہ پردیش دوسری سب سے بڑی ریاست ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے یہ ملک میں بہت نمایاں مقام پر واقع ہے۔ مدھیہ پردیش بھارت کے وسطی حصے میں واقع ہونے کی وجہ سے شمال، جنوب، مشرق اور مغرب کے تاریخی واقعات کا محور بنا رہا۔ راجا اشوک نے سب سے پہلے اجین پر حکومت کی۔ وسطی بھارت کا کافی بڑا حصہ گپت سلطنت (550-300) کا حصہ تھا۔ گیارہویں صدی کی ابتدا میں مسلمان وسطی بھارت آئے۔ سب سے پہلے محمود غزنوی یہاں آیا۔ اور پھر محمد غوری آیا جس نے یہاں کے کچھ حصوں کو اپنی دلی کی سلطنت میں ملالیا۔ وسطی بھارت مغلیہ سلطنت کا بھی حصہ رہا۔ مراٹھوں کا اثر شروع ہونے کے بعد سے 1794 میں مادھوجی سندھیا کی موت تک وسطی بھارت پر مراٹھوں کا بول بالا رہا۔ لیکن اس کے بعد چھوٹی چھوٹی آزاد ریاستیں قائم ہونے لگیں۔ یہ آزاد ریاستیں ہی آگے چل کر برطانوی حکومت کے قیام کا سبب بنیں۔ اندور کی رانی اہلیا بائی ہولکر، گونڈ، مہارانی کملا دیوی اور رانی درگاوتی وغیرہ کچھ عظیم خواتین حکمرانوں نے اپنی زبردست حکومت کی صلاحیت کا مظاہرہ کر کے اپنے نام تاریخ میں سنہری حروف میں درج کرالئے۔ غیر منقسم مدھیہ پردیش کی تشکیل یکم نومبر 1956 کو ہوئی تھی۔ نئی ریاست چھتیس گڈھ بنانے کے لئے ہوئی تقسیم کے بعد یہ اپنی موجودہ شکل میں یکم نومبر 2000 کو وجود میں آیا مدھیہ پردیش مشرق میں چھتیس گڑھ، مغرب میں راجستھان اور گجرات، شمال میں اتر پردیش اور جنوب میں مہاراشٹر سے گھرا ہوا ہے۔

زراعت

زراعت ریاست کی معیشت کی بنیاد ہے۔ ریاست کی 74.73 فی صد آبادی دیہی علاقوں میں رہتی ہے اور زراعت پر منحصر ہے۔ ریاست کی تقریباً 49 فی صد زمین قابل زراعت ہے۔ مدھیہ پردیش میں تیلوں کے بیج، دالیں سویابین، چنا اور السی کی خاص پیداوار ہوتی ہے۔ گیہوں، چاول، جوار، گنا، کپاس ارہر اور سرسوں ریاست میں پیدا کی جانے والی اہم فصلیں ہیں۔ یہاں اناج کی مجموعی پیداوار 1.3 کروڑ تھی۔ گیہوں، چاول، دالیں جیسی اہم فصلوں کی پیداوار بہت کم ہو پائی۔

صنعت اور معدنیات

مدھیہ پردیش الکٹرانکس، ٹیلی مواصلات، پیٹروکیمیکل، موٹر گاڑیوں جیسے اعلیٰ تکنیکی صنعتوں کے شعبے میں داخل ہوگیا ہے۔ ٹیلی مواصلات نظام کے لئے آپٹکل فائبر بنانے والی یہ ملک کی پہلی ریاست ہے۔ اندور کے پاس پیتھم پور میں بڑی تعداد میں موٹر گاڑی کی صنعتیں قائم کی گئی ہیں۔ ریاست میں پبلک سیکٹر کی اہم صنعتیں بھوپال میں بھارت ہیوی الکٹریکلس لمیٹڈ، ہوشنگاباد میں سیکورٹی پیپر مل، دیواس میں نوٹ چھاپنے کا پریس، نیپانگر کی اخباری کاغذ کی مل اور نیچ کی الکلائنڈ فیکٹری ہیں 03-2002 میں 775 لاکھ میٹر کپڑا، ہتھ کرگھا سیکٹر پاور لوم سے تیار کیا گیا ہے۔ 99-1998 میں 33.5 لاکھ ٹن قابل فروخت اسٹیل اور 91.8 ہزار ٹن المونیم کی پیداوار ہوئی۔ سمینٹ کی پیداوار 128.8 لاکھ ٹن اور اخباری کاغذ 50.6 ہزار ٹن ہوا۔ پیتھم پور میں ایئر کارگو کمپلکس، انڈو جرمن ٹول روم اور اندرون ملکی کنٹینر ڈپو بنائے جارہے ہیں۔ حکومت ہند اندور میں مخصوص اقتصادی زون قائم کررہی ہیں۔ جامع معاشی ترقی پالیسی کے نفاذ کے تحت غیر ملکی اصل کاری فروغ دیا جارہا ہے۔

معدنیات کی پیداوار کے شعبے میں ریاست کا اہم مقام ہے۔ ریاست میں 21 طرح کے معدنیات بڑے پیمانے پر نکالے جارہے ہیں۔ 03-2002 میں کچے لوہے کی پیداوار 920 لاکھ ٹن، ہیرے کی پیداوار 73,181 کیریٹ اور باکسائٹ کی 25.5 لاکھ ٹن تھی۔ چونے کی پیداوار 2504.7 لاکھ ٹن اور ڈولومایٹ کی 21 لاکھ ٹن رہی۔ چندیری اور ماہیشور میں روایتی دستکاری اور ہنڈ لوم سے بنے کپڑے کے لئے یہ ریاست مشہور ہے۔

آبپاشی اور بجلی

03-2002 میں 56 لاکھ ہیکٹر علاقے میں آبپاشی کی سہولت موجود تھی۔ مدھیہ پردیش ہلکے درجے کا کوئلہ کافی مقدار میں پایا جاتا ہے جو کہ بجلی پیداوار کے زیادہ موافق ہے۔ اور پن بجلی پیداوار کی بے پناہ صلاحیت ہے۔

اس وقت ریاست میں بجلی پیدا کرنے کی مجموعی صلاحیت 2,900 میگاواٹ ہے۔ جس میں 747.5 میگاواٹ بجلی پن بجلی کے طور پر حاصل ہوتی ہے۔ مرکزی حصہ داری والی صنعتوں کے ذریعے پیدا کی گئی بجلی میں ریاست کا حصہ 1,718 میگاواٹ ہے 03-2002 تک ریاست کے 51,806 میں سے 50,349 گاؤوں میں پہنچ چکی ہے۔ بجلی کی پیداوار 14,023.70 لاکھ کلو واٹ فی گھنٹہ ہے۔

ریاستی حکومت نے 1000 میگاواٹ والا اندرا ساگر پن بجلی پراجیکٹ اور 520 میگاواٹ والا اونکاریشور پن بجلی پراجیکٹ شروع کرنے کے لیے قومی پن بجلی کارپوریشن کے تعاون سے ایک جوائنٹ وینچر نرمدا پن بجلی ترقیاتی کارپوریشن قائم کیا ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

مدھیہ پردیش میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 67,600 کلومیٹر سے زائد ہے۔ جس میں قومی شاہراہوں کی لمبائی 3,700 کیلومیٹر اور ریاستی شاہراہوں کی لمبائی 7,300 کیلومیٹر ہے۔

ریلوے

شمالی بھارت کو جنوبی بھارت سے جوڑنے والی اہم ریلوے لائن مدھیہ پردیش سے ہوکر گزرتی ہے۔ ریاست میں بھوپال، بینا، گوالیار، اندور، اٹارسی، جبل پور، کٹنی، رتلام اور اجین اہم جنکشن ہیں۔ علاقائی ریلوے کے صدر دفاتر بھوپال، رتلام، جبل پور اور بلاس پور میں ہیں۔

فضائی خدمات

بھوپال، گوالیار، اندور اور کھجوراہو میں ہوائی اڈے ہیں۔

تیوہار اور میلے

مدھیہ پردیش میں کئی تیوہار منائے جاتے ہیں۔ قبائل کا دوسرا اہم تیوہار بھگوریا ہے، جو روایتی جوش وخروش کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ کھجوراہوں بھوجپور، پنچ مڑھی اور اجین میں شیوراتری کے تیوہار میں مقامی روایتوں کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ چترکٹ اور اوورچھا میں رام نومی تیوہار منعقد کرنے کی انوکھی روایت ہے۔ اورچھا، مالوہ اور پنچ مڑھی کے میلوں میں تہذیب وفن کا خوبصورت امتزاج نظر آتا ہے۔ گوالیار کے تانسین موسیقی، میلے میہار کے استاد علاؤ الدین خاں موسیقی میلے اجین کے کالی داس سمارودہ اور کھجوراہو کے رقص میلے کی وجہ سے مدھیہ پردیش کے فن سے شوق رکھنے والے افراد کی محبوب ریاست ہے۔

سیاحتی مقامات

اپنی عہد وسطی کی خصوصیتوں کو دامن میں چھپائے یہاں کے شہر، دور دراز علاقوں میں جانوروں کے حفاظتی مقامات، ناقابل یقین قدرتی خوبصورتی والے مقامات اور ملک کے سب سے اہم تیرتھوں والا مدھیہ پردیش سیاحوں کی دلچسپی کا مرکز ہے۔ پنچ مڑھی، کی انوکھی خوبصورتی، بھیڑا گھاٹ کی چمک دمک والی سنگ مرمر کی چٹانیں، اور شور کرتے ہوئے دھواں دار آبشار، کانھا قومی پارک، جہاں عجیب وغریب بارہ سنگھے رہتے ہیں باندھو گڑھ قومی پارک جہاں قلعہ ہے اور قبل تاریخ غاریں ہیں اور حیات جنگل ہے یہ سب عظیم قدرتی حسن کی جھلکیاں ہیں۔ مدھیہ پردیش کے بیش بہا خزانے میں قلعہ، محل، استوپ، غاریں، اور یادگاریں ہیں۔

گوالیار، اور چھا، کھجوراہو، سانچی، مانڈو، دتیا، چندیری، جبل پور، رائے سین، ودیشا، ادے گری، بھیم بیٹھکا، اندور اور بھوپال تاریخی یادگار کے مختلف اہم مراکز ہیں۔ ماہیشور، اونکاریشور، اجین، چترکوٹ اور امرکنٹک ایسے مقامات ہیں جہاں آکر تیرتھ یاتریوں کے دل کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ کھجوراہو کے مندر اپنے امتیاز کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ اورچھا، بھوجپور اور ادے پور کے مندر تاریخ میں دلچسپی رکھنے والے لوگوں اور زائرین کے لیے کشش کے مقامات ہیں۔ ستنا، سانچی، ودیشہ، گوالیار، اندور، مندسور، اجین، راج گڑھ بھوپال جبل پور، ریوا اور دیگر کئی ضلعوں کے میوزیم آثار قدیمہ کے طور پر اہمیت رکھتے ہیں۔

حکومت

گورنر:	رام پرکاش گپتا	چیف جسٹس:	جسٹس بھوانی سنگھ
وزیر اعلیٰ:	اوما بھارتی	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	مدھیہ پردیش
اسپیکر:	شری نواس تواری		
چیف سکریٹری:	آدتیہ دیے سنگھ		

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر دفاتر
1۔	بادوانی	---	10,81,039	بادوانی
2۔	بالاگھاٹ	9,229	14,45,760	بالاگھاٹ
3۔	بیتول	10,043	13,94,760	بیتول
4۔	بھنڈ	4,459	14,26,951	بھنڈ
5۔	بھوپال	2,772	18,36,784	بھوپال
6۔	چھترپور	8,687	14,74,633	چھترپور
7۔	چھندواڑا	11,815	18,48,882	چھندواڑا
8۔	دموہ	7,306	10,81,909	دموہ
9۔	دتیا	2,038	6,27,818	دتیا
10۔	دیواس	7,020	13,06,617	دیواس
11۔	دھار	8,153	17,40,577	دھار
12	دندوری	---	5,79,312	دندوری
13۔	گنا	11,065	16,65,503	گنا
14۔	گوالیار	5,214	16,29,881	گوالیار
15۔	ہارڈا	---	4,74,174	ہارڈا
16۔	ہوشنگ آباد	10,037	10,85,011	ہوشنگ آباد
17۔	اندور	3,898	25,85,321	اندور
18۔	جبل پور	10,160	21,67,469	جبل پور
19۔	جھبوا	6,782	13,96,677	جھبوا
20۔	کٹنی	---	10,63,689	کٹنی
21۔	کھنڈوا مشرقی (نیمار)	10,779	17,08,170	کھنڈوا
22۔	کھارگون مغربی (نیمار)	13,450	15,29,954	کھارگون
23۔	منڈلا	13,269	8,93,908	منڈلا
24۔	منڈسور	9,791	11,83,369	منڈسور
25۔	موریناا	11,594	15,87,264	مورینا
26۔	نرسنگھ پور	5,133	9,57,399	نرسنگھ پور
27۔	نیمچ	---	7,25,457	نیمچ
28۔	پنّا	7,135	8,54,235	پنّا
29۔	رائے سین	8,446	11,20,159	رائے سین

30-	راج گڑھ	6,154	12,53,246	راج گڑھ
31-	رتلام	4,861	12,14,536	رتلام
32-	ریوا	6,314	19,72,333	ریوا
33-	ساگر	10,252	20,21,783	ساگر
34-	ستنا	7,502	19,68,648	ستنا
35-	سیہور	6,578	10,78,769	سیہور
36-	سیونی	8,758	11,6,893	سیونی
37-	شہڈول	14,028	15,72,748	شہڈول
38-	شاجاپور	6,196	12,90,230	شاجاپور
39-	شیوپور	---	5,59,715	شیوپور
40-	شیوپوری	10,278	14,40,666	شیوپوری
41-	سدھی	10,256	18,30,160	سدھی
42-	ٹکم گڑھ	5,048	12,03,160	ٹکم گڑھ
43-	اجین	6,091	17,09,885	اجین
44-	امریہ	---	5,15,851	امریہ
45-	ودشا	2,742	12,14,759	ودشا

مہاراشٹر

رقبہ: 3,07,713 مربع کلو میٹر آبادی: 9,67,52,247

راجدھانی: ممبئی اہم زبان: مراٹھی

تاریخ اور جغرافیہ

مہاراشٹر کے پہلے مشہور حکمراں ستواہن (230 سے 225 قبل مسیح) تھے جنہوں نے مہاراشٹر ریاست قائم کی تھی۔ انہوں نے اپنے بہت سارے ادبی، فنی اور تاریخی ثبوت چھوڑے ہیں۔ ان کے عہد حکومت میں انسانی زندگی کے ہر شعبے میں خوب ترقی ہوئی۔

اس کے بعد واکاٹک آئے جنہوں نے ملک گیر کل ہند سلطنت قائم کی۔ ان کے عہد حکومت میں مہاراشٹر میں تعلیم فن اور مذہب کی خوب خوب ترقی ہوئی۔ ان کے عہد کے دوران ہی اجنتا کے غاروں میں اعلیٰ درجے کی تصویریں دیواروں پر بنوائی گئیں۔ واکاٹک کے بعد کچھ عرصے کے لئے کلچری حکمرانوں نے حکومت کی اور پھر چالوکیہ حکومت پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد ساحلی علاقوں میں شیلاہاروں کے علاوہ مہاراشٹر پر راشٹرکوٹ اور یادو حکمرانوں کا قبضہ رہا۔ یادو حکمرانوں نے مراٹھی کو حکومت کی زبان بنائی اور جنوب کے ایک بڑے حصے پر اپنا اقتدار قائم کیا۔

حالاں کہ بہمنی سلطانوں نے مہاراشٹر اور اس کی تہذیب میں ایک حد تک اپنی تہذیب کو بھی شامل کرلیا مگر شیواجی کی قیادت میں مہاراشٹر کی ہر طرح سے ترقی ہوئی اور یہ ایک علیحدہ پہچان بن کر ابھرا۔ شیواجی نے سوراج اور قومیت کے ایک نئے جذبے کو جنم دیا۔ ان کی زبردست طاقت نے مغلوں کو بھارت کے اس حصے میں آگے نہیں بڑھنے دیا۔ پیشواؤں نے جنوب کی پہاڑیوں سے لے کر پنجاب کے ''اٹک'' تک مراٹھوں کی برتری ثابت کی۔

جنگ آزادی میں مہاراشٹر سب سے آگے تھا۔ انڈین نیشنل کانگریس یہیں قائم کی گئی۔ ممبئی اور مہاراشٹر کے دوسرے شہروں کے بہت سارے لیڈروں نے پہلے تلک اور بعد میں مہاتما گاندھی کی رہنمائی میں کانگریس کی تحریک کو آگے بڑھایا۔ گاندھی جی نے اپنی تحریک کا مرکز مہاراشٹر کو بنایا تھا۔ گاندھی جی کے زمانے میں سیواگرام قومیت پرست بھارت کی راجدھانی بنا رہا۔ زبان کی بنیاد پر ریاستوں کی تشکیل نو کے نتیجے میں ایک مئی 1960ء کو مہاراشٹر ریاست کی کے حکومتی نظام کا ارتقا ہوا۔

یہ ریاست آس پاس کے ان علاقوں کو ملا کر بنائی گئی جہاں مراٹھی زبان بولی جاتی تھی اور جو پہلے چار علیحدہ علیحدہ انتظامیہ کے دائرہ اختیار میں تھیں ان میں اصل برطانوی ممبئی ریاست میں شامل دمن اور گوا کے بیچ کے اضلاع، حیدرآباد کے نظام کی ریاست کے پانچ ضلعے، وسطی ریاست مدھیہ پردیش کے جنوب کے آٹھ اضلاع اور آس پاس کی ایسی کئی ریاستیں شامل تھیں جو چھوٹی تھیں اور نزدیکی ضلعوں میں مل گئی تھیں۔ مہاراشٹر بھارت جزیرہ نما کے شمال میں واقع ہے اور جغرافیائی لحاظ سے ایک جیسا ہے۔ یہاں کا ممبئی بندرگاہ بحیرہ عرب کا ایک اہم بندرگاہ ہے۔ یہ ریاست عام طور پر ایک سطح مرتفع رقبہ ہے۔

مہاراشٹر اونچی اور چورس زمینوں میں ایک سطح مرتفع رقبہ ہے۔ اس کے اٹھے ہوئے مغربی کنارے سہادری پہاڑی سلسلہ بناتے ہیں اور سمندر کے متوازی ہیں۔ اور ان کا ڈھلان آہستہ آہستہ مشرق اور جنوب مشرق میں ہوتا ہے۔ ریاست کے شمالی حصے میں ستپورا کی پہاڑیاں ہیں جب کہ اجنتا اور ست مالا پہاڑیاں ریاست کے وسط سے ہو کر گزرتی ہیں۔ بحیرہ عرب مہاراشٹر کے مغربی حدود کا رکھوالا ہے۔ جب کہ گجرات اور مدھیہ پردیش اس کے شمال کی پڑوسی ریاستیں ہیں۔ ریاست کے مشرقی کنارے پر بھی مدھیہ پردیش ہے اور اس کے جنوب میں کرناٹک اور آندھرا پردیش ہیں۔

زراعت

مہاراشٹر کے تقریباً 65 فی صد کام کرنے والے افراد زراعت اور اس سے متعلق کاموں پر منحصر ہیں۔ جن میں سے 02-2001 میں 36.67 لاکھ ہیکٹر کا رقبہ آبپاشی کا خالص رقبہ تھا۔ یہاں کی اہم فصلیں دھان، جوار، باجرا، گیہوں، تور، مونگ، اڑد، چنا اور دوسری دالیں ہیں۔ یہاں کے تیلوں کے بیج کی اہم فصلوں میں مونگ پھلی، سورج مکھی، سویابین وغیرہ شامل ہیں۔ اہم نقدی فصلیں کپاس، گنا، ہلدی اور سبزیاں ہیں۔ ریاست کے ایک بڑے حصے میں باغبانی ہوتی ہے۔ یہاں تقریباً 12.88 لاکھ ہیکٹر زمین میں مختلف طرح کے پھل، مثلاً آم، کیلا، سنترا، انگور، کاجو وغیرہ کی فصلیں پیدا کی جاتی ہیں۔

صنعت

مہاراشٹر کی راجدھانی ممبئی ملک کی مالی اور تجارتی کارروائیوں کا مرکز ہے اور ریاست کو پورے ملک کا پاور ہاؤس مانا جاتا ہے۔ ریاست کی معیشت میں صنعتی شعبے کا اہم رول ہے۔ اشیائے خوردنی، تمباکو اور اس سے بنی چیزیں، سوتی کپڑا، کپڑے سے بنا سامان، کاغذ اور اس سے بنی چیزیں طباعت واشاعت، ربڑ، پلاسٹک، پیٹرولیم اور کوئلے سے بنی چیزیں، بنیادی کیمیکل اور ان کے سامان، دھات کے سامان اور کل پرزے، بجلی کی اور دوسری طرح کی مشینیں، دوسرے ساز و سامان کے علاوہ ٹرانسپورٹ کے

سامان اور کل پرزے وغیرہ ریاست کی صنعتی پیداوار میں اہم ہیں۔ 03-2002 کے پہلے نو مہینوں میں صنعتی پیداوار (مصنوعات) سال 03-2002 کے اسی مدت کی پیداوار سے 5.1 فی صد زیادہ رہی۔

آبپاشی اور بجلی

جون 2002 کے آخر تک 31 بڑے، 176 منجھلے اور 2,150 چھوٹے آبپاشی پراجیکٹ مکمل کر لئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ 21 بڑے، 30 منجھلے اور پراجکٹوں کا کام چل رہا تھا۔ ریاست میں آبپاشی کا مجموعی رقبہ تقریباً 36.67 لاکھ ہیکٹر ہو چکا تھا۔

02-2001 میں مہاراشٹر ریاست کی بجلی پیدا کرنے کی مجموعی صلاحیت 15,148 میگاواٹ ہے۔ پلانٹ لوڈ فیکٹر 74.3 فی صد تھا اور بجلی پیداوار 64,168 کروڑ کلوواٹ تھا۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

مارچ 2000 تک ریاست میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 2,66,000 کلومیٹر ہے جس میں قومی شاہراہوں کی لمبائی 3,710 کلومیٹر ریاستی شاہراہوں کی 33,405 کلومیٹر، اہم ضلع سڑکوں کی 47,927 کلومیٹر دیگر ضلع سڑکوں کی لمبائی 43,906 کلومیٹر اور دیہی سڑکوں کی مجموعی لمبائی 93,952 کلومیٹر ہے۔

ریلوے

مہاراشٹر میں 5,459 کلومیٹر لمبی ریل لائنیں ہیں۔ ان میں سے تقریباً 77.9 فی صد بڑی ریل لائنیں، 8.3 فی صد میٹر گیج اور 13.8 فی صد چھوٹی ریل لائنیں ہیں۔

فضائی خدمات

ریاست میں مجموعی طور پر 24 ہوائی اڈے اور ہوائی پٹیاں ہیں۔ ان میں سے 17 مہاراشٹر حکومت کے اختیار میں ہیں۔ چار ہوائی اڈوں پر بین الاقوامی ہوائی اڈہ اتھارٹی اور بھارت کے ہوائی اڈے کی اتھارٹی کا اختیار ہے۔ بقیہ تین پر وزارت دفاع کا اختیار ہے۔ ریاستی حکومت کے اختیار والے ہوائی اڈوں پر ابھی کمرشیل اڑانوں کی سہولیات دستیاب نہیں ہے۔

بندرگاہ

ممبئی اہم بندرگاہ ہے اور یہ ملک کا سب سے بڑا بندرگاہ بھی ہے۔ ریاست میں دو بڑے اور 48 چھوٹے بندرگاہ ہیں۔

سیاحتی مقامات

اجنتا، الورا، الیفینٹا، کنہیری اور کارلہ غاریں یہاں کے اہم سیاحتی مقامات ہیں۔ مہابلیشور، ماتھیرن اور پنچگنی، جواہر، مالشیج گھاٹ، امبولی، چکھل دھارا، اور پنہالا پہاڑی مقامات ہیں۔ پنڈھرپور، ناسک، شرڈی ناندیڑ، اوندھا ناگ ناتھ، تریمبکیشور، تلجا پور، گنپتی پلے، بھیم شنکر، ہری ہریشور اور شیگاؤں اہم مذہبی مقامات ہیں۔

حکومت

گورنر:	محمد فضل	چیف جسٹس:	سی۔ کے۔ ٹھکر		
وزیر اعلیٰ:	سوشیل کمار شندے	چیف سیکریٹری:	اے۔ غبالکر		
چیف سکریٹری:	اے۔ غبالکر	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	مہاراشٹر اور گوا		

ضلعوں کے رقبے آبادی وار صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر مقام
1۔	احمد نگر	17,034	40,88,077	احمد نگر
2۔	اکولہ	5,431	16,29,305	اکولہ
3۔	امراوتی	12,235	26,06,063	امراوتی
4۔	اورنگ آباد	10,106	29,20,548	اورنگ آباد
5۔	بھنڈارا	3,890	11,35,853	بھنڈارا
6۔	بیڈ	10,692	21,59,841	بیڈ
7۔	ممبئی نگر	157	33,26,837	ممبئی نگر
8۔	ممبئی سب سٹی	446	85,87,561	باندرہ
9۔	بلڈانا	9,680	22,26,328	بلڈانا
10۔	چندر پور	11,417	20,77,909	چندر پور
11۔	دھولے	8,061	17,08,993	دھولے
12۔	گڈچرولی	14,477	9,69,960	گڈچرولی
13۔	جلگاؤں	11,757	36,79,936	جلگاؤں
14۔	جالنا	7,715	16,12,357	جالنا
15۔	کولہاپور	7,692	35,15,413	کولہاپور
16۔	لاتور	7,166	20,78,237	لاتور
17۔	ناگپور	9,810	40,51,444	ناگپور
18۔	ناندیڑ	10,545	28,68,158	ناندیڑ
19۔	ناسک	15,539	48,87,923	ناسک
20۔	عثمان آباد	7,550	14,72,256	عثمان آباد
21۔	پربھنی	6,511	14,91,109	پربھنی
22۔	پونے	15,637	72,24,224	پونے
23۔	رائے گڑھ	7,162	22,05,972	علی باغ
24۔	رتناگری	8,196	16,96,482	رتناگری

25۔	سانگلی	8,578	25,81,835	سانگلی
26۔	ستارہ	10,475	27,96,906	ستارہ
27۔	سندھودرگ	5,222	8,61,672	کدال
28۔	شولاپور	14,886	38,55,383	شولاپور
29۔	تھانے	9,563	81,28,833	تھانے
30۔	وردھا	6,311	12,20,640	وردھا
31۔	یوت محل	13,594	24,60,482	یوت محل
32۔	نندوربار	5,035	13,09,135	نندوربار
33۔	واشم	5,150	10,19,725	واشم
34۔	گونڈیہ	5,431	12,00,151	گونڈیہ
35۔	ہنگولی	4,526	9,86,717	ہنگولی

منی پور

رقبہ:	22,327مربع کلومیٹر	آبادی:	23,88,634
راجدھانی:	امپھال	اہم زبان:	منی پوری

تاریخ اور جغرافیہ

منی پور کی طویل تاریخ حضرت عیسٰی کے دور کی شروعات سے ہی شاندار رہی ہے۔ تحریری تاریخ کے مطابق 33 عیسوی میں پاکھنگبانے یہاں کی سات اہم ریاستوں میں سے ایک پر حکومت کی اور ایک طویل عہد سلطنت کی شروعات کی۔ جو 1891 تک منی پور پر قائم رہیں۔ درمیان میں سات سال (1819 تا 1825) یہاں برمی لوگ یہاں قبضہ کر کے اپنی حکومت کرتے رہے۔ 1891 میں منی پور برطانوی حکومت کے قبضے میں آ گیا اور اس کے بعد 15 اکتوبر 1949 کو بھارتیہ یونین میں حصہ ''سی'' کو ریاست کے طور پر شامل ہوا۔ 51-1950 میں یہاں مشاورتی طرز حکومت کی ریاست قائم کی گئی۔ بعد میں 1957 میں اس کی جگہ پر ایک علاقائی کونسل قائم کی گئی جس میں 30 منتخب اور دو نامزد ممبران تھے۔ اس کے بعد 1963 میں مرکز کی نگرانی والے علاقوں سے متعلق قانون کے تحت 30 منتخب اور تین نامزد ممبران کی ایک قانون ساز اسمبلی قائم کی گئی۔ 19 دسمبر 1969 سے یہاں کے حاکم کا درجہ چیف کمشنر سے بڑھا کر لفٹیننٹ گورنر کر دیا گیا۔ 21 جنوری 1972 کو منی پور کو مکمل ریاست کا درجہ دے دیا گیا۔ جس میں 60 ممبر منتخب ممبروں پر مشتمل قانون ساز اسمبلی قائم کی گئی۔

جغرافیائی زاویے سے یہ ریاست دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔ پہاڑی حصے میں پانچ اور میدانی حصے میں چار ضلعے ہیں منی پور مشرق میں میانمار، جنوب مشرق میں میانمار کی چن پہاڑیاں، شمال میں ناگالینڈ، مغرب میں آسام اور جنوب اور جنوب مغرب میں میزورم سے گھرا ہوا ہے۔

زراعت

ریاست کا محکمہ زراعت دسویں پنج سالہ منصوبے میں زراعت کو ذریعہ معاش بنائے رکھنے اور اس کی تجارت کاری کے منصوبے بنا رہا ہے۔ اس کے لیے وہ اپنی توجہ درج ذیل پر مرکوز کر رہا ہے (i) کسی فصل کو 123.50 فی صد سے بڑھا کر 135 فی

صد کرنا (ii) مشین کاری کی موجودہ سطح 0.1 ہارس پاور فی ہیکٹر کو بڑھا کر 0.9 ہارس پاور فی ہیکٹر کرنا (iii) ترشی مٹی میں بہتری پیدا کر کے اسے زیادہ زرخیز بنانا (iv) ریاست کے کھیتوں کے ڈھانچے کو مستحکم کر کے بیجوں کے لیے باہر کا انحصار کم کرنا تا کہ ریاست اپنی مانگ کے مطابق بیج خود پیدا کر سکے (v) مربوط جراثیم کش منتظمہ کے ذریعہ پودوں کو کیڑوں سے بچانا (vi) کسانوں کو نئی تکنیکوں کی کی بہتر تربیت دے کر ان کی صلاحیت بڑھانا (vii) زرعی تحقیق کے لیے ڈھانچے کو فروغ دینا اور (viii) بڑھتی آبادی کی کھانے کی بڑھتی مانگ کو پورا کرنے کے لیے دھان، تلہن اور دلہن جیسی زیادہ پیداوار والی فصلوں کو شروع کرنے اور پیداواریت بڑھانے کے لیے پہاڑی علاقوں کے زرعی نظام میں تبدیلی لانا۔

جنگلات

ریاست میں مجموعی طور پر 16,926 مربع کلو میٹر کے علاقے میں جنگلات ہیں۔ ان میں سے 11,216 مربع کلومیٹر کھلے جنگلات، 5,710 مربع کلومیٹر گھنے جنگلات ہیں۔ جو ریاست کے جغرافیائی رقبے کا 75.8 فی صد ہے۔ منی پور میں اوکھرول ضلع کے شرائے گاؤں کے جنگلات میں جنت کا پھول کہے جانے والے "شیرائے لی لی" ملتے ہیں جو دنیا میں کہیں اور نہیں ہوتے اسی طرح جوکو وادی میں کم یاب نسل کے "جوکولی" (لیلیم چترنگڈے) پائے جاتے ہیں۔ منی پور اپنے مختلف پیڑ پودوں اور جنگلی جانوروں کے لئے جانا جاتا ہے۔ یہاں کئی طرح کے شاذ و نادر نسل کے پیڑ پودے اور جانور ملتے ہیں۔ یہاں سنگائی بھی رہتے ہیں جس کی نسل دنیا میں کہیں کہیں ملتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک تیرتا ہوا قومی پارک ہے جو دنیا میں اکیلا ہی ہے۔

آبپاشی

ریاست میں بڑے اور منجھلے آبپاشی پراجیکٹوں کی شروعات دیر سے ہوئی مگر تقریباً 20 سال سے کم وقت میں وہاں قابل ذکر ترقی ہوئی ہے۔ مجموعی طور پر 54,100 ہیکٹر زمین میں آبپاشی کا انتظام کرا دیا گیا تھا۔ بڑی اور منجھلی آبپاشی کے کثیر المقاصد پروگرام کے تحت MGD یا پانی کی فراہمی بھی ہوتی ہے۔ اس وقت تین بڑے منجھلے آبپاشی پروجکٹ پیش رفت پر ہیں۔ یہ ہیں: کھوگا کثیر المقاصد پروجکٹ، تھوبل کثیر المقاصد پروجکٹ اور دسویں منصوبے کے دوران ان کے پورے ہونے کی توقع ہے۔

ریاستی حکومت ریاستی منصوبے اور (قومی بجلی کونسل) کی مالی امداد سے کچھ نئی بڑے اور آبپاشی پروجکٹوں پر غور کر رہی ہے۔ چکپی، اِیرل اور سیکمائی کثیر المقاصد پروجکٹ ریاستی منصوبے کے تحت اور علاقائی جری آبپاشی پروجکٹ اور چکپی بیسن کے پانی کو لوک تک کی طرف موڑنے کے پروجکٹ مرکز کی مالی امداد سے شروع کی جائیگی۔ ان دونوں پروجکٹوں کے پورا ہو جانے سے 28,000 ہیکٹر کی اضافی آبپاشی صلاحیت 13 ایم جی ڈی پانی فراہمی صلاحیت اور تقریباً 17 MWU کی صلاحیت کی تخلیق کی جائیگی۔

بجلی

ریاست میں کی تنصیبی صلاحیت 42,740 ہے اور مارچ 2003 تک 2,007 گاؤں میں بجلی پہونچا دی گئی تھی۔ مرکزی سیکٹر کے بجلی گھروں (جیسے NHPC کے لوک تک پن بجلی گھر اور NEEPCO کے کوپلی پن بجلی گھر، کھان دونگ پن بجلی گھر، رام چندر نگر وارتی بجلی گھر اور کتھائی گڈی حرارتی بجلی گھر) سے منی پور کو اس کا حصہ ملنے کے بعد ریاست میں بجلی سپلائی میں نمایاں طور پر بہتری پیدا ہوئی ہے ریاست میں اب بجلی کی مانگ اور فراہمی میں 30 میگاواٹ سے زیادہ فرق ہے۔ اپریل 2002 میں لیمی ماکھینگ میں ایک ایندھن پر مبنی بجلی پلانٹ (6 x 6 میگاواٹ) لگایا گیا۔

کامرس اور صنعت

ریاستی حکومت ریاست میں امکانی اور اہل علاقوں پر خصوصی زور دیتے ہوئے صنعت کاری کے سہولت فراہم کار کے طور پر اپنی کوشش جاری رکھے ہوئے ہے۔ ہینڈلوم ریاست کی نہایت مقبول روایتی صنعت ہے جس میں سب سے زیادہ لوگوں کو روزگار ملا ہوا ہے۔ اس صنعت کی اہمیت کا خیال رکھتے ہوئے ریاستی حکومت نے 03-2002 کے دوران میں دین دیال 'ہتھ کرگھا پروتساہن یوجنا' کے تحت حکومت ہند کے سامنے 212 پروجیکٹوں کی تجویز رکھی۔ ان تجاویز سے حکومت ہند نے 174 پروجیکٹوں کو منظوری دی جس میں مرکز کے 929.08 کروڑ روپے اور ریاستی حکومت کے 176.74 کروڑ روپے خرچ ہونگے۔ اس رقم کی منظوری دی جا رہی ہے۔ کارخانے اور رہائشی اسکیم 02-2001 کے تحت حکومت ہند نے 02-2001 پہلی قسط کے طور پر 127.25 لاکھ روپے جاری کیے اور ریاستی حکومت نے 03-2002 میں یہ رقم متعلقہ لوگوں کو تقسیم کی حکومت ہند نے اس کی آخری قسط کے طور پر 127.25 لاکھ روپے مزید جاری کر دیے ہیں۔ 1995 میں حکومت ہند اور میانمار کے درمیان سرحدی تجارت شروع ہو جانے سے ریاستی حکومت کا محکمہ کامرس اور صنعت سرحدی تجارتی کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے۔ سال 03-2002 کے دوران 3.66 کروڑ روپے کی درآمد ہوگی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست کی راجدھانی امپھال شمال میں ناگالینڈ اور مشرق میں میانمار قومی شاہراہ 39 کے ذریعہ مغرب میں آسام سے قومی شاہراہ 53 کے ذریعہ، جنوب میں میزورم سے قومی شاہراہ 150 کے ذریعہ جڑی ہوتی ہے۔

ریاست میں 7,599 کیلومیٹر کچی اور پکی دونوں طرح کی سڑکیں تھیں۔ قومی شاہراہوں کی لمبائی 967 کیلومیٹر ریاستی شاہراہوں کی لمبائی 675 ضلعی سڑکوں کی لمبائی 1,977 کیلومیٹر اور دیہی سڑکوں کی لمبائی کی 4,947 کیلومیٹر تھی۔

ریلوے

مئی 1990 میں جیری بام تک ریلوے لائن پہنچنے کے ساتھ ہی یہ ریاست بھی ملک کے ریلوے نقشے میں شامل ہوگئی۔ یہ امپھال سے 225 کلومیٹر ہے۔ امپھال سے 215 کلومیٹر واقع دیماپور قریب ترین ریلوے اسٹیشن ہے۔

فضائی خدمات

امپھال ریاست کا واحد ہوائی اڈہ ہے۔ جو دیگر ہوائی اڈوں سے انڈین ایرلائن، جٹ ایرویز اور الائنس ایر کے ذریعہ جڑا ہوا ہے۔ یہاں سے گوہاٹی اور نئی دہلی کے لئے انڈین ایرلائنس کی خدمات اور الائنس ایر امپھال کو آیزول س لچر، کولکاتہ اور گوہاٹی سے جوڑتی ہے۔ جیٹ ایرویز کی اڑانیں امپھال کو کولکاتہ اور گوہاٹی سے جوڑتی ہیں۔

تیوہار

منی پور میں پورے تیوہار منائے جاتے ہیں، کوئی مہینہ بغیر تیوہار کے نہیں گزرتا۔ ریاست کے اہم تیوہار ہیں: ڈول جاترا، موئی رنگ، تھانگ جنگ لائی ہراؤبا، راس لیلا، کھرو، چیونکبہ، چیراؤبا، ننگول چاکوبا، رتھ جاترا، کرسمس، اموپن اراپٹا، گان نگائی اور عیدالفطر، عیدالضحیٰ، یاؤ سانگ (ہولی) درگا پوجا، میرا ہوشنگبا، دیوالی، کوٹ وغیرہ۔

سیاحتی مقامات

یہاں کی صحت بخش آب وہوا اور قدرتی خوبصورتی اور چمک دمک مناظر سے بھرپور خشکی مناظر سیاحوں کو بار بار آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ریاست میں سیاحوں کی دلچسپی کے کچھ اہم مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔

شری گووندا جی مندر، خویرام بند بازار (ایما کیتھل) جنگ میں ہلاک ہونے والے فوجیوں کے قبرستان، شہید مینار، نوپی لان (عورتوں کی جنگ) میموریل کمپلیکس کھونگام پٹ آرکیڈ ریم، منی پور کا چڑیا گھر، سنگد باندھ، لنگتھابل، آئی این اے میموریل (موئرنگ) لوکتک جھیل، کیبٹل لام جاؤ قومی پارک، پھبالا، وشنو پور کا وشنو مندر، سیندرا، کینا، یتھاؤ جھیل، کھونگجوم جنگ، میموریل، بھارت امن یادگار لوکاپ چنگ) موریہ، اکھرول، سیرونی ہلس، کھانگ کوئی گپھا، ماؤ، چوڑا چاند پور، تیمینگ لانگ، بارک آبشار، ایم ایم ٹی اے کمپلکس (لامدان) اور ماسی کمپلکس (کہراؤ) وغیرہ۔

حکومت

گورنر:	اروند دوے		
وزیر اعلیٰ:	او۔ ایبوبی سنگھ	چیف سکریٹری	اے۔ پی۔ شرما
اسپیکر:	ٹی۔ این۔ ہاوکپ		

منی پور ریاست گوہاٹی ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔ 14 مارچ 1992 سے امپھال میں گوہاٹی ہائی کورٹ کی بنچ نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

ضلعوں کے رقبے آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1۔	سیناپتی	3,271	3,79,214	سیناپتی
2۔	اکھرول	4,544	1,40,946	اکھرول
3۔	چندیل	3,313	1,22,714	چندیل
4۔	چوراچاند پور	4,570	2,28,707	چوڑاچاند پور
5۔	تامینگ لونگ	4,391	1,11,493	تامینگ لانگ
6۔	امپھال مغربی	519	4,39,532	امپھال
7۔	امپھال مشرقی	709	3,93,780	پوروم پٹ
8۔	تھوبل	514	3,66,341	تھوبل
9۔	بشن پور	496	2,05,907	بشن پور

میگھالیہ

رقبہ	:	22,429 مربع کلومیٹر	آبادی:	23,06,069
راجدھانی	:	شیلونگ	اہم زبانیں:	کھاسی، گارو اور انگریزی

تاریخ اور جغرافیہ

میگھالیہ کا قیام آسام کے تحت 2 اپریل 1970 کو ایک خودمختار ریاست کے طور پر عمل میں آیا۔ ایک مکمل ریاست کی حیثیت سے میگھالیہ 21 جنوری 1972 کو وجود میں آیا۔ اس کی شمالی اور مشرقی سرحد میں آسام سے اور جنوبی اور مغربی سرحدیں بنگلہ دیش سے ملتی ہیں۔ میگھالیہ کے لفظی معنی ہوتے ہیں "بادلوں کا گھر" یہ بنیادی طور پر ایک پہاڑی ریاست ہے۔ یہاں کھاسی، جینتیا اور گارو کمیونٹی کے لوگوں کی اکثریت ہے۔ قبائلی معاشرے کے یہ افراد نہایت قدیم اور خاص قبائلی افراد کی نسلیں ہیں۔ میگھالیہ کے وسط اور مشرقی حصے میں کھاسی اور جینتیا پہاڑیاں ہیں۔ اس وسیع پہاڑی علاقے میں پھیلا میدان، پہاڑیاں اور ندی گھاٹیاں ہیں۔ اس پہاڑی کے جنوبی علاقے میں گہری کھائیاں اور اونچے نیچے ڈھلان ہیں۔ اور پہاڑ کے نیچے زمین کی ایک تنگ پٹی بنگلہ دیش کی بین الاقوامی سرحد سے ملی ہے۔

زراعت اور آبپاشی

میگھالیہ بنیادی طور پر ایک زراعت پیشہ ریاست ہے۔ یہاں کے 80 فی صد عوام اپنے روزگار کے لئے زراعت پر منحصر ہیں۔ اس پہاڑی ریاست کا جغرافیہ ایسا ہے کہ یہاں زیادہ علاقے میں کھیتی کرنے کی گنجائش بہت کم ہے۔ یہاں کی مٹی اور یہاں کا موسم باغبانی کے لئے بہت عمدہ ہیں اس لئے باغبانی کی ترقی کی یہاں کافی گنجائش ہے۔ اس لئے ریاست میں ایسے پھلوں اور سبزیوں کی باغبانی کے اچھے امکانات ہیں جو معتدل، منطقہ اور نیم منطقہ علاقوں میں ہوتے ہیں۔

چاول اور مکئی یہاں کی اہم فصلیں ہیں ان کے علاوہ سنترے (کھاسی مندارن) اناس، کیلا، کٹہل، آلو بخارا، ناشپاتی اور آڑو جیسے پھلوں کے لئے میگھالیہ مشہور ہے۔ روایتی طور پر پیدا کی جانے والی نقدی فصلوں میں آلو، ہلدی، ادرک، کالی مرچ، سپاری، پان، تمباکو، چھوٹے ریشے والی کپاس، پٹ سن، اور میسٹا، سرسو، اور توریاں شامل ہیں۔ اس وقت غیر روایتی پھلوں جیسے تیلوں کے بیج (مونگ پھلی، سویابین اور سورج مکھی) کاجو، چائے اور کافی، مشروم، جڑی بوٹیاں، آرکڈ اور تجارت کے مقصد سے اگائے جانے والے پھولوں کی باغبانی پر خاص دھیان دیا جارہا ہے۔ زمین کی سطح کے اور زیر زمین پانی سے ریاست کی آبپاشی کی صلاحیت 2.13 لاکھ ہیکٹر ہے اور اب تک 55,182 ہیکٹر کی صلاحیت پیدا کی جاچکی ہے۔

صنعت

میگھالیہ صنعتی ترقیاتی کارپوریشن لمیٹڈ ریاست کی صنعتی اور مالیاتی ادارے کے طور پر مقامی صنعت کار کو مالی امداد فراہم کررہا ہے۔ ضلع صنعتی مراکز، چھوٹے، دیہی اور گھریلو صنعتوں کو حوصلہ افزائی اور ترقی کے میدان میں کام کر رہے ہیں۔ لوہے اور فولاد کے سامان، سیمنٹ اور دیگر صارف مصنوعات کے لیے نئے صنعتی پراجیکٹ قائم کیے گئے ہیں۔

سیاحتی مقامات

میگھالیہ میں جگہ جگہ ایسے خوبصورت سیاحتی مقامات ہیں جہاں قدرت اپنے پورے حسن اور آب وتاب کے ساتھ بے نقاب ہوتی ہے۔ راجدھانی شیلانگ میں کئی خوبصورت مقامات ہیں۔ ان میں وارڈ لیک، لیڈی ہائیڈری پارک، پولو گراؤنڈ، چھوٹا چڑیا گھر، ایلفینٹ فالس اور شیلانگ پہاڑی اہم ہیں۔ شیلانگ پہاڑی سے پورے شہر کا نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ یہاں کا گولف کورس ملک کے بہترین گولف کورسوں میں ایک ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

چھ قومی شاہراہیں میگھالیہ سے گزرتی ہیں۔ ریاست میں PWD کے ذریعے تیار کی گئی، پکی اور کچی سڑکوں کی مجموعی لمبائی 7,328 کلومیٹر ہے۔

فضائی خدمات

ریاست کا واحد ہوائی اڈہ امروئی میں ہے۔ جو شیلانگ سے 35 کلومیٹر دور ہے۔

تیوہار

''کاپاسیلا نگ نونکروم'' جو نونکروم ناچ کے نام سے مشہور ہے کھاسیوں کا ایک اہم تیوہار ہے۔ ہر سال پانچ دن تک منایا جاتا ہے۔ یہ مذہبی تیوہار اکتوبر نومبر میں شیلانگ سے تقریباً 11 کلومیٹر دور ''اسمت'' نامی گاؤں میں منایا جاتا ہے جو کھیارم قبیلے کے کھیا کا صدر دفتر ہے۔ شاد سکھینم، کھاسیوں کا ایک دیگر اہم تیوہار ہے جو اپریل کے دوسرے ہفتے میں شلانگ میں منایا جاتا ہے۔ ''بہرین کھلم' جینتیا قبائلیوں کا سب سے اہم رنگ برنگا تیوہار ہے جو عام طور پر جولائی میں جووئی قصبے میں سالانہ طور پر منایا جاتا ہے۔ گارو قبائلیوں کا سب سے اہم تیوہار ونگالا ایک ہفتے تک چلتا ہے جسے سالجونگ (سورج دیوتا) کو خوش کرنے کے لئے مناتے ہیں۔

حکومت

گورنر:	ایم ایم جیکب	چیف سکریٹری:	جے تینگ
وزیر اعلیٰ:	ڈی۔ڈی۔لپانگ		میگھالیہ ہائی کورٹ گوہاٹی ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔ شیلانگ میں کورٹ کی ایک شاخ بھی ہے

ضلعوں کا رقبہ آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1۔	مشرقی گارو ہلس	2,603	2,47,555	ولیم نگر
2۔	مشرقی کھاسی ہلس	2,748	6,60,994	شیلانگ
3۔	جینتیا ہلس	3,819	2,95,692	جوآئی
4۔	مغربی گارو ہلس	3,714	5,15,813	ترا
5۔	مغربی کھاسی ہلس	5,247	2,94,115	نانگسٹن
6۔	ری بھوئی	2,448	1,92,795	نانگپوہ
7۔	جنوبی گارو ہلس	1,887	99,105	باگھمارا

میزورم

رقبہ:	21,081 مربع کلومیٹر میں		آبادی	8,91,058	
راجدھانی:	آئزول		اہم زبانیں	میزو اور انگریزی	

تاریخ اور جغرافیہ

میزورم پہاڑی ریاست ہے۔ 20 فروری 1987 میں یہ بھارت کی 23 ویں ریاست بنی تھی۔ 1972 میں مرکز کی نگرانی والا رقبہ بننے سے قبل یہ آسام کا ایک ضلع تھا۔ 1891 میں برطانوی حکومت کے قبضے میں جانے کے بعد کچھ برسوں تک شمال کا لوشائی پہاڑی رقبہ آسام کے اور جنوبی حصہ بنگال کے ماتحت رہا۔ 1898 میں دونوں کو ملا کر ایک ضلع بنا دیا گیا۔ جس کا نام تھا لوشائی ہلس ضلع اور یہ آسام کے اعلیٰ کمشنر کے زیر انتظام تھا۔ 1972 میں شمال مشرقی علاقے کی تشکیل نو کا قانون نافذ ہونے پر میزورم کو مرکز کی نگرانی والے علاقے کا درجہ حاصل ہوگیا۔ بھارت سرکار اور میزو نیشنل فرنٹ کے درمیاں 1986 میں ہوئے تاریخی معاہدے کے تحت 20 فروری 1987 کو اسے مکمل ریاست کا درجہ دیا گیا۔ میزورم کے مشرق اور جنوب میں میانمار اور مغرب میں بنگلہ دیش ہے۔ اس لئے بھارت کے شمالی مشرقی علاقے میں یہ جنگی اہمیت والی ایک اہم ریاست ہے۔ میزورم میں پہاڑ شمال سے جنوب کی جانب پھیلے ہیں۔ مشرق میں اونچے پہاڑ ہیں۔ اور شمال سے جنوب تک پہاڑوں کی اونچائی کم ہوتی گئی ہے۔ پہاڑوں کی اوسط اونچائی تقریباً 900 میٹر ہے۔ سب سے اونچی چوٹی نیلا پروت (پھونگ پوئی) ہے جس کی اونچائی 2,210 میٹر ہے۔ میزورم میں قدرتی نظارے بکھرے پڑے ہیں۔ چاروں طرف دلکش مناظر اور پرکشش پھول پودے اور جانور نظر آتے ہیں۔ ریاست میں تقریباً ہر طرح کے پیڑ پودے پائے جاتے ہیں۔

میزو لفظ کے وجود کے بارے میں کچھ واضح نہیں ہے۔ 19 ویں صدی میں یہاں برطانوی مشنریوں کا اثر ہوا اور اس وقت زیادہ تر میزو افراد عیسائی مذہب کے ہی ماننے والے ہیں۔ مشنریوں کی کارروائی کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ وہاں کے عوام میں تعلیم آگئی۔ تعلیم کا خوب بول بالا ہوا۔ میزو زبان کا اپنا کوئی رسم الخط نہیں ہے۔ مشنریوں سے میزو زبان اور رسمی تعلیم کے لئے رومن رسم الخط کو اپنایا۔

زراعت

میزورم کے 60 فی صد عوام زراعت پیشہ ہیں۔ زراعت کا سب سے اہم طریقہ یہاں جھوم کھیتی ہے۔ باغبانی کے لئے ایک اندازے کے مطابق 4,40,000 ہیکٹر علاقے موجود ہیں لیکن صرف 25 ہزار ہیکٹر علاقے میں باغبانی کی جارہی ہے۔ باغبانی کی اہم فصلیں سنترا، نیبو، کاغذی، لیموں، سادے پھل، ہٹ کوڑا، جامر، انناس، اور پپیتا ہیں۔ دوسری فصلوں میں گنا تیپی اودکا اور کپاس ہیں۔ میرنگ میں ادرک سکھانے کے پلانٹ اور پھلوں کا رس گاڑھا کرنے کے پلانٹ کے قیام سے عوام ادرک اور دوسرے پھلوں کی باغبانی میں زیادہ دلچسپی لینے لگے ہیں۔

آبپاشی

ایک اندازے کے مطابق میزورم میں تقریباً 70 ہزار ہیکٹیئر آبپاشی والا رقبہ ہے۔ اس میں 45 ہزار ہیکٹیئر بہاؤ رقبہ میں ہے۔ اور 25 ہزار ہیکٹیئر ندی سے پانی کھینچ کر آبپاشی کئے جانے والے رقبہ ہیں۔ 69 آبپاشی کے پکے چھوٹے پراجکٹ مکمل ہوجانے کے بعد اب آبپاشی والا رقبہ بڑھ کر 7,260 ہیکٹیئر ہوگیا ہے اور زمین سے دو یا تین فصلیں پیدا کی جاسکتی ہیں۔

صنعت

مکمل میزورم ایک پچھڑا رقبہ تسلیم کیا جاتا ہے اور اسے ایسے علاقوں کے درجے میں رکھا گیا ہے جہاں صنعتیں نہیں ہیں۔ حالانکہ پچھلی دہائی میں یہاں پر صنعتوں کی ترقی کے لئے مجموعی کوششیں کی گئی ہیں ریاست میں صنعتی ترقی کے لئے 1989 میں میزورم سرکار نے صنعتی پالیسی مرتب کی۔ پالیسی سے متعلق تجاویز میں اولین ترجیح والی صنعتوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ صنعتیں ہیں زراعت اور جنگلات والی صنعتیں۔ اس کے بعد کرگھا، دست کاری، الکٹرانکس اور صارفین کی اشیاء بنانے والی صنعتیں۔ کرگھا اور دست کاری اور ارضیات اور کانکنی جیسی دو مکمل اکائیوں کے ساتھ ساتھ آئزول میں ریشم کے کیڑے پالنے کا کام بھی ہو رہا ہے۔

سیرنگ میں ادرک سکھانے کا پلانٹ، ادرک تیل اور اولیو ریزن پلانٹ اور ویرینٹ میں پھلوں کا رس بنانے والی اکائی کو تجارتی مقاصد کے تحت چلانے کے لئے میزورم کی اشیائے خوردنی اور اس سے متعلق صنعتوں کی کارپوریشن (MIFCO) میں تبادلہ کر دیا گیا۔ کارپوریشن نے مکئی ملنگ پلانٹ کے قائم کرنے کا کام مکمل کر لیا ہے اور اس پلانٹ نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ ریاست نے چائے کے باغات، صنعتیں لگانے میں فروغ اور ٹکنالوجی کی بہتری کا کام ویٹ ایریا کے آس پاس شروع کیا ہے۔

بجلی

60 میگاواٹ صلاحیت والا تو ئیریلا پن بجلی پراجیکٹ ترقی پر ہے۔ کولوڈین مرحلہ۔ I کے ڈی۔ پی۔ آر کی صلاحیت 120 میگاواٹ ہے۔ برہم پتر بورڈ اور مرکزی آبی کمیشن نے اسے ریاستی حکومت کو سونپ دیا ہے۔ 3 میگاواٹ کی تیسی ریئی پن بجلی پروجیکٹ بھی شروع ہو چکا ہے اور 23 ڈیزل سے چلنے والے بجلی گھر کام کر رہے ہیں۔ 695 گاؤوں میں بجلی پہونچا دی گئی ہے اور 577 کلومیٹر لمبی 132 کلومیٹر لائن پوری ہوگئی ہے۔ برہم پتر بورڈ نے 80 میگاواٹ پیداواری صلاحیت کا بیرابی پن بجلی پلانٹ 18 اپریل 2000 کو ریاستی حکومت کو سونپ دیا ہے۔

ٹرانسپورٹ

ریاست میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 4,001 کلومیٹر ہے۔ ریاست میں بیرابی کو 53 کلومیٹر ریل لائن سے جوڑا گیا ہے۔ ریاست کی راجدھانی آئزول فضائی راستے سے جڑی ہے۔ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی (محکمہ تعمیرات عامہ) نے 2,103 کلومیٹر راستوں کو پکا کرنے اور کولتار بچھانے کا کام پورا کر لیا ہے۔

تیوہار

میزو لوگ بنیادی طور پر کسان ہیں۔ اس لئے ان کے تمام کام اور تیوہار جنگل کی کٹائی کر کے کی جانے والی جھوم کھیتی سے ہی جڑی ہیں۔ تیوہار کے لئے میزو لفظ کٹ ہے۔ میزو افراد کے تین اہم تیوہار ہیں۔ چپچار کٹ، ممکٹ اور پال کٹ۔

سیاحتی مقامات

سمندری سطح سے تقریباً چار ہزار فٹ کی اونچائی پر واقع پہاڑی شہر آئزول میزو عوام کا ایک مذہبی اور ثقافتی مرکز ہے۔ یہاں دستکاری کی چیزیں بھی ملتی ہیں۔ برما کی سرحد کے نزدیک چمپھائی ایک خوبصورت سیاحتی مقام ہے تامدل ایک قدرتی جھیل ہے جہاں پکنک کی جدید سہولتیں مہیا کی جارہی ہیں یہ آئزول سے 60 کلومیٹر اور خوبصورت سیاحتی مقام سیتوئل سے 10 کلومیٹر کی

دوری پر واقع ہے۔ یہ پہاڑی سیاحتی مقام چمپھائی سے پانچ کلومیٹر دور ہے۔ سیاحت کے محکمے نے جونکونگ اور لونگ لیئی میں سیاحوں کے لئے رہنے کی جگہ بوراتھیال میں ریستوراں اور زوبیک کے نزدیک ضلع پارک میں ایک پکنک ہٹ بنائی ہے۔

حکومت

گورنر:	اموک۔ آر۔ کوہلی	چیف سکریٹری: ایچ وی لل رنگا	
وزیر اعلیٰ:	زورم تھنگا	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار: یہ گوہاٹی ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے	
اسپیکر:	آر لال دیا	میزورم میں ہائی کورٹ کی ایک بنچ ہے۔	

ضلعوں کے علاقے، آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
1-	آئیزول	3,57.31	3,39,812	آئیزول
2-	لنگ لیئی	4,538.00	1,37,155	لنگ لیئی
3-	چھیم توئی پوئی	1,399.90	60,823	سیہا
4-	لونگلائی	2,557.10	73,050	لونگلائی
5-	چمپھائی	3,185.85	1,01,389	چمپھائی
6-	کولاسب	1,282.51	60,977	کولاسب
7-	ممت	3,025.75	62,313	ممت
8-	سرچھپ	1,421.60	55,539	سرچپ

ناگالینڈ

رقبہ:	16,579 مربع کلومیٹر	آبادی:	19,88,636
راجدھانی:	کوہیما	اہم زبانیں:	انگامی، آو، چانگ، کولیاک، لوتھا، سنگتام، سیما اور اکھیسانگ

تاریخ اور جغرافیہ

ہندوستانی وفاق کی 16 ویں ریاست یکم دسمبر 1963 کو قائم ہوئی یہ ریاست مشرق میں میانمار، شمال میں ارونا چل پردیش، مغرب میں آسام اور جنوب میں منی پور سے گھری ہوئی ہے۔ یہ خط عرض البلد سے °98 اور °90 میں مشرق میں اور خط استوا کے شمال میں °26.6 اور °27.4 کے درمیان واقع ہے۔

ناگالینڈ ریاست کا رقبہ 2001 کی مردم شماری کے مطابق 16.579 مربع کلومیٹر اور آبادی 19,88,636 نفوس پر مشتمل ہے۔ وادی آسام کی سرحد سے متصل علاقے کے علاوہ اس ریاست کے زیادہ تر علاقے پہاڑی ہیں۔ اس کی سب سے اونچی پہاڑی سرمتی ہے، جس کی اونچائی 3,840 میٹر ہے اور یہ پہاڑی سلسلے ناگالینڈ اور میانمار کے درمیان ایک قطری سرحدی لائن کھینچ دیتا ہے۔

ناگالوگ ہندوستانی منگول گروپ سے متعلق ہیں جو ہندوستان کی شمال مشرق پہاڑیوں سے متصل اور مغربی میں میانمار کے اوپری حصہ کے علاقے رہتے ہیں۔ ناگالینڈ کے اہم قبائل ہیں۔ انگامی، اوَ، چاکھے سانگ، چانگ، کھیامنی انگن، کوکی، کونیک، لوتھا، فوم، پوچری، ریگما، سنگتام، سومی، ایم چنگر اور جیلی آنگ ناگا زبان ایک سے دوسرے قبیلے اور کبھی کبھی تو ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں بھی الگ ہو جاتی ہے۔ تاہم انھیں تبت برما فیملی میں درجہ بند کیا گیا ہے۔

12 ویں اور 13 ہویں صدی میں ان لوگوں کا آج کے آسام کے اوہم لوگوں سے دوسرے رابطہ ہوا لیکن اس سے ان لوگوں کے رہن سہن پر کوئی خاص اثر نہیں پڑا لیکن 19 ویں صدی میں انگریزوں کی آمد پر یہ علاقہ برٹش حکومت کے تحت آ گیا۔ آزادی کے بعد 1957 میں یہ مرکز کے زیر انتظام علاقہ بن گیا اور آسام کے گورنر کے ذریعہ اس کا انتظام والصرام دیکھا جائے گا۔ یہ ناگا ہلس تو ین سانگ علاقہ کہلایا۔ یہ عوام کی امیدوں پر کھرا نہیں اترا اگر ا اور بے چینی بڑھنے لگی لہذا 1961 میں اس کا نام بدل کر انا گالینڈ رکھا گیا اور اسے ہندوستانی وفاقی کی ریاست کا درجہ دیا گیا جس کا رسمی طور افتاح یکم دسمبر 1963 کو ہوا۔

زراعت

ریاست کی آبادی کا خاص پیشہ کاشتکاری ہے۔ تقریباً 70 فی صد عوام زراعت پر انحصار کرتے ہیں۔ ریاست میں زرعی سیکٹر کا کافی اشتراک ہے۔ چاول یہاں کی اہم غذا ہے کل رقبہ کے 70 فی صد میں دھان کی کھیتی ہوتی ہے اور کل اناج پیداوار کا 75 فی صد چاول ہے۔ زمین استعمال کا اہم انداز کاشت کاری لکڑ کوڑا سوزی (Slash & Burn) ہے جسے مقامی طور پر جھوم کھیتی کہتے ہیں جو 03-2002 کے دوران اس کے تحت تقریباً 1,01,400 ایکڑ اور تراسی کاشت کے تحت 63,800 ہیکڑ کا رقبہ تھا۔ سال کے دوران کل اناج پیداوار 3,86,300 میٹرک ٹن تھی۔

16,57,587 ہیکڑ کے کل زمینی رقبے میں سے 8,35,436 ہیکڑ میں جنگلات ہیں۔ کوہیما ضلع رنگکی اور پولی بادزے، توسما نگ میں فاکم اور دسما پہاڑ نام کے جنگلی حیاتیات پناگاہیں اور قومی پارک ہیں۔

صنعت

ریاست میں صنعت کاری کا کام ابتدائی مراحل میں ہے اور زیادہ صنعت قائم کرنے کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ دیماپور میں ایک لاکھ اینٹیں روزانہ بنانے کی صلاحیت والی ناگالینڈ میکینائزڈ برکس کمپنی لمیٹڈ کا کام شروع ہو گیا ہے۔ اہم گھریلو صنعتوں میں ہینڈلوم اور دستکاری ہیں جو زیادہ تر کوآپریٹو کمپنیاں چلاتی ہیں۔ دیماپور میں واقع ناگالینڈ ہتھ کرگھا اور دستکاری فروغ کارپوریشن لمیٹڈ ریاستی ملکیت والا کارپوریشن ہے جو ریاست میں ہتھ کرگھا اور دستکاری کی مصنوعات کی حوصلہ افزائی کرنے اور ان کی مارکیٹنگ کا کام کرتا ہے۔ دیماپور کے قریب گنیش نگر میں ایک صنعتی فروغ مرکز شروع ہونے والا ہے۔

ناگالینڈ صنعتی ترقیاتی کارپوریشن صنع کاروں کی رہنمائی اور مالی امداد دینے والی اولیں فروغ کاری تنظیم ہے۔ پھیک ضلع کے وجیہو میں 50 ٹن روزانہ کی پیداوار صلاحیت والی منی سمینٹ پلانٹ نے پیداوار شروع کر دی ہے۔ دیماپور کے پھل اور سبزی پراسینگ اور کولڈ، اسٹوریج پلانٹ کی تنصیبی صلاحیت 5 ٹن کی علاوہ علی الترتیب پراسینگ اور کولڈ اسٹوریج صلاحیت ہے۔ پروسسنگ اور کولڈ اسٹوریج پلانٹ کی قائم شدہ صلاحیت 5 میٹرک ٹن روزانہ ہے۔

آبپاشی اور بجلی

ریاست میں کوئی بڑے یا منجھلے آبپاشی پروجیکٹ نہیں ہے۔ چھوٹے آبپاشی پروجیکٹوں سے پہاڑی جھرنوں کی دھارا موڑی

جاتی ہے۔ جووادی میں دھان کی کھیتی کی سینچائی میں کام آتی ہے۔کل آبپاشی ایریا93,231,43 ہیکٹر ہے۔1991 کی مردم شماری کے مطابق1,216 گاؤں تھے اور مارچ 2002 تک 1,212 گاؤں سے بجلی پہونچائی جاچکی تھی۔12 فروری 2002 کو24 میگاواٹ لکھی مرو پن بجلی پروجکٹ کا افتتاح کیا گیاNEEPCO کے تحت جولائی 2002 میں شروع ہوئی دویانگ پن بجلی پروجکٹ کا باقاعدہ افتتاح2 مارچ2002 کو ہوا۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 9,860 کلومیٹر ہے جس میں قومی شاہراہیں، ریاستی شاہراہیں اور ضلع سڑکیں شامل ہیں۔ناگالینڈ میں996 گاؤں کو سڑکوں سے جوڑ دیا گیا ہے۔

ریل اور فضائی خدمات

ناگالینڈ کا محض ایک ریلوے اسٹیشن اور محض ایک ہوائی اڈہ دیماپور میں ہے۔وہاں سے کلکتہ اور گوہاٹی کے لئے ہفتہ میں دو دن انڈین ایئرلائنز کی بوئنگ خدمات موجود ہیں۔

تیوہار

موسیقی اور رقص ناگا زندگی کے حقیقی جزو ہیں۔بہادری، خوبصورتی، پیار، اور رفاضی کی خوبیاں بیان کرنے والے لوک گیت اور لوک کہانیاں نسل در نسل چلے آرہے ہیں۔رقص ان کی زندگی کا اہم حصہ ہے ہر تیوہار پر دعوت، رقص اور خوشی کا ماحول ہوتا ہے۔ریاست کے چند اہم تیوہار یہ ہیں۔سیکرینئی موآتسو، تولونی اور تو کوایموںگ۔مختلف قبائل کے لوگ اپنے اپنے خاص موسمی تیوہار بڑے جوش وخروش سے رقص وموسیقی کے خوبصورت ماحول میں مناتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

ممنوعہ علاقہ پرمٹ(RAP) میں رعایت دینے سے ریاست میں بین الاقوامی سیاحوں کا آنا جانا شروع ہوگیا ہے۔گھریلو اور بین الاقوامی سیاح یہاں خاص تعداد میں آتے ہیں۔

محکمہ سیاحت کے ذریعہ ہر سال دسمبر کے پہلے ہفتے میں ''ہارنبل'' تیوہار منعقد کیا جاتا ہے جس میں سبھی قبائل ایک جگہ آکر تقریب بناتے ہیں اور اپنی روایتی اشیاء، غدائی اشیا اور دستکاری اشیاء کا مظاہرہ کرتے ہیں اور فروخت کرتے ہیں۔تین روایتی تیوہار کوہیما ضلع کے توؤفیما میں سیکرینی (26 تا 27 فروری)، لونگ لینگ ڈویژن کے پوگو میں مونیو (کیم اپریل تا 3 اپریل)، موکوکچنگ ضلع کے چوچیمالنگ میں موآتسو (کیم مئی تا 3 مئی) کو تیوہار مقصود کے طور پر شناخت کیا گیا ہے۔

حکومت

گورنر:	شیامل دتہ	چیف سکریٹری:	آر۔ایس۔پانڈے
وزیراعلیٰ:	نیفیو ریو	ناگالینڈ گوہاٹی ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے	
اسپیکر:	کیانیلی	کوہیما میں اس کی ایک شاخ ہے۔	

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1۔	کوہیما	3,144	3,14366	کوہیما
2۔	موکوک چینگ	1,615	1,58,374	موکوک چنگ
3۔	مون	1,876	1,49,699	مون
4۔	توین سانگ	4,228	4,14801	پھیک
5۔	جونہے بوٹو	1,255	1,54,909	توین سانگ
6۔	ووکھا	1,628	1,61,098	ووکھا
7۔	دیماپور	927	3,08,382	جونہے بوٹو
8۔	پھیک	2,026	1,48,246	دیماپور

اڑیسہ

رقبہ:	1,55,707 مربع کلومیٹر	آبادی	3,67,06,920
راجدھانی:	بھونیشور	اہم زبان	اڑیہ

تاریخ اور جغرافیہ

اڑیہ لوگوں کی سرزمین اڑیسہ زمانہ قدیم میں کلنگ کے نام سے مشہور تھی۔ تیسری صدی قبل (261 ق م) میں موریہ حکمراں اشوک نے کلنگ فتح کرنے کے لئے ایک طاقتور فوج بھیجی جس سے کلنگ کے عوام نے جم کر مقابلہ کیا۔ اشوک نے کلنگ کو فتح تو کرلیا لیکن جنگ کی قتل وغارت گری سے اشوک کو بہت پشیمانی ہوئی۔ اشوک کی موت کے بعد کلنگ پھر سے خودمختار ہوگیا۔ دوسری صدی قبل مسیح میں کھارویلا راجا کی حکومت میں کلنگ طاقتور بن گیا۔ کھارویلا کی موت کے بعد اڑیسہ کی شہرت ختم ہوگئی۔ چوتھی صدی میں سمدرگپت نے اڑیسہ پر حملہ کیا اور یہاں کے پانچ راجاؤں کو شکست دی۔ 610ء میں اڑیسہ پر ششانک راجا کا قبضہ ہوگیا۔ ششانک کی موت کے بعد ہرش وردھن نے اڑیسہ پر فتح حاصل کی۔

ساتویں صدی میں اڑیسہ پر یہیں کے حکمرانوں (گنگ خاندان) کی حکومت رہی۔ AD 795ء میں مہاشیوگپت یجاتی دوئم اڑیسہ کا حاکم ہوا اور اس کے عہد سے ہی اڑیسہ کی تاریخ کا سنہری دور شروع ہوا۔ اس نے کلنگ، کنگوڈا، اتکل اور کوشل کو ایک کرکے کھارویلا کی طرح ایک عظیم حکومت قائم کی۔ گنگا حکمرانوں کے دورِ حکومت میں اڑیسہ کی خوب ترقی ہوئی۔ ایسا مانا جاتا ہے کہ اسی دور کے حکمرانوں میں ایک حاکم نرسنگھ دیو نے دنیا بھر میں مشہور کونارک کا سوریہ مندر بنوایا۔

سولہویں صدی کے وسط سے 1592 تک اڑیسہ پر پانچ مسلم حکمرانوں نے حکومت کی۔ 1592 میں اکبر نے اڑیسہ کو اپنی حکومت میں شامل کرلیا۔ مغلوں کے زوال کے بعد اڑیسہ پر مراٹھوں کا قبضہ ہوگیا۔ 1803ء میں انگریزوں کے قبضے میں جانے سے قبل تک اڑیسہ پر مراٹھا حکمرانوں نے حکومت کی۔

1 اپریل 1936 کو اڑیسہ کو الگ ریاست کا درجہ دے دیا گیا۔ آزادی کے بعد اڑیسہ کی اور آس پاس کی ریاستوں نے اپنی خودمختاری بھارت سرکار کے حوالے کردی۔ 1949 میں دیے گئے ریاستوں کو ضم کرنے کے حکم کے تحت 19 اگست 1949 کو

اڑیسہ کی سبھی ریاستوں کو مکمل طور پر اڑیسہ میں ضم کر دیا گیا۔ اگر چہ اڑیسہ کے کلنگ، اتکل اور اودرا جیسے کئی قدیم نام ہیں لیکن ریاست کے باہر یہ پردیش بھگوان جگناتھ کی سرزمین کے نام سے مشہور ہے۔ بھگوان جگناتھ اڑیسہ کی سماجی، تہذیبی اور مذہبی زندگی سے بہت گہرے جڑے ہوئے ہیں۔ مختلف ادوار میں اڑیسہ کے عوام پر بدھ جین مت، عیسائی اور اسلام مذاہب کے کافی اثرات مرتب ہوئے۔

اڑیسہ بھارت کے جزیرہ نما کے شمال مشرقی حصے میں بسا ہوا ہے۔ اس کے مشرق میں خلیج بنگال، شمال میں جھارکھنڈ، مغرب میں مدھیہ پردیش، شمال مشرق میں مغربی بنگال اور جنوب میں آندھرا پردیش ہے۔ اس ریاست کو عام طور پر چار جغرافیائی علاقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ یہ علاقے ہیں۔ شمالی سطح مرتفع، وسطی ندی بیسن، مشرقی پہاڑیاں اور ساحلی میدان۔

زراعت

ریاست کی معیشت میں زراعت کا اہم مقام ہے۔ اس سے ریاست کی گھریلو پیداوار کا 28 فیصد حاصل ہوتا ہے۔ اس سے 65 فی صد دیہی عوام کو بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر روزگار حاصل ہے۔ چاول اڑیسہ کی اہم فصل ہے۔ اور 02-2001 کے دوران 71.49 لاکھ میٹرک ٹن چاول کی پیداوار ہوئی۔ گنا ریاست کی سب سے اہم نقدی فصل ہے۔ گنے کی پیداوار میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔

آبپاشی اور بجلی

اگست 02-2001 کے اختتام تک آبپاشی کے بڑے، اوسط اور چھوٹے پراجکٹوں اور دوسرے پراجکٹوں کے ذریعہ 25.43 لاکھ ہیکٹر زمین کی آبپاشی کا انتظام کیا جا چکا ہے۔ ان کے علاوہ سرکار نے چند دیگر اقدامات بھی کئے ہیں۔ مرکزی حکومت کی امداد سے آبپاشی سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے لئے ''بیجو کرشک وکاس یوجنا'' شروع کی ہے۔

02-2001 میں مجموعی طور پر بجلی کی نصب شدہ صلاحیت 4621 میگاواٹ تھی اس میں سے 1,423 میگاواٹ بجلی دستیاب تھی اس کے علاوہ بجلی ریاستی حصہ کے طور پر مرکز سے ملی ریاست کے 46989 مواضعات میں سے 37,597 مواضعات میں 02-2001 تک برق کاری ہو چکی تھی۔

صنعت

اڑیسہ۔ صنعتی فروغ اور سرمایہ کاری کارپوریشن اور اڑیسہ صنعتی فروغ کارپوریشن لمیٹڈ اور اڑیسہ اسٹیٹ الیکٹرانکس ڈیولپمنٹ کارپوریشن ریاست میں صنعتوں کے فروغ کے لئے کام کر رہی 3 بڑی ایجنسیاں ہیں۔ اور ساتھ ہی بڑی اور اوسط درجے کی صنعتوں کی مالی امداد کر رہی ہیں۔ اڑیسہ صنعتی فروغ کارپوریشن (IDCO) اور اڑیسہ ریاستی مالی کارپوریشن OSFC جیسی دیگر کارپوریشن بھی ریاست میں صنعتوں کے فروغ میں اہم رول ادا کر رہی ہیں۔ 02-2001 میں تقریباً 352 بڑی اور منجھلی چھوٹی صنعتیں تھیں۔ ریاستی حکومت چھوٹے دیہی اور گھریلو صنعتوں کی حوصلہ افزائی اور رعائتیں دے کر ادارہ جاتی اور مالی امداد فراہم کر رہی ہے۔ سال 02-2001 میں ریاست میں 3,919 چھوٹی صنعتیں قائم کی گئیں۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

سال 2002 کے آخر تک ریاست کی مختلف سڑکوں کی لمبائی اس طرح ہیں۔

ریاستی شاہراہوں کی لمبائی 4,825 کلومیٹر، قومی شاہراہوں کی لمبائی 3,194 کلومیٹر، ایکسپریس شاہراہوں کی لمبائی 30 کلومیٹر، دیہی سڑکوں کی لمبائی 24,821 کلومیٹر، اور دیگر اہم سڑکوں کی لمبائی 3,173 کلومیٹر درجہ دیگر ضلعی سڑکوں کی لمبائی 3,570 کلومیٹر

ریلوے

2002 کے آخر تک اس ریاست میں ریل راستوں کی مجموعی لمبائی 2,301 کلومیٹر لمبی لائنیں اور 89 کلومیٹر چھوٹی لائنیں شامل ہیں۔

ہوائی خدمات

بھونیشور ہوائی اڈے کی توسیع اور جدید کاری جاری ہے۔ اس ہوائی اڈے سے دلی، کلکتہ، چنئی، ناگپور، اور حیدرآباد کے لئے سیدھی پروازیں ہوتی ہیں۔ اس وقت ریاست کے مختلف مقامات پر 13 ہوائی پٹیاں اور 16 ہیلی پیڈ ہیں۔

بندرگاہ

ریاست کی واحد بڑی اور اہم بندرگاہ پرادیپ ہے۔ ریاستی حکومت نے گوپال پور بندرگاہ کو پورے سال کام کرنے والا بندرگاہ بنانے کے لئے کام تیزی سے شروع کر رکھا ہے۔

سیاحتی مقامات

اڑیسہ کی راجدھانی بھونیشور لنگراج مندر کے لئے مشہور ہے جب کہ پوری، جگن ناتھ مندر اور خوبصورت سمندری ساحل کے لئے مشہور ہے۔ ریاست کے دوسرے مشہور سیاحتی مراکز میں کونارک، نندن کانن، چلکا جھیل، دھولی بودھ مندر، ادے گیری، کھنڈاگیری کی قدیم گپھائیں، رتنا گیری، للیت گیری اور ادے گیری کی بودھ تصاویر اور قدیم گپھائیں، سپتاسیا کا خوبصورت پہاڑی منظر، سملی پال قومی پارک اور باگھ پراجیکٹ، اوشاکوٹھی میں جنگلی جانوروں کی حفاظت کے مقامات، ہیرا کنڈ باندھ، دُدما جھرنا، گوپال پور سمندری ساحل، ہری شنکر، نرسنگھ ناتھ، تارا تارنی، تپت پانی، بھتار کنیکا، بھیم کنڈ، کپلاش وغیرہ شامل ہیں۔

حکومت

گورنر:	ایم ایم راجندرن	چیف سکریٹری:	پردیپ کمار موہنتی		
وزیراعلیٰ:	نوین پٹنائک	چیف جسٹس:	سجیت برمن رائے		
اسپیکر:	شرت کمار کار	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	اڑیسہ		

ضلعوں کی آبادی۔ رقبہ اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
1-	انگول	6,347	1,39,341	انگل
2-	بالاسور	3,706	20,23,056	بالاسور

3-	بولن گیر	6,552	1,35,760	بولن گیر
4-	باؤدھ	4,289	3,73,038	باؤدھ
5-	بھدرک	2,788	13,32,249	بھدرک
6-	بارگڑھ	5,832	13,45,601	بارگڑھ
7-	کٹک	3,915	23,40,686	کٹک
8-	دیوگڑھ	2,781	2,74,095	دیوگڑھ
9-	گنجم	8,033	31,36,937	چھترپور
10-	ڈھینکانل	4,597	10,65,983	ڈھینکانل
11-	گجپتی	3,056	5,18,448	پارلاکھمنڈی
12-	جگت سنگھ پور	1,759	10,56,556	جگت سنگھ پور
13-	جاج پور	2,885	16,22,868	پنی کوئلی
14-	جھارسوگوڑا	2,202	5,09,056	جھارسوگوڑا
15-	کیونجھر	8,336	15,61,521	کیونجھر
16-	کالاہانڈی	8,197	13,34,372	کالاہانڈی
17-	کوراپٹ	8,534	11,77,954	کوراپٹ
18-	کیندرہ پاڑہ	2,546	13,01,856	کیندرپاڑہ
19-	کھردا	2,888	18,74,405	کھردا
20-	میوربھنج	10,410	22,21,782	باری پاڑہ
21-	ملکان گیری	6,115	4,80,232	ملکان گیری
22-	نورنگ پور	5,135	10,18,171	نورنگ پورہ
23-	نیاگڑھ	3,954	8,63,934	نیاگڑھ
24-	نواپاڑہ	3,408	5,30,524	نواپاڑہ
25-	پوری	3,055	14,98,604	پوری
26-	کندھامل	6,004	6,47,912	پھول بنی
27-	رائے گڑھ	7,585	8,23,019	رائے گڑھ
28-	سمبل پور	6,702	9,28,889	سمبل پور
29-	سندرگڑھ	9,942	18,29,412	سندرگڑھ
30-	سون پور	2,284	5,40,659	سون پور

پنجاب

رقبہ:	50,362 مربع کلومیٹر	آبادی:	2,02,81,969
راجدھانی:	چنڈی گڑھ	اہم زبان	پنجابی

تاریخ اور جغرافیہ

قدیم پنجاب کسی زمانے میں بھارت ایرانی وسیع علاقے کا حصہ رہا ہے۔ بعد کے برسوں میں اس پر موریہ، یونانی، شک، کشان، گپت، جیسی مختلف طاقتوں کا عروج وزوال ہوا۔ عہد وسطیٰ میں پنجاب مسلمانوں کے ماتحت رہا۔ سب سے پہلے غزنوی، غوری، غلام سلطنت، خلجی سلطنت، تغلق، لودی اور مغل سلطنتوں کا پنجاب پر قبضہ رہا۔ پندرہویں اور سولہویں صدی میں پنجاب کی تاریخ نے کروٹ لی۔ گرونانک دیو کی تعلیمات سے یہاں بھکتی تحریک نے زور پکڑا۔ بادی النظر میں سکھ مذہب ایک مذہبی اور سماجی تحریک تھا جس کا اہم مقصد مذہب اور سماج میں پھیلے غلط رواجوں کو ختم کرنا تھا۔ دسویں گرو گوبند سنگھ جی نے سکھوں کو خالصہ کے طور پر منظم کیا اور انہیں صدیوں کے استحصال اور ظلم کے خلاف متحد کیا۔ انہوں نے حب الوطنی، مذہبی احترام اور انسانی قدروں کی بنیاد پر پنجابی راج قائم کیا۔ ایک فارسی مصنف کے الفاظ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے پنجاب کو 'ماتم کدہ' سے بلال باغ بہشت یعنی جنت میں تبدیل کر دیا۔ لیکن ان کی موت کے بعد آپسی لڑائی جھگڑوں اور انگریزوں کی چالوں کے سبب پوری ریاست تتر بتر ہو گئی۔ انگریزوں اور سکھوں کے درمیان دو جنگوں کے بعد 1849 میں پنجاب برطانوی حکومت کے قبضے میں آ گیا۔

جنگ آزادی میں گاندھی جی کی آمد سے پہلے ہی پنجاب میں برطانوی حکومت کے خلاف بغاوت کا پرچم بلند ہو چکا تھا۔ انگریزوں کے خلاف یہ بغاوت اصلاحی اور مذہبی تحریکوں کی شکل میں ظاہر ہو رہی تھی۔ سب سے پہلے اپنے اصولوں اور اپنی حکومت پر یقین رکھنے والے نامدھاری طبقے نے بغاوت کا پرچم بلند کیا۔ بعد میں لالہ لاجپت رائے نے جنگ آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ چاہے ملک میں ہو یا بیرون ملک میں، پنجاب جنگ آزادی میں ہر موچے پر آگے رہا اور اس نے کافی مشکلات کا سامنا کیا۔ ملک کی آزادی کے بعد بھی پنجاب کے دکھوں کا خاتمہ نہیں ہوا اور اسے تقسیم کے سانحے کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ لاکھوں لوگ خوفناک یادیں لے کر بھارت آئے۔ ان کی باز آبادکاری کے ساتھ ساتھ ریاست کو نئے سرے سے تشکیل دینے کا بھی مسئلہ تھا۔ مشرقی پنجاب کی آٹھ دیسی ریاستوں کو ملا کر نئی ریاست پیپسو پٹیالہ اور مشرقی پنجاب اسٹیٹس یونین (PEPSU) بنایا گیا۔ پٹیالہ کو اس کی راجدھانی قرار دیا گیا۔ 1956 میں (PEPSU) کو پنجاب میں ضم کر دیا گیا۔

پنجاب ملک کے شمالی مغربی حصے میں واقع ہے۔ اس کے مغرب میں پاکستان، شمال میں جموں وکشمیر، شمالی مشرق میں ہماچل پردیش اور جنوب میں ہریانہ اور راجستھان ہیں۔

زراعت

پنجاب کا رقبہ پورے ملک کے رقبہ کا صرف 1.5 فی صد ہے جس میں 02-2001 میں 21 فی صد گیہوں، 10 فی صد چاول اور 12 فی صد کپاس کی پیداوار ہوئی۔ پنجاب میں فی ہیکڑ فرٹلائزر کی کھپت 177 کلوگرام ہے جبکہ پورے ملک میں 90 کلوگرام ہے اور پورے ملک کی کھپت کا 8 فی صد کھپت پنجاب میں ہوتی ہے۔

صنعت

پنجاب میں چھوٹی صنعتی اکائیوں کی تعداد 203 لاکھ ہے۔ 9.09 لاکھ افراد کو روزگار دینے والی یہ اکائیاں سائکلوں کے حصے، پرزے، مشین (سلائی) ہاتھ کے اوزار، مشینوں کے حصے پرزے، موٹر گاڑیوں کے کل پرزے، الکٹرانک کے سامان، کھیل کود کے سامان، چمڑوں کے سامان، سرجری کے سامان، پوشاک، بنائی کے سامان، نٹ بولٹ، کپڑا، چینی، سبزیاں، اناج کے تیل وغیرہ پیدا کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ 31 مارچ 2003 تک 2.56 لاکھ افراد کو روزگار دینے والی 620 بڑی اور مجھلی اکائیاں بھی تھیں۔ ریاست میں بڑی تعداد میں انفارمیشن ٹکنالوجی اور سافٹ ویئر فروغ کی کمپنیاں آ رہی ہیں۔ موہالی میں 3 کروڑ روپے سے زیادہ

کی لاگت سے ارتھ اسٹیشن قائم ہو جانے سے اور ریاست میں فائبر آپٹک کی بنیاد تیار ہو جانے کی وجہ سے انفارمیشن ٹکنالوجی صنعت کے فروغ کے لئے اساسی ڈھانچہ تیار ہوگیا ہے۔ موہالی میں ایک انفارمیشن ٹکنالوجی پارک بھی قائم کیا جارہا ہے۔ پنجاب ملک کی ان پانچ ریاستوں میں سے ایک ہے۔ جنھیں بین الاقوامی صنعتی حصہ داری کے لئے ٹکنالوجی بیورو، نئی دلی سے انٹرنیٹ کے ذریعہ جوڑ دیا گیا ہے اور ساتھ ہی اقوام متحدہ صنعتی فروغ تنظیم کے تحت پورے ملک کے اعلی سطحی ٹکنالوجی مراکز سے بھی جوڑا گیا ہے۔ اس سے پنجاب کی صنعتی اکائیوں کو جدید تکنیک حاصل کرنے اور تکنیکی حصہ داری کی تجاویز کو قطعی شکل دینے میں آسانی ہوگی۔

آبپاشی اور بجلی

بھاکڑا ننگل کمپلکس کی تعمیر کے پراجیکٹ کے تحت بھاکڑا باندھ، بھاکڑا، مین لائن، ننگل پن بجلی چینل، گنگووال، اور کوٹلہ، بجلی گھر، ہری کے بیراج، سرہندفیڈر راور مادھوپور ہیڈ ورک کو بیرج میں تبدیل کرنے کے پراجیکٹوں نے ریاست کی آبپاشی اور بجلی کی پیداوار کی صلاحیت بڑھانے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ راوی ندی کے فاضل پانی کو ویاس ندی میں لے جانے کے لئے مادھوپور ویاس نہر بنائی گئی۔ اسی طرح ویاس اور ستلج کو جوڑنے والی نہر کے پراجکٹ کے ذریعے ویاس ندی کے پانی سے سالار پور میں بجلی بنانے اور اس کے بعد پانی کو گووند ساگر جھیل، پونگ باندھ میں لے جانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ کیریان بجلی پراجکٹ اور ویاس۔ ستلج کو لنک پراجیکٹ آبپاشی اور بجلی کی پیداوار کے اہم پراجیکٹ ہیں۔

رنجیت ساگر باندھ راوی ندی پر بنے 160 میٹر اور نچے باندھ والی ایک کثیرالمقاصد ندی وادی پروجکٹ ہے۔ جس میں 328 کروڑ مکعب میٹر پانی کے ذخیرے کی صلاحیت ہے 3.48 لاکھ ہیکٹر زمین کی آبپاشی صلاحیت فراہم کرتا ہے۔ رنجیت ساگر باندھ (4x150 mw) کی چاروں اکائیاں کامیابی کے ساتھ شروع کردی گئی ہیں۔ اس پراجیکٹ سے 2100 میگا یونٹ بجلی کی سالانہ پیداوار ہوگی، جس میں سے 4.6 فی صد بجلی ہماچل پردیش کو مفت دی جائے گی اور 20 فی صد بجلی جموں وکشمیر کی پیداوار لاگت کی شرح سے دی جائے گی۔ اس باندھ کے پورا ہو جانے سے سندھ آبی معاہدے کے تحت پنجاب کو مختص تینوں ندیوں کے پانی پن بجلی پیدا کی جاسکے گی۔ 1,324 کروڑ لاگت کی شاہ پور کنڈی باندھ پروجکٹ شروع ہوگیا ہے جو رنجیت ساگر باندھ کے پانی کو 8 کلومیٹر لمبی نالی کے ذریعہ بجلی پیداوار کے لئے پانی فراہم کرائیگی۔ عالمی بنک کے قرض امداد سے پنجاب آبپاشی اور پانی نکاسی پروجکٹ فی صد دوسرا مرحلہ پورا ہوگیا ہے۔ 260 پر کلومیٹر لمبی نالیوں کی مدت اور 53 کلومیٹر لمبی نئی نالیوں (چینل) کی تعمیر کا کام پورا ہوگیا ہے۔ رنجیت ساگر باندھ کو پورا ہو جانے AIBP اسکیم کے تحت اضافی پانی کے استعمال کے لئے UBDC سسٹم شروع ہوگیا ہے۔ 364.16 کلومیٹر میں 259.48 کلومیٹر خاص ہند اور 1,495.06 کلومیٹر ذیلی نہریں تیار ہوگئی ہیں۔ 11 چھوٹے باندھوں کی تعمیر اور کنڈی نہر کے پورا ہو جانے سے پنجاب میں کنڈی کے اقتصادی طور پر پچھڑے علاقوں کی ترقی ہوئی ہے اور ان سے 12,000 ہیکٹر زمین کی آبپاشی ہوگئی اور نہر سے 19,867 ہیکٹر کی آبپاشی ہوگی۔ ریاست میں 1,615 ٹیوب ویل کام کررہے ہیں۔ اس کے علاوہ 3,905 کلومیٹر لمبی آبی گزرگاہ بھی بنایا گیا ہے۔ ریاست میں ان آبی گزرگاہوں کی کل لمبائی 36,905 کلومیٹر ہوگئی ہے۔ پنجاب کے جنوبی حصے میں بڑھتی آبی سطح کے اثر کو نئی نالیاں بنا کہ موجودہ 8000 کلومیٹر کی نالیوں کو گہرا کرکے 1800 کلومیٹر طویل سیلاب سے تحفظ پشتوں کو چوڑا کرکے اور 3800 ندی ٹریننگ ورکس کرکے کیا گیا ہے۔ ٹیوب ویلوں کو شروع کرکے نہر کے رساؤ کو روکا گیا ہے۔ سرہندفیڈر کے کنارے ٹیوب ویل بنا دینے سے بھی نہروں کو رساؤ کے روکنے میں مدد ملی ہے ریاست کی کل آبپاشی علاقے میں 60 فی صد کی آبپاشی نالی کو پلوں سے اور باقی 40 فی صد کی آبپاشی نہروں سے ہوتی ہے۔

پنجاب توانائی ترقیاتی ایجنسی (PEDA) نے حکومت ہند کی غیر روایتی وسائل کی وزارت کی 17.15 کروڑ روپے کی اقتصادی مدد سے 03-2002 میں آبپاشی کے لیے HP 2 کے 700 اور شمسی فوٹو وولٹک پانی پمپ سیٹ لگانے کے خصوصی پروگرام کو نافذ کیا ہے۔ ریاست میں پچھلے تین سالوں میں ایسے 1,700 پمپ سیٹ لگائے جا چکے ہیں جن سے 2004 کروڑ روپے کے ڈیزل کی بچت ہوگئی۔ 04-2003 کے لیے ایسے 1,000 پمپ سیٹ لگانے کا ہدف رکھا گیا ہے ایجنسی نے ٹکنالوجی مظاہرہ پروجکٹ کے تحت نہروں، جھرنوں پر 9.8 میگاوٹ صلاحیت کے آٹھ چھوٹے پن بجلی پلانٹ بھی شروع کر دیتے ہیں۔ ڈلا تکل، نارنگ وال چیکی کی ابوہر ذیلی نہر میں اور کھٹر ا، کنگن وال بوانی اور جا گیرا کی بھٹنڈا ذیلی نہر میں یہ پلانٹ لگانے کا کام نجی اداروں کو دیا گیا ہے۔ مارچ 2003 تک 3.9 میگاواٹ صلاحیت کے 3 پلانٹ پورے ہو چکے ہیں۔

PEDA نے کھٹکر کلاں گاؤں میں 4.5 کروڑ روپے کی 200 کلوواٹ صلاحیت کے شمسی فوٹو وولٹک گرڈ بجلی پلانٹ بھی لگایا ہے۔ یہ پلانٹ 23 مارچ 2003 کو صدر ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے عبدالکلام نے قوم کو سونپا۔ ایجنسی کے ہائیووال ڈیری کمپلکس (لدھیانہ) میں 1 میگاواٹ کا بایو میتھنیشن گوبر پر مبنی مظاہرہ بجلی پلانٹ منظور کیا گیا ہے۔ اس پر 14 کروڑ روپے خرچ ہونے کا اندازہ ہے۔ غیر روایتی توانائی کی وزارت نے اس کے لیے 50 فی صد گرانٹ عطا کی ہے۔ پروجکٹ اکتوبر 2003 پورا پراہو جائیگا۔ جالندھر کپور تھا روڈ پر غیر روایتی توانائی وسائل کی وزارت کے 38 کروڑ روپے کی گرانٹ سے شروع ہونے والے سردار نسورن سنگھ قومی انسٹی ٹیوٹ برائے قابل تجویز توانائی کا کام بھی چل رہا ہے۔ PEDA نے 91 لاکھ روپے کی MNES کی مالی امداد کے ذریعہ ایک ریاستی سطح کا توانائی تجویدی پارک بھی منظور کیا ہے یہ پارک پشپا گجرال سائنس سٹی کپور تھلا میں ہوگا۔ ایجنسی نے 03-2002 میں ریاست میں 500 گھریلو روشنی نظام اور 500 شمسی اسٹریٹ لائٹ کا اہتمام بھی کیا ہے۔ اس کے علاوہ 03-2002 کے مالی سال فیملی لائق 2000 گیس پلانٹ بھی نصب کیا ہے۔

وزارت برائے غیر روایتی توانائی وسائل ہو کے ذریعہ ایجنسی کو سال 02-2001 میں شمسی پمپنگ پروگرام کے نفاذ میں غیر معمولی کارکردگی کے لیے پہلا انعام بھی دیا ہے اور انفارمیشن اور عوامی آگہی کے شعبے میں نمایاں کام کرنے دوسرا انعام بھی عطا کیا گیا۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست کی سڑکوں، پلوں اور عمارتوں کے رکھ رکھاؤ کی ذمہ داری محکمہ تعمیرات عامہ کی ہے۔ سڑک نٹ ورک، 1,666 کلو میٹر قومی شاہراہ، 1,485 کلومیٹر ریاستی شاہراہ، 1,808 کلومیٹر اہم ضلعی سڑکیں 4,081 کلومیٹر دیگر ضلعی سڑکیں، 41,700 کلومیٹر دیہی رابطہ سڑکوں پر مشتمل ہے۔

ریلوے

پنجاب سے ہو کر گزرنے والی ریل لائنوں کی مجموعی لمبائی تقریباً 3,726.06 کلو میٹر ہے۔ پنجاب میں امرتسر سے پاکستان کے لئے ریل راستہ ہے۔

فضائی خدمات

پنجاب میں امرتسر، بھٹنڈا، جالندھر، لدھیانہ، اور پٹیالہ میں شہری ہوا بازی کلب ہیں۔ اس کے علاوہ چنڈی گڑھ میں گھریلو ہوائی اڈہ اور راجہ سانسی (امرتسر) میں بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہے۔ اور دو ہوائی اڈے پٹیالہ اور سانہیوال (لدھیانہ) میں ہیں۔

تیوہار

دسہرہ، دیوالی، ہولی جیسے تیوہاروں کے علاوہ ریاست میں بیساکھی، ہولہ محلّہ، بسنت، ماگھی تیوہار اور میلے بھی منائے جاتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

پنجاب کے سیاحتی ترقی کارپوریشن کے 18 سیاحتی کمپلکس اور ہولی ڈے ہوم ہیں۔ ریاست کے اہم سیاحتی مراکز ہیں۔ امرتسر کا سنہرا مندر، درگیانہ مندر اور جلیان والا باغ، آنند پور صاحب، تخت کیشگڑھ صاحب، آنند پور صاحب بھاکڑا باندھ، جالندھر کا سووال مندر، ہری کے پٹن، آثار قدیمہ کے لحاظ سے اہم سنگول اور چپت بیر چڑیا گھر، رام تیرتھ یادگار سے متعلق مہرشی والمیک کی وراثت، جسے قومی تقاریب کے انعقاد کے مقام کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ مغل یادگاریں، عام اور خاص باغ، سرہند میں افغان حکمرانوں کی قبریں اور شیخ احمد کا روضہ جالندھر میں سوڈل مندر اور مہارشی بالمیکی کی یاد میں بنایا گیا رام تیرتھ ہیں۔

حکومت

گورنر: جسٹس (سبکدوش) او۔پی۔ورما چیف سکریٹری: جے۔ایس۔گل

وزیر اعلیٰ: کیپٹن امرندر سنگھ ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ چنڈی گڑھ

چیف جسٹس: بی۔کے رائے۔

ضلعوں کے علاقے آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1-	امرتسر	5,075	30,74,210	امرتسر
2-	بھٹنڈا	3,377	11,81,236	بھٹنڈا
3-	فریدکوٹ	1,472	5,52,466	فریدکوٹ
4-	فتح گڑھ صاحب	1,180	5,39,751	فتح گڑھ صاحب
5-	فیروزپور	5,865	17,44,753	فیروزپور
6-	گروداس پور	3,570	20,96,889	گروداس پور
7-	ہوشیارپور	3,310	14,78,045	ہوشیارپور
8-	جلندھر	2,658	19,53,508	جلندھر
9-	کپورتھلا	1,646	7,52,287	کپورتھلا
10-	لدھیانہ	3,744	30,30,352	لدھیانہ
11-	مانسا	2,174	6,88,630	مانسا
12-	موگا	1,672	8,86,313	موگا
13-	مکتسر	2,596	7,76,702	مکتسر
14-	نواں شہر	1,258	5,86,637	نواں شہر

15-	پٹیالہ	3,627	18,39,056	پٹیالہ
16-	روپ نگر	2,117	11,10,000	روپ نگر
17-	سنگرور	5,021	19,98,464	سنگرور

راجستھان

رقبہ:	3,42,239 مربع کلومیٹر	آبادی:	5,64,73,122
راجدھانی:	جے پور	اہم زبانیں:	ہندی اور راجستھانی

تاریخ اور جغرافیہ

رقبے کے نظریئے سے راجستھان بھارت کی دوسری سب سے بڑی ریاست ہے۔ آزادی سے پہلے یہ رقبہ راجپوتانہ (راجپوتوں کی جگہ) کہلاتا تھا۔ اس جنگجو قوم نے صدیوں اس پر راج کیا۔ راجستھان کی تاریخ ماقبل تاریخ کے زمانے سے شروع ہوتی ہے۔ 3 ہزار سے 1 ہزار سال قبل مسیح کے دوران یہاں کی ثقافت سندھ گھاٹی ثقافت کی طرح تھی۔ ساتویں صدی میں یہاں چوہان راجپوتوں کا اثر بڑھنے لگا اور 12 ویں صدی تک یہاں ان کی حکومت قائم ہوگئی تھی۔ چوہانوں کے بعد اس جنگجو قبیلے کی باگ ڈور میواڑ کے گہلوتوں نے سنبھالی۔ میواڑ کے علاوہ جو دوسری ریاستیں تاریخی اعتبار سے اہمیت کی حامل رہیں ان میں مارواڑ، جے پور، بندی، کوٹہ، بھرت پور، اور الور شامل ہیں۔ بقیہ سبھی ریاستیں انہیں ریاستوں سے بنیں۔ ان سبھی ریاستوں نے 1818 میں برطانوی حکومت کے ماتحت رہنے کا معاہدہ قبول کرلیا جس سے عوام میں بے چینی پھیل گئی۔

1857 کی بغاوت کے بعد عوام نے مہاتما گاندھی کی قیادت میں خود کو متحد کیا اور جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ 1935 میں انگریزی حکومت والے بھارت میں ریاستی خودمختاری نافذ کرنے کے نتیجے میں راجستھان میں شہری آزادی اور سیاسی حقوق کی لڑائی اور زور پکڑ گئی۔

1948 میں ان بکھری ریاستوں کو متحد کرنے کا عمل شروع ہوا جو 1956 میں ریاستوں کی تشکیل نو سے متعلق قانون نافذ ہونے تک جاری رہا۔ سب سے پہلے 1948 میں متسیہ یونین بنی جس میں کچھ ہی ریاستیں شامل ہوئیں۔ رفتہ رفتہ بقیہ ریاستیں بھی اس میں شامل ہوتی گئیں۔ 1949 تک بیکانیر، جے پور، جودھپور اور جے سلمیر جیسی اہم ریاستیں اسمیں شامل ہو چکی تھیں اور اسے وسیع تر راجستھان متحدہ ریاستوں کا نام دیا گیا۔ آخر کار 1958 میں موجودہ راجستھان ریاست وجود میں آئی اور اجمیر، آبو روڈ تعلقہ اور سنیل ٹپا کو بھی اس میں شامل کرلیا گیا۔

راجستھان کی مکمل مغربی سرحد پر پاکستان ہے جب کہ شمال میں پنجاب، شمالی مشرق میں ہریانہ، مشرق میں اتر پردیش، جنوب مشرق میں مدھیہ پردیش اور جنوب میں گجرات ہے۔

زراعت

ریاست میں 03-2002 میں زراعت کے قابل مجموعی رقبہ 103.26 لاکھ ہیکٹر تھا اور اندازے کے مطابق اناج کی پیداوار 52.12 لاکھ ٹن رہی۔ ریاست کی اہم فصلیں چاول، جو، جوار، باجرہ، مکئی، چنا، گیہوں، تیلوں کے بیج، کپاس، دالیں اور تمباکو ہیں۔ اس کے علاوہ گزشتہ کچھ برسوں میں سبزیوں اور سنترا اور مالٹا جیسی لیموں کی نسل کے پھلوں کی پیداوار میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ یہاں کی نقدی فصلیں لال مرچ، میتھی، ہینگ، سرسوں اور زیرہ ہیں۔

صنعت اور معدنیات

راجستھان اپنی روایتی تہذیب سے مالا مال ہونے کے ساتھ ساتھ معدنیات سے بھی مالا مال ہے اور اب وہ صنعتی شعبے میں بھی تیزی سے ابھر رہا ہے۔ ریاست کے اہم مرکزی اداروں میں دیبری (ادے پور) میں جستے گلانے کا پلانٹ، کھیتری (جھنجھنو) میں تانبا پراجیکٹ اور کوٹا میں چھوٹے سامانوں کا کارخانہ شامل ہیں۔ جنوری 2002 میں ریاست میں چھوٹی صنعتوں کی 22.97 لاکھ اکائیاں تھیں جن میں 3,296.46 کروڑ روپے کا سرمایہ لگا تھا اور تقریباً 8.86 لاکھ افراد کو روزگار ملا ہوا تھا۔ اہم صنعتوں میں، کپڑے، اونی کپڑے، چینی، سیمنٹ، کانچ، آکسیجن، کیڑا مارنے کی دوائی، جستہ، کھاد، ریل کے ڈبے، پانی اور بجلی کے میٹر، ٹیلی ویژن سیٹ، سوڈیم پلانٹ، رنگ، بال بیرنگ، سلفیورک تیزاب، سنتھیٹک دھاگے وغیرہ شامل ہیں۔ بیش قیمتوں اور کم قیمتوں والے پتھروں کے علاوہ کاسٹک سوڈا، کیلشیم کاربائڈ، نائلون اور ٹائر وغیرہ دوسری اہم صنعتی اکائیاں ہیں۔

ملک میں جستہ کانسنٹریٹ، پنا اور ماترا یعنی گارنیٹ کی مکمل پیداوار راجستھان میں ہوتی ہے۔ جپسم، خام چاندی اسبسٹ، فیلسپار، اور ابرک کی پیداوار بھی راجستھان میں ہوتی ہے۔ سیتاپور (جے پور) میں برآمد کو فروغ دینے کے لئے ملک کا پہلا پارک بنایا گیا ہے جس نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

آبپاشی اور بجلی

ریاست میں 03-2002 کے دوران 38,600 ہیکٹر زائد زمین کے لئے آبپاشی کا انتظام کر دیا گیا ہے اور ریاست کی آبپاشی کی مجموعی صلاحیت 29.44 لاکھ ہیکٹر ہو گئی ہے۔ جون 2002 تک ریاست میں 4,521 میگاواٹ کی تنصیبی بجلی صلاحیت میں سے 1,165.23 میگاواٹ بجلی کی اضافی بجلی پیداوار کے ساتھ 791.43 MW ریاست کے اپنے وسائل سے 968 MW اشتراک پروجکٹ اور 373.80 MW مرکزی بجلی گھروں سے اختصاص کے طور پر حاصل ہوئی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

مارچ 2003 میں راجستھان کی سڑکوں کی مجموعی لمبائی 1,53,734 کلومیٹر تھی۔

ریلوے

جودھ پور، جے پور، بیکانیر، سوائی مادھو پور، کوٹا، اور بھرت پور ریاست کے اہم ریلوے جنکشن ہیں۔

فضائی خدمات

دلی اور ممبئی سے جے پور، جودھ پور اور ادے پور کے لئے باقاعدہ فضائی خدمات موجود ہیں۔

تیوہار

راجستھان میں میلوں اور تیوہاروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہولی، دیوالی، وجیادشمی، محرم، کرسمس جیسے اہم تیوہاروں کے علاوہ کئی دیوی دیوتاؤں، سنتوں، مقامی نامور مرد اور عورتوں کے یوم پیدائش منائے جاتے ہیں۔ یہاں کے اہم میلے تیج، کنگور

(جے پور) اجمیر شریف اور گلیا کوٹ کا سالانہ عرس، بینیشور (ڈونگر پور) کا قبائلی کنبھ، شری مہاویر (سوائی مادھو پور میلہ) جھمبیشور جی میلہ (مقام۔ بیکانیر)، کارتک پورنیما اور جانوروں کا میلہ (پشکر۔ اجمیر) اور شیام جی میلہ (سیکر) وغیرہ ہیں۔

سیاحتی مقامات

جے پور، جودھپور، ادے پور، بیکانیر، ماؤنٹ آبو، الور میں باگھوں کی حفاظت گاہ سرسکا، بھرت پور کا کیولا دیو نیشنل پارک، اجمیر، جے سلمیر، پالی اور چتوڑگڑھ وغیرہ سیاحوں کی دلچسپی کے اہم مراکز ہیں۔

حکومت

گورنر:	کیلاش پتی مشر	چیف سکریٹری:	آر۔ کے۔ نائر		
وزیر اعلیٰ:	وسندھرا راجیہ سندھیا	چیف جسٹس:	انل دیو سنگھ		
اسپیکر:	پارس رام مدریا	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	راجستھان		

ضلعوں کے علاقے آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
1۔	اجمیر	8,481	21,80,526	اجمیر
2۔	الور	8,380	29,90,862	الور
3۔	بانسواڑہ	5,037	15,00,420	بانسواڑہ
4۔	باڑمیر	28,387	1,96,758	باڑمیر
5۔	بھرت پور	5,066	20,98,323	بھرت پور
6۔	بھیلواڑہ	10,455	20,09,516	بھیلواڑہ
7۔	بیکانیر	27,244	1,73,562	بیکانیر
8۔	بوندی	5,550	9,1,269	بوندی
9۔	چتوڑگڑھ	10,856	18,02,656	چتوڑگڑھ
10۔	چورو	16,830	19,22,908	چورو
11۔	دھولپور	3,034	9,82,815	دھولپور
12۔	ڈونگر پور	3,770	11,07,037	ڈونگر پور
13۔	گنگانگر	7,944	17,88,487	گنگانگر
14۔	جے پور	11,588	52,52,388	جے پور
15۔	جے سلمیر	38,401	5,07,999	جے سلمیر
16۔	جالور	10,640	14,48,486	جالور
17۔	جھالاواڑہ	6,219	11,80,342	جھالاواڑہ
18۔	جھنجھنو	5,928	1,91,399	جھنجھنو

19-	جودھپور	22,850	28,80,777	جودھپور
20-	کوٹہ	5,481	15,68,580	کوٹہ
21-	ناگور	17,718	27,73,894	ناگور
22-	پالی	12,387	18,19,201	پالی
23-	سوائی مادھوپور	5,043	11,16,031	سوائی مادھوپور
24-	سیکر	7,732	22,87,229	سیکر
25-	ٹونک	5,136	8,50,756	ٹونک
26-	سروہی	7,194	12,11,343	سروہی
27-	اودے پور	12,511	26,32,210	اودے پور
28-	دوسا	2,950	13,16,790	دوسا
29-	باران	6,955	10,22,568	باران
30-	راج سمند	4,768	9,86,269	راج سمند
31-	ہنمان گڑھ	12,690	15,17,390	ہنمان گڑھ
32-	کرولی	5,014	12,05,631	کرولی

سکم

رقبہ:	7,096 مربع کلومیٹر	آبادی:	5,40,493
راجدھانی:	گنگٹوک	اہم زبانیں:	لیپچا، بھٹیا، نیپالی اور لمبو

تاریخ اور جغرافیہ

سکم کی ابتدائی تاریخ 13 ویں صدی سے شروع ہوتی ہے جب لیپچا کے سربراہ تھکیونگ تھلیک اور تبت کے راجکمار کھے بھمسا کے درمیان شمالی سکم میں کاوی کے مقام پر بھائی چارے کے ایک معاہدے پر دستخط ہوئے تھے۔ اس کے بعد 1641 میں تبت کے بڑے سنتوں نے یکسام کا تاریخی سفر کیا اور جہاں انہوں نے کھے۔ بھومسا کی چھٹی نسل کے پھنٹسوگ نامیال سے ملاقات کی اور یکسام میں سکم کے پہلے چوگیال کے طور پر اس کی تاج پوشی کی۔ اور 1642 میں سکم میں نامگیال سلطنت وجود میں آئی۔ وقت کے ساتھ سیاسی حالات میں تبدیلی آتی رہی اور سلطنت کی جگہ جمہوریت نے لے لی۔ 1975 میں سکم بھارتیہ یونین کا ایک حصہ بن گیا۔ سکم اونچے مشرقی ہمالیہ کے وسط میں واقع ہے۔

اس کے مغرب میں نیپال، جنوب مشرق میں بھوٹان، شمال اور شمال مشرق میں تبت اور جنوب میں مغربی بنگال کا دارجلنگ ضلع واقع ہے۔ بودھ گرو پدم سمبھو نے اپنے تبت کے قیام کے دوران اس مقام کو مقدس و متبرک مقام بنایا۔ یہاں سبھی فرقے کے لوگ میل ملاپ سے رہتے ہیں۔ دنیا کا تیسرا سب سے اونچا پہاڑ کھانگ، چین، دوجو، نگا سکم کا محافظ دیوتا مانا جاتا ہے اور اپنے بے مثال خوب صورتی اور وجاہت سے ہمالیہ کی اس چھوٹی ریاست کو اپنی حفاظت میں رکھتا ہے۔

پیٹر پودوں کی چار ہزار سے بھی زیادہ نسلیں شاز آرچڈ اتغلب مصری، (ایک خاص پھول) اور روڈ وڈینڈران کی ہزاروں شکلوں اور سائزوں کی تقریباً 700 نسلیں سکم میں پائی جاتی ہیں۔ سکم کا ایک تہائی حصہ دیودار، سال، پانگر اور بانج کے جنگلوں سے بھرا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں ماس، گھاس، فرن اور بانس کی کئی قسمیں پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے یہ پہاڑی ریاست خوبصورت رنگوں سے مزین نظر آتی ہے۔

زراعت

سکم کی معیشت بنیادی طور پر زراعت پر منحصر ہے۔ مکئی، چاول، گیہوں، آلو، بڑی الائچی، ادرک اور سنترا یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔ سکم ملک میں الائچی کی سب سے زیادہ پیداوار کرنے والی ریاست ہے اور اس کے بیشتر زمینی حصے میں الائچی کی پیداوار ہوتی ہے۔ ادرک، آلو، سنترا اور غیر موسمی سبزیاں یہاں کی دوسری نقدی فصلیں ہیں۔ ریاست میں صرف 11 سے 12 فی صد زمین ہی زراعت کے قابل ہے اس لئے پیداوار بڑھانے کے لئے علاقے کی توسیع کے امکانات محدود ہیں۔ اس وجہ سے زراعت کی ترقی کے لئے کئے جانے والے اقدام میں پیداوار بڑھانے اور فی کس آمدنی میں اضافہ کرنے پر خصوصی زور دیا جارہا ہے۔ اس وقت باغبانی، نقدی فصلوں اور پھولوں کی کھیتی پر زور دیا جارہا ہے۔ زراعتی پیداوار بڑھانے کے لئے ذرائع کا بہتر استعمال کیا جارہا ہے۔

صنعت

سکم کو صنعتی طور پر صنعت کا پچھڑا ہوا رقبہ تسلیم کیا گیا ہے۔ اور صنعت کے محکمے نے صنعتوں کے فروغ کے لئے کئی منصوبے شروع کئے ہیں۔ ہینڈلوم اور دستکاری کا ڈائرکٹوریٹ نوجوانوں کو فنون اور دستکاری کی تربیت دیتا ہے۔

سکم میں سرکار کے تین ادارے ہیں۔ سکم ٹائم کارپوریشن ریاستی سرکار کا یہ کارپوریشن ایچ ایم ٹی کی مدد سے قائم کیا گیا ہے۔ اس میں گھڑیاں بنائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں ڈیجٹل گھڑیاں اور ایم آئی چپس بھی بنائے جاتے ہیں۔

سکم جیولس لمٹیڈ یہ ریاست کی سب سے جدید اور بہت سارے نازک سامان بنانے والی صنعت ہے۔ پانی اور بجلی کے میٹروں اور گھڑیوں وغیرہ کے لئے جیویل بیرنگ بنائی جاتی ہے۔ ریاست میں دس معاون اکائیاں قائم کی گئیں ہیں جن میں ہر سال گھڑیوں کے لئے 6 کروڑ جیویل تیار کئے جائیں گے۔

سکم صنعتی کارپوریشن مارچ 1997 میں قائم شدہ سکم صنعتی کارپوریشن، ریاستی مالی کارپوریشن اور چھوٹی صنعتوں کے فروغ کی کارپوریشن کا رول ادا کر رہا ہے۔ یہ گھریلو، چھوٹی اور منجھلی صنعتیں قائم کرنے کے علاوہ، ہوٹل، اسپتال، نرسنگ ہوم وغیرہ کھولنے اور ٹیکسی خریدنے کے لئے طویل مدتی قرض فراہم کراتا ہے۔

آبپاشی اور بجلی

ساتویں پانچ سالہ منصوبے 90-1985 کے دوران خریف اور ربیع کی فصلوں کے لئے آبپاشی کے نئے منصوبے شروع کئے گئے۔ پانی کی نکاسی کے کھلے راستوں کو مٹی کے تودے گرنے سے ہونے والے نقصان سے بچانے کے لئے ڈوبنے والے علاقوں میں پتھر کے ہیوم پائپ اور ایچ ڈی پی ای پائپوں کا استعمال کیا گیا۔ 6,359 ہیکٹر آبپاشی سے زائد صلاحیت پیدا کی گئی جس میں سے 5,530 ہیکٹر کی صلاحیت کا استعمال کیا گیا۔ سکم نے زراعتی مالی کارپوریشن کی مدد سے پوری ریاست میں آبپاشی کا ایک بڑا منصوبہ تیار کرنے کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ شمالی سکم میں لاچنگ میں 200 کلوواٹ چھوٹے پن بجلی پراجیکٹ نے کام کرنا

شروع کردیا ہے۔اسی طرح کے دو پراجیکٹ آٹھویں منصوبے کے دوران مرحلے وار شروع کیے جانے ہیں۔ ریاست کی بجلی پیدا کرنے کی مجموعی صلاحیت تقریباً 8,000 میگاواٹ ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

گنگٹوک سڑک راستے سے دارجلنگ، کالم پونگ، سلی گڑی اور دوسرے ضلعی مرکزوں سے جڑا ہے۔ ریاست میں سڑکوں کی لمبائی 2,383 کلومیٹر ہے۔

ریلوے

ریاست کے نزدیک کے ریلوے اسٹیشن سلی گڑی (114 کلومیٹر) اور نیو جلپائی گڑی (125 کلومیٹر) ہیں۔ جہاں سے کلکتہ، دلی، گوہاٹی، لکھنؤ، اور ملک کے دوسرے اہم شہروں کے لئے آمدورفت ہے۔

فضائی خدمات

ریاست میں کوئی ہوائی اڈہ نہیں ہے۔ شمالی بنگال کے باگڑوگرا ہوائی اڈے سے ہی ریاست کے عوام کو فضائی خدمات فراہم ہوتی ہیں۔ یہ گنگٹوک سے 124 کلومیٹر دور ہے۔ باگڈوگرا سے کلکتہ، دلی اور شمال مشرقی شہروں کے لئے انڈین ایئرلائنز اور جیٹ ایئرویز کی باقاعدہ فضائی خدمات موجود ہیں۔

تیوہار

سکم میں خصوصی طور پر بھوٹیا، لیپچا اور نیپالی نسل کے لوگ رہتے ہیں۔ ماگھ سنکرانتی، درگا پوجا، لکشمی پوجا اور چیت دشائی نیپالیوں کے اہم تیوہار ہیں۔ پھانگ لوبسول، لاسونگ اور لوسار بھوٹیا باشندوں کے تیوہار ہیں۔ لیپچا باشندوں کے افراد ناکسو نگ اور تیندونگ ہولوروپ فاٹ تیوہار مناتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

گنگٹوک، یاکسم، پمھانگ، ڈبڈی، جونگری، وارسے، تاشیدنگ، رمٹیک مٹھ، پیایانسے مٹھ، تسوگمو اور فوڈونگ مٹھ سکم کے اہم سیاحتی مقامات ہیں۔

حکومت

گورنر:	وی۔ راما راؤ	چیف سکریٹری:	ایس۔ ڈبلیو۔ تیمن زنگ		
وزیر اعلیٰ:	پون چاملنگ	چیف جسٹس:	آر۔ کے۔ پترا		
اسپیکر:	محترمہ کلاوتی سبا	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	سکم		

ضلعوں کے رقبے آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی (1991 مردم شماری)	صدر مقام
1۔	مشرقی ضلع	954	1,78,452	گنگٹوک
2۔	شمالی ضلع	4,226	31,240	مانگن
3۔	جنوبی ضلع	750	98,604	نامچی
4۔	مغربی ضلع	1,166	98,161	گیالشنگ

تمل ناڈو

رقبہ: 1,30,058 مربع کلومیٹر میں	آبادی:	6,21,10,839
راجدھانی: چنئی	اہم زبان:	تمل

تاریخ اور جغرافیہ

تمل ناڈو کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ اگر چہ پہلے زمانے کے سنگم گرنتھوں میں اس علاقے کی تاریخ کا غیر واضح ذکر ملتا ہے لیکن تمل ناڈو کی تحریر شدہ تاریخ پلاوا راجاؤں کے زمانے سے ہی ملتی ہے۔

جنوبی بھارت پر کئی صدیوں تک چولا، چیرا اور پانڈیا راجاؤں کی حکومت رہی۔ چوتھی صدی کے پہلے نصف میں پلاوا کی سلطنت قائم ہوئی۔ انہوں نے ہی دراوڑوں کے مشہور طریقہ کار کے مطابق مندر تعمیر کرنی شروع کی۔ آخری پلاوا راجا ''اپراجت'' تھے جن کی حکومت میں تقریباً دسویں صدی میں چول حکمرانوں نے ''وجے لایاش'' اور آدتیہ کی رہنمائی میں اپنی اہمیت بڑھائی۔ گیارہویں صدی کے آخر میں تمل ناڈو پر چالکیہ، چولا، پانڈیا جیسے مختلف حکمرانوں نے حکومت کی۔ اس کے بعد دو سو برسوں میں جنوبی بھارت میں چول حکومت قائم ہوئی۔ مسلمانوں نے بھی آہستہ آہستہ اپنی پوزیشن مضبوط کر لی اور چودھویں صدی کے وسط میں بہمنی سلطنت قائم ہوگئی۔ تقریباً اسی وقت وجے نگر حکومت نے اپنی پوزیشن مستحکم کر لی اور مکمل جنوبی بھارت تک اپنا اثر ورسوخ قائم کیا۔ صدی کے آخر تک وجے نگر حکومت جنوب کی طاقتور ترین حکومت کی شکل اختیار کر چکی تھی لیکن 1564 میں تالی کوٹہ کی جنگ میں جنوب کے سلطانوں کی متحدہ افواج سے وہ ہار گئی۔

تالی کوٹہ کی جنگ کے بعد کچھ وقت تو حالات واضح نہیں رہے لیکن اسی دوران یوروپ کے تاجر جنوبی بھارت میں اپنے پیر جمانے کے لئے ایک دوسرے سے نبرد آزما ہونے لگے۔ پرتگال، ہالینڈ، فرانس اور برطانیہ کے تاجروں نے اپنے تجارتی مراکز قائم کر لئے جنھیں ان دنوں فیکٹری کہا جاتا تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے 1611 میں مچھلی پٹنم (جواب آندھرا پردیش میں ہے) میں اپنی فیکٹری لگائی اور آہستہ آہستہ انہوں نے مقامی حکمرانوں کو آپس میں لڑا کر ان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ برطانوی افراد نے سب پہلے تمل ناڈو میں اپنی بستی بسائی۔ 1901 میں مدراس پریزیڈینسی بنی جس میں جنوبی جزیرہ نما کے بیشتر حصے شامل تھے۔ بعد میں مجموعی طور پر مدراس ریاست پھر سے تشکیل دیا گیا اور موجودہ تمل ناڈو موجود میں آیا۔

تمل ناڈو کے شمال میں آندھرا پردیش اور کرناٹک، مغرب میں کیرل، مشرق میں خلیج بنگال اور جنوب میں بحر ہند ہے۔

زراعت

ریاست کی معیشت بنیادی طور سے زراعت پر منحصر ہے کیونکہ یہاں کی 70 فی صد سے زیادہ آبادی کاشتکاری کرتی ہے۔ اناج کی اہم فصلوں میں چاول، جوار، راگی، باجرہ، مکئی، اور دالیں شامل ہیں۔ ریاست میں زیر زراعت رقبہ 6.56 ملین ہیکٹر ہے اہم تجارتی فصلوں میں گنا، کپاس، تل، مونگ پھلی، ارنڈی، سورج مکھی، مرچ، کیلا، آم، کافی، چائے، ربڑ، کاجو، ناریل وغیرہ شامل ہیں۔ ریاست کی اہم جنگلاتی پیداوار میں عمارتی لکڑی، چندن، پلپ لکڑی اور جلاون کی لکڑی شامل ہیں۔ دوسری پیداوار وں میں بانس، یوکلپٹس، ربڑ، چائے، کاجو، شہد، ہاتھی دانت وغیرہ شامل ہیں۔

بایو کھاد کی پیداوار اور ان کے استعمال میں تمل ناڈو کا ساری ریاستوں میں اہم مقام ہے۔ کم بارش والے علاقوں میں زرعی تکنیک میں بہتری پیدا کرکے پیداوار بڑھانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یہاں کی سالانہ اناج پیداوار ایک کروڑ ٹن سے زیادہ ہے، جس میں چاول کی پیداوار 80 لاکھ ٹن ہے۔

صنعتیں اور معدنیات

اہم صنعتوں میں سوتی کپڑے، کھاد، کاغذ اور اس سے بنی دوسری اشیا، چمڑے کی دباغی، طباعت اور اس سے متعلقہ صنعتیں، ڈیزل انجن، آٹو موبائل اور اس کے کل پرزے، سائیکل، سیمنٹ، چینی، لوہا فولاد، ریل انجن اور سواری کے ڈبے ماچس وغیرہ شامل ہیں۔

انفارمیشن ٹکنالوجی کو تمل ناڈو کے صنعتی سیکٹر خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اور حکومت نے انفارمیشن ٹکنالوجی کی پالیسی جاری کی ہے۔ سافٹ ویر ٹکنیکی پارک ''ٹائڈل'' کا قیام تھارامنی میں اور انفارمیشن ٹکنالوجی ادارے کا قیام چنئی میں کیا گیا ہے۔ چنئی میں اس وقت 900 انفارمیشن ٹکنالوجی کمپنیوں میں تقریباً 50,000 پیشہ ور لوگ کام کررہے ہیں۔ سال 03-2002 کے دوران IT سیکٹر سے کل ایک بلین سے زیادہ ڈالر برآمد کیا گیا۔

بین الاقوامی آٹو کمپنی ہنڈئی موٹرس، فورڈ مہندرا، ہندوستان موٹرس اور متسوبشی نے اشوک لے لینڈ اور TAFE کی چنئی میں وسعت منصوبے کے ساتھ پیداوار شروع کردی ہے۔

گرینائیٹ، لگنائیٹ اور چونا پتھر ریاست کی اہم معدنی دولت ہیں۔ ریاست تیار چمڑے کھالیں اور چمڑے کے سامان، سوتی کپڑے اور اس سے بنے سامان، سوتی دھاگے، چائے، کافی، مسالے، انجینئرنگ سامان، تمباکو، دستکاری اشیاء اور کالے گرینائیٹ پتھر کی اہم برآمد کنندہ ہے۔ تمل ناڈو میں 3,000 انجینئرنگ اکائیاں ہیں جن میں 2.5 لاکھ سے زیادہ ہنرمند ملازم کام کرتے ہیں۔ تمل ناڈو میں ملک کے 70 فیصد چمڑے کی دباغی کے کارخانے ہیں۔ 01-2000 میں 9000 کروڑ روپے چمڑے کے سامان برآمد کیے گئے۔ چنئی ریفائنری لمیٹیڈ میں اپنے پٹرول پر مبنی صنعتی اکائیاں قائم کی ہیں۔ کڈالور اور توتی کورن میں بڑے کیمیائی کھاد پلانٹ لگائے گئے ہیں۔

آبپاشی

عالمی بینک کی مدد سے نافذ ''نظام اصلاح اور کسانوں کے آمدنی پروجکٹ'' کے نتیجے میں موجودہ پیریار ویگئی نظام، پالار بیسن نظام اور پیرمبی کلم۔ الیار نظام کے علاوہ چھ لاکھ ایکڑ کے آیاکٹ اور ویلار، پناپار، ارنیار امراوتی، چتھار بیسن وغیرہ چھوٹے آبپاشی نظام مستفید ہوتے ہیں۔ حال ہی میں شروع ہوئے اور دھیمی رفتار سے چل رہے آبپاشی پروجکٹوں کا کام مناسب فنڈ اور رہنمائی کی

بعد تیزی سے چل رہا ہے اور جلدی پورا ہو جائیگا۔ تمل ناڈو کے ایک تہائی علاقے کی آبپاشی کرنے والے بڑے آبپاشی نظام ٹینک آبپاشی آبپاشی کے فروغ پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے اور محکمہ تعمیرات عامہ کے پالار، ویگئی اور تامار پارانی حصوں میں عمل پذیر 620 ٹینکوں کے ٹھیک ٹھاک کرنے اور ترقی کا کام کیا جا رہا ہے۔ یہ پروجیکٹ تقریباً پورا ہونے کو ہے اور کسانوں کے پوری طرح مطمئن ہونے کا خیال رکھا گیا ہے۔ تمل ناڈو "ندی بیسن مینجمنٹ" نظام لاگو کرنے والی ایسی پہلی ریاست ہے جو ایسے نجی اداروں کے ذریعہ چلایا جا رہا ہے جس میں بیسن کے مختلف نمائندوں کے علاوہ کسان بھی ہیں۔ شروع شروع میں بیسن مینجمنٹ بورڈ، پالا اور تامر بارنی بستیوں کے لیے بنائے گئے ہیں۔ شرکتی آبپاشی مینجمنٹ کو سب سے زیادہ ترجیح دی گئی اور کسان تنظیموں کو اپنا نظام چلانے کا اختیار دینے کے لیے ایک ایکٹ نافذ کر دیا گیا ہے۔

بجلی

بجلی ریاست میں بجلی کی مجموعی نصب شدہ صلاحیت 8,249 میگاواٹ ہے۔ ریاستی سیکٹر کی حصص صلاحیت 5,288 میگاواٹ اور نجی سیکٹر کی 1058 میگاواٹ ہے۔ اس کے علاوہ مرکزی سیکٹر سے 1,903 میگاواٹ بجلی ملتی ہے۔ 21 فروری 2003 تک زیادہ سے زیادہ مانگ کی فراہمی 6,960 میگاواٹ تھی اور 21 فروری 2003 تک زیادہ سے زیادہ توانائی کھپت 139.778 میگاواٹ پہنچ گئی۔ 04-2003 کے لیے زیادہ سے زیادہ مانگ 7,400 تا 7,600 میگاواٹ کی توقع کی گئی ہے۔ دسویں پنج سالہ منصوبے کے آخر تک مانگ 8,890MW ہونے کا امکان ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

تمل ناڈو میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی تقریباً 1,50,095 لاکھ کلومیٹر ہے۔ اس میں سے سرفیس روڈ 60,901 لاکھ کیلومیٹر ہے۔

ریلوے

ریاست میں چنئی، مدورائی، تیروچیراپلی، کوئم بتور اور ترونیل ویلی اہم جنکشن ہیں۔ اور ریلوے لائن کی مجموعی لمبائی 4,181 کلومیٹر ہے۔

فضائی خدمات

چنئی ہوائی اڈہ جنوب کا بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہونے کی وجہ سے فضائی پٹیوں کا اہم مرکز بن گیا ہے۔ اس کے علاوہ کوئم بتور، سلیم، تیروچیراپلی اور مدورائی میں بھی ہوائی اڈے ہیں۔

بندرگاہیں

چنئی اور توتی کورن ریاست کے اہم بندرگاہیں اور کڈالور، اور ناگ پٹنم سمیت سات چھوٹے بندرگاہ ہیں۔

تیوہار

فصل کٹائی کا تیوہار پونگل تمل مہینے مرگازی کے آخری دن (وسط جنوری کے آس پاس) سے شروع ہو کر چار روز تک منایا جاتا

ہے۔کسان اپنی اچھی فصل کے لئے شکریہ ادا کرنے کی غرض سے سورج، زمین اور جانوروں کی پوجا کرتے ہیں۔پونگل کے بعد جنوبی تملناڈو کے کچھ حصوں میں جلی کٹو (تمل ناڈ اسٹائل کی سانڈوں کی لڑائی) ہوتا ہے۔تملناڈو میں النگن اللور، جلی کٹو کے لئے بہت مشہور ہے۔''چتیرے'' مدورے کا مقبول تیوہار ہے۔ یہ پانڈیہ راجکماری میناکشی اور بھگوان سندریشور کے نظر فریب شادی کے بندھن کی یاد میں منایا جاتا ہے۔تمل مہینے ''آدی'' کے اٹھارہویں دن ندیوں کے کنارے'' آدی پیروک'' تیوہار منایا جاتا ہے۔اس میں برسات کی پھوہاروں سے ندیوں میں آئے پانی کو خوش آمدید کہا جاتا ہے۔اس کے ساتھ ہی نئی فصل کی بووائی سے متعلق کام بھی شروع ہوجاتا ہے۔اس تیوہار میں پانی سے بھری کاویری ندی کو عورت کی علامت مان کراسے چاول کے بنے ایک خاص پکوان ''چترانم'' کو پیش کیا جاتا ہے۔رقص تیوہار ''مملا پورم'' ایک انوکھا تیوہار ہے۔سمندر کے ساحل سے لگے قدیم شہر مملا پور میں پلوراجاؤں کے ذریعے 13 ویں صدی میں حیرت انگیز یک سنگی چٹانوں کا ایک کھلا اسٹیج ہے جس پر لوک رقص کے علاوہ فن رقص کے ممتاز اور مشہور فن کاروں کے ذریعے بھرت ناٹیم، کوچی پوڑی، کتھ کلی، اوراوڈیسی رقص پیش کیے جاتے ہیں۔رقص کے چاہنے والوں کے لیے یہ ایک انوکھا اور یادگار جمالیاتی واقعہ ہوتا ہے۔''ناٹیہ انجلی'' رقص تیوہار میں مندروں کے شہر چدمبرم کے لوگ کائنات کے رقاص بھگوان نٹاراج کو خصوصی خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

بارہ برسوں میں ایک بار کنبکونم میں ''مہاماگھم'' منعقد کیا جاتا ہے۔اس تیوہار پر عقیدت مند کنبھ کونم شہر میں اکٹھا ہوتے ہیں مندروں کے شہر کو یہ نام دیوی برمن کنبھ سے ملا ہے۔موسم گرما کا تیوہار۔ ہر سال 'پہاڑی مقامات کی ملکۂ سدابہار اوٹی، مخصوص و ممتاز مقام کوڈائی کنال یا ایروکاڈ کے فرحت بخش اونچی پہاڑیوں پر منایاں جاتا ہے۔

کنتھوری تیوہار اصلا ایک سیکولر تیوہار ہے۔جس میں مختلف فرقوں کے عقیدت مند سنت فقیر قادروالی کی درگاہ پر اکٹھا ہوتے ہیں۔فقیر قادروالی کے سنتا گرو خاندان میں سے کسی ایک کو پیر یا روحانی لیڈر چنا جاتا ہے۔اور جس کی عزت افزائی کی جاتی ہے۔اس تقریب کے دسویں دن فقیر کی درگاہ پر چندن گھسا جاتا ہے۔اور اس مقدس چندن کو سب لوگوں میں بانٹ دیا جاتا ہے۔اسی طرح ویلنکنی تیوہار کی بھی اہمیت ہے۔اس گرجا گھر کے بارے میں کئی حیرت انگیز روایات عام ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ سولہویں صدی میں پرتگالی ملاحوں نے کنواری میری کے لیے ایک عظیم گرجا گھر بنوانے کا پختہ ارادہ کیا تھا کیوں کہ انھیں کی مہربانی سے خطرناک سمندری طوفان سے ان کی زندگیوں کی حفاظت ہوسکی تھی اور وہ ٹوٹے ہوئے جہاز سے زمین پر محفوظ واپس آگئے تھے۔''ویلنکنی'' تقریب دیکھنے کے لیے ہزاروں لوگ آتے ہیں۔نارنجی پٹیاں ڈال کر بچے اس مقدم مقام پر اکٹھا ہوتے ہیں جہاں سیکڑوں سال پہلے وہ ٹوٹا جہاز آکر زمین پر لگا تھا۔کنواری میری کے ذریعہ مریضوں کو ٹھیک کردینے کی معجزاتی قوتوں سے متعلق متعدد باتیں بھی اتنی ہی عام ہیں اور اس کے لیے یہ گرجا گھر بھی مشہور ہے۔''نوراتری'' کے لفظی معنی نوراتیں ہیں جو ہندستان کی مختلف ریاستوں میں مختلف شکلوں میں اور انوکھے ڈھنگ سے منایا جاتا ہے۔یہ تیوہار طاقت، دولت اور علم کے لیے دیوی ''شکتی'' کو مطمئن کرنے کے لیے منایا جاتا ہے۔تمل ناڈو کی روشنی تقریب ''کارتکے دیپم'' بھی بہت مشہور ہے۔اس میں گھروں کے باہر مٹی کے دیئے جلائے جاتے ہیں اور خوشی وامنگ کے ساتھ پٹاخے چھوڑے جاتے ہیں۔موسیقی تیوہار:-دسمبر میں چنئی میں کرناٹک موسیقی کی عظیم اور ان مول رواتوں کی پابندی کی جاتی ہے اور اس تقریب میں نئے اور پرانے فنکاروں کے ذریعہ موسیقی اور رقص کا نہ بھلا سکنے والا کہکشاں پیش کیا جاتا ہے۔

سیاحتی مقامات

چنئی، مملاپورم، کوولونگ (سمندری ساحل) پومپو، کانچی پورم، کنبکونم، دھاراسرم، ترنکیار، چدمبرم، تیرونا ملے، شری رنگم، مدورائی، رامیشورم، تیرونیلویلی، کنیاکماری، تنجاور، ویلنکنی، ناگور، نارکھلے، چتان دسال، موواکوئل، کلو گملے (یادگار مرکز) کورٹلم،

ہوگے نکل، پاپناشم، سرولی (آبشار)، اوٹی، (اوگ منڈلم)، کوڈائی کنال، یرکاڈ، ایلا گیری کولی ہلس (پہاڑی مقام)، گوبنڈی (چنئی) مدوملائی، اناملائی، مندانترائی، کالاکاڈ (جنگلی جانوروں کے تحفظ کا مقام) ویدنتگل اور پوائنٹ کیلمیئر (پرندوں کے تحفظ کا مقام) ویدنتنگل چنئی کے قریب وندالور چڑیا گھر۔

حکومت

گورنر:	پی۔ ایس۔ رام موہن راؤ	چیف سکریٹری:	لکشمی پراڈیش
وزیر اعلیٰ:	جے۔ جے۔ للتا	چیف جسٹس:	بی سبھاشن ریڈی
اسپیکر:	کے۔ کلومتھو	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	تمل ناڈو اور پانڈیچری

ضلعوں کی آبادی، رقبہ اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
1۔	چنئی	174	42,16,268	چنئی
2۔	کانچی پورم	4,433	28,69,920	کانچی پورم
3۔	تیرولور	3,424	27,38,866	تیرووَلور
4۔	ویلور	6,077	34,82,970	ویلور
5۔	تیرووَنملئی	6,191	21,81,853	تیرووَنملئی
6۔	کڈالور	3,678	22,80,530	کڈالور
7۔	ولوپورم	7,217	29,43,917	ولوپورم
8۔	سلیم	5,220	29,92,754	سلیم
9۔	نمکل	3,429	14,95,661	نمکل
10۔	دھرم پوری	9,622	28,33,252	دھرم پوری
11۔	پوڈک ٹائی	4,651	14,52,269	پودک کوٹی
12۔	اے روڈ	8,209	25,74,067	اے روڈ
13۔	نیل گیری	2,549	7,64,826	ادگامنڈلم
14۔	کوئم بٹور	7,469	42,24,107	کوئم بٹور
15۔	تری چراپلی	-	23,88,831	تری چیراپلی
16۔	کرور	11,096	9,33,791	کیور
17۔	پیرامبلور	-	11,81,029	پیرامبلور
18۔	تنجاور	3,397	22,05,375	تنجاور
19۔	ناگ پٹنم	2,716	14,87,055	ناگ پٹنم
20۔	تیرودرور	2,161	11,65,213	تیرودرور
21۔	مدورائی	6,565	25,62,279	مدورائی

22۔	تھینی		10,94,724	تھینی
23۔	ڈنڈی گل	6,058	19,18,960	ڈنڈی گل
24۔	رام ناتھ پورم	4,232	11,83,321	رام ناتھ پورم
25۔	شیوگنگائی	4,086	11,50,753	شوگنگائی
26۔	وردھ نگر	4,288	17,51,548	وردودھ نگر
27۔	تیرونکویلی	6,810	28,01,194	تیرونکویلی
28۔	توتھوکنڈی	4,621	15,65,743	توتھوکوڈی
29۔	کنیا کماری	1,685	16,69,763	ناگرکوئل

نوٹ: نمبر شمار 15، 16، 17، 21 اور 22 کے رقبے عارضی ہیں۔

تری پورہ

رقبہ:	10,491.69 مربع کلومیٹر میں	آبادی:	31,91,168
راجدھانی:	اگرتلہ	اہم زبانیں:	بنگالی اور کوکبوراک

تاریخ اور جغرافیہ

تری پورہ کی تاریخ بہت قدیم اور بہت طویل ہے۔ اس کی اپنی انوکھی قبائلی تہذیب اور دلچسپ مقامی کہانیاں ہیں۔ تری پورہ کی تاریخ کو تری پورا راجاؤں کے بارے میں راج مالا کی کہانیوں اور مسلمان تاریخ نویسوں کے بیان سے سمجھا جاسکتا ہے۔ مہا بھارت اور پرانوں میں بھی تری پورہ کا ذکر ملتا ہے۔ راج مالا کے مطابق تریپورہ کے حکمرانوں کو "فا" کے لقب سے پکارا جاتا تھا جس کا معنی ہیں "باپ" چودھویں صدی میں بنگال کے حکمرانوں کے ذریعے تریپورہ کے راجا کی مدد کئے جانے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ تریپورہ کے حکمرانوں کو بار بار مغل حکمرانوں کے حملے کا بھی سامنا کرنا پڑا جس میں حملہ آوروں کو کم یا زیادہ کامیابی ملتی رہتی تھی۔

کئی جنگوں میں تریپورہ کے حکمرانوں نے بنگال کے مسلمان سلطانوں کو شکست دی۔ انیسویں صدی میں مہاراج ویر چند کشور مانکیہ، بہادر کے عہد حکومت سے تریپورہ میں نئے عہد کا آغاز ہوا۔ انہوں نے اپنے حکومتی نظام کی جدید کاری برطانوی بھارت کے طرز حکومت پر کی اور کئی اصلاحات کیں۔

ان کے بعد آنے والے حکمرانوں نے 15 اکتوبر 1949 تک تری پورہ پر حکومت کی۔ اس کے بعد تری پورہ بھارت یونین میں شامل ہوگیا۔ شروع میں یہ درجہ 'C' کے تحت آنے والی ریاست اور 1956 میں مرکز کے زیر انتظام والے اس علاقے نے 1972 میں مکمل ریاست کا درجہ حاصل کیا۔ تریپورہ بنگلہ دیش اور برما کے دریائی خلیجوں کے درمیان واقع ہے۔ اس کے تین طرف بنگلہ دیش ہے اور صرف شمال مشرق میں آسام اور میزورم سے جڑا ہوا ہے۔

آبپاشی اور بجلی

ریاست میں کل قابل آبپاشی 1.17 لاکھ ہیکٹر زمین ہے جس میں 64,665 ہیکٹر زمین کو مارچ 2002 تک درمیانہ آبپاشی اور چھوٹی آبپاشی اسکیموں اور زیر زمین پانی کے استعمال سے آبپاشی ہورہی تھی۔ ایسا اندازہ ہے کہ 68,000 ہیکٹیر اضافی زمین کو

زیر زمین پانی سے آبپاشی کی جائیگی۔ سونا مورا (سات شمال مشرق ریاستوں کے لئے NEEPCO ذریعہ چلایا جانے والا) میں 500 میگاواٹ کی ایک حرارتی بجلی گھر پروجکٹ شروع کیا جارہا ہے۔ جس سے اس ریاست میں مانگ سے زیادہ بجلی پیدا ہونے لگے گی اس وقت 30 میگاواٹ بجلی اس کے اپنے پروجکٹ سے پیدا کی جارہی ہے، جبکہ مانگ 160 میگاواٹ ہے۔ اب تک 1,971 گاؤں میں بجلی پہونچادی گئی ہے۔ 31 مارچ 2003 تک میں غریبی لائن سے نیچے کے درجے کے 48000 خاندانوں کو بجلی کے کنکشن دیے گئے ہیں۔ ریاست میں رکھیا اور بارہ مورا میں 42 میگاواٹ صلاحیت کی گیس پرمبنی بجلی پروجکٹ شروع ہو چکا ہے۔ ریاست نے بارام پور میں مجوزہ 42 میگاواٹ کا ایک نیا بجلی پروجکٹ ہاتھ میں لیا ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

تریپورہ میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 14,395 کیلومیٹر ہے اس میں سے اہم ضلعی سڑکیں 454 کیلومیٹر اور دوسری سڑکیں 1,538 کیلومیٹر ہے۔

ریلوے

ریاست میں ریلوے لائنوں کی مجموعی لمبائی محض 64 کیلومیٹر ہے۔ شمالی سرحدی ریلوے نے اگرتلہ تک ریل لائن کی توسیع کے لئے پراجیکٹ شروع کیا ہے۔

فضائی خدمات

تریپورہ کا اہم ہوائی اڈہ اگرتلہ میں ہے جو کلکتہ اور گوہاٹی دہلی سے جڑا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ کیلاشہر اور کمال پور میں بھی ہوائی اڈے ہیں مگر فی الحال ان کا استعمال نہیں ہو رہا ہے۔

سیاحتی مقامات

ریاست کے اہم سیاحتی مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔ اگرتلہ میں اجینت محل، کنجابن محل، جگن ناتھ مندر، لکشمی نارائن مندر، اوما مہیشوری مندر، وینوون دہار، مہاراجا بیرو کرم کالج، ریاستی عجائب گھر، اور راوندر کانن، پرانے اگرتلہ میں 14 دیوی مندر، برہما کنڈ، کملا ساگر، سیپاہی جالا میں جنگلی جانوروں کے تحفظ کا مقام، میلہ گھاٹ میں نیر محل، ترشنا میں جنگلی جانوروں کے تحفظ کا مقام، ڈمبور جھیل میں کوکونٹ جزیرہ بولونیا میں پلک، دیوتا مورا، تیرتھ کھ، مندر گھاٹ، جنبر جھیل، تریپورہ، سندری مندر، بھونیشوری مندر، ادے پور میں دور ملکم اور ہیراتیا کے محفوظ جنگلات، کیلاشہر کمار گھاٹ، انوکوٹی، اور جمپوئی پہاڑیاں۔ 2001-02 تک تقریباً 2,57,989 ہزار ملکی اور 2,564 غیر ملکی سیاحوں نے تریپورہ کی سیر کی۔

تیوہار

ریاست کے اہم تیوہار اس طرح ہیں۔ تیرتھ کھ اور انا کوٹی کا مکر سکرانتی کا تیوہار، ہولی، انا کوٹی کا اشوک اشٹمی تیوہار، موہن پور میں برہما کنڈ تیوہار، راش تیوہار، بنگالی نیا سال کا تیوہار، گڑیا تیوہار، بیجو تیوہار، ہوجاگری تیوہار، خسامنگل تیوہار کے موقع پر کشتیوں کی دوڑ، کیراور کھرچی تیوہار، شردا تسو، دوالی، جمپوئی ہلس میں کرسمس، بدھ پرنیا وغیرہ۔

حکومت

گورنر:	دنیش نندن سہائے	چیف سکریٹری:	وی تلسی داس
وزیراعلیٰ:	مانک سرکار	یہ تریپورہ، گوہاٹی ہائی کورٹ کی اگرتلہ بنچ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔	
اسپیکر:	رامیندر دیب ناتھ		

ضلعوں کے علاقے، آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
1۔	شمالی تریپورہ	2,820.63	5,90,655	کیلاشہر
2۔	جنوبی تریپورہ	2,151.77	7,62,565	ادے پور
3۔	مغربی تریپورہ	2,996.82	15,30,531	اگرتلہ
4۔	ڈھلائی	2,522.47	3,07,417	امباسہ

اترانچل

رقبہ :	53,484 مربع کلومیٹر میں	آبادی: 84,79,562	
راجدھانی :	دہرہ دون (عارضی)	اہم زبانیں: ہندی گڑھوالی، کمایونی	

تاریخ اور جغرافیہ

اترانچل کا ذکر قدیم ہندو مذہبی کتابوں میں کیدارکھنڈ، مانس کھنڈ اور ہم ونت کی شکل میں ہوا ہے۔ کشانوں، کنندوں، کنشک، سمدر گپت، پوروؤں، کتوریوں، پالو، چندروں اور پواروں اور برٹش حکمرانوں نے یہاں پر حکومتیں کی ہیں۔ اس کے مختلف مقدس مقامات اور بڑی تعداد میں تیرتھ مقاموں کی وجہ سے اسے دیوتاؤں کی زمین۔ ''دیوبھوی'' کہا جاتا ہے۔ اترانچل کے پہاڑی علاقے سیاحوں اور تیرتھ یاتریوں کو دل کو تسکین پہنچانے والے قدرتی مناظر پیش کرتے ہیں۔

موجودہ اترانچل ریاست پہلے آگرہ اور اودھ متحدہ صوبے کا حصہ تھی۔ یہ صوبہ 1902 میں وجود میں آیا۔ 1935 میں اسے مختصراً صرف صوبہ متحدہ کہا جانے لگا۔ جنوری 1950 میں اس متحدہ صوبے کا نام ''اتر پردیش'' رکھا گیا۔ 9 نومبر 2000 کو ہندستان کی 27 ویں ریاست بننے سے پہلے تک اترانچل اتر پردیش کا حصہ بنا رہا۔

ہمالیہ کی نچلی پہاڑیوں میں واقع اترانچل ریاست کی بین الاقوامی سرحد میں شمال میں چین (تبت) اور مشرق میں نیپال سے ملتی ہیں۔ اس کے شمال کے مغرب میں ہماچل پردیش اور جنوب میں اتر پردیش ہے۔

زراعت

اترانچل کی 90 فی صد آبادی زراعت پر منحصر ہے۔ ریاست کا قابل کاشت علاقہ 17,84,117 ہیکٹیر ہے۔

صنعتیں اور معدنیات

ریاست میں چونا پتھر، راک فاسفیٹ، ڈولومائیٹ، میگنا سائٹ، تانبہ، گریفائٹ، سوپ پتھر، جپسم وغیرہ کے معدنی ذخائر وافر مقدار میں ہیں۔ ریاست میں 17,534 چھوٹی صنعتیں، اکائیاں ہیں جن میں 14,871 کروڑ روپے کا سرمایہ لگا ہوا ہے۔ اوران میں 59,659 لوگوں کو روزگار ملا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ 2,694.66 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری والی 191 بھاری صنعتوں میں 50,802 لوگوں کو روزگار ملا ہوا ہے۔ زیادہ تر صنعتیں جنگلات پر مبنی ہیں۔ ریاست میں کل 54,047 دستکاری صنعتیں ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

ریاست کے 5,51,054 ہیکٹر زراعتی علاقوں میں آبپاشی کی جارہی ہے ریاست کے پاس پن بجلی پیدا کرنے کی زبردست صلاحیت موجود ہے۔ جمنا، بھاگیرتھی، گنگا، رام گنگا اور شاردا ندیوں پر متعدد پن بجلی پلانٹ ہیں۔ جن میں بجلی کی پیداوار ہورہی ہے۔ ریاست کے 15,667 گاؤں میں سے 12,519 گاؤں میں بجلی پہنچادی گئی ہے۔

نقل وحمل

سڑکیں

اترانچل میں پکی سڑکوں کی کل لمبائی 19,543 کلومیٹر ہے۔ عوامی تعمیراتی محکمہ (PWD) کی سڑکوں کی لمبائی 14,976 کلومیٹر بلدیاتی اداروں کے ذریعہ بنائی گئی سڑکوں کی لمبائی 1,539 کلومیٹر اور دیگر اداروں کے ذریعہ بنائی گئی سڑکوں کی لمبائی 1,078 کلومیٹر ہے۔

ریلوے لائن

اہم ریلوے اسٹیشن ہیں۔ دہرہ دون، ہری دوار، رڑکی، کوٹ دوار، کاشی پور، ہلدوانی اور کاٹھ گودام۔

شہری ہوابازی

جولی گرانٹ (دہرہ دون) پنت نگر (اودھم سنگھ نگر) میں ہوائی پٹیاں ہیں اور نینی۔ سینی (پتھورا گڑھ) گوچر (چمولی) اور چنیالسور (اترکاشی) میں ہوائی پٹیاں بنائی جارہی ہیں۔

تیوہار

دنیا میں مشہور کنبھ میلہ/اردھ کنبھ میلہ ہری دوار میں ہر بارہویں/چھٹے سال کے وقفے سے منایا جاتا ہے۔ دیگر اہم میلے/تیوہار ہیں۔ دیوی دھرا میلہ (چمپاوت) پورناگری میلہ (چمپاوت) نندادیوی میلہ (الموڑہ) گوچر میلہ (چمولی)، بیساکھی (اترکاشی)، ماگھ میلہ (اترکاشی) اترینی میلہ (باگیشور)، ویشو میلہ (جون سار باور) پیران کلیر (رڑکی) اور نندادیوراج جات یاترا ہر بارہویں سال میں منائی جاتی ہے۔

سیاحتی مقامات

تیرتھ یاتریوں/سیاحوں کی دلچسپی کے اہم مقامات ہیں۔ گنگوتری، جمنوتری، بدری ناتھ، کیدار ناتھ ہری دوار، رشی کیش، ہیم کنڈ صاحب، نانک متا وغیرہ۔ کیلاش مان سرودر، کی یاترا کمایوں علاقے سے ہوکر کی جاتی ہے۔ دنیا بھر میں مشہور پھولوں کی وادی پنڈرمی، گلیشیر، روپ کنڈ، دیارا، بوگیال، اولی اور مسوری، دہرادون چکراتا نینی تال، رانی کھیت، باگیشور، بھیم تال اور کوسنی جیسے پہاڑی مقامات سیاحوں کو دلچسپی کے اہم مقامات ہیں۔

حکومت

گورنر :	سدرشن اگروال	چیف سکریٹری:	ڈاکٹر آر۔ ایس۔ ٹوٹیا
وزیر اعلیٰ :	نارائن دت تیواری	چیف جسٹس:	پی۔ سی۔ ورما
اسپیکر :	لیش پال آریہ	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	اترانچل

اضلاع کے رقبے، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر دفاتر
-1	اتر کاشی	8,016	2,94,179	اتر کاشی
-2	چمولی	7,520	3,69,198	گوپیشور
-3	رودر پریاگ	2,439	2,27,461	رودر پریاگ
-4	ٹہری گڑھوال	3,796	6,04,608	نئی ٹہری
-5	دہرہ دون	3,088	12,79,083	دہرادون
-6	پادری گڑھوال	5,230	6,96,851	پادری
-7	پتھوڑا گڑھ	7,169	4,62,149	پتھوڑا گڑھ
-8	چمپاوت	2,004	2,24,461	چمپاوت
-9	الموڑہ	3,689	6,30,446	الموڑہ
-10	باگیشور	1,696	2,49,453	باگیشور
-11	نینی تال	3,422	7,62,912	نینی تال
-12	اودھم سنگھ نگر	3,055	12,34,548	اودھم سنگھ نگر
-13	ہری دوار	2,360	14,44,213	ہری دوار

اتر پردیش

رقبہ:	2,38,566	آبادی:	16,60,52,859
راجدھانی:	لکھنؤ	اہم زبانیں:	ہندی اور اردو

تاریخ اور جغرافیہ

اتر پردیش کی تاریخ بہت قدیم اور دلچسپ ہے۔ ویدوں کے آخری دور میں اسے برہمرشی دیش یا مدھیہ دیش کے نام سے جانا جاتا تھا۔ یہاں ویدوں کے عہد کے کئی عظیم سادھو سنت ہوئے مثلاً بھاردواج، گوتم، یگیہ ویلک، وشسشٹھ، وشوامتر، بالمیکی وغیرہ۔ یہاں آریوں کی کئی مقدس کتابیں بھی مرتب کی گئیں۔ بھارت کی عظیم رزمیہ منظومات رامائن اور مہابھارت کی کہانی بھی اسی علاقے سے جڑی ہوئی ہے۔

چھٹی صدی قبل مسیح میں اتر پردیش میں دو نئے مذاہب جین مت اور بدھ مت آئے۔ بدھ نے اپنی پہلی تعلیم سارناتھ میں دی اور اتر پردیش کے ہی کشی نگر میں انہوں نے آخری سانس لی۔ اتر پردیش کے کئی شہر جیسے ایودھیا، پریاگ، وارانسی اور متھرا علمی مراکز بن گئے تھے۔ ہندو مذہب کے عظیم مصلح شری شنکراچاریہ نے بھی اپنا ایک آشرم اتر پردیش ہی کے بدری ناتھ میں عہد وسطی میں قائم کیا تھا۔ عہد وسطی اتر پردیش مسلم حکمرانوں کے ماتحت رہا جس سے ہندومت اور اسلام کے میل سے ایک مشترک تہذیب وجود میں آئی۔ تلسی داس، سورداس، رامانند اور ان کے مسلمان شاگرد کبیر کے علاوہ کئی دوسرے سنتوں نے ہندی اور دوسری زبانوں کے فروغ میں مدد کی۔

اتر پردیش نے اپنی علمی برتری کو انگریزوں کے دور حکومت میں بھی برقرار رکھا۔ انگریزوں نے آگرہ اور اودھ نام کی دو صوبوں کو ملا کر ایک صوبہ بنایا اور اس کا نام ممالک متحدہ آگرہ و اودھ رکھا۔ آگرہ اور اودھ متحدہ ریاست کے نام سے پکارا جانے لگا۔ بعد میں 1935 میں اسے مخفف طور پر صرف صوبہ متحدہ کا نام دیا گیا۔ آزادی کے بعد جنوری 1950 میں اس کا نام اتر پردیش رکھا گیا۔ اتر پردیش کی شمالی سرحد تبت اور نیپال سے متصل ہے۔ اس کے شمال میں اترانچل اور ہماچل پردیش، مغرب میں ہریانہ، جنوب میں، مدھیہ پردیش، اور مشرق میں بہار ریاست ہے۔ اتر پردیش کو دو امتیازی حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (1) شمال میں پہاڑوں کا سلسلہ (2) گنگا کا میدان۔

زراعت

اتر پردیش کے تقریباً 78 فی صد عوام کا اہم پیشہ زراعت ہے۔ ریاست میں زراعت کے قابل زمین مجموعی طور پر 168.25 لاکھ ہیکٹر ہے۔ مارچ 2002 تک ریاست میں 251.68 لاکھ میٹرک ٹن گیہوں، 116.79 لاکھ میٹرک ٹن چاول، 21.60 لاکھ میٹرک ٹن دال، 7.10 لاکھ میٹرک ٹن تلہن اور 1,061 لاکھ میٹرک ٹن گنے کی پیداوار ہوئی۔ 2000-1999 میں 427.36 لاکھ میٹرک ٹن اناج کی پیداوار ہوئی۔

صنعتیں اور معدنیات

مارچ 1998 کے آخر تک ریاست میں مجموعی طور پر 2,616 بڑی اور اوسط درجے کی صنعتیں تھیں۔ جن میں 41,266.20 کروڑ روپئے کا سرمایہ لگا ہوا تھا اور ان 7,38,582 افراد برسرروزگار تھے۔ اس کے علاوہ 4,01,372 صنعتی یونٹیں تھیں جن میں 4,028 کروڑ روپئے کا سرمایہ لگا ہوا تھا اور 15,22,000 افراد کام کر رہے تھے۔ ریاست میں تقریباً 46.16 لاکھ ٹن چینی کی پیداوار ہوئی۔ ریاست میں 68 ٹکسٹائل اکائیاں، 32 آٹوموبائل اکائیاں تھیں اور 5,740 کروڑ کا سرمایہ لگا ہوا تھا جس سے 20,280 افراد کو روزگار ملا ہوا تھا۔

2011 تک نوئیڈا اتھارٹی (نیو اوکھلا انڈسٹریل ڈیولپمنٹ اتھارٹی) کے تحت 102 سیکٹر کو ترقی دینے کی اسکیم ہے۔ اس اتھارٹی میں صنعتی علاقے، رہائشی علاقے، گروپ ہاؤسنگ سیکٹر، رہائشی عمارتیں، کمرشیل ادارے اور ادارہ جاتی سیکٹر شامل ہیں۔

نوئیڈا اور گریٹر نوئیڈا کے نمونے پر ریاست میں دیگر صنعتی ایریا کو بھی فروغ دینے کے لئے قدم اٹھائے گئے ہیں۔ سافٹ ویئر برآمد کو بڑھاوا دینے کے لئے کانپور میں ایک سافٹ ویئر پارک قائم کیا گیا ہے۔ ایسے ہی 5 دیگر سافٹ ویئر پارک مزید کھولے جائیں گے۔

پبلک سیکٹر کے تحت چونا پتھر، میگنسائیٹ، کوئلہ، راک فاسفیٹ، ڈولومائٹ اور سلکن ریت کی کانکنی کی جاتی ہے۔ چھوٹی معدنیات کی پیداوار اور کچھ بڑی معدنیات جیسے چونا پتھر، سلکا، میگنسائٹ، فائر وفائلائٹ اور ڈایوس پار کی پیداوار کا زیادہ تر کام نجی سیکٹر کرتے ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

14 جنوری 2000 کو یوپی پاور کارپوریشن، یوپی اسٹیٹ پاور جنریشن اور یوپی ہائیڈل کارپوریشن، یوپی ریاستی بجلی بورڈ کی از سر نو تنظیم کر کے قائم کیے گئے۔ 02-2001 کے دوران اس ریاست کی آبپاشی صلاحیت بڑھا کر 267.99 لاکھ ہیکٹر کی سطح تک پہنچانے کے لیے 2,094.5256 کروڑ روپے خرچ کیے۔ اتر پردیش ریاستی بجلی بورڈ اپنے قیام کے وقت سے ہی تمام ریاست میں بجلی پیداوار، تقسیم اور ٹرانسمیشن کا کام کر رہا ہے۔ شروع میں اس کے پن بجلی گھروں اور حرارتی بجلی گھروں کی مجموعی تحصیلی بجلی پیداواری صلاحیت 2,635 ن میگاواٹ تھی جو بڑھ کر 5,414 میگاواٹ (نئی شرح 5,885.752 میگاواٹ) ہوگئی۔

ٹرانسپورٹ

سڑک

ریاست میں کل 1,03,975 کلومیٹر لمبی سڑکیں ہیں۔ اس میں 3,774 کلومیٹر لمبی قومی شاہراہیں 7,392 کلومیٹر ریاستی شاہراہیں 9,911 کلومیٹر اہم ضلعی سڑکیں 25,246 کلومیٹر دیگر ضلعی سڑکیں اور 72,931 کلومیٹر دیہی سڑکیں ہیں۔

ریلوے

ریلوے کے شمالی نیٹ ورک کا سب سے اہم جنکشن لکھنؤ ہے۔ دیگر اہم جنکشنوں میں آگرہ، کانپور، جھانسی، الہ آباد، مرادآباد، مغل سرائے، وارانسی، ٹنڈلہ، گورکھپور، گونڈا، فیض آباد، بریلی اور سیتاپور شامل ہیں۔

ہوائی خدمات

ریاست میں لکھنؤ، کانپور، وارانسی، الہ آباد، آگرہ، جھانسی، بریلی، ہنڈن (غازی آباد) گورکھپور، سرساوا (سہارنپور) اور فرصت گنج (رائے بریلی) میں ہوائی اڈے ہیں۔

تیوہار

دنیا کا شاید سب سے بڑے میلہ کنبھ میلہ الہ آباد میں ہر بارہویں سال لگتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر چھ سال میں انہیں مقامات پر اردھ کنبھ میلہ بھی لگتا ہے۔ بھارت کے ہر علاقے سے عقیدت مند اور سنیاسی اس موقعے پر سنگم میں غوطہ لگانے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ الہ آباد میں ہر سال سردیوں میں یعنی جنوری میں ماگھ میلہ لگتا ہے جہاں لوگ ایک مہینے تک قیام کرتے ہیں اور ہر صبح سنگم میں غوطہ زن ہوتے ہیں۔ دوسرے میلوں میں متھرا، ورنداون اور ایودھیا کا جھولہ میلہ ہے۔ ان میلوں میں مجسموں کو تقریباً

پندرہ دنوں تک سونے اور چاندی کے جھولوں میں رکھا جاتا ہے۔ کارتک پورنما کے موقعے پر گنگا میں غوطہ لگانا بہت زیادہ پاکیزہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور اس کام کے لئے گڑھ مکتیشور، سورن، راج گھاٹ، کاکورا، بیٹھور، کانپور، الہ آباد، وارانسی، ایودھیا میں، بڑی تعداد میں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ آگرہ ضلع کے بیٹشور قصبے میں جانوروں کا ایک مشہور میلہ لگتا ہے۔ بارہ بنکی ضلع کا دیوا میلہ مسلم صوفی وارث شاہ کی وجہ سے کافی مشہور ہوگیا ہے۔ ان کے علاوہ، ریاست میں ہندو اور مسلمانوں کے اہم تیوہار بھی منائے جاتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

اتر پردیش میں بھی طرح کے سیاحوں کی دلچسپی کے لئے مختلف قسم کی چیزیں ہیں۔ مذہبی اہمیت کے قدیم مقامات میں وارانسی، وندھیا چل، ایودھیا، چترکوٹ، پریاگ، نیمی شرانیہ، متھرا، ورنداون، ہیم کنڈ صاحب، دیوا شریف، پیران کلیر، فتح پور میں شیخ سلیم چشتی کی درگاہ، سارناتھ، شراوستی، کشی نگر، سنکسا، کنپل، پیپراوہ اور کوشمبی وغیرہ اہم ہیں۔

آگرہ، ایودھیا، سارناتھ، وارانسی، لکھنؤ، متھرا، پریاگ، جھانسی، گورکھپور، جونپور، قنوج، مہوبہ، دیوگڑھ، بھٹور اور وندھیا چل میں ہندو اور مسلم کی تعمیرات اور تہذیب کے بیش بہا خزانے موجود ہیں۔

حکومت

گورنر:	وشنو کانت شاستری	چیف سکریٹری	ترون چٹرجی
وزیر اعلیٰ:	ملائم سنگھ یادو	چیف جسٹس:	اے۔ پی۔ سنگھ
اسپیکر:	کیسری ناتھ ترپاٹھی	ہائی کورٹ کا دائرۂ اختیار:	اتر پردیش

ضلعوں کی آبادی رقبہ اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
1۔	آگرہ	4,027	36,11,301	آگرہ
2۔	علی گڑھ	3,431	29,90,388	علی گڑھ
3۔	ایٹا	4,446	27,88,270	ایٹا
4۔	فیروزہ آباد	2,361	20,45,737	فیروزہ آباد
5۔	مین پوری	2,746	15,92,875	مین پوری
6۔	متھرا	3,329	20,69,578	متھرا
7۔	ہاتھرس	2,060	13,33,372	ہاتھرس
8۔	اعظم گڑھ	4,234	39,50,808	اعظم گڑھ
9۔	بلیا	2,981	27,52,412	بلیا
10۔	مئو	1,713	16,49,294	مئو
11۔	کوشامبی	2,015	12,94,937	کوشامبی
12۔	فتح پور	4,152	23,05,847	فتح پور

13-	پرتاپ گڑھ	3,717	27,27,156	پرتاپ گڑھ
14-	الہ آباد	5,246	49,41,510	الہ آباد
15-	چترا کوٹ	3,513	8,00,592	چترا کوٹ دھام
16-	بدایوں	5,168	30,69,245	بدایوں
17-	بریلی	4,120	35,98,701	بریلی
18-	پیلی بھیت	3,499	16,43,788	پیلی بھیت
19-	شاہ جہاں پور	4,575	25,49,458	شاہ جہاں پور
20-	فیض آباد	2,015	20,87,914	فیض آباد
21-	امبیڈکر نگر	2,946	20,25,373	اکبر پور
22-	بہرائچ	4,692	23,84,239	بہرائچ
23-	بارہ بنکی	4,402	26,73,394	بارہ بنکی
24-	گونڈا	3,788	27,65,754	گونڈا
25-	سلطان پور	4,436	31,90,926	سلطان پور
26-	گورکھپور	3,321	37,84,720	گورکھپور
27-	دیوریا	2,379	27,30,376	دیوریا
28-	کشی نگر	2,874	28,91,933	کشی نگر
29-	مہاراج گنج	2,951	21,67,041	مہاراج گنج
30-	باندہ	4,171	15,00,253	باندہ
31-	حمیر پور	4,095	10,42,374	حمیر پور
32-	جالون	4,565	14,55,859	اورئی
33-	للیت پور	5,039	9,77,447	للیت پور
34-	مہوبہ	3,071	9,77,447	مہوبہ
35-	جھانسی	5,024	17,46,715	جھانسی
36-	کانپور (شہر)	3,015	41,37,489	کانپور
37-	کانپور (دیہات)	3,135	15,84,037	اکبر پور
38-	فرخ آباد	2,288	15,77,237	فتح گڑھ
39-	اٹاوہ	2,446	27,88,270	اٹاوہ
40-	لکھنؤ	2,528	36,81,416	لکھنؤ
41-	ہردوئی	5,986	33,97,414	ہردوئی
42-	لکھیم پوری کھیری	7,680	32,00,137	کھیری
43-	رائے بریلی	4,609	28,72,204	رائے بریلی
44-	سیتا پور	5,743	36,16,510	سیتا پور

45-	اناؤ	4,558	27,00,426	اناؤ
46-	بلند شہر	3,458	29,23,290	بلند شہر
47-	میرٹھ	2,564	30,01,636	میرٹھ
48-	غازی آباد	1,988	32,89,540	غازی آباد
49-	گوتم بدھ نگر	1,501	11,91,263	نوائیڈا
50-	مرادآباد	3,497	37,49,630	مرادآباد
51-	بجنور	4,561	31,30,586	بجنور
52-	رام پور	2,367	19,22,450	رام پور
53-	جیوتیبا پھولے نگر	2,470	14,99,193	امروہہ
54-	سہارنپور	3,689	28,48,152	سہارنپور
55-	مظفرنگر	4,008	35,41,952	مظفرنگر
56-	وارانسی	1,550	31,47,927	وارانسی
57-	جونپور	4,038	39,11,305	جونپور
58-	چندولی	2,485	16,39,777	چندولی
59-	غازی پور	3,377	30,49,377	غازی پور
60-	سنت روی داس نگر	1,057	13,52,056	بھدوہی
61-	مرزاپور	4,522	21,14,852	مرزاپور
62-	سونبھدر	6,788	14,63,468	رابرٹس گنج
63-	بستی	2,752	20,68,922	بستی
64-	بلرام پور	3,457	16,84,567	بلرام پور
65-	شراوستی	2,186	11,75,428	شراوستی
66-	سدھارتھ نگر	2,797	20,38,598	نوگڑھ
67-	باغپت	1,345	11,64,388	باغپت
68-	قنوج	2,058	13,85,227	قنوج
69-	اوریا	2,054	11,79,496	اوریا
70-	سنت کبیر نگر	1,679	14,24,500	(خلیل آباد)
71-	چھترپتی شاہو جی مہاراج نگر	---	---	گوری گنج

مغربی بنگال

رقبہ:	88,752 مربع کلومیٹر	آبادی:	8,02,21,171
راجدھانی:	کولکاتہ	اہم زبان:	بنگالی

تاریخ اور جغرافیہ

ہندستان کی قبل تاریخ دور کے ذکروں میں بھی بنگال کا ایک اہم مقام ہے۔ سکندر کے حملے کے وقت بنگال پر گنگاری دئی نام کی حکومت تھی۔ گپتا اور موریہ حکمرانوں کا بنگال پر کوئی خاص اثر نہیں پڑا۔ بعد میں ششانک بنگال کا راجا بنا۔ بتایا جاتا ہے کہ اس نے ساتویں صدی کے پہلے نصف میں شمال مشرقی بھارت میں اہم رول ادا کیا۔ اس کے بعد گوپال راجا بنا اور پالا خاندان کی سلطنت قائم کی جس نے صدیوں تک حکمرانی کی اور عالی شان حکومت قائم کی۔ پالا راجاؤں کے بعد بنگال پر سین حکمرانوں کا قبضہ ہوا جسے دلی کے مسلم حکمرانوں نے شکست دی۔ سولہویں صدی میں مغلیہ دور شروع ہونے سے قبل بنگال پر بہت سارے مسلمان بادشاہوں اور سلطانوں نے حکومت کی۔

مغلوں کے زوال کے بعد جدید بنگال کی تاریخ یوروپی اور برطانوی تجارتی کمپنیوں کی آمد سے شروع ہوتی ہے۔ 1757 میں پلاسی کی جنگ نے اس وقت تاریخ کا رخ موڑ دیا جب انگریزوں نے پہلی بار بنگال اور بھارت میں اپنے پاؤں جمائے۔ 1905 میں سیاسی فائدے کے لئے انگریزوں نے بنگال کی تقسیم کا اعلان کیا لیکن کانگریس کی قیادت میں عوام کی بڑھتی ہوئے مخالفت کے پیش نظر 1911 میں بنگال کو دوبارہ ملا دیا گیا۔ اس سے جنگ آزادی کا شعلہ اور بھڑک اٹھا۔ اس کے نتیجے میں 1947 میں ہمیں آزادی ملی اور ملک تقسیم ہوگیا۔ 1947 کے بعد دیسی ریاستوں کو ضم کرنے کا کام شروع ہوا اور 1956 میں ریاستوں کی تشکیل نو سے متعلق 1956 کے قانون کے مطابق کچھ نواحی ریاستوں کے بنگلہ زبان والے علاقوں کو بھی مغربی بنگال میں ضم کردیا گیا۔

اس ریاست کے مشرق میں بنگلہ دیش، مغرب میں نیپال، شمال مشرق میں بھوٹان، شمال میں سکم، مغرب میں بہار، جنوب مغرب میں اڑیسہ اور جنوب میں خلیج بنگال ہے۔

زراعت

ریاست کی آمدنی میں زراعت کا اہم رول ہے۔ ریاست کے ہر چار میں سے تین افراد بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر زراعت سے منسلک ہیں۔ 02-2001 میں ریاست میں مجموعی طور پر 163.2609 لاکھ ٹن اناج کی پیداوار ہوئی جس میں چاول کی پیداوار 152.5666 لاکھ ٹن تھی۔ گیہوں اور دالوں کی پیداوار بالترتیب 9.6153 لاکھ ٹن اور 1.7514 لاکھ ٹن رہی۔ پٹ سن کی پیداوار 88.3617 لاکھ گانٹھیں ہوئی تھیں۔ تیلوں کے بیج کی پیداوار 4.9304 لاکھ ٹن اور آلو کی پیداوار 78.2236 لاکھ ٹن ہوئی تھی۔

صنعت اور معدنیات

سال 2002 میں صنعتی سرمایہ کاری کو بڑھاوا دینے کے لئے بنی ریاستی سطح کی ایجنسی مغربی بنگال صنعتی ترقی کارپوریشن کے پاس 296 پروجیکٹ کی تجاویز تھیں، جن پر 2,231.99 کروڑ روپے کے قرض دیئے جانے تھے۔ جن میں سے سال 2002 میں (نومبر تک) 56 صنعتی اکائیوں کو 7,845.14 کروڑ روپے کے قرض دیے گئے۔

سال 2002 میں جو اہم پروجکٹ لاگو کیے گیے ہیں، ان میں شامل ہیں۔ الیکٹرومیڈیکل اینڈ الائیڈ انڈسٹریز لمیٹیڈ کمپنی 14.99 کروڑ روپے کا PVC بلڈ بیگ پروجکٹ، ہلدیہ اسٹیلس لمیٹیڈ کا 6.3 کروڑ کا فیرو ولائے پروجکٹ انڈین آئل کارپوریشن لمیٹیڈ کا 13.17 کروڑ روپے کا ریفائنڈ پٹرولیم پروڈکٹس پروجکٹ کو تیار ریفرکٹری کی 6.37 کروڑ روپے کی ریفرکٹر

برک وغیرہ پروجکٹ ، لارسن اینڈ ٹوبرو کا 150 کروڑ روپے کا پورٹ لینڈ سیمنٹ پروجکٹ شیام فیرو دلائے لمیٹیڈ کا 10.23 کروڑ روپے کا فیرو کروم میگنز، سلکیم وغیرہ پروجکٹ ، اسپلکس فیرو ٹیک کا سلکی مینگنیز پروجکٹ ویس بین اسپین فرنیس لمیٹیڈ کا 6.29 کروڑ روپے کا فرنیس اسسریز پروجکٹ اور آر ڈی ٹینس فیکٹری کا علی الترتیب 53.82 کروڑ روپے، 20.79 اور 5.79 کروڑ روپے کے تین پروجکٹ ۔ دسمبر 2002 تک نافذ کیے گئے پروجکٹوں کے نفاذ کے علاوہ 2,628 کروڑ لاگت کے 112 صنعتی پروجکٹ بھی لاگو کیے جا رہے ہیں۔ دسمبر 2002 تک 2,295.05 کروڑ روپے کی کل اصل کاری کے 77 پروجکٹ لوہے اور فولاد صنعت سیکٹر میں تھے۔

مغربی بنگال صنعتی ترقیاتی کارپوریشن (WBIDC) کے تحت سنگل ونڈو ایجنسی 'شلپ بندھو' کی باز تشکیل کر کے ریاستی اصل کاری سہولیات مرکز (SIFC) بنایا گیا ہے ریاستی حکومت نے مغربی بنگال کی صنعتی صلاحیت کا پتہ لگانے کے میکنزی اینڈ کمپنی کو مقرر کیا ہے انفارمیشن ٹکنالوجی مجاز خدمات کی ایک جامع پالیسی 2002 میں تیار کی گئی تھی۔

مغربی بنگال میں 1996 سے 2001 تک انفارمیشن ٹکنالوجی میں قابل ذکر 115 فی صد سالانہ مرکب شرح افزائش درج کی گئی۔ بہر حال پورے ملک کے مقابلے ریاست سے انفارمیشن ٹکنالوجی کی برآمد 3 فی صد ہے۔ ریاست نے اہم وبڑی انفارمیشن ٹکنالوجی کمپنیوں کو راغب کیا ہے۔ تقریبا 160 کمپنیاں ریاست میں سافٹ ویر سیکٹر میں سرگرم ہیں۔ سالٹ لیک انفارمیشن ٹکنالوجی صنعت کا مرکز بن گیا ہے۔ ریاستی حکومت کو انفارمیشن ٹکنالوجی صنعت میں سال 2010 تک ملک کی تین چوٹی کی ریاستوں میں ایک کا درجہ حاصل ہوگا اور ملک کے کل محاصل میں اس کا اشتراک 15 تا 20 فی صد ہوگا۔

2002-2001 میں مغربی بنگال ایگرو انڈسٹریز کارپوریشن لمیٹیڈ نے کل 5,606.27 لاکھ کی کل فروخت ہوئی جس سے اسے 65.58 لاکھ کا فائدہ ہوا۔

مغربی بنگال ریاستی فوڈ پراسسنگ اور باغبانی ترقیاتی کارپوریشن لمیٹیڈ نے 02-2001 میں 8.10 کروڑ کی فروخت کی جبکہ 01-2001 میں فروخت 6.06 کروڑ روپے کی تھی۔ 03-2002 میں کل فروخت 6.05 کروڑ روپے کی ہوئی۔ 01-2000 میں اسے 13 لاکھ کا، 02-2001 میں 25.50 لاکھ روپے اور 03-2002 دسمبر 2002 تک 26 لاکھ روپے کا فائدہ ہوا۔ کولکاتہ میٹرو پولٹن ترقیاتی اتھارٹی (KMDA) کولکاتہ اور اس کے گردو پیش کے شہری علاقوں کے ماحول میں بہتری پیدا کرنے کے لیے متعدد اسکیمیں چلا تا رہا ہے۔ شہری ماحول کی ہمہ گیر کثیر ترقی کے لیے 1,600 کروڑ روپے کا کولکاتہ میگا سٹی پروگرام نافذ کیا جا رہا ہے۔ ستمبر کے آخر تک اس پروگرام کے تحت کل اخراجات 537.74 روپے ہوئے۔ 59 اسکیمیں پہلے ہی پوری ہو چکی ہیں۔ مشرقی کولکاتہ میں نیوٹاؤن کا کام جاری ہے۔ مغربی بنگال صنعتی بنیادی ساخت ترقیاتی کارپوریشن (WBIDC) اصل کاری کی ریاستی سطح کا سب سے بڑا ترغیب کار ہے، مغربی بنگال کے مختلف مقامات پر اب تک 12 ترقیاتی مراکز (صنعتی املاک) قائم کیے ہیں جن میں ضروری صنعتی بنیادی ساختی سہولیات بھی شامل ہیں۔

بجلی اور آبپاشی

اس وقت مغربی بنگال میں بجلی کی تیاری مغربی بنگال ریاستی بجلی بورڈ، مغربی بنگال بجلی ترقی کارپوریشن لمیٹیڈ، کلکتہ بجلی سپلائی کارپوریشن اور درگاپور پراجیکٹ لمٹیڈ کے ذریعے ہوتی ہے۔ 03-2002 کے دوران ریاست میں مجموعی طور پر 14,944.18 میگاواٹ یونٹ بجلی کی پیداوار ہوئی۔ 03-2002 میں (اکتوبر 2002 تک) تک 30,647 گاؤں میں بجلی پہنچائی جا چکی تھی اور 1,11,644 ٹیوب ویلوں کو بجلی مل رہی تھی۔ کثیر جہتی اور لوک دیپ پراجیکٹوں کے تحت 31 مارچ 2002 تک 1,26,278 گھروں کو بجلی فراہم کی گئی۔

2001-02 میں ریاست میں بڑے اور چھوٹے آبپاشی پراجیکٹوں کی صلاحیت 15.3295 لاکھ ہیکٹرس کے لئے بجلی پیدا کی گئی۔ فی الوقت کانگسابائی ریزروائر پراجیکٹ، دامودر ویلی پراجیکٹ اور تیستا بیراج 3 پروجیکٹوں پر کام چل رہا ہے۔ اس وقت تیستا باندھ سے 03-2002 تک 1,36,000 ہیکٹر آبپاشی کی مجموعی صلاحیت کی بجلی تخلیق کرلی گئی ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

31 مارچ 1999 تک ریاست میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 79,255 کلومیٹر تھی جس میں 1,751 کلومیٹر لمبی قومی شاہراہیں شامل تھیں۔ سڑکوں کی لمبائی اس طرح ہے: ریاستی سڑکیں 3,354 کلومیٹر تعمیرات عامہ کے تحت سڑکیں 12,288 کلومیٹر اور ضلعی سڑکیں 41,278 کلومیٹر۔

ریلوے

2001-02 میں ریاست میں بڑی ریل لائن، میٹرگیج اور چھوٹی لائنوں کو ملاکر مجموعی طور پر 3,697.25 کلومیٹر لمبی ریل لائنیں تھی۔ ریاست کے اہم ریلوے جنکشن ہاوڑہ، آسنسول، سیالدہ، بنڈل، بردوان، کھڑگپور اور نئی جلپائی گڑی ہیں۔

فضائی خدمات

کلکتہ کے قریب ڈمڈم بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہے۔ ریاست کے دوسرے ہوائی اڈہ بیلورگھاٹ، کوچ بہار، مالدہ، باگڈوگرا، پان گڑھ، بیہالہ، بیرکپور، کلئی کنڈا ہیں۔

بندرگاہ

ریاست کا سب سے اہم بندرگاہ کلکتہ ہی ہے۔ اس کے بعد ہلدیہ بندرگاہ کا نام آتا ہے۔

تیوہار

درگا پوجا ریاست کا سب سے اہم تیوہار ہے۔ اس کے علاوہ کالی پوجا یا دوالی، بسنت پنچمی، لکشمی پوجا، ہولی، شیوراتری، جنم اشٹمی، عیدالفطر، وغیرہ تیوہار بھی ریاست میں منائے جاتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

اہم سیاحتی مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔ کلکتہ، دیگھا (مدناپور) بک کھالی سی سمندری تفریح گاہ ساگر جزیرہ اور سندر بن (جنوبی 24 پرگنہ) بنڈیل، تارکیشور، کمارپوکر (ہگلی) اور گادیارہ (ہاوڑہ)، شانتی نکیتن اور بکریشور (بیر بھوم)، درگاپور (بردوان)، مکٹ منی پور اور وشنوپور (بانکورہ)، ایودھیا ہلس (پرولیا)

مرشد آباد، گور اور پانڈوا (مالدہ)، دارجلنگ، مرک، کالم پونگ، سنڈاک پھو، پھلوٹ اور کرسیانگ (دارجلنگ) اور جلدہ پاڑہ اور ددوار (جلپائی گڑی)

حکومت

گورنر:	ویرین جے شاہ	چیف جسٹس:	اشوک ماتھر		
وزیر اعلیٰ:	بدھ دیو بھٹاچاریہ	چیف سکریٹری:	مورین رائے		
اسپیکر:	ہاشم عبدالحلیم	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	مغربی بنگال اور انڈمان اور نکوبار جزائر		

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
1-	بانکڑہ	6,882	31,91,822	بانکڑہ
2-	بردوان	7,024	69,19,698	بردوان
3-	بیربھوم	4,545	30,12,546	سیوڑی
4-	کلکتہ	185	45,80,544	کلکتہ
5-	دارجلنگ	3,149	16,05,900	دارجلنگ
6 -	ہاوڑہ	1,467	42,74,010	ہاوڑہ
7 -	ہگلی	3,149	50,40,047	چنسرا
8-	جلپائی گڑی	6,227	34,03,204	جلپائی گڑی
9-	کوچ بہار	3,387	24,78,280	کوچ بہار
10-	مالدہ	3,733	32,90,160	انگلش بازار
11-	مدنی پوری	14,081	96,38,473	مدنی پور
12-	مرشد آباد	5,324	58,63,717	برہامپور
13-	نادیا	3,927	46,03,756	کرشن نگر
14-	شمالی 24 پرگنہ 2	4,094	89,30,295	علی پور
15-	جنوبی 24 پرگنہ	9,660	69,09,015	براست
16-	پرولیہ	6,259	25,35,233	پرولیا
17-	شمالی دیناج پور	3,140	24,41,824	رائے گنج
18-	جنوبی دیناج پور	2,219	15,02,647	بلدرگھاٹ

نوٹ: ضلع مدنی پور کو یکم جنوری 2002 سے دو حصوں میں تقسیم کردیا گیا ہے: مشرقی اور مغربی مدنی پور 2001 کے اعداد و شمار ابھی دیے جانے ہیں۔

انڈومان نکوبار جزائر

رقبہ:	8,249 مربع کلومیٹر	آبادی:	3,56,265 (2001 کی مردم شماری)
راجدھانی:	پورٹ بلیئر	اہم زبانیں	ہندی، نکوباری، تمل، بنگلہ، ملیالم اور تیلگو

تاریخ اور جغرافیہ

انڈمان میں نکوبار جزائر جو مرکز کے زیر انتظام والا رقبہ ہے 6 ڈگری اور 16 ڈگری شمالی طول البلد اور 92 ڈگری اور 96 ڈگری مشرقی ارض البلد کے درمیان واقع ہے۔ یہ 572 چھوٹے بڑے جزائر کا مجموعہ ہے جو خلیج بنگال میں واقع ہے اور یہ میانمار کے کیپ نگریس سے 193 کلومیٹر کلکتہ سے 1,255 کلومیٹر اور چینئی سے 1,190 کلومیٹر دور ہے۔ رچی مجموعہ جزائر اور لیبیر نتھ جزائر دو اہم گروپ ہیں۔ نکوبار جزائر انڈومان کے جنوب میں چھوٹے انڈومان جزیرے سے 121 کیلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ یہاں آبادی والے کل 36 جزائر ہیں جن میں 24 انڈمان اور 12 نکوبار ضلع میں ہیں۔ یہاں کے اصل باشندے جنگلوں میں رہتے ہیں۔ شکار اور مچھلیاں پکڑ کر اپنا گزارا کرتے ہیں۔ انڈومان کے جزائر میں چار گریٹ انڈمانی، اونگے، جروا اور سینٹی نلی نام کی چار نگریٹو قبائل ہیں اور نکوبار جزائر میں نکوباری اور شیمپین نام کی دو منگولی ذاتیں ہیں۔ ان میں جروا اور سینٹی نلی قبائل تو اپنے تن کو ڈھکنا تک نہیں سیکھ پائی ہیں۔

انڈمان نکوبار جزائر کی جدید تاریخ 1789 سے یہاں اسٹیٹ انڈیا کمپنی کے ذریعے ایک بستی قائم کرنے کے بعد شروع ہوئی۔ حالانکہ بعد میں (1796 میں) یہ بستی خالی کردی گئی۔ 1857 میں ہوئی بھارت کی پہلی جنگ آزادی کے بعد 1858 میں برطانوی حکومت نے ان جزائر کو تا عمر قید کی سزا پانے والے افراد کے لئے استعمال کیا۔ تب اسے کالا پانی کہا جاتا تھا۔ سب سے پہلے باغیوں، سیاسی قیدیوں اور خطرناک مجرموں کو بھارت سے لے جا کر بسایا جاتا تھا۔ دوسری جنگ عظیم یعنی عالمی جنگ تک یہ سلسلہ قائم رہا۔ اس عالمی جنگ کے دوران 1942 میں انڈومان اور نکوبار پر جاپانی فوجیوں نے قبضہ کرلیا بعد میں 1945 میں برطانوی بھارت کی سرکار نے ان جزیروں پر دوبارہ قبضہ کرلیا اور 1947 میں بھارت کے آزاد ہونے تک یہاں کا کام کاج اپنے قبضے میں رکھا۔

زراعت

علاقے میں 48,675 ہیکٹر زمین پر کھیتی کی جاتی ہے۔ دھان یہاں کے اناج کی اہم فصل ہے جو زیادہ تر انڈومان جزائر میں پیدا کی جاتی ہے۔ نکوبار جزائر کی اہم فصلیں ناریل اور سپاری ہیں۔ ربیع کے موسم کے دوران یہاں دالیں، تیلوں کے بیج اور سبزیاں اگائی جاتی ہیں۔ پھر خریف کی فصل بوئی جاتی ہے۔ جس میں دھان کی کاشت ہوتی ہے۔ یہاں کے کسان پہاڑی زمین پر مختلف قسم کے پھل جیسے آم، سپوتا، سنترا، کیلا، پپیتا، اناس اور قند مول وغیرہ پیدا کرتے ہیں۔ یہاں ایک سے زیادہ فصلوں کے نظام کے تحت مسالے جیسے مرچ، لونگ، جائپھل اور دارچینی بھی پیدا کئے جاتے ہیں۔ ان جزائر میں ربڑ، ریڈ آئل، کھجور، کاجو وغیرہ محدود پیمانے پر بھی میں پیدا کئے جاتے ہیں۔

جنگلات

ان جزائر کے کل رقبہ کے 7,171 مربع کلومیٹر حصے میں جنگلات ہیں۔ تقریباً ہر طرح کے درخت جیسے سدا بہار درخت، پہاڑیوں پر ہونے والے سدا بہار درخت اور ساحل اور ترائی کے جنگلات پائے جاتے ہیں۔ انڈومان نکوبار میں مختلف قسم کی لکڑیاں پائی جاتی ہیں۔ سب سے اہم لکڑیاں پوڈوک اور گرجن کی ہیں۔ یہ نکوبار میں نہیں ملتی۔ انڈمان نکوبار جزائر مربوط ترقیاتی کارپوریشن (عوامی سیکٹر) سے جٹ ایرویز رلائینس ایرویز کے بااختیار ایجنٹ کے طور پر سیاحت مچھلی پالن، صنعت، صنعتی مالیات وغیرہ کے شعبے میں کام کرنا شروع کیا ہے۔

صنعت

اس ریاست میں اوسط درجے کی چار صنعتی اکائیوں کے علاوہ 1,374 مندرج چھوٹی صنعتیں، دیہی صنعتیں اور دستکاری کی اکائیاں ہیں۔ مچھلی وسائل کی سرگرمیوں کے تحت دو اکائیاں برآمد کرنے کا کام کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ سیپیوں اور لکڑی کی دستکاری اکائیاں ہیں۔ مزید براں چار میڈیم درجے کی صنعتی اکائیاں بھی عمل پذیر ہیں۔ انجینئرنگ اکائیوں میں پولیتھن بیگ، پی وی سی صنعت، پائپ اور ضروری لوازمات، رنگ روغن وارنش، فائبر گلاس، چھوٹی آٹا مل، ہلکے مشروب اور شراب وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں۔ اسمال اسکیل اور دستکاری اکائیاں سیپی کرافٹ بیکری مصنوعات، چاول کی بھوسی نکالنے اور فرنیچر بنانے میں بھی لگی ہوئی ہیں۔ انڈمان نکوبار انٹگریٹیڈ ترقی کارپوریشن نے جٹ ایئرویز کے بااختیار ایجنٹ کے طور پر سول سپلائی، سیاحت، مچھلی پالنے کی صنعت اور صنعتی مالیے کے شعبے میں کام کرنا شروع کردیا ہے۔

ٹرانسپورٹ

جزائر میں آمدورفت فضائی اور آبی راستوں سے ہوتی ہے۔ انڈین ایئرلائنس ہفتے میں چار بار کلکتہ سے پورٹ بلیئر اور ہفتے میں تین بار چنئی اور وشاکھاپٹنم سے پورٹ بلیئر کے لئے فضائی خدمات انجام دیتی ہے۔ پانی کے جہاز بھی پورٹ بلیئر سے کلکتہ، چنئی وشاکھاپٹنم کے بیچ میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ پانی جہاز کے ڈائرکٹوریٹ کے پاس جزیروں کے درمیان آمدورفت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کئی جہاز ہیں۔

تجارتی کاموں کے لئے قائم کی گئی ریاستی ٹرانسپورٹ خدمات نے شمال میں دگلی پور سے لے کر جنوب میں کیمپبل کے خلیج تک مرکز کے انتظام والے اس علاقے کے 19 اہم جزیروں تک خدمات میں اضافہ کیا ہے۔ اس محکمے نے انڈومان ٹرنک سڑک خدمات بھی شروع کی جو راجدھانی کو مایابندر سے شمالی سب ڈویژن صدر مقام اور وسطی انڈومان کو تین پھیری ناؤں کا انتظام کرکے ٹرانسش سمنٹ خدملت سے جوڑتی ہے، جن کی مجموعی دوری 272 کلومیٹر ہے۔

سیاحتی مقامات

گھنے جنگلات سے ڈھکے ہوئے۔ لامحدود نباتات وحیانات (اجنبی ومختلف اقسام کے) خوبصورت ساحل، دل کو لبھانے والے زیرزمین مونگا، مرجان اور بحری حیات اور ''جزائر زمرد'' کے نام سے مشہور انڈومان نکوبار جزائر ماحولیات کے زاویے سے محفوظ سیاحت کے لئے بہترین جگہ ہے۔ یہاں کے اہم سیاحتی مراکز حسب ذیل ہیں۔ سیلولر جیل، قومی میموریل، میرن عجائب گھر، بحری میرین عجائب گھر، روس جزیرہ، چاتھم سامل، چڑیا ٹاپو، زراعت فرم شپ گھاٹ، ہاڈو میں جانوروں کی حفاظت گاہ، کاربن کا چھوٹی گھاٹیاں اور دوسرے سمندری ساحل ہمطری، کنج میموریل ماؤنٹ ہیریٹ وغیرہ ہیں۔ پورٹ بلیئر میں انڈومان پانی کے کھیلوں کا کمپلکس اور بہادری پرمبنی آبی کھیل، بچوں کا پارک، تر نتال، فوڈ پلازا وغیرہ۔ گاندھی پارک (بچوں کا پارک، آبی کھیل اور ایک جاپانی بنکر وغیرہ کے ساتھ) ایک دوسرا بڑا سیاحتی مرکز ہے۔

مہاتما گاندھی بحری قومی پارک، روس جزیرہ، وائپر جزیرہ، نیل جزیرہ، رنگت مایا بندر اور دگلی پور وغیرہ اس جزیرے میں سیاحوں کی دلچسپی کے مراکز ہیں۔ بہترین سیاحت کے لئے اکتوبر سے مئی تک کا موسم بہت بہتر ہے۔

حکومت

لیفٹیننٹ گورنر:	این۔این۔جھا		انڈومان نکوبار جزائر کلکتہ ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں
چیف سکریٹری:	پردیپ سنگھ		

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
1۔	انڈومان	6,408	3,14,239	پورٹ بلیئر
2۔	نکوبار	1,841	42,026	نکوبار

چنڈی گڑھ

رقبہ:	114 مربع کلومیٹر	آبادی	9,00,914
راجدھانی:	چنڈی گڑھ	اہم زبانیں:	ہندی، پنجابی اور انگریزی

تاریخ اور جغرافیہ

شیوالک پہاڑیوں کے دامن میں خوبصورت مناظر کے درمیان واقع چنڈی گڑھ صحیح معنوں میں ایک خوبصورت شہر ہے۔ فرانس کے بہترین ماہر تعمیرلی کربوزیے کے ذریعے تعمیر کیا گیا۔ یہ شہر جدید تعمیرات اور شہر بسانے کے خوبصورت فن کی نمائندگی کرتا ہے۔ چنڈی گڑھ، اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو ایک نومبر 1966 مرکز کے زیر انتظام علاقہ بنایا گیا۔ یہ پنجاب اور ہریانہ کی بھی مشترکہ راجدھانی ہے۔ اس کے شمال مغرب میں پنجاب اور مشرق جنوب میں ہریانہ کی ریاستیں ہیں۔

زراعت

چنڈی گڈھ میں قابل کاشت زمین بہت ہی کم ہے۔ چنڈی گڈھ شہر کی توسیع کے لئے زرعی زمین دھیرے دھیرے حاصل کی جارہی ہے اور زرعی رقبہ جو 1966 میں 5,441 ہیکٹیر تھا۔ 03-2002 میں گھٹ کر 1,400 ہیکڑ رہ گیا۔ آبپاشی کا خاص وسیلہ انتظامیہ کے ذریعہ قائم کیے ہوئے بوروالے ٹیوب ویل اور کسانوں کے ذریعہ لگائے گئے عام ٹیوب ویل ہیں۔ یہاں کی اہم فصل گیہوں ہے جو 700 ہیکٹیر میں بوئی جاتی ہے۔ اناج کی پیداوار 81-1980 میں 3.340 ٹن تھی جو 03-2002 میں بڑھ کر 4,220 ٹن ہوگئی۔ محکمہ نے فصل کٹائی کی تکنیک کی اصلاح کے لئے درج ذیل تدبیر کی ہیں: (i) کسانوں کا مطالعاتی رتربیتی سفر (ii) مٹی و پانی کا تحفظ (iii) باغبانی کا فروغ۔

صنعت

چنڈی گڑھ میں بڑی اور منجھلی صنعتوں کی تعداد 15 ہے۔ ان میں دو پبلک سیکٹر میں ہیں۔ 3,140 سے زیادہ چھوٹی صنعتیں اکائیاں مندرج ہیں جن میں 30,000 ہزار افراد کو روزگار ملا ہوا ہے۔ اس سے ہر سال 600 کروڑ روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔

یہ عام طور پر معاون صنعتی اکائیاں ہیں جو اسٹیل اور لکڑی کے فرنیچر، مشینی ساز و سامان، صابن وڈٹرجنٹ، دوائیں، بجلی رالکٹرانک کا سامان سینٹری کا سامان، کھیل کا سامان، پلاسٹک کا سامان دیا سلائیاں تیار کرتی ہیں۔ چنڈی گڈھ میں 20 اہم برآمدی اکائیاں ہیں جو ہر سال 60 کروڑ روپے تک کا مال درآمد کرتی ہیں۔ حالانکہ پورے ملک کے پس منظر میں دیکھیں تو برآمد کی یہ مقدار کم لگتی ہے تاہم انتظامیہ برآمدرخی صنعت کی توسیع کے علاوہ ہائی ٹیک الکٹرانک اور انفارمیشن ٹکنالوجی اور آلودگی سے پاک صنعت کی حوصلہ افزائی کی کوشش کررہی ہے۔

بجلی

چنڈی گڑھ کو ضرورت کی بجلی پڑوسی ریاستوں اور مرکزی پراجیکٹوں سے ملتی ہے۔ بھاکھڑا میں پیدا ہونے والی بجلی سے چنڈی گڑھ کو 3.5 فی صد حصہ ملتا ہے۔ حرارتی، ایٹمی اور گیس پر منحصر مرکزی پیداوار اور پراجکٹوں سے چنڈی گڑھ کو 82.9 میگاواٹ بجلی ملتی ہے۔ اسکے بعد بجلی کی جو کمی ہوتی ہے۔ وہ مرکزی پراجیکٹوں اور BBMB سے پوری کی جارہی ہے۔ چنڈی گڑھ کے آس پاس کے سبھی گاؤں میں بجلی پہنچ گئی ہے اور سڑکوں گلیوں میں روشنی کا انتظام بھی کیا جارہا ہے۔ کئی اہم عمارتوں میں تقریباً 2000 توانائی لیمپ نصب کئے گئے ہیں۔

انفارمیشن ٹکنالوجی

عوام کو سنگل ونڈو، ون لائن سہولیات فراہم کرنے کے لیے انتظامیہ ای۔ گورننس نافذ کررہی ہے۔ انتظامیہ کی انفارمیشن ٹکنالوجی سہولیات خدمات پالیسی جنوری 2003 میں جاری کی گئی ہے۔ ای۔ گورنینس کے تحت آبکاری اور ٹیکس کاری، لائسنگ اور رجسٹرنگ اتھارٹی، پیدائش واموات کے رجسٹریشن اور محکمہ پولیس میں نمایاں کام ہوا ہے۔ عوام سے متعلق معلومات انٹرنیٹ یا عوام کے ذریعہ چلائے جانے والے اطلاعاتی مراکز کے ذریعہ حاصل کی سکیں گی۔ نجی کمپنیوں کے ذریعہ شہر میں اپنے خرچ پر ایک آپٹیک فائبر نٹ ورک بھی قائم کیا گیا ہے۔ اس نٹ ورک کا ایک حصہ سرکاری دفاتر اور اطلاعاتی مراکز کو جوڑنے کے کام میں کیا جارہا ہے۔ صنعتی کمپنیوں کو اپنے مرکز کھولنے کے لیے راغب کرنے کے لیے انتظامیہ نے کشن گڈھ کے پاس ایک ٹکنالوجی پارک کے لیے 111 ایکڑ زمین مختص کی ہے محکمہ میں مائکروسافٹ کے تعاون سے پنجاب انجیرنگ کالج میں ایک فضیلت مرکز قائم کیا ہے پنجاب انجیرنگ کالج میں چنڈی گڈھ فروغ ترقیاتی سہولیات دی جارہی ہے جہاں اس وقت آٹھ کمپنیاں کام کرہی ہیں۔

ٹرانسپورٹ

چنڈی گڈھ ٹرانسپورٹ خدمات شہر ذیلی شہر اور بین ریاستی راستوں پر بڑھ رہی ہیں۔ چنڈی گڑھ سے ہوکر گزرنے والی قومی شاہراہ 15,275 کلومیٹر لمبی ہے۔ چنڈی گڑھ ریل سڑک اور ہوائی خدمات سے بھی جڑا ہوا ہے۔

سیاحتی مقامات

اہم سیاحتی مقامات راک گارڈن، ذاکر روز گارڈن، خوشبو باغ، شانتی کنج، سکھنا جھیل، میوزیم اور آرٹ گیلری، ٹیرس گارڈن، بوگن بیلیا گارڈن، بین الاقوامی گڑیوں کا میوزیم ہرن پارک، لاگ ہٹ (خدا علی شیر) لیزر ویلی، مجسموں کی قومی گیلری وغیرہ اہم ہیں۔

حکومت

ایڈمنسٹریٹر:	جسٹس (سبکدوش) او۔ پی۔ ورما	ایڈمنسٹریٹر کے صلاح کار:	اس عہدے کا کام چنڈی گڑھ انتظامیہ ہوم سیکریٹری آر۔ ایس۔ گجرال دیکھ رہے ہیں۔
		ہائی کورٹ: کا دائرہ اختیار:	پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے

دادرا اور نگر حویلی

رقبہ:	491 مربع کلومیٹر	آبادی:	2,20,451
راجدھانی:	سلواسہ	اہم زبانیں:	گجراتی ہندی

تاریخ اور جغرافیہ

اس علاقے کے کچھ گاؤں کی مالیہ کے بارے میں 17 دسمبر 1779 کو مراٹھا حکومت اور پرتگالیوں کے درمیان ہوئے معاہدے کے مطابق پرتگالیوں کو 12 ہزار روپے کے معاوضے کی ادائیگی اور اس سے قبل سمندر کے استعمال کے سلسلے میں مراٹھوں اور پرتگالیوں کے درمیان طویل عرصے تک لڑائی چلتی رہی۔ اس علاقے پر 2 اگست 1954 تک پرتگالیوں کا قبضہ رہا۔ 1954 میں انہوں نے خود اسے آزاد کر دیا۔ کچھ وقفے تک اس علاقے میں ایک ایڈمنسٹریٹر رہا۔ بعد میں اس علاقے کو بھارت کی یونین میں ضم کر دیا گیا۔ اس کے مطابق یہ سابق پرتگالی رقبہ 11 اگست 1961 سے بھارت کا اٹوٹ حصہ بن گیا۔ تب سے اسے مرکز کے زیر انتظام رقبہ ہونے کا درجہ حاصل ہے اور ایک حاکم کے ذریعے یہاں کی حکومت چلتی ہے۔

پرتگال کے قبضے سے آزاد ہونے کے بعد سے اس علاقے میں ایک ورشٹ پنچایت، حکومت کی مشاورتی کمیٹی کے طور پر کام کر رہی تھی۔ لیکن اسے اگست 1989 میں ختم کر دیا گیا اور دادرا اور نگر حویلی کے لئے پردیش کاؤنسل کا اعلان کر دیا گیا۔ اس وقت مرکز کی نگرانی والا رقبہ دمن اور دیو کے ساتھ اس کا مشترک حکومتی نظام ہے اور بعد میں کل ہند سطح پر آئینی ترمیم کے مطابق دادرا اور نگر حویلی ضلع پنچایت اور 11 گرام پنچایت تشکیل دی گئیں۔

دادرا اور نگر حویلی 491 مربع کلومیٹر میں پھیلا مرکز کی نگرانی کے تحت چھوٹا سا رقبہ ہے۔ یہ گجرات اور مہاراشٹر ریاستوں سے گھرا ہے۔ یہ رقبہ دو حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ ایک دادرا اور دوسرا نگر حویلی۔ یہاں مجموعی طور پر 72 گاؤں ہیں جن میں ایک گاؤں کو شمار تقریباً غیر آباد اور پانچ دوسرے گاؤں کے کچھ حصے دمن گنگا آبپاشی پراجیکٹ کے تعمیری کام کی وجہ سے ڈوب گئے۔ یہ پراجیکٹ دادرا اور نگر حویلی، دمن اور دیو اور گجرات کا مشترکہ پراجیکٹ ہے۔ سب سے نزدیک کا ریلوے اسٹیشن اس علاقے کے صدر مقام سلواسہ سے تقریباً 18 کلومیٹر دور واپی میں ہے۔

زراعت

دادرا اور نگر حویلی بنیادی طور پر ایک دیہی اور قبائلی رقبہ ہے جہاں 79 فی صد آبادی قبائلی کی ہے۔ مجموعی جغرافیائی علاقے کے تقریباً 22,850 ہیکٹیر میں کاشتکاری ہوتی ہے۔ اہم فصل دھان ہے۔ ناگلی اور پہاڑی جو بھی اہم فصلیں ہیں۔ آم، چیکو، اور کیلے وغیرہ کی بھی پیداوار ہوتی ہے۔

اس کے مجموعی جغرافیائی علاقے کے 40 فی صد حصے میں جنگلات ہیں۔ قبائلی آبادی کافی حد تک جنگلوں پر منحصر ہے۔ قبائلی افراد کو جنگل کی پیداوار مفت حاصل کرنے کے خصوصی اختیار دیے گئے ہیں۔

صنعت

66-1965 سے قبل اس علاقے میں کوئی صنعتی اکائی نہیں تھی۔ صرف کچھ دستکار روایتی طور پر برتن، چپل، جوتے جیسے چمڑے کا کچھ سامان اور بانس کی چیزیں بناتے تھے۔ کچھ گاؤں میں چند افراد کے پاس ہی دستکاری کا فن ہوتا تھا۔ 68-1967 میں دان صنعتی کوآپریٹو یونین لمٹیڈ نے کوآپریٹو سیکٹر میں صنعتی اسٹیٹ قائم کر کے چھوٹے پیمانے پر صنعتی ترقی کے کام کی شروعات کی۔ اس کے بعد سلواسہ، مسات اور کھدولی میں تین سرکاری صنعتی بستیاں قائم کی گئیں۔ مارچ 2003 تک 1,617 صنعتیں کام کر رہی تھیں جن میں گھریلو، دیہی اور چھوٹی صنعتیں اور ٹیکسٹائل، انجینئرنگ، پلاسٹک، الکٹرانک، کیمیکل، دوائیں وغیرہ کی 406 منجھولی صنعتیں تھیں۔ ان صنعتوں میں 41,000 سے زیادہ افراد کو روزگار حاصل ہے اور یہ صنعتیں 2,746 کروڑ روپئے سے زیادہ قیمت کے سامان تیار کرتی ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

اس علاقے میں آزادی سے قبل کسی طرح کی آبپاشی کی سہولت نہیں تھی اور کاشتکاروں کو مکمل طور پر بارش پر منحصر رہنا پڑتا تھا۔ بعد میں خاطر خواہ انتظامات کیے گئے اور اس علاقے میں مختلف جگہوں پر 127 لفٹ آبپاشی پراجیکٹ مکمل کی گئیں۔ موجودہ اسکیموں میں سے 168 اسکیمیں زیر زمین پانی یعنی کنوؤں اور ٹیوب ویلوں کی ہیں جن سے 492 ہیکٹر علاقے کی آبپاشی ہوتی ہے اور 157 اسکیمیں سطح آب کی ہیں یعنی ندیوں، باندھوں اور نہروں کی ہے۔ جن سے 1,327 ہیکٹر علاقے کی آبپاشی ہوتی ہے۔

آزادی کے بعد مرکز کے زیر انتظام علاقے کے انتظامیہ نے پڑوسی ریاست گجرات کے تعاون سے دیہی کاری کا کام شروع کیا اور 1976 تک 25 گاؤں کے بجلی کاری کا کام پورا کیا۔ دادرا اور نگر حویلی کی بجلی کی مانگ گجرات بجلی بورڈ نے وابی سلوا سے سے ایک سرکٹ کے ذریعہ پوری کی اور صارفین کی محدود تعداد کو بجلی فراہم کی گئی۔ 1979 میں پہلا 66 KV سب اسٹیشن جھالی میں قائم کیا گیا۔ اس سب اسٹیشن کے قیام کے بعد محکمہ بجلی نے سارے گاؤں میں بجلی پہونچانے کی کوشش اور سوفی صد گاؤں میں بجلی پہونچائی گئی۔

اس سیکٹر کی بجلی کی مانگ ملک کے مغربی سیکٹر بجلی پیداوار مراکز سے پوری کی جاتی ہے فی الوقت مرکز سے 220 میگاواٹ بجلی دی جاتی ہے۔ حکومت ہند کے ذریعہ دیے جانے والے ٹیکس ہولی ڈے (ٹیکس سے رعایت) سے استفادے کی وسعت کے سبب تیزی سے ہو رہی صنعت کاری سے بجلی کی زبردست مانگ بڑھی ہے۔ اس علاقے کی فی کس سالانہ کھپت تقریباً 6,226 کلوواٹ فی گھنٹہ ہوگئی ہے۔

پچھلے دو سالوں میں اہم جو بڑے کام پورے ہوئے وہ ہیں: کھرداپاڑا میں 220/66 کے وی (2x100 MVA) سب اسٹیشن، 66 KV سب اسٹیشن سے ہاٹ لائن اسٹرنجنگ، کھرداپاڑا سے مسات تک ڈبل سرکٹ ٹاور پر موجود سنگل لائن میں کھرداپاڑ سے 66 KV اسٹیشن مساط تک، کھادولی میں 2x10 M A V سے 2x 10 + 1x15 MVA صلاحیت کے کھدولی میں 66 KV سب اسٹیشن کا اضافہ۔ اس اسکیم کے تحت 03-2002 کے دوران کمزور طبقات کو مفت کنکشن دینے کے سلسلے میں 565 خاندان کو فائدہ پہونچا۔

ٹرانسپورٹ

اس علاقے میں اپنا کوئی ٹرانسپورٹ نظام نہیں ہے۔ یہاں گجرات ریاستی ٹرانسپورٹ اور مہاراشٹر ریاستی ٹرانسپورٹ کی خدمات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ سڑکوں کی مجموعی لمبائی 556 کلومیٹر ہے۔ جس میں 552 کلومیٹر سڑکیں پکی ہیں۔ 68 سبھی گاؤں ایسی سڑکوں سے جڑے ہیں جو ہر موسم میں ٹھیک رہتی ہیں۔ ممبئی سے احمد آباد کا ریلوے راستہ واپی بھی سے جڑا ہوا ہے۔ سب سے نزدیک کا ہوائی اڈہ ممبئی ہے۔ سلواسہ۔ بیر یا روڈ، سلواسہ۔ نرولی روڈ، سلواسہ منسات روڈ کو چار لین کا بنایا جا رہا ہے۔ 2002-03 میں 1 کلومیٹر 4 لین روڈ، 3 کلومیٹر بڑی ضلع سڑک اور 2 کلومیٹر دیگر ضلع سڑک بنائی گئی۔

سیاحتی مقامات

گھنے جنگلی علاقے اور اچھے موسم کی وجہ سے دادر اور نگر حویلی میں سیاحتی مقامات کو اولین ترجیح دی گئی ہے۔ کیونکہ آس پاس کے ضلعوں میں کوئی سیاحتی مرکز نہیں ہے اس لئے یہاں بہت بڑی تعداد میں سیاح آتے ہیں۔ اہم سیاحتی مقامات میں تاڑ کیشور، شیومندر، ورانددن، کھان یل کا ہرن پارک، وانگنگا جھیل اور دیپ پارک، دادر، اون دہار پارک، جانوروں کا چھوٹا پارک، بچوں کا پارک، آدی واسی تہذیبی میوزیم اور سلواسہ کا ہیراون پارک، دودھانی اور لوہاڑی کا کھاند یو جنگل میں پانی کے کھیلوں کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ یہ 2002-03 میں شروع ہو جائیگا۔ کھانویل اور چوڑا باغات میں کٹیروں اور دودھانی میں خیموں میں سیاحوں کے ٹھہرنے کا انتظام ہے۔ سلواسا میں سیاحوں کے ٹھہرنے کے لیے "یاتری نواس" شروع ہو چکا ہے۔ اس کے پاس ہی ایک کھلے تھیٹر کی تعمیر کی جا رہی ہے۔ سیاحت کی حوصلہ افزائی کے لئے ہر سال تار پا تیوہار، پتنگ بازی تیوہار، یوم عالمی سیاحت وغیرہ جیسی روایتی اور جدید سرگرمیاں منعقد کی جاتی ہیں۔

تیوہار

اس علاقے میں عام طور سے سارے ہندو، مسلم اور عیسائی تیوہار منائے جاتے ہیں۔ قبائلی افراد اپنے تیوہار مناتے ہیں۔ ورلی اور کوکنا قبائل دوالی کو "برش" کے نام سے مناتے ہیں۔ کوکنا قبیلے کے افراد "اواتچ" تیوہار ہی مناتے ہیں جس میں خاص طور پر عورتیں حصہ لیتی ہیں۔ ڈھڈیا اور ورلی قبائل ایک اور تیوہار "دوسو" مناتی ہیں۔ ڈھڈیا قبیلہ راکھی بندھن کا تیوہار بھی مناتا ہے۔ ورلی، کوکنا اور کولی قبائل "بھاوڑا" تیوہار مناتے ہیں۔ یہاں کے سبھی ذاتوں کے افراد فصل کاٹنے سے پہلے گرام دیوی کی اور فصل کاٹنے کے بعد "کالی پوجا" کا تیوہار مناتے ہیں۔

حکومت

ایڈمنسٹریٹر:	ارون ماتھر
ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	ممبئی ہائی کورٹ کے تحت

دمن اور دیو

رقبہ:	112 مربع کلومیٹر	آبادی:	1,58,059
راجدھانی:	دمن	اہم زبان:	گجراتی

تاریخ اور جغرافیہ

دمن اور دیو اور گوا ملک کی آزادی کے بعد بھی پرتگال کے ماتحت رہے۔ 1961 میں انہیں بھارت کا حصہ بنا دیا گیا۔ یہ رقبہ پہلے مرکز کے زیر انتظام رقبہ گوا، دمن اور دیو کا حصہ تھے۔ 30 مئی 1987 کو گوا کو ریاست کا درجہ دئے جانے کے بعد دمن اور دیو کو الگ مرکز کے زیر انتظام رقبہ بنایا گیا۔ دمن ممبئی سے تقریباً 193 کلومیٹر دور ہے۔ یہ شمال میں کولاک ندی، مشرق میں گجرات، جنوب میں کلائی ندی اور مغرب میں بحر عرب سے گھرا ہے۔ گجرات کا والساڑ دمن کا پڑوسی ضلع ہے۔ دیو دو پلوں سے جڑا ہوا جزیرہ ہے۔ گجرات کا جوناگڑھ دیو کا پڑوسی ضلع ہے۔

زراعت اور آبپاشی

یہاں کی اہم فصلیں دھان، راگی، باجرہ، جوار، مونگ پھلی، دالیں، سیم، گیہوں، سپوٹا، کیلا، پپیتا، ناریل، گنا اور آم ہیں۔ اس علاقے میں کوئی بڑا جنگل نہیں ہے۔ آبپاشی کا مجموعی رقبہ 1,121.03 ہیکٹر ہے۔

صنعت اور بجلی

دمن اور دیو میں 2,707 چھوٹی صنعتیں ہیں۔ دمن میں اومنی بس صنعتی فروغ کارپوریشن کے ذریعہ صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے دو صنعتی علاقے بنائے گئے ہیں۔ دابھول، بھاپور، کدائیاں دوسرے صنعتی علاقے ہیں۔

سبھی گاؤں میں بجلی پہنچ گئی ہے۔ دمن اور دیو کو مغربی علاقے کے مرکزی بجلی گھروں سے مناسب بجلی مل رہی ہے۔ دمن میں 66/11 کلوواٹ کے تین سب اسٹیشن ہیں۔ ایک کاچی گام میں (30 ایم وی اے) کا اور دوسرا دلواڑ میں (20 ایم وی اے) کا 66/11 کلوولٹ کا ایک سب اسٹیشن داحیل (10 ایم وی اے) میں بنایا جا گیا ہے۔ مارواڑ میں ایک سب اسٹیشن 20 کلوواٹ کا ہے۔ دیو میں صرف یک سب اسٹیشن (20 MVA) ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

دمن اور دیو میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی بالترتیب 191 کلومیٹر اور 78 کلومیٹر ہے۔

ریلوے

دمن اور دیو ریل لائنوں سے نہیں جڑے ہیں۔ دمن کا سب سے نزدیک کا ریلوے اسٹیشن واپی ہے جو مغربی ریلوے کے ممبئی دلی راستے پر واقع ہے۔ دیو کا نزدیکی ریلوے اسٹیشن میٹر گیج لائن پر واقع دلواڑہ ہے۔

فضائی خدمات

دمن اور دیو دونوں جگہوں پر ہوائی پٹی دیو فضائی خدمات سے جڑا ہے۔ ممبئی سے دیو تک کی باقاعدہ فضائی سروس موجود ہے۔

سیاحتی مقامات

دمن کے اہم سیاحتی مراکز میں دیوکا بیچ، جاپمپور بیچ، کاچھی گام تال، ستیہ ساگر پارک، دلواڑہ، کڑیا سرودر، نانی دمن، جیٹی گارڈن وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں کے پرانے چرچ، قلعے، لائٹ ہاؤس اور سمر ہاؤس بھی قابل دید ہیں۔ جالندھر بیچ، نگوا بیچ اور گھوگھلا میں بچوں کا پارک کچھ اور سیاحتی مراکز ہیں۔

حکومت

ایڈمنسٹریٹر:	ارون ماتھر
کلکٹر:	اے۔ کے۔ پانڈی
ڈیولپمنٹ کمشنر:	گیانندر سری واستو

اس وقت مہاراشٹر اور گوا ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام رقبہ دادر اور نگر حویلی اور دمن اور دیو کے لئے ممبئی ہائی کورٹ ہی مشترک ہائی کورٹ ہے

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر مقام
1۔	دمن	72	1,13,949	دمن
2۔	دیو	40	44,110	دیو

دلی

رقبہ:	1,483 مربع کلومیٹر	اہم زبانیں:	ہندی، پنجابی اور اردو
آبادی:	13.80 ملین (2001 کی مردم شماری کے مطابق)	راجدھانی:	دہلی

تاریخ اور جغرافیہ

دلی پرانے زمانے سے اپنا ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ مہابھارت میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔ بعد میں دلی کی حکومت ایک خاندان سے دوسرے خاندان کو ملتی گئی۔ یہ موریہ، گپتا، پال خاندانوں سے ہوتی ہوئی آخر کار بارہویں صدی میں چوہان حکمرانوں کے قبضے میں آ گئی۔ اس کے بعد تقریباً چار صدیوں تک افغان اور مسلم حملہ آوروں کے قبضے میں رہ کر سولہویں صدی میں مغلوں کے تحت آ گئی۔ اٹھارہویں صدی کے آخری اور انیسویں صدی کے پہلے نصف میں انگریز حکومت نے دلی پر قبضہ کرلیا اور دلی 1911 میں تمام سرگرمیوں کا مرکز بنی۔ 1947 کے بعد دہلی کو ہندوستان کی راجدھانی بنایا گیا اور اسے 1956 میں مرکز کی نگرانی والا رقبہ بنا دیا گیا۔ دیش کے شمالی حصے میں واقع دلی مشرق کے علاوہ ہر طرف سے ہریانہ ریاست سے گھری ہے۔ مشرق میں اتر پردیش کی سرحد اسے چھوتی ہے۔ دلی کی تاریخ میں 69 ویں آئین ترمیم ایک اہم واقعہ ہے جس کے نتیجہ میں قومی راجدھانی خطہ ایکٹ 1991 کے اطلاق ہونے سے دلی میں اسمبلی کی تشکیل ہوئی۔

زراعت

گیہوں، باجرہ، جوار اور مکئی یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔ لیکن اب کسان اناج والی فصلوں کے بجائے پھلوں اور سبزیوں، دودھ کی پیداوار اور مرغی پالنے جیسے کام کو زیادہ ترجیح دے رہے ہیں۔ یہ کام کاشتکاری کے مقابلے میں زیادہ نفع بخش ثابت ہوئے ہیں۔

صنعت

دلی نہ صرف شمالی بھارت کا سب سے بڑا تجارتی مرکز ہے بلکہ یہ چھوٹی صنعتوں کا بھی سب سے بڑا مرکز ہے۔ 1974 کے بعد یہاں بڑی تعداد میں صنعتی اکائیاں قائم ہوئی ہیں۔ ان میں ٹیلی ویژن ٹیپ ریکاڈر، ہلکی انجینیرنگ کے سامان، مشینیں، موٹر گاڑیوں کے حصے پرزے، ریزر بلیڈ، کھیل کود کے سامان، سائیکلیں، پی وی سی سے بنے سامان، جوتے، چپل، کپڑا، کھاد، دوائیں، ہوزری کے سامان، وچمڑے کے سامان اور مشروب بنانے جیسی صنعتیں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ دھاتوں کی ڈھلائی اور الکٹروپلیٹنگ، پرنٹنگ اور اسٹور کرنے والی کئی اکائیاں بھی یہاں قائم ہوئی ہیں۔ دلی کی جدید ملینیم صنعتی پالیسی کے تحت الکٹرانکس، ٹیلی کمیونکیشن سافٹ ویر صنعت اور انفارمیشن ٹکنالوجی کو خدمات کے اہل بنانے والی صنعتوں کے لگانے پر زور دیا گیا ہے۔ دلی میں چھوٹی صنعتی سیکٹر کی صرف ایسی اکائیاں لگانے کی اجازت ہے جن سے آلودگی نہیں ہوتی اور جن میں پانی، بجلی اور جگہ کی کم ضرورت ہوتی ہے اور جو ماہر کاریگروں پر منحصر ہے۔

رہائشی اور صنعتوں کے لئے ممنوع علاقوں میں کام کرنے والی اکائیوں کو دوسرے مقامات پر لے جانے کے لئے قومی راجدھانی کا خطہ دلی کی حکومت نے 1,065 ایکڑ زمین اپنے قبضے میں لی ہے۔ یہ زمین بوانا اور رہولبی کلاں اور ہولبی خورد میں صنعتی کمپلکس بنانے کے لئے لی گئی ہے۔ جھلمل صنعتی ایریا میں لگائی جانے والی 378 گھریلو فیکٹریوں کے بنانے کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ 1800 ایکڑ ایریا بھی حاصل کرلیا گیا ہے اور نئے، صنعتی علاقوں کے لیے اس کو فروغ دیا جارہا ہے۔

آبپاشی

دلی میں دیہاتوں کے تیزی سے اربنائزیشن ہونے کی وجہ سے آبپاشی کے تحت آنے والی قابل زراعت زمین دھیرے دھیرے کم ہوتی جارہی ہے۔ ریاست میں "کیشو پور بہاو آبپاشی اسکیم مرحلہ۔3 اور" گورونیشن ٹریٹمنٹ پلانٹ کے ذریعہ بہتری و بہاؤ وسعت آبپاشی نظام نام کی دو اسکیمیں چلائی جارہی ہیں۔ قومی راجدھانی خطہ، دلی کے دیہی علاقوں میں 350 ہیکٹر کی آبپاشی 52 ریاستی ٹیوب ویلوں کے ذریعہ اور 13,76 ہیکٹر کی آبپاشی اضافی پانی کے ذریعہ کی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ 4,900 ہیکٹر زمین کی آبپاشی ہریانہ حکومت کے تحت مغربی جمنا نہر کے ذریعہ کی جارہی ہے۔ اندرپرستھ اسٹیٹ میں پرگتی کمبائنڈ سائکل بجلی پروجکٹ شروع ہوگیا ہے۔ 330 میگاواٹ کے پرگتی پروجکٹ زیر تعمیر ہے اور جلد ہی شروع ہوجائیگی۔ اس کے 110 میگاواٹ والے پہلے مرحلے کو جانچ کے لئے شروع کردیا گیا ہے۔

بجلی

2002-03 میں دلی میں بجلی کی مانگ اب تک کی سب سے زیادہ یعنی 3,256 میگاواٹ ہوگئی ہے۔ راجدھانی میں بجلی پیدا کرنے کی ذمہ داری دلی بجلی بورڈ پر ہے بورڈ کا راج گھاٹ بجلی گھر اندرپرستھا اسٹیشن اور بدرپور تھرمل پاور بجلی گھر سمیت گیس ٹربائن پر مبنی اکائی اور ان سے بجلی کی پیداوار بڑھانے میں مدد ملی ہے۔ دہلی میں 850-900 میگاواٹ بجلی کی پیداوار ہورہی ہے اس کے علاوہ باقی بجلی نیشنل تھرمل پاور کارپوریشن کے بدرپور کے حرارتی بجلی گھر سے لی جارہی ہے۔

بجلی تقسیم کو بہتر طور پر انجام دینے کے لئے دلی ودیوت بروڈ کی نج کاری کردی گئی اور دہلی کا بجلی انتظام اب ملک کے دو بہترین بجلی اداروں BSES اور ٹاٹا پاور (NDPL) کے کیا جارہا ہے

ٹرانسپورٹ

دلی سڑکوں، ریل لائنوں اور فضائی خدمات کے ذریعہ بھارت کے سبھی حصوں سے جڑا ہوا ہے۔ یہاں تین ہوائی اڈے ہیں۔ بین الاقوامی پروازوں کے لئے اندرا گاندھی بین الاقوامی ہوائی اڈہ، اندرون ملک پروازوں کے لئے پالم ہوائی اڈہ اور تربیتی پروازوں کے لئے صفدر جنگ ہوائی اڈہ استعمال کیا جارہا ہے۔ دلی میں تین اہم ریلوے اسٹیشن بھی ہیں۔ یہ دلی جنکشن، نئی دہلی ریلوے اسٹیشن اور حضرت نظام الدین ریلوے اسٹیشن کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ کشمیری گیٹ کے بین ریاستی بس ٹرمنل کے علاوہ سرائے کالے خاں اور آنند وہار میں بھی بین ریاستی بس ٹرمنل بنائے گئے ہیں۔ دہلی شہر میں گاڑیوں سے بڑھتی آلودگی اور نقل وحمل کی درہم برہم حالت کو دیکھتے ہوئے حکومت ہند نے دہلی میں ماس ریپڈ ٹرانزٹ سسٹم (MRTS) لاگو کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ پروجکٹ لاگو کیا جارہا ہے اور اس میں جو بہ فن کارانہ ٹکنالوجی کا استعمال کیا جارہا ہے۔ میٹرو ریل پروجکٹ عملی شکل اختیار کررہا ہے۔ اور 2005 تک اسے پورا ہوجانے کا امکان ہے۔ اس کا پہلا حصہ شاہدرہ سے تیس ہزاری تک بن کر تیار ہوگیا اور دسمبر 2002 میں وزیر اعظم نے اس کا افتتاح کیا۔

تیوہار اور میلے

بڑا شہر ہونے کی وجہ سے یہاں ملک کے مختلف حصوں کے لوگ رہتے ہیں اور بھارت کے سبھی اہم تیوہار یہاں منائے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ دلی کی سیاحتی اور ٹرانسپورٹ کے فروغ کی کارپوریشن کچھ سالانہ تیوہار بھی منعقد کرتے ہیں۔ پتنگ اڑانے کا تیوہار، روشن آرا تیوہار، شالیمار تیوہار، قطب تیوہار، موسم سرما کا میلہ، باغوں اور سیاحت کا میلہ اور آم تیوہار دلی میں سالانہ منعقد ہوتے ہیں جو ایک توجہ کا مرکز بن گئے ہیں۔

سیاحتی مقامات

دلی کے اہم سیاحتی مقامات میں لال قلعہ، جامع مسجد، قطب مینار، انڈیا گیٹ، بڑلا مندر، ہمایوں کا مقبرہ، اور لوٹس ٹیمپل وغیرہ شامل ہیں، دلی ریاست کی سیاحت اور ٹرانسپورٹ کی کارپوریشن سیاحوں کو یہاں کی مختلف جگہوں کی سیر کرانے کے لئے خصوصی بس خدمات فراہم کرتی ہے۔ کارپوریشن نے پیراسیلنگ، راک کلائمبنگ، اور بوٹنگ جیسے کاموں کے لئے سہولتیں پیدا کی ہیں۔ کارپوریشن کے ذریعہ دلی میں پانچ کافی ہوم بھی چلائے جارہے ہیں۔ کارپوریشن نے، دلی ہاٹ، کو فروغ دیا ہے جہاں مختلف ریاستوں کی غذائی اشیا اور کافی ایک ہی مقام پر دستیاب ہوتی ہیں۔ دہلی کے مختلف حصوں میں اس طرح مزید ہاٹوں کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ کارپوریشن دہلی کے مختلف حصوں میں کافی ہوم بھی چلائے جارہے ہیں۔ ''گارڈن آف فائیو سنسز'' دہلی میں کھلا ہوا ہے جو دہلی میں آنے والے سیاحوں کی کشش کا مرکز ہے۔

حکومت

لیفٹیننٹ گورنر:	وجے کپور	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار: دلی
وزیر اعلیٰ:	شیلا دکشت	چیف جسٹس: بی۔ سی۔ پٹیل
اسپیکر:	چودھری پریم سنگھ	
چیف سکریٹری:	شیلجا چندرا	

لکش دیپ

رقبہ:	32 مربع کلومیٹر	آبادی:	60,595
راجدھانی:	کوارتی	اہم زبان:	جیسری (دیویپ بھاشا) اور محل

تاریخ اور جغرافیہ

ان جزائر کی ابتدائی تاریخ کے بارے میں بہت زیادہ معلوم نہیں ہے۔ یہ مانا جاتا ہے کہ امنی، کالپینی، اندروت اور کوارتی اور اکاتی جزائر پر پہلے پہل لوگ آ کر بسے۔ پہلے یہ تسلیم کیا جاتا تھا کہ جزائر میں آ کر بسنے والے لوگ ہندو تھے اور تقریباً چودھویں صدی میں کسی وقت عرب تاجروں کے اثر سے مسلمان بن گئے۔ لیکن حال ہی میں آثار قدیمہ کی کھدائی سے پتہ چلتا ہے کہ تقریباً چھٹی یا ساتویں صدی کے آس پاس یہاں بودھ رہتے تھے۔ سب سے پہلے اسلام مذہب کو اپنانے والے جن باشندوں کا پتہ چلتا ہے وہ 139 ہجری سال (آٹھویں صدی) کے وقت کے معلوم ہوتے ہیں۔ اس تاریخ کا پتہ اگاتی میں حال ہی میں تلاش کئے گئے مقبروں کے پتھروں پر کندہ تاریخوں سے چلتا ہے۔ یہ بات مقامی روایات سے ثابت ہوتی ہے کہ اس جزیرے میں عرب صوفی عبیداللہ 41 ہجری میں اسلام لے کر آئے۔

شاید سولہویں صدی میں ان جزائر میں بسنے والے افراد کو پرتگالیوں کے قبضے میں جانے سے بچنے کے لئے چرکال کے راجا کی مدد لینی پڑی۔ اس سے وہ یہاں اپنا رسوخ قائم کرسکا اور بعد میں ان جزائر کو کنانور میں موپلا قوم کے سربراہ علی راجا کو جاگیر کے طور پر دے دیا۔ ارکل حکومت اچھی نہیں رہی اور 1787 میں ٹیپو سلطان نے ان جزائر پر قبضہ کرنے کی شمال کے جزیروں کے باشندوں کی درخواست منظور کر لی۔ ٹیپو سلطان کے زوال کے بعد یہ جزیرے ایسٹ انڈیا کمپنی کے اختیار میں دے دئے گئے لیکن ان پر کنانور کے حکمراں اس وقت تک حکومت کرتے رہے، جب تک کہ آخرکار بیسویں صدی کے آغاز میں انگریزوں نے ان پر قبضہ نہیں کر لیا۔ 1956 میں ان جزائر کو ملا کر مرکزی نگرانی والا رقبہ بنا دیا اور تب سے اس کی حکومت مرکزی سرکار کے منتخب حاکم کے ذریعے چل رہی ہے۔ 1973 میں لکا جزیرہ، مینیکائے، اور امین جزائر کا نام لکشن دیپ کر دیا گیا۔

لکش دیپ، مونگے کے جزائر کا ایک گروپ ہے جس میں 12 مرجان کا جزیرہ تین سمندر میں سطح کے برابر اونچی چٹانیں اور غرقاب ریتیلے ساحل شامل ہیں۔ یہاں کے مجموعی 36 جزائر میں سے صرف 10 میں آبادی ہے۔ یہ جزیرے شمالی طول البلد میں °8 اور 1'3°12 پر اور مشرق میں °71 اور °74 ارض البلد پر کیرل کے ساحل سے تقریباً 280 سے 480 کلومیٹر دور بحیرہ عرب میں پھیلے ہوئے ہیں۔

زراعت

اس علاقے کی واحد اہم فصل ناریل ہے۔ اس کی پیداوار ہر سال 53,05,78,750 ناریل ہے۔ یہ 2579 ہیکٹر علاقہ میں پیدا کیا جاتا ہے۔

ماہی گیری

یہاں کا اہم پیشہ ماہی گیری ہے۔ اس علاقے کے چاروں طرف کے سمندر میں بہت زیادہ مچھلیاں ہیں۔ لکش دیپ میں فی کس مچھلی کی دستیابی ملک میں سب سے زیادہ ہے۔ سال 2002 میں اس مرکز کے زیر انتظام اس علاقے میں 9149 ٹن مچھلیاں تھیں۔

صنعت

ناریل کے ریشے اور اس سے بننے والی اشیاء یہاں کی اہم پیداوار ہیں۔ سرکاری علاقے کے تحت ناریل کے ریشوں کی سات فیکٹریاں، ریشہ کی پیداوار اور نمائش کے پانچ مراکز اور ایک ریشہ بننے والی اکائی ہے۔ ان اکائیوں میں ناریل ریشوں اور ستلی کی پیداوار ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ناریل کے ریشے سے بنی چٹائیوں اور دریوں وغیرہ کی بھی پیداوار ہوئی۔ مختلف جزائر میں نجی سیکٹروں میں بھی کئی اکائیاں کام کر رہی ہیں۔

ٹرانسپورٹ

ان جزائر سے کوچین اور بیپور بندرگاہ تک مسافروں کو لانے اور لے جانے کے لئے ایم وی ٹیپو سلطان، ایم وی بھارت سیما اور ایم وی ڈیپ سیت نام کے مسافر جہاز ہیں اور مال ڈھونے کے لئے ایم۔ عبیداللہ، ایم۔ وی تھنا کارا، ایم۔ وی۔ چتریم اور ایم۔ وی۔ لکش دیپ نام کے مال بردار جہاز ہیں۔ جو اس جزیرے کو اہم جگہوں سے جوڑتے ہیں۔ 60 میٹرک ٹن کا تیل بردار ایم وی سیہلی یہاں کے چھوٹے جہازوں اور موٹر کشتیوں وغیرہ کو ایندھن فراہم کرتا ہے۔ خدیجہ بیوی اور حمیدہ بی جہاز منی کائے کے علاوہ دوسرے جزیروں کو آپس میں جوڑتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے اور اہم جگہ سے جوڑنے کے لئے ہیلی کاپٹر کی خدمات بھی موجود ہیں۔ کوچین سے اگتی کے لئے روزانہ اور گوا کے لئے ہفتے میں دو دن انڈین ایئر لائنس کی فضائی خدمات بھی ہیں۔

سیاحتی مقامات

سیاحت، ایک اہم صنعت کے طور پر ترقی حاصل کر رہا ہے۔ اہم سیاحتی مقامات ہیں۔ اگتی، امنی، بنگارام، ہترا، چیری یام، کڈمت، کادرتی، منی کوئے سیہلی وغیرہ۔

حکومت

ایڈمنسٹریٹر: کے۔ ایس۔ مہرا

لکش دیپ کیرالہ ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔

پانڈیچیری

رقبہ:	492 مربع کلومیٹر	آبادی:	9,73,829
راجدھانی:	پانڈیچری	اہم زبانیں:	تمل تیلگو، ملیالم، فرانسیسی، اور انگریزی

تاریخ اور جغرافیہ

پانڈی چیری کے علاقے میں پانڈی چیری، کرائکل، ماہے اور ینام علاقے شامل ہیں جہاں پہلے فرانسیسیوں کی حکومت تھی۔ پانڈی چیری اس علاقے کی راجدھانی ہے جو کبھی بھارت میں فرانسیسیوں کا صدر مقام ہوا کرتا تھا۔ یہ 138 سالوں تک فرانسیسیوں کی حکومت میں تھا، یکم نومبر 1954 کو اسے ہندوستان میں شامل کر لیا گیا۔ اس کے مشرق میں بنگال کی کھاڑی اور بقیہ تین طرف تمل ناڈو کا جنوبی آرکاٹ ضلع ہے۔ پانڈی چیری سے تقریباً 150 کلومیٹر دور جنوب میں مشرقی ساحل پر کرائکل ہے

جبکہ ''ماہے'' مغرب میں مالابار ساحل پر واقع ہے۔ یہاں پر کالی کٹ ہوائی اڈے سے پہونچا جاسکتا ہے جو ماہے سے 70 کلومیٹر دور ہے۔ ''ینام'' آندھرا پردیش کے مشرقی گوداوری ضلع سے متصل ہے اور وشاکھاپٹنم سے 200 کلومیٹر کی دوری پر ہے۔

زراعت

یہاں کے 35 فیصد عوام زراعت اور اس سے متعلق پیشوں میں لگے ہوئے ہیں اور اس علاقے کی 87 فیصد زراعتی زمین پر آبپاشی کی سہولتیں موجود ہیں۔

دھان یہاں کی اہم فصل ہے۔ جوار، باجرہ، کپاس گنا، مونگ پھلی اور دالیں یہاں کی اہم نقدی فصلیں ہیں۔ 03-2002 میں 23,896 ہیکٹر زمین پر دھان کی کھیتی ہوئی۔

صنعت

31 مارچ 2003 تک 82,790 افراد کو صنعتی سیکٹروں میں روزگار ملا ہوا تھا۔ ان صنعتوں میں علاقے کی 7,068 صنعتوں میں 16.2796 ارب روپے کا سرمایہ لگا ہوا تھا۔ مئی 2003 تک مندرج صنعتی اکائیوں کی تعداد 7,126 تھی۔ ان صنعتی اکائیوں سے 10,444.86 کروڑ روپے قیمت کی پیداوار ہوئی۔ صنعتوں میں کپڑا، کمپیوٹر اور اس کے لوازمات، UPS اور دیگر الکٹرانک اشیاء، چینی، سوتی دھاگا، کاغذ، اسپرٹ اور بیئر، پوٹاشیم کلوریٹ، چاول کی بھوسی کا تیل، موٹر گاڑیوں کے حصے پرزے، صابن، امینوایسڈ، ڈسپوزیبل سرنج، رونگ شیٹ، نائلون مونوفیلامنٹ، سخت گلیٹن کیپسول، واشنگ مشین، چمڑے کے جوتے، کاسٹک سوڈا، ایل پی جی سلینڈر، آکسیجن اور اسٹیلین گیس، صنعتی تیزاب، کمپیوٹر مانیٹر، اورکی بورڈ، اسٹارٹر، بجلی کی موٹر وغیرہ جیسی چیزیں تیار کی جاتی ہیں۔ 02-2001 کے دوران ان صنعتی اکائیوں سے تیار کیے گئے مال کی برآمداتی قیمت 320.34 کروڑ روپے تھی۔

آبپاشی اور بجلی

پانڈیچری میں آبپاشی زیادہ تر تالابوں اور پمپوں سے ہوتی ہے۔ یہاں 6,456 ہیکٹر صلاحیت والے 84 تالاب ہیں جن میں دو (آؤسیٹری اور باہور) نسبتاً زیادہ بڑے ہیں۔ پمپوں سے آبپاشی کا انتظام نجی علاقوں میں ہے۔ اس کے علاوہ 84 سطح زمین ذخیرہ کرنے والے آبپاشی ٹینک بھی ہیں۔ جنکا کمان ایریا 6,765 ہیکٹر ہے اور پانی جمع کرنے کی صلاحیت 464 لاکھ مکعب میٹر ہے۔ کرائیکل علاقے کا کاویری ڈیلٹا 83 کلومیٹر لمبا ہے جس میں کاویری کے معاون دریا اور تقریباً 1100 کلومیٹر لمبے چینل ہیں۔ اس کے علاوہ مرکز کے زیر انتظام اس علاقے میں بارش کے پانی کا ذخیرہ، سطح زمین اور زیر زمین پانی کے فروغ اور تحفظ کے لیے مصنوعی رچارج تدابیر کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ نجی سیکٹر کے 7000 ٹیوب بجلی کرائیکل علاقے میں متواتر بجلی فراہمی بنائے رکھنے کے لیے پلئی تھیروواسل میں 110/11 KV سب اسٹیشن کا قیام اور سوراکوڈا سب اسٹیشن کی توسیع کا کام میسرز پاور گرڈ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ کو سونپا گیا ہے، جو پیش رفت پر ہے۔ پانڈیچری خطے میں تھیتم پکم اور باہور کے 110/22 KV سب اسٹیشن میں اضافی پاور پاور ٹرانسفارمر لگائے گئے ہے۔ اور پانڈیچری ٹاون ایریا میں 110/11 KV کے گیس انسولیٹیڈ سب اسٹیشن لگائے جانے کی تجویز ہے۔ اسی سلسلے میں پاور گرڈ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ کے ذریعہ درج بالا سب اسٹیشن کے لیے قابل عمل مطالعہ کا کام پورا کرلیا گیا ہے اور حتمی پروجکٹ رپورٹ پاور گرڈ کارپوریشن کے ذریعہ تیار کی جارہی ہے۔

کورکادوگاؤں میں 110/22 KV سب اسٹیشن کے قیام کے لیے 01-14-30 HA ہیکٹرز میں حاصل کرلی گئی ہے اور سب اسٹیشن قائم کرنے کے لیے زمین حاصل کرنے کا کام پیش رفت پر ہے۔ وولٹیج میں بہتری کے لیے مختلف اسٹیشنوں پر کیپسٹر بینک بنانے کی تجویز ہے۔ اس مرکز کے زیرانتظام علاقے کی ترسیل وتقسیم کا نقصان 12.5 فی صد ہے جو کہ دیگر ریاستوں اور مرکز کے زیرانتظام علاقوں کے مقابلے بہت کم ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

اس مرکزی علاقے میں تازہ معلومات کے مطابق سڑکوں کی کل لمبائی 2,443 کلومیٹر ہے۔ اس میں 212 کلومیٹر اور 394 کلومیٹر علی الترتیب دیہی اور دیگر سڑکوں (قومی شاہراہ، ریاستی شاہراہ اور ضلعی سڑکیں) کے زمرے میں آتی ہیں ان کی دیکھ بھال محکمہ تعمیرات عامہ کرتا ہے۔ باقی 1,836 کلومیٹر میونسپلٹیوں اور پنچایتوں کو (علی الترتیب 671 کلومیٹر اور 1,166 کلومیٹر) ہیں۔ وہ ہی ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

ریلوے

پانڈیچری میٹر گیج ریل لائن سے چنئی سے جڑا ہے۔ بڑی ریل لائن کا قریبی اسٹیشن ولوپورم جنکشن ہے جو یہاں سے 40 کلومیٹر دور ہے۔

فضائی خدمات

قریبی ہوائی اڈہ چنئی پانڈیچری سے 160 کلومیٹر کی دوری پر ہے۔

سیاحتی مقامات

17 ویں صدی میں بھارت میں فرانسیسی کی نوآبادی رہنے کی وجہ سے پانڈیچری میں اس زمانے کی کئی یادیں موجود ہیں۔ یہاں کے منظم اور منصوبہ بند شہروں، صاف ستھری سڑکوں، وسیع اور شاندار سمندری ساحلوں، چرچوں، عمارتوں، گاندھی اسکوائر اور جون آف آرک اور جوسیف فرینکوئس کے بتوں وغیرہ میں فرانسیسی اثرات کی جھلک نظر آتی ہے۔ پانڈیچری کرائیکل، ینام اور ماہے انڈین یونین میں 1954 میں شامل ہوئے تھے۔ اس کے اہم سیاحتی مقامات جنگ میموریل، فرنچ باؤل وار ٹاؤن شری اروند آشرم، اوروولے میوزیم، بوٹینیکل گارڈن، چنم ریسارٹ، ڈانسنگ میوزیکل فاؤنٹین، پانڈیچری میں اوسوڈو لیک، لارڈ سینسور مند (تھرونولر) اورولے بیچ وغیرہ کچھ دیگر سیاحوں کی دلچسپی کے مقامات ہیں۔

حکومت

گورنر:	پی۔ایس۔راماراؤ (اضافی چارج)	اسپیکر:	ایم۔ڈی۔آر۔رام چندرن
وزیراعلیٰ:	این رنگاسوامی	چیف سکریٹری:	ڈاکٹر آر۔پدمانابھن

پانڈیچری مدراس ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔

ضلعوں کے رقبے آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
1-	پانڈیچیری	293	7,35,004	پانڈیچری
2-	کرائکل	161	1,70,640	کرائکل
3-	ماہے	9	36,823	ماہے
4-	ینام	30	31,362	ینام

30۔ خاص قومی واقعات

(اکتوبر 2002 سے ستمبر 2003 تک)

اکتوبر 2002

1۔ جموں وکشمیر میں اسمبلی پولنگ کے تیسرے مرحلے میں دہشت گردوں کے کئی حملوں اور انتخابات کے بائیکاٹ کے باوجود اوسط ووٹ پڑے۔

- پبلک ایڈمنسٹریشن اور مینجمنٹ سائنس میں عمدہ کارکردگی کے لیے سال 2002 کے لیے پروقار لال بہادر شاستری قومی ایوارڈ انفوسس ٹکنالوجیز لمیٹیڈ کے چیرمین این۔ آر۔ نارائن مورتی کو پیش کیا گیا۔

2۔ این ڈی اے حکومت میں عدم سرمایہ اندرازی (ڈی انوسٹمنٹ) کی تائید اور مخالفت کی پالیسی جنگ پھر ابھر کر سامنے آئی۔

4۔ مرکزی حکومت نے زنا کاری اور قتل جیسے وحشیانہ جرائم کے مجرموں کو انتخابات میں کھڑے ہونے سے روکنے کے لیے عوامی نمائندگی ایکٹ کے اہتمام کو اور سخت کرنے کا فیصلہ کیا۔

5۔ ہندوستان نے اڑیسہ کے بالیشور ضلع میں چاندی پور آن سی کے عبوری جانچ رینج سے سطح سے سطح پر کم دوری تک مار کرنے والے جدید ترین میزائل آکاش کا تجربہ کیا۔

8۔ جموں وکشمیر میں اسمبلی انتخابات کے چوتھے اور آخری مرحلے میں ڈوڈا ضلع میں لشکر طیبہ کے خودکش دستے نے ایک پولنگ مرکز کو اڑانے کی کوشش کی۔

11۔ بوسان ایشیائی کھیلوں میں مردوں کے ڈبل ٹینس مقابلے میں لینڈر پیس اور مہیش بھوپتی کی جوڑی نے گولڈ میڈل جیتا۔

- گجرات کی سن رسیدہ تھیٹر فنکارہ دینا پاٹھک کا ممبئی میں انتقال۔

12۔ بوسان ایشیائی کھیلوں میں ہاکی کے فائنل میں ہندوستان، جنوبی کوریا سے 4-3 سے ہار اور سلور میڈل حاصل کیا۔

13۔ بوسان ایشیائی کھیلوں میں خواتین کی ریلے ٹیم نے 4x400 میٹر کی ریلے دوڑ میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔

14۔ وزیر مملکت برائے امور خارجہ عمر عبداللہ نے اپنا استعفا وزیر اعظم کو سونپا۔

15۔ کمل پانڈے کے کیبنٹ سکریٹری بننے کے بعد این گوپال سوامی نے نئے داخلہ سکریٹری کے طور پر کام کاج سنبھالا۔

16۔ حکومت نے پاکستان کے ساتھ بین الاقوامی سرحدی چوکیوں سے فوجیوں کو ہٹانے کا فیصلہ کیا جس سے آزادی کے بعد سے سرحد پر فوج کو جنگ میں تیار حالت میں رکھنے کی سب سے بڑی اور سب سے لمبی قواعد ختم ہوگئی۔

17۔ جموں وکشمیر اسمبلی چھ سال کی مدت پوری ہونے اور سبکدوش ہونے والے وزیراعلیٰ فاروق عبداللہ کے ذریعہ قائم مقام وزیراعلیٰ کے طور پر کام کرنے سے انکار کیے جانے کے بعد ریاست میں چھ مہینے کے لیے گورنر راج لاگو کر دیا گیا۔

18۔ سچن تندولکر، بین الاقوامی کرکٹ میں 20,000 رن بنانے والے پہلے بلے باز بنے۔

- صدر جمہوریہ نے 8 نومبر کو ریٹائر ہونے والے جسٹس بی۔ این۔ کرپال کی جگہ سپریم کورٹ کے سینیر ترین جج جسٹس گوپال بلو وپٹنا ئک کو نیا چیف جسٹس آف انڈیا مقرر کیا۔

19۔ وزیراعظم اٹل بہاری واجپئی نے بھارت سنچار نگم لمیٹڈ کی ملک گیر سیلولر خدمات کا افتتاح کیا۔

20۔ سطح سے سطح پر 250 کلومیٹر تک مار کرنے والی پرتھوی-II- منجنیق میزائل کو ہندوستانی فضائیہ (IAF) میں شامل کیا گیا۔ اس سے IAF ایسی پہلی ایرفورس بن گئی ہے جس کے پاس سطح سے سطح تک مار کرنے والی منجنیق میزائل موجود ہے۔

22۔ ہندوستان اور امریکہ نے آگرہ میں اب تک کی سب سے بڑی مشترکہ فضائیہ مشق کی۔

23۔ جے پور کے اکشت سنگھل جس نے 14 سال کی عمر میں ہندوستان میں مائیکروسافٹ سرٹیفائیڈ سسٹم انجینیر بننے کا فخر حاصل کیا تھا، اس نے 17 سال کی عمر میں ایک اور کامیابی حاصل کی۔ اس نے شمسی نظام میں مریخ اور مشتری کے درمیان سیارچہ پٹی میں ایک خورد سیارہ نمبر 12599 کا پتہ لگایا جس کا نام 'سنگھل' رکھا گیا ہے۔

25۔ سپریم کورٹ نے پہلی جولائی سے نافذ ہوئی سول ضابطہ کوڈ میں کی گئی ترامیم کو آئینی لحاظ سے جائز ٹھہرایا۔

26۔ تقریباً دو ہفتے کے صلاح ومشورے کے بعد کانگریس آخرکار جموں وکشمیر میں پی پلس ڈیموکریٹک پارٹی (PDP) کے صدر مفتی محمد سعید کو جموں وکشمیر میں حکومت کی تشکیل میں مدد دینے کو راضی ہوئی۔ معاہدے کے مطابق تین سال تک مفتی محمد سعید وزیراعلیٰ رہیں گے اور اس کے بعد کانگریس کے پاس باقی تین سال کی مدت کے لیے وزیراعلیٰ کا عہدہ رہے گا۔

27۔ جموں وکشمیر میں سرکار بنانے کا دعویٰ کرنے جا رہے پی پلس ڈیموکریٹک پارٹی و کانگریس اتحاد نے مرکز سے استدعا کی کہ وہ ریاست میں سماج کے سبھی طبقات کے لوگوں کے ساتھ بغیر شرط مذاکرات کرے۔ اتحاد نے سرحد پار "پاکستان سے چلائی جا رہی دہشت گردی" سے نمٹنے کی قومی کوششوں کو پوری حمایت کے ساتھ ساتھ "زخموں پر مرہم لگانے" کے بارے میں اپنی وابستگی ظاہر کی۔

28۔ اسمبلی اور لوک سبھا کے انتخابات کے بارے میں اپنے تاریخی فیصلے میں ہائی کورٹ نے یہ اہتمام کیا کہ نئے انتخابات ایوان کے تحلیل ہونے کے 6 مہینے کے اندر کیے جائے جائیں نہ کہ ایوان کے آخری اجلاس کے چھ مہینے کے اندر۔

29۔ مرکزی کیبنٹ نے دسویں پنج سالہ منصوبے کی سفارشات کی منظوری دی جس میں ریاستوں کے لیے 6,71,009 کروڑ روپے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

30۔ مرکز نے کیرتی راول کو ہندوستان کا سالسٹر جنرل مقرر کیا۔ وہ ہریش سالوے کی جگہ لیں گے جن کی مدت عہدہ 3 نومبر کو پوری ہو رہی ہے۔

31۔ موجودہ وائس چیف آف آرمی اسٹاف لیفٹیننٹ جنرل نرمل چندر وجے یکم جنوری کو اگلے آرمی چیف کا عہدہ سنبھالیں گے۔ وہ جنرل ایس پدمنابھن کی جگہ لیں گے۔

نومبر

1۔ دنیا بھر سے طب اور اس سے متعلق افراد کی موجودگی میں کوچی میں وید منتروں کے ساتھ عالمی آیورویدکو کانگریس 2000 کا افتتاح کیا گیا۔

- ٹی۔آر۔ پرساد کی جگہ کمل پانڈے نے نئے کیبنٹ سکریٹری کی ذمہ داری سنبھالی۔

- ریزرو بینک آف انڈیا کے ذریعہ اعلان کی گئی نئی سہولت کے تحت اب لائسنس یافتہ بینک کے تحت غیر مقیم ہندوستانی غیر ملکی کرنسی اکاؤنٹ چلا سکیں گے۔

2۔ وزیر مالیات کے صلاح کار وجے کیلکر کی سربراہی میں بالواسطہ ٹیکسوں کے بارے میں ٹاسک فورس نے جامع ٹیکس اصلاحات کی سفارش کی۔

3۔ ملک کی ہوائی توانائی صلاحیت کو آنکنے کے لیے اعلیٰ معیاری کمپیوٹر ماڈلنگ پر مبنی ہوا توانائی اٹلس تیار کیا جارہا ہے۔ اب تک جن 201 مقامات کی شناخت کی گئی ہے ان سے کل 7,500 میگاواٹ بجلی پیدا کی جاسکتی ہے۔

6۔ قومی قانونی خدمات اتھارٹی ایکٹ کے اہتمام کو لاگو کرنے کے لیے 8 نومبر کو قومی قانونی خدمات اتھارٹی دن کے موقع پر مرکز نے اتھارٹی کو 2003-2002 کے لیے چھ کروڑ روپے مالی اعانتی امداد کے طور پر دیے۔

7۔ غیر منظم سیکٹر کے مزدوروں کے لیے مرکز پنشن کے نظام کا اہتمام کر رہا ہے۔

8۔ سپریم کورٹ کے سینیر ترین جج جسٹس گوپال بلبھ پٹنائک کو ہندوستان کے 32 ویں چیف جسٹس کے طور پر حلف دلایا گیا۔

12۔ ہندوستانی صنعتی ترقیاتی بینک (IDBI) کو بنک میں بدلنے کے لیے حکومت نے IDBI ایکٹ منسوخ کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کی معاشی حالت میں اصلاح کے لیے 2,500 کروڑ روپے کا اہتمام کیا۔

- انفوسس (Infosys) کے چیرمین این نارئن مورتی کارپوریٹ حکمرانی کے بارے میں ہندوستانی کمیٹی برائے سیکوریٹیز اور ایکسچینج بورڈ کی سربراہی کریں گے جو درج فہرست کمپنیوں کے ذریعہ کارپوریٹ حکمرانی ضابطہ کے نفاذ کا جائزہ لے گا۔

13۔ وزیراعظم نے اس سال خشک سالی سے متاثر کسانوں کے فصلی قرضوں کی وصولی معاف کرنے اور باغان لگانے والوں کی مدد کے لیے 500 کروڑ روپے کا فنڈ بنانے کے ذریعہ خاص راحت کا اعلان کیا۔

- حکومت نے پرنٹ میڈیا میں خبریں اور حالات حاضرہ کے موضوعات کے سوائے دیگر موضوعات کے وسائل میں 74 فی صد بلاواسطہ غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے رہنما اصولوں کا اعلان کیا۔

14۔ بہار میں ساسارام کے پسولی میں واقع پروجیکٹ کے ہائی وولٹیج ڈائرکٹ کرنٹ (HVDC) ٹرانسمیشن نظام کے شروع ہوجانے سے پاور گرڈ کارپوریشن آف انڈیا ملکی پیمانے پر پاور گرڈ بنانے کے مقصد کے قریب پہنچ گیا۔

16۔ مرکز نے خشک سالی سے متاثر 14 ریاستوں کے لیے قومی ناگہانی حالات فنڈ سے 2000 کروڑ روپے کی راحت کا اعلان کیا۔

17۔ انتخابات میں بدعنوانی کو روکنے کے لیے سپریم کورٹ نے یہ اہتمام کیا کہ ہارے ہوئے امیدوار کے ذریعہ جیتے ہوئے امیدوار کے خلاف انتخابات میں بدعنوان طور طریقوں کے استعمال سے متعلق عرضداشت عدالتوں کے ذریعہ صرف تکنیکی بنیاد پر خارج نہیں کی جانی چاہیے۔

19۔ صدر ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام نے امن، ترک اسلحہ اور ترقی کے لیے 2001 کا اندرا گاندھی بین الاقوامی امن ایوارڈ جاپان کے سفارت کار اور انسانی حقوق کے سرگرم کارکن سداکو اوگاتا کو پیش کیا۔

20۔ سپریم کورٹ نے نجی میڈیکل کالجوں کو تسلیم کرنے کے عمل اور انسپکٹروں کی تقرری کی نگرانی کے لیے میڈیکل کونسل آف انڈیا کے چار معروف ڈاکٹروں کی نگرانی کمیٹی کی تشکیل کی۔

- 250 کلو میٹر طویل اراولی پہاڑی سلسلے میں وسائل کے اندھادھند استعمال اور اس سے ماحول کو ہو رہے مستقل نقصان کو روکنے کے لیے سپریم کورٹ نے ہریانہ سے راجستھان تک پورے اراولی پہاڑی سلسلے میں کان کنی سے متعلق سرگرمیوں پر پابندی لگائی۔

21۔ پرنٹ میڈیا کے اخبار اور حالات حاضرہ کے موضوعات پر شائع ہونے والے رسائل میں 26 فی صد راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی حد کے سلسلے میں امل بنانے کے رہنما اصولوں کا اعلان۔ تھمبا خط استوائی راکٹ لانچنگ اسٹیشن نے روہنی ساؤنڈنگ RH-200 لانچ کیا۔

24۔ نیشنل کیڈٹ کور نے قوم کے تئیں اپنی وقف خدمات کے 54 سال پورے ہونے کے سلسلے میں نئی دہلی میں ایک شاندار تقریب منعقد کی۔

25۔ مرکزی حکومت نے انتخاب میں کسی امیدوار کے مجرمانہ ریکارڈ اور اس کی جائیداد اور واجبات کی معلومات حاصل کرنے کے ووٹر کے حقوق کے لیے قانونی اہتمام کرنے والا انتخابی اصلاح بل لوک سبھا میں پیش کیا۔

26۔ مرکزی کیبنٹ نے اس تنازعہ کو نمٹانے اور باز آباد کاری کا خاکہ تیار کرنے اور کمپنیوں کو بند کرنے کے سلسلے میں پیکج تیار کرنے کے لیے کمپنی لاٹریبونل (CLT) تشکیل کرنے کا فیصلہ کیا۔

- سینیر ایڈوکیٹ، راجو رام چندرن ہندوستان کے اڈیشنل سالسٹر جنرل مقرر کیے گئے۔

- پارلیمنٹ نے بنک کھاتوں میں رقم نہ ہونے کے سبب واپس ہو جانے والے چیکوں کو جاری کرنے والوں کے خلاف سخت سزا کا اہتمام کرنے والے قانون کی منظوری دی۔ نئے قانون کے مطابق اس کے لیے دو سال تک کی قید ہو سکتی ہے۔

27۔ ابتدائی تعلیم کو بنیادی حق بنانے سے متعلق 93 ویں آئینی ترمیم بل کو پارلیمنٹ کی منظوری ملی۔ لوک سبھا نے اسے منظوری دے کر اس تکنیکی کمی کو دور کر دیا جس کے سبب دونوں ایوانوں میں پاس ہونے کے بعد یہ بل 6 مہینے تک التوا میں رہا۔

- سپرسونک کروز میزائل برہموس اگلے دو سالوں میں کمرشیل پیداوار اور فوج کے اسلحہ خانے میں شامل ہونے کے لیے تیار ہو جائے گا۔

28۔ حکومت نے SPG (ترمیم) بل 2002 پیش کیا جس میں سابق وزیر اعظم اور ان کے شریک زندگی کو عہدے سے ہٹنے کی تاریخ سے صرف ایک سال کے لیے اسپیشل پروٹکشن گروپ کا تحفظ فراہم کرنے کا اہتمام ہے۔

- فلمی گیت۔''ادی رگما کیا تھتو (اے رگما، تالی بجا)'' دنیا کی سب سے زیادہ مقبول دھن کا پتہ لگانے کے لیے BBC کے ذریعہ کرائے گئے سروے میں پہلے مقام پر آیا۔

29- اس موسم میں کرناٹک اور تمل ناڈ کے درمیان کاویری ندی کے پانی کے تقسیم کے معاملے کو خوشگوار ماحول میں سلجھانے کے لیے مرکز نے کاویری ندی اتھارٹی (CRA) کی میٹنگ ملتوی کی۔

- مانڈے (میانمار) میں ہندوستانی قونصل خانہ 23 سال کے وقفے کے بعد پھر کھلا۔

دسمبر 2002

1- عالمی ایڈس دن کے موقع پر مرکزی وزیر صحت شترو گھن سنہا نے لوگوں سے ایڈس یا HIV کی سرایت پذیری کے شکار مریضوں کے ساتھ امتیازی سلوک نہ کرنے کی اپیل کی۔

2- پارلیمنٹ نے سیکوریٹیز اینڈ ایکسچینج بورڈ آف انڈیا (ترمیم) بل 2002 پاس کیا جس میں SEBI کو شیئر بازار میں دھاندلیاں کرنے والوں کو سزا دینے کے لیے اور زیادہ اختیار سونپنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ وزیر مالیات نے یقین دہانی کرائی کہ غبن سے متعلق سنجیدہ معاملوں کے لیے آفس قائم کرنے کے قانونی اقدامات کیے جائیں گے۔

3- روس کے صدر ولادی میر پتن تین دن کے ہندوستانی دورے پر نئی دہلی پہنچے۔

- پارلیمنٹ میں پہلا وسط مدتی اقتصادی جائزہ پیش کرتے ہوئے وزیر مالیات جسونت سنگھ نے ترقیاتی شرح 5 تا 5.5 کے درمیان رہنے کا دعوا کیا اور ترقیاتی شرح میں اصلاح کے لیے کچھ تدابیر جیسے ایکسائز ڈیوٹی اور سیلز ٹیکس میں کم سے کم رعایت والے نظام، افزائش قدر نظام (VAT) کی سمت کوشش، پنشن کو معقول بنانے اور ریٹائرمنٹ سے متعلق دیگر فوائد کا اعلان کیا۔

4- وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی اور روس کے صدر ولادی پتن نے دفاعی سیکٹر میں تعاون بڑھانے اور دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے مشترکہ ٹاسک فورس بنانے کے لیے دہلی اعلانیہ پر دستخط کیے۔ دونوں لیڈروں نے اقتصادی، سائنسی اور ثقافتی تعاون بڑھانے کے لیے ایک مشترکہ اعلانیہ جاری کیا۔

8- کشمیری معاشرے میں ثقافت اور زبان کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں عمیق معلومات فراہم کرنے والی فلم ''بب'' جموں میں رسمی طور پر جاری کی گئی۔ تقریباً 40 سال کے وقفے کے بعد کشمیری زبان میں یہ فلم آئی ہے۔

10- کیبل ٹیلی ویژن نٹ ورک (ریگولیشن) ترمیم بل 2000 کو ٹیلی ویژن دیکھنے والے صارفین کے مفاد کے تحفظ کے لیے پارلیمنٹ نے منظوری دی۔ اس قانون کے بن جانے سے کیبل کے صارفین اپنی پسند کے چینلوں کا انتخاب کر کے اس کے مطابق ادائیگی کر سکیں گے۔

11- قانون داں، سیاست داں اور سابق سفیر نانی آردیشر پالکھی والا کا لمبی بیماری کے بعد 82 سال کی عمر میں انتقال۔

12- گجرات اسمبلی انتخابات میں 3.28 کروڑ ووٹروں میں 63 فی صد نے اپنی حق رائے دہی کا استعمال کیا۔

- لوک سبھا نے عوامی نمائندگی ترمیم ایکٹ کو آواز ووٹ سے پاس کر دیا۔ ان خطرناک جرائم کے مجرموں پر سزا پوری ہونے کی تاریخ چھ سال تک انتخاب لڑنے کی پابندی لگائی گئی ہے۔

13۔ فلم صنعت کے معروف پروڈیوسر ڈائرکٹر لیش چوپڑہ کو دادا صاحب پھالکے ایوارڈ 2001 کے لیے منتخب کیا گیا۔

15۔ بھارتیہ جنتا پارٹی نے گجرات اسمبلی کے انتخاب میں 126 سیٹیں جیت کر ایک نیا ریکارڈ بنایا۔

۔ پرم پدم نام کے سپر کمپیوٹر کے فروغ کا کام پورا ہونے کے بعد ہندوستان دنیا کے ان گنے چنے ملکوں میں شامل ہوا جن کے پاس ٹیرا فلاپ سپر کمپیوٹنگ صلاحیت دستیاب ہے۔

16۔ پارلیمنٹ نے اطلاع کی آزادی بل کو منظوری دی جس میں زیادہ شفافی، کھلے پن اور انتظامیہ میں جوابدہی کے لیے سرکاری فائلوں اور اطلاعات تک ہر شہری کی رسائی کو یقینی بنانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۔ لوک سبھا نے کمپیٹیشن بل کو پاس کیا جس میں دیگر باتوں کے علاوہ اجارہ داری اور بندشی تجارتی عمل کمیشن (MRTPC) کی جگہ کمپیٹیشن کمیشن آف انڈیا (CCI) کی تشکیل کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

17۔ لوک سبھا نے عوامی نمایندگی ترمیم ایکٹ پاس کیا جس میں پارلیمنٹ اور اسمبلی کا انتخاب لڑنے والوں کے لیے اپنی جائیداد اور اپنی مجرمانہ سرگرمیوں کی تفصیل دینا ضروری ہوگا۔

18۔ مرکزی کیبنٹ نے ''ریڈیو انقلاب'' کی منظوری دی جس میں یونیورسٹیوں اور اقامتی ہاسٹلوں کے کلاس روموں تک براڈ کاسٹنگ میڈیا کو اجازت دی گئی ہے۔

19۔ جسٹس وشویشر ناتھ کھرے کو جسٹس جی۔ بی۔ پٹنائک کے ریٹائرمنٹ پر 33 ویں چیف جسٹس آف انڈیا کے طور پر حلف دلایا گیا۔

۔ ایک پارلیمانی کمیٹی نے بجلی کے نرخ ناموں کو معقول بنانے اور سبسڈی کے بارے میں پالیسی کو شفاف بنانے کے لیے الکٹرسٹی بل کو منظور کیا۔

20۔ مرکزی حکومت نے بھارتیہ جنتا پارٹی کی دہلی شاخ کے صدر مدن لعل کھورانہ کو دہلی میٹرو ریل کارپوریشن کا چیئرمین مقرر کیا۔

21۔ معروف گیت کار اور مصنف گلزار، تمل مصنف سری بالا سبرنیم اور مراٹھی ڈرامہ نگار مہیش ایل کنجوار اس سال کے ساہتیہ اکاڈمی ایوارڈ کے لیے منتخب کیے گئے 22 ادیبوں میں شامل ہیں۔

22۔ گجرات میں نریندر مودی نے اپنے 16 ممبروں کی دو سطحی وزارت کے ساتھ حلف لے کر اپنی دوسری پاری کی شروعات کی۔

24۔ بحریہ چیف ایڈمرل مادھویندر سنگھ چیف آف اسٹاف کمیٹی کے نئے چیئرمین ہوں گے۔

۔ وزیر اعظم نے دہلی میں شاہدرہ سے تیس ہزاری تک 8.3 کلو میٹر لمبے میٹرو ریل راستے کا رسمی طور پر افتتاح کر کے دہلی کو اس کی میٹرو ٹرین سونپی۔

25۔ وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی نے ملک میں 2004 تک سبھی گاووں میں پینے کا پانی مہیا کرانے کے لیے حوصلہ مندانہ اسکیم ''سوا جل دھارا'' کا افتتاح کیا۔

جنوری 2003

1۔ موٹر گاڑیوں سے آلودگی پھیلانے والی گیسوں کو کم کرنے اور پٹرول خریدنے میں خرچ ہونے والی غیر ملکی کرنسی میں کمی لانے کے لیے 5 فی صد ایتھانول پر مشتمل گیسوہول پیٹرول کی فروخت شروع ہوئی۔

2۔ صدر نے عوامی نمایندگی ترمیم بل 2002 کو اپنی منظوری دی۔

4۔ نیوکلیر کمانڈ اتھارٹی وجود میں آئی۔ تقریباً ساڑھے چار سال پہلے اپنے آپ کو نیوکلیر ویپن پاور والے ملک کے طور پر اعلان کرنے کے بعد ہندوستان نے نیوکلیر ہتھیاروں کی انتظامیات کے لیے سیاسی اصولوں اور انتظامی بندوبست کا عوامی طور پر اعلان کیا۔

7۔ ایشیا کی اولمپک کونسل نے پچھلے سال اکتوبر میں بوسان ایشیائی کھیلوں میں دو میڈل جیتنے والی ایتھلیٹ سنیتارانی کو ان کے میڈل واپس کرنے کا فیصلہ کیا۔

8۔ 13 ریاست اور مرکز کے زیر انتظام علاقے کے لوگوں کو کثیر المقاصد قومی شناختی کارڈ جاری کرنے کی مرکز کی تجاویز سے متفق ہوئے۔

9۔ نئی دہلی میں پہلے ''پرواسی بھارتیہ دیوس'' کا افتتاح کرتے ہوئے وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی نے بعض ممالک میں رہ رہے ہندوستانی نژاد (PIO) کے لوگوں کو دوہری شہریت دینے کے بارے میں فیصلہ کا اعلان کیا۔

- ایئر مارشل ٹی۔ ایم۔ استھانا نیوکلیر فورسز کی انتظامیہ کے لیے ذمہ دار اسٹریٹیجک فورسز کمانڈ (SFC) کے پہلے کمانڈر انچیف بنائے گئے۔

- صدر نے اطلاع کی آزادی بل 2002 کو اپنی منظوری دی۔

11۔ IPS افسر، کرن بیدی کا تقرر اقوام متحدہ کے پر وقار عہدے سویلین پولیس ایڈوائزر کے لیے ہوا اور اس طرح وہ اس معزز عہدے پر پہلی خاتون اور پہلی ہندوستانی بنیں۔

- الیکشن کمیشن نے 4 ریاستوں ہماچل پردیش، میگھالیہ، ناگالینڈ اور تریپورہ میں 26 فروری 2003 کو اسمبلی انتخابات کرانے کا اعلان کیا۔

15۔ یکم فروری 2003 سے یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا دو اکائیوں UTI-I اور UTI-II میں تقسیم کی گئی۔

16۔ سشیل کمار شنڈے مہاراشٹر کے اگلے وزیر اعلیٰ ہوں گے۔

17۔ نیشنل سیکورٹی ایڈوائزری بورڈ کی بازتشکیل۔ چین امور کے معروف ماہر اور بیجنگ اور پیرس میں ہندوستان کے سفیر رہ چکے سی بی رنگناتھن کو سال 04-2003 کے لیے پھر سے نامزد کیا گیا۔

18۔ سطح سے سطح پر مار کرنے والی وسطی دوری کی میزائل آکاش کا اڑیسہ میں چاندی پور آن سی میں عبوری جانچ رینج سے کامیابی کے ساتھ تجربہ۔

- مشہور ہندی شاعر روشن رائے بچن کا 96 سال کی عمر میں انتقال۔

19۔ کیرل میں دو دن کی عالمی سرمایہ کانفرنس میں 8000 کروڑ روپے کے سرمایہ کاری سے متعلق قرارداد پاس کی گئی۔

20۔ چاندی پور آن سی میں عبوری جانچ رینج سے سطح سے سطح پر مار کرنے والی آکاش میزائل کا دوسری بار کامیاب تجربہ۔

22۔ ہندوستانی پارلیمنٹ کے 50 سال پورے ہونے کے موقع پر نئی دہلی میں تین دن کی بین الاقوامی پارلیمانی کانفرنس شروع۔

23۔ پلاننگ کمیشن نے ''انڈیا وژن-2020'' نام کے دستاویز کا اجرا کیا جس میں 2020 تک خام گھریلو پیداوار کی شرح افزائش 5 فی صد تک کرنے کے ساتھ ساتھ صد فی صد خواندگی، بے روزگاری اور غریبی دور کرنے اور فی شخص آمدنی 4 گنا کرنے کی بات کہی گئی ہے۔

24۔ قبل پیدائش تشخیص تکنیک (ریگولیشن اور غلط استعمال پر روک) ترمیم بل 2002 اور منی لانڈرنگ بل 2002 کو صدر نے منظوری دی۔

25۔ نیشنل سیکورٹی گارڈ کمانڈو، صوبیدار سریش چند یادو کو بعد از مرگ قوم کے اعلیٰ ترین امن کے وقت کا بہادری ایوارڈ اشوک چکر نوازا گیا۔

26۔ ملک بھر میں 54 واں یوم جمہوریہ دھوم دھام سے منایا گیا۔

- مرکزی حکومت نے ہندوستان پٹرولیم کارپوریشن لمیٹیڈ کی حصہ پونجی کی معقول فروخت اور بھارت پٹرولیم کارپوریشن لمیٹیڈ کی حصہ پونجی عوامی پیشکش کے ذریعہ گھٹانے کا فیصلہ کیا۔

28۔ بھارتیہ ودیا بھون کو دنیا بھر میں مہاتما گاندھی کے پیغامات کی اشاعت کے لیے سال 2002 کے گاندھی امن انعام سے سرفراز کیا گیا۔

- صدر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام نے سنگیت ناٹک اکیڈمی کی گولڈن جبلی کے سلسلے میں نئی دہلی میں تین دن کے اسٹیج فن کی تقاریب کا افتتاح کیا۔

30۔ مرکزی جانچ بیورو جواب تک محکمہ عملہ کے انتظامی کنٹرول میں تھا اب وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی کے ماتحت کام کرے گا۔

فروری

3۔ صدر ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام نے سال 2002 کے لیے دادا بھائی نوروجی میموریل ایوارڈ معروف سائنس داں اور CSIR کے ڈائرکٹر جنرل آر۔ اے۔ ماشیلکر کو عطا کیا۔

4۔ حکومت نے بہتر مالی انتظامیہ کے لیے مالی ذمہ داری اور بجٹ مینجمنٹ بل کے نئے مسودے کو منظوری دی۔

- بوسان ایشیائی کھیلوں میں سنیتارانی کے ذریعہ جیتے گئے گولڈ میڈل انہیں واپس کیے گئے۔ نشیلی دوا لینے کی جانچ پوزیٹو پائے جانے پر یہ میڈل ان سے لے لیے گئے تھے۔

- 14 سیٹوں والے دیسی ہلکے ٹرانسپورٹ ایرکرافٹ سارس (VT-XSD) کا پہلا پروٹو ٹایپ بنگلور میں بیلور کے پاس نیشنل ایرواسپیس لیباریٹری (NAL) میں تیار۔

5۔ انڈین ایرفورس بلاہانکا ایربیس میں چوتھے بین الاقوامی ایرواسپیس نمائش ایرو انڈیا 2003 میں ہلکے لڑاکو جہاز (LCA) اور سوریہ کرن جہازوں کی حیرت انگیز قلابازیوں کے ساتھ ساتھ ہندوستان اور بین الاقوامی جدید ترین ایرکرافٹ کی نمائش۔

7۔ فرانسیسی وزیراعظم جیاں پیرے ریفرن دفاعی سودے طے کرنے اور ہندوستان کے ساتھ سفارتی تعلقات کو مضبوط کرنے کے مقصد سے 3 دن کے سفر پر نئی دہلی پہنچے۔

9۔ گوالیار میں ہندوستان اور فرانس کے لڑاکو جیٹ جہازوں نے ایک ہفتہ کی جنگی مشق شروع کی۔ چالیس سال سے بھی زیادہ مدت کے دوران ہندوستانی زمین پر غیر ملکی لڑاکو جہازوں کی یہ پہلی فوجی مشق۔

10۔ مرکز، حکومت آسام اور بوڈو لبریشن ٹائیگر نے معاہدے کی یادداشت پر دستخط کیے جس سے بوڈو لینڈ علاقائی کونسل (BTC) نام کے خودمختار ادارے کی تشکیل کا راستہ صاف ہوا۔

- صدر نے ہندوستان کے ریٹائرڈ چیف جسٹس جسٹس اے۔ ایس۔ آنند کو جسٹس جے۔ ایس ورما کی جگہ پر قومی انسانی حقوق کمیشن کا چیئرمین مقرر کیا۔

12۔ آواز کی رفتار سے بھی تیز چلنے والے اینٹی شپ کروز میزائل برہموس کا خلیج بنگال میں اڑیسہ کے ساحل کے پاس کھڑے ایک جنگی جہاز سے کامیاب تجربہ کیا گیا۔

13۔ صدر ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے عبدالکلام نے 49 ویں قومی فلم ایوارڈ نئی دہلی میں عطا کیے۔ اہم ایوارڈ ہیں:۔ لیش چوپڑہ (داداصاحب پھالکے ایوارڈ) عامر خان کو لگان کے لیے (صحت مندانہ تفریح فراہم کرنے والی بہترین مقبول فلم ایوارڈ) مرلی (بہترین ایکٹر) اور انگریزی میں عمدہ فیچر فلم کے لیے متر۔ مائی فرینڈ کے ڈائرکٹر ریوتی کو۔

- معاشی امور پر کیبنٹ کی کمیٹی نے ایک ارب روپے کی اصل پونجی سے "راشٹریہ جن سنکھیا کوش" کے نام سے ایک قومی آبادی استحکام فنڈ کو قائم کرنے کی منظوری دی۔

14۔ ہندوستان اور روس نے تملناڈو کوڈن کولم ایٹمی پاور پلانٹ کے نیوکلیر ایندھن کی فراہمی کے لیے معاہدے پر دستخط کیے۔

15۔ القاعدہ، طالبان اور دیگر دہشت گرد تنظیموں کے حملے کے خدشے کو دھیان میں رکھتے ہوئے ہندوستان نے اگلے مہینے پاکستان میں ہونے والے جنوبی ایشیائی فیڈریشن کھیلوں میں شامل نہ ہونے کا فیصلہ کیا۔

16۔ ملک کے دوردراز علاقوں کو ہوائی رابطے سے جوڑنے کے لیے ہندوستانی فضائیہ نے کارگل سے سری نگر کے لیے سویلین مسافر کی اڑانیں شروع کیں۔

17۔ اردو کے مشہور تنقید نگار پروفیسر گوپی چند نارنگ ساہتیہ اکیڈمی کے انتخاب میں گیان پیٹھ ایوارڈ سے سرفراز مہاشیوتا دیوی کو ہرا کر اکیڈمی کے صدر منتخب ہوئے۔

- ہندوستان اور پولینڈ نے بین الاقوامی دہشت گردی سے نمٹنے میں تعاون کرنے اور پانچ سال کا دفاعی معاہدہ کرنے کے ساتھ ساتھ حوالگی مجرم کے معاہدے پر دستخط کیے۔

18۔ ہندوستان اور پاکستان نے ایک دوسرے کے یہاں اسلام آباد اور نئی دہلی میں ڈپٹی ہائی کمشنر کے عہدوں کو سنبھالنے کے لیے ویزہ فراہم کیا۔

19۔ سابق خارجہ سیکریٹری این این ووہرہ کشمیر مذاکرات میں مرکز کے نئے گفتگو کرنے والے ہوں گے۔

- حکومت نے پبلک سیکٹر کی انڈین آئل، تیل اور قدرتی گیس کارپوریشن (ONGC) اور گیس اتھارٹی آف انڈیا لمیٹیڈ کی نج کاری کے امکانات سے انکار کیا ہے۔

- مرکزی کیبنٹ نے سگریٹ اور تمباکو سے بننے والی اشیا کے اشتہاروں پر روک لگانے اور ان اشیا کی خرید پر پابندی سے متعلق بل کو منظوری دی۔

20۔ جموں و کشمیر اپریل تک موبائل ٹیلیفون خدمات والی ریاستوں میں شامل ہوجائے گا۔ BSNL (بھارت سنچار نگم لمیٹڈ) پہلے مرحلے میں سری نگر، جموں اور ڈورہ میں سیلولر ٹیلیفون خدمات فراہم کرائے گا۔

23۔ مرکزی جانچ بیورو نے لکھنؤ کی خصوصی عدالت نائب وزیراعظم لال کرشن اڈوانی، مرکزی وزیر ڈاکٹر مرلی منوہر جوشی اور دیگر لوگوں کے خلاف بابری مسجد گرانے کے معاملے میں عدالتی کارروائی کی اجازت مانگنے سے متعلق عرضداشت دائر کی۔

24۔ سپریم کورٹ نے گجرات کے وزیراعلیٰ نریندر مودی اور وشو ہندو پریشد کے سربراہ اشوک سنگھل کو پچھلے سال بھڑکانے والی تقریر کے معاملے میں نوٹس جاری کیا۔

- غیر ملکی ریزروس میں 75 ارب ڈالر کی رقم جمع اور شرح سود میں کمی سے ترغیب پا کر ایشیائی ترقیاتی بینک کو ایک ارب 30 کروڑ ڈالر رقم کی وقت سے پہلے ادائیگی کی۔

25۔ جموں و کشمیر کے پونچھ ضلع میں پاکستان کا پائلیٹ کے بغیر چلنے والا جہاز ہندوستانی فضائی علاقے میں گھسا۔

- الیکشن کمیشن نے ستن کلسم اسمبلی انتخابی حلقے میں ضمنی انتخاب سے پہلے ضمنی کی اعلان جاری کرنے کے لیے تملناڈو کی وزیر اعلیٰ جے للیتا کی شدید تنقید کی اور ان کے ذریعہ اٹھائے گئے قدموں کو غلط قرار دیا۔

26۔ صدر ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام نے پارلیمنٹ کے مرکزی ہال میں ویر ساورکر کی تصویر کشائی کی۔

- میگھالیہ، تریپورہ، ناگالینڈ اور ہماچل پردیش میں اسمبلی انتخابات میں 60 فی صد پولنگ کا اندازہ لگایا گیا۔

- مرکزی وزیر ریلوے نتیش کمار نے ریل بجٹ پیش کیا جس میں مسافر اور مال بھاڑے میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ انہوں نے 50 نئی ایکسپریس ریل گاڑیاں شروع کرنے کا بھی اعلان کیا۔

27۔ مرکزی وزیر مالیات کے ذریعہ سال 03-2002 کے لیے قبل بجٹ اقتصادی جائزے میں چھوٹی بچت پر شرح سود گھٹانے، پونجی بازار میں سرمایہ کاری بڑھانے اور رسوئی گیس مٹی کے تیل اور فرٹیلائزروں پر سبسڈی مرحلہ وار طریقے سے کم کرنے کی بات کہی گئی۔

28۔ مرکزی وزیر مالیات جسونت سنگھ نے 04-2003 کے لیے مرکزی بجٹ پیش کرتے ہوئے انفرادی انکم ٹیکس میں معیاری مہنگائی کی حد بڑھانے، اقامت کاری کے لیے ٹیکسوں میں رعایت جاری رکھنے، بچوں کی تعلیم پر ہوئے خرچ میں انکم ٹیکس کی رعایت دینے، ڈیویڈنڈ پر رعایت کی حد بڑھانے اور 6.8 لاکھ روپے سے کم سالانہ آمدنی پر پانچ فی صد سرچارج ہٹانے کا اعلان کیا۔

مارچ 2003

1۔ اسمبلی انتخابات میں کانگریس نے ہماچل پردیش اور میگھالیہ میں، بائیں محاذ نے تریپورہ میں جیت حاصل کی لیکن ناگالینڈ میں کسی کو بھی واضح اکثریت نہیں مل سکی۔

2۔ MRF کے چیئرمین من پیلئی کی چینئی میں 80 سال کی عمر میں رحلت۔

- ہندوستان کو 2020 تک ترقی یافتہ ملک میں بدلنے کے پیان سے وابستہ صدر ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے عبدالکلام نے کہا کہ ملک میں مذہبی وانفرادی کٹرپن کے لیے کوئی جگہ نہیں ہونی چاہیے۔

3۔ عوامی سیکٹر بھارت سنچار نگم لمیٹیڈ نے 500 کلومیٹر سے زیادہ دوری کی STD ٹیلیفون شرح میں 47 فی صد کی کٹوتی کا اعلان کیا۔

- ہندوستانی فضائیہ نے ازبکستان سے جہازوں میں ہوا میں ہی ایندھن بھرنے والے چھ IL-78 حاصل کیے۔

4۔ کئی خواتین تنظیموں کی مانگ پر حکومت نے فیکٹریوں رات کے وقت کام کی جانے والی شفٹ میں پابندی ہٹانے کا فیصلہ کیا۔

- کانگریس کے لیڈر ڈی۔ ڈی لپسانگ نے میگھالیہ کے نئے وزیر اعلیٰ کے طور پر حلف لیا۔

5۔ ایودھیا معاملے میں ایک اہم پیش رفت میں الہ آباد ہائی کورٹ کی لکھنؤ بینچ نے آرکایولاجیکل سروے آف انڈیا (ASI) کو حکم دیا کہ وہ ایودھیا میں ایک ہفتے کے اندر متنازعہ مقام پر کھدائی کرے اور ایک مہینے کے اندر یہ یقینی بنائے کہ کیا جس جگہ پر بابری مسجد ہے وہاں کیا کبھی مندر تھا۔

6۔ کانگریس لیڈر ویربھدر سنگھ نے ہماچل پردیش کے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے پانچویں بار حلف لیا۔

- سپریم کورٹ نے ایودھیا میں متنازعہ مقام کے آس پاس کی 67 ایکٹر زمین پر مذہبی سرگرمیوں پر لگی پابندی ہٹانے کے بارے میں مرکزی حکومت کی درخواست پر اپنا فیصلہ محفوظ رکھا۔

7۔ تری پورہ میں مارکسوادی کیمونسٹ (CPIM) پارٹی کے لیڈر کے مانک سرکار کی قیادت والے پانچویں بائیں محاذ کی وزارت نے حلف لیا۔

- دیسی صلاحیت سے بنے تارپیڈو کی کامیابی کے ساتھ شروعات سے ہندوستان دنیا کے گنے چنے ملکوں کے خصوصی کلب میں شامل ہو گیا۔

8۔ ممنوع الفا دہشت گردوں نے ایک کے بعد ایک کئی خطرناک حملوں میں اوپری آسام کے ڈبروگڑھ ضلع میں کھال گڈی کے پاس گیس پائپ لائن کو دھماکوں سے اڑادیا اور تنسکیا ضلع میں ڈگبوئی تیل ریفائنری کارخانے کے 5000 لیٹر تیل ٹینک میں آگ لگادی۔

9۔ آرکائیولاجیکل سروے آف انڈیا کی 12 ممبروں والی ٹیم متنازعہ رام جنم بھومی۔ بابری مسجد اراضی پر پہنچی۔

10۔ ایک کیبنٹ پینل نے سفارش پیش کی کہ دہلی میں افزائش قدر نظام لاگو نہیں کیا جانا چاہیے کیونکہ اس سے شہر کا تقسیمی تجارتی کردار ختم ہو جائے گا۔

11۔ مرکزی وزیر مالیات جسونت سنگھ نے مرکزی وزارت میں فرٹیلائزر کی قیمتوں میں کیے گئے اضافے واپس لینے کا فیصلہ کیا۔

12۔ آرکائیولاجیکل سروے آف انڈیا نے ایودھیا میں متنازعہ مندر کے پاس عارضی مندر میں "گربھ گرہ" کے آگے کھدائی کی شروعات کی۔

- ٹیلی کام ریگولیٹری اتھارٹی نے انٹرنیٹ خدمات کے لیے غیر مصروف وقت کی مدت چار گھنٹے بڑھا کر شام 8 بجے تک کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس مدت کے دوران انٹرنیٹ خدمات فراہم کرانے والے ٹیلیفون کے ذریعہ انٹرنیٹ خدمات کا فائدہ اٹھانے والوں کو رعایتی شرح پر خدمات مہیا ہوں گی۔

13۔ مرکز نے پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس جسٹس ارون سہاریہ کی صدارت میں ایک جائزہ کمیٹی بنائی تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ 2002 کے دہشت گردی مخالف قانون پوٹا کا استعمال نہ ہو۔

- جھارکھنڈ اسمبلی کے اسپیکر اندر سنگھ نامدھاری نے مالیاتی کام کاج سے متعلق ایک اہم ووٹنگ میں بھارتیہ جنتا پارٹی کی قیادت والی حکومت کی ہار کا اعلان کیا لیکن وزیر اعلیٰ بابولال مرانڈی نے اس کو یہ کہہ کر نامنظور کر دیا کہ انھیں اب بھی اکثریت حاصل ہے۔

14۔ جھارکھنڈ کے گورنر ایم راما جوئس نے وزیر اعلیٰ بابولال مرانڈی کو ہدایت دی کہ وہ ایوان میں اپنی اکثریت ثابت کریں۔ لیکن انہوں نے حزب مخالف کی یہ مانگ نامنظور کر دی کہ ایک متبادل حکومت اسپیکر کی قیادت میں بنائی جائے۔

15۔ مرکز نے سی۔ ڈی۔ سہائے کو ریسرچ اینڈ اینالسس ونگ (را) کا نیا چیف مقرر کیا۔

16۔ وزیر ریلوے نے کینسر، تھیلیسیما اور دل کے مریضوں کے لیے AC I کلاس اور AC II کے کرائے میں 75 فی صد کی رعایت دی۔

17۔ ملیشیا میں ہندوستان نے انفارمیشن ٹکنالوجی ماہرین کے ساتھ بدسلوکی کے بعد ازلان شاہ کپ ہاکی ٹورنامنٹ میں حصہ نہ لینے کا فیصلہ کیا۔

21۔ ہندی کی مشہور مصنف گورا پنت شوانی کا نئی دہلی میں انتقال۔

22۔ مرکزی وزیر مالیات نے سرکاری محکموں میں خالی عہدوں میں سے صرف ایک تہائی کو ہی نئی بھرتی کے ذریعہ بھرنے کے بارے میں نوٹس جاری کیا۔

23۔ حزب المجاہدین کا سابق چیف کمانڈر عبدالمجید ڈار سوپور میں مارا گیا۔

24۔ دہشت گردوں نے جموں و کشمیر میں پلواما ضلع ناندی مارگ میں 11 عورتوں اور دو بچوں سمیت 24 کشمیری پنڈتوں کو گولی مار کر قتل کر دیا۔

- مرکزی جانچ بیورو نے دہلی ہائی کورٹ میں HDW پن ڈبی گھوٹالے میں جانچ بند کرنے کی معلومات فراہم کیں۔

25۔ سپریم کورٹ نے اس رٹ عرضداشت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا جس میں ایودھیا میں متنازع جگہ پر بابری مسجد سے پہلے مندر ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں پتہ لگانے کے لیے آثار قدیمہ سے متعلق کھدائی کے الہ آباد ہائی کورٹ کے آرڈر کو چیلنج کیا گیا تھا۔

- ہندوستان نے نئی دہلی میں تیس عراقی سفارتکاروں کو ناپسندیدہ شخص قرار دینے کی امریکی درخواست کو نامنظور کر دیا۔

26۔ گجرات کے سابق وزیر داخلہ و وزیر مالیات ہرین پانڈیا کا احمد آباد میں گولی مار کر قتل۔

- ہندوستان نے 150 کلومیٹر تک مار کرنے والے پرتھوی میزائل کا کامیاب تجربہ کیا۔

27۔ ہندوستانی ریزرو بنک نے بھی پرائمری کوآپریٹو بینکوں کے بچت کھاتوں میں شرح سود میں 0.5 فی صد کی کٹوتی کی جس سے یہ گھٹ کر 3.5 فی صد ہو گئی۔

29۔ ہندوستان نے بین الاقوامی کرکٹ کونسل کے ذریعہ پاکستان میں منعقد کیے جانے والے کرکٹ ٹورنامنٹ کے لیے اپنی ٹیم کے دورے کو غیر رسمی طور پر رد کیا۔

30۔ ہندوستان نے اپریل میں اسلام آباد میں ہونے والے جنوبی ایشیائی فیڈریشن کھیلوں میں حصہ نہ لینے کا فیصلہ کیا۔

31۔ سپریم کورٹ نے ایودھیا میں حکومت کے ذریعہ حاصل کی گئی زمین کے ایک حصے میں مذہبی سرگرمیوں پر لگی پابندی ہٹانے کے مرکز کی درخواست کو نامنظور کر دیا۔

- الیکشن کمیشن نے انتخاب لڑنے والے امیدواروں کے نامزدگی پرچہ بھرتے وقت اپنے مجرمانہ ریکارڈ (اگر کچھ ہوں تو) جائیداد، واجبات اور تعلیمی اہلیت کی تفصیل کو لازمی طور پر اعلان کرنے کے بارے میں رہنما اصول جاری کیے۔

- وزیر کامرس ارون جیٹلی نے 04-2003 کی برآمد درآمد پالیسی میں خدمات اور زرعی پیداوار کی برآمد کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے ترغیبات کے ایک پیکج کا اعلان کیا۔

اپریل 2003

1۔ جھارکھنڈ حکومت نے کمزور ثبوتوں کی بنیاد پر 83 ملزموں کو پوٹا کے تحت لگائے گئے الزاموں سے بری کیا۔

2۔ سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ بیرون ممالک رہنے والے گواہوں کے بیان عدالتیں ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعہ درج کر سکتی ہیں۔ اس طرح مجرمانہ علم قانون میں ایک نئے باب کو شامل کیا۔

- سکیورٹی فورسز نے سری نگر میں حزب المجاہدین کے چیف کمانڈر سیف الاسلام کو مار گرایا۔

4۔ ہندوستان نے اقوام متحدہ کی اپیل پر انسانیت کی بنیاد پر عراق کے لیے 2 کروڑ ڈالر کی امداد کا اعلان کیا۔

5۔ ہماچل حکومت نے آر۔ ایس۔ ایس اور بجرنگ دل کے ذریعہ لگائی جانے والی شاکھاؤں پر پابندی لگائی۔ جماعت اسلامی کی اسی طرح کی سرگرمیوں پر بھی پابندی لگائی گئی۔

- خبر ہے کہ حیدر آباد میں پچھلے سال منعقد قومی کھیلوں میں ملک کی چوٹی کے کئی کھلاڑی جانچ میں ممنوعہ نشیلی ادویات لینے میں ملزم پائے گئے۔

6۔ وزیر دیہی ترقیات شانتا کمار نے مرکزی وزارت سے اپنا استعفا دیا۔

- آنے والے وقت میں سب سے تیز رفتار کی سواری گاڑی (150 کلومیٹر فی گھنٹہ) چلنے کے لیے تیار۔

8- لوک سبھا نے عراق کے خلاف جنگ کو فوری طور پر ختم کرنے کی مانگ کرتے ہوئے اتفاق رائے سے قرارداد پاس کی۔

9- گجرات کے گورنر سندر سنگھ بھنڈاری نے ریاست کے ایڈوکیٹ جنرل سے صلاح کے بعد متنازعہ مذہبی تبدیلی مخالف بل کو منظوری دی۔

10- ترقی یافتہ کثیر المقاصد سٹیلائٹ INSAT-3A فرنچ گیانا میں کورو سے کامیابی کے ساتھ لانچ کیا گیا۔

- سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ تملناڈ میں عوامی جلسے کرنے یا جلوس نکالنے کے لیے مین سڑکوں اور راستوں پر کوئی مستقل یا عارضی ڈھانچہ نہیں بنایا جانا چاہیے۔

- الہ آباد ہائی کورٹ کی خصوصی بنچ نے ASI ٹیم کو ایودھیا میں متنازعہ کھدائی کے لیے پانچ ہفتہ کا مزید وقت دیا۔

11- کانگریس لیڈر رودیا چرن شکل نیشنلسٹ کانگریس پارٹی میں شامل ہوئے۔

12- ICICI بنک میں (نقد) بحران کی افواہ کے بعد ہندوستانی ریزرو بنک نے واضح کیا کہ بینک کی حالت مضبوط ہے اور جمع کنندگان کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے بنک کے چالو کھاتے میں کافی رقم دستیاب ہے۔

13- وزیراعظم واجپئی نے گنگ ٹوک میں ایک آرکڈ کا نام کلپنا چاولہ کے نام پر رکھا۔

- وزیراعظم نے سکم کو ایک ہوائی اڈے کی تعمیر اور ریاست کے دیگر حصوں سے جوڑنے والے متبادل راستے کی تعمیر کے لیے 1.10 ارب روپے کے مرکزی امداد کا اعلان کیا۔

14- دوردرشن نے ڈائرکٹ ٹو ہوم (DTH) ٹیلی کاسٹ دور میں داخل ہونے کا فیصلہ لیا۔ پرسار بھارتی بورڈ نے DTH کی تجویز کو منظور کرلیا اور وہ آگے کی کارروائی کے لیے اس مہینے کے آخر تک مرکز سے رابطہ کرے گا۔

15- حکومت نے ایر انڈیا اور انڈین ایرلائن کو ڈس انوسٹمنٹ کی فہرست سے ہٹایا۔ حکومت نے شپنگ کارپوریشن آف انڈیا میں اصل کار کے لیے غیر ملکی کمپنیوں کو راغب کرنے کے مقصد سے نئے بڈس طلب کرنے کا فیصلہ کیا۔

16- تمل نکیرن کے گرفتار ایڈیٹر آر۔آر۔ گوپال کے خلاف پوٹا لگایا گیا۔ گوپال پہلے جرنلسٹ ہیں جن کے خلاف اس ایکٹ کے تحت الزام لگایا گیا ہے۔

17- آر ایس ایس کے نظریات کو قائم کرنے والے کے۔ این۔ گونداچاریہ نے معاشی اصلاحات کی پالیسیوں اور عراق کے معاملے پر مرکز کی تنقید کے بعد بی جے پی سے اپنا رشتہ توڑا۔

- وزیراعظم باجپئی کشمیر وادی کے دو دن کے دورے پر سری نگر پہنچے۔

18- مجھہ گاؤں ڈوک لمٹیڈ کے ذریعہ بنائے گئے ملک کے پہلے ٹوہ لینے والے جنگی جہاز "شوالک" کو ممبئی میں لانچ کیا گیا۔

19- سارس بیماری کے خطرے اور اس بیماری کے پیش نظر انڈین ہائلٹس گلڈ کے سنگاپور کے لیے فلائٹس آپریٹ نہ کرنے کے فیصلے کے بعد ایر انڈیا نے دہلی اور حیدرآباد سے سنگاپور کے لیے اپنی فلائٹیں عارضی طور پر ملتوی کیں۔

20- وزیراعظم اٹل بہاری واجپئی نے جموں وکشمیر میں بے روزگاری کے مسائل کے حل کے لیے ایک اور پیکج کا اعلان کیا۔

23۔ دہلی میں ''تدریجی اور کامیاب سی این جی ٹرانسپورٹ پروگرام'' کے لیے دہلی کے عوام کی طرف سے سال کے صاف ستھرے شہروں کی بین الاقوامی شراکت ایوارڈ کو حاصل کرنے کے لیے وزیراعلیٰ شیلا دکشت کو امریکا مدعو کیا گیا۔

- دل بدلی پر پوری طرح سے روک لگانے کے لیے وزارت نے دل بدلی روکنے کے قانون میں ترمیم کیے جانے کی اجازت دی۔ مجوزہ ترمیم میں وزارت کی سائز محدود کرنے اور 2001 کی مردم شماری کے مطابق انتخابی حلقوں کی حد بندی کرنے کا بھی اہتمام ہے۔

24۔ مرکزی وزیر صحت سشما سوراج نے ریاستوں کے صحت سکریٹریوں کی میٹنگ طلب کی اور سارس کے خطرے سے نمٹنے کے لیے مرکز ریاست جوائنٹ ایکشن گروپ بنانے کا فیصلہ کیا۔

- بنا جانچ پڑتال کیے 35 دن میں پاسپورٹ جاری کرنے کی پالیسی میں تبدیلی۔ اب درخواست کنندگان کو جانچ کرنے کے لیے انتظار کرنا ہوگا۔

- دہلی ہائی کورٹ نے 1997 میں جنوبی دہلی میں اپہار سنیما میں آگ لگنے کے حادثے میں مارے گئے لوگوں کے خاندانوں اور زخمیوں کو کل 20 کروڑ روپے معاوضے کے طور پر دینے کا اعلان کیا۔

25۔ مرکزی وزارت نے خواتین کمیشن کی طرز پر بچوں کے قومی اطفال کمیشن کے تشکیل کی منظوری دی۔

27۔ ملک میں بنے بغیر پائلٹ ہدف کے جہاز ''لکشیہ'' نے بالیشور میں چاندی پور آئی ٹی آر سی کی مربوط جانچ رینج سے کامیابی کے ساتھ اڑان بھری۔

28۔ 03-2002 میں ہندوستان کی برآمد پہلی بار 51.72 ارب ڈالر پہنچی جس سے 2007 تک ہندوستان کی کل برآمد میں ہندوستان کا حصہ ایک فی صد کے بقدر ہونے کا امکان بڑھا۔

29۔ ہندوستانی ریزرو بنک نے 1971 کے بعد پہلی بار اپنی شرح سود کو کم ترین سطح پر متعین کیا۔

- ہندوستان نے ایک مہینے میں دوسری بار وسطی دوری تک مار کرنے والے پرتھوی میزائل کا کامیابی کے ساتھ تجربہ کیا۔

30۔ پچھلے سال حیدرآباد میں ہوئے قومی کھیلوں میں ملک کے 21 معروف کھلاڑی جسمانی صلاحیت بڑھانے والی ممنوعہ دوائیں لینے کے ملزم پائے گئے۔

- وزیر مالیات جسونت سنگھ نے فی الحال افزائش قدر نظام کو ملتوی رکھنے کا فیصلہ کیا۔

مئی

1۔ ایر انڈیا کے پائلٹوں نے اپنا احتجاج واپس لیا اور کام پر واپس ہوئے

- عالمی صحت تنظیم نے ہندوستان کو سارس سے آزاد قرار دیا۔

2۔ صدر نے چھ ریاستوں کے لیے گورنروں کی تقرری کی۔ ایس کے سنہا جموں و کشمیر، اوم پرکاش ورما پنجاب، وی ایس کوجے ہماچل پردیش، نرمل چند جین راجستھان، کیلاش پتی مشرا گجرات اور رام پرکاش گپتا مدھیہ پردیش کے گورنر بنائے گئے۔

3۔ ایرانائیڈ کے ذریعہ متعین وقت سے پہلے ہی 180 سے زیادہ پائلٹوں نے ڈسپلن بنائے رکھنے اور اپنی ڈیوٹی کرنے کے حلف نامے پر دستخط کیے۔

4۔ ملک میں بنے ہلکے لڑاکو جہاز کو وزیراعظم اٹل بہاری واجپئی نے بنگلور میں "تیجس" (درخشانی) نام دیا۔ یہ جہاز سب سے چھوٹا، ہلکا، ایک انجن والا، بہت سے کام کرنے والا اور چوتھی نسل کا ہے۔

5۔ پارلیمنٹ نے طویل وقت سے زیرانتظار بجلی بل کو منظوری دے کر بجلی سیکٹر میں دوررس اصلاحات کا سلسلہ شروع کیا۔ اس سے مسابقت بڑھے گی بجلی کے نرخ نامے کو معقول بنایا جاسکے گا اور سبسڈی کے بارے میں شفاف پالیسی کو یقینی بنایا جاسکے گا۔

- ہندوستان میں نئی موٹر گاڑیوں، خاص طور پر کار اور دو پہیہ والی گاڑیوں کی برآمد میں 03-2002 میں 65.3 فی صد کا اضافہ۔

6۔ کچھ مخالف پارٹیوں اور حکمراں این ڈی اے میں شامل کچھ حلیف پارٹیوں کی شدید مخالفت کے سبب خواتین ریزرویشن بل پھر پاس ہونے سے رہ گیا۔

- مرکزی وزارت نے امریکا، برطانیہ، آسٹریلیا، کناڈا، فن لینڈ، آئرلینڈ، ہالینڈ اور اٹلی میں رہنے والے ہندوستانیوں کو دوہری شہریت دینے کا فیصلہ کیا۔

8۔ ہندوستان نے اپنے خلائی پروگرام میں ایک اور اہم کامیابی حاصل کی ملک میں ترقی یافتہ GSLV-DZ راکٹ کی مدد سے GSAT-2 کو ارضی ہم زمانی منتقلی مدار میں کامیابی کے ساتھ قائم کیا گیا۔

9۔ ہوا سے ہوا میں مار کرنے والی ایسٹرا میزائل کو پہلے کامیاب تجربے سے ہندوستان نے اپنے میزائل فروغ پروگرام میں ایک اہم کامیابی حاصل کی۔

- سپریم کورٹ نے حکومت بہار کو ہدایت کی کہ وہ دو مہینے کے اندر 50 کروڑ روپے پٹنہ ہائی کورٹ میں جمع کرائے تاکہ ریاستی حکومت کے جن ملازمین کو سالوں سے تنخواہ نہیں ملی ہے انہیں اس کی ادائیگی کی جاسکے۔

11۔ تین دن میں دوسری بار ہندوستان نے ملک میں ترقی یافتہ ہوا سے ہوا میں مار کرنے والی ایسٹرا میزائل کا کامیابی کے ساتھ تجربہ کیا۔

13۔ مرکز نے چھ ریاستوں کے گورنروں کے تبادلے کیے۔ وی سی پانڈے کو اروناچل پردیش، کے شری اروند دوبے منی پور کے، وید مارواہ جھارکھنڈ کے، رام جوئس بہار کے، کے ایس چھتیس گڑھ کے اور دیانند سہا تریپورہ کے گورنر بنائے گئے۔

14۔ نرمدا کنٹرول اتھارٹی نے گجرات میں سردار سرور پروجیکٹ باندھ کی اونچائی 95 میٹر سے 100 میٹر کرنے کی منظوری دی۔

15۔ امرتسر جارہی فرنٹیر میل کے تین ڈبوں میں لدھیانہ کے پاس آگ لگ جانے سے کم سے کم 36 لوگ جھلس کر مر گئے اور 14 شدید زخمی ہوگئے۔

- مرکزی وزیر مالیات جسونت سنگھ نے کپڑا سیکٹر کے کچھ رعایتوں کا اعلان کیا۔

16۔ کولکاتہ ہائی کورٹ نے اس ماہر کمیٹی کی سفارشات منظور کر لیں جن میں کولکاتہ شہر جاب چارناک کے ذریعہ بسائے جانے کے تصور کو رد کر دیا گیا تھا۔ ہائی کورٹ نے اس بارے میں تاریخ کی کتابوں اور دیگر دستاویز میں ترمیم کرنے کے لیے متعلقہ اتھارٹی کو ہدایت دی۔

19۔ وزارت خارجہ نے اڈیشنل سکریٹری (مشرقی ایشیا) نلن سوری کو چین میں ہندوستان کا نیا سفیر مقرر کیا۔

21۔ ڈی ایم کے چیف ایم کرونانڈھی کے بیٹے ایم کے ازہاگری کو پارٹی کے ایک لیڈر اور سابق وزیر ٹی کروتمن کے قتل میں شریک ہونے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔

- راجستھان کیبنٹ نے اس تجویز کو منظوری دے دی جس میں اونچی ذاتوں میں معاشی طور پر کمزور لوگوں کو سرکاری ملازمت میں 14 فی صدر ریزرویشن دینے کی سفارش کی گئی تھی۔

22۔ مرکزی جانچ بیورو نے مرکزی وزیر مملکت مالیات کے نجی معاون (PA) کو ہندوستانی محاصل خدمات کے ایک افسر کی حسب مرضی تقرری کے لیے مبینہ طور پر چار لاکھ روپے کی رشوت لینے کے الزام میں گرفتار کیا۔

- تبت میں سارس بیماری کے قہر کو روکنے کے چین کے لیے ذریعہ سیاحوں کو وہاں جانے کی اجازت نہ دینے کے سبب وزیر خارجہ نے 2003 کو کیلاش مانسرور سفر ملتوی کیا۔

23۔ مرکزی وزیر زراعت اجیت سنگھ کی قیادت والی راشٹریہ لوک دل کے پانچ وزرا پارٹی کی ہدایت پر اتر پردیش میں مایاوتی حکومت سے ہٹے۔

- مرکزی وزیر زراعت اجیت سنگھ اور مرکزی وزیر مملکت مالیات جنجی رام چندرن نے استعفا دیا۔

- کینس کی طرز پر گوا کو ہندوستان کے بین الاقوامی فلم تقاریب کے مستقل انعقاد کے لیے فروغ دیا جائے گا۔

- راج ناتھ سنگھ، بی۔ سی۔ کھنڈوری اور سبودھ موہنے کو مرکزی حکومت میں نیا کیبنٹ وزیر بنایا گیا۔ وزیر اعظم نے پانچ نئے وزرا مملکت کو بھی اپنی وزارت میں شامل کیا اور کچھ وزرا کے محکموں میں تبدیلی کی۔

26۔ ہندوستان نے دہلی لاہور بس سروس پھر شروع کرنے اور جیلوں میں بند پاکستان کے 70 ماہی گیروں اور 60 شہریوں کو رہا کرنے کا فیصلہ کیا۔

- ہندوستان کے کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل وی این کول عالمی صحت تنظیم کے ایکسٹرنل آڈیٹر آف ورلڈ آڈیٹر منتخب کیے گئے۔

29۔ حکومت نے کیبل ٹیلی ویژن کے لیے کنڈیشنل ایکسس سسٹم میں استعمال ہونے والے سیٹ ٹاپ باکس پر کسٹم ڈیوٹی 51 فی صد سے گھٹا کر 5 فی صد کرنے کا فیصلہ کیا۔

- ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر کی بیوی سویتا مائی امبیڈکر کا طویل علالت کے بعد ممبئی میں انتقال۔

- ہندوستان نے اڑیسہ میں چاندی پور کے مربوط جانچ رینج سے سطح سے ہوا میں مار کرنے والی اوسط دوری کی میزائل آکاش کا کامیاب تجربہ کیا۔

30۔ مرکزی حکومت نے لفٹنٹ جنرل (ریٹائرڈ) اجے سنگھ کو آسام کا نیا گورنر بنایا۔

31۔ ملازمین پراویڈنٹ فنڈ تنظیم نے رواں مالی سال میں ملازمین پراویڈنٹ فنڈ کی سود شرح میں 0.5 فی صد کی کمی کی۔

۔ ممبئی فلم صنعت کے معروف میوزک ڈائرکٹر انل بسواس کا انتقال۔

جون

1۔ مرکزی جانچ بیورو نے سفید پوش مجرموں سے نمٹنے کے لیے اکونامک انٹیلی جنس ونگ کی تشکیل کی۔

2۔ ایک ہفتے سے بھی کم وقت میں دوسری بار ہندوستان نے سطح سے ہوا میں اونچائی پر مار کرنے والے مقطوع آکاش میزائل کا چاندی پور آن سی کے مربوط جانچ رینج سے کامیابی کے ساتھ تجربہ کیا۔

۔ ممبئی میں سیکڑوں لوگوں نے امن کے زمانے میں منعقد سب سے بڑے عطیات خون کے کیمپ میں ایک ہی دن میں 5,500 یونٹ خون کا عطیہ دیا جس کا عالمی ریکارڈ کی کتاب گنیز بک میں اندراج ہوا۔

3۔ ہندوستان نے یکم جولائی سے دہلی اور لاہور کے درمیان بس سروس پھر سے شروع کرنے کے طور طریقے طے کرنے کے لیے پاکستان سے تکنیکی ماہرین کی ایک ٹیم بھیجنے کو کہا۔

۔ وزیراعظم اٹل بہاری واجپئی جرمنی، فرانس اور روس کے ایک ہفتے کے دورے کے بعد دہلی واپس ہوئے۔

5۔ مرکزی کیبنٹ نے آندھرپردیش، کرناٹک، راجستھان، دہلی، چنڈی گڑھ، بہار، اڑیسہ اور مغربی بنگال میں دیگر پسماندہ طبقات کی ذاتوں کی مرکزی فہرست میں کچھ مزید ذاتوں کو شامل کرنے کی تجویز کی منظوری دی۔

۔ کنڈیشنل ایکسس سسٹم (CAS) کو صارفین کے مزید موافق بنانے کے لیے حکومت نے کیبل آپریٹروں سے 15 جون تک پے چینلوں کو شروع کے اعلان کرنے کے بارے میں نوٹیفائی کیا۔

6۔ ایشیائی کھیلوں میں میڈل جیتنے والے اور ارجن ایوارڈ یافتہ لمبی دوری کے دوڑنے والے شوناتھ سنگھ کا جمشید پور میں انتقال۔

7۔ نائب وزیراعظم اڈوانی امریکہ اور برطانیہ کے 10 دن کے دورے پر روانہ۔

۔ 30 مئی کو ختم ہوئے ہفتے کے دوران ہندوستان کا غیر ملکی کرنسی کا ذخیرہ 51.3 کروڑ کی آمد کے سبب بڑھ کر 81 ارب ڈالر سے زیادہ ہوگیا۔

8۔ انفوسس ٹکنالوجی کے چیرمین این آر نارائن موری اس سال کے 'ارنیسٹ اینڈ ینگ' ''ورلڈ انٹرپرنیور آف دی ایر'' ایوارڈ حاصل کرکے پہلے ہندوستانی بنے۔

9۔ بار کونسل آف انڈیا کی سخت مخالفت کے باوجود ہندوستان نے عالمی تجارت تنظیم سے کہا کہ وہ تجارتی خدمات کے بارے میں عام معاہدے کے تحت آپسی بنیادی غیر ملکی وکیلوں کو ہندوستانی عدالتوں میں وکالت کرنے کی اجازت دینے کو تیار ہے۔

10۔ آرکائیولاجیکل سروے آف انڈیا نے الہ آباد ہائی کورٹ کو پیش اپنی رپورٹوں میں کہا کہ اسے اب تک کرائے گئے بابری مسجد ڈھانچے کے نیچے کسی ڈھانچے کے ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔

- سطح سے ہوا میں مار کرنے والی اور اوسط دوری کی میزائل آکاش کا چاندی پور میں مربوط جانچ رینج سے کامیابی کے ساتھ تجربہ۔
- کے۔ جے۔ ادیشی نے ریزروبنک آف انڈیا کی پہلی ڈپٹی گورنر کے طور پر اپنا کام کاج سنبھالا۔

11۔ سکریٹری مالیات ایس۔ نارائن کو وزیراعظم کا سکریٹری مقرر کیا گیا۔ جبکہ سکریٹری اخراجات ڈی سی گپتا سکریٹری مالیات ہوں گے۔
- وزارت انفارمیشن ٹکنالوجی کا آزمائشی تعلیمی پروجیکٹ ''ودیا واہنی'' کی شروعات وزیراعظم نے رسمی طور پر کی اور 60 ہزار اسکولوں کو اس کے دائرے میں شامل کیا گیا۔

12۔ حکومت نے ٹریول ایجنٹ ہوائی جہاز کے مسافروں کے لیے ای۔ میل سے ڈاک جاری کرنے کی اجازت دی۔

17۔ مہاراشٹر کے گورنر نے پہلی جولائی سے گٹکا کھانے اور اسے رکھنے پر پابندی لگانے کا اعلان کیا۔

18۔ تبت میں سارس بیماری کے خطرے کو دھیان میں رکھتے ہوئے ملتوی کی گئی کیلاش مانسرور یاترا چین کی حکومت کے ذریعہ منظوری ملنے کے بعد اب اگلے مہینے شروع ہوگی۔
- ہندوستانی بحریہ نے کثیرالمقاصد چپ نوعی جنگی جہاز INS تلوار حاصل کیا۔

20۔ کمرشیل ٹریننگ، کوچنگ سنٹر، انٹرنیٹ کیفے، فرنچائیزی خدمات، غیر ملکی کرنسی دلال، موٹر گاڑیوں کی سروسنگ اور بندر گاہوں کو پہلی جولائی سے 8 فیصد خدمات ٹیکس کے دائرے میں لایا گیا۔
- دیسی خلائی ٹکنالوجی کے فروغ کی کوشش میں حکومت نے 679 کروڑ روپے کی لاگت سے سات قطبی سٹلائیٹ لانچ گاڑی چھوڑنے کا پروجیکٹ شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔

21۔ شمال مشرقی ریاستوں میں صنعتوں اور سیاحت کی حوصلہ افزائی کے مقصد سے حکومت انڈین ایرلائنس کی معاون کمپنی الائنس ایئر کو شمال مشرقی ریاستوں میں اضافی ایرخدمات فراہم کرانے کے لیے 175 کروڑ روپے دے گی۔

22۔ اڑیسہ میں چاندی پور آئی ٹی آر سی سے سطح سے ہوا میں مار کرنے والی کم دوری مار کی صلاحیت والی میزائل ترشول کا کامیاب تجربہ کیا گیا۔

24۔ دفاعی سائنس دانوں نے چاندی پور آئی ٹی آر سی کے مربوط جانچ رینج سے تین دنوں میں لگاتار شہری ترشول میزائل کا کامیاب تجربہ کیا۔

25۔ پنجابی اور اردو قومی راجدھانی خطہ دہلی کی دوسری سرکاری زبانیں بنیں۔

26۔ صدر ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام نے جموں و کشمیر کا اپنا تین دن کا دورہ شروع کیا۔

27۔ ہندوستانی ریزروبنک نے بینکوں کو ہدایت دی کہ وہ ان گاہکوں کی چیک سہولیات بند کردیں جن کے 1 کروڑ روپے یا اس سے زیادہ رقم کے چیک کھاتے میں ناکافی فنڈوں کے سبب ایک مالی سال میں شمار بار واپس کیے گیے ہیں۔
- گجرات میں گودھرا حادثہ کے بعد ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات اور بیسٹ بیکری قتل عام کے 21 ملزموں کو مقامی فاسٹ ٹریک عدالت نے ناکافی شہادت نہ ہونے کے سبب رہا کردیا۔

28۔ کیبنٹ نے اونچے عہدوں پر بدعنوانی روکنے سے متعلق لوک پال بل کو منظوری دی۔ وزیراعظم کو بھی لوک پال کے دائرے میں رکھا گیا ہے۔

29۔ مرکز نے خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں زرعی قرضوں پر سود ایک سال کے لیے معاف کیا۔

کانچی کوم کوٹی شنکراچاریہ جیتیندر سرسوتی نے ایودھیا تنازعہ کے حل کے لیے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کو تین نکاتی فارمولے کی تجویز پیش کی۔

30۔ نائب وزیراعظم کے او۔ ایس۔ ڈی اجے پرساد نئے سکریٹری دفاع بنائے گئے۔ ایک بڑے انتظامی ردوبدل میں کبنٹ کی تقرری کمیٹی نے 28 سینئیر افسران کے تبادلے کیے۔

جولائی

1۔ دوردرشن نے اگلے سال مارچ سے دوردرشن کے 30 فری ٹو ویر چینلوں والے ڈائرکٹ ٹو ہوم خدمات شروع کرنے کا اعلان کیا۔

2۔ وزارت داخلہ نے جموں وکشمیر میں موبائیل ٹیلیفونوں کی خدمات شروع کرنے کی منظوری دی۔ اس کے لیے اب سلامتی پر کیبنٹ کمیٹی کی آخری منظوری باقی ہے۔

- ہندوستان کے سابق چیف جسٹس اور قومی انسانی حقوق کمیشن کے چیرمین ڈاکٹر آدرش سین آنند نے بڑودرہ میں بیسٹ بیکری قتل عام کے ملزموں کو فاسٹ ٹریک عدالت کے ذریعہ بری کے جانے کی مخالفت کی۔

- تملناڈو کے سرکاری ملازمین اور ٹیچروں نے ان کی خدمات سے متعلق سہولیات کو بحال کرنے کی مانگ کو لے کر غیر معینہ مدت کے لیے ہڑتال شروع کی۔

3۔ یونیکو نے بھیم بیٹکا کی قبل تاریخ غاروں کو عالمی وراثت مقام قرار دیا۔ بھوپال کے پاس واقع یہ غار اپنی قدیم راک پینٹنگ کے لیے مشہور ہیں۔

4۔ ایک ہندوستانی سائنس داں مرتال ٹھاکرکوتان کنجوگینڈ کنڈکٹو پالی مرکی دریافت کے لیے 2003 کے علم کیمیا کے نوبل انعام کے لیے نامزد کیا گیا۔

- کنڈیشنل ایکس سسٹم پر عمل یکم ستمبر تک کے لیے ٹالا گیا۔

- وزارت مالیات نے انکم ٹیکس کا گوشوارہ داخل کرنے والے ٹیکس دہندگان کے لیے سیمرک۔ 2003 نام کا نیا سافٹ ویر جاری کیا جس سے متعین انٹرنیٹ کے ذریعہ فارم میں انکم ٹیکس گوشوارا بھرا جاسکتا ہے۔

5۔ سی. بی. آئی نے خصوصی عدالت میں دعویٰ کیا کہ مرکزی وزیر داخلہ لال کوشن اڈوانی اور مرلی منوہر جوشی اور کچھ دیگر نے بھڑکانے والی تقاریر کر کے کارسیوکوں کو بابری مسجد گرانے کے لیے اکسایا۔

8۔ مشہور بنگالی شاعر سبھاش مکھوپادھیائے کا کولکاتہ میں 84 سال کی عمر میں انتقال۔

ملازمین پراویڈنٹ فنڈ تنظیم نے ریاستوں اور مرکزی حکومت کے عوامی سیکٹر کے اداروں سمیت نجی سیکٹر کی کمپنیوں کی طرف بقایا پراویڈنٹ فنڈ کی 1,511 کروڑ روپے کی رقم کو دھیان میں رکھتے ہوئے نادہندگان کے خلاف سخت کارروائی کی شروعات کی۔

-1 حکومت نے عوامی سیکٹر کی اکائیوں VSNL,CMC,IPCL,IBP اور BALCO میں اپنی بقایا حصہ پونجی فروخت کرنے کا فیصلہ کیا۔

-1 معروف مصنف اور اسٹیج شخصیت بھیشم ساہنی کا نئی دہلی میں 82 سال کی عمر میں نذیر کا انتقال۔

- ڈیڑھ سال کے وقفہ کے بعد دہلی لاہور بس سروس پھر شروع ہوئی۔

-12 وزیر برائے شہری ترقیات اننت کمار نے بی جے پی کرناٹک اکائی کے صدر بننے کے بعد وزارت سے استعفادیا۔

- نیشنل کانفرنس نے مرکز میں این ڈی اے سے پانچ سال پرانے اپنے تعلقات رسمی طور پر ختم کیے۔

-14 رجو بھیا کے نام سے جانے والے آر ایس ایس کے سابق سربراہ راجندر سنگھ کا پونے میں 81 سال کی عمر میں انتقال۔

- ہندوستان نے امریکا اور برٹش کمان کے تحت عراق میں اپنی فوج نہ بھیجنے کا رسمی طور پر فیصلہ کیا۔

- وزیراعظم واجپائی نے سینئر شہریوں کے لیے بیمہ کے جزئی پنشن اسکیم کا اجرا کیا۔

-15 ابتدائی ہندوستانی سنیما کی فنکارہ لیلا چٹنس کا امریکا کے ڈیمبری کے ایک نرسنگ ہوم میں انتقال۔

- پاکستان کی شدت پسند جمعیۃ اسلام پارٹی کے قائد اور حزب مخالف متحدہ مجلس عمل سے متعلق مولانا فضل الرحمان امن مذاکرات کے سلسلے میں امرتسر پہنچے۔

-16 سینئر اکالی لیڈر گرچرن سنگھ توہڑا شرومنی گرودوارہ پربندھک کمیٹی کے لئے صدر ہوئے۔ ڈھاکہ، کولکاتہ اور دہلی لاہور بس سروس کی طرز پر اگرتلہ۔ڈھاکہ بس سروس اگست کے پہلے ہفتے میں شروع ہونے کی سبھی تیاریاں پوری۔

- حکومت نے 50,000 روپے تک فصل قرضوں پر شرح سود گھٹا کر 9 فی صد کر کے کسانوں کے لیے 25 ارب روپے کی بھاری راحت کا اعلان کیا۔

-17 گجراتی کے مشہور شاعر راجندر کیشو لال شاہ سال 2001 کے معزز گیان پیٹھ ایوارڈ کے لیے منتخب کیے گیے۔

- مرکز نے چینی ملوں کی طرف گنا کسانوں کے بقایہ کو نمٹانے کے لیے 16 ارب روپے پنشن کے مالیاتی پیکج کا اعلان کیا تاکہ راحت شکر ترقیاتی فنڈ کے ذریعہ تقسیم کی جاسکی۔ مرکزی حکومت کی تقرری کمیٹی نے ہندوستانی زیرو بینک کے اگلے گورنر کے لیے وائی وینو گوپال کے نام کی منظوری دی۔

-18 قومی اقلیتی کارپوریشن کے صدر ترلوچن سنگھ کو مرکزی کیبنٹ وزیر کے مساوی درجہ دیا گیا۔

- عالمی سنگھ کے ایک جائزے میں بتایا گیا کہ ہندوستان نے پچھلے ایک دہے میں فی صد آمدنی بڑھانے اور معیار زندگی کو اونچا کرنے کے سلسلے میں موثر ترقی کی۔

21۔ ترنمول کانگریس چیف ممتا بنرجی نے پارٹی کے سابق لیڈر راجیت پانجہ کی معطلی واپس لینے کا اعلان کیا۔

23۔ سپریم کورٹ نے پارلیمنٹ کو تجویز پیش کی کہ قومی یکجہتی میں مدد کے لیے یکساں سول کوڈ وضع کیا جائے۔

معروف گاندھیائی ایس این سبارائو کو اس سال کے راجیو گاندھی قومی سد بھاؤنا ایوارڈ کے لیے منتخب کیا گیا۔

24۔ سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا کہ ملک بھر میں میڈیکل اور ڈینٹل کالجوں کو 15 فی صد مرکزی کوٹہ اسکیم کے طلباء کو داخلے دینے ہوں گے۔

۔ دوستی کے طور پر ہندوستان نے اعلان کیا کہ وہ پاکستان کے 20 بیمار بچوں کے علاج، ہندوستان میں رہنے اور سفر کا خرچ برداشت کرے گا۔ بنگلور کے ایک اسپتال میں پاکستان کی ایک بچی نور، کے میاب علاج پر لوگوں کی زبردست خیر سگالی کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ قدم اٹھایا جا رہا ہے۔

25۔ سپریم کورٹ نے عوامی سیکٹر کی HPCL اور BPCL کمپنیوں میں اپنی حصہ پونجی کے ڈس انوسٹمنٹ کے متنازعہ فیصلے کو چیلنج کرنے والی عرضداشت کے سلسلے میں مرکز کو نوٹس جاری کیا۔

26۔ 50 ویں قومی فلم ایوارڈوں میں بنگالی سینما کا بول بالا رہا۔ فیچر فلم زمرے کے زیادہ تر ایوارڈز بنگال فلموں کو ملے۔ بدھ دیو داس گپتا کا منڈو میرا یا کھیان کو بہترین فلم کا ایوارڈ ملا۔ بہترین ہدایت کار کا ایوارڈ اپرنا سین کی مسٹر اور مسز ایر نے حاصل کیا اور اسی فلم میں اداکاری کے لیے بہترین ایکٹرس کا ایوارڈ کونکنا سین کو دیا گیا۔ اجے دیوگن کو دی لیجنڈ آف بھگت سنگھ بہترین ایکٹر کا ایوارڈ دیا گیا۔

27۔ اروناچل پردیش میں کانگریس کے 58 ایم ایل اے میں سے 31 کے 17 وزرا سمیت پارٹی چھوڑ کر سابق وزیر اعلیٰ گیگانگ اپانگ کے یونائیٹڈ ڈیموکریٹک فرنٹ کے ساتھ مل جانے سے مکٹ مِتھی کی قیادت والی کانگریس حکومت اقلیت میں آئی۔

۔ وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی نے اعلان کیا کہ 2 لاکھ روپے تک کے زرعی قرضوں پر سود کی شرح بنک کی پرائم لینڈنگ ریٹ یعنی بینکوں کے ذریعہ اوحیار پر وصولی جانے والی اصل شرح کے برابر ہوگی۔

29۔ گذرے زمانے کے معروف مزاحیہ اداکار جانی واکر کا ممبئی میں طویل علالت کے بعد 79 سال کی عمر میں انتقال۔

ہندوستان نے ایران سے پاکستان ہوتے ہوئے زمین میں بچھائی گئی پائپ لائن سے قدرتی گیس درآمد کرنے کے امکانات سے انکار کیا۔

30۔ چیف الکشن کمشنر جے۔ ایم۔ لنگ دوہ اور سوشل ورکر شانتا سنہا کو سات دیگر لوگوں کے ساتھ اس سال کے ریمون میگا سیسے ایوارڈ کے لیے منتخب کیا گیا۔

۔ سپریم کورٹ نے ہریانہ میں گرام پنچایت یا سرپنچ یا اپ سرپنچ بننے والوں کے لیے پنچایتی راج قانون میں دی گئی دو بچوں سے زیادہ نہ ہونے کی شرط کو مناسب قرار دیا۔

31۔ رام جنم بھومی نیاس کے صدر مہنت رام چندر داس پرم ہنس کا ایودھیا میں 80 سال کی عمر میں انتقال۔

- قومی انسانی حقوق کمیشن نے گجرات میں پچھلے سال ہوئے فساد سے متعلق بیسٹ بیکری معاملے میں ملزموں کی رہائی پر گہری تشویش کا اظہار کیا۔ کمیشن نے سپریم کورٹ سے درخواست کی کہ وہ ایک آزاد ایجنسی سے معاملہ کی جانچ کرانے اور معاملے کی سماعت گجرات سے باہر مجاز عدالت میں کرنے کی ہدایت کی۔
- مرکزی کابینہ نے نابارڈ (ترمیم) بل 2003 ترمیم کی جس میں کسانوں کو موجودہ 14 تا 16 فی صد کے بجائے 9 فی صد کی شرح سود قرض فراہم کرنے کا اہتمام ہے۔

اگست

1۔ ہلکے لڑاکو ایر کرافٹ تیجاس TD-I نے سپر سونک رفتار حاصل کی۔

2۔ اروناچل پردیش میں مکٹ میتھی کی قیادت والی کانگریس کی حکومت ریاستی اسمبلی میں صوتی ووٹ سے ہار کر اقتدار سے باہر ہوئی۔

3۔ اروناچل پردیش گیگانگ اپانگ کی قیادت میں 37 ممبروں والی یونائیٹڈ ڈیموکریٹک فرنٹ وزارت کو گورنر وی سی پانڈے نے حلف دلایا۔

4۔ کرشنا ندی کی پانی کی تقسیم کو لے کر کرناٹک اور آندھرا پردیش کے درمیان ٹکراؤ کو دیکھتے ہوئے مرکز نے اس مہینے کے آخر تک کرشنا پانی تنازعہ ٹریبونل کی تشکیل کا اعلان کیا۔

- مدھیہ پردیش کابینہ نے ریاست میں 27 فی صد ملازمت دیگر پسماندہ طبقات کے لیے محفوظ رکھنے سے متعلق بل کو منظوری دی۔

5۔ سنٹر فار سائنس اینڈ انوائرمنٹ نے دعویٰ کیا کہ پیپسی اور کوکاکولہ کے ذریعہ فروخت کیے جانے والے کاربونیٹ ٹھنڈے مشروبات میں بھی جراثیم کش کی مقدار متعین حد سے 25 گنا زیادہ ہے۔

6۔ سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ سرکاری ملازمین کو اپنی شکایات کے لیے ہڑتال پر جانے کا کوئی بنیادی، قانونی، اخلاقی، معقول یا منصفانہ حق نہیں ہے۔

- تنخواہ یافتہ ٹیکس دہندہ اب انکم ٹیکس ریٹرن انٹرنیٹ پر آن لائن پر بھر سکیں گے شروع میں یہ اسکیم ملک کے سات شہروں میں دستیاب ہوئی۔

7۔ گجرات حکومت نے بیسٹ بیکری معاملے کے 21 ملزموں کو رہا کیے جانے کے بعد عدالت کے فیصلے کے خلاف احمد آباد ہائی کورٹ میں ایک اپیل دائر کی۔

- بہار کے ممبر اسمبلی و کونسل اور وزرا AIDS کے بارے میں آگہی بڑھانے کے لیے رضا کارانہ طور پر HIV ٹیسٹ کرائیں گے۔

8۔ ٹیلی کام تنازعہ اور تصفیہ اور اپیلی ٹریبونل (TDSAT) نے بنیادی ٹیلیفون خدمات فراہم کرانے والوں کو ان کے بنیادی ٹیلیفون خدمات لائسنس کی بنیاد پر سالموں کی خدمات فراہم کرنے کی اجازت دی۔

- سپریم کورٹ نے بیسٹ بیکری معاملے میں قومی حقوق کمیشن کی دلیل کو مفاد عامہ میں عرضداشت بنایا۔ اس سے اس معاملے کی سماعت کا دائرہ بڑھے گا اور کرمنل جسٹس سسٹم کے متعلق وسیع امور کو اس میں شامل کیا جا سکے گا۔
- معروف پینٹر بھوپن کھکر کا وڈوڈاہ میں 69 سال کی عمر میں انتقال۔

9۔ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تعلقات بہتر بنانے کے لیے حکومتی سطح پر کی جارہی کوششوں کے علاوہ ٹریک-2 ڈپلومیسی کے تحت مختلف سیاسی پارٹیوں، سینٹروں اور سفارتی ماہرین کے ایک وفد نے واگھہ چوکی سے ہوتے ہوئے پاکستان کا سفر کر کے دونوں ملکوں کو آپسی رشتے بہتر بنانے کی سمت اہم قدم اٹھایا۔

10۔ اٹارنی جنرل سولی سوراب جی نے سرکاری ملازم کی ہڑتال کے حق کے معاملے میں سپریم کورٹ کے ذریعہ دیے جانے والے فیصلے پر اپنے شدید ردعمل کا اظہار کیا۔

11۔ مرکزی کابینہ نے دہلی کو مکمل ریاست کا درجہ دینے اور ملک بھر میں گائے کے ذبیحہ پر پابندی لگانے کی تجاویز کو منظوری دی۔

- مہاراشٹر حکومت کا صدر کی منظوری مل جانے کے بعد ترمیم شدہ اعلان پانے کے حق کے ایکٹ پر عمل شروع۔

12۔ نقلی دواؤں کے خطرے سے نمٹنے کا عملی منصوبہ بنانے کے مقصد سے مرکزی وزارت صحت کے ذریعہ تشکیل ماشیلکر کمیٹی نے اس طرح کی دوائیں بنانے اور فروخت کرنے والوں کو موت کی سزا دینے کی سفارش کی۔

13۔ پاکستانی لڑکا منیر جو بھٹک کر ہندوستانی سرحد میں آگیا تھا۔ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان چلنے والی صدائے سرحد بس سے پاکستان واپس ہوا۔

- حکومت نے آپریٹو بینکوں اور مالی اداروں کو منضبط کرنے کے لیے ہندوستان ریزرو بینک کو زیادہ اختیار دینے اور جمع کنندگان کو حفاظتی فنڈ کی تشکیل کے لیے لوک سبھا میں ایک بل پیش کیا۔
- اخبار میں چھپے ایک کارٹون کی بنیاد پر دہلی ہائی کورٹ نے ماسٹر بلے باز سچن تینڈولکر کو اٹلی کی کار کمپنی فیئٹ تحفہ میں دی گئی کار پر 1.13 کروڑ کی درآمد ڈیوٹی مبینہ طور پر معاف کیے جانے کے معاملے میں مرکزی حکومت کو نوٹس جاری کیا۔

14۔ یوم آزادی سے پہلے کی شام قوم کے نام اپنے خطاب میں صدر ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام نے ہندوستان کو مذہب کی سیاست سے باہر نکالنے کی پرزور اپیل کی اور ملک کی ترقی کی رفتار کو کم کرنے والے امور پر فی الحال دھیان نہ دینے پر زور دیا۔

- سپریم کورٹ نے پروفیشنل کالجوں کے ذریعہ کیپٹیشن فیس لیے جانے پر پابندی لگائی۔
- حزب مخالف نے واجپئی حکومت کے خلاف عدم اعتماد تحریک کا نوٹس دیا۔

15۔ 56ویں یوم آزادی کے موقع پر قوم کے نام اپنے خطاب میں وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی نے اعلان کیا کہ ہندوستان 2008 میں اپنا خلائی جہاز چاند پر بھیجے گا۔

17۔ کانگریس کے دو سینئر لیڈر وسنت ساٹھے اور این کے پی سالوے نے پارٹی چھوڑی۔ الگ ودربھ ریاست کی مانگ کے لیے انھوں نے ایک علاقائی پارٹی بنانے کا بھی اعلان کیا۔

18۔ بھرت سنچار نگم لمیٹڈ نے جموں و کشمیر میں موبائل ٹیلیفون خدمات شروع کرنے کا اعلان کیا۔

۔ مرکز نے دہلی کو خصوصی ریاست کا درجہ دینے سے متعلق بل لوک سبھا میں پیش کیا۔

19۔ این ڈی اے حکومت نے اپنے خلاف حزب اختلاف کے عدم اعتماد قرار داد پر لوک سبھا میں 186 کے مقابلے 3/2 ووٹوں سے جیت حاصل کی۔

21۔ ٹھنڈے مشروبات میں جراثیم کش کے باقیات پائے جانے کے الزاموں کی جانچ کے لیے حکومت جوائنٹ پارلیمانی کمیٹی تشکیل کرنے پر متفق ہوئی۔

22۔ مرکزی حکومت نے غیر ملکی سرمایہ کاری رشراکت سے نیوز چینلوں کی سٹیلائٹوں سے اپ لنکنگ کے رہنما اصولوں میں ترمیم کی جس کے مطابق کسی نیوز چینل میں 51 فی صد حصہ پونجی کسی اہم ہندوستانی شریک کار کی ہونی ضروری ہے۔

۔ ایتھلیٹ کے۔ ایم۔ بینا مول اور نشانے باز انجلی بھاگوت کو راجیو گاندھی کھیل رتن ایوراڈ کے لیے منتخب کیا گیا۔ ویریندر ہسوانگ، فٹ بال کھلاڑی آئی۔ ایم۔ وجین اور ہاکی کھلاڑی گگن اجیت سنگھ کو 2002 کے ارجن ایوراڈ کے لیے منتخب کیا گیا۔

23۔ مرکزی کابینہ نے مرکزی حکومت کی خدمات میں آنے والے بھی نئے ملازمین کے لیے اعانتی پنشن اسکیم شروع کرنے کی منظوری دی۔

۔ مرکزی حکومت نے مہاراشٹر، کرناٹک اور آندھرا پردیش کے درمیان کرشنا ندی کے پانی کی تقسیم کو سلجھانے کے لیے ایک ٹریبونل کے تشکیل کی بھی منظوری دی۔

24۔ معروف ماہر معاشیات اور جرمنی میں ہندوستان کے سابق سفیر ڈاکٹر اے۔ ایم خسرو کا نئی دہلی میں انتقال۔

25۔ ممبئی میں دو بم دھماکوں میں 47 سے زیادہ لوگ مارے گئے اور 150 زخمی ہوئے۔

۔ اتر پردیش میں 15 مہینے پرانی بی جے پی اور بہوجن سماج پارٹی کے اتحاد والی حکومت کا خاتمہ۔

۔ آرکیالاجیکل سروے الہ باد میں ہائیکورٹ کی لکھنؤ بنچ کو اپنی رپورٹ سونپی اس میں کہا گیا ہے کہ اسے ایودھیا میں بابری مسجد کے نیچے 10 ویں صدی کے عالی شاہ عمارتی ڈھانچہ ہونے کے صاف آثار ملے ہیں۔

26۔ سماج وادی پارٹی کے چیف ملائم سنگھ یادو نے اتر پردیش میں مایاوتی کے استعفے کے بعد حکومت تشکیل کرنے کا اپنا دعویٰ پیش کیا۔ گورنر وشنو کانت شاستری نے ملائم سنگھ یادو سے اپنے حمایتیوں کی فہرست سونپنے کو کہا۔

۔ اروناچل پردیش کے وزیر اعلیٰ گیگانگ اپانگ نے اروناچل کانگریس پارٹی چھوڑی۔

27۔ ناسک میں کنبھ میلے میں ہونے والی بھگدڑ میں 39 لوگ مرے اور 76 زخمی ہوئے۔

۔ وزیر اعظم واجپائی بین ریاستی کونسل کی دو دن کی میٹنگ میں حصہ لینے سری نگر پہنچے۔

28۔ دمن میں دمن گنگا پر بنے ایک پل کے ٹوٹ جانے سے کم سے کم 40 لوگ مارے گئے جن میں سے زیادہ تر اسکول کے بچے تھے۔

- راجیہ سبھا کے لیے نامزد کیے گئے سات افراد میں ہندوستانی ریزرو بینک کے گورنر جالان، فلمی شخصیات ہیما مالنی اور دارا سنگھ، ISRO چیرمین کے کستوری رنگن اوراچ، صحافی چندن مترا شامل ہیں۔
29۔ سماج وادی پارٹی چیف ملائم سنگھ یادو کو اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ کے طور پر حلف دلایا گیا۔
30۔ سیکورٹی فورسز کے سری نگر میں ایک مڈبھیڑ میں پارلیمنٹ پر حملے کی سازش رچنے والے دہشت گرد اور کشمیر میں جیش محمد کی سرگرمیوں کے سرغنہ غازی بابا اور اس کا ایک ساتھی مارا گیا۔

ستمبر

1۔ سپریم کورٹ نے اترانچل میں ٹہری باندھ کے تعمیری کام کو روکنے سے انکار کیا۔ کورٹ نے کہا کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے جس سے یہ بات ظاہر ہو سکے کہ اس پروجیکٹ میں ماحولیاتی شرائط کو پورا نہیں کیا گیا۔
2۔ مرکزی حکومت نے اپنے ملازمین کے لیے مہنگائی بھتے میں 4 فی صد کے اضافے کا اعلان کیا۔ پنشن یافتہ اور خاندانی پنشن لینے والوں کو بھی یہ فائدہ حاصل ہوگا۔
- معاشی امور پر کابینہ کمیٹی نے تملناڈو میں کلپکم میں 500 میگاواٹ صلاحیت کا الکٹریکل فاسٹ بریڈری ایکٹر قائم کرنے کی تجویز کو منظوری دی۔
3۔ کابینہ کی سلامتی معاملوں سے متعلق کمیٹی نے ہندوستانی فضائیہ کے لیے ہاک 115 وائی نام کے 66 ایڈوانسڈ جیٹ ٹرینر جہاز خریدنے کی منظوری دی۔
- ہندوستانی ہاکی ٹیم کے پنالٹی کارنر کے ماہر کھلاڑی جگ راج سنگھ جالندھر کے پاس ایک کار حادثے میں شدید زخمی۔
5۔ ہندوستان اور امریکا کی خصوصی افواج نے برف سے ڈھکی قراقرم کی چوٹیوں پر ہفتے کی جنگی مشق کی۔
- وزیر اعظم باجپئی نے کان کن میں عالمی تجارتی تنظیم کی میٹنگ کے لیے ہندوستان کے ایجنڈا پیپر کو منظوری دی۔
7۔ 23 ممبری آل پارٹی حریت کانفرنس میں پھوٹ پڑی اور غیر مطمئن حریت لیڈروں نے دعویٰ کیا کہ انہیں 12 ممبروں کی حمایت حاصل ہے۔
8۔ اسرائیل کے وزیر اعظم ایریل شیرن ہندوستان کے دورے پر نئی دہلی پہنچے۔ ہندوستان آنے والے وہ پہلے اسرائیلی وزیر اعظم ہیں۔
- 12 دن پرانی ملائم سنگھ یادو حکومت نے اتر پردیش اسمبلی میں اعتماد کا ووٹ حاصل کیا۔
- حکومت نے بین الاقوامی زرفنڈ (IMR) کے ایگزیکٹو ڈائرکٹر کے طور پر بی۔ پی۔ مشرا کی تقرری کو منظوری دی۔
- مرکزی کابینہ میں کیے گئے 13 ویں ردوبدل میں وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی نے ترنمول کانگریس کی ممتا بنرجی اور ایم۔ ڈی۔ ایم۔ کے۔ کے جنجی رام چندرن کو شامل کیا۔
9۔ حکومت جموں و کشمیر نے ایک آرڈی نینس جاری کر کے ریاست میں حضرت بل اور چرار شریف جیسی درگاہوں کا کنٹرول کرنے والے مسلم اوقاف ٹرسٹوں کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا۔

11۔ مرکزی کابینہ نے دہلی اور ممبئی ہوائی اڈوں کے نجی سیکٹر کی حصہ داری سے جدید کاری کی تجویز کو منظوری دی۔

12۔ بیسٹ بیکری معاملے میں ٹھیک سے کارروائی نہ کرنے کے لیے سپریم کورٹ نے گجرات حکومت کے خلاف شدید تنقید کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نریندر مودی سے کہا کہ اگر ان کی حکومت اس معاملے میں ملزموں کو سزا نہیں دلاسکتی تو وہ عہدہ چھوڑ دیں۔

- حکومت نے عوامی تقسیم نظام کے ذریعہ فروخت کیے جانے والے مٹی کے تیل اور رسوئی گیس کی خردہ قیمتوں میں اگلے سال تک کوئی اضافہ نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

13۔ جنگجو سے سیاست داں بنے محمد پارے عرف کسکا پرے کو بارہ مولا میں جنگجوؤں نے قتل کیا۔

14۔ بھوٹان کے حکمراں جگمے سنگمے وانگ چک ہندوستان کے پانچ دن کے سرکاری دورے پر نئی دہلی پہنچے۔

15۔ اڑیسہ میں چار سال پہلے آسٹریلیائی مشنری گراہم اسٹینس اور ان کے دو بیٹوں کے قتل کے لیے دارا سنگھ اور 12 دیگر لوگوں کو مجرم پایا گیا۔

- ہندوستان کے سابق چیف جسٹس اے۔ ایم۔ احمدی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے چانسلر بنے۔

16۔ سپریم کورٹ نے عوامی سیکٹر کی تیل کمپنیوں HPCL اور BPCL کے ڈس انوسٹمنٹ پر روک لگائی اور حکومت کو ہدایت دی کہ وہ ان دو کمپنیوں میں حکومت کی کے حصص کی فروخت کے لیے پارلیمنٹ سے اجازت لے۔

- وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی ترکی اور امریکہ کے 12 دن کے سرکاری دورے پر امریکا میں وہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے 58 ویں اجلاس میں حصہ لے سکیں گے۔

- حکومت نے کچھ شرائط کے ساتھ جہازوں کے اندر اڑان کے دوران موبائیل ٹیلیفون اور چاقو کو چھوڑ کر کھانا پیش کرنے کے دھات سے بنے برتنوں کے استعمال کی اجازت دی۔

- حکومت نے جسٹس ایم جگناتھ راؤ کی صدارت میں 17 ویں لا کمیشن کی تشکیل کی۔

18۔ سپریم کورٹ نے مرکزی جانچ بیورو کو ہدایت دی کہ وہ 175 کروڑ روپے کے تاج وراثت گلیارا گھوٹالے میں اتر پردیش کی سابق وزیر اعلیٰ مایاوتی، وزیر ماحول نسیم الدین احمد صدیقی اور چھ سینئر بیورو کریٹ کے خلاف FIR (پہلی انفارمیشن رپورٹ) درج کرے۔

- مرکز نے کم سے کم مزدوری کی شرح میں ترمیم کر کے اسے موجودہ 50 روپے یومیہ سے بڑھا کر 60 روپے کرنے کا اعلان کیا۔

19۔ بابری مسجد معاملے کی سماعت کر رہی خصوصی سی بی آئی عدالت نے رائے بریلی میں نائب وزیر اعظم لال کرشن اڈوانی کو بری کیا، لیکن عدالت نے کہا کہ اس معاملے میں وزیر برائے فروغ انسانی وسائل مرلی منوہر جوشی، سابق مرکزی وزیر اوما بھارتی اور وشو ہندو پریشد کے لیڈر اشوک سنگھل اور چار دیگر ملزموں کے خلاف مقدمہ چلانے کے لیے معقول بنیاد موجود ہے۔

- وزیر برائے فروغ انسانی وسائل مرلی منوہر جوشی اور دیگر چھ ملزموں کے خلاف رائے بریلی کی عدالت کے ذریعہ الزام طے کرنے کے حکم ملنے کے بعد جوشی نے مرکزی کابینہ سے استعفا دیا۔

21۔ ہندوستان کی نیوکلیر کمانڈ اتھارٹی نے نیوکلیر حملے کی حالت میں مرکزی کابینہ کو تحفظ دینے کے لیے دو بنکرس تعمیر کرنے کا فیصلہ لیا۔

- ہندوستان تبت بارڈر پولیس کے نو ممبروں والے کوہ پیائی ٹیم کے سبھی ممبر پتھورا گڑھ میں پنچ کر چولی کی چوٹی نمرت سے اترتے وقت اوالانش میں مارے گئے۔

22۔ آسٹریلیائی مشنری گراہم اسٹینس اور ان کے دو نابالغ بیٹوں کے قتل کے معاملے میں مرکزی جانچ بیورو کی عدالت نے دارا سنگھ کو موت کی سزا اور 12 دیگر کو عمر قید کی سزا سنائی۔

- سابق وزیر اعلیٰ اتر پردیش مایاوتی بہوجن سماج پارٹی کی قومی صدر منتخب ہوئیں۔

- راجستھان کے گورنر نرل چند جین کا جے پور میں 75 سال کی عمر میں انتقال۔

- تملناڈ حکومت نے ایل ٹی ٹی ای کی کھلی حمایت کرنے کے الزام میں مرکزی وزیر اور ایم۔ ڈی۔ ایم۔ کے کے خزانچی ایم کنپن کے خلاف پوٹا لگانے کا فیصلہ کیا۔

23۔ حکومت نے ملک میں بنے نیوکلیر ہتھیار لے جانے والی اگنی میزائل کی تعیناتی کی اجازت دی۔

27۔ جگموہن ڈالمیا تیسرے اور آخری مدت عہدہ کے لیے ہندوستانی کرکٹ کنٹرول بورڈ کے صدر منتخب کیے گئے۔

28۔ ہندوستان کا ایڈوانسڈ مواصلاتی سٹیلائٹ INSAT-3E فرنچ گیانا میں کورو خلائی مرکز سے یوروپی راکٹ کے ذریعہ لانچ کیا گیا۔

29۔ کولکاتا ہائی کورٹ نے ہفتہ کے کام کے دنوں کے دوران شہر میں صبح 8 بجے سے شام 8 بجے تک ریلیاں نکالنے اور جلوس نکالنے پر پابندی لگائی۔

- وزیر فروغ برائے انسانی وسائل مرلی منوہر جوشی نے بابری مسجد گرانے کے معاملے میں ان کے خلاف الزام طے کرنے کے رائے بریلی کی خصوصی عدالت کے فیصلے کو الہ باد ہائی کورٹ کی لکھنؤ میں بنچ میں چیلنج کیا۔

30۔ الہ باد ہائی کورٹ کی لکھنؤ بنچ نے وزیر برائے فروغ انسانی وسائل مرلی منوہر جوشی کے خلاف بابری مسجد معاملے میں الزام طے کرنے کے رائے بریلی کی عدالت کے فیصلے پر روک لگانے کے بعد وزیر اعظم باجپئی نے جوشی کا استعفا نامنظور کیا۔

- مرکز نے نئی دہلی میں ITDC کی ملکیت والے ہوٹلوں۔ اشوکا اور سمراٹ میں اپنی حصہ پونجی کے ڈس انوسٹمنٹ کا فیصلہ کیا۔

- رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں ہندوستانی معیشت کی شرح افزائش 5.7 فی صدر ہی جبکہ پچھلے سال اسی مدت میں یہ 5.3 فی صدر ہی تھی۔

31۔اطلاعات عامہ

ہندوستان کے صدور جمہوریہ

نام		مدت
ڈاکٹر راجیندر پرساد	(1884-1963)	26 جنوری 1950۔13 مئی 1962
ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشنن	(1888-1975)	13 مئی 1962۔13 مئی 1967
ڈاکٹر ذاکر حسین	(1897-1969)	13 مئی 1967۔3 مئی 1969
وراہ گیری وینکٹ گری	(1884-1980)	3 مئی 1969۔20 جولائی 1969 (قائم مقام)
جسٹس محمد ہدایت اللہ	(1905-1992)	20 جولائی 1969۔24 اگست 1969 (قائم مقام)
وراہ گیری وینکٹ گری	(1884-1980)	24 اگست 1969۔24 اگست 1974
فخر الدین علی احمد	(1905-1977)	24 اگست 1974۔11 فروری 1977
بی۔ڈی۔جتی	(1913-2002)	11 فروری 1977۔25 جولائی 1977 (قائم مقام)
نیلم سنجیوا ریڈی	(1913-1996)	25 جولائی 1977۔25 جولائی 1982
گیانی ذیل سنگھ	(1916-1994)	25 جولائی 1982۔25 جولائی 1987
آر وینکٹ رمن	(پ 1910)	25 جولائی 1987۔25 جولائی 1992
ڈاکٹر شنکر دیال شرما	(1918-1999)	25 جولائی 1992۔25 جولائی 1997
کے۔آر۔نرائنن	(پ 1920)	25 جولائی 1997 ۔ 2002
ڈاکٹر اے۔پی۔جے۔عبدالکلام	(پ 1931)	25 جولائی 2002 تا حال

نائب صدور جمہوریہ

نام		مدت
ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشنن	(1888-1975)	1962-1952
ڈاکٹر ذاکر حسین	(1897-1969)	1967-1962
وراہ گری وینکٹ گری	(1884-1980)	1969-1967
گوپال سروپ پاٹھک	(1896-1982)	1974-1969
بی ڈی جتی	(1913-2002)	1979-1974
جسٹس محمد ہدایت اللہ	(1905-1992)	1984-1979
آر وینکٹ رمن	(پ-1910)	1987-1984
ڈاکٹر شنکر دیال شرما	(1918-1999)	1992-1987
کے آر نارائنن	(پ-1920)	1997-1992
کرشن کانت	(1927-2002)	2002-1997
بھیروں سنگھ شیخاوت	(پ۔1923)	2002 تا حال

ہندوستان کے وزرائے اعظم

نام		مدت
جواہر لال نہرو	(1889-1964)	15 اگست 1947۔27 مئی 1964
گلزاری لال نندا	(1898-1997)	27 مئی 1964۔ 9 جون 1964 (قائم مقام)
لال بہادر شاستری	(1904-1966)	9 جون 1964۔11 جنوری 1966
گلزاری لال نندا	(1898-1997)	11 جنوری 1966۔24 جنوری 1966
اندرا گاندھی	(1917-1984)	24 جنوری 1966۔24 مارچ 1977
مرار جی رنچھوڑ جی ڈیسائی	(1896-1995)	24 مارچ 1977۔28 جولائی 1979
چرن سنگھ	(1902-1987)	28 جولائی 1979۔14 جنوری 1980
اندرا گاندھی	(1917-1984)	14 جنوری 1980۔31 اکتوبر 1984
راجیو گاندھی	(1944-1991)	31 اکتوبر 1984۔1 دسمبر 1989
وشوناتھ پرتاپ سنگھ	(پ1931)	2 دسمبر 1989۔10 دسمبر 1990
چندر شیکھر	(پ1927)	10 نومبر 1990۔21 جون 1991
پی وی نرسمہا راؤ	(پ1921)	21 جون 1991۔16 مئی 1996
اٹل بہاری واجپئی	(پ1926)	16 مئی 1996۔1 جون 1996
ایچ ڈی دیوگوڑا	(پ1933)	1 جون 1996۔21 اپریل 1997
اندر کمار گجرال	(پ1933)	21 اپریل 1997۔18 مارچ 1998
اٹل بہاری واجپئی	(پ1926)	19 مارچ 1998۔13 اکتوبر 1999
اٹل بہاری واجپئی	(پ1926)	13 اکتوبر 1999۔تاحال

ہندستان کے چیف جسٹس

نام	مدت
ہری لعل جے کانیا	26 جنوری 1950۔ 6 نومبر 1951
ایم پتانجلی شاستری	7 نومبر 1951۔3 جنوری 1954
مہر چند مہاجن	4 جنوری 1954۔22 دسمبر 1954
بی۔کے۔مکھرجی	23 دسمبر 1954۔31 جنوری 1956
ایس۔آر۔داس	1 فروری 1956۔30 ستمبر 1959
بھونیشور پرساد سنہا	اکتوبر 1959۔31 جنوری 1964
پی۔بی گجیندر گڈکر	1 فروری 1964۔15 مارچ 1966
اے۔کے سرکار	16 مارچ 1966۔29 جون 1966
کے سبا راؤ	30 جون 1966۔11 اپریل 1967

کے۔این۔وانچو	12اپریل1967۔24فروری1968
ایم ہدایت اللہ	25فروری1968۔16دسمبر1970
جے۔سی شاہ	17دسمبر1970۔21جنوری1971
ایس۔ایم۔سیکری	22جنوری1971۔25اپریل1973
اے۔این۔رے	26اپریل1973۔27جنوری1977
ایم۔ایچ بیگ	28جنوری1977۔21فروری1978
وائی۔وی چندر چوڑ	22فروری1978۔11جولائی1985
پی۔این۔بھگوتی	12جولائی1985۔20دسمبر1986
رگھونندن سوروپ پاٹھک	21دسمبر1986۔18جون1989
ای۔ایس۔وینکٹ رمیا	19جون1989۔17دسمبر1989
ایس مکھرجی	18دسمبر1989۔25ستمبر1990
رنگناتھ مشر	25ستمبر1990۔24نومبر1991
کے۔این سنگھ	25نومبر1991۔12دسمبر1991
ایم۔ایم ایچ کانیا	13دسمبر1991۔17نومبر1992
ایل۔ایم شرما	18نومبر1992۔11فروری1993
ایم۔این وینکٹ چلیا	12فروری1993۔24اکتوبر1994
اے۔ایم احمدی	25اکتوبر1994۔24مارچ1997
جے۔ایس ورما	25مارچ1997۔17جنوری1998
ایم۔ایم پنچھی	18جنوری1998۔9اکتوبر1998
اے۔ایس آنند	10اکتوبر1998۔31اکتوبر2001
ایس۔پی۔بھروچہ	یکم نومبر2001۔5مئی2002
بی۔این۔کرپال	6مئی2002تا7نومبر2002
جی۔بی۔پٹنائک	8نومبر2002تا18دسمبر2002
وی۔این کھرے	19دسمبر2002تاحال

ہندوستان کے چیف الیکشن کمشنر

نام	مدت
سکمار سین	21مارچ1950تا19دسمبر1958
کے وی کے سندرم	20دسمبر301958ستمبر1967
ایس۔پی سین ورما	1اکتوبر1967۔30ستمبر1972

ڈاکٹر ناگیندر سنگھ	1 اکتوبر 1972-6 فروری 1973
ٹی سوامی ناتھن	7 فروری 1973-17 جون 1977
ایس-ایل شکدھر	18 جون 1977-17 جون 1982
آر کے ترویدی	18 جون 1982-13 دسمبر 1985
آر-وی-ایس پیری شاستری	1 جنوری 1986-25 نومبر 1990
محترمہ وی-ایس-رما دیوی	26 نومبر 1990-11 دسمبر 1990
ٹی-این سیشن	12 دسمبر 1990-11 دسمبر 1996
ایم-ایس گل	12 دسمبر 1996-13 جون 2001
جے-ایم-لنگ دوہ	13 جون 2001-تاحال

شہری انعامات

بھارت رتن: یہ ایوارڈ ادب، آرٹ اور سائنس کی ترویج وترقی کے لئے خصوصی خدمات اور عوامی خدمات میں کارہائے نمایاں انجام دینے کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

پدم وبھوشن: یہ ایوارڈ کسی بھی شعبے میں نمایاں خدمات کے لئے تفویض کیا جاتا ہے اس میں سرکاری اہل کاروں کے ذریعے انجام دی گئیں خدمات بھی شامل ہیں۔

پدم بھوشن: یہ ایوارڈ کسی بھی شعبے میں نمایاں اور قابل ذکر خدمات کے لئے تفویض کیا جاتا ہے۔اس میں سرکاری اہل کاروں کی خدمات بھی شامل ہیں۔

پدم شری: یہ ایوارڈ کسی بھی میدان میں خصوصی اور نمایاں خدمات کے لئے پیش کیا جاتا ہے اس میں سرکاری اہل کاروں کی خدمات بھی شامل ہیں۔

سپریم کورٹ کے فیصلے کے پیش نظر حکومت نے پدم انعامات کی سمت متعین کرنے کے لئے اور کچھ دیگر پہلوؤں پر غور وخوض کے لئے ہندوستان کے نائب صدر جمہوریہ کی صدارت میں ایک اعلیٰ سطحی مبصر کونسل تشکیل دی۔اس کونسل نے اپنی رپورٹ نومبر 1996 میں پیش کی اور حکومت نے اسے منظور کرلیا جس کے بعد ان انعامات کو دوبارہ 1997 میں شروع کیا گیا ہے۔سال 2003 میں محترمہ لتا دینا ناتھ منگیشکر اور استاد بسم اللہ خاں کو بھارت رتن سے نوازا گیا۔ 26 جنوری 2003 کو 91 پدم ایوارڈ (14 پدم وبھوشن، 32 پدم بھوشن، 55 پدم شری) کا اعلان کیا گیا۔یہ ایوارڈ 3 اپریل 2003 کو منعقد تقریب میں صدر جمہوریہ نے پیش کئے۔

بھارت رتن سے سرفراز افراد

نام		سال
ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشنن	(1888-1975)	1954
چکرورتی راج گوپالا چاری	(1878-1972)	1954

ڈاکٹر چندر شیکھر وینکٹ رمن	(1888-1970)	1954
ڈاکٹر بھگوان داس	(1869-1958)	1955
ڈاکٹر موکھشا گنڈم وشویشریہ	(1861-1962)	1955
جواہر لال نہرو	(1889-1964)	1955
گووند بلبھ پنت	(1887-1961)	1957
ڈاکٹر دھونڈو کیشو کاروے	(1858-1962)	1958
ڈاکٹر ودھان چندر رائے	(1882-1962)	1961
پرشوتم داس ٹنڈن	(1882-1962)	1961
ڈاکٹر راجیندر پرساد	(1884-1963)	1962
ڈاکٹر ذاکر حسین	(1897-1969)	1963
ڈاکٹر پانڈورنگ وامن کاڑے	(1890-1972)	1963
لال بہادر شاستری	(1904-1966) رحلت کے بعد	1966
اندرا گاندھی	(1917-1984)	1971
وراہ گری وینکٹ گری	(1894-1980)	1975
کماراسوامی کامراج	(1903-1975)رحلت کے بعد	1976
میری ٹریسا بوزا کسنو (مدر ٹریسا)	(1910-1997)	1980
آچاریہ ونوبا بھاوے	(1895-1982)رحلت کے بعد	1983
خان عبدالغفار خاں	(1890-1988)	1987
مرودد گوپالن رام چندرن	(1917-1987)	1988
ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر	(1891-1956)بعد رحلت	1990
ڈاکٹر نیلسن منڈیلا	(پ1918)	1990
راجیو گاندھی	(1944-1991)بعد رحلت	1991
سردار بلبھ بھائی پٹیل	(1875-1950)بعد رحلت	1991
مرار جی رن چھوڑ جی دیسائی	(1896-1995)	1991
مولانا ابوالکلام آزاد	(1888-1958)بعد رحلت	1992
جے۔آر۔ڈی۔ٹاٹا	(1904-1993)	1992

ستیہ جیت رے	(1922-1992)	1992
ارونا آصف علی	(1909-1996)بعدرحلت	1997
گلزاری لال نندا	(1898-1997)بعدرحلت	1997
ڈاکٹر ابوالفقیر زین العابدین ابوالکلام	پ(1931)	1997
مدورائی شمکھو دیو بشولکشمی	پ(1916)	1998
چدمبرم سبرامنیم	(1910-2000)	1998
لوک نائک جے پرکاش نرائن	(1902-1979)	1999
پروفیسر امرتیہ سین	پ(1933)	1999
لوک پریہ گوپی ناتھ باردولوئی	(1890-1950)بعدرحلت	1999
پنڈت روی شنکر	پ(1920)	1999
سوشری لتادینا ناتھ منگیشکر	پ(1929)	2001
استاد بسم اللہ خاں	پ(1916)	2001

سال 2003 میں دیئے گئے عوامی انعامات

پدم وبھوشن	بلرام نندا
	ویدیہ برہسپت دیوتر گن
	قاضی لیندپ دورجی کانگ سرپا
	سونال مان سنگھ
پدم بھوشن	امانور مادھو چک یار
	ڈاکٹر آرکٹ رام چندرن
	پروفیسر بکچھ سنگھ منہاس
	بال سبرامنیا راجسم ایر
	کولتورگوپالن
	ہری شنکر سنگھانیا
	ہربٹ پال فشر
	ہربرٹ الکزینڈر رووچ ایفریمو
	جگ جیت سنگھ

جمشید نوروجی گودریج

ڈاکٹر کانتی لعل ہستی مل سانچیتی

مدورائے نارائن کرشنن

نارائن سری نواس

نصیرالدین شاہ

انوپلیک ویلوکٹی وجین

ڈاکٹر (کماری) پدما سبرانیم

پراسرن کیشو آینگر

پربھودیال چاولہ

پلی یور سبرانیم نارائن سوامی

ڈاکٹر پرشوتم لعل

پروفیسر راجندر کمار

پروفیسر رام بدن سنگھ

ڈاکٹر رمیش کمار

پروفیسر کرشنا جوشی

ڈاکٹر سیتا کانت مہاپاتر

سبھاش مکوپادھیائے

شریمتی سوپن سندری

شریمتی تیجن بائی

تلی یاڈی پرمبل وٹھپا رام چندر شونائے

ترولنگاڈو ویبوار شنکر نارائن

تری چوری ویدناتھ رام چندرن

املیپورم کاسی وشوناتھ شورامن

پدم شری: 55

سنگیت ناٹک اکاڈمی ایوارڈس 2000-2001

موسیقی

ابھے نارائن ملک	:	ہندوستانی موسیقی۔گانا
سنگ میشور گورو	:	ہندوستانی موسیقی۔گانا
ملنی راجورکر	:	ہندوستانی موسیقی۔گانا
منی لال ناگ	:	ہندوستانی موسیقی۔ساز (ستار)
آر۔این دورے سوامی	:	کرناٹک موسیقی۔ساز (وینا)
ہری دوار منگلم اے۔کے۔پل نیول	:	کرناٹک موسیقی۔ساز (تھاول)
مرحوم جی ہری شنکر	:	کرناٹک موسیقی۔ساز (گنجیرا)
ایس راجارام	:	تخلیقی موسیقی۔کمپوزر

رقص

الارمیل وتی	:	بھارت ناٹیم
پرتیبھا پرہلاد	:	بھارت ناٹیم
چاروسجا ماتھر	:	منی پوری
گھن کانت بورا	:	ستریہ
گلن بردھن	:	تخلیقی رقص

تھیٹر

گریش چودھری	:	اداکاری
شانتا گاندھی	:	ہدایت کاری
بھیشم ساہنی	:	ڈرامہ نگاری
دیاپرکاش سنہا	:	ڈرامہ نگاری

تھیٹر کے دیگر پہلو

ڈولی اہلووالیہ تیوری	:	کسٹویم ڈیزائن

روایتی/عوامی/قبائلی موسیقی/رقص/تھیٹر اور کٹھ پتلی

ہری اپل	:	لوک رقص-بہار
کلامنڈلم گوندواریا	:	کتھ کلی میک اپ کیرل
کوبک کھونگ جیرم	:	لوک موسیقی-میگھالیہ

لک پتی سنگھ	:	نٹ سنکیرتن
ہرین بھٹا چاریہ	:	کٹھ پتلی-مغربی بنگال

اسٹیج کے فن میں مجموعی اشتراک

سریش اوستھی
پریم ضیانی

سنگیت ناٹک اکادمی ایوارڈس 2001-2002

موسیقی

سشیلا رانی بابوراؤ پٹیل	:	ہندوستانی موسیقی-گانا
سریو کالیکر	:	ہندوستانی موسیقی-گانا
سریش بی گائیتونڈے	:	ہندوستانی موسیقی-ساز (طبلہ)
انندو چٹرجی	:	ہندوستانی موسیقی-ساز (طبلہ)
ٹی آر سبرمنیم	:	کرناٹک موسیقی-گانا
ای گائتری	:	کرناٹک موسیقی-ساز (وینا)
ایلّا وینکٹیشور راؤ	:	کرناٹک موسیقی-ساز (مردنگم)
کے. پی. ادے بھان	:	تخلیقی موسیقی

رقص

مالویکا سرودکائی	:	بھرت
راجندر کمار گنگانی	:	کتھک
کھیلم، ونگی لوٹی پاکلتھو دیوی	:	منی پوری
کرن سہگل	:	اوڈیسی
سمھو بھٹا چاریہ	:	تخلیقی رقص

تھیٹر

ارون مکھرجی	:	ہدایت کاری

ستیش آنند	:	ہدایت کاری
نرنجن گوسوامی	:	اداکاری (سوانگ)
نثار الآنا	:	اسٹیج سجاوٹ
اشوک ساگر بھگت	:	اسٹیج روشنی

روایتی/لوک/قبائلی موسیقی/رقص/تھیٹر اور کٹھ پتلی

دلیپ سرما اور سدکشنا سرما	:	جیوتی سنگیت-آسام (مشترکہ ایوارڈ)
ایلا سنگبام چوبھال سنگھ	:	دوہار جولام-نائیہ سنگیت-منی پور
سنگ یوسانگ ایس پونگیز	:	روایتی رقص-ناگالینڈ
جاگیر سنگھ	:	گردبانی-پنجاب
ایس نٹ راجن	:	بھگوت میلا-تملناڈ

اسٹیج فن میں مجموعی اشتراک

جے ایس کوشل

رمیش چندر

ساہتیہ اکادمی انعامات 2002

زبان	مصنف	عنوان اور قسم
آسامی	ظنی دھر بھٹاچاریہ	مہت اوتیا (تنقید)
بنگالی	سن دیپن چٹوپادھیائے	آمی او بن بہاری (ناول)
ڈوگری	اوم ودیارتھی	ٹرپ ٹرپ چیتے (سفرنامہ)
انگریزی	امیت چودھری	اے نیو ورلڈ (ناول)
گجراتی	دھرو پر بودھ رائے بھٹ	تو ماسی (ناول)
ہندی	راجیش جوشی	دو پنکتیوں کے بیچ (شاعری)
کنڑ	سوجانا (ایس نارائن شٹی)	یوگ سندھیا (رزمیہ شاعری)
کشمیری	ناجی منور	پرسان (تنقید)
کونکنی	ہیما نائک	بھوگ ڈنڈ (ناول)

میتھلی	سوم دیو	سہہ سمکھی چوک پر (شاعری)
ملیالم	کے. جی شنکر پلّے	کے. جی شنکر پلّے یوڈے کوتیا کال (شاعری)
منی پوری	راجکمار بھوبونسنا	مئی ممکیر ابدھی ممکیر ا (شاعری)
مراٹھی	مہیش ایل کنیج وار	یوگانت (ڈراما)
نیپالی	پریم پردھان	اداسن روکھارو (ناول)
اڑیہ	سرت کمار موہنتی	گاندھی منیشا (سوانح عمری)
پنجابی	ہربھجن مل واروی	پلاں توں پار (شاعری)
راجستھانی	بھارت اولا	جیوری جاٹ (مختصر کہانیاں)
سنسکرت	کاشی ناتھ مصرا	ہرش چرت۔منجری (شاعری)
سندھی	ہری ہستانی	اومن ڈارارمان (کہانیاں)
تمل	سرپی بالاسبرمنیم	اوروگرماٹوندی (شاعری)
تیلگو	چیکوری راماراؤ	اسمرت کنتکم (مضامین)
اردو	گلزار	دھواں (کہانیاں)

نوبل انعام یافتہ ہندوستانی

امرتیہ سین (پ 1933)

معاشیات کے لئے 1998 کا نوبل ایوارڈ حاصل کرنے والے پروفیسر امرتیہ سین یہ انعام حاصل کرنے والے پہلے ایشیائی ہیں۔ شانتی نکیتن میں پیدا ہونے والے امرتیہ سین کی حیثیت رفاہی معاشیات میں ستون اول کی ہے جنہوں نے رفاہ ونشو ونما کے مختلف شعبوں پر متعدد کتابیں اور مقالے تصنیف کئے ہیں پروفیسر سین عام ماہرین معاشیات میں سے نہیں ہیں۔ وہ ماہر معاشیات ہونے کے ساتھ ساتھ انسانیت پسند بھی ہیں انہوں نے خشک سالی، غربی، جمہوریت جنسی اور سماجی معاملات پر جو کتابیں لکھی ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ کینتھ ایرونام کے ماہر معاشیات نے ''ناممکن الوقوع نظری حقیقت'' کی اپنی تحقیق میں کہا تھا کہ افراد کی انفرادی پسند کو ملا کر مکمل سماج کے لئے کوئی ایک قابل یقین پسند کا تعین کرنا ممکن نہیں ہے۔ پروفیسر سین نے حساب کی بنیاد پر یہ ثابت کیا ہے کہ سماج اس طرح نتیجوں کے اثر کو کم کرنے کے طریقے تلاش کرسکتا ہے۔

سبرامنیم چندر شیکھر (1910-1995) 1983 میں علم طبیعی کے لئے نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر سبرامنیم چندر شیکھر فلکیات طبیعی کے ماہر تھے۔ ان کی تعلیم مدراس کے پریزی ڈینسی کالج میں ہوئی وہ نوبل انعام یافتہ سری۔ وی رمن کے بھتیجے تھے۔ بعد میں ڈاکٹر چندر شیکھر امریکہ چلے گئے تھے جہاں انہوں نے علم فلکیات طبیعی اور ہیئت کے موضوع پر کئی کتابیں لکھیں۔ انہوں نے وہائٹ ڈوارف ہاسٹم سیاروں کی تلاش کی اور ان کے اصول متعین کئے۔ ان سیاروں کے لئے انہوں نے جو حد مقرر کی ہے وہ چندر شیکھر حد کہلاتی ہے ان اصولوں کی بنیاد پر کائنات کی تخلیق کے سلسلے میں متعدد راز فاش ہوتے ہیں۔

مدر ٹریسا(1997-1910) مدر ٹریسا کو 1997 میں نوبل امن ایوارڈ پیش کیا گیا۔ مدر کی پیدائش البانیہ میں اسکو پیجے کے مقام پر ہوئی جواب یوگوسلاویہ کا حصہ ہے۔ ان کے بچپن کا نام ایگنس گونکسہا بوجار یو تھا۔ 1928 میں وہ آئرلینڈ کی تنظیم "سسٹرس آف لوریٹو" میں شامل ہوئیں اور مشنری بن کر 1929 میں کلکتہ آگئیں۔ انہوں نے بے سہارا اور بے گھر بار لوگوں کے دکھ دور کرنے کا عظیم عہد کیا۔ غریبوں اور بیمار لوگوں کی خدمت کے لئے انہوں نے "مشنریز آف چیریٹی" نام کی ایک تنظیم قائم کی۔ اور کوڑھ کے مریضوں، نشیلی اشیاء استعمال کرنے والے لوگوں، غریبوں اور لاچاروں کے لئے "نرمل ہردیہ" نام کی تنظیم بنائی جوان کارگزاریوں کا مرکز بنی۔ انھوں نے پوری تندہی سے نہ صرف بے سہارا لوگوں کی بے لوث خدمت کی بلکہ امن عالم کے لئے بھی کوششیں کیں۔ انہیں کی بدولت ہندوستان امن کے لئے نوبل انعام حاصل کر سکا ہے۔

ہرگووند کھورانہ (پ 1922) ہرگووند کھورانہ کو ادویہ کے میدان میں بہترین تحقیق کے لئے 1968 کا نوبل انعام دیا گیا۔ ہندوستانی نژاد ڈاکٹر کھورانہ کی پیدائش پنجاب کے رائے پور ضلع میں ہوئی (جواب پاکستان میں ہے) انہوں نے "لورپول" یونیورسٹی سے کیمسٹری میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ 1960 میں وہ وسکانسن یونیورسٹی میں لکچرر مقرر ہوئے انہوں نے اپنی تحقیق میں جینٹک کوڈ کو بیان کیا اور پروٹین کے اجتماع میں اس کے کردار کا پتہ لگایا۔

چندر شیکھر وینکٹ رمن(1970-1888) فزکس کے لئے نوبل انعام حاصل کرنے والے پہلے ہندوستانی سر چندر شیکھر وینکٹ رمن تھے۔ انہوں نے 1930 میں یہ انعام حاصل کیا۔ رمن کی پیدائش تملناڈو میں تروچراپلی کے پاس ترووانیکاول میں ہوئی۔ انہوں نے مدراس ریزی ڈینسی کالج میں تعلیم حاصل کی۔ بعد میں وہ کلکتہ یونیورسٹی میں فزکس کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ چندر شیکھر وینکٹ رمن نے متعدد انعامات اور اعزاز حاصل کئے انہیں "سر" کے خطاب سے بھی نوازا گیا۔ آپٹکس کے شعبے میں اہم تحقیق کے لئے انہیں نوبل انعام سے نوازا گیا۔ انہوں نے اپنی تحقیق میں اس بات کا پتہ لگایا کہ کس طرح روشنی میں دیگر ویولینتھ موجود رہتی ہیں۔ ان کی یہ تحقیق "رمن ایفیکٹ" کے نام سے موسوم ہے۔ 1928 میں کی گئی اس دریافت سے شفاف ذریعے سے گذرنے والی روشنی کی کرنوں میں ارتعاش میں ہونے والی تبدیلی کی وضاحت کی گئی ہے۔

رویندر ناتھ ٹھاکر (1941-1861) رویندر ناتھ ٹھاکر ادب کے لئے نوبل انعام حاصل کرنے والے پہلے ہندوستانی تھے۔ گرودیو کے نام سے مشہور رویندر ناتھ ٹھاکر کی پیدائش 7 مئی 1861 کو کلکتہ میں ہوئی۔ انہیں ان کی نظموں کے مجموعے "گیتانجلی" کے لئے 1913 نوبل انعام برائے ادب سے نوازا گیا۔ رویندر ناتھ ٹھاکر نے متعدد پریم گیت بھی لکھے ہیں۔ گیتانجلی اور سادھنا ان کی اہم تصنیف ہیں۔ عظیم شاعر، ڈرامہ نگار اور ناول نگار کے روپ میں معروف گرودیو نے ہندوستان کا قومی گیت بھی لکھا ہے۔ 1901 میں انہوں نے شانتی نکیتن کو قائم کیا جو بعد میں وشو بھارتی یونیورسٹی کے نام سے مشہور ہوا۔

کمانڈران چیف

نام	مدت
جنرل سر رائے بوچر	1 جنوری 1948 - 14 جنوری 1949
جنرل (بعد میں فیلڈ مارشل) کے ایم کری اپا	15 جنوری 1949 - 14 جنوری 1953
جنرل مہاراج راجندر سنگھ جی	13 جنوری 1953 - 31 مارچ 1955

آرمی چیف

نام	مدت
جنرل مہاراج راجیندر سنگھ جی	یکم اپریل 1955۔14 مئی 1955
جنرل ایس۔ایم شری ناگیش	15 مئی 1955۔7 مئی 1957
جنرل کے۔ایس تھمیا	8 مئی 1957۔7 مئی 1961
جنرل آر این تھاپر	8 مئی 1961۔19 نومبر 1962
جنرل جے۔این چودھری	20 نومبر 1962۔7 جون 1966
جنرل پی پی کمار منگلم	8 جون 1966۔7 جون 1969
جنرل ایس۔ایچ۔ایف۔جے مانک شاہ	8 جون 1969۔31 دسمبر 1972
فیلڈ مارشل ایس۔یف۔ایچ جے مانک شاہ	1 جنوری 1973۔14 جنوری 1973
جنرل جی جی بیوور	15 جنوری 1973۔31 مئی 1975
جنرل ٹی۔این رینا	1 جون 1975۔31 مئی 1978
جنرل او پی ملہوترا	1 جون 1978۔31 مئی 1981
جنرل کے وی کرشنا راؤ	1 جون 1981۔31 جولائی 1983
جنرل اے۔ایس ویدیہ	1 اگست 1983۔31 جنوری 1986
جنرل کے سندرجی	1 فروری 1986۔30 اپریل 1988
جنرل وی۔این شرما	1 مئی 1988۔30 جون 1990
جنرل ایس۔ایف رواڈرگس	یکم جولائی 1990۔30 جون 1993
جنرل بی سی جوشی	یکم جولائی 1993۔18 نومبر 1994
جنرل ایس رائے چودھری	22 نومبر 1994۔30 ستمبر 1997
جنرل وی۔پی ملک	1 اکتوبر 1997۔30 ستمبر 2000
جنرل ایس پدم نابھن	30 ستمبر 2000 تا 31 دسمبر 2002
جنرل این سی وج	یکم جنوری 2003 تا حال

چیف آف نیول اسٹاف

نام	مدت
ایرایڈمیرل جے۔ٹی۔ایس ہال	15اگست1947۔14اگست1948
ایڈمیرل سرایڈورڈ پیری	15اگست1948۔13اکتوبر1951
ایڈمرل سرمارک پیزے	14اکتوبر1951۔21جولائی1955
وائس ایڈمرل سراسٹیفن کاریل	22جولائی1955۔21اپریل1958
وائس ایڈمرل آرڈی کٹاری	22اپریل1958۔4جون1962
وائس ایڈمرل بی۔ایس۔سومن	5جون1962۔3مارچ1966
ایڈمرل اے کے چٹرجی	4مارچ1966۔27فروری1970
ایڈمرل ایس ایم نندا	1مارچ1970۔28فروری1973
ایڈمرل ایس این کوہلی	1مارچ1973۔28فروری1976
ایڈمرل جے۔ایل کرسینجی	1مارچ1979۔28فروری1982
ایڈمرل جےایل پریرا	1مارچ1979۔28فروری1982
ایڈمرل او۔ایس۔ڈاسن	1مارچ1982۔30نومبر1984
ایڈمرل آر۔ایچ تہلیانی	1دسمبر1984۔30نومبر1987
ایڈمرل جے۔جی ناڈکرنی	1دسمبر1987۔30نومبر1990
ایڈمرل ایل رام داس	1دسمبر1990۔30ستمبر1993
ایڈمرل وی۔ایس شیخاوت	1اکتوبر1993۔30ستمبر1996
ایڈمرل وشنو بھاگوت	1اکتوبر1996۔30دسمبر1998
ایڈمرل سشیل کمار	30دسمبر1998۔29دسمبر2001
ایڈمرل مادھویندر سنگھ	29دسمبر2001۔تاحال

چیف آف ایر اسٹاف

نام	مدت
ایرمارشل سرتھامس المہرسٹ	15اگست1947۔21فروری1950
ایرمارشل سررونالڈلویلاچیمنم	22فروری1950۔9دسمبر1951

ایرمارشل سر جیرالڈ گبس	10 دسمبر 1951۔ 31 مارچ 1954
ایرمارشل ایس مکھرجی	1 اپریل 1954۔ 8 نومبر 1960
ایرمارشل اے۔ ایم انجینئر	1 دسمبر 1960۔ 31 جولائی 1964
ایرچیف مارشل ارجن سنگھ	1 اگست 1964۔ 15 جولائی 1969
ایرچیف مارشل پی۔ سی لال	16 جولائی 1969۔ 15 جنوری 1973
ایرچیف مارشل او پی مہرا	16 جنوری 1973۔ 31 جنوری 1976
ایرچیف مارشل ایچ مول گاڈ کر	1 فروری 1978۔ 31 اگست 1978
ایرچیف مارشل آئی ایچ لطیف	1 ستمبر 1978۔ 31 اگست 1981
ایرچیف مارشل دلباغ سنگھ	1 ستمبر 1981۔ 3 ستمبر 1984
ایرچیف مارشل ایل ایم کاترے	4 ستمبر 1984۔ 1 جولائی 1985
ایرچیف مارشل ڈی اے لافونٹین	3 جولائی 1985۔ 31 جولائی 1988
ایرچیف مارشل ایس کے مہرا	1 اگست 1988۔ 31 جولائی 1991
ایرچیف مارشل این سی سوری	1 اگست 1991۔ 31 جولائی 1993
ایرچیف مارشل ایس کے کول	اگست 1993۔ 31 دسمبر 1995
ایرچیف مارشل ایس کے سرین	1 جنوری 1996۔ 31 دسمبر 1998
ایرچیف مارشل اے وائی ٹپنس	یکم جنوری 1999۔ 31 دسمبر 2001
ایرچیف مارشل ایس کرشنا سوامی	یکم جنوری 2002 تا حال

پرم ویر چکر حاصل کرنے والے

میجر سومناتھ شرما کماؤں رجمنٹ بعد از مرگ نومبر 1947	(کشمیر میں فوجی کارروائی 48-1947)
سیکنڈ لیفٹیننٹ آر آر رانے، کور آف انجینئرس اپریل 1948	(کشمیر میں فوجی کارروائی 48-1947)
کمپنی حولدار میجر پیرو سنگھ راجپوتانہ رائفلس بعد از مرگ: جولائی 1948	(کشمیر میں فوجی کارروائی 48-1947)
لانس نائیک کرم سنگھ، سکھ رجمنٹ بعد از مرگ اکتوبر 1948	(کشمیر میں فوجی کارروائی 48-1947)
نائیک جدو ناتھ سنگھ، راجپوت رجمنٹ بعد رحلت دسمبر 1948	(کشمیر میں فوجی کارروائی مئی 48-1947)
کیپٹن گر بچن سنگھ سلاریا گورکھا رائفلس بعد رحلت دسمبر 1961	(کانگو)
میجر دھن سنگھ تھاپا گورکھا رائفلس اکتوبر 1962	(لداخ)
صوبے دار جوگندر سنگھ سکھ رجمنٹ بعد رحلت اکتوبر 1962	(نیفا)

میجر شیطان سنگھ کماؤں رجمنٹ بعد رحلت نومبر 1962	(لداخ)
کمپنی کوارٹر ماسٹر حولدار عبدالحمید گرینڈ یرس بعد رحلت ستمبر 1965	(پاکستان کے خلاف فوجی کارروائی)
لیفٹیننٹ کرنل اے بی تاراپور پونا ہورس بعد رحلت ستمبر 1965	(پاکستان کے خلاف فوجی کارروائی)
میجر ہوشیار سنگھ گرینیڈ یرس دسمبر 1971	(ہندو پاک جنگ)
لانس نائک البرٹ یکہ، برگیڈ آف گارڈس 1971	(ہندو پاک جنگ) بعد رحلت
سیکنڈ لیفٹیننٹ ارن کھیتر پال 17 پونا ہورس بعد رحلت دسمبر 1971	(ہندو پاک جنگ)
فلائنگ آفیسر نرمل جیت سنگھ سیکھوں فلائنگ برانچ	(پائلٹ) بعد رحلت دسمبر 1971
	(ہندو پاک جنگ)
نائب صوبے دار بانا سنگھ جے اینڈ کے لائٹ انفینٹری جون 1987	(سیاچن گلیشئر پر فوجی کارروائی)
میجر رام سوامی پرمیشورن مہار رجمنٹ بعد رحلت نومبر 1987	(سری لنکا میں ہندوستانی امن فوج کی کارروائی)
کیپٹن وکرم بترا/13 جے اے کے رائفل (بعد رحلت) جون 1999	(کارگل میں آپریشن وجے)
لیفٹیننٹ منوج کمار پانڈے/1/11 جی آر (بعد رحلت) جون 1999	(کارگل میں آپریشن وجے)
رائفل مین سنجے کمار/13 جے۔اے کے رائفل جون 1999	(کارگل میں آپریشن وجے)
گرینڈ یریوگیندر سنگھ یادو/18 گرینڈ یرس جون 1999	(کارگل میں آپریشن وجے)

بہادری کے لئے انعامات

یوم جمہوریہ 2002 کے موقع پر درج ذیل بہادری کے لئے انعامات کا اعلان کیا گیا۔

اشوک چکر	01	(بعد رحلت)
کیرتی چکر	03	(بعد رحلت 2)
شوریہ چکر	33	(14 بعد رحلت)
بار ٹو سینا میڈل (G)	04	
سینا میڈل (G)	221	(35 بعد رحلت)
نو سینا میڈل (G)	07	

وایو سینا میڈل (G)	05
روانگی کاغذ میں تذکرہ	04

اس کے علاوہ یوم جمہوریہ 2003 کے موقع پر بہادری اور خصوصی خدمات کے لئے مندرجہ ذیل انعامات کا بھی اعلان کیا گیا۔

اشوک چکر	01	(بعد رحلت)
کیرتی چکر	05	(2 بعد رحلت)
بارٹو شوریہ چکر	01	
شوریہ چکر	21	(7 بعد رحلت)
پرم وششٹ سیوا میڈل	28	
بارٹو اتی وششٹ سیوا میڈل	05	
اتی وششٹ سیوا میڈل	42	
یدھ سیوا میڈل	11	
بارٹو وششٹ سیوا میڈل	5	
وششٹ سیوا میڈل	118	(بعد رحلت 1)
بارٹو سینا میڈل (G)	05	
سینا میڈل (G)	180	(20 بعد رحلت)
بارٹو نو سینا میڈل نو سینا میڈل (G) وایو سینا میڈل	03	
بار نو سینا میڈل (D) سینا میڈل (D) نو سینا میڈل (D)	36	

قومی شاہراہیں اور ان کی لمبائیاں

نمبر شمار	قومی شاہراہ نمبر	لمبائی کلومیٹر میں	شروع اسٹیشن	اختتامی اسٹیشن
1	2	3	4	5
1	1	456	دہلی	پاکستانی سرحد (نزد امرتسر)
2	1A	663	جالندھر	اڑی
3	1B	274	بٹوٹ	خانہ بال
4	1C	8	ڈومیل	کٹرہ
5	2	1465	دلی	کلکتہ
6	3	1161	آگرہ	ممبئی
7	4	1235	چنئی	تھانے (ممبئی)
8	4A	153	بلگام	پنجی
9	4B	27	پنول اوڑاں	(کالامبولی۔ پالیے)
10	5	1533	چنئی	جھار پور ریا جنکشن این ایچ 6 اڑیسہ کے سمیت
11	5A	77	ہری داس پور	پارہ دیپ
12	6	1949	کلکتہ	ہزیرا
13	7	2,369	وارانسی	کنیاکماری
14	7A	51	پلیان کوٹے	توتوکورین
15	8	1428	دلی	ممبئی
16	8A	473	احمد آباد	مانڈوی
17	8B	206	پوربندر	بامن بور
18	8C	46	چلوڑا	سرکھیج
19	8D	127	جیت پور	سومناتھ
20	9	841	پنے	مچھلی پٹنم
21	10	403	دلی	پاکستان سرحد (فاضلکا کے نزدیک)

22	11	582	آگرہ	بیکانیر
23	11A	64	منوہرپور	ڈوسہ
24	12	890	جبل پور	جے پور
25	13	691	شولہ پور	منگلور
26	14	450	پیور	رادھن پور
27	15	1526	پٹھان کوٹ	سمکیالی
28	16	460	نظام آباد	جگدل پور
29	17	1269	پنول	ادھہ پلی (کوچنگ کے نزدیک)
30	17A	19	پورتعلیم	مرمہ گاؤں
31	17B	40	پنڈہ	واسکو
32	18	369	چتور	کورنول
33	19	240	غازی پور (این ایچ 29 پر)	پٹنہ کے نزدیک
34	20	220	پٹھان کوٹ	منڈی
35	21	323	چنڈی گڑھ	منالی
36	21A	65	بنجور	صدرگھاٹ
37	22	459	امبالہ	شپ قلعہ
38	23	459	چاس	نوتا (تلچیر کے نزدیک)
39	24	438	دلی	لکھنؤ
40	24A	17	بخشی کا تلاب	این ایچ 28 (چہات)
41	25	352	لکھنؤ	شیوپوری
42	25A	31	این ایچ 25	بخشی کا تالاب (19 کلومیٹر)
43	26	396	جھانسی	لکھناڈون
44	27	93	الہ آباد	منگوان
45	28	570	لکھنؤ	بریلی
46	28A	68	پپراکوٹھی	رکسول (نیپال سرحد)
47	29	196	وارانسی	گورکھپور

48	30	230	مہونیا	بختیار پور
49	30A	65	فتحوہا	بارک
50	31	1125	برہی	گوہائی
51	31A	92	سیوک	گنگوک
52	31B	19	اتری سلمارا	جوگی ڈھوپا
53	31C	235	گلگب کے سامنے	بجنی کے نزدیک این ایچ 31 جنکشن
54	32	179	گوبند پور	جمشید پور
55	33	352	برہی	بہرا گوہرا
56	34	443	کلکتہ	دل کولا
57	35	61	بارہ سات	بن گاؤں (بنگلہ دیش سرحد)
58	36	170	نوگاؤں	دیما پور
59	37	680	بجرتن	سیکھوا گھاٹ (گول پارہ کے نزدیک)
60	37A	23	گواڑی تال	تج پور کے نزدیک
61	38	54	مکوم	لیکھ پانی
62	39	436	نم لی گڑھ	میاما سرحد (مورے کے نزدیک)
63	40	216	جواڑ بات	جوائی
64	41	51	گولا گھاٹ	ہلدیا
65	42	261	کٹک	سنبل پور
66	43	551	رائے پور	نتولسا
67	44	630	شیلونگ	سبروم
68	44A	230	ایزول	منو
69	45	387	چنئی	ونڈی گل
70	45A	190	ولو پورم	ناگ پٹنم
71	45B	257	تیرچی	توتو کورین
72	46	132	کرشنا گیری	رانی پیٹ
73	47	640	سلیم	کنیا کماری

74	47A	6	ویلنگڈن آئی لینڈ	کوچین بائی پاس این ایچ 47
75	48	328	نیلامنگلہ	منگلور بنگلور کے نزدیک
76	49	440	مدورائی	دھنش کوڑی این ایس 49 کا ایکسٹینشن
77	50	192	کوچین	مدورائی سے کوچین 280 کلومیٹر
			ناسک	پونا
78	51	149	پیکن (این ایچ 37 پر)	ڈالو
79	52	850	بیہاناچرالی (این ایچ 31 پر)	این ایچ 37 کے ساتھ جنکشن (سیکھوواگھاٹ کے نزدیک)
80	52A	57	بندردیوا	گوہ پور
81	52B	31	کلاجان	ڈبروگڑھ
82	53	320	بدرپور کے پاس (این ایچ 44 پر)	امپھال کے پاس (این ایچ 39 پر)
83	54	850	ڈبوکا	توئی پانگ
84	54A	9	تھوریات	لنگ لیئی
85	54B	27	وینس سیڈل	ساہیا
86	55	77	سلی گوڑی	دارجلنگ
87	56	285	لکھنؤ	وارانسی
88	56A	13	این ایچ 28 (چنہات)	این ایچ 56 (16 کلومیٹر)
89	56B	19	این ایچ 56 (16 کلومیٹر)	این ایچ 25 (9 کلومیٹر)
90	57	310	مظفرپور	پورنیا
91	این ای-1	93	احمد آباد	بڑودرا
92	58	527	غازی آباد	مانا
93	59	350	احمد آباد	اندور
94	60	305	بالاسور	آسنسول
95	61	240	کوہیما	جھانسی
96	62	195	ڈامرا	ڈالو

97	63	432	اکولا	گوہاٹی
98	64	256	چنڈی گڑھ	دیوالی
99	65	690	انبالہ	پالی
100	66	244	پونڈی	کرشنا گیری
101	67	357	ناگاپٹنم	کوئمبتور
102	68	134	ارنڈپیٹ	سلیم
103	69	350	ناگپور	عبیداللہ گنج
104	70	170	جالندھر	منڈی
105	71	307	جالندھر	پائل
106	71A	72	روہتک	پانی پت
107	72	200	انبالہ	ہردوار
108	73	188	روڑکی	آنولہ
109	74	300	ہری دوار	بریلی
110	75	955	گوالیار	رانچی
111	76	1,007	چنڈواڑہ	الہ آباد
112	77	142	حاجی پور	سون برسا
113	78	559	کٹنی	گملا
114	79	500	اجمیر	گھاٹ بیلود (اندور)
115	80	310	موگا	فرخا
116	150	700	آئی جول	کوہیما
117	200	740	رائے پور	چاندی خول
118	201	310	بوری گما	بارگڑھ
119	202	280	حیدرآباد	بھبھانی پٹنہ
120	203	59	بھونیشور	پوری
121	204	126	رتنا گری	کولھاپور
122	205	442	اننت پور	چنئی

123	206	363	تمکور	ہوناوار
124	207	155	ہوسور	نیلا منگلا
125	208	195	کوللم	ترومنگلم (مدورے)
126	209	456	ڈنڈی گل	بنگلور
127	210	160	تر یچی	رام ناتھ پورم
128	211	400	سولاپور	دھولے
129	81	100	کورا	مالدہ
130	82	130	گیا	موکاویہ
131	83	130	پٹنہ	ڈوبھی
132	84	60	آرا	بکسر
133	85	95	چھپرا	گوپال گنج
134	86	674	کانپور	دیواس
135	87	83	رامپور	نینی تال
136	88	115	شملہ	ماتور
137	89	300	اجمیر	بیکانیر
138	212	250	کوزی کوڈ	کلے گل
139	213	130	پال گھاٹ	کوزی کوڈ
140	214	270	کاٹھی پوڑی	پمارو
141	215	348	پانی کولی	راجامنڈرا
142	152	40	پنجر کوچی	بھوٹان سرحد
143	151	14	کریم گنج	بنگلہ دیش سرحد
144	2A	25	سکندرا	بھوگنی پور
145	8A	220	سوم ناتھ	بھاؤنگر
146	12A	280	جبل پور	سمگا
147	59A	264	اندور	بہتول
148	90	100	باران	اکلیرا

149	91	405	غازی آباد	کانپور
150	92	171	بھون گاؤں	گوالیار
151	93	220	آگرہ	مرادآباد
152	94	160	رشی کیش	یمونوتری
153	95	225	چندی گڑھ (کھارار)	فیروزپور
154	96	160	فیض آباد	الہ آباد
155	97	45	غازی پور	سیدراجا
156	98	207	پٹنہ	راج ہارا
157	99	110	دوبھی	چندوا
158	100	118	چھترا	باگودر
159	101	60	چھاپرا	باراؤلی
160	102	80	چھاپرا	مظفرپور
161	103	55	حاجی پور	مشری گھرائی
162	104	160	چاکیہ	نارہاریہ
163	105	66	دربھنگا	جے نگر
164	106	130	ھرپور	ھرپور
165	107	145	مہیش کھنٹ	پورنیہ
166	153	60	لیڈو	اٹھو/میانمار بارڈر
167	154	180	والیشور	کانپوئی
168	216	80	رائے گڑھ	سرائے پالی
169	217	508	رائے پور	گوپال پور
170	218	176	بجاپور	ہبلی
171	219	150	مدناپالی	کرشناگری
172	220	265	کوللم (توئی لون)	تینی
173	218	176	بجاپور	ہبلی
174	219	150	مدناپلی	کرشناگری

175	220	265	کولام (کونکن)	محصنی
176	NE-1	93	احمد آباد	وڈودرا

اہم ریل گاڑیاں

نمبر شمار	ریل گاڑیوں کے نمبر اور نام	جن دو مقامات کے درمیان چلتی ہیں
شتابدی ایکسپریس		
1	2001/2002	نئی دہلی۔بھوپال
2	2003/2004	نئی دہلی۔لکھنؤ (ایک ہفتے میں 6 دن)
3	2035/36	نئی دہلی۔لکھنؤ (ہفتے میں ایک بار)
4	2005/2006	نئی دہلی۔کالکا
5	2007/2008	چنئی۔میسور (منگل کو چھوڑ کر ہفتے میں چھ دن)
6	2009/2010	ممبئی سنٹرل۔احمد آباد (جمعہ کو چھوڑ کر ہفتے میں چھ دن)
7	2011/2012	نئی دہلی۔چنڈی گڑھ
8	2013/2014	نئی دہلی۔امرتسر
9	2015/2016	نئی دہلی۔اجمیر (اتوار کو چھوڑ کر ہفتے میں چھ دن)
10	2017/2018	نئی دہلی۔دہرہ دون (چھ دن)
11	2019/2020	ہاوڑا۔بوکارو اسٹیل سٹی (اتوار کو چھوڑ کر ہفتے میں چھ دن)
12	2023/2024	چنئی۔کوئمبتور (بدھ کو چھوڑ کر ہفتے میں چھ دن)
13	2027/2028	ممبئی سنٹرل۔پونہ
14	2029/2030	نئی دہلی۔امرتسر (ہفتہ میں چھے دن)
15	2031/2032	نئی دہلی۔امرتسر (ہفتہ میں ایک دن اتوار کو)
راجدھانی ایکسپریس		
1	2301/2302	نئی دہلی ہاوڑہ وایا گیا (ہفتے میں چھ دن)
2	2305/2306	نئی دہلی ہاوڑہ وایا پٹنہ (ہفتے میں دو دن)

3	2309/2310	نئی دہلی پٹنہ (ہفتہ میں دو دن)
4	2421/2422	نئی دہلی۔ہاوڑہ۔بھونیشور (ہفتے میں دو دن)
5	2423/2424	نئی دہلی۔گوہاٹی۔ڈبروگڑھ (ہفتے میں پانچ دن)
6	2423A/2424A	نئی دہلی۔گوہاٹی ڈبروگڑھ لنک راجدھانی ایکسپریس (ایک دن)
7	2425/2426	نئی دہلی۔جموں توی (ہفتے میں ایک دن)
8	2429/2430	حضرت نظام الدین۔سکندرآباد۔بنگلور (ہفتے میں دو دن)
9	2431/2432	حضرت نظام الدین۔مڈگاؤں۔ترواننت پورم (ہفتے میں دو دن)
10	2433/2434	حضرت نظام الدین۔چنئی (ہفتے میں دو دن)
11	2441/2442	نئی دہلی۔بلاس پور (ہفتے میں ایک بار)
12	2439/2440	نئی دہلی۔رانچی (ہفتے میں ایک بار)
13	2435/2436	نئی دہلی۔گواہاٹی (ہفتے میں دو دن)
14	2435A/2436A	نئی دہلی۔گوہاٹی،ڈبروگڑھ لنک (ہفتے میں دو دن)
15	2951/2952	نئی دہلی۔ممبئی سنٹرل (ہفتے میں ایک دن)
16	2953/2954	حضرت نظام الدین۔ممبئی سنٹرل اگست کرانتی (ہفتے میں چھ دن)
17	2957/2958	نئی دہلی۔احمدآباد (ہفتے میں تین دن)
18	2437/2438	حضرت نظام الدین۔سکندرآباد (ہفتہ میں ایک دن)
19	2443/2444	نئی دہلی بھونیشور وایا ٹاٹا نگر (ہفتے میں ایک بار)

جن شتابدی ایکسپریس

1-	2065/2066	ہاوڑہ۔مالدا ٹاؤن جن شتابدی (ہفتے میں چھ دن)
2-	2077/2078	چنئی سنٹرل۔گڑگاؤں۔وجے واڑا جن شتابدی (ہفتے میں چھ دن)
3-	2053/2054	وارانسی۔لکھنؤ جن شتابدی (ہفتے میں چھ دن)
4-	2063/2064	کٹی ہار۔پٹنا جن شتابدی (ہفتے میں چھ دن)
5-	2055/2056	دہرادون۔نئی دہلی جن شتابدی (ہفتے میں چھ دن)

6-	2051/2052	مڈگون ۔ لوکمانیا تلک (ٹی) جن شتابدی (ہفتے میں چھ دن)
7-	2057/2058	چنڈی گڑھ ۔ نئی دہلی جن شتابدی (ہفتے میں چھ دن)
8-	2081/2082	احمد آباد ۔ گاندھی دھم جن شتابدی (ہفتے میں چھ دن)
9-	2067/2068	گوہاٹی ۔ دیما پور جن شتابدی (ہفتے میں چھ دن)
10-	2071/2072	ٹاٹا ۔ ہاوڑہ جن شتابدی (ہفتے میں چھ دن)
11-	2073/2074	بھوبنیشور ۔ ہاوڑہ جن شتابدی (ہفتے میں چھ دن)
12-	2059/2060	کوٹا ۔ نظام الدین جن شتابدی (ہفتے میں چھ دن)
13-	2075/2076	ایرنا کولم ۔ تریوندرم جن شتابدی (ہفتے میں چھ دن)
14-	2079/2080	یسونت پور ۔ ہوبلی جن شتابدی (ہفتے میں چھ دن)
15-	2069-2070	راجگیرہ ۔ رائے پور ۔ درگا جن شتابدی (ہفتے میں چھ دن)
16-	2061/2062	حبیب گنج ۔ جبل پور جن شتابدی (ہفتے میں چھ دن)

سپر فاسٹ ریل گاڑیاں

1-	2101-2102	لوک مانیہ تلک (ٹی) ہاوڑہ جانیسوری ایکسپریس (ہفتے میں تین دن)
2-	2103/2104	لوک مانیہ تلک (ٹی) ناگپور سماراستہ ایکسپریس (ہفتے میں ایک دن)
3-	2105/2106	ممبئی ۔ ناگپور ودھربا ایکسپریس
4-	2123/2124	ممبئی ۔ پونے ڈیکین کوئن ایکسپریس
5-	2129/2130	پونے ۔ ہاوڑہ آزاد ہند ایکسپریس (ہفتے میں تین دن)
6-	2133/2134	ممبئی سی ۔ ایس ۔ ٹی لکھنؤ پشپک ایکسپریس
7-	2137/2138	ممبئی سی ۔ ایس ۔ ٹی فیروز پور پنجاب میل
8-	2141/2142	لوک مانیہ تلک (ٹی) پٹنہ سپر فاسٹ ایکسپریس
9-	2155/2156	حبیب گنج ۔ نظام الدین بھوپال ایکسپریس
10-	2165/2166	لوک مانیہ تلک (ٹی) وارانسی ایکسپریس
11-	2179/2180	گوالیار ۔ نظام الدین ۔ تاج ایکسپریس

-12	2303/2304	ہاوڑہ۔نئی دہلی پوروا ایکسپریس وایا پٹنہ (ہفتے میں چار دن)
-13	2307/2308	ہاوڑہ۔جودھپور ایکسپریس
-14	2307A/2308A	بیکانیر۔میرتا روڈ لنک ایکسپریس
-15	2311/2312	ہاوڑہ۔کالکا۔کالکا میل
-16	2315/2316	سیالداہ۔اجمیر۔اننیا ایکسپریس
-17	2317/2318	سیالداہ۔امرتسر۔اکال تخت ایکسپریس
-18	2321/2322	ہاوڑہ۔ممبئی سی۔ایس۔ٹی میل
-19	2381/2382	ہاوڑہ۔نئی دہلی۔پوروا ایکسپریس وایا گیا
-20	2391/2392	پٹنہ۔نئی دہلی مگدھ ایکسپریس
-21	2401/2402	پٹنہ۔نئی دہلی شرم جیوی ایکسپریس
-22	2403/2404	دہلی۔جموں توی پوجا ایکسپریس
-23	2405/2406	بھوساول۔نظام الدین گونڈوانا ایکسپریس (ہفتے میں تین دن)
-24	2409/2410	بلاس پور۔نظام الدین گونڈوانا ایکسپریس (ہفتے میں پانچ دن)
-25	2411/2412	جبل پور۔نظام الدین گونڈوانا ایکسپریس
-26	2413/2414	جے پور۔دہلی ایکسپریس
-27	2415/2416	اندور۔نظام الدین ڈیلکس ایکسپریس
-28	2417/2418	الٰہ آباد۔نئی دہلی پیاراگنج ایکسپریس
-29	2419/2420	لکھنؤ۔نئی دہلی گومتی ایکسپریس
-30	2461/2462	دہلی۔جودھپور مندور ایکسپریس
-31	2465/2466	جودھ پور۔سوائی مادھو پور ایکسپریس
-32	2467/2468	بیکانیر۔جے پور انٹرسٹی ایکسپریس
-33	2471/2472	ممبئی۔نئی دہلی۔جموں توی سوراج ایکسپریس
-34	2473/2474	احمد آباد۔نئی دہلی۔جموں توی سرودھیا ایکسپریس
-35	2475/2476	ہاپا۔نئی دہلی۔جموں توی ایکسپریس

-36	2477/2478	جم نگر۔جموں توی ایکسپریس
-37	2497/2498	نظام الدین۔امرتسر شان پنجاب ایکسپریس
-38	2553/2554	برونی۔نئی دہلی ویشالی ایکسپریس
-39	2605/2606	چنئی۔ترچی پلاون ایکسپریس
-40	2607/2608	چنئی۔بنگلور۔لال باغ ایکسپریس
-41	2615/2616	چنئی۔نئی دہلی جی ٹی ایکسپریس
-42	2617/2618	ایرنا کولم۔نظام الدین۔منگلا ایکسپریس
-43	2619/2620	لوک مانیہ تلک (ٹی)۔منگلور متسیا گندھا ایکسپریس
-44	2621/2622	چنئی۔نئی دہلی تمل ناڈو ایکسپریس
-45	2625/2626	تری وینڈرم۔نئی دہلی کیرالا ایکسپریس
-46	2627/2628	بنگلور۔نئی دہلی کرناٹک ایکسپریس
-47	2635/2636	چنئی۔مدورائی ویگئی ایکسپریس
-48	2639/2640	چنئی۔بنگلور برندادن ایکسپریس
-49	2643/2644	تریوینڈرم۔نظام الدین ایکسپریس
-50	2645/2646	ایرنا کولم۔نظام الدین ایکسپریس
-51	2647/2648	کوئمبتور۔نظام الدین کونگو ایکسپریس
-52	2673/2674	چنئی۔کوئمبتور۔چیرن ایکسپریس
-53	2675/2676	چنئی۔کوئمبتور۔کوویا ایکسپریس
-54	2677/2678	کوئمبتور۔بنگلور ایکسپریس
-55	2679/2680	چنئی۔کوئمبتور۔انٹرسٹی ایکسپریس
-56	2703/2704	ہاوڑہ۔سکندرآباد فلک نما ایکسپریس
-57	2711/2712	وجیاواڑہ۔چنئی پینا کنی ایکسپریس
-58	2713/2714	وجیاواڑہ۔سکندرآباد ستاواہانا ایکسپریس
-59	2715/2715	ننداـامرتسر سوچکھنڈ ایکسپریس

-60	2717/2718	وشاکھاپٹنم۔وجیاواڑہ رتناچل ایکسپریس
-61	2723/2724	حیدرآباد۔نئی دہلی اے۔پی۔ایکسپریس
-62	2725/2726	ہبلی۔بنگلور انٹرسٹی ایکسپریس
-63	2747/2748	گونتور۔سکندرآباد پالند ایکسپریس
-64	2759/2760	چنئی۔حیدرآباد چارمینار ایکسپریس
-65	2763/2764	تری پتی۔سکندرآباد ایکسپریس
-66	2779/2780	واسکو۔نظام الدین گوا ایکسپریس
-67	2801/2802	پوری۔نئی دہلی (پرشوتم ایکسپریس)
-68	2803/2804	وشاکھاپٹنم۔نظام الدین سورن جینتی ایکسپریس
-69	2805/2806	وشاکھاپٹنم۔وجیاواڑہ جنم بھومی ایکسپریس (ہفتے میں چھ دن)
-70	2807/2808	وشاکھاپٹنم۔نظام الدین سمتا ایکسپریس (ہفتے میں تین دن)
-71	2809/2810	ہاوڑہ۔ممبئی میل
-72	2815/2816	پوری۔نئی دہلی ایکسپریس (ہفتے میں چار دن)
-73	2821/2822	ہاوڑہ۔بھبنیشور دھولی ایکسپریس
-74	2841/2842	ہاوڑہ۔چنئی کورومنڈل ایکسپریس
-75	2859/2860	ہاوڑہ۔ممبئی سی۔ایس۔ٹی۔گیتانجلی ایکسپریس
-76	2901/2902	ممبئی۔احمدآباد گجرات میل
-77	2903/2904	ممبئی۔امرتسر گولڈن ٹیمپل میل
-78	2915/2916	احمدآباد۔دہلی آشرم ایکسپریس
-79	2925/2926	ممبئی۔امرتسر پشچم ایکسپریس
-80	2927/2928	ممبئی سینٹرل۔وادودارہ ایکسپریس
-81	2933/2934	ممبئی سینٹرل۔احمدآباد کراوتی ایکسپریس
-82	2955/2956	ممبئی سینٹرل۔جے پور ایکسپریس
-83	2961/2962	باندرا۔اندور۔اونتیکا ایکسپریس

84-	2963/2964	باندرہ۔وادودارہ سایاجی نگرا یکسپریس
85-	2157/2158	پونا۔سولاپورا یکسپریس
86-	2319/2320	امرتسر۔اسانسول ایکسپریس
87-	2345/2346	ہاوڑہ گوہاٹی ایکسپریس
88-	2393/2394	پٹنہ۔نئی دہلی سمپورن کرانتی ایکسپریس
89-	2509/2510	سیالدہ۔نئی جلپیگوری تادی ایکسپریس
90-	2977/2978	جیپور۔ارناکولم ایکسپریس
91-	2809/2810	ہاوڑہ۔ممبئی میل
92-	2153/2154	حبیب گنج۔لومانیہ تلک (ٹی) ایکسپریس
93-	2323/2324	نئی دہلی۔ہاوڑہ ایکسپریس
94-	2983-2984	درگ۔جیپورا یکسپریس
95-	2979/2980	جیپور۔باندراا یکسپریس
96-	2451/2452	نئی دہلی۔کانپور شرم شکتی ایکسپریس
97-	2557/2558	مظفرپور۔نئی دہلی سپت کرانتی ایکسپریس
98-	2559/2560	نئی دہلی۔وارانسی شوگنگا ایکسپریس
99-	2367/2368	نئی دہلی۔بھاگل پورو کرم شیلا ایکسپریس

لمبی دوری کی کچھ اہم ریل گاڑیاں

1۔	1019/1020	ممبئی سی ایس ٹی۔بھونیشور کونارک ایکسپریس
2۔	1077/1078	جموں توی۔پونے (جہلم ایکسپریس)
3۔	1081/1082	ممبئی سی ایس ٹی۔کنیا کماری ایکسپریس
4۔	3005/3006	امرتسر۔ہاوڑا میل
5۔	3073/3074	ہاوڑا۔جموں توری (ہمگری ایکسپریس) (ہفتے میں تین دن)
6۔	4055/4056	دہلی ڈبروگڑھ (برہم پترا میل)

7-	4095/4096	نئی دہلی کالکا۔ ہمالیہ کوین
8-	4229/4230	نئی دہلی۔ لکھنؤ (لکھنؤ میل)
9-	5207/5208	امرتسر۔ برونی ایکسپریس
10-	5209/5210	برونی۔ امرتسر جن سیوا ایکسپریس (ہفتے میں پانچ دن)
11-	5609/5610	دہلی۔ گواہاٹی (اودھ۔ آسام)
12-	5621/5622	نئی دہلی۔ گواہاٹی۔ (این ای۔ ایکسپریس)
13-	5645/5646	گواہاٹی۔ دادر۔ (ہفتے میں دو دن)
14-	5647/5648	گواہاٹی۔ دادر
15-	6003/6004	چنئی۔ ہاوڑا میل
16-	6317/6318	جموں توی۔ کنیا کماری (ہم ساگر ایکسپریس) (ہفتے میں ایک دن)
17-	6319/6320	چنئی۔ ترواننت پورم میل
18-	6505/6506	حضرت نظام الدین۔ میسور وایا ہبلی (سورن جینتی ایکسپریس) ہفتے میں ایک دن
19-	6529/6530	ممبئی سی ایس ٹی۔ بنگلور۔ (ادین ایکسپریس)
20-	6717/6718	چنئی مدورائی (پانڈین ایکسپریس)
21-	6877/6878	چنئی۔ تریچراپلی (روک فورٹ ایکسپریس) ایم جی
22-	7007/7008	حیدرآباد۔ وشاکھاپٹنم (گوداوری ایکسپریس)
23-	8603/8604	دہلی ہٹیا جھارکھنڈ (سورن جینتی ایکسپریس۔ بارکاکانہ) ہفتے میں دو دن۔
24-	8605/8606	دہلی۔ ہٹیا۔ جھارکھنڈ ایکسپریس وایا گوموہ (ہفتے میں ایک دن)
25-	1045/1046	بھوبنیشور۔ ایل ٹی (T) ایکسپریس (ہفتے میں ایک دن)
26-	4319/4320	کٹھ گودام۔ دہرادون ایکسپریس (ہفتے میں دو دن)
27-	5707/5708	امرتسر۔ کٹیہار ایکسپریس
28-	6125/6126	جودھپور۔ چنئی ایکسپریس (ہفتے میں ایک دن)

-29	6337/6338	ارناکولوم۔راج کوٹ ایکسپریس (ہفتے میں دودن)
-30	6357/6358	ہاوڑا۔ تریوندرم۔ناجیرکول ایکسپریس
-31	9049/9050	والساد۔ پٹنہ ایکسپریس (ہفتے میں ایک دن)
-32	5051/5052	ہاوڑا۔ گورکھ پور ایکسپریس ویانارکاٹی گنج (ہفتے میں ایک دن)
-33	9169/9170	احمد آباد۔وارانسی ایکسپریس (ہفتے میں ایک دن)
-34	4609/4610	جمو۔ہریدوار ایکسپریس
-35	5631/5632	گوہاٹی۔ جودھپور/ بکانیر ایکسپریس (ہفتے میں ایک دن)
-36	5605/5606	بنگلور۔گاندھی دھم ایکسپریس (ویاہوبلی)
-37	5129/5130	چھاپرا۔لوکمانیہ تلک (ٹی) ایکسپریس (ہفتے میں ایک دن)
-38	8609/8610	رانچی۔لوکامانیہ تلک (ٹی) ایکسپریس (ہفتے میں ایک دن)
-39	6363/6364	نظام الدین۔کنیاکماری ویاویلوپورم (ہفتے میں ایک دن)
-40	6511/6512	ڈرگ۔یسونت پور (بنگلور) ایکسپریس (ہفتے میں ایک دن)
-41	3025/3026	بھوپال۔ہاوڑہ ایکسپریس (ہفتے میں ایک دن)
-42	3289/3290	راجندرنگر۔جموں ارچنا ایکسپریس (ہفتے میں ایک دن)
-43	2395/2396	راجندرنگر۔اجمیر زیارت ایکسپریس (ہفتے میں ایک دن)
-44	6127/6128	چنئی ایگمور۔گوروواپور ایکسپریس

ہندوستان کی کچھ اہم پہاڑی چوٹیوں کی اونچائیاں

نمبر شمار	پہاڑی چوٹی	بلندی سطح سمندر سے (میٹروں میں)
1	کے ٹو	8,611 (پاکستان کے قبضے میں)
2	کنچن جنگھا	8,598
3	ناگاپروت	8,126
4	گاشیرم برم	8,068 (پاکستان کے قبضے میں)
5	براڈ پیک	8,047 (پاکستان کے قبضے میں)

6	دستیگل سر	7,885(پاکستان کے قبضے میں)
7	ماشیر برم(مشرقی)	7,821
8	نندادیوی	7,817
9	ماشیر برم(مغربی)	7,806(پاکستان کے قبضے میں)
10	لاکاپوش	7,788(پاکستان کے قبضے میں)
11	کامیت	7,756
12	ساسیر کانگڑی	7,672
13	سکیانگ کانگڑی	7,544(پاکستان کے قبضے میں)
14	سیانگ کانگڑی	7,422(پاکستان کے قبضے میں)
15	چوکھمبا(بدری ناتھ چوٹی)	7,138
16	ترشول(مغرب)	7,138
17	نن کون	7,135
18	پوہوتری	7,128
19	کانگو	7,090
20	دوناگری	7,066

ہندوستان کی کچھ اہم ندیوں کی لمبائیاں

نمبر شمار	ندی	لمبائی (کلومیٹر)
1-	سندھ	2,900
2-	برہمپترا	2,900
3-	گنگا	2,510
4-	گوداوری	1,450
5-	نرمدا	1,290

6۔	کرشنا	1,290
7۔	مہاندی	890
8۔	کاویری	760

آئینی ترمیمات

(1) آئین (پہلی ترمیم) ایکٹ 1950۔ اس ترمیم میں آئین کی دفعہ 19 میں دیئے گئے آزاد y؛ تقریر اور اظہار کے حقوق اور کوئی پیشہ، تجارت یا کاروبار کرنے کے حقوق پر پابندی لگانے کے لئے نئی بنیاد فراہم کی گئی۔ ان پابندیوں کا تعلق عوامی نظم ونسق، غیر ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات یا آزادئی تقریر کے حق کے ضمن میں خلاف قانون حرکت اور تجارتی یا تکنیکی ڈگری عطا کرنے یا کوئی تجارت یا کاروبار شروع کرنے کے حق سے متعلق ریاست وغیرہ کے ذریعہ کوئی تجارت، کاروبار، صنعت یا سروس شروع کرنے سے ہے۔ اس ترمیم کے ذریعہ دونئی دفعات 31A اور 31B اور نویں شیڈول کو شامل کیا گیا تاکہ اصلاح اراضی کے قانون کو چیلنج نہیں کیا جاسکے۔

(2) آئین (دوسری ترمیم) ایکٹ، 1952۔ اس ترمیم کے ذریعہ لوک سبھا کے انتخاب کے لئے نمائندگی کے تناسب کو دوبارہ ترتیب دیا گیا۔

(3) آئین (تیسری ترمیم) ایکٹ، 1954۔ اس ترمیم کے ذریعہ ساتویں شیڈول کی فہرست III (مشترکہ فہرست Concurrent) کا قائم مقام جدول انٹری 33 کو کیا گیا تاکہ یہ دفعہ 369 کے مطابق ہوسکے۔

(4) آئین (چوتھی ترمیم) ایکٹ، 1955۔ ذاتی ملکیت کے لازماً حصول کے ریاستی اختیارات کو صحیح طریقے سے واضح کرنے اور اسے ان معاملوں میں جہاں ریاست کے انضباطی اور امتناعی قوانین کے نفاذ سے کسی فرد کو ملکیت سے محروم کردیا گیا ہو، الگ کرنے کے لئے آئین کی دفعہ (2)31 میں ترمیم کی گئی۔ آئین کی دفعہ 31A کے دائرہ اثر کی توسیع انسداد زمین داری جیسے فلاحی قوانین تک کرنے اور شہری اور دیہی علاقوں کی مناسب پلاننگ اور ملک کے معدنیات اور تیل کے ذخیروں پر پورا کنٹرول کرنے کے لئے اس دفعہ میں ترمیم کی گئی۔ نویں شیڈول میں چھ ایکٹ بھی شامل کئے گئے۔ ریاستی اجارہ داری کی ممانعت کرنے والے قوانین کے حق میں دفعہ 305 میں بھی ترمیم کی گئی۔

(5) آئین (پانچویں ترمیم) ایکٹ، 1956۔ اس ترمیم کے ذریعہ دفعہ 3 میں ترمیم کرکے صدر کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ ریاستی مقننہ کے ذریعہ اپنے ریاستی علاقوں، سرحدوں وغیرہ کو اثر انداز کرنے والے مرکزی قوانین سے متعلق اپنی رائے ارسال کرنے کے لئے کوئی وقت مقرر کرسکتے ہیں۔

(6) آئین (چھٹی ترمیم) ایکٹ، 1956۔ اس ترمیم کے ذریعہ بین ریاستی تجارت اور کامرس میں اشیا کی خرید وفروخت پر محصول سے متعلق دفعات 269 اور 286 میں چند تبدیلیاں کی گئیں۔ آئین کے ساتویں شیڈول کی یونین لسٹ میں ایک جدول 92A شامل کیا گیا۔

(7) آئین (ساتویں ترمیم) ایکٹ، 1956۔ ریاستی بازتشکیل کمیشن کی سفارشات کو نافذ کرنے اور لازمی تبدیلیوں کو شامل کرنے کے مقصد سے یہ ترمیم کی گئی۔ عام طور پر موجودہ ریاستوں اور ریاستی علاقوں کی تقسیم کو ریاست اور مرکزی علاقہ کے روپ میں بانٹا گیا۔ اس ترمیم میں لوک سبھا کی ساخت، ہر ایک مردم شماری کے بعد اس کی باز ترتیب، نئے ہائی کورٹ کا قیام، ہائی کورٹ کے ججوں سے متعلق انتظامات رکھے گئے ہیں۔

(8) آئین (آٹھویں ترمیم) ایکٹ، 1960- پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ میں درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کے لئے اور نامزدگی کے ذریعہ انگلو انڈین برادری کے لئے نشستیں محفوظ کرنے کے وقفہ کو دس برسوں تک بڑھانے کے لئے دفعہ 334 میں ترمیم کی گئی۔

(9) آئین (نویں ترمیم) ایکٹ، 1960۔ ہندوستان اور پاکستان کی حکومتوں کے مابین ہوئے قرار کے مطابق پاکستان کو کچھ علاقہ منتقل کرنے کے لئے یہ آئینی ترمیم کی گئی۔ یہ ترمیم اس لئے بھی ضروری تھی کہ بیروباڑی کی منتقلی کے معاملے میں سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا تھا کہ کسی علاقے کو کسی دوسرے ملک کو منتقل کرنے کے لئے قرار کو دفعہ 3 کے تحت بنائے گئے کسی قانون کے ذریعہ عمل میں نہیں لایا جا سکتا، لیکن اسے آئین کی ترمیم کے ذریعہ عمل میں لایا جا سکتا ہے۔

(10) آئین (دسویں ترمیم) ایکٹ، 1961۔ دادر اور نگر حویلی کے علاقے کو مرکزی علاقے کے روپ میں شامل کرنے اور صدر کی ضابطگی کے اختیار کے مطابق انتظامیہ کا اہتمام کرنے کے لئے دفعہ 240 اور پہلی شیڈول میں ترمیم کی گئی۔

(11) آئین (گیارہویں ترمیم) ایکٹ، 1961۔ اس ترمیم کا مقصد آئین کی دفعات 66 اور 71 کا اس لحاظ سے ترمیم کرنا تھا کہ مناسب حلقہ انتخابات کنندگان کی کسی خالی جگہ کی بنیاد پر صدر اور نائب صدر کے انتخاب کو چیلنج نہ کیا جا سکے۔

(12) آئین (بارہویں ترمیم) ایکٹ، 1962۔ اس ترمیم کے ذریعہ گوا، دمن اور دیو کو مرکزی علاقے کے روپ میں شامل کیا گیا اور اس مقصد کے لئے دفعہ 240 میں ترمیم کی گئی۔

(13) آئین (تیرہویں ترمیم) ایکٹ، 1962۔ اس ترمیم کے ذریعہ حکومت ہند اور ناگا پیپلس کانونیشن کے مابین ہوئے قرار کی تائید میں ناگالینڈ ریاست کے متعلق ایک خاص کلاز 371A کا اضافہ کیا گیا۔

(14) آئین (چودھویں ترمیم) ایکٹ۔ 1962۔ اس ایکٹ کے ذریعہ پانڈیچری کو مرکزی علاقہ کے روپ میں پہلی شیڈول میں شامل کیا گیا۔ اس ایکٹ کے ذریعہ ہماچل پردیش، منی پور، تریپورا، گوا، دمن اور دیو اور پانڈیچری کے لئے، پارلیمانی قانونی کے ذریعہ مقننہ کی تشکیل دی گئی۔

(15) آئین (پندرہویں ترمیم) ایکٹ، 1963۔ اس ترمیم کے ذریعہ عدالتوں اور ججوں کی سبکدوشی کی عمر میں اضافہ کرنے اور ایک ہائی کورٹ سے دوسرے ہائی کورٹ میں تبادلہ کئے جانے والے ججوں کو تلافی بھتہ دینے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ سبکدوش ججوں کو ہائی کورٹ کے جج کے روپ میں تقرر کا اہتمام کیا گیا ہے۔ دفعہ 226 کی توسیع کی گئی ہے تاکہ ہائی کورٹ کو یہ اختیار دیا جا سکے کہ وہ کسی سرکاری عہدیدار کو ہدایت، حکم یا رٹ جاری کر سکیں۔ اگر اس اختیار کے استعمال کے عمل کی

وجہ ان علاقوں میں پیدا ہوئی جن میں وہاں کا ہائی کورٹ اپنے دائرۂ اختیار کا استعمال کرتا ہے۔ خواہ اس سرکاری عہدہ دار کا تعلق ان علاقوں سے نہ ہو۔ اس ایکٹ کے ذریعہ سروس کمیشن کے چیئرمین کی غیر حاضری میں اس کے اختیارات کا استعمال ایک ممبر کے ذریعہ کئے جانے کی گنجائش ہے۔

(16) آئین (سولہویں ترمیم) ایکٹ، 1963۔ اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 19 میں ترمیم کی گئی جس میں ہندوستان کے اقتدار اعلیٰ اور سالمیت کے مفاد میں تقریر اور اظہار کی آزادی، پرامن اور بغیر اسلحہ کے اجلاس اور تنظیم بنانے کے حقوق پر پابندی عائد کی گئی۔ پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ کے انتخاب کے لئے امیدواروں کے ذریعہ لیے جانے والے حلف میں ترمیم کر کے ایک اور شرط رکھی گئی کہ وہ ہندوستان کے اقتدار اعلا اور سالمیت کو برقرار رکھیں گے۔ ان ترامیم کا مقصد قومی یک جہتی کو فروغ دینا تھا۔

(17) آئین (سترہویں ترمیم) ایکٹ، 1964۔ دفعہ 31A میں مزید ترمیم کی گئی جس کے مطابق نجی کھیتی کی زمین کا حصول تب تک نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ معاوضے کی شکل میں اس زمین کی بازار کی قیمت ادا نہ کردی جائے۔ ساتھ ہی اس ترمیم کے ذریعہ متذکرہ دفعہ میں دی گئی املاک کی تعریف کی توسیع استعدادی اثر سے کی گئی ہے۔ نویں شیڈول میں بھی ترمیم کی گئی اور اس میں مزید 44 ایکٹ شامل کئے گئے۔

(18) آئین (اٹھارویں ترمیم) ایکٹ، 1966۔ اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 3 کی ترمیم یہ ظاہر کرنے کے لئے کی گئی کہ ریاست لفظ میں مرکزی علاقہ بھی شامل ہوگا اور اسی دفعہ کے مطابق نئی ریاست بنانے کے اختیار میں کسی ریاست یا مرکزی علاقے کے ایک حصے کو کسی دوسری ریاست یا مرکزی علاقہ سے ملا کر ایک نئی ریاست یا مرکزی علاقہ بنانے کا اختیار شامل کیا گیا۔

(19) آئین (انیسویں ترمیم) ایکٹ، 1966 انتخابی ٹرابیونلوں کو ختم کرنے اور ہائی کورٹ کے ذریعہ انتخابی عرض داشتوں کی سماعت کئے جانے کے فیصلے کے نتیجے میں دفعہ 324 کی ترمیم اس لازمی تبدیلی کے لئے کی گئی۔

(20) آئین (بیسویں ترمیم) ایکٹ، 1966۔ یہ ترمیم، چندر موہن بنام اتر پردیش معاملے میں سپریم کورٹ کے اس فیصلے کی وجہ سے عمل میں آئی جس میں سپریم کورٹ نے اتر پردیش ریاست میں ضلع ججوں کی قطعی تقرری کو مسترد کر دیا تھا۔ ایک نئی دفعہ 233A کا اضافہ کیا گیا۔ اور گورنر کے ذریعہ کی گئی تقرری کو جائز بنا دیا گیا۔

(21) آئین (اکیسویں ترمیم) ایکٹ، 1967۔ اس ترمیم کے ذریعہ سندھی زبان کو آٹھویں شیڈول میں شامل کیا گیا۔

(22) آئین (بائیسویں ترمیم) ایکٹ، 1969 یہ ایکٹ آسام ریاست میں ایک نئی خود مختار ریاست میگھالیہ قائم کرنے کے لئے عمل میں آیا۔

(23) آئین (23 ویں ترمیم) ایکٹ، 1969۔ درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں اور اینگلو انڈین افراد کے لئے پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ میں نشستوں کی تحفظ کے مدت مزید 10 برسوں تک بڑھانے کے لئے دفعہ 334 میں ترمیم کی گئی۔

(24) آئین (24 ویں ترمیم) ایکٹ، 1971۔ یہ ترمیم گولک ناتھ کے معاملے سے پیدا شدہ حالات کے ضمن میں عمل میں آئی، چنانچہ اس ایکٹ کے ذریعہ بنیادی حقوق کے ساتھ ساتھ آئین میں ترمیم کرنے کے لئے پارلیمنٹ کے اختیارات سے متعلق تمام

طرح کے شکوک وشبہات کو رفع کرنے کے لئے دفعہ 113 اور دفعہ 368 میں ترمیم کی گئی۔

(25) آئین (25 ویں ترمیم) ایکٹ، 1971۔ اس ترمیم کے ذریعہ بینکوں کو قومیانے کے معاملے کو مدنظر رکھتے ہوئے دفعہ 31 میں ترمیم کی گئی۔ لفظ 'معاوضہ' کو 'مناسب معاوضہ' کے روپ میں قانونی وضاحت (تشریح) کو دھیان میں رکھتے ہوئے 'معاوضہ' کی جگہ لفظ 'رقم' رکھا گیا۔

(26) آئین (26 ویں ترمیم) ایکٹ، 1971۔ اس ترمیم کے ذریعہ ہندوستانی ریاستوں کے حکمرانوں کے ''پردی پرس'' اور خصوصی مراعات کو ختم کیا گیا۔ یہ ترمیم مادھوراؤ کے معاملے میں سپریم کورٹ کے فیصلے کے نتیجے میں پاس ہوئی۔

(27) آئین (27 ویں ترمیم) ایکٹ، 1971۔ اس ترمیمی ایکٹ کو شمال مشرقی ریاستوں کی باز تنظیم کی وجہ سے پیدا شدہ ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر پاس کیا گیا۔ ایک نئی دفعہ 239B کا اضافہ کیا گیا۔ جس کی وجہ سے چند مرکزی علاقوں کی انتظامیہ آرڈیننس نافذ کرنے کی مجاز ہوگئیں۔

(28) آئین (28 ویں ترمیم) ایکٹ، 1972۔ یہ ترمیم ہندوستانی سول سروس کے ممبران کی چھٹی، پنشن اور تادیبی معاملات سے متعلق مخصوص مراعات کو ختم کرنے کے لئے پاس کی گئی۔

(29) آئین (29 ویں ترمیم) ایکٹ، 1972۔ آئین کے نویں شیڈول میں ترمیم کرکے اس میں اصلاح اراضی سے متعلق کیرل کے دو ایکٹ شامل کئے گئے۔

(30)(30 ویں ترمیم)۔ ایکٹ، 1972۔ اس ترمیم کا مقصد دفعہ 133 کی ترمیم کرکے اس میں مقررہ 20000 کا ویلوالیشن ختم کرنا اور اس کی جگہ پر سول کارروائی میں سپریم کورٹ میں اپیل کا انتظام کرنا ہے جو صرف ہائی کورٹ کی اس سند پر ہی کی جاسکے گی کہ اس معاملے میں عام اہمیت کے قانون کے ٹھوس سوال شامل ہیں اور ہائی کورٹ کی رائے میں اس سوال پر سپریم کورٹ کے ذریعہ فیصلہ لئے جانے کی ضرورت ہے۔

(31) آئین (31 ویں ترمیم) ایکٹ، 1973۔ اس ایکٹ کے ذریعہ دوسری باتوں کے علاوہ لوک سبھا میں ریاستوں کی نمائندگی کی تعداد کی آخری حد 500 سے بڑھا کر 525 اور مرکزی علاقوں کے نمائندوں کی تعداد کی آخری حد 25 سے کم کرکے 20 کردی گئی۔

(32) آئین (32 ویں ترمیم) ایکٹ، 1973 اس ایکٹ کے ذریعہ آندھراپردیش ریاست کے مختلف علاقوں میں مساوی مواقع فراہم کرنے والے اہتمام کو نافذ کرنے کے لئے ضروری آئینی اتھارٹی فراہم کی گئی اور پبلک سروس سے متعلق شکایتوں کی سماعت کے لئے ایک ٹرابیونل قائم کیا گیا۔ اس کے ذریعہ پارلیمنٹ کو اس بات کا اختیار دیا گیا کہ وہ اس ریاست میں ایک مرکزی یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے قانون بناسکتی ہے۔

(33) آئین (33 ویں ترمیم) ایکٹ، 1974۔ اس ترمیم کے ذریعہ پارلیمنٹ کے ممبران اور ریاستی مقننہ کے ذریعہ بنائے گئے مزید 20 کاشتکاری اور اصلاح اراضی کے قوانین کو نویں شڈیول میں شامل کیا گیا۔

(34) آئین (34 ویں ترمیم) ایکٹ، 1974۔ اس ترمیم کے ذریعہ پارلیمنٹ کے ممبران اور ریاستی مقننہ کے ذریعہ تشکیل دیئے گئے مزید 20 کاشتکاری اور اصلاح اراضی کے قوانین کو نویں شیڈول میں شامل کیا گیا۔

(35) آئین (35 ویں ترمیم) ایکٹ، 1974۔ اس ایکٹ کے ذریعہ ایک نئی دفعہ 2A کا اضافہ کیا گیا جس کے ذریعہ سکم کو ہندوستانی یونین کے ایک شریک ریاست کا درجہ دیا گیا۔ دفعہ 81-80 میں لازمی ترمیم کی گئی۔ ایک نئی شیڈول یعنی 10 ویں شیڈول کا اضافہ کیا گیا جس میں سکم کے ہندوستانی یونین میں شریک ہونے کی شرطیں دی گئی ہیں۔

(36) آئین (36 ویں ترمیم) ایکٹ، 1975۔ سکم کو ہندوستانی یونین کا کامل ممبر بنانے اور آئین کی پہلی شیڈول میں شامل کرنے اور سکم کو راجیہ سبھا اور لوک سبھا میں ایک ایک نشست دینے کے لئے یہ ایکٹ پاس کیا گیا۔ آئین (35 ویں ترمیم) ایکٹ کے ذریعہ جوڑے گئے دفعہ 2A اور دسویں شیڈول کو الگ کر کے دفعہ 80 اور 81 میں صحیح طور پر ترمیم کی گئی۔

(37) آئین (37 ویں ترمیم) ایکٹ، 1975۔ اس ایکٹ کے ذریعہ مرکزی علاقے اروناچل پردیش میں مقننہ قائم کی گئی۔ آئین کی دفعہ 240 میں بھی ترمیم کی گئی اور یہ گنجائش رکھی گئی کہ قانون ساز اسمبلیوں والے دیگر مرکزی علاقوں کی طرح مرکزی علاقہ اروناچل پردیش کے لئے ضابطے بنانے کے لئے صدر کے اختیار کا استعمال اس وقت کیا جا سکے گا جب قانون ساز اسمبلی یا تو برخاست ہوگئی ہو یا کام معطل ہوں۔

(38) آئین (38 ویں ترمیم) ایکٹ، 1975۔ اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 123، 213، اور 352 میں ترمیم کر کے یہ اہتمام کیا گیا کہ ان دفعات میں مذکور صدر یا گورنر کے آئینی فیصلے کو کسی عدالت میں چیلنج نہ کیا جا سکے۔

(39) آئین (39 ویں ترمیم) ایکٹ، 1975۔ اس ایکٹ کے ذریعہ صدر، نائب صدر، وزیراعظم اور لوک سبھا کے اسپیکر کے انتخاب سے متعلق تنازعوں پر ایسی اتھاریٹی کے ذریعہ غور کیا جا سکے گا جو پارلیمانی قانون کے ذریعہ بحال کی جائے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ 9 ویں شیڈول میں چند مرکزی قوانین کو بھی شامل کیا گیا۔

(40) آئین (40 ویں ترمیم) ایکٹ، 1976۔ اس ایکٹ کے ذریعہ قومی بحری خطے یا ملک کے زمینی حصے کے اندر یا پوری طرح ہندوستان کے معاشی علاقے میں آنے والی تمام کانوں، معدنی اشیا اور دوسری قیمتی اشیا کو یونین کے اختیار میں شامل کیا گیا۔ اس ضمن میں اس بات کی بھی گنجائش رکھی گئی کہ ہندوستان کے معاشی علاقے کے تمام دیگر وسائل بھی پوری طرح یونین کے اختیار میں ہوں گے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ اس بات کی بھی شرط رکھی گئی ہے کہ قومی آبی خطہ اور ملک کے زمینی علاقے اور معاشی علاقے کی حدود پوری طرح ہوں گی جو وقتاً فوقتاً پارلیمنٹ کے ذریعہ یا پارلیمنٹ کے ذریعہ بنائے گئے قانون کے مطابق مقرر کی جائیں گی۔ ساتھ ہی نویں شیڈول میں کچھ اور ایکٹ شامل کئے گئے۔

41) آئین (41 ویں ترمیم) ایکٹ، 1976۔ اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 316 میں ترمیم کر کے ریاستی پبلک سروس کمیشن اور خدہ پبلک سروس کمیشن کے ممبروں کی سبکدوشی کی عمر کو 60 برس سے بڑھا کر 62 برس کر دیا گیا۔

(4: آئین (42 ویں ترمیم) ایکٹ، 1976۔ اس ایکٹ کے ذریعہ آئین میں متعدد اہم ترامیم کی گئیں، یہ ترامیم خاص طور پر

سورن سنگھ کمیشن کی سفارشات کو نافذ کرنے کے لئے تھیں۔

چند اہم ترامیم، سماج واد، سیکولرزم اور قومی سالمیت کے اعلیٰ معیار کو صاف طور پر واضح کرنے، ہدایتی اصولوں کو مزید وسیع کرنے اور انہیں ان بنیادی حقوق جن کی آڑ لے کر سماجی اور معاشی اصلاحات کو بے اثر بنایا جارہا تھا، پر ترجیح دینے کے مقصد سے کئے گئے۔ اس ترمیمی ایکٹ کے ذریعہ شہریوں کے بنیادی فرائض سے متعلق ایک نئے باب کا اضافہ کیا گیا اور سماج مخالف سرگرمیوں سے خواہ وہ افراد کے ذریعہ ہوں یا تنظیموں کے ذریعہ، سے عہدہ برآمد ہونے کے لئے خاص اہتمام کئے گئے۔ قانون کے آئینی جواز سے متعلق سوالوں پر فیصلے لینے کے لئے ججوں کی کم سے کم تعداد مقرر کرنے اور کسی قانون کو آئینی نقطہ نظر سے مسترد کرنے کے لئے کم از کم دو تہائی ججوں کی خصوصی اکثریت فراہم کرنے کی عدلیہ سے متعلق شرائط میں بھی ترمیم کی گئی۔

ہائی کورٹوں میں غیر فیصل معاملوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو کم کرنے کے لئے اور سروس، مالگزاری، سماجی اور معاشی ترقی اور فروغ سے متعلق دیگر اہم معاملات کو جلد نمٹانے کے لئے اس ترمیمی ایکٹ کے ذریعہ آئین کی دفعہ 136 کے ذیل میں ایسے معاملات میں سپریم کورٹ کے دائرہ اختیار کو محفوظ رکھتے ہوئے انتظامی اور دیگر ٹریبونلوں کی تشکیل کے لئے قانونی گنجائش رکھی گئی ہے۔ دفعہ 226 کے ذیل میں ہائی کورٹ کی رٹ کے دائرہ اختیار میں بھی چند ترامیم کی گئیں۔

(43) آئین (43 ویں ترمیم) ایکٹ، 1977۔ اس ایکٹ کے ذریعہ منجملہ دیگر امور کے آئین (42 ویں ترمیم) ایکٹ۔ 1976 کے نفاذ سے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں کمی ہوگئی تھی اسے بحال کرنے کا اہتمام کیا گیا اور اس کی مطابقت سے مندرجہ بالا ترمیم کے ذریعہ آئین میں شامل کئے گئے دفعہ 32A، 131A، 144A، 226A اور 228A کو اس ایکٹ کے ذریعہ منسوخ کردیا گیا۔ اس کے ایکٹ کے مطابق دفعہ 31D کو بھی جس کے ذریعہ قوم دشمن سرگرمیوں کے لئے خصوصی قانون وضع کرنے کے لئے پارلیمنٹ کو خاص اختیارات دیئے گئے تھے، منسوخ کردیا گیا۔

(44) آئین (44 ویں ترمیم) ایکٹ، 1978 ۔حق ملکیت کو جس کی وجہ سے آئین میں کئی ترامیم کرنی پڑیں، بنیادی حقوق کے زمرے سے ہٹا کر صرف قانونی حق رہنے دیا گیا۔ پھر بھی یہ اہتمام کیا گیا کہ ملکیت کے حق کو بنیادی حقوق کی فہرست سے ہٹانے سے اقلیتوں کو اپنی پسند کے تعلیمی اداروں کے قیام اور اس کے انتظام وانصرام سے متعلق حقوق پر کوئی اثر نہ پڑے۔ آئین کی دفعہ 352 میں ترمیم کرکے یہ اہتمام کیا گیا کہ ہنگامی صورت حال کے اعلان کی ایک وجہ مسلح بغاوت ہوگی۔ اندرونی بدنظمی، اگر یہ مسلح بغاوت نہیں ہے تو ہنگامی صورت حال کے اعلان کی بنیاد نہیں ہوگی۔ ذاتی آزادی کے حق کو جیسا کہ دفعہ 21 اور 22 میں ذکر ہے اس اہتمام کے ذریعہ زیادہ موثر بنایا گیا ہے۔ اس کے مطابق احتیاطی نظر بندی کے سلسلے میں فرد کو کسی بھی حالت میں دو مہینے سے زیادہ مدت کے لئے نظر بند رکھنا غیر قانونی ہوگا۔ جب تک کہ مشاورتی بورڈ رپورٹ نہیں دیتا کہ اس کی نظر بندی کی مناسب وجوہات ہیں۔ اس کے لئے مزید تحفظ کی فراہمی اس طرح سے کی گئی کہ مشاورتی بورڈ کا صدر کسی ہائی کورٹ کا موجودہ جج ہوگا اور بورڈ کی تشکیل اس ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کی سفارشوں کے مطابق کی جائے گی۔

تاخیر سے بچنے کے لئے دفعہ 132، 133 اور 134 میں ترمیم کی گئی اور ایک نئی دفعہ 134A شامل کی گئی، جس کے ذریعہ یہ اہتمام کیا گیا کہ فیصلہ، ڈگری، آخری حکم یا سزا سنائے جانے کے فوراً بعد متعلقہ فریق کی زبانی درخواست کی بنیاد پر یا اگر ہائی کورٹ

مناسب سمجھے تو خود ہی سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرنے کے سرٹی فکیٹ منظور کئے جانے پر غور کرے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ کی گئی دوسری ترامیم خاص طور پر اندرونی ہنگامی صورت حال کی مدت کے دوران کی گئی ترامیم کی وجہ سے پیدا شدہ آئینی بحران کو دور کرنے یا سدھارنے کے لئے ہیں۔

(45) آئین (45ویں ترمیم) ایکٹ، 1980۔ یہ ایکٹ پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ میں درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبیلوں اور انگلو انڈین افراد کے لئے نشستوں کے تحفظ سے متعلق اہتمام کو مزید 10 برسوں کی مدت کے لئے بڑھانے کے مقصد سے پاس یا گیا۔

(46) آئین (46ویں ترمیم) ایکٹ، 1982۔ اس کے ذریعہ دفعہ 209 میں ترمیم کی گئی تا کہ بین ریاستی تجارت اور کامرس کے دوران ارسال کی جانے والی اشیا پر لگایا گیا محصول ریاستوں کے حوالے کر دیا جائے۔ اس دفعہ کی ترمیم اس لحاظ سے بھی کی گئی کہ پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ یہ طے کر سکے کہ کن حالات میں ارسال کیا جانے والا مال بین ریاستی تجارت یا کامرس کے دوران بھیجا ہوا مانا جائے گا۔ نویں شیڈول میں ایک نئی انٹری 92B بھی شامل کی گئی، تا کہ ایسے حالات میں مال بین ریاستی تجارت یا کامرس کے دوران بھیجا جائے تو اس مال پر محصول لگایا جا سکے۔

دفعہ 286 کے کلاز (3) میں ترمیم کی گئی تا کہ پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ معاہدہ کار کی تکمیل کے دوران اشیاء کے تبادلے میں کرایہ خریدی یا قسطوں کی ادائیگی کی بنیاد پر مال کی سپردگی پر محصول لگانے کے نظام، شرحوں اور دیگر باتوں سے متعلق پابندی اور شرطوں کی صراحت کر سکے۔

اشیا کی خرید و فروخت پر محصول کی تصریح میں یہ اضافہ کرنے کے لئے دفعہ 366 میں مناسب ترمیم کی گئی کہ اس میں منضبط اشیا کے جانچ کے لئے تبادلہ معاہدہ کار کی تعمیل سے متعلق اشیا کی شکل میں ملکیت کا تبادلہ، کرایہ، خریدی یا قسطوں میں ادائیگی وغیرہ کے نظام میں اشیا کی سپردگی کو بھی شامل کیا جا سکے۔

(47) آئین (47ویں ترمیم) ایکٹ، 1984۔ اس ترمیم کا مقصد آئین کے نویں شیڈول میں اصلاح اراضی کے چند ایکٹس کو شامل کرنا ہے تا کہ ان ایکٹوں کو نافذ کئے جانے میں رکاوٹ ڈالنے والی مقدمے بازی کو روکا جا سکے۔

(48) آئین (48ویں ترمیم) ایکٹ، 1984۔ آئین کی دفعہ 356 کے مطابق پنجاب ریاست کے متعلق صدر کے ذریعہ جاری کردہ رسمی اعلان تب تک ایک برس سے زیادہ مدت تک نافذ نہیں رہ سکتے جب تک کہ مندرجہ بالا دفعہ کے کلاز (5) میں درج شرط پوری نہیں ہوتی۔ چونکہ ایسا محسوس کیا گیا ہے کہ مندرجہ بالا رسمی اعلان کا عمل میں رہنا ضروری ہے، اس لئے یہ ترمیم کی گئی ہے تا کہ اس معاملے میں دفعہ 356 کلاز (5) میں درج شرطیں نافذ نہ ہونے پائیں۔

(49) آئین (49ویں ترمیم) ایکٹ، 1984۔ تریپورہ حکومت نے سفارش کی تھی کہ آئین کے چھٹے شیڈول کے اہتمام کو اس ریاست کے قبائلی علاقوں میں نافذ کیا جائے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ کی گئی ترمیم کا مقصد اس ریاست میں کام کر رہی خود مختار ضلع کونسل کو آئینی تحفظ فراہم کرنا ہے۔

(50) آئین (50 ویں ترمیم) ایکٹ، 1984۔ آئین کی دفعہ 33 کے ذریعہ پارلیمنٹ کو یہ تعین کرنے کے لئے قانون بنانے کا اختیار دیا گیا کہ آئین کے حصہ۔III کے ذریعہ بحال کسی افسر کو مسلح فوجوں یا عوامی نظم ونسق بنائے رکھنے کے لئے تعینات افواج پر لاگو کرنے میں کسی حد تک ممنوع یا منسوخ کیا جائے تا کہ ان کے ذریعہ فرائض کی صحیح ادائیگی اور ان میں ضابطگی قائم رکھنے کو یقینی بنایا جاسکے۔

دفعہ 33 کے حجم میں مندرجہ ذیل امور کو لانے کے لئے اس میں ترمیم زیرغور ہے:۔

(i) ریاست کی یا اس کے ذمے یا قبضے کی ملکیت کی حفاظت کے لئے تعینات فوجوں کے ممبر یا

(ii) سراغرسانی یا فوجی سراغرسانی کے مقاصد کے لئے ریاست کے ذریعہ قائم بیورو یا دوسری تنظیموں میں بحال افراد۔

(iii) کسی فورس، بیورو یا تنظیم کی غرض کے لئے قائم ٹیلی مواصلاتی نظام میں تعینات یا اس سے متعلق افراد۔

تجربے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ذریعہ فرائض کی صحیح انجام دہی اور ان میں نظم ونسق بنائے رکھنے کو یقینی بنانے کی ضرورت قومی مفاد میں اشد ضروری ہے۔

(51) آئین (51 ویں ترمیم) ایکٹ، 1984۔ اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 330 میں ترمیم کی گئی تا کہ میگھالیہ، ناگالینڈ، اروناچل پردیش اور میزورم کی درج فہرست قبیلوں کے لئے پارلیمنٹ میں نشستیں محفوظ کی جاسکیں۔ ساتھ ہی مقامی قبائلیوں کی آرزوؤں کو پورا کرنے کے لئے دفعہ 332 میں ترمیم کرکے ناگالینڈ اور میگھالیہ کی قانون ساز اسمبلیوں میں بھی اسی طرح کا تحفظ فراہم کیا جائے۔

(52) آئین (52 ویں ترمیم) ایکٹ، 1985۔ اس ترمیم کے ذریعہ یہ اہتمام کیا گیا کہ اگر کوئی ممبر پارلیمنٹ یا قانون ساز اسمبلی کا ممبر دل بدل کرتا ہے یا پارٹی کے ذریعہ معطل کردیا جاتا ہے جس نے انتخاب میں اسے امیدوار بنایا تھا یا کوئی آزاد ممبر جو منتخب ہونے کے چھ مہینے کے اندر کسی سیاسی پارٹی کا ممبر بن جاتا ہے وہ ایوان کا ممبر ہونے کا نااہل قرار دیا جائے گا۔ اس ایکٹ میں سیاسی پارٹیوں میں تقسیم اور ادغام سے متعلق مناسب اہتمام ہے۔

(53) آئین (53 ویں ترمیم) ایکٹ، 1986۔ یہ بھارتی حکومت اور میزورم حکومت کے ذریعہ میزورم نیشنل فرنٹ کے ساتھ 30 جون 1986 کو ہوئے سمجھوتے کو عمل میں لانے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس کے لئے نئی دفعہ 371G کا آئین میں اضافہ کیا گیا ہے، جس میں دیگر باتوں کے علاوہ میزو لوگوں کے مذہبی اور سماجی رسم ورواج، روایتی قانون اور قانون کے متعلق پارلیمنٹ کے ذریعہ قانون بنانے کی ممانعت ہے دیوانی اور فوجداری سے منسلک معاملوں، جن پر میزو لوگوں کے روایتی قانون کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے اور زمین کی ملکیت اور تبادلے سے متعلق بھی تب تک پارلیمانی قانون لاگو نہیں ہوگا، جب تک میزورم کی قانون ساز اسمبلی اسے منظوری نہیں دے دیتی۔ لیکن یہ دفعہ میزورم ریاست میں ترمیم کے جاری ہونے سے قبل نافذ ہونے والے مرکزی قوانین پر لاگو نہیں ہوگی۔ نئی دفعہ میں یہ بھی گنجائش ہے کہ میزورم قانون ساز اسمبلی میں کم از کم 40 ممبر ہوں گے۔

(54) آئین (54 ویں ترمیم) ایکٹ، 1986۔ اس ایکٹ کے ذریعہ عدالت عظمیٰ اور عدالت عالیہ کے ججوں کی تنخواہوں میں

درج ذیل طریقے سے اضافہ کیا گیا ہے۔

بھارت کے چیف جسٹس: 10,000روپے ماہانہ

سپریم کورٹ کے جج: 9,000روپے ماہانہ

ہائی کورٹ کے چیف جسٹس: 9,000روپے ماہانہ

ہائی کورٹ کے جج: 8,000روپے ماہانہ

اس ایکٹ کے ذریعہ دوسرے شیڈول کے حصہ "D" میں ترمیم کر کے تنخواہوں میں مذکورہ طریقے سے اضافہ کیا گیا اور دفعہ 125 و221 میں گنجائش رکھی گئی ہے کہ پارلیمنٹ مستقبل میں قانون بنا کر ججوں کی تنخواہوں میں اصلاح کر سکتی ہے۔

(55) آئین (55 ویں ترمیم) ایکٹ، 1986۔ اس میں مرکزی علاقے اروناچل پردیش کو ریاست کا درجہ دیئے جانے کے بھارتی حکومت کی تجاویز کو لاگو کیا گیا ہے اس کے لئے آئین میں ایک نئی دفعہ 371H کا اضافہ کیا گیا ہے۔ دیگر باتوں کے علاوہ اس دفعہ میں اروناچل پردیش کے گورنر کو ریاست کی انتہائی نازک حالت کی وجہ سے قانون اور نظم ونسق کے لئے خصوصی ذمہ داری سونپی گئی ہے اس کے ذریعہ اپنے فرائض کو پورا کرنے کے لیے گورنر وزارتی کونسل سے صلاح ومشورہ کر کے کی جانے والی کارروائی سے متعلق اپنا ذاتی فیصلہ لے سکیں۔ اگر صدر چاہیں تو گورنر کی یہ ذمہ داری ختم کی جا سکتی ہے۔ نئی دفعہ کے مطابق یہ بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ اروناچل پردیش ریاست کی مجلس قانون ساز میں ممبروں کی تعداد 30 سے کم نہیں ہوگی۔

(56) آئین (56 ویں ترمیم) ایکٹ، 1987۔ بھارتی حکومت نے مرکزی علاقے گوا، دمن اور دیو کے گوا ضلع میں شامل علاقے کو گوا ریاست کی شکل میں اور اسی مرکزی علاقے کو دمن اور دیو نامی ایک نئے مرکزی علاقے کے روپ میں قائم کرنے کا اہتمام کیا ہے اس ضمن میں یہ تجویز بھی رکھی گئی کہ نئی ریاست گوا کی قانون ساز اسمبلی میں 40 منتخب ممبران ہوں گے۔ مرکزی علاقے گوا، دمن اور دیو کی موجودہ قانون ساز اسمبلی میں 30 منتخب ممبر اور تین نامزد ممبران ہیں۔ ایسا خیال کیا گیا کہ جب تک موجودہ قانون ساز اسمبلی کی پانچ سال کی مدت ختم نہ ہو۔ نئے انتخاب نہ کرائے جائیں۔ تب تک گوا ریاست کے لئے بنی نئی قانون ساز اسمبلی میں دمن و دیو کی نمائندگی کرنے والے دو ممبروں کو شامل نہ کیا جائے۔ اس لئے نئی ریاست گوا کو ایسی قانون ساز اسمبلی دینے کا عہد کیا گیا، جس میں 30 سے کم نمائندے نہ ہوں۔ اس ترمیم نے مندرجہ بالا تجویز کو موثر بنانے کے لئے مطلوبہ خاص تجاویز کو موثر بنایا۔

(57) آئین (57 ویں ترمیم) ایکٹ، 1987۔ آئین (51 ویں ترمیم) ایکٹ، 1984، ایوان زیریں میں ناگالینڈ، میگھالیہ، میزورم اور اروناچل پردیش کے درج فہرست قبائل کے لئے نشست محفوظ کرنے اور آئین کی دفعہ 330 اور 332 کو صحیح طور پر ترمیم کر کے ناگالینڈ اور میگھالیہ کی قانون ساز اسمبلیوں میں درج فہرست قبائل کے لئے نشستیں محفوظ کرنے کے لئے نافذ کیا گیا تھا۔ اگرچہ یہ علاقہ قبائلی اکثریت والا ہے لیکن اس ترمیم کا مقصد یہ تھا کہ اس علاقے میں رہنے والے قبیلے اپنی کم از کم نمائندگی تو کر ہی سکیں کیونکہ وہ ترقی یافتہ طبقے کے لوگوں کے ساتھ انتخاب لڑنے کے اہل نہیں ہیں اگرچہ آئین (51 ویں ترمیم) ایکٹ رہی

طور پر نافذ تھا پھر بھی یہ پوری طرح سے تب تک عمل میں نہیں آسکتا تھا جب تک یہ طے نہ ہو جائے کہ ان علاقوں میں درج فہرست قبائل کے لیے کون کون سی نشستیں محفوظ کرنی ہیں۔ کسی بھی ریاست میں درج فہرست ذات وقبائل کے لیے سیٹوں کا ریزرویشن آئین کی دفعہ 332 کے مطابق آئین کی دفعہ (3)332 کی شرائط کو مدنظر رکھ کر ہی طے کیا جاتا ہے لیکن شمال مشرقی ریاستوں کے تاریخی پس منظر کو دھیان میں رکھتے ہوئے ان ریاستوں کے درج فہرست قبائل کی ترقی اور دوسری متعلقہ چیزوں پر غور کر کے یہ ضروری سمجھا گیا کہ ان علاقوں میں رہنے والے درج فہرست قبائل کے تحفظ کے لئے خاص اہتمام کئے جائیں تاکہ یہ لوگ بھی جیسا کہ آئین میں مذکور ہے نارمل زندگی گزار سکیں۔ آئین کی دفعہ 332 کو عارضی پروویژن بنانے کے لئے پھر سے ترمیم کی گئی جس سے دفعہ 170 کے مطابق سال 2000 کے بعد پہلی مردم شماری کی بنیاد پر درج فہرست قبائل کے لیے سیٹوں کے ریزرویشن کا دوبارہ تعین کیا جا سکے اس ترمیم میں یہ خواہش ظاہر کی گئی کہ اگر ایسی ریاستوں کی قانون ساز اسمبلی (جو ترمیم شدہ ایکٹ کے نافذ ہونے کی تاریخ تک وجود میں تھیں) میں سبھی نشستیں درج فہرست قبائل کے ممبران کے قبضے میں ہوں تو ایک کو چھوڑ کر سبھی سیٹیں درج فہرست قبیلوں کے لئے محفوظ کی جائیں اور دوسرے کسی معاملے میں جہاں پر سیٹوں کی تعداد کل سیٹوں کی تعداد کے برابر ہو، ایک ایسا تناسب ہو جس میں موجودہ قانون ساز اسمبلی کے ممبران کی تعداد موجودہ قانون ساز اسمبلی کی کل تعداد کے برابر ہو۔ یہ ایکٹ ان مقاصد کا حصول کرتا ہے۔

(58) آئین (58ویں ترمیم) ایکٹ، 1987۔ ہندی میں آئین کے معتبر متن کی مانگ عام طور سے رہی ہے، آئین کو قانونی عمل میں آسانی سے لایا جا سکے، اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ہندی متن بھی معتبر ہو۔ آئین کا ہندی ترجمہ نہ صرف قانون ساز اسمبلی کے ذریعہ شائع شدہ ہندی ترجمے کے مطابق ہو، بلکہ ہندی میں مرکزی ایکٹوں کے معتبر متن کی زبان، اسلوب و اصطلاحات کے بھی معیار کا ہو۔ آئین میں ترمیم کر کے صدر جمہوریہ کو یہ اختیار فراہم کیا گیا ہے کہ وہ اپنے اختیارات کے تحت آئین کے ہندی ترجمے کو جس پر قانون ساز اسمبلی کے اراکین نے دستخط کئے ہوں اور جن میں ان سبھی ترمیمات کو شامل کر لیا گیا ہو جن سے یہ ہندی زبان کے مرکزی ایکٹوں کے معتبر متن کی زبان اسلوب واصطلاحات کے مطابق ہو شائع کرا سکے۔ صدر جمہوریہ کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ وہ آئین میں کی گئی ہر ایک انگریزی ترمیم کا ہندی ترجمہ شائع کروائیں۔

(59) آئین (59ویں ترمیم) ایکٹ، 1988۔ اس ایکٹ کے ذریعہ آئین کی دفعہ (5)356 ترمیم کی گئی جس سے کہ دفعہ 356 کے شق (1) کے تحت صدر جمہوریہ کے باضابطہ اعلان کو ایک سال کی مدت سے آگے توسیع کی جا سکے اور اگر ضروری ہو تو ریاست پنجاب میں تشدد آمیز حالت بنے رہنے کی وجہ سے دفعہ 356 کی شق (4) کے تحت اسے تین سال کی میعاد تک موثر بنایا جا سکے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ ہنگامی حالت سے متعلق آئین کی دفعہ 352 کا ریاست پنجاب میں نافذ کئے جانے کی بابت ترمیم کئے جانے کے بعد، دفعہ 358 اور 359 کی بھی ترمیم کی گئی ہے ریاست پنجاب سے متعلق دفعات 352، 358 اور 359 کی ترمیم کی تاریخ 30 مارچ 1988 سے، جو اس ترمیم کے آغاز کی تاریخ ہے دو سال کی مدت تک کے لئے ہی کارگر رہیں گی۔

(60) آئین (60ویں ترمیم) ایکٹ، 1988۔ یہ ایکٹ، آئین کی دفعہ 276 کی شق (2) کی اس طرح سے ترمیم کرتا ہے جس سے کہ پیشوں، تجارتوں، کیسوں اور روزگاروں پر ٹیکس کی تحدید کو 250 روپے سالانہ بڑھا کر 2,500 روپے سالانہ کیا جا سکے۔ اس

محصول میں اضافہ کرنے سے صوبوں کو فاضل وسائل اکٹھا کرنے میں مدد ملے گی۔ اسی کے ساتھ شق Q کی شرائط کو اٹھالیا گیا ہے۔

(61) آئین (61 ویں ترمیم) ایکٹ، 1989 ۔ اس ایکٹ کے ذریعہ آئین کی دفعہ 326 میں ترمیم کرکے رائے دہندگی کی عمر 21 سے گھٹا کر 18 سال کردی گئی ہے تاکہ ملک کے اس نوجوان طبقے کو جسے ابھی تک کوئی نمائندگی نہیں مل سکی تھی، اپنے خیالات کو ظاہر کرنے کا موقع مل سکے اور وہ سیاسی عمل کا حصہ بن سکیں۔

(62) آئین (62 ویں ترمیم) ایکٹ، 1989 ۔ آئین کی دفعہ 334 میں یہ قانونی گنجائش ہے کہ درج فہرست ذاتوں، قبیلوں کی سیٹوں کے ریزرویشن اور ایوان زیریں و اسمبلیوں میں اینگلو انڈین فرقے کی نمائندگی سے متعلق انتظام آئین میں نافذ ہونے کے 40 سال بعد ختم ہوجائے گا۔ حالانکہ درج فہرست ذاتوں وقبیلوں نے پچھلے 40 سالوں میں قابل ذکر ترقی کی ہے لیکن قانون ساز اسمبلی کے سامنے اس طرح کا انتظام کرتے وقت جو وجوہ تھیں، وہ ابھی بھی برقرار ہیں۔ اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 334 میں ترمیم کرکے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ درج فہرست ذاتوں وقبیلوں کا ریزرویشن اور اینگلو انڈین فرقے کی نامزدگی کے ذریعہ آنے والے 10 سالوں تک نمائندگی جاری رہے گی۔

(63) آئین (63 ویں ترمیم) ایکٹ، 1989 ۔ آئین (59 ویں ترمیم) ایکٹ مارچ 1988 میں نافذ کیا گیا جس سے پنجاب میں ہنگامی صورتحال کا اعلان اور صوبے میں صدارتی حکومت کی مدت کے بارے میں کچھ تبدیلیاں کی گئی تھیں اس پر دوبارہ غور کرنے پر حکومت نے فیصلہ کیا کہ ترمیم میں پنجاب میں ہنگامی حالات کے اعلان سے متعلق جس خصوصی افسر کا انتظام کیا گیا تھا اس کی اب ضرورت نہیں رہی۔ چنانچہ دفعہ 356 کی شق (5) اور 359 کو ہٹادیا گیا ہے۔

(64) آئین (64 ویں ترمیم) ایکٹ، 1990 ۔ اس ایکٹ کے ذریعہ آئین کی دفعہ 356 کی شق 4 و 5 کے تحت آئین کی دفعہ 356 کی شق (1) کے تحت پنجاب کے بارے میں 11 مئی 1987 کو ترمیم کئے گئے اعلان نامہ کو ساڑھے تین سال کے لئے اور بڑھا دیا گیا۔

(65) آئین (65 ویں ترمیم) ایکٹ، 1990 ۔ آئین کی دفعہ 338 میں ایک خصوصی افسر کا اہتمام کیا گیا ہے جو آئین کے تحت درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کو فراہم کئے گئے تحفظ کے معاملوں کی جانچ کرے گا اور اس سے متعلق اپنی رپورٹ صدر جمہوریہ کو ارسال کرے گا اس دفعہ میں ترمیم کے اور اس میں درج فہرست ذاتوں وقبیلوں کے لیے قومی کمیشن کی تشکیل کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں ایک صدر، ایک نائب صدر اور پانچ دیگر ارکان ہوں گے، جن کا تقرر صدر جمہوریہ اپنی مہر سے کریں گے۔ ترمیم شدہ دفعہ میں کمیشن کے فرائض کے بارے میں تفصیلات درج ہیں اور ان اقدام کے بارے میں بھی تفصیل فراہم کی گئی ہے جو اسے مرکز و صوبائی سرکاروں کو کمیشن کی رپورٹ پر موثر عمل آوری کے لئے اٹھانے ہوں گے۔ اس میں یہ بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ کمیشن کے پاس شکایت پر کی جانے والی جانچ کے دوران وہ سبھی اختیارات ہوں گے جو کہ ایک دیوانی عدالت کو حاصل ہوتے ہیں اور کمیشن کی رپورٹ پارلیمنٹ اور اسمبلیوں کے سامنے رکھی جائے گی۔

(66)-(66 ویں ترمیم) ایکٹ، 1990 اس ایکٹ کے تحت زمین اصلاحات اور زراعتی زمین کی حد بندی سے متعلق صوبائی سرکاروں کے ایکٹوں کو آئین کی نویں فہرست میں شامل اور محفوظ کردیا گیا ہے۔ جنہیں آندھرا پردیش، بہار، گجرات، ہماچل

پردیش، کرناٹک، کیرل، مدھیہ پردیش، اڑیسہ، مہاراشٹر، راجستھان، تمل ناڈو، اتر پردیش، مغربی بنگال اور مرکزی علاقے پانڈیچری کی انتظامیہ نے اس طرح بنایا تھا کہ انہیں عدالت میں چیلنج نہ کیا جاسکے۔

67-(67ویں ترمیم) ایکٹ، 1990۔ آئین کی 64ویں ترمیم میں پنجاب سے متعلق 11 مئی 1987 کو کئے گئے اعلان کو تین سال سے بڑھا کر چار سال کیا گیا تھا۔ 67ویں ترمیم کے تحت دفعہ 356 کی شق 4 میں دوبارہ ترمیم کرکے اس میعاد کو بڑھا کر پانچ سال کردیا گیا ہے۔

68-(68ویں ترمیم) ایکٹ، 1991۔ آئین کی 67ویں ترمیم کے تحت پنجاب کے بارے میں 11 مئی 1987 کو کئے گئے اعلان کو بڑھا کر چار سال کیا گیا تھا۔ 68ویں ترمیم کے تحت دفعہ 356 کی شق (4) میں ترمیم کرکے اس مدت کو بڑھا کر پانچ سال کردیا گیا ہے۔

69-(69ویں ترمیم) ایکٹ، 1991۔ بھارت سرکار نے 24 دسمبر 1987 کو دہلی انتظامیہ سے متعلق متفرق معاملوں کا مطالعہ کرنے اور انتظامی امور کو چست ودرست بنانے کی حکمت عملی تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل کی تھی۔ تفصیلی جانچ پڑتال اور مطالعے کے بعد اس کمیٹی نے یہ سفارش کی تھی کہ دہلی ایک مرکزی علاقہ بنی رہے اور اس میں ایک مجلس قانون ساز اور وزارتی کونسل بھی ہو جو عام آدمی سے متعلق معاملوں کے بارے میں پوری طرح سے مناسب اختیار بھی رکھتی ہو۔ کمیٹی نے یہ سفارش بھی کی تھی کہ استحکام اور پائیداری کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا انتظام کیا جائے، جس سے قومی راجدھانی کو دیگر مرکزی علاقوں کے مقابلے میں ایک خصوصی درجہ حاصل ہو۔ یہ ایکٹ متذکرہ بالا سفارشوں کو نافذ کرنے کے لئے پاس کیا گیا۔

آئین (70ویں ترمیم) ایکٹ 1992 آئین (69ویں ترمیم) بل، 1991 اور قومی راجدھانی علاقہ سرکار، بل 1991 پر پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں خیالات کا اظہار کرتے وقت مرکزی علاقوں کی اسمبلیوں کے منتخب ممبروں کو بھی آئین کی دفعہ 54 کے تحت صدر جمہوریہ کے انتخاب کے لئے حلقہ انتخاب کنندگان میں شامل کرنے کی تائید میں خیالات ظاہر کئے گئے۔ اس وقت صدر جمہوریہ کے انتخاب سے متعلق دفعہ 54 میں حلقہ انتخاب کنندگان کے لئے فقط منتخب پارلیمنٹ ممبروں اور ریاستوں کے اسمبلی اراکین (اس میں مرکزی علاقے شامل نہیں ہیں) کو شامل کرنے کا جواز ہے۔ اسی طرح دفعہ 55 میں اس طرح کے انتخاب کے طریقے کے لئے ریاستوں کی اسمبلیوں کی بھی بات کی گئی ہے۔

دفعہ 55 میں شامل کی گئی ایک توضیح کے مطابق، دفعہ 54 و55 میں "ریاست" کے حوالے میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ اس میں صدر جمہوریہ کے انتخاب کے لئے حلقہ انتخاب کنندگان میں قومی راجدھانی علاقہ دہلی اور مرکزی علاقہ پانڈیچری کو بھی شامل کیا جائے گا، اس سے دفعہ 239 کی شرائط کے تحت مرکزی علاقہ قومی خطہ راجدھانی علاقہ دہلی کی مجوزہ اسمبلیوں کے منتخب ممبران کو بھی حلقہ انتخاب کنندگان میں شامل کیا جاسکے گا۔

(71)-(71ویں ترمیم) ایکٹ، 1992۔ آئین کی آٹھویں فہرست میں کچھ زبانیں اور شامل کرنے کی مانگ چل رہی تھی اس قانون سے آئین کی آٹھویں فہرست میں ترمیم کرکے اس میں کونکنی، منی پوری اور نیپالی زبانوں کو شامل کیا گیا ہے۔

72-(72ویں ترمیم) ایکٹ، 1992۔ ریاست تریپورا میں جہاں گڑبڑی کا ماحول بنا ہوا ہے۔ امن اور میل جول قائم کرنے کے لئے 12 اگست 1988 کو بھارت سرکار اور تریپورا قومی رضا کاروں کے بیچ ایک سمجھوتے پر دستخط کئے گئے۔ اس معاہدے کو نافذ کرنے کے لئے آئین (72ویں ترمیم) ایکٹ، 1992 کے ذریعے آئین کی دفعہ 322 میں ترمیم کی گئی ہے، تاکہ تریپورا ریاستی اسمبلی میں درج فہرست قبیلوں کے لئے ریزرو سیٹوں کی تعداد طے کرنے کے لئے، عارضی انتظام کیا جا سکے، جب تک کہ آئین کی 170ویں دفعہ کے تحت سال 2000 کے بعد پہلی مردم شماری کی بنیاد پر سیٹوں کا تال میل نہ ہو جائے۔

73-(73ویں ترمیم) ایکٹ، 1992۔ آئین کی دفعہ 40 میں محفوظ کئے گئے ریاستوں کے ہدایتی اصولوں میں سے ایک میں یہ کہا گیا ہے کہ ریاستوں کو گاؤں کی پنچایتیں تشکیل کرنے اور انہیں یہ سبھی اختیار فراہم کرنے کے لئے اقدام کرنا چاہئے جو انہیں ایک خود اختیار حکومت کی اکائیوں کی شکل میں کام کرنے کے لئے ناگزیر ہیں۔

مذکورہ بالا بیان کو ذہن میں رکھتے ہوئے آئین میں پنچایت سے منسلک ایک نیا پیراگراف 9 کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد دیگر چیزوں کے علاوہ ایک گاؤں میں یا گاؤں کے ایک گروپ کو ایک پنچایت بنانا، گاؤں کی سطح یا دیگر سطحوں پر پنچایتیں تشکیل کرنا، گاؤں اور اس کے بیچ کی سطح پر پنچایتوں کی سبھی سیٹوں کے لئے براہ راست چناؤ کرانا، ایسی سطحوں پر اگر پنچایتوں کے سرپنچ ہیں تو ان کا انتخاب کرانا، پنچایتوں میں رکنیت کے لئے اور سبھی سطحوں پر پنچایت کے عہدیداران کے انتخاب کے لئے آبادی کی بنیاد پر درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے لئے سیٹوں کا تحفظ، عورتوں کے لئے کم از کم ایک تہائی سیٹوں کا تحفظ، پنچایتوں کے کام کاج کے لئے پانچ سال کی مدت طے کرنے اور اگر کوئی پنچایت منسوخ ہو جاتی ہے تو چھ ماہ کے اندر اس کا انتخاب کرانے کا نظم ونسق کرنا ہے۔

74-(74ویں ترمیم) ایکٹ، 1993۔ مختلف وجوہ کی بنا پر کئی ریاستوں کے بلدیاتی ادارے کمزور اور بے اثر ہو گئے ہیں۔ ان میں معمول کے مطابق انتخاب نہ ہونا، طویل عرصے تک ان کا منسوخ رہنا اور فرائض وحقوق یا اختیارات کا مناسب تبادلہ نہ ہونا شامل ہے۔ نتیجتاً بلدیاتی ادارے ایک خود اختیار حکومت کی سرگرم یا مرتعش اکائی کے طور پر موثر ڈھنگ سے کام نہیں کر پا رہے ہیں۔

ان خامیوں کو دیکھتے ہوئے آئین میں میونسپلٹیوں کے بارے میں ایک نیا حصہ 9A شامل کیا گیا ہے تاکہ دیگر چیزوں کے علاوہ درج ذیل اہتمام کئے جا سکیں۔ تین طرح کے بلدیاتی اداروں کی تشکیل، جیسے کہ گاؤں سے شہری علاقے میں تبدیل ہو رہے علاقوں کے لئے "نگر پنچایتیں" چھوٹے شہری علاقوں کے لئے بلدیاتی کونسل اور بڑے شہری علاقوں کے لئے میونسپل کارپوریشن۔

75-(75ویں ترمیم) ایکٹ، 1994۔ ان دنوں مختلف ریاستوں میں جو کرایہ کنٹرول قانون نافذ ہیں، ان میں کئی خامیاں ہیں، جن کی وجہ سے بہت سارے قوانین غیر موثر ثابت ہو رہے ہیں۔ کرایہ کنٹرول قوانین کے کچھ مضر نتائج ہیں۔ مسلسل بڑھتی ہوئی مقدمے بازی، عدالتوں کے ذریعہ وقت پر انصاف نہ دے پانا، کرایہ کنٹرول قوانین سے بچنے کے طریقے نکالنا اور کرایے کے لئے ملنے والے مکانوں میں لگاتار ہونے والی کمی۔

سپریم کورٹ نے ملک میں کرایہ کنٹرول قوانین کی غیر یقینی اور غیر مدلل کیفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے پربھا کرن نائر اور دیگر بنام تمل ناڈو ریاست (سول رٹ درخواست نمبر 506، آف 1986) اور دیگر رٹ مقدموں کے حوالے میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ

سپریم کورٹ اور عدالت عالیہ کو کرایہ قوانین کے بوجھ کے بارے میں آزاد کر دینا چاہئے۔ان مقدموں میں اپیل کرنے کے مواقع کم کر دینے چاہئیں۔کرایہ کنٹرول قانون، آسان، ذی فہم اور واضح ہونا چاہئے۔مقدمے بازی کا اختتام جلد ہی ہو جانا چاہئے۔

اسی لئے اس قانون کے ذریعے آئین کے حصے 14 (اے) کی دفعہ 323 (بی) میں ترمیم کی گئی ہے تاکہ کرایہ داروں اور مکان مالکوں کو وقت پر راحت مل سکے۔اس ترمیم میں ریاستی سطح پر کرایہ ٹریبونل قائم کئے جانے کی تجویز ہے اور عدالتوں میں مکان مالک۔کرایے دار سے متعلق مقدمے قائم کرنے پر روک لگانے کا انتظام ہے۔اس انتظام کی وجہ سے ایسے مقدموں کے فیصلوں کی اپیل آئین کی دفعہ 136 کے تحت فقط سپریم کورٹ میں کی جا سکے گی۔

76-(76 ویں ترمیم) ایکٹ، 1994۔پسماندہ طبقات، درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کے لئے تعلیمی اداروں میں اور سرکاری نوکریوں میں مقام محفوظ کرنے کی پالیسی کی طویل تاریخ 1921 میں تمل ناڈو سے شروع ہوئی تھی۔ریاستی سرکار زیادہ تر لوگوں کی ضرورت کے مطابق محفوظ مقام کی تعداد وقت وقت پر بڑھاتی رہی۔اب محفوظ سیٹوں کی تعداد بڑھ کر 69 فیصد ہو گئی ہے۔18 فیصد درج فہرست ذاتیں، ایک فی صد درج فہرست قبائل اور 50 فیصد دیگر پس ماندہ طبقات۔سپریم کورٹ نے اندرا ساہنی اور دیگر بنام بھارت سرکار اور دیگر (Air 1993 sc 477) میں 16 نومبر 1992 کو فیصلہ دیا کہ دفعہ 16(4) کے تحت کل محفوظ جگہوں کی تعداد 50 فیصد سے زائد نہیں ہونی چاہئے۔

تمل ناڈو سرکار نے تمل ناڈو کے پسماندہ طبقات، درج فہرست ذاتیں، درج فہرست قبائل (تعلیمی اداروں میں سیٹوں اور ریاستی نوکریوں میں تقرری یا عہدہ محفوظ کرنے) سے متعلق بل 1993 پاس کر کے اسے آئین کی دفعہ 31C کی شرائط کے تحت صدر مملکت کے پاس غور کرنے کے لئے بھارت سرکار کو بھیجا۔بھارت سرکار نے صوبائی سرکار کے اس قانون کی شرائط کی تائید کی اور صدر جمہوریہ نے تمل ناڈو کے اس بل کو منظوری دے دی۔اس فیصلے کے بعد یہ ضروری تھا کہ 1994 کے تمل ناڈو کے ایکٹ، 45 کو آئین کی نویں فہرست کے دائرے میں لایا جائے، تاکہ آئین کی دفعہ 318 کے تحت عدالتوں کے ذریعے غور نہ کرنے کے بارے میں اس قانون کو تحفظ فراہم ہو سکے۔درج بالا مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اس قانون کے ذریعے آئین میں ترمیم کی گئی ہے۔

77-(77 ویں ترمیم) ایکٹ، 1995۔درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل طبقے کے لوگوں کو 1955 سے ہی عہدوں کی ترقی میں ریزرویشن کی سہولت حاصل ہے۔لیکن اندرا ساہنی دیگر بنام بھارت سرکار اور دیگران کے مقدمے میں 16 نومبر 1992 کو سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں یہ کہا ہے کہ آئین کی دفعہ 16(4) کے تحت تقرریوں یا عہدوں کا ریزرویشن فقط شروع کی جانے والی تقرری پر نافذ ہوتا ہے اور اسے عہدوں میں ترقی کے معاملے میں ریزرویشن پر لاگو نہیں کیا جا سکتا ہے۔عدالت عظمیٰ کے اس فیصلے سے درج فہرست ذات وقبائل کے مفاد پر منفی اثر پڑے گا۔چونکہ درج فہرست ذات وقبائل کے لوگوں کی صوبائی نوکریوں میں نمائندگی ابھی اس سطح تک نہیں پہنچی ہے جس سطح تک ہونی چاہئے تھی، اس لئے درج فہرست ذات وقبائل کے لئے عہدوں کی ترقی میں ریزرویشن فراہم کرنے کی موجودہ چھوٹ کو جاری رکھنا ضروری ہے۔درج فہرست ذات وقبائل کے مفاد کے تحفظ کے تئیں سرکاری وعدے کے مطابق سرکار نے مذکورہ ذاتوں کو عہدوں کی ترقی میں ریزرویشن کی موجودہ پالیسی کو جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اس کے لیے یہ ضروری تھا کہ آئین کی دفعہ 16 میں ایک نئی شق (4A) جوڑ کر اس میں ترمیم کی جائے تاکہ درج فہرست ذات وقبائل کو ترقی میں ریزرویشن فراہم کیا جا سکے۔یہ ایکٹ مذکورہ مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ہے۔

(78) آئین (78ویں ترمیم) ایکٹ، 1995۔آئین کی دفعہ 31B نویں فہرست میں شامل ان قوانین کو اس بنیاد پر قانونی چنوتی دینے سے آئینی آزادی فراہم کرتی ہے کہ اس سے آئین کے حصہ 3 میں محفوظ بنیادی حقوق کی پامالی ہوتی ہے۔اس فہرست میں مختلف صوبائی سرکاروں و مرکزی سرکار کے ذریعہ بنائے گئے قوانین کی فہرست ہے جو دیگر اشیا کے علاوہ زمین کے ساتھ ساتھ جائداد کے مفاد اور حقوق کو متاثر کرتے ہیں۔

جب کبھی پہلے یہ محسوس کیا گیا کہ جن ترقی پسندانہ قوانین کی تدابیر عوام کے مفاد میں کی گئی ہے انہیں مقدمے بازی کا خطرہ ہے تو اس کے لئے نویں فہرست کا سہارا لیا گیا۔اس کے مطابق زمینی اصلاحات اور زرعی زمین کی حد بندی سے متعلق مختلف ریاستی قوانین کو پہلے ہی نویں فہرست میں شامل کرلیا گیا۔چونکہ سرکار زمینی اصلاحات کو اہمیت دینے کے تئیں وعدے کی پابند ہے، اس لئے زمینی اصلاحات قوانین کو نویں فہرست میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ انہیں عدالتوں میں چیلنج نہ کیا جاسکے۔بہار، کرناٹک، کیرل، اڑیسہ، راجستھان، تمل ناڈو اور مغربی بنگال کی ریاستی حکومتوں نے زمین سے منسلک اپنے قوانین کو نویں فہرست میں شامل کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

چونکہ ان قوانین میں ترمیم کو جو پہلے ہی نویں فہرست میں شامل ہیں، قانونی چیلنج سے خود نجات نہیں ملی ہوئی ہے، بلکہ نویں فہرست میں کچھ بنیادی قوانین کے ساتھ ساتھ کئی ترمیم شدہ قوانین کو بھی شامل کیا گیا ہے تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ نافذ ہونے پر یہ قوانین مقدمے بازی سے متاثر نہیں ہوں گے۔

یہ ایکٹ مذکورہ مقاصد کے حصول کیلئے ہے۔سال 1998 کے دوران آئین میں ترمیم نہیں کی گئی۔

(79)۔ آئین (79ویں ترمیم) ایکٹ 1999 حکومت نے اس ایکٹ کے ذریعہ درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبائل اور اینگلو انڈین کے لئے لوک سبھا میں اور ریاستوں کی اسمبلیوں میں ریزرویشن 10 سالوں کے لئے بڑھادیا ہے۔

(80)۔ آئین (80ویں ترمیم) ایکٹ 2000۔دسویں مالیاتی کمیشن کی سفارشوں کی بنیاد پر (آئین 80ویں ترمیم) ایکٹ۔ 2000 میں یونین اور ریاستوں کے درمیان ٹیکسوں سے حاصل آمدنی تقسیم کرنے کے بارے میں متبادل اسکیم پر عمل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔اس اسکیم کے مطابق انکم ٹیکس، ایکسائز ڈیوٹی، خصوصاً ایکسائز ڈیوٹی اور ریل مسافروں کے کرایوں پر ٹیکس کے بدلے گرانٹ کے لئے اب تک ریاستی حکومتوں کو مرکزی ٹیکسوں اور محصولات سے حاصل کل آمدنی کا جتنا حصہ ملتا تھا اب اس کا 26 فی صد حصہ دیا جائے گا۔

(81)۔ آئین (81ویں ترمیم) ایکٹ۔2000 اس ترمیم کے ذریعہ یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ آئین کے آرٹیکل 16 کے کسی بھی اہتمام کے تحت درج فہرست ذاتوں اور درج ذیل قبائل کے لئے سال میں جتنی خالی سرکاری اسامیاں محفوظ ہیں۔اگر وہ اسامی اس سال نہیں بھری جاتی ہیں تو ان پر اگلے سال میں یا سالوں میں جو تقرری کی جائے گی انہیں علیحدہ درجہ کی تقرری سمجھا جائے گا اور اس درجے کی تقرریوں کو متعلقہ تقرری سال میں کل اسامیوں کے 50 فی صد محفوظ اسامیوں کی زیادہ سے زیادہ حد مقرر کرنے کے لئے شامل نہیں کیا جائے گا۔

(82)- آئین (82ویں ترمیم) ایکٹ 2000۔اس ترمیم کے ذریعہ یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ یونین یا کسی ریاست کے امور سے متعلق کسی خدمات کے کن ہی درجوں یا درجہ یا اسامیوں پر ترقی دینے کے لئے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے ممبروں کے حق میں کسی امتحان کی اہلیت مارکس میں تعین قدر کے معیاروں میں نرمی برتنے کے لئے کسی اہتمام کو آئین کے آرٹیکل 335 کا کوئی بھی پرویژن ریاست کو نہیں روک سکے گا۔

(83)- آئین (83ویں ترمیم) 2000 ایکٹ۔اس قانون کے ذریعہ آئین کے آرٹیکل 243 ایم میں ترمیم کر کے یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ درج فہرست قبائل سے پوری طرح آباد اروناچل پردیش کی پنچایتوں میں درج فہرست قبائل کے لئے کسی طرح کے ریزرویشن کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(84)- آئین (84ویں ترمیم) ایکٹ 2001 اس قانون کے ذریعے آئین کے آرٹیکل 82 (3) اور 170 کی شرائط میں ترمیم کی گئی ہے تا کہ 1991 کی مردم شماری کے دوران تعین کی گئی آبادی کی بنیاد پر ہر ایک ریاست کے لیے مختص لوک سبھا سیٹوں اور ریاستوں کی اسمبلیوں کی سیٹوں کی تعداد میں کوئی تبدیلی کیے بغیر ریاستوں کے انتخابی حلقوں کا تطابق کیا جا سکے اور معقول بنایا جا سکے۔اس میں درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے حلقے بھی شامل ہیں۔ایسا مختلف انتخابی حلقوں میں آباد/رائے دہندگان کی تعداد میں غیر مساوی اضافے کے سبب پیدا ہوئے عدم توازن کو دور کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔اس سے 1991 کی مردم شماری کے دوران متعین کی گئی آبادی کی بنیاد پر ریاستوں کی اسمبلیوں اور لوک سبھا کے لیے محفوظ، درج فہرست ذات/قبائل کی سیٹوں کی تعداد بھی پھر سے تعین کی جا سکے گی۔

(85)- آئین (85ویں ترمیم) ایکٹ 2001-اس ایکٹ کے ذریعے آئین کے آرٹیکل (4A) 16 میں ترمیم کی گئی ہے تا کہ درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے سرکاری ملازمین کو ریزرویشن کے اصولوں کے مطابق ترقی دینے کے معاملے میں سنیارٹی فراہم کرنے میں ترجیح دی۔اسے 17 جون 1995 سے موثر مانا گیا ہے۔

(86)- آئین (86ویں ترمیم) ایکٹ 2002-اس کا تعلق آرٹیکل 21 کے بعد جوڑے گئے نئے آرٹیکل 21A سے ہے۔نیا آرٹیکل 21A تعلیم کے حق سے متعلق ہے۔''ریاست کو چھ سے 14 سال تک کے بھی بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرانا ہوگا۔یہ متعلقہ ریاست کے ذریعے متعین قانون کے تحت ہوگی''۔آئین کے آرٹیکل 45 میں درج ذیل آرٹیکل جوڑا گیا ہے جس میں چھ سال سے کم عمر کے بچوں کی شروعاتی دیکھ بھال اور ان کی تعلیم کا اہتمام کیا گیا ہے۔آرٹیکل 43 ریاست کے بھی بچوں کو تب تک کے لیے شروعاتی دیکھ بھال اور تعلیم کا اہتمام کرنے کے لیے کوشش کرنی ہوگی جب تک وہ چھ سال کی عمر کا نہیں ہو جاتا ہے'' آئین کے آرٹیکل 51A میں ترمیم کر کے شق (J) کے بعد نئی شق (K) جوڑی گئی ہے۔''اس میں چھ سال سے 14 سال تک کی عمر کے بچے کے ماں باپ یا سرپرست کو اپنے بچے کو تعلیم دلانے کے لیے موقع فراہم کرانے کا اہتمام ہے۔

ضمیمہ

بھارت سرکار

ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام (صدر)

بھیرو سنگھ شیخاوت (نائب صدر)

کیبنٹ وزرا

(5 جون 2003 کو)

اٹل بہاری واجپئی	وزیر اعظم اور ان کے محکموں کی ذمہ داری جو کسی اور وزیر کو نہیں تفویض کی گئی۔ جیسے (i) وزارت منصوبہ بندی (ii) شماریات اور پروگرام پر عمل درآمد کی وزارت (iii) ایٹمی توانائی کا محکمہ (iv) خلائی محکمہ
ایل کے ایڈوانی	نائب وزیر اعظم، وزیر داخلہ اور عملہ، عوامی شکایات اور پینشن
اننت کمار	وزیر شہری ترقی اور انسداد غریبی
ٹی۔ آر۔ بالو	وزیر ماحولیات و جنگلات
سکھدیو سنگھ ڈھنڈسا	وزیر کیمیکل و فرٹیلائزر
جارج فرنانڈیز	وزیر دفاع
اننت گنگارام گیتے	وزیر توانائی
سید شاہنواز حسین	وزیر ٹیکسٹائل

جگموہن	وزیر برائے سیاحت وثقافت
ڈاکٹر ستیہ نارائن جاٹیا	وزیر برائے سماجی انصاف اور تفویض اختیار
ارون جیٹلی	وزیر قانون، انصاف اور وزیر کامرس وصنعت
ڈاکٹر مرلی منوہر جوشی	وزیر فروغ انسانی وسائل، سائنس وٹکنالوجی اور بحری فروغ
میجر جنرل (ریٹائرڈ) بی سی کھنڈوری	وزیر سڑک نقل وحمل اور قومی شاہراہ
مراسولی مارن	بغیر قلمدان
سبودھ موہتے	وزیر بھاری صنعتیں اور پبلک انٹرپرائزز
رام نائک	وزیر پٹرولیم وقدرتی گیس
کریا منڈا	وزیر کوئلہ
نتیش کمار	وزیر ریلوے
جول اورام	وزیر امور قبائل
کانشی رام رانا	وزیر برائے دیہی ترقی
ارجن چرن سیٹھی	وزیر آبی وسائل
ارون شوری	وزیر مواصلات اور انفارمیشن ٹکنالوجی اور وزیر برائے ڈی انوسٹمنٹ
جسونت سنگھ	وزیر مالیات
راج ناتھ سنگھ	وزیر زراعت
شتروگھن سنہا	وزیر جہاز رانی
یشونت سنہا	وزیر خارجہ
محترمہ سشما سوراج	وزیر صحت وخاندانی بہبود اور وزیر برائے پارلیمانی امور
ڈاکٹر سی۔ پی۔ ٹھاکر	وزیر چھوٹی صنعتیں اور وزیر برائے شمال مشرقی علاقے کی ترقیات
صاحب سنگھ ورما	وزیر محنت
وکرم ورما	وزیر امور نوجوان اور کھیل
شرد یادو	وزیر امور صارفین، غذا اور عوامی تقسیم

وزرائے مملکت (آزاد چارج)

رمیش بیس	وزیر کان کنی کے وزیر مملکت (آزاد چارج)
سنگھ پریہ گوتم	وزیر زراعت و دیہی صنعت کے وزیر مملکت (آزاد چارج)
ایم کنپن	وزارت غیر روایتی توانائی وسائل میں وزیر مملکت (آزاد چارج)
راجیو پرتاپ روڑی	وزارت شہری ہوابازی میں وزیر مملکت (آزاد چارج)
روی شنکر پرساد	وزارت اطلاعات ونشریات میں وزیر مملکت (آزاد چارج)
این ٹی شنمکھم	فوڈ پراسسنگ صنعتوں کی وزارت میں وزیر مملکت (آزاد چارج)
برج کشور ترپاٹھی	وزارت فولاد میں وزیر مملکت (آزاد چارج)

وزرائے مملکت

آنند راؤ وٹھوبا آڈسول	وزارت مالیات میں وزیر مملکت
بجوئے چکرورتی	وزارت آبی وسائل میں وزیر مملکت
سوامی چنمیانند	وزارت امور داخلہ میں وزیر مملکت
بھاونا بین دیوراج بھائی چکھلیا	وزارت پارلیمانی امور اور وزارت سیاحت وثقافت میں وزیر مملکت
دلیپ کمار منسکھ لال گاندھی	وزیر جہاز رانی میں وزیر مملکت
چمن لعل گپتا	وزارت دفاع میں وزیر مملکت
دلیپ سنگھ جودیو	وزارت ماحولیات اور جنگلات میں وزیر مملکت
ونود کھنہ	وزارت امور خارجہ میں وزیر مملکت
بنڈارو دتاتریہ	وزارت ریل میں وزیر مملکت
سنتوش گنگوارا	وزارت محنت میں وزیر مملکت اور وزارت پارلیمانی امور میں وزیر مملکت
وجے گوئل	وزارت امور نوجوان اور کھیل میں وزیر مملکت
ڈاکٹر ولبھ بھائی رام جی بھائی کتھیریا	وزارت فروغ انسانی وسائل میں وزیر مملکت
پھگن سنگھ کلستے	امور قبائل وزارت میں وزیر مملکت
کرشنام راجو	وزارت دیہی ترقی میں وزیر مملکت
محترمہ سمترا مہاجن	وزارت پیٹرولیم وقدرتی گیس میں وزیر مملکت
سبھاش مہیریا	وزارت امور صارف، غذا اور عوامی تقسیم میں وزیر مملکت
محترمہ جے ونتی مہتہ	وزارت توانائی میں وزیر مملکت

ستیہ برت مکھر جی	وزارت منصوبہ بندی، وزارت شماریات اور پروگرام نفاذ، وزارت کامرس و صنعت اور محکمہ ایٹمی توانائی اور محکمہ فلاح میں وزیر مملکت
انا صاحب ایم کے پاٹل	وزارت دیہی ترقی میں وزیر مملکت
ہرن پاٹھک	وزارت امور داخلہ، وزارت عملہ، عوامی شکایات اور پنشن میں وزیر مملکت
اشوک پردھان	وزارت مواصلات وانفارمیشن ٹکنالوجی میں وزیر مملکت
پی راودھا کرشنن	وزارت دیہی ترقی اور انسداد غربت میں وزیر مملکت
اے راجا	وزارت صحت وخاندانی بہبود میں وزیر مملکت
او راجگو پال	وزارت دفاع اور وزارت پارلیمانی امور میں وزیر مملکت
باسن گوڈا آر پاٹل	وزارت ٹیکسٹائل میں وزیر مملکت
سی وویا ساگر راؤ	وزارت کامرس اور صنعت میں وزیر مملکت
بچی سنگھ راوت	وزارت سائنس وٹکنالوجی میں وزیر مملکت
تپن سکدر	وزارت چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی اور شمال مشرقی خطے کے محکمے میں وزیر مملکت
دگ وجے سنگھ	وزارت خارجی امور میں وزیر مملکت
وی سرینواس پرساد	امور صارف اور خوراک وعوامی تقسیم کی وزارت میں وزیر مملکت
آئی ڈی سوامی	وزارت امور داخلہ میں وزیر مملکت
چھترپال سنگھ	وزارت کیمیکل اور فرٹیلائزر
سوتر ون وکوراسر	وزارت مواصلات وانفارمیشن ٹکنالوجی میں وزیر مملکت
حکم دیو نارائن یادو	وزارت زراعت میں وزیر مملکت
کیلاش میگھ وال	وزارت سماجی انصاف وتفویض اختیار میں وزیر مملکت
جس کور مینا	وزارت فروغ انسانی وسائل میں وزیر مملکت
اے کے مورتی	وزارت ریلوے میں وزیر مملکت
ناگمنی	وزارت سماجی انصاف اور تفویض اختیار میں وزیر مملکت
شری پد یسو ناگ	وزارت سڑک ٹرانسپورٹ اور قومی شاہراہ میں وزیر مملکت
ڈاکٹر سنجے پاسوان	وزارت فروغ انسانی وسائل میں وزیر مملکت
پرہلاد سنگھ پٹیل	وزارت کوئلہ میں وزیر مملکت
پی سی تھامس	وزارت قانون وانصاف میں وزیر مملکت

ممبران پالیمنٹ

راجیہ سبھا

(23جون2003 کو)

چیئرمین: بھیروں سنگھ شیخاوت

ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر نجمہ ہیبت اللہ

نام ریاست	پارٹی رگروپ
آندھراپردیش(18)	
1۔این آر دسری	سی پی آئی
2- سی رام چندریا	تلگودیشم
3-ڈاکٹر دیساری نارائن راؤ	کانگریس
4-ایس.ایم.لال جان باشا	تلگودیشم
5-رام مونی ریڈی شری گیریڈی	تلگودیشم
6-رومنڈلا رام چدریا	تلگودیشم
7- نندی یلیا	کانگریس
8-کے ایم خان	کانگریس
9-ڈاکٹر الادی پی راجکمار	تلگودیشم
10- شریمتی این پی درگا	تلگودیشم
11-کے.کلاوینکٹ راؤ	تلگودیشم
12-وائی وینکٹ راؤ	تلگودیشم

13-پی پربھاکر ریڈی	تلگودیشم
14-راؤلا چندر شیکھر ریڈی	تلگودیشم
15-سدرشن اکراپو	تلگودیشم
16-ڈاکٹرٹی سبارای ریڈی	کانگریس
17-کے راماموہن راؤ	تلگودیشم
18- محترمہ ونگا گیتا	تلگودیشم

اروناچل پردیش(1)

19-نبام ربیا	کانگریس

آسام(7)

20- کرنیندو بھٹا چارجی	کانگریس
21- اندرمنی بورا	بی جے پی
22-وارکھاڈ گورا برہما	آزاد
23- دروپد بوردگوہین	سی پی آئی
24-ڈاکٹرمن موہن سنگھ	کانگریس
25-ڈاکٹراردن کمار شرما	اے جی پی
26-دیوجیندر ناتھ شرما	کانگریس

بہار(16)

27-شریمتی سروج دوبے	آر جے ڈی
28-اٹل کمار	آر جے ڈی
29- محترمہ کم کم رائے	آر جے ڈی
30-رام دیو بھنڈاری	آر جے ڈی
31- گیا سنگھ	سی پی ایم آئی

32-ڈاکٹر پھاگنی رام	کانگریس
33- مہندر پرساد	(کسی بھی پارٹی سے غیر متعلق)
34-روی شنکر پرساد	بی جے پی
35-ڈاکٹر رمیندر کمار یادوروی	آر جے ڈی
-رالوپرساد یادو	آر جے ڈی
37-پریم چند رگپتا	آر جے ڈی
38- شتروگھن سنہا	بی جے پی
39-راجیو رنجن شاہ "للن"	سمتا
40- وجے سنگھ یادو	آر جے ڈی
41-وششٹ نارائن سنگھ	سمتا
42- کپل سبل	کانگریس

چھتیس گڑھ (5)

43-رام دھر کشیپ	کانگریس
44- جھمک لعل بھینڈیا	کانگریس
45-دلیپ سنگھ جودیو	بی جے پی
46-موتی لعل وورا	کانگریس
-47	خالی جگہ

گوا (1)

48-ایڈوارڈ فلیرو	کانگریس

گجرات (11)

49- جینتی لال بروت	بی جے پی
50-ارون جیٹلی	بی جے پی

51-جنا کرشنا مورتی کے	بی جے پی
52-راجو پرمار	کانگریس
53-احمد پٹیل	کانگریس
54-ڈاکٹر اے کے پٹیل	بی جے پی
55-للت بھائی مہتہ	بی جے پی
56-محترمہ سوتیا شاردا	بی جے پی
57-پروفیسر الکا بلرام چھتریہ	کانگریس
58-بجانی لیکھ راج	بی جے پی
59-کیشو بھائی ایس پٹیل	بی جے پی

ہریانہ (5)

60-شریمتی سمترا مہاجن	کانگریس
61-فقیر چند ملانا	آئی این ایل ڈی
62-راؤ مان سنگھ	آئی این ایل ڈی
63-سوراج کوشل	ایچ وی پی
64-ہروینذر سنگھ ملک	کانگریس

ہماچل پردیش (3)

65-کرپال پرمار	بی جے پی
66-انل شرما	ایچ وی سی
67-سریش بھارودواج	کانگریس

جموں اور کشمیر (4)

68-غلام نبی آزاد	کانگریس
69-ڈاکٹر فاروق عبداللہ	جے اینڈ کے این سی

70-ٹی ایس باجوا	پی ڈی پی
71-پروفیسر سیف الدین سوز	کانگریس

جھارکھنڈ (6)

72-پرمیشور کمار اگروال	بی جے پی
73-ایس۔ایس۔اہلووالیہ	بی جے پی
74-آر۔کے۔آنند	بی جے پی
75-دیوداس آپٹے	بی جے پی
76-اجے مارو	بی جے پی
77-ابھے کانت پرساد	بی جے پی

کرناٹک (12)

78-ایس آر بومئی	جنتادل
79-کے بی۔کرشن مورتی	کانگریس
80-محترمہ بمبارائے کر	کانگریس
81-آسکر فرنانڈیز	کانگریس
82-کے رحمان خاں	کانگریس
83-ڈاکٹر وجے مالیا	آزاد
84-ایچ کے جاوڑے گوڈا	جنتادل
85-جنارون پجاری	کانگریس
86-ایم راج شیکھر مورتی	کانگریس
87-ایم وی راج شیکھرن	کانگریس
88-پریما کریپا	جنتادل
89-ایم وینکیا نائیڈو	بی جے پی

کیرل(9)

90-وایلر روی	کانگریس
91-تینلا جی بالا کرشن پلئی	سی پی آئی (ایم)
92-وی۔وی۔راگھون	سی پی آئی
93-ایم۔جے ور کے متاتھل	کیرل کانگریس
94-ایس رام چندرن پلئی	سی پی آئی (ایم)
95-این کے پریم چندرن	آر ایس پی
96-ایم پی عبدالصمد صدانی	مسلم لیگ
97-اے وجے راگھون	سی پی آئی (ایم)
98-خالی جگہ	

مدھیہ پردیش(11)

99-مولانا عبیداللہ خاں اعظمی	کانگریس
100-ہنس راج بھاردواج	کانگریس
101-محترمہ مایا سنگھ	کانگریس
102-کیلاش جوشی	بی جے پی
103-بال کوی بیراگی	بی جے پی
104-وکرم ورما	بی جے پی
105-سریش پچوری	آئی این سی
106-ارجن سنگھ	کانگریس
107-اوراج گوپال	بی جے پی
108-پی کے مہیشوری	کانگریس
109-محترمہ مائل ربیلو	کانگریس

مہاراشٹر (19)

110-بی پی آپٹے	بی جے پی
111-راج کمار دھوت	شیوسینا
112-پرتھوی راج چوہان	کانگریس
113-وید پرکاش پی گوئل	بی جے پی
114-یوسف سرور خاں عرف دلیپ کمار	کانگریس
115-ڈاکٹر نجمہ ہیبت اللہ	کانگریس
116-ڈاکٹر پی سی الکزنڈر	کانگریس
117-رام جیٹھ ملانی	آزاد
118-وجے جے دردا	آئی این ڈی
119-مری دیورا	کانگریس
120-ایک ناتھ کے ٹھاکر	شیوسینا
121-آر۔ایس گوائی	آر پی آئی
122-سریش کلماڈی	آئی این سی
123-پرفل پٹیل	این سی پی
124-پرمود مہاجن	بی جے پی
125-ستیش پردھان	ایس ایچ ایس
126-دتا میگھے	این سی پی
127-سنجے نروپم	شیوسینا
128-پرتیش نندی	شیوسینا

منی پور (1)

129-ریشانگ کیشنگ	کانگریس

میگھالیہ(1)

130-رابرٹ خارشنگ	کانگریس

میزورم(1)

131-لال منگ لیانا	ایم این ایف

ناگالینڈ(1)

132-سی۔اپوک ضمیر	کانگریس

اڑیسہ(10)

133-من موہن سمال	بی جے پی
134-بی۔جے پانڈا	بی جے ڈی
135-محترمہ پرمیلا بوہی دار	جی جے ٹی
136-بیر بھدرا سنگھ	بی جے ڈی
137-ڈاکٹر ایم این داس	کانگریس
138-دلیپ رے	آزاد
139-رام چندر کھونٹیا	کانگریس
140-سریندر لاتھ	کانگریس
141-محترمہ سوشری دیوی	بی جے ڈی
142-رنگناتھ مشر	کانگریس

پنجاب(7)

143-اشونی	کانگریس
144-محترمہ گروچرن کور	بی جے پی
145-سردار گرچرن سنگھ ٹوہرا	ایس اے ڈی
146-سکھ دیو سنگھ لبرا	ایس اے ڈی

147-سکھبیر سنگھ	ایس اے ڈی
148-لاجپت رائے	بی جے پی
149-سکھدیو سنگھ ڈھنڈسا	ایس اے ڈی

راجستھان(10)

150-ڈاکٹر ابرار احمد	کانگریس
151-آر۔پی گوئنکا	بی جے پی
152-کے نٹور سنگھ	کانگریس
153-محترمہ جمنا دیوی باردپال	کانگریس
154-مول چند مینا	کانگریس
155-سنتوش بگروڈیا	کانگریس
156-ڈاکٹر پربھا ٹھاکر	کانگریس
157-عمادالدین احمد خاں (درو)	کانگریس
158-جسونت سنگھ	بی جے پی
159-ڈاکٹر ایل ایم سنگھوی	بی جے پی

سکم(1)

160-پالڈن شیرنگ گیماتو	ایس ڈی ایف

تامل ناڈو(18)

161-ایس اگنی راج	ڈی ایم کے
162-ایم اے قادر	ڈی ایم کے
163-ایس.ایس. چندرن	اے آئی ڈی ایم کے
164-بی ایس گیان دیس کن	کانگریس
165-محترمہ ایس..جی.اندرا	اے آئی اے ڈی ایم کے

166-این جوشی	اے آئی اے ڈی ایم کے
167- آر کامراج	اے آئی اے ڈی ایم کے
168-ایس پی ایم سعید خاں	اے آئی اے ڈی ایم کے
169-ڈاکٹر میتر یان	اے آئی اے ڈی ایم کے
170-پی جی نارائن	اے آئی اے ڈی ایم کے
171- سی پیرول	اے آئی اے ڈی ایم کے
172- تھنگا تمل سیلوان	اے آئی اے ڈی ایم کے
173-ایس شوسبرانیم	ڈی ایم کے
174-ایس بدلتائی ویرمی	ڈی ایم کے
175- آریش مگاسندرم	ڈی ایم کے
176-جی کے واس	کانگریس
177-پروفیسر ایم شنکرلنگم	ڈی ایم کے
178- آرسارتھ کمار	ڈی ایم کے

تریپورہ (1)

179- کمائی لال سرکار	سی پی آئی (ایم)

اترانچل (3)

180-ہریش راوت	کانگریس
181-سنگھ پریہ گوتم	بی جے پی
182- محترمہ سشما سوراج	بی جے پی

اترپردیش (31)

183- گھن شیام چندر کھاروار	بی ایس پی
184-رام ناتھ کوند	بی جے پی
185-ڈاکٹر اکھلیش داس	کانگریس

186-منور حسن	ایس پی
187-ابو عاصم اعظمی	بی ایس پی
188- گاندھی آزاد	بی ایس پی
189- کانشی رام	بی ایس پی
190- کلراج مشرا	بی جے پی
191-بلبیر کے۔ پنج	کانگریس
192-دارا سنگھ چوہان	ایس پی
193-راشنکر کوشک	ایس پی
194-دینا ناتھ مشرا	بی جے پی
195-ڈاکٹر سوامی ساکشی جی مہاراج	ایس پی
196-شاہد صدیقی	ایس پی
197-مختار عباس نقوی	بی جے پی
198-جنیشور مشرا	ایس پی
199-ایسام سنگھ	بی ایس پی
200-ادے پرتاپ سنگھ	بی ایس پی
201-ڈاکٹر اختر حسن رضوی	آئی این ڈی
202-امر سنگھ	ایس پی
203-ویر سنگھ	بی ایس پی
204-ارون شوری	بی جے پی
205-للت سوری	بی جے پی
206-بی پی سنگھل	بی جے پی
207-راجیو شکلا	اے بی ایل ٹی سی
208-راج ناتھ سنگھ	بی جے پی

209-پروفیسر رام بخش سنگھ ورما	بی جے پی
210-پروفیسر۔ایم۔ایم اگروال	ایس پی
211-پروفیسر رام گوپال یادو	ایس پی
212-خان غفران زاہدی	کانگریس
213-ڈی پی یادو	آئی این ڈی

مغربی بنگال(16)

214-نلوتپل بسو	سی پی آئی (ایم)
215-دیوبرت بسواس	اے آئی ایف بی
216-ابانی رائے	آر ایس پی
217-ڈاکٹر بپلب داس گپتا	سی پی آئی (ایم)
218-منوج بھٹاچاریہ	آر ایس پی
219-محترمہ سرلا مہیشوری	سی پی آئی (ایم)
220-شیخ خبیر الدین احمد	سی پی آئی (ایم)
221-شنکر رائے چودھری	آئی این ڈی
222-دیپانکر مکھرجی	سی پی آئی (ایم)
223-پرنب مکھرجی	کانگریس
224-شریمتی چندرا کلا پانڈے	سی پی آئی (ایم)
225-پرسانتا چٹرجی	سی پی آئی (ایم)
226-جبن رائے	سی پی آئی (ایم)
227-جینتا بھٹاچاریہ	آئی این ڈی
228-تاریتی کانتا رائے	سی پی آئی (ایم)
229-دنیش ترویدی	اے آئی ٹی سی

مرکزی علاقے

دہلی (3)

230-ڈاکٹر اے آر قدوائی	کانگریس
231-ڈاکٹر کرن سنگھ	کانگریس
232-محترمہ امبیکا سونی	کانگریس

پانڈیچری (1)

233-سی پی تھرونوکراسو	ڈی ایم کے

صدر جمہوریہ کے ذریعہ نامزد (12)

234-فالی ایس نریمان

235-محترمہ لتا منگیشکر

236-چو۔ایس راما سوامی

237-محترمہ شبانہ اعظمی

238-ڈاکٹر (محترمہ) پی سیلوی داس

239-نانا دیشمکھ

240- کرتار سنگھ دگل

241-کلدیپ نیر

242-ڈاکٹر راجہ رامنا

243-ڈاکٹر سی نرائن ریڈی

244-مرنال سین

245-چودھری ہرموہن سنگھ یادو*

---

*۔ایس پی سے تعلق

لوک سبھا

(27جون2003 کو)

اسپیکر: منوہر گجانن جوشی

ریاست حلقہ انتخاب	ممبر کا نام	پارٹی رگروپ
آندھرا پردیش (42)		
1-عادل آباد	ڈاکٹر سمندر الا وینو گوپال	ٹی ڈی پی
2-املا پورم (ایس سی)	محترمہ گھنتی وجیا کماری	ٹی ڈی پی
3-انا کا پلی	گنتا سری نواس راؤ	ٹی ڈی پی
4-اننتا پور	کلاوا سری نواسولو	ٹی ڈی پی
5-باپٹلا	ڈی راما نائیڈو	ٹی ڈی پی
6-بھدرا چلم (ایس ٹی)	محترمہ ڈمپا میری وجیہ کماری	ٹی ڈی پی
7-بوبلی	بوچا ستیہ نارائن	آئی این سی
8-چتوڑ	نوتھنا کالوا رام کرشنا ریڈی	ٹی ڈی پی
9-کڈپہ	وویکا نندوائی ایس ریڈی	آئی این سی
10-ایلورو	ڈاکٹر بولا بلی رامیہ	ٹی ڈی پی
11-گنتور	یمپا رالا وینکٹیشور راؤ	ٹی ڈی پی
12-ہنم کونڈا	چاڈا سریش ریڈی	ٹی ڈی پی
13-ہندوپور	بی کے پارتھا سارتھی	ٹی ڈی پی
14-حیدرآباد	سلطان صلاح الدین اویسی	اے آئی ایم آئی ایم
15-کاکی ناڈا	مدرا گڈا پدمنابھم	ٹی ڈی پی

16- کریم نگر	چناّمینی ودیاساگر راؤ	بی جے پی
17- کھمام	شریمتی رینوکا چودھری	آئی این سی
18- کرنول	کمبھالا پتی ای کرشنا مورتی	ٹی ڈی پی
19- مچھلی پٹنم	امباتی برہمانیا	ٹی ڈی پی
20- محبوب نگر	اے پی جتندر ریڈی	بی جے پی
21-میڈک	اے نریندر	بی جے پی
22-میریال گوڑا	جے پال سدینی ریڈی	آئی این سی
23-ناگر کرنول (ایس سی)	ڈاکٹر منڈا جگن ناتھ	ٹی ڈی پی
24- نل گونڈا	گوتھا سوکیندر ریڈی	ٹی ڈی پی
25-نندیال	بھوما ناگی ریڈی	ٹی ڈی پی
26-نراسراپیٹ	این جناردھن ریڈی	آئی این سی
27- نرساپور	اپلا پتی وٹکلن کرشنم راجو	بی جے پی
28-نیلور (ایس سی)	ڈاکٹر راجیشوراماوکالا	ٹی ڈی پی
29- نظام آباد	گڈم گنگاریڈی	ٹی ڈی پی
30-اونگول	کرنم بلرام کرشن مورتی	ٹی ڈی پی
31-پروتھی پورم (ایس ٹی)	دادی چلپو کاویرا گوری شنکر راؤ	ٹی ڈی پی
32 -پیڈاپلی (ایس سی)	ڈاکٹر شریمتی سی سکنا کماری	ٹی ڈی پی
33-راجہ مندری	ستیہ نارائن ایس بی پی بی کے راؤ	بی جے پی
34-راجم پیٹ	گنی پتی رمیہ	ٹی ڈی پی
35- سکندرآباد	بنڈرارو تاتریہ	بی جے پی
36-سدی پیٹ (ایس سی)	ملیالاراجیا	ٹی ڈی پی
37-سری کاکولم	کنی جاراپو ینائیڈو	ٹی ڈی پی
38- ثنالی	روماریڈی وینکٹیشورلو	ٹی ڈی پی

39- تیروپتی (ایس سی)	ڈاکٹر این ونکٹا سوامی	بی جے پی
40- وجے واڑا	گڈے راما موہن	ٹی ڈی پی
41- وشا کھاپٹنم	ایم وی وی ایس مورتی	ٹی ڈی پی
42- وارنگل	بوڈا کنتی ونکٹیشورلو	ٹی ڈی پی

اروناچل پردیش (2)

43- اروناچل (پورب)	راجکمار روانگ چا	آئی این سی
44- اروناچل (پچھم)	جاربوم گاملنگ	آئی این سی

آسام (14)

45- آٹونامس ضلع (ایس ٹی)	ڈاکٹر جینت رونگ پی	سی پی آئی (ایم ایل)
46- بارپیٹا	اے ایف غلام عثمانی	آئی این سی
47- دھوربی	عبدالحمید	آئی این سی
48- ڈبروگڑھ	پبن سنگھ گھاٹووار	آئی این سی
49- گواہاٹی	محترمہ بجے چکرورتی	بی جے پی
50- جورہاٹ	بجے کرشن ہندیق	آئی این سی
51 - کلیابور	تیرون گوگوئی	آئی این سی
52- کریم گنج (ایس سی)	نیپال چندرداس	آئی این سی
53- کوکراجھار (ایس ٹی)	سن سوما کھنگور بوسوموتھیری	آئی این ڈی
54- لکھیم پور	محترمہ رانی نارہ	آئی این سی
55- منگل ڈوئی	مادھب راج بنشی	آئی این سی
56- نوگانگ	راجن گودہین	بی جے پی
57- سلچر	سنتوش موہن دیو	آئی این سی
58- تیزپور	مونی کمار سبا	آئی این سی

بہار(40)

59-ارریا(ایس سی)	سکھدیو پاسوان	آرجے ڈی
60- آرہ	رام پرساد سنگھ	آرجے ڈی
61- اورنگ آباد	محترمہ شیاما سنگھ	آئی این سی
62- باگہا(ایس سی)	مہندرا بیٹھا	ایس پی
63- بلیا	رام جیون سنگھ	جے ڈی یو
64- بانکا	دگ وجے سنگھ	ایس پی
65- بارہ	نتیش کمار	ایس پی
66- بیگوسرائے	راجو سنگھ	آئی این سی
67- بتیا	ڈاکٹر مدن پرساد جیسوال	بی جے پی
68- بھاگلپور	سبودھ رے	سی پی آئی (ایم)
69- بکرم گنج	محترمہ کانتی سنگھ	آرجے ڈی
70- بکسر	لال منی چوبے	بی جے پی
71- چھپرا	راجیو پرتاپ روڈی	بی جے پی
72- دربھنگہ	کیرتی جھا آزاد	بی جے پی
73- گیا(ایس سی)	رام جی مانجھی	بی جے پی
74- گوپال گنج	رگھوناتھ جھا	ایس پی
75-حاجی پور(ایس سی)	رام ولاس پاسوان	ایس پی
76-جہاں آباد	ارون کمار	ایس پی
77- جھنجھار پور	دیویندر پرساد یادو	جے ڈی یو
78- کٹیہار	نکھل کمار چودھری	بی جے پی
79- کھگریا	شریمتی رینو کماری	ایس پی

80- کشن گنج	شہنواز حسین سید	بی جے پی
81-مادھے پورہ	شرد یادو	جے ڈی یو
82-مدھوبنی	حکم دیو نارائن یادو	بی جے پی
83-مہاراج گنج	پربھوناتھ سنگھ	ایس پی
84-مونگیر	برہمانند منڈل	ایس پی
85-موتی ہاری	رادھا موہن سنگھ	بی جے پی
86-مظفر پور	کیپٹن جے نارائن پرساد نشاد	جے ڈی یو (جے پی)
87-نالندہ	جارج فرنانڈیز	ایس پی
88-نوادہ (ایس سی)	ڈاکٹر سنجے پاسوان	بی جے پی
89-پٹنہ	سی پی ٹھاکر	بی جے پی
90-پورنیہ	راجیش رنجن	آزاد
91-روسیرا (ایس سی)	رام چندر پاسوان	ایل جے ایس پی
92-سہرسہ	دنیش چندر یادو	جے ڈی یو
93- سمستی پور	منجے لال	ایس پی
94- سہسرام (ایس سی)	منی لال	بی جے پی
95-شیوہر	محمد انوار الحق	آر جے ڈی (ڈیموکریٹک)
96-سیتامڑھی	نول کشور رائے	جے ڈی یو
97-سیوان	محمد شہاب الدین	آر جے ڈی
98-ویشالی	رگھوونش پرساد سنگھ	آر جے ڈی

چھتیس گڑھ (II)

99-بستر (ST)	بلی رام کشیپ	بی جے پی
100-بلاس پور (SC)	پنو لعل موہلے	بی جے پی

101-درگ	تاراچند ساہو	بی جے پی
102-جنج گیر	ڈاکٹر چرن داس مہنت	کانگریس
103-کانکیر(ST)	سوہن پوتال	بی جے پی
104-مہاسمند	شیام چرن شکلا	کانگریس
105-رائے گڑھ(ST)	وشنو دیوسائی	بی جے پی
106-رائے پور	رمیش بائیس	بی جے پی
107-راج نند گاؤں	ڈاکٹر رمن سنگھ	بی جے پی
108-سارن گڑھ(SC)	پی آر کھوٹے	بی جے پی
109-سرگوجا(ST)	کھیل سائی سنگھ	کانگریس

دہلی(7)

110-چاندنی چوک	وجے گوئل	بی جے پی
111-مشرقی دہلی	لال بہاری تیواری	بی جے پی
112-قرولباغ(ایس سی)	شریمتی امیتا آریہ	بی جے پی
113-نئی دہلی	جگ موہن	بی جے پی
114-باہری دہلی	صاحب سنگھ ورما	بی جے پی
115-صدر دہلی	مدن لال کھورانہ	بی جے پی
116-جنوبی دہلی	پروفیسر وجے کمار ملہوترا	بی جے پی

گوا (2)

117-مورموگاؤ	رماکانت سویر دا اینگل	بی جے پی
118-پناجی	شری پدیا سونا ئک	بی جے پی

گجرات(26)

119-احمد آباد	ہرین پاٹھک	بی جے پی

120-امریلی	دلیپ سنگھانی	بی جے پی
121-آنند	دیپک بھائی چمن بھائی پٹیل	بی جے پی
122-بانس کانٹھا	ہری بھائی چودھری	بی جے پی
123-بڑودہ	محترمہ جیابین ٹھکر	بی جے پی
124-بھاؤنگر	راجندر سنگھ رانا	بی جے پی
125-بھڑوچ	من سکھ بھائی واسوا	بی جے پی
126-بلسار (ایس ٹی)	منی بھائی راجی بھائی چودھری	بی جے پی
127-چھوٹا اودے پور	(ایس ٹی) رام سنگھ رٹھاوا	بی جے پی
128-دھندھوکا (ایس سی)	رتی لال کالی داس ورما	بی جے پی
129-دوہد (ایس ٹی)	بابو بھائی کھیم بھائی کٹارا	بی جے پی
130-گاندھی نگر	لال کرشن اڈوانی	بی جے پی
131-گودھرا	بھوپندر سنگھ پربھات سنگھ سولنکی	بی جے پی
132-جام نگر	چندریش بھائی والجی بھائی کوراڑیہ	بی جے پی
133-جوناگڑھ	بھاؤنابہن دیوراج بھائی چیکھالیہ	بی جے پی
134-کیرا	دنشا پٹیل	آئی این سی
135-کپاڑونج	شنکر سنگھ لکشمن سنگھ واگھیلا	آئی این سی
136-کچھ	پشپا دھان سمبھو دھان گڈھوی	بی جے پی
137-مانڈوی (ایس ٹی)	مان سنگھ بھائی کلیان جی پٹیل	بی جے پی
138-مہسانہ	آتمارام مگن بھائی پٹیل	آئی این سی
139-پٹن (ایس سی)	پروین چندر سوما بھائی راشٹر پال	آئی این سی
140-پوربندر	گوردھن بھائی جادھو بھائی جاویا	بی جے پی
141-راج کوٹ	ڈاکٹر ولبھ بھائی رام جی بھائی کتھیریا	بی جے پی
142-سابرکانٹھ	مدھوسودن مستری	آئی این سی

143-سورت	کاشی رام رانا	بی جے پی
144-سریندرنگر	ساوشی بھائی کانجی بھائی ملوانہ	آئی این سی

ہریانہ(10)

145-انبالہ(ایس سی)	رتن لال کٹاریہ	بی جے پی
146-بھوانی	اجے سنگھ چوٹالہ	آئی این ایل ڈی
147-فریدآباد	رام چندر بنیڈا	بی جے پی
148-حصار	سریندر سنگھ بروالہ	آئی این ایل ڈی
149-کرنال	آئی ڈی سوامی	بی جے پی
150-کوروکشیتر	پروفیسر کیلاشو دیوی	آئی این ایل ڈی
151-مہندرگڑھ	ڈاکٹر سدھایادو	بی جے پی
152-روہتک	کیپٹن اندر سنگھ	آئی این ایل ڈی
153-سرسہ(ایس سی)	ڈاکٹر سوشیل کمار اندورا	آئی این ایل ڈی
154-سونی پت	کشن سنگھ سنگوان	بی جے پی

ہماچل پردیش(4)

155-ہمیر پور	سریش چنڈیل	بی جے پی
156-کانگڑہ	شانتا کمار	بی جے پی
157-منڈی	مہیشور سنگھ	بی جے پی
158-شملہ(ایس سی)	لیفٹننٹ کرنل دھنی رام شنڈیل	ایچ وی سی

جموں وکشمیر(6)

159-اننت ناگ	علی محمد نائک	جے اینڈ کے این سی
160-بارہمولا	عبدالرشید شاہین	جے اینڈ کے این سی
161-جموں	چودھری طالب حسین	جے اینڈ کے این سی

162-لداخ	حسن خاں	جے اینڈ کے این سی
163-سری نگر	عمر عبداللہ	جے اینڈ کے این سی
164-ادھم پور	پروفیسر چمن لال گپتا	بی جے پی

جھارکھنڈ(14)

165-چھترا	ناگامنی	آر جے ڈی(ڈیموکریٹک)
166-دھنباد	پروفیسر(محترمہ) ریتا ورما	بی جے پی
167-دمکا(ایس ٹی)	شبوسورین	جے ایم ایم
168- گریڈیہہ	رویندر کمار پانڈے	بی جے پی
169- کوڈا	جگدمبی پرساد یادو	بی جے پی
170-ہزاری باغ	یشونت سنہا	بی جے پی
171-جمشید پور	محترمہ ابدہا مہالو	بی جے پی
172- کھونٹی(ST)	کریامنڈا	بی جے پی
173- کوڈارما	تلک دھاری پرساد سنگھ	کانگریس
174-لوہاڈرگا(ST)	پروفیسر دکھا بھگت	بی جے پی
175-پلامو(SC)	برج موہن رام	بی جے پی
176-راج محل(ST)	تھامس ہنس دا	کانگریس
177-رانچی	رام ٹہل چودھری	بی جے پی
178-سنگھ بھومی(ST)	لکشمن گلووالا	بی جے پی

کرناٹک(28)

179-باگل کوٹ	آر ایس پاٹل	آئی این سی
180-بنگلور(شمال)	سی کے جعفر شریف	آئی این سی
181-بنگلور(جنوب)	اننت کمار	بی جے پی
182-بلگام	امرسنگھ وسنت راؤ پاٹل	آئی این سی

183-بیلاری	کے۔باسوانا گوڑ	آئی این سی
184- بیدر(ایس سی)	رام چندر ویراپہ	بی جے پی
185-بیجاپور	بانس گوڑ دامن گوڑا پاٹل	بی جے پی
186-چمراج نگر(ایس سی)	وی سرینواس پرساد	ایس پی
187- چک مگلور	ڈی سی سریکانت اپا	بی جے پی
188- چک بلا پور	آر ایل جلپا	آئی این سی
189- چکوڑی(ایس سی)	جگا جنا گی رمیش چندراپہ	جے ڈی یو(جے پی)
190-چترا درگا	کے ششی کمار	جے ڈی یو
191-داونگیر	جی ملکار جن اپہ	بی جے پی
192-دھارواڑ نارتھ	وجے سنکیشور	بی جے پی
193-دھارواڑ ساؤتھ	پروفیسر آئی جی سندی	آئی این سی
194- گلبرگہ	اقبال سرادگی احمد	آئی این سی
195-حسن	جی پٹاسوامی گوڑا	آئی این سی
196- کنک پورہ	ایچ ڈی دیوگوڑا	جے ڈی(سیکولر)
197- کنارا	محترمہ مارگریٹ الوا	آئی این سی
198- کولار(ایس سی)	کے ایچ منی اپہ	آئی این سی
199- کوپل	ایچ جی رامولو	آئی این سی
200- مانڈیہ	امبریش	آئی این سی
201-نگلور	دھنجے کمار	بی جے پی
202- میسور	سری کانتادتا نرسمہاراجہ واڈیار	آئی این سی
203-رائچور	اے وینکیش نائک	آئی این سی
204-شموگہ	ایس بنگاراپہ	آئی این سی
205- تمکور	جی ایس باسوا راج	آئی این سی

206-اوڈوپی	ونے کمار سورکے	آئی این سی

کیرالا(20)

207-ادور(ایس سی)	سریش کوڈی کنل	آئی این سی
208-ایلپیی	سدھیرن وی ایم	آئی این سی
209-بڑاگارا	محترمہ اے کے پریماجم	سی پی آئی(ایم)
210- کالی کٹ	کے مرلی دھرن	آئی این سی
211- کنور	اے پی عبداللہ کٹی	سی پی آئی(ایم)
212-چیراینکل	ورکالارادھاکرشنن	سی پی آئی(ایم)
213-ارناکولم	ایڈن جارج	آئی این سی
214-ایدکی	کے فرانس جارج	کے ای سی
215- کاسراگوڈا	ٹی گووندن	سی پی آئی(ایم)
216- کوٹیلان	پی راجندرن	سی پی آئی(ایم)
217- کوٹائیم	سریش کروپ	سی پی آئی(ایم)
218- منجیری	ای احمد	ایم یوایل
219-ماوےلیکرا	رمیش چینی تھالا	آئی این سی
220-مکنداپورم	کے کروناکرن	آئی این سی
221-مواتوپوژا	پی سی تھامس	کے سی(ایم)
222-اوتاپالم(ایس سی)	ایس اجے کمار	سی پی آئی(ایم)
223-پال گھاٹ	این این کرشناداس	سی پی آئی(ایم)
224-پونانی	غلام محمود بنات والا	ایم یوایل
225- تیرونناپورم	وی ایس سواکمار	آئی این سی
226-تریچور	اے۔سی۔جوش	آئی این سی

مدھیہ پردیش (29)

227-بالاگھاٹ	پرہلاد سنگھ پٹیل	بی جے پی
228-بےتول	وجے کمار کھنڈیل وال	بی جے پی
229-بھنڈ	ڈاکٹر رام لکھن سنگھ	بی جے پی
230-بھوپال	سادھوی ادما بھارتی	بی جے پی
231-چھندواڑہ	کمل ناتھ	آئی این سی
232-دموہ	ڈاکٹر رام کرشن کشماریہ	بی جے پی
233-دھار (ST)	گجند رسنگھ راجوکھیڑی	آئی این سی
234-گونا	جیوترادتیہ اہم سندھیا	آئی این سی
235-گوالیار	جے بھان پویا سنگھ	بی جے پی
236-ہوشنگ آباد	سندر لال پٹوا	بی جے پی
237-اندور	شریمتی سمترا مہاجن	بی جے پی
238-جبلپور	جے شری بنرجی (بھابھی جی)	بی جے پی
239-جھبوا (ایس ٹی)	کانتی لال بھوریا	آئی این سی
240-کھجوراہو	ستیہ ورت چترویدی (ونو دبھیا)	آئی این سی
241-کھنڈوا	نند کمار سنگھ چوہان	بی جے پی
242-کھرگانوں	تاراچند پٹیل	آئی این سی
243-منڈلا (ایس ٹی)	فگن سنگھ کلستے	بی جے پی
244-مندسور	ڈاکٹر لکشمی نارائن پانڈے	بی جے پی
245-مورینا (ایس سی)	اشوک چھوی رام ارگیل	بی جے پی
246-راج گڑھ (ایس ٹی)	سائی وشنو دیو	بی جے پی
247-ریوا	سندر لال تیواری	آئی این سی

248-ساگر (ایس سی)	ویریندر کمار	بی جے پی
249-ستنا	رامانند سنگھ	بی جے پی
250-سیونی	رام نریش ترپاٹھی	بی جے پی
251-شہڈول (ایس ٹی)	دلپت سنگھ	بی جے پی
252-شجاع پور (ایس سی)	تھاور چند گہلوت	بی جے پی
253-سدھی (ایس ٹی)	چندر پرتاپ سنگھ	بی جے پی
254-اجین (ایس سی)	ڈاکٹر ستیہ نارائن جاتیہ	بی جے پی
255-ودیشہ	شوراج سنگھ چوہان	بی جے پی

مہاراشٹر (48)

256-احمد نگر	دلیپ کمار من سکھ لال گاندھی	بی جے پی
257-اکولہ	پرکاش یشونت امبیڈکر	بی بی ایم
258-امراوتی	گڑھے اننت مہادریوپا	ایس ایس
259-اورنگ آباد	چندرکانت کھیرے	ایس ایس
260-بارہ متی	شرد چندر گووندراؤ پوار	این سی پی
261-بیڑ	جے سنگھ راؤ گائکواڈ پاٹل	بی جے پی
262-بھنڈارا	چنی لعل بھاؤ ٹھاکر	بی جے پی
263-بلڈھانہ (ایس سی)	اوسول آنند وٹھوبا	ایس ایس
264-چندراپور	نریش کمار چنالعل پگلیا	آئی این سی
265-چیمور	پروفیسر نام دیو ہریابی دواٹھے	بی جے پی
266-دہانو (ایس ٹی)	ونگا چنتامنی	بی جے پی
267-دھولیا (ایس ٹی)	رام داس روپلا گوت	بی جے پی
268-ایران ڈول	انا صاحب ایم کے پاٹل	بی جے پی
269-ہنگولی	شواجی گیانباراؤ مانے	ایس ایس

270-اچھل کرانجی	محترمہ نوودیتا سنبھاجی راؤ مانے	این سی پی
271-جلگاؤں	وائی.جی مہاجن	بی جے پی
272-جالنا	دانوے راؤ صاحب دادا راؤ پاٹل	بی جے پی
273- کراڈ	ایس ڈی (مرونکر) پاٹل	این سی پی
274- کھیڈ	اشوک نام دیو راؤ مہول	این سی پی
275- کولابا	رام سیٹھ ٹھاکر	پی ڈبلو پی آئی
276- کولہاپور	منڈلک سداشو راؤ دادوبا	این سی پی
277- کوپرگاؤں	بالا صاحب دکھے پاٹل	ایس ایس
278-لاتور	شوراج پاٹل	کانگریس
279-مالیگاؤں (ایس ٹی)	ہری بھاؤ شنکر مہالے	جے ڈی ایس
280- ممبئی شمال	رام نائک	بی جے پی
281- ممبئی شمال سنٹرل	منوہر گجانن جوشی	ایس ایس
282- ممبئی شمال مغرب	سنیل دت	کانگریس
283- ممبئی شمال مشرق	کریت سمیا	بی جے پی
284- ممبئی جنوب	جیاونتی مہتہ	بی جے پی
285- ممبئی جنوب سنٹرل	موہن وشنو راؤ لے	ایس ایس
286-ناگپور	ولاس مٹیم وار	آئی این سی
287-ناندیڑ	بھاسکر راؤ باپو راؤ کھاٹا گوآنکر	آئی این سی
288- نندوربار (ایس ٹی)	مانک راؤ ہیچ گاوت	آئی این سی
289-ناسک	دھیکالے اتم ناتھ جی راؤ	ایس ایس
290- عثمان آباد (ایس سی)	شواجی وٹھل راؤ کامبلے	ایس ایس
291- پندھرپور (ایس سی)	رام داس اٹھاولے	آئی این ڈی
292- پربھنی	سریش راما راؤ جادھو	ایس ایس
293- پونے	پردیپ راوت	بی جے پی

294-راجہ پور	سریش پربھاکر پربھو(پاٹل)	ایس ایس
295-رام ٹیک	سبودھ موہتے	ایس ایس
296-رتنا گیری	انت گنگارام گیتے	ایس ایس
297-سانگلی	پرکاش وسنت راؤ پاٹل	آئی این سی
298-ستارہ	لکشمن راؤ باپا نڈورنگ جادھو پاٹل	آئی این سی
299-شولا پور	سشیل کمار شنڈے	کانگریس
300-تھانے	پرکاش پرانجپے	ایس ایس
301-وردھا	محترمہ پربھاراؤ	کانگریس
302-واشم	بھوانا پنڈلک گاوَلی	ایس ایس
303-ایوت محل	اتھم راؤ دیوراؤ پاٹل	آئی این سی
منی پور(2)		
304-اندرونی منی پور	ٹھاکر چوبا سنگھ	بی جے پی
305-باہری منی پور(ایس ٹی)	ہول کھومانگ ہاوکپ	این سی پی
میگھالیہ(2)		
306-شیلانگ	(پیٹی رپلی کندیہ)	کانگریس
307-تورا	پرنو اگٹیوک سنگما	این سی پی
میزورم(1)		
308-میزورم(ST)	ونلازواما	آئی این پی
ناگالینڈ(1)		
309-ناگالینڈ	کے اسکیا سنگٹم	آئی این سی
اڑیسہ(21)		
310-آسکا	محترمہ کمدنی پٹنائک	بی جے ڈی
311-بالاسور	ایم اے کھارابیلا سوین	بی جے پی

312-برہم پور	انادی چرن ساہو	بی جے پی
313-بھدرک (ایس سی)	ارجن چرن سیٹھی	بی جے ڈی
314-بھوبنیشور	پرسنا کمار پاٹ سانی	بی جے ڈی
315-بولنگیر	محترمہ سنگیتا کماری سنگھ دیو	بی جے پی
316- کٹک	بھارتوہری مہتاب	بی جے ڈی
317-دیوگڑھ	دیبندر پردھان	بی جے پی
318-ڈھین کنال	کماکھیا پرساد سنگھ دیو	آئی این سی
319- جگت سنگھ پور	ترلوچن قانون گو	بی جے ڈی
320-جاجپور (ایس سی)	جگناتھ ملک	بی جے ڈی
321- کالاہانڈی	بکرم کیشری دیو	بی جے پی
322- کیندر پارہ	پربھات کمار سامنترے	بی جے ڈی
323- کیونجھر (ایس ٹی)	اننتا نائک	بی جے پی
324- کوراپٹ (ایس ٹی)	محترمہ ہیماگومانگ	کانگریس
325-میوربھنج (ایس ٹی)	مرموسلکھان	بی جے پی
326-نورنگ پور (ایس ٹی)	پرسورام مجھی	بی جے پی
327-پھول بنی (ایس ٹی)	پدمانوابھیرا	بی جے ڈی
328-پوری	براجاکشور ترپاٹھی	بی جے ڈی
329- سمبل پور	پرسنا آچاریہ	بی جے ڈی
330-سندرگڑھ (ایس ٹی)	جیول اورم	بی جے پی

پنجاب(13)

331-امرتسر	رگھونندن لعل بھاٹیہ	آئی این سی
332- بھٹنڈہ (ایس سی)	بھان سنگھ بھورا	سی پی آئی

333-فریدکوٹ	جگمیت سنگھ برار	آئی این سی
334-فیروز پور	زوراسنگھ	ایس اے ڈی
335- گرداس پور	ونود کھنہ	بی جے پی
336-ہوشیار پور	چرنجیت سنگھ چینی	آئی این سی
337-جالندھر	بلبیر سنگھ	آئی این سی
338-لدھیانہ	گرچرن سنگھ غالب	آئی این سی
339 -پٹیالہ	پرنیت کور	آئی این سی
340-پھلور (ایس سی)	سنتوش چودھری	کانگریس
341-روپڑ (ایس سی)	شمشیر سنگھ	آئی این سی
342-سنگرور	سمرن جیت سنگھ مان	ایس اے ڈی (ایم)
343-ترن تارن	ترلوچن سنگھ تور	ایس اے ڈی

راجستھان (25)

344-اجمیر	رسا سنگھ راوت	بی جے پی
345-الور	ڈاکٹر جسونت سنگھ یادو	بی جے پی
346-بانسواڑہ (ایس ٹی)	تاراچند بھاگورا	آئی این سی
347-بارمیر	کرنل سونارام چودھری	کانگریس
348-بسیانہ (ایس سی)	بہادر سنگھ	بی جے پی
349- بھرت پور	وشویندر سنگھ	بی جے پی
350- بھیلواڑہ	وجیندر پال سنگھ	بی جے پی
351-بیکانیر	رامیشور لعل دودی	آئی این سی
352-چورو	رام سنگھ کسوان	بی جے پی
353-چتورگڑھ	سری چند کرپلانی	بی جے پی

354-دوسا	محترمہ رما پائلٹ	آئی این سی
355- گنگانگر (ایس سی)	نہال چند چوہان	بی جے پی
356-جے پور	گردھاری لعل بھارگو	بی جے پی
357-جالور (ایس سی)	بوٹا سنگھ	آئی این سی
358-جھالاوار	محترمہ وسندھرا راجے	بی جے پی
359- جھنجھنو	سیس رام اولا	آئی این سی
360-جودھپور	جسونت سنگھ وشنوئی	بی جے پی
361- کوٹہ	رگھوویر سنگھ کوشل	بی جے پی
362-ناگور	رام رگھوناتھ چودھری	آئی این سی
363-پالی	پشپ جین	بی جے پی
364-سالمبر (ایس ٹی)	بھیرو لعل مینا	آئی این سی
365-سوائی مادھو پور (ایس ٹی)	جس کور	بی جے پی
366-سیکر	سبھاش مہاریا	بی جے پی
367-ٹونک (ایس سی)	شیام لعل بنسی وال	بی جے پی
368-اودے پور	محترمہ گرجا ویاس	آئی این سی

سکم (1)

369-سکم	بھیم پرساد دہال	ایس ڈی ایف

تامل ناڈو (39)

370-ارک کونام	ڈاکٹر ایس جکتر اکشن	ڈی ایم کے
371-چنگل پٹو	اے کے مورتی	پی ایم کے
372-چنائی سنٹرل	مارا سولی مارن	ڈی ایم کے
373-چنائی شمال	سی کپوسوامی	ڈی ایم کے

374-چنائی جنوب	ٹی آر بالو	ڈی ایم کے
375-چدمبرم (ایس سی)	ای۔ پنوسوامی	پی ایم کے
376- کوئمبتور	سی پی رادھا کرشنن	بی جے پی
377- کڈالور	ادھی شنکر	ڈی ایم کے
378-دہرم پوری	پی ڈی الانگووان	پی ایم کے
379-ڈنڈی گل	سی سرینواسن	اے آئی اے ڈی ایم کے
380- گوپی چیتی پلائم	کے کے کالیاپن	اے آئی اے ڈی ایم کے
381- کرور	ایم چناسوامی	اے آئی اے ڈی ایم کے
382- کرشناگری	وی وترن سلوان	ڈی ایم کے
383-مدورائی	پی موہن	سی پی آئی (ایم)
384-میلاڈرٹرن	منی شنکر ایر	ڈی ایم کے
385-ناگ پٹنم (ایس سی)	اے کے ایس وجین	ڈی ایم کے
386-ناگرکوئل	پان رادھا کرشنن	بی جے پی
387-نیل گری	ایم ماسٹر ماتھن	بی جے پی
388-پلانی	پی کمارسوامی	اے آئی اے ڈی ایم کے
389-پیرلمبور (ایس سی)	اے راجا	ڈی ایم کے
390-پیریاکلم	دیناکرن	اے آئی اے ڈی ایم کے
391-پولاچی (ایس سی)	ڈاکٹر سی کرشنن	ایم ڈی ایم کے
392-پڈک کٹائی	تھیرونوکاراسو	(ایم جی آر) اے آئی ڈی ایم کے
393-رام ناتھ پورم	کے ملائی سامی	اے آئی اے ڈی ایم کے
394-راسی پورم (ایس سی)	ڈاکٹر وی سروجا	اے آئی اے ڈی ایم کے
395- سلیم	ٹی ایم سیلواگنپتی	اے آئی اے ڈی ایم کے
396- سواگنگا	ای ایم سدرشن نچیپن	آئی این سی

397-سواکاشی	وائیکو	ایم ڈی ایم کے
398-سری پیروم بدور (ایس سی)	اے کرشنا سوامی	ڈی ایم کے
399- تین کاسی (ایس سی)	ایس مرگیسن	اے آئی اے ڈی ایم کے
400-تنجاور	ایس ایس پلانی منکم	ڈی ایم کے
401- تندی ونم	این رام چندرن گنگی	ایم ڈی ایم کے
402- تیرو چیندور	اے ڈی کے جیا سیلان	ڈی ایم کے
403- تیرو چن گوڑے	ایم کنپن	ایم ڈی ایم کے
404- تیرو چیراپلی	-	-
405- تیرونیلو پلی	پی ایچ پانڈیان	اے آئی اے ڈی ایم کے
406- تیروپ پتھور	ڈی وینو گوپال	ڈی ایم کے
407-وانڈاواسی	ایم دورائی	پی ایم کے
408-ویلور	این ٹی شان موگم	پی ایم کے

تری پورہ(2)

409 تریپورہ (مشرق)	باجوبن ریان	سی پی آئی (ایم)
410- تیریپورہ (مغرب)	کھگن داس	سی پی آئی (ایم)

اترانچل(5)

411-الموڑہ	بچی سنگھ راوت	بی جے پی
412- گڑھوال	میجر جنرل ریٹائرڈ بھون چندر کھنڈوری	بی جے پی
413- ہردوار (ST)	ہرپال سنگھ ساتھی	بی جے پی
414- نینی تال	نرائن دت تیواری	کانگریس
415- ٹہری گڑھوال	مہاراجہ مان بھندرا شاہ	بی جے پی

اترپردیش(85)

416- آگرہ	راج ببر	ایس جے پی
417-اعظم گڑھ	رما کانت یادو	ایس جے پی
418-اکبر پور(ایس سی)	محترمہ مایاوتی	بی ایس پی
419-علی گڑھ	محترمہ شیلا گوتم	بی جے پی
420-الہ آباد	ڈاکٹر مرلی منوہر جوشی	بی جے پی
421-امیٹھی	محترمہ سونیا گاندھی	کانگریس
422-امروہہ	راشد علوی	بی ایس پی
423- آنولہ	کنور سروج سنگھ	ایس جے پی
424-باغپت	اجیت سنگھ	آر ایل ڈی
425- بہرائچ	پدسم چودھری	بی جے پی
426-بلیا	چندر شیکھر	ایس.جی پی آر
427- بلرام پور	رضوان ظہیر خاں	ایس جے پی
428-باندہ(ایس سی)	رام سنجیون	بی ایس پی
429-بانس گاؤں	راج نرائن پاسی	بی جے پی
430-بارہ بنکی(ایس سی)	رام ساگر	ایس جے پی
431-بریلی	سنتوش کمار گنگوار	بی جے پی
432-بستی(ایس سی)	سری رام چوہان	بی جے پی
433-بجنور(ایس سی)	شیش رام سنگھ روی	بی جے پی
434-بلہور	شیام بہاری مشرا	بی جے پی
435-بدایوں	سلیم اقبال شیروانی	ایس جے پی
436-بلند شہر	چھتر پال سنگھ	بی جے پی

437-چائل (ایس سی)	سریش پاسی	بی ایس پی
438-چندوسی	جواہر لعل جیسوال	ایس جے پی
439-دیوریا	شری پرکاش منی ترپاٹھی	بی جے پی
440-ڈومریا گنج	رام پال سنگھ	بی جے پی
441-ایٹہ	کے آر دیویندر سنگھ یادو	ایس جے پی
442-اٹاوہ	رگھوراج سنگھ شاکیہ	ایس جے پی
443-فیض آباد	ونے کٹیار	بی جے پی
444-فرخ آباد	چندر بھوشن سنگھ عرف منو بابو	ایس پی
445-فتح پور	اشوک کمار پٹیل	بی جے پی
446-فیروز آباد (ایس سی)	رام جی لعل سمن	ایس جے پی
447-گھاٹم پور (ایس سی)	پیارے لعل شنکھوار	بی ایس پی
448-غازی پور	منوج سنہا	بی ایس پی
449-گھوسی	بال کرشنا چوہان	بی ایس پی
450-گونڈہ	برج بھوشن شرن سنگھ	بی جے پی
451-گورکھپور	آدتیہ ناتھ	بی جے پی
452-ہمیر پور	اشوک کمار سنگھ چندیل	بی ایس پی
453-ہاپوڑ	ڈاکٹر رمیش چندر تومر	بی جے پی
454-ہردوئی (ایس سی)	جے پرکاش	اے بی ایل ٹی سی
455-ہاتھرس (ایس سی)	کشن لعل دلیر	بی جے پی
456-جالون (ایس سی)	برج لعل کھمری	بی ایس پی
457-جلیسر	پروفیسر ایس پی سنگھ بگھیل	ایس جے پی
458-جونپور	چمیانند سوامی	بی جے پی
459-جھانسی	سجان سنگھ بندیلا	آئی این سی

460- کیرانہ	امیر عالم	آر ایل ڈی
461- قیصر گنج	بنی پرساد ورما	ایس جے پی
462- قنوج	اکھلیش یادو	ایس جے پی
463- کانپور	کیپٹن سری پرکاش جیسوال	آئی این سی
464- خلیل آباد	بھال چند یادو	ایس جے پی
465- کھیری	روی پرکاش ورما	ایس جے پی
466- خورجہ (ایس سی)	اشوک کمار پردھان	بی جے پی
467- لعل گنج (ایس سی)	ڈاکٹر بالی رام	بی ایس پی
468- لکھنؤ	اٹل بہاری باجپئی	بی جے پی
469- مچھلی شہر	چندرناتھ سنگھ	ایس جے پی
470- مہاراج گنج	کنور اکھلیش سنگھ	ایس جے پی
471- مین پوری	بلرام سنگھ یادو	ایس جے پی
472- متھرا	چودھری تیج ویر سنگھ	آئی این سی
473- میرٹھ	اوتار سنگھ بھڈانہ	کانگریس
474- مرزاپور	محترمہ پھولن دیوی	ایس جے پی
475- مسرکھ (ایس سی)	محترمہ سشیلا سروج	ایس جے پی
476- موہن لعل گنج (ایس سی)	محترمہ رینا چودھری	ایس جے پی
477- مرادآباد	چندروجے سنگھ عرف بے بی راجہ	اے بی ایل ٹی سی
478- مظفر نگر	سعید الزماں	آئی این سی
479- پڈرونہ	رام نگینہ مشرا	بی جے پی
480- پھولپور	دھرم راج سنگھ پٹیل	ایس جے پی
481- پیلی بھیت	محترمہ مینکا گاندھی	آئی این ڈی

482-پرتاپ گڑھ	محترمہ راج کماری رتنا سنگھ	آئی این سی
483-رائے بریلی	کیپٹن ستیش شرما	آئی این سی
484-رام پور	محترمہ بیگم نور بانو عرف مہتاب زمانی بیگم	آئی این سی
485-رابرٹس گنج (ایس سی)	رام شکل	بی جے پی
486-سہارنپور	منصور علی خاں	بی ایس پی
487-سید پور (ایس سی)	سروج طوفانی	ایس جے پی
488-سلیم پور	ببن راج بھر	بی ایس پی
489-سنبھل	ملائم سنگھ یادو	ایس جے پی
490-شاہ آباد	داؤد احمد	بی ایس پی
491-شاہ جہاں پور	جتندر پرساد کور	کانگریس
492-سیتاپور	راجیش ورما	بی ایس پی
493-سلطانپور	جے بھدرا سنگھ	بی ایس پی
494-اناؤ	دیپک کمار	ایس جے پی
495-وارانسی	شنکر پرساد جیسوال	بی جے پی

مغربی بنگال (42)

496-علی پوردوار (ایس ٹی)	جاچم بکسلا	آر ایس پی
497-آرام باغ	انل باسو	سی پی آئی (ایم)
498-آسنسول	بکاش چودھری	سی پی آئی (ایم)
499-بلورگھاٹ (ایس سی)	رانین برمن	آر ایس پی
500-بنکورہ	باسودیب آچاریہ	سی پی آئی (ایم)
501-بارسات	ڈاکٹر رنجیت کمار پانجہ	اے آئی ٹی سی
502-بیرک پور	تارت بارن توپدر	سی پی آئی (ایم)

503-بیرہاٹ	اجے چکر برتی	سی پی آئی
504-برہمپور	ادھیر رنجن چودھری	آئی این سی
505-بیر بھوم (ایس سی)	راماچندر ڈوم	سی پی آئی (ایم)
506-بول پور	سومناتھ چٹرجی	سی پی آئی (ایم)
507-بردوان	سرنکھل آنندا	سی پی آئی (ایم)
508- کلکتہ شمال مشرق	اجیت کمار پانجہ	اے آئی ٹی سی
509- کلکتہ شمال مغرب	سدیب بندو پدھیائے	اے آئی ٹی سی
510- کلکتہ جنوب	محترمہ ممتا بنرجی	اے آئی ٹی سی
511- کونٹائی	تمیش سین گپتا	اے آئی ٹی سی
512- کوچ بہار (ایس سی)	امریندر رائے پردھان	اے آئی ایف بی
513-دارجلنگ	ایس پی لیپچا	سی پی آئی (ایم)
514-ڈائمنڈ ہاربر	سامک لاہری	سی پی آئی (ایم)
515-ڈم ڈم	تپن سکدر	بی جے پی
516-درگاپور (ایس سی)	سنیل خان	سی پی آئی (ایم)
517-ہگلی	روپ چند پال	سی پی آئی (ایم)
518-ہوڑہ	سودیش چکر برتی	سی پی آئی (ایم)
519- جادوپور	محترمہ کرشنا بوس	ٹی سی
520-جلپائی گڑی	محترمہ مناتی سین	سی پی آئی (ایم)
521-جنگی پور	ابوالحسنات خاں	سی پی آئی (ایم)
522- جھارگرام (ایس ٹی)	روپ چند مرمو	سی پی آئی (ایم)
523-جویانگر (ایس ٹی)	سنت کمار منڈل	آر ایس پی
524- کٹوا	محبوب زاہدی	سی پی آئی (ایم)
525- کرشنا گار	ستیہ برتا مکھرجی	بی جے پی

526-مالدہ	اے بی اے غنی خاں چودھری	آئی این سی
527-متھرا پور (ایس ٹی)	پروفیسر رادھیکا رنجن پرمانک	سی پی آئی (ایم)
528-موناپور	اندرجیت گپتا	سی پی آئی
529-مرشد آباد	معین الحسن	سی پی آئی (ایم)
530-نبادیپ	آنند موہن بسواس	ٹی سی
531-پنس کورا (ایس سی)	ڈاکٹر بکرم سرکار	ٹی سی
532-پرولیا	بیر سنگھ مہتو	اے آئی ایف بی
533-رائے گنج	پریہ رنجن داس منشی	آئی این سی
534-سریم پور	اکبر علی کھندوکر	ٹی سی
535-تملک	لکشمن چندر سیٹھ	سی پی آئی (ایم)
536-الوبیریا	حنان ملا	سی پی آئی (ایم)
537-وشنو پور (ایس سی)	محترمہ سندھیا بوری	سی پی آئی (ایم)

جزائر انڈومان نکوبار (1)

538-جزائر انڈومان نکوبار (1)	بشنو پاڈا رائے	بی جے پی

چنڈی گڑھ (1)

539-چنڈی گڑھ	پون کمار بنسل	آئی این سی

دمن دیو (1)

540-دمن دیو	دیابھائی ولبھ بھائی پٹیل	آئی این سی
541-دادراور ناگر حویلی	موہن بھائی سنجی بھائی دیلکر	آئی این ڈی

لکشدیپ (1)

542-لکشدیپ	پی ایم سعید	آئی این سی

پانڈیچری (1)

543-پانڈیچری	ایم۔او۔ایچ فاروق	آئی این سی

اینگلو انڈین (2)

544-ڈینزل جی اٹکنسن	نامزد	بی جے پی
545-ڈاکٹر (محترمہ) بیٹرس ڈیسوزا	نامزد	ایس پی

پارٹیوں رگروپوں کے جو مخف استعمال ہوئے ہیں وہ اس طرح ہیں۔

بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی)، انڈین نیشنل کانگریس (ائی این سی) کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا (مارکسسٹ) (سی پی آئی ایم)، کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا (سی پی آئی)، کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا مارکسسٹ لیننسٹ) (سی پی آئی (ایم ایل)، سماج وادی پارٹی (ایس جے پی)، آل انڈیا انا ڈراوڑ منترا کنڈگم (اے آئی اے ڈی ایم کے)، تیلگو دیشم پارٹی (ٹی ڈی پی)، بیجو جنتا دل (بی جے ڈی)، آل انڈیا ترنمول کانگریس (اے آئی ٹی سی)، ڈراوڑ منیترا کنگڈم (ڈی ایم کے) شوسینا (ایس ایس)، سمتا پارٹی (ایس پی)، بہوجن سماج پارٹی (بی ایس پی) ریولیشنری سوشلسٹ پارٹی (آر ایس پی)، پٹلی ملکل کچی (پی ایم کے)، مارو ملار چی ڈراوڑ منکترا کنگڈم (ایم ڈی ایم کے)، آل انڈیا فارورڈ بلاک (اے آئی ایف بی)، مسلم لیگ (ایم یو ایل)، جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس (جے اینڈ کے این سی)، پی زینٹ اینڈ ورکرس پارٹی (پی ڈبلو پی)، سماج وادی جنتا پارٹی راشٹریہ (ایس جے پی آر) سکم ڈیموکریٹک فرنٹ (ایس ڈی ایف)، کیرالہ کانگریس (ایم) (کے سی ایم) آٹونمس اسٹیٹ ڈیمانڈ کمیٹی (اے ایس ڈی سی)، آل انڈیا مجلس اتحاد المسلمین (اے آئی ایم آئی ایم)، منی پور اسٹیٹ کانگریس، پارٹی (ایم ایس سی پی)، انڈین نیشنل لوک دل (آئی این ایل ڈی)، ہماچل وکاس کانگریس (ایچ وی سی)، شرومنی اکالی دل مان (ایس اے ڈی ایم)، جنتا دل یونائیٹڈ (جے ڈی یو)، جنتا دل سیکولر (جے ڈی ایس)، نیشنلسٹ کانگریس پارٹی (این سی پی)، اکھل بھارتیہ لوک تانترک کانگریس (اے بی ایل ٹی سی)، بھارتیہ بہوجن مہاسنگھ (بی بی ایم)، راشٹریہ لوک دل (آر ایل ڈی) ایم جی آر انڈیا انا دراوڑ منترا کنگڈم (ایم جی آر اے آئی اے ڈی ایم کے) آزاد (آئی این ڈی) راشٹریہ جنتا دل (آر جے ڈی)، راشٹریہ جنتا دل (ڈیموکریٹک) (آر جے ڈی ڈی)۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی چند مطبوعات

نوٹ: طلبہ و اساتذہ کے لیے خصوصی رعایت۔ تاجران کتب کو حسب ضوابط کمیشن دیا جائے گا۔

اسکول لائبریری

مصنف
سید حسین رضا نقوی
صفحات 155
قیمت -/20 روپے

ہندوستان کے زمانہ قدیم و وسطیٰ کے کتب خانے

مصنف
بمل کمار دت
صفحات 241
قیمت -/69 روپے

قواعد کیٹیلاگ سازی

مترجمہ
ڈاکٹر محمد ضیاء الدین انصاری
صفحات 487
قیمت -/268 روپے

عہد ناظم کتب خانہ داری

مصنف
کے۔ سی۔ ہیریسن
صفحات 172
قیمت -/55 روپے

بھارت 2001

حوالہ جاتی سال نامہ
صفحات 864
قیمت -/250 روپے

بھارت 2002

حوالہ جاتی سال نامہ
صفحات 888
قیمت -/250 روپے

ISBN: 81-7587-074-5

कौमी काउन्सिल बराए फ़रोग़-ए-उर्दू ज़बान

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

National Council for Promotion of Urdu Language
West Block-1, R.K. Puram, New Delhi-110066